ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
الحمد لله والمنة که کتاب سعادت انتساب حاوی کل حالات جامع جمیع صفات حضرت رسول مقبول صلعم مسمّی
قرة العیون
شرح
سرور المحزون
حسب الحکم جناب امین الدوله وزیر الملک نواب محمد علی خان صاحب بهادر صولت جنگ والی ٹونک ادام الله اقباله
در مطبع علوی محمد علی بخش خان واقع لکهنؤ مطبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد ثابت ہی اوس قادر مطلق اور معبود برحق رب الانام مالک الملک ذی الجلال و الاکرام کو جسنی احسان کیا اپنی بندون پر بیچ مبعوث کرنے اپنی رسول اکرم نبی مکرم شفیع الامۃ کاشف الغمۃ شمس الہدیٰ بدر الدجیٰ سید الثقلین امام القبلتین خلاصہ کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین رحمۃ العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کہ آیت یَتْلُوا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ ط اوسکے بیان مین ہی ترجمہ تلاوت کرتا ہی وہ اونپر اوسکی آیتون کو اور پاک کرتا ہی اونکو اور سکھاتا ہی اونکو کتاب اور حکمت اور حدیث قدسی لولاک لما اظہرت الربوبیۃ اوسکی شان مین ہی یعنی اگر نہ پیدا کرتا مین تجھکو اے محمد تو نہ ظاہر کرتا مین ربوبیت کو اور انعام کیا ساتھ نازل کرنے قرآن مجید اور فرقان حمید کے اوس پر کہ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَ الْاِنْسُ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا صفت اوسکی ہی ترجمہ کہہ تو اے محمد اگر جمع ہوون جن اور آدمی اس پر کہ لاوین مانند اس قرآن کے نہ لاوین گے مثل اسکی اگرچہ ہووے بعضا اونکا واسطے بعض کے مددگار اور اختیار کیے اوسکے لیے یار ہدایت شعار اوسکے جنکی مناقب والا مناصب مین یہ حدیث وارد ہی سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما ہو علیہ من اختلافہم فہو عندی علی الہدی ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پوچھا مین نے اپنے رب سے حال اختلاف اصحاب اپنے کے سے بعد اپنے یعنی یہ جو اختلاف کرینگے آپس مین درمیان فروع شرائع کے اوسمین کیا حکمت ہی سو وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف میرے کہ اے محمد بیشک اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارونکے ہین آسمان مین بعضے اونمین قوی یعنی نور مین زیادہ ہین بعضے سے اور واسطے ہر ایک کے ایک نور ہی سو جسنے لیا کچھ اوس چیز سے کہ وہ اوس پر ہین اختلاف اونکے سے پس وہ نزدیک میرے ہدایت پر ہی یہ حدیث دلیل ہی واسطے برحق ہونے چارون مذہبون کے اسواسطے کہ اختلاف

چارون اماموں کا بعضے مسائل مین مبنی ہی اوپر اختلاف اصحاب کے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پس اقتدا کرنے والا ان اماموں کا
اقتدا کرنے والا ہی اصحاب رضی اللہ عنہم کا تاکہ ہوئین حفاظت کرنے والے اور یاد رکھنے والے احکام شریعت اوسکے سے اور
چن لیے اونمین سے چار یار کبار باوقار اوسکے کہ وہ چارون چار دیوار ہین خانہ دین متین کے اور چار قوائم ہین تخت
شریعت کے اور چار ستون ہین قصر اسلام کے جنکی منقبت عالی مرتبت مین آیا ہی رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی
دار الہجرت وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق وما لہ من
صدیق رحم اللہ عثمان یستحیی منہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار ترجمہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے رحمت کرے اللہ تعالی ابوبکر کو کہ نکاح کر دیا مجھسے اپنی بیٹی کا اور سوار کر لایا مجھکو طرف
دار ہجرت کے اور ساتھ رہا میرے غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے یعنی مال دیکر رحم کرے اللہ تعالی عمر کو کہتا ہی صرف
حق اگرچہ تلخ لگے کسی کو چھوڑ دیا اوسکو حق گوئی نے اس حالت مین کہ نہین ہی کوئی واسطے اوسکے دوست رحمت کرے اللہ
عثمان کو حیا کرتے ہین اوس سے فرشتے رحمت کرے اللہ تعالی علی کو خداوندا پھیر حق کو ساتھ اوسکے جدھر کو وہ پھرے اور برگزیدہ
کیے واسطے اوسکے تابعین اور تبع تابعین جنکی بیان مین وارد ہی خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ترجمہ
فرمایا حضرت نے بہتر امت میری کا قرن میرا ہی یعنی اصحاب میرے پھر وہ لوگ کہ متصل اونکے ہین یعنی تابعین پھر وہ لوگ کہ متصل
اونکے ہین یعنی تبع تابعین کما فی مظاہر الحق ملخصًا تاکہ ہوں جمع و بیان کرنیوالے سنت قویم اور صراط مستقیم اوسکی اور مضبوط اور مستحکم کیا اساس
دین متین اوسکی کو ساتھ پیدا کرنے اور وجود مین لانے ائمہ مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کہ مبشر ہین وہ ساتھ بشارت
فیض بشارت ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا کے ترجمہ بیشک
اللہ تعالی اوٹھاویگا اس امت کے لیے سرے پر ہر صدی کے ایسا شخص کہ تازہ کرے اوسکے لیے دین اوسکا سو ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالی
ایک مجدد پیدا کرتا رہا اور اوسکے ہاتھ سے تجدید دین کی ہوتی رہی چنانچہ اول صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز مروانی رحمۃ اللہ علیہ
اور دوسری صدی کے امام شافعی رحمہ اللہ اور تیسری صدی کے مجدد ابن شریح اور امام اشعری رحمہما اللہ تعالی اور چوتھی صدی
کے باقلانی رحمہ اللہ اور پانچوین صدی کے امام محمد غزالی رحمہ اللہ اور چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی اور رافعی
رحمہ اللہ اور ساتوین صدی کے ابن دقیق العید رحمہ اللہ اور آٹھوین صدی کے بحر بلقینی اور حافظ زین الدین
رحمہما اللہ اور نوین صدی کے جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کما عدہم صاحب مجالس الابرار والطیبی اور دسوین صدی کے
علی القاری رحمہ اللہ اور گیارہوین صدی کے حضرت محبوب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی چنانچہ اونکی اثبات مجددیت
مین تصانیف اوسوقت کے علما کی موجود ہین اور بارہوین صدی کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی چنانچہ آپ ہی نے اس امر کا
ادعا اپنی تفہیمات مین بخوبی بیان کیا ہی اور تیرہوین صدی کے حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین امام الاولیا والصالحین خلاصہ
خاندان مصطفوی سلالہ دودمان مرتضوی پیشوای شریعت مقتدای طریقت رہنمای حقیقت عمدہ اہل معرفت افقہ علماء قوم

سنت قامع بنیان شرک و بدعت صاحب اوصاف حمیدہ خداوند اخلاق پسندیدہ نیر برج ولایت گوہر درج ہدایت شیر میدان تسلیم رضا نہنگ دریائے قدر و قضا سلطان العارفین برہان الواصلین ہادی زمان مہدی دوران مصدر فیوض ایزد منان منبع الجود والاحسان راس الاتقیا تاج الاصفیا سند الکاملین مسند المکملین اسوۃ النقبا عصر مرجع النجبا دہر غواص بحر معانی سیاح قلزم نکتہ دانی یعنی امیر المومنین و المسلمین امام المہاجرین و المجاہدین برگزیدہ بارگاہ صمد سید السادات سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان ہین کہ اللہ تعالے نے اونکی ذات بابرکات کی سعی و کوشش سے ایک عالم کو بخوبی توحید و سنت اور نشتی شرک و بدعت سے ماہر کردیا اور ہر ایک طالب راہ مستقیم پر حق و باطل کو ظاہر کردیا اور لاکھون آدمی اونسے بیعت کرکے ہدایت پاگئے اور بادیۂ ضلالت سے شاہراہ شریعت پر آگئے رضوان اللہ علیہ و علیہم اجمعین الی یوم الدین چنانچہ اس مضمون ہدایت مشحون کو بخوبی صاحب رسالہ صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس اور صاحب نصاب گوہر منظوم اور صاحب تنبیہ الغافلین اور تاریخ احمدیہ والی وغیرہ علمای کرام نے اپنی اپنی تصانیف نظم و نثر مین صاف منقح اور مبین کیا ہی کما لا یخفی علی المتتبع اور علاوہ اونکے حضرت مولانا و اولانا محمد اسمعیل برادر زادہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی تحریرات نظمیہ و نثریہ اس مضمون کی مصرح اور مشرح ہین جس کو حاجت ہو دیکھ لے اما بعد سنا چاہیے کہ رسالہ شریفہ سرور المحزون ترجمہ نور العیون جو تالیف کیا ہوا مولانا و مخدومنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ہے اس خیر خواہ خلق اللہ کے ہاتھ آیا جو دیکھا تو مجمل حالات حضرت سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات مین نایاب اور لاجواب پایا اور نہایت پسند آیا مگر یہ بھی معلوم کیا کہ کم علم ہندی زبان والے جیسا کہ چاہیے ویسا اوسکو نہین سمجھتے ہین کیونکہ ایک تو فارسی زبان اور دوسرے مجمل بیان سو اسلیے اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے تائید غیبی اور عنایت لاریبی سے بیچ عہد سعادت مہد حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حامی ملت بیضا رافع اعلام شریعت غرا محی سنت محمدیہ ممد دین حنیفیہ مقتدای اہل اسلام پیشوای خواص و عوام امیر المؤمنین کفیل المسلمین اسوۂ ارباب بصیرت قدوۂ اصحاب سیرت جناب مستطاب معلی القاب نصفت دثار معدلت شعار ممہد مہد عدل و انصاف مخرب بنیان جور و اعتساف ناصب رایات نسبت احمدی خلیفۂ خاص امیر المؤمنین سید احمد غازی باز شوکت ہمایون حشمت جہانگیر صولت شاہجہان دولت عالمگیر ثانی لائق تاج و تخت سلطانی سکندر اقبال تیمور اجلال آصف نظیر ارسطو تدبیر جناب نواب صاحب وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ زاد اللہ اقبالہ خلف الصدق جناب مستطاب معلی القاب کیوان جاہ گردون بارگاہ منبع فیض و عطا معدن جود و سخا رستم دوران حاتم زمان رافع اعلام توحید و سنت قامع آثار شرک و بدعت مروج ملت بیضا معاون شریعت غرا نواب نامدار دولت مدار نواب امیر الدولہ امیر الملک محمد امیر خان بہادر شمشیر جنگ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کی شرح اوسکی مع ترجمہ بزبان اردو مین بیچ سن بارہ سو اکسٹھ ہجری کے شروع کی اور نام اوسکا قرۃ العیون شرح سرور المحزون رکھا اللہ تعالی اسکو ساتھ خیر کے اتمام کو پہونچاوے اور اس کوشش کو مشکور فرماوے اب پہلے کچھ حال نسب نامہ اور تبحر علم حضرت مولف رسالہ موصوفہ کا لکھنا ضرور ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ رحمۃ اللہ علیہ کس مرتبہ اور درجے کے شخص تھے بعد اسکے شروع کرنا کتاب

کا خوجہ پر نسب نامہ مولف متن کا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ وجیہ الدین بن حضرت
شیخ معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قاذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہ بن عبد الملک
بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین جنازہ بتمران بن شیر ملک بن محمد عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر حاکم ملک
بن فاروق ملک بن جرجیس بن احمد بن محمد بن شہریار بن عثمان بن ماہان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن
عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کمالات اونکے کا واضح ہو کہ حضرت شاہ ولی اللہ کو اللہ تعالے
نے علوم ظاہری اور باطنی دونوں ساتھ کمال کے عنایت کیے تھے چنانچہ حال دونوں علموں موصوف کا اونکی تصنیفات کے مطالعہ
کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے اور صاحب سیر الاخبار المعروف بفرحت الناظرین نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی از اجلہ
علماء عصر جامع معقول و منقول واز حقایق و معارف آگاہ بود باستر شاہ صرہا از ان حق پردخت و بدرس علوم عقلی و نقلی اشتغال
داشت محدث بود بہفت سال بسند احادیث در مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا نمودہ بود بعد ازان بہند آمدہ در دلی که بہ مسکن
شہرہ آفاق بود و مجمع الفضلا و دانشمندان روزگار از وانشہر آمدہ سند حدیث میکردند و تصانیف بسیار دارد شرح مؤطا
امام مالک را بسیار معتمد و دیگر کتب معتبرہ تصنیف کردہ اند مثل حجۃ اللہ البالغہ و تفہیمات و تفسیر ان بعد شیخ عبد الحق کہ بوجود آمدہ
صحاح ستہ انتشر یافت و باسناد صحیح حدیث را نقل میکرد در سنہ یازدہ صد و ہفتاد و پنج ہجری بعالم آخرت شتافت انتہی
اور تذکرۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن مولوی عبد الرحیم دہلوی قدس سرہ از علماء عظام و فقہاء
ذوی الکرام حضرت دہلی است در علم و فضل و ورع و تقوی شانی بلند و مدارج ارجمند داشت تمام عمر عزیز در تدریس طلبای علم صرف
ماند و تفسیر تمام قرآن مجید المسوم بفتح الرحمن کہ مقبول خاص و عام است تصنیف کردہ وی است وفات آنجناب سال یکہزار و یک
صد و ہفتاد و پنج یا ہفتاد و یک وقوع آمدہ از مولف ــــ از دنیا چو رخت آفا مت بہ بست بد ولی اللہ والی ولی اتقی بد و فاتش بجستم
ز شیخ کریم بد رقم شد دگر شیخ اکبر ولی الاصفیا بد از دنیا بجنت گشت راہی بد ولی اللہ حق آگاہ بہشتی بد وفات او ز کی حقو
بپیوست بد دگر عارف ولی اللہ بہشتی بد واضح ہو کہ کتب مصنفہ اور مولفہ اونکی بہت ہیں از انجملہ بعض ہیں جنکے نام یاد ہیں
تفہیمات کہ ملفوظات آپکی ہیں جمع کیا ہے اونکو آپکے خلیفہ محمد عاشق پہلتی نے اور مصفی شرح موطا فارسی میں اور مسوی
شرح موطا عربی میں اور حجۃ اللہ البالغہ اسرار شریعت کے بیان میں اور قول الجمیل عربی زبان علم سلوک میں اور فوز الکبیر اصول
التفسیر اور فتح الخبیر اور فتح الرحمان ترجمہ فارسی قرآن شریف کا اور ازالۃ الخفا فی بیان اثبات خلافۃ الخلفا فارسی میں اور فیوض
الحرمین اور خیر کثیر اور چہل حدیث کہ انمیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سند اونکی ہے مجالی ہے اور عقد الجید اور انصاف اور تفہیمات
اور ہمعات اور انتباہ فی سلاسل الاولیا اور رسالۃ القدس اور بدور بازغہ اور سلسلات اور قرۃ العینین اور حسن العقیدہ وغیرہ
کتابیں بہت سی یادہ بہتر کتابیں ہیں اور جو کچھ اللہ تعالے نے مرتبہ ظاہری و باطنی اونکو بخشا وہ تفہیمات میں مذکور ہے حیث قال قد
من اللہ سبحانہ علی وعلی اہل زمانی بان یجعل طریقا من السلوک ہی اقرب الطرق وہی مرکبۃ من خمس اقدار اولہا اعنی الایمان

الحقیقی وقرب النوافل وقرب الوجوب وقرب الفرائض وقرب الملکوت وجعل ہذہ الطریقۃ غایۃ من ارادہا
اناء اللہ تعرف فہمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ہذہ الطریقۃ واوصلناک ذروۃ سنامہا وسددنا طرق
الوصول الی حقیقۃ القرب کلہا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وہو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من عاداک
بسماء ولیست الارض علیہ بارض فاہل المغرب واہل المشرق کلہم رعیتک وانت سلطانہم علموا او لم یعلموا فان
علموا فازوا وان جہلوا خابوا ۵ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کسے پنجروز نوبت اوست ترجمہ تحقیق احسان
کیا اللہ پاک نے مجھپر اور میرے زمانے کے لوگوں پر یہ بات ظاہر کردیا مجھے ایک طریقہ سلوک میں سے کہ وہ نزدیک سب طریقوں کا
ہے اور وہ مرکب ہے پانچ قربوں سے یعنے ایمان حقیقی اور قرب نوافل اور قرب وجوب اور قرب فرائض اور قرب ملکوت اور ٹھہرایا اس طریقہ
کو نہایت یعنی سب طریقوں کے جو کوئی اسکا ارادہ کریگا دلویگا اوسکو خدا یعنی یہ طریقہ او سمجھایا مجھے میرے رب جل جلالہ
نے کہ بیشک ہمنے مقرر کیا تجھکو پیشوا اس طریقے کا اور پہونچایا ہمنے تجھکو بلندی کوہان وسکی کو اور بند کرلیے ہمنے سب طریقے
پہونچنے کے حقیقت قرب تک آج کے دن سوا ایک طریقہ کے اور وہ محبت تیری ہی اور فرمانبرداری اسلئے تیری پس آسمان نہیں ہے
اوس شخص پر کہ دشمنی رکھے تجھسے آسمان اور نہیں ہو زمین اوسپر زمین یعنی اونکی برکات سے محروم ہی پس سب مغرب کے لوگ اور سارے
اہل مشرق تیری رعیت ہیں اور تو اونکا بادشاہ ہے وہ جانیں یا نجانیں پھر اگر جان لیوین تو مراد کو پہونچیں اور اگر نجانیں تو نامراد ہین
ایضاً کنت قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتہت بی دورۃ الحکمۃ ثم لما البست خلعۃ الحقانیۃ و
سلب عنی کل علم نظری وفکری بقیت متحیرا کیف یاتی لی المجددیۃ ثم اوضح ربی جل جلالہ طریقا خاصا یجمع
بہا بین الحقانیۃ والمجددیۃ بلا نظری وفکری وانی الی الآن لم اصنع بتفصیل المجددیۃ ومنحت اجمالہا وعلمت
علم الجمع بین المختلفات وعلمت ان الرای فی الشریعۃ تحریف وفی القضاء مکرمۃ ترجمہ تحقیق ہوں میں کہ پہنایا
مجھے اللہ پاک نے خلعت مجددیت کا جسوقت کہ منتہی ہوا اوپر میرے دورہ حکمت کا پھر جب پہنایا گیا میں خلعت حقانیت کا اور
زائل کیا گیا مجھسے ہر علم نظری اور فکری رہا میں حیران کہ کیونکر حاصل ہوگی واسطے میرے مجددیت پھر واضح کیا میرے رب جل جلالہ
نے ایک طریقہ خاص کہ جمع کرے بسبب اوسکے درمیان حقانیت اور مجددیت کے بغیر دخل علم نظری اور فکری کے اور تحقیق میں اب تک
نہیں عطا کیا گیا میں تفصیل مجددیت کی اور عطا کیا گیا میں اجمال وسکا اور تعلیم کیا گیا میں علم جمع کرنے کا درمیان مسائل مختلفہ کے اور
تعلیم کیا گیا میں کہ رائے بیچ شریعت کی تحریف ہی اور بیچ قضا کے کرامت اور سنا میں نے انہیں میرے روشن ضمیر قدوۃ السالکین زبدۃ
العارفین سالک مسالک دین ناہج مناہج یقین تقوی بنیاد توکل دستگاہ ارشاد فرمائے مسترشدان رہنمای مریدان حامی توحید
وسنت ماحی شرک و بدعت خلیفہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین مقبول بارگاہ صمد جناب سید احمد علیہ الرحمہ کی حضرت مرتضی
خان حجامد والے سے کہ یہ لقب ترقی آنحضرت ممدوح کا دیا گیا ہے کے لیے اسطرح پر ذکر کیا کہ فرمایا اونہوں نے کہ حضرت شاہ ولی
رحمۃ اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ الکریم کو عالم رویا میں حضرت سرور عالم خلاصہ بنی آدم محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو موے مبارک عطا فرمائے حیث جگے تو وہ دونوں اپنے ہاتھ میں لیے یا ان میں سے ایک موی مبارک اپنے بیٹے شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ کو دیا اور دوسرا اپنے دوسرے بیٹے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو عنایت کیا پھر حضرت شاہ اہل اللہ صاحب کے پاس کا گم گیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس کا باقی رہا انتہی اور حضرت سید الاسناد عالی مناصب جلالت مآب خاندان مصطفوی سلالہ دودمان مرتضوی حامی دین متین جناب سید زین العابدین سلمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت امیر المومنین امام المجاہدین مروج شرع متین کے خواہر زادہ حضرت سید احمد علی صاحب شہید مغفور ومبرور کے فرزند ارجمند ہیں مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ وہ موی مبارک جو شاہ اہل اللہ صاحب کے پاس تھا گم گیا پھر جو تلاش کیا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے موی مبارک کے ساتھ رکھا ہوا دیکھا پھر وہ وہاں سے اپنے یہاں لے گئے اور کمال محافظت سے رکھا مگر پھر بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس آگیا اسی طرح کئی بار ہوا سو انکی خیر و برکت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری اور باطنی میں انکو اور انکی اولاد امجاد کو طاق اور شہرۂ آفاق کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور در ثمین میں خود حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں الحدیث الخامس عشر اخبرنی والدی انہ کان مریضا فرای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم بشرہ بالشفاء واعطاہ شعرتین من شعور لحیتہ فتعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ فاعطانی احدھما فھی عندی انتہی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ علاوہ اس رسالہ شریفہ کی جو فوائد کہ کتب سیر معتبرہ اور کتب تفاسیر اور احادیث مشہورہ سے اور جو مسائل کہ کتب فقہ متداولہ سے مناسب موقع کی اسمیں درج کیے ہیں نام اوس کتاب کا اوس عبارت کے اول یا آخر میں واسطے سند کے لکھدیا ہی جناب الٰہی سے امید قوی ہی کہ اپنے فضل و کرم سے قبول فرماوے اور اپنے دیندار بندوں کو اوس سے فائدہ پہونچاوے اللھم آمین ثم آمین یا اللہ قبول فرما دعا میری پھر قبول فرما دعا میری انتہی **نظم** جو یہ نسخہ تالیف میں نے کیا ؛ نہیں اس سے ہے مدعا رِیا ؛ مگر یہ کہ ہو اس سے نفع عباد ؛ مجھے بھی دعا میں کریں لوگ یاد ؛ الٰہی تو مقبول کر یہ کلام ؛ بحق محمد علیہ السلام

شروع بیان ہدایت عنوان نسب نامہ حضرت سرور عالم ابو القاسم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹے عبد اللہ کے عبد اللہ بیٹے عبد المطلب کے عبد المطلب بیٹے ہاشم کے ہاشم بیٹے عبد مناف کے عبد مناف بیٹے قصی کے قصی بیٹے کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب کے کعب بیٹے لوی بضم لام و فتح ہمزہ و تشدید یا کے لوی بیٹے غالب کے غالب بیٹے فہر بکسر فا و سکون ہا کے فہر بیٹے مالک کے مالک بیٹے نضر بفتح نون و سکون ضاد معجمہ کے نضر بیٹے کنانہ کے کنانہ بیٹے خزیمہ بضم خا معجمہ و فتح زا معجمہ کے خزیمہ بیٹے مدرکہ بضم میم و سکون دال و کسر را مہملہ کے مدرکہ بیٹے الیاس بکسر ہمزہ کے بقول بعضی اور بعضی نے فتح ہمزہ اوسکا پڑھا الیاس بیٹے مضر بضم میم و فتح ضاد معجمہ کے مضر بیٹے نزار کے نزار بیٹے معد بضم میم و فتح عین مہملہ کے اور بعض نے بفتح میم و سکون عین کی تصحیح کی ہے اور منتخب میں ہے معد بفتحتین و تشدید دال نام اکبر دیگا اجداد رسول اللہ سے ہے اور معد بیٹے عدنان کے ہیں — اس قدر نسب نامہ میں حضرت کے اتفاق ہے تمام علمای محققین کا اور عدنان سے حضرت آدم تک اختلاف بہت ہے اور حال ان شخصوں کا یہ ہے کہ عبد اللہ والد ماجد حضرت کے ساتھ جلالت نسب اور حسن گفتار اور لطف کردار اور مکارم اخلاق اور حرکات سعود کے جوانان قریش میں ممتاز

[illegible]

اور خوبی و ملاحت مین یوسف اپنے وقت کے تھے نور محمدی اونکی طلعت زیبا سے روشن تھا اور اوس زمانہ مین احبار اور کاہنان حجاز سے یون سنا جاتا تھا کہ عنقریب نبی آخر الزمان اس جوان رعنا سے پیدا ہوگا کیونکہ ہماری کتب دینیہ مین لکھا ہے کہ جبہ صوف سفید یحییٰ علیہ السلام کا کہ خون آلودہ یہود کے پاس ہے جب اوسمین سے قطرے خون تازہ کے ٹپکین گے تب الد نبی آخر الزمان ظہور پذیر ہونگے سواب وس جامہ خشک سے خون سرخ ٹپک رہا ہے یہ وہی جوان ہے کہ اوسکی پشت سے ولادت باسعادت اوس نیک اختر کی ہوگی یہ حال سنکر ستر یہودی شام سے واسطے قتل عبد اللہ کے مکہ مین آئے اور ایک روز عبد اللہ کو شکار گاہ مین پاکر اکٹھے اون کی طرف چلے اتفاقاً وہب بن عبد مناف طرف شکار کے لیے اوس جنگل مین مشغول تھا جب اوس نے دیکھا کہ ایک جماعت ننگی تلوارین لیے ہوئے عبد اللہ کی طرف متوجہ ہین حمیت عرب اوسکی دامنگیر ہوئی اوسنے چاہا کہ ساتھ ہمراہیون اپنے کے اونکے دفع پر قیام کرے یا درخواست صلح کی کرے اوسوقت اوسنے ایک گروہ دیکھا کہ مشابہت ساتھ مردم دنیا کے نرکھتے تھے ابلق گھوڑون پر سوار آسمان سے زمین کو متوجہ ہوئے اور جب زمین پر آئے اوس گروہ یہود پر حملہ کیا اور اونکو شکست فاش ہوئی وہب اس واقعہ سے متحیر ہوکر گھر مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا اپنی بی بی سے کہا اور عبد المطلب کے پاس بھیجا تا عرض کرے کہ اوسکی ایک بیٹی ہے چاہتا ہے کہ عبد اللہ کے نکاح مین اسکو دے اور چونکہ عبد المطلب خوبی صورت اور پاکیزگی طینت آمنہ کی جانتے تھے عرض اوسکی قبول کی اور جانبین سے تیاری کرکے ساعت نیک مین دونونکا نکاح کیا اور وفات عبد اللہ کی راہ شام مین آتے یا جاتے مین مدینہ کو یا مدینہ طیبہ مین ہوئی جبکہ خرما خریدنے کو وہان گئے تھے اور مدفون ہوئے دار النابغہ مین اور عمر اونکی پچیس برس کی تھی اور ایک روایت مین تیس برس کی اور عبد المطلب بسبب جلالت قدر اور حلاوت گفتار اور محاسن افعال کے اپنے زمانے مین ثانی نرکھتے تھے اسواسطے بادشاہان عرب و عجم کے نزدیک نہایت معزز اور محترم تھے اور بہت سے اعمال خیر اون سے صادر ہوئے از انجملہ کھودنا زمزم کی کنوین کا ہے ملتقط ہے عجائب القصص کا ف اور کیفیت پیدا ہونے چاہ زمزم کی یون ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور اسمعیل کا ن ادلاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور اونکو ابو العرب کہتے ہین تو نور محمدی اونکی پیشانی سے چمکتا تھا تو رشک آیا اونسے حضرت سارا کو اسلیے کہ سارہ کی اولاد نہی اور وہ طمع رکھتی تھین کہ اونکے بیٹا ہو کہ وہ مستودع و مخزن اوس نور کا ہو پس قسم کھائی کہ ایک عضو بی بی ہاجرہ کے بدن سے کاٹین پھر بنایا بی بی ہاجرہ نے منطقہ ساتھ کسرہ میم اور سکون نون اور فتح طاء مہملہ اور فتح قاف کے منطقہ اوس پٹکہ کو کہتے ہین کہ اوپر کمر کی کے باندہا جاوے اور پہلا منطقہ باندھنا انھین سے شروع ہوا چنانچہ روایت کیا بخاری اور بغوی نے ابن عباس سے انتہی از رسالہ مولانا محمد اسحاق صاحب و تفسیر مظہری اور باندھا اوسکو اپنی کمر پر اور وہان سے چلین اور گھسیٹا اپنے دامن کو کہ مٹجاوے نشان قدمون کا کہ حضرت سارا معلوم نکرین اور کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ کے حق مین سفارش کی اور کہا بی بی سارا کو کہ پوری کرو قسم اپنی اس طرح سے کہ سوراخ کرو اونکی دونون کانون مین اور ختنہ کرو اونکا یہ کیا اونھون نے اور واقدی اور ابن عساکر کی روایت مین اس قسم

زیادہ ہے کہ چھیڑوالے حضرت ہاجرہ نے اپنے کانون مین گوشوارے پھر اوس سے بڑھایا حسن اپنا پھر فرمایا گمان کرتی ہون کہ زیادہ کیا نے جمال کانون کا پھر اوس سے راضی ہوئین سارا رہنے پر ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ ہاجرہ کے کذا فی المظہری سبب سے اسکے عورتون کو کان چھیدنا اور ختنہ کرنا سنت ہوگیا بخلاف ناک چھیدنے کے کہ ممنوع اور حرام ہے اور تحقیق اسکی یہی سوال نتھ سونے چاندی کی ناک مین پہننے کا کیا حکم ہے جواب در مختار مین کہ معتبر اور مختار کتاب مذہب حنفیہ کی ہے لکھا ہے قلت وھل یحل ثقب الاذن للنساء ترجمہ حکم حلال ہونے کا کہ عورتین ناک کے سوراخ مین پہنتی ہین مینے کسی کتاب مین نہین دیکھا کہ جایز ہے یا نہین انتہی ھذا المحصل عبارتہ سو اگر تصریح حل صلی کے کی جاوے تو جایز ہے طحطاوی حاشیہ در مختار مین بعد قول شارح لو اراد کی عبارت ہے قلت ذا کان مما یتزین بہ النساء کما ھو فی بعض البلاد فھو فیہا کثقب القرط انتہی کہتا ہون مین جبکہ نتھ وغیرہ ناک کا زیور اوس قسم سے کہ زیب و زینت کرتی ہین ساتھ اوسکے عورتین جیسی بعض شہرون مین معمول ہے سو وہ چھید کرنا اوسمین مانند چھید کرنے کان کے ہے مگر جو کہ یہہ زیور مخصوص ہندوستان کا ہے اور ہندوستان اصلی ملک کفار ہنود کا ہے تو یہہ زیور مخصوص ساتھ کفار ہنود ہوگا یہانتک کہ ہنود مین اس زیور پہننے کو نشان شوہر کا ٹھہرایا ہے پھر جو مسلمان عورتین اسکو پہنین تو تشبہ ساتھ عورتون کفار کے لازم آتا ہے سو جایز نہین ہے حدیث مین آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جامع صغیر مجمع البحار مین ہے **قولہ** من تشبہ بقوم ای من تشبہ الکفار فی اللباس وغیرہ او بالفساق او باھل التصوف او بالصلحاء فھو منھم جیسے مشابہت کی کفار کے لباس مین یا اور کسی امر مین یا مشابہت کی فساق یا صوفیہ سے یا صلحا سے سو وہ اونمین سے ہے اور سراج المنیر شرح جامع صغیر مین ہے قال المناوی ای من تزیا فی ظاہرہ بزیہم **وقال** العلقمی ای فی لبسہم بعض افعالہم فھو منھم قال العلقمی ای من تشبہ بالصالحین یکرم کما یکرمون ومن تشبہ بالفساق لم یکرم ومن وضع علیہ علامۃ الشرفاء اکرم وان لم یتحقق شرفہ اور زیادہ کیا تیسیر شرح جامع صغیر مین بیچ تشبہ صالحین کے قید وھو من اتباعھم کہ یعنی اکرام کیا جاویگا تشبہ کرنے والا ساتھ صلحا کے اوس حال مین کہ ہو وہ پیروی بھی کرنے والون مین سے اونکے یعنی تشبہ بالصالحین نہین ہوتی ہے مگر پیروی کرنے لوگونکے سے بیچ سیرت اونکے کے بخلاف تشبہ بالفساق کہ اوسمین اسکی حاجت نہین بلکہ فقط ساتھ اختیار کرنے لباس اونکی ہی وضع کے حاصل ہو جاتا ہے اور کہا علقمی نے بناء علیہ وفیہ اشارۃ الی ان من تشبہ عن الجان بالحیات المؤذیات وظھر لنا فی صورتھم فانہ یقتل انتہی اس حدیث سے قاعدہ زیور کا بھی نکلا جو اسکی حرمت مین کوئی نص صریح پائی نجاوے جیسے زیور پیتل اور لوہے مین نص صریح حرمت کی وارد ہے کہ فرمایا مالی اری علیک حلیۃ اھل النار اور فرمایا اجد منک رائحۃ الاصنام سو جس مین نص صریح حرمت پر نہو اور مشابہت کفار اور فساق سے بھی اوسمین نہو تو جایز ہے اسلیے کہ اصل اسمین حل ہے فرمایا اللہ تعالی نے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق تفسیر مظہری مین ہے وبھذہ الآیۃ ثبت ان الاصل فی المطاعم والمشارب والملابس الحل لما ثبت تحریمہا من اللہ تعالی اور جو اوس زیور مین مشابہت ساتھ کفار اور فساق کے ہے تو وہ نا روا ہوگا بحکم حدیث مذکور کے

بشرطیکہ کوئی نص حل اوسکے کا پایا جاوی انتہی اور سوا اسکے اس یورخاص پہننے
کے لینے ناک کا چھیدنا ضرور ہے اور اس مین تغیر خلق الٰہی مین ہوتا ہی بدون اذن
شارع کے اور اگرچہ تغیر چھیدنے کان اور ختنہ کرنے مین بھی ہوتا ہی مگر ساتھ اذن
شارع کی ہوتا ہی چنانچہ قصہ بی بی سارا اور بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور ہے
تفسیر مظہری و بیضاوی مین بیچ اس جملہ کے جو قرآن مین حکایۃً شیطان سے ہے
ولآمرنھم فلیبتکن اذان الانعام لکھا ہی وفیہ اشارۃ الی تحریم کل ما احل اللہ تعم وتنقیص
کل ما خلق اللہ تعم کاملا بالفعل او بالقوۃ اور بیچ اس جملہ کے ہے ولآمرنھم فلیغیرن
خلق اللہ عن وجھہ صورۃ او صفۃ ویندرج فیہ فقی العین الحامی وخصاء
العبید والوشم والوشر والمثلۃ واللواطۃ والسحق ونحو ذلک وعبادۃ الشمس
والقمر والحجارۃ وتغییر فطرۃ اللہ التی ھی الاسلام واستعمال الجوارح والقوی
فیما لا یعود علی النفس کمالا ولا یوجد لھا من اللہ زلفی انتہی
ترجمہ یعنی کہا شیطان نے کہ البتہ حکم کرونگا مین اونکو کہ چیرین چارپایوں کے کان
اور اس مین اشارہ ہی طرف حرام کرنے اوس چیز کے کہ حلال کیا اوسکو اللہ تعم نے
اور ناقص کرنے اوس چیز کے کہ پیدا کیا اوسکو اللہ تعم نے کامل فعلاً او قوۃً
یعنی ناقص کرنا خواہ فعل سے ہو خواہ قوۃ سے ہو اور البتہ حکم کرونگا مین اونکو کہ
تغیر دینگے اللہ تعم کے پیدا کیے ہوے کو وضع اوسکی سے اور صفت اوسکی ہو اور
داخل ہے اس مین پھوڑنا حامی کی آنکھ کا اور خصی کرنا غلام کا اور نیل گودنا اور
دانت ریتنا سو مین مغیر ہے اور لواطت کرنا اور ساحقہ کرنا عورت کا عورت سے
اور مانند اسکے لینے جیسے لباس عورت کا پہننا مردون کو اور لباس مردانہ پہننا
عورتون کو اور پوجنا سورج اور چاند اور پتھرون کا اور تغیر دینا فطرۃ اللہ کو
کہ وہ دین اسلام ہی اور استعمال اعضا اور قوتون کا مثل حواس خمسہ کے اوس کام مین
کہ نہ ہووے نفس کے کمال ورنہ پائی جاوی اوس سے ساتھ اللہ تعالیٰ کے
نزدیکی انتہی فی کہذا افاد استاذ الاستاذی الحضرت مولانا محمد حسین علی المصطفیٰ ابادی المعروف
برامیر ثم المحمد ابادی المعروف بجونا اور شیخزادہ حاشیہ بیضاوی مین تحت قولہ ونحو ذلک کے بیچ جملہ تغیر
خلق کے لکھا ہی کالتنمص وھو نتف شعر الجبہ یقال تنمصت المرأۃ اذا تزینت

بنتف شعر وجهها وحاجبيها وجبينها والنامصة المرأة التي تزين النساء بالنمص والمنمص والمنماص المنقاش وقد
لعن الله النامصة والمتنمصة والواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشرة
والمستوشرة والواصلة هي التي تصل الشعر والمستوصلة هي التي يفعل بها ذلك ويدخل في التمص نتف شعر
العانة فان السنة حلق العانة ونتف الابط والسحق لكونه عبارة عن تشبيه الانثى بالذكر من قبيل تغيير خلق الله تع
عن وجه صفة وكذا التخنث لما فيه من تشبيه الذكر بالانثى وكذا اللواطة لما فيها من اقامة ما خلق لدفع الفضلات مقام
موضع الحراثة وكذا عبادة الشمس والقمر والكواكب والحجارة فان عبادتها وان لم تكن تغيير الصورها لكنها تغيير لصفتها
فان شيئا منها لم يخلق لان يعبد من دون الله وانما خلق لينتفع به العباد على الوجه الذي خلق لاجله وكذا الكفر بالله
عز وجل وعصيانه فانه ايضا تغيير خلق الله تع عن وجه صفة فانه تع فطر الخلق على استعمال التحلي بحلية الايمان
والطاعة ومن كفر بالله وعصاه فقد ابطل ذلك الاستعمال وغير فطرة الله تع صفة ويؤيده قوله
صلى الله عليه وسلم كل مولود يولد على فطرة الاسلام فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه
وكذا استعمال الجوارح في غير ما خلقت هي لاجله تغيير لها عن وجهها صفة انتهى

الغرض آخرکار روز بروز حضرت سارا کو رشک زیادہ ہونے لگا یہان تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے حضرت اسمعیل اور اونکی والدہ
کو طرف مکہ معظمہ کے اور کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جناب باری تعالی کا حکم ہوا تھا ساتھ رضا جوئی سارہ کے بیچ مقدمہ ہاجرہ رضی اللہ
عنہا اور اسمعیل کے اور بعضی واسطے یہ آیا ہی کہ اللہ تعالی نے وحی بھیجی طرف حضرت ابراہیم کے کہ لیجاؤ اونکو طرف بیت الحرام کے پس سوار ہوے حضرت
ابراہیم علیہ السلام براق پر اور سوار کیا حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اپنے آگے اور اونکی والدہ ماجدہ کو اپنے پیچھے اور ساتھ ہوے اونکے حضرت جبرئیل
تاکہ جگہ بتاوین اونکو بیت اللہ کی اور نشانیان حرم محترم کی اور جدہر گذرتے تھے حضرت ابراہیم کسی بستی پر کہ فرماتے کیا ساتھ اسی بستی
کے حکم کیے گئے ہو ای جبرئیل پس کہتے جبرئیل نہین یہانتک کہ آ پہنچے مکہ مین اور اون دنون بیت اللہ کے قریب درخت کیکر کے تھے اور قوم
عمالیق اون دنون گرد حرم محترم کے رہتی تھی اور اونہین سے وہ ضلع آباد تھا اور یہی فاتین بھی تھے اور تھی جگہ بیت اللہ کی اس وقت
مثل ایک ٹیلے سرخ کے سو کہا حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ داخل ہو جئے مکہ مین جس جگہ کہ اول طرف کے کدا ہو زن سے استہ
فتح کا اور پکڑا ایک جگہ بیچ مکہ کے متصل باب بنی شیبہ کے اور وہ جانب مقبرہ جنت المعلی کے ہی پھر فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے یہ مقام ہی
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اونسے پوچھا کہ واسطے اسی جگہ کے حکم کیا گیا ہون مین وہ بولے فرمایا کہ ہان واسطے اسی جگہ کے پھر پہونچے حضرت ابراہیم
طرف بیت اللہ شریف کے اور قصد کیا جگہ حجر کا یعنی حطیم کا حجر ساتھ کسر حا اور جزم جیم کی دیوار کعبہ کی ہی جانب شمالی اور حطیم کو از
وکذا فی القاموس اور بنا یہین ہی کہ حجر نام ہی ایک دیوار گول کا طرف جانب کی کعبہ شریف کی اور بٹھایا حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمعیل
کو نزدیک بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے کہ وہین اب چاہ زمزم ہی اور اوس وقت مکہ مین کچھ نہ تھا اور تھا اوس جگہ مین پانی اور ان دنون مان
اور بیٹون کو ایک تھیلا کہ تھین اوسمین کھجورین دیدی رکھدی ایک مشک کہ اوسمین تھا پانی پھر چلے حضرت ابراہیم علیہ السلام

تو وہ اپنے ملک شام کو پھر چلے تو دوڑین انکے پیچھے بی بی ہاجرہ اور جا لیا اونکو نزدیک جبل کدا کے اور پکارا کہ ای ابراہیم کہان جاتے
ہو ہم دونون کو چھوڑے جاتے ہو بیچ اس میدان مین کہ کوئی یہان مونس اور غمخوار نہین اور نہ کوئی خبر لینے والی یہ سنکر کچھ جواب نہ دیا
اور نہ پیچھے پھر کر دیکھا پھر اسی طرح پکارا پھر نہ جواب پایا پھر تیسری بار حضرت بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا ہمکو اللہ تعالی کے حکم سے
یہان چھوڑے جاتے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان اللہ تعالی کے حکم سے چھوڑے جاتا ہون تب حضرت بی بی
ہاجرہ نے کہا کہ کافی ہے ہمکو اللہ تعالی وہ ضایع نکریگا ہمکو یہہ کہکر اپنی جگہ پر چلی آئین اور حطیم کی جگہ گھانس اور لکڑیون کا
ایک چھپر بنایا اور رہ گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل کدا تک اور کھڑے ہوئے وہان اور تھا کوئی سایہ اور نہ عمارت کہ آڑ ہوتی
درمیان ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے سو دیکھا وہان سے حضرت ابراہیم نے طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور شفقت پدری
نے جوش کیا اور حدیث مین عبد اللہ ابن عباس کے یون آیا ہی کہ جب پہنچ گئے حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل سے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اپنا منھ کیا طرف بیت اللہ کے اور ہاتھ اوٹھا کر ان کلمات طیبات کی دعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی
زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون
ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السماء الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل
واسحق ان ربی لسمیع الدعاء رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین
یوم یقوم الحساب ترجمہ ای رب مینے بسائی ہی ایک اولاد اپنے میدان مین جہان کھیتی نہین تیرے ادب والے گھر پاس
ای رب ہمارے تا قائم رکھین نماز سو رکھہ بعضی لوگون کے دل جھکتے اون کی طرف اور روزی دی اونکو میوون سے شاید شکر کرین ای
رب ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاوین اور جو کھولین اور چھپا نہین اللہ پر کچھہ زمین مین نہ آسمان مین شکر ہے اللہ کو جسنے بخشا مجھکو
بڑی عمر مین اسمعیل اور اسحق تفسیر مفاتیح الغیب مین امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے نیچے اس آیت کے لکھا ہے کہ اگر شبہہ کیا جاوے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا اس دعا کو اوس وقت مین کہ بسایا اسمعیل علیہ السلام اور اونکی والدہ کو اس وادی مین
اور اوس وقت نہین پیدا ہوئی تھی اسحق جواب اسکا یہ ہے کہ کہا قاضی عیاض نے کہ یہ دلیل چاہتی ہے اس بات کو کہ ابراہیم
نے بیشک ذکر کیا اس دعا کو اور وقت مین نہ بعد دعای مذکورہ بالا کے سو ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا
اس دعا کو بعد بڑے ہونے اسمعیل علیہ السلام اور پیدا ہونے حضرت اسحق کے بیشک میرا رب سنتا ہی پکار ای رب میرے
کر مجھکو قائم رکھون نماز اور بعضی میری اولاد کو ای رب قبول کر میری دعا ای رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے ماں باپ
کو اور سب مسلمانون کو جسدن کھڑا ہووے حساب ف ہم چھپاوین اور کھولین ظاہر مین دعا کی سب اولاد کے واسطے
اور دل مین تھا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو کذا فی موضح القرآن اور حضرت بی بی ہاجرہ دودھ پلاتی تھین حضرت اسمعیل
علیہ السلام کو اور پانی پیتین اوس مشک کے پانی مین سے یہان تک کہ تمام ہو چکا جو پانی مشک مین تھا پھر پیاسی
ہوئین حضرت ہاجرہ سو خشک ہو گیا دودھ اونکا اور پیاس لگی حضرت اسمعیل کو اور دیکھتی تھین حضرت ہاجرہ اونکو

رہتے تھے زمین پر بے قراری سے پھر جب نہایت پیاس ہوئی تب رگڑنے لگے ایڑیاں اپنی زمین پر اور حالت جان کنی کی سی ہو گئی
حضرت ہاجرہ وہاں سے چلیں کہ نہ دیکھیں اونکو اس حالت میں اور ڈر لگا کہ کہیں مر جاویں اور میں غائب ہو جاؤں اوس سے
پھر کوہ صفا پر جا کھڑی ہوئیں اور فریاد کرتی تھیں اپنے رب کے سامنے اور دعا کرتی تھیں پھر ادہر اودہر طرف دیکھا کہ کوئی دیکھا
کوئی نظر نہ پڑا پھر کوہ صفا سے اوتر کر کوہ مروہ پر آئیں اور ہر طرف دیکھا پھر بھی کوئی نظر نہ آیا اسیطرح صفا سے مروہ پر
مروہ سے صفا پر سات بار پھریں لکھا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہی سبب ہے
کہ حاجی لوگ اب درمیان صفا اور مروہ کے دوڑتے ہیں اول یہ فعل انہیں کا تھا غرضکہ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا درمیان
آنے جانے کے صفا مروہ پر ہر بار حضرت اسمعیل علیہ السلام کی فکر کرتی تھیں اور منتظر تھیں کہ کیا پیش آتا ہے اسمعیل علیہ السلام کو اتنی
تھا میں ایک بار جب کوہ مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی جس کہا سنا جاتا ہو گر جی نزدیک تیرے کوئی فریاد رسی کرنیوالا ہے
تھا وہ فرشتہ اور ایک روایت سے وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے پھر کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو کون ہے کہا حضرت ہاجرہ
رضی اللہ عنہا نے میں ماں ہوں اسمعیل علیہ السلام کی بی بی ابراہیم علیہ السلام کی کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہاں وہ تمکو کسکے
سپرد کر گئے ہیں کہا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہ اللہ تعالے کو سپرد کر گئے ہیں کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ
سونپ گئے ہیں تمکو طرف کفایت کرنے والے کے جب حضرت ہاجرہ ساتویں بار پھریں اور نا امید ہوئیں سننے آواز کے یہی
پھر قصد کیا کہ سنیں آواز مگر کچھ نہ سنائی دیا گمان کیا کہ وہ جو کچھ اول سنا تھا شاید کہ تشنگی اور شفقت کے سبب سے تھا پھر اسمعیل ع کی
طرف دیکھا تو مضطرب اور بیقرار تھے پھر کوہ مروہ پر کچھ دیر کھڑی رہیں پھر ایک آواز سنی اور وہ آواز اون کو اچھی معلوم
ہوئی کہا او سنوانیوالے اگر تجھ میں بھلائی ہے تو فریاد رسی کر میری پھر آگے اور پیچھے آواز آنے لگی کہ قوی ہوا اوس سے دل اونکا
یہانتک کہ آئیں سر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پھر ظاہر ہوئے اونکے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور لے گئے اونکو اور کھڑا کیا
جگہ پر چاہ زمزم کے پھر کھودا اوسکو انہوں نے اپنی ایڑیوں سے یا بازو اپنے سے یا اونگلیوں سے سو نکل آیا پانی اور بہنے لگا پھر
حضرت ہاجرہ نے مارے خوف کے کہ خشک نہو جاوے اوسکو گھیر اکھودا مانند حوض بچے کے اور اپنی مشک کو چلووں سے بھر لیا
بعد وہ چشمہ زمزم کا جوش مارتا تھا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم کرے اللہ
تعالے اسمعیل کی ماں پر اگر چھوڑ دیتیں زمزم کو اپنے نہ گھیرتیں اور نہ گھیرا کھودتیں تو ہوتا چشمہ جاری پھر حضرت ہاجرہ نے پانی پیا
اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دودھ پلایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں تباہ ہونے سے مت ڈرو یہ اللہ تعالے
کا گھر ہے بناوینگا اوسکو یہ لڑکا اور باپ اسکا اور اشارہ کیا طرف جگہ بیت اللہ کے اور تھا بیت اللہ اوس وقت بلند مانند ٹیلے کے
کہ آتا تھا سیلاب اور دائیں بائیں ہوکر چلا جاتا تھا یہانتک یہ خلاصہ بیان چاہ زمزم کا مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی کے رسالہ کا
ہو چکا ترجمہ عجائب القصص میں حال دوبارہ کھودنے چاہ زمزم کا یوں مذکور ہے کہ بعد چند مدت حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
قبیلہ عمرو بن حارث جرہمی کے لوگوں نے مارے حسد کے حجر اسود کو رکن سے اوکھیڑ ڈالا اور دو ہرن کے بچے طلائی مع زر و جواہر کے اونکو غار

جولا کرتے تھے اور کسی بادشاہ عجم نے اور وہ بادشاہ اسفندیار فارسی ہے بطور ہدیہ کے بیت اللہ مین بھیجے تھے اور کئی سلاح کو کعبے
سے نکال کر چاہ زمزم مین مدفون کیا اور پھر چاہ مذکور کو ایسا مسدود کر دیا کہ نشان و پتا اوسکا معدوم اور غیر معلوم ہوگیا ایسے
ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا کہ اوس عہد کے لوگون سے کوئی زندہ نرہا پھر جب قریب آیا زمانہ نبی آخر الزمان کا تو حضرت
جد امجد عبد المطلب کو ایک شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ زمزم کے کھودنے مین مشغول ہو انہون نے اوس سے پوچھا
کہ کیا زمزم پھر آنکھہ کھل گئی دل مین اندیشہ کیا کہ زمزم کے کھودنے سے کیا مراد ہے پھر دوسری شب کو دیکھا کہ ایک شخص نے کہا
کہ زمزم ایک کنوا پانی کا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قدم کی برکت سے واسطے پانی پینے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور
اونکے لوگون کے پیدا ہوا تھا پھر عبد المطلب بیدار ہوئے اور کہا اگلے خواب کا حال بھی مفصل ظاہر فرما پھر تیسری شب کو مبشر
غیبی نے نشان اوس جگہہ کا مشرح بیان کیا کہ موضع چاہ زمزم کا قریش کے دو بتون کے قریب ہے کہ ایک بت کا نام اساف
اور دوسرے کا نائلہ ہے کل کے روز جب ایک کوا ایسے ایسے رنگ کا آوے اور اپنی چونچ زمین پر مارے اور وہان چیونٹیون
کا گھر ظاہر ہو اوس جگہہ کو کھودنا چاہیئے پھر صبح کو عبد المطلب اوسی موضع موعود پر گئے دیکھا کہ ناگاہ ایک کوا اوسی رنگ
کا نمودار ہوا اور اوسی جگہہ اوسنے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور گھر چیونٹیون کا ظاہر ہوا عبد المطلب نے اپنی ایک بیٹے کو
ساتھہ لیا کہ اوس وقت مین اونکا وہی ایک بیٹا تھا اور اوس جگہہ کے کھودنے مین مشغول ہوئے قریش لگے لڑائی پر آمادہ ہوئے
کہ ہمارے بتون کے قریب کنوان کھودنے نہ دینگے مگر با تائید الٰہی سے عبد المطلب ونپر غالب رہے اور نذر مانی کہ الٰہی بعد
حاصل ہونے اس مراد کے ایک فرزند دلبند اپنا ساتھہ موافقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تیرے واسطے قربان کرونگا
القصہ بعد جہد بسیار وکوشش بیشمار کے وہ چاہ قدیم ظاہر ہوا اور جو کچھہ سرداران قبیلہ جرہم کے نے اوسمین دفن کیا تھا
اون کے ہاتھہ آیا قریش نے اس حال پر مطلع ہو کر اون سے کہا کہ اس دولت خدا داد مین سے ہمکو بھی کچھہ دو کس واسطے کہ ہم نے
سنا ہے کہ منافع اس چاہ کے زمان سابق مین ہمارے اور تمہارے جد امجد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ساتھہ تعلق رکھتے تھے
عبد المطلب نے اس امر مین انکار کیا اور کہا کہ یہہ کنوان وقف بیت اللہ کا ہے اور یہ دفینہ مینے اپنے قوت بازو سے نکالا ہے
اس دولت خدا داد کا کوئی حصہ نہین ہے طمع نفسانی سے اونھون نے نمانا یہانتک کہ بر سر خصومت آمادہ ہوئے آخر کار اسطور پر
قرار پایا کہ اس حال کو کاہنہ بنت سعد بن ہذیم کے پاس کہ ملک شام مین رہتے تھے لے جاوین تا کہ وہ اونکے درمیان براستی حکم
فرماوے کس واسطے کہ اوس زمانہ مین جسکو کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اوسکی رائے دوربین پر عرض کرتا تھا جو وہ تجویز کرتی
تھے فرط اعتقاد سے اوسے بخوبی مان لیتا تھا آخر الامر عبد المطلب اور تمامی سرداران قریش اوسکی طرف روانہ ہوئے
اکثر منزلون مین راہ کی پانی اور گھاس کا پتہ نتھا عبد المطلب بھوکے پیاسے منزلین طی کرتے تھے ایک دن بیزاد راہ [illegible]
اونھون پر تشنگی غالب ہوئی بقدر طاقت بشری کے صبر کیا جب بہت مضطرب ہوئے تب اون دعوی کرنے والون سے
تھوڑا پانی طلب کیا اون پست ہمتون نے صاف جواب دیا کہ اپنا پانی اگر ہم تمکو دیوین جب ہم پیاسے ہون تو کیا کرین اونکو یقین ہوا

کہ اب یہان تشنگی دشوار ہے چاہا کہ اپنے وطن کو پھر چلین جب اپنا اونٹ اوٹھایا دریای رحمت الٰہی نے جوش مارا کیا دیکھتے
ہین کہ اوسجگہہ نیچے قدم شتر کے چشمہ آب خوشگوار کا جاری ہے ہزار جان سے شکر الٰہی ادا کیا اور پانی پیا اور تمام برتن
اپنے بھر لئے اور اون مخالفون سے کہا کہ تم بھی اپنے برتنون کا گرم پانی دور کرو اور اس چشمہ سے آب شیرین بھر لو اون لوگون
نے جب اس قدرت الٰہی کا حال معاینہ کیا سب نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ آفرینندہ آب و خاک و گردون گردان
انجم و افلاک نے کہ احکم الحاکمین ہے درمیان ہمارے اور تمہارے حکم فرمایا اب ہمکو تمہارے ساتھ کچھ تنازع اور خصومت نہین آپ
التماس یہ ہے کہ یہان سے اپنے مقام کیطرف مراجعت فرمائیے کہ آیندہ سلوک ہمارا سوا اطاعت و انقیاد تمہارے کچھ نہوگا اور جو ہمسے
آپکی خدمت مین بسبب سہو و غلطی کے بےادبی اور گستاخی ہوئی معاف فرمائیے عبدالمطلب نے اوس سفر خیریت اثر سے بخوشی و خرمی
مراجعت کی اور پھر نظر خلائق مین جاہ و شرف اونکا اول سے زیادہ ہوا اور امر حکومت اور ایالت مکہ از سر نو اونپر مقرر ہوا القصہ جب
ایک مدت مدید گذری اور عبدالمطلب کے بہت بیٹے ہوئے تب اونھون نے چاہا کہ اس نذر ماضی ہوئی کو وفا کرین اور قرعہ ڈال
کر اپنے ایک فرزند کو قربان کرین جسطرح کہ عرب کی اوس زمانے مین عادت تھی الغرض سب فرزندون کو جمع کرکے اونکے درمیان
قرعہ ڈالا چنانچہ وہ قرعہ عبداللہ کے نام پر پڑا عبدالمطلب نے اونکے قربانی کرنے کا قصد کیا اور یہہ فرزند ارجمند بھی اس امر پر
راضی ہوئے لیکن بنی مخزوم کہ رشتہ دار نانہالی عبداللہ کے تھے عبدالمطلب کو اس حرکت سے مانع ہوئے اور اونھون نے اس امر کا
فیصلہ وہان سجاح نام ایک کاہنہ کی راے پر کہ جو شیوہ و کمالات مین یکتاے عصر تھے موقوف رکھا اور جب جا کر اوس سے یہ ماجرا
بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ دیت یعنی خون بہا ایک آدمی کا تمہارے قوم مین کیا ہے عبدالمطلب نے کہا دس شتر ہین سجاح نے
کہا دس شترونکے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالو اگر قرعہ شترون کے نام پر پڑے فبہا والا دس دس شتر بڑہاتے
جاؤ اور قرعہ ڈالتے رہو جب شترونکے نام پر پڑے وہی اوسکی دیت ہے عبدالمطلب نے موافق حکم اوسکے عمل کیا جب قرعہ
ڈالتے عبداللہ کے نام پر نکلتا پھر دس شتر اور زیادہ کرلتے یہان تک کہ جب سو شترون پر نوبت پہونچی تب قرعہ شترون کے نام پر نکلا اور
عبداللہ نے اس مہلکہ سے نجات پائی اور حمایۃ الفاقات سے یہ ہے کہ دیت مرد کی شریعت مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسیقدر مقرر ہوئی تمام ہوا حاصل ترجمہ عجائب القصص کا اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نام عبدالمطلب جد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیبہ ہے اور اونکو شیبۃ الحمد بھی کہتے ہین بسبب کثرت افعال جمیلہ اونکی اور اونکو عبدالمطلب
اس سبب سے کہتے ہین کہ ہاشم والد ماجد اونکے اونکی صغیر سن مین وفات پائی مطلب اونکے چچا نے اونکو پرورش کیا اور دستور عرب کا
تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا اوسکو پرورش کرنیوالے کیطرف منسوب کرتے اور اوسکا غلام کہتے تھے نہی اور عبدالمطلب
وہی اول شخص ہین کہ جنھون نے خضاب کیا تھا ساتھ سیاہی کے عربون مین سے کذا فی مواہب اللدنیہ اور وفات ہوئی اونکی
آٹھوین سال عام الفیل کے اور عمر اونکی ایک سو چالیس برس کی تھی اور اوسوقت مین عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی آٹھ برس کی تھی اور عبدالمطلب کے باپ ہاشم نام اونکا عمرو ہے اور ہاشم اونکو اس جہت سے کہتے تھے کہ قحط کے ایام مین ۵

لوگون کو ثرید کھلایا کرتے تھے ہاشم کے معنے روٹی توڑنے والا پس لقب اونکا ہاشم ہوا اور وہ سخاوت مین ضرب المثل تھے
اور اول انہین نے عرب مین مہمانون کی ضیافت ثرید کے ساتھ کی اور وفات اونکی شام کی راہ مین ہوئی ایام شباب مین
مقام غزہ مین کہ علاقہ شام سے ہے اور وہین اونکی قبر مشہور ہے اور اونکے باپ عبد مناف ہین نام اونکا مغیرہ اور کنیت اونکی ابو عبد
ہے وہ صاحب حسن و جمال رکھتے تھے اور اونکے باپ قصی بصیغہ تصغیر نام اونکا زید ہے اور لقب اونکا قصی اور مجمع نے بھی
اس جہت سے ہے کہ وہ مکہ سے نکلکر دور چلے گئے تھے اور قوم قضاعہ مین جاکر بسے تھے اور مجمع اس جہت سے ہے کہ قوم قریش بعد
پراگندگی کے بسبب استیلا اور غلبہ پانے خزاعہ کے مکہ سے متفرق ہوگئے تھے اونکی سعی سے جمع ہوئی اور اونکے باپ کلاب
اونکا نام حکیم ہے اور بروزن امیر کے چنانچہ مواہب مین ہے وہ سرگروہ قریش اور اشراف قبیلہ عدنان سے تھے اور باپ
اونکے مرہ اور وہ جد سادس یعنی چھٹے پیڑھی حضرت صدیق اکبر کے ہین اور اونکے باپ کعب وہ اشراف اور سرداران
قریش سے تھے اور مرجع الیہ جمیع امور مین اور سخی و کریم اپنی قوم مین تھے یہ اول شخص ہین کہ جمع کرتے تھے اپنی قوم کو روز جمعہ
کے اور خطبہ پڑھا کرتے اور انہیں نصیحت کرتے اونکو ساتھ بعثت پیغمبر آخر الزمان کے اور ہمیشہ اسطرح کی نصیحت کیا کرتے اور خبر دیا
کرتے کہ وہ میری اولاد سے ہوگا کما فی المواہب والسیرۃ الحلبیہ و الوفا اور بعضی رسالون مین نقل کیا ہے کہ بعضے اس قصے کو لؤی
کیطرف نسبت کرتے ہین اور مدارج مین مرہ کیطرف منسوب کیا ہے اور صحیح قول اول ہے اور اونکے باپ لؤی تھے ملجا اور مرجع
قریش اور حاکم مقبول القول تھے اور اونکے باپ غالب سردار قریش تھے اور قبائل عرب اونکو بہ جمیع امور مین
مرجع الیہ گردانتے تھے اور اونکے باپ فہر لقب اونکا قریش تھا اور قریش کہتے ہین ایک جانور دریائی کو اور وہ
بڑا جانور ہے اور کوئی جانور اوسکا شکار نہین کرسکتا وہ سب پر غالب رہتا ہے سو اونکو بسبب غلبے کے قریش کہتے
تھے اور اونکے باپ مالک اونہون نے اکثر قوم عرب پر غلبہ پایا تھا اور پرسش حال غربا کی بخوبی کیا کرتے اور مراسم رعایت
کے بجالاتے اور اونکے باپ نضر کنیت اونکی ابو النضر ہے اونہون نے ایک روز قبل رحلت اپنی کے سب قوم کو جمع کیا اور کہا
کہ تم اولاد اسمعیل و ابراہیم علیہما السلام سے ہو اور ریاست عرب نے میسر تمکو پایا ہے تمکو چاہئے کہ احکام الٰہی کی تعظیم اور توقیر
اور ساتھ اعمال صالحہ کے خالق سے تقرب ڈھونڈھو اور اونکے باپ کنانہ رئیس تھے اسی برس کی عمر مین نضر اونکے گھر پیدا ہوئے
عمر اونکی ڈیڑھ سو برس کی تھی اور وہ یمن مین مرے اور وہین اونکی قبر ہے ساتھ کثرت صفات حمیدہ کے قوم عرب مین موصوف تھے
اور جب پیر ہوئے کہا اپنے بیٹون سے بہت وصیت نسبت اولاد اور قوم اپنی کی اور اونکے باپ خزیمہ ہر کہ یعنی کلمہ تملک
وقت مین ہے بدل جاتا ہے اسلئے مبالغہ کے لئے آیا ہے جیسے کتاب العلم وغیرہ مین نام اونکا عامر یا عمرو ہے اور مدرکہ اونکو اسلئے
کہتے ہین کہ وہ ایک دن ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے تھے اونکو پا لیا اور اونکے باپ الیاس یاس کے معنے ہین نا امیدی کے
جو ضد ہے رجا کے جسکے معنے امید کے ہین اور الف لام اسکا اول مین واسطے تعریف کے ہے ساتھ فتح اول کے بعضے نے
ساتھ کسرہ اول کے ضبط کیا ہے کما فی المواہب اور یہ نام اونکا اس جہت سے ہے کہ اونکے والدین کی اولاد نہ ہوتی تھی

بعد ازان یہ پیدا ہوے سو انکو ساتھ اس اسم کے مسمی کیا اور جب یہ سن تمیز کو پہونچے اونھون نے اولاد اسمعیل علیہ السلام کو ساتھ اتباع
دین ابراہیم علیہ السلام کے دعوت کی جب بزرگی اور دانشمندی اونکی قوم عرب پر ثابت ہوئی چھوٹے بڑے سب نے اونکی متابعت کی اور بادیہ
اور یہ ممدوح آفاق ہوئے اور یہی پہلے مسلمان مومن تھے اور بر ملت حنیف کے اور اول جنہوں نے شتر واسطے خانہ کعبہ کے ہدیے لیگئے اور روایت ہے
کہ وہ اپنی پشت سے آواز لبیک کہنے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حج مین سنتے تھے اور وفات پائی اونھون نے سل کی بیماری سے
اور اونکے باپ مضر ہین اونسے تقویت اور ترویج ملت حنیف کی بہت ہوئی اور ہمیشہ اسی امر کے ساعی رہے اور اول حدی ہے شتر انھین کی
مخترعات سے ہے اور تھے وہ خوش آواز زیادہ سب لوگون سے اور وہ مسلمان تھے ملت ابراہیم علیہ السلام پر چنانچہ مخبر صادق صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مت گالی دو مضر کو کہ وہ اسلام لائے تھے اور اونکے باپ نزار کنیت اونکی ابو ربیعہ ہے اور وہ ساتھ اسم
نزار کے اسلیے موسوم ہوئے کہ جب وہ پیدا ہوئے تب اونکے باپ نے ہزار اونٹ شکرانے مین قربانی کیے خلائق نے اونکو مسرف یعنی بیجا خرچ
کرنے والا کہا اونھون نے کہا ایسی نعمت کے مقابل مین کہ اللہ تعالی نے مجکو عطا فرمائی ہے اسکو اندک شمار کرتا ہون اور نزار مشتق نزر سے
ہے اور معنی نزر کے اندک کے ہین اور کہتے ہین کہ جب وہ پیدا ہوئے اور ظاہر کیے گئے تو اون کے باپ نے دیکھا نور محمدی کو اون کی دونون
آنکھون کے درمیان تو بہت فرحت اور خوشی کی اور کھانا کھلایا پھر کہا ان ہذہ کلہ نزر یعنی یہ سب تھوڑا ہے بنسبت حق اس
فرزند کے تو اس جہت سے وہ نزار نام رکھے گئے کما فی المواہب اور اونکے باپ معد کنیت اونکی ابو قضاعہ ہے اور معد کہتے ہین تازہ
میوے کو اور چونکہ وہ بہت خوبصورت تھے اسلیے اونکو معد کہا اور اونکے آٹھ بیٹے تھے بہادر اور دلیر چار اون مین سے بڑے مشہور تھے قضاعہ
بن معد قنص بن معد ایاد بن معد نزار بن معد انتہی از روضۃ الاحباب از انجملہ ضحاک بن معد ساتھ چالیس ہزار آدمیون کے ایک جماعت
بنی اسرائیل پر چڑھ گیا اور بسبب جہد بسیار اور کوشش بیشمار کے فتحیاب ہوا اور بقیۃ السیف یہود کو پکڑ لایا اوس وقت کے نبی سے
بنی اسرائیل نے استغاثہ کیا اور کہا بنی عدنان کے حق مین دعائے بد کر تاکہ بلا اون پر نازل ہو سو اونھون نے رو بقبلہ ہوکر چاہا کہ بد دعا
کرین جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس طایفے سے دست بردار ہو یعنی درگذر کرو کہ خاتم النبیین افضل الاولین و الآخرین اولاد
اسکی سے ہوگا دعا بد اونکے حق مین قبول نہوگی اور اونکے باپ عدنان ہین اور ان عدنان کے دو فرزند تھے ایک معد بن عدنان دوسرے
عک جو اجداد سے پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہین کہتے ہین کہ عدنان ایکدن کہین اکیلے جاتے تھے قوم یہود کہ اونسے عداوت رکھتے تھے اون
کے پیچھے لگی جاکر اونکو دو پہاڑون کے بیچ مین گھیر لیا وہ اون یہودیون سے اسقدر لڑے کہ گھوڑا اون کا گر پڑا اور پیادہ لڑنے
لگے دشمن وہین جاکر اونکو ستانے اور تنگ کرنے لگے یہانتک کہ اونھون نے اللہ تعالی سے التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار
ہوا اور اونکو اوٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور ایک آواز ہولناک دشمنون کے کان مین پہنچی کہ وہ سب ہلاک ہو گئے خلاصہ قصہ
عجایب القصص مولوی روضۃ الاحباب اور آگے عدنان سے حضرت آدم علیہ السلام تک اختلاف بڑا ہے کسی تاریخ مین کچھ ہے اور
کسی مین کچھ چنانچہ سیرت ابن ہشام مین اسطرح پر ہے عدنان بن اد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نبت ابن
ثابت بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ وھو آذر بن ناحور بن شاروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح

بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ وہو ادریس بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم ۲ اور دوسری سند وہی جو ذکر کیا
وہ اسکے مخالف ہی اسیطرح خلاصۃ السیر مین بھی بعضی نام کچھ اور ہین مگر جیسا کہ نسب نامہ مطبوعہ لکھنو مین لکھا ہی وہ یون ہی کہ عدنان بیٹے اُد کے
اور وہ جو میں زبان مین کلام کرتی تھی اور خط لکھتے تھے جیسا کہ ہی طبقات ناصری کے ہی اور اد بیٹے ادد کے اور یہ بلند آواز تھے چنانچہ آواز انکی
اونکی بار میل سے لوگ سنتے تھے اور اونکو اود بھی کہتے ہین کذافی الطبقات الناصری اور اود بیٹے ہمیسع کے اور بعضی نسخہ مین ہسیع آیا ہی
اور ہمیسع بیٹے سلامان کے اور وہ بیٹے نابت کے اور وہ بیٹے حمل کے اور وہ بیٹے قیدار کے اور وہ بیٹے اسمعیل علیہ السلام کے اور وہ بیٹے ابراہیم علیہ السلام
کے اور وہ بیٹے آذر کے اونکو کہتے ہین تارخ بھی بضم ثالث وسکون خا ر نقطہ دار بزبان پہلوی نام آذر بت تراش کما فی البرہان کہ نام پدر حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا ہی کذافی العرائس اور وہ بیٹے ناخور کے اور وہ بیٹے شاروخ کے اور بعضی نسخہ مین سروع اور بعض مین مارخ اور بعض مین
ساروع آیا ہی واللہ اعلم اور وہ بیٹے ارغو کے اور بعض نسخہ مین رغو ہی اور طبقات ناصری مین ارغ ہی واللہ اعلم بالصواب اور وہ بیٹے فالخ کے
اور وہ بیٹے عابر کے اور وہ بیٹے شالخ کے اور وہ بیٹے ارفخشد کے اور وہ بیٹے سام کے اور وہ بیٹے نوح علیہ السلام کے اور وہ بیٹے لامک کے اور وہ
بیٹے متوشلخ کے اور وہ بیٹے اخنوخ کے کہ وہ ادریس علیہ السلام ہین اور اول انہین نے ساتھ قلم کے لکھا کذافی المدارک وشرح الاوراد
وعرائس القصص وسیرت ابن ہشام اور وہ بیٹے یارد کے اور نسخہ صحیحہ مین بارد ہی بار موحدہ سے اور ایک نسخہ مین نارد ہی نون سے واللہ اعلم بالصواب
اور وہ بیٹے مہلائیل کے اور وہ بیٹے قینان کے اور وہ بیٹے انوش کے اور وہ بیٹے شیث علیہ السلام کے اور وہ بیٹے آدم علیہ السلام کے **تنبیہ** واضح ہو
کہ عدنان سے اوپر جو نام آدم علیہ السلام تک نسب نامہ مذکورہ سے یہان نقل کیے گئے اور اسیطرح اور بعضی کتابون سیر کی جیسے کہ
خلاصۃ السیر وغیرہ مین ذکر کیے ہین اونکی بابت مین مواہب اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ عدنان تک اتفاق ہی سب ارباب سیر و تواریخ
اور ارباب انساب کا اور عدنان سے جو آگے ہی اسمعیل علیہ السلام تک اور اونسے آدم علیہ السلام تک اوس مین بڑا اختلاف واقع ہوا ہی تعین عدد مین
اور تقرر اشخاص مین اور اونکے ضبط اسما مین بعضون نے عدنان سے اسمعیل علیہ السلام تک چار عدد شمار کیے ہین اور بعضون نے چالیس تک گنے
اسیطرح حضرت اسمعیل سے لیکر ابو البشر تک بھی اختلاف بڑا ہی اور نفس الامر مین معین اور مقرر ہونا اعداد اور شمار اشخاص کا کہ درمیان عدنان کے اور
آدم پیغمبر تک ہین کسی روایت صحیح مین ثابت نہین ہے اسلئے خاموشی اون کے ذکر سے اولی والنسب دکھائی دیتی ہی مروی ہے
کہ حضرت سید المرسلین رسول رب العالمین سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کبھی اپنے نسب کا بیان کرتے جو عدنان تک
پہونچتے توقف فرماتے اور کہا ابن دحیہ نے کہ اجماع کیا ہے علمانے اسپر حالانکہ اجماع حجت ہی کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہونچاتے
تھے نسب اپنے کو عدنان تک اور اوس سے آگے نہ بڑھتے اور ترک جانتے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے کذب النسابون الی ما فوق عدنان **ترجمہ** جھوٹ کہا ہے نسب بیان کرنے والون نے آگے عدنان
سے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کذب النسابون کو دوبار یا تین بار فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ فرمایا ہمنے اپنا نسب معد تک ضبط کیا ہے معد سے آگے ہم نہین جانتے ہین کہ کیا ہے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ کہا نہین پایا ہمنے کسی کو کہ وہ پہچانتے ہوتے بعد معد بن عدنان کے اور مروی ہے امام مالک سے کہ پوچھے گئے

حال ویسے شخص کے ہے کہ پہنچاوے اپنے نسب کو آدم تک تو مکروہ جانا اوسکو اور کہا کس نے خبر دی ہے اوسکو ساتھ اس کے اور راجح مروی ہے اون سے بیچ رفع نسب انبیا علیہم السلام کے یہی سزاوار ہے ہمارے لیے اعراض کرنا ما فوق عدنان سے اسواسطے کہ اوس میں تخلیط اور تغیر ہے الفاظ کی اور غرابت اون ناموں کی با وجود قلت فائدہ کے بیچ بیان اوسکے کے مگر تمام اہل سیر و تواریخ متفق ہیں اس پر کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت ادریس اور حضرت شیث علیہ السلام اجداد امجاد آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے سے ہین اور قول ابو بکر بن العربی کا کہ کہا ہی کہ حضرت ادریس علیہ السلام آنحضرت کے اجداد مین سے نہین ہین بلکہ نبی اسرائیل مین سے ہین شاذ ہی اور دلیل اونکی حدیث معراج کی ہی کہ وقت ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا اونھون نے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے ہوتے تو لائق تھا کہ الابن الصالح کہتے جیسا کہ وقت ملاقات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا سو یہ دلیل پوری نہین کس واسطے کہ احتمال ہی کہ بطریق تواضع اور تلطف کے کہا ہو واللہ اعلم بالصواب انتہی اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ الانبیاء اخوۃ من علات وامہاتہم شتی ودینہم واحد کما فی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ رض ترجمہ یعنی انبیا بھائی ہین ایک باپ سے اور مائین اون کی مختلف ہین اور دین اونکا ایک ہے یعنی بسبب متحد ہونے مقصود بعثت اور رسالت کے کہ وہ ایمان اور توحید ہی گویا ایک ہی باپ کی اولاد ہین اور بباعث اختلاف شرائع اور احکام کے گویا کہ مائین سبکی جدا ہین انتہی یعنی اختلاف فروع شرائع کا اور یہ اختلاف شرائع کا بسبب اختلاف امم کے ہی بیچ استعداد اور قابلیت کے پس موافق اس حدیث کے جائز ہی کہ حضرت ادریس نے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کو اسی لحاظ سے بھائی کہا ہو اور حقیقت مین باعتبار نسب کے آپکے اجداد مین سے ہون لکن نسب نامہ مادر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ بیٹی وہب کی وہب بیٹا عبد مناف کا عبد مناف بیٹا زہرہ کا زہرہ بیٹا کلاب کا کلاب بیٹا مرہ کا

اب معلوم کرنا چاہیے اسبات کا کہ اسلام ابوین شریفین آنحضرت کا ثابت ہی یا نہین

سو اختلاف ہی اسمین علما کو کہا بعض نے فوت ہوئے وہ کفر پر اور یہی قول جملہ متقدمین کا ہی اور کہا بعض نے وہ کفر پر نہین مرے یہ قول اکثر متاخرین کا ہی اور بعض اسمین خاموش ہین ہان نہ نان کچہ نہین کہتے اور یہی طریقہ احتیاط کا ہی اور فریق اول مین تین فریق ہین کہا بعض نے وہ اپنے کفر پر مرے اور کفر پر باقی ہین قیامت تک اور کہا بعض نے کہ پھر وہ زندہ ہوکر ایمان لائے آپ پر اور پھر مر گئے اور یہ معجزہ تھا آپکا اور کہا بعض نے وہ ایمان لاوینگے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر پھر وہ مر جاوینگے اور فریق ثانی کہتے ہین کہ سب باپ دادے آپکے کفر اور شرک سے پاک تھے بعض دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور بعضے اون مین سے ایام فترت مین مرے اور موحد تھے اور غیر مواخذہ نہین جیسے کہ آویگا متمسکات متقدمین جو کہتے ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کفر پر مرے **اولا** قولہ تعالی ولا تسئل عن اصحاب الجحیم ساتھ فتح تا اور جزم لام کی قرأت سید القرا امام نافع اور یعقوب اور شیبہ اور اعرج کے ہی بنا بر صیغہ نہی معروف کے یعنے نہ سوال کر تو دوزخیوں کے حال سے یعنے حال اونکا مت پوچھ وہ بڑے عذاب مین ہین اور یہہ جیسا ارشاد ہوا تھا جب آپنے اپنے والدین شریفین کے حال سے واقف ہونا چاہا تھا جیسے بروایت عطا مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعم عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم

علیہ وسلم نے ایک روز لیت شعری ما فعل ابوای ترجمہ کاشکے آگاہ ہوتا میں کیا معاملہ کیا گیا میرے والدین سے تو نازل ہوئی آیت مذکورہ کذا فی تفسیر انوار الفرقان و تفسیر سراج المنیر شربینی و تفسیر روح البیان میں ہے کہ کہا صاحب تیسیر نے کہ جب بشارت دی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مومنوں کو ساتھ جنت کے اور کفار کو ساتھ دوزخ کے اور ذکر کیا عذاب کفار کا تو کھڑے ہو کر عرض کی ایک شخص نے یا رسول اللہ کہاں ہیں والدین میرے فرمایا آگ میں وہ شخص غمگین ہوا فرمایا والدین تیرے اور والدین میرے اور والدین ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ہیں تب اتری آیت مذکورہ پھر نہ سوال کیا اوس نے آپ سے اس امر کا جیسے کہ وارد ہوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ترجمہ مت پوچھا کرو اون چیزوں سے کہ اگر ظاہر کی جاویں واسطے تمہارے ناخوش لگیں تم کو تا نبینا قولہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی ترجمہ نہیں پہنچتا ہے نبی کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ ہوں صاحب قرابت اور مروی ہے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ایام فتح مکہ میں تو گئے قبر پر اپنی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور ٹھہر رہے یہانتک کہ گرم ہو گیا دن امید یہ کہ اپنی والدہ کے لیے مجھے بخشش مانگنے کا اذن ملے پھر نازل ہوئی آیت مذکورہ اور ایک روایت میں ہے ابن عباس سے کہ بیٹھے آپ سر پر اپنی والدہ کی قبر کے اور روئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ ہمیں قبروں کی زیارت کرنے اور رونے سے منع فرماتے تھے اور آپ نے زیارت کی اور روئے فرمایا مجھکو اذن دیا گیا ہے اور یہ یعنی ماں میری عذاب الٰہی گرفتار ہے اور میں اوسکو اللہ تعالیٰ سے بے پروا نہیں کر سکتا ہوں تو رویا میں رحمت اور شفقت سے تفسیر کبیر و تفسیر خطیب شربینی و سنن ابن ماجہ میں بروایت ابوبکر بن شیبہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ باپ میرا صلہ رحمی کرتا تھا اور اس طرح جیسی تھا یعنی اچھے اچھے کام کرتا تھا وہ کہاں ہے فرمایا آگ میں اوس نے آزردہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ تمہارا باپ کہاں ہے کہا جس جگہ پہ نکلے تو مشرک کی قبر کے پاس بشارت دے اوسکو آگ سے پھر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ تکلیف دی مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشقت کی گذرا نہیں میں کسی کافر کے پاس مگر کہ خوشخبری دی میں اوسکو آگ کی انتہی اور کہا قتادہ نے ذکر فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بخشش چاہونگا میں اپنے باپ کے لئے جیسے بخشش چاہی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے تب نازل ہوئی یہ آیت اور طبرانی نے قتادہ سے یوں روایت کیا کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے باپ ہمارے احسان کرتے تھے پڑوسیوں پر صلہ رحمی کرتے تھے رشتہ داروں سے قرضہ چھڑاتے قرضداروں کا ہم اونکے لیے استغفار کریں فرمایا واللہ استغفار کرونگا میں اپنے والد کے لیے جیسا کہ استغفار کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے تو اتری یہ آیت مذکورہ درمنثور و تفسیر کبیر و بعض دوسری کتابوں میں یہ روایت بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے آکر عرض کی کہ والد میرا جاہلیت میں صلہ رحمی و مہمان نوازی کرتا تھا اپنا مال لوگوں کو بخش دیتا تھا یعنی عار بتاؤ وہ کہاں ہے فرمایا کیا وہ مشرک مرا ہے عرض کی ہاں فرمایا آگ میں ہے وہ روتا ہوا لوٹا آپ نے اوسے بلا کر فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ اور ابراہیم کا باپ آگ میں ہیں اور تیرے باپ نے ایک دن بھی یہ نہ کہا اعوذ باللہ من النار تب یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی اور تفسیر خطیب شربینی میں ہے کہا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ سنا میں نے ایک شخص کو استغفار کرتا تھا اپنے مشرک والدین کے لیے میں نے اوس سے کہا تو استغفار کرتا ہے اپنے

مشرک والدین کے لیے ہوا کیا استغفار نہین کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے پھر ذکر کیا مینے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تب نازل ہوئی آیت مذکورہ انتہی و در کمالین حاشیہ جلالین مین حاکم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نقل کیا کہ تشریف لے گئے ایک روز
آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبرستان مین ایک قبر کے پاس دیر تک مناجات کی اور روئے فرمایا جس قبر پر مین بیٹھا تھا وہ میری والدہ
کی قبر ہے حق تعالی سے مینے اونکے لیے استغفار کرنے کا اذن چاہا مگر اذن نہ پایا تب اتری آیت مذکورہ انتہی فرجیع ان سب حدیثون کو رو
مین یون ہے کہ کہین یہ آیت کئی بار نازل ہوئی ہے ایسے ہی نقل کیا کمالین حاشیہ جلالین مین اتقان سے ثالثاً امام احمد نے ابی رزین عقیلی سے
اخراج کیا کہا اونھون نے عرض کی مینے یا رسول اللہ میری والدہ کہان ہے فرمایا آگ مین مینے عرض کی کہ آپکے اہل سے جو فوت ہوگئے ہین
وہ کہان ہین فرمایا کیا راضی نہین ہو تو کہ ہو والدہ تیری میری والدہ کے ساتھ نقل کیا اسکو شوکانی نے فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین
رابعاً تفسیر کبیر و تفسیر سراج المنیر و سنن ابن ماجہ اور ابو داود اور نسائی مین بروایت ابوہریرہ اور ہادی للناظرین مین روایت
عمر بن الخطاب نقل کیا ہے کہ زیارت کی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی اور وہان روئے اور رلایا اپنے گردا
گرد والون کو یعنی اونکی مفارقت پر یا عذاب پر اور فرمایا اذن چاہا مینے رب اپنے سے اونکے استغفار کرنے کے لیے مگر اذن نہ پایا مجکو کہا ابن مالک نے
یعنے بسبب کفر کے اور اذن چاہا مینے زیارت اونکی کا تو اذن دیا گیا اور زیارت کرو تم قبرون کی کہ یاد دلاتی ہین موت کو اور صحیح مسلم مین
بھی یہ روایت موجود ہے کہا نووی نے کہ مطلب آپکا والدین کی قبر پر جانے سے تکمیل وعظ کی تھی کہ بدون ایمان کے ایسے بیٹے معظم اور مکرم
کی والدہ کا یہ حال ہے کہ بیٹے کی وجاہت والدہ کے حق مین خدا تعالی کے یہان مفید نہوئی تو اور کسی کا کیا ذکر ہے انتہی اور
کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین تحت مین اس حدیث مسلم کے کہ عجیب تر ہے ابن حجر سے یہ کہنا کہ حکمت اذن نہ دینے مین استغفار
کے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اون کی والدہ کے حق مین پورا کرنا تھا نعمت کا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر آپکی والدہ
کے زندہ کرنے سے تو کہ ہون وہ اکابر مومنین سے اور مستحق ہون استغفار کامل کے اسلیے کوئی شخص مستحق استغفار کا نہین ہے
قبل ایمان کے اور جمہور اس پر ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کفر پر مرے اور یہ حدیث مسلم کی صحیح تر اون
حدیثون کی ہے جو وارد ہوئی ہین حق مین والدین شریفین آپکے اور جو کہا ابن حجر نے کہ حدیث اون کے زندہ ہونے اور
ایمان لاکر پھر مر جانے کی بھی صحیح ہے تصحیح کی اوس کی امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین نے سو بر تقدیر اسکے صحیح ہونے
کے بھی یہ معارض نہین ہوسکتی ہے حدیث مسلم سے اسلیے کہ ترجیح مافی الصحیحین مقرر ہے اور سوا اسکے یہ ہے کہ ایمان یاس کا اجماعاً
مقبول نہین فرمایا اللہ تعالی نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ
يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ترجمہ پھر جب دیکھی اونھون نے ہماری آفت کو بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور چھوڑین
جو جو چیزین شریک بتلاتے تھے پھر نہوا کہ کام آوے اونکو یقین لانا انکا جسوقت دیکھ چکے ہمارا عذاب اور فرمایا وَلَيْسَتِ
التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ
ترجمہ اور اونکی توبہ نہین جو کرتے جاتے ہین برے کام جب تک سامنے آ کے ایسے کسی کے موت کہنے لگا مینے توبہ کی اب اور نہ

انکی جو مرتے ہین کفر مین اور یہ کہ مستاوجب تکلیف نہو ایمان نفعی ہے نہ سواے جیسے فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ ترجمہ
اگر لوٹائے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع کیے گئے تھے وہ اور یہ پوری آیت یون ہے ولو ترٰی اذ وقفوا علی النار فقالوا
یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین اور کبھی تو دیکھے جس وقت انکو ٹھہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین
ای کاشکے ہم کو پھر بھیجین اور ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور رہین ایمان والون مین بل بدا لھم ما کانوا یخفون من
قبل ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون کوئی نہین بلکہ کھل گیا انپر جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے جاوین
تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا انکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین **ف** یعنے دوزخ کی کنارے پر جب کھڑا کیا ہوگا کافرون کو تب آرزو کرینگے
کہ شاید ہمکو پھر دنیا مین بھیجین تو ایکی بار کفر نکرین ایمان لاوین سو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہوسکے انکو نہین ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے انکے
مونہہ سے اقرار کروایا کہ ہمنے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شرک نکرتے تھے اور پھر بھیجنا انکو عبث ہے موضح القرآن اور بھی یہ
ظاہر ہے اور رہی اونپر جو اہل فطرت کو معذور رکھتے ہین اور بعضے علما کو اس مسلم کی روایت کے اصل مسئلہ کی روایت ہونے مین بھی کلام ہے کہا میرک نے
روایت کیا اسکو حافظ کبیر ابو الحجاج نے کتاب اطراف مین مگر ہمارے دیار کے مروجہ نسخون مین نہین پایا گیا اور کہا نووی نے بروایت
ابو العلا بن ماہان اہل مغرب کے پائی گئی ہے مگر ہمارے بلاد کے نسخون مین عبد الغافر بن محمد فارسی سے نہین پائی گئی اور بیہقی نے اسکو صحیح
مسلم سے بطریق عبد الغافر روایت کیا ہے پس معلوم ہوا کہ کسی نسخہ مین انکو ملی ہوگی ورنہ مزی بھی اسکو اطراف مین ذکر نکرتے وقیل انہ
ہے اور یہ بھی کہ آنحضرت اپنی والدہ کی قبر پر سال حدیبیہ مین زیارت کو گئے تھے یا فتح مکہ مین ھذا کلہ من المرقات اختصارا اور کہا
شاہ عبد الغنی نے ابن ماجہ کے حاشیہ مین کہ سب متقدمین اسپر ہین کہ والدین آپکے کفر پر مرے انتہی خاصتا کما قالہ اکبر من اباء والدیہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماتا علی الکفر یعنی تحقیق انتقال کیا آپکے والدین شریفین نے کفر پر کہا ملا علی قاری نے کہ یہ رد ہے
اونپر جو کہتے ہین فوت ہوئے وہ ایمان پر یا فوت ہوئے کفر پر مگر پھر زندہ ہوکر ایمان لاکر فوت ہوگئے اور میرے اس مسئلہ کا جدا ایک رسالہ
لکھا ہے کہ جسمین رد ہے سیوطی کے تینون رسالون کا کتاب وسنت اور قیاس اور اجماع امت سے اور عجائبات سے ہے کہ انکار کیا بعض
جاہلون نے کہ امام ابو حنیفہ کی شان سے ایسا کلام بعید ہے سو نظیر اسکی ایسی ہے جیسے جہم بن صفوان گمراہ نے کہا تھا چاہتا ہون کہ قرآن شریف
مین سے آیت ثم استوی علی العرش کو چھیل ڈالون اور احمد بن قاضی ابو داود نے خلیفہ مامون سے کہا کہ لیس کمثلہ شئ کو کعبہ کے
غلاف پر لکھو اور جیسے رافضی نے کہا کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جسمین ابو بکر کی نعت ہو انتہی اور در مختار کے باب نکاح الکافر مین ہے کل
نکاح صحیح بین المسلمین فھو صحیح بین اھل الکفر خلافا لمالک ویردہ قولہ تعالی وامرأتہ حمالۃ الحطب وقولہ ولدت من نکاح
سو مقتضا اس قول در مختار کا یہی ہے کہ والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر پر تھے اور واضح ہو کہ جو لوگ کہ بعد حدیث احیا کو
حجۃ الوداع مین واقع ہوئی ہے اسکا اونکا متمسک اپنا ٹھہرا کر کہتے ہین کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہوئے اور ایمان لاکر پھر مر گئے یہ متمسک اون کا
ضعیف ہے اسلیے کہ حدیث احیا کو اکثر لوگون نے ضعیف اور موضوع کہا ہے جیسے ما ثبت من السنۃ مین ہے کہ ذکر کیا حدیث
احیا کو سہیلی اور خطیب نے کہا سہیلی نے کہ اس حدیث کی اسناد مین مجہول لوگ ہین اور ابن کثیر نے اسکو منکر اور اسکی اسناد کو مجہول کہا

انتہی اور کہا ابن ناجی نے یہ حدیث موضوع ہی اسکی اسناد مین محمد بن زیاد نقاش ثقہ نہین اور احمد بن یحیی و محمد بن یحیی دونون مجہول
ہین اسپر بہت گفتگو کی پھر کہا کہ صواب یہ ہی کہ اس حدیث کو ضعیف کہا جاوے نہ موضوع اور یہ حدیث کہ شفاعت قبول کیا گیا مین
اس گروہ مین یعنی والدہ میری اور والد میرے اور چچا میرے ابی طالب اور رضاعی بھائی میرے یعنی ابن سعدیہ جیسے کہ روایت کیا اسکو
خطیب نے مرفوعًا باطل ہے کذا قال الشوکانی اور قول عدم مواخذہ اہل فترت کا صحیح ہے ایسے ہی کہا شاہ عبد الغنی صاحب نے ابن ماجہ کے
حاشیہ مین اور کہا گیا ہی آبا اور اجداد آپکے سب موحد تھے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے وتقلبک فی الساجدین مگر رد کیا اسکو ابو حیان
نے اپنی تفسیر مین کہ قول روافض کا ہی اور معنی آیت کے یون ہین وترددک فی تصفح احوال المجتہدین یعنی دیکھتا ہی تجھکو اللہ تعالی وقت
قیام کرنے تیرے کے اور وقت لوٹنے تیرے کے سجدہ کرنیوالون مین یعنی اسوقت کہ تلاش کرتا ہی تو حال عبادت کرنیوالونکا واسطے
معلوم کرنے بھید اونکے کہ کیسی عمل کرتے ہین واسطے آخرت کے چنانچہ مروی ہی کہ جب منسوخ ہوئی فرضیت رات کے قیام کرنیکی تو پھرے آپ
اوس رات صحابیون کی گھرون مین کہ وہ کیا کرتے ہین تو سنی گھرون اونکے سے باریک آواز ذکر اللہ کی مثل گھرون بھڑون کے اور مراد سجدہ
کرنیوالون سے نمازی ہین یا یہ کہ دیکھتا ہے تصرف کرنا تیرا بیچ احوال ہین مثل وارثان انبیا کے اور مراد ساجدین سے انبیا ہین یا یہ کہ دیکھتا ہی تجھکو
کھڑی ہونے مین بیچ نماز جماعت کے اور تصرف کرنا تیرا نمازیون مین ساتھ قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعود کے جسوقت تو اونکا امام ہوتا ہی
یا یہ کہ پوشیدہ نہین ہی اوسپر حال قیام تیرے کا اور تصرف اور لوٹنا تیرا اسر انجام کو پہنچانے مین دین کے کامونکو ساجدین کی یا مراد تقلب سے
لوٹنا آنکھ کا ہے چنانچہ وارد ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے پورا کرو تم رکوع اور سجود کو کہ بیشک مین دیکھتا ہون تمکو پیچھے اپنے
جیسے دیکھتا ہون سامنے اپنے سے تفسیر کبیر یا یہ کہ تھا تو نظر گاہ ہماری وقت لوٹنے تیرے کے عالم ارواح مین سجدہ کرنے والون مین اسطرح پر کہ پیدا
کیا ہمنے روح تیری سے روح ہر ساجد کی کہ تو ہی تھا مستحق اس عنایت ہماری کا اور بروایت عطا مروی ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مراد
تقلب سے یہ ہی کہ دیکھتا ہی لوٹنا تیرا پشتون مین پیغمبرون کی ایک نبی سے طرف دوسرے نبی کی یہانتک کہ پیدا کیا تجھکو اس امت مین اور معنی
فی الساجدین کی فی اصلاب الانبیاء والمرسلین ہے یعنی آدم اور نوح اور ابرہیم وغیرہ سے یہانتک کہ جدا ہوئے آپ اپنی والدین سے اور نہی
ہونا بعض آباء آپکے کا اسکو منافی نہین اسلیے کہ مراد یہان پر وقوع انبیا کا ہی آپکی نسب شریف مین نہ یہ کہ سب آبا آپکے نبی تھے تفسیر
روح البیان اور صحیح ہی کہ رافضیون نے ساتھ اس آیت مذکورہ اور حدیث لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات
کی تمسک پکڑا ہی کہ آبا اور اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن تھے اسطرح پر کہ آیت وتقلبک فی الساجدین ان سب معنونکا احتمال رکھتی
ہی سو یہ بھی احتمال ہی کہ مراد اس سے نقل کرنا روح مقدس آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کا ہو ایک ساجد سے طرف دوسرے ساجد کے یعنی ایک
مومن سے طرف دوسرے مومن کے پس جب معنون مین اسی آیت کے یہ سب وجوہ محتمل ہوئے تو واجب ہوا حمل کرنا اسکا سب معنی مذکورہ پر اسلیے
کہ نہ ان مین منافات ہی اور نہ ترجیح ایک دوسرے پر اور وجہ استدلال اونکے کے حدیث مذکورہ سے اسطرح ہی کہ فرمایا آپنے نقل کیا گیا مین پاک
لوگون کی پشتون سے طرف پاک عورتون کی رحمون کے پس قائل ہونے سے ساتھ کفر آبا اور اجداد آپکے کے لازم آتی ہی مخالفت اس
حدیث کی اسلیے کہ مشرک ناپاک ہین جیسے فرمایا حقتعالی نے انما المشرکون نجس یعنی بجز اسکی نہین کہ مشرک تو ناپاک ہین پس ہی

معلوم ہوا کہ سب آبا و اجداد آپکے مومن تھے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہماری اس مذہب کے فساد پر دلیل پکڑے ساتھ قول اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ
اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ کے کہ باپ ابراہیم کے کافر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آپکے اجداد میں سے ہیں پس تمسک ہمارا صحیح
نہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ اب کا کبھی چچا پر بھی بولا جاتا ہے جیسے کہا بیٹوں یعقوب کے نے یعقوب علیہ السلام سے کہ نعبد الٰهك
واله اباءك ابراهيم واسمعيل واسحاق سو اونہوں نے اسمعیل علیہ السلام کو باپ کہا حالانکہ وہ انکے چچا تھے اور حدیث
میں بھی وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کے حق میں ردوا علی ابی لیغیے لوما دہم مجھے میرے باپ کو یعنی چچا کو
پھر کہ شاید آذر ابراہیم علیہ السلام کی ماں کا باپ ہو اسلیے کہ نانا کو بھی کبھی باپ کہتے ہیں جیسے فرمایا حق تعالیٰ نے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ تا قولہ وَعِيْسٰى تک اسلیے کہ ٹھہرایا عیسی علیہ السلام کو ذریت ابراہیم سے حالانکہ ابراہیم جد مادری تھے اونکے جدید
جواب اسکا یوں دیا ہے کہ مراد آیت اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ میں لفظ اب سے باپ ہی مراد ہے نہ چچا اور یہی ہے ظاہر قرآن کا کیونکہ
حقیقت کے ہو سکتے ہوئے مجاز مراد نہیں لیا جاتا کما ہو مقرر فی الاصول اور وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ کو سب وجوہ پر حمل کرکے
ایک محل میں اور سب احتمالات مراد لینا بالکل باطل ہے اسلیے کہ مشترک لفظ سے ارادہ کرنا سب معانی کا ہرگز جائز نہیں اور ایسے ہی حدیث
مذکور لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الخ یہ خبر واحد ہے آیت قرآن سے معارض نہیں ہو سکتی تفسیر کبیر اور علاوہ اسکے یہ حدیث اونکی
ایمان پر بھی دال نہیں ہے بلکہ اس سے فقط صحت نکاحوں جاہلیت کی نکلتی ہے جیسے اور حدیث میں وارد ہے حتی اخرجنی من
بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط یعنی یہاں تک کہ نکالا مجھے میرے والدین کے بیچ سے نہیں ملے وہ آپس میں زنا پر کبھی تفسیر روح البیان و
نظم الدرر وغیرہ کتب متاخرین میں بھی موجود ہے کہ حدیث احیای والدین شریفین کی ضعیف ہے اور تقریب الاصول میں ہے کہ جو اقوال
جو وارد ہیں کہ احیاے والدین شریفین اور عبد المطلب و ابو طالب کا ہاتھ پر عیسی علیہ السلام کے ہوگا یہ سب سست اور ضعیف ہیں
چنانچہ محققین اہل حدیث پر پوشیدہ نہیں اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین والمفسرین قدس سرہ نے اپنے عجالہ نافعہ میں لکھا ہے
جو حدیثیں کہ قرون سابقہ میں کہ جنکا نام و نشان معلوم نہ تھا کہ متاخرین نے روایت کی ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو سلف نے اونکو تلاش
کیا مگر اونکی کچھ اصل نہ پائی یا اونکو پایا مگر کسی علت کے جہت سے اونکو روایت نکیا سو بہر تقدیر کسی عقیدے کے اثبات میں یا عمل کے معمول بنانے
میں قابل تمسک نہیں ہو سکتیں کسی شیخ نے ایسی حدیثوں کے باب میں کیا اچھا کہا ہے **شعر** فان كنت لا تدري فتلك مصيبة
وان كنت تدري فالمصيبة اعظم ترجمہ پس اگر تو ہی اس حال پر کہ تو نہیں جانتا تو یہ مصیبت ہے اور اگر جانتا ہے تو یہ مصیبت زیادہ بڑی ہے
اور اس قسم کی حدیثوں نے بہت محدثین کی راہ ماری ہے اور بنظر کثرت طرق انکے جو اکثر کتابوں میں موجود ہیں مغرور ہو کر حکم متواتر کر کر جانا
احادیث طبقہ اولی و ثانیہ و ثالثہ کے مقام قطع اور یقین میں آکر ایک مذہب بنا ٹھہرایا ہے اور اس قسم کی حدیثوں میں بہت کتابیں تصنیف
ہوئی ہیں چنانچہ کسیقدر شمار کی جاتی ہیں ازانجملہ کتاب الضعفا ابن حبان کی اور تصانیف حاکم کی اور کتاب الضعفا عقیلی کی اور کتاب الکامل
ابن عدی کی اور تصانیف ابن مردویہ کی اور تصانیف خطیب کی اور تصانیف ابن شاہین اور تفسیر ابن جریر اور فردوس دیلمی بلکہ تصانیف دیلمی کی اور تصانیف
ابو نعیم اور تصانیف جوزقانی اور تصانیف ابن عساکر اور تصانیف ابو الشیخ اور تصانیف ابن نجار اور بیشتر مسائل اور وضع احادیث کی

مناقب اور تفسیر اور بیان اسباب نزول اور تواریخ اور ذکر احوال بنی اسرائیل اور قصص انبیاء سابقین اور ذکر شہر اور اطعمہ اور اشربہ اور
اور حیوانات مین واقع ہوا ہی باب طب اور رقیہ اور عزائم اور ادعیہ خیالی اور ثواب نوافل مین بکثرت وقوع مین آیا ہی ابن جوزی نے اپنے
موضوعات مین اکثر ایسی احادیث کو مطعون اور مجروح کیا اور انکی وضع اور کذب کی دلائل مفصل لکھے اور کتاب تنزیہ الشریعت
ایسی احادیث کی غائلہ اور اشتباہ دفعہ کرنے کے لیے کافی ہی اور اکثر نادر مسائل اور کتاب جیسے اسلام لانا والدین شریفین آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اور روایت مسح رجلین کی اور مثل اسکے انہین کتابون سے نکلی ہین اور یا یہ بنا تصانیف شیخ جلال الدین کی انہے
رسائل احیاء والدین وغیرہ عجائبات مین بھی کتابین ہین اور شغل اور استنباط اکثر احکام لاطائل کا اونھون نے انہین کتابون سے کیا ہی جس
کسی کو تحقیق ان کتابون کی منظور ہو تو میزان الضعفاء ذہبی اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی انکے رجال کی حال معلوم کرنے کے لیے
کافی ہی انتہی **متمسکات متاخرین** کی جو کہتے ہین کہ والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زندہ ہو کر ایمان لاکر پھر
تنبیہ الغافلین مین ہی کہ زندہ کیے گئے ہین واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین اونکے حجۃ الوداع مین اور بڑے بڑے محدثین نے
زندہ ہونیکی احادیث طرق متعددہ سے روایت کی ہین اور کہا کہ یہ حدیثین ناسخ اون حدیثون کی ہین جو دلالت کرتی ہین اوپر جلانے
اوسکے کی پہلی حدیث امام مالک کی خطیب بغدادی اور ابن عساکر کے طرق سے بروایت سلسل عروہ سے اور اونھون نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کی کہ حج کیا ہمارے ساتھ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حج اخیر یعنی گذرے میرے ساتھ مقام عقبہ حجون پر غمناک ہوکر رونے لگے
رونے سے آپکے بعد ازان پھر اونٹ پر سے اوترے اور فرمایا اے حمیرا لے مہار اونٹ کی سو کھڑی رہی مین بازو اونٹ کے ٹیکا لگا کر بس بیٹھ
دیر کی آپنے پھر لوٹ آئے میرے پاس خوش وخرم مسکراتے ہوے عرض کی مینے ماں باپ میرے تم پر فدا ہون یا رسول اللہ آپ گئے تھے روتے ہوے غمگین ہو
رہی مین آپکے رونے سے اور اب دیکھتی ہون خوش مسکراتے ہوے سبب اسکا کیا ہی فرمایا مین گیا تھا ماں کی قبر پر گیا تھا اور خدا تعالی سے
سوال کیا تھا زندہ کرنے کا پس زندہ کیا اونکو اللہ تعالی نے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر جس حالت مین کہ تھین مری تھین
ابن شاہین اور محب الدین طبرانی کی زہری سے بروایت معن عروہ سے اور اونھون نے عائشہ سے کہا گذری رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حجون پر
حزین اور غمگین اور وہان ٹھیری رہی جسقدر رہا خدا تعالی نے پھر آئے خوش وخرم فرمایا سوال کیا مینے اپنے پروردگار سے پس میری ماں کو زندہ کردو کہا
سو زندہ کیا اونکو خدا تعالی نے میرے لیے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر تیسرے حدیث حافظ فتح الدین ابن سید الناس کی کتاب
بصیرہ مین کہا روایت کی گئی بعض اصحاب سے کہ والدین آپکے اسلام پر ہین اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے زندہ کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم پر ایمان لائے اور چوتھی حدیث روایت کی سہیلی نے روض الانف مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا خبر دی گئی مجھکو کہ
رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے اپنے والدین کو زندہ کرنے کا سوال کیا سو زندہ کیا اونکو حق تعالی نے وہ آپ پر
ایمان لائے اور شیخ ابن حجر نے بعد حجت لانے آیہ کریمہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کے کہا ہی کہ یہ آیت صریح ہی اسپر کہ والدین
شریفین آپکے اہل جنت سے تھے اسلیے کہ والدین قریب ترین آپ سے بہ نسبت سب اقربا کے اور مختار یہی ہے اور تصحیح کی
اسکی حفاظ حدیث نے اور التفات نکیا طرف اوسکے جسنے کہ اوسپر طعن کیا اور کہا بیشک زندہ کیا اونکو حق تعالی نے وہ آپ پر

ایمان لائے اور یہ آپکا خصیصہ تھا اور ایک حدیث عبد المطلب کے زندہ ہونے کے باب مین بھی نقل کرتے مین مگر وہ موضوع ہی مذکور ہوئی انتہی اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہر کہ حدیث احیا کی اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہر مگر تصحیح کی اسکی بعض نے بسبب مجموعہ اسکے کثرت کو تعدد طرق سے اگرچہ علم اوسکا متقدمین پر پوشیدہ رہا مگر کھولدیا اسد تعالی نے متاخرین پر واللہ یختص من یشاء بما یشاء من فضلہ ترجمہ یعنی اسد تعالی خاص کر دے جسے چاہے ساتھ جس چیز کے اپنے فضل سے اور سیوطی نے اس باب مین کئی رسالے تصنیف کئے اور اسکو بدلائل ثابت کیا اور مخالفین کے شبہات کے عمدہ جواب دئے بلکہ اسقدر مبالغہ کیا کہ مخالفین کے مذہب کو نقل بھی نہ کیا ایسا ذکر مکروہ حکایتاً بھی زبان پر نہ آوے انتہی اور یہی مضمون نظم الدرر مین ہر اور ما ثبت من السنت مین ہر کہ حکم یقینی کیا بعض علما نے کہ والدین آنحضرت صلی اسد تعم علیہ وسلم کے ناجی ہین اور کیا اچھا کہا حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے شعر حبا اللہ النبی مزید فضل * علی فضل وکان بہ رؤفا * فاحیا امہ وکذا اباہ * لایمان بہ فضلا لطیفا * فسلم فالقدیم بذا قدیر * وان کان الحدیث بہ ضعیفا ترجمہ عطا کی اسد تعالی نے نبی صلی اسد علیہ وسلم کو زیادتی فضیلت کی اوپر فضیلت کے اور ہی ساتھ اوسکی مہربان پس زندہ کیا والدہ انکی کو اور ایسے ہی والد انکے کو واسطے ایمان لانے کے ساتھ انکے اپنے فضل و کرم سے پس تسلیم کرلے تو کہ اسد تعم قدیم ساتھ اسکے قادر ہر اگرچہ حدیث اس امر کی ضعیف ہر اور حاشیہ شامی مین ہر کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہو کر ایمان لائے اور یہ آپکی فضیلت تھی جیسے حدیث مین وارد ہی اور تصحیح کی اسکی قرطبی نے اور ابن ناصر الدین نے کہ وہ منتفع ہوئے ایمان سے بعد موت کے خلاف قاعدہ کے آپکی اکرام کے لئے اور تفسیر عرائس مین ہر کہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے حضرت علی کو کسی کام کے لیے بھیجا جب وہ لوٹ کر آئے آپ نے فرمایا اے علی کل کی رات مجھپر عنایت ہوئی کہ مین اپنی والدین کی زیارت کو گیا تھا وہ مرنے سے خاک جھاڑتے ہوئے اٹھکر مجھپر ایمان لائے اور پھر اپنی قبر مین گئے اور روایت مین ہر کہ فرمایا آنحضرت صلی اسد تعم علیہ وسلم نے مینے اپنی والدہ کی قبر کو دیکھا وہ قبر سے نکلین لباس انکا سبز ریشم کا تھا بولین تو میرا بیٹا اسد کا رسول ہر مینے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور روضۃ الاحباب مین اسقدر زیادہ کیا کہ سب باپ دادا آپکے آدم علیہ السلام سے آپکے والد عبد اسد تک آپکے بعثت کے بعد زندہ ہو کر آپپر ایمان لائے پھر فوت ہو کر اعلا علیین کو بھیجے گئے اور اشباہ والنظائر مین ہر کہ جو کوئی کفر پر مرے لعنت کرنا اوسپر مباح ہر سوا والدین شریفین آنحضرت صلی اسد تعم علیہ وسلم کے اسلیے کہ ثبوت پہونچا زندہ ہو کر ایمان لانا اونکا کذا فی مناقب الکردری انتہی اور مروی ہر کہ ستمت رنے آنحضرت صلی اسد تعم علیہ وسلم ایک روز اپنی والدہ کی قبر پر اور اوسپر ایک درخت خشک لگا کر فرمایا اگر یہ سبز ہوگیا تو علامت اونکے ایمان لانے کی ہی وہ درخت سبز ہوگیا پھر دونون آپکی دعا سے قبر سے نکل کر ایمان لا کر فوت ہوگئے کہا شیخ افنادہ افندی نے کہ سمجھا ولاس امر کا یہ ہی کہ نام آنحضرت کا عبد اسد ہر اور اسم ذات ہر نام نہین لکھا گیا کوئی بت اس نام سے ایام جاہلیت مین کسی کا نام لات کسی کا عزی تھا مگر اسد کسی کا نام نہ تھا انتہی کہا اسد دوسرے نے کہ زندہ ہو کر ایمان لانا اون کا عقلاً اور شرعاً بھی ممتنع نہین ہر زندہ ہونا تین نبی شریف کا اور معجزہ احیای موتی کا عیسے علیہ السلام کے لیے بنصوص قاطع ثابت ہر پھر کون مانع ہر زندہ ہو کر ایمان لانے سے آپکے والدین کے باوجود آپکے اس مزید فضل و کرم کو روح البیان اور حدیث ما فعل ابوای شان نزول مین و لا تسئل عن اصحاب الجحیم کو ضعیف کہے

جیسے تفسیر مظہری مین ہی کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زعم ہے نہ یقین اسلیے کہ اگر تسلیم بھی کرین ہم آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے لیت شعری ما فعل ابوای فرمایا اور باتفاق علما یہ آیت اسی روز نازل ہو تو بھی یہ اس پر دال نہین کہ اصحاب الجحیم سے
مراد آپکے والدین شریفین ہین اور بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کرین کہ آپکے والدین کی شان مین نازل ہوئی تو اس سے کفر اونکا ثابت
نہین ہو سکتا اسلیے کہ مومن بھی کبھی بسبب گناہون کے شفاعت شافع یا اپنی میعاد تک اصحاب جحیم سے ہوتا ہے اور بروایت بخاری صحیح
ہو چکا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی
کنت فیہ یعنی مبعوث ہوا مین بہترین قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہانتک کے پیدا ہوا مین بہترین قرن مین جسمین مین ہون اور شیخ
جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس بارہ مین کئی رسالہ لکھے ہین چنانچہ مینے خلاصہ اون سبکا ایک رسالہ مسمی تقدیس آبای النبی
مین جمع کیا ہی اور وجوہات مثبتہ اسلام والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جو مخالفین کے لیے شافی جواب ہو سکین بہت لکھے
ہین انتہی اور ماسوا اسکے اور احادیث بھی والدین شریفین کی طہارت کے باب مین وارد ہین جیسا کہ آویگا اور صاحب تفسیر سراج المنیر نے بھی
لکھا ہی کہ حدیث ما فعل ابوای ضعیف ہی آیت مذکور کفار اہل کتاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اور قرأت فتح لام کی فقط یعقوب اور
شیبہ اور اعرج اور امام نافع کی ہی اور باقی سب نے بضم لام کے کہا ہے یعنی بعد تبلیغ کے کفار کے حال کی تجھ سے بازپرس نہو گی علاوہ
یہ کہ قرأت ابن مسعود کی اور قرأت ابی کی و ما تسئل ہے دونون قرأتین بھی اسی کی موید ہین کہ یہان پر صیغہ نفی کا ہو نہ نہی کا اور
تفسیر کبیر نے بھی اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہی اور جو شان نزول مین آیت کریمہ ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربی کی وارد ہین جواب اونکا یہ ہی کہ یہ آیت ابوطالب کے باب مین نازل ہوئی جیسے تفسیر روح البیان
وغیرہ مین ہی کہ جب بیمار ہوئے ابوطالب بعد دس برس کے بعثت سے ہجرت سے تین برس پیشتر اور معلوم ہوئی قریش کو بیماری اونکی تو انھون نے
آپس مین کہا حمزہ اور عمر مسلمان ہو گئے محمد کا کام عرب کے جملہ قبائل مین پھیل گیا ابوطالب کے پاس چلو کہ وہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین
عہد کرادیوے کہ واللہ ہم اوس سے امن مین نہین ہین کہ وہ کام ہمارا خراب کر دیگا اور ایک روایت مین ہی کہ ہم ڈرتے ہین کہ شاید اس بڈھے کے بعد
ہم سے محمد کو کچھ پہونچے یعنی ہم اوسکو قتل کرین اور عرب کے لوگ ہمین ملامت کرین کہ دیکھو چچا اوسکا مر گیا اور انھون نے اوسکے ساتھ کیا کیا
چنانچہ شرفا اونکے مل کر ابوطالب کے پاس گئے جیسے عتبہ و شیبہ اور دونون بیٹے ربیعہ کے اور ابوجہل اور امیہ بن خلف اور ابوسفیان نے
ابوطالب سے کہا تم ہمارے سردار اور ہمارے بڑے ہو تمھارے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین جو معاملہ ہے خوب جانتے ہو اور ہمکو تمہاری موت کا
اندیشہ ہی اونکو بلا کر ہمارا اونکا عہد کرادو کہ نہ وہ ہمارے دین سے غرض کہین نہ ہم اوسکے دین سے ابوطالب نے آپکو بلایا آپ آئے تو اوسوقت ابوطالب
کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی ابوجہل لعین کو ناگوار گذرا کہ اگر محمد یہان بیٹھینگے تو جیسے اونکے رہین گے دلسوز
کو دیکر وہان بیٹھ گیا جب آپنے ابوطالب کے پاس جگہ نہ پائی دروازے کے پاس بیٹھ گئے ابوطالب نے کہا اے بھتیجے یہ تمھاری
قوم کے شرفا ہین جو یہ کہتے ہین سو کرو اور یہ اچھا کہتے ہین کہ تم اونکے معبودونکو برا نہ کہو یہ تمھارے اللہ کو برا نہ کہینگے آپنے فرمایا جو تم
کہوگے مین کرون گا مگر مین تم سے ایک بات چاہتا ہون کہ جس سے تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمہارے مطیع ہو جائینگے ابوجہل نے کہا

بھتے رہی وہ بات مانیں گے اور ساتھ اوسکے وسل ورد کیا ہے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ اور چھوڑو جسکی تم عبادت کرتے ہو
سوائے اللہ کے اونہوں نے تالی مار کر کہا ای محمد اس سے سوا اور کہو فرمایا اگر تم آفتاب لاکر میرے ہاتھ پر رکھدوگے تو بھی میں سوا اسکے تم سے اور کچھ نہ مانگونگا
اونہوں نے آپس میں کہا جو تم چاہتے ہو واللہ پھر ہرگز نہ ملنے گا اپنے باپ دادا کے دین پر رہو یہانتک کہ حکم کرے اللہ درمیان تمہارے
اور اسکے اور وہ اوٹھکر چلے گئے پھر ابوطالب سے کہا چچا تمہیں یہ کلمہ کہو کہ گواہی دون میں تمہارے لیے ساتھ اسکے روبرو اللہ تعالیٰ کے کہا واللہ اے
بھتیجے اگر نہوتا مجکو ڈر ننگ و ناموس کا تمپر اور تمہارے باپ کی اولاد پر بعد میرے اور اسکا کہ قریش کہینگے ابوطالب نے موت کے ڈر سے یہ کلمہ کہا
تو میں ضرور کہتا جب ابوطالب نے کلمہ توحید سے انکار کیا آپنے فرمایا میں ہمیشہ تمہارے لئے استغفار کرونگا جبتک مجھے حکم ممانعت کا نہوگا
جب ابوطالب نے انتقال کیا تو قریش سے آپنے بڑی تکلیفیں اوٹھائیں اور استغفار کرتے رہے ابوطالب کے لئے اوس وقت سے نزول اس آیت تک
روح البیان اور تفسیر کبیر میں ہے کہا سعید بن حبیب نے بروایت اپنے والد کے کہ نازل ہوئی آیت مذکورہ شان میں ابوطالب کے کہ جب نزع لگی
تو سب نبی اوسکے پاس گئے اور ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی حاضر تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ای چچا کہو لا الہ الا اللہ کہ
حجت کروں میں تمہارے لیے ساتھ اسکے روبرو اللہ کے ابوجہل اور عبداللہ نے کہا ای اباطالب تم عبدالمطلب کے دین سے برگشتہ ہوتے ہو غرض یہ
پیش کرتے رہے آپ اون پر یہ کلمہ اور وہ دونوں باز رکھتے رہے اونکو یہانتک کہ کہا ابوطالب نے آخر میں کہ عبدالمطلب کے دین پر ہوں
ہمیشہ آپنے فرمایا میں تمہارے لیے استغفار کرتا رہونگا جب تک باز نہ کیا جاؤنگا تب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ کہا واقدی نے بعید جانا
اس وجہ کو حسین بن فضل نے اسلیے کہ یہ سورۃ آخر قرآن ہے اترنے میں اور وفات ابی طالب کی ابتدای اسلام میں تھی مکہ میں مگر میں کہتا ہوں
کہ بعید سمجھنا اس شان نزول کو میری نزدیک بعید ہے اسلیئے کہ شاید استغفار کرتے رہے ہوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیطالب کے لیے
اوس وقت سے اس آیت کے نزول تک اسلیئے کہ کفار سے بچنے کی تاکید اس سورۃ میں آئی ہے اور ممکن ہے قبل اس سے جائز ہو آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار کرنا اپنے مشرک والدین کے حق میں اور آپنے ایسا ہی کیا ہو پس منع فرمایا حق تعالیٰ نے ساتھ نزول اس
آیت کے اور کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابی طالب سے کہو ای چچا لا الہ الا اللہ
تا کہ گواہی دون میں تمہارے لیے ساتھ اسکے دن قیامت کے کہا کاش کہ اگر نہ ملامت کرتے مجکو قریش کہینگے گھبرا گیا ابوطالب موت
سے تو البتہ ٹھنڈی کرتا میں آنکھیں تمہارے ساتھ اسکے تب نازل ہوئی یہ آیت إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي
مَن يَشَاءُ ترجمہ بیشک تو نہیں ہدایت کر سکتا ہے جسے چاہے مگر اللہ ہدایت کرے جسے چاہے انتہی اور روایت کیا بخاری نے ابی سعید
خدری سے کہ سنا اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ذکر تھا روبرو آپکے ابوطالب کا فرمایا امید ہے کہ نافع ہوگی اوسکو شفاعت
میری دن قیامت کے پس کیئے جاوینگے وہ بیچ جھلکتی آگ میں کہ پہونچے گی اونکے ٹخنوں تک اوبلے گا اوس سے دماغ اوسکا
روح البیان سو یہ حدیثین مذکورہ صاف دال ہیں اسپر کہ آیت مذکورہ نازل ہوئی مکہ میں ابوطالب کے حق میں اور ایسی حدیث
بریدہ اور قتادہ اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابن مسعود کی جیسے کہ متقدمین کے متمسکات میں گذر چکیں پس کوئی اونمیں سے
معارض نہیں ہوسکتی ہے قوت میں ان احادیث سے پس جب ہو اور دکر نا اونکا کہا حاکم نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح ہے مگر لقا کیا

اور اسکا ذہبی نے شرح مستدرک مین اور کہا ایوب بن ہانی سے کہ ضعیف کہا اوسکو ابن معین نے اور یہ جو اخراج کیا طبرانی
اور ابن مردویہ نے حدیث ابن عباس سے کہ جب تشریف لائے آپ غزوہ تبوک سے اور عمرہ کرکے اور اترے ثنیہ عسقان سے تو آپ نے والدہ کی قبر پر گئے اور دعا
چاہا انکے لیے استغفار کرنے کا مگر اذن نہ دیا گیا تب نازل ہوئی یہ آیت کہا سیوطی نے کہ اسناد اسکی ضعیف ہے قابل اعتماد کے نہین
اور کہا بغوی نے بروایت ابو ہریرہ اور بریدہ کے کہ جب تشریف لائے آپ مکہ مین تو اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور کھڑے رہے یہان تک کہ
گرم ہوا آفتاب اس امید پر کہ اذن دیا جاوے انکے لیے استغفار کرنے کا تب نازل ہوئی یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الآیہ اور اخراج
کیا ابن سعد اور ابن شاہین نے حدیث بریدہ سے کہ جب فتح کیا آپ نے مکہ تو گئے اپنی والدہ کی قبر پر آخر حدیث تک اور نزدیک
ابن جریر کے بھی ایسی ہی ہے بریدہ سے جیسے ذکر کیا بغوی نے سو کہا ابن سعد نے طبقات مین بعد تخریج اسکے کہ یہ غلط ہے حضرت
کی والدہ کی قبر مکہ مین نہین بلکہ ابوا مین ہے اور اخراج کیا امام احمد اور ابن مردویہ نے حدیث بریدہ سے کہا تھا مین ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے کہ گئے آپ ثنیہ عسقان پر اور دیکھی قبر اپنی والدہ کی پھر وضو کیا اور نماز پڑھی اور روئے اور کہا اذن چاہا مینے رب اپنے سے انکی
شفاعت کا تو منع کیا گیا تب اتری یہ آیت مذکورہ کہا سیوطی نے کہ اس حدیث کے طرق معلول ہین اور کہا حافظ ابن حجر
شرح بخاری مین کہ حکم کرنا ساتھ صحت حدیث ابن مسعود کے اس جہت سے نہین ہے کہ صحیح لذاتہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ساتھ طرق کثیرہ کے
وارد ہے اور بعد تامل مینے اوسکے طرق کو معلول پایا اور اس حدیث مین ایک اور علت بھی ہے کہ یہ مخالف ہے واسطے صحیحین کے کہ نازل ہوئی یہ آیت
مکہ مین ابو طالب کے مرنے کے بعد اور ایسی ہی حدیث قتادہ کی جو ذکر کی بغوی نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مین بخشش چاہونگا
اپنی والدہ کے لیے جیسے بخشش چاہی ابراہیم نے اپنی والد کے لیے تب اتری یہ آیت مذکورہ سو یہ حدیث بھی مرسل ہے صحیح نہین بلکہ ضعیف
اور حدیث صحیحین سے مخالف ہے کہا مرتس پس جائز نہوا قول کہنا ساتھ مشرک ہونے والدین شریفین کے بمقتضای آیت مذکورہ کے اگر کوئی کہے
کہ صحیحین کی حدیث سے جو ابو طالب کے قصہ مین وارد ہے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب مشرک تھے تو جواب اسکا یہ ہے ہم اسکو تسلیم نہین کرتے بلکہ
عبد المطلب موحد تھے جیسے کہ باسانید ذکر کیا ابن سعد نے طبقات مین کہ عبد المطلب نے ام ایمن سے کہا جو کہ وہ دودھ پلاتی تھین آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ای برکت غافل نرہنا اس میرے بیٹے سے اسلیے کہ پایا مینے اسکو ساتھ لڑکون کے کہ وہ سدرہ کے قریب ہے یعنی جب یہ لڑکون کے
ساتھ ہوتا ہے تو سب سے نرالا معلوم ہوتا ہے اور لمعان نور پیشانی اور آثار سعادت اور بزرگی سے اسکی پایا جاتا ہے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوکر
سدرۃ المنتہی تک پہونچیگا اور اہل کتاب کہتے ہین کہ یہ بیٹا میرا اس امت کا نبی ہو مگر چونکہ وہ زمانہ جاہلیت مین تھے احکام نبوت انکو نہین
پہونچے سو موحد ہونا اونکا موجہ ہے بخلاف ابو طالب کے کہ باوجود دیکھنے زمانہ بعثت کے ایمان نہ لائے اسلیے وہ مشرک ٹھہرے حاصل
تفسیر مظہری در جواب ان دونون حدیث صحیح مسلم کا کہ اذن چاہا مینے اپنی والدہ کے لیے استغفار کرنیکا مگر مجھکو اذن نہ دیا
گیا اور یہ کہ ایک شخص سے فرمایا کہ باپ میرا اور باپ تیرا آگ مین ہین یہ ہے کہ تھا یہ فرمانا آپکا قبل زندہ کرنے اونکے سے اسلیے کہ وقوع
ہوا واقعہ احیا کا حجۃ الوداع مین کذا فی رد المحتار اور تفسیر روح البیان مین بھی یہی جواب لکھا ہے اور اتنا اور بڑھایا کہ مقامات علیہ
آپکے یوگا فیوگا رہا۔ آپ ترقی پر تھے سو ممکن ہے کہ یہ مقام آپکو حجۃ الوداع مین حاصل ہوا ہو انتہی اور یہ کہنا متقدمین کا کہ ایمان

باس کا مقبول نہیں تو جواب اسکا یہ ہی کہ درحقیقت معائنہ کے وقت ایمان لانا ایمان باس کا ہی وہ مقبول نہیں مگر ایمان بعد احیاء
کے مقبول ہی جیسے دال ہی اوسپر قول اللہ تعالی ذکرہ ثم العاجز وانا منہما اشتہ اور وارد ہی کہ اوٹھائی جاوینگی اصحاب کہف آخر زمانہ
مین حج کرینگی اور تشریف اس امت مین داخل ہونگے اور مرفوعاً وارد ہی کہ اصحاب کہف مددگار ہونگے مہدی آخر الزمان کے پس معتبر
شمار کیے گئے افعال اصحاب کہف کے بعد زندہ ہونے اونکے کے موت سے روح البیان اور حاشیہ شامی مین ہی کہ قبول ہونا ایمان ناس کا
نیز خصوصیت مین ہی اور کہنے والدین کے حق مین مقبول ہونا آپ کا خصیصہ تھا انتہی کلامہ اور جواب روایت امام اعظم رحمہ اللہ اور
درمختار کا یون ہی کہ طحطاوی مین بیان نکاح الکافر مین لکھا ہی وما فی الفقہ الاکبر ان والدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماتا علی الکفر
فمدسوس علی الامام ویدل علیہ ان النسخ المعتمدۃ منہ لیس فیہا شیء من ذلک یعنی جو کہ فقہ اکبر مین ہی کہ والدین آپکے
فوت ہوئے کفر پر یہ بات داخل کیا ہی امام پر اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ معتبر نسخون مین فقہ اکبر کے اسکا کچھ نشان نہیں ہی بلکہ یہ قول ہی ابو حنیفہ
بن یوسف بخاری کا کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا ایسے ہی کہا ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی مین اور بالفرض اگر تسلیم بھی کرین کہ
یہ قول امام ہی صاحب کا ہی تو معنی اوسکے یون ہین کہ مری وہ کفر کے زمانہ مین نہ کفر پر اور استدلال صاحب درمختار کا جید نہیں اسلیے کہ
یہ قول مقتضی ہی والدین شریفین کے کفر کو اور سوء ادبی ہی شان مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور دوسرے یہ کہ جب ابو طالب کے حق مین
وارد ہی کہ وہ کمتر ہونگے عذاب مین دوزخیون سے کہ پہنین گے وہ نعلین آگ کے اوبلے گا جس سے دماغ اونکا انتہی کلامہ اور یہ امر فقط آپ ہی کے
اکرام اور قرابت کی جہت سے ہے پھر جب تخفیف عذاب کی ثابت ہوئی آپکے چچا کے لیے تو والدین آپکے جو قریب تر ہین آپ سے بہ نسبت
چچا عالم کے باسون اور مرفوع العذاب ہونا اونکا چاہیے علاوہ یہ کہ اہل فترت ناجی ہین چنانچہ یہی مذہب ہے اشاعرہ او بعض محققین ماتریدیہ کا
اور یہی مختار ہی مجدد الدولہ کا جیسے کہ اویگا انتہی روایت ہی بخاری اور مسلم سے کہ کسی نے ابی لہب کو خواب مین دیکھکر اوسکا حال پوچھا ابولہب
نے کہا مین سخت عذاب مین ہون مگر جبکہ میری کنیز ثویبہ نے محمد بن عبد اللہ کے تولد ہونے کی خبر مجھکو پہنچائی وہ خوشخبری سنکر مینے ثویبہ کو انگلی
کے اشارہ سے آزاد کیا اور اونکو دودھ پلانے کو کہا تو جو پینے سے اوس انگلی کے میری تشنگی جاتی رہی اس انگلی پر اثر آتش کا نہین سبحان اللہ جبکہ
ابولہب جو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سی کمال عداوت رکھتا تھا آزاد کرنے سے ثویبہ کے عذاب اوس سے کم ہوگیا پھر لوگون کو کیا گمان ہے
حق مین آمنہ رضی اللہ عنہا کے کہ اونھون نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نو مہینے تک شکم مبارک مین رکھا اور بعد وضع حمل کے مدت تک اہتمام کی بہبود
آپنے اونکی گود کے گہوارہ مین آرام فرمایا اور شیخ کمال الدین شمنی سے نقل ہی کہ کسی نے قاضی ابو بکر مالکی سے سوال کیا اگر کوئی شخص کہے کہ والدین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوزخ مین ہین اوسکا کیا حکم ہے فرمایا وہ ملعون ہی بحکم اس آیت کے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ
لعنہم اللہ آخر آیت تک جب اس آیت مین مطلق ایذا سبب لعنت کا ہو تو اس اذیت سے کون سی اذیت زیادہ ہوگی
جو آپکے والدین کو دوزخی کہے امام سہیلی نے بعد نقل کرنے اقوال فریقین کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین مسلمان
تھے کسیکے گفتگو کرنا ہمکو سزاوار نہین کیونکہ حدیث مین آیا ہے لا تؤذوا الاحیاء بالاموات یعنی مت رنج دو زندون کو
مردون کے ذکر بد سے ہر چند کہ اس باب کی بعض حدیثون مین محدثین کو کلام ہے اور خالی ضعف سے نہین مگر بیان ضعیف پر دائم

نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا ہے تیئے کہا کہ حدیث میں آیا ہے جو احوال موت کو دیکھکر مر گئے ایمان انکا مقبول نہیں حضرت خضر نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کا معجزہ ہوا انتہی مگر ضعف اور سستی ان اقوال کی اہل تحقیق پر واضح ہے

بیان تمسکات اوس فریق کا جو کہتے ہیں کہ سب آبا اور اجداد آپکے لوث شرک سے پاک تھے

احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے کہ آبا اور اجداد آپکے زمانہ جاہلیت میں پاکی و ساتھ حریت اور طہارت کے موصوف اور ساتھ پاکی اور صفائی کے معروف تھے پس جو کوئی ساتھ ان صفات کے موصوف ہوگا وہ مشرک کیسے ہوسکتا ہے بلکہ آبا اور اجداد آپ کا مومن اور موحد ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے امام ماوردی غیرہ نے اس معنی پر ساتھ اس آیت کے استدلال کیا ہے یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین حیث قال معنی تقلبک ان نورہ حوک ینتقل من ساجد الی ساجد بدلیل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات یعنی خدا تعالے دیکھتا ہے جبکہ کھڑا رہتا ہے تو عبادت میں اور دیکھتا ہے انتقال کرنا تیرا صلبوں میں سجدہ کرنے والوں کی یعنی مومنین کی اور کہا ماوردی نے معنی تقلبک کی یہ ہیں کہ نور وجود تمہارے کا آدم علیہ السلام سے نقل کیا گیا سجدہ کرنیوالوں میں اسلیے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ میں ہمیشہ نقل کیا جاتا تھا صلبوں سے پاک مردوں کے پاک عورتوں کے رحموں کیطرف انتہی اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ تقلب سے مراد تقلب ہے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کا آبا اور اجداد کی پشتوں میں ایک نبی سے طرف دوسرے نبی کے مگر اس تاویل میں کمال صحت آپکی نہیں پائی جاتی اسلیے کہ قریش وغیرہ اکثر تو اس صفت میں شریک آپکے ہوسکتے ہیں بلکہ یہ تاویل اولی ہے کہ کہا جاوے مراد تقلب سے تقلب ہے پشتوں طاہرین اور ساجدین کے سے طرف شکموں پاک عورتوں سجدہ کرنیوالیوں کے اور شکموں سجدہ کرنے والیوں سے طرف پشتوں طاہرین کے یعنی موحدین مومنین سے طرف موحد عورتوں کے تو کہ دلالت ہو اسپر کہ آبا حضرتؐ کے سب مومنین تھے ایسے ہی کہا سیوطی نے اور کہا حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے **شعر**

تنقل احمد نورا عظیما	تلألأ فی وجوہ الساجدین
تقلب فیہم قرنا فقرنا	الی ان جاء خیر المرسلین

اور ہو یدا اسی معنی کی بہت حدیثیں ہیں اول روایت بخاری کی آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم سے فرمایا مبعوث کیا گیا میں بہترین قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہانتک کہ پیدا ہوا میں اوس قرن سے جسمیں کہ میں ہوں دوسری روایت مسلم کی اپنے صحیح میں واثلہ بن اسقع سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ ممتاز کیا اللہ تعم نے اولاد ابراہیم سے اسمعیل کو اور اولاد اسمعیل سے کنانہ کو اور بنی کنانہ سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو تیسری روایت بیہقی کی دلائل میں انس رضی اللہ تعم عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ جدا نہوئے آدمی دو فرقہ ہوکر مگر کہ کیا اللہ تعم نے مجھکو بہترین اون دونوں میں سے پس پیدا ہوا میں اپنے ماں باپ سے حالانکہ پہونچی نہیں مجھکو کوئی چیز زنا جاہلیت سے پیدا ہوا میں نکاح سے اور نہیں پیدا ہوا میں زنا سے آدم علیہ السلام سے اپنے والدین تک پس میں بہتر ہوں تم میں سے از روی ذات کے اور بہتر ہوں میں تم سے از روی باپ کے تفسیر مظہری جو تحتی حدیث ابو نعیم کی انسؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے مجھے اللہ تعم نے نقل فرمایا پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف عیبوں سے پاک دو فرقہ نہوئے مگر کہ

مین بہتر اونکے مین ہوتا تھا پانچوین حدیث ابن سعد کی طبقات مین مروی ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بہترین عرب
مضر ہین اور بہترین مضر عبد مناف اور بہترین اولاد عبد مناف ہاشم اور بہترین اولاد ہاشم عبد المطلب ہین قسم ہی خدا اسکے کہ دو فرقہ نہوے
جسوقت کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم کو مگر تھا مین بہترین فرقہ مین تھا چھٹی حدیث ابو القاسم حمزہ بن یوسف تیمی کی کہ وہ بھی واثلہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا آپنے تحقیق جناب اللہ تعالی نے مقبول کیا ابراہیم علیہ السلام کو اور کیا اونکو دوست اپنا اور قبول کیا اولاد سے
ابراہیم علیہ السلام کی اسمعیل کو اور اولاد سے اسمعیل کے نزار کو اور اولاد سے نزار کی مضر کو پھر اولاد مضر سے کنانہ کو پھر اولاد سے کنانہ کی قریش کو اور اولاد قریش سے
کے ہاشم کو اور اولاد سے ہاشم کے عبد المطلب کو تو قبول کیا اولاد عبد المطلب سے مجھکو ساتوین حدیث حاکم کی ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پیدا کیا اللہ تعالی نے خلایق کو اور بنائے اون مین دو فرقے پھر اون دو فرقون
مین مین افضل ہون پھر بنائے اوسکے کئی فرقے اور کیا مجھکو بہترین اونکے سے پھر مقرر کیے اون کے گھرانے تو مقرر کیا مجھکو
بہترین گھرانے مین پس اسصورت مین بہت بہتر ہون مین قبیلا اور خاندان مین آٹھوین حدیث ترمذی کی عباس بن عبد المطلب سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالی نے جسوقت پیدا کیا مجھکو تو کر دیا مجھکو بہترین اپنے خلق مین پھر جب
پیدا کیا قبائل کو تو کر دیا مجھکو بہترین اون کے سے پھر جب پیدا کیا نفسون کو تو کر دیا مجھکو بہترین اونکے سے پس بہتر ہون مین
اون سے از روی گھرون کے اور بہتر ہون مین از روی ذات کے نوین حدیث روایت کی ملک العلما مولانا عبد العلی
رحمہ اللہ نے شرح مین اسماء اصحاب بدر کے ابن حجر عسقلانی سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا گیا ہون مین پیٹھ سے
آدم علیہ السلام کے طرف بہترین اہل زمین کے پھر اسیطرح پھر اسیطرح پر یہانتک کہ پیدا ہوا مین دسوین حدیث قاضی عیاض
مالکی کی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے لقد جاءکم رسول من انفسکم ساتھ فتح
فا کے یعنے آیا تمھارے پاس تمھاری ہدایت کو ایک رسول بہتر پاک قبائل سے تمھارے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہت پاک ہون مین تم سے از روی نسب کے اور از روی قرابت ماں کے آدم علیہ السلام کے وقت سے میرے آبا سب نکاح سے ہوئے ہین اور
نہ کوئی زنا سے گیارہوین حدیث ابن ابی عمر کی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے جب پیدا
کیا اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو تو ڈالا مجھکو اونکی پیٹھہ مین طرف زمین کے اور کیا مجھکو پشت مین نوح علیہ السلام کے کشتی مین اور پھینکا
مجھکو آگ مین پشت مین ابراہیم علیہ السلام کی پھر نقل کرتا رہا مجھے بزرگ لوگون سے پاک رحمون مین یہانتک کہ پیدا کیا مجھکو میرے باپ سے
اور کوئی ماں باپ میرا زانی نہین ہوا بارہوین روایت ابن حجر مکی کی شرح ہمزیہ مین لکھا ہی کہ حضرت حوا کی ہر حمل مین دو بچے پیدا ہوتے تھے
مگر شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے اسلیے کہ پشت مین اونکی نور نبی آخر الزمان کا امانت تھا جب اونکی وفات کا وقت پہنچا اونہون نے
اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اس نور مکرم کو مت رکھیو مگر رحم پاک مین اور اسی طرح سے یہ وصیت اونکی اولاد مین جاری تھی یہانتک کہ وہ نور پیشانی
مین عبد المطلب کی چمکا بعد ازان منتقل ہوا طرف والد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پاک اور صاف رکھا اللہ تعم نے اس نسب شریف
کو زنا سے جاہلیت کے جیساکہ سنن بیہقی مین ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے وما ولدنی من سفاح الجاہلیة وما

ولد بی الا بنکاح الاسلام ۔ اور روایت کیا ابن سعد اور ابن عساکر نے محمد بن سائب سے اونھون نے کلبی سے کہ جناب نبی اول کی کتابون سے
اور کتابین نے پانسو مائون تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیڑھی در پیڑھی تو پایا مینے اونکو پاک از صفات زنا و جاہلیت سے پس ان
احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تمام آبا بزرگوار سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سے کوئی مشرک نہین ہوا اور تفصیل اس اجمال کی یون ہے
کہ آدم علیہ السلام سے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یعنی ادریس بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام
تک یہ تمام دس پیڑھی شریعت حق پر تھے اور بت پرستی نوح علیہ السلام کے زمانہ مین پیدا ہوئی جیسا کہ مسند بزار اور مستدرک حاکم مین اور تفسیر مین
ابن جریر کی تحت مین آیۂ کریمۂ کان الناس امۃ واحدۃ کے لکھا ہے کہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تھے درمیان آدم اور نوح
کے دس قرن کہ سب شریعت حق پر تھے پھر مختلف ہوگئے تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یون روایت کیا
ہے کہ درمیان آدم اور نوح علیہ السلام کے دس قرن تھے سب اونکے علما متقدی تھے شریعت حق پر پھر مختلف ہوگئے لوگ تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے
نوح علیہ السلام کو اور تھے نوح اول پیغمبرون کے جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونکو طرف زمین کے اور طبقات مین ابن سعد کے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
منقول ہے کہ درمیان نوح اور آدم علیہ السلام کے مان باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام پر تھے اور سیر سے حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام
کے زمانہ سے ابرٰہیم بن تارخ بن ناحور بن شاروغ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام تک بھی
کوئی مشرک نہین ہوا چنانچہ ابن سعد معتبر کتابون سے نقل کرتے ہین ان الناس من بعد نوح لم یزالوا ببابل وھم علی الاسلام
الی ان ملکھم نمرود بن کوش بن کنعان فدعاھم الی عبادۃ الاصنام ترجمہ یعنی لوگ نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بابل
کے شہر مین ہمیشہ تھے اور ہمیشہ شریعت اسلام پر تھے یہانتک کہ بادشاہ اونکا نمرود بن کوش بن کنعان پیدا ہوا اور لوگون کو بت پرستی
کی تعلیم کی انتہی اور جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے درج منیفہ مین کہا ہے کہ جب سام فرزند نوح علیہ السلام نے اپنے باپ کے ہمراہ کشتی
مین نجات پائی اور ایمان اوسکا بہ نص قرآن ثابت ہے بلکہ بعضی اوسکی نبوت کے قائل ہین اور شیخ عبد الحکیم نے تاریخ مصر مین اسلام
ہر ایک کا تارخ تک اثر مروی ابن عباس سے ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب ارفخشد نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کو دیکھا تو نوح علیہ السلام نے اوسکے اور اوسکی اولاد
کے حق مین نبوت و سلطنت کی دعا کی انتہی اور اسمعیل سے کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد
اود بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام تک تمام دین ابراہیم کا رکھتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ
قرآن کریم مین صریح آیا ہے کہ آذر والد ابراہیم علیہ السلام کے مشرک تھے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ قال ابراھیم لابیہ آذر اور آذر بھی
آپکے اجداد مین سے ہے جواب آذر ابراہیم کا چچا تھا نہ باپ اور چچا پر اطلاق باپ کا آیا ہے چنانچہ آیت نعبد الٰھک و اِلٰہ
آبائک ابراہیم اسی معنی پر شاہد ہے اسلیے کہ اسمعیل یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے نہ باپ تنبیہ الضلول کما مر مگر ضعف اس جواب کا اہل
خبرت پر ظاہر ہے جیسا کہ تفسیر کبیر سے نقل ہو چکا علاوہ یہ آیت نعبد الٰھک و اِلٰہ آبائک مین اطلاق اب کا چچا پر
بالطبع ہے نہ بالاستقلال انتہی اور جب عمرو بن لحی خزاعی مکہ معظمہ پر غالب ہوا تو اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے حکومت بیت اللہ کی لے لی اور بت پرستی نے عرب مین شہرت پائی اوس وقت سے حضرت کی بعثت کے زمانہ تک

جو عرصہ پانسو برس کا ہی بعضے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے جیسے کہ ابن جریر اور بخاری اور مسلم اور احمد نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی بن خزاعی ابن قمعہ کو کھینچے جاتی ہیں انتڑیاں اوسکی آگ میں وہ اول
شخص ہے کہ بدلا اوسنے دین ابراہیم علیہ السلام کو اور کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے تھے عرب دین ابراہیم علیہ السلام پر یہانتک کہ والی
ہوا اونپر عمرو بن لحی خزاعی اور نکال لی اوسنے حکومت بیت اللہ کی اجداد آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم سے پھر شروع کرائی اوسنے
بت پرستی اور گمراہ کیا اہل عرب کو مگر بعضے احکام دین ابراہیم کے عرب میں باقی رہے انتہی اور یہی وہی ہی ابن حبیب سے بروایت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کہ تھے عدنان اور معد اور ربیعہ اور مضر اور خزیمہ اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ابراہیم علیہ السلام پر ذکر نکرو
تم اونکا لیکن خیر کے اور روایت کیا ابن سعد نے عبد اللہ بن خالد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے مت گالی دو تم مضر کو کہ بیشک
وہ اسلام لایا تھا اور سہیلی نے روضۃ الانف میں روایت کی ہی کہ جبرانکہ تم الیاس کو کہ بیشک وہ مومن تھا اور سنتا تھا وہ اپنی پشت میں آواز
تلبیہ حج کا نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اور کنانہ سے مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ
تک بھی منصوص ہی کہ سب اسلام پر تھے چنانچہ ابن سعد سے روایت ہے کہ کعب بن لوی نے ایک روز اپنی اولاد کو جمع کرکے خطبہ پڑھا کہ آبا میرے
دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور تم بھی اسی دین پر مستقیم رہو اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی پیدا ہونے کا ذکر کیا اور اسکی
کی تابعداری کرنے کی وصیت کی اور کہا کاش اوس زمانہ تک میں بھی رہتا کہ میں اونکی کمک کرتا جسوقت کفار جھٹلا دیں آپکو کہا سیوطی
نے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اجداد آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے آدم علیہ السلام سے مرہ تک ایمان انکا منصوص ہی کسی میں اختلاف
نہیں اور باقی رہا کلام کلاب کا اور عبد مناف اور ہاشم اور عبد المطلب اور عبد اللہ کہ یہ ان بزرگوار کے ہیں سو انکے اسلام پر سوائے دلیل
اجماعی سابق اور دلائل عامہ یا خود ہونے اہل فترت کے اور کوئی دلیل صریح نہیں پائی گئی اور مشہور یہ ہی کہ عبد المطلب دین ابراہیم علیہ السلام
پر تھے بت پرستی اونہوں نے کبھی نہیں کی اور زمانہ فترت سے وہ زمانہ مراد ہی جو درمیان دو نبی کی واقع ہوا اور آثار احکام شریعت نبی سابق
کی باقی نہ رہیں پس جو لوگ کہ زمانہ فترت میں ہیں نزدیک جمہور شافعیہ اور اکثر حنفیہ کی اہل نجات سے ہیں اون پر ناری ہونے کا حکم ہرگز روا
نہیں اور یہ مقید ہے موقوف اس بات کے علم پر ہی کہ حسن و قبح اشیا کا جیسے حسن ایمان کا اور قباحت کفر کی شرعی ہیں یا عقلی سو نزدیک اکثر شافعیہ
کے حسن و قبح شرعی ہیں یعنی کسی حکم کے نیک بد جاننے میں عقل کو بالکل دخل نہیں بلکہ نیک بد جاننا موقوف ہے شرع شریف
پر اور نزدیک بعض حنفیہ اور معتزلہ کے حسن و قبح عقلی ہیں مگر نزدیک اکثر حنفیہ کے حسن و قبح کا عقلی ہونا قبل زمانہ نبوت اور
پیش از ظہور دعوت کے کسی حکم کو لازم نہیں کرتا بسبب تفاوت اور نقصان عقل کے جیسے کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے وما
کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس جس کو کہ نہ پہونچی اوسکو دعوت بمجرد وجود عقل کے نہ وہ مکلف ہی اور نہ موصوف
بکفر اور نہ بایمان اگرچہ معتقد نہیں ہے دونوں میں سے کسی شی کا اور جبکہ مدد کری اوسکی اللہ تعم نے ساتھ تجربہ اور مدت تامل
کی تو اس صورت میں وہ معذور نہیں اگرچہ نہ پہونچی اوسکو دعوت اور یہ مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے مختلف ہی چنانچہ
کم مدت تامل بعد عقل و بلوغ کی پچیس برس کی عمر تک کہتے ہیں جیسے کہ مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے عطا کرنے میں مال

معتوہ کی اور بعضوں نے کہا چالیس برس تک ہیں بدلیل کہ خبر میں آیا ہے قد تمت حجۃ اللہ علی ابن اربعین اور اعتبار عقلی ہونے
نیک بد کا اس جہت سے ہے کہ بعد وارد ہونے شرع کے علت مستحق ہو جانے ثواب اور عذاب کے معلوم ہو جاوے اور فعل حکم میں غالب ایک طرف کا بغیر
غلبہ دینے والے کے لازم نہ آوے پس نزدیک حنفیہ کے علت ترتیب ثواب اور عذاب کی عقل اور شرع ہے اور نزدیک معتزلہ کے عقل خود علت مستقلہ
ہے سو جملہ شافعیہ اور اکثر حنفیہ جیسے طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور فقیہ ابو اللیث اور کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر اور مشائخ
بخارا کا اتفاق ہے کہ جن لوگوں کو زمانہ بعثت نبی کا نہیں پہونچا وہ اسلام کو ترک کرنے اور کفر اختیار کرنے سے ماخوذ نہوں گے
تنبیہ الضلول اور یہی مذہب ہے اشاعرہ کا جیسے حسامی اور غایت التحقیق میں ہے قالت الاشعریۃ لا عبرۃ بالعقل اصلا بدون
السمع فمن اعتقد الشرک ولم تبلغہ الدعوۃ فھو معذور حتی جاز ان یکون من اھل الجنۃ یعنی کہا اشعریہ نے کہ
اعتبار نہیں ہے ساتھ عقل کے بغیر ہو شرع کے پس جو کوئی اعتقاد کرے شرک کا اور نہ پہونچی ہو اوسکو دعوت نبی کی پس وہ معذور ہے یہاں تک
کہ جائز ہے کہ ہو وہ اہل جنت سے اور تمسک پکڑا ہے اونھوں نے ساتھ اس آیہ قولہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس جب نہ آیا گیا رسول تو
بر استحقاق عذاب کا جاری نہوگا اور جگہ کفر کا دوسری یہ قولہ تعالی لئلا یکون للناس حجۃ بعد الرسل یعنی تو کہ نہو آدمیوں کو حجت
بعد آنے پیغمبروں کے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسولوں کے آنے سے پہلے ترک ایمان پر اونکے لیے حجت قائم ہے تیسری یہ کہ خازن دوزخ کے
کفار سے کہیں گے الم یاتکم رسل منکم کیا نہیں آئے تھے تمھارے پاس نبی تم میں سے وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس رسول آئے تھے تب قائم ہو جاوے
گی اون پر حجت اللہ تعالی جل شانہ کی پس لے جاویں گے اون کو آگ میں بسبب آنے انبیا کے نہ بسبب وجود تنہا عقل کے بخلاف معتزلہ
کے کہ نزدیک اونکے پیش از آنے نبی اور پہونچنے دعوت کے بسبب عقل کے ماخوذ ہوں گے اسلیے کہ عقل گویا پیغمبر باطن ہے انتہی اور احادیث
صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد امتحان کے اہل فترت سے عذاب اوٹھایا جاویگا اس سبب سے کہ وہ عرض کرینگے کہ ای بار خدایا کوئی رسول ہم
پر نہ آیا کہ ہم اوسکی اطاعت کرتے تیرے حکموں کو بجا لاتے بری باتوں سے باز رہتے اللہ تعالی حکم کریگا اونکو دوزخ میں جانے کا پس جو شخص کہ نافرمانی
لاکر دوزخ میں جانے سے باز رہے گا اوسے حکم ہوگا کہ تونے میرے روبرو حکم کو نمانا میری غیبت میں پیغمبر کی تابعداری تو کیسے کرتا اس
لیے تو سخت عذاب کا مستوجب ہے اور جو کوئی دخول نار سے انکار نکرے گا اوس پر آتش دوزخ کی سرد ہو جاوے گی اور عذاب سے بچ رہیگا
جیسا کہ امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مرا زمانہ فترت میں وہ عذر کریگا
کہ ای پروردگار میرے میرے پاس کوئی رسول نہ آیا کہ میں اوسکی اطاعت کرتا پس لیگا اللہ تعالی ایسے لوگوں سے عہد و پیمان اطاعت
کا اور بھیجیگا طرف اونکے فرشتے کہ داخل کریں اونکو آگ میں پس جو کوئی حکم پر داخل ہوگا آگ میں اوسپر آگ سرد ہو جاوے گی اور جو
عذر پیش کریگا وہ آگ میں ڈالا جاویگا اور روایت کیا بزار نے ابی سعید خدری سے کہ لایا جاویگا دن قیامت کے فترت میں
مرنے والا اور معتوہ یعنی نیم دیوانہ اور بچہ پس عرض کریگا فترت میں مرنے والا کہ نہ آئی میرے پاس کتاب اور کہے گا نیم دیوانہ نہ دی
تو نے ای پروردگار میرے مجھکو عقل کہ میں نیکی اور بدی پہچانتا اور کہے گا بچہ کہ نہ پہونچی مجھکو عمر عمل کرنے کی پس بلند
ہوگی اونکے لیے آگ دوزخ کی حکم ہوگا اونکو آگ میں جانے کا سو گھس جاوے گا آگ میں جو نیک ہوتا علم الہی میں اور باز رہیگا

جو بہرہ ہوتا عالم الٰہی میں اگرچہ پاتا عمل یعنی عمل کی قدرت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے روبرو تم نے میری اطاعت نکی اور غیبت میں میرے
رسول کی اطاعت تم کیسے کرتے اور تفسیر میں عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ فرمایا جمع کریگا اللہ تعالیٰ روز قیامت کے اہل فترت اور نیم دیوانہ اور گونگے اور بہرے اور بڈھوں کو جنہوں نے اسلام نہیں
پایا پھر بھیجے گا طرف انکے فرشتے کہ جاؤ ہیں اندر آگ میں عرض کرینگے ہم آگ میں کیسے جاویں ہم کو نہیں ہمارے پاس رسول فرمایا
قسم اللہ کی اگر داخل ہوتے وی آگ میں تو ہو جاتی اوپر سرد پھر بھیجیگا اونکے پاس فرشتہ کہ اطاعت کرو اوسکی تو اطاعت کریگا جو ارادہ
الٰہی میں مطیع تھا کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور اس مقام
میں امام حافظ شہاب الدین عسقلانی نے کہا ہے کہ گمان حق میں آبا و اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو فوت ہوئے ہیں
قبل بعثت کے یہ ہے کہ اطاعت کرینگے وہ اللہ تعالیٰ کی وقت امتحان کے تو کہ موجب ہو خنکی چشم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور ابن
جریر نے تفسیر میں بیچ آیت کی ولسوف یعطیک ربک فترضی روایت کیا ہے ابن عباس سے کہ رضامندی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی اس میں ہے کہ اہل بیت آپکے کوئی آگ میں نجاوے کہا شیخ ابو سعید نے شرف النبوۃ میں عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے سوال کیا میں نے رب اپنے سے کہ میرے اہل بیت سے آگ میں کوئی نجاوے تو قبول کیا اللہ تعالیٰ نے یہ میرا سوال فرع صحیح ہو کہ اگرچہ لائق عامہ
اہل فترت سے جنتی ہونا والدین شریفین آپکا ثابت ہو مگر بشارت شفاعت خاص کی بھی ورثے حق میں ظاہر ہے جیسے حاکم نے اپنی مسند
میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور صحت پر اوسکی جزم کیا کہ سوال کیے گئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والدین شریفین
کی حال سے فرمایا سوال کیا میں نے اونکے حق میں رب اپنے سے سو وہ مجھے عنایت ہوا اور بیشک میں کھڑا ہونگا قیامت کے دن مقام محمود میں جو شفاعت
کی جگہ ہے حافظ ابو نعیم نے ام سماعہ سے اور اوسنے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ والدہ میری وقت وفات بی بی آمنہ والدہ رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھی اور اوسوقت عمر شریف آپکی پانچ برس کی تھی اور وقت اونکے سرہانے بیٹھی تھی کہ بی بی آمنہ نے چند اشعار
اس مضمون کے پڑھے خدا تیرے برکت دے مجھے اس نیک خصلت بچہ میں جو کہ خواب میں دیکھتی ہوں میں اور تو پیغام حق ادا کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے تمام
خلائق پر پیغمبر کیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو زندہ کریگا اور بتوں کی عبادت میں لوگوں سے موافقت نکریگا بعد شعر پڑھنے کی بی بی آمنہ
نے فرمایا ہر زندہ کو آخر موت ہے اور ہر نئی کو پرانا ہونا ہے میں مرتی ہوں ذکر میرا اس طرح سے قیامت تک باقی ہے میں چھوڑتی ہوں بہتر
عالم کو اور جنا ہے میں نے پاک اور طاہر کو پھر وفات پائی سو ظاہر ہے سب امور مذکورہ اونکی توحید پر دلالت صحیح رکھتے ہیں جیسے کہ کہا
جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کہ یہ قول والدہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاف دال ہے اسپر کہ وہ موحدہ تھیں اسلیے
کہ ذکر کیا اونہوں نے دین ابراہیم علیہ السلام کا اور بعثت کا اپنے بیٹے کے ساتھ دین اسلام کے اور ممانعت پرستش بتوں کا اور موافقت
نکرنے کا قوم سے بتوں کی پرستش میں سو اسقدر رکھنا ایام جاہلیت میں کفر سے پاک اور توحید کے ثابت ہونے کے لیے کافی ہے
اور باقی براہ حصول فضائل مزید اس سے اور نجات پانے کے لیے وبغرض امتحان سے اپنے والدین شریفین کو حجۃ الوداع
میں زندہ کیا کذا فی تنبیہ الضال سوال اگر کوئی کہے کہ اہل عرب کے حق میں معنی فترت کا تحقق نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اہل عرب

مین شریعت حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی باقی تھی جواب یعنی فترت کا اہل عرب مین موجود ہی اسلیے کہ فترت عبارت ہے زمانہ سے
جو متحقق ہو درمیان دو نبی کے کہ منقطع ہو جاوے اوسمین نزول اور تتابع احکام نبوت کا جیسے کہ مجمع البحار وغیرہ کتب فن مین موجود ہے اور یہ
معنی اہل عرب مین متحقق تھا اسلیے کہ حضرت اسمٰعیل کے زمانہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور تک عرب مین نزول احکام نبوت و رسالت
کا بالکل منقطع رہا کما ہو التحقیق اور جواب متمسکات متقدمین کا یون ہے کہ آیت ولا تسئل عن اصحاب الجحیم در صورت صحت مین شریفین والدین
شریفین کے قصہ مین اور حدیث شان نزول آیت مذکورہ کی باتفاق راوی ضعیف ہی کما مر اور آیت وما کان للنبی والذین معہ الخ
ابو طالب کے قصہ مین اتری جیسے متاخرین کے متمسکات مین گذر چکا اور جواب آیت اذ قال ابراھیم لابیہ آذر کا دو طرح پر ہی اول یہ
کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے باپ نہ تھے کما مر اور بر تقدیر تسلیم مراد یہ قول سے کہ آبا آپ کے کافر و مشرک نہ تھے یہ ہی کہ جبتک باپ سے ہر ایک کی
مرد و زن محل اور حامل آپکے نور مقدس کا رہا وہ لوث شرک سے پاک رہا اور بعد انتقال نور مقدس کے پشت اوسکی سے مشرک ہونا اوسکا ممکن ہے
چنانچہ ایسے ہی آذر نے بت پرستی نہین کی مگر بعد انتقال کرنے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس سے طرف ابراہیم کے فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین
اور وہ حدیثین مذکورہ جنسے معلوم ہوتا ہی کہ نزول آیت ماکان للنبی والذین الخ کا والدین شریفین کے قصہ مین ہی مجیب صحیح متاخرین
کے متمسکات مین تفسیر مظہری وغیرہ سے مفصل مرقوم ہو چکا اور بر تقدیر تصحیح یہ جواب ہے کہ متمسکات متقدمین کی احادیث مین اور متمسکات قائلین
ناجیہ اہل فترت کی آیات اور آیت ناسخ ہے حدیث کی جیسے مشکوٰۃ مین بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی وکلام اللہ ینسخ بعضہ بعضاً یعنی کلام میرا منسوخ نہین کرتا کلام
اللہ کو اور کلام اللہ کا منسوخ کرتا ہے کلام میرے کو اور کلام اللہ منسوخ کرتا ہی بعض اوسکا بعض کو اور جواب قول فقہ اکبر اور قول
درمختار کا وہی ہی جو متاخرین نے دیا کما مر اور حدیث احیاء کی اور متمسکات ذکر ہو گئے ہین کہ والدین مرسلین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مدد کو
لا وینگے فالبتہ ناجیہ اہل فترت کے مدعا کو منافی نہین ہو سکتی اسلیے کہ ممکن ہی یہ کہ اگرچہ والدین شریفین ناجی ہوں مگر مراد مزید درجات
اور درک ثواب لیس امت مکرمہ کے آپکے معجزہ سے زندہ ہو کر تجدید ایمان کرکے فوت ہو گئے ہون یا باقی بر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے تجدید کرین واللہ اعلم اصح ہو کہ یہ سب تقریر اوس صورت مین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمدت قابل کی گذر چکی بعد بلوغ کے بعثت
ہونچا یا جانتا صلاح الدین علائی نے کہ وقت وفات تمہارے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہ برس کی تھی اور عمر بی بی
آمنہ رضی اللہ عنہا کی بیس برس کی اور سابق مین گذر چکا کہ مدت قابل تکلیف بیس کی عمر تک ہے اور ایک جماعت کے قول پر چالیس
برس کی عمر تک تو اس صورت مین ناجی ہوئے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام ختم ہوا واللہ اعلم بالصواب
بیان احوال و فرق کا جو اس مسئلہ مین خاموش ہین یا ان کو کچھ یقین نہیں ہے اور یہی طریق احوط ہی کہا امام سخاوی نے مقاصد
حسنہ مین کہ اس مسئلہ مین ہمنے کسی کی خبر لکھی مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو سے نفیاً و اثباتاً انتہیٰ اور جواب
ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے اونسے کہا تھا کہ کیا آبا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگ مین ہین تو اونھوں نے جواب یا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے
اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ اور حدیث مین آیا ہی لا تؤذوا

الاحیاء بسبب الاموات یعنی ایذا مت دو تم زندون کو ساتھ بدگوئی مردون کے سابق مین گذر چکا اور سوال کئے گئے امام رستغفنی اس
قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش تو سیاہ ہوگیا تمام بدن اونکا پھر جب اوتار گئے زمین پر تو مامور ہوئے
نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑھی اور روزے رکھے تب سفید ہوگیا بدن اونکا کیا صحیح ہے یہ قول یا نہ کہا انبیا کی شان مین ایسا قول کرنا
جسمین اونکی اہانت اور عیب نکلے مطلقا جائز نہین اسلیے کہ ہم مامور ہین ساتھ روکنے زبان کے بدگوئی اونکی سے علاوہ بعد فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جاوین اصحاب میرے تو باز رہو تم بد ذکر اونکے سے پھر جب ہم ان سے باز رہنے کو مامور ہوے ذکر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو
ایسے انداز کرنے سے کہ جسمین ان کی شان مین کسی نوع کا عیب نقصان نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولی بچنا
لازم ہے الیس مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جس مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان مین کسی نوع کی خفت یا نقصان کا وہم ہو
باب مین تمامی تفسیر روح البیان و ما ثبت من السنۃ مین ہے والکلام فی ابویہ المشرفین طول والسکوت فی ہذا الباب احوط
یعنی گفتگو حق مین والدین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی دراز ہے اور سکوت کرنا اس مین بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور حسن الادب مین ہے کہ ذکر کرنا
اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیے اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہین ہے کہ جہل اوسکا مضر ہو یا قبر مین یا موقف قیامت مین اس سے باز پرس ہوگی اس
مین بہتر اور اولی یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے بمنزلہ الا اندانہ زبان کو روکنا چاہیے ہذا ما تیسر لی من التحقیق فی ہذا الباب واللہ
اعلم بالصواب

آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا بیان

فرمایا والدی ذکر مشہور ہمارے نزدیک اور اہل
علم کے نزدیک یہ ہے کہ آمنہ اور عبد اللہ کو اولاد نہین ہوئی بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے اجماع اہل
نقل کا اسپر اور خصائص صغری مین بھی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لم یلد ابواہ غیرہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور نہ نکاح کیا عبد اللہ نے
کسی سے بجز آمنہ کے اور نہ آمنہ نے بجز عبد اللہ کے اور ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی دوشنبہ کو بارھوین ربیع الاول مین سال اصحاب
فیل مین اندر شریف کو دو مہینے آگے تھے ثابت ہوئی اور مروی ہے ابن عباس رضی سے کہ پیدا ہوے حضرت دوشنبہ کو دن ربیع الاول کے مہینے
مین اور نازل ہوئی آپ پر نبوت دوشنبہ کے دن اور ہجرت کی مدینہ کو دوشنبہ کے دن اور اتری سورہ اقرا بھی آپ پر دوشنبہ کو ربیع الاول
مین اور وفات بھی پائی اوسی دن اوسی مہینے مین کما فی الحلبی کتب سیر مین حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پیدا
ہوے سجدہ کیا اور رکھے سبابہ مین اشارہ تھا کہ سجدہ اونکے اور کا قرب بیچ درگاہ الہی کے اور شہادت کی اونگلی آسمان کی طرف اوٹھائی
جیسے کوئی عاجزی کرتا ہے اور کتب سیر مین ہے کہ آپ نے وقت پیدا ہونے کے آسمان کی طرف سر اوٹھایا یہ خبر ابن سعد نے نقل کیا ہے
اشارہ تھا طرف حصول رفعت اور سیادت اور شرف کے واسطے ذات اپنی خدا کی طرف سے کما فی الحلبی پھر دیکھا مینے ایک ابر سفید کا ٹکڑا
آسمان سے اوترا اوٹھا لیا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اور غائب کیا میری آنکھ سے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ پھراؤ انکو مشرق اور مغرب
اور دنیا کی سب جگہون مین اور دریاؤن مین تاکہ پہچان لیوین انکو ساتھ نام وصفت اور صورت کے اور ایک حدیث مین آیا ہے
کہ آمنہ کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے دیکھا مینے ایک ابر بزرگ نورانی ہے کہ سنی جاتی ہے اوسمین آواز گھوڑون کی
اور آواز پرندون کے پرون کی اور باتین آدمیون کی پھر چھپا لیا اوس ابر نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اور غائب ہو گئے میری نظر سے

باجے اور سنا مینے کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا سیر کراؤ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کی اور پیش کرو انکو اوپر تمام روحانیات انسانون اور جنون اور فرشتون کے اور پیش کرو طیور اور وحوش پر اور دو انکو کنجی نبوت اور نصرت کی اور کلید خزانہ عالم کی اور دو انکو خلق اور صفوت اور خلق آدم اور معرفت شیث اور شجاعت اور شکر نوح اور خلت ابراہیم اور لسان اسمعیل اور رضای اسحق اور فصاحت صالح اور حکمت لوط اور بشارت یعقوب اور جمال یوسف اور کلام اور قوت موسی اور تحمل ہارون اور صبر ایوب اور صوت داود اور عبادت یونس اور جہاد یوشع اور عصمت یحیی اور حکمت لقمان اور حب دانیال اور وقار الیاس اور زہد کرم عیسے اور غوطہ دو انکو دریا اخلاق مین سب پیغمبرون کی الحتصر جو جو کمال اور خوبیان ہر نبی مین تھین وہ سب آپکی ذات بابرکات مین جمع ہوئین بیت خوبیان جو جو انبیا مین تھین + ساری وہ ذات مصطفے مین تھین + رباعی خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری + خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات + آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + پھر آمنہ کہتی مین کہ کھل گیا وہ ابر اور دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ایک پارچہ حریر سبز کا کہ قطرے آب زلال کے اوسمین سے ٹپکتے تھے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ واہ واہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ کیا اور باقی نرہی کوئی مخلوق مگر کہ بیچ قبضہ تسخیر اون کے کے آئی ساتھ رغبت تمام کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملخص مواہب لدنیہ و تحفۃ الاحبا وغیرہما اور تاریخ ولادت مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختلاف بہت ہے بعضے دوسری اور بعضے تیسری اور بعضے بارہوین ربیع الاول کی کہتے مین اور سوا اسکے اور بھی اقوال ہین خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ شب ولادت مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کیا زبیر بن بکار اور حافظ ابن عساکر نے کہ پیدا ہوئے پیغمبر اوس شب مین وقت شروع طلوع فجر کے اور دلالت کرتی ہے اسپر یہ قول آپکے جد عبدالمطلب کا ولد لی اللیلۃ مع الصبح مولود پیدا ہوا میرے واسطے رات کو ساتھ صبح کے فرزند کما فی سیرۃ الحلبی پس اس قول سے توفیق ہو گئی اون قولون مین کہ کوئی دن کو روایت کرتا ہے اور کوئی شب کو واللہ اعلم جنبش مین آیا محل کسری کا یہان تک کہ سنی گئی اوس سے آواز اور گر پڑے اوس محل سے چودہ کنگورے اور بجھ گیا آتشکدہ فارس کا جو ہزار برس سے کبھی نہین بجھا تھا اور خشک ہوگیا چشمہ ساوہ کا ساوہ ایک شہر ہے عراق عجم سے اور زمانہ فترت مین اوس جگہ ایک نہر تھی کہ گبر لوگ اپنے فرزندون کو ولادت کے وقت مین اوسمین دھوتے تھے اور جو بہا وہ کہ ملک شام مین ہے کہ ہزار برس سے اوس مین پانی نتھا سو جاری ہوئی کذا فی مدارج النبوۃ اور تحفۃ الاحبا مین ہے کہ پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین بیچ اوس مکان کے جو مشہور ہے ساتھ دار محمد بن یوسف ثقفی کے یہ گھر پہلے عقیل بن ابی طالب کا تھا اور بعد وفات کے اونکی اولاد مین رہا یہانتک کہ بیچا اولاد عقیل نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ لاکھ دینار کو جیسا کہ فاکہانی نے کہا کما فی سیرۃ الحلبی اور اس مکان کو ابتک لوگ متبرک جانکر زیارت کرتے ہین اور وہ مکان ایک کوچہ مین واقع ہے اور اوسکو زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ اوس شعب مین ہے کہ جو مشہور ہے ساتھ شعب بنی ہاشم کے اور بیان گرنے کنگورون کا اور قصہ ہاتھی فیل کا معجزات مین دوسری جلد مین آویگا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ وہ جو لوگون مین عمل قیام کا وقت سننے ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مروج ہے سو یہ بعد قرون ثلثہ کے کہ مامور بہا ہین ساتھ اتباع کے ایجاد ہوا ہے اور اسی سبب سے درمیان علما کے سلف کے آج تک اس مسئلہ مین اختلاف واقع ہے چنانچہ دلائل طرفین کی کتب مین موجود ہین من شاء فلیرجع الیہا مگر ایک بات کا دریافت کرنا یہان ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ تعظیم شرع شریف مین دو طرح پر ہے ایک قولی دوسرے فعلی قولی تین قسم پر ہے بعضی جگہ مامور بہ جیسے جل جلالہ یا عز سبحانہ

وغیرہ کہنا وقت نام لینے اللہ تعالی کے ساتھ لفظ اللہ کے یا درود پڑھنا وقت نام لینے حضور کا منافی کے اور باقی انبیا علیہم السلام کے کہ ثبوت اوسکا اور ہامور بہ ہونا اوسکا بدلائل ثابت ہے جیسے حدیث میں آیا ہے من ذکرت عندہ فلم یصل علی فقد شقی اور دوسری جگہ وارد ہے من ذکرت عندہ فخطی الصلوۃ علی خطی طریق الجنۃ اور اور جگہہ وارد ہے بحسب المرء من البخل ان اذکر عندہ ولا یصلی علی اور بعضی جگہہ وارد ہے البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی جیسے ترمذی وغیرہ مین ہے اور حدیث مین وارد ہے من ذکرت عندہ فلیصل علی فان من صلی علی صلی اللہ علیہ عشرۃ اور بعضے مقام پر مندوب جیسے رضی اللہ تعالی عنہ کہنا وقت ذکر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے اور رحمہ اللہ تعالی وغیرہ کہنا وقت ذکر اولیا اور ائمہ مجتہدین کی اور بعضے مقام پر ممنوع جیسے وقت پڑھنے قرآن اور خطبہ کے کہ ممانعت اسکی بآیت اور حدیث ثابت ہے جیسے واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون اور حدیث جیسے اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام اور اوسی طرح تعظیم فعلی پس وہ دو قسم ہے یا یہہ کہ مخصوص اور مختص ہے واسطے حق سبحانہ تعالی کے جیسے رکوع اور سجود وغیرہ یا مشترک ہے جیسے کہ قیام کرنا کہ واسطے بندہ کے بھی آیا ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا قوموا الی سیدکم اور کھڑا ہونا آپکا شفقۃً واسطے سیدۃ النسا فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے اور کھڑا ہونا اونکا واسطے آپکے اور یہ تین طرح پر ہے واجب جیسے حاکم وقت حکم کرے ساتھ کھڑے ہوکر تعظیم دینے کے واسطے کسی اہل تعظیم کے کہ مباح اوسکے حکم سے واجب ہو سکتا ہے بحکم آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مندوب جیسے شکراً واسطے ہادی و منعم اور بعضے اکابر کے مباح جیسے واسطے احبا اور اصاغر کے سو یہہ سب اقسام فعلی کی شرعاً واسطے حاضر کے ہین نہ غائب کے پس بجالانا تعظیم فعلی کا مقام تعظیم ذکری اور قولی مین بے محل ہے پس اب ظاہر ہوگیا حکم اوس قیام کا جو مجالس مولود مین لوگ وقت ذکر تولد شریف کے کیا کرتے ہین اور دفع ہو گیا قول اوس شخص کا جسنے کہا ہے کہ لوگون مین یہ عادت جاری ہے کہ مجالس مولد مین جب ذکر وضع شریف کا آتا ہے تو وہ اوٹھ کھڑے ہوتے ہین سو یہ قیام مستحسن ہے واللہ اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ مجالس میلاد شریف کی فی زماننا جس طرح پر عوام الناس بلکہ اکثر خواص لوگ بھی کیا کرتے ہین اور انواع بدعات اور منکرات شرعیہ سے وہ مجلس پر ہوتی ہے اور فاعلین اوسکے بسبب پابندی رسم و رواج کے اوسکی برائی کو نہین معلوم کرتے اور ذکر جمیل اور نیک کام کو کہ وہ ذکر میلاد شریف ہی ساتھ ملا دینے بدعاتون اور غیر مشروع کامون کے اوس مین اوسکی حسن لذاتہ ہونے کو ساتھ قبیح لغیرہ ہوجانے کے بدل ڈالتے ہین اور متبعین سنت کو جو ایسے نیک کامون کو بدعت مین شامل کرنے سے منع کرتے ہین اونکو مطعون کرتے ہین اللہ تعالی اونکو فہم عطا کرے اب جانو کہ یہہ مجلس مع کیفیت کذائی قبیح لغیرہ حسن لذاتہ ہے اور نکالی گئی ہے بعد زمان کت نشان مشہود لہا بالخیر کے کہ وہ زمانہ ہدایت کاشانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا جنکے حق مین فرمایا حضرت سید ابرار رسول مختار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے خیر القرون قرنی الذین بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب فلا تعتمدوا واتقوا اللہ وانما لہم کذا فی المجالس ترجمہ یعنی بہتر قرون کا قرن میرا ہے کہ وہ لوگ ہین جنمین اوٹھایا گیا ہون پھر بہتر وہ لوگ ہین کہ متصل اونکے ہین

تابعین پھر بعد وہ لوگ ہین جو متصل اونکے ہین یعنی تبع تابعین پھر بعد اونکے یعنے قرن رابع مین ظاہر ہوگا کذب یعنی لوگون مین سے عموما کریو کنے اونکے کا اور نہ کرنے اونکے کا یہ حدیث مجالس الابرار اور طریقہ محمدیہ مین بخاری سے مروی ہی انتہی اور حدیث مین وارد ہے کہ من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یومن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانوا افضل ھذہ الامۃ وابرھا قلوبا واعمقہا علما واقلہا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی آثارھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم ترجمہ جو کوئی ہو طریقہ اختیار کرنے والا تو چاہیے کہ اختیار کرے طریق اوسکا جو مر گیا پس بیشک زندہ نہین مامون ہے فتنہ کا وہی لوگ یعنی جو مر گئے صحابہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ تھے وہی افضل اس امت کے اور پاک تر تھے از روی دل کے اور عمیق تر تھے از روے علم کے اور قلیل تر تھے از روی تکلف کے اختیار کیا اونکو اللہ تعالی نے واسطے صحبت نبی اپنے کے اور واسطے قایم کرنے دین اپنے کے پس معلوم کرو بزرگی اونکی اور پیچھے چلو نقش قدم پر اونکے اور مضبوط پکڑو تم جسقدر سکو تم اخلاق اونکے سے بیشک تھے وہی راہ راست پر یہ حدیث مشکوۃ مین ہے انتہی سو اگر یہ فعل مجلس مولود بہیئت کذائیہ کا کہ مشتمل اوپر انواع بدعت اور محظورات کے ہوتا ہے مثل تغنی و وجد اور تواجد اور رقص وغیرہ اور درجات کی موجب قربت جناب الہی و محبت حضرت رسالت پناہی کا ہوتا تو اسکے بجا لانے مین لوگ قرون ثلاثہ کے کیون قاصر رہتے کہ وہی لوگ طالب اور راغب خیر و ثواب کے سب سے زیادہ تھے پھر جب یہ فعل نہ ثابت ہوا ان سے تو ثابت ہوا بدعت سیہ ہونا اسکا مجالس الابرار مین ہے لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول لیس الا لعدم الحاجۃ الیہ او لوجود مانع منہ او لعدم التنبہ او للتکاسل عنہ او لکراہیتہ وعدم مشروعیتہ والاولان منتفیان فی العبادات البدنیۃ المحضۃ لان الحاجۃ للتقرب الی اللہ تعالی بالعبادات لا تنقطع وبعد ظہور الاسلام وغلبۃ اھلہ لم یکن منہا مانع وکذا لعدم التنبہ لہا والتکاسل عنہا منتف ایضا اذ لا یجوز ان یظن ذلک بالنبی علیہ السلام وجمیع اصحابہ فلم یبق الا کونہ بدعۃ مکروھۃ غیر مشروعۃ وھذا المعنی اراد عبد اللہ بن مسعود لما اخبر بالجماعۃ الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیھم رجل یقول کبروا اللہ کذا وکذا وسبحوا اللہ کذا وکذا واحمدوا اللہ کذا وکذا فیفعلون فحضرھم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبد اللہ بن مسعود فواللہ الذی لا الہ غیرہ لقد جئتم ببدعۃ ظلماء او لقد فقتم علی اصحاب محمد علیہ السلام علما یعنی انما جئتم اما ان یکون بدعۃ ظلماء او انکم تدارکتم علی الصحابۃ بما فاتھم لعدم تنبھھم لہ او تکاسلھم عنہ فتفضلتم علیھم من حیث العلم بطریق العبادۃ والثانی منتف فتعین الاول وھو کونہ بدعۃ ظلماء انتہی یعنی اس سبب کہ نہ واقع ہونا کسی فعل کا زمانہ سابق مین نہین ہے مگر بسبب نہ حاجت ہونے کے طرف اوسکے یا بسبب موجود ہونے کسی مانع کے اوس سے یا بسبب نہ آگاہ ہونے کے اوس سے یا بسبب تکاسل کے اوس سے یا بسبب مکروہ جاننے کے اوسکو اور نامشروع ہونے اوسکے کے اور پہلے دونو امر یعنی عدم الحاجت اور وجود مانع کے تو منتفی ہین عبادات محض مین اسلیے کہ حاجت تقرب الی اللہ تعالی کی ساتھ عبادات کے نہین منقطع ہوتی ہے اور بعد ظاہر ہونے اسلام اور غلبہ اہل اسلام کے نہ تھا اوس سے کوئی مانع اور یون ہی نہ آگاہ ہونا اونکا اوس سے اور سستی

کرنا اوسکا اوس سے منتفی ہی اسلیے کہ نہیں جائز ہی یہ گمان کیا جاوے اس امر کا ساتھ نبی علیہ السلام کے اور اونکے اصحاب کے سو باقی رہا
مگر ہونا اوسکا بدعت مکروہہ غیر مشروعہ اور یہی ارادہ کیا تھا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آگاہ کئے گئے ساتھ ایک جماعت کے
کہ تھے وہ بیٹھے مسجد میں بعد نماز مغرب کے اور ایک شخص اون میں تھا کہ لوگوں کو کہتا تھا کہ کہو اللہ اکبر اس اس طور پر اور سبحان اللہ اس اس طور پر اور الحمد للہ
اس طور پر سو کرلیتے تھے وے اوسکو پھر آئے عبد اللہ بن مسعود رضہ اونکے پاس پھر جب سنا جو کہتے تھے وے کھڑے ہوے اور کہا کہ میں عبد اللہ
بن مسعود ہوں قسم ہی اوس اللہ کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اوسکے بیشک نکالی تمنے ایک بدعت اندھیری یا سبقت لے گئے تم محمد صلی اللہ تعالی علیہ
و آلہ وسلم کے صحابہ پر ازراہ علم کے یعنی سوا اسکے نہیں کہ یا نکالی تمنے بدعت اندھیری یا تدارک کیا تمنے صحابہ پر اوس خیر کا کہ فوت ہوگئی تھی
وہ اون سے بسبب اسکے ہو لوگ کہ او پر بالسبب سبقت کرنے اونکے کے اوس سے مغلوب ہوئے تم اون سے ازراہ علم کے ساتھ طریق عبادت کے اور امر دائر
منتفی ہے یعنے تدارک کرنا تمہارا عبادات مافات پر اون سے سو مقرر اور معین ہوا امر اول اور وہ ہونا اوسکا بدعت ظلمانی ہی انتہی و در مشکوۃ کے
باب الاعتصام والسنۃ میں ہی عن انس قال جاء ثلثۃ رهط الی ازواج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فلما اخبروا بها کانہم تقالوها فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وقد غفر اللہ له ما تقدم
من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الآخر انا اصوم النهار ابدا ولا افطر وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا
اتزوج ابدا فجاء النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الیہم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشٰکم للہ
واتقٰکم له لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی انس رضی سے
کہا اونھونے کہ آئے تین شخص حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کے پاس پوچھتے ہوئے عبادت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پھر جب
خبر دی گئی عبادت کی تو گویا کم جانا اوسکو کہا آپس میں کہاں ہیں ہم نسبت حضرت کے اور حال یہ ہی کہ بیشک بخشی اللہ تعالی نے پہلے گناہ اور پچھلے
گناہ اونکے پھر کہا ایک نے اونمیں سے کہ لیکن میں تمام رات نماز پڑھا کرونگا ہمیشہ اور کہا دوسرے نے میں روزہ رکھا کرونگا ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور کہا
تیسرے نے کہ میں الگ رہونگا عورتوں سے پھر کبھی نکاح نکرونگا پھر تشریف لائے حضرت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم طرف اونکی پھر فرمایا کہ تمنے ایسا
ایسا کہا تھا خبردار ہو قسم خدا کی بیشک میں بہت ڈرتا ہوں نسبت تمہارے اللہ سے اور بڑا متقی ہوں بہ نسبت تمہارے لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں
اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں رات کو اور سوتا بھی ہوں اور نکاح بھی کرتا ہوں عورتوں سے سو جسنے منہ پھیرا میری سنت سے وہ نہیں
ہی مجھ سے روایت کیا ہی اوسکو بخاری اور مسلم نے انہی سے اور خیال کر دیکھنا چاہیے کہ کیونکر ناپسند رکھا حضرت نے زیادتی کو سنت پر اور فرمایا فمن
رغب عن سنتی فلیس منی باوجودیکہ نماز روزہ وغیرہ عبادت ہی اور وے لوگ مستعد ہوے تھے کوئی اور نیا عمل اپنی طرف سے نہیں نکالتے تھے
مگر صرف خلاف سنت ہونے کو حضرت نے ناپسند فرمایا اور اسپر تہدید شدید کی اور کمی بیشی کرنے کو اسمیں جائز نہ رکھا اور اس سے اونکو روکا
اور موافق سنت ہی کے امر کیا سو اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو چیز خلاف سنت کے ہی اگرچہ عبادت ہی ہو وہ بدعت سیئہ ہی اوسکو
حسنہ سمجھنا نہ چاہیے اسلیے کہ اگر اوس میں کچھ بھی خوبی ہوتی تو حضرت اوس سے منع نفرماتے اور وعید شدید اوسپر ارشاد نکرتے مجالس الابرار میں ہی
وهکذا یقال لکل من یاتی فی العبادات الصحیحۃ لصفۃ لم تکن فی زمن الصحابۃ اذ لو کان وصف العبادۃ فی الفعل المبتدع بہ

يقتضيه كنه با ستحسن ما وجد في العبادات فانما هي بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة مكروهة على ما صرح به العلماء في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب بالجماعة فيها ومثل الترحمية والتصلية والتامين في اثناء الخطبة وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القران ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وتقدم العروس في الطرقات وغير ذلك من بدعة المنكرة الواقعة في العبادات انتهى **ترجمہ** اوسی طرح کہا جاتا ہے واسطے ہر ایک اوسکے کہ لاتا ہے عبادات محضہ مین یعنی کرتا ہے عبادتکو ساختہ اور صنعت کی کہ نتھی وہ زمانہ صحابہ مین اسلیے کہ جو وصف عبادت کا فعل مبتدع مین مقتضی ہوتا اوسکی بدعت حسنہ ہونیکو تو البتہ پائی جاتی عبادات مین وہ چیز کہ بدعت مکروہ ہے اور حالانکہ بیشک پائی گئی بدعت مکروہ اون چیزون پر کہ تصریح کی ہے علمانے اپنی تصانیف مین مثل صلوۃ رغائب با جماعت کے اوسمین اور مثل درود پڑھنے اور رضی اللہ عنہم کہنے کے اور آمین کہنے کی اور مثل ان الفاظ کے درمیان پڑھنے خطبہ کے اور طرح طرح کی نغمون کے کہ پائی جاتی ہین بیچ اذان اور قرات قرآن مین یعنی جو نغمے پائے جاتے ہین اور نغمہ کہتے ہین راگ کے لہجہ کو اور مثل پکار کر ذکر کرنے کے آگے جنازہ کے اور آگے دولہن کے راہون پر اور سوا انکے بدعات منکرہ سے کہ واقع ہوئی ہین عبادتون مین انتہی غرضکہ جو کام زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین بلا نکیر جاری ہوا وہ ملحق بالسنت ہے اور بالنظیر اوسکی پائی گئی وہ سنت حکمیہ ہے اور بدعت حسنہ بھی اوسکو باعتبار معنی لغوی کے بعضون نے کہا ہے نہ باعتبار معنی شرعی کے اور جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہے ظلمت اور موجب ضلالت ہے کما مر اور نقل کیا ہے تفہیم المسائل مین کہ کہا صاحب نصاب الفقہ نے کہ ہرانچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند بیان صحیح ست اگر درین زمانہ چیزے را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف ست زیراکہ در مصطفی میگوید کہ کل بدعة ضلالة انتہی اور مثل اسی کے کہا صاحب نہایہ نے البدعة بدعتان بدعة هدى وبدعة ضلال فما كان في خلاف ما امر الله تعم به ورسوله صلى الله تعالى عليه واله وسلم فهو في حيز الذم والانكار وما كان واقعا تحت عموم ما ندب الله تعم اليه وحض عليه رسوله صلى الله تعم عليه وسلم فهو في حيز المدح وما لم يكن له مثال موجود كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فهو من الافعال المحمودة ولا يجوز ان يكون ذلك في خلاف ما ورد الشرع به لان النبي صلى الله تعم عليه واله وسلم قد جعل له في ذلك ثوابا فقال من سن سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها وقال في ضده من سن سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها وذلك اذا كان في خلاف ما امر الله تعم به ورسوله صلى الله تعالى عليه واله وسلم ومن هذا النوع قول عمر رضي نعمت البدعة هذه لما كانت من افعال الخير وداخلة في حيز المدح سماها بدعة ومدحها لان النبي صلى الله تعم عليه واله وسلم لم يسنها لهم وانما صلاها ليالي ثم تركها ولم يحافظ عليها ولا جمع الناس لها ولا كانت في زمن ابي بكر رضي وانما عمر رضي جمع الناس عليها وندبهم اليها فبهذا سماها بدعة وهي على الحقيقة سنة بقوله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي وقوله اقتدوا باللذين من بعدي ابابكر رض وعمر رض وعلى هذا التاويل يحمل الحديث الآخر كل محدثة بدعة انما يريد ما خالف اصول الشريعة ولم يوافق السنة واكثر ما يستعمل المبتدع عرفا في الذم انتهى

ترجمہ یعنی بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعت ہدایت جسکے کرنے مین ثواب ہے اور کرنے مین برائی نہین اور دوسری بدعت ضلالت ہے یعنی گمراہی جو
ہو خلاف اوس چیز کے کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول نے حکم کیا ہی پس وہ بیچ احاطہ مذمت و انکار کے ہی اور جو واقع ہوئی ہو اوس چیز کے کہ مندوب
کیا اوسکو اللہ تعالی اور رغبت دلائی اوسپر رسول اوسکے نے سو وہ چیز بیچ احاطہ مدح کے ہی اور جو چیز کہ نہ ہو واسطے اوسکے مثال موجود
مثل کسی نوع جود و سخا کے اور کسی اچھے کام کے سو وہ اچھے کاموں سے ہے اور نہین جائز ہے کہ ہون یہ کام اون کاموں سے کہ خلاف ہو امر
شرع کے اسلیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہی اسکے کرنے والے کے لیے اوس مین ثواب سو فرمایا کہ جسنے جاری کیا کوئی طریقہ نیک ہوگا
واسطے اوسکے اجر اوسکا اور اجر اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور فرمایا اسکی ضد مین کہ جسنے جاری کیا کوئی طریقہ برا ہوگا
اوسپر گناہ اوسکا اور گناہ اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور گناہ اوسوقت ہی کہ خلاف اوس چیز کے کہ حکم کیا ہی اللہ تعالی نے ساتھ اوسکے
اور رسول اوسکے نے اور اوسی مین ہی قول عمر رضہ کا نعمت البدعۃ یعنی یہ اچھی بدعت ہی اور یہ فرمایا اوسوقت تھا کہ تھا یہ فعل افعال
خیر سے اور داخل تھا محل مدح مین سو نام رکھا اوسکا بدعت اور مدح کی اوس کی اس لیے کہ حضرت نے نہین مسنون کیا تھا اوسکو اور کن لیے
اور سوا اسکے نہین کہ پڑھا تھا اس کو یعنی تراویح کو حضرت نے کئی راتون پھر ترک کر دیا تھا اوسکو اور نہ محافظت کی تھی اوسپر اور جمع کیا تھا
لوگون کو اوسکے لیے اور نہ تھا زمانہ مین ابو بکر رض کے اور سوا اسکے نہین کہ جمع کیا عمر رض نے لوگون کو اوسپر اور بلایا اونکو طرف اوسکے سو اسلیے
نام رکھا اوسکا بدعت اور وہ حقیقت مین سنت تھی حضرت کے فرمانے سے کہ لازم پکڑو واسطے اپنے سنت میری اور سنت خلفای راشدین کی
بعد میرے اور فرمایا پیروی کرو اون لوگون کی جو بعد میرے ہین ابو بکر اور عمر رض اور اسی تاویل پر محمول کیا جاوے حدیث دوسری کو کہ ہر ایک
نئی بات بدعت ہی یعنی سوا اسکے نہین کہ ارادہ کیا جاوے اوس چیز کا کہ مخالف اصول شریعت سے ہو اور نہ موافق سنت کے اور اکثر استعمال
بدعت کا عرف مین محل ذم مین ہوتا ہی انتہی دیکھو یہ سنت حکمیہ انھین بدعت حسنہ کرکے بیان کیا باعتبار معنی لغوی کے نہ باعتبار معنی
شرعی کی ساتھ دلیل ظاہر کے تو قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اوپر جاری کرنے جماعت تراویح کے کیونکہ قول و فعل اونکا ہمارے لیے سنت ہے بموجب
علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کے اور خصوصاً شیخین کا فعل کہ جنکی شان مین فرمایا فاقتدوا بالذین من بعدی کے
سو فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اوسکو نعمۃ البدعۃ بموجب معنی لغوی کے تھا کہ مطلق بمعنے ایجاد کے ہی نہ بموجب معنی شرعی کے اور یہی
مراد ہی صاحب نہایہ کی چنانچہ خود کلام اونکا اوسپر مشعر ہی کہ بیچ اونکے خلاف ما امر اللہ تعالی و ما ندب اللہ تعالی و رسولہ کی
درمیان ممدوحیت اور مذمومیت فعل کے لگائی ہی اور پھر آگے چلکے کہتے ہین فبهذا سماها بدعۃ و هی علی الحقیقۃ سنۃ
اور آگے چلکے کہتے ہین محل الحدیث الآخر کل محدثات بدعۃ انما یرید ما خالف اصول الشریعۃ و لم یوافق السنۃ
انتہی اور دیکھو حضرت فرماتے ہین ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلها من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث
بدعۃ رواہ احمد ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت مگر اوٹھائی گئی مثل اوسکے سنت سے یعنی جو لوگ دین مین نئی بات نکالتے ہین اونکی
سنت اونمین سے اوٹھالی جاتی ہی چنگل مارنا ساتھ سنت کے بہتر ہی نکالنے بدعت کے سے روایت کیا اسکو امام احمد نے انتہی سو اختیار کرنا سنت کو اگرچہ قلیل ہو
ہو بہتر ہی ایجاد کرنے بدعت کے سے کیونکہ اتباع سنت سے نور پیدا ہوتا ہی اور بدعت کے کرنے سے ظلمت حاصل ہوتی ہی اور اسکی شامت سے فساد قلب ہو

پھر نتیجہ اسکا قساوت کورین اور طبع یعنی زنگ اور مہر کہتے ہین جسکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلا بل ران علیٰ قلوبھم اور بل طبع اللہ علیہا
بکفرھم سو جاننا چاہیے کہ کسل اور سستی کی راہ سے ترک کرنا سنت کا باعث ملامت اور عتاب کا ہوتا ہے اور خبیث جانکر ترک کرنے سے جرم اور
عذاب ثابت ہوتا ہے اور انکار اسکا بیشک بدعتی کر دیتا ہے اور ترک بدعت سے اگرچہ بموافق خیال لوگوں کے حسنہ بھی ہو کچھ بھی نہین لازم نہین آتا
کذا فی شرح المشکوٰۃ اور سنن دارمی مین یون آیا ہے ما ابدع قوم بدعۃ فی دینھم الا نزع اللہ من سنتھم مثلہا ثم لا
یعیدہا الیہم الی یوم القیمۃ ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت دین اپنے مین مگر نکالی اللہ تعالیٰ نے سنت انکی سے مثل اسکے پھر نہین
پھیرتا ہے اوسکو طرف انکی قیامت کے دن تک انتہی اور بدعت وہی امر ہے جسکے اصل قرون ثلثہ مین پائی نجاوے اور یہ بات بخوبی ظاہر ہے
ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی اور اسکے بدعت ہونے مین منصف لوگوں کو کچھ شک شبہہ نہین ہے اور فعل بدعت ہوسکے
سوا ظلمت کے کسی طرح کا اسمین نور نہین ہے جیسے اوپر حدیثون سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے اور جو حدیث مین آیا ہے من سن سنۃ حسنۃ
فی الاسلام الخ سو وہ سنت متروکہ کے حق مین فرمایا ہے نہ ایجاد بدعت کے امر مین چنانچہ نقل اس حدیث کا بعینہ اسکا ہے جیسے فرمایا ہے
من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید کہ جس نے عمل اور اجرا کی سنت پر وقت فساد امت میری کے
پس اوسکے لیے اجر سو شہید کا ہے سو مراد اس سے یہی ہے کہ جس نے اجرا کیا نیک کام جو کہ اصل مین ثبوت اوسکا سنت سے ہو چکا ہے اسکو بیشک
یہ ثواب ہوگا نہ اوسکے لیے کہ دین مین نئی بات نکالی کہ جسکی اصل سنت سے نہ ثابت ہو جیسے کہ فرمایا ہے آپ نے من احدث فی امرنا
ھذا ما لیس منہ فہو رد ترجمہ یعنی جسنے نئی بات نکالی ہمارے دین مین وہ جو اوس دین مین نہین ہے سو وہ مردود ہے یعنی نئی بات اور
نکالنے والا اوسکا انتہی اور فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر ایک نئی بات دین مین گمراہی ہے انتہی آمدہ بدعت اوسی امر کو کہتے ہین جو
دینیات مین نیا نکالا جاوے بعد کامل ہونے اوسکے کے صراحۃ ہین ہے بدعت تو بعد مین اور دین رسمی ہو دینا بعد از کمال شد دین انتہی اور یہ ظاہر ہو
جانتا ہے کہ اکمال دین کا حضرت کی حیات ہی مین ہو چکا تھا چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا ترجمہ آج کے دن کامل کیا مینے واسطے تمھارے دین تمھارا اور پوری کی مینے تمپر نعمت اپنی اور اختیار کیا مینے
تمھارے اسلام کو دین انتہی اور بعضی لوگ مولد کی مجلس کرنے والون مین سے جو کہتے ہین کہ اسپر اجماع ہے سو محض غلط ہے اسلیے کہ اگر
اجماع سے مراد اجماع مجتہدین ہے تو احداث اس امر کا بعد گذرنے زمانہ اونکے کے ہے کہ وہ عہد ائمہ مجتہدین رحمہ اللہ علیہم کا چار سو برس
تک تھا اور اگر اجماع غیر مجتہدین کا مراد ہے تو وہ معتبر نہین جیسے کہ لکھا ہے کتاب تحقیق شرح حسامی کے الاجماع فی اللغۃ ھو العزم یقال اجمع فلان
علی کذا اذا عزم علیہ ومنہ قولہ تعالیٰ فاجمعوا امرکم ای اعزموا علیہ وقولہ علیہ السلام لا صیام لمن لم یجمع
الصیام من اللیل ای لم یعزم علیہ والاتفاق ایضا ومنہ قولھم اجمع القوم علی کذا ای اتفقوا علیہ والفرق بین
المعنیین ان الاجماع بالمعنی الاول یتصور من واحد وبالمعنی الثانی لا یتصور الا من اثنین فما فوقہما وفی الشرعیۃ
ھو عبارۃ عن اتفاق المجتہدین من ھذہ الامۃ فی کل عصر علی امر من الامور فازید بالاتفاق الاشتراک فی الاعتقاد
والقول والفعل اذا اطبق بعضھم علی الاعتقاد یا تسے ترجمہ معنی اجماع کے لغت مین عزم کے ہین کہا جاتا ہے کہ عزم کیا فلانے

ایسے کام پر جسکا ارادہ کیا اوسپر او سیطرح ہی قول مسدد کا اور کچہ خبر دینی کی فاجمعوا امرکم یعنی بس عزم کرو کام اپنی کا اور قول حضرت کا
کہ جسنے رات سے روزہ کا جمع یعنی عزم اور نیت نہین کی اوسکا روزہ نہین اور اجماع کے معنے اتفاق کے بھی ہین اور اسی معنے پر قول ہو گا کہ
اجماع کیا قوم نے اوسپر اور فرق دونون معنون مین یہ ہے کہ تحقیق اجماع ساتھ معنی اول کے ہو سکتا ہے ایک شخص سے بھی اور ساتھ معنی ثانی کے
متصور نہین ہوتا مگر دو سے یا زیادہ سے اور شریعت مین اجماع کہتے ہین اتفاق کو مجتہدین کے درمیان ہر عہد کے کسی کام پر کہ ہون
دین سے یا کسی کام دین پر سو اتفاق مشترک ہوتا ہے اعتقاد مین یا قول مین یا فعل مین یا جبکہ مطابق ہو جاوین بعضی اونکے اعتقاد پر
اور بعضے اونکے فعل پر یا قول پر ایسے قول یا فعل کہ دلالت کرتے ہین اعتقاد پر انتہی اور جو اجماع مجتہدین یا مقلدین کا مراد ہو تو
اجماع سے متفق ہونا اوس عصر کے مجتہدون کا ہے جیسا کہ منار مین ہے والشرط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف
الاکثر ترجمہ اور شرط اجماع سے مجتمع ہونا سبکا اور مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہے انتہی اور شرط اجتہاد ہے تو مجتہدین اور صلاح
جیسا کہ کہا منار مین واہل الاجماع من کان مجتہدا صالحا الی ان قال ولیس فیہ ہوی ولا فسق وقال فی شرحہ فتح الغفار ای لیس صاحب بدعۃ
یدعو الناس الیہ ولیس بفاسق لان الامۃ علی الاطلاق وسقطت عدالتہ بالتعصب والسفہ فانہ ان کان وافر العقل عالما بقبح
ما یعتقدہ ومع ذلک یدعو الیہ بالحق ویکابرہ فہو التعصب وان لم یکن وافر العقل کان سفیہا اذ السفہ خفۃ و
اضطراب یحملہ علی فعل مخالف للعقل لقلۃ التامل کذا فی التوضیح وصحح شمس الائمۃ ان صاحب البدعۃ ان کان
متہما بالاعتقاد بقولہ اصلا والا فالحکم کما ذکر وصرح فی التلویح بان المبتدع من امۃ الدعوۃ دون المتابعۃ
کالکافر ومطلق الاسم لامۃ المتابعۃ المشہود لہا بالعصمۃ انتہی ترجمہ اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہو ہر ایک انمین کا مجتہد
صالح اور نہو اوس مین خواہش نفس وفسق اور کہا شرح منار مین جو فتح الغفار ہے کہ نہو بدعتی بلاوی لوگون کو طرف اوسکے اور نہو
امت مطلق سے یعنی عامی نہو اور ساقط ہو جاتی ہے عدالت اوسکی سبب تعصب و سفاہت سو اگر ہو وہ بڑا عاقل دانا ساتھ قباحت
اوس چیز کے اعتقاد کرتا ہے وہ اوسکا باوجود اوسکے بلا کر اوسکی طرف کرتا ہے ساتھ حق کے اور جہالت کرتا ہے وہ اوس سے وہ تعصب ہے اور اگر نہین ہے
بڑا عاقل تو ہو گا نادان اسلئے کہ نادانی خفت اور اضطراب ہے اوٹھاتا ہے اوسکو اوسکا مر پر کہ مخالف عقل کے ہے سبب کم سوچ کرنے کی اور
تصحیح کی ہے شمس الائمہ نے کہ بیشک بدعتی اگر ہو ظاہر کرنے والا اوسی بدعت کا تو نہ اعتماد کیا جاوے گا ساتھ قول اوسکے اصلا اور اگر نہین تو
حکم ہے جیسے کہ ذکر ہوا اور تصریح کی ہے تلویح مین ساتھ اس بات کے کہ بدعتی مثل کافر الا امت دعوت سے ہے نہ امت پیروی کرنے والے سے
مانند کفار کے اور مطلق اسم امت کا واسطے امت تابعہ کے ہے شہادت دیگئی واسطے اوسکے ساتھ عصمت کے ہی انتہی اور وہی لوگ قرون ثلاثہ کے ہین یعنی حدیث لا تجتمع امتی
علی الضلالۃ مین انتہی اور ظاہر ہے کہ موجد اس مجلس میلاد و بہیئت کذائیہ کا شیخ عمر اور بادشاہ مظفر ابو سعید ہین اور علما کا متفق ہونا انکا قول صاحب
مرآۃ الجنان کا ہے اور ثابت ہے کہنا ابو اسحق ابن جوزی کے نے مرآۃ الجنان مین حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض الموالد انہ
اعد فی ذلک السماط خمسۃ آلاف راس غنم مشوی وعشرۃ آلاف دجاجۃ ومائۃ الف زبدیۃ وثلثین الف صحن حلوی ویعمل للصوفیۃ
سماعا من الظہر الی الفجر ویرقص بنفسہ وکان یصرف علی المولد کل سنۃ ثلث مائۃ الف دینار

ترجمہ نقل کیا بعض حاضرین دسترخوان ملک مظفر کے سے بیچ بعض مولد کے کہ اونے شمار کیا اوس دسترخوان میں پانچ ہزار بکری بھنی ہوئی اور دس ہزار مرغیاں اور ایک لاکھ زبدیہ اور تیس ہزار طباق حلوے کے اور کرتا تھا واسطے صوفیوں کے راگ ظہر سے فجر تک ناچتا تھا آپ اور خامرچ کرتا مولد میں ہر سال تین لاکھ دینار یعنی اشرفیاں انتہی سو یہ قابل اعتماد اور سند کے نہیں ہے سو کیونکر جائز ہوگا حالانکہ سلف علمار ربانیین اوسی وقت سے آجتک اس فعل محدث پر رد و قدح کرتے آئے ہیں اور تاج الدین فاکہانی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ

لا اعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنة ولا ینقل عمله عن احد من العلماء الائمة الذین هم القدوة فی الدین المتمسکین باٰثار المتقدمین بل هو بدعة احدثها البطالون وشهوة نفس اعتنا بها الاکالون علمنا بدلیل انا ادرنا علیها الاحکام الخمسة قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروها او محرما ولیس بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقة المندوب ما طلبه الشرع من غیر ذم علی ترکه وهذا لم یاذن فیه الشرع ولا فعله الصحابة والتابعون المتدینون فیما علمت وهذا جوابی عنه بین یدی الله تعالی ان عنه سالت ولا جائز ان یکون مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروها او حراما انتهی ترجمہ نہیں جانتا ہوں میں واسطے اس مولد کے کوئی اصل قرآن مجید میں اور نہ حدیث شریف میں اور نہ نقل کیا گیا عمل اس کا کسی ایک علمار ائمہ میں سے جو مقتدا تھے دین میں چنگل مارنے والے آثار متقدمین کی بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا ہے اسکو بطالون نے اور نفس کی خواہش ہے کہ الونے اوسکا اہتمام کیا اوسکا مبتلا لوگون نے یہ معلوم ہوا ہمکو ساتھ دلیل کے کہ پھیرا ہم نے اوسپر احکام خمسہ کو کہا ہم نے کہ ہووے واجب یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام سو نہیں ہے واجب روی اجماع کے اور نہ مندوب ہے کیونکہ حقیقت مندوب کی وہ ہے کہ طلب کیا ہو اسکو شرع نے بدون مذمت کے اوسکے ترک کرنے پر اور یہ مجلس مولد کی کہ نہیں اذن دیا ہے اسمیں شرع نے اور نہیں کیا اسکو صحابہ نے اور نہ تابعین دیانتداروں نے الخ اور نہیں جائز ہے کہ یہ مباح ہے اسلیے کہ نئی بات نکالنی دین میں نہیں ہے مباح ساتھ اجماع مسلمانوں کے سو باقی رہا مگر یہ کہ ہو مکروہ یا حرام انتہی اور تحفۃ القضات میں ہے سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا ینعقد لانه محدث وکل محدث ضلالة وکل ضلالة فی النار وما یفعله الجهال علی راس کل حول فی شهر الربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولده صلی الله علیه وسلم ویزعمون ان روحه صلی الله علیه وسلم یجیء وحاضر فزعمهم باطل بل هذه الاعتقاد شرک وقد منع الائمة عن مثل هذه انتهی ترجمہ اور پوچھے گئے قاضی مجلس مولد شریف سے کہا اونہون نے کہ نہ مقرر کی جاوے مجلس اسلیے کہ محدث ہے اور ہر ایک محدث گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے اور وہ جو کرتے ہیں جاہل ہر سال کی ماہ ربیع الاول میں نہیں ہے کچھ چیز یعنی لا اصل ہے اور کھڑے ہوتے ہیں قریب ذکر تولد حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور گمان کرتے ہیں کہ بیشک روح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے سو گمان ان کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور بیشک منع کیا اماموں نے ماسوا ان کے ایسی باتوں سے انتہی اور یون ہی اسکو منع لکھا ہے عبداللہ بن حاج نے کتاب مدخل میں اور نور الدین المسی شارح مواہب لدنیہ نے اور صاحب تحفۃ السالکین نے اپنے ذخیرہ میں اور مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں اور حسین بن ہندی نے اپنی رسالہ طریقۃ السنت فی رد اہل البدعت میں اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اور صاحب مواہب لدنیہ

قسطلانی نے مواہب مین اور شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور صاحب سیرۃ حلبیہ نے اور ان سب کے اقوال سیرت شامی اور تفہیم المسائل مین مرقوم ہین جسکو اس سے زیادہ تحقیق اس امر کی منظور ہو وہ رسالہ مرآت السنیہ من دلائل قویہ فی دفع ظلمت مجلس المولد بہیئت الکذائیہ وغیرہ مین دیکہ لے اب قطع نظر اس سب گفتگو سے ایک اور بات ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک ترجمہ چہوڑ دے تو اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجہکو طرف اوس چیز کے کہ نہ شک مین ڈالے تجہکو یعنی جو شک والی بات ہو اوسکو چہوڑ دے اور جسمین شک نہو وہ اختیار کر اور قاعدہ اصول کا ہے نور الانوار مین لکہا ہے اذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام ترجمہ جبکہ جمع ہو وین حلال اور حرام تو غالب ہو جاتا ہے حرام اور طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح مین ہے الفقہاء قالوا اذا تردد المکلف فی شئی بین کونہ سنۃ وبدعۃ فترکہ لازم ای واجب ترجمہ فقہا نے لکہا ہے کہ جب تردد ہو آدمی مکلف درمیان کسی چیز کے ہووے اوسکے بین سنت اور بدعت تو چہوڑنا اوسکا لازم ہے یعنی واجب ہے انتہی اب اس سے بہی ثابت ہوا کہ مسلمانون کو یہ فعل درحقیقت عبادت اور حسن لذاتہ ہو تو بہی اونکو مین آگے شک ہونے کے بجالانے اور کرنے مین کچہہ تامل نہین چاہیے مگر ہان یہ بات ضرور ہے کہ عبادت کو عبادت کے طور پر جو سلف صالحین سے بموافق سنت سنیہ کے ثابت ہو اوسکا آیا ہے ویسے ہی بلا آمیزش کسی بدعت کے اوسکو کرنا چاہیے اور لازم ہے ورنہ خلاف مین اوسکی وعید شدید وارد ہے کہ اصحاب البدع کلاب اہل النار یعنی بدعتی لوگ کتے ہین دوزخیون کے سو ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپکو اس عید شدید سے بچاوے روایت کیا اس حدیث کو اقامۃ السنت اماتت البدعۃ مین صواعق محرقہ سے اور بشارت دی آپکو ساتھ اس بشارت کے بشارت اس حدیث کے رحم اللہ خلفائی قیل ومن خلفائک یارسول اللہ قال الذین یحیون سنتی ویعلمونہا الناس ترجمہ فرمایا حضرت نے کہ رحمت ہو وے اللہ تعالیٰ کی میرے خلیفون پر کہا گیا کہ کون خلیفہ ہین آپکے یارسول اللہ فرمایا وہی لوگ کہ جو زندہ کرین میری سنت کو اور سکہلا وین اوسکو لوگون کو روایت کیا اسکو تنبیہ الصبیان مین فتح المنان فی اثبات مذہب النعمان سے اور اوس مین روایت کیا کتاب الابانہ ابو نصر سنجری اور تاریخ ابن عساکر سے اور دودہ

پلایا آنحضرت کو حلیمہ بنت ابی ذویب نے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے پہل جسنے آپکو دودہ پلایا وہ والدہ شریفہ آپکی ہین آمنہ یہ دودہ پلانا تین دن تک تہا پہر بعد تین دن کے ثویبہ نے جو لونڈی ابولہب کی تہی چند دن آپکو دودہ پلایا پہلے حلیمہ سے اور انہین ثویبہ نے دودہ پلایا تہا حضرت حمزہ آپکے چچا کو آپ سے پہلے اور بعد آپکے ابوسلمہ مخزومی اور عبداللہ بن جحش اسدی کو اور دودہ شریک بہائی آپکا انکا مسروح بیٹا انکا تہا پہر بعد انکے دودہ پلایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حلیمہ بنت عبداللہ ابن ابی ذویب بن الحارث بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن سعد نے اور رضاعی بہائی انسی آپکا عبداللہ بن الحرث بیٹا انکا تہا ایسے ہی ہے امیر السیر مین اور مروی ہے حلیمہ سے کہتی ہین وہ کہ ہمارے قبیلے بنی سعد مین سے بہت سی عورتین مکہ کو دایہ گری کرنے کو آئی تہین مین بہی اونکے ساتھ آئی زیادہ سے چلی اور یہ برس قحط و کال کا تہا ہمارے ملک مین اور گود مین میرے لڑکا میرا عبداللہ بن الحرث دودہ پیتا اور خاوند میرا ہم تینون چلے اور ہمارے پاس ایک گدہا تہا جس پر سوار تہی اور ایک بڈہی اونٹنی تہی اور میری چہاتیون مین اتنا دودہ نہتا کہ جس مین میرے لڑکے کا پیٹ بہرتا اور نہ اونٹنی کو دودہ تہا پہر جب ہم مکہ مین پہنچے تو ہم سب بچون کی تلاش مین مصروف ہوئے اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی عورت میرے ساتھ کی ایسی نہتی کہ اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نکیا ہو مگر جب سنتین کہ وہ یتیم ہین تو قبول نکرتین اونکو اور ہٹ جاتین وہ اور سبب یہہ تہا وہ سب میری ساتہنین نے مقصود کو پہنچین

اور ایک ایک رضیع سب نے لیا مگر میرے حصہ مین ہی اکیلی باقی رہتی تھی مینے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ سب میرے ساتھ والیون کو رضیع ملگیا اور مین
ہی صرف خالی ہاتھ پھر جاؤن مین تو اب جا کر اوسی یتیم کو لیتی ہون یہ کہکر مین گئی تو مینے آپکو ایک سفید کپڑے مین لپٹا ہوا پایا کہ
وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اور مشک کی خوشبو اوس مین سے آتی تھی اور نیچے آپکے ایک سبز اطلس بچھا ہوا تھا اوس پر
دو چت لیٹے ہوئے سو رہے تھے مجھے اونکا حسن و جمال دیکھکر اون پر شفقت اور محبت آئی کہ جگا دینا اونکا جی سے مجھے ناگوار ہوا
پھر ہولے سے مین اون کے پاس گئی اور ہاتھ اپنا اون کی چھاتی پر رکھا تو مسکرا کر ہنسے اور آنکھین کھولکر مجھے دیکھا اونکی آنکھ سے
ایک نور نکلا اور پھر دیکھتے ہی وہ آسمان پر چڑھ گیا پھر مینے اون کی دونون آنکھون کے درمیان مین محبت سے چوم لیا اور پھر داہنی
طرف کی چھاتی اونکے موتھ مین دی اونھون نے اوس سے جتنا دودھ چاہا اوتنا پی لیا پھر بائین جانب کی چھاتی اونکو دینی چاہی
تو نہ قبول کیا اور چھوڑ دی اوسکو اور ہمیشہ یہی عادت رہی اونکی اور یہ الہام تھا اللہ تعالی کی جانب سے آپکو کہ اونکا ایک اور بھی دودھ
شریک ہے پس تعلیم ہوئی عدالت کی اللہ تعالی کی طرف سے اونکو اس مین پھر ہمیشہ اسی طریق سے آپ سیراب ہوتے تھے ایک چھاتی سے اور
دوسری سے دودھ شریک بھائی آپ کا پھر لے لیا مینے آپکو اور آئی اپنے ڈیرا مین پھر کھڑا ہوا خاوند میرا اوونٹنی کی طرف تو دیکھا
بھر آیا تھا دودھ اوسکے تھنون مین اور حال یہ کہ نہ تھا دودھ اوسکے تھنون مین ایک قطرہ بھر بھی پھر دوہا اوسکو اور پیا ہم دونون
نے اوسکو آسودہ ہو کر پھر سو رہے ہم پڑکر اوس مبارک رات مین کہتے ہین وہ کہ پھر وداع کیا آپس مین سبنے ایک دوسرے کو اور
وداع کیا ہمنے والدہ شریفہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اور سوار ہوئی مین اپنے اوس گدھے پر اور آگے اپنے رکھ لیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر دیکھا مینے اپنی اوونٹنی کو کہ تین سجدے کیے اوسنے طرف کعبہ کے اور اوٹھایا سر اپنا آسمان کی طرف پھر چلی
یہانتک کہ آگے ہو گئی سب ساتھ والون سے تو تعجب کیا اس امر سے سبنے اور کہا کہ تحقیق حلیمہ کے لیئے البتہ ایک شان ہے بڑی پھر
جب ہم اپنے گھرون مین پہونچے اور حال یہ تھا کہ خشک سالی تھی ہمارے بیابان اور گھاس چارہ کا بھی نشان نہ تھا اور بکریان
ہماری شام کو جنگل سے بھوکی اور سوکھی ہوئی آتی تھین دودھ کا پتا اور نشان بھی اونکے تھنون مین نہوتا تھا پھر آنے لگین
بکریان میری شام کو پیٹ بھری اور دودھ بھرا ہوا اونکے تھنون مین ہم اون کو دوہتے اور پیتے اور سارے قبیلہ کی بکریان
ویسے ہی بھوکی اور سوکھی رہا کرتین کسی کو ایک قطرہ دودھ بھی نصیب نہوتا پھر سبنے اپنے چرواہون سے کہا کہ تم بھی وہین
اپنی بکریان چرایا کرو جہان ابی ذویب کی بیٹی یعنے حلیمہ کی بکریان چرا کرتی ہین پھر وہی سب بکریان شامل چرتین مگر اونکی
ویسے ہی بھوکی سوکھی چلی آتین اور میری بھرپور دودھ سے اور خوب اگھائی چارہ سے آتین اور اس خیر و برکت کا سبب وہ
خوب جانتی تھین اور پہچانتی تھین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف ہے چنانچہ کہا ہے لقد بلغت بالہاشمی
حلیمۃ مقاما علا فی ذروۃ العز والمجد یعنی تحقیق پہونچی ساتھ برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیمہ ایک مقام پر کہ وہ
بلندی عزت اور بزرگی کے + وزادت مواشیہا واخصب ارضہا ؛ وقد عم ہذا سعد کل بنی سعد + اور زیادہ ہو
مویشی اوسکی اور سرسبز ہوئی زمین اور قوم اوسکی اور تحقیق عام ہوئی یہ سعادت سب بنی سعد کو اور حلیمہ قوت کھلانے اور دودھ پلانے حضرت

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ شعر پڑھتیں یارب اذا اعطیتہ فابقہ واعلہ الی العلی وارقہ وادحض اباطیل العدی بحقہ یعنی ای اللہ جب یا تونے اسکو باقی رکھ اسکو اور چڑھا اسکو طرف بلندی کے اور ترقی دی اسکو اور سست جھوٹ دشمنون کی ساتھ حق اوسکے کے اور کھلاتی اور ہلاتی تھی آپ کو شیمہ بہن دودہ شریک بھائی آپکے کی اور پڑھتی یہ شعر هذا اخ لی لم تلدہ امی ولیس من نسل ابی وعمی یعنی یہ بھائی میرا ہے نہین جنا اسکو مان میری نے اور نہین ہے نسل باپ اور چچا میرے سے فدیتہ من مخول معمی فانمہ اللهم فیما تنمی قربان کیے مینے اوس پر ماموں و چچا اپنے پس بڑھا اسکو ای میرے اوس چیز کے کہ بڑھاوے تو اور مروی ہے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے رسول اللہ تعالیٰ بلایا مجھکو واسطے داخل ہونے کے دین مین ایک نشان نبوت تمہارے نے کہ دیکھا تھا مینے پالنے مین باتین کرتے ہو چاند سے اور اشارہ کرتے تھے تم اوسکو اونگلی سے پھر جدہر کو تم اشارہ کرتے وہ اودہر ہی کو جھک جاتا فرمایا آپنے تحقیق مین باتین کرتا تھا اوس سے اور وہ مجھسے باتین کرتا تھا بہلانے اور روکنے کو مجھے اوس سے اور سنتا تھا مین آہٹ سجدہ کرنے اوسکے کا جبکہ سجدہ کرتا تھا وہ نیچے عرش کے اور یہ حدیث ضعیف ہی کذا فی زرقانی اور جھلایا کرتے آپ کو اور چھوتے دیا کرتے گہوارے کو آپکے فرشتے کذا فی المواہب اور کلام فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبکہ دودہ چھڑایا آپ کا ساتھ کلمہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا کی اور جب پاؤن چلنے لگے تو نکلتے گھر سے اور دیکھتے کھیلتے ہوئے لڑکون کو تو منع کرتے اونکو اور پکڑتے ہاتھ اپنے بھائی رضاعی کا اور کہتے کہ تحقیق ہم نہین پیدا کیے گئے ہین کھیلنے کو اور نہ جانے دیتی تھین حلیمہ اونکو دور گھر سے کہین ایک روز غافل ہو گئین وہ اور نکلے رسول اللہ ساتھ رضاعی بہن شیما کے ٹھیک دوپہر کو اور گئے طرف مواشی کے پھر نکلی پیچھے اونکے حلیمہ ڈھونڈتی ہوئی پھر پایا اونکو ساتھ بہن رضاعی اونکی کے اور کہنے لگی اس گرمی مین تو کہان لے نکلی انکو اونھون نے کہا ای مان نہین دھوپ لگی ہے میرے بھائی کو ایک بادل کے ٹکڑے نے سایہ کیا ان پر جہان کہین ٹھیرے ہوئے ٹھیرا ہو گیا وہ اور جب چلے چلا وہ بھی سایہ ڈالے ہوئے اور رکھا حلیمہ نے دودہ چھڑا لینے کے بعد جب لائی مین انکو اونکی مان کے پاس اور چاہتی تھی مین کہ ابھی اور رکھتی مین اونکو اپنے پاس بسبب اوس خیر و برکت کے کہ دیکھی تھی ہمنے اون سے کہا مینے اونکی مان سے کہ اگر رہنے دو تم اونکو ہمارے پاس ونکے بڑے ہونے اور قوی ہونے تک تو بہتر ہے مکہ کی وبا سے مین ڈر خوف کرتی ہون سو قبول کیا اونھون نے اس بات کو اور پھر لوٹا لائی مین اونکو اپنے گھر اور کل مدت رہنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیمہ کے گھر پانچ برس تھی اور بعد پانچ برس کے پہونچا گئین وہ آپ کو آپکی والدہ شریفہ کے پاس کذا فی المواہب اور باقی ذکر رضاعت شریف کا بیان مراضعات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

دوسری جلد مین آویگا اور اب جس ایام مبارک فرحام مین حلیمہ کے یہان تشریف شریف رکھتے تھے شق کیا گیا آپکا سینہ مبارک

ف اور واقع ہوا تھا یہ واقعہ بعد دو یا تین مہینے کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حلیمہ کے گھر مین جبکہ مکہ لے گئی تھین وہ پھر دوسری دفعہ آپکو اپنے گھر مین والدہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اذن لیکر

اپنی خواہش سے اور شق کیا تھا سینہ مبارک آپکا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اور اونکے ہمراہ حضرت میکائیل اور اسرافیل بھی تھے اور باہر نکالا اونہوں نے
بیچ سینہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سے حصہ شیطان کا اور بھر دیا اوسکو حکمت اور نور ایمان سے شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ روایت ہے
حلیمہ سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے گئے تھے ناگہاں ضمرہ آپکا برادر رضاعی
روتا ہوا دوپہر کو میرے پاس آیا اور کہا اے ماں جلد ہمارے بھائی قریشی کی خبر لے کہ اونکا زندہ پانا مشکل معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کیا حال
ہے اوس نے حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ ہم سب لڑکے کھیل رہے تھے ناگاہ ایک آدمی آیا اور اونکو ہمارے درمیان سے پہاڑ پر لے
گیا اور چھری سے اونکا پیٹ چاک کر ڈالا حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی میں اور میرا خاوند دوڑے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چہرہ آپکا روشن اور نگاہ آپکی طرف آسمان کے لگی تھی ہم دونوں نے آپکی پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور
کہا اے جان مادر کیا حال ہے اور تمکو کسنے دکھ پہنچایا ہے آپنے اشارہ کیا کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ناگاہ تین آدمی آئے
ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طاس برف سے بھرا ہوا وہاں سے اوٹھا کر اس پہاڑ پر لائے پھر
ایک نے کمال شفقت سے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ ناف تک چھری سے چیرا اور میں دیکھتا تھا کہ مجھکو درد والم معلوم نہیں ہوتا تھا پھر سینے
کے اندر ہاتھ ڈالکر دلکو نکالا اور اوس میں سے ایک سیاہ چیز خون آلود نکالکر پھینک دی اور کہا کہ یہ تمہارے وجود میں حصہ شیطان
کا تھا میں نے اسے نکال ڈالا اور اوسکے وسوسہ اور مکر و فریب سے بیخوف کیا پھر میرے دلکو وہیں اوسکی جگہہ پر رکھکر نور کی خاتم سے
اوسپر مہر کردی چنانچہ ابتک میں اوسکی سردی اور خوشی اپنی تمام رگوں اور جوڑوں میں پاتا ہوں پھر تیسرے شخص نے اونمیں سے مخاطب
اور دونوں سے ہوکر کہا کہ تم دونوں نے کام کر چکے اب الگ ہو جاؤ پھر اوس نے میرے پاس آکے میرے زخم پر ہاتھ پھیرا وہ زخم ملگیا پھر اوس
نے اون دونوں سے ایک کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اوسکو ساتھ دس آدمیوں امت کے تول اور جب برابر کر اوس نے برابر کیا تو میں غالب
آیا پھر کہا اونکو سو سے برابر کر جب اوس نے برابر کیا میں ہلکا آیا پھر کہا ہزار آدمیوں سے برابر کر جب اوس نے برابر کیا تو پھر بھی میں غالب آیا پھر کہا کہ اسے چھوڑ دو اگر اسکو تمام امت کے آدمیوں سے
برابر کرو گے تبھی غالب آئے گا پھر مجھے ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور میرے سر اور پیشانی پر تینوں نے بوسہ دیا اور کہا کہ اے حبیب
خدا تجھکو کچھ خوف مت ہو جو اگر تو معلوم کرے کہ تیرے لیے کیا کیا سعادتیں اور کرامتیں ہیں البتہ تیری آنکھوں میں نور زیادہ ہو
یہ کہکر وہ تینوں آسمان اوڑ گئے اور اوسکے اندر داخل ہوئے اگر تم چاہو تو میں تمکو اونکی وہ جگہہ جہاں سے وہ آسمان میں داخل
ہوئے بتادوں انتہی واضح ہو جو کہ جو اس حدیث میں ذکر وزن کرنے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آیا ہے سو مراد اوس سے
وزن اعتباری ہے اور مراد رجحان فضیلت اور بزرگی میں ہے یعنی حضرت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بزرگی اور فضیلت
میں تمام امت بلکہ تمام عالم سے افضل اور راجح ہیں۔ بیات۔ خدائی دو عالم بہم دوختند + وزان ہر دو یک زیور افروختند + چو گشت
آن جمع تنہا جاہی او + بدستی کم آمد ترازوی او + و تحقیق کذلک کذا فی المواہب اللدنیہ اور تجلی تفصیل سے بیان اسکا معجزات میں ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اور دودھ پلایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ثویبہ نے جو کنیز تھیں ابولہب کی اور دودھ اوسوقت آزاد نہیں
کرا ابولہب نے اونکو وقت بشارت ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا تھا چنانچہ مواہب میں لکھا ہے وارضعتہ علیہ السلام

ثویبہ عتیقہ ابی لہب جنہیں بشیر تہ بولادتہ علیہ الصلوۃ والسلام اور گود میں کھلایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ام ایمن حبشیہ نے
کہ نام اونکا برکت تھا اور آنحضرت صلعم نے ام ایمن کو اپنے والد ماجد کے میراث میں پایا تھا اور آپ جب بڑے ہوئے تب اونکو آزاد کیا
اور زید بن حارثہ سے اونکا نکاح کر دیا اور وفات پائی والد نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اوس حال میں کہ آنحضرت علیہ افضل
من التحیۃ والثنا ابھی والدہ کے شکم مبارک میں تھے اور بعضوں نے کہا کہ آپ دو مہینے کے تھے اور بعضوں نے کہا کہ سات مہینے کے تھے اور بعضوں نے کہا کہ دو برس اور چار روز
کے تھے اور وفات پائی والدہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اوس وقت کہ آپ چار برس کے تھے اور بعضوں نے کہا کہ چھ برس کے تھے روضۃ
الاحباب اور سیرت حلبی میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ یا سات برس کے ہوئے آپکی والدہ ماجدہ آپکو اور ام ایمن کو لیکر مکہ سے مدینہ کو
گئیں واسطے دیکھنے ماموں یعنی بنی عدی اوس سردار نجار کے اور وہ بنی عدی بن نجار تھے بنی عدی ابن نجار ماموں تھے عبد المطلب کے اسواسطے
کہ والدہ اونکی اونہیں سے تھی اور نجار کا نام تیم ہے اور جب وہ خویشوں نے عشیرہ کے ساتھ کہ آپ ہی درود گر تھا اپنا ختنہ کیا اس علاقہ
نجار رکھا گیا کما فی سیرۃ الحلبی اور اوس مکان میں وہ ترین جسکو دار النابغہ کہتے ہیں اور ٹھہریں وہاں ایک مہینا پھر مکہ کیطرف
لوٹیں جب منزل ابوا میں آئیں وہاں وفات پائی اور اوسی منزل میں لوگوں نے اونکو دفن کیا اور بعض روایت میں ہے کہ قبر آمنہ کی
مکہ میں ہے ایک جماعت علما کی نے لکھا ہے کہ جمع ہونا درمیان دونوں روایتوں کے یوں ہو سکتا ہے کہ اول شاید ابوا میں دفن کیا ہو پھر وہاں سے
لاکر مکہ میں دفن کیا ہو ابوا ساتھ فتح الف کے نام ایک مکان کا ہے مابین مکہ اور مدینہ کے والد ماجد حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی
وہیں مدفون ہوئیں اور ایام باقر وہیں پیدا ہوئے اور حضرت سرور عالم نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر کی وہاں پر زیارت کی تھی کما مر اور
کہا صاحب قاموس نے کہ مدفن حضرت کی والدہ صاحبہ کا دار رائعہ ساتھ رائے مہملہ اور الف اور یائے تحتانیہ اور
عین مہملہ اور آخر میں ساتھ ہائے ہوز کے ہے مکہ میں اور بعد وفات والدہ کی ذمہ دار ہوئے آپ کی پرورش
کے عبد المطلب دادا آپ کے منقول ہے کہ جب آمنہ نے ابوا میں وفات پائی ام ایمن آنحضرت کو مکہ
میں لیکر آئیں تو دادا آپ کے عبد المطلب نے آپکو گود میں لیا اور آمنہ کے فوت ہو جانے پر رقت کی اور آپ کی پرورش
کے ذمہ دار ہوئے اور شفقت اور رحمت آپ پر بہت کرتے کہ کسی اپنے بیٹے کے حق میں اسقدر شفقت اور مہربانی نہیں کرتے
تھے اور جب تک آپ تشریف نہ لاتے ہرگز دستر خوان نہ بچھاتے اور طعام تناول نفرماتے اور آپکو بہت معزز اور مکرم رکھتے اور آپ
جب چاہتے حالت خواب و بیداری اور خلوت میں عبد المطلب کے پاس چلے جاتے اور اونکی مسند پر جا بیٹھتے اور عبد المطلب کی ایک مسند خاص تھا
کہ کوئی شخص بجز اونکے اوس پر نہ بیٹھتا اور اشراف قریش گردا گرد اوس کے بیٹھا کرتے تھے چنانچہ روضۃ الاحباب میں ہے اور جب کوئی خراش
عبد المطلب میں سے بپاس حاجت قاعدہ ادب کے آپکو اس امر سے مانع ہوتا عبد المطلب کہتے رہنے دو اس میرے فرزند ارجمند کو کہ فر
بادشاہی اونکے چہرہ سے نمایاں ہے کذا فی روضۃ الاحباب اور جب سن شریف آپکا آٹھ برس اور دو مہینے اور دس دن کو پہنچا وفات پائی عبد المطلب نے
بعد آپکی پرورش کا عہد لیا ابو طالب نے جو آپکے چچا تھے روایت ہے کہ مرتے وقت عبد المطلب نے ابو طالب کو وصیت کی کہ محافظت اور حمایت
آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پورے درجہ کے بلا قصور کرنا اور کہتے ہیں کہ عبد المطلب آخر میں نابینا ہو گئے تھے اور عمر اونکی ایک سو

بیس برس کی ہوئی تھی اور ایک روایت میں ہے بیاسی برس تھی اور وفات عبد المطلب اور نوشیرواں کی اور تخت پر بیٹھنا ہرمز بن نوشیرواں کا اور موت حاتم طائی کی جو مشہور تھا ساتھ سخاوت اور کرم کے ایک ہی سال میں واقع ہوئی اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپکو اپنے دادا کا مرنا یاد ہے فرمایا ہاں اور میں اوسوقت آٹھ برس کا تھا چنانچہ روضۃ الاحباب میں مروی ہے کہ عبد المطلب نے ابوطالب کو اسلئے مہم کفالت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی سپرد کی تھی کہ یہ آپکے حقیقی چچا تھے اور ابوطالب کو آپ سے ایسی محبت والفت تھی کہ کسی چچا کو ایسی نہ تھی اور مروی ہے کہ جب عبد المطلب نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کسے چچا کو اپنے چچاؤں میں سے چاہتے ہو کہ تمہارا کفیل ہو تو آپنے ابوطالب کو اختیار کیا اور کہتے ہیں کہ ابوطالب اور زبیر دونوں چچا اون آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے نے آپکی کفالت کے باب میں قرعہ ڈالا وہ ابوطالب کے نام پر پڑا چنانچہ روضۃ الاحباب وراوسکی شرح میں ہے جب ابوطالب الی امر کفالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی محافظت آپکی بخوبی کرنے لگے اور سعی مشکور اور جہد بلیغ اس امر میں بجالائے کیا قبل نبوت سے اور کیا بعد نبوت کے اور آپکو اپنے سب بیٹوں سے زیادہ پیار کرتے اور ہر بات میں مقدم رکھتے اور جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتے موافق دستور عبد المطلب کے دسترخوان نہ بچھاتے مروی ہے کہ ابوطالب چنداں مالدار نہ تھے اور عیال بہت رکھتے تھے جب کبھی بغیر حضرت کے کھانا کھاتے سب لڑکے ہرگز نہ سیر ہوتے اور جب آپ دسترخوان پر حاضر ہوتے تب سب شکم سیر ہو جاتے اور کھانا بچ رہتا اور کہتے ابوطالب قسم خدا کی البتہ بیشک تم مبارک ہو اور بستر آپکا اپنے بستر کے برابر بچھاتے اور جب گھر سے باہر جاتے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لیجاتے کذا فی روضۃ الاحباب اور جب آپ بارہ برس اور دو مہینے اور دس دن کے ہوئی سفر کو گئے طرف شام کے ہمراہ اپنے چچا ابوطالب کے پھر جب داخل ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم شہر بصریٰ میں تو دیکھا اور پہچانا آپکو ایک راہب نے کہ نام اوسکا بحیرا تھا بحیرا ساتھ فتح اول وکسر ثانی وآخر الف مقصورہ کے اور نزد بعضے بضم اول وفتح ثانی کے نام اپنا راہب کا ہی اون نشانیوں اور معجزوں کے ساتھ کہ جانتا تھا پھر آگے آیا اور پکڑا آپکے دست مبارک کو اور کہا یہ رسول ہے رب العالمین کا کہ بھیجا اللہ تعالی نے اسکو واسطے ہدایت عالم کے تاکہ رحمت ہو واسطے اہل جہان کے اور کہا کہ جسوقت تم یہاں آئے باقی نہ رہا کوئی پتھر اور درخت مگر کہ سجدہ میں گر پڑا اور پتھر اور درخت سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو اور بیشک صفات اسکے پاتا ہوں میں اپنی کتابوں میں ف جاننا چاہیے کہ مراد سجدہ سے یہاں سجدہ تعظیم و تحیت ہے کہ اونٹ اور بکری اور درخت و پتھر نے آپکو سجدہ کیا ہے اور سجدہ کرنا انکا حدیثوں صحیح میں آیا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف اور قاضی عیاض کی شفا اور اسکی شرح نسیم الریاض میں جو تصنیف شیخ الاسلام علامہ احمد شہاب الدین خفاجی کی ہے بتفصیل مذکور ہے کہ اللہ تعالی کے الہام سے پہچان گئے یہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اور بسبب مشاہدہ انوار نبوت کے سجدہ میں گر پڑے اور سجدہ اونکا منجملہ علامات نبوت اور معجزات رسالت سے تھا چنانچہ سجدہ تعظیم کا کرنا ستاروں اور سورج اور چاند کا حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں علامت اور دلالت تھی اونکی نبوت پر اور سجدہ عبادت کا خاص ہے واسطے ذات پاک رب العالمین کے خواہ حیوان سے ہو خواہ انسان سے خواہ نباتات وجمادات سے یہ سجدہ غیر کے واسطے ہرگز جائز نہیں نہ ہمارے نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں نہ اور انبیا علیہم السلام کی شریعتوں میں اور دلیل اسکی کہ سجدہ عبادت کا

خاص اوسی معبود حقیقی کو ہے یہ کلام پاک اوس سجدہ کے لائق کا ہے وللہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض من دابۃ والملائکۃ
وھم لا یستکبرون ترجمہ اور واسطے اللہ ہی کے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہی سرکشی نہیں
کرتے انتہی ما کا عام ہے شامل ہے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کو دواب اور جمادات اور نباتات سے اور دوسری آیت میں تفصیل
سے فرمایا الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب
وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے اے محمد کہ تحقیق اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین
میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ ثابت ہو چکا ہے اوپر عذاب ایک سجدہ
ہے کہ سب اوسمیں شامل ہیں آسمان میں ہیں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کے قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ وہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ
کہ اوسکو جس کام کا بنایا اوس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے اور نقش ساری کرتی ہیں موضح القرآن مختصر سجدہ تعظیم کا بھی
پیغمبروں کے لئے اور استطرح اور بزرگوں کے لئے بھی ذوی عقول کا ہماری شریعت میں جائز نہ بخلاف غیر ذوی عقول کے کہ تعظیماً اون سے
جائز رہا چنانچہ نقل کیا امام احمد اور بزار نے بیچ حدیث صحیح کے کہ تشریف لائے دو سرور انس و جان ایک انصاری کے بستان
میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور ایک شخص اور انصار میں سے آپکے ہمراہ تھے اور اوس بستان میں ایک بکری تھی اوس نے آپکو سجدہ کیا
حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم زیادہ لائق ہیں ساتھ سجدہ کرنیکے واسطے آپکے اس بکری سے آپنے فرمایا نہیں لائق ہے
واسطے کسی ذوی العقول کے کہ سجدہ کرے کسی کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب داخل ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم باغ میں ایک انصار کے پھر آیا اونٹ کہ اوس باغ میں تھا پھر اوس نے آپکو سجدہ کیا اور لفظ من کا دوسری آیت میں اگرچہ خاص واسطے
ذوی العقول کے ہے لیکن باقی آیت میں عام ہے غیر ذوی العقول کو شامل ہے باعتبار تغلیب کے اور یہی مختار ہے اکثر مفسرین
کا جیسے کہ مظہری میں ہے اور حمل کیا بیضاوی نے کلمہ من کا اوپر عموم کے اور کہا میں جائز ہے یہ کہ عام ہو ذوی العقول اور غیر انکے
کو علی سبیل التغلیب اور کہا محققین نے تحقیق من سے نہیں تعبیر کی جاتی ہے ساتھ اوسکے غیر ناطقین سے مگر جبکہ جمع کیا جاوے درمیان انکے
اور درمیان غیر اونکے کے پس اوپر تقدیر ارادہ عموم کے قول اللہ تعالیٰ کا والشمس الخ قبیل عطف خاص کے ہے اوپر عام کے نہ لایا
گیا یہ ذکر کے واسطے شہرت اوسکی کے اور بعید ہونے سجدہ کے اوس سے ظاہر میں انتہی اور مراد ساتھ سجدہ کے ان دونوں آیتوں
میں سجدہ عبادت اور طاعت کا ہے اس واسطے کہ جمیع اشیاء جمادات یعنی بیجان اور حیوانات یعنی جاندار بے عقل سے مطیع اور فرمانبردار
ہیں اللہ تعالیٰ کے اگرچہ ہم جمادات کو مردہ سمجھتے ہیں لیکن نزدیک اللہ تعالیٰ کے نہیں خالی ہیں ایک نوع کی حیات اور ادراک
سے اور یہ دلالت کرتا ہے اوس پر یہ قول اللہ تعالیٰ کا قالتا اتینا طائعین ترجمہ کہا ان دونوں نے یعنی آسمان و زمین نے آئے ہم خوشی
سے اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ ترجمہ اور تحقیق بعضی وہ ہیں یعنی پتھروں سے کہ جو گر پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے
انتہی اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا واذنت لربہا وحقت ترجمہ اور سن لیا آسمان حکم رب اپنے کا اور اوسکے لائق ہے انتہی اور یہ قول اللہ تعالیٰ
کا وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم ترجمہ اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اوسکی ولیکن تم نہیں سمجھتے انکا پڑھنا

اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق پہاڑ پکارتا ہے کیا تجکو اے فلانے نبی گذرا اوپر تیرے کوئی شخص کہ ذکر کرتا ہو
اللہ تعالیٰ کا روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہی بانی المظہری اور کہا ابو طالب کو راہب نے اگر لیجاؤ گے تم انکو
طرف شام کے تو بیشک مار ڈالینگے انکو یہود یہ سنکر انکو اونھون نے مکہ مین واپس بھیجا شواہد النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی ابو طالب نے شام کے سفر کا ارادہ کیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
اونکی مفارقت ناگوار ہوئی اور اونکی شکایت آپ سے کی ابو طالب کو رقت ہوئی آپکو اپنے ساتھ لیکر شام کیطرف روانہ ہوئی راہ
مین ایک مقام مین پہونچے کہ نام اوسکا بصری ہے بصری ساتھ ضمہ با اور جزم صاد کے ایک شہر ہے بلاد شام سے وہان ایک بحیرا
نام راہب بہت بڑا عالم رہتا تھا راہب نصرانیوں کے عالم اور عابد کو کہتے ہین اور جاننا چاہیے کہ بحیرا نام اوسکا جرجیس ہی تھا
احبار النصاری سے ساتھ زہد و ورع کے موصوف و ممتاز تھا مدت مدید سے پیغمبر آخر الزمان کے دیدار شریف کا نہایت مشتاق
سے منتظر تھا آخرش تیر مراد نشانہ حصول پر پہنچا مروی ہے کہ جب قافلہ شریف آیا عقبہ جبل مین پہنچا بحیرا ہر شجر و مدر سے سنتا تھا
السلام علیک یا رسول اللہ آخر کار بحیرا نے بعد پہچاننے کے آپکو ساتھ علامات معلومہ کے آپ پر ایمان لایا اور بحیرا ہمیشہ سے مومن موحد تھا
اور قسم دینا اوسکا آپکو ساتھ لات اور عزی کے جیسا کہ آیا ہی امتحان کے رو سے تھا تاکہ حقیقت حال اوس سرور انس و جان کی معلوم کرے
ولا بت پرست نہ تھا اور جاننا چاہیے کہ بحیرا اون لوگون مین سے ہے کہ آپ پر پیشتر بعثت کے ایمان لائے جیسے حبیب نجار
قصہ اصحاب قریہ مین اور دوسرا راہب اسی شہر بصری مین نسطور تھا جسسے دوسرے سفر مین آپکی ملاقات ہوئی کذا فی مدارج
النبوۃ اور روضہ مین ہے کہ نسطور راہب اوسوقت بحیرا کے صومعہ مین رہتا تھا اور گذر قافلہ قریش کا اکثر وہان سے ہوتا تھا
وہ راہب کبھی کسی سے التفات نکرتا تھا مگر اکی بار جب یہ قافلہ وہان سے نزدیک ہوا اوس راہب نے دیکھا کہ ایک شخص پر اس قافلہ
مین ابر سفید سایہ کئی ہوئی ہے جہان جہان وہ جاتا ہے وہان وہان وہ ابر اوسکے ساتھ جاتا ہے جب اون لوگون نے ایک درخت بیری کے
نیچے اترے دیکھا کہ وہ ابر اوسپر ٹھہر گیا اور درخت کی شاخون نے اونکے سر پر میل کیا تاکہ وہ اوسکے سایہ مین رہین جب یہ حال
بحیرا نے دیکھا تب کھانا پکایا اور سب قافلہ کی دعوت کی جب سب آکر حاضر ہوئے اوسنے اپنا مقصود نہ پایا پوچھا کہ اور کوئی تو باقی نہین
رہا لوگون نے کہا نہین مگر ایک لڑکا کہا اوسکو بھی لاؤ حارث بن عبد المطلب جو ابو طالب کے بھائی تھے جا کر آپکو لائے بحیرا اوسے دیکھتا
تھا کہ ابر سایہ کئے ہوئے چلا آتا ہے جب مجلس کے قریب پہنچے بحیرا اوٹھکر تعظیم سے آپکو لایا اور بغور آپکو دیکھتا تھا اور نشان اور حلیے
جو اگلی کتابون مین دیکھی تھے آپ مین مشاہدہ کرتا تھا جب سب لوگ تناول طعام سے فارغ ہوکر متفرق ہوئے بحیرا نے آپسے
کہا اے لڑکے تجھے قسم ہے لات اور عزی کی جو کچھ مین تجھ سے پوچھون وہ بتا دینا آپ نے فرمایا کہ مجھے لات و عزی کی قسم نہ دے مین
اونکو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہون پھر بحیرا نے خدا کی قسم دی آپ نے قبول کیا بحیرا نے حالت خواب اور بیداری اور باقی حالات آپکے
سوال کیا آپ نے سب بیان فرمایا اوسنے سب نشانیون کو برابر پایا پھر اوسنے کہا کہ اپنا مونڈھا کھولو آپ نے شرم کی پھر ابو طالب کے کہنے سے
کپڑا اسمونڈھی سے دور کیا اوسنے مہر نبوت کو دیکھا اور صفات اوسکی جو کتب الٰہی مین پڑھی تھین مطابق پائین پھر اوسپر بوسہ دیا اور ابو طالب سے

پوچھا کہ یہ لڑکا تمہارے رشتے مین کون ہے کہا یہ میرا فرزند ہے راہب نے کہا کہ تمہارا فرزند نہین ہے اسکے والدین زندہ نہین ہین پھر ابوطالب نے
کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا اوسنے سچ کہتے ہو پھر اوسنے پوچھا کہ یہہ سرخی اوسکی آنکھون کی ہمیشہ رہتی ہے یا کسیوقت کہا ہمیشہ رہتی ہے راہب نے
کہا سچ کہا تمنے پھر کہا کہ تمہارا بھتیجا اس امت کا پیغمبر ہوگا اسے جلد مکہ کو بھیجدو اگر یہود کو یہہ حال معلوم ہو جائیگا تو اوسکے مار ڈالنے کا
قصد کرینگے اور پیغمبر ہر ایک کے حق مین عہد پیمان بہت سا ہے ابوطالب نے کہا عہد پیمان کسنے کسسے لیا ہے اوسنے تبسم کیا اور کہا کہ انجیل
مین اللہ تعالی نے ہر ایک عہد ہمسے لیا ہے یہ سنکر ابوطالب آپکو لیکر اوس سفر سے لوٹے اور پھر اسکے بعد اوسکے پھر کبھی آپکو سفر مین نہ لے گئے
اور اگر ارادہ سفر کا کرتے اور آپ سے سبب جدائی کا دریافت کرتے تو اپنا ارادہ بھی فسخ کرتے اور سفر کو نجاتے تب اوسکے آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سفر شام کا کیا ہمراہ میسرہ کے جو غلام تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور اوسوقت حضرت خدیجہ
آپکے عقد نکاح مین نہین آئین تھین آپ اونہین کیطرف سے تجارت کو گئے تھے پھر آپ جب داخل ہوئے ملک شام مین اور اوترے نیچے
ایک درخت کے جو نزدیک تھا ایک راہب کے حجرے کے کہا اوس راہب نے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی مگر پیغمبر اور یہہ بھی شواہد النبوۃ
مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس برس کی عمر مین قبل نکاح کرنیکے خدیجہ سے انکے غلام میسرہ کے ساتھ طرف شام کے گئے
اور شہر بصرہ مین پہونچے اور وہان ایک درخت کے نیچے جو نسطورا راہب کے مکانکے قریب تھا اوترے وہ راہب میسرہ کو پہچانتا تھا اوسنے
میسرہ سے پوچھا کہ اس درخت کے نیچے کون بیٹھا ہے اوسنے کہا کہ وہ اشراف قریش اور بزرگون بنی ہاشم سے ہے راہب نے خدا کی قسم کھا کر
کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا پیغمبر کے کوئی نہین اوترا پھر اوس نے کہا کیا اس شخص کی آنکھ مین سرخی خلقی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے میسرہ نے
کہا کہ ہان یہ سرخی ہمیشہ رہتی ہے اور کبھی دور نہین ہوتی یعنی وہ اس قسم کی سرخی نہین ہے کہ آنکھ دکھنے سے پیدا ہوتی ہے بلکہ اصلی سرخی
ہے نسطورا شخص شیخ کے نام ایک حرف کا ہے کہ وہ صاحب مذہب اور مجتہد تھا ترسائونکا ایسے ہی نقل کیا اسکو غیاث مین مؤید اور کشف
سے مگر سیرۃ گازرونی اور حلبی مین نسطورا ساتھ الف مقصورہ کے ضبط کیا ہے اور کہا کہ فرقہ نسطوریہ ترسائیون مین سے اوسیکی طرف
منسوب ہے انتہی اور روضۃ الاحباب مین بھی نسطور اور نسطورا دونون لغت کو تجویز کیا ہے پھر نسطورا نے قسم کھا کر کہا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان
اور خاتم الانبیا ہے کاش کہ مین اسکے مبعوث ہونے تک زندہ رہتا تا کہ ملت اسلامی مین اسکی متابعت کرتا انتہی اور سیرت حلبی مین ہے
کہ بعضی روایتون مین آیا ہے کہ پھر وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا مین ایمان لایا اور شہادت دیتا ہون کہ آپ ہی نبی ہین جنکا توریت مین ذکر
ہے پھر آپکی مہر نبوت کو دیکھا اور چوما اور کہا آپ اللہ کے پیغمبر ہین جنکی بشارت دی عیسی علیہ السلام نے کہ کہا نہین اوتریگا نیچے اس درخت کے
میرے پیچھے مگر نبی امی ہاشمی عربی مکی صاحب حوض کوثر اور شفاعت کبری اور لوائے حمد کا انتہی سیرت حلبی اور مظہری مین نقل کیا ہے کہ یہ جو
راہب نے کہا نہین اوترا تلے اس پیڑ کے کبھی کوئی مگر نبی سہیلی کہتے ہین کہ مراد راہب کی اس کلام سے یہ ہے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے
اس گھڑی کوئی مگر نبی تو دفع ہوگیا شبہہ راہب کے اس قول سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کے سایہ کے تلے کوئی شخص کبھی زمانہ
ماضی مین نہین اوترا تھا مگر نبی یعنی نبی ہی اوسکے سایہ مین اوترتے چلے آئے ہین اور حضرت بھی نبی ہین تو اسواسطے آپ بھی اوترے اور یہ معنی
عقلا اور عادۃ بعید معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ ہمارے حضرت کے اور انبیا کے درمیان زمانہ بہت دراز گذرا ہے تو باقی رہنا اوس درخت کا اتنی مدت

دراز تک بہت مستبعد ہے عادۃً علاوہ اسکے وہ درخت رستے کے سرے پر تھا پھر کوئی اتنی مدت دراز تک اوسکے نیچے نہ اوترے
یہ بات بہت بعید ہے لیکن لفظ قط کا کہ نسطورا کے کلام مین واقع ہوا ہے کہ کہا اوسنے ما نزل تحت ہذہ الشجرۃ قط الا نبی یعنی نہین
اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی مگر نبی پس یہ لفظ قط کا منع کرتا ہے سہیلی کی توجیہ کو اسلیئے کہ وہ موضوع ہے واسطے نفی فعل
کے زمانہ گذشتہ مین زمانہ حال تک کما لا یخفی پس جواب اس شبہہ کا اسطرح دیا جاوے کہ ظاہر ہے کہ معجزات خرق عادات کی قسم
سے ہوتے ہین اور اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ برخلاف عادت کے باقی رکھے ایک درخت کو ایک مدت دراز تک اور باز رکھے لوگونکو اوسکے
نیچے اوترنے سے ایک زمانہ طویل تک پس اب کچھ جگہ شبہہ کی نہین رہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہ درخت زیتون کا
تھا اور وہ تین ہزار سال تک باقی رہتا ہے یہی آدر میسرہ بیان کرتا ہے کہ جب دوپہر ہوتی اور سخت گرمی پڑتی تب اوترتے
دو فرشتے اور سایہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جب پھرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوس سفر سے تب اپنے
عقد نکاح مین حضرت خدیجہ بنت خویلد کو لائے اور اوسوقت عمر شریف آپکی پچیس برس اور دو مہینے اور دس دن کی تھی اور سوا اسکے اور بھی
روایتین ہین خلاصہ اس کلام خیر انجام کا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سفر شام سے مکہ مین تشریف لائے دوپہر کا وقت
تھا اوسوقت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالاخانہ پر بہت سے عورتین لئے ہوئے بیٹھی تھین دیکھا کہ دو مرغ کہ دو فرشتے تھے آپکے سر
مبارک پر سایہ کئے ہوئے تھے نہایت متعجب ہوئین آخر میسرہ سے پوچھا اوسنے کہا جس دن سے ہم شام کیطرف گئے ہین یہی حال ہے
اور تمام کرامتین جو ایسی دیکھی تھین اور قصہ نسطورا راہب کا بھی بیان کیا حضرت خدیجہؓ کے دل مین نہایت رغبت پیدا ہوئی کہ
آپکے عقد نکاح مین آوین نفیسہ بنت منیہ کو آپکے پاس بھیجا تا دریافت کرے کہ آپکو رغبت طرف نکاح کے کرنیکی ہے یا نہین نفیسہ کہتی ہے
کہ مین آپکی خدمت مین آئی اور پوچھا کہ آپ شادی کیون نہین کرتے کون سی چیز مانع ہے فرمایا مین ساز و سامان نہین رکھتا مینے عرض
کیا کہ کوئی عورت صاحب شرف و حسن و جمال پر کہ اوسکا مال حوائج خانہ داری کو کفایت کرے اگر آپکو ملے تب بھی آپ رغبت فرماوینگے
یا نہین فرمایا ایسی کون ہے مینے عرض کیا کہ خدیجہ بنت خویلد کو اس بات پر راضی کرتی ہون پھر مین حضرت خدیجہ کے پاس آئی
اونھون نے بہت منت مان کر قبول کیا اور ایکوقت مقرر کرکے نکاح کیا اور اوسی روز زفاف ہوگیا اور حضرت نہایت خوش ہوئے
از روضۃ الاحباب اور ایک روایت مین ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود آپسے یہ مضمون کہا کہ ای محمد تمکو خوب معلوم ہے کہ سارے قریش
کے سردار میرے طالب ہین اور مین کسیکیطرف رغبت نہین کرتی مگر چونکہ میرے اور آپکے درمیان خویشی اور قرابت ہے اور آپ سچے اور
امانت دار بھی ہین کہ ایسا اور کوئی مین نہین دیکھتی اسلیئے مین چاہتی ہون کہ تمسے نکاح کرون اور مال اپنا تمکو دون جب قریشیون نے یہ حال
سنا بہت تعجب کیا اور کہا کہ الکبیر لتے ہم آرزو نکاح کی اوس سے رکھتے ہین اور اپنا مال خرچ کرتے ہین اور وہ راضی نہین ہوئی اور یتیم ابوطالب
کیطرف ایسی رغبت کی پھر یہ حال حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤن سے کہا ابو طالب اور عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہم خوش ہوئے
اور حضرت حمزہ آپکے ساتھ ہوکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپکے پاس گئے اور آپکا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے باندھا اور
بیس اونٹنیان مہر ٹھہرین کذا فی سیرۃ النبی پوشیدہ نہ رہے کہ بعضی روایتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہر نکاح بیس اونٹنیان تھین جیسا کہ خطبہ ابوطالب سے مفہوم

ہوتا ہے اور بعضی روایتون سے چار سو مثقال طلا جیسا کہ خطبہ ورقہ بن نوفل سے سمجھا جاتا ہے اور بعضی روایتون سے بارہ اوقیہ اور ایک نش طلا بارہ اوقیہ کے پانسو درم شرعی اور نش کے بیس درم ہوتی ہین پس توفیق درمیان تینون روایتون کے کئی وجہ پر ہو سکتی ہے ایک یہ کہ ممکن ہے کہ یہ سب امور مذکورہ مہر مین تھے اور ہر راوی کو جو روایت پہنچی اوسنے وہی نقل کی دوسرے یہ کہ قیمت مین اون تینونکی اوس وقت پانسو درم یا چار سو مثقال طلا کے تھے اور راویون نے نقل بالمعنی کی ہو تیسرے یہ کہ جائز ہے کہ ہو وین اونٹ بیس عوض مین مہر مذکور کے اور بعضون نے لکھا جائز ہے کہ ابوطالب نے وہ مہر مقرر کیا جو اوپر ذکر ہوا اور پھر حضرت نے اپنی طرف سے اوس پر بیس اونٹ بڑھا دیے اور پھر سکو تکملہ کہا یہ حاصل ہے روضۃ الاحباب اور سیرت حلبی کا اور بھی واضح ہو کہ قول صحیح یہ ہے کہ اونکے نکاح کے دن والد خدیجہ کے زندہ نتھے جیسے کہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے اور سیرت حلبی مین بھی لکھا ہے کہ محفوظ اہل علم سے یہ خبر ہے کہ خویلد بن اسد والد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مر چکے تھے فجار کی لڑائی کے پہلے فجار بکسر فا بمعنی مفاجرت کے جیسے کہ قتال بمعنی مقاتلہ کے اور فجار نام ہے قتال کا کہ عکاظ مین واقع ہوا اور وہ چار قتال ہین چنانچہ بیان وکیفیت اونکا مع وجہ تسمیہ کے سوق عکاظ مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور معارج مین ذکر کیا کہ وہ جو بعضی سیر مین آیا ہے کہ خویلد پدر خدیجۃ الکبریٰ رض کے مجلس عقد مین حاضر تھے یہ روایت صحت سے بعید ہے اس واسطے کہ خویلد پیشتر لڑائی فجار کے سے فوت ہو گئے تھے مگر یہ تاویل کیجاوے کہ پدر کا ذکر کیا اور اوس سے چچا کا کہ اونکا نام عمرو بن اسد تھا ارادہ کیا انتہی اور تمام حال اسکا جلد دوسری بیچ بیان احوال ازواج مطہرات کے مشرح اور مفصل آویگا اور جب عمر شریف آپکی پینتیس ۳۵ سال کو پہنچی حاضر ہوئے آپ واسطے تعمیر بیت اللہ کے اور رکھا حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے درمیان دیوار کعبہ کے جاننا چاہیے کہ یہ تعمیر کعبہ کی آٹھوین بار ہوئی کہ بنایا اول بار فرشتون نے پہلے پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے سے پھر دوبارہ بنا رکھی بیت اللہ کی آدم عم نے اور اوتارا گیا اوسپر اونکے لئے ایک خیمہ یاقوت سرخ کا اور بعد وفات آدم علیہ السلام کے اوٹھایا گیا وہ بعد اونکے پھر تیسری بار بیت اللہ کو اولاد آدم علیہ السلام نے مٹی پتھر سے تعمیر کیا اور کہتے ہین کہ شیث علیہ السلام نے اسکام کو انجام دیا اور طوفان مین غرق ہوا اور مکان اوسکا ایک ٹیلہ سرخ تھا پھر چوتھی بار بنایا حضرت خلیل علیہ السلام نے اوسکے بعد ازان پانچوین بار عمالقہ نے اوسکی بنا کی پھر چھٹی بار جرہم نے اوسے بنایا بعد ازان ساتوین بار قصی بن کلاب نے تعمیر کیا پھر آٹھوین بار قریش نے اوسے بنایا اور متغلف کیا اس بنا کعبہ کو قریش نے بنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سے سات چیزون مین ایک یہ کہ زیادہ کیا اونچا بیت اللہ کو نو گز پہلے سے کہ سب بلندی اوسکی اٹھارہ گز ہوئی دوسرے یہ کہ کم کیا درازی مین قریب سات گز کے اور باہر کیا اوس جگہہ کو کہ اوسے حطیم کہتے ہین تیسرے یہ کہ بند کیا دروازہ مغرب کا کہ مقابل دروازہ مشرق کے تھا یعنے دو دروازون مین سے ایک بند کر دیا چوتھے یہ کہ بلند کیا دروازے کو زمین سے اسواسطے کہ بلا اذن اونکے کوئی بیت اللہ مین داخل نہو پانچوین یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے دو صفین لکڑی کے ستونونکی کہڑی کین ہر صف مین تین ستون رکھے چھٹے یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کے زینہ بنایا کہ بام کعبہ پر اس سے چڑھا کرین ساتوین یہ کہ چھت ڈالی اوسپر اور پہلے اس سے فقط چار دیواری تھی پھر مباحثہ کرنے لگے قبایل قوم قریش آپس مین بیچ جگہہ رکھنے حجر اسود کے ہر کوئی اوسکا اپنے محلہ کیطرف

رکھا جاتا تھا پھر یہ بات ٹھہری کہ جو کوئی پہلے مسجد الحرام مین صبح کو داخل ہووے وہی جسکو چاہے حجر اسود کو رکھے پھر منتظر بیٹھے اوس وقت
مین یکایک داخل ہوے فجر کو پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سب نے رجوع کیا اس مقدمہ کو طرف حضرت کی پھر رکھا آپنے کہ اوس وقت
عمر شریف آپکی پچیس برس کی تھی اوس حجر اسود کو رکن بیت اللہ مین کہ وہ جگہہ مشہور ہے ہمارے زمانہ تک وضع ہو کر روایت بنا کعبہ شیث
علیہ السلام سے اور اوٹھ جانے بیت المعمور کے بعد وفات حضرت آدم علیہ السلام کے محققین محدثین کے نزدیک صحیح اور درست نہین ہے
بلکہ صحیح یہی ہے کہ بیت المعمور زمان طوفان نوح علیہ السلام زمین پر کعبۃ اللہ کی جگہہ موجود رہا اور وقت آنے طوفان کے وہ آسمان پر
اوٹھا لیا گیا پھر جب سے خلیل اللہ کے زمانہ تک ویسے ہی ایک سرخ ٹیلہ سا وہ جگہہ اونچی بستا باقی رہی پھر موجب حکم اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضرت
خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوسے بنایا فقط پس اب اس تحقیق کے بموجب بنا قریش ساتوین بنا تھی پھر بعد بنا قریش کے بنایا
اوسکو از سر نو عبد اللہ بن زبیر علیہ الرحمہ نے اور حطیم کو داخل کیا اوسمین پھر بعد شہید ہونے ان کے اوسکو حجاج یا محمد بن مروان نے
حکم عبد الملک سے بعد ازان سن ایک ہزار چالیس مین پھر سلطان مراد بن احمد خان نے بسبب ہو جانے منہدم ایک جانب سے اوسکے صدمہ سیل کے
بنایا اور از سر نو تعمیر کیا اوسکو بہت مال و زر خرچ کر کے کذا فی فتح العزیز و تاریخ مکہ و ذخیرۃ الدارین و روضۃ الاحباب و رسالہ حضرت
مولانا محمد اسحاق رضی اللہ عنہ اب کہ ۱۲۶۱ ہجری قدسی مین قایم ہے وہی بنا سلطان مراد خان کی ہے صانہ اللہ عن الآفات والبلیات
اور جب سن شریف آپکا چالیس برس اور ایک دن کا ہوا تب مشرف کیا اللہ تعالیٰ نے انکو ساتھ تشریف نبوت اور انذار اور بشارت کے
یعنی نبی کیا اور وحی کو پہونچایا اور اوس وقت مین بیسوان سال تھا سلطنت خسرو پرویز سے چنانچہ محمد سعید بن مسعود گازرونی نے
اپنی کتاب سیر عربی مین ذکر کیا انذار کہتے ہین ڈرانے کو عذاب الٰہی سے اور بشارت کہتے ہین خوشی سنانے کو یعنی ثواب کی اور آئے
جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غار حرا مین حرا نام ہے مکہ مین ایک پہاڑ کا اب اوسکو جبل نور بولتے ہین
اور اوس سے کعبہ تک تین میل کی مسافت ہے اوسمین ایک غار ہے کہ درازی اوسکی بقدر چار گز شرعی کے ہے اور عرض اوسکا
ایک گز اور دو ثلث کا بعضی جگہون مین اور باقی مین اوس سے کم وہان اکثر اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل نبوت کے جا کر
تنہا عبادت مین مشغول رہتے تھے اور اقوال علما کے مختلف ہین اسمین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت غار حرا مین کس طرح کی تھی
بعضون نے لکھا ساتھ فکر کے بعضون نے لکھا ساتھ ذکر کے تھی مگر پچھلا قول صحیح زیادہ ہے پہلے قول سے کیونکہ مرتبہ ذکر کا بڑا اور بلند ہے مرتبہ فکر سے
اسلیئے کہ ذکر کرنا بندے کا مولی کو مقتضی ہوتا ہے طرف ذکر کرنے مولے کے اوس بندے کو اور کوئی حال بندے کے احوال سے ایسا نہین
کہ صفت حق کی اوسکے برابر مین ٹھیرے سوا ذکر اور محبت کے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذکرونی اذکرکم ترجمہ پس یاد کرو تم مجھکو یاد
کرون مین تمکو اور فرمایا یحبہم و یحبونہ ترجمہ وہ دوست رکھتا ہے انکو اور وہ دوست رکھتے ہین اوسکو اور محبت اور ذکر دونون لازم ایک
دوسرے کو ہین چنانچہ لکھا ہے احب شیئا اکثر ذکرہ ترجمہ جو کوئی دوست رکھتا ہے کسی چیز کو تو بہت کرتا ہے ذکر اوسکا اور یہی ذکر حق تعالیٰ
کی ذات سے علاقہ رکھتا ہے اور فکر اوسکی بخششون اور نعمتون سے اور ذکر سبب فراموشی نفس اور فنا ہونے ذاکر کا بیچ مذکور کی ہوتا ہے
فنا علامت ہے شدت محبت سے اس غایت تک کہ زائل کر دے محبت ذاکر اپنے نفس کو نزدیک ذکر محبوب کے یہانتک کہ نہ دیکھے اپنے نفس کو اور نہ اپنے

غرض ہے وہ جو ذکر اور نہ اوسکے اثر کو پاسکو محبوب کے کما فی المظہری تحت قولہ تعالیٰ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ اور متفکر یعنی
فکر کرنے والا اپنے نفس اور اوسکے حالات پر قائم ہوتا ہے اور فکر بھی اگرچہ حالات خوب خوب پیدا کرتی ہے جیسا کہ اگر فکر بیچ نشانیوں
اور علامتوں قدرت الٰہی کے کرتے ہیں تو معرفت زیادہ ہوتی ہے اور جو فکر بیچ نعمتوں اور عنایتوں الٰہی کے کرتے ہیں تو شکر زیادہ
کرتے ہیں اور جو بیچ وعدہ الٰہی کی فکر کرتے ہیں تو امید اور رغبت ہوتی ہے اور جو اوسکے وعید میں فکر کرتے ہیں تو خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے
لیکن جو ذکر غلبہ پاتا ہے یعنی تجلی عظمت الٰہی بندہ ذاکر پر غالب آتی ہے اور اوسکے قلب کو ہر طرف توجہ کرنے سے خالی کرتی ہے اور اپنے
مشاہدہ میں اور طرف التفات کرنے سے باز رکھتی ہے یہاں تک اوسکے ظہور اور استیلا سے ماسوا اللہ نظر نہیں پڑتا ہے اگرچہ نفس الامر میں
وہ ثابت ہوتا ہے جسطرح روشنی ستاروں کی کالی رات پر غلبہ کرتی ہے پھر جو سورج نکلتا ہے تو اوسکا نور تاروں کی روشنی پر غلبہ کرتا ہے
اگرچہ اونکی روشنی اپنے حال پر باقی ہوتی ہے تو فنا اور غیبت یعنی کیفیت بیخودی کی اور نسیان یعنی بھلاوٹ سب سوائے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرتا ہے
اور صفائی سر کی اور نزدیکی ساتھ ذات پاک کے بخشتا ہے ع اتصال بی تکیف بی قیاس یعنی یہ اتصال ایسا ہے کہ اوسکی کیفیت
بیان نہیں ہو سکتی اور نہ یہ اتصال قیاس میں آتا ہے کہ کیونکر ہے اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذاکر کہتے ہیں اور متفکر نہیں سو ذکر صفت
خدای تعالیٰ کی ہوئی اور فکر صفت بندگی اور ضرور ہوا کہ صفت خدا کی افضل ہو صفت بندگی سے کذا فی شرح سفر السعادت و فصل
الخطاب روایت ہے کہ جس ایام فرخندہ فرجام میں وہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول
رہتے تھے ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیطرف مخاطب ہو کر کہا اقرأ یعنی پڑھو آپ نے
فرمایا میں کچھ پڑھا نہیں ہوں پھر اونھوں نے آپکو اپنی بغل میں اسقدر تنگ پکڑا کہ حضرت کو نہایت مشقت پہونچی شاید اسمیں تعلیم امت کے
لئے اشارت ہو طرف اس حکمت کے کہ تعلیم علم میں اول مشقت اوٹھاوین تب کمال کو پہونچیں اسلئے مبتدی کو کیا کچھ تکلیف اوٹھانی
پڑتی ہے واللہ اعلم پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں کچھ پڑھا نہیں ہوں پھر جبرئیل علیہ السلام نے
آپکو اپنی گود میں پکڑ کر خوب ستا دبایا اور تیسری بار کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم
الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم روایت ہے کہ جب زمانہ نزول وحی کا قریب آیا تب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
جس درخت اور پتھر کے پاس ہو کر گذرتے وہ ساتھ زبان فصیح کے کہتا السلام علیک یا رسول اللہ آپ ہر طرف نگاہ کرتے کلام کرنے
والے کو نہ دیکھتے یہاں تک کہ آپ ایک روز کوہ حرا پر کھڑے تھے ناگاہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا بشارت ہو تجھکو اے محمد میں جبرئیل
ہوں تمھاری طرف بھیجا ہوا اور تم رسول خدا کے ہو واسطے اس امت کے پھر ایک نامہ حریر کا جس میں جواہر جڑے تھے نکالا اور آپکے دست
مبارک میں دیا اور کہا پڑھو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں ہرگز کچھ نہیں پڑھا ہوں اور اس نامہ میں کچھ لکھا نہیں دیکھتا ہوں تب حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں پکڑ کر ایسا دبایا کہ درجہ طاقت کو پہونچایا اور پھر چھوڑ کر کہا پڑھو آپ نے
کہا میں پڑھنا نہیں جانتا پھر آپکو گود میں لیکر خوب بھینچا اسیطرح تین بار دبایا اور حکمت اس تین بار دبانے میں یہ ہے کہ نفس
نفیس آپکا مراتب ثلثہ یعنی امارہ اور لوامہ اور ملہمہ سے تجاوز اور ترقی پا کر منزل مطمئنہ پر قرار پکڑے اور ہر بار چھوڑ کر کہا پڑھو پھر بعد

تیسری بار کہکر کہا کہ پڑھو اقرأ باسم ربک الذی خلق سے مالم یعلم تک پانچ آیتین ہین جو پہلے آیات نازل ہوئین شریف ہوئین مختصر اور آپ نے انکو یاد کرلیا چنانچہ فرمایا آپ نے کہ جو کچھہ مینے اوس سے سنا اوسکو اپنے دل مین کالنقش فی الحجر پایا کذا فی السفر السعادت و معارج النبوۃ واضح ہو کہ اس قصے مین کئی نکتے دریافت کرنے چاہیئی اول یہ کہ عادت بنی آدم کے پرورش کی ہیات کو چاہتی ہے کہ کچھ سبح ہو پس اگر اول ہی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے قرآن مشرف فرماتے تو اوسکے اوٹھانے کی تاب نہ لاتے اسواسطے اول خواب مین کہ اس عالم سے غفلت کی حالت ہے اللہ تعالے نے انکے دل مین ایک ایک چیز کا ڈالنا شروع کیا تا آہستہ آہستہ عادت علم سیکھنے کے عالم غیب سے پیدا ہو اور رفتہ رفتہ اس تعلیم غیبی کی خوگر ہو جاوین تب اسکے پیا ہا کہ انکو بیداری مین اور ہوشیاری مین انقطاع اور بے پروائی جو رنج اور بحران اور رگھر بار سے حاصل ہو کہ بالکل عالم غیب کی طرف متوجہ ہو جاوین تو اوسوقت محبت خلوت اور گوشہ گیری انکے دل مین پیدا کی اور ایک ایسا مکان انکو بتایا کہ وہان کوئی آدمزاد نہ ہوتا کہ وحی اوترنے کیوقت کسیکے دل مین شبہ شاگرد ہونے اور سیکھہ لینے کا نگذرے دوسرے پھر وحی نازل ہونے کے وقت ایک صبر اسدمہ اور پھر محبت انا اور خوف آپکے دل مین ڈالا تاکہ خیال کسیکو بناوٹ اور ملاوٹ کا نہو دوسرا یہ کہ جبرئیل کی تاثیر کو آپکی روح مین بواسطہ بھینچنے اور بغل مین دبانے کے ساتھہ پہلے درجہ کمال کے ثابت اور راسخ کر دیا اسواسطے کہ کاملون کی تاثیر جو دوسرے کے اندر اثر پیدا کرتی ہے جسکو اہل طریقت کی اصطلاح مین توجہ کہتے ہین چار طرح سے ہوتی ہے **اول تاثیر انعکاسی** اور وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس مین آوے اوس عطر کی خوشبو سب بیٹھنیون کے دماغ کو معطر کر دے پس یہ قسم توجہ کی سب قسمون سے ضعیف ہے کیونکہ اسکا اثر تب ہی تک ہے جبتک اوسکی صحبت ہے بعد اوسکے کچھ اثر باقی نہین رہتا **دوسری تاثیر القائی** ہے وہ اس قسم سے ہے جیسے کوئی شخص بتی اور تیل سکورے مین ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اوس نے اوسکو روشن کر دیا پس چراغ تیار ہوگیا اس قسم کی تاثیر کچھہ البتہ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدمہ پہنچا جیسے آندھی یا مینہ یا کوئی اور آفت تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اور یہی یہ تاثیر نفس کو اور لطیفون کو درست نہین کرسکتی ہے جیسے تیل اور بتی اور سکورے کے ناکارہ پن کو فقط شعلہ نہین سنوار سکتا **تیسری تاثیر اصلاحی** ہے وہ اس طور کی ہے جیسے پانی کو دریا سے یا کنوئین سے لاکر خزانے مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو کوڑے کرکٹ سے فوارہ تک صاف کر دین پھر خوب زور سے اوسمین پانی چھوڑ دین کہ فوارہ خوب جوش و خروش سے چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر اون اگلی تاثیرون سے بہت قوی ہے کہ اصلاح نفس اور تمام لطیفون کی بھی اوسمین ہوتی ہے لیکن خزانے کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کوئین اور دریا کے برابر اور باوجود ان سب باتون کی اگر خزانہ مین کچھہ آفت آپہنچے یا کچھہ واقع ہو جاوے تو البتہ نقصان پڑجاتا ہے **چوتھی تاثیر اتحادی** کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کی ساتھہ خوب زور سے ملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح مین اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیرون سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونون روحونکے جو کچھہ کہ شیخ کی روح مین ہے وہ طالب کی روح مین سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہین رہتی اور اولیاء اللہ مین اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپکے مکان پر کچھ مہمان آگئے اور اوس روز آپکے یہان کچھہ کھانے کی قسم سے موجود نتھا اسواسطے آپکو کمال تشویش ہوئی اور اونکے لئے کھانا

تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نان بائی کی دوکان آپکے مکان کے متصل تھی اوس نے اسباب بالکی خبر پاکر ایک خوان مطہر پلاؤ و شوربا کا خوب تکلف
اور مزعفر تیار کرکے آپکے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اوسنے عرض کیا کہ مجکو اپنا سا کر دیجئے
فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نکرسکیگا کچھ اور مانگ وہ یہی بات کا سوال کئے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سے عاجزی کرنے لگا
تو ناچار ہوکر اوسکو اپنے ساتھ حجرہ مین لے گئے اور تاثیر اتحادی اوسپر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ مین اور اوس نان بائی کی صورت
مین کچھ فرق نتھا لوگون کو پہچاننا مشکل تھا لیکن اسقدر تھا کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نان بائی بیہوش اور سرشار تھا القصہ اوس نان بائی نے
تین روز کے بعد اوسی سکر اور بیہوشی مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالی اور ایسے ہی شخصون کے حق مین خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ
فرماتے ہین کہ ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق + ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما + شاہ خوب اللہ رحمہ اللہ نے بیچ بیان الطبقات
مشایخ کے لکھا کہ ایک بار نواب خان جہانخان ظفر جنگ نے لکھا کہ طریقہ نقشبندیہ مین پہلے گرمی ہوتی ہے پھر سردی یہ بات مرشدی
شاہ محمد فضل الہ آبادی نے سنی آپ نے میری طرف دیکھا مینے عرض کیا کہ پہلے وہ گرمی اثر توجہ مرشد کا ہے کہ آئینہ طالب مین منعکس
ہے تاکہ وہ لذت پاوے اور اوسکے حاصل کرنیکے لئے دوڑے سو یہ گرمی عاریتی ہے دیرپا نہین ہے مگر اوسوقت کہ بواسطہ عمل کے
موافق فرمودہ مرشد کامل کے وہ ملکہ اوسکی ملک ہو جاوے تب پایداری پاوے اور یہ بھی لکھا کہ دوام صحبت مرشد کے سبب ملک اوسکی
ہو جاتا ہے ایک روز ایک مرید جسنے اسطریق مین اوس درویش سے کہ ذکر حاصل کیا تھا عرض کیا کہ جب مین آپکے مقابل ہوتا ہون
ذکر دل کا جوش و غلبہ بہت ہوتا ہے جب کسی سبب سے آپ سے جدا ہوتا ہون وہ غلبہ جاتا رہتا ہے اونھون نے فرمایا پانی دریا کا ہمیشہ جاری
ہے جب تیز آندھی چلتی ہے جوش و خروش مین آتا ہے بس حضوری شیخ کی حکم تیز آندھی کا رکھتی ہے اور یہی لکھا ہے کہ وہ مرید بنا مصنف
تکملہ حاشیہ نفایس الانس کا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مسامون کی راہ سے
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بدن مین داخل کرکے انکی روح مبارک سے ملا دی پھر دونو شیر و شکر کیطرح گھل مل گئیں تو ایک عجیب حالت
ملکیت اور بشریت کے درمیان پیدا ہوئی کہ بیان مین نہین آسکتی ہے تیسرے یہ کہ ورقہ بن نوفل کو کہ تسلی بخشنے والا اوس جناب کا
پہلے ملا تھا اور وحی کے نازل ہونے پر اوس نے گواہی دی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا ناموس تھا اور آپکی نصرت اور مدد کی
کمر ہمت باندھی تھی جلد اس عالم سے اوٹھا لیا کہ کسیکو یہ گمان نہو کہ یہ سب مکر قصہ اور دعوے کا نتیجہ وہی ورقہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سکھا پڑھا دیا ہوگا اور آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو بعد اوس واقعہ کے صحبت بھی اوس سے ہمیشہ کی نہین رہی اسواسطے گنجایش اس احتمال کی بالکل بند ہوگئی اور یہی منظور تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس دین کی مقدمہ مین اہل کتاب کے بلکہ کسی اگلے دین والے کی تائید اور مدد و شمال نہو جو کچھ ہو آپ ہی کے دست مبارک
سے ہو کما فی فتح العزیز بعد اسکے حضرت جبرئیل نے کہا کہ اس پہاڑ سے نیچے اوترو آپ جبرئیل کی ساتھ پہاڑ سے اوترے پھر جبرئیل نے آپکو پہاڑ کی
جڑ پاس ایک میدان مین کھڑا کیا پھر وہان ایک کپڑا بچھا دیا اور اوسپر آپکو بٹھایا پھر اپنا پانون زمین مین مارا وہان ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا
جبرئیل علیہ السلام اوس سے وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے یعنے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ہر عضو کو تین تین بار دھویا
یعنے مونہ اور ہاتھون کو بعد پانون کو تین تین بار دھویا اور مسح سر کا ایک بار کیا اس فعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو تعلیم کیا

اور تھا لبا تعلیم فعلی خصوصًا اس طرح کے فعلوں میں آسان تر اور ذہن نشین زیادہ ہوتی ہے تعلیم قولی سے اور لعبد اسکی تعلیم قولی ہی کی پھر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو آپ نے بھی اسی طرح وضو کیا جب وضو سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام نے چلو بھر پانی لیکر انکے چہرہ مبارک پر چھڑکا پھر اور محمد کر دو رکعت نماز پڑہی آنحضرت نے اونکے پیچھے اقتدا کی اور اسی طرح ادا کی جبرئیل نے سکھایا کہ وضو اور نماز پڑہنے کا یہی طریقہ ہے اسلام سے تعلیم قولی بھی واقع ہوئی پھر جب وضو اور نماز کی تعلیم سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام وہان سے چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مکہ مین تشریف لائے اور یہ حال حضرت خدیجہ رض سے بیان کیا اور وضو اور نماز اونکو تعلیم کیا کذا فی سفر السعادت واضح ہو کہ اول وہ چیز کہ واجب ہوئی عبادات مین بعد توحید کے یہی دو رکعت تھیں کہ تعلیم کین جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پڑہین آپنے ساتھ اونکے اور لکھا مقاتل نے کہ پہلے دو ہی رکعت نماز فجر اور عصر کی فرض ہوئی تھین پھر پانچ وقت کی نمازین شب معراج مین فرض ہوئین اور لکھا فتح الباری مین کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پہلے قصہ معراج سے بھی نماز پڑہا کرتے تھے مگر اختلاف ہے اس مین کہ پہلے فرض ہوئی نماز پنج وقتی کے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہین سو کہا بعضون نے کہ فجر اور عصر کی نماز دو دو رکعت فرض تھی بموجب اس نص کے وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب اور پاکی بول خوبیان اپنے رب کی پہلے سورج نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے اور لکھا امام نووی نے کہ بعد توحید کے تہجد کی نماز حضرت پر واجب ہوئی بموجب آیت یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا الخ کے ترجمہ اے جھرمٹ مارنیوالے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات یہ سورہ اول مین اوتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑا لپیٹے اللہ نے یہی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھ مدرا لکو اول دین مین نماز رات ہی کی فرض ہوئی مگر کسی رات نہو تو معاف تھی پھر منسوخ کیا اوسکو اخیر مین اسی سورہ کے پھر منسوخ کیا سب نماز و نکو ساتھ فرض کرنے نماز پانچ وقت کے شب معراج مین کذا فی المدارج اور ابتدای نبوت بھی بعضون کی قول مین روز دوشنبہ آٹھوین تاریخ ربیع الاول کی ہوئی کہا ابن عبد اللہ نے کہ دوشنبہ کے دن آٹھوین تاریخ ربیع الاول کو اکتالیسوین برس عام الفیل سے اوٹھایا اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ رسالت کی تمام خلق کیطرف یعنی جن انس جتنی مخلوق ہے سبکی طرف اور اوس سے پہلے نشانیان اور علامتین نبوت کی آپ پر ظاہر ہوئی تھین جیسے کہ دیکھنا سچے خوابونکا اور مدت اوسکی چھ مہینے ہین چنانچہ ایک جماعت نے اسیطرف گئی ہے کہ مدت وحی کی خواب مین چھ مہینے ہین یہان تک کہ ظاہر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر اور رکھا ہے اونھون نے وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ رؤیا صادقہ ایک جزو ہے چھیالیس جزون نبوت سے اسکی معنی یہ ہین کہ حضرت نے ابتدای نبوت سے وفات تک تیرہ برس مکی مین اقامت کی اور دس برس مدینہ مین پس تئیس برس پورے ہوئے جسکے چھیالیس حصے ششماہ ہین پھر جب قسمت کی گئی مدت وحی سنامی کی جو چھ مہینے ہین تو بنا بر اس قسمت کی پائی گئی مدت بعثت کی وفات تک چھیالیس جزو سو واضح ہوئے وہ معنی کہ گئی ہے جسکی طرف وہ جماعت واللہ اعلم کذا فی سیر گاذرونی عربی اور سلام کرنا درختون کا اور پتھرون کا آپ پر چنانچہ معجزات مین اسکا بیان آویگا مروی ہے کہ پہلے اوترنے وحی سے آپ جس راہ سے اکیلے نکلتے آواز کسی شخص کی سنتے کہ پکارتا ہے یا محمد ہر چند آپ دہنی بائین دیکھتے کوئی معلوم نہوتا تو وہم آپ پر غالب ہوتا وہان سے دوڑ کر چلے جاتے ایک روز آپنے یہ حال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ کچھ آفت مجھے پہونچے اونھون نے انکی تسلی کی اور عرض کی

کی کہ معاذ اللہ خدائے تعالی انکے ساتھہ کیسا معاملہ کرے آپ خاطر جمع رکھیں امید ایسی ہے کہ بجز خیر و فلاح کے اللہ تعالی نے آپکے لئے اور کچھہ نچاہا ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ یہ معاملہ مذکور قبل نزول وحی کے پندرہ برس تک رہا اور سات برس تک روشنی دیکھتے تھے اور آواز سنکر خوش ہوتے تھے بعد از ان آپکو خلق اللہ سے تنہائی محبوب و مرغوب ہوئی آپنے غار حرا مین خلوت اختیار کی وہان عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے اور بعد کئی دن کے آتے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے پھر کئی دنکا توشہ لے جاتے اور وہین عبادت مین مشغول رہتے ناگاہ وحی نازل ہوئی اور مروی ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ تھا کہ ہر برس مین ایک بار آپ مکہ سے باہر تشریف لیجاتے اور غار حرا مین خلوت نشین ہوتے عبادت الٰہی مین مشغول رہتے جب ایک مہینا گذرتا خلوت سے نکلکر مکہ کو آتی اور پہلے سات بار کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر جاتے یہی معمول ہمیشہ آپکا تھا یہان تک کہ چالیسوین سال آپکی عمر شریف کا شروع ہوا آپ بموجب عادت شریف کے غار حرا مین تشریف لیگئے اور عبادت مین مشغول ہوئے اللہ تعالی نے وہان آپکو ساتھہ نبوت اور وحی کے مشرف کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ غار حرا مین آپ تکیہ کیے ہوئے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو خبردار کیا آپ بیٹھہ گئے اور دائین بائین دیکھا کوئی نظر نپڑا پھر تکیہ کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبردار کیا اور کہا اوٹھو ای محمد آپنے ایک شخص کو دیکھا صورت آدمی کی وہ آگے آگے آپکے جاتا تھا آپ بھی اوسکے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ شخص کوہ صفا اور مروہ کے درمیان پہونچا پیر اوسکی زمین مین اور سر اوسکا آسمان پر دیکھا اور پر و بال اپنے اوسنے کھولکر مشرق اور مغرب کو گھیر لیا پیر اوسکے زرد اور بازو سبز تھے اور دو گزین بند یاقوت سرخ کی اوسپر تھی اور روشن اور صاف پیشانی اور رخسارے نورانی اور دانت سفید مثل برق کے اور سر کے بال سرخ جیسے مونگا اور دونون آنکھون کے درمیان لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپنے جب اسطرح کی صورت دیکھی خوفناک ہوئے اور کہا من انت رحمک اللہ فانی لم ار شیئا قط اعظم منک خلقا ولا احسن منک وجہا ترجمہ کون ہے تو رحم کرے اللہ تجہہ پر نہین دیکھی مینے کبھی کوئی چیز بڑی تجھسے از روی خلقت کی اور نہ خوبتر تجھسے از روی چہرہ کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا الروح الامین الی النبیین والمرسلین اقراء یا محمد ترجمہ مین جبرئیل ہون بھیجا ہوا طرف انبیا اور مرسلین کے پڑہ ای محمد آپنے فرمایا مین پڑہنا نہین جانتا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کے نیچے سے ایک نامہ حریر بہشتی کا موتیون اور یاقوت سے بنا ہوا نکالکر آپکے چہرہ مبارک پر ڈالا اور کہا پڑہو آپنے فرمایا کہ مجہکو پڑہنا نہین آتا اور اس نامہ مین کچھہ لکہا ہوا بھی نہین دیکھتا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنے بدن سے لگاکر خوب دبایا یہان تک کہ بیہوش ہوجانیکے قریب ہوگئے اور پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑہو اسیطرح تین بار کیا پھر شروع سورہ اقراء کا آپ پر پڑہا جیسا کہ بیان ہوچکا اور اس بغل کے دبانے مین تصرف ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپکے وجود شریف مین ساتھہ داخل کرنے انوار ملکوت کے تا مہیا اور آمادہ ہوجاوین واسطے قبول وحی کے اور خالی ہون شغل ماسوا اسکے سے اور یہی اشارہ ہے طرف ثقل اوس قول کے کہ القا کیا جاویگا جیسے کہ آیا ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا اور اشارہ اسپر کہ قبیل وسواس اور تخیل سے نہین ہے اسلیے کہ وسواس و تخیل کو تاثیر جسم مین نہین ہوتی اور تکرار واسطے تاکید اور تقریر اور مبالغہ کی ہے از مدارج سؤال اگر کوئی کہے کیسے پہچانا حضرت نے کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہین اللہ کیطرف کے اور نہین ہین جن جواب اونکو آپ نے دو وجہ سے پہچانا ایک یہ کہ اللہ تعالی نے قائم

گئے اونکے ہاتھون پر ایسے معجزے جنسے آپ پہچان گئے اونکا فرشتہ ہونا جیسے کہ ظاہر کئے ہاتھ پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جن سے ہم پہچان گئے کہ آپ پیغمبر ہین دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا حضرت کی ذات مین علم ضروری کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتے ہین اللہ کے پاس سے زمین مین اور شیطان جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا حضرت جبرئیل امین علم ضروری کہ متکلم اونکے ساتھ اللہ ہی ہے مواہب پھر جبرئیل امین نے اپنا پانون زمین پر مارا چشمہ پانی کا جاری ہوا پھر وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے اور مونہ اور ہاتھ اور پانون ہر ایک کو تین تین بار دہویا اور سر کا مسح ایک بار کیا پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم سے وضو کرنیکو کہا تب آپنے بھی اوسیطرح سے وضو کیا جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لیکر آپکے چہرہ مبارک پر چھڑک دیا اور آگے ہو کر دو رکعت نماز پڑہی آپنے اونکی اقتدا کی بعد فراغ نماز کے حضرت جبرئیل عم نے کہا اسیطرح نماز پڑھتے ہین بعد اسکے جبرئیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر آئے ڈرتے ہوئے چنانچہ آپکا دل اوٹھ اور ایک روایت مین گردن اور مونڈہے کے درمیا نکا گوشت لرزتا تھا اور فرماتے تھے زملونی زملونی یا دثرونی دثرونی یعنی اوڑہا دو مجہکو اوڑہا دو مجہکو تب آپکو ایک کمل اوڑہا دیا پھر جب خوف آپکا جاتا رہا تب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا لقد خشیت علی نفسی یعنی البتہ تحقیق ڈرا مین اپنی جان پر اونہون نے کہا آپ کچھ خوف نکرین کہ رب تمہارا تمکو کبھی رنجمین نہ ڈالے گا اور اندوہناک نکریگا بلکہ تمہارے ساتھ سوائی بہتری کے کچھ نکریگا اسلیئے کہ تم مہمان نواز اور درست گفتار اور امانت گذار اور عاجزون کے مددگار اور پناہ دیتے ہو یتیمونکو اور نیکی کرتے ہو ساتھ عزیزونکے اور نیک خوئی کرتے ہو ساتھ لوگونکے یعنے باوجود ان خصلتون نیک کے محل خوف کا نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ستار تحقیق آپ صلہ رحم کا بجا لاتے تھے اور بار عیال کا اوٹھاتے تھے اور کماتے ہو پھر صرف کر دیتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور حمایت کرتے ہو لوگون کی نوائب اور حوادث حق مین نہ باطل مین اور ایک روایت مین ہے کہ آپ خوشرو اور خوشخو اور خوش آواز اور عالی ہمت اور نیک نیت ہین یعنی جو کوئی یہ صفتین پاکیزہ اور احوال پسندیدہ رکھے گا ہرگز بلا اور آفت مین نہ پڑیگا اور برائی کا مونہ نہ دیکھیگا اور روضۃ مدارج مین ہے بعد اسکے حضرت خدیجہؓ نے آپسے اجازت لیکر اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے حال جبرئیلؑ کا بیان کیا اور ورقہ اس ایام مبارک انجام مین دین بت پرستی کا چھوڑ کر نصرانی مذہب اور موحد ہو گیا تھا اور بڑا عالم انجیل مقدس کا تھا جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اگر حقیقت اور حال جبرئیلؑ کا اوس سے پوچھا اوسنے کہا قدوس قدوس یا سبوح سبوح ان کلمات مین گویا تنزیہ اور تقدیس کی جناب باری کی اسطرح پر کہ وہ پاک ذات بڑی شان والا ہے اس سے کہ فرشتہ مقرب اوسکا ایسی زمین مین اوترے چنانچہ روضۃ الاحباب کے حاشیہ مین کہا جبرئیل کو اس بت پرستونکے شہر مین کون یاد کرے جبرئیلؑ خدا کا امین اور اوسکے پیغمبرون کا ہمنشین ہے یعنی امانت دار ہین درمیان خدا اور اوسکے انبیا کے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجہپر نازل ہوا پھر خدیجہؓ نے سب حال ہدایت آل بیان کیا ورقہ نے کہا قسم خدا کی اگر جبرئیل اس زمین پر نازل ہوا ہے تو البتہ ان خیر و برکات بیشمار ہونگی اور کہا اے خدیجہ اگر تو یہ سچ کہتی ہے تو یہ وہی ناموس اکبر ہے

جو حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام پر نازل ہوا ہے اور کہا ای خدیجہ تو جا اوس مکان پر جہان محمد نے اوسے دیکہا ہے
وہ پہر آویگا جب ظاہر ہووے تب تو اپنا سر کہولدینا اگر وہ اللہ تعالی کا بہیجا ہوا ہے تو اوسے نہ دیکہیگا یہ تبا اسلیئے بتایا کہ سر عورت
کا ستر ہے اور فرشتے وقت ستر کہلنے کے حیا کرکے دور ہو جاتے ہین اور تخصیص کی سر کی باقی ستر سے اس مین کمال دانائی ورقہ
کی سمجہی گئی واللہ اعلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب حال آنحضرت کے پاس بیان کیا اور کہا کہ اگلی بار جب وہ آوے مجہکو خبر کردینا
جب ایک روز پہر حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوئے تب آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا
کہ وہ شخص اب آیا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا کو اپنے داہنے زانو پر بٹہا کر پوچہا کہ اب
بہی وہ شخص نظر آتا ہی آپنے کہا ہان نظر آتا ہے پہر بائین زانو پر بٹہایا اور کہا کہ اب بہی نظر آتا ہے کہا ہان پہر سر اپنا کہولدیا اور کہا کہ اب بہی
نظر آتا ہے آپنے فرمایا کہ اب نہین نظر آتا وہ چلا گیا خدیجہ رضی نے کہا کہ بشارت ہو آپکو کہ وہ فرشتہ ہے بزرگ اللہ تعالی کیطرف
سے پہر یہ حال خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بہائی ورقہ سے جا کر بیان کیا اوسنے کہا کہ بیشک وہ ناموس اکبر اون پر نازل ہوا ہے
پہر ورقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر بالمشافہہ حال آپکا دریافت کیا اور کہا ابشر یا محمد ثم ابشر ثم ابشر
بشارت ہو تجہکو اور پہر بہی بشارت ہو پہر بشارت ہو تحقیق مین گواہی دیتا ہون کہ تم وہ پیغمبر ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے
بشارت دی تہی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوگا کہ نام اوسکا احمد ہوگا گواہی دیتا ہون کہ تم احمد ہو اور اللہ تعالی کے رسول
ہو تحقیق وہ ناموس اکبر کہ موسی علیہ السلام پر نازل ہوا تہا تم پر نازل ہوا اور قریب ہے کہ مامور ہوگے تم ساتہہ جہاد و قتال
کرنیکے کفار سے اگر اون روزون مین مین زندہ رہتا تو مدد کرتا تمہاری یہ کہکر آپکے یافوخ یعنی تارک سر کو بوسہ دیا اور ایک روایت
مین ہے کہ کہا کاش مین اون دنون مین جوان اور توانا ہوتا کاش مین زندہ رہتا اون دنون مین کہ قوم تمہاری تمکو نکالیگی
اپنے بیان سے آپنے فرمایا کیا میری قوم مجہکو نکالدیگی کہا ورقہ نے کوئی نبی ایسا نہین ہوا کہ اوسکے لوگون نے اوسکے ساتہہ دشمنی
نکی ہو اور ایذا نہ پہنچائی ہو پہر بعد چند روز کے ورقہ نے وفات پائی اور زمانہ دعوت کا نپایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا البتہ تحقیق دیکہا مینے عالم نصاری کو یعنی ورقہ کو جنت مین کہ پوشاک اوسکی سبز تہی اسلیئے کہ تحقیق اوسنے میری تصدیق
کی اور ایمان لایا تہا مجہپر اور منقول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بعد ملاقات ورقہ کے نزدیک عداس راہب کے کہ نہایت پیری سے
ابرو اوسکی آنکھون پر آپڑی تہین تشریف لے گئین اور کہا ای عداس خبر دے مجہکو جبرئیل سے عداس سجدہ مین گیا اور کہا
قدوس قدوس جس شہر مین اللہ کی بندگی نہین کرتے جبرئیل کا نام کیسے یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجہکو حقیقت اوسکی
اوسکے بتا کہا واللہ نہ بتاؤنگا جب تک سبب اس سوال کا نہ بتاؤگے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اوسکے چہپانیکا عہد لیکر
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ کہتے ہین کہ جبرئیل مجہپر اوترا عداس نے کہا وہ ناموس اکبر ہے کہ حضرت موسی و عیسی
پر وحی لایا قسم خدا کی اگر جبرئیل اس شہر مین اوترے تو نسبت خیر ونیکی اس زمین کا ظاہر ہوگی ولیکن ای خدیجہ کبہی شیطان بہی
شخص پر ظاہر ہوتا ہے اور صورتین دکہاتا ہے اس سبب سے اوسے جہولا ہو جاتا ہے ای خدیجہ تو یہ کتاب لیجا اور محمد کو دکہا اگر

وہ امر شیطانی ہے تو اس کتاب کی برکت سے وہ آفت شیطانی سے سلامت رہینگے اور جو رحمانی ہے تو رحمت درجہ کی ہوگی پھر
وہ آمین و جبرئیل علیہ السلام اوسوقت سورۂ نون لیکر آئے تھے اور آپ ان آیات بینات کو بعجت تکرار کرتے تھے ن والقلم
وما یسطرون ما انت بنعمة ربك بمجنون باییکم المفتون تک خدیجہ نے کلام الٰہی سنکر خوش ہوکر کہا آپ پر میرے
مان باپ فدا ہون عداس پاس چلئے آپ گئے عداس مہر نبوت دیکھکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا قدوس قدوس ای محمد تم وہی پیغمبر ہو
کہ حضرت موسی علیہ السلام نے آپکی خوشخبری دی ای نبی اللہ کے آپکو کچھ حکم ہوا ہے فرمایا نہین کہا آپ عنقریب مامور ہونگے دعوت
خلائق کے اور لوگ آپکو جھٹلا دینگے اور آپ کا ایذا اس شہر سے ہجرت کرینگے اور فرشتے آپکی مدد کرینگے اور کہا واللہ اگر مین
آپکے ایام دعوت تک زندہ رہتا تو دیکھتے تلوار مارتا غرض ان دو گواہ یعنی ورقہ و عداس عادل کی گواہی سے مدعا
رسالت کا ثابت ہوکر سبیل ساتھ حجت کے ہوگیا ملخص معارج اور مروی ہے کہ بعد اوترنے آیات اول سورۂ اقرأ کے وحی کا
آنا موقوف ہوا یہ حال تین سال تک رہا اور بموجب روایت شہر کے توقف وحی کا چھہ مہینے تک رہا تھا افادہ لقبۃ المحدثین لدی
شیخ محمد بجھالوی مگر ان ایام مبارک ہجام مین حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ آلہ وسلم پر ظاہر کرتے تھے
اور آپکو تسکین و تسلی دیتے تھے مگر قرآن نلاتے تھے آپ کو وحی کے نہ آنے سے بہت رنج تھا یہانتک کہ کئی بار اپنے آپکو پہاڑ سے
گرانے کا قصد کیا اور ہر بار حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمد انك رسول اللہ حقا
یعنی ای محمد تحقیق تم اللہ تعم کے رسول برحق ہو اس بات سے آپکے نفس نفیس کو تسکین ہوتی اور آپکے دلکو اطمینان حاصل ہوتا زہری نے
سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کرتا ہے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرماتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کہ زمانہ فترت وحی مین ایک راہ سے جاتا تھا مین کہ ناگاہ ایک آواز سنی مینے آسمان کیطرف
سے آنکھہ اوٹھا کر کیا دیکھتا ہون کہ وہ فرشتہ جو غار حرا مین مجھپر نازل ہوا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے درمیان آسمان اور زمین کے
تب مجھپر خوف غالب ہوا مین اپنے گھر لوٹا اور کہا مینے زملونی زملونی یعنی مجھپر کمبل اوڑھاؤ اوڑھاؤ تب حقتعالی نے وحی بھیجی یا ایہا المدثر قم
فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر ترجمہ ای لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے
کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ دے پھر اوسوقت سے وحی آنے لگی اور یہ سورہ اوتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا اور نماز
کے ساتھہ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور کسر ہی سے بچنا اکثر اکابت کو وہ اکثر درد ہوا اور خیل مین آلودہ رہتا ہے نہی واضح ہو کہ
محدثین کے مذہب پر نبوت مین تبلیغ اور انذار شرط نہین ہے اور رسالت مین شرط ہے اور نزول وحی کا واسطے تکمیل
نفس کے کافی ہے تو بنا بر اسکے اول اوترنے سے سورہ اقرا کے بجہت تعلیم اور تکمیل نفس اور تعلیم امت کے ثابت ہوا کہ نبوت
آپکی مقدم تھی رسالت پر چنانچہ کہا ابن ابی عمر وغیرہ نے اور چنانچہ کہا ابو امامہ بن النقاش نے سو ظاہر ہوئے اوسکے اوترنے سے
آپکی نبوت اور مدثر کے اوترنے سے آپکی رسالت اسواسطے کہ وہ مشتمل ہے بشارت اور انذار پر تبلیغ احکام الٰہی اور انذار تبلیغ تا آخر ہے
اور تعلیم سے اور سورہ اقرا متضمن ہے اطوار آدمی کو کیونکہ اوسمین پہلے مذکور ہے خلقت کا پھر تعلیم پانیکا پھر سمجھ جانے کا

تو مناسب ہوا اول یہی سورہ نازل ہوا اور یہی ترتیب طبعی ہے مدارج وجوب جاننا چاہیے کہ محمد بن اسحاق اور ایک جماعت کثیر اہل حدیث
اور سیر اور تواریخ سے اہل سیر کی تصریح نزول وحی کی رمضان میں تھا دلیل انکی یہ آیت کریمہ ہے شہر رمضان الذی انزل فیه
القران ترجمہ مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ترجمہ ہمنے یہ اوتارا شب قدر
میں لیکن اکثر اصحاب سیر و تواریخ اسپر ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں آپکی ولادت باسعادت سے اکتالیسویں سال وحی آپ پر نازل ہوئی
تیسری یا آٹھویں تاریخ اور جامع الاصول میں ہے کہ یہی صحیح ہے نزدیک علمای حدیث اور اہل اثر کے اور اصحاب تواریخ اور سیر کے
اور جواب ان دونوں آیتوں مرقوم الصدر کا یہ ہے کہ مراد نزول قرآن سے رمضان میں نزول اسکا لوح محفوظ سے ہے آسمان
دنیا پر اسلیے کہ مروی ہے کہ قرآن مجید ایک دفعہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اوترا اور معنی انزال تمام قرآنکے آسمان دنیا پر یہ ہیں کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے لکھوایا سب قرآن لیل مبارک شب قدر میں کہ رمضان میں واقع ہوئی تھی لوح محفوظ سے نقل کرکے اون فرشتوں
سے کہ اس آسمان میں ہیں سو لکھا اونھوں نے اون صحف میں کہ بیت العزت میں تھے پھر جبرئیل تھوڑا تھوڑا تئیس برس میں حسب
وقایع اور حادثوں کے حضرت کی طرف لاتے خلاصہ یہ بنیادی خطیب ہر دوران سے آیت آیت اور سورت سورت بدفعات اوتارا
اوتارا گیا آسمان دنیا پر اولا اور رکھا گیا بیت العزت میں واسطے تبیان بڑائی کے قدر اوسکے مثل اوس شخص کے کہ خبر دے اپنے ولد
بزرگوار کے آنے کی تو پہر دیتا اسکا شوق بڑہا دیتا اور خصوصیت اس آسمان کی اسلئے ہوئی کہ وہ منزل مشترک کے ہے درمیان ہمارے
اور فرشتوں کے کہ اونکے لیے جاے سکونت ہے اور ہمارے لئے چہت اور زینت اور نیز آیا انا انزلناہ الی السماء الدنیا
اسواسطے کہ اوتارنا اوسکا چرخ زمین پر برابر ہے اوتارنے اوسکے زمین پر اور یا مراد انزل فیه القرآن سے انزل فی شانه القرآن
ہے یعنے مہینا رمضان کا ایسا مہینا ہے کہ نازل ہوا اوسکی شان اور فضیلت میں قرآن اور علمای متاخرین محدثین نے لکھا ہے کہ ابتدا
نزول وحی کا خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ربیع الاول کے مہینے میں اکتالیسویں سال ولادت سے ہوا اور
ابتدا نزول وحی کی بیداری میں اور اوترنا قرآنکا اسی برس کے رمضان میں تھا واللہ تعالی اعلم تنبیہ واضح ہو کہ ضمن روایات
گذشتہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول قرآن میں سے سورہ اقرا نازل ہوئی [illegible] صواب ہے اور اسی پر
جمہور سلف اور خلف ہیں مطہری اور دوسری روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ مدثر نازل ہوئی اور ایک روایت
سے معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ فاتحہ نازل ہوئی چنانچہ مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
سے کہا تحقیق جبکہ اکیلا ہوتا ہوں میں آواز سنتا ہوں کہ یا محمد یا محمد اور پکارنے والے کو نہیں دیکھتا تو خوف کے سبب وہانسے
بھاگ جاتا ہوں حضرت خدیجہ آپکو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں آپنے حال بیان کیا ورقہ نے کہا اگر اب کی بار آواز سنو تو وہاں
سے نہ بھاگیو اور ٹھیرے رہکر سنیو کہ کیا کہتا ہے پھر جب آپ اکیلے ہوئے آواز سنی ٹھیرے رہے ہو گئے اور لبیک کہا آواز دینے
والے نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ پھر کہا کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین
آخر سورہ تک اور جمع ان سب روایتوں میں برتقدیر صحت ان سب کے یون ہے کہ اول جو چیز قرآن سے نازل ہوئی علی الاطلاق وہ

سورہ اقرأ کا ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ اول سورۂ مدثر تھی مراد اوس سے بعد فترت وحی کے ہے اور اول وہ سورہ کہ تمام و کمال اُتری
فاتحۃ الکتاب ہے واللہ تعالیٰ اعلم یا اول وہ سورہ کہ قرأت نماز کیواسطے نازل ہوئی سورۂ فاتحہ ہے انتہی بقیۃ المحدثین جاننا چاہیے
کہ وحی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کئی طرح سے اوترتی تھی از انجملہ سچا خواب ہے جیسا کہ مروی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ کہتے ہیں وہ اول مابدئ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرؤیا الصالحۃ وفی روایۃ الصادقۃ
ترجمہ اول وہ چیز کہ ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی سے خواب نیک ہے اور ایک روایت میں خواب سچے
اور القا کرنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپکے دل میں بے اسکے کہ آپ اونکو دیکھیں جیسے کہ آیت کریمہ نزل به الروح الامین
علی قلبك لتكون من المنذرين ترجمہ لے اوترا اوسکو جبرئیل تیرے دل پر تو کہ ہو تو ڈر سنانے والا اسپر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث
بھی اسپر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان الروح القدس نفث فی روعی ان لن تموت نفس
حتی تستکمل رزقها فاتقوا الله واجملوا فی الطلب ترجمہ تحقیق جبرئیل نے پھونکا میرے دل میں یہ کہ نہیں مریگا کوئی جاندار
جب تک کہ پورا لیوے رزق اپنا سو ڈرتے رہو اللہ سے اور کم کوشش کرو طلب میں یعنی تلاش روزی میں از روضہ اور
از انجملہ متشکل ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ساتھ شکل آدمی کے اور پڑھنا وحی کا آپ پر مروی ہے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی
شکل پر جبرئیل اکثر متشکل ہوتے تھے اور کبھی کبھی بعضے صحابہ نے بھی اونکو دیکھا ہے اور از انجملہ نازل ہونا وحی کا مثل آواز جرس
کے کہ نہ سمجھے جاتے اوس سے کلمات معانی مگر سمجھتے حضرت اوسے اور یہ صورت اشد صورتوں وحی کی تھی آپ پر چنانچہ اگر اس حال
میں آپ اونٹ پر سوار ہوتے تو دونوں اگلے پاؤں اوسکے خم ہو جاتے اور اگر کسی کی ران پر ٹیک لگائے ہوتے تو خوف اوسکے
ٹوٹنے کا ہوتا اور سردی کے موسم میں آپکی پیشانی مبارک سے پسینا بہنے لگتا اور از انجملہ دیکھنا جبرئیل علیہ السلام کو صورت اصلی
پر اور وحی پڑھنا اونکا آپ پر اور از انجملہ شب معراج میں نازل ہونا آپ پر اوپر آسمان کے جو کچھ نازل ہوا اور از انجملہ کلام
کرنا باری تعالیٰ کا آپ سے بواسطے فرشتہ کے پردے کی آڑ سے جیسا کہ آیا ہے معراج کی حدیثوں میں اور از انجملہ کلام کرنا
اللہ تعالیٰ کا آپ سے بے واسطے اور بدون حجاب کے شب معراج میں اوس کسیکی قول پر کہ قائل ہے دیکھنے آنحضرت کا حق تعالیٰ
کا اوس رات میں سر کی آنکھوں سے واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب حضرت مولانا جامی زلیخا میں فرماتے ہیں ؏ بیکی دید وہم
از قید یکی پاک + ز بسیاری برون از اندکی پاک + بدید آنچہ از حد دیدن برون بود + مپرس از ما کہ کیفیت کہ چون بود
نہ جہت می گنجد آنجا و نہ چونی + فرو بند از کمی لب و ز فزونی + بعد ازان باواز بلند اظہار کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو
اور پہنچایا پیغام اوسکا اوسکے بندوں کو جاننا چاہیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ دلیلوں اور حجتوں کے
روشن ہوا کہ میں پیغمبر برحق ہوں پس اول اوس کسیکو کہ آپ نے دعوت طرف توحید اور خداپرستی کے کی وہ خدیجہ تھیں وہ آپ پر
بلا توقف ایمان لائیں پھر ایک روز کے بعد یا دس دن کے آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ آپکے کنار تربیت میں تھے آپ
پر ایمان لائے بعد اونکے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہ آزاد کیئے ہوئے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تھے ایمان لائے بعد اونکے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف ساتھ اسلام کے ہوئے اور نزدیک بعض کے حضرت ابوبکر صدیق بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لائے کذا فی المقصد الاول من روضۃ الاحباب اور مقدمے میں دوسرے مقصد اسی کتاب کے یون بیان کیا ہے کہ علماء سیر اور تواریخ کا اسباب میں اختلاف ہے کہ اول جو شخص کہ ایمان لایا اصحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کون ہے بعضون نے ابوبکر صدیق رض کو اور بعضون نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور بعضون نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو لکھا کذا فی روضۃ الاحباب پس صحیح نزدیک محققون اہل سیر اور تواریخ کی وہ ہے کہ اول خدیجۃ الکبریٰ پھر علی مرتضیٰ پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر صدیق پھر بلال رضی اللہ عنہم اور ابن عبد البر کتاب استیعاب میں لایا ہے کہ محمد بن کعب قرظی ساتھ ضمہ قاف اور فتح راء مہملہ اور کسر ظاء معجمہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اسلام علی کرم اللہ وجہہ کا پہلے تھا یا اسلام ابوبکر صدیق رض کا او سنے کہا سبحان اللہ علی کرم اللہ وجہہ اول ساتھ اسی دولت کے مشرف ہوئے مگر بسبب ترس جانب ابوطالب کے ایمان اپنا ظاہر نکرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رض بعد انکی فائز باسلام ہوئی اور اسلام اپنا ظاہر کیا اس جہت سے لوگ اشتباہ میں پڑے اور بعضی اہل دین لکھتے ہیں کہ قریب تر ساتھ احتیاط کے یہ ہے کہ کہیں کہ پہلے عورتون سے جو اسلام لائین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہین اور لڑکون سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین اور مردون بالغ اور احرار سے یار غار جان نثار حضرت ابوبکر صدیق رض ہین اور موالی یعنی آزاد کیے ہوؤن سے حضرت زید بن حارثہ رض ہین اور عبید وون سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہین ؎ علی ارواحہم رضوان ربنی ✤ ومغفرۃ الی یوم الحساب ✤ انتہی

اور منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض اسلام لائے تب اپنے یارون اور دوستون کو بھی طرف اسلام کے دعوت کی انہون نے اجابت کی اور مشرف باسلام ہوئے ازانجملہ پانچ شخص عشرۂ مبشرہ سے حضرت عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور طلحہ ابن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن العوف رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انکی محفل ہدایت منزل میں لائے سب مشرف باسلام ہوئے پھر دوسرے دن عثمان بن مظعون اور ابو عبیدہ بن الجراح اور ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی اور ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو انکی خدمت بابرکت میں لائے وہ بھی مسلمان ہوئے پھر بتدریج حضرت بلال اور صہیب اور خباب بن ارت اور عمار بن یاسر اور انکے ماں سمیہ اور اسماء بنت ابی بکر اور ابو عبیدہ بن الحارث اور عبد اللہ بن مسعود اور خنیس بن حذافہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین جدے جدے اسلام لائے منقول ہے کہ جب بیس روز آنکی بعثت سے گذرے تو شیاطین آسمان کیطرف چڑھنے اور خبر آسمانی لانے سے ممنوع ہو گئے مروی ہے ابن عباس سے کہ ظہور نبوت سے پہلے شیطان آسمان کیطرف چڑہتے کان لگا فرشتون سے زمین کے حادثون کی باتین سنتے اور ایک سچ مین کئی جھوٹ ملا کر اہل زمین کو پہنچاتے جب حضرت مبعوث ہوئے اس امر سے بالکل ممانعت ہو گئی چنانچہ یہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا و شهبا وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الان يجد له شهابا رصدا ترجمہ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اوسکو بھر رہے اوس میں چوکیدار سخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانون میں سننے کو پھر جو کوئی اب سننے چاہے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں یعنی انگاری پڑتے ہین اور خبر سننے نہین

وقت چوکیدار اور آتمین تار ونکی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطان کو مار پڑتی ہے جیسے سورج سے آتشی شیشہ سے اور وضہ صحیح القرآن
اور ظاہری مین ہے کہ وہ جو دکھتا ہے کہ تارا ٹوٹا ہے ایک شعلہ ہے کہ تارے سے چھوٹتا ہے اور قول فلاسفہ کا کہ وہ بخار ہے کہ کرہ
نار مین جاکر مشتعل ہو جاتا ہے باطل ہے ظن تخمین پر اوسکی بنا ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئا مروی ہے کہ اوائل اسلام مین آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خفیہ لوگون کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اطراف وجوانب سے ایک ایک دو دو آدمی آتے تھے اور ایمان لاتے تھے تین برس
تک یہی حال رہا پھر یہ آیت اوتری فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین انا کفیناک المستہزئین ترجمہ اے محمد ظاہر کر اپنی کام کو
اور تمام کر ساتھ اوسکے کہ حکم کیا جاتا ہے تو اور موہنہ پھیر لے مشرکون سے اور اپنا دل خوش رکھ کہ ہم اونکے شر کو تجہ سے کفایت کرینگے یعنی ہم
بس ہین تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والون کو وہ پانچ شخص تھے رؤسائے قریش سے ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل سہمی اور
اسود بن عبد المطلب بن حارث اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس ولید کی پنڈلی مین بھال چبھی اور ہلاک ہوا اور عاص کے پانو
مین کانٹا لگا اور مر گیا اور اسود کی آنکھین اندہی ہوئین دیوار سے سر ٹکرا کر مر گیا اور اسود بن عبد یغوث کا پیٹ پہولا مر گیا اور حارث کی ناک
سے پیپ بہی اور مر گیا آخر ہر ایک ہر وقت کہتا تھا مار ڈالا مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے بعض عالم اور یہ حال بتفصیل جلد ثانی
مین آویگا پھر آپنے مستعد ہوکر خلق کو آشکارا دعوت اسلام کی کی بعد اسکے کہ مامور ہوئے واسطے ڈرانے اپنے قرابت والون کے وانذر
عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ترجمہ اور ڈرا اپنے اقربا کو اور جھکا دے بازو اپنا یعنی عاجزی کر واسطے اوسکے جو اتباع
کرے تیری مومنون سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اوتری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر آئے اور پکارا یا معشر قریش یا بنی فہر یا بنی
غالب یا بنی لوی یا بنی عبد مناف عبد اور قریش کے ہر ایک گروہ کو پکارتے تھے او نھون نے آواز آپکی سنی کہا یہ کون ہے کہ کوہ صفا پر پکارے
ہین سب اکٹھے ہوئے اور کہا مالک یا محمد یعنی کیا ہے واسطے تیرے اے محمد اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی وہان نہ آسکا اوسنے
کسیکو اپنی طرف سے بھیجدیا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے گروہ قریش اشتروا انفسکم من اللہ لا اغنی عنکم
من اللہ شیئا یا بنی عبد المطلب لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا صفیۃ عمۃ
رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک
من اللہ شیئا ترجمہ اے گروہ قریش کے خرید لو اپنے نفسون کو اللہ تعالیٰ سے مین نہین کام آونگا تمہارے اللہ کچھہ یعنی مین
اللہ تعالیٰ کے عذاب کو تمسے دور نہین کر سکتا باوجودیکہ مین پیغمبر ہون اے اولاد عبد المطلب کے مین نہین کام آونگا تمہارے اللہ تعالیٰ سے کچھہ اے
عباس بن عبد المطلب مین نہین کام آونگا تیرے اللہ تعالیٰ سے کچھہ اے صفیہ پھپھی رسول اللہ کی مین نہین کام آونگا تیرے اللہ سے
کچھہ اے فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی مانگ لے تو مجھسے مال میری سے جو کچھہ کہ چاہے اور مین نہین کام آونگا تیرے اللہ سے کچھہ پھر فرمایا آپ نے
لوگو اگر مین تمہین اس بات کی خبر دون کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جرار ہے اور تمہارے لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہے آیا اس خبر مین تم مجھکو سچا جانوگے
یا نہین سب بولے ہان البتہ تم آج تک تو کبھی ہمارے درمیان جھوٹھہ سے متہم نہین ہوئے اور ہمنے سوا سچ کے تمسے نہین دیکھا حضرت نے
فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ مین تمکو ڈراتا ہون عذاب سخت سے کہ آگے آنے والا ہے لائق ہے کہ قبول کرے وہ شخص کہ عاقبت اندیش ہے کلمہ

لا الہ الا اللہ اور میری رسالت کا اقرار کرو ابولہب لعین بولا تبالک سائر الیوم الہذا جمعتنا یعنی ہلاکت ہو تجھکو
سارے دن ہی کیلئے ہمکو تو نے جمع کیا تھا پس سورہ تبت یدا اوسکی شان مین نازل ہوئی کذا فی روضۃ الاحباب المعارج اور صحیحین
مین ہے کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہ جب اوتری یہ آیت کہ ڈرا تو اپنے برادری کو جو ناتا رکھتے ہین تجھسے تو پکارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے ناتے والون کو پھر اکٹھا کر کے پکارا اور جدا جدا یہی سو فرمایا ای اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک
مین نہین اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے یہان کچھ یا یون فرمایا کہ بیشک مین نہین کام آسکتا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد مرہ بن
کعب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانون کو
آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین
نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان
کچھ اور ای اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای فاطمہ بچا تو
اپنی جانکو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے مال کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تیرے اللہ کے یہان کچھ اور معالم مین روایت ہے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے مجھکو بلا کر فرمایا ای علی حکم ہوا مجھکو ڈرا اپنے ناتے والون قریب کو اور مین جانتا ہون کہ جب بلاونگا اونکو
طرف اسلام کے دیکھونگا اون سے ایذائین اور بری باتین اسی لئے مین خاموش رہا یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا
ای محمد اگر تو موجب فرمانے کے قیام نہین کریگا تو عقوبت الٰہی مین گرفتار ہوگا اب ای علی ایک صاع پھر کھانا تیار کر اور دال مین ایک ران بکری
کی اور پھر رکھ ایک قدح دودھ سے بہر جمع کر بنی عبد المطلب کو پس کھانا طیار کیا پھر اونکو بلایا چالیس مرد تھے ایک دو بڑہا ایک کم
اونمین سے ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب ہین آئے وہ کھانا منگایا اور ایک پارہ گوشت کا اپنے دانتون سے چیر کر تو ای علی
بیچ الدیا پھر فرمایا خذوا بسم اللہ شروع کرو اللہ کے نام سے سب نے سیر ہو کر کھا لیا اور قسم اللہ کی ایک مرد کھا لیتا اتنا کھانا تھا اور
قدح سے سب پیکر سیراب ہوگئے اور قسم اللہ کی اکیلا پی لیتا اتنا دودھ پھر جب آپنے اونسے کلام کرنا چاہا پہلے بول اوٹھا ابولہب کہ جادو
کیا تمہارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اوٹھکر چلے گئے اور آپ چپ ہو رہے دوسرے دن آپنے فرمایا ای علی اس نے سبقت کی
کلام کرنے مین اور وہ کلام جو کچھ کہ تو نے سنا آج پھر کل کا سا کھانا طیار کر اور بلا انکو جب آئے آپنے کھانا منگایا اور جیسے کل کیا تھا آج
بہی کیا پھر سب کھا چکے تب فرمایا ای بنی عبد المطلب مین لیکر آیا ہون پاس تمہارے خوبی دنیا اور آخرت کی اور حکم کیا مجھکو اللہ نے
کہ بلاؤن تمکو اوسکی طرف پس کون مدد کرتا ہے میری اس امر پر اور ہو جاوے میرا برادر اور وصی اور خلیفہ کوئی نہ بولا تب مینے عرض
کیا حالانکہ مین چھوٹا تر سال تھا سب سے کہ ای نبی اللہ کے مین مددگار ہون آپکا اس امر پر پھر پکڑی آپنے میری گردن اور فرمایا یہ بھائی
میرا ہے اور وصی اور خلیفہ ہے درمیان تمہارے پس سنو کہنا اوسکا اور اطاعت کرو اوسکی پس سنکر اوٹھ کھڑے ہوئے تمسخر کرتے ہوئے اور ہنستے
تھے اور ابوطالب سے کہتے تھے کہ حکم کیا تجھکو محمد نے کہ بات سنے تو علی کی اور اطاعت کرے تو اوسکی آخر ... وقت آیا نازل ہوئے
مکہ مین کی تھی پھر کوہ صفا پر چڑھکر پکارا کہ یا صباحاہ صبح کا وقت ہے کہ جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہین ... اونکو اوسکی حمایت

پر بھروسا ہوتا ہے اور اوسپر مغرور ہوکر اللہ کا خوف کم رکھتے ہین سو اسلیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ وہ اپنے قرابتیون کو ڈراوے یعنی اونکو
نے سبکو اپنی چوٹی تک کیکھولکر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اوسی چیز مین ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ مال موجود ہے اسمین مجھکو
بخل نہین اور اللہ کے یہان کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہان مین کسیکی حمایت نہین کر سکتا اور کسیکا کفیل نہین بن سکتا سو وہانکا معاملہ
ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہان
کچھہ کام نہین آتی جب تک کچھ معاملہ الی اللہ سے صاف نہ رہے تو کچھہ کام نہین نکلتا تمام ہوا فائدہ آیت اور حدیث کا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کی خیر خواہی مین دریغ نہین فرماتے تھے ولیکن مکے کے لوگ نہایت نادانی سے ایذا دینے پر مستعد ہوئے مروی ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اور تعرض اونکے معبودون باطلہ سے نفرماتے تھے وہ بھی
آپسے چندان تعرض نکرتے تھے اور جب آپ اونکی مجلسون و محفلون پر ہوکر گذرتے وہ کہتے یہ جوان بنی عبد المطلب سے ہے اسکو آسمانکی باتین
کہتی ہین اور وہ اونسے خبر دیتا ہے اسیطور سے چند مدت گذری یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اونکے معبودون باطلہ کی مذمت بیان فرمائی
اور باپ دادے اونکے جو کفر کی حالت مین مرے تھے اونکو دوزخ مین معذب ہونیکی خبر فرمائی تب قوم قریش نے عداوت اور دشمنی شروع کی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین درمیان دو ہمسایون بد کے تھا ابولہب
اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونون جاتے اور گوبر جمع کرتے اور آپکے رستے پر ڈالدیتے آپ گھر سے تشریف لاتے اور بلطف اور نرمی سے اونکو فرماتے
کہ اے بنی عبد مناف یہ کیا ہمسائگی ہے اور اوسکو راستے سے ہٹا دیتے اور منقول ہے کہ موسم حج مین لوگونپر اپنے کو ظاہر کرتے اور دعوت اسلام
کی کرتے اور فرماتے یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا یعنے اے آدمی کہو لا الہ الا اللہ تا فلاح پاؤ اور ابولہب
آپکے پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے تھوکا اور قدم مبارک آپکے پتھرونسے زخمی کر دیئے تھے اور کہتا تھا اے لوگو
اسکی بات نسننا کہ یہ کاذب ہے نعوذ باللہ منہ اور آپ فرماتے کون ہے کہ مجھے جلدی اور میری مدد کرے تو مین رسالت اپنے پروردگار
کی بجالاؤن اور وہ بہشت مین جاوے کذا فی روضۃ الاحباب اور بھی روضہ مین ہے کہ جو کوئی مکہ مین آتا قریش اوس کو کہتے کہ خبردار
محمد سے بچتا رہنا کہ وہ تجھکو فتنے مین ڈالدے اور باتین پریشان آپکی شان مین بکتے کبھی ساحر کبھی شاعر کبھی کاہن کبھی مجنون کہتے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت حزین ہوتے رب العالمین آپکی دل بحالی اور تسکین فرماتا اور آپکے بری ہونے پر ان عیبون سے آیتین نازل کرتا
جیسے كذلك ما اتى الذين من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا به بل هم قوم طاغون اور جیسے
فذكر فما انت بنعمة ربك بكاهن ولا مجنون ام يقولون شاعر نتربص به ريب المنون
اور مانند اسکے اور آپ ایذا اور تہمات پر صابر اور ثابت قدم اور دعوت مین راسخ دم رہتے مروی ہے کہ جب ایذا کفار کی حد سے گذری اور
رفع نہوسکی آپنے صحابہ کو اجازت دی ہجرت کی اور فرمایا حبشہ مین چلے جاؤ کہ وہان ایک بادشاہ ہے کہ اوسکے ملک مین ظلم نہین ہوتا پس رجب
مین پانچوین سال نبوت کے گیارہ مرد چار عورتین کہ حضرت عثمان معہ زوجہ اپنی رقیہ کے اونمین تھے مکہ سے خفیہ نکلے اور نجاشی کے جوار مین
آرہین بعد ازان مشہور ہوا کہ کفار مکہ نے آپسے صلح کی مہاجرین حبشہ کے بسبب محبت وطن کے پھر مکہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی ایذا دیتے

مین بہیجا اور اوسمین تراسی مرد اور گیارہ عورتین حبشہ کو گئین انہین مین حضرت جعفر طیار رض تھے جب نجاشی نے اونسے کلام الٰہی سنا اتنا رویا کہ داڑھی
پر آنسو جاری تھے اور کہا قسم خدا کی یہ کلام اور وہ جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا ایک ہی مشکوٰۃ سے ہے اور کہا مرحبا تم جسکے پاس سے
آئے وہ بیشک رسول خدا ہے جسکی انجیل مین مدح ہے اگر مجھے اپنے ملک کا کام نہوتا تو اوسکے پاس جاتا اور نعلین برداری کرتا اور ہاتھہ پاؤن
دہلاتا اور گھیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھاٹی مین کہ اوسکو شعب ابی طالب کہتے ہین اور رہے حضرت اوس گھیرے مین
کچھ کم تین برس اور تمام اہل بیت بھی آپکے اوسی گھیرے مین تھے پھر جب باہر آئے آپ اوس گھیرے سے اوسوقت عمر شریف آپکی اونچاس برس کی تھی
تفصیل اس اجمال کی شواہد النبوۃ مین یون ہے کہ جب قوم قریش بسبب حمایت ابوطالب کے مجادلے اور معارضے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی سے عاجز ہوئے تب سب نے اکٹھے ہوکر مجمع کیا اور ایک عہدنامہ لکھا اور قسم کھائی کہ آج سے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب
کے ساتھہ رعایت صلۂ رحم کی نکرین اور اپنی بیٹیان اونکو ندین اور نہ اونکی لین اور نہ اونسے خرید و فروخت کرین اور نہ اونسے کلام کرین
پھر اوس عہدنامہ کو اطلس مین لپیٹ کر موم مین لپیٹا اور اوسپر سب نے مہرین لگا کر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا جب ابوطالب نے یہہ سنا سب بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب
کو سواے ابولہب کے اپنے ساتھہ لیکر شعب ابی طالب مین چلے گئے اور حضرت مسلمانون کو بھی اپنے ساتھہ لیگئے کما فی السیر للکازرونی اور وہان
اونکو گھیرے تھے قریب تین برس کے وہان رہے اس عرصہ مین کوئی ساتھہ اونکی نیکی سے پیش نہ آیا بلکہ اوپر سختی کرتے گھیرے رہتے بازار تک آنے نہ
دیتے جہان کہین پاتے دکھہ دیتے جو کوئی اونکے لیے غلہ لیجاتا اوسے منع کرتے اور جو وہ موسم مین شعب سے نکلتے تو یہ اونکے ایذا رسانی کو صبح کو تڑکے سے
وہان پہنچ جاتے اور بازار کے کھانے کھاتے اور اونھین ایذا پہنچاتے ولید بن مغیرہ پکار دیتا کہ جو کوئی اصحاب محمد سے غلہ خریدے اوسکے ہاتھہ دس گنی
قیمت کو بیچو اور تین برس تک یہی معاملہ رہا از سیر کازرونی مگر ابوالعاص بن الربیع داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کبھی کبھی کاروان
گیہون اور خرمہ کا وہان اونکو پہنچاتا آنحضرت نے اس کام کے سبب اوسکی تعریف کی جب حال اہل شعب کا تنگ ہوا اور سختی نہایت کو پہنچی تب اللہ تعالیٰ
نے ایک جانور اوس عہدنامہ پر بھیجا کہ جو کچھ اوسمین لکھا تھا سواے نام اللہ کے سبکو چاٹ گیا اللہ تعالیٰ نے آپکو اس حال سے خبر دی آپنے یہہ حال اپنے
چچا ابوطالب سے کہا ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو ساتھہ لیکر اور لباس فاخرہ پہنکر طرف حجر کے آئے اور مجلس قریش مین بیٹھے
قریش نے اونکی عزت اور حرمت کی ابوطالب نے کہا اے قوم قریش ہم تمہارے پاس ایک کام کو آئے ہین چاہیے کہ اوس کام مین ساتھہ عقل انصاف
کے ہمسے پیش آؤ سب اس بات پر راضی ہوئے کہ بہتر ہے ابوطالب نے کہا کہ محمد صلعم نے مجھکو خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا کہ اوسنے تمہارے عہدنامہ سے
سواے نام اللہ کے کچھ نہین چھوڑا سبکو کھا لیا اور اے قریش میرے بیٹے نے کبھی آجتک جھوٹ نہین بولا ہے اب تم اوس صحیفہ کو منگا کر دیکھو اگر اونکو سچا پایا
تو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اپنی بری راہ سے باز آؤ اور اگر جھوٹے ہون تو مین اونکو تمہارے سپرد کر دونگا پھر تم اوسکو جو چاہو سو کرو سب نے کہا تمنے خوب بات
سوچی پھر کسیکو بھیجکر اوس عہدنامہ کو منگایا اور کھولکر دیکھا تو فی الحقیقۃ سواے لفظ باسمک اللہم کے اوسمین کچھ نہ پایا جب ابوطالب نے یہہ امر دریافت کیا
سبکو ملامت کی سب چپ رہے کسینے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے اوس عہد سے پشیمان ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسی شعب یعنے گھاٹی سے ساتھہ
تمام اپنی قوم کے باہر آئے پھر قوم قریش نے آنحضرت کی ساتھہ طریقہ نیکی کا اختیار کیا پھر بعد گذرنے آٹھہ مہینے اور اکیس دن کے اس واقعہ سے ابوطالب نے
وفات پائی مروی ہے کہ جب ابوطالب مریض ہوئے ساتھہ مرض موت کے قوم قریش اونکی عیادت کو آئی اور بعد پوچھنے حال مزاج کے کہا کہ اے ابوطالب

کسیکو بھیجوں اپنے بھتیجے کے پاس تاکہ اوس بہشت سے جسکا بیان کرتے ہیں کوئی چیز بھیجیں کہ مجکو شفا ہو اونہوں نے ایک شخص کو بھیجا اوسنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپکے چچا کہتے ہیں کہ میں پیر ضعیف اور بیمار ہوں کچھ کھانا اور پینا واسطے میرے بہشت سے بھیجو کہ مجکو اوس سے شفا حاصل ہو اوسکے جواب میں آپنے یہہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکی مجلس شریف میں حاضر تھے کہا تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے طعام وشراب جنت کا کافروں پر حرام کیا یہہ جواب اوس آدمی نے جاکر ابوطالب سے کہا کافروں نے ابوطالب سے کہا کہ ایک بار آدمی کو پھر بھیجو کہ وہی سوال جاکر کرے اونہوں نے اوس آدمی کو پھر بھیجا اوسنے آکر پھر وہی سوال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا ان اللہ حرمہما علی الکافرین یعنے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اون دونوں کو کافروں پر وہ شخص پھر آیا اور وہی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان درفشان سے پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود پیچھے سے اوس شخص کے ابوطالب کے گھر تشریف لائے دیکھا تو گھر آدمیوں سے بھر رہا ہے فرمایا کہ تم سب باہر ہو جاؤ مکان خالی کردو اونہوں نے کہا جیسے تم ابوطالب سے خویشی اور قرابت رکھتے ہو ویسے ہی ہم بھی رکھتے ہیں ایسے وقت میں انکے پاس سے ہم نجاوینگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور سرہانے اونکے بیٹھے اور فرمایا کہ ای میرے چچا خدا تعالیٰ تم کو جزائے خیر دیوے حالت لڑکائی میں تمنے میری کفالت کی اور جب بڑا ہوا میں تو تمنے میری حفاظت کی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپنے فرمایا ان لک اعظم الناس علی حقا واحسنہم عندی یدا ولانت اعظم حقا من والدی **ترجمہ** حق تمہارا مجہپر بہت بڑا ہے تمام آدمیوں کے حقوق سے اور باعتبار حمایت اور نعمت تمہاری مجہپر نیک تر ہے اور البتہ حق تمہارا مجہپر زیادہ ہے میرے باپ کے حق سے پھر فرمایا ای چچا میری مدد کر میری ساتھ کہنے ایک کلمہ کے تاکہ میں شفاعت کروں تیری اوسکے وسیلہ سے نزدیک خدا کے دن قیامت کے ابوطالب نے کہا وہ کیا ہے فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ابوطالب نے کہا بیشک جانتا ہوں میں کہ تم میرے خیرخواہ ہو واللہ اگر سبا نکا خطرہ مجکو نہوتا کہ بعد میرے مجہپر طعن کرینگے کہ چچا تیرا موت سے ڈر گیا تو بیشک میں اس کلمہ کہنے سے آنکھیں تیری روشن کرتا اور اسی مقدمہ میں یہ تین بیتیں اشعار ودعوتنی وعلمت انک ناصحی ۔ ولقد صدقت وکنت فیہ امینا ۔ واظہرت دینا قد علمت بانہ ۔ من خیر ادیان البریۃ دینا ۔ لولا الملامۃ او حذار مسبۃ ۔ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا **ترجمہ** اور دعوت اسلام کی کی تونے مجکو اور جانا میں نے بیشک تو خیرخواہ میرا ہے اور البتہ تحقیق سچ کہا تونے اور ہے تو اوس میں امانت دار ظاہر کیا تونے ایک دین کہ تحقیق جانا میں نے بیشک وہ بہتر دینوں خلق کے سے ہے دین اگر نہوتا اندیشہ ملامت کا یا خوف گالی دینے کا تو پاتا تو مجکو جوانمرد اوس میں ظاہر اور ایک روایت میں ہے کہ عیب کرینگے مجہپر اور تیری باپ کی اولاد نہیں تو میں بجالاتا جو تو فرماتا اور سبب اسکی تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا لیکن نہ میں کہتا ہوں شکرگذاری تیری اور خیرخواہی اور ترسگاری تیری بہ نسبت اپنے اور اسی مقدمہ میں اشعار بہت کہے اونمیں سے یہ ہیں شعر واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم ۔ حتی اوسد فی التراب دفینا ۔ فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ ۔ وابشر وقر بذاک منک عیونا **ترجمہ** قسم اللہ کی ہرگز نہ پہنچ سکینگے تجہہ تک وہ سبکے سب یہانتک کہ سلایا جاؤں میں بیچ زمین کے مدفون ہوکر بس قیام کر تو اپنے امر پر اور نہیں پہنچا اوسکو نہیں ہے تجہپر کچھ ذلت اور خوش ہو اور ٹھنڈی کر ساتھ اوسکے آنکھیں اپنی بعد ان دو کے یہ تین شعر ہیں جو متن میں مذکور ہیں کذا فی سیر گاذرونی عربی قوم قریش نے مشورہ فعل کیا کہ اپنے گھروں عبدالمطلب و ہاشم اور عبد مناف

کے دین بہتر ہی تو کہا نہیں ابوطالب اپنے بزرگونکے دین پر جاتا ہے اور ایک روایت میں یون ہے کہ ابوطالب نے عبدالمطلب کی اولاد کو بلایا اور اونکے واسطے محافظت اور حمایت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصیت کی اور کہا کہ ہمیشہ اوسپر خیر اور بہتر کر رہیو اگر تم محمد کا سنو گے اور اونکی پیروی حکم اونکے کرو اور مدد اونکی کرو تاکہ فلاح اور ہدایت پاؤ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات کیونکر ہے کہ اونکو حکم کرتے ہو ساتھ متابعت میری کے اور آپ مخالفت کرتے ہو کہا اگر بیچ حالت صحت کے ہوتا میں تو واللہ پیرو تمہارا ہوتا میں ولیکن اب مکروہ معلوم ہوتا ہے مجھکو یہ کہ لوگ کہیں کہ ابوطالب حالت صحت میں تو مسلمان نہ ہوا اور اب گھبرایا اور خوف موت کے سے مسلمان ہوتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے ایمان سے نا امید ہوکر اوس مجلس سے اوٹھے اور فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہونگا جبتک وہ مجھکو اوس سے منع نکریگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خبر دی اور کہا ان عمک الشیخ الضال قد مات یعنے تحقیق چچا تمہارا بوڑھا گمراہ مرگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے پھر فرمایا جا اونکو غسل دے اور تجہیز اور تکفین اونکی بجالا اونکو کہا میں نے یا رسول اللہ انہ قد مات مشرکا یعنی یا رسول اللہ وہ بیشک مشرک مرے آپنے فرمایا اذہب فواره غفر اللہ لہ ورحمہ یعنے جاؤ اور چھپاؤ یعنے دفن کرو اونکو اللہ تعالیٰ اونکو بخشے اور اوسپر رحمت کرے پھر جب میں تجہیز اور تدفین سے فارغ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے میرے واسطے دعای خیر کی اور ایک روایت میں یون ہے کہ آپنے مجھے ایسی دعائیں دین کہ خوش نہیں کرین مجھے اور اوسکے بدلے میرے پاس اونٹ سرخ یا سیاہ ہوویں از سیر عرلی گا ذر دلی اور وہ سن دسوین میں نبوت سے کچھ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور ایک روایت میں یون ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ جنازہ اوسکے کے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے چچا میرے تو صلہ رحم کا بجالایا اور تونے میرے حق میں کچھ قصور نکیا خدا تعالیٰ تجھکو جزائے خیر دیوے اور ایک روایت میں یون ہے کہ جب ابوطالب کو لوگ دفن کر چکے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر آئے اور چند روز باہر تشریف نہ لائے اور واسطے ابوطالب کی مغفرت مانگا کئے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ حال معلوم ہوا کہ آپ واسطے ابوطالب کے استغفار کرتے ہیں کہا ہم بھی اپنے آبا اور اقربا کیواسطے استغفار کیون نکرین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیواسطے استغفار کیا تھا اور اب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کیواسطے استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آیت بھیجی ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ ان ابراہیم لأواہ حلیم ترجمہ نہیں لایق ہے نبی کو اور نہ ایمان والونکو کہ مغفرت چاہیں واسطے مشرکونکی اگرچہ وہ ہوں قرابتی جب کھل چکا اونپر کہ بیشک وہ دوزخی ہیں اور نہ تھا مغفرت مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کیواسطے مگر وعدہ کے سبب کہ اقرار کیا تھا اوسکا اوس سے پھر جب اوسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا اوس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل والا ہے تحمل والا اس آیت میں اور دوسری آیت واغفر لابی انہ کان من الضالین میں اونکے باپ کا خاص ذکر کیا اسلئے ثابت ہوا کہ اونکی والدہ مسلمان تہین اور تائید کرتی ہے اسکی آیت سورۂ ابراہیم کی ربنا اغفرلی ولوالدی کیونکہ والدین کے لئے استغفار مانگنے سے ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے عذر نفرمایا اور معالم میں ذکر کیا کہ تحقیق کہا گیا کہ اونکی والدہ اسلام لائی تہین اور وعدہ رکہتے ہین

کہ آیت کریمہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ابوطالب کے قصہ
مین نازل ہوئی چنانچہ نقل کیا اسکو شیخین اور نسائی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
انتہی کما فی المظہری معنے اسکے یہ ہین کہ ای محمد تو ہدایت نہین کر سکتا جسکو دوست رکھے ولیکن اللہ تعالی ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت پانے والونکو اور بخاری اور مسلم کی حدیث مین مروی ہے عباس بن عبدالمطلب سے کہ کہا گیا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا مینے کہ یا رسول اللہ کچھ تمھارے ابوطالب بخیر خواہ آپکے تھے اور حمایت اور حفاظت
آپکی کرتے تھے اور آپکے واسطے قوم قریش پر غصہ ہوتے تھے سو یہ کام اونکو سودمند ہونگے یا نہین آپنے فرمایا کہ ہان وہی آگ کے
ایک ضحضاح مین ہین اگر مین نہ ہوتا تو وہ درکہ اسفل مین دوزخ کے ہوتے ضحضاح اصل مین پانی کی جہیل کو کہتے ہین جسکا پانی ٹخنون
تک ہو اور یہان آگ کی جہیل مراد ہے جسکی آگ ٹخنون تک ہو درکہ اسفل ایک طبقہ ہے قعر جہنم مین چنانچہ ابوسعود نے لکہا اور بغوی نے لکہا
تابوت مقفل مین لوہے کے آگ مین اور یہی اوس نے ابی ہریرہ سے نقل کیا کہ کہا وہ تابوت ہین اونکو دوزخیون پر مقفل کردینگے اور
آگ روشن کرینگے اونکے اوپر سے اور اونکے نیچے سے اور ابن وہب نے کعب الاحبار سے نقل کیا کہ وہ آگ مین ایک کنوان ہے بند کہولے
نگئے اوسکے دروازے ابہی تک اور جب سے وہ بنا ہے ہر روز اوسکی گرمی سے دوزخ پناہ مانگتی ہے بہر تقدیر وہ ٹہکانہ منافق
ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اسلئے کہ وہ اخبث ہین سب کفرہ سے کہ اونہون نے اپنے کفر کے ساتھہ ملایا ہے
ٹٹہا اللہ تعالی اور اوسکے رسول اور اسلام سے اور دغابازی کی ہے مسلمانون سے اور اسلئے کہ وہ امن مین رہے سیف سے اور جزیہ
سے دنیا مین پس مستحق ہوئے اوسکے کما فی المظہری اور حدیث صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اهون الناس
عذابا يوم القيمة ابوطالب له نعلان من نار يغلي منهما دماغه ترجمہ بہت ہلکا سب آدمیون سے
عذاب قیامت کے دن ابوطالب کو ہوگا کہ واسطے اوسکے جوتے مین دو تسمے آگ کے ہونگے اوبلے گا اون دونوکی گرمی سے دماغ
اوسکا واضح ہو کہ اون حدیثون سے جو ابوطالب کے وفات کے قصے مین وارد ہوئین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ سبب نزول آیت مَا كَانَ
لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ کا تہا اور یہ آیت مکہ مین اوتری ہو اور حالانکہ ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب مکہ
کو تشریف لیگئے عمرہ ادا کرنے کو آپنے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی زیارت کی اور جناب الہی سے اذن چاہا کہ واسطے اونکے استغفار کرین اجازت
نپائی اور یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الآیۃ روایت کی حاکم اور بیہقی نے دلائل مین ساتہہ طریق
الویب بن ہانی کے ابن مسعود سے اور حاکم نے اوسکو صحیح لکہا تو ذہبی نے شرح مستدرک مین اوسکا جواب لکہا کہ الویب کو ابن معین نے ضعیف
لکہا اور حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح مین لکہا کہ سب طریق ابن مسعود کی حدیث کے معلول ہین اور دوسری علت اوسمین یہ ہے
کہ مخالف ہے حدیث صحیحین کے اور اسیطرح ابن مردویہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ جب تبوک سے آپ
لوٹے اور عمرہ بجالائے تو نیچے اوترے ثنیہ عسفان سے اور اپنی والدہ کی قبر پاس آئے الحدیث سیوطی رحمۃ اللہ نے لکہا اسکی بنا
ایسی ضعیف ہے کہ جسپر کچہہ اعتماد نہین اور اسیطرح سے وہ جو بغوی نے بریدہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے اور ابن سعد اور

ابن شاہین نے بریدہ سے نقل کی بلکہ خود ابن سعد نے بعد تخریج کے کتاب طبقات میں کہا کہ یہ غلط ہے اور قبر آمنہ رض کی مکہ میں نہیں بلکہ ابواء میں ہے
اور اسی طرح ہے جو احمد اور ابن مردویہ نے بریدہ سے نقل کی لکھا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع طرق اس حدیث کے مسلول میں یہ
خلاصہ ہے منظر سکا یہ ہے صاحب مظہری نے لکھا کہ کوئی حدیث ان میں سے کہ صلاحیت نہیں رکھتی یہ کہ معارض ہو صحیحین کی حدیث کی
ثبوت میں جو ابوطالب کے قصہ میں آیا ہے پس واجب ہے رد کرنا انکا انتہی لکھا ہوں میں اگرچہ یہ احادیث صحت میں ساتھ صحیح
اوس حدیث کے کہ ابوطالب کی حق میں صحیحین میں وارد ہوئی ہے نہیں پہونچتی ہیں لیکن کئی طریقوں سے روایت کئے گئے ہیں کہ بعضا طرق
قوت دینے والا بعض کا ہے کما عرفت تو جمع انہیں ممکن ہے باینطور کہ لکھا جاوے کہ احتمال ہے کہ نزول آیت کا پیچھے ہوا ہو وفات
ابوطالب کے اور پیشتر قبول ہونکا وہی قصہ وفات ابوطالب کا ہو اور جائز ہے کہ واسطے نزول کی دو سبب ہوں دونوں میں سے ایک متقدم ہو وہ قصہ وفات ابوطالب کا ہو اور
دوسرا متاخر کہ قصہ زیارت قبر آمنہ رض کا ہو اور جو بعض طرق صحیحہ میں ہے قصہ ابوطالب کے واقع ہوکر فانزل اللہ بعد ذلک ما کان للنبی والذین امنوا الآیہ
ہو یہ اس لئے جو کہا ہو اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ آیت مذکورہ ایک بار نازل ہوئی ہو ابوطالب کی وفات کی قصہ میں اور بیچ قصہ
آمنہ کے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو وہ آیت یاد دلائی ہو اور اوسکو حکم نزول کا دیا ہو جیسا کہ مشہور
ہے کہ سورہ فاتحہ کو سبع المثانی اس سبب سے کہتے ہیں کہ دو بار نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں اور یہ قول
بعضے مفسرین کے اور مخفی نہ رہے کہ بیچ ضمن روایات سابقہ کے دلالت ہے اوپر ضعف اوس حدیث کے کہ محمد بن اسحاق وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جب کلمہ طیب اوپر ابوطالب کے عرض کیا اونھوں نے تمام حضرت عباس
رضی اللہ تعالی عنہ نے ابوطالب کیطرف دیکھا کہ وہ لب اپنے ہلاتے تھے اونھوں نے کان لگا کر سنا تو وہی کلمہ جو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم نے اوپر عرض کیا تھا پڑھتے تھے پھر یہ حال اونہوں نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ای بھتیجے میرے واللہ وہی
کلمہ جو آپنے فرمایا تھا آخر کو ابوطالب نے کہا سو یہ حدیث برتقدیر صحت اوسکے اور اوسکے مانند کے معارض نہیں ہوتی ساتھ اون حدیثوں
صحیحین اور باقی کتابوں سنت کے میں مروی ہیں چہ جائیکہ ضعیف ہو اور ظاہر ہو وہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب
کو کہا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہو کہ اس سبب سے میں تمہاری شفاعت کروں تو مراد اس سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہے کیونکہ یہ کلمہ کلمہ ایمان کا علم ہو گیا ہے اور ایمان بے اقرار رسالت کے صحیح نہیں اگرچہ اقرار ساتھ وحدانیت حقتعالی کے ہو اور یہی
احتمال ہے کہ ابوطالب کو اقرار آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ہو ساتھ قرینہ اس بیت کی جو ابوطالب نے آپکی حق میں کہے
تھے ؎ ودعوتنی وعلمت انک صادق ٭ ولقد صدقت وکنت فیہ امینا ٭ لیکن مقر ساتھ توحید خدا تعالی
کے نہوئے ہوں سو اس جہت سے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تلقین اوسی کلمہ ایمان کی اختصار اوپر کلمہ توحید کے فرمایا ہو جاننا
چاہئے کہ بعض علما رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ کفر چار نوع پر ہے ایک کفر انکار دوسرا کفر جحود تیسرا کفر نفاق چوتھا کفر عناد کفر
انکار وہ ہے کہ خدا تعالی کو ساتھ دل کے نہ پہچانے اور نہ ساتھ زبان کے اقرار کرے جیسے کفر فرقہ دہریہ ملاعنہ کا اور کفر جحود وہ ہے
کہ خدا تعالی کو ساتھ دل کے پہچانے مگر اقرار ساتھ زبان کے نکرے چنانچہ ابلیس مردود کا اور کفر قوم یہود کا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وہ حضرت صلعم کے بعثت سے پہلے ہے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ ای جحدوا بہ یعنے پہچان کر انکار کیا ساتھ اوسکے اور کفر نفاق
وہ ہے کہ اقرار زبان سے کرے ساتھ خدا تعالی کے اور دل سے اعتقاد نکرے اور کفر عناد وہ ہے کہ خدای تعالی کو ساتھ دل کے پہچانے
اور ساتھ زبان کے اقرار اوسکی خدائی کا کرے ولیکن فرمانبردار اوسکا نہو جیسا کہ کفر ابوطالب کا اسواسطے کہ کہا ہے اونھون نے
اشعار ولقد علمت بان دین محمد ٭ من خیر ادیان البریۃ دینا ٭ لولا الملامۃ او حذار مسبۃ ٭ لوجدتنی سمحا
بذاک مبینا اور تمام نوعین چار و قطع عکی کہ مذکور ہوئین برابر ہین کہ ان چارون کفرون سے جس کفر پر کوئی مرگیا اللہ تعالی
اوسکو نہ بخشیگا واللہ اعلم بالصواب کذا فی روضۃ الاحباب اور طریقہ محمدیہ اور فتوحات الٰہیہ مین ہے کہ ماحصل اوسکا یہ ہے کہ کفر کے
معنی ہین ایمان نہ لانا اوس کیساتھ کہ شان اوسکی سے ہے ایمان لانا جن ہو یا انسان اور وہ تین قسم ہے کفر جہلے کہ پیدا ہوتا ہے
جہل سے ساتھ حق منزل کے اور سبب اوسکا کان نہ دہرنا دین کی تقریر سننے کا اور نہ سوچنا آیت وحدانیت اور دلایل شریعت
مین دوسری جحودی اور عنادی یعنے دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل مین پہچانکر بسبب عناد کے زبان سے اوسکا منکر
ہونا فرمایا اونکے بیان مین وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا اور فرمایا انہ کان لایاتنا عنیدا
جیسے کہ کفر فرعون اور اوسکی قوم اور ابوجہل اور ولید کا اور سبب اوسکا استکبار ہے اور ڈر ہے ریاست نجانے کا مثل کفر ہرقل کے
اور مذمت اور عار کا جیسے کہ کفر ابی طالب کا تیسرا کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کی ہے شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنے اور
چیز کے کہ واجب ہے اوسکی تعظیم کرنی اور سب اسباب اسکی بہت ہین اور بدترین نوع اوسکی کفر عنادی ہے یعنی اوسکی سزا بڑی ہے انتہی

اور بعد وفات ابوطالب کے تیسرے روز انتقال فرمایا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اور بعضون نے کہا بعد ایک مہینے اور
پانچ دنکے لیکن قول اول اشہر ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بسبب ان دو مصیبتون متعاقب کے بہت غمگین
اور اندوہناک ہوئے چنانچہ نہایت غم سے گھر سے باہر کم تشریف لاتے تھے اور اس سال کو عام الحزن کہتے تھے اور اوسوقت
کفار نے جور و جفا کا ہاتھ دراز کیا جو ایذا پہلے نہین پہنچا سکتے تھے اوسوقت پہنچانے لگے منقول ہے کہ ایک روز رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع قریش پر گذرے ناگاہ ایک سفلہ نامعقول نے اپنے سفلون کے کہنے سے خاک سر و موے مبارک
پر اوس سرور عالم کے ڈالی اون نامعقولون نے بہت خاک ڈالی ولیکن مصرع چھپے ہے کہیں خاک کی ڈالے سے چاند + وہ
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کو لوٹ گئے آپکی ایک دختر سعادت اختر نے اپنے پدر بزرگوار کو اس حال مین دیکھا جلد اوٹھکر خاک سر
اور چہرہ چاند ایسے سے پاک کیا اور رونا شروع کیا حضرت خواجہ کائنات نے فرمایا کہ جبتک ابوطالب زندہ تھے قریش
کوئی امر مکروہ نہ پہنچا سکتے تھے اور فرمایا کہ اے دختر تو نہ رو اللہ تعالی تیرے پدر کی حمایت کریگا نقل ہے کہ جب یہ دو مصیبتین یعنے
موت ابوطالب اور فوت حضرت خدیجہ مقدسہ کے جناب پیغمبر علیہ السلام مین جمع ہوئین آپ اکثر اپنے سعادت خانہ کے اندر
تشریف رکھتے اور اگر باہر تشریف لاتے تو قریش غلبہ کرتے اور آزار بہت پہونچاتے اور امر کیا اللہ عظم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایذای کفار پر صبر و تحمل کرنے کو مروی ہے کہ کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے

اے عائشہ دنیا نہیں چاہیے محمد کو اور نہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے پسند نہ کیا اولو العزم سے مگر صبر کرنا اوسکی مکروہ پر اور صبر کرنا اوسکے
محبوب پر اور پسند نہ کیا مگر یہ کہ تکلیف کیا مجھکو اوس چیز کا کہ تکلیف کیا انکو اور حکم کیا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل
ولا تستعجل لہم ترجمہ سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول اور شتابی نکر اونکے واسطے یعنی جلد شتاب
قبل وقت کے اونکے واسطے عذاب اور تحقیق قسم اللہ تعالیٰ کی مجھے کچھ پیار نہیں ہے اوسکی فرمانبرداری سے اور تحقیق قسم اللہ کی میں
صبر و ثبات فرماتا رہونگا جیسے کہ صبر و ثبات فرمایا عزم والے پیغمبروں نے اور محنت سہتا رہونگا جیسے وہ سہتے رہے اور ابو طالب
نے بھی جانا کہ اب قریش حد سے زیادہ حضرت کو ایذا پہنچاتے ہیں اور وہ امر دعوت میں مشغول نہیں ہو سکتے ہیں اسی جہت سے
ملول اور محزون رہتے ہیں ابو لہب انکے پاس آیا اور کہا یا محمد قم وامض لما اردت وما کنت صانعا اذ کان ابو طالب
حیا فاصنعہ لا واللات والعزی لا یوصل الیک حتی اموت ترجمہ یعنی اے محمد اوٹھو اور جاری کرو اوس کام کو کہ ارادہ کرتے ہو اور جو کچھ کیا
کرتے تھے تم جس وقت کہ ابو طالب زندہ تھے سو اب بھی اوسکو کرو یعنی تبلیغ امر رسالت میں مشغول رہو قسم ہے لات وعزی کی نہ پہونچا سکیں
گے کوئی مضرت تمہاری طرف یہاں تک کہ میں مرجاؤں پھر گالی دی ابن غیطلہ نے تو مونہہ پھیرا اوسکی طرف ابو لہب نے اور اوسکو
خوب سزا دی وہ بدکیش چلاتا فریاد کرتا قریش پاس آیا اور کہا یا معشر قریش صبا ابو عتبہ ترجمہ اے گروہ
قریش کی مسلمان ہو گیا ابو لہب قریش اوسکے نزدیک آئے اور کہنے لگے کہ کیا تو اپنے دین سے پھر گیا ہے اوسنے جواب دیا کہ میں دین
عبد المطلب سے نہیں پھرا ہوں ولیکن اپنے بھتیجے کی حمایت کرتا ہوں تاکہ اوسکو کچھ ملال نہ پہنچے اور بفراغ خاطر کے جو کچھ کہ چاہے کہ سکے
اونہوں نے کہا یہ کام مبارک ہے نیکی کرتا ہے تو اور صلہ رحمی بجالاتا ہے تو پھر آپ چند مدت باہر آیا جایا کرتے اور دعوت اسلام
میں مشغول رہتے اور قریش ابو لہب سے ہیبت کھاتے پھر کوئی امین کا آپ سے بسبب حمایت ابو لہب کے متعرض اور مزاحم نہوتا ناگاہ
ایکدن ابو جہل اور عقبہ بن ابی معیط ابو لہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تیرے بھتیجے نے تجھسے کہا ہے کہ عبد المطلب کا ٹھکانا کہاں
ہے اوسنے کہا مجھسے نہیں کہا ہے پھر اونہوں نے کہا تو اوس سے پوچھ ابو لہب آپکے پاس آیا اور کہا این مدخل عبد المطلب
یعنے مکان ٹھکانا ہے عبد المطلب کا آپنے فرمایا مع قومہ یعنے جہاں اوسکی قوم ہے وہیں وہ بھی ہے پھر ابو لہب نے یہ کلام اون سے کہا
اونہوں نے کہا مدعا محمد کا اس بات سے یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہے پھر ابو لہب آپ پاس آیا اور کہا اے محمد تو کہتا ہے کہ عبد المطلب
دوزخ میں ہے آپنے فرمایا ہاں وہ بھی اور جو کوئی کہ اوسکے مذہب پر مرا ہے دوزخ میں ہے ابو لہب غصے ہوا پھر اوسکے دل میں اس بات سے
ملال پیدا ہوا اور کہا کہ اب میں بھی اس تیری بات سے ہمیشہ تیرے ساتھ دشمن رہونگا پھر اوسنے دست حمایت کو حضرت پر سے اوٹھا لیا
اور کفار قریش کے ساتھ متفق ہو کر ایذا و اضرار سید الابرار میں شریک ہوا اور مثل اونکے عداوت اور ایذا رسانی میں کوشش
کرنے لگا کما فی السیر لکازرونی و روضۃ الاحباب والمعارج وغیرہا پھر جب کہ عمر شریف آپکا پچاس برس اور تین مہینے کو پہنچا
انکی خدمت میں جن نصیبین کے حاضر ہوئے اور اسلام لائے تعریف جن جن اجسام ہوائی ذی روح ہیں مانند حیوانوں کے عاقل
ہیں مانند انسانوں کے مخفی ہیں لوگوں کی آنکھوں سے مانند فرشتوں کے اونکو قدرت ہے اوپر متشکل ہونے کے ساتھ شکلوں رنگ برنگ کے اور

طاقت ہے سخت سخت کام کر لینے کی اور جن مذہب اہل شرع کے پیدا ہین آگ سے جیسے انسان خاک سے مرد ہین اور عورت اور توالد اون مین جاری ہین اور جو اونمین بد ہین اونکو شیاطین کہتے ہین نظم جن اقسام عاقلکو جان چشم انسان سے جو ہین نہان جن پہ غالب ہے آگ اوہوا + جیسے انوار مین بیان کیا + اور لغات عرب سے تو بیان + اونکے اشرار کے تئین شیطان + اور عرب کہتے ہین جن اونکے تئین + جو شرارت سے پیش آتے نہین + جسطرح سے بفارسے کفتار + دلیو کہلاتے اونکے ہین اشرار + اور لیتے ہین اہل فرس تمام + خیر اشرار کا پری سے نام + کہذا فی تفسیر عبد السلام وغیرہ اور وجود جن وشیاطین وملائکہ کا ثابت ہے شرع سے اور جو اسکا انکار کرتے ہین فلاسفہ اونمین ہین عقول عشرہ جو فلاسفہ نے اختراع کئے ہین ملائکہ مین سے کیونکہ زعم کیا ہے انہون نے مجردات اونکو بخلاف مانلہ کے کہ وہ اجسام ذی ارواح ہین کذا فی المظہری تفصیل اس مقام کی یہہ ہے کہ وہ حضرت دین دس برس نبوت سے دعوت اقارب مین جہد فرماتے رہے اور ہر قسم کی ایذائین اونکے ہاتھون اور زبانون سے اوٹھاتے رہے پر وہ براہ راہ پر نہ آئے جب اونکی ایذاؤن کے سبب وہ خیر العرب مکہ مین نہ رہ سکا اور بہی اونکے ایمان لانے سے نا امید ہوئے تب دلمین یہ خیال لائے اشعار کہ اجانب ہ انا اقارب ہین + یہ اقارب تو کالعقارب ہین + اب کہین اور مین نکل جاؤن + غیر لوگونکو راہ پر لاؤن + بچلے طائف مین رونق افزا ہو + آگے دعوت سے پیش لوگون کو + یعنے دسوین سال مین بیچ آخر ماہ شوال کے کہ حضرت خدیجہ مغفورہ کو وفات پائے ہوئے تین مہینے ہوئے تھے کہ معظمہ سے پیادہ بالعزم دعوت قبیلہ بنی بکر بن وائل و قحطان اور ثقیف کے طائف کی سمت تشریف فرما ہوئے طائف نام ہے بلاد ثقیف کا پہلا گانون اسکا القیم ہے اور پچہلا وہیط اور طائف نام اسواسطے پڑا کہ وہ زمین پہری تہی طوفان مین پانی پر یا اسلئے کہ وہ باغ تہا شام مین جبکہ ارض سے لگے پہر جبرئیل علیہ السلام نے اوسکو وہان سے اوکہاڑ کر گرد کعبہ کے طواف دیا اور اس جگہ مین جما دیا یا اسلئے کہ نقل کیا اوسکو اللہ تعالیٰ نے ملک شام سے طرف حجاز کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے یا اسلئے کہ ایک شخص حضرموت کے رہنے والے نے اپنے ابن عم کو حضرموت مین قتل کیا پہر وہان سے بہاگ کر وج مین کہ ایک گانون ہے ثقیف کا آرہا اور کہا کیا صلاح دیتے ہو کہ بناؤن تمہارے لئے ایک طوق یعنے باغ فصیلدار کہ ہو تمہارے واسطے پناہ عرب سے پہر اونکی صلاح سے بنا دیا کذا فی القاموس وغیرہ اور اوسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپکے ملازم رکاب ہے قبیلہ بنی بکر مین پہونچے اور اونکو دعوت اسلام فرمائی اونہون نے قبول نہ کی بلکہ آپکو جگہہ بہی نہ دی وہانسے ایک قوم پاس قحطان کے تشریف لیگئے اونہون نے اول اپنی درمیان مین اوتارا اور آخر کو پشیمان ہوئے پہر وہانسے طائف اور قبیلہ ثقیف کیطرف متوجہ ہوئے پہر اونمین دس روز اور ایک روایت مین ایک مہینا ٹہہرے سے اس مدت مین کسی شریف کو اشراف اوس قبیلہ سے باقی نچہوڑا اگرچہ اوس سے ملاقات کی اور باتین کین اور اسلام کی دعوت کی پہر اونہون نے قبول نکی بلکہ سفیہون قوم کو اور اپنے غلامون کو حضرت کی ایذا رسانی پر برانگیختہ کیا وہ مانند سگون کی آپکی پیچہی پڑے ہوئے ہنسی اوڑاتے تہے اور ہاتھون سے پتہر پہینکتے تہے

نظم زخود افغان نواز دلیوار سنگ بار میآید + بلائی تند و تند از ہر در و دیوار می آید + آنقدر کہ پای مبارک کو خون آلودہ

حسرت قعست گذار دیا اگر چشم بلبل + بنجار داز خیال خندۂ گل + رفیق جان فدا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی جانکو سپر کرتا تھا اور جو
پتھر آتا تھا اپنے اوپر لیتا تھا یہانتک کہ ایک پتھر سے اوسکا سر پھوٹا مگر وہ سیر ہونے سے بچھو نا سکتے ہین کہ پہنچا اوس قبیلہ کے تین برادر تھے عبد یالیل
اور مسعود اور حبیب اور وہ رئیس تھے عمرو بن عمیر کے اوس سرور نے جا اونکو دعوت کی اور نصرت چاہی تو ایک نے ان مین کا بولا کہ کیا خدا کو کوئی
اور شخص تیرے سوا نہ پایا تھا کہ اوسکو نبی کیطرف بھیجتا اور دوسرا کہنے لگا کہ مین جامہ کعبہ کا چرانیوالا ہون اگر تو پیغمبر ہوا اور تیسرا کہنے لگا
اگر تو نفس الامر مین پیغمبر ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو تجھے بحسب بزرگی تیرے سزاوار نہین کہ تجھسے کچھ بات کرون اور اگر واقع مین تو پیغمبر نہین ہے
تو بھی تجھسے بات کرنی نچاہیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک نے یون کہا جس خدا نے تجھکو پیغمبری کے ساتھ بھیجا ہے وہی تیرے
مدد کریگا دوسرے نے کہا اگر اللہ تعالی نبی وصیر کرتا پیغمبر بھیجتا تو کسی بڑے آدمی مالدار کو اور وہ قریتین مین سے بھیجتا کہ اوسکو مدد دیجیے
کی خاطر تکین جا نہ تھا جناب اللہ تعالی نے آپکے دل بافضل کے آیت بھیجکر تسلی کی وقالوا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من
القریتین عظیم اھم یقسمون رحمۃ ربک ا ز روضۃ انتہی لائے ہین کہ آپ قبیلہ ثقیف سے خاطر پریشان اور دل محزون ہو کر باہر
اور مکہ کیطرف توجہ فرمائی رستہ مین ایک باغ تھا فرزندان ربیعہ عتبہ و شیبہ کا وہ دونون اپنے باغ مین ایک اونچے مکان پر تھے اور
جو ایذا رسانی کہ ثقیف نے اوس پیغمبر لطیف سے کی تھی دیکھ رہے تھے حضرت اوس باغ مین تشریف لائے اور انگور کے سایہ کے تلے
بیٹھ گئے اور جور و ستم ثقیفان بدشیم سے نہایت دردمند و حزین تھے یکایک دعا و مناجات کیواسطے ہاتھ اوٹھائے اور دعا کی
اللہم انی اشکو الیک ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی عند المخلوقین انت ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین
وربی الی من تکلنی الی عدو بعید یتجھمنی ام الی صدیق قریب ملکتہ امری ان لم یکن لک علی غضب فلا ابالی
ولکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجہک الذی اضاءت لہ السموات واشرقت لہ الظلمت وصلح علیہ
امر الدنیا والاخرۃ من ان ینزل بی غضبک ویحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک
اس دعا کی الفاظ مین اختلاف ہے وہ یہان لکھے جاتے ہین علی الناس از روضۃ سیرۃ ابن ہشام وانت ربی ابن ہشام
الی عدو یتجھمنی وملکتہ امری مدارج الی بعید یتجھمنی او عدو ملکتہ امری از مدارج وغیرہ کلفۃ از مواہب
ان لم تکن غضبانا علی ولا ابالی غیر ان از مواہب فائدہ یہان سے معلوم ہوتا کہ طریق حقکا اور منصب پیغمبری کا کس قدر
سخت ہے البلاء علی قدر الولاء الانبیاء اشد بلاء ثم الامثل فالامثل سے یہی سختی اور بیقراری دوستی کے سبب انبیا سخت ترین محنت مین بہر حسن
زبیدہ تر ہوا سے او قریب ع جنکے رتبے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے + انتہی مدارج مین ہے کہ یہ دعا ہے اون دعاؤن مین سے کہ حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم نے حالت عاجزی مین اور ضعیفی و حزن مین پڑھی اور ضعیفون اور بیچارون امت کے ساتھ اسکے تلقین اور تعلیم کی اور ایک
روایت مین ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا کی اور حاصل اس دعا کا موافق روضہ اور مدارج اور معارج کے یہ ہے کہ الٰہی اپنی سزا
مین شکایت عرض کرتا ہون تیری جناب مقدس مین اپنے ضعف قوت اور ناتوانی کی اور حکایت کرتا ہون تیرے درگاہ معلی مین قلت
حیلت اور ذلت اور خواری اپنے کے نزدیک مخلوق کے تو ہی ارحم الراحمین ہے اور تو ہی پروردگار ضعیف و مسکین ہے دستگیری ہر افتادہ

اور مدد پذیری آوارہ کی ساتھ عنایت بغایت تیری کے وابستہ ہے اور رحمت بی نہایت تیری واسطے جبر حال شکستہ بالوں کے کافی ہے اور تو ہی رب میرا ہے گرہ کشائی میں کام کی وابستہ ہیں تیری فرماتا ہے تو مجھے کس پر چھوڑتا ہے اور تو مجھے کسکے حوالے فرماتا ہے کیا طرف دشمن عہد شکن بعید کے سپرد کرتا ہے جو مجھ کو دیکھکر ترش رو ہوتا ہے اور منہ بگاڑتا ہے یا طرف صدیق قریب کے کہ تسلط کیا ہے اور مالک کر دیا ہے تو نے اوسکو میرے کام کا اگر عنان توسن غضب تیری کی میری طرف منعطف نہیں تو مجھے اوس سے کچھ پرواہ نہیں بیت اگر جہان ہمہ دشمن شوند از بد و نیک * تو دوست باش کہ در دشمنی خلق چہ باک * ولیکن وسعت عافیت اور آسایش بخشی تیری کا میرے لئے بڑا فراخ ہے میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ نور تیرے کے جسسے چمکے ہیں آسمان اور روشن ہوئی ہیں تاریکیاں اور رشد پکڑ گیا ہے اوس سے کاروبار دنیا اور آخرت کا اسبات سے کہ نازل ہووے مجھپر غصہ تیرا اور اوس امر سے کہ اوترے مجھپر خشم تیرا تجھی کو پہونچتا ہے عتاب تا وقتیکہ راضی ہووے تو اور نہیں پھرنا گناہ سے اور نہ قوت نیکی پر مگر ساتھ توفیق تیری کے اور بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھا اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے آیا کہ آپ پر کوئی روز سخت تر روز احد سے فرمایا تحقیق مجھ کو پہنچی ہیں تیری قوم سے بہت رنج و تکلیف اور سختیاں اور ان میں سخت تر اون ایذاؤں سے کہ مجھے پہنچیں اونہوں سے تھی جبکہ دن عقبہ کے جبکہ پیش کیا میں نے اپنی جان کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر واضح ہو کہ بخاری اور مواہب اور قاموس و مدارج میں عبد یالیل کو ابن عبد کلال لکھا ہے اور روضۃ الاحباب و سرگذشت اور نخبۃ المعالم اور سیرت ابن ہشام اور سیرت النبی اور معارج میں عبد یالیل اور مسعود اور حبیب تینوں کو پسر عمرو بن عمیر کے لکھا تو اب ان دونوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ عبد کلال کا نام عمرو بھی ہو یا یوں کہا جاوے کہ عبد یالیل کا باپ عبد کلال ہو پھر وہ مر گیا ہو اوسکی زوجہ سے عمرو بن عمیر نے نکاح کر لیا ہو اوس سے مسعود اور حبیب متولد ہوں پس یہ تینوں سوتیلے بھائی ہوں ان تینوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں انتہی اور دعوت کی میں نے عبد یالیل کو پس اجابت نہ کی اوسنے میری طرف اوس چیز کی کہ چاہی میں نے اوس سے یعنی خدا پرست ہو جانا پس چلا آیا میں محزون و مغموم و بیخود ہو کر پس افاقہ نہوا مجھکو مگر قرن الثعالب میں قرن الثعالب ایک موضع ہے میقات اہل نجد کا اوسکو قرن المنازل بھی کہتے ہیں انتہی [illegible] پس اوٹھایا میں نے سر اپنا ناگاہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے کہ اوسنے سایہ کیا مجھپر پھر نگاہ کی میں نے تو ناگاہ درمیان اوسکے جبرئیل علیہ السلام تھے سو پکارا مجھکو اور کہا تحقیق سن لیا اللہ تعالی نے کلام آپکی قوم کا اور وہ جو جواب دیا اونہوں نے آپکو اور تحقیق بھیجا ہے اللہ تعالی نے ملک الجبال یعنی پہاڑوں کے فرشتے کو تاکہ آپ حکم کریں اوسکو جو کچھ کہ چاہیں پھر آواز دی مجھکو ملک الجبال نے اور سلام کیا مجھپر اور عرض کیا کہ اے محمد تحقیق اللہ تعالی نے سنا کلام آپکی قوم کا اور میں ملک الجبال ہوں اور تحقیق بھیجا ہے مجھکو آپکے پروردگار نے آپکی طرف تاکہ حکم کرو مجھکو ساتھ جس چیز کے کہ چاہو اگر چاہو تو اوڈھانکدوں میں اوپر اون دونوں اخشبین کے اخشبین نام ہے دو پہاڑوں کا جنکے درمیان مکہ آباد ہے آپنے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا بلکہ امید رکھتا ہوں یہ کہ نکالے اللہ تعالی انکی پشتوں سے ایسے شخصوں کو کہ عبادت کریں اللہ تعالی کی اکیلے کی اور شریک نکریں ساتھ اوسکی کسی چیز کو الغرض عتبہ اور شیبہ نے ایذا و جور اون ستمگروں کا بنسبت اوس سرور عالم کے دیکھا اور مظلومی اور تنہائی اور غربت و بیکسی بھی آپکی مشاہدہ کی تو رگ قرابت نے حرکت کی اور شفقت خویشی نے جنبش کی شیبہ کا ایک نصرانی غلام تھا اوسکا عداس نام تھا اوسے بلایا اور تھوڑے سے انگور یا ایک خوشہ انگور کا اوسکو دیکر کہا کہ انہیں طباق میں رکھکر اوس شخص پاس پہنچا اور کہہ کہ اسے کھاؤ وہ حسب حکم کے طباق انگور کا لیکر آیا اور سامنے اوس سرور کے رکھا اور کہا کہ انہیں کھائیے اور آپ ادب سے دور کھڑا ہوا آپنے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر دست مبارک کو واسطے تناول فرمانیکے دراز کیا پڑھنا بسم اللہ کا مسنون ہے شروع میں کھانے ہر شی حلال کے اگر بھول جاوے پھر بیچ میں یاد آوے تو پڑھے

لیوے اسطرح بسم اللہ اور وہ آخرۃ تاکہ حاصل ہوتا ہے سنت استعاذہ کی کہ ما بعد کو باقی تھی استعاذہ میں لکھا چکا جیسا کہ بحر الرائق میں ابن ہمام سے نقل کیا ہے
مروی ہے نقاش سے کہ جب بسم اللہ اوتری پہاڑوں نے تسبیح پڑھی قریشیوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سحر کر دیا ہے
اون پر سہیلی نے لکھا اگر صحیح ہے جو نقاش نے ذکر کیا تسبیح کی پہاڑوں نے خاص کر اسلیئے کہ بسم اللہ واری آئی آل داؤد پر اور
تحقیق پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے ساتھ داؤد کے تھی سیرت حلبی اور عداس نے چہرہ نورانی اور پیشانی حقانی کو دیکھکر التماس کیا کہ خدایا
کیا خوب کلام بزرگ ہے کہ اس خاکسار نے اس بار میں کبھی کسی سے نہیں سنا ہے حضرت نے ارشاد کیا تو کون شخص ہے اور کس جگہ کا رہنے والا
ہے اور کیا دین رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ غلام نصرانی ہوں نینوی کا رہنے والا ہوں آپنے فرمایا تو اوس صالح یونس بن متی
کی بستی کا باشندہ ہے اوس نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ یونس علیہ السلام کو کیا جانیں فرمایا وہ میرا برادر ہے وہ پیغمبر خدا کا تھا اور میں بھی
پیغمبر خدای تعالی کا ہوں عداس نے پوچھا آپکا اسم مبارک کیا ہے سرور عالم نے فرمایا نام میرا محمد ہے غلام نے عرض کیا کہ بیشک
زمانہ طویل سے صفت آپکی انجیل میں دیکھی ہے اور لغت آپکی رسالت کی توریت سے سنی اور جان رکھا ہے کہ خداوند تعالی آپکو بھیجیگا
بھیجیگا وہ آپکے منتاد [illegible] ہونگے اور اپنے درمیان سے باہر کر دینگے پھر آخر کار کو پروردگار جل جلالہ آپکی نصرت اور یاری کریگا
پھر مکہ میں تشریف لیجاوینگے اور آپکا دین تمام روی زمین پر پھیل جاویگا پھر عرض کیا کہ یا نبی کریم مجھے اپنا طریقہ تعلیم فرمائیے کیونکہ سالہا سال
سے یا حضرت میں آپکے زمان بعثت کا انتظار کھینچ رہا تھا مصرع دیر ہست کہ سودہ تو در سینہ ماست + رسول مقبول نے اوس غلام کو
اسلام سکھایا اوسنے جان و دل سے قبول فرمایا مروی ہے کہ پھر عداس خیر الناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر
گر پڑا اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو ایک بوسہ دیا اور رکھا قدموں پر سر اور ایک روایت میں سر اور پاؤں اور ہاتھوں کو چوما عتبہ
اور شیبہ نے یہ حال اس منزل پر دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ غلام تو ہاتھ سے گیا اوس شخص نے اسکو بگاڑ دیا جب عداس لوٹکر ان پاس
آیا انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا اور تو نے اوس شخص سے کیا دیکھا اور کیا سنا کہ اوسکے سر اور ہاتھ پیر کو بوسہ دیا اوسنے جواب دیا کہ آپنے مجھے
اوس چیز سے خبردار کیا جسکو بجز انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی نہیں جانتا بولے خرابی تیری اوسنے تجھے فریب دیا اور تیری دین کو
برباد کیا عداس بولا ایسا مت کہو اسلیئے کہ وہ شخص بہترین مردان روی زمین ہے اوس سے بہتر کوئی مجھے نظر نہیں پڑتا یہ ملتقط ہے
روضۃ الاحباب اور مدارج اور معارج و مواہب و سیرۃ ابن ہشام و گاذرونی و تفسیر منظوم عبد السلام کا پھر آپ جب وہاں سے پھرے راہ
میں ایک مقام نخلہ نام ہے منزل فرمائی اور اوسکو بطن نخلہ بھی کہتے ہیں وہ طائف کی راہ میں ہے مکہ سے رات بھر کا رستہ ہے اور بطن نخل
وہ دوسرا مکان ہے اوس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوۃ الخوف پڑھی تھی وہ مدینہ سے دو منزل ہے از جمل حاشیہ جلالین پھر صبح
کے وقت نماز فجر میں یا جوف اللیل میں جیسے کہ ایک روایت میں ہے آپنے تلاوت قرآن مجید کی ساتھ جہر کے شروع
کی درمیان میں نو جن شہر نصیبین کے کہ فرقہ بنو شیصبان سے جو عمدہ ترین قبائل ہے تھے وہاں گذرے عدد ابن عباس سے
مروی ہے چنانچہ ابن جریر و طبرانی نے نقل کیا اور اسیطرح منقول ہے ابن مسعود سے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا از مظہری و کمالین پھر نصیبین
یہ موضع ہے یمن میں ایک شام میں اور صاحب مواہب نے بھی ارادہ کیا ہے اور ایک یمن میں اکثروں کے نزدیک یہی مراد ہے اور وہ قریہ ہے یمن میں [illegible]

کہ جن اشراف اور سادات مین سے جنون کے اور شرح مواہب مین ہے کہ وہ قریہ جزیرہ مین ہے جو درمیان شام و عراق کے ہے از جمل او رگذرنا
اونکا اوس سبب سے تھا کہ جب جنات آسمان کی خبر لانے سے روکے گئے اور وقت جانے کے طرف آسمان کے آگ کے شعلاون سے پڑنے لگے آپس مین کانشورہ
کیا کہ کیا سبب ہے جو ہم لوگ خبر آسمانی سے روکے گئے نسبت شورہ یہ ٹھہرا کہ مشرق اور مغرب مین پھرو اور دیکھو کہ کون سی چیز زمین مین نئی پیدا ہوئی ہے
کہ باعث اس ممانعت کی ہے اگر معلوم ہو سکے اوسکا تدارک کرو سو بہت سے جنات اس امر کی تلاش مین اطراف جہان مین نکلے اونھین مین سے یہ نو شخص بھی
اس امر کی تلاش مین چلے تھے کہ چلے اور قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی زبان ہدایت ترجمان سے سنا بعض کے نزدیک یہ ہے کہ سننا
اونکا قرآن کو مقام نخلہ مین جانے وقت قصد کرنے کے طرف سوق عکاظ کے یا وقت لوٹنے کے طائف سے ہوا تھا پہلی بار اور اوسی کی حکایت ہے قل اوحی
الیّ اور لیلۃ الجن جسکو ابن مسعود نے روایت کی ہے وہ اوسکے بعد بھی مظہری و یقین کیا کہ یہی کلام منزل الٰہی سبب منع او رجم کی ارسکا ہے
کہ اس کلام ہدایت التیام کو آسمان سے کوئی چرا کر بلاوے اور جن کو نہ پہونچاوے پھر بعد سننے تمام قراءت کے اوسی وقت ایمان لائے پھر اپنی قوم کی
طرف گئے اور اس امر سے آگاہ کیا اور مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے ماوردی سے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ اوسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سورہ اقرا اور بعضون نے سورہ رحمن کہا ہے پڑھ رہے تھے اور وہ نو جن تھے یا سات یا تین اہل نجران سے اور چار نصیبین سے مواہب مین ہے کہ صاحب روض نے ابن درید
اون ساتون مین سے پانچ کے نام یون نقل کیے منشی ناشی شاصر ماضر حقب پھر اوس قوم مین جنھون نے قرآن شریف
سنا تھا وہ جن زوبعہ اور عمرو نام سردار تھے اونکا قصہ کتب سیر مین مذکور ہے بعد ازان اونکی دلالت سے نو سے سردار و جن
جنات نصیبین او نینوا سے کہ قریہ یونس علیہ السلام کا موصل کے قریب ہے ساتھ اتباع اور افواج اپنے کے قصد دیکھنے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
و آلہ وسلم کا اور سننے قرآن شریف کا کیا جب قریب پہونچے زوبعہ نے کہ ساتھ نو نفر زاجع او رد او ادرباد و مصعد نام شیطان و ایک رئیس کا جو جنون
مین سے [illegible] پہلے اون سب کے جا کر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ بہت سے جن آپکو دیکھنے اور قرآن شریف کے سننے کو آئے ہین
جسوقت اور جسجگہہ ارشاد ہو حاضر ہون آپنے فرمایا کہ رات کو شہر کے باہر شعب الحجون کے نواح مین کہ وہ پہاڑ کا ایک درہ فراخ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہون
تا کہ شہر والون کو اونکو دیکھنے سے خوف لاحق نہو حجون بفتح حا حطی ایک پہاڑ ہے مکہ کی بلندی مین اور وہ قبرستان ہے اور کہتے ہین کہ زرقاموس
صراح اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین ہے کہ حجون ایک متبرک قبرستان ہے مکہ مین جیسے بقیع مدینہ مین پھر بعد نماز عشا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
عبد اللہ بن مسعود کو ساتھ لیکر وہان روانہ ہوئے آپنے دیکھا کہ ہجوم جنون کا بہت ہے اور بسبب اشتیاق دیدار شریف کے ازدحام کرتے ہین
آپنے عبد اللہ بن مسعود رض کو باہر دور سے کھڑا کیا اور اونکے گرد ایک گول خط کھینچا اور فرمایا اس دائرہ کے باہر مت آنا تا کہ اون سے ایذا نہ پہونچے
عبد اللہ بن مسعود دور سے دیکھتے تھے کہ بعضے جن زمین سے مانند کرگسون کے نوری ہیکل تھے اور بعضے مانند قوم زط یعنی فرقہ جاٹ کے جو متصل بصرہ
کے رہتے ہین ننگے سر ننگے پاؤن تھے عورت ایک کپڑے سفید سے چھپائے ہوئے بدن اونکا سیاہ اور بال سر اور داڑھی کے سفید اور سرخ ملے ہوئے
اور بعض جن دوسری شکل پر تھے سو وے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہجوم کرتے تھے اور آپ اونکی تعلیم و تلقین مین صبح تک مشغول رہے
پھر اونھون نے عرض کی کہ آپ ہمکو کچھ بطریق تبرک کے توشہ عنایت فرماوین آپنے ارشاد کیا کہ مین تمکو ایسا توشہ دون کہ نسل و نسل اوسکا پشت
در پشت تمھارے کام آوے جہان کہین جالی ہڈی یا مینگنی اونٹ بکری بھیڑ کی یا گوبر گائی بھینس کا پڑا ہو خدا تعالی تمکو میری

دعا کی برکت سے اوس مین لذت اور رزق بخشے گا زیادہ اوس سے کہ پہلے سے تم اپنے کھانے پینے کی چیزون مین کھتے تھے اور اب مین
سعہ ہاد سیر کہ زعم کرتا ہے کہ جن کھاتے پیتے نہین ہین کما فی المواہب اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ کوئلا بھی آپنے اونکو عنایت
کیا جنون نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی اون چیزون کو گندہ کرتے ہین آپنے فرمایا کہ ہم اونکو منع کر دینگے کہ ان چیزونکو
نجاست سے آلودہ نکرین گے چنانچہ اوسی وجہ سے استنجا ساتھ گوبر خشک اور مینگنی اور کوئلا اور ہڈی کے منع ہے کذا فی تفسیر
فتح العزیز اور لکھا ہے کہ ہڈی خوراک جنون کی اور لید خوراک اونکے جانورون کی ہے اور کوئلون سے بھی فائدہ اوٹھاتے
ہین یعنی کوئلون سے پکاتے ہین سینکتے ہین روشنی کرتے ہین اوسکو بھی رزق اونکا فرمایا کذا فی مظاہر الحق اور شیخ نے فتوحات
مین لکھا ہے کہ حکمت اوس ممانعت مین کھانے سے ہڈی کے یہ ہے کہ جنات اجسام لطیفہ ناریہ ہوائیہ ہین پس حضرت کی اسدعا
سے غذا اونکی بھی لطیف کہ بو ہونکو سونگھہ کر غذا حاصل کرتے ہین چنانچہ اسی وجہ سے منع فرمایا سرور عالم نے کھانے سے ہڈیونکے
انتہی اور تفسیر یعقوب چرخی مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جنات تین قسم پر ہین بعضی مثل تیرون کے بازو اور
پر رکھتے ہین اور ہوا مین اوڑتے ہین اور بعضی سانپون اور کتون کی صورت پر ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جس جنس
کی صورت چاہین بن جاوین اور کلان ترین اونکا جنہنے قرآن سنا تھا اوسکا نام عمرو تھا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ کہتے ہین ہمنے ایک قوم سے سنا کہ وہ کہتی تھے کہ ہم ایک سفر مین تھے ہمنے ایک سانپ مرا ہوا دیکھا خون مین لتھڑا
ہوا ایک نے ہم مین سے اوسکو دفن کر دیا اور ہم چلے گئے بعد ازان ایک قوم ہمارے آگے آئی اونھون نے ہمسے
پوچھا کہ عمرو کو تم مین سے کسنے دفن کیا ہمنے کہا عمرو کون ہے اونھون نے کہا وہ سانپ کہ جسکو تمنے فلانی جگہہ دفن کیا ہے
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارون مین تھا جنات مین سے اور اوسنے حضرت سے قرآن سنا تھا اوسکا نام عمرو تھا دو
قبیلون مین جنات کے لڑائی ہوئی ایک قبیلہ اون مین سے مسلمان تھا عمرو اون مین سے تھا دوسرا قبیلہ کافر تھا اونھو
نے عمرو کو شہید کیا اور حیوۃ الحیوان مین ہے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے پیدا کیا اللہ تعالی نے جنون کو تین قسم ایک سانپ اور
بچھو اور حشرات الارض اور ایک قسم مانند ریح کے ہین ہوا مین اور ایک قسم مانند بنی آدم کے ہین اونپر ہے حساب اور عقاب
اور ابن جوزی نے کتاب الصفوۃ مین ساتھ سند کے سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مین نواحی مین بلاد عاد
کے تھا ناگاہ مینے دیکھا ایک شہر پتھر کندہ کئے ہوئے کا اوسکے وسط مین ایک قصر تھا پتھر کا بود و باش جنون کا تھا مین
اوس مین آیا یکایک دیکھا مینے ایک شیخ عظیم الجثہ کہ نماز پڑہ رہا تھا کعبہ کی سمت کو اور اوسکے بدن پر ایک صوف کا جبہ
تھا اوس مین بڑی تر و تازگی تھی سو تعجب نکیا مینے اوسکی بڑی خلقت سے جسقدر جسے کہ تعجب کیا اوسکی تازگی جبہ کے سے
پھر مینے سلام کیا اوسنے جواب دیکر فرمایا ای سہل بدن نہین گلاتے ہین کپڑون کو اونکو تو بدبو نہین گناہون کی اور طعام
حرام کے گلاتی ہین یہ جبہ مجہپر سات سو برس سے ہے اسی کو پہنے ملاقات کی مینے حضرت عیسی اور محمد علیہما السلام سے پس ایمان
لایا مین ان دونون پر مینے کہا تم کون ہو کہا مین اون جنون سے ہون جنکے حق مین آیت اتری ہے جنکی شان مین قل اوحی الی انہ استمع

نفر من الجن کما فی المظہری اور پیدا کیا انسانون کو بھی تین قسم ایک قسم مانند چوپایون کے کما قال اللہ تعالیٰ اولٰئک کالانعام بل ہم
اضل وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسے بھی بے راہ اور ایک قسم ایسی کہ بدن اونکے بدن آدمیون کے ہین اور روحین اونکی روحین شیطانون
کی ہین اور یہی قسم مراد ہے مولوی معنوی کے اس شعر مین ؎ ای بسا ابلیس آدم روئی ہست ٭ پس بہر دستی نباید داد دست
اور جمع الجوامع مین ایک حدیث ہے اوسکا مضمون یہہ ہے کہ آخر زمانہ مین جن آدمیون کی صورت مخلوق ہونگے اور لوگون
کو بھگائینگے چنانچہ وہ سراج المعانی شرح مثنوی مین منقول ہے اور ایک قسم مانند فرشتون کے ہے کہ سایہ مین ہونگے وہ اللہ تعالیٰ
کے اوس دن کہ نہوگا سایہ مگر سایہ اوسی کا اور روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا نے ایک تابعی سے کہ تحقیق ایک سانپ آیا اوسنے نہ یہ یز
اوسکے پاس زبان نکالے ہوئے پیاس سے پھر اوس نے پانی پلایا اوسکو پھر تحقیق وہ مرگیا پھر دفن کردیا اوسکو پھر ایک جن رات کو
اوس پاس آیا اور سلام کیا اور شکر اوسکا ادا کیا اور خبردار کیا اوسکو کہ وہ سانپ ایک مرد صالح تھا جنون نصیبین مین سے نام اوسکا
زوبعہ تھا ان قصون سے اور جو آگے آتے ہین ثابت ہوا کہ جنون کو آدمی دیکھ سکتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ شافعی نے فرمایا ہے
کہ اگر کوئی اہل عدالت مین سے کہے کہ مین جنکو دیکھتا ہون تو وہ مردود الشہادت ہے اور اوسپر تعزیر ثابت ہے بسبب مخالفت اوسکی
کے اس قول رب العزت جل جلالہ کے انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم مگر یہہ کہ جو زعم کرنے والا نبی ہو تو اوسکا یہہ حکم نہین **جواب** یہہ قول
شافعی کا اوس شخص پر محمول ہے کہ دعوی کرتا ہے جنون کے دیکھنے کا اصل صورت پر اور یہہ تجویز تعزیر کی اوسی قبیل سے ہے کہ امام نووی
نے فتاوی اپنے مین کہا کہ جو کوئی منع کرے تفضیل سے درمیان انبیا علیہم السلام کے تو تعزیر دیا جاوے بسبب مخالفت اوسکی کے قرآن مجید
سے کما فی حیوۃ الحیوان اور منقول ہے کہ عمر بن عبد العزیز ایکبار چلے جاتے تھے زمین بیابان مین ناگاہ دیکھا اونھون نے ایک سانپ مرا ہوا
سو کفنایا اوسکو اپنی چادر کے ایک ٹکڑے سے اور دفن کردیا پھر ناگاہ کہنے لگا ایک کہنے والا یا سرق اشہد لسمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لک ستموت بارض فلاۃ فیکفنک ویدفنک رجل صالح **ترجمہ** یعنی اے سرق گواہی دیتا ہون کہ البتہ سنا مینے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے وہ تیرے حق مین کہ قریب ہے کہ مریگا تو زمین بیابان مین سو کفن دیگا تجھکو اور دفن کریگا تجھکو ایک
مرد صالح پھر پوچھا اوس کہنے والے سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تو کون ہے رحم کرے اللہ تعالیٰ تجھپر اوسنے کہا مین اون جنون سے ہون جنھون
نے قرآن سنا تھا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اب اون مین سے کوئی باقی نہ رہا مگر ایک مین ہون اور سرق اسم مردے
کا نام ہے فتح العزیز مین ہے کہ یہہ او نھین مین سے تھے جنھون نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی حیوۃ الحیوان مین ہے عبد اللہ بن حسین
مصیصی سے کہ کہا اونھون نے کہ گیا مین شہر طرطوس مین مجھکو لوگون نے خبر دی کہ یہان ایک عورت ہے اوسکا نام نہوس ہے دیکھا ہے
اوسنے اون جنون کو کہ آئے تھے ایلچی ہوکر قوم جنات سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر گیا مین اوس عورت کی پاس
سو دیکھا مینے اوسکو چت لیٹے پھر کہا مینے اوس سے کہ کیا دیکھا ہے تو نے کسی اون جنون مین سے کہ وہ ایلچی ہوکر آئے تھے قوم جنات کی طرف
سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اوسنے کہا ہان دیکھا ہے مینے حدیث کی مجھسے سمحج نے کہ عبد اللہ نام
رکھا تھا اوسکا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہتا تھا پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہان تھا

رب ہمارا پہلے پیدا کرنے آسمان اور زمین کے فرمایا حضرت نے کہ ایک نور کی تجلی پر کہ تر لی بھری تھی وہ نور بین یعنی اسوقت کوئی
چیز موجود تھی مخلوق الٰہی میں سے ہو اوس تجلی کے اور اللہ تعالیٰ تو پاک اور منزہ ہے مکان سے اور نیز مراد نور کی تجلی اور نور کے دریا سے
ایک امر ہے کہ جسکے بھید دریافت کرنے سے عقل عاجز اور قیاس قاصر ہے جسطرح لفظ عما سے یہی مراد ہے اس حدیث کی حدیث میں کہ کہا
ابو رزین نے یا رسول اللہ کہاں تھا ہمارا رب العزت پہلے پیدا کرنے مخلوق کی فرمایا کان فی عماء ما تحتہ ھواء و ما فوقہ ھواء یعنی تھا
عما میں عما لغت میں بلکہ ابر یا گھرے ابر کو کہتے ہیں سو اس طرح سے تمثیلیں مناسب فہم مخاطب کے موافق محاورہ اہل زبان کے بہت آتی
ہیں قرآن و حدیث میں اونھیں میں سے ہے الرحمن علی العرش استوی اور تاویلیں عما کی آگے آوینگی اس مقام میں یہ تاویل
کرنی چاہیے کہ نور کی تجلی سے انوار اسما و صفات اور نور کے دریا سے ذات جامع الصفات مقصود ہے جیسے کہ تجلی ظاہری کو دریا کا ہونا
لازم ہے اسیطرح پروردگار کے صفات و تجلی ذات پاک کو لازم غیر منفک ہیں پس حاصل یہ ٹھہرا کہ تھا اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ اور
اور نہیں اوسکے ساتھ کوئی چیز اور کہا اوسنے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اوس شخص کو کہ نہیں کوئی بیمار
قریب الموت کہ پڑھی جاوے اوس پاس سورہ یٰس مگر مریگا وہ سیراب ہو کر اور داخل ہوگا قبر میں سیراب اور اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن
سیراب انتہی روایت کیا معالم التنزیل میں معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا کرو اپنے
مرنے والوں پر سورہ یٰس **حکایت** امام احمد ایکبار سخت بیمار ہوئے اونکے والد سرہانے یٰس پڑھتے تھے جب اوس سے فراغت پاچکے تو
شہادت تلقین کرنے لگے جب لا الہ الا اللہ کہتے امام احمد اوس کے جواب میں لا کہتے یعنی نہیں تو اس بات سے وہ ڈر ہوا اونکو بری خاتمہ کا جب
اس حالت سے افاقہ ہوا تو والد نے یہ قصہ کہہ سنایا فرمایا کہ اوس وقت شیطان صورت انسان کی پکڑ کر میرے سامنے کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ اے احمد
مجھسے تو بے ایمان ہو جا میں اوسکے جواب میں کہتا تھا لا پھر دیکھا میں نے ایک جوان بڑا خوبصورت کہ وہ اوسکو ہٹاتا تھا میں نے پوچھا کہ
آپ کون شخص ہیں فرمایا کہ میں سورہ یٰس ہوں کما فی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ انتہی فتح العزیز میں ہے کہ اون جنوں میں سے کہ صحابی ہو
ایک عمرو بن جابر ہیں اونکی صفوان بن معطل نے تجہیز و تکفین کی تھی اور دوسرے عمرو ہیں جو کافر جنوں کی لڑائی میں شہید ہوئے جنکا ذکر
گذر چکا اور اونھیں میں سے ایک سرق ہیں جنکا قصہ گذر چکا اور اونھیں میں سے ایک کا نام خرقا تھا وہ جنیہ عورت تھی اوسکو عمر بن
عبد العزیز نے کفن دفن کیا تھا اور اوسی میں ہے کہ امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور بیہقی اور دوسرے محدثوں نے بلال بن حارث
سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا عرج میں مقام ہوا عرج
بفتح عین اور سکون راء مہملہ کے نام ہے ایک قصبہ کا شہر فرعی علمداری میں اور وہ مدینہ سے کئی دن کی مسافت پر ہے
اور بھی ایک پہاڑ ہے مکہ کے راستے میں اور وہاں سے تہامہ شروع ہے انتہی مجمع البحار میں نے اپنے خیمہ سے نکلکر چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں دیکھا میں نے کہ حضرت سب لشکر سے باہر دور اکیلے بیٹھے ہیں میں نے چاہا کہ آپکے پاس جاؤں
جب آپکے قریب پہونچا تو آواز شور اور غل کی میرے کان میں پہونچی گویا بہت سے لوگ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں اور سخت گفتگو
بھی کرتے ہیں میں ٹھہر گیا اور سمجھا میں نے کہ آپکے پاس غیب کے لوگوں کا ہجوم ہے اسوقت جانا مناسب نہیں ہے پھر تھوڑی دیر میں

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجکو دیکھکر آپ نے تبسم فرمایا مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ شور وغل کیا تھا آپنے
فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنون مین جھگڑا تھا رہنے کی مقدمہ مین میرے پاس فیصلہ کے واسطے آئے تھے سو مینے ایسا حکم کیا کہ مسلمان
جنات جلس کے ملک مین سکونت اختیار کرین جلس ساتھ فتح جیم اور سکون لام کے بلاد نجد کو کہتے ہین از قاموس اور کافر غور
کے ملک مین رہین آپس مین ملے ہوئے نہ رہین غور ساتھ فتح غین کے زمین پست کو کہتے ہین اور نام ہی اوس زمین پست کا جو جانب
مغرب نجد کے ہے تہامہ سے اور ایک جگہ ہی بیچ بلاد بنی سلیم کے انتہی از قاموس چنانچہ کثیر بن عبد اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین
کہتے ہین کہ ہمنے تجربہ کیا ہے کہ جسکو جلس کے ملک مین کچھہ جن کا آسیب ہوتا ہے تو وہ جلد اچھا ہوجاتا ہی ہلاک نہین ہوتا ہے اور
غور کے ملک مین جسکو جن کا آسیب ہوتا ہی تو وہ اکثر اچھا نہین ہوتا بلکہ ہلاک ہوجاتا ہی اور خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت
کی ہی کہ جابر کہتے تھے ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ سفر مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک
کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ دیکھا یکایک ایک کالا سانپ بہت ہی بڑا آپ کی طرف چلا لوگون نے چاہا کہ اوسکو ماریں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو مت چھیڑو آخر کو وہ سانپ آپکے نزدیک پہونچا اور اپنے مونہہ کو آپکے کان کے پاس لے گیا جیسے کوئی کچھہ بات
کان مین کہتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے مونہہ مبارک کو اوسکے پاس لیجا کر کچھہ فرمایا پھر وہ سانپ غائب
ہوگیا اور معلوم بھی نہوا گویا اوسکو زمین نگل گئی ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اس سانپ کو اپنے کان تک آنے دیا ہمکو
اوس سے بڑا خوف ہوا تھا کہ یہہ جانور ہے سمجھے ہے ایسا نہو کہ آپکو کچھہ ایذا دے یا کاٹ کھائے تو آپ نے فرمایا یہہ جانور نتھا بلکہ جنون کا بھیجا
ہوا تھا فلانی سورۃ کی آیتین وہ بھول گئے تھے سو اوسکے پوچھنے کے واسطے اسکو بھیجا تھا جب اس نے تم لوگون کو دیکھا تب سانپ
کی شکل بنکر تمہارے سامنے آیا اور مجھکو چلا گیا پھر جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوار
ہوئے اور آگے کو چلے رستہ مین ایک گانون ملا وہان کے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہان ایک عورت ہی جوان خوبصورت
ایک جن اوس پر عاشق ہی وہ اوسکے اندر گھس کر اوسکو بیہوش کر دیتا ہے نہ کچھہ کھاتی ہی نہ کچھہ بات کرسکتی ہی بلکہ ہلاکت کی قریب ہی آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اوس عورت کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ ای جن تو مجھکو جانتا ہی کہ مین کون شخص ہون مین محمد
ہون حق تعالیٰ کا رسول بھیجا ہوا تو اس عورت کو چھوڑ دی پھر یہہ بات فرماتے ہی وہ عورت ہوش مین آگئی اور اپنی مونہہ کو نقاب سے چھپا لیا
اور لوگون سے حیا کرنے لگی اور بالکل اچھی ہوگئی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مینے اوس عورت کو دیکھا تھا ایسی خوبصورت تھی جیسے
چودھوین رات کی چاند کا ٹکڑا اور عقیلی اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کہتے تھے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تھا مکہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ دیکھا یکایک ایک پیر مرد ہاتھہ مین عصا لیے
ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آنکر حاضر ہوا اور آپکو سلام کیا آپنے اوسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسکی آواز
جن کی سی ہی پھر آپنے اوس سے پوچھا تو کون ہی اوس نے کہا اس شخص کا نام ہامہ ہی ہیم کا بیٹا اور ہیم لاقیس کا بیٹا اور لاقیس ابلیس کا
بیٹا ہے آپنے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو ہی پشتین ہین بھلا کہہ تو تیری کتنی عمر ہے اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ

جتنی دنیا کی عمر ہے اوتنی ہی میری عمر ہے کچھ تھوڑی سی کم اسواسطے کہ جن دنون مین قابیل نے ہابیل کو مارا تھا اوسوقت مین کئی برس کا تھا لیکن بات سمجھتا تھا اور پہاڑون پر دوڑتا پھرتا تھا اور لوگون کا غلہ اور کھانا چرا لاتا تھا اور لوگون کے دلون مین فکر خویش اور اقربا سے بدسلوکی کرنے کو وسوسہ ڈالا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بڑھاپے کے عمل تو ایسے ہین اور جوانی اور بچپن کے ویسے تو بہت برا شخص ہے اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو کچھ ملامت نکیجیئے اسلیئے کہ اب مین توبہ کرنے کو آیا ہون اور مینے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور اون کی مسجد مین اونکی صحبت مین بہت رہا ہون اور پہلے اونکے ہاتھ پر توبہ کی تھی مینے اور ایک سال اونکی مسجد مین رہا ہون اور حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتون مین رہا ہون اور حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے مینے اور اون سے توریت سیکھی تھی اور اونکا سلام حضرت عیسی علیہ السلام کو پہونچایا تھا اور حضرت عیسی سے بھی ملاقات کی تھی اور انجیل سیکھی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرے تو میرا سلام اونکو پہونچانا سو اب وس بار امانت کو ادا کرنیکے واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون انس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت مین ہے پس فرمایا حضرت نے وعلیہ السلام وعلیک السلام یا ہام اور یہ بھی میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے مجھکو کچھ قرآن شریف تعلیم فرمایئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کئی سورتین جیسے کہ سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور انس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت مین بجای سورہ مرسلات کے سورہ قل یا ایہا الکافرون ہے اور سورہ عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اوسکو تعلیم فرمائین اور یہ بھی آپنے اوس سے ارشاد فرمایا کہ ہامہ جسوقت تجھکو کسی چیز کی کچھ احتیاج ہو تو ہمارے پاس آنا اور ہمسے ملاقات نچھوڑنا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تو وفات پائی اور اوسکی موت کی خبر ہمکو نہین دی اب ہمکو معلوم نہین ہے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا انتہی اور اسی قصہ کو خطیب اور خازن اور دمیری نے انس سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت مین یہ ہے کہ کہا اوسنے مینے حضرت ابراہیم سے بھی ملاقات کی اور اونپر ایمان لایا اور منجنیق مین رکھتے وقت اور آگ مین ڈالتے وقت اونکے ساتھ تھا اور یہی تفسیر عزیزی مین ہے کہ عرب کے جزیرہ مین بہت سے جن یہودی تھے پہلے نزول قرآن سے وہ خبر آسمان کی کاہنون پاس لاتے اور اونسے نذر و نیاز لیتے جب قرآن شریف نازل ہوا اپنی اس خدمت سے معزول ہونے پر راضی ہوئے اور خود آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوکر ایمان لائے اونکی حکایتین بھی تفسیر مین بتفصیل مذکور ہین اور اونھین عرب کے جزیرے کے جنون کی گواہی سے بھی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ثبوت اور آسمان کے ستارون کا گرنا اور قرآن شریف کا نازل ہونا تواتر کے طور پر منقول ہے جس مین کسی طرح کا شبہہ نہین ہے اور اون مین جو صحابیت کے درجہ کو پہونچے وہ بھی بہت ہین تھے چنانچہ پہلے لیلۃ الجن مین جو مکہ کے اندر درہ حجون مین تھی اور دوسری لیلۃ الجن مین جو مدینہ مین میدان بقیع غرقد مین تھی دونون مرتبہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھ تھے دونون بار جنون کی اسقدر کثرت بیان کی ہے کہ شمار سے باہر ہے اور مدینہ مین دوسری لیلۃ الجن مین حضرت زبیر آپکے ساتھ تھے اونھون نے بھی اسیطرح کی اونکی کثرت بیان کی ہے انتہی ملخص عزیزی اور ایک رسالہ مین ہے کہ آنا جنات کے ایلچیون کا خدمت مین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چھ بار ثابت ہے اول

اوس بار کہ آپ مفقود ہو گئے تھے اور صحابہ پہاڑوں اور ٹیلوں میں ڈھونڈھتے گئے تھے جب نہ پایا تب لوگ کہنے لگے کہ شاید کوئی جن
آپکو کہیں اوٹھا لے گیا ہو یا آپ کہیں پوشیدہ مارے گئے صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم حاضر
تھے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک رات سو گم کیا ہمنے آپکو اور تلاش کیا نالوں اور گھاٹیوں میں پھر ہم
کہنے لگے شاید آپ پوشیدہ کہیں قتل کئے گئے پس گذاری ہمنے بہت بری رات کہ گذاری ہو کسی قوم نے پھر جب صبح ہوئی ناگاہ آپ تشریف
لائے جبل حرا کی طرف سے عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ ہمنے آپکو گم کیا پھر آپکو تلاش کیا کہیں نہ پایا سو گذاری ہمنے بہت بری رات کہ گذاری
ہو کسی قوم نے آپ نے فرمایا کہ آیا تھا پاس میرے ایک بلانے والا جنوں کیطرف سے گیا میں اوسکے ساتھ اور پڑھا میں نے اوپر انکے قرآن شریف
کو الحدیث اور دوسری بار قریب مکہ معظمہ کے درہ حجون میں اور تیسری بار بلندی مکہ میں اور چوتھی بار مدینہ منورہ میں حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بعد بقیع غرقد کے میدان میں اور ان راتوں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود ہمراہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ
وسلم کے تھے اور پانچویں بار باہر مدینہ منورہ کے اس دفعہ زبیر آپکے ہمراہ تھے اور چھٹی بار ایک سفر میں اس بار بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حاضر
ہوئے تھے وہاں پر اور ایک کتاب میں جنات کا آنا خدمت شریف میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے مکے کے درمیان تین بار
ثابت کیا ہے اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود حاضر تھے ان تینوں دفعہ میں خدمت شریف میں حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی اور خط
کھینچا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے اونکے گرد ہر بار بیچ انکی حفاظت کے لیے ایذا پہنچانے سے جنات کے حدیث میں ہے
کہ جس شخص کو سفر یا حضر یا بیماری میں خوف جن کا ہو چاہیے وہ ساتھ اسماء الہی کے استعاذہ کرے اور اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم و قل رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین و اعوذ بک رب ان یحضرون اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
اور مانند اسکے پڑھے اور کہے اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من شر ما خلق جو یہہ کہے گا تو کچھ آسیب اور ضرر اوسکو جن کیطرف
سے نہ پہونچے گا کذا فی تفسیر فتح العزیز اور مروی ہے کہ اللہ جل علاہ نے فرمایا ابلیس سے کہ نہیں پیدا کرونگا میں واسطے آدم کے
ذریت مگر پیدا کرونگا میں واسطے تیرے برابر اوسکے سو نہیں ہے اولاد آدم میں کوئی مگر واسطے اوسکے ایک شیطان ہے ساتھی اوسکا
بعضی آثار میں آیا ہے کہ ابلیس نے دعا کی ای رب میرے نکالا تو نے مجھکو جنت سے بسبب آدم کے اب مسلط کر مجھکو اوپر اوسکے اور اوسکی
اولاد پر فرمایا تو مسلط ہے پھر دعا کی حضرت آدم نے ای رب میرے مسلط کیا تو نے مجھ پر اور میری ذریت پر شیطان کو اور نہیں
اسکی طاقت نہیں سکتا مگر تیری مدد سے فرمایا نہ پیدا ہوگا تیری اولاد میں کوئی مگر مقرر کرونگا واسطے اوسکے حفاظت کرنے والے
یعنی فرشتے اور حدیث میں ہے کہ ابلیس نے عرض کی ای رب میرے تو نے بھیجا پیغمبروں کو اور نازل کیں کتابیں پس کیا ہے قرأت میری
فرمایا شعر پھر عرض کی کیا ہے کتاب میری فرمایا وشم یعنی بدن کا گودنا پھر عرض کی کون ہیں پیغامبر میرے فرمایا کاہن پھر عرض کی
کہاں ہے مکان میرا فرمایا حمام پھر عرض کی کہاں ہے مجلس میری فرمایا بازار پھر عرض کی کیا ہے میرا کھانا فرمایا وہ کھانا جس پر
نام نہ لیں یعنی بسم اللہ نہ کہیں پھر عرض کی کیا ہے پینا میرا فرمایا نشہ لانے والی چیزیں پھر عرض کی کیا ہے جال میرا فرمایا عورتیں پھر
عرض کی کیا ہے ساز و سامان میرا فرمایا مزامیر اور کہا گیا ہے کہ شیطانوں میں مرد ہیں اور عورتیں پس پیدا ہوتی ہیں وہ آپ سے یعنی

اون بن توالد و تناسل ہوتا اور بعضے کہتے ہین یہی ہے قول قتادہ رحمہ اللہ کا اور اوس پر شیطان اپنے پٹھے مین نکل کر انڈے دیتا ہے انجام کو اپنی پرین
پھر انڈے دیتا ہے ہر انڈے سے ایک جماعت شیطانون کی اور کہا گیا ہے کہ تحقیق پیدا کیا اللہ تعالی نے واسطے اوسکی داہنی ران مین ذکر
اور بائین مین فرج سو وطی کرتا ہے ان دونون سے پھر نکلتے ہین اسطرح اوسکے ہر روز دس انڈے کہ پیدا ہوتے ہین ہر ایک انڈے سے ستر شیطان
اور شیطانیان اور ذکر کیا مجاہد نے کہ ابلیس کی ذریت مین سے لاقیس ہے اور ولہان اور وہ شیطان طہارت اور نماز کا ہے یعنی وہ
وسوسے ڈالتا ہے کہ یہہ پانی اچھا نہین جب اچھی طہارت حاصل کرنا ابھی وقت نماز کا بہت ہے ٹھہر کر پڑھنا اور جو شیطان کہ نماز کی اندر وسوسہ
ڈالتا ہے وہ خنزب ہے اور ہفاف اور وہ شیطان جنگلون کا ہے اور مرہ کہ ساتھ اوسکے کنیت رکھا گیا ہے ابلیس یعنی ابومرہ کہلاتا ہے
اور زلنبور اور وہ صاحب بازارون کا ہے کہ مزین کرتا ہے لغو اور جھوٹی قسم اور مبیع کی جھوٹی تعریف کو اور ثبر اور وہ صاحب
مصیبتون کا ہے کہ آراستہ کرتا ہے مصیبت مین چہرے کے کھروچنے اور رخسارون کے پیٹنے کو اور گریبان پھاڑنے کو اور ابیض اور وہ
پیغمبرون کے وسوسے پر مقرر ہے اور اعور اور وہ زنا کو وسوسے ڈالتا ہے کہ پھونک مارتا ہے مرد کے پیشابگاہ کی سوراخ مین اور عورت کے
پیشابگاہ مین اور داسم اور وہ وہ ہے کہ جس وقت کہ داخل ہوتا ہے آدمی اپنے گھر مین بدون سلام کرنے اور بسم اللہ کہنے کے تو داخل ہوتا ہے
ساتھ اوسکے اور وسوسہ ڈالتا ہے اوسکے دل مین پھر ڈالتا ہے مرد مین اور اوسکی اہل مین فساد پھر جو کھانا کھاوے آدمی اور بسم اللہ نکہے تو وہ
بھی کھاتا ہے ساتھ اوسکے سو علاج اوسکا یہہ ہے جبکہ آوے کوئی شخص اپنے گھر مین اور سلام کرنا اور بسم اللہ کہنا بھول جاوے اور دیکھے
کوئی ایسی شے کہ بری لگے اوسکے دل کو اور لڑنے لگے اپنے اہل سے تو یون کہے داسم داسم اعوذ باللہ منہ یعنی یہہ شر داسم کا ہے
یہہ شر داسم کا ہے پناہ چاہتا ہون ساتھ اللہ تعالی کی اوسکے شر سے اور ایسے ہی مروی ہے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ وقت صحبت
کرنے کے شیطان بیٹھ جاتا ہے آدمی کے ذکر پر پس اگر بسم اللہ نکہے تو شریک ہو جاتا ہے ساتھ اوسکے جماع کرنے مین اوسکی بیوی سے اور
انزال کرتا ہے ساتھ اوسکے اوسکی فرج مین مظہری اور مطوس اور وہ شیطان خبرون کا ہے کہ جھوٹی خبرین لوگون کے مونھ مین
ڈالتا ہے اور اونکی کچھ اصل اور حقیقت نہین ہوتی اور قبض ہے اور مان اونھون کی طرح ہے اور کہا نقاش رحمہ اللہ نے بلکہ وہ اوکی
اون کی یہہ کہتے ہین کہ ابلیس نے تیس انڈے دئے ہین دس مغرب مین اور دس مشرق مین اور دس میان مین اور پیدا ہوئی ہر ایک
انڈے سے ایک جنس شیطانون کی مانند غول بیابانی اور عفاریت اور قطارب کے اور جنون کے اور بھی بہت سے نام ہین انکی
جماعت کی پھر وہ سب دشمن بنی آدم کے ہین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ
بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ھذا ملخص حیوۃ الحیوان و مظہری ترجمہ سو اب تم ٹھہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو رفیق میرے
سوا اور وہ تمھارے دشمن ہین برا ہاتھ لگا بے انصافون کو بدلا مگر جو کوئی کہ اون مین سے مسلمان ہوا سو وہ دشمن نہین ہے
فائدہ یعنی اللہ کے بدلے شیطان پکڑا اوسکی اولاد مین جتنے بت پوجے جاتے ہین انتہی موضح القرآن پیغمبر علیہ صلوۃ اللہ
الصمد نے بطن نخلہ مین کئی روز مقام کیا پھر وہان سے مکہ کا عزم مصمم کیا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ آپ کیونکر
طرح تشریف فرما ہوتے ہین اون سے جو لوگ تو آپکو نکالدیا ہے چنانچہ سیر گازرونی اور مدارج مین نقل کیا اور روضۃ الاحباب مین

ذکر کیا کہ ارباب سیر رحمہم اللہ تعالیٰ نقل کرتے ہین کہ جب سرور انس و جان نے طائف سے مراجعت کی اور مکہ کی سرحد پر آئے ایک جماعت
اہل اسلام سے آپکی مراجعت کی خبر سنکر حاضر ہوئے اونھون نے عرض کیا کہ یا حضرت فی الحال آپکا تشریف لانا مکہ مین مصلحت
نہین ہے اسواسطے کہ کفار قریش بیچ کینہ و طیش معاملہ سفہای بدکیش سکان ثقیف اور سکان طائف سے واقف ہوئے ہین اونھون نے بھی
اپنی سفلون کو جمع کیا ہے اور چاہتے ہین مبادا کہ بدستور ثقیفان بصر عیب نور کے آپ کی نسبت کچھ بے ادبی کرین اور ابواب جور و ستم کی
ہم پر بھی کشادہ کرین خواجہ کائنات علیہ اکمل التحیات نے وہان سے کوہ حرا کی طرف توجہ فرمائی اور راہ مین توقف کیا اسی
روایت سے روضۃ الاحباب کے وقوع ہو گیا شبہہ شارح مواہب کا کیا اوسنے کہا ہے کہ اس سفر طائف مین بجز زید بن حارثہ کے اور کوئی
اصحاب مین سے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھا تو یہہ جو روایت صحیح مین آیا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بطن نخلہ مین نماز فجر کی اپنے اصحاب کے ساتھہ پڑھ رہے تھے اوس وقت جن نصیبین کے آئے تو اس مین جو اصحاب کا لفظ واقع
کا یہہ ہے کہ مراد اصحاب سے وہ لوگ ہین جو مکہ سے حضرت کی مراجعت کی خبر سنکر بطن نخلہ مین آئے تھے جیسا کہ صاحب روضۃ الاحباب
وغیرہ نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور سید گازرونی اور روضۃ الاحباب نے کہا کہ پیغمبر حضرت نبوی نے زبانی ایک
شخص کے جو بنی خزاعہ مین سے تھا مطعم بن عدی کو یہہ پیغام بھیجا کہ مین چاہتا ہون کہ تیرے جوار مین آؤن اوسنے آپکے فرمانے کو
قبول کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ بیخوف تشریف لاؤ مینے اپنے جوار و امان مین آپکو لیا اور معارج النبوت مین ہے کہ آپنے پہلے اسی شخص کو
نزدیک اخنس بن شریق اور سہیل بن عمرو کے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپکو اپنے جوار و حمایت مین لیوین ان دونون نے توقف کیا اور آپکے فرمانے
کو قبول نہ کیا انتہی دوسرے روز صبح کے وقت مطعم نے ہتھیار لگائی اور اپنے فرزندون اور اتباع اور قوم کو بھی ہتھیار بند کرایا اور اونسے
کہدیا کہ ارکان بیت اللہ پاس جا کر کھڑے ہوو مینے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جوار و حمایت مین لیا ہے اور آپ شتر پر
سوار ہو کر مسجد الحرام پاس آیا اور ندا کی کہ اے جماعت قریش مینے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جوار اور ہمسائگی مین لیا ہے سو
اب چاہیئے کہ کوئی تم مین سے متعرض اونکے نہووے ابوجہل کو اوسکی خبر ہوئی مطعم پاس آیا اور اوسی اوس ہیئت اور شکل کو ساتھ آمادہ پایا
پوچھا کہ تو مجیر ہے یعنی امان دینے والا ہے یا تابع اوسنے کہا مجیر ہون ابوجہل نے کہا جسکو تو نے امان دی اوسکو ہمنے بھی امان دی پیغمبر خدا
مکے مین تشریف لائے اور حجر اسود کو چوما اور طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کے اپنے گھر تشریف لائے اور مطعم شتر پر سوار تھا اور اوسکے
لڑکے اور اتباع آپکی ہمراہ رکاب تھے مطعم پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے گروہ قریش کی مینے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے خبردار کوئی
اونکی ہجو نکرنے پائے اور کچھ ایذا نہ پہونچائے قصہ کوتاہ وہ آپکی محافظت کرتا رہا اور ایک روایت مین ہے کہ دوسرے روز پیغمبر خدا نزدیک مطعم کے
تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اپنے جوار کو مجھسے اوٹھا لے مطعم نے سید الابرار علیہ السلام سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے خیر العرب نے فرمایا
نہین چاہتا ہون مین کہ بیچ جوار مشرک کے ایک روز سے زیادہ رہون مطعم بیان سے سلیم النفس و قبیح الخطوات کا بقدر ضرورت کے
ثابت ہوا مطعم نے ارشاد حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا اور آپ سے اپنا جوار اوٹھا لیا حضرت ذو الجلال جل قدرہ
اپنے کنف حمایت مین نگاہ رکھا بیت مختفی کان برای دوست کشم ؎ راحت جان مبتلای غمست ۞ من حمایت زکس نمیخواہم

جانشین وناصر ہو خدا کی نسبت ۔ پہر جبتک کہ مکہ مین اقامت کی تبلیغ احکام مین مشغول ہے ایام موسم مین وہ جمع اشقیا سر راہ قبائل
قبائل پر آپکو پیش کرتے اور ہر ایک کو سمجہاتے وہ ہدایت کیش یون فرماتے کہ اے بنی فلان مین رسول خدا کا ہون تمہاری طرف
ہدایت کو آیا ہون اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی عبادت کرو خدا کی اور شریک نکرو اوسکے ساتھ کسی کو ایک باپ کی اولاد کو قبیلہ کہتے ہین
اور جمع اوسکی قبائل ہے اور آپکے پیچھے پیچھے ابولہب ادب پہرتا تھا اور کہتا تھا اسکی بات نہ سنو پہر بنی کندہ مین تشریف لیگئے اور
اون مین اونکا سردار بھی تھا اوسکا نام ملیح تھا انتہی سیرت ابن ہشام اور انکو بھی اسلام کی طرف دعوت کی اونھون نے قبول
نکی اسی طرح بنی کلب مین رونق افروز ہوئے اونھون نے بھی یہی جواب دیا پہر اون مین کے ایک بطن مین تشریف لیگئے جنکو بنو عبد اللہ
کہتے تھے اونکو آپنے اسلام کیطرف بلایا اور فرمایا یا بنی عبد اللہ ان اللہ قد احسن اسم ابیکم یعنی اے اولاد عبد اللہ کی بہ تحقیق اللہ تعالی نے
اچھا رکہا ہی نام تمہارے باپ کا پس قبول نکیا اونھون نے انتہی سیرت ابن ہشام پہر منزل بنی حنیفہ مین گئے اونھون نے بھی ساتھ بدترین صورت
کے رد کیا پہر ترجمہ مواہب مین ہے خلاصہ یہ ہے کہ الغرض سب قومون کے نزدیک کہ موسم حج مین مکہ معظمہ مین آتی تہے حضرت تشریف لیجاتے
اور سمجہاتے اور دعوت فرماتے اور جب کسی ہی شرف کو سنتے کہ وہ مکہ مین آیا ہی اوسکے پاس بھی جاتے اور اوسے اسلام کی دعوت فرماتے
جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے فرماتے ہین کہ دس برس آپنے مکہ مین دعوت اسلام کی فرمائی اور موسمون عکاظ اور مجنہ مین اونکی منزلون یعنی
فرودگاہون مین جاتے اور فرماتے کہ کون ہے کہ مجہے جگہ دے اور میری یاری کرے تو اپنے رب کی رسالت پہونچادون اور اوس کے لیے
بہشت ہے پہر حق جل وعلا شانہ نے توفیق دی ہمکو ایک یثرب مین جگہ دی اور آپکی تصدیق کی ابن عباس سے نقل ہے بخاری مین مروی ہے
کہ حضرت مدرس نبوی ایک گروہ رفاقت پرور اصحاب کا اپنے ہمراہ لیکر سوق عکاظ کو تشریف لیجاتے تھے پہر آگے
اسی ترجمہ مین قصہ جنون کا ذکر کیا ہے اوپر مذکور ہو چکا ملخص روضۃ الاحباب کا ختم ہوا اور واضح ہو کہ جاہلیت مین چار بازار
تہے جنکے یہ نام تہے عکاظ ذوالمجاز مجنہ حباشہ وہی بیچ ایام مقررہ کے سال بہر مین ایک بار لگا کرتے تہے یعنی جیسے کہ ہندوستان مین
ہندو میلے کہ جنکو پینٹہ بھی کہتے ہین کہین ہفتہ عشرہ مین اور کہین ایک مہینے مین ایک بار لگا کرتی ہین اون مین سے دو کا ذکر اس حدیث مین
بخاری کی ہے قال ابن عباس کان ذو المجاز وعکاظ متجر الناس فی الجاہلیۃ فلما جاء الاسلام کانہم کرہوا ذلک حتی نزلت
لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج ترجمہ فرمایا ابن عباس نے کہ تہا ذو المجاز اور عکاظ لوگون
کی تجارت کرنیکا مکان جاہلیت کے درمیان پہر جب آیا اسلام صحابہ کرام نے مکروہ جانا اوسکو یعنی اوس مین اسلف کرنے کو حتی کہ
اوتری یہ آیت کہ نہین تمپر گناہ کچہہ کہ ڈہونڈہو فضل کو اپنے رب سے بیچ ایام حج کے انتہی عکاظ بضم عین اور تخفیف کاف کے
اور بروزن غراب کے نام تہا اوس بازار کا مشہور ہے کہ صحرا مین درمیان نخلہ اور طائف کے شہر فتیق کیطرف ایام جاہلیت اور ابتدائی اسلام
مین لگتا تہا جسمین اسواق ورنحل تھی ثقیف کے اور طائف مین اور اوس مین دس کوس کا فاصلہ تہا اور ابن کلبی نے کہا
کہ وہ پیچہے قرن المنازل کے تہا ایک منزل کے فاصلے سے اوپر بستہ صنعاء کے کما فی القسطلانی اور غرہ ماہ ذیقعد سے اوسکا
بہرنا شروع ہوتا تہا اور بیس روز تک رہتا تہا اور ادیم عکاظی اوسکی طرف نسبت رکھتی ہے اور اوس مین قبائل عرب کے نزدیک

دور دور کے مجتمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے اور شعر کی لگاتے اور شعار فخر بیان اپنی قوم کے فضائل کے پڑھتے اور اپنے باپ دادون
کی بڑائیان کرکے ایک دوسرے پر اپنا افتخار ظاہر کرتے تھے یہان تک کہ آپس مین ایسی جہالت کی باتون پر کٹ مرتے تھے اور اونکی
لڑائیون کو فجار کہتے ہین اور وہ چار ہین فجار پہلی جب ہوئی تھی کہ عمر شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دس برس کی تھی
اور سبب اس لڑائی پہلی کا یہہ تھا کہ بدر بن معشر غفاری کی اوس بازار مین ایک مجلس ہوتی تھی وہ اوس مین بیٹھکر لوگون پر فخر اور بڑائی
ظاہر کرتا فخر کرتے مین دعوی بڑائی کے کرنے اور اعلان کرنے کو اوسکے ساتھ بیان کی نسیم الریاض مین یہان تک کہ ایک روز اوسنے مجلس
مین اپنا ایک پاؤن پھیلایا اور کہا انا اعز العرب یعنی مین گرامی تر عرب کا ہون پھر جسکو زعم ہے کہ مجھسے وہ اعز ہے تو میرے پاؤن
پر تلوار مارے یہہ کلام فخریہ اوسکا برا لگا ایک شخص نے اپنی جگہہ سے کود کر اوسکے زانون پر تلوار مارکر اوسکو زخمی کیا اور بعض
کہتے ہین زخمی کیا اور زخم بھی تھوڑا اوسکا لگا بعضون نے کہا یہی صحیح ہے پھر اونمین قتال ہوا اور فجار دوسری کا سبب یہہ تھا کہ
ایک عورت بنی عامر کی اوس بازار مین بیٹھی تھی تو پھر اوسکے گرد بیٹھ ایک جوان قریش بنی کنانہ سے اور اوس سے کہا کہ تو اپنا مونھہ مجھکو
کھولکر دکھا اوسنے مونھہ دکھانے سے انکار کیا سیرت حلبی تب یہہ اوسکے پیچھے چھپکر بیٹھا اور اوسکے دامن کو کانٹے مین اٹکا دیا جب
وہ کھڑی ہوئی تو اوس کی دبر کھل گئی لوگ دیکھکر ہنسنے تو اوسکو غیرت لگی تب وہ چلائی کہ یا آل عامر یعنی اے اولاد عامر کی حاضر ہو
وہ سب ہتھیار لے کر جھٹ پٹ آپہونچے ادہر اوس مرد نے آواز دی یا بنی کنانہ یعنی اے اولاد کنانہ کی حاضر ہو وہ بھی حاضر ہوئے پس
مین لڑ مرے یہہ حکایت اسپر دلالت کرتی ہے کہ عورتین جاہلیت مین بھی مونھہ کھولنے سے انکار کرتی تھین اور گھونگٹ کئے رہتی تھین اور
فجار تیسری کا سبب یہہ تھا کہ ایک مرد بنی عامر کا کچھہ قرضہ تھا ایک مرد بنی کنانہ پر وہ ٹالا بالا دیتا پھر اون مین خصومت ہوئی
پھر دونون کی قومون مین لڑائی ہوئی اور ذکر کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن جدعان نے اوتار لیا اوس قرضہ کو اپنے ذمے پر تو یہہ لڑائی
موقوف ہوئی اور فجار چوتھی جسکو فجار براض کہتے ہین اسمین پیغمبر علیہ السلام کو بابرکت جان کرکے اعمام لے گئے تھے اور
اوس وقت عمر شریف آپکی چودہ برس کی تھی اور سیر گازرونی مین ہے کہ فجار پہلی کہ درمیان ہوازن اور قریش کے واقع ہوئی تھی
اوس وقت عمر پیغمبر علیہ السلام کی چودہ برس کی تھی اور ایک روایت مین ہے بیس برس کی تھی اور آپنے فرمایا مین تیر پکڑا دیتا تھا اپنے
اعمام کو اور مروی ہے حکیم ابن حزام سے کہ جب قریش پھرے فجار سے تو واقع ہوئی حلف فضول اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم بیس برس کے تھے اور ایک روایت مین پندرہ برس کے تھے کما فی سیر گازرونی اور ابن ہشام و لیکن قتال نفرمایا آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فجار براض مین اور اوسی پر اقتصار کیا ہے کتاب وفا مین اور بعضون نے کہا کہ آپنے قتال بھی کیا ہے اور بعضی اہل سیر نے
ذکر کیا ہے کہ ابوطالب حاضر ہوا کرتے تھے ایام فجار مین یعنی فجار براض مین اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے ساتھ ہوتے تھے
اور آپ اوسوقت لڑکے تھے جب آنحضرت اوس مین تشریف لاتے تو آپکی برکت سے کنانہ غالب آتی ہوازن پر اور فتحیاب ہوتے اون پر
اور قیس ہوازن بھاگ جاتے اور جس روز ایام محاربہ مین آپ حرب مین حاضر نہوتے تو کنانہ شکست کھاتے اور ہوازن اون پر غالب آتی
اور فتح پاتی اور وہ تیسرا دن تھا اوس لڑائی کا جس مین حضرت تشریف نہین لے گئے تھے حلبی پھر وہ یعنی اشراف کنانہ شہر والعرب سے مخاطب ہو کر کہنے

لا نغیب منا الیوم نائب بونو تیسے پھر آپ ایسا ہی کرتے ذکر کیا اسکو استاج مین یہہ لڑائی چار روز رہی اور کہا سہیلی نے صوب یہہ ہے
کہ وہ چہہ دن تک رہی اور بعد چہہ دن کے لڑائی موقوف رہی اور باہم وعدہ کیا کہ سال آئندہ مین آئی سوق عکاظ مین پھر لڑینگے
پھر وہ سال آئندہ مین موافق وعدہ کے آئے اور اوسوقت مین امر قریش اور کنانہ کا عبد اللہ بن جدعان کے ہاتھ مین تھا اور بعضے
کہتے ہین حرب بن امیہ دادا ابی سفیان کے ہاتھ مین تھا کیونکہ وہ اوسوقت رئیس قریش اور کنانہ کا تھا پھر باوجود مظفر ہونے کے قریش
نے صلح کی اسپر کہ ہم تمکو دیت دینگے تمہارے مقتولون کی اور معاف کر دینگے اپنے خون پس راضی ہوگئے ہوازن اور رہن مین دیے
ہوازن کو چالیس مرد اون مین حکیم بن حزام بھتیجے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھی تھے جب ہوازن نے رہن کو اپنے ہاتھ مین کیا
تو معاف کر دیے خون اپنے اور اون لوگون کو بھی چھوڑ دیا خلاصہ حلبی اور سبب اس حرب کا قتل کرنا براض کا تھا عروۃ الرحال
کو اور سبب اوسکے قتل کا یہہ پڑا تھا کہ نعمان بن منذر بادشاہ حیرہ کا کاروان گیہون اور خوشبو کا پناہ اور حمایت مین ایک
شریف کے اشراف عرب سے دیکر تجارت کے واسطے سوق عکاظ مین بھیجا کرتا اور اوسکو بکواکر اوسکی دامون سے ادیم طائفی
اپنے لیے خرید واتا تھا جب اوسنے کاروان مذکور بھیجنے کے واسطے تیار کیا تو اوسوقت اوسکے پاس عربون کی ایک جماعت
تھی اونمین تھا براض قوم کنانہ کا اور عروۃ الرحال ہوازن کا تو براض بولا مین فی مداری لیتا ہون اس قافلہ کی قوم کنانہ
پس بادشاہ بولا کہ مین تو ایسا شخص چاہتا ہون کہ اوسکی حمایت اور امانکا ذمہ دار ہو اہل نجد اور تہامہ پر عروۃ الرحال نے کہا کہ
مین اس طرح پر پاس خاطر تیرے اوسکا ذمہ دار ہوتا ہون یہہ سنکر براض بولا کیا تو کنانہ سے بھی ذمہ دار ہوتا ہے کہا ہان اوس سے بلکہ
جنگل مین رہنے والون سے بھی پھر عروۃ الرحال وہی کاروان مین سفر کو نکلا براض بھی اوسکے پیچھے اس تاک مین نکلا کہ کہین ڈھب
اوسے غافل پاکر مار ڈالے ایک جگہہ عروۃ الرحال شراب پیکر مست ہوکر سو رہا ناگاہ براض آیا اور اوسے جگایا اوسنے کہا تجھے
قسم خدا کی مجھے نہ مار وہ بات تو خطا اور لغزش سے ہوئی تھی آخر اوسنے مار ڈالا اشہر حرام مین پھر آیا ایک آنے والا کنانہ پاس
اور وہ عکاظ مین تھا ساتھہ ہوازن کے اوسنے کنانہ سے کہا کہ براض نے مار ڈالا عروۃ الرحال کو اور یہہ قتل شہر حرام مین واقع
ہوا اور جس جگہہ عروۃ الرحال مارا گیا نام اوسکا تیمن فی ذی طلال ہے از سیرت ابن ہشام اور ذی طلال ایک پانی ہے بلاد بنی مرہ
مین از قاموس اور صاحب قاموس نے طلال کو بر وزن کتاب لکھا ہے اور موید ہے اسکا یہہ شعر بان الوافد الرحال امسی
مقیما عند تیمن ذی طلال لیکن ابن ہشام نے طلال کو ساتھہ تشدید لام ثانی کے کہا اور کہا اس شعر مذکور مین واسطے ضرورت شعری کے
تخفیف کیا گیا لیکن صحت لفظ مین اعتبار اہل لغت کا ہوتا ہے پھر وہ وہان سے چلے گئے اور ابھی ہوازن کو اسکی کچھہ خبر نہین تھی پھر جب
اونکو چلے آنیکے بعد خبر ہوئی تب وے پیچھے اونکے لگے اور پالیا پہلے داخل ہونے سے حرم مین پھر وہین کی گئی اور پیچھے ہوازن کئی
دن دو شہر اور لڑے اور مدد کی قریش نے کنانہ کی اور نام رکھا گیا ان لڑائیون کا فجار کان العرب فجرت فیہ کانہ وقع فی
الشہر الحرام ترجمہ اسلیے کہ عربون نے فجور کیا اسمین اسواسطے کہ واقع ہوئی لڑائی شہر حرام مین از کتب لغات و شروح بخاری
و سیر حلبی و ابن ہشام لیکن نادر وہ ہی اور وہ جو کسی نے لکھا ہے کہ یہہ قتال شہر حرام مین تھا اور دلیل اوسکی یہہ کرتے کہ وہ لوگ شہر حرام مین

سطلقا ر انکرتے تھے صحیح نہین ہی اسلئے کہ وہ شہر حرام ہی مین واقع ہوا تھا جیسے کہ کتب مذکورہ سی معلوم ہوا اور اسلیئے اوسکا نام فجار رکھا گیا ہی اور مجنہ ساتھ فتح میم اور جیم اور نون مشدد کے ایک بازار تھا تھوڑے کوسون پر مکہ سی بیچ ناحیہ مر الظہران کی اور بعد عکاظ کے قائم کرتے تھے دس روز ماہ ذیحجہ تک اور ذو المجاز ساتھ فتح میم اور جیم مخفف کی اور ساتھ زا معجمہ کے ایک بازار تھا عرفہ کی جانب مین چنانچہ قسطلانی مین ذکر کیا طارق بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ذو المجاز مین حاضر تھا ناگاہ دیکھا مینے کہ ایک جوان چلا آتا ہی اور ایک مرد اوسکے پیچھے پتھر پھینکتا جاتا ہی اور اوسکے پای مبارک کو لہولہان کر رکھا ہی اور وہ جوان فرماتا ہی یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا ترجمہ ای لوگو کہو لا الہ الا اللہ تا کہ مراد کو پہنچو اور وہ مرد اوسکے پیچھے کہتا ہی انہ کذاب فلا تصدقوا یعنی وہ دروغ گو ہی اوسکی تصدیق نکرو طارق کہتے ہین مینے پوچھا یہ کون شخص ہین لوگون نے کہا محمد بن عبد اللہ ہین جو دعوی نبوت کرتے ہین اور لوگون کو اسلام کی طرف بلاتے ہین اور وہ شخص اونکے پیچھے ابو لہب اونکا چچا اونکی تکذیب کرتا ہی کما فی المعاج اور حباشہ بضم حای مہملہ اور تخفیف بای موحدہ اور شین معجمہ کے ایک بازار تھا ارض بارق مین مکہ سی چھہ منزل کے فاصلہ پر یمن کی سمت کو ملخص قسطلانی وعینی واضح ہو کہ زمانہ اسلام مین بھی یہ سب بازار قائم رہے اور اوّل ان مین سی سوق عکاظ چھوڑ دیا گیا ۱۲۹ سنہ ایک سو اونتیس مین بیچ زمانہ خوارج کے پھر چھوڑ دیا گیا ذو المجنہ کما فی القسطلانی وغیرہ اور تشریف فرما ہونا حضرت کا ان بازارون مین بیچ تین مین ثابت ہوتا ہی عکاظ ذو المجاز ذو مجنہ مین کہتا ہون مین بتوفیقہ تعالی کہ بعضی لوگ بتون کی میلون اور ہنود کی عیدون کو سوق عکاظ وغیرہ پر قیاس کرکے اور صحابہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے وہان جانے کو تمسک پکڑ کر ان میلون مین بھی جانے کو مباح ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ حق مین صحابہ کے اوتری ہی جبکہ وہ رک رہے تھے جانے سے اسواق ثلثہ جاہلیت مین بعد اوترنے آیت فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کے اور نہین جانتے ہین کہ یہ آیت اون مسلمانون کے حق مین اوتری ہی کہ وہ کفار کے ساتھہ اوٹھتے بیٹھتے تھے اور وہ آیات قرآنی مین خوض کرتے اور استہزا کرتے ساتھہ اونکے سو حق تعالی نے منع فرمایا ایسے صحبت مین اونکے ساتھہ اوٹھنے بیٹھنے سے پھر جب مجبور ہوئے اس مین عرض کی گئی تو پھر آگے اجازت ملی بشرط جیسا کہ مصرح فی التفاسیر تفسیر عبد السلام مین ہے کہ س اس آیت کا مجھے وجہ نزول ٭ اہل تحقیق سی ہے یون منقول ٭ جب لگے مشرکون کے بیٹھنے پاس ٭ بعضے بعضے صحابہ خیر الناس ٭ وہی جو تھی مشرکان بد اندیش ٭ خوض اور سخریہ سی آتے پیش ٭ کرنے قرآن کی لگے تکذیب ٭ اور بیہودہ گفتگو تقریب ٭ لغو اور سخریہ تھا کام اونکا ٭ خوض بیہودہ تھا کلام اونکا ٭ پس اس آیت کو حق نے بھیجدیا ٭ ہم نشینی سی اونکی منع کیا ٭ اور کیا حکم اون جو نکی تہین ٭ خوض و تکذیب تا سنین وہ نہین ٭ بولے حضرت سی مومنان کرام ٭ کرتے مین ہم طواف بیت حرام ٭ ہوتی مسجد مین مین سدا کفار ٭ اونکا تکذیب و سخریہ ہی شعار ٭ اونکا اٹھنا اور جہل ہی دستور ٭ اور نہین اونکے منع کا مقدور ٭ اگلی آیت کو حق نے بھیجدیا ٭ اس سخن کا جواب فرمایا ٭ وَمَا عَلَی الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّلٰکِنْ ذِکْرٰی لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ترجمہ اور پرہیزگارون پر نہین کچہہ اونکا حساب لیکن نصیحت کرنی ہے شاید وہ بھی

موضح القرآن یا دسوا اسکے نہین سمجھتے کہ یہہ قیاس مع الفارق ہے اسلیے کہ اون میلون مین لوگ جمع ہوتے تھے صرف واسطے خرید و فروخت کی مثل پینٹھون اور ہاٹون کے اور نہین جمع ہوتے تھے وہان پر کسی بت کی پرستش اور تعظیم کو اور نہ کوئی عید مشرکین کی وہان ہوتی تھی کہ اوسکے لیے جماؤ ہوتا ہو جیسے کہ اوپر گذر چکا بخلاف ان میلون اور تیوہارون ہنود کے کہ ان میلون مین اونکا جمع ہونا ضرور واسطے پرستش اور توقیر بتون ہی کی ہوتا ہے اور بھی اون کو اوس مین غرض ہوتی ہے نہ اور کچھ فاین ہذا ہو **سوال** اگر کوئی کہے کہ لات بت عکاظ مین تھا جیسا کہ بعض تفسیرون مین بیان کیا گیا ہے اللات اسم صنم قیل کان للثقیف بالطائف قالہ قتادۃ وقیل بنخلۃ وقیل بعکاظ ورجح ابن عطیۃ الاول **جواب** یہہ قول مرجوح ہے اور جو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہی راجح ہے چنانچہ یہی عبارت اون بعض تفسیرون کی اس پر دلالت صریح کرتی ہے والمرجوح فی مقابلۃ الراجح کالمعدوم یعنی قول مرجوح مقابلہ مین قول راجح کی برابر شی معدوم کی ہے یعنی کچھ نہین ہے پس سند پکڑنا ساتھ اوسکے غلط ہے اور بھی یہہ قول ضعیف نادر ہے کہ کسی اہل لغت اور اہل سیر بلکہ اہل تفسیر نے بھی بیچ بیان سوق عکاظ کے یہہ نہین کہا ہے کہ اسمین لات یا اور کوئی بت تھا چنانچہ اوپر اسکا بیان ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ قول بعض کا باطل ہے انتہی اور آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ حق مین تاجرون کے اوتری ہے رد مین اعتقاد جاہلیت کی کہ حج اور تجارت کو شامل کرنا حرام جانتے تھے نہ جیسے کہ زعم کیا مجوز نے جواہر التفسیر مین ہے کہ ایام جاہلیت مین عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز بازار تھے کہ اہل حجاز اور حاضران موسم اون مین تجارت کرتے تھے جب نور اسلام چمکا مسلمانون نے اوسمین سودا کرنا برا جانا اور کہا کہ وقت حج کرنے کے تجارت مین کہ کار دنیائی ہے اور فائدہ آخرت کا اوس مین کچھ نہین مشغول نہوا اور اعمال خیر کو متاع دنیاوی مین مت ملاؤ تب اللہ تعالیٰ نے اونکو اس امر کی رخصت دی اور تفسیر کبیر اور حسینی مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ترجمہ تم پر کچھ گناہ نہین ہے اس مین کہ تلاش کرو تم موسم حج مین روزی اپنے رب سے بواسطے تجارت کی بعضے لوگ عرب کے اون تاجرون کو جو حج کرنے مال تجارت لیکر آتے کہتے داج حاج یعنی کمانے آیا ہے اصل ہے اسکا حج نہین ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سودا اور معاملہ اونکو فیض حج سے بے بہرہ نہین کرتا بشرطیکہ مطلب اصلی اور مقصود کلی حج ہی ہے انتہی اور موضح القرآن مین ہے گناہ نہین کہ تلاش کرو فضل رب کا یعنی حج کے سفر مین مال تجارت بھی لے جاؤ اور روزی کماؤ کوئی منع نہین کہا لوگون نے اسمین شبہہ کیا تھا کہ شاید حج نہو اسواسطے فرمایا انتہی تفسیر عبد السلام مین ہے سو کہتے ہین ایک گروہ اہل یمن آئے حج کو تھے ذی توکل بن زاد اور راحلہ نہین لاتے وقت حاجت کے ہاتھ پھیلاتے پس حق نے اونہین کیا ارشاد کہ وہی ساتھ اپنے لاوین توشہ و زاد بہتر ہے آدمی نہین اے جان کنارہ ہر چیز کا طمع سے جان بعد ازان صرف راہ لاتے تھے پر تجارت سے باز آتے تھے زاد سے وہی لاتے زاید مال کہ تجارت بجانتے وہی حلال بل تجارت سے جانتے نقصان اپنے حج کا ارے وہم گمان تب خدا نے بھیجائی آیت یہہ اونکے حق مین ہوئی عنایت یہہ اور معالم التنزیل و مظہری مین ہے کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج بھی قرأت ہے ابن عباس رضی کی مروی ہے ابی امامہ تیمی سے کہ پوچھا مینے عبد اللہ بن عمر رضی سے کہ ہم لوگ زعم کرتے ہین کہ ہمارا حج صحیح نہین فرمایا اونھون نے کیا نہین احرام باندھتے تم جیسے وہ احرام باندھتے ہین اور طواف کرتے ہو تم جیسے وہ طواف کرتے ہین اور رمی کرتے ہو تم جیسے ایمان رکھتے ہین مینے کہا کیون نہین ہم بھی سب کام بجا لاتے ہین فرمایا انتم حجاج یعنی حج تیرا صحیح ہے اور فرمایا ایک شخص رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

وسلم کے خدمت مین پوچھتا تھا یہی بات جو تونے پوچھی آتنے اوسکو کچھہ جواب نہ دیا یہان تک کہ لائی جبرئیل اس آیت کو لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم بالتجارۃ فی مواسم الحج اور تفسیر بحر مواج میں ہے لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم جناح لیس کا اسم ہی علیکم اوسکی خبر ان تبتغوا مین حرف فی یا با کا مقدر ہی یعنی فی ان تبتغوا یا بان تبتغوا جار مجرور متعلق ہو ساتھہ ظرف مستقر کے فضلا مفعول بہ ہی تبتغوا کا من ربکم فضلا کی خبر ہے اور یہہ جملہ معترضہ ہی واسطے اذن تجارت کے اور اجارا اور اسی طرح کی بڑہوتری کرنے کے باب مین حلال وجہہ پر حج کی راہ اور اوسکے بجالانے کے وقت مین اور یہہ جملہ مستانفہ بھی ہو سکتا ہی اسلیے کہ جب حج مین جماع اور فسق اور آپس مین لڑائی سے منع فرمایا اور نیک کاموں پر رغبت دی تو گویا سائل نے کسب کرنے اور مال حلال کے حاصل کرنے سے حج کی ضمن مین سوال کیا سو یہہ جملہ گویا استینافا اوسکی اجازت مین وارد ہوا اور مروی ہی کہ بعضی عرب تجارت اور اجارے کو حج مین پسند نہین کرتے تھے اور جو حج کہ سوداگری اور اجارے سے ملا ہوتا اوسکو مقبول نہین سمجھتے تھے اور اوس حج کو معتبر نہین رکھتے تھے بلکہ عادت کو عبادت مین ملانا گناہ جانتے تھے اونھین کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی اور اون سب باتون کا اذن اور اجازت ہوئی ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ نہین ہی تم پر گناہ تمھاری تلاش کرنے یا بہ نسبت تمھاری تلاش کرنے کے بھلائی اور بھلے کام کی اللہ تعالی کی عطا اور اوسکے کرم سے نفع کے حاصل کرنے مین تجارت اور مزدوری اور اجارہ کرنے سے یہہ ایسے ہے جیسے حاصل کیا غنا کو جہاد اور غزا سے انتہی سو مباح ہوئی تجارت اور رخصت ملی اسکی اس سفر برکت اثر مین اللہ تعالی غالب ہی اور وعدہ مغفرت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق مین حدیثون مین آیا ہی کہ اللہ تعالی عرفہ کے دن خالص مخلص حج کرنے والون کو بخشتا ہی اور شب مزدلفہ مین سوداگر حاجیون کو بخشتا ہی اور منی کے دن شتربانون کو بخشتا ہی اور جمرہ عقبہ مین فقیرون کو بخشتا ہی غرضکہ اوس وقت مین کوئی شخص کلمہ کہنے والون سے محروم بخشش اور عفو و کرم سے نہین رہتا ہی جو وہان حاضر ہو گیا اوسکو خلعت فاخرہ بخشش کا پہنا دیا جاتا ہی جواہر التفسیر اور واضح ہو کہ متفق علیہ ہی درمیان اہل اسلام کے یہہ امر کہ اگر تجارت کرنے سے نقصان واقع ہو عبادت مین تو وہ تجارت مباح نہین ہی اور اگر نقصان نہ واقع ہو تو مباح ہے مگر ترک اوسکا اولی ہی اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اور اخلاص عبادت مین یہہ ہی کہ بجا لاوے وہ اوس فعل کو بسبب عبادت ہی ہونے اوسکے کے سوا اذن ہونا تجارت کا رخصت ہونا اوس مین ہے خلاف اولی کے اور کہا علمانے کہ خالی نہین ہی یہہ صورت مشترکہ درمیان عبادت اور غیر اوسکے کے تین حالت سے یا دونون قصد برابر ہونگے یا مختلف کہا ابن عبد السلام نے کہ نہین ہے اجر مطلق اوس مین اور کہا غزالی نے کہ اعتبار غالب کو ہی یعنی اگر دینی قصد غالب ہی تو اجر پاویگا اور اگر دنیوی غالب ہی تو نہین ہی اجر مطلق اور اگر برابر تھے تو دونون ساقط ہین اور کہا ابن حجر نے کہ مرجح یہہ بات ہے کہ ثواب دیا جاتا ہے قصد عبادت پر نفس اوسکے اگرچہ غیر اوسکے اوس سے مساوی یا غالب ہو اور سب کیون نہو انتہی جمل حاشیہ جلالین اور اختیار کیا اسکو امام قشیری نے اپنی تفسیر مین اور نظم کیا اسی مضمون کو مولانا عبد السلام نے تفسیر واخر تامین سے نہ ہے تم پر گناہ ای لوگو کہ تلاش اپنے رب کا فضل کرو * تمکو لانا روا ہی زاد مال * گرچہ روزیکا اوسین ہو وہی خیال *

یہ تجارت تمھین حرام نہین ٭ اثم کا اسمین کوئی کام نہین ٭ قصد اغلب تمھارا حج ہوا گر ٭ منفعت پاؤ اوس سے سر تا سر ٭ پر ورع ہے جو احتیاط کرو ٭ اس سفر مین نہ اختلاط کرو کوئی دنیا کا اپنا مطلب تم ٭ نکرو اوسمین مختلط سب تم ٭ اور تفسیر کبیر مین ہے المسئلة الثانية

اعلم ان الشبهة کانت حاصلة فی حرمة التجارة فی الحج من وجوه احدها انه تعالی منع عن الجدال فیما قبل

جان تو کہ حج مین تجارت کے حرمت پر کئی وجہ سے شبہہ ہوتا تھا اول یہہ کہ اللہ تعالی نے شروع اس آیت مین جھگڑے

هذه الآیة والتجارة کثیرة الافضاء الی المنازعة بسبب المنازعة فی قلة القیمة وکثرتها فوجب ان تکون

درمیان لڑائی سے منع فرمایا اور تجارت مین اکثر لڑائی ہو پڑتی ہے قیمت کی کمی اور بیشی مین سو واجب ہوا یہہ کہ

التجارة محرمة وقت الحج وثانیها ان التجارة کانت محرمة وقت الحج فی دین اهل الجاهلیة

تجارت حرام ہو حج کے وقت مین اور دوسری یہہ کہ تجارت حرام تھی حج کے وقت مین جاہلون کے دین مین

فظاهر ذلك شیئ مستحسن لان المشتغل بالحج مشتغل بخدمة الله تعالی فوجب ان لا یتلطخ هذا

سو ظاہر مین یہہ بات اچھی تھی کیونکہ جو حج مین ہے وہ اللہ تعالی کی خدمت مین مشغول ہے پس واجب ہوا کہ نہ خلط ہووے یہہ

العمل منه بالاطماع الدنیویة وثالثها ان المسلمین لما علموا انه صار کثیر فی المباحات محرمة

حج کے کام دنیا کی طمع کے کامون مین اور تیسری وجہ یہہ ہے کہ جب مسلمانون نے جانا کہ بہت مباحات اون پر حرام ہوگئے

علیهم فی وقت الحج کاللبس والطیب والاصطیاد والمباشرة مع الاهل غلب علی ظنهم ان الحج

حج کے وقت مین مثل کپڑا پہنے اور خوشبو لگانی اور شکار کرنے اور جماع کرنے اپنی بیوی سے تو گمان کیا اونھون نے کہ جیسے حج

لما صار سببا لحرمة اللبس مع مساس الحاجة الیه فبان یصیر سببا لحرمة التجارة مع

سبب ہوا انکی حرمت کا باوجود بہت احتیاج ہونے کے طرف انکی پس تجارت کی حرمت کا سبب باوجود

قلة الحاجة الیها کان اولی ورابعها عند الاشتغال بالصلوة یحرم الاشتغال بسائر الطاعات

اسکے طرف کم احتیاج کے بطریق اولی ہے اور چوتھی وجہ یہہ کہ نماز پڑھنے کے وقت تمام عبادتین حرام ہوجاتی ہین

فضلا عن المباحات فوجب ان یکون الامر کذلك فی الحج فهذه الوجوه تصلح ان تصیر شبهة

علاوہ مباحات کی سو واجب ہوا کہ حج مین بھی ایسا ہی ہو پس ان وجہون سے تجارت کی حرمت کا شبہہ ہو سکتا ہے

فی تحریم الاشتغال بالتجارة عند الاشتغال بالحج فهذا السبب بین الله تعالی ههنا ان

حج کے وقت مین اسلیے اللہ تعالی نے یہان بیان فرمایا کہ

التجارة جائزة غیر محرمة فاذا عرفت هذا فنقول المفسرون ذکروا فی تفسیر قوله

تجارت جائز ہے نہ حرام پس جب یہہ معلوم کیا تو نے تو ہم کہتے ہین کہ مفسرین نے ذکر کیا بیچ تفسیر

ان تبتغوا فضلا من ربکم وجهین الاول ان المراد هو التجارة ونظیره قوله تعالی وآخرون یضربون فی الارض
ان تبتغوا فضلا من ربکم کے دو وجہین پہلے یہہ کہ بیان فضل سے تجارت ہی مراد ہے جیسے کہ قولہ تعالی وآخرون یضربون فی الارض
یبتغون من فضل الله وقوله جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ثم الذی یدل علی صحة هذا
یبتغون من فضل الله ہے اور قولہ تعالی جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله سو بس اس تفسیر کی صحت پر دو وجہین
التفسیر وجهان الاول ما روی عطاء عن ابن مسعود وابن الزبیر انهما قرءا ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج
دلالت کرتے ہین پہلے یہہ کہ روایت کی عطا نے ابن مسعود اور ابن زبیر سے ان دونون نے پڑھا ہے ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج کو
والثانی الروایات المذکورة فی سبب النزول فالروایة الاولی قال ابن عباس کان ناس من العرب یحترزون
دوسری وجہہ وہ روایتین ہین جو اوسکے سبب نزول مین مذکور ہین پہلی روایت وہ کہ کہا ابن عباس نے کہ عرب لوگ حج کے دنون مین
من التجارة فی ایام الحج واذا دخل العشر بالغوا فی ترک البیع والشری بالکلیة وکانوا یسمون التاجر فی الحج
تجارت سے پرہیز کرتے تھے اور جب عشرہ اولی ذی الحجہ کا آتا تھا تو بیع میں مبالغہ کرتے تھے بالکل بیع اور شری کو چھوڑ دیتے تھے اور حج مین تجارت کرنیوالے
الداج ویقولون هؤلاء الداج ولیسوا بالحاج ومعنی الداج المکتسب الملتقط وهو مشتق من الدجاجة و
کو داج کہتے تھے اور کہتے تھے ہؤلاء داج ولیسوا بالحاج اور معنی داج کے کمانے والا اور داج مشتق ہے دجاجت سے اور
بالغوا فی الاحتراز عن الاعمال الی ان امتنعوا عن اغاثة الملهوف واعانة الضعیف واطعام الجائع فازال الله تعالی
مبالغہ کرتے تھے کاموں سے بچنے مین یہان تک کہ مظلوم کی فریاد اور ضعیف کی اعانت اور بھوکے کو کھلانے کو منع کرتے تھے سو اللہ تعالی نے
هذا الوهم وبین انه لا جناح فی التجارة ثم انه لما کان ما قبل هذه الایة فی احکام الحج وما بعدها ایضا فی
اس وہم کو دور کر دیا اور بیان کر دیا کہ تجارت مین کچھ گناہ نہین پھر جب کہ ماقبل اور مابعد اس آیت کا حج کے احکام مین ہے
الحج وهو قوله فاذا افضتم من عرفات دل ذلک علی ان هذا الحکم واقع فی زمان الحج فلهذا السبب استغنی
تو دلالت کی اوس نے اس پر کہ یہہ حکم بھی حج کے زمانہ مین ہوا سو اسلیے اس ذکر کی حاجت نہوئی
عن ذکره والروایة الثانیة ما روی عن ابن عمر ان رجلا قال له انا قوم نکری وان قوما یزعمون انه لا
اور روایت دوسری جو مروی ہے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے اونسے کہا کہ ہم کرایہ لینے والی قوم ہین اور لوگ گمان کرتے ہین کہ
حج لنا فقال سأل رجل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عما سألت ولم یرد علیه حتی نزل قوله لیس
ہمارا حج معتبر نہین سو ابن عمر نے کہا کہ سوال کیا تھا ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تو نے سوال کیا اور نہ جواب دیا آپنے اوسکو یہانتک کہ
علیکم جناح فدعاه وقال انتم حجاج وبالجملة فهذه الایة نزلت ردا علی من یقول لا حج للتجار والاجراء
قولہ لیس علیکم جناح نازل ہوا پھر بلا کے آپنے اوسکو فرمایا کہ تم حاجی ہو حاصل کلام یہہ کہ یہ آیت نازل ہوئی اوسکی رد مین جو کہتا ہے کہ نہین معتبر حج تاجر اور
والجمالین والروایة الثالثة ان عکاظ ومجنة وذو المجاز کانوا یتجرون فی ایام الموسم فیها وکانت معائشهم منها
اور شتربانون کا اور تیسری روایت یہہ ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز مین وہ لوگ تجارت کیا کرتے تھے حج کے موسم مین اور انکی اس سے معاش تھی

فلما جاء الاسلام کرھوا ان یتجروا فی الحج بغیر اذن فسألوا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فنزلت ہذہ الآیۃ انتہی
پھر جب آیا اسلام تو مکروہ جانا انھوں نے حج میں سوداگری کرنا بغیر اذن کے پس سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ آیت نازل ہوئی
اور حکم شامل ہونے میلوں اور تیوہاروں میں ہنود کے اور وہاں جانے کا یہ ہے کہ کما فی تنبیہ البرہ فی بیان الذہاب الی عید الکفرۃ
میں اعلم انہ وقع فی بعض الروایات ان من خرج الی عید المشرکین کفر اور اسی مضمون کو بیان کیا ہے بیچ
فتاوی حمادیہ اور فتاوی نقشبندیہ اور عمدۃ الاسلام اور خزانۃ الروایۃ اور فوائد الاسلامیہ اور فتاوی شیخ
الاسلام کے ایضا فیہا ووقع فی بعضہا یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم
اور یہی مضمون کو بیان کیا بیچ عالمگیری اور بحر الرائق کے نیروز اول بیع کا اور مہرجان اول خریف کا اور یہ دونوں دن کہ انکی تعظیم کرتے ہیں
بعضی کفار اور باہم ہدیے بھیجتے ہیں ایک دوسرے کو کما فی الحاشیۃ وایضا فیہا ووقع فی بعضہا الواتی عید المشرکین للتعظیم یکفر انتہی اور یہی
مضمون کو بیان کیا بیچ فتاوی ظہیریہ اور عالمگیری اور فتاوی قاضیخان اور عینی شرح کنز اور جامع صغیر کے انتہی یعنی علما کے ہیں تین فریق میں بعضی تکفیر
کرتے ہیں جانے والے کی مطلقا بلا تقیید اسکے کہ موافقت افعال کفار کی کرے یا نہ کرے اور اس تیوہار کو معظم جانے یا نہ جانے بسبب اسکے کہ اسمیں اعلان کفر اور تکثیر سواد
کفار ہے اور تحقیق حدیث شریف میں وارد ہوا ہے من کثر سواد قوم فہو منہم یعنی جسنے جماعت بڑہائی کسی قوم کی تو وہ اونہی میں ہے اعتماد کیا اس حدیث
پر صاحب ہدایہ فی باب یوجب القصاص میں اور ایسی ہی اعتماد کیا سید ابو البرکات نسفی نے کافی میں بیچ باب مذکور میں اس حدیث کو سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل کیا
اور چند زائد الفاظ کہ من رضی عمل قوم فہو منہم لیس الی آخرہ یعنی جو شخص کہ وہ ہیں اونکی اور فریق ثانی حکم کرتے ہیں تکفیر کا بیچ حالت موافقت افعال کفار کے
بسبب اسکے کہ واقع ہوتی ہے مشابہت اسمیں ساتھ کفار کے افعال کفریہ میں اور وہ مفضی الی الکفر ہے کہ حدیث میں آیا ہے من تشبہ بقوم فہو منہم و مشتبہ حکم مشبہ
کا رکھتا ہے حسب لا قتضا سیاق کی اور فیہا فی فیہ مشتبہ باسباب کفر بیچ میں بجالانا اوسکا سبب کفر کا ہو اور دوسری حدیث میں آیا ہے من اتی
عمل قوم فہو منہم یعنی جو کوئی کہ کرے کسی قوم کی عمل کو راضی سی پس وہ اونہیں میں ہے یہ روایت کیا اسکو جمع الجوامع میں سیوطی نے اور فریق ثالث تکفیر کرتے
ہیں اوس حالت میں کہ جب کوئی مسلمان اوس میلہ یا اوس دن کی بزرگی سمجھکر اوسمیں شامل ہو و اسلیے کہ تعظیم کی یا کسی عید تیوہار کی تیوہار
مشرکین سے کفر ہے کہ اسمیں اہانت اسلام و مسلمانوں کی ہوا اور یہ علامت تکذیب اسلام کی ہوتی باقی رہی اوسکو تصدیق کہ ارکان اسلام سے ہے
کما فی تنبیہ البرہ سوال اگر یہ پوچھیں کہ ایک شخص با وجود ایمان کے رسم کفر کی بجالاتا ہے اور تعظیم مراسم کفر و اہل کفر کی کرتا ہے یعنی بلا ضرورت اور علما اوسکو
کافر اور مرتد ہو جانے کا حکم کرتے ہیں چنانچہ اکثر مسلمان ہندوستان کے اس بلا میں مبتلا ہیں ہیں اوپر فتوی علما کے وہ شخص عذاب ابدی میں گرفتار رہیگا
یا نہیں حالانکہ احادیث صحیح میں آیا ہے کہ جس کسی کے دل میں مقدار ذرہ کی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جاویگا اور ہمیشہ معذب رہیگا اس مسئلہ میں
تیری نزدیک کیا تحقیق ہے جواب اگر وہ کافر محض ہے تو اوسکو عذاب ہمیشہ کا ہے اور اگر با وجود بجالانے مراسم کفر کے ذرہ قدر ایمان بھی رکھتا ہے تو وہ
معذب ہوگا آخر کو برکت اوس ذرہ ایمان کی ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاویگا انتہی از مکتوبات مجدد صاحب فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ نسا میں قد نزل
علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بہا و یستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم
ترجمہ اور تحقیق حکم اوتار چکا تم پر کتاب میں کہ جب سنو اللہ تعالی کی آیتوں پر انکار ہوتا اور ہنستے ہوئے تو نہ بیٹھو اونکے ساتھ جبتک کہ وہ مشغول ہوں

اور باتمین سوا اسکے نہین تو تم بھی اونکی برابر ہو قلیل ہین ہے کہ کہا ابن فرس نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس آیت کے بعض علمائی اوپر وجوب
ہونے پرہیز کرنے اور بچنے کے اہل معاصی اور ہوا سے حضرت مجدد صاحب اپنی مکتوبات مین فرماتی ہین کہ فقیر ایکبار واسطے عیادت ایک بیمار
گیا تھا کہ اوسکی نوبت احتضار کی پہونچی تھی جو اوسکے حال کیطرف توجہ کی یہہ بات دریافت ہوئی کہ تاریکیان بہت رکھتا ہے ہر چند متوجہ
اوسکے دفع کرنے کے ہوا کچھہ فائدہ نکیا بعد توجہ بسیار کے ظاہر ہوا کہ وہ صفات کفر سے کہ اوس شخص مین جمی ہین پیدا ہوئی ہین اور منشا اون
کدورات کا موالات اوسکی ہے ساتھہ کفر اور اہل کفر کے اور وہ ظلمات مربوط ہین ساتھہ عذاب نار کے کہ اجزا کفر اور اہل کفر کی ہے اور یہی معلوم
ہوا کہ وہ ذرہ بھر ایمان رکھتا ہے اوسکی برکت سے آخر کو دوزخ سے نکلے گا جب یہہ حال مشاہدہ کیا تو یہہ خطرہ گذرا کہ اوسکے جنازہ پر نماز پڑہا جاہے
یا نہین بعد توجہ کی ظاہر ہوا کہ نماز اوسپر پڑہنی چاہیئے اور امیدوار ہونا چاہیے کہ آخر کو ساتھہ برکت ذرہ ایمان کے عذاب ابدی سے نجات پاویگا انتہی
روایت کی ابن ابی الدنیا نے ہشام بن عروہ سے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک قوم شراب پینے والون کو پایا پھر اونکو مارا اور بٹہلایا اونمین ایک آدمی مرد صالح
بھی تھا عمر بن عبد العزیز سے لوگون نے کہا یہہ روزہ دار ہے اونہون نے اوسوقت یہہ آیت پڑہی فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا
مثلہم انتہی تفسیر حقانی مین ہے وقد نزل علیکم فی الکتب الآیہ یعنی وہ لوگ کہ دعوی کرتے ہین اوسپر ایمان لانے کا اونکو خطاب ہے کہ جب سنو تم آیتون اللہ
کی انکار ہوتے خصوصًا جبکہ اون پر ہنسی ہوتی ہو سو نہ بیٹھو تم اونکی پاس خصوصًا ٹھٹھا کرنے والون کی پاس جب تک کہ وہ دوسری باتون مین نہ
آوین اسلیے کہ بیٹھنا تمہارا ایسے وقت مین دلالت کرتا ہے تمہاری رضامندی پر اونکی ہنسی سے تحقیق کہ جب تم راضی ہوئے اونکے انکار اور استہزا سے
تو تم بھی اونکی مثل ہو پس اکٹھا ہونا تمہارا ساتھہ اونکی یہان دنیا مین ایسی حالتون مین سبب ہے ہمسر مین تمہارا جمع ہونے کا ساتھہ اونکی آخرت مین
انتہی اور قشیری مین ہے لا تجاوزوا ارباب الوحشۃ فان ظلمات انفسہم یتعدی الی قلوبکم عند استنشاقکم ترجمہ مت صاحبت
کرو اہل وحشت کی پس تحقیق تاریکی اون کی دلون کی پہنچے گی تمہارے دلون تک وقت سونگھنے یعنے اخذ کرنے تمہارے کے
مایرد ونہا من انفاسہم من کان بوصف ما متحققا سار کہ حاضرہ فیہ فجلیس من ھو فی الانس مستانس
اوس بات کو کہ نکالتے ہین اونکو اپنے دلون سے اور جس شخص کو کوئی وصف ثابت ہوا سرایت کرتا ہے نیچے اوسکے حاضر مجلس اوسکی پس صحبت مین بیٹھنے اوسکا کہ جو آرام مین رہتا ہین
وجلیس من ھو فی ظلمۃ متوحش ویقال ھجران اعداء الحق فرض ومخالفۃ الاضداد ومفارقتہم دین
اور جلیس اوسکا جو کدورت اور تکلیف مین ہے بے آرام ہے اور کہا جاتا ہے کہ کنارہ کرنا دشمنون حق کی فرض ہے یعنے وقت ٹھٹھا ہنسی کرنے کے دین پاک اور مخالفت کرنا نقیضون سے اور جدا ہونا ویسے لوگون سے دین کی بات
والرکون الی اصحاب الغفلۃ فرع باب الفرقۃ قولہ انکم اذا مثلہم اوضح برہان علی ہے یرۃ ان الرجل صحبہ
اور میل کرنا طرف غافلون کے ٹھوکنا دروازہ جدائی کا ہے قول اللہ تعالی کا انکم اذا مثلہم ظاہر دلیل ہے اوپر بھید اس مضمون کے کہ آدمی کی صحبت اوس
ممن یقاربہ وعشرتہ ممن یجانسہ فالشکل مقید بشکلہ والفرع منتشر عن اصلہ
شخص سے ہوتی ہے کہ نزدیک ہو اوسکو خواہش طبع مین اور خوش رہنا اوسکا اوس شخص سے ہے کہ دوستی رکھتا ہو اوس سے پس شکل تشابہ ہے ساتھہ شکل اپنی کے اور فرع نکلی اصل اپنی سے انتہی
اور تفسیر محمدی مین اسی آیت کی تحت مین ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور مطلق بیٹھنا کافرون کے پاس منع نہین ہے بلکہ
مقید ہے ان دونون حالتون مین کہ وہان ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا ہو ساتھہ آیتون اللہ تعالی کے سو جو کوئی ایسی حالت مین

بیٹھے اونکے ساتھ وہ بھی شامل اونکے ہے اوسمین اسلیے کہ جب منع کرنے پر اونکے طاقت اور قدرت نہین رکھتا ہے تو ایسی حالت مین اون سے کنارہ کرنا چاہیے کہ ہمنشینی ایسے وقت مین ساتھ اونکے نفاق کی علامتون سے ہے انتہی یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑین اوس مجلس سے سرک جاے اور اگر خطرہ ہو کہ باتون مین مشغول ہو کہ سرکنا بھول جاوے تو سوای نصیحت کے وقت اون مین بیٹھنا ہی موقوف کرے انتہی موضح القرآن اور مشکوۃ کے باب النذر مین ثابت بن ضحاک سے مروی ہے کہ کہا نذر مانی ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین یہہ کہ ذبح کرے اونٹ بوانہ مین کہ نام ایک جگہہ کا ہے سفل مکہ مین پس آیا وہ رسول خدا کے پاس اور خبر دی حضرت کو یعنی اپنی نذر کی پس فرمایا رسول خدا صلعم نے یعنے صحابہ سے کہ کیا تھا اوس مین کوئی بت بتون جاہلیت کے سے کہ پوجا جاتا تھا کہا صحابہ نے کہ نہین پس فرمایا کیا تھی اس مین کوئی عید عید مشرکین سے کہا کہ نہین پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے یعنی متوجہ ہو کر طرف اوس شخص کے کہ پوری کر نذر اپنی اسلیے کہ تحقیق نہین جائز ہے پورا کرنا واسطے نذر کے کہ گناہ مین ہو اور نہین لازم ہوتی ہے نذر اوس چیز مین کہ نہین مالک ہے بیٹا آدم کا نقل کی یہ ابو داؤد نے کہا طیبی نے کہ ثابت ہوا اوس سے یہ مسئلہ بھی کہ جو کوئی نذر کرے جانور ذبح کرنے جانور کی کسی مکان مین یا مال تصدق کرنے کی کسی شہر والون پر تو لازم ہوتا ہے اوسکو پورا کرنا انتہی کہا مرقات مین ان باتون کے پوچھنے سے غرض یہی تھی کہ مشابہت کفار کی ساتھ اونکے افعال مین نہو جاوے اور اسی مین ہے عمرو بن شعیب سے کہا اونہون نے کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ تحقیق مینے نذر مانی ہے کہ بجاؤن مین دف آپکے سر پر یعنی روبرو آپکے وقت آنے آپکے جہاد سے فرمایا پوری کر نذر اپنی نقل کی یہہ ابو داؤد نے اس سے معلوم ہوا کہ بجانا دف کا مباح ہے اور جو کہتے ہین کہ نذر کرنی خاص طاعت کی چیز ہے وہ کہتے ہین کہ بجانا دف کا اگرچہ طاعت نہین مباح ہے لیکن چونکہ اوسنے نذر مانی تھی کہ حضرت تشریف لاوینگے خیر و عافیت سے تو مین دف بجاؤنگی بجانا اوسکا جملہ طاعات سے ہوا اور جو کہ دف کو غیر مباح کہتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہہ ماجرا اوسکا منع ہونے کے پہلے کا ہے انتہی اور زیادہ کیا رزین نے کہ کہا اوس عورت نے اور نذر مانی ہے مینے یہہ کہ ذبح کرون مین بیچ مکان فلانے اور فلانے کے کہ وہ مکان کہ ذبح کرتے تھے اوسمین جاہلیت کے لوگ پس فرمایا کیا تھا اوسمین کوئی بت جاہلیت کے بتون مین سے کہ پوجا جاتا تھا کہا اوس عورت نے کہ نہین فرمایا کیا تھا اوسمین کوئی میلہ میلون اونکے سے کہا اوسنے کہ نہین فرمایا آپنے کہ پوری کر تو نذر اپنی کہا شیخ نے لمعات مین اس سے یہہ معلوم ہوا کہ مجرد ذبح کرنا اہل جاہلیت کا کسی مکان مین ہمیشہ ہونا موجود ہونے کسی بت یا اونکے عید کے وہان پر نذر کے پورا کرنے سے مانع نہین ہے بلکہ وقت موجود ہونے کوئی بت یا عید کے وہان پر حال یا ماضی مین نذر کا پورا کرنا وہان منع ہے سو اب معلوم ہوا کہ جانا ایسے میلون اور عیدون مین ہنود کے حرام اور ممنوع ہے اور موجب اپنے تئین معدود اور شمار کرنے کا اونمین اور محظور ہے ساتھ دو خطرون کے کہ اعلی اوسکا کفر اور ادنی اوسکا کبیرہ ہے اور یہہ دونون موجب ہلاکت کے ہین جبکہ جا در ہون ساتھ طوع اور رغبت کے کہ اول سے احباط اعمال اور دوسرے سے استباحت بالمعصیت حاصل ہوتی ہے بچاوے اللہ تعالی ان باتون سے اور حکم احباط اعمال کا یہہ ہے کہ جملہ طاعات ما تقدم بالکلیہ معدوم ہبا منثورا ہو جاتی ہین پھر نئے سر سے اونکا بنا کرنا لازم آتا ہے کما ہو مذکور فی طریقۃ المحمدیۃ وشرحہا انتہی ورسالہ استباحت بالمعصیت کا فتح العزیز

مین ہے یہ ہے کہ دل مین خوف عقاب کا نرہے اور اوسکے قباحت اعتقاد سے دور ہوجاوی گو کہ جانتا ہو کہ اس معصیت کو
شرع مین حرام کیا ہے اور اوس سے سخت منع فرمایا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ معصیت ہے اسلیئے کہ معنی استباحت کے مباح جاننا ہے
نہ مباح کہنا اور جب خوف عقاب کا معصیت سے دور ہوا اور وہ اعتقاد مین قبیح نرہے تو مباح ہوگئے اور معاملہ مباحات کا اوسکے ساتھ واقع
ہوا یہ جو ان کہتا ہے کہ تائید کرتی ہے اس معنی کی وہ حدیث کہ مظہری اور کمالین مین عبد بن حمید کی تفسیر سے نقل کی کہ پڑہی حضرت نے یہ
آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین تو کھڑا ہوا ایک شخص ہذیل مین کا اور
عرض کیا یا رسول اللہ کیا جسنے چھوڑ دیا حج وہ کافر ہوگیا فرمایا من ترک لایخاف عقابہ ولا یرجو ثوابہ یعنی جو چھوڑے اوسکو درحالیکہ ڈرے
ہی اوسکی عقوبت سے اور نہ امید رکھی ہے اوسکے ثواب کی پس وہ کافر ہوجاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ میلونمین جنرازان ہے اور
اور جگہہ لینے مین ہلاک مال ساتھہ غبن فاحش کے ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ایسے کامون کے واسطے وکیل کرنا شرع مین
مقرر ہے کہ کسی ہندو کو وکیل کرکے بھیجدے اور اوسکی معرفت سودا خرید لے فافہم یہ ملخص ہے تحریرات ہماری اوستاد الاوستاد
حضرت مولانا محمد حیدر علی مصطفے آبادی معروف برامپوری ثم الحمد آبادی المشہور ٹونکی اور مولانا ابو البرکات رکن الدین المدعو تراب علی
عفی اللہ تعالی عنہا کی پھر بعد فجار براض کے واقع ہوئی حلف الفضول اور فصلہ اوسکا یون ہے کہ قریش آپسمین ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے
درمیان حرم کے سو کھڑے ہوئے زبیر بن عبد المطلب چچا حقیقی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور کھڑا ہوا اونکے ساتھہ عبد اللہ بن جدعان
تیمی پھر دونون صاحبون نے لوگون کو طرف قسم کہانے کے اوپر مدد کرنے مظلوم کے اور لینے اوسکے حقوق کے ظالم سے بلایا تو جمع
ہوئے بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو اسد بن عبد العزی اور بنو تیم اور یہ قسم کہائی تہی عبد اللہ بن جدعان کے دار مین اور تھے سب تو تیم عبد اللہ
کی حیات مین مانند ایک گھر والے لوگون کے بسبب قوت اور پشتی ایک دوسرے کے اور ذبح کرواتا تھا عبد اللہ اپنے دار مین ہر روز
کئی اونٹ اور پکارتا تھا اوسکا منادی کہ جو کوئی چربی اور گوشت چاہے سو وہ دار ابن جدعان مین آوے اور فالودہ پکواتا تھا
اور قریشیون کو کھلواتا تھا اور یہ حلف اور حلفون عرب سے اشرف تھے اور عبد اللہ بن جدعان پہلے بڑا بد تھا اور اوس سے
قوم اور باپ بیزار تھا باپ نے نکالدیا تھا اور قسم کھاکر کہا کہ کبھی گھر مین نہ آنے دونگا پھر گھاٹیون مین آوارہ پھرتا تھا موت کی
تمنا کرتا تھا ناگاہ غار پہاڑ مین گھسا ایک اژدہا دیکھا اوسکی چراغ کی مانند آنکھین چمکتی دیکھین جب اوس سے قریب ہوتا حملہ کرتا اور جو
پیچھے ہٹتا وہ بھی ہٹتا آخر کو جانا کہ یہ بنا ہوا ہے ہاتھہ سے پکڑ کے دیکھا تو سونے کا تھا اور آنکھین دو یاقوت کی پھر اوسے توڑ کر بھیتر
گھسا اوسمین کئی بادشاہ کے بہت مال سونا اور چاندی اور جواہر اور یاقوت اور موتی اور زبرجد پائی پھر لیا اوسمین سے اسقدر کہ لیا
اور اوسپر کچھہ نشان کردیا پھر حاجت کی قدر نکالتا رہا اور اوس خزانہ مین ایک تختی مرمر کی پائی اوسمین عربی مین لکھا تھا جسکا ترجمہ
یہ ہے مین نفیلہ ہون جرہم بن قحطان بن ہود نبی اللہ کا بیٹا پانسو برس مین جیا اور مینے بستی زمین کی ظاہر اور باطن کو قطع کیا
بیچ طلب ثروت اور بزرگی اور بادشاہت کے پس نہوا یہ سب بچانے والا موت سے پھر عبد اللہ نے جو کچھہ پایا لیا تھا دیدیا اور صلہ رحمی
اور مال خرچ کرنا اور لوگون کو کھانا کھلانا اور دوسرے کار خیر کرنا شروع کیا اوسکی لگن مین اونٹ کا سوار کھانا کھالیتا تھا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکی لگن کی پرچہائی مین ہوتا تھا مین انتہی از سیرت حلبی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر
شریف صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم بھی اس حلف مین تشریف رکھتے تھے اور فرماتے تھے نہین دوست رکھتا ہین یہہ کہ ہوتی میرے لیے حمر نعم عوض
مین اوس حلف عظیم کی کہ حاضر ہوا مین اوسمین بیچ دار ابن جدعان کے اور فرمایا نہین دوست رکھتا ہون اوس حلف کے توڑنے کو اگرچہ
دیا جاؤن اوسکے عوض اونٹ سرخ اور اگر دعوت کیجاوے اوس حلف کے ساتھہ اسلام مین البتہ اجابت کرون یعنی اگر کوئی پکارنے والا
پکارے بالحلف الفضول تو البتہ اجابت کرون اسلیئے کہ اسلام تو آیا ہے ساتھہ اقامت حق اور نصرت مظلوم کے اور سبب اس حلف کا
فضول کا یہہ ہوا کہ ایک شخص زبید سے مال تجارت کا لیکر مکہ مین آیا عاصم بن وائل نے اوس مال کو خرید لیا اور اوسکی قیمت کچہہ ندی اور تھا
عاصم مکے مین ایک شخص شریف صاحب مقدور سو فریاد کی زبید نے اوسکے آگے جماعت احلاف کی کہ وہ چہہ قبیلے تھے قریش کے
بنی عبد الدار مخزوم جمح سہم کعب عدی اونھون نے آپس مین مدد کرنے کی قسم کھائی تھی سو انھون نے انکار کیا اوسکے مدد کرنے سے
عاص پر اور جھڑک دیا اوسکو جب زبیدی نے یہہ فساد دیکھا تو رنجیدہ ہوکر وقت طلوع آفتاب کے جبل ابو قبیس پر چڑھا اور اوسوقت قریش گرد
کعبے کے اپنے چوپایون مین تھے سو باواز بلند پکارا یَا لَفِهْرٍ لِمَظْلُومٍ بِضَاعَتُهُ ✦ بِبَطْنِ مَكَّةَ نَائِي الدَّارِ وَالنَّفَرِ ✦ وَمُحْرِمٍ اَشْعَثٍ لَمْ يَقْضِ عُمْرَتَهُ ✦ يَا لِلرِّجَالِ وَبَيْنَ الْحِجْرِ وَالْحَجَرِ ✦ اِنَّ الْحَرَامَ لِمَنْ تَمَّتْ كَرَامَتُهُ ✦ وَلَا حَرَامَ لِثَوْبِ الْفَاجِرِ الْغُدَرِ ✦ ای اولاد فہر کی فریاد سنو
اس مظلوم کی کہ پونجی اوسکی ✦ درمیان مکے کے ہے دور پڑا ہے اپنے گھر اور گھر کے لوگون سے ✦ اور محرم بکھرے بالون والا جسنے ابھی پورا
نہین کیا عمرہ اپنا ✦ فریاد سنو ای مردو کہ بیٹھے ہو درمیان حطیم اور حجر اسود کے ✦ حرمت حرم کی اوس شخص کو کہ پوری ہین بزرگیان اوسکی ✦
اور نہین عزت واسطے جامہ فاجر ٹھگ کے ✦ یہہ آواز سنکر کھڑے ہوئے زبیر بن عبد المطلب اور ابن جدعان اور لوگون کو طرف حلف فضول
کی بلایا اور نام پڑا اس قسم کا حلف فضول اسلیئے کہ قسم کھائی تھی اونھون نے فضول کے دلوانے کی اونکے مالون کو فضول وہ مال ہے
کہ کسی نے کسی سے ظلم و زیادتی کی راہ سے لے لیا ہو یا اسلیئے کہ تھی یہ قسم مانند اوس قسم کے کہ کھائی تھی قوم جرہم کے تین شخصون نے کہ نام ہر ایک
کا فضل تھا وہ فضل بن فضالہ اور فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث ہین اونھون نے بھی قسم کھائی تھی مظلوم کی مدد کرنے پر اور ظالم سے
اوسکے حق دلوانے پر یا اسلیئے کہ نکالا تھا ان قسم کھانے والون نے فضول مال اپنا واسطے مہمانون کے یا اسلیئے کہ قریش کہتے تھے ان قسم
کھانے والون کو کہ امر فضول مین پڑے کذا فی السیرۃ الحلبیۃ والکازرونی اور سیرت حلبی مین ہے ایک **حکایت** جسے ذکر کیا سہیلی نے
کہ ایک شخص قبیلہ خثعم کا حج یا عمرہ کو مکے مین آیا اوسکے ساتھہ اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت روشن رنگ زیادہ جہان کی عورتون سے
سو نبیہ بن حجاج نے اوسکو چھین لیا لوگون نے خثعمی سے کہا کہ لازم پکڑ او پر اپنے حلف فضول والون کو سو کھڑا ہوا وہ نزدیک کعبے کے اور پکارا
یا لحلف الفضول یعنی ای حلف فضول والو میری فریاد کو پہنچو یہہ سنکر ہر طرف سے لوگ تلوارین نکالے ہوئے جھپٹکر آئے یون کہتے ہوئے
کہ آن پہونچے تیرے فریادرس سو تیرا کیا مطلب ہے کہا نبیہ نے ظلم کیا مجھپر کہ میری بیٹی کو زبردستی چھین لیا تب وہ لوگ نبیہ کے دروازے
پر جاکھڑے ہوئے نبیہ گھر سے نکلا اونھون نے اوس سے کہا کہ لا اسکی لڑکی کو خرابی تجھکو تو خوب جانتا ہے کہ ہم کون ہین اور کس
بات پر ہمنے باہم عہد کیا ہے بولا کہ مین بموجب فرمودہ تمہارے کے کرونگا ولیکن متعہ کر لینے دو مجھکو ساتھہ اسکے ایک رات اونھون نے

کہا کہ نہین قسم خدا کی اور نہ برابر ایکبار کھینچنے دودہ کے اونٹنی کی پستان سے یعنی اتنی بھی دیر ہم اوسکو تیرے پاس نچھوڑینگے تب نکال لایا بنیہ اوس لڑکی کو اور باپکے حوالہ کی تھی اور نبوت سے سال دسوین مین بیچ ماہ شوال کے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عایشہ صدیقہ رضہ اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما سے اور مفصل حال انکا اگر خدا چاہے گا ازواج مطہرات کے بیان مین آویگا پھر جب عمر شریف آپ کی اکاون برس اور نو مہینے کی ہوئی خاص کیا اللہ تعم نے آپکو واسطے معراج کے اور پہلے آپکو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے اوٹھا کر بیت المقدس کیطرف لے گئے بعد اسکے براق حاضر کیا پھر آپ اوسپر سوار ہوئے بعد ازان طرف آسمانون کے لیگئے اور فرض کی گئی وہان نماز پانچ وقت کی اور بعضی علما نے فرمایا کہ حق تعم نے ارادہ کیا کہ روشن کرے آسمانون کو ساتھ انوار اوس سرور کائنات کے جیسا کہ روشن کیا اوسکی برکات سے زمینون کو اسلیے سیر کروائی طرف معراج کے انتہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اوس راتکو حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھ ایک گروہ پرشکوہ ملائکہ کے واسطے زینت سواری کے آئے اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام مین حجر ام ہانی مین سے لے گئے اور بعد شق صدر شریف اور غسل قلب مبارک کے آپکو براق پر سوار کر کے بیت المقدس مین پہونچایا ابن کثیر نے منتقی مین کہا کہ حضرت کیلیے براق کا آنا واسطے خوگر کرنے آپکے تھا ساتھ جریان عادت کے وگرنہ خدای قادر توانا اوپر اوٹھا سکتا تھا بغیر کسی شی کے اور بھی آنا اوسکا واسطے اظہار کرامت و فضیلت کے تھا جیسے کہ معراج ہونا اسی واسطے تھا کیونکہ عادت ملوک کی ہے کہ جب کسی اپنے حبیب کو بلاتے ہین تو اپنے پاس سے سواری بھیجکر بلاتے ہین کما فی نسیم الریاض اور ابو العباس دینوری سے سوال کیا گیا کہ کس حکمت کے لیے شب معراج مین پہلے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کو لے گئے تو اونہون نے جواب دیا کہ اس سبب سے کہ جناب رب العزت عز شانہ عالم تھا کہ قریش مکہ کے اوس پیغمبر ربانی کے اخبار آسمانی مین تکذیب کرینگے تو چاہا کہ اونکو اخبار اوس زمین کی سے کہ جسکو قریش نے دیکھا تھا خبردار کر دیا جاوے اور جب سچے اوسکے سچے سچے بیان کر دین تو پھر اونکے اخبار آسمانی مین تکذیب نکر سکین سیر کا ذروی جاننا چاہیے کہ روایتین تعین مکان اسری کی مختلف آئی ہین بعضی مین حطیم کہ اوسکو حجر بھی کہتے ہین اور بعضی مین شعب ابو طالب اور بعضی مین بیت ام ہانی بنت ابی طالب اور یہ مشہور زیادہ ہے اور اس روایت کی طرف اکثر محدثون نے میل کیا ہے جیسا کہ معارج مین کہا ہے اور مطابقت ان قولون مین یون ہو سکتی ہے کہ کہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ہانی بنت ابو طالب کے گھر مین سوتے تھے اور اوسکو اپنا بیت فرمایا باعتبار شب باشی کے اور وہ بیت شعب ابیطالب کے پاس تھا وہ بیت مکرم درمیان صفا اور مروہ کے واقع ہے اور داخل حرم ہے اور بہنگام کفالت ابی طالب کے وہ سرور انام اسی مقام مین رہتے تھے پس اسی مناسبت سے اوسے اپنی طرف اضافت کی کہ فرمایا مین اپنے گھر مین تھا کما فی المعارج والگاذرونی پھر فرشتہ آیا اور چھت اوس گھر کی پھاڑ کر حضرت کو کعبہ کے پاس لایا اور وہین حطیم اور حجر بھی ہے اور وہین آپ لیٹ رہے اوسحال مین کہ اثر نیند کا کچھ باقی تھا پھر نکالا آپکو مسجد سے اور براق پر سوار کر کے مسجد اقصی کو لے گیا مثل اسکی بیان کیا فتح الباری مین اور وہین حضرت جبرئیل نے شق کیا سینہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دہویا اوسکو آب زمزم سے کہ بھرا ہوا تھا وہ پانی سونے کے طشت مین جیسے کہ حدیث مسلم مین آیا ہے پھر لائے جبرئیل علیہ السلام ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان و حکمت سے یعنے انوار سے کہ جس سے کمالات ایمانی اور حکمتین پیدا ہون نسیم الریاض پھر اونڈھایا اوسکو سینہ مبارک مین لگکے پھر درست

کردیا اس سینے کے شگاف کو جیسے کہ مسلم مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھاڑی گئی چھت
میرے گھر کی جبکہ مین مکہ مین تھا پس اوترے جبرئیل علیہ السلام پھر شق کیا سینہ میرا پھر دہویا اوسکو زمزم کے پانی سے پھر لائے ایک
طشت سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے پھر اونڈھایا اوسکو میرے سینے مین پھر ملا دیا اوسکو پھر پکڑ لیا ہاتھ میرا پھر لے چڑھے مجھکو طرف
آسمان کے واضح ہو کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا لائے جبرئیل ع ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے تخییل کنایہ
اور تمثیل کے سے ہے یا یہ کہ ایمان ایک صورت بنایا گیا ہو جیسے کہ صورت پکڑینگے اعمال قیامت کے روز واسطے تولنے کے اور جاننا چاہیے
کہ شق کرنا سینہ مبارک کا غیر اوس شق کرنے سے ہے جو آپ کی خردسالی مین ہوا تھا اسلیے کہ وہ واسطے نکالنے مادہ سوء یعنی برائی کے تھا
آپکے دل سے اور یہ واسطے داخل کرنے کمال علم اور معرفت کے تھا قلب شریف مین تاکہ ساتھ کمال طہارت اور صفائی کے مستعد اور مہیا
دریافت کرنے عالم ملکوت کا ہو تو قیاس وضو کے کہ پہلے نماز سے واسطے حاصل ہونے طہارت کے کرتے ہین اور یہی سبب یعنی نہونا تہیہ اور
استعداد کا تھا کہ حضرت موسی کو رویت پروردگار تعالی کی حاصل نہوئی دنیا مین بسبب عدم طاقت رویت کے ابن اثیر نے سیر گازرونی مین
کہا کہ شق صدر حالت صغر مین کہ جیسے وہ بدر رسالت حلیمہ کے کنار تربیت مین تھے شاید اسواسطے کیا گیا کہ صدر اطہر اور قلب انور اوس مصداق
الم نشرح لک صدرک کا انشراح اور کشادگی مین برابر صدر اور قلوب انبیا صلوات اللہ علیہم کے ہو جاوے پھر تیج حالت کبر کے وقت معراج
کے اس حکمت کے واسطے واقع ہوا کہ ہوجاوے حال عروج مآل وسعت التذاذ انبیا کا مثل حال ملائکہ کے اسلیے کہ ارادہ کیا گیا ساتھ
اوس سرور کائنات کے عروج کا طرف مقام قرب مناجات کے اس روایت سے شق صدر دوبار ثابت ہوا اور نسیم الریاض مین
نقل کیا ہے کہ شق صدر کئی بار ہوا ہے ایکبار کہ جب آپ طفل صغیر تھے لڑکون مین کھیلتے تھے دوسری بار جب دس برس کے تھے واسطے
ازالہ کرنے طفولیت کے تیسری بار وقت بعثت کے تاکہ قلب واسطے وحی کے ثابت رہے چوتھی بار لیلۃ الاسرا مین تاکہ اوسیر قوی ہوجاوین اور
زیادہ کیا گیا ہے پانچوین بار اور اسکو ضعیف کہا ہے ابن حجر نے شرح بخاری مین اور چار بار پہلے کو صحیح کہا ہے اس شارح نے اور
برہان حلبی نے اور دوسری حکمت اس شق صدر مین یہ تھی کہ حکما اور اطبا اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شق ہونا سینہ
اور دل کا موجب ہے کہ زندگی کے ساتھ جمع نہین ہوسکتی ہے سو پروردگار تعالی نے اپنی قدرت ظاہر کی اور عقلا لوگ اسمین تاویل کرتے
ہین کہ مراد اس سے پاک کرنا باطن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس جہان کی برائیون سے اور اہل ایمان اسکی تصدیق کرتے
ہین بے تاویل در انکار کے اور کہتے ہین کہ یہ جو کچھ حکما وغیرہم کہتے ہین اسباب عادی ہین اور خداوند تعالی پر کوئی چیز محال نہین ہے [illegible]
لگن ہی کا دہونے کو صدر شریف کے اسلیے تھا کہ یہ برتن خاص کردہ ہونے دہانے کے لیے اکثر ہوتا ہے اور ہونا اسکا سونیکا بجہت
تعظیم اور تکریم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے تھا موافق عرف اور عادت کے اور اشارہ تھا اسمین اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم سب خلق پر مکرم اور معظم اور افضل ہین جیسا سونا سب اجناس مین مکرم اور افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ استعمال
سونیکا شریعت محمدیہ مین حرام ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ لینا اوس سے دنیا مین ساتھ استعمال کے حرام ہے اور آخرت
مین استعمال اوسکا مسلمانون کے لیے ہوگا باشارت قول اللہ تعالی کے قل ھی للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ

ترجمہ تو کہہ اے محمد وہ چیزین پاکیزہ و ملابس اور ماکل سے اونکے لیے ہین جو ایمان لائے ہین زندگی دنیا مین خالص ہونگی قیامت کے دن اونہین کے لیے اور صحیح بخاری مین ہے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے لا تشربوا فی آنیۃ الذہب والفضۃ ولا تاکلوا فی صحافہا فانہا لہم فی الدنیا ولنا فی الآخرۃ یعنی استعمال نکرو سونے اور چاندی کے برتن کو کھانے اور پینے مین کیونکہ وہ واسطے اونکے یعنی کفار کے ہین دنیا مین اور ہمارے لیے ہین آخرت مین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی پیوے سونے چاندی کے برتن مین نہ پیویگا اونمین آخرت مین اور جو کوئی حریر پہنے گا وہ نہ پہنے گا آخرت مین اور کوئی پیوے گا شراب نہ پیویگا آخرت مین کذا فی المظہری اور قصہ اسرا کا حقیقت مین عالم آخرت سے ہے اسرا کے معنی سیر حضرت کا مسجد الحرام سے بیت المقدس تک اور معراج کے معنی چڑہنا آپکا آسمان کی طرف اور کبھی تو بولا جاتا ہے اسرا اوپر اسرا اور معراج کے اور بولا جاتا ہے معراج بھی اسی طرح اوپر اسرا اور معراج کے انتہی نسیم الریاض اور یہی استعمال اور فائدہ لینا سونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہوا بلکہ فرشتون سے ہوا اور فرشتے غیر مکلف ہین یعنی استعمال سونے کا اونپر حرام نہین اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ پہلے تحریم سے ہوا ہو اور فی الحقیقت یہی بات ہے اسواسطے کہ حرام ہونا استعمال سونے کا مدینہ مین بعد ہجرت کے ہے اور یہ واقعہ قبل ہجرت سے مکہ مین واقع ہوا یعنی اٹھارہ مہینے پہلے ہجرت سے اور ایک قول مین چودہ مہینے اور ایک قول مین سال بھر پہلے اور ایک قول مین تین برس مین بغوی گازرونی حاشیہ جمل اور بعضی اہل معانی نے درمیان قلب شریف آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اور ذہب کے کئی نسبتین استنباط کی ہین کہتے ہین کہ ذہب ظروف جنت سے ہے اور سب معدنیات سے وزن اور قوت مین زیادہ کرتا ہے اسکو نہین کھاتی اور نہ اوسکو زنگ لگتا ہے یون ہی قلب شریف آپکا اثقل ورازین تمام قلوب سے ہے اور ثقالت اوسمین وحی کی ہے اور نہین کھاتی ہے اوسکو خاک سفلیات کی اور نہین زنگ لگتا ہے اوسپر کدورتون کونیہ کا اور لفظ ذہب مشعر ہے ذہاب الی اللہ پر اور تطہر اور ذہاب رجس پر اور شامل ہے معنی ستھرائی اور بقا اور صفا اور رزانت کو اور حکمت جمع ہونے قلب مبارک کی آب زمزم سے یہ کہی ہے کہ آب زمزم تقویت کرتا ہی قلب کو سو دہویا قلب شریف کو پہلے آب زمزم سے کہ قوی ہوا اور قوت پکڑی اوپر مشاہدہ عالم ملکوت کے یعنی عجائب ملکوت کو اور وہ وہ مین کہ نہین مطلع ہوا اوپر کوئی بشر غیر پیغمبر کے نسیم الریاض اور بعضے علمانے اس سے استدلال کیا ہے اوپر کہ آب زمزم افضل ہے آب کوثر سے اسلیے کہ دہویا گیا اوسے آپکا قلب شریف مگر ساتھ افضل پانی کے اور جسنے کہا کہ آب زمزم سے قلب شریف کو اسواسطے دہویا کہ یہ نزدیک تھا اور آب کوثر دور اور غائب تھا سو قول اوسکا نہایت ضعیف ہے اسلیے کہ دور اور نزدیک اور غائب اور حاضر یہان معقول نہین سب برابر ہین واللہ تعالی اعلم اور حال براق کا یون ہے براق لغت مین چار پایہ کو کہتے ہین کہ حرکت کرے زمین پر اور یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونون طرح پر آیا ہے نسیم الریاض فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سپید رنگ کہا جاتا تھا براق یعنی بسبب جلد چلنے اوسکے کے مانند برق کے اور بسبب چمکنے رنگ اوسکے کے اوسکے کان مردہ سبز کے اور مونہہ مانند مونہہ آدمی کے اور مشابہ گھوڑے کے اور پیشانی نورانی یاقوت سرخ کی اور آنکھین مانند زہرہ تارے کے اور دونون بازو اوسکے مانند کرگس کے اور ساتھ قسم قسم کے رنگون کے منقش تھی اور آدہا دہڑ آگے کا کافور کا اور آدہا دہڑ پیچھے کا مشک کا اور

دُم اور سُم گائی کی سے اور لگام موتی کی اور زین ایک موتی کا اور سپر نور کا ایک تحلہ آراستہ تھا گویا کہ وہ یاقوت سرخ ہے اور جو شئی جو اوسکی سونگھتی زندہ ہوتی یعنی گویا کہ زندہ ہوجاتی یا زندہ ہوکر اوسیوقت مرجاتی ہے یہ خرق عادت سے ہو جیسے کہ تاثیر خاک قدم سواری جبرئیل علیہ السلام کی مشہور ہے کما فی الکافرونی اور رکھتا تھا وہ قدم اپنا مد البصر پر یعنی جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی وہین اوسکا قدم پہونچتا تھا اور جاننا چاہیئے کہ علما رحمہم اللہ مختلف ہین اسمین کہ یہ براق خاص واسطے سواری ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھا یا اور انبیا علیہم السلام کی سواری کے لیے بھی سو کہا بعضون نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ یہ براق مقرر تھا واسطے سواری سب انبیا علیہم السلام کی اور بعضون نے کہا کہ نہین ہر نبی کے لیے ایک براق علیحدہ ہے مناسب مقام اوسکے کے چنانچہ ہر ایک کے لیے آخرت مین ایک حوض موافق مقام اور منزلت اوسکے کی ہے سو بموجب اس قول اخیر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ براق خاص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا اور یہی قول صحیح ہے اور قولون کی صحت مین کلام ہے اور کہنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا براق کو جب اوسنے سرکشی کی آپکی سواری سے کہ کیا ہوا ہے تجھکو اے براق کہ سرکشی کرتا ہے تو نہین سوار ہوا ہے تیری جنس پر کوئی نبی بزرگتر اس نبی سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو شرمندگی سے عرق آگیا اوسکو اور ٹھہر گیا وہ اور تابعدار ہوا پھر آپ سوار ہوئے اوسپر سو گویا یہ اشارۃ ہے ساتھ جنس براق کے یعنی مضطرب ہونا براق کا بسبب ناز وطرب کے تھا نہ بطور شرارت اور سرکشی کے سو ثابت ہوا متعدد ہونا براق کا واسطے سواری ہر ایک نبی ع کے بموجب اس روایت کے پس نہوگی خصوصیات مین سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سواری براق کی اور کہا گیا ہے اسکے جواب مین کہ نہین اترا براق مع زین ولگام کے کسی نبی کی سواری کو سوا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کما قال فی المواهب اللدنیہ حیث قال ورکوبہ مسرجا ملجما لم یرو لغیرہ من الانبیاء علیہم السلام یعنی سواری براق پر اوس حال مین کہ وہ کسا ہو زین اور لگام سے نہین روایت کیا گیا ہے اور نبیون کے واسطے اور وہ زین بہشتی تھا اور رکابین یاقوت سرخ کی تہین اور بھی کہا ہے کہ جسوقت وہ مرکوب انبیا کا تھا تو قدم منتہاے نظر پر نہین رکھ سکتا تھا بلکہ یہ رتبہ اوسے اوسی وقت ملا کہ وہ سرور انبیا اوسپر سوار ہوئے اور اوس جگہ کو پہونچا کہ نظر علم اوسکے کی نظر حال اوسکے سے مقدم ہوئی کیونکہ تقدم نظر کا قدم پر طغیانی اور سرکشی ہے اور تخلف یعنی پیچھے رہنا قدم کا نظر سے تقصیر وکوتاہی ہے پس حال اوسکا معتدل ہوا کما فی الکافرونی اور کہا شیخ عبدالوہاب متقی نے کہ اوسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیئے اور گھوڑا کہنا نچاہیئے جیسے کہ بعضی شعرا کے کلام مین واقع ہوا ہے اور نسیم الریاض مین نقل کیا ولم یکن علی شکل الفرس تنبیہا علی انہ حال سلم لا حرب یعنی نہ تھا براق گھوڑے کی شکل پر واسطے تنبیہ کے اسپر کہ وہ حال سلامتی اور آشتی کا ہے نہ لڑائی کا یعنی اصل مین گھوڑا لڑائی کرنے کے واسطے موضوع ہے اگرچہ اوس سے اور نفع بھی لیا جاتا ہے اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس قول کے کہ قدم اوسکا مد بصر پر پڑتا تھا اسپر کہ پہونچنا اوس کا آسمان پر ساتھ ایک قدم کے ہوا اسلیے کہ نظر اوسکی جبکہ زمین پر ہوتا ہے آسمان پر پہونچتی ہے سو پہونچنا اوسکا سات آسمانون پر سات قدم مین ہوا اور نسیم الریاض مین کہا اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ایک ہی قدم رکھنے مین آسمان تک پہونچگیا جیسا کہ بعضون نے توہم کیا ہے انتہی اور مراد اس سے یہ ہے کہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے کہ دلالت کرے اسپر کہ انتہا نظر اوسکی آسمان تک

تھی تاکہ لازم آوے وہ مدعا پھر فرمایا آپ نے کہ پس سوار کیا گیا مین اوسپر اس عبارت مین اشارہ ہے اس پر کہ سوار ہونا آپکا
براق پر محض اللہ تعالی کی مدد اور قدرت سے تھا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ سوار کرنے والے اوسپر آپکو جبرئیل تھے ساتھ قدرت ملکیہ انکی
کے اور یہ کچھ بعید نہین اسلیے کہ جبرئیل علیہ السلام واسطہ تھے پہونچنے فیض الہی کے اور اوتارنے وحی کے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ
وسلم پر اور یہ ایک طرح کی خدمت ہے کہ خادم لوگ بادشاہون کی کرتے ہین اور جبرئیل علیہ السلام اوس رات مین چاکر اور حاشیہ دار
آپکے تھے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رکاب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پکڑے تھے اس حکایہ سے معلوم ہوا کہ
بعضی شعرا نے حضرت کی مدح مین جبرئیل علیہ السلام کو خادم کہا ہے یہ کہنا برا نہین ہے اور یہ ترک ادب نہین جیسا کہ توہم کیا گیا ہے اور میکائیل
باگ تھامے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ جبرئیل ردیف آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے تھے ردیف اوسکو کہتے ہین جو ایک مرکب پر کسی
سوار کے پیچھے بیٹھے شاید کہ پہلے رکاب پکڑے ہون پھر بسبب کمال محبت اور عنایت کے راہ مین آپنے اونکو ردیف کر لیا ہو یا پہلے ردیف ہون
پھر رعایت ادب اور تکریم آپکی اوترکر اونھون نے رکاب پکڑی ہو واللہ تعالی اعلم اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مین ہے کہ کہا ابن
اثیر نے والاظہر اختصاصہ بالرکوب اور ظاہر تر ہے خصوصیت اوس سرور کے ساتھ سوار ہونے کی یعنی جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ سوار
نتھے پھر جب حرم مکہ سے چلے پہلے نخلستان مین پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یعنی یثرب کی ہجرتگاہ آپکی ہے یہان اوترکر دو رکعت نماز
پڑھیے پھر وہان سے چلکر مدین مین پہونچے اور اوس زمین پر گذرے جہان ولادت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوئی وہان بھی بموجب کہنے جبرئیل
علیہ السلام کے دو رکعت نماز پڑہی وہان سے چلکر ایک پیرزال کو دیکھا آستینین چڑھائے سب زینتین کیے کھڑی تھی آپسے کہا میری طرف
دیکھیے آپنے التفات نکیا اور جبرئیل علیہ السلام سے کہا یہ کون ہے اونھون نے کہا آگے چلے پھر آگے چلے تو راہ کی ایک جانب سے
آواز سنی کہ کوئی آپ کو پکارتا ہے آپنے پوچھا یہ کون ہے پھر کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہان سے آگے چلیے پھر وہان سے آگے چلے
تو ایک جماعت کو دیکھا اونھون نے آپکو سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر سلام تجھپر
ای پہلے نبیون کے باعتبار نور کے اور سلام تجھپر ای پچھلے نبیون کے باعتبار ظہور کے اور سلام تجھپر ای اکٹھا کرنے والے امت کے
آپنے بموجب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے اونکے سلام کا جواب دیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اون سب کا حال بیان کیا اور کہا وہ
پیرزال جو آپنے دیکھی تھی دنیا ہے اگر آپ جواب دیتے اوسکو تو اختیار کر لیتی آپکی امت دنیا کو آخرت پر کما فی المدارج اب عمر اوسکی یعنی
دنیا کی باقی نہین رہی ہے مگر تھوڑی اور اوس پیرزال کی عمر باقی تھوڑی ہے اور روایت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو دنیا کی صورت مثالی دکہائی گئی پس دیکھا
کہ ایک بڑھیا ہے سفید بال والی مائل بسیاہی دانت گرے ہوئے سب طرح کے سنگار کیے ہوئے آپنے پوچھا تو نے کتنے خاوند کیے ہین بولی
بیشمار فرمایا کیا سب مر گیے یا اونھون نے تجھکو طلاق دی اور چھوڑ دیا بولی یون نہین بلکہ مینے مار ڈالا سب کو فرمایا ہزار افسوس تیرے
اون خاوندون پر جو اب جیتے ہین کسطرح عبرت نہین پکڑتے اون مرے ہوؤن کے حال سے اور روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ اے بڑی عمر والے سب نبیون سے کیسا پایا تو نے دنیا کو فرمایا پایا مینے اوسکو مانند ایک گھر کے جسکے
دو دروازے ہون ایک سے گھسا مین اور دوسرے سے نکلا فرمایا عیسی علیہ السلام نے الدنیا قنطرة فاعبروہا ولا تعمروہا

دنیا ایک پل ہے پس پار ہو جاؤ تم اوس سے اور مت عمارت بناؤ اوسپر انتہی کما فی احیاء العلوم فرماتے ہین حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنے رسالہ مین جسکا نام المشرب الوردی فی مذہب الامام المہدی ہے ورجعنا الی معنی ما ورد فی بعض الروایات ان عمر الدنیا سبعة الاف سنة وان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی الالف السابع ولذا یقال نبی آخر الزمان وقد تعدی عن الالف ثلثة عشر سنة فی ہذا الاوان فلابد ان تقع اشراط الساعة قبل تحقق القیمة فیحتاج الی اطالة المدة تکملة للعدة الی العدة والتحقیق علی ما ذکرہ شیخ مشائخنا جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی فی رسالة الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامة الالف الا انہ لا یتجاوز عن الخمس مائة لیصح ما ثبت فی الحدیث فانہ قد یذکر العدد ویسقط کسرہ من المدة کما ورد فی روایة ان عمرہ علیہ الصلوۃ والسلام ستون سنة مع ان الصحیح ثلاث وستون کما فی روایة واما روایة خمس وستین فمحمولة علی اعتبار عام الولادة وسنة الوفات فہہنا کذلک لتعین ان یحمل علی اسقاط الکسر والکسر لا یکون اکثر من النصف فانہ یلزم حینئذ ان یکون عمر الدنیا ثمانیة الاف اما مع الکسر او الجبر ترجمہ یعنی اور رجوع لائے ہم طرف معنی اسکے کہ جو آیا ہے بعضی رواتیون مین کہ عمر دنیا کی سات ہزار برس ہین اون مین سے حدیث ابن زمیل خزاعی کی ہے کہ کہا خواب مین دیکھا مینے آپکو آئی پیغمبر خدا صلعم

کی منبر ہے اور آپ سبکے اوپر والے درجہ پر ہین اور آپکے پہلو کی طرف ایک اونٹنی دبلی ہے کہ گویا آپ اوسے اوٹھاتے مین پھر آپ نے
اونٹنی اوٹھانے کو ساتھ قیام قیامت کے تعبیر دی اور منبر سات درجہ کو ساتھ دنیا سات ہزار برس کی تفسیر کی اور مجھکو اوپر کے
درجہ پر دیکھا تو نے کیونکہ مین مبعوث ہوا ہون اوسکے آخر کی ہزار مین نقل کیا اسکو طبرانی اور بیہقی نے دلائل مین اور سہیلی نے روضۃ
الانف مین بیہقی سے کہا کہ یہہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہے ولیکن تائید کری ہے اوسکی وہ کہ طریق صحیح کے ساتھ موقوفاً ابن عباس
سے مروی ہے کہ دنیا سات دن ہے ہر دن ہزار سال کا اور مبعوث ہوئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوسکے پچھلے روز
مین اور تحقیق گذر چکین اوس روز مین سے ساٹھہ برسین اور صحیح کہا ہے ابو جعفر طبری نے اس اصل کو اور قوت دی ہے اوسکو
ساتھہ آثار کے اور ذکر کیا ہے یہہ قول رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بعثت انا والساعۃ کھاتین وانما سبقتھا بما سبقت
بہ ہذہ یعنی الوسطی والسبابۃ اور وارد کیا ہے اس حدیث کو طرق کثیرہ صحیحہ سے اور ذکر کیا ہے ساتھہ اوسکے یہہ قول پیغمبر خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لا یعجز اللہ ان یؤخر ہذہ الامۃ نصف یوم یعنی خمس مائۃ عام اور راوی پہلی حدیث کو یعنی بعثت انا والساعۃ
کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور یہہ بھی اس مدعا پر شاہد بیّن ہے ہواسطے کہ انگشت وسطی زیادہ ہے بقدر آدھے ساتوین حصہ
اونگلی کے جیسا کہ آدھا دن سات دنون سے آدھا ساتوین حصہ کا ہے اور اونمین وہ حدیث ہے کہ متوکل باللہ کے جواب مین عبد الواحد
قاضی عباس نے مرفوعاً ذکر کی کہ آپنے فرمایا ان احسنت امتی فبقاءھا یوم من ایام الآخرۃ وان اساءت فنصف یوم
خلاصہ دیباچہ شرح ابن ماجہ لکھتا ہون مین کہ دن آخرت کا ہزار برس کا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور ہزار
برس گذر چکین اور امت مرحومہ باقی رہی والحمد للہ علی ذلک کہ نیکو کار ٹھہری یہہ امت نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور تحقیق عمر دنیا کی سات ہزار
برس کی ہے اور بیشک ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساتوین ہزار مین ہوئے اور اسی واسطے کہا جاتا ہے انکو نبی آخر زمانی کے
اور تحقیق ایک ہزار تیرہ برس ہو چکے ہین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسوقت تک سو ضرور ہوا یہہ کہ واقع ہون علامات قیامت
کی قبل آنے قیامت کے تو حاجت ہوئی طرف بڑھانے مدت کے واسطے پورا کرنے حساب کے میعاد تک اور تحقیق وہ جو ذکر کیا ہمارا اوستادون
کا اوستاد جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین آگاہ ہو کہ تحقیق تجاوز نکرے گی مدت
پانسو برس سے تا کہ صحیح ہو وہ جو ثابت ہوا ہے حدیث مین اسواسطے کہ کبھی بیان کیا جاتا ہے عدد کا اور چھوڑی جاتی ہے کسر اوسکی مدت
یعنے یہان عدد کو جو سات ہزار برس ہین ذکر کیا اور کسر کو جو پانسو ہین ذکر نکیا چنانچہ آیا ہے ایک حدیث مین کہ تحقیق عمر شریف
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساٹھہ برس کی تھی باوجود اسکے کہ صحیح تریسٹھہ برس کی تھی چنانچہ ایک روایت مین ہے اور جو
روایت پینسٹھہ برس کی ہے سو وہ محمول ہے اوپر اعتبار سال ولادت اور سال وفات کے سو یہان بھی اسیطرح معین کرنا چاہیے
محمول ہونے حدیث سات ہزار کو اوپر ساقط کرنے کسر کے یعنی جو سات ہزار سے زیادہ ہے اور کسر زیادہ نہین ہوتی نصف سے یعنی اگر
عشرات کا مذکور ہے تو یہین کسر پانچ سے زیادہ نہو گی اور جو مآت کا ذکر ہے تو کسر اوسکی پچاس سے زیادہ نہو گی یون ہی آلاف کی کسر پانسو
سے زیادہ نہو گی اسواسطے کہ اگر زیادہ پانچ سے ہو تو لازم آتا ہے اوسوقت یہہ کہ ہو عمر دنیا کی آٹھہ ہزار برس کی ساتھہ کسر کے یا جوڑ سکے

اور کسر کے عدد ہوئے پانسو تو حقیقت میں ساڑہے سات ہزار برس ہوئے واللہ اعلم بالصواب ایضا هذا كله باعتبار الاجمال في زمان الساعة وما يترتب عليه من الاحوال والا فقد قال الله تع يسئلونك عن الساعة ايان مرسها فيم انت من ذكريها الى ربك منتهها وفي آية الاخرى قل انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو وفي الاخرى وما يدريك لعل الساعة تكون قريبا وفي اخرى ان الله عنده علم الساعة وهي من مفاتيح الغيب خمس لا يعلمهن الا الله كما ورد في حديث جبرئيل كما سأل النبي صلى الله تع عليه واله وسلم اخبرني عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرني عن اماراتها الحديث والحاصل ان ساعة القيمة بعينها لا يعرفها الا الله ولا يطلع على حقيقتها سواه انتهى ترجمہ یہہ تمام یعنی وہ بیان جو اوپر ہو چکا بطریق اجمال کے ہے بیچ بیان زمانہ قیامت کے اور بیچ اوسکے جو مترتب ہون اوسپر احوالون سے اور نہین تو پس تحقیق اوسکا علم تفصیل سوا خدای تعالی کے کسی کو نہین جیسا فرمایا اللہ تعالی نے کہ پوچھتے ہین تجھسے ای محمد یعنی منکر لوگ قیامت کو کہ کب ہوگا ٹھہراو اوسکا تو کس بات مین ہے مذکور اوسکے سے طرف رب تیرے کے ہے پہونچ اوسکی یعنی اوسکا علم تیرے رب کے پاس ہے ف اور ابن ابی حاتم نے ساتھ اسناد اپنی کے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق مشرک مکہ کے سوال کیا کرتے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ واله وسلم سے اور کہتے تھے کب قائم ہوگی قیامت اور یہہ پوچھنا اونکا ٹھٹھے کے طریق سے تھا تب وتاری اللہ تعالی نے یہہ آیت يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا اسی طرح حاکم اور ابن جریر نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور روایت کی طبرانی اور ابن جریر نے طارق بن شہاب سے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تع علیہ واله وسلم اکثر ذکر کیا کرتے تھے قیامت کا حتی کہ اوتاری اللہ تعالی نے یہہ آیت فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا پس حاصل سکا یہہ کہ نبی صلی اللہ تع علیہ واله وسلم بسبب شدت خواہش اپنی کے اوپر جواب سائلون کے وقت قیام قیامت کے سے اللہ سبحانہ تع سے سوال کرتے رہتے تھے حتی کہ اوتری یہہ آیت فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا پس ظاہر ہوا کہ اوسکے اخفا کرنے مین حکمت ہے اور اوسکے جاننے سے توقع نہ کی جاوے پھر باز رہے حضرت اوسکے پوچھنے سے اور بعضے یہہ معنی کہتے ہین کہ بیچ کس چیز کے سوال تو کرتا ہے اور تو ہی پہنچا ہے تیرا در حالیکہ تو خاتم الانبیا ہے قریب زمانہ قیامت کے ایک علامت ہے علامتون قیامت سے اور ایک دلیل ہے کہ دلالت کرتی ہے علم آنے پر ساتھ قریب واقع ہونی اوسکے کی پس بس ہے اونکو اسیقدر علم اوسیر اور یہی کافی ہے اوسکے لیے طیاری کرنے کو پس بیفایدہ ہے اوسکی تعیین سے سوال کرنا انتہی کما في المظهري والفتوحات الالهية اور فرمایا دوسری آیت مین تو کہدے ای محمد اوسکا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے نہین ظاہر کریگا اوسکو اوس کے وقت پر مگر وہی اور دوسری آیت مین فرمایا اور کس چیز نے آگاہ کیا تجھکو ای محمد صلی اللہ تع علیہ واله وسلم شاید کہ قیامت قریب ہی ہو اور فرمایا دوسری آیت مین کہ بیشک اللہ اوسکے پاس ہے علم قیامت کا اور یہہ قیامت کنجیون غیب کے سے ہے پانچ چیزین ہین کہ کوئی نہین جانتا اونکو سواے اللہ تعالی کے چنانچہ آیا ہے حدیث جبرئیل مین جب پوچھا نبی صلی اللہ تع علیہ واله وسلم سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے کہ خبر دیجیے مجھکو قیامت سے یعنی کب آوے گی کہا نبی صلی اللہ تع علیہ واله وسلم نے نہین وہ شخص کہ سوال کیا گیا حال اوسکے سے داناتر ہے سائل سے یعنی سائل اور مسئول عنہ دونوں اوسکے نجاننے مین

برابر مین کہا سو خبر دیجئے مجھکو علامات اوسکے سے الی آخر الحدیث اسمین اشارہ ہے کہ سوال سے سلامتی اس بات کی ملتی ہے کہ وہ پوچھے جاوین امر قیامت سے کیونکہ وہ مفاتیح غیب سے ہے اوسکو سوای خدا تعالی کے کوئی نہین جانتا اور مفاتیح غیب پانچ چیزین ہین ایک جاننا قیامت کا کہ کب ہوگی دوسرے جاننا مینہ کا کہ کب برسے گا تیسرے جاننا حال رحم کا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چوتھے جاننا حال کل کے دن کا کہ آدمی اوس مین کیا کماویگا پانچوین جاننا حال موت کا کہ آدمی کس مین مین مریگا ان پانچ چیزونکا علم خاص اللہ تعالی ہی کو ہے اور کو نہین **سوال** اگر کوئی کہے جب علم اوسکا بجز خدائے تعالی کے اور کسی کو نہین ہے تو جبرئیل نے کسواسطے قیامت کے حال سے سوال کیا **جواب** واسطے تنبیہ و تعلیم کے تاکہ جان لین کہ رسول مقبول علیہ السلام کے ذمہ پر نہین ہے جواب دینا اوس چیز کا کہ خود نہین ہے علم واسطے اون کے ساتھ اوس کے اور نہ عار کرنا اس قول کے کہنے سے کہ مین نہین جانتا ہون اور یہہ کہنا کہ مین نہین جانتا آدھا علم ہے کما فی المعالم والمرقات اور حاصل اس سب کا یہہ ہے کہ وقت آنے قیامت کا بعینہ سوای اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور کوئی مطلع نہین اوسکی حقیقت پر سوای اوسکے انتہی تتمہ اور وہ پکارنے والا شیطان تھا اور وہ جماعت جسنے سلام کیا آپکو وہ ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام تھے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حضرت موسی علیہ السلام پر اوس حال مین کہ وہ [illegible] نبی قبر مین اور کہا اونھون نے اشہد انک لرسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون [illegible] ہے اللہ کا اگر یہان کوئی حضرت موسی علیہ السلام کے نماز پڑھنے مین شک کرے اور کہے کہ نماز نہ مکلف تو لوگ زندگی مین ہوتے ہین وہ بعد موت کے قبر مین کیون نماز پڑھتے تھے تو کہا جاویگا کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے کے اور عبادت کرتے ہین اوسکی جیساکہ ذکر اللہ تعالی کرتے ہین اہل کے جنت مین بے اسکے کہ وہ مکلف ہین ساتھ اوسکے پھر تم نے آگے چلکر بہت نیک اور بدگروہون کو دیکھا کہ عالم برزخ اور عالم مثال مین وہ اپنی جزا کے حال مین نیکی اور بدی کے گرفتار اور ماخوذ ہین یہہ انتخاب ہے مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ کا عالم برزخ کہتے ہین عالم قبر کو اور وہ عبارت ہے اوس زمانہ سے کہ درمیان وقت موت کے اور زمانہ قیامت کے ہے از حیات وغیرہ اور عالم مثال ایک عالم ہے نہایت لطیف عالم اجسام سے اور بہت کثیف عالم ارواح سے اوسمین ارواح و معانی اور فرشتے جسم اور صورت مختلف کہ صفت مین مناسبت رکھتے ہین پکڑتے ہین جیسے کہ اسلام قبہ کی صورت اور علم دودھ کی صورت

اور جبرئیل علیہ السلام بشر کی صورت اور مانند اونکے اور سند اسکی یہہ آیت ہے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا یعنی بن آیا اوسکے آگے آدمی پورا انتہی خلاصہ محلی و تقریر شیخ اکبر اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم ایک قوم پر کہ بوتی تھے اور کاٹتے تھے اوسکو ایک ہی دن مین اور جب وہ اوس بوئے ہوئے کو کاٹتے پھر ویسا ہی ہوجاتا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہہ لوگ کون ہین کہا یہہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ ہین دوچند کی گئی ہین نیکیان اونکے سات سو تک وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ترجمہ اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اوسکا عوض دیتا ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا رازق حقیقی سوا خدا تعالی کے کوئی نہین ہے اور غیر اوسکا واسطہ ہے اللہ تعالی کے رزق پہنچانے کا تو غیر کو رزاق کہنا مجازی ہے پس استعمال خیر الرازقین کا اسمقام مین بطریق عموم مجاز کے ہے نہ بطریق جمع کے درمیان حقیقت اور مجاز کے کما فی المظہری اور حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا ہے ای ابن آدم خرچ کر مال تا کہ خرچ کیا جاوے تجہپر اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے کہ نہین خرچ کیا کسی مومن نے کچھ نفقہ سوا اللہ تعالی پر ہے عوض اوسکا درحالیکہ وہ ضامن ہے یعنی بطریق فضل و رحمت کے اوسکے عوض کا ذمہ دار ہے مگر وہ نفقہ کہ تھا عمارت نامشروع کے بنانے مین یا معصیت خدا عز و جل مین کما فی المعالم پھر ایک قوم پر گذرے کہ پھوڑے جاتی تھے سر اونکے پتھرون سے جب پھوٹ جاتے پھر جیسے تھے ویسے ہی درست ہوجاتی اور نہین کم ہوتا اونسے اس عذاب سے کچھ پوچھا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے یہہ کون ہین کہا یہہ وہ لوگ ہین کہ بھاری ہوئے سر اونکے نماز پنجوقتی سے یعنی ادای نماز پنجوقتی مین سستی کرتے تھے اور بیوقت پڑہتے تھے اور رکوع و سجود خوب طرح نہین ادا کرتے تھے پھر گذرے ایک قوم پر کہ اونکے قبلون پر لتے تھے اور اونکی دبرون پر بھی لگائی جاتے تھے جسطرح چگائے جاتے ہین چارپائے کھاتی تھے جھاڑ کانٹے اور تھوہڑ اور گرم پتھر دوزخ کا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے کہا یہہ کون لوگ ہین کہا وہ لوگ ہین کہ زکوۃ ادا نہین کرتے اپنے مالون کی اور ظلم نکیا ہے اونپر خدا نے وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ترجمہ ور نہ مین یعنی اللہ تعالی ظلم کرنے والا ہون اپنے بندون پر پھر گذرے ایک قوم پر کہ روبرو اونکے گوشت اچھا پاک دیگون مین پکا ہوا دہرا تھا اور دوسرا گوشت مردار ناپاک دیگون مین تو کھاتے تھے وہ اوس مردار گوشت کو اور نہ کھاتے تھے اوس ستھری کو پوچھا آپنے کیا ہے یہہ اے جبرئیل عرض کیا کہ یہہ وہ مرد ہین آپکی امت کے کہ ہے اونکے پاس بی بی حلال طیب پس آتے ہین وہ عورت خبیثہ کے پاس یعنی حرامکاری کو پھر رہتے ہین اوسکے پاس صبح تک اور یہہ آپکی امت کی وہ عورتین ہین کہ اوٹھکر اپنے خاوند حلال طیب کے پاس سے آتی ہین مرد خبیث کے پاس یعنی غیر کے اور رہتی ہین اوسکے پاس صبح تک پھر گذرے ایک مرد پر کہ جمع کیا تھا اوسنے ایک بڑا لکڑیون کا کہ نہ طاقت رکھتا تھا اوسکے اوٹھانے کی اور وہ اوس پر اور زیادہ کرتا جاتا تھا آپنے پوچھا جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہہ کیا ہے کہا یہہ ایک مرد ہے آپکی امت سے کہ اوسپر امانتین لوگون کی ہین اور وہ طاقت اونکے ادا کرنے کی نہین رکھتا اور پھر زیادہ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ مرد حریص ہے اوسنے خرچ سے زیادہ جمع کر لیا ہے پر حرص سے اوسپر اور بڑھاتا ہے کما فی المعارج مصحح کہتا ہے ہو سکتا ہے کہ اوسمین دونون صفتین ہون پھر مواہب کی روایت مین اوسکی حرص جمع کرنی امانتون کی کا بیان ہوا اور معارج النبوۃ کی روایت مین اوسکی حرص جمع کرنے مال کا مذکور ہو واللہ تعالی اعلم

پھر گذرے ایک قوم پر کہ کاٹی جاتی تھین اونکی زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے پھر جب کٹ چکتین پھر ویسے ہی ہوجاتین جیسے کہ تھین اور نہین کم ہوتا تھا اون کو اوس عذاب سے کچھ پوچھا آپنے یہہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے ہو کلا خطباء الفتنۃ یعنی یہہ لوگ واعظ فتنہ انگیز ہین اور ایک روایت مین ہے کہ کہا یہہ واعظ مین آپکی امت کے امر کرتے ہین لوگون کو نیک کام کرنے کو اور بھولاتے ہین اپنی جانون کو اور ایک روایت مین یہہ زیادہ ہے کہ پڑہتے ہین کتاب خدا کی اور اوسپر عمل نہین کرتے واضح ہو کہ امر کرنا اپنے نفس کو ایک واجب اور غیر کو واجب دوسرا ہے پس ملامت اور عذاب نکرنے پر ہے نہ اونکے اوس کہنے پر از مشکوۃ و مینا وغیرہما اور فرمایا عیسی علیہ السلام نے یا واعظ عظ نفسک ای واعظ اول شربت نصیحت کا اپنے نفس بیمار کو چاہیے جب تندرست ہو تب دوسرونکے علاج مین مشغول ہو ع ای دل که جمله را کردی توکرم ٭ کرم کن خود درا و از حق دار شرم ٭ ای زبان که جمله را ناصح بدی ٭ نوبت تو گشت از چه تن زدی ٭ جواہر التفسیر اسلیے کہ لوگ اونکے کردار خلاف گفتار کے دیکھکر بد کہتے ہین بلکہ کبھی اون کے کہے ہوئے سے انکار کر بیٹھتے ہین اور یہی فتنہ ہے نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے کہا خیرات لینا اچھا ہے اور خیرات کرنا برا اسواسطے کہ اگر خیرات کرنا اچھا ہوتا تو بڑے بڑے لوگ اختیار کرتے وہ لیتے ہین دیتے نہین پھر گذرے ایک چھوٹے سوراخ پر کہ نکلتا ہے اوس مین سے ایک بیل بڑا پھر چاہتا ہے کہ لوٹ کر جاوے اوسی سوراخ مین سو طاقت نہین رکھتا ہے اوسمین جانے کے پوچھا آپنے یہہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ وہ مرد ہے کہ کلام کرتا تھا اپنی قدرت سے بڑھکر پھر نادم ہوتا ہے اوسپر پھر طاقت نہین رکھتا ہے یہہ کہ رد کرے اوسکو یعنی طرف مونھہ اپنے کے اور فرمایا کہ گذرا مین ایک بڑے پتھر پر کہ ایک چھوٹا سوراخ تھا اوس سے پانی نکلتا تھا پھر اوسی طرف لوٹنا چاہتا تھا پر لوٹ نہ سکتا تھا جبرئیل علیہ السلام سے مینے پوچھا کہ یہہ کیا ہے کہا یہہ تجھپر مثال مونھہ کے ہے اور سوراخ نمونہ زبان کا اور بیان تمثیل سخن کے ہے آمین آپکو تعلیم ہے کہ مونھہ سے بات نکلی مونھہ کی طرف نہین لوٹ سکتے معارج لہذا کہا ہے السر اذا جاوز الاثنین فقد شاع پھر گذرے آپ ایک جنگل پر کہ آتے تھے وہان سے ہوا ٹھنڈی خوشبودار اور آتی تھی خوشبو مشک کی پھر آپنے ایک آواز سنی پوچھا یہہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ آواز جنت کی ہے کہتی ہے کہ رب آتنی ما وعدتنی یعنی ای رب میری دے تو مجھکو جو وعدہ کیا ہے تو نے مجھ سے سو تحقیق زیادہ ہوگئی خوشبو میری اور استبرق میرا اور حریر میرا اور سندس میرا اور عبقری میرا اور موتی میرے اور مونگے اور چاندی میری اور سونا میرا اور کوزے میرے اور جام میرے اور چھاگلین میری اور مرکب میرے اور شہد میرا اور پانی میرا اور دودہ میرا اور شراب میری پس دے تو مجھکو جو کچھ وعدہ کیا تو نے مجھ سے سو فرمایا اللہ تعالی نے لک کل مسلم و مسلمۃ و مومن و مومنۃ و من آمن بی و برسلی و عمل صالحا و لم یشرک بی و لم یتخذ من دونی اندادا و من خشینی فہو آمن و من سالنی اعطیتہ و من اقرضنی فجزیتہ و من توکل علی فکفیتہ انی انا اللہ لا الہ الا انا لا اخلف المیعاد قد افلح المومنون و تبارک اللہ احسن الخالقین قالت قد رضیت ترجمہ تیرے لیے ہین تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتین اور وہ کہ ایمان لایا مجھپر اور میرے رسولون پر اور عمل کیے نیک اور نہ شریک کیا اوسنے میرا اور نہین پکڑا اوسنے ورا میرے کسی کو میرا ہمسر اور وہ جو ڈرا مجھسے سو وہ امن مین ہے فرمایا ف جنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ

یعنی خشنی ربہٗ اس سے معلوم ہوا کہ دخل ہونا اور ہمیشہ رہنا جنت میں اور رضا الٰہی واسطے اہل خوف کے ہے اسواسطے کہ مدار امر کا اور باعث ہر چیز کا اور نواہی معصیت و شر کا خوف اور خشیت ہے مظہری جل اور جسنے سوال کیا مجھسے دیتا ہوں میں اوسکو اور وہ کہ جسنے قرض دیا مجھکو سو جزا دیتا ہوں میں اوسکو یعنی قرض دے بندون میرے کو ساتھہ خدف مضاف کے یا معنی ہے میں کہ خرچ کرے مال اپنا میری راہ میں اس امید پر کہ میں اوسکو عوض اوسکا دونا دون پس اپنی راہ میں دینے کو قرض تعبیر کیا تاکہ دلالت کرے التزام جزا پر کیونکہ قرض اخراج مال کا ہے واسطے استرداد بدل کے قرطبی و مظہری اور وہ کہ جسنے توکل کیا مجھپر سو کفایت کرتا ہون میں اوسکو وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا سنا مینے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے اگر توکل کرو اللہ پر جو حق ہے توکل کا البتہ روزی دے تمکو جیسے کہ روزی دیتا ہے پرندون کو کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو لوٹتے ہیں پیٹ بھرے از ترمذی و ابن ماجہ ترجمہ بیشک میں ہون معبود سوا میرے نہیں کوئی معبود نہیں خلاف کرتا ہون میں وعدہ تحقیق فلاح پائی ایمان دارون نے سو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر خالق بنانے والا کہا جنت نے تحقیق میں راضی ہوئی ف اور فلاح پہنچنا ہے مقصود کو اور نجات پانا مرہوب سے اور باقی رہنا خیر میں اور کامل فلاح یہہ ہے کہ معذب نہو اصلا نہ قبر میں اور نہ ساتھہ مناقشہ حساب اور نہ شدائد قیامت اور نہ دخول نار کے اور نہ ساتھہ دشواری گذرنے کے پل صراط پر اور پہونچنا اعلیٰ مقاصد کو جنتون میں اور مراتب قرب و دیدار اور رضوان کو اور فلاح فی الجملہ واسطے ہر مومنین کے ہے مظہری اور اس معنی میں اشارہ ہے کہ خالق اس جگہہ بمعنی صانع کے ہے جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے اور اسی معنی میں ہے اس آیت میں وارد ہوا ہے اِنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ اور بعضی کہتے ہیں وہ بر سبیل فرض کے ہے اور فرض محال کا محال نہیں ہے یعنی جو فرض کریں تعدد خالقین کا جیسے کہ رای معتزلہ کی ہے کہ مجوس اس امت کے ہیں تو وہ خالق بہت بہتر خالقین کا ہے از مظہری پھر گذرے ایک نالے پر پس سنی آپنے ایک آواز ناپسند اور مکروہ اور پائی بدبو پوچھا آپنے یہہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ آواز جہنم کی ہے کہتی ہے ای رب میرے دے مجھکو جو وعدہ کیا تو نے مجھسے پس تحقیق بہت ہوگئیں زنجیرین میری اور طوق میرے اور آتش میری اور گرم پانی میرا اور ضریع اور غساق میرا یعنی جھاڑ کانٹے کے اور پیپ پانی میرے ضریع نام ہے ایک گھانس کا کہ اکثر ندی کے کنارے پر اوگتی ہے جبتک تر رہتی ہے اونٹ کے چارہ میں کام آتی ہے اور جب خشک ہو جاتی ہے تو ضریع کہلاتی ہے اور سم قاتل ہو جاتی ہے کوئی جانور اوسے نہیں کھاتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہان کی ضریع کو یہان کی ضریع پر قیاس نکرو وہ ایک شئے ہے آگ میں کہ چبھنے میں کانٹے کے ساتھہ مشابہ ہے اور تلخی میں ایلوے سے زیادہ ہے اور بدبوی میں مردار سے بڑھکر ہے اور گرمی میں آگ سے تیز ہے کما فی فتح العزیز اور غساق پیلا و ریم دوزخیون کے جلے بدن کا کہ دوزخ کے گڑھون میں جمع ہوگا اور دوزخی بکمال اضطرار تشنگی سے اوسے پیوین گے فتح العزیز اور پیوین گے حمیم یعنی جلتا پانی اور طعام دوزخ کا کئی طرح کا ہے اسواسطے کہ طبقات معذبین کے کئی طرح کے ہیں پس بعضون کا کھانا زقوم اور بعضون کا غسلین اور بعضون کا ضریع ہے لہذا فرمایا ہے لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ پس نہیں منافات ہے درمیان اس قول باری تعالیٰ کے لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ الآیہ اور

قول کے وکلا طعام الا من غسلین کا یہ فتوحات اور زیادہ ہو گیا عذاب میرا اور درد تنگ ہو گیا گھر اوسمیرا اور سخت ہو گئی گرمی میری سو دے مجھکو جو تو نے وعدہ کیا مجھسے فرمایا اللہ تعالے نے اوسکو تیرے ہی لیے ہین تمام مشرک مرد اور مشرکہ عورتین اور کافر مرد اور کافرہ عورتین اور ہر ایک سرکش کہ نہ ایمان لایا قیامت کے دن پر کہا اوسنے کہ تحقیق راضی ہوئی مین فرمایا حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر چلا مین یہان تک کہ آیا بیت المقدس کو اور بیہقی مین ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ آلہ وسلم نے کہ پکارا مجھکو ایک پکارنے والے نے داہنی طرف سے کہ دیکھ میری طرف کہ سوال کرون مین تجھسے سو جواب نا دیا مینے اوسکو پھر اسیطرح سے بائین طرف سے کسی دوسرے نے آواز دی اوسکو بھی جواب نا دیا مینے پھر بیان کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ وہ پہلا پکارنے والا داعی یہود کا تھا اگر آپ جواب دیتے اوسکو البتہ یہود ہو جاتی امت آپکی اور وہ دوسرا پکارنے والا داعی نصاری کا تھا اگر جواب دیتے آپ اوسکو البتہ ہو جاتی امت آپکی نصاری اور اوسی مین ہے کہ جب آسمان دنیا پر آپ تشریف فرما ہوئے دیکھا وہان حضرت آدم علیہ السلام کو اور دیکھے وہان پر خوان اور اون پر بہت پاکیزہ گوشت رکھا تھا اور نہ تھا کوئی اوسپر کھانے والا اوس گوشت کا اور دوسرے اور خوان دیکھے اون پر گوشت گندہ بدبو کرنے والا دھرا تھا اوس پر آدمی بیٹھے اوس گوشت کو کھا رہے تھے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ وہ لوگ ہین جو چھوڑ دیتے ہین حلال کو اور کھاتے ہین حرام کو اور اوسی مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قوم پر کہ پیٹ اونکے بڑے بڑے تھے مانند کوٹھیون کے جب کوئی اون مین سے کھڑا ہونا چاہتا تو گر پڑتا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ بیاج کھانے والے ہین اور اوسی مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ آلہ وسلم ایک قوم پر کہ ہونٹ اونکے اونٹون کے سے تھے کھاتے تھے انگارے اور نگلتے تھے اونکو پھر باہر نکلتے تھے وہ انگارے اونکے نیچے سے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ وہ لوگ ہین کہ کھاتے تھے مال یتیمون کا ناحق اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ آلہ وسلم عورتون پر کہ لٹکائی گئین تہین وہ ساتھ پستانون اپنی کے اور تحقیق تہین وہ زناکارین اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر کہ کاٹا جاتا تھا گوشت اونکا پہلوؤن سے سو وہ کھاتے تھے اوسکو اور تحقیق تھے وہ غماز اور لماز یعنی چغل خور اور عیب چین ف اور مروی ہے انس رضہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالے علیہ آلہ وسلم نے کہ شب معراج مین گذرا مین ایک قوم پر اونکے ناخون تھے تانبے کے کھروچتے تھے اونکے ساتھ سو نکہا مینے پھر کہا مینے ای جبرئیل علیہ السلام کون ہین یہہ لوگ کہا یہہ وہ ہین کہ کھاتے تھے گوشت آدمیون کے اور پڑتے تھے اونکی آبروؤن مین یعنی غیبت کرتے تھے اور عیب لگاتے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کما فی الطریقۃ المحمدیہ اور اوسکی شرح وسیلہ احمدیہ مین کہا مشاہدہ کرنا اس قوم کا قبل پہنچنے بیت المقدس کے تھا اور بعضی کہتے ہین آتش دوزخ مین دیکھا اور نہین مانع ہوئی ہے کوئی چیز تعدد سے یعنی دوبار دیکھا ہو مولف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ پس نہین منافات ہے درمیان اوس قول کے کہ بعضون نے کہا ہے اون قومون کو آسمان پر دیکھا اور بعضون نے کہا ہے زمین پر پھر بیت المقدس پہنچکر آپنے انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا ساتھ ارواح متمثلہ اونکے کے یا ساتھ ابدان کے کیونکہ وہ زندہ ہین جیسے کہ نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا مستدعی ہے جسم زندہ کو اسیطرح وہ صفات کہ ذکر کی گئی ہین بیچ لیلۃ الاسرا کے وہ کل صفات اجسام کے ہین اور اوسکو یہہ لازم نہین ہے کہ ہوو بنا دونکے اجسام ساتھ اون کے جیسے کہ تھے دنیا

تک کچھ تعلق ہو دین شراب وطعام کے جسکی شرح دنیا میں تھے انتہی نسیم الریاض و انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا اور اونکی امامت کرنی نماز عشا کی پڑہانی ہو واسطے کہ اسرا اول رات میں واقع ہوئی اور یہہ نماز فرض تھی بعضی انبیا پر جیسا کہ روایت کیا ہے محدثین نے اور مختار کیا اسکو امام نووی رحمہ اللہ نے انتہی نسیم الریاض مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب میں مسجد اقصی میں پہنچا وہان بیٹھے ایک جماعت فرشتون کی دیکھی کہ آسمان سے میرے استقبال کو آئی تھی اور مجھکو اونھون نے سلام کیا اور خدا تعالی کی طرف سے بشارت دی اور سلام ساتھ ان لفظون کے کیا السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر پھر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا ہے یہہ سلام انکا مجھکو کہا تو ہی اول شخص ہوگا کہ شفاعت کریگا اور شفاعت تیری قبول ہوگی اور تو ہی آخر سب انبیا کا ہے اور اول حشر کیا جاویگا تیرا قیامت کو اور تیری امت کا پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے براق سے اوتارا اور براق کو ایک حلقہ دروازہ مسجد سے باندہ دیا اس میں اشارہ ہے ساتھ مباشرت اسباب کے اور وہ مانع نہیں توکل کو اسلیے کہ حضرت نے فرمایا اعقلہا وتوکل یعنی باندہو اور توکل کرو مولوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ؎ گفت پیغمبر باواز بلند؛ بر توکل زانوی اشتر ببند اور اوسی حلقہ سے سب اگلے انبیا اپنے مرکبون کو باندہا کرتے تھے اور بیان نکیا گیا کہ کہان تھا وہ حلقہ بعضے کہتے ہین وہ روبرو دروازہ مسجد اقصی کے تھا اور وہ جو ترمذی کی حدیث میں آیا ہے یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جبکہ پہونچے بیت المقدس تک اشارہ کیا جبرئیل علیہ السلام نے صخرہ کیطرف پھر پہاڑا اوسکو اور باندہا براق کو اوسمین اور یہی معروف ہے اور مین نہین پہچانتا ہون اوسکو کہ پہلے مذکور ہوا کہ وہ کس شخص سے نقل کیا گیا ہے اور مسلم کے لفظون مین مربوط کا مذکور نہیں اور ظاہر سیاق چاہتا ہے کہ وہ براق ہے بنا براسکے کہ انبیا اوسپر سوار ہوتے تھے اور وہی صحیح ہے کہ اوسی پر سب سوار ہوئی والا انبیا سے جنس انبیا کی مراد لی گئی اور ثابت کیا گیا سب نبیون کے واسطے فعل بعض کا اور یہہ جائز ہے اور یہہ احتمال کہ باندہتے تھے اپنے چارپاے بعید ہے اور احتمال براق ہونے کا قوی ہے نسیم الریاض اور مین مسجد اقصی مین آیا اور ایک جماعت انبیا علیہم السلام کی دیکھی انھون نے مجھ پر سلام کیا اور درود بھیجا مینے کہا ای جبرئیل علیہ السلام یہہ کون ہین کہا یہہ تمھارے بھائی انبیا علیہم السلام ہین پھر مینے نماز پڑہنے کا ارادہ کیا سب انبیا اور ملایکہ نے واسطے نماز کے صف باندہی پھر جبرئیل علیہ السلام کی کہنے سے مینے امامت کی نسیم الریاض مین ہے کہ امامت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی دلالت کرتی ہے انکی فضیلت پر اوپر سب انبیا کے لہذا دلیل پکڑی صحابہ کرام نے اوپر تفضیل صدیق اکبر کے سب صحابہ پر ساتھہ امام بنانے اوس سرور علیہ السلام کے بیچ مرض موت اپنی کے اوس رضی اللہ تعالی عنہ کو اور کہا اونھون نے نہیں پسند رکہتے ہم واسطے دنیا کے یعنے امر خلافت کے مگر اوس شخص کو کہ پسند رکہا اوسکو آپنے واسطے دین ہمارے کے تفصیل اسکی جلد ثانی میں آویگی اور وہ دو رکعت نماز پڑہائی اور وہ دو رکعتین کہ آپنے پڑہین تحیۃ المسجد تھین چنانچہ تصریح کی ساتھہ اسکے علامہ خفاجی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ تعالی نے بیچ شرح شفا کے جبکہ نماز سے فارغ ہوئے بعض نے خواص انبیا علیہم السلام سے ثنا اور حمد باری تعالی کی کی اور فضیلتین اور نعمتین کہ حق تعالی نے انکو دی تھین بیان کین شکر کے طور پر اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا حمد اور ثنا اوس خدا تعالی کو جسنے مجھکو خلیل پکڑا اور بڑا ملک مجھکو عنایت کیا اور مقام مجھکو امت کہا اور

امام آدمیون کا کیا اور آتش نمرود سے مجھکو رہائی دی اور اوسکو مجھپر سرد کیا ساتھ سلامتی کے پھر حضرت موسی علیہ السلام نے
کہا حمد اور ثنا اوس خدا کو کہ مجھکو جسنے اپنا کلیم کیا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ برگزیدہ کیا مجھکو ساتھ رسالت اور کلام اپنے
کے اور اوتاری مجھپر توریت اور فرعون اور اوسکے لوگون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو اوسنے میرے ہاتھ سے
نجات دی اور بعضی قوم میری کو ایسا کیا کہ وہ رہنمای خلق ہوئی اور ایمان اور راستی پر ثابت قدم رہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام
نے کہا حمد اور سپاس اوس خدای تعالی کو کہ جسنے مجھکو ملک عظیم دیا اور زبور تعلیم فرمائی مجھکو اور لوہا میرے ہاتھ مین نرم کیا
اور پہاڑ اور پرندے تابع کیے کہ میرے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور فصل الخطاب مجھے عنایت کیا وہ ایک زنجیر تھی اوسکے گول حلقے
جواہر جڑے موتیون کے ڈنڈے مین آگ کا سا رنگ لوہے کا سا زور تھا ایک سرا اوسکا کہکشان سے جڑا دوسرا اونکی عبادتخانہ
سے ملا اوسکے چھونے سے ماندہ چنگا ہوتا محنت زدہ آسودہ ہوتا اور اوسکی حرکت اور آواز سے نیا حادثہ داؤد علیہ السلام
کو دریافت ہوتا جھگڑے والے فیصلہ کو آتے سچا حق دار اوسے چھو لیتا جھوٹا نچھو سکتا داؤد علیہ السلام کے وفات کے بعد
بھی بڑی مدت تک یہی لوگ تمیز حق و باطل و رحق او مبطل کی اوس سے کرتے رہے جب اہل باطل اوس سے بہت تنگ آئے تب مکر
مکر او حیلے اوٹھائے وہ سلسلہ جاتا رہا اون مین سے ایک حیلہ یہہ تھا کہ ایک ملکزادہ نے کچھ جواہر قیمتی ایک شخص پاس امانت دہرے
اوسنے لاٹھی کھوکھل مین بھرے پھر منکر ہوگیا زنجیر پاس آئے مالک نے زنجیر چھو لی منکر کو کہا اب تو بھی چھو اوسنے کہا یہ عصا پکڑ لے
مین چھونے جاتا ہون صاحب جواہر نے ہاتھ مین پکڑ لیا وہ مکار زنجیر پاس گیا اور عرض کیا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مینے جواہر اوسکے
مالک کو دیدیے ہین تو زنجیر کو مجھسے نزدیک کردے اوسی دم زنجیر نیچے اوتری اوسنے پکڑ لی لوگون کو تعجب ہوا اوسکے دوسرے روز سے
جاتی رہی کذا فی المعالم وجواہر التفسیر وقصص الانبیا وروضۃ الصفا پھر حضرت سلیمانؑ نے کہا حمد اور سپاس اوس خدا تعالی
کو جسنے ہواؤن کو میرا تابعدار کیا اور دیوؤن پریون کا لشکر میرے فرمان مین کیا کہ جو کچھ مینے چاہا قلعون اور تصویرون
اور بڑے بڑے پیالون سے مانند تالاب کے اور دیگین بڑی اونچے چولھون پر بھی میرے واسطے تیار کیا اور زبان
پرندون کی مجھے سکھائی اور ایسا ملک مجھکو بڑا دیا کہ لاینبغی لاحد من بعدی اوسکی صفت ہے ترجمہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے اور میرے
ملک کو پاک گنا یعنی حساب مملکت کا مجھسے دن قیامت کے اوٹھا لیا کہ لاحساب علی فیہ پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے
کہا حمد اور سپاس اوس خدای تعالی کو کہ مجھکو اوسنے اپنا کلمہ بنایا اور مثل میری مثل آدمؑ کی سی فرمائی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰے
عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ترجمہ تحقیق عیسی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدمؑ
کی بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا ہو جا وہ ہوگیا اور انجیل مجھے تعلیم کی اور حکمت مجھکو عنایت فرمائی اور مجھکو ایسا کیا کہ مین
مٹی سے صورت جانور کی بناتا اور اوسپر پھونک مارتا وہ پرندہ زندہ ہو جاتا اللہ تعالی کے حکم سے اور چنگا کرنا
اندھے مادر زاد کا اور سفید داغ والے کا مجھے عنایت کیا اور مجھکو آسمان پر اوٹھا لیا اور پاک کیا مجھکو منکرون سے اور
مجھکو اور میری ماں کو شیطان کے شر سے اپنی پناہ مین لیکر بچایا کہ کسی طور سے شیطان کو ہمپر راہ مسلط ہونے کی نتھی چنانچہ

مروی ہے مشکوۃ مین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنہا متفق علیہ ترجمہ روایت ہے
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین آدمی پیدا ہوتا مگر چھوتا ہے اوسکو
شیطان جب پیدا ہوتا ہے یعنی اونگلی اوسکی کوکھ مین مارتا ہے کہ وہ ایذا پاتا ہے سو وہ چیختا ہے چلا کر بسبب چھونے شیطان کے
سوا مریم اور اونکے بیٹے کے روایت کیا شیخین نے اور یہ بات بسبب قبول ہونے دعا حضرت مریم کی والدہ کے ہوئی کہ کلام اللہ
مین مذکور ہے وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ترجمہ اور تحقیق مین پناہ مین دیتی ہون تیری اوسکو اور اوسکی اولاد
کو شر سے شیطان راندے گئے کے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہہ جماعت انبیا علیہم السلام کی بیان کرنے اپنے
اپنے محامد سے فارغ ہوئی مینے بھی حمد باریتعالی کی ادا کی اور کہا کہ حمد اور سپاس خاص واسطے خدا تعالی کو ہے کہ مجھے اوسنے
رحمۃ للعالمین کیا اور کافۃ ناس پر ساتھ رسالت کے بھیجا اور بشیر و نذیر اونکا کیا اور قرآن مجید مجھپر نازل فرمایا کہ اوسمین
بیان سب اشیا کا ہے اور میری امت کو بہترین امتون کا کیا اور میری امت کو امت وسط اور عدل کہا اور اول اور آخر مقرر کیا یعنی
وہ پہلے بہشت مین جاوے گی اور پیچھے ظہور مین آویگی اور سینہ میرا کھولا اور گناہ مجھسے دور کیے کہ الم نشرح لک صدرک ووضعنا
عنک وزرک بشر اسیر ہے ترجمہ کیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا اور اوتار دیا ہمنے تجھسے بوجھہ تیرا یعنی شق کیا گیا سینہ
اور دل لڑکائی کی حالت مین اور معراج کے وقت مین اور پھینک دی پھٹک خون کی کہ وہ حظ شیطانی تھی اور مراد اوس سے رذائل
عناصر اور نفس و قلب کے ہین جن پر نفس مخلوق ہین اور وہ داعی ہین ہر نفس کو امارہ بالسوء ہونے کو پھر بعد شگافتن کے اور دہونے
سے کدورات بشریہ سے اور پھیر دینے کے حکمت اور کمال ایمانی سے وہ سی دیا گیا چنانچہ اثر سینے کا انس رضی آپکے سینہ مین دیکھا کرتے
تھے پس کشادہ کیا گیا سینہ آپکا اور ایسی استعداد کامل عطا کی گئی کہ دنیا مین رویت الہی کے متحمل ہوئے اور کمالات علوم حقیقیہ اور
اعلی معارف لدنیہ کے جو ساتھہ نور الہی کے دیکھی جاتی ہین نہ ساتھہ عقل عقلا کے اوسمین بھر دیے گئے یہہ معنی ہین شرح صدر
کے مظہری وغیرہ مین ذکر کیے گئے اور نام میرا بلند کیا اور مجھکو فاتح اور خاتم کیا جب آپ یہہ تمام محامد اپنے بیان کر چکے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے سب انبیا علیہم السلام سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بہذا فضلکم محمد یعنی ساتھہ اسکے فضیلت دیے گئے
ہین تم پر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یہہ انتخاب ہے روضۃ الاحباب و مظاہر حق کا پھر اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا
جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھہ پکڑا اور نزدیک صخرہ کے لائے کہا برقی نے غرائب موطا مین کہ صخرہ عرائب دنیا سے ہے پانی اوسکے نیچے سے
نکلتے ہین اور وہ صخرہ سماہی مسجد اقصی کے وسط مین معلق ہے مانند پہاڑ کے درمیان آسمان و زمین کے نہین تھامے ہے اوسے مگر خداے تعا
اور اوسکے اوپر کیطرف نشان قدم رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا بنا ہوا ہے اوس وقت کا کہ سوار ہوئے تھے آپ براق پر سو وہ جھک
گیا تھا اوس جانب کو ہیبت سے آپکی اور دوسری جانب مین اثر فرشتون کی اونگلیون کا ہے کہ اونھون نے تھاما تھا جسوقت وہ ایک
طرف جھکتا تھا اسی لیے ایک جانب اوسکی زمین سے اونچی ہے بہ نسبت دوسری جانب کے اور نیچے اوسکے غار ہے اوسکا دروازہ بھی کھلتا ہے

اوس کسی کی خاطر کہ داخل ہوتا ہے اوس مین نماز و دعا کے لیے انتہی نسیم الریاض اور یہہ صخرہ بیت المقدس سردار ہے صخرونکا جیسا کہ حدیث مین ہے وعن علی بن ابی طالب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سید البقاء بیت المقدس وسید الصخور صخرۃ بیت المقدس اور جیاپہ صخرات جنت سے ہے مروی ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال صخرۃ بیت المقدس من صخرۃ الجنۃ اور حدیث مین ہے عن عبادۃ الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صخرۃ بیت المقدس علی نخلۃ والنخلۃ علی نھر من انھار الجنۃ وتحت النخلۃ آسیۃ امرءۃ فرعون ومریم ابنۃ عمران ینظمان سمط اھل الجنۃ الی یوم القیمۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے صخرہ بیت المقدس ایک کھجور کے درخت پر ہے اور وہ درخت جنت مین ایک نہر کے کنارے پر ہے اور نیچے اوسکے آسیا بی بی فرعون کی اور مریم بنت عمران اہل جنت کے ہار گوندہ رہی ہین اور وہ قبلہ ہوچکا ہے ہر نبی کا حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تک روی اللیث عن یونس الزھری قال لم یبعث اللہ منذ ھبط آدم الی الارض نبیا الا جعل قبلۃ صخرۃ بیت المقدس چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو بعد ہجرت کے حکم الہی ہوا کہ طرف صخرہ بیت المقدس کے نماز پڑہین پس سولہ یا سترہ مہینے تک طرف صخرہ بیت المقدس کے نماز پڑہا کیے پھر ایک روز خارج مدینہ سے مسجد بنی سلمہ مین مع صحابہ نماز ظہر پڑہتے تھے دو رکعت نماز پڑھ چکے تھے کہ اوس حال مین آپ بحکم وحی الہی طرف کعبہ شریف کے متوجہ ہو گئے پس ہو گئے مرد عورتون کی جگہ اور عورتین مردون کی جگہہ پس وہ مسجد مسجد القبلتین مشہور ہوئی اور یہہ حال دوسرے سال ہجرت کے نصف شعبان روز سہ شنبہ وقت ظہر کے ہوا اور کہا گیا کہ وہ ماہ رجب تھا اور یہہ حال اپنے مقام پر بتفصیل آویگا انشاء اللہ تعالی اور وہ زمین مین ہے عجائبات قدرت الہیہ سے کہ وہ ایک چٹان پتھر کی انگرہ معلق ہے درمیان صحن مسجد اقصی کے نہین تھامے ہے اوسکو کوئی مگر وہ کہ تھامتی ہے آسمان کو اور قدیم الایام سے وہ اوسی مقام پر معلق ہے اور مسجد اقصی کی بنا حضرت داوٗد نے ڈالی پھر دوبارہ اوسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی رفعت شان و عظمت و جلالت کے ساتھ بنائی جیسا مشہور و معروف ہے اور زمانہ مین صخرہ شریفہ زمین سے بارہ گز بلند معلق تھا مقدار گز کی ایک ہاتھ اور ایک بالشت اور ایک قبضہ انتہی انس الجلیل اور وہ اسیطرح معلق رہا یہان تک کہ آئی اوسکے نیچے ایک حاملہ عورت پھر اوسکو اپنے اوپر معلق دیکھکر ڈر گئی اور حمل ساقط ہو گیا پس بنائی گئی گرد اوسکے عمارت مدور سو چھپ گیا حال وسکا نظرون سے اور وہ ایک آیت ہے آیات اللہ سے وعن ابی ھریرۃ رضہ عن النبی انہ قال المیاہ العذبۃ والریاح الواقع تخرج من تحت صخرۃ بیت المقدس یعنی مروی ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول خدا نے نکلتے ہین اوسکے نیچے سے سب پانی میٹھی اور ہوائین ہر دارا اور رہان سے تمامی روی زمین پر متفرق ہوتے ہین اور سیحون اور جیحون اور نیل اور فرات بھی صخرہ کے نیچے سے نکلتے ہین چنانچہ حدیث مین ہے وعن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ الانہار الاربعۃ سیحان وجیحان والنیل والفرات فاما سیحان فنھر الماء واما جیحان فدجلۃ واما النیل نیل مصر والفرات ففرات الکوفۃ وکل ماء یشربہ ابن آدم فھو من ھذہ الاربعۃ ویخرج من تحت صخرۃ بیت المقدس انتہی انس الجلیل اور زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام مین اوسپر ایک قبہ تھا یعنی گرد اوسکے اور

صخرۂ شریف اوسکے اندر تھا جیسے مزار اون پر ہوتا ہے جاتے زیادہ بلند یعنی اٹھارہ میل بلند اور ایک روایت مین بارہ میل بلند تھا اور اوسکی چوٹی پر ایک ہرن سونے کا بنا تھا اور اوسکی دونون آنکھون مین ایک ایک یاقوت سرخ یا موتی جڑا تھا از بسکہ روشن کہ شہر بلقا کی عورتین اوسکی روشنی مین کاتتی تھین بلقا نام شہر کا ہے کہ بیت المقدس سے دو منزل ہے اور سایہ اوسکا عمواس اور بیت السرامہ تک پہونچتا تھا عمواس بفتح عین مہملہ وسکون میم وآخر سین مہملہ نام مقام کا ہے کہ سن اٹھارہ ہجری مین وہان مرض طاعون عظیم ہوا تھا وہ مقام بیت المقدس سے ڈیڑھ برید یعنی اٹھارہ کوس ہے برید چار فرسخ کا اور فرسخ تین کوس کا ہے اور بیت السرامہ عمواس سے کچھ دور ہے اور وہ عمارت قایم رہی چار سو تریپن برس تک پھر فوج بخت نصر کی بخت نصر نے مسجد اقصی پر اور قتل و ہلاک کرڈالا بنی اسرائیل کو اور پکڑ لے گیا ایک جماعت کثیر کو اون مین سے اور جلادیا شہر اور مسجد اقصی کو ڈہا کر بات ڈالا اور اوس کی گاری سونا اور چاندی نوچ کھسوٹ کرلے گیا اور مصداق وعید فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ کا ہوا بخت نصر بضم موحدہ وسکون خا معجمہ وفتح نون وصاد مہملہ مشددہ ورا مہملہ نام بادشاہ کا فرمعروف کا ہے اور اہل تاریخ مختلف ہین پس نزدیک بعض کے وہ بادشاہ مستقل تھا اور نزدیک اکثر مورخین کے صحیح یہہ ہے کہ وہ نائب تھا لہراسپ بادشاہ کا اور درمیان حکومت بخت نصر اور ہجرت نبوی م کے فاصلہ ایک ہزار تین سو اونتر برس اور تین مہینے ستائیس روز کا تھا انتہی انس الجلیل اور دوسری وجہ انہدام اوس قبہ کی یہہ ہے کہ وہ عمارت سلیمانی قایم رہی یہانتک کہ آئے رومی اور غالب ہوگئے بیت المقدس پر یہہ دونون وجہین انہدام قبہ شریف کی انس الجلیل مین موجود ہین اور جمع بین الوجہین اسطرح ہوسکتی ہے کہ رومیون سنے آثار بقیہ تخریب بخت نصری کو بعد غلبہ کے توڑ کر بنائی ہون واللہ اعلم اور آپس مین کہنے لگے کہ اوس سے اچھا قبہ بنائین چنانچہ ویسا قبہ اوسی قدر بلند بنایا یعنی اٹھارہ یا بارہ میل بلند اور بنالینا اسقدر عمارت کا شاید خصوصیات صخرۂ مقدس سے ہوگا کہ وہ ایک آیات باہرات آیات اللہ تع سے ہے ویا بوجہ اتباع بنای سلیمانی کے بنگئی ہو ویا اللہ تعالے نے اون کو بسبب شدت کفر وطغیان از روی مخادعت وارخای عنان کے یہہ قوت عطا کردی ہو کہ بعد کمال طغیان کے مستوجب عذاب الٰہی کے ہوجاوین جیسا کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے مخالف ہوکر مکہ شریف مین آکر جناب الٰہی مین استسقا کیا وہان تین ٹکڑے ابر کے سرخ اور سفید اور سیاہ نمود ہوئے اور آواز آئی کہ ایک ٹکڑا اختیار کرلو انھون نے سیاہ ٹکڑا اختیار کرلیا وہ اونکے ساتھ ساتھ چلا آیا پس وہ اشقیا حضرت ہود علیہ السلام سے تمسخر کرنے لگے اور اپنے کو خدا رسیدہ سمجھکر کفر مین حد سے زیادہ بڑھ گئے اوسمین سے ریح صرصر نکلی اور سبکو آٹھ دن اور سات رات مین ہلاک کرڈالا اور اسیطرح فرعون کے سامنے بحر قلزم بعد گذر قوم حضرت موسی علیہ السلام کے اوسی طرح ساتھ بارہ استون کے ٹکڑا رہا اوسنے سمجھا کہ یہہ دریا میری تعظیم اور عبور کے واسطے کھڑا ہے پس واسطے تعاقب حضرت موسی علیہ السلام کے دریا مین مع فوج گھس پڑا پس دریا منطبق ہوگیا سبکے سب غرق ہوگئے اور قبل اسکے واسطے صعود آسمان کے کوٹھا بنوایا تھا وہ بلندی طبقہ ہوائی سے بھی گذر گیا تھا ؎ قضا در فعتش را بجائے رسانند ۔ کہ آتش زہر اسی سنگ ماندش

پس اسکو بھی امتحان اور ارغای عنان سمجھنا چاہیے ورنہ اسقدر بلند عمارت کا بنانا محالات عقل سے ہے اسواسطے کہ طبقۂ ہوائی بقول حکماء یونانیین اٹھارہ فرسخ یعنی چوّن میل اور بقول حکماء فرنگ پندرہ فرسخ یعنی پینتالیس میل بلند ہے منجملہ پانچ میل تک آدمی یا پرندہ بخوبی گذر سکتا ہے کیونکہ وہان تک ہوا غلیظ قابل تنفس کے ہے بعد اوسکے ہوا لطیف ہوتی جاتی ہے حتی کہ ساتوین میل پر اسقدر ہوا لطیف ملتی ہے کہ اصلا قابل تنفس کے نہین کہ وقت تنفس کے بدن سے نافذ ہو جاتی ہے چنانچہ حکماء فرانس نے اس امر کو بذریعہ غبارہ اور کرات و مرات امتحان کر کے بشرح و بسط تمام اپنی کتابون مین لکھدیا ہے انتہی اور زر راندود کیا اسکو اور پھر داخل ہوئے ستر ہزار راہب اور شماس چاندی سونے کی انگیٹھیان لیے ہوئے اور شرک کیا اوسمین پس اولٹ پڑا اونپر وہ قبہ اور کوئی نہ بچا اون مین سے شاہ روم نے یہہ حال دیکھکر جمع کیا افسرون اور شماسون اور پلیسون کو اور اوسکا سبب دریافت کیا اونھون نے جواب دیا کہ ہمارا معبود راضی نہوا پس قبول کی عمارت پھر اوس سے المضاعف ساز و سامان صرف کرکے اوس سے زیادہ مستحکم قبہ بنایا اور اوسی صورت سے ستر ہزار راہب و شماس وغیرہ داخل ہوئے پھر وہی حرکت ناشائستہ کی جو پہلے کی تھی پھر اونپر اولٹ پڑا اور سب ہلاک ہو گئے پھر بادشاہ نے تیسری بار بدستور سابق لوگون کو جمع کر کے مشورہ لیا اونھون نے پھر وہی جواب دیا کہ ہمنے اپنے رب کو کما ینبغی راضی نہین کیا اسی واسطے خراب ہو گیا اب ہم چاہتے ہین کہ تیسری بار بنایا جاوے پھر تیسرا اوسکو بنایا اور بہت مستحکم سمجھکر نصاریٰ کو جمع کر کے کہا کہ دیکھو اب تو کوئی قصور باقی نہین ہے اونھون نے کہا کہ اب کچھ قصور نہین ہے پھر اوسپر سونے اور چاندی کا چلیپا نصب کیا پھر ایک قوم تیار ہو کر خوشبو لگا کر اوسمین داخل ہوئے اور اوسیطرح شرک کیا اونپر بھی اوسیطرح ٹوٹ پڑا پھر چوتھی بار بادشاہ لوگون کو جمع کر کے بڑے غور اور تامل سے مشورہ مین مصروف ہوا اسی اثنا مین ایک پرانا بڈھا کالی ٹوپی لمبی پہنے ہوئے اور سیاہ عمامہ باندھکر کمر جھکائے لاٹھی ٹیکتے سامنے آیا اور کہا ای گروہ نصاریٰ ادھر آؤ مین تم سے عمر مین بڑا ہون مین نکل آیا ہون تمہید سے کہ تمکو خبردار کرون پس میری بات مان لو پھر تم مجھکو کبھی نہ دیکھ پاؤ گے بات یہہ ہے کہ اس مکان کے لوگ ملعون ہو گئے ہین اور بیت المقدس پھر کر اس مقام پر آگیا ہے مراد اس مقام سے مقام کنیسۃ القمامہ ہے اور وہ مقام حقیقت مین وادی جہنم ہے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے انس الجلیل سے لہذا صخرہ کو کھود کر اوسکے پتھرون سے اس جگہہ کنیسا بناؤ پس ایسی گمراہی کی باتین کرتے کرتے یکایک نظرون سے غائب ہو گیا پس وہ لوگ از حد نافرمان اور شدید الکفر ہو گئے اور اوسکے نسبت بڑی بڑی باتین بنانے لگے پھر خراب کر ڈالا قبۂ صخرہ کو اور اوسکے ستون پتھر وغیرہ سے اپنا کنیسہ بنایا اور کنیسہ وادی جہنم مین ہے اور یہہ بھی لکھ گیا تھا کہ جب کنیسہ بنا کر فراغت پاؤ صخرہ کو خالی کر کے گھورا بنا ڈالنا پس اونھون نے ویسا ہی کیا یہان تک کہ وہان عورتین حیض کے لتے ڈالنے لگین پھر نہ بنائی گئی عمارت بیت المقدس کی زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک بلکہ زمانہ خلافت بھی گذر گیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اوسکی شکست و ریخت کی ترمیم کی اور جھاڑ بہار کرا اوسمین خادم اور موذنین اور مصارف ضروریہ اوسکے مثل فرش و روشنی کے مقرر کئے اور وقت سلطنت خلیفہ عبد الملک

بن مروان کا پہونچا کہ تیسری تاریخ رمضان سنہ پینسٹھ ہجری مین اوسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کے ہوئی اور لقب اوسکا الموفق لامر اللہ ہوا اور ریاست اسلام مین پہلا اول عبد الملک ہین اور اہل اسلام مین پہلے انھین نے درم دینار پر سکہ مارا ایک طرف سکہ کے اللہ احد اور دوسری جانب اللہ الصمد منقوش کیا اور قبل اوسکے درم اور دینار رومی اور کسروی مروج تھی الغرض دوسرے سال چھیاسٹھ سنہ ہجری مین عمارت مسجد اقصیٰ اور قبہ صخرہ شریفہ شروع کی واسطے جسکے اول تمامی رعایا و عمائد و عمال شہر و دیار سے بالمشافہہ یا بالمکاتبہ رای صواب دریافت کی جب سب لوگون کو اپنی رائے کے متفق پایا پس جمع کیا کاریگرون کو اور معمارون کو اور جس نقشہ پر بنانا منظور تھا وہ نقشہ صناعون اور معمارون سے بیان کر دیا اور زر کثیر خراج مصر سات برس کا اور زر خطیر جمع کر کے سامنے صخرہ شریفہ کے انبار بیشمار لگا دیا اور ایک عالم ابو المقدام رجاء بن حیاۃ ابن الجود الکندی کہ ایک عالم جلیل القدر مصاحبین عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے تھے اور اپنے مولا یزید بن سلام کو اوسپر متولی کیا پس اول معمارون نے اوسی نقشہ پر ایک چھوٹا قبہ بنایا جسکو قبۃ السلسلہ کہتے ہین وہ بہایت خوبصورت بنا اور نہایت پسند پڑا پھر حسب الحکم قبۃ الصخرہ بھی اوسی طرح کا اوس سے بڑہ چڑہ کر بڑے اہتمام اور بڑی رفعت اور شان سے بنایا کہ کسی کو مطلقاً محل گفتگو باقی نہ رہا اور بچ رہے اوسکے مصارف سے لاکھ دینار پس وہی دینار امیر المومنین نے واسطے ابو المقدام اور یزید بن سلام کے وجہ انعام متولی کرنے مین تجویز کئے پس اونھون نے عرض کی کہ سزاوار ہے کہ علاوہ اپنے مال کے اپنی عورتون تک کا زیور نکالکر اس کار خیر مین صرف کر دین نہ یہ کہ اس نام پر نکالا ہوا مال وجہ انعام مین لین پھر حسب الحکم اوسکو پگھلا کر اوپر قبہ شریفہ کے ڈال دیا پس بوجہ چمک دمک اوس سونے کے جو اوسپر تھا کوئی اوسکی طرف نظر بھر کر دیکھہ نہین سکتا تھا اور پوری ہوئی وہ عمارت سنہ بہتر ہجری مین اور اوسی عہد خلافت مین درمیان زنجیر قبۃ الصخرہ کے ایک موتی قیمتی اور دونون سینگ دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور تاج کسری کا معلق تھا پھر سلطنت بنی ہاشم مین لے آئے اونکو طرف کعبہ شریف کے پھر خلافت ولید بن عبد الملک مین دیوار شرقی مسجد اقصیٰ کے منہدم ہو گئی اور بیت المال خالی تھا پس بحکم خلیفہ اوسی سونے پگھلے ہوئے کو قبہ شریفہ سے اوتار کر دینار تیار کیے گئے اور تعمیر دیوار مسجد وغیرہ مین صرف ہوئے اور صخرہ شریفہ بیچ صحن مسجد کے ہے اور صحن زمین مسجد سے ساڑھے سات گز بلند ہے جانب قبلہ کے اور قبہ شریفہ اکاون گز بلند ہے پس مین مسجد سے چوٹی قبہ شریفہ اٹھاون گز بلند ہوئی اور اوس مین بارہ ستون سنگ مرمر اور چار کھنبے یعنی پیلپائے پچ اور پتھر سے بنے ہوئے اتھی انس الجلیل اور باہری طرف اوس قبہ شریفہ کے ایک چھت ہشت پہلو لکڑی کی ہے اوپر سولہ ستون سنگ مرمر اور آٹھ کھنبون کے اور قبہ اندر اور باہر اور فرش اوسکا سنگ مرمر کا ہے اور اندر اور باہر اوسکی چھتری مین نگینے زنگار رنگ کے جڑے ہین اور گھیرا اوس قبہ کا اندر سے دو سو چھیالیس گز اور باہر سے دو سو چالیس گز ہے اور داخلین صخرہ شریفہ کو مستحب ہے کہ اول نیت کرین اور بکمال اخلاص قلبی سے توبہ کرین اور نہایت آداب و رخوف سے صخرہ کو داہنی کر کے اول داہنا قدم رکھین اور پھر بایان قدم پھر نماز پڑہین اور دونون حاجت

کرین اور قبہ شریفہ مین چار دروازے ہین جنوبی دروازہ کا باب قبلہ نام ہے وہ مقابل ہے مسجد اقصیٰ کے اوس دروازہ سے جو کوئی جاوے قبہ مین تو اوسکے داہنی طرف محراب پڑے گی اور سامنے اوسکے دکۃ المؤذنین ہے اور دروازہ شرقی اوسکو باب اسرافیل کہتے ہین اوسکے سامنے درج البراق ہے درج البراق نام ہے شرقی زینہ کا جو منتہی ہے درختون تیون تک کہ لگائی ہوئی زمین جانب مشرق مسجد کے اور دروازہ شمالی وہ بنام باب الجنت کے مشہور ہے اور دروازہ غربی مقابل ہے باب القطانین کے اور صحن قبہ شریفہ کا مربع ہے اور صخرہ شریفہ کے کنارہ دکھن طرف نشان قدم شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جب شب معراج مین اوسپر تشریف لے گئے تھے پس جھک گیا صخرہ شریفہ عظمت اور جلالت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری جانب اوسکے نشان ہے اونگلیون ملائک کا کہ تھام لیا تھا اوسکو جھکنے سے اور نیچے اوسکے ایک غار ہے کہ ہر طرف سے صخرہ اوس سے جدا ہے کہا ابوبکر بن العربی نے کہ داخل ہوا مین غار مین پس دیکھی مینے بڑے تعجب کی بات کہ ہر کنارہ صخرہ کا زمین سے جدا ہے کسی جانب زمین سے بہت فاصلہ ہے اور کسی جانب تھوڑا فاصلہ ہے انتہی اور برسر غار دروازہ لگا ہے کہ کھولا جاتا ہے واسطے مصلین و معتکفین کے اور اوسکے اندر پتھر کا زینہ بنا ہے اور درمیان زینہ کے ایک چھوٹا چبوترہ ہے اور یہ غار جملہ مکانات مانوسہ سے ہے اور اوس مین ایک عظمت اور وقار ہے اور اوس مین اوترنے والے کو لائق ہے ساتھ طہارت ظاہری و باطنی کے کمال ادب و خشوع و خضوع کر اوترے اور جس قدر چاہے اوس مین نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللّٰہم من اتاہ من ذی ذنب فاغفر ذنبہ او ذی حزن فاکشف حزنہ پھر جو چاہے دعا مانگے اور کمال حضور قلبی اور گریہ و زاری سے دعا کرے کہ وہان قطعاً دعا قبول ہوتی ہے اور تحقیق نقش قدم حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب انس الجلیل تاریخ القدس و الخلیل وغیرہ سے لکھا گیا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور صخرہ پر چڑھا لے گئے پھر وہان پر ایک سیڑھی جسکو عربی مین معراج کہتے ہین صخرہ سے آسمان تک ظاہر ہوئی ایسی اچھی سیڑھی کہ مینے کبھی نہین دیکھی تھی ملائکہ اوسپر سے آسمان پر چڑھتے ہین ایک ستون اوسکا یاقوت سرخ کا اور دوسرا ستون زمرد سبز کا تھا اور ایک ڈنڈا اوسکا چاندی کا اور دوسرا سونے کا جڑا او ساتھ موتی اور یاقوت کے تھا اور وہین سے ملک الموت واسطے قبض روح کے ظاہر ہوتا ہے اور جب موت کے وقت آدمی کو ٹکٹکی لگجاتی ہے اور آنکھین پتھرا جاتی ہین تب وہ معراج نظر آتی ہے کذا فی روضۃ الاحباب و المعارج اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوکر معراج پر سے گذرے یا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنے پرون پر لیکر آسمان پر اوسی نردبان سے پہنچایا اول آسمان کے دروازے پر لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کے دروازے ہین کہ کھولے جاتے ہین برخلاف قول حکما کے کہ منع کرتے ہین خرق اور التیام کو آسمانون مین نسیم الریاض اور اوسی دروازے کو باب الحفظہ کہتے ہین اور اوس دروازے پر ایک فرشتہ دربان ہے اسمٰعیل نام اور بارہ ہزار فرشتے اوسکے فرمانبردار ہین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا اسواسطے کہ اونکے ساتھ پیغمبر علیہ السلام تھے اگر جبرئیل علیہ السلام اکیلے ہوتے تو اوسکے کھلوانے کی حاجت نہ تھی اور ارادہ کیا بیچ اس کھلوانے کے

بیان کرنا شدت حرست آسمان کا اور کثرت اوسکے دربانون کی اور ارادہ کیا اسمین تعظیم اوس نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا اسواسطے کہ وہ سراپا تکریم اگر دروازہ کھلا پاتے تو گمان کرتے کہ وہ ہمیشہ کھلا ہی رہتا ہوگا پس کھولا گیا بپاس تعظیم آپکے ابن اثیر نے فرمایا طلب کھلوانے کی اسلیے کی کہ دروازے اوسکے بند ہین اور کھولے نگئے مگر بپاس خاطر اوس پیغمبر گرامی قدر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کے اور ارادہ کیا اسمین کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگاہ ہوجاوین اسبات سے کہ آپ معروف ہین اہل سموات مین قبل خلقت اور بعثت کے چنانچہ فرشتۂ دربان کے جواب سے ظاہر اور عیان ہے کہ اوسنے کہا اوقد بعث اور یہہ ایک معنی ہین اس قول اللہ تعالیٰ کے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی معروف کیا ہمنے سب اہل آسمان اور زمین مین ذکر تیرا اور نام تیرا انتہی نسیم الریاض وگا ذرونی وغیر ہا کے کہا اونھون نے کون ہے کہا کہ جبرئیل ہون اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کے دروازہ پر جائے اپنا نام بتائے اور مین ہون کہنے پر کفایت نکرے انتہی نسیم الریاض پوچھا ہمراہ تیرے کون ہے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر پوچھا کہ اونکو بلایا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے ہان کہا اونھون نے مرحبا بہ فنعم المجئی جاء یعنی مرحبا مرحبا اور آفرین آفرین اونکو پس کیا خوب آنا ہے کہ آئے وہ اونھون نے دروازہ کھولا تو آسمان دنیا پر چڑھا مین وہان ایک مرد کو دیکہا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ باپ آپکے آدمؑ ہین وہ اول آسمان پر تھے اسلیے کہ وہ اول نبیون کے تھے اور اسلیے کہ قریب تر ہین اپنی اولاد سے انتہی نسیم الریاض انکو سلام کرو امر کیا سلام کا اسلیے کہ آپ گذرنے والے تھے انبیا پر اور گذرنے والا سلام کرتا ہے واقف پر اگرچہ وہ افضل ہو واقف سے گاذرونی مینے سلام کیا اونھون نے جواب مجھکو دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح یعنی آفرین نیکبخت بیٹے اور نبی صالح کو اور داہنی اور بائین طرف کچہہ لوگ معلوم ہوئے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے تھے اور بائین طرف نگاہ کرتے تو روتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے کہ داہنی طرف آدمؑ کے ایک دروازہ دیکھا مینے اوسکے اندر سے خوشبو آتی تھی اور ایک دروازہ بائین جانب دیکھا مینے اوسمین سے بدبو آتی تھی اور وہ جب داہنی طرف اپنے دیکھتے خوش ہوتے تھے اور جب بائین طرف دیکھتے روتے اور غمگین ہوتے تھے پوچھا مینے جبرئیلؑ سے کہ ما ھذان البابان یعنی یہہ دونون دروازے کیا ہین کہا وہ جو داہنی طرف ہے ایک دروازہ ہے جانب بہشت کے کہ اونکی اولاد صالحین کی روحین اوس مین ہوکر بہشت کو جاتی ہین جب اوسکو دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین اور وہ دروازہ جو بائین طرف ہے وہ ایک دروازہ ہے طرف دوزخ کے کہ اونکی بد اولاد کی روحین اوس مین ہوکر دوزخ مین جاتی ہین جب اوسکو دیکھتے ہین غمگین ہوتے ہین **سوال** قرآن مجید مین آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ ارواح کافرین کی سجین مین ہین اور اس حدیث معراج سے ثابت ہوتا ہے ہونا اونکا آسمان پر **جواب** ارواح سعدا اور اشقیا کی متمثل کی گئی تھین واسطے دکھانے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے اگرچہ وہ حقیقت مین وہان نہ تھین پس کچہہ مخالفت نہین ہے اونمین اور یہہ

جواب ہے اس اشکال کا کہ کسطرح آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے ارواح سعدا و اشقیا کو وہان دیکھا حالانکہ بہت لوگ
اونمین سے ہنوز مرے نتھے نسیم الریاض اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت
آدم کو آسمان اول پر دیکھا مینے کہ اونکی ذریت کے مومنین اور صالحین کی روحون کو اون پر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے
کہ روح طیب ونفس طیبة اجعلوها فی علیین یعنی روح پاک اور نفس پاک ہین لیجاؤ اونکو علیین مین علیین نام ایک جگہہ
کا ہے ساتوین آسمان مین نیچے عرش رحمان کے وہ مقر ہے ارواح مومنین کا اور اوس مین صحائف اعمال اونکے رکھے
جاتے ہین ؎ انبیا چون جنس علیین بدند ٭ سوی علیین بجان ودل شدند ٭ اور اونکی اولاد فجار کی یعنی کنار کی
ارواح کو اونپر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ روح خبیث ونفس خبیثة اجعلوها فی سجین یعنی یہہ روح ناپاک و نفس
ناپاک ہین لیجاؤ اونکو سجین مین سجین اسم ایک موضع کا ہے کہ اوسمین کفار کے صحائف اعمال رکھے جاتے ہین اور اونکی ارواح
اوسمین حبس ہوتی ہین اور وہ ساتوین زمین ہے یا ایک موضع ہے ساتوین زمین کے نیچے نسفی نے بحر الکلام مین
فرمایا کہ ارواح کفار کے جوف مین پرندون سیاہ کے ہو کر سجین مین نیچے ساتوین زمین کے محبوس رہتے ہین انتہی مظہری
؎ کافران چون جنس سجین آمدند ٭ سجن دنیا را خوش آئین آمدند ٭ پھر فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ
وہان سے دوسرے آسمان پر گیا مین پوشیدہ نرہے کہ ہر آسمان مین کھلوایا دروازے کو اور سوال وجواب ہان
بدستور آسمان اول کے واقع ہوے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دوسرے آسمان پر دو جوانون کو
دیکھا مین نے وہ حضرت یحیی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام ہین دونون خالہ زاد بھائی تھے اسواسطے کہ یحیی
علیہ السلام کی والدہ ایشاع بہن تھین بی بی مریم علیہا السلام کی جیسا کہ کہا ہے سہیلی نے اور یہی موافق ہے
حدیث کے از شرح خفاجی وملا علی قاری بر شفا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ حضرت یحیی و حضرت عیسی علیہما السلام
ہین اونکو سلام کرو مینے اونکو سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح **سوال**
ظاہر یہہ تھا کہ کہا جاتا مرحبا بالابن او الاخ الکریم والنبی العظیم پس کیا وجہ ہے کہ اون انبیا علیہم التسلیم نے سرور
انام علیہ السلام کو ساتھہ صفت صلاح کے مخصوص کیا اور ہر ایک نے ساتھہ مدح کے یاد کیا حالانکہ صحیح نہین ہے کہ
کسی نبی کو یون کہین انہ رجل صالح وہ مرد نیک ہے کیونکہ یہہ وہم ڈالنے ہے مساوات کا درمیان انبیا اور افراد امم
کے **جواب** یہہ بڑی مدح کی صفت ہے اور صفتون سے اسلیئے کہ اسکے معنی یہہ ہین کہ وہ نبی کریم صالح اور لائق ہیز
ساتھہ محبت خدا تعالی اور محبت اوسکی رسولون کی اور مستحق بالذات ہین نبی ہونے کے انتہی نسیم الریاض پھر وہان سے
تیسرے آسمان پر گیا مین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ حضرت یوسف ع
ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت
مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ گیا مین تیسرے آسمان پر دیکھا مینے ایک مرد نہایت خوبصورت

تمام خلق اللہ سے جیسے کہ چودھوین رات کا چاند زیادہ روشن ہوتا ہے
سب ستارون سے اور ایک روایت مین ہے کہ تیسرے آسمان پر ایک
مرد کو دیکھا مینے قد اعطی شطر الحسن یعنی تحقیق دیا گیا ہے وہ آدھا حسن یا بعضا
حسن یعنی تمام خلق سے یا جنس حسن سے یا حوّا کے یا سارا کے یا سید الانبیا
کے حسن سے بغوی نے اپنی تفسیر مین فرمایا کہ یوسف علیہ السلام وارث
ہوئے اوس حسن کے اپنی دادی سارا سے اور اونکو سدس حسن کا تھا
اور فرمایا ابن اسحق نے لے گئے یوسف علیہ السلام اور اونکی دادی دو
ثلث حسن کا اس تقدیر پر مراد شطر حسن سے بعضا حسن ہے جیسا کہ قول
بعض کا ہے انتہی از شرح شفا ملا علی قاری پھر جبرئیل علیہ السلام سے
پوچھا مینے کہ یہ کون شخص ہے کہا حضرت یوسف علیہ السلام ہین پھر وہان
سے جبرئیل علیہ السلام مجھکو چوتھے آسمان پر لیگئے وہان حضرت ادریس
کو دیکھا مینے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین انکو سلام
کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح و
النبی الصالح روایت مشہورہ یہی ہے اور روایت شاذہ مین بالابن الصالح
وارد ہوا ہے اور وہ ظاہر ہے کس واسطے کہ وہ جد اعلی تھے حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور تحقیق اشکال کیا ہے روایت مشہورہ مین
کہ اونھون نے آپکو بھائی کہا فرزند نکہا حتی کہ کہا بعضون نے کہ جن ادریس
کی سرور کائنات علیہ الصلوۃ من التحیۃ والثنا سے ملاقات ہوئی غیر ہین ان
ادریس سے اور وہ الیاس ہین اور یہ مروی ہے ابن مسعود سے تو اس
تقدیر پر کچھ اشکال نہین والجواب دیا گیا ہے کہ مراد اخوت سے اس جگہ اخوت
نبوت اور اسلام کی ہے اسیطرح نسیم الریاض مین ذکر کیا ہے انتہی پھر مجھکو
پانچوین آسمان پر لے گئے وہان حضرت ہارون کو دیکھا مینے وہ وزیر تھے
موسیٰ کے اسلیئے اونکے جوار مین ہوئے مینے اونکو سلام کیا اونھون نے
مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح انتہی اور فرمایا
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب پہونچا مین چھٹے آسمان پر

وہان دیکہا مینے موسی علیہ السلام کو وہ بزرگتر انبیا کے تھے بعد ابراہیم ع کے اور کتاب اونکی بزرگتر تھی پہلے قرآن کے اور اونھون نے اقامت پائی خطابہ قدس مین نیچے منزل خلیل علیہ السلام کے اسلیے چھٹے پر ہوئی از شرح خفاجی کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہہ حضرت موسی ع ہین سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح نکتہ ہر نبی نے آپکو برادر صالح کہا مگر آدم ع اور ابراہیم ع نے فرزند صالح کہا اسلیے کہ آپ ذریت اسماعیل ع ست تھے اور اسلیے کہ فرمایا ملۃ ابیکم ابراہیم اور کہنا ادریس ع کا آپکو برادر صالح ازراہ تلطف اور تادب کے تھا اور وہ منافی نہین ہے بیٹے ہونے سے کیونکہ انبیا آپس مین بیچ نبوت کے بھائی ہین و قدم پھر جب آگے بڑہا مین روئے حضرت موسی علیہ السلام کہا گیا اونکو کس چیز نے رولایا تمکو کہا رویا مین اسلیے کہ ایک لڑکا نوجوان بہیجا گیا بعد میرے کہ داخل ہونگے لوگ جنت مین اوسکی امت کے زیادہ اون لوگون سے کہ داخل ہونگے اوسمین میری امت سے نکتہ کہا علما نے یہہ رونا حضرت موسی علیہ السلام کا اپنی امت کے حال پر ملال پر ازروی افسوس اور شفقت کے تھا اسلیے کہ نہ فائدہ اوٹھایا اونھون نے انکی متابعت سو باوجود بڑی عمرونکے جیسے کہ فائدہ اوٹھایا اس امت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی متابعت سے باوجود چھوٹی عمرون کے اور نہ پہونچی کثرت اونکی امت کی اس امت مرحومہ کی کثرت کو چونکہ رکھی گئی ہے رحمت اور شفقت انبیا کے دلون مین نسبت اپنی امت کے زیادہ اورون سے سو روئے حضرت موسی علیہ السلام ازراہ رحم کرنے کے اپنے امت پر اوس ساعت میں کہ وقت زیادتی رحمت اور کرم کا تھا شاید کہ حق سبحانہ تعالی رحم کرے اون پر بسبب برکت اوس ساعت کے اور کہنا حضرت موسی علیہ السلام کا کہ ایک لڑکا نوجوان بہیجا گیا بعد میرے یہہ ازراہ حقارت کے نتہا بلکہ ازراہ بڑا جاننے قدرت اور کرم پروردگار کے کہا کہ کیا اوسکی قدرت ہے کہ اس عمر مین یہہ کچھ مرتبہ انکو ملا کہ اگلون کو باوجود بڑی عمر ونکے وہ نہین ملا اور ممکن ہے غلام یعنی لڑکا نوجوان کہنا اسلیے ہو کہ تھے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وقت گذرنے کے انبیا علیہم السلام پر کم عمر بہ نسبت اونکی عمرون کے دنیا مین اور گذرنے زمانے کے اونپر عالم برزخ مین کذا فی مظاہر الحق پس حضرت موسی ع بہت بڑی عمر کے تھے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بہت چھوٹی عمر کے اسلیے لڑکا کہا یا اسلیے کہ پہلے زمانہ مین اتنی عمر والے کو لڑکا گنا کرتے تھے اور بھی رونا موسی علیہ السلام کا بطریق غبطہ کے تھا اور وہ مذموم نہین بلکہ ممدوح ہے کہ وہ علو ہمت سے ہے انتہی نسیم الریاض پھر فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ لے گئے مجھکو جبرئیل علیہ السلام ساتوین آسمان پر وہان دیکہا مینے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا یہہ باپ تمھارے ابراہیم علیہ السلام ہین انکو سلام کرو پھر مینے سلام کیا اونھون نے جواب دیا مجھکو اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک مرد کو دیکہا مینے اشمط یعنی کھچڑی بال والا بیٹھا تھا کرسی پر اوپر دروازے جنت کے اور ایک روایت مین ہے پشت اپنی بیت المعمور سے ٹیکے ہوئے تلمسانی نے نقل کیا کہ بعضون نے کہا اسمین دلالت ہے اسپر کہ بیچ غیر نماز کے پشت ٹیکنا قبلہ کی طرف افضل ہے اور بعضون نے کہا موبنہہ کرنا اوسکی طرف افضل ہے پس بنابراس قول اخیر کے شاید حضرت خلیل اللہ نے پشت ٹیکی تاکہ

توجہ کرین واسطے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اور مخاطب ہووین اونسے انتہی اور بعضی روایت مین آیاہے کہ حضرت ابراہیم
نے کہا کہ ای محمد اپنی امت کو کہو کہ بہشت مین درخت لگاؤ کہ خاک پاکیزہ خوب رکھتی ہے اور زمین اوسکی فراخ ہو حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ درخت بہشت مین لگانا کیونکر حاصل ہو کہا ساتھہ کہنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
کے انتہی شیخین نے مرفوعًا نقل کیا کہ وہ خزانہ ہے خزانون بہشت سے اور طبرانی نے مرفوعًا روایت کیا کہ جس کسی کو خدا نے نعمت
دی اور وہ اوسکو باقی رکھا چاہے تو لاحول بہت پڑہے **ف** اختیار فرمایا حضرت مجدد نے واسطے حصول منافع اور دفع
مضار دینی و دنیوی کے ہر روز پانسو بار اوسکا پڑہنا اور اول اور آخر اوس کے سو سو بار درود شریف پڑہنا مظہری اور
روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعضی رواتیون مین آیاہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے چھٹے آسمان پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتوین پر دیکھا اور ایک روایت مین حضرت ادریس علیہ السلام کو تیسرے
پر اور حضرت ہارون کو چوتھے پر دیکھا اور ایک روایت مین حضرت ادریس ع کو پانچوین پر اور حضرت یوسف علیہ السلام کو
دوسرے پر اور حضرت یحییٰ ع اور عیسیٰ علیہما السلام کو تیسرے پر دیکھا سو برتقدیر صحت ان سب کے جمع کرنا ان سب مین متعذر ہے مگر
جبکہ قائل ساتھہ تعدد معراج کے ہون چنانچہ بہت علما اسکے قائل ہین یا یون ہو سکتا ہے کہ آتے وقت چھٹے آسمان پر دیکھا
پہر موسیٰ علیہ السلام ساتوین پر چڑہ گئے تو لوٹتے وقت اونھین ساتوین پر دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے پر اور آئے اونھن چھٹے پر
دیکھا انتہی نسیم الریاض اسی قیاس پر باقیون کو سمجھہ لینا چاہیے یا ترجیح بعضی رواتیون کی کرین حاصل کلام کا وہ کہ جو روایت اول
شرح مین قصص کی اس کتاب مین مذکور ہوئی ارجح اور اصح روایات کی ہے اور وہ روایت مالک ابن صعصعہ خزرجی کی ہے نقل کیا
اوسکو شیخین اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد نے اپنی سند مین امام نووی نے تہذیب مین کہا کہ مالک ابن صعصعہ نے پانچ
حدیثین نقل کی ہین اور ایک روایت پر اونمین سے اتفاق کیاہے بخاری اور مسلم نے اور وہ حدیث اسرا اور معراج کی ہے
اور وہ احسن احادیث اسرا سے ہے اور اسیطرح ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب تنقیح مین کہا پس کہنا حلبی کا کہ نہین مروی
ہے مالک بن صعصعہ سے کتب مین بغیر حدیث اسرا کے صحیح نہین ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا مین اس حدیث
کو اتقن اور اجود کہا یعنی باقی روایات سے لہذا اونے اوسی کو مختار کیا یہہ خلاصہ ہے شرح قاری و خفاجی کا اس سے
معلوم ہوا کہ یہی روایت کہ اس کتاب مین مذکور ہوئی احسن و اصح ہے اور مرجوح بیچ مقابل ارجح کے بمنزلہ معدوم کے ہے انتہی
علی قاری اور مظاہر حق مین ہے کہ کہا حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہ اشکال لازم آتاہے آسمانون پر انبیا علیہم السلام کے دیکھنے
مین باوجود اسکے کہ بدن اونکے قبرون مین ہین سو جواب دیا گیا ہے اسکا یہہ کہ روحین اونکی متشکل ہوئین تہین بصورت بدنون
کے یا حاضر ہوئے تھے بدن اونکے حضرت کی ملاقات کے لیے اوس رات مین واسطے تعظیم اونکی کے نسفی نے بحر الکلام مین
کہا کہ ارواح چار قسم ہین ارواح انبیا کی کہ نکلتی ہین اپنے جسمون سے اور ہوجاتی ہین مانند صورت اونکی کے مشک
اور کافور اور ہوتے ہین جنت مین کہاتے پیتے تنعم کرتے ہین اور جگہہ پکڑتے ہین شب کو قندیلون مین کہ لٹکتی ہین عرش سے

کہا صاحب مظہری نے مراد اس سے نفی کی حیثیت کہ اونکے لیے جسم ہین مانند جسمون انسان کے اور تعبیر کیا اونکو ساتھ مشک اور کافور کے واسطے خوشبودار ہونے اونکے کے اور مجدد رحمہ اللہ نے اون اجسام کو ساتھ جسم موہوب کے تعبیر کیا ہے اور وہ ہوتے ہے انبیا اور اونکے اتباع کاملین صدیقین کے واسطے قبل موت کے بھی اور باوجود اسکے ہر روح کو اتصال رہتا ہے جسم کے ساتھ اپنی قبر مین کہ دریافت نہین کر سکتا ہے اوسکی کنہ کو مگر اللہ تعالیٰ چنانچہ دیکھا شب اسرا مین آپنے موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے اور بھی فرمایا جو کوئی مجہپر درود بھیجتا ہے میری قبر پاس سنتا ہون اوسکو خلاصہ مظہری اور اختلاف کیا ہے کہ مخصوص ہونا ہر آسمان کا ساتھ ہر نبی کے انبیاے مذکورین مین سے کس سبب سے تھا اور اسمین کیا حکمت تھی سو مشہور تر اسمین یہہ ہے کہ حسب تفاوت درجات اونکے کے تھا بعضی کہتے ہین کہ ترتیب اور خصوصیت انبیا کی آسمانون پر واسطے شرف دیدار آپکے کے مبنی ہے عرف پر کہ جب کوئی بڑا آدمی آتا ہے اوسکی ملاقات اور استقبال کو دوڑتے ہین تو غالباً بعضا بعضی پر بڑھ جاتا ہے اور تفصیل اسکی ابن ابی حمزہ نے یون لکھی ہے کہ خصوصیت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے آسمان کی اس سبب سے تھی کہ وہ اول سب انبیا علیہم السلام سے ہین اور اول باپ ہین سبکے سو مناسب ہوا ہونا اونکا پہلے آسمان پر اور حضرت عیسیٰ کو خصوصیت ساتھ دوسرے آسمان کے اسلیے ہوئی کہ نسبت اور انبیا علیہم السلام کے زمانہ اونکا بہت قریب تھا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور اونکو عنقریب اوترنا ہے اسلیے مکان قریب مین دنیا سے جگہہ پائی از نسیم الریاض اور قریب اون سے حضرت یوسف علیہ السلام تھے اسلیے کہ امت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داخل ہوگی جنت مین بصورت اون کے کے اور حضرت ادریس چوتھی آسمان مین تھے بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے و رفعناہ مکانا علیا ترجمہ اور اوٹھالیا ہمنے اوسکو مکان بلند مین اور چوتھا آسمان ساتون مین اوسط اور معتدل ہے بلندی مین **مولف** عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمانپر اس سبب سے تھے کہ اونھون نے وہان پر وفات پائی تھی اور نہین ہے واسطے اونکے قبر زمین پر پہیر نشاہرین نقل کیا کہ حضرت ہارون پانچوین مین بسبب قریب ہونے بہائی اپنے موسی علیہ السلام کے تھے اور حضرت موسیٰ اوپر اون سے تھے بسبب فضیلت کلام کرنے اللہ تعالیٰ کے اور حضرت ابراہیم اون سے اوپر تھے اسلیے کہ وہ افضل انبیا کے ہین بعد ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی وہ خلیل ہین اور خلیل سے کوئی افضل نہین بجز حبیب کے اور بھی وہ اپنے پچھلے نبیون کے باپ تھے کما فی المواہب اور جو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام افضل الانبیا تھے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسلیے اور سب سے رفیع المنزلت تھے کہ ساتوین آسمان پر آئے از نسیم الریاض اور بھی وہ امام الانبیا تھے اور اونھون نے کعبہ ایسا بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور خاتم الانبیا اور اونکی امت کیواسطے قیامت تک اوسیکو قبلہ ٹھہرایا شاید اوس مناسبت و خصوصیت سے اونھین بیت المعمور کے پاس مقرر کیا باقی رہا کلام مقدمہ مین ترا انبیا علیہم السلام کے کہ وہ کہان تھے سو کہتا ہون مین کہ شاید وہ بھی موجود ہون آسمانون پر مناسب اپنے اپنے مدارج کے یا اسیقدر مامور ہون ساتھ ملاقات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوئے اور ذکر

نہ کیا گیا ہر آسمان مین مگر بعض کا انبیا مشہورین سے اور اکتفا کیا گیا ساتھ ذکر اونکے کے باقی بزرگوارون مین سے پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور اور حوض کوثر اور نہر الرحمۃ کو دیکھا اسکی وجہ تسمیہ آگے آوے گی اور فرمایا کہ بعد ہمکلام ہونے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مجھے سدرۃ المنتہی کو لے گئے اور سدرہ کہتے ہین بیری کے درخت کو سو اوسکو دیکھا مینے کہ پھل اوسکے مانند مٹکون شہر ہجر کے بڑے تھے اور ہجر او پر وزن شجر کے نام ہے ایک شہر کا کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے اوسمین مٹکے بنائے جاتے ہین اوسکے ایک مٹکے مین ایک مزاردہ[۱۲] کے قدر پانی سماتا ہے اور نہین مراد ہے وہ شہر ہجر کہ توابع بحرین سے ہے انتہی شرح ملا علی قاری **ف** فرمایا پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے من قطع سدرۃ صوب اللہ راسہ فی النار روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے پھر پوچھے گئے ابوداؤد سے معنی اوسکے تو فرمایا یہہ حدیث مختصر ہے یعنی جو کوئی کاٹے بیفائدہ ظلم سے ناحق بیری جنگل کی کہ سایہ مین آتے ہین اوسکے مسافر اور چارپائے سرنگون کریگا اوسکو اللہ تعالیٰ آگ مین کذا فی الفتوحات الالٰہیہ اور پتی اوسکے مانند کان ہاتھی کے تھے تشبیہ دی پتون کو ہاتھی کے کانون سے اگرچہ ملک حجاز مین وہ نتھا مگر ملک حبش مین تو تھا اور لوگ وسمین تجارت کے لیے آتے جاتے رہے اور اوسکی طرف پہلے ہجرت واقع ہوئی تو وہ لوگ پہچانتے تھے پس وارد ہوگا یہہ شبہہ کہ تشبیہ دینا ساتھ اوس چیز کے کہ جسے مخاطب نہ پہچانے غیر مقبول ہے انسیم الریاض اور پوشش اوس درخت کی نور آلہی سے تھی یعنی تجلی نور آلہی کی اوسپر تھی ملائکہ مانند تیریون کے اور ایک روایت مین مانند پروانون زرکے گرد اوس درخت کے تھے شاید تشبیہ دی اون انوار کو کہ اوٹھتے تھے اوس سے اور پڑتے تھے اسپنے مواضع مین ساتھہ پروانون کے اور ٹھہرایا اونکو زر سے بسبب روشنی اور صفائی ذاتی اون انوار کے انتہی از شرح ملا علی قاری اور پاس وسکے اتنے فرشتے تھے کہ گنتی اونکی سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اور مکان جبرئیل علیہ السلام کا وسط مین اوس درخت کے ہے اور اوسکے جڑ مین سے چار نہرین جاری دیکھین دو پوشیدہ اور دو آشکارا مینے پوچھا جبرئیل سے کہ یہہ دو نہرین چھپی اور دو کھلی کیا ہین کہا یہہ دو نہرین چھپی ہوئین بہشت مین جاتی ہین کہا ہے طیبی نے کہ وہ ایک سلسبیل ہے اور دوسری کوثر اور اونکو چھپے ہوئی اسواسطے کہتے ہین کہ وہ بہشت مین جاری ہین اور اوس سے باہر نہین نکلتے ہین وہ نظر سے چھپے ہین اسلیے چھپے کہا انتہی کازرونی اور بعضی کہتے ہین کہ اونکو چھپے ہوئے اسواسطے کہتے ہین کہ عقلین تمام مخلوقات کی اونکی کنہ کو نہین پہونچتی ہین اور وہ دو نہرین کھلی ہوئی نیل اور فرات ہین ظاہر یہہ ہے کہ اوس سے مراد نیل مصر اور فرات کوفہ ہے سو وہ بموجب حدیث کے سدرہ کی جڑ سے جاری ہین بخاری مین ہے من اصل سدرۃ المنتہی اور وہان سے زمین پر گرتی ہین متفرق مانند مطر کی اور بہتی ہین اور بعضون نے کہا ہے یہہ ذکر تشبیہ کے ہے مانند اس قول کے کہ عجوہ مدینہ کے حق مین فرمایا کہ وہ اثمار جنت سے ہے اور عجوہ ایک قسم ہے نفیس خرمے کی کہ پانی اونکا لطافت اور شیرینی اور فائدون مین بہشت کے پانی کے مشابہ ہے یا قبیل توافق اسماکے سے ہے یعنی جیسے بیان ان دو نہرون کا نام نیل اور فرات ہے اسیطرح بہشت مین دو نہرین کہ نام اونکا نیل اور فرات ہے واللہ اعلم اور نیل کے احوال سے عجائب اور غرائب چیزین لکھی ہین کہ عقل اوسمین حیران ہے

کما فی النظاہر والروضۃ والمداج حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ مین لکھا ہے کہ قرآن شریف مین نہین ذکر کیا اللہ تعالی
نے کسی نہر کا سوای نیل کے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ
ترجمہ اور ہمنے حکم بھیجا موسیٰؑ کی مان کو کہ اوسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو ڈر ہو اوسکا تو ڈالدے اوسکو دریا مین سو مراد یم سے
اس مقام مین نیل ہے اور ایسے ہی آیت اَخْرَجْنَاھُمْ مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّکُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ یعنی پھر نکالا ہمنے اونکو باغ
چھوڑکر اور چشمہ اور خزانہ اور گھر خاص اسیطرح آیت مین بموجب قول عبد اللہ بن عمر کے مراد جنات سے وہ باغ ہین جو دو
کنارون پر نیل کے واقع تھے اول سے آخر تک اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ نیل اور سیحان اور جیحان یہہ دونون انہار جنت سے ہین نیل ندی مصر کی تفصیل سے بیان اسکا آگے آتا ہے
اور سیحان اور جیحان یہہ دونون ندی ہین ملک عواصم مین قریب شہر طرطوس اور مصیصہ کے نواح انطاکیہ مین عواصم نام ہے
ایک پرگنہ کا جسکا دار الخلافت انطاکیہ ہے اور طرطوس نام ایک گانون کا ہے اور مصیصہ نام ایک موضع کا ہے ملک شام
مین انتہی صراح وغیاث اور یہہ دونون غیر ہین سیحون اور جیحون کے کہ یہہ دونون ندی ہین بڑی اور کہا بعض نے کہ سیحون
ندی ہے سندہ کی اور بعض نے رود گنگ کو کہا ہے اور کہا بعض نے کہ وہ ندی ہے درمیان اندمان اور سمرقند کے اور فرات
ندی ہے قریب کوفہ کے اور خاص کی گئی ہین یہہ چارون ندی ساتھ ذکر کے بسبب میٹھے ہونے پانی اور کثرت منافع انکے کے گویا
ہین یہہ چارون ندیان جنت سے اور اسلیے کہ چار ندیان بھی جنت مین اسی نام کی نکلے ہین اونسے او سیحے مین جنت کی پس تشبیہ
دی ان چارونکو ساتھ اون چارون کے جو جاری ہین بیچ جنت کے اس سبب سے کہ بہت ہین نفع ان سے بیچ دنیا کے گویا یہہ
چارون نمونہ ہین اون چارون ندیون جنت کا بیچ نفع اور ضرر کے اور قاضی نے کہا کہ مراد ہونے انکے سے نہرون جنت کی یہہ ہے
کہ ایمان پھیلا ہے بیچ سب شہرون کے جو کہ واقع ہین گرد نواح انکے اور پانی پیتے ہین وہ انسے یہہ وجہ اس صورت مین مناسب مقام
ہوسکتی ہے کہ محمول کیا جاوے اس حدیث کو اوس پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کہ ہوجاوینگے باشندے قرب
وجوار ان ندیون کے اہل اسلام اور شامل ہو جاویگی نعمت ایمان کی اون سب کو ایک وقت معین مین بخلاف اور ندیون کے
انتہی اور صحیح تر یون ہے کہ یہہ حدیث محمول ہے اوپر ظاہر اپنے کے یعنے واسطے ان ندیون کے اصل اور بنیاد ہے جنت سے چنانچہ
معالم التنزیل مین ہے کہ اوتارا اللہ تعالی نے ان ندیون کو جنت سے اور امانت رکھا انکو بیچ پہاڑون کے جیسا کہ فرمایا فَاَسْکَنّٰہُ
فِی الْاَرْضِ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ دو نہرین مومن ہین اور دو نہرین کافر ہین
مومن نیل اور فرات ہین اور کافر پس دجلہ اور نہر بلخ کی ہے ٹھہرایا دو کو مومن بنا بر تشبیہ اونکی کے ساتھ مومن کے اسلیے کہ یہہ
دونون بہتی ہین اوپر زمین کے اور پلاتی ہین زراعت کو بے تکلف اور ٹھہرایا دو کو کافر اسلئے کہ نہین پلاتے ہین وہ کھیتی کو
اور نفع نہین پہنچتا ہے اونسے مگر ساتھ مشقت اور تکلیف کے مراد نفع سے یہان پر نفع کامل ہے یعنی نفع دنیوی واخروی
اور ظاہر ہے کہ کافر سے ایسا نفع کامل متصور نہین ہوسکتا پس وہ دونون بیچ خیر اور نفع کے مثل دو مومنون کے ہین اور یہہ

دونون بیچ قلت نفع کے مانند دو کافرون کے اور مروی ہے عمرو بن العاص سے کہ تحقیق کہا اوسنے کہ نیل مصر کا سردار نہرون کا ہے مسخر کیا اللہ تعالیٰ نے اوسکے لیے ہر نہر کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ جاری کرے نیل مصر کا تو امر کیا ہر نہر کو یہہ کہ مدد دے اوسکو پھر مدد دی اوسکو سب نہرون نے ساتھ اپنے پانی کے اور جاری کئے اللہ تعالیٰ نے اوسکے لیے زمین سے چشمے پس منتہی اوسکا تھا جہان تک کہ منظور تھا اللہ تعالیٰ کو پھر وحی کی اللہ تعالیٰ نے ہر پانی کو رجوع کر جاوے طرف اصل اپنی کے مروی ہے یزید ابن حبیب سے کہ تحقیق معاویہ بن ابی سفیان نے سوال کیا کعب الاحبار سے کہ کیا پاتے ہو تم نیل کی کوئی چیز کتاب اللہ میں کہا اوسنے قسم ہے اوس ذات کی جسنے چیر ا دریا کو واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ تحقیق پاتا ہون مین کتاب اللہ میں کہ وحی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو ہر برس مین دو دفعہ ایک بار وقت بڑہاو اوسکے کہ تجھکو حکم الٰہی ہے کہ جاری ہو پس جاری ہوتا ہے بڑہاو اوسکا اوس مقدار تک کہ لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرماتا ہے کہ ای نیل پلٹ حمد کرتا ہوا یعنے بڑہاو سے باز رہ اور اصل ٹھکانے پر اپنے جا رہ پھر گھٹ کر وہ اپنے اصل ٹھکانے پر آجاتا ہے اور مروی ہے ابن عباس سے مرفوعاً کہ اوتارین اللہ تعالیٰ نے جنت سے طرف زمین کے پانچ نہرین سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات اور نیل اور اوتارا اللہ تعالیٰ نے اونکو بازو پر جبرئیل علیہ السلام کے نیچے کے طبقہ مین سے جنت کے اور ایک ہی چشمہ سے اونکو جاری کیا اور امانت رکھا اونکو پہاڑون مین اور جاری کیا اونکو زمین پر اور گردانا اونمین منفعت واسطے لوگون کے پس یہہ معنی ہین قول اللہ تعالیٰ کے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ پس جبکہ ہوگا وقت نکلنے یاجوج اور ماجوج کا تو بھیجیگا اللہ تعالیٰ جبرئیل کو پس وہ اٹھاویگا زمین سے قرآن اور علم اور حجر اسود اور مقام ابراہیم اور تابوت موسیٰ علیہ السلام کا اون چیزون سمیت جو اون مین ہین اور ان پانچ نہرون کو پس اوٹھاویگا ان سبکو طرف آسمان کے پس یہی ہین معنی اس آیت کے وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ پھر جب اوٹھہ جائینگے یہہ اشیاء زمین سے تو مفقود ہوجاوینگے زمین والون سے بھلائی اوسکی اور مروی ہے کعب الاحبار سے کہا کہ نہر نیل کی نہر عسل کی ہے جنت مین اور نہر دجلہ کی نہر دودھ کی ہے جنت مین اور نہر فرات کی نہر شراب کی ہے جنت مین اور نہر سیحون نہر پانی کی ہے جنت مین پس ابن سعد سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے ایک شخص اولاد عیص مین سے تھا حائذ نام بیٹا ابی شالوم بیٹا عیص بیٹا اسحٰق بیٹا ابراہیم کا وہ اپنے بادشاہ وقت سے بھاگ کر داخل ہوا زمین مصر مین پس اقامت کی اوسنے وہان چند سال جبکہ دیکھے اوسنے عجائبات نیل کے پھر لازم کیا اوسنے اپنے پر واسطے اللہ کے کہ نہ جدا ہووے کنارے اوسکے سے یہان تک کہ پہونچے منتہا اوسکی کو یا مرجاوے پہلے اوس سے پس چلا کنارے پر تیس برس آبادی مین اور تیس برس غیر آبادی مین اور کہا بعضون نے پچیس برس آبادی مین اور پچیس برس غیر آبادی مین یہان تک کہ پہونچا طرف دریاے سبز کے پس دیکھا اوسنے طرف نیل کے کہ وہ سامنے سے چیرتا ہوا دریاے سبز کو نکلتا ہے پس چلا وہ اوسی طرف کو آگے ناگاہ دیکھا ایک شخص کو کہ کھڑا ہوا نماز پڑہ رہا ہے نیچے ایک درخت سیب کے پس مانوس ہوا یہہ ساتھ اوسکے اور سلام کیا اوسپر کہا اوسنے کون ہو تم کہا مین حائذ بیٹا ابی شالوم بیٹا عیص بیٹا

اسحق بیٹا ابراہیم کا ہون تم کون ہو کہا اوسنے مین عمران بیٹا فلان بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم علیہ السلام کا ہون کہا اوسنے
کیا چیز لائی ہے تجکو یہان اے عمران کہا اوسنے لایا ہے مجکو یہان وہ شخص کہ لایا ہے وہ تجکو یہان تک کہ پہونچا مین اس
مقام پر لیکن وحی کی اللہ تعالی نے میرے لیے یہہ کہ ٹھہرا ہون اس جگہہ مین یہان تک کہ آوے میرے پاس امر اوسکا پھر کہا اوسنے
خبر دو مجکو ای عمران کہ وہ پہونچا ہے تجکو امر نیل سے اور کیا پہونچا ہے تمہہ کو کتابون سے یہہ کوئی شخص بنی آدم سے پہونچے
گا اوس کی حد کو کہا عمران نے ہان پہونچا ہے مجہہ کو کہ ایک آدمی بنی عیص سے پہونچے گا اوسکی حد کو اور نہین گمان کرتا ہون
مین اوس کو سوا تجہہ سے پھر کہا اوس نے ای عمران خبر دو مجکو کیونکر رستہ ہوگا طرف اوسکے کہا اوسنے نہین مین خبر دونگا
تجکو ساتھہ کسی چیز کے مگر یہہ کہ اقرار کر تو میرے لیے وہ کہ سوال کرون تجسے کہا اوسنے اور کیا چیز ہے وہ کہا عمران نے
جب پھرے تو طرف میرے اور مین زندہ ہون تو اقامت کرنا پاس میرے یہان تک کہ وحی فرماوے اللہ تعالی میرے
لیے ساتھہ امر اپنے کے یا مارے مجکو پس دفن کرنا مجکو اور اگر پایا تو نے مجکو مردہ دفن کرنا مجکو پھر چلا جانا کہا اوسنے یہہ
امر اوپر میرے لازم ہے پھر کہا اوسنے کہ چلا جانا اس سے بھی آگے کو یہان تک کہ پاوے تو ایک دابہ کو کہ دکھلائی دے گا
پچھلا دہڑ اوسکا اور نہ دکھلائی دیگا اگلا دہڑ اوسکا تو کچھہ اوس سے خوف مت کرنا اور سوار ہوجانا اوسپر اسلیے کہ وہ ایک دابہ ہے
کہ دشمنی رکھتا ہے وہ شمس سے جبکہ طلوع کرتا ہے تو میلان کرتا ہے وہ طرف شمس کے تاکہ لقمہ کرے اوسکو یہان تک کہ حائل ہوجاتے
ہین دونو کنے والے اوسکے اوسکو پھر باز رہتا ہے وہ اپنے ارادہ سے اور جبکہ غروب ہوتا ہے آفتاب تو پھر رجوع کرتا ہے وہ طرف اوسکے تاکہ
لقمہ کرے اوسکو پس لیجاوے گا وہ تجکو دریا تک پھر اولٹا آنا وہان سے یہان تک کہ پہونچے تو نیل پر پھر اوسکی پیٹھہ پر چلا جانا پھر
پہونچے گا تو ایک لوہے کی زمین پر کہ پہاڑ اور درخت اوسکے لوہے کے ہین پھر آگے زمین تانبے کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے
تانبے کے ہین پھر اوسکے آگے زمین چاندی کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے چاندی کے ہین پھر آگے زمین سونے کی ملے گی کہ پہاڑ
اور درخت اوسکے سونے کے ہین وہان پہونچکر نیل کا حال تجکو معلوم ہوئے گا پس چلا یہہ یہان تک کہ پہونچا زمین سونے تک پھر سیر کی اوسمین
یہان تک کہ پہونچا طرف ایک سونے کے شہر پناہ کے کہ سونے سے تہے کنگرے اوسکے اور قبہ بھی ایک سونے سے تہا کہ اوسکے چار دروازے
تہے پھر دیکھا پانی کو کہ بہتا ہے شہر پناہ پر سے اور جمع ہوتا ہے قبہ مین آکر پھر چار دروازون سے اوسکے بہتا ہے اوسمین سے تین
دروازون کا پانی زمین مین چلا جاتا ہے اور ایک زمین پر بہتا ہے اور یہی ہے دریای نیل پس پانی پیا اوس سے اور راحت لیکر پھر
اور آیا طرف سور کے تاکہ داخل ہوا وسمین پھر ملا ایک فرشتہ اور کہا اوسکو ٹھہر اپنی جگہہ مین تحقیق پہونچا تجکو علم اس دریائے
نیل کا اور یہہ جنت ہے اور سوائے اسباط کے نہین کرا و ترتا ہے یہہ پانی جنت سے تم ہرگز طاقت نہین رکھتے ہو داخل
ہونے کی جنت مین آج کے دن پھر پوچھا حامد نے وہ تین نہرین جو پوشیدہ ہوتے مین بیچ زمین کے کیا ہین کہا ایک فرات ہے اور دوسرا
دجلہ اور تیسرا جیحون پھر کہا لوٹ جاؤ پھر لوٹا حامد یہان تک کہ پہونچا اوس دابہ تک اور پھر سوار ہوا اوسپر اور جیسے گیا تہا ویسے ہی لوٹ کر
عمران پاس آگیا پس پایا اوسکو مردہ پھر دفن کیا اوسکو اور رہا اوسکی قبر پر تین روز پھر لوٹ کر آیا حامد وہان سے مصر مین اور جو کچھہ دیکہا تہا

بیان کیا پھر مین تا ابنی عورت تاآنی رو ذکر کیا ہی بعض اہل الاخبار نے کہ تحقیق چاند کو مجرد دیکھا خبر نیل کا تھا بلکہ دیکھی تھی اوسکو حکمت
اور تحقیق سوال کیا تھا اونے اللہ تعالی سے دیکھنا انتہا نیل کا پس دی گئی اوسکو قوت اوسپر پہونچا او طرف جبل قمر کے اور جبل قمر اوسکو
کہتے ہین اسواسطے کہ آنکہ اوسکی طرف دیکھنے سے تیرہ ہوتی ہے بسبب شدت سپیدی اوسکی کے اور اسی سبب سے چاند کو قمر کہتے ہین اور یہ
پہاڑ مشرق سے مغرب تک لنبا ہے اور جنوب کی طرف اوسکی تمام ویرانہ مین واقع ہوا ابتدا سے لیکر انتہا تک اور ایک جانب اوسکی دریا بحر
الاسود دیکھا چاند نے کہ پانی اوسکا مثل رات کے کالا ہے اور وہ موج مارتا ہے اور اوسمین پانی نیل کا کہ سپید ہے چیرتا ہوا جانب جنوب پہاڑ کو
داخل ہوکر شمال کی جانب اوسکی نکلتا ہے ایک قبہ مین سے کہ اوسے بروایتے ادریس نے بنایا ہے اور آیا ہے کہ گئے چند لوگ اوس پہاڑ تک
پھر ایک اونمین سے جب چڑہا اوسپر تو ہنسنے لگا اور تالی بجانے لگا یہانتک کہ گرادیا اوسنے اپنے تئین اوسطرف پھر باقی لوگ ڈر کر چلے
آئے اور نہ چڑہے اوسپر اور جبل قمر سے نیل دریای ملک کوری مین ہوکر آئے ہے پھر بلاد زنگ کہ سودان سے ہے اور یہ بلاد واقع ہے درمیان
مین بلاد کانم اور بلاد نوبہ کے اور رہنے والے اوسکے ہین سیاہ چہرہ وحشی آدم خور شہر نوبہ آباد ہی کنارہ پر نیل کے اور قریہ اوسکو
بڑے بڑے تاپو مین آباد ہین ذکر کیا ہی ایک جماعت نے منجمین اور ارباب ہیئت سے کہ نیل آتا ہی خط استوا کے ساتھ ہی گیارہ درجہ پرے
جنوب کی جانب سے یہان تک کہ پہونچتا ہی دمیاط اور اسکندریہ وغیرہ عرض ثلثین تک جانب شمال مین اور کہا ہے کہ ابتدا اوسکی سے
انتہا تک ایک سو بیالیس درجہ ہی ہر درجہ چہپن میل و ثلث میل کا ہی تقریبا پس طول اوسکا اوس جگہ سے شروع ہوا ہے بحر ملح یعنے دریا
شور تک آٹھہ ہزار چہ سو چودہ میل اور دو ثلث میل کا ہوتا ہی اور قصد کیا چاند نے چڑہنے کا طرف اعلی اوسکی کے تو نہ قادر ہوا
پر پھر سوال کیا اللہ تعالی سے تو آسان کیا گیا اوسپر چڑہنا پس چڑہا اور دیکھا پیچھے اوسکے دریا تھا کالا جیسے ابر اور اندہیرا پھر دیکھا نیل کو
کہ بہتا تھا وسعت اوسکے مین مانند پگہلی ہوئی چاندی کے اور کہا صاحب مناہج الفکر نے کہ ذکر کیا ابو الفرج حتی نے کہ سب نہرین جو آبادی مین
ہین دو سو اٹھائیس ہین بعضی اون مین سے بہتی ہین مشرق سے مغرب کو اور بعضی شمال سے جنوب کو اور بعضی جنوب سے شمال کو جیسے
نیل اور بعضی بہتی ہین سب جہات کو مانند فرات اور جیحون کے اور بقول منبع نیل کا جبل قمر سے ہے پھر خط استوا اوس چشمہ سے کہ نکلتی ہے
اوس مین سے دس نہرین پھر پانچ اوس مین سے علیحدہ ہوکر آتی ہین بیچ بطیحہ کبری کے اقلیم اول مین پھر اوسی بطیحہ سے نکلتی ہی نہر نیل
کی اور مشہور ہی یہ بطیحہ کبری ساتھہ بحیرہ کبری کے اور یہ نسبت طرف ایک طائفہ کی ہے کہ وہ سیاہ چہرہ ہین اور رہتے ہین گرداگرد اوسکے
وحشی مردم خوار پس جس جگہ نکلا نیل اوسسے پھر اوس بلاد کو چیرتا ہوا بلاد تہمہ کو گذرتا ہوا بلاد نوبہ مین پہونچکر شہر نوبہ کی غربی جانب سے ہوتا ہوا
مغرب کو جاتا ہی اور اوتر جاتا ہی طرف اقلیم ثانی کے پھر قریب ہوا ہی طرف جنادل کے اور وہان منتہی ہوتے ہین مراکب شہر نوبہ کی بہاؤ مین
نیل کے اور مراکب صعید الاعلی کے جو چڑہاؤ پر آتے ہین نیل کے پھر وہان سے طرف شمال کے جاتا ہی پھر ہو جاتا ہی اوپر جانب شرقی اوسکے
شہر الوان کا بلاد صعید الاعلی سے پھر گذرتا ہی درمیان مین سے دو پہاڑون کے جو ملے ہوئے ہین دونون طرف عملداری مصر کو
شرقا و غربا اور جاتا ہی فسطاط کو پھر جس جگہ گذرتا ہی اوس سے مسافت ایک دن کی تو منقسم ہو جاتا ہے ساتھہ دو قسم کے ایک اون مین سے جا گرتا ہی دریای
روم مین پاس رشید کی کہ بحر غرب بھی اوسی کو کہتے ہین اور مسافت نیل کی شروع اوسکی سے رشید تک سات سو اڑتالیس فرسنگ ہی اور کہا منتہی اخر الدین نے

کہ شروع نیل کا جبل قمر سے ہے یعنی زمین بنا پر جو آنے خط استوا کی سارہے گیارہ درجہ پر ہے اور طول اس پہاڑ کا پندرہ درجہ اور بیس دقیقہ ہے کما قال
ذی الکمال الا مصار مین کہ مخرج نہر سند اور نیل کا ایک جگہ سے ہے اور دلیل لاہای ہا سپر یہ ہے کہ دونون بہتی ہین ایک وقت مین اور منہ جو رہین تمساح دونون
مین اور طریقہ زراعت اہل ان شہرون کا واحد ہے اور کہا ہے تاریخ مصر مین کہ بلاد کمنہ مین ایک گروہ ہے سوا آن زمین اوسکی اوگاتی ہے سونے کو
اور متفرق ہوتا ہے نیل پہا ہو جاتا ہے دو نہرین بنا ایک او نمین سفید ہے اور وہ ہے نیل مصر کا اور دوسرا سبز شروع کرتی ہے طرف مشرق کی دریا شور
کی طرف بلا سند کی اور وہ نہر مہران کی ہے بدر الدین ابن جماعہ نے لکھا ہے کہ نیل نکلی ہے خط استوا کی سارہے گیارہ درجے پر جبل قمر سے اور یہ پہاڑ بیند درجہ اور
بیس دقیقہ لنبا ہے نکلتی ہین اوسکی چشمون سے دس نہرین بہتی ہین پانچ پانچ او نمین سے ایک دریا عظیم مدور مین گرتی ہین اور پانچ دوسرے گول دریا
مین کہ اوسکا بعد مغرب کے شروع آبادی سے ستاون درجہ ہے اور بعد اوسکا خط استوا سے جانب جنوب مین سات درجہ اور تیس دقیقہ ہے اور یہ دونون
دریا برابر ہین ہر ایک کا قطر پانچ درجہ ہے اور ان دونون سے چار چار نہرین نکلکر ایک چھوٹے گول دریا مین پڑتی ہین ہر ایک کی پڑنے کی جگہ علحدہ
ہے یہ دریا اقلیم اول مین ہے اسکا بعد مرکز شروع آبادی سے جانب مغرب مین تریپن درجہ اور تیس دقیقہ ہے اور خط استوا سے جہت شمال مین دو درجہ مین
اقلیم اول ہے اور قطر اس چھوٹے دریا کا دو درجہ ہے اس سے نیل نکلکر بلاد نوبہ پر گذرتی ہوئی مصر جاتی ہے اور ایک نہر اسی دریا سے نیل کی جہت غیر
بہتی ہے خط استوا پر ان دونون نہرون کی نکلنے کی جگہ اس دریا سے علحدہ علحدہ ہے اور نہر دوسری گرتی ہے ایک گول دریا مین کہ
قطر اوسکا تین درجہ ہے اور بعد مرکز اوسکا مغرب کی شروع آبادی سے اکتر درجہ ہے پھر نیل جب مصر سے شہر شطنوف تک پہنچتی ہے دو ہو کر دریا
شور مین جا گرتے ہین ایک کو بحر رشید کہتے ہین اور دوسرے کو بحر دمیاط پہلی رشید کی دریا شور مین گرتی ہے اور دوسری منصورہ تک جا کر
دو ہو جاتی ہین ایک کو بحر اشموم کہتے ہین یہ اشموم کے پاس ایک دریا مین گرتی ہے اور دوسرے دمیاط کے پاس دریا شور مین

اور یہہ نقشہ اسکا ہے

اقلیم ثانی
اقلیم اول
خط استوا
چھوٹا دریا
بڑا دریا
قطر اسکا پانچ درجہ ہے
بڑا دریا
قطر اسکا پانچ درجہ ہے
قطر اسکا تین درجہ ہے
منصورہ
مصر
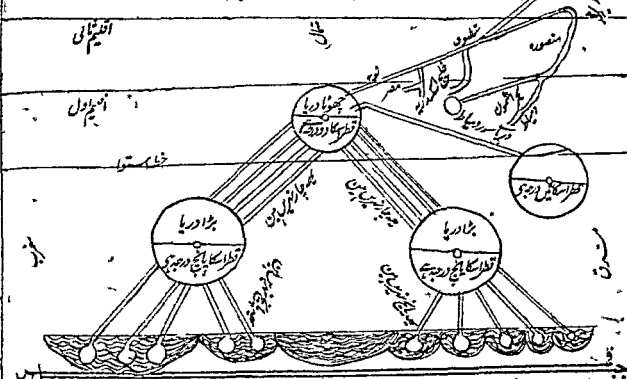
اور کہا بعض نے کہ مجری نیل کا برف کے پہاڑ سے ہے جو کوہ قاف سے بحیرہ دریاے سبز کو چیر کر گذرتی ہے سونے اور زمرد
اور یاقوت اور مرجان کی کانون پر پھر آن ملتی ہے بحیرہ زنج مین کہتے ہین کہ اگر دریاے شور مین سے اسکا گذر نہوتا اور اسمین
اوسکا پانی نہ ملتا تو بسبب نہایت شیرینی کے کوئی نیل کا پانی پی نہ سکتا اور نیل کا پانی گھٹتا بڑہتا رہتا ہے اور یہہ ساتھہ
تدریج اور ترتیب کے زمانہ مخصوص اور مدت معلوم مین ہے اور انتہا نیل کا چڑہاو جس سے زمین مصر کو سیرابی حاصل ہوتی ہے
سولہ[16] ہاتھہ چوبیس[24] انگل کے ہاتھہ سے ہے اگر ایک انگل اس سے زیادہ چڑہتا ہے تو لاکہہ دینار خراج مصر مین بڑہ جاتے ہین اور نیل
کا انتہی چڑہاو مقیاس مصر مین اٹھارہ ہاتھہ اور سعید اعلی مین بائیس ہاتھہ ہے اور جسدن سولہ ہاتھہ پانی چڑہتا تھا تو اہل مصر
کو بہت خوشی ہوتی تھی کہ سوار ہوتا تھا شاہ مصر اپنے خواص دولت کے ہمراہ زیب وزینت سے طرف مقیاس کے اور میلان خوشی
اونکی ہوتی تھی اور ناپا جاتا تھا وہ عمود جو مقیاس تھا اور ناپنے والے کو خلعت اور انعام مقررہ ملتا تھا بعض مفسرین نے
کہا یہی یوم الزینت تھا جسدن مین وعدہ کیا تھا فرعون نے موسی سے وہان جمع ہونے کا ساحرون کے ساتھہ اور
کہا ایک قوم نے کہ زیادتی پانی نیل مصر کے برف سے ہے کہ پگہلاتی ہے اوسکو گرمی اور کہا بعض نے کہ یہہ بسبب کثرت
ہونے مینھہ کے بلاد سودان حبش مین ہے اور یہہ بارش خط استوا سے صادر ہوتی ہے اور بکثرت برستا ہے یہہ باران
وقت چلنے ہوا کے کہ نام اوسکا ملتن ہے کہ بادل بہت گھرتی ہین اوس سے اور کہا بعض نے کہ زیادتی اوسکی اختلاف
ہوا سے ہے اسطرح سے کہ جب شمال چلتی ہے سخت تو موج مین لاتی بحر رومی کو پھر روک رکھتی ہے وہ موج نیل کے پانی
کو پھر رک کر وہ بڑہ جاتا ہے اور پھیل جاتا ہے زمین پر پھر جبکہ چلتی ہے ہوا جنوب کی تو قرار پکڑتی ہے موج دریا کی پھر یہہ
نکلتا ہے پانی اوسکا اور چھوڑ دیتا ہے زمین کو بھیگا ہوا اور بعض نے کہا کہ بڑہاو اوسکا اور دوسرے چشمون سے ہے جو
اوسمین ملتے ہین اور سولہ درع پانی نیل کا رک کر اپنے مقر اصلی سے بڑہ جاتا ہے اور یہہ درع ایک سو چوبیس انگل کا ہے تو مصر کو
اوس سے سیرابی حاصل ہوتی ہے اور جبکہ سولہ درعہ پر ایک انگل اور زیادہ بڑہ جاتا ہے نہایت اوسکے بڑہاو کا تو ایک لاکہہ دینار
بسبب اوسکے خراج مین زیادہ ہوجاتے ہین اور جبکہ اٹھارہ درعہ پانی بموجب مقیاس مصر کے بڑہ جاتا ہے تو وہ زمین جسکا نام
صعید الاعلی ہے اوسپر بائیس درعے پانی چڑہ جاتا ہے اور تشنیب مین اوسکے تری دور ہوجاتی ہے اور اوس حد کو پہنچنا
نیل کا مصر والے منحوس سمجھتے ہین کہ بادشاہ کی موت کا سبب ہوتا ہے پھر جبکہ پھر جکتا ہے پانی اوسکا تو کھلتی ہین نہرین اوسکی اور
منتشر ہوتا ہے پانی اوسکا ہر دو طرف دور تک اونکے ذریعہ سے اور یہہ نہر آٹھہ ہین خلیج اسکندریہ دوسرا خلیج دمیاط تیسرا خلیج منف اور
خلیج المنہی کہ کھودا ہے اوسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے اور خلیج شموم الطناح اور خلیج سردوس کہ کھودا ہی اوسکو ہامان نے فرعون
کیلیے اور خلیج سخا اور آٹھوین خلیج وہ کہ کھودا ہے اوسکو عمرو بن العاص نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ مین یہہ سب نہرین جاری ہین اور کچہہ خرابی
اون مین نہین واقع ہوتی ہن سے سب زمین مصر مین جو دو پہاڑونکے درمیان ہے سیرابی ہوتی ہے اور پانی نیل کا سپید اور شیرین
اور میٹھا اور ملائم اور ہلکا اور مزہ دار اور خوب پیاس کا بجہانے والا ہوتا ہے کہا شیخ فاسی نے کہ متفق ہین علما اسپر کہ نیل اشرف انہار کا

اسلیے کہ پہنچ جاتی ہے اوس سے اتنی زمین کہ کسی نہر سے نہین پہنچ جاتی اور عجائب اوسکی یہہ ہے کہ ایکبار اوس سے زمین کو
سینچ کے بو لیتے ہین پھر جبتک کاٹی جاتی ہے دوسرے پانی کی اوسے حاجت نہین برخلاف اور نہرون کے اور یہہ ہی عجائب
اوسکے سے کہ بڑہتی ہے وہ اوس وقت مین کہ سب ندیان گھٹ جاتی ہین اور اوس وقت مین سخت گرمی کا موسم ہوتا ہے کہ سب مین
خشکی اور ہوا مین کمال یبوست ہوتی ہے اور گھٹتی ہے اوس وقت مین کہ سب ندیان بڑہتی ہین اور یہہ ہے عجائب اوسکے سے کہ
ہر بڑی نہر اگرچہ اوسمین نفع ہوتا ہے لیکن طغیانی کے وقت ضرر پہونچاتی ہے اپنے گرد جوار کے کھیتون کو اور نیل وقت مین
پر بڑہتی گھٹتی ہے کہ کسی چیز کو نقصان نہین پہونچاتی ہے اور یہہ عجائب اوس کے سے ہے کہ نہرین بہتی ہین مشرق سے طرف
مغرب کے اور وہ آتی ہے مغرب سے طرف شمال کے پس اصلاح کرتی ہے ہمیشہ اوسکی روشنی شمس کی اور یہہ عجائب اوسکے سے ہے
کہ ہر نہر کے لیے ایک سرحد ہے اور نیل نہین ٹھہرتا ہے کسی منبع پر اور نہین ہے کوئی دریا دنیا مین کہ بہتا ہے دریا صین یعنی چین اور
روم مین سوا اوسکے اور نہین ہے دنیا مین کوئی نہر کہ زائد ہوا اور پھر ٹھہرے اور پھر ناقص ہوا اوپر ترتیب اور تدریج کے سوا اوسکے اور
نہین حاصل ہوتا خراج غلہ کھیتی کسی نہر سے وہ جو حاصل ہوتا ہے نیل سے اور کہا گیا ہے کہ بادشاہ کنعاوس قبطی کے زمانہ مین جو
حاصل کہ زمین مصر مین نیل کے پانی سے پیدا ہوتا تھا وہ دس کرور اور تیس ہزار دینار تھا اور پھر عزیز مصر کے وقت مین دس کرور
دینار تھا اور عمرو ابن العاص کے وقت مین ایک کرور تیس لاکھ دینار تھا اور عبداللہ بن ابی سرح کے وقت مین ایک کرور چالیس لاکھ
دینار تھا پھر کم ہوا یہان تک کہ ایام جوہر القائد مین تیس لاکھ دینار تھا اور سبب بٹنے اوسکے کا اور بحالت کمی کے یہہ تھا کہ بادشاہون
نے بہت ہی کمی کی بیچ خرچ کرنے کی اوپر اون آدمیون کے جو مامور تھے واسطے کہودنے نہرون اور اصلاح بندون اور درستی بندون
اور بند کرنے دہانون اور کاٹنے جہاڑی اور دور کرنے گہانس کے اور تھے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مقرر واسطے بنانے زمین مصر کے
ستر ہزار واسطے اونچی زمین کے اور پچاس ہزار واسطے نشیب زمین کے اور ناپی گئی زمین مصر کی زمانہ ہشام ابن عبدالملک مین پس تھی جو
جو پہونچتا تھا اوسکو پانی نیل کا دس کرور فدان اور ایک فدان چار سو قصبہ اور ایک قصبہ دس گز کا ہوتا ہے اور پیمائش کی بیچ ہمارے
زمانہ ولایت اپنے مین وہ زمین جو صلاحیت رکھتی تھی کھیتی کی پس پایا اوسکو دو کرور بیس لاکھ فدان اور باقی دریا برد اور تلف
ہو گئی تھی اور شمار کی مدت بونے کی پس پایا اوسکو ساٹھ دن اور ایک بونے والا بو لیتا تھا پچاس فدان پس ہو گئی محتاج
چار لاکھ اور چالیس ہزار حراث کو اور کہا ہے ابن حوقل نے نیل مصر مین چند جگہ کہ نہین ضرر دیتا ہے وہان پر تمساح جیسے
کہ حدود بوصیر اور فسطاط اور بیچ حدود اسوان کے ریگستان نیل مین سقنقور ہے اسقنقور بکسر الف وسکون سین مہملہ وفتح
قاف وسکون نون وضم قاف ثانی وسکون واو و راء مہملہ اوسکو سقنقور بے الف کے بھی کہتے ہین اور عربی مین ورل الماء
یعنی پانی کے گوہ اور ہندی مین بن رہو کہتے ہین ہیئت اوسکی یہہ ہے کہ وہ نیل کے کنارون پر رہتا ہے اور سر اوسکا باریک
کھنچا ہوا اور برنگ ابلق سبز زردی سیاہی سفید آمیز اور چمڑا چکنا اور تحقیق یہہ ہے کہ پیدائش اوسکی مثل دوسرے حیوانون کے
ہر نر مادہ سے نر کے خصیہ مانند خصیہ مرغ کے ہوتے ہین اور مادہ کے دو فرج ہوتے ہین انڈے تیس سے زیادہ دیتی ہے اور دفن

کرتی ہے ریگ مین آفتاب کی حرارت سے بچے نکلتے ہین چلہ کے جاڑے مین سردی پاکر پانی سے خشکی مین آتا ہے اور پکڑا
جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ملتا ہے سقنقور بلاد ہند مین و حبش و قلزم مین اور ابو القاسم عبد اللہ تمیمی نے کہا ہے کہ مینے بلاد
مشرق مین حیوان دریائی مسمی بسقنقور دیکھا وہ ایک حیوان ہے طول دو گز عرض آدہ گز رنگ زرد رکھتا ہے اور مستعمل ہے گوشت اوسکے
حوالی شکم و ناف و دم کا اور اوسکے ترقوہ پر گوشت ہوتا ہے اور مدت تک نہین بگڑتا اور کہا گیا ہے کہ وہ نسل تمساح سے ہے اور وہ
باہر پانی کے انڈے دیتی ہے پھر جب بچے نکلتے ہین جو قصد کرے اون مین پانی کا ہوتا ہے وہ تمساح اور جو قصد کرے خشکی کا ہوتا ہے
وہ سقنقور اور ہوتی مین اوسکی دو شاخین مانند ضب کے اور ہوتی ہے نیل مین مچھلی رعاد یعنی بقدر ذراع کے جبکہ پھنستی ہے جال مین
تھرتھراتی ہین ہاتھ پانون اوسکے جو کوئی اوسکو پکڑتا ہے یہان تک کہ جس جال مین وہ پھنستی ہے اگر کوئی اوس جال کو پکڑے
ہوئے ہو تو اوسکے بھی ہاتھ تھرتھر کنے لگتے ہین اور اسی سے جو کوئی اوسی پکڑے یا کسی چیز سے چھوئے اوسکے بھی ہاتھ پیرون مین تھرتھری
ہوجاتی ہے یہان تک کہ الگ ہوجاوے اوس سے اور چھوڑ دیوے اوسکو یا وہ مچھلی مرجاوے اور ایک بوٹی ایسی ہوتی ہے مصر
مین کہ جو کوئی اوسکو پہلے ہاتھ سے چھوئے پھر اوس رعاد مچھلی کو چھوئے تو اوس پر تھرتھری نہین ہوتی ہے اور عمرو ابن العاص سے
مروی ہے کہ ایکبار خشک ہوگیا نیل زمانہ فرعون مین اور یہہ لقب ہے ایک بادشاہ کا عمالقہ مین سے کہ بقایا قوم عاد سے تھا
نام اوسکا ولید بن مصعب تھا وہب بن منبہ کہتا ہے دونون اہل کتاب اسیر ہین کہ نام فرعون کا قابوس تھا اور کہا ہے کہ وہی
فرعون یوسفؑ کا ہے کہ جیتا رہا وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک اور اصح یہہ ہے کہ نام فرعون یوسفؑ کا ریان اور فرعون موسیٰؑ
کا نام ولید یا مصعب بن لبید ہے اور دونون فرعون کے درمیان چارسو برس کا فاصلہ ہے اور فرعون لقب ہے بادشاہ مصر
کا جیسا کہ قیصر لقب ہے بادشاہ روم کا کذا فی جلالین و کمالین وغیرہ پس آئے پاس اہل مملکت اوسکے کہا انھون نے
ای بادشاہ جاری کر ہمارے لیے نیل کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس گئے پھر آئے اوسکے پاس کہا ای
بادشاہ جاری کر ہمارے لیے نیل کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس چلے گئے پھر آئے کہا ای بادشاہ مرگئے چوپائے اور ہلاک
ہوگئے مواشی اگر نہین جاری کروگے ہمارے لیے نیل کو البتہ پکڑین گے ہم اور دوسرے خدا کو سوا تجسے کہا فرعون نے نکلو طرف زمین کے پھر
نکلے پس کنارہ ہوا نیل کے فرعون اونسے ایسا کہ نہین دیکھتے تھے اوسکو اور نہین سنتے کلام اوسکا پھر ملا دیا رخسار اپنے کو ساتھ زمین کے اور
اشارہ کیا ساتھ انگلی اپنی کے طرف اللہ تعالیٰ کے پھر کہا ای اللہ تحقیق نکلا ہون مین تیری لیے نکلنا بندی ذلیل کا طرف سرکار اپنی کے اور
تحقیق جانتا ہون مین کہ تو جانتا ہے کہ تحقیق مین جانتا ہون کہ نہین قادر ہے اوپر جاری کرنے نیل کے کوئی شخص سوا ای تیرے پس جاری کر
اوسکو کہا راوی نے جاری ہوا نیل ساتھ ویسے ہی جریان کے کہ بہتا تھا مانند اوسکی پہلے اس حکایت سے معلوم ہو کہ کافر کی دعا قبول ہوتی
ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اوسمین بعضی انکار کرتے ہین اور وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کو سند پکڑتے ہین اور صحیح یہہ ہے کہ دنیا مین قبول
ہوتی ہے دعا جیسے کہ شیطان کی قبول ہوئی قَالَ رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ اور اس آیت مین آخرت کی دعا مراد ہے جیسے کہ سورہ مومن مین ہے یا تون سے دعا مانگنے کا ذکر ہے جیسے

کہ سورۂ رعد مین ہے پس فرعون نے لوگون سے کہا کہ تحقیق جاری کیا مینے تمہارے لیے نیل کو پس آگے بڑہے اسکے لیے سجدہ
کرنے والے اور سامنے ہوا اسکے لیے جبرئیل علیہ السلام پس کہا اے بادشاہ مدد کر میرے ساتھہ اوسپر غلامی میری کی کہا
کیا قصہ اوسکا ہے کہا ایک غلام ہے میرے لیے کہ مالک کیا اوسکو اوپر بندون میری کے اور دی مینے اوسکو اپنی کنجیان
پس عداوت کی اوسنے میرے ساتھہ اور دوست رکہتا ہے اوس شخص کو کہ جو میرا دشمن ہے اور دشمنی کرتا ہے اوس شخص کے
ساتھہ کہ دوست رکہتا ہون مین اوسکو کہا فرعون نے برا ہے تیرا غلام اگر ہو میرے لیے اوپر اوسکے قدرت البتہ ڈبوتا
اوسکو دریاے قلزم مین پس کہا جبرئیل ع نے کہ اے بادشاہ لکہہ میرے لیے کتاب پس منگایا کتاب اور دوات کے تئین اور لکہا
اسبات کو جزا نہین اوس غلام کی جو مخالف ہوا اپنے مالک سے پس دوستی کرے اوسکے دشمن سے اور دشمنی کرے اوسکے دوست
سے مگر یہہ کہ ڈبایا جاوے دریاے قلزم مین کہا جبرئیل نے اے بادشاہ مہر کر اسپر میرے لیے پس مہر کی اوسپر پھیر دیا اوسکو
یعنی طرف جبرئیل ع کے کتاب کو پھر جبکہ ہوا دن ڈبونے فرعون کا آئے اوسکے پاس جبرئیل ع ساتہہ اوس کتاب کے پس کہا یہہ
وہ چیز ہے کہ حکم کیا تہا تونے اوپر نفس اپنے کے اور ذخیرۃ مجالس مین اس قصہ کو یون لکہا ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے
فرعون کو توحید کی طرف بلایا تو اوسنے کہا کہ اگر خدا تیرا ملک آخرت کا رکہتا ہے تو مین ملک دنیا کا رکہتا ہون اور اپنی قدرت
سے جو چاہون سو کرون حضرت موسی ع نے فرمایا کہ یہہ نعمت اللہ کی ہے فرعون نے کہا اگر مین حکم کرون تو یہہ خشک رود نیل
بہنے لگے موسی علیہ السلام نے کہا ہرگز نہین ہو سکتا ہے اوسنے کہا اے موسی علیہ السلام تو کل دیکہہ لینا کہ مین کسطرح اوسکو جاری
کرونگا فرعون ایک خالی حجرے مین جا کر طوق و زنجیر گردن اور ہاتہہ پانون مین ڈالکر اوندہا لٹکا اور درگاہ خدا تعالی بے نیاز مین
رات بہر قبلہ رو ہوکر بتضرع تمام روتا رہا اور کہتا رہا اے معبود میرے اے پروردگار میرے بے عیب تیری ہی ذات ہے جہان مین جتنے
عیب ظاہر و پوشیدہ ہین سب رکہتا ہون سر پر میرے سینگ گینڈے کا سا ہے اور مقعد پر دم کتے کی سی اور قد میرا ڈیڑہ گز کا ہے
اور مین عنین ہون پہر سب عیب اپنے بیان کرکے عرض کیا یا ارحم الراحمین مین ملک عقبی کا کہو چکا ہون اور عوض اوسکے ملک دنیا
کا لے لیا تو سب جہان سے بے نیاز ہے کسیکی تجہکو پروا نہین اے اللہ اپنے کرم عام سے کل مجہکو حضرت موسی اور اوسکے لوگون کے
آگے شرمندہ مت کر نیل کو میرے کہنے سے بہادے یون ہی تمام شب رویا اور جناب الہی مین عرض کرتا رہا اللہ تعالی نے اپنی رحمت
سے اوسکی زاری پر رحمت کی اور دعا اوسکی قبول فرمائی اور غیب سے ندا آئی کہ جا نیل کو کل تیرے کہنے سے جاری کرینگے فرعون خوشی
سے شکر بجالا کر حجرے سے باہر نکلا سب کو جمع کرکے موسی علیہ السلام کو بلوایا اور نیل پر جا کر کہا کہ جاری ہو تو میرے کہنے سے فی الحال
نیل جاری ہوا پہر گہوڑا پانی کے آگے لے گیا اور جسطرف یہہ اشارہ کرتا اور گہوڑا دوڑاتا پانی اوسکے پیچہے دوڑتا پہرتا تہا لوگ یہہ
حال دیکہکر متعجب ہوگئے اور فرعونی کہنے لگے اگر یہہ خدا نہوتا تو یہہ نیل جاری کیون ہوتا تو یہہ دیکہکر مسلمان بہ ملال ہونے
اور حضرت موسی ع کا وقت شوریدہ ہوا آپنے جناب الہی مین دعا کی کہ الہی تونے مجہکو فرعون کی دعوت کو بہیجا اور اوسنے
تکبر و سرکشی سے میری بات نسنی اور تونے کہنا اوسکا قبول کیا اب اس تیرے بندے موسی کی کیا بات رہی فی الحال جبرئیل

وحی لیکر آئے کہ ای موسی ہماری ذات مین کچھہ بخل نہین دوست دشمن جو شی مانگتا ہے ہم اوسکو دیتے ہین یہہ فرعون تمام شب میری درگاہ مین اولتا لٹک کر رویا ہے اور اوسکی دعا قبول کی نیل کو جاری کیا اب تو خاطر جمع رکہہ تیری دعا سے اوسکو لشکر سمیت اسی دریا مین غرق کرونگا اور اوسکے تکبر اور دعوی کو توڑونگا واضح ہو کہ اس قصہ اور قصہ سابق مین کچھہ منافات نہین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ یہہ دونون امر یعنی خشک ہونا نیل کا اور شکایت کرنا رعایا اوسکے کا اوس سے اس امر مین اور دعوت کرنا موسی علیہ السلام کا اوسکو اور ظاہر کرنا اوسکا رعایا پر اس مین بسبب نارضامندی اپنی کے اور ظاہر کرنا اوسکا موسی علیہ السلام پر اپنی قدرت حکومت کا یہہ سب ایک ہی زمانہ مین واقع ہوا ہو چنانچہ مشعر ہے اسکو قول اوسکا اگر مین حکم کرون تو یہہ دونیل بہی بہنے لگے اور اختلاف روایت مین بسبب کمی بیشی بیان راویون کے ہوگیا ہو واللہ اعلم بالصواب اور مروی ہے قیس ابن حجاج سے جبکہ مصر فتح کر کے عمرو بن العاص داخل ہوئے بونا مین کہ مشہور عجم سے ہے پس آئے اونکے پاس اہل مصر اور کہا اونہون نے اوسکے لئے ای امیر تحقیق واسطے اس نیل ہماری لئے ایک طریقہ ہے کہ نہین جاری ہوتا ہے مگر ساتہہ اوسکے پہر کہا امیر نے اونکو یہہ کیا ہے وہ کہا اونہون نے جبکہ ہو جاوے بارہوین رات لیتے ہین ایک لڑکی کواری کو ساتہہ رضامندی ماں باپ اوسکے کے اور پہنا دیتے ہین اوسکو اچہے کپڑے اور زیور پہر نکلتے ہین اور پہینکتے ہین اوس لڑکی کو اوس دریا مین کہا اونکو عمرو نے تحقیق یہہ بات نہین ہے اسلام مین اور اسلام گرا دیتا ہے وہ شی کہ قبل اوسکے ہے پس قائم رہے وہ لوگ بونا اور ابیت اور مسرا مین اور نہین جاری ہوا کچہہ بہی نیل یہان تک کہ قصد کیا اونہون نے چہوڑنے ملک اپنے کا پہر جبکہ دیکہا عمرو نے یہہ تو لکہا یہہ امر طرف عمر بن الخطاب رض کے پس لکہا اوسکی طرف حضرت عمر رض نے کہ ٹہیک کہا تو نے اسلام گرا دیتا ہے جو چیز کہ پہلے اوس سے ہے اور تحقیق بہیجا ہے مین تیرے پاس ایک ٹکڑا کاغذ کا جبکہ پہونچے تیرے پاس کتاب میری تو پہینکنا اوسکو دریا مین جبکہ آئی کتاب عمر رض کے پاس کہولا کاغذ کو پس لکہا تہا اوس مین من عبد اللہ عمر رض امیر المومنین الی نیل مصر

اما بعد فان کنت تجری من قبلک فلا تجر وان کان اللہ الواحد القہار ہو الذی یجریک فنسئل اللہ ان یجریک

پس پہینکا عمرو نے اوسکو نیل مین پہلے دن صلیب کے ایک دن اور تحقیق درستی کی تہی اہل مصر نے نکلنے کے لیے اوس سے اسلیے کہ نہین تہی منفعت اون لوگون کو مصر مین مگر بسبب نیل کے پس صبح کی اونہون نے روز صلیب کے اور حالانکہ جاری کیا تہا اللہ تعالے نے نیل کو سولہ درعہ اور تحقیق زائل ہوگیا وہ برا طریقہ اہل مصر سے اور مروی ہے یزید ابن حبیب سے کہ موسی نے دعا کی اوپر آل فرعون کے پس بند کیا اللہ تعالے نے اون سے نیل کو یہان تک کہ ارادہ کیا اونہون نے چہوڑنے مصر کا یہان تک کہ تلاش کیا موسی علیہ السلام کو تا کہ دعا کرے اللہ تعالے سے از روی امید ایمان کے پس دعا کی موسی ع نے اللہ تعالے سے اور صبح کی حالانکہ جاری کیا نیل کو اللہ تعالے نے اوسی رات مین پس قبول کیا اللہ تعالے نے واسطے حضرت عمر ابن الخطاب رض کے جو قبول کیا تہا واسطے نبی اپنے کے کہ موسی علیہ السلام تہے واضح ہو اس قصہ مین اور اوس مین جو اوپر فرعون کا قصہ مذکور ہوا کچہہ منافات نہین ہے اسلیے کہ بند ہونا نیل کا دو بار واقع ہوا ایک بار خود بخود اور دکہلانا اوسکا فرعون کو

دعا سے ہوا اور پہلا اوسکا استدراج تھا جیسے کہ مذکور ہوا پھر دوبارہ حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ بند ہوا اور آپ ہی کی دعا سے
پھر وہ جاری ہوا اور پیہ انکا معجزہ تھا فافہم اور ایک اور عجائب نیل سے چڑھ آنا آب نیل کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا
سے اور تلف ہوئے باغون اور کھیتون فرعون اور قبط کا موضح القرآن کے فائدہ مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون سے
چالیس برس مقابلہ رہا اسپر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن لجانے دے اوسنے نمانا اونکی بددعاؤن سے پیہ بلائین پڑین دریائی نیل
چڑھ گیا کھیتیان اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور ٹڈیون نے سبزے کھائے اور آدمیونکے بدنون پر اور کپڑون مین چچڑیان
پڑگئین اسیطرح ہر چیز مین مینڈک پڑگئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہرگز نمانا اور ایک عجائب نیل سے خون بہانا نیل کا ہے ایک ہفتہ تک
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے اور قصہ اوسکا معالم التنزیل مین یون لکھا ہے کہ جب سرکشی کی فرعون نے اور اوسکی
قوم قبط نے اور اڑ گئے کفر پر پے در پے بھیجین اللہ تعالیٰ نے اون پر نشانیان سو جب جانچ لیا اون کو ساتھ آیات اربع عصا اور یدبیضا
اور سنین اور نقص ثمرات کے اور منظور کیا اونھون نے ایمان لانا تب بددعا کی حضرت موسیٰ ع نے اوپر اون کے اے پروردگار تیرے غلام
فرعون نے سرکشی کی زمین مین اور حکم عدولی کی اور حد سے گذرا کہ اوسکی قوم نے توڑا تیرے عہد کو سو گرفت کر اونکو ساتھ ایک
عقوبت کے کہ ان کو سزا ہو اور میری قوم کو نصیحت اور پچھلون کو عبرت ہو سو بھیجے اللہ تعالیٰ نے اونپر کئی عذاب پھر بددعا کی
حضرت موسیٰ ع نے اوپر تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونپر دم یعنی خون بس بہا دریائی نیل خون ہوکر اور ہوگئے سب پانی خون جن کو ون
اور نہرون مین سے پانی بھر کر لاتے تو اوسکو خون خالص پاتے سو اسکی شکایت طرف فرعون کے کی اور کہا کہ نہین ہے ہمارے لیے
کوئی پینے کی چیز فرعون بولا کہ تمپر جادو کیا ہے موسیٰ ع نے بولا کہان ہے ہمپر جادو اور ہم پاتے نہین اپنے برتنون مین کچھ پانی مگر خون
خالص سو فرعون جمع کرتا اسرائیلی اور قبطی کو ایک کنوئین اور ایک برتن پر سو ہوتا تھا آگے اسرائیلی کے پانی صاف اور آگے قبطی کے
خون اور گھڑے سے ہوتی دونون یعنی اسرائیلی اور قبطی ایک ایک گھڑے پر سو نکالتا اسرائیلی پانی اور قبطی خون یہان تک کہ عورت
آل فرعون مین کی آئی پاس عورت بنی اسرائیل کے جبکہ عاجز کیا تھا اونکو تشنگی نے سو وہ کہتی کہ پلا مجھے پانی اپنا پس دیتی اوسکو
پانی سو ہوجاتا وہ پانی خون اوسکے برتن مین یہان تک کہ کہتی وہ قبطیہ بنی اسرائیل کی عورت کو بھر لے اپنے موتھہ مین
پانی پھر ڈال اوسکو بطور کلی کے میرے موتھہ مین سو وہ جب ڈالتی اوسکے موتھہ مین تو ہوجاتا خون اور پکڑا فرعون کو
تشنگی نے سو چبانے لگا تر درختون کو پس جبکہ چوستا کسی درخت کو ہوجاتا عرق اوسکا کھاری اور
کڑوا پس گرفتار رہے اس بلا مین ہفتہ تک کہ نہین پیتے تھے مگر خون کو پھر آئے موسیٰ ع کے پاس کہ دعا کر اپنے رب سے
کہ دفع کرے ہم سے یہہ عذاب ایمان لاوینگے تجھپر اور بھیجدینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پس دعا کی موسیٰ ع نے
اور کھل گیا اونسے یہہ عذاب سو نہ ایمان لائے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل
والضفادع والدم ایت مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین یعنی پس بھیجا ہمنے اونپر طوفان اور جراد یعنی
ٹڈیان یا غلہ کے کیڑے یا کھیتے کھانے والے کیڑے اور قمل اور مینڈک اور خون نشانیان جدی جدی یعنی ہر علامت

ٹھہرا رہا ایک ہفتہ تک یعنی سنیچر سے دوسرے سنیچر تک اور درمیان دو عذاب کے ایک مہینے کا فاصلہ ہوتا سو نگ کیا اونھون
نے اور تھی وہ قوم گنہگار انتہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام ساتوین آسمان پر مجھکو
ایک جگہہ لے گئے وہان ایک نہر زمرد اور یاقوت کے سنگریزون پر جاری ہے اور کنارے پر اوسکے یاقوت اور موتی اور زمرد
کی خیمے تھے اور سبز جانور پرندا اوسکے کنارے پر دیکھے اور پانی اوسکا دودھ سے سفید اور شہد سے شیرین اون میں سے اوٹھاکر
اوسکا پانی مینے پیا تو شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ یہ کیا ہے
کہا یہ نہر کوثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو عنایت کی ہے اور کوزے اوسکے سونے اور چاندی کے تھے جیسے کہ بیچ روایت طبرانی کے
ہے حذیفہ رضہ سے اور یہی طبرانی نے دوسری روایت مین ذکر کیا ہے کہ عدد اوسکے برابر عدد تارون کے ہین مظہری اور ایک
روایت مین یون ہے کہ فرمایا آپنے کہ جڑ مین سے سدرۃ المنتہی کے ایک پانی کا چشمہ بہتا تھا اوسکو سلسبیل کہتے ہین اور وہان سے
دو نہرین نکلتی ہین ایک کو نہر کوثر اور دوسری کو نہر الرحمۃ کہتے ہین اور نہر الرحمۃ وہ نہر ہے کہ جب دوزخ سے گنہگار جل بھنکر کالے کالے
نکلین گے اوس نہر مین گر کے ایک ساعت مین ترو تازہ ہو جاوین گے اور بموجب قول ضحاک کے نام درخت سدرہ کا سدرۃ
المنتہی اسلیے رکھا ہے کہ عمل خلق کے اور بمطابق قول ابن عباس کے علم اونکے وہین تک پہونچتے ہین اور وہین سے نازل
ہوتے ہین اور امر الٰہی اور بقول ابن مسعود وہین سے لیے جاتے ہین حکم اور بقول کعب وہین پر ٹھہرتے ہین فرشتے اور سدرہ ایک
درخت بڑا ہے کہ سیر کرے سوار اوسکے سایہ مین ستر برس چنانچہ شفا مین ہے یا سو برس جیسے کہ ترمذی مین ہے ابو السعود نے
کہا کہ اگر ستر برس سوار چلے اوسکے سایہ کو قطع نکر سکے اور پتا اوسکا اتنا لنبا چوڑا ہے کہ خلق اوسکے سایہ مین آجاوے کذا
فی الشفا اور نسیم الریاض مین کہا کہ مراد خلق سے جماعت کثیر ہے نہ ساری مخلوق اسلیے کہ ساری مخلوق مراد لینا یہان صحیح
نہین اور ملا علی قاری نے اپنی شرح مین عام رکھا ہے سوال اگر کوئی کہے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ پتے اوسکے مانند کان ہاتھی
کے تھے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ تشبیہ شکل اور ہیئت مین تھی اور یہان بیان پتے کی عظمت کا ہے پس ق ومنافی
نہین ہے اوسکی بڑائی سے اور کسی کو وہان سے اوپر چڑھنے کی طاقت نہین ہے اور وہین منتہی ہوتا ہے جو کچھ کہ چڑھتا ہے
عالم سفلی سے اور اوترتا ہے عالم علوی سے امر عالی اور تجاوز نہین کیا کسی ایک نے وہان سے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے بغوی نے ابن عباس سے نقل کی کہ سدرہ عرش کی جڑ مین ہے اور وہین تک پہونچتے ہین علم خلائق کے
اور جو پرے اوسکی ہے ایک غیب ہے کہ نہین جانتے ہے اوسے بجز خدا ہی تعالیٰ کے کوئی قول وہین تک پہونچتے ہین خلائق کے
معنی اوسکے یہہ ہین کہ بعضی مخلوقات یعنی فرشتے سدرہ تک حاضر ہو سکتے ہین اور اوس سے آگے کوئی خلائق مین سے نہین بڑھ
سکتا ہے پس ماورا اوسکے غیب ہے من کل الوجوہ اور سدرۃ المنتہی اگرچہ وہ بھی غیب ہے بنسبت بشر کے ولیکن نہین ہے غیب نسبت
بعضے ملائکہ کے مظہری کہا مقاتل نے وہی طوبیٰ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے سورہ رعد مین ذکر کیا ہے جمل مظہری واضح ہو کہ قرطبی نے
آٹھہ قول سدرۃ المنتہی کے وجہ تسمیہ مین لکھے ہین جن مین سے پانچ اس کتاب مین مذکور ہو چکے اور چھٹا یہہ کہ وہین تک

پہونچتی ہین ارواح شہدا کی یہ قول ربیع بن انس کا ہے ساتوان یہہ کہ وہین تک پہونچتی ہین ارواح مومنین کی اور یہہ قول
قتادہ کا ہے اور آٹھوان یہہ کہ وہین تک پہونچے ہے جو کوئی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے طریق اور سنت پر ہے
اور یہہ قول علیؓ کا اور بہی ربیع بن انس کا ہے اور آپ کے چلے او جبرئیل علیہ السلام اوسی جگہ پر کہ رہے آپکی رفاقت سے فرمایا آپنے
کہ ای جبرئیل یہہ کیا مقام ہے باز رہتے اور جدا ہوتے کا یہہ وہ جگہ نہین کہ دوست دوست کو چھوڑے کہا جبرئیل علیہ السلام نے
کہ اگر ایک بہر یہان سے آگے بڑہون مین تو روشنی تجلی الٰہی سے جلجاؤن گا اگر بال بہر یہان سے اوپر اوڑون بفروغ تجلی
سے جلکر پڑون گا اور جاننا چاہیے کہ درخت سدرہ کا ایک روایت سے ساتوین آسمان پر ہے اور ایک روایت سے چھٹے پر اگر ساتھ
ترجیح روایت کے قائل ہون تو روایت ساتوین آسمان مین دیکھنے کی مرجح ہے کہ نقل کیا اوسکو مسلم نے اور بعضون نے
اسی کو اصح کہا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شفا مین نقل کیا ہے اور اسلیے کہ راوی اسکے بہت ہین اور موصوف ہین
ساتھ زیادتی ضبط اور اتقان کے والا تطبیق مین ان دونون روایتون کے یہ سکتے ہین کہ جڑ اوسکی چھٹے آسمان مین ہے اور
ٹہنیان اوسکی ساتوین آسمان مین ہین اور موسوم ہونا اوسکا ساتھ سدرہ کے کہ بمعنی درخت بیری کے ہے بعوض علم الٰہی پر
ہے اور کہتے مین کہ مثل اس درخت کی مثل ایمان کی سی ہے کہ جمع کرتا ہے ایمان قول ورعمل اور نیت کو سو سایہ اوسکا بمنزلہ
عمل کے ہے اور مزہ اوسکا بمنزلہ نیت کے اور خوشبو اوسکی بمنزلہ قول کے ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ درخت لگایا گیا ہو آسمان
مین جیسے لگائے جاتے ہین درخت زمین مین اور یہی قدرت اللہ تعالیٰ شانہ شامل ہے اوسکو کہ لگایا گیا ہو وہ درخت ہوا مین
جیسے کہ سیر کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے بیچ ہوا کے اور ہو سکتا ہے کہ لگایا گیا وہ درخت بیچ خاک جنت کے جیسے کہ اور درخت
لگائے گئے ہین بیچ خاک اوسکی کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے کہ بعد اوسکے بیت المعمور کو مجہپر ظاہر کیا اور اوسکو
ضراح بہی کہتے ہین ساتھ پیش ضاد معجمہ کے پہر جسنے ساتھ صاد مہملہ کے کہا ہے اوسنے غلط کہا ہے علی قاری اور وہ ایک گھر ہے
ساتوین آسمان پر مقابل مین خانہ کعبۃ اللہ کے اسطور سے کہ اگر وہان سے پتھر گرایا جاوے تو کعبہ پر گرے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے
اوس گھر کی زیارت کو آتے ہین اور پہر دوسری بار کبہی اونکو اتفاق زیارت اوس گھر کا نہین ہوتا اور یہی حال ہے جب
سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اوسکو اور ابد تک یہی طور رہے گا اور ایک روایت مین ہے کہ بعد ازان دکہایا گیا بیت المعمور اور
اوٹھایا گیا اوس سے پردہ اور لفظ حدیث کے یہہ ہین ثم رفع الی البیت المعمور یعنی پہر اوٹھایا گیا میری طرف بیت المعمور
اور تفسیر اوسکی ساتھ اس معنی کے کی ہے کہ گویا درمیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے اور درمیان بیت المعمور کے بہت عالم
تھے کہ قدرت نہتی اوس کے ادراک پر سو اوٹھا دئے گئے وہ یعنی درمیان مین سے دور کیے گئے اور لایا گیا وہ بیچ نظر مبارک
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے تو دیکھا آپ نے اوسکو اور بیت المعمور مسجد ہے آسمان مین محل فسیح ہو کہ کبہی بیت المعمور کو
کعبہ شریف بہی کہتے ہین اور معموری اوسکی ساتھ حاجیون او زائرین اور مجاورین کے ہے کہا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کہ آباد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو ہر سال چہہ لاکہہ آدمیون سے پہر اگر آدمی کسی سال مین اوتنی مقدار کو نہ پہونچے یعنی تھوڑے ہووے

تو فرشتون سے اوسی قدر عدد پورے کروانا ہے اور کبھی قلب مومن کو بھی کہتے ہین معموری اسکی ساتھہ معرفت اور اخلاص
کے ہے اور آیت والبیت المعمور مین تینون معنی محتمل ہین ف مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے آسمانون
و زمین مین پندرہ بیت ہین سات آسمانون مین اور سات زمین مین ایک کعبہ شریفہ اور وہ کل مقابل ہین کعبہ معظمہ کے
مظہری و قرطبی و بیضاوی اور کہتے ہین کہ یہہ وہ گھر ہے کہ بعد اوترنے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر بھیجا گیا تھا واسطے
اونکے اور اوٹھایا گیا وہ طرف آسمانون کے بعد وفات حضرت آدم علیہ السلام کے اور قدر اور منزلت اوسکی آسمانون
مین مانند کعبہ کے ہے زمین مین اور مروی ہے کہ آسمان مین ایک نہر ہے کہ اوسکو بحر الحیوۃ کہتے ہین اوس مین ہر روز
جبرئیل علیہ السلام اوترتے ہین پھر باہر نکلکر اپنے پر و بال جھاڑتے ہین تو گرتے ہین اون سے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اونکے ہر ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ سو وہی فرشتے ہین کہ ہر روز بیت المعمور مین نماز پڑہتے ہین اور پھر دوبارہ
وہان پر نہین آتے اور بعضے کہتے ہین کہ اوٹھایا گیا وقت طوفان نوح کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جب مین ساتوین آسمان پر گیا ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک قوم
خوبصورت اونکے پاس وہان بیٹھی پھر سلام کیا مین نے اونکو اور سلام کیا اونھون نے مجھپر کہا سہیلی نے کہ بہت جگہہ اتفاق تقدیر سے
واقع ہوتا ہے درمیان سریانی اور عربی کے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بمعنی اب ارحم کے ہے یعنی پدر مہربان
لہذا اونکو اور اونکی بی بی سارا کو قیامت تک کفیل کیا ہے اطفال مومنین کا جو مرجاتے ہین خوردی مین جیسا کہ بخاری مین
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک روضہ مین ابراہیمؑ کو کہ اونکے گرد اولاد ہے لوگون کی اور تفسیر ابو سعود
اور فتح العزیز مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو باپ جمیع مسلمین کا باعتبار ملت کے فرمایا ملۃ ابیکم ابراھیم لیس وہ ابو الملت ہین
جیسے کہ ہمارے نبی کریم علیہ التسلیم ابو الشفقت والرحمت ہین اور امت کو اپنی بیٹے وہان پر دو قسم پایا ایک جماعت کے
کپڑے سپید تھے مانند کاغذ کے اور ایک جماعت کے میلے وہ قوم کہ اونکے کپڑے سپید تھے میرے ساتھہ بیت المعمور مین گئے
اور جنکے کپڑے میلے تھے وہ داخل ہوئے بیت المعمور سے محجوب اور محروم رہے پھر نماز پڑھی مین نے بیت المعمور مین ہمراہ اوس گروہ
کو جنکے کپڑے سفید تھے سپیدی کپڑے کی کنایت ہے حسن اعمال سے جیسے کہ آیت وثیابک فطھر مین تاویل کی ہے یعنی عمل
اپنے پس صالح کر یہہ معنی ابن عباس اور ابی ابن کعب وغیرہما سے مروی ہے اور سدی اور ابن رزین فرماتے ہین کہ مرد نیک عمل
کو طاہر الثیاب اور بدعمل کو خبیث الثیاب کہتے ہین اور اون مین سے یہہ قول آیا ہے یحشر المرء فی ثوبیہ یعنی محشور ہوگا مرد اپنے دو کپڑون
مین یعنی نیک و بدعمل پر کہ مر گیا تھا مظہری و جمل وغیرہما اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک گروہ کو دیکھا بیٹھے
کہ مونھہ اونکے سفید خوشرنگ تھے مانند کاغذون کے اور ایک گروہ کی رنگت مین کچھہ تیرگی اور خاکستری تھی سو یہہ لوگ سیاہ رنگ
والے ایک نہر مین اوترکر نہاتے تھے تو اونکے رنگ کچھہ سفید ہوجاتے تھے پھر دوسری نہر مین اوترتے تو اونکے رنگ خوب سفید
ہوجاتے تھے مثل پہلی گروہ کے پوچھا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہہ سفید رنگ والے کون ہین اور یہہ سیاہ رو لوگ کہ پھر دکون

جیسے ہاتھ اور یہہ نہرین کہ اوسپر بیادوتر کر نہاتے ہین کیا ہین کہا یہہ شخص جو مشابہ
باپ ابراہیم علیہ السلام ہین اور طبرانی کی روایت مین اسقدر زیادہ ہے کا اور
وہ اول اون شخصون سے ہین کہ روی زمین پر جنکے کھچڑی بال ہو گئے
یعنی پہلے بال سفید ہونا اونہین سے شروع ہوا مواہب اور یہہ سفید رنگ
وہ ہین کہ نملایا اونہون نے اپنے ایمان کو ساتھہ ظلم کے فرمایا اللہ تعالی
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ
مُھْتَدُوْنَ اور یہہ خاکستری رنگ وہ ہین جنہون نے اعمال صالح اپنے کو ساتھ
اعمال بد کے ملایا ہے اور پھر توبہ کی اور اللہ تعالی نے اونپر رحمت کی اور اون
نہرون کی نہر پہلی نہر رحمت ہے اور دوسری نہر نعمت اور تیسری نہر چشمہ
پانی کا کہ اوسکی شان مین وارد ہوا وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا
پھر وہان سے بہت اونچے گئے اور اوس جگہہ کہ اوسکو مستوی کہتے ہین
اور وہ نام ہے ایک عالی مقام کا اور بعضی کہتے ہین ایک فضا ہے کہ اوسمین
مستوی سے پہونچے کہ سنی جاتی تھی آواز قلمون کی کہ لکھتی تھی ملائکہ
تقدیر الہی کو اگرچہ قضا اور تقدیر الہی قدیم ہے لیکن کتابت اوسکی حادث ہے
اور کتابت لوح محفوظ کی کہ کائنات اوسمین ثبت ہین پہلے پیدا کرنے آسمانون
اور زمینون سے ہے وجف القلم بما ھو کائن اشارہ طرف اوسکے ترجمہ
خشک ہوا قلم ساتھہ اوس چیز کے کہ وہ ہونے والی تھی ولیکن یہہ کتابت
صحف ملائکہ مین مثل فروع منتسخہ کے ہے یعنی نقل کی ہے اصل سے جیسے
کہ شب نصف شعبان مین اور علاوہ اسکے اور ایام اور لیالی مین لکہتے ہین
اور محو اور اثبات اوس مین جاری ہوتا ہے اور یمحو اللہ ما یشاء ویثبت
وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ عبارت اوس سے ہے ترجمہ مٹاتا ہے خدا جو چاہتا ہے
اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکے پاس اصل کتاب ہے جیسا کہ آثار مین آیا ہے
کہا حسن بصری نے مٹاتا ہے جو کچہہ کہ چاہتا ہے یعنی جو شخص کہ اجل آئی اوسکی
لے جاتا ہے اوسکو دنیا سے اور رہنے دیتا ہے اوسکو کہ اجل جسکی ابھی نہین
آئی وقت مقرر تک اوسکے اور کہا سعید بن جبیر نے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے

اتنا ہنستا ہے پس بخشتا ہے اونکو اور باقی رکھتا ہے جبکو کہ چاہتا ہے یعنی نہین بخشتا ہے اونکو اور کہا عکرمہ نے محو کر دیتا ہے گناہون کو ساتھ توبہ کے اور ثابت کر دیتا ہے اونکی جگہہ نیکیون کو فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ترجمہ سو وہ لوگ ہین کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ اونکی برائیون کو بھلائیان ف تائید کرتی ہے اس قول کی یہہ حدیث مسلم کی کہ ابی ذر سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لایا جاویگا ایک مرد قیامت کے دن پھر فرمایا جاویگا پیش کرو اوسپر گناہ صغیرہ اوسکے پھر پیش کیے جاوینگے اوسپر گناہ صغیرہ اور چھپائے جاوینگے اوس سے کبیری اوسکے اور وہ اون گناہونکا اقرار کریگا اور ڈرتا ہوگا کبیرون سے پھر ارشاد ہوگا کہ دو اوسے ہر برائی کی جگہہ بھلائی پھر وہ کہیگا میرے اور گناہ تھے اونکو مین یہان نہین دیکھتا ہون کہا ابی ذر نے دیکھا مینے آپکو کہ ہنسی اسقدر کہ کچلیان آپکی ظاہر ہوگئین مظہری یہان دو قول ہین کہ لوح محفوظ مین تغیر اور تبدل جائز ہے یا نہین دلیل اول کی یمحو اللہ الآیت اور فاولئک یبدل اللہ الآیت ہے اور دلیل ثانی کی وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ ہے یعنے اور اوسکے پاس اصل کتاب ہے ف وہ لوح محفوظ ہے جو نہ بدلی جاوے اور نہ تغیر کی جاوے ہے اور وہ جو کہا عطا نے ابن عباس سے تحقیق اللہ تعالیٰ کی ایک لوح محفوظ ہے موتی سفید کی درازی اوسکی پانسو برس کی راہ کی قدر ہے اوسکی دو دفتیان ہین یاقوت کی اوسمین اللہ تعالیٰ کی ہر روز تین سو ساٹھہ بار نظر ہوتی ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور اوسکے پاس اصل کتاب کی ہے وہ علم اوسکا ہے اور نہین تبدیل و تغیر ہے علم الٰہی کو مایبدل القول لدی اوسکی شان مین ہے کما قال کعب الاحبار وغیرہ سو سوقت کہ ثابت ہوا محو و اثبات یعنے مٹانا اور بنانا اگر کوئی کہے کیا معنی ہونگے جف القلم بما ھو کائن کے سو سو اسکے نہین کہ کہا جاوے کہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ جف القلم بما ھو کائن من الکتابۃ فی اللوح المحفوظ کہ کتابت اوسکی محفوظ رہتی ہے اور اجرا احکام بموجب حکم اوس تعالیٰ شانہ کے ہوتا ہے یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ دو کتابین ہین ایک کتاب ہے سوا ام الکتاب کے اوسمین محو و اثبات کرتا ہے جو چاہتا ہے اور دوسری ام الکتاب ہے جسمین کچھہ تغیر اور تبدل نہین کیا جاتا جیسا کہ نقل کیا ہے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے یا کہا جاوے کہ قضا معلق دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ لکھہ یا لوح محفوظ مین اوسکا معلق ہونا اور لکھدیا ہے کہ پھر جانا اس قضا کا ایک شی پر معلق ہے دوسرے یہہ کہ لکھی نہین ہے اوسکی تعلیق لوح محفوظ مین تو وہ لوح محفوظ مین مبرم کی صورت پر ہے اور معلق ہے

اوسکا محو اور اثبات اللہ کے علم مین کما فی المظہری والمعالم یا کہا جاوے کہ اس حدیث مذکور مین بیان ہے تفنار مبرم کا
یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ سے جو احکام اللہ تعالی صحف ملائکہ مین نقل کرواتا ہے واسطے جاری کرنے سال بھر کے تو اوس وقت
جس حکم کو چاہتا ہے اجرا اوسکا اوس سال مین وہ لوح محفوظ سے اونکے صحف مین نقل کروا دیتا ہے یہہ محو اوسکا ہوا اور جسکا
اجرا نہین چاہتا ہے اوسکو بلا نقل کی لوح مین ثابت رکھتا ہے یہہ اثبات اوسکا ہوا اور تشریح اسکی ساتھ بسط کے جلد ثانی
مین بیچ بیان ادعیات خلیفہ ثانی کے آوے گی انشاء اللہ تعالی پھر بعد اسکے دکھائی گئی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
کو بہشت اور دوزخ ساتھ اون صفتون کے جیسا کہ مذکور ہے کتاب وسنت مین سو دیکھا بہشت کو کہ مظہر رحمت باری
ہے اور دوزخ کو کہ محل غضب الہی ہے اور کھولے گئے بہشت اور بند کئے گئے دوزخ پھر غسل کیا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم نے چشمہ سلسبیل مین اور دھوئی گئین آلائشین کونیہ اور حدوثیہ ظاہر اور باطن کے حضرت سے یعنے ستھرائی
پر ستھرائی ہوتی چلی گئی تو نور علی نور ہو گئے اور بخشے گئے گناہ آپکے اگلے اور پچھلے یعنی تمام زلات آپکے کیا پرانے جاہلیت
کے زمانہ کے قبل رسالت کے اور کیا نئے بعد نبوت کے اوس قسم کیے کہ پرسش ہو اونسے اور یہہ فرمانا ارتکاب معصیت
کو مستلزم نہین ہے اسواسطے کہ حسنات ابرار کے سیات مقربین کے ہین اور فرمایا سفیان ثوری نے کہ اگلے وہ کہ عمل
مین آئے جاہلیت مین اور ذکر پچھلے کا تاکید کے طریقہ پر ہے جیسا کہ کہتے ہین زید ضرب من لقیہ ومن لم یلقہ زید نے مارا اوسکو
کہ ملا اور اوسکو کہ نہ ملا اور کہا عطا خراسانی نے کہ مراد اگلی سے گناہ آدم وحوا کے ہین اور پچھلے سے گناہ امت کے مظہری اور
بعضی روایتون مین آیا ہے کہ ملاحظہ کیا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو پاس ایک درخت جنت کے کہ نہ تھا کوئی درخت خوشتر
اور پاکیزہ تر اوس سے سو کھایا آپ نے میوہ اوسکا پھر وہ ہوا نطفہ آپکی پشت مبارک مین پھر جب وہان سے آئے زمین پر تو
موافقت یعنی مباشرت فرمائی ساتھ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سو حاملہ ہوئین وہ ساتھ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہہ روایت
ضعیف ہے سو اگر وہ صحیح ہو کہ یہان پر اشکال یہہ ہے کہ ولادت باسعادت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کچھ اوپر سات برس
پہلے نبوت سے تھی اور معراج آپکو بعد نبوت کے ہوا مگر یہہ کہ التزام کرین کہ آپکو قبل نبوت سے بھی معراج خواب مین ہوا ہے
اسواسطے کہ معراج آپکو دس مرتبہ ہوا ہے جمل یہہ حکایت اوس خواب کی ہے یا آپکو قبل نبوت کے جنت مین لائی ہون بغیر معراج کے
اور یہہ واقعہ وہان کا ہو لیکن بہر صورت ذکر اوس ضعیف روایت کا اس معراج مین درست نہین واللہ اعلم بالصواب
پھر آپکے پاس واسطے امتحان کے اللہ تعالی کیطرف سے تین برتن لائے گئے ایک مین شراب تھی دوسرے مین شہد تیسرے مین
دودھ آپنے دودھ اختیار کیا اور بیچ روایت صحیحین مین مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے تمنے فطرت کو لیا
کیا مراد فطرت سے یہان دین اسلام ہے اور استقامت اوسپر یعنی دین اسلام پکڑا تمنے سو تمہاری امت دین اسلام پر قائم
رہے گی اور شیر علامت دین اسلام کی اسلیے ہے کہ شیر سہل اور طیب اور طاہر اور خوشگوار ہے پینے والون کو اور للبنا نافع
اور سریع النمو ہے ابدان ہے اطفال کی اور دین اسلام مین ہمیشہ کو حلال ہے اور مغنی ہے غیر سے قاری خفاجی وغیرہ

شیر سے عالم مثال مین دین اور علم رکھتے مین اور اسی سبب سے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ دودھ پیتا ہے تو تعبیر اوسکی یہہ ہوتی ہے کہ علم اور دین سے بہرہ یاب ہوگا بخلاف شراب کے جیسا کہ عمر خطاب کو رسالتمآب نے خواب مین اپنا بچا ہوا شیر دیا پھر اوسکو ساتھہ علم کے تعبیر فرمایا کما یجئی تفصیلہ انشاء اللہ تعہ بخلاف شراب کے کہ ام الخبائث ہے اور اوٹھانی والی انواع شر و فساد کی ہے حال اور مآل مین اسلیے کہ وہ کھوندی لگی گندے پانوون سے اور ملی گئی میلے کچیلے ہاتھون سے پھر کڑوے بری بو کے اوسکی پینے سے موکھہ مین تلخی اور گندہ دہنی اور پسینے مین بدبو آنا اور عقل و ہوش کا جاتا رہنا دل کا تاریک ہونا ہذیان اور گالیان بکنا لڑائی اور حرکات مجنونانہ کرنا بیحیائی سے ننگا ہوجانا پائجامہ مین پیشاب کر دینا گو چھوڑ دینا قی کرنا کوتاہ ہونا عمر کا پیدا ہوتا ہے پھر سر اور پیٹ کا دکھنا اور سارے بدن کا ٹوٹنا علاوہ اوسکے ہے اور باوجود اون برائیون کے حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا اور قہر و بی رضامندی مولا مین پڑنا ہے سو بیشک وہ ام الخبائث ہے اور سبدا ہر شر کا ہے حال مین اور مآل مین پس کیسے بعضے کلمہ گو اوسکو خوشگوار و شیرین جانکر نوش جان کرتے مین بلکہ بے حالِ خسران مآل کو حافظ شیراز بطریق تاسف کے بیان کرتے مین

س آن تلخوش کہ صوفی ام الخبائث خواند ❁ اشہی لنا واحلی من قبلۃ العذارا ❁ اور بعضون نے کہا کہ مراد فطرت سے خلقت ہے سو دودہ کہ بنا خلقت کی اوسپر ہے اور بڑھنا گوشت اور ہڈی کا اوس سے ہے اور پہلے وہ چیز کہ پیٹ مین لڑکے کے آتی ہے اور کھولتی ہے آنتون کو اوسکے وہ دودہ ہے اور مرغوب اور محبوب بھی تہا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو اور شراب اگرچہ اوس وقت مین مباح تھی اسلیے کہ معراج شریف مکے مین واقع ہوا اور تحریم خمر مدینے مین واقع ہوئی مگر آخر امر اوسکا حرمت کا تھا پرہیز کیا آپنے اوس سے بسبب تورع کے اور تعریض کی ساتھہ اس امر کے کہ وہ آخر حرام ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگر کہین کہ وہ جنت کی شراب تھی پھر کیون اوس سے پرہیز کیا کہا جاویگا کہ بسبب مشابہت کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم شراب اختیار کرتے تو گمراہ ہوجاتے امت تمھاری اور مرتکب ہوتی پینے مین شراب دنیاوی کے کہ وہ مادہ خبائث اور فساد کا ہے اور حدیث مین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قدح آئے مین ایک شیر دوسرا شہد کا اور ایک روایت مین شیر کا دوسرا خمر کا اور اوسکو خفاجی نے اصح کہا ہے اور ظرف شہد کا اسلیے اختیار نکیا کہ وہ دنیا کے ساتھہ مشابہت رکھتا تھا اور اوس مین اشارہ تہا طرف حیات دنیا کے اور اوسکی لذت اور حلاوت کے کہ الدنیا خضرۃ وحلوۃ حدیث معتبر ہے اور پانی کنایہ ہے ساتھہ غرق کے لہذا کہا گیا لو اخترتہ لغرقت امتک اور شاید مراد امت کے غرق ہونے سے مستغرق ہونا اونکا ہے جمع کرنے مال مین کہ پھر بجا دینے سوء حال و خسران مآل کو اور خمر اشارت تھی طرف جمع شہوات کے کاذرونی وقاری اور ایک روایت مین تین پیالی آئی مین پانی اور دودہ اور شراب کی یہہ روایت بخاری مین ہے اور بجھی ہروی مین تین پیالے دودہ اور شراب اور شہد کی ذکر ہوئی ہین چار بھی تین یہہ اور چوتھا پانی کا اور شاید یہی اظہر ہے اس لیے کہ دکھائی گئین آپکو چار نہرین جنت کی علی قاری پھر صورت مختار دودہ ہی ہوا اسلیے کہ وہ پہلے سے آپکو مالوف تھا اور مالوف ہونا اوسکا بھی اسی سبب سے تھا کہ وہ علامت علم اور اسلام کی تھی صواب اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوس حالت مین کہ پیالے میرے

پاس لائے گئے آواز سنی میں نے کہ کوئی کہتا ہے اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر پانی اختیار کروگے تمہاری امت پانی مین غرق ہوگی اور اگر دودھ اختیار کروگے تو امت تمہاری سیدھے رستے پر رہے گی اور اگر شراب اختیار کروگے تو امت تمہاری گمراہ ہوگی پھر دودھ کا پیالا اختیار کیا مینے اور اوسکو پیا اور لانا پیالونکا دو بار ہوا ایکبار یہان اور ایکبار بیت المقدس سے باہر آکے عروج کے وقت چنانچہ احادیث صحیحہ مین جدا جدا وارد ہوا اور اختلاف عدد ظروف کا اور مظروف بھی اسی دو مرتبہ واقع ہونے پر محمول ہے غرضکہ اختلاف عدد ظروف مین اور اوس چیزمین کہ اون ظروف مین تھی محمول ہے اوپر اختصار روایت کے اور حال اوسکا یہہ ہے کہ سب ظروف چار تھے ایک مین آب صاف دوسرے مین شیر تیسری مین شہد چوتھی مین شراب موافق عدد اون نہرونکے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑسے جاری تھین کذا فی مدارج النبوت وروضۃ الاحباب ومظاہر حق وکتاب سیرت النبی ومعالم التنزیل ومواہب وغیرہ بعد ازین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے حجاب نور تک وہان جبرئیل علیہ السلام آپکی رفاقت سے رک رہے اور عرض کی لودنوت انملۃ لاحترقت یعنی اگر نزدیک ہوان مین اس مقام سے آگے پور دے برابر البتہ جل جاؤن مین اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مین سدرہ سے گذرا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا نبی اللہ اب آپ آگے ہوان مینے کہا تم ہی آگے ہوکہا یا محمد تقدم فانت اکرم علی اللہ منی یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم آگے ہو بے شک تم مکرم زیادہ ہو نزدیک اللہ تعالیٰ کے مجھسے پھر مین آگے چلا اور جبرئیل علیہ السلام میرے پیچھے یہان تک کہ نزدیک ایک زربفت کے پردے کے پہونچا مین وہ پردہ متصل تھا عرش رحمان سے پس جبرئیل علیہ السلام نے اوس پردے کو ہلایا اودہر سے آواز آئی کہ کون ہے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر ایک فرشتے نے اندر سے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردے کے اندر سے خطاب ہوا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر یعنی سچ کہا بندے میرے نے مین بہت بڑا ہون مین بہت بڑا ہون اس سے کہ ہووے مجھے حاجت طرف عبادت کے اور تکرار اس کلمہ کی واسطے تاکید اہتمام اس معنی کی کی گئی ہے مجدد پھر ایک فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ تعالیٰ کے یعنے باوصف کبریائی اور استغنائی کے عبادت سے نہین مستحق ہے واسطے عبادت کے کوئی مگر وہی سبحانہ تعالیٰ مجدد پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا یعنی سچ کہا بندے میرے نے مین ہون معبود نہین کوئی معبود مگر مین ہی پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ تعالیٰ کے ہین اور بھیجے ہوئے اوسکی طرف سے طریق عبادت کا پس نہین ہے کوئی عبادت لائق اوسکی جناب مقدس کے مگر وہ کہ ماخوذ ہو بجہت تبلیغ اور رسالت اوس خیر البریہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتحیہ کے مجدد پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا یعنی سچ کہا بندے میرے نے مینے بھیجا ہے محمد کو پھر کہا فرشتے نے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح یعنی آؤ نماز کو آؤ فلاح کو یہہ دو کلمہ ہین کہ بلایا جاتا ہے مصلی انکے ساتھ طرف ادائے صلوۃ کے کہ مودی ہے طرف فلاح کے سو بزرگی شان نماز کی بزرگی ان کلمات کی سے کہ واسطے اعلام نماز کے موضوع ہین دریافت کی جاتی ہے سبحان اللہ کیا سالی کہ انکو ستاز بہارش ہدایت بد اللہم اجعلنے

من المصلین المفلحین پھر آواز آئی صدق عبدی وانا الی عبادی یعنی سچ کہا بندے میرے نے اور بلایا طرف میرے بندون میرے کو پھر فرشتے نے پردے سے ہاتھ نکال کر مجھکو اوٹھالیا اور جبرئیل علیہ السلام کھڑے رہ گئے آپنے فرمایا کہ ای جبرئیل علیہ السلام ایسے مقام پر مجھسے تخلف کرتے ہو کہا جبرئیل علیہ السلام نے یا محمد وما منا الا له مقام معلوم یعنی ای محمد صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم ہم مین سے ہر ایک کے لیے ایک جگہہ مقرر ہے کہ وہان سے وہ آگے نہین جاسکتا اگر یہان سے مین آگے بڑھون تو جل جاون آج کی رات بسبب عزت وحرمت تمھاری کے مین اس مقام پر پہونچا ہون اور نہین تو میرا مقام مقرر سدرۃ کے نزدیک ہے انتہی اور بزار کی روایت مین ہے کہ یکایک فرشتہ اوس پردہ سے نکلا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہہ کون فرشتہ ہے عرض کیا قسم ہے اوسکی کہ جسنے اوٹھایا آپکو ساتھ حق کے مین بہت قریب تر مرتبہ کا ہون خلقت آسمانی سے مینے اس فرشتہ کو اس گھڑی سے پہلے جب سے کہ پیدا ہوا ہون نہین دیکھا ہے پھر کہا فرشتے نے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردہ کے اندر سے جواب مین فرشتے کے کہا گیا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر پھر کہا شفا مین کہ پھر ذکر کیا راوی نے مثل اوس قول کے اور جواب کو بیچ باقی کلمات اذان کے مذکور ہوئے مگر یہہ کہ ذکر نکیا اوسنے جواب حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کا پیچھے حجاب سے اور کہا کہ پکڑا اوس فرشتہ موذن نے ہاتھ محمد صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم کا اور آگے کیا پھر آپنے امامت کرائی اہل سموات کی ملائکہ اور انبیا سے اونمین آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام تھے شفا مع شی لائد من شرح القاری مصحح کہتا ہے کہ شاید بزار کی روایت مین اختصار ہے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے جواب سے اور کہتا ہے کہ اس جگہہ سے شروع ہوئی اذان اور شروع ہوا جواب اذان کے کلمات کا اور اس مین بحث ہے وہ خلیفہ ثانی کے حالات مین انشاء اللہ تعالی آوے گی اور معارج لدنیہ مین ہے کہ جسوقت جبرئیل علیہ السلام فاقت سے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم کی رہ گئے آپنے اون سے پوچھا کہ کیا کوئی تمھاری حاجت ہے طرف رب العزت کے کہا میرے لیے سوال کیجئے اللہ تعالی سے کہ بچھاون مین بازو اپنے پل صراط پر تمھاری امت کے لیے تاکہ وہ اوسپر سے گذرے اور ایک روایت مین آیا کہ آپنے فرمایا کہ جب مین سدرۃ المنتہی سے گذر کر وہان پہونچا کہ جبرئیل علیہ السلام سے مین آگے چلا اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلے یہان تک کہ پہونچا مین ایک سونے کے حجاب پاس تو ہلایا جبرئیل علیہ السلام نے اوس حجاب کو اونمین سے جواب آیا کہ کون ہے اونھون نے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم ہین فرشتے نے کہا اللہ اکبر پھر نکالا اوسنے اپنا ہاتھ پردے کے نیچے سے اور اوٹھا لیا مجھکو اور ایک لمحہ نگذرا کہ مجھکو اپنے روبرو بٹھالیا باوجودیکہ دل ورمیان اوس حجاب کا پانسو برس کی راہ کا تھا پھر ایک پل مین مجھکو اوسنے موتی کے پردے پر پہونچایا اور اوس پردے کو ہلایا فرشتے نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ کون ہے کہا میرے ساتھ کے فرشتے نے کہ مین ہون فلانا صاحب حجاب ذہب کا اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہین پھر اوسنے کہا اللہ اکبر اور پردے کے نیچے سے ہاتھ اپنا نکال کر مجھکو اوپر اوٹھالیا اسیطور سے گذرتا تھا مین ایک پردے سے دوسرے تک یہانتک کہ گذرا مین ستر پردون سے اور منقول ہے کہ فرمایا آپنے کہ بعد رخصت ہونے جبرئیل علیہ السلام کے

مین اکیلا ستر پردے نور وظلمت کے طی کرتا ہوا چلا یہانتک کہ ستر پردون سے گذرا کہ مُٹائی ہر پردہ کی پانسو برس کی راہ تھی اور دوری بھی ہر پردے کے درمیان اسیقدر تھی اوسوقت براق چلنے سے رہگیا پھر رفرف سبز ظاہر ہوا کہ روشنی اوسکی غالب تھی آفتاب پر پھر سوار کیا مجکو اوس رفرف پر سو گیا مین اوسپر سوار عرش معلی کے نیچے تک اور رفرف بچھونے کو کہتے ہین اور اصل مین اوس بچھونے کو کہتے ہین کہ باریک ہو دیبا اور خز سے مجمع البحار اور نہایہ وغیرہ مین ہے کہ حدیث معراج مین بھی بساط مراد ہے اور کیفیت اوسکی یہہ ہے کہ تذکرہ قرطبی مین نقل کیا گیا کہ مروی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کو پہونچے آپ پاس رفرف آیا اوسنے جبرئیل علیہ السلام سے آپکو لے لیا پھر لے کر عرش معلی کی طرف اوڑا آپ نے فرمایا وہ مجھے اوڑائے پست وبلند حرکت کی لیے جاتا تھا یہانتک کہ اوسنے ٹھہرایا مجھے آگے میرے رب کے جب لوٹنے کا وقت آیا تو پھر اوسنے مجھے اوٹھایا اور اوسی چال سے اوڑالایا گویا یہہ تخت روان تھا اور جبرئیل علیہ السلام تک پہونچایا جبرئیل رو رہے تھے اور تحمید کے ساتھ اونچی آواز کر رہے تھے اور رفرف ایک خادم ہے خدام سے آگے جناب ذوالجلال والاکرام کے اوسکے واسطے امور خاصہ مین محل قرب مین جسطرح براق ایک دابہ ہے کہ جسپر سوار ہوتے تھے انبیا علیہم السلام وہ مخصوص ہے واسطے سواری انبیا کے زمین مین یعنی زمین پر سے سوار کرکے سیر کو لے جانے کے واسطے اپنی حدتک اور پھر یہہ رفرف کہ جس کو اللہ تعالیٰ مسخر کردیگا اور کام مین لگا دیگا واسطے اہل بہشت کے کہ جسکے درخت میوہ سے جھکے ہونگے وہ منکا یعنی تکیہ گاہ اونکا اور فرش انکا ہوگا بچھا اوٹھائے لیے پھرے گا اپنے صاحب کو کناروں اور اطرافون پر اون نہرون کی جہان وہ جائیگا خیمون تک اوسکی ازواج بیبیانکے اور واضح ہو کہ اس روایت مین اختصار ہے ذکر حجابات اور محافظان حجابات اور اکتفا کیا ہے جبرئیل علیہ السلام کے ذکر پر

ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا لقد رای من آیات ربه الکبری الرفرف الخضر الذی سد الافق یعنی منجملہ نشانیون بڑی مین سے رفرف سبز ہے جسنے بھر دیا کنارہ بالائے آسمان ہفتم کا یعنی اپنے بڑے جسم سے جمل وغیرہ اور مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بچھایا گیا میرے لیے رفرف سبز کہ غالب تھا نور اوسکا نور آفتاب پر سو روشن ہوا ساتھ اوسکے نور بینائی میری کا اور بٹھایا گیا مین اوسپر اور اوٹھایا گیا مین پس پہونچا مین عرش تک اور دیکھا مینے ایک امر عظیم کو کہ زبان اوسکا وصف بیان نہین کرسکتی پھر نزدیک ہوا طرف میرے ایک قطرہ عرش سے اور گرا میری زبان پر سو چکھا مینے ایسا مزہ کہ نہ چکھا کسی چکھنے والے نے ایسا مزہ کہ شیرین تر ہو اوس سے اور ملی مجکو بسبب اوسکے خبر اولین وآخرین کی اور روشن کیا میرے دل کو اور چھپا لیا نور عرش نے بینائی میری کو سو دیکھا مینے سب چیزون کو ساتھ دل کے اور دیکھا مینے اپنے پیچھے سے جیساکہ دیکھتا ہون اپنے آگے سے اور یہی حال تھا آپکا دنیا مین نماز کی حالت مین جیساکہ فرمایا آپ صلعم نے اتموا صفوفکم فانی اراکم من وراء ظهری کما فی المشکوۃ پھر ہزار بار جناب احدیت سے خطاب ہوا اُدنُ منی یعنی نزدیک ہو مجھسے اور ہر بار مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ترقی درجہ اول سے طرف ثانی کے حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ قدم مبارک اپنا مرتبہ دنیٰ پر رکھا معراج کی روایت مین آیا ہے کہ فرمایا ہر خطاب کے ساتھ مین ایکقدم بڑہاتا تھا اور ساتھ ہر قدم کے اتنی مسافت طی کرتا تھا کہ زمین سے اوس جگہہ تک تھی حتی کہ مرتبہ دنیٰ کو پہونچا

اور وہان سے اوپر منظر فتدلی کے جلوہ گر ہوئی پھر بیچ خلوت خانہ خاص قاب قوسین او ادنی کے داخل ہوئے اور اسرار
فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے سنے ؎ کلام سرمدی بے نقل بشنید ٭ خداوند جہان را بی جہت دید ٭ بدید انچہ از خرد
دیدن بیرون بود ٭ مپرس از ما کیفیت کہ چون بود ٭ اور فرمایا کہ گذرا مین ستر حجاب سے کہ مشابہ تھا وہ ایک دوسرے
سے اور منقطع ہوگیا مجھسے دیکھنا ہر فرشتے کا اور انس پکڑتا میرا پھر وحشت ہوئی مجھکو سو پکارا ایک پکارنے والے نے
ساتھ آواز ابوبکر صدیق رض کے کہ قف ان ربک یصلی یعنی ٹھہر جا تحقیق پروردگار تیرا نماز پڑھتا ہے سو متفکر ہوا مین یعنی
کہ کیا اس مقام پر سبقت لے گیا ابی بکر مجھسے ناگاہ ندا آئی جناب باری عز اسمہ سے ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمد
لیدنوا الحبیب الحبیب یعنی نزدیک آ ای بہترین عالم کے نزدیک آ ای احمد نزدیک آ ای محمد اللہ حبیب نزدیک ہووے حبیب اسیطرح
موسیٰ متحیر ہوئے تھے چنانچہ بغوی نے جناب مقدس نبوی سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے عرض کیا
ایصلی ربنا پس بڑا دشوار معلوم ہوا یہہ کلام موسیٰ کو پھر حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف کہ فرماوے وان انی اصلی یعنی
مین صلوۃ ادا کرتا ہون اور تحقیق صلوۃ میری رحمت میری ہے اور تحقیق وہ سما گئی ہے ہر شی کو کما فی المظہری پھر بہت نزدیک
کر لیا مجھے میرے رب نے یہان تک مین نزدیک ہوگیا اللہ سے جیسا کہ فرمایا اوس تبارک و تعالیٰ نے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
ترجمہ پھر نزدیک ہوا مین پھر بہت نزدیک ہوا مین سو تھا فرق مقدار دو گوشون کمان کے یا اوس سے بھی کم فرمایا آپنے کہ
پھر سوال کیا مجھسے رب میرے نے کہ طاقت نہوئی مجھکو جواب دینے کی پھر رکھا باری تعالیٰ نے اپنا ہاتھہ اطلاق ہاتھہ کا متشابہات
سے ہے درمیان دونون مونڈھون میرے کے بے کیفیت اور بیحد کے تھا سو پائی مینے سردی اوسکی پھر وارث کیا مجھکو علم
اولین و آخرین کا اور سکہائے مجھکو علوم شتی یعنی کئی قسم کی علوم ایک اون مین سے وہ علم ہے کہ حکم کیا مجھکو اوسکے چھپانے کا
اسواسطے کہ طاقت نہین رکھتا ہے اوسکے اوٹھانے کی کوئی سوا میرے وہ علم نبوت ہے اوس قسم مین سے کہ ختم ہے اوسپے مگر نبوی اور نہین
ہے نبی آپکے بعد لہذا آپنے بیچ حکم چھپانے اوس کے یہہ وجہ بیان کی کہ اخذ علم انہ لا یقدر علی حملہ احد غیری نہین فایدہ ہے
اوسکا بیان کرنا کیونکہ کوئی اوسکے سیکھنے کے قابل نہین ہے کما فی الحدیقۃ الندیہ اور ایک اور علم ہے کہ اختیار دیا اوس مین مجھکو (ای علیم اسپر)
کہ جسکو اوسکا اہل پاؤن اوسکو سکھاؤن اور جسکو اوسکے لائق نپاؤن نہ بتاؤن یہہ علم ولایت ہے صوفیہ کے نزدیک علم نبوت
عبارت ہے سیر فی الذات سے اور علم ولایت سیر فی الصفات سے چنانچہ مظہری مین حضرت مجدد رح سے نقل کیا ہے اور علم ولایت علم
ہی باطنی شریعت اور حقیقت کا اور اسرار اوسکے ہین کہ حاصل نہین ہوتی مگر ساتھ تقوی اور صفائی معاملہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے
اور اسکی طرف اشارہ ہے اس آیت مین وعلمناہ من لدنا علما حدیقہ اور اون صحابہ مین سے ابوہریرہ مین کہ جنکو آنحضرت نے اوس علم ولایت
کا اہل پایا تو اونکو بتایا جیسا کہ بخاری مین آیا کہ کہا ابوہریرہ رض نے حفظ کیے مینے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دو
ظرف یعنے علم کے سو اون مین سے ایک کو تم مین پھیلایا ولیکن اگر دوسرے کو بھی پھیلاؤن تو البتہ کٹ جاوے یہہ گلا یعنی وہ
دوسری قسم علم لدنی کی ہے کہ حاصل ہوئی ہے مشکوۃ صدر نبوی سے اگر اوسکو اہل و نااہل کے سامنے برملا ظاہر بیان کرون

تو میرا حلقوم قطع کیا جاوے اسلیے کہ اون معارف اور علوم کا سیکھنا سکھانا زبان قال سے محال ہے وہ تو سکھی سکھائی جاتی
ہین ساتھ انعکاس کے اور ساتھ لسان حال کے مگر زبان قال سے بھی ساتھ ارد کرنے استعارات اور امثال اور رمز اور کنایات
کے بالاجمال سمجھی جاتی ہین خلاصہ ظہری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم حق منحصر نہین ہے اوس علم مین کہ امر کیا ہے اللہ تعالی
نے جسکی تبلیغ کا طرف خاص و عام کے یعنی علم شرائع اور احکام مین جداگانہ اور فرمایا آپنے کہ سکھایا مجھکو قرآن سو تھے جبرئیل ع
کہ یاد دلاتے تھے مجھے ساتھ اوسکے اور فرمایا آپنے کہ تحقیق مین جلدی کرتا تھا ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے مین آیت نازلہ کے
جو لیکر آتے تھے جبرئیل سو تنبیہ کی مجھکو میرے رب نے اور یہ آیت نازل کی ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل
رب زدنی علما ترجمہ اور نہ جلدی کر ساتھ پڑھنے قرآن کے پہلے اس سے کہ ادا کی جاوے طرف تیرے وحی اوسکی اور تو کہہ
کہ ای رب میرے زیادہ کر مجھکو علم یعنی ساتھ احکام شرع کے یا ساتھ قرآن کے اور معانی اوسکی کے یا زیادہ کر حافظہ میرا کہ فراموش کرون مین
جو کچھ کہ وحی کرتا ہی تو طرف میری یاد ہو تو مجھکو علم بعد علم کے تعلیم فرمائی اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو کیفیت تلقی قرآن کی
یعنی جلدی نکر اوسکے پڑھنے مین کیونکہ جو وحی کیجاوے گی اوسکو بالضرور یاد رہے گا تو ان علینا جمعہ وقرآنہ بلکہ بجائے استعجال
کے اپنے نفس مقدس مین زیادتی علم کا سوال کر کہ وہ موصل ہے تیرے مطلوب کی طرف نہ یہ کہ جلدی کرنا اور ابن مسعود رض
جب پڑھا کرتے تھے قل رب زدنی علما کو تو یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم رب زدنی علما و یقینا اور کہا ہے مجاہد اور قتادہ نے کہ معنی
اوسکے یہہ ہین کہ نہ پڑھ کر سنا اوسکو اپنے صحابہ کو جبتک بیان نکردے جاوین معنی اوسکے سو اس تقدیر پر یہہ نہی ہے تبلیغ اوسکی سے
جو مجمل ہے قبل آجانے بیان اوسکے کے پھر فرمایا آپنے کہ ایک اور علم سکھایا مجھکو کہ امر کیا مجھکو ساتھ پہونچانے اوسکے کے طرف خاص
و عام کے امت سے اور ایک روایت مین ہے کہ جب مین حجاب طی کر کے آگے گیا اور وحشت مجھپر غالب ہوئی سنا مینے کہ پکارا
ایک پکارنے والے نے ساتھ لہجہ آواز ابوبکر کے کہ قف فان ربک یصلی سو تعجب ہوا مجھکو آواز ابی بکر سے کہ سبقت کی ابوبکر نے مجھسے اس
ہی مقام سے اور تعجب ہوا مجھکو اس سے کہ تحقیق رب میرا غنی ہے اس سے کہ نماز پڑھے کسی کے لیے فرمایا اللہ تعالی نے مین غنی ہون
اس سے کہ نماز پڑھون کسی کے لیے سواے اس کے نہین کہ کہتا ہون مین پاک ہون مین سبقت لے گئی رحمت میری غضب میرے پر پڑھ
ای محمد ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما ترجمہ وہ اللہ تعالی
وہی ہے کہ رحمت بھیجتا ہے تمپر اور فرشتے اوسکے تو کہ نکالے تمکو تاریکیون سے طرف روشنی کے اور ہے اللہ تعالی ساتھ مسلمانون
کے رحم کرنے والا سو جان ای محمد کہ صلوۃ میری رحمت ہے تیری اور تیری امت کے لیے **سوال** کس سبب اوس
افصح العرب صلی علیہ الرب یصلی سے رحمت کے معنی نہ سمجھے نماز کی سمجھے کہ جو منافی ہین جناب الہی کے **جواب** لفظ سے وہ معنی
لیے جاتے ہین کہ وہ اوس معنی کے لیے موضوع ہو حقیقۃً یا مجازاً اور لفظ صلوۃ کا کہ لغۃً بمعنی تحریک الصلوین کے تھا پھر شرعاً
بمعنی نماز کے ہوا اور پھر بمعنی رحمت کے جیسا کہ صاحب کشاف وغیرہ نے کہا تو اوسوقت تک صلوۃ رحمت کے معنی مین
تھا تو کیونکر وہ سرور اوس سے یہہ معنی بیگانہ سمجھ جاتے بلکہ اس شبہہ مین رب العزت نے یہہ معنی حضرت کو سکھائے اور تعجب

اوس نبی الرحمت کا دفع کیا اسی جگہ سے ہے کہ کہا سخاوی نے قول صحیح یہی ہے اور ابن حجر مکی نے کہ فرض ہوا درود شب معراج
مین چنانچہ مطالع الانوار مین کہا اور ابو ذر ہروی اور صاحب در مختار نے کہا کہ وہ ماہ شعبان مین ہجرت کے سال دوسرے مین فرض
ہوئی بہر صورت اوس وقت تک صلوۃ شرع مین رحمت کے معنی مین منقول ہوئی تھی پھر ارشاد اور خطاب آیا کہ ولیکن اعرضنا
تیرے کا یعنی ابوبکر صدیق کا ای محمد خان تو کہ بھائی تیرا موسی تحقیق تھا انس اوسکو ساتھ عصا اپنے کے سو جب ارادہ کیا ہمنے کہ
کلام کرون اوس سے سو کہا ہمنے وما تلک بیمینک یا موسی قال ہی عصای یعنی اور کیا ہے یہ تیرے داہنے ہاتھ مین ای موسی
کہا یہہ عصا میرا ہے اور مشغول ہوا وہ ساتھ ذکر عصا کے ہماری عظمت کے رعب سے اور اسیطرح تو ای محمد ہے جسکہ تھا انس تجھکو
ساتھ یار تیرے ابوبکر کے سو تحقیق تو اور وہ پیدا ہوا ایک مٹی سے اور وہ دوست تیرا ہے دنیا اور آخرت مین پھر پیدا کیا ہمنے
ایک فرشتہ ابی بکر کی صورت پر کہ پکارا تجھکو اوسنے ساتھ آواز اوسکی کے تاکہ جاتی رہے وحشت تیری کہ لاحق ہوئی تھی ہیبت عظمت
ہماری سے وہ ہیبت کہ قطع کرتے تجھکو فہم سے اوس چیز کے جو ارادہ کی گئی تھی تجھسے یعنی اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے اور ہیبت
کہتے ہین اثر مشاہدہ جلال خدا عز و الجلال کو بیچ قلب کے پھر فرمایا باریتعالی نے اور کہان ہے حاجت جبرئیل کی یعنی اوسنے عرض
کیا تھا آپنے عرض کیا کہ تو آپ خوب جانتا ہے اوسکی حاجت کو ارشاد ہوا کہ ای محمد تحقیق قبول کیا ہمنے جو کچھہ عرض کیا جبرئیل نے
مگر اوسکے حق مین کہ دوست رکھے تجھکو اور اصحاب تیرے کو اور جاننا چاہیے کہ جو کچھہ بیان ذکر پردون کا ہوا یہہ صرف مخلوق کے
حق مین ہے خالق کے حق مین نہین وہ سبحانہ تعالی اس سے پاک اور منزہ ہے کہ محجوب ہو اور اوسی کو کوئی چیز چھپالے لہذا درہ سے مارا
علی نے اوس شخص کو کہ کہا اوسنے لا والذی احتجب بسبع اطباق اور فرمایا ویحک یا لکع ان اللہ لا یحتجب نسیم الریاض اسلیے
کہ پردہ محیط یعنی گھیرنے والا ہوتا ہے مقدار محسوس کو اور وہ تعالی شانہ اوس سے پاک ہے اور محجوب خلق ہے اللہ تعالی سے بسبب معانی
اسما اور صفات اور افعال کے اور باقی مخلوق کے کیا نورانی کیا ظلمانی اور ہر ایک کو ایک مقام مقرر ہے اور حصہ ہے ادراک
اور معرفت مقسوم سے اور ملائکہ مقربین کہ گرد عرش عظیم کے ہین اور کروبین کہ مقربین درگاہ مین محجوب ہین ساتھ نور عظمت اور
مہابت اور کبریا اور قدس اور قیومیت اور صفات کے کہ حجاب ان کے ہین اور فرشتے طبقات مختلفہ مین کہ ہر ایک کو اون
مین سے ایک مقام مقرر اور ایک درجہ معین ہے کیا خوب کہا ابن عطاء اللہ نے کیف یتصور ان یحجبہ شیئ وھو الذی اظہر
کل شیئ کیف یتصور ان یحجبہ شیئ وھو الظاھر مع کل شیئ کیف یتصور ان یحجبہ شیئ وھو الظاھر قبل وجود کل شیئ ھو الواحد
الذی لیس معہ شیئ فالحق لیس بمحجوب انما المحجوب انت عن النظر الیہ اذ لو حجبہ شیئ لستر ما حجبہ ولو کان لہ ساتر
لکان لوجودہ حاصر و کل حاصر بشیئ فہو لہ قاصر وھو القاھر فوق عبادہ خفاجی قاضی
حاصل کلام کا یہہ کہ تمام مخلوق محجوب ہین خالق سے ایک قوم محجوب ہین ساتھ دیکھنے نعمتون کے منعم سے اور ساتھ دیکھنے
احوال کے محول سے اور ساتھ دیکھنے اسباب کے مسبب سے اور ایک لوگ محجوب ہین بسبب علم کے علم سے اور بسبب فہم کے
فہم سے اور بسبب عقل کے عقل سے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب شہوت مباحہ کے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب

شہوت محرمہ کے اور معاصی اور سیئات کے اور ایک قوم محجوب ہین ساتھہ بند اموال اور اولاد اور زینت زندگانی دنیا کے اللہم لا تحجب قلوبنا عنک فی الدنیا والآخرۃ ذکر ہذا الکلام بعض العارفین کذا فی المواہب روضۃ الاحباب والمدارج اور مروی ہے کہ اوس رات مین حق تعالی نے ہزار بار خطاب فرمایا کہ یا محمد ادن منی یعنی اے محمد نزدیک ہو مجھہ سے اور ہر بار اونکو ترقی حاصل ہوتی تھی چہ رفتند رفتہ و تا بانک بہ پیچی ذکر شیخ مخلوقات سے نجانا کہ قدمگاہ آپکا کہان ہے اور قدم نے نجانا کہ نفس کہان ہے اور دل نے نجانا کہ جان کہان ہے اور جان نے نجانا کہ سر کہان ہے اس مقام کو استغراق کہتے ہین اور یہہ نہایت مراتب مشاہدات کا ہے اور غایت علوم مکاشفات کا ہے حالت سنیہ مین صاحب مقام کا اپنے نفس کی رویت سے فانی ہوتا ہے بسبب مشاہدہ رب العزت کے اسطرح خواجہ محمد پارسانے فصل الخطاب مین حجۃ الاسلام سے نقل کیا اور بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھہ نفس مزکی اونکے کے اور فتدلی اشارہ ہے ساتھہ مقام دل مطہر اونکے کے اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھہ روح مطیب اونکے کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھہ مقام سر منور اونکے کے نفس اونکا مقام خدمت مین اور دل اونکا مقام محبت مین اور روح اونکی مقام قربت مین اور سر اونکا مشاہدہ مین تھا اور حیات نفس اونکے کی خدمت مین اور صفائی دل اونکے کی محبت مین اور بقا روح اونکے کی قربت مین اور غذا سر اونکے کی مشاہدہ مین تھی اگر نفس اونکا نظر ساتھہ ہستی اپنی کے کرتا بت پرست رہتا اور اگر دل کو اونکی نظر نفس اپنے پر ہوتی تو بے محبت رہتا اور اگر روح کو نظر دل پر واقع ہوتی بے قربت رہتی اور اگر سر اونکا نظر روح پر ڈالتا بے مشاہدہ رہتا اور واضح ہو کہ معنی آیت شریفہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کے یہہ ہین ثم دنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی ربہ یعنی نزدیک ہوئی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم طرف رب اپنے کے ای قرب بالمنزلۃ والمرتبۃ لا بالمکان فانہ تعالی منزہ عن المکان یعنی قریب ہوئے ساتھہ منزلت اور مرتبہ کے نہ ساتھہ مکان کے اسلیے کہ وہ سبحانہ تعالی پاک ہے مکان سے وانما ہو قربہا المنزلۃ والدرجۃ والکرامۃ والرافۃ یعنی سواے اسکے نہین کہ وہ عبارت ہے ساتھہ قرب منزلت اور قرب درجت اور بزرگی اور مہربانی کے جیسا کہ کہتے ہین کہ فلانا بہت نزدیکی اور قرب رکھتا ہے فلانے سے سو اوس سے مراد قرب منزلت اور علو مرتبت اوسکی ہوتی ہے ف او ادنی کنایہ قرب آنحضرت علیہ السلام کا ہے صفات ذو الجلال والاکرام سے اور تدلی اشارہ ہے تعلق آپکے سے ساتھہ رب الارباب کے باعتبار قرب ذاتی کے میسر ہوئے اس قرب ذاتی مین بمقدار قرب دو قوس وجوب و امکان کے دائرہ وجود و ہستی مین باوجود ملحوظ ہونے خط فاصل کے درمیان وجوب و امکان کے بیچ وہم کے اور او ادنی بلکہ اوس سے بھی نزدیک زیادہ ہوتے ساتھہ ساقط کردینے خط متوہم کے ولیکن بسبب باوصف کے آپ آنحضرت بلکہ عبد منسوب ہے طرف ہویت تعالی و تقدس کے فاوحی الی عبدہ ما اوحی پھر وحی کی اوس مقرب کیطرف جو کچھ کہ وحی کی اوس قسم سے کہ دریافت نکر سکے ہے عقل بدون نقل کے ولیکن اوس سے ابا اور انکار بھی نکر سکے ہے ما کذب الفؤاد ما رای نہ جھوٹہ دیکھا دل نے جو محل عقل کا ہے جو دیکھا ساتھہ بصیرت کے تفسیر حقانی مراد قوسین سے قوس وجوب اور قوس امکان ہے پس صوفی کامل کی نظر مین بیچ مرتبہ قرب اوسکے کی قاب قوسین سے باقی رہے ہین دونون مرتبہ وجوب امکان کے اور مرتبہ ادنی مین قوسین کے چھپ جائے ہے بصیرت اوسکے سے قوس امکان

مطلقاً نہین دیکہتا ہے نفس اپنا اور نہ اثر اوسکا مظہری فتدلی ای سجد لله تعم یعنی سو نزدیک ہوئے یعنے سجدہ کیا اللہ تعم
کو اسلیے کہ وہ مرتبہ بواسطہ خدمت کے پایا تہا سو بیچ خدمت کے زیادتی کی اور سجدہ مین وعدہ قرب کا ہے چنانچہ حدیث
مین وارد ہوا ہے اقرب مایکون العبد من ربہ ان یکون ساجداً یعنی وہ مقام کہ ہو بندہ پروردگار اپنے سے قریب تر یاد
یہہ ہے کہ ہو سجدہ کرنے والا اور قرآن شریف ساتھہ اوسکے ناطق ہوا ہے واسجد واقترب اور فکان قاب قوسین او ادنی
اشارہ ہے تاکید قرب اور تقریر محبت پر اور واسطے قریب الفہم ہونے کے اسکو بیچ صورت تمثیل کے بیان کیا کذا فی روضۃ
الاحباب والمواہب اللدنیہ اور معارج النبوت مین ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھہ مقام نفس آنحضرتؐ کے اور فتدلی
اشارہ ہے ساتھہ مقام قلب آنحضرتؐ کے اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھہ روح آنحضرتؐ کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھہ
مقام سر آنحضرتؐ کے ف نفس بخدمت دل بمحبت روح بقربت سر بحضور نہ چارون مقام مین چارون اوٹہائے تہے عجب
کچہہ ذوق وسرور بعضون نے کہا قوسین اشارہ حاجبین سے ہے اور او ادنی عبارت قرب سیاہی چشم سے ہے ساتھہ چشم
کے یعنی قرب حضرت کا جناب الٰہی مین ایسا ہوا جیسے قرب دو ابرو کا آپس مین بلکہ اس سے بہی زیادہ نزدیک کہ عبارت قرب
سفیدی آنکہہ کی سے ہے ساتھہ سیاہی آنکہہ کے یعنی قرب بمنزلت آپکا حضرت باری عز شانہ مین اسدرجہ کو پہونچا کہ حد اور
بیان سے خارج ہے شیخ ابو الحسن نوری رحمہ اللہ تعم سے پوچہا معنی قاب قوسین او ادنی کے کہا آپنے اوسکے جواب مین
لم یسعہ فیہ جبرئیل فمن نوری یعنی جبرئیل کہ فرشتے مین وہی اوسکے معنی سے واقف نہین ہین تو نوری کون ہے
یعنی وہ کیونکر سمجہہ سکتا ہے حقیقت اسکے معنی کے فہم اور ادراک سے باہر ہے اسلیے کہ دنی بعد بعد کے ہوتا ہے وہان بعد
کہان یعنی بعد مکانی اور تدلی مکان مین ہوتا ہے مکان کا وہان کیا امکان اور کان عبارت ہے زمان سے اور زمانہ
وہان گم ہے اور قاب اشارہ ہے ساتھہ مقدار کے مقدار وہان کہان ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال سے مثال وہان معدوم
ہی اور او کلمہ شک کا ہی اور شک اور شبہہ وہان محروم ہے اور ادنی مبالغہ ہے دنی مین اور کون دنی ہے اور کون مدنو علوم
سب علما کے تفسیر اس آیت کی سے عاجز ہین اور معارف سب عرفا کی تقریر معنی اوسکے سے قاصر واللہ تعم اعلم اور مروی
ہے انس اور ابن عباسؓ سے کہ کہا اونہون نے دنی الجبار رب العزت فتدلی حتی کان منہ علیہ السلام قاب قوسین
او ادنی روایت کیا اوسکو بغوی نے اور شیخ محمد حیات سندہی نے اپنے رسالہ مین کہا کہ یہہ حدیث شریف ہے
اور بر تقدیر صحت کے فاعل ان فعلون کا ضمیر ہے کہ راجع ہے اللہ تعم کی طرف اور اوس سے وہ دنو وتدلی
اور قاب قوسین مراد ہے کہ جو سزاوار اور لائق ہے ساتھہ تنزیہ اوس صاحب کے اور مشہور ہے ارباب قلوب کو
مانند قمر کے بیچ لیلۃ البدر کے اور قرآن کی شان سے ہے منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب واخر متشابہات
پس نسبت دنو اور تدلی کے ساتھہ ان معنی کے طرف خدا کے مستبعد نہین ہے نظری واضح ہو کہ یہہ دنو اور
تدلی کہ یہان پر مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا ساتھہ قاب قوسین کے اور احادیث معراج مین مذکور ہے یہہ غیر ہے

اوس دنو اور تدلی کے ہو کہ مذکور ہے سورہ والنجم مین اسلیے کہ وہ ساتھہ دیکھنے جبرئیل علیہ السلام کے اور قربت اونکی کی منسوب ہے اوپر قول مختار کے اور سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے اور اسیطرح تفسیر کی ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حدیث صحیح مین فرمایا عایشہؓ نے کہ سوال کیا مینے رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر مین تو فرمایا وہ جبرئیلؑ ہین نہین دیکھا اونکو صورت خلقی پر اونکو مگر دو بار اور یون ہی مروی ہے انسؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما سے اور من حیث العربیت کے بھی اس تفسیر مین کسیطرحکا غبار نہین ہے مظہری وموہب اور بعضون نے اوسکو اوپر رویت اور قرب پروردگار تعالی وتقدس کے حمل کیا ہے چنانچہ تفسیرون مین ذکر کیا گیا ہے کما فی المدارج اور منجملہ علو مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے وہ ہے کہ متحلی رہے آپ اوس مقام قربت مین ساتھہ حلیۂ ادب کے اور متخلع ہوئے ساتھہ خلعت تادب کے باوجود ظاہر ہونے ایسی کرامات اور آیات کے نہ ملتفت ہوئے طرف کسی ایک کے اور نہ رغبت اور میل کیا جانب ایک کے کما قال سبحانہ وتعالی مازاغ البصر وماطغی ترجمہ میل نکیا نگاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی یعنی چپ وراست نہ دیکھا یعنے نہ پھیری بینائی اور طرف اور نہ چوکے وہ اشرف الانبیا نظر کرنے مین بلکہ ثابت رکھا اوسکو ثابت رکھنا صحیح مظہری اور نہ تجاوز کیا نگاہ نے اوس حد سے کہ مقرر تھی اونکے دیکھنے کو جیسے کہ بندگان خاص حضور مین بادشاہون کے کرتے ہین یعنے ہٹ نگئے محبوب سے طرف غیر محبوب کے آہ من العشق وحالاتہ + احرق قلبی بحراراتہ + مانظر العین الی غیرکم + اقسم باللہ وآیاتہ +

یا عدول نکیا رویت عجایب ملکوت سے کہ جسکی رویت کے ساتھہ مامور تھی جیسا کہ بعضون نے کہا مظہری اور یہہ ایک کمال ہی کمالات سے کہ سوای اکمل البشر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حاصل نہین اور عادات نے خلق کے ہے کہ جب کوئی کسی مکان عالی شان مین اقامت کرتا ہے تو اوس سے اعلی مقام کا چاہنے والا ہوتا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰؑ کہ جب مقام مناجات اور ہمکلام ہونے مین پہونچے طالب دیدار ہوئے اور یہہ ایک نوع مدہوشی اور انبساط سے ہے کہ مقام قربت مین رعایت سے دور ڈالتی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب مقام قرب مین مقیم کیے گئے پورا کیا ادب حق کو اور التفات نکیا بصر اور بصیرت نے اونکے کسی کی طرف سوای اوس چیز کے کہ ٹھہرائی گئی اوس مقام مین اور طلب نکیا آپنے سوا اوس مقام کے اور اسیواسطے کامیاب ہوئے ساتھہ تمام مرادون اور مراتب کے کہ اقصی وراعلی اون سے دیدار اوس تعالی تقدس کا ہے اور قائم رہنا بیچ ایسے مقام کے کہ اعلی مقامات اہل صحو یعنی ہوشیاری کے اور ارباب تمکین سے ہے اور یہہ مقام اعلی ہے سب مقامون سے مقام وہ کہ قائم ہو جس مین مرد خدا کا بمنازل سے اور منازل مختلف ہین اول بجالانا اوامر کا اور چھوڑ دینا نواہی کا اور دوسرے معرفت عیوب نفس کی اور تیسرے تنقیہ اوسکا عیوب مذمومہ سے اور عیوب بہت ہین اور سب سے بڑا عیب خوش آنا مرد کو جو کچھہ کہ کرے ہے طاعات سے یعنے عجب اور منازل سلوک بہت ہین کہ اونکا شمار کرنا یہان موجب درازی کلام کا ہے اور شرط سالک کی ہے کہ نہ چڑہے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب تک کہ پورا حاصل کرے حق مقام پہلے کو پھر اگر چھوڑ دیا پایہ مقام پہلے حق تمامی اوسکے کے

تو ہوگا وہ مانند اوس بیمار کے کہ پیوے مسہل اوسکا پہلے پکنے خلط کے ساتھ منضج کے سو وہ مسہل اوسکی بیماری کو فائدہ نہیں دیتا ہے بلکہ بیماری بڑہاتا ہی رسالہ سہروردیہ اور فرمایا باری تعالی نے ماکذب الفؤاد مارای ترجمہ جہوٹ نکہا دل نے جو دیکہا اوسنے یعنی بصر اور بصیرت دونون موافقت کرنے والے اور سچا کرنے والے ایک دوسرے کے ہوئے جو کچہ کہ بصیرت یعنی دانائی نے دریافت کیا بصر یعنی بینائی نے ادراک اوسکا کیا اور جو کچہ آنکہ سے دیکہا دل نے اوسکی تصدیق کی بادرست حق اور صحیح تہا سو پہونچے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بسبب اون کلمات کے اس درجہ کہ سبقت لے گئے ساتہ اونکے سب اولین و آخرین پر اور ہوئے مبعوث انبیا اور مرسلین کے اور مستقیم ہوئے صراط مستقیم پر دنیا اور آخرت میں یعنی دن آخرت کے پلصراط پر اقامت فرما دینگے اور اپنے اتباع اور اہل سنت کے لیے سلامتی کا سوال کرینگے بیان تک کہ وہ اوسپر سے گذر کے جنت میں داخل ہونگے سو اسی واسطے چنانچہ قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے ساتہ اوسکے فرقان حمید میں اور فرمایا یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم ترجمہ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بہیجے ہوؤن میں سے سیدہی راہ پر ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ترجمہ اور یہہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہے اور اللہ ہے صاحب فضل بڑے کا ہر چیز دینی یا دنیوی کہ اللہ کی طرف سے اوسکے بندونکو پہونچے ہے وہ از راہ تفضل کے ہے اوسکی طرف سے یعنی منت اور فضل اوسکا ہے نہ از راہ استحقاق کے بندون سے خازن اور پہونچے آپ اوس مقام پر کہ بیان اوسکا فاوحی الی عبدہ ما اوحی آیا ہے اور مبہم اسکو اسلیے بیان کیا کہ یہہ شامل ہے سب علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات کو اور بہی دلالت رکہتی ہے اوپر کثرت اور عظمت اوسکے کے اور اشارہ ہے اسپر کہ سوائے علم علام الغیوب اور رسول محبوب کے کوئی اوسکو تفسیر نہیں سکتا مگر جس قدر کہ آپ نے بیان کیا یا محاذات روح پر فتوح آپکی سے اوپر بواطن بعضی کمل اولیاء کی چمکا کہ جو ساتہ شرف اتباع سنت سنیہ اوسخیر البریہ علیہ الوف التحیۃ کے مستسعد اور مشرف ہین کذا فی المدارج اور مظہری مین کہا کہ ظاہر یہہ ہے کہ مااوحی عام ہے اور نہیں ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے واضح ہو کہ بعضی علما بیان کرتے ہین ہم مااوحی کی احتیاط کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اقرب بصواب یہی ہے کہ تعیین اوسکی نکرین اسلیے کہ اگر اوسکے بیان کرنے مین حکمت ہوتی تو مبہم نہ فرمایا ہوتا اور ایک گروہ نے کہ سعید بن جبیر اون مین سے ہین کہا کہ جو کچہ خبر یا اثر مین ہمکو پہونچا ہے اوسکو بیان کرین یا از روی استنباط اور استدلال کے کہین تو اوسکے ذکر مین کچہ مضایقہ نہیں ہے اسلیے اوسمین سے کچہہ بیان ہوتا ہے ازان جملہ جو حدیث صحیح مین آیا ہے وہ تین چیزین ہین ایک فرضیت نماز پنج وقتی کہ پانچ وقت کی نماز وہان فرض ہوئی اور یہہ دلیل ہے اوسکے کمال فضیلت پر اور ترجیح اعمال صالحہ کے اسلیے کہ لیلۃ المعراج مین بلاواسطے جبرئیل کے فرض کی اور فرمایا امام اعظم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے فتوی مین کہ نماز کا چہوڑنا سب سلمانونکو ضرر پہونچاتا ہے اسلیے کہ نمازی کہتا ہے اللھم اغفرلی وللمؤمنین والمؤمنات یا اللہ بخشدے مجہکو اور سب اہل ایمان مردون کو اور مسلمان عورتون کو اور ضرور ہی کہے گا التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سلام اللہ کا ہمپر اور سارے

نیک بندون پر خدا کے سو ہوئے گا بے نمازی تقصیر کرنے والا بیچ خدمت خدا کے اور بیچ حق رسول اللہ تعم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اور بیچ حق تمام مسلمانون کے کیا انبیا کیا اولیا کیا مان باپ کیا اوستاد کیا پیر اسلیے نماز چھوڑنی بڑی معصیت ٹھہری
سو آپ دوسری خواتیم سورہ البقر یعنے آخر کے تین آیتین سورہ بقر کے چنانچہ بعد اسکی اشارہ اوسکی طرف واقع ہوگا تیسرے مغفرت
گناہون امت مرحومہ محمدیہ کے سوائے شرک کے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد
ضل ضلالا بعیدا ترجمہ اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک
ٹھہرایا وہ دور پڑا بھولکر یہ آیت کریمہ اسپر دال ہے اس آیت مین شرک فرمایا حکم مین شریک کرنے کو یعنے سوائے دین اسلام
کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوسپر چلے پس جو دین ہے سوائے اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے مین شرک نکرتے ہون
موضح القرآن اور از آن جملہ وہ ہے کہ فرمایا آپنے رأیت ربی فی احسن صورۃ یعنی دیکھا مینے پروردگار اپنے کو بیچ بہترین صورت
اور صفت کے فرمایا اللہ تعم نے کس چیز مین گفتگو کرتے ہین فرشتے مقرب عرض کیا مینے کہ یا اللہ تعم تو دانا تر ہے کہ وہ کون سے
عمل کرتے ہین پھر آپ پر تجلی خاص فرمائی کہ جسکو آپ نے یون تعبیر کی کہ پھر رکھا اللہ تعم نے اپنا ہاتھ درمیان دونون مونڈھون
میرے کے رکھنا کف کا کنایہ ہے خاص کرنے اللہ تعم کے سے آپکو ساتھ مزید فضل و ایصال فیض کے و الا حقیقت مین نہ کف ہے
اور نہ اوسکا رکھنا ہی فرمایا آپنے پھر پائی مینے ٹھنڈک اوسکی درمیان سینے اپنے کے یعنی دل مین اور یہ کنایہ ہے وصول سے اوس فیض
کی اپنے قلب تک اور جانی مینے وہ چیز کہ تھی آسمانون اور زمین مین پھر فرمایا اللہ تعم نے یعنے بعد دینے علم کہ جانتا ہے تو ای محمد
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کس بات مین گفتگو کرتے ہین ملائکہ مقربین عرض کیا مینے کہ ہان جانتا ہون گفتگو کرتے ہین کفارات مین یعنی
اون اعمال مین کہ اونسے گناہ جھڑتے ہین اور گفتگو کرتے ہین درجات مین یعنی اون عبادات مین کہ موجب رفع درجات کے ہین
کہ جن سے مرتبے بندے کے بڑھتے ہین خطاب آیا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا مینے زیادہ ٹھہار رہنا مسجد مین بعد ادای نماز کے
یعنی واسطے ذکر اور دعا کے واسطے انتظار نماز دوسرے کے اور جھڑتے ہین گناہ پیادہ پا چلنے سے واسطے جماعتون نماز کے اور
اسباغ وضو سے اوقات ناخوش مین یعنی اچھی طرح سے وضو کرنا حالت بیماری یا سردی مین اور جسنے کیا یہ وہ زندہ رہیگا
ساتھ بھلائی کے اور مریگا ساتھ بھلائی کے اور ہوگا پاک گناہون اپنے سے مانند اوسکے کہ وہ اوسی دن پیدا ہوا اپنی ماں کے
پیٹ سے اور پھر فرمایا اللہ تعم نے ای محمد جب نماز پڑھ چکے تب کہہ تو اللھم انی اسألک الطیبات وترک المنکرات وفعل
الخیرات وحب المساکین وان تغفر لی خطیئتی وترحمنی واذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی غیر مفتون ترجمہ
یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے پاکیزہ چیزونکا اور برے کامون کے چھوڑنے کا اور اچھے کامون کے کرنے کا اور محبت
مسکینون کی اور یہ کہ بخشدے تو میری خطا اور رحم کر مجھپر اور جب ارادہ کرے تو ساتھ بندون اپنے کے فتنے کا تو قبض
کر تو مجھکو درحالیکہ فتنے مین نہ پڑا ہوا ہون مین پھر خطاب آیا کہ درجات کیا ہین عرض کیا مینے کہ ظاہر کرنا سلام کا یعنی ہر مسلمان
سے سلام علیک کرنا آشنا ہو یا غیر آشنا اور کھلانا کھانے کا اور نماز پڑھنی رات کو جب لوگ سوتے ہون کذا فی منتخب اللباب

واضح ہو کہ لفظ فی احسن صورۃ کا جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حال ہو رائی سے یعنے دیکھنے والے سے
اور وہ آنحضرت ہین ای رأیتہ وانا فی احسن صورۃ وصفۃ یعنی دیکھا مینے اپنے پروردگار کو درحالیکہ مین اچھی صورت اور
صفت مین تھا اور یا حال ہو رویت سے یعنے دیکھنے سے ای حال کون رؤیتی فی احسن صورۃ یعنی دیکھا مینے اپنے رب
کو اوس حال مین کہ تھی رویت میری بیچ نیک تر صورت کے یعنے ساتھہ غایت لطف اور انعام کہ کہ مجہپر فرمایا تھا اوس
پروردگار نے قاری کہا خطابی نے کہ کلمہ صورت کا کلام عرب مین کبہی وارد ہوتا ہے وہ اوپر معنی ظاہر اپنے کے اور کبہی
اوپر حقیقت شی کے اور کبہی اوپر معنی صفت اوسکے کے چنانچہ کہتے ہین صورۃ الامر کذا وکذا ای صفتہ اور کہا یہی مراد
ہے اس جگہہ مین اور اس تقدیر پر کچہہ اشکال نہین اور فرمایا صاحب جامع الاصول نے المراد انہ اتاہ فی احسن صفتہ
اسیطرح شرح شفا مین ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ الباری نے ذکر کیا اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ مرئی سے حال ہو
اور وہ حضرت باری ہے اور اسی تقدیر پر اگر رویت خواب مین ہوئی تو بہی کچہہ اشکال نہین اسلیے کہ بہت ایسا ہوتا ہے
کہ خواب مین دیکھنے والا شی غیر متشکل یعنی بے شکل کو شکل مین دیکھتا ہے اور شکل والے کو غیر شکل کے بالعکس اوسکے جب کہ
ایک روایت ترمذی مین تصریح واقع ہوئی ہے خواب مین دیکھنے کے اور اگر رویت حالت بیداری مین ہوئی ہو جیسے کہ
یہان سے مفہوم ہوتا ہے تو ساتھہ ایک امر کے دو امرون سے قائل ہونا چاہیے یا تاویل کرنا صورت کا ساتھہ صفت کے جیسے کہ
کہتے ہین صورۃ الامر کذا ای صفتہ سو اس تقدیر پر کہہ سکتے ہین کہ تجلی کے ساتھہ صفت جمال اور لطف وکرم کے یاد دیکھا مینے اپنے
رب کو اوس حال مین کہ لطف وکرم اوسکا زیادہ تھا مجہپر اور وقتون سے یا کہا جاوے کہ لفظ صورت کا اس حدیث مین حکم وجہہ اور مانند اوسکے
کا رکہتا ہے چنانچہ آیت کریمہ مین ہے ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سو ایمان ساتھہ حقیقت اوسکی کے لاتے ہین اور تعرض ساتھہ
تاویل اوسکے کے نہین کرتے ہین اور معنی اوسکے حوالہ علم الہی کے کرتے ہین کذا فی حاشیہ روضۃ الاحباب وشرح الشفا للقاری اور
حضرت عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ لولا العتاب لما کان مع
امتک الخطاب ترجمہ اگر نہوتا عتاب نہوتا ساتھہ امت تیری کے خطاب یعنی اگر عتاب کا ظہور قیامت مین نہوتا تو خطاب یعنی حساب
تیری امت سے نہوتا اور از انجملہ کہ شب معراج مین حاصل حضرت کو یہہ ہے کہ وحی کی جناب باری تعالی نے آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم پر کہ بہشت حرام ہے اوپر انبیا پر جبتک کہ تو اوس مین نجاوے اور حرام ہے بہشت اور امتون پر جب تک تیری امت
اوس مین داخل نہو لیوے اور مروی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے سوال کیا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے
کہ شب معراج مین کیا خطاب فرمایا اللہ تعالی نے آپ سے آپ نے ارشاد کیا کہ فرمایا مجہسے جناب باری تعالی نے کہ ای محمد مین اپنے
بندون کی روزی کا ضامن ہوا ہون اور امت تیری میری رحمانیت پر اعتماد نہین کرتی یعنی طلب رزق مین بہت کوشش
کرتے ہین اور غم اور اندوہ کہاتے ہین اور بے وجہ شرعی اوسکی طلب کرتے ہین اور دوزخ دشمنون کے لیے مینے طیار
کی ہے اور امتی تیرے کوشش کرتے ہین کہ اوس مین جاوین یعنی میری نافرمانی پر دلیری کرتے ہین اور مین اونسے عمل

کل کا نہین طلب کرتا اور یہہ رزق کل کا مجھسے طلب کرتے ہین اور رزق اونکا جو مین نے مقرر کیا ہے دوسرونکو نہین دیتا ہون
اور یہہ طاعت میری غیر کو دیتے ہین یعنی طاعت ریا کے ساتھہ کرتے ہین اور میرے غیر کو شریک اوس مین کرتے ہین اور عزیز
و ذلیل کرنے والا مین ہون اور یہہ میرے غیر سے امید رکھتے ہین اور میرے سوا اورون سے حاجت طلب کرتے ہین اور ڈرتے
ہین اور مین ہی انعام انپر کرتا ہون کہ مین منعم حقیقی ہون اور یہہ میرے غیر کا شکر کرتے ہین اور اے محمد تیرے امتی میری اطاعت
بجالاتے ہین اور عصیان میرا کرتے ہین اطاعت اونکی میری رضا سے ہے اور عصیان اونکا میری قضا سے ہے وہ عمل
کہ میری رضا سے اونسے صادر ہوتا ہے اگرچہ ناقص ہو قبول کرلیتا ہون اسلیے کہ مین کریم ہون اور وہ عمل کہ اونسے میری قضا
سے صادر ہوتا ہے اوسکو بخشتا ہون اور عفو کرتا ہون اسلیے کہ مین رحیم ہون وقیل اوحی اللہ تعالی الیہ کن آیسا من الخلق
فلیس بایدیہم شئ واجعل صحبتک معی فان مرجعک الی ولا تجعل قلبک معلقا بالدنیا فما خلقتک لہا
یعنی اور کہا گیا ہے کہ وحی کی اللہ تعالی نے طرف آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ہو تو نا امید خلق سے پس نہین ہے اونکے
ہاتھہ مین کچھہ یعنی نفع اور نقصان اور کر تو صحبت اپنی ساتھہ میرے سو تحقیق جگہہ تیری پھر آنے کی طرف میرے ہے اور نہ لگا
تو دل اپنے کو ساتھہ دنیا کے پس نہین پیدا کیا مینے تجھکو اوسکے لیے کذا فی روضۃ الاحباب وغیرہ اور مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی
اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تمام مدارج و مقامات شب معراج مین طی کرکے مقام قاب قوسین او ادنی پر مشرف ہوئے تب خطاب
مستطاب حضرت رب الارباب سے ہوا کہ اے مطلع کواکب رسالت و اے معدن جواہر عزت و جلالت اتنے مراحل اور منازل اور
مقامات طی کیے تو نے اور عجائبات عالم سفلی اور علوی کے دیکھے تو نے تحفہ بارگاہ کبریا اور ہدیہ درگاہ عز و علا کا کیا لایا سید
عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے زبان نیاز کی کھولی اور عرض کی کہ الہی مین کارخانہ حدوث سے آتا ہون اوس ویرانہ مین
کوئی چیز لائق تحفہ اس درگاہ کے نہین خطاب عزت پھر ہوا کہ اے سالک مسالک بلاغت و اے ناہج مناہج فصاحت جو کہ قدم
پایہ منبر افلاک پر رکھا تو نے خطبہ ثنا ہمارے کا زبان پر جاری کر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی الہی اگرچہ
بیچ درمیان فصحاء عالم اور بلغاء بنی آدم کے دعوی انا افصح کا کیا ہے لیکن اس مقام مین بجز مہر خاموشی زبان پر رکھنے کے سامان
نہین ہے کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی نہین شمار کرسکتا ہون مین تعریف کو اوپر تیرے تو ویسا ہے
جیسا کہ تو نے تعریف کی اوپر اپنے جو خواجہ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ادب نگاہ رکھا لطف بیکران باری تعالی نے انکو
مجبور رکھا کہتے ہین کہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی آپکے کان مین آئی کہ اے محمد ثنا کہو اپنے پروردگار کے یا جبرئیل علیہ السلام نے
وقت جدا ہونے کے وصیت کی تھی ثنا کہنے کی اور صحیح تر وہ ہے کہ الہام الہی خاطر مطہر سید البشر پر ہوا کہ یہہ کلمات عالیشان
زبان معانی بیان پر جاری ہوئے کہ التحیات للہ والصلوات والطیبات یعنی سب عبادتین زبانی اور سب عبادتین بدنی
اور سب عبادتین مالی واسطے اللہ کے ہین پھر بدلے اس ثنا کے خلعت اس نوازش کا پایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ یعنی سلام ہو تجھپر اے نبی اللہ کے اور رحمت اللہ کی اور برکت اوسکی ساقی بزم نبوت نے تجرع اس شربت کرامت

کیفیت بایدہ ہو کر بچا یا کہ مفلسان امت کہ خمار زدگان خرابات دنیا کے ہین فیض اس مجلس سے بے بہرہ رہین ایک جرعہ خاکساران امت پر بھی بٹا کہ فرمایا السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین یعنی سلام ہو ہمپر اور اوپر بندون اللہ کے جو نیک ہین پس ملائکہ نے ساتھ دیکھنے رحمت احدی اور مشاہدہ کرنے شفقت محمدی کے زبان ثنا خوانی کی کھولی اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ترجمہ گواہی دیتا ہون یہہ کہ نہین کوئی معبود لائق عبادت کے مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون یہہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بندے اوسکے ہین اور رسول اوسکے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف فرمائی کہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ترجمہ مانا پیغمبر نے اوسکو جو نازل کیا گیا طرف اوسکے رب اوسکے سے خواجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے جناب باری مین مناجات کی کہ الٰہی شرف سے اس خلعت ستایش کے امت مرحومہ کو محروم نفرما آفریدگار جہان نے واسطے تسلی دل معتبر و بہتر عالم کے امت کی تعریف کی اور اونکے ایمان اور ایقان سے خبر دی اور فرمایا کہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ ترجمہ اور مسلمانون نے سب نے مانا اللہ کو اور اوسکے فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور رسولون کو اور دوسری روایت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے پوچھا کہ ای محمد تیری امت قبول کرنے مین احکام کے کیسی ہے آپ نے عرض کی کہ الٰہی مینے اونکو نہایت اطاعت اور اجابت مین پایا وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ترجمہ اور بولے ہمنے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہین ای رب ہمارے اور طرف تیرے ہی لوٹنا ہے پھر خطاب ہوا کہ ہم بھی اونکو اجر زیادہ دینگے اور اونپر آسانی کو کام فرماوینگے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ترجمہ اللہ تکلیف نہین دیتا ہے کسی شخص کو مگر بقدر اوسکی گنجائش کے واسطے اوسکے ہے جو اوسنے کمایا اور اوسپر بوجھ اوسکا جو اوس نے کسب کیا پھر آواز روح الامین کی سنی کہ سل تعطہ یعنی مانگ دیا جاویگا تو جو مانگے گا یا بالہام اور القای الٰہی کے حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا شروع کی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو جیسا کہ پکڑا تو نے بسبب نسیان اور خطا کی اگلون کو کہتے ہین کہ تھی بنی اسرائیل جب بھول جاتی کوئی چیز ماموراتِ مین سے یا چوک جاتے تو شتابی کرتی اونکی طرف عقوبت یعنی حرام ہو جاتی اونپر وہ شی کہ حلال تھی اونکے لیے کھانے یا پینے کی چیزون سے بقدر حیثیت اوس گناہ کے پس امر کیا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کہ درخواست کرین رفع مواخذہ اپنے کے ساتھ اوسکے پس تحقیق اوٹھا دی اللہ تعالیٰ نے یہہ بات اس امت سے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے پس مقصود سوال رفع مواخذہ سے اقرار اور اعتراف ہے ساتھ اس نعمت کی یعنی اظہار کرنا اور حدیث کرنا ساتھ اوسکے موافق واما بنعمۃ ربک فحدث کی خازن اور جلالین ترجمہ اگر ہم بھولین یا چوکین ای رب ہمارے نرکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تھا ہمسے اگلون پر ای رب ہمارے اور نہ اوٹھوا ہم سے جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسے اور بخشش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہی ہمارا صاحب ہے سو مدد کر تو ہماری قوم کافر پر ہذا اقتبس من جواہر التفسیر

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خطاب آیا کہ یا محمد امن الرسول بما انزل الیه من ربه ترجمہ ای محمد ایمان
لایا رسول ساتھ اوسکے جو اوتارا گیا طرف اوسکے رب اوسکے سے کہا مینے ہان ای پروردگار میرے فرمان آیا کہ دوسرا
یعنی اور دوسرا کون ایمان لایا کہا مینے والمؤمنون کل امن بالله وملئکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله
وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر یعنی اور مومن سب ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور
کتابون اوسکے کے اور پیغمبرون اوسکے کے اور یہہ کہتے مین کہ نہین فرق کرتے ہین ہم درمیان ایک کے رسولون اوسکے سے
اور کہتے ہین کہ سنا ہمنے اور اطاعت کی ہمنے آمرزش چاہتے ہین ہم تیری ای رب ہمارے طرف تیرے ہے پھر جانا خطاب آیا کہ
قد غفرت لك ولامتك یعنی بیشک بخشا مینے تجھکو اور تیری امت کو اور تو کچھ مانگ لیوین ہم کہا مینے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا
او اخطانا ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھول گئے یا چوک گئے ہم فرمان آیا کہ نسیان اور خطا امت تیری سے اوٹھالی
ہمنے اور علاوہ اوسکے جو کچھ ساتھ اکراہ یعنی ساتھ زبردستی کے اون سے صادر ہو اوس سے درگذر کی ہمنے اور اسی
واسطے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان الله تجاوز لی عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرهوا علیه ترجمہ
تحقیق اللہ تعالی نے درگذر کی بسبب میرے امت میری سے خطا اور نسیان اونکے سے اور اوس سے جس پر اکراہ کیے گئے حضرت
فرماتے ہین کہ بعد اسکے کہا مینے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ترجمہ یعنی ای پروردگار ہمارے نہ لاد اوپر
ہمارے بھاری بوجھ یعنی تکلیفین اور شقتین سخت کہ امم سابقہ پر یعنی یہود پر لادین تونے اور وہ پچاس نمازین پڑھنا اور چوتھائی
مال زکوۃ دینا اور بدن اور کپڑے ناپاک کا کترنا اور مسجد ہی مین نماز پڑھنا اور توبہ شرک سے نفس کا مار ڈالنا اور غنیمت کا حرام
ہونا اور خون کے بدلے خون ہی کرنا اور جو کوئی اون مین گناہ کرتا تو وہ گناہ اوسکے دروازہ پر لکھا ہوتا علی ہذا القیاس اور
تکالیف شاقہ شرعیہ اور تعیین معالم مظہری حبل شرح مثنوی مولانا عبد العلی فرمان آیا کہ ایسا ہی کیا مینے جیسا کہ چاہا تونے
یعنی بوجھ بھاری اگلی امتونکا سا تیری امت پر نہ لادونگا مین ما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی نہین رکھا اللہ تعالی نے
تمپر بیچ دین کے کوئی کام مشکل پھر کہا مینے ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به ای پروردگار ہمارے وہ بوجھ ہم پر نرکھ جسکی ہمکو
طاقت نہین ہے جیسے کہ فرضیت قیام لیل کی اور بلا و عقوبت مثل مسخ اور خسف اور غرق کے فتوحات مکیہ خطاب آیا
کہ ایسا ہی کیا ہمنے ساتھ تیرے اور تیری امت کے اور کچھ مانگ تو وہ بھی دیوین ہم تجھکو کہا مینے واعف عنا واغفر لنا وارحمنا
یعنی مٹا دے ذنوب ہمارے اور چھپا لے عیوب ہمارے اور ساتھ مواخذہ کے فضیحت نکر ہم کو اور رحم اور فضل کر ہم پر پیارے
اور اور بعضے علما نے کہا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزین جناب باری سے طلب کین
ایک عفو دوسری مغفرت تیسری رحمت اور یہہ طلب کرنا اسلیے تھا کہ اگلی تین امتون کو اللہ تعالی نے ساتھ تین عذاب کے
ہلاک کیا تھا ایک کو ساتھ خسف کے یعنی دھسانے کے زمین مین مثل قارون اور اوسکے ساتھیون کے اور قوم دوسری
کو ساتھ مسخ کے یعنی صورت بدل دینے کے جیسا کہ قوم داود علیہ السلام کے کہ اون مین سے بندر ہو گئے اور قوم تیسری کو

ساتھ قذف کے یعنی لوٹ دینے اور پتھر برسانے کے جیسے کہ قوم لوط علیہ السلام کے سو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم ان
تینوں باتوں سے نہایت خوفناک تھے کہ مبادا کہیں میری امت ساتھ ایک عذاب کے ان تینوں سے معذب ہو لہذا اوس
مقام قرب اور کرامت میں عرض کی اور تینوں سے امن طلب کی اور فرمایا واعف عنا ای من الخسف واغفر لنا ای من المسخ
وارحمنا ای من القذف یعنی ہمسے درگذر فرما دہسا دینے سے اور بخشش کر ہماری صورت بدل دینے سے اور رحمت فرما ہم پر پتھر برسانے
سے خطاب باری ہوا کہ قد فعلت یعنی تحقیق کیا میںنے ای قبول کیا میںنے پھر فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم بعد
اوسکے فرض ہوئیں ہر ایک رات دن میں پچاس نمازیں کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ کہا سعید بن جبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کے الم اجدک یتیما فاویتک کیا نہیں پایا میںنے تجھکو یتیم پھر جگہ دی میںنے
تجھکو الم اجدک ضالا فہدیتک کیا نہیں پایا میںنے تجھکو بھٹکتا ہوا پھر راہ دی میںنے تجھکو الم اجدک عائلا فاغنیتک کیا نہیں پایا میںنے تجھکو
مفلس پھر غنی کیا میںنے تجھکو اور معنی دوسرے بطور اہل اشارت کے یہہ ہیں کیا نہیں پایا میںنے تجھکو در یتیم کہ ساری ممکنات میں
وہ سر التجسا نہیں ہے پس جگہ دی میںنے اپنے قرب میں کہ اوس قرب سے دوسرے لوگ اوس سے بعید ہیں چنانچہ لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل دلالت رکھتی ہے الم اجدک ضالا فہدیتک نہ پایا میںنے تجھے گم کرنے والا طرف جمیع
ادیان باطلہ کے پس راہ اپنے قرب کی اور روی یگانگی کے تجھے دکھائی میںنے الم اجدک عائلا فاغنیتک کیا نہ پایا میںنے باطن تیرا
مفلس حب غیر سے پس ساتھ جمیع مراتب دوستی اور بخشش اپنی کے تونگر کیا میںنے تجھکو الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک
وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک کیا نہیں کھولا ہمنے تیرے لیے سینہ تیرا اور اوتار لیا ہمنے تجھسے بوجھہ تیرا
ایسا بوجہ کہ توڑتا تھا پیٹھہ تیری اور اونچا کیا ہمنے ذکر تیرا اور بیہقی میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آیا
کہ بیشک فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مانگ سو کہا آپ نے کہ بیشک بنایا تونے ابراہیم کو اپنا خلیل
پھر دیا تونے اونکو ملک بڑا احتمال ہے کہ اوس سے وہ ملک مراد ہو کہ دیا گیا آل ابراہیم علیہ السلام کو مثل یوسف علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام
وغیرہم کے ملوک بنی اسرائیل سے جیسا کہ فرمایا فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکا عظیما
یا قہر و غلبہ اونکا ہے اپنے عہد کے بڑے بڑے بادشاہوں پر جیسے کہ نمرود پر اور اوس بادشاہ پر کہ جسنے لوط علیہ السلام کو
قید کیا تھا پھر ابراہیم علیہ السلام نے جہاد کر کے چھڑایا کسواسطے کہ قاہر اور غالب اعظم ہوتا ہے متصوری یا ملک نبوت ہے
اور اوس سے ملک نفس و زہد مراد لینا غیر مناسب ہے اسیطرح ابن کثیر نے تقریر کی اور ملا علی قاری نے یوں تحریر کی کہ دیا تونے
آل ابراہیم کو مع ابراہیم کے ملک بڑا اور تفصیل ملک ابراہیم کی روضۃ الصفا میں اور فتح العزیز میں ہے اور باتیں کین تونے
موسیٰ علیہ السلام سے خوب اور دیا تونے داؤد کو ملک بڑا اور نرم کر دیا تونے مانند موم کے اونکے لیے لوہا اور تابع کیا تونے اونکو
پہاڑون کو اور عنایت کی سلیمان علیہ السلام کو سلطنت بڑی اور فرمانبردار کر دئے اونکے آدمی اور جن اور شیاطین اور اونکو
تابع کیا تونے ہوا کو اور عطا کی تونے اونکو بادشاہی کہ نہیں سزاوار ہے کسی ایک بعد اونکے اور سکھائی تونے عیسیٰ علیہ السلام کو

توریت اور انجیل توریت سکہلائی بطریق طبیعت کے اور انجیل بطریق جہالت کے چنانچہ ملا علی قاری نے فرمایا اونسیم الریاض میں کہا کہ حفظ کرلیا او نحوں نے توریت کو اور نزل کیا اوسکے موافق اسلیے کہ انجیل میں احکام نہیں ہیں اوس میں فقط حکمتیں اور توحید کی حقیقتیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اوسمیں بہ نسبت توریت کے تھوڑے ہے احکام ہیں اقتدی کیا تونے اونکو کہ چنگا کرتے تھے اندہے مادرزاد کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتے تھے مردونکو تیرے حکم سے اور محفوظ رکہا تونے اونکو اور اونکی ماں مریم کو شیطان مردود سے سو نتہی شیطان کو اون دونوں پر کوئی راہ جیسے کہ اوس تعالی شانہ کے قول میں ہے وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم فتقبلہا ربہا پھر فرمایا اللہ تعالی نے حضرت ﷺ واسطے تسلی کے مرتبہ غیلہ سے ساتھہ عطائے اعلی رتبہ سے بیشک بنایا مینے تجھکو حبیب وہ لکہا ہے توریت میں محمد حبیب الرحمن لیں یہ مقابلہ میں خلت کے فرمایا اور محبت خاص تر اور بزرگتر ہے خلت سے اور ذکر نفرمایا مقابلہ اونکے کہ اوندراج و مراتب انبیا کے کہ مذکور میں پیچھے خلت کے اسلیے کہ وہ معلوم ہیں کیونکہ آپ راضی نہوئے ملک سے اور قبول نفرمایا آپنے بادشاہت کو جبکہ آپکے واسطے پیش کی گئی بلکہ اختیار کیا عبدیت کو نسیم الریاض اور محبت ماخوذ ہے حبۃ القلب ﷺ اور فعیل احتمال کو ہے بمعنی فاعلیت اور مفعولیت کے سو واسطے آپکے جمع ہوئے دو مرتبہ محبیت اور محبوبیت کے ہمدانی نے سبعیات میں نقل کیا کہ تحقیق حدیث میں ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا قصد کیا مینے لیلۃ المعراج میں اپنی نعلین اوتارنے کا پس سنی مینے ندا اللہ تبارک تعالی کی طرف سے یا محمد لاتخلع نعلیک تشرف السماء بہما ای محمد نہ اوتار اپنی نعلین مشرف کر آسمان کو ساتھہ اونکے عرض کیا مینے ای رب میرے تونے فرمایا موسی کو فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی ارشاد ہوا ای ابوالقاسم قریب ہو مجھسے نہیں ہے تو نزدیک میرے مانند موسی کے کیونکہ وہ کلیم میرا ہے اور تو حبیب میرا ہے اور وجہ تخصیص اضافت حبیب کی طرف رحمن کے واسطے ہونے اوسکے کے ہے رحمۃ للعالمین نزدیک ارحم الراحمین کے ریاض ملا علی قاری اور بھیجا مینے تجھکو واسطے تمام آدمیوں کے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور کھولا میں تیرا سینہ اور اوتار لیا مینے تیرا بوجھہ اور بلند کیا مینے ذکر تیرا سو نہیں ذکر کیا جاتا ہوں میں مگر کہ ذکر کیا جاتا ہے تو ساتھہ میرے مگر چند مقام میں اون میں سے جواب عطسہ کا ہے اور ذبح جانور کا اور کیا مینے امت تیری کو بہترین امت نکالی گئی واسطے آدمیوں کے کہ امر کریں اونکو ساتھہ معروف کے اور منع کریں اون کو برائی سے جیسا کہ آیت کنتم خیر امۃ الخ سے واضح ہے اور کیا مینے امت تیری کو امت میانہ یعنی افراط اور تفریط سے اور کیا مینے امت تیری کو کہ وہی اول ہیں یعنی دخول جنت میں اور وہی آخر ہیں انبیا میں یعنی خاتم ہیں اور امتوں کے اور کیا مینے امت تیری کو کہ جائز نہیں ہے واسطے اونکے خطبہ یہاں تک کہ شہادت دیوین کہ تو بندہ خاص میرا ہے اور رسول میرا ہے خطبہ ایک کلام ہے کہ ارشاد کیا جاتا ہے علی رؤس الاشہاد واسطے اعلام کے ساتھہ امر اونکے کے جیسے کہ عادت عرب کی تھی کہ جب جمع ہوتے کسی مجلس میں کھڑا ہوتا ایک اون میں سے اور خطبہ پڑھتا جسکو کہ تفاخر کرتے یا مصالح کرتے یا وعظ کا ارادہ کرتے اور شرع میں بھی خطبہ شروع رہا کہ جب واقع ہوتا کوئی امر کھڑے ہوتے

پیغمبر علیہ السلام اون مین خطیب ہوکر اور خطبہ ماخوذ ہے خطب سے اور خطب کے معنی امر عظیم کے ہیں اور کافی ہوا وہ شروع ہونے
ہونے مین بیچ جمعہ اور عیدین اور نکاح اور استسقا کے واسطے وعظ لوگون کے اور مانند اونکے اور نہین اعتبار ہے خطبہ کا مگر
اوسوقت کہ کہین بیچ اون کلمے شہادت کے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جس خطبہ مین تشہد نہین ہے وہ ناقص البرکت اور مقطوع الفائدہ
ہے نسیم الریاض وغیرہ اور کئے مینے تیری امت مین سے بہت لوگ کہ دل اونکے ہین کتابین اونکی کہ قرآن اور حدیث یاد رکھتے ہین
اور کمال تقوی حاصل کرکے علم لدنی دئے جاتے ہین بغیر اجتہاد کرنے ہین چنانچہ العیون کے حق مین ہے اشقفت قلبا وعلوا فتانک
المغلق ن اور کیا مینے تجھکو اول نبیون کا از روی پیدائش کے اور پچھلا اونکا از روی بعثت اور ارسال کے اور اول ونکا کہ فیصلہ
اور حکم کیا جاویگا واسطے اونکے اور دی مینے تجھکو سبع المثانی یعنی سورہ فاتحہ کہ نہین دی مینے وہ کسی نبی کو پہلے تیرے
اور دیا مینے تجھکو خاتمہ سورہ بقر کا یعنی پچھلی تین آیتین آمن الرسول سے آخر سورہ تک عرش کے نیچے کے خزانہ سے کہ نہین دیا مینے
اونکو کسی نبی کو پہلے تجھسے ابن عمر نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے اوتارین اللہ تعالی نے مجھپر دو آیتین خزانون جنت سے کہ خاتمہ کیا سورہ بقر کا
ساتھ اونکے لکھا رحمان نے اپنے ہاتھ سے دو ہزار برس قبل پیدائش مخلوق کے جو کوئی اونھین پڑہے بعد عشا کے دوبار کفایت کرین
اوسکو شر شیطان سے اور نہووے اوسکا غلبہ اوسپر شب بیری اوس چیز کو کہ لوح محفوظ مین ہے ساتھ خزانے کے کہ نہین مطلع
ہوا ہو اوسپر کوئی اور وہ آتیم سورہ بقر کو ہے ثواب پڑہنے اوسکے کے ساتھ مال عظیم کے کہ نکالا گیا اوس خزانہ سے نسیم الریاض اور
دیا مینے تجھکو کوثر اور عطا کئے مینے تجھکو آٹھ حصے ایک اسلام دوسرے ہجرت تیسرے جہاد چوتھی نماز پانچوین صدقہ چھٹے روزہ رمضان
کے ساتوین امر بالمعروف آٹھوین نہی عن المنکر اور کیا مینے تجھکو فاتح اور خاتم یعنے فاتح آفرینش کا اور خاتم رسولون کا کہ مفتوح باب
آفرینش پہلے آپ ہی کے نور مبارک سے ہوا اور تمامی سب رسولون کی آپ ہی کے وجود اشرف سے ہوئی اور اسناد مین اس روایت کے
جعفر رازی ہے کہ وہ ضعیف ہے اور کہا ابو زرعہ نے کہ وہ تہمت کیا گیا ہے یعنی ساتھ کذب کے اور کہا ابن کثیر نے کہ ظاہر یہ ہے کہ تھا وہ
سیی الحفظ یعنی حافظہ اوسکا اچھا نہ تھا اور ذکر کیا فخر الدین رازی نے اپنے والد سے کہ کہا اونھون نے کہ سنا مینے ابو القاسم سلیمان انصاری
سے کہتے تھے وہ کہ جب پہونچے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ کو یعنی شب معراج مین وحی کی اللہ تعالی
نے طرف آپکے کہ ای محمد ساتھ کس چیز کے مشرف کیا مینے تجھکو عرض کی آپنے کہ الہی رب میرے مشرف کیا تو نے ساتھ منسوب کرنے کے
مجھکو ساتھ عبودیت اپنی کے سو نازل کیا اللہ تعالی نے سبحان الذی اسری بعبدہ کو سو موسوم کیا آنحضرت کو اللہ تعالی نے ساتھ اسم
عبد کے واسطے متحقق ہونے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس اسم اعظم کے اور متصف ہونے آپکے ساتھ تمام صفتون
اوسکی کے سو نہین صلاحیت رکھتا ہے یہ اسم یعنی عبدیت کا حقیقۃ مگر واسطے اوس علیہ السلام کے اور واسطے قطبون کے بعد آپکے
تبعا نہ حقیقۃ اور اگرچہ اطلاق کیا جاوے غیر پر اونکے مجازا اور بعضی اہل اشارات نے کہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ ای محمد دیا مینے تجھکو
ایک نور کہ دیکھے تو ساتھ اوسکی جمال میرا یعنی حسن ذاتی اور انوار ربی نسیم الریاض اور دی مینے تجھکو شنوائی کہ سنے تو ساتھ اوسکی کلام
میرا جو نہین ہے جنس حرف اور ہجا اور نغمہ اور اصوات کیسی اور ای محمد تحقیق مینے بخشا اونکے تجھکو ساتھ زبان حال کے معنے

عزوجل کے میری طرف اے امی محمد بھیجا ہینے تجکو طرف آدمیون کے شاہد یعنی گواہی دینے والا دن قیامت کے چنانچہ بخاری اور نسائی اور ترمذی مین ابی سعید خدری رض سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لائے جاوینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے پھر کہا جاویگا اونسے کیا تبلیغ کی تو نے سو وہ عرض کرینگے ہان ای رب میرے پھر پوچھا جاویگا اونکی امت سے سو وہ عرض کرینگے نہین آیا ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پھر کہا جاویگا نوح سے کون شاہد ہین تیرے وہ عرض کرینگے محمد صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم اور اونکی امت پھر بلائی جاویگی آپ کی امت پھر وہ شاہدی دینگے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو تبلیغ رسالت کی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پھر بلائے جاوینگے آنحضرت صلعم اور پوچھے جاوینگے حال اپنی امت کا سو تزکیہ کرینگے آپ اوسکا اور شاہدی دیوینگے اون کے سچے ہونے پر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور شاہد مطابق ہونے والا ساتھ حقیقت اوس چیز کے کہ گواہی دینے ساتھ اوسکے سو دکھاتا ہون مین تجھے جنت اپنی کہ گواہی دے تو یا مشاہدہ کرے تو اوس چیز کا کہ تیار کی ہے مینے اوسمین اپنے دوستون کے لیے اور دکھاتا ہون مین تجکو اپنی دوزخ تو کہ گواہی دے تو اوسکی یا مشاہدہ کرے تو اوسکا کہ تیار کیا ہے مینے اوسمین اپنے دشمنون کے لیے پھر ظاہر کیا مینے تیرے لیے جلال اپنا اور کھولا مینے تیرے لیے جمال اپنے سے تو کہ جانے تو کہ شان مین پاک ہون بسبب کمال عظمت اپنی کے مانند سے اور شکل سے اور وزیر سے اور مشیر سے پھر دیکھا آپنے اوس تعالی شانہ کو بسبب ایسی نور کے کہ دیا تھا اللہ تعم نے اونکو سو دیکھا اوس تعم شانہ کو بغیر ادراک یعنی دریافت کرنیکے اور بغیر احاطہ یعنی گھیرنے کے اوس حال مین کہ فرد یعنی اکیلا تھا اور اوس حال مین کہ صمد یعنی پاک اور بے نیاز تھا نہ کسی چیز مین اور نہ کسی چیز سے اور نہ قائم ساتھ کسی چیز کے اور نہ اوپر کسی چیز کے اور نہ محتاج طرف کسی چیز کے نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز سو کلام کیا آپنے اوس تعم شانہ سے بالمشافہ یعنی روبرو ہوکر بے حجاب پھر کہا گیا آپکے لیے کہ ای محمد ضروری تھا واسطے اس خلوۃ کے وہ راز کہ نہ لایا جاوے اور وہ رمز کہ نہ ظاہر کی جاوے پھر وحی کی طرف آپکے جو کچھ کہ وحی کی سو تھا وہ ایک راز رازون اوسکے سے کہ ہرگز مطلع ہوا اوسپر کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور تحقیق وارد ہوا ہے بعض اخبار مین کہ ذکر کیا اونکو علامہ ابن مرزوق نے بردۃ المدیح کی شرح مین کہ تحقیق نبی صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم جب پہونچے مقام قاب قوسین او ادنی مین عرض کیا اللہم انک عذبت الامم بعضہم بالحجارۃ و بعضہم بالخسف و بعضہم بالمسخ فما انت فاعل بامتی یعنی ای اللہ تحقیق عذاب کیا تو نے امتون کو کسی امت کو ساتھ پتھرون کے اور کسی کو اون مین سے ساتھ دہسانے زمین کے اور کسی کو ساتھ بگاڑ دینے صورتون کے سو کیا کرنے والا ہے تو ساتھ امت میری کے قال انزل علیہم الرحمۃ وابدل سیئاتہم حسنات ومن دعانی منہم لبیتہ ومن سألنی اعطیتہ ومن توکل علی کفیتہ وفی الدنیا استر علی العصاۃ وفی الاخرۃ اشفعک فیہم ولولا ان الحبیب یحب معاتبۃ حبیبہ لما حاسبت امتک ترجمہ فرمایا اللہ تعم نے اوتارونگا مین اوپر رحمت اور بدل دونگا مین بدیان اونکے ساتھ نیکیون کے اسکے معنی کئی طرح پر ہین ایک یہ کہ بدل دیتا ہے اللہ تعم بری اعمال اونکی جو حالت شرک مین اون سے ہوئی تھی ساتھ اچھے اعمال کے حالت اسلام مین

سو بدل دیتا ہے ساتھ شرک کے ایمان اور توحید کو اور ساتھ قتل مومنین کے قتل مشرکین کو جہاد مین اور ساتھ زنا کے عفت کو دوسرے یہہ کہ بدل دیوینگا اللہ تعالی برائیان اونکی کہ حالت اسلام مین دنیا مین کی تھین نیکیون سے دن قیامت کے از راہ فضل تیسرے یہہ کہ مٹا دیتا ہے بسبب ندامت کے تمام برائیان اور ثابت رکھتا ہے بجای ہر برائی کے نیکی چوتھے یہہ کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالی دنیا مین استعداد و ملکہ معصیت کا جو نفس مین ہے ساتھ استعداد اور ملکہ طاعت کے معالم و مظہری ترجمہ جو پکاریگا مجھکو کوئی اون مین سے حاضر ہونگا مین اوسکے پاس اور جو کوئی مانگے گا مجھسے دونگا مین اوسکو اور جو کوئی بھروسا کریگا مجھپر کفایت کرونگا مین اوسکو اور دنیا مین پردہ پوشی کرونگا گنہگارون کی اور آخرت مین شفاعت قبول کرونگا مین تیری اونکے حق مین اور اگر نہوتا یہہ کہ حبیب دوست رکھتا ہے عتاب دوست اپنی کا تو البتہ نہ حساب لیتا مین تیری امت کا اور جب ارادہ کیا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے وہان سے لوٹنے کا تب عرض کی کہ ای رب ہر ایک سفر سے آنے والے کے لیے کچھہ تحفہ ہوتا ہے سو کیا ہے تحفہ میری امت کا فرمایا مین اونکے لیے ہون جب تک زندہ رہین اور اونکے لیے ہون جب مرجاوین اور رہین چین اونکے لیے ہون قبر مین اور مین اونکے لیے ہون قیامت مین انتہی اور حدیث معراج مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے کہ بعد عرض ظروف کے مجھپر پچاس نمازین فرض ہوئین ہر روز پھر مین وہان سے پلٹ آیا سو حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسی علیہ السلام نے کہا کیا حکم ہوا تمکو کہا مینے مجھکو ہر روز پچاس نماز کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمہاری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز نہوسکے گی اور البتہ خدا کی قسم مین آزما چکا ہون لوگون کو تم سے پہلے اور مین علاج کر چکا ہون قوم بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے سو پلٹ جاؤ اپنے رب کے پاس اور اوس سے آسانی مانگو اپنی امت کے واسطے سو مین بموجب کہنے اونکے کے پھر گیا جناب باری تعالی مین سو خدا نے میرے اوپر سے دس وقت کی نماز اوتار ڈالی سو مین موسی علیہ السلام کے پاس پھر آیا موسی علیہ السلام نے پھر اوسی طرح مجھہ سے کہا پھر مین پلٹ گیا تو میرے واسطے خدای تعالی نے دس وقت کی نماز کو اوتارا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس گیا پھر موسی علیہ السلام نے اوسی طرح کہا پھر مین پلٹ گیا سو مجھکو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس گیا پھر موسی نے اوسیطرح کہا پھر مین پلٹ گیا تو مجھکو ہر روز پانچ نمازونکا حکم ہوا سو مین موسی علیہ السلام کے پاس پھر آیا تو موسی نے کہا کیا تمکو حکم ہوا تو مینے کہا ہر روز پانچ نمازون کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمہاری امت سے ہر روز پانچ نمازین بھی نہوسکین گی اور البتہ تم سے پہلے مین لوگون کو آزما چکا ہون اور بنی اسرائیل کے علاج کر چکا ہون نہایت تدبیرون سے باوجودیکہ وہ قوی تھے جسم مین اور طویل تھی عمر مین اونسے صبر نہوسکا تکالیف شاقہ پر تو ان سے کیونکر ہوسکے نسیم الریاض سو پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور اپنی امت کے لیے آسانی مانگو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے کہا موسی سے کہ سوال کرتا گیا مین اپنے رب سے یہان تک کہ مین شرما گیا یعنی اب نہین عرض کر سکتا ولیکن اب تو راضی ہوتا ہون اور مانے لیتا ہون پھر جب مین موسی علیہ السلام سے آگے بڑہا تو پکارنے والے نے پکارا کہ مینے جاری کیا اور مضبوط کیا اپنے فرض نماز کو اور بوجہ اوتار ڈالا اپنے بندون سے صحیح مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوئے تو حکم ہوا کہ ایک نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ملیگا تو پانچ کی پچاس ہوگئین

نوابت یہ تخفیف بھی ہوئی اور تقدیر الٰہی کے بھی خلاف نہوا کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور خطابی نے کہا کہ بار بار
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعہ کے پاس بھیجا اور آپنے تخفیف چاہی تو معلوم کیا تھا
اونھون نے کہ پہلا حکم واجب قطعی نہین ورنہ الا کا ہے کو یہہ تکرار کرتے سو ظاہر ہونا بار بار عرض کا دلیل ہے اسپر کہ پہلا حکم غیر واجب
تھا قطعًا اسلیے کہ جو چیز واجب ہوتی ہے قطعًا تو نہین قبول کرتی تخفیف کو ذکرہ الطیبی اور ملا علی قاری نے فرمایا کہ جو چیز واجب
نہین ہوتی اوس مین تخفیف چاہنے کی کیا حاجت ہے تو صحیح یہہ ہے جو بعضون نے کہا ہے کہ اللہ تعہ نے پہلے پچاس نمازین فرض
کی تھین پھر رحم کیا اپنے بندون پر اور نسخ کیا اونکو ساتھ پانچ کے جیسے اور بعض احکام منسوخ ہوئے ہین کذا فی مظاہر الحق
اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ کہا ابی حمزہ نے کہ حکمت بیچ تخصیص فرض ہونے نماز کے شب معراج مین وہ تھی کہ جب تشریف لے
گئے آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم عالم ملکوت پر تو فرشتون کو عبادت کرتے دیکھا بعض کو قیام مین اور بعض کو رکوع
مین اور بعض کو سجود مین سو جمع کی اللہ تعہ نے عبادت اون سب فرشتون کی ایک رکعت مین اونکے اور اونکی امت کے لیے
تو کہ پڑہے اوسکو بندہ ساتھ شرائط اوسکے کے اور جمع خاطر اور اخلاص کے اور حکمت بیچ وضع ان نمازون کے بیچ ان پانچ وقتون
کے یہہ ہے کہ دروازے آسمانون کے کھولے جاتے ہین ان وقتون اور بعضی کہتے ہین کہ یہہ وقت فراغت کے ہین اشتغال امور دنیاوی
سے غالبًا پس مشروع فرمائے اونمین اعمال اخروی واسطے شکرانہ نعمتون مترادفہ کے اور وضع نماز کی دو اور تین اور چار رکعتون
پر واسطے موافقت اجنحہ ملائکہ کے ہے کہ استغفار کرتے ہین مومنین کے واسطے اور بعضے کہتے ہین دو رکعتین اسواسطے ٹھہرائین کہ
بندہ روح اور جسد ہے اور تین اسلیے کہ وہ نفس اور روح اور قلب ہے اور چار اسلیے کہ اوسکے لیے چار طبیعتین ہین حرارت برودت
رطوبت یبوست اسطرح ذکر کیا ہے اسکو بیچ سراج کے اور منجملہ نعمای الہیہ کے نعمت خلقت کے ہے کہ فضل اور بزرگی دی جوہر انسانی
کو ساتھ تصویر کرنے کے بیچ احسن تقویم کے اور اون مین سے سلامتی اعضا کی ہے آفات سے اسلیے کہ بسبب اوسکے قدرت رکھی ہے
اقامت مصالح پر پس ادا کرے شکر اوسکا ان نعمتون مین ساتھ استعمال کرنے اونکے کے خدمت مین منعم حقیقی کے اور یہہ عبادت
جامع ہے استعمال اعضای ظاہری اور باطنی کو ساتھ قیام اور رکوع اور سجود کے اور حفظ عین کو نظر اغیار سے اور شغل قلب کو
ساتھ نیت کے اور شعور پانے خوف و رجا کو اور حضار دین کو ساتھ تعلیم کے اور تحقیق کہ موسیٰ علیہ السلام سے اس امت کے حق
مین بیچ امر نماز کے وہ مہربانی اور عنایت واقع ہوئی کہ نہ واقع ہوئی غیر اس امت کے لیے اور اشارہ اس امر پر حدیث مین ابی ہریرہ رض
کی جو طبرانی اور بزار نے روایت کی ہے واقع ہوا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تھے حضرت موسیٰ اشد اون کے
مجہپر جبکہ گیا مین یعنی یہان سے جاتے وقت حضرت موسیٰ اشد تھے از روی غبطہ کے بہ نسبت اور انبیا علیہ السلام کے میری امت
کا حال خیر مآل خیال کرکے اور خیر اونکی تھی ساتھ میرے جبکہ لوٹا مین یعنی وہان سے آتے وقت بہت مہربان تھے بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام
کی میری امت کے حال پر اور کہا سہیلی نے کہ باعنایت ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ امت محمدیہ کے اور الحاح اونکی ہمارے
نبی صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر مین کہ شفاعت کرین اپنی امت کے لیے اور تخفیف چاہین اونکے لیے نماز مین اللہ تعہ کے

اس قول کے سبب تھا وماکنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر وماکنت من الشاھدین یعنی نتھا تو ای محمد طرف جبل
غربی کے جبکہ حکم کیا ہمنے موسیٰ کو ایک امر کا اور نتھا تو حاضرون مین سے اور دیکھین موسی علیہ السلام نے صفتین امت محمدی
صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت کی تختیون اور وہ ساتھ تھین اون مین سے چھہ مرفوع ہوگئین اور باقی رہی ایک جو مرفوع
ہوگئین اون مین اخبار بالغیب تہین جو باقی رہی اوسمین مواعظ اور احکام تھے ولیکن جسم تختیون کے مرفوع نہوے تھے فقط
حروف ہی اوڑگئے تھی پھر وہ جو مرفوع ہوئی تھین لوٹ گرائین دو تختیون مین ابن عباسؓ اور ابن زبیر کہتے ہین کہ جب ڈالدین موسیٰ نے
لوحین تو ٹوٹ گئین پھر چالیس دن موسی علیہ السلام نے روزے رکھے پھر لوٹکرائین دو لوح کے درمیان مین اون مین تھین
وہی چیزین جو پہلیون مین تھین اور امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا کہ قولہ تعہ اخذ الالواح دلالت کرتی ہے اوپر کہ الواح
نہ ٹوٹین اور نہ مرفوع ہوا توریت مین سے کچھہ فتوحات الٰہیہ پھر عرض کیا جناب باری مین کہ پاتا ہون ان تختیون مین ایک امت کو
کہ صفت اونکی اس اس طرح کی ہے اور کہا اللھم اجعلنی امتی یعنی ای اللہ تو کر اونکو امت میری فرمایا اللہ تعہ نے کہ وہ امت محمد
صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے الخ اور وہ حدیث مشہور ہے انشاء اللہ تعالی اب آتی ہے سو تھی شفقت موسی علیہ السلام کی امت
محمدیہ پر اور مہربانی اونکی اوسپر اوس قسم سے کہ شفقت کرے کوئی کسی قوم پر کہ وہ اوسی قوم مین سے ہو بقول اللھم اجعلنی منھم
بسبب کہنے موسی علیہ السلام کے ای اللہ کر تو مجھکو انہین سے انتھی واللہ اعلم اور وہ حدیث مشہور یہہ ہے اخرج ابو نعیم عن
ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان موسی لما نزلت علیہ التوریت وقرأھا
فوجد فیھا ذکر ھذہ الامۃ فقال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ ھم الآخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلک
امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ اناجیلھم فی صدورھم یقرأونھا ظاھرا فاجعلھا امتی قال تلک امۃ
احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ یاکلون الفیٔ فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب اجد فی الالواح امۃ
تجعلون الصدقۃ فی بطونھم یؤجرون علیھا فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ
اذا ھم احدھم بحسنۃ فلم یعملھا کتب لہ حسنۃ واحدۃ وان عملھا کتبت لہ عشر حسنات فاجعلھا امتی قال
تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ اذا ھم احدھم بسیئۃ فلم یعملھا لم تکتب وان عملھا کتبت
سیئۃ واحدۃ فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ یؤتون علم الاول وعلم
الاخر فیقتلون المسیح الدجال فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب فاجعلنی من امۃ احمد فاعطی عند
ذلک خصلتین فقال یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اعطیتک وکن من
الشاکرین قال قد رضیت یا رب **ترجمہ** یعنی نقل کیا اسکو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق موسی علیہ السلام جب اوتری اونپر توریت اور پڑہا اوںھون نے اوسکو سو پایا
اونھون نے اوس مین ذکر اس امت کا پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین یعنی

توریت کے تختیون مین ایک امت کو وہ پچھلی مین ظاہر مین اور پہلی مین خراج جنت مین سو تو کر او سکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے کہ تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کتابین اونکی ہین اونکے سینون مین یعنی یاد مین پڑہتے ہین وہ اوسکو یاد پر سو کر تو او سکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی اونھون نے ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ مال غنیمت کو یعنی وہ اونپر معاف ہے سو کر تو او سکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ صدقا اور ثواب پاتے ہین وہ اوسپر سو کر تو او سکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کہ جب کوئی قصد کرے اون مین سے ایک نیکی کرنے کا اور نہ کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہے اوسکے لیے ایک نیکی اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہین اوسکے لیے دس نیکیان سو کر تو او سکو امت میری فرمایا اللہ تعم نے یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ جب کسی نے اون مین سے قصد کیا گناہ کرنے کا اور نہ کیا اوسنے اوسکو تو نہین لکھا جاتا ہے اوسکے لیے گناہ اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھا جاتا ہے وہی ایک گناہ سو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ دیا گیا ہے اون کو علم اگلون اور پچھلون کا سو قتل کرینگے وہ مسیح دجال کو سو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمدؐ کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے سو کر تو مجھکو امت احمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی مین سے سو عنایت کی گئین اوسوقت حضرت موسی علیہ السلام کو دو خصلتین فرمایا اللہ تعم نے ای موسی تحقیق مین نے چن لیا تجھکو آدمیون پر ساتھہ رسالت اور ساتھہ کلام اپنے کے سو لے تو وہ چیز کہ عطا کی مینے تجھکو اور ہو تو شکر کرنے والون مین سے عرض کی کہ تحقیق راضی ہوا مین ای رب میرے انتہی اور روایت کیا ابن طغرل نے نطق المفہوم مین مرفوعًا ابن عباس رضی اللہ تعم عنہما سے کہ عرض کیا موسی علیہ السلام نے اللہ تعم سے کہ کیا اور کوئی امت بزرگتر ہے نزدیک تیرے میری امت سے کہ سایہ کیا تونے اونپر بادل کا اور اوتارا تونے اونپر من اور سلوی فرمایا اللہ سبحانہ تعم نے ای موسیؑ کیا نجانا تونے کہ تحقیق فضیلت امت محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی سب امتون پر ہے جیسا کہ فضیلت میری ہے سب خلق پر عرض کی موسی علیہ السلام نے کہ ای رب میرے دکھا تو مجھے اوس امت کو فرمایا ہرگز نہین دیکھے گا تو اونکو لیکن سناؤنگا مین تجھکو کلام اونکا پھر ندا کی باری تعالی نے اونکو پھر سب نے جواب دیا باپ کی پیٹھون اور مان کے پیٹون سے کہ لبیک اللھم لبیک ارشاد ہوا کہ صلوتی علیکم ورحمتی سبقت غضبی وعفوی سبق عذابی یعنی رحمت میری ہو تمپر اور رحمت میری سبقت لے گئی میرے غضب پر اور عفو میرا سبقت لے گیا عذاب میرے پر قبول کی مینے دعا تمہاری پہلے اس سے کہ دعا کرو تم اور جو کوئی مجھے ملے اور حال یہہ کہ گواہی دینے والا ہو وحدانیت میری کا اور محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا بخشدیتا ہون مین گناہ اوسکے فرمایا اوس حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ چاہا پروردگار میرے نے کہ منت رکھے مجھپر ساتھہ اس نعمت کے سو فرمایا اوس سبحانہ تعم نے وما کنت بجانب الطور اذ نادینا

لیتی تھا تو دو نصرانی محمد طرف طور کے او سوقت کنا ای ہمنے تیری امت کو تو کہ سنا وین ہم موسیٰ کو کلام اوسکا اور زیادہ کیا
قتادہ اور معاذ رضی اللہ عنہما نے اس روایت مین ہی کہ موسیٰ نے پھر عرض کی جناب باری تعالیٰ مین کہ ای رب کیا عجیب اور مرغوب ہے
آواز امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ای پروردگار سنا مجھکو دوسری بار ذکر کیا ان دونون حدیثون کو مواہب اللدنیہ مین
باب فضائل اس امت مین خطیب نے آیت ورحمتی وسعت کل شی کی معنی مین کہا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت میری عام ہوا اور شامل ہے
ہر شی کو خلقت میری سے بیچ دنیا کے بیچ نہین کوئی مسلمان اور نہ کافر اور نہ کوئی مطیع اور نہ کوئی عاصی مگر وہ پلٹنے والا ہے
میری نعمت مین اور یہی معنی مین اس حدیث کے ان رحمتی سبقت غضبی اور ایک روایت مین ہی غلبت غضبی لیکن آخرت مین لیس فرمایا
اللہ تعالیٰ نے فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ اور شعرانی نے یواقیت الجواہر مین نقل کیا کہ سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ ایک بار مین
ابلیس سے ملا اوسنے مجھے اور مینے اوسے پہچانا پھر ہم دونون مین مناظرہ پڑا اور کلام بہت بڑھا وہ تحیر ہوا اور مین بھی اور آخر کلام
اوسکا یہہ تھا کہ ای سہل اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ورحمتی وسعت کل شیء کو عام فرمایا ہے اور مین ایک شی ہون اور لفظ کل کا
مقتضی احاطہ اور عموم کو ہے مگر جو اوس سے مخصوص ہو جاوے اور لفظ شی کا نکرہ ہی پس تحقیق سمالیا رحمت اوسکی نے مجھے اور
سب عاصیون کو پھر کس دلیل سے تم کہتے ہو کہ رحمت خدا کی نہین پہونچے گی اونکو [illegible] سہل نے واللہ گونگا اور حیران کر دیا
مجھے اوسکی تقریر نے اور اوسکی ظفر یابی نے ساتھ اس دلیل کے پس متحیر ہوکر اس آیت کو دل مین تکرار کرتا تھا جب اس آیت کو پہونچا
فساکتبہا للذین یتقون تو خوش ہوا مین اور کہا مینے ای ملعون اللہ تعالیٰ نے مقید کیا ہے اوسکو ساتھ صفتون مخصوصہ کے کہ وہ
نکالے ہین اس عموم سے اور پڑھے یہہ آیت تو اوسنے مسکرا کر کہا قید لگانا تیری صفت ہی نہ اللہ تعالیٰ کے آخر القصہ اور یہی مواہب مین
ہی کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ امر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مراجعت کرانے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے باب مین محتمل ہے
اسپر کہ امت موسیٰ کو تکلیف ہوئی ہو ساتھ نماز کے ایسی کہ نہ مکلف ہوئی ہو ساتھ اوسکے اور ان پر بھاری تھین سو گران ہوئی یہہ بات اور پھر
پھر شفقت کی موسیٰ علیہ السلام نے امت احمدیہ پر مثل اسکے ویشیر الیہ قولہ انی قد جربت الناس قبلک خازن نے اس آیت فساکتبہا
للذین یتقون کی تفسیر مین ذکر کیا کہ بعضون نے کہا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ٹھہراتا ہون مین واسطے تیرے زمین کو
مسجد اور طہور یعنی جای سجدہ اور پاک کرنے والی تاکہ نماز پڑھ لیا کرو جہان کہین تمکو نماز آلیوے اور ٹھہراتا ہون تمکو کہ پڑھ لیا کرو
توریت یاد پر کہ یاد کر لیا اوسکو مرد اور عورت اور آزاد اور غلام اور چھوٹا اور بڑا پھر موسیٰ نے یہہ پیغام کہا اپنی قوم سے وہ بولی
کہ ہم نہین چاہتے مگر یہہ کہ نماز پڑھا کرین عبادت خانون مین اور نہین سکتے ہم کہ پڑھین توریت کو یاد پر اور نہ پڑھین گے ہم مگر دیکھکر
تو فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فساکتبہا للذین یتقون الی قولہ اولئک ہم المفلحون سو مقرر کیے گئے یہہ امور موصوفہ اس امت
مرحومہ کی خاطر اور بعضے نے اہل اشارات سے کہا کہ حکمت اس مین یہہ تھی کہ جب سوال کیا موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے پروردگار تعالیٰ
شانہ کا اور نہ حاصل ہوئی یہہ مراد باقی رہا شوق اور اشتیاق اوسکی ساتھ قلق اور اوسکے یعنی جنبش شوق اوسکو کہ پھر جب متحقق ہوا موسیٰ ع
کو کہ سیدنا محمد الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی رویت اور کھلا اونکے لیے دروازہ رویت کا آمین لیس کثرت سے

سوال کیا کہ اکتساب سعادت رویت کا کرین اوس کسی کی رویت کر دیکھا جسنے اوسکو یعنی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیہ کہ سبب کثرت سوال موسیٰ علیہ السلام کا واسطے تخفیف امر نماز کو اسلیئے تھا کہ قلقلہ رویت اوس تعالیٰ شانہ کا انکے دل مین باقی رہا تھا جب ثابت ہوا اونکو کہ امر دولت دیدار اوس تعالیٰ شانہ سے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم مشرف ہوئے پس سوال کیا کثرت کا امر نماز مین تاکہ حصول سعادت کرین اونکے دیکھنے سے کہ دیکھا اوس نے اوسکو لیستسعد برویتہ حبیب الحبیب ولیستسعد برؤیتہ من قد رآہ یعنی تو کہ سعادت حاصل کرین ساتھہ دیکھنے دوست کے دوست کو اور تاکہ سعادت حاصل کرین ساتھہ دیکھنے اوس شخص کے کہ دیکھا ہے اوسنے دوستکو انتہی اور جبکہ مراجعت مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام بہشت مین لے گئے اور منازل اور درجات اوسکے دکھائے فرمایا آپنے کہ دیکھا مینے حور اور قصور اور غلمان اور ولدان اور درخت اور میوہ اور باغات اور پھول اور نہرین اور حوض اور بالاخانے اور چیزین کئی قسم کے اسد تعالیٰ کی میر خوب جانتا ہون سرہر درا اور محل گھر اور جہروکے جنت کے اوس چیز سے کہ میری اس سجدین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا کہ جب مین بہشت مین آیا بڑے بڑے خیمہ موتی کے دیکھے مینے اور بہشت کی خاک مشک سی تھی اور ایک حدیث مین ہے کہ مطلع ہوا مین بہشت پر اکثر اہل بہشت کے فقیر اور درویش دیکھے مینے اور دوزخ پر مطلع ہوا مین اکثر اہل دوزخ کی عورتون اور تکبیرون اور جبابرون کو پایا مینے لکھا ہی کہ سبب عورتون کے زیادہ دوزخی ہونے کا وہ ہے کہ مردون کے حسب نسب مین طعن اور تشنیع کرتی ہین اور نافرمانی کرتے ہین اپنے خاوندون کی اور غیبت وغیرہ بہت کرتے ہین اور بعضی حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے کہ عرض کیا مجھپر دوزخ کو طوق اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو اور زفیر اور شہیق اور زمہریر اور دہوان کالا اوسکا دیکھا مینے اور بسط سے اوسکا حال معراج نامہ مین مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہا اور مروی ہی کہ فرمایا علیہ السلام نے کہ اوس رات مالک دوزخ کو جبرئیل نے مجھے تبلایا اور کہا سلام کرو اوسکو مینے اوسے دیکھا اوسنے مجھسے پہلے ہی مجھے سلام کیا اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا علیہ السلام نے کہ مینے اوس رات کو ایک فرشتہ دیکھا کہ اوسکے موہنہ پر کچہہ خوشی نتھی اور اس رات کو جس فرشتے کو ملا مین اوسنے خوشی اور خورمی ظاہر کی مگر وہ فرشتہ چین بجبین رہا جبرئیل علیہ السلام سے مینے پوچھا کہ یہہ کون فرشتہ ہے کہ جس فرشتے سے مین آج کی رات ملا وہ مجھسے خوشی سے ملا مگر یہہ فرشتہ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہہ فرشتہ ہمیشہ چین بجبین رہا ہی اور رہیگا اگر وہ کسی کو دیکھکر ہنستا تو آپ کو بہی دیکھکر ہنستا وہ مالک ہے داروغہ دوزخ کا ہمیشہ ترش رو اور غضبناک ہے اور غصہ اوس کا اور سختی اوسکی دوزخیون کے لیئے ہے بسبب غضب آلہی کے اونپر مینے کہا کہ ای جبرئیل اس سے کہو کہ دوزخ مجھہ دکہلائے جبرئیل نے مالک سے کہا کہ ای مالک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوزخ کی آگ دکھاؤ مالک نے پردہ آگ پرسے اوٹھا لیا آگ شعلہ مارنے لگی شعلہ اوسکا سیاہ تھا کچہہ اوسمین روشنی نتھی اور اوس مین آواز زفیر اور شہیق کی تھی فرمایا آپنے فارتفعت حتی ظننت انہا ستاخذنی یعنی پس بلند ہوئی وہ آگ یہانتک کہ گمان کیا مینے کہ ابہی مجھکو پکڑلے گی اور دوزخ مین طرح طرح کے عذاب اور رسوائی اور خواری دیکھی مینے کہ کسی تیہر اور لوہے کو اوسکے تحمل کی طاقت نتھی مینے کہا جبرئیل علیہ السلام سے کہ مالک سے

کہہ دو کہ اسکو اپنی جگہ لوٹا دے کہ مجھے طاقت اوسکے دیکھنے کی نہین ہے پس مالک نے اوسے محجوب کر دیا نقل ہے کہ اوس شب مین
جب اشرف العرب صلی اللہ علیہ الرب کو قابض الارواح ملے آپنے اوس فرشتہ مقرب سے فرمایا کہ جانکندنی کے وقت میری اُمت
پر آسانی کریو اوسنے جواب دیا کہ یا حضرت آپکو بشارت ہو کہ رات دن حضرت رب العزت تعالی شانہ سے ہفت نوبت مجھکو خطاب
ہوتا ہے کہ ساتھ امت محمد صلی صاحبہا الوف التحیہ کے آسان معاملہ کرنا مظہری مین ابن ابی الدنیا سے اور ابن عباس اور
ابن مسعود سے نقل کیا گیا کہ کہا اونھون نے جب پکڑا اللہ تعالی نے ابراہیمؑ کو خلیل تو سوال کیا ملک الموت نے کہ اجازت ملے تاکہ
خلیل علیہ السلام کو بشارت دے پس اجازت ملی اور ساتھ خلت کے اونکو بشارت دی خلیلؑ نے کہا الحمد للہ پھر کہا ای ملک الموت
دکھا مجھکو کس صورت پر تو قبض کرتا ہے جانین کفار کی کہا آپ اوسکی دیکھنے کی طاقت نہین رکھتے ہو فرمایا کیون نہین ناگاہ دیکھا
ایک شخص ہے کالا کہ لگا ہے سر اوس کا آسمان سے اوسکے موںھ سے لپٹین آگ کی نکلتی ہین اسیطرح ہر بدن کے ہر بال سے پس یہ دیکھکر
غش آگیا پھر افاقہ ہوا اور ملک الموت اپنی پہلی صورت پر بدل گیا تھا فرمایا ای ملک الموت اگر کافر کو کوئی بلا و اندوہ نہو بجز صورت
تیری کے البتہ کفایت ہے پس کہا مجھکو کس صورت سے مومنون کی ارواح قبض کرتا ہے پس دیکھا کہ وہ ایک جوان سپید پوش ہے
خوبصورت سب آدمیون سے اور نہایت خوشبودار ہے فرمایا ای ملک الموت اگر دیکھے مومن موت کے وقت خنکی چشم اور کرامت
سوا تیری یہہ صورت البتہ کفایت کرے اونکو پھر بعد اوسکے بیت المقدس مین تشریف لائے براق پر سوار یا بغیر سوار اسمین اختلاف
ہے اور چند قومون مین سوار ہوکر جانا مذکور ہے اور اوترنا بھی اوسی سواری پر مذکور نہین ہے تو کہا دمیری اور اور علمانے کہ حق جل وعلا
آپکو براق پر سوار کر لے گیا تاکہ کرامت آپکی ظاہر ہو اور بے براق کے اوتار لایا کہ قدرت کاملہ اوس تعالی کی معلوم ہو اور بعضی کہتے ہین
آنے جانے مین براق پر سوار تھے ولیکن اوترنے مین اوسکا ذکر نکیا اسواسطے کہ جانے کے ذکر پر اکتفا کیا حذیفہ سے روایت ہے کہ آپ
عروج اور رجوع دونون مین براق پر سوار تھے اور اسسبب رجوع مین ذکر نکیا کہ فحوای عروج سے روشن ہوتا ہے اور سرابیل تقیکم
الی آخرہ اوسکی نظیر ہے ترجمہ کرتے بچاؤ مین تمہاری گرمی سے یعنی اور سردی سے بھی سو اس آیت مین ایک ضد کا خاص کر
ذکر کیا پھر اوس سے دونون ضدین ہین نسیم الریاض و گازرونی مظہری وہان دو رکعت نماز پڑھکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے
راہ مین چند قافلون پر گذرے از انجملہ ایک قافلہ روحا مین دیکھا اونکا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا وہ اوسکو ڈھونڈھ رہے تھے اور منزل
مین اون کی یعنی جہان وہ اوترے تھے ایک پیالہ بھرا ہوا پانی سے رکھا تھا آپ نے اوسکو پی لیا پس فرمایا آپنے کہ دریافت کرو
تم اون سے کہ آیا صحیح ہے یہہ یا نہین یہہ کہنا آپکا قریش سے وقت معارضہ کے تھا اور ایک دوسرے قافلہ پر گذرے ذی مرہ مین
اوس قافلہ مین دو آدمی ایک اونٹ پر سوار تھے اون مین سے ایک گر پڑا ہاتھ ٹوٹ گیا اوسکو بھی آپنے فرمایا کہ پوچھو اون سے کہ سچ ہے
یا نہین اور قریش نے پوچھا کہ قافلہ ہمارا کہان ہے آپنے فرمایا کہ اونہین تنعیم مین گذرا پھر اونکی بار برداری کا نشان اور
ہیئت اون لوگون کی جو اوس قافلہ مین تھے بیان کی اور بیان کیا کہ دو اونٹ خاکستری رنگ ادہر رو جوال مختلط لادے ہوئے
آگے آگے قافلہ کے تھے اور فرمایا کہ فجر یا کل کو وقت طلوع آفتاب کے آپہنچین گے سب لوگ کہا یہہ نشان دوسرا ہے اور مروی ہے

کہ بعض قریش صبحکو اوس روز کے کہ وعدہ آنے قافلہ کا تھا جنگل میں جا کر بیٹھے اور منتظر طلوع آفتاب کے تھے کہ آفتاب نکلے اور قافلہ
نہ آوے تو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاویں کہ ناگہان ایک نے کہا واللہ سورج نکلا دوسری جماعت نے کہا کہ واللہ
قافلہ کے اونٹ دیکھے اور وہ وہ اونٹ کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہے تھے آگے آگے آتے ہیں پھر سب قافلہ والوں سے
دریافت کیا سب نے موافق فرمانے آپکے بیان کیا وفی زین القصص قال اهل العیر لما قدموا صدق مر بنا کالبرق الخاطف و
قد سقطت لنا فرس فرجع علینا یعنی کہا قافلہ والوں نے جبکہ وہ آئے سچ کہا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ گذرا وہ ہم پر
مانند بجلی چمکنے والی کے اور تحقیق گر پڑی تھی ہماری کمان پھیر دی اونسے ہمکو اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھا اونھون نے نشان
سو آپ نے خبر دی اونکو آنے قافلہ کی بدھ کے دن پھر جب وہ دن ہوا نہ آیا قافلہ یہانتک کہ قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو پھر دعا
کی آپنے اللہ تعالی سے سو روک رکھا اوسکو ڈوبنے سے یہانتک کہ آگیا وہ قافلہ اور مدت اس سفر کی تین ساعت اور ایک قول میں چار ساعت
تھی اور اتنے عرصہ میں چلا جانا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا کچھ محال نہیں ہے دیکھو علم ہیئات اور ہندسہ میں ثابت ہوا ہے کہ سورج
اتنا بڑا جسم ہے کہ اوسکی ایک کنارہ کی مسافت اور دوری دوسرے کنارہ تک اتنی بڑی ہے کہ جتنی بڑی مسافت اور دوری ایک سو چھیاسٹھ کرہ
زمین کی ہو تو ایسا بڑا بھاری جسم کا کنارہ نیچے کا حرکت آسمان کی سے کئی ہزار برس کی راہ طے کرکے تھوڑی مدت میں اوپر کے کنارہ
کی جگہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس قسم کی سرعت کی سیر اہل عقل کے نزدیک نادر و بعید نہیں ہے اور بھی علم کلام میں محقق ہوا ہے
کہ تمام اجسام اعراض کے قبول کرنے میں برابر ہیں اور وہ قادر مطلق قدرت رکھتا ہے ہر چیز پر ممکنات میں سے کہ پیدا کردے کسی کو بیچ
اسطرح کی حرکت سریع اور تیز پس کیا استحالہ لازم آتا ہے اور کونسا محال نظر آتا ہے سہات میں کہ اوس تعالی نے کہ جسکی شان میں
ان اللہ علی کل شیء قدیر ہے اوس آفتاب فلک رسالت اور خورشید سپہر نبوت کے بدن میں یا اوس شخص کے بدن میں کہ جو آپکو اوٹھانے
والا تھا مثل اس حرکت کے پیدا کر دی ہاں البتہ تعجب معجزات کی قسم سے ہے ہذا ملخص بیضاوی وغیرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اوس رات کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حجرہ میں غمگین بیٹھے تھے اسلیے کہ جانتے تھے کہ قریش اونکی تکذیب
کرینگے اس میں ابو جہل آیا اور آپکے آگے بیٹھا اور بطریق استہزا کے آپ سے اوسنے کہا کہ آج کی رات کچھ اور نئی بات معلوم کی آپنے فرمایا
کہ ہاں آج کی رات سفر کیا میں نے پوچھا کہاں کا سفر کیا فرمایا بیت المقدس گیا اور وہاں سے میں آسمان پر گیا اوسنے کہا کہ رات کو تم وہاں
گئے اور ہمکو یہاں مکے میں تڑکے آپنے فرمایا ہاں پھر اوسنے کہا ای محمد یہ بات جو مجھسے کہی قوم سے بھی کہے گا آپنے فرمایا ہاں پھر
اوسنے پکارا کہ ای گروہ بنی کعب بن لوی کے آؤ پھر بہت آدمی وہاں جمع ہو گئے ابو جہل نے آپ سے کہا کہ جو کچھ مجھسے کہا تھا
ان سبکے روبرو بھی بیان کرو آپنے فرمایا کہ آج کی رات مجھکو بیت المقدس میں لے گئے اور وہاں سے آسمانوں پر لے گئے سب قوم
تعجب اور انکار کرنے لگے بعض ہاتھوں کو آپس میں مارتے تھے اور بعضے سر پر ہاتھ رکھتے تھے اور یہ امر اون کی عقول قاصرہ میں محال
معلوم ہوتا تھا اور مناسب اسکے نقل ہے کہ ایک شخص نے اولیاء اللہ میں سے خبر دی کہ دن قیامت کا کسی پر پچاس ہزار برس
کا ہوگا اور کسی پر ایک گھڑی کا ایک مرید کو شیخ کے اس کلام کی مراد سمجھنے میں تردد ہوا شیخ نے فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو جا اور کپڑے

دریافت ہوا مرید موافق ارشاد کے دریا پر گیا اور کپڑے دھوبی کو دیکر آپ دریا مین نہانے لگا جیسہی کہ غوطہ مارکر سر نکالا
آپکو ایک ایسے شہر مین حاضر دیکھا کہ کبھی اوسکے نام و نشان سے بھی آگاہ نتھا پھر برسون وہان ایک عورت سے نکاح
کرلیا اور اوس سے کئی لڑکے پیدا ہوئے ایک دن اوس شہر کے دریا کا قصد کیا واسطے طہارت اور غسل کے اوسکے اندر آیا
اور غوطہ لگا کر سر نکالا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ وہی پہلا دریا اور وہی دھوبی ہی اور وہی وقت اور وہی ان جمعہ کی دن کا ہے کپڑے لیکر
شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ نے پھر وہی کلام فرمایا کہ قیامت کا دن کسیکو پچاس برس کا ہی اور کسی پر ایک ساعت کا اور
مرید نے عرض کیا کہ حق ہے اور درست ہے پھر اپنا ماجرا سب بیان کیا اسیطرح نقل کیا اسکو میرے اوستاد حضرت مولانا
محمد حیدر علی نے اپنے رسالہ مین کہ جو تطبیق اعمار انبیا مین تصنیف کیا ہے اور کچھ لوگ مسلمان جو ضعیف الایمان تھے وہ
اس ماجرے کو سنکر مرتد ہوگئے اور ابو جہل ساتھ ایک جماعت اپنی کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا اور
کہا اے ابوبکر اپنے دوست کے پاس نہین جاتا تو کہ دیکھے تو کہ وہ کیا کہتا ہی آپنے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہین اوسنے کہا کہ وہ کل
یہان تھا آج کہتا ہی کہ رات کو مجھے بیت المقدس کو لے گئے اور وہان سے آسمانون پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا
کیا کہتے ہین وہ یہہ بات اوسنے کہا ہان اونھون نے کہا سچ فرماتے ہین سیلئے کہا کہ تو اوسکی اس بات مین تصدیق کرتا ہی کہ بعض
اوقات شب مین بیت المقدس کو جاکر اور قبل صبح کے لوٹ آوے آپنے کہا ہان مین اونکی تصدیق کرتا ہون جو کچھ وہ فرماتے ہین
جبرئیل علیہ السلام ایک لحظہ مین ساتوین آسمان کے اوپر سے زمین پر آتے ہین اور پیغام باری تعالی کا پہونچاتے ہین اور پھر
اپنی جگہ پر چلے جاتے ہین اگر انھین آج کی رات کو مکہ سے بیت المقدس کو لے گئے ہون اور پھر لائے ہون کیا عجب ہے منقول ہے کہ
اوسی روز سے آپکا لقب صدیق ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک روایت مین ہے کہ آئے حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ و آلہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ کیا آپ آج کی رات تشریف لے گئے تھے بیت المقدس کو آپنے فرمایا ہان عرض کی کہ یا نبی اللہ
بیان کیجیے اوصاف اوسکے میرے لیے کہ تحقیق مینے بھی دیکھا ہے اوسکو کہا حسن ؓ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے
کہ اوٹھائے گئے واسطے میرے اوسکے پردے یہانتک کہ دیکھا مینے طرف اوسکے پھر بیان کیا آپنے وصف اوسکا اور تصدیق کی
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکی الی آخرہ اور کہنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کہ بیان فرمائی وصف اوسکا تھا
شک سے اسلیے کہ تصدیق کی تھی اونھون نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے اول وہلہ مین یعنی اول دفعہ لیکن ارادہ
کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اظہار کرنے صدق آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا واسطے قوم اونکی کے
پس تحقیق وہ تھے اعتماد رکھتے اوپر ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پھر جب مطابق ہوا خبر دینا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا
ساتھ اوس چیز کے کہ جانتے تھے اوسکو ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور تصدیق کی اونھون نے اوسکی پس ہوگئی حجت ظاہر اوپر اور
سبب اوٹھا دینے پردونکا یہہ تھا کہ آپ شب اسرا مین کمال درجہ کو ثبات رکھتے تھے بسبب اشتغال رکھنے کے ساتھ ملائکہ اور انبیا اور
مشاہدہ عجائب ملکوت زمین اور آسمان کے اسلیے بعضی اشیاء محسوسہ زمین کے خوب طرح محفوظ اور ضبط نہین تھین

اسلیے اللہ تبارک وتعالی نے پردے اوٹھا دیے اور جس چیز کا اونھون نے پتا پوچھا آپنے بتا دیا انتہی ملا علی قاری اور مروی ہی کہ قریش مین ایک جماعت تھی کہ دیکھا تھا اونھون نے بیت اقصی کو سو آئے وہ پاس آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور عرض کی کہ تم وصف مسجد اقصی کا بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو آپنے فرمایا ہان پھر کھڑے ہوئے اور وصف اوسکا بیان فرمانے لگے یہان تک کہ قریب تھا کہ فراموش کرین اوس مین کچہ اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم سے بیت اقصی کو لا کر حضرت عقیل کی گھر کے پاس آپکی انکھون مین ظاہر کیا اور یہہ بلغ ہی معجزات مین اور نہین ہی کچہ اسمین محال اسلیے کہ حاضر کیا گیا تھا تخت بلقیس کا ایک پلک مارنے مین اور قصہ اوسکا یہہ ہی کہ کہا آصف بن برخیا نے سلیمان علیہ السلام سے کہ دیکہیے آسمان کیطرف سو دیکہا اونھون نے پھر پھیری نظر تو تخت کو اوسکے اپنے پاس کھڑا ہوا پایا پس اتنی دیر مین کہ سلیمان علیہ السلام آسمان کیطرف نظر کرین اور پھیرین آصف علیہ الرحمہ نے دعا کی ساتھہ اسم اعظم کے تو اللہ تعالی کے حکم سے وہ تخت نیچے سے زمین کے چلا اور سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے تلے سے ظاہر ہوا کہتے ہین کہ حکم سے اللہ تعالی کے اوسے فرشتے اوٹھا لائے اور آصف بن برخیا ایک شخص صدیق تھے اولیاء اللہ مین سے اونکے ہاتھہ سے بہت خوارق عادات اور کرامات ظاہر ہوئی تھین وہ وزیر تھے یا کاتب سلیمان علیہ السلام کے اور عالم عامل اسم اعظم کے بعضے کہتے ہین اونھون نے یہہ دعا کی یا ذا الجلال والاکرام اور کہا بعض نے یاحی یا قیوم اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہی مروی ہے اور زہری فرماتے ہین کہ یون دعا کی یا الہنا واله کل شیٔ الہا واحدا لا الہ الا انت انتہی بعر شہا کما فی الفتوحات المکیہ اور یہی تاویل کیا گیا ہی یہہ قول آپ کا جیٔ بالمسجد ساتھہ جیٔ بمثالہ کے ای لائی گئی مسجد یعنی صورت مثالی اوسکی جیسے کہ تمثیل کی گئی بہشت اور دوزخ نماز مین اور عالم مثال اوپر ہے عالم شہادت کے نیچے ہے عالم ارواح کے اور عالم شہادت سایہ ہی عالم مثال کا اور عالم مثال سایہ ہی عالم ارواح کا اور جو کچہ اس عالم مین ہے وہ سب عالم مثال مین موجود ہے اور سب اشیا موجودہ مرکب اوس مین لطیفہ غیر قابل واسطے تجزی اور تبعیض اور خرق اور التیام کے ہین اور روح حاوی ہی واسطے نفوس سماویہ اور بشریہ سب کے اور اسلیے اوسکو عالم نفوس بھی کہتے ہین اور خواب مین جو کچہ دکھلائی دیتا ہی اوسکو صور عالم مثال کہتے ہین اور عالم مثال عالم خیال کا بھی نام ہے کذا فی کشاف اصطلاحات الفنون اور پوچھا قریش نے کہ دروازے مسجد اقصی کے کتنے ہین فرمایا آپنے کہ مینے اونکو گنا نہ تھا پھر جب مکشوف ہوئے مجہے تو گنے مینے دروازے اوسکے اور خبر دی اونکو اور سوا اسکے جو کچہ پوچھا اونھون نے بیان کیا آپ نے جب پوچہ چکے تو کہا کہ ٹھیک ٹھیک بیان کیا تیا مسجد کا محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اور زیادہ کیا ابی یعلی نے کہ وہ شخص کہ پوچھا جسنے وصف بیت المقدس کا وہ مطعم بن عدی تھا اللہ جبیر بن مطعم کا تھا اور اشارہ کیا ابن ابی حمزہ نے طرف اوسکے کہ تحقیق یہہ حکمت الہی تھی بیچ سیر کرانے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے بیت المقدس تک کہ کھلجاے حق واسطے منکر کے اسلیے کہ اگر جاتے مکہ سے طرف آسمان کے تو بناتے واسطے منکر اوس کے کے دشمنون مین سے کوئی راہ طرف بیان کرنے اور واضح کرنے اوسکے کے اسلیے کہ پوچھا اونھون نے جزئیات بیت المقدس کے کہ دیکہا تھا اونھون نے بیت المقدس کو پہلے سے سو جب آپنے خبر دی اونکو اون پتون کی تو ثابت ہوا حق ہونا اس بات کا

کہ پہنچ گئے ہین وہ بیت المقدس مین اور باقی بیان اسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب بیچ ذکر اختلاف معراج کے کہ وہ ساتھہ روح پر فتوح کے تھا یا ساتھہ جسم مقدس کے آگے آوے گا و اذا صح البعض لزم تصحیح الباقی یعنی جب صحیح ہوا بعض تو لازم آیا صحیح ہونا باقی کا سو ہوا یہہ سبب واسطے قوت ایمان مسلمانون کے اور سبب زیادتی شقاوت کا واسطے کافرون کے ہذا ملخص ما فی المواہب اللدنیہ و روضۃ الاحباب اور جسکو اس قصہ معراج کی تفصیل زیادہ دیکھنی منظور ہو سو وہ معارج النبوۃ اور معراج نامہ مین دیکھ لے اور جاننا چاہیے کہ اسرا لیجانا ہے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم کو مکہ سے مسجد اقصی تک اور یہہ ثابت ہے کتاب اللہ سے اور منکر اسکا کافر ہے اور مسجد اقصی سے آسمان پر لیجانا کہ نام اوسکا معراج ہے یعنی چڑھنا آپکا مسجد اقصی سے طرف ملاء اعلی کے اور کبھی اسرا معراج پر اور معراج اسرا پر اطلاق کیا جاتا ہے چنانچہ نسیم الریاض سے اوپر ذکر ہو چکا انتہی اور یہہ ثابت ہے احادیث مشہورہ سے حدیث مشہور وہ ہے کہ ہووین راوی اوسکے زیادہ دو سے ہر طبقہ مین طبقات روات سے اور نہ پہونچے حد تواتر کو کما فی النخبۃ اور کبھی بولی جاتی ہے اوپر اوس حدیث کے کہ مشتہر ہو زبان پر انتہی منکر اوسکا مبتدع اور فاسق اور مخذول ہے اور ثابت ہونا اور جزئیات عجائب اور غرائب احوال کا ساتھہ اخبار احاد کے ہے منکر اوسکا جاہل اور محروم ہے اور صحیح یہہ ہے کہ وجود اسری و معراج کا بیداری مین جسم کے ساتھہ تھا اور حمل کرنا بدن کو سیر کہ وہ بطریق انسلاخ کے تھا کہ جسکی طرف گئے ہین بعضی صوفیہ سو یہہ اخراج کرنا حدیث کا ہے ظاہر اوسکے سے طرف ایسے معنی کے کہ لائق نہین ہے اعتماد کرنا اوسپر اور ہمنے یہہ اسواسطے ذکر کر دیا تا کہ تو تنبیہ ہو جاوے اور دھوکا نکہا جاوے بعضی متصوفہ جہلا اور حکما کے کلام سے انتہی نسیم الریاض اور اسی پر متفق ہین جمہور علما صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور بعد اونکے محدثین اور مفسرین اور فقہا و متکلمین اون مین سے ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبہ بدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن المسیب اور ابن زید اور ابن شہاب اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور مسروق اور ابن جریج اور امام احمد اور طبری اور جماعت عظیم مومنین سے اور یہی ہے قول اکثر متاخرین کا کما فی الشفا اور وارد ہین اوس مین آیتین لی وجہین سے ایک یہہ آیت ہے ما زاغ البصر و ما طغی اسلیے کہ ظاہر ہے کہ نہین واسطے روح کے بصر بلکہ بصیرت ہے اور یہی ممدوح نہین ہے عدم زیغ بصر نائم کے اذ کا حقیقۃ لحالہ فلا یعد عدم الطغیان من کمالہ اسلیے کہ کچھہ حقیقت نہین ہے واسطے حال وسکی کے سو شمار نہین کیا جاتا ہے تجاوز نکرنا بینائی نائم کا منجملہ کمال اوسکی سے ملا علی قاری اور دوسری ان مین سے ایک یہہ آیت ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی اور بیان اسکا کتاب مین ہے اور ناطق ہین اوسپر احادیث صحیحہ اور اخبار صریحہ اون مین سے وہ ہے کہ بیہقی اور ابن مردویہ نے نقل کیا کہ ابو بکر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم طلب اور جستجو کی مینے آپکی شب اسرا مین آپکے مکان مین سو نہ پایا آپکو پس جواب دیا آپ نے کہ جبرئیل ع اوٹھا لے گئے تھے مجھے مسجد اقصی کی طرف اور ابن مردویہ نے عمر رض سے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم نے کہ پڑھی مینے نماز شب اسرا مین بیچ مقدم مسجد اقصی کے پھر آیا مین صخرہ مین تو ناگاہ ایک فرشتہ تین ظرف ساتھہ لیے کھڑا ہے الحدیث کما فی الشفا و شرحہ اور قیاسات معتبرہ اور ادلہ عقلیہ بھی اوسپر موجود ہین اور تقریر اوسکی یہہ ہے کہ جب ثابت ہوا اسرا خیر الانبیا کا حرم سے

حرم تک بطریق معجزہ کے بدلالت آیت کے پس جائز ہے اسرا آپکا طرف آسمان کے ساتھ قیاس کے کہ مقرون ہے ساتھ احادیث صحیحہ کو اسلیے کہ کچھ فرق نہین درمیان اون دونون کے بیچ تعلق ارادہ اور قدرت الٰہیہ کے انتہی ملا علی قاری اور عدول نہین کیا جاتا ہے ظاہر دلالت اور ارادہ حقیقت سے طرف تاویل کے مگر وقت استحالہ عقلیہ و شرعیہ کے اور کوئی استحالہ عقلی اور شرعی نہین بیچ اسرا اور معراج کے ساتھ جسم کے مع روح کے حالت بیداری مین اسلیے کہ جو ہوتا ایسا معاملہ خواب مین ساتھ روح کے جیسے کہ بعضے اوس کے قائل ہین تو یون فرماتا حق تعالی سبحان الذی اسری بروح عبدہ اور نفرماتا بعبدہ اور بھی اسرا کے معنی ہین رات کو سیر کرنا اور رویا نہین ہوتی ہے حقیقت مین مگر بیچ حالت بیداری کے اور اعتبار حقیقت کا اولی ہے مجاز سے جبتک پھیرے اوس سے کوئی قرینہ صارفہ انتہی علی قاری اور بھی اگر ہوتا خواب مین تو نہوتا بیچ اوسکے معجزہ اور امر خارق عادت اگرچہ خواب انبیا کا حق ہے اور اونکی خبرین خواب کی سچی ہین اور البتہ بعید بجانتے اوسکو کفار اور نہ وہ تکذیب کرتے آپکی اوسکے اخبار مین اور نہ مرتد ہو جاتے مسلمان ضعیف الایمان اور نہ وہ فتنہ اور بلا مین پڑتے بسبب اخبار اسرا کے کسواسطے کہ مثل اس حال سے کہ واقع ہو خوابون مین کوئی انکار نہین کرتا ہے اور اوسکو مستبعد اور محال نہین سمجھتا ہے اسلیے کہ بعضا شخص دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ سیر کرتا ہے مشرق مین ایکبار اور مغرب مین دوسری بار حالانکہ اوسنے اپنے مکان سے جنبش بھی نہین کی ہوتی ہے اور نہ بدل گیا ہوتا ہے اوسکا پہلا حال سو انکار کفار کا اور شمار کرنا اوسکو محالات مین سے اور مرتد ہو جانا بعضی ضعفا ایمان کا مبنی ہے اسی پر کہ آپ نے خبر دی اونکو کہ مجھے جسم کے ساتھ معراج ہوئی حالت بیداری مین اور فرمانا آپکا ثم استیقظت یعنی جب فرشتہ خدا کا میرے پاس آیا تو اوسوقت مین سوتا تھا پھر جاگا اور کسی حدیث مین یون وارد نہین ہوا ہے کہ تھا نبی صلعم تمام واقعہ معراج مین اور بار دیگر نکال لانا جبرئیل کا اور چھت کا پھٹنا اور شق کرنا سینے کا پھر دھونا آب زمزم سے اور سوار ہونا براق پر پھر امام ہوکر انبیا کے ساتھ بیت المقدس مین نماز پڑھنا بیچ روایت انس کے اسیطرح آسمان پر امام ہوکر نماز پڑھنا اونکی ساتھ بیچ روایت غیر انس کے اور دروازے کھلوانا آسمانون کا اور سوال جواب فرشتون کے جبرئیل علیہ السلام سے اور کھول دینا اونکا مرحبا کہکر اور ملاقات کرنا انبیا کا اور مرحبا کہنا اور قصہ فرضیت نماز کا اور کئی بار مراجعت کرنا آپکا موسی علیہ السلام کے پاس سے پروردگار کیطرف اور پکڑنا جبرئیل کا دست مبارک آپکا پھر عروج کرنا مقام مستوی تک اور وہان سننا آواز اقلام کا اور حجاب کے تلے سے ہاتھ پکڑنا فرشتے کا پھر رفرف پر سوار ہونا اور جنت مین داخل ہونا اور اپنے رب سے قریب ہونا سو یہہ سب تصریحات روایات صحیحہ مین ظاہر مین اسبات مین کہ قصہ معراج کا بیداری مین ہے جسم کے ساتھ پس محمول ہوئین گے اپنے ظاہری معنی پر اور جائز نہین ہے اوس سے عدول طرف تاویل کے اور ایک حجت اوس طائفہ کی کہ قائل ہین ساتھ روح کی یہہ آیت ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کیونکہ اس کو بعضی مفسرین نے اوپر قضیہ معراج کے حمل کیا ہے اور بھی بہت لوگون نے انکار کیا اور بعضی ضعیف الایمان و ضعیف العقل مرتد بھی ہو گئے تو معنی فتنہ کے پائے گئے اور یہہ حجت نہین ہو سکتی سواسطے کہ اس آیت کے واسطے کئی تفسیرین منقول ہین بعضی کہتے ہین کہ مراد رویا سے اوس میں رویا عام حدیبیہ کی ہے جیسے کہ فرمایا لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الخ

اور بعضی کہتے ہین یہہ آیت قصہ بدر مین نازل ہوئی جیسے کہ فرمایا اذ یریکہم اللہ فی منامک قلیلا اور یہی مراد رویا سے رویت بصری ہے اور وہ اس معنی مین بھی مستعمل ہے چنانچہ متنبی کہتا ہو ورویاک احلا فی العیون من الغمض اور دیکھنا تیرا شیرین تر ہے آنکھون مین چشم بند کرنے سے اور بعضون نے کہا کہ تسمیہ اوسکا رویا کی سبب واقع ہونے اوسکے کے بیچ شب کے اور جو اوس طائفہ نے ساتھ اس قول عائشہ رض کے حجت پکڑی ہے کہ فرمایا ما فقد جسد محمد صلعم یعنی مفقود ہوا جسد شریف پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا سو یہہ فرمانا اونکا از روی معاینہ اور مشاہدہ اونکے کے نہین ہے کیونکہ وہ اوس زمانہ مین حضرت کے پاس تھین یعنی ازواج مطہرات مین داخل نہوئی تھین اور نہ اوس عمر کی تھین کہ ضبط وحفظ کر سکین بلکہ شاید وہ پیدا بھی نہوئی ہون ابھی تک بنا بر اختلاف کے کہ واقع ہوا ہے بیچ وقت اسرا کی پس تحقیق اسرا تھا اول اسلام مین ڈیڑھ برس بعد بعثت سے بنا بر قول زہری وغیرہ کے اگرچہ اصح یہہ ہے کہ وہ پانچ برس بعد واقع ہوا بعثت سے بہر تقدیر عایشہ رض نے اس خبر کو اپنی غیر سے نقل کیا ہے تو اونکی خبر اوپر خبر اون لوگون کے کہ بطریق مشاہدہ کو ذکر کرتے ہین راجح نہین ہے انتہی کذا فی مدارج وشروح شفا اور بعضے کہتے ہین کہ اسرا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک ساتھ جسم کے بیداری مین تھا اور معراج وہان سے آسمان کی طرف ساتھ روح کے خواب مین تھی اور حجت پکڑی ہے اس طائفہ نے ساتھ آیت سبحن الذی اسری کی کہ اوس مین غایت اسری کی مسجد اقصی فرمائی تو وہ مقتضی ہے کہ تجاوز نکیا وہان سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ساتھ بدن شریف کے طرف آسمان کے اور اگر اسری ساتھ جسد اطہر کے مسجد اقصی سے بڑہکر ہوتا تو اوسکا ذکر ضرور فرماتا حق تبارک وتعالی پس ذکر اوس کا ابلغ ہوتا بیچ مدح حضرت رسالت پناہی علیہ السلام کے اور بیچ تعجب اور تعظیم قدرت الہی جل جلالہ کے جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ حجت نہین ہو سکتی اسواسطے کہ وہ غایت ہے واسطے سیر نبی الخیر کے بیچ زمین کے تو وہ منافی نہین ہے صعود اوس نبی محمود کے سے علو کی طرف جو ثابت ہے احادیث صحیحہ سے اور یہی تخصیص ذکر مسجد اقصی کے آیۃ کریمہ مین بسبب واقع ہونے خلاف وانکار قریش کے ہے اوسمین اور پوچھنا اونھون کا علامات اور صفات اوسکے کو اوس سرور کائنات سے بطریق امتحان کے تھا کیونکہ اونھون نے اوسکو دیکھا تھا اور پہچانتے تھے اوسکی نشانیان اور تحقیق وہ جانتے تھے کہ اس نبی اشرف نے اوس طرف کبھی سفر نہین کیا ہے تو جواب موافق معاینہ اونکے کے ہوگا تو قائم ہوگی حجت اوپر اور اسی طرح واقع ہوا لہذا انہون پوچھا اونھون نے اون چیزون کو کہ دیکھین آسمانون مین اور بعضی قائل ہین توقف کی بایطور کہ کہتے ہین کہ سیر کرایے گئے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور نہ کہا جاوے کہ وہ بیداری مین ہوا اور نہ خواب مین اور یہہ قول عجز ہے انتہی اور شاید حکمت اوسمین یہہ ہو کہ اس قصہ مین ایمان ثابت ہووے ساتھ مجموعہ کتاب وسنت کی اور ایک جماعت اسیر ہین کہ معراج کئی مرتبہ ہوئی اور توفیق دی ہے ابو شامہ وغیرہ نے درمیان روایات کی ساتھ تعداد اوسکے کے انتہی شرح شفا ایکبار جاگتے ہوے اور کئی بار خواب مین ساتھ روح کے بعضے اون مین مکہ مین اور بعضی مدینہ مین باوجود اسکے کہ وہ اتفاق رکھتے ہین اس پر کہ خواب انبیا علیہم السلام کا وحی ہے کہ شبہہ کو اوس مین کچہہ دخل نہین ہے اور حالت نوم مین جاگتے ہین دل اونکے اور یہی ہوتی ہین آنکھین اونکی جیسے کہ یہی ہوتی ہین وقت مراقبہ اور حضور کے تا کہ شاغل نہو جاوے کوئی شی محسوسات سے اور شارح ترمذی ابو بکر بن

عربی نے فرمایا کہ وقوع اسکا خواب مین واسطے توطیہ اور آسان ہونے کے تھا جیسے کہ ابتدای نبوت مین خوابین سچی دیکھتے تا آسان
ہوجاوے آپ پر برداشت ثقل وحی کی کہ وہ ایک امر عظیم ہے کہ عاجز ہین تحمل اوسکے سے قوی بشری اسطرح حال معراج کا ہی کہ پہلے خواب
مین واقع ہوئی تاکہ قوت و استعداد اوسکی وصول کی حالت بیداری مین حاصل ہو جاوے بلکہ بعض قائلین اس قول کے کہتے ہین
کہ وقوع اوسکا خواب مین قبل بعثت کے تھا اور بعض عارفین نے کہا کہ اسرا اور معراج بہت بار ہوا ہے بعضون نے چونتیس تک گنا ہے
ایک اون مین سے جاگتے مین ساتھ جسم کے اور ساتھ دیکھنے چشم سر کے اور باقی ساتھ روح کے حالت خواب مین ہذا ملخص من المدارج
اور یہی بعض قائل ہین ساتھ تعداد اسرا کے بیچ بیداری کے بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ چار بار ہوا ہے انتہی نسیم الریاض اور اختلاف ہوا ہے
کہ اللہ تعالی کو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا یا نہین بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور یہہ قول عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور
بعضے اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے مسروق نے کہا ہے کہ مینے ام المومنین عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ کیا دیکھا محمد مصطفے
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اونھون نے فرمایا رونگٹے کھڑے ہوئے میرے بدن پر اس تیرے سخن سے پھر فرمایا وہ تین چیز
ہین کہ جو کوئی وہ تجھسے کہے سچ نجاننا اول وہ کہ جو کوئی کہے کہ محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالی کو دیکھا پھر اوسکے
بعد یہ آیت پڑھی لا تدرکہ الابصار الآیة انتہی اور بعض نے اقرار کیا ہے اون مین سے ہین انس بن مالک اور حسن اور عکرمہ چنانچہ
خازن نے نقل کیا ہے اور خطیب نے کہا حاصل مسئلہ کا یہہ ہے کہ صحیح ثبوت رویت کا ہے اور وہ وہ ہے کہ پہلے مین جسپر ابن عباس تھے اور انت
اور وہ شخص مرجع ہین مسائل مشکلات مین اور تحقیق رجوع لائے اونکی طرف ابن عمر اور خبر دی اونھون نے کہ خیر البشر نے دیکھا اللہ تعالی کو
ساتھ چشم سر کے اور وہ حدیث عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کہ مذکور ہوئی اوس مین قدح نہین کر سکتے کس واسطے کہ اونھون
نے پیغمبر علیہ السلام سے سنکر خبر نہین دی ہے بلکہ اعتماد کیا ہے اپنے استنباط پر اس آیت مذکور سے اور جواب اسکا ظاہر ہے اسواسطے کہ
ادراک کے معنے حد اور احاطہ کے اور وہ تبارک و تعالی احاطہ مین کسی کے نہین آسکتا ہے اور جب وارد ہوئی نص بیچ نفی احاطہ کے
تو اوس سے لازم نہین آتی ہے نفی رویت کی بغیر احاطہ کے انتہی پھر کسی نے آنکھ سے دیکھنے کا اقرار کیا اور کسی نے دل سے اور بعض نے
توقف کیا ہے مگر اکثر علماے متاخرین نے بعد تفحص احادیث و تعمق دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا کہ مراد دیکھنے سے ساتھ دل کے نہ خالی حاصل ہونا
علم کا ہے ساتھ اللہ تعالی کے اسلیے کہ یہہ علم آنحضرت کو ہمیشہ حاصل اور متحقق تھا بلکہ اللہ تعالی نے قوت دیکھنے کی مانند بینائی آنکھ کے دل مین آنحضرت کے پیدا کی تا کہ دیکھا
ساتھ دل کے اور دل ساتھ معاونت آنکھ کے اون لذات مشاہدہ رویت اوس تعالی شانہ سے مشرف ہوئی مختصرا فی ارشاد المسلمین شرح العقائد النسفی صحیح مسلم مین
ابن عباس سے نقل کیا ہے ما کذب الفواد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری کہا ابن عباس نے کہ دیکھا سید الناس نے رب الناس کو ساتھ فواد اپنے کے دو بار کما فی الفتوحات الالہیہ فقط

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ حصہ اول جلد اول قرۃ العیون ترجمہ سرور المحزون منجملہ چھ حصون کے اختتام کو پہونچا
اور بعد اسکے حصہ اول جلد دوم مین بیان ہجرت آنحضرت کا آویگا فالحمد للہ رب العالمین کہ تاریخ ۲ جمادی الاولی سنہ [illegible] ہجری کو
بمقام لکھنو کٹرہ محمد علی خان مطبع علوی مین باہتمام محمد علی بخش خان کے چھپکر تیار ہوا
واسطے سند اس امر کے کہ یہہ کتاب چھپی جعلی نہین مطبع علوی کی ہے مہر مطبع ثبت کیگئی فقط
علی بخش خان مہر مطبع علوی

ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
فہرست حصہ دوم جلد اول
قرة العيون شرح سرور المحزون
در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ طبع

فہرست حصہ دوم جلد اول کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون

تمت

ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
الحمد للہ کہ از کتاب مغازی النبی حالات مجملی سرعالم صلعم من ابتدا ہجرت الی اتمام سال پنجم حصہ دوم جلد دوم مسمی بہ
قرة العیون
شرح
سرور المحزون
حسب ارشاد فیض بنیاد جناب یمین الدولہ وزیر الممالک نواب محمد علی خان بہادر صولت جنگ والی ٹونک دام اقبالہ
در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنو طبع شد

بیان ہجرت کرنے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکہ سے طرف مدینہ کے زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیما

ہجرت اصل مین اسم ہے ہجر سے جو ضد ہے وصل کی اور کہا جاتا ہی ہجرت ہجراً اور ہجراناً پھر استعمال کیا گیا اسکا نکلنے پر ایک زمین سے طرف دوسری زمین کے اور چھوڑنے اور ترک کرنے پر پہلے کو واسطے دوسری کے بولتے ہین اس مقام مین منہ ہاجر مہاجرۃ کذا فی النہایہ اور ہجرت دار الحرب سے فرض ہے اور یہ جب ہے جبکہ کفار ظاہر کرنے دین اور روزہ اور نماز اور جمعہ اور جماعت اور اذان اور خطبہ اور اور شعائر دین سے وہان کر رہنے والونکو منع کرین جیسا کہ کفار مکہ منع کرتے تھے وہان کے مسلمانونکو اور یہ فی النور فرض نہین ہوتی ہی مگر وقت بنانے ٹھکانے اور تلاش کرنے جاے پناہ کی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رہے تیرہ[۱۳] برس مکہ مین باوجودیکہ کفار مکہ منع کرتے تھے نماز سے مسجد حرام مین پھر جبکہ اللہ نے انصار کو بعد تیرہ[۱۳] سال کے ناصر او معین دین کا کیا اور جگہ اور ٹھکانہ مدینہ منورہ مین بہم پہونچا تو ہجرت فرمائی حضرت نے اوسطرف اور اگر ایسا نہو بلکہ مسلمان اوجگہ کے اظہار اپنے دین کا بے تردد کرتے ہون اور جمعہ جماعت کو قایم رکھتے ہون اور بیان احکام دین بے تکلف کرتے ہون تو اوس دار الحرب سے ہجرت فرض نہین جیسا کہ ملک حبشکا تھا کہ وہان کا بادشاہ مسلمانونکو جو وہان گئے تھے نماز روزہ وغیرہ سے مانع نہین ہوتا تھا پھر وہ وہین رہے یہانتک کہ چھٹے سال ہجری مین وہان سے آئے اور اوسی حکم مین دار الفسق ہے اور وہ وہ جگہ ہے کہ حکم کیا جاوے وہان پر مسلمانونکو ساتھ ارتکاب کرنے اور فعل مین لانے معاصی کے یا کیے جاوین معاصی وہان پر مثل مباح کے اور نہ طاقت رکھتا ہو یہ اوسکے منع پر مگر مستثنی ہین اس سے عاجز اور ناتوان فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ترجمہ مگر جو ہین ضعیف مردون سے اور عورتین اور لڑکے نکر سکتے ہین تلاش اور نہین جانتے ہین راہ یہ خلاصہ کر کے لکھا گیا تفسیر مظہری وغیرہ سے اور جان کہ دار الحرب ہوجاتا ہے دار الاسلام ساتھ ایک شرط کے کہ وہ اظہار حکم اسلام کا ہے اوسمین اور دار الاسلام

دار الحرب نہین ہوتا مگر ساتھہ تین شرطونکے نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اول اجراے احکام کفار کا بطریق اشتہار کے اور
اوٹھہ جانا احکام اسلام کا بالکل دوسرے یہ کہ ہووے متصل ساتھہ دار الحرب کے اسطور سے کہ نہو درمیان اوسکے اور دار الاسلام
کے کوئی بلدہ بلاد اسلام سے اور ثالث یہ کہ نہ باقی رہے کوئی مومن اور ذمی بخوف اپنے مال وجان مین ساتھہ امان پہلی یعنی
حالت اسلام کے اور نزدیک صاحبین کے فقط جاری ہونے احکام شرک سے دار الحرب ہو جاتا ہی متصل ہو یا نہو اور باقی رہے
کوئی ساتھہ امان جان اور مال کے یا نرہے اسواسطے کہ جیسے دار الحرب ہو جاتا ہی دار الاسلام ساتھہ جاری کرنے احکام اسلام
کے بیچ اوسکے اگرچہ رہین اوسمین کافر اصلی اور اگرچہ نہو متصل ساتھہ دار الاسلام کے اسطور پر کہ نہو درمیان اون دونونکے
حائل کوئی شہر اہل حرب کا پس ایسے ہی عکس اوسکا ہے بقیاس ہر ایک کے اوپر دوسرے کے اور دلیل امام اعظم صاحب کی
یہ قاعدۂ اصولیہ ہے کہ حکم جبکہ ثابت ہوتا ہے بسبب کسی ایک علت کے پس جبتک کہ باقی رہے کچھہ اثر اوس علت مین سے
باقی رہتا ہے حکم ساتھہ بقا اوسکی کے پس ہرگاہ کہ ہو گیا کوئی شہر دار الاسلام بسبب جاری ہو جانے احکام اسلام کے اوسمین
جبتک کہ باقی رہیگا کوئی حکم احکام اوسکے سے اور کوئی اثر آثار اوسکے سے باقی رہیگا دار الاسلام انتہی ایسی ہی ہے فصول
عمادیہ اور جامع الفصول مین اور کہا صاحب حاشیہ شامی نے جس شہر مین کہ جاری ہون احکام اسلام کے اور احکام کفر بھی
تو وہ دار الحرب نہین ہوتا اور اوسمین ہے کہ کہا بعض متاخرین نے جبکہ متحقق ہوئے یہ شروط ثلثہ کسی شہر مین مسلمانونکو پھر حاصل
ہوا واسطے اہل اوس شہر کے امان اور منصوب ہوا اوسمین قاضی مسلمان کہ جاری کرے احکام مسلمانونکے تو وہ شہر پھر
دار الاسلام ہو جاوے گا اگرچہ کفار کے قبضہ مین رہے اور ملتقط مین ہے کہ یہ بلا جو واقع ہوئی ہمارے زمانہ مین بسبب غلبہ
کفار کے اوپر بعض شہرون ہمارے کے ضرور ہی پہچاننے حکم اوسکے سے اور حق بیچ اوسکے یہ ہے کہ جو جگہ کہ ہے بیچ قبضہ کفار کے شہرون
مسلمانونکے سے پس وہ دار الاسلام ہے بیشک اسواسطے کہ وہ نہین ہے متصل ساتھہ شہرون اونکے کے اور نہ ظاہر ہوئے اوسمین
احکام اونکے بلکہ قاضی اور حاکم مسلمان ہین اور نہین حکم دیتے ہین ساتھہ احکام مذہب اپنے کے اور جو مسلمان کہ موافق ہوئے
اونکے پس وہ فاسق ہین نہ مرتد اور نہ کافر اور نام رکھنا اونکا کافر اکبر کبائر سے ہے اور جو بادشاہ کہ اطاعت کرتے ہین اونکی
بسبب کسی ضرورت کے پس وہ اوپر سنت اسلام کے ہین الحمد للہ اور اگر ہووے ضرورت تو بھی ایسے ہی ہے حکم اوسکا لیکن وہ
فاسق ہین انتہی کذا فی عجائب الروایات و خزانۃ الروایات پھر جب سن آپکا ترپن ۵۳ کو پہونچا ہجرت کی آپنے مکہ سے طرف مدینہ
کے دوشنبہ کے روز آٹھوین ربیع الاول کو اور داخل ہوئے مدینہ مین دوشنبہ کو اور وہان اقامت کی دس برس کامل
بعد اوسکے وفات پائی اوسی جگہ اور تاریخون مذکور مین علما کے اقوال مختلف ہین کہ اونکو کتابون مین پاوینگے فائدہ
مفصل اس مجمل کا وہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہو چکی اور سب طرف آوازہ معراج کا مشہور ہوا اور
کئی مہینے اسپر گذرے تب پھر کفار اور مشرکین آپکے ایذا دینے پر مستعد ہوئے اس درمیان مین جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ اللہ تعالی
نے تمکو سلام اور تحفہ درود کا بھیجا ہے اور فرمایا ہی کہ اپنے یارونکو مدینہ منورہ مین بھیجو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیتابی نہین ہے

کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے طرف منیٰ کے اور عرض کرتے اسلام اہل موسم پر یعنی حج کے موسم مین جو لوگ آتے سو گذرے اہل مدینہ پر پھر اسلام عرض کیا آپنی اونپر سو اسلام لائے معاذ رضی اللہ عنہ اور اسلام لائی قوم اونکی وہ سب چھ آدمی تھے اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ اونمین سے ہین مگر کسی امر بیعت نہین واقع ہوئی سو فرمایا اونمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا ہے تمہارے واسطے یہ کہ مدد کرو تم میری یہانتک کہ پہونچاؤن مین پیام رب اپنے کا عرض کیا اونھون نے کہ یا رسول اللہ سال گذشتہ مین ہمارے درمیان آپسمین مقابلہ ہوا تھا اس جہت سے ہمارے آپسمین عداوت ہے لیکن سال آیندہ اسی موسم مین ہم آوینگے سو راضی ہوئے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر گئے وہ طرف مدینہ منورہ کے اور دعوت اسلام پوشیدہ پوشیدہ شروع کی پھر دوسرے سال بارہ آدمی حج کرنیکو مکے مین آئے اور ایک گھاٹی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور بیعت کی اوپر اطاعت خدا اور رسول اوسکے کے فراخی اور تنگی مین اور خوشی اور غم مین پھر رخصت ہوئے اسکو بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہین اور حضرت نے آپ یا اونکی درخواست سے مصعب بن عمیر کو اونکے ساتھ کر دیا واسطے تعلیم قرآن اور احکام اسلام کے پھر وہ اسعد بن زرارہ کے گھر مین جاکر اوترے اور تعلیم احکام اور دعوت اسلام مین وہان مصروف ہوئے اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ اونکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور تمام قوم اونکی مسلمان ہوئی اور اون دونون مین وہانکے لوگون پر نماز جمعہ کی فرض ہوئی حضرت نے اہل مدینہ کو کہلا بھیجا کہ نماز جمعہ کی ادا کیا کرین اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ مین سب مسلمانون کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی اور ساتھ ایک قول کے مصعب بن عمیر نے یہ ملخص ہے روضۃ الاحباب کا پھر تیسرے بار موسم حج مین بہت آدمی اوس اور خزرج کے مسلمان اور کافر مدینہ سے مکہ کو حج کے لیے نکلے اونمین سے کم زیادہ ستر مرد و عورت تھے آپکی خدمت مین حاضر ہو کر سعادت بیعت کی حاصل کے اور اونسے ایک گھاٹی مین منیٰ کے داہنی طرف جمرۃ العقبہ کے پھر تشریف لیگئے اونکی فرودگاہ مین اور ہمراہ تھے آپکے عباس بن عبد المطلب اور اسوقت تک وہ مشرف باسلام نہوئے تھے پھر سلام کیا آپنے اونپر اور تعظیم کی اونھون نے آپکی پھر کلام کیا عباس نے اور کہا اے اہل مدینہ محمد اپنی قوم مین عزیز ہین اور ہم اونکی حفاظت و تمنوسنی کرتے ہین مگر یہ اب تمسے ملنا اور ہم سے کاٹنا چاہتے ہین اگر اب تم اپنا وعدہ اونکے ساتھ پورا کر سکتے ہو تو یہ تم لوگون مین چلے جاوین اور اگر اونپر اعتماد نہین رکھتے ہو تو اونکو اونکے شہر مین چھوڑ دو کہ یہ یہان عزیز ہین براء بن معرور نے کہا قسم خدا کی اگر ہمارے دل مین خلاف ہوتا ظاہر قول سے تو ہم نہ چھپاتے ہمارا ارادہ یہی ہے کہ وفا کرین ہم اپنے قولون کے اور راہ اللہ تم اور رسول اوسکے مین جانبازی کرین پھر سب نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ خود کلام فرماؤ اور شرط کرو واسطے رب اپنے کے اور واسطے نفس اپنے کے آپنے فرمایا کہ شرط کرتا ہون واسطے رب اپنے کے یہ کہ عبادت کرو تم اوسکی اور مت شریک ٹھراؤ اوسکا کسیکو اور شرط کرتا ہون واسطے نفس اپنے کے یہ کہ فائدہ دو تم مجھکو ساتھ اوسکے کہ فائدہ دو تم ساتھ اوسکے اپنے نفسونکو اور اپنے اہل کو اونھون نے عرض کی کہ اگر ہم یہ کرین تو ہمارے واسطے کیا اجر ہے آپنے فرمایا کہ جنت ہے اور یہی فائدہ کی بیعت ہے کہتا ہون سب نے کہ قبول کیا ہمنے لائیے دست مبارک اپنا پھر بیعت کی سب نے پھر آپنے فرمایا کہ تحقیق موسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل سے

بارہ سردار منتخب کیو تھے سو مین بھی بارہ سردار تم مین سے منتخب کرتا ہون پھر مقرر فرمائے آپنے اونمین سے بارہ سردار کہ محافظ
اونکے ہون اور کفالت مہاجرین کی اپنے ذمہ لین اور وہ بارہون یہ تھے سعد بن عبادہ اور اسعد بن زرارہ اور سعد بن ربیع
اور سعد بن خیثمہ اور منذر بن عمرو اور عبداللہ بن رواحہ اور براء بن معرور اور ابو الہیثم بن تیہان اور اسید بن حضیر اور
عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عبادہ بن صامت اور رافع بن مالک ہر ایک ایک قبیلہ سے تھے پھر بیعت کی اون سب نے اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام بھی وہان حاضر تھے اور یہ بیعت عقبہ ثالثہ کی تین مہینے قبل ہجرت سے ماہ ذی الحجہ مین واقع ہوئی تھی اور زیادہ
تفصیل اسکی آگے آویگی پھر جب تمام ہوچکی یہ بیعت پھر چلایا ابلیس علیہ اللعنہ منی مین اور کہا کہ اے معشر قریش یہ نبی مذمم یعنے
محمد کہ ہم قسم کیا اسنے مدینہ والون کو تمہیر فرمایا اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہے ازب العقبہ یعنی شیطان عقبہ
کا اور کہا سن لے اے دشمن خدا کے آگاہ ہو قسم اللہ کی البتہ تحقیق فراغت حاصل کی مینے یعنی اپنے کام سے اور فرمایا انصار کو کہ
جاؤ اپنی فرودگاہ مین اور ایک روایت مین ہے کہ وقت ندا کرنے شیطان کے خوف ہوا انصار کو کہ کہین کفار خبردار نہون
آپنے اونکو تسلی دیکر فرمایا کہ نہ ڈرو تم اس آواز سے یہ آواز دشمن خدا شیطان کی ہے جس سے تم ڈرتے ہو وہ اسکو نہین سنتے
یعنی جس سننے سے تمکو خوف ہوا پھر آئے قریش تلاش کرتے ہوئے اوس آواز کو پھر نپایا اوسکو پھر جب مشہور ہوئی یہ خبر تو آئے
قریش واسطے دریافت کرنے حال کے مدینہ والونکے قافلہ مین سو اونہون نے بھی اپنی لاعلمی اوس خبر سے بیان کی اور قسم کھائی
اسپر یعنی کفار قبیلہ اوس اور خزرج کے نے جو اس حال سے ناواقف تھی پھر وہ تلاش اور تجسس مین اسکے ہوئے تو سچ پایا اس خبر
کو پھر جب جانا مکے والون نے کہ تحقیق اہل مدینہ انصار ہوئے اور دار الہجرت بھی آپنے ٹھہرالیا تو تعاقب کیا مدینے والون کا سو ہاتھ
لگی اونکے دو شخص سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو جو پیچھے رہ گئے تھے سعد کو پکڑ لائے اور بہت سا مارا پیٹا اور منذر بن عمرو نکل
گئے انکے ہاتھ سے جب قافلے مین اسکی خبر ہوئی تو لوگون نے ارادہ لوٹنے کا کیا طرف مکے کے واسطے رہائی سعد کے اس عرصہ مین
سعد بھی چھوٹ کر انہین جا ملے پھر کفار مکہ مسلمانونکو بہت ایذا دینے لگے صحابہ نے حضرت سے اذن ہجرت کا چاہا آپنے اس امر مین
چندروز سکوت فرمایا پھر ایکدن ارشاد فرمایا کہ مین دکھلایا گیا ہون دار ہجرت تمہارا کہ وہ ایک نخلستان ہے درمیان دو پہاڑونکے
یعنے مدینہ اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ خواب مین دیکھا مینے کہ مکے سے ہجرت کی ہے مینے زمین نخلستان مین
گمان میرا طرف یمامہ اور ہجر کے گیا اور وہ مدینہ تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اختیار دیا گیا آپکو مدینہ اور بحرین اور قنسرین کا
سو آپنے اختیار کیا مدینے کو پھر اجازت دی آپنے صحابہ کو اور فرمایا کہ جو کوئی نکلنا چاہے تو مدینے کیطرف نکلے پھر شروع ہوا نکلنا
صحابہ کا طرف مدینے کے پے در پے اور نکلے عمر بن خطاب ساتھ بھائی اپنے زید بن خطاب اور عیاش بن ربیعہ ساتھ بیس سوار
کے صحابہ کبار سے طرف مدینے کے اور ایسی ہی ہجرت کی حضرت حمزہ اور عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبداللہ اور عثمان بن عفان
اور زید ابن حارثہ اور مصعب اور ابن ام مکتوم اور ابن مسعود اور عمار اور بلال اور سعد وغیرہم نے طرف مدینے کے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آپ منتظر دوسری وحی کے رہے اور جب قوم قریش نے واسطے ایذا رسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

دار الندوہ مین جمع ہوکر مشورت کی اس عرصے مین ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت بنکر پہونچا اور کہا مین نجد کا رہنے والا ہون تمہاری مشورت کی مدد کو آیا ہون پھر ابوجہل نے اُس سے کہا کہ اے بڈھے محمد صلعم کے حق مین کیا تدبیر کرون اوسنے کہا کہ اے ابوالحکم اس شخص نے تمہارے باپ دادا کی دین کو جھوٹا کیا اور اپنے جھوٹے دین کو جادو سے جاری کیا چاہتا ہے اور تمہارے بتون کو جھوٹا کہتا ہے اور اپنے جادو سے تمہارے بھائیون کو جھوٹے دین مین لیتا ہے اور اے ابوالحکم تو خلیفہ مکے کا ہے اور برادری بہت رکھتا ہے سبکو جمع کر کے سر محمد کا جدا کر لے تجھکو کیا ڈر ہے اسمین سب فتنہ موقوف ہو جاوے گا ابوجہل نے کہا اے یارو اب یہی صلاح ہے کہ محمد اب اکیلا ہے تمام یار اوسکے مدینے کو گئے ہین اب قتل مین اوسکے کچھ ڈر نہین ہے بڈھے نے کہا اے قریش مصلحت نیک یہی ہے کہ بستر پر سوتے ہوئے سر جدا کرو تا کہ کسیکو خبر نہو اور نہ کچھ فساد برپا ہو سبنے یہی بات پسند کی جب یہ بات مقرر ہو چکی تب ابوجہل لعین نے کہا اے گروہ قریش کے آجکی رات سر محمد کا کاٹنا چاہیئے اور اسکام کے واسطے بیس آدمی اچھی کار آزمودہ کو سب قبیلون مین سے چنکر مقرر کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور عالم الغیب کے سے آئے اور یہ وحی لائے اور کہا یا رسول اللہ آجکے روز قریش کی مجلس مین یہ بات مقرر ہوئی ہے کہ آجکی رات بستر پر سوتے ہوئے سر تمہارا جدا کرین اور حکم جناب باریکا یہ ہے کہ آپ اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سُلا کر حضرت ابوبکر کو ہمراہ اپنے لیکر مکے سے ہجرت کر کے مدینے کو جائیے اہل مدینہ تمہارے مددگار ہونگے اور تمہاری استقامت وہین ہوگی اور تمام کام اسلام کا وہین سے انجام ہوئیگا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت وحی کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دنومین خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند آسمان سے بطحائی مکہ مین اوترا اور شہر مین آیا اور تمام صحرا مکہ نور اوسکی سے منور ہوا پھر وہ چاند آسمان کیطرف چلا گیا اور مدینہ مین اوترا اور زمین مدینے کو اپنی روشنی سے روشن کیا اور اور ستارون نے اوسکے ہمراہ حرکت کی اوسوقت وہ چاند ہمراہ چند ستارونکے ہوا پر چلا گیا اور حرم مکہ مین اوترا اور زمین مدینہ اوسیطرح روشن تھی مگر تین سو ساٹھ گھر اور ایکروایت سے چارسو گھر جب وہ چاند مکے مین پہونچا اوس سے گرد مکہ روشن ہوا پھر وہ مدینے کیطرف روانہ ہوا اور عایشہ صدیقہؓ کے حجرہ مین داخل ہوا پھر زمین پھٹ گئی وہ چاند اوسمین سما گیا جب ابوبکرؓ بیدار ہوئے روئے اسلیئے کہ علم تعبیر سے درمیان عرب کے خوب واقف تھے جب تعبیر مین اس خواب کے تامل فرمایا معلوم ہوا کہ وہ چاند ذات پاک نبوت مآب ہے اور ستارہ اونکے اصحاب اور اقربا ہین کہ اونکی ہمراہی مین غربت اختیار کرینگے اور مدینے کو ہجرت کرینگے اور پھر آنا اوسکا مکے مین دلیل فتح مکہ ہے کہ آپ کو حاصل ہوگی اور داخل ہونا اوسکا حجرہ مین عایشہؓ کے اس بات کی نشانی ہے کہ وہ رضی اللہ عنہا مشرف ساتھ فراش رسول اللہ صلعم کے مدینے مین ہونگے اور پھٹنا زمین کا اور اوسمین سما جانا اوسکا دلیل وفات اوس سرور کائنات کی ہے اور مدفون ہونا اونکا حجرہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا کے اس خواب سے حضرت ابوبکرؓ امیدوار ہجرت کے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اس عرصے مین جبرئیلؑ اذن ہجرت کا لائے اور یہ آیت حضرت پر پڑھی قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اور قصد کفار نابکار کا ایک ایک سب آپکے آگے بیان کیا اور کہا حکم اسطرح پر ہے اے رسول اللہ کہ آجکی رات آپ اپنے خوابگاہ مین اپنے بستر پر آرام نفرمایئے اور دوسرے دن طیاری سفر کے اسباب کی کر کے مدینہ طیبہ کیطرف توجہ فرمایئے جب رات ہوئی روسائے

قریش مثل ابی جہل اور ابولہب اور ابی بن خلف اور نبیہ اور منبہ حجاج کی بیٹی اور نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط اور اور
ایک جماعت اشقیائے قریش سے آپکے گھر کے دروازے پر اپنے اقرار کے موافق آکر جمع ہوئے اور منتظر سو جانیکے رہے کہ اونکو قتل
کریں ابولہب نے کہا فجر تک ٹھہرے رہو جب صبح ہوگی اکھٹے ہو کر اوسے قتل کرینگے تاکہ بنی ہاشم کو معلوم ہو کر سبنے ملکر قتل کیا ہے اور پھر
اونکو طاقت منازعت کی نہو آپنے اس حال سے اطلاع پاکر علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ مجھکو اذن ہجرت کا مدینے کیجانب کو ہوا ہے
کل کو طیاری سفر کی کرونگا اب جو کچھ چیزیں بطور امانت کے میرے پاس ہیں تمکو دیتا ہوں تم اونکے مالکوں کو پہونچا دینا اور میرے بعد
مدینے کو چلے آنا آجکی رات کفار میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تم میری چادر سبز اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہنا اور دل قوی رکھنا انشاءاللہ
تعالیٰ تمکو کچھ ایذا نہ پہونچا سکینگے علی رضی اللہ عنہ بموجب فرمان کے چادر حضرت کی اوڑھکر آپکے بستر پر سو رہے اور اپنے نفس کو فدائے
ذات مقدس حضرت کے کیا بعد اسکے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور اول سورہ یٰس سے
فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھا اور ایک مٹھی خاک کی لیکر اونکے مونہہ پر ڈالدی جسکے منہ پر وہ خاک پہونچی وہ بدبخت جنگ بدر میں
مارا گیا اور آپ حضرت صحیح و سالم اونمیں سے نکل آئے جسنے آپکو نجات دی کذا فی المعارج اور مدارج میں ہے کہ ایک روایت میں وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا کو بھی زیادہ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے ابوجہل لعین نے بطور استہزاء کے کہا کہ یہ محمد ہے کہتا ہے کہ اگر تم میرے دین کے تابع ہو تو تمام ملک عرب و عجم تمہارا ہو جاوے اور
بہشت تمہاری جگہ ہو اور اگر متابعت نکروگے تو دنیا میں میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور آخرت میں دوزخی ہوگے آپنے فرمایا کہ ہاں
اسیطرح کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور تو اون دوزخیوں سے ہوگا کہ خبر دی گئی ہے پھر ایک مٹھی خاک کی بھر کر اون پر ڈالدی پھر ایک
شخص وہاں ظاہر ہوا اور اوسنے پوچھا کہ تم یہاں پر کسلیے جمع ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو کہا محمد کا انتظار ہے اوسنے کہا قسم خدا کی محمد
گھر سے نکل گئے اور خاک تمہارے سر پر ڈال گئے مواہب میں ہے کہ پھر آیا اونکے پاس آنیوالا جو اونمیں سے نتھا کہا کسکا انتظار کرتے ہو تم یہاں پر
کہا اونہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسنے کہا قسم اللہ کی بیشک نکل گئے محمد تمسے اور نہ چھوڑا کسی ایک کو تم میں سے مگر اوسکے سر پر مٹی ڈالگئے
اور چلے گئے اپنی حاجت کو سو نہیں دیکھتے ہو اوس شئے کو جو تمہارے ساتھ ہے پھر رکھا ہر ایک نے ہاتھ اپنا سر پر پایا مٹی کو اوسپر انتہی پھر اس
خبر سے نہایت پشیمان ہو کر دروازے کے روزن سے دیکھا کہ ایک چادر اوڑھے لیٹا ہے خوش ہو کر کہا کہ یہ محمد چادر اوڑھے سوتا ہے بارادہ قتل
دروازے میں گھسے علی کرم اللہ وجہہ اپنے بستر سے اوٹھکھڑے ہوئے جانا کہ وہ شخص سچ کہتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ محمد کہاں
ہیں کہا مجھے معلوم نہیں کہاں تشریف رکھتے ہیں پھر تھوڑی دیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقید کر کے چھوڑ دیا اور روایت صحیح میں ہے کہ
حضرت اپنے بستر سے اوٹھکر باقی اوس رات میں غار میں جا کر پوشیدہ رہے پھر دن نکلنے کے بعد دوپہر ڈھلنے سے پہلے کہ دھوپ خوب گرم تھی اپنے
سر مبارک پر چادر ڈالے ہوئے یعنی متقنع اور متلبس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے ابوبکر تمہارے اہل کے سوا جو
اور کوئی اسگھر میں ہو سبکو نکالدو عرض کیا یا رسول اللہ سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اہلیہ شریفہ آپکی ہے اور اوسکی بہن اسماء کے کوئی نہیں ہے
اوسوقت آپنے فرمایا کہ مجھکو یہاں سے ہجرت کا حکم ہوا ہے عرض کی کہ آپکی ملازمت شریف میں میں ہی ہونگا فرمایا ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نہایت خوشی سے روئی اور عرض کی کہ یا حضرت مینے دو اونٹ تیار کیے ہین ایک اونمین سے قبول فرمائیے آپنے فرمایا ساتھ
قیمت کے قبول کیا مینے یہ اسواسطے کہ عبادت اوس تعالے شانہ مین غیر سے مدد لینا نچاہیے چنانچہ خلاصہ مخواے آیت شریفہ
وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا کا یہی ہے اور نام اوس اونٹنی کا قصوی اور ایک روایت مین ہے کہ جذعا تھا اور قیمت اوسکی
چارسو درم اور واقدی کے روایت سے آٹھ سو درم تھے عایشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ بعد ازان تیاری اسباب سفر مین مشغول
ہوکر دستر خوان مین گوشت روٹی رکھکر اور درست کرکر توشہ سفر کا تیار کیا سفر کا بند جس سے اوسکو باندہتے ہین تھا اسما بنت
ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کمر بند اپنے کے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑے سے سفر یکو باندہا اور دوسرے سے کمر بند بناکر کمر مین باندہا اسی سے
لقب اونکا ذات النطاقین ہوا اور نطاق عرب مین کمر بند کو کہتے ہین اور عادت عرب کی ہے کہ کمر بند اوپر ازار کے باندہتے ہین اور
عبد اللہ بن اریقط کہ رہبری مین نہایت ماہر تھا اسلیے اُسے اجرت دیکر کہدیا کہ بعد تین روز کے دونو اونٹ لیکر غار جبل ثور پر حاضر
ہو اور عامر بن فہیرہ کو مقرر کیا کہ ہر روز چند بکریان چرا تا اور شام کو اونکے پاس لاتا کہ دودہ پین اور عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ
عنہما کو کہ جوان ہوشیار اور چالاک تھے مقرر کیا کہ دن کو کفار قریش کے پاس رہا کرین اور رات کو آکر سب احوال آپسے عرض
کیا کرین جب یہ سب مقرر کر چکے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو نقد پانچہزار درم تھے اپنے ساتھ لیے واسطے راہ خرچ کے اور شب دوشنبہ
ستائیسوین تاریخ ماہ صفر کو کھڑکی کے رستے سے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر مین تھی باہر تشریف لائے اور متوجہ غار ثور کے ہوئے اور باہر
آنا حضرت کا مکے سے بیعت عقبہ سے دو مہینے اور کئی روز کے بعد تھا اور بعضون نے اڑہائی مہینے کہے ہین اور بعض نے تین
مہینے بیان کیے ہین یا قریب تیئیس غرہ ربیع الاول کے پنجشنبہ کے دن اور صحیح یہ ہے کہ دوشنبہ تھا اور مدینے مین بھی دوشنبے کو داخل
ہوئے اور وفات بھی آپکی دوشنبے کو ہوئی اور جمع ان دونو روایتون مین یون ہوسکتا ہے کہ نکلنا آپکا مکے سے پنجشنبہ کو تھا
اور غار ثور سے دوشنبے کو نکلے یا عکس اسکے اور مواہب مین ہے کہ اقامت کی آپنے غار ثور مین تین رات شب جمعہ اور شب شنبہ
اور شب یکشنبہ اور شب دوشنبہ کو نکلے غار ثور سے اور تھی اقامت آپکی ابتدائے نبوت سے ابتک مکے مین کئی اوپر دس برس یعنی
تیرہ برس ۱۳ سوال اگر کہو تو کہ کیا حکمت تھی ہجرت کرنے مین آپکی مکے سے مدینے کو اور قیام کرنے مین آپکے بیچ مدینے کے روز وفات تک جواب
دیا گیا ہے کہ تحقیق حکمت الٰہی جاری ہوئی اسپر کہ تحقیق چیزین شرف اور بزرگی پاتی ہین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ بات
نہین کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف حاصل کرین ساتھ چیزون کے سو اگر قیام کرتے آپ مکے ہی مین اور نہ تشریف لیجاتے مدینے
کو تو وہم ہوتا کہ آپکو شرف حاصل ہوا ساتھ مکے کے اسلیے کہ شرف حاصل ہوچکا ہے مکے کو ساتھ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام
کے سو ارادہ کیا اللہ تعالی نے کہ ظاہر کرے شرف آپکا سو حکم کیا آپکو ساتھ ہجرت کے طرف مدینے کے سو جب ہجرت کی آپنے طرف مدینے
کے شرف پایا مدینے نے ساتھ آپکے یہانتک کہ واقع ہوا ہے اجماع اسپر کہ تحقیق افضل جگہون سے وہ جگہ ہے کہ ملی ہے ساتھ پہلوئے
مبارک کے یعنی جسم مبارک سے اور تھا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت باہر آنیکے مکے سے جب کھڑے ہوئے حزورہ مین اور وہ ایک موضع ہے
حرم سے اور دیکھا طرف بیت اللہ کے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی تحقیق تو البتہ دوست تر ہے طرف میرے تمام روئے زمین سے اور

اگر ہوتا یہ کہ نکالتے اہل تیرے مجھکو تجھسے تو نہ نکلتا میں تجھسے معلوم ہوکہ ہجرت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ذہین تھا اور یہی مختار صاحب مواہب کا ہے اور چلتے تھے آپ اونگلیوں کے بل تاکہ نشان قدمین اشرفین معلوم ہوون اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آگے آپکے چلتے اور کبھی پیچھے اور کبھی داہنے اور کبھی بائین آگے اسلیے چلتے کہ مبادا کوئی گھات مین بیٹھا ہوا ور پیچھے اسلیے چلتے کہ مبادا کوئی تعاقب مین ہو اور واسطے اطمینان دل کے داہنے بائین جب جبل ثور پر پہونچے نعلین مبارک تنگ تھین پارہ پارہ ہوگئین پاے مبارک سے خون بہنے لگا اور مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گردن پر اوٹھاکے مقصدگاہ کو پہونچایا اور آپکو وہان پر لیجاکر بٹھایا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ یہان تشریف رکھین مین اندر جاکر خوب تفحص کرلون ایسا نہو کہ کوئی سانپ بچھو ہو پھر اندر جاکر سوراخ ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگے اور اونمین کپڑا اپنی چادر سے پھاڑ کر لگاتے جاتے اور سوراخ بند کرتے جاتے اور وہ چادر اونکی بیش قیمت تھی سب سوراخ اوس سے بند کیے مگر ایک سوراخ باقی رہگیا اوسمین اپنا پاؤن آپنے لگادیا اور عرض کی یارسول اللہ تشریف لائیے آپ اندر داخل ہوئے ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہان دیکھا مینے پائے مبارک کو کہ خون اوسمین سے ٹپکتا تھا رویا مین اور جانا کہ آپ خوگر اس جفاکشی اور محنت کے نہین ہین فی الحال ساتھہ قدرت خدا کے دروازے پر غار کے ایک درخت ببول کا اوگا کہ پردہ ہوجاوے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے اور ایک جوڑے کبوتر جنگلی نے حکم الٰہی سے دروازے پر آکر گھونسلا بنایا اور اوسمین دو انڈے دیے مسند بزار مین ہے کہ کبوتر حرم محترم کے اوسی کبوتر کے جوڑے کی نسل سے ہین انتہی اور ایک مکڑی نے حکم الٰہی سے دروازے پر غار کے جالا تنا اور خس وخاشاک جبرئیل علیہ السلام نے اوسپر ڈالدیا کہ پرانا معلوم ہوا اور کفار جانین کہ آپ اسمین تشریف نہین رکھتے ہین اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤن مین جو سوراخ مین لگا رکھا تھا سانپ نے کاٹا اوسکے صدمہ سے بے اختیار آپکے آنسو بہنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اونکے گود مین تھا جب آنسو آپکے چہرہ مبارک پر گرے خواب سے بیدار ہوئے اور حال دریافت کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کسینے میرے پیر مین کاٹا ہے اور اوسکے زہر نے مجھپر غلبہ کیا فرمایا کہ پیر کھینچلو اونہون نے کھینچ لیا سانپ اوس سوراخ سے نکلا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھکو آپکی قدم بوسی سے محروم رکھتے تھے اسلیے مینے اونکو کاٹا یہ کہکر ایمان لایا اور قدم بوس ہوکر چلا گیا اور آپنے اوس زخم پر اپنا لعاب دہن مبارک لگادیا اللہ تعالیٰ نے شفا دی پھر جب سے بعد اسکے کبھی کسی کیڑے کاڑے نے حضرت صدیق کو ایذا نہین دی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعد تشریف لیجانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد ابی بکر رضہ کے دوسرے دن ایک جماعت قریش کی اور ابوجہل نے آکر میرے گھر کا دروازہ بجایا مین باہر نکلی پوچھا تیرا باپ کہان ہے مینے کہا مجھکو نہین معلوم ابوجہل نے ایک تماچا میرے موکھہ پر مارا کہ اوسکے صدمہ سے گوشوارہ میری کان سے نکل پڑا بعد اوسکے ابوجہل نے تمام مکے مین اشتہار کیا کہ جو کوئی محمد صلعم اور ابوبکر کو پکڑ لادے اوسکو سو اونٹ دینگے اور جو کوئی مجھکو اونکے پاس لیجاوے اوسکو بھی سو اونٹ دون جوانان قریش نے ساتھہ طمع مال کی پہاڑون اور جنگلون مین تلاش کرنا شروع کیا اور ایک سراغ لگانیوالے کو کہ نام اوسکا ابوکرز تھا اپنے ساتھہ لیکر چلے اوسنے کھوج لگاتے لگاتے غار ثور تک لگایا اور کہا کہ مطلوب تمہارا یہان سے تجاوز نہین کیا ہے یہان سے مین نہین جانتا کہ آسمان پر چلا گیا یا زمین مین سما گیا اور ایک روایت مین ہے جب

سراغ لگانیوالے نے کہا کہ یہانسے مطلوب تمہارے نے تجاوز نہین کیا تب سینے کبوتر دونکا گھوسلا اور اونکے انڈے اور مکڑیکا جالا دیکھکر کہا کہ شاید توپیر فرتوت بیوقوف ہوا ہی کیونکہ جالا مکڑیکا پیدایش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے مواہب مین ہی کہ نقل کیا ابونعیم نے حلیہ مین عطا ابن میسرہ سے کہ کہا اونہون نے جالا تنا مکڑی نے دوبار ایکبار داؤد علیہ السلام پر جبکہ طلب کیا اونکو طالوت نے اور دوسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غار ثور مین اور پھر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جالا تنا مکڑی نے اوس غار پر کہ داخل ہوئے اوسمین عبداللہ بن انیس متابعۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبب قتل کرنے سفیان بن خالد الہذلی کے سو مار ڈالا اونہون نے اوسکو پھر گھسے غار مین پھر جالا تنا مکڑی نے غار کے مونہہ پر پھر جب آئی قوم اوسکی آپکی تلاش مین اور کچھہ پتا نپایا اونہون نے انکا تو پھر لوٹ گئے اپنے گھرونکو اور تاریخ ابن عساکر مین ہے کہ مکڑی نے جالا تنا ستر عورت پر زید بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب کے جب سولی دی گئی وہ ننگے ستر سن ۱۲۱ ایکسو اکیس ہجری مین اور مروی ہی کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے کرتے وہان پہونچے کہ درمیان اونکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس گز کی مسافت سے زیادہ تھی اور مروی ہے کہ سراغ لگانیوالے نے جب کفار سے کہا کہ اسکے تمہارا مطلوب یہان سے آگے نہین بڑہا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات سے غمگین ہوئے آپنے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنی مت غمگین ہو کہ تحقیق اللہ تعالی ساتھہ ہمارے ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر کفار اپنے پاؤن نیچے دیکھین گے تو ہمکو دیکھہ لین گے آپنے فرمایا کہ گمان تیرا ساتھہ اون دو شخصون کے کہ تیسرا اونکا خدا ہے کیا ہے پھر اللہ تعالی نے اوپر تسکین نازل کی اور ایک آرام اونکے دلمین پیدا کیا تکملہ اہل معرفت کہتے ہین کہ جب فرعون بنی اسرائیل کے قریب پہونچا اونہون نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ فرعون آن پہونچا اونہون نے فرمایا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ یعنی یون نہین بیشک ساتھہ میرے پروردگار ہے اب راہ بتائیگا مجھکو اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شکایت قریش کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کری آپنے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا پس نظر واقع ہوئی موسی علیہ السلام کی پہلے اپنے نفس پر پھر شہود کیا ربوبیت حق تعالی کے تئین ساتھہ کہنے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ کے کہ مقدم کیا مَعِیَ کو رَبِّیْ پر اور واقع ہوئی نظر ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے اوپر الوہیت اللہ تعالی کے بعد اوسکے واقع ہوئی اپنے نفس پر جیسا کہ فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ساتھہ مقدم کرنے ذکر لفظ اللہ کے معنا پر سو ہوا فرمانا موسی علیہ السلام کا مطابق مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰهَ بَعْدَهٗ کے یعنی نہین دیکھی مینے کوئی شی مگر دیکھا مینے اللہ کو بعد اوسکے اور ہوا فرمانا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطابق مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ کے یعنی نہین دیکھی مینے کوئی شی مگر حال یہہ ہے کہ دیکھا مینے اللہ کو قبل اوسکے اور یہ شہود اتم اور اکمل ہے اوس سے اور یہی خاص کیا موسی علیہ السلام نے شہود معیت کو ساتھہ اپنے اور نہ متعدی ہوا طرف اتباع اونکی کے اور عام فرمایا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ کہنے معنا کے اور تعدی کیا نور شہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نے طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور مدد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ نور اپنے کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ثابت رہے وہ اوسپر اوسوقت اور نازل ہوئی اوپر تسکین تا فہم ہذا مقتبس من مدارج النبوۃ حلبی مین ہی کہ پیاس لگی حضرت صدیق رضہ کو غار مین فرمایا آپنے کہ جا در پہ غار کی اور پانی پیلے جب صدیق رضی اللہ عنہ وہان گئے تو بہت

میٹھا خوشگوار پانی پایا خوب پیا حضرت سرور عالم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا فرشتہ کو جو نہر و نہیں پر مقرر اور مامور ہے ایک نہر جنت کی نہرون سے یہانپر وہ نکلوائی تیرے واسطے کہ پانی پیلے تو عرض کیا صدیق رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ کیا رتبہ میرے لیے ہے اللہ کی جناب مین آپنے فرمایا ہان اور زیادہ اس سے قسم اوسکی جسنے مجھے نبی کیا جنت مین نہ داخل ہوگا جو تجھے دشمن رکھیگا اگرچہ عمل اوسکے مثل عمل ستر نبیونکے ہون جب اللہ تعالیٰ نے شر و فساد کفار کا ساتھ انڈے دینے کبوتر کے اور جالا پورنے مکڑی کے دفع کیا آپنے کبوتر کے حق مین دعاء خیر کی اور حرم کو جگہ امن کی اونکے لیے ٹھرائی اور اون کبوترونکے شکار سے امت کو منع کیا چنانچہ حرم محترم مین اون کبوترونکی نسل ابتک ہے اور ایسا ہی مکڑی کے حق مین فرمایا کہ یہ ایک لشکر ہے لشکرون اللہ تعالیٰ کی سے اور اوسکے مارنے سے بھی منع فرمایا آخر الامر وہ کفار لیام عبدۂ اصنام بعد تگاپو اور جستجو بہت کے خائب اور خاسر اپنے گھرون کو لوٹ گئے پھر تیسری شبکو اوس غار پر عبد اللہ بن اریقط موافق وعدہ کے دونو اونٹ لیکر حاضر ہوا اور عامر بن فہیرہ بھی آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غار سے نکلکر ایک اونٹ پر سوار ہوئے اور بعض تاریخ کی کتاب مین ہے کہ واسطے نکلنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام نے پر مارکے دوسری طرف غار کے رستہ کر دیا تھا اور عبد اللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ یہ دونو ایک اونٹ پر سوار ہوئے پھر راہ سواحل سے مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور آفتاب گرم ہونے تک کہین نہ ٹھرے بعد ازان ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر کے سایہ مین خوابگاہ واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آراستہ کیا وہان آپنے آرام فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک چرواہے سے جو وہان بکریان چراتا تھا ایک پیالہ دودہ کا لیا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے وہ دودہ پیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ وقت چلنے کا ہے آپ سوار ہوکر آگے چلے یہان پر ایک شبہہ ہوتا ہے کہ کیونکر درست ہوا لینا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دودہ کا چرواہے سے بغیر اجازت مالک اونکے کے جواب اسکا دو وجہ پر ہے ایک یہ کہ قریش کی عادت تھی کہ چرواہے کو اجازت دیا رہتے تھے کہ جب کوئی مسافر دودہ مانگے تو دیدینا دوسرے یہ کہ مالک اون بکریونکا آشنا ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اور پہنچا ہو وہ اونکو پس لیا دودہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بسبب اعتماد کرنے کے اوسکی رضامندی پر اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قیمت دیکر خرید کیا ہو دودہ کو اوس سے اور وہ چرواہا ماذون ہو بیچنے پر دودہ کے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی چرواہا وغیرہ کسیکی چیز مین سے کسیکو دیوے تو اوسکا لینا اوسکو نچاہیے جب تک اذن مالک کا اوسکی اوس چیز پر اسکو نہ معلوم ہوا اور یاویز فقط قول اوسی ماذون کا مقبول ہے ذمی ہو یا مسلم اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ مشتریکو خرید کرنیکے لیے فقط بایع ہی کا قبضہ کفایت ہی کچھہ زیادہ تتبع ایمن اوسکو ضرور نہین اور یہ بھی احتمال ہے کہ اوس ریوڑ مین چند بکریان اوس چرواہی کی ہون اور اوسنے اپنی بکریونکا دودہ دیا ہو اور نبی نامہ وغیرہ مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے راہ مین منزل قدید مین کہ وہ قریب رابغ کی ہے ایک عورت کے یہان تشریف فرما ہوئے نام اوسکا ام معبد تھا آب و طعام سے وہ مسافرونکی بہت خدمت کرتی تھی اون دنون بسبب خشک سالیکے اوسکے یہان دودہ دہی کچھہ نتھا خاوند اوسکا بکریان لیکر جنگل مین چرانیکو گیا تھا ایک بکری بڑہی دبلی گھر مین چھوڑکر کہ وہ مارے ضعف کے گلہ کے ساتھہ نجاسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے

دودھ ہی طلب کیا اوس عورت نے خشک سالی کا شکوہ کیا تب آپنے بسم اللہ کرکے یہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھَا فِیْ شَاتِھَا اوس بکری کو اور سکی اجازت سے دوہا آپنا دودھ اوسنے دیا کہ حضرت اور آپکے ہمراہی اوسکو پیکر سب آسودہ ہوگئے اور ایک اور برتن دوسرا لبریز کرکے آپنے وہان دہر دیا اور اپنا رستہ لیا جب اوسکا خاوند جنگل سے آیا عورت سے پوچھا کہ یہ دودھ کہان سے آیا اوسنے وہ تمام حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا کہتے ہین کہ وہ بکری تب سے اٹھارہ برس حضرت عمرؓ کے زمانہ تک زندہ رہی اور عام الرمادہ مین مرگئی پھر بعد ایک مدت کے ام معبد مدینہ کو آئی اور اسلام لائی اور ابو معبد خاوند اوسکا بھی مسلمان ہوا انتہی و تحقیق ہو کہ اس حدیث مین بیان عدم جواز تصرف کا ہے ملک غیر مین بغیر اجازت اوسکے اگرچہ اوسکی اصلاح ہی کے لیے کیون نہو پس اسیواسطے اول اذن چاہا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے اوسکی بکری مین تصرف کا پھر باجازت اوسکی آپنے اوسمین واسطے اصلاح حال اوسکے تصرف کیا اور ثمرہ دودھ کا جو اوسپر حاصل ہوا وہ عمل کرنے آپکی سے تھا پس ملک اوسکی دائر تھی درمیان آن سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صاحب اوس بکری کے جیسا کہ مسئلہ مساقات کا کہ کمال ہی مشابہ ہے ساتھ اوسکے کہ وہ عبارت ہے نگاہ رکھنی اصل سے اور اصلاح کرنی اوسکی بسبب بدلے پر کچھ ثمرہ کی حاصل اوسکی سے پس اسیطرح فعل نبی صلعم کا تھا کہ نگاہ رکھا اصل کو اور اصلاح کی اوسکے بدلے پر کچھ دودھ کے اور کہا جاوے کہ دودھ ملک تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حاصل ہوا تھا وہ ساتھ برکت دعا آپکے اور پلایا آپنے صاحب اوسکے کو اپنی طرف سے تفضلاً بھی ہو سکتا ہے مگر فقرہ اول الطف اور ادق ہے واللہ اعلم بالصواب زرقانی شرح مواہب لدنیہ اور ایسے ہی ایک غلام راہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکریان چراتا ہوا ملا اوس سے آپنے دودھ طلب کیا اوسنے کہا میری بکریون مین کسیکے دودھ نہین ہے مگر ایک بچہ کہ اوسے پہلا گابہہ تھا وہ بھی گر گیا اب اوسکے بھی دودھ نہین ہے تم دعا کرو آپنے اوسکے لیے دعا کی پھر آپنے اوسکو منگوایا اور اوسکے تھنون کو ہاتھہ مبارک سے چھوا اور پھر دعا کی پھر اوسنے دودھ اوتارا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مجن یعنی سپر لائے اوسمین حضرتؐ نے اوسکو دوہا اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا پھر خود دوہکر چرواہے کو پلایا پھر دوہکر آپنے نوش فرمایا اوس چرواہے نے عرض کی قسم اللہ کی تو کون ہے مینے تجھسا کوئی آدمی نہین دیکھا آپنے جواب مین فرمایا مین تحقیق محمد ہون رسول اللہ تعالیٰ کا اوسنے عرض کی کہ تم وہی ہو جسے قریش صابی کہتے ہین آپنے فرمایا البتہ وہ ایسے ہی کہتے ہین اوسنے آپکی نبوت پر گواہی دی اور سچ جانا آپکی رسالت کو اور عرض کی کہ مین تابعدار ہون اور آپکے ساتھ چلنے کا ارادہ رکھتا ہون آپنے فرمایا ابھی تجکو اسپر قدرت نہین ہے جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ دیا جب تو ہمارے پاس چلا آنا کذا فی سیرت احمد دحلان اور بہی نامہ مین ہے کہ جب قریش نے جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے کہیں چلے گئے یہ اشتہار کیا کہ جو کوئی اون دونونکو ڈہونڈ کر قتل کرے تو ہر ایک کے عوض مین سو اونٹ دینگے قاصد قریش کے ہر طرف دوڑے سراقہ بن مالک اپنے لوگون مین بیٹھا باتین کر رہا تھا اچانک ایک نے آکر خبر دی کہ دریا کے کنارے مینے دیکھا کئی شتر سوار اونٹونکو تیز ہانکے ہوئے چلے جاتے مجھے یقین ہے کہ محمد اپنے رفیقونکے ہمراہ جاتے ہون یہ سنکر سراقہ نے اوسکو دھوکا دیا کہ وہ نہین تھے مین جانتا ہون کہ فلانا فلانا شخص تھا یہ کہکر اپنے گھر آیا جلد کمر باندہ نیزہ ہاتھہ مین لے مادیہ گھوڑے پر چڑہا اپنے لوگونسے پوشیدہ

اوسیطرف روانہ ہوا اور حضرت کے قریب پہونچا یہانتک کہ آواز تلاوت قرآن مجید کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اوسکو دیکھکر ڈر گئے اور رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سراقہ بن مالک آ پہونچا اور واللہ مجکو اپنی جان کا غم نہین مگر آپکا اندیشہ ہے آپنے فرمایا کہ توکل خوب ہے دشمنون سے مت ڈر اللہ تعالیٰ ہمارا دوست ہے اور دعا کی کہ یا اللہ ہمکو اسکے شر سے بچا اوسیدم گھوڑا اوسکا زانو تک زمین مین دھسگیا یہ حال پر ملال سراپا وبال دیکھکر سراقہ بدحواس ہوا اور پکار کر کہا کہ ای خدا کے مقبول مین جانتا ہون کہ یہ معجزہ تیرا ہے اب مین تیری عداوت سے باز آیا دعا کر کہ گھوڑا میرا زمین سے نکل آوے آپنے دعا کی کہ یا اللہ اگر یہ سچا ہو تو اسکو نجات دے اوسیدم گھوڑا زمین سے نکل آیا پھر سراقہ نے عرض کیا کہ آپکے لطف عمیم کا امیدوار ہون کہ ایک امان نامہ حضور پرنور سے مجھکو عنایت ہو شاید کسیوقت کام آوے آپنے عامر بن فہیرہ کو فرمایا اوسنے ایک چمڑے کے پارچہ پر لکھکر حوالہ کیا سراقہ اپنے مکان کو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا راستہ لیا اور روضۃ الاحباب مین سراقہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی اور غزوۂ حنین سے معاودت فرمائی مین اپنے قبیلے سے بقصد ملاقات ہدایت آیات اوس سرور عالم صلعم کے گیا اور وہ امان نامہ میرے پاس تھا موضع جعرانہ مین آپکے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا اور وہ امان نامہ اپنے ہاتھ مین لیا اور مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نامہ ہدایت شمامہ آپکا ہے فرمایا کہ آج کا روز اوسکی وفا کا ہے پھر ساتھ شرف ایمان کے مشرف ہوا مین انتہی اور مروی ہے کہ بریدہ بن الحصیب اسلمی نے جب سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مکے سے نکلکر مدینے کو جاتے ہین اور قریش نے اونکے قتل یا مقید کرنے پر سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو طمع ہوئی ستر سوار اپنی قوم سے لیکر بخیال خام نکلا ایک مقام کراع الغمیم ہے وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا آپنے پوچھا تو کون ہے کہا بریدہ بن الحصیب ہون آپنے ابوبکر سے ملتفت ہوکر فرمایا برد امرنا یعنی اچھا ہوا کام ہمارا پھر آپنے پوچھا کہ کس قبیلہ سے ہے تو کہا اسلم سے تو فرمایا سلمنا یعنی سلامتی پائی ہمنے پھر پوچھا کہ کس قوم سے ہے تو کہا بنی سہم سے فرمایا خرج سہمک یعنی نکلا حصہ تیرا بریدہ نے جب حلاوت گفتار آپکی معلوم کی پوچھا آپ کون ہین فرمایا محمد بن عبد اللہ رسول برحق اوسنے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور ساتھ اخلاص کے مسلمان ہوا اور جو ستر آدمی اوسکے ساتھ تھے وہ بھی مسلمان ہوئے اوس رات کو بریدہ آپکی خدمت مین رہے پھر صبح کو عرض کیا کہ یا رسول اللہ بی نشان کے مدینے مین نجایئے اور اپنی دستار کو کھولکر اوسنے نیزہ پر باندھی اور آپکے آگے آگے جاتا تھا اور اوسکے ساتھ نقارہ اور کرنا بھی تھا استقصی مین ابو العلا ہمدانی سے نقل ہے کہ کوئی حدیث فضیلت مین شہر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو نہین پہونچی مگر حدیث بریدہ بن الحصیب کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو بعد میرے ایک شہر مین خراسان کے شہرون سے نزول کریگا کہ اوسے میرے بھائی ذوالقرنین نے آباد کیا ہے کہ اوسکو مرو کہتے ہین اور تو نور اہل مشرق کا اور قائد یعنی راہبر اونکا ہوگا قیامت مین استقصے مین کہا ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی واقع ہوا اور مروی ہے ابن ابی شیبہ وغیرہ سے کہ طلحہ بن عبید اللہ شام سے تجارت سے آتے تھے راہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے آپکو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سپید کپڑے پہنائے اور قصد کیا کہ آپکے ہمراہ رکاب ہو آپنے فرمایا مکے کو جا پھر وہان سے ہجرت کر یا کہ ہجرت تمام ہو اور بعضی طلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ زبیر بن العوام کو کہتے ہین

اور اہل مدینہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنکر ہر روز واسطے ملازمت آپکے باہر شہر سے حرہ مین آکر تھوڑے سایہ مین بیٹھتے تھے اور منتظر تشریف لانے آپکے رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہوتی اپنے مکانو نمین چلے آتے ایکروز بدستور ہر روز کے اپنے مکانو نمین آئی تھے اور بحسب اتفاق ایک یہودی کسی کام کیلیے ایک ٹیلے پر کھڑا تھا اچانک نظر اوسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پر پڑی کہ سپید کپڑے پہنے چلے آتے ہین وہ بے اختیار ہو کر چلا اوٹھا کہ یا معشر العرب یہ ہے مطلوب اور مقصود تمھارا کہ اوسکے تم منتظر تھے جب اہل اسلام نے یہ آواز سنی ہتیار اپنے ہتیار باندہکر استقبال کو آئے اور ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل کی مروی ہے کہ اوسدن عورتین دف بجاتی تھین اور کہتی تھین شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع * وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع * الخ بالجملہ خاطر عنبر و کبیر آپکے تشریف فرما ہونے سے اتنے خوش ہوئے کہ تحریر قلم اور تقریر زبان سے باہر ہے اور داخل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینے مین پھر اہل مدینہ آپسمین آپکے تشریف فرما ہونے کیلیے گفتگو کرنے لگے آپنے فرمایا آجکی رات بنی النجار مین رہونگا کہ برادر مادر عبد المطلب کے ہین فی الجملہ حضرت نے قصد طرف منزل قوم بنی عمر بن عوف کے معطوف کیا اور گھر مین کلثوم بن الہدم کے کہ بڈھا مسلمان تھا اور سردار عرب سے اوترے اور ایک روایت مین ہے کہ گھر مین ابو سعید بن خیثمہ کے اوترے اور جمع بین الروایتین یون ہے کہ اول کلثوم بن الہدم کے گھر مین اوترے تھے پھر بسبب آمد رفت لوگونکے اور انعقاد مجلس کے گھر مین سعد بن خیثمہ کے تشریف لیگئے اسلیے کہ اونکی شادی نہین ہوئی تھی اور اون دنون مین کہ آپ محلہ قبا مین کلثوم بن الہدم کے گھر مین تشریف رکھتے تھے مسجد قبا بنائی اور وہ مسجد وہ ہے کہ اللہ تعالی نے وصف اوسکا قرآن مجید مین بیان فرمایا ہے کہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی الآیۃ اور اول مسجد کہ آپنے اوسمین اول نماز پڑھی قبا ہے اور بعد تشریف لانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علی رضی اللہ عنہ مکے مین تین روز ٹھہرے اور جن جنکی امانتین تھین وہ اونکو پہنچا دین اور پیادہ آپکے پیچھے روانہ ہوئے اور آپ ابھی تک قبا ہی مین تشریف رکھتے تھے کہ علی کرم اللہ وجہہ وہان آپکی ملازمت مین حاضر ہوئے اور بسبب پیادہ پا چلنے کے پیرون مین اونکے چھالے پڑگئے تھے پھر آپنے دست مبارک اونپر ملا اور دعا کی اللہ تعالی نے اونکو شفا دی پھر اونکو پاؤن درد کبھی نہوا پھر بعد چار دنکے اور ایک قول ہے بعد چودہ دنکے اور ایک قول سے بعد بیس دنکے جمعہ کے روز طرف مدینہ منورہ کے ساتھ نفس نفیس اپنے کے متوجہ ہوئے نماز جمعہ کے وقت بنی سالم بن عوف کی مکان مین پہونچے اور سواری سے اوترے اور وہان خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ ادا کی اور باقی بیان اسکا آگے آویگا اور منقول ہے کہ جب آپ قبا سے مدینے کو آتے تھے اشراف اور رؤسائے قبائل آپکے شتر کی مہار پکڑ کر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے مکان مین اوتریے آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو خدا کیطرف سے مامور ہے جہان چاہے وہان جاوے اونٹنی چلتے چلتے اوسجگہ پر کہ اب مسجد نبوی وہان ہے آکر بیٹھ گئی وہ جگہ دو یتیمونکے ملک تھی ایک کا نام سہل اور دوسرے کا سہیل تھا اور وہ دونو بیٹے رافع بن عمر کے تھے اور سعد بن زرارہ کی پرورش مین رہتے تھے آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالی یہ مکان ہمارا ہے چند انصار نے عرض کیا کہ آپ ہمارے مکان مین اوترین فرمایا دَعُوا النَّاقَۃَ فَاِنَّھَا مَامُوْرَۃٌ پھر اونٹنی اوٹھی اور چند قدم چلکر بیٹھ گئی اور وہین بیٹھی رہی ابو ایوب انصاری نے عرض کی کہ میرا گھر یہان سے قریب ہے اگر ارشاد ہو تو مین اسباب آپکا اپنے گھر مین لیجاؤن آپنے اجازت دی ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس خدمت کے قیام کیا اسمین بعض انصار نے عرض کی کہ ابو ایوب اسباب اپنے گھر مین لیگیا آپ ہمارے گھر مین تشریف فرما ہون

آپنے فرمایا الامرء مع رحلہ یعنی آدمی اپنے اسباب کے ساتھہ ہوتا ہے پھر آپنے ابوایوب کے مکان مین سات مہینے اقامت کی اور یہ مکان ابوایوب کا
اصل مین حضرت ہی کا تھا کہ بادشاہ تبع حمیری نے آپکے لیے خرید کیا تھا چنانچہ آگے آتا ہے پھر اوسی سال مین وہ زمین جہان اونٹنی حضرت کی بیٹھی تھی
یتیمون سے حضرت نے خرید فرمائی اور جو زمین اونچی نیچی تھی اوسمین درخت خرما کے تھے اور قبرین مشرکون کے تھین آپنے درختونکو کٹوایا اور قبرین
کھدواکر اوسکو برابر کیا اور اوسمین بنا مسجد کی ڈالی سب صحابہ رضہ تعمیر مسجد مین مشغول ہوئے اینٹ گارا اوٹھاتے تھے اور آپ بھی اوس کام مین
اشتغال فرماتے تھے اور کہتے اللّٰہم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار والمہاجرۃ مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ یہانسے معلوم
ہوا کہ کھود کر برابر کرنا قبرستان کا واسطے بناے مسجد کے جائز ہے لیکن مقابر مسلمانونکے پس جگہ بوسیدہ ہوا میت اور ہوگیا مٹی تو درست ہے
ہموار کرنا اون قبرونکا اور زراعت کرنا اوسمین اور بنانا کسی عمارت کا اوسپر فی الشامیۃ اذا بلی المیت وصار ترابا یجوز زرعہ والبناء علیہ اور
اسیطرح جبکہ دفن کیا گیا میت بیچ زمین غیر کے بغیر اذن مالک کے اِس صورت مین مالک مختار ہے تصرف کرنیکا اپنے ملک مین جیسے چاہی اگر چاہے
نکلوادے میت کو اور اگر چاہے ہموار کرے زمین کو اور زراعت کرے اوسمین کذا فی العالمگیریہ اور اسی سال مین سعد بن زرارہ نے وفات پائی
یہود نے کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہوتے تو اونکے صحابی کیون فوت ہوتے اور حالانکہ وہ گمراہ یہ جانتے تھے کہ جتنے انبیا علیہم السلام
مبعوث ہوئے موسیٰ اور ہارون اور ابراہیم علیہم السلام سب نے اس جہان سے طرف دار آخرت کی انتقال کیا اور یہ خیالات بکتے تھے اور اسی
سال مین زید بن حارث اور ابورافع ساتھہ حکم آنحضرت صلعم کے مکے کو گئے اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادیونکو مع ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی
عنہا کو مدینے مین لائے اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی اپنی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو اور اپنی بہنون کو یعنی عایشہ
صدیقہ اور اسماء ذات النطاقین رضی اللہ عنہا کو مدینے مین لائے اور عبداللہ بن زبیر اسماء رضی اللہ عنہ کی بطن سے اوسی سال مین پیدا ہوئے
اہل اسلام مین نہایت خوشی ہوئی اسلیے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے جادو کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لڑکا پیدا نہوگا فافہم هذا البیان کلہ مقتبس من احیاء
القلوب فی مولد المحبوب والبستان فقیہ ابو اللیث السمرقندی ومعارج النبوۃ ومدارج النبوۃ وروضۃ الصفا اور باقی جس کسی کتاب سے کوئی اور روایت
سوا انکی روایت کی نقل کی ہے تو اوسکا نام بھی اوسکے اول مین یا آخر مین لکھدیا ہے واضح ہو کہ ذکر سنوات شریفہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اس رسالہ شریف مین نتھا اور اسامی غزوات کے مذکور نتھی اور کوئی کتاب سیر کی اسکے ذکر سے بھی خالی نتھی اور یہ رسالہ بھی بغیر
اسکے گویا ناقص اور ناتمام تھا اسلیے حال چیز مآل سنوات کا کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب سے مثنا اور سوا اوسکے اور کتابونسے شرحا
اسمین درج کیا اب اوسکے ضمن مین حالات غزوات بھی بیان ہو جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ

بیان حالات سنہ اول ہجری کے

جذب القلوب الی دیار المحبوب مین ہے کہ انصار محبت شعار تشریف لانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے ہر روز مدینہ طیبہ کی بلندیون
پر انتظار طلوع آفتاب جمال رسول مختار مین رہتے تھے جب دھوپ تیز ہوتی اپنے اپنے گھرونکو چلے آتے ایکدن موافق عادت اپنی کے گھرونکو چلے آئے
تھے اتفاقا ایک یہودی اوسی جگہ کھڑا رہا کہ نظر اوسکی کوکبہ قدوم سعادت لزوم محمدی پر جا پڑی اوسنے پہچانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاتے ہین جو انصار کے گھر وہانسے قریب تھے اونکو اوسنے پکارا کہ یہ مقصد تمہارا آپہونچا تمام اہل اسلام واسطے استقبال حضرت
خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہتیار باندھکر نکلے اول نزول برکت وصول آپکا منازل بنی عمرو بن عوف مین کہ جوار مسجد قبا مین تھے واقع ہوا

دوشنبہ کو دن بارھوین تاریخ ربیع الاول کو سن اول ہجری مین آور فضائل دوشنبہ کو یہ ہین کہ ولادت باسعادت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کی اور نکاح آپکا ساتھ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعہ عنہا کی اور ابتداء البعثت اور نزول سورۂ اقراء اور معراج اور ہجرت اور خروج غار سے اور
دخول مدینہ مین اور قبض روح پرفتوح آپکا یہ سب دوشنبہ کے دن واقع ہوا اور بعض ارباب سیر کے نزدیک شروع کتابت تاریخ بھی اسیدن
مین ہوئی ساتھ امر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن مشہور یہ ہے کہ شروع کتابت تاریخ کا عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین ساتھ
اتفاق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہوا ہے محرم مین اور باقی حال مفصل اوسکا انشاء اللہ تعہ جلد ثانی مین آویگا پھر وہین تین دن اور ایک
روایت سے چار دن اور ایک روایت سے چار دن سے زیادہ اوسی جگہ تشریف شریف رکھکر بناء مسجد قبا کی ڈالی اور جب تک آپنے وہان تشریف
رکھی اوسی مسجد مین نماز ادا کی اور وہین علی کرم اللہ وجہہ بھی بعد تین دن کی مکہ سے سب اہل مکہ کی امانتین دیکر ملازمت صحبت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم مین آپہونچے اور صحیح خبر مین وارد ہے کہ جس دن تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ملاقات
اور دریافت حال آدمیون کے مشغول تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے تھے پھر جب آفتاب مقابل شمس ذات ہمایون آرا آپکے آیا تو ابوبکر
رضی اللہ عنہ چادر پکڑکے کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا اور ایک روایت مین ہے کہ بعضے لوگونکو بسبب اژدحام اور اشتباک
عموم خلائق کے شبہہ پڑا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین اور شبہہ اس سے ہوتا تھا کہ پوشاک دونونکی ایک سی تھی اور آنحضرت صلعم
اپنا سر مبارک جھکائے ہوئے ایک درخت کے سایہ مین چپ بیٹھے تھے پھر جب دھوپ ہوئی اور سایہ کم ہوگیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حال دریافت کیا
اوٹھے اور چادر پکڑکے کھڑے ہوئے اور آپ پر سایہ کیا کہ شبہہ رفع ہوجاوے یہانسے معلوم ہوتا ہے کہ دھوپ آپکو لگتی تھی اور سایہ کرنا ابر و فرشتہ کا پہلے
بعثت سے تھا واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ پھر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدت مذکور تک وہان تشریف رکھکر جمعہ کے دن بعد بلند ہونے
آفتاب کے اندرون مدینہ منورہ کو چلے قبائل انصار کے سوار و پیادہ جمع ہوکر مسلح ہمراہ رکاب آپکے ہوئے بنی عمرو بن عوف رہنے والے قبا کے تھے
عذر خواہی کو آکر حضرت صلعم کی خدمت فیض درجت مین عرض کی کہ مبادا بسبب کسی ملال کے آپنے یہان سے تشریف لیجانیکا ارادہ کیا ہو فرمایا کہ
مین مامور ہون اکالۃ القری کا یعنی مدینہ طیبہ کا اور بعد روانہ ہونیکے قبا سے ہر کوئی قبائل انصار سے منتظر تھا کہ ہماری منزل مین آپ پرتو نزول کا
ڈالین اور ہر کوئی سر راہ پر کھڑا تھا اور اپنے مکانین اوترنیکا ملتمس ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے سبکے دعا خیر کرتے تھے اور فرماتے
تھے کہ یہ اونٹنی میری خدا کیطرف سے مامور ہے جہان کہین یہ بیٹھے وہین میری منزل ہے یہانتک کہ قبیلہ بنی سالم مین درمیان بطن وادی کے
کہ قریب قبا کے ہے نماز جمعہ کا وقت پہونچا اور امامت نماز جمعہ کی وہین فرمائی کہ اب ساتھ مسجد جمعہ کے مشہور ہے واضح ہو کہ اول جمعہ کہ ادا کیا
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فرض ہونے اوسکی کے یہی ہے اور پہلے اس سے اتفاق اداے جمعہ کا آپکو نہین ہوا بموجب دونو قولونکے جسنے کہا کہ فرضیت
جمعہ کی اول بار مین وقت تشریف لانے آپکی مدینہ مین ہوئی ظاہر ہے اور جسنے کہا کہ فرضیت جمعہ کی مکہ مین ہوئی تھی تو بسبب قدرت پانے آپکے
اقامت اوسکی کے اجتماع آدمیون پر نہ ادا فرمایا اوسکو آپنے جیسا کہ دار قطنی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے بہر صورت اول جمعہ وہی ہے جو حضرت نے
ادا کیا قبیلہ بنی سالم بن عوف مین اور نہین مخالف ہے ان دونو قولونکو وہ جو ابن حجر نے روایت کیا ہے شرح بخاری مین کہ جمعہ ادا کیا انصار نے
مدینہ مین پہلے تشریف لانے آنحضرت صلعم کے وہان اور پہلے نزول قرآن سے اور اوسکے حق مین اپنی اجتہاد سے اور کہا اونہون نے کہ یہود کیواسطے ایک دن خاص ہے

ہفتہ مین کہ وہ اوسمین جمع ہوا کرتے ہین اور ایسی ہی نصاری کا بھی ایک دن ہی کہ وہ اوسمین جمع ہوا کرتے ہین
ہم بھی ایک دن خاص مقرر کرتے ہین کہ جمع ہوکر اوس مین ذکر اللہ تعالی اور نماز ادا کرین اور شکر عبادت کا
بجالاوین پھر مقرر کیا اونھون نے یوم العروبہ کہ قدیم نام جمعہ کا یہی ہی اس کام کے لیے اور اسعد بن زرارہ کے
پاس جو ایک سرداروں انصار سے تھے اور پہلے تشریف لانے حضرت کے سے مشرف باسلام ہوئے تھے
واسطے اس کام کے آئے اونھون نے اونکے ساتھ نماز ادا کی اور جمع کیا لوگون کو پھر بعد اسکے نازل ہوا قرآن
اسکی شان مین کہ اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ اسلیے کہ ادا کرنا اوسکا ساتھ اعتقاد فرضیت کے
بعد تشریف آوری آپ کے اور ادا کرنے اوسکے کے اوسیوقت یا وقت آنے پروانہ شریف کے مصعب بن عمیر
کے نام پر اس باب مین ہوا تھا اور پہلے اسکے ادا کرنا اوسکا ساتھ اعتقاد فرضیت اوسکے کے نتھا بلکہ
ساتھ اجتہاد و راے اور نشاط خاطر کے تھا اور بجالانا کسیقدر نماز اور ذکر کا اوسمین کافی ہی مقصود کو پھر بعد
اعلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا کیا اوسکو موافق اوسکے یہ ماحصل تقریر شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کا
ہی صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین اب جاننا چاہیے کہ یہان سے معلوم ہوا کہ موجود ہونا امام یا نائب کا
شرط ہی وجوب جمعہ کا نہ اوسکے جواز کا سو جس ملک مین کہ وجود امام یا نائب کا مفقود ہو وہان پر بموجب
مذہب حنفی کے مسلمانون کو جمعہ پڑھنا جائز اور درست ہی گو واجب نہین کہ وجوب شی دیگر ہی اور جواز شی
آخر ہی اور اسی کے موافق ہی وہ جو برہان شرح مواہب الرحمن مین بیچ قول والسلطان او نائبا عندنا
کے ہی الا انہا ان تم انما یدل علی علم لزومہا بدونہ لا علی عدم جوازھا کما اومالیہ فی تقریرہ
یعنی مگر تحقیق یہ بات ہی کہ تحقیق شان یہ ہی کہ اگر پوری ہی یہ دلیل تو سوا اسکے نہین کہ یہ دلالت کرتی ہی اوپر
نہ واجب ہونے جمعہ کے بدون موجود ہونے امام یا نائب اوسکے کے اور نہین دلالت کرتی ہی اوپر نہ
جائز ہونے جمعہ کے بدون اونکے جیسے کہ اشارہ کیا ہی طرف اسکے اپنی تقریر مین اور اسکے موافق ہی وہ جو ایکا
اربعہ مین ہی کہ اگر کسی شہر کا والی کافر ہو تو وہان کے مسلمانون پر جمعہ پڑھنا واجب ہی اور شرط امام کی اسلیے
ساقط ہی مگر طلب امام کی واجب ہی انتہی وایضا فیما ثم الصحابہ اقام الجمعۃ فی زمان فتنۃ باغی امیر المؤمنین
عثمان وکان معہ امام حق محصورا ولم یعلم انہم طلبوا الاذن فی اقامۃ الجمعۃ بل الظاہر عدم الاذن
لان ہولاء الاشقیاء من اصحاب الشر لم یرخصوا ذلک فعلم ان اقامۃ الجمعۃ غیر مشروطۃ
عندہم بالاذن ولعل لہذہ الواقعۃ رجع المشایخ عن ہذا الشرط فی ما اذا تعذر الاستیذان
وافتوا بانہ ان تعذر الاستیذان من الامام فاجتماع الناس علی رجل یصلی بہم جاز کذا فی العالمگیریہ
ناقلا عن التہذیب اور امام اعم ہی اس سے کہ ہو عادل یا جابر یا باغی اسلیے کہ پڑھی صحابہ نے نماز جمعہ کی

بالانکار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اونکے نائبون کے پیچھے باوجود موجود ہونے امام برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بلخص ہر ارکان اربعہ سے اور بیانسے یہ بھی معلوم ہوا کہ وجود امام یا نائب کا ساتھ اقامت حدود اور انصاف مظلوم کے ظالم سے مصریت مین شرط نہین اور یہی روایت مفتی بہ ہی کہا ارکان اربعین

واختلف الروایات فی مذھبنا ففی ظاھر الروایۃ بلدۃ بھا امام وقاض یصلح لاقامۃ الحدود فی شرح القدیر قال الامام ابوحنیفۃ بلدۃ فیھا السکک والاسواق ووالی ینتصف المظلوم من الظالم وعالم یرجع الیہ فی الحوادث وحملوا قول امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجھہ قد رواہ عبد الرزاق لاتشریق ولاجمعۃ الا فی مصر جامع علی احد ھذین فان المصر الجامع لایکون الا ما ھذا شانہ وعلی ھذا المصر الذی والیہ کافر لایجب فیہ الجمعۃ وعلی التفصیل الثانی لایجب فی المصر الذی والیہ ظالم لاینتصف المظلوم من الظالم ویرد ھذین الروایتین الصحابۃ والتابعین لم یترک الجمعۃ فی زمان یزید الشقی مع انہ لاشبھۃ فی انہ کان اشد الناس ظلما بالاجماع لانہ قصدت ھناک حرمۃ اھل البیت وبقی مصرا علیہ ولم یتب علیہ وقت الاکان یصل الظلم من اباحۃ دماء الصحابۃ الاخیار واما انتصاف المظلوم من الظالم فبعید منہ کل البعد فافھم وفی الروایۃ من امام ابی یوسف المصر موضع بلغ المقیمون فیہ عددا لایسع اکبر مساجدہ ایاھم فی الھدایۃ ھو اختیار البلخی وبہ افتی اکثر المشائخ لمارؤا فساد اھل الزمان والولات فان شرط اقامۃ الحدود وانتصاف المظلوم من الظالم ینتفی وجوب الجمعۃ مع انھا من شعائر الاسلام ونحن نقول قد وقع التھاون فی اقامۃ الحدود وانتصاف المظلوم من الظالم فی امارۃ بنی امیۃ بعد وفات معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا فی زمان عمر بن عبد العزیز قدس اللہ تعالیٰ سرہ وفی امارۃ بعض العباسیۃ ولم یترک الجمعۃ واحد من الصحابۃ والتابعین وتبعھم فی عصرہ فعلم انھما لیس شرطین فالقابل للفتوی فی مذھبنا الروایۃ المختار للبلخی وکان مطلع الاسرار ابی قدس سرہ یفتی بان المصر موضع یندفع فیہ حاجۃ الانسان من الضروریۃ من الاکل بان یکون ھناک من یبیع طعاما والکسوۃ الضروریۃ وان یکون ھناک اھل حرف یحتاج الیھم کثیر ولا ادری ھذا کان عن اجتھادہ قدس سرہ او وجد روایۃ واللہ تعالیٰ اعلم انتہی اور کافی ہین ہی کہ جس جگہ شک ہو بائی جانے شرائط ادائے جمعہ مین تو چاہیے کہ بعد ادا کر لینے نماز جمعہ کے چار رکعت نماز اور پڑھ لیوے ساتھ نیت ظہر کے کہ اگر جمعہ نہ واقع ہوا جمعہ تو فرض وقتی اسکے ذمہ سے ادا ہو جاوے درمختار اور اوسکے حواشی مین اسکی نیت یون لکھی ہی کہ نیت کرے

اداکرتا ہون مین اخیر ظہر سیرۃ کا ذرونی مین ہو کہ اول جمعہ جو اسلام مین پڑھا گیا وہی ہو کہ پڑھا اوسکو حضرت نے بنی سالم مین
اور پڑھا آپنے یہ خطبہ فصیحہ بلیغہ مشتمل اوپر انداز و بشارت کے تھا اور وہ یہ ہو الحمد لله احمده و استعینه واستغفره
واستهدیه واومن به ولا اکفره واعادی من یکفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان
محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدی ودین الحق والنور والموعظة والحکمة علی فترة من الرسل وقلة
من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة وقرب من الاجل من یطع الله ورسوله
فقد رشد ومن یعص الله ورسوله فقد غوی وفرط وضل ضلالا بعیدا اوصیکم بتقوی الله فانه خیر
ما اوصی به المسلم المسلم ان یحضه علی الاخرة وان یامره بتقوی الله واحذروا ما حذرکم الله من نفسه
ولا افضل من ذلك ذکرا وان تقوی الله لمن عمل به علی وجل ومخافة من ربه عون وصدق علی ما تبتغون
من امر الاخرة ومن یصلح الذی بینه وبین الله من امره فی السر والعلانیة لا ینوی بذلك الا وجه الله
یکن له ذکرا فی عاجل امره وذخرا فیما بعد الموت حین یفتقر المرء الی ما قدم وما کان من ما سوی
ذلك یود لو ان بینها وبینه امدا بعیدا ویحذرکم الله نفسه والله رؤف بالعباد وهو الذی صدق
قوله وانجز وعده لا خلف لذلك فانه یقول ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید فاتقوا الله
فی عاجل امرکم واجله فی السر والعلانیة فانه من یتق الله یکفر عنه سیاته ویعظم له اجرا ومن یتق
الله فقد فاز فوزا عظیما وان تقوی الله توقی مقیته وتوقی عقوبته وسخطه وان تقوی الله تبیض الوجه
وترضی الرب وترفع الدرجة فخذوا بحظکم ولا تفرطوا فی جنب الله فقد علمکم الله کتابه ونهج لکم سبیله
لیعلم الذین صدقوا ویعلم الکاذبین فاحسنوا کما احسن الله الیکم وعادوا اعداءه وجاهدوا
فی الله حق جهاده هو اجتبکم وسمیکم المسلمین لیهلك من هلك عن بینة ویحی من حی عن بینة ولا حول
ولا قوة الا بالله فاکثروا ذکر الله واعلموا انه خیر من الدنیا وما فیها واعملوا لما بعد الموت فانه من یصلح
ما بینه وبین الله یکفیه الله ما بینه وبین الناس ذلك بان الله یقضی الحق علی الناس ولا یقضون علیه ویملك من الناس
ولا یملکون منه الله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم روایت کیا اسکو سیرۃ کا ذرونی مین اور روایت
کیا اسکو مواہب لدنیہ مین بھی تفسیر قرطبی وغیرہ سے اور کہا سید احمد دحلان نے اپنی سیرۃ مین کہ بعض اوس
خطبہ کا کہ حضرت نے وہان جمعے کو پڑھا تھا اور وہ اول خطبہ ہی جو پڑھا گیا اسلام مین یہ ہی فمن استطاع ان یقی
وجهه من النار ولو بشق تمرة فلیفعل ومن لم یجد فی کلمة طیبة فان بها تجزی الحسنة
بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف والسلام علی رسول الله ورحمة الله وبرکاته وفی الروایة
والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته انتهی والیضا فی الحلبی ہکذا اور پورا اس خطبہ کو ذکر کیا

سیرۃ ابن ہشام مین جیسا کہ کہا کہ تحقیق شان وہ ہی کہ کھڑے ہوے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اونکین ہجیر
حمد و ثنا کے اللہ تعالی کے جو اوس تعالی شانہ کے لایق ہی پھر فرمایا اما بعد ایہا الناس فقدموا لانفسکم
تعلمن واللہ لیصعقن احدکم ثم لیدعن غنمہ لیس لہا راع ثم لیقولن لہ ربہ لیس لہ ترجمان ولا حاجب
یحجبہ دونہ الم یاتک رسولی فبلغک واتیتک مالا وافضلت علیک فما قدمت لنفسک فلینظرن
یمینا و شمالا فلا یری شیئا ثم لینظرن قدامہ فلا یری غیر جہنم فمن استطاع ان یقی وجہہ من
النار ولو بشقۃ من تمرۃ فلیفعل ومن لم یجد فبکلمۃ طیبۃ فان بہا تجزی الحسنۃ عشر امثالہا
الی سبعمائۃ ضعف والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سو نہین ہی طریقہ جمع کا انمین مگر یہی کہ کہا جاوے کہ
پڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبہ ساتھ جلسہ کے درمیان دونون کے جیسے کہ معمول تھا آپ کا اور تھا ان دونون مین
سے ایک اولی اونہین کا اور دوسرا ثانیہ فافہم پھر بعد پڑھنے خطبے اور ادا کرنے نماز جمعہ کے منور اور روشن
ہوئے اوس سے دل ایمان لانے والون کے پھر سوار ہوئے آپ اور راہ کی داہنی طرف سے متوجہ مدینہ طیبہ
کے ہوئے اور گروہ گروہ موافق دستور انصار کے آکر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑتے تھے اور آرزو نزول کی کرتے تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعاے خیر فرماتے تھے اور چلے جاتے تھے اور منتظر بیٹھنے اونٹنی کے تھے کہ کہان
بیٹھے آخر الامر اونٹنی وہان پہونچی کہ اب منبر مسجد نبوی کا ہی اور بے اختیار وہین بیٹھ گئی اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر ایک حالت مانند حال نزول وحی کے طاری ہوئی پھر اونٹنی وہان سے اوٹھکر چند قدم آگے چلی اور پھر اولٹی
آکر وہین آبیٹھی اور دوسری روایت سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کہ اقرب منازل تھے بیٹھے
ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اسباب حضرت کا اونٹنی سے اوتار کر آپ کو ملاحظہ کراکے اپنے گھر لے گئے آپ نے فرمایا
المرء مع رحلہ یعنی منزل ہر کسی کی وہین ہی جہان اسباب اوسکا ہی پھر مکان سعادت نشان ابو ایوب کا ساتھ شرف
نزول رسول مقبول کے مشرف ہوا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یعنی یہ فضل خدا کا ہی دیتا ہی جسکو چاہتا ہی
صاحب جذب القلوب فرماتے ہین کہ ہم پہلے ہی بیچ بیان نسب انصار کے طرف اس بات کے اشارہ کر چکے ہین کہ ابو ایوب
رضی اللہ عنہ کا وہی گھر ہی کہ تبع نے احبار یہود سے خبر بعثت اور خبر قدوم میمنت لزوم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے
سنکر اوس موضع مین منزل واسطے آپ کے بنائی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ لکھنے مورخ لائے ہین کہ جب تبع واسطے
تسخیر ممالک شرقیہ کے نکلا اور گذر اوسکا مدینے مین ہوا ایک اپنے بیٹے کو اوس جگہ خلیفہ کر کے متوجہ شام اور عراق کا ہوا
اور اہل مدینہ نے تبع کے بیٹے کو بطور دغا اور بہ جلدی کے مارڈالا تبع واسطے انتقام بیٹے کے مدینے پر چڑھ آیا اور جدل و قتال
کیا گھوڑا اوسکا لڑائی مین مارا گیا اوسنے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو خراب نکرون آگے نہ بڑھون بعضے احبار یہود کے
تبع کے آگے آئے اور کہا کہ یہ شہر حفاظت اور حراست الہی مین ہی کوئی اسکو خراب نکر سکیگا ہمنے اپنی کتاب مین وصاف

اور لغوت اسکے پڑسنے ہین وہ نام اسکا طیبہ ہی اور یہ شہر دار الہجرت پیغمبر آخر الزمان کا ہی کہ وہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہوگا تو واو خرابی کے درپے نہو اور اس ارادہ سے باز رہ تبع اس خبر کو سنکر اپنے خیال سے باز رہا اور اولٹا یمن کو چلا آیا اور بسبب اخبار یہود کے ایک محبت اوسکو پیدا ہوئی محمد بن اسحاق بیان کرتے ہین کہ تبع نے ایک گھر واسطے نبی آخر الزمان کے تعمیر کرایا اور اوسکے ساتھ چار سو علمار توریت موجود تھے کہ اونھون نے تبع کی رفاقت چھوڑ کر آپس مین مدینے کے بسنے کا عہد کیا ساتھ آرزوے ادراک شرف صحبت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبع نے اون سبکے لیے ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی حبشی اور بہت مال و اسباب دیا اور ایک نامہ لکھدیا اور اوسمین اپنے اسلام کی شہادت ثبت کی ازانجملہ یہ اشعار ہین **شعر** شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ و ابن عم اور نامہ کو مُہر لگا کے ایک بڑے عالم کو اونمین سے سپرد کیا اور وصیت کی کہ جو تم مین سے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت کا شرف حاصل کرے تو یہ نامہ میرا آپ کی خدمت مین پہونچا دے والا اپنی اولاد در اولاد سپرد کردی اور ایک گھر آپکے لیے بنوا دیا کہ وقت تشریف لانے کے اوسمین اقامت فرماوین اور متولی اوس گھر کا ایک عالم کو لیا ابو ایوب انصاری کہ آپنے وقت تشریف لانے مدینے کے اونکے گھر مین نزول فرمایا تھا اوسی عالم کی اولاد تھے اور اہل مدینہ سے جن لوگون نے نصرت اور اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی تھی وہ سب ان عالمون کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ نامہ وقت تشریف لانے آپکے ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے آپ کی خدمت سراپا برکت مین حاضر کیا واللہ اعلم بالصواب اور جب اونٹنی آپ کے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی ایک جماعت لڑکیون بنی النجار کے بسبب خوشی تشریف لانے آپ کے دف بجاتی ہوئی آئین اور گاتی تھین **شعر** نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار آپنے فرمایا کیا دوست رکھتے ہو مجکو اے قبیلہ انصار کے عرض کیا ہان یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرمایا قسم اللہ کی مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون اور وقت تشریف لانے آپکے مستورات قبائل انصار کے گلیون اور گھرون کے دروازون پر آکر کہتی تھین **شعر** طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع اور سب خواص و عوام لونڈی غلام آپکے تشریف لانے سے خوش ہوکر کہتے تھے جاء رسول اللہ و جاء نبی اللہ اور حبشی نیزون سے بازی کرتے تھے اور واد فرحت اور خوشی کے دیتے تھے انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین اور وہ اوسوقت نو برس کے تھے کہ مجھے یاد ہی دن تشریف فرما ہونے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا مدینے مین کہ در و دیوار ساتھ نور طلعت اوس سید ابرار سرور مختار کے منور ہو گئی تھی جیسے کہ آفتاب طلوع ہوتا ہی اور اوس روز کہ وہ نیر عالم افروز اس ظلمت سرا سے رحلت فرما ہوئے ہر جگہ تمام مدینے مین تاریکی آگئی اور اندھیری چھا گئی بعینہ جیسے آفتاب غروب ہو جاتا ہی الغرض جب وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان مین اقامت گیر اور مسکن پذیر ہوئے اور نیچے کے درجے مین اوترے اور اونکے اہل خانہ اوپر کے درجے مین رہے

ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ مان باپ میرے آپ پر فدا ہون مین اوپر کے درجے مین
بہت تکلیف پاتا ہون کیونکر ہوسکے کہ آپ کہ سرور انبیا ہین نیچے اور مین اور میرے اہل و عیال اوپر بیٹھین آپ
بالاخانہ قبول فرمائیے تو ہم سب نیچے آوین آپنے فرمایا کہ ہمکو نیچے کا مکان اوپر والے سے اصلح اور انسب ہے اسلیئے کہ
اکثر آدمی ہمارے پاس ملاقات کو آتے ہین اور ہمارے ساتھ بھی آدمی ہین تم اور تمھارے اہل و عیال اوپر ہی رہین
ابو ایوب کہتے ہین کہ ایک روز ایک کوزہ پانی کا جہان ہم رہتے تھے ٹوٹ گیا ہمارے پاس وہان ایک لحاف تھا اوس سے
وہ سب پانی ہمنے خشک کیا کہ نیچے نہ گرے کہ آپ کو تکلیف ہو اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ ساتھ
تضرع کے التماس کرتے تھے کہ آپ اوپر کا درجہ اختیار فرماوین آخر الامر آپنے مکان اوپر کا اختیار کیا اور وہ اپنے اہل و عیال و
سے نیچے کے مکان مین آئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوس ایام مبارک فرجام مین کہ وہ سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان مین تشریف فرما تھے تو سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ اور علاوہ انکے اور انصار نصرت
شعار بھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے اپنے گھر سے کھانا پکا کر بھیجتے تھے ایکدن کسی نے اونکے
کھانے مین بہت تکلف کیا اور لہسن پیاز بھی تھوڑا سا اوس مین ملایا اور آپ کی خدمت فیضدرجت مین بھیجا آپ نے
تناول نہ فرمایا مگر وہ کھانا اوسکو کھانا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ تم کھاؤ مین تمسا نہین ہون اسلیے کہ میرا ایک
مصاحب ہے کہ بواس کھانے کی سے اوسکو ایذا ہوتی ہے مجکو اوسکی ایذا منظور نہین اور وہی کہتے ہین کہ ایکدن مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا طیار کیا اوسمین لہسن تھا آپنے اوسکی رغبت نہ کی مینے پوچھا یا رسول اللہ کیا لہسن کھانا
حرام ہے فرمایا حرام تو نہین مگر مین مناجات کرتا ہون اور اپنے صاحب کے ساتھ بھید کہتا ہون اسلئے اسکا نہ کھانا پسند رکھتا ہون
تم کھاؤ کچھ ڈر نہین ابو ایوب کہتے ہین کہ تب سے پھر مینے لہسن نہین کھایا اور ناپسند رکھا مین نے اوس چیز کو کہ ناپسند
رکھا اوسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اور مدت تشریف رکھنے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکان مین ابو ایوب رضی اللہ عنہ
کے ساتھ اصح روایت کے سات مہینے تھے اور اس سے کم و بیش بھی روایتین ہین اور بعد ٹھہرنے کے منزل قرار مین یعنی اپنے
مکان مین ابو رافع کہ مولی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو پانسو درم اور دو اونٹ
دیکر مکہ مین بھیجا کہ فاطمۃ الزہرا اور ام کلثوم اور ام المومنین سودا رضی اللہ عنہن کو اور ام امین زوجہ زید بن حارثہ کو اور اسامہ
بن زید کو لاتے اور ہمراہ اونکے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی گئے کہ عیال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
عائشہ سمیت اور والدہ اونکی ام رومان اور اسما بنت ابی بکر اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم بھی آئین کہ خاطر جمع ظاہر
و باطن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو مہمات عوت مین اور پہونچانے احکام رسالت رب العالمین مین حاصل ہوئی اور
چونکہ آفتاب ہدایت منازل انصار سے چمکا تھا اور ظلمت ظلم کو اونکے ساتھ نور عدل کے مبدل کیا تھا یہودنا بہبود کو
عداوت اور حسد اسیر اونسے پیدا ہوا یہانتک کہ اونمین سے حیی بن اخطب اور بھائی اوسکا یاسر بن اخطب ساتھ علماء اور خبث

سیرت کے سبب اپنے گروہ مین ممتاز ہوئے سوا اونکے اور بھی امثال انکے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر خیبر مین
مشرف بشرف اسلام ہوئین روایت کرتی ہین کہ مین محبوب ترین اولاد تھی اپنے باپ اور چچا کی اور دونون مین کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تھے وہ دونون آپ کے دیکھنے کو گئے تھے صبح سے شام تک وہان
رہے رات کو جب اپنے گھر مین آئے تو دیکھا مینے کہ نہایت غمزدہ اور راندہ سے اپنے گھر مین آکر پڑے ہین مین موافق عادت
اپنی کے اونکے پاس گئی اونھون نے بسبب اندوہ و غم کے میری طرف التفات نکیا اس عرصے مین میرے چچا نے میرے باپ سے
کہا کیا یہ شخص وہی پیغمبر آخر الزمان ہی کہ صفت اوسکی ہمنے توریت مین پڑھی ہی کہا ہان واللہ یہ ہی پیغمبر آخر الزمان ہی
پھر کہا اوسنے کہ تو یقین جانتا ہی کہ یہ وہی پیغمبر ہی کہا ہان قسم اللہ کی یہ وہی پیغمبر ہی پھر میرے چچا نے کہا کہ تو اپنے
دل مین اسکی محبت پاتا ہی یا عداوت میرے باپ نے کہا عداوت پاتا ہون اور قسم اللہ کی جب تک زندہ ہون اوسکی
عداوت مین کوشش کرونگا پھر دونون شقی ازلی بسبب بغض و عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرفتار وبال
ابدی اور نکال سرمدی کے ہوئے اور سوا انکے اور بھی امثال انکی یہود مین سے عداوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کمربستہ ہوئے اور شقاوت دونون جہان کی اونکو نصیب ہوئی نعوذ باللہ منہا اور بعضے اور نے گروہ اشقیا
سے حیلہ و نفاق کو وسیلہ جمع کرنے مال دنیا کا اور نگاہ رکھنا ناموس حیات فانی کا کیا اور ایک گروہ اوس اور خزرج
مین سے بھی بسبب علت نفاق کے اونکے ساتھ اتفاق کر کے درکہ اسفل جہنم مین واصل ہوا اور بعضے اور احبار یہود
اور علما اونکے کہ صفحہ تقدیر پر جنکی حرف سعادت ازلی کا لکھا تھا اونھون نے نعوت اور صفات آپ کی توریت سے
معلوم کر کے ساتھ اسلام کے مبادرت کی اور مشرف ساتھ شرف اسلام کے ہوئے چنانچہ عبد اللہ بن سلام کہ احبار یہود
اور اولاد حضرت یوسف علیہ السلام سے تھے کذا فی جذب القلوب اور روضۃ الاحباب مین حضرت عبد اللہ بن سلام سے
مروی ہی کہ جسدن اہل مدینہ نے سنا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم شہر مدینہ طیبہ مین وارد ہوئے ہین جلد
متوجہ آپ کی ملازمت کے ہوئے مین بھی گیا جو صورت مبارک آپ کی دیکھی مینے جانا کہ شکل انکی کاذبون کی سی معلوم
نہین ہوتی ہی اور سنا مینے کہ آپ فرماتے تھے یا ایہا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام
وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام یعنی اے لوگو ظاہر کرو سلام اور کھلاؤ کھانا اور صلہ رحمی کرو یعنی
اپنے ذوی الارحام سے ملاپ رکھو اور نماز پڑھو رات کو یعنی تہجد اوس حال مین کہ لوگ سوتے ہون داخل ہوگے تم جنت
مین ساتھ سلامتی کے اور کہتے ہین کہ اول نصیحت جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگون کو فرمائی تھی عبد اللہ بن
سلام رضی اللہ عنہ نے جو یہ نصیحت سنی تو اپنے مکان کو لوٹ گئے دوسری بار جب مجلس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
لوگون سے خالی دیکھی آئے اور عرض کی کہ مین آپ سے تین سوال کرتا ہون کہ جواب اونکا سوا پیغمبر کے کوئی نہین جانتا
ایک یہ کہ اول علامت قیامت کی کیا ہوگی دوسرا سوال یہ کہ اول طعام اہل جنت کا کیا ہوگا اور تیسرا سوال یہ کہ

کیا وجہ ہے کہ کوئی لڑکا تو اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے اور کوئی اپنے باپ کے حضرت رسول مقبول علیہ الوف
من التحیۃ والثنا نے فرمایا کہ ابھی تک جواب ان سوالون کا نہین جانتا تھا مین مگر اب جبرئیل علیہ السلام
نے مجھکو بتایا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا ذاک عدو الیہود یعنی یہ جبرئیل تو دشمن یہود کا
ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبك الی قولہ
تعالی فان اللہ عدو للکافرین ترجمہ اس سبکا یہ ہے یعنی تو کہ جو کوئی دشمن ہوگا جبرئیل کا سو اوسنے تو اوتارا ہے یہ کلام تیرے
دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا اوس کلام کو جو آگے ہے اور راہ دکھاتا اور خوشی سناتا ایمان والون کو جو کوئی ہوگا دشمن
اللہ کا اور اوسکے فرشتون کا اور رسولون کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافرون کا بعد اسکے فرمایا کہ
اول علامت علامات قیامت سے ایک آتش ہوگی وہ آمیز کہ خلایق کو بھگا دیگی مشرق سے مغرب کیطرف اور اول
کھانا کہ اہل بہشت کھاوینگے وہ زیادتی ہوگی اوس مچھلی کے جگر کی جسکی پشت پر زمین ہے اور وہ جدا ایک ٹکڑا ہے لٹکا ہوا
ساتھ جگر کے اوسکے اور دوسرا حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت کے اللہ تعالی اپنی دست قدرت سے زمین کو ایک
روٹی بناویگا اور ساتھ جگر اوس مچھلی کے جسکی پشت پر زمین ہے ماحضر اہل بہشت کا کرینگے اور ایک بیل بہشتی کہ وہین کا
چرا ہوا اور پرورش پایا ہوا ہوگا واسطے اہل بہشت کے ذبح کرینگے اور اونکی مہمانی کرینگے اور چشمہ سلسبیل سے اونکو پانی
پلاوینگے القصہ اور تیسرے سوال کے جواب مین فرمایا کہ مشابہت لڑکے کی کبھی ساتھ ماں کے ہوتی ہے اور کبھی ساتھ باپ
کے اور یہ نطفے سے ہے اگر منی مرد کی عورت کی منی پر پیشی پا بیٹھی پکڑے لڑکا باپ کے یا باپ کے لوگون کے مشابہ ہوگا اور
اگر منی نے عورت کی مرد کی منی پر پیشی پا بیٹھی پکڑی تو لڑکا ماں کی اور ماں کے لوگون کے مشابہ ہوتا ہے جب عبد اللہ بن سلام
اپنے تینون سوالون کا جواب باصواب پاچکے تو کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور سچی نیت سے مسلمان
ہوئے اوسوقت کہا کہ یا رسول اللہ یہودی لوگ بہتانی اور مفتری ہین اور مجھکو جانتے ہین کہ یہ ہمارا سردار اور سردار زادہ
اور بڑا عالم ہمارا اور بڑے عالم ہمارے کا بیٹا ہے اگر مجھکو سنین کہ مسلمان ہوا ہے تو میرے حق مین باتین کرین کہ مین اونسے خبر
نہین ہون سو عرض یہ ہے کہ قبل ظاہر ہونے اسلام میرے کے آپ اون لوگون کو بلاوین اور میرا حال اونسے پوچھنا فرماوین
آپنے ابن سلام کو ایک جگہ چھپایا اور یہود کو بلایا اور فرمایا کہ واے تم پر ڈرو عذاب اللہ تعالی کے سے وہ اللہ کہ نہین کوئی معبود
سوا اوسکے اور ایمان لاؤ مجھ پر باوجودیکہ مجھکو پہچانتے ہو اور ساتھ یقین کے جانتے ہو کہ مین رسول خدا کا ہون بار اور برحق
کے بھیجا گیا ہون انھون نے کہا واللہ ہم تم کو نہین پہچانتے ہین اور نا صلا توریت مین تمھارا ذکر پاتے ہین آپنے فرمایا
کہ تم عبد اللہ بن سلام کو کیا کہتے ہو اور اپنی قوم مین اوسکو کیا سمجھتے ہو اونھون نے کہا ہو سیدنا وابن سیدنا واعلمنا وابن
اعلمنا یعنی وہ ہمارا سردار اور سردار زادہ ہے اور بڑا عالم ہمارا اور ہمارے بڑے عالم کا بیٹا ہے آپنے فرمایا کہ اگر وہ ایمان لاوے
اور میری تصدیق پر گواہی دے تو قبول کروگے یا نہین انھون نے کہا حاشا وکلا کہ وہ ایمان لاوے اور تمھاری تصدیق پر گواہی دیوے

آپ نے تین بار پکار پوچھا اور وہ وہی جواب دیتے رہے آپ نے عبد اللہ بن سلام کو فرمایا کہ نکل آ تو وہ نکل آئے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ اور اپنی قوم کو خطاب کرکے کہا کہ ای قوم تم جانتے ہو کہ یہ رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہی پھر کیوں منکر ہوتے ہو اور اپنے آپ کو نار شقاوت مین ڈالتے ہو اونھون نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہی ہم کہان جانتے ہین کہ وہ رسول خدا کا ہی اور اوسکا بھیجا ہوا ہی پھر وہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی شان مین کہنے لگے کہ ہو شرنا وابن شرنا واجہلنا وابن اجہلنا یعنی وہ برا ہمارا ہی اور بیٹا برے ہمارے کا ہی اور بڑا جاہل ہمارا اور بڑے جاہل ہمارے کا بیٹا ہی ابن سلام نے کہا مین اسی بات کا اندیشہ کرتا تھا یا رسول اللہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کو اپنے نزدیک سے باہر نکال دیا اور بیشک حقیقت رسالت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود بجود سب سے زیادہ جانتے تھے اور کتب سماویہ مین احوال خیر مآل آپکا پڑھتے تھے اور منتظر بعثت اور تشریف لانے آپ کے تھے اور آپسمین ایک دوسرے کو ساتھ پانی سعادت ملازمت کے وصیت کرتے تھے اور بشارت دیتے تھے کہ کلام اوس تعالیٰ شانہ کا اس حال سے خبر دیتا ہی کہ الذین آتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون یعنی وہ لوگ کہ دی ہمنے اونکو کتاب پہچانتے ہین وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے پہچانتے ہین وہ اولاد اپنی کو یعنی غیر لڑکون مین سے اور تحقیق ایک گروہ ہی اونمین سے کہ البتہ چھپاتے ہین وہ حق بات کو یعنی صفت حضرت کی اور حال یہ ہی کہ وہ جانتے ہین یعنی اونکو کذا فی معالم التنزیل معارج النبوۃ مین ہی کہ جب مہاجرین مدینہ طیبہ مین آکر رہے تو وہان کی ہوا مین جو ایک طرح کی عفونت تھی اونکو موافق نہ آئی اور مرض تپ کا اونمین شروع ہوگیا اونمین سے حضرت صدیق اور بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کو تشریف لیجایا کرتے حضرت ابوبکر شدت تپ مین بیہوش ہوجایا کرتے اور بیت یہ پڑھتے **شعر** کل امرء مصبح فی اھلہ ٭ والموت ادنی من شراک نعلہ ٭ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب تپ الگ ہوجاتی تو کہتے اللھم العن عتبۃ بن الربیعۃ وشیبۃ بن الربیعۃ وامیۃ بن خلف کما اخرجونا من ارضنا الی ارض الوباء اور عامر بن فہیرہ کو جو شدت تپ کی ہوتی اوسمین وہ بیہوش ہوجاتے اور کہتے

شعر لقد وجدت الموت قبل ذوقہ ٭ ان الجبان حتفہ من فوقہ ٭ کل امرء مجاھد بطوقہ ٭ کالثور یحمی انفہ بروقہ ٭ جب آپکو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھکر دعا کی اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم بارک لنا فی صاعنا ومدنا وصححہا لنا وانقل حماھا الی الجحفۃ پھر قبول ہوئی دعا آپ کی اور اچھی ہوگئی ہوا اور مٹی وہان کی اور صحیح وسالم ہوگئے وہان کے رہنے والے اور موافق آگیا وہ دیار سبکو یہان تک کہ محسوس کرلیتے ہین رہنے والے وہان کے اوسکی مٹی اور در و دیوار سے خوشبو کو اور منتقل ہوگئی شدت تپ کی اور وبائیۃ اوسکی جحفہ مین

[illegible marginal glosses]

جواب ساتھ بلاغ کے مشہور ہی اور ابتک اثر دعا شریف نبوی کا وہان پر موجود ہی کہ پانی وہان کا بالکل خراب وہ ہوا عفن ہی اکثر غربا
جو وہان ہوکر گذرتے ہین تپ مین مبتلا ہو جاتے ہین اور دعا فرمائی حضرت نے منتقل ہونے وبا کے طرف جحفہ کے اسلیے
کہ وہ دار شرک تھا اور مشرکین وہان رہتے تھے اور مروی ہی کہ دوسرے دن صبح کو بعد دعا کرنے کے فرمایا حضرت نے
کہ رات کو لائی گئی سامنے میرے حمی ایک کالی عورت کی صورت مین اور کہا مجھسے کہ یہ ہی حمی کیا دیکھتے ہو تم اسکے حق مین
کہا مین نے کہ رکھو تم اسکو خم مین یہ ایک چشمہ کا نام ہی قریب جحفہ کے کہ جسکو مہیعہ بھی کہتے ہین اور اب تک اوسکے پانی مین تاثیر ہی
کہ جو کوئی پیتا ہی اوسے تو کم بچتا ہی حمی سے پھر بعد گذرنے پانچ مہینے کے وقت تشریف آوری سے بھائی چارہ کرو دیا
آپنے مہاجرین اور انصار مین محبت اور الفت بڑھنے کو یہ سب نوے آدمی تھے پینتالیس مہاجرین مین سے اور اسیقدر
انصار مین سے اور ایک روایت سے پچاس پچاس تھے کہ جملہ سو آدمی ہوے اور گازرونی مین ایک قول ڈیڑھ ڈیڑھ سو
دونون فریق مین سے نقل کیے ہین کہ سب مین سو ہوئے پھر ساتھہ حکم حضرت کے اونھین کر دینے آپکے ہر ایکنے آپس مین
بھائی چارہ کر لیا اور منعقد کیا گیا یہ امر گھر مین ابی طلحہ انصاری کے چنانچہ حضرت صدیق اور خارجہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما
کے درمیان اور حضرت فاروق اور عتبان بن مالک اور حضرت ذی النورین رض اور اوس بن ثابت انصاری رض اور حضرت
جعفر طیار اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہم مگر جعفر اوسوقت حبشہ مین تھے اور حضرت سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاری
اور حضرت ابو حذیفہ اور عباد بن بشیر اور حضرت ابو ذر غفاری رض اور منذر بن عمرو رض اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ
اور عویم بن ساعدہ اور حضرت بلال اور ابو رویحہ عبد اللہ بن عبد الرحمن خثعمی کے رضی اللہ تعالی عنہما اور زید بن حارثہ اور
اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہما کے اور حضرت ابو عبیدہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہما کے اور حضرت عبد الرحمن
بن عوف اور سعد بن ربیعہ کے رضی اللہ تعالی عنہما اور حضرت زبیر اور سلمہ بن سلام انصاری رضی اللہ تعالی عنہما کے اور حضرت
طلحہ اور کعب مالک انصاری کے رضی اللہ تعالی عنہما اور حضرت سلمان فارسی اور ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہما کے اور حضرت
مصعب بن عمیر اور ابو ایوب انصاری کے اور حضرت ابو حذیفہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما کے اور عمار بن یاسیر
اور ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالی عنہما کے اور بعض نے ابو حذیفۃ الیمان کو بجاے قیس کے رکھا ہی اور حضرت
عبد اللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہما کے اور حضرت ارقم بن ابی ارقم اور ابو طلحہ انصاری کے رضی اللہ تعالی
عنہما اور حضرت عثمان بن مظعون اور ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالی عنہما کے عقد مواخات یعنی بھائی چارہ آپنے
باندھ دیا اور واسطے استحکام کے اس عقد مین حضرت نے لکھہ پڑھ بھی دیا کہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہین اور
میراث ایک دوسرے کی پاوین چنانچہ یہی امر اونکے آپس مین جاری رہا یہان تک کہ بعد جنگ بدر کے آیت کریمہ واولوا الارحام بعضہم
اولی ببعض فی کتاب اللہ نازل ہوئی اور امر میراث کا جو بسبب بھائی چارہ کے تھا وہ منسوخ ہوا انتہی یہ سب حالات
کتاب الوفا فی اخبار دار المصطفی اور نہایہ جزری اور سیرت ابن ہشام اور سیرت سید احمد دحلان وغیرہ سے چن کر لکھے گئے

اور معارج النبوۃ مین فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا ہی کہ ایسی ہی آپنے عقد مواخات باندھی تھی درمیان مہاجرین کے
مکہ مین قبل ہجرت کے پہلے اسلام لانے انصار نصرت شعار سے اور اوس بار حضرت حمزہ اور زید بن حارثہ مولی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما اور حضرت طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان اور عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان عقد مواخات باندھی تھی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ درمیان
اصحاب کے آپنے عقد خوب باندھی اور میرے لیے کوئی بھائی نہین مقرر کیا میرا بھائی کون ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ انا
اخوک فی الدنیا والاخرۃ یعنی مین تیرا بھائی ہون دنیا اور آخرت مین انتہی اور منقول ہی کہ اسے اول سال ہجری
مین یہود قریظہ اور نضیر اور قینقاع نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس آن کر کہا کہ ای محمد مخلوق کو ساتھ کس چیز
کے دعوت کرتے ہو تم فرمایا کہ ساتھ گواہی دینے اس بات کے کہ نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ تحقیق
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ تعالی کے ہین اور مین وہ پیغمبر وعدہ کیا گیا ہون کہ توریت مین
تعریف میری لکھی اور پڑھی ہونگی تمنے اور وہ ہون کہ تمہارے عالمون نے خبر دی ہی تمکو کہ مکے سے باہر آونگا مین
اور ہجرت گاہ میرا یہ موضع ہوگا اور پچھلا پیغمبرون کا اور بزرگ زیادہ اونکا ہون مین اور اور صفتین ایک ایک میری تمنے
بیان کی ہین کہا یہود نے سنا ہمنے جو کچھ کہ فرمایا تمنے لیکن ہم اور کام کے لیے آئے ہین وہ یہ کہ بنا صلح کے لینے اور تمہارے
درمیان مین مضبوط کرین ہم اوپر اس مضمون کے کہ ہمسے تمکو ضرر اور نقصان نہ پہنچیگا کسی تمہارے دشمن کی معاونت نکرینگے
ہم اور نہ کسی دوست تمہارے سے بُری طرح پیش آوینگے جبتک کہ تمہارا اور ہماری قوم کا جھگڑا ایکسو نہووے حضرت
محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عرض اونکی اس شرط پر قبول فرمائی کہ ہمارے اصحاب و تابعین سے ظاہر اور باطن مین
کسیطرح عداوت سے پیش نہ آوین اور جو عہد شکنی کرین تو خون اونکا معاف اور مال اونکا حلال اور جورو بچون اونکے کو
غلام اور لونڈی کرنا مباح ہوجاوے اور ہر قبیلہ کے لیے صلح نامہ لکھا اور اللہ تعالی جل شانہ کو اوسپر گواہ کیا لکھا ہین
کہ ولی عہد یہود بنی النضیر کا حیی بن اخطب تھا باوجودیکہ وہ ظالم حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت رسالت کو
اظہر من الشمس جانتا تھا پھر بھی منکر تھا یہان تک کہ جو پھر کر آیا اوسکی برادری والون نے حال آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کا دریافت کیا کہا بیشک یہ وہی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہین کہ تعریف اونکی توریت مین
پاتے ہین ہم اور ہمارے عالمون نے آپکے آنے کی بشارت دی ہی لیکن ہمیشہ اونکے ساتھ عداوت کرونگا اسلیے
کہ نبوت اور پیغمبری خاندان اسحاق علیہ السلام سے اوپر اولاد اسمعیل علیہ السلام کی منتقل ہوتی ہی اور یہ خلاف ہمارے
طریق اور مشرب کے ہی انتہی اور سیرت ابن ہشام مین روایت کیا ہی ابن اسحق سے کہ کہا اونہون نے کہ لکھا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عہدنامہ درمیان مہاجرین اور انصار کے اور صلح اور عہد کیا اوسمین یہود سے اور ثابت کیا
اونکو اونکے دین اور مال پر اور شرط کروائی اونپر اور شرط اونسے لی اور وہ نامہ اوسی کتاب مین مرقوم ہی

اور عیون الاثر مین بھی موجود ہی اور خلاصہ اوسکا وہ ہی جو حلبی مین ہی کہ لکھا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک عہد نامہ درمیان مہاجرین اور انصار کے جس مین صلح کی یہود بنی قینقاع اور بنی قریظہ اور بنی نضیر سے یعنی صلح کی اونسے کہ نہ لڑین مہاجرین اور انصار سے اور نہ ایذا دین اونکو اور نہ مدد کرین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کسی دشمن کی اور یہ کہ آپ پر اگر چڑھائی کرے کوئی عدو مدینہ طیبہ مین تو مددگاری کرین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اوپر اور عہد لیا اونسے اوپر اور ثابت رکھا اونکو اونکی دین وملت پر فقط اور اسی سال اول مین یہ آیت شریف اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر نازل ہوئی اور حکم جہاد کا اس مین اوترا معالم التنزیل مین ہی کہ پہلے اس سے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم مشرکون کے ہاتھ سے ایذا اور تکلیف پاتے تھے اور وہ مشرکین غربا صحابہ رضی اللہ عنہم کو مار کوٹ کرتے تھے یہان تک کہ صحابہ زخمی ہو جاتے تھے پھر آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر عرض حال کرتے اور کفار بدکردار کی ایذا دینے کا شکوہ کرتے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اونکی تسلی اور تشفی فرماتے اور آنحضرت ارشاد فرماتے کہ صبر کرو مجھے ابھی حکم قتال کا نہین آیا ہی یہان تک کہ ہجرت کی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مکے سے پھر مدینہ طیبہ مین نازل ہوئی یہ آیت کریمہ اور اوترا اوسمین حکم قتال اور جہاد کا انتہی اور غرر مین ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مامور تھے ابتداے اسلام مین ساتھہ درگذر کرنے اور اعراض کرنے کے مشرکین سے جیسے کہ فرمایا فاصفح الصفح الجمیل واعرض عن المشرکین پھر حکم کیے گئے ساتھہ بلانے کے دین کی طرف اچھی طور اور ڈھنگ سے جیسے کہ فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن پھر امر کیے گئے ساتھہ قتال کے مگر جبکہ شروع اونکی طرف سے ہو جیسے کہ فرمایا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا ای اذن لہم بالدفع پھر حکم کیے گئے ساتھہ قتال کے شروع کرنے مین اپنی طرف سے سوا مہینون حرام کے جیسے کہ فرمایا فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم پھر حکم کیے گئے ساتھہ قتال کرنیکے مطلقا ہر کل زمانے کے جیسے کہ فرمایا وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ وقاتلوا المشرکین کافۃ وقاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر اور سوا اسکے اور آیتین ہین پھر بموجب حکم محکم پروردگار تعالی شانہ کے مستعد حرب وقتال کے ہوئے مشرکین سے حضرت سرور عالم تاکہ عالم کو شر فساد وکفر وجاہلیت سے خالی کر کے نور ایمان سے بھر دین انتہی پس جہاد کیے آپنے چھبیس [۲۶] اور ایک قول سے ستائیس [۲۷]

فائدہ اور ایک قول سے اونتیس [۲۹] اور ایک قول سے چوبیس [۲۴] اور ایک قول سے اکیس [۲۱] اور سبب اختلاف کا یہ ہی کہ ایک راوی نے بعض غزوات کو ضبط نکیا اور اپنے علم سے اونسے خبر دی یا بعض کے تئین غزوات مین سے بسبب قرب مناسبت کے بعض مین داخل کیا اور حکم ایک غزوہ کا دیا ہوگا مثل طائف اور حنین اور احزاب اور بنو قریظہ کے کذا فی روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ

اونمین سے سات جگہ لڑائی واقع ہوئی بدر اور احد اور احزاب اور بنو قریظہ اور بنی مصطلق اور خیبر اور طائف اور ایک
قول سے وادی القری اور غابہ اور بنی النضیر مین بھی لڑائی واقع ہوئی تھی اور بعوث حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم کے قریب پچاس کے تھے اور بعث کہتے ہین اوس لشکر کو کہ آپ اوسمین تشریف نہ لیگئے ہون اور لشکر کو روانہ کیا ہو
فائدہ باقی مفصل حال اسکا آخر مین تبوک کے آویگا انشاء اللہ تعالی یہان سے اب پھر شروع ہوئی عبارت جذب القلوب
کی جو بطور متن کے داخل کتاب کی گئی ہی اسلیے کہ اصل کتاب سرور المحزون مین یہ بیان مذکور نتھا اور اوپر بھی اسکی طرف اشارہ
گذر چکا ہی پھر بعد گیارہ مہینے گذرنے کے ہجرت سے او تیسری تاریخ ماہ صفر کے ساٹھ آدمی لیکر موضع ابوا کی طرف کہ قریب
مدینے کے ہی کفار قریش کی طلب مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لیگئے اور ودان مین کہ قریب ابوا کے
ایک جگہہ ہی ملاقی ہوئے اور بے لڑے بھڑے طرف مدینے کے پھرے **فائدہ** روضۃ الاحباب مین ہی کہ شروع سال دوم آخر
سال اول ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ مین خلیفہ کرکے خود بنفس نفیس
ساتھہ ایک جماعت صحابہ کے بقصد قافلہ قریش اور قبیلہ بنی ضمرہ کے تشریف فرما ہوئے جب منزل ابوا مین پونہچے سردار
قبیلہ بنی ضمرہ کا مخشی بن عمرو ضمری ساتھہ صلح کے پیش آیا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوس سے صلح کرکے مدینہ طیبہ کو
لوٹ آئے انتہی اور اسی سال مین حمزہ بن عبد المطلب رض کو سفید نشان دیکر سیف البحر کی طرف تیس سوارون مہاجرین کے
ساتھہ ابوجہل کے قافلہ پر کہ تین سو سوار تھے بھیجا ایک جماعت عرب نے بیچ مین پڑکر دونون مین صلح کرادی روضۃ الاحباب
مین ہی کہ مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ مین پڑکر مصالحہ کرادیا اور اول علم کہ لشکر اسلام مین مرتب ہوا علم حمزہ رضی اللہ عنہ کا تھا
انتہی اور عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کو ساٹھہ مہاجرین کے ساتھہ اور ایک قول سے اسی مہاجرین کے ساتھہ علم دیکر
ایک بڑی جماعت پر ابوسفیان کے اور ایک قول سے عکرمہ بن ابوجہل کے بھیجا ایک قول سے اول نشان کہ اسلام مین
بنایا گیا یہی تھا اور یہان بھی لڑائی نہین ہوئی مگر تیر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار پر پھینکا اور یہ اول تیر تھا
کہ اللہ تبارک وتعالی کی راہ مین چلایا گیا اور یہ اونکے مناقب سے ہی **فائدہ** روضۃ الاحباب مین ہی کہ عبیدہ رضی اللہ عنہ کو
ساٹھہ مہاجرین کے ساتھہ کرکے ایک جماعت قریش پر کہ مکے سے کسی مہم کے لیے نکلے تھے سفید نشان دیکر بھیجا مسطح بن اثاثہ
امین علم دار تھا اکثر اہل سیر کے نزدیک یہی اول علم ہی یہ مقصد گاہ پر پونہچے فریقین نے آپس مین تیراندازی کی سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام مین تھے اول وہ کسی نے کہ کفار پر تیر مارا وہی تھی مگر لڑائی تلوار کی نہین ہوئی کفار کو خوف
ہوا کہ او مسلمان پیچھے سے آتے ہین اسواسطے بھاگ گئے ایک قول سے ان کافرون مین مکرز بن حفص بن الاخنف تھا انتہی
اور اول اسی سال مین عبد اللہ بن سلام مسلمان ہوئے جیسا کہ بیان ہوچکا اور اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان
ہوگئے عمر اونکی ایک روایت سے چار سو اور ایک سے ساڑھے تین سو برس کی تھی اور ایک قول سے ڈھائی سو برس کی تھی
اس مدت مین دین حق کی طلب مین اور شوق ملازمت خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پھرتے تھے اور وہ پہلے

مجوس فارس مین سے تھے پھر دین نصرانی مین آگئے تھے اور آخر مین ساتھ وصیت ایک عالم نصرانی کے سے ساتھ شوق دریافت
سعادت دین محمدی کے مدینے مین آئے اور اس مدت مین زیادہ دس جگہ سے بکے اور غلام ہوئے اور بعد ظہور نور نبوت کے
ساتھ سعادت شرف اسلام کے مشرف ہوئے اور معارج النبوۃ مین ہی کہ عبداللہ بن عباس کہتے ہین کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے
مجھسے کہا کہ مین ایک زمیندار کا بیٹا تھا رہنے والا ایک بستی کا بستیون اصفہان کے سے کہ نام اوسکا جی تھا اور باپ میرا
تو نگر تھا اور سکا نام خشان تھا اور مجھسے بہت محبت رکھتا تھا گھر سے باہر نکلنے نہ دیتا تھا مین رات دن گھر مین آگ جلایا کرتا تھا
اور آتش پرستی مین مشغول تھا اور میرے باپ کا ایک کھیت تھا ہر روز وہ اوسکی حفاظت کو جایا کرتا تھا ایک دن وہ کسی
کام مین مشغول تھا مجکو اپنے عوض کھیت مین بھیجا اور وصیت کی کہ جلد چلا آنا مین کھیت کی طرف بموجب کہنے کے چلا
راہ مین ایک نصاری کے کنیسے کی طرف گذرا آواز راہبون کی باہر سے سنی اندر گیا مین دیکھا ایک جماعت کو انجیل پڑھتے
ہوئے اور بعض نماز مین مشغول تھے اونکی وضع مجکو پسند آئی کھیت کا جانا موقوف کر کے وہان ٹھہرا اور اونسے پوچھا مینے
کہ یہ کسکا دین ہی اونھون نے کہا پیغمبر عیسی علیہ السلام کا دین ہی مجکو اوس دین کی رغبت ہوئی اور محبت اوسکی غالب ہوئی
اور آتش پرستی مجکو ناپسند ہوئی اوس دن صبح سے شام تک وہین رہا مین اور اونکو اپنے حال سے خبردار کیا مینے اور کہا بسبب
دہشت باپ کے یہ دین اختیار نہین کر سکتا مجکو اسکی تدبیر بتاؤ اونھون نے کہا اچھا اگر کوئی قافلہ ملک شام کو جاتا ہوگا
تو تجکو خبر دینگے اور اس مراد کو پہونچا دینگے پھر شام کو مین اپنے گھر آیا باپ کو مینے نہایت غمگین پایا اور ایک جماعت کو کہ
میری تلاش کو گئی تھی اور پھر بغیر میرے خبر پائے لوٹ آئے تھے اپنے باپ کے پاس دیکھا مینے باپ نے جو مجکو دیکھا کہا اب تک کہان
تھا تو نے میری وصیت پر کیون نہ عمل کیا واقعہ کنیسہ کا اور خدمت نصاری کی سب مین نے اپنے باپ سے بیان کی اور اپنی طبیعت
کا میل اوسی دین کی طرف عرض کیا باپ اس بات سے بہت خفا ہوا اور مذمت اوسکی بیان کی مجکو اوسکی باتون کا کچھ اثر نہوا
جب باپ نے میری طبیعت کا میل اودھر زیادہ دیکھا تو بھاگنے کے خوف سے میرے پاؤن مین بیکڑی ڈالدی اور مجکو قید
کیا مینے نصاری کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ ملک شام کو چلنے لگے مجکو خبر کرنا اتفاقا ایک قافلہ شام سے انھین
دنون آیا تھا سو پھر وہین کو جاتا تھا نصاری نے مجکو خبر کی پھر جسطرح مجھسے ہو سکا قید سے آپ کو چھوڑا کر وہان قافلہ مین
اپنے تئین پہونچایا مینے پھر مین اونکے ساتھ ملک شام کو گیا وہان لوگون سے دریافت کیا کہ تم مین بڑا فاضل کون ہی انھون
نے ایک راہب کو بتایا کہ وہ ایک کنیسے مین رہتا تھا وہان گیا اور اپنا حال اوس سے عرض کیا اور اپنی رغبت طرف دین نصرانیت
کے اوس سے بیان کی اور خدمت اوسکی اور تعلیم دین عیسوی کی التماس کی اوسنے التماس میرا قبول کیا اور اپنی خدمت مین
رکھا اور وہ معلم النصاری تھا لوگون کو خیرات کی طرف رغبت دیتا تھا اور متمول لوگ اوسکو بہت کچھ دیتے تھے کہ مستحقون کو
تقسیم کر دے وہ کسیکو کچھ نہ دیتا تھا اپنے ہی پاس ذخیرہ کرتا تھا یہان تک کہ سات خم یعنی مٹ درہم و دینار سے پر کر کے بند
کیے تھے اس سبب مجکو اوس سے عداوت ہوئی جب وہ مرا نصرانی لوگ اوسکی تجہیز و تکفین کرنے لگے مینے کیفیت اوسکی ہیئت کی

بیان کی اونھون نے مجھسے پوچھا کہ تجکو یہ حال کہان سے معلوم ہوا مین اونکو نظر آنے پڑے گیا اور وہ سات خم اوسکے دکھائے
اونھون نے قسم کھائی کہ ہم اسکو دفن نکرینگے پھر اوسکو سولی پر لٹکا کر سنگسار کیا اور ایک شخص دوسرے کو اوسکے قائم مقام
کیا وہ نہایت عابد و زاہد تھا اوسکی محبت نے میرے دل مین قرار پکڑا اور مین ایک مدت تک اوسکی ملازمت مین رہا اور اوسکی رحلت
کے وقت مینے اوس سے کہا کہ مین ایک مدت سے تیری خدمت مین رہا اب تو مجکو کسکے حوالے کرتا ہی اوسنے کہا قسم اللہ کی کہ
مین ایسا کسی کو نہین جانتا کہ اللہ تعالی کی تابعداری پر قائم ہو اور دنیا سے کنارہ کرے اور طالب عقبی ہو مگر زاہد موصلی
اور اوسکا پتا مجکو بتایا پھر بعد مرنے اوسکے کے مین موصل مین گیا اور اوسی زاہد سے ملا اور کہا کہ فلانے زاہد نے مجھے تیرے
سپرد کیا ہی اوسنے قبول کیا اور مجکو اپنی خدمت مین رکھا اور اوسکا حال بھی مقرون بصلاح پایا مینے کتنی مدت تک اوسکی
خدمت مین رہا مین جب وہ مرنے لگا مینے اوس سے کہا کہ مجھے اور کوئی متقی اور پرہیزگار بتا اوسنے کہا واللہ مین کسیکو ایسا
نہین جانتا مگر فلانا شخص کہ نصیبین مین ہی پھر بعد وفات اوسکے کے مین وہان گیا اوسنے بھی مجھے اپنی خدمت مین رکھا جب
اوسکو موت قریب پونہچی اوس سے مینے پوچھا کہ اپنا سا مجکو اور کوئی بتا اوسنے ایک سقف یعنی عالم دین نصاری کا ولایت
عموریہ مین بتایا مین بعد انتقال اوسکے کے عموریہ مین اوسکے پاس گیا اوسنے بھی مجھے اپنی خدمت مین ایک مدت رکھا جب
وہ بھی مرنے لگا اوس سے پوچھا کہ اب مجکو کسکے حوالہ کرتا ہی اوسنے کہا کہ مجکو کوئی ایسا نہین نظر آتا کہ اوسکا سلوک میری
مرضی کے موافق ہو مگر ظہور نبی آخر الزمان کا قریب ہی اور وہ ملت ابراہیمی کے زندہ کرنے پر مبعوث ہوگا اور وہ دیار عرب مین
ظہور فرماویگا اور اپنی وطن سے نخلستان مین ہجرت کریگا اور وہ نخلستان درمیان دو سنگستان کے ہوگا اور منجملہ اوسکے
علامات کے یہہ ہی کہ صدقہ نکھاویگا اور ہدیہ قبول فرماویگا اور درمیان دونون شانون اوسکے مہر نبوت ہوگی یہ سنکر مین بعد رحلت
اوسکے کے عموریہ مین رہا اور کچھہ مدت محنت اور مزدوری کرکے چند گائین اور بکریان حاصل کین پھر ایک کاروان بنی کلب کا
وہان آیا مینے اوس سے ملاقات کی اور کہا کہ میری گائین اور بکریان تم لو اور مجکو سرزمین عرب مین پہونچا دو اونھون نے قبول
کیا مین اونکے ہمراہ روانہ ہوا جب وہ وادی القری مین پہونچے مجھسے دغا کی اور مجکو عثمان اشہل یہودی کے ہاتھہ بیچ ڈالا وہان مینے
کھجورون کی باغ دیکھے اور خیال سے معلوم کیا کہ ہجرت گاہ اوس پیغمبر موعود کی یہی ہوگی مگر میری طبیعت کو قرار نتھا اور مین اوس
یہودی کی خدمت اچھی طرح نکرتا تھا اس عرصے مین اوسکا چچا مجکو خرید کرکے مدینے کو لے گیا جب مین وہان پونہچا قسم اللہ کی
مین نے تصور کیا کہ گویا یہ شہر مینے زمانہ گذشتہ مین دیکھا تھا اونھین ایام مبارک فرجام مین حضرت سید عالم صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تھے اتفاقا مین ایک کھجور کے درخت پہ کچھہ کام کر رہا تھا
میرا مالک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اوسکا چچیرا بھائی آیا اور اوسنے کہا کہ اوس اور خزرج کو خرابی ہو جیو کہ قبا مین
ایک آدمی پر مجتمع ہوئے ہین اور وہ پیغمبری کا دعوی کرتا ہی مینے جب یہ کلام فرحت التیام سنا قریب تھا کہ مارے
خوشی کے زمین پر گر پڑون مگر مین آپکو سنبھال کر زمین پر اوترا اور اوس سے پوچھا کہ تو ابھی کیا کہتا تھا پھر تو کہہ

سخنے گفتی وبرئی دل وہوش از سلمان ہیچ شوو بار دگر گوئی وہم جان بیری ہو اوسنے غصہ ہو کر میرے مونھہ پر ایک
سخت طمانچہ مارا اور کہا تجکو اس فضولی سے کیا غرض اپنا کام کر جب رات ہوئی مین تھوڑے سے خرمے لیکر آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مینے سنا ہی کہ تم مرد صالح ہو اور ایک جماعت غربا کی
تمھارے ساتھہ ہی مین یہ خرمے بطور صدقے کے لایا ہون آپنے اپنے یارون سے فرمایا کہ کھاؤ اور آپنے نکھائے
مینے اپنے دل مین کہا کہ یہ ایک نشانی ہی اون نشانیون سے کہ استفن سے مینے سنی تھی پھر چلا آیا مین دوسری رات کو
پھر تھوڑے خرمے لیکر گیا مین اور عرض کی کہ یہ ہدیہ لایا ہون مین آپنے اوسے قبول کیا اور اپنے یارون کے ساتھہ تناول
فرمائی مینے کہا یہ نشان دوسرا ہوا اور سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ اوسدن حضرت کے پاس میں
صحابہ تھے اور مین پچیس خرمے لایا تھا جب سب کھا چکے اونکی گٹھلیان مینے گنین تو ہزار تھین علامتین نبوت کی مکرر
ثابت کر رہی تھین اور اوس مجلس مین علی رضی اللہ عنہ نے میرے سر کو بوسہ دیا اور بموجب ارشاد واجب الانقیاد حضرت سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا لباس اوتار کر مجھے پہنا دیا تیسری بار پھر مین آپکے پاس گیا
تو گورستان بقیع مین آپ ایک جنازے کے ساتھہ گئے تھے مینے وہان جا کر آپ کو سلام کیا پھر آپ کی پشت مبارک
کی طرف مینے میل کیا کہ مہر نبوت کو دیکھون آپنے فراست سے میرا مقصود دریافت کیا اور اپنے پشت مبارک سے
چادر اوٹھا لی اور ایک روایت مین ہی کہ اوسی روز دو شملے یعنی کملیان چھوٹی پہن رکھین تھین ان دونون کو اپنے دست مبارک
سے اوٹھا لیا تب میری نظر مہر نبوت پر پڑی اوسے مینے چوم لیا اور رویا مین اور کہا مینے اشہد ان لا الہ الا اللہ
وانہ عبدہ ان محمدا رسول اللہ پھر بموجب فرمانے آپ کے روبرو آیا مین اور سرگذشت اپنی عرض کی آپ تعجب کرتے
اور چاہتے تھے کہ صحابہ بھی سنین مین اپنے حال کی شرح بیان کرتا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم سنتے تھے اور سلمانؓ مملوک
[illegible] کے تھے آپنے ایک روز اون سے فرمایا کہ ای سلمان تو آپ کو اوس اپنے مالک سے چھوڑا لے سلمان رضی اللہ عنہ
[illegible] مینے بموجب فرمانے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اپنے مالک سے کہا کہ مجاد مکاتب کر پھر بہت گفتگو کے
[illegible] اپنے مالک کے لیئے مین تین سو درخت خرمے کے لگاؤن اور اونکی خدمت کرون یہان تک کہ پھلین اور چالیس
اوقیہ [illegible] آزاد ہون جب یہ حال حضرت سے مینے عرض کیا آپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد
کرو تب سبھی مدد کرنے مین متفق ہو کر تین سو نونہال خرمے کے مجکو دیئے آپ نے مجکو فرمایا کہ جا اور انکے لیے گڈھے
کھود جب طیار ہو چکین تب مجکو خبر کر یو مینے موافق کہنے آپ کے گڈھے تیار کر کے آپ کو خبر کی آپ تشریف لے گئے اور
وہ سب درخت اپنے دست مبارک سے لگائے مگر ایک درخت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا قسم اللہ کی وہ سب درخت
اوسی سال مین پھلے مگر وہی ایک درخت کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا اسواسطے کہ فعل امتی کا مانند فعل پیغمبر کے ہرگز نہین ہوتا
یعنی تا کہ امتیاز رہے درمیان نبی اور امتی کے ولیکن جو کرامات کہ کسی مومن امتی سے بعد اوس پیغمبر کے صادر ہووے

تو وہ معدود ہوتی ہی یہ بھی معجزات اوسی پیغمبرؐ کے جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اونپر گذرے سبکو پھلا پایا مگر ایک درخت
بے پھل نظر آیا آپنے فرمایا کیا حال ہی اس درخت کا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اسکو مینے لگایا تھا آپنے اوسکو اوکھاڑکر
پھر اپنے دست مبارک سے اوسے وہین لگایا فی الحال اوسمین خوشے خرمے کے لٹکنے لگے اور سِر اَصلُہا ثابتٌ وفرعُہا فی
السَّماءِ اوسکی شاخون اور پتون پر ظاہر آیا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اون نخلستان کو مینے اپنے مالک کے سپرد کر دیا
اور وہ زر میرے ذمے باقی رہا اور مین مفلس تھا میرے پاس کچھ بھی نتھا اس اثنا مین مال غنیمت سے مقدار ایک بیضۂ مرغ کے سونا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور پر نور مین لائے آپنے لوگون سے مجکو پوچھا پھر وہ مجکو آپ کی مجلس مین لیگئے آپنے فرمایا
کہ تو اسے لے اور اپنے ذمے سے مال جو تجکو دینا ہی اس سے ادا کر دے مینے عرض کی کہ مجھے چالیس اوقیہ زر دینا ہی یہ زر
اتنا نہین ہی آپنے اوسے لیکر اپنی زبان معجز نشان اوسپر لگائی پھر واسطے برکت کے دعا کی اور فرمایا کہ لے اسکو جو کچھ
تجھپر دینا ہی اللہ تعالی اس سے ادا کر دیگا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے اوسکو تولا تو پورا نکلا نہ رتی کم اور
نہ رتی زیادہ اوس بیضے کو دیکر اپنے مالک سے خلاص پائی مینے پھر بعد اسکے غزوۂ خندق اور تمام غزوات مین حاضر
رہا مین اور خلوص نیت اور صفائی خاطر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا مین یہانتک کہ ساتھ خلعت
لو کان الدّین معلقا بالثریا لنالہ رجل من ھؤلاء واشار الی سلمان مخلع ہوئے اور آپ کے نزدیک انکی توقیر
زیادہ ہوئی اور بعد وفات آپکے اکثر وہ معارک عرب عجم مین حاضر تھے یہانتک کہ جب مع لشکر کے یزدجرد کو شکست
دیکر اوسکے ملک سے اوسکو نکالدیا تب مدائن اور نواحی اوسکے کو سلمان رضی اللہ عنہ کو سونپا اور دار السلطنت بادشاہ عجم
کا اونکو مسلم ہوا باقی عمر وہین اونھون نے بادشاہی کی اور سن تینتیس ہجری مین مداین مین وفات پائی مصابیح مین روایت
ابوہریرہ سے ہی کہ وہ کہتے ہین کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۂ جمعہ کی یہ آیت اوتری وآخرین منہم لما
یلحقوا بہم یعنی پاک ہی وہ خدا جسنے پیغمبر بھیجا طرف عرب کے اور اونکی طرف جو ابھی عرب کو نہین ملی ایک مرد نے
تین بار پوچھا کہ وہ لوگ کون ہین جو عرب کے سوا ہین تو حضرتؐ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھا اور حدیث مذکور فرمائی
ثریا مدپروین اون چند ستارون کا نام ہی جو نہایت متصل ہین جیسے گلدستہ سو فرمایا کہ اگر ایمان یا دین نہایت دور
ہوتا جہان نظر نہین کام کرتی تو یہی فارسیون کو نصیب ہوتا اس حدیث مین بڑی فضیلت فارسیون کی اور زیرکی انکی
اور استعداد ایمانی اونکی بیان فرمائی سو حقیقت مین ملک فارس مین بعد حضرت سلمان فارسی کے بھی بڑے بڑے
کمال والے عالم ظاہر و باطن کے پیدا ہوئے جیسے امام اعظم اور اونکے شاگرد اور امام بخاری اور مسلم سے محدث علمانے
کہا ہی اگر امام اعظم نہوتے تو لوگون کو دین کا بھید سمجھنا مشکل پڑتا اور کہا عبد اللہ تستری نے اگر بنی اسرائیل مین
ابو حنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ گمراہ نہوتے کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور منجملہ فضائل
اونکے سے یہ ہی کہ روز غزوۂ احزاب کے وقت کھودنے خندق کے ہر ایک مہاجر اور انصار مین سے انکو اپنے مین سے
سلمان سے

شمار کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو معلوم ہوا فرمایا السلمان منا اہل البیت اور اسی سال میں ایک بھیڑیا خارج مدینے کے ناطق ہوا اور خبر دی ساتھ حقیقت رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سی اور تصدیق کی اوسکی کما ستعرف ان شاء اللہ تعالی اور اسی سال مین بعد سات مہینے کے ہجرت سے ساتھ عایشہ رضی کے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہم بستر ہوئے اور ایک روایت سے زفاف عایشہ رضی کا دوسرے سال مین تھا مگر قول اول زیادہ صحیح اور معتبر ہے اور مفصل حال اسکا بیان ازواج مطہرات مین آویگا ان شاء اللہ تعالی اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے نماز چار گانہ فرض ہوئی اور پہلے اسکے دو فرض رکعت تھی جیسے کہ اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال مین مسنونیت اذان کی شروع ہوئی تفصیل اسکی حال موذنین مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آوے گی اور اسی سال مین آپ نے عاشورے کے روزے کا حکم فرمایا اور بعد فرضیت صوم رمضان کے پھر وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام اور مبالغہ نرہا مگر استحباب اسکا اب تک باقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر سال عمر شریف مین فرمایا کہ اگر اگلے برس زندہ رہا مین تو نوین تاریخ کا بھی روزہ رکھونگا اور باقی حال اسکا بیان صیام حضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا کے آوے گا

حالات دوسرے سال کے

اسی سال مین ہجرت کی ماہ ربیع الاول مین غزوہ بواط کو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دو سو صحابہ سے قریش کے قافلے پر کہ امیہ بن خلف اوسمین تھا ناحیہ رضوی مین کہ مدینے سے مکے کی طرف تین دن کا رستہ ہے آگے آگے اور بے قتال وجدال کیے مدینے کو تشریف لائے معارج النبوۃ مین ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کرکے مدینے مین چھوڑ گئے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سفید نشان دیکر علمدار کیا اور امیہ بن خلف کے ساتھ قریب سو آدمی کے قریش تھے اور ڈھائی ہزار اونٹ مگر گروہ غازیون سے ملاقی نہوئے اسی اور ماہ جمادی الاول مین غزوہ عشیرہ کو گئے اور عشیرہ نام ہے ایک مکان کا بنی مدلج سے اور بنی مدلج اور بنی ضمرہ سے عہد و پیمان صلح کا کرکے بے جدال وقتال کے لوٹ آئے معارج مین ہے کہ سبب اسکا یہ تھا کہ آپ نے سنا تھا کہ ابو سفیان ایک گروہ قریش کے ساتھ تجارت کو جاتا ہے علم حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکر ابو سلمہ بن عبد اللہ مخزومی کو مدینے مین خلیفہ کرکے ڈیرہ سو آدمیونکے ساتھ اور ایک روایت سے دو سو آدمی لیکر مدینے سے تشریف لے گئے اور قریب عشیرہ کے چند روز ٹھہر کر تحقیق کیا تو وہ چلے گئے تھے پھر بنی مدلج وغیرہ سے صلح کرکے لوٹ آئے عمار بن یاسر کہتے ہین کہ اسی لڑائی مین ہم اور علی رضی اللہ عنہ ایک کھجور کے تلے سوتے تھے ریگستان کی زمین مین او گرد آلود ہو رہے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آکر ہمکو جگایا اور علی کو فرمایا قم یا ابا تراب پھر فرمایا کہ تجکو بدبخت ترین آدمیون سے خبر دون کہ کون ہے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ فرمایا کہ ایک آدمی تو جسنے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے کونچے کاٹے تھے اور دوسرا وہ آدمی کہ تیرے مونہہ اور داڑھی کو تیرے خون سے رنگین کریگا یہ فرماتے تھے اور اونکے

سر او مونڈھے پر ہاتھ پھیرتے تھے پھر بعد اسکے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ آدمی مہاجرین سے دیکر بھیجا اور وہ بھی بغیر جنگ وقتال کے پھر آئے بعد ازان کرز بن جابر بن فہری نے سواشی مدینے کے لوٹے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اوسکی طلب مین مدینے سے نکلے قریب وادی بدر کے گئے اونکو نپایا اور اوسکو بدر اولی کہتے ہین انتہی اور اسی سال آخر مین جمادی الاخری کے عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ پھوپھی کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا تھا آٹھ آدمی ساتھ دیکر اور ایک روایت سے بارہ آدمی ہمراہ کر کے فکر مین قافلہ قریش کے بھیجا اور قریب مکے کے اوس قافلے سے کہ شام کی تجارت سے وہ آتا تھا جا ملے غرہ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری کی ہے اونہنے مقابلہ کیا اور غنیمت ہاتھ لگی اور یہ اول غنیمت لشکر اسلام کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بملاحظہ حرمت ماہ رجب کے کہ مہینون حرام سے ہے اوس مقاتلے سے راضی نہوئے اور اوس غنیمت کو اونہنے قبول نکیا یہانتک کہ آیت یسألونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتل الآیہ نازل ہوئی یعنی تجھسے پوچھتے ہین حرام کے مہینے کو اوسمین لڑائی کرنی تو کہہ لڑائی اوسمین بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اوسکو نمانتا اور مسجد حرام سے روکنا اور نکالدینا اوسکے لوگون کو وہان سے اسے زیادہ گناہ ہے اللہ کے یہان اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ ہے آخر آیت تک اور یہ آیت نزدیک حنفیہ رضی کے منسوخ ہے ساتھ آیت فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم کے یعنی قتل کرو تم مشرکین کو جہان کہین کہ پاؤ تم بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے کہ حرمت اسکی باقی ہے کذا فی المدارک والبیضاوی پھر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بحکم الٰہی قبض کر کے اوس غنیمت کو تقسیم فرمایا اور اس سریہ مین عبداللہ بن جحش کو امیر المومنین کہتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ ساتھ لقب امیر المومنین کے اول حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملقب ہوئے ہین مراد اوس سے وہ ہے کہ خلفائے اشدین مین سے اول وہ شخص کہ اوسکو امیر المومنین کہا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صرح بہ العلما اور بیچ اسی سال کے ماہ صفر مین اور ایک روایت سے رجب کے مہینے مین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح کیا اور عمر شریف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اوسوقت ۱۵ پندرہ برس کی اور ایک روایت سے ۱۸ اٹھارہ برس کی تھی اور عمر شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ۲۱ اکیس برس اور پانچ مہینے کی تھی اور باقی حال بیان مین اولاد امجاد کے آویگا اور اسی سال مین قبلہ بیت المقدس سے طرف کعبہ کے پھرا بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے اور باقی حال اسکا عبادات مین مذکور ہوگا اور بھی اسی سال ماہ شعبان مین فرضیت رمضان کی اور صدقہ فطر کی نازل ہوئی اور مدینہ منورہ کے عیدگاہ مین نماز عید پڑھی اور باقی تحقیق اسکی بیان مین عبادات حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے آویگی اور بعد بیس مہینے کے ہجرت سے عبداللہ بن جحش

تولد ہوے اور وہ اول مولود تھے کہ بعد ہجرت کے تولد ہوے اور باقی قصہ انکا جلد ثانی مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال مین غزوۂ بدر کبری کا کہ مشہور ہی سترھوین رمضان کو وقت صبح کے واقع ہوا اور یہی غزوہ سبب ذلت کفر اور عزت اسلام کا ہوا اور ابو جہل لعین مع ستر سردار قریش کے مارا گیا اور ستر شخص اسیر ہوے اور عباس بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی ان اسیرون سے تھے اور ابو لہب مکے کو بھاگ گیا پھر سات دن کے بعد مرض عدسہ سے واصل جہنم ہوا عدسہ ایک دانہ مہلک کا نام ہی کہ بدن مین نکلتا ہی اور لشکر اسلام مین آٹھ آدمی انصار سے اور پانچ مہاجرین سے شہید ہوے اور لشکر اسلام مین تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی تھے ستھتر مہاجرین اور دو سو چھتیس ۲۳۶ انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور چار زرہ اور آٹھ تلوارین اور مشرک نو سو پچاس ۹۵۰ تھے اور تین سو گھوڑے تھے اور روایت مدارج مین سات سو اونٹ بھی اور ایک ذو الفقار تمام غنائم سے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے ذو الفقار کو اختیار کیا اور اوسی دن ومنی ریلون پر فتحیاب ہوے اہل اسلام کو دوچند خوشی ہوئی اور مفصل حال اسکا یہ ہی کہ بدر ایک کوئین کا نام ہی مدینے سے تین منزل کہ بدر بن قریش نے کھدوایا تھا اور سواے اوسکے مدارج کی روایت سے بدر بن حارث نے دوسرے سال ہجرت مین اول لڑائی اسلام کی کفار قریش سے وہان ہوئی سبب اسکا یہ تھا کہ ایک قافلہ قریش کا مکے سے شام کی طرف سوداگری کو جاتا تھا اوسکا سردار ابو سفیان تھا جب خبر اسکی آپکو پہونچی آپنے قصد غارت اوس قافلے کا کیا اور منتظر پلٹنے اوسکے کے رہے جب دن پلٹنے کے قریب ہوے آپنے قصد غزا کا کیا اور تین سو کئی آدمی مہاجرین اور انصار سے آپکے ساتھ ہوے اور پہلا وہ غزوہ کہ جس مین انصار رضی اللہ عنہم ہمراہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہوے یہی غزوہ ہی القصہ ابو سفیان نے یہ خبر ملک شام مین سنی بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے ایک قاصد طرف مکے کے روانہ کیا کہ قریش کو اس خبر سے آگاہ کرے اوس قاصد نے جاکر یہ خبر مکے مین سنائی اور کہا کہ اگر جلدی اسکی خبر نہ لوگے تو اوسکا نشان بھی نہ پاؤگے جب یہ خبر سب نے سنی تیاری لشکرکشی کی کی اور روانہ ہوکر قریب بدر کے پہونچے پھر ابو سفیان مال تجارت لیکر ملک شام سے پھرے تو اوس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ سے صحیح وسلامت مکے مین آداخل ہوے اور قریش کو کہلا بھیجا کہ مقصد تمہارا لشکرکشی سے واسطے حفاظت مال کے تھا سو یہ مال اب سلامتی سے آداخل ہوا اب لڑائی کا قصد بیفائدہ ہی ابو جہل ملعون یہ بات سنکر خفا ہوا اور کہا قسم الہی ہم ہرگز نہ پھرینگے جب تک بدر کے نزدیک جاکر چند روز مقام نکرین اور عیش وعشرت سے نرہین تاکہ دبدبہ ہمارا تمام ملک مین ہوجاوے اور پھر کوئی ایسے کام پر دل نہ چلاوے بعد اسکے ابو سفیان بھی باوجود اسی اعتقاد کے کفار کا آنکر شریک ہوا اور زخمی ہوکر بھاگ گیا کذا فی نبی نامہ اور بستان مین فقیہ ابو اللیث کہتے ہی کہ بدر نام ایک مکان کا ہی اور یہ لڑائی وہان ماہ رمضان مین دوسرے برس ہجرت سے ہوئے تھے اور سبب اسکا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ کاروان قریش کا ملک شام سے آتا ہی اوسمین ابو سفیان بن حرب ہمراہ چالیس سوداگران قریش کے ہی اور ایک روایت سے ستر سوداگر تھے پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینے سے تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی لیکر مہاجرین اور انصار سے جب یہ خبر مکے مین پہونچی

تب چلے وہان سے ساڑھے بارہ سو آدمی پھر جب سلامت پایا اونھون نے اپنے کاروان کو تین سو آدمی اونمین سے لوٹ گئے اور ساڑھے نو سو آدمی بدر پر لڑنے کو آئے پھر جب مقابلہ ہوا بھگا دیا اللہ تعالی نے مشرکون کو اور فتح دی مسلمانون کو اور مارے گئے مشرکون سے ستر آدمی اور قید ہوے ستر آدمی اور جاننا چاہیے کہ نہین ہوئی دنیا مین کوئی لڑائی بڑی جنگ بدر سے اسلیے کہ ابلیس لعین آپ حاضر تھا اوس لڑائی مین اور شیاطین بھی آئے تھے اور تمام کفا جن بھی حاضر تھے مقابلے مین اور سات سو ستر صنادید قریش موجود تھے اور لشکر اسلام مین فقط تین سو تیرہ مسلمان تھے اور سب مسلمان اتنے ہی تھے اور وہ تمام بہترین خلایق تھے اور ستر جن مسلمان اور ہزار فرشتے بھی حاضر تھے اور مروی ہی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جب وہ سورۂ انفال پڑھتے تو فرماتے تھے طوبی للجیش قائدہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وجاسوسہم امین اللہ تعالی ومبارزہم اسد اللہ تعالی وجہادہم طاعۃ اللہ تعالی ومددہم ملائکۃ اللہ تعالی وثوابہم رضوان اللہ تعالی ترجمہ یعنی خوشی ہو جیو اوس لشکر کو کہ پیشرو اوسکے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تھے اور جاسوس اونکا امانت دار اللہ تعالی کا تھا اور شجاع اونکا شیر خدا کا تھا اور جہاد کرنا اونکا اطاعت اللہ تعالی کی تھی اور مدد اونکی فرشتے اللہ تعالی کے تھے اور ثواب اونکا رضا مندی اللہ تعالی کی تھی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ کہا ہی بعض علما نے کہ فرشتون نے سواے لڑائی بدر کے اور لڑائیون مین قتال نہین کیا اور حاضر ہوے تھے اوسکے ماسوا مین واسطے بھیڑ کرانے اور قوت دینے مسلمانون کے اور اسکی تصریح کی ہی عماد بن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین بعد اسکے نقل کیا ہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ کہا اونھون نے کہ قتال نکیا فرشتون نے سواے بدر کے اور اسیطرف گئے ہین ابن مرزوق وغیرہ اور نہایت البیان فی تفسیر القرآن مین بیچ بیان قول حق سبحانہ تعالی کے یوم حنین الخ لایا ہی کہ اختلاف ہی اسمین کہ روز حنین کے فرشتون نے قتال کیا یا نہین اسمین دو قول ہین جمہور کا قول تو یہ ہی کہ قتال نہین کیا انتہی اور رد کیا ہی قول منکرین قتال ملائکہ کو غیر جنگ بدر مین حدیث مسلم نے کہ روایت کی اونھون نے صحیح اپنے مین سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا اونھون نے داہنے اور بائین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے احد کے روز دو مردون کو کپڑے سپید پہنے ہوئے کہ پہلے اس سے ہرگز نہین دیکھا تھا اونھون نے اونکو اور نہ بعد اوسکے یعنی جبرئیل اور میکائیل علیہم السلام کو دیکھا کہ لڑتے تھے سخت لڑنا کہا امام نووی رح نے شرح مسلم مین کہ اس حدیث مین بیان اکرام آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ہی ساتھ نازل کرنے ملائکہ کے واسطے قتال کرنے کے ہمراہ ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفار سے اور بیان اسکا کہ قتال فرشتون کا مخصوص ساتھ بدر کے نہین ہی اور کہا امام نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ٹھیک ہی بخلاف اوس شخص کے کہ گمان کیا اوسنے اختصاص اوسکا ساتھ بدر کے اور یہی معلوم ہوا اس حدیث سے کہ دیکھنا فرشتون کا مخصوص ساتھ انبیا علیہم السلام کے نہین ہی بلکہ دیکھتے تھے اونکو بعض بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اور اسیطرح اولیاء اللہ بھی انتہی اور تھا اوترنا لشکر فرشتون کا واسطے تعظیم پیغمبر ہمارے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ آسکئے کہ لشکر کفار کا کچھ حساب مین ہو اسلئے کہ کفار اس سے خوار تر اور ذلیل تر ہین کہ اونکی ہلاکت کے لیے لشکر فرشتون کا چاہئے اور اسی سے خبر دیتا ہی اللہ تعالی شانہ سورۂ یٰس مین بیچ قصہ حبیب نجار کے ساتھ قول اپنے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین کے یعنی نہین بھیجا ہمنے قوم حبیب پر بعد قتل ہونے اوسکے کے کوئی لشکر آسمان سے اور نتھے ہم بیچنے بھیجنے والے لشکر کے واسطے ہلاکت کسی قوم کی یعنی کفار کی حقیقت اوس سے کمتر ہی کہ لشکر فرشتون کا اونکے قتل کے لیے اوترے کذا فی مواہب اللدنیہ اور خبر دی اللہ تعالی جلشانہ نے اپنے قرآن مجید اور فرقان حمید مین اوترنے فرشتون کے سے جنگ بدر مین ساتھ قول اپنے کے قولہ تعالی اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین یعنی جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہونچا تمھاری پکار کو کہ مین مدد بھیجونگا تمھارے ہزار فرشتے جنکے پیچھے لگے آوین اور سورۂ آل عمران مین فرمایا اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین یعنی جب تو کہنے لگا مسلمانون کو کیا تمکو کفایت نہین کہ تمھاری مدد بھیجے رب تمھارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اوترے اگلی آیت مین ہزار فرشتے فرمائے اور اس آیت مین تین ہزار تو توفیق بین الآیتین یون ہوسکتی ہی کہ مراد ہزار سے جو پہلی آیت مین مذکور ہین وہ فرشتے تھے کہ لشکر کے آگے تھے یا پیچھے تھے یا وجود اعیان اونکی مراد ہین یعنی رئیس اونکے ہزار تھے یا جنھون نے قتال کیا وہ ہزار تھے کذا قال البیضاوی اور بعضون نے کہا کہ معنی اسکی وہ ہین کہ پہلے ہزار بھیجے اور پھر پیچھے اونکے تین ہزار اور بھیجے کہ اکثر مدد اقل کی ہون اور بعد اسکے اسی سورہ مین فرمایا کہ بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملئکۃ مسومین یعنی البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وہ آوین تم پر اوسی دم تو مدد بھیجے تمھارا رب پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑے ونیز ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ پانچہزار نہین آئے بلکہ وعدہ کیا پروردگار تعالی نے کہ اگر صبر کرو اور تقوی اختیار کرو اور آن پڑین کافر تمپر اوسی دم تو مدد کرے پروردگار تعالی تمھاری پانچہزار فرشتون سے اور مواہب مین ربیع بن انس رض سے لائے ہین کہ کہا اونھون نے کہ مدد کی اللہ تعالی نے مسلمانون کی ہزار فرشتون سے پھر تین ہزار ہوئے پھر پانچ ہزار ہوئے اور ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ کہا اونھون نے کہ مدد کی پروردگار تعالی نے دن بدر کے پانچ ہزار فرشتون سے یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ مدد حق تعالی کی بدر مین ساتھ پانچہزار فرشتون کے تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ بدر کے دن تند ہوا چلی کہ پہلے اس سے ایسی تند نچلی تھی پھر دوبارہ ویسی ہی ہوا چلی پھر تیسری بار ویسی ہی ہوا چلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے جبرئیل علیہ السلام تھے ساتھ ایک ہزار فرشتون کے دوسرے میکائیل علیہ السلام تھے ساتھ ایک ہزار فرشتون کے تیسرے اسرافیل علیہ السلام تھے ہزار فرشتون کے ہمراہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ حدیث کی مجسے ایک آدمی غفاری نے کہ مین اپنے

چچیرے بھائی کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھا تھا اور وہاں سے بدر معلوم ہوتا تھا اور ہم اوسوقت مشرک تھے اور منتظر ہزیمت ایک گروہ کے دونوں مین سے تھے کہ جو کوئی بھاگے اوسکو لوٹین کہ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ اوس پہاڑ پر کہ ہم تھے ایک ابر اوسکے نزدیک ہوا اور اوسمین سے گھوڑون کی آواز آتی تھی پھر سنا ہمنے ایک کہنے والے کو کہ کہتا ہے اَقْدِمْ حَیْزُوم یہ سنکر میرے چچا کا بیٹا گر پڑا اور اوسکے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور مین قریب ہلاکت کے تھا مگر سنئے آپ کو ضبط کیا حیزوم ساتھ فتح حاے مہملہ اور سکون یای تحتانی اور ضم زای معجمہ کے اوپر وزن دیجور کے نام ہی جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا اور اقدم صیغہ امر کا ہی باب نصر ینصر اور کرم یکرم دونو سے اور روایت کی گئی ہی کہ نزول کیا جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ پانسو کے اور میکائیل علیہ السلام نے ساتھ پانسو کے بیچ صورت مردون کے ابلق گھوڑون پر سوار سفید پوشاکین پہنے سرون پر سپید عمامے باندھے اور شملے عامون کے درمیان مونڈھون اپنون کے لٹکائے ہوئے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ علامت ملائکہ کی روز بدر کے عمامے سپید اور روز حنین کے عمامے سبز تھے اور روایت ہی علی کرم اللہ وجہہ سے کہ نشان فرشتون کا روز بدر کے صوف سپید سے تھے اور تھا نشان اونکا اطراف مین گھوڑون اونکے کے یعنی گھوڑے اونکے چتکلیان تھے اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ نشان فرشتون کا روز بدر کے عمامے سیاہ تھے اور روز حنین کے سرخ اور روایتون مین سپید اور سبز اور سرخ اور زرد سب آیا ہی ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے ایسے تھے اور بعضون کے ویسے اور ظاہر ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہی کہ ملائکہ بصورت آدمیون کے نظر آتے تھے اور آیا ہی کہ ابلق گھوڑون پر سوار تھے اور مشرک لوگ آواز گھوڑون کی سنتے تھے اور گھوڑون کو نہین دیکھتے تھے اور جو مسلمان کسی مشرک کے مارنے کا قصد کرتا تو پہلے اسسے کہ ضرب تلوار اوسکے کی اوسپر پہونچی سر اوسکا زمین پر پڑا دیکھتا اور کہتے ہین کہ ضرب فرشتون کی بدر کے روز نہین واقع ہوئی تھی مگر سر پر یا جوڑ پر اور یہی تفسیر ہی قول اللہ تعالی کی فاضربوا فوق الاعناق ای الرؤس واضربوا منہم کل بنان ای کل مفصل یعنی پس مارو تم سر اونکے اور مارو تم ہر جوڑ پر اور بیضاوی کہتے ہین کہ فوق الاعناق ای المذابح او الرؤس واضربوا منہم کل بنان ای الاصابع یعنی مارو تم جاے ذبح پر اونکے یا سرون پر اور مارو تم اونکے ہر انگلی کے پورے پر اور کشاف مین ہی کہ کہا اونھون نے کہ مراد اطراف ہی یعنی کاٹو اونکی گردنین اور ہاتھ اور پیر اور کہا ہی کہ پہچانے جاتے تھے قتیل فرشتون کے ساتھ کالے نشان کے کہ اونکی گردنون مین اور اونگلیون کی پورون مین ہوتی تھی ھذا مقتبس من مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب مواہب لدنیہ مین ہی کہ کہا ابن انباری نے کہ تھے فرشتے کہ نجانتے تھے کہ کیونکر قتل کیے جاتے ہین آدمی سو تعلیم کیا اونکو اللہ تعالی نے ساتھ قول اپنے فاضربوا فوق الاعناق ای الرؤس واضربوا منہم کل بنان کے اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ جب ملے دونون لشکر تب ایک لپ بھر کر کنکریان پھینکین رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے

لشکر کفار پر اور فرمایا شاهت الوجوہ پھر نہ باقی رہا کوئی مشرک کہ نہ پہونچے ہون اوسکے دونون آنکھون اور دونون نتھنون مین اون کنکریون سے کچھ اور بھاگ گئے وہ تمام اور مارا اللہ تعالی نے منادید قریش سے اوسکو کہ مارا اور قید کیا اوسکو کہ قید کیا اشراف اونکے سے اور کہا عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے بیچ تفسیر آیت وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے کہ یہ دن بدر کا تھا کہ یہ آیت شان مین جنگ بدر کے اوتری اور پھینکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ کنکریان ایک داہنی طرف اور ایک بائین طرف اور ایک سامنے اور فرمایا شاهت الوجوہ پھر بھاگ گئے وہ اور روایت کی گئی کئی شخصون سے کہ یہ آیت نازل ہوئی بیچ پھینکنے کنکریون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن بدر کے اگرچہ کیا اسکو آپنے دن حنین کے بھی کما سیاتی انشاء اللہ تعالی **نظم نبی نامہ**

مدینے سے کر کوچ شاہ زمن / ہوے یکطرف بدر مین جمیعہ زن
ہی ان مشرکون کا یہی قتل گاہ / مریگا ابوجہل یان روسیاہ
ہوا فرق اوس سے نہ بالشت بھر / ہوا قتل اوسی جا یہ ہر بدگہر
مہاجر سے تھے ستر اور سات یا / تھے باقی سب انصار نصرت شعار
نہ نکلے تھے گھر مین سے باہر کہین / یہ تھا غزوۂ اول انکو یہین
کہ گھستا تھا زانو تلک پای اسپ / تھے باندھنے کو کہین جا ہی اسپ
لب آب تھا لشکر مشرکین / تل خشک تھا مسکن اہل دین
بس ان سبکو ابلیس تلبیس گر / لگا دینے وسواس تلبیس کر
کہ ہین وہ لب آب پر با طرب / ہو تم پیاس سے خستہ دل اور جان بلب
اوسیدم ہوا حکم رب ابر کو / برس خوب سا جا کے اوسجا یہ تو
گھر آیا دل شاد بادل شتاب / گرج کر برسنے لگا بیحساب
تھے پیاسے جو غازی مسلمان مرد / ادھون نے پیا ہو کے سیر آب سرد
جو از حکمت احکم الحاکمین / ببارید باران بران سرزمین
پڑا تھا جہان لشکر سنگدل / وہ مٹی ریتی ہوئی لای و گل
کیا دل سے وسواس شیطان کا / تسلی نے گھر خاطر دلنشین کیا

بیکجا جانب بدر ہو کر کھڑے / یہ اعجاز سے آپ کہنے لگے
فلانا یہان اور فلانا یہان / کہا تھا جو کچھ ہو گیا سب عیان
تھے سب تین سو تیرہ اصحاب دین / تھے کافر مخالف ہزار اہل کین
ازین بیش انصار فرخندہ جاہ / کسی غزوہ مین یا سریہ مین گاہ
تھا ڈیرہ جہان فوج اسلام کا / وہان ریت کا اسقدر ڈھیر تھا
تھے کافر جہان وہ جگہ آب تھا / زمین سخت پر بستر خواب تھا
تھی غالب مسلمین پر تشنگی / وضو کی ہوئی حاجت اور غسل کی
کہا تم ہو حق پر مگر اسکی گھڑی / قریشون کی بات غالب پڑی
جو اوس دشمن حق نے یہ بات کی / خدا کو ہوئی غیرت اس بات کی
اوسیدم چلی تند باد بہار / لیے اپنے ساتھ ابر کا کوہسار
بھرے نالے تالاب یک آن مین / ہوے لوگ شاداب میدان مین
جو برتن تھے خالی وہ سب بھر لیے / نہا لیے بھی سب اور وضو کر لیے
زمین ریگ کی سخت تر ہو گئی / رگل کافران سخت تر ہو گئی
پڑا تھا جہان لشکر مومنین / ہوئی فرش گل وہ ریتلی زمین

کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام جمع ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفون کو برابر کر کے آراستہ کیا اور فرمایا کہ جب تک مین نہ کہون حملہ کفار پر نکرنا پھر پہلے لشکر کفار اشرار سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ باہر آئے اور مبارز طلب کیے لشکر ظفر پیکر اسلام سے تین شخص لڑنے کو نکلے عوف اور معاذ دونون بیٹے حارث کے اور نام اونکی مان کا عفرا بعین مہملہ وسکون فا و بروزن صحرا تھا

اور عبد اللہ بن رواحہ رضہ اونسے کفار نے پوچھا تم کون لوگ ہو کہا ہم قوم انصار سے ہین کہا ہمکو تم سے کچھ کام نہین ہم اپنے چچازادون کو طلب کرتے ہین پھر ایکنے اونمین سے آواز دی کہ ای محمد صلعم ہمارے ہم کفوؤن کو ہمارے لیے بھیج آپنے حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث اور علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ تینون صاحب میدان مین آئے اور عبیدہ رضہ کہ انکی انھین سے عمر زیادہ تھی غنیم عتبہ کے ہوئے اور حمزہ رضہ غنیم شیبہ کے ہوئے اور ایک روایت مین عکس اسکے ہے اور علی رضی اللہ عنہ غنیم ولید کے ہوئے پھر حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما نے اپنے دشمنون کو قتل کیا اور عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمن کو زخمی کیا اور آپ بھی زخمی ہوئے کہ اونکے ساق پر زخم کاری لگا پھر حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما اونکی مدد کو گئے اور اونکے دشمن کو قتل کیا اور عبیدہ کو اوٹھا لائے اور مغز اونکے ساق سے گرتا تھا کہا یا رسول اللہ مین شہید نہین ہون آپنے فرمایا تو شہید ہے

ان چھہ شخصون کے حق مین آیت هذان خصمان اختصموا فی ربهم فالذین کفروا قطعت لهم ثیاب من نار

یصب من فوق رؤسهم الحمیم یصهر به ما فی بطونهم والجلود ولهم مقامع من حدید کلما ارادوا ان

یخرجوا منها من غم اعیدوا فیها وذوقوا عذاب الحریق اوتری ترجمہ نظم

ہین یہ دو خصم ای ستودہ سیر

کہ جھگڑتے ہین اپنے خالق پر	پھر جو انکار سے وہ پیش آئے	اونکا جھگڑا یہ فیصلہ پائے	بیونتے جاوینگے اونکے کپڑے روز
کپڑے آتش کے یعنی باہم سونے	ڈالا جاویگا ای بلند خطاب	اوپر اونکے سر نکے جلتا آب	جسکی گرمی سی سب جلا یا جائے
وہ جو پیٹو نمین اونکی ہی احشا	اور چمڑے گلائے جائین تمام	آگ کا سا کرے وہ پانی کام	اور اونکے عذاب دینے کو
مگر یان آتی ہین ای خوشخو	جب ارادہ کرین یہ آئین نکل	نار دوزخ سی مارے غم کے ذل	پھیر جاوینگے اونمین بدکردار
اور کہین گے جلکو جلین کی مار	لفظ خصمان جو ہوا ارشاد	ہین مسلمان وہ کافر اس سی مراد	کہ مقابل ہوئے تھے سبقت کر
بدر کے روز وے جو یکدیگر	وے جو باہم ہوئے دو چار اوسدن	تین کافر تھے اور تین مومن	کر تو اول شمار اونکے تئین
وے جو تھے تین اونمین اہل یقین	ایک حمزہ وہ سید الشہدا	دوسرے وہ علی وہ شیر خدا	تیسرے تھے عبیدہ والا نام
گن لے تینون کو ای بلند مقام	اور کفار سے تھے تین عنید	عتبہ و شیبہ و ولید پلید	انتہی تفسیر عبد السلام سمی ؟ ادا خرہ

اور عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وقت مراجعت کے جنگ بدر سے راہ مین موضع وادی صفرا مین یا روحا مین وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے آنحضرت صلعم نے انکو شہید فرمایا اور اوسی میدان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے دو انصاریون نے کہ وہ دونون عفرا کے بیٹے تھے نام معاذ اور معوذ پوچھا کہ ابوجہل کو تم جانتے ہو کون ہے اونھون نے کہا ہان مگر تمھارا اس سے کیا کام ہے اونھون نے کہا ہمنے سنا ہے کہ اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دی ہے ہمنے قسم کھائی ہے کہ جو ہم اوسکو دیکھین گے تو اوس سے جدا نہونگے جبتک کہ ایک دوسرے کو نہ مارلے پھر بعد ایک لحظہ کے ابوجہل ظاہر ہوا اپنے اونٹ پر سوار آدمیون مین جولان کرتا تھا اونھون نے کہا کہ یہ ہے مطلب تمھارا پھر دونون کو دے اور اوسکو تلوارین مارین اور گرایا اور پیر اوسکے قلم کر ڈالے پھر عکرمہ نے کہ ابوجہل کا بیٹا تھا ایک تلوار

معاذ کے ہاتھ پر ماری کہ ہاتھ اونکا کندھے سے لٹک گیا یہ اوسیطرح لڑتے تھے آخر تنگ ہوکر اوسکو پیر کے نیچے دباکر جدا کر ڈالا پھر معاذ نے ابوجہل کے ایک اور تلوار ماری اوسوقت اوسمین کچھہ رمق حیات کی باقی تھی پھر یہ دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر قتل ابوجہل کی سنائی آپنے فرمایا کہ تم دونون مین سے کسنے اوسکو مارا ہر ایک نے اپنا دعوی اظہار کیا آپنے پوچھا تمنے اپنی تلوارین پاک کین ہین یا نہین کہا کہ نہین پھر آپنے اونکی تلوارین دیکھین اور فرمایا کہ تم دونون نے اوسکو مارا اور سلب یعنی کپڑے اور ہتھیار اوسکے معاذ نے لیے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین ہی اس مقام مین ایک شبہہ وارد ہوتا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ دونون نے مارا ہی پس وجہ تخصیص ایک کی ساتھہ دینی اسباب کے کیا ہی جواب یہ ہی کہ شاید دونون شریک ہون مارنے مین لیکن جسنے سست کیا اور چلنے پھرنے وغیرہ سے باز رکھا وہ ایک ہوا اور دوسرے نے بھی آنکر زخم پہونچایا ہوا اور مستحق اسباب کا وہی ہو کہ جسنے سست کیا اور چلنے پھرنے سے باز رکھا اور فرمانا حضرت کا کہ تم دونون نے قتل کیا ہی واسطے خوش کرنے دوسرے کے تھا انتہی یا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ معوذ شہید ہوگا اسواسطے طرف معاذ کے نسبت کی اور کہتے ہین کہ معاذ باوجود ایسے زخم کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے اور معوذ اوسی روز اتنے لڑے کہ شہید ہوئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقین ابوجہل کے مات فرعون ہذہ الامۃ یعنی مرا فرعون اس امت کا منقول ہی کہ لشکر اسلام مین تین نشان تھے ایک اونمین سے بڑا تھا وہ مہاجرین کا نشان تھا اوسکو مصعب بن عمیر کو دیا تھا وہ اوسے اوٹھائے ہوے تھے اور خزرج کا نشان حباب بن المنذر کو دیا تھا اور قبیلۂ اوس کا نشان سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اور شعار روز بدر کے مہاجرین کا یعنی لقب ساتھہ بنی عبدالرحمن کے اور شعار خزرج کا ساتھہ بنی عبداللہ کے اور شعار قبیلۂ اوس کا ساتھہ بنی عبیداللہ کے مقرر فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ شعار سبکا ساتھہ منصور امت کے تھا اور مشرکون کے ساتھہ تین نشان تھے ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھا اور دوسرا ابوعزیز بن عمیر کے پاس تھا اور تیسرا النضر بن الحارث کے پاس تھا اور یہ تینون بنی عبدالدار سے تھے مدارج النبوۃ مین روایت کی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے صفین سیدھی کرتے تھے اور ایک لکڑی آپ کے دست مبارک مین تھی سواد بن غزیہ کہ صحابی خوش طبع اور ظریف تھے اونپر گذری وہ صف سے آگے نکلے کھڑے تھے آپنے وہ لکڑی اونکے سینے پر ماری اور فرمایا استو یا سواد یعنی برابر ہوجا اے سواد سواد نے عرض کی یا رسول اللہ چوٹ دردناک ماری آپنے مجھے اور اللہ تعالی نے آپ کو حق کے لیے بھیجا ہی مجکو عوض دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جامۂ مبارک سینۂ شریف اپنے سے دور کیا اور فرمایا کہ عوض اپنا لے اونھون نے فی الحال اپنا سونہہ اوس سینۂ بے کینۂ مبارک پر رکھکر بوسہ دیا آپنے فرمایا کہ یون تو نے کیون کیا عرض کی کہ جو حال اسوقت پیش ہی آپ ملاحظہ فرماتے ہین مین اپنے مارے جانے سے بےخوف نہین ہون اسلیے مینے چاہا کہ آخر بدن میرا آپکے بدن اقدس سے

ملجاوے آپنے اونکے لیے دعاء خیر کی اور سبکو فرمایا کہ جب تک مین حکم نکہون دشمنون پر حملہ نکرنا اور اگر وہ تم سے نزدیک ہوجاوین تو تیر مارنا مگر تھوڑے تھوڑے کہ تمام نہوجاوین پھر عریش مین تشریف لیگئے حضرت ابو بکر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما ساتھ ایک جماعت انصار کے باہر سے آپ کی حفاظت کرتے تھے نقل ہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت لشکر کفار کی دیکھی اور قلت اپنے اصحاب کرام کی ملاحظہ فرمائی عریش مین تشریف لیگئے اور روبقبلہ ہو کر ہاتھ اوٹھا کر دعا کی اور تین بار فرمایا کہ ای اللہ پورا کر وہ وعدہ کہ کیا تو نے مجسے پھر فرمایا کہ ای اللہ ہلاک کرے تو اس گروہ کو اہل اسلام کے ہاتھ سے کہ نہین عبادت کرتے ہین وہ تیری زمین پر کبھی اور اس باب مین اتنا مبالغہ اور الحاح کیا کہ ردا مبارک آپ کی دوش مبارک سے گر پڑی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر ردائے مبارک اوٹھا کر آپکے دوش مبارک پر ڈالدی اور پیچھے سے لپٹ کر عرض کی کہ کافی ہی جو کچھ کہ طلب کیا آپنے اپنے پروردگار سے عنقریب وہ وعدہ اپنا تم سے پورا کریگا اور اوس حال مین خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوے اور بعد تھوڑی دیر کے بیدار ہوے فرمایا ای ابو بکر اب جبرئیل علیہ السلام آئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوے اور اونکے اگلے دانتون پر غبار بیٹھا ہوا اور مدد اللہ تعالی کی ہونچی اور یہ آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر پڑھتے ہوے آپ عریش سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ کہا اونھون نے کہ تین بار لڑائی سے نکلکر عریش مین گیا مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لون ہر بار آپ کو سجدے مین پایا مین نے کہ فرما رہے تھے یاحي یاقیوم برحمتك استغیث بعد تیسری بار کے آثار فتح کے دیکھے مین نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ابلیس لعین روز بدر کے آیا درمیان ایک لشکر شیاطین کے سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت مین اور اوسکے ساتھ ایک نشان تھا اور قریش سے کہتا تھا کہ تمپر کوئی غالب نہوگا جب اوس ملعون نے فرشتون کو دیکھا کہ لشکر اسلام کی مدد کو اوترے تب کفار کو پشت دیکر کہا کہ مین تمسے بیزار ہون اسلیے کہ مین ایک شی دیکھتا ہون کہ تم اوسکو نہین دیکھتے ہو اور حارث بن ہشام اس تصور سے کہ وہ سراقہ ہی اوسکے لپٹ گیا شیطان نے اوسکے سینے پر ایک گھونسا مارکر چت گرادیا اور آپ دریا کی طرف بھاگ گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ابلیس مارے جانیکے خوف سے نہین بھاگا اسلئے کہ اللہ تعالی نے قیامت تک کی اوسکو مہلت دی ہی مگر ڈرتا تھا کہ مبادا جبرئیل علیہ السلام اوسے قید کرکے آدمیونکو بتلاوین کہ اوسکی اطاعت نکرین مروی ہی کہ جب مشرکان قریش مکہ کو گئے کہتے تھے کہ سراقہ نے ہماری شکست کرادی کہ وہ پہلے بھاگا سب کے دل ٹوٹ گئے اور بھاگ گئے جب یہ خبر سراقہ کو ہوئی وہ قسم کھاکر کہنے لگا کہ تمھارے جانیکی مجکو خبر نتھی تمھارے بھاگنے کی مینے خبر سنی ہی یہ تیے بتاتے تھے اور سراقہ انکار کرتا تھا یہان تک کہ ہوے مسلمان تب اونھون نے جانا کہ وہ شیطان تھا منقول ہی کہ اوسوقت ابو جہل اپنی قوم سے کہتا تھا کہ ای گروہ قریش سراقہ کا قول تمکو لڑائی سے باز نرکھے اوسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد ہی قدیم مین جب اوٹھ چلینگے تب سراقہ کو معلوم ہوگا جو کچھ ہم اوسکی قوم سے کرینگے اور عتبہ اور شیبہ اور ولید کے مرنے سے اندیشہ نکرنا کہ یہ مغرور اپنی رای کے

تھے لڑائی مین جلدی بموقع گئے قسم ہی ہمکو ہم یہانسے نہ پھرینگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اوسکے یارون کو
رسّی مین نہ کھینچین غرض یہ ہی کہ تم قتل و قتال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارون سے نکرو بلکہ اونکو زندہ پکڑلو کہ
اونسے ہم وہ معاملہ کرین کہ جہان کو عبرت ہو اور تجربہ ہو جاوے کہ پھر کوئی اپنے آبا و اجداد کے دین سے نہ پھرے ہذا کلامہ بعینہ
مافی مواہب اللدنیہ و معارج النبوۃ و مدارج در روضۃ الاحباب منقول ہی کہ جب لڑائی شروع ہوئی عاصم بن عوف سہمی کہ
مثل درندیکے تھا صف قتال مین کہتا تھا کہ ای معشر قریش اوس شخص کو چھوڑو جو قاطع ارحام اور توڑنیوالا جماعت کا ہی
مین نجات نہ پاؤنگا اگر وہ نجات پاویگا اور مراد اوس سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ مردود اسی بکواس مین تھا کہ ابو دجانہ
انصاری رضی اللہ عنہ نے اوسکو ایک تلوار مار کر واصل جہنم کیا پھر نیچے اوترکر چاہتے تھے کہ اوسکے کپڑے اوتارین اتنے مین
معبد نے آکر ایک تلوار ابو دجانہ پر ماری کہ وہ اوسی گھٹنون کے بل ہو گئے پھر اونھون نے اوٹھکر کئی تلوارین اوسکو مارین
مگر ایک بھی اوسپر کارگر نہوئی پھر وہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے آگے سے بھاگ کر ایک گڑھے مین گر پڑا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ
نے وہان جا کر اوسکو ذبح کیا اور زہری رحمہ اللہ سی منقول ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا کہ نوفل بن خویلد
لشکر قریش مین ہی تب دعا کی اللہم اکفنی نوفل بن خویلد نوفل اوسدن نعرہ مارتا تھا کہ ای قریش آجکا دن بڑائی اور
رفعت کا ہی جب کفار بھاگے فریاد کرنے لگا کہ ای انصاریو تمکو ہمارے مارنے سے کیا فائدہ ہی کیا تمکو قیدی نہین چاہیے
یعنی ہمکو قید کرلو اور فدیہ لے لو آخر الامر جبار بن صخر بن امیہ انصاری اوسی قید کرکے اپنے مکان پر لائے تھے حضرت
علی رضی اللہ عنہ راہ مین ملے اور اوسکے مارنے کو متوجہ ہوئے اوسنے جبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کون ہی اونھون نے
کہا علی ہین کہنے لگا کہ کوئی آدمی اپنی قوم کے مارنے مین اس سے زیادہ حریص نہین دیکھا مینے علی رضی اللہ عنہ نے اوسکو
ایک تلوار ماری وہ اوسکے سر مین گڑ گئی پھر اپنی تلوار اوسکے سر سے نکالکر اوسکی پنڈلیون پر ماری چنانچہ وہ قلم ہو گئین اور
تیسری تلوار مار کر اوسکو تمام کیا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ نوفل کی
کچھ خبر معلوم ہی آپنے عرض کی کہ مینے اوسکو قتل کیا فرمایا الحمد للہ الذی اجاب دعوتی مقتول قریش مین چوبیس آدمی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مارے ہوئے تھے منجملہ اونکے زمعہ بن اسود اور حارث بن زمعہ اور عمیر بن عثمان بن کعب اور عثمان
اور مالک دونون بھائی طلحہ کے تھے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ امیہ بن خلف سے میری دوستی تھی
اور مجکو لوگ عبد عمرو کہتے تھے جب مین مشرف باسلام ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبد الرحمن رکھا بعد اوسکے
امیہ نے ایک روز مجھسے کہا کہ جو نام تیرے باپ نے رکھا تھا اوس سے تو نے اعراض کیا اب مین تجکو عبد الرحمن نہین کہتا اسلیے
کہ یمامہ مین مسیلمہ کو رحمن یمامہ کہتے ہین مین تجکو اوس نام سے پکارونگا تو مجھے جواب دینا مینے کہا ای ابا علی جس نام پر تیرے
خاطر قرار پکڑے اوس نام سے پکارنا اوسنے کہا مین تجکو عبد اللہ کہونگا مینے اوسے قبول کیا وہ تب سے مجکو عبد اللہ کہنے لگا
تقدیر الٰہی سے جب بدر مین ہزیمت نصیب مشرکون کی ہوئی مین دو زرہ غنیمت لیکر آتا تھا امیہ کی نگاہ اوسوقت مجھپر پڑی

علی بیٹا اوسکا بھی اوسکے ہمراہ تھا مجھے اوسنے عبد الرحمن کہکر پکارا مینے جواب ندیا پھر مجکو عبد اللہ کہکر پکارا تب مینے
جواب دیا اوسنے کہا مجکو اپنے امن مین لے اور مارنے سے بچا کہ زرہون سے تجھے زیادہ فایدہ دونگا مینے زرہین
ڈالدین اور ان دونون باپ بیٹے کا ہاتھ پکڑکر لیچلا اتنے مین بلال رضی اللہ عنہ نے ہمکو دیکھا اور چونکہ امیہ نے اونپر مکہ مین بہت
ظلم کیا تھا کہ دین مسلمانی سے پھر جاوین چلا کر کہا کہ ای انصار اللہ و انصار رسول اللہ یہ رئیس المشرکین امیہ بن خلف زندہ بچا جاتا ہی
مین اس سے رہائی نپاؤنگا [illegible] بلال [illegible] کی آواز سنکر [illegible] نکالکر امیہ کی طرف دوڑے تھے مینے
ہرچند کہا کہ یہ دونون میرے قیدی [illegible] آخر الامر امیہ کو اونھا گرادیا مینے آپکو اوسپر ڈالدیا خباب بن منذر نے تلوار
سے اوسکی ناک کاٹ ڈالی [illegible] نے مجھسے کہا کہ چھوڑ دے مجکو پھر مین اوسکی حمایت سے بازرہا خبیب بن یساق
انصاری نے امیہ کو ایک تلوار [illegible] کیا اور خباب بن منذر نے اوسکے بیٹے کا پاؤن تلوار سے کاٹ ڈالا اوسنے اوسوقت
ایسی مہیب اور سخت آواز کی کہ مینے کبھی ایسی آواز نہین سنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار مارکر اوسے فی النار والسقر کیا عبد الرحمن
بعد اس واقعہ کے کہتے تھے کہ رحمت کرے اللہ تعالی بلال رضی اللہ عنہ پر کہ میری زرہون کو ضایع کیا اور میرے قیدی مرواڈالے اور عمر
رضی اللہ عنہ نے اسی لڑائی مین اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو مارا کذا فی معارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ منقول
ہی کہ ابو الیسر انصاری رضی اللہ عنہ نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو قید کیا تھا حالانکہ ابو الیسر ضعیف البدن آدمی تھے
اور عباس رضی اللہ عنہ مرد عظیم اور جسیم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الیسر سے پوچھا کہ عباس کو کیونکر پکڑا اونھون نے عرض کیا
کہ اس کام مین میرے ایک آدمی نے مدد کی کہ مینے کبھی اوسکو نہین دیکھا تھا اور نہایت عجیب و مہیب تھا آپنے فرمایا کہ وہ ملک
کریم تھا کہ اوسنے تیری مدد کی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون سے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ ایک جماعت بنی ہاشم
وغیرہم کو مکے سے ساتھ زبردستی کے لائے ہین جو کوئی تم مین سے بنی ہاشم خصوصا عباس بن عبد المطلب کو پاوے تو نمارے ابو حذیفہ
بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کیا اپنے باپ بھائیون کو تو ہم مارین اور عباس کو چھوڑ دین قسم اللہ کی اگر مین اوسکے پاس تک پہونچون تو اوسکے
مونہہ پر تلوار مارون یہ ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا آپنے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای ابو حفص سنتا ہی تو کہ ابو حذیفہ
کہتا ہی کہ تلوار رسول اللہ کے چچا کے مونہہ پر مارونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یہ پہلی بار تھی کہ حضرت نے مجکو کنیت سے خطاب
فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر مجکو اجازت ہو تو مین اوسکی گردن مارون کہ وہ منافق ہوگیا ہی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ مین اپنے اوس کہنے سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ اس گناہ کا کفارہ بجز شہادت کے نہین ہی آخر کو یمامہ کی
لڑائی مین وہ شہید ہوئے منقول ہی کہ مسلمانون نے قیدیون بدر کو بند کیا جب رات ہوئی عباس رضی اللہ عنہ چلاتے تھے اسلیے کہ
قید شدید رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے رونے کی آواز سنی نیند آپکو نہ آتی تھی عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ یا
رسول اللہ آپ کیون آرام نہین کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اپنے چچا عباس کے رونے سے ایک آدمی نے جاکر عباس رضی اللہ عنہ کی قید کو
سبک کردیا عباس رضی اللہ عنہ سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اب اپنے چچا کے رونیکی آواز کیون نہین سنتا ہون

اوسنے عرض کی کہ مینے اونکی قید جا کر سبک کر دی آپنے فرمایا کہ سب قیدیون کی قید سبک کر دی اور چوبیس صنادید قریش جو مارے
گئے تھے اونکے لیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کنوئین مین کنوؤن بدر سے ڈالدو امیہ بن خلف کو بھی چاہتے تھے
کہ ڈالین مگر وہ اوسیطرح زرہ پہنے ہوئے پھول گیا تھا حرکت دینے سے اوسکے اعضا جدا ہوتے تھے پھر اوسکو وہین پر گڑھا کھود کر دبا دیا
اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا کہ مشرکون کی لاشون کو کنوئین مین ڈالین عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ کر خاک پر گھسیٹتے تھے
ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اوسکے بیٹے کو یہ مکروہ لگا تو آپنے ابو حذیفہ سے فرمایا کہ تیرے دل مین تیرے باپ کے حال سے کچھ آیا ہے اونہون نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم اللہ تعالی کی کہ اسلام مین کچھ شک نہین لایا ہون مگر میرا باپ مرد ذی رای تھا اور حکمت اور فضیلت
اور آداب اور اخلاق اچھے رکھتا تھا مین امیدوار تھا کہ بسبب ان صفتون کے مسلمان ہو جاوے اب دیکھتا ہون کہ اس حالت سے
محروم رہا آپنے ابو حذیفہ کے لیے دعاء خیر کی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لشکر اسلام بدر کے دن تین قسم تھا ایک گروہ
دشمن سے مقابلہ کرتا تھا اور ایک گروہ قیدیون کو پکڑتا تھا اور مال متاع و سلاح اور گھوڑے لاتا تھا اور ایک گروہ گرد عریش کے
حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کی حفاظت کرتا تھا ہر ایک کو ان تینون گروہون مین سے مدعا یہ تھا کہ غنیمت
ہماری اندر تقسیم ہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل صفرا وادی مین ایک ٹیلے پر اوترے اور مال غنائم کو تمام حضار بدر پر اور
اون آٹھون آدمیون پر کہ عذر سے بموجب فرمان حضرت حبیب الرحمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ مین رہگئے تھے برابر
تقسیم فرمایا اور اون آٹھ شخصون مین تین مہاجر اور پانچ انصار تھے مہاجرین سے ایک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے کہ بسبب
بیماری اپنی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی کہ قرۃ العینین جناب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تھین ساتھ حکم حضرت کے
رہگئے تھے اور دوسرے طلحہ اور تیسرے سعید رضی اللہ عنہما کہ جاسوسی کو گئے تھے اور انصار مین سے ایک ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو راہ سے لوٹا دیا تھا مدینہ کی خلافت کے لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی جگہہ دوسرے عاصم بن العجلانی تھے
کہ اہل عوالی مدینہ پر اونکو خلیفہ کیا تھا اور تیسرے حارث بن حاطب تھے کہ اونکو روحا کی منزل سے کسی کام کو بنی عمرو بن عوف مین بھیجا تھا
چوتھے حارث بن علقمہ اور پانچوین خوات بن جبیر کہ یہ دونون گر پڑے تھے اور شکستگی بدن مین ہو گئے تھے راہ سے اونکو پھیر دیا تھا
اور مال غنائم سے ذو الفقار کو کہ منبہ بن حجاج کی تلوار تھی اور خاص اونٹ ابوجہل کی سواری کا حضرت نے اپنے لیے اختیار کیا بعد ازان
ذو الفقار علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی مروی ہے کہ یہ فتح جمعہ کے دن سترھوین تاریخ رمضان کے ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو اہل عوالی مدینہ کے پاس اور زید بن حارثہ کو اہل سوافل مدینے کے پاس بھیجا کہ خبر فتح کی اونکو پہنچاوین
اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ باپ میرا خبر فتح کی اوسوقت لایا تھا کہ ہم دفن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے سے فارغ ہو چکے
تھے لوگ اونسے پوچھتے تھے وہ بیان کرتے تھے تمام لوگ متعجب ہوتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے لوگ آگے
استقبال سعادت مآل کو گئے اور چند صنادید قریش کو اسیر دیکھا تب سبکو خبر کا کمال یقین ہوا اور وقت مراجعت کے خواجہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیدیون مین سے دو شخصون کو مار ڈالین ایک نضر بن حارث کو کہ مکے مین ہمیشہ آپ کو رنج دیتا تھا

اور آپ سے جھگڑتا تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کو کہ وہ بھی آپ کو ایذا دیتا تھا اور اونٹ کے اوجھڑی آنحضرت کے نماز پڑھتے میں آپ کے دونوں شانون مبارک پر اوسی نے دھر دی تھی منقول ہی کہ ایک شخص کفار سے بھاگ کر کے میں گیا اوس سے لوگون نے پوچھا کہ کیا خبر ہی اوسنے کہا کہ سرداران قریش کے فلانے فلانے مارے گئے یہ خبر وحشت اثر سنکر متحیر ہوئے ناگاہ ابولہب بھی جو کے میں رہ گیا تھا وہین آگیا اور یہ واقعہ سنا متحیر رہ گیا اس عرصے مین ابوسفیان بھی اوس طرف سے بھاگا ہوا آیا اوس سے ابولہب نے وہان کا حال پوچھا اوسنے کہا جب ہم مسلمانون کے مقابلے مین پہنچے نہایت عاجز اور بےبس ہوگئے ہم اور دیکھا ہمنے کہ ہمارے سلاح چھینتے تھے اور ہماری مشکین باندھتے تھے اور زمین اور آسمان کے درمیان سپید پوش لوگ ابلق گھوڑون پر سوار ہمکو نظر آتے تھے اور اونکے مقابلے کے ہم مین سے کسیکو تاب نتھی ابورافع عباس رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ واللہ وہ فرشتے تھے یہ سنکر ابولہب نے نہایت خشمناک ہوکر اوسکے ایک مکا مونہہ پر مارا اور پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور لاتون سے مارنے لگا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بی بی نے ایک ڈنڈا اوسکے سر پر مارا ابولہب وہان سے خوار و ذلیل ہوکر اپنے مکان کو گیا اور بعد ایک ہفتہ کے اوسکو عارضہ عارسہ کا ہوا آخر کو اوسی حالت مین وہ مرا کوئی شخص بسبب خوف اوس مرض مہلک کے اوسکے پاس نجاتا تھا تین روز تک یونہین پڑا رہا جو تھے روز بعد رولینے اوٹھوا کر کے سے باہر ایک گڑہا کھدواکر ڈلوایا اور پتھرون سے بھر دیا ہذا مقتبس من روضۃ الاحباب اور مروی ہی کہ بعد از فتح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہی کہ جاوے اور ابوجہل کی خبر لاوے کہ حال اوسکا کیا ہی تب ہوچا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین جاتا ہون پھر وہ گئے اور اوسکو مردون مین پایا کچھ رمق حیات اوسمین باقی تھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اوسکے سرہانے بیٹھے اور اوسکی داڑھی پکڑی اور کہا کہ ای ابوجہل تو وہی ہی کہ ساتھ اس ذلت وخواری کے پڑا ہی اخزاک اللہ یا عدو اللہ ابوجہل نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا جو غیر دہقان کے کوئی مجکو مارتا یہ تعریض اوسکے ساتھ انصار کی تھی کہ وہ اہل زراعت تھے پھر پوچھا کہ فتح کسکی ہی کہا فتح اللہ اور رسول کی ہی اور کہا کہ تو فرعون سے بدتر ہی کسلیے کہ جب وہ ڈوبنے لگا تب منصف اور مقر ہوا اور تو اب تک اپنی گمراہی کو نہین چھوڑتا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے اپنی تلوار او سپر ماری کام نکیا پھر اوسکی تلوار اوسکی کمر سے نکالکر اوسکا سر کاٹا اور خاک مذلت پر گھسیٹتا ہوا روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکر ڈالا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ سر ابوجہل کا ہی آپنے فرمایا کہ الحمد للہ الذی اخزک یا عدو اللہ اور سجدہ شکر کا بجالائے یہین سے ہی کہ فقہاء دین پناہ کہتے ہین کہ مستحب ہی بندے کو کہ جب کوئی بلا اوس سے دفع ہوجاوے تو سجدہ شکر کا بجالاوے اور اوس لڑائی مین ستر مشرک مارے گئے اور ستر قید ہوئے اور مسلمانون سے چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے اونمین سے چھ خزرجی اور دو اوسی تھے کذا فی روضۃ الاحباب ترجمہ عجائب القصص اور نازل ہوئی ان چودہ شہیدون بدر کے حق مین جبکہ طعن کیا کفار نے کہ مر گئے وہ بغیر اوٹھائے لذت کے دنیا سے یہ آیت ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون یعنی نہ کہو جو کوئی مارے جاوین اللہ تعالی کی راہ مین کہ مردہ ہین بلکہ وہ زندہ ہین لیکن تمکو خبر نہین کہا حسن نے کہ شہید زندہ ہین اپنے رب کے پاس پیش کیے جاتے ہین اونکی روحون پر رزق

اونکے سو حاصل ہوتی ہی اونکو تازگی اور فرحت اوس سے جیسے کہ پیش کیجاتی ہی آگ ہر صبح و شام فرعونیون کی روحون پر اور حاصل ہوتی ہی
انکو اوس سے الم اور درد اور کہا مجاہد نے کہ رزق دیے جاتے ہین وہ ساتھ پھلون جنت کے اور سونگھتے ہین وہ خوشبو جنت کی اور حاصل یہ ہی
کہ نہین ہین وہ جنت مین حاصل کلام یہ کہ زندگی شہدا کی اسقدر کہ لذت حاصل کرتے ہین وہ ساتھ اوسکے نعمتون جنت سے
ساتھ نص کے ثابت ہی اور قاضی بیضاوی کے نزدیک تحقیق یہ امر ہی کہ روح ایک جوہر ہی قائم ہی ساتھ ذات اپنی کے باقی رہتا ہی
بعد موت کے بھی خوب ادراک اوسکو اور تخصیص بیان مین شہدا کے واسطے خصوصیت اونکی کے ہی قرب منزلت مین ساتھ اللہ
تبارک و تعالی کے اور کہا امام زاہد نے کہ تحقیق شہدا کو حاصل ہوتی ہی لذت ساتھ رزق کے جیسے کہ فرمایا یرزقون فرحین
بما اتاھم اللہ من فضلہ اور روحین اونکی پرندونکی جسمون مین چرتے پھرتے رہین گے جنت مین روز قیامت تک
انتہی حاصل کلام کا یہ ہی کہ اگر یہ آیت اپنے ظاہر پر رکھی جاوے جیسے کہ ہی حق مین شہدا کے خاصۃ تو ہوگی دلیل واضح اوپر زندگی
اونکی کے ساتھ ذوق اور لذت پانے اونکے کے نعیم جنت سے اور حال باقی اور مسلمین و کافرین کا پانے نعمت اور عذاب سے
اور حیات اونکے کا واسطے ادراک اسکے کے پس یہ جانا گیا ہی اور دوسری نصون سے اور اگر اعتبار کیا جاوے عموم آیت مین اور
گردانی جاوے خصوصیت شہدا کی واسطے شرف اور بزرگی اونکی کے تو ہوگی آیت دلیل اوپر تنعیم کل مومن صالح اور حیات
اوسکی کے اور قیاس کیا جاوے گا اوسپر حال کا فر کا ہان مگر فرق حیات شہدا اور غیر شہدا مین پس ظاہر ہی یہان تک کہ امام
شافعی رحمہ اللہ نے نہین تجویز کیا ہی شہدا پر نماز پڑھنا واسطے ہونے اونکے کے زندہ حکماً اور واجب سمجھا غیرون پر اونکے
غرض کہ اسقدر حیات جس سے تنعیم اور تعذیب کا ادراک ہو حاصل او ثابت ہی کل مین یہ خلاصہ کر کے تفسیر احمدی سے لکھا
گیا ہی اور باقی کچھ بیان اسکا غزوہ احد مین آویگا ان شاء اللہ تعالی اور شہید کو شہید اسلیے کہتے ہین کہ اللہ تعالی اور ملائکہ اوسکے
شاہد ہین اوسکے لیے جنت کے اور اسلیے کہ وہ زندہ ہی مرا نہین گویا کہ حاضر ہی کہ حاضر کیا گیا ہی قندیلون مین عرش کے سبز
پرندون کے جسم مین شکل جواہر کے مند وقون مین اور اسلیے کہ ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہین اوسکی موت کے وقت اوسکے اکرام
کو سو اس معنی کر شہید بمعنی مفعول کے ہی اور نام رکھا اوسکا شہید اسلیے کہ قائم ہوتا ہی وہ ساتھ شہادت حق کے بیچ امر حق اللہ
تبارک و تعالی کے یہان تک کہ مارا جاتا ہی وہ اور اسلیے کہ گواہی دیتا ہی وہ اوس چیز کے کہ طیار کی اللہ تعالی نے اوسکے لیے
بزرگی سے بسبب قتل کے سو اس معنی کر وہ فعیل ہی بمعنی فاعل کے انتہی کذا فی النہایہ اور شہید حقیقی وہی ہی کہ جو مسلمان پاک
اور بالغ مارا گیا تیز چیز سے مظلومیت مین اور اوس مارنے سے مال واجب نہوا معرکہ مین مردہ یا زخمی پایا گیا اور مرتث نہوا ایسے کو
دنیا کے احکام جیسے غسل نہ دینا اور کفن نہ پہنانا اور ویسے ہی نماز اوسپر پڑھنا جاری ہوتے ہین اور آخرت مین مرتبہ عالی اوسکو ملتا ہی
بموجب نصوص کے اور سوا اسکے اور شہید حکمی ہین اسلیے کہ شہید اصل مین اوسکو کہتے ہین جو فی سبیل اللہ جہاد مین مارا جاوے
اور جمع اوسکی شہدا غربا کے وزن پر آتی ہی پھر وسعت کی گئی معنین اور اطلاق کیا گیا یہ نام شہید کا اور سبکو نام رکھدیا اوسکا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غریق اور حریق وغیرہا نے پس منفرد ہو گئے یہ اسباب واسطے شہادت کے سو جو کوئی مرے ساتھ

کسی سبب کے اسباب شہادت سے یعنی اوسکا درجہ شہید کا تمام ہے ایسے کہ معصیت کی حالت مین مرا غیر معصیت مین مثلاً ایک شخص سفر کو جاتا تھا راہ مین کسی ندی یا دریا مین ڈوب گیا یا کسین چوری کو گیا اور وہان آگ لگی اور وہ جلکر مرگیا تو یہ بھی شہید ہے اسی طرح جو کوئی کسی کا گھوڑا چھین لایا اور اوسپر سوار ہوکر گرا اور مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور اسیطرح اگر کچھ لوگ معصیت مین مبتلا تھے یکایک اونپر دیوار گر پڑی وہ بھی شہید ہین اور ایسے ہی اگر ایک شخص شراب پیتا تھا اور اوس سے پھندا گلے مین اوسکے پڑ گیا اور با چھونک کر وہ مرگیا یا کسی عورت نے زنا کیا اور اوسکے اوس سے حمل رہ گیا پھر مر گئے وہ بسبب ولادت کے تو وہ بھی شہید ہے اور ایسے ہی غلام آبق اور عورت ناشزہ کہ بھاگ جاوین اپنے مولی اور شوہر سے اور مرجاوین اوس مسافرت مین تو وہ بھی شہید ہین اسلیے کہ غرق اور حرق اور قتل اور ہدم اور شرق اور جمع اور سفر یہ سب اسباب شہادت کے ہین بخلاف اسکے کہ جہان سبب معصیت پڑے تو وہ شہید نہین ہوتا جیسے ڈبو دینا اپنے تئین اختیار سے یا جلا دینا آپکو اپنے اختیار سے یا مار ڈالنا اپنے آپکو اپنے اختیار سے یا دبا اپنے تئین کسی چیز کے نیچے دبا کر مار ڈالنا یا پھندا اپنے اختیار سے ساتھ فعل اپنے کے گلے مین پیدا کرنا یا حمل گرانیکو کسی دوا کا استعمال کر لینا یا ایسے وقت دریا مین سوار ہونا کہ اوسمین کشتیان نہین چلتی ہین تو ان تمام صورتون مین وہ شہید نہین ہے اسلیے کہ ان سب صورتون مین سبب خاص معصیت ہی ہے اور کچھ اور یہی حال ہے اوسکا جو کہ عصبیت کے راہ سے جوان مردی دکھلانے کو لڑتا ہے اور مارا گیا تو شہید نہین ہے اسلیے کہ جیسے ڈبونے والے اپنے نفس کے کو فائدہ نہ یا ڈوبنے نے ایسے ہی فائدہ نہ پایا قتل نے اس مقاتلہ کرنے والیکو اسلیے کہ نہین ہے یہ شہر مگر راہ خدا مین جیسے کہ نہین ہے شہر ہی ڈوبنا بدون بے اختیاری کے ہذا ما اقتبسنا من کتب الفقہ والاحادیث اور تفسیر احمدی مین ہے کہ شہید حکمی تین قسم پر ہین ایک وہ کہ دنیا کے احکام اونپر جاری نہین ہوتے پر آخرت مین اونکو ثواب اور مرتبہ شہید حقیقی کا ملتا ہے اور یہ سات اقسام کے آئی ہین حدیثون مین جیسے ڈوبنے والا اور آگ مین جلنے والا یا دیوار کے نیچے دبکر مرجانے والا یا حد مین مرجانے والا یا علم اور جہاد کی اور حج وغیرہ راہ خدا تعالی مین مرنیوالا یا نفاس اور پیٹ کی بیماری سے مرجانے والا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اونپر صرف دنیا کے احکام جاری ہوتے نہ آخرت کے جیسے مقتولین ساتھ نیت غیر صالح کے مثل نوکری پیشہ اور اظہار جوانمردی اور شجاعت وغیرہ کے اور تیسری قسم وہ ہے کہ نہ دنیا کے احکام اونپر جاری ہوتے ہین اور نہ آخرت کے جیسے باغی اور قزاق کہ دنیا مین غسل اور کفن اور نماز اونپر نہین اور آخرت مین ثواب اور درجہ شہید کا اونکے لیے نہین واللہ تعالی اعلم انتہی شمار اقسام شہدا اکا نہ پوچھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے کہ تم کسکو شہید کہتے ہو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تعالی جو شخص کہ مارا جاوے اللہ جلشانہ کی راہ مین پس وہ شہید ہے فرمایا کہ تحقیق شہدا میری امت کے اسوقت البتہ کم ہونگے جو شخص کہ مارا جاوے بیچ راہ اللہ تعالی جلشانہ کی پس وہ شہید ہے یعنی حقیقی اور جو مرے راہ خدا تعالی جلشانہ مین بغیر مارے جانے کے سو وہ شہید ہے اور جو مرے بیچ بائین وہ بھی شہید ہے اور جو مرے پیٹ کے مرضون سے وہ بھی شہید ہے اور جو مرے طاعون مین وہ بھی شہید ہے اور جو ڈوب کے مرے بدون اختیار کے وہ بھی شہید ہے اور جو نیچے کسی چیز کے دبکر مرے وہ بھی شہید ہے اور ایسے ہی ذات الجنب سے جو مرے اور جو جلکر مرے

اور جو عورت جمع یعنی حاملہ یا زچا یا کواری مرے اور جو زچا کہ مدت رضاعت مین مرے اور جو سل مین اور دق والا بھی مرے شہید ہی اور جو سفر مین مرے اور جو مرا الکہ ہوا اور اوسی حال مین مرے اور اونچے سے نیچے گر کر مرے اور جسے پہاڑ کھا وین درندے اور جو کوئی اپنے مال یا اہل یا دین کے یا اپنے خون کی طلب مین یا کسی اور اپنے حق کی طلب مین مرے وہ بھی شہید ہی اور جو پڑھے اللہم بارک لی فی الموت فیما بعد الموت کو ہر روز پچیس بار اور جو پڑھے سید الاستغفار اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء لک بذنبی فاغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت کو صبح و شام اور جو مرے رغبت رکھنے والا شہادت کی اور جو مرے قید مین بادشاہ ظالم کے اور جو مار پیٹ کیا جاوے ظلم سے اور اوسمین مر جاوے وہ بھی شہید ہی اور جو مرے گواہی دیتا ہوا توحید کی اور جو مرے تپ سے اور جو مارا جاوے امر و نہی کرنے مین اور وہ کہ کچل ڈالے جسکو چوپایا اور جو مرے کاٹنے سے زہردار جانور کے اور جو مرے عشق مین ساتھ پرہیزگاری اور عصمت اور صبر اور چھپانیکے وہ بھی شہید ہی اور جسکو دوران سر اور قے ہو کشتی مین اوسکو بھی اجر شہیدی کا ہی اور جو عورت کہ سوکن کے ہونے پر صبر کرے اوسکو بھی اجر شہیدی کا ہی اور جو پڑھے نماز صبح کی اور رکھے تین دن ہر مہینے مین اور نہ چھوڑے وتر کو سفر اور حضر مین اوسکو بھی ثواب شہیدی کا ہی اور جو سنت کے کام پر چلے وقت فساد امت کے اور جو مرے طلب علم دین مین یعنی تعلیم و تعلم اور لکھنے پڑھنے مین اوسکی اور جو مدارات کرے لوگون کی اوسکو بھی ثواب شہید کا ہی اور جو لاوے غلہ طرف مسلمانون کے اور جو کوئی کمائی اپنے ہوے اور اولاد اور لونڈی اور غلام کے لیے سو وہ بھی شہید ہی یعنی جو اسکی طلب اور کوشش و سعی مین مرا اوسکو بھی ثواب شہید کا ہوگا اور مرنث بھی شہید ہی اور جو جنب کہ لڑائی مین کافرونکے ہاتھ سے مارا گیا وہ بھی شہید ہی اور شریق جسکو اچھو لگے اور دم گھٹ کر مر گیا وہ بھی شہید ہی اور پڑھے اپنی بیماری مین لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین چالیس بار اگر مر جاوے اوسی بیماری مین تو ثواب شہید کا اوسکو ہی اور اگر اچھا ہو گیا تو اچھا ہوا بخشا ہوا اور تجارت کرنیوالا سچا امانت دار قیامت کے دن شہید کے ساتھ ہوگا اور جو مرے جمعہ کی رات کو شہید ہی اور دینے والا اذان کا مانند شہید کے ہی کہ لوٹتا ہو اپنے خون مین اور مرنیکے بعد کیڑے نہین پڑتے اوسکی قبر مین اور سو بار درود بھیجنے والا قیامت کے دن شہیدونکے ساتھ ہوگا اور لکھی جاتی ہی درمیان مین دونون آنکھون اوسکی کے خلاصی نفاق اور آگ سے اور پڑھنے والا صبح کو تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ساتھ تین آیتون سورہ حشر کے اگر مر جاوے اوس دن مین تو شہید ہوتا ہی اور جو کوئی پڑھتا ہی شام کو تو بھی یہی ثواب پاتا ہی اور ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک استغفار کرتے ہین وہ آیتین یہ ہین ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمن الرحیم ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم اور جو مر گیا ہے اور جو مرے حج کی راہ مین یا عمرہ کی وہ بھی شہید ہی اور جو کوئی مرے باوضو شہید ہی اور جو مرے رمضان کے مہینے مین یا بیت المقدس یا مکے

یا مدینے مین شہید ہی اور جسکو پہنچے آفت اور مرے وہ صبر کرنیوالا اجر پا اور بڑی بلا مین شہید ہی اور جو دعا سقا لید السموات والارض کو صبح و شام
پڑہے شہید ہی وہ یہ ہی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ واستغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الاول والاخر والظاہر والباطن
یحیی ویمیت وہو حی لا یموت وہو علی کل شئ قدیر اور ایک روایت مین ہی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو علی کل شئ قدیر اور جو مر توٹے سکا
ہو کر یا آسیب دہ یا مرے اور ماں باپ وسکے اوس سے راضی ہون اور بیوی نیک بخت کی مرجاے اور خاوند اوس سے راضی ہو اور امام عادل
اور قاضی حق حکم کرنیوالا اور جو کوئی مدد کرے ساتھ ایک کلمے کے یا چلنے کے واسطے مسلمان ضعیف کے شہید ہی یہ خلاصہ فات شرح
مشکوۃ اور مظاہر حق اور ظفر جلیل کا ہی **مروی** ہی کہ بعد فتح بدر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کنوان کھود کر اوس مین
اونکی سب لاشین ڈالدین پھر جب وہ لاشین کنوین مین ڈالی گئین تب اوس کنوئین پر آپ تشریف لائے اور اون لاشونکی
طرف خطاب کرکے فرمایا کہ ای فلانے بیٹے فلانے کے اور فلانے بیٹے فلانے کے بہلا جو تم سے اللہ اور اوسکے رسول نے وعدہ
کیا تھا وہ تمنے سچ سچ پایا اور مینے تو جو خدا نے مجھسے وعدہ کیا تھا سچ سچ پایا حضرت عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ کیونکر آپ کلام
کرتے ہین لاشون سے جنمین روح نہین آپنے فرمایا کہ تم میرے بول کو اوس سے زیادہ نہین سنتے ہو یعنی تم اور وہ میرے کلام کی
سماعت مین برابر ہین مگر یہ بات البتہ ہی کہ وہ میری بات کا کچھ جواب نہین دے سکتے **فائدہ** جب جنگ بدر مین ابوجہل اور عتبہ
اور عقبہ وغیرہ مشرکان قریش مارے گئے تب حضرت نے اونکو ایک کنوئین مین ڈلوا دیا پھر اوس پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ جو خدا اور
اوسکے رسول نے تمہارے قتل اور عذاب کا اور میری فتح کا وعدہ کیا تھا سو سچ ہوا بعضے کہتے ہین کہ اس حدیث سے ثابت ہوا
کہ مردونکو سماعت ہی اور موت سے روح کو فنا نہین اور قبر مین مردونکو سلام کرنا دلیل ہی اونکے سماعت کی اور حدیث مین ثابت
ہی کہ مرے کو لوگ دفن کرکے پھرتے ہین تو مردہ لوگون کی چپ یعنی جوتے کی آواز سنتا ہی اور بعضے کہتے ہین مردونکو سماعت نہین
یہ حضرت کا معجزہ تھا جو اون کافرون نے سنا جسطرح ٹھیکریون نے حضرت کے ہاتھ مین تسبیح کہی تھی اس حدیث مین سوائے
اون کافرون کے اور مردونکی سماعت کا ذکر نہین صحیح بخاری مین قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ خدا نے اوس وقت کافرونکو
زندہ کر دیا تھا کہ حضرت کا کلام سنکر پشیمان ہون اور اسیطرح حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی واللہ اعلم کذا فی تحفۃ الاخیار
ترجمہ مشارق الانوار مترجم کہتا ہی کہ ای پیر وہ چیز کہ فائدہ دیا ہمکو اوسکا شیخ ہمارے مولانا محمد حیدر علی صاحب دام افضالہ نے بیچ اس مسئلہ
کے وہ یہ ہی کہ فرمایا اونھون نے علم اور سمع اصوات کا اختلافی ہی بین العلما اکثر مشایخ حنفیہ اوس سے انکار رکہتے ہین بجز صوت اعجاز
اور وقت سوال منکر نکیر کے اور بعضے کہتے ہین کہ جمعہ کے دن اور ایک رات سابق یعنی شب جمعہ کو اور ایک شب لاحق یعنی شب شنبہ
یعنی ہفتہ کی رات کو بھی علم ہوتا ہی بعد ازان مسلوب العلم ہوتے ہین یعنی پھر اونکو علم نہین ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اوقات مذکورہ مین
اور روز دوشنبہ کے یعنی پیر کے دن بھی ادراک کرتے ہین یعنی اونکو طاقت دریافت کرنے کی ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اوقات مذکورہ
مین ادراک بہت ہوتا ہی سوائے انکے اور اوقات مین بھی ہوتا ہی مگر کم اور ہر ایک فرقہ نے اپنے موافق دلیل بیان کی ہی اور دوسرے کی

دلیل کو نازل کر سکے جواب پاتا ہی پس جزم اور یقین کسیطرف حاصل نہین ہی لہذا اس مسئلہ کو اعتقادیات و علم کلام اور عقائد مین نہین داخل کیا ہی اور تفصیل اختلافات کی اور دلائل اور تاویلات اور جواب خود انکے اپنے محل مین مذکور ہین اور سکے نقل کی فرصت نہیں شائق اوسکا آپ ڈھونڈھ لیگا مگر اوس چیز کے بیچ خاطر فاتر کے جگہ پکڑی ہی یہ ہی کہ علم اور ادراک کلیات اور جزئیات کا دو قسم ہی ایک متعارف اور یہ متعارف مخصوص ہی ساتھ احیا یعنی زندون کے انسان اور حیوان اور جن اور ملائکہ سے اور دوسری قسم کہ غیر متعارف ہی سب مخلوق اوسمین شریک ہین وہ علم جمادات کو بھی حاصل ہی اور وہ علم گو کہ جزئیات مادیہ کو ہووے پر موقوف حواس پر نہین ہی اسلیے کہ خواب مین آدمی دیکھتا ہی مبصرات کو یعنی اون چیزونکو جنکو جاگنے مین آنکھ سے دیکھتا ہی اور سنتا ہی آوازکو حالانکہ چشم و گوش سر کے بیکار ہوتے ہین اور یہ دیکھنا اور سننا خیال کا مذہب حکما مین اگرچہ ساتھ حواس باطن کے ہی لیکن یہ دیکھنا اور سننا مبصرات اور مسموعات یعنی افقی کا ساتھ وجود خارجی کے نہ ساتھ صور اور امثال کے ہی نہ ساتھ حواس باطنی کے جیسے کہ جنت نماز مین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مکشوف ہوئی تھی اور آپنے قصد توڑنے ایک خوشہ انگور کا خوشون انگور جنت سے کیا پھر حکمت الٰہی سمجھکر اوس سے باز رہے پس دیکھنا جنت کا نہ ساتھ آنکھ سر کے ہی نہ ساتھ حس مشترک کے اور حدیثون مین اشارہ ساتھ اس علم کے واقع ہوا ہی چنانچہ مروی ہی کہ جب صبح ہوتے ہی ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے کہتا ہی کہ ھل مر بک ذاکر یعنی کیا گذرا ہی تجھ پر کوئی ذکر اللہ تعالی کرنیوالا سو اگر وہ پہاڑ کہتا ہی نعم یعنی ہان تو اوس کوہ سائل کو اس جواب سے خوشی حاصل ہوتی ہی اور مروی ہی کہ طالب علم کے لیے تمام فرشتے اور مچھلیان پانی کی اور جانور جنگل کے دعا اور استغفار کرتے ہین اور ظاہر ہی کہ دعا اور استغفار بغیر علم کے نہین ہوتا اور ظاہر ہی کہ یہ علم متعارف نہین ہی اور بھی ساتھ اس علم کے اور آلہ ادراک اوسکے کے دعای ماثورہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کیا ہے اللھم افتح مسامع قلبی لذکرک یعنی ای اللہ تعالی کھولدی کان دل میرے کے واسطے ذکر اپنے کے اور بھی یہ علم غیر متعارف مشار الیہ ہی یعنی وہ اشارہ کیا گیا ہی ساتھ آیت کریمہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم کے یعنی نہین ہی کوئی شی مگر تسبیح کرتی ہی ساتھ حمد اوسکی ولیکن نہین سمجھتے ہو تم اونکی تسبیح کو جن لوگونکی دل کے کان کھلے ہین وہ اسکو زبان مقال ہر چیز سے سنتے ہین عارف رومی رحمہ اللہ فرماتے ہین ؎ خاک و آب و باد و آتش مردہ اند ؛ با من و تو لیک باحق زندہ اند ؛ حیات سبب علم کا ہی اشارہ طرف اسی علم کے ہی یعنی غیر متعارف تو لیکن باحق زندہ اند مین اور تفسیر مظہری مین ہی اس علم غیر متعارف کو امام فخر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہی اور یہ علم غیر متعارف بعد موت کے ہر کسیکو حاصل ہوتا ہی اور علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا یعنی آدمی سوتے ہین جسوقت مرینگے جگین گے اور بعد حشر کے اموات کو یہ علم اتم اور اکمل یعنی کامل تر ہوگا اور زندگی دنیا کی خصوصا حالت بیداری کے اکثرون کو اس علم سے اور بعضے کاملین کو کمال اس علم سے مانع ہی اور بعض کو مانع نہین جیسے صحابہ کے جو علی ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ اقضی ھم علی یعنی کامل تر اونکا حکم کرنے مین علی رضی اللہ عنہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنی اگر کھولا جاوے پردہ نہین زیادہ کرونگا مین یقین کو یعنی ایقان میرا اسقدر

کہ بعد موت کے بھی میسر یا دنی نہین ممکن ہو پس یہ لوم ہوا کہ کشف عذاب بعد موت کے اور روز حشر کے ہوگا اور دن قیامت کے ہر چیز دانا اور گویا ہو جاویگی سونا بیخ کو بہ زندہ دنیا مین حاصل تھا اوسیطرح اور دوسرے کاملین کو بھی ہوتا ہی مگر ساتھہ تفاوت مراتب کے اور بانمذان لائق کے بہت ہین مگر بیان اسی پر اکتفا کیا بس کہتے ہین کہ ظاہر نصوص قرآنی کہ قطعی الدلالت و قطعی الثبوت ہین نفی سماعت اموات کرتے ہین اور روایات اونکی بعید الفہم او ضعیف ہین کہ تامل سے ظاہر ہوتا ہی پس مراد اس سماعت منفی سے سمع اور ادراک متعارف ہی اور وہ جو احادیث مین اثبات اوسکا ہی واللہ تعالی اعلم مراد اوس سے اثبات سمع اور علم غیر متعارف ہی جوابھی مذکور ہو چکا ہی اور اس تقدیر پر توفیق درمیان نصوص نافی او مثبت کے حاصل ہوتی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال انتہی جبکہ حال سماعت اور غیر سماعت موتے کا محقق ہو چکا اب معلوم کرنا چاہیے کہ استمداد موتے سے جائز ہی یا غیر جائز واضح ہو کہ یہ مسئلہ بھی مثل مسئلہ اول کے اختلافی ہی بین العلما چنانچہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغطا مین لکھا ہی واما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیا علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا گویند نیست زیارت مگر برای رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشتہ اند بعضے ازاینشان کہ ظاہر است کہ از فقہا آنانکہ قائل بادراک و سمع میت اند قائل بجواز اند وآنانکہ منکر اند آنہا این را نیز انکار کنند الی آخرہ مگر جو کہ تقریر اور تحریر ہماری محقق عمدۃ الفضلا تاج العلما حضرت استاذی و استاذ استاذی مستند الوقت حضرت مولانا و بالفضل اولانا سید محمد حیدر علی صاحب مصطفی ابادی ثم محمد آبادی المعروف بٹونکی دام افضالہ کے اس مسئلہ مین بخوبی شافی وکافی و وافی اور جامع بین المذہبین تھے اسلیے مین یہان پر اوسکا ترجمہ نقل کرتا ہون وہ یہ ہی

سوال سلطان الاولیا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے ملفوظات کے تینتالیسوین مجلس مین لکھتے ہین سلوا اللہ ولاتسألوا غیرہ واستعینوا باللہ ولاتستعینوا بغیرہ یعنی مانگو تم اللہ تعالی سے اور نہ مانگو تم غیر اوسکے سے اور مدد چاہو ساتھہ اوسکے اور نہ مدد چاہو تم ساتھہ غیر اوسکے کے اور حضرت امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین یجوز الاستمداد فکل من استمد بہ فی حیاتہ یستمد بہ بعد مماتہ کما قال الشیخ عبد الحق فی ترجمۃ المشکوۃ یعنی جائز ہی مدد چاہنا پس ہر کوئی کہ مدد چاہی گئی ہو اوسی زندگی مین بطلب کیجاتی ہی اوس سے بعد مرنے اوسکے کے توفیق ان دونون روایتون تحریر فرماوین کہ وہ کون سی استعانت ہی کہ سلطان الاولیا نے اوسے منع فرمایا ہی اور وہ کون سی استمداد ہی کہ امام حجۃ الاسلام نے اوسکے جواز کا حکم کیا **جواب** اس سوال سے یہ ہی کہ پہلے تحقیق استعانت کی معنون کی کیجاوے بعد اسکے جواب ساتھہ تفصیل کے لکھا جاوے سوجاننا چاہیے کہ استعانت کبھی بمعنی اسباب کی معنون مین آتی ہی جیسے کہ علماء عربیہ کا اتفاق ہی اسپر کہ کتبت بالقلم مین حرف با استعانت کے لیے ہی یعنی لکھنے مین استعانت ساتھہ قلم کے کی مینے اور یہان پر سوا اسکے کہ عمل کرنا ساتھہ قلم کے کہ سبب کتابت کا اور آلہ اوسکا ہی اور کچھہ نہین ہی اس قسم کی استعانت ساتھہ غیر اللہ کے جائز ہی بالاتفاق ساتھہ اجازت شرعیہ کے یعنی اسباب مشروعہ مین اور کبھی ساتھہ اس معنی کے کہ زبان یا دل سے کہے کہ ای فلانے فلانے کام میرے مین مدد کرو اور اعانت کرو اور کلام جواز اور عدم جواز مین اسی معنی استعانت مین ہی اور استعانت ساتھہ اس معنی کے معقول عقلا سے اور متحقق صلحا سے اوسوقت ہوتی ہی کہ تین امر متحقق ہون ایک علم اوس شخص کا جس سے یہ استعانت چاہتا ہی ساتھہ استعانت چاہنے والے کے پس نہین کہتا ہی زید عمرو غایب کو کہ میری مدد کر مگر بطریق رسل و رسائل کے یعنی بواسطے خط و کتابت یا پیغام سوال کے کہ حکم حضور کا اوسمین ہو جاتا ہی اور دوسرے وہ کہ مستعان کو قدرت ہو مستعین کی مدد

کرنے پر مثلاً ایک شخص بادشاہ سے حاجت رکھتا ہو مثلاً طلب کرنا کسی منصب کا مناصب متعلقہ سلطنت سے تو وہ حاجت کو بادشاہ ہی سے طلب کرتا ہے اور
متوسلوں بادشاہ کے سے استعانت چاہتا ہے نہ اور شخصوں سے کہ اونکو قدرت اوس مدد پر نہو اور کبھی متوسلوں کو یہ نہیں کہہ سکتا ہے
کہ یہ منصب مجکو دو جیسے کہ دستان کو ستین پر ایک نوع کی شفقت اور رحمت ہو پس لڑکا ماں باپ سے اور دوست دوستوں سے اپنے کاروبار میں
مدد طلب کرتا ہے نہ غیروں سے اور یہ تینوں معنی یعنی علم اور قدرت اور رحمت ماسوی اللہ میں یعنی اللہ تعالی کے غیر میں یا نہیں ہوتی ہے یا ہوتی ہے لیکن
کمتر اوس سے کہ حضرت حق تعالی میں ہے سو استعانت بغیر اللہ تعالی کے یعنی مدد چاہنے غیر اللہ تعالی کے مردوں سے کاملین میں یا غیر کاملین غیر معقول
ہے نہ کہا جاوے کہ بنا بر اس امور ثلاثہ مذکورہ کے لازم آتا ہے کہ مدد طلب کرنا زندوں کا آپس میں بھی ناجائز غیر معقول ہو بنظر امور ثلاثہ کے
اسلیے کہ اوسکے جواب میں ہم کہیں گے کہ فیما بین احیا یعنی زندوں کا آپسمیں مدد چاہنا منصوص ہے یعنی قرآن شریف سے ثابت ہے اور
ملحق ہے ساتھ معنی اول کے کہ تعمیل یعنی عمل میں لانا اسبات کا ہے فرمایا اللہ تبارک و تعالی نے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان پس قول حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کا جیسا کہ مطابق توحید طریقت کے ہے ویسا ہی مطابق توحید شریعت
بھی ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے اذا سئلت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ یعنی جب سوال کرے تو پس سوال کر
اللہ تعالی سے اور جب مدد چاہے پس مدد چاہ ساتھ اللہ تعالی کے اور جو کہ مردے نظر سے غائب ہیں جیسے کہ اللہ تعالی نگاہ بشر سے بسبب
علو یعنی برتری اور عظمت اپنے کے متعالی ہے یعنی دکھائی نہیں دیتا لیکن قرب اور معیت ساتھ ہر کسیکے مخلوق سے اللہ تعالی کو حاصل
ہے چنانچہ آیت شریفہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم بہت نزدیک ہیں طرف اوسکی گردن کے رگ سے اور وھو معکم
اینما کنتم یعنی وہ اللہ تعالی ساتھ تمہارے ہے جہاں کہیں کہ ہو تم پس باوجود ایمان رکھنے کے ساتھ اس معنی کے اللہ تعالی کو چھوڑکر ساتھ
دوسرے کے مخلوقات مردوں سے کہ ہر ایک دوسرے کو نہیں دیکھتا اور اللہ تعالی قریب ہے سمیع ہے بصیر ہے قدیر ہے رحیم ہے دوسرا پھیر دوسرے سے
مدد چاہنا غیر جائز اور غیر معقول ہوگا پس محل کلام حضرت امام حجۃ الاسلام کا اس ہیچمدان کے نزدیک یہ ہے کہ استعانت مخصوص ساتھ
اوس تعین کے ہوگی کہ مستعین مستعان سے محجوب نہو اور اوسکو ملاقات روحانی ساتھ مستعان کے سونے یا جاگنے میں میسر ہو کہ اس
صورت میں دونوں کو حکم زندونکا آپس میں ہوگا پس بقیاس علی الاحیا جائز ہوگا واللہ تعالی اعلم باولیاء الاولیا راقم الحروف کہتا ہے کہ
مستثنی ہیں اس تحقیق سے انبیا علیہم السلام اسلیے کہ وہ دیکھے جاتے ہیں اور وہ ہیں اونکی طرف ابدانوں اونکے کے سو حاصل ہوتا ہے اونکا علم
اور سماعت مثل اور زندونکے اور عبادت کرتے ہیں وہ ساتھ حیات جسمانی کے اپنے مقام اور محل میں اور نہیں ہے شک اس میں بلا اختلاف مسلم
میں مرفوعاً انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گذرا میں موسی علیہ السلام پر اوس رات کہ سیر کرائی گئی مجکو
شب معراج میں نزدیک ایک ٹیلہ سرخ کے اور حال یہ کہ وہ کھڑے ہو نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں اور دیکھا حضرت موسی اور ہود علیہما السلام
کو احرام باندھے ہو حج کو جاتے کہ فرمایا آپنے گویا میں موسی کو دیکھ رہا ہوں کہ ثنیہ سے اوترتے ہیں اور لبیک کہتے ہیں اور فرمایا آپنے
گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یونس لبیک کہہ رہے ہیں اور وادی عسفان میں فرمایا کہ گذرے یہاں سے ہود و صالح علیہما السلام اور یہ جوان
اونٹنیوں سرخ رنگ کے کہ مہار اونکے نکیل کی لیف سے تھی اور تہبند اونکے کمل کی اور چادریں اونکے پشم کی لبیک کہتے ہوئے حج کو بیت کے لیے

ایک جماعت نے علما کے کہا کہ یہ واقعہ اپنی حقیقت پر ہی اسلیے کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہین اپنے رب کے پاس اور رزق دیے جاتے ہین پہچ بہتر ہین شہدا سی سو نہین ہی کوئی مانع حج کرنے سے اوس حالت مین کہا قرطبی نے کہ محبوب کی گئی عبادت طرف اونکے سو عبادت کرتے ہین وہ جو نسی عبادت کہ خوش لگتی ہی اونکو اپنے نفس کے نزدیک اور نہین عبادت کرتے ہین وہ لزوما کہ مکلف ہون وہ ساتھ اوسکے سو تا وکھا دیتی ہی تکلیف کو نہ عبادت کو جیسے جنتی جنت مین الہام کیے جاوینگے ساتھ ذکر کے اور تحقیق کہ وارد ہوا ہی یہ کہ عمل آخرت کا ذکر اور دعا ہی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے دعویٰھم فیہا سبحانک اللھم وتحیتھم فیہا سلام وآخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العالمین یعنی پکارنا اونکا جنت مین یہ ہوگا کہ کہینگے وہ سبحانک اللھم الخ اور تمام اونکے دعا اسپر کہ کہینگے الحمد للہ رب العالمین اول عجائب نعمتین دیکھکر کہینگے پاک ذات یعنی سبحان اللہ پھر اوسکی لذت پاکر کہینگے الحمد للہ اور جنت مین ملاقات کا طور یہی ہی السلام علیک جو دنیا مین مسلمانو نمین ہی انتہی ملخصا من الزرقانی و موضح القرآن و شرح الشمائل اور الیسی ہی آواز اذان کی سنی گئی قبر مبارک سے پانچ وقت فتنہ ایام حرہ مین مدینہ طیبہ مین اور ادا کرنا نماز پنجوقتیہ موافق اوسکے سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ اون راتونکو جسمین واقعہ حرہ درپیش تھا کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر رہتا تھا اہل شام مسجد مین آکر دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ کیا کیا کرتا ہی اور کوئی وقت نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان اور اقامت نماز کے حجرہ سے نہ سنتا تھا اور اوسی اذان اور اقامت سے مین نماز پنجوقتیہ پڑھتا تھا روایت کیا بیہقی نے بیچ اپنی کتاب کے جو بیان اثبات حیات انبیا علیہم السلام مین ہی قبرون اونکی کے لکھی ہی مرفوعا انس رضی سے کہ انبیا زندہ ہین اپنی قبرونمین نماز پڑھتے ہین اور رجال اسکے ثقہ ہین اور نکالا اس حدیث کو ابو یعلی اور بزار نے اور روایت کیا بیہقی نے اس کتاب مذکور مین انس رضی سے کہ نہین چھوڑے جاتے ہین انبیا اپنی قبرونمین بعد گذرنے چالیس رات کے مگر کہ وہ نماز پڑھتے ہین نیچے اللہ تعالی کی سامنے تا پھوکے جانے صور کے

یعنی وقت انتقال سے چالیس دن تک نماز سے باز رکھے جاتے ہین پھر نماز مین مشغول ہوتے ہین قیامت تک گو یہ حدیث ضعیف ہی لیکن اور شواہد آباد دیتے ہین اسکے مثل حدیث ابو داؤد کی کہ مرفوعًا روایت کیا اسکو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود بھیجو مجھپر کہ درود تمھارا پہونچتا ہو مجکو کہین ہو تم اور سند اسکی صحیح ہی اور روایت کیا ابو الشیخ نے کہ فرمایا آپنے جو کوئی درود بھیجے مجھپر نزدیک قبر میرے کے تو سنتا ہون مین اوسکو اور جو دور سے بھیجے ہی مجھپر تو پہونچایا جاتا ہون کما قال علی القاری فی الشرح الشمائل اور روایت کیا مولانا سید عبد اللہ بن سلیمان جزولی نے دلائل الخیرات مین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم علیہ آلہ وسلم نے اسمع صلوۃ اہل محبتی واعرفھم کہ سنتا ہون مین یعنی بلا واسطے ساتھ اعلام و آگہی تعالی شانہ کے درود مجھے محبت رکھنے والون کے اور پہچانتا ہون اونکو مراد یہان پر محبت سے کمال سکا ہی ورنہ محبت آپکی جزو ایمان کا ہی یعنی جو کوئی کمال محبت سے مجھپر درود بھیجے ساتھ غلبہ شوق اور ملاحظہ تعظیم اور وقار کے اوسکا درود مین بلا واسطے سنتا ہون غائب ہو یا حاضر ہو ۵ در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بینم و عیان و دعا می فرستمت ۞ اور فرمایا و تعرض علی صلوۃ غیرھم عرضًا اور پیش کیے جاتے ہین مجھپر درود غیر اونکے پیش کرنا یعنی فرشتے پیش کرتے ہین درود غیر کمال محبت والیکے یعنی عام است کے درود پہونچانے کو فرشتے مقرر ہین اور کاملون اہل محبت کے درود بلا واسطے فرشتون کے سنے جاتے ہین کذا فی شرح الدلائل اور یہ حیات جسمانی اونکی مستدعی نہین ہی متصف ہونے کو اونکی حیات مین ساتھ جمیع اون اوصاف کے کہ متصف تھے وہ ساتھ اونکے زندگانی دنیا مین کھانے اور پینے وغیرہ حوائج بشری کے بلکہ حکم اوسکا غیر اسکے ہی کذا قال فی شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام یعنی نہین ہی کوئی ایسا کہ سلام بھیجے گا مجھپر مگر اس حال مین کہ پھیر لایا ہوگا مجھپر اللہ تعالی روح کو میری تاکہ جواب دون مین اوسکو سلام کا لایا اسکو مشکوۃ مین ابو داؤد اور دعوات کبیر بیہقی سے سو جواب اسکا کئی وجہ پر ہی ایک یہ کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالی و تقدس پھیر لاتا ہی میری روح کو مجھپر کہ مین سلام کرتا ہون مگر اسوجہ مین بعض طالب علمونکو بسبب غایت

کرنے قواعد نحویہ کے گفتگو ہو کہتے ہین کہ حاصل اوسکا لزوم اقتران حال فعلیہ اولی کا ہی ساتھ زمان فعلیہ ثانیہ کے اسلیے کہ یہ دونون فعلیہ حکم شرط و جزا کا رکھتے ہین اور یہ لزوم مقتضی اس بات کو ہو کہ اعادہ آپکی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو نہ قبل اسکے وفیہ ما فیہ آور دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہی بلکہ عبارت ہی روح اقدس واطہر واعطر کے متوجہ ہونے سے طرف اس عالم کے شہود حق تعالی ومشاہدہ ملا اعلی سے آور بعضون نے کہا ہی کہ یہ کلام صداقت نظام آپ کا خطاب ہی موافق فہم اہل ظاہر کے کہ بیجا ننا بغیر پھیر آنے روح کے ممکن ہی متصور نہین ہوتا آور خلاصہ کلام یہ ہی کہ یہ کنایہ ہی سننے سے اور جواب اشکال کا بوجہ اتم واکمل اسطرح پر ہی کہ اگر رد روح کا ظاہری معنی پر حمل کرین توبھی لازم آتا ہی کہ قالب شریف مین بقاء روح شریف دائم ومستمر ہو اسواسطے کہ جب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کی طرف سلام کا جواب دینے کو پھر لائے گئے تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہو گا ورنہ لازم آئیگا کہ آپ پر بحیاب موتین جاری ہون اور اس بات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل اسبات کا التزام نکریگا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب کا ہی اسلیے کہ کوئی ساعت ساعت ایسی نہین ہی کہ ایک امتی آپ کا آپ پر سلام بھیجتا نہو پس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام رد سلام کا آور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر رد لفظ رد الله روحی فی باقی جسدی کا وارد ہوتا توالبتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہی علی روحی بحرف استعلا کے کہ وہ دلیل ہی ثبوت ہویت وانانیت در ود نزول پر پس گویا کہ رد روح عبارت ہی کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے کہ وہ الہی دینا الله تعالی کا ہی آپ کو ساتھ بھیجنے درود درود والے کے اور متوجہ کرنا حالت شہود سے طرف حالت درود وسلام کے درود بھیجنے والے پر اور نظیر اسکی دنیا مین حالت حیات شریف مین بعینہ حالت طرد وحی کی ہی اسکیر اوسوقت مین توجہ بالکلیہ اوس عالم کی طرف اور ذہول وغفلت کلیہ اس عالم سے ہو جاتی تھی اور بعد منجلی ہو جانے کے پھر اوسطرف سے ذہول اور اسطرف کو توجہ پیدا ہو جاتی تھی اور تعبیر کرنا تعلق کو ساتھ روح کے باعتبار معنی لزوم کے کہ تعلق کو ہونا روح کا لازم ہی سو مراد تعلق سے تعلق بالسبب ہی آور زیادتی عند قبر کی طرق حدیث مین ثابت نہین یہ خلاصہ ہی جذب القلوب وتیسیر شرح جامع صغیر ومرقات شرح مشکوۃ سے آور عبادت کرنا انبیا علیہم السلام کا عالم برزخ مین کچھ ممتنعات سے نہین ہی اسلیے کہ برزخ مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہی اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور اعمال کا منقطع ہو جانا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہی اور قیامت مین بھی جو منقطع ہی تو تکلیف وامتحان ہی نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ سید کائنات صلعم شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان معنی سجدے کے سوا عبادت وعمل کے کیا ہونگے کذافی جذب القلوب وماتہ المسائل مین کتاب کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء سے بیچ جواب سائل کے کہ اوسنے دعا زائر باینطور کہ یا رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم در جناب الہی از طرف این کس عرض کنید کہ حاجت من برآید وہمین طور بر قبور ولی جائز یانہ نقل کیا ہی جواب مین جو صورتہا کہ در سوال مرقوم ست صورت استمداد ست چنانچہ از کتاب کشف الغطاء تصنیف شیخ الاسلام واضح میشود پس این مسئلہ مختلف فیہ ست وآن اینست کہ استمداد نزد قبر از غیر انبیاء منکر شدہ اند فقہا میگویند کہ نیست زیارت قبر مگر برای ساانیدن نفع بموات بدعا واستغفار برای ایشان

پس استمداد نمودن از غیر انبیا نزد قبر ولی یا شہید ممنوع و مخطور نیست مگر بعضے فقہا کہ قلیل اند بلکہ در سوال مرقوم جائز داشتہ اند چنانچہ مفصل
این در کتاب کشف الغطا و ترجمہ مشکوۃ از شیخ عبد الحق دہلوی و شرح عربی الشان مرقوم ست فمن شاء فلینظر فی کشف الغطا و ترجمۃ
الشیخ اما عبارت شرح مشکوۃ عربی شیخ عبد الحق مکذا و اما الاستمداد باہل القبور فی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والانبیاء علیہم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقہاء و قالوا لیس الزیارۃ الا الدعاء للموتی والاستغفار لہم وایصال النفع
الیہم بالدعاء و تلاوۃ القران واثبتہ المشایخ الصوفیۃ قدس اللہ تعالی اسرارہم و بعض الفقہاء رحمۃ اللہ علیہم یعنی
اور امداد و طلب کرنا اہل قبور سے سوائے نبی صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم اور اور انبیا علیہم السلام کے دوسروں سے انکار کیا ہی اسکا بہت
سے فقہا نے اور کہا ہی کہ نہیں ہی زیارت مگر دعا کرنا مردے کے لیے اور طلب کرنا و رجا مہنا بخشش کا ہی واسطے اونکے اور پہونچانا نفع کا
اونکو ساتھہ دعا اور تلاوت قرآن شریف کے اور ثابت کیا ہی اوسکو مشایخ صوفیہ اور بعض فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے

حال اسیران بدر کا کہ اونپر کیا معاملہ گذرا

روضۃ الاحباب میں کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے واسطے
اپنے خاص یاروں سے مشورت کی کہ انکو فدیہ لیکر چھوڑ دیویں یا انکو قتل کریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ آپکے
رشتہ دار اور برادری کے ہیں لائق ہی کہ اگر آپ انسے فدیہ لیں اور اونکو چھوڑ دیں شاید کہ اللہ تعالی انکو توفیق دے یا انکی نسل سے کوئی
مومن پیدا ہو اور آپکے مفلس یاروں کو بسبب انکے فدیہ کی قوت اور غنا حاصل ہو اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ سبکی گردن ماریں
اسلیے کہ یہ سب پیشوا کفر کے ہیں اور اللہ تعالی نے آپکو بے پروا کیا ہی انکے فدیہ لینے سے فلانے شخص ناتے دار میرے کو تو آپ مجکو حوالہ کر دیں
اور عقیل کو علی کو دیویں اور عباس کو ساتھہ حمزہ کے سپرد کریں تا کہ گردن ماریں سبکو معلوم ہو جاوے کہ دوستی اور محبت کفار کی انکے دلوں میں
نہیں ہی اور شوکت کفار کی ٹوٹ جاوے آپنے طرف قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے میل کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی بعض لوگوں کے
دل نہایت نرم کرتا ہی کہ نرمی میں مسکہ سے زیادہ ہوتے ہیں اور بعضوں کے دل کمال سخت کرتا ہی کہ سختی میں پتھر سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں ای ابوبکر
تمہارے مثل مانند ابراہیم علیہ السلام کے ہی کہ کہا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم یعنی پس جو کوئی میری پیروی کرے سو وہ تو
میرا ہی اور جو کوئی میری نافرمانی کرے سو تو بڑا بخشنے والا مہربان ہی اور ای عمر مثل تمہارے مانند نوح علیہ السلام کے ہی کہ کہا تھا رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا یعنی ای پروردگار میرے نچھوڑ تو زمین کو کافروں میں سے کوئی چلنے پھرنے والا سو آپنے صحابہ کو مختار کیا کہ انھوں نے
انسے فدیہ لیا اور ایک روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ تمکو خرچ کی تنگی ہی چاہیے کہ کسی قیدی کو بے فدا
لیے چھوڑے اور اگر نہ دیوے تو گردن اوسکی مارے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ الا سہل بن بیضا یعنی سہل بن بیضا کو
نہیں اسلیے کہ مکے میں مینے دیکھا تھا کہ اظہار اسلام کا کرتا تھا آپ خاموش رہے کچھ نہ بولے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی ساعت سخت تر
اوس ساعت سے کبھی مجھپر نگذری تھی میں آسمان کی طرف دیکھتا تھا کہ ایسا نہو اوپر سے مجھپر پتھر برسیں اسلیے کہ مینے آپکے حضور میں مبادرت کی کلام
میں پھر آپنے اپنا سر مبارک اوٹھا کر فرمایا کہ الا سہل بن بیضا کہتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ کوئی ساعت خوشتر اوس ساعت سے
کبھی مجھپر نگذری تھی آخر الامر سبکی مشورت نے فدیہ پر قرار پایا ایک جماعت مفلسین کو کہ اونسے فدیہ کی کچھہ توقع نتھی یونہیں چھوڑ دیا اونمیں سے ابوعزا

شاعر تھا اور ان سب سے عہد لیا کہ بار دیگر پھر مسلمانوں سے لڑنیکو نہ آویں اور ایک جماعت کو صنعت کتابت کی یاد تھی انکو فرمایا
کہ ہر ایک تم میں سے دس دس انصار کے لڑکوں کو لکھنا سکھا دے اور جو لوگ کچھ استعداد رکھتے تھے فرمایا کہ ہر ایک بقدر استعداد اپنے
زر دیکر اور فدیہ انمیں سے ہر ایک کا کم ہزار درم سے اور زیادہ چار ہزار سے تھا مروی ہی کہ جب عباس رضی عنہ سے فدیہ طلب کیا
اونھوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجکو لوگ زور سے لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام تمہارا اللہ جانتا ہی اور ظاہر میں
تو تم ہم سے لڑتے تھے اور تم سے چار ہزار درم فدیہ لینا چاہیے خاص تمہاری طرف سے اور تمہارے دو برادر زادوں عقیل اور نوفل کی طرف سے
بھی جو ابو طالب اور حارث کے بیٹے ہیں اور عتبہ بن جحدم کی طرف سے بھی جو تمہارا یار ہی کہا میرے پاس تو کچھ نہیں ہی کہاں سے لاکر دوں اور
ایک روایت میں ہی کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ چاہتے ہو تم کہ چچا تمہارا آگے لوگوں کے ہاتھ پھیلاوے
اور اون سے مانگے آپنے فرمایا کہ وہ سونا جو وقت اسطرف آنیکے اپنی بی بی ام الفضل کو سونپا تھا کیا ہوا اونھوں نے کہا کہ آپنے کیونکر جانا
فرمایا مجکو اللہ تعالی نے خبر دی اونھوں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں اوسوقت وہ سونا مینے اپنی بی بی کو دیا تھا اور اس امر سے سوا
خدا تعالی کے کوئی آگاہ نہ تھا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور بعضی روایت میں آیا ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے
پاس اوس لڑائی میں بیس اوقیہ سونا تھا اور وہ سونا اسواسطے لائے تھے کہ اون سب میں تیرہ شخص سردار قریش تھے اونھوں نے یہ التزام
کیا تھا کہ ہر کوئی ہم میں سے ایک ایک روز اپنی نوبت میں دس اونٹ اسواسطے کھانے لشکر کے ذبح کرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نوبت
نہیں آئی تھی کہ گرفتار ہوئے اور وہ سونا مسلمانوں نے اون سے چھین کر غنیمت میں داخل کیا عباس رضی اللہ عنہ نے وقت طلب فدیہ کے
حضرت سے کہا کہ وہ ہمارا اسکو حساب میں فدیہ کے جوڑ لو آپنے فرمایا کہ وہ سونا تو تم کفار کی مدد کو لائے تھے کہ جسکی تقویت سے وہ ہمسے لڑیں اور
اب وہ مسلمانوں کی غنیمت میں داخل ہوا فدیہ میں محسوب نہیں ہوسکتا نقل ہی کہ جب اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں کے فدیہ
لینے میں مشغول ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت لائے کہ ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض
الدنیا والله یرید الاخرة والله عزیز حکیم یعنی لائق نہیں ہی کسی پیغمبر کو کہ اوسکے پاس قیدی ہوں کفار سے یہ کہ فدیہ لیوے اونسے
اوسوقت تک کہ قتل بہت کرے اونمیں یعنی مبالغہ کرے قتل کفار میں تاکہ کفار خوار و ذلیل ہوں اور لوگ لشکر اونکے قلیل ہوں اور
عزت و شوکت اہل اسلام کی ظاہر ہو اور تمنے رغبت کی اونسے فدیہ لینے میں مال دنیا کے اور اللہ تعالی ارادہ کرتا ہی ثواب آخرت کا اور اللہ
غالب ہی حکمت والا اور یہ آیت دلیل ہی اسپر کہ انبیا علیہم السلام کو جائز ہی اجتہاد کرنا اور دال ہی اسپر کہ کبھی انکے اجتہاد میں بھی خطا واقع
ہو جاتی ہی مگر اونکو اوس خطا پر چھوڑ نہیں دیتے ہیں بلکہ صواب پر تنبیہ کر دیتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوسرے روز
میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا دیکھا مینے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ روتے ہیں مینے عرض کیا کہ آپ
کیوں روتے ہیں فرمایا اسلیے کہ ساتھ فدیہ کے ہم راضی ہوئے اور تحقیق دکھلایا مجکو عذاب اونکا نزدیک اس درخت کے اور اشارہ کیا آپ نے
طرف اوس درخت کے کہ نزدیک تھا وہاں سے اور آیت کریمہ لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ہی یعنی اگر نہوتا لکھا ہوا
اللہ کا پہلے سے البتہ چھوتا تمکو بیچ اوس چیز کے کہ لیا تمنے عذاب بڑا اشارہ اسیطرف ہی مفسرین کو اختلاف ہی کہ مراد کتاب سے کیا ہی ایک قول تو یہ ہی

کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ اہل بدر معذب نہونگے اور ایک قول یہ ہی کہ مجتہد اپنی خطا اجتہادی مین معاقب نہین ہوتا ہی اور ایک قول یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ عذاب اون قیدیون کا یعنی مقتول ہونا مقدر نتھا اور ایک قول یہ ہی کہ کسی قوم کو عذاب نہین کرتے ہین اوس امر پر کہ صریح نہی اوس سے نہین کیے ہو وقیل ان المراد ان الفدیۃ التی اخذ وھا مستحل لھم اور مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا کوئی اس سے نجات نہ پاتا سوائے عمر بن خطاب و سعد بن معاذ کے اور کہتے ہین کہ وہ مصیبت کہ احد مین مسلمانونکو پہونچی اسی جہت سے تھی ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری مین ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم سے ساتھ اسناد صحیحہ کے روایت کیا ہی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ مخیر کر تو اپنے صحابہ کو قتل کرنے مین قیدیون کے اور فدیہ لینے مین بشرطیکہ اگلے سال مین انکے ہی مسلمان شہید ہونگے آپنے صحابہ کو اختیار دیا اونھون نے فدیہ اختیار کیا اور احادیث صحیحہ مین آیا ہی کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ای محمد اہل بدر کو اپنے مین تم کیسا گنتے ہو آپنے فرمایا کہ سب مسلمانون سے افضل حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اسیطرح وہ فرشتے کہ معرکہ بدر مین حاضر ہوئے تھے افضل الملائکہ ہین اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ قد اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و فی روایۃ فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی بیشک اللہ تعالی آگاہ ہوا اہل بدر پر سو فرمایا کہ جو کام چاہو سو کرو تم پس تحقیق بخشا مینے تمکو اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیق واجب ہوئی واسطے تمھارے جنت ہکذا فی روضۃ الاحباب پس نہی حاجب توبکی اونکو اگر فرض کیا جاوے صادر ہونا گناہ کا کسی سے اونمین سے اسلیے کہ جب واقع ہوا گناہ بخشا گیا یعنی حکم اخروی مین اگرچہ دنیا مین شرعًا اوسپر سزا مرتب ہو **ذکر وفات رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اور انھین دنون مین حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زوجہ شریفہ حضرت عثمان ابن عفان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تھین مدینہ طیبہ مین وفات پائی اسامہ بن زید اور عثمان بن عفان علیہما الرضوان انکے دفن مین مشغول تھے کہ بشارت اس فتح عظیم غزوہ بدر کی مدینہ مکرمہ مین پہونچی **فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ اہل بدر کے نامون کی گنتی مین اختلاف ہی بعض نے تین سو پندرہ اور بعض نے تین سو تیرہ چنانچہ تین سو پندرہ اور تیرہ کی روایتین اوپر مذکور ہوئین اور استیعاب مین تین سو تیرہ نقل کیے ہین جنمین تینتالیس لوگ تو وہی ہین اور باقی اور ہین اور جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی نے ایک رسالہ متضمن اسمار مبارک انکے مع فضائل و فوائد انکے مسمی بجالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب لکھا ہی اور تین سو تینتیس لکھے ہین کتنی ہی کنا کو ن سے لیکن لکھا ہی کہ مرجح اقوال سے یہ گنتی اشخاص بدر کے یہ ہی کہ وہ تین سو تیرہ اشخاص ہین جیسا کہ صاحب استیعاب نے لکھا ہی پس اس عاجز نے اسمار مبارک مذکورہ استیعاب سے نقل کیے اور فضائل و فوائد بطریق اختصار کے رسالہ مذکورہ سے نقل کیے اور اسمار مبارک کو جسطرح رسالہ مذکورہ مین متضمن لفظ دعا و توسل کر لکھا ہی مینے بھی اوسیطرح لکھا اور آخر مین اوسکے ایک رسالہ مین مشکل المعانی لکھی تھی اس عاجز نے بجاے اوسکے ایک جا بجا موحدیث شریف کی لکھدی ہی تاکہ بہت مفید ہو پس خصوص اونکے اسمار کے یہ ہین کہ کہا برہان حلبی نے اپنی سیرت مین اور ذکر کیا دوانی نے اونھون نے سنا مشایخ حدیث سے یہ کہ دعا وقت ذکر ہونے اہل بدر کے قبول کیجاتی ہی اور تحقیق تجربہ کیا گیا ہی اور کہا شیخ عبد اللطیف نے اپنے رسالہ مین کہ ذکر کیا ہی بعض علما نے کہ بہت اولیا دئے گئے ہین ولایت

ساتھہ برکت ناموں اونکے کے آور بلاشبہہ بہت مریضوں نے مانگی اللہ تعالی سے شفا بوسیلہ اہل بدر کے بیچ شفا بیماریوں اپنے کے پس
شفا دی گئی اوس سے اور کہا بعض عارفین نے کہ نہیں کہا مینے اپنا ہاتھہ بیمار کے سر پر اور پڑھے مینے نام اونکے بنیت خالص مگر شفا دی
اوسکو اللہ تعالی نے اور اگر حاضر ہوئی اجل اوسکی تو تخفیف دیتا تھا اللہ اوس سے اور کہا بعضوں نے کہ تجربہ کیا مینے اونکے ناموں کا بیچ امور
مہمہ کے ازروے لکھنے اور پڑھنے کے پس نہیں دیکھی مینے کوئی دعا جلدتر اوس سے قبولیت میں اور روایت کیا گیا جعفر بن عبداللہ رحمہ اللہ
سے کہ اونھوں نے کہا وصیت کی مجکو میرے والد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کی محبت کے اور توسل کرنے کے ساتھہ اہل بدر
کے بیچ تمام مہمات کے اور کہا مجکو کہ ای بیٹے میرے دعا وقت ذکر کرنے اونکے کے قبول کیجاتی ہی اور مغفرت اور رحمت اور برکت اور رضا
اور رضوان گھیر لیتے ہیں بندے کو جبکہ ذکر کرتا ہی اونکو یا کہا وقت دعا کرنیکے ساتھہ ناموں اونکے کے اور تحقیق جسنے ذکر کیا اونکو بیچ زمین
اور سوال کیا اللہ تعالی سے بوسیلہ اونکی حاجت میں روا کیجاتی ہی حاجت اوسکی لیکن لائق ہی اوسکے لیے کہ ذکر کرے اونکا بیچ قضاء
مہم کے یہہ کہ رضی اللہ عنہ کہی بوقت ذکر کرنے نام ہر ایک کے اونمین سے پس کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اسیطرح اونکے آخر تک پس اس سے بہت دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سی حکایات
قبولیت دعا کے برکت ناموں اونکے کے لکھے ہیں بخوف درازگی کے اسلیے اکتفا کیا اب بیان ہوتا ہی اونکی اسماء مبارکہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم سألك بسيدنا محمد الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم وبسیدنا عبداللہ بن عثمان ابی بکر الصدیق القرشی رض
وبسیدنا عمر بن الخطاب العدوی رض وبسیدنا عثمان بن عفان القرشی خلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتہ وضرب لہ بسھمہ رض وبسیدنا
علی بن ابیطالب الہاشمی رض وبسیدنا ایاس بن البکیر رض وبسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی رض وبسیدنا حمزۃ بن عبدالمطلب
الہاشمی رض وبسیدنا حاطب بن ابی بلتعۃ حلیف لقریش رض وبسیدنا ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ القرشی رض وبسیدنا حارثۃ بن ربیع الانصاری
قتل یوم بدر وھو حارثۃ بن سراقۃ وکان فی النظارۃ رض وبسیدنا خنیس بن حذافۃ السھمی رض وبسیدنا رفاعۃ بن رافع الانصاری رض وبسیدنا
رفاعۃ بن عبدالمنذر ابی لبابۃ الانصاری رض وبسیدنا الزبیر بن العوام القرشی رض وبسیدنا سعید بن زید بن سھل ابی طلحۃ الانصاری رض وبسیدنا
ابی زید الانصاری رض وبسیدنا سعد بن مالک الزہری رض وبسیدنا سعد بن خولۃ القرشی رض وبسیدنا ظھیر بن رافع الانصاری واخیہ رض وبسیدنا عبداللہ
بن مسعود الہذلی رض وبسیدنا عتبۃ بن مسعود الہذلی رض وبسیدنا عبدالرحمن بن عوف الزہری رض وبسیدنا عبیدۃ بن الحارث القرشی رض
وبسیدنا عبادۃ بن الصامت الانصاری رض وبسیدنا عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی رض وبسیدنا عقبۃ بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا
عامر بن ربیعۃ العنزی رض وبسیدنا عاصم بن ثابت الانصاری رض وبسیدنا عویم بن ساعدۃ الانصاری رض وبسیدنا عتبان بن مالک الانصاری رض
وبسیدنا قدامۃ بن مظعون رض وبسیدنا قتادۃ بن النعمان الانصاری رض وبسیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح رض وبسیدنا معوذ بن عفراء واخیہ مالک
بن ربیعۃ رض وبسیدنا ابی اسید الانصاری رض وبسیدنا مسطح بن اثاثۃ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف رض وبسیدنا مرارۃ بن ربیع الانصاری رض وبسیدنا
معن بن عدی الانصاری رض وبسیدنا مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ رض وبسیدنا ہلال بن امیۃ الانصاری رض وبسیدنا ابی
عمرو بن سعد بن معاذ الاشہلی الانصاری رض وبسیدنا اسید بن حضیر الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا اسید بن ثعلبۃ الانصاری رض وبسیدنا

انیس بن قتادۃ الانصاری رض وبسیدنا انس بن معاذ النجاری رض وبسیدنا انس بن اوس الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا اوس بن ثابت
النجاری الانصاری رض وبسیدنا اوس بن خولی الانصاری رض وبسیدنا اوس بن الصامت الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا اسعد بن زرارۃ
النجاری الخزرجی رض وبسیدنا اسود بن زید بن غنم الانصاری رض وبسیدنا ایاس بن ودفۃ الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجی رض
وبسیدنا الارقم بن ابی الارقم الہاشمی رض وبسیدنا براء بن عازب الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا بشر بن البراء بن معرور الانصاری
الخزرجی رض وبسیدنا بشر بن سعد الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا بشر بن ابی زید الانصاری رض وبسیدنا بجیر بن ابی بجیر الجہنی النجاری رض وبسیدنا
بسبس بن عمرو الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا بحاث بن ثعلبۃ الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا تمیم بن یعار الانصاری رض وبسیدنا تمیم الانصاری
مولی بنی رض وبسیدنا تمیم مولی خراش بن الصمۃ رض وبسیدنا ثابت بن الجذع الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری العوفی
وبسیدنا ثابت بن عمرو بن زید النجاری الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان
النجاری الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن خنساء النجاری الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن اقرم الانصاری حلیف بنی عمرو بن عوف رض وبسیدنا ثابت بن وقش
الاشہلی الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن ربیعۃ الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا ثابت بن حلم الانصاری رض وبسیدنا ثابت بن عبید الانصاری رض وبسیدنا
ثابت بن الحارث الانصاری رض وبسیدنا ثعلبۃ بن عنمۃ الانصاری رض وبسیدنا ثعلبۃ بن ساعدۃ الساعدی الانصاری رض وبسیدنا ثعلبۃ
بن عمرو النجاری الانصاری رض وبسیدنا ثعلبۃ بن حاطب الانصاری رض وبسیدنا ثقف بن عمرو الاسلمی رض وبسیدنا جابر بن خالد بن مسعود
الانصاری النجاری الاشہلی رض وبسیدنا جابر بن عبداللہ الحرامی الانصاری رض وبسیدنا جبار بن صخر الانصاری رض وبسیدنا جبیر بن ایاس الانصاری
الزرقی رض وبسیدنا حارثۃ بن النعمان النجاری الانصاری رض وبسیدنا حارثۃ بن مالک الانصاری الزرقی رض وبسیدنا حارث بن حمیر الاشجعی حلیف الانصار رض
وبسیدنا حارثۃ بن حمیر الانصاری رض وبسیدنا حارث بن ہشام المخزومی القرشی رض وبسیدنا الحارث بن عتیک النجاری رض وبسیدنا الحارث بن قیس
الانصاری رض وبسیدنا ابن اوس الانصاری رض وبسیدنا الحارث بن انس الاشہلی الانصاری رض وبسیدنا الحارث بن النعمان القیسی رض وبسیدنا
الحارث بن النعمان بن خزمۃ الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا حریث بن زید الخزرجی الانصاری رض وبسیدنا الحکم بن عمرو الانماری رض وبسیدنا حبیب مولی
الانصاری رض وبسیدنا الحصین بن حارث المطلبی رض وبسیدنا حاطب بن عمرو الاوسی رض وبسیدنا حرام بن ملحان النجاری رض وبسیدنا الحباب
بن المنذر الانصاری السلمی رض وبسیدنا خالد بن البکیر رض وبسیدنا خالد بن العاصی قتل یوم بدر رض وبسیدنا خالد بن قیس الانصاری
العجلانی رض وبسیدنا خلاد بن سوید الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا خلاد بن عمرو الانصاری السلمی رض وبسیدنا خزیمۃ بن ثابت الانصاری رض
وبسیدنا خارجۃ بن زید الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا خارجۃ بن حمیر الاشجعی رض وبسیدنا خباب بن الارت الخزاعی رض وبسیدنا
خباب مولی عتبۃ بن غزوان رض وبسیدنا خریم بن فاتک الاسدی رض وبسیدنا خراش بن الصمۃ الانصاری السلمی رض وبسیدنا خولی بن ابی خولی العجلی الجعفی
وبسیدنا خبیب بن اساف الانصاری رض وبسیدنا خوات بن جبیر الانصاری رض وبسیدنا خیثمۃ بن حارث الانصاری رض وبسیدنا خلیفۃ بن
عدی الانصاری رض وبسیدنا خلیدۃ بن قیس الانصاری رض وبسیدنا ذکوان بن عبد قیس الانصاری رض وبسیدنا ذی مخمر الحبشی رض وبسیدنا ذی الشمالین
الخزاعی رض وبسیدنا رافع بن مالک الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا رافع بن الحارث الانصاری رض وبسیدنا رافع بن المعلی الانصاری رض وبسیدنا

رافع بن عنجدۃ الانصاری العوفی رض وبسیدنا رافع بن سہل الانصاری رض وبسیدنا رافع بن زید الانصاری رض وبسیدنا رافع بن سہل الانصاری
وبسیدنا رافع بن زید الانصاری رض وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا رفاعۃ بن رافع الانصاری رض وبسیدنا رفاعۃ بن الحارث
الانصاری رض وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الجہنی رض وبسیدنا ربیعۃ بن اکثم الانصاری رض وبسیدنا ربیع بن ایاس الانصاری رض وبسیدنا جبلۃ
بن ثعلبۃ الانصاری البیاضی رض وبسیدنا زید بن الخطاب العدوی رض وبسیدنا زید بن حارثۃ الکلبی رض وبسیدنا زید بن اسلم العجلانی الانصاری رض
وبسیدنا زید بن الدثنۃ الانصاری البیاضی رض وبسیدنا زید بن عاصم المازنی الانصاری رض وبسیدنا زیاد بن لبید الانصاری رض وبسیدنا
زید بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا زیاد بن کعب الانصاری رض وبسیدنا زیاد بن حرام الاشجعی رض وبسیدنا طلیب بن عمیر القرشی رض
وبسیدنا الطفیل بن الحارث المطلبی واخیہ قتل یوم بدر رض وبسیدنا الطفیل بن مالک الانصاری رض وبسیدنا کعب بن عمرو الانصاری
السلمی رض وبسیدنا کعب بن زید النجار الانصاری رض وبسیدنا کعب بن جماز الانصاری رض وبسیدنا کناز بن حصن الانصاری رض وبسیدنا
محمد بن مسلمۃ الانصاری رض وبسیدنا معاذ بن عفراء الانصاری رض وبسیدنا عوف بن العفراء قتل یوم بدر رض وبسیدنا معوذ رض وبسیدنا
معاذ بن ماعص الانصاری رض وبسیدنا مالک بن عمیلۃ العبدی رض وبسیدنا مالک بن قدامۃ الانصاری رض وبسیدنا مالک بن رافع العجلانی رض
وبسیدنا مالک بن عمرو السلمی رض وبسیدنا مالک بن امیۃ بن عمرو السلمی رض وبسیدنا مالک بن ابی خولی العجلانی رض وبسیدنا مالک بن نمیلۃ
الانصاری رض وبسیدنا معمر بن الحارث الجمحی رض وبسیدنا محرز بن نضلۃ الاسدی رض وبسیدنا محرز بن عامر الانصاری رض وبسیدنا معن بن
یزید السلمی رض وبسیدنا معبد بن قیس الانصاری رض وبسیدنا المنذر بن عمرو الانصاری الخزرجی رض وبسیدنا المنذر بن الاوسی الانصاری رض
وبسیدنا المنذر بن قدامۃ الانصاری رض وبسیدنا معتب بن الحمراء الانصاری رض وبسیدنا معتب بن بشیر الانصاری رض وبسیدنا مصعب بن
عمیر القرشی رض وبسیدنا مبشر بن عبد المنذر الاوسی رض وبسیدنا مليل بن وبرۃ الانصاری رض وبسیدنا مہجع بن صالح مولی عمر بن الخطاب رض
وبسیدنا ملکہ بن عمرو السلمی رض وبسیدنا نوفل بن ثعلبۃ الانصاری رض وبسیدنا النعمان بن عبد النجاری رض وبسیدنا النعمان بن عصر الانصاری رض
وبسیدنا النعمان بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا النعمان بن ابی خزمۃ الانصاری رض وبسیدنا النعمان بن سنان الانصاری رض وبسیدنا نضر بن الحارث
الانصاری الظفری رض وبسیدنا نجاب بن ثعلبۃ الانصاری رض وبسیدنا نعمان بن عمرو النجاری رض وبسیدنا صہیب بن سنان الرومی رض وبسیدنا صفوان
بن امیۃ بن عمرو السلمی واخیہ مالک بن امیۃ رض وبسیدنا الضحاک بن حارثۃ الانصاری رض وبسیدنا الضحاک بن عبد الانصاری النجاری رض وبسیدنا
عبد اللہ بن ثعلبۃ الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن جبیر الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن الحمیر الاشجعی رض وبسیدنا عبد اللہ بن رواحۃ
الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن رافع الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن ربیع الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن طارق الانصاری رض وبسیدنا
عبد اللہ بن کعب الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن مظعون الجمحی رض وبسیدنا عبد اللہ بن النعمان الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ
بن سلول الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عمیر
الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عبس الخزرجی رض وبسیدنا عبد اللہ بن سلمۃ العجلانی رض وبسیدنا عبد الرحمن بن کعب المازنی رض وبسیدنا
عبد الرحمن بن جبر الانصاری رض وبسیدنا عبد الرحمن بن عبد اللہ الانصاری رض وبسیدنا عبد الرحمن بن سہل الانصاری رض وبسیدنا عبید بن اوس رض

وبسیدنا عبید بن زید الانصاری رض وبسیدنا عبد ربہ بن حق الانصاری رض وبسیدنا عبد یالیل بن ناشب اللیثی رض وبسیدنا عباد بن عبید التیہان رض
وبسیدنا عباد بن قیس الانصاری رض وبسیدنا عمیر بن حرام الانصاری رض وبسیدنا عمرو بن قیس الانصاری رض وبسیدنا عمرو بن ثعلبۃ الانصاری رض
وبسیدنا سفیان بن بشیر الانصاری رض وبسیدنا سالم بن عمیر الانصاری رض وبسیدنا سنان بن سنان الاسدی رض وبسیدنا سماک بن خرشۃ الانصاری رض
وبسیدنا سہل بن عتیک الانصاری رض وبسیدنا سہل بن رافع الانصاری رض وبسیدنا السائب بن مظعون الجمحی رض وبسیدنا ابی کعب الانصاری النجاری رض وبسیدنا ابی معاذ
النجاری رض وبسیدنا اسیرۃ بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری رض وبسیدنا عائذ بن ماعص الانصاری رض وبسیدنا عبس بن
عامر الانصاری رض وبسیدنا عکاشۃ بن محصن الاسدی رض وبسیدنا عتیک بن التیہان الانصاری رض وبسیدنا عنترۃ السلمی رض وبسیدنا عاقل بن البکیر رض
وبسیدنا فروۃ بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا حمام بن اوس الانصاری رض وبسیدنا الفاکہ بن بشر الانصاری رض وبسیدنا قیس بن مخلد الانصاری رض
وبسیدنا قیس بن محصن الانصاری رض وبسیدنا قیس بن ابی صعصعۃ الانصاری رض وبسیدنا قطبہ بن عامر الانصاری رض وبسیدنا سعد بن
خیثمۃ الانصاری رض وبسیدنا سعد بن الربیع الانصاری رض وبسیدنا سعد بن عبادۃ الانصاری الساعدی رض وبسیدنا سعد بن عثمان الانصاری
الزرقی رض وبسیدنا سعد بن زید الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا سفیان بن بشر الانصاری رض وبسیدنا سالم بن عمیر العوفی رض وبسیدنا سلیم
بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا سلیم بن الحارث الانصاری رض وبسیدنا سلیم بن قیس بن فہد الانصاری رض وبسیدنا سلیم بن ملحان الانصاری رض
وبسیدنا سلمۃ بن سلامۃ الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا سلمۃ بن ثابت الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا سہیل بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا سہیل
بن بیضاء القرشی الفہری رض وبسیدنا سوید بن مخشی الطائی رض وبسیدنا سلیط بن عمرو العامری القرشی رض وبسیدنا سلیط بن قیس الانصاری
النجاری رض وبسیدنا سراقۃ بن کعب الانصاری النجاری رض وبسیدنا سراقۃ بن عمرو الانصاری النجاری رض وبسیدنا سبیع بن حاطب الانصاری رض و
بسیدنا سواد بن غزیۃ الانصاری السلمی رض وبسیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی رض وبسیدنا شماس بن عثمان المخزومی رض وبسیدنا شجاع بن
وہب الاسدی حلیف عبد شمس رض وبسیدنا ہانی بن نیار الانصاری رض وبسیدنا ہمام بن الحارث رض وبسیدنا وہب بن ابی سرح الفہری القرشی رض وبسیدنا
ودیعۃ بن عمرو الانصاری رض وبسیدنا یزید بن الحارث الانصاری رض وبسیدنا یزید بن ثابت الانصاری رض وبسیدنا ابی ایوب الانصاری رض وبسیدنا
ابی الحمراء مولی آل عفراء رض وبسیدنا ابی الدحداح ثابت بن قیس الانصاری رض وبسیدنا ابی خزیمۃ بن اوس الانصاری رض وبسیدنا سلیم ابو کبشۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دوسی رض وبسیدنا ابی ملیل الصبغی رض وبسیدنا ابی المنذر بن یزید بن عامر الانصاری رض وبسیدنا ابی نملۃ الانصاری رض وبسیدنا ابی
عبیدۃ بن الجراح الفہری القرشی رض وبسیدنا ابی عبد الرحمن یزید بن ثعلبۃ الانصاری رض وبسیدنا ابی عیاش الحارثی الانصاری رض
وبسیدنا یزید بن الاخنس السلمی رض وبسیدنا ابی اسید الساعدی رض وبسیدنا ابی اسرائیل الانصاری رض وبسیدنا ابی الاعور
بن الحارث الانصاری النجاری رض وبسیدنا سعد بن سہیل الانصاری رض وبسیدنا سعد بن خولۃ من المہاجرین الاولین وبسیدنا
سعد بن خولہ ولی حاطب بن ابی بلتعۃ رض وبسیدنا سالم مولی ابی حذیفہ رض وبسیدنا سلمۃ بن حاطب الانصاری رض وبسیدنا
ابی مرثد الغنوی رض وبسیدنا ابی مسعود الانصاری رض وبسیدنا ابی نضالۃ الانصاری رض وبسیدنا عمار بن یاسر المہاجری رض وبسیدنا طلحہ بن عبید اللہ
القرشی رض وبسیدنا سماک بن سعد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اللہم لا تدع لنا ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا دینا الا قضیتہ ولا حاجۃ

من حوائج الدنیا والاخرۃ الا قضیتہا یا ارحم الراحمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد تشریف لانیکے مدینے مین سات دن رہے
پھر غزوہ بنی سلیم کو تشریف لیگئے مقام کدر مین پہونچکر تین دن ٹھہرے اور بغیر لڑے بھڑے لوٹ آئے روضۃ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ ایک جماعت بنی سلیم اور غطفان کے موضع قرقرۃ الکدر مین مجتمع ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک نشان بناکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا اور عبد اللہ بن ام مکتوم رض کو مدینۂ طیبہ مین خلیفہ کیا اور دو سو آدمی ہمراہ لیکر آپ
اوسطرف کو متوجہ ہوے جب وہان پہونچے کسیکو وہان نہ پایا چند لوگون کو اعلای وادی کی طرف بھیجا کہ احتیاط کرین مبادا کوئی ہو دے
اور آپ بطن وادی مین روانہ ہوے کئی چرواہون کو دیکھا اونمین ایک غلام تھا یسار نام آپنے اوس سے پوچھا کہ بنی سلیم اور غطفان
کے لوگ کہان ہین اوسنے کہا کہ مین نہین جانتا پھر اونکے اونٹونکو چرواہون سمیت لیکر طرف مدینے کے متوجہ ہوئے موضع صرار
مین پہونچکر کہ مدینے سے تین میل ہے فرمایا کہ خمس غنیمت نکالکر باقی کو صحابہ پر تقسیم کردو پھر وہ تقسیم کیا ایک ایک آدمی کو دو دو اونٹ
پہونچے اور وہ سب پانسو اونٹ تھے اور وہ غلام یسار نام حضرت کے حصے مین آیا آپ نے اوسکو آزاد کیا اسلیے کہ نمازی تھا اس
سفر کی مدت پندرہ دن کی تھی اور بعض اہل سیر کے نزدیک یہ غزوہ ہجرت کے تیسرے سال مین واقع ہوا واللہ اعلم اوراسی سال مین عصما
بنت مروان کہ آنحضرت کو ایذا دیتے تھے اور مسلمانون کی ہجو کرتے تھے مارے گئے روضۃ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عمرو بن عدی بن خرشہ کو بھیجا کہ عصما بنت مروان یہودیہ کو قتل کرے وہ بموجب فرمان واجب الاذعان آپکے رات کو
اوسکے گھر مین گیا اوسکے گرد لڑکے پلے تھے ایک اونمین سے دودھ پیتا تھا اوسکو اوس سے دور کیا اور تلوار اوسکے سینے پر پھر گئی
پیٹھ سے نکل گئی اور وہ مار کر رات ہی کو مدینے مین لوٹ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر کی جماعت سے پڑھی
اور آپکو اوسکے قتل کی خبر دی آپنے فرمایا لا ینتطح فیہا عنزان ای لا یعارض فیہا معارض ولا یسئل عنہا فانہا ھدر یعنی نہ معارضہ کریگا کوئی
معارضہ کرنیوالا اوسکے مارے جانے سے اور نہ سوال کیا جائیگا اوس سے یعنی دن قیامت کے پس تحقیق وہ خون باطل ہے اور یہ کلام فرد
موجز بلیغ ہے ایسا کہ نہ سبقت کی کسینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسمین کذا فی المواہب اللدنیۃ اور اسی سال مین ہفتے کے روز نصف
شوال کو غزوہ بنی قینقاع کو کہ قبیلہ یہود کا نام ہے تشریف لیگئے اور پندرہ دن تک محاصرہ کر کے سفارش سے عبد اللہ بن ابی منافق
کے قتل سے چھوڑ دیا اور جلاوطن کردیا فائدہ اور مال و ہتھیار اونکے غنیمت مسلمانونکی ہوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے تین کمانین اونمین سے اپنے لیے اختیار فرمائین ایک کو کتوم کہتے ہین وہ جنگ احد مین ٹوٹی اور دوسریکو روحا اور تیسرے کو بیضا
کہتے تھے اور دو زرہین ایک کو صغدیہ اور دوسریکو فضہ کہتے تھے اور تین تلوارین پسند کین ایک کو قلعی اور دوسرے کو بتار
اور تیسرے کو حتف کہتے تھے اور تین نیزے اپنے لیے اختیار کئے اور فرمایا کو خمس اوس مال مین سے جدا کیا اور وہ اول خمس تھا کہ آپنے خود
اوسے جدا کر دیا اور ایک زرہ محمد بن مسلمہ کو اور دوسرے سعد بن معاذ کو عطا فرمائی اوسکو سحل کہتے تھے اور باقی اسباب کو صحابہ پر تقسیم کر دیا
ہذا ملخص روضۃ الاحباب اسی سال مین نماز عید الضحی کے پڑھی اور قربانی کی اور اسی سال مین امیہ بن ابی الصلت شاعر کہ جاہلیت مین خیال
تدین لغو توحید کا رکھتا تھا اور کتب متقدمہ پڑھی تھین اور دین نصارا مین گیا تھا اور بت پوجنے سے احتراز کیا تھا مر گیا اور اوسنے علماء

اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان کی سنکر منتظر ظہور اوس نور کا تھا اور بسبب معلوم کرنے فضائل کے اپنی نعوات مین آرزو رسالت اور نبوت
کی رکھتا تھا جب خبر ظاہر ہوئی نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنی بسبب حسد اور رشک کے اور سابقہ شقاوت ازلی کے
گرفتار کفران اور بدبختی کا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے شعر سنکر متضمن علم اور حکمت کے تھے فرمایا امن لسانہ
وکفر قلبہ اور ایک روایت مین امن شعرہ وکفر قلبہ واقع ہی واللہ الہادی والمضل واعوذ باللہ من الضلال

وقایع سال تیسرے کے اس سال مین پانچوین تاریخ ذی الحجہ کو غزوہ سویق تھی کہ ابوسفیان نے بعد لڑائی بدر کے قسم
کھائی تھی اور اپنے پر تیل لگانا اور جنابت کا نہانا احرام کرلیا تھا کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کے
مقتولونکا بدلہ نہ لونگا نہ بیٹھونگا پھر دو سو سوار ہمراہ لیکر مدینے سے تین کوس کے فاصلے پر آیا ایک انصاری کو جو کنارے پر
رہتا تھا مارا اور چند گھر ونکو جو اوس حوالی مین تھے خراب کرکے بھاگا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سو آدمی لیکر اوسکے
پیچھے تشریف لیگئے وہ اور اوسکا لشکر نہایت خوف سے ستو کے گونون کو کہ اپنے ساتھ زاد راہ لائے تھے راہ مین ڈالتی ہوئی بھاگ گئی
اور ہمراہی آپکے اونکو غنیمت کرتے جاتے تھے اسلیے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق رکھا بعد پانچ دن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینے کو تشریف لائے اور باقی ذی الحجہ وہین رہکر پھر غزوہ نجد کو تشریف لیگئے صفر کے آخر مہینے تک مین ہے اور بے محاربہ اور
مقاتلہ کے لوٹ آئے فائدہ اوس غزوہ کو غزوہ غطفان اور غزوہ ذی امر اور غزوہ انمار بھی کہتے ہین اور سبب اسکا یہ تھا
کہ ایک جماعت بنی ثعلبہ اور محارب سے موضع ذی امر مین کہ مواضع نجد سے ہی جمع ہوئی تھی اور ارادہ مدینہ کے گرد سے کچھ لوٹنے کا
رکھتے تھے اور سردار انکا دعثور نام تھا آپ یہ خبر سنکر مدینہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کرکے چار سو پچاس آدمی ہمراہ لیکر
اوس طرف تشریف لیگئے آپکی خبر سنکر وہ پہاڑ کے اوپر جا بیٹھے ایک دن آپکے لشکر پر مینہ برسا آپنے اپنے کپڑے ایک درخت پر خشک
ہونیکو ڈالی تھی اور آپ تنہا اوسکے سایہ مین بطریق آرام کے تکیہ فرمائے تھے ایک اعرابی نے انمین سے دیکھکر اپنے سردار دعثور سے کہا
کہ محمد اکیلا اوس درخت کے نیچے تکیہ کیے ہوئے ہی ہو سکتا ہی کہ اوسپر تو غلبہ پاوے وہ تلوار لیکر آپکے سرہانے آیا اور کہا من یمنعک
الیوم منی یعنی کون بچاوے گا تجکو آج کے دن مجھسے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی اسحال حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوسکے ایک مکا
سینے پر ایسا مارا کہ وہ چت گر پڑا اور تلوار اوسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی آپ وہ تلوار لیکر اوسکے سر پر جا کھڑے ہوے اور فرمایا کہ من
یمنعک منی اوسنے کہا کوئی نہین اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ اور کہا قسم اللہ کی اب کبھی تمسے
لڑنے کو آدمی نہ جمع کرونگا آپنے اوسکی تلوار اوسکو دیدی اوسنے کہا واللہ لانت خیر منی یعنی قسم ہی اللہ کی تو بہتر ہی مجھسے پھر جب
پلٹ کر وہ اپنی قوم کے پاس گیا انھون نے کہا کہ تجکو کیا ہوا تھا کہ تو اوسکے سرہانے گیا ننگی تلوار لیکر اور کوئی تجکو مانع نہین تھا
اور کچھ کام نکیا تو نے اوسنے کہا کہ ایک شخص نیک لمبے سفید پوش بلند قد اوسنے میرے سینے پر ایسا مکا مارا کہ مین گر پڑا مین نے جانا
کہ وہ فرشتہ تھا اور محمد رسول خدا کا ہی اور اونکو بھی ترغیب اسلام کی دلائی اور آیت یا ایہا الذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ہم قوم
ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم یعنی ای ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا جب ارادہ کیا ایک قوم نے یہ کہ دراز کرنا

طرف نہارے ہاتھ اپنے تو رہے کہ اللہ نے ہاتھ اونکے تم سے۔ باب مین نازل ہوئے پھر آپ مدینے کو تشریف لائے کذا فی روضۃ الاحباب پھر ربیع الاول کے مہینے مین قریش کی طلب کو طرف نجران کے تشریف لیگئے اور ربیع الآخر اور جمادی الاول وہین رہے اور بغیر واقع ہونے کسی واقعہ کے مدینے کو پھر تشریف لائے بعد ازین ماہ شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو قردہ پر بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ اوسمین ابوسفیان تھا لوٹ کر بہت سی چاندی غنیمت لائے اور اسی سال محمد بن سلمہ نے چار آدمی اور لیکر کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا کہ وہ اکثر مسلمانون کی ہجو کرتا تھا اور مقتولان مشرکان بدر پر روتا تھا اور مشرکونکو لڑائی پر مسلمانون کے برانگیختہ کرتا تھا اور ایسے ہی ابورافع تاجر حجازی بھی مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور مفصل حال اسکا بیان سرایا مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح ساتھ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے جو بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین ہوا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ماہ شعبان مین نکاح کیا اور پہلے اس سے خنیس بن حذافہ بدری کے نکاح مین تھین اور خنیس مدینے مین فوت ہوئے اور ماہ رمضان مین ساتھ زینب بنت خزیمہ کے کہ اونکو ام المساکین بھی کہتے ہین بسبب زیادہ کھانا کھلانے مسکینون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور اونھون نے بعد اٹھارہ دنکے اور ایک قول سے بعد دو مہینے کے اور ایک روایت سے بعد تین مہینے کے وفات پائی اور اسی سال مین حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آدھے رمضان مین تولد ہوئے اور حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما چوتھے سال ہجرت کی شعبان کی چوتھی یا پانچوین تاریخ کو تولد ہوئے اور مفصل تفصیل سے یہ حالات اپنے اپنے محل مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالی اور اسی تیسرے سال مین چوتھی تاریخ ماہ شوال کے اور ہوا لدنیہ مین ہے کہ ہفتہ کے روز اکیسوین تاریخ اور ساتوین تاریخ بھی ایک قول مین ہے اور نصف مہینا بھی آیا ہے غزوہ احد واقع ہوئی اور مجملاً حال اسکا یون ہے کہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ جب بدر کی لڑائی ہو چکی تو ایک جماعت نے قریش مین جنکے خویش و اقارب بدر مین مارے گئے تھے جیسے عبد اللہ بن الربیع اور عکرمہ بن ابو جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ سوار نے اشراف قریش کے ابوسفیان سے کہا کہ آیا تجھکو معلوم ہے کہ قریش تیرے لیے اور جو سوداگر تیرے ہمراہ تھے اونکے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے اور پھر جو کچھ اونکو پیش آیا وہ سبکو معلوم ہے پھر اگر ہم اب اسکا بدلا اونسے نہ لین تو چاہیے کہ آپکو زندہ در گور کرین ابوسفیان سے مشورہ پوچھا اونھون نے کہا کہ تو اور تیرے سوداگر ساتھ تھے سب ملکر مال سے ہماری مدد کرو اور جتنے قبائل مکے کے نواح مین ہین سب سے مدد مانگو کہ موجب شوکت کا ہو اور سب عورتون کو بھی اپنے ساتھ لیلو کہ یا تو سب کے سب مر جاینگے یا اپنا بدلا اونسے لینگے ابوسفیان نے یہ بات پسند کی اور اپنے ہمراہیونکو بلاکر اونکے مال کی توزیع کی توزیع کہتے ہین بخشنے ایک چیز کو درمیان گروہ کے اور پراگندہ کرنے اوسکے کو غرض کہ اس حیلے سے مال بہت سا اونکے پاس جمع ہوا اونھین مال دینے والونکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین کفروا ینفقون اموالہم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونہا ثم تکون علیہم حسرۃ ثم یغلبون الخ یعنی تحقیق جو لوگ کافر خرچ کرتے ہین مال اپنے تاکہ روکین وہ اللہ تعالی کی راہ سے سو اب خرچ کرینگے وہ پھر ہوگا اونپر افسوس پھر مغلوب ہونگے وہ الخ پھر اوسی مال سے اونھین نے لڑائی کی تیاری کی اور مکے کی نواح کے قبائل سے مدد چاہی وہ سبکو خرچ دیکر مدینہ کو سب ملکر چلے سرداری اوس لشکر کی ابوسفیان کو تھی اور ابو عزہ شاعر کہ جو بدر مین قید ہوا تھا اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو چھوڑ دیا تھا اور دوستی سی اپنی ساتھ لیگئے یہ خبر لکھ بھیجی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کذا
فی المواہب اللدنیہ اور جبیر بن مطعم کہ قریش کے ایک سردار ونمیں سے تھا اوسکا چچا طعیمہ نام حضرت حمزہ کے ہاتھ سے بدر مین مارا گیا تھا اوسکا ایک
غلام وحشی نام حبشی تھا اور وہ حربہ یعنی برچھی خوب چلاتا تھا ایسا کہ اوسکے حربہ مین خطا نہوتی تھی جبیر بن مطعم نے کہا ای وحشی اگر تو محمد
کے چچا حمزہ کو قتل کرے تو مین تجکو آزاد کرون اور جو کچھ تو مانگے وہ سب دون وحشی اس ارادے سے حربہ لیکر لشکر کے ہمراہ ہوا جب
لشکر قریش مدینہ کے قریب پہونچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکھا کہ کئی گائین مسلمانونکی اچھی سبب مار ڈالے گئے ہین اور اونکی
تلوار مین آپنے کچھ رخنہ دیکھے اور آپکو دیکھا کہ ہاتھ زرہ مین مضبوط مارے ہوے ہین دوسرے دن لشکر قریش کے آنے کی خبر پہونچی کہ مدینے
کے قریب آیا ہی آپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مینے کل خواب دیکھا ہی اللہ تعالی خیر کرے پھر سب بیان کیا اور تعبیر اسکی
یون بیان فرمائی کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک جماعت میرے اصحاب اخیار سے شہید ہوگے اور مراد رخنہ تلوار سے یہ ہی کہ ایک شخص اخیار
اہل بیت میرے سے شہید ہوگا اور وہ زرہ کہ اوسمین ہاتھ مارے ہوے ہون قلعہ مدینے کا ہی آپ کی رای یہ ہی کہ اونکو نہ روکو آنے دو جو مدینے کے
دروازے پر ہمسے لڑینگے ہم بھی اونسے مقابلہ کرینگے بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس رائے کو پسند کیا اور بعض نے جو جنگ بدر مین حاضر
نتھے اور اللہ تعالی نے اونکی مقدر مین شہادت لکھی تھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ مصلحت نہین ہی کہ مدینے مین متحصن رہین بلکہ باہر نکلنا چاہیے تاکہ
کفار ہمکو کمزور نجانین حضرت کی مرضی باہر لڑنے کی نتھی جب آپنے دریافت کیا کہ اکثر صحابہ باہر لڑنے پر راضی ہین آپنے بھی ہتھیار باندھے
اور زرہ پہنی اور حجرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ
لڑائی پر مصمم ہی سبنے ہتھیار لگائے قریب ہزار سوار و پیادے کے تھے آپنے عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینے مین خلیفہ کیا اور روانہ ہوے کذا فی
سیرۃ النبی پھر جب جاتے جاتے قریب جبل احد کے پہونچے نماز فجر کا وقت ہوا آپنے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو واسطے اذان کے فرمایا اونھون نے
اذان کہی پھر اقامت کہی صفین سیدھی کین اور نماز جماعت سی پڑھی اور اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک زرہ پہنے تھے دوسری
زرہ اوسپر اور پہنی اور خود اپنے سر مبارک پر رکھا اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ بعد مسلح ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نادم ہوے وہ لوگ جو باہر
نکلنے پر حریص تھے اور کہا اونھون نے بیجا ہی تھا ہمارے لیے کہ مخالفت کی ہمنے امر تمھارے سے اب کرئے آپ جو کچھ کہ چاہیے فرمایا آپنے نہین لائق ہی
کسی نبی کو کہ جب وہ ہتھیار باندھ لے پھر اوسکو کھولے یہان تک کہ حکم کرے اللہ تعالی درمیان اوسکے اور اسکے دشمنونکے اور ایک روایت مین ہی کہ نہ کھولے
وہ اونکو یہان تک کہ مقابلہ کرے وہ اونسے و بنائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نشان ایک نشان اوسکا اسید بن حضیر کے ہاتھ مین تھا اور دوسرا
نشان مہاجرین کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ مین تھا اور کہا گیا ہی کہ مصعب بن عمیر کے ہاتھ مین تھا اور خزرج کا نشان حباب بن المنذر کے
ہاتھ مین تھا اور کہا گیا ہی سعد بن عبادہ کے ہاتھ مین اور مسلمانونکے لشکر مین سو زرہین تھین اور ہزار آدمی تھے اور ایک قول ہی نو سو بھی آدمی ہین
اور دو گھوڑے تھے ایک خاص حضرت کا اور دوسرا ابو بردہ کا اور مشرک تین ہزار تھے اور اونمین سے سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے تھے اور
تین ہزار اونٹ تھے اور پچیس عورتین تھین اور عبد اللہ ابن ابی بن سلول منافق وہانسے ساتھ اپنی گروہ کے کہ کم یا زیادہ تین سو آدمی تھی لوٹ کر مدینے
کو چلا آیا وہانسے یعنی احد سے اور کہا گیا ہی کہ تحقیق آپ ہی نے خود اونکو بسبب کفر اونکے کے حکم لوٹ جانے کا دیا تھا موضع شوط سے یا احد سے کذا فی المواہب اللدنیہ

والمواج پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ صفین درست کرین اور خود آپ بھی صفین سیدھی کرتے تھے اور اسطور پر کھڑے ہوئے کہ کوہ احد پیچھے اور
مدینہ آگے اور کوہ عینین بائین طرف واقع ہوا اور کوہ عینین مین ایک شگاف تھا اور محل خطر تھا کہ دشمن وہانسے گھات کر کے لشکر اسلام پر پیچھے سے
آپڑین اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پچاس تیرانداز لیکر وہانکی محافظت کرین اور فرمایا کہ تم
وہانسے ہرگز نہ ٹلنا خواہ ہم غالب ہون یا مغلوب اور عکاشہ بن محصن اسدی کو داہنی فوج پر اور ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو بائین فوج
پر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو مقدمہ پر اور مقداد بن عمرو کو ساقہ لشکر پر مقرر کیا ساقہ کہتے ہین پیچھی کی فوج کو
اور اوسطرف مشرکون نے بھی اپنی صفین مرتب کین خالد بن ولید کو داہنے پر اور عکرمہ بن ابی جہل کو بائین پر مقرر کیا اور ابوسفیان کو فوج
میانہ مین اور صفوان بن امیہ یا عمرو بن العاص کو امیر سوارون کا کیا اور اوپر رخنۂ کوہ کے کھڑا کیا اور عبداللہ بن ربیعہ کو سردار تیراندازونکا
مقرر کیا اور لشکر کفار مین سو تیرانداز تھے اور علمبردار کفار کا طلحہ بن ابی طلحہ تھا اور اوسکو کبش کتیبہ کہتے تھے آپ نے فرمایا کہ علمبردار مشرکون کا
کون ہے عرض کی کہ بنی عبدالدار آپ نے فرمایا نحن احق بالوفاء منہم اور پوچھا کہ مصعب بن عمیر کہان ہے وہ بولے حاضر ہون یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا خذ اللواء یعنی نشان اوٹھا اونھون نے نشان اوٹھایا اور آگے آپ کے رہے پھر اول لشکر کفار فجار سے ابوعامر ساتھ پچاس تیرانداز قوم
اپنی کے باہر نکلا اور آواز دی کہ مین ابوعامر ہون مسلمانون نے کہا لا مرحبا بک ولا اھلا یا فاسق پس مسلمانون کو تیر مارنے شروع کیے اور چند
غلام قریشی اور حبشی اوسکے ساتھ تھے وہ پتھر مارتے تھے مسلمانون نے بھی پتھر اور تیر مارنے شروع کیے یہان تک کہ ابوعامر اور اوسکے ہمراہی بھاگ گئے
اور عورتین لشکر کفار مین دف بجاتی تھین اور رجز گاتی تھین اور کفار کو لڑائی پر تیز کرتی تھین اون رجزونمین سے ایک شعر یہ ہے نحن بنات طارق

نمشی علی النمارق ٭ ان تقبلوا نعانق ٭ او تدبروا نفارق ٭ فراق غیر وامق ٭ پھر تیراندازون لشکر اسلام کے نے غلبہ کیا اور اتنے تیر مشرکونکے
سوارونپر مارے کہ جماعت ہوازن کی لشکر کفار سے پشت دی اور طلحہ بن ابی طلحہ جو علمبردار مشرکونکا تھا اپنی میدان مین ہوکر مبارز طلب کیا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے اوسکو سپر تلوار مارکر جہنم رسید کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوے اور تکبیر کہی بمتابعت آپ کے مسلمانون نے بھی آواز
بلند تکبیر کہی اور حملہ کر کے صفوف کفار کو مضطرب کیا بعد اوسکے عثمان بن ابی طلحہ علمبردار کفار کا ہوا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک
تلوار اوسکے دونون شانون مین مارے ایک ہاتھ شانہ سمیت کٹ گیا اور اوسکا پھیپڑا دکھنے لگا پھر حمزہ رضی اللہ عنہ اوسے مار کر لوٹے کہتے تھے
انا ابن ساقی الحجیج یعنی مین حاجیونکی پلانیوالے کا بیٹا ہون مراد عبدالمطلب تھی کہ سقایہ حرم کا اونکے حوالہ تھا پھر ابوسعید بن ابی طلحہ نے علم اوٹھایا
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اوسکو ایک تیر مارا اوسکے گلے پر لگا چنانچہ زبان اوسکی مانند کتے کے مونہہ سے باہر نکل پڑی بعد اوسکے
مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اوٹھایا عاصم بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ عنہ نے اوسکو تیر مارا وہ ہلاک ہوا پھر حارث بن ابی طلحہ نے علم اوٹھایا
اوسکو بھی عاصم نے زخم تیر سے فی النار والسقر کیا پھر کلاب بن طلحہ نے علم لیا اوسکو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا پھر جلاس بن طلحہ بچا اوسکی علمبردار ہوا
طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اوسکو قتل کیا بعد ازان ارطاۃ بن شرحبیل علمبردار ہوا اوسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مارا پھر شریح بن قارض علمبردار ہوا اور کوئی
کہتا ہے کہ نہین جانتا کہ اوسکو کسنے مارا بعد ازان ایک غلام صواب نام نے بنی عبدالدار سے علم اوٹھایا اوسکو قزمان نے مارا یہی قول صحیح ہے واقدی کہتے ہین
کہ قزمان منافقون سے تھا اور لشکر سے تخلف کر کے مدینہ مین رہ گیا تھا عورتون نے طعنہ دیا کہ تمام مرد لڑائی مین گئے اور تو عورتونکی مانند گھر مین بیٹھا ہے سنکر

اوسکو غیرت آئی اور تیار ہوکر طرف احد کے چلا اوس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفین برابر کرتے تھے لشکر اسلام مین جاکر شامل ہوا اور مقدم صف
مین جاکر کھڑا ہوا اور پہلے اوس کسی نے کہ تیر طرف اعدا کے چلایا وہی تھا اتنا لڑا کہ سات آدمی کو مشرکون سے مارا پھر جب بہت زخمی ہوا
قریب مرگ کے قتادہ بن نعمان اوسپر ہوکے گذرے اور کہا یا ابا غیلان خوشگوار ہو جیو تجھے شربت شہادت کا اوسنے کہا
مینے اسلیے جنگ و جدال نہین کیا بلکہ سبب اسکا یہ تھا کہ قریش میرے نخلستان کے پتون کو پامال نکرین اور چونکہ وہ بسبب
زخمون کے بہت تکلیف مین تھا آخر کو اپنی تلوار سے آپکو ہلاک کیا اور مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو یاد
کرتے فرماتے کہ قزمان اہل دوزخ سے ہے کذا فی روضۃ الاحباب ومعارج النبوۃ اور جب قوم علمبردار قریش کی تمام ہو چکی اور
بنی عبدالدار کوئی باقی نرہا کہ علمبرداری کرے تب رایت کفار ناہنجار نگونسار ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ بعد انکے عمرہ بنت
علقمہ حارثیہ علمدار کفار کے ہوئے اور اونپر ہزیمت پڑی اور اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ مین پکڑی اور
فرمایا کہ کون ہے کہ اس تلوار کو مجھ سے لے اور حق اسکا ادا کرے ایک جماعت نے یارون مین سے چاہا کہ ساتھ اوس کے قیام کرین
خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو تلوار عنایت کی ابودجانہ انصاری نے عرض کی کہ حق اسکا کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا
کہ حق اسکا یہی ہے کہ اسکو دشمنون پر چلاوے یہان تک کہ اونکو ہلاک کرے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین لیتا ہون پس آپنے وہ
تلوار اونکو حوالہ کی پھر ابودجانہ جس کفار کے غول پر حملہ کرتے بکھیر دیتے القصہ مسلمانون نے یکبارگی حملہ کیا اور تلوارین کفار پر مارنے
شروع کین یہان تک کہ اپنی جگہ سے اونکو ہٹا دیا پھر مسلمان اونکا تعاقب چھوڑکر لوٹ مین مصروف ہوئے خالد بن ولید نے ساتھ
ایک جماعت مشرکون کے چاہا کہ شگاف یعنی درہ کوہ عینین پیچھے سے لشکر اسلام پر آکر حملہ کرے تیر اندازکہ وہان متعین تھے اونکو
تیر مارکر ہٹا دیا چند نوبت اسیطرح سے کیا آخر کو وہ لوٹ کر گھات مین منتظر تھے مسلمان تیراندازون نے جب دیکھا کہ کفار کی شکست
ہوئی اور مسلمان لوٹنی مین پڑے ہین کہا یہان پر ٹھہرنا ہمارا کچھ وجہ نہین رکھتا عبداللہ بن جبیر کہ امیر اونکا تھا ہرچند نصیحت کی اور فرمانا
آنحضرت کا یاد دلایا مگر اونھون نے نمانا اور کہا یہ مراد حضرت کی نتھی جو تو کہتا ہے اور سب ہانسے چلے آئے مگر تھوڑے سے آدمی کہ دس سے کم تھے
جب خالد نے دیکھا کہ درہ عینین پر سوا چند آدمیونکے کوئی نہین ہین عکرمہ کو مع رفیقون اوسکے کے اپنے ساتھ ملا کر حملہ کرکے سبکو شہید کیا
اور مسلمانونکے پیچھے سے آکر صفونکو پھاڑا اور اندر گھسکر قتل کرنا شروع کیا اور اسی عرصہ مین ہوا مخالف یعنی باد دبور چلنے لگی اور پہلے
اس سے باد صبا چلتی تھی اور بسبب شامت نافرمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طمع مال دنیوی کے لشکر اسلام مین پریشانی واقع ہوئی صواب
مین ہے کہ یہ حدیث عایشہ رض کے نزدیک بخاری کے یہ ہے کہ جب کہ ہوا دن احد کا شکست کھائی مشرکون نے شکست ظاہر تب آواز دی
شیطان نے ای عباد اللہ اخراکم یعنی ای بندہ اللہ کے بچو اپنے پیچھے کی فوج سے یہ سنکر مغالطہ کھایا مسلمانون نے اور لوٹی اگلی فوج مسلمانون کی اور
مقاتلہ کرنے لگی ساتھ پچھلی فوج اپنی کے پس دیکھا حذیفہ نے اور پڑی نظر اوسکی باپ یمان پر کہ مسلمان ان کی ہوئے ہین اوسکے تو چلایا حذیفہ اور کہا
ای بندگان خدا یہ میرا باپ ہے سو نہ مارو اوسکو پر وہ نرہے اور قتل کیا اوسکو اور شیطان نے بصورت جعال بن سراقہ کے ہوکر آواز دی الا ان محمدا صلعم قد قتل مسلمانو تم کو
اس آواز سے شدت پریشانی پیدا ہوئی اور آپس مین مقاتلہ کرنے لگے مسلمانون نے جعال بن سراقہ پر حملہ کرکے چاہا کہ اوسکو قتل کرین اسواسطے کہ شیطان نے اوسکی آواز

آواز دی تھی خوات بن جبیر اور ابو بردہ رض نے گواہی دی کہ وہ ہمارے پاس کھڑا تھا جب وہ آواز ہمنے اوسکی غیر سے سنی اور مصعب بن عمیر علمدار رسول خدا کے تھے شہید ہوئے اللہ تعالی نے ایک فرشتہ بھیجا کہ اونکی شکل ہوکر بجای اونکے علمدار ہوا آخر دن مین جب لڑائی سے فارغ ہوئے ابو الروم مصعب کے بھائی نے مبادرت کر کے وہ نیزہ اوس سے لیا اور ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے تک آگے آگے لائے اور چونکہ لشکر اسلام سے بہت آدمی شہید ہوے اکثر مسلمانون نے فرار کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ثابت قدم تھے اور اپنی کمانسے تیر چلاتی تھی حتی صادرت شظانا یہانتک کہ ہوگئی کمزور اور پتھر بھی مارتی تھی اور فرشتے اوسدن حاضر تھے لیکن جنگ عموماً نہین کرتے تھے حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام بصورت دو آدمیونکی سفید کپڑے پہنے ہوئے داہنے بائین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی آپکی محافظت کرتے تھے اور کفار سے بھی جدال و قتال کرتے تھے اور چودہ صحابی اور سات مہاجرین اور سات انصار پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھے مہاجرین سے ابو بکر صدیق اور علی مرتضی اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ اور ابو عبیدہ بن الجراح اور زبیر بن العوام اور انصار سے حباب بن المنذر اور ابو دجانہ اور عاصم بن ثابت اور سہل بن حنیف اور اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ اور حارث بن الصمہ اور کہتے ہین کہ محمد بن مسلمہ رض بھی اونمین سے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین آٹھ نے اونمین سے اوسیدن بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مرنے کے لیئے تین مہاجرین اور پانچ انصار سے یعنی جبتک نہ مرین موہنہ لڑائی سے نہ پھیرینگے اور اللہ کی عنایت سے یہ آٹھون اوسدن مصئون اور محفوظ رہے وہ یہ ہین علی طلحہ زبیر ابو دجانہ حارث حباب عاصم سہل اور تیس آدمی آگے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑتے تھے اور کہتے تھے وجہی دون وجہك ونفسی دون نفسك وعليك السلام غير مودع یعنی ذات میری وقت ذات آپکی ہی اور جان میری اوٹ جان آپ کی ہی اور اوپر آپ کے سلام درانحالیکہ نہین یہ سلام رخصت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب کفار نے مسلمانون پر غلبہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر میری سے غائب ہوئے مینے شہیدون مین تلاش کیا نہ پایا اپنے جی مین کہا کہ وہ اس قبیل سے نہین ہین کہ لڑائی سے بھاگ جاوین اور شہیدون مین بھی نہین ہین گمان میرا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ہمپر غصہ کیا بواسطے ہمارے اعمال کے اور اپنے رسول کو آسمان پر اوٹھا لیا اب اس سے بہتر نہین کہ مقابلہ کرون یہان تک کہ مارا جاؤن تلوار نکالکر کفار پر حملہ کیا یہان تک کہ وہ سب آپس مین سے ہٹ گئے ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان مین سلامت پایا اور جانا مینے کہ اللہ تعالی نے اپنے فرشتون سے اپنے حبیب کی حافظت کی اور جب مسلمان منہزم ہوئے اور آپکو تنہا چھوڑا آپ غصہ مین ہوے اوسحال مین نظر کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ برابر کھڑے ہین فرمایا ای علی کیا ہوا کہ تو اپنے بھائیونکے شریک نہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو ساتھ تمھارے اقتدا ہی نہ بھیون کے اس حال مین ایک جماعت کفار سے آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپنے فرمایا ای علی اس جماعت کو روک حضرت علی کرم اللہ وجہہ متوجہ طرف اوس قوم کے ہوئے اور مارا اور سبکو متفرق کر دیا اور بعضون کو جہنم رسید کیا پھر دوسری ایک جماعت اور ظاہر ہوئی آپ نے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اشارہ کیا اونھون نے اوس جماعت کی بھی مہم سر کی کذا فی المعارج وروضۃ الاحباب اور معارج النبوت مین ہی کہ جس بار علی رض نے مشرکون سے مقابلہ کیا

اوس بار اوٹھا نا اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما آپکے سر مبارک پر ننگی تلوار لیکر محافظت کو کھڑے ہوتے تھے اور شرط حفاظت اور نگہبانی کی بجالاتے تھے جب اسطور جوانمردی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ کمال جوانمردی اور دلیری ہے جو علی رضی اللہ عنہ آپکی خدمت مین بجالاتے ہین اوسوقت آپنے فرمایا انہ منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی وانا منکما یعنی اور مین تم دونون سے ہون اور اوسیروز عبد اللہ بن شہاب اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن قمیہ اور ابی بن خلف ملے اور ایکروایت سے عبد اللہ بن حمید اسدی ان سبھی قصد قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اونمین سے ابن قمیہ بدبخت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر مارے کہ رخسار پر انوار آپکے زخمی اور خون آلودہ ہوئے اور حلقے خود کے آپکے سر مبارک مین گھس گئے اور پیشانی نورانی آپکی مجروح ہوئی اور خون بہکر ریش مبارک تک آیا آپ اپنی چادر مبارک سے اوسے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر فلاح پاویگی وہ قوم کہ ساتھ اپنے پیغمبر کے ایسا معاملہ کرے اور حالانکہ وہ اونکو خدا کیطرف بلاتا ہو پھر فرمایا اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون یعنی اے اللہ ہدایت کر قوم میری کو کہ تحقیق وہ نہین جانتے ہین اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر مارا لب زیرین آپکا زخمی ہوا اور دندان رباعی نیچے کا سیدھی جانب سے شہید ہوا محمد بن یوسف فریابی کہتے ہین مینے دیکھا کہ جنھون نے دندان مبارک آپکے توڑے اولاد اونکی جسقدر پیدا ہوئی دانت اگلے اونکے نہین نکلے سیرگازرونی او عبد اللہ بن شہاب نے آپکی کہنی پر پتھر مارا اور مجروح کی اور اوس روز ستر وار تلوار کی کفار ناہنجار نے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر چلائی اللہ تعالی نے سب سے آپکو محفوظ رکھا اور احتمال ہے کہ مراد ستر سے عدد حقیقی ہون یا مبالغہ بیچ کثرت کے اور ابن قمیہ یا عتبہ بن ابی وقاص نے تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائی اور پاس ہی ایک گڑھا تھا اون گڑھون مین سے کہ کھود ا تھا اونکو ابو عامر راہب نے واسطے گھات لگانے کے اوپر مسلمانون کے اور چونکہ دو زرہین اوس روز آپ پہنے تھے اس بوجھ سے اور ساوس ملعون کی تلوار کے صدمہ سے آپ اوس گڑھے مین جا پڑے چنانچہ لوگون کی نظر سے پوشیدہ ہوئے اور زانو آپکے چھل گئے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے گڑھے مین اتر کر آپکو بغل مین لیا اور زمین سے اوٹھا کر ساتھ معاونت علی کرم اللہ وجہہ کے باہر نکالا چونکہ اوسدن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مردانگی اور خدمت شایستہ ظہور مین آئی آپنے اونکے حق مین ارشاد کیا من احب ان ینظر الی رجل یمشی فی الدنیا وھو من اھل الجنۃ فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ یعنی جو شخص کہ دوست رکھے اسکو کہ دیکھے اوس آدمی کو کہ چلتا ہو دنیا مین اور وہ ہو اہل جنت سے سو چاہیے کہ دیکھے طرف طلحہ بن عبید اللہ کے اور وقت گر جانے آپکے اوس گڑھے مین اوس ملعون نے آواز ماری کہ مینے محمد کو مارا اور کہتے ہین کہ شیطان نے آوازہ قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس سے لیکر اطراف لشکر مین مشتہر کیا اور مدینہ طیبہ مین جاکر پکارا اور ایک جماعت بھاگے ہوؤنکی مدینہ مین گئی اور وہ خبر ناخوش پہونچائی چنانچہ اہالی مدینہ نے زن اور مرد نے اونکو سرزنش کی اور کہا کیا بھاگتے ہو تم رسول اللہ سے پھر اوسوقت بعضے مردان مدینہ احد پہونچے اور مقاتلہ کیا اور جو وہ عورتین اہل بیت وغیرہ سے متفق ہوکے مدینہ سے نکلین اور دوڑتی ہوئین جنگ گاہ مین پہونچین ازانجملہ حضرت فاطمہ زہرا رضی تعیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون پانچون کے حق مین بددعا کی کہ یہ سال اونپر آخر نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا ہا چنانچہ عبد اللہ بن حمید اسدی نے جب دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے بقصد قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑا اپنا دوڑاتا آتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد کو

مجھے بتاؤ کہ اوسکو مارون یا مارا جاؤن ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اوسکا راستہ روکا ایک وار تلوار کا مار کر اوسکو فی النار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم ارض عن ابی خرشۃ کما انا عنہ راض یعنی اے اللہ راضی ہوا ابی خرشہ سے جیسا کہ مین اوس سے راضی ہون اور ابن قمیہ علیہ اللعنہ بعد لوٹنے کفار فجار کے طرف مکے کے ایک دن ایک پہاڑ پر سوتا تھا حکم آلہی سے ایک مینڈھے نے آکر اوسکے پیٹ مین ٹکر ماری کہ سینگ اوسکے حلق سے نکل آئے اور وہ ہلاک ہو گیا اور ابی ابن خلف گھوڑے پر سوار بارادہ قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور ہزلیات بکنے لگا آپنے زبیر رضی اللہ عنہ سے حربہ لیکر اوسپر مارا اور وہ بدبخت اپنے گھوڑے کو دوڑا کر اپنی قوم مین گیا اور چیخ مارنے لگا اوسکی قوم نے کہا کہ یہ زخم تیرا ایک چرکا سا ہے اسپر اسقدر تو چیختا ہے اوسنے کہا تم جانتے ہو کہ یہ زخم کسکے ہاتھ سے لگا ہے قسم ہے لات اور عزیٰ کی یہ زخم جو مین اکیلا رکھتا ہون اگر تمام اہل ذی المجاز کو پہنچتا تو سب ایکبارگی ہلاک ہو جاتے پس مین اس زخم سے زندہ نہ بچونگا کیونکہ محمد نے کہا تھا کہ قاتل تیرا مین ہونگا وہ اگر مجھپر تھوک بھی دیتا تو مجھکو ہلاک کرتا پس وہ کافر وقت لوٹنے کے احد سے واصل جہنم ہوا اور بعض انہین سے اسی لڑائی مین ... گئے غرض کہ یہ سال تمام اونپر گذرنے نپایا کہ وہ سب واصل جہنم ہوئے اور قصہ شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مجملا اس طرحسے ہے کہ وحشی واسطے انتقام طعیمہ بن عدی کے طرف احد کے بقصد قتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جاتا تھا ہند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان والدہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے راہ مین وحشی سے ملاقات کرتے اور اوسکو برانگیختہ کرتے قتل پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلیے کہ اوسکے باپ عتبہ کو اونھون نے روز بدر کے مارا تھا وحشی کہتا ہے کہ اتفاقاً مینے میدان جنگ مین حمزہ کو دیکھا کہ مانند شیر مست کے درمیان قوم کے آکر صفوف لشکر قریش کو درہم برہم کرتے تھے ناگاہ سباع بن عبد العزیٰ خزاعی صف کفار سے باہر آیا اور مبارز طلب کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج سعادت موج سی باہر آئے اور کہا اے بیٹی ام انمار کی کہ قطعہ کرنیوالی بظور کی ہے تو لڑتا ہے اللہ اور رسول سے پھر اوسدم سباع کو مارا اور مین پیچھے ایک پتھر کے چھپا ہوا تھا جب حمزہ میرے پاس آئے غافلاً مینے اپنے حربہ یعنی برچھی کو اونکی طرف چلایا اور اونکی عانہ پر لگا اور پار نکلا اونھون نے مجھپر حملہ کیا مین بھاگا وہ راہ مین گرے اور ایک جماعت اونکے یارونمین سے اونکے پاس آئی اور پکارا کہ اے ابو عمارہ اونھون نے جواب ندیا مینے جانا کہ آخر ہوئی مینے صبر کیا یہانتک کہ لوگ اونکے پاس سے ہٹ گئے پھر گیا مین اور اپنا حربہ اوٹھایا اور اونکا پیٹ چاک کیا اور کلیجا اونکا نکالکر ہند کو جا دیا اوسنے اوسکو چابکر پھینک دیا اور مقتل حمزہ کا تلاش کر کے وہان گئے اور اونکو مثلہ کیا مثلہ ناک کان وغیرہ کٹے ہوئے کو کہتے ہین اور حنظلہ رضی اللہ عنہ مدینے مین تھے اور اوسی روز اونکی شادی ہوئی تھی اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تھے پھر صبح کو غسل جنابت کرتے تھے اونھنے ایکطرف کے سر کو دھوتے تھے کہ ناگاہ سنا کہ مسلمانونکی شکست ہوئی اوسی حالت مین طرف احد کے آئے اور لڑے اور بہت کفار فجار کو مار کر جہنم رسید کیا پھر آپ شہید ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا کہ ملائکہ غسل دیتے ہین اسلیے اونکو غسیل الملائکہ کہتے ہین مواہب لدنیہ اور مدارج مین ہے کہ یہین سے بعضے فقہا مثل امام ابو حنیفہ وغیرہم نے استنباط کیا ہے کہ شہید اگر جنب ہو تو نہلایا جاوے انتہی اور جماعت تیراندازون کفار کی مقابلہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور فرمایا یا سعد ارم فداک ابی وامی یعنی اے سعد تیر چلا فدا ہون تجھپر میرے والدین اور اسیطرح سے

طلحہ رضی اللہ عنہ سے دلاوری ظاہر ہوئی کہ جب ایک کافر نے تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چلایا اور تیر اوسکا خطا
نہین کرتا تھا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھہ کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سپر کیا وہ تیر اونکی چھوٹی انگلی
مین لگا وہ انگلی اونکی بیکار ہوئی حضرت ابو بکر رضہ روایت کرتے ہین کہ جب چہرہ سعادت بہرہ آپکا مجروح ہوا اور حلقہ
خود کے سر یا رخسارہ مبارک مین گھس گئے مین جلدی سے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے لگا مینے دیکھا کہ
ایک مرد دوسری طرف سے بہت تیز آتا ہے گویا کہ اوڑتا ہے مینے اپنے دلمین کہا خدایا یہ طلحہ ہو تو ملکر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ملازمت مین حاضر ہون جو نزدیک آیا تو ابو عبیدہ تھا پس مبادرت کی اور کہا اے ابو بکر قسم دیتا ہون
تجھے اللہ کی کہ واسطے تاکہ مین حلقے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے نکالون کہا مینے اچھا نکال ابو عبیدہ بن الجراح
نے اپنے دانت سے پکڑکر ایک حلقہ کھینچ لیا اور دانت بھی اونکا گر پڑا اور دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑکر نکالا
وہ بھی دانت گر پڑا اسلیے اونکو اہتم کہتے تھے عرب مین جسکے دانت اگلے ٹوٹے ہون اوسکو اہتم کہتے ہین ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کہتے ہین جب حلقے آپکے چہرے سے نکال لیے خون بہنے لگا میرا باپ مالک بن سنان اپنے موُنھہ کو زخمون پر
رکھکر چوستا تھا اور خون کو نگلتا تھا سو لوگون نے اسمین کلام کیا آپنے فرمایا کہ جو کوئی دوست رکھے اوسکو کہ دیکھے
طرف اوس شخص کے کہ ملا ہوا ہو خون اوسکا ساتھہ خون میرے کے سو چاہیے کہ دیکھے طرف مالک بن سنان کے اور
جس کسیکے خون مین مس کیا ہو خون میرا نہ مس کریگی اوسکو آگ دوزخ کی پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس
گڑھے سے باہر تشریف لائے سب نے جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین پھر اکثر لوگ جمع ہوئے پھر آپ
مع جماعت صحابہ کے متوجہ شعب احد کے ہوئے پس ہندہ وغیرہ زنان قریش نے میدان خالی پاکر شہیدونکے ناک
کان کاٹے اور ڈورے مین پروکر ہار اور کنٹھین بنائین اور شکم چیرکر جگر نکالا لیکن حنظلہ کو مثلہ نکیا اسلیے کہ وہ بیٹا ابو عامر
راہب کا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کے نیچے پہنچے ابو سفیان نے ساتھہ جماعت قریش کے دوسری طرف سے چاہا
کہ پہاڑ پر جاوے اور مسلمانون کو انکو چھوٹے آپنے دعا کی کہ بار خدایا انکو قدرت نہ دے کہ ہمپر مستعلے یعنی بلندی پکڑنیوالے
ہون اللہ تعالی نے اونکے دلمین خوف ڈالا کہ وہ اپنی جگہ سے آگے نہ جاسکے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت
عمر ابن خطاب رضہ نے ساتھہ ایکجماعت کے صحابہ سے سر راہ اونکا روکا اور اونکے ساتھہ لڑے یہانتک کہ اونکو ہٹا دیا
اور اوس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی بیٹھکر پڑہی بسبب نہایت ضعف کے پھر چاہا کہ پہاڑ پر تشریف
لیجاوین ایک بڑا پتھر آگے آیا آپ اوسپر بسبب ضعف کے نہ چڑھ سکے طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا قدم مبارک اونکے کندھے پر رکھکر چڑھ گئے اور فرمایا اوجب طلحہ یعنی واجب کرلی طلحہ نے اپنے اوپر جنت پھر
ابو سفیان نے جب ارادہ لوٹنے کا کیا چاہا کہ دریافت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین یا نہین آگے
آیا اور تین بار کہا اَفِی القوم محمد کیا ہے بیچ قوم کے محمد آپنے فرمایا کہ جواب اوسکو نہ دو پھر تین بار کہا اَفی القوم

ابن ابی قحافه کیا ہی یعنی قوم کے ابو قحافه یعنی ابو بکر پھر آپنے فرمایا که جواب اسکو ندو اونسے جب کچھه جواب نه پایا اپنے لوگون سے کہا که یہ سب مر گئے ہین اگر زنده ہوتے تو جواب دیتے عمر رضی الله عنه نے بیطاقت ہو کر جواب دیا که اے دشمن خدا جھوٹھه کہا تو نے الله تعالیٰ نے تیری لیے سبکو زنده رکھا ہی پھر ابو سفیان اپنے بتونکی ستایش کرنے لگا اور کہا اعل هبل یعنی بلندی پکڑے ہبل ہبل نام ایک بت کا ہے آپنے فرمایا اب جواب اسکو دو که الله اعلیٰ و اجل ابو سفیان نے کہا العزی لنا ولا عزی لکم آپنے فرمایا کہو که الله مولانا ولا مولیٰ لکم ابو سفیان نے کہا آجکا دن برابر بدر کے واقع ہوا اور مردون مین مثله کیے ہوئے پاؤ گے مینے ساتھه اس امر کے حکم نہین کیا ہے مگر مجھے برا بھی نہین لگا عمر رضی الله عنه نے کہا وه دن اور آجکا دن برابر نہین ہے اسلیے که ہمارے مردے جنت مین اور تمھارے دوزخ مین ابو سفیان نے کہا وعده ہمارے اور تمھارے درمیان ایکسال ہے اور موضع بدر مقرر ہی آپنے فرمایا که کہدو که اسی پر قایم رہو پھر مشرکین بیدین خائف و خاسر ہو کر مکے کو پھرے خاطر اشرف مین پیغمبر صلی الله علیه وسلم اور صحابه رضی الله عنہم کے دغدغه ہوا که مبادا قصد مدینے کا کرین اور غارت و تاراج وقوع مین آوے اسلیے علی کرم الله وجہه کو فرمایا که مخالفین کے پیچھے جا کر تحقیق اس امر کی کرین پھر حضرت علی رضی الله عنه بموجب فرمان واجب الاذعان آپکی خبر لائے که مشرکین بیدین مکے کو گئے اور نماز پڑھی آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے شہیدان احد پر پہلے حضرت حمزه رضی الله عنه پر پڑھی بعد اسکے جسکا جنازه لاتے تھے آگے جنازے حضرت حمزه رضی الله عنه کے رکھتے تھے اور نماز پڑھتے تھے یہان تک که ستر نمازین حمزه رضی الله عنه پر پڑھی گئین یہی روایت تمسک مرجح ہے نزدیک امام ابی حنیفه رحمه الله تعالیٰ کے بخلاف روایت امام شافعی رحمة الله تعالیٰ کے وه کہتے ہین که شہید پر نماز پڑھنا نچاہئے اسلیے که صحیح اونکے نزدیک یہی حدیث ہے که شہداے احد پر نماز نه پڑھی آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اور اتفاق ہی ارباب سیر کا اور سب علما کا اسپر که غسل نه دیا آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے شہداے احد کو اور فرمایا که انھین کپڑوں مین انکو دفن کرو اور فرمایا که الله تعالیٰ قیامت کو انکو اوٹھاویگا اور خون انکے زخمون کا جاری ہوگا اور فرمایا که بعض انکو جنکے درمیان دنیا مین زیادتی الفت اور محبت کی تھی اونکو ایک ہی قبر مین دفن کرین حمزه کو ساتھه عبد الله بن جحش کے که خواہر زاده تھے اونکے تھے ایک قبر مین دفن کیا اور علی ہذا القیاس دوسرونکو بھی اور اس غزوه مین ستر مرد مسلمان شہید ہوئے چار مہاجرین سے اور چھیاسٹھه انصار سے اور مقابلے مین تیس کفار واصل جہنم ہوئے هذا کله مقتبس من روضة الاحباب والمعارج والمدارج وترجمه عجائب القصص و سیرت النبی اور تکمله اس غزوے کا یه ہی که معارج النبوت مین مذکور ہی که موحشه احد آخر مین باعث فتح و نصرت اور عزت و رفعت رسول الله صلی الله علیه وسلم اور مسلمانونکی ہوئی اور مواہب لدنیه مین بعض علما سے نقل کیا ہی که کہا اونھون نے که جو کوئی کہے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو که ہزیمت کھائی اونھون نے تو اوس سے توبه کرائی جاوے اور جو توبه نکرے تو اوسکو قتل کرین اسلیے که عیب دار ٹھہرایا آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو اور حال یه که آپ خاص کر ثابت قدم اور یقین کامل بد تھے انتہی اور اسناد کرنا ہزیمت کا طرف اونکی مستلزم نفی ثبوت قدمی اور یقین کا ہی اونسے اور یه کفر ہی اور مدارج النبوت مین ہے

کہ احد بضم ہمزہ و حاء حطی ایک پہاڑ مشہور ہی مدینے مین اور مشتق ہی توحد سے بسبب منفرد ہونے اوسکے اور پہاڑون سے اور وہ ایک چھوٹا سا پہاڑ طرف شمال مدینے کی دو میل کی مسافت پر ہے اور کسی پہاڑ سے اتصال نہین رکھتا ہی اور اس جہت سے بھی اوسکو احد کہتے ہین کہ وہ محل نصرت اہل ایمان اور توحید کا ہے اور اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اطلاق اس اسم کا اوسپر عرف اہل اسلام سے ہے اور ظاہر یہ ہی کہ اطلاق اس اسم کا اوسپر پہلی اسلام سے ہے اور احادیث اسکے فضائل مین وارد ہین منجملہ انکے احد جبل یحبنا ونحبہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو اور تکبیر کہی اور فرمایا ھذا جبل یحبنا ونحبہ علی باب من ابواب الجنۃ یعنی یہ پہاڑ ہے کہ دوست رکھتا ہے وہ ہمکو اور ہم دوست رکھتے ہین اوسکو اور ہی یہ پہاڑ واقع ایک دروازے پر جنت کے اور جانب جنوب مدینے کی ایک پہاڑ ہے عیر نام اوسکے حق مین فرمایا آنحضرت صلعم نے والعیر جبل یبغضنا ونبغضہ علی باب من ابواب النار یعنی عیر ایک پہاڑ ہی کہ دشمن رکھتا ہی وہ ہمکو اور ہم دشمن رکھتے ہین اوسکو اور واقع ہی وہ ایک دروازہ پر دروازون دوزخ سے اور یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ بغض و حب اور شقاوت و سعادت جمادات مین بھی اللہ تعالے نے پیدا کی ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ محبت مذکور جانبین سے تھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے مہربانی تھی احد پر اور احد کو ذوق اور محبت تھی ساتھ ذات حضرت کے اور یہ محمول حقیقت پر ہے اور پیدا کرنا عشق اور محبت کا جمادات مین مثل تسبیح کرنے جمادات کے ہی کہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ سے ثابت ہی اور چونکہ یہ سب جبال اور جمادات ذاکر تسبیح اللہ تعالے جل وشانہ کی ہین اگر ساتھ محبت حبیب اوسکے بھی موصوف ہون تو کیا عجب ہی اور فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس پہاڑ کو اسکن یا احد فما علیک نبی او شہید یعنی ٹھہر جا اے احد بس سوا اسکے نہین کہ اوپر تیرے نبی ہے یا شہید دلیل ہے عقل اور فہم پر اور عشق اور محبت لوازم عقل اور فہم سے ہے اور سلام کرنا پتھرون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور رونا ستون چوبین کا آپکی مفارقت سے دلائل واضحہ سے ہے اس مطلب پر اور تاویل محبت اور عداوت اوسکے ساتھ محبت اور عداوت اہل اور رہنے والون اوسکی کے کرنا نادانی ہے اور قصہ اس غزوہ کا مذکور ہو چکا ہے اور کچھہ باقی یہان مذکور ہوتا ہے وہ یہ ہی کہ جب مشرکین قریش جنگ بدر سے ہزیمت کھاکر لوٹے نزدیک ابو سفیان کے گئے کہ اوسنے سب مال تجارت اوس کاروان کا جو ملک شام سے لایا تھا دار الندوہ مین رکھا تھا اور بعضی صاحبان مال غائب تھے اسلیے ابو سفیان سے کہا کہ اس مال سے ہماری مدد کرو کہ اوس سے ہم لشکر کی تیاری کرین اور محمد بن عبد اللہ سے اپنا عوض لین اور وہ تمام مال ہزار اونٹ تھے اور راس المال پچاس ہزار مثقال طلا اور نفع اوسکا بھی اتنا ہی تھا کہ ہر ایک دینار کا نفع ایک دینار ہو گیا تھا جب ابو سفیان نے دینا قبول کیا تب راس المال کو اونکے مالکون کو دیا اور اوسکے زر نفع سے لشکر کا سامان اور اسباب درست کرکے طرف مدینہ منورہ کے روانہ ہوئے اور پندرہ کجاوون مین سوار کرکے اپنی عورتون کو ساتھ کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خبر لکھکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی اور قاصد سے کہا کہ تین روز مین خبر پہنچا اور وہ لشکر کفار مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوا ذوالحلیفہ مین کہ

کہ مدینے سے پانچ یا چھہ کوس ہے کہیٹہ گئے تین دن برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حباب بن المنذر کو کہ بڑے شجاع اور بہادر تھے بھیجا کہ لشکر کفار کی کیفیت اور کمیت کی حقیقت دریافت کر کے عرض کریں سو وہ موافق واقع اور مطابق تحریر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خبر لائے آپنے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہم بک احول وبک اصول اسمین اشارہ ہی اسپر کہ جب کسیکو کوئی خبر خوف وہراس کی دشمن وغیرہ کیطرف سے پہونچے تو چاہئے کہ رجوع کرے طرف جناب باری تعالے کے اور اوسپر توکل کرے اور اوسی سے مدد چاہے معارج النبوۃ مین ہے واقدی سے کہ جب مشرکین بیدین مقام ابوا مین پہونچے آپسمین کہنے لگے کہ یہان محمد بن عبد اللہ کے والدہ کی قبر ہے کھود کر اوسمین سے اوسکی ہڈیان نکال لیوین کہ اگر بالفرض ہماری عورتین اونکے ہاتھہ مین گرفتار ہونگی تو اوسوقت ہم کہینگے کہ تمھاری ماکی ہڈیان ہمارے پاس ہین تو واسطے ضرورت کے اونکے عوض مین ہماری عورتونکو پھیر دیوینگے اور جو ہماری عورتین اونکے ہاتھہ نہ آئین تو بہت سا مال ہمکو دیکر وہ ہڈیان ہم سے خریدینگے ابوسفیان نے اس رای کو پسند نکیا اور کہا کہ بنو بکر اور خزاعہ کہ دوست محمد کے ہین اگر اس معنی پر اطلاع پاوینگے تو ہماری تمام مردونکی قبرونکو کھود ڈالینگے پھر ابوسفیان لشکر کے ساتھہ چلا اور بطن وادی مین جانب احد کے مقابل مدینے کے اوترا اور شب جمعہ کو کہ اوسکی فجر ہفتہ کا روز تھا مقابلہ ہوا بعضے مشاہیر صحابہ مین سے مثل سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر کے ساتھہ ایک جماعت دلاوران صحابہ سے تیار ہوکر مسجد نبوی مین حجرے شریف کی دروازے پر آپکی محافظت کیلیے حاضر اور مستعد رہی اور آپنے فرمایا اوس راتکو کہ مدینے کی نگہبانی کرین اور صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا مینے اپنے خواب مین کہ ہلاتا ہون مین تلوار پس ٹوٹ گئی اوپر سے پس ناگہان تعبیر ٹوٹنے تلوار کی وہ تھی کہ پہونچی بعضے مومنونکو سختی روز جنگ احد کے یعنی بعضے زخمی ہوئے اور بعضے شہید ہوئے پھر ہلایا مینے تلوار دوسری بار پس حالت اصلی پر آگئی تلوار اور درست ہوگئی بہتر اوس سے کہ تھی پس وہ ناگہان تعبیر درست ہونی تلوار کی وہ تھی کہ لایا اوسکو خدا تعالے اور جمع ہوئے مومنین کہ سے یعنی فتح مکہ یا صلح حدیبیہ کہ وہ سبب ہوئی فتح کے اور مدارج مین یون ہے کہ فرمایا دیکھا مینے کہ ایک زرہ مضبوط پہنے ہون اور چند رخنے ذو الفقار مین پڑگئے اور گائیان ذبح کیگئی ہین اور پیچھے سے ایک مینڈہا ذبح کیا گیا ہے آپنے تعبیر اوسکی فرمائی کہ وہ زرہ مضبوط مدینہ منورہ ہے اور رخنہ ذو الفقار کا مصیبت ہے کہ مجھکو پہونچی یعنی مصیبت کہ آپکے لب اور دندان مبارک اور رخسارہ شریف کو پہونچی اور مراد گائیون سے عام صحابہ تھے اور مینڈہے سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے **مروی ہے** کہ وہ لوگ انصار کے کہ بدر مین حاضر نتھے تاسف اور حسرت کرتے تھے اپنے حاضر نہونے مین اور چاہتے تھے کہ کوئی قضیہ ہو کہ اوسمین عوض اوسکے خدمت بجا لاوین اور تلافی مافات کی کرین سو اختلاف کیا مسلمانون نے بعضون کی رای مین یہ آیا کہ مدینے سے باہر نجانا چاہیے اور عورتون اور لڑکون کو قلعون مین بھیجدینا چاہئے اور رای مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نے بھی اسپر موافقت کی اور عبد اللہ بن ابی منافق بھی یہی کہتا تھا لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت مہاجرین سے اور سعد بن عبادہ اور ایک جماعت اوس اور خزرج سے کہتی تھی کہ اگر ہم مدینے مین گھر جاوین دشمن ہمکو کمزور جانینگے اور ہمکو بد دلی

باوجودیکہ تین سو آدمی سے زیادہ نہتھے اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت کی اور آجکے دن بفضل الٰہی سے لشکر ہمارا قوی اور شوکت ہماری بہت ہی اور ایک مدت سے ہم لوگ آرزو کر رہے تھے اور مالک بن سنان ابو سعید خدری کے باپ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم ایسے کی ہم ایک نیکی میں ہیں دو نیکیوں سے یا ظفر ہے یا شہادت اور یہ دونوں ہمکو محبوب ہیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ قسم ہے اوس اللہ کی کہ جسنے تیرے اوپر قرآن مجید نازل کیا میں روزہ نہ افطار کرونگا جبتک کہ مشرکون سے اپنی تلوار سے نہ لڑونگا اور نعمان بن مالک نے کہا ایک وللہ اور انصار سے تھے عرض کی کہ فتح ہوگا اوکا کہ آپکو خواب میں دکھلایا ہے مراد اوس سے قتل میرا ہے اور قسم اللہ کی کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں بہشت میں داخل ہوتا ہون آپنے فرمایا کس سبب سے عرض کی کہ اللہ کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اور لڑائی میں دشمنون سے مونھہ نہیں پھیرتا ہون آپنے اونکی تصدیق کی اور نعمان رضی اللہ عنہ نے اوس لڑائی میں شہادت پائی اور اسجگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن صادق اگر یقین کرے بلکہ اگر قسم بھی کہاوے کہ میں بہشت میں جاؤنگا تو درست ہے اور تصدیق اوسکی کرنا چاہیے اور یہہ فی الحقیقت حکم ہونا امید کا اور وثوق ساتھہ وعدہ حق کے ہے اور حسن ظن اوپر باری تعالیٰ کے انہ لایخیب من رجاہ تحقیق اللہ نہیں خراب کرتا ہے جسکو کہ امید رکھی اوس سے القصہ صحابہ نے اتنا مبالغہ اور الحاح کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میل باہر نکلنے کا ہوا اگرچہ کارہ یعنی ناپسند رکھنے والے تھے واللہ اعلم پھر آپنے خطبہ پڑھا جمعہ کے دن اور آدمیون کو نصیحت کی اور جہاد میں کوشش کرنیکا حکم کیا اور فرمایا کہ فتح تمکو ہوگی اگر صبر کروگے اور ثابت رہوگے اور لشکر کے تیار کا حکم دیا وہ لوگ کہ باہر مدینے کے لڑنے پر راضی تھے خوش ہوے یہانسے معلوم ہوا کہ تہیہ کرنا اسباب سفر وغیرہ کا بعد نماز جمعہ کے مستحب ہے اور جو کام کہ بعد نماز جمعہ کے شروع کیا جاویگا انجام اوسکا بخیر ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون یعنی پس جبکہ اداکیجاوے نماز جمعہ کی پس پھیلو تم بیچ زمین کے یعنی واسطے تجارت اور تہیہ اسباب معاش کے اور ڈھونڈو تم فضل اللہ کے سے یعنی روزی اور یاد کرو تم اللہ کو بہت تا شاید تم نجات پاؤ اور جب آپ نماز عصر کی پڑھکر فارغ ہوے حجرے میں تشریف لیگئے اور حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما ہمراہ آپکے گئے اور دستار آپکی سر مبارک پر رکھی اور زرہ پہنائی اور ایک جماعت نے تیاری لڑائی کی کی اور بہت سے آدمی حجرے کے دروازے پر منتظر آپکی تشریف لانیکے تھے اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے آسمان پر سے بہتر یہ ہے کہ اختیار اونپر رکھدو اور اونکو اکراہ نکرو وہ اسی گفتگو میں تھے کہ آپ حجرہ شریف سے مسلح ہوکر زرہ پہنے خود سر پر رکھے چمڑیکا منطقہ کمر میں باندھے ہوے اور تلوار حمائل کیے ہوئے اور نیزہ ہاتھہ میں پکڑے ہوئے باہر نکلے جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپکو اس ہیئت پر دیکھا حیران اور پشیمان ہوئے اور عذر کیا جیسا کہ آگے بیان ہوچکا ہے یہان سے معلوم ہوا کہ ابتدا کار اس غزوے کا ساتھہ اختلاف رای اور اکراہ خاطر مبارک آپکی تھا یہی سبب ہوا موجب خلل اور تزلزل ہونیکا ابتدای جنگ میں اور آخر میں جو کہا اختیار مختار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہوا کہ باہر آئے اور عزم کیا ساتھہ حکم فاذا عزمت فتوکل علی اللہ کے یعنی جو سامان کر چکے تو توکل کر اللہ پر تو آخرہ پر لڑائیکا ساتھہ فتح اور ظفر کے پھر آیا واللہ اعلم پھر لشکر تیار کرکے آپ طرف جبل احد کی متوجہ ہوئے اور سعد بن معاذ

اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آگے آگے چلتے تھے جب منزل شیخین مین پہنچے ایک جوق لشکر کو دیکھا کہ تیار تھی اور اونکی آواز مین خشونت تھی آپنے پوچھا یہ کون لوگ ہین صحابہ نے عرض کی کہ ہم قسم ہین عبد اللہ بن ابی کے یہود سے فرمایا آپنے لا تستنصروا باہل الشرک علی اہل الشرک یعنی نہ مدد طلب کرو تم مشرکون سے مشرکون پر اور وہان لشکر کی حاضری لی ایک جماعت صحابہ کے جو خورد سال تھی جیسے عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور زید بن ارقم اور براء بن عازب اور ابو سعید خدری اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج وغیرہم کو مدینے کو رخصت کیا صحابہ نے عرض کی کہ رافع تیر انداز ہے اور رافع اوسوقت اپنے آپ کو اونچا کھینچتا تھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو بڑا جانکر اوسے اپنے ہمراہ چلنے کی اجازت دیوین آپنے اونکو اجازت دی ہمراہ چلنے کی تب سمرہ بن جندب نے بھی اپنی ماں کے خاوند مری بن سنان سے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع کو اجازت ہمراہی کی دی ہے اور حالانکہ مین رافع کو دبا رکھتا ہون مجھکو مدینے کو بھیجتے ہین مری بن سنان نے عرض کی یا رسول اللہ میرا ربیب سمرہ رافع سے قوی ہے آپنے فرمایا کشتی کرین کشتی مین سمرہ نے رافع کو پچھاڑا آپنے اونکو بھی ہمراہی کی اجازت دی پھر آفتاب غروب ہوا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور نماز جماعت سے ہوئی رات کو وہین ٹھہرے آپ بنی النجار مین ٹھہرے ہوئے تھے محمد بن مسلمہ کو پچاس آدمی دیکر لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا اور کفار نزدیک تھے دیکھتے تھے کہ لشکر اسلام کیا کر رہا ہے اور کفار نے عکرمہ بن ابو جہل کو واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر کیا تھا اور منقول ہے کہ اوس رات کو آپنے بعد ادای نماز عشا کے فرمایا کہ کون ہماری محافظت کریگا آج رات کو ایک مرد نے عرض کی کہ مین محافظت کرونگا آپنے پوچھا تو کون ہے کہا ذکوان فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا کون ہے کہ ہماری نگہبانی کرے ایک مرد نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ مین پوچھا تو کون ہے کہا کہ ابو سبع کہا بیٹھ جا پھر تیسری بار فرمایا کون ہے کہ ہماری حفاظت کرے آجکی رات ایک مرد نے اوٹھکر عرض کی کہ مین کرونگا فرمایا تو کون ہے کہا ابن عبد قیس فرمایا بیٹھ جا پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ تم تینون اوٹھو ذکوان اوٹھے آپنے فرمایا اپنے صاحب کے لیئے اور دو یار تیرے کہان ہین اوسنے کہا مین ہی تھا اور تینون بار مین نے ہی جواب دیا تھا یا رسول اللہ فرمایا فاذہب حفظک اللہ یس جا حفاظت کرے اللہ تیری پھر اونھون نے زرہ پہنی اور ڈھال کندھے پر ڈال اور تمام رات گرد لشکر کے پھرتے رہے اور نگہبانی خیمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے اور آپنے آرام فرمایا کہ جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوئے اور رہبر طلب فرمایا کہ اچھی راہ سے دشمن پر لیجاوے ابو حثمہ حارثی نے اسپر اقبال کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے ابو حثمہ نے راہبری کر کے آپکو احد پر پہنچایا اور راہ مین قبیلہ بنی حارث مین گذر لشکر کا بضرورت ایک حائط مین ایک منافق کور دیدہ مربع بن قیظی نام کے واقع ہوا وہ خبردار ہو کر اوٹھا اور لشکر اسلام پر خاک اوڑانے لگا اور کہنے لگا اگر تو رسول خدا کا ہوتا میرے حائط مین نہ آتا سعد بن زید اشہلی نے اوسکے سر پر کمان ماری اوسکا سر ٹوٹ گیا اور خون بہنے لگا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعیہ فانہ لا عمی اعمی القلب یعنی چھوڑ دے اوسے پس تحقیق کہ اندھا ہے اندھا دلکا بنی حارثہ مین سے چند منافق حمایتاً کہنے لگے کہ یہ نتیجہ اوس عداوت کا ہے کہ تمکو ہم سے ہے اے بنی عبد الاشہل ہرگز تمنے وہ عداوت نچھوڑی اسید بن حضیر نے کہا لا واللہ یہ نتیجہ ہماری عداوت کا نہین بلکہ تمہاری

نفاق کا نتیجہ ہے قسم ہی اللہ تعالیٰ کی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیدین تو تمہاری اور جو کلمے ہون اونکی گردن مارون آپنے اشارہ
کیا کہ چپ رہو اور اونکو تسکین دیدی جب احد پر پہونچے وقت نماز صبح کا ہوگیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور تکبیر کہی اور
صفین سیدھی کرکے جماعت سے نماز پڑھی اور ایک زرہ آپ پہنے ہوئے تھے دوسری زرہ اور سپر اور پہن لی اور خود سر مبارک پر رکھا
کمان سبق بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمسک ساتھ اسباب کے اور استعمال اوسکا منافی توکل کے نہین ہے اسلیے کہ سید المتوکلین
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا ہے اور حقیقت مین توکل اعتماد کرنا ہے تقدیر الٰہی تعالیٰ پر اور مباشرت اسباب کی بھی منجملہ تقادیر ہی کے ہے
اور داخل ہے بندگی مین منافی نہین ہے توکل کی اور علاوہ اسکے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شجاع ترین آدمیون کے تھے اور جو کوئی
شجاع زیادہ ہوتا ہے وہ لڑائیمین اندیشہ ناک زیادہ اور کار کرنیوالا زیادہ ہوتا ہے اور نگاہ رکھنیوالا آلات حرب کو بھی زیادہ
ہوتا ہے جب لشکر اسلام احد پر پہونچا جانبین سے صفین بندھین اور میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ درست کیا گیا ہین کہ
اوسدن آپ کے دست مبارک مین ایک تلوار تھی اوسپر لکھا ہوا تھا شعر فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمة *
والمرء بالجبن لا ینجو من القدر * اور فرمایا کہ کون ہے کہ اس تلوار کو لیوے اور اسکا حق ادا کرے چند لوگون نے چاہا
کہ اوسے لین آپنے اونکو نہ دی پھر کھڑے ہوئے ابو دجانہ رض اور عرض کی کہ حق اسکا کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ حق اسکا یہ ہے
کہ دشمن پر اسکو مار تو کہ ٹیڑھی اور کج ہو جاوے ابو دجانہ رض نے عرض کی کہ مین اوسکو لیتا ہون اور حق اسکا ادا کرونگا آپنے اونکو دے
وہ بہت شجاع تھے جاتی تھے لڑائیمین اکڑتی ہوئی آپنے دیکھا اور فرمایا کہ یہ چال اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے مگر اسجگہ مین پھر ابو دجانہ نے اور سرخ
عصابہ اپنے سر مین باندھکر میدان جنگ مین گئے اور جب سرخ عصابہ باندھتے تھے خوب لڑتے تھے پھر جب وہ کسی مشرک کی سامنے آئے اوسکو
جیتا نچھوڑا یہان تک کہ پہونچے پہاڑ کے پیچھے جماعت نسا مین کہ اون عورتون مین ہند نام زوجہ ابوسفیان دف بجا کر اشعار رجز
یعنی اشعار اپنے لوگون کی شجاعت اور شرافت کے بیان مین گاتی تھی اور اپنے کشتگان بدر کے فضائل بیان کرکے روتی تھی ابو دجانہ
نے چاہا کہ اوسکو قتل کرین مگر روکا ہاتھ اپنا یہ سمجھکر کہ یہ تلوار عمدہ اور گرامی تر ہے اسکو خون عورت سے آلودہ کرنا نچاہیے پھر
طرفین سے لڑائی شروع ہوگئی طلحہ بن ابی طلحہ علم بردار مشرکون کی نے صف سے نکلکر مبارز طلب کیا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
نے آکر ایک تلوار ماری سر اوسکا مغز تک چر گیا اور لوٹ کر اپنی صف مین تشریف لیگئے لوگون نے پوچھا کہ آپنے کام اوسکا تمام کیون
نکیا فرمایا کہ جب مینے مارا اوسکو وہ گر پڑا اور ستر عورت اوسکا کھل گیا مجھکو قسم دلائی کہ درگذر کرون مجھکو شرم آئی کہ پھر اوسکو
متعرض ہون اور معلوم کرلیا مینے اوسکو کہ قریب الہلاکت ہے اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ پھر مصعب بن عمیر رض نے اوسکو قتل
کیا اور کہتے ہین کہ کبش مذبوح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکھا تھا یہی کبش تعبیر تھا القصہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو
فتح اور نصرت نصیب کی مسلمان لوٹنے مین مشغول ہوئے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جو پچاس تیرانداز تھے سبکو
دیکھکر وہ بھی لوٹ مین شامل ہوئے اور نے صبر کی ہرچند عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے روکا مگر وہ لوگ نہ رکے خالد بن ولید
کہ منتظر اوسوقت کے تھے رستہ خالی دیکھکر پیچھے سے مسلمانون پر آگرے اور قتل کرنے لگے عجب اضطراب لشکر اسلام مین پڑا کہ آپ پھر

ایک دوسری کو مارنے لگے اور کہتے ہین یہانتک اسید بن حضیر کو دو زخم مسلمانونکی ہاتھہ سی لگے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
بھی دو زخم لگے آپ سی جب یہہ حال عرض کیا فرمایا ہو فی سبیل اللہ اور یمان والد حذیفہ کے مسلمانونکی ہاتھہ سی مقتول
ہوئی ہر چند حذیفہ نے کہا کہ یہہ میرا باپ ہی اور مسلمان ہی کچھہ فائدہ نکلیا اور کہا حذیفہ نی رحمت کری اللہ تعالیٰ تمپر اور بخشی تمکو اور
ہمیشہ اپنی باپ کی قاتلون کی حق مین دعا اور استغفار کرتی تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ خبر سنی فرمایا یمان کا
خون بہا دو حذیفہ رضی اللہ عنہ نی خون بہا لیکر تصدق کر دیا مسلمانون پر بس یکبارگی قضیہ منعکس ہوا یعنی غلبہ اشرار کا
ہوا اختیار فرار کر گئے اور یہہ سبب آنحضرت صلعم کی نافرمانی کا تھا کہ اونسے صادر ہوئی اور طمع اور میل حطام دنیا کی طرف کہ
اونسی ہوا شکست لشکر اسلام پر پڑی انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اور پھر باوجود اسکے اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل اونکی رہی
اللہ تعالیٰ نی اون سبکو بخشدیا تا کہ معلوم ہووی کہ جسپر کہ نظر عنایت اور قبول کی فرماتے ہین پھر اوسکو رد نہین کرتے ہین
اور یہہ تمام سبب ایمان لانے اونکی کا تھا ساتھہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اونہین کے طفیل سے تھا جیسا کہ فرمایا
ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ
عنہم ان اللہ غفور حلیم یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پھر گئے تم مین سی اوس دن کہ ملین دو جماعتین یعنی دونون مین
مقابلہ ہوا سوا اسکے نہین کہ ڈگایا اونکو شیطان نی بسبب بعض اوس چیز کی کہ کسب کیا اونہون نی اور تحقیق کہ معاف کیا اللہ تعالیٰ
نی اونسی بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنی والا تحمل کرنیوالا ہی کہتے ہین کہ اصحاب اوسوقت چار قسم ہو گئے تھے ایک جماعت لڑی اور
شہید ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑ کی گھاٹیون وغیرہ مین جا چھپی اور ایک لوگ شہر مین گئے اور قرار پکڑا عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ اونہین مین تھے اور بعد تسکین پانے قتال وجدال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف
مین حاضر ہوئے یہہ آیت کریمہ اونکی حال کی شامل ہوئی اور رقم عفو جرایم اونکی ناصیہ حال پر پہنچی اور ایک جماعت ثبات
قدمی کرکے مرکز صدق و قرار پر قایم اور دایم رہی راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان سب سی کہتے ہین کہ اوسوقت کہ لشکر اسلام مین
انتشار اور اختلاف واقع ہوا ابن قمیہ کہ ایک رئیس مشرکان خسیس کا تھا پکار کر کہنے لگا کہ الا ان محمدا قد قتل یعنی محمد
تحقیق قتل کیا گیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جعال بن سراقہ کی صورت ہو کر شیطان بے ایمان نے آواز دی کما مر اور
غرائب روایات سی ہے وہ کہ معارج النبوۃ مین روایت کیا ہی کہ آواز منحوس شیطان کی ساتھہ قتل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مدینے مین پہنچی کہ مدینے کی گھرون مین یہہ آواز سنی گئی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہہ آواز سنکر ہاتھہ اپنی سر پر مارتی
ہوئی باہر آئین اور روتی تھین اور مستورات ہاشمیہ بھی روتی تھین اور اسیطرح احد تک گئین اور تمام مسلمان اگرچہ
متزلزل اور بیقرار ہوئے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہہ پر ثابت اور قایم تھے اور چودہ آدمی مہاجرین اور انصار سے آپکے
ہمراہ تھے کما سبق کہتے ہین شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ عجب ہی کہ اون اصحاب مین جو اوسوقت حاضر تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کا نہین ذکر کیا باوجودیکہ تھے وہ پاس آپکے اوسوقت کہ فراہم آئے اصحاب اور ندا کی ابوسفیان نے جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کما مر

پہلے اس سے ذکر نہین کیا اونکا جنے کہ تیر اندازون مین تھے یا اونمین کہ منہزم ہوے یا اونمین کہ متزلزل اور مختلط ہو گئے پس یہہ امر
مشتبہ رہا **مترجم** عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر معالم التنزیل کے حضرت عمر رضہ کو اون مہاجرین
مین جو آپکے پاس ٹھہرے تھے ذکر کیا ہی نیچے آیت ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان الآیہ کے لیکن حال عثمان
رضی اللہ عنہ کا پس روایت کیا صحیح بخاری مین کہا یا مسیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی اہل مصر سے آیا اور کہا کہ خبر دو
مجھکو کہ عثمان رضی اللہ عنہ روز جنگ احد کے منہزم ہوے کہا اونھون نے کہ ہان پھر کہا اوسنے آیا جانتے ہو تم کہ غائب ہوے بدر سے اور
حاضر نہوے اونمین کہا اونھون نے کہ ہان پھر کہا اوسنے آیا جانتے ہو تم کہ تخلف کیا اونھون نے بیعۃ الرضوان سے اور حاضر نہوئے
اونمین اونھون نے کہا ہان پھر تکبیر کہی سائل نے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ خبر دون تجھکو اور بیان کرون اونکا جو تو نے پوچھا
جان تو کہ فرار عثمان رضہ کا روز احد کے گواہی دیتا ہون مین کہ اللہ تعالے نے عفو کیا اوسنے اشارہ کیا طرف آیت ان الذین تولوا منکم
الی وقد عفی اللہ عنہم کے اور غائب ہونا اونکا جنگ بدر مین اس جہت سے تھا کہ اونکی منکوحہ رقیہ بنت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھین سو چھوڑ گئے تھے اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے تیمارداری کے اور اونکو فرمایا کہ تجھکو اجر ہی ایک
آدمی کا کہ حاضر ہو بدر مین اور حصہ اوسکا اور غائب ہونا بیعت الرضوان سے اس جہت سے تھا کہ بھیجا تھا اونکو حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے پاس کہ اونکو خبر کرین کہ حضرت علیہ السلام واسطے عمرہ کرنیکے تشریف لائے ہین بقصد لڑائیکے نہین
آئے ہین اور اگر ہوتا اور کوئی اہل مکہ کے نزدیک عزیز تر عثمان رضی اللہ عنہ سے تو البتہ بھیجتے آپ اوسکو طرف اونکی سو بھیجا آپنے
اونکو اور بیعت الرضوان بعد جانے اونکے کے ہوئی اور اوٹھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا داہنا ہاتھ اور کہا یہہ ہاتھ
عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی پھر مارا اوسکو اپنے ہاتھ پر اور فرمایا یہہ بیعت واسطے عثمان کے ہے پھر کہا ابن عمر رضہ نے اوس آدمی کو کہ
یاد رکھہ اس علم کو اور وہ آدمی حضرت عثمان رضہ سے سوء اعتقاد رکھتا تھا یہان سے معلوم ہوا کہ تھے عثمان رضہ اون لوگونمین
جو منہزم ہوئے اور حضرت عمر رضہ کا بیان مفصل نہین کیا ہی کہ کون سی جماعت مین تھے اور قصہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا مختصر اوپر
بیان ہو چکا ہی اور باقی یہہ ہی کہ جب صفوف طرفین سے درست ہوئین سباع بن عبد العزی خزاعی میدان مین نکلا اور
مبارز طلب کیا حمزہ رضی اللہ عنہ نکلے اور حملہ کرکے اوسکو مارا اور تھا وحشی چھپا ہوا آڑ مین ایک پتھر کی جب وہ اوس پتھر کے پاس
آئے اوسنے حربہ اونپر مارا کہ ناف کے نیچے لگا اور دوسری طرف سے وہ باہر نکلگیا اور تمام ہوا کام اونکا وحشی کہتا ہی کہ صبر کیا
مینے یہانتک کہ دور ہو گئے آدمی اونکے پاس سے پھر مینے جاکر اپنا حربہ نکالا اور اونکا شکم چاک کرکے کلیجا نکالا کہ ہند کے پاس لے گیا اور
کہا مینے یہہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہی اوسنے اوسکو لیا اور چباکر پھینک دیا اور تمام زیور اپنا مجھکو اوتار دیا اور سوا اسکے وعدہ کیا
یہہ جب مکے کو جاؤنگی دس دینار زر سرخ کے اور دونگی پھر مجھسے اونکا مقتل پوچھا اور وہان گئی اور اونکو مثلہ کیا یعنی ناک کان
اور پیشانگاہ کاٹی اور اپنے لوگونکو ساتھہ لیکر گئے اور سبب چابنے جگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہند کو آکلۃ الاکباد کہتے ہین پھر
جب کفار چلے گئے تب مسلمان لوگ میدان مین آکر اپنے مردونکو تلاش کرنے لگے فرمایا حضرت صلعم نے ما فعل عمی ما فعل حمزۃ

یعنی کیا ہوا چچا میرا کیا ہوا حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تلاش کیا اور پایا اونکو اوس ہیئت پر دیکھکر
رونے لگے اور آکر آپکو خبر کی آپ حضرت علی رضہ کے ساتھ تشریف لیگئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہوئے اور بہت
غمگین ہوئے کہ چچا بھی تھے اور بھائی رضاعی بھی اور بہت دوست رکھتے تھے اونکو اور فرمایا ماوقفت موقفا اغیظ
من ھذا نہین کھڑا ہوا مین بیچ کسی جگہ بہت غصے مین ڈالنے والے کے اس جگہ سے اور فرمایا قسم اللہ تعالی کی اگر قریش پر غلبہ پاؤن
ستر آدمیون کو اونمین سے مثلہ کرون جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہہ آیت لائے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به
ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین یعنی اگر عذاب کرو اور سزا دو پس عذاب کرو مثل اوسکے کہ عذاب کیے گئے ہو
تم ساتھ اوسکے اور اگر صبر کرو تم البتہ صبر بہتر ہے واسطے صابرونکے آپنے فرمایا واللہ صبر کرتا ہون مین اور اوس دعوے سے
درگذرا مین اور اوسکے عوض حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے ستر بار استغفار کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا اور حدیث مین آیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خاطر صفیہ رضہ کے درمیان مین نہوتی تو دفن نکرتا مین حمزہ کو اور چھوڑ دیتا اسیطور پر
کہ سباع اور طیور اونکو کھالیتے اور حشر کرتا اللہ تعالی اونکو اونکے اندر سے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی صفیہ رضی اللہ
عنہا دور سے نمودار ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیٹے زبیر بن العوام کو فرمایا کہ اپنی والدہ کو لوٹادے کہ اپنے بھائیکو
اسحال پر ندیکھے صفیہ رضہ نے کہا جو کچھ اللہ کی راہ مین اونکو پہونچا تھوڑا ہے تب آپنے اونکو اجازت دی اور روضۃ الاحباب
مین ہے کہ آخر کو صفیہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سرہانے آئین اور وہ اور فاطمہ زہرا رضہ دونو روتی تھین اور اونکی رونے سے آپکو بھی
رقت ہوئی اور فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ جبرئیل آیا ہے اور کہتا ہے کہ حمزہ رضہ کو ساتون آسمانون کے رہنے والون مین اسد اللہ
اور اسد رسولہ لکھا ہے اور فرمایا کہ قبر کھود کر اونکو دفن کرو اور حال نماز اونکی کا اول بیان ہوچکا ہے اور جو علی کرم اللہ وجہہ
نے مردانگی اور دلاوری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کا حق بجالائے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہہ کمال مواسات اور جوانمردی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ تمھاری خدمت مین بجالائے آپنے
فرمایا انه منی وانا منه یعنی تحقیق علی رضی اللہ عنہ مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون یہہ کنایہ ہے کمال اتحاد اور اخلاص
اور یگانگی سے اور آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وانا منکما یعنی اور مین
تم دونون سے ہون اور کہتے ہین کہ کوئی کہنے والا غیبی کہتا تھا لافتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار یہہ معارج النبوۃ
مین لایا ہے اور کشف الغمہ مین اس واقعہ کو اور زیادہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے اور آخیر مین اسکے لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے علی سنتا ہے مادح اپنی کہ فرشتہ کہ نام اوسکا رضوان ہے آسمان مین کہتا ہے لافتی الا علی الخ اور روضۃ الاحباب
مین ہے کہ اس حدیث کو اسی طریق سے بعض اکابر محدثین اور اہل سیر کے اپنی کتابون مین لائے ہین لیکن ذہبی نے کہ محک
رجال ہے میزان الاعتدال مین تضعیف اور تکذیب راوی کی کی ہے واللہ اعلم اور مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ ظاہر اقصہ نادعلی کا بھی اسی معرکہ مین واقع ہوا ہے لیکن کتب حدیث مین کسینے ذکر اسکا نہین کیا ہے واللہ اعلم انتہی

کہتا ہون مین کہ علاوہ اسکی یہہ ہی کہ نادِ علی مین امر ہی ساتھہ ندا کرنے کے علی رضی کو واسطی مدد گار ہونے اونکی کے اوس غائب پکارنیوالے کے لیے اور ندا کرنا غائب کو غیر خدا امور تھے کے یہہ سمجھکر کہ جب ہم اوسکو پکارتے ہین وہ ہماری پکار کو سنتا ہی اور ہماری فریاد کو پہنچتا ہی اقسام اشراک فی العلم سے ہے چنانچہ اسکا بیان اخیر مین جنگ بدر کے گذر چکا ہی اور یہہ یہان بھی مذکور ہوتا ہی قولہ تعالی ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وہم عن دعائہم غافلون فرمایا اللہ تعالی نے یعنی سورۂ احقاف مین اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اوس شخص سے کہ پکارتا سوائی اللہ تعالی کے اوس کسیکو کہ نہ جواب دی اوسکو قیامت کے دن تک اور وہ اونکی پکارنے سے غافل ہین **فائدہ** یعنی وہ لوگ بڑی احمق ہین کہ اللہ تعالی سے قادر علیم کو چھوڑکر اوزرونکو زندون مردون سے دور دور سے غیبت مین پکارتے ہین اول تو وہ اونکا پکارنا غائبانہ دور سے سنتی ہی نہین اور دوسری بدون حکم اللہ تعالی کے کچھہ قدرت نہین رکھتی کہ اگر کوئی قیامت تک اونکو پکاری تو بھی بدون حکم کچھہ نہین کرسکتے اب معلوم ہوا کہ یہہ جو بعض لوگ اگلی بزرگونکو غائبانہ دور دور سے پکارتے ہین یا دور سے غیبت مین اتنا ہی کہتے ہین کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ کی جناب مین عرض کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کردی اور پھر یون سمجھتی ہین کہ ہمنے تو کچھہ شرک نہین کیا اسواسطے کہ اونسے حاجت نہین مانگی بلکہ دعا کروائی ہی سو یہہ بات غلط ہی اسواسطے کہ گو کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہین ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے تو ثابت ہوجاتا ہی کہ اونکو ایسا سمجھا کہ دور اور نزدیک سے اور حاضر اور غایب برابر سن لیتے ہین جبہی اونکو اسطرحسے پکارا اور جل جلالہ اللہ تعالی نے اس آیت مین فرمایا ہی کہ جو اللہ کے سوا ہین یعنی مخلوق سو حالت غیبوبت مین وہ اون پکارنیوالونکے پکارنے سے غافل ہین اور معنی لفظ دعا کی یہان پر ندا کے ہین یعنی پکارنیکے چنانچہ صاحب تفسیر مواہب علیہ اور بحر مواج اور فتح الرحمن اور موضح القرآن نے ساتھہ اسی معنی کے ان تفسیرون مذکورہ مین بیان کیا ہی فمن شاء فلیرجع الیہا اور حکم اس آیت کا شامل ہی جماعہ بنی آدم کو لاعتبار العموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب ایک قاعدہ مقرر ہی قواعد علم اصول دین سے اور اصنام اہل عرب کی بھی حقیقت مین مثل لات وعزی اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کہ معبود لوگون خداوند کریم اور صالحون قوم سے تھی جیسا کہ نیشاپوری مین لکھا ہی زعموا انہ اسم رجل کان یلت عندہ السویق بالزیت ویطعمہ الحاج وعن مجاہد کان رجل یلت السویق بالطائف وکانوا یعکفون علی قبرہ فجعلوہ وثنا انتہی یعنی اور زعم کیا اونھون نے اسکا کہ تحقیق وہ نام رکھا گیا تھا ایک آدمی کا کہ اوسکے نزدیک گھولا جاتا تھا ستو ساتھہ روغن زیتون کے کھلاتا تھا وہ اوسکو حاجیون کو اور مجاہد سے ہی کہ تھا وہ ایک مرد کہ گھولتا تھا ستو طائف مین اور بعد مرنے اوسکے بیٹھے رہتے تھے لوگ اوسکی قبر پر پھر بنا لیا اوسکو بت انتہی اور تحقیق ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر مین صاحب تفسیر حسینی ذیل مین سورہ نوح کی یون لکھتی ہین عبارت تفسیر حسینی یہہ ہی کہ آنہا اسامی پنج مرد صالح بودہ کہ میان آدم و نوح علیہم السلام بودند و مردم بدیشان اعتقادی تمام داشتند و بعد از مرگ ایشان صورت ایشان از چوب

وسنگ پیکر پاساختند و تعظیم آن مینمودند و ہم در زبان بہ پرستش آن مشغول شدند انتہی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ مشکوۃ کی باب الصلوۃ
لکھا ہی کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی درود بھیجے
نزدیک قبر میری کے سنتا ہون مین اوسکو اور جو درود بھیجے مجھپر دور سی پہونچایا جاتا ہون یعنی پاس والیکا درود خود سنتا ہون
بلاواسطے اور دور والیکا درود ملائکہ سیاحین پہونچاتی ہین جب یہہ ثابت ہوا کہ پاس والے کا درود خود آنحضرت صلی اللہ
سنتی ہین اور دور والیکا درود آپکو ملائکہ سیاحین کہ اللہ تعالی واسطے درود اور سلام پہونچانی امت کی مقرر کئے ہین
ہین اس صورت مین سننا ارواح اموات کا پکارنے والیکی ندا کو اکثرون کی نزدیک ثابت نہوگا کہ حیات اونکی مثل حیات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مین اور تعین ملائکہ سیاحین کا اونکی خبر دینے کو کہین ثابت نہین اور وقت زیارت قبر
جو کہ سلام اموات کو بصیغہ خطاب وارد ہی سو یہہ بسبیل خطاب کی نہین ہے بلکہ بسبیل وعظ احیا کی ہے کما قال صاحب الکفایہ
شرح الہدایۃ ان ابن عباس رض کان اذا اتی المقابر قال علیکم السلام دار قوم مومنین اما النساءکم فقد
نکحت واما اموالکم فقد قسمت واما دورکم فقد سکنت ھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم وکان ذلک علی
الوعظ للاحیاء لا علی سبیل الخطاب للجمادات والموتی یزار قبرہ لا ھو لان من طاف بباب رجل
لم یعد زائرا لہ ترجمہ تحقیق تھے ابن عباس رض جب آتی گورستان مین تب کہتی کہ سلام تمپر ہوا ی گھر والو قوم
سوا ہی پر عورتین تمھاری پس تحقیق نکاح کی گئے اور مال تمھارے پس تحقیق تقسیم کیے گئے اور گھر تمھاری بسائی گئے سو یہہ ہی خبر
ہماری پاس پس کیا ہی خبر ہماری تمھاری پاس اور تھا یہہ بطور نصیحت کرنیکے زندونکو نہ بطور خطاب کرنی جمادات او
اور مردہ زیارت کیجاتی ہے قبر اوسکی سے نہ اس مرد کی اسلیے کہ جو کوئی کسیکے دروازہ پر آوی نہین گنا جاتا ہی ملاقات کرنیوالا
اوسکی یعنی اوس گھر والی کے انتہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ مردیکو جب قبر مین دفن کرکے لوٹتی ہین تو وہ
چپ سنتا ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ محمول ہی اوپر وقت دفن کرنیکے کما قال صاحب فتح القدیر فی کتاب
ھذا عند اکثر مشایخنا و ھو ان المیت لا یسمع عندھم علی ما صرحوا فی کتاب الایمان فی باب الیمین بالکلام
لو حلف لا اکلم فلانا فکلمہ میتا لا یحنث لانہا منعقد علی ما حیث یفہم والمیت لیس کذلک
لعدم السماع وورد قولہ علیہ الصلوۃ والسلام فی اہل القلیب ما انتم باسمع لما اقول منہم فاجابوا تارۃ بانہ
مردود من عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت کیف یقول علیہم الصلوۃ والسلام ذلک واللہ تعالی یقول وما انت بمسمع
من فی القبور وانک لا تسمع الموتی وتارۃ بان تلک خصوصیۃ علیہ الصلوۃ والسلام معجزۃ وزیادۃ حسرۃ وتارۃ
بانہ من ضرب المثل کما قال علی رضی اللہ عنہ ویشکل علیہم ما فی مسلم ان المیت لیسمع قرع
نعالہم اذا انصرفوا اللہم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینہ وبین الآیتین

واتهما تفيدان تحقيق عدم سماعهم فانه تعالى شبه الكفار بالموتى لعدم افادة بعد سماعهم وهو فرع عدم سماع الموتى ترجمہ
یعنی اور فتح القدیر مین ہر بیچ کتاب جنایز کے کہ یہہ یعنی نہ سننا موتی کا نزدیک اکثر مشایخ ہمارے کے ہر جیسا کہ اونھون نے
تصریح کی ہر کتاب الایمان مین بیچ باب الیمین بالضرب کی اگر قسم کھائی کسینے کہ نہین کلام کرونگا فلانی سے پس کلام کیا
اوس سے دران حالیکہ وہ مردہ تھا تو نہین قسم ٹوٹی اوسکی اسواسطے کہ قسم منعقد ہوتی ہر اوس حال پر کہ وہ سمجھتا ہوا ور وہ
نہین ہر ایسا یعنی سمجھنے والا واسطے نہ سننے اوسکے کے اور جو مروی ہر فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو بیچ شان اہل
قلیب کے کہ نہین ہو تم سننے والے میری قول کو زیادہ انسے جواب دیا ہر اونھون نے اوسکا کبھی بطور یہہ کہ اسکو رد کیا ہر عایشہ رضی اللہ
تعا عنہا نے وہ کہتے ہین کیونکر فرماینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حالانکہ اللہ تعا فرماتا ہر کہ نہین ہر تو اے نبی سنانے والا
اون موتی کو جو قبرون مین ہین اور یہہ فرمایا اللہ تعا نے کہ تحقیق تو اے نبی نہین سناتا ہر موتی کو اور کبھی جواب دیا بطور یہہ کہ
یہہ خصوصیت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی از روی معجزہ ہونیکی اور واسطے زیادہ کرنے حسرت کفار کے اور کبھی جواب دیا ہر کہ
یہہ ضرب المثل ہر جیسا کہ کہا ہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یعنی خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قلیب کو یعنی ولیکن
مشکل کیا جاتا ہر اکثر علما پر وہ جو مسلم مین ہے کہ تحقیق میت البتہ سنتا ہر آواز پاپوش آدمیون کی جبکہ لوٹتی ہین یا الہی جواب
نہین دیتا ہون مین مگر تیری توفیق سے یہہ کہ یہہ خاص کرتے ہین اسکو یعنی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اول
رکھنے کے قبر مین اس حال مین کہ پیش کیا گیا ہر وہ واسطے سوال کے یہہ تاویل کرتے ہین واسطے تطبیق کرنیکے درمیان اس
حدیث اور درمیان دونو آیتون کے اسلیے کہ دونو آیتین فایدہ دیتی ہین ثبوت عدم سماع اموات کے اسلیے کہ اللہ تعا نے تشبیہ
دی کفار کو ساتھ موتی کے واسطے فائدہ نہ دینے کے بعد سننے اونکے اور وہ فرع عدم سماع موتی کی ہر پس ہرگاہ کہ ثابت ہوئی
مخالفت نادعلی کی کلام اللہ شریف اور حدیث رسول کریم سے جیسا کہ جانا تو نے پس ظاہر ہو گئی اوس سے یہہ بات کہ یہہ قضیہ
نادعلی کا نہین ہر مگر ایک موضوع موضوعات مین سے اور طرف اسکے اشارہ کیا ہر شیخ رحمۃ اللہ نے اپنے آثار کلام مین ساتھ اس
فقرہ کے کہ ظاہرا قضیہ نادعلیا مظہر العجائب والغرایب ہمدرین معاملہ و معرکہ کہ واقع شدہ است اما در کتب حدیث ہیچ ذکر نکردہ اند
واللہ تعا اعلم یعنی محل وقوع اس مقدمہ کا اگر ہر تو یہی غزوہ ہر کہ اس سے بڑھ کے کوئی اور موقع اور واقعہ نہین ہر کہ وہ ایسی حکا
محل ہو سکے مگر کتب حدیث مین کہین کسی محدث نے اسکو ذکر نہین کیا ہر فافہم واللہ تعا اعلم بالصواب اور بر تقدیر تسلیم کہہ سکتے ہین
کہ یہہ امر محمول تھا اونکی حالت حیات پر اور زندگی پر حضور مین اونکی والا کیونکر غافل ہو اس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ
واقع کربلا مین انتہی فافہم واترک الجدال حق یہہ ہر کہ حضرت علی رضی اللہ تعا عنہ حق مبارزت اور شجاعت جوانمردی کا اوس روز
بجالائے کہ زیادہ اوس سے تصور نہو سکے قیس بن سعد سے روایت ہر کہ کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ فرمایا روز
جنگ احد کے سولہ تلوارین میری لگین کہ چار کی ضرب مین انسے مین زمین پر گر پڑا اور جب مین گر پڑتا تھا ایک آدمی خوبرو
خوشبو والا میرا بازو پکڑتا تھا اور مجھکو کھڑا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ کفار پر متوجہ ہو کہ تو اطاعت خدا اور رسول مین اوسکے ہے

اور یہہ دونو مجہسی راضی ہین بعد فراغ کی لڑائی سی یہہ واقعہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا مینی آپنی فرمایا
کہ تو اوسکو بہی اتنا ہی جیسے کہا نہین مگر چہرہ کلبی کی ساتھہ مشابہ تہا آپنی فرمایا ای علی خدا تعالی تیری آنکھین روشن کری وہ جبرئیل
تہا اور طلحہ رضہ سی بہی دلاوری اور بہادری اوس دن ظہور مین آئی کہ موجب ہوئی اونکی دخول جنت کو اور اونہون نی
قتال عظیم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ طلحہ اونمین سی ہی کہ جو کچھہ حق اوسپر تہا بجالایا اور کہتی ہین کہ طلحہ رضہ نی اپنا ہاتھہ
سپر بنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ابن قمیہ کی سی اونکا ہاتھہ اس سی شل ہوگیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اونہون
نی اپنا ہاتھہ سپر بنایا نیزہ روکنی کو جو ایک کافر نی آپ پر چلایا تہا اونکی خنصر یعنی خورد انگشت پر وہ نیزہ لگا ہاتھہ اونکا اوس سی
نکما ہوگیا شیخ کی اس کلام اور اوس کلام سی جو آخر کتاب مین کتاب کی احوال مین آویگا دونون سی ثابت ہی زخمی ہونا ہاتھہ
اور اونگلی طلحہ کا سو معلوم ہوا کہ ہاتھہ اونکا ان دونون زخمون سی شل ہوا ہی چنانچہ خلاصۃ السیر مین ہی کہ دو زخم بڑی طلحہ کے
ہاتھہ پر پہونچی ایک زخم تیر کا دوسرا زخم تلوار کا ان دونون زخمون سی ہاتھہ اونکا شل ہوا انتہی اور آیا ہی کہ روز جنگ احد کے
اسی زخم طلحہ رضی اللہ عنہ کی بدن پر لگی تہی اور پہر بہی وہ تردد کرتی تہی کہ یکبارگی اکہٹی وہ تلوارین اونپر کافرون نی مارین
اونکی صدمہ سی وہ گر پڑی اور بیہوش ہوگئی ابو بکر رضی اللہ عنہ آئی اور اونکی موںہہ پر پانی چہڑکا وہ ہوش مین آئی پوچہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہی کہا بخیر ہی اور مجہکو اونہون نی تمہاری پاس بہیجا ہی کہا الحمد للہ کہ جو مصیبت کہ بعد اسکی ہو سو آسان
ہی کہتی ہین کہ انس بن نضر چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی لڑائی بدر مین حاضر نتہی چاہا کہ احد مین حاضر ہوکر تدارک مافات
کا کرین جب دریافت کیا اونہون نی کہا لوگون نی کہ ایسا سنتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئی اونہون نی کہا کہ
روا ہی یہہ کہ تم زندہ رہو اور پیغمبر کو مار ڈالین اور تلوار نکالکر کفار کی متوجہ ہوئی اتفاقا سعد بن ابی وقاص اور ایک روایت
مین سعد بن معاذ سی راہ مین ملی اور کہا قسم خدا کی کہ جنت کی بو احد کی طرف سی سونگہتا ہون اور بیچ کی لشکر کفار کی جاکر گر
اور جنگ عظیم کی یہان تک کہ شہید ہوئی خبر صحیح مین ہی کہ کچہہ اوپر اسی زخم اونکی لگی تہی ایسی کہ جسم شریف اونکا مردون مین معلوم
نہوتا تہا اونکی بہن نی ایک خال سی کہ اونگلی پر اونکی تہا پہچانا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر اندازی پر مامور تہی
مالک بن زہیر ایک کافر تہا کہ بہت مسلمانون کو اوسنی تیر سی شہید اور مجروح کیا تہا سعد رضی اللہ عنہ نی اوسکی آنکہہ پر تیر مارا کہ
سر توڑکر نکل گیا وہ جہنم رسید ہوا مسلمانون نی اوسکی شر سی خلاصی پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطی سعد رضی اللہ عنہ
کی دعا خیر کی اور فرمایا کہ اجاب اللہ دعوتک و سدد رمیتک یعنی قبول کری اللہ تعالی دعا تیری اور راست
اور محکم کری تیر اندازی تیری پس اس دعا کی برکت سی سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات ہوی کہ آدمی اونکی دعا کی
تبرک ڈہونڈہتی تہی منقول ہی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آخر عمر مین نابینا ہوگئی تہی اونسی لوگون نی کہا بیمار تمہاری دعا سی
شفا پاتی ہین تم اپنی لیے کیون نہین دعا کرتی ہو کہ اللہ تعالی تمہاری آنکہین روشن کری اونہون نی کہا قضاء اللہ احب
الی من بصری یعنی چاہنا اللہ تعالی کا اور حکم اوسکا مجہکو زیادہ محبوب ہی اپنی بینائی سی اور ابو طلحہ انصاری رضہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگے کھڑی ہوتے تھے اور اپنی کو سپر آپکا بنا رکھا تھا اور وہ فن تیر اندازی کو خوب جانتے تھے اور کمان
خوب کھینچتے تھے دو تین کمانین اوس روز اونکی ہاتھہ مین ٹوٹین اور آواز بلند رکھتے تھے اپنی تیر ترکش سی نکال زمین پر ڈالدیجاتی
تھے اور جب تیر دشمنون پر پھینکتے با آواز بلند کہتے یا رسول اللہ نفسی دون نفسك جعلنی اللہ فداك یعنی
ای پیغمبر خدا کے جان میری اور تن میرا اپنی جان تمہاری سکو ہے اللہ تم تجھکو تمہیر فدا کرے جب سب تیر اونکی ہو چکے تب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم زمین سی لکڑیان اوٹھا کر اونکو دیتے تھے اور فرماتے تھے ارم یا ابا طلحۃ یعنی تیر مار ای ابا طلحہ وہ جب اونکو
اپنی کمان میں چلاتی تھے وہ لکڑی تیر ہو جاتی تھی اور جو کوئی صحابی ترکش والا آپکی پاس ہو کر گذرتا اوسی فرماتی کہ ڈالدی اپنی تیر نکو
ابو طلحہ کی لیے کہ مارے دشمنونکو اور فرمایا آپنی کہ آواز ابو طلحہ کی لشکر مین چالیس آدمی سی بہتر ہے اور لوٹی تلوار عبد اللہ
بن جحش کی پس دی آپنی اونکو ایک شاخ کھجور کی وہ تلوار ہو گئی یہہ قصہ اور قصہ قتادہ رضی اللہ عنہ کا معجزات مین آیا ہے
اور منجملہ اونکی حنظلہ رض ہین کہ اوسی رات کو اونکا نکاح ہوا تھا اور صبح کو ایک طرف اپنی سر کے بال دھو رہی تھے سنا کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم پر وقت تنگ ہی اوسیطرح سی احد مین جا کر کفار سی لڑ کر شہید ہوئی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ غیب سی آواز آئی
کہ یا خیل اللہ ارکبی ای گھوڑونکی سوار و اللہ تعالی کے سوار ہو تم غرض کہ وہ اوسی حالت جنابت مین بیطاقت ہو کر
لڑائی مین گئی اور کفار کو مار کر شہید ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ملائکہ اونکو نہلا رہی ہین متعجب ہو کر فرمایا اونکی
بی بی سی کہ اوسکا جمیلہ نام تھا عبد اللہ بن ابی کی بہن کہ حال دریافت کرو اونھون نی حقیقت حال عرض کی کہ یہہ سبب
جنابت اونکی سے تھا اور اونھین سی مروی ہے کہ کہا اونھون نی کہ مین نی رات کو خواب مین دیکھا کہ آسمان مین ایک فرجہ ہو گیا ہی
اور حنظلہ رض اوسی رستی سے آسمان پر چلے گئے اور پھر وہ شگاف بند ہو گیا اور اسکی تعبیر شہادت حنظلہ کی ہی اور ابو سعید ساعدی رض
کہتی ہین کہ مین نی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ بات سنکر اونکو جا کر دیکھا تو اونکی سر سی پانی کی قطری ٹپکتی تھے اور عجیب حکایات سی
عمرو بن جموح انصاری اعرج کی حکایت ہی کہ اونکی چار بیٹی تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور جہاد مین مبادرت کرتی
تھی جب اونھون نی چاہا کہ جنگ احد مین شامل ہون اونکی قوم نی منع کیا اور کہا کہ تو اعرج یعنی لنگڑا ہی ولیس علی الاعرج
حرج اور چار بیٹی تیری آپکی خدمت مین ہین عمرو نی کہا کیا اچھی بات ہی کہ میری بیٹی جنت مین ہون اور مین تمہاری شامل
بیٹھا رہون اونکی بی بی نی کہا مین دیکھہ رہی ہون کہ وہ لڑائی سی بھاگ کر لوٹ آیا ہے یہہ اپنی خاوند کو اوسنی از راہ طعنہ
کی کہا عمرو نی یہہ سنکر ہتیار لیے اور دعا کی اللہم لا تردنی الی اھلی یعنی ای اللہ مت پھیر تو مجھکو طرف اہل میری کے
پھر وہ باہر گئے اور آپکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی قوم کا منع کرنا عرض کیا اور کہا کہ مین امید رکھتا ہون کہ اپنی لنگڑی پیر
سی بہشت مین چلون پھر ون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعذرك اللہ ولا جناح علیك یعنی معذور رکھا
تجھکو اللہ تعالی نی اور نہین ہی تجھہ حرج تجھپر عمرو نی اپنی عرض مکرر کی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ابو طلحہ رض
کہتی ہین کہ عمرو بن جموح کو لڑائی مین مین نی دیکھا کہ اکڑتا جاتا تھا اور کہتا تھا قسم اللہ کی مین مشتاق جنت کا ہون اور

بیٹا بھی باپ کیطرف دوڑتا جاتا تھا وہ لڑائی یہانتک کہ شہید ہوئے اور مروی ہے کہ ہند زوجہ عمرو بن جموح کی اپنے خاوند اور بیٹے اور بھائی کی لاش اونٹ پر لادکر مدینہ کو لائی تھی دفن کرنیکو وہ اونٹ گھٹنون کے بل ہوگیا اور جب اوسکو زجر سے اوٹھا کر طرف مدینے کے ہانکتی تب وہ لیٹ جاتا پھر ایکبار اوٹھایا تو احد کی طرف موخہ کرکے چلنے لگا ہند نے یہہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ یہہ اونٹ تیرا مامور ہے اور اوس سے پوچھا کہ عمرو نے کچھہ بات کہی تھی کہ جب وہ اسطرف چلنے لگا تھا تب قبلہ رو ہوکر اونسے دعا کی تھی کہ خداوندا پھر مجھکو میرے اہل کیطرف مت لانا آپنے فرمایا اسی سبب سے تیرا اونٹ اودھر نہین جاتا ہے اور منجملہ قضایای احد سے شہادت مصعب بن عمیر کی تھا مروی ہے کہ جب مسلمان احد مین منہزم ہوئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہ جماعت مہاجرین مین علمدار تھے ٹھہر رہے اور نہ بھاگے اتنے مین ابن قمیۂ ملعون اونکیطرف گیا اور داہنے ہاتھہ مین اونکے تلوار ماری ہاتھہ کٹ گیا اونھون نے دوسرے ہاتھہ مین نشان لیلیا اور کہتے تھے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنی اور نہین ہین محمد صلعم مگر رسول اللہ کا اور بتحقیق کہ گذر گئے ہین پہلے اوس سے اور رسول اوس ملعون نے دوسری تلوار ماری دوسرا ہاتھہ اونکا کٹ گیا پھر اونھونے یہی کلمہ کہا اور دونون بازو سے نشان کو اپنی چھاتی سے لگالیا پھر اوسنے ایک تیر مارا کہ وہ اوس سے شہید ہوئے کہتے ہین کہ ہنوز یہہ آیت نازل نہین ہوئی تھی کہ اللہ تعالی نے اونکی زبان پر جاری کی جب وہ نشان زمین پر گر پڑا ابو الروم اونکے بھائی نے وہ نشان اوٹھالیا اور ایک روایت مین ہے کہ فرشتے نے اوٹھالیا اور وہ فرشتہ مصعب کی صورت پر تھا جب لڑائی سے فارغ ہوئے آپنے فرمایا تقدم یا مصعب اوسنے عرض کی کہ مین مصعب نہین ہون آپنے جانا کہ وہ فرشتہ ہے اللہ تعالی نے مسلمانونکی مدد کو بھیجا تھا پھر ابو الروم نے اوس سے نشان لیا اور رسول مقبول کے آگے مدینے کو آئے اور تھے وہ رضی اللہ عنہ اجلۂ صحابہ اور فضلاء اونکے سے اور مہاجرین حبشہ مین سے اور حاضر ہوئے معرکۂ بدر مین بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مدینے مین بعد بیعت عقبۂ ثانیہ کے اور ایک روایت سے بعد عقبۂ اولی کے انصار کے ساتھہ کہ اونکو تعلیم مسائل دین اور فقہ کی کرین اور تھے وہ رضی اللہ عنہ متنعم ترین لوگونکے عیش اور کامرانی مین اور جب اسلام لائے زہد اختیار کیا دنیا مین ایکدن دیکھا اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر مین چمڑیکا تسمہ باندھے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اوس آدمی کو کہ روشن کیا اللہ تعالی نے دل اوسکا واسطے ایمان کے دیکھا مینے اسکو کہ اسکا باپ اسکے لیے ایک جامہ دو سو درم کا خریدتا تھا پھر اوٹھایا اسکو اللہ اور رسول کی محبت نے اسپر کہ دیکھتے ہو یعنی اب یہہ حال ہوا کہ زہد اختیار کیا اور از انجملہ وہب بن قابوس مزنی اور بھتیجے اونکے حارث بن عقبہ بن قابوس ہین اگرچہ اول مین قتل سب مسلمانونکا اخذ غنیمت مین مشغول تھے مگر جبکہ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل انکے پیچھے سے آئے تب وہب اور حارث نے اونکے مقابلہ مین ثبات قدمی کی اور داد شجاعت اور مردانگی کی دی اس اثنا مین ایک فرقہ اشرار مین سے متوجہ طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا آپنے فرمایا من لہذہ الفرقۃ یعنی کون ہے کہ اس فرقہ کو دفع کرے وہب نے کہا انا یا رسول اللہ یعنی مین ہون یا رسول اللہ پھر تیر مارکر اونکو ہٹا دیا پھر دوسری

گروہ شقاوت پژوہ نی اونکا قصد کیا پھر آپنی فرمایا من ھذہ الکتیبۃ یعنی کون ہی کہ اس گروہ کو روکی وہب نی بدستور
سابق کی جواب دیا اور تلوار پکڑی اور اونکو مارا اور بھگا دیا پھر ایک اور طایفہ ظاہر ہوا آپنی فرمایا من یھولاء وہب نی وہی
جواب سابق دیا آپنی فرمایا قم وابشر بالجنۃ وہب یہہ بشارت سنکر صف کفار اشرار مین گھس پڑی کفار نے اونکو محاصرہ
کرکے تلواروں اور نیزونکی زخمون سی شہید کیا بعد اسکے اونکی بھتیجی حارث نی ساتھہ کوشش اور جان فشانی بہت کی رتبہ شہادت
کا حاصل کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ دوست رکھتا ہون مین کہ موت میری مثل موت مزنیکی ہو اور سعد
بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ مینی وہ دلاوری اور بہادری کہ وہب بن قابوس سی احد مین دیکھی کسی لڑائی مین کسی سی
ایسی نہین دیکھی اور کہا کہ دیکھا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مزنی کی سرہانی بعد قتل اونکی کھڑی تھے اور فرماتی
تھی رضی اللہ عنک فانی عنک راض یعنی راضی ہوا اللہ تعالی تجھسے پس تحقیق مین تجھسی راضی ہون بعد اسکی
دیکھا مینی آپکو باوجود الم جراحت کی نیچی کے بل کھڑی ہوکر اونکو آپنی دفن کیا اور چادر سرخ علمدار کہ وہ اوڑھی ہوی تھے اونکو
اوڑھادی اور بعضی اونمین سی وہ تھی کہ اوسدن عنایت الٰہی دستگیر حال اونکی ہوکر نور ہدایت کا اونکی دلمین بیٹھا تھا
منجملہ اونکی عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کہ دین اسلام مین اوسکو شک تھا اور ہر چند کہ اوسکی قوم ایمان لائی تھی اور اوسکو
نصیحت کرتی تھی مگر کچھہ فایدہ نہوتا تھا اتفاقا اوسی روز کہ اہل اسلام غزوہ احد کو جاتی تھے قفل غفلت کا اوسکی دل سے
کھلا اور نور یقین کا اوسکی دلمین چمکا اپنی ہتیار لیکر لڑائی مین گیا اور اتنا لڑا کہ زخمی ہوکر مردونمین گر پڑا اور شہید ہوا
آپنی فرمایا انہ لمن اھل الجنۃ یعنی تحقیق کہ وہ جنتیون سی ہے اور منجملہ اونکی ایک یہود تھا مخیریق نام احبار بنی اسرائیل سے
اور مالدار تھا اور کتب ماتقدم مین صفت نبی آخر الزمان کی پڑھی تھی الا بحکم عادت دین یہودیت پر تھا اوس روز کہ
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کو تشریف لیجاتی تھی شنبہ کا روز تھا مخیریق کی دلمین داعیہ اسلام کا
پیدا ہوا اور اوسنی اپنی قوم کی دعوت کی اونھونی ابا اور انکار کیا اوسنی کہا تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کا ہی اوسپر
ایمان لاؤ اور اوسکی نصرت اور اعانت کرو کہ سعادت دارین اور شرف تمکو ملی اونھون نی کہا کہ آج روز شنبہ ہی روا نہین
کہ لڑین مخیریق نی کہا کہ یہہ دین یہود کا ہی کہ شریعت محمد ناسخ اوسکی ہوئی ہی پھر وہ اوٹھا اور اپنی تلوار لی اور خدمت مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوا اور اسلام لایا اور یہہ وصیت کی کہ مال میرا بعد میری آپکا ہی پھر ساتھہ اعتقاد درست
کی مشرکون سی لڑا اور تلوارین مارین اور شہید ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب وصیت کی اوسکا مال لیلیا اور صدقات
مین مسلمانونکی صرف کیا اور اوسکی حق مین فرمایا مخیریق خیر یہود یعنی مخیریق بہترین یہود کا ہی اور اس غزوہ مین بعضی نساء مومنات
سی بھی بڑی دلاوری ظاہر ہوئی چنانچہ نسیبہ بنت کعب تھی کہ اوس شیر میدان وغازی ہمراہ اپنی خاوند زید بن عاصم اور
دو نو بیٹون عمارہ اور عبد اللہ کی اہتمام حرب وضرب کا تمام اور بکمال کیا وہ کہتی ہین کہ مین روز جنگ احد کی مشک لیکر پھرتی
مسلمانونکو پانی پلاتی تھی جب دیکھا مینی کہ کافرونکا غلبہ ہوا پانی پلانا موقوف کیا اور قتال وجدال کفار اشرار سی کرنی شروع کی

یہانتک کہ تیرہ زخم میرے لگے ایک زخم اونمین ایسا تھا کہ سال بھر تک اوسکا علاج کیا پوچھا وہ کسکے ہاتھ سے لگا تھا کہا ابن قمیہ ملعون کے ہاتھ سے اور مینے بھی اوسپر چوٹین مارین مگر کارگر نہوئین کہ وہ دو زرہین پہنے تھا اور جب میرے زخم لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیٹی عمارہ کو آواز دی کہ اپنی ماکی طرف دوڑا اور اوسکو سنبھال اور زخم اوسکا باندہ نسیبہ کہتی ہین کہ مین اور میری بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کفار کے ساتھ مقابلہ کرتی تھی اور میرے پاس سپر نتھی اس حال مین نظر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابی پر پڑی کہ وہ سپر باندہے تھے آپنے فرمایا کہ اے صاحب سپر اپنی سپر اوسکو دیدے جو لڑتی ہے اور اپنی سپر ڈالدی مینے اوسکو اوٹھالیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کفار حملہ کرتے تھے مین اونکو ہٹاتی تھی ایک سوار کفار مین سے آکر ایک تلوار میرے ماری مگر کارگر نہوئی پھر مینے اوسکے گھوڑے کی تلوار ماری گھوڑا گر پڑا اور سوار اوس سے علاحدہ ہوگیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرے حال کو ملاحظہ فرما رہے تھے میری بیٹی کو پکارا کہ اے عمارہ اپنی ماکیطرف دوڑ پھر مینے اور میری بیٹی نے بموجب ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسکو مارا اور عبداللہ بن نسیبہ کہتے ہین کہ اوسدن ایک مشرک نے ایک ایسا زخم مجھکو مارا کہ خون اوس سے بند نہوتا تھا میری والدہ نے اوس زخم کو باندھکر کہا کہ اوٹھ اور مقابلہ کر آپنے ارشاد کیا کہ اے ام عمارہ جو طاقت اور ہمت تجھکو ہے وہ کسکو ہے نسیبہ کہتی ہین کہ اتنے مین وہ کافر جسنے میرے بیٹے کے زخم مارا تھا میرے آگے سے گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام عمارہ یہہ وہی ہے جسنے تیرے بیٹے کو زخمی کیا مینے ایک تلوار اوسکی پنڈلی پر ماری وہ گر پڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے کہ نواجذ مبارک آپکی مینے دیکھے اور فرمایا کہ اپنے بیٹے کا بدلہ تونے لیا اور کہا اے ام عمارہ شکر خدا کا کہ تجھکو اللہ نے تیرے دشمن پر فتح دی اور تیری آنکھہ اوسکے مرنیسے ٹھنڈی ہوئی نسیبہ نے عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ آپکے اہلبیت کے ساتھہ جنت مین آپکے رفیقون سے ہون مین آپنے اوسکی اور اوسکے بیٹون اور اوسکے خاوند کے لیے دعا کی کہ اللہم اجعلہم رفقائی فی الجنۃ یعنی اے اللہ تعالیٰ کر اونکو رفیق میرا جنت مین عمارہ کہتی ہین کہ میری ما کہتی تھی کہ بعد اسکے جو مصیبت مجھے پہونچی خوف نہین رکھتی ہون نہین کہتی ہین کہ نسیبہ مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین بھی حاضر تھین اور وہ کہتی ہین کہ مسیلمہ کو روز جنگ یمامہ کے مین تلاش کرتی تھی کہ اچانک ایک شقی نے تلوار ماری میرا ہاتھہ کٹ گیا قسم ہے کہ باوجود اسکے مین لڑنیسے باز نرہی ایک لحظہ بعد اسکے اوس ملعون کو مرا ہوا پایا مینے اور دیکھا مینے اپنے بیٹے عبداللہ کو کہ اوسکے سر پر کھڑا ہوا اپنی تلوار کو اوسکے خون سے پاک کر رہا تھا اوسوقت مینے سجدہ کیا بعد اسکے اپنے زخم کی دوا مین مشغول ہوئی ہین سبحان اللہ یہہ ایسی عورت ہے کہ بہت مردون سے بہتر ہین ~~ نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ۔ ایک نے مشائخ سے فرمایا ہے کہ آدمی مین عمل چاہیے کیا مرد کیا عورت شیر جب جنگل سے نکلتا ہے کہتے ہین کہ شیر آتا ہے یہہ کوئی نہین کہتا کہ شیرنی ہے یا شیر اللہم ارزقنا تبعیتہم واجعلنا فی الجنۃ بمعیتہم آمین یا رب العالمین لائے ہین کہ کفار فجار لعنہم اللہ مین سے چار شخصون نے عہد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا اور یہہ نجانتے تھے وہ بدبخت کہ ابھی آنحضرت صلعم کی موت نہین ہے جبتک کہ پورا نکرے اللہ تعالیٰ اونکے ہاتھون سے دین اپنے کو اور جبتک غالب نکرے اوس دین کو سب دینون پر

آپکو خبر دی آپ جاکر اونکو سرہانی کھڑی ہوئے کما ما ورمروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کون ہی جو خبر لاوی
سعد بن ربیع بن عمرو انصاری عقبی بدری کہ زندہ ہی یا مردہ ایک انصاری گئی دیکھا مردون مین پڑی تھے کچھہ رمق جان کی
باقی تھی سلام حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکو پہونچایا سعد نے کہا کہ میرا سلام بھی رسول خدا کو پہونچا او رکہدی میری طرف
سی جزاک اللہ عنا یا رسول اللہ افضل ما جزی نبیا عن امتہ یعنی جزا دی تمکو اللہ تعالی ہم سی ای رسول اللہ کی بہتر اوس کی کہ جزا دی
اللہ تعالی نے کسی نبی کو امت اوسکی سی اور اسیطرح آپکی اور یارو نکو سلام پہونچانا اور کہدینا کہ اگر کچھہ قصور خدمت گذاری اور
فرمانبرداری مین اپنی نبی کی کرینگے تو تمکو آگی اللہ تعالی کی کچھہ عذر نہوگا یہہ کہکر جان بحق تسلیم کیا اوس انصاری نے وہ سب حال
آکر روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا آپنے فرمایا اللھم ارض عن سعد بن الربیع یعنی اللہ راضی ہو سعد بن الربیع
سی سبحان اللہ دیکھو کیا محبت اور اخلاص تہا کہ جان دیتی تھے اور شکر کرتے تھی اور عذر بجالاتی تھے خلاصہ اسکا یہہ کہ جب یقین
حاصل ہوا ساتھہ نعمت حق کی اور دین اسلام کی اور مشاہدہ کیا اونھون نے انوار کو کھل گیا پردہ اور نہ باقی رہی جای شک
و شبہہ کی اور کہتی ہین کہ جب شہید جان دیتی اور مرنے پر قرار دیتا ہی وہ کچھہ دیکھتا ہی کہ اور ونکو باوجود ریاضتون چلہ
وغیرہ کی نہین کھلتا ہی اصل کام کی یہی بذل کرنا جانکا اور روحکا ہی اپنے اختیار سی راہ خدا تعالی مین موافق مرضی اوسکی کے
پھر بعد اختتام جدال و قتال کے آپنے شہیدونکو فرمایا کہ وہین سی ہی دفن کردین اور فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کو انھین اٹھاویگا
اس حال مین کہ خون اونکے زخمون سی بہتا ہوگا اور فرمایا کہ رنگ رنگ خون کا ہوگا اور بو بوئے مشک کی اور فرمایا کہ شہدای
احد کو یہانسی اور جگہ نہ لیجاوین اور جو کوئی لیگیا ہو پھر یہین پر لاوی چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ اپنی باپ عبد اللہ کو مدینہ مین
لیگئے تھے پھر آپکی فرمانے سے وہین لائی اور فرمایا بعض شہدا کو کہ آپسمین اونکی محبت تھی اونکو ایک قبر مین دفن کرین از انجملہ
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اور عبد اللہ بن جحش رض کو کہ اونکا بھانجا تھا ایک قبر مین دفن کیا اور اسیطرح سی کسی قبر مین
تین کو دفن کیا اور فرمایا کہ جو کوئی قرآن شریف زیادہ پڑھا ہوا اوسکو لحد مین اور ونکے آگے یعنی جانب قبلہ رکھین پھر آخر دن
مدینہ کو چلے ہر قبیلے کے مرد اور عورتین آپکے استقبال کو آتی تھین اور سب آپکی سلامتی ذات مبارک پر شکر بجالاتی تھین اور جسکو
جو مصیبت پہونچی تھی وہ اوسکو آپکی سلامتی کے مقابل مین سہل گنتا تھا اور کہتا تھا کہ یا رسول اللہ جو مصیبت کہ سوا مصیبت
آپکے ہے سہل اور حقیر ہی ایک عورت تھی کہ اوسکا باپ اور بیٹا اور خاوند اور سوا انکے اور خویش و اقربا شہید ہوئے تھے
پوچھتی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اگر وہ زندہ ہین تو کسیکی مرنیکا غم نہین رکھتی ہون ~~ع~~
من ہو دل گر فدا شدیم چہ باک * غرض اندر میان سلامت تست * جب قبیلہ بنی عبد الاشہل مین پہونچی کبشہ
بنت رافع والدہ سعد بن معاذ کی باہر آئی آپکی زیارت کو اور آپ گھوڑے پر سوار کھڑے تھے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
نے گھوڑیکی باگ پکڑ کر آپسے عرض کی کہ میری ماں آپکی ملازمت کو آئی ہے آپنے فرمایا مرحبا بہا پھر آکر حاضر ہوئین اور آپکی دیدار
فیض آثار سی مشرف ہوئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ جو آپکو سلامت پایا پھر اور جو مصیبت سوا اسکی ہو بہ عافیت

کرسکتی ہون آپنے اونکے بیٹے عمرو بن معاذ کی تعزیت کی اور فرمایا ای ام سعد بشارت ہو تجھکو اور اپنے اہل کو بشارت دی کہ جو لوگ شہید ہوئے منازل بہشت مین سیر اور گشت کرتے ہین اور اونکی شفاعت اونکے اہل کے حق مین قبول ہوگی کبشہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ راضی ہین ہم اسپر اور بعد بشارت کے جای تہنیت ہی نہ تعزیت یارسول اللہ اونکے اہل کیواسطے دعا کرو آپنے فرمایا اللہم اذہب حزن قلوبہم واجر مصیبتہم یعنی لے اللہ لیجا غم انکے دلون سے اور اجر دے اونکو اونکی مصیبتوں کا اور فرمایا کہ جو کوئی زخمی ہو وہ اپنے گھر جاکر علاج کرے ہمارے ساتھ نہ آوے مجروح اوس قبیلہ بنی عبد الاشہل کے قریب تیس کے تھے وہ سب بموجب ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے مگر سعد رضہ کہ آپکے ہمراہ حجرہ شریفہ تک آئے پھر گھر کو لوٹ گئے مروی ہے کہ اہل مصیبت جو آپکے استقبال کو آئے تھے اونمین فاطمہ رضہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی تھین آپکے لشکر ظفر پیکر کو دیکھا کہ گروہ گروہ باشان وشکوہ چلا آتا ہے اونمین اپنے والد کو ہرچند تلاش کیا نپایا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرا باپ کہان ہے اس لشکر مین نہین دیکھتی ہون حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دل کو رقت ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ اب حضرت تشریف لائے ہین جب حضرت خواجہ عالم صلعم تشریف لائے تو بھی اپنے باپ کو اوسنے نہ دیکھا آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور کہا یارسول اللہ میرا باپ کہان ہے آپنے فرمایا مین تیرا باپ ہون اوسنے کہا کہ اس کلام سے خون کی بو آتی ہے اور اونکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اونکی موافقت سے رقت مین آئے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ میرے باپ کی شہادت کی کیفیت بیان کرئے آپنے فرمایا ای فرزند اگر اوسے بیان کرون تیرا دل اوسکی طاقت نرکھیگا یہ سنا اور زار زار رونا اور نالہ کرنا اور زیادہ ہوا اور ایک حکایت یہان پر عجیب وغریب نقل کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ مین نزول اجلال فرمایا انصار کے گھرون سے آواز رونیکی سنی مگر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے آواز نہ آئی فرمایا کہ لکن حمزۃ لا بواکی لہ یعنی لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ پر عورتین نہین روتین انصار نے جو یہ بات سنی اپنی عورتون سے کہا کہ پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر جاکر روئین پھر اپنے گھر آکر اپنے قتیلون پر روئین انصار کی عورتین درمیان مغرب اور عشا کی اونکے گھر گئین اور آدھی رات تک روتی رہین آپ سوتے تھے جب آنکھ کھلی عورتونکے رونیکی آواز اونکے گھر سے سنی پوچھا کہ کیا آواز ہے عرض کی گئی کہ انصار کی عورتین ہین کہ آپکے چچا پر روتی ہین پھر دعا کی آپنے اور فرمایا کہ راضی ہو اللہ تعالی اونسے اور اونکی اولاد سے اور اونکی اولاد کی اولاد سے اور کہا کہ مقصود میرا یہ تھا کہ عورتین آوین اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئین اور منع کیا نوحہ کرنے سے اور مبالغہ اس امر مین بہت فرمایا کہتا ہے بندۂ مسکین یعنی عبد الحق ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین کہ ظاہر یہ ہے کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ کلمہ کہ لکن حمزۃ لا بواکی لہ مقصد اس سے تاسف اور تالم تھا اور غربت اور مصیبت حمزہ رضہ کی تھی کہ مارے گئے وہ اوس حال پر کہ معلوم ہے اور علاوہ اسکے یہہ کہ کوئی اوسپر رونیوالا بھی نہین ہے اور بغیر نوحہ کے رونا بھی ممنوع نہین اور انصار بجہت مبادرت کرنیکے بیچ رضامندی

آپکی اور مبالغہ کرنیکے اسباب تہین کیہ سمجہی کہ شاید مقصد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ہو کہ عورتین آوین اور گریہ
کرین اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسی حقیقت رضا مندی اور امتثال امر کی مشاہدہ کی اونکو واسطے دعا کی
اور ہو سکتا ہی کہ رونیمین نوحہ اونے لگے ہون تو آپنے اوسی منع فرمایا مبالغہ اور ہو سکتا ہی کہ نوحہ اوس زمانہ مین مباح
ہو پہر منسوخ ہوگیا ہو واللہ اعلم اور روایت کو پہونچا ہی کہ جنگ احد مین ستر آدمی شہید ہوئی چار آدمی مہاجرین مین سی اور
چہیاسٹھ انصار مین سی اور لشکر کفار مین سی قریب تیس آدمی کے مارے گئے اور جب مسلمانون نے پوچہا کہ یا رسول اللہ
یہہ مصیبت ہمکو کہان سی پہونچی تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی کہ اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا
قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم لینی کیا جو پہونچی تمکو مصیبت لینی قتل اور زخمی ہونا اور مارے جانا ستر
آدمیونکا تم مین دن احد کے تحقیق کہ پہونچایا تمنے دو چند اس سی دشمنونکو روز بدر کی یعنی ستر اونکو مارے اور ستر قیدی
کیے ہو کہیہ کہانسی آئی کہدو لے محمد کہ پہونچنا اس مصیبت کا تمکو تمہاری نفسونکے سبب سی تہا کہ مخالفت کی تمنے امر رسول اللہ
مین پیچ چہوڑ دینے گہاٹی کے اور تابعداری کرنے مین اپنے اختیار کے نکلنے مین مدینے سی توقف اور انتظار نکرنے امداد
اوپر حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی جیسا کہ اول قصہ مین گذرا اور وعدہ فتح کا مشروط تہا ساتہہ ثبات قدمی
کرنیکے امر رسول پر یا پہونچا یہہ تمکو بسبب اختیار کرنے تمہارے کے فدیہ کو اسیران بدر سی اگرچہ مارے جاوین تم مین ستر
مرد چنانچہ بدر مین مذکور ہوا الغ اسکے دلداری کی اللہ تعالی نے مومنونکی اور فرمایا ما اصابکم یوم التقی الجمعان
فباذن اللہ لینی جو کچہہ پہونچا تمکو ہزیمت اور قتل سے اوسدن کہ ملین دو فوجین اللہ تعالی کی تقدیر سی تہا اور مومن جو
جانتا ہی کہ جو کچہہ کہ اوسی پہونچتا ہی حکم اوس سبحانہ تعالی کی سی ہے تو حاصل ہوتی ہی اوسکو تسلی اور آسان کرتا ہی مصیبت
اوسکی چنانچہ خبر مین آیا ہی کہ ایمان لانا تقدیر پر غم اور اندوہ کو زائل کرتا ہی کذا فی مدارج النبوۃ امر میرا ہی سبب انہین مین
ہے کہ وہ حکمتین کہ غزوۂ احد مین ہوئین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ عادت رسولون سی ہی یہہ کہ آزمائے جاتے ہین اور یہ
حال یہہ کہ ہوتی ہی اونکو لیے عافیت اور حکمت اوسمین یہہ ہی کہ اگر نصرت دیجاتی ہمیشہ تو البتہ داخل ہوتا مسلمانونمین
وہ کہ نہین تہا اونمین اور نہ متمیز ہوتا صادق غیر اپنے سے اور اگر شکست دیجاتی ہمیشہ تو نہ حاصل ہوتا مقصد بعثت کا
سو مقتضی ہوئی حکمت جمعا بین الامرین کو تو کہ پہچانا جاوی صادق کاذب سی اسلیے کہ منافق چہپے تہے مسلمانونمین
پہر جب یہہ واقعہ ہوا اظاہر کیا اہل نفاق نے جو کچہہ کہ ظاہر کیا قول سی اور فعل سی سو پہچان لیا مسلمانون نے کہ اونکے
دشمن ہین اونکے گہرونمین کہ احتراز کرین اونسی اور ایک یہہ ہی کہ شہادت اعلی مراتب اولیا سی ہی سو نصیب
کی یہہ اونکو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کرکے شہدای احد کی شان مین فرمایا ہی کہ جب اونکو اون نے اوس
جہان کو انتقال کیا لایا اللہ تعالی اونکی ارواح کو سبز پرندونکی جوف مین اور ہر روز وہ پرند بہشت کی نہرونکی کنارون
پر آتی ہین اور وہانسی پانی پیتی ہین اور بہشت کی میوی کہاتے ہین اور منازل جنت مین اور باغون مین اوڑتے ہین

اور جب سیر بہشت سے فارغ ہوتی ہین رات کو سونیکی قندیلون مین کہ ساق عرش مین معلق ہین لوٹ کر آتے ہین اور جب
وہ شہدا ساتھ اس دولت کے مشرف ہوئے اور اس ناز و نعمت کو پہونچے اللہ تعہ سے مناجات کرتے ہین کہ اے اللہ تعم کون
ہے کہ پیام ہمارا ہمارے بھائیون کو پہونچا دے اور ہماری حضوری اور جمعیت اور رفاہیت اور عیش اور طیب ماکل و
مشارب کی اونکو خبر دے اور آگاہ کرے تاکہ دنیا مین فرصت کو غنیمت گنین اور کوشش اور جہد جہاد اور غزا مین
بجالاوین اور آپکو پھیرنے اس سعادت اور پہونچنے درجہ شہادت کے سے محروم نرکھین اللہ تعہ نے فرمایا کہ مین تمھارا
پروردگار ہون تمھارا پیام اونکو مین پہونچاؤنگا پھر یہہ آیت نازل کی ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ الآیۃ یعنی اور ہرگز مت گمان کر تو اونکو جو مارے
گئے ہین اللہ تعہ کی راہ مین مُردے بلکہ وہ جیتے ہین اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہین خوش ہین ساتھ اوسکے جو دیا
انکو اللہ نے اپنے فضل سے تمام آیت تک اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعہ اونپر
تجلی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مانگو اے شہیدو اے جان بازو جو کچھہ چاہو مجھسے وہ عرض کرتے ہین کہ اے صاحب ہمارے اور
اے پروردگار ہمارے ہم چاہتے ہین کہ ہماری روحونکو ہمارے جسمون مین پھر ڈال اور دنیا مین ہمکو بھیج کہ پھر دوبارہ
تیری رضامندی مین شہید ہون ارشاد ہوتا ہے کہ جس کسیکو ہمنے ایکبار مقبوض کیا پھر دوبارہ ہم اوسکو دنیا مین
نہین بھیجتے ہین شارحین کہتے ہین کہ آرزو حیات دنیا کی دوبارہ بقصد حاصل کرنے شہادت کی دوسری بار کیا فائدہ
ہے اسلیے کہ جو کچھہ ثواب کہ پہلی حاصل ہوا دوسری بار بھی وہی حاصل ہوگا زیادتی اسمین کیا ہے جواب اسکا یہہ ہے
کہ بموجب حکم لئن شکرتم لازیدنکم کے خیال کیا ہو کہ دوبارہ زیادہ اس سے کچھہ حاصل ہوئے یا یہہ لذت شہادت کی اونکو
اسپر باعث ہوئی ہو گو کہ بظاہر درد و الم ہے یا یہہ کہ مقصود اس سے اونکا بیان کرنا نفاست اس نعمت کا اور اظہار
کرنا رضا اور شکر کا اوس جزا پر کہ پائی ہے ہو یعنی کوئی نعمت افضل اور خوشگوار اس سے نہین جانتے ہین ہم اگر چاہتے تو اسکو
چاہتے اور یہہ خود حاصل ہے اور یہہ معاملہ عالم برزخ مین ہے والا دیدار حق سبحانہ تعہ کا اعلی و اتم و اکمل اس سے ہے اور میعاد
اوسکا آخرت ہے اور ظاہر آیت اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حیات شہدا کی حیات حقیقی جسمانی ہے نہ مجرد معنوی روحانی
جیسا کہ کہا ہے بعضون نے اور باوجود اسکے حیات انبیا علیہم السلام کی اتم اور اکمل اوس سے ہے مواہب لدنیہ مین ہے
کہ کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے کہ روایت کیے گئے ہم مسند امام احمد مین ایک حدیث کہ خوشخبری ہے اوسمین ہر مومن کے
واسطے کہ روح اوسکی جنت مین پھرتی اور کھاتی ہے اور دیکھتی نضرت اور سرور اور مشاہدہ کرتی ہے جو کچھہ آمادہ کیا اللہ تعہ
نے واسطے اوسکے درجات سے اور مروی ہے یہہ حدیث ساتھہ اسناد صحیح عزیز عظیم کے کہ جمع ہوئی ہین اوسمین تین امام کرام
ائمہ مذاہب متبعہ سے کہ روایت کی ہے امام احمد نے امام شافعی سے اور انھون نے امام مالک سے اونے زہری سے زہری سے نے
عبد الرحمن سے اور انھون نے اپنے باپ کعب بن مالک سے اور انھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کہ روح مومن کی

ایک پرندہ ہی کہ کہاتا ہی بہشت کی درختون سی یہان تک کہ لوٹاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ اوسکی جسد مین جسدن کہ حشر کریگا اوسکو سو یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ روح مومن کی ہوتی ہی اور بشکل پرندہ کی بہشت مین اور روحین شہیدونکی ہوتی ہین بیچ حواصل اور جوف پرندونکی پس روح شہیدون کی مانند راکب کی ہین بہ نسبت ارواح عام مومنون کی نسأل اللہ ان یمیتنا علی الایمان و الشہادۃ اور اوپر بدر مین گذر چکا ہی طرف اسکی اشارہ اور مروی ہی طلحہ بن عبد اللہ سی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سی فارغ ہوئی خطبہ پڑہا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور مسلمانونکی تعزیت کی اور جزا کیا اونکو اوس اجر و ثواب سی کہ اللہ تعالیٰ نی اونکی لیے مقرر فرمایا پہر یہہ آیت پڑھی رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا اور ابی فروہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک روز قبرون شہداء احد کی زیارت کی اور فرمایا ای خدا سزاوار پرستش کے تحقیق بندہ تیرا اور رسول تیرا گواہ ہی کہ یہہ لوگ بیچ طلب رضامندی تیری کے شہید ہوی ہین بعد ازان فرمایا جو کوئی انکی زیارت کری اور اونپر سلام کری وی جواب دیوینگی روز قیامت تک یہی حال رہیگا یعنی جو کوئی اونکو سلام کریگا وہ جواب دیوینگی اور منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال واسطی زیارت شہداء احد کی جاتے اور کہتی السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رض بہی یہی طریق مسلوک رکہتے تہے فاطمہ خزاعیہ کہتی ہین ایکروز صحراء احد مین گذری مین کہا مینی السلام علیکم یا عم رسول اللہ آواز سنی مینی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور عطاف بن خالد مخزومی اپنی خالہ سی روایت کرتے ہین کہ واسطی زیارت شہداء احد کی گئی مین اور میری ساتہہ سوای دو غلام کی کہ میری سواری پکڑی ہوی تہے کوئی نتہا اور مینی سنا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اونپر سلام کرو وی زندہ ہین اور جواب سلام کا دیتی ہین سو مینی سلام کیا اور جواب سنا اور کہا اونہون نی کہ ہم تمکو پہچانتی ہین جیسا کہ بعضا ہمارا بعض کو پہچانتا ہی پس لرزہ میری بدن پر پڑا اور ماری ہیبت کی سوار ہوکر چلی آئی ہین اور اخبار اور آثار بیچ فضیلت شہداء احد کی بہت ہین ہذا مقتبس من المدارج والروضۃ والمواہب وخلاصۃ السیر وغیرہ اور بعد اس غزوہ کی **غزوہ حمراء الاسد** ہی وہ ایک جگہ ہی مدینی کے قریب جب احد کی لڑائی سی رجوع کیا اوسکی اگلے روز سولہوین شوال کو دن یکشنبہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ندا کری کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہی کہ واسطی جہاد مشرکین کی آؤ اور احد کی لوگون کی سوا اور کوئی نہ آوین وہ سب مستعد ہوکر اپنی زخمونکو باندہ کر نکلی اونکی حق مین یہہ آیت نازل ہوئی الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم پس آنحضرت صلعم انہین آدمیون سی جو احد مین گئی تہے دشمنون کی پیچہی نکلے اسلیے کہ وہ نجانین کہ مسلمانونکو ناتوانی اور شکستگی ہوگئی ہی اس ارادہ پر آٹھہ کوس تک گئی پس کفار قریش کو اس خبر سی تزلزل اور خوف عظیم دلمین پڑا اور بسرعت تمام مکہ کو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن حمراء الاسد مین ٹہری رہی پہر لوٹ آئی اور اسی منزل حمراء الاسد مین

مسلمان دو کافرونکو نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پکڑ لائی ایک معاویہ بن مغیرہ بن امیہ دوسرا ابو عزہ شاعر کہ اسیران بدر سی تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منت رکھکر چھوڑ دیا تھا اور اوس سی عہد لیلیا تھا کہ پھر مسلمانوں سی لڑنی نآئیو وہ بد بخت عہد توڑکر جنگ احد میں آیا معاویہ کیواسطی حضرت عثمان رض نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی امن چاہا آپنی فرمایا کہ تیری خاطر کی سبب اسکو ہمنی امن دیا اس شرط پر کہ تین دن سی زیادہ مدینہ مین نرہی اور اگر بعد تین دن کی مدینہ مین رہی تو اوسکو قتل کرین اتفاقا تین دن گذری اور وہ مدینی سے نہین نکلا اور ایک جگہ چھپ گیا آپنی زید بن حارث اور عمار بن یاسر کو اوسکی تلاش کو بھیجا اور فرمایا کہ فلانی جگہ اوسکو دیکھو وہ گئی اور اوسی جگہ اوسکو پایا اور پکڑ لیا اور قتل کیا اور ابو عزہ شاعر کو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لائی بہت تضرع وزاری کی کہ یکبار پھر مجھکو آزاد کرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین نہین کاٹا جاتا ہی مومن ایک سوراخ سی دو بار اور فرمایا ایسا نہین کرتی ہم کہ تو مکہ مین جاوی اور اپنی سوراخ مین بیٹھ کر ہاتھ داڑھی پر پھیر اور کہی کہ مینی محمد کو دو بار بازی دی پس حکم کیا آپنی اوسکی قتل کرنیکا ہذا الخص ما فی المدارج و روضۃ الاحباب اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد ولادت امام حسن رض کی پچاسوین روز ساتھ حمل امام حسین رض کے حاملہ ہوئین

وقایع سال چہارم ہجرت صلعم

اور چوتھی سال مین سریہ بیر معونہ ہوئی اور ستر انصاری قاری قرآن وہان شہید ہوی حضرت سید المرسلین صلعم نے چالیس دن تک قنوت فجر مین اون قاتلونکی قبائل پر بد دعا کی اور بیر معونہ ایک موضع کا نام ہی نجد کی متعلقات سی درمیان ارض بنی عامر اور بنی سلیم کی کذا فی منہتیہ روضۃ الاحباب اور قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد غزوۂ احد کی باقی ماہ شوال اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ منورہ مین رہی جب ماہ صفر آیا صحابہ کرام رض کو آپنی بیر معونہ کو روانہ کیا حکایت اسکی یون ہی کہ ابو البراء عامر بن مالک رئیس اہل نجد کا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی دوستی رکھتا تھا گو کہ کافر تھا ایکروز وہ آپکی خدمت مین آکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھکو یقین ہی کہ اہل نجد ایمان لاوین اگر چند مسلمان آپ وہان بھیجین اور وہ اونکو دعوت اسلام کرین آپنی فرمایا کہ وہ کہین دغا نکرین اوسنی کہا کہ اسکا مین ضامن ہون پھر آپنی اونکو ایک نوشتہ لکھکر اور ستر اور بیچ ایک قول کی چالیس اور بیچ ایک روایت کی تیس آدمی صحابہ اخیار سی چنکر اودھر روانہ کئی جب وہ بیر معونہ پر پہونچی وہان ایک رئیس عامر بن الطفیل نام بھتیجا ابو البراء کا تھا اور بہت قبائل اوس سی تعلق رکھتی تھے ایک صحابی کو نامہ دیکر اوسکی پاس بھیجا اوس عدو اللہ نے اوسپر کچھ التفات نکیا اور اوسکو شہید کیا اور لشکر کو تیار کرکے اچانک مسلمانوں پر چڑھ آیا پھر مسلمانون نے جب آپکو اس حال مین دیکھا مناجات کی ای اللہ ہم کسیکو نہین دیکھتی کہ سلام ہمارا تیرے رسول کو پہونچاوی پس جبرئیل علیہ السلام آئی اور سلام اونکا آپکو پہونچایا آپنی فرمایا وعلیہم السلام ناچار ہوکر مسلمانون نے اوس سی مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور سبکی سب شہید ہوی مگر دو آدمی جو اونٹ چرانے گئے تھے ایک اونمین سی

سریہ بیر معونہ

عمرو بن امیہ ضمیری اور دوسرا حارث بن صمہ انصاری تھا جب وہ آئی اور یہہ حال دیکھا عمرو نی کہا چلو حضرت صلعم کو
خبر کرین انصاری نی کہا لا واللہ ہم بھی لڑکے شہید ہونگی پھر دونون خوب لڑی انصاری شہید ہوا اور چار کفار نی لیا
کنہوں اور عمرو کو پکڑ لیگئی عمرو نی کہا مین قوم مضر مین سی ہون اور وہ قوم مضر سی دوستی رکھتی تھے پھر سر کی بال اونکی مونڈ کر
چھوڑ دیا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ کی پاس آئی اور سب حال عرض کیا آپ سنکر بہت تنگدل ہوی اور فرمایا کہ ابو البراء
کا کام ہی جب ابو البراء نی یہہ سنا وہ عامر بن الطفیل کی تاک مین ہوا ایکروز وہ جنگل کو گیا تھا ابو البراء اپنی قوم کو لیکر
پیچھی سے آگیا اور اوسکی نیزہ مارا وہ زخمی ہوا مرا نہین جب اس زخم سی چنگا ہوا اسکی بعد طاعون کا پھوڑا ہوا اوسمین مر کے
ہلاک ہوا عامر بن الطفیل علیہ اللعنۃ سی حکایت ہی کہ جب مسلمان شہید ہوی مینے دیکھا کہ آسمان سی ایک جماعت آکر
ایک لاش کو زمین سی آسمان پر لیگئی یہہ عامر بن فہیرہ مولا حضرت ابو بکر رض کی تھی کما فی سیرۃ النبی و روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ ایک روایت مین ہی ربیعہ ابو البراء کی بیٹے نے عامر کی مارنیکا قصد کیا اور محفل مین سبکی
سامنی اوسکی نیزہ مارا وہ اوس سی قریب مرگ ہوکر پھر جانبر ہوا پھر اللہ تعالی نی اوسکی پھوڑا طاعون کا مثل طاعون اونٹ
کی نکالا وہ اوسی گھوڑی پر سوار ہی مر گیا اور سمجہہ حماقت اوسکی یہہ تھا کہ مشروط کیا اوسنی اپنا اسلام ساتھہ مخیر کرنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین امر مین ایک تو یہہ کہ بیابانی لوگ آپکی توابع سی ہون اور شہری اور دیہات والی
میری یا یہہ کہ مین تمہارا خلیفہ ہون کہ غزا کرون اہل غطفان پر ہزار گھوڑون سرخ اور ہزار اونٹون سرخ سی
پھر آپنی اوسکی لیے بد دعا کی اللہم اکفنی عامرا پھر جب آپکو خبر شہید ہونی قاریون کی ہوئی آپ نہایت ملول ہوی
اور ایک مہینا یا ایک چلہ تک نماز مین اون قبائل پر قنوت پڑھکر بد دعا کی اور وہ قبائل رعل اور ذکوان اور
عصیہ اور بنی لحیان تھی مگر بد دعا کرنا قبیلہ بنی لحیان پر قصہ بیر معونہ مین نہ تھا بلکہ قصہ رجیع مین تھا مگر چونکہ خبر
دونون قبیلونکی واقعونکی یکبارگی پہونچی تھی اسلیے بد دعا بھی آپنے اکٹھی اونپر کی کذا فی المواہب اللدنیہ اور یہین سی
فقہای دین پناہ نی پڑھنا قنوت کا وقت نازلہ کی نماز مین درست و جائز رکھا ہی اور باقی حال اسکا اخیر مین تتمہ
مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال مین سریہ رجیع تھی کہ ایک گروہ نی کفار مشرکین سی آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی دست مبارک پر بیعت اسلام کی یعنی مسلمان ہوی اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو واسطی تعلیم دین کی
آپ سی عرض کرکے لیگیے جب موضع رجیع تک پہونچی غدر کرکے قبیلہ بنی ہذیل کو پکارا اور بعض کو اون صحابہ مین سی
شہید کیا اور بعض کو مقید کرکے کفار مکہ کی ہاتھہ بیچ ڈالا کہ بدر کی قتیلون کی عوض اونکو قتل کرین اور جملہ شہدای
رجیع سی عاصم بن ثابت تھی کہ اللہ تعالی سی اونھون نی حمایت اور عصمت اپنی جسم کی کفار کی ہاتھہ سی چہونیکی چاہی تھی
اللہ تعالی نی اونکی دعا قبول کی اور زنبورونکو اونکی لاش کی حفاظت کیلیے مقرر کیا کوئی اونکی لاش کی پاس نہین
آسکتا تھا جب رات ہوئی تب اللہ تعالی نی ایک سیل بھیجا کہ اونکی لاش کو وہان سی بہا لیگیا اور اسی سال مین کہ

غزوۂ بنی النضیر

کہ ماہ ربیع الاول کا تھا غزوۂ بنی النضیر واقع ہوئی تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ جب واقعہ بیر معونہ مین ستر صحابی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شہید ہوے اور عمرو بن امیہ کو عامر بن الطفیل کے پاس پکڑ لیگئے اور اوسنے اونکو نہ مارا اور بال پیشانی اونکی
کے تراش کر آزاد کیا اور وہ وہان سی طرف مدینہ کی روانہ ہونے راہ مین دو کافر بنی عامر سی کہ امان مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی تھے اونکو ملے عمرو بن امیہ اونکی امن سی واقف نتھی عمرو نے توقف کیا وہ دونو سوگئی اونھون نے اونکو قتل کیا جب
مدینے مین آئی اور کیفیت اپنی ماجرے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی اور اون دونون کافرونکی مارنیکا بھی حال کہا
آپنے فرمایا کہ برا کام کیا تونے کہ وہ دونون ہماری امن مین تھی پھر آپنے دیت اونکی مقرر کی اور ایک جماعت خاص کو مثل
ابو بکر اور عمر رض اور علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ
لیکر طرف منازل یہود بنی النضیر کے تشریف فرما ہوئی تاکہ اونسی اون دونون مقتولونکی دیت مین استعانت چاہین
اسلیے کہ وہ لوگ بھی آپکے عہد و پیمان مین تھی اور بنی عامر سی بھی ہم قسم تھی جب آپنے اونسی باتین کین اور اس امر مین
استعانت طلب کی اونھون نے عرض کی کہ جسطرح آپ چاہین گے ہم اوسی طرح کرینگے تھوڑا سا توقف کیجیے کہ آپکی اور صحابہ
کی مہمانی کرلین آپنے قبول کیا اور آپ ایک مکانکی دیوار سی تکیہ لگائی بیٹھے تھی اوسمین حیی بن اخطب نے الگ ہوکر اپنے
لوگونسی کہا کہ ای معشر یہود محمد تمہاری پاس تھوڑی جماعت سی آیا ہی پھر ایسی فرصت نپاؤگی اس سی بہتر کوئی تدبیر نہین
کہ ایک آدمی اوس کوٹھی پر جاوی اور اوپر سی اوسپر ایک پتھر ڈالدی کہ ہم اوس سی نجات پاوین عمرو بن جحاش نے کہا
کہ مین اوس مکان پر چڑھکر پتھر ڈالونگا سلام بن مشکم نے کہا کہ ابکی بار میرا کہا مانو اور باقی ساری عمر مخالفت
کرو قسم خدا کی اگر تم چاہو کہ یہہ کام کرو اوسکو آسمان سی خبر کرین گے اور یہہ سبب نقض عہد کا کہ ہماری اور اوسکی درمیان
ہی ہوگا وہ یہہ کہتا تھا اور عمرو بن جحاش پتھر جمع کرتا تھا فی الحال جبرئیل علیہ السلام نے اوس حال سی آپکو خبر دی
آپ وہان سی جلد اوٹھی اس ہیئت پر کہ کوئی کسی حاجت کو جاتا ہو اور وہان سے باہر آئی اور مدینہ کو متوجہ ہوی صحابہ نے
جب دیکھا کہ آپکو دیر ہوئی وہ بھی اوٹھی اور آپکی پیچھے چلے اور مدینہ مین آئی اور آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی
کہ آپ وہان سی اوٹھی اور پھر تشریف نلائی اسکا سبب ہمنی نجانا فرمایا کہ اونھون نے غدر کرنا چاہا تھا اللہ تعالی نے مجھکو
اوس سی خبردار کیا مدارج النبوۃ مین ہی کہ کہتی ہین کہ اسی واقعی مین نزول اس آیت کا ہوا یا ایہا الذین امنوا ا
ذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم الایۃ یعنی ای ایمان والو یاد کرو
نعمت اللہ تعالی کی جو تمپر ہوئی اوسوقت مین کہ ارادہ کیا تھا ایک قوم نے اسکا کہ دست درازی کرین تمپر سو اللہ نے
روکا ہاتھ اونکا تم سی آخر تک اور جو یہود آپکی تشریف لیجانے سے واقف ہوی کنانہ نام ایک اونکی احبار مین سی تھا اوسنے
کہا ای قوم مین جانتا ہون کہ اللہ تعالی نے محمد کو تمہاری غدر سی آگاہ کیا ای لوگو تم اپنی کو فریب مت دو واسطے کہ وہ رسول خدا
اور خاتم الانبیا ہی اور گو کہ تم طامع تھی کہ خاتم الانبیا نسل ہارون علیہ السلام سی ہو حق تعالی یہہ نعمت جسکو چاہے

اوسی عنایت فرمائی اور جسپر چاہا اوسپر اس سعادت کا دروازہ کھولا اور جو جو صفات نبی آخر الزمان کی ہمنی توریت
مین پڑھی ہین وہ سب ذات شریف مین اوسکی موجود ہین اور میری خاطر مین ایسا گذرتا ہی کہ تمھاری نکالنی کا حکم کریگا
اب مصلحت یہہ ہی کہ دو کامون مین ایک کرو بہتر اور اولی تو یہہ ہی کہ اوسپر ایمان لاؤ کہ دنیا اور آخرت کی بہتری
اسیمین ہی اور یہانسی نکالی بھی نجاؤگے و یا جزیہ دینا قبول کرو کہ اولاد اور مال تمھارا محفوظ رہی اونھون نی کہا ہمکو
جلا وطنی قبول ہی مگر دین موسی علیہ السلام کا چھوڑنا منظور نہین اور تھا اونکی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درمیان
مین عہد جب مسلمانونکو بدر مین فتح ملی تب وہ کہتی تھے کہ وہ نبی موعود ہی اور توریت مین بھی مذکور ہی اور جب احد مین
شکست ہوئی تب اونکو شک ہوا اور ابوسفیان سے ہمقسم ہوئی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی محمد بن مسلمہ کو بلایا اور اونکے
پاس بھیجا کہ ہماری دیار سی نکل جاؤ دس دن کی تمکو مہلت ہی بعد دس دن کی جسکو یہان پاوینگی گردن مارینگی یہہ حکم سنکر وہ
اپنی کارسازی مین مشغول ہوئی اور اپنی اونٹ جنگل سی لائی اور کرایہ کیی عبداللہ بن ابی سلول منافق نی ایک آدمی
اونکی پاس بھیجا کہ اپنی دیار سی باہر نجاؤ اور قلعون مین اپنی متحصن ہوجاؤ مین دو ہزار آدمیونسی تمھاری مدد کرونگا اور
بنو قریظہ اور تمھاری ہمسوگند غطفان بھی تمھاری مدد کرینگی حیی بن اخطب نی ابن ابی سلول کی باتونسی مغرور ہوکر
کہلا بھیجا کہ ہم اپنی دیار سی باہر نہین جاتی جو کچھ تم کرسکتی ہو کرو آپنی باواز بلند تکبیر کہی اور صحابہ نی بھی آپکی موافقت کی
اور تیاری لشکر کی کرنے لگی مدینی مین عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ کیا اور نشان علی کرم اللہ وجہہ کو دیا پھر مدینی سی باہر
نکلکر نماز عصر میدان بنی النضیر مین پڑھی اور اونھون نی اپنی قلعون مین متحصن ہوکر تیر اور پتھر جمع کیی آپنی پندرہ روز
رات دن اوس جماعت کا محاصرہ کیا اور اپنی لوگونکو حکم دیا کہ اونکی خرمی کے درخت کاٹین پس صحابہ رضی اللہ عنہم خرمی
کاٹنی مین مشغول ہوئی اور آپنی عبداللہ بن سلام اور ابولیلی مازنی کو اس امر پہ مقرر کیا ابولیلی عمدہ عمدہ درخت خرما کے
جنکو عجوہ کہتی ہین کاٹتی تھے اسلیی کہ اون یہودیونکو زیادہ قلق ہو اور عبداللہ بن سلام جو برُے برُے درخت خرمی کے تھے
جنکو لوان بہ وزن قول کہتی ہین کاٹتے تھے کہ آخر مسلمانونکو فتح ہوگی یہہ عمدہ ہین اونکی لیی چھوڑتا ہون اس باب مین
یہہ آیت نازل ہوئی ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ و لیخزی الفاسقین
یعنی جو کاٹ ڈالا تمنی درخت خرمی کا یا چھوڑ دیا کھڑا اپنی جڑ و نپر سو اللہ کی حکم سی ہے اور تا کہ رسوا کری بے حکمونکو **فائدہ**
جب وہ قلعہ مین بند ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ انکی باغ کاٹو اور کھیت اوجاڑو تا اونکو قلق سی باہر نکلکر
لڑین جب وہ کاٹنی لگے تب وہ طعن کرنے لگے کہ ہمکو تو تم کافر کہتے ہو درخت بھی کافر ہین جو کاٹتی ہو بعضی مسلمانونکو شبہہ
آیا تب یہہ آیت اوتری کذا فی موضح القرآن اور کہتی ہین کہ خیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی حطمہ کے میدان مین
نصب کیا تھا عزورا نام ایک تیر انداز یہود سی تھا تیر پھینکتا تھا ایک تیر آپکی خیمہ مین آیا پھر وہان سی خیمہ اوٹھا
دوسری جگہہ کھڑا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکی گھات مین تھی ناگاہ دیکھا کہ تلوار ننگی ہاتھہ مین ساتھہ نو آدمیونکے

باہر آیا حضرت علیؓ نے اوسپر حملہ کیا اور سر اوسکا کاٹ کر روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے پھر آپنے ابو دجانہ اور سہل کو آٹھ آدمی ہمراہ کر حضرت علیؓ کی ہمراہ کیا دو تشریف لیگئی اور جو عزورا کی ہمراہ تھے سبکو قتل کیا اور سرونکی حضرت صلعم کے روبرو لائی اور عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور اور کسی قبائل مین سے اونکو فریادرس نہوی القصہ اللہ تعالے نے خوف اونکی دلمین ڈالا اور رعب و نیز غالب ہوا اونھون نے کسی کو اپنی طرفسے خدمت مقدس نبوی مین بھیجا کہ ہمکو چھوڑدو کہ ہم نکلجاوین آپنے فرمایا کہ ہتھیار اپنے سب چھوڑ جاؤ اور جتنا مال و متاع تمھارے اونٹ اوٹھا سکین لیجاؤ وہ لوگ بضرورت و اضطرار اسبات پر راضی ہوئی اور اپنی گھر اپنی ہاتھونسی برباد اور خراب کئی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی ھوالذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر و قذف فی قلوبھم الرعب یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین فاعتبروا یا اولی الابصار یعنی وہ ایسی ذات ہی کہ نکالا اونکو کہ جنھون نے کفر کیا اہل کتاب سے اونکے گانوٴن سے اور ڈالا اونکی دلمین عذاب کرتے تھی اپنے گھرونکو اپنے ہاتھون اور مومنونکی ہاتھونسی سو عبرت پکڑو ای عاقلو اور کہتے ہین کہ بنی النضیر کی پچاس زرہ تھین اور پچاس ہی خود تھے اور تین سو چالیس تلوارین تھین آپنے محمد بن مسلمہ کو اوسپر متعین کیا کہ اونکو کوچ کرادی پھر چھ سو اونٹ اونھون نے لادے اور اپنی تئین آراستہ کرکے دف بجاتی اور گاتی بازار مدینہ سے گذری اور ہر روز مین اظہار جلادت اپنی کا مسلمانون پر کرتے تھی پھر بعضے شام کیطرف اور بعضے خیبر کیطرف گئی اور ایک طائفہ طرف اذرعات کے گیا اور زمین اور متاع اونکی فی ہوئی فی اوس مال کو کہتے ہین کہ بے لڑائی کے ہاتھ لگی اور اوسمین سے خمس نہ نکالا جاوی چنانچہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی ہی کہ فی مخمس نہو اور اکثر روایات مشعر ساتھ اسکے ہین اور بعض روایات مین وارد ہی کہ آپنے خمس فی سے بہی لیا اور امام ہمام شافعی مطلبی رحمہ اللہ اسیر ہین یہ حال روضۃ الاحباب و ترجمہ عجائب القصص ہی لکھا ہی اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ فی اور غنیمت کبھی ایک دوسرے کے معنی مین بھی مستعمل ہوتا ہی اور یہ سب خالصہ شریفہ ہوا کہ آپ اوسکو اور فدک کو اور مثال انکی کو اپنی خرچ اور اہل و عیال اپنے کے خرچ مین صرف کرتے تھی اور مسلمانونکی ضروریات مین بھی صرف کرتے تھی منقول ہی کہ جب آپ مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے تھی مہاجرین انصار کی گھرونمین رہتی تھی اور انصار انسطریق بھائی بندیکا سا رکھتی تھی اور اپنی اموال و باغ وغیرہ سب اشیا مین اونکو شریک رکھتی تھی بلکہ جو کوئی اونمین سے دو بیبیان متعدد رکھتی تھی اونمین سے بعض کو جدا کرکے اپنی یارونکی نکاح مین دیتی تھی جب اموال بنی النضیر کے حضرت کے لیے مقرر ہوئی آپنے انصار کے لیے دعا کی اور بطریقہ احسان اور امداد کو اونکی جو مہاجرین کو ساتھ رکھتے تھی شکر گذاری کرکے فرمایا ای معشر انصار اس مال بنی النضیر کو کہ اللہ تعالے نے مجکو عنایت کیا ہی اگر کہو تو تمپر تقسیم کردون اور مہاجرین بدستور سابق تمھاری گھرونمین رہین اور اگر کہو تو یہ مال مہاجرین کو دون کہ وہ تمھاری گھرونسی الگ ہوجاوین اور اونکو الگ گھر بنا دون کہ وہ اپنی معاش کی فکر کرین اور تمکو اونکی خبرگیری سے تخفیف حاصل ہو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کہ رئیس قوم تھے اونھون نے عرض کی کہ امید ہماری یہ ہی کہ اس مال کو آپ فقرای مہاجرین کو عنایت فرماوین کہ اونھون نے اپنی اموال و اقارب و عشائر اور باغات کو محبت دین مین چھوڑا ہی اور غربت اختیار کی اور وہ بدستور ہماری گھرونمین جیسے رہتی ہین ویسے ہی رہا کرین اونکی رہنے سے ہماری گھرونمین خیر و برکت ہی جو اون دونون سعدین موصوفین نے یہ عرض جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین کی اور

باقی اور انصار نے بھی بموافقت نسبت اونکی کے آپ اسباب سے بہت خوش ہوے اور اونکے حق مین دعاء خیر کی کہ اللھم ارحم الانصار وابناء الانصار وابناء ابناء الانصار یعنی ای بار خدایا رحم کر انصار پر اور بیٹون انصار پر اور بیٹون کے بیٹون انصار پر الغرض اموال بنی النضیر کا مہاجرین پر تقسیم فرمایا اور بعض کبار مہاجرین کے لیے کچھ زمین مزروعہ مقرر کی اور بعض انصار کو محتاج تھے اونکو بھی کچھ دیا اور سلاحون مین سے ابن ابی الحقیق کی تلوار کو جو بہت مشہور تھی سعد بن معاذ کو عنایت کی اور اسی سال مین عبداللہ بن عثمان بن عفان نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ایک مرغ نے اونکی آنکھ مین چونچ ماری اور وہ بیمار ہوکر مرگیے اور اسی سال کے ماہ ذی القعدہ مین بدر صغری تھے جب ابو سفیان جنگ احد سے پھر اشادی کی کہ ہمارے تمہارے درمیان مین موعد بدر ہی کہ سال کے سرے پر وہان جمع ہونگے اور مقابلہ و محاربہ کرینگے جب وعدہ قریب آیا ابو سفیان نے نعیم بن مسعود کو بیس قراضہ زر دینے کا وعدہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو لڑائی کے لیے آنے سے ڈراوے اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ سے مکہ مین آیا تھا قریش کو شوکت لشکر اسلام سے اور تیاری اسباب قتال سے کہ اس سال سے وعدہ تھا آگاہ کیا اور کہا مدینہ لشکر سے اب پر ہوا ہے جیسا کہ انار دانون سے بھرا ہوا ابو سفیان نے اوس سے ملاقات کی اور کہا کہ وعدہ ہمارا ساتھ محمد کے یہی تھا مگر اگلے سال ہماری بلاد مین قحط ہے ہمارا یا اونکو جانا نہین اگر مدینہ کو تو جاوے اور محمد اور اوسکے یارونکو ڈراوے کہ وہ لڑائی کو نہ آوین کہ اونسے وعدہ خلافی ہو تو بیس اونٹ تین تین برس کے تجکو دونگا وہ مدینے کو گیا اور اونسے اپنا سفر ذکر ایسا ظاہر کیا کہ یہ عمرہ کو گیا تھا اور کشاف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع عمرہ کو گیا تھا اہل اسلام کو اونکی شوکت اور کثرت لشکر کفار سے خبر دی اور کہا مصلحت یہی ہے کہ مدینے سے باہر نہ نکلو کہ مجھے ایسا گمان ہے کہ اگر اونسے مقابلہ کروگے تو کوئی تم مین سے سلامت نرہیگا مگر جو کوئی بھاگ نکلے مسلمانون نے اوسکی بات کو سچ جانکر مدینے سے نکلنے کو مکروہ معلوم کیا یہ خبر حضرت صلعم کو ہوئی خوف اصحاب کو دریافت کیا اور گمان کیا کہ کوئی لڑنے کو نہ نکلیگا مگر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ملازمت حضرت مقدس نبوی مین حاضر ہوے اور کچھ مقدمات عرض کیے کہ آپ اوس سے خوش ہوے اور فرمایا کہ قسم اوس خدا کی کہ جان محمد کی اوسکی قبضۂ قدرت مین ہے کہ لڑائی کو جاتا ہون اگرچہ ایک بھی میرے ساتھ نکلے جب مسلمانون نے یہ سنا خوش ہوے اور جو کہ وسوسہ شیطانی تھا اونکے دلونسے زائل ہوا اور قوت اور شوکت باطن مین اونکے مستولی ہوئی آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینے مین خلیفہ کیا اور علی کو نشان دیکر ڈیڑھ ہزار آدمیون کے ساتھ لڑائی کو چلے اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ستر آدمی ساتھ لیکر چلے یہ روایت صحیح نہین ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے چلتے وقت ستر ہون بعد ازان ہوتے ہوتے ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہون اور دس گھوڑے لشکر مین تھے مسلمانون نے تجارت کا بہت مال اپنے ساتھ لیا بدر مین آنکر اور آٹھ دن تک وہان ٹھہرے رہے اور مال تجارت کا خوب قیمت سے بیچا کہ دو چند نفع حاصل ہوا اور خوش و خرم مدینہ کو لوٹ آئے اور کسی مشرک سے مقابلہ نہوا اور یہ آیت وہان نازل ہوئی الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء الآیہ یعنی وہ لوگ کہ کہا اونکو لوگون نے کہ تحقیق لوگون نے یعنی کافرون نے جمع کیا ہے لشکر تمہارے لیے سو ڈرو اونسے پس زیادہ کیا اسبات نے

اونکے ایمان کو اور کہا اونھون نے کفایت ہی ہمکو اللہ تعالی اور اچھا کام بنانیوالا ہی پھر لوٹے یہ مسلمان ساتھ ایک نعمت کے اللہ تعالی
اور فضل اوسکے سی اور نہ چھوا اونکو برائی نے اور کہتے ہین کہ ابوسفیان ایک ہزار آدمی لیکر مکے سی باہر نکلا اور پچاس گھوڑے
اوسمین تھے مر الظہران مین کہ سات آٹھ کوس مکے سی ہی ہوتا پھر لوٹ گیا خشک سالی کا بہانہ کرکے کہ جانور ونکو چارہ اور آدمیو
نکو میسر نہین ہی اہل مکہ نے اس سفر کا نام جیش السویق رکھا تھا کہ بجز اوسکے اور کچھ کھانا نہ تھا اور غزوہ سویق کہ ذکر اوسکا دوسرے
سال مین ہوا وہ غیر اسکی ہی اس سفر مین قریش اپنی ساتھ ستو لیگئی تھے اور بھاگتی وقت سب ڈال گئی اور اسی سال مین زید بن
ثابت نے حکم حضرت سالت پناہ سی خط و کتابت یہود کی سیکھی تاکہ اونکی اسرار و خفایا یعنی بھید و نسے اونکی خبردار ہوں انھون
نے پندرہ دن مین سیکھ لیا اور اسی سال مین ایک مرد نے ایک یہودیہ سی زنا کیا تھا اپنے بموجب شریعت اپنی کے اوسپر حکم رجم کا
کیا یہود چاہتے تھی کہ آپکو فریب دین اور کہتے تھے کہ ہماری شریعت مین حکم زنا کا یہ ہی کہ زانی اور زانیہ کا مونہ کالا کرکے اولٹا مونھ
اونٹ پر سوار کرکے چھوڑ دین عبد اللہ بن سلام کہ احبار یہود سے تھے اور مسلمان ہوئے تھے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ جھوٹھ
کہتے ہین زانی کا حکم توریت مین رجم ہی آپنے توریت منگائی یہود نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور توریت پڑھتا تھا ابن سلام
نے کہا ہاتھ اوٹھا جب اونسے ہاتھ اوٹھایا تو رجم کی آیت ظاہر ہوئی عبد اللہ بن سلام نے اوسکو پڑھا پھر وسکو سنگسار کیا کذا فی روضۃ الاحباب
اور اسی سال مین قضیہ حصر بنی النضیر مین آیت تحریم خمر کی نازل ہوئی اور بعضی سیر مین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین تھی اور تحقیق یہ ہی کہ تحریم خمر
کی کئی بار آیت نازل ہوئی آخر الامر اسی سال مین ساتھ قول راجح کی اور ایک قول سی چھٹے سال مین کہ غزوہ حدیبیہ تھی یہ آیت نازل ہوئی
یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون یعنی ای ایمان والو یہ جو شراب ہی اور
جوا ہی اور بت اور پانسے گندی کام ہین شیطان کے سو انسے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو **فائدہ** موضح القرآن مین ہی کہ شراب جس چیز کا بنے
ٹھرائے کہ نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام ہی اور جوا اور شرط بدنا کسی چیز پر جسمین جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہی اور ایک طرفی
شرط حرام نہین ہاتی جو کھیل کہ شرط بدنی اونمین رواج ہی اگر بغیر شرط کھیلے تو جوا نہوا لیکن یہ کہ شیطان اوس بہانہ سی روکتا ہی
اللہ تعالی کی یاد سی اور نماز سے سو منع ہوا اور خمر مطلق حرام قطعی ہوئی روضۃ الاحباب مین ہی کہ ایک قول سی آٹھوین سال
مین خمر حرام ہوئی شیخ ابن حجر علیہ الرحمہ نے شرح صحیح بخاری مین ترجیح اسی قول اخیر کی کی ہی اور تحریم خمر مین چار آیتین اوتری
مکے مین آیت ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا یعنی اور میوون سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو
اوس سی نشہ اور روزی خاصی تفسیر احمدی مین ہی کہ بعضون نے سکر سی شراب مراد لی ہی اس صورت مین منسوخ ہی اور بعضون سکر سے
نبیذ مراد لی ہی اور نبیذ وہ کہ جو انگور اور منقی اور خرمی کا شیرہ نکالتے ہین یہان تک کہ دو ثلث جلجاتا ہی تب چھوڑ دیتی ہین ہی منتخب ہاہی
یہ شیخین کے نزدیک جبتک نشہ کو نہ پہونچے حلال ہی اور رزق حسن سی سرکہ اور دوشاب اور خرما اور منقی مراد ہی کذا فی
تفسیر آیت احکام جبتک یہ آیت نازل ہوئی تب تک شراب مثال اور مباحات کے درست تھے اور مسلمان اوسکو پیتے تھے
پھر مدینے مین حضرت عمر بن خطاب و معاذ بن جبل اور چند انصار رضی اللہ عنہم نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

کہ فتوی دیجیے ہمکو شراب مین کہ عقل کی زایل کرنیوالی ہی اور قمار مین کہ سبب سلب مال کا ہی یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس و اثمہما اکبر من نفعہما یعنی تجھسے پوچھتے ہین حکم شراب کا اور جوئے کا کو کہہ اونمین گناہ ہی بڑا اور فائدہ بھی ہی لوگون کو اور گناہ اونکا بہت بڑا ہی نفع اونکی سے اکلیل مین ہی کہ اس سے بعض نے دلیل پکڑی ہی کہ شراب سے دوا کرنا مباح ہی اور امام سبکی نے کہا ہی کہ جو اطبا شراب کے منافع کے قائل ہین سو قبل حرمت کے تھا اب بعد حرمت کے کوئی نفع اوسمین نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی خالق ہی منافع کو اوس سے سلب کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ شراب سے دوا کرنی نچاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حرام چیز مین اللہ تعالی نے میری امت کے لیے شفا نہین تجویز فرمایے کذا فی تفسیر آیات احکامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت مقدمہ تحریم خمر کا ہی جب آپنے یہ آیت عمر رض کو تلاوت فرمائی تب اونھون نے کہا اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر یعنی ای اللہ بیان فرما ہمارے لیے بیان شافی خمر کے مقدمہ مین ایک جماعت نے عقلای صحابہ سے بموجب قولہ تعالی کے فیہما اثم کبیر پینا شراب کا موقوف کیا اور ایک گروہ نے بموجب منافع للناس کے ترک نکیا اور پینے مین مشغول ہی یہانتک کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایکدن چند یارونکی دعوت کی اونھون شراب پیکر خوب مست ہوی مغرب کے وقت ایک شخص اونمین سے امام ہوا اور نماز مین سورہ قل یا ایہا الکافرون پڑھی اور بجای لا اعبد کے اعبد بغیر لا کے پڑھی اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون یعنی ای ایمان والو نزدیک نہو نماز کے جب تمکو نشہ ہو جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو تفسیر احمدی مین ہی اس سے معلوم ہوا کہ تمیز نکرنا بات مین حد ہی حرمت نشہ کی نماز کے لیے ابو یوسف کے نزدیک بھی حد ہی وجوب حد کے لیے اور ابو حنیفہ کے نزدیک بھی حد خاص ہی نماز کے حق مین اور وجوب حد کے لیے وہ ہی کہ مطلق کچھ نجانے تھوڑا نہ بہت اور نہ عورت اور نہ مرد اور شافعی کے نزدیک وجوب حد کے لیے وہ ہی کہ اوسکی چال اور حرکات مین اثر مستی کا معلوم ہو یہ مذکور ہی ہدایہ کے باب حد الشرب مین کذا فی تفسیر آیات احکامی اور کشاف اور بیضاوی مین ہی کہ یہان مراد نشہ سے نشہ نیند اور اونگ نیکا ہی پھر بعضے صحابہ نے بلحاظ اسکے کہ پینا اوسکا موجب ترک نماز کا ہی اسکو ترک کیا اور بعضون نے اسکو اسقدر پینا اختیار کیا کہ نماز کے وقت نشہ پیدا نکرے یہان تک کہ عتبان بن مالک انصاری نے ایک جماعت کی صحابہ مین سے دعوت کی اور اونٹ کا کلہ اونکے لیے بھونکر لائے جب اونھون نے کھایا اور شراب پی اور مست ہوئے آپس مین ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور اشعار مبنی فخر اور مدح اور ذم پر پڑھتے تھے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ بنایا اور اوسمین ہجو انصار کی اور قوم انصار کی تھی ایک انصاری نے اوس بھونے ہوے کلے کو اوٹھاکر سعد بن ابی وقاص کے سر پر مارا اونکے سر مین زخم آیا سعد نے انصار کی شکایت آپ سے آکر کی عمر رض نے جب یہ خبر سنی دعا کی اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضاء فی الخمر و المیسر

ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون یعنی ای ایمان والو تحقیق شراب اور جوا اور مورتین اور
پانسے پلید کام ہین عمل شیطان ہی سو بچو اوس سی تا کہ تم نجات پاؤ تحقیق ارادہ کرتا ہی شیطان اسکا کہ ڈالی تم مین
دشمنی اور بغض شراب مین اور جوئے مین اور روکے تمکو ذکر اللہ سے اور نماز سے سو اب بھی تم رکوگے حضرت
عمر بن خطاب رضہ نے جب یہ آیت سنی کہا انتھینا یا رب یعنی باز رہے ہم ای رب ہمارے اور ایک روایت مین ہی
انتھینا انتھینا انھا تذھب المال وتذھب العقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بازار مدینہ مین پکار دو
الا ان الخمر قد حرمت یعنی آگاہ ہو کہ بیشک شراب حرام کی گئی جس کسی نے سنا اور وہ پی رہا تھا تو فی الحال اوسکو چھوڑ دیا
اور ہاتھ اور موہنہ کو دھو ڈالا اور جسکے گھر مین شراب تھی سب پھینک دی کہ پانی کی طرح سے شراب بازار مدینے مین
بہتی تھی امام الثقلین اور مفتی الفریقین شیخ نجم الدین عمر نسفی رحمہ اللہ شرح اربعین مین فرماتے ہین کہ اس آیت مین
دس دلیلین ہین شراب کے حرام ہونے پر اول یہ کہ اوسکو قمار کے ساتھ ذکر کیا کہ انما الخمر والمیسر اور قمار حرام ہی اوسکا
قرین بھی حرام ہوا دوسرے بت پرستی کے ساتھ ذکر فرمایا اور وہ سب سے زیادہ حرام ہی اوسکا قرین بھی حرام ہوا تیسرے
یہ کہ فرمایا رجس یعنی نجس اور پلید ہی اور پلید چیز حرام ہی چوتھے عمل شیطان کا فرمایا اور جو عمل شیطان ہی وہ حرام ہی پانچوین
یہ کہ فرمایا فاجتنبوہ اور جس چیز سے اجتناب کرنا فرض ہو وہ حرام ہی چھٹے یہ کہ فلاح کو وابستہ کیا ساتھ اجتناب کے
کہ لعلکم تفلحون اور یہ دلیل حرمت کی ہی ساتوین یہ کہ سبب بغض اور عداوت کا ہوئی ہی کہ انما یرید الشیطان ان یوقع
بینکم العداوۃ الخ اور جو کچھ کہ سبب بغض اور عداوت کا ہو مسلمانون مین وہ حرام ہی آٹھوین یہ کہ موجب باز رہنے کا ہوتی
ہی ذکر اللہ سے کہ یصدکم عن ذکر اللہ اور یہ نشان حرمت کا ہی نوین یہ کہ موجب باز رکھنے کا ہوئی ہی نماز سے کہ عن الصلوۃ
اور یہ دلیل حرمت کی ہی دسوین یہ کہ فرمایا فھل انتم منتھون یعنی ترک کرو اوسکو اور جسکا ترک فرض ہو وہ حرام ہی اور بہت
حدیثین اور وعیدین اسکے پینے والونکے حق مین وارد ہین فرمایا آپنے کہ جو کوئی شراب نشہ والی پیوے دنیا مین اور
اوسپر مداومت کی ہو اور توبہ اوس سی نکی ہو وہ شراب بہشت سی نا امید رہیگا اور جابر بن عبد اللہ انصاری روایت کرتے
ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعا نے عہد کیا ہی کہ جو کوئی دنیا مین مست کرنیوالی چیز پیوے قیامت کو
اوسی طینت خبال پلاوینگے صحابہ نے پوچھا کہ طینت خبال کیا ہی فرمایا پسینا دوزخیون کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی شراب پیتا ہی اللہ تعا نماز اوسکی چالیس دن تک نہین قبول کرتا ہی پھر اگر توبہ کرتا ہی
تو قبول کرتا ہی اللہ تعا توبہ اوسکی اور پھر اگر پیتا ہی اوسکو تو پھر نہین قبول کرتا نماز اوسکی چالیس دن تک اور اگر پھر توبہ کی تو پھر قبول کرتا ہی
اللہ تعا توبہ اوسکی اور جو پھر اوسکا مرتکب ہوا تو پھر نہین قبول کرتا نماز اوسکی چالیس دن تک اور اگر پھر توبہ کی قبول
فرماتا ہی اللہ تعا توبہ اوسکی پھر جو چوتھی بار اگر مرتکب ہوا اوسکا توبہ قبول کریگا اللہ تعا چالیس دن تک نماز اوسکی اور اگر
توبہ کرے تو نہ قبول کریگا توبہ اوسکی اور پلاویگا نہر خبال سی اوسکو واضح ہو کہ یہ حدیث اور مانند اسکے محمول ہین نزدیک علمائے

تہدید بلیغ پر پایا اول ہین طارق بن سوید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حکم ہو تو شراب پیون آپنے منع
کیا اونسنے عرض کی کہ سوا اسکے کچھ نہین کہ دوا کے لیے پیتا ہون آپنے فرمایا کہ خمر دوا نہین ہی بلکہ بیماری ہی عن
انس رضی اللہ عنہ انہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرۃ عاصرھا ومعتصرھا وشاربھا
وحاملھا والمحمول الیہ وساقیھا وبایعھا واکل ثمنھا والمشتری لھا والمشتری لہ کہا انس رضؓ نے کہ لعنت کی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب مین دس آدمیون پر ایک تو بنانے والے پر اور بنوانے والے پر اور پینے والے پر اور اوٹھانیوالے
پر اور جسکی طرف اوٹھائی گئی اوسپر اور پلانیوالے پر اور بیچنے والے پر اور اوسکی قیمت کھانیوالے پر اور خریدنے والے پر
اور جسکے لیے خریدی گئی اوسپر اور ابن عباس رضؓ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا من من الخمر کعابد وثن یعنی ہمیشہ پینے والا
شراب کا مانند بت پرست کے ہی کذا فی روضۃ الاحباب و مشارق الانوار مین بخاری و مسلم کی روایت سے ہی ابن عمر رضؓ
سے کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنھا ولم یتب لم یشربھا فی الاخرۃ کہا عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نشہ والی چیز شراب ہی اور سب نشہ والی چیز حرام
ہی اور جسنے شراب پی دنیا مین پھر وہ شراب پیتا رہا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ آخرت مین بہشت کی شراب سے
محروم رہیگا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو چیز مست کر دے اور نشہ لاوے وہ شراب ہی اور حرام ہی خواہ انگور سے
بنی ہو خواہ کھجور سے خواہ منقی یا شہد یا گیہون یا جوار یا باجرا یا جو سے یا درخت کا عرق ہو جیسے تاڑی اور سیندھی
یا کوئی ادویات کا عرق ہو جیسے کہ عرق نشاط بخش اور مارالحم وغیرہ یا کوئی معجون ہو یا کوئی گھانس ہو جیسے بھنگ
وغیرہ قلیل و کثیر اوسکا سب حرام ہی اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام محمد اور محدثین رحمہم اللہ
کا ہر چند امام اعظم کے نزدیک نجس حرام وہی شراب ہی جو شیرہ انگور سے بنی ہو اور جوش مار کر گاڑھی ہو کر جھاگ لاوے
اور چیزین اسکی سوا بدون نشے کے حرام نہین لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتوی ہی چنانچہ
نہایہ اور زیلعی اور عینی اور فتاوی عالمگیری اور در مختار اور اشباہ والنظایر و الفیس الواعظین مین مذکور ہی اور ملک العلما
بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے تاڑی اور نان پاؤ کی حرمت پر جواب استفتا مین اس مطلب کو خوب بیان
کیا ہی اور چھاپا ساٹھہ علمار حنفیہ و شافعیہ نے اوسپر دستخط کیے ہین جو چھپا ہی اوسکو دیکھ لے ھذا ما فی تحفۃ الاخیار مع
شئ زاید اور اسی سال مین شوال کے مہینے مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور اونکا خاوند
ابو سلمہ اور زینب بنت خزیمہ ام المومنین زوجہ رسول مقبول خدا اور فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اسی
سال مین مرین مدارج النبوت مین ہی کہ جب آپ کو اونکی قریب المرگ ہونیکی خبر پہونچی فرمایا جب وہ مرجاوے مجھے خبر کرنا البقیع
مین اونکی لیے قبر کھود واکر لحد بنائی آپ وہمین اوتر کر لیٹے اور قرآن شریف پڑھا اور ستر تکبیر ونکی ساتھ آپنے اونپر نماز
پڑھی اور آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ضغطہ قبر سے نجات نپاویگا مگر فاطمہ بنت اسد لوگون نے کہا اور نہ قاسم

یعنی فرزند دلبند آپکا آپنے فرمایا ولا ابراہیم یعنی قاسم کو کیا کہتے ہو ابراہیم کہ اوس سے بھی چھوٹا مرا وہ بھی بخوف اوس سے نہین ہے اور جب
آپنے اونکے مرنیکی خبر سنی معہ صحابہ اونکے گھر تشریف لیگئے اور اپنا پیراہن مبارک نکالکر فرمایا کہ بعد غسل کے اس سے اونکے کفن کا شعار
کرنا جب جنازہ لیچلے آپنے بھی اوسے کندھے دیے جب قبر پر پہونچے اوتر کر لحد مین لیٹے پھر نکلے اور فرمایا بسم اللہ وعلی اسم اللہ صحابہ
رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ دو چیزین آپسے فاطمہ کے حق مین ہمنے دیکھین کہ کسی اور کے لیے آپسے ہمنے نہین دیکھین ایک تو قمیص
مبارک کو آپنے اونکا کفن بنایا اور دوسرے آپ اونکی قبر مین لیٹے فرمایا کہ قمیص کے پہنانے سے غرض یہ تھی کہ آگ دوزخ سے
نجات پاوے اور قبر مین لیٹنے سے غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ قبر مین اوسکی وسعت دے اور فرمایا بعد ابیطالب کے بجز اسکی مجھسے کوئی
نیکی نہین کرتا تھا پیراہن اپنا اسکو پہنایا مینے کہ بہشت کا حلہ اللہ تعالیٰ اوسکو نصیب کرے اور قبر مین اوسکی لیٹا مین کہ اللہ تعالیٰ
اوسکو امتحان قبر سے خلاصی دیوے واضح ہو کہ یہ امر خاص فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی واسطے تھا اور مخصوصات حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور کسیکے لیے یہ بات نہین ہے اسلیے کہ فرما چکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کوئی ضغطہ قبر سے نجات نپاویگا
مگر فاطمہ بنت اسد یہانتک کہ قاسم اور ابراہیم بھی کہ جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور فرمائی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کہ نہ دفن کرنا مجکو ساتھ حضرت اور شیخین کی تاکہ دفن کرنا مجکو ساتھ اور
امہات المومنین کی کہ نہ پاک ہونگی ہین کبھی بسبب اونکی اگر نجاست گناہونسے آلودہ ہون قائم اور انس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے
کہ جب فاطمہ بنت اسد مر گئین آپ اونکے سرہانے جاکر بیٹھے اور فرمایا امی بعد امی اور اور بہت سوا اسکی انکی تعریف کی اور اپنا
پیراہن اونکا کفن کیا پھر اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اونکی قبر کھودین اور لحد انھے
دست مبارک سے کھودی اور مٹی نکالی بعد ازان لحد مین اوترے اور فرمایا اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ
بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین یعنی اللہ وہ ذات ہے کہ ہمیشہ زندہ کرتا ہے اور
مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کہ نہین مرتا ہے اللہ بخشدے میری مان کو کہ فاطمہ بیٹی اسد کی ہے اور فراخ کردے اوسپر جای دخل ہونیکی اسکی
بطفیل نبی اپنے کے اور بطفیل اگلے نبیون کے بس تحقیق کہ تو بڑا رحم کرنیوالا ہے رحم کرنیوالونکا اور چار تکبیرین کہکر لحد مین اوتارا
اور حضرت عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہما بھی اوتارنے مین آپکے شریک تھے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ لائے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی قبر مین نہین اوترے مگر پانچ آدمیونکی تین عورتین اور دو مرد ایک حضرت خدیجہ رضی کی قبر مین مکہ مین اور
چار کیلیے مدینہ مین ایک تو خدیجہ رضی کا بیٹا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنار فیض آثار مین پرورش ہوا تھا دوسرا عبد اللہ مزنی
کہ ذو البجادین بھی اونکو کہتے تھی تیسرے ام رومان حضرت عائشہ رضی کی والدہ کی قبر مین چوتھی فاطمہ بنت اسد کی قبر مین

حالات سال پنجم ہجرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس سال کے ماہ ربیع الاول مین غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا اور دومۃ الجندل نام ایک پہاڑ کا ہے کہ وہانسے کوفہ تک دس
مرحلہ ہین اور دمشق تک بھی دس مرحلہ ہین اور کہا ہے کہ دومۃ الجندل ایک قلعہ ہے کہ پتھر پر اوسکی بنا ہے اور محصول اوس موضع کا خرما اور

چونہی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ وہ ایک شہر ہی کہ اوسکی اور دمشق کی درمیان پانچ شب کی مسافت ہی اور مدینہ سی پندرہ سولہ شب کا رستہ ہی اور تسمیہ اوسکا ساتھہ دومی ابن اسمعیل علیہ السلام کی ہی کہ وہان اوتری تھی اور قاموس مین کہا ہی کہ دومۃ الجندل و دومار الجندل بھی کہتی ہین ساتھہ ضمہ دال دونون کی اور چھبیسوین تاریخ تھی ماہ مذکور کی اور سبب اسکا یہ تھا کہ آپ کو خبر پہونچی کہ اوس سرزمین مین بہت سے لوگ جمع ہوگئے ہین اور مسافرونکو بہت تکلیفدیتی ہین اور ظلم و تعدی کرتے ہین اور اکیدر جو وہان کا حاکم نصرانی مذہب ہی اوسنی بہت سا لشکر جمع کیا ہی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا چاہتا ہی یہ خبر سنکر آپ ہزار آدمیونکو ہمراہ لیکر اوسطرف کو روانہ ہوی اور سباع بن عرفطہ کو اہل مدینہ پر خلیفہ کیا اور ایک راہبر کو ہمراہ لیا رات کو رستہ چلتی اور دن کو رستے سی بچکر اوترتے جب مقام ایکمنزل رہا راہبر نی عرض کی کہ مواشی مخالفین کے قریب ہین آپکے لوگ دوڑ پڑے اور مواشی اونکی گھیر لیے اور چرواہے اونکی بھاگ گئی آپ وہان اوترپڑے پھر سب کے سب کفار شرارت پیشہ ادھر اودھر فرار ہوگئی آپ وہان چندروز ٹھہری رہے اور لشکر ہر طرف بھیجا مگر کوئی کافر نہ ملا سب متفرق ہوگئے محمد بن مسلمہ ایک شخص کو پکڑکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی آپنے اوس سی قوم کا حال پوچھا اوسنی عرض کیا کہ جب آپکی اسطرف آنیکی اونھون نی خبر سنی سب بھاگ گئی اور وہ آدمی مسلمان ہوا پھر آپ وہانسے مدینہ کو لوٹ آئی ایک مہینہ سی کچھہ زیادہ اس سفر مین لگی اور اس مدت غیبت مین سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی مان مرگئی تھی آپنے آکر اوسکی قبر پر نماز پڑھی کہتا ہی مترجم عفی اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ اسی سی جواز نماز مدفون پر ثابت کیا ہی فقہانے اگرچہ مغسول نہو اور جو مٹی ابھی و نہیں ڈالی گئی ہی تو اوسی قبر سی نکالکر اوسکو غسل دیکر نماز پڑھ کر پھر دفن کرین اور شرط نماز مدفون مین یہ ہی کہ سلامت ہو جسم مردیکا قبر مین اور یہ امر یقینی ہو اور جو اسمین شک ہو تو نماز درست نہین اور تحدید اسمین ایام کی کچھہ معتبر نہین ہی کہ ہر ملک کی زمین کی تاثیر جدی ہی کذا فی جامع الرموز پھر سعد رضی اللہ عنہ نی عرض کی کہ مان میری اچانک مرگئی اگر فرصت پاتی تو یقین ہی کہ کچھہ صدقہ خیرات کرتی اب اگر مین صدقہ خیرات کرون تو بھلا اوسکو ثواب پہونچے یا نہین آپنے فرمایا ہان پہونچیگا پھر اونھون نی پوچھا کونسا صدقہ افضل ہی فرمایا پانی پھر سعد نے ایک کنوان کھدوایا اور اوسکو اپنی مان کی نام پر وقف کیا اور کہا ہذا لام سعد اس سی علما کو بدنی عبادت کی ثواب پہونچنے مین اختلاف ہی اور مالی عبادت کی ثواب پہونچنے مین اتفاق ہی مروی ہی کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کو بعد مرنے اونکے خواب مین دیکھا اور اس مسئلہ کو پوچھا کہ ہم قرآن شریف کو مردونپر ثواب پونچانیکی نیت سی پڑھتے ہین آیا اونکو پہونچتا ہی یا نہین اونھون نی کہا کہ دنیا مین ہم فتوی اسکی برخلاف دیتی تھی سو اب معلوم ہوتا ہی کہ پہونچتا ہی واللہ اعلم کذا فی المدارج راقم الحروف عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ مطابق مضمون لشاشت مشحون خواب مذکور الصدر کی مینی بھی ایک شب اپنی بڑے بھائی مرحوم و مغفور کو بعد چندروز وفات اونکی خواب مین دیکھا اور اوس حال مین یہ بھی علم تھا کہ اس عالم فانی سی رحلت کرگئی ہین پھر مینے اونسے عرض کی کہ اگر آپ سچ سچ بتادین تو مین آپسی کچھہ پوچھون اونھون نی فرمایا کہ تم پوچھو مین سچ بتاؤنگا مینی عرض کی کہ بعد مرنیکی اللہ تعالیٰ نی آپسی کیا معاملہ کیا اونھون نی فرمایا کہ مینی اپنی پروردگار کو اپنی حق مین بہت اچھا پایا اور میری ساتھہ پروردگار نے

بہت اچھا معاملہ کیا پھر مینے عرض کی کہ مین جب کبھی آپکی قبر پر جاتا ہون اور بعد سلام کچھہ کلام الٰہی پڑھکر بخشتا ہون ثواب اوسکا آپکو پہونچتا ہی اور میرے آنیکی آپکو اطلاع ہوتی ہی اونھون نے فرمایا کہ ہان بیشک ثواب پہونچتا ہی اور تمھارے آنیکی بھی مجکو اطلاع ہوتی ہی پھر مینے ایک بات اور عرض کی اوسکا بھی جواب اونھون نے معقول دیا انتہی اور اسی سال کے ماہ محرم مین **غزوہ ذات الرقاع** ہوئی اور اسی مین صلوۃ خوف مشروع ہوئی اور اسکی نام کی وجہ مین اختلاف ہی اصح قول وہ ہی جو بخاری مین ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بسبب ننگے پانون ہونیکے کپڑونکی ٹکڑے پانون مین باندھے تھے اسلیے اسکو ذات الرقاع کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ذات الرقاع نام ایک درخت کا ہی یا نام جگہ کا ہی کہ بعضی جگہ اوسکی سیاہ تھی اور بعضی سپید اور ابن اسحق کے نزدیک چوتھے سال مین ہجرت کی یہ واقع ہوا بنی النضیر کی بعد اور ابن سعد اور ابن حبان کے نزدیک بعد غزوہ خندق اور بنو قریظہ کے اور سبب اسکی ہونیکا یہ ہوا کہ ایک آدمی بکریان بیچنے کو مدینے مین آیا اور یہ بیان کیا کہ بنی ثعلبہ اور انمار نے غطفان سے لشکر جمع کیا ہی اور یہان آنیکا قصد کرتے ہین یہ خبر سنکر چارسو آدمیون کے ساتھہ آپ تشریف لیچلے اور ایک روایت سے سات سو آدمیون کی اور مدینے پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عامل کیا اور بعضون نے ابوذر غفاری کو کہا ہی اور آپ موضع نخل مین جاکر اوترے کہ وہ ایک موضع ہی نجد سے کہ اراضی غطفان سے ہی مدینہ سے دو روز کی مسافت پر اور وہان آپنے مردونمین سے کسیکو نہ پایا سوا عورتونکی اور وہ پہاڑونپر چلے گئے تھے اہل اسلام نے کچھہ مال واسباب و نکا نہ لیا اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ بعض عورتین جو گھرونمین رہگئی تھین اونکو پکڑلیا اور مدت اس سفر باظفر کی پندرہ روز کی تھی جب نماز کا وقت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجہت اسکی کہ مبادا اگر نماز مین مشغول ہون تو کافر آپڑین صلوۃ خوف پڑھی اور یہ اول صلوۃ خوف ہی کہ پڑھی آپنے پھر مدینہ کو لوٹ آئے بے لڑے بھڑے اور ایک واقعہ اس غزوہ مین یہ ہوا کہ جابر بن عبداللہ انصاری اپنے اونٹ پر سوار تھے اور چلنے مین جلدی کرتے تھے مگر اونکا اونٹ بہت ضعیف تھا اور کندرو تھا آپنے اوسپر اپنا عصاے شریف مارا وہ تیزرو ہوگیا آپنے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم ایسا جلد کیون جاتے ہو عرض کی کہ مینے نئی شادی کی ہی فرمایا کواری سے یا نکاحی سے عرض کی کہ نکاحی سے فرمایا کہ کواری سے کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تجسے بازی کرتی اور تو اوس سے عرض کی کہ میرا باپ احد مین شہید ہوا اور سات لڑکیان چھوڑ گیا اسلیے مینے بیوہ سے نکاح کیا کہ وہ اونکو پرورش کرے پھر آپنے جابر سے وہ اونٹ مول لیا اس شرط پر کہ مدینے تک جابر اوسپر سوار چلین وہان اونٹ آپکے حوالہ کردین اور قیمت اسکی لے لین جب شہر مین پہونچے اونٹ کی قیمت جابر رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور اونٹ بھی اونھین کو دیدیا اس حدیث سے جواز بیع کا ساتھہ شرط کے معلوم ہوتا ہی مگر ممانعت فقہا کی اس سے کسی دوسرے حدیث سے ہوگی جیسیکہ مشکوۃ شریف مین ہی نہانا عن بیع وشرط صاحب مواہب لدنیہ نے کہا کہ اس حدیث مین اضطراب ہی اسی جواز بیع کا ساتھہ شرط کے ثابت نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ مین ایک درخت کی سایہ مین آرام کررہے تھے ایک اعرابی آیا اور اوسنے آپ کی تلوار نکالکر سرہانے کھڑا ہورہا آپ جب بیدار ہوے اعرابی نے کہا کہ کون ہی کہ تجسے اب تجکو بچاوے آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ پھر آپ

اوٹھی اور تلوار اعرابی کے ہاتھہ سے گر پڑی پھر آپنے تلوار لیلی اور فرمایا کہ اے اعرابی کون تجکو بچاویگا مجھسے اعرابی نے کہا مجکو بخشدے آپنے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ مین رسول خدا کا ہون اعرابی نے کہا کہ عہد کیا مینے کہ تجسے مقابلہ نہین کرونگا اور اون لوگونمین جو تم سے لڑینگے اونکا شریک نہونگا پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا وہ چلا گیا اپنی قوم مین آکر کہا کہ آتا ہون تمھارے پاس بہترین آدمیونکی نزدیک سے اور ذکر کیا واقدی نے کہ وہ اعرابی اسلام لایا اور رجوع کیا اپنی قوم کی طرف سو ہدایت پائی اوس سے بہت لوگون نے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اعرابی کی پشت مین درد اوٹھا اور تحقیق کہ گذرا ہے مثل اس قصے کے غزوۂ غطفان تیسرے سال مین ہجرت سے پس یا تو ایک کی ترجیح کا قائل ہونا چاہیے یا بموجب تحقیق محققین کے قائل ہونا چاہیے کہ یہ قصہ دوبارہ واقع ہوا ہے اور نکاح زینب بنت جحش کا آپسے کہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھین کہ زید بن حارث کے نکاح مین تھین اسی سال مین ہوا اور ان سب کا حال زوجات شریفہ مین آویگا کذا فی المدارج حال غزوہ بنی المصطلق کا جسکو غزوہ مریسیع کہتے ہین یہ واقعہ بھی اسی سال پنجم مین واقع ہوا مفصل اس اجمال کا یہ ہو کہ پیشوا اس قوم کا حارث بن ابی ضرار مشرکون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑائی کے لیے دعوت کرتا تھا ایک جماعت اوسکے پاس جمع ہوئی اور ترتیب لشکر کی واسطے لڑائی کے کرتا تھا یہ خبر مدینے مین آکر پہونچی آپنے اسکی تحقیق کے لیے بریدہ بن الحصیب اسلمی کو بھیجا اونسے جا کر کہا کہ مینے سنا ہے کہ تم قصد لڑائی کا ساتھ محمد صلعم کے رکھتے ہو اسلیے مین آیا ہون کہ تحقیق کرون اگر ایسا ہے مین بھی جاؤن اور اپنی قوم کو تیار کرون اور پھر آؤن اور باتفاق کرکے اوسکی لڑائی کو جاؤن اونھون نے اوسکی تعظیم وتکریم کی اور کہا ایسا ہی ہے ہمکو لڑنیکا قصد محمد سے ہے بریدہ یہ بات تحقیق کرکے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا آپنے لشکر کی تیاری کی اور باہر آکے زید بن حارث کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور نشان مہاجرین کا حضرت علی رضہ کو دیا اور ایک روایت مین ابوبکر صدیق رضہ کو اور انصار کا نشان سعد بن عبادہ کو عنایت فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ کو مقدمہ پر تعین کیا اور تیس گھوڑے اوس لشکر مین تھے دس مہاجرین مین اور بیس انصار مین اور چند منافقین بھی بطمع دنیاوی اس سفر با ظفر مین شریک تھے راہ مین ایک جاسوس اعدا کا پکڑا اوس سے اونکی خبر پوچھی اوسنے نہ بتائی پھر عمر رضہ عنہ نے اوسکو دھمکا کر قتل سے ڈرایا کہ سچ کہدے اوسنے کہا مین بنی مصطلق سے ہون حارث بن ابی ضرار نے لشکر جمع کیا ہے اور تمھاری لڑائی کو آتا ہے مجھے تمھاری خبر لینے کو بھیجا ہے عمر رضہ عنہ اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے اور کیفیت عرض کی آپنے اوسکو دعوت اسلام کی اوسنے قبول نکیا حضرت عمر رضہ نے آپسے اذن لیکر اوسکو قتل کیا اسکی خبر بنی مصطلق کو پہونچی بہت خوفناک ہوئے یہانتک کہ ایک جماعت اونسے متفرق ہوگئی تب وہ آپنے مریسیع مین کہ نام ایک منزل کا ہے مقام کیا اور اس سفر مین حضرت عایشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما ہمراہ تھین جب دونون جماعتین مقابل ہوئین آپنے عمر رضہ عنہ سے فرمایا کہ پکار دین مشرکین کو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہین تا کہ جان و مال اونکی محفوظ رہین حضرت عمر رضہ عنہ نے پکار کر کہدیا اونھون نے نمانا پھر ایک ساعت مسلمانون نے تیر ماری پھر موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپکے یکبارگی سبنے اونپر حملہ

وہ منہزم ہوئی دس آدمی اونمین سی مار گئی اور باقی کو پکڑ لیا اور مسلمانونسی ایک آدمی شہید ہوا اور ایک آدمی بنی مصطلق سی بعد لڑائی کی مسلمان ہوا وہ کہتا تھا کہ ہمنی سپید شخص اوسدن ابلق گھوڑونپر سوار دیکھی تھی کہ کبھی مثال اونکی نہین دیکھی اور اب ونکو لشکر اسلام مین ہم نہین دیکھتے ہین اور پھرتے وقت اوس غزوہ سی تیمم درست ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ صحیح بخاری مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سی روایت ہی اوس سی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اونپر غفلت مین دوڑ ماری اور مواشی اونکی پانی پیتی تھی پس قتل کیا اون لوگونکو اور پکڑ لیا اونکی اہل و عیال کو اور ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا اسی غزوہ کی اسیر ونسی حارث بن ابی ضرار مذکور کی بیٹی تھین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم غنایم اور سبایا سی فارغ ہوئی ایک جگہ پانی پر میرے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کہ بہت حسین اور جمیلہ تھین جو کوئی اونکو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا آئین میرے دلمین غیرت آئی کہ مبادا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونپر مائل ہون اور اپنی ازواج مین داخل کرلین آخر کو وہی ہوا جب جویریہ آئین اول بات اونکی یہ تھی کہ کہا یا رسول اللہ مین مسلمان آئی ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور کہا مین حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہون اور سردار اور پیشوا اس قوم کی ہون اب لشکر اسلام کی ہاتھ مین مقید ہون اور ثابت بن قیس کی حصہ مین ہون اونسی مجکو مکاتبہ کیا ہی اتنی مال پر کہ اوسکی ادا کی طاقت نہین رکھتی ہون امیدوار ہون کہ آپ میری اعانت کرین کہ اقساط مال کتابت کی ادا کر سکون آپنے فرمایا ایسا ہی کرونگا بلکہ اس سی بہتر تیری ساتھ عمل کرونگا عرض کی کہ اس سی بہتر اور کیا ہوگا آپنے فرمایا کہ تیری کتابت کا مال دونگا اور تجکو اپنی نکاح مین لاؤنگا پھر ثابت بن قیس کی پاس آپنے کسیکو بھیجکر کتابت کی روپیہ ونکو دیدیے اور اونسی نکاح کر لیا صحابہ کرام نے جب خبر پائی کہا یہ بیجا ہی کہ اقربا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم کی ہمارے پاس مقید اور رقیت مین ہین پھر سبنی سبکو آزاد کر دیا اور کہتی ہین کہ سبایا بنی المصطلق کی ایک سو نوی سی زیادہ تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مین کسی عورت کو خیر و برکت مین جویریہ سے زیادہ اوسکی خویشون فرباکی حق مین نہین جانتی اور جویریہ کہتی ہین کہ پہلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سی مینے خواب دیکھا تھا کہ گویا چاند مدینی کی طرف سی اوترتا ہی اور آتا ہی یہانتک کہ میری گود مین آپڑا اس حال کو مینی کسی سی نہین کہا یہانتک کہ ہوا جو ہوا اور اول نام اونکا برہ تھا یعنی نیکوکار پھر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا نام جویریہ کہا اور یہ آپکی عادت شریف سی تھا کہ نامونکو بدل دیا کرتے تھے اگرچہ وہ نام اچھا ہوتا مگر کراہت اس نام کی اس جہت سے تھی کہ مثلاً اگر کوئی کہی کہ اس گھر مین برہ ہی گھر والی جواب دین کہ برہ نہین ہی یعنی نیکی نہین ہی مثل نام مصلح اور یسار کی کذا فی المدارج اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ کہتی ہین کہ مہر اونکا سب بنی المصطلق کی قیدیونکا آزاد کرنا ٹھہرایا تھا اور ایک روایت مین ہی کہ چالیس آدمیونکا آزاد کرنا مقرر کیا تھا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس غزوہ مین گئی اور عورتونکو اونکی اسیر کیا اور مجردی نے ہمپر غلبہ کیا ہم اونمین بطریق ملک الیمین کے تصرف کرنے لگے پھر ہمکو خیال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مین ہین اور ہم بے پوچھے یہ کام کرتے ہین پھر پوچھا ہمنے کہ عزل کنیزک سی جائز ہی یا نہین آپنے فرمایا لا علیکم ان لا تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وھی کائنۃ یعنی نہین کچھ ضرر تمپر اگر کرو تم یعنی عزل نہین کوئی خلقت ہونیوالی روز قیامت تک مگر ہونے والی ہی فائدہ اضح ہو

کہ جو لوگ عزل کو اس حدیث سے جائز رکھتے ہین کہتے ہین کہ لفظ لا کا ان لاتفعلوا مین زایدہی اور معنی اس تقدیر پر اسکے یہ ہین
کہ نہین کچھ مضایقہ تمپر کہ کرو تم عزل کو الخ اور جو لوگ منع کرتے ہین عزل کو اس حدیث سے وہ اسکے معنی یون کہتے ہین کہ صرف
لفظ لا بجملہ لا علیکم مین جواب مین سائل کے وارد ہی اور علیکم ان لاتفعلوا جدا کلام ہی اوس سے اوسکی تاکید کیلیے وارد ہی یعنی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مین سائل کے کہ نکرو عزل کو تمپر واجب ہی کہ نکرو تم عزل کو کذا قال بیضاوی کہتے ہین صاحب لمعات
کہ کہتا ہون مین وہ جو بعض طرق حدیث مین ما علیکم الخ وارد ہی وہ اس توجیہ قاضی کو رد کرتی ہی اور کہا گیا ہی کہ معنی ما علیکم الخ
کی لیس علیکم ضرر ان لا تفعلوا ہین یعنی نہین ہی تمپر ضرر یہ کہ نکرو تم عزل مگر موید ہی اس توجیہ قاضی کو وہ جو حدیث فی ذالک
الواد الخفی وارد ہی یعنی بیچ اسکی ہی جیتا قبر مین گاڑنا کذا فی حاشیۃ ہندیہ روضۃ الاحباب اور باقی تحقیق اسکی آگی آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
اور بعد اس حرب کے اس سفر مین سنان بن وبرہ جہنی کہ حلیف عمر بن عوف خزرجی کا تھا اور درمیان جہجاہ بن سعید غفاری کہ ہم جنس
عمر بن خطاب کا تھا پانی پر مخاصمہ اور منازعہ ہوئی کہ سنان اور جہجاہ نے اپنے ڈول کنوئین مین ڈالے انکے ڈول آپسمین ملیس ہو گئے
اور ایک ڈول اونمین سے نکلا اور حقیقت مین وہ ڈول سنان کا تھا اوسنے کہا ڈول میرا ہی اور جہجاہ نے کہا میرا ہی آپس مین دونونکے درمیان جھگڑا ہوا
جہجاہ نے ایک گھونسا سنان کے مونہہ پر مارا اوسکے خون نکلنے لگا سنان نے انصار کو پکارا اور جہجاہ نے مہاجرین کو پکارا دونون طرفسے ایک ایک
جماعت ادھر کو جلد چلی اور ہتھیار نکالے قریب تھا کہ فتنہ عظیم آپس مین ہو مہاجرین نے سنان کو سمجھا کر جہجاہ کی خطا کو معاف
کرادی زید بن ارقم رضہ انصاری بھی باوجودیکہ نوجوان قریب البلوغ تھے موجود تھے جب آواز فریاد کرنے جہجاہ کی کانمین عبد اللہ بن
ابی منافق کے پہونچی اور کیفیت حال کی معلوم کی غصے مین آکر کہا کہ اس جماعت قریش کو قوت اور شوکت ہمسے ہوئی ہی اور ہمسے
ہو ایسا سلوک کرتے ہین واللہ مثل ہماری اور انکی ایسی ہی سمن کلبک یاکلک یعنی موٹا کر کتا اپنا کھاویگا تجکو اور اگر مدینے کو چلے
تو عزیز تر خوار تر کو وہانسے نکالیگا چنانچہ حق تعالیٰ حکایۃ فرماتا ہی کہ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل یعنی
کہتے ہین البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دیگا جسکا زور ہی وہانسے بیقدر لوگونکو اور زور اللہ کا ہی اور اوسکے رسول کا اور ایمانوالونکا لیکن
منافق نہین سمجھتے اور اوس ملعون نے مراد عزیز سے اپنے ذہن ناپید مین اپنی ذات ٹھہرائی تھی اور خوار سے محمد مصطفی صلعم کے پھر اپنی
قوم کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ یہ کام اب تمنے اپنے ساتھ کیا ہی اونکو اپنے شہر مین جگہ دی اور اپنے مالون مین شریک کیا تمنے اور حال
انکا یہ ہی زید بن ارقم رضہ نے وہانسے آکر یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین عرض کیا اوس وقت آپکے پاس بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ
مثل ابو بکر اور عثمان بن عفان اور سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ اور اوس بن خولی اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہم اجمعین کے
حاضر تھے جب زید بیان کرچکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوا اور فرمایا کہ اے جوان شاید
کہ تو اوس سے خفا ہوا ہو اور یہ بات از روی غضب و قہر کے اوسپر کہتا ہو زید نے عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ مینے اوس سے سنا ہی آپنے فرمایا کہ ہو سکتا ہی
کہ سننے مین تیرے فرق ہوا ہو اونھون نے عرض کی کہ واللہ مینے اوس سے سنا ہی تحقیق اور غلطی سے نہین کہتا ہون پھر تمام لشکر اسلام مین یہ بات پھیل گئی
ایک جماعت انصار نے زید کو ملامت کی کہ تونے اپنی قوم کے سر پر بہتان باندھا اور قطع رحم کیا زید نے کہا کہ مینے یہ بات اوس سے سنی ہی اور اللہ سید کہتا ہون

کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں آیت نازل کرے کہ تمکو بھی معلوم ہو کہ سچ کہتا ہوں یا جھوٹھ اور دعا کی کہ اللہم انزل علی نبیک ما یصدق حدیثی اور بعضی روایتوں میں
آیا ہے کہ جب یہ خبر زید کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اوس منافق کی گردن ماروں فرمایا اے عمر اگر اوسکا قتل واقع ہو
تو یثرب کے بہت سرداروں پر لرزہ پڑ جاوے پھر عمر رض نے عرض کی کہ اگر مہاجرین میں سے کسیکو اجازت نہیں دیتے ہیں تو محمد بن مسلمہ یا عبادہ بن بشر یا سعد بن معاذ
کو حکم کیجیے کہ اوسکو مار ڈالیں فرمایا نہیں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں مشہور ہوں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے پھر آپنے کوچ کرنیکا وہاں سے حکم دیا باوجودیکہ
ہوا نہایت گرم تھی اور آپکا دستور نہ تھا کہ ایسے وقت میں کوچ کرتے اور غرض کوچ سے یہ تھی کہ کوئی گفتگو اور خوض اسمیں زیادہ نکرے اسید بن حضیر رض عنہ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کیا سانحہ درپیش ہوا کہ آپنے ایسے بیوقت میں کوچ کیا آپنے فرمایا کہ تجکو نہیں خبر جو تیرے صاحب نے کہا ہے اونے
عرض کی کون صاحب فرمایا کہ ابن ابی نے کہا ہے کہ اگر مدینے کو پلٹ کر چلیں گے تو عزیز تر ذلیل تر کو نکالدیگا اونے عرض کی کہ اگر آپ چاہیں تو اوسکو
مدینے سے نکالدیجیے وہ خوار تر اور ذلیل تر ہے اور آپ تو عزیز تر خلایق ہیں اور عزت تو خدا اور رسول خدا اور مومنوں کی ہے اور یہ عرض کی کہ آپ اوس سے نرمی
اور ملایمی کریں قسم ہے اوس خدا کی کہ جو آپکو مدینے میں لایا ہے حال یہ ہے کہ اوسکی قوم آپکے مدینے میں آنے سے پہلے چاہتی تھی کہ اوسکو اپنا سردار اور پیشوا
کریں اور ایک تاج جواہر نگار اوسکے لیے تیار کریں مگر ایک جوہر لینے پر موقوف رہا تھا کہ مالک اوسکا یوشع نام یہودی اوسکا زیادہ مانگتا تھا اور ایک
روایت میں ہے کہ مدینے کے لوگوں نے چاہا تھا کہ اوسے اپنا رئیس اور پیشوا اور سردار مدینے کا کریں کہ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ آپکو یہاں لایا اور وہ اپنی امارت
اور ریاست کے چھن جانیکا سبب سوا آپکے اور کوئی نہیں دیکھتا ہے اسی سبب سے وہ ایسی باتیں حسد انگیز اور بغض آمیز کرتا ہے اور مروی ہے کہ جب یہ سب
بیان آپکے روبرو تمام کر چکے بعض انصار کہ اوسوقت حاضر تھے اونھوں نے ابی سے جاکر کہا کہ اگر تونے کچھ کہا ہے تو چل اور توبہ کر کہ وہ تیرے لیے مغفرت چاہیں اور اگر
تو منکر ہو جائیگا تو مبادا کہ تیری شان میں قرآن نازل ہو اور تکذیب تیری کرے اور اگر تونے وہ بات نہیں کہی ہے تو چلکر قسم کھا کہ مینے نہیں کہی یہ سنکر
اوسنے قسم کھائی کہ مینے کچھ نہیں کہا اور پھر آپکی مجلس میں بھی حاضر ہوکر عرض کی کہ مینے ان باتوں سے کوئی بات نہیں کہی ہے یہ تحیر افترا کرتے
ہیں پھر بعضوں نے اوسکے کلام کو سچ جانا اور طرف زید کے جھوٹ کی نسبت کی اور بعضے سمجھے کہ زید نے غلطی و خطا کی اور بعضے زید کے قرابتیون
نے زید کو ملامت کی اور اوسکے چچا نے کہا ہے زید یہ کلام تو نے اچھا نکیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری تکذیب کی اور اوسکی تصدیق اور آدمیوں کو تجھ سے
عداوت ہوئی زید کہتے ہیں کہ میں نہایت ملول ہوا اور اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر نہایت اندوہ اور غم میں سیر کرتا پھرتا تھا کہ یکایک دیکھا مینے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تشریف لائے اور میرے کان کو اینٹھا اور تبسم ہو کر فرمایا کہ بشارت ہے تجکو کہ اللہ تعالیٰ نے تجکو سچا اور اوس منافق کو جھوٹا کیا پھر آپنے
سورۃ المنافقون اس آیت تک پڑھی کہ ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا اور اس آیت تک کہ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ
لیخرجن الاعز منہا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون نقل ہے کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ نام تھا پکا مسلمان اور موحد اور
موافق ساتھ کلام حضرت عمر رض کے اونھوں نے سنا کہ صحابہ نے عرض کی ہے کہ محمد بن مسلمہ یا اور کسیکو فرمائیے کہ ابن ابی منافق کو مار ڈالے وہ یہ سنکر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ اگر میرے باپ کے قتل کرنیکی مرضی ہے تو مجکو فرمائیے کہ پہلے آپکی برخاست ہونیکے اوسکا سر لاکر آپکے روبرو ڈالدوں اسلیے کہ مبادا
کہ جب میں اور کسیکو اپنے باپ کو قتل کرتے دیکھونگا تو نفس میرا اوس سے انتقام چاہے اور میں اس سبب سے سزاوار دخول دوزخ کا ہوں مگر عفو اور احسان
آپکا افضل اور اعظم ہے آپنے ارشاد کیا اے عبداللہ مینے اوسکے مارنیکا حکم دیا ہے اور نہ اوسکے مارنیکا ارادہ نہیں کیا ہے جبتک کہ وہ ہمارے درمیان میں ہے اوس سے

ہم نکی ہی کہ ینگی منقول ہی کہ وقت مراجعت مین جب مدینہ سے قریب وادی العقیق مین پہونچی عبد اللہ بن ابی کی بیٹی راہ کی سر پر
جاکر کھڑی ہو لی جو کوئی آتا تھا اوسی تلاش کرتے تھی یہانتک کہ اونکا باپ آیا اونھون نے اوسکا اونٹ بٹھا دیا اور اپنا پانون اونٹ کی
پانون پر رکھدیا کہ اوٹھنی نپاوی اوسنی پوچھا کیا مدعا ہی عبد اللہ نے کہا قسم ہی اللہ کی کہ مین مدینہ مین تجکو داخل نہونے دونگا جبتک رسول اللہ صلعم
نہ اجازت دین اور جان لیوی تو کہ وہ عزیز ترین خلق کی ہین اور تو ذلیل ترین خلق کا ہی جو کوئی یہ حال دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا یہانتک
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہی عرض کی کہ یہ عبد اللہ بیٹا عبد اللہ بن ابی کا ہی کہ اپنے باپکو روک رہا ہی
اور جانے نہین دیتا مدینہ مین جبتک آپ اجازت نہ دیوین پھر آپ اونکی پاس تشریف لیگئے دیکھا کہ بیٹے نے باپکو روک رکھا ہی اور باپ وسکا کہہ رہا ہے
لانا اذل من الصبیان لانا اذل من النساء یعنی مین خوار تر ہون لڑکونسے اور مین خوار تر ہون عورتونسے پھر آپنے عبد اللہ سے فرمایا کہ
چھوڑدے اسکو پھر اونھونے چھوڑ دیا کہتی ہین کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اوس منافق سے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کہ
وہ تیرے لیے آمرزش طلب کرین اوسنے مونہہ پھیرا اور نجانا اونھونے کہا قسم اللہ تعالی کی کہ تیری اور تیرے اس انکار کے حق مین قرآن نازل ہوگا کہ
نماز نہین پڑہینگے چنانچہ سورہ منافقین سے یہ آیت واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم ورأیتھم یصدون وھم
مستکبرون اسکی حالت بیان کرتی ہی یعنی اور جب کہا جاوے منافقون کو چلو رسول کے پاس کہ وہ بخشش چاہین تمھارے لیے اللہ تعالی سے مٹکاتے ہین اپنے سر
اور دیکھی تو اونکو کہ مونہہ پھیرتے ہین وہ غرور سے یعنی حاضر ہونے مین رسول کے پاس سے کذا فی روضۃ الاحباب و اسی غزوہ مین قصہ پر غصہ
افک کا واقع ہوا مدارج النبوۃ مین ہی کہ زہری بن ہشام عروہ سے اور ایک جماعت بخیر اونکی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ آنحضرت صلعم کی عادت شریف تھی کہ جب ارادہ سفر کا کرتے اپنے ازواج مطہرات کے نام کا قرعہ ڈالتے جسکا نام قرعہ مین نکلتا
اوسکو اپنے ساتھ لیتے کہتی ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ قرعہ ڈالا آپنے ایک غزوہ مین یونہین مبہم روایت کی ہی بخاری نے کہا شراح نے مراد غزوہ
مریسیع کا اوسی بنی مصطلق بھی کہتے ہین سو قرعہ میرے نام کا نکلا پھر مین بھی ہمراہ آپکے اور یہ غزوہ بعد نزول آیت حجاب کے تھا سو مین پالکی مین
لیے ہودہ اوسوار کیجاتی تھی مین اوسمین اور اوتاری جاتی تھی اوسمین سے اور یعنی بٹھائی جاتی تھی اوسمین پھر جب اوس غزوہ سے لوٹے اور قریب
مدینے کے پہونچی ایک رات کوچ کیلیے آواز دی گئی مین اوٹھی اور استنجے کو تنہا گئی جب حاجت سے فارغ ہو کر آئی تو اپنے گلے مین ہار نہ پایا اور وہ ہار
ظفار کے دانونکا تھا کہ ایک قسم کا پتھر ہوتا ہی سیاہ سپید قسم عقیق مثل سنگ سلیمانی کے فارسی مین اوسکو باغوری اور ہندی مین راولی
کہتے ہین پھر لوٹ کر جہان استنجے کو گئی تھی وہین ڈھونڈھنے کو گئی اوسمین مجکو کچھ دیر لگی جب مجکو ہار ملگیا اور مین وہانسے پھری تو لشکر کوچ کر گیا تھا
اور جو لوگ میری ہودج کو اوٹھایا کرتے تھے اونھونے ہودجکو اوٹھا کر اونٹ پر لادلیا اس گمانسے کہ مین اوسمین ہون اور کہتا ہی یہ راقم الحروف عفی اللہ
وعن والدیہ کہ تمیز نہونا اونکو عدم اور وجود مین اسلیے تھا کہ اوسوقت عورتین کم کھانا کھاتی تھین بقدر سد رمق کی سو بسبب اسکی لاغر ہوتی تھین پھر
تمیز اونکو ہودجکی خالی پھرنے مین نہوئی یا یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صغیرہ تھین اور بوجہ اونکی کم تھا جیسکہ خود وہ فرماتی ہین کہ اور مین اوسوقت لڑکی
خوردسال تھی سبکبار تھی الغرض جب مین لشکرگاہ مین پہونچی اور کسیکو نپایا مجکو یہ خیال آیا کہ جب مجکو نپاوینگی تو تلاش کرنیکو آوینگی اور پھر
مین اپنی مقام پر جاکر بیٹھ رہی اور پیچھے صفوان بن معطل سلمی ذکوانی کہ رہتے تھے پیچھے لشکر کے اور مقرر کیا تھا آپنے اونکو اسی خدمت پر کہ جو کسیکا اسباب کچھ رہجاوے

پاکر پڑی ہو وہ اوسکو اوٹھا کر اوسکے مالک کو پہونچا دیوے حضرت عایشہ رض فرماتی ہین کہ صبح کے صفوان نے میری منزلگاہ
کے پاس اور دیکھا مجھکو اور پہچانا اسلئے کہ پہلی نزول آیت حجاب کی اوسنے مجھہ کو دیکھا تھا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون
اور کہنا ترجیع کا یا واسطے تنہائی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے تھا یا اسلئے کہ متوہم تھا اوس سے وقوع آفت اور ہلاک کا جیسے
کہ واقع ہوا اور بعضون نے کہا کہ صفوان نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو مردہ جانکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہا حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مین جاگ پڑی آواز استرجاع سے اوسکی اور چھپالیا مینے اپنا موںہہ قسم اللہ کی کہ کلام نکیا مینے
سوا اوس ایک کلمے کے اور نہ سنا مینے اوس سے کوئی کلمہ سوا استرجاع کے پھر اوسنے اونٹ سے اوترکر اونٹ کو بٹھایا اور اپنا پیر
اونٹ کے اگلے پیر پر رکھا اور یہ اسلئے تھا کہ آسانی سے اونٹ پر چڑہ جاوین پھر اوٹھی مین اور اونٹ پر سوار ہوئی اور صفوان
مہار پکڑکر چلے پھر قریب دوپہر کے لشکر مین پہونچے ہم اور لشکر اوتر چکا تھا اور مروی ہے کہ گذار اونکا ناگاہ منافقین کے فرودگاہ
مین ہوا کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اوسکے توابع وہان اوترے تھے سو درازکی اونھون نے زبان اپنی افک مین
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی اور ہلاک ہوا اسمین جو کوئے کہ ہلاک ہوا اور بانی اس بہتان عظیم کا عبد اللہ بن ابی منافق
ہوا اور بیان کیا جاتا تھا یہ بہتان روبرو اوسکے علی الاعلان اور بڑہاتا تھا وہ منافق اوسمین اپنی طرف سے اور خباثت
اور عجیب بات یہ ہے کہ چند مومن بھی اوسمین شریک ہو گئے تھے ازانجملہ حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش
ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی بہن وغیرہ تھے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے جاؤا بالافک عصبۃ منکم اور کہا بہتان ایک جماعت
نے تمسے اور عصبہ اصطلاح عرب مین اوس جماعت کو کہتے ہین کہ دس سے کم اور چالیس سے زیادہ نہو حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا کہتی ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچے تو لوگون مین اسکا چرچا تھا اور مین بیمار تھی مجکو خبر نتھی
مگر مزاج مبارک حضرت صلعم کو اس بیماری مین اپنے سے متغیر پاتی تھی اور حیران تھی کہ سبب کیا ہے کہ جو لطف اور عنایت کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر اور بیماریون مین کرتی تھی وہ کچھہ بھی نہین فرماتے مگر جب گھر مین تشریف لاتے سلام کرتے پھر
والون میرا اور فرماتی کیسی ہے وہ اور ایک روایت مین ہے کہ کیسی ہے وہ بیمار تمہاری پس یہی پوچھہ کر تشریف لیجاتے اور نہ آتے
اور نہ بیٹھتے میرے پاس پس شک مین ڈالتی یہہ بے التفاتی مجکو اور حالانکہ مین کچھہ خبر داری تھی اس سے یہانتک کہ کم ہوئی بیماری
میرے اور گئی مین قضای حاجت کے لئے ساتھ ام مسطح کے طرف ایک میدان کے کہ مقرر تھا واسطے اوسکے اسلئے
کہ اوسوقت تک پاےخانے گھرون مین نتھے انکو جایا کرتے تھے ہم واسطے قضاے حاجت کے پھر وہان سے پلٹتے وقت ام مسطح کا
پاؤن چادر مین اولجھہ گیا وہ گر پڑے اور کہا تعس مسطح یعنی ہلاک ہو مسطح یا اوندھی موںہہ گر پڑے مسطح یا رسوا ہو مسطح مینے
کہا بری بات ہے تو گالی دیتی ہے اوسکو جو حاضر ہوا بدر مین اور ایک روایت مین ہے کہ گالی دیتی ہے تو اوسکو جو مہاجرین اولین
سے ہے تب اوسنے کہا اے عایشہ نادان نہین سنا تونے کہ مسطح نے کیا کہا ہے مینے پوچھا اوسنے کیا کہا ہے اوسنے خبر دی مجکو قول
اہل افک سے یہ بات سنکر زیادہ ہوئی بیماری میری اور ایک روایت مین ہے کہ جب سنا مین بیہوش ہوکر گر پڑی پھر جب ہوش ہوا

تب مین او ٹھکر گھر آئی اور ایکروایت مین ہی کہ جس حاجت کو گئی تھی وہ بھول گئی ویسی ہی لوٹ آئی اور ایکروایت مین ہی کہ مجکو تپ چڑھ آئی اور ایکروایت مین ہی کہ جب مینے یہ قصہ بہتان کا سنا ارادہ کیا کہ کوئین مین گر پڑون پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی اور گھروالون سے پوچھا کہ تمہاری بیمار کیسی ہی یہ سنکر مینے آپ سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین اپنی باپ کے یہان جاؤن اور مراد میری اس سے یہ تھی کہ تحقیق کرون اس حال کو آپنے مجکو اذن دیا مین اپنی باپ کے گھر گئی اور اپنی ماسے مینے پوچھا کہ یہ کیا بات ہی جو آدمی میرے حق مین کہتے ہین میری مانے تسلی کی اور کہا کہ خاطر جمع رکھہ غم نکر کہ کم کوئی عورت ہوتی ہی کہ خاوند اوسکو دوست رکھے اور آبرو والی اور مقبول خاوند کی ہو اور سوتین بھی رکھتی ہو مگر کہ اوسکے حق مین وہ بہت ایسی باتین کہتی ہین اور عیب جوئی اوسکی کرتی ہین اور رشک لیجاتی ہین پھر مینے کہا سبحان اللہ کہ لوگون نے اس کلام سے تکلم کیا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور میرے باپ نے بھی سنا اور ایکروایت مین ہی کہ کہا مینے کہ اللہ تعالی تجھے بخشے تجکو یہ گوارہ ہی کہ یہ بات آدمیون مین فاش ہوا اور تو مجکو آگاہ نکرے پھر مین رونے لگی اور آنسو میرے نہین رکتے تھے اور رات بھر روتی رہی اور دنکو بھی آنسو نہ رکے اور سرمہ نہ لگایا اور نہ مجکو نیند آتی تھی ام رومان رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ عایشہ رضہ بیہوش ہوجاتی تھین جب افاقہ ہوتا تو تپ و لرزہ آتا جتنے کپڑے گھر مین تھے سب اوسپر ڈالتے تھے کہتے ہین کہ میرا باپ دوسرے گھر مین قرآن شریف پڑھتا تھا میرے رونیکی آواز سنکر میری ماسے پوچھنے لگا کہ اسکو کیا ہوا ہی اونہون نے کہا کہ جو کچھہ لوگ اسکے حق مین کہتے ہین وہ اسنے سنا ہی یہ بات سنکر اونہون نے ایکساعت گریہ کی اور مجکو تسلی دی اور کہا جزع فزع نکر صبر کر کہ اللہ تعالی کیا حکم کرتا ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر عاطر مین میری طرف سے خلجان تھا اور ملاحظہ کیا میرے حال کی خرابی کا اور اکثر اوقات گھر مین ملول خاطر بیٹھے ہوئے اور وحی بھی جب دیر تلک نہ آئی تھی پھر بلایا آپنے واسطے مشورہ کرنیکے اور دریافت کرنے اوس حال میرے کے علی ابن ابیطالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پھر اشارہ کیا اسامہ نے طرف پاکی میرے کے اور عرض کی کہ یارسول اللہ مین نہین جانتا ہون تمہارے اہل سے سوا خیر اور خوبی کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ تنگ نہین کیا اللہ تعالی نے تمپر عورتون کو غیر عایشہ رضہ کی اور بہت عورتین ہین اور دریافت کرلو حال اسکا بریرہ سے کہ وہ اونکی لونڈی ہی شب و روز اونہین کی خدمت مین رہتی ہی کہ وہ آپ سے جو بات ہوگی سچ سچ عرض کر دیگی پھر آپنے بریرہ سے بلا کر پوچھا کہ تو نے کچھہ دیکھا ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا امر کہ شک مین ڈالی تجکو اوسنے عرض کی کہ قسم اوس خدا کی جسنے تمکو بھیجا ہی ساتھہ حق کے کہ نہین دیکھا مینے عایشہ رضہ سے کچھہ کہ شک مین ڈالے سوا اسکے کہ لڑکی ہی نادان سو جاتی ہی آٹا جو گوندھتی ہون مین اوسکو بکری آکر کھا جاتی ہی اوسکی وہ حفاظت نہین کر سکتی اور بھی اکثر یہ بات کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کرتے کسی سے امور خانگی مین تو ضرور مشورہ کرتی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اور بعض کتب سیر مین ہی کہ آپ روز دوشنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر مین اکثر اوقات ملول بیٹھے

رہتے تھے ایکدن حضرت عمر رضہ آپکی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوئی آپنے پوچھا اے عمر تم اس واقعہ مین کیا کہتے ہو اونہون نے عرض کی کہ مین بالیقین جانتا ہون کہ یہہ بہتان ہے فرمایا کیا دلیل ہے اسپر عرض کی کہ اللہ تعا نہین روا رکھتا ہی کہ مکھی آپکے بدن پر بیٹھے اسکے سوا اور کوئی سبب نہین جانتا ہون کہ مکھی نجاستون پر بیٹھتی ہے اوسکے پیر اوس سے آلودہ ہوجاتی ہین اللہ تعا اوس سے آپکے بدنکو محفوظ رکھتا ہے سو کیونکر تمکو اوس کسی کے بدتر چیزون سے آلودہ ہونگاہ رکھے آپکو یہہ تقریر بہت پسند آئی پھر آپنے اس امر مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اونہون نے عرض کی کہ مین یقین رکھتا ہون کہ یہہ بہتان اور افترا منافقونکا ہے آپنے پوچھا کس دلیل سے عرض کی کہ اسلئے کہ اللہ تعا روا نہین رکھتا ہے کہ سایہ تمہارا زمین پر پڑے اور کوئی سبب سوا اسکے نہین جانتا ہون مگر یہہ کہ کسیکا قدم اوسپر نہ پڑے یا مبادا کہ زمین نجس ہو اور اوسپر سایہ تمہارا پڑجاوے جب آپکو سایہ کی ایسی نگہبانی کرے تو پھر کیونکر آپکی زوجہ محترمہ کی محافظت نکریگا ایسی فعل ناشایستہ سے پھر آپنے علی کرم اللہ وجہہ سے اسکا سوال کیا کہ اس امر مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے عرض کی کہ یہہ بات محض بی اصل اور منافقین بیدین کی مفتریات سے ہے اور اوسپر مین دلیل رکھتا ہون آپنے فرمایا کہ کونسی دلیل اونہون نے عرض کی کہ ایکدن ہم لوگ آپکے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپنے اپنے نعلین مبارک اپنے پیرون سے نکال ڈالین ہم لوگون نے بھی آپکی متابعت سے اپنی پاپوشین نکال ڈالین جب آپ نماز ادا کر چکے فرمایا کہ تمنے کیون اپنی جوتا اوتار ڈالی ہمنے عرض کی کہ آپکی موافقت سے آپنے فرمایا کہ مینے تو اسلئے اوتار ڈالین کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھکو خبر دی کہ آپکی پاپوش مین نجاست لگی ہے پھر جب اللہ تعا نے خبر دی کہ جوتا بی نماز ہے اوتار ڈالو اگر یہہ امر ہوتا تو اللہ تعا ضرور معلوم کرا دیتا سو آپ جمع خاطر رکھین اللہ تعا اس واقعہ سے آپکو ضرور خبر دیگا اور مروی ہے کہ آپنے بموجب کہنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بریرہ سے پوچھا اونہون نے کہا کہ مین عایشہ رضہ سے کچھہ نہین جانتی مگر پاکی عیب سے جیسے کہ زرگر زر سرخ سے کچھہ نہین جانتا سوای کھری ہونے کے اور ایکروایت مین ہے کہ قسم اللہ کی عایشہ رضہ پاک تر ہین زر خالص سے اور اگر یہہ امر کہ لوگ کہتے ہین اونہون نے کیا ہوتا البتہ اللہ تعا اوس سے آگاہ کر دیتا جب آپنے یہہ باتین سنین مسجد مین تشریف لیگئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے جو میری مدد کرے اور انتقام لے اوس کسی سے کہ اوس سے ایذا پہونچی مجھکو میری اہل کے حق مین مراد اوس سے عبداللہ بن ابی منافق ہے اور فرمایا کہ قسم اللہ کی مینے اپنی اہل سے سوا نیکی کے کچھہ نہین دیکھا ہے اور بیشک کہ نام لیتے ہین ایسی آدمی کا کہ اوس سے بھی نہین جانتا ہون سوا نیکی کے مراد اوس سے صفوان بن معطل ہے کہ منافقون نے اوسکو متہم کیا تھا ساتھہ اس امر کی اور تھے وہ آدمی صالح فاضل اور عابد اور خود یہہ کیا جاوے اتہام کی تھی تھوڑے سے عقل اور فہم والا جانتا ہے سوا منافقین بیدین کی اور کسکا ایسا فہم گندہ ہے جو ایسی بات تجویز کرے پس عبداللہ بن ابی اور حمنہ بنت جحش سے یہہ عجب نہین کہ ہمین گرفتار ہون اسلئے کہ مقید بقید حسد اور نفاق کی تھی عجب ہے حسان اور مسطح سے کہ اس بلا اور خبط و جنون مین گرفتار ہوئے القصہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکوہ کیا اور توبیخ اوس منافق کے کی اور حال یہہ کہ تھا وہ قبیلہ خزرج سے پھر یہہ کلام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سنکر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہ اوسکی قبیلہ سے تھے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ مین آپکی مدد کرونگا یا رسول اللہ اور اوس سے انتقام

لونگا اگر وہ ہمارے قبیلہ سے ہی تو اوسکی گردن مارونگا اور اگر ہمارے بھائیون کی قبیلہ سے یعنی خزرج سے ہی تو جو امر فرماوین آپ وہ
بجالاؤن مین یہ سنکر سعد بن عبادہ کہ پیشوا اور سردار قبیلہ خزرج کی تھی اوٹھی اور سعد بن معاذ کو کہا کہ تو نے جھوٹھ کہا پھر اسید بن
حضیر کہ سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی تھے اوٹھے اور سعد بن عبادہ کو کہا کہ تو نے جھوٹھ کہا تو منافق ہی اور منافقون کی طرف سے بات
کہتا ہی اور اونکی طرف سے مجادلہ کرتا ہی پھر اوسیون اور خزرجیون مین بہت مباحثہ اور طول کلام ہوا قریب تھا کہ قتال و جدال کی
نوبت آوے آپ نے اونکی تسکین کرکے سبکو روک دیا اور اوس سے درگذر کی اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین اپنے باپ کے
گھر مین تھی اور خبرین مجھکو پہونچتی تھین اور مین روتی تھی اور بیطاقت ہو جاتی تھی یہان تک گمان کرتی تھی کہ رونے سے میرا
کلیجا پھٹ جاویگا اور قریب دو رات دن کی مین روتی رہی اور میرے ماباپ میرے پاس تھے اور میرے رونے سے وے بھی
روتے تھے ایک انصار کی عورت میری دوست تھی اور وہ میرے پاس آئی اور مجھکو دیکھکر وہ بھی رونے لگی اس عرصے مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اور حالانکہ نہ بیٹھے تھے میرے پاس اوس دن سے کہ یہ گفتگو شروع تھی اور
اسبات کو ایک مہینا ہوا تھا کہ وحی آپ پر نہ اوتری تھی میرے مقدمہ مین پھر آپ نے پوچھا کہ کیا حال ہی میری ماں نے عرض کی کہ تپ و
لرزہ اسکو آتا ہی اور ایکروایت مین ہی کہ اوسوقت اونکو تپ و لرزہ تھا آپ بیٹھے اور تشہد پڑھا پھر کہا اے عایشہ بیشک
پہونچی ہی مجھکو تیری طرف سے ایسی ایسی بات اگر اوس سے تو پاک ہی قریب ہی کہ پاک کریگا تجھکو اللہ تعالی اوس سے اور تیری پاکی کی
خبر دیگا اور اگر تجھسے خطا ہو گئی ہی تو توبہ کر تو اللہ تعالی سے اور مغفرت چاہ اور رجوع کر طرف اوسکی کہ جب بندہ اقرار کرتا ہے
اپنے گناہ پر اور اوس سے توبہ کرتا ہی تو بخشدیتا ہی اللہ تعالی گناہ اوسکا جب تمام کر چکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کلام تب تھم گئے
آنسو میرے اور ایک قطرہ میری آنکھو مین نہ رہا یا خوشی کی سبب سے کہ بشارت دی حضرت صلعم نے یا غصے سے کہ راہ پائی تھی اونسے
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال میننے اپنے باپ سے کہا کہ جواب دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونہونے کہا کہ قسم اللہ کی مین نہین جانتا ہون کہ کیا
جواب دون حضرت صلعم کو پھر میننے اپنی ماں سے کہا کہ تم جواب دو اونہون نے بھی کہا کہ مین نہین جانتی ہون کہ کیا جواب دون حضرت کو
پھر میننے کہا کہ مین چھوٹی لڑکی ہون قرآن شریف بہت مینے نہین پڑھا ہی مگر بیشک قسم اللہ کی تمنے سنی ہی یہ بات اور قرار پکڑا ہی اوسنے
تمہارے ذہن مین اور تصدیق کی ہی تمنے اوسکی پھر اگر مین کہون کہ مین اوس سے پاک ہون تو تصدیق نکروگے اور یقین نکروگے
میرے کہنے پر اور اگر اقرار کرون مین ایک امر پر یعنی جسکا اونہون نے مجھپر بہتان باندھا ہی حالانکہ خدا آگاہ ہی کہ مین اوس سے پاک ہون
تو تصدیق کروگے میری پس قسم اللہ کی مین اپنی اور تمہاری مثال نہین پاتی ہون مگر مثل پدر حضرت یوسف علیہ السلام کے
کہ کہا اونہون نے فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون یعنی پھر صبر اچھا ہی اور اللہ سے مدد چاہا گیا اوپر بیان تمہارے کے کہتی ہین عایشہ
رضی اللہ عنہا کہ نہایت غم اور اضطراب سے کہ مجھے تھا یعقوب علیہ السلام کا نام میرے ذہن مین نہ آیا اور ایکروایت مین آیا ہی
کہ کہا اونہون نے یوسف علیہ السلام کہ فرمایا اونہون نے فصبر جمیل اور بعضی نسخون مین مگر پدر یعقوب علیہ السلام کا آیا ہی اور بعضی روایت
بخاری مین یعقوب بھی آیا ہی اور یہہ درست اور درست ہی اور ہو سکتا ہی کہ راوی نے اپنی طرف سے درست کرکے کہدیا ہو واللہ اعلم

بحقیقۃ الحال یہ کہکر میں نے اپنا موں‍ھ پھیر لیا اور کپڑا اپنے اوپر لپیٹ لیا اور حال یہ کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں پاک تھی اور گمان کرتی تھی میں کہ اللہ تعالی مجھکو پاک کر دیگا مگر اسکا گمان نتھا کہ اللہ تعالی میرے لئے قرآن نازل فرمائیگا کیونکہ میں آپکو اس سے حقیر جانتی تھی کہ کلام شریف میرے لئے نازل ہو اور پڑھا جاوے مگر گمان تھا کہ اللہ تعالی اپنے نبی کو میرے پاکی کا خواب دکھا دیگا قسم اللہ کی ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس مجلس سے نا اوٹھے تھے اور سب اہل مجلس ویسے ہی حاضر تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور آثار وحی کے ظاہر ہوے میری مائی تکیہ آپکے سر پاؤں دھر دیا باوجودیکہ دن سردی کا تھا پھر بھی چہرہ مبارک سے بسبب وحی کے پسینا ٹپکتا تھا جب فراغت پائی نزول وحی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرتے تھے اول کلمہ کہ آپنے فرمایا یہ تھا کہ اے عائشہ بشارت ہو تجھکو کہ اللہ تعالی نے بری کیا تجھے اور تیری شان میں قرآن بھیجا اور اس تہمت سے پاک کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری ماں نے کہا اٹھ اور جا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں نے کہا قسم اللہ کی نہیں جاتی ہوں اونکی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہا مجھسے میرے باپ نے اے عائشہ شکر بجا لا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا میں نے کہا کہ میں شکر نہیں کرتی مگر اپنے اللہ تعالی کا جسنے پاک کیا مجھے اور قرآن اوتارا میرے حق میں اور یہ ایک جوش حال کا تھا جو اونکی طبیعت پر واقع تھا ورنہ پاک کرنا اللہ تعالی کا اونکو اور قرآن نازل ہونا اونکے حق میں یہ سب حضرت صلعم کے طفیل اور واسطے سے تھا ایس شکر اسکا واجب اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عائشہ نے کہ پکڑا میرا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھینچ لیا میں نے اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پس یہ سر ناز آئین عائشہ رضہ ایسا ناز کہ سو نیاز اوسمیں ہیں **ف** زجر می کز کمال عشق خیزد کجا معشوق با عاشق ستیزد + شکر ایزد کہ میان من و تو صلح فتاد + حوریان رقص کنان ساغر پیمانہ زدند الحمد للہ کہ منافقین کے خانہ بدین کا موں‍ھ کالا ہوا اور مومنین پاک آئین کا بول بالا ہوا پھر آپنے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور ایک روایت میں بخاری کی اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم دس آیت تک سورۂ نور کی پڑھا اور وہ آیتیں یہ ہیں ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امرئ منھم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم **ف** جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان تمھیں میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو اونمیں سے پہونچتا ہے جتنا کمایا گناہ اور جسنے اوٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ اوسکو بڑے مار ہے **ف** لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین کیوں نہ جب تمنے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں نے اور عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون کیوں نہ لائے وہ اسپر چار شاہد پھر جب لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ فی الدنیا والاخرۃ لمسکم فی ما افضتم فیہ عذاب عظیم اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اوسکی مہر دنیا اور آخرت میں البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے میں کوئی آفت بڑی اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم جب لینے لگے تم اوسکو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے

مونہہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کی ہان بہت بڑی ہی ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ اور کیون نہ جب تمنے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہین لایق کہ مونہہ پر لاوین یہہ بات اللہ تو پاک ہی یہہ بڑا بہتان ہی یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین اللہ تمکو سمجھاتا ہی کہ پھر نکرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو ویبین اللہ لکم الایت واللہ علیم حکیم اور کھولتا ہی اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین اونکو دکھہ کی مار ہی دنیا و آخرت مین اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ وان اللہ رؤف الرحیم اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اوسکی مہر اور یہہ کہ اللہ نرمی کرنیوالا ہی مہربان تو کیا کچھہ ہوتا اور ایک روایت مین ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے ہی کہ جب پاکدامنی میری نازل ہوئی ابو بکر رضی اللہ عنہ اوٹھے اور میرے سر کو بوسہ دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیگئے اور فرحان و شادان سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد مین جمع کیا اور خطبہ پڑھا پھر آیت منزلہ تلاوت فرمائی مروی ہی کہ جب پاکدامنی حضرت عایشہ صدیقہ رض کی نازل ہوئی آپنے تہمت لگانیوالون کو بلا کر حد قذف یعنے ہر ایک کو اسّی اسّی دُرّے مارے وہ چار آدمی تھے حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش و عبد اللہ بن ابی اور بعضی روایت مین عبد اللہ بن ابی منافق علیہ ما یستحقہ پر اجرای حد کا مذکور نہین واللہ اعلم حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے میرے حال کو کہ کیا جانتی ہی تو اوسکو اور کیا دیکھا تو نے اوسکو اونہون نے عرض کی کہ مین محافظت کرتی ہون اپنی شنوائی و بینائی کی اس سے کہ کہون مین نہ سنی ہوئی بات کو اور کہہ سنی ہی مینے اوس سے یا کہون مین بغیر دیکھی ہوئی بات کو کہ دیکھا ہی مینے اوسکو قسم اللہ کی نہین جانتی ہون مین اوس سے سوا خیر و خوبی کے اور حالانکہ تھین آپکی ازواج مطہرات مین سے کہ برابری کرتی تھین ساتھہ میرے اور مشابہ گنتی تھین اپکو ساتھہ میرے حسن و جمال مین اور قدر و منزلت مین نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس نگاہ رکھا اللہ تعالی نے اوسکو حسد سے ورنہ محل اسکا تھا کہ حسد کرتے اور کہتے کچھہ برائی سے مگر ورع اور تقوی اونکی سے اونکو اسپر رکھا کہ اونہون نے کچھہ نکہا اور اونکی بہن حمنہ النسی لڑتی تھین اور کہتی تھین کہ تو کیون نہین کچھہ کہدیتی ہی پس ہلاک ہوئی وہ ہلاک ہونیوالون کی ساتھہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ وہ مرد کہ کہا گیا اوسپر جو کچھہ کہ کہا گیا یعنی صفوان بن معطل کہتا تھا سبحان اللہ قسم اوس خدا کی کہ جان میرے قبضہ قدرت اوسکی مین ہی نہین اوٹھایا ہی مینے کسی عورت کا پردہ یعنی جماع نہین کیا ہی مینے کسی عورت سے قسطلانی شارح صحیح بخاری کی کہتے ہین کہ تحقیق روایت کیگئے ہی کہ وہ حصور یعنی پارسا تھے اور آلت کار گر نرکھتے تھے مگر مانند رشتہ اور ریزہ جامے کے یعنی بہت پھندنی کی مراد عنین سے ہی اور وہ آخر شہید ہوے مروی ہی کہ حسان رضی اللہ عنہ نے بعد اسکے جو خطا اونسے سرزد ہوئی ایک قصیدہ مدح مین عایشہ رضی اللہ عنہا کی کہا کہ تلافی تقصیر گذشتہ کی ہوجاوے مگر کیا تلافی ہو اوس تقصیر کی جو حد سے گذر گئی ہو اوس قصیدہ کی

ایک بیت کا مضمون یہہ ہی حسان رزان ما تزن بریبۃ ✤ وتصبح غرثی من لحوم الغوافل کہ وہ عایشہ رضہ عورت ہی عفیفہ یعنی پارسا اور بآبرو داہن صاحب وقار و عقل و ثبات کہ تہمت نہین لگائی جاتی ہی او سپر شک او ریب سی او صبح کرتی ہی وہ گرسنہ گوشت کہانی سے اون عورتونکی جو بیخبر ہین یعنی حرام کاری سے اور یہ کنایہ ہی اسکا کہ وہ غیبت کسیکی نہین کرتی ہی اسلئے کہ غیبت کرنیکو بموجب حکم قرآن مجید کے مرے ہوی بہائی مسلمان کا گوشت کہانا ہی کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ بہلا خوش لگتا ہی تم مین کسیکو کہ کہاوے گوشت اپنے بہائی کا کہ مردہ ہو سو گہن آئی تمکو فرمایا عایشہ رضی اللہ عنہا نے لکنک لست کذلک یعنی لیکن ای حسان تو ایسا نہین ہی یعنی تو نے غیبت کی کہ کسینے ایسی غیبت نہین کی مسروق کہتے ہین کہ کہا مینے عایشہ رضی اللہ عنہا کو کہ کیون اجازت دیتی ہو تم حسان کو کہ تمہارے پاس آوے اور حالانکہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم یعنی اور وہ شخص کہ بڑا بہتان باندہا اوسنے اونمین سے اوسکو ہی عذاب بڑا کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے اور کون سا عذاب سخت تر ہی اندہے پن سے کہ وہ بعد اس قصور کے اندہے ہو گئے تہے اسلئے کہ حق نہ دیکہا اونہون نے اور کہا عایشہ رضہ نے کہ وہ مفاخرت اور مباحات کرتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے زبی حق شناسی اور حسن خلق عایشہ رضہ کا اور باقی بیان حسان کا شعرای حضرت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی کا بیٹا تہا اور طفلی مین باپ اوسکا مر گیا تہا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بسبب قرابت اور محتاجی کے اوسکی پرورش کرتے تہے اور نان و نفقہ اوسکو دیتی تہی اور جو قصہ افک مین عبداللہ بن ابی منافق کے اوسنے موافقت کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بحکم بشریت اور قصد مکافات کے قسم کہائی کہ مین مسطح کو نان و نفقہ نہ دونگا اگرچہ مقام صدیقیت اعلی اور اجل تہا قصد انتقام اور مکافات سے پس نازل کی اللہ تعالی نے یہہ آیت ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ یعنی اور چاہی کہ سوگند نہ کہاوین صاحب فضل کی دین مین اور صاحب دستگاہ اور فراخی کے مال مین ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم اسپر کہ نفقہ نہ دیوین اپنے قرابتیون اور محتاجون کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو اور مسطح بہی اپنا تہا اور مسکین اور مہاجر بہی تہا اور چاہی کہ معاف کرین خطا کو جو اونسے ہوی ہو اور منہ پہیرین اونکی انتقام سے اور چشم پوشی کرین اونکے قصور سے کیا نہین چاہتی ہو تم کہ بخشی اللہ تعالی تمکو سو تم بہی اونکے گناہون سے درگذرو اور اللہ تعالی بڑا بخشنی والا ہی ساتہہ کمال قدرت رکہنی کے انتقام پر مجرمون کا ہی اصحاب جرایم اور آثام پر باوجود کمال قدرت رکہنی کی سو تم بہی اخلاق مند ہو جاو ساتہہ اخلاق الہی کے کہ کمال ایمان کا اسی مین ہی پہر کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ ہان دوست رکہتا ہون مین کہ بخشی ہمکو اللہ پہر جو کچہہ کہ نفقہ مسطح کا مقرر تہا اوسکو دیتی تہی اور کہا کہ ہرگز مین نہ روکونگا امام مسلم قشیری نیشاپوری علیہ الرحمہ اپنی صحیح مین عبداللہ بن مبارک سے نقل کرتی ہین کہ قرآن شریف مین سب سے زیادہ امیدوار یکی آیت یہی ہی واللہ اعلم مشایخ کہتی ہین کہ آدمی بیچ محبت دنیا اور آخرت کی چار قسم کی ہین ایک قسم وہ ہین کہ ابتدا ایذا سے کرین کہ بغیر اسکی کہ کوئی اونکو ایذا پہونچاوی یہہ کمترین اور ارذل آدمیون کی ہین اور چیز

اعتبار سے خارج دوسری قسم کے وہ لوگ ہین کہ جو کوئی اونکو ایذا پہونچاوے اور یہ اوسکے مقابلہ مین مکافات اور جزا اوسکی
دیتے ہین موافق شرع شریف کے یہہ لوگ عام مومن ہین اور تیسری قسم کے وہ ہین کہ عفو کرین اور عوض اپنا نہ لین یہ خاص
لوگ ہین اور چوتھی قسم کی وہ ہین کہ برائی کے مقابلے مین احسان اور جفا کی مقابلے مین وفا کرین یہ لوگ اخص خواص اور صدیق
ہین مقصود اس آیت سے تربیت اور تنبیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ مقام صدیقیت پر استقامت کرین اور قدم
دائرۂ کمال سے باہر نہ دھرین اور تنبیہ ہے اسپر کہ اگر صاحب صفات حمیدہ اور خداوند اخلاق پسندیدہ گرفتار ذمائم و شنائع
کا ہو جاوے تو محل رحم اور شفقت کا ہے اور گویا کہ مسطح کو بڑی ہوئی یہ اسکی شفاعت کی کہ ان اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا
ما شئتم فقد غفرت لکم اور اہل سنت نے دلیل پکڑی ہے اوپر فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چنانچہ
حکیم سنائی کہتے ہین بیت بو چندان کرامت و فضلش ٭ کہ ابو الفضل خواندہ و اولو الفضل ٭ واضح ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا اول بار حضرت عائشہ رض کی مقدمہ مین مسابلہ کرنا اور کہنا کہ تنگ نہین کیا ہے اللہ تعالی نے کام کو تمپر اور عورتین غیر اوسکی
بہت ہین اسلئے تھا کہ جب دیکھا اونھون نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرج اور حیرت اور تنگدلی مین ہین اور کوئی راہ کشاد
کار کی نہین رکھتے ہین تو دفع کرنیکو آپکی غم و اندوہ کے اونہون نے یہ بات کہی اور ایسی باتین برادری مین اور محبون
اور خیر خواہون مین بہت ہوا کرتی ہین اور ظاہر ہے کہ جو پاس خاطر اور محبت اور خیر خواہی علی رضہ کو ساتھ حضرت صلعم کے تھی
وہ ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نتھی اور آیا ہے کہ پہلے نزول برات عائشہ رض سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بی بی نے
ابو ایوب سے کہا کہ کچھ تمنے سنا ہے جو لوگ عائشہ رض کے حق مین کہتے ہین اونہون نے کہا قسم خدا کی یہہ بات جھوٹ ہے اے ام ایوب
تو ہرگز ایسی بات میرے حق مین جائز رکھے گی کہا نہین قسم اللہ کی اونسے کہا قسم اللہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا تجھسے بہتر ہین
کیونکر یہ امر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین روا ہین اور ایک روایت مین ہے کہ کہا انہون نے ما یکون لنا ان نتکلم
بہذا سبحانک ہذا بہتان عظیم یعنی نہین لایق ہے ہمکو کہ ہم ایسی باتین کرین پاک ہے تو اے اللہ یہہ بات بہتان ہے
بڑا اللہ تعالی نے یہ کلام اونکا پسند کیا اور آیت برات عائشہ رضی اللہ عنہا مین مع اونہین الفاظ کہ اونہون نے کہی نازل کئے
چنانچہ یہہ ہین لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیرا و قالوا ہذا افک مبین یعنی کیون نہین
جب سنا تمنے اوسکو گمان کیا تھی مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اپنے حق مین بہتری کو اور کہا اونہون نے کہ یہہ بہتان
ظاہر ہے اور دوسرے فرمایا ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بہذا سبحانک ہذا بہتان عظیم کیون
نہو سکا کہ جب سنا تمنے اوسکو کہدیتے اور بعضی کتب مین مثل اس حکایت ابو ایوب کی ابی بن کعب اور اسامہ سے بھی آئی ہے اگر
صحت کو پہونچے تو محمول تو ارد پر کی جاویگی ہذا ملخص من مدارج النبوۃ والسیرۃ الکازرونی و روضۃ الاحباب مروی ہے کہ پھر
بعد بازگشت اس غزوہ سے جب مدینے کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہونچے ایک باد تند ایسی چلی کہ لوگونکو گمان ہوا کہ کہین دشمن
مدینہ کیطرف چلے گئے ہون اور اوسکی غارت اور تاراج کرنے مین مشغول ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت ڈرو کہ منافقین

مطہرہ مامون ہی آفات سی کوئی گوشہ اوسکا محافظت ملائکہ سی خالی نہین ہی مگر آج ایک منافق بڑے نفاق والا مرا ہی اور وہ زید بن رفاعہ تھا عبد اللہ بن ابی کو نہایت غم اور اندوہ اوسکے مرنے سی ہوا اسلئے کہ ان دونون مین محبت بڑی تھی مگر معلوم نہین کہ گمان صحابہ کا اس ہوا کے چلنے سی کیونکر ہوا کہ کہین مدینہ تاراج نکرتے ہون اور بھی چلنا اس ہوا کا بسبب مرنے منافق کے کسلئے تھا واللہ اعلم بالصواب اور سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس غزوہ مین اٹھائیس دن کا تھا اور اسی سال نازل ہوئی آیت تیمم کی صحیحین مین عایشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہی کہ کہا اونہون نی کہ گئی ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سفر مین پھر تیمم کا ذکر کیا مواہب لدنیہ مین کہا ہی کہ فتح الباری مین کہا ہی کہ ابن عبد البر نی تمہید مین کہا کہ نزول آیت تیمم کا غزوہ بنی المصطلق مین تھا کہ اوسکو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہین اور استذکار مین بھی جزم اسی کا کیا ہی اور سبقت کی ساتھ اسکی ابن سعد اور ابن حبان نے اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ ایکبار اوسی سفر مین یا اور دوسرے سفر مین غیر اوس سفر کے گردن بند یعنی ہار عایشہ رضہ کا گم گیا ہی کے نزدیک کہ وہ منزل صُلصُل بروزن بلبل تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تلاش کی لئے وہان توقف کیا اور اوس منزل مین پانی نتھا اور لوگون کے پاس بہی پانی نتھا یہانتک نوبت پہونچی کہ قریب تھا کہ نماز قضا ہو جاوے پھر لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عایشہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی کہ اونکے سبب سی یہ بلا پڑی پھر ابو بکر رضہ عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی گود مین سر مبارک رکھی ہوئی آرام کر رہی تھی حضرت صدیق نی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر عتاب شروع کیا اور سختی کی اور اپنا ہاتھ نیزہ کیطرح اونکی کوکہ مین مارا اور عایشہ رضہ کو مجال ہلنے کی نتھی کہ مبادا کہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگ پڑین اور جب صبح ہوئی اور پانی نتھا وضو کیلئے تو اللہ تعالی نی آیت تیمم کی نازل کی پھر سبنے نماز فجر کی تیمم سے پڑھی اسید بن حضیر نے کہا ما ہی باول برکتکم یاآل ابی بکر رضہ یعنی نہین ہی یہہ اول برکت تمہاری ای آل ابی بکر یعنی اور بہت سی برکتین ہوا اسکے مسلمانونکو تمہارے سبب سی پہنچین پھر جو اونٹ کو اوٹھایا تو وہ ہار اوسکی نیچے پایا گویا حکمت الہی یہان پر یہی تہی اور ایک احکام شرع سی کہ جسمین مسلمانون پر سہل اور آسانی ہو مشروع کرنا تھا کذا فی مدارج النبوت

بیان حالات غزوہ خندق

یہہ غزوہ پانچوین سال ہجرت کے واقع ہوا اور بعضون نے کہا کہ چوتھی سال شوال کے مہینے مین اور یہہ قول موسے بن عقبہ کا ہی اور کہا ابن اسحاق نی پانچوین سال مین اور یہی قول ہی اہل مغازی کا اور میل کیا ہی موسی بن عقبہ کے قول کیطرف بخاری نی اور استدلال کیا ہی اوسنی ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ کہا اونہون نے کہ عرض کئی گئے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز احد کیواسطے اجازت دینی کی لڑائی مین جانیکی اور عمر اونکی چودہ برس کی تھی سو نہ اجازت دی آپنے اونکو اور روز خندق کے اجازت دی آپنے اونکو اوسوقت عمر اونکی پندرہ برس کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ احد اور خندق مین ایکسال کا فرق تھا جنگ احد تیسرے سال ہوئی اور جنگ خندق چوتھی سال اور یہہ بحث تمام نہین سلئی کہ ثابت ہوا ہی کہ جنگ خندق پانچوین سال مین ہوئی اور ہو سکتا ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روز احد کے چودھوین سال کی شروع مین ہون اور روز خندق کے سال پندرھوین کو تمام کیا ہو سو یہہ جواب

بیہقی نے دیا ہی اور کہا شیخ ولی الدین عراقی نے کہ مشہور یہ ہے کہ چوتھی سال مین ہوئے کذا فی المدارج مگر چونکہ بنا اسکی موافق جذب القلوب
کے ہر اسلئے پانچوین سال مین ہی ذکر کیا اور قصہ اسکا یہ ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی النضیر کو حوالی مدینے کے سے
نکالا اور وہ سب متفرق ہوگئے ایک جماعت اونکی خیبر مین جا رہی اونمین سے حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ
بن ربیع بن ابی الحقیق اور ابو عامر راہب فاسق وغیرہ بیس آدمی قریش کے پاس گئے کہ لڑائی پر آنحضرت صلعم کے اونکو
ورغلاوین ابو سفیان اونکی خبر سنکر اونکے پاس آیا اور ملاقات کی اور پوچھا کس لئے آئی ہو کہا ہم سب آئے ہین کہ تمہارے ساتھ
عہد باندھین عداوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اوسکی بیخ کنی پر ابو سفیان نے کہا مرحبا بکم و اہلا سب سے زیادہ دوست
ہمارا وہی ہے کہ محمد کی عداوت پر ہماری مدد کرے اونہون نے کہا کہ پچاس آدمی قبایل قریش سے انتخاب کر اور تو بھی اونمین
ہو تو سب جمع ہو کر کعبے مین جاوین اور درمیان استار کعبہ کے آوین اس طور سے کہ سب نے ہمارے ساتھ دیوار کعبہ کے ملی ہون
اوسوقت ہم سب قسم کھاوین کہ جب تک ایک بھی ہم مین زندہ رہی اوسکی لڑائی سے ہاتھ کوتاہ نکرے اور سب ہمین سب متفق ہون
اور اوسکی عداوت مین ہین پھر ایسا ہی کیا اور حرم مین جاکر سبنے اسباب پر عہد باندھا پھر ابو سفیان نے کہا کہ ای گروہ
یہود کی تم اہل کتاب ہو اور احبار اور علما مین سے ہو بیان کرو کہ دین ہمارا بہتر ہے یا محمد کا ہم ایک قوم ہین کہ تعمیر کعبہ مین کوشش کرتے ہین
اور بڑے بڑے اونٹونکو بیت اللہ کے حاجیونکے لئے ذبح کرتے ہین اور پانی اور دودھ اونکو پلاتے ہین اور عبادت اصنام کی کہ ہمارے
آبا و اجداد کا طریقہ ہی کرتے ہین اور محمد نے نیا دین نکالا ہی بھلا ہم سیدھی راہ پر ہین یا وہ یہود نے کہا کہ تم زیادہ تر راہ راست پر
ہو محمد سے پھر یہ آیت نازل ہوئی الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی
من الذین امنوا سبیلا اولئک الذین لعنہم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا یعنی کیا نہ دیکھا تمنے اون لوگونکو کہ دیے گئے ہین
وہ حصہ کتاب سے معتقد ہوتے ہین وہ بتونکے اور شیطان کے اور کہتے ہین وہ جنہین مشرکونکے کہ یہ زیادہ تر راہ پانے والے ہین مسلمانون سے یہ لوگ
وہ ہین کہ لعنت کرے اللہ تعالی اونکو اور جسکو خدا تعالی لعنت کرے پس نپاویگا تو اوسکا کوئی مددگار یہانتک کہ پہنچے جہنم سعیرا انکو پھر جب قریش
نے خاطر جمع کر لی بعد اسکے قبیلہ غطفان مین کہ قبیلہ قیس سے ہی جاکر عقبہ بن حصین فزاری کو کہ رئیس اوس گروہ کا تھا اوسکو بھی ایکسال کے
خرما خیبر ہی کا وعدہ کر کے راضی کیا پھر ابو سفیان نے سب لشکر جمع کیا چار ہزار آدمی ہوئے نشان عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا اور اوس
لشکر مین تین سو گھوڑے اور ہزار اونٹ تھے کہ سب نکلکر مر الظہران مین پہنچے وہان قبیلہ اسلم اور اشجع اور بنو مرہ اور بنو فزارہ اور سلیم
اپنے گروہ سے آکر ملے یہ سب دس ہزار آدمی ہوئی اور متفق ہو کر مدینے کو چلے آپنے یہہ خبر سنکر سب صحابہ کو جمع کرکے مشورہ کیا سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ملک کے شہرونمین دستور ہے کہ جب کوئی لشکر بڑا کسی طرف جمع
ہوتا ہی اور اوس شہر والونکو لڑنیکی طاقت نہین ہوتی تو گرد شہر کے خندق کھود لیتے ہین یہ بات آپکو اور سب صحابہ کو بہت
پسند آئی پھر آپنے فرمایا کہ لشکر کی تیاری کرو عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور زید بن حارثہ کو نشان بردار مہاجرین
کا اور سعد بن عبادہ کو نشان بردار انصار کا کیا اور تین ہزار آدمیون سے باہر نکلے اور چھتیس گھوڑے ان مین سے تھے

اور ایک جماعت صحابہ کی لڑکوں کی بیچ کو رخصت فرمائی اور ایک گروہ کو مثل عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور ابو سعید خدری
اور براء ابن عازب کی اجازت حاضر رہنی کی لڑائی مین دی اور یہہ سب پندرہ پندرہ برس کی تھے اور کوہ سلع کی نیچی آپکی لیے خیمہ
ادیم کا کھڑا کیا گیا اور اوسیطرف کہ میدان تھا اس امر کی تجویز کی اسطور سی کہ خندق روبرو اور کوہ سلع کی پیچھے واقع ہو اور
دس دس آدمیون مین چالیس چالیس گز زمین بانٹ دی اور ایک روایت سی دس دس آدمیونکو دس دس گز زمین بانٹی
اور یہود بنی قریظہ سی عاریتہ کدال پھاوڑی وغیرہ لیے اسلیے کہ وہ عہد مین تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خود بنفس نفیس اپنی یارونکو اس امر مین مدد کرتی تھے تا وہ نشاط و خوشی سی کام کرین اور سعی بلیغ کرین اور صحابہ
سلمان فارسی کی باب مین جھگڑا کرتی تھے مہاجرین کہتی تھے سلمان رضی اللہ عنہم ہم مین سی ہین اور انصار کہتی تھے ہم مین سے
ہین آپنے فرمایا سلمان ہماری اہل بیت سی ہے اور سلمان رضی اللہ عنہ نہایت قوی تھی اور اس کام مین مہارت کمال رکھتی تھے
قیس بن صعصعہ نی اونکو نظر لگائی وہ بیہوش ہو گئی آپنے فرمایا کہ قیس بن صعصعہ وضو کری وہ پانی ایک طشت مین جمع کرکے
سلمان کو اوس سی دھووین اور طشت کو اوندھا اوسکی پیچھے رکھدین پھر یونہین کیا وہ اچھی ہو گئی اور یونہین ایکبار اور واقعہ ہوا
تھا کہ عامر بن ربیعہ نی سہل بن حنیف کو دیکھا نہاتی ہوی کہا مینے ایسا لطیف اندام اور نرم پوست ہرگز نہین دیکھا کسی عورت
کا بھی یہہ عامر کا کہنا اور سہل کا بموجب العین حق کی گرنا ہوا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی فرمایا کس پر اسکا گمان کرتی
ہو عرض کیگئی کہ عامر نے یہہ لفظ کہی اور سہل زمین پر گرا پھر اوسیطور سی اوسکا مونھہ اور دونو ہاتھہ اور دونو کہنی اور دونو گھٹنی اور اوسکی
اطراف پانو کی اور داخل ازار کا دھو کر سہل کی اوپر ڈلوایا فی الحال وہ اچھی ہو گئے اور حضرت سلمان ہر روز خندق پانچ گز چوڑی اور
پانچ گز گہری کھود لیتی تھے اور ایک روایت مین ہی کہ دس آدمیونکی برابر یہہ اکیلی کام لیتی تھے چنانچہ چھہ دن مین سبنے سب خندق کھود کر
تیار کرلی اور بعض نی کہا ہی کہ قریب بیس ۲۰ دن کی خندق مین کام کیا اور واقدی نے کہا کہ چوبیس دن اور امام نووی نی پندرہ ۱۵ دن
کہی اور ایک قول مین ایک مہینہ کامل آیا ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اورون نی اس تمام واقعہ کی سب مدت بیان کی اور صاحب
روضۃ الاحباب نی صرف کھودنی خندق کی مدت بیان کی ہی کہ وہ چھہ دن مین یا یہہ کہ کسی نی چھہ دن مین اپنی حصہ کی موافق کھودلی
اور کسی نی زیادہ دنون مین یہانتک نوبت پہونچائی اور مسلمانون نی اپنی اہل و عیال اور متاع مال قلعون مین مدینی کی مضبوط کیے اور خندق
کی کھودنی وقت سردی نہایت تھی اور لوگونکو بھوکہہ بھی بہت تھی کھودتی تھے اور مٹی اوسمین سی نکالکر ڈھوتی تھے اور حضرت صلعم
اونکی بھوکہہ اور محنت اور سختی دیکھکر باواز بلند فرماتی تھی اللہم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر للانصار والمہاجرۃ
اور بعض نی کہا یہہ قول عبداللہ بن رواحہ کا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شعرا مین سی تھے اور صحابہ کہتی ہین نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجہاد ما بقینا ابدا ۔ اور مروی ہی کہ روز احزاب کی حضرت صلعم مٹی اوٹھا اوٹھا خندق سی باہر ڈالتی اور جو مٹی ڈھونی
مین گرتی تو آلودہ کردیتی آپکی بطن شریف کو اور تھی آپکی بہت سی بال براء بن عازب رض کہتی ہین کہ دیکھا مینی حضرت صلعم کو کہ یہہ کلمے
ابن رواحہ کی پڑھتی تھے اللہم لولا انت ما اھتدینا اور ایک روایت مین ہی واللہ لولا اللہ ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلینا فانزل سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا ان الذین قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا
اور بلند کرتے تھے اس پچھلے کلمے کے ساتھ آواز کو اور فرماتے ابینا ابینا یہہ جو یہان پر آیا کہ بال بہت تھے مراد اس سے سینے کے بال ہین مگر
یہہ معارض ہے اوس حدیث سے جو آپکے حلیہ شریف مین آئی ہے کہ کان دقیقۃ المسربۃ تفسیر یہ کرتے ہین جو ناف سے سینے تک بالون کا
ایک خط ہوتا ہے ہندی مین اوسکو روما ولی کہتے ہین اور سیلی بھی کہتے ہین اور تطبیق واسطے رفع تناقض کے یون دیتے ہین کہ دقیق ہونے اور
کثرت سے مو مین منافات نہین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ منتشر ہو بلکہ مستطیل ہو اور نبی نامہ مین ہے کہ اسی اثنا مین ایک بڑا پتھر خندق مین
نکلا اور لوگ اسکے توڑنے سے عاجز آئے اور اوسدن آنحضرت صلعم بھوکھ کی شدت سے شکم مبارک پر پتھر باندھے تھے اور تین روز سے کچھ
نہ کچھہ نہین چکھا تھا لوگونکو ناچار دیکھکر آپ کدال لیکر تیار ہوئے اور ایک کدال اوس پتھر پر ایسی ماری کہ ایک ٹکڑا اوسمین سے ٹوٹا اور ایک
شعلہ آگ کا نکلا پھر دوسری مین اور بار مین پتھر تین ٹکڑے ہوگیا اور ہر بار ایک ایک شعلہ نکلا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حال سے عرض کی
آپنے فرمایا کہ پہلے شعلہ کی نور مین مجھکو مکان شہر مدائن کی نظر آئی اور دوسرے مین شام کی اور تیسرے مین یمن کی دکھلائی دی اور
حضرت جبرئیل نے مجھکو بشارت دی کہ ان تینون ملکون مین دین تیرا غالب ہوگا اور حکومت اہل اسلام کی جاری ہوگی
اور آپنے اون تینون ملکون کے مکانونکا پتا بتایا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیشک نبی ہین قسم ہے خدا کی یہہ سب سچ حق
ہین یہہ بشارت سنکر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہوئے اور سلمان رضی اللہ عنہ قسم کھاکر کہتے ہین کہ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسا ہی واقع ہوا یعنی یہہ تینون ملک تصرف مین اہل اسلام کے آئے انتہی اور مواہب مین ہے پھر
آپ آئے اور کدال ہاتھہ مین لیا پس کہی بسم اللہ پھر ماری اوسپر چوٹ کہ الگ ہوگیا ثلث اوسکا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو
کنجیان شام کی اور قسم ہے اللہ تعالی کی مین دیکھتا ہون محل سرخ شام کے اسگھڑی پھر ماری دوسری چوٹ اور الگ ہوگیا ثلث
دوسرا اوسکا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان فارس کی اور بیشک دیکھتا ہون مین محل سفید مدائن کے اسگھڑی پھر
ماری تیسری چوٹ اور کہا بسم اللہ پس الگ ہوگیا باقی اوسکا جو رہا تھا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان یمن کی اور
قسم اللہ کی بیشک دیکھتا ہون مین دروازے صنعا کے اس جگہہ سے اسگھڑی انتہی اور ایک روایت مین ہے کہ ہر مرتبہ جو اوسپر
مارتے تھے ایک برق نکلتی تھی اور آپ تکبیر کہتے مسلمان بھی آپکے ہمراہ تکبیر کہتے تھے بعد ازان آپنے فرمایا وہ روشنی جو مینے دیکھین تم
بھی دیکھین صحابہ نے عرض کی ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور اثنائے حفر خندق مین ایک یہہ بھی معجزہ واقع ہوا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع آرد جو سے ہزار آدمیونکو کھلایا اور سب سیر ہوگئے اور پھر کھانا زیادہ تھا اوس حال سے
نبی نامہ مین ہے کہ جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ روز غزوہ خندق کے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بھوک کی شدت
سے تین پتھر اپنے شکم مبارک مین باندھے تھے مین اپنے گھر گیا اور ایک بکری کا بچہ میرے یہان تھا اوسکو ذبح کیا اور ایک صاع جو تھی
اوسکا آٹا پیسا اور میری بی بی نے آٹیکو گوندھا اور گوشت ہانڈی مین چڑھایا مینے جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے
ضیافت کے عرض کی آپنے فرمایا کتنا کھانا ہے مینے جو کچھہ تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ سب صحابہ سے دعوت کو کہدے اور کچھہ اندیشہ مت کر

پھر آپ گھر تشریف لیگئی اور لعاب دہن مبارک اپنے ہانڈی مین ملا دیا جب کھانا طیار ہوا تب آپنے دس دس آدمیونکو اوٹھان بٹھا کر کھلایا سب سیر ہو گئی اور تھوڑا سا آپنے بھی تناول فرمایا اور کھانا ویسا ہی برقرار رہا پھر اوسمین سے مینی اور میری گھر والون نے کھایا اور باقی اپنے ہمسائیون مین تقسیم کیا انتہی اور ایک اسی غزوہ مین یہہ بھی معجزہ ظہور مین آیا روضۃ الصفا مین ہی کہ واقدی اور محمد بن اسحاق روایت کرتے ہین کہ بنت بشیر بن سعد کہتی ہین کہ ایکدن میری والدہ بنت رواحہ نے سیر بھر یا کسیقدر خرمی مجھکو دی کہ اپنی باپ اور ماموںکو جاکر دی کہ ناشتہ کرین مین اونکی پاس جاتی تھی راہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو ملے اور مجھکو اپنی پاس بلایا مین جاکر حاضر ہوئی پوچھا تیری پاس کیا ہی مینی عرض کی کہ تھوڑی سے خرمی ہین کہ اپنی باپ کی واسطی لیے جاتی ہون آپنے مانگی مینے حوالہ کیی پھر آپنے مجھکو فرمایا کہ دامن پھیلا مینی پھیلایا آپنے وہ خرمی اوسمین لپیٹی اور کسی سے فرمایا کہ سب اہل خندق کو بلا لاؤ اونسی بلایا سب جمع ہوئی آپنے اونھین خرمونسے سبکو پیٹ بھر بھر کھلائی اور پھر اسقدر بچ رہی کہ اوس کپڑی سے گرتی تھے اور لوگ اوٹھا کر کھاتے تھے انتہی اور معجم طبرانی مین ہی کہ ایام حرب خندق مین ایک صحابی نے نئی شادی کی تھی ایک دوپہر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر وہ اپنی مکان کو گیا اور قریب مکان کی جاکر اپنی بی بی کو لوگون مین کھڑی ہوئی دیکھا غیرت معلوم ہوئی حملہ کیا کہ اوسکو قتل کری اوسنی کہا کہ اس حرکت سی باز آ پہلی چلکر اپنی گھر کا حال دیکھ وہ جوان اندر گیا دیکھتا ہی کہ ایک سانپ اوسکی بچھونی پر حلقہ مارے بیٹھا ہی وہ جوان اوس سانپکو برچھی کی نوک سی چھید کر باہر لایا وہ سانپ کچھہ دیر مین تڑپکر مر گیا اوسکی ساتھہ ہی وہ جوان بھی مر گیا جب لوگون نے یہہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا آپنے فرمایا کہ اوس اپنی یار کی لیئے مغفرت چاہو اور پھر فرمایا کہ مدینی مین ایک جماعت جنون کی ہین یعنی بصورت سانپونکی ہے اگر تمپر کوئی اسی طور کا ظاہر ہو تو تین روز تک اوسکو نہ چھیڑو پھر اگر بعد اسکی نظر آوی تو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہی انتہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات تین قسم پر ہین بعضی پر و بال والی ہین کہ ہوا مین اڑتی ہین اور بعضی کتی اور سانپونکی صورت ہین اور بعضی ایسے ہین کہ جس جنس کی صورت چاہین بن سکتی ہین کذا فی تفسیر یعقوب چرخی اور حیوۃ الحیوان مین لکھا ہی کہ اختلاف کیا علمانے چھوڑنی مین سانپ کی کہ آیا تین دن چھوڑا جاوی یا تین عرض نزدیک جمہور کی تین دن تک ہی جیسے صریح لفظ حدیث کا ہی بقولہ علیہ السلام ان فی المدینۃ جنا قد اسلموا اذا رأیتم منہا شیئا فاذنوہ ثلاثۃ ایام حمل کیا اس حکم کو بعض علمانے اوپر مدینے خاص کی اور صحیح یہہ ہی کہ حکم عام ہی کوئی شہر ہو یا جنگل کی اور کیفیت یہہ ہی کہ جب دیکھی کوئی کسی سانپ کو کہی انشدکن بالعہد الذی عہد علیکن نوح وسلیمان علیہما السلام ان لا تبدوا لنا ولا تؤذونا اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا جب نظر آوی گھر مین سانپ تو کہو اوسکو انا نسألک بعہد نوح علیہ الصلوۃ والسلام وبعہد سلیمان بن داؤد علیہما السلام لا تؤذینا پھر اگر بار دیگر نظر آوی تو مار ڈالو اور فرمایا علیہ السلام نے من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا یعنی جسنے مارا سانپکو تو گویا مارا اوسنے مرد مشرک کو اور کہا ابن عمر رضی نے من ترکہن فلیس منا اور فرمایا عائشہ رضی نے من ترک حیۃ خشیۃ

مرتا رہا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنی جسنے چھوڑ دیا سانپ کو بدلہ لینیکے ڈر سے سو اوسپر لعنت ہے خدا کی اور
فرشتون اور تمام آدمیونکی وعند الحنفیۃ ینبغی ان لا یقتل الحیۃ البیضاء لانہا من الجان قال الطحاوی لا باس بقتل الجمیع
یعنی اور حنفیونکے نزدیک سپید سانپ کا مارنا لایق نہین ہے اسلیے کہ وہ جنات سے ہوتا ہے اور کہا طحاوی نے کہ نہین ہے ڈر مارنے
سانپونکا کسی قسم کا ہو کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم عہد مع الجن ان لا یدخلوا بیوت امتہ فاذا دخلوا فقد نقضوا العہد فلا
ذمۃ لہم والاولی ھو الاعذار والانذار اسلیے کہ آپنے عہد لیا جنون سے کہ اندر نہ آوین گھرونمین امت اونکی کے پس
جسوقت داخل ہوئے تو توڑا اونھون نے عہد پس نرہا ذمہ اونکا اور بہتر عذر کرنا اور ڈرانا ہے اونکا یعنی سپید کا فیقال ارجع
باذن اللہ فان ابی فتلہ پس کہے لوٹ جا تو ساتھہ حکم اللہ تعالی کے پھر وہ اگر انکار کرے تو قتل کر ڈالے اوسکو انتہی پھر آیا لشکر
کفار کا اور اترا ابو سفیان مجمع اسیال یا مجمع سیول مین اور غطفانی جانب شرقی مدینے سے آکے ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آٹھوین ذی القعدہ کو دوشنبہ کے روز تین ہزار آدمی لیکر مدینے سے نکلے اور کوہ سلع کیطرف اوترے آپکے اور کفار کے
درمیان خندق تھی اور یہود بنو قریظہ نے عہد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم تمھارے دشمنون سے نہ ملینگے اور جبتک
ہم اپنے اس عہد پر رہین آپ بھی ہم سے تعرض نکرین ابو سفیان نے حیی بن اخطب سے کہا کہ بنو قریظہ کو عہد کے توڑنے پر مستعد کر
یہہ اوسکے کہنے سے دروازہ پر قلعہ کعب بن سعد کے جو سردار بنو قریظہ کا تھا آیا اور کواڑ کھٹکھٹایا اور کہا مین حیی بن اخطب ہون
اوسنے کہا تو مرد شوم ہے اپنی قوم کو تو نے نکالا اب ہمارے پاس آیا ہے کہ ہمارے بھی شامت لگائے اور نکالے چلا جا ہمنے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم سے عہد کیا ہے اور سوائے راستی کے ہمنے اونسے کچھہ نہین دیکھا ہے علی ہذا القیاس بہت سی گفتگو امین رہی آخر کو حیی بن اخطب
ناچار ہوکر کہنے لگا کہ اسلیے تو دروازہ نہین کھولتا ہے کہ میری ضیافت کرنی پڑیگی کعب کو یہہ بات دشوار معلوم ہوئی خفا ہوکر
دروازہ کھولا وہ ملعون اندر آیا اور اتنا وسوسہ ڈالا کہ کعب اوسکی باتون پر فریفتہ ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو
توڑا اور عہدنامہ پھاڑ ڈالا پھر ابن اخطب ملعون نے یہہ خبر قریش کو پہونچائی اور جب یہہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
تب زبیر رض کو آپنے واسطے دریافت کرنے اس خبر کے بھیجا وہ گئے اور اونکے اطوار و احوال معلوم کرکے آپ سے عرض کی حضرت صلعم
نے فرمایا ان لکل نبی حواریا وحواری الزبیر یعنی تحقیق کہ ہر نبی کے لیے مددگار ہین اور مددگار میرا زبیر ہے پھر آپنے سعد بن معاذ
اور سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا کہ یہہ خبر تحقیق کرکے اونکو نصیحت کرو یہہ سب گئے اور کعب
بن سعد سے ملاقات کی اور سمجھایا اوس ناکام بد انجام نے نمانا اور ناسزا کہنا شروع کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ معترض جواب
کے ہوئے سعد بن معاذ رض نے اونکو تسکین دی اور حضرت صلعم سے آکر اوس حال کی عرض کی آپنے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل
اور کہا اے گروہ مسلمانونکی بشارت ہو تمکو فتح اور نصرت کی اللہ تعالی سے یعنی عہد شکنی بنو قریظہ کی سے مسلمانون کو دوچند خوف
ہوگیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ساتھہ ان کلمون کے تسکین دی چنانچہ اس حال کو خدا تعالی آگے خود ارشاد کرتا ہے جبکہ
اس اثنا مین لشکر کفار ناہنجار کا نمودار ہوا یعنی اسد اور غطفان اور فزارہ علاوہ اسکے اور یہود مردود مدینے کے شرقی جانب سے

آئی اور پیشرو اور سرگروہ اونکا مالک بن عوف اور عیینہ بن حصین فزاری تھا اور فوج کنانہ اور قریش کے دوسری طرف سے آئی اور اونکا پیشرو اور سردار ابو سفیان تھا اونکی شان و شوکت سے دل ضعفاء مسلمین کے ڈرے اور آنکھوں مین اونکی تیرگی چھا گئی چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ہنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب ڈگنے لگی آنکھین اور پہونچے دل گلون تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر کئی کئی اٹکلین وہان جانچے گئے ایمان والے جھڑجھڑائے گئے زور کا جھڑجھڑانا **ف** اور منافق نافرجام اور ضعیف الایمان اہل اسلام سے کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمکو خزائن قیصر اور کسری کا وعدہ دیتے ہین کہ تمکو ملین گے اور ہم لوگ یہان سے اسقدر عاجز اور درماندہ ہین تب یہہ آیت نازل ہوی واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا اور جب کہنے لگے منافق اور جنکے دلونمین روگ ہین نہین وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ نے اور اوسکے رسول نے مگر فریب **ف** اور ایک جماعت نے اونمین سے اذن چاہا اور بہانہ کیا کہ ہمارے گھر خالی ہین اور کوئی اونکی محافظت کرنیوالا نہین ہے جیسے کہ فرمایا حق سبحانہ تعالی واذ قالت طائفۃ منہم یا اہل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منہم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ہی بعورۃ ان یریدون الا فرارا اور جب کہنے لگے ایک لوگ اونمین اے یثرب والو تمکو ٹھکانہ نہین سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ اونمین نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہین اور وہ کھلے نہین پڑے غرض اور نہین مگر بھاگنا **ف** پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی دیکر بھیجا کہ مدینے کے لوگون اور گھرون کی نگہبانی کرین اور قریش نے بیس دن یا چوبیس دن علی اختلاف الاقوال مسلمانونکو محاصرہ کیا اور انہی روزون مدینے کو گھیرے رہے اور اس مدت کے اندر ہر شب عباد بن بشیر ساتھ ایک جماعت صحابہ کے آپکی خیمہ کی پاسبانی کرتے تھے اور مشرکین بیدین نوبت بنوبت لڑائیکو آتے تھے اور قصد آپکے خیمے پر آنیکا کرتے تھے لیکن اللہ تعالی اونکو فرصت نہ دیتا کہ خندق سے گذرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس راتکو بعض جگہ خندق کی محافظت کرتے ایکرات کو ابو سفیان چند سوار لیکر خندق مین اوترا مسلمانون نے مار کر بھگا دیا اور ایکرات کو عمرو بن عبدود ساتھ گروہ مشرکین مفسدین کے آیا اور لشکر اسلام نصرت انجام سے مجروح ہوکر بھاگا اوسی رات کو ضرار بن الخطاب دوسری بار چند مشرکین لیکر آیا صبح تک دونون طرف سے جدال و قتال رہی آخر الامر وہ اشرار شقاوت شعار شکست کھاکر بھاگ گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خندق ایک جگہ بسبب جلدی کے درست نہو سکی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اوسجگہ کی حفاظت ہر شب کرتے تھے جب سردی آپکو معلوم ہوتی تب میرے پاس آتے مین گرم کر دیتی پھر تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ مجکو خوف ہے کہ مبادا کافر یہانسے چلے آوین ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مین آپکو گرم کر رہی تھی اوسوقت آپ فرمانے لگے کہ اگر کوئی آدمی آتا اور اس جگہ کی حفاظت آج راتکو کرتا کہ مین سوتا آپ اسی گفتگو مین تھے کہ ہتیار ونکے کھٹکنے کی آواز آئی پوچھا کون ہے کہا سعد بن ابی وقاص فرمایا کہ آجکی رات وہان خندق کی حفاظت کرو وہ بموجب فرمانے کے وہان گئے اور آپ آرام فرمانے لگے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ خندق کی لڑائی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نگہبانی کیا کرتے تھے ایک رات نماز پڑھکر
خیمہ سے باہر تشریف لیگئے اور ہوا نہایت سرد تھی آپ احتیاطاً کسی قدر دیر سے فرمانے لگے کہ یہہ ان مخالفین کے سوار پھر رہے ہین پھر
عبادہ بن بشیر کو آپنے پکارا اونھون نے کہا لبیک فرمایا کہ تمہارے ساتھہ اور بھی کوئی ہے عرض کی کہ ہان کچھہ لوگ میرے رفیقون
سے ہین اور وہ آپکے خیمے کی محافظت کر رہے ہین آپنے فرمایا کہ اونکو ہمراہ لیکر خندق پر جاؤ کہ مشرکون سے کچھہ سوار ہمیشہ شبخون مارنے کو
آئے ہین اور چاہتے ہین کہ کچھہ تاراج کر لیجاوین پھر آپنے دعا کی اللھم ادفع عنا شرھم وانصرنا علیھم پھر جب عباد بن بشیر
خندق پر پہونچے دیکھا کہ ابوسفیان چند سوارونسے خندق پر آیا ہے اور کسی گذرگاہ سے خندق مین مع جماعت اوترا اور مسلمان
اونکو تیر اور پتھر مارنے لگے اور مین بھی اونکا شریک ہوا یہان تک کہ وہ خندق سے نکلکر بھاگ گئے پھر مین وہان سے لوٹکر آیا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے پھر بعد فراغ نماز کے مینے آپکے حضور پر نور مین سب ماجرا عرض کیا حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ پھر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے اور صبح تک آرام فرمایا پھر جب اذان ہوئی تب آپ باہر تشریف لیگئے اور نماز جماعت پڑھی اور حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا وقت روایت کرنے اس حال کے فرماتین تہین اللھم ارحم عباد بن بشیر اسلیے کہ وہ سب سے زیادہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی حفاظت کرتے تھے اور کہتی ہین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ایک شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
خیمے مین آرام فرما رہے تھے کہ وقت آدھی رات کے ایک بڑا غل و شور ہونے لگا اور کوئی کہنے والا کہتا تھا یا خیل اللہ سوار ہو اور
یہہ شعار یعنی لقب اس غزوے مین جماعت مہاجرین کا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ شور و غل سنکر بیدار ہوئے اور خیمہ سے
باہر تشریف لیگئے اور محافظین خیمہ سے پوچھا کہ یہہ غل شور کیسا ہے عباد نے عرض کی کہ یہہ آواز عمرو بن عبد ود کی ہے آپنے
فرمایا کہ جاکر خبر لاؤ کہ کیا ہو رہا ہے پھر وہ خبر کو گئے اور آپ منتظر کھڑے رہے اونھون نے آکر عرض کی کہ عمرو بن عبد ود ایک
جماعت مشرکون سے آیا ہے اور مسلمانونکے ساتھہ تیرون اور پتھرون سے لڑ رہا ہے آپ یہہ سنکر خیمے مین تشریف لیگئے اور مسلح ہوکر
باہر آئے اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک جماعت صحابہ کو لیکر وہان پہونچے پھر بعد ایک ساعت کے شادان اور فرحان لوٹ آئے
اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے شر اونکا دفع کیا اور لوٹ گئے وہ بہت سے زخمی ہوکر پھر آپ تکیہ لگاکر سو رہے پھر دوسرا کر شور و غل ہوا پھر
آپنے بیدار ہوکر فرمایا کہ اے عباد بن بشیر دیکھو تو یہہ کیا شور ہے وہ گئے اور دیکھا آئے عرض کی کہ ضرار بن الخطاب ہے اور ایک
جماعت مشرکونکی اوسکے ساتھہ ہے اور مسلمانون سے تیر اور پتھر سے لڑ رہا ہے پھر آپ دوبارہ مسلح ہوکر وہان تشریف لیگئے اور صبح تک
اونکے ساتھہ لڑتے رہے پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ بہت سے زخمی ہوکر بھاگ گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ
کئی لڑائیون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہی چنانچہ مریسیع اور خیبر اور حنین اور فتح مکہ مگر کہین ایسی مشقت
آپنے نہین اوٹھائی جیسی کہ اس لڑائی مین اسلیے کہ آپکو محنت اسمین بہت ہوئی تھی مسلمان زخمی ہوتے تھے اور ہوا نہایت
سرد تھی اور کھانیکی تنگی نہایت تھی کہتے ہین کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت اسمین دیکھی کہ تہائی میوے
مدینے کے غطفان اور بنی فزارہ کو دیکر صلح کر لین کہ وہ قریش کو اکیلا چھوڑکر چلے جاوین پھر آپنے عیینہ بن حصین فزاری اور

حارث بن عوف غطفانی کہ پیشوا فزارہ اور غطفان کے تھے اونکو ایکی زبانی کہلا بھیجا کہ تہائی میوہ مدینہ کا ہم تمکو دینگے اگر تم اپنے گروہوں سمیت اپنے گھر کو لوٹ جاؤ کہ قریش اکیلے رہ جاویں اونھون نے آدھی میوے کی درخواست کی آپنے نمانا پھر وہ تہائی پر راضی ہوگئے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ دونو خود تھوڑے تھوڑے آدمیون سے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ امر مصالحت کو سرانجام دیوین آپنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاکر صلحنامہ لکھوایا اور چاہا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی گواہی بھی اوسپر ثبت کرین اتنے مین اسید بن حضیر آئے اور دیکھا اونھون نے عیینہ بن حصین کو کہ آپکی محفل مین پیر پھیلائے بیٹھا ہے معلوم کیا کہ کسلیے آیا ہے اوسکیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے عین الہجرس یعنی اے لومڑی کے بچے کے سے آنکھون والے تجھکو یہہ بات میسر ہو کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین پانون پھیلا کر بیٹھے واللہ اگر لحاظ حرمت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہوتا تو ایک نیزہ مارتا کہ تیرے دونون پہلوسے پار ہوجاتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ اللہ کی طرف سے اس بات پر مامور ہین تو کرین اور اگر آپکی خاطر مبارک مین یہہ بات آئی ہے تو ہم فرمانبردار ہین اور اگر اسکی سوا کوئی اور سبب ہے تو قسم ہے خدا کی سوا تلوار کے ہم انکو کچھہ نہین دینگے کو نسے دن انھون نے ہمسے طمع کی تھی جواب کرتے ہین آپنے یہہ سنکر کچھہ نفرمایا اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو بلا کر مشورہ کیا اونھون نے بھی مثل اسید بن حضیر کے عرض کی اور سعد بن معاذ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ سے وہ صلحنامہ لیلیا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مینے دیکھا کہ سب قبائل حرب متفق ہو کر ایک کمان سے تیر تمپر پھینکتے ہین تب چاہا مینے کہ بعضون سے مصالحت کر لون کہ اونکی جماعت مین تفرقہ پڑجاوے اور زور اونکا گھٹ جاوے تب سعد بن نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایام جاہلیت مین انکو کسیطرح اثمار مدینہ مین طمع نتھی مگر بطور خرید کے یا بطریق مہمانی کے اور اب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو قوت دی اور تائید کی پھر ساتھہ وجود باجود آپکے اور دولت اسلام کے مشرف کیا پھر ہم کسلیے اس عاجزی کو اختیار کرین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو فرمایا کہ صلحنامہ کو پھاڑ ڈالو اونھون نے پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ ہمارے اور اونکے درمیان سوا تلوار کے اور کچھہ نہین عیینہ اور حارث دونو نا امید ہو کر لوٹ گئے اور سمجھہ لیا کہ ہم مدینہ پر کسیطرح سے غلبہ نپاوینگے اور اتفاق انصار کا حضرت رسول اللہ صلعم کی ساتھہ دیکھکر فتور اور تزلزل اونمین پڑگیا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے بعد مشورے کے فرمایا کہ تم جانو اور صلحنامہ کو سعد سے لیکر محو کر ڈالا کذا فی روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ والسیرۃ الگاذرونی اور ایک روز عمرو بن عبدود اور نوفل بن عبد اللہ اور ضرار بن الخطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ اسطرف خندق کے آورہے اور ابوسفیان ساتھہ تمامی ہمراہیون اپنے کے اوسطرف خندق کے صف باندھے کھڑا رہا پھر عمرو بن عبدود میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور چونکہ وہ بڑا اولا ور اور پہلوان تھا کوئی اوسکے مقابلے مین نگیا اوسنے تین بار آواز دی اودھر سے کوئی نہ نکلا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوبار اوسکے مقابلے کی حضرت صلعم سے اجازت چاہی دونو بار اجازت نپائی تیسری بار آپنے اجازت دی اور اپنی ذوالفقار اونکو عنایت کی اور اپنی زرہ بھی اونکو پہنائی اور خود اپنا اونکے سر پر رکھا اور دعا کی اللھم اعنہ علیہ یعنی اے اللہ مدد کر علیؓ کی

اوس کافر پر بعد اسکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوسکی مقابل مین گئی اور پہلے اوسکو دعوت اسلام کی اور نصیحت کی اوسنی نمانی
اور انکار کیا پھر آپنی اوس سی کہا کہ تو اپنی گھر لوٹ جا اور لڑائی نکر اگر کام نی محمد صلعم کی رونق پائی اور انتظام پکڑا اور اونہون
نی دشمنون پر فتح پائی تو تو نی گویا امداد کی ہوگی والا مقصود تیرا بی لڑائی حاصل ہوگا اوسنی کہا قریش کی عورتین طعنہ زنی
کرینگی اگر مین باوجود قدرت ایفای نذر اپنی کے بی جدال و قتال اپنی وطن کو لوٹ جاؤن اور وہ نذر یہہ تھی کہ بعد فرار کی جنگ
بدر سی اوسنی عہد کیا تھا کہ جبتک اسکا انتقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سی نہ لون تب تک تیل اپنی بدن پر نہ ملونگا پھر حضرت امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ نی اوس سی کہا کہ آ مقابلہ کرین عمرو یہہ سنکر ہنسا اور کہا کہ مین گمان نکرتا تھا کہ کوئی بہادران عرب سی میرے
مقابلی کی آرزو کریگا اور کیا تو تو نے لیا ابھی تیرا وقت لڑنیکا ساتھہ دلاوران کی نہین ہی اور حالانکہ میری اور تیری باپ کی دوستی
تھی لہذا مین نہین چاہتا ہون کہ تیرا خون میری ہاتھہ سی بہی حضرت علی رض نی فرمایا کہ مین تجھکو لڑنیکو بلاتا ہون اور چاہتا ہون
کہ واسطی رضامندی اللہ تعالی کی تیرا خون اپنی ہاتھہ سی بہاؤن اس بات سی عمرو کو غیرت جاہلیت کی آئی اور گھوڑے سی اوترا اور اپنی
گھوڑی کی پیر کاٹ ڈالی اور پیادہ پا طرف علی رض کی متوجہ ہوا جابر بن عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہین کہ جب یہہ دونون
نزدیک ہوی ایسا گرد و غبار انکی قدمونسی اوٹھا کہ ہم اونکو نہین دیکھتے تھے بعد ایک لحظہ کی آواز تکبیر کی ہمنی سنی جانا کہ حضرت علی نی
نی اوسکو قتل کیا پھر بعد اوسکی قتل کی اوسکی یارون نی علی رض پر حملہ کیا آپنی اونکا بھی مقابلہ کیا آخر الامر وہ بھی سب بھاگ گئی از انجملہ
نوفل بن عبد اللہ خندق مین گرا مسلمانون نے اوسکو پتھر مارنی شروع کیے اوسنی شور کر کے کہا کہ اس سی بہتر اور رحم سی بھی مار ڈالو
یہہ سنکر علی رض خندق مین اوتری اور ایک تلوار اوسکی کمر پر مار کر دو ٹکڑی کیا اور باقی تین آدمی ابوسفیان کی پاس بھاگ
کر پہنچی اور سب حال اوس سی بیان کیا یہہ سنکر ابوسفیان بھاگا اور منزل عتیق تک کہین نہ ٹھہرا اور غطفانی بھی سب بھاگ
گئی اور کسیکو بھیجکر عمرو اور نوفل کی لاشونکو خریدنیکا پیام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہمکو اونکی ناپاک لاشونسی کچھہ کام
نہین چھوڑ دو کہ لیجاوین اور جو کچھہ محنتین اور لڑائیان علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سی اس غزوہ مین ظاہر ہوئین کسی اور سی
ایسی ظہور مین نہین آئین چنانچہ فرمایا حضرت علیہ السلام نی لمبارزۃ علی بن ابیطالب یوم الخندق افضل من
اعمال امتی الی یوم القیمۃ یعنی البتہ دلاوری اور شجاعت علی بن ابیطالب کی جو روز خندق کی ہوئی افضل ہی اعمال امت
میری کی سی قیامت تک یعنی اون عملون سی جو قیامت تک کرتی رہینگی پھر آدھی دن یا اوسکی دوسری دن منزل عتیق سی بہیئت
اجتماعی پھر مدینی کو لوٹی اور یہودی بنی قریظہ نی کہ عہد شکنی کی تھی اظہار جرأت کا کیا اور متفق ہوکر اطراف و جوانب سی لڑائی شروع کی
صبح سی شام تک خندق کی کنارے پر لڑتی رہی ابوسفیان نی ایکجماعت کو ایک خیمے کے مقابل مین مقرر کیا اور اہل اسلام مین اتنی مجال
نہین رہی کہ اپنی مکان سی ہل سکین اور مروی ہی کہ اوس روز نیران جدال و قتال نی اتنا اشتعال پایا تھا کہ مسلمانون سی
نماز ظہر اور عصر اور مغرب کی فوت ہوگئی جب لڑائی موقوف ہوئی بلال رضی اللہ عنہ نی اذان کہی مسلمانون نی نماز ظہر کی پڑھی
اور باقی دو نمازونکو بنوبت اقامت کہکر قضا کیا اور یہہ پہلی شروع ہونی صلوۃ الخوف سی ہی یا بسبب نسیان کی یا بسبب غلبہ

اشتغال کے قتل و قتال میں نماز فوت ہوئی علی رضہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ملا اللہ بیوتہم و قبورہم نارا کما شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر حتی غابت الشمس یعنی بھرے اللہ تعالیٰ گھروں اونکے کو اور قبروں اونکی کو آگ سے جیسے کہ باز رکھا اونھوں نے ہمکو نماز وسطیٰ سے کہ نماز عصر کی ہے یہانتک کہ ڈوب گیا آفتاب یہ تصریح ناطق ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد ہے اور اختلاف صحابہ اور علما کا جو اسمیں ہے وہ اختلاف اجتہادی ہے پہلے مطلع ہونے سے اس حدیث پر اور بعد اطلاع پانیکے اسپر کسیکو مجال اختلاف کی نہیں ہے اور ظاہر اس حدیث کا یہہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور حدیث مسلم میں حتی احمرت الشمس او اصفرت — اور بخاری میں بعد ما کاد الشمس تغرب واقع ہے پس وجہ جمع کی یہہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ استقبال اسباب نماز میں وقت مغرب کا جاتا رہا ہو اور نماز مغرب کی بعد گذر جانے وقت کے پڑھی ہو کذا قال الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور بعضی روایات میں آیا ہے کہ فوت ہوئیں اس لڑائی میں چار نمازیں اور ذکر نماز عصر کا اوسکی فضیلت کی جہت سے ہے اور کہا امام نووی نے کہ جمع انمیں یوں ہوسکتا ہے کہ کہیں کہ اس تمام قصہ میں چار نمازیں فوت ہوئی ہونگی کسیدن یہہ اور کسیدن غیر اسکی ہذا خلاصۃ ما فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ و روضۃ الصفا اور سیرۃ النبی میں ہے کہ اوس حالمیں کہ حضرت صلعم کفار کے مقابلے میں بیٹھے تھے اور مسلمان تنگ آئے تھے اس عرصے میں نعیم بن مسعود غطفانی حضرت صلعم کے پاس آئے اور اسلام لائے اور عرض کی کہ ابھی میرے اسلام کی میری قوم کو خبر نہیں ہے آپ ارشاد فرمایئے کہ اس باب میں کیا حیلہ کروں جو کہ حیلہ کہ انکی دفع کرنیمیں کروں سو کر سکتا ہوں آپنے فرمایا کہ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے اور کہا نعیم سے کہ جسطرح ہوسکے اس لشکر کو توڑ نعیم اوسیوقت بنو قریظہ کے پاس گئے اور اونسے اپنی دوستی کا اظہار کیا اور کہا کہ آگاہ ہو کہ لشکر غطفان اور قریش اسلیے آیا ہے کہ اگر محمد پر فتح پاوینگے تو عرب میں نام پیدا کرینگے اور تمہارا کچھہ بھی اسمیں نام نہوگا اور اگر قضیہ برعکس ہوا تو یہہ چلے جاوینگے اور تمکو محمد کے ہاتھہ میں چھوڑ جاوینگے پھر وہ تمہاری جڑ بنیاد کھود ڈالینگے یہود نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے اب اسکا کیا علاج کریں نعیم نے کہا کہ تم ایک اپنا آدمی قریش اور غطفان کے پاس بھیجو اور اونسے کہو کہ اگر ہمکو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہو تو اپنے چند سردار اونکے ہمارے قول میں دو یہہ بات سبنے پسند کی پھر نعیم وہانسے اوٹھکر قریش کے پاس آئے اور کہا تجکو کچھہ نصیحت کی ہے اگر سنو پھر خلوت میں اونسے کہا کہ بنی قریظہ اپنی عہد شکنی سے بہت پشیمان ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ چند سردار اونکے تمسے لیکر محمد کو دیویں کہ وہ اونکو قتل کریں اور اونسے راضی ہوں خبردار تم اونکے دام میں نہ آنا پھر نعیم وہانسے غطفان کے پاس گئے اور یہی تقریر اونسے بھی کی اونھوں نے بھی اونکے قول کو تصدیق کیا پھر سبنے متفق ہوکر بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم یہاں ٹھہرنیکو نہیں آئے ہیں لڑنیکو آئے ہیں آؤ سب ملکر لڑیں بنو قریظہ نے کہا کہ تب تمہارے ساتھہ ہوکر لڑیں جب اپنے چند سردار ہمارے قول میں دو جب قریش و غطفان نے یہہ سنا کہلا بھیجا کہ یہہ امید ہمسے کبھی نہ رکھنا اگر شریک ہوتے ہو تو بہتر ورنہ ہم آپ لڑتے ہیں اونھوں نے کہا کہ ہم بغیر قول کے شریک نہیں ہوتے پھر اونمیں پھوٹ پڑ گئی اور ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگا

اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت صلعم نے روز خندق کے لشکر احزاب پر بد دعا کی اللّٰھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم و زلزلھم وانصرنا علیھم اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم آخرین حرب خندق کے تین روز پے در پے مسجد میں لغواج کفار بدکردار پر بد دعا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ دوشنبہ اور سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو پے در پے آپنے بد دعا کی اور

چہارشنبہ کو دن درمیان ظہر اور عصر کے دعا آپکی مستجاب ہوئی اور آثار خوشی کی آپکی چہرۂ مبارک پر ہمنے مشاہدہ کیے جابر رض کہتی ہین کہ کوئی کام مجکو ایسا پیش نہین آیا مگر کہ اوسدن اوس ساعت مین مینے دعا کی اور قبول ہوئی اور بعضے مشایخ طریقت نے کہا ہے کہ چہارشنبہ کو دن ظہر اور عصر کے درمیان وقت شریف اور محل اجابت دعا کا ہے شاید کہ اونھون نے یہین سے لیا ہے اور ابو سعید خدری رض سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے کہ یا رسول اللہ کوئی دعا ہے کہ اوسکو پڑھین کہ قلوب ہمارے حناجر کو پہونچی ہین فرمایا اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا پڑھو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ دعا کی حضرت صلعم نے ان لفظون سے یا صریخ المکروبین ویا مجیب المضطرین اکشف ھمی وغمی وکربی ترے ماتزلی وبا صحابی پھر قبول ہوئی دعا اور بھیجا اللہ تعالے نے باد صبا کو یعنی پورب کی ہوا کو اوسکی سبب سے لشکر کفار مین زلزلہ پڑا اور وہ ہوا اونکی دیگون کو اولٹا کرتی تھی اور اونکے خیمونکو اوکھاڑتی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ اللہ تعالے نے ملائکہ کی ایک جماعت کو بھیجا کہ طنابین اونکے خیمونکی کاٹتے تھے اور میخونکو اوکھاڑتے تھے اور آگ کو بجھاتے تھے اور ترس اور رعب اونکی دلونمین ایسا پیدا ہوا کہ سوا بھاگنے کے اور کچھ علاج نہ دیکھا جیسے کہ اللہ تعالے فرقان حمید مین اس واقعہ سے خبر دیتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا یعنی اے مسلمانو یاد کرو نعمت خدا کو اوپر اپنے اوسوقت کہ آئی تمپر لشکر پھر بھیجا ہمنے اونپر ہوا کو اور ایک لشکر کہ نہ دیکھتے تھے تم اوسکو اور ہے اللہ تعالے اوسکو جو کرتی ہو دیکھتا اور دوسری جگہ فرماتا ہے ورد اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرا وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا یعنی اور پھیر پھیرا خدا تعالے نے کافرونکو ساتھہ غصہ اونکے کے اور نہ پائی کچھہ منفعت اونھون نے اور کافی ہوا اللہ مسلمانونکو لڑائی سے اور ہے خدا تعالے زبردست غالب شیخ عماد الدین بن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر مین لائے ہین کہ اگر وہ نہوتا کہ اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلعم کو رحمۃ للعالمین کیا ہے تو اوس ہوا کو اونپر زیادہ سخت کرتا باد عقیم سے کہ قوم عاد پر پہونچی تھی اور ابن مردویہ رحمہ اللہ اپنی تفسیر مین ابن عباس رض سے روایت کرتے ہین کہ لیلۃ الاحزاب مین باد صبا نے باد شمال سے کہا کہ آؤ چلین رسول اللہ صلعم کی مدد کرین باد شمال نے جواب دیا ان الحرۃ لا تھب باللیل وفی روایۃ ان الحرۃ لا تسیر باللیل اللہ تعالے نے باد شمال پر غضب کیا اور اوسکو عقیم کر دیا پس اوس ہوا کا کہ اوس رات کو حضرت صلعم کی نصرت کی وہ باد صبا تھی اسلیے آپنے فرمایا کہ نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور یعنی مدد کیا گیا مین ساتھہ پورب کی ہوا کی اور ہلاک کی گئی قوم عاد کی ساتھہ پچھم کی ہوا کی اور یہین سے کسی شاعر نے کہا ہے ؎ باد صبا بہ بست میان نصرت ترا ؛ ودیے چراغ را کہ ہد باد یاوری ؛ حذیفہ رض روایت کرتے ہین کہ وہ رات کہ کفار اوسمین بھاگی نہایت سرد تھی اور ہوا تیز چلتی تھی اور ابر تھا حضرت صلعم نے تھوڑی رات گئی نماز عشا پڑھی اور صحابہ رض کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کوئی آجکی رات جاکر دشمنونکی لشکر کی خبر لاوے اللہ تعالے اوسکو روز قیامت کی حضرت ابراہیم کا رفیق کرے قسم اللہ کی کوئی نہ اوٹھا پھر دوسری بار فرمایا کہ اللہ تعالے اوسکو میرا رفیق کرے پھر بھی کوئی نہ اوٹھا کثرت خوف اور شدت بھوک اور سردی سے پھر آپنے مجکو بلا کر فرمایا کہ یا حذیفہ مینے کہا لبیک یا رسول اللہ اور اوٹھکر حاضر ہوا اور جاڑے سے کانپتا تھا فرمایا کہ کیا میرا کہنا نہین سنا تو نے عرض کی کہ سنا مینے مگر شدت بھوک اور جاڑے سے طاقت نہین رہی ہے پھر آپنے اپنا دست مبارک میری سر اور موبھہ پر ملا اور فرمایا کہ جا اونمین اور دیکھہ کہ کیا کرتے ہین مگر کچھہ دست برد نکرنا جب آپنے میرا نام لیکر فرمایا تب سوا قبول کرنیکے

کچھ علاج نہ کیا مینے پھر مینے عرض کی یا رسول اللہ ڈرتا ہون کہ مجکو قید کر لین فرمایا تجکو قید نہو گی پھر یہ دعا کی اللھم احفظہ من
بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ ومن فوقہ ومن تحتہ قسم اللہ کی کچھ بھی خوف اور ڈر مجکو نرہا پھر مین
اپنے ہتھیار باندھکر خندق مین اوترا ایسی گرمی مجکو معلوم ہوئی کہ گویا حمام مین جاتا ہون پھر مین جاکر لشکرگاہ قریش مین پہونچا دیکھا کہ ہوا اور
طوفان اونمین ظاہر ہوا ہے یعنی اس شدت سے ہوا ہے کہ دیگون کو دیگدانون پر نہین چھوڑتی اور خیمونکو اوکھاڑتی ہے اور آگ بجھاتی ہے اور گھوڑے
اونکی لشکر مین چھوٹی پھرتی ہین اور آواز پتھرونکی سنتا تھا کہ اونکی پڑاؤ مین گرتے تھے اور ابو سفیان کو دیکھا کہ اپنے خیمہ سے نکلکر آگ سے اپنا بدن سیکتا
تھا مینے چاہا کہ تیر چلّے مین رکھکر مارون حضرت صلعم کی بات مجھکو یاد آئی کہ آپنے منع کیا تھا پھر اسبات سے باز رہا مین اوسوقت ابو سفیان
نے کہا کہ اے یارو اسباب لادو کہ اپنے شہر کو چلین ہمکو یہان بہت روز ہو گئے چارپائے ہمارے ہلاک ہو گئے اور ہتھیار ہمارے خراب ہو گئے اور یہودنے
ہمسے مخالفت کی کچھ اب ہمسے نہو سکیگا اور اس ہوا کو دیکھتے ہو کہ ہمسے کیا کر رہی ہے مین تو اب جاتا ہون پھر اپنے اونٹ پاس آیا اور اونٹ
کا گھٹنا بندھا تھا مارے گھبراہٹ کے ویسے ہی اوسپر سوار ہوا اور وہ ویسے ہی تین پاؤن سے کھڑا ہو گیا پھر جھککر اوسکا گھٹنا کھولا پھر سب اپنا اسبا
سامان لادنے لگے یہہ حال دیکھکر مین وہان سے پھرا اور راہ مین بیس سوار سفید پگڑیان باندھے ہوئے دیکھے اور مجھسے کہنے لگے کہ خبر دے اپنے صاحب
کو کہ خداوند تعالی نے شر دشمن کی لشکر کا تجھسے دفع کیا جب مین آپکی خدمت مین جاکر حاضر ہوا آپ نماز مین مشغول تھے اور جب آپکو کوئی مہم
درپیش آتی تو نماز پڑھنے لگتے پھر ہاتھ سے آپنے مجھکو اشارہ کیا یعنی بعد فراغت نماز سے پھر مین آپکی پاس گیا اور خوشخبری اونکی سنائی آپنے
تبسم فرمایا اسطرح کہ نور دندان مبارک مین سے چمکا اور کہتے ہین وہ کہ مین اوسوقت تک گرم تھا پھر سردی نے مجھپر اثر کیا آپنے مجھکو
اپنے پاس بلا لیا اور ایک کپڑے کا کنارہ مجکو اوڑھا دیا اور اپنا پاے مبارک میرے سینے پر رکھا مین آرام سے صبح تک سوتا رہا پھر آپنے مجھکو جگایا
مروی ہے کہ جب لشکر احزاب ہزیمت پاکر فرار کیا حضرت سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ پھر اب بار دیگر وہ ہمسے لڑنیکو نہین آئینگے ہم بھی اونسے
لڑنیکو جاوینگے پھر ایسا ہی ہوا کہ پھر اونھون نے فرصت نپائی کہ مسلمانون پر لشکرکشی کرین یہانتک کہ فتح مکہ ہوئی ہذا الملخص ما فی روضۃ الاحباب
اور معارج النبوۃ مین ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا اونھون نے کہا ایکدن سعد بن معاذ رض کی ماکے ساتھ مین حصن بنی حارثہ مین
تھی کہ ناگاہ سعد بن معاذ رض پر میری نظر پڑی کہ چھوٹی سی زرہ پہنے جاتے تھے کہ ہاتھ پاؤن اونکی کھلے تھے اور وہ مرد جسیم طویل تھے مینے سبب
کوتاہی زرہ کی اندیشناک ہوئی اونکی مانے کہا کہ اے سعد جلد جا اور حضرت صلعم سے مل کہ دور رہا جاتا ہے تو مینے کہا اے ام سعد کیا خوب ہوتا
جو تمھارا بیٹا اس سے بڑی زرہ پہنے ہوتا کہ مجکو اوسکی ہاتھ پاؤن سے خوف ہے ام سعد نے کہا کہ حکم کیا اللہ تعالی نے جو کہ حکم کرتا ہے پھر جب سعد رض
خندق کی کنارہ پر آئے حبان بن العرقہ نے کفار کے لشکر مین سے اونپر تیر مارا اور کہا خذہا وانا ابن العرقۃ وہ تیر اونکی ہاتھ مین رگ
اکحل پر لگا حضرت صلعم نے عرقہ کو فرمایا حرق اللہ وجہک فی النار اور اونکا خون اوس زخم سے بند نہین ہوتا تھا جب وے اونکو
اپنی زندگی سے یاس ہوئی تو اونھون نے دعا کی کہ الٰہی اگر پیغمبر صلعم اور قریش مین اور کوئی لڑائی باقی رہی ہو تو تو مجکو زندگی
عنایت فرما کہ لڑائی کے میدان مین خوب اونسے لڑون اور اگر اب کوئی مقابلہ باقی نہو تو مجکو جرعہ شہادت پلا اور اس تیر کو میری شہادت
کا سبب کر لیکن مجھکو اتنی فرصت دے کہ بنی قریظہ کو بکام دل اپنے دیکھہ لون کہتے ہین کہ فی الحال زخم سے خون بند ہو گیا اور باقی

تھمنا ونگا اگر آویگا اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ سعد بن معاذ رضہ نے بعد زخمی ہونیکے کہا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ کوئی قوم محبوب تر
نزدیک میرے نہین ہے کہ جہاد کرون مین اونپر مگر وہ قوم کہ تکذیب کی اونھون نے تیرے رسول کی اور نکالدیا اونکو خداوندا اگر باقی رہا کوئی مقابلہ
قریش سے پس زندہ رکھہ اوسکے لیے مجھکو والا مار مجھکو اسی زخم سے پس ٹوٹ گیا زخم اور جاری ہوا خون اور قبول ہوئی دعا اونکی واضح ہو کہ اس
حدیث مین اور اگلی حدیث مین تناقض ہے مگر یہہ کہین کہ یہہ عایشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث مین حال ہے بعد حکم کرنے درمیان بنی قریظہ
کہتے ہین کہ بعد اس غزوہ کے ابو سفیان ایکدن اپنی قوم مین بیٹھا یہہ کلام کر رہا تھا کہ کوئی ہے تم مین کہ مدینے کو جاوے اور فرصت پاکر محمد
سے ہمارا بدلہ لیوے کہ بازارون مین وہ پھرتا ہے اور تبلیغ رسالت مین ایسا ڈوب رہا ہے کہ دشمن اور دوست مین فرق نہین کرتا پس
ایک اعرابی اتنے مین دکھلائی دیا اور اوسنے کہا کہ اگر تو میری تقویت کرے تو مین تیری مہم کو کفایت کردون کہ میرے پاس ایک تیز خنجر ہے ایسا
کہ مین ایک لحظہ مین اوسکا کام تمام کرون پھر ابو سفیان نے ایک اونٹ سوار کیا اور کچھہ خرچ راہ اوسکو دیا اور کہا کہ اس بھید کو کسی
سے نکہنا پھر وہ اعرابی مدینہ کو گیا اوسوقت حضرت رسول اللہ صلعم کسی قبیلہ کی مسجد مین بیٹھے نصیحت کر رہے تھے وہ اعرابی وہان گیا اور
کہا ابن عبد المطلب یعنی کہان ہے بیٹا عبد المطلب کا حضرت صلعم نے فرمایا انا ابن عبد المطلب وہ اعرابی آپکی طرف چلا آپنے فرمایا کہ یہہ شخص میرے قتل کا ارادہ
رکھتا ہے اور اوسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو سچ بتادے سچ تجھکو نجات دیگا پھر اوسنے حقیقت حال کی عرض کی آپنے اوسکو معاف فرمایا اور
کہا کہ جا جہان کہین چاہے تو اعرابی نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ اور عرض کی کہ جب مینے آپکو دیکھا
میری عقل جاتی رہی اور میرے بدن پر لرزہ پڑا اور سوا میرے اور ابو سفیان کے تیسرا کوئی اس بھید سے واقف نہین تھا مگر خدا تمہے خبر
دینے والا اور نگہبان تمہارا ہے ابو سفیان شیطان کی لڑائی سے اعرابی یہہ کہتا تھا اور حضرت صلعم تبسم کرتے تھے کذا فی مدارج النبوۃ **احوال
غزوہ بنی قریظہ** اور یہہ واقعہ بھی اسی سال مین بعد غزوہ خندق کے واقع ہوا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم لڑائی سے
کفار غزوہ احزاب کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین تشریف لائے حضرت عایشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم گرد و غبار مین بھرے
اپنے بدن سے جھاڑ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے باہر سے آکر سلام کیا آپ جلد باہر تشریف لیگئے اور مین بھی اونکے پیچھے دروازہ تک گئی اور دحیہ کلبی
کو مینے دیکھا کہ غبار اوسکے چہرہ پر پڑا تھا اور سفید خچر پر سوار تھا آپ چادر سے غبار اوسکے چہرہ سے جھاڑتے تھے اور وہ آپ سے باتین کرتا تھا پھر
جب آپ گھر مین تشریف لائے فرمایا کہ یہہ حضرت جبرئیل عم تھے مجھکو حکم کیا کہ بنی قریظہ کی طرف متوجہ ہون اور ایک روایت مین ہے کہ دستار
استبرق اونکے سر پر تھی اور اونکے خچر پر مخمل قطیفہ دیبا کا یعنی ریشمین کپڑے روئین دار پڑا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے حضرت فاطمہ رضہ کے پاس جاتے اور اونکے سر کو بوسہ دیتے اور جب غزوہ
احزاب سے تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپکے بدن اور سر مبارک سے غبار دھویا
پھر ظہر کی نماز پڑھی اور مجمر منگائی کہ آپکو مطیب کرین اتنے مین جبرئیل عم آئے دستار استبرق کی سر پر باندھے خچر پر سوار اور کہا اے محمد خدا تمسے عفو
کرے کہ تمنے اپنے ہتیار کھول ڈالے اور حالانکہ فرشتون نے ابتک ہتیار نہین کھولے جلد مسلح ہوکر بنو قریظہ کی طرف جاؤ اور مین بھی جاتا ہون پھر
آپنے بلال رضی اللہ عنہ کو بلاکر فرمایا کہ مدینے مین پکار کر کہدیوین کہ یا خیل اللہ سوار ہو اور عصر کی نماز نہ پڑھو مگر بنی قریظہ مین جاکر اور علی رضہ

کونشان دیکر آگی سی بھیجا اور آپنی زرہ پہنی اور خود سر مبارک پر رکھا اور تلوار کمر مین باندھی اور سپر کندھی مین ڈالی اور نیزہ ہاتھہ مین
لیکر اپنی گھوڑی پر کہ نام اوسکا لحیف تھا سوار ہوی اور دو گھوڑی کوتل کی عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور تشریف لیگئی اور
صدیق رضو داہنی پر اور فاروق رضی اللہ عنہ بائین پر اور اعیان اور اشراف مہاجرین اور انصار کی آگی آگی تھی اور سب اہل اسلام قریب تین
ہزار آدمیونکی تھی اور چھتیس گھوڑی تھی راہ مین بنی النجار کو دیکھا کہ ہتیار لگائی اور صف باندھی منتظر کھڑی ہین آپنی پوچھا تمنی کسی کو دیکھا عرض
کی کہ دحیہ کلبی کو فرمایا کہ وہ حضرت جبرئیل ع تھی اونکی شکل پر بنکر آئی تھی پھر درمیان مغرب اور عشا کی بنو قریظہ مین جاکر پہونچی بعض صحابہ رضی
عنہم مین سی نماز عصر کی راہ مین پڑھی رعایۃ للوقت اور بعض نی وہین جاکر پڑھی رعایۃ للنہی آپنی کسیکو کچھہ عتاب نکیا پس یہی منشاء
اختلاف کا ہی درمیان ائمہ اربعہ کی اور اختلاف علماء دین کا رحمت ہی پس جو کوئی اسکو بدعت اور ضلالت سمجھی وہ خود مبتدع اور
ضال ہی جیسا کہ کہا شیخ علیہ الرحمہ نی کہ یہہ قضیہ حجت ہی مجتہدون کی لیے بھی کہ اپنی رای اور اجتہاد پر عمل کرتے ہین اور یہہ بھی حجت
ہی طائفہ محدثین اہل ظواہر کو کہ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور رای اور اجتہاد کو دخل نہین دیتی اور ایک روایت مین نماز ظہر کی
آئی ہی پس جمع علما نی انمین اسطور سی کیا کہ وقت حکم دینی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی جانی بنو قریظہ کی ایک جماعت نی نماز ظہر کی
پڑھلی تھی اونکو ممانعت کی ادا کرنی نماز عصر سے مگر بنی قریظہ مین پہونچکر اور جن لوگون نی نماز ظہر ابھی نہ پڑھی اونکو فرمایا کہ نہ پڑھین
نماز ظہر مگر بنو قریظہ مین اور بعضون نی کہا کہ پہلے جانی والونکو ظہر کا امر کیا اور پچھلے والونکو عصر کا اور بعضون نی یون جمع کیا ہے
کہ فرمایا آپنی قوی لوگونکو اور اونکو جو بنی قریظہ کی نزدیک رہتی تھے لایصلین احد الظہر اور ضعیف لوگونکو اور اون لوگون کو جو دور رہتی تھے
بنی قریظہ سی کہ نہ پڑھین نماز عصر کی مگر بنی قریظہ مین واللہ اعلم کذا قال القسطلانی کما فی مدارج النبوۃ اور جب حضرت علی
کرم اللہ وجہہ قلعہ بنی قریظہ کی نزدیک پہونچی فرماتے ہین کہ ایک نی قلعہ سی مجھکو دیکھا اور کہا قد جاء کم قاتل عمرو
عمرو سی مراد یہان عمرو بن عبدود ہی جسکا ذکر غزوۂ احزاب مین ہو چکا اور دوسری نی کہا قتل علی عمرو یہان
بھی عمرو سی مراد عمرو بن عبدود ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی کہا الحمد للہ الذی اظہر الاسلام ودفع الشرک
پھر نشان دروازہ پر قلعہ کی کھڑا کیا یہودی نی گالیان دینی شروع کین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ
عنہ نی نشانکی محافظت کی لیے ابو قتادہ کو مقرر کر کے جس رستی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے وہان گئی اور عرض کیا
کہ آپ قلعہ کی نزدیک نجاوین صلاح نہین ہی اور جلد اللہ تعالیٰ اونکو خراب کریگا آپنی فرمایا کہ میری حق مین تمنی کچھہ سنا کہ وہ کہتی ہین
کہا ہان فرمایا اگر مجھکو دیکھین گی تو ایسی بات نکہین گی پھر جب آپ نزدیک اونکی قلعہ کی پہونچی فرمایا اخی القردۃ والخنازیر
یعنی او بندرو اور سورو حکم خدا اور رسول اوسکی سے یہودون نی کہا ما کنت جہولا ولا فحاشا اس بات سی حیا نی آپ پر غلبہ کیا اور پھر آپ
لوٹ آئی پھر آپنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تیر مارین پھر اوس دن رات تک اونپر تیر ماری اور محاصرہ اوس قلعہ کا ایکروایت
سی پندرہ روز تک اور ایک روایت سی پچیس روز رہا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ دن بھر تیر مارتی رہے اور کہتے تھے کہ اون روزون ہم خرمی کھاتے تھے یہی ہمارا کھانا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اچھا کھاتا ہو خرمے اور جو محاصرہ کو بہت روز ہوے پھر اللہ تعالے نے اونپر خوف اور رعب ڈالا کہ لڑائی سے باز آکر نباش
بن قیس کو پیام دیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ ہم قلعے کو خالی کرکے ساتھ عیال واطفال کے بنی النضیر کیطرح
نکلجاتے ہین اور مال واسباب سواے ہتیار کے جتنا اونٹ ہمارے اوٹھا سکین وہ ہم اپنے ساتھ لیجاوین آپ اسپر راضی نہوے
پھر پیام بھیجا کہ ہم مال واسباب سب چھوڑ کر رخصت دو کہ ہم اپنے جورو لڑکون وغیرہ کا ہاتھ پکڑکر نکل جاوین یہہ بھی نہ
قبول نکیا تب وہ اپنے حال مین حیران اور مضطرب ہوے کعب بن اسد کہ سردار یہود تھا اونسے سب اپنی قوم کو جمع کرکے
تین باتین کہین اور حیی بن اخطب ملعون بھی موجب اپنے عہد کے کعب کے پاس اوس قلعے مین موجود تھا کہ یا ایمان لاؤ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر کہ وہ رسول خدا کا ہے اور وہی ہے کہ توریت مین لکھا ہوا ہے اور وہ پیغمبر برحق ہے اور تم جانتے ہو کہ تکذیب اور انکار
کرنا ہمارا اوس سے بسبب حسد اور عناد کے ہے اس صورت مین تمھارے مال اور اہل وعیال تمھارے پاس رہینگے یہہ سنکر
یہود نے انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنا دین ہرگز نہ چھوڑینگے اور توریت پر دوسری کتاب ہم نہین اختیار کرینگے سبحان اللہ

قول مصنف یہہ کیا جہل اور عناد اور شقاوت تھی کہ باوجود جاننے اور پہچاننے کے اور مصلحت دین اور
دنیا کی یہہ بھی قبول نکیا چنانچہ اللہ فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم
یعنی پہچانتے ہین اوسکو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو اور اونسے منکر ہوگئے اور اونکو یقین جان چکے اپنے جیمین پھر کہا
اونے کہ اگر یہہ نہین کرتے ہو تو آؤ ہم سب ملکر اپنے اہل وعیال کو مار ڈالین پھر باہر نکلکر محمد اور اونکے اصحاب سے لڑین دیکھو
خدا کیا کرتا ہے اگر مارے گئے تو بہتر کہ پیچھے اپنے کسیکو نہین چھوڑے جاتے ہین اور اگر ہماری فتح ہوئی تو اور بہت عورتین بچے
پیدا کر لینگے اونھون نے یہہ بھی نمانا اور کہا کہ یہہ کیا زندگانی ہے کہ بیگناہون کو مار ڈالین اور بعد اونکے جیوین پھر کہا
اونے کہ اگر یہہ بھی نہین کرتے تو آج شب ہفتہ کی ہے اور محمد اور اونکے یار ہمسے غافل ہین چلو ناگاہ اونپر شبخون مارین
دیکھین کیا ہوتا ہے اونھون نے یہہ بھی نمانا اور کہا کہ اس رات کی ہمارے دین مین تعظیم ہے کیونکر یہہ کام کرین کہ ہمارے اگلون نے
کیا تھا پھر پہونچا اونکو جو کچھہ کہ پہونچا مسخ وغیرہ سے پھر اونھون نے ابو لبابہ بن عبد المنذر کو حضرت صلعم سے طلب کیا کہ
اوس سے کچھہ مشورہ کرین اور وہ اونکا ہم قسم تھا پھر حضرت صلعم کی اجازت سے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ قلعے مین گئے سبھی
اونکے آگے الحاح وزاری ایسی کی کہ ابو لبابہ رض کو اونپر رحم آیا اونھون نے اونسے مشورہ کیا کہ ہم قلعے سے نیچے اوترین یا نہین
ابو لبابہ رض نے کہا کہ ہان اوترو اور اشارہ اپنے حلق پر کیا یعنی مارے جاؤگے ابو لبابہ کہتے ہین کہ یہہ بات کہکر مین پشیمان ہوا
اور رجوع کیا یعنی اپنی بات کو لوٹ دیا کعب بن اسد نے کہا کہ تجھکو کیا ہوا اپنے کہا اللہ اور رسول کی مجھسے خیانت ہوئی پھر قلعے
سے نیچے اوترے اور اتنا روے کہ ڈاڑھی تر ہوگئی اور کہتے ہین کہ مین حضرت صلعم کی مجلس مبارک مین بسبب پشیمانی کے نگیا اور مدینے
مین جاکر اپنے کو ستون مسجد سے باندھا اور کہا کہ کوئی مجھے نہ کھولے مگر واسطے نماز کے پھر چند روز اسی طرح بندھے رہے اور اونکی بیٹی
یعنی دختر آتی اور خرمے اونکے مونھہ مین رکھدیتی پھر بعد چند روز کے اور ایک روایت مین ہے کہ بعد ایک رات کے توبہ قبول ہونے

توبہ اونکی وحی نازل ہوئی کذا فی روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ مین ہی کہ ابتک وہ ستون مسجد نبوی مین ساتھہ ستون ابولبابہ کی مشہور ہی اور اوسپر لکھا ہی اسطوانۃ ابو اللبابۃ کہتی ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حال سی ابولبابہ کے اطلاع ہوئی فرمایا اپنی کہ اب کچھہ نہین ہو سکتا اگر اول میری پاس آتا تو مین اوسکے لیے استغفار کرتا جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما

یعنی اور اگر اون لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آتی تیری پاس پھر اللہ سی بخشواتی اور رسول اونکو بخشواتا تو اللہ کو پاتی معاف کرنیوالا مہربان مروی ہی کہ ابولبابہ نے اپنی کو زنجیر بھاری سی باندہا تھا پندرہ دن تک بندھی رہی یہانتک کہ شنوائی اونکی جاتی رہی کہ بات نہ سنتی تھے اور قریب تھا کہ بینائی بھی جاتی رہے پھر توبہ اونکی قبول ہوئی اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گھر مین تشریف فرما تھی سحر کا وقت تھا کہ ام سلمہؓ نے آپکو تبسم کرتے ہوے دیکھا پوچھا کیا سبب ہے آپکی ہنسی کا ہمیشہ اللہ تعالی آپکو ہنستا ہی رکھی فرمایا کہ توبہ ابولبابہ کی قبول ہوئی اور گناہ اوسکا بخشا گیا اونھون نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو بشارت دون مین ابولبابہ کو آپنے فرمایا کہ اگر چاہتی ہو تو دو پھر کھڑی ہوئین وہ دروازے پر حجرے کے اور یہہ قبل نزول آیۃ حجاب کی تھا پھر کہا اے ابولبابہ قبول ہوئی توبہ تیری پھر دوڑی جو لوگ مسجد مین تھے اونکی کھولنے کو اونھون نے کہا مت کھولو جب حضرت صلعم تشریف لاوینگی تب اپنے دست مبارک سے مجھے کھولینگے پھر جب صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تب اپنے دست مبارک سے اونکو کھولا مواہب لدنیہ مین ہی کہ آیت واخرون اعترفوا بذنوبہم ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی شان مین ہی اور سوا اونکی دوسرے لوگ جنھون نے اقرار کیا اپنے گناہون پر اور بعضون نے کہا ہی کہ یہہ باندہنا اونکا بسبب تخلف غزوہ تبوک کی تھا کما سیاتی انشاء اللہ تعالی تحقیق ہذا پھر جب یہود بنی قریظہ کی عاجز ہوئی تب آپکی فرمانی پر نیچے اوترے اور عاجز اور مضطرب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم سی آخر کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حاکم پر قرار دیا پھر آپنے محمد بن مسلمہ کو فرمایا کہ اون سبکی ہاتھہ باندہ لی اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو واسطے ضبط اہل و عیال اور سلاح و مال اونکے مقرر کیا اور اوس قلعی مین ایک ہزار اور پانسو تلوارین اور تین سو زرہین اور دو ہزار نیزہ اور ڈیڑھ ہزار سپرین اور سوا اسکے اور بہت اسباب تھا اور مواشی وغیرہ بے انتہا تھی اسی اثنا مین شرفاء اوس نے اونکی حق مین سفارش کی آپنے کچھہ جواب نہ دیا جب مبالغہ انکا اسباب مین حد سی گذرا آپنے فرمایا راضی ہو اگر تم مین سے ایک آدمی اونکی حق مین حکم کرے اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ ہم راضی ہین آپنے فرمایا کہ وہ سعد بن معاذ ہی جو کچھہ وہ اونکے حق مین کہے اوسپر عمل کرو مدارج النبوۃ مین ہی کہ عرض کی اوسیون نے کہ یا رسول اللہ جیسے آپنے بنی قینقاع کی حق مین عبد اللہ بن ابی کی سفارش سی کہ وہ اوسکی ہمقسم تھے مرحمت ارزانی فرمائی اور سات سو آدمی کہ چار سو اونمین سی زرہ پوش تھے بخشدے آپ ابنی قریظہ کی حق مین کہ ہمارے حلیف ہین اور اپنی عہد شکنی سی پشیمان ہین رحم کرین اور اونکی خطا سے درگذرین آپنے اونکی جواب مین کچھہ نہ فرمایا پھر آپنے کسیکو مدینے مین بھیجا کہ سعد بن معاذ رضؓ کو ایک دراز گوش پر بٹھا کی لائے اور مواہب الدنیہ و رسیر گاذرونی مین ہی کہ سعد بن معاذ رضؓ کو آنحضرت صلعم نے بسبب زخمی ہونیکی مدینے مین رفیدہ نام ایک عورت تھی اوسکی مکان پر اوتارا تھا

اور واسطے عیادت کے آپ کبھی وہین تشریف لیجاتے تھے اور وہ عورت اونکی خدمت کیا کرتی تھی جب وہ حکم بدی کو تب ایک جماعت اپنی قوم سے یعنی مدینہ سے بنی قریظہ مین انکو پاس او نکو لیگئی اور قبل اسکے کہ وہ آپکی مجلس شریف مین حاضر ہون ایک جماعت نے اوسیون مین سے اونسے آکر کہا کہ اے ابا عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بنی قریظہ کا تمکو سونپا ہے اور یہہ ہمقسم تمھارے ہین اور ہموطن اور لڑائیون مین تمھاری معاونت اور مدد کی ہے اور سبکی امید کے مونھہ تمھاری طرف کھلے ہین اونکی رہائی مین کوشش کرنا اور اور بہت کلام اسی قسم کے کیے کہتے ہین کہ وہ کسی کی بات کا کچھہ جواب نہین دیتے تھے آخر الامر جب بہت الحاح اور زاری کی تب اونہون نے کہا کہ وہ وقت نہین ہے کہ سعد کو اللہ تعالی کی راہ مین ملامت کرنیوالونکی ملامت پہونچے یہہ بات سنکر سب نا امید ہوئے اور جانا کہ یہہ قتل کا حکم کرینگے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے نزدیک پہونچے اور روایت بخاری مین ہے کہ جب قریب مسجد کے پہونچے آپنے حاضرین مجلس کو فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی اپنے سردار کیطرف کھڑے ہو ایک جماعت اوسیون نے موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپکے اوٹھکر اونکو اوتارا اور ایک تکیہ چمڑے کا اونکے لیے رکھا کتاب اخلاق محمدی مین لکھا ہے کہ تواضع سبب وقار اور رفعت کا ہے واسطے تواضع کرنیوالے کے کہ من تواضع رفعہ اللہ اور تکبر اور خود بینی سبب خرابی اور خواری متکبر کا ہے کہ من تکبر وضعہ اللہ اور صحاح سے ثابت ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی اپنے تئین اپنے زعم مین بڑا جانے اور تواضع کسیکی نکرے پس وہ نزدیک اپنے عزت دار ہے اور نزدیک خداوند تعالی کے کتے اور سور سے بھی خوار ہے اور جو کوئی اپنے تئین چھوٹا سمجھے اور تواضع اور انکساری کرے سو اپنے گمان مین چھوٹا ہے اور نزدیک اللہ تعالی کے بڑا اور صاحب عزت ہے اور آنحضرت صلعم تعظیم اور تکریم کو واسطے لوگونکے بہت دوست رکھتے تھے اور کبھی آپ بھی بذات شریف تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے اور کبھی بیٹھے بیٹھے تکریم اور احترام بجالاتے اور کبھی حاضرین مجلس شریف کو واسطے تعظیم صحابہ کے امر فرماتے اور جو کوئی آپکے روبرو کسیکی تعظیم کو کھڑا ہوتا تو آپ منع نہین فرماتے ترمذی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم زید کے لیے اوٹھکر گئے جب وہ مکہ سے آیا اور دروازہ کو بجایا پھر آپ اوس سے بغل گیر ہوے اور بوسہ دیا اور ابو داؤد نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تشریف لاتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجاتے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو کھڑی ہوتین اور ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک جماعت سعد کی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین اوتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو امر فرمایا کھڑے ہونیکا سعد کے واسطے اور بخاری اور مسلم مین مروی ہے کہ ایک صحابی آپکی ملاقات کو آیا تھا اور آپ مسجد مین تشریف فرما تھے جب وہ آیا تو ابو طلحہ رضہ کھڑے ہو گئے اور مصافحہ کیا آپنے اونکو اسپر مقرر رکھا اور منع نفرمایا ابی ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آپ ہم مین جا بیٹھتے اور حدیث فرماتے جب جانیکو کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہوتے سو آنحضرت صلعم نفس قیام کو واسطے تعظیم کے مکروہ نہین رکھتے تھے ولیکن لوگونسے تعظیم چاہنے کو اور اونکے کھڑے ہونیکو دوست رکھنے کو بطریق خود بینی اور تکبر کے جیسا کہ طریقہ اغنیاء متکبرین کا ہے حرام سمجھتے تھے اور کبھی صحابہ رضی اللہ عنہ کو بسبب کمال محبت

اور صفای باطن اور اتحاد قلوب کی کہ درمیان اونھون کی اور آپکی تھی تعظیم مین کھڑی ہونیکو اور تکلیف کرنیکو منع فرماتی
واسطی اسکہ کرنیکی اسباب پر کہ آپکو محبت لوگونکی تعظیم مین کھڑی ہونیکی نہین ہی اور فرماتے کہ مت کھڑی ہو جیسی کھڑی ہوتے ہین
اہل عجم تعظیم کرتا ہی بعض اونکا بعض کی اور ارباب حدیث روایت کرتے ہین کہ آپکا اکرام اور احترام لوگونکی حق مین موافق
مرتبہ اور منزلت اونکی کی تھا اور علما اور صلحا کی شان مین احترام بہت بجالاتی تھے اور آپنی فرمایا من اکرم عالما فقد اکرمنے
یعنی جسنی عزت کی عالم کی تو اوسنی عزت کی میری انتہی ملخصا اور مظاہر حق مین ہی کہ طیبی نے محی السنہ سی نقل کیا ہی کہ اجماع
کیا ہی جمہور علما نی ساتھہ حدیث قیام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لیے اور اونکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
لیے اوپر اکرام اہل فضل کی یعنی علما و صلحا کی اور امام محی الدین نووی نے کہا کہ یہہ قیام اہل فضل کی لیے بیچ وقت آنی کے مستحب ہی
اور حدیثین اسباب مین وارد ہوئی ہین اور بیچ نہی اوسکے صریحا کچھہ نہین ہوا اور مطالب المومنین مین قنیہ سی نقل کیا ہی کہ مکروہ
نہین قیام بیٹھنی والونکا واسطی آنیوالی کے بسبب تعظیم کی اور قیام بنفسہ مکروہ نہین ہی بلکہ مکروہ محبت قیام کی ہی اگر کسینی قیام کیا اوسکی
لیے اور وہ محبت قیام کی نرکھی قیام اوسکی لیے مکروہ نہین ہوگا اور قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ قیام منہی عنہ اوسکی حق مین ہی کہ بیٹھا ہوا اور
اوسکی آگی لوگ کھڑی رہین اوسکی بیٹھنی تک اور بیچ قیام اور تعظیم کے واسطی اہل دنیا کی وعید شدید وارد ہوئی ہی اور نہایت مکروہ ہے
اور روایت ہی معاویہ سی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کہ خوش کری یہ کہ کھڑی رہین آگی اوسکی لوگ کھڑی
رہنی کر پس چاہیی کہ تیار کری جگہہ بیٹھنی اپنی کی دوزخ سی نقل کی یہہ ترمذی اور ابو داؤد نی **ف** کہا گیا ہی کہ یہہ وعید اوسکی
حق مین ہی کہ بطریق تکبر اور تعظیم کی دوست رکھی لوگون کی کھڑی رہنی کو اور اگر یہہ خواہش کری اوسکی اور کھڑی رہین لوگ اوسکی
خوشی خدمت کی لیے یا طلب ثواب کی لیے بالقصد تواضع کی تو نہین مضایقہ حاصل یہہ کہ مکروہ اور منہی عنہ دوست رکھنا ہی
کھڑی رہنی کو بطریق تعظیم و تکبر کے اور اگر اسطرح نہو تو مکروہ نہین اور نقل کیا بیہقی نے شعب الایمان مین خطابی سی بیچ
معنی حدیث کی کہ وہ یہہ ہی کہ حکم کرے اونکو ساتھہ اوسکی اور لازم کری او نیز اسکو بطریق تکبر اور نخوت کی اور کہا کہ بیچ حدیث
سعد کی دلیل ہی اسپر کہ کھڑا رہنا آدمی کا آگی رئیس فاضل اور والی عادل کی یا مانند کھڑی رہنی متعلم کے واسطی معلم کی مستحب ہی
نہ مکروہ اور کہا بیہقی نے کہ یہہ قیام ہوتا ہی ان مقامون مین بطریق بر و اکرام کی جیسیکہ تھا قیام انصار کا واسطی سعد کی اور قیام
طلحہ کا واسطی کعب بن مالک کی اور نہین لایق ہی واسطی اوس شخص کی کہ قیام کیا جاتا ہی واسطی اوسکی یہہ ارادہ کری اسکا صاحب
اپنی سی یہان تک کہ اگر نہ کری وہ قیام تو کینہ رکھی اوس سی یا شکوہ کری یا غصی ہو اوس سی انتہی اور بعضنی یہان سی دلیل پکڑی
ہی کھڑی ہونی پر تعظیم کی لیی جیسا کہ اب اس زمانہ مین دستور ہی اور یہہ حجت اونکی پوری نہین ہی کیونکہ یہہ کھڑا ہونا سعد کو اوتارنی
کو تھا دراز گوش پر سی اسلیے کہ وہ جسیم تھی اور علاوہ اسکی زخمی بھی تھی نہ واسطی تعظیم اونکی کی اسلیے فرمایا قوموا الی سیدکم
کما فی روایۃ البخاری اور یہہ نفرمایا قوموا لسیدکم مگر عجب ہی کہ صاحب روضۃ الاحباب یعنی سید جمال الدین محدث رحمہ اللہ
نی کتاب مذکور مین لسیدکم روایت کی ہی اور اگر وہان بقصد تعظیم کی بھی ہووی تو واسطی مصلحت کی تھا اسلیے کہ اونکو واسطی حکم کرنیکی

بلایا تھا اور اسمین توطیہ اور تمہید ہی واسطی قبول کرنے حکم اونکے اور انقیاد کرنیکی اسیر اور مراد مسجد سی وہان جہان حضرت صلعم تشریف رکھتے تھے
اور سعد رضہ آکر حاضر ہوئی جگہ نماز کی مراد ہی کہ نماز کیلئے خط کھینچکر نماز پڑھنیکو جگہ مقرر کرلی تھی بایام اقامت بنو قریظہ مین نہ مسجد شریف نبوی
پھر جب وہ بیٹھی ایک فریق نی اونمین سی کہ اوس مجلس کی درمیان طاقت تکلم رکھتی تھے کہا کہ ای ابا عمر رسول خدا صلعم نے معاملہ بنو قریظہ
کا تمھارے اختیار مین رکھا ہی بطریق شفقت اور احسان کا مسلوک رکھو سعد نے کہا کہ عہد و پیمان خداوند تعالی کا تمپر ہی کہ ساتھہ جس امر
کی حکم کرون راضی رہو اور میری کہنی سی تجاوز نکرو سبنی کہا کہ ہان اوسوقت سعد رضہ طرف حضرت صلعم کے متوجہ ہوئی اور بنہایت تعظیم
کی سبب آپکو مخاطب نکیا اور کہا کہ جو کوئی اسطرف ہی اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ کہا اونھون نے جو کوئی کہ اس جگہ ہی میری حکم کرنے پر
راضی ہی آپنے فرمایا وہی حکم ہی جو تم کرو سعد نے کہا کہ حکم کرتا ہون مین کہ اونکی مردون کو قتل کرو اور عورتون اور لڑکون اونکی کو لونڈی
غلام بناؤ اور مال و اسباب اونکا اپسمین مسلمان بانٹ لین آپنے فرمایا کہ ای سعد جو اونکی حقمین حکم کیا تونے اللہ تعالی نے ساتون آسمانپر
یہی حکم کیا تھا مواہب لدنیہ مین ہی کہ بعد عرض کرنے معاذ رضہ کی فرمایا حضرت صلعم نے کہ حکم کر ای سعد انمین اونھون نے عرض کی
کہ اللہ اور رسول اوسکا احق ہی ساتھہ حکم کے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے تمکو حکم منصف کیا ہی کہ تم اونمین حکم کرو اور اسی قصہ مین ثابت
ہی جانا اجتہاد کا زمانہ رسول اللہ صلعم مین اور اس مسئلہ مین مختلف ہین اہل اصول فقہ کی اور مختار جواز ہی سو عکات حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم امرا واما استبعد المالکیۃ لوقوع الاعتماد علی الظن مع امکان القطع ولا یضر ذلک لانہ بالتقریر
یصیر قطعیا وقد ثبت وقوع ذلک بحضرتہ علیہ السلام فی ہذہ القصۃ وغیرہ

یعنی برابر ہی ہونا اوسکا روبرو حضرت علیہ السلام کی یا غیر حضور مین اور سوا اسکی نہین کہ بعید جانتا ہی منع کرنیوالا اوسکو واسطی واقع ہونے
اعتماد کی ظن پر باوجود ممکن ہونے قطع کی یعنی دلیل قطعی کی کہ حکم کرنا حضرت علیہ السلام کا وحی سے ہی اور حال یہہ ہی کہ نہین ضرر کرتا ہی
یہہ معتمد ہونا ظن کا بسبب قطعی ہو جانے اوسکی کے تقریر ہونیکی جہت سی اور بیشک ثابت ہوا ہی ہونا اوسکا حضور مین آپکی جیسا کہ اس
قصے مین ہوا اور غیر اسکے مین سمجھہ لے اور لوٹے حضرت صلعم وہان سی ساتوین یا پانچوین تاریخ ذی الحجہ کو انتہی بعد اسکی فرمایا حضرت
خواجہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی قریظہ کی لوگونکی ہاتھہ گردنونپر باندھین اور مدینے مین لیجادین اور گھر مین اسامہ بن زید
کی قید کرین اور زن و فرزند اونکی رملہ بنت الحارث کی گھر مین کہ ضعیفہ بنو نجار سی تھی محفوظ اور مضبوط کئی اور تھوڑی سی خرمے اونکی آگے
لیگئی جو کہ ہاتھہ اونکی بندھی تھے اسلیے وہ موہنہ سی جانورونکی طرح کھاتی تھے جب صبح ہوئی آپنے فرمایا تو ایک خندق بازار مین کھودی
اور گروہ گروہ کو اسامہ کی گھر سی باہر لاتی تھے اور حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما مطابق فرمان واجب الاذعان خواجہ عالم صلعم کی تلوار
سی اونکی گردنین مارتی تھے خون اوسکا بہکر خندق مین جاتا تھا اور حیی بن اخطب کو ہاتھہ باندھکر آپکی روبرو لائی آپنے فرمایا کہ ای دشمن خدا
آخر کو اللہ تعالی نے تجھکو میری ہاتھہ مین اسیر کیا اور تجھپر حاکم کیا اوسنی کہا اپنی نفس کو تیری عداوت مین ملامت نہین کی مین اپنے نفس کی عزت
چاہتا تھا خدا نے تجھکو فتحیاب کیا کچھہ ڈر نہین ایسی بہت بلائین بنی اسرائیل کی سر پر آئی ہین اور اور بہت سی سزایابات نکبین علی رضہ نے
اوسکو بھی تلوار مار کر واصل جہنم کیا پھر کعب بن اسد کو ہاتھہ باندھکر آپکی سامنی لائی آپنے فرمایا ای ابن اسد کیون تو نے نصیحت ابن جواس کی

متابعت نکی اونسی مجھکو میری متابعت کی لیے کہا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب محمدؐ کی پاس پہنچیو سلام اوسکو پہونچائیو اونسی کہا کہ امین یا ابا القاسم
اگر یہود کی ملامت کا خوف نہوتا تو مین مسلمان ہوجاتا اب مین دین یہود پر ہون پھر آپکی اجازت سے اوسکو بھی واصل جہنم کیا اوس روز دن بھر یہود قریظہ
کا قتل ہوا اور باقی کو رات مین قتل کیا یہہ سب چارسو آدمی تھے اور بعضے کہتے ہین چہ سو اور ایک جماعت سات سو کہتی ہین اور نو سو بھی آئی ہین
اور روضۃ الاحباب اور سیرت گازرونی مین ہے کہ بعد قتل بنو قریظہ اونکا مال تقسیم کیا گیا گھوڑے کے سوار کو دو حصہ اور پیادہ کو سہم ایک ایک حصہ
ملا سوسوار ونکو تین حصہ پہونچی اور خمس اوسمین سے نکال لیا اور سبایا سے اوس غنایم سے حضرت صلعم نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لیے اختیار
کیا اور بطریق ملک یمین کی اوسپر تصرف کرتے تھے آپنے چاہا کہ اونکو آزاد کرین اور نکاح مین لاوین اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آزاد مت
کیجیے کہ مجھکو اور آپکو آسان تر ہو یعنی بطور ملک یمین کے تصرف مین رکھیے اور مروی ہے کہ سبایائے بنی قریظہ مین سے حضرت صلعم نے ایک
طایفہ کو سعد بن زید انصاری کی ہاتھ واسطے بیع کے کسیکو طرف نجد کی اور کسیکو طرف شام کی بھیجا کہ اونکو بیچکر گھوڑے اور ہتھیار خرید ہوا اور حضرت
رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لائے اور ایک روایت مین ہے کہ بعض اوس طایفے مین سے عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہما کی ہاتھ بیچ ڈالا مروی ہے کہ ایک یہود بڈھا بنی قریظہ مین سے تھا زبیر بن باطا نام اور اوسنے حرب بعاث مین ثابت بن قیس
بن شماس پر حق ثابت کیا تھا اونھون نے چاہا کہ اوس حق کی بدلے اسپر احسان کرین پھر آپکی پاس آکر عرض کی اوسکی خون معاف
کرائیکی آپنے اوسکا خون ثابت کو بخشا اونھون نے اوس سے کہا پھر اوسنے کہا کہ جو بڈھا اپنے زن و فرزند سے جدا ہوجاوے پھر اوسکی جینے کا کیا مزا
دوسری بار پھر اونھون نے جاکر حضرت صلعم سے عرض کی آپنے یہہ بھی قبول فرمایا اونھون نے پھر اوس سے کہا کہ تیری زن و فرزند کی بھی تخلصی کا
حکم ہوا پھر اوسنے اپنے مال و اسباب کی لیے کہا ثابت وہ بھی حضرت صلعم سے بخشا لائے جب یہہ مقصود اوسکا حاصل ہوا تب اوسنے کہا اے ثابت
حیی بن اخطب کہان گیا اونھون نے کہا مارا گیا پھر پوچھا کعب بن اسد کہان گیا کہا وہ بھی مارا گیا اسیطور اوسنے ہر شریف اور حسین بنو قریظہ سے
کو پوچھا اونھون نے کہا کہ مارے گئے پھر اوسنے کہا کہ تجھکو قسم اوس حق کی کہ مینے تجھپر ثابت کیا ہے تو مجھکو بھی اونھین پہونچا دے تب ثابت نے خفا ہوکر
اوسکو بھی واصل جہنم کیا یعنی مار ڈالا اور اوسکی مال اور اہل و عیال پر اپنا قبضہ کیا اور عروہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین
کہ بنو قریظہ مین سے ایک عورت کو مارا اور وہ میری پاس بیٹھی تھی اور ہنس رہی تھی اسی عرصے مین اوسکو کسینے پکارا اوسنے کہا کہ یہان ہون اوسنے
کہا باہر آ وہ اوسی طور سے ہنستی ہوئی اوٹھی اور کہا کہ مجھکو قتل کرنے کو بلاتے ہین مینے کہا عورتونکو مارنیکا دستور نہین ہے کیا سبب جو تجھکو قتل کرتے
ہین کہا مین بنی قریظہ مین سے ایک یہودیکی بی بی ہون میرے اور میری خاوند کی درمیان نہایت محبت تھی جب محاصرہ بہت دنون رہا تب مینے
اپنے خاوند سے کہا کہ افسوس اب ایام وصال آخر ہونگے اور مجھسے جدائی ہوجاویگی اور مجھکو تیرے جینا درکار نہین میری خاوند نے کہا کہ جب محمدؐ
ہمپر غالب ہوگا تو مردونکو قتل کریگا اور عورتونکو قید کرکے لونڈیان بناویگا اگر تو سچی ہے تو ایک جماعت مسلمانونکی زبیر بن باطا کی قلعے کے سایہ مین بیٹھی
ہے چکی کا پتھر اونپر ڈالدے اگر کوئی اونمین مرجاویگا تو پھر مجھکو اوسکی قصاص مین مارینگے مینے ایسا ہی کیا سب لوگ تو بھاگ گئے وہ پتھر خلاد بن سوید کی لگا
وہ مر گیا اوسکی قصاص مین مجھکو قتل کرنیکو بلاتے ہین عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ نہین بھولی مین اوسکا ہنسنا اور خوش ہونا اب تک باوجودیکہ
مرنا اپنا یقینی جانتی تھی کذا فی الروضۃ الاحباب پھر جب اہل اسلام قتل یہود سے فارغ ہوئے زخم سعد بن معاذ کی سے خون جاری ہوا حضرت صلعم اونکی

سرہانے اونکا سر اپنے زانو پر لئے ہوئے بیٹھے تھے اور اونکے لیئے دعا کی اونہون نے آپکی آواز سنکر آنکھہ کھولی اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا کے ہو جیسا کہ لائق تھا آپنے تبلیغ رسالت کی پھر سر اپنا زانو مبارک سے اوٹھالیا اور آپکو عذر خواہی کرکے مکان کو رخصت کیا اور بعد تھوڑی دیر کے واصل برحمت الٰہی ہوئے آپنے فرمایا کہ دیکھا مینے سعد کی نعش کو یعنی جنازے کو فرشتے اوٹھاتے ہین یہہ خلاصہ معارج النبوۃ کے مضمون کا ہے واللہ اعلم بالصواب مروی ہے کہ وقت نزع سعد رض کے حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام اونکے سرہانے حاضر تھے سر اونکا اپنے زانوے مبارک پر رکھا اور فرمایا الٰہی سعد نے تیری راہ مین زخم اوٹھایا اور تصدیق کی تیرے رسول کی اور حقوق اسلام جو اوسپر تھے وہ ادا کئے پس روح اوسکی اچھے طور جیسے اچھے دوستونکی روح تونے قبض کی ہے قبض کر سعد رض نے آپکی آواز سنکر آنکھہ کھولدی اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا کے ہو جیسا کہ حق تھا ویسے ہی تبلیغ رسالت کی آپنے یہہ کہکر اپنے سر کو حضرت صلعم کے زانوے مبارک سے اوٹھالیا اور حضرت صلعم سے عذر خواہی کی اور وداع کیا پھر بعد ایکساعت کے آخر ہوے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے عمامہ استبرق کا سر پر باندھے ہوئے اور پوچھا کہ کون آپکے یارونمین سے فوت ہوا کہ دروازے آسمانونکے اوسکی روح کے لیے کھولے گئے ہین پھر آپ سعد کے یہان تشریف لائے اور تجہیز اور تکفین اونکی کی اور فرمایا ستر ہزار ملائکہ سعد رض کے جنازے پر حاضر ہین اور سعد رض حالانکہ عظیم الجثہ اور طویل القامۃ تھے مگر جنازہ اونکا نہایت ہلکا تھا تو لوگونکو اس سے تعجب ہوا آپنے فرمایا کہ سعد رض کے جنازے کو ملائکہ اوٹھائے ہوے ہین اسلیے سبک معلوم ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ اگر کوئی ضغطہ قبر یعنی دبانے قبر سے نجات پاتا تو سعد بن معاذ ہی ہوتا و لیکن تنگی کی قبر نے اس بندۂ صالح پر پھر کھولدیا اللہ تعالیٰ نے اور کشادہ کردیا اوسکو اور نیز کذا فی مدارج النبوۃ مشکوٰۃ مین جابر رض سے روایت کیا ہے کہ ہم نکلے ہمراہ حضرت صلعم کے ساتھہ جنازہ سعد بن معاذ رض کے جب وفات ہوئی اونکی پھر جب نماز پڑھی اونپر حضرت صلعم نے اور رکھے گئے وہ قبر مین اور مٹی ڈالی گئی اونپر تسبیح کی حضرت صلعم نے پھر تسبیح کی ہم سبنے دیر تک پھر تکبیر کی حضرت صلعم نے پھر تکبیر کی ہم سبنے پھر کہا گیا کہ اے رسول خدا کے کیون تسبیح کی آپنے اور پھر کیون تکبیر کہی فرمایا تحقیق تنگ ہوئی اس بندۂ صالح پر قبر اسکی یہان تک کہ کشادہ کردی اللہ تعالیٰ نے اوسپر بسبب تسبیح تمہاری کے اور فرمایا اهتز لموته عرش الرحمن یعنی ہل امر نے اوسکی موت سے عرش رحمن کا اختلاف کیا ہے علمانے تاویل مین اس حدیث کی ایک طائفہ نے کہا کہ یہہ حدیث محمول ہے ظاہر پر اور اہتزاز عرش کا ہلنا اوسکا ہے بسبب خوشی کرنے قدوم میمنت لزوم روح پر فتوح سعد رض کی یا بسبب غم اور اندوہ موت اونکی کے اور پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے عرش مین امتیاز اور ادراک کہ حاصل ہے اوسکو اوس سے فرح اور غم مقتضا ظاہر حدیث کا یہی ہے اور مختار بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے اور عقلا بھی کوئی اسکا منکر نہین اسلیے کہ عرش ایک جسم ہے اجسام سے کہ قبول کرتا ہے حرکت اور سکون اور بعضون نے کہا ہے کہ یہہ کنایہ ہے عظمت موت اونکی سے اور قاعدہ عرب کا ہے کہ نسبت کرتے ہین شے معظم کو طرف شے اعظم کی جیسا کہ یہہ کہتے صدمہ عظیم مین کہتے ہین کہ قیامت آگئی یا تاریک ہوگیا عالم اور بعضون نے کہا کہ اہتزاز سے مراد اہتزاز نعش اور جنازے کا ہے اور یہہ قول مردود اور باطل ہے از روے ظاہر روایت اهتز لموته عرش الرحمن کے اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اہتزاز عرش سے اہتزاز حاملان عرش ہے اور روایت کی براء بن عازب رض نے کہ ہدیہ بھیجا کسینے حضرت صلعم کو ایک حلہ حریر کا پس چھوتے تھے اوسکو صحابہ اور تعجب کرتے تھے اور اعرابی لوگ کہتے تھے کہ بھیجا گیا ہے یہہ حلہ آسمان سے فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ منديل سعد بن معاذ رض کی جنت مین بہتر اور نرم تر اس سے ہے

ابونعیم طریق محمد ابن المنکدر سے روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے ایک مٹھی خاک سعد بن معاذ رضہ کی قبر سے لی پھر اوسکو دیکھا تو مشک تھا
اوسکو دیکھکر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ یہانتک کہ ظاہر ہوا اوسکی تعجب کا اثر آپکی چہرۂ مبارک پر
اور ابوسعید خدری رضہ سے مروی ہے کہ کہتے ہین کہ مین بھی سعد بن معاذ رضہ کی قبر کھودنے مین شریک تھا قبر سے اونکی مشک کی بو آتی
تھی اور یہہ سب بسبب حصول رضامندی اللہ تعم اور رسول اوسکا تھا ضمن اس حکم مین کہ جاری کیا اللہ تعم نے سعد کی زبان پر
بنو قریظہ کی شان مین اور اوسیون نے بسبب نظر ظاہری کی اور عرف اور عادت کی بھید اسکا نہ پایا اسلیے فرمایا حضرت صلعم نے کہ ہے
سعد حکم کیا تو نے ساتھ اوس حکم کی کہ خدا تعا نے ساتون آسمان کی اوپر سے وہ حکم کیا تھا اور التفات اوسیونکی بات پر نکیا اگر کسی طبیعت
ضعیفہ مین یہہ بات آجاوے کہ اتنے آدمیونکا خون کرنا اس وضع مذکور سے خلاف ہے صفت رفق اور مہربانیسے تو یہہ بات بسبب اوسکی کجی
طبیعت اور انحراف کرنے اوسکی کے ہے طریقہ مسلمانی سے اسلیے کہ عقیدہ مسلمانونکا اسمین یہہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلعم کہتے ہین یا کرتے ہین
بموجب فرمان الٓہی کے ہے اور حق ہے پس یہہ وسوسہ نامعقول اور باطل ہے اور علامت نہ مقبول ہونے ایمان کی ہے اگر حکم الٓہی کا بنی النضیر
کی حق مین جلاوطنی کا تھا اور بنو قریظہ کی حق مین قتل کا تو پھر اب اسمین کیا نزاع اور تکرار ہے کہ کہین کہ وہان کیون جلاوطنی کا حکم دیا اور
یہان قتل کا یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید اور اگر کہین کہ جلاوطنی بنی النضیر مین اور قتل بنی قریظہ مین کیا حکمت ہے تو جواب
یہہ ہے کہ بنی قریظہ مین شرک اور خبث بسبب نقض عہد کی حضرت صلعم سے اور قریشیونمین شامل ہونے سے اور اونکی ساتھ ہوکر حضرت صلعم
سے مقابلہ اور مقاتلہ کرنے سے اور بسبب عقد مودت باندھنے کے حیی بن اخطب سے کہ اشد اعداے دین سے تھا مستحق قتل اور عذاب کی اوسنے پایا
ہوئی یہہ جواب اونکی لیے ہے جو لوگ گرفتار اور پابند عقل اور طبیعت کی ہین والا حکمت کو بھی ساتھ حکیم مطلق کی سپرد کرنا چاہیے کہ وہی جانتا
ہے اوسمین کیا حکمت تھی اور مطلع ہونا تمھارا حکمت پر کچھہ شرط ایمانکی نہین ہے اور مذہب اہل حق کا یہہ ہے کہ رعایت حکمت کی اللہ تعم پر واجب
نہین ہے وہ مختار مطلق ہے اگرچہ ہر فعل مین اوسکی حکمتین ہین اگر رعایت حکمت نکرے اوسپر واجب نہین اور کسیکو نہین پہونچتا ہے
کہ کیون کیا اور کیون نکیا اسلیے کہ دست تعرض عقل کا دامان عزت جلال اوسکی سے کوتاہ ہے یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید اور فرمانا
حضرت صلعم کا سعد رضہ کو کہ حکم کیا تو نے وہ حکم جو ساتون آسمان مین اللہ تعم نے کیا پس ظاہر ایسا ہے کہ پہلی حکم کرنے سعد رضہ کی سے حضرت
صلعم کو معلوم تھا کہ حکم اللہ تعم کا اس قضیہ مین یہہ ہے مگر واسطی الزام دینے بنی قریظہ کی کہ خود اونکی حکم پر راضی ہوے حکم کرنا اونپر مقرر کیا
مراونکی دلمین اللہ تعم نے الہام کیا کہ حکم اللہ تعم کی نزدیک یہہ ہے اور حضرت صلعم کی رضا اسمین ہے اور اسی لیے فرمایا آپنے اونکو کہ حکم کیا تو نے
ساتھ اوس حکم کی کہ اللہ تعم کی نزدیک ساتون آسمان مین ہے اور نظر اوسیونکی اس مقام مین ظاہر پر تھی اور قاصر تھی جو سعد رضہ سے
بالہ رحمت اور شفقت کی واونپر اور نگاہ رکھہ سابقہ حقوق اور عہود اونکی کو اور یہی عرض کرنا اونکا جناب رسول مقبول حضرت صلعم مین
مانظر ظاہری کی اور اعتماد کرنیکی اوپر کرم اور بخشش حضرت صلعم کی اسلیے آپنے اونکو جواب ندیا اور سکوت اور تغافل اختیار کیا اور سوا اوسکے
بعضے صحابہ مین سے دم نمار اور ایمان کامل اور اسلام صادق یہہ ہے کہ علی مرتضی اور زبیر حواری رضی اللہ عنہما نے موجب ارشاد ہدایت
بنیاد حضرت خواجہ عالم صلعم کی اوسپر اقدام کیا اور رات تک بکار قتل اور خونریزی کی مشغول رہی اور بعضی طبیعتین ناقص اور کج

ہوتا ہین کہ بسبب جہل اور ہمسایگی دیار کفار کے مطابق کراہت خونریزی کی اونکی طبیعت مین بیٹھی ہوتی ہے یہان تک کہ اگر کسی مرغ کو ذبح کرا دینی کہو تو ذبح نہین کر سکتی ہین گو کہ وہ مرجاوی اور ہو جاوی اور بعض درویش بھی اسی بلا مین گرفتار ہین اور شاید کہ کوئی حال اونکو عارض ہوتا ہو کہ اوسکی سبب سی قدرت نرکھہ سکتی ہون مگر خالی گوشہ جہل سے نہین اور جہل عذر نہین ہے اتباع شرع کے چاہیئے ❊ نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست ❊ وگر خون بفتوی بریزی رواست ❊ اور اگر کہی تو کہ اگر حکم الٰہی اون سبکی قتل کا ہی تھا تو زبیر باطا کو ثابت بن قیس کی التماس سی کیون معاف فرمایا تو جواب یہہ ہی کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اوسکی بخشنی اور معاف کرنیکا ہو تھا اونہین سی سو بخشا یا آپنی اوسکو اور بنا بر مذہب لیکر یا اون دیگر احکام شرعی سی ہے اور مذہب صحیح اور مختار وہ ہی کہ احکام مفوض ساتھہ آنحضرت صلعم کی ہین جسکو چاہیے اور جسطرح چاہین حکم کرین ایک ہی فعل کو ایک پر مباح اور دوسری پر حرام کرین اور مثالین اسکی بہت ہین سکالا یخفی علی المتتبع حق تعالیٰ جل وعلی شانہ نے اپنے رسول کو پیدا کیا اور شریعت کو ونکی کیا اور سپرد کر دیا امر اپنی حبیب محمد صلعم کو کذا فی مدارج النبوۃ **مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے** کہ احکام شرع کی اصل ہین سبکی پیغمبر ابرین مگر کسی علت سی مثال اوسکی جیسی کوئی طبیب جس بیمار کو بیماری دیکھی ویسی ہی اوسکو دوا دی ہو اور اسی سال مین چاند گہن واقع ہوا یہود مدینہ کی طاس بجاتی تھی اور کہتی تھی کہ مسلمانون نی چاند پر جادو کیا اور حضرت صلعم نی نماز خسوف کی پڑھی اتنی دیر تک کہ چاند کھل گیا اور اسی سال مین حضرت صلعم گھوڑی سی گر پڑی اور ران شریف آپکی چھل گئی پانچ دن تک گھر مین بیٹھکر آپنی نماز پڑھی اور اسی سال مین بقول اصح اور بقول جمہور چھٹی سال مین اور بقول ایک جماعت کی ساتوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی سیرت گازرونی مین ہی کہ ماہ ذی الحج مین اسی سال کی آپ سوار ہوئی اور سوار ہی مین اوسپر سی گر پڑی داہنی ران آپکی چھل گئی پانچ دن تک گھر مین آپنی نماز بیٹھی پڑھی اور اسی سال مین فرضیت حج کی نازل ہوئی اور آپ بسبب کسی مانع کی حج کرنے سے باز رہی ساتوین سال عمری کی واسطی مکہ مین تشریف لیگئی اور آٹھوین برس آپنی ابوبکر رضی کو ہمراہ حاجیونکی مکی کو واسطی حج کی بھیجا اور آپنی حج دسوین سال مین کیا اور

مواہب اللدنیہ مین ہی بعد غزوہ بنی قریظہ کی قال الحافظ مغلطائی وغیرہ و فی ہذہ السنۃ فرض الحج وقیل سنۃ ست وصححہ غیر واحد وھو قول الجمھور وقیل سنۃ سبع وقیل سنۃ ثمان ورجحہ جماعۃ من العلماء الخ یعنی کہا حافظ مغلطائی وغیرہ نی کہ فرض ہوا حج اسی سال مین یعنی پانچوین مین اور کہا گیا ہی کہ چھٹی سال مین اور تصحیح کی ہی اسکی بہت لوگون نی اور یہی ہی قول جمہور کا اور کہا گیا ہی ساتوین سال مین اور کہا گیا ہی آٹھوین سال مین فرض ہوا اور ترجیح دی ہی اسکو ایک جماعت علما کی نی

تمت

الحمد للہ تمام ہوا حصہ دوم جلد اول منجملہ چہہ حصون کتاب قرۃ العیون ترجمہ سرور المحزون کی

در مطبع علوی محمد علی بخش خان واقع شہر لکھنو حلیہ طبع پوشید سنہ ۱۲۹۵ھ

وان من شيء الا عندنا خزائنه
شرح

فہرست بیان حالات حصہ سوم از جلد اول کتاب قرۃ العیون

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات چھٹے سال ہجرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اسی سالمین **غزوہ بنی لحیان** واقع ہوئی حضرت سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام دوسو سوار لیکر اصحاب رجیع کی طلب مین کہ بیر معونہ مین قاریون کو شہید کیا تھا اونھون نی نکلے اور قریب وادی عسفان کی او تری بنو لحیان بھاگ کر پہاڑون پر چڑھ گئے اور اسی غزوہ مین حضرت اپنی والدہ کی قبر پر اگر روئی اور آپکی رونیکی سبب سی صحابہ بھی روئی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ لحیان ساتھ کسری اور فتحی لام کے دو لغت ہین اور یہ غزوہ واقع ہوئی چھٹے سال ہجری کی ماہ ربیع الاول مین اور ابن اسحاق نے کہا جمادی الاولی مین علی راس ستۃ اشہر من قریظہ اور ابن حزم نی کہا صحیح یہہ ہی کہ وہ پانچوین سالمین ہوئی کہا اصحاب سیر نی کہ غضبناک ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاصم بن ثابت اور اوسکی یارون پر غضب شدید اور مشہور کیا آپنی کہ شام کو جاتی ہین اور ارادن دوسو آدمیون مین بیس گھوڑی تھے اور مدینی مین عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ کیا پھر جلد بڑ جا کر بطن غران مین کہ ایک وادی ہی درمیان رجیع کی اور عسفان کی اور مسافت امین اور عسفان کے درمیان مین پانچ میل کی ہی جہان قرا شہید ہوئی تھے وہان آپ ٹھہری اونکی واسطے دعا کی بنو لحیان یہہ سنکر پہاڑون پر بھاگ گئی اور کوئی بھی اونمین سی نہ ہاتھ لگا پھر وہان ایک دو دن ٹھہری اور سریہ بھیجی اطراف وجوانب کو اور غایب رہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینی سی چودہ دن رات اور کہا گیا ہی سترہ دن رات اور سیر گازرونی اور معارج النبوۃ مین ہی کہ بریدہ رضہ روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم جو عسفان مین پہونچی مین ہمراہ تھا آپنی واہنی بائین اختیار کرکے اپنی ماکی قبر کو دیکھا اور ریانی پر گئی اور طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی پھر ناگاہ آپ روئی ہم بھی رونی لگے پھر آپنی پھر کر ہم سی پوچھا کہ تم کسلیے روئی ہمنے عرض کی کہ آپکی موافقت سی فرمایا گمان تمھارا کیا تھا عرض کی ہمنی کہ گمان ہمارا یہہ تھا کہ کوئی عذاب آویگا آپنے فرمایا کہ یہہ بات تھی

پھر آپنے عرض کی کہ ہمکو گمان ہوا کہ امت پر تکلیف مالا یطاق کرینگے فرمایا یہہ بھی نتھا مگر مین اپنی ماں کی قبر پر گذرا اور دو رکعت
نماز پڑھی اور حضرت عزت سے رخصت چاہی مینے کہ استغفار اوسکے لیے کرون سو مجکو منع کیا پھر دوبارہ دو رکعت نماز پڑھکر مینے اجازت
چاہی مجکو زجر کیا اسلیے مین رو یا پھر آپ سوار ہوئے اتنے مین وحی نازل ہوئی اونٹنی بسبب ثقل وحی کے بیٹھہ گئی آیتہ

ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحب الجحیم وما کان

استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ ان ابراھیم لاواہ حلیم

یعنی نہین پہونچتا نبی کو اور مسلمانونکو کہ بخشش مانگین مشرکونکے لیے اور اگرچہ وہ ہون ناتے والے جب کھل چکا اونپر کہ وہ
ہین دوزخ والے اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نتھا مگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اوس سے پھر
جب اوسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے خدا کا اوس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل ہے تحمل والا یہہ دو آیتہ اوترین آپنے فرمایا کہ گواہ
رہو کہ مین آمنہ سے بیزار ہون جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار تھے واضح ہو کہ اس سے صاف ثابت ہوا کہ مشرک
کی بخشش نہین اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دس سوار دیکر کراع الغمیم کو بھیجا اور ایک روایت مین ہے سعد بن عبادہ
کو بھیجا کہ لشکر اسلام کا آوازہ قریش کو پہونچے اور خوف اونکے دلمین پڑے پہہ وہان پر گئے کسی دشمن سے ملاقات نہوئی
پھر لوٹ کر حضرت علیہ السلام کے پاس آئے **بیان غزوہ غابہ** یہہ بھی واقعہ چھٹے سال ہجرت کے قبل صلح
حدیبیہ کے واقع ہوا اور اوسکو ذی قرد بھی کہتے ہین اور قرد ساتھہ فتح قاف اور راے مہملہ کے اور آخر مین دال ابجد نام
ایک چشمے کا ہے مدینے سے ایک برید کے فاصلہ پر اور برید بارہ میل کو کہتے ہین اور اس غزوہ کو غزوۂ غابہ بھی کہتے ہین
اور غابہ ساتھہ غین معجمہ اور باے موحدہ کے نام ایک جگہ کا ہے اور اصل مین غابہ بیشۂ شیر کو کہتے ہین جسکو ہندی مین
جھاڑی کہتے ہین امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہہ غزوہ تین دن پہلے غزوہ خیبر سے واقع ہوئے اور امام مسلم رحمہ اللہ
بھی اسیطرف گئے ہین اور کہا حافظ مغلطائی نے کہ اسمین نظر ہے یعنی تامل ہے اسلیے کہ اہل سیر کا اجماع اسکے خلاف پر ہے
اور کہا امام قرطبی نے کہ یہہ غزوہ قبل صلح حدیبیہ کے واقع ہوئے اور اسمین کسی کا اہل سیر سے اختلاف نہین ہے اور کہا حافظ
ابن حجر نے کہ صحیح قول اس غزوہ مین امام بخاری کا ہے اور سبب واقع ہونے اس غزوہ کا یہہ ہے کہ بیس اونٹنیان شیردار
قریب الولادت حضرت صلعم کی غابہ مین چرا کرتی تھین ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ وہان رہا کرتے تھے اون روزون یہہ
مدینے مین تھے اونھون نے اذن چاہا کہ چند روز وہان جا کر رہین انکے بیٹے وہان تھے آپ انکو اجازت نہین دیتے تھے انھون نے
اسمین مبالغہ کیا آپنے فرمایا کہ مین غطفان سے ڈرتا ہون کہ مبادا تمپر دوڑین پھر اذن دیا آپنے اور فرمایا کہ گویا مین دیکھتا ہون
کہ وے تجھپر چڑھ آئے ہین اور تیرے بیٹے کو مار ڈالا ہے ابو ذر رض کہتے ہین کہ مجکو اپنے حال پر تعجب آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا فرماتے ہین اور مین اوسکے خلاف مین مبالغہ کرتا تھا آخر کو وہی ہوا جو آپنے فرمایا تھا فی الواقع عجب تھا ابو ذر رض
سے باوجود اس مرتبے اور قدر کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضا کے طالب تھے اور پھر اس امر مین کہ حضرت صلعم نے

توقف کیا گستاخی اور مبالغہ کیا پس سوا اسکی نہین کہ تقدیر الٰہی نے اونکو اسپر باعث کیا القصہ عیینہ بن حصین فزاری
چالیس سوار لیکر آیا اور اونٹونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غارت کر لیگیا اور اونکی چرواہی کو مار ڈالا اور ابو ذر رضی اللہ
عنہ کی بیٹے کو بھی مار ڈالا اتفاقا سلمہ بن الاکوع اور رباح غلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے صبح کی وقت یہان
آئی تھے سلمہ نے رباح سے کہا کہ تو جا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر مین انکے پیچھے جاتا ہون جب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خبر ہوئی ندا کر دی کہ یا خیل اللہ ارکبی پھر سوار ہوے حضرت پانسو آدمیونکی ساتھ اور ایک روایت سے سات سو آدمیون
ساتھ اور عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور سعد بن عبادہ کو خلیفہ کر کے تین سو آدمیون پر مقرر کر گئے انکہ شہر
کی حفاظت کرین کذا فی المواہب اور مقداد کی لیے اونکی نیزہ پر نشان باندھا اور فرمایا کہ تم آگے چلو پیچھے تمہارے لشکر
آتا ہی اور سلمہ بن الاکوع اونکے پیچھے پیادہ جاتے تھے اور یہہ بڑے شجاع اور دلاور آدمی تھے مقابلہ سوارونکا کرتے تھے اور
سوارون سے سبقت لیجاتے تھے اور تیر اندازی مین یگانہ عصر تھے اور وہ کہتے ہین کہ رباح کو حضرت صلعم کے پاس بھیجکر مین
ایک ٹیلی پر چڑہ گیا اور پکارا کہ یا صباحاہ پھر کنارے پیچھے وہ گئی اور ایک روایت مین ہی کہ سلمہ بن الاکوع رضہ کہتے ہین کہ
مین ایکدن صبح کو ایک انصاری کی گھوڑی پر چڑہکر مدینہ کے باہر گیا اور ایک رفیق میرے ساتھ تھا نام اوسکا رباح غلام
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عیینہ بن حصین فزاری چالیس سوار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹونکو لوٹ لیگیا
اور ساربانونکے سر کاٹ گیا مین یہہ حال دیکھکر رنجیدہ خاطر ہوا اور گھوڑا ہمراہی کو دیا کہ مدینے مین جاکر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خبر کرے اور مین دشمنونکے پیچھے دوڑا اور اونسے نزدیک ہوکر تیر مارنے شروع کئے اور تیر بھی مار کر زخمی کرتا تھا اور
اوس جنگل مین درخت بہت تھے اگر کوئی مجھپر حملہ کرتا مین درخت کی آڑ ہوکر اوسکو تیر سے مارتا سو خوب تنگ کیا مینے اونکو یہانتک
کہ اونھون نے اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑ دیئے مینے اونکو طرف مدینہ کے ہانک دیا اور پھر اونکا تعاقب کیا اور
اونکو تنگ کیا وہ چادرین اور نیزے اپنے راہ مین چھوڑتے جاتے تھے تاکہ مین اونکا پیچھا چھوڑ دون لیکن مین باز نرہتا تھا
اور ہر ایک چیز پر پتھر رکھتا تھا اسیطرح تیس نیزے اور تیس چادرین مینے اونسے لین اسمین ایک جماعت اونکی مدد کو
آئی اور لشکر مسلمانونکا بھی آپہونچا اور مرد آدمی پہلے پہونچے لشکر اسلام سے اور یہہ تھے اخرم اور ابو قتادہ اور یہہ
دونون سوار تھے اور مین پیادہ انکے پیچھے مقداد بن اسود کندی بھی تھا پھر یہہ دیکھکر وہ بھاگے اخرم نے ایک آدمی سے
مقابلہ کیا اوسکے ہاتھ سے وہ شہید ہوئے اور ایک روایت مین ہی کہ اخرم اونکے پیچھے چلے مین پہاڑ سے نیچے اترا اور اونکے گھوڑے کی
باگ پکڑ لی اور کہا کہ صبر کرو تاکہ باقی اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آوین اخرم نے کہا اے سلمہ اگر تو ایمان رکھتا
خدا پر اور روز آخرت پر اور بہشت اور دوزخ کو حق جانتا ہی تو مت حائل ہو تو میرے اور میری شہادت کے درمیان
پھر مینے اپنا ہاتھ اوٹھا لیا اخرم نے پہونچکے عبد الرحمن بن عیینہ پر نیزہ چلایا مگر کارگر نہوا پھر اوسنے اخرم پر نیزہ مارا یہہ
شہید ہوگئے اور اونکے گھوڑی پر وہ سوار ہوا پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمن پر گئے اوسنے وہی نیزہ اونپر بھی چلایا

ناگاہ کار گر ہوا پھر اونھون نے نیزہ یا تلوار مار کر اوسکو واصل جہنم کیا اور سر اوسکا تن سے جدا کیا اور اوسکے گھوڑے پر سوار ہوکر
پیچھے بھاگتے بھاگتے چشمہ ذی قرد پر پہونچے ہمکو جو پیچھے دیکھا بھاگے اور پانی بھی نہ پیا قبیلہ غطفان مین پہونچے ایک اونکے آشنا
نے اونکے لیے کھانیکی تیاری کی اتنے مین گرد وغبار معلوم ہوا جانا کہ لشکر اسلام آپہونچا وہانسے بھی بھاگے اور کھانا نہ کھایا پھر شام
تک ہمنے اونکا پیچھا نہ چھوڑا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ آفتاب غروب ہونے تک مینے اونکا تعاقب کیا اور دو گھوڑے اونسے
لیکر لوٹ آیا نہ ہی بہادری اس مرد کی اور ایمان اسکا اور محبت اسکی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہہ کشش اور
کوشش آپکی نہ صرف بسبب گم ہوجانے اونٹونکے تھی اسلیے کہ اونٹ کیا بلکہ تمام متاع نظر شریف مین آپکی کیا حقیقت رکھتے تھے
کہ اوسکے لیے لشکر بھیجین اور آپ تشریف لیجاوین بلکہ مقصود دفع کرنا فساد کا اور ظاہر کرنا شوکت دین اسلام کا اور ذلیل کرنا
کفار ناہنجار کا تھا اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب مین پلٹ کر ذی قرد پر آیا تو حضرت صلعم کو مع لشکر وہان آئے
دیکھا اور بلال رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ کو جو غنیمت کے اونٹونمین آیا تھا ذبح کیا اوسکی جگر اور کوہان کے کباب حضرت صلعم کے
لیے کر رہے تھے پھر مین جا کر خدمت شریف مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ یہہ لوگ پیاسے اور بیتاب و طاقت جاتے
ہین اجازت دیجیے کہ مین سو آدمی لیکر اونکے پیچھے جاؤن اور ایک کو اونمین سے زندہ نہ چھوڑون آپنے فرمایا کہ ایسا ہی کریگا اونھون
نے عرض کی کہ قسم اوس خدا کی جسنے تمکو معزز اور مکرم کیا ایسا ہی کرونگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متبسم ہوئے کہ دندان مبارک
روشنائی مین دیکھے پھر آپنے فرمایا ای اکوع کے بیٹے اذا ملکت فاسجح یعنی جب تو قادر ہوجاوے تو نرمی اور نیکی کر سجاحت کے معنی
سہولت کے ہین یعنی شدت نکر کہ مقصود ذلت دشمنان دین کی ہے سو وہ حاصل ہے الحمد للہ اور فرمایا کہ انکی دعوت غطفانیون
مین ہوتی ہے بعدہ ایک آدمی غطفان مین سے آیا اور اظہار کیا کہ ہمارے وہان اونکے لیے اونٹ ذبح کرکے کھال اودھیڑی
جاتی تھی اس عرصے مین ایک غبار اوٹھا گمان ہوا کہ لشکر اسلام کے گرد ہے خوف کھا کر سب بھاگ گئے بعد ازان صلعم کو آپنے
فرمایا کہ خیر فرساننا الیوم ابو قتادۃ وخیر رجالتنا سلمۃ یعنی اچھا سواروں ہمارے کا آجکے دن ابو قتادہ ہے اور اچھا
پیادون ہمارے کا سلمہ ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے مجکو حصہ سوار اور پیادہ کا دیا اور سواری مین مجکو اپنے
پیچھے بٹھالیا اور وہان ٹھہرے حضرت صلعم ایک رات دن پھر لوٹ آئے اور مدت غیبت اس سفر کی پانچ رات تھی اور لائے ہین کہ
حضرت صلعم اس غزوے مین گھوڑے پر سے گر پڑے پنڈلی یاران شریف آپکی مجروح ہوگئی جب مدینے مین آئے اسی سبب کئی دن
آپنے نماز بیٹھکر پڑھائی اور یارونکو بھی فرمایا کہ بیٹھکر پڑھین امام کی متابعت کے لیے مگر بہت علماء کے نزدیک یہہ حدیث منسوخ
ہے اسلیے کہ صحت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت مین بیٹھکر نماز پڑھی اور صحابہ کھڑے تھے آپنے اسیکو
مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہین جان لینا چاہیے کہ اس قصہ کو یعنی گر جانا آپکا گھوڑے پر سے صاحب جذب القلوب اور سیرگاذرونی
نے وقائع سال پنجم مین بلا قید کسی غزوہ کے ذکر کیا چنانچہ گذر چکا اور باقی اہل سیر نے واقعات سال ششم سے اس غزوے مین
ذکر کیا پس وجہ توفیق اسطرح پر ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ وہ واقعہ دوسرا ہوا اور یہہ دوسرا یا مبنی ہوا اوپر اختلاف روایات

کہ کسی کو روایت اسکی بلا قید غزوہ سال پنجم کے پہونچی اور کسیکو بقید غزوہ سال ششم کی اور مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ مین صلوۃ الخوف دوسری بار پڑھی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہا ابن اسحاق نے کہ رہتے تھے وہان پر ایک شخص اور اونکی بی بی قبیلہ غفار سے سو مار ڈالا اونھون نے مرد کو اور پکڑ لیگئے اوس عورت کو اور سوار ہوئی وہ عورت رات کی وقت غفلت مین اونکی اونٹنی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نذر مانی اوسنے کہ اگر نجات پاؤنگی اس سے تو ذبح کرونگی اوسکو جب وہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس خبر دی آپکو اوس سے آپنے فرمایا لا نذر فی معصیۃ ولا لاحد فیما لا یملک یعنی نہین ہی نذر گناہ کی کام مین اور نہین پہونچتا ہی کسی ایک کو کہ نذر کری اوس چیز مین کہ نہین مالک ہی اوسکا اور اسی سال مین آپنے استسقا کیا یعنی دعا طلب باران کی کی سات دن تک متصل پانی برسا اور استسقا کرنا آپکا چہ وجہ ثابت ہی سفر السعادت مین ہی کہ **وجہ اول** یہہ ہی کہ آپنے جمعہ کی دن خطبہ پڑھنے مین طلب باران کی کی اور کہا اللہم اغثنا اللہم اسقنا اسکی تفصیل شرح سفر السعادت مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مبارک مین قحط سالی ہوئی جمعہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہان ایک اعرابی اوٹھکر کہنے لگا یا رسول اللہ هلك المال وجاع العيال فادع لنا اور ایک روایت مین ہی قحط المطر واحمر الشجر وهلكت البهائم اور ایک روایت مین ہی هلكت المواشي هلكت العيال هلك الناس پھر اوٹھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونون ہاتھ اور کہا اللہم اغثنا چار بار اور ایک روایت مین ہی تین بار اور ایک روایت مین اللہم اسقنا ای اللہ تعالی پلا ہمکو پانی دو بار آیا ہی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی ہم نہ دیکھتے تھے آسمان مین کوئی ٹکڑا ابر کا اور حال یہہ کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوٹھاکر نیچے نہین کیے تھے کہ ابر مانند پہاڑون کی اوٹھا اور پانی برسا اوسدن اور دوسری دن اور اگلے جمعے تک پھر آیا وہ اعرابی یا غیر اوسکے دوسرا اور کہا یا رسول اللہ انهدم البناء وغرق المال یعنی گر گئے مکان اور ڈوب گئے مال اور ایک روایت مین ہی کہ هلكت الاموال انقطعت السبل اور کہا کہ دعا کیجے ہمارے لیے کہ کھولدے اللہ تعالی اس ابر کو پھر آپنے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور ایک روایت مین ہی کہ تبسم کیا آپنے اور ایک روایت مین ہی کہ تبسم کیا بسبب سرعت ملال بنی آدم کی اور کہا اللہم حوالينا ولا علينا اور ایک روایت مین ہی ساتھ زیادتی اللہم على الاكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر آیا ہی اور جسطرف کو آپ اشارہ کرتے تھے اوسیطرف ابر کھل جاتا تھا یہان تک کہ مدینہ پر سے ابر کھل گیا اور جاری رہی نالی اور کار یزا ایک مہینے تک اور جو کوئی کسیطرف سے آتا تھا پانی برسنے کی خبر لاتا تھا اور ایک روایت مین ہی کہ کھل گیا ابر مدینہ مین اور نواح مین برستا تھا اور مدینہ مین ایک قطرہ نہین گرتا تھا یہہ قضیہ مسجد نبوی مین جمعے کے دن خطبہ پڑھتے مین ہوا تھا اور **دوسری وجہ** یہہ تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ شکایت کی آدمیون نے حضرت صلعم سے قحط باران سے آپنے امر کیا واسطے رکھنے منبر کی مصلی مین اور وعدہ کیا منجانب اللہ ایکدن معین کا کہ مصلی مین جاوین پھر اوسدن باہر نکلے بعد طلوع آفتاب کی ساتھ تواضع اور فروتنی کی ظاہر مین اور ساتھ خشوع کی باطن مین اور ساتھ تبذل ثیاب کی یعنی میلی پرانی کپڑی پہنے تضرع کرتے ہوئی جب جای موعود مین پہونچے منبر پر

تشریف لیگئے اور تکبیر اور تحمید کہی اور فرمایا لوگون سے کہ شکایت کی تمنے قحط سالی اور تاخیر باران کی اور بیشک فرمایا ہی اللہ
نے کہ دعا کرو مجھسے اور وعدہ کیا ہے کہ قبول کرونگا دعا تمھاری اور اس حدیث مین بیان ہے جواز نکالنے منبر کا واسطے استسقا کے
اور کہا مشایخ حنفیہ نے کہ نہ نکالا جاوے منبر سو نہین ہی بنا اس قول کی مگر اسپر کہ یا حکم کیا اونھون نے اوپر عدم صحت اس
حدیث کے یا نہ مطلع ہوئے وہ اسپر کذا فی المرقات شرح مشکوۃ فی باب الاستسقا اور ولید بن عقبہ سے جو امیر مدینہ تھے مروی ہے کہ
اونھون نے آدمی بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور دریافت کی اون سے کیفیت استسقاے نبوی کی کہا ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متبذل اور متواضع اور متضرع عیدگاہ کی طرف اور منبر پر چڑھے اور خطبہ
نہ پڑھا آپنے مثل اس خطبے کے جو تم پڑھتے ہو یعنی اس کیفیت طویل اور بسیط اور تکلف سے نہ پڑھا اور یہی صحیح ہے اسلیے کہتا ہے مصنف
اور خطبہ پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اثنا اوس کے دیا وہ ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

لا الہ الا اللہ یفعل ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت تفعل ما ترید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء

انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی حین پھر دونو دست مبارک اپنے اوٹھاکر تضرع وزاری شروع کی
اور بلند کیے اتنے ہاتھ کہ دکھائی دی سپیدی دونون بغلون کی مراد دکھائی دینے سپیدی بغلون سے یا حقیقت مین ہے یا مراد ظاہر
ہونے محل اوسکا ہے اگر لباس صرف چادر ہو تو مراد حقیقۃ ہے اور اگر قمیص ہو تو مراد محل اوسکا ہے بہر حال کنایہ ہے اونچے اوٹھانے
ہاتھون سے اور کہا ہے کہ جسقدر کوئی واقعہ اور مطلب مشکل اور قوی ہو اوسیقدر ہاتھ اونچے اوٹھائے زیادہ تر ہون مشکوۃ مین مسلم سے
آیا ہے کہ استسقا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اشارہ کیا آپنے دونون ہاتھون کی پشت سے آسمان کیطرف یعنی اوٹھانا
ہاتھ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا مین اسیطرح سے تھا کہ پشت دونون ہاتھون کی طرف آسمان کے تھی برخلاف
دعا متعارف روزمرہ کے کہ پیٹھ ہاتھون کی طرف آسمان کے کرتے ہین اور ابو داؤد کی روایت مین بھی آیا ہے کہ جو دعا واسطے
طلب اور سوال کسی نعمت کے ہو مستحب ہے کہ کیجاوین ہتھیلیان طرف آسمان کے اور جو واسطے دفع بلا اور فتنہ کے ہو تو کیجاوے
پشت ہاتھون کی آسمان کیطرف اور کہا طیبی نے کہ تفاول ہے بدلنے حال پر جیسے کہ تحویل ردا مین اور اشارہ ہے ساتھ تمام
ابر اور گرنے بطن سحاب کے زمین کیطرف اور بٹنے پانیکے اوسمین سے زمین پر پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موںھ اپنا طرف قبلہ
کے کیا اور پیٹھ حاضرین کی طرف اور ردای مبارک اپنے کو اولٹکر اوڑھا یعنی اندر کیطرف باہر کی اور باہر کیطرف اندر اور داہنی
طرف کو بائین طرف کیا اور بائین طرف کا پلو داہنی طرف اور کہتے ہین یہہ تحویل اور تقلیب تفاول ہوتا ہے واسطے تغیر حال
اور تبدیل امساک باران کے اور بدلنے تنگی کے ساتھ فراخی کے اور کہا بعض نے کہ یہہ اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بعض نے
کہا کہ اسی طرح سے کیا جاوے کہ بدل جاوے حال نہ یہہ کہ صرف تفاول ہی ہے اسلیے کہ تفاول بغیر قصد اور بے اختیار کے ہوتا ہے
اور وہ ردای مبارک آپکی سیاہ تھی اور دعا کی آپنے اوسیطور کھڑے ہوکر پھر لوگونکی طرف موںھ کیا اور منبر سے اوترکر نماز شروع
کی اور دو رکعت بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی اور بعض روایت مین تکبیر بھی آئی ہے مثل عیدین کے اور وقت ادا

اوسکا وقت عیدین کی نماز کا ہی اسلیے کہتی ہین کہ افضل وقت ادا کا اول روز مین ہی اگرچہ جواز ہر وقت مین ہی مگر
خطبہ قبل نماز کی پڑہا مثل جمعہ کی اور ایک روایت مین بعد نماز کی بھی آیا ہی مثل عیدین کی اور قرارت دونون رکعت مین پکارکر
پڑھی اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھی اور پڑھنا سورۂ ق اور اقتربت
الساعة کا بھی آیا ہی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئی تب ابر اور رعد اور برق نمودار ہوا اور پانی برسنے لگا
مسجد تک آتی آتی سیلاب ہوگیا اور جو آپنی اضطراب لوگونکا مشاہدہ کیا تو ہنسی کہ نواجذ مبارک آپکی دکھائی دئی اور فرمایا کہ گواہی
دیتا ہون مین کہ اللہ تعالی قادر ہی ہر چیز پر اور گواہی دیتا ہون مین کہ مین بندہ اوسکا ہون اور رسول اوسکا ہون اور سیر دوسنے
مین ہی کہ جب اعرابی نے شکایت کی قحط کی آپنے فرمایا کہ فلانی دن باہر چلین اور صدقہ دیوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوس دن باہر تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور قرارت جہر سے پڑھی اول رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کی سبح اسم ربک الاعلی
اور دوسری مین ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھی اور جب نماز سے فارغ ہوئی مونھہ لوگون کیطرف کیا اور اپنی ردا کو لوٹ لیا
کہ قحط لوٹ جاوی ارزانی آوی اور دو زانو بیٹھکر اور ہاتھ اوٹھاکر تکبیر کہی اور فرمایا اللہم اسقنا واغثنا غیثا مغیثا جلا
ودسعا طبقا وحدا عرقا معرقا عاما ھنیا مریئا مریعا مربعا وابلا شاملا سابلا مجللا مجلا دائما درا نافعا غیر ضار عاجلا غیر رائث
غیثا اللہم تحیو بہا البلاد بیت بہا العباد و تجعلہ بلاغا للحاضر منا والباد اللہم انزل علینا من السماء ماء طہورا
تحیی بہ بلدۃ میتا واسقہ مما خلقت انعاما واناسی کثیرا پھر اوسیوقت سے مینھہ برسنا شروع ہوا سات دن رات تک برسا
کیا پھر مسلمانون نے آکر عرض کی یا رسول اللہ زمین غرق ہوئی گھر گر پڑے راستے بند ہوگئے آپ دعا کیجئی کہ اللہ تعالی باران کو
ہمسے تھام لے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی کہ آگے کے دانت آپکی دکھلائی دئے اور جلد ملالت لوگونکی سے تعجب کیا اور دونون
دست مبارک اوٹھاکر فرمایا اللہم حوالینا ولا علینا اللہم علی رؤس الظراب ومنابت الشجر وبطون الاودیۃ وظہور الاکام
پھر ابر مدینے سے پھٹ گیا مانند سپر کی اور اوسکی نواح مین برستا تھا اور شہر مین ایک قطرہ نہین گرتا تھا اور بعض روایتا مین
آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو دیکھا مثل خیمہ کی تھا اور پانی گرد برستا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی کہ اگلے
دانت آپکی دکھلائی دئے اور فرمایا کہ خدا مکافات ابیطالب کو دی اگر زندہ ہوتے تو اون بیتون سے جو اونھون نے کہے تھین اونکی آنکھیر
روشن ہوتین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مگر وہ بیتین آپ جانتی ہین کہ اوسکی معنی یہہ ہین

نظم

خداداد باران بہ تشنگان | بتعظیم پیغمبر انس و جان
بنو ہاشم اندر پناہ وپند | ہمہ طالب عز و جاہ وپند
نداریم ما دست از دامنش | وگر گشتہ کردیم پیرامنش
سپاس بیقیاس و حمد بیحد | ثنائی حضرت معبود سرمد
چو روی خویش سوی آسمان کرد | بحالی خدا باران روان کرد
ازان یافتہ روزی ایام ہا | ازان گشتہ سیراب انعام ہا
بہر رزم غالب محمد بود | بنصرت ز یزدان موید بود

آپنے فرمایا ہان پھر ایک نے کنانہ مین سے اوٹھکر یہہ معنی نظم کی

نظم

کہ باران داد ما را بیحد و مر | باب روی آن فرخ پیمبر
ہمہ مشتی ضعیفان را ببخشود | در روزی بروی خلق بگشود

همہ از حرمت جاہ نبی بود ابوطالب چنان گفت چنین بود
هر آنکو شکر گوید بیش یابد چو کافر شد سزای خویش یابد

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شاعر نے نیک شعر کہی تو تو نے نیک شعر کہی مواہب لدنیہ مین ہی کہ اگر کوئی کہے کہ ابوطالب کو کہان سی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استسقی سی پانی برسا تو جواب یون ہی کہ تحقیق ابوطالب نی اشارہ کیا طرف اوسکی کہ واقع ہوا تھا زمانی مین عبد المطلب کی کہ استسقا کیا تھا اونھون نے قریش کی لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی ہمراہ لڑکے تھے انتہی اور اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ حاجات مین تشبث ساتھ شعر کی کرنا درست ہی اور بعض نے اس مطلب استسقا کو نظم کیا ہی **نظم**

چو ابر سیہ دل بلندید آب دران حرث و نسل جہان شد خراب
بخواہش نزد پیغمبر شدیم بافتادگی خاک آن در شدیم
دعا کرد پیغمبر پاک دمن کہ یارب ببخشا بر اہل زمین
ببارید شش روز بر دشت و کوہ ز سیلاب گشتند مردم ستوہ
ہمین بود کز جانب سلع ابر برآمد بکردار غرندہ ببر
دعا کرد دیگر رسول خدا کہ تا باز بشود ابر از سما

تیسری وجہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی استسقا کیا تھا یہہ ہی کہ جمعہ کی روز مدینہ مین مسجد کی اندر منبر پر آپنی استسقا کیا بعد غزوہ تبوک کی ایلچی بنی فزارہ کی نے آکر قحط کا شکوی کیا اور عرض کی باران کی لیے اور چاہا کہ شفاعت کرو تم ہماری پروردگار سی اور شفاعت کری پروردگار تمسی آپنی فرمایا ویلک مین سب شفاعت پروردگار سی کرتی ہین کون ایسا ہی کہ اللہ تعالی اوس سی شفاعت کری لا الہ الا ہو العلی العظیم اور فرمایا کہ خندہ کرتا ہی اللہ تعالی اس تمھاری نالہ و فریاد سی اعرابی درمیان مین کھڑا تھا اوسنی کہا کہ خندہ کرتا ہی پروردگار ہمارا آپنی فرمایا ہان خندہ کرتا ہی اعرابی نی کہا پس ہرگز نہ کم کرینگا خیر اپنی پروردگار سی کہ خندہ کری اور خوشحال ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سی ہنسے اور منبر پر چڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر باران طلب کیا ایکہفتہ کامل پانی برسا اور کسی استسقی مین آپکا نماز پڑھنا ثابت نہین ہی سوا دو وجہ مذکورہ کی بلکہ ہر استسقی مین فقط خطبہ اور دعا ہی منقول ہی یا صرف دعا ہی کما ستعرف چوتھی وجہ یہہ ہی کہ مدینہ کی مسجد مین بیٹھی ہوی استسقا کیا نہ منبر پر چڑھی اور نہ کھڑی ہوی اور فرمایا اللہم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا طبقا عاجلا غیر رایث اور ایک روایت مین غیر آجل نافعا غیر ضار پانچوین وجہ یہہ ہی کہ باہر مسجد سی نزدیک زوراء کی وہ ایک مکان ہی کہ اوسکو احجار الزیت کہتی ہین مسجد کی دروازی سی نزدیک ہی کہ اوسکو باب السلام کہتی ہین ایک بار وہان آپنی استسقا کیا کھڑی ہوکر ہاتھ مقابل چہرہ مبارک کے اوٹھا کر بغیر اسکی کہ سر مبارک سی اونچی ہوجاوین چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بعض غزوات مین مشرکون نے آگی بڑھکر پانی روک لیا اور مسلمان بی پانی رہگئی اور سب پیاسی ہوی اور اپنا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا منافقون نی کہ اکثر وہ یہودی تھی یا مشرکون نی کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتا تو اپنی قوم کی لیے استسقا کرتا اور اسمین معجزہ دکھلاتا جیسی موسی علیہ السلام نی اپنی قوم کی لیے استسقا کیا تھا کہ بحکم الہی عصا مارنی سے پتھر پر بارہ چشمی نکلے تھی ہر ایک قوم کی لیے جدا جدا آپنی یہہ سنکر از روی استفہام کی فرمایا اعتمادا علی قدرت باری عز و جل اور مغلوبیت اور منکوبیت منافقین کی لیے کہ کیا یون ہی کہا ہی اونھون نی یعنی بطور انکار کی نا امید مت ہو تم ای مسلمانون شاید کہ اللہ تعالی تمکو پانی دیوی پھر اوسیوقت آپنی دونو ہاتھ اوٹھا کر دعا کی

فی الحال ابر نمودار ہوا اور ایسا چھا گیا کہ اندھیرا ہو گیا اور خوب پانی برسا کہ شہر کی سب نالی پانی سے لبریز ہو گئی وہ جو دعا آپ نے
کی تھی اس استسقا مین یہہ ہے اللهم اسق عبادك وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت اللهم اسقنا غيثا مغيثا
مريئا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير رائث یہہ چھ وجہین سفر السعادت کی بیان ہو چکین اور دو وجہ سوا
انکے شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے اسکے شرح صراط المستقیم مین ذکر کی ہین کہ اون دونون سمیت یہہ آٹھ وجہ ہوتی ہین اونمین سے
ایک وہ ساتوین وجہ یہہ ہے کہ آیا ہے بخاری و مسلم اور ترمذی مین ساتھ اختلاف لفظونکے کہ جب قریش نے اسلام لانے مین دیر کی
و سرکشی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے بد دعا کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا اللهم سبعا كسبع يوسف
یعنی خداوندا بھیج اوپر قحط سات برس کا جیسا کہ بھیجا تو نے یوسف علیہ السلام کی قوم پر اور ایک روایت مین آیا ہے سنين
كسنين يوسف یعنی قحط بھیج اونپر مانند قحط یوسف علیہ السلام کی پھر پکڑا اونکو قحط نے اور ہلاک ہوے وہ اونمین اور مردار
اور چمڑا اور ہڈی کھانے لگے اور آسمان مین مانند دھوئین کی کچھ دیکھتے تھے پھر ابو سفیان آیا اور کہا اے محمد تو آیا ہے کہ امر کرتا ہے
صلہ رحم کا اور یہہ قوم تیری قوم ہین اور ہلاک ہوتی ہین دعا کر اور پانی مانگ خدا تعالی سے پھر آپنے دعا کی پھر پانی برسا اور
ایک روایت مین ہے کہ ایک ہفتہ پانی برسا پھر شکایت کی لوگون نے کثرت پانی کرنے کی پھر فرمایا اللهم حوالينا ولا علينا
پھر کھل گیا اونپر سے ابر اور برسا گرد اگرد اونکے واضح ہو کہ یہہ قضیہ اکثر اونکے نزدیک مکہ مین ہوا ہے اور عرض کرنیوالے واسطے طلب
باران کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو سفیان اموی والد معاویہ رضی اللہ عنہ ہین اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری مین
کہا ہے دمیاطی سے کہ ابتدا بد دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونپر اوس سے ہوئی تھی کہ اون بدبختون نے اوجھ اونٹ کا آپکی
پشت مبارک پر نماز مین ڈالدیا تھا اور بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قضیہ مدینہ مین ہوا اوس وقت کہ آپ قنوت
مین اونپر بد دعا کرتے تھے اور یہہ منافات رکھتا ہے اوس سے جو سورۂ دخان کی تفسیر مین ہے کہ دلالت کرتی ہے واقع ہونے
اس قضیہ پر پہلی بدر سے اور ابو سفیان قطعی بدر سے پہلے مدینہ مین نہین آیا تھا یہین سے گئے ہین بعضی اوس طرف کہ مراد ابو سفیان
سے ابو سفیان بن الحارث ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا حاصل یہہ کہ یہہ قضیہ متعدد واقع ہوا ہے اور تعدد بھی اشکال سے
خالی نہین کما فی فتح الباری اور آٹھوین وجہ یہہ ہے کہ سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع مین ابن عساکر سے روایت کی ہے کہ
رجال اسکے ثقات ہین کہ قحط پڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پس باہر نکلے حضرت صلعم بقیع الغرقد کو دستار سیاہ
باندھے ہوے اور چھوڑے ہوے تھے دونون سرے دستار کے ایک سرا آگے یعنی طرف بغل کے اور دوسرا پیچھے درمیان دونون شانونکے
اور تکیہ کیے ہوے تھے کمان عربی پر پھر قبلہ رو ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور صحابہ نے اقتدا کی انتہی واضح ہو کہ یہہ سب وجہین آٹھ ہوئین
اور نوین وجہ یہہ ہے جو شواہد النبوت مین ہے کہ وفد یعنی وکیل سلامان آئے اور اسلام لائے اور احکام شریعت کے سیکھے اور عرض کی
کہ ہماری زمین مین قحط و خشک سالی ہے آپ دعا کرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے دعا کی اوسیدن وہان پانی برسا
انتہی اور سفر السعادت مین بعد چھ وجہ (۱) کی مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح بارہا دعا کرتے تھے

قبول ہوئی تھی اور اوسیوقت پانی برستا تھا ایک بار آپ دعا کر رہے تھے انھین جمعہ و جمعون مین سے یا غیر اسکے کہ ابو لبابہ صحابی اوٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ خرمے مربد مین یعنی سکہلانیکی جگہ سوکھہ رہے ہین خراب ہو جاوینگے یعنی اونھون نے اپنے خیال کے موافق کہا کہ اگر پانی برسا تو بھیگ کر خرمے بگڑ جاوینگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اسقنا حتی یقوم ابو لبابۃ عریانا فیسد ثعلب مربدہ بازارہ یعنی ای اللہ تو پانی دے ہمکو یہانتک کہ اوٹھے ابو لبابہ ننگا اور بند کرے اپنے مربد کا ناودان اپنے تہبند سے یہان اشکال ہے کہ نہی وارد ہوئی ہے ننگے ہونے سے جواب یہہ ہے کہ حال ابو لبابہ کا بیان فرمایا ہے نہ جواز ننگے ہونیکا اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ مربد ابو لبابہ کا احاطہ رکھتا ہو صحرا نہو اور نہی صحرا مین ہے فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابۃ فقالوا انہا لن تقلع حتی تقوم عریانا فتسد ثعلب مربدک کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل فاستہلت السماء یعنی پھر برسنے لگا پانی سو جمع ہوے صحابہ طرف ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے پس کہا اونھون نے ابو لبابہ کو کہ بیشک یہہ امر ہرگز نہ کھلیگا یہانتک کہ تو ننگا اوٹھے اور اپنے تہبند سے مربد کی ناودان کو بند کرے تو جیسیکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے پھر یونہی کیا ابو لبابہ نے پھر زور سے بہیا پانی آسمان نے **ف** معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا کہ الٰہی یہانتک پانی برسا تو کہ ابو لبابہ ننگا ہو کر اوٹھے اور اپنے تہبند سے مربد کی ناودان کو بند کرے اسلیے کہ تمام لوگ اوسوقت پانی کے محتاج تھے اور ابو لبابہ کو اپنے خرمونکے بھیگجانیکا غم ہوا آدمی کو یہہ بچا ہے کہ اپنے فائدے کو تمام مخلوق کے فائدے پر مقدم رکھے انتہے مواہب لدنیہ مین ہے کہ بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی روکنے پانیکے لیے اوس شخص نے جسنے پہلے برسنے کے لیے استدعا کی تھی پھر آپنے دعا کی تھم گیا پانی اور جب پانی بہت برستا اور خوف ضرر کا ہوتا تب آپ موافق التماس لوگونکے واسطے کھلنے کے یہہ دعا کرتے اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والظراب والجبال وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر اور عادت شریف آپکی یہہ تھی کہ جب پانی برستا تب بعض بدن مبارک اپنے سے کپڑا دور کرتے کہ پانی اوس پر پہونچے اور جو لوگ اسکا سبب پوچھتے تو فرماتے لانہ حدیث عہد بربہ یعنی یہہ فعل میرا اسلیئے ہے کہ باران نیا آیا ہے اپنے پروردگار کے پاس سے اور اب عدم سے وجود مین آیا ہے اور لابد ہے کہ جو محبوب کے پاس سے تازہ آتا ہے تو وہ محب کو خوش معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی خبر یا نشان یا کوئی اثر تازہ اوس سے پاوے اور کہتے ہین کہ سبب اسکا یہہ تھا کہ جب پانی برستا ہے تو کسی گنہگار کا ہاتھ اوس سے ابھی نہین چھوتا اور کسی معصیت کے مکان پر گرا ہے اور اسمین اشارہ اور تعلیم امت کو ہے کہ جس چیز مین خیر اور برکت ہو اوسکی طرف رغبت اور قربت کرے اور جب آپ ہوا تند اور بادل کو دیکھتے کراہت آپکی چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوتی اور گھر سے باہر آتے اور اندر جاتے یعنی بسبب بیقراری کے اور جب پانی برستا بعد آندھی کے شروع ہوتا تو خوش ہوتے اور وہ کراہت زائل ہو جاتی اور یہہ بھی دعائین طلب باران مین ثابت ہوئی ہین اللھم اسقنا غیثا مغیثا ھنیئا مریئا مریعا غدقا مجللا عاما طبقا سحا دائما اللھم اسقنا الغیث ولا تجعلنا من القانطین اللھم ان بالعباد والبلاد والبہائم والخلق من الاواء والضنک ما لا نشکوہ الا الیک اللھم انبت لنا الزرع وادر لنا الضرع واسقنا من برکات السماء وانبت لنا من برکات الارض اللھم ارفع عنا الجھد

والخوع بالحزن واکیف عنا من البلاء ما لا یکشف غیرک اللہم انا نستغفرک انک کنت غفارا فارسل السماء علینا مدرارا اور رفرمائی استجابت دعا کو طلب کیا کرو چند محل مین ایک جسوقت جہاد مین صفوف باندھکر کفار کے مقابلہ مین کھڑی ہوا اور ملاقی ہو دشمن سی کہ یہہ وقت نزول رحمت کا اور تائید دین متین کا ہی اور شکست کارخانہ کفر کا ہی دوسری نماز کی اقامت کی وقت کہ یہہ بھی افضل اوقات اور جہاد اکبر ہی شیطان سی تیسری پانی برسنے کے وقت کہ وقت نزول رحمت کا ہی اور بیت اللہ شریف کی دیکھنی کی وقت بھی دعا قبول ہوتی ہی انتہی اور لیلۃ القدر مین اور عرفے کی دن اور ماہ رمضان مین اور اول شب رجب مین اور پندرہویں شعبان کو اور عیدین کی راتکو اور جمعہ کی رات کو اور دن جمعہ کے اور پچھلی ہر رات مین اور ثلث ہر شب اول مین اور چہارشنبہ کے دن ظہر وعصر کے درمیان اور وقت طلوع صبح صادق کی اور ہر فرض نماز کی بعد اور قرآن پڑھنے کے بعد اور بعد ختم قرآن کی اور آب زمزم پینے کے وقت اور مسلمانون کی اژدحام کی وقت مثل عیدین اور نماز استسقا وغیرہ کی اور بعد پڑھنے سورہ اخلاص کی اور امام کی ولا الضالین کہنی کے وقت اور تکبیر کہنے کے وقت اور وقت تلاوت کرنے اس آیت کی جو سورہ انعام مین ہی حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ دونون لفظ اللہ کی درمیان کذا فی الاملاء تحقیق الدعا للقۃ بالکواکب السبعہ اور قبول ہوتی ہی دعا ساعت جمعہ مین اور یہہ سب مین ارجح اور اقوی ہی اور نزدیک اذان نماز کی اور درمیان اذان اور اقامت کی اور بعد حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کی اور سجدہ مین اور نزدیک حاضر ہونیکی پاس موتی کی اور نزدیک آواز خروس یعنی مرغکی اور ذکر اللہ کی مجلسون مین اور نزدیک آنکھہ بند کرنے میت یعنی بعد قبض روح کی اور مطاف مین طواف کرتی ہوی اور نزدیک ملتزم کی اور نیچے میزاب یعنی پرنالہ کعبے کی اور اندر کعبے کے اور صفا اور مروہ پر اور بیچ جگہ دوڑنے درمیان صفا اور مروہ کی اور مقام ابراہیم مین اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی مین اور نزدیک تینون جمرونکی اور قبول ہوتی ہی دعا مضطر اور مظلوم کی اگرچہ وہ فاجر ہو اور کافر ہو اور والدین کی اور بادشاہ عادل کی اور نیک بخت آدمی کی اور اوس بیٹے کی جو اپنے والدین کی ساتھہ نیکی کرتا ہی اور روزہ دار کی جسوقت افطار کرے اور مسلمان کی مسلمان بھائی کے لیے پیٹھہ پیچھے اور تحقیق واسطے اللہ تعالی غالب اور بزرگ کی بندے آزاد مین یعنی دوزخ کی ہر دن اور ہر رات مین واسطے ہر بندے کے اونمین سے ایک دعا قبول ہی کذا فی حصن الحصین وشرحہ الظفر جلیل اور اسی سال دوشنبہ کے روز غرہ ذی القعدہ مین حضرت صلعم بقصد عمرہ تشریف لیگئے اور حدیبیہ مین جاکے ٹھہرے اور وہ ایک گانون ہے وہانسے نو کوس مکہ ہے اور وہ واقع ہی درمیان حل وحرم کی اور اکثر اوسکا حرم مین ہی اور حدیبیہ اصل مین نام ایک کوئین یا درخت کا ہی کہ اوس مکان مین تھا اور اب بھی خود اوس مکان کا نام ہوگیا ہی اور وہ مکان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمان ہدایت نشان مین متعین اور معلوم تھا اور صحابہ کی عہد مبارک تک مین وہ مبہم اور مجہول ہوگیا اب آدمی زیارت اوسکی سے محروم ہین اوسکی جہت مسافت کی معلوم ہی مگر مخصوص اور متعین نہین ہوتا اور سعید بن مسیب اپنے باپ سے کہ وہ اصحاب

اوس درخت کا اور اوسکے نیچے بیعت کرینگا اور نہ پہچانا ہمنے اوس جگہ کو اور طارق بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے
کہ مین حج کو گیا تو گذرا مین ایک قوم پر کہ نماز پڑھ رہے تھے یعنی حدیبیہ مین اور اوس زمانے مین راہ مکے کی حدیبیہ مین ہوکر تھی اور
اب حدیبیہ بائین ہاتھ رہجاتا ہے کہتے ہین طارق کہ مینے اون لوگون کو ایک مسجد مین جو وہان بنی تھی نماز پڑھتے دیکھا پوچھا
کیسی ہے یہہ مسجد کہا لوگون نے کہ یہہ جگہ اوس شجر کی ہے کہ بیعت کی تھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے نیچے اوسکو بیعت الشجرہ
اور بیعت الرضوان کہتے ہین جسیکہ فرمایا اللہ تعالی نے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الایۃ
یعنی البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ تعالی مومنین سے جسوقت بیعت کرتے تھے نیچے شجرہ کی اسجگہ حدیبیہ مین بیعت الشجرہ واقع ہوئی آدمیون
نے یہان مسجد بنائی جیسے اور جگہ آثار رسول مقبول صلعم پر مسجدین بنائی ہین کہ اونکو متبرک جانکر وہان نماز پڑھتے ہین طارق
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ پھر مین مدینے مین سعید بن المسیب کے پاس گیا اور اونکو اوس حال سے خبر کی پھر اونھون نے کہا کہ حدیث کی
مجھکو میرے باپ نے اور وہ اصحاب بیعت الشجرہ مین سے تھے کہ جب ہم اگلے سال مین اودھر کو گئے تو بھلا دئے گئے ہم اوسجگہ کو جہان وہ
شجرہ تھا پس نہ قادر ہوا مین اوسکے دریافت کرنے پر اور وہ جگہ مشتبہ ہو گئی ہم پر پھر کہا سعید بن المسیب نے کہ اصحاب رسول اللہ
صلعم کے نے نہ پہچانا اور نہ پایا اوسکو اور تمنے پا لیا اور پہچان لیا اوسکو پس تم زیادہ جاننے والے ہوئے صحابہ سے اور حالانکہ
وہ زیادہ جاننے والے تھے تمسے بسبب پہچاننے نشانیون اور رستون کے کہ صحبت حضرت مین اوسوقت حاضر تھے شیخ علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ
قیاساً اور ظناً لوگون نے وہان اوسجگہ پر مسجد بنائی ہوگی مگر متیقن اوسجگہ کا معلوم ہونا میسر نہین اور کلام سعید رض مین
تنبیہ ہے اسپر کہ دعوی بسیار دانی کا بزرگون اور مقبولون پر کرنا نامعقول اور نامقبول ہے انکی جانب ہوئی اور کبھی ہوئی کو تسلیم
کرنا چاہیے اور اس بات کو بڑا دخل ہے ادب اور تواضع انکسار مین واللہ الموفق اور روایات مین شمار اس لشکر کا یہان مختلف
ہے ایک روایت مین چودہ سو اور دوسری مین پندرہ سو اور تیسری مین تیرہ سو آدمی ہین اور توفیق انمین یون کی ہے کہ اصل مین چودہ سو آدمی
سے زیادہ تھے جسنے پندرہ سو کہے اوسنے مع الکسر شمار کر لیا اور قاعدہ عرب کا ہے کہ کسر کو دور کر دیا کرتے ہین اور موید اس توجیہ کی روایت براء بن عازب
کی ہے کہ کہا اونھون نے کہ چودہ سو سے کچھ اوپر تھے اعتماد کیا ہے اس جمع پر امام نووی نے کما فی المدارج اور روایت تیرہ سو کی پس
ہو سکتا ہے کہ حمل کیا جاوے اسپر کہ مطلع ہوا اوسپر راوی اوسکا اور مطلع ہوا غیر اوسکا اس سے زیادہ پر کہ نہ مطلع ہوا وہ انپر
ولیکن قول ابن اسحاق کا کہ وہ سات سو تھے پس نہ موافقت کی کسینے اوسپر اسلیے کہ کہا اونھون نے استنباطاً قول جابر رض
سے کہ نحر کیا ہمنے دس دس آدمیون مین ایک ایک اونٹ کہ وہ سب ستر تھے اور یہہ نہین دلالت کرتے اسپر کہ اونٹون کے نحر
کرنیوالونکے سوا اور لوگ نتھے اسلیے کہ بعض نے احرام بھی نہین باندھا تھا اور کہا موسی بن عقبہ رض نے کہ وہ سولہ سو تھے اور ابن
ابی شیبہ کے نزدیک سترہ سو تھے اور ابن سعد نے کہا کہ ایکہزار اور پانسو پچیس تھے پس جمع ان سب روایتون مین یون ہو سکتا ہے
کہ ہر ایک راوی نے اپنا اپنا علم اور معاینہ بیان کیا اور لوگ بتدریج آتے جاتے تھے جسنے جتنے دیکھے اوتنے کی روایت کی کما فی المواہب

اور اگر کوئی کہے کہ عبارت مین لفظ چہار دہ صد و پانزدہ صد و سیزدہ صد کا آیا ہی اور محاورہ یون تھا کہ کہتے ہزار و چہار صد و ہزار و پانصد و ہزار و سہ صد تو جواب اسکا یون ہی کہ کہین کہ سو سو آدمیونکی جدی جدی جماعتین تھین تیرہ یا چودہ یا پندرہ جماعتین تھین اسلیے اس ترکیب سی بیان کیا اور یہہ غزوہ حدیبیہ مبدٔ فتوحات اور فیوضات عظیمہ کا ہوا کہ بعد اسکی بہت سی فتحین ہوئین براء ابن عازب رضہ سی روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہ تم فتح فتح مکہ کو کہتے ہو یعنی وہ فتح کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا مین واقع ہی تم اوسکو فتح مکہ سمجھتی ہو اور بیشک فتح مکہ تو ایک فتح ہی مگر بیعت الرضوان فتح عظیم ہے اور مفسرین مختلف ہین آیۃ انا فتحنا مین جو فتح واقع ہی اوس سی مراد فتح مکہ ہے یا فتح صلح حدیبیہ کہ ہے یا اور فتوح مراد ہین جو بعد حدیبیہ کی واقع ہوئین بیضاوی مین لکھتی ہین کہ یہہ وعدہ فتح مکے کا ہی اور تعبیر کرنا اوسکا ساتھ صیغہ ماضی کی بجہت تحقیق وقوع اوسکے ہی یا اون فتحون سی مراد ہے کہ اس سال مین واقع ہوئین مانند خیبر اور فدک وغیرہ کی یا اخبار ہی صلح حدیبیہ سی کما فی مدارج النبوۃ اور کتاب مواہب ملیہ معروف بحسینی مین انا فتحنا بدرستیکہ ما حکم کردیم لک برای تو فتحا مبینا حکم پیدا و ہویدا کہ آن صلح است با قریش و از حضرت علیہ الصلوۃ والسلام پرسیدند افتح ہو در جواب فرمود کہ نعم و در نفس الامر آن صلح مقدمہ فتوح بسیار بود الخ اور موسوم ہوئی وہ صلح فتح کے اسلیے کہ وقوع اوسکا بعد طلب حضرت کی تھا مشرکون پر جبکہ طلب کیا اونھون نے صلح اور فارغ ہوئی حضرت صلعم بسبب اوسکے سب عرب کی لیئے پس غزا کی حضرت صلعم نے اوپر اور فتح کیا بہت جگہون کو اور مسلمان کیا بہت خلق کو اور ظاہر ہوئین حدیبیہ مین بڑی بڑی نشانیان از انجملہ غالب اور فتحیاب ہونا رومیون کا فارسیون پر اور تفاول لیا گیا اوس سی فتح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ اسکا تفسیر حسینی مین یون ہی الم غلبت الروم یعنی مغلوب ہوئی رومی اور فارسی لوگ اونپر غالب ہوئی فی ادنی الارض بیچ قریب ترین زمین کی عرب سی وہ زمین اردن اور فلسطین کی تھی یا کسکر کی یا درمیان اذرعات اور بصری کی اور روداد یون تھا کہ خسرو پرویز نے شہریار اور فرخار کو کہ دو امیر تھے ساتھ بھاری لشکر کے بھیجا یہان تک کہ تجیہ ملک ولایت روم سی اونھون نے دبا لیا اور رومیون نی ہزیمت پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نوین سال بقول اصح یہہ خبر مکہ مین پہونچی وہان کی کفار از روی طنز کے ایمان والون کو کہنے لگے کہ تم لوگ اور نصاری اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی لوگ امی ہین سو غلبہ فارس سی روم پر تفاول کرتے ہین ہم کہ ہم تم پر غالب ہونگے اللہ تعالی نے یہہ آیت اوتاری اور بیان کیا کہ وہم یعنی اور رومی ہین بعد غلبہم بعد مغلوب ہونی اپنے کی سیغلبون قریب ہی کہ غالب ہونگی فی بضع سنین تھوڑے برسون مین کہ اندر تین اور نو کی ہے حضرت صدیق رضہ نے بعد اوترنے اس آیت کی مشرکان کہ سی کہا کہ آنکھین تمھاری روشن نہون قسم ہی خدا کی کہ رومی فارسیون پر غالب ہونگی تین اور نو سال کی اندر ابی بن خلف نی کہا یون نہین ہی آو ہم اور تم شرط بدین پچھ دس دس اونٹ جوان تین برس کی مدت پر شرط بدی اور صدیق رضہ نے یہہ حال جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا آپنے فرمایا کہ بضع درمیان تین اور نو کے ہے جاؤ مال اور مدت مین بڑھاؤ پھر حضرت صدیق رضہ گئی اور نو سال کی مدت پر سو اونٹ شرط لگائی اور آپسمین ایک دوسرے نے ضمانت لی پھر روز بدر کی جب مسلمان مشرکان قریش پر غالب ہوئی تب خبر غلبہ

رومیونکو فارسیون پر پہونچی اور کہا گیا ہی کہ یہہ خبر روز حدیبیہ کی تحقیق ہوئی اور حضرت صدیق رضہ نی سو اونٹ ابی بن خلف سی جو قصہ
قول اول کی اور بقول ثانی اوسکی ضامن سی لیے کیونکہ ابی جنگ احد مین مارا گیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق رضہ
سے فرمایا کہ وہ اونٹ تصدق کر دو القصہ یہہ آیت اخبار ہی امور کا ئنہ سی زمانہ آیندہ مین اور وہ جملہ اقسام اعجاز قرآن سے
ہی للہ الامر واسطے خدائی تعالیٰ کے حکم ہے من قبل پہلی غالب ہونی فارس کی رومپر ومن بعد اور بعد غالب ہونی روم
کی فارس پر یعنی ہر وقت حکم الٰہی نافذ ہی اور ہر کام اوسکی قبضہ اختیار مین ہی اور تفسیر کشف الاسرار مین لکھا ہی کہ قبل ازل
سی ہے اور بعد ازابد یعنی امر ازلی اور ابدی واسطے اوسکی ہے کہ خداوند ازلی اور ابدی ہے ویومئذ اور اوسدن کہ
غلبہ کرین رومی فارسیون پر یفرح المؤمنون خوش ہونگی ایمان والی بنصر اللہ ساتھہ مددگاری کرنے اللہ تعم کے واسطی اہل کتاب کے
غیر اہل کتاب پر کہ اسصورت مین انقلاب تفاول کا ہی یعنی اب تفاول مسلمانون کیطرف سی ہوگیا اور ظہور صدق اخبار مومنین
کا اور شرط جیتنی اور زیادہ یقین ہونے صحابہ کے اور کہا ہے کہ خوشی بسبب اسکے ہے کہ بعضے دشمنان دین نے بعضی پر غلبہ
کیا اور بعضی کو نیست و نابود کر ڈالا اور یہہ معاملہ یون ہوا کہ جو دونون امیر خسرو پرویز کی شہریار اور فرخار بعضے بلاد روم پر
غالب ہوئی بعضے ارباب غرض نی ساتھہ غمازی کی اون دونون امیرونکی طرف سی خسرو پرویز کو بدظن کر دیا اوسنے چاہا کہ ایک کو
دوسریکے ہاتھہ سی ہلاک کرے وہ دونون امیر اس حال سے واقف ہوی اور کیفیت لکھہ کر قیصر روم کو بھیجی اور دین نصاری کا
اختیار کیا اور سپہ دار لشکر روم کی ہوی اور فارسیونکو مغلوب کیا اور بعضے بلاد انکی سے وا لیے ینصر مدد دیتا ہی اللہ تعم من یشاء
جسکو چاہتا ہی وھو العزیز اور وہ غالب ہی انتقام لیتا ہے ایک گروہ سی الرحیم مہربان ہی غالب کرتا ہی ایک گروہ کو دوسرے
گروہ پر وعد اللہ وعدہ کیا اللہ تعم نی غالب ہونے روم کا یا خوش ہونے مومنون کا لا یخلف اللہ خلاف نہین کرتا ہے اللہ تعم
وعدہ اپنی وعدی کو کیونکہ دروغ اوسپر محال اور غیر ممکن ہی بلکہ راست کرتا ہے ولکن اکثر الناس لیکن بہت لوگ
لا یعلمون نہین جانتی صحت وعدہ اوسکی کو اور دلیل پکڑی ہی اس سی حنفیہ نی اوپر جایز ہونی عقود فاسدہ کے دار الحرب
مین درمیان کفار اور مسلمانون کی کما فی البیضاوی اور کہا سیوطی نی کہ یہہ اختلاف قدیم ہی کہ واقع ہوا ہے فتح مین مگر تحقیق
اسکی یہہ ہے کہ مراد دین آیات مین مختلف ہین پس قول اوسکا انا فتحنا لک فتحا مبینا مین مراد فتح سے صلح حدیبیہ
ہی اور مراد قول اوسکے مین واثابہم فتحا قریبا خیبر کی فتح مراد ہی اور قول اوسکی مین فجعل من دون ذلک فتحا قریبا
مراد فتح حدیبیہ ہی اور مراد قول اوسکے مین اذا جاء نصر اللہ والفتح فتح مکہ ہی اور حضرت نی خواب دیکھا کہ اپنے یارون سمیت
کعبی کی زیارت کو گئے ہین اور عمرہ ادا کیا اور بیت اللہ شریف کی کنجیان اپنے ہاتھہ مین لی ہین اور بعضے یارون نی سر منڈایا ہے
اور بعضون نے سر کے بال کترائی ہین آپنی جو اس خواب کو صحابہ سی بیان کیا وہ خوش ہوی اور جانا کہ خواب کی تعبیر اسی سال
مین ظہور پاویگی اور جب قضیہ حدیبیہ برعکس اونکی خواہش کی وقوع مین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینی کب
کہا تھا کہ اسی سال مین اسکا ظہور ہوویگا انتہی تفصیل اسکی یہہ ہی کہ حضرت صلعم نے خواب دیکھا اور تیار ہین سامان سفر کی

مشغول ہوا اور صحابہ کو فرمایا کہ عمرہ کرنیکو چلتا ہون وہ بھی سب تیار ہوئی پھر آپ باہر تشریف لیگئے اور عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور اکثر صحابہ نے سوا تلوار کے اور کوئی ہتھیار نہ لیے کہ اوسکو سلاح مسافران کہتے ہین روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت نے صحابہ کے احرام کرنیکے بعد غسل کیا اور پوشاک پہنی اور اپنے ناقہ قصوی پر سوار ہوئی دوشنبہ کے روز ذی القعدہ کو مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لیگئے اور ستر اونٹ قربانیکو اپنے ہمراہ لیئے ابوجہل لعین کا اونٹ بھی جو جنگ بدر کی غنیمت مین آیا تھا اونمین تھا انمین ناجیہ بن جندب کو خبرگیری کے لیے مقرر کیا اور صحابہ مین سے بھی جنکو قدرت تھی وہ بھی اپنے ساتھ ہدی لیگئے پھر حضرت نے نماز ظہر ذوالحلیفہ مین پڑھی اور وہان پر ہدی کے اونٹ منگائے اور جھولین اونپر ڈالین اور بعضون کو اونمین سے اپنے دست مبارک سے اشعار اور تقلید کیا اور باقی کو ناجیہ نے بموجب امر حضرت کے مشعر اور مقلد کردیا اور جس صحابی کے پاس ہدی تھے اونسے بھی حضرت کی اتباع کر کے اپنے ہدی کو مشعر اور مقلد کیا جانا چاہیے کہ اشعار اونٹ کا یہہ ہے کہ کوہان اوسکا تھوڑا سا چیر دین کہ خون اوس سے بہہ نکلے کہ پہچان پڑے ہدی اور غیر ہدی کی اور تقلید اونٹ کی یہہ ہے کہ ڈالی جاوین نعلین اوسکے گلے مین اور غنم کی تقلید یہہ ہے کہ ڈالی جاوے اوسکے گلے مین کوئی ہلکی چیز مثل خرقہ وغیرہ کے مدارج النبوۃ مین ہے کہ اشعار سنت ہے مگر اسمین مبالغہ نکیا جاوے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اشعار مکروہ ہے اور دوسرون نے اسپر طعن کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح مین اشعار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس کراہت اسکی کیا معنی رکھتی ہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ کراہت قول امام مین اسمین مبالغہ کرنے سے ہے یعنی زیادہ زخم کرنے سے کہ اوسوقت لوگ کیا کرتے تھے اور ایسی ہی تقلید بھی سنت ہے روضۃ الاحباب مین ہے کہ پھر حضرت صلعم نے احرام عمرے کا باندھا اور لبیک کہی لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور سب صحابہ نے حضرت کی موافقت کی اور وہانسے احرام باندھا اور بعضون نے جحفہ مین کہ چوتھی منزل ہے احرام باندھا حضرت نے ناجیہ اسلمی کو ہدی کے اونٹونکے ساتھ آگے روانہ کیا اور پیچھے سے آپ چلے اور عباد بن بشیر کو بیس سوار مہاجرین اور انصار سے ویکر طلیعہ لشکر کا کیا اور امہات مومنین مین سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ تھین جب حضرت کی تشریف لانیکی خبر مشرکین مکہ کو پہونچی آپسمین مشورہ کیا آخر اسپر قرار دیا کہ حضرت کو واسطے زیارت بیت اللہ کے نہ آنے دیوین اور اطراف و جوانب کے قبائل سے اور جماعت احابیش سے اونھون نے مدد چاہی احابیش جمع احبوش کی ہے معنی اسکے مردم از ہر جنس و از قبلیہای متفرق اور یہان مراد خاص بنی الہون اور بنی الحارث اور بنی المصطلق سے ہے اور یہہ سب موافقت رکھتے تھے قریش سے پھر وہ سب اونسے متفق ہوگئے اور سامان درست کر کے مکے سے باہر گئے اور موضع بلدح مین کہ حدیبیہ کی راہ مین ہے ٹھہرے اور خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کو لشکر کا طلیعہ کیا حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ذوالحلیفہ سے ایک آدمی قبیلہ خزاعی سے بسر بن سفیان کو طرف مکے کے بھیجا تھا کہ حال قریش کا معلوم کر کے بیان کرے وہ اودھر سے لوٹ کر نواحی عسفان مین حضرت کے پاس حاضر ہوا اور حال قریش کا عرض کیا آپکو معلوم ہوا کہ زیارت بیت اللہ کی سے قریش مانع ہونگے اعیان صحابہ سے اس امر مین مشورہ کیا اور فرمایا کہ مصلحت ہے کہ ہم اہل و عیال پر اون لوگون کے جو اونکی مدد کو آئے ہین دوڑ مارین اور

لوٹ لین کہ اونکی مرودن کو شکستگی پہونچی اور احتمال ہی کہ اپنی لوگونکی حمایت کو قریش سی جدا ہوکر آوین اور ہم اونسی
یعنی قریش سی بآسانی مقابلہ کرین ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اس سال واسطے زیارت بیت اللہ کے
آئے ہین اور دعوی مقابلہ کا کسی کے ساتھہ نہین رکھتے ہین آپ اسی ارادہ پر ثابت رہئے اگر قریش آپ کو زیارت بیت اللہ
کی سے روکین اوسوقت ہم اونسی لڑینگے آپنے اس بات کو پسند کیا اور فرمایا کہ چلو ساتھہ نام اللہ کے اور فرمایا کہ خالد بن ولید غنیم
مین ہی اوس سی بچاکر داہنی طرف کی راہ سے چلو کہ اونکو خبر نہو اور سیر چل بھیجین مدارج النبوۃ مین ہی کہ حضرت کی یہی مرضی
تھی جو صدیق رضؓ نے عرض کی مگر واسطے دریافت کرنے حال صحابہ کے آپنے یہہ فرمایا اور مشورہ کیا پھر بموجب فرمانے آپکے اوسی راہ
سی چلے جدھر سے فرمایا تھا کہتے ہین کہ اہل اسلام جس رستے سے گئے وہ رستہ بہت سخت اور دشوار تھا کہ پہاڑ کی گھاٹیون پر گذار
ہوتا تھا جب مسلمانون کو چڑھنے اوترنے سے بہت تکلیف ہوئی تب حضرت نے تسلی خاطر کی اور فرمایا کہ یہہ راہ سخت اور دشوار
ایک دروازہ ہی دروازون جنت کے سے اور سچ فرمایا آپنے اسلیے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ آیا ہی یعنی گھیری گئی ہی جنت
ساتھہ سختیونکے اور فی الحقیقۃ جو سختی اور دشواری سے راہ خدا تعالیٰ مین پہونچے موصل بجنت ہی یا خود تمثل جنت کا حضرت کو معلوم
ہوا ہوا سلیے کہ بارہا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو تمثال جنت اور دوزخ کے متمثل ہوگئے تھے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
رایت الجنۃ فی عرض ھذا الحائط یعنی دیکھا مینے جنت کو اس دیوار کے صحن مین جب گھاٹیون سے گذر کر میدان مین
آئے فرمایا نستغفر اللہ و نتوب الیہ گویا کہ اس قول سے آپنے تنبیہ کی مسلمانونکو توبہ کرنے پر اس تقصیر سے کہ اس راہ مین
اونکو خطور ہوئی راوی کہتے ہین کہ قسم خدا کی خالد کو ان مجاہدین کے آنے سے مطلق خبر نہوئی یہانتک کہ غبار لشکر اسلام کا اوسکو
دکھلائی دیا بمجرد دیکھنے کے وہ بھاگ کر لشکر قریش مین جاملا اور اونکو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور جب حضرت قریب ثنیۃ المرار
کے کہ نزدیک حدیبیہ کے ہے پہونچے آپکی اونٹنی قصوی وہان بیٹھہ گئی ہر چند جھڑکتے اور اوٹھاتے تھے پر وہ نہ اوٹھی لوگ کہنے لگے
خلات القصوی یعنی تھک گئی قصوی حضرت نے فرمایا کہ ما خلات القصوی وما ذلک لھا بخلق ولکن حبسھا حابس
الفیل یعنی نہین تھکی قصوی اور نہین ہی عادت اوسکی تھکنے کی ولیکن روک دیا اوسکو روکنے والی ہاتھی کے نے اللہ تعالیٰ نے منع کیا
اوسکو مکے کے داخل ہونے سے جیسے منع کیا تھا اوسنے ہاتھی کو داخل ہونے سے مکے کے اور اس قصّے کے واقع ہونیکا سبب یہہ تھا تفسیر
فتح العزیز مین ہی کہ ابرہہ نام ایک حبشی نجاشی کیطرف سے جو تمام حبش کے ملک کا بادشاہ تھا یمن کا صوبہ ہوکر آیا اور یمن کے لوگونکو
دیکھا کہ حج کے موسم مین ہر اطراف اور جوانب سے نذر اور نیاز لیکر مکہ معظمہ کو جاتے ہین پوچھا کہ یہہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہین اور
کہان کو جاتے ہین لوگون نے سارا احوال بیان کیا تو نخوت اور سرکشی نے کفر کی اُس مردود کے دلمین جوش مارا اور حکم کیا کہ
اس گھر کے مقابلہ مین اس شہر مین بھی ایک گھر تیار کرو پھر صنعا مین کہ یمن کے ملک کا پایہ تخت ہی اچھے خوش رنگ پتھرون کا ایک
کلیسہ بنایا اور اوسکا قلیس نام رکھا اور اوسکی در و دیوار کو زر اور جواہر سے مرصع اور مزین کیا اور بتونکو اچھے اچھے لباس
پہناکر خوب زر و زیور سے آراستہ کرکے اس گھر مین رکھا اور عطر اور گلاب اوسکی در و دیوار پر چھڑکا اور انگیٹھیان عود و عنبر کی

روشن کروائین اور گرداگرد اوسکے مکانات بہت عمدہ مسافرونکے واسطے تیار کیے اور اپنے تمام ملکو نمین حکم کر دیا کہ سب لوگ اوس گھر کے طواف کیواسطے حاضر ہوا کرین یہہ بات قریشیون پر اور سب مکہ معظمہ کے رہنے والون پر شاق گذری اسی عرصہ مین ایک شخص کنانہ کی قوم کا یمن مین گیا اور بادشاہ سے ملکر اوس گھر کی فراشی اور جاروب کشی کی خدمت پر معین ہوا جب چند روز گذرے تو بے تکلف ہر وقت آنے جانے لگا ایک رات اوس گھر مین جابجا پاخانہ پھیر کر بھاگ گیا صبحکو جو لوگ اوس گھر کو طواف کے واسطے آئے اور یہہ معاملہ دیکھا تو اولٹے پھرے اور یہہ خبر بادشاہ کو پہونچائی اوسنے حکم کیا کہ اوسکو تحقیق کرو کہ یہہ کام کسنے کیا ہے آخر ثابت ہوا کہ یہہ کام اوس مکہ کے رہنے والے نے کیا ہے اس بات سے وہ مردود نہایت غصے ہوا اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکے عوض مین مکہ معظمہ کی ہتک حرمت کرے وہ اسی خیال مین تھا کہ ایک اور نیا شگوفہ کھلا کہ ایک قافلہ حرم کے رہنے والونکا اوس گھر کے متصل شب باش ہوا صبحکو چلنے کے وقت آگ جلائی تھی کہ کوئی چیز گرم کی ہو تو نظر آجاوے اتنا قا اسیوقت ہوا تیز چلنی شروع ہوئی اور آگ اوڑکر اوس گھر کے اسباب اور سامان مین جالگی اور تمام فرش و فروش اور زر و زیور اور جواہر اوس گھر کا سب جل گیا اور در و دیوار اور نقش و نگار دھوئن سے سب خاک سیاہ ہوگئے قافلہ والون نے جو یہہ معاملہ دیکھا ڈر کر بھاگ گئے بادشاہ نے پھر حکم کیا کہ اس بات کو تحقیق کرو کہ یہہ حرکت کس سے ہوئی ہے جب اس بات کی خوب چھان ہوئی تو آخر کو معلوم ہوا کہ یہہ حرکت بھی مکہ والون سے ہوئی ہے یہہ بات سنکر بادشاہ کمال غصہ مین آیا اور بہت سی فوج اور بارہ ہاتھی کہ اونمین ایک کا نام محمود تھا نہایت قد و قامت مین بڑا اور قوی اور سب ہاتھیون سے آگے آگے چلا کرتا تھا ساتھ لیکر بیت اللہ کے توڑنیکو چلا پھر راہ مین جو شہر اور جو قوم کہ ملتی تھی تو اوس شہر اور قوم کے لوگ عاجزی اور زاری کرتے تھے کہ اس گھر کو بخشیے اور تجھکو جو چاہیے بدلے مین اسکے ہم سے لے اوس مردود نے ہرگز قبول نکیا یہان تک کہ مکہ معظمہ کے نزدیک پہونچا اور مکہ والے یہہ خبر سنکر اپنے لڑکے بالے مال اسباب لیکر پہاڑ و نپر چلے گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب تنہا مکہ معظمہ مین رہگئے تھے جب یہہ حال دیکھا تو وہ بھی حیران اور پریشان ہو کر مدد غیبی کے منتظر تھے کہ یکایک سبز چڑیان جدے کی طرف سے کہ دریائے شور کا بندر ہے اور مکہ معظمہ سے مغرب کی جانب کو واقع ہے غول کے غول جمع ہو کر ابرہہ کے لشکر پر متوجہ ہوئین اور ہر چڑیا کے پاس اون چڑیون مین سے تین تین پتھر تھے مسور سے بڑے اور چنے سے چھوٹے ایک تو چونچ مین اور دو دو پنجون مین پھر جب برابر اوس لشکر کے پہونچین تو اون کنکریونکو ڈالنا شروع کیا اور خاصیت اون کنکریونکی یہہ تھی کہ جسکے سر پر لگتی تھی تو اوسکی پاخانہ کی راہ سے نکلجاتی تھی اور اندر اوسکا سب جلا دیتی تھی اور یہہ حادثہ وادی محسر مین ہوا تھا جو مکہ معظمہ سے چھہ کوس پر عرفات کے راستہ مین ہے اور اس حالت مین وہ لشکر اسی جنگل مین تھا اور بڑا ہاتھی کہ جسکا نام محمود تھا اوسنے جنگل مین گھٹنے ٹیک دئے تھے اور ٹھٹھک رہا تھا اور ہرگز آگے قدم نرکھتا تھا اور دوسرے ہاتھی بھی ٹھٹھکا رہے تھے اور جب ہاتھیونکو یمن کیطرف چلاتے تھے تو جلد جلد چلتے تھے اور جب کعبہ شریف کیطرف چلاتے تھے تو گھٹنے ٹیک کر بیٹھہ جاتے تھے اور قدم آگے نرکھتے تھے بادشاہ نے فیلبانونکو دھمکی دی اور غصہ کیا کہ یہہ سب تمھاری شرارت ہے تم چاہتے ہو کہ ہم گھر کا معتقد ہو جاوے سو مین ایسی باتون پر اعتقاد نہین رکھتا یہہ تو اسی گفتگو مین تھا کہ چڑیونکے غول آپہونچے اور تمام

لشکر کو ہاتھیون سمیت غضب الٰہی کا پامال کرڈالا اور مال ومتاع کہ انکے پاس تھا سب اوسی جنگل مین پڑا رہگیا مکے لوگون نے
جو پہاڑون پر بھاگ گئی تھے تباہی اور خرابی اونکی دیکھی تو ایکبارگی اوترکر لوٹنا شروع کردیا اور خوب دولت دنیا اور اسباب جمع
کرلیا اور قریشیون مین جو دولت تھی تو وہی دولت تھی اور وہ کنکڑیان نبوت کی وقت تک بلکہ بعد اسکے بھی لوگونکی گھرون مین
تھین عبرت کی واسطے لوگون نے رکھہ چھوڑی تھین اور صحابہ مین بہت لوگون نے وہ کنکڑیان دیکھین تھین اور ولادت باسعادت
آنحضرت صلعم کی اس قصہ کی پچپن روز کی بعد ہوئی انتہی اور مثال دی آپنے ساتھہ ہاتھی کی اسلیے کہ احتمال تھا کہ جو داخل ہوجاتے
صحابہ مکے مین اسصورت سے تو قریش لوگ روکتے اونکو پھر اونمین قتال واقع ہوتی اور موجب ہتک حرمت حرم محترم کا ہوتا اگرچہ
قصد اونکا یہہ تھا پس باز رکھا اللہ تعالیٰ نے اونکو اوس سے اور گویا کہ حکمت اسمین یہہ تھی کہ نگاہ رکھا اللہ تعالیٰ قتل سے کفار مکہ کو
کہ پیدا کریگا اون سے اولاد مومن اور مسلمان ہون اونمین سے ایک خلق اور جہاد کرین وہ پھر جبکہ حضرت مستشعر و مطلع ہوئے
اس حال سے اور سمجھے آپ اس نکتے کو تب فرمایا آپنے کہ قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکی قبضے مین ہے قریش کوئی ایسا
نچاہین گے کہ حرمت حرم کی اوسمین ہو مگر قبول کرونگا مین اوسکو پھر جھڑکا آپنے اونٹنی کو وہ اوٹھکھڑی ہوئی پھر آپ اوس رستہ
سے پھرکر اقصای حدیبیہ مین ایک کوئین پر اوترے پانی اوسمین تھوڑا تھا نکالتے تھے اوسمین سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی پھر تھوڑی
دیر مین اوسکا پانی چک گیا لوگون نے پیاس کی شکایت کی آپنے ایک تیر اپنے ترکش مین سے نکال کردیا کہ اسکو جاکر اوس کوئین
مین گاڑدو اونھون نے ویساہی کیا پھر اتنا پانی اوسمین سے اوبلا کہ تمام لشکر سیراب ہوگیا اور اوس منزل مین پانی کم تھا اس قسم
کی کئی معجزے حضرت صلعم سے ظہور مین آئے چنانچہ دوسری بار قلت آب کا لوگون نے شکوہ کیا آپ کناری پر کوئین کی تشریف لیگئے اور
وضو کیا اور ایک کلی کرکے اوس کوئین مین ڈالدی اتنا پانی اوسمین ہوگیا کہ لشکر کے سب آدمیون اور جانورون نے خوب پیا
اور ایکبار لوگون نے آپکے حضور مین آکر عرض کی کہ اس منزل مین کچھہ بھی پانی نہین مگر اسی پیالے مین اور وہ پیالہ حضرت کی
وضو کرنیکا تھا آپنے اوس پیالے مین اپنا ہاتھہ رکھا پانی اونگلیون سے نکلنے لگا جیسے چشمے سے نکلتا ہے جابر رضی جو راوی اس حدیث
کے ہین کہتے ہین کہ ہم سب پندرہ سو آدمی تھے اور اگر لاکھہ آدمی ہوتے تو بھی وہ پانی سبکو کفایت کرتا پھر اور ایکبار لوگون نے
پانی کا شکوہ کیا حضرت صلعم نے دعا کی پانی برسا اور سبکو معمور کیا کذافی المدارج اور تقویۃ الایمان مین ہے کہ اخرج الشیخان

عن زید بن خالد الجهنی قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیل فلما انصرف
اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادی مومن بی وکافر بی فاما من
قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مومن بی وکافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلك کافر بی ومومن بالکوکب ترجمہ

مشکوۃ کی باب الکہانت مین لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ زید بن خالد جہنی نے نقل کیا کہ نماز پڑھوائی ہمکو پیغمبر خدا نے
نماز فجر کی حدیبیہ مین پیچھے مینھہ کی کہ رات کو برسا تھا پھر جب پڑھ چکے پھیرے مونھہ کیا لوگونکی طرف پھر فرمایا کہ جانتے ہو تم کہ کیا فرمایا ہے
رب نے لوگون نے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول ہی خوب جانتا ہے کہا کہ فرمایا کہ آج فجر کو ہوگئے بعضی بندے میرے مومن اور بعضے کافر

سو جسنی کہا کہ ہمکو مینہہ ملا اللہ کی فضل سی اور اوسکی رحمت سی سو وہ مجھپر یقین لایا اور ستارے کا منکر ہوا اور جسنی کہا کہ ہمکو مینہہ ملا فلانی فلانے نخچتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستارے پر یقین لایا **ف** یعنی جو کوئی عالم کی کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھتا ہی سو اوسکو اللہ تعم اپنی منکروں مین جانتا ہی اور ستارہ پوجنے والون مین شمار کرتا ہی اور جو کوئی ان سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سی سمجھتا ہی سو اوسکو اللہ تعم بھی اپنی مقبول بندون مین گن لیتا ہی اور ستارہ پرستون سے نکال لیتا ہی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعت کا ماننا اور اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا اور نجومی کی بات پر یقین کرنا شرک کی باتین ہین کہ یہہ سب نجوم سی تعلق رکھتی ہین اور نجوم کو ماننا ستارہ پرستونکا کام ہی انتہی **ف** جو کوئی نخچتر یعنی چاند کی منزل کو پانی برسنے کی علت حقیقی اور سبب یقینی جانے اور یہہ اعتقاد کرے کہ جب نخچتر فلانا ہوتا ہی تو بیشک پانی برستا ہی اور ممکن نہین جو نہ برسے اور اگر فلانا نخچتر نہین ہوتا تو ہرگز پانی نہین برستا ہی اور ممکن نہین جو برسے پس یہہ اعتقاد کرنا کفر ہی اور یہہ لفظ کہنا کفر ہی اور جو یہہ اعتقاد کرے کہ اگر نخچتر فلانا ہوتا ہی تو تقدیر الٰہی سی پانی برستا ہی اور مشیت اور خلق اوس تعالی شانہ کے سے باران نازل ہوتا ہی اور اگر اللہ تعم نچاہی تو نہ برسے اور اگر فلانا نخچتر نہووی اور اللہ تعم چاہی تو پانی برسے اسلیے کہ سب اوسکی حکم کے محکوم اور مطیع ہین جیسیکہ حکم اسباب عادی کا ہی تو کفر نہوگا اور جو کچھ بھی نکہی تو مناسب تر ہی ساتھہ ایمان اور توحید کے یعنی اگر صرف عنایت الٰہی اور تقدیر الٰہی کے ہی قائل ہون تو ساتھہ مقام ایمان اور توحید کے نزدیک تر اور مناسب تر ہوگا کذا فی مدارج النبوۃ الغرض جب معلوم کیا قریش نے کہ حضرت کو پاس حرمت حرم محترم کا زیادہ ہی اور ہماری قلع و قمع کی درپی نہین ہین تو مغرور ہو کر اپنی بدخلقی اور بدبختی اور جہالت پر اور سفاہت پر اڑگئی اور بنیاد تمرد اور سرکشی کی محکم کی اور واسطے روکنے حضرت کی بدیل بن ورقا خزاعی کو چند آدمیون کو اوسکی قبیلہ سی ہمراہ کرکے بھیجا اور بدیل ہمیشہ سی کیا ایام جاہلیت مین اور کیا عہد اسلام مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلصون اور محبون سے تھی اور ہمیشہ اخبار اہل مکہ کی مدینہ مین حضرت کو پہونچایا کرتے تھی اور ابھی مسلمان نہین ہوئی تھے اور بعضون نی اونکو صحابی قدیم الاسلام کہا ہی اور بعضون نے کہا کہ اسلام لائے وہ اور اونکی بیٹی عبد اللہ اور حکیم بن حزام فتح مکہ مین اور حاضر ہوئی وہ اور اونکی بیٹی عبد اللہ اور حکیم بن حزام حنین اور طائف اور تبوک مین اور مارے گئے بدیل حضرت ہی کی زمانہ مین اور بعضی کہتی ہین کہ مارے گئے وہ صفین مین القصہ بدیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کی کہ چھوڑ آیا ہون مین کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو کوئون پر حدیبیہ کے کہ اہل و عیال اپنی ساتھہ رکھتی ہین اس ارادے پر کہ ٹھیرے رہین اور نہ بھاگین اور روکین آپ کو دخول حرم اور زیارت بیت اللہ سی اور اگر آپ نہ رکین تو لڑائی کرین اور نجانے دین آپنے فرمایا کہ ہم تو بارادہ زیارت کی اور ادای عمرہ کی آئے ہین نہ بقصد جدال و قتال کے اور جو وہ میلان طرف جنگ کی رکھتی ہین سو یہہ اونکی لیے موجب نقصان اور ضرر کا ہی اگر وہ چاہین تو مین ایکمدت معین کر دون کہ اوس مدت مین ہماری اور اونکی درمیان مین لڑائی نہو اور مجکو اور باقی اور مشرکو نکو رہنے دین کہ مین اونپر جہاد کرون اگر مغلوب ہوا مین تو اونکا مطلب حاصل ہے

ہ جاہلیت مین اونٹ پر سوار کیا سو اونٹ پر اور وہ بڑی متقی تھے ۱۲ منہ

اور اگر اونپر غالب ہوا تو پھر یہہ بھی مثل اونکی میری متابعت کرین والا آخر روز ون فرصت ملی اور جو وہ اسپر بھی نمانینگے تو قسم ہے اوس خدا کی کہ زندگی میری اوسکی ہاتھہ مین ہی مین لڑونگا اونسی یہانتک کہ جدا ہو جاوی سالفہ گردن میری یعنی مارا جاؤن اور اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہی اپنی امر کو اور نصرت کریگا اپنی دین کی پھر بدیل آپکی مجلس شریف سی اوٹھکر مشرکین مین گئی اور اونسی کہا کہ مین محمد صلعم سی ایکبات سنکر آیا ہون اگر اجازت ہو تو بیان کرون سفہائی قریش مثل عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن العاص وغیرہ ہما بولے کہ ہمکو اوسکی بات سننے کی کچھہ حاجت نہین مگر جو عقلا اونمین تھی اونھون نے کہا کہ بیان کر بدیل نے کہا کہ ای معشر قریش تم محمد سی لڑنے مین شتابی کرتے ہو اور وہ صرف زیارت بیت اللہ کو آئے ہین بارادہ لڑائی کے تم سے نہین آئی ہین تمکو مناسب ہی کہ تم بھی اونسے نہ لڑو قریش نے اونکی کہنے پر یقین نکیا اور گمان کیا کہ یہہ حضرت سی ملگیا ہی اسلیئے کہ قبیلہ خزاعی کی لوگ ہمیشہ سی حضرت کی مخلص رہین ہین اسی اثنا مین عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ای قریش مین تمھارا کیا بجای فرزند کے نہین ہون اور تم میری بجای باپ کی اونھون نے کہا ہان کیون نہین پھر کہا کہ تم مجھکو اپنی عداوت اور خیانت مین متہم کروگے کہا نہین اوسوقت عروہ نے جو کچھہ حقوق اور عہود اونپر ثابت کیے تھے سب بیان کیے اور وہ عروہ اکثر آدمیون پر حقوق اور عہود ثابت رکھتے تھے اور یہان یہہ کوئی نجانے کہ یہہ عروہ بن مسعود بن عبد اللہ بن مسعود رض کی بھائی ہین اسلیے کہ یہہ ہذلی ہین اور وہ ثقفی ہین اور وہ اسلام لائی مدینہ مین نوین سال ہجر کی بعد لوٹنی حضرت کی غزوہ طایف سی اور اونکی نکاح مین چار عورتونسے زیادہ تہین حضرت صلعم نے فرمایا اونسی کہ چار بیبیان رکھلو اور باقی کو چھوڑ دو پھر اونھون نے ویسا ہی کیا اور وہ حضرت سی رخصت لیکر اپنی وطن کو گئے اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی اونھون نے نمانا ایکروز عروہ نے اپنے کوٹھی پر فجر کے اذان کہی اور بعد اسکی نماز پڑھنی لگے اس عرصے مین کہ یہہ تشہد پڑھتی تھے کہ ایک آدمی نے اونکی قوم مین سی اونپر تیر مارا یہہ اوس سی شہید ہوئی جب اس حال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی آپنے فرمایا کہ قصہ اسکا مانند قصہ صاحب یسین کی ہے یعنی جسکا بیان سورۂ یسین مین ہی قصہ اوسکا یون ہی جیسیکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ یسین مین واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون یعنی بیان کر اے محمد مثل گانون والی کے کہ وہ انطاکیہ ہی جب آئی وہان رسول مروی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے پہلی جانے سی آسمان پر اپنی خلیفہ شمعون الصفا کو کہ بعد حضرت عیسی علیہ السلام کی وہ خلیفہ ہوی فرمایا تھا کہ حواریون کو دعوت دین مسیح کی واسطے اطراف و جوانب مین بھیجنا پھر بعد رفع حضرت عیسی علیہ السلام کی اونھون نے بموجب ارشاد و وصیت حضرت مسیح علیہ السلام کی ہر ایک شخص کو حواریون مین سے ایک ایک قوم کی دعوت کی لیئے نامزد کیا کہ ایک کو روم کی جانب اور ایک کو بلاد مغرب کی طرف اور ایک کو حجاز کی ملک کیجانب اور ایک کو زمین بربر کی سمت اور اسی طرح سی ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجا وہب بن منبہ کہتی ہین کہ یحیی اور تومان یا تاروس یا ماروس کو یا صادق اور صدوق کو شہر انطاکیہ مین بھیجا جب یہہ اوس شہر کی قریب پہونچی تو ایک بڈھی کو اوس شہر کے قریب بکریان چراتے دیکھا اوسکو اونھون نے سلام کیا بڈھے نے اونسی پوچھا کہ تم کون ہو اونھون نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ

بھیجی ہوی ہین خلق کو گمراہی کی راہ سے ہدایت کی طرف بلانیوالی ہین پھر اوسنے کہا کہ تم اپنے صدق دعوی پر کچھہ برہان اور دلیل رکھتی ہو اونھون نے کہا ہان بیمار ہماری دعا سے اچھے ہوجاتے ہین اور برص والے اور اندھے مادرزاد ہماری دعا سے چنگے ہوجاتے ہین اوس بڈھے نے کہا کہ بہت برس سے میرا بیٹا بیمار ہے اور طبیب اوسکی علاج سے عاجز آرہے ہین سو اگر وہ تمھاری دعا سے اچھا ہوجاوے تو مین تمھارے خدا پر ایمان لاؤن پھر یہہ دونون اوس بیمار کے سرہانے گئے اور اللہ تعالی سے اوسکے حق مین دعا کری تو خدا تعالی کی فضل سے انکی دعا کی برکت سے اچھا ہوگیا اور صحت اوسے حاصل ہوگئی پھر وہ بڈھا اسلام لایا اور مسلمان ہوا اوسکو حبیب نجار بھی کہتے ہین اور صاحب یسین بھی اوسکا لقب ہے کہ سورۂ یسین مین اوسکا قصہ مذکور ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے چھہ سو برس کے یہہ ایمان لایا تھا اور یہہ ایک سابق اسلام مین سے ہے پھر ان دونونکا قصہ شہر مین مشہور ہوا اور بہت سے بیمارون نے خدا تعالی کے فضل سے اونکی دعا کی برکت سے صحت حاصل کی اوس شہر کے بادشاہ نے بھی کہ نام اوسکا انطیخیش رومی تھا انکے حال سے آگہی پائی اور انکی دعوت کی مضمون سے کہ انکار بت پرستی اور اقرار اور اثبات وحدانیت حق سبحانہ تعالی کا تھا اطلاع حاصل کی مگر دربار مین اپنے اونکو بار ندیا اور حضوری اوسکی اونکو حاصل نہوئی اسی اثنا مین اتفاقاً بادشاہ ایکروز شکار کو گیا تھا وہان پر اون دونونسے ملاقات ہوئی اونھون نے اوسکو خوب طرح سے نصیحت اور موعظت کری اور ادای رسالت اپنی کا بخوبی کیا مگر چونکہ سخن حق تلخ معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے نہایت غصہ سے حکم دیا کہ سو سو کوڑے انکو مار کر جیلخانہ مین لیجاؤ پھر اونکو اوسیوقت بموجب حکم کے جیلخانہ کو لیگئے اور چونکہ وقت رخصت کرنے ان دونونکے شمعون الصفا نے کہدیا تھا کہ تم خاطر جمع رکھنا تمھارے حال سے مین غافل نہین ہونیکا جب تمھین احتیاج ہوگی تو مین تمھاری مدد کو پہونچونگا پھر جبکہ بادشاہ نے انکو قید کیا شمعونکو وحی الہی سے کیفیت اس حادثہ سے آگہی ہوئی جب اونکو وحی سے یہہ حال معلوم ہوا تو یہہ انطاکیہ کی طرف چلے جیسا کہ اللہ تعالی اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی بھیجی ہمنے اونکیطرف دو پیغمبر سو جھٹلایا اون دونونکو اونھون نے پس قوت دی ہمنے اون دونونکو ساتھہ پیغمبر تیسرے کے سو کہا اونھون نے کہ تحقیق ہم تمھاری بھیجے گئے ہین قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیء ان انتم الا تکذبون یعنی کہا اون شہر والون نے نہین ہو تم مگر آدمی مثل ہمارے اور نہین اوتارا رحمن نے کچھہ نہین ہو تم مگر جھوٹے قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین یعنی کہا اون پیغمبرون نے کہ تحقیق جانتا ہے رب ہمارا کہ تحقیق ہم تمھاری طرف بھیجے ہوے ہین اور نہین ہے ہمپر مگر پہونچا دینا ظاہر قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتہوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم یعنی کہا شہر والون نے کہ ہمنے بدفالی کی تمھارے آنے سے اگر باز نہوگے تم اپنے دعوے سے البتہ ہم تمکو پتھرونسے مارینگے اور البتہ پہونچیگا تمکو ہمسے عذاب درد دینے والا قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون یعنی کہا اون پیغمبرون نے کہ بدفالی تمھاری تمھارے ساتھہ ہے کیا نصیحت کیے جاتے ہو تم بلکہ ایک قوم اسراف کرنیوالی ہو القصہ شمعون نے شہر انطاکیہ مین پہونچکر بادشاہ کے ایک خواص سے ربط واتحاد پیدا کیا اور اثنا صحبت مین سخنان خوش اور

کلمات دلکش کرنے شروع کئے اور اس سبب سے ذکر اونکے اوصاف اور محاسن اخلاق کا دربار بادشاہی مین ہونے لگا اس
حال مین شمعون نے ایکرات کو چاہا کہ قید خانہ مین جاکر یحیی اور تومان سے ملاقات کرے مگر بواسطے کثرت محافظان اور متانت در
زندان کی یاروں کو دیکھنے سے اونکو یاس کلی حاصل ہوئی لیکن حضرت مفتح الابواب نے ایک فرشتہ کو حکم کیا کہ اوسنے اوسی
قید خانہ کا دروازہ کھولدیا اور محافظان اور چوکیداروں پر خواب مسلط ہوا پھر شمعون قید خانہ مین گئے اور اون دونون
یاروں سے آپنے عتاب کرنا شروع کیا اور کہا کہ جلدی کرنی کام مین موجب ندامت اور شامت کا ہوتا ہے تمھارا حال اوس عورت
عقیمہ کا سا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اوسے بڑھاپے مین ایک لڑکا عنایت کیا تھا تو اوسنے بعد ایک مدت کے خیال کیا کہ
اس لڑکے کا نشو نما صرف دودہ سے دیر مین ہوگا سو بہتر یہہ ہے کہ کچھہ غذا کہانیکی قسم سے اسکو دیا چاہیے کہ جلد لیسے موٹا اور
توانا ہو جاوے اس خیال سے اوس بچہ کو پیش از وقت گوشت روٹی کھلانے لگے آخر کو بدہضمی سے مرگیا اب مین آیا ہون
تمھاری چھٹنیکی تدبیر کرونگا اس شرط پر کہ صبر کرو اور میری رای پر رہو اونھون نے کہا جیسے تم ہمکو کہوگے ویسے ہی کرینگے
پھر اونسے کہا کہ اس بھید پر کوئی خبردار نہونے پاوے اور اپنی رہائی کے وقت مجھکو تم دیکھو تو مجھہ سے بیگانہ کے مانند کلام کرنا اور رنج
اپنی تمکین بتلانا یہہ کہکر وہ وہانسے چلے آئے اور وہ دروازہ جیلخانہ کا اوسی طور سے بند ہوگیا پھر شمعون نے ساتھہ حسن تدبیر اپنی کے
بادشاہ کے ملازمونسے سازش کری اور اوسیطرح سے رفتہ رفتہ بادشاہ کے مقربون سے رسائی حاصل کی اور اونکے وسیلہ سے
بادشاہ کے دربار مین پہونچے اور آخر کو بسبب سلیقہ اور شعور کے بادشاہ کے مقربون مین ہوے اور اتنا قرب پیدا کیا کہ بادشاہ کے
ساتھہ بتخانہ مین جانے لگے اور وہان جاکر اللہ تعالی کو سجدہ کرتے لوگ سمجھتے کہ یہہ بت کو پوجتے ہین آخر کو اتنی قرب اور منزلت حاصل
کی کہ بادشاہ بغیر مشورہ انکے کسی کام مین شروع نکرتا ایکروز وقت مناسب مین بادشاہ سے اونھون نے عرض کی کہ اندنون مینے سنا
ہے کہ بادشاہ کے جیلخانہ مین دو شخص بیگناہ قید ہین اور دعوی انکا یہہ ہے کہ کہتے ہین وہ کہ ہمکو اللہ تعالی نے رسول کرکر بھیجا ہے
اور وہ حضور مین حضرت کے شاید حاضر بھی ہو چکے ہین مگر یہہ معلوم نہین ہوا کہ اونھون نے اوسوقت کیا عرض کی بادشاہ
نے کہا کہ مجھکو اون دونو کے کلام کرتے وقت ایسا غصہ آیا کہ مینے کچھہ بھی اونکا کلام نہین سمجھا اگر تجھکو خواہش اونکا کلام سننے کی
ہے تو اونکو مین بلاؤن کہ مدعا اور مطلوب اونکا تو استفسار کرے شمعون نے کہا کہ مجھکو اونکی باتین سننے کی اتنی رغبت نہین مگر
بنا بر میلان خاطر آپکی اونسے معارضہ کرنا چاہتا ہون کہ اونکو رد کرون بادشاہ نے اون دونو کو قید خانہ سے بلا کر حاضر کیا
پھر شمعون نے اون دونون سے پوچھا کہ تمکو کسنے بھیجا ہے اونھون نے کہا کہ ہمکو اوسنے بھیجا کہ وہ سب اشیا پر قادر اور توانا ہے
شمعون نے کہا کہ قدرت اور عظمت اوسکی مجھکو بھی معلوم کروا سکتے ہو اوسنے کہا کہ اوسکا رتبہ اس سے بڑا اور برتر ہے کہ زبان
انسان ضعیف البنیان کی اوسے بیان کر سکے مگر مختصر اوسکا یون بیان ہے کہ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید یعنی
کرتا ہے اللہ تعالی جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے شمعون نے کہا کہ اگر تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل اور حجت قایم کرو تو مین
بادشاہ سے تمھاری شفاعت کرون کہ دست تعرض تمسے کوتاہ کرے والا پھر وہ تمھین قید خانہ مین بھیجکر طرح طرح کا عذاب

کر لیگا تو مان نے کہا جو تم کہو اوسکا جواب دیا جاوی شمعون نے کہا مینے ایک لڑکا دیکھا ہی اندھا اگر وہ تمھاری دعا سے اچھا ہو جاوی تو مین تمھاری سفارش کرون او نھون نے قبول کیا پھر اوس لڑکی کو لائی پھر تجھی اور تومان بحسب ظاہر اور شمعون نے بحسب باطن دعا کری جب دعا اور تضرع کر چکی تو اون دونون نے تھوڑی سی مٹی لیکر دو خلولے بنا کر اوسکی آنکھ کی جگہہ رکھدیے پھر وہ دونون اوسکی آنکھین روشن ہوگئین بادشاہ نے تعجب کرکے کہا شمعون سے کہ یہہ دونون جادوگر ہین شمعون نے کہا ان کاموں پر جادوگرون کو قدرت نہین ہوتی ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ بادشاہ نے کئی اندھو نکو بلایا تھا وہ سب ان دونو کی دعا سے اچھے ہوگئی شمعون نے بادشاہ کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ ہم بھی اپنے خداؤن سے درخواست کرین کہ اونکی تصرف سے ایسے اندھے بینا ہو جاوین بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ ان بتون کو طاقت نہین جو کسی طرح کا تصرف کرین شمعون نے کہا اچھا اب اور معجزہ مین اونسے طلب کرتا ہون اگر وہ بھی اونھون نے کر بتایا تو ہم جان لینگے کہ وہ سچے ہین پھر اونسے اینسے کہا کہ اگر تمھاری دعا سے مردہ ہفت روزہ جی اوٹھی تو ہم تمکو سچا جانینگے اور خدا تعالیٰ پر ایمان لاوینگے اونھون نے قبول کیا اور ایک قول سے وہ مردہ بادشاہ کی لڑکی تھی اور ایک روایت سے بادشاہ کی ملازمون مین سے حبیب نجار کا بیٹا تھا اوسکی نعش کو قبر سے لا کر مجلس مین حاضر کیا پھر تجھی اور تومان نے علی سبیل الاعلان اور شمعون نے علی سبیل الاخفا اوسکی زندگی حق تعالیٰ سے چاہی پھر اوسی وقت اوس مردہ کی بدن سے کفن پھٹ گیا اور وہ حرکت کرنے لگا پھر تھوڑی دیر مین اوٹھ بیٹھا اور بولنے لگا بادشاہ نے اوس سے کیفیت حال کی پوچھی اوسنے کہا فرشتی بعد مرنے میرے کی میری حال سے تلاش کرنے لگے تو مجھکو شرک پایا سو اوس دن سے آجتک وہ مجھی ایک نئی جنگل مین آگ کی لیجا کر ایک نیا عذاب کرتے ہین آج کے دن کہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی مجھے عنایت کی تو پہلے اوس سے مینے ایک آواز سنی کہ اوپر دیکھہ مین اوپر کو دیکھنے لگا تو ایک جوان کو مینے دیکھا کہ ساق عرش پکڑے کھڑا ہی اور تین آدمی کہ ایک اون مین بڈھا اور دوسرا ادھیڑ اور تیسرا جوان ہی اور وہ شفاعت میری کر رہی ہین پھر میری کان مین خطاب پہونچا کہ یہہ شخص جو عرش کے پاس ہی ان تینون شخصونکی حق مین کہ اسکی اصحاب ہین اور تیری شہر مین اب وارد ہین سفارش کرتا ہی اور تیری زندگی کو مجھسے التماس کرتا ہی اور جہنم سے تیرا چھٹکارہ چاہتا ہی بادشاہ یہہ تھا حال سچا جو بیان کیا مینے اوسی بیکم و کاست بادشاہ یہہ سنکر حیران ہوا اور مع چند اپنے ہمراہیون کے اسلام لایا پھر سب قوم نے اونسے مخالف ہو کر اون دونو نکی مار ڈالنے کا قصد کیا حبیب نجار یہہ سنکر اپنے گھر سے آئے کما قال تعالیٰ وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی قال یاقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون وما لی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون انی اذا لفی ضلال مبین یعنی اور آیا شہر کی پرلی سری سے ایک مرد دوڑتا بولا ای قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤن کی چلو راہ پر ایسون کی جو تم سے نیگ نہین مانگتی اور وہ راہ دکھائی گئے ہین اور مجکو کیا ہی کہ مین بندگی نکرون اوسکی جسنے مجکو بنایا اور اوسیکی طرف پھر جاؤ گی بھلا مین پکڑون اوسکی سوا اورون کو پوجنا اور اگر مجھپر چاہی رحمن کچھہ تکلیف کام نہ آوی مجکو اونکی سفارش اور نہ وہ مجکو چھڑاوین تو تو مین پھنسا رہین ہون صریح جب حبیب نجار کا قوم نے یہہ مقولہ سنا تو اونکی قتل کا ارادہ کیا جب حبیب نجار نے

اپنی قوم کا قصد معلوم کیا تو مخاطب ہو کر اون رسولونکی طرف کہنے لگے انی اٰمنت بربکم فاسمعون یقینًا میں یقین لایا تمہارے رب پر تم سنلو یعنی میری ایمان کے گواہ رہو قیامت کو میری گواہی دینا بعضون نے کہا کہ یہ خطاب اونکا قوم سے تھا پھر قوم نے اونکو پتھر ونسے اتنا مارا کہ یہ شہید ہو گئے اور قبر اونکی بازار انطاکیہ میں ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ اوٹھا لیا اور جنت میں داخل کیا پھر کیف فرماتا ہے اللہ تعالی قیل ادخل الجنۃ قال یلیت قومی یعلمون بما غفر لی

ربی وجعلنی من المکرمین یعنی حکم ہوا کہ چلا جا بہشت کو بولا اسطرح میری قوم معلوم کریں کہ بخشا مجکو میرے رب نے اور کیا مجکو عزت والونمین انتہی قوم نے اونسے دشمنی کی کہ اونکو مارڈالا اونکو بہشت میں بھی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لاویں اور حبیب نجار شہید ہوے اور بادشاہ اور پیغمبر سلامت خدا تعالی کے فضل سے نکل گئے حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ شخص جسنے عالم حیات میں اپنی قوم کو نصیحت کیا اور بعد مرنیکے اونکی حسن عافیت کی تمنا کی وہ حبیب نجار ہی تھے مروی ہے کہ بعد شہید ہونے حبیب نجار کے شمعون الصفا کو وحی پہونچی کہ اب سب اہل توحید شہر سے باہر چلے جاویں کہ عذاب ہمارا انکو ہلاک کریگا تو شمعون الصفا نے اوسی رات کو اوس شہر انطاکیہ سے سب مسلمانونکو ساتھ لیکر وہانسے ہجرت کی جب صبح ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شہر کے دروازہ پر آکر ایک زور سے ایسا آواز کیا کہ اوسکے صدمہ سے شہر کا شہر غارت

ہو گیا چنانچہ قال تعالی وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون

یعنی اور اوتارے نہیں ہمنے اوسکی قوم پر اوسکے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم اوتارا نہیں کرتے تھے ایک چنگھاڑا پھر تبھی سب بجھ رہے انتہی اور تمثیل دی حضرت سرور کائنات علیہ الف الف صلوۃ نے اونکے حال کے ساتھ حال حبیب نجار کو اسلیے کہ جیسے وہ تائید دین میں اپنی قوم کی ہاتھ سے شہید ہوے یہ بھی اسیطرح اپنی قوم کی ہاتھ سے بسبب تائید دین کے شہید ہو گئے انتہی کذا فی مواہب العلیا و ترجمہ عجائب القصص روضۃ الاحباب میں ہے کہ عروہ نے بعد بیان کرنے حقوق سابقہ ثابتہ کے کہا کہ جانو تم کہ یہ مرد یعنی محمد بہت اچھی بات اور مصلحت اور انصاف کی کہتا ہے اوسکو قبول کرو اور مجکو بھی اجازت دو کہ میں بھی اوسکے پاس جا کر اوس سے باتیں کروں کہ دیکھوں کیا کہتا ہے اور معلوم کروں کہ کیا مصلحت ہے پھر اونھوں نے اجازت دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر حاضر ہوے حضرت نے جو بدیل سے فرمایا تھا وہی بات اوس سے کہی پھر اوسنے عرض کی کہ اے محمد یہ بات مجکو بتلاؤ کہ اگر تم اپنی قوم کی بیخکنی کی آرزو رکھتے ہو تو کسی نے سنی ہوگی کہ پہلے عرب میں کسی نے اپنی قوم و اصل کو تباہ اور ہلاک کیا ہے اور نہیں ایسا معاملہ اپنی قوم سے کیا ہے اور اگر تم اونکے مغلوب ہو گئے تو پھر کہو کیا حال ہوگا اور بیشک ایک جماعت اوباش تمہاری پاس جمع ہو گئی ہیں بعد گذرنے ایک ساعت کے یہ تمکو چھوڑ کر چلے جاوینگے اور یہ گفتگو عروہ کی جسکے یہ دو وجہ تھی کہ گمان کیا اوسنے حال اہل اللہ کو مثل حال اہل دنیا کے اسلیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ اوس مجلس میں تھے عروہ کی یہ بات سنکر شدت اور غلظت اوسپر کر کے فرمایا امصص بظر اللات یعنی چوس اوس گوشت کی ٹکڑے کو جو لات کی فرج پر ہے اور لات نام بت کا ہے جسکو قریش اور ثقیف پوجتے تھے اور عادت عرب کی تھی کہ جب سخت گالی

کسیکو دیتی تو کہتے امصص بظر اللات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسمین تشبیہ کیا کہ لات قایم مقام امّ کی کیا اور نسبت کی
طرف اوسکی اور اس بات پر باعث صدیق رضہ کو بیباکی اور غرور اور تکبر عروہ کا اور نسبت کرنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو ساتھ فرار کے ہوا اسلیے کہا صدیق رضہ نے انحن نفر عنہ وندعہ یعنی کیا ہم بھاگ جاوینگے اور ہٹ جاوینگے اور چھوڑ دینگے ہم
اونکو نہ جانا تجکو ابھی ہماری عاشقی اور صادقی اور جانثاری اور وفاداری اونکا حال ساتھ حضرت کے معلوم نہین عروہ نے یہہ
بات سنی اور سر اوٹھا کر پوچھا کہ یہہ کون شخص ہے جو یہہ بات کہتا ہے کہا حضرت صدیق رضہ ہین اوسنے کہا اے ابوبکر خبردار رہو
قسم خدا کی اگر تیرا حق میری اوپر ثابت نہوتا کہ مینے اوسکی مکافات نہین کی ہے تو اسکا جواب اور سزا تجکو دیتا مین اور حق
ابوبکر رضہ کا عروہ پر یہہ تھا کہ ایام جاہلیت مین عروہ پر دیت لازم ہوگئی تھی سو ابوبکر رضہ نے اودا اور لوگون نے اوسکی اعانت
کی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ دس اونٹ جوان صدیق رضہ نے اوسکو دیے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ ہر ایک نے اوسکے
یارون اور دوستون مین سے اوسکو ایک ایک دو دو گائین دی تھین اور ابوبکر رضہ نے دس گائین دی تھین اور مروی
ہے کہ عروہ اثنائے تکلم مین ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنا ہاتھ حضرت کی ریش مبارک تک پہونچاتا تھا جیسیکہ عادت
اجلاف عرب کی تھی کذا فی المدارج اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ کلام کرتا تھا عروہ ساتھ حضرت کے اور پکڑتا تھا حضرت کی
ریش مبارک اور مغیرہ بن شعبہ کھڑے تھے برابر حضرت کی تلوار باندھے خود سر پر رکھے ہوے پھر جب عروہ خواہش کرتا داڑھی مین
ہاتھ لگانیکی تو مغیرہ مارتے اپنی تلوار کی کوتھی عروہ کے ہاتھ مین اور کہتے اخر یدک عن لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ہٹا لے ہاتھ اپنا داڑھی رسول اللہ صلعم کی سے کہا علما نے کہ تھی عادت عرب کی ان یتناول الرجل لحیۃ من یکلمہ لا سیما عند الملاطفۃ
استمالۃ لہ یعنی یہہ کہ مرد پکڑتا تھا داڑھی اوسکی کہ ہمکلام ہو اوس سے خصوصا نزدیک ملاطفت کے واسطے مائل اور مہربان
کرنیکی اوسکو اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کرتے اوسکو عروہ سے اپنی طرف راغب کرنیکو اور تالیف قلوب کے لیے اور مغیرہ
رضہ منع کرتے تھے اوسکو واسطے بزرگی حضرت کی انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جو مغیرہ رضہ نے تلوار کی کوتھی کئی بار عروہ کے ہاتھ
مین ماری تو وہ خفا ہو کر کہنے لگا کہ محمد یہہ تمہارے صحابہ مین سے کون ہے جو مجکو ایذا دیتا ہے قسم اللہ کی مین گمان نہین کرتا ہون
کہ تمہارے درمیان مین کوئی ایسا لئیم اور برا ہو تب حضرت نے تبسم کرکے فرمایا کہ یہہ تیرے بھائی کا بیٹا ہے سو عروہ نے مغیرہ رضہ کی
طرف مونھہ کرکے کہا کہ اے غدار مین تیری غدر کی اصلاح مین سعی کرتا ہون اور تو مجھسے ایسا کرتا ہے اور حال یہہ تھا کہ مغیرہ
ایام جاہلیت مین تیرہ آدمیون کے ساتھ بنی مالک سے قبیلہ ثقیف سے مصر کو بادشاہ مقوقس کے پاس گئے تھے جب مصر مین پہنچکر
مقوقس سے ملاقات کی اوسنے ہر ایک کو اونمین سے موافق اونکی انعام دیا اور مغیرہ کو کچھ ندیا اوسکو اوپر رشک آیا جب اودھر سے
پھرتے ہوے ایک منزل مین اوترے وہ لوگ بہت سی شراب پیکر اور مست ہوکر سو رہے مغیرہ نے اون تیرہ شخصونکو مار ڈالا
اور اونکا مال لیکر مدینے مین آیا اور مسلمان ہوا حضرت صلعم نے فرمایا اے مغیرہ اسلام تیرا مقبول ہے مگر یہ مال جو تو لایا ہے
اوس سے ہمکو کچھہ کام نہین ہم اوسمین سے خمس نہین لیتے ان اموال اهل الشرک اذا اخذوها عند الامان مردودۃ الى اربابها

یعنی بیشک مال اہل شرک کا جبکہ لیوین اوسکو نزدیک امان کی تو پھیرا جاوی وہ مال اوسکی مالکون کی طرف کذا فی حاشیۃ روضۃ الاحباب جب بنو مالک کو کچھ حال معلوم ہوا مغیرہ کی قوم سی لڑنا جھگڑنا شروع کیا عروہ بن مسعود ثقفی نے بنو مالک کی رئیس مسعود بن عمرو سی اسی مقدمہ مین گفتگو کرکے کوشش وسعی سی صلح کروائی تیرہ آدمیون کا خون بہا دینا ٹھہرا دیا تو کہنا عروہ کا کہ تیری عذر کی اصلاح مین کوشش کرتا ہون اشارہ تھا اس قصہ کی طرف اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ اس مجلس مین عروہ بن مسعود صحابہ کی طرف کنکھیون سے دیکھتا تھا اور حالات اونکی معلوم کرتا تھا اور رعایت ادب اور تعظیم اور حرمت نگاہ رکھنی مین اونکی حیران تھا بعد مراجعت کی مشرکون سے کہا ای معشر قریش مینے صحبت ملوک اور کبرا اور عظما کی بہت دیکھی ہی اور کسری اور قیصر اور نجاشی کی ملازمت کی ہی کسیکے ملازمونکو مینے ایسا ادب اور ایسی تعظیم و تکریم کرتے نہین دیکھا جیسا کہ اصحاب محمد صلعم کی کرتے ہین جبوہ اونکا تھوک کسیکے ہاتھ پر گر پڑی تو وہ اپنی مونھہ پر لیتا ہے اور جو کسی کام کرنیکو حکم کرتی کہ ادنی آدمی اوسی کر سکتا ہو تو بزرگ ترین قوم کا اوسکو بجالاتا ہی اور جب اوسکی سامنی بات کرتے ہین تو آہستہ کرتے ہین اور جب وہ بات کرتا ہی تو اوسکی طرف تیز نگاہ نہین کرتے ہین اور بسبب کمال احترام اور تعظیم کے اوسکی چہرہ کیطرف نہین دیکھتی اور جو وضو کرتا ہی تو اوسکی وضو کی پانی پر آپس مین اتنا جھگڑتے ہین کہ قریب ہی کہ ماری جاوین اور جو کوئی بال داڑھی یا سر کا گرتا ہی تو اوسی تبرک کو اوٹھا لیتی ہین اور تعظیم سی اوسے تبرک رکھہ چھوڑتے ہین سوا اسکی اور جو کچھہ حالات اوسنی دیکھے تھے مفصل اونکا بیان کیا اور جو کچھہ حالات اونکی مردانگی اور شجاعت اور اتفاق اور محبت کی دیکھی تھے سب بیان کیے کہ زیادہ اوس سی کوئی بیان نکر سکی اور اوسنی کہا کہ قسم خدا کی مینی ایک لشکر دیکھا کہ تم سی مونھہ نہ پھیرینگے اگرچہ سب ماری جاوین یا تمپر غالب آوین اور چونکہ انجام کار اوسکا ایمان پر تھا اور تجربہ کار اور قدردان مرد تھا اور مانند اور مشرکون کی تعصب بھی اوسکو نتھا جو کچھہ اوسنی بچشم خود دیکھا تھا سچ سچ بیان کردیا اور متحیر ہونا اوسکا دیکھکر ادب اور احترام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کا نظر کرنے ظاہر حال اہل عالم پر تھا اور ہنوز قدر منزلت رسالت کی نہین جانتا تھا اگر جانتا تو ہرگز متحیر نہوتا پھر بھی باوجود اسکے نصیحت قریش اور صوابدید وقت مین کافی تھا مگر وہی شقاوت شعار ناہنجار اپنی اوسی بات پر تھی اور کہتی تھے کہ کچھہ باتین نصیحت کی ہماری خیال مین نہین آتین ہم اپنی قصد پر مضبوط ہین کہ اِسکی سال محمد صلعم کو اور اوسکی یارونکو واسطی زیارت کعبہ کی نہین جانین دینگی اگلی سال وہ لوٹ جاوی اگلے سال آوی پھر جب عروہ کی سعی کوشش سی صلح سر انجام کو نپہونچی تب ایک شخص حلیس نام جماعت احابیش مین سی حضرت کی ملاقات کو قریش سی اجازت لیکر آیا آپنی اوسکو دیکھکر فرمایا کہ یہہ شخص اونمین سی ہے جو قربانی کی شترونکی تعظیم کرتے ہین قربانی کی اونٹ اوٹھا کر اوسکی سامنی سے نکالو پس صحابہ نی ایسا ہی کیا اور لبیک کہتی ہوئی اوسکی سامنی کو آئے حلیس نے جو کچھہ دیکھا جانا کہ یہہ لوگ اہل قتال سی نہین ہین اور کہا سبحان اللہ لایق نہین ہی کہ اس قوم کو زیارت بیت اللہ سی روکین اور ایک روایت مین ہی کہ اوسکو رقت ہوئی اور آنسو اوسکی آنکھونسی نکل پڑی اور اوسنی کہا هلکت قریش ورب الکعبۃ یعنی ہلاک ہوئی قریش قسم ہی پروردگار

کعبہ کی اور یہہ لوگ نہین آئے ہین مگر عمرہ کرنیکو اور اوسیوقت حضرت سی ملاقات کئی لوٹ گیا اور قریش سی جا کر کہا کہ مینی اصحاب محمد صلعم کو دیکھا کہ اونھو نکو اشعار اور تقلید کیا ہی اور بیت اللہ کی زیارت کا قصد رکھتی ہین مصلحت نہین ہی کہ اونکو زیارت سی روکو قریش نے اوسکو اس خبر مین سچا جانکر گمان اسکی نادانی اور بیوقوفی پر کیا اور نہایت شقاوت سی کہا کہ ای حلیس تو اعرابی ہی ملکی معاملات سی واقف نہین وہ اسبات سی خفا ہوا اور کہا کہ ای قریش ہم تمسے اس امر مین موافق نہین ہین کہ بیت اللہ کی زائرونکو زیارت سی منع کرین اور قسم اوس خدا کی کہ جان حلیس کی اوسکے قبضے مین ہی اگر تم محمد کو زیارت بیت اللہ سی باز رکھوگے تو مین تمسی ساتھہ تمام قوم احابیش کے روگردان ہوتا ہون قریش نے عذر خواہی کی اور اوسکو تسکین و تسلی دی اور کہا ای حلیس ٹھہر کہ ہم محمد سی اپنے حسب خواہش صلح کرلین مروی ہی کہ جو لوگ قریش کیطرف سی آئی اور سعی اونکی نے قساوت قلبی قریش مین اثر نکیا اور کچھہ فائدہ مرتب نہوا تب حضرت نے بھی چاہا کہ کسیکو بھیجکر اسمقدمہ مین سعی کرین پہلے حضرت نے حراش بن امیہ کعبی خزاعی کو اونٹ دیکر بھیجا کہ قریش سی جا کر کہی کہ تشریف لانا حضرت صلعم کا محض واسطے عمرہ کرنیکے ہی نہ واسطے لڑائی کے جب یہہ قریش کے پاس گئی تب اونھون نے اونکے اونٹ کی کوچین کاٹ ڈالین اور اونکو مارنے پر مستعد ہوئی انکی قوم کے لوگ جو مکے مین تھی اونھون نے اونکو اونسی چھوڑا کر حضرت کے پاس بھیجدیا پھر آپنے حضرت عمر رض کو فرمایا کہ تمکو مکے مین جانا چاہئے کہ اونسی جا کر کہو کہ حضرت عمرہ کرنیکو آئے ہین نہ بقصد لڑائی کے حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو خوب معلوم ہی کہ عداوت قریش کو ساتھہ میرے کسقدر ہی اور غلظت اور شدت میرے ساتھہ اونکے ساتھہ کس مرتبہ کی ہی اگر وہ مجھپر قابو پاوینگے تو بیشک زندہ نچھوڑینگے اور مکے مین بنی عدی مین سے ایسا کوئی نہین کہ وہ میری حمایت کرے اگر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو آپ بھیجین تو مناسب ہی اسلیے کہ وہ قریش کے نزدیک بہت عزیز ہین اور اونکے ناتے رشتے کے لوگ وہان بہت ہین پھر آپنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مکے کو بھیجا کہ ابو سفیان اور صنادید قریش سی جا کر کہدین اور اونکو جتلا دین کہ ہم عمرہ کو آئے ہین نہ لڑنیکو اور وہان جو مسلمان ہین اونسی کہدین کہ فتح نزدیک ہی پھر حضرت عثمان رض بموجب فرمان واجب الاذعان کے طرف مکے کے روانہ ہوئی اور منزل بلدح مین مشرکون سی ملے اور حضرت کا پیام اونکو پہونچایا کفار ناہنجار اپنی اوسی جہالت اور سفاہت پر اڑے رہی کہ ممکن نہین کہ محمد صلعم کبھی کی زیارت کرے سبحان اللہ یہہ کیا جاہل ہین یہہ سب جہل اور شدت اونکی اسلیے تھی کہ حضرت صلعم نرمی کر آئی تھے اور عذر فرماتے تھے کہ ہمکو قصد لڑائی کا نہین ہی اور اگر شدت پر آجاتے اور قصد لڑائی کا کرتے تو اوسیدم اونکی جان نکلتی غرضکہ ابان بن سعید بن العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تعظیم کی اور اپنے مرکب پر سوار کیا اور آپ اونکے پیچھے بیٹھا اور مکے کو لیگیا پھر حضرت عثمان رض نے پیام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کا ابو سفیان اور صنادید قریش کو جو وہان موجود تھے پہونچا دیا اونھون نے بھی نمانا پھر حسب عثمان رض نے اونکو قوم کا موافق پایا چاہا کہ لوٹکر حضرت کے پاس آجاوین قریش نے بپاس خاطر حضرت عثمان رض کے کہا کہ اگر تم چاہو تو طواف کعبے کا کرلو اونھون نے کہا کہ مین طواف نہین کرونگا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طواف نکرین وہ لوگ اس بات سے برہم ہوئے اور سب اونکو آنے سے روک دیا مروی ہی کہ جب عثمان رض حضرت صلعم کے پاس سے مکہ کو چلے صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ خوشا وقت کہ عثمان مکہ کو گئے اور زیارت کعبہ کی کرینگے آپنے فرمایا کہ گمان میرا عثمان رض سے یہہ نہین ہی کہ وہ بغیر ہمارے طواف کرین ✿ فردوس چہ کار آید اگر یار نباشد ✿ اور بعض روایت مین آیا ہی کہ دس آدمی اور حضرت سے اجازت لیکر مکے کو گئے مہاجرین مین سے اور جو عثمان رض کی اقامت کو مکہ مین طول ہوا اہل اسلام مین یہہ خبر مشہور ہوئی کہ عثمان رض کو دس آدمیون سمیت جو مکہ گئے تھے مکے والون نے قتل کر ڈالا اور ایک روایت مین ہی کہ شیطان نے لشکر مین پکار دیا کہ آگاہ ہو کہ عثمان رض کو مکہ مین مار ڈالا حضرت اس خبر سے بہت ملول ہوئے اور درخت سے پشت لگا کر صحابہ کو بیعت کیلیے فرمایا کہ ثابت قدم رہین اور اگر لڑائی پر جاوین تو نہ بھاگین اور کلام مجید اور فرقان حمید مین اللہ تعالی نے اسی بیعت سے خبر دی تھی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الایۃ اسیواسطے اسکو بیعت الرضوان کہتے ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ نار مین نہ داخل ہوگا جو بیعت الرضوان مین حاضر ہوا اور ایک روایت مین ہی کہ جو کوئی حاضر ہوا حدیبیہ مین نہ داخل ہوگا نار مین اور چونکہ حضرت عثمان رض وہان حاضر نتھے آپنے چاہا کہ وہ بھی اس فضیلت سے محروم نرہین کہ آپنے اپنے بائین ہاتھہ کو فرمایا کہ یہہ ہاتھہ حضرت عثمان رض کا ہی پھر داہنے ہاتھہ کو اپنے بائین پر رکھکر عثمان رض کیطرف سے آپنے بیعت کی اور بیشک حکمت تعالی شانہ کی مشہور ہونے مین خبر قتل عثمان کی یہہ تھی کہ باعث ہوئی اس بیعت پر اور کفار مکہ نے جب یہہ سنا تب خوف اور رعب اور وہم اونکے دلونمین پیدا ہوا کہ جو حضرت سے ہم لڑینگے تو ہلاک اور بیخ برکندہ ہوجاوینگے پس مضطرب ہوکر مصالحہ اختیار کیا اور سہل بن عمرو کو کہ اونکا خطیب تھا اس مہم کیلیے بھیجا کہ ہمارے اور محمد صلعم کے درمیان مین صلح کروادے جسطرح سے ہوسکے اور مروی ہی کہ جب حلیس لوٹ کر قریش کے پاس گیا اور کہا کہ اس قوم کو زیارت بیت اللہ سے منع کرنا لایق نہین ہی تو مکرز بن حفص قریش سے اجازت لیکر لشکر اسلام مین آیا جب دور سے وہ دکھلائی دیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہہ مکرز بن حفص ہی اور یہہ مرد فاجر ہی اور ایک روایت مین مرد غادر ہی اس سے بات نکرچہ اور خود آپ اوس سے کلام کرنے لگے اسمین سہل بن عمرو ساتھہ ایک جماعت قریش کے آیا آپنے فرمایا سہل امرنا یعنی آسان ہوا کام ہمارا اور ایک روایت مین ہی قد سہل لکم امرکم یعنی بیشک آسان ہوا کام تمہارا تمکو اور یہہ سہل بن عمرو بدر مین کافرونکے ساتھہ قید ہوئے تھے اور قوم قریش کے خطیب تھے پس کہا عمر بن خطاب نے یا رسول اللہ توڑ ڈالو دانت اسکے کہ پھر بعد اسکے تمپر خطبہ نہ پڑھے آپنے فرمایا کہ امید ہی کہ وہ ایک ایسے مقام مین کھڑا ہوکر خطبہ پڑھیگا کہ محمود ہوگا اور وہ اسلام لائے بعد فتح مکے کے اور وہ مقام کہ آپنے خبر دی تھی خطبہ پڑھنے کی وہ تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے انتقال کر گئے اور مختلف ہوگئے آدمی مکہ مین اور بعضے مرتد ہوگئے اوسوقت سہل نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا خلافت ابوبکر رض کا اسطرح کہ گویا سن رہے ہین حضرت ابوبکر رض خطبے کو اور تسکین دی لوگونکو اور باز رکھا اونکو اختلاف سے اور وفات پائی سہل نے طاعون سے عمواس مین بیچ زمانے خلافت حضرت عمر رض کے سنہ ۱۸ ہجری مین اور کہا گیا ہی کہ وہ شہید ہوئے یرموک مین اور باقی نہین رہی اونکی نسل

اور ابو جندل بیٹا اونکا بھی ہلا ہوا عمر اس مین فوت ہوا القصہ او نھون نے حضرت سے عرض کی کہ اے محمد ہماری ایک جماعت کہ تمہاری قید مین ہے اوسکو چھوڑ دو اور یہہ اسطرح ہوا تھا کہ پچاس آدمی قریش نے لشکر اسلام کی خبر کو بھیجے تھے اور یہہ بھی انکا مقصود تھا کہ اگر کوئی آدمی مسلمانون مین سے ہاتھہ لگے تو پکڑ لادین اتفاقاً ان پچاس آدمیونکو محمد بن مسلمہ نے اپنے ہمراہیونکے ساتھہ کہ حضرت نے اونکے ساتھہ کر دیے تھے پکڑ لائے آپنے اونکے قید کا حکم دیا تھا جب سہیل نے اون قیدیونکو طلب کیا تب آپنے فرمایا کہ تم میری اصحاب کو یعنی حضرت عثمان رضہ اور اونکے ہمراہیونکو بھیجدو تو ہم تمہارے قیدی چھوڑ دین پھر خویطب بن عبد العزی اور مکرز بن حفص نے ساتھہ اتفاق سہل کے کسیکو مکہ مین بھیجا کہ اصحاب محمد صلعم کو جو روک رکھا ہے بھیجدین تاکہ ہمارے قیدی خلاص ہون پھر عثمان رضہ ساتھہ اپنے دسون ہمراہیون کے آئے کذا فی معارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ وہ پچاس آدمی قریش کے جو محمد بن مسلمہ پکڑ لائے تھے حضرت نے اوسیدم مہربانی کرکے اونکو مکہ مین بھیجدیا اور اس روایت سے آنا حضرت عثمان رضہ کا تب ہوا کہ حضرت نے بعد وتوجہ صلح کے فراغت حاصل کی لکھنے صلح نامہ سے اور سہل بن عمرو کو اپنے پاس نگاہ رکھا کہ جبتک عثمان رضہ آوین تجھکو نہ چھوڑونگا پھر اوسنے قریش کو لکھہ بھیجا کہ عثمان کو بھیجدین کہ مین رہائی پاؤن پھر جب عثمان رضہ آئے تب حضرت نے سہل کو چھوڑا کذا فی الوہب اللدنیہ پھر سہل نے کہا اے محمد قریش اس شرط پر صلح کرتے ہین کہ ابکی سال تم عمرہ نہ ادا کرو اگلے سال اسکی قضا کر لینا اگر اسپر راضی ہو تو آؤ صلحنامہ لکھین حضرت نے فرمایا بہتر ہے اور آپنے اوس بن خولی انصاری کو کہ خط کتابت مین مہارت رکھتے تھے صلحنامہ لکھنے کو بلایا سہل نے کہا اے محمد یہہ نامہ علی کو لکھنا چاہیے جو تمہارے چچا کا بیٹا ہے اور یہہ کہنا سہل کا اسلیے تھا کہ ظاہر اً حق اولی معاملہ مین اور مصالحہ اور معاہدہ اور نقض عہد مین آدمی کے اوسکے عصبات اور اہل ہوتے ہین اور سبب یہی تھا کہ حضرت نے سورہ توبہ پڑھنے کو کہ اوسمین نقض عہد اور منافقونکی توبہ کا بیان ہے بعد بھیجنے حضرت ابو بکر رضہ کے حج ادا کرنیکے لیے کہ امیر حاج اونکو کیا تھا حضرت علی رضہ کو پیچھے سے بھیجا تھا اور ایکروایت مین ہے کہ سہل نے کہا کہ لکھے اس صلحنامہ کو علی رضہ یا عثمان رضہ اسلیے کہ حضرت عثمان رضہ بھی حضرت کے داماد اور عصبات سے تھے پھر آپنے موافق التماس اوسکی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر فرمایا کہ لکھہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سہل نے کہا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ رحمن کون ہے لکھو باسمک اللہم جیسے پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانون نے کہا کہ یہہ نہین ہمتے بسم اللہ ہی لکھین گے حضرت نے فرمایا کہ اے علی لکھہ تو باسمک اللہم حضرت علی رضہ نے موافق ارشاد کے بنایا و آپکے باسمک اللہم لکھا واضح ہو کہ یہہ منا قشہ صرف سہل کا تھا ورنہ حاصل دونونکا ایک ہے اور راضی ہونے مین حضرت کے ساتھہ لکھنے لفظ باسمک اللہم کے مین کچھہ مفسدہ نہین ہے کہ حاصل دونونکا ایک ہی ہے مفسدہ تب تھا کہ اونکے اصنام اور طواغیت کے نام سے شروع ہوتا پھر آپنے حضرت علی رضہ کو فرمایا کہ لکھہ هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله یعنی یہہ نوشتہ وہ ہے جو صلح کی اوپر اوسکے محمد صلعم نے حضرت علی رضہ نے موافق فرمانے کے یہی لکھا سہل نے کہا کہ ہم تمہاری رسالت کے قائل نہین ہین اگر تمکو رسول جانتے تو کیون زیارت بیت اللہ سے روکتے رسول اللہ کی جگہہ ابن عبد اللہ لکھو آپنے فرمایا والله انی رسول الله وان كذبتمونی یعنی قسم اللہ کی کہ تحقیق مین رسول اللہ تعالی کا ہون اور اگرچہ جھٹلاتے ہو مجھے تم اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آپنے فرمایا مین رسول اللہ

بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں اور فرمایا کہ ای علی مٹا دے لفظ رسول اللہ کو اور لکھدے وہاں کلمہ محمد بن عبداللہ کو
حضرت علی نے عرض کی کہ قسم ہے اللہ کی آپکے وصف رسالت کو ہرگز محو نکرونگا اور مروی ہے کہ حضرت علی رضنے وہ کاغذ رکھدیا
اور ہاتھہ تلوار کے قبضہ پر رکھا یہہ انکار اونکا مٹانے پر لفظ رسول اللہ کے تھا نہ انکار امر رسول اللہ کا تھا بسبب تعظیم اس نام کے
جو اونکے دلمین تھی اور یہہ عین ادب تھا کہ ناشی تھا غایت عشق سے پھر حضرت نے وہ نامہ حضرت علی کے ہاتھہ سے لیلیا اور کلمہ
رسول اللہ اوسمین سے محو کردیا اور بجای رسول اللہ کے ابن عبداللہ لکھدیا باوجودیکہ آپنے کبھی کچھہ لکھا نتھا واضح ہو کہ ظاہر
بعض احادیث صحیحہ کا اسپر دلالت کرتا ہے جو مذکور ہوا اور بعض احادیث صحیحہ اسپر دال ہین کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے
وصف رسالت محو کیا اور علی رضنے اوسجگہ محمد بن عبداللہ لکھدیا ایکجماعت نے علمامین سے اس روایت کی ترجیح کی ہے اور کہتے
ہین کہ روایت اول مخالف ہے ظاہر آیت کریمہ سے وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون
اور ایک جماعت نے تمسک ظاہر روایت پہلی سے کیا ہے اور کہتے ہین کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا اور تمسک آیت سے
جواب دیتے ہین کہ یہہ قصہ اوسکے منافی نہین ہے بلکہ مفہوم قرآن سے یہہ معنی نکل سکتے ہین اسلیے کہ آیت مین مقید کیا ہے نفی
کتابت کو پہلے نزول قرآن سے اور بعد اوسکے امیت آپکی مقرر اور محقق ہوگئی اور معجزہ آپکا اس سبب سے ظاہر ہوگیا اور
بیخوف ہوئے ریب وشک سے اس امر مین اور کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ صنعت کتابت آپکو حاصل ہوگئی ہو بغیر تعلیم کے
اور یہہ ایک دوسرا معجزہ ہے اور حدیثین تائید مین اس مذہب کے وارد ہوئی ہین از انجملہ ایک حدیث ابن ابی شیبہ نے اپنے
مصنف مین طریق عون بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت دنیا سے نہین گئے جبتک کہ لکھا اور پڑھا نہین اور کہا ہے کہ
منکرین کتابت نے تکفیر کی ہے مثبتین کتابت کی اور کہا ہے شعر برئت ممن شری دنیا باخرتہ وقال ان رسول اللہ قد کتبا
اور کہا اونہون نے کہ اللہ تعالے نے منزہ اور جدا کیا رسول اپنے کو خط وکتابت سے اور فرمایا اونکو نبی امی اور ٹھرایا اسکو دلیل نبوت
کی کما فی التنزیل پس اثبات مین کتابت کے ابطال اس برہان کا لازم آیا ہے اور یہی موجب کفر کا ہے اور مثبتین کتابت تمسک
کرتے ہین ساتھہ حدیث ابن ابی شیبہ کے کہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کتب وقرء یعنی نہین وفات پائی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبتک کہ لکھا اور پڑھا کہا مجاہد نے جو ناقل اس حدیث کا ہے کہ ذکر کیا مینے اسکا شعبی سے اونہون
نے بھی تصدیق اسکی کی اور کہا قاضی عیاض نے کہ آثار واخبار وارد ہوئی ہین کہ حضرت کو معرفت خط اور حسن تصویر اوسکی تھی
مثل قول آپکے کہ فرمایا کاتب کو کہ رکھہ تو قلم کو کان پر کہ یہہ تجکو یاد دلانیوالا زیادہ ہے اور معاویہ رض کو جو آپکے کاتب تھے فرمایا کہ
سیاہ رکھہ سیاہی کو اور ترچھا بنا قلم کو اور پورا لکھہ حرف بے کو اور متفرق سین کو یعنی دندانے اوسکے جدی جدی لکھہ اور گول
لکھہ میم کو کہتے ہین قاضی عیاض کہ اگرچہ یہہ مرویات اثبات لکھنے کا آنحضرت صلعم کیلیے نہین کرتے ہین مگر دور نہین ہے کہ دیا گیا
ہو آپکو علم لکھنے کا اس لیے کہ دیا گیا حضرت کو علم ہر شی کا اور جواب دیا اسکا جمہور نے کہ یہہ احادیث مذکورہ ضعیف ہین اور
لکھا اوسکو علی کرم اللہ وجہہ نے بموجب حکم حضرت کی پس تاویل قول راوی مین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ بتا مجکو جگہ اوس کلمہ کی

یعنی جسکے محو سے حضرت علی رضہ نے انکار کیا تھا یہہ تھا کہ محو کیں آپ اوسکو اپنے ہاتھہ سے نہ یہہ کہ خود لکھدیں اوسکی جگہ پر اور کس
گویا کہ حذف ہی اس کلام مین اور تقدیر اوسکی یون ہی کہ فمحاہا فاعادہا لعلی فکتب فاطلق کتب بمعنی امر یعنی پس مٹا دیا اوسکو
حضرت نے پھر دیدیا علی رضہ کو اور پھر لکھا اونھون نے یا یہہ کہ بولا گیا لفظ کتب کا ساتھہ معنی امر کے اکثر کلام عرب مین معنی کتب
کا امر آتے ہین جیسے کتب الی قیصر و کتب الی کسری اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ حق وہی ہی کہ معنی کتب کے امر بکتابتہ ہین اور روضۃ الاحباب
مین ہی کہ بعضے اہل سیر لائے ہین کہ جب صلحنامہ مین محمد بن عبد اللہ بجای محمد رسول اللہ کے لکھا گیا آپنے علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ ای علی تجکو بھی مانند اس ماجرے کے بسبب ضرورت پیش آویگا اور یہہ اشارہ تھا اسکی طرف کہ واقعہ صفین مین
جب صلحنامہ لکھا گیا تو کاتب نے لکھا کہ یہہ کتاب ہی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
امیر المومنین مت لکھہ اگر ہم اونکو امیر المومنین جانتے تو معاملہ اور مقابلہ اونسے کیون کرتے اونکی متابعت کرتے حضرت علی رضہ
نے فرمایا مٹا دے رسول اللہ اور کاتب سے کہا کہ لکھہ علی ابن ابیطالب کو القصہ صلح حدیبیہ کے دن جو شرطا سہل بن سعد کرتے
تھے حضرت قبول فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھتے تھے اور حاصل مضمون صلحنامہ کا یہہ تھا کہ دس برس تک مسلمان
اور قریش اور ایک روایت مین چار سال تک ایک دوسرے کے شہر مین آمد و رفت کرین اور ایک دوسرے کے جان و مال سے
تعرض نکرین اور جو کوئی کفار مین سے چاہی کہ عہد مین رسول اللہ صلعم کے آجاوین کوئی اوسکو مانع نہو اور جو کوئی عہد قریش
مین آنا چاہی تو اوس سے بھی کوئی مسلمان نمین سے مزاحم نہو اور ہم عہد و نکو ایک دوسرے کو کوئی تعرض نکرین اور
اب کی سال مسلمان زیارت بیت اللہ نکرین اگلی سال اسکی قضا کرین مگر اس شرط پر کہ تین دن سے زیادہ مکہ مین نرہین اور ہتھیار نکو
غلافوں مین رکھین اور جو کوئی بلا اذن اپنے ولی کے قریش مین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاوے تو اوسکو حضرت پھر قریش
کے پاس بھیجدین اگرچہ وہ مسلمان ہو اور جو مسلمانون مین سے قریش کے پاس چلا آوے تو قریش اوسکو پھر مسلمانون کے پاس نہ
بھیجین اہل اسلام نے اس شرط سے تعجب کیا اور کہا سبحان اللہ کیونکر بھیجدینگے ہم اوسکو جو مسلمان ہوگا اور ایک روایت مین ہی
کہ جب سہل نے اس شرط کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا بہتر عمر فاروق رضہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ راضی ہوتے ہین آپنے تبسم
کرکے فرمایا کہ جبکہ انمین سے ہمارے پاس مسلمان ہوکر آویگا اور ہم اوسکو اولٹا بھیجدینگے تو اللہ تعالی اوسکے لیے کوئی اور مخرج اور
فراخی کردیگا اور جو کوئی ہم مین سے اعراض کرکے اونمین چلا جاوے تو ہمکو اوس سے کچھہ کام نہین بلکہ وہ کفار ہی کے مصاحبت
کے لایق ہی کہا صاحب مواہب لدنیہ نے کہ اگر کہے تو کیا حکمت ہی موافقت کرنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہل کے اسبات پر
کہ جو کوئی مشرکین قریش پاس سے مسلمانون پاس چلا آوے گو کہ وہ مسلمان ہی ہی مسلمان اوسکو پھر مشرکون کے پاس بھیجدین

تو جواب اسکا یہہ ہی کہ ان المصلحۃ المرتبۃ علی اتمام ہذا الصلح ما ظہر من ثمراتہ الباہرۃ وفوائدہ المتظاہرۃ التی کانت
عاقبتہا فتح مکۃ الخ یعنی بیشک مصلحت ایسی کہ مرتب کیے گئے تھے اوپر تمام کرنے اس صلح کے وہ تھے کہ ظاہر ہوئے
ثمرات اوسکے سے ایسے ثمرات کہ ظاہر تھے اور فوائد اوسکے سے ایسے فوائد کہ کھلے تھے وہ فوائد کہ انجام اونکا فتح مکہ ہوئی اور مسلمان

نکو اونکا اور داخل ہونا آدمیون کا اللہ تعالے کے دین مین گروہ گروہ اور یہہ اسلیے ہوا کہ وہ کفار قبل صلح کے نہ اختلاط کرتے تھے
مسلمانون سی اور نہ ظاہر ہوتا تھا اونپر امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ تھا اور نہ خلوت کرتے تھی وہ اور کسی سی کہ آگاہ کرے
اور سکہلاوے اونکو دین اور اطلاع بخشی احوال اور صفات آنحضرت صلعم کے سے پس جبکہ ہوئی صلح حدیبیہ کی مختلط ہوئے مشرکین
ساتھ موحدین کے اور آنے لگے وہ مدینے کو اور جانے لگے یہہ مکے کو اور خلوت کرنے لگے اپنے اہل و عیال اور دوستونکے ساتھہ اور سنا
انھون نے مسلمانون سے حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بیان معجزات اونکا اور حسن سیرت اور جمیل طریقت آپکا اور
خود اونھون نے معاینہ کیا حال بہت باتونکا حضرت صلعم سے پس مائل ہوئی نفس اونکی طرف ایمان کے یہانتک کہ سبقت
کی طرف اسلام کے قبل فتح مکہ کے بہت لوگون نے اونمین سے اور زیادہ ہوئی رغبت اور اونکی طرف اسلام کے اور جب فتح مکہ ہوئی
تب مسلمان ہوئے سب کے سب کہ پہلے سے مائل ہو رہے تھے اور جو تھی عرب غیر قریش کے وہ منتظر تھی اسلام قریش کے جبکہ قریش مسلمان
ہوئے تب وہ بھی اسلام لائے چنانچہ خبر دی اسکی اللہ تعالی جلشانہ نے فرقان حمید مین اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس
یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ یعنی جبکہ آئی مدد اللہ تعالی کی اور فتح اوسکی اور دیکھا تونے آدمیونکو داخل ہوتے ہین دین مین
اللہ تعالی کے گروہ گروہ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رض سے کلام کر رہے تھے اتنے
مین ابو جندل بن سہل بیڑی پہنے ہوئے اور کلمہ شہادت کہتے ہوئے لشکر اسلام مین آکر داخل ہوئے اور حال یہہ تھا کہ یہہ
پہلے سے اسلام لائے تھے اسی لیے انکے باپ نے قید کیا تھا سہل نے اونکو دیکھکر حضرت سے عرض کی کہ یہہ اول امر ہے کہ صلح اسپر
واقع ہوئی ہے اسکو میرے سپرد کر دیجئے آپنے فرمایا کہ ہم ابھی کتابت سے فارغ نہین ہوئے سہل نے کہا تو ہم کسی امر پر صلح نہین کرتے آپنے فرمایا
کہ ایک کو میری خاطر سے چھوڑ دو اوسنے نمانا مکرز بن حفص نے باوجودیکہ طبیعت مین عذر و فجور رکھتا تھا قبول کیا مگر سہل نے
نمانا آپنے ابو جندل کو سہل کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ اسکو ایذا اور تکلیف نہ دینا مکرز بن حفص اسبات کے ضامن ہوئے ابو جندل
نے کہا اے مسلمانون مجکو مشرکون کے سپرد کرتے ہو نہین جانتے ہو تم کہ مجھے کیا کیا ایذا پہونچی ہے حضرت سرور عالم صلعم نے فرمایا
کہ اے ابو جندل صبر کر اور اللہ تعالی سے ثواب طلب کر اسلیے کہ عہد شکنی کرنا ہمارا کام نہین ہے فان الصبر مفتاح الفرج آیا ہے
اور فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی تیرے لیے کوئی مخرج اور کشادگی روزی کریگا علمانے یہانپر دو وجہین بیان کین ہین ایک یہہ کہ ابو جندل
جس کیحالت مین تھے یعنی بسبب لانے اسلام کے اونپر کشاکش اور تنگی تھی تو اس صورت مین ثواب اسکا نقد اور حاصل ہونا
اسکا غنیمت ہے اور اگر رخصت پر عمل کرین یعنی تقیہ کرین تو بھی جائز ہے کذا فی المدارج اسلیے کہ فرمایا حق تعالی جلشانہ نے
من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی جسنے کفر کیا ساتھہ اللہ کے بعد ایمان لانے اپنے سے سوا اوسکے کہ
زبردستی کیا گیا ہو ولیکن دل اوسکا قرار پکڑے ہوے تھا ساتھہ ایمان کے اور مواہب لدنیہ مین ہے قال الخطابی تاول العلماء
ما وقع فی قصۃ ابی جندل علی وجہین احدہما ان اللہ تعالی قد اباح التقیۃ للمسلم اذا خاف الہلاک ورخص لہ ان یتکلم
بالکفر مع اضمار الایمان ان لم یمکنہ التوریۃ فلم یکن ردہ الیہم اسلاما لابی جندل الی الہلاک

مع وجود السبیل الی الذھن من الموت بالتقیۃ انتہی یعنی کہا خطابی نے کہ تاویل کی ہی علمانی اوسکی جو واقع ہوا قصہ ابی جندل
مین دو وجہون پر ایک اونمین سی یہہ کہ بیشک اللہ تعالی نے مباح کیا تقیہ واسطی مسلمانون کی اوسوقت کہ ڈر ہو ماری جانیکا
اور رخصت دی اوسکو یہہ کہ کلام کری ساتھہ غیر کے یعنی کلمات کفر کو چھپا کر ایمان کو اگر نہ موقع ہو تو ترشیہ کرنیکا پس نہوا پھیر دینا
ابی جندل کا کفار کو سپرد کرنا ابی جندل کا طرف ہلاکت کی بسبب موجود ہونے نجات کی موت سے ساتھہ تقیہ کی اور دوسری وجہ
یہہ ہی کہ بیشک رد کیا آپنے اوسکو طرف باپ اوسکے کی والغالب ان اباہ لا یبلغ بہ الی الھلاک یعنی اور غالب یہہ بات ہی
کہ بیشک باپ اوسکا نہ پہونچاویگا اوسکو طرف ہلاکت کی وان عذبہ او سجنہ فلہ مندوحۃ بالتقیۃ یعنی اور اگرچہ عذاب
کریگا اوسکو اور قید کریگا اوسکو پس واسطی اوسکے ہی طریقہ تقیہ کا ولیکن وہ شخص کہ خوف اوسپر فتنہ کا ہو سو بیشک فتنہ امتحان
ہی اللہ تعالی کا مبتلا کرتا ہی اوسمین اپنی بندہ صابر مومن کو اور اختلاف کیا ہی علمائی اسمین کہ کیا جائز ہی کہ صلح کیجاوی اس شرط
پر کہ پھیر دیا جاوی طرف اونکی جو کوئی مسلمان ہو اونمین سی ایک لوگ کہتے ہین کہ جایز ہی بنا بر قصہ ابی جندل اور ابی بصیر کی اور
ایک جماعت نی کہا کہ جایز نہین ہی اور وہ جو واقع ہوا منسوخ ہی ساتھہ حدیث انا بری من مسلم بین المشرکین یعنی مین پاک
ہون اوس مسلمان سی جو درمیان مشرکونکی ہووی اور قول امام ابو حنیفہ رح کا یہی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی نزدیک
تفصیل ہی عاقل اور مجنون اور لڑکے مین کہ یہہ دونو رد کیے جاوین اور عاقل نہ رد کیا جاوی اسلیے صاحب انکی بیان یہہ ہی
کہ جو ایسا مسلمان ہو کہ ہجرت اوسپر فرض نہو دار حرب سی اوسکو رد کر دینا درست ہی انتہی قول مواہب کا منقول ہی کہ عمر رض
اپنی جگہہ سی اوٹھکر ابو جندل کی پاس آئے اور کہنی لگے کہ صبر کر یہہ مشرک ہین خون انکا مانند خون کتونکے ہی اور اپنی تلوار کا قبضہ ابو جندل
کی سامنی کیا اور تصریحا اور کنایۃ کہا کہ اپنی باپ کو مار ڈال کہ یہہ صلح تمام ہو جاوی چنانچہ خود حضرت عمر رض سی منقول ہی کہ فرماتی
تھی کہ مین توقع رکھتا تھا کہ ابو جندل تلوار مجھسی لیکر اپنی باپ کی گردن پر ماریگا مگر وہ اوسکی مارنی مین بخل کرتا تھا اور ایک روایت
مین ہی کہ ابو جندل نے کہا ای عمر تو سہل کو کیون نہین مار ڈالتا عمر رض نے فرمایا کہ حضرت نی اوسکی مارنے سے منع کیا ہی ابو جندل
نی کہا کہ ای عمر تو مجھسے احق نہین ہی ساتھہ اطاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سہل نی اوٹھکر ایک شاخ کھجور کی لیکر
ابو جندل کی مونھہ پر ماری کہ جس سی مسلمان دردمند ہو کر روئی حضرت نی فرمایا کہ ابو جندل کو سہل کی سپرد کردو اگر اللہ تعالی
اوسکا صدق اور اخلاص معلوم کریگا تو اوسکو اونسی رہائی دیگا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ اس قصہ
ابو جندل سی ثابت ہوا کہ اختیار کر لینا ضرر خاص کا واسطی دفع کرنے ضرر عام کی جایز ہی چنانچہ اشباہ والنظایر کی پانچوین قاعدہ مین
ہی کہ اختیار کیا جاوی ضرر خاص کو واسطی دفع کرنے ضرر عام کی اور اسپر بہت سی فروع مترتب ہوتے ہین ازانجملہ یہہ ہی کہ جایز
ہی تیر اندازی طرف کفار کی اور مقابلہ انکا جسوقت وہ سپر بناوین اور آڑ پکڑین ساتھہ اطفال مسلمانونکی اور ازانجملہ واجب ہی
مالک پر گرانا دیوار کا جو جھکی ہو طرف رستے عام کی واسطے دفع کرنے ضرر عام کی اور ازانجملہ جایز ہی حجر یعنی جدا کر دینا مرد عاقل بالغ
حر کا نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تین مقام پر ایک وہ مفتی جو ماجن ہو یعنی جو حیلہ گری تعلیم کری لوگونکو دوسرا طبیب جاہل

یعنی وہ طبیب کہ جسکے دوا پلانے سی آدمی مر جاوین تیسری کرایہ دار مفلس یعنی وہ شخص جو پیشگی کرایہ لیکر کھا جاوی اور وقت سفر
کی کرایہ کرنیوالی کو جانور بہم نہ پہونچاوی اور وہ اونچہ امید لشکر سے رہ جاوی اور ازانجملہ جایز ہی حجر سفیہ کا اسکو مال کی اور حجر
ہی کہ سفیہ وہ شخص ہی جو خلاف شرع اور موافق خواہش نفس کی کام کری اور عادات سفیہ سی ہی کہ تبذیر و اسراف کرتا ہی نفقہ
مین اور صرف کرتا ہی مال کو بیفایدہ یا اوس غرض کیلیے جو عقلا اور دیانت دار لوگ اوسکو معتبر نہ کہین جیسی گویتی کو دینا کبوتر خرید کرنا
اور اونکیلیے ساتھہ غلو ثمن کی اور دھوکا کھانا تجارت مین اور ازانجملہ فروخت کرنا ہی مال اوس مدیون کا جو قید مین ہو نزدیک
صاحبین کی بواسطی ادا کرنے دین اوسکی کے اسلیے کہ اوسمین دفع ضرر ہی غربا اوسکی سے اور معتمد یہی ہی برابر ہی کہ وہ مال منقول ہو
یا غیر منقول کہا ولوالجیہ مین کہ جب قاضی اس امر کا والی ہو تو اول منقول کو بیچ ڈالی جب اوس سی دین ادا نہو تو غیر منقول کو
بھی فروخت کرکے ادا کری اور ازانجملہ نرخ لگانا ہی جسوقت کہ اہل غلہ تعدی کرین فروخت کرنے مین اوسکی ساتھہ غبن فاحش
کی اور اختیار شرح مختار مین ہی کہ سزاوار نہین امام کو یہہ کہ نرخ لگاوی اسلیے کہ مسعر یعنی نرخ لگانیوالا اللہ تعالی ہی مگر اوس وقت
کہ بہت تعدی کرین اہل غلہ قنیہ مین ہی کہا سوقت ڈر نہین نرخ لگانی مین ساتھہ مشورہ اہل دانش کی اسلیے کہ اسمین بچانا ہی
حقوق مسلمین کا ضایع ہونی سی اور بیشک کہا اصحاب ہمارے نے کہ جسوقت اندیشہ کری امام اہل سعر پر ہلاکت کا تو لیلیوی غلہ محتکر کا
اور پھیلاوی اونپر پس جسوقت بہم پہونچی اونکو اور قادر ہو تو ادا کرین اوسقدر جو لیا تھا اونھون نی اور یہہ حجر نہین ہی بلکہ
ضرورت کیلیے ہی جیسا کہ مخمصہ مین اور ازانجملہ فروخت کردینا ہی غلہ محتکر کو جبرا جسوقت کہ مخلوق کو حاجت ہو غلہ کی اور وہ فروخت
نکری اور ازانجملہ منع ہی دوکان مقرر کرنا واسطے بھٹیار خانہ کی بزازون یعنی کپڑا بیچنے والونکی دوکانو مین اور یہی حکم ہی ہر ضرر کا کہ
عام ہو کذا فی الکافی وغیرہ جاننا چاہیی کہ جسمین ان مسائل کی اختلاف ہی خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ منع نکیا جاوی اوپر قاعدہ امام صاحب
کی اور وہ قاعدہ یہہ ہی کہ جو شخص کہ تصرف کری خالص ملک اپنی مین تو منع نکیا جاوی اوسکو اگرچہ پہونچی ضرر اوسکا غیر کو اور فتوی
دیا ہی ساتھہ اسکی ایک گروہ نے مگر اکثر متاخرین نے اسکو ترک کیا اوسمقام پر کہ پہونچی ضرر تصرف اوسکی کا غیر کو ضرر بین اور حکم کیا
اونھون نی ساتھہ منع تصرف کی اور فتوی اسی پر ہی کذا فی اکثر المعتبرات اور ولوالجیہ کی کتاب القسمۃ مین لایا ہی کہ اوپر کا مکان ایک
شخص کی ملک مین ہی اور نیچی کا دوسری کی ملک مین ہی تو اختلاف کیا مشایخ نے اوپر قول امام صاحب کی بعضون نے کہا کہ پہونچتا ہی
اوپر والی کو کہ بنا کری اوپر جو اوسکی مرضی مین آوی جبتک مضر نہو نیچی والی کو اور بعض مواضع مین مذکور ہی کہ صاحب علو کو
بنا کرنیکا اختیار ہی نیچی والیکو مضر ہو یا نہو کذا فی الجامع الصغیر اور مختار واسطے فتوی کے یہہ ہی کہ جسوقت اشتباہ ہو کہ مضر ہوگا
یا نہین تو اوسکو اختیار نہین اور جسوقت جانتا ہو کہ مضر نہین تو اوسکو اختیار ہی انتہی اور قاضیخان مین مذکور ہی کہ
اگر صاحب سفل اپنی صحن مین کوان وغیرہ کھودی تو یہہ پہنچتا ہی اوسکو نزدیک امام کی اگرچہ مضر ہو صاحب علو کو اور
صاحبین کی نزدیک حکم معلول ہی ساتھہ علت ضرر کی اور کہا گیا ہی کہ احتیاج ہوگا امام صاحب کی قول پر فرق کرنیکی لیے درمیان
تصرف اوسکی نیچی کے صحن مین اور درمیان تصرف اوسکی کے نیچی کے مکان یا اوپر کی مکان مین اسلیے کہ جائز ہی تصرف اوسکا

نیچے کے صحن مین اگرچہ مضر ہو اوپر والیکو اور جائز نہین تصرف نیچے والے کا نیچے کے مکانین جسوقت کہ مضر ہو اوپر والیکو اور نہ
اوپر والیکا اوپر کے مکانین جبکہ مضر ہو نیچے والیکو باوجود اسکے کہ یہہ سب تصرفات انسان کے ہین اپنے ملک مین اور قنیۃ المفتی
مین ہے کہ ایک شخص کے لیے اوپر کا مکان ہے اور دوسرے کے لیے نیچے کا تو نہین پہیر سکتا اوپر والیکو کہ بنا کرے یا گاڑے میخ بلا رضا کے
نیچے والیکے نزدیک امام کے اور صاحبین کے نزدیک پہنچتا ہے اوسکو تلبیہ پہیر قاعدہ مقید ہے کہ اگر ہو ایک اون دونون امر
مین سے ضرر مین بڑا ہو دوسرے سے تو جو سخت تر ہے زایل کیا جاویگا ساتھہ خفیف تر کے یعنی اختیار کیا جاوے خفیف ترکو اسی
قسم سے ہے جبر کرنا قضا دین اور نفقات پر جو واجب ہین اور ازانجملہ قید کرنا باپ کا ہے یا دادا کا جس صورت مین کہ وہ
باز رہے نفقہ اولاد و احفاد اپنے سے بخلاف دین کے کہ عوض دین بیٹے کے باپ کو قید نہو گی اور ازانجملہ اگر چہین لی کسینے لکڑی کسیکی اور
لگایا اوسکو اپنی عمارت مین پس اگر قیمت بنا کی اکثر ہے تو بانی مالک ہو جائیگا لکڑیکا بالقیمۃ یعنی لکڑی والیکو قیمت دلائی جائیگی اور اگر
زیادہ ہے قیمت لکڑیکی قیمت بنا سے تو جدا ہوگا حق مالک کا لکڑ لیے اور ازانجملہ اگر چہین لی کسینے زمین کسیکی پہر بنا کی اوسمین یا درخت
لگایا پس اگر قیمت زمین کی زیادہ ہو تو اوکھیڑے درخت یا بناکو اور رد کرے زمین کو طرف مالک کے اور جو قیمت زمین کی کم ہو درخت
و بنا سے تو ضامن ہوگا غاصب قیمت زمین کا ازانجملہ اگر نگل گیا موتی کو مرغ کسیکا تو نظر کیا جاویگا طرف اوسکے جو کہ اکثر ہے قیمت مین
ان دونون سے پس ضامن ہوگا بہت والا قیمت تہوڑی کا اور یہی حکم ہے اگر گہس گیا اونٹ کا بچہ کسیکی حویلی مین پس بڑا ہو گیا
اوسمین اور ممکن نہین نکالنا اوسکا بدون گرانی دیوار کے اور ایسے ہی اگر داخل کرے بیل سر اپنا دیگچہ مین تانبے کی پس نہ نکل سکے
سر اوسکا اسیطرح ذکر کیا اصحاب ہمارے نے چنانچہ ذکر کیا زیلعی نے کتاب الغصب مین اور شافعیہ تفصیل کرتے ہین کہ اگر ہو صاحب
بہیمہ کا ساتھہ اوسکے تو زیادتی اوسکی ہے بسبب ترک کرنے حفاظت کے پہر اگر وہ جانور حلال نہین ہے تو توڑی جاوے دیگچی اور جانور والے
پر ہے تاوان اوسکا اور اگر حلال ہے تو اوسکے ذبح کرنے مین دو وجہ ہین اور اگر مالک جانور کا ساتھہ اوسکے نہو پس اگر زیادتی دیگچہ
والیکی ہے تو توڑا جاوے دیگچا اور کچھہ تاوان نہین اور اگر اوسکی زیادتی نہین تو جانور والے پر تاوان ہے دیگچہ کا اور سزاوار ہے
کہ ملحق کیا جاوے مسئلہ بقر کے ساتھہ اس صورت کو کہ اگر گرے دینار کسی کا دوات مین غیر کے اور نہ نکل سکے بدون توڑنے اوسکے
اور ازانجملہ جائز ہے جانا گہر مین غیر کے جسوقت کہ گر پڑے اسباب اوسکا اوسمین اور یہہ ڈرتا ہے کہ اگر طلب کریگا اہل خانہ سے تو
چہپا لیگا اور کہا بزازیہ مین بعد نقل کرنے اس مسئلہ کے کہ سزاوار ہے اوسکو کہ جتلاوے اہل صلاح اور دیانت کو کہ مین اس امر
کے لیے اوس گہر مین گیا تہا اور اگر کوئی اہل صلاح وہان حاضر نہو اور ممکن ہے اوسکو کہ داخل ہو اوسکے گہر مین اور لیلے اسباب
اپنا پوشیدہ تو اوسمین ڈر نہین اور ازانجملہ مسئلہ ظفر کا یعنی قادر ہونا حق دین اپنے پر صورت اسکی یہہ ہے کما خانیہ مین کہا ایک شخص
ہے کہ دوسرے پر اوسکے کچھہ درہم آتے ہین پس وہ قادر ہوا درہمونپر مدیون اپنے کے تو جائز ہے کہ لیلیوے دراہم کو اگر تہے اوسکے دراہم
جید اور نہ مؤجل یعنی مہلت پر نہین تہی اور اگر ظفر پائی یعنی قادر ہوا دنانیر پر مدیون اپنے کے تو ظاہر الروایۃ مین ہے کہ نہین جائز
ہے اوسکو لینا دنانیر کا اور کتاب الدین مین مذکور ہے کہ جائز ہے اوسکو لینا دنانیر کا اور اول صحیح ہے انتہی اور قنیہ مین ہے ابو بکر رازی سے

کہ پہنچتا ہی اوسکو لینا دنانیر کا عوض درہم کی اور ایسی ہی عکس اسکا استحساناً لا قیاساً انتہی اور تاتارخانیہ مین جامع صغیر
عتابی سے ہے کہ ایک شخص ہی کہ دوسری پر اوسکی درہم آتے ہین اور وہ قادر ہوا دینار ہون پر مدیون اپنی کے تو پہونچتا ہی اوسکو کہ
لیوی درہم اپنی مدیون کی موجل ہو یا غیر موجل اور جسوقت قادر ہو دنانیر پر مدیون اپنی کے تو موافق ظاہر روایت کی جائز نہین
اوسکو لینا دنانیر کا اور یہی صحیح ہی انتہی اور یہہ مخالف ہی اوسکی جو خانیہ مین ہی اور از انجملہ جواز ہی شق کرنا شکم میت کا نکالنی
بچیکی لیے بشرط امید زیست اوسکی کے اور بیشک حکم کیا ابو حنیفہ رض نے ساتھ اسکی پھر زندہ رہا بچہ جیسی ملتقط مین ہی کہا علمائ
خلاف اوس صورت کی کہ کوئی مرجاوی موتی نگل کر پس بیشک شق نکیا جاوی شکم اوسکا اسلیے کہ حرمت آدمی کی بڑھکر ہی حرمت
مال سی اور برابری کی ہی شافعیہ نی ان دونو صورتونمین جواز شق کرنیمین شکم کے اور تہذیب قلانسی کی خطر والاباحۃ مین ہی
کہ قیمت موتی کی ترکہ میت سی دلائی جاوی اور اگر کچھہ نہین چھوڑ مرا تو کچھہ واجب نہین انتہی یہہ مسئلہ امام محمد سی مروی ہی
جیسی خلاصہ مین تصریح اسکی موجود ہی پھر دیکھا مینی تجرید الکرمانی مین کہ سوال کیے گئے امام محمد رح آدمی سی جو موتی کسیکا نگل کر
مرگیا اور کچھہ مال نچھوڑا تو جواب دیا کہ شکم اوسکا نہ چیرا جاوی اور لازم ہی اوسپر قیمت مثل اوسکی اسلیے کہ چیرنا شکم کا مثلہ ہی اور
مثلہ حرام ہی تو یہان پر حق اللہ اور حق العبد دونو پائے گئے اور حق موتی والے کا باطل نہین بلکہ اوسکی قوم پر باقی ہی انتہی اور
فصل الخطاب مین ہی کہ شکم چیر کر موتی نکالین کذا فی التاتارخانیہ والمحیط اور کتاب الحیطان مین بھی ایک روایت شکم چیرنے کی
ہمارے اصحاب سی لکھی ہی اور خلاصہ مین ہی کہ اگر کوئی کسیکے گھر مین گھس کر دنبا اوسکی نگل کر باہر نکالکر پکڑا جاوی تو اوسپر قطع کرنا
ہاتھہ کا نہین آتا مگر ضمان واجب ہی بیری اور از انجملہ اگر طلب کری صاحب اکثر کا قسمت کو اور شریک متنفر ہو اوس سی تو قبول
کیا جاوی قول صاحب اکثر کا اسلیے کہ ضرر اوسکا نہ ہونے قسمت مین زیادہ تر ہی بہ نسبت ضرر شریک اوسکی کے قسمت کرنے مین
اور اس قاعدہ سی ایک اور قاعدہ نکلا اور وہ یہہ ہی کہ جسوقت متعارض ہون دو مفسدہ تو رعایت کیجاوی اوسکی جو بڑا ہے
ضرر مین ساتھہ اختیار کرنے خفیف تر کی اون دونونمین سی کہا زیلعی نے باب شروط الصلوۃ مین کہ قاعدہ جنس مین
ان مسائل کی یہہ ہی کہ جو شخص مبتلا ہو دو بلا مین اور وہ دونون مساوی ہین اختیار کری جو چاہی اون دونونمین
سی اور اگر مختلف ہون تو اختیار کری آسان تر کو اونمین سی اسلیے کہ مباشرۃ حرام کی جائز نہین مگر واسطے ضرورت کی اور کچھہ
ضرورت نہین اختیار کرنیمین زیادہ کی مثال اوسکی جیسی ایک شخص زخمی ہی اگر سجدہ کری جاری ہوتا ہی زخم اور اگر سجدہ نہین
کرتا تو جاری نہین ہوتا تو بیٹھکے وہ شخص نماز پڑھی بیٹھکر اشارہ کری ساتھہ رکوع اور سجدہ کی اسلیے کہ ترک کرنا سجود کا خفیف تر ہی
نماز پڑھنے سے ساتھہ حدث کی کیا نہین دیکھتا ہی تو کہ ترک کرنا سجدہ کا جائز ہی حالت اختیار مین جسوقت کہ نفل پڑھی داب پر اور جائز
نہین نماز ساتھہ حدث کی باوجود قدرت کی طہارت پر کسی حال مین اور ایسی ہی وہ بڈھا جو قادر نہین قراءت پر کھڑی ہو کی اور
قادر ہی اوسپر تو نماز پڑھی بیٹھکر اسلیے کہ نماز پڑھنا بیٹھکر جائز ہی حالت اختیار مین بیچ نفل کے اور جائز نہین ہی چھوڑنا قراءت
کا کسی حال مین اور اگر کھڑی ہو کر نماز پڑھی دونون صورتونمین ساتھہ حدث کی اور ترک کری قراءت کو تو جائز نہین نماز اوسکی

اور اگر پاس اوسکے دو کپڑے ہین اور نجاست دونون کو قدر درہم سے زیادہ ہی تو اوسکو اختیار ہی جبتک نہ پہونچے نجاست ایک کی اونمین سے قدر چوتھائی کپڑیکو اسلیے کہ وہ دونون ممانعت مین مساوی ہین اور اگر ہو خون ایک کا دونون مین سے قدر چوتھائی کپڑے کے اور دوسرے مین تھوڑا تو نماز پڑھی اوسمین جسمین تھوڑا ہی اور عکس اوسکا جائز نہین ہی اسلیے کہ ربع کو حکم کل کا ہی اور اگر ہو دونون کپڑونمین قدر چوتھائیکے یا ایک مین زیادہ ہی مگر نہ پہونچے تین ربع کپڑیکو اور دوسرے مین قدر ربع کا ہی تو جسمین چاہی اوسمین پڑھے اسلیے کہ وہ دونون حکم مین برابر ہین مگر افضل یہہ ہی کہ پڑھے جو اقل ہی نجاست مین اور اگر ایک کپڑے کے چوتھائی پاک ہو اور دوسرا چوتھائی سے کم تو اوسمین پڑھے جسکی چوتھائی پاک ہی اور عکس اسکا جائز نہین اور اگر ایک عورت کھڑی ہوکر نماز پڑھتی ہی تو کھل جاتا ہی بدن اوسکا اوسقدر جو منع کرے جواز نماز کو اور اگر وہ بیٹھکر پڑھے تو نہین کھلتا کچھہ تو بیشک وہ بیٹھکر پڑھے اسلیے کہ ذکر کر چکے ہین ہم ترک کرنا قیام کا خفیف تر ہی اور اسی قسم سے ہے جو مذکور ہی خلاصہ مین کہ ایک شخص ہی کہ اگر باہر آتا ہی جماعت کیلیے تو قادر نہین ہوسکتا قیام پر اور اگر گھر مین پڑھتا ہی تو قیام پر قادر ہی چاہیے کہ نکلے جماعت کیلیے اور بیٹھکر پڑھے یہی صحیح ہی اور شرح منیہ مین ایک اور تصحیح نقل کی ہی کہ پڑھے وہ گھر مین کھڑی ہوکر اور یہہ اظہر ہی کہا ولوالجیہ مین کہ صحیح تر یہہ ہی کہ وہ جماعت کیلیے باہر نکلے اور یہہ ایسا مسئلہ ہی کہ اسکے تصحیح مین اختلاف ہی جو جیسے چاہی ویسے عمل کرے بریا اور اسی قبیل سے ہے کہ اگر مضطر ہو اور پاس اوسکے مردار و مال غیر ہی تو بیشک وہ کھائے مردار نہ مال غیر کو اور بعض خفیہ سے مروی ہے ہی کہ جسکو ملے طعام غیر کا تو اوسکو مردار مباح نہین ہی اور ابن سماعہ سے مروی ہی کہ پہین کر کھالینا مردار سے بہتر ہے اور طحاوی وغیرہ نے اسکو لیا ہے اور اختیار کیا اسکو کرخی نے کذا فی البزازیہ اور اگر مضطر ہوا محرم اور اوسکے پاس مردار اور شکار ہی تو کھاوے مردار کو نہ شکار کو مذہب معتبر پر یہہ قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہی اسلیے کہ شکار کے کھانے مین دو جرم ہین ایک ذبح کرنا دوسرے کھانا مردار حکمی کا اور کہا ابو یوسف نے کہ مردار کھاکر کفارہ ادا کرے بیری اور بزازیہ مین ہی کہ اگر شکار مذبوح ہو تو اتفاقاً شکار کا کھالینا اولی ہی جیسا اوس صورت مین ہی کہ شکار کو محرم ذبح نکرے سو یہہ امام محمد کے نزدیک مردار سے بہتر ہی اسواسطے کہ شکار مردار حکمی ہے اور یہہ مردار حقیقی اور حکمی دونون کذا فی الوجیہ پس یہان اتفاق نقل کرنے مین نظر ہی بیری اور اگر مضطر ہو اور اوسکے پاس شکار و مال غیر ہی تو شکار بہتر ہی اور ایسے ہی شکار بہتر ہی آدمی کے گوشت سے اور امام محمد سے مروی ہی کہ شکار اولی ہی گوشت خنزیر سے انتہی اور زیلعی نے ذکر کیا ہی آخر کتاب اکراہ مین اگر کوئی ظالم کہے اسکو ڈالدے تو اپنی جان کو آگ مین یا پہاڑ پر سے نہین تو قتل کرونگا مین تجکو اور یہہ گرنا ایسا ہو کہ اوس سے نجات نہو سکے مگر اوسمین ایک نوع کی خفت ہی تو اسصورت مین اوسکو اختیار ہی اگر چاہی گرے اور اگر چاہی صبر کرے نزدیک امام کے اسلیے کہ وہ مبتلا ہی دو بلا مین اختیار کرے احد کو اون دونون مین سے اپنے زعم مین اور صاحبین کے نزدیک صبر کرے اور نہ گرے اسلیے کہ مباشرۃ قتل کی گویا سعی ہی اپنے ہلاک کی نہین پس صبر کرے واسطے بچنے کے اوس سے اور اصل اسکا یہہ ہی کہ جسوقت واقع ہو آگ مین اور جانتا ہی کہ اگر صبر کرتا ہون آگ مین تو جل جاونگا اور اگر باہر نکلتا ہون تو ... امام کے نزدیک ... جیسے چاہی ویسے کرے اور صاحبین کے

نزدیک صبر کرے پھر اگر صورت اکراہ مین ڈالا اوسنے اپنی جان کو آگ مین پس جلگیا تو جابر پر قصاص ہی بخلاف اوسکی جبکہ
کہے اوسکو کہ البتہ گرا تو اپنی جان کو پہاڑ پر سے نہین تو قتل کرونگا مین تجکو ساتھہ تلوار کی پس گرایا اوسنے اپنی جان کو اور مرگیا
تو نزدیک امام کے دیتہ واجب ہی عاقلہ پر جابر کی اور زیلعی نے ذکر کیا کہ نزدیک ابی یوسف کی دیتہ اوسی پر ہی اور امام محمد کے
نزدیک اوسپر قصاص واجب ہی اور یہہ مسئلہ قتل بالمثقل کا ہی انتہی اور نظیر اسی قاعدہ کی ایک اور قاعدہ ہی وہ یہہ ہی
کہ دور کرنا مفسدونکا بہتر ہی حاصل کرنے مین منافع سے پس جسوقت معارض ہون فساد و مصلحۃ تو مقدم کیا جاویگا دفع
فساد کو اکثر اسلیئے کہ قصد شرع کا ساتھہ سد باب منہیات کی زیادہ تر ہی بہ نسبت ماموریات کی اسلیئے فرمایا علیہ السلام اذا امرتکم
بشیئ فاتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ ترجمہ جسوقت امر کرون مین تمکو ساتھہ کسی چیز کی لاؤ تم اوس سے جسقدر
سکو تم اور جسوقت منع کرون مین تمکو کسی چیز سے تو بچو اوس سے اور مروی ہی کشف مین یہہ حدیث لترک ذرۃ مما نھی اللہ عنہ
افضل من عبادۃ الثقلین ترجمہ البتہ چھوڑ دینا قدر ایک ذرہ کا اوس چیز سے کہ منع کیا ہی اللہ تعالی نے اوس سے بہتر ہی عبادت
جن وانس سے اور اسلیئے جائز ہی چھوڑ دینا واجب کا واسطے دفع کرنے معصیتہ کی اور بیش قدمی نکری منہیات پر خاص کر کبائر مین
جو مین ہی کہ شمار مین کبیرہ گناہونکی روایات مختلفہ آئے ہین ابن عمر رض سے مروی ہے کہ وہ نو ہین شرک کرنا ساتھہ اللہ تعالی کے
اور قتل بیگناہ کا اور تہمت زنا کی پاکدامن عورت کو اور زنا اور بھاگنا مقابلہ کفار سے اور جادو اور کھانا مال یتیم کا اور
نافرمانی والدین کی جو مسلمان ہون اور بیدینی کرنا حرم مین اور زیادہ کیا ابوہریرہ رض نے سود کھانا اور زیادہ کیا حضرت
علی رض نے چوری اور شراب پینا اور کہا بعض نے کبیرہ وہ گناہ ہی کہ وعید بیان کیا ہو اوسپر شارع نے بخصوصہ اور کہا بعض
نے جو گناہ کہ مداومت کرے اوسپر آدمی وہ کبیرہ ہی اور جو گناہ کہ توبہ و استغفار کیجاوے اوس سے وہ صغیرہ ہی کذا فی الشرح العقائد
للمحقق التفتازانی اور اعتراض کیا گیا اوپر قول اوسکے کے جو گناہ کہ مداومت کیجاوے اوسپر وہ کبیرہ ہی اس طرح پر کہ وہ مخالف ہی
قول اللہ تعالی کے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم اسلیئے کہ اگر یہہ نظر کیجاوے کہ سب کبائر ہین تو نکفر
عنکم سیاتکم سے کونسی گناہ مراد ہونگی اور یہہ نظر کیجاوے کہ کل صغائر ہین تو اجتناب کونسی گناہ سے کیا جاوے اور اگر کوئی شخص
کہے کہ مراد کبائر سے آٹھہ جزئیات کفر کی ہین پس جسوقت اجتناب کریگا کفر سے تو معاف کریگا اللہ تعالی اور گناہونکو جو کہ ورے ہین
کفر سے تو جواب اسکا یہہ ہی کہ معاف ہونا ماسوای کفر کا متعلق ہی ساتھہ مشیت الہی کی اور اگر یون نہ ہو تو لازم آتا ہی کہ معاف
ہو جاوے قتل و زنا اور چوری ساتھہ مجرد اجتناب کرنے مسلمان کی کفر سے اور اسکا کوئی قائل نہین انتہی اور سراج کی کتاب
الشہادات مین ہی کبیرہ وہ ہی جو حرام محض ہو اور مقرر کی گئی ہو اوسکے لیئے ایک عقوبت خاص ساتھہ نص قطعی کی دنیا مین یا
آخرت مین اور ایسی ہی اہانت دین کرنا مجرد و مداہنی پنا اور برانگیختہ کرنا اوسپر منجملہ کبائر کی ہے کذا فی الذخیرۃ اور یہہ
بھی سراج مین ہی کہ دشنام دینا صحابہ کو کبیرہ ہی اور بعض فضلا نے اسمین نظر کی ہے کہ یہہ عبارت سراج کی مشعر ہی ساتھہ
اسکے کہ دشنام دینا صحابہ کا کفر نہین اور حالانکہ وہ کفر ہی اور جواب دیا گیا ہی کہ کبیرہ منافی کفر کے نہین بلکہ جمع ہو سکتا ہی

ساتھہ کفر کی جیسا کہ شرک کرنیمین ساتھہ اللہ تعالی کی لیس کمثلہ شی آیا ہی مین اشعار غایۃ ما فی الباب یہہ ہی کہ یہہ عبارت ساتھ
ہی اس مطلب سی کہ دشنام صحابہ پر کفر ہی یا نہین علاوہ یہہ کہ اختیار کی فصل نقص خوارج و بغات مین مذکور ہی کہ دشنام
دینا کسیکو صحابہ مین سی اور بغض اسکا کفر نہین مگر منسوب بگمراہی ہوگا اسلیئے حضرت علی رض نے تکفیر نہین کی ہی اپنی شاتم کی
یہانتک کہ نہ قتل کیا اوسکو انتہی اور اس قسم مین سی ہین جو ذکر کیا بزازی نے اپنی فتاوی مین کہ جو شخص نہ پاوی پردہ کی جگہ تو
ترک کری استنجا کو اگرچہ ہو اوپر کنارہ ندی کی اسلیئے کہ نہی امر پر راجح ہی یہانتک کہ استیعاب کر لیا ہی نہی نے جمیع ازمان کو اور
امر نے اقتضا نہین کیا ہی تکرار کو انتہی اور جسوقت واجب ہو عورت پر غسل اور نہ ملی اوسکو آڑ مردونسے تو تاخیر کری غسل مین اور
اگر مرد آڑ نہ پاوی مردونسے تو تاخیر نکری اور کہا گیا ہی کہ یہان بہی نہی کو امر پر ترجیح ہی موافق قاعدہ مذکورہ کی سو غسل اگرچہ مامور بہ
ہے مگر اوسکی لیئے ارتکاب منہی عنہ یعنی کشف عورت کا نکری مثل استنجے کی اور جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ قاعدہ اکثریہ ہی نہ کلیہ
جیسا کہ اگر مرد عورتونمین ہو تو تاخیر کری غسل مین مثل اوسی عورت کی جو مردونمین ہو اسلیئے کہ دیکھنا جنس کا جنس کو خفیف تر ہی
بنسبت غیر جنس کے کما فی المبسوط اور اگر استنجے کی لیے آڑ نہ پاوی تو استنجے کو ترک کری اسلیئے کہ نجاست حکمی قوی تر ہی نجاست حقیقی سی
باین دلیل کہ باوجود حدث کی کسی حال مین نماز جایز نہین اور باوجود نجاست خفیفہ کی جایز ہی بقدر درم کی نجاست غلیظہ مین
اور چوتھائی کپڑیکی خفیفہ مین اسلیئے کہ تھوڑی نجاست معاف ہی اور تھوڑا حدث معاف نہین مگر اسپر یہہ اعتراض ہی کہ پٹی پر
مسح معاف ہی نزدیک امام کی مضر ہو یا نہو باوجود اسکی کہ تحت اوسکی حدث موجود ہی اور عورت عورتونمین ایسی ہی جیسے مرد مردونمین
کذا فی النہایہ اور اسکے فروعات سی ہے کہ مضمضہ اور استنشاق مین مبالغہ کرنا سنت ہی مگر روزہ دار کو مکروہ اور ایسی ہی خلال
کرنا بالونکا وضو مین سنت ہی اور محرم کی لیے مکروہ اور کبہی رعایت کیجاتی ہی مصلحت کی بسبب غلبہ اوسکے مفسدہ پر جیسے
نماز وقت نہ پائی جانے کسی شرط کی مثلا وضو یا ستر عورت یا استقبال قبلہ کا اسلیئے کہ نہ پائی جانیمین ہر ایک کی انمین سی فساد عظیم
ہی یعنی خلل اندازی رعایت عظمت و جلال الہی مین کہ مناجات نکرنا چاہی جناب مین اوسکی مگر کامل ترین احوال پر اور
جب ان شرطونمین سی کوئی متعذر ہو تو بہی نماز جایز ہی اسلیئے مصلحت نماز کی اس مفسدہ پر غالب ہی اور ایسی ہی جھوٹ بولنا
اگرچہ حرام ہی مگر جب متضمن ہو غالب مصلحت کو تو جایز ہی جیسا کہ جھوٹ بولنا صلح کرانیکو دو مسلمانونکی لڑائیمین یا اپنی بی بی
سی اوسکی اصلاح حال کی لیے مگر ذخیرہ مین ہی کہ اس سی مراد تعریض ہی نہ خالص جھوٹ اور تعریض عبارت اس سی ہی کہ
ظاہر کلام کچھ اور ہو اور مراد قائل کی اور ہی اور سیر مین لکھا ہی کہ مقید کرنا اسکو ساتھ تعریض کی قول مرجوع ہی ساتھ قول
صاحب خزانۃ الاکمل کی جو نقل کیا اونھون نے امام محمد سی کہ اگر لڑکی رات کو بالغہ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ زبانسے کہے فسخ کیا مینے
نکاح اور گواہ صبح کرونگی اور صبحکو کہے کہ مینے خون اب دیکھا ہی تو یہہ جھوٹ صریح اسکو جایز ہی اسلیئے کہ اگر وہ صبحکو کہیگی کہ مینے
شبکو خون دیکھا تہا تو قول اوسکا معتبر نہوگا یا جیسے واقف کو یہہ اندیشہ ہو کہ قاضی وقف میرا باطل کر دیگا تو اوسکو بہی
جایز ہی کہ اپنی وقف نامہ مین لکھ لیوی کہ حکم کیا ساتھ اسکی قاضی نی اسلیئے کہ درحقیقت یہ باز رکھنا ہی مبطل کا ابطال سی انتہی اور

بعضی کتابون معتبر مین ہی کہ جس کذب کی ساتھہ عادت جاری ہو وہ موجب فسق نہین جیسی کہنا کہ مینی تجھی ہزار بات سو دفعہ
کہی اسلیے کہ مراد اس سی مبالغہ ہی ہوتا ہی نہ گنتی مراتب کی ہان اگر ایک ہی مرتبہ کہا ہی تو البتہ وہ جھوٹھا ہی اور اگر کئی مرتبہ
کہا کہ جسکو عادت اور عرف مین کثیر کہہ سکین تو گنہگار نہ ہوگا اگرچہ سو مرتبہ نکہا ہو اور مجمع الفتاوی مین ہی کہ دفع ظلم اور
اپنی حق رسی کی لیے جھوٹ بولنا جائز ہی جیسے شفیع نے رات کو معلوم کیا کہ بیع ہو چکی اور صبحکو کہی اب مینی معلوم کیا ہی یا صغیرہ
رات کو بالغ ہوئی اور واسطے اختیار کرنے نفس اپنی کے زوج سی صبحکو کہی کہ مینی خون اب معلوم کیا ہی بلکہ ظلم سی بچنے کیلیے
صریح جھوٹ بولنا بھی جائز ہی اور بعضی صور تو نمین واجب بالاتفاق ہی جیسے واسطے بچانی نبی یا ولی کے قاتل اوسکے سے اور
ایسی ہی واسطے رہا کرنے مسلمان کی دشمنون سی اور کہا فقہانے کہ اگر طلب کرے ظالم امانت کسی کی واسطے غصب کی تو انکار
کرنا واجب ہی ہان البتہ یہہ جھوٹ ہی کہی مین جگہ اوسکی نہین جانتا القصہ مآل اوس قاعدہ کا اس طرف ہے کہ
دو مفسدونمین سی جو در حقیقت خفیف ہو وہ اختیار کرنا چاہی عام ہو یا خاص اور اسی قاعدہ سی ایک اور قاعدہ نکلا کہ
حاجت نازل ہوتی ہی منزلہ ضرورت کی عام ہو یا خاص جیسا کہ اسی سبب سی جائز رکھا گیا اجارہ خلاف قیاس پر اسلیے کہ
معقود علیہ یعنی جس چیز پر عقد اجارہ واقع ہوتی ہی وہ منافع ہی اور وہ بیان پر معدوم ہین پس قیاس اسکا عدم جواز تھا
اور بیری نے اس قول اشباہ پر لکھا ہی کہ مولف نے حاجت کو غیر ضرورت ٹھہرایا ہی بلکہ مینے یہ فرق کسی اور سی نہین دیکھا انتہی اور
ایسی ہی حکم کیا گیا ساتھہ عدم جواز اجارہ ایک گھر کی بعوض منافع دوسری گھر کے اسلیے کہ جنس منفعت کی ایک ہی بخلاف اوسکے کہ
جنس منفعت کی مختلف ہو اور ایسی خلاف قیاس پر جائز ہوئی ضمان الدرک ضمان الدرک التزام کر لینا بائع کا ہی خلاص کرانے
مبیع کو یا واپس کرنے قیمت کو اوپر وقت استحقاق مبیع کی جیسے مثلاً بائع کہی مشتری سی مین کفیل تیرا ہون جو تجھی پیش آوی
اس بیع مین اور ایسی جواز بیع سلم کا خلاف قیاس پر دفع حوائج مفلسون کی لیے اسلیے کہ در حقیقت یہہ بیع ہی شئی معدوم
کی ستہ عصے مین ہی کہ استحسان کئی قسم پر ہی بعضا سنت سی ثابت ہوتا ہی اور بعضا اجماع سے جیسے استصحاب اور وہ
نزدیک اصولیون کی طلب کرنا صحت حالی کا ہی واسطے ماضی کی بایں طور کہ حکم کیا جاوے حال پر مثل حکم ماضی کی یعنی بدستور
باقی رکھنا حکم سابق کا اس جہت سی کہ کوئی دلیل مزیل اسکے پائی نہین گئی سو شافعیہ کی نزدیک استصحاب حجۃ موجبہ ہی
اور حنفیہ کی نزدیک حجۃ دافع یعنی خصم کو دفع کر سکتی ہی مگر اوسپر حق لازم نہین کر سکتے اور ثمرہ اختلاف کا اس صورت مین
ظاہر ہی کہ مثلاً کسی نے نصف دار اپنا بیچا شریک طالب شفعہ کا ہوا مشتری نے منکر ہو کر اوس سی کہا کہ نصف مقبوضہ
تیرا ملک نہین عاریۃ ہی تو حنفیہ کی نزدیک قول مشتری معتبر ہی بے گواہان کے شفعہ واجب نہوگا اسلیے کہ شفیع متمسک
ہی ساتھہ اصل کے دوسری یہہ کہ قبضہ ظاہر مین دلیل ملک ہی اور ظاہر حال مشتری کو شفیع سی دفع کر سکتا ہی مگر شفعہ اوسکا
باقی مین مشتری پر لازم نہین کر سکتا اور شافعیہ کی نزدیک شفعہ بلا گواہ مانگے واجب ہی اسوجہ سی کہ نزدیک اونکے
ظاہر حال دفع خصم اور الزام شفعہ دونون کی لیے کافی ہی اور بعضا بالضرورت جیسے تطہیر حوضون کی اور بعضا بالقیاس خفی

اور ایسی جواز استصناع کا جیسے مثلا موچی سے کہا کہ تو اپنی ادھوڑی لیکر ایسا ایسا موزہ اس قیمت کا مجھے بنادے اور پاتون
بھی اوسکو ناپ دیا اور کفش گر نے قبول کیا تو یہہ استصناع ہے قیمت اوس وقت ادا کرے یا نکرے اور اگر ادھوڑی اپنے پاس
سے دیگا تو اجارہ ہو جائیگا اور ایسی ہی دخول حمام کا اجرت پر باوجود جہالت اسکے کہ وہ کسقدر پانی خرچ کرے اور کتنے عرصہ
ٹھہرے اور اسی قبیل سے ہے فتوی دینا ساتھہ جواز بیع الوفا کے وقت بہت ہو جانے دین کے اور نام اوسکو بیع الامانت اور بیع
جائز بھی کہتے ہین اور شافعیہ اسکو بیع رہن میعاد کہتے ہین اور یہی نام رکھا اسکا ملتقط مین اور صورت اسکی یہہ ہے کہ
مثلا بایع مشتری سے کہے مینے مکان بعوض دین تیرے کے جو مجھپر ہے تجھے بیچا اور جب مین تیرا دین ادا کرون تو وہ میرا ہے مین کہتا ہون
کہ اسمین آٹھہ قول ہین کہا بعض محققین نے کہ بعض احکام مین یہہ صحیح ہے اور بعضے مین وفا اور بعض مین رہن اسلیے کہا منیہ
ذکر فروخت کیا ایک شخص نے نصف باغ انگور کا بیع الوفا پر پھر مشتری اور بایع دونون مع اہل اپنے کے باغ مین گئے اور ہر ایک نے اپنا
اپنا نصف لیلیا پھر اونھون نے اقالہ کیا اور مشتری نے بیع واپس دیکر بایع سے ثمن اپنے لیلیے تو اسصورت مین جسقدر مشتری نے نفع
اوٹھایا ہے بایع کو مطالبہ اوسکا پہنچتا ہے یا نہین کہا اگر بلا رضا بایع لیا ہے تو پہنچتا ہے اور صورت رضا مین نہین پہونچتا انتہی
اور عنایہ مین ہے فواید نجم الدین نسفی سے کہ اگر اختلاف کرین مشتری اور بایع کہ بایع مدعی ہو بیع جائز کا اور مشتری مدعی ہو
بیع البتاة کا تو اسصورت مین قول بایع کا معتبر ہے اسلیے کہ مشتری مدعی زوال ملک کا ہے اور بایع اوس سے منکر پھر کہا کہ قول مدعی
بتاة کا معتبر ہے اور کہا ملتقط مین کہ پہلا قیاس ہے اور دوسرا استحسان اور کہا عمادیہ مین کہ قول بایع کا معتبر ہے اور پھر نقل کیا امام
ناصر الدین سے کہ ہماری نزدیک اس اختلاف مین قول مدعی بتاة کا معتبر ہے اور اگر ظاہر اسکا شاہد نہو یعنی نقصان کثیر ثمن مین واقع
نہو پھر کہا کہ میری دادا اسصورت مین فتوی دیتے تھے کہ قول بایع کا معتبر ہے اور اسکے لیے ایک [illegible] ہے اور اسپر فتوی دیا کہ موافق
علماء بخارا کے قول مشتری کا معتبر ہے اور عمدة الفتاوی مین ہے کہ اگر ایک دعوی کرے بیع وفا کا اور دوسرا بیع بتاة کا اور دونون کے
گواہ ہون تو بیع الوفا کے گواہ اولی ہین اسلیے کہ یہہ خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور قنیہ بغیہ مین ہے کہ جائز ہے محتاج کو لیے سودی قرض
لینا مثلا جیسے زید نے عمرو سے باین شرط دس دینار لیے کہ اسقدر سود مین تجھے ہر روز مین یا مہینے مین دیا کرونگا یعنی جبکہ اوسکو سخت
ضرورت ہو مگر یہہ حکم مطلق نہین جیسے کہا بعض نے بلکہ اسطرح پر لیوے جیسے ذکر کیا ہے قاضی نے اور خزانة الفتاوی مین ہے کہ اگر
کسیکو سودی قرض لینا ضرور ہو تو حیلہ اوسکا یہہ ہے کہ قرض دینے والا کچھہ سامان اپنا قرض لینے والے کو ادھار فروخت کرے اور اسکے
پاس سپرد کر دے اور قرض لینے والا اوسکو کم قیمت مین کسی غیر کے پاس فروخت کرے اور وہ غیر اس کم قیمت مین قرض دینے والے کو
فروخت کرکے قیمت لیکر قرض لینے والے کو دیوے تو اسصورت مین قرض لینے والے کو قرض ملجاویگا اور فائدہ قرض دینے والے کو بچ
رہیگا سو یہہ حیلہ عینیہ امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت ہے کہ حیلہ عینیہ جائز ہے بلکہ موجب
اجر اسلیے کہ اوسمین فرار ہے حرام سے بیری اور منقول ہے کہ مسلمان لوگ اوس صلح سے بہت ملول اور غمگین ہوے اسلیے
کہ جانتے تھے کہ حضرت کا خواب اسی سال مین ظہور کریگا اور حرم مکہ کو جاوینگے اور عمرہ کرینگے اور فتح مکہ کی ہوگی عمر بن خطاب نے

مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ اوسدن میری دلمین ایک امر عظیم پیدا ہوا اور مراجعت کی مینے ساتھہ حضرت صلعم کی ایسی مراجعت کہ مثل اوسکی ہرگز نہ کی تھی مینے اور ایک روایت مین ہی کہ کہا اونھون نے کہ گیا مین حضرت صلعم کے پاس اور عرض کی کہ تم رسول اللہ کے برحق ہو آپنے فرمایا کہ ہان برحق ہون پھر مینے عرض کی کہ ہم حق پر ہین اور ہمارے دشمن باطل پر ہین فرمایا ہان پھر مینے عرض کی کہ مقتول ہمارے بہشتی ہین اور مقتول اونکے دوزخی فرمایا ہان پھر مینے عرض کی کہ کسلیئے ہم اس نقصان اور ذلت کو قبول کرین اور اس طرح سے صلح کر کے لوٹین آپنے فرمایا اے ابن خطاب بیشک مین رسول خدا کا ہون اور اللہ تعالی مجکو ضایع نکریگا اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا مین رسول خدا ہون اور مین نافرمانی اوسکی نکرونگا اور وہ میری مدد کرنیوالا ہی اور یہہ روایت مشعر ہی اسپر کہ وہ صلح وحی سے ہوئی تھی نہ حضرت کی راے اور اجتہاد سے حضرت عمر رض کہتے ہین کہ کہا مینے کہ کیا آپنے یہہ نہین فرمایا تھا کہ قریب ہی کہ ہم زیارت بیت اللہ کو جاوینگے اور طواف کرینگے آپنے فرمایا کہ ہان ولیکن کیا مینے بھی کہا تھا کہ اسی سال مینے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ غم مت کھا کہ تو زیارت بیت اللہ کو جاویگا حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ اسیطرح ملول اور محزون مین آپکی مجلس سے اوٹھا اور ابو بکر رض کے پاس گیا اور تمام حکایت اونسے کہی جو جواب مینے حضرت صلعم سے سنا تھا وہی اونسے سنا اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صدیق رض نے کہ اے عمر جا اور ہاتھہ حضرت صلعم کی رکاب مین مار اور کچھہ اعتراض مت کر کہ وہ خدا کے رسول ہین جو کچھہ وہ کرتے ہین وحی سے کرتے ہین اور مصلحت اسی مین ہی اور منقول ہی حضرت عمر رض سے کہ فرمایا اونھون نے کہ بہت اعمال صالحہ مثل نماز و روزہ و تصدق و اعتاق کفارہ مین اس گستاخی کے کئے مینے مدارج النبوۃ مین ہی کہ یہہ حکایت دلیل ہے اوپر کمال علم اور وفور صدق و یقین حضرت صدیق رض کے اور مطابقت رکھتی ہی ساتھہ ما صب اللہ فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر یعنی نہین ڈالا اللہ تعالی نے بیچ سینہ میرے کے مگر کہ ڈالا مینے اوسکو بیچ سینہ ابی بکر کے **مترجم کہتا ہی** کہ اگرچہ اس حدیث کو بعض محققین نے موضوعات مین شمار کیا ہی مگر ہوسکتا ہی کہ اس قصے مین ایسا ہوا ہو یعنی جو کچھہ اسرار اس صلح کے اللہ تعالی نے حضرت کو از روے وحی کے معلوم کئے تھے وہ سب آپنے ابو بکر رض کو بتا دئے ہون اسلیے حضرت ابو بکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا کہ وہ رسول اللہ کے ہین جو کچھہ کرتے ہین بموجب وحی کے کرتے ہین انتہی اور وہ پوچھنا حضرت عمر رض کا بطور استکشاف و استفسار کے تھا نہ بطریق شک اور انکار کے حاشا و کلا اور باوجود اسکے فرماتے تھے عمر رض کہ ایک عمر ہی کہ وسوسہ شیطان اور کید نفس سے کہ اوسدن میری خاطر مین گذرا تھا استغفار کرتا ہون اور منقول ہی کہ بعد مصالحت حدیبیہ مین اتنے مشرک مسلمان ہوئے کہ برابر ہی کرتے تھے ابتداے بعثت سے وقت مصالحت تک اور فرمایا حضرت صدیق اکبر رض نے کہ کوئی فتح اسلام مین صلح حدیبیہ کی برابر نہوئی مگر بھید اوسکا عقل مین نہین آتا اور وہ ایک بھید تھا درمیان اللہ اور رسول اوسکے لیکن بندے جلدی کرتے تھے اور خدا اونکے عجلت کو جلد عجلت کو نہیں کرتا ... مواہب لدنیہ مین ہی کہ کہا علماء نے کہ تھا سوال کرنا عمر رض کا بسبب استعداد مین شک کے ہی بلکہ تھا واسطے طلب کھولنے اوس چیز کے کہ پوشیدہ تھی وہ اوپر اونکے اور واسطے برانگیختہ کرنے کے اوپر ذلت دینے کفار کو اور ظہور اسلام کی کما عرف فی خلقہ و قوتہ

فی نصرۃ الدین و ادلالۃ المبطلین القصہ جب صلحنامہ لکھکر درست ہوا اعیان صحابہ کی گواہی مثل صدیق اکبر اور فاروق
اعظم اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح و محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی اسپر
لکھی گئی اور بعض مشرکین کی بھی گواہی مثل خویطب بن عبد العزی اور مکرز بن حفص کی لکھی گئی اور صحت کو پہونچا ہی کہ بعد فراغ
کتابت صلحنامہ کے حضرت صلعم نے اپنی یارون سی فرمایا کہ اوٹھو اور اپنی قربانی ذبح کرو اور سر منڈاؤ اور راوی کہتا ہی کہ قسم خدا
کی کوئی نہ اوٹھا یہانتک کہ آپنے تین بار فرمایا اور کسینے اسپر اقدام نکیا مروی ہی کہ اوسوقت آپ اوٹھکر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی
پاس تشریف لیگئے اور اونسے یہہ سب حال بیان کیا اور صحابہ کی شکایت کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ اونکو معذور
رکھین اسلیے کہ اونپر یہہ بڑا صدمہ ہوا ہی کہ جو کچھہ قریش نے اس صلحنامہ مین چاہا وہی آپنے قبول کیا اور حالانکہ اونھون نے
فتح مکہ پر دل رکھا تھا اور آپ بے فتح کی لوٹے جاتے ہین اگر خاطر مبارک آپکی یہی چاہتی ہی کہ صحابہ اس امر پر اقدام کرین تو آپ
باہر تشریف لیجائیے اور کسی سی کچھہ کلام نکیجے جبتک اپنی قربانی کو ذبح کرکے اپنے سر مبارک کو نہ منڈا لیجیے جب آپ یہہ کام کرینگے تو
پھر صحابہ سی سوائے انقیاد و اطاعت کی کچھہ نہوسکیگا یہہ سنکر حضرت باہر تشریف لیگئے اور اپنی قربانیکو ذبح کیا اور نائیکو بلاکر
سر منڈایا اور وہ نائی خراش بن امیہ بن فضل خزاعی تھا جب صحابہ نے یہہ حال دیکھا تو سبنے اوٹھکر اپنی اپنی قربانی ذبح کی اور
اپنے اپنے سر منڈائے اور بعضون نے بال کترائے مگر سب ملول اور محزون تھے قریب تھا کہ کثرت غم سی ہلاک ہوجاوین اور ایک روایت
مین ہی کہ قریب تھا کہ کثرت غم سی ایک دوسریکو مار ڈالین اور حضرت صلعم نے فرمایا اللهم اغفر للمحلقين صحابہ نے عرض کی
والمقصرين یا رسول اللہ پھر آپنے فرمایا اللهم اغفر للمحلقين پھر صحابہ نے عرض کی کہ والمقصرين پھر آپنے تیسری یا چوتھی بار فرمایا
والمقصرين صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سبب تھا کہ آپنے مکرر محلقین کیلیے دعا کی اور مقصرین کیلیے ایکبار دعا کی فرمایا کہ
سر منڈانے والون نے شک نکیا منقول ہی کہ حدیبیہ سی ابو جہل لعین کا اونٹ قربانیکے اونٹون سی نکلکے بھاگ گیا اور اوسکے گھر مین
جا گھسا اور ساربان حضرت کے اوسکے پیچھے گئے سفہائے قریش نے چاہا کہ اوس اونٹ کو ندیوین سہیل بن عمرو نے کہ سبب اس
صلح کا تھا اونکو اس حرکت سی منع کیا اور کہا اگر چاہو تو سو اونٹ اسکی عوض مین حضرت کو دینا قبول کرو اگر وہ قبول کرلین
تو پھر اوسے بھیجدو اور اسکو رکھلو والا ہرگز متعرض نہو اونھون نے اوسیوقت سو اونٹ دینے قبول کیے حضرت نے فرمایا کہ اوسکو
اگر قربانیکے لیے مقرر نہ کیا ہوتا تو اوسکے عوض مین سو اونٹ قبول کرلیتے پھر آپنے اوس اونٹ کو لیکر قربانی کیا اور حدیبیہ مین جو
مساکین اور فقرا تھے اونکو گوشت قربانیکا بانٹ دیا اور مسلمانون نے اپنی قربانیکا گوشت کھایا یہین سی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ
حرم مین نحر محصر کو تحلیل کی شرط نہین جانتے اور حنفیہ جو تحلیل محصر کی شرط نحر فی الحرم مقرر کرتے ہین کہتے ہین کہ حدیبیہ بعض داخل
حل ہے اور بعض اوسکا داخل حرم ہی اور تمسک ہمارا آیت ہی کہ فرمایا اللہ تعالے فان احصرتم فما استيسر من الهدي ولا تحلقوا
رؤسكم حتى يبلغ الهدي محله الآیہ یعنی پھر اگر روکے گئے تم تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور نہ منڈواؤ اپنے سرونکو جبتک نہ پہونچے قربانی
اپنے ٹھکانی پر الخ یعنی جو تم مین حج یا عمرہ شروع کرکے احرام باندھکر کعبہ کو چلے پھر بسبب کسی مرض یا دشمن کے رک جاوے

اور چاہیے کہ احرام سے نکلے تو واجب ہے اوسپر کہ بہیجے ایک اونٹ یا گائے یا بکری قربانی بہیجے جب قربانی حرم مین داخل ہو جاوے اور ذبح ہو تب وہ محرم حلال ہو جاوے مقرر کر دے ایکروز ذبح کے لیے منی مین اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک احصار عمرہ سے نہین ہوتا اور ہماری دلیل اسکی ہونیمین یہی قصہ حدیبیہ کا ہے کہ حضرت اور آپکے اصحاب احرام عمرہ کا باندہکر تہے اور محصور ہو گئے تہے ہذا الملخص ما فی تفسیر آیات الاحکام نقلا عن احمدی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلعم نے بیس اونٹ ناجیہ کے ہاتہہ مکہ مین بہیجے کہ مروہ مین اونکو ذبح کرکے وہان کے مساکین پر تقسیم کر دے کہتے ہین کہ اونٹ ابو جہل کا اونہین مین تہا اور احادیث مین ثابت ہوا ہے کہ مقصد حضرت کا داخل کرنیمین شتر ابو جہل کی قربانیکی اونہین یہہ تہا کہ دل کفار اس جہت سے شکستہ ہو مروی ہے کہ جب سب مناسک عمرہ کا ادا ہو چکا تب اللہ تعالی نے تند ہوا بہیجی کہ اوسنے مسلمانون کے بالونکو اوڑاکر زمین حرم مین پہونچا دیا اور وہان اونکو پراگندہ کر دیا اور بعض کتب سیر مین ہے کہ جب حضرت صلعم نے اپنے بال منڈوائے تو وہ بال آپنے درخت سمرہ کے پاس ڈالدیے صحابہ نے جو وہ موے مبارک دیکہے تو تبرکا ہاتہون ہاتہہ ایک دوسرے سے لیلیے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مینے بہت سعی سے چند بال اونمین سے پائے تہے اور بیمارونکو دہوکر وہ بال دیدیتی تہی اللہ تعالی اونکی برکت سے اونکو شفا دیتا تہا ؎ خواہم کہ ہرم از سر زلفین تو تاری ✻ تا بر سر من سایہ کند روز قیامت کہتے ہین کہ ابہی آپ حدیبیہ ہی مین تہے کہ ایک جماعت مسلمان عورتون کی مکہ سے ہجرت کرکے آپکے پاس آئی ازان جملہ ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط تہین کفار نے چاہا کہ اونکو لیجاوین اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمان باری عز اسمہ کا لائے کہ مسلمان عورتونکو کافرون کے ساتہہ نہ بہیجو اور بسبب شرف اسلام کے کوئی مسلمان مہاجرہ عورت کافر کے نکاح مین نہ ہے اور کوئی مرد مسلمان کافرہ عورت کو اپنے نکاح مین نرکہے اور آیت یا ایہا الذین امنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات فامتحنوہن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموہن مومنات فلا ترجعوہن الی الکفار لا ہن حل لہم ولا ہم یحلون لہن واتوہم ما انفقوا ولا جناح علیکم ان تنکحوہن اذا اتیتموہن اجورہن ولا تمسکوا بعصم الکوافر واسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا ذلکم حکم اللہ یحکم بینکم واللہ علیم حکیم یعنی اے ایمان والو جب آوین تمہارے پاس مومنات مہاجرات عورتین تو اونکو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے اونکا ایمان پہر اگر جانو تم کہ ایمان پر ہین وہ تو نہ پہیرو اونکو کافرونکی طرف نہ یہہ عورتین حلال ہین اونکو نہ وہ مرد حلال ہین انکو اور دو اون مردونکو جو اونکا خرچ ہوا اور گناہ نہین تمکو جو نکاح کر لو اون عورتونسے جب دو اونکو اونکے مہر اور نرکہو قبضے مین ناموس کافرہ عورتون کی اور مانگ لو جو تمنے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لین جو اونہون نے خرچ کیا یہہ اللہ کا فیصلہ ہے تم مین فیصلہ کرتا ہے تم مین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ؎ یہہ حکم ہوا کہ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر آوے اوس مرد نے جو اوسپر خرچ کیا تہا وہ پہیر دینا چاہیے جو مسلمان اوسکو نکاح مین لاوے وہ پہیر دے اور اوس عورت کو جدا مہر دے تب نکاح کرے اور اوسکے مقابل یہہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئی ہے وہ اوسکو چہوڑ دے پہر جو کافر اوسکو نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا پہیر دے جب یہہ حکم

اوترا تو مسلمان موجود ہوئے لینے کو بھی اور دینے کو بھی لیکن کافرون نے دینا قبول نکیا تب اگلی آیت اوتری یعنے
وان فاتکم کا سبحی کذا فی موضح القرآن جب یہہ حکم اوترا تب صحابہ نے جسکے نکاح مین کافرہ عورت تھی اوسکو چھوڑ دیا
اور طلاق دی از انجملہ حضرت عمر رض کی نکاح مین دو عورتین کافرہ مکہ مین تھین آپنے اون دونونکو طلاق دیدی اونمین
سے ایک کے ساتھہ معاویہ رض اور دوسری کے ساتھہ صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا مواہب علیہ مین ہے کہ از انجملہ
سُبیعہ اسلمیہ تھی اوسکے پیچھے خاوند اوسکا مسافر مخزومی بھی آیا اور کہا اونسے کہ شروط صلح مین یہہ بھی تھے کہ ہم مین سے
جو کوئی تمہارے پاس آجاوے تو اوسکو ہم پھیر دینا حضرت جبرئیل علیہ السلام اسمین نازل ہوے اور کہا یا رسول اللہ
وہ شرط مردونپر واقع ہوئی ہے نہ عورتونپر اور جلالین مین ہے فامتحنوہن بالحلف انہن ما خرجن الا رغبۃ فی الاسلام
لا بغضا لازواجہن الکفار ولا عشقا لرجال من المسلمین کذا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحلفہن انتہی
یعنی امتحان کرو اونکو ساتھہ قسم دینے کے اسپر کہ بیشک وہ نہین آئی ہین دار حرب سے طرف دار اسلام کی مگر بسبب رغبت اسلام
کی اور نہین آئی ہین بسبب بغض کے اپنے خاوندونسے جو کافر ہین اور نہ بسبب عشق کسی مسلمان کے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
قسم دیتے تھے اونکو اسیطور سے اور مدارک مین ہے وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما امتحانہا ان تقول اشہد ان لا الہ
الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وایضا فیہ تحت قولہ تعالی ولا جناح علیکم ان تنکحوہن اذا اتیتموہن اجورہن وبہ احتج
ابو حنیفۃ رح علی ان لا عدۃ علی المہاجرۃ یعنی اس آیت سے حجت پکڑی ہے امام ابو حنیفہ رض نے اس بات پر کہ نہین
ہے عدت عورت مہاجرہ کے لیے وایضا فیہ تحت قولہ تعالی واسئلوا ما انفقتم الخ وہو منسوخ فلم یبق سوال المہر لا منا ولا منہم
یعنی مہر لینے دینے کا حکم منسوخ ہے مواہب علیہ مین ہے کہ پیغمبر حضرت صلعم نے سبیعہ کو قسم دلائی اور مسافر کہ جو آیا اسکا خرچ
دلایا وہ لیکر چلا گیا اب یہہ آیت اوتری لا جناح علیکم پھر عمر فاروق رض نے سبیعہ سے نکاح کر لیا اور دوسری آیت اتری
ولا تمسکوا بعصم الکوافر الخ بعد نزول اس آیت کے مسلمانون نے مہر مہاجرات کے ادا کیے اونکے خاوندونکو اور کفار نے
ادا کرنے مین مہر مرتدات سے انکار کی یہہ آیت آئی وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فآتوا الذین ذہبت
ازواجہم مثل ما انفقوا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون یعنی اور اگر جاتی رہین تمہارے ہاتھہ سے کوئی تمہاری
عورتین کافرون کی طرف پس تم غنیمت لو یعنی غزا کرو اور آخر کو فتح ہو اور مال ہاتھہ لگے پس دو تم اونکو کہ گئی ہین
بیبیان اونکی دار کفر مین اور مہر نہین پایا ہے اونھون نے اونکو کافر خاوندونسے جسقدر خرچ کیا تھا اونھون نے مہر اوس
عورتون اور ڈرتے رہو اللہ سے جسپر تمکو یقین ہے معالم مین ابن عباس رض سے منقول ہے کہ چھہ عورتین مسلمانون مین سے
مرتد ہو کر کافرونکے پاس چلی گئین اور حضرت نے اونکے مہر غنیمت مین سے اونکے خاوندونکو دیے اور وہ یہہ ہین ام الحکم دختر
ابو سفیان عیاض بن شداد فہری کی بی بی اور فاطمہ دختر ابی امیہ خواہر ام سلمہ رض عمر بن الخطاب کی بی بی جبکہ حضرت
عمر نے ہجرت کا قصد کیا اونسے انکار کیا اور مرتد ہو گئی اور بروع دختر عقبہ شماس بن عثمان کی بی بی اور عزہ دختر عبد العزی

بن نضلہ عمرو بن عبدود کی بی بی اور ہندہ دختر ابی جہل بن ہشام ابن العاص بن وایل کی بی بی اور ام کلثوم
دختر جرول عمر بن الخطاب رض کی بی بی انتہی اور اسکا حکم جبتک عہد باقی رہا باقی رہا جب عہد اوٹھہ گیا یہہ حکم بھی منسوخ ہوگیا
اور موضح القرآن مین فعاقبتم کی تفسیر یون ہو کہ پھر تم گھیا مارو یعنی جب مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا نہین
پھیرتے تو جس کافر کی عورت آوے اوسکا خرچ دینا تھا اوسکو ندین اوسی مسلمان کو دین یہہ مال گتھی مین رکھا اوسکا لگی
یہہ حکم جب تھا کہ کافرونسے صلح ٹھہر گئی تھی پھیر دینے پر اب یہہ حکم نہین مگر کہین ایسی ہی صلح کا اتفاق ہو جاوے جانچنا عورتونکا
فرمایا کہ دلکی خبر اللہ کو ہی مگر ظاہر مین جانچنا یہہ کہ اگلی آیت مین جو حکم ہے قبول کرین تو اونکا ایمان ثابت رکھو یہہ آیت ہے بیعت
کی حضرت صلعم کے پاس بیعت جب عورتین کرتی تھین تو یہی اقرار لیتے تھے وہ یہہ آیت ہی یا ایہا النبی اذا جاءت المومنات

یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا و لا یسرقن و لا یزنین و لا یقتلن اولادهن و لا یاتین ببهتان یفترینہ بین ایدیهن
وارجلهن و لا یعصینک فی معروف فبایعهن واستغفر لهن اللہ ان اللہ غفور رحیم

ف طوفان باندھنا ہاتھہ پاؤن مین
یہہ کہ کسی پر جھوٹا دعوی کرین یا جھوٹی گواہی دین یا کسی معاملات مین جھوٹی قسم کھا جاوین اپنے دلسے بنا کر اور ایک
معنی یہہ کہ بیٹا جنا کسی اور سے اور لگا دین کسی اور کو یا جنا ڈالین اور باپ پر لگا دین حدیث مین فرمایا جو عورت
بیٹا لگا دیوے بیگانہ کا اوسپر بہشت کی بو حرام ہی کذا فی موضح القران مروی ہو کہ قریب بیس دن کی حدیبیہ مین حضرت
اور صحبت کو پہونچا ہی کہ جب حضرت صلعم نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی ایکرات کو منزل عسفان مین عمر بن خطاب رض
حضرت صلعم کے ساتھ تھے اور آپ سے تین بار کچھ پوچھا آپنے کچھ جواب ندیا حضرت عمر رض کہتے ہین کہ مینے اپنے نفس کو خطاب
کرکے کہا ثکلتک امک کہ تین بار تونے الحاح و مبالغہ حضرت سے کیا اور آپنے کچھ جواب ندیا پھر حضرت عمر رض کہتے ہین کہ
مینے اپنے اونٹ کو تیز چلایا اور لشکر کے آگے آگے جاتا تھا اور ڈرتا تھا کہ مبادا میری شان مین قرآن نازل ہو بعد ایک لحظہ
کے سنا مینے کہ ایک آدمی مجھکو پکارتا ہو کہ حضرت تجھکو بلاتے ہین اس بات سے مجھکو اور بھی ڈر ہوا پھر مینے آپکے پاس جاکر سلام
کیا آپنے جواب دیا اور فرمایا کہ تو نے مجھسے بات کہی مینے اوسکا جواب ندیا مین اوسوقت وحی مین مشغول تھا آجکی رات
مجھپر ایک سورت نازل ہوئی ہی کہ مین اوسکو زیادہ دوست رکھتا ہون تمام دنیا کی چیزونسے پھر آپنے سورہ انا فتحنا
پڑھا اور صحابہ کو مبارکی دی اور صحابہ نے آپکو مبارکی دی اور ایک روایت سے نزول انا فتحنا کا منزل کراع غمیم مین
ہوا کہتے ہین کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر حدیبیہ سے مراجعت کی اور مدینے مین آئے تو ابو بصیر عتبہ بن اسید ثقفی
ہمقسم بنی زہرہ کا مسلمان ہو کر مکے سے بھاگ کر سات دن کی عرصہ مین مدینے کو آئے کفار قریش نے دو آدمی ایک بنی عامر
سے نام اوسکا معلوم نہین اور دوسرا کوثر نام کہ اوسکا ملازم تھا حضرت کے پاس خط دیکر بھیجا کہ تمکو چاہیے کہ موافق
شروط صلح کے ابو بصیر کو بھیجدو ابی بن کعب نے وہ خط مشرکونکا پڑھکر حضرت کو سنایا پھر حضرت نے ابو بصیر کو اونکے سپرد
کیا ابو بصیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو مشرکونکے سپرد کرتے ہین آپنے فرمایا کہ انھون نے ہمسے عہد لیا ہی اور تو جانتا ہی

کہ ہمارا کام عہد شکنی کا نہین ہی تو جا اللہ تعالیٰ تیری لیے کوئی رہائی کی صورت کر دیگا پھر وہ دونو شخص ابو بصیر کو مکی کیطرف
لیکر چلے جب ذو الحلیفہ مین جا کر اوترے وہان مسجد مین ابو بصیر نے دو رکعت نماز پڑھی اور زاد راہ جو اپنے ساتھ رکھتا تھا
اوسی کھجور لیکر اپنے آگے رکھکر کھانے لگا اور اونکو بھی بلایا کہ آئین بیٹھکر کھاوین وہ بھی اپنا کھانا اوسکی پاس لائی اور کھانی لگے
ابو بصیر نے نام و نسب اس عامری کا پوچھا اور کہا واللہ یہہ تیری تلوار کیا اچھی ہے اوسنے میان سے نکالکر کہا کہ یہہ تلوار ایسی
ہی ہے جیسے تو کہتا ہے مینے ہمیشہ اسکو آزمایا ہے ابو بصیر نے کہا کہ مین تو دیکھون اوسنے غفلت سے اوسکی ہاتھ مین دیدی ابو بصیر نے
ایک ہاتھہ مارکر اوسکو واصل جہنم کیا دوسرا کوثر یہہ معاملہ دیکھکر بھاگا اور مدینہ مین آکر فریاد کرتے ہوے حضرت کے پاس حاضر ہوا
آپنے اوسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ اسکو کچھ صدمہ پہنچا ہے اوسنے عرض کی کہ میرا ساتھی مارا گیا اور مجکو بھی خوف ہلاک ہے اسی عرصہ
مین ابو بصیر بھی اوسی عامری کے گھوڑی پر سوار اور اوسکی تلوار گلے مین ڈالی ہوئی مدینے مین آپہنچا اور حضرت کی پاس حاضر ہوکر
عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اپنے عہد سے پوری ہو گئے اور مجھے انکو دیدیا اب مجکو اللہ تعالیٰ نے انسے نجات دی آپنے فرمایا ویل امہ
مسعر حرب لو کان لہ احد یعنی وای عجب روشن کرنیوالا ہے آتش حرب کا اگر کوئی ہوتا کہ اوسکی مدد کرتا اور اس بات مین اشارہ
تھا بھاگ جانے پر ابو بصیر کے اور اشارہ تھا ان مسلمانونکو جو مکے مین تھے کہ اوس سے ملجاوین یون ہی کہا ہے شارحین نے
اسکے بیان مین اور اسی معنی پر اوسکی مذمت نہین مراد ہے بلکہ مراد تعجب ہے اسپر کہ عجب مردانہ ہے اگر کوئی اوسکی مدد اور اعانت
کرے تو کام کر سکتا ہے بلکہ یہہ کلام متضمن مدح کو ہے اور بظاہر سیاق حدیث اور مقتضائے مقام ناظر اسپر ہے کہ مراد سرزنش اور شکایت
اوسکی ہو کہ اوٹھانیوالا فساد اور باعث فتنہ کا ہے اگر کوئی اوسکو آگاہ کردے کہ ہماری طرف رجوع نکرے اور ہمارے پاس آوے
اور بھاگ جاوے کہ اوسکا ہمارے پاس رہنا باعث غدر کا اور سبب فتنہ اور لڑائی کا ہے کوئی ہے جو اوسکو پکڑکر پھر قریش کے سپرد
کردے اور اسمین تعلیم و تلقین فرار پر ہے فافہم ابو بصیر نے جب حضرت سے یہہ بات سنی کہ اسکو پھر قریش کے پاس بھیجدینگے
مسجد سے بھاگ کر ساحل دریا پر منزل عیص مین ٹھہرے اور وہی قریش کے کاروانکا رستہ تھا شام کو رستے مین پھر آدمی اوسکی یار
اکٹھی ہو گئے اور جو کوئی مسلمان اہل مکہ سے بھاگتے انہین کے پاس جمع ہو آجاتے تھے کہتے ہین کہ عمر رض نے ابو جندل بن سہل کو کہ مدینہ
مین حضرت کے پاس مسلمان ہوکر آئے تھے پیغام بھیجا اور ابو بصیر کے قصہ سے آگاہ کردیا پھر ابو جندل بھی اپنے باپ کے پاس سے ابو بصیر
کے پاس چلے گئے اسیطرح ابو بصیر کے پاس قریب تین سو آدمیکے جمع ہو گئے جو قافلہ مشرکونکا شام کی طرف اودھر ہوکر جاتے
اونکو وہ مارتے اور مال و اسباب اونکا لوٹ لیتے یہانتک کہ قریش تنگ آئے اور اپنے کئے سے پشیمان ہوے اور ابو سفیان بن حرب
کو حضرت کے پاس بھیجا اور قسم خدا کی اور قرابت کی دلائی کہ اوس جماعت کو آپ اپنے پاس بلالین کہ ہمنے اس شرط کو نکال دیا
جو کوئی ہم مین سے تمھارے پاس آوے وہ امان مین ہے اور ہمکو اوس سے کچھ کام نہین پھر حضرت نے کسیکو اونکے پاس بھیجکر اونکو
بلا لیا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ آپنے ابو بصیر کو خط لکھہ بھیجا کہ اپنی جماعت سمیت ہمارے پاس چلا آ جب آپکا خط ابو بصیر کو پہنچا
وہ حالت نزع مین تھے حضرت کا نامہ لیکے اپنے سر و چشم پر رکھا اور جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون پھر ابو جندل نے

اونکو دفن کر گئے اونکی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دی اور سب ہمراہیون سمیت آکر حضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے

اور بعض صحیح بخاری کی روایت کی ظاہر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آیت وھو الذی کف ایدیہم عنکم و ایدیکم عنہم تا حمیۃ الجاہلیۃ
ابوبصیر کے قصہ مین اوتری ہی اور حمیت اونکی یہہ تھی کہ اقرار نبوت حضرت کا اور بسم اللہ کا نکرتے تھے اور حائل ہوئی اونکے
اور کعبہ کے درمیان ہذا ما فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ والسیرۃ کا ذرونی اور اسی سال مین سابقہ قول ظاہر تر کی
بعض اہل سیر کے نزدیک بھیجنا وکیلونکا جانب ملوک اطراف کی واقع ہوا اور ایکجماعت اسپر ہی کہ یہہ قصہ محرم مین ساتوین
سال کی واقع ہوا صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ جمع دونو قولون مین حضرت استاد و مخدوم سعید قدس سرہ نے
کتاب درج الدرر مین اسطور سے کیا ہی کہ بھیجنا وکیلونکا چھٹے سال مین ہوا اور پہنچنا اونکا بادشاہون کے پاس ساتوین
سال مین محقق ہوا اور کہا صاحب روضۃ الاحباب نے کہ کہتا ہون مین کہ ارادہ حضرت صلعم کا بھیجنے رسل کا چھٹے سال آخر مین ہوا
اور بھیجنا اونکا شروع ساتوین سال مین ہوا یا بعض کا انمین سے بھیجنا آخر مین چھٹے سال کے ہوا اور بعض کا اونمین سے بھیجنا
اول سال ہفتم مین تھا اور یہہ معنی موجب اختلاف علما کے ہوئے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے چاہا
کہ عجم کے بادشاہونکو نامہ بھیجین اور دعوت اسلام کرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بادشاہ لوگ بے مہر کا نامہ نہین پڑھا کرتے
ہین پھر آپنے فرمایا کہ سونیکی انگوٹھی آپکے واسطے بنائی گئی اور صحابہ مین سے بھی جسکو طاقت تھی اوسنے سونیکی انگوٹھی بنوائی حضرت
صلعم نے پہنی اونھون نے بھی متابعۃ پہنی دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیام الہی لائے کہ سونا پہننا تمہاری
اُمت کے مردونکو حرام ہی فی الحال حضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکالڈالی آپکو دیکھکر صحابہ نے بھی اپنے ہاتھون سے انگوٹھیان
نکالڈالین پھر آپنے چاندیکی انگوٹھی بنوائی کہ حلقہ اور نگینہ اوسکا چاندی کا تھا اور فرمایا تو محمد رسول اللہ اسپر نقش کیا تین سطر
مین اوپر کی سطر مین اللہ اور بیچ کی سطر مین رسول اور نیچے کی سطر مین محمد اور منع کیا کہ اور کوئی اپنی مہر مین یہہ نام کندہ نکرے
پھر صحابہ نے آپکی موافقت کی اور اپنے واسطے چاندیکی انگوٹھیان بنوائین اور انس رض سے مروی ہی کہ بیشک مہر کرنا بادشاہونکے
نامے پر اور قاضیون کی کتبے پر سنت مستحبہ ہی یعنی متابعۃ الرسول اور بعض نے کہا کہ وہ سنت ہی بسبب فعل رسول اللہ صلعم
کے کما فی المواہب اللدنیہ پھر آپنے کاتبونکو بلایا اور نو بادشاہونکی طرف نامے لکھوائے اور نام اونکے یہہ ہین نجاشی بادشاہ حبشہ
ہرقل بادشاہ روم کسری بادشاہ مدائن مقوقس بادشاہ اسکندریہ جیفر و عبد پسران جلندی شاہ عمان ہوذہ بن علی
رئیس یمامہ حارث غسانی بادشاہ بلقا حارث حمیری شاہ یمن منذر ابن ساوی والی بحرین اور نو شخصونکو نامہ دیکر اونکی
طرف روانہ کئے عمرو ابن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس اور دحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس اور عبداللہ ابن حذافہ سہمی کو کسری
کے پاس اور حاطب ابن ابی بلتعہ لخمی کو مقوقس کے پاس اور عمرو بن العاص کو جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس اور سلیط
ابن عمر عامری کو ہوذہ ابن علی حنفی کے پاس اور شجاع بن وہب اسدی کو حارث ابن ابی شمر غسانی کے پاس اور مہاجر ابن امیہ
کو حارث حمیری کے پاس اور علا ابن حضرمی کو منذر ابن ساوی کے پاس مروی ہی کہ جب سب وکیل اپنی اپنی طرف

روانہ ہوئی صبح کو ہر ایک نے انمین سے اوسحال مین کہ واقف تھا زبان اوس قوم کی سے کہ حضرت صلعم نے اوسکو جسکی طرف بھیجا تھا وہ باتین کرتا تھا اوسی زبان مین یہہ معجزہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہا اقتبست من روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ ومواہب اللدنیہ اما عمرو بن امیہ رضہ کو جو گئی طرف نجاشی کے کہ وہ حبشہ کا بادشاہ تھا اور یہہ لقب اوسکا ہے جو حبشہ کا بادشاہ ہووے اور نام اوسکا اصحمہ تھا اور ترجمہ اصحمہ کا زبان عربی مین عطیہ ہے اوسنے نامہ حضرت صلعم کا لیکر اپنی دونو آنکھون پر رکھا اور تعظیما اپنے تخت سے اترکر نیچے بیٹھا اور اسلام لایا اور یہہ عمرو بن امیہ ضمیری ابن ضمیر نام ایک قبیلہ کا ہے اور یہہ دلیرون اور پہلوانون صحابہ سے تھے اور مردون عرب سے جرات اور تجربہ کا ری مین ممتاز تھے اور حاضر ہوئے بدر سے اور احد مین ساتھہ مشرکون کے پھر اسلام لائے بعد احد کے اور اول مشاہدہ اونکا بیر معونہ ہے اور اسیر کیا اونکو اوسدن عامر بن الطفیل نے پھر اونکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اور بھیجا حضرت صلعم نے اونکو طرف نجاشی کے جیسا کہ بیان آویگا اور حضرت صلعم نے طرف عمرو بن فردہ جذامی کے بھی اونکو بھیجا تھا کہ وہ عامل تھا قیصر کی طرف سے پھر مسلمان ہوا وہ اور بھیجا حضرت صلعم کو نامہ اور ہدیہ ساتھہ مسعود بن سعد کے ایک خچر کہ اوسکو فضہ کہتے تھے اور ایک گھوڑا کہ اوسکو ظراب کہتے تھے اور کپڑے اور قبا سندس کی تب سو قبول کیا آپنے اوس ہدیہ کو اور مسعود بن سعد کو بارہ اوقیہ دئے اور بھیجا تھا اونکو حضرت صلعم نے مسیلمہ کذاب کی بھی طرف اور وفات پائی اونھون نے مدینہ مین بیچ زمانہ معاویہ رضہ کے اور ایک قول سے سنہ ... مین کذا فی مدارج النبوۃ عبارت اوس نامہ کی یہہ تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشۃ اما بعد فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن واشہد ان عیسی بن مریم روح اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم البتول الطیبۃ المحصنۃ فحملت بعیسی فخلقہ من روحہ ونفخہ کما خلق آدم بیدہ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لا شریک لہ والموالاۃ علی طاعتہ وان تتبعنی وتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وانی ادعوک وجنودک الی اللہ تعالی وقد بلغت ونصحت فاقبل نصیحتی والسلام علی من اتبع الہدی کذا فی المواہب اللدنیۃ

معنی یہہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کیطرف سے طرف نجاشی بادشاہ حبشہ کے اما بعد پس بیشک مین حمد وثنا بھیجتا ہون یعنی لکھکر تیری طرف خاص اوس تعالی شانہ کو کہ نہین کوئی معبود مگر وہی بادشاہ پاک نقص اور عیب سے اور سالم ہر آفت اور عیب سے امان دینے والا اپنے بندونکا ہول قیامت سے اور غالب اوپر تمام اشیا کے اور گواہی دیتا ہون کہ عیسی ابن مریم روح اللہ اور کلمہ اوسکا ہے کہ ڈالا اوسکو طرف مریم بتول طیبہ محصنہ کے اور حاملہ ہوئین وہ ساتھہ عیسی علیہ السلام کے پس حاملہ کیا اللہ تعالی نے عیسی کو روح اپنی سے یعنی حکم اپنے سے اور پھونکا اوسکو مثل جیسکہ پیدا کیا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھہ سے اور دم کی اوسمین روح اپنی واضح ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام روح اللہ اسلیے کہلائے کہ سب ارواح انسانی گویا پیدا ہین اپنے باپونکی روحون سے خاص کر اون لوگون کے مذہب پر جو گمان کرتے ہین کہ روحین اجسام ہین کہ پھیل رہی ہین ابدان مین اور روح آدم وعیسی علیہم السلام کی

اسطرح پر نہین اسلیے کہ پیدا کیا اللہ سبحانہ وتعالی نے اونکو بلا واسطے اور بلا سبقت مادہ اور مشابہ کی پس سلیے خاص کیا اللہ تبارک وتعالی نے دونونکو ساتھہ اس فضیلت کی اور اضافت اونکی طرف ذات اپنی کی چنانچہ فرمایا فنفخنا فیہ من روحنا ونفخت فیہ من روحی من حاشیہ روضۃ الاحباب اور بیشک دعوت کرتا ہون تجکو طرف اللہ کی کہ اکیلا ہے وہ نہین کوئی شریک اوسکا اور دعوت کرتا ہون طرف دوستی پکڑنیکے اوسکی بندگی پر اور اسپر کہ رغبت کرے تو اور ایمان لاوے توساتھہ اوسکی کہ آوے میرے پاس سو بیشک مین رسول اللہ کا ہون اور بیشک مین بلاتا ہون تجکو اور تیرے لشکر کو طرف اللہ کے اور بیشک پہونچایا مینے یعنی حکم الہی اور خیر خواہی کی مینے سو قبول کر تو نصیحت میری اور سلام ہی اوسپر جسنے تابعداری کی ہدایت کی انتہی اور وفات پائی نجاشی نے حضرت کی ایام حیات مین نوین سال ہجرت کی اور نماز جنازہ اوسکی پڑھی حضرت صلعم نے غایبانہ مدینہ مین چنانچہ صحیح مسلم مین عمرو بن حسین اور جابر رضی اللہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے ان اخا لکم قد مات فقوموا فصلوا علیہ یعنی حضرت صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمھارا بھائی مرگیا سو اوٹھو اور اوسکی نماز پڑھو اور یہہ نماز حضرت صلعم نے صف باندھکر عیدگاہ مین پڑھی اور یہہ معجزہ ہی حضرت صلعم کا کہ دور کی خبر دی اور مطابق پڑی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غایب پر نماز پڑھنی درست ہی اور یہہ مذہب ہی امام شافعی کا اور حنفی مذہب والے لکھتے ہین کہ یہہ بات حضرت صلعم کو خاص تھی شاید زمین طی ہوگئی ہو اور دور نزدیک ہوگیا ہو اور دونکو غایب پر نماز پڑھنا درست نہین کذا فی تحفہ ترجمہ مشارق الانوار اور ترجمہ قصص الانبیا مین کہ مسمی بتواریخ خلاصۃ الانبیا ہی مذکور ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نوین سال ہجری مین ایکدن رسول خدا صلعم نے مدینہ کی مسجد مین فرمایا کہ ای یارو نجاشی بادشاہ حبشہ نے وفات پائی اور اوسکی نماز جنازہ اسوقت ہوتی ہی پڑھا چاہیے تب صحابہ کھڑے ہوگئے اور نماز ادا کی بعد نماز کے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ میت غایب پر نماز درست ہی فرمایا کہ نہین مگر کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوسکی موت کی مجکو خبر دی اور اوسکی نعش مینے دیکھی اسواسطے نماز جنازہ ادا کی اور تمھاری بھی نماز میری اقتدا سے درست ہوئی انتہی اور مظاہر حق مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی بغیر اسناد کی کہ کہا اونھون نے کہ کھولا گیا سریر یعنی جنازہ نجاشی کا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہانتک کہ دیکھا اوسکو اور نماز پڑھی اوسپر انتہی واضح ہو کہ ظاہر مین یہہ حدیث دلالت کرتی ہی مذہب امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ پر کہ کہتے ہین وہ کہ نماز پڑھنا غایب میت پر جایز ہی لیکن ائمہ حنفیہ وائمہ مالکیہ کہتے ہین کہ غایب میت پر نماز پڑھنا درست نہین ہی اسلیے کہ تعلق نماز جنازہ کا ساتھہ میت کی مثل تعلق نماز جماعت کی ہی ساتھہ امام کی اسلیے آگی ہونا جنازہ سے مصلے کا درست نہین ہی جیسیکہ آگی ہونا مقتدی کا امام سے درست نہین ہی اور ایسی ہی بعد اور دوری امام اور مقتدی کی درمیان مین نہین درست ہی سو ایسی ہی میت اور مصلی کے درمیان مین ہی بعد اور دوری نہین درست ہی اور جملہ شرایط صحت نماز جنازہ سے یہہ ہی کہ میت روبرو مصلے کے ہو اور مصلی مستقبل قبلہ کی اوسپر نماز پڑھی اور یہہ امر میت غایب مین یقینا معلوم نہین ہوتا ہی سو نماز غایب میت پر درست نہوگی اور نجاشی کی قضیہ

جواب دیتے ہین کہ نماز پڑھنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسپر اسلیے تھا کہ زمین کو طی کر دیا تھا اور جنازہ اوسکا حضرت پر ظاہر کر دیا
تھا اگرچہ جماعت کے لوگ اوسکو نہیں دیکھتے تھے اور بجز اس فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکا فعل پایا نہین جاتا ہے کہ اوسکے ساتھہ
استدلال کیا جاوے اور صحت نماز غایب کی مطلقا اور گویا کہ مستند انکے اس تاویل مین وہ حدیث ہے کہ واقدی نے اسباب نزول
مین اوسکو روایت کیا ہے ابن عباس رضہ سے کہ کہا اونھون نے کہ جنازہ نجاشی کا کھولدیا پیغمبر صلعم کیلیے کہ حضرت نے اوسے
دیکھا اور نماز اوسپر پڑھی اور عمران بن حصین رضہ سے ثابت ہوا ہے کہ کہا اونھون نے کہ نماز پڑھی پیغمبر صلعم نے نجاشی پر
اور صحابہ گمان نہین کرتے تھے مگر اسبات کا کہ جنازہ نجاشی کا حضرت صلعم کے روبرو ہے اور اس تاویل کی تائید کرتی ہے وہ
جو بعض روایت مین آیا ہے کہ پیغمبر صلعم اون دنون تبوک مین تھے ایک دن آفتاب خوب روشن اور منور طالع ہوا کہ اوس سے
پہلے اس روشنی کیساتھہ طالع نہین ہوا تھا انس رضہ کہتے ہین کہ اوسدن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت صلعم پر نازل
ہوئے اور حضرت کو خبر دی کہ یہہ روشنی اسلیے ہے کہ تمھاری یار دینین سے ایک مرد کہ اوسکو معٰویہ بن معٰویہ لیثی اور بروایتہ مزنی کہتے
تھے وہ آجکے دن مدینے مین مرگیا ہے حق تعالی نے اوسکے اوپر نماز پڑھنے کو ستر ہزار فرشتے بھیجے ہین آپنے پوچھا کہ یہہ مرتبہ اوسکو کیونکر
ملا حضرت جبرئیل نے کہا کہ اسبب بہت پڑھنے قل ہو اللہ احد کے رات اور دن مین اور اوٹھتے اور بیٹھتے اور چلتے اور پھرتے کیا خاطر
مبارک آپکی چاہتی ہے یا رسول اللہ کہ زمین کو قبض کر دون آپکے واسطے کہ آپ اوسپر نماز پڑھین حضرت نے فرمایا کہ ہان انس رضہ
کہتے ہین کہ فصلی علیہ ثم رجع یعنی پس نماز پڑھی حضرت نے اوسپر اور پھر لوٹ آئی یعنی زمین آپکے واسطے طی ہو گئی اور نماز پڑھکر
اوسپر پھر اولٹے لوٹ آئے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر زمین پر مارا کہ جو درخت اور بیشہ کہ درمیان
مین حائل تھے سب دور ہو گئے اور اونکا جنازہ حضرت کو دکھائی دیا اور آپنے نماز اوسپر پڑھی کذا فی روضۃ الاحباب کہتا ہون مین
کہ تائید کرتی ہے اسکی وہ جو قاضی عیاض نے شفا مین کہا کہ ورفع النجاشی لہ حتے صلی علیہ یعنی اور اوٹھایا گیا جنازہ
نجاشی کا آنحضرت کیلیے یہان تک کہ نماز پڑھی آپنے اوسپر اور بسط سے یہہ قصہ مع تحقیق اور بحث کے بخوبی نسیم الریاض شرح
شفا مین مذکور ہے فمن شاء فلیرجع الیہ انتہی اور اسیکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین
امنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک بان منہم قسیسین ورھبانا
وانہم لا یستکبرون رکوع تک ترجمہ البتہ پاویگا تو سب لوگون مین زیادہ دشمن مسلمانونکے یہود کو اور شرک والون کو
اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کی وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین یہہ اسواسطے کہ انمین عالم ہین
اور درویش ہین اور یہہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین پھر نجاشی نے آنحضرت صلعم کے نامہ کا جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
الی محمد رسول اللہ من النجاشی اصحمۃ سلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ الذی لا الہ الا ہو اما بعد فقد بلغنی
کتابک یا رسول اللہ فما ذکرت من امر عیسی فورب السماء والارض ان عیسی لا یزید علی ما ذکرت تفروقا انہ کما ذکرت
وقد عرفنا ما بعثت بہ الینا فاشہد انک رسول اللہ صادقا مصدقا وقد بایعتک وبایعت ابن عمک واسلمت علی یدیہ

الحمد للہ رب العالمین انتہی والتفریق علاقۃ ما بین الدوات والقشر یعنی لکھا جاتا ہی طرف محمد رسول اللہ کی نجاشی اصحمہ کیطرف سی سلام اور رحمت اور برکت اللہ کی تمپر ہو گواہی دیتا ہون تمپر خدا ایسا اللہ کہ نہین کوئی معبود مگر وہی اما بعد بیشک نامہ شریف آپکا میرے پاس پہونچا اور سا ہی رسول اللہ کی وہ کہ ذکر کیا تھا تمنے امر مین عیسی علیہ السلام کی پس قسم ہی پروردگار آسمان و زمین کی کہ عیسی کچھہ زیادہ نہین ہی اوسپر جو ذکر کیا تمنے اور بیشک جانی تھی ہمنے حقیقۃ تمہاری شریعت کی لایا تھا ہمارے پاس اوسکو تمہارے چچا کا بیٹا یعنی جعفر رضی اللہ عنہ اور عزت کی ہی ہمنے تمہارے چچا کے بیٹی کی اور تمہارے یارونکی اور گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا کی ہو اور راستگو اور رانبیا اور کتب سابقہ تمہاری تصدیق کرتے ہین اور بیعت کی مینے تمسے ساتھہ وسیلے چچیرے بھائی تمہارے کے واسلمت علی یدیہ الحمد للہ رب العالمین تفروق وہ چھلکا ہے جو درمیان گٹھلی اور گودی خرمے کی ہوتی ہی اور بھیجا مینے آپکی خدمت مین اپنے بیٹے ارمن کو اور اگر ارشاد ہو تو مین بھی حاضر ہون اور گواہی دیتا ہون کہ جو کچھہ کہتے ہو تم سب سچ ہی والسلام علیک یا رسول اللہ مروی ہی کہ ساتھہ آدمیون کے ہمراہ نجاشی نی اپنے بیٹے کو دریا کی راہ سی بھیجا تھا اور وہ سب دریا مین ڈوب گئی اور مروی ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط نجاشی کو بھیجا تھا اوسکا مضمون یہہ تھا کہ ام حبیبہ ابو سفیان کی بیٹے کو کہ مہاجر حبشہ سی ہین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نکاح کرکے مدینے مین بھیجدین اور سب مہاجرین جو وہان ہین اونکو بھی پھیر بموجب ارشاد سعادت بنیاد حضرت کی نجاشی نے حضرت کیلیے ام حبیبہ کو پیام دیا اونھون نے قبول کیا پھر خالد بن سعید بن العاص کو وکیل کیا کہ اونھون نے اونکو حضرت کی نکاح مین دیا نجاشی نے مہر اونکا چار سو مثقال طلا مقرر کیا اور مہاجرین حبشہ کو تیار کرکے دو کشتیون مین سوار کرکے عمرو بن امیہ ضمیری کی ساتھہ مدینے مین بھیجا مروی ہی کہ نجاشی نے ایک ڈبا ہاتھی دانت کا منگا کر اون دونون فرمانونکو حضرت کی اوسمین رکھدیا اور کہا کہ ہمیشہ خیر و برکت اہل حبشہ مین رہیگی جبتک کہ یہہ دونون نامہ اونمین رہینگی اور صاحب اعلام لائے ہین کہ وہ نامی ابتک بادشاہان حبشہ کی درمیان باقی ہین اور وہ اونکا اعزاز و احترام کیا کرتے ہین کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج مین مواہب سی نقل کیا ہی کہ یہہ نجاشی اصحمہ ہے کہ ہجرت کی تھی مسلمانون نے سال پنجم مین نبوت سی طرف اوسکی اور لکھا نامہ حضرت نے طرف اوسکی سال ششم مین ہجرت سی اور وفات پائی اوسنے سال نہم مین ہجرت سی ولیکن وہ نجاشی کہ بعد اصحمہ کے والی حبشہ ہوا اور آپنے اوسکو بھی نامہ لکھا تھا اور دعوت اسلام کی تھی پس معلوم نہین ہوا نام اوسکا اور نہ اسلام اوسکا اور فرمایا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ بعد مرنیکی اوسکی قبر پر نور دکھائی دیتا تھا اور تصدیق کری ہی اسکی قولہ تعالی نے کہ والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم ہی کذا فی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض اور قصہ مہاجرین حبشہ کا اسطرح پر ہی کہ جب سال پنجم مین نبوت سی کفار مکہ نے ایذا اور تکلیف دینی صحابہ کو زیادہ شروع کی اور حضرت صلعم اونکو دفع ایذا پر قادر نتھے اسلیے صحابہ کو اجازت دی کہ حبشہ کو ہجرت کر جاوین اور فرمایا کہ وہان ایک بادشاہ ہی کہ اوسکی

حکومت مین کوئی ظلم نکر سکیگا تم اوسکی طرف جاؤ جبتک کہ اللہ تعالی کوئی راہ کشایش کی تمکو عنایت کرے سو ماہ رجب مین
اوسی سال گیارہ مرد اور ایک قول سے بارہ مرد اور چار عورتین اور ایک قول سے پانچ عورتین پھر یہہ سب آدمی خفیہ مکہ سے
باہر دریا تک پیادہ پا گئے پھر وہان سے آدھا دینار کرایہ دیکر اور کشتی پر سوار ہو کر حبشہ کو گئے اور منقول ہے کہ پہلے پہل مکہ سے
ہجرت حبشہ کی بارادہ پر حضرت عثمان رض باہر گئے اپنی زوجہ شریفہ رقیہ بنت رسول اللہ کو ہمراہ لیکر اور بعد جانے انکے خبر
خیریت انکی حضرت کو نہ پہونچی دیر ہوئی اس سبب سے آپ ملول تھے ایک عورت آئی اور کہا اوسنے کہ حضرت عثمان رض کو مینے دیکھا
کہ اپنی بیبی کو مرکب پر سوار کئے ہوئے جاتے تھے آپنے فرمایا صحبهما الله ان عثمان لاول من هاجر باهله بعد لوط یعنی
مصاحب ہوا اللہ اونکا تحقیق کہ عثمان پہلا اونکا ہے کہ ہجرت کی اوسنے ساتھ اہل اپنی کے بعد لوط علیہ السلام کے اور مروی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ حریص تھے ایمان قریش پر اور آرزو رکھتے تھے اسباب کی کہ اللہ تعالی کوئی وحی بھیجے کہ اوسکی
سبب سے اونکو دلمین انس پیدا ہو اور جو کبھی کبھی کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ اونکو پڑھکر سناتے کہ شاید دل انکا اوس سے
نرم ہو اور مسلمان ہون پھر جب سورۂ والنجم نازل ہوئی آپنے مجمع قریش مین اوسکو تلاوت فرمایا اور آیتونکے درمیان مین
توقف فرماتے تھے تاکہ لوگ اوسکو سیکھین اور یاد کرلین جب آیت افرأیتم اللات والعزی ومنوة الثالثة الاخرے پر پہونچے
شیطان ملعون نے اسمین قابو پاکر گوش بہوش کفار نابکار مین پہونچایا کہ تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى
کفار اس جہت سے خوش ہوئے جب آپنے سورت تمام کی اور سجدہ کیا کفار بھی سجدہ مین مسلمانونکے شریک ہوے مگر ایک امیہ بن خلف
جمحی نے سجدہ نکیا اور ایک روایت مین ہے عتبہ بن ربیعہ اور ایک روایت سے ولید بن المغیرہ ان سب نے سجدہ نکیا بر تقدیر جمع
بین الروایات ہر ایک نے بسبب کبر کے ایک لپ بھر خاک اپنی پیشانی کے پاس لیجا کر اوسپر سجدہ کیا بعد برخاست ہونے مجلس کے
کفار کہنے لگے کہ محمد نے ہماری معبودونکو آج اچھی طرح پر یاد کیا اور حالانکہ ہم جانتے تھے کہ مارنے اور جلانیوالا اور پیدا کرنیوالا اور
روزی دینیوالا اللہ تعالی ہی ہے مگر یہہ کہتے تھے کہ یہہ معبود ہماری سفارش ہین نزدیک اللہ کے اب جو محمد نے ہمارے ساتھ اپنا
معاملہ مین اتفاق کیا ہمنے بھی اوسکے ساتھ صلح کرلی اور اوسکی ایذا دینے سے باز آئے جب یہہ خبر اطراف مین منتشر ہوئی اور
حبشہ کے مہاجرین کو پہونچی وہ یہہ سنکر اپنے وطن کو آئے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت کو شیطان کے
آواز دینے سے خبردار کیا حضرت اس سے بہت ملول اور محزون ہوئے حق تعالی نے آپکی تسلی دل کے لیے یہہ آیت بھیجی وما
ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته
والله حكيم عليم ترجمہ نہین بھیجا ہمنے پہلے تجھسے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جسوقت آرزو کرتا تھا ڈالدیتا تھا شیطان
بیچ آرزو اونکی کے پس موقوف کر دیتا ہے اللہ جو ڈالدیتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ نشانیون اپنی کو اور اللہ جاننے والا
حکمت والا ہے انتہی کذا فی البیضاوی والمعالم التنزیل جب یہہ آیت کفار نے سنی کہا ای محمد پشیمان ہوا تو اس سے جو تونے
بیان کی تھی منزلت ہماری معبودونکی خدا کی نزدیک ہم بھی اوس صلح سے پھر گئے اور پھر ایذا مسلمانون کو دینے لگے

مہاجرین حبشہ یہہ خبر صلح سنکر آئی تھے جب نواحی مکہ مین پہونچے تب معلوم ہوا کہ اوس صلح کا کچھہ اعتبار نتھا پھر ہر ایک اونمین سی اپنی اپنے وسیلہ سی مکے مین گئی مگر عبداللہ بن مسعود کہ بے وسیلہ کسیکی آئے اور چند روز مکہ مین رھکر پھر حبشی کو چلے گئے کذا فی کتب السیر اور شیخ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری مین لکھتی ہین کہ اصح بات یہہ ہی کہ عبداللہ بن مسعود رض پہلی ہجرت مین حبشی کو نتھے بلکہ دوسری ہجرت مین تھی واللہ اعلم اور باقی مہاجرین مکہ مین بسبب ایذا کفار کے نرہ سکے حضرت نی پھر اونکو ہجرت کا دیا ایکبار بہت مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے اور حضرت مکے مین رہی جس مسلمان کا جی ہجرت کو چاہتا وہ ہجرت کر کے وہان چلا جاتا محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتی ہین کہ تمام مہاجرین حابشہ سوای چھوٹے لڑکونکی کچھہ اوپر اسّی مرد اور گیارہ عورتین تحقیق ابن مسعود رض سی مروی ہی کہ جب حضرت نی ہمکو حبشہ مین نجاشی کی پاس بھیجا اور قریش کو یہہ خبر ہوئی تو اونھون نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو کچھہ تحایف دیکر جو نجاشی کو مرغوب تھی بھیجا کہ مسلمانونکو اوس سے طلب کرین جب وہ نجاشی کی مجلس مین گئی اوسکو سجدہ کیا اور وہ تحایف پیش کئے اور عرض کی کہ ایک جماعت ہماری بنی اعمام سی یہان آئی ہی اور وہ ہماری دین و آئین سی پھر گئی ہین اور اپنا ایک نیا دین نکالا ہی تمھاری دین کی سوا اور حالانکہ وہ نصرانی تھا اور نجاشی کی مصاحبون اور ندیمونکو اونھون نے تحفے دیے تھی اونھون نی اونکی جانبداری اور مددگاری کی اور کہا کہ اس جماعت مہاجرین کو اونکو دیدینا چاہیے اسلیے کہ یہہ اپنی قوم کی حال سی خوب آگاہ ہین نسبت ہماری نجاشی نے غصہ ہو کر کہا کہ قسم اللہ کی مین ہرگز ایسا نکرونگا کہ جو لوگ میری امن مین آئے ہون مین اونکو دشمنون کی حوالے کرون اور حکم دیا کہ مسلمانونکو جمع کر کے لاؤ کہ وہ آپ ہمسی باتین کرین اور اپنی دین و ملت کا بیان کرین جب یہہ خبر مسلمانونکو پہونچی جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ اس سی ہم کیونکر باتین کرین اوسکی مزاج کی موافق یا سچ سچ بیان کرین جس دین پر ہین حضرت جعفر ابن ابیطالب رض بھی اونمین تھی اونھون نے کہا کہ سچ سی کچھہ بہتر نہین ہم جس دین پر ہین وہی بیان کرینگے پھر سبنی جعفر رض کو آگے کیا کہ تم کلام کرنا پھر نجاشی کی مجلس مین گئی اور سلام کیا اور سجدہ کہ اہل حبشہ کی رسم تھی نکیا مصاحبون نجاشی کی نے کہا کہ کیون تمنی بادشاہ کو سجدہ نکیا جعفر رض نی کہا کہ ہم اپنی پروردگار کی سوا کسیکو سجدہ نہین کرتے ہین اور ہماری پیغمبر صلعم نے ہمکو یہی امر کیا ہی اس بات سی ایک ہیبت نجاشی کے دلمین پیدا ہوئی اور پوچھا اونسی کہ یہہ جماعت قریش کی کہتے ہین کہ تمنے انکی دین سی مفارقت کی ہی اور ہماری اور یہود کی دین کی پیروی نہین کرتے ہو ہمکو اپنی دین سی خبر دو جعفر رض نے کہا کہ ہم انہین کی دین پر تھی اللہ تعالی نے ہماری پاس ایک رسول بھیجا وہ ہمکو دعوت کرتا ہی طرف عبادت اللہ تعالی کی اور اوسکی توحید کی اور باقی سب دینون سی منع کرتا ہی اور اچھی کام کرنیکو حکم کرتا ہی اور بُری کامونسی روکتا ہی اور ساتھہ نماز پڑھنی اور روزہ رکھنی اور زکوۃ دینی اور صلہ رحم کرنے اور جمیع اخلاق حمیدہ کی امر کرتا ہی اور ایک تنزیل ایسی اوسنی ہمپر پڑھی کہ کوئی اور چیز اوسکی مشابہ نہین اور ظاہر ہوا ہمپر ساتھہ دلائل واضحہ اور معجزات لائحہ کی کہ یہی دین حق ہی کہ وہ مبعوث ہوا ہی ساتھہ اوسکی سو تصدیق کی ہمنی اوسکی اور ایمان

لائی تم اوسپر اور ہمنی اپنے پہلی دین باطل کو چھوڑ دیا اسلیے یہہ ہمکو بہت ایذا دیتی ہین اور ہمکو انکی مقابلے کی طاقت نہین تھی ہمارے پیغمبر نے ہمکو حکم کیا تمھاری طرف ہجرت کرنیکا اور سب بادشاہونمین سی تمکو چنکر یہہ حکم ہمکو کیا کہ تم انکو ہمپر ظلم نکرنے دوگے نجاشی نی پوچھا کہ اوس کلام سی جو تمھارے پیغمبر پر نازل ہوا ہی اگر کچھہ تم کو یاد ہو تو ہمکو سناو جعفر رضنے سورۂ مریم مین اول کی آیتین پڑھکر سنائین نجاشی نے جب یہہ کلام الٰہی سنا آنسو رویا کہ آنسو اوسکی داڑھی پر بہہ نکلے اور وہان علماء نصاریٰ بھی جمع تھی اور اپنی صحیفے کھولی ہوے تھے وہ بھی اتنا روئی کہ صحیفہ اور داڑھیان اونکی تر ہوگئین نجاشی نے کہا قسم خدا کی کہ یہہ کلام اور جو موسیٰ علیہ السلام لیا وہ تو ایک ہی چیز ہی پھر عمرو بن عاص اور عمارہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ قسم اللہ کی مین انکو تمھاری تئین ہرگز نہ دونگا اور نہ چھوڑونگا کہ تم انپر قدرت پاؤ اور ایک روایت مین ہی کہ عمرو بن عاص نے نجاشی سی کہا کہ یہہ تمھاری مخالف ہین شان مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نجاشی نے جعفر رضسی پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مین کیا کہتی ہو اونھون نے کہا ہم وہ کہتی ہین جو ہماری خدانے کہا ہی کہ هو عبد الله ورسوله وكلمته القاها الى مريم وروح منه یعنی وہ بندہ اللہ کا ہی اور رسول اوسکا اور کلمہ اوسکا کہ ڈالا اوسکو طرف مریم کی اور روح ہی اوس سے نجاشی نی یہہ سنکر ایک چھوٹی سی لکڑی زمین سی اوٹھا کر کہا کہ ای گروہ قریش اور قسیسو اور رہبانو آگاہ ہو جاؤ تم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مین اور اوسمین جو انھون نے اونکی شان مین بیان کیا اتنا بھی فرق نہین ہی جتنی یہہ لکڑی یعنی ایک تنکی برابر بھی فرق نہین ہی مرحبا تمکو اور اوسکو کہ تم جسکے پاس سی آئے ہو اور گواہی دیتا ہونمین کہ وہ رسول خدا کا ہی کہ ہمنی اوصاف اوسکی انجیل مین پڑھی ہین اور وہ وہی ہی جسکی خبر عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہی اور تم جہان کہین تمھارا دل چاہی اور قسم اللہ کی اگر کار سلطنت مجھسے متعلق نہوتا تو مین آپ اوسکی خدمت شریف مین جاکر حاضر ہوتا اور اوسکی کفش برداری کرتا اور وضو کراتا کہتی ہین کہ نجاشی نے قریش کو ہدیہ اونکا پھیر دیا اور وہ خائب اور خاسر ہو کر اوس مجلس سی نکلے کذا فی روضۃ الاحباب واضح ہو کہ کلام کیا ہی علمانے بیچ صحت قصۂ غرانیق کی چنانچہ قاضی عیاض نے شفا مین اسکی تصریح کی ہی اور امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہا کہ یہہ قصہ باطل ہی اور موضوعات زنادقہ سی ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ موضوعات ابن زبعری سی ہے اور کیونکر جائز ہو یہہ بات کہ جاری ہو بتونکی تعریف مین کلام زبان حق ترجمان صاحب وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى سے یعنی اور نہین بولتا ہی وہ اپنی خواہش کی موافق نہین ہی وہ مگر وحی جو بھیجی ہے اور محال ہی کہ زیادہ کرین حضرت صلعم قرآن مجید مین اوس چیز کو کہ وہ اوسمین نہو عمداً ہو خواہ سہواً خصوصاً ایسی وقت مین کہ مغایر ہو وہ چیز اوس چیز کی کہ لائی ہین اوسکو حضرت یعنی توحید اور حالانکہ آپ معصوم ہین اور کہا بیہقی نے کہ یہہ قصہ غیر ثابت ہی از روی نقل اور روایت کی اور کلام کیا ہی اوسکی راویونمین اور کہا کہ وہ سب مطعون ہین اور روایت کی ہی بخاری نی اپنی صحیح مین کہ حضرت نی پڑھی سورۂ والنجم اور سجدہ کیا آپنی اور سجدہ کیا آپکی ساتھہ مسلمانون اور کافرون نی اور انس اور جن نے اور نہین ہی اوسمین قصہ غرانیق کا اور نقل کیا ہی اس روایت کو ارباب صحاح نی بہت طریقونسی

اور نہین ہی اوسمین قصہ غرانیق کا اور شک نہین ہی اسمین جو کوئی تجویز کری حضرت علیہ السلام پر تعظیم کرنے بتونکی تو کافر ہو جاوی سو جان لیا ہی عقلاً و نقلاً کہ یہہ قصہ موضوع اور باطل ہی اور ایسا ہی کہا ہی اسکو جمہور علما محدثین نی مگر روایت کیا اسکو ایکجماعت محدثین نے مثل ابو حاتم اور طبری اور ابن منذر اور ابن اسحاق اور موسی بن عقبہ اور ابو معشر وغیرہم کی ساتھہ طریقون اپنی کے کہ اکثر وہ طریق ضعیف اور واہی اور منقطع اور مرسل اور مضطرب اور غیر صحیح ہین پس بسبب کثرت طرق کی فی الجملہ کچھہ اصل اسکی ثابت ہوتی ہی اگرچہ صحیح نہین سو توجیہ اسکی بعضون نے یون کی ہی کہ جاری ہوا یہہ کلمہ حضرت کی زبان پر اوسحال مین کہ عارض ہوئی آپ پر غنودگی بغیر شعور رکھنی آپکے اوسپر پھر جب آگاہ ہوئی آپ اوسپر اور جانا اوسکو تو محکم کیا اللہ تعالی نے آیت اپنی کو نقل کیا اسکو طبری نے قتادہ سی اور رد کیا اسکو قاضی عیاض نے اسلیے کہ جایز نہین دخل شیطان کا آپ پر نہ خواب مین اور نہ بیداری مین اور بعضون نے یون توجیہ کی کہ آزار پہونچایا آپکو شیطان نے اور مضطر کیا آپکو تو صادر ہوا یہہ کلام آپسی بے اختیاری مین سو یہہ قول فاسد تر اور نامعقول تر ہی سب قولون سی بقولہ تعالی ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی فرمایا اللہ تعالی نے شیطان سی کہ بیشک بعض بندی میرے ہین کہ نہین ہی تجکو اونپر غلبہ اور بعضون نے یون کہا کہ جو مشرکین ذکر کرتے تھی اپنی معبودونکا اور وصف بیان کرتے تھی اونکا سو متعلق ہوئی یہہ اوصاف آپکی ذہن شریف مین اور محفوظ رہی آپکی حافظے مین سو وہی جاری ہوئی سہواً آپکی زبان سی اسکو بھی قاضی عیاض رحمہ اللہ نے رد کیا ہی اور الحق کہ سزاوار ہی رد کا اور بعضون نی کہا کہ جب پہونچی حضرت اثناء قرأت مین ومناۃ الثالثۃ الاخری پر تو ڈری مشرکین کہ بیان کرینگے حضرت اس سی زیادہ مذمت اونکی بتون کی تو مبادرت کی اونھون نے اس کلام پر اور خلط کیا اونھون نے اوس کلام کو آپکی تلاوت مین جیسی کہ عادت تھی اونکی کما قال اللہ تعالی وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون اور نسبت کیا اسکو طرف شیطان کی بسبب حائل اور باعث ہونی اوسکی کے یا مراد شیطان سی جنس شیاطین ہی کہ شامل ہی شیاطین انس کو بھی اور بعضون نے یون کہا ہی کہ آنحضرت صلعم ترتیل کرتے تھی قرأت مین اور توقف فرماتی تھے اور سکتے بجا لاتی تھے آیتونکی سرون پر سو قابو پایا شیطان نے کسی سکتون سی سکتے مین اور نطق کیا اوسنی ساتھہ ان کلمونکے ایسا نطق کہ محاکی اور مشابہ تھا ساتھہ لہجے حضرت صلعم کے اسطور پر کہ سنا اوسکو اون لوگون نے جو پاس تھی اوسکی پس گمان کیا اوسکو حضرت کا قول اور مشہور کیا اوسکو کہا صاحب مواہب لدنیہ نی کہ یہہ توجیہ احسن وجوہ ہی اور استحسان کیا ہی اسکا قاضی ابن العربی نے کہ اعاظم علماء مالکیہ سی ہین اور کہا ہی کہ خبر دی اللہ تعالی نے اس آیت مین کہ سنۃ اللہ تعالی کی جاری ہوئی ہی رسل اور انبیا علیہم السلام مین کہ جو کہی کوئی قول زیادہ کر دی شیطان اوسمین ایک کلمی کو اور یہہ نص ہی اسپر کہ شیطان نے زیادہ کیا حضرت کی قول مین نہ یہہ کہ کلام کیا حضرت نی ساتھہ اوسکی اور مواہب لدنیہ مین ہی اور تحقیق سبقت کی ساتھہ اس قول کی طبری نے بسبب جلالت قدر اور وسعت علم اوسکی کے اگر کہین کہ یہہ تاویلات اور توجیہات

بر تقدیر ثبوت قصہ کی ہین لیکن جو یہہ قصہ موضوع اور باطل ہو تو معنی اس آیت مذکورہ کی اور القای شیطان کی کیا ہونگے
اور نسخ سی کیا مراد ہوگی اور احکام آیت کی کیا ہونگی جواب اسکا یہہ ہی کہ معنی تمنے کی بر تقدیر ثبوت قصہ کی قرات کی ہین یعنی
قولہ تعالی امیتہ فی تلاوتہ کی ہین اور بر تقدیر موضوع اور باطل ہونی قصہ کی اینہ تمنی سی ہے یعنی آرزو اور خواہش نفس
اور میل اور اشتغال دنیا کیطرف کرنیکے اور خواطر ایک نوع وسوسہ اور سہو سی ہے کہ پوشیدہ باطن مین ہوتا ہی اور یہہ جائز ہو
انبیا علیہم السلام پر بغیر اصرار اور استمرار کے اوسپر اونسی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہ لیغان علی قلبی حتے
استغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ اسپر محمول ہی اور نہایہ مین ہی والمراد بہ ما یغشیہ من السہو الذی لا یخلو منہ البشر لان قلبہ
ابدا کان مشتغلا باللہ تعالی فان عرض وقتا ما عارض بشری یشغلہ من امور الامۃ والملۃ ومصالحہما
عد ذلک ذنبا وتقصیرا فیفزع الی الاستغفار یعنی بیشک شان وہ ہی کہ البتہ پردہ کیا جاتا ہی میرے دلپر
یہانتک کہ استغفار کرتا ہون اللہ تبارک وتعالی کی جناب مین ایک دن مین ستر بار اور دوسری جگہ مدارج النبوۃ مین بیان
استغفار مین اس حدیث کی یون تحقیق کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ بیشک پردہ ڈالا جاتا ہی میرے دلپر اور مین استغفار کرتا ہون
اللہ تعالی سی اور غین بمعنی ابر کو کہتے ہین جو آفتاب پر چھا جاتا ہی اور علما اور عرفا تمام عاجز ہین اسکی معلوم کرنی مین اور اوسکی مراد
کی بیان کرنی مین اکثر اسپر ہین کہ یہہ غین پردہ رقیق اور لطیف ہی کہ بحکم بشریت کثرت اشتغال اہتمام مہمات دین و بہات کی اور
دعوت خلق اور بیان احکام شریعت کی ایک نوع کی سستی اور غفلت مشاہدہ وحدت سی دیدۂ شہود آنحضرت پر طاری ہو جاتے
تھی پھر اوسی حال مین ساتھہ مشغول ہونے انوار ذکر کے اور ظاہر ہونے نور وحدت کی وہ سستی اور غفلت مضمحل ہو جاتی تھی اور آپ
عارض ہونے اس حالت سی اور طاری ہونے اس غفلت سی استغفار کرتے تھی کہ حسنات الابرار سیات المقربین ہین اور کہا بعض صوفیہ
نی کہ ھذا غین الانوار لا غین الاغیار یعنی یہہ پردہ انوار کا ہی نہ اغیار کا اور طیبی شارح مشکوۃ کی شیخ شہاب الدین
سہروردی سی نقل کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ روح اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ مقام ترقی اور شوق
ملنی کے ساتھہ رفیق اعلی اور ملکوت کی کہ مقام اصلی اوسکا ہی رہتی تھے اور قلب شریف تابع روح کا اور نفس تابع قلب کا
تھا اور اسمین شک نہین ہی کہ حرکت قلبی اسرع اور اتم ہی حرکت نفس سی سو اسلیے نفس بیچ عروج اور دخول مقام قرب
اور حریم عزت کی مصاحبت روح اور قلب کی سے جدا رہتا تھا اور یہہ باعث ہوتا تھا انقطاع علاقہ ہیئت عنصری کا سو حکمت
کاملہ الہی اور رحمت عاطفہ نامتناہی اوس تعالی شانہ کی کہ واسطے تکمیل ارشاد خلق کی مقتضی تھے ابقا عنصر شریف حضرت کی
سو چھا جاتی اس پردیکو اونسی سبب کیا واسطے بطی ہونے حرکت قلب شریف کی تاکہ بالکلیہ جانب روح کی نجاوے اور ساتھہ
عالم قدس کی لحوق نہ قبول کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب ہونے کمال شوق اور انجذاب اوس عالم کی بطی ہونے
حرکت اپنی قلب شریف کی عروج سی باوجود متضمن ہونے اوس حکمت اور مصلحت مذکور کی اور باوجود کمال حریص ہونے اپکی تکمیل
امت پر پھر بھی اوس سی آپ استغفار کرتے تھی اور عذر چاہتی تھے امام اصمعی رحمہ اللہ کہ علمای علم لغت سی ہین اونسی کسینے پوچھا

کہ اس غین کی حقیقت کیا ہی کہا اونھون نے کہ ای سایل سوای قلب شریف حضرت صلعم کی اگر اور کسیکی قلب اور اوسکی غین سے
تو پوچھتا تو مین بیان کرتا جو کچھہ کہ مین جانتا مگر حضرت کی قلب شریف کی صفات اور احوال مین مین دم نہین مار سکتا ہون انتہی
کہتی ہین شیخ عبد الحق رح کہ مجکو سب سی یہہ قول اصمعی کا خوش آیا اور یہہ اقرب سا تھہ ادب کی ہی اسلیے کہ حالات قلب مصطفیٰ
کو نہین جانتا کوئی سوای خدا کی پھر جو کوئی اسمین اپنی اندازی اور قیاس سی کہیگا جو کہ یہہ مقام سب سی بالاتر ہی سو وہ گویا کہ
تاویل متشابہات کی کریگا وما یعلم تاویله الا الله اور کہا صاحب نہایہ نی کہ مراد غانہ سی وہ چیز ہے کہ چھپا لیتی ہے دلکو سہو سے
وہ کہ نہین خالی ہوتا ہی اوس سی کوئی بشر اسلیے کہ تحقیق دل حضرت کا ہمیشہ مشغول تھا ساتھہ خدا کے پس اگر عارض ہوتی
دلکو آپکی کوئی چیز عوارض بشری سی کہ مشغول کرتے یعنی باز رکھتی وہ چیز آپکے دلکو کامون امت اور دین کی سے اور مصلحتین
اونکی مین تو گنا اسکو اپنی گناہ اور تقصیر پس پناہ طلب کرتے اوس سی ساتھہ استغفار کے انتہی اور اسکی طرف اشارہ ہی فاذا
فرغت فانصب والی ربك فارغب مین یعنی پھر جب تو فارغ ہو ہر مرتبے اور ہر منصب کی حق ادا کرنیسے وہ مرتبے اور منصب
کہ تمکو دئے ہین ہمنے جیسے نبوت اور رسالت اور ہدایت اور معرفت اور خلافت کبری اور قضا اور افتا اور احتساب اور تعبد
اور ولایت اور سوا انکے جو ہین پھر رنج کھینچ اور محنت کر اللہ تعہ کے یاد کرنیمین اور اپنی پروردگار کی طرف رغبت کر اور دل لگا
ایسا پروردگار جسنی تمکو کس کسطرح سی پرورش کیا اور ایسی کمال کو پہونچایا کہ کسیکو بنی آدم سی میسر نہین ہوا پس رغبت کر
اور سوا اوسکی کسیکو اپنی نظر مین جگہ مت دی کذا فی الفتح العزیز اور مدارج النبوۃ مین ہی کبھی پیدا ہوتا ہی یہہ کمال حرص سے
ایمان لانے پر قوم کی اور آرزو کرنے پر نزول اوس چیزکے کہ قریب کردی اونکو ساتھہ ایمان کی اور باعث ہوا اونکی انس اور
الفت کی اور نرم کردے اونکی دلونکو اور تعبیر کیا اسکو ساتھہ القاء شیطان کی چونکہ عصمت ثابت ہی انبیا علیہم السلام کو
باطل کردیتی ہی وہ اس القاکو اور پاک کردیتی ہی ساحت عز وکمال نبوت کو ساتھہ ارشاد اور تنبیہ کرنے اوس چیز وستے
کہ زائل کردیتی ہی وہ اوس القاکو اور ثابت کردیتی ہے اون آیات کو کہ وہ دعوت کرنے والی ہین ساتھہ استغراق امر آخرت
کی جیسیکہ فرمایا اللہ تعالی نے آیۃ مذکورہ مین کذا فی المدارج النبوۃ وہ آیۃ یہہ ہی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی

الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله ایاته والله حکیم علیم
ترجمہ اور جو رسول بھیجا ہمنے تجھسے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال مین پہر اللہ
مٹاتا ہی شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہی اپنی باتین اور اللہ سب خبر رکھتا ہی حکمتون والا **ف** نبی کو اللہ سی ایک علم آتا ہی
اوسمین ہرگز تفاوت نہین اور ایک اپنی دلکا خیال اوسمین جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت
نی خواب مین دیکھا کہ مدینے سے مکے مین گئے عمرہ کیا خیال مین آیا کہ شاید ابکی برس وہ ٹھیک پڑا یا اگلے برس یا وعدہ ہوا
کافرون پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ ابکی لڑائی مین اوسمین نہوا پھر اللہ بتا دیتا ہی لڑائی کا حکم تھا اوسمین تفاوت نہین
کذا فی موضح القرآن اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ تیرھوین سال بعثت سی باراد ہجرت کی

حبشی کیطرف بسبب ایذا دینے قریش کے اجازت لیکر حضرت سے جب وہ برک الغماد مین پہونچے ابن الدغنہ کہ سردار قبیلہ
قارہ کا تھا انکے آگے آیا اور ان سے پوچھا کہان جاتے ہو کہا میری قوم نے مجھکو نکالا ہے سو اب چاہتا ہون کہ روی زمین
پر پھرون اور اپنے رب کی عبادت فراغت سے بجا لاؤن ابن الدغنہ جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ ابو بکر رض
کو جانتا تھا مانع ہوا اونکو ہجرت سے اور کہا کہ مثل تیرے آدمی کیونکر شہر سے باہر جاوے مین تمکو اپنی حمایت مین لیتا ہون
لوٹ جا اور اپنے پروردگار کی عبادت اپنے شہر مین بجا لا ابو بکر رض اوسکے ساتھ مکے مین آئے ابن الدغنہ سب شہر فا قریش
کے پاس پھرا اور کہا کہ ابو بکر سے آدمی کو اپنے شہر سے مت نکالو اسلیے کہ صفات رضیہ اور سمات سنیہ سے موصوف ہے اور
مینے اوسکو اپنی امان مین لیا ہے قریش نے اوسکی امان کو ثابت رکھا مگر اوس سے کہا کہ ابو بکر رض سے کہدے کہ اپنے خدا کو
اپنے گھر مین پوجے اور نماز اور قرآن بھی اپنے گھر مین پڑھے کہ ہمکو اوسکے سبب سے ایذا نہو اور کاموں کو آشکارانہ بجا لاوے
اسلیے کہ ہم ڈرتے ہین کہ اس سبب سے ہمارے اہل و عیال کو فتنہ مین نڈالے ابن الدغنہ نے صورت حال کی ابو بکر رض سے
بیان کی ابو بکر رض نے چند روز ایسا ہی کیا پھر صبر نکر سکے اپنے گھر کے صحن مین ایک مسجد بنائی وہان پر نماز پڑھا کرتے تھے
اور قرآن بھی عورتین اور لڑکے قریش کے جو آواز قرآن پڑھنے کی سنتے اونکے پاس جمع ہوتے اور اونکی طرف دیکھتے اور تعجب مین
رہتے اور چونکہ ابو بکر رض مرد رقیق القلب اور کثیر البکا تھے جب قرآن پڑھتے بے اختیار روتے قریش نے جب یہہ حال معلوم کیا
بہت ناخوش ہوئے اور ڈرے کہ ایسا نہو کہ بسبب رقت قلب کے کہ اس گروہ کو ہوتی ہے رغبت طرف دین اسلام کے کرین ابن الدغنہ
کو بلا کر کہا کہ ہمنے ابو بکر کو تیری امان کی سبب سے امن دی ہے اس شرط پر کہ اپنے معبود کی عبادت اپنے گھر مین کیا کرے اب اوسنے
اس شرط سے بڑھکر اپنے صحن خانہ مین مسجد بنائی ہے اور علانیہ عبادت کرتا ہے اب تو اوس سے کہدے کہ یا تیری امان رد کردے
یا علانیہ عبادت کرنی چھوڑ دے ابن الدغنہ ابو بکر رض کے پاس آیا اور کہا کہ قریش چاہتے ہین کہ تو میری امان کو رد کردے اسلیے
کہ تو نے شرط میری وفا نکی اور یا اوس شرط مذکور پر قایم رہ حضرت صدیق رض نے کہا کہ مینے تیری امان کو رد کیا اور مین اپنے خدا
اور رسول کی امان پر راضی ہون انتہی اور دحیہ کلبی رض مکتوب ہدایت اسلوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکر طرف
شہر بُصری کے متوجہ ہوئے اسلیے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ ہرقل کا نامہ حاکم بصری کے پاس لیجا تاکہ وہ تیرے ساتھ آدمی کردیگا
وہ تجکو ہرقل کے پاس لیجائیگا جب دحیہ کلبی شہر مذکور مین پہونچے وہانکا حاکم شہر حمص مین تھا اور ہرقل بیت المقدس کیطرف
گیا تھا زیارت کو کہ اوسنے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی رومیونکو فارسیو پر غلبہ دیگا تو مین اپنے دار السلطنت شہر قسطنطنیہ
سے برہنہ پا بیت المقدس کو جاؤنگا اور وہان نماز پڑھونگا پس رستو مین فرش بچھائے گئے تھے اور اوپر پھول ڈالے تھے وہ اون
پھولونپر چلتا تھا اسیطور بیت المقدس تک گیا اور وہان اپنی نذر وفا کی اور اون روزون کہ وہ بیت المقدس مین تھا
ایک روز اپنے تخت پر مکدر طبیعت اور پریشان خاطر بیٹھا تھا بعض ارکان دولت اور اعیان مملکت نے اوس سے پوچھا کہ
آثار ملالت اور دلگیری کے آپکے چہرہ پر ہم کو معلوم ہوتے ہین سبب اسکا کیا ہے اور حال یہہ تھا کہ وہ علم نجوم مین خوب مہارت

رکھتا تھا اور آثار اجرام علوی اور احوال اجسام سفلی سے قواعد نجومیہ سے احکام استخراج کرتا تھا اوسنے کہا کہ آجکی رات
مین ستارونمین نظر کرتا تھا مجکو ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ اوس قوم کا جو ختنہ کرتے ہین پیدا ہوا ہے اور قریب ہی کہ آفتاب
دولت اوسکے کا اس ملک مین چمکی اور اوس ملک کی باشندونپر مسلط ہو جائیگا کچھ تمکو معلوم ہی کونسی قوم ختنہ کیا کرتے
ہین اونھون نے کہا کہ سوای قوم یہود کے کوئی ختنہ نہین کرتے ہین اور آپ اس امر سے ملول اور محزون نہون اپنے
قلمرو مین لکھہ بھیجین جہان کہین یہودی ہون اونکو قتل کرین اتنے مین ایک نے آکر ہرقل سے عرض کی کہ ایک آدمی حاکم
بصری حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس آیا ہے اور ایک آدمی عرب کا اپنے ساتھہ لایا ہے کہ وہ ایک حکایت غریب اور
قصہ عجیب حوادث ایام سے کہ بلاد عرب مین ظہور پایا ہی بیان کرتا ہی یعنی ظہور پیغمبر سے کہ عرب مین ہوا ہی خبر دیتا ہی اور وہ
شخص کوئی اور تھا غیر دحیہ کی کفار قریش سے کہ بطریق سیاحی کے وہ وہان وارد تھا ہرقل نے اوسکو بلا کر حال پوچھا
اوسنے کہا کہ ہم مین سے ایک آدمی پیدا ہوا ہے اور دعوی نبوت کا کرتا ہی اور لوگونکو اپنے دین کی دعوت کرتا ہی اور کچھہ
لوگون نے اوسکی تصدیق کر کے اوسکی متابعت کی ہے اور باقی لوگ اوسکی تکذیب کرتے ہین اور آپسمین اونکی جدال و قتال
بھی ہوئی ہی مینے اونکو اسی حال پر چھوڑا ہے ہرقل نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اسکو گوشے مین لیجا کر دیکھین کہ اسکا ختنہ ہوا ہی
یا نہین جب دیکھا تو معلوم کیا کہ ختنہ ہوا ہے ہرقل نے اوس سے پوچھا کہ عرب کی لوگ ختنہ کرتے ہین اوسنے کہا ہان کرتے ہین
اوسنے کہا جو مینے قواعد نجوم سے معلوم کیا ہی وہ اسی قوم کا بادشاہ ہی مروی ہی کہ اونھین دنون کہ ہرقل بیت المقدس ہی
مین تھا حاکم بصری نے ایک آدمی کہ نام اوسکا عدی بن حاتم تھا دحیہ کلبی کے ساتھہ کر کے ہرقل کے پاس بھیجا جب
دحیہ کلبی دربار ہرقل مین گئے ایک نے ندا بار ہرقل سے دحیہ کو کہا کہ بادشاہ کو دیکھکر سجدہ کرنا والا وہ تیری نامہ کو قبول نکریگا
دحیہ نے کہا مین سوا خدا کی ہرگز کسیکو سجدہ نکرونگا پھر اونکو ہرقل کے پاس لائے دحیہ نے وہ نامہ اوسکی ہاتھ مین دیا چونکہ
سر نامہ اوسکا عربی تھا اوسنے ترجمان کو دیا اور عبارت اوس نامہ کی یہہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ

الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعوۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک

مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین و یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا

ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون رواہ البخاری کذا فی المواھب اللدنیہ

ترجمہ یہہ نامہ ہی محمد کا طرف ہرقل سردار روم کی سلام اوسپر جسنے پیروی کی ہدایت کی اما بعد پس بیشک مین بلاتا ہون
تجکو ساتھہ دعوت اسلام کی اسلام لا تو کہ سلامت رہے تو دیگا تجکو اللہ تعالی دو نا اجر پس اگر نہ اسلام لایا تو بیشک
تجھپر گناہ ہی تیری رعیت کا اور ای کتاب والو آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہی وہ درمیان ہمارے اور درمیان
تمھاری وہ یہہ ہے کہ نہ پوجین ہم سوای اللہ کے اور نہ شریک کرین ہم ساتھہ اوسکی کسیکو اور نہ پکڑی بعضا ہمارا
بعضے کو معبود سوا اللہ کے پس اگر وہ روگردان ہون یعنی اہل کتاب پس کہو تم ای مسلمانون کہ شاہد رہو تم ای کتاب والو

ساتھ اسکے کہ ہم مسلمان ہین پھر جب اطلاع پائی قیصر نے اس نامہ کی مضمون سے ماری ہیبت کی اوسکے چہری پر عرق آگیا اور فریاد و فغان اوسکی مجلس مین مچگئی پھر اوسنے اپنے ارکان دولت سے کہا کہ تلاش کرو کوئی آدمی اوسکی قوم کا کہ دریافت کرو مین اوس سے حال اوسکا پھر تلاش کیا تو ابو سفیان کو شہر غزوہ مین کہ تجارتگاہ قریش کی تھی ہمراہ ایک جماعت قریش کے پایا پھر اونسب کو دربار قیصر مین لیگئے اور اوس وقت وہان تمام شرفا و عظماء روم اور ندمای قیصر اور قسیس اور رہبان حاضر تھے اور قیصر تخت حکومت پر تاج سلطانی سر پر دھری ہوئے بیٹھا تھا پھر ترجمان سے فرمایا کہ پوچھہ اونسے کہ کون تم مین سے بہت قریب اوسکا ہی جو دعوی نبوۃ کا کرتا ہی ابو سفیان نے کہا کہ مین بہت قریب ہون اسکا رشتی مین اوسنے پوچھا کیا قرابت ہی کہا وہ میری چچا کا بیٹا ہے واضح ہو کہ یہہ بات ابو سفیان کی صحیح نہین اسلیے کہ حضرت اوسکے چچازاد بھائی نہین ہین بلکہ مقصد اوسکا یہہ ہی کہ یہہ نسبت ہمارے اجداد مین ثابت ہی اسلیے کہ ابو سفیان کا دادا امیہ اور حضرت کی دادا عبد المطلب آپسمین چچازاد بھائی ہین یعنی امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف اور عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف سو اس جدی رشتی سے اطلاق ابن عم کا کیا کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ پھر بلایا قیصر نے ابو سفیان کو اپنے پاس اور بٹھایا اوسکی قوم کو پیچھے اوسکے اور کہا کہ اگر کسی بات مین جھوٹ بولی تو اوسکی قوم اوسکو روکین اور نہ شرمائین پھر پوچھا قیصر نے اول حسب و نسب حضرت کا ابو سفیان نے کہا وہ عالی نسب ہی ہم مین سے پھر پوچھا قیصر نے کہ پہلے اس سے اوسکے کسینے تمہاری قوم مین کبھی یہہ دعوی کیا ہی کہا نہین پھر پوچھا کہ کوئی باپ دادون مین اوسکی بادشاہ ہوا تھا کہا نہین پھر پوچھا تونگر لوگ اوسکی متابعت کرتے ہین یا غریب کہا اکثر غریب پھر پوچھا کہ اتباع لوگ اوسکی روز بروز زیادہ ہوتے ہین یا کم کہا زیادہ ہوتے ہین پھر پوچھا کہ عہد شکنی بھی کرتا ہی یا نہین کہا یہہ حرکت تو اوس سے اب تک صادر نہین ہوئی لیکن اب صلح ہوئی ہے درمیان ہمارے اور اوسکے اور عہد ہوا ہی معلوم نہین کہ وفا کری یا نکری ابو سفیان نے کہا کہ نہ داخل کرسکا مین کوئی بات نقصان کی ان باتون مین مگر اسبات کو قسم اللہ کی بادشاہ نے کچھہ اسبات کی طرف خیال نکیا پھر پوچھا بادشاہ نے کہ کبھی درمیان تمہاری اور اوسکے لڑائی بھی ہوئی کہا ہان ہوئی ہی پھر پوچھا کہ انجام اوسکا کیونکر ہوا کہا کبھی وہ غالب ہوا اور کبھی ہم پھر پوچھا کہ وہ کیا امر کرتا ہی کہا وہ کہتا ہی کہ عبادت کرو اللہ تعالی کی اور شریک اوسکا کسیکو نکرو اور رسوم جاہلیت باپ دادا کی سے باز رہو اور نماز اور روزہ رکھو صدقہ دو پاکیزگی اختیار کرو اور بھلائی کرو اپنے اقربا سے پھر پوچھا کہ کوئی اوسکی دین سے مرتد بھی ہو جاتا ہے اوسکو برا سمجھکر کہا نہین پھر پوچھا کہ قبل اس دعوی نبوت کی کبھی ساتھہ دروغ گوئی کی متہم ہوا ہی کہا نہین پھر بعد اسکے ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ اسسے کہدے کہ ہمنے نسب اوسکا پوچھا کیسا ہی تمنے کہا کہ وہ عالی نسب ہی ہم مین اور حال یہہ ہی کہ انبیا اور رسل جو طرف خلق کے مبعوث ہوئے ہین وہ سب عالی نسب ہی ہوتے آئے ہین تاکہ متابعت کرنے مین اونکی لوگونکو عار نہو **مترجم کہتا ہے** کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم مین سے تھے اور بنی ہاشم اولاد عبد مناف مین شریف ہین اسلیے کہ حدیث مین

آیا ہی کہ اللہ تعالی نے چن لیا اولاد ابراہیم سے اسماعیل علیہ السلام کو اور اولاد اسماعیل مین قریش کو اور قریش
مین ہاشم کو اور اولاد ہاشم مین سے عبد المطلب کو اور اولاد عبد المطلب مین مجکو کذا فی المدارج النبوۃ سیر گاذرونی
مین ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ اللہ تعالی نے خلایق کو دو قسم پر پیدا کیا ہی
اور مجکو بہترین انکی سے گردانا اور یہہ اشارہ آیۃ اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال سے ہے اور مین اصحاب الیمین
سے ہون اور صاحب سیر گاذرونی معجم طبرانی کبیر سے نقل کرتا ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ایکروز صحن
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے تھے ہم کہ اچانک ایک عورت ایک طرف سے نکلی ایک شخص نے کہا کہ یہہ محمد صلعم کی
بیٹی ہی اور دوسرے نے کہا کہ محمد کی مثال بنی ہاشم مین ایسی ہی جیسے نباتات مین ریحان اوس عورت نے جاکر یہہ حال
حضرت سے عرض کیا آپ مکان سے باہر تشریف لائے اور آثار غصے کے آپکے چہرہ منور پر ظاہر تھے اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ یہہ
کیا کلمات ہین کہ مجکو پہونچے ہین حضرت نے اسلیے فرمایا کہ حضرت افضل اجناس مخلوقات تھے اور اونھون نے ایسی مثال دی
تھی جس سے فضیلت صرف ایک جنس مین سے مفہوم ہوتی تھی کہ وہ نباتات تھے سو تفصیل ہے بیان کردیا آپنے اسکو اور
فرمایا اللہ تعالی عز شانہ نے سات آسمان اور سات زمینین پیدا کین ہین آسمانون مین ساتوان آسمان اختیار کیا ہی
اور اوسکو محل عرش اور کرسی اور جای حکم اور قدرت اپنی کا کیا اور دوسرے آسمانون مین جسکو چاہا مقیم فرمایا اور زمینون سے طبقہ اولی
کو مسکن خلایق گردانا اور تمام مخلوقات مین بنی آدم کو اختیار کیا اور بنی آدم سے عرب کو اور عرب سے نضر کو اور نضر سے قریش کو اور قریش
مین بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین مجکو برگزیدہ کیا سو مین برگزیدہ تمام قبائل سے ہون اور جو کوئی عرب کو دوست رکھیگا سو میری دوستی
سے اونکو دوست رکھیگا اور جو عرب کو دشمن رکھیگا سو میری دشمنی سے اونکو دشمن رکھیگا انتہی پھر کہا قیصر روم نے ابوسفیان سے
کہ مینے پوچھا کہ کسینے یہہ دعوی اس سے پہلے قریش مین کیا تھا تو نے کہا نہین پس اگر دوسرے کسی اور نے بھی یہہ دعوی
کیا ہوتا تو کہتا مین کہ یہہ ایک آدمی ہی کہ تقلید بات کی کرتا ہی اوس شخص کی کہ اس سے پہلے تہا اور پوچھا مینے کہ کوئی
اوسکے آبا اجداد مین بادشاہ ہوا ہی تو نے کہا نہین اگر کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو مین کہتا کہ وہ ایک آدمی ہی کہ اپنے باپ کا
ملک چاہتا ہی پھر پوچھا مینے کہ تونگر اور شریف لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین یا ضعفا اور فقرا تو نے کہا کہ اکثر ضعفا اور فقرا
اور یہی لوگ اکثر انبیا علیہم السلام کی متابعت کرتے ہین اور پوچھا مینے کہ اتباع اوسکی روز بروز زیادہ ہوتی ہین یا کم تو نے
کہا زیادہ تو کام ایمان کا ایسا ہی ہوتا ہی تا کہ کمال کو پہونچے اور پوچھا مینے کہ کوئی آدمی برا جانکر اوسکے دین سے پھر بھی جاتا ہی
تو نے کہا نہین پس ایمان ایسا ہی ہی کہ جب حلاوت اوسکی دلمین آجاتی ہی تو پھر باہر نہین جاتی ہی اور پوچھا مینے کہ وہ تم مین
کبھی ساتھہ کذب کی متہم ہوا ہی یا نہین تو نے کہا نہین پس جانا مینے کہ وہ ایسا نہین جو جھوٹ بولیگا آدمی سے پھر وہ اللہ
پر کب جھوٹ باندھیگا اور مینے پوچھا وہ عہد شکنی کرتا ہی یا نہین تو نے کہا کہ نہین سو پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہین کہ غدر
نہین کرتے غدر کرنا طالب دنیا کا کام ہی اور پوچھا مینے کہ تمھارے اور اوسکے درمیان مین لڑائی کا کیا حال ہی تو نے کہا

کبھی وہ ہماری اوپر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اوسپر اور حال یہہ ہی کہ انبیا علیہم السلام ایسی ہی ہوتے ہین کہ کبھی مبتلا
ہوتے ہین ساتھہ غلبہ دشمن کی مگر عاقبت الامر دولت اور نصرت اونہین کو ہوتی ہی اور پوچھا اینی کہ کس چیز کا وہ تمکو حکم کرتا ہی
تو نی کہا عبادت خدا ونا تعم کا اور اوسکا کہ اوسکی ساتھ کسی چیز کو شریک نکرنا اور نماز و روزہ اور صدقہ اور پاکی اور صلہ
رحم کا اور یہہ سب باتین جو تونے بیان کین یہہ سب صفات حمیدہ اور سمات پسندیدہ پیغمبرونکے ہین اور جو کچھہ
کہ یہہ تونی کہا اگر مطابق واقع کی ہے تو جلد ہوگا کہ وہ ہماری اس دیار اور مملکت کا مالک ہو جائیگا اور اپنی تحت اور
تصرف مین لائیگا اور بیشک مین جانتا تھا کہ ایسا ہی پیغمبر مبعوث ہوگا مگر گمان میرا یہہ تھا کہ تمہاری قوم سی ہوگا
اور اگر جانتا مین کہ اوسکی پاس پہنچسکتا ہون تو البتہ سعی کرتا اور اپنی کو اوسکی ملازمت مین پہونچاتا اور اگر اوسکی
نزدیک ہوتا تو نہایت خدمت اوسکی بجالاتا مین اور اوسکی پاؤن دھوتا مین ابوسفیان سی مروی ہی کہا اونھون
ذکر مینی کہا ای بادشاہ اگر اجازت ہو ایک بات اوسکی محالات اور لاف سی بیان کرون کہ تجھہ اوسکا بادشاہ کو معلوم
ہو جاوی اوسنی پوچھا وہ کیا ہی مینے کہا کہ وہ کہتا ہی کہ مین ایک رات مین مکہ سے بیت المقدس کو گیا اور صبح سی پہلے
لوٹ آیا ابوسفیان کہتے ہین کہ جب مینی یہہ بات کہی تو ایک خادم بیت المقدس کی خادمون سی کہ اوسکی پاس حاضر
تھا اوسنی عرض کی کہ مین اوس راتکو جانتا ہون اور جو نشان اوس رات کو مینے مشاہدہ کیا وہ یہہ ہی کہ ہم لوگونکی
عادت ہی کہ سونیسے پہلی سب دروازی بیت المقدس کی بند کر دیتے ہین اوس رات کو ہم ایک دروازہ بند نکرسکی سب
شہر والون کو جمع کیا تو بھی وہ دروازہ نہ بند ہوا پھر ویسا ہی اوسکو کھلا چھوڑ دیا ہمنی جب صبح ہوئی چار پائی کے
بندھنی کا نشان اوس دروازی کی پاس ہمنی دیکھا ابوسفیان کہتے ہین کہ بادشاہ نی اوس نامہ کو منگایا اور حکم اوسکے
پڑھنی کا کیا جب اوسکو پڑھہ چکی تو دیکھا مینے کہ پسینہ بادشاہ کی پیشانی سے ٹپکتا تھا اوس نامہ کی ہیبت سی اور ایک
فریاد و فغان اوسکی مجلس سی اوٹھی ہملوگ وہانسے باہر نکلی مینے اپنی ساتھیونسے کہا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ انہ یخاف منہ
ملک بنی الاصفر یعنی تحقیق بڑا ہو گیا کام ابن ابی کبشہ یعنی حضرت صلعم کا کہ ڈرتا ہی اوس سی بادشاہ بنی الاصفر
کا یعنی قیصر پھر اوس دن سی مجھے یقین ہوا کہ جلد وہ غالب ہو جائیگا اور کام اوسکا رونق اور ظہور پاویگا یہانتک کہ اللہ تعالی
اسلام میری دل مین لایا کہتے ہین کہ قیصر نے اوس نامہ کو ایک حریر کی ٹکڑے مین لپیٹ کر صندوق مین رکھہ چھوڑا جبتک
وہ نامہ اوسکی اولاد مین رہا بادشاہی اوسکی خاندان مین رہی کذا فی المدارج اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ پھر دحیہ کلبی
کو ہرقل نے خلوۃ مین لیگیا اور کہا قسم اللہ کی مین جانتا ہون کہ وہ پیغمبر برحق اور نبی مرسل ہی اور وہ وہی ہی جسکے ہم سب
منتظر تھی اور کتب آسمانی مین اوسکی صفت اور تعریف پڑھی ہی ولیکن ڈرتا ہون کہ رومی مجکو مار ڈالینگے اگر یہہ خوف نہوتا
تو مین اوسکی متابعت کرتا اب جا تو شہر رومیہ مین کہ وہان ایک مرد صفاطر نام رہتا ہی اور بہت بزرگ دانشمند درمیان
نصاری کی ہے اور اوسکو اس حال سی خبر کر اور ایک روایت مین ہی کہ ہرقل نے اسمقدمہ مین ایک نامہ لکھہ دیا

اور دحیہ سی کہا کہ صغاطر روم مین مجہسی بزرگ ہی مجہسے اور اوسکی بات کا مجہسے زیادہ اعتبار ہی دیکہہ وہ اس امر مین کیا کہتا ہی پہر دحیہ وہانسے شہر رومیہ مین گئی اور نامہ ہرقل کا اوسکو دیا اور احوال اور اوضاع اور اوصاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے خبردار کیا اوسنی کہا کہ قسم خدا کی وہ نبی برحق ہی اور مینی اوسکی صفاۃ جو تونے بیان کین ہین اپنی کتاب مین پائین اور اوسکا نام توریت اور انجیل مین پڑہا ہی پہر صغاطر اپنے مکان مین گیا اور سیاہ پوشاک جو پہنی تہا اوتار ڈالی اور سپید کپڑی پہنے اور عصا ہاتہہ مین لیا اور معبد نصاری مین گیا اور اوسوقت اشراف روم وہان جمع تہی اوسنے کہا ای معشر روم جانو تم کہ محمد عربی کا ایک خط میری پاس آیا ہی کہ اوسمین مجکو دعوت ساتہہ حق کی کی ہی اور مین جانتا ہون اور گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہی اور محمد بندہ اور رسول اوسکا ہی رومیون نی جو یہہ بات اوسکی زبان سی سنی سب یکبارگی حملہ کرکے اوسکو مارنی لگے یہانتک مارا کہ شہید کرڈالا ہرقل کے پاس دحیہ کلبی رض لوٹ کر پہر گئے اور وہ سب ماجرا بیان کیا ہرقل نی کہا کہ مینی تجہسے نہین کہا تہا کہ رومیون سی ڈرتا ہون قسم اللہ کی کہ صغاطر اپنی قوم کی نزدیک بہت بزرگ تہا بہ نسبت میری اسلیے کہ اہل روم اوسکی بات کا میری بات سی زیادہ اعتقاد رکہتے تہے اور بعضی اہل سیر اسپر ہین کہ دحیہ نے اوس خط کو جو حضرت صلعم نے ہرقل کو سال حدیبیہ مین لکہا تہا خود اپنی ہاتہہ سی ہرقل کی پاس نہین لیگئے تہی بلکہ وہ خط کہ حضرت نی اوسکو تبوک مین دیا اوسکو وہ اپنی ہاتہہ سی ہرقل کے پاس لیگئی تہے اور تقویت کرتی ہی اسکی

وہ جو بعض احادیث صحیحہ مین ثابت ہوا ہی اثنا قصہ ہرقل مین ثم دعا ہرقل بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الذی بعث بہ دحیۃ الی عظیم بصری فدفعہ الی ہرقل اور آخر مین اس حدیث کی مذکور ہے کہ ہرقل نے پہر اپنی یار کو جو شہر رومیہ مین رہتا تہا ایک خط لکہا اور اوسمین حال حضرت کا اوس سی دریافت کیا اوسنی اوسی لکہہ بہیجا کہ وہ پیغمبر ہے اور یہہ جواب اوسکو اوسکا حمص مین کہ دار السلطنۃ قیصر کا تہا پہونچا تو بعضے محدثین متاخرین نے کہا ہی کہ احتمال ہے کہ قیصر نے دوبار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ مین صغاطر کو لکہا ہوگا ایکبار سال حدیبیہ مین اور اس بار وہ مسلمان نہین ہوا لیکن جواب نامہ کا لکہا ہوگا تصدیق حضرت رسالت پناہ مین کہ وہ پیغمبر ہے اور دوسری بار سال تبوک مین اور اس بار وہ مسلمان ہوا اور شہید کیا گیا واللہ اعلم اور صحت کو پہونچا ہے کہ صغاطر کی خبر ہرقل سنکر بیت المقدس سی اپنے دار السلطنت حمص مین آیا اور وہان اسکا ایک بڑا محل تہا اوسمین تمام عظمای روم کو جمع کیا اور اوس مکان کا دروازہ بند کروا دیا پہر کوٹھے پر چڑہ کر کہڑکی مین سی کہا کہ ای اہل روم تمکو کچہہ رغبت اسکی ہے کہ فلاح اور ہدایت اور نجات پاؤ اور ملک تمہارا ہمیشہ برقرار رہی اگر اسکی خواہش رکہتی ہو تو متابعت کرو اس پیغمبر کی جب اونہون نے یہہ بات سنی تو اوس سی متنفر ہوی اور دروازہ کی طرف بہاگی دروازہ بند پایا ہرقل نے جب اونکو متنفر دیکہا اور اونکے ایمان سی ناامید ہوا تو اونکو لوٹا لیا اور اوسنے کہا کہ مین تمکو اس امر مین آزماتا تہا سو جانا مینے کہ تم اپنے دین پر ثابت قدم ہو پہر سبنے اسکو سجدہ کیا اور سب اوس سی راضی ہوئی اور ایک روایت مین ہے

کہ ہرقل نے عظمای روم کو جمع کیا اور ان سی کہا کہ قسم خدا کی یہہ مرد نبی برحق ہی اور ہمنے اسکا وصف آسمانی کتابون مین
پایا ہی آؤ سب ملکر اوسکی متابعت کرین کہ دنیا اور آخرت سلامت رہی اونھون نے کہا کیا ہم عرب کی حکومت مین
آجاوین حالانکہ ملک ہمارا ملک عرب سی بڑا ہے اور ہماری آدمی بھی وہانکے آدمیونسے بہت ہین اور ملک ہمارا
اوس ملک سی افضل ہے اوسنے کہا کہ جو یہہ کام نہین کرتے ہو تو جزیہ دینا اوسکو قبول کرو کہ اوسکی لڑائی سے رہائی
پاؤ اونھون نے کہا کیا ہم جزیہ دیکر اونکی نظرون مین اپنے کو ذلیل کرین کہ ہر سال وہ ہمارے ملک مین آیا کرین اور
مال لیا کرین حالانکہ کثرت ہماری اونسے زیادہ ہی ہم یہہ کام ہرگز نکرینگے پھر ہرقل نے کہا تو آؤ اوس سے صلح کرین
اسپر کہ سوریہ کی زمین اوسکو دیدین اونھون نے کہا سوریہ سب مواضع روم سی بہتر ہے اوسکو کیونکر دیوین ہرقل
نے کہا کہ قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ید قدرت مین ہی کہ وہ اس ہماری ملک پر غلبہ پاوینگے ای معشر روم آؤ
اوسکی دعوت قبول کرین کہ کتب آسمانی مین ایسا ہی پایا ہی ہمنے کہ جو کوئی پیغمبر کسی قوم کو دعوت کرتا ہی اور وہ قوم جو اوسکو
اجابت نہین کرتے پھر جو کچھہ اللہ تعالی سی وہ پیغمبر اونکے حق مین بد دعا کرتے ہین وہ قبول ہوتی ہی رومیون نے اوسکی نصیحت
نمانی پھر اوسنی کہا واللہ تمپر ایسا زمانہ آویگا کہ تم تمام اپنی ملک کو چھوڑکر قسطنطنیہ مین پناہ پکڑوگے اور اپنی نفس کی محافظت کروگے
اور اختلاف ہی علما کا کہ ہرقل مسلمان ہوا یا نہین بعضون نے کہا کہ اوسنے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا اور اسلام نہ لایا اسلیے
کہ دو سالکے بعد غزوۂ موتہ مین مسلمانون سی وہ لڑا اور بہت سی مسلمان اوس غزوہ مین شہید ہوی چنانچہ اسکی شرح
مذکور ہوگی انشا اللہ تعالی اور ایکجماعت اسپر ہی کہ احتمال ہی کہ پوشیدہ ایمان لایا ہو اور بسبب خوف ہلاک اور زوال ملک
کے اس معاصی کو ظاہر کرتا ہو لیکن امام احمد حنبل کے مسند مین مروی ہی کہ تبوک مین حضرت کو اوسنے لکھہ بھیجا کہ مین مسلمان ہوں
آپنے فرمایا کہ جھوٹ کہتا ہی بلکہ وہ اپنی نصرانیت پر ہی پس یہہ حدیث اس بات کو رد کرتی ہی اور بھی مروی ہے کہ یہہ ہرقل زندہ
رہا شیخین رضی اللہ عنہما کی عہد خلافت تک اور خوب مسلمانونسے لڑا کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور یہہ قول موافق
ہی قول تتن سی یعنی سرور المحزون سی کہا اوسمین کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو بادشاہ روم کی طرف اوسکا
نام ہرقل تھا پھر ثابت ہوا اوسکی نزدیک نبی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیلون سی اور ارادہ مسلمان ہونیکا کیا
قوم نے اوسکی ساتھہ اسمین موافقت اوسکی نکی وہ ڈرا اس سی کہ جو وہ مسلمان ہوجاوی تو سلطنت اوس سی چھین جاویگی
پھر بازرہا اسلام لانے سے اور مسلمان نہوا انتہی اور حال دحیہ کا یہہ ہی کہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کلبی اور نام باپکا اونکے خلیفہ ہے
اور تھی یہہ کبرا صحابہ مین سی حاضر ہوئے احد مین اور جو مشاہد کہ بعد اسکے ہوئی ہین اون سب مین اور جبرئیل نازل ہوتی تھے اونکی صورت
پر پھر جا رہی یہہ ملک شام مین اور زندہ رہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک روایت کی ہی اونسے ایک جماعت تابعین
نے اور نام انکا ساتھہ کسرۂ دال مہملہ کے مشہور ہی اور فتح سی بھی آیا ہی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف کسری یعنی بادشاہ فارس کے بھیجا اور یہہ عبد اللہ قریشی ہین کنیت انکی ابو حذافہ ہی اسلام لائی قدیم سے

اور مہاجرین سابقین سے ہین اور ہجرت کی انھون نے طرف حبشہ کی دوسری بار ساتھہ بھائی اپنے قیس بن حذافہ رضہ
کی اور تھی مزاج مین انکے مزاح اور ظرافت ایکبار انھون نے حضرت کی گھوڑی کا تنگ ڈھیلا کھینچا قریب تھا کہ حضرت صلعم
گھوڑی سے جدا ہون اور یہہ اسواسطے کیا کہ ہنساوین حضرت کو اور قید ہوے یہہ لشکر روم مین بیچ خلافت عمر رضہ کی ارادہ کیا
اونھون نے انکی کفر کا اور جب انکار کیا انھون نے تو اونھون نے انکو سولی پر چڑھایا اور تیر مارے یہہ مجروح نہوے پہر سولی
سے اوتار کر انکو کھولتی دیگ مین ڈالا اللہ تعالی نے اوسمین بھی انکو سلامت رکھا پھر لیگئے انکو بادشاہ کی روبرو اوسنے کہا
چھوڑدو اسکو اور پوچھا کیا ارادہ رکھتا ہی انھون نے کہا کہ آرزو رکھتا ہون کہ مجکو سو جانین ملین اور اسیطرح محنت اور
عذاب راہ خدا مین انگیز کرون پس تعجب کیا اوسنے اور کہا کہ بوسہ دے میرے سر کو تو مین تجھکو چھوڑدون اونھون نے کہا اور
جتنے مسلمان قید ہین اونکو بھی اوسنے کہا ہان پھر بوسہ دیا انھون نے اوسکے سر کو پھر چھوڑدیا اوسنے اون سبکو اور اونکو
بھی چھوڑدیا کذا فی مدارج النبوۃ اور اوس زمانہ مین کسری پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا جسکو خسرو پرویز کہتے ہین
اور جنھون نے کہا کہ وہ نوشیروان تھا وہ غلط ہی کہ نوشیروان وقت ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تھا جیسا کہ لوگون مین مشہور ہی کہ فرمایا حضرت نے ولدت فی زمن الملک العادل یعنی پیدا ہوا مین زمانہ مین بادشاہ عادل کے
محدثین کی نزدیک یہہ صحیح نہین ہی اور کیونکر درست ہو توصیف مشرک کی ساتھہ عدل کی اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ان الشرک
لظلم عظیم یعنی تحقیق شرک ظلم بڑا ہی مگر اگر کہین کہ مراد عدل سے یہان سیاست رعیت کی اور دادستانی کرنا اونکا اور فرمایا یہی
اونکی ہی کہ اہل عرف مین اوسکو عادل کہتے ہین تو خیر مگر جاری ہونا لفظ عدل کا شان مشرک مین زبان ہدایت ترجمان پیغمبر ہمارا نبیا
علیہ السلام کی بعید ہی انتہی اور فرمایا تھا حضرت نے عبد اللہ بن حذافہ کو لیجا اسکو حاکم بحرین کی پاس وہ کسری کی پاس پہونچادیگا

اور عبارت اوس نامہ کی یہہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع

الھدی وامن باللہ ورسولہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ

فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لننذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس کذا فی المواھب اللدنیہ

ترجمہ یہہ نامہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف کسری بادشاہ فارس کی سلام اوسپر جسنے پیروی کی ہدایت کی اور ایمان
لایا ساتھہ اللہ اور اوسکی رسول کی اور گواہی دی یہہ کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی جو اکیلا ہی نہین ہے کوئی شریک
اوسکا اور بیشک محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا بلاتا ہون تجکو ساتھہ دعوت اللہ کے پس بیشک مین رسول اللہ کا
ہون طرف سب آدمیون کی تاکہ ڈراؤن اونکو جو زندہ ہین اور الزام اور حجت کرون کافرون پر اسلام لا تو کہ سلامت رہیگا
تو پس اگر نہ ایمان لایا تو تجھپر ہے گناہ تمام مجوس کا انتہی جب نامہ شریف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکے
پاس پہونچا کہنے لگا کہ محمد مجکو ایسا خط لکھتا ہی اور حالانکہ وہ بندہ میرا ہی اور رعیت میری ہے سبحان اللہ کیا قول ہے
نہین جانتا وہ سگ نابکار کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص بندہ خدا وند تعالی شانہ کا ہی کہ اللہ تعالی نے اوسکو والی اور

سردار سب اپنی بندونکا کیا ہے اور کہا اوس ملعون نابکار نے کہ اوسنے اپنا نام میرے نام کے اوپر لکھا ہے سبحان اللہ کیا سفاہت
اور حماقت اوسکی ہے کہ نہین جانتا وہ سفیہ کہ طریقہ خط لکھنے کا یہی ہے کہ لکھتے ہین من فلان الی فلان اور سوای اسکے یہہ کہ
عزت دی اللہ تعالی نے نام کو حضرت صلعم کے ایسی کہ لکھا ہوا ہے نام آپکا عرش پر پس ای سگ ملعون تو کون ہے اور تیرا نام
کیا ہے پھر وہ کافر آشفتہ خاطر ہوا اور سارا اوس نامہ شریف کو پھاڑ ڈالا اور کچھہ کلام بیہودہ بکی اور عبد اللہ بن حذافہ کی طرف اوسنے
کچھہ التفات نکی اور جواب مکتوب شریف کا نہ لکھا جب یہہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپنے فرمایا کہ مزق کتابی
مزق اللہ ملکہ یعنی پھاڑا اوس کافر نے میری نامہ کو پھاڑی اللہ تعالی ملک اوسکو پھر عنقریب وہ مارا گیا بعد ازین اوسنے
باذان کو جو اوسکی طرف سے یمن کا حاکم تھا لکھہ بھیجا کہ میری سننے مین ایسا آیا ہے کہ ملک حجاز مین ایک شخص دعوی نبوۃ کا کرتا ہے
اب تجکو چاہیے کہ اپنے دو آدمی جلد بھیجکر اوس کو پکڑوا کر میرے پاس بھیجدے باذان نے بموجب حکم اوسکے اپنے ایک کامدار کو
کہ اوسکو بانویہ کہتے تھے اور وہ دانشمندون اور بہادرون فارس سے تھا اور خرخرہ نام ایک اور فارسی کو کہ وہ بھی
فارسیون مین ممتاز تھا اوسکے ساتھہ کر دیا اور ایک نامہ حضرت کو لکھدیا کہ ان دونون آدمیونکے ساتھہ تمکو کسری نے بلایا ہے
چلے آؤ پھر وہ دونو وہانسے طایف کو آئے وہان صنادید قریش سے مثل ابو سفیان اور صفوان بن امیہ وغیرہ کے حضرت کا
حال معلوم کیا اونھون نے کہا وہ یثرب مین رہتا ہے اور وہ خوش ہوے کہ محمد کا ایسے بڑے بادشاہ سے مقابلہ پڑا ہے
کہ اب ہم اوسکی ہماری دلخواہ ہوگی القصہ وہ دونو آدمی مدینہ مین جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل فیض منزل
مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ شاہنشاہ کسری نے باذان حاکم یمن کو کہ اوسکی طرف سے ہے ایکنامہ بھیجا تھا اوسمین یہہ
مضمون مندرج تھا کہ تمکو اپنے آدمیون کے ساتھہ کسری کے پاس بھیجدیوے باذان نے ہمکو اسواسطے بھیجا ہے کہ تمکو ہم خسرو پرویز
کو دار الملک کو لیجاوین تم ہمارے ساتھہ رضا و رغبت سے چلے چلو کہ باذان تمھاری سفارش ملک الملوک سے کریگا وہ تمھاری
خطا معاف کریگا اور اگر چلنے مین انکار کروگے تو شوکت اور دبدبہ کسری کا تمکو معلوم ہے اور جانتے ہو کہ وہ کیسا بادشاہ ہے کہ
تمکو اور تمھاری قوم کو ہلاک کریگا اور تمھارے ملک اور دیار کو خراب کریگا یہہ کہکر باذان کا نوشتہ حضرت کو دیا آپ اونکے
ہذیانات اور حکایات خرافات پر مطلع ہوکر تبسم کرنے لگے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہہ دونو بانویہ اور خرخرہ زرین
کنگن اور پوشاک دیبا کی پہنکر اور زرین پٹکے باندھکر اور داڑھیان منڈائے اور موچھین بڑھائے ہوئے جیسے مجوسی ہوتے
ہین حضرت کے پاس آئے آپنے جب اونکو اس ہیئت و صورت پر دیکھا ناخوش ہوکر فرمایا کہ وای تمپر تمکو کسنے ایسی وضع
بنانیکا حکم کیا ہے اور تمسے کسنے کہا ہے کہ داڑھی منڈاؤ اور موچھین بڑھاؤ اونھون نے کہا ہمارے پروردگار کسری نے حضرت
نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجکو حکم کیا ہے داڑھی بڑھانے اور موچھین کترانے کا اور آپنے اونسے فرمایا کہ بیٹھہ جاؤ وہ دونو
دو زانو بیٹھہ گئے آپنے اونکو دعوت اسلام کی اور عذاب الہی سے اونکو ڈرایا اور ثواب سے امیدوار کیا اونھون نے کہا اب چلو
تمکو ملک الملوک کے پاس لیجاوین اور جو خلاف حکمی کروگے تو وہ شہنشاہ عجم ایک عرب کو سلامت نچھوڑیگا سبکو مار ڈالیگا

یا جلا وطن کر دیگا اور مروی ہی کہ یہہ دونو کافر ہر چند جرات کرتے تھے اور کلام بی ادبانہ کرتے تھے مگر مہابت مجلس اور عظمت شان نبوت نی اونمین ایسی تاثیر کی تھی کہ تمام اعضا مین اونکی رعشہ تھا اور قریب تھا کہ وہ ماری ہیبت کی گر پڑین آخر کو آپکی لیجانیسے در گذری اور اسپر راضی ہوئی کہ آپ باذان کو ایک نامہ لکھدیوین حضرت نی فرمایا کہ آج تم ٹھرو کل پھر آنا دیکھین کیا ہوتا ہی جب وہ دونو مجلس شریف سی اوٹھکر باہر گئی ایک نی دوسری سے کہا کہ اگر اس سی زیادہ ہم وہ اپنی مجلس مین ٹھراتی تو خوف تھا کہ ہلاک ہوجاتی ہم دوسری نے کہا کہ تمام عمر مین کبھی مجھپر ایسی ہیبت غالب نہین ہوئی جو کچھہ کہ آج اوسکی مجلس مین ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ شخص مؤید ساتھہ تائید آلہی کی ہے اور کلام اسکا کام خدا کا ہی جب دوسری روز پھر وہ حضرت کی خدمت مین جاکر حاضر ہوئی آپنی اونسے فرمایا کہ باذان کو جاکر خبر کرو کہ میری پروردگار نے تیرے بادشاہ کو ہلاک کیا یعنی سات گھڑی رات گئی اوسکی بیٹے شیرویہ کو اوسپر مسلط کیا اوسنی چھری سی اوسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور یہہ رات منگل کی تھی دسوین تاریخ جمادی الاخری کی ساتوین سال ہجرت سی اور حضرت نی فرمایا کہ اپنی ملک باذان سے کہدینا کہ قریب ہی کہ میرا دین ملک کسری مین ظاہر ہوگا اگر تو مسلمان ہوجاوی تو جو کچھہ تیری تصرف مین ملک ہی تیرے پاس باقی رکھونگا اور تجکو چھوڑ دونگا اور تجکو اہل فارس پر حاکم کرونگا پھر وہ دونو آپسی رخصت ہوکر جب یمن کو پہونچے تب جو کچھہ حضرت نی فرمایا تھا سب باذان سی عرض کیا اور جو کچھہ آپکی محفل ہدایت منزل کا حال مشاہدہ کیا تھا سب بیان کیا باذان نی پوچھا کہ اونکی پاس چوکیدار اور نگہبان ہین یا نہین اونھون نے کہا نہین وہ تو بات تنہا کوچہ و بازار مین پھرتا ہی باذان نی کہا واللہ اوسکا کلام بادشاہونکا سا کلام نہین ہی میری تصور مین ایسا آتا ہی کہ وہ نبی مرسل ہی اوسکی نبوت اور رسالت مین کچھہ جای گفتگو کی نہین ہی اور اوسپر ایمان لاتی ہین اب کوئی بادشاہ مجھپر سبقت نکریگا اسی عرصہ مین فرمان شیرویہ کا باذان کی پاس آیا مضمون اوسکا یہہ تھا کہ خسرو اعیان اور اشراف فارس کو بیگناہ قتل کرتا تھا اور تفرقہ عظمای دیار مین ڈالتا تھا اسلیے مینی اوسکو مار ڈالا اور لوگونکو اوسکی شر سے بچایا تجکو چاہیی کہ اب تو میری اطاعت کر اور آدمیونکو طرف میری متابعت اور فرمان برداری کی بلا اور اصلا اوس صاحب دولت سی جو حرب مین دعوی نبوت کا کرتا ہی تعرض نکرنا جبتک مین تجکو نہ لکھون انتہی باذان جب اسپر واقف ہوا پھر تو اوسنی بلا توقف صدق اور اخلاص دلسے کلمہ شہادت پڑھا اور سب لوگ یمن اور فارس کی اوسکی موافقت کرکے دولت ایمان سی مشرف ہوئی **راقم الحروف** کہتا ہے کہ بیچ کتاب مصباح المضی کی ہے سعید بن المسیب سی کہ کہا اونھون نے لکھا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نی طرف کسری اور قیصر اور نجاشی کی ایک ہی نامہ ساتھہ اس عبارت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری وقیصر والنجاشی اما بعد تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الی قولہ بانا مسلمون پھر **کسری** نی پھاڑ ڈالا نامہ مبارک کو اور نہ نظر کی اوسمین اور نہ دیکھا اوسکو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی حق مین مزق ومزقت امتہ یعنی پھاڑا گیا وہ اور پھاڑی گئی امت اوسکی اور **قیصر** نے اوس نامہ شریف کو دیکھہ کر کہا تحقیق نہین دیکھا مینی

اس کتاب کو بعد سلمان علیہ السلام کے یعنی بسم الله الخ تجیر بلایا ابی سفیان اور مغیرہ کو جو ملک شام مین تجارت کو گئے تھے اور اونسے حالات حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پوچھے اور کہا لو کنت عندہ لغسلت قدمیہ لیملکن ما تحت قدمی یعنی فدا ہو جیو باپ میرا آپ پر اگر ہوتا مین نزدیک اونکے البتہ دھوتا مین قدم اونکے البتہ مالک ہونگے وہ اس سرزمین کے جو میری قدمونکے نیچے ہے پس فرمایا حضرت نے اوسکے حق مین ان الملک لہ بقیۃ یعنی تحقیق واسطے اوسکے ایک مدت ہے کہتا ہے مولف اسی کتاب مصباح المضی فی کتاب النبی الامی کا اپنی اسی کتاب مذکور مین بعد اس بیان کے کہ یہہ قول آنحضرت صلی الله تعالی علیہ وآلہ وسلم کا اور مثل اسکے جو کچھ کہ گذر چکا جیسے قول آپکا کہ ان لہ مدۃ یعنی بیشک اوسکے لیے ایک مدت اور زمانہ ہے اور جیسے فرمانا آپکا کہ ان لہ بقیۃ یعنی اونکے لیے باقی ہین منافع ملک و مال کے اور جیسے فرمانا آپکا دحیہ کے حال مین کہ ثبتت ملکہ یعنی ثابت و قائم رہا وہ اور ثابت اور قائم رہا ملک اوسکا یہہ سب اعلام اور خبر دینا ہے آنحضرت صلی الله تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ساتھہ غیب کی اور اوس امر کے جو ہونیوالا ہے دن قیامت تک چنانچہ اسی وجہ سے ملک نصاری کا مشرق اور مغرب اور اطراف اور اکناف عالم مین زمان فیض توامان سرور عالم سے اسوقت تک کہ سنہ سات سو ستر ہجری ہین ثابت و قایم ہے اور یہہ سب بہ برکت انکے اقرار کے ہے جو کہ اونھون نے بہ نسبت آنحضرت صلی الله تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کیا تھا خواہ بعضے اونمین سے ایمان لائے اور بعضے نہ لائے اور باقی رہیگا ملک اونکا نزول عیسی علیہ السلام تک جسطرح سے ہمارے نبی صلعم نے خبر دی اور اس باب مین احادیث صحیحہ وارد ہین ایسی ہی ذکر کیا علمای ثقات نے اپنی تالیفات مین انتہی اور حاطب بن ابی بلتعہ کو طرف مقوقس کی بھیجا کنیت حاطب کی ابو عبد الله ہے قبیلہ اونکا لخم ہے حاضر ہوے وہ غزوہ بدر اور غزوہ خندق مین اور اونمین جو اونکے درمیان ہوئے اور وفات پائی مدینہ مین تیسوین سال ہجری کی حضرت عثمان رض کی خلافت مین عمر اونکی پینسٹھہ برس کی ہوئی کذا فی مظاہر الحق و مدارج النبوۃ اور مقوقس لقب ہے اوسکا جسکے تصرف مین مصر اور اسکندریہ ہو جبکہ حاطب مقوقس کے پاس گئے اور نامہ اوسکو دیا پس وہ قریب اسلام لانیکے ہوا و لیکن اسلام نہ لایا اور ہدیہ بھیجا حضرت سرور عالم صلی الله علیہ وسلم کی خدمت مین ماریہ قبطیہ اور سیرین اور ایک خچر سفید کہ دلدل اوسکا نام تھا اور بقولی ایکہزار دینار اور بیس کپڑے بھی اور نامہ جو آپنے بھیجا تھا وہ یہہ ہے بسم الله الرحمن الرحیم من محمد عبد الله و رسوله الی المقوقس

عظیم القبط سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فانی ادعوك بدعایة الاسلام اسلم تسلم یوتك اجرك مرتین فان تولیت

فعلیك اثم القبط یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا

من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون انتہی یعنی یہہ نامہ ہے محمد کا جو بندہ الله کا اور رسول اوسکا ہے طرف مقوقس عظیم قبط کی سلام اوسپر جو پیروی کرے ہدایت کی اما بعد پس مین بلاتا ہون تجکو ساتھہ دعوت اسلام کے اسلام لا تاکہ سلامت رہے تو دیگا تجکو الله تعالی دونا اجر پس اگر منہ پھیر گیا تو تو تجھپر گناہ ہے تمام قوم قبط کا اے کتاب والو آؤ طرف ایک بات کہ وہ برابر ہے درمیان ہمارے اور تمھارے وہ بات یہہ ہے کہ نہ عبادت کرین ہم مگر الله کی اور نہ شریک کرین ہم ساتھہ

اوسکو کسی چیز کو اور نہ بنالی بعضنا ہمارا بعضی کو پروردگار سوا خدا کے پس اگر پھر جاوین وہ یعنی اہل کتاب پس کہو تم ای مسلمانو
کہ گواہ رہو تم ای اہل کتاب ساتھہ اسکے کہ ہم مسلمان ہین انتہی اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ جب حاطب رضنے نامہ حضرت کا
مقوقس کو پہنچایا اور اوسنے نامہ کا احترام اور اکرام کیا اور حضرت کی شنا مین نیک باتین کہین اور حاطب کو خلوت مین بلاکر
حضرت کی صفات اور نعوت سب اوسنے پوچھی اور اون سبکو اون نعوت اور صفات کی ساتھہ جو حضرت عیسی علیہ السلام
نے نبی آخر الزمان کی بیان کی تھین موافق اور مطابق پایا اور کہا کہ یہہ وہی رسول ہی کہ عیسی علیہ السلام نے اوسکی اپنی بشارت
دی تھی اور بیشک وہ غالب آویگا اور لینگے اصحاب اوسکے دیار کو مگر وہ مسلمان نہوا اور اطاعت بجا نہ لایا قسطلانی نقل کرتی
ہین مواہب لدنیہ مین کہ جب حاطب رض مقوقس کی پاس گئے اور اوس سے کہا کہ بیشک پہلے تجھسے اس ملک مین ایک بادشاہ تھا او
دعوی خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا اپنی قوم سے انا ربکم الاعلی سو پکڑا اوسکو اللہ تعالی نے بیچ عذاب دنیا اور آخرت کی سو عبرت پکڑ تو اپنی غیر
سے تا کہ عبرت نہ پکڑین تجھسے اور لوگ پھر مقوقس نے کہا کہ ہمارا ایک دین ہی ہم اسکو نہین چھوڑینگے مگر اوس دین کی سبب سے جو ہمارے دین
سے بہتر ہو حاطب نے کہا کہ ہم تجکو دعوت کرتی ہین طرف دین خدا کی کہ وہ دین اسلام ہی کہ کفایت کرتا ہی اللہ ساتھہ اوس دین کی غیر اوسکے سے
یعنی جب اوس دین مین آجاوے تو اللہ تعالی کو پسند نہین کہ اسکو چھوڑکر اور دین پکڑے اسلیے کہ یہہ دین ناسخ ہی اور دینون کا
اور بیشک بلایا اس پیغمبر نے لوگونکو طرف دین کی سو سخت ترین لوگونکا اوسپر قریش تھی اور بڑی دشمن یہود اور نزدیکتر ین
نصاری جیسے نجاشی اور قسم ہی مجکو اپنی عمر کی نہین تھا بشارت دینا موسی علیہ السلام کا ساتھہ آنی حضرت عیسی علیہ السلام
کی مگر کہ تھا مانند بشارت دینی عیسی علیہ السلام کو ساتھہ آنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہین ہی دعوت ہماری
تجکو طرف قرآن کی مگر ایسی کہ تو دعوت کرتا ہی اہل توریت کو طرف انجیل کے اور جس قوم نے جس نبی کا زمانہ پایا وہ اوسی نبی
کی امت سے ہین تو حق ہی انپر کہ اوسکی اطاعت کرین اور تو نے پایا ہے زمانہ اس نبی کا اب تو ایمان لا اوسپر اور ہو اوسکی
امت اجابت مین سے اور ہم منع نہین کرتے ہین تجکو دین مسیح سے بلکہ حکم کرتے ہین تجکو ساتھہ اوسی دین کی یعنی تیری نبی
نے اس ہمارے نبی کی آنیکی بشارت دی ہی اور حکم کیا اسکی متابعت کا تو ہم بھی یہی کہتے ہین کہ تم بھی اپنے نبی کا کہنا مانو اور اپنے
دین کی بات پر کہ وہ تصدیق ہمارے نبی کی ہے ثابت اور قایم ہو جاو مقوقس نے کہا کہ مینے فکر کی ہی اس نبی مین پھر پایا مینے
اوسکو کہ نہین حکم کرتا ہی وہ ایسے چیز کا کہ اوس سے طبیعت کو نفرت ہو اور نہین منع کرتا ہی اون کامونسے کہ مرغوب ہون وہی یعنی
جو کام کہ نیکی وہ حکم کرتا ہی وہ کام حقیقت مین ایسے ہی ہین کہ انکو کرنا چاہیے اور جن کامون سے منع کرتا ہے فی الحقیقت وہ ایسے
ہی کام ہین کہ اونکو ترک کرنا چاہیے اور مین نہین پاتا ہون اوسکو ساحر قتال اور نہ کاہن کذاب اور اسمین ابھی اور فکر کرتا ہون
پھر حضرت کی نامہ کو لیکر اوسنے ایک ہاتھی دانت کی ڈبے مین رکھدیا اور اسکا جواب لکھکر حضرت کو بھیجا وہ جواب یہہ ہی لمحمد

بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط اما بعد فقد قرأت کتابک وفہمت ما ذکرت وما تدعو الیہ وقد علمت

ان نبیا بقی وکنت اظن انہ یخرج بالشام وقد اکرمت رسولک وبعثت الیک بجاریتین لہما مکان

من القبط عظیم بکسوۃ واھدیت لک بغلۃ لتر کبھا والسلام انتہی کذا فی المواہب اللدنیہ یعنی یہہ نامہ ہی طرف محمد بن عبد اللہ کی مقوقس کیطرف سے جو عظیم قبط کا ہے اما بعد پس بیشک پڑھا مینے نامہ تمہارا اور سمجھ لیا مینے اوسکو جو ذکر کیا تمنے اوپر اوسکو جو دعوت کی تمنے طرف اوسکی اور بیشک جانتا ہو مین کہ ایک نبی باقی ہی اور گمان کرتا تھا مین یہہ کہ نکلیگا وہ ملک شام مین اور بیشک گرامی رکھا مینے قاصد تمہاری کو اور بھیجے مینے تمہاری طرف دو لونڈیان پوشاک پہنا کر یعنی ماریہ قبطیہ اور سیرین اور عزت اونکی بڑی ہی قبطیون مین اور ہدیہ بھیجا مینے تمکو ایک خچر کہ سوار ہو تم اسپر اور سلام انتہی اور کچھہ زیادہ نکیا اوسنی اسپر اور نہ مسلمان ہوا وہ اور کتاب استیعاب مین ہی کہ کہا حاطب نی کہ جو بھیجا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے سو دیا مینے اوسکو نامہ حضرت کا سو اوتارا اوسنی مجکو اپنے مکان مین اور رہا مین اوسکی قریب کئی رات پھر اوسنی جمع کیا اپنے علما کو اور مجھہ سے کہا کہ اپنے یار کا حال بیان کیا مینے بیان کیا پھر اوسنے مجھسی کہا کہ اوسنی کیون بد دعا نہ کی اپنی قوم کے حق مین کہا اونھون نے اوسکو نکالدیا اوسکی شہر سے مینی اسکے جواب مین کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کیون بد دعا نہ کی اونکی حق مین جنھون نے اوسکو سولی دیا کہ ہلاک کرتا اللہ تعالی اون لوگونکو اوسنی کہا کہ سچ کہتا ہی تو بھی حکیم تھا اللہ تعالی حکیم مطلق کا پھر جب حاطب رضہ وہان سی لوٹ کر حضرت کی پاس آئی اور اوسکا حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اوسنی اپنے ملک سے بخیلی اور خست کی اوسکے ملک کو ہرگز بقا نہوگی پھر اوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمان خلافت مین اور حضرت نی اوسکی سوغات کو قبول کیا اوسمین سی ماریہ قبطیہ کو مسلمان کرکے حضرت اپنی خدمت مین لائی اون سی ابراہیم بن رسول اللہ پیدا ہوئی اور سیرین کو آپنے حسان کو دیا اس سے عبد الرحمن بن حسان پیدا ہوئی واضح ہو کہ روضۃ الاحباب کی عبارت سی معلوم ہوتا ہے کہ مقوقس نے چار لونڈیان بھیجی تھین ایک ماریہ دوسرے سیرین اور دو کا نام معلوم نہین اور اونکا حال بھی نہین معلوم اور ایک خواجہ سرا اور ایک خچر سفید کہ اوسکو دلدل کہتے تھے اور ایک دراز گوش اسکو عفیر یا یعفور کہتے تھے اوسپر کبھی کبھی آپ سوار بھی ہوتے تھی حجۃ الوداع کی راہ مین وہ مرگیا اور ایک نیزہ اور ہزار مثقال سونا اور بیس عدد کپڑی اور حاطب رضی اللہ عنہ کو بھی سو مثقال سونا دیا اور پانچ عدد کپڑے کی انعام دیے انتہی مترجم کہتا ہی کہ بعض روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ وہ یعفور خنام خیبر سے تھا کما ستعرف اور مرنا بھی اوسکا بعد وفات حضرت کے کوئین مین گر کر منقول ہے کما سیجی اور دلدل کو حضرت نی خاص اپنی سواری کی لیے پسند کیا بعد حضرت کی وہ علی رضی اللہ عنہ کی سواری مین رہا چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہین ؎ چہارم علی شاہ دلدل سوار * مراد اس سی یہی خچر ہے حضرت علی رضہ کی بعد حضرت امام حسن اسپر سوار ہوئی اور حضرت امیر معاویہ کی زمانہ مین وہ مرگیا اور رنگ اوسکا سفید تھا اور ایک قول ہی اشہب یعنی سرخ مائل بسیاہی اور وہ اتنا بڈھا ہو گیا تھا کہ اوسکے دانت گر پڑے تھی اوسکو پانیمین آٹا گھولکر کھلایا کرتے تھی اور باقی ذکر اوسکا دواب مین آویگا کہ اون ہدایا مین سے کہ عسل نبہان بھی تھا سو آپکو وہ پسند آیا اور نبہان بکسر نون وسکون

بای موحدہ ایک بستی ہی بستیون مصر سے اور فرمایا آپنے بارک اللہ فی عسل بنہان یعنی برکت کرے اللہ عسل بنہان مین اور حاطب رض وہان پانچ دن رہی پھر رخصت ہوکر چلے آئی کذا فی مدارج النبوۃ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو طرف عبد اور جیفر بیٹون جلندا بادشاہ عمان کے بھیجا فائدہ عمرو بن العاص رض ایمان لائی بلا اکراہ بطوع و رغبت اور خواہش اسلام کی انکی دلکو حبشہ مین ہوئی جبکہ اقرار کیا نجاشی نے حضرت کی نبوت کا پس متوجہ ہوی بھیہ بنیت ایمان لانے طرف حضرت کی بغیر اسکے کہ دعوت کرین اونکو طرف ایمان کے فی الفور دوڑی آئے اور ایمان لائی پھر حضرت نے ایک جماعت پر امیر کیا انکو کہ اونمین حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے اور بھیہ اسلیے کیا کہ پہلی اسلام کی وہ بڑی عداوت رکھتے تھے آنحضرت سی اور بہت ڈرتے تھے وہ حضرت کی صحابہ سی کہ کہین مجکو نہ مار ڈالین پس جب ایمان لائی تب حضرت نی چاہا کہ انکی دل کا خوف دور ہو تو امن مین ہون آنحضرت کی طرف سی اور نا امید نہون اللہ تعالی کی رحمت سی اور فرمایا آپنے اونکو انک لرشید یعنی بلاشک تو راہ یافتہ ہی اور تھی عمرو بن العاص رض عقلمند پس عمر بن الخطاب جسکو احمق اور غبی دیکھتے تھے کہتی سبحان اللہ خالق اسکا اور عمرو بن العاص کا ایک ہی ہی اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص وقت رحلت کی اس جہان فانی سے خوف اور بیقراری بہت رکھتے تھے پس کہا اونکی بیٹے عبد اللہ نی ای باپ یہہ تمام گھبراہٹ کسواسطے ہی صحبت رکھی تمنے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جہاد کیے تمنے ساتھہ اونکی کہا ای بیٹے میری عمر مین مجھپر تین حالتین گذرین اول مین دشمنی رکھتا تھا رسول خدا سی بعد ازان مین مسلمان ہوا اور صحبت رکھی مینی ساتھہ اونکی پھر تھا مین امارت اور ولایت مین اور مبتلا ہوا مین اوسمین اور پھونچا مجکو بہ نسبت دنیا کی جو کچھہ کہ پھونچا نہین جانتا مین کہ ساتھہ کس حالت کی ان حالتونمین سی میرے ساتھہ وہان معاملہ کرینگے اور کیا پیش آتا ہی کذا فی مظاہر الحق اور عمان بروزن عمال نام ہی ایک شہر کا ملک یمن مین پھر مسلمان ہوئے وہ دونون بھائی اور سپرد کی عمرو بن العاص رض کو زکوۃ لینی سی اپنے رعیت مین اور احکام قضا جاری کرنے سے پھر عمرو بن العاص رض اونھین مین رہی یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات پائی اور عبارت اوس نامہ شریف کی یہہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد عبد اللہ و رسولہ الی جیفر و عبد

بنی جلندی السلام علی من اتبع الھدی اما بعد ادعوکما بدعایۃ الاسلام اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ

لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین وانکما ان اقررتما بالاسلام ولیتکما وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان

ملککما زائل عنکما وخیلی تحل بساحتکما وتظھر نبوتی علی ملککما کذا فی المواھب اللدنیہ

یعنی یہہ نامہ ہی محمد کا جو بندہ اللہ کا ہی اور رسول اوسکا طرف جیفر اور عبد بیٹون جلندی کے سلام اوسپر جو پیروی کرے ہدایت کی اما بعد بلاتا ہون تم دونون کو ساتھہ دعوت اسلام کے کہ اسلام لاؤ تم دونون کہ سلامت رہو تم دونون پس بیشک مین بھیجا ہوا خدا کا ہون طرف تمام آدمیونکی تا ڈراؤن اوسکو جو زندہ ہے اور ثابت کی اللہ تعالی نی حجت اپنی کافرون پر اور اگر اقرار کرتے ہو تم ساتھہ اسلام کے تو والی کرتا ہون مین تمکو اور ثابت رکھتا ہون مین تمکو تمہارے

ملک پر اور اگر انکار کیا تمنے اقرار کرنے سے اسلام کے یعنی اوس سے کہ دعوت کرتا ہون مین تمکو طرف اوسکے تو زائل ہونیوالا ہے ملک تمھارا اور گھوڑے ہمارے جولانی کرنیوالے ہونگے طرف میدان تمھارے کے اور غالب ہوگی نبوت میری تمھاری ملک پر کذا فی المدارج النبوۃ اور واقدی مین ہے کہ لکھا اس نامہ کو ابی بن کعب رض نے عمرو بن العاص رض کہتے ہین کہ پہر مین گیا عمان کو وہان پہنچکر پہلے مین عبد کے پاس گیا جو جیفر کا بھائی تھا اور تھا وہ محکم ترین اور نرم ترین از روی خلق کے جلندی کی بیٹون مین پہر مینے اوس سے کہا کہ مین ایلچی ہون محمد رسول اللہ کا تیری اور تیرے بھائی جیفر کی طرف اوسنے کہا بھائی میرا مقدم ہے مجھپر عمر اور ملک مین اور مین پہونچاتا ہون طرف اوسکے تجکو کہ پڑہے وہ نامہ تیرا اور پوچھا کہ وہ صاحب نامہ کس چیز کی طرف دعوت کرتا ہے مینے کہا کہ طرف خدا کے کہ واحد ہے وہ اور نہین شریک ہے اوسکا کوئی ایمان لا تو اسپر اور متابعت کر اوسکی اور مت پوج سوا اوسکے اور کو اور گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اوسکا ہے اور رسول اوسکا اوسنے کہا کہ اے عمرو تو اپنی قوم کے سردار کا بیٹا ہے تیرے باپ نے کیا کہا بیان کر کہ ہمکو اوسکی اتباع اور اقتدا ہے مینے کہا کہ میرا باپ تو مر گیا بے ایمان لائے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مگر مین آرزو رکھتا ہون کہ کاشکے وہ مسلمان ہوا ہوتا اور تصدیق کرتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مین بھی پہلے موافق تھا اپنے باپ کے ایمان نہ لائے مین یہانتک کہ ہدایت کی مجکو اللہ تعالی نے اسلام لانے پر پہر مجھسے پوچھا کب تو مسلمان ہوا اور اسلام لایا مینے کہا کہ تھوڑے دن ہوئے پہر پوچھا کس جگہ مینے کہا حبشے مین نجاشی کے پاس اور مراد اس کہنے سے انکی یہہ تھی کہ یعنی اسلام انکے دلمین وہین سے واقع ہوا تھا اور رغبت آپکی دلمین وہین سے پڑی تھی کیونکہ فقط اسلام انکا سنہ ہ یا ۸ مین ہوا تھا اور خبر دی مینے اوسکو نجاشی کی مسلمان ہونے اور اسلام لانے سے پہر اوسنے پوچھا کہ اوسکی قوم نے کیا کیا اوسکے ساتھ مینے کہا کہ قایم رکھا اونھون نے اوسکو اور اوسکی متابعت کی پہر اوسنے کہا کہ عقلا اور رہبانون نے اونکا اوسنے کیا معاملہ کیا تابع ہو گئے وے اسکے مینے کہا ہان پہر اوسنے کہا کہ اے عمرو سوچکر کہہ کیا کہتا ہے تو بیشک کوئی خصلت آدمی مین جھوٹ بولنے سے زیادہ بری اور رسوا کرنیوالی زیادہ اوس سے اور اوسکو نہین ہے مینے کہا کہ ہم جھوٹ بولنے کو حرام جانتے ہین اپنے دین مین پہر اوسنے کہا کہ خبر دی ہماکو کہ محمد کس چیز کا حکم کرتا ہے اور کس کام سے منع کرتا ہے مینے کہا کہ حکم کرتا ہے واسطے اطاعت خدای عز وجل کے اور منع کرتا ہے اوسکی نافرمانی سے اور حکم کرتا ہے ساتھ صلہ رحم اور احسان کرنیکے اور منع کرتا ہے ظلم کرنے اور حدود شرع سے تجاوز کرنے اور زنا کرنے اور شراب پینے اور بتونکے پوجنے اور صلیب یعنی سولی کی پوجنے سے اوسنے کہا کہ کیا اچھی چیز ہے جسکی طرف وہ دعوت کرتا ہے اگر میرا بھائی جیفر میری متابعت اور موافقت کرے تو سوار ہوتے ہین ہم اور جاتے ہین ہم محمد کے پاس کہ ایمان لاوین اسپر اور اوسکی تصدیق کرین مگر بھائی میرا بخیل ہے اپنی ملک پر کہ ترک نکریگا اوسکو مینے کہا کہ اگر وہ ایمان لاویگا تو حضرت چھوڑ دینگے اوسکو اور مالک کرینگے اوسکو اوسکی قوم کا اور لینگے زکوۃ مال غنیون سے قوم کی اور تقسیم کرینگے اوسکو فقیرون پر قوم کی کہا اوسنے قسم اللہ کی یہہ خلق حسن ہے پہر پوچھا کیا ہے زکوۃ پہر مینے سب بیان کیا

جو زکوة حضرت نے فرض کی تھی اموال سے یہانتک کہ اونٹونکی زکوة کا بھی بیان کیا اوسنے کہا اے عمرو کیا لیا جاتا ہے صدقہ
سوائم مواشی سے یعنی جنگل کے چرنیوالون اور جنگل کے پانی پینے والون چارپایون سے کہا مینے ہان لیتے ہین اوسنے کہا قسم اللہ
کی نہین پاتا ہون مین اپنی قوم کو کہ اطاعت کرین وہ اس امر مین پھر چند روز مین وہان رہا کہ عبد اپنے بھائی جیفر کے پاس
گیا اور خبر کی اوسکو میری حال سے سو اوسنے بلایا مجکو ایکدن اپنے پاس پھر گیا مین اوسکے پاس اور پکڑ لیے اوسکے نوکرون
نے میرے بازو پھر منع کیا اوسنے انکو کہ چھوڑ دو پھر اونھون نے چھوڑ دیا مجکو پھر مین اوسکے آگے گیا اور چاہا کہ بیٹھون مین اونھ
منع کیا مجکو پھر مینے اوسکو سامنے دیکھا اوسنے کہا کہ اپنی حاجت بیان کر مینے نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکو دیا
اوسنے اوسکو پڑھا پھر اپنے بھائی عبد کو دیا اوسنے بھی پڑھا پھر پایا مینے اوسکو نرم زیادہ اوسکے بھائی سے پھر اوسنے کہا کہ قریش
کی خبر دی کہ کیا کیا اونھون نے مینے کہا کہ متابعت کی اونھون نے حضرت کی کسینے ساتھ رغبت کے اور کسینے تلوار کے زور سے پھر پوچھا
اوسنے کہ اوس سے کون موافق ہے کہا مینے کہ بیشک رغبت کی لوگون نے اسلام لانے مین اور اختیار کیا اوسکو اوسکی خیر پر
اور پہچان لیا اونھون نے اپنی سمجھ سے اور ہدایت حق سے کہ تھوڑے پہلے گمراہی مین سو اب مین کسیکو نہین جانتا ہون
کہ باقی رہگیا ہو وہ سوا تیرے یہان سے وہان تک اور اگر اسلام نہین لاتا ہے تو آج اور متابعت نہین کرتا ہے تو روند
ڈالینگے تجکو گھوڑے اہل اسلام کے اسلام لا کہ سلامت رہے تو اور برقرار رکھین تجکو حضرت تیری قوم پر اور نہ چڑھائی کرے
تجھپر لشکر اسلام کا اوسنے کہا کہ فرصت دے مجکو آج کے دن اور آ تو میرے پاس کل کہ جواب دون مین اسکا پھر گیا مین
وہان سے اوسکے بھائی عبد کے مکان پر پھر اوسنے آکر مجھسے کہا کہ اے عمرو مین بیشک امیدوار ہون کہ سلامت رہے بھائی
میرا اگر بخیلی نکرے اپنے ملک پر پھر مین دوسرے دن جیفر کے پاس گیا تو اوسنے مجکو اندر آنیکی اجازت ندی پھر مین لوٹ کر
اوسکے بھائی کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ اوسکے پاس تک نہین پہنچ سکتا ہون مجکو پہونچا اوسنے کہا کہ فکر کیا مینے اسمین
جسکی تو دعوت کرتا ہے مجکو وہ یہہ کہ مین نامرد اور ضعیف ترین عرب ٹھیرایا جاؤنگا اگر مالک کر لونگا اپنے پر اوسکو یعنی محمد کو کہ نہین
پہنچتے ہین گھوڑے اوسکے ہم تک اور اگر بالفرض پہونچے گھوڑے اوسکے ہم تک تو قتال ہمارا نہین ہے مانند قتال اون لوگونکے
کہ مقاتلہ کیا اونھون نے اوس سے پھر کہا مینے کہ کل کو مین جانیوالا ہون جب اوسکو میرے جانیکا یقین ہوا تو خلوت کی آخر
اپنے بھائی سے پھر صبح مجکو بھی بلایا اور اسلام لائے وہ دونو بھائی الحمد للہ علی ہدایتہ والغامہ یہہ نامہ بطرح مواہب لدنیہ
اور مدارج النبوة مین مذکور ہے بغیر ذکر سال کے کہ کونسے سال مین یہہ نامہ حضرت نے اونکو بھیجا مگر غالباً ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اسی چھٹے سال مین یہہ نامہ بھیجا گیا ہے کیون کہ عمرو بن العاص رض کا اسلام لانا پانچوین سال مین ہے اور یا
نوین سال مین بھیجا گیا ہو کہ آٹھوین سال مین انکا اسلام لانا مروی ہے اور سلیط بن عمرو رض کو حضرت صلعم نے بھیجا طرف ہوذہ
بن علی رئیس ملک یمامہ کو اور یہہ سلیط رض عامری ہین اور حاضر ہوے یہہ اور باپ انکا جنگ یمامہ مین سو وہان یہہ شہید ہوے
اور حلہ پہنائے حضرت عمر بن الخطاب رض نے حضرت صلعم کی صحابہ کو اور ایک حلہ باقی رہا حضرت عمر رض نے پوچھا کہ بتاؤ مجکو اوسکو کہ ہجرت کی

اوسنے اور اوسکے باپ نے لوگون نے غلطی کہ عبد اللہ اُنکا بیٹا آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ سلیط بن عمرو اور پہنچایا آپنے وہ حلہ اونکو
کذافی المدارج پھر جب پہونچے سلیط رض پاس ہوذہ کے تب تعظیم کی ہوذہ نے انکی اور کپڑے ہجر کے بنے ہوئے اونکو پہنائے
اور اونکو لایق اونکو انعام دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کہلا بھیجا اور بعض کتب سیر مین ہے کہ
لکھ بھیجا کہ کیا اچھی چیز ہی وہ جسکی طرف آپ مجکو دعوت کرتے ہین اور مین خطیب اور شاعر اپنی قوم کا ہون سو مجکو کچھہ تصرف
امر خلافت مین دو اور بعض بلاد مین کو میرے قبضے مین کرو تو پھر البتہ مین تمھاری متابعت کرون پھر سلیط رض نے اوسکا
پیام اور جو اونسے انعام دیا تھا سب حضرت کو روبرو عرض کیا آپنے اوسکو قبول نفرمایا اور ہوذہ اسلام نہ لایا اور روضۃ الصفا
مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام ہوذہ بن علی کا سنکر فرمایا کہ اگر ہوذہ مجھسے ایک گز بھی زمین بھی مانگے
تو بھی ندون ہلاک ہوجیوے اور ملک اوسکا کہتے ہین کہ جب حضرت نے فتح مکہ سے مراجعت کی تب حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے اگر ہوذہ کے مرجانیکی حضرت کو خبر دی آپنے فرمایا کہ بعد اسکے یمامہ مین ایک کذاب اور بدبخت پیدا ہوگا کہ دعوی نبوت کا
کریگا اور وہ میرے بعد مارا جائیگا یہہ اشارہ تھا مسیلمہ کذاب کی طرف کہ قصہ اوسکا اپنی جگہ پر آویگا انشاء اللہ تعالی

اور جو حضرت نے ہوذہ کو نامہ لکھا تھا عبارت اوسکی یہہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ہوذہ بن علی سلام
علی من اتبع الھدی واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لک ما تحت یدیک

کذافی المواہب اللدنیہ یعنی یہہ نامہ محمد رسول اللہ سے طرف ہوذہ بن علی کے سلام اوسپر کہ پیروی کرے ہدایت کی جان
تو کہ قریب ہی کہ دین میرا غالب ہو منتہای خف اور حافر تک خف ساتھہ پیش خا معجمہ اور تشدید فے کے بکری اونٹ وغیرہ
کے کھر کو کہتے ہین اور حافر گھوڑے گدھے وغیرہ کے سم کو کہتے ہین یعنی دین میرا غالب ہوگا اور پہونچیگا بحکم الہی وہان تک
جہانتک چارپایون کے پاؤن پہنچتے ہین یعنی انتہای آبادی تک پس مسلمان ہو تا کہ سلامت رہے تو اور برقرار رکھونگا
جو کچھہ تیرے تحت تصرف مین ہے کذافی المدارج اور شجاع بن وہب کو بھیجا حضرت صلعم نے طرف حارث غسانی بادشاہ
بلقا کی اور یہہ شجاع مہاجرین سابقین حبشہ سے تھے اور حاضر ہوے یہہ اور انکے بھائی عقبہ بن وہب بدر مین اور سب
مشاہد مین اور تھے لنبے اور دبلے پتلے اور کبڑے اور شہید ہوے جنگ یمامہ مین اور عمر اونکی کئی سال اوپر چالیس کی
تھی کذافی المدارج اور بلقا نام ایک شہر کا ہی ملک شام مین جب شجاع رض نے حارث کو جا کر نامہ حضرت صلعم کا
دیا اوس بدبخت نے اوسکو پھینک دیا اور کہا کہ اب مین مع لشکر اوسطرف روانہ ہوتا ہون یعنی لڑنیکو پھر بادشاہ روم
نے منع کیا اوسکو اس ارادے سے روضۃ الصفا مین ہی کہ اوسوقت حارث غسانی قیصر روم کی تیاری پیشکش مین
مصروف تھا انتہی اور جو حضرت نے نامہ بھیجا تھا وہ یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی الحارث بن
ابی شمر سلام علی من اتبع الھدی وآمن باللہ وصدق وانی ادعوک الی ان تؤمن باللہ وحدہ لا شریک لہ یبقی لک
ملکک کذافی المواہب اللدنیہ ترجمہ یہہ نامہ محمد رسول اللہ سے طرف حارث بن ابی شمر کے ہے

سلام ہو جیوا وسپر کہ تابعدار ہی کی اوسنی ہدایت کی اور ایمان لایا ساتھہ اللہ تعالی کے اور سچا جانا اوسکو اور بلاتا ہون تجکو طرف اسکے کہ ایمان لا تو ساتھہ اللہ تعالی کے کہ ایک ہی وہ نہین شریک ہی اوسکا کوئی باقی رہیگا واسطے تیری ملک تیرا انتہی روضۃ الاحباب مین ہی کہ شجاع بن وہب رض حضرت کا نامہ لیکر حارث بن ابی شمر کی دار الحکومت مین پہونچی حارث غوطہ دمشق مین قیصر روم کی پیشباش کی تیاری کر رہا تھا اور قیصر بیت المقدس کو جاتا تھا شجاع رض دو روز تک اوسکی دروازے پر رہی اندر جانیکی گذر نہوئی آخر الامر اوسکی ایک حاجب کی پاس گئی اور اوس ہی کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون تمھاری بادشاہ کی پاس اونکا نامہ لیکر آیا ہون اوسنی کہا کہ تو میری بادشاہ تک نامہ نہ پہونچا سکیگا مگر فلانے روز کہ اوسکے دربار کا روز ہی اور وہ حاجب مذکور نصرانی تھا اوسنی شجاع سی حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھی اونھون نی سب بیان کئی حاجب کو وہ حالات حضرت کی سنکر رقت آئی اور رو یا اور کہا کہ مینے انجیل مقدس پڑھی ہے اوسمین اس نبی کی اوصاف ایسی ہی پائی پاین اب مین اسپر ایمان لاتا ہون اور اوسکی تصدیق کرتا ہون مگر حارث سی ڈرتا ہون کہ مبادا مجکو قتل کرے اور ہر روز وہ شجاع کی بخوبی مہمانداری اور خدمت گذاری کرتا رہا یہانتک کہ حارث کی دربار کا روز آیا اور اپنی تخت سلطنت پر جلوس فرمایا حاجب نی اوس سے اجازت لیکر شجاع رض کو اوسکے پاس لیگیا اونھون نے حضرت کا نامہ اوسکو دیا اوسنی اوسکو پڑھکر زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ کون ہی جو میرا ملک مجھسے چھینیگا اور کبھی یون ہی بیہودہ باتین بکتا رہا پھر مجلس سی اوٹھا اور حکم دیا کہ گھوڑونکی نعل باندھی جاوین اس ارادہ پر کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ کو جاوی اور ایک خط اوسنی قیصر کو لکھا کہ ایک نامہ میری پاس آیا ہی اوس شخص کی پاس سے جو عرب مین دعوی نبوت کا کرتا ہی اب مین اسپر ارادہ فوج کشی کا رکھتا ہون قیصر نی اسکے جواب مین اوسکو لکھا کہ تو اس امر کا ارادہ مت کر اور میری پاس چلا آ دیکھین کیا مصلحت ہی قیصر سے یہہ جواب سنکر اوسنی شجاع کو بلایا اور پوچھا کہ تو کب اپنی صاحب کی پاس جاویگا اونھون نے کہا کل کو اوسنی سو مثقال سونا اونکو دیا اور رخصت کیا مثقال ساڑھی چار ماشی کا ہوتا ہے اور اوس حاجب نی کپڑے دیئے اور تھوڑا سا کھانا واسطے زادراہ کی دیا اور کہا کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچانا پھر شجاع مدینہ مین حضرت کی پاس آئے اور حال حارث کا عرض کیا آپنے اوسکے لیے بددعا کی کہ ہلاک ہو جیوے وہ اور ملک اوسکا پھر فتح مکہ کی سال مین حارث مرگیا اور اوسکی جگہ جبلہ بن ایہم غسانی مالک ہوا اور بعضے اہل سیر اسپر ہین کہ حارث مسلمان ہوا اور کہا کہ ڈرتا ہون مین اس سے کہ اگر اپنا اسلام ظاہر کرون تو مبادا قیصر مجکو مار ڈالی واللہ اعلم اور مہاجر بن امیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا مین طرف حارث بن حمیری کی اور یہہ مہاجر بن امیہ رض قریشی تھے اور سگے بھائی تھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رض کی اور نام اونکا ولید تھا پس مکروہ رکھا اس نام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب ہمنامی ولید بن مغیرہ کی اور بدل دیا ساتھہ مہاجر کے

اور بھیجا انکو طرف حارث بن عبد کلال حمیری کے اور عامل کیا انکو صدقات کندہ پر کہ وہ ایک قبیلہ ہے پھر حاکم کیا انکو
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یمن کا اور تھے یہہ بعد میں ساتھہ قریش کے اور مارے گئے وہ بھائی انکے اور ہیں
ہشام اور مسعود انتہی کذا فی المدارج النبوۃ اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ بھیجا حضرت نے مہاجر بن امیہ مخزومی کو طرف
حارث بن کلال حمیری کے یمن میں سو کہا اوسنے سانظر فی امری یعنی ابھی ملاحظہ کرتا ہون اپنے کام میں پھر بھیجا حضرت
صلعم نے ابو موسی اشعری کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن میں بعد مراجعت آپکی تبوک سے دسوین سال ربیع الاول میں دعوت
اسلام کو سو اکثر اہل یمن اسلام لائے بیجدال و قتال کے پھر تیسری بار یمن میں علی رضہ کو بھیجا پھر جب حضرت حجۃ الوداع کو تشریف لیگئے
تب حضرت علی رضہ اودھر سے آکر رستے میں ملاقی ہوے تفصیل اسکی حجۃ الوداع میں آویگی انشاء اللہ تعالی اور حضرت ابو موسی
اشعری رضہ خوش آواز اور نام انکا عبد اللہ بن قیس اور اشعر نام ایک قبیلہ کا ہے یمن میں قبائل سبا سے اور اسلام
لائے مکہ میں اور ہجرت کی طرف حبشہ کے اور پھر آئے اہل کشتی کے ساتھہ اس حال میں کہ حضرت خیبر میں تھے والی کیا انکو
عمر رضہ نے بصری کا سن بیس ہجری میں اور ہمیشہ یہہ بصرہ میں رہے حضرت عثمان کی ابتدای خلافت تک پھر معزول ہوے
بصرے سے اور گئے طرف کوفہ کے اور وہان اہل کوفہ پر حاکم رہے یہانتک کہ حضرت عثمان قتل کیے گئے پھر یہہ مکہ میں آئے اور
یہانتک رہے کہ وفات پائی سن باون ہجری میں کذا فی مظاہر الحق اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری ہیں اون ستر
شخصون میں سے کہ حاضر ہوے عقبہ ثانیہ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین اور عبد اللہ بن مسعود اور جعفر بن ابیطالب
مین بھائی چارا کروایا تھا اور بھیجا حضرت نے انکو یمن مین قاضی اور معلم کرکے اور وقت اسلام لانیکے اٹھارہ برس کے
تھے اور طاعون عمواس میں وفات پائی عمواس نام ایک مکان کا ہے اور طاعون سے مراد وبا ہے اور یہہ طاعون حضرت
عمر رضہ کی عہد خلافت میں واقع ہوئی تھی اوسوقت عمر اونکی اڑتیس برس کی تھی اور اس طاعون میں تین دن کے اندر
ستر ہزار آدمی مرے تھے اور خبر دی تھی اس طاعون کی حضرت نے اور یہہ آپکا معجزہ تھا اور یہہ کہ فتوی دیا کرتے تھے
حضرت کی حین حیات میں اور حاضر ہوے یہہ بدر میں اور سوا اسکے اور غزوات میں اور وقت مرنیکے اپنے یارون سے کہا
کہ علم اور ایمان قایم ہے قیامت تک تو تم جس سے کہ ہو اور رد کرو باطل کو انتہی یہہ اقتباس ہے مظاہر الحق اور
مدارج النبوۃ اور اسماء الرجال مشکوۃ کا اور علاء بن حضرمی کو نامہ شریف دیکر مشعر دعوۃ اسلام پر بھیجا منذر بن
ساوی والی بحرین کیطرف پھر مسلمان ہوا وہ علاء بن الحضرمی صحابی مشہور ہیں عامل کیا تھا انکو حضرت صلعم نے
بحرین کا اور برقرار رکھا انکو ابو بکر اور عمر رضہ نے بحرین پر یہانتک وہ زندہ رہے اور رہے وہ سن چودہ ہجری تک
اور کہتے ہیں کہ بلکہ حاکم کیا انکو حضرت عمر رضہ نے بصرہ کا پس مر گئے وہ اور قبل پہنچنے کے بصرہ میں سال مذکور میں اور کہتے
ہیں کہ مرے وہ بحرین میں اکیسوین سال ہجری کے پھر حاکم کیا انکی جگہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور اختلاف
کیا ہے انکے نام اور نسب میں اختلاف بڑا اور اشارہ کیا ہے اسپر کہ وہ مشہور صحابی ہیں کذا فی جامع الاصول باختصار

کاشفہ مین لکہا ہے کہ تہے وہ تمیمی حلیف بنی امیہ کے اور تہے وہ وہان بہائی روایت کی انہون نے ابو ہریرہ وغیرہ سے
کہتے ہین کہ چلتے تہے وہ دریا مین اور پڑہتے تہے چند کلمات اور اوتر گئے پار اوس سے اور یہہ حکایت اونکی مشہور ہے
اور وہ کلمات یہہ تہے یا حلیم یا علیم اور تہے وہ مستجاب الدعوات کذا فی مدارج النبوۃ اور روایت کی اونسے سائب
بن یزید وغیرہ نے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ واضح ہو کہ جب منذر ابن ساوی نے نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا پڑہا تو ہوکر اسلام لایا اور بعض رعایا سے بہی ساتہہ اوسکے اسلام لائی اور بعضے ویسے ہی اپنے کفر پر رہے کذا فی المدارج
پہر اوسنے آپکی خدمت شریف مین عرض حال لکہا وہ یہہ ہے اما بعد یا رسول اللہ فانی قرأت کتابک علی اهل البحرین فمنهم من احب
الاسلام واعجبه ودخل فيه ومنهم من كرهه وبأرضي يهود ومجوس فاحدث الي في ذلك امرك یعنی بعد حمد و ثنا کے
یا رسول اللہ پڑہا مینے نامہ آپکا سامنے بحرین والونکے سو بعضا اونمین ایسا تہا کہ اوسنے دوست رکہا اسلام کو
اور خوش آیا دل اوسکو اور داخل ہوا اوسمین اور بعضا اونمین ایسا تہا کہ مکروہ جانا اوسنے اسلام کو اور رہنے
راضی ہوئی یہودی اور مجوسی سو نیا حکم بہیجیے اس باب مین حکم اپنا یعنی جیسا ارشاد ہو ویسا کرون پہر دوسری
بار آپنے نامہ لکہا اوسکو وہ یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی منذر بن ساوی سلام علیک فانی احمد اللہ الیک
الذی لا اله الا هو واشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله اما بعد فانی اذكرك الله عز وجل فانه من ينصح فانما ينصح لنفسه وانه
من يطع رسلي ويتبع امرهم فقد اطاعني ومن نصح لهم فقد نصح لي وان رسلي قد اثنوا عليك خيرا واني قد شفعتك في قومك فاترك
للمسلمين ما اسلموا عليه وعفوت عن اهل الذنوب فاقبل منهم وانك مهما تصلح فلن نعزلك عن عملك ومن اقام على
يهودية او مجوسية فعليه الجزية كذا فی المواهب اللدنیہ یعنی محمد رسول اللہ کی طرف سے منذر بن
ساوی کو سلام علیک پہونچے سو بیشک مین حمد کہتا ہون طرف تیرے خدا کو ایسا خدا کہ نہین ہے کوئی خدا
سوا اوسکے اور گواہی دیتا ہون یہہ کہ نہین کوئی معبود مگر وہی اللہ اور محمد بیشک رسول اللہ کا اما بعد یاد
دلاتا ہون تجکو خدای عز وجل کی پس جو کوئی نصیحت کرتا ہے کسیکو یعنی خیر خواہی کسیکی کرتا ہے تو وہ خیر خواہی کرتا ہے
اپنی اور جو کوئی اطاعت کرتا ہے میری ایلچیونکی اور تابعداری کرتا ہے اونکے حکم کی تو وہ اطاعت اور تابعداری میری
کرتا ہے اور جسنے خیر خواہی کی میری ایلچیونکی اوسنے خیر خواہی کی میری سو بیشک میرے ایلچیون نے ثنا کی تجہپر اچہی ثنا اور
بیشک مین سفارش کرتا ہون تجہسے تیری قوم کی سو چہوڑدے تو مسلمانون کو اور اوس چیز کو کہ اسلام لائے ہین وہ
اوسپر یعنی اونسے اور ساتہ اونکی اسلام کے احکام سے مزاحمت نکر اور در گذر کر گنہگارونسے اور عفو کیا مینے اہل ذنوب کو پس
قبول کر تو اونسے اور متوجہ ہو تو اونپر یعنی ساتہہ عفو کے اور بیشک جبتک کہ اصلاح کرتا ہے تو اپنی اور غلطی کی تو تجہکو
معزول نہین کرینگے ہم کام سے اور جو کہ قائم اور ثابت رہے اپنے یہودیت اور مجوسیت پر تو اوسپر جزیہ ہے انتہی اور مدارج النبوۃ
مین [illegible] کہ مجوسیون کے ذبح کئے ہوئے جانورونکو نہ کہاوین اور نہ اونکی عورتونسے نکاح کرین اور

عمدہ جزیہ لینے کا علاء بن الحضرمی رضہ کو سپرد کیا وہ ہمیشہ حضرت کی خدمت مین مال جزیہ کا بھیجا کرتے تھی کذا فی مدارج النبوۃ
اور بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوین سال مین ہجرت کی نامہ بادشاہ غسان جبلہ بن ایہم کو پاس اسلام لایا
وہ اور نامہ شریف کا جواب لکھا شعر اپنے اسلام لانے پر اور ہدیہ بھی بھیجا پھر وہ قایم اور ثابت رہا اسلام پر حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زمانہ تک پھر اوسی زمانہ مین ایکبار حج کو آیا طواف مین ایک آدمی کا کہ وہ قبیلہ فزارہ سے تھا
پانون اوسکا اوسکے تہبند پر پڑا وہ کھل گیا جبلہ نے اوسکی مونھہ پر طمانچہ مارا کہ اوسکی ناک ٹوٹ گئی وہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس فریادی آیا آپنے اوسکو بلا کر فرمایا کہ یا اسکو راضی کر ورنہ قصاص کا حکم کرتا ہون اوسنے کہا کہ مجھسے اوسکے لیے
قصاص لوگے حالانکہ وہ بازاری اور مین بادشاہ ہون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام نے تمھارے
اور اوسکے درمیان تسویہ کر دیا تمکو اوسپر کچھہ فضیلت نہین ہی مگر تقوی سے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم وارد ہے یعنی
تحقیق عزت داری مین نزدیک اللہ کی وہ ہی کہ متقی زیادہ ہی تم مین سے اوسنے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے کہ مجھہ مین اور اوسمین
کچھہ فرق نہین تو مین نصرانی ہو جاؤنگا حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی کریگا تو تیری گردن مارونگا اوسنے کہا کہ آجکی
رات مجھی مہلت دو کہ مین اپنے کام مین تامل کر لون آپنے مہلت دی وہ رات کو بھاگ گیا اور قسطنطنیہ مین جاکر نصرانی
ہو گیا نعوذ باللہ من درک الشقاء وسوء الخاتمہ یعنی پناہ اللہ کی بدبختی شقاوت سے اور بدخاتمہ سے اور بعض اہل
سیر اسپر گئے ہین کہ پھر وہ دوبارہ اسلام لایا اور مسلمان ہو کر مرا **حکایت** بموجب روایت شیخ زرندی کی ہے اپنی
کتاب اعلام مین اونھون نے ذکر کیا ہی اور جو کچھہ کہ محمد بن سعد کاتب واقدی نے کتاب طبقات مین روایت کیا ہی
وہ یہہ ہی کہ حضرت عمر رضہ کی خلافت مین جبلہ بازار دمشق مین جاتا تھا اور اپنا پاؤن ایک مزنیہ کی آدمی کے پانو پر
رکھدیا اوسنے جبلہ کو ایک طمانچہ مارا اوسکو پکڑ کر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور سب حال بیان کیا اونھون نے
حکم کیا کہ اسکو جبلہ کے پاس لیجاؤ کہ وہ بھی ایک طمانچہ اوسکے مارے اوسکے لوگون نے کہا کہ کیا اس سبب سے اسپر
قتل نہین آتا ہی آپنے فرمایا کہ نہین پھر کہا کہ ہاتھہ کاٹ ڈالین فرمایا کہ نہین حکم خدا قصاص کا ہی جب جبلہ نے یہہ سنا تو کہا
کیا تمکو اس بات کا گمان ہے کہ مین اپنا مونھہ ایک بزغالے کے مونھہ کے برابر کرلین کہ کانون سے آیا ہے کرونگا وہ مزنی کو اوسنے
بسبب حقارت کی تشبیہ دی ساتھہ بزغالے کے اور کہا کہ یہہ دین برا دین ہے پھر مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا نعوذ باللہ منہ
اور جو کہتے ہین بعض اہل سیر سے کہ جبلہ اپنے ارتداد سے پشیمان ہوا اور کچھہ اشعار پڑھتا تھا اونکے آخر کا شعر یہہ ہی ع

یالیتنی لم ادع المخاص لعقتنی ولم انکر القول الذی قالہ عمر

مویدہی روایت کتاب اعلام کو ترجمہ اوسکا
کاشکے مین جاتا اونٹنی حاملہ کو پٹپر میدان مین ٭ اور نہ انکار کرتا مین اس قول کا کہ کہا تھا اوسکو عمر نے ٭ اور اسی
ساتوین سال مین اسلام لایا فروہ بن عمرو جذامی جو بادشاہ روم کی طرف سے حاکم تھا عمان پر اور عمان ہر وزن
منان زمین بلقا سے ایک شہر ہے ملک شام مین اور لکھہ بھیجا اوسنے حضرت کی خدمت مین ایک خط اپنے ایک آدمی مسعود

بن سعد کے ہاتھ اور ایک خچر سفید اور مواہب مین ہو کہ اشہب تھا جسکا نام فضہ تھا اور ایک گھوڑا یعنی ظراب اور ایک
دراز گوش اور چند کپڑے عمدہ اور ایک قبا سندس کی زردوز ہدیہ بھیجا آپکو اوس خط کا مضمون یہہ تھا کہ لکھا جاتا ہے
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فروہ بن عمرو جذامی کیطرف سے اطلاعا کہ مین اسلام لایا ہون اور اقرار کیا مینے
اللہ تعالی کی وحدانیت کا اور تمھاری رسالت کا اور جانتا ہون مین کہ تم وہی رسول الٰہی ہو کہ تمھارے آنیکی بشارت
حضرت عیسی علیہ السلام نے دی ہے والسلام علیک انتہی پھر حضرت علیہ السلام نے اوسکے وکیل کا اعزاز و اکرام کیا
اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ اسکو اپنے مکان پر لیجاوین اور ضیافت کرین اور ہدیہ اوسکا قبول کیا اور تین سے
کپڑے عمدہ تو انکو دئے اور دراز گوش کو ابو اسید ساعدی کے سپرد کیا کہ اسکی خدمت کرین اور اوسکے خط کا جواب لکھ بھیجا
مضمون اوسکا یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکھا جاتا ہے فروہ بن عمرو کو
اما بعد بیشک پھونچا تیرا وکیل ہمارے پاس اور جو کچھ ہدیہ بھیجا تھا اور تیرے اسلام سے مجکو اعلام کیا سو بیشک خداوند تعالی نے
تجکو راہ راست دکھائی ہے اگر تو نیکی کرے اور تابعداری خدا اور رسول کی بجا لاوے اور نماز کو قایم رکھے اور زکوۃ مال کی
ادا کرے تو بہشت تجکو ملے انتہی اور آپنے بلال رض کو فرمایا کہ اونھون نے پانسو درم مسعود بن سعد کو دئے منقول ہے کہ جب
بادشاہ روم نے فروہ کے اسلام لانیکی خبر سنی اوسکو بلایا اور تکلیف دی کہ دین محمدی سے پھر جاوے اور لالچ دکھایا اوسکو
ملکون کے دینے پر اوس سعید ازلی نے اوس سے انکار کیا اور کہا کہ مین جانتا ہون اور یقین رکھتا ہون کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور
تو بھی جانتا ہے کہ یہہ وہی پیغمبر ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکے آنیکی بشارت دی تھی مگر تو بخیلی کرتا ہے بسبب اپنے ملک کے
پھر بادشاہ روم نے ایک مدت تک اوسکو قید رکھا پھر اوسکو شہید کیا اور سولی سے لٹکا دیا واضح ہو کہ محمد بن سعد کاتب واقدی
کا قول اسپر مشعر ہے کہ تاریخ بھیجنے نامہ کی طرف جبلہ اور فروہ کے معلوم نہین ہے کہ کون سے سال مین اونکو نامہ بھیجا گیا مگر
جو اکابر اہل سیر نے اسکو اسی سال ششم مین ذکر کیا ہے تو اس کتاب مین بھی موافق اونھین کے لکھا گیا ہے مگر غالب گمان یہہ
ہے کہ نامہ بھیجنا جبلہ کو سال ہشتم مین ہوا ہوگا یا اسکے بعد اسلیے کہ حکومت اوسکی بعد مرنے حارث بن ابی شمر غسانی کے ہوئی تھی
اور حارث سال ہشتم مین مرا واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور اسی چھٹےین سال مین خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن
مالک بن الخزرج اور اونکے خاوند اوس بن صامت بن قیس بن اخزم انصاری کے درمیان ظہار واقع ہوا مروی ہے کہ
خولہ رضی اللہ تعالی عنہا نہایت خوش اندام اور طرحدار تھین ایک دن وہ نماز پڑہ رہی تھین کہ اونکے خاوند کی نظر حالت
سجدہ مین اونکے سرین پر پڑی اور اونکے دلمین اونکی طرف رغبت پیدا ہوئی بعد فراغ نماز کے اونکے خاوند نے چاہا کہ اون سے صحبت
کرین اونھون نے انکار کیا اور اوسکی طبیعت مین ایک طرح کا اوچھاپن اور جلد کاری اور ایک نوع کا جنون تھا تامل خفا
ہو کر اپنی بی بی سے کہا انت علی کظہر امی اور یہہ اول ظہار تھا جو اسلام مین واقع ہوا اور ظہار ایام جاہلیت مین حکم طلاق کا
رکھتا تھا القصہ جب اوس رض نے یہہ بات کہی پھر پیچھے کو پشیمان ہوئے اور خولہ سے کہنے لگے کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو مجھپر حرام

ہو گئی ہی اونسی کہا ایسی مت کہو حضرت کی پاس جاکر اسکو پوچھو اونھون نے کہا کہ ایسی بات پوچھنی مین حضرت سی مجکو شرم آتی ہے
اونھون نی کہا مجکو جانے دو تو مین پوچھون اونھون نی کہا تم جانو تمکو اختیار ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوس رفع نی بعد پشیمانی
کی چاہا کہ خولہ سی صلح کر لین خولہ نے کہا کہ یہہ نہین ہو سکتا جبتک مین حضرت سی اسکو نہ پوچھہ لون پھر وہ حضرت کی خدمت فیضدرجت
مین آئین اوسوقت حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے سر مبارک حضرت کا دھویا تھا اور کنگھی کر رہی تھین کہ اونھون نے اپنا
حال حضرت سی عرض کیا کہ یا حضرت مین ایک عورت مالدار اور خوبصورت تھی اور بہت لوگ مجھپر فریفتہ تھی اوسوقت اوس نے
مجھسی نکاح کیا اور اب سارا مال میرا کھا لیا اور جوانی میری ساتھہ بڑھاپے کے مبدل ہوئی اور لڑکے بالے پیدا ہوئے اور جماعت
میری سب متفرق ہو گئی اور فقر و فاقہ نے مجھپر غلبہ کیا اب اونسے مجھسے ظہار کیا ہی مگر طلاق کا کچھہ ذکر نہین آیا اور وہ باپ
ہی لڑکون کا اور لڑکے مجکو عزیز ہین اب آپ کچھہ ارشاد فرمائی کہ مین کیا کرون آپنے فرمایا میری گمان مین تو اوسپر حرام ہو گئی
اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے فرمایا کہ اوسپر تو ویسی ہے جیسی اوسنے کہا اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے فرمایا کہ ڈرتا ہون مین
اس سی کہ تو اوسپر حرام ہو گئی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ مین حکم نہین کرتا ہون تجکو اس امر مین کچھہ اسلیے کہ ظہار
جاہلیت مین طلاق ہوتا تھا اور میری شریعت مین ابھی کوئی حکم اس باب مین نازل نہین ہوا خولہ نے عرض کی یا رسول اللہ
ایسا مت فرمائیے قصہ میرا نہایت مشکل ہے آپنے دوبارہ یہی کلام مذکور فرمایا وہ جزع فزع کرتی تھین اور وہی جواب سنتی
تھین پھر اونھون نے گریہ و زاری شروع کی اور کہا کہ مین اوسکے لڑکے بالے رکھتی ہون اگر مین اونکو اوسکے پاس چھوڑ دون
تو ضایع ہو جاوین اور اگر قبول کر لون اپنے پاس تو اونکو کیا کھلاؤن سو نہین جانتی ہون کہ کیا کرون کچھہ اس سی بہتر نہین کہ
اپنے دل کی درد کو اللہ تعالی قاضی الحاجات سی عرض کرون پھر اوٹھکر عایشہ رضی اللہ عنہا کی حجرے کے ایک گوشہ مین گئین اور
سجدہ مین اپنا سر رکھا اور کہا اللہم انی اشکو الیک وحدتی و وحشتی وفراق زوجی وشدۃ حالی یعنی اے اللہ مین درد بیان
کرتی ہون طرف تیری اور وحشت اپنی اور جدائی خاوند کی اور غم اپنا بسبب جدائی خاوند کے وہ اس مناجات ہی مین تھین
کہ آثار وحی کی اوپر رخسارہ پر انوار سرور ابرار کے نمایان ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہہ آیت لائے قد

سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله والله يسمع تحاوركما إن الله سميع بصير الذين يظاهرون منكم

من نسائهم ما هن أمهاتهم إن أمهاتهم إلا اللائي ولدنهم وإنهم ليقولون منكرا من القول وزورا وإن الله لعفو غفور

والذين يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة من قبل أن يتماسا یعنی بیشک اللہ تعالی نے
سنی بات اوس عورت کی جو جھگڑتی ہی تجھسے اپنے خاوند پر اور شکوی کیا اللہ کی آگے اور اللہ سنتا ہی سوال جواب تم دونون کا
بیشک اللہ سنتا ہی دیکھتا جو لوگ ظہار کرتے ہین یعنی اپنی بیبیون کو ماں کہہ بیٹھتی ہین وہ نہین ہین اونکی مائین اونکی مائین وہی
ہین جنھون نے اونکو جنا اور وہ بولتے ہین ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہی بخشنے والا ہی اور جو ماں کہہ بیٹھین اپنی
بیبیونکو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے تو آزاد کرین ایک بردہ پہلے اس سی کہ آپسمین ہاتھہ لگاوین ذلکم توعظون به

والله بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذلک لتومنوا بالله و رسوله

وتلک حدود الله وللکافرین عذاب الیم یعنی اسسے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نپاوے تو روزہ دو مہینے کا لگاتار رکھے پہلے اس سے کہ آپسمین چھوین پھر جو کوئی نکر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھہ محتاج کا یہہ اسواسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اوسکے رسول کا اور یہہ حدین باندہی ہین اللہ کی اور منکرون کو دکھہ کی مار ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ ظہار اوسے کہتے ہین کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو محرمات نسبی یا رضاعی کی ایسے عضو سے تشبیہ دے کہ اوسکا دیکھنا حرام ہے جیسے کہے تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھہ یا ران یا فرج اوسکی جیسے میری بہن کی یا پھوپی کی پیٹھہ یا کہے تیرا سر جیسے میری ماں کی پیٹھہ یا تیرا آدھا بدن یا تہائی یا غیر اسکے یا دودہ پلائی دائی سے یا اوسکے عضو سے تشبیہ دے تو اس سے بھی عورت حرام ہوتی ہے جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہے کہ تو مجھے ایسی ہے جیسی میری ماں ہے اس سے اگر کرامت یا ظہار کی نیت ہو تو صحیح ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو تو بائنہ ہوگی اور جو کچھہ نیت نکی تو لغو ہے اور جب کہا تو مجھ پر حرام ہے جیسے میری ما جو نیت کرے طلاق یا ظہار کی صحیح ہے اور جو کہا تو مجھ پر حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھہ تو فقط ظہار ہے گو طلاق یا ایلا کی نیت ہو انتہی اور مواہب علیہ مین ہے کہ ان کلمات سے خاوند مظاہر ہوتا ہے نہ عورت اور رجوع ظہار مین ساتھہ قصد کرنیکے ہوتا ہے وطی پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین یا امساک کر رکھے مرد عورت کو زوجیت پر ظہار کے بعد اگرچہ ایک لحہ ہو ساتھہ امکان طلاق کی امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یا وطی کرے امام مالک رح کے نزدیک بہر تقدیر کفارہ واجب ہوتا ہے جب ارادہ رجوع کا کرے پس واجب ہے اوسپر پہلے کفارہ دینا کہ وہ آزاد کرنا غلام کا ہے مسلمان ہو یا کافر بڑا ہو یا چھوٹا امام اعظم کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک مسلمان غلام چاہیے اور جو نپاوے یا غلام ہے مگر خدمت کیلیے ہے یا قیمت غلام خریدنے کی ہے مگر نفقے کا محتاج ہے تو روزہ رکھے یہہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ بہر تقدیر آزادی غلام کا لزوم فرماتے ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر غلام رکھتا ہے تو آزاد کرنا چاہیے ہر چند کہ اوسکی خدمت کا محتاج ہو اور اگر بندہ اوسکے پاس نہو وے تو مول لیکر آزاد کرے گو کہ نفقہ کا محتاج ہو اور اگر کچھہ بھی نپاوے تو دو مہینے کے روزے پے درپے رکھے یعنی اونکے بیچ مین افطار نکرے والا از سر نو اعادہ کرے اور جو نہ روزہ رکھہ سکے پس کھانا ساٹھہ مسکین کو آدھا صاع گیہون سے اور ایک صاع جو وغیرہ سے دے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایک ایک مد طعام سے ہے منقول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ شکر و سپاس اوس خدا تعالی کو کہ اوسکی سماعت ازلی اور ابدی کے نزدیک تمام آوازین کیا بلند کیا پست سب یکسان ہین کہ خولہ بنت ثعلبہ میرے گھر کے گوشے مین اسطرح آہستہ آہستہ حضرت سے باتین کرتی تھی کہ باوجودیکہ مین وہین حاضر تھی تسپر بھی مین اوسکی باتین بخوبی نہین سمجھتی تھی اور حق تعالی نے اوسکو اپنی سماعت ازلی قدیمی سے سن لیا اور اوسکا علاج فرما بھیجا مروی ہے کہ جب کبھی خولہ بنت ثعلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان جاتین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونکی تعظیم کرتے اور فرماتے قد سمع اللہ قولہا اور مروی ہے کہ ایکروز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی زمان خلافت مین ساتھہ ایک جماعت اشراف قریش وغیرہم کی راہ مین جاتے تھے کہ ایک عورت آپکے پاس آئی اور کہا کہ اے عمر کھڑے رہو کہ ایک حاجت میری ہے آپ

اوسکی آگے گئی اور سر کو جھکا لیا اور اپنا دست شفقت اوس ضعیفہ کے مونڈھے پر رکھا اور اتنا کھڑے رہے کہ اوسنے اپنی سب حاجت بیان
کر لی اور جواب اپنا سن لیا اوسوقت عمر رضی اللہ عنہ وہانسے اپنے یارون مین آئے ایک نے اونمین سے عرض کی کہ اے امیر المومنین
آپنے آدمی دیر ایک بڑھیا کیلیے جماعت قریش کو کھڑا رکھا آپنے فرمایا کہ اے مسکین تو جانتا ہے کہ یہ بڑھی کون ہے اوسنے کہا کہ نہین
حضرت عمر رضنے فرمایا یہ وہ عورت ہے کہ اللہ تعالی نے شکوی اوسکا سات آسمانون کے اوپر سے سن لیا یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے
قسم اللہ کی اگر مجکو اپنے کام کیلیے رات تک روک رکھتی تو بھی مین کھڑا رہتا مگر نماز کیلیے جاتا اور پڑھکر پھر اسکے پاس آتا یہانتک
کہ کام اوسکا پورا ہوتا **مترجم عفی اللہ عنہ** کہتا ہے کہ فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہ سن لیا اللہ تعالی نے سات آسمانکے
اوپر سے باعتبار تغلیب مظہر تجلیات کا ہونے اوسکے تھا چنانچہ آخر ہر شئکو آسمان اول پر ظہور تجلیات الٰہی ہوتا ہے اور سبب
نزول حضرت جبریل علیہ السلام کے اور اوترنے احکام الٰہی کے وہانسے تھا نہ یہ کہ حق سبحانہ تعالی وہان متمکن ہے کان اللہ
تعالی عن مکان القصہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بلایا اور آیات منزلہ کو پڑھکر سنایا اور فرمایا کہ اول ایک
غلام آزاد کرے پھر خولہ سے صحبت کرے اونھون نے عرض کی کہ مجکو غلام آزاد کرنیکی طاقت نہین آپنے فرمایا تو دو مہینے تواتر روزہ
رکھے کہا یہ بھی مجھسے نہو سکیگا ایک دن مین دو تین بار جو نہین کھاتا ہون تو آنکھین تاریک ہوجاتی ہین فرمایا تو ساٹھہ
محتاجونکو کھانا کھلا عرض کی کہ یارسول اللہ مجکو میسر نہین اگر آپ اعانت کرین تو ہوسکے پھر آپنے پندرہ صاع طعام مال
زکوۃ سے دیا اونھون نے کفارہ ادا کیا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت نے اوس رضسے فرمایا کہ
ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلاؤ اونھون نے عرض کی کہ مجکو یہ بھی مقدور نہین ہے اسی اثنا مین ایک شخص آیا اور ایک
کیل خرمے حضرت کے پاس لایا اور اوس کیل مین پندرہ صاع خرمے تھے آپنے اوس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ خرمے لیجاؤ
اور فقرا کو بانٹ دو کہ تمھارے ظہار کا کفارہ ادا ہوجاوے اونھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ کسیکو مین اپنے سے زیادہ فقیر
نہین جانتا ہون ارشاد ہو تو انکو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرون آپنے فرمایا کہ اچھا اونھین پر خرچ کرو یہان علما کا اختلاف
ہے کہ آیا اگر صاحب کفارہ فقیر ہو تو جائز ہے اوسکو کہ اپنے کفارہ کو اپنے اہل وعیال پر صرف کرے اکثر ائمہ مجتہدین اسی پر ہین
کہ جائز ہے موافق ظاہر اس حدیث کی پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین اسلیے کہ مقصود حضرت کا یہ تھا کہ بالفعل
اب تو اسکو کھالے مگر کفارہ تو دیگا انتہی اور اسی سال ششم کے واقعات کے سے ہے مسابقت کرنا اونٹون اور گھوڑون
مین کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان گھوڑے اور اونٹ اپنے دوڑاوین دیکھین کسکا گھوڑا یا اونٹ آگے نکلتا ہے
اور یہ امر منجملہ معاونات جہاد سے ہے اور اس مسابقت مین یکطرفی شرط بھی درست ہے اسطور سے کہ ایک جانب سے مال لینا
چاہیے اور اگر دو طرفی ٹھہرے تو جوا ہوا مگر جبکہ ہو درمیان اون دونون کے محلل یعنی تیسرا شخص حلال کرنیوالا ہو اس شرط کو
اور اوسکا گھوڑا ہم مثل ہو اون دونون کے گھوڑونکے کہ احتمال اوسکے بڑھ جانیکا ہو اور دونون پر ہو الا نہین جائز ہوگا پھر جبکہ
بڑھ جاوے تیسرا اون دونون سے تو لیوے مال اون دونون سے اور اگر وہ دونون بڑھ جاوین اس سے تو نہ دیوے وہ اون دونکو

اور اون دونون مین سے جو آگے بڑہ جاوے لیوے وہ دوسرے سے کذا فی معدن الجواہر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک
اونٹنی تھی قصویٰ نام کہ کوئی اونٹ اوس سے آگے نہین نکلتا تھا ایک اعرابی آیا اوسکے پاس ایک دبلا سا اونٹ تھا وہ قصویٰ
کے آگے نکل گیا یہہ بات صحابہ پر گران گذری حضرت نے اونکی تسلی کو فرمایا حق علی اللہ ان لا یرفع شیئا من الدنیا الا وضعہ
یعنی حق ہے اللہ تعالی پر یہہ کہ نہین بلند کرتا ہے کسی چیز کو دنیا مین سے مگر کہ پست کرتا ہے اوسکو اسیکے موافق کسی شاعر نے کہا ہے
؎ ہر کمالی را زوال وہر زوالی را کمال ٭ اور یہی مطلب ہے کل شئ ھالک الا وجھہ کا کہ اس جہان کے کمال کو بھی
ایکدن زوال ہے اور حضرت مسابقت کے لیے ایک میدان مقرر کرتے تھے کہ اوسمین مسابقت کرین اور کمی بیشی کرتے درمیان
مسافت کے گھوڑون مضمر غیر مضمر مین یعنی قوی اور ضعیف گھوڑون کے واسطے مسافت مین کمی بیشی کرتے مضمر کیلیے حفیا سے
ثنیۃ الوداع تک کہ دو جگھون کا نام ہے مدینہ کے نزدیک ان دونون مین چھہ میل کا فاصلہ ہے اور غیر مضمر کے لیے ثنیۃ الوداع سے مسجد
بنی زریق تک اور مسافت انمین ایک میل کی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے لا سبق الا فی نصل او خف او حافر
یعنی نہین ہے مسابقت مگر تیر اندازی مین یا اونٹونکے دوڑانے مین یا گھوڑونکے دوڑانے مین اور ہاتھی گدھے خچر وغیرہ اسی حکم مین ہین اور اسی سال ششم مین حضرت
عائشہ رض کی والدہ ام رومان رض نے وفات پائی رومان ساتھہ ضمہ اور فتحہ دونون کے آیا ہے نام انکا زینب بنت عامر ہے اور اونکے
نسب مین اختلاف بہت ہے مگر ہونہین انکے بنی غنم بن مالک بن کنانہ سے اتفاق ہے عبد الرحمن بن ابی بکر برادر حقیقی عائشہ رض کے
انھین کے پیٹ سے تھے اور محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے پیٹ سے تھے اور عبد اللہ بن ابی بکر حضرت ابو بکر رض کے سب اولاد سے
بڑے تھے اونکی والدہ کا نام قتیلہ یا قتلہ بغیر تصغیر کے تھا اور اسما بنت ابی بکر رض اونکی والدہ کا نام شفیقہ ہے اور حضرت علیہ السلام
تشریف لیگئے حضرت ام رومان کے دفن مین اور اوترے اونکی قبر مین اور فرمایا من اراد ان ینظر الی امراءۃ من حور العین
فلینظر الی ھذہ ٭ یعنی جو کوئی چاہے کہ دیکھے ایک عورت کو حور عین مین سے پس چاہیے کہ دیکھے طرف اسکے کذا فی مدارج النبوۃ و
روضۃ الاحباب اور اسما بنت ابی بکر رض لقب انکا ذات النطاقین ہے کما سبق اور یہہ والدہ ہین عبد اللہ بن زبیر کی اسلام لائین
یہہ مکہ مین بعد اسلام لانے سترہ آدمیون کے اور یہہ حضرت عائشہ رض سے دس برس بڑی تھین اور وفات پائی انھون نے
دس دن بعد شہید ہونے اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر کے اور ایک قول مین بیس دن بعد اسکے کہ اوتارے گئے عبد اللہ بن زبیر سولی سے
سو برس کی عمر کامل کر کے سنہ تہتر ہجری مین مکے درمیان روایت کی ہے اونسے ایک خلق کثیر نے اور اسما بنت عمیس زوجہ صدیق
رضی اللہ عنہا یہہ مہاجرات حبشہ سے تھین ہجرت کی تھی انھون نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب رض کے ساتھہ پیدا ہوئے انسے حبشہ مین
تین بیٹے محمد بن جعفر اور عبد اللہ بن جعفر اور عون بن جعفر پھر وہانسے آئین وہ مدینہ کو سال ہفتم ہجری مین کما سیجئی
جب شوہر انکے جعفر رض سریہ موتہ مین شہید ہوئے پھر نکاح کیا انھون نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پیدا ہوئے انسے محمد بن ابی بکر
اور بعد وفات حضرت صدیق کے نکاح کیا انھون نے ساتھہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اونسے پیدا ہوئے یحیی بن علی رض روایت کی
انسے ایک جماعت نے کبار صحابہ مین سے اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اسلام لائے حدیبیہ مین اچھا ہوا اسلام اونکا اور تھے یہہ

کہ روایت کی عایشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے اور سوا انکے اور ون نے اونسے اور مری بعد سن ترپن ہجری مین اور عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوے غزوہ طایف مین ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تیر ماری انھون کو کنارہ پر اور تیر مارا انکے ابو محجن نے پھر مری پھر اوسی زخم سے اپنے والد کے اول خلافت مین ماہ شوال گیارھوین سال ہجری کے اور تھے یہہ قدیم الاسلام اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کنیت اونکی ابو القاسم تھی پیدا ہوے بیچ ذو الحلیفہ مین بیچ سفر حجۃ الوداع کے سن ہشتم ہجری مین ماں انکی اسما بنت عمیس تھی روایت کی اونھون نے اکثر عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور انکے اور صحابہ سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹے قاسم نے بہت اور سوا قاسم کے اوروں نے بھی تابعین مین سے قتل کیا انکو اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ نے درمیان مصر کے سن اڑتیس ہجری مین اور جلایا اونکو گدہون کی لاشون مین ڈالکر اور حضرت ابو ہریرہ وہ وسی رفہ اوسی سال کے اوائل یا اخیر سال ہفتم کے اسلام لائے اختلاف کیا ہے علما نے انکے نام مین اور نسب مین اور مشہور ترسب قولون مین یہہ ہے کہ نام اونکا ایام جاہلیت مین عبد شمس یا عبد عمر تھا اور ایام اسلام مین نام انکا عبد اللہ یا عبد الرحمن ہوا کہا حاکم ابی احمد نے کہ صحیح تر نام اونکا نزدیک ہمارے عبد الرحمن بن صخر ہے اور غالب ہو گئی اونپر کنیت اونکی پس ہو گئے وہ ایسے کہ گویا اونکا نام ہی نہ تھا مسلمان ہوے سال خیبر مین اور حاضر ہوے خیبر مین حضرت صلعم کے ساتھہ اور لازم پکڑی اونھون نے ملازمت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی در انحالیکہ راغب تھے تحصیل علم پر اور راضی تھے ساتھہ شکم سیری کے یعنی کھانے مین تکلف نہ تھا جو کچھہ ملجاتا کھا لیتے فقط پیٹ بھر لینے سے غرض تھی اور ساتھہ رہتے حضرت کے جہان آپ تشریف لیجاتے اور تھے یہہ حافظ سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھکر اور حاضر رہتے تھے حضرت کی خدمت فیض منزلت مین اتنا کہ نہ حاضر رہتا تھا کوئی صحابہ مین سے کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ روایت کی اونسے کچھہ اوپر آٹھہ سو آدمیون نے صحابہ اور تابعین مین سے از انجملہ ابن عباس اور ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم ہین اور وفات پائی انھون نے بیچ مدینہ منورہ کے سن ستاون ہجری مین اور اٹھاون اور انسٹھہ کی بھی روایت ہے اور عمر انکی اٹھتر برس کی تھی اور نام انکا ابو ہریرہ اسلیے ہوا کہ تھی اونکے پاس ایک چھوٹی سی بلی لیے پھرتے تھے یہہ اوسکو اپنے ساتھہ کذا فی اسما رجال المشکوۃ **کہتا ہے مترجم عفی عنہ** کہ پالنا بلی کا مستحب ہے کما صرح بہ العلما اور حیوۃ الحیوان مین امام احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی سے روایہ ہے کہ مروی ہے ابو ہریرہ رض سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلائے گئے دعوت کے لیے ایک قوم کی یہان تشریف لیگئے آپ وہان پر اور دعوت کی ایک دوسری قوم نے آپ کی وہان آپ نہ تشریف لیگئے سو پوچھا لوگون نے حضرت سے اسکا سبب فرمایا کہ اوسکے گھر مین کتا ہے عرض کیا کہ اوس اول کے یہان بلی ہے فرمایا الھرۃ لیست بنجس انما ھی من الطوافین علیکم او الطوافات یعنی بلی نجس نہین ہے سوا اسکے نہین کہ وہ طواف کرنیوالون مین سے ہے تمہاری اور طواف کرنیوالے خادم ہین اور طواف کرنیوالیان خادمات ہین او کیا نازل خدمات کو بجاے مملوک کے کما فی التنزیل ویطوف علیھم ولدان مخلدون یعنی پھرتے ہین اون پاس لڑکے سدا رہنیوالے اسلیے کہا ابراہیم نخعی نے کہ الھرۃ کبعض اھل البیت یعنی بلی مانند بعضے اہلبیت کے ہے اور ایک حدیث

مین ہی کہ بلی نہین توڑتی نماز کو سوا اسکے نہین کہ بلی متاع اہلبیت سے ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ ایک عورت بنی اسرائیل مین کو
عذاب کیگئے بسبب بلی کے کہ باندھ رکھا تھا اوسنے اوسے اور خبر اوسکی کھانے پینے کی نہ لیتی تھی اور وہ عورت کافرہ تھی پس
عذاب کیگئے وہ بسبب کفر کے اور ظلم کے مترجم کہتا ہے کہ یہانسے یہ کوئی نہ سمجھے کہ جانور کی خبر گیری نکرنے مین صرف
کافرونکو عذاب ہوگا مسلمانون کو نہین ہونیکا اسلیے کہ آیا ہی کہ دن حشر مین جانور پر سختی بار برداری اور چار یکو عوض کریگا
اور نہین تو احتساب کیا جاوی اوسپر کما فی الصاب الاحتساب اور سنا ہی مینے اپنے اوستاد وسے رحم کرے اللہ تعالی اونپر
کہ فرماتے تھے وہ کہ آیا ہی روایت مین کہ فرمایا عم نے کہ نہین جانتا مین کہ کیا معاملہ کریگا اللہ تعالی اوس شخص سے کہ بھوکا او
پیاسا رکھا اوسنے جانور کو اور ایک وہ شخص جسپر قرضہ کا فر آتا ہی واللہ اعلم اور مروی ہے کہ دیکھا ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ
کو بعد وفات کے اونکے خواب مین اور پوچھا اونسے کہ اللہ تعالی نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا اونھون نے کہ کھڑا کیا اللہ تع
نے مجھے اپنے روبرو اور فرمایا جانتا ہی تو کہ کس چیز کے سبب سے مغفرت کی مینے تیری عرض کی مینے کہ بسبب اعمال صالح کے فرمایا
نہین پھر عرض کی مینے کہ بسبب اخلاص کے عبادت مین فرمایا نہین پھر عرض کی مینے کہ بسبب حج اور روزہ نماز کے فرمایا
نہین پھر عرض کی مینے کہ بسبب ہجرت کرنیکے طرف صالحین کی اور سفر کرنیکے طلب علم کیلیے فرمایا نہین پھر عرض کی مینے کہ ای
رب یہہ منجیات ہین کہ گمان کرتا تھا مین بخشش اپنی اونسے فرمایا کہ ان چیزون سے بخشش نہین ہوئی تیری پھر عرض کی
مینے کہ کس چیز سے بخشا تو نے مجھے فرمایا یاد کر اوس وقت کو کہ جاتا تھا تو ایکبار کوچہ مین بغداد کے وہان ایک چھوٹی سی بلی کو تو نے
دیکھا کہ ضعیف کر دیا تھا اوسکو سردی نے پھر تو نے اوسے شفقت سے اوٹھا لیا اور بچایا اوسے سردی سے پھر عرض کی مینے کہ
ہان ایسی ہی تھا ای پروردگار میرے پھر فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے کہ پس رحم کیا مینے تجھپر بسبب رحم کرنے تیرے کے بلی پر مترجم
عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ یہانسے کسیکو وہم اس بات کا نہو جاوے کہ مشغول ہونا اور بجا لانا عبادات مثل
نماز و روزہ و حج و زکوۃ ارکان اربعہ وغیرہ کا لغو و بیفائدہ ہی جو کچھہ کہ ہے سو وہ شفقت کرنا خلق پر اور ترس کھانا اونپر
ہی اسلیے کہ مشغول ہونا ساتھہ عبادت ارکان اربعہ وغیرہ کے اور بجا لانا اونکا عین عبادت اور موجب رضامندی الہی تع
اور باعث نجات کا از عذاب اخروی ہی اور تحقیق اس مقام کی یون ہی کہ بنی آدم ہر ایک اپنے اپنے شغلون اور عملون مین
مختلف ہین کسیکو کسی شغل سے فائدہ بہت ہوتا ہی اور کسی کو کسی شغل سے فائدہ حاصل ہوتا ہی اور عالم برزخ مین اوسکے
ظہور کی بڑی تاثیر واقع ہوتی ہی اور نفس الامر مین وہ سب شغل محمود اور نیک ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک چھوٹی
سی اور آسان سی عمل مین اوسکو وہ نیک نیتی حاصل ہوتی ہی کہ دوسرے بڑے بڑے عمدہ عملون مین اوسطرح کی نیک نیتی
حاصل نہین ہوتی اور ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم یعنی اللہ نظر نہین کرتا تمھاری صورتونکی
طرف ولیکن نظر کرتا ہی طرف دل اور نیتون تمھارے کے قاعدہ مقررہ ہی فلیفہم ذلک ہذا ما افادہ للحضرۃ شاہ عبد العزیز
قدس اللہ سرہ العزیز فی البستان المحدثین اور اس بات سے کچھہ فضیلت اوس عمل قلیل کی اور اعمال حسنہ پر اون پر ثابت

نہین ہوتی ہے بلکہ یہہ ایک اعتبار الکثیر علے القلیل ہے اور سبب اسکا یہہ تھا کہ حیات عمل اون قلیل تھا کہ قدر اوسکی اونکی نظر مین کچھہ بھی نتھی اسلیے اونھون نے اوسکو ذکر بھی نہین کیا وقت عرض کرنے اپنے عملون کے حضور جناب باری عز اسمہ مین اور چونکہ یہہ عمل حضرت حق سبحانہ تعالی مین پسندیدہ تھا چاہا حضرت باری عز شانہ نے کہ مطلع کرے اونکو اوسپر اور تقربیت پر اوسکی بشارت دی اللہ تعالی نے نجات کی اونکو عالم برزخ مین کہ سبب اوسکے سے آگاہ ہو جاوین وہ اس عمل کی پسندیدگی اور مقبولیت پر اور ظہور ثواب اور درجات عملون کا مقرر رکھا اونکے لیے عالم آخرت پر انتہی اور جو بلی ہوتی بلی سیکا نقصان کرتی ہو مثل کھا جانے اونکی جانورون کو یا گرا دینے کھانے وغیرہ کے تو چاہیے کہ باندہ رکھے اوسے مالک اوسکا اور تاوان دیوی نقصان کا برابر ہے کہ دن کو وہ نقصان کرتی ہو یا رات کو اور یہی حکم ہے ہر جانور سیلے ہوے کا اور اگر عادت نہوا اوسکی نقصان کی اور اچانک ہو گیا اوس سے نقصان تو صحیح یہہ ہے کہ نہ ضمان ہوگا اوسکے مالک پر لان العادۃ حفظ الطعام عنہا لا ربطہا یعنی تحقیق عادت حفاظت کرنے کھانیکی ہے اوس سے نہ باندہ رکھنے اوسکے اور جو بلی کبوتر وغیرہ پکڑے اور وہ زندہ ہو تو اوسکے چھڑانیکو بلی کے کان مروڑنا اور اوسکے موںنھہ پر مکا وغیرہ مارنا درست ہے اور اگر پکڑا بلی کبوتر وغیرہ پکڑنیکا قصد کرے اور اوسکو روکنے مین وہ بلی مر جاوے تو اوسکا ضمان نہین اسلیے کہ حالت ایذا دینے مین اوسکا مارنا درست ہے اور بغیر اسکے نہین درست بلکہ ضمان دینا آتا ہے اور اسیطرح حاملہ بلی کا مار ڈالنا نہین درست اور کوئی بلی ہو بغیر ایذا دینے کے اوسکا مارنا نہین درست ہے کہ ضمان دینا آتا ہے اور جھوٹا بلی کا پاک ہے مگر جب کہ موںنھہ اوسکا نجس ہو اور وہی موںنھہ ڈالدے وہ پانی یا اور کسی شی مین مثل اوسکے اور جائز ہے بیچنا بلی کا امام مالک اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور سوا انکے مثل ابو ہریرہ اور طاوس وغیرہ کسیکے نزدیک نہین درست فافہم کذا فی حیوۃ الحیوان

وقایع سال ہفتم ہجرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اور اس سال کو سنت الاستغلاب بھی کہتے ہین اسلیے کہ مسلمان اس سال مین اہل کتاب پر غالب ہوے اور نواحی مدینہ طیبہ مین کوئی ایک یہود مین سے نہین رہا مگر ذمہ اہل اسلام مین آئے والحمد للہ الذی صدق وعدہ کذا فی حاشیۃ روضۃ الاحباب اور اسی سال مین غزوہ خیبر واقع ہوے اور خیبر ایک شہر مدینہ کا نام ہے کہ اوسمین بہت سے قلعہ ہین اور زراعت بہت اسمین ہوتی ہے اور مدینہ منورہ سے چھہ منزل کے فاصلہ پر طرف شام کو ہے کذا فی المواہب اللدنیہ برید بروزن خرید بارہ میل کو کہتے ہین اور چھہ میل کو بھی بیان چھہ ہی میل کی برید سے مراد ہے قاموس مین ہے کہ خیبر قلعہ مشہور ہے اور کہا محققین نے کہ مدینہ شہر متوسط کو کہتے ہین کہ قریہ سے زیادہ اور مصر سے کم ہو اسلیے کہ قریہ چھوٹی سی بستی کو کہتے ہین اور مصر بڑے شہر کو کہتے ہین اور جسکو مدینہ کہتے ہین اوسکو بلد بھی کہتے ہین اور بعضونکے نزدیک مصر اور مدینہ ایک ہے اور خیبر مجموع اون سب قلعون کا نام ہے جو وہان پر تھے پس اس اعتبار سے ہر ایک قلعہ ایک قریہ تھا اور وہ سب ملکر ایک مدینہ تھے کہ نام اوسکا خیبر تھا اور یہہ سب آٹھہ قلعہ تھے کتیبہ بروزن صحیفہ اور ناعم اور صعب اور شق اور قموص اور نطاۃ اور سلیم بروزن فصیح اور سلالم بفتح سین وضم لام اور ساتھہ کسرہ لام کے بھی ہے کہا ابن اسحق نے کہ تشریف لیگیے حضرت صلعم غزوہ خیبر کو آخر ماہ محرم مین

اور گھیرا اوسکو دس بارہ روز تک پھر فتح کیا اوسکو اور بعضون نے کہا چھٹے سال کے آخر مین غزوہ خیبر کو حضرت تشریف لیگئے تھی یہہ قول امام مالک رح کا ہی اور جزم کیا ہی ساتھہ اس قول کے ابن حزم نے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ راجح قول ابن اسحق کا ہی اور ان دونون قولونمین اسطور سے ہی کہ جسنے آخر مین چھٹے سال کی کہا اوسنے اعتبار کیا سنوات ہجری کی مہینے سی کہ ربیع الاول سے ہے اور حقیقت مین یون ہی ہے اور اعتبار سال محرم سی آخر مین ہوا ہی بعد وفات حضرت صلعم سکے بیچ زمانہ خلافت عمر رضہ کے اور اغرب وہ ہی کہ روایت کیا ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ابی سعید خدری رح سی کہ گئے ہم ساتھہ حضرت صلعم کے غزوہ خیبر کو اٹھارھوین تاریخ رمضان شریف کی اور اسناد اس حدیث کی حسن ہی لیکن اسمین خطا کی اور صواب یون ہی کہ کہین کہ خیبر تصحیف ہی حنین کی تصحیف کہتے ہین کتابت مین خطا کرنیکو کاتب خطا سی حنین کو خیبر لکھہ گیا ہو کہ حنین ناشی تھے فتح مکہ سی اور تشریف لیگئے حضرت فتح مکہ کو رمضان مین اور جو ابو حامد نے تعلیقات مین ذکر کیا ہی کہ غزوہ خیبر پانچوین سال مین ہوئی سو وہ وہم ہے شاید انتقال کیا اسمین غزوہ خندق سی طرف غزوہ خیبر کے کذا فی مدارج النبوۃ والمواہب اللدنیہ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ جب حضرت نے سفر حدیبیہ سی مراجعت کی تو بسبب وعدہ کرنے اللہ تعالی کے اشارۃ فتح خیبر کا سورۂ فتح مین کہ حین مراجعت مین حدیبیہ سی نازل ہوی تھی حیث قال سبحانہ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ یعنی وعدہ کیا ہی تمسے اللہ تعالی نے ای امت بہت لوٹ کا بلاد فارس اور روم مین بلکہ اطراف مین کہ لوتم اوسکو قیامت تک سو جلدی سے نقد دی تمکو یہہ غنیمت یعنی خیبر کی مدینہ منورہ مین بیس روز ٹھہر کر فرمایا کہ تیاری کرو سفر کی کہ خیبر کو چلتے ہین اور فرمایا ہمارے ساتھہ اس سفر مین کوئی نہ چلے مگر وہی جو جہاد کی رغبت رکھتا ہو اور جسکو دنیا غرض ہو وہ نہ چلے اور ایک روایت مین ہی کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے حضرت سی اجازت چاہی ساتھہ چلنے کے آپنے اوسکو بھی جواب مذکور ارشاد کیا منقول ہی کہ جو یہود اور منافق مدینے مین تھی جب اونھون نے حضرت کی توجہ کی خبر طرف خیبر کے معلوم کی یہہ بات اونکو نہایت ناگوار آئی اسلیے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت اونپر غالب ہونگے تو مثل یہود بنی قریظہ اور بنی النضیر کے انکو بھی مستاصل کرینگے اسی غصہ سے اونھین سی جس کسیکا قرض جس مسلمان پر آتا تھا اوسپر ایک محصل اوسنے مقرر کیا اور تقاضا ہی شدید کیا چنانچہ ابو شحمہ یہودی کی عبد اللہ بن حدرد اسلمی پر پانچ درم قرض آتے تھے تو وہ اونسے سخت تقاضا کرتا تھا اور پیچھا اونکا نہین چھوڑتا تھا عبد اللہ نے کہا مجھکو اتنی مہلت دی کہ حق تعالی نے جو مسلمانون سی خیبر کے فتح ہونیکا اور غنیمت ہاتھہ لگنے کا وعدہ کیا ہی وہ فتح ہوجاوے اور اوسکی غنیمت مین سی مجھکو حصہ ملے او سمین سی پہلے تجھکو دونگا اوس یہودی نے کہا کہ یہود خیبر کی لڑائیکو اور انہونکا سا خیال مت کرو قسم ہی توریت کی دس ہزار مرد جنگی خیبر مین ہین عبد اللہ نے اوس سی کہا یا عدو اللہ ہمکو ہمارے دشمنون سی ڈراتا ہے حالانکہ تو ہماری پناہ مین ہی اور عبد اللہ کہتے ہین کہ یہہ جھگڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین پہونچا اور آپکو معلوم ہوا مگر آپنے کچھہ نکہا اور لوگونے دیکھا یہی کہ اپنے لب مبارک ہلاتے تھی اور کچھہ آہستہ آہستہ کہتے تھے اسطرح کہ ہمنے نہین سنا کہ وہ کیا فرماتے ہین یہودی نے کہا ای ابو القاسم اسنے میرا حق لیلیا ہے اور اب نہین دیتا ہی آپنے عبد اللہ سی فرمایا کہ اسے دیدو اونکے پاس دو کپڑے تھے ایک کو تین درم

کو چاہا اور دو درم اور کمین سی لا کر پانچون اوسکو دئی سلمہ ابن اسلم نے پھر اونکو کپڑا دیا اوسکو وہ پہنکر حضرت کی ساتھہ گئی اور
وہ کہتے ہین کہ پھر بعد فتح خیبر کی غنیمت مین ایک عورت ابو شحمہ کی رشتہ دار میری حصہ مین آئی پھر بیچے اوس عورت کو ابو شحمہ کے
ہاتھہ بہت سا مال لیکر بیچا مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت کی عادت تھی کہ جب جہاد کو جاتی تب توریہ کرتے مگر اس غزوہ مین توریہ
نکیا اور آپنی منافقین کو اس سفر مین چلنی سے منع کیا تھا کہ آپ امید وار تھی بموجب وعدہ الٰہی کے ملنی بہت غنایم کی اور بہت سبب
اوسکے ہدایت صراط المستقیم کی اسلیے پاک کیا اوسی لوث منافقین سی اور عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے خبر کر دی تھی یہود خیبر کو
کہ قصد حضرت کا تمہاری استیصال کا ہی خبردار قلعون مین بیٹھ رہنا باہر نکل کر لڑنا تمہاری پاس اسباب لڑائی کا اور جماعت بہت
ہی مواہب اللدنیہ مین ہی کہ آپ تشریف لیگئے خیبر کو چودہ سو پیادون اور دو سو سوارون کے ساتھہ انتہی اور روضۃ الاحباب مین
ہی کہ چودہ سو پیادی آپکے ساتھہ تھی اور سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور امہات المومنین مین سی حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا ہمراہ تھین اور بیس عورتین مسلمان واسطے خدمت بیمارون اور زخمیون کی اور روٹی پکانے اور کپڑا سینے کی لیے ملازم
تھین اور دس منافق بھی واسطے طمع مال دنیا کی نہ واسطے غرض جہاد کے ساتھہ ہو گئی اور مقدمہ لشکر ظفر پیکر پر عکاشہ بن محصن
اسدی کو اور میمنہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ پر اور ایک صحابی کو تعین کیا اور بعض کتب مین جو لکھا ہی کہ میسرہ پر علی رضی
کو تعین کیا یہہ کچھ اصل نہین رکھتا اور اس لشکر مین دو سو گھوڑی تھے ازانجملہ تین گھوڑی خاص آپکے تھی اور اونٹ بہت تھی اور دو
آدمی رہبری کو قبیلہ اشجع سی لیئے جب جاکر منزل رجیع مین اوتری وہان سے غطفانی ایک رات دن کی راہ پر تھی اونھون نے تیاری کی
اور واسطے مدد یہود خیبر کے روانہ ہوئی اوسی روز راہ مین اپنی پیچھے سی ایک نوع کی آواز سنی اونکو گمان ہوا کہ مسلمان کہین ہمارے
اہل و عیال پر دوڑ نہ گئے ہون اس خیال سی اولٹے پھری اور یہود خیبر کو مدد دینی سے مخذول یعنی خوار کیا اور ایک روایت مین ہی
کہ ابن ابی بن سلول منافق کی خبر دینی سے یہود خیبر آگاہ ہوئی اور کنانہ بن ابی الحقیق اور ہوذہ بن قیس وائلی کو واسطے مدد
لانی کے قبیلہ غطفان سی کہ حلیف اونکے تھی بھیجا اس شرط پر کہ اگر تم ہماری مدد کو آؤ تو آدہی میوے حاصل خیبر کے ہم تمکو ہمیشہ
دینگے اونھون نے مسلمانون کی خوف سی نمانا اور اون لوگون کا پیشوا یہود خیبر کا سلام بن مشکم بہت بیمار تھا اوس سی سبب سے مشورہ کیا کہ
باہر نکلکر لڑین یا قلعون خیبر مین ٹھیر رہین اتفاق ٹھیرا اونکو باہر نکلنے پر زور غلانا اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ صحیح بخاری مین سلمہ
بن الاکوع سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ گیا مین ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ خیبر مین سو ایک رات چلی جاتی تھے ہم
راہ مین ایک آدمی نے عامر بن سنان الاکوع سی کہا کہ کیون نہین سناتا ہی تو ہمکو رجزون سی کہ یاد ہین تجھی عامر بن الاکوع
بفتح ہمزہ و واو اور سکون کاف وہ چچا ہین سلمہ بن الاکوع کی اسلیے کہ وہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع ہین اور نام اکوع کا سنان ہی
اور عامر شاعر تھی اور گئی یہہ ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ خیبر مین اور وہان پر شہید ہوئی جیسے کہ انکا ذکر صحیح بخاری مین
ہی بیچ باب ما یجوز من الشعر کی کتاب الادب مین من اسماء رجال البخاری اور یہہ عامر حدائی شتر خوب خوش آواز سی کہتی تھے اور
عادت عرب کی ہے کہ جب تھک جاتے ہین یہہ اور اونٹ اونکے تب حدی کہتے ہین کہ ماندگی دفع ہو اور تیار بانی آجاوی سو عامر ادم

اور حدی کہنا شروع کیا اشعار عبد اللہ بن رواحہ کے کہ اول اون شعرونکا یہہ ہی اللھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا ان اشعار کو خوب خوش الحانی اور نغمہ سے پڑھا سو سب لوگون کی ماندگی جاتی رہی اور توانائی
آگئی اور ایک نوع کی رقت حاصل ہوئی اور اونٹ خوب تیز رو ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہہ حدی کہنے والا
کون ہی عرض کیا کہ عامر بن الاکوع ہی آپنے فرمایا یرحمہ اللہ اور ایک روایت سے غفر لک ربک یہہ سنکر کہا ایک آدمی نے اور
ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمر رضہ نے کہا کہ واجب ہوئی یا رسول اللہ اوسکے لیے شہادت آپنے کیون نہ دعا کری اوسکی حق مین کہ
عمر اوسکی دراز ہوتی اور ہم اوسکی آواز سے چندے گاہ بہرہ مند ہوتے اور زندگانی کرتا وہ ہمارے درمیان اور دستور تھا کہ آپ
جسکے لیے ایسی دعا کرتے وہ شہید ہوتا اور مقید کیا مواہب اللدنیہ مین کہ جسکے لیے حضرت صلعم یہہ دعا کرتے جہاد اور غزوہ مین تو وہ
شہید ہوتا حیث قال من ھذا السائق قالوا عامر قال یرحمہ اللہ قال رجل من القوم وجبت ای ثبتت لہ الشہادۃ وستقع قریبا
وکان معلوما عندھم ان من دعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الدعاء فی ھذہ المواطن استشھد انتہی پھر وہ عامر
رضی اللہ عنہ اسی غزوہ خیبر مین شہید ہوئے اور وہ اشعار رجز کے یہہ ہین اللھم لولا انت ما اھتدینا یعنی ای بار خدا اگر
نہوتا تو یعنی تو اور رحمت تیری تو نپاتے ہم راہ راست کو ولا تصدقنا ولا صلینا اور نہ صدقہ دیتے ہم اور نہ نماز پڑہتے
ہم یعنی یہہ تیرا فضل ہے کہ راہ راست دکھائی تونے ہمکو اور توفیق صدقہ دینے اور نماز پڑھنے کی دی تونے ہمکو فاغفر فداء لک
ما اتقینا یعنی پس بخشدے تو ہمکو کہ ہم فدا ہون تیرے جبتک کہ تقوی کرین ہم یعنی بخشدے گناہ ہمارے ہم فدا ہون تیرے کہ بخشین
ہم گناہون سے واضح ہو کہ اس لفظ فداء لک مین علمانے کلام کیا ہے کہ کہا ہے کہ اطلاق کرنا لفظ فدا کا نسبت اوس تعالی شانہ
کو درست نہین ہی اور روا نہین ہے کہ کہین ہم فدا ہون تجھپر یا جان ہماری فدا ہو تجھپر اسلیے کہ فدا ہونا اوسجگہ بولتے ہین
کہ جب کوئی شخص متوقع ہو آنی کسی آفت کا اور دوسرا شخص چاہتا ہی کہ اوسکو آفت سے چھڑالے اور بعوض اوسکے اپنی جان
دیتو فدا کرتا ہی وہ اوسکو اوسپر سے اور کہتا ہی کہ فدا ہو جیو تجھپر سے جان میری اور حق سبحانہ وتعالی اس سے مبرا اور منزہ
ہی جواب دیا گیا ہی اس خدشے کا اسطور سے کہ ایسی الفاظ واقع ہوتے ہین محاورات عرب مین بغیر لحاظ معنی حقیقی کے جیسے کہتے
ہین قاتلہ اللہ یا تربت یمینک یا رغم انفک وغیرہا کہ مراد وہان معنی حقیقی نہین ہوتے صرف عرف اور عادت کے موافق بولتے
ہین اور یہہ ایک قسم مجاز اور استعارے سے ہی اسلیے کہ فدا ہونیوالا جسپر سے فدا ہوتا ہی تو اوسکی رضامندی اوس فدا علیہ
کی منظور ہوتی ہے کہ نثار کرتا ہی اپنی جان کو اوسکی جان پر سے بسبب خوف پہنچنے کسی مکروہ کے اوسپر تو گویا مراد شاعر کی یہہ ہے
کہ نثار کرتا ہون مین اپنی جان کو تیری رضامندی کی حاصل کرنے مین وثبت الاقدام ان لاقینا اور ثابت رکھہ قدم ہمارے
اگر سامنے ہون ہم دشمنون کے والقین سکینۃ علینا یعنی ڈالدے تسکین اور قرار ہمپر انا اذا صیح بنا اتینا یعنی تحقیق کہ ہم
جبکہ آواز دی اور صیح کری ہمپر کوئی مکروہات تو آتے ہین ہم اوسکو اور نہین بھاگتے ہین ہم اوس سے اور بخاری اور مواہب لدنیہ
مین اذا صیح بنا واقع ہی ترجمہ جسوقت زور سے آواز دیا جاتا ہے ہمکو مقابلہ کفار کیلیے تو آتے ہین ہم اور ایک روایت مین ابینا

ساتھ باہو حدہ کرتے یعنی انکار کرتے ہیں ہم فرار سے مگر واللہ اعلم بالصواب شیخ صاحب نے یہہ روایت اصح کی کہا نسخے لی ہے
د بالصیاح عولوا علینا اور ساتھ آواز کے اعتماد کرتے ہین اور استغاثہ کرتے ہین ہم پر یعنی مُراتی ہین ہمکو صبح کو اور بعض روایات
مین یہہ بیت زیادہ آئی ہے ان الذین قد بغوا علینا یعنی تحقیق اون لوگون نے کہ بیشک بغاوت کی اونھون نے ہم
اذا ارادوا فتنۃ ابینا جب چاہتے ہین وہ کسی فتنے کو یعنی ڈالین اوسمین ہکو انکار کرتے ہین ہم اوس سے اور نہین پڑتے
ہین ہم اوسمین اور مروی ہے کہ جب لفظ ابینا کہتے تو آواز بلند کرتے ساتھ اسکے اور مکرر کہتے اور روضۃ الاحباب مین
بعض کتب سیر سے نقل کیا ہے کہ جب عامر رض حدی کہنے سے خاموش ہورہے تو حضرت نے عبد اللہ بن رواحہ رض سے فرمایا کہ تو
ہمارے لیے حدا کیون نہین کہتا ہے اور شترونکو رفتار پر کیون نہین لاتا ہے پھر تو انھون نے حدا کہنی شروع کی اور وہی شعر
جو عامر رض نے پڑھے تھے پڑھنے لگے اور ایک شعر پچھلی اوسپر اور زیادہ کی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے بھی رحمہ اللہ
فرمایا وہ بھی غزوہ موتہ مین شہید ہوے سبحان اللہ یہہ کیا بارگاہ عالی ہے کہ اجر خدمت کا اوسمین حصول اس رحمت
کا ہے کہ جان دیوین اور ماری جاوین اور حقیقت مین یہہ عجب لطف اور رحمت ہے اسلیے کہ کشاکش تنگنا ہے اس
جہان کے سے رہائی ہوتی ہے ۵ اتفاقم بسر کوی کسے افتادست * کہ دران کوچہ چو من کشتہ بسی افتادست * انتہی
اور مدارج اور منازل اوس عالم مین بلند ہوتے ہین کہ ادنی انعام اوسکا یہہ ہی کہ تاج شہید کا بیش قیمت خراج
ہشت اقلیم سے ہوگا اللہم ارزقنا بفضلک رضائک آمین تنبیہ واضح ہو کہ اقسام غنا سے ایک حدی ہے کہ سننا اوسکا
مباح ہے اور سنا ہے اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت کا ایک حادی تھا کہ نام اوسکا انجشہ تھا اور وہ بہت
خوش آواز تھا اور معنی حدی کے تحسین رجز کے ساتھ صوت نرم اور شیرین کے اور یہہ واسطے تخفیف کلال اور ماندگی سفر کے
اور جاذب نشاط النفس کے ہوتا ہے اور اونٹ اس سے عجب چلتا ہے اور قطع کرتا ہے میدان کو اور اوٹھاتا ہے بھاری بوجھ
کو اور ایک قسم اور ہے کہ اوسکو رکبانی کہتے ہین کہ سواریون مین اوسکو واسطے تخفیف ماندگی سفر کے کہتے ہین یہہ قسم مباح ہے
اور امیر المومنین عمر رضی اللہ نے اوسے بہت سنا ہے اور ایک قسم نشید ہے اور وہ پڑھنا اشعار کا ہے اور رقتیا یہ کا ساتھ
خوش الحانی کے اور اوٹھانے آواز کے متوالی ساتھ ترتیب خاص کے ساتھ رعایت قواعد موسیقی اور تکلیف کرنیکے اوسمین
اور کلام اسمین طویل ہے **مترجم عفی اللہ عنہ** کہتا ہے کہ عین العلم کی شرح مین مُلّا علی قاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو
تفصیل سے لکھا ہے کچھہ اوسمین سے یہان پر نقل کیا جاتا ہے وہ یہہ ہے قد حکی القاضی ابو الطیب الطبری من ابی حنیفۃ و مالک
والشافعی والسفیان وجماعۃ من العلماء رحمہم اللہ الفاظا استدل بہا علی انہم ارادوا تحریمہ قال وقال الشافعی فی کتاب ادب
القضاء ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل ومن استکثر منہ فہو سفیہ ترد شہادتہ قال وحکی عن الشافعی صاحب الجاریۃ
اذا جمع الناس لسماعہا فہو سفیہ ترد شہادتہ قال وحکی عن الشافعی انہ کان یکرہ الطقطقۃ بالقضیب ویقول وضعتہ
الزنادقۃ لیشتغلوا بہ عن القران قال واما مالک فقد نہی عن الغناء وقال اذا اشتری جاریۃ فوجدہا مغنیۃ کان لہ

ان یردھا وھو مذھب سائر اھل المدینۃ الا ابراھیم بن سعید وحدہ قال واما ابوحنیفۃ فانہ کان یکرہ ذلک ویجعل

سماع الغناء من الذنوب وکذا سائر اھل الکوفۃ و سفیان الثوری وحماد وابراھیم النخعی والشعبی وغیرھم انتہی کلام الطبری

ویؤیدہ ما ورد من الاحادیث فی ذم المغنیۃ وھی الجاریۃ المغنیۃ والطبرانی من الحدیث عائشۃ رض ان اللہ حرم المغنیۃ وبیعہا وثمنہا

وتعلیمہا ویقویہ ما رواہ ابوداؤد عن نافع کنت مع ابن عمر رض فی طریق فسمع زمارۃ راع فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ثم عدل

عن الطریق ولم یزل یقول یا نافع اتسمع ذلک فقلت لا فاخرج اصبعیہ ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابوداؤد وعن

ابن مسعود رض مرفوعًا وموقوفًا الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقلۃ رواہ البیہقی ولابن المبارک عن عکرمۃ بن عمار

عن یحیی بن کثیر ما امتلأت دار حبرۃ الا امتلأت عبرۃ والحبرۃ الغناء ومنہ قولہ تعالی فھم فی روضۃ الاحباب یحبرون ای یسمعون

ولیسمعون مر علی ابن عمر رضی اللہ عنہما قوم محرمون وفیہم رجل یغنی فقال الا لا اسمع اللہ الا لا اسمع اللہ لکم وقال الشبلی السماع ظاھرہ

فتنۃ وباطنہ محنۃ فاما ما نقل ابوطالب المکی اباحۃ السماع عن جماعۃ من الصحابۃ والتابعین کعبد اللہ بن جعفر وابن الزبیر والمعاویۃ وغیرھم

فاما محمول علی سماع لیس فیہ شیء من الغناء کسماع القرأۃ واشعار العرب ولو بالالحان واما علی انہ مذھبہم المختار عندھم فان المسئلۃ

اختلافیۃ لا اجماعیۃ وفعلہم لیس بحجۃ عند غیرھم وکذا ما روی عن بعض المشائخ الصوفیۃ

انتہی یعنی پس بیشک نقل کیا قاضی ابوطیب طبری نے امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور سفیان ثوری اور
ایک جماعت علماء رحمہم اللہ تعالی سے اون الفاظ کو کہ دلیل پکڑی جاتی ہے ساتھہ اونکے اسپر کہ غنا حرام ہی اور کہا ابوطیب نے کہ
کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ بیشک غنا لہو مکروہ ہی مشابہ ہے ساتھہ باطل کے اور جو کوئی کثرت کرے اسکی سو وہ سفیہ ہی نمانی
جاوے گی گواہی اوسکی اور اونھین سے منقول ہی کہ جسکے پاس کنیز ہو اور وہ اوسکے راگ سننے کو لوگونکو جمع کرے وہ سفیہ ہے اور
نمانی جاوے گی گواہی اوسکی اور اونھین سے منقول ہی کہ بیشک وہ امام مکروہ جانتے تھے طقطقۃ قضیب کو اور وہ کہتے ہین ہاتھہ
یا اونگلیون کو لاٹھی وغیرہ پر مارنیکو اور کہا کہ نکالا ہے اسے زنادقہ نے کہ باز رکھین ساتھہ اسکے قرآن سے اور کہا طبری نے کہ بیشک
امام رحمہ اللہ نے منع کیا غنا سے اور کہا انھون نے کہ جب خریدے کوئی لونڈی پھر پاوے اوسکو گانیوالی تو رد کرنا اوسکا اوسکو پہنچتا ہے
اور یہی مذہب ہی سب اہل مدینہ کا سوا ابراہیم بن سعید رحمہ اللہ کے کہ رد کرنا اونکا اونکے نزدیک درست نہین ہی کہا طبری نے
کہ اور لیکن امام ابوحنیفہ رح مکروہ رکھتے تھے غنا کو اور گناہ جانتے تھے اوسکے سننے کو اور یون ہی تمام اہل کوفہ اور سفیان ثوری اور
حماد اور ابراہیم نخعی اور شعبی وغیرہم رحمہم اللہ انتہی کلام الطبری اور تائید کرتا ہی اسکلام کو وہ جو حدیث مین مذمت کنیز مغنیہ کی
آئی ہی اور روایت کیا طبری نے حدیث عائشہ رض سے کہ بیشک حرام کیا اللہ تعالی نے کنیز مغنیہ کو یعنی مول لینا اوسکا اور بیچنا اوسکا
اور قیمت اوسکی اور تعلیم غنا اوسکی اور تقویت دیتی ہے اوسکو حدیث ابوداؤد کی جو مروی نافع سے ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھا مین ہمراہ
ابن عمر رض کی راہ مین پس سنی اونھون نے آواز زمارہ شبانون کی زمارہ ایک نوع کی بانسلی ہی جسکو ہندی مین الغوزہ کہتے ہین
سو رکھین اونھون نے دونون انگلیان دونون اپنے کانون مین اور پھر گئے اوسی رستے سے یہان تک کہ پوچھا مجھسے نافع

کیا سنتا ہی تو اوسکو سنے کہا نہین تب نکالین اونھون نی انگلیان اپنی کانون سی اور کہا اسیطرح دیکھا مینی رسول خدا صلعم کو رواہ ابو داؤد اور مروی ہی ابن مسعود رضہ سے مرفوعا اور موقوفا کہ غنا اوگاتا ہی نفاق کو دلین جیسیکہ اوگاتا ہی پانی سبزہ کو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور روایت کیا ابن مبارک رحمہ اللہ نے عکرمہ بن عمار سی اور اونھون نی یحیی بن کثیر سی مرسلا کہ نہین پھرا ہی کوئی گھر گھرونمین خبر یعنی غناسی مگر کہ وہ بھرا جاویگا غبار سی یعنی اسکی شامت سی تباہ ہوجاوے گا اسی سی مشتق ہی یحبرون جیسا کہ کلام الٰہی مین وھم فی روضۃ یحبرون یعنی وہ لوگ باغ مین یعنی جنت مین لہو ولعب کرین گے اور غنا خود لہو ہی حبر کی معنی آراستہ کرنا کلام کا ہی چنانچہ راگ بھی آواز بنا کر گاتے ہین اور گذری ایک قوم ابن عمر رضہ پر احرام باندھی ہوئے اونمین تھا ایک آدمی کہ گاتا تھا وہ سو کہا ابن عمر رضہ نی کہ خبر دار ہو کہ سناویگا تمکو اللہ خبردار ہو کہ سناویگا تمکو اللہ یعنی سماع جنت کا اور کہا شبلی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر راگ کا فتنہ ہی اور باطن اوسکا رنج و محنت ہی اور رہ وہ جو نقل کیا ابو طالب مکی نے کہ مباح ہونا راگ کا ایک جماعت صحابہ اور تابعین سی مثل عبد اللہ بن جعفر اور ابن زبیر اور معاویہ رضی اللہ عنہم اور غیر اونکو سی منقول ہی سو وہ یا تو محمول ہے اوس راگ پر کہ نہین ہی اوسمین کچھ غنا سی یعنی ممنوعات اوسکے مثال خوش الحانی سی پڑھنے قاریون کی اور پڑھنی اشعار عرب کی اگرچہ ہو ساتھ الحان کی یا محمول ہی اسپر کہ تحقیق وہ مذہب مختار تھا اونمین کا سو بیشک یہہ مسئلہ ہی اختلافی نہ اجماعی اور فعل اونکا نہین حجت ہی واسطے غیر اونکے اور یہی حال ہی اوسکا جو روا کیا گیا بعض مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ سی یعنی اونکا فعل اونھین کی لیئے تھا غیر کیواسطے یہہ حجت نہین ہی انتہا اور انیس الواعظین مین ہی کہ چار عاموں کے نزدیک راگ سننا حرام ہی اور فرمایا حضرت علیہ السلام نے استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر یعنی سننا راگ باجہ وغیرہ لہو کی چیزون کا گناہ ہی اور بیٹھنا وہان فسق ہی اور لذت اوٹھانی ساتھ اوسکے کفر ہی لکھتا ہی مترجم عفی اللہ عنہ کہا ملا علی قاری رحمہ اللہ نی کہ یہہ فرمانا حضرت کا تہدید اور تشدید کی راہ سے ہے واسطی منع اوسکی اور راگ سنلے اچانک تو نہین ہی اوسپر گناہ اور واجب ہی کہ حتی المقدور کوشش کری اوسکی نہ سننی مین اور کہ اسباب مین منقول حضرت سی ہے کان اپنی بند کرلینا اونگلیون سی اور مروی ہی کہ نہین داخل ہوتی فرشتی رحمت کی اوس گھر مین کہ ہو وہان شراب یا طنبور یا دف یا نرد یعنی گوٹ شطرنج اور چوسر وغیرہ سی اور نہین قبول ہوتی دعا اوس گھر والی کی اور اوٹھا لیتا ہی اللہ تعالی اوس گھر سی برکت کو لکھتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ و عن والدیہ کہ مراد یہان دف سی وہ دف ہی کہ بجایا جاوی لہو و لعب کی لیئے نہ وہ دف کہ بجایا جاتا ہی نکاح اور غزا مین جیسیکہ ضمان دیا جاتا ہے غصب کی نہین طبل اور دف کی جو غزا اور عرس مین بجاتی ہین بخلاف اوس طبل اور دف کی جو بجائی جاوین لہو و لعب کی لیے کہ نہین ہین ضمان انکی غصب مین کما فی العینی شرح الکنز ثم قیل الخلاف فی الطبل والدف الذان یضربان للہو وما الذان یضربان فی العرس والعرس فیضمن بالاتفاق

وقال الامام العتابی فی شرح الجامع الصغیر لو کان طبل الحاج او طبل الغزاۃ او دف یلعب بہ الصبیۃ فی البیت یضمن بالاتفاق انتہی یعنی کہا گیا ہی کہ خلاف بیچ ضمان اوس طبل اور دف کی ہے جو بجائی جاتے ہین لہو کی لیئے اور رہ وہ بجائی جاتے ہین نکاح

اور غرامین مضمون ہین بالاتفاق اور کہا امام عتابی نے بیچ شرح جامع صغیر کی اور اگر ہو طبل حاجیون کا یا ہو طبل عید کا
یا وہ دف کہ بازی کرین ساتھہ اوسکی چھوٹے لڑکے اپنے گھر مین تو ضمان دیا جاویگا اوسکا بالاتفاق انتہی اور جو کوئی دنیا مین
راگ سنتا ہی دن قیامت کی اللہ تعالی اوسکی دونون کانون مین سیسا پگھلا ہوا ڈالیگا کہ دماغ اوس سے کھول اوٹھے گا
اور مونھہ سے نکل پڑیگا اور راگ سننے سے دل سیاہ ہو جاتا ہی اور ایک جماعت نے علما سے راگ کو سنا بھی ہے مگر اوسمین شرطین
کی ہین کما استعرف مگر اولی یہی ہے کہ اس سے بچتا رہی کہ یہہ سب لہو و لعب ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اسکے
لیے نہین پیدا کیا گیا ہون کما قال اللہ تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون یعنی کیا جانتے ہو تم کہ پیدا کیا
ہمنے تمکو کھیل کے لیئے اور تحقیق تم طرف ہماری پھر نہ آوگے یعنی پیدا ہونا تمھارا کھیل کے لیے نہین ہی بلکہ عبادت کے لیے ہی انتہی

وایضا فی عین العلم و شرحہ وادنی رتبتہ ای مراتب التغنی و سماعہ الاستماع للشہوۃ و یحرم حینئذ سواء غلبہ علی قلبہ حب شخص
معین او لم یغلب لانہ لا یسمع وصفا عن القد و الخد و الوصل و الہجر الا یحرک شہوتہ و ینزلہ علی صورۃ معینۃ فی لذتہ ولذلک سئل حکیم
عن العشق فقال دخان یصعد الی دماغ الانسان یزیلہ الجماع و یہیجہ السماع وہو بنفخ الشیطان المنافی بنفخ الرحمن وللدیلمی من
حدیث علی ض قال اول من ناح و اول من تغنی ابلیس و لابن ابی الدنیا و الطبرانی عن ابی امامۃ ما رفع احد عقیرتہ بغناء الا بعث اللہ
الیہ شیطانین علی منکبیہ یضربان اعقابہما نصدرہ حتی یمسک ثم للتلہی ای الاشتغال بمجرد النغمۃ
وہو المعنی بقولہ تع و من الناس من یشتری لہو الحدیث و المواظبۃ علیہ ای من غیر تخلل التوبۃ لدیہ ذنب ای عند
الکل من العلماء و الصوفیۃ من الصلحاء فہذا مجمل کلام ائمتہ المجتہدین من الفقہاء

انتہی یعنی اور ادنی مرتبہ مراتب غنا سے سننا اوسکا ہی واسطے خواہش نفس کی اور حرام ہوتا ہی وہ اوسوقت برابر ہی کہ غالب آئے
سننے والے کے دل پر محبت کسی شخص معین کی یا نہ اسلیے کہ سامع نہین سنتا ہی تعریف قد اور خد کی اور بیان وصل و فصل کا
مگر کہ حرکت مین لاتی قوت شہوانی اوسکی کو اوس سے اور اوتارتا ہے سامع اون اوصاف کو اوپر صورت معلومہ اور معینہ
اپنی کے موافق اپنی خواہش اور مزے کے اور اسلیے پوچھا گیا ایک حکیم سے حال عشق کا کہا اوسنے کہ وہ ایک دھوان ہی کہ چڑھتا ہے
دماغ پر آدمی کی زائل کرتا ہی اوسکو جماع اور جوش مین لاتا ہی اوسکو راگ اور وہ راگ پھونکنے سے شیطان کی ہے کہ مخالف
ہی وہ پھونکنے رحمن کی سے روایت کیا دیلمی رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ سے کہ سبکے پہلے جسنے نوحہ کیا اور سرود کیا وہ ابلیس تھا
اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہین اوٹھائی کسینے آواز اپنی ساتھہ راگ کی مگر کہ
بھیجتا ہی اللہ تعالی طرف اوسکی دو شیطان دونون کندھون پر اوسکی مارتے ہین وہ دونون ایڑیان اپنی سینے پر یہان تک
کہ چپ رہی اوس سے سو سننا راگ کا ہی واسطے بازی اور کھیل کی اسی مشغول ہونا ساتھہ صرف سرود کی اور یہی مراد ہی بیچ آیت
و من الناس الخ کی یعنی ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کی اور مداومت کرنا اوسپر بغیر توبہ کی ذنب ہی یعنی گناہ
ہی نزدیک تمام صلحا صوفیہ و علماء معنویہ کے پس یہی ہی مجمل کلام ائمہ مجتہدین کا فقہای کرام سے انتہی اور فواید الفواد مین حضرت

شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے منقول ہے کہ بعد ازان در باب سماع فائدہ فرمود گفت چند چیز موجود شوند آنگاہ سماع شنوند وآن چیست مسمع است ومستمع است ومسموع است وآلۃ السماع است آنگاہ این تقسیم را فائدہ فرمود گفت مسمع گوینده است گوینده میباید که مرد باشد مرد تمام کودک نباشد وعورت نباشد ومسموع آنچه میگویند باید که ہزل وفحش نباشد اما مستمع آنچه میشنود او باید که مملو باشد از یاد حق وآلۃ السماع مزامیر است چون چنگ ورباب ومثل این باید که درمیان نباشد اینچنین سماع حلال است آنگاہ فرمود که سماع چیست صوت است موزون آن چرا حرام باشد وآنچه میگویند کلامی است مفهوم المعنی آن چرا حرام باشد دیگر تحریک القلب است اگر آن تحریک بیاد حق باشد مستحب است واگر میل بفساد باشد حرام است انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ بغیر شروط مذکورہ اور بغیر اہل کو راگ سننا بالاتفاق حرام ہے جیسے کہ فرمایا کیمیای سعادت مین امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اما صوفیان وکسانیکہ ایشان بدوستی حق تعالی مستغرق باشند وسماع بر آن کنند آن بیتہا ایشان را زیان ندارد که ایشان از ہر یکی معنی فہم کنند که در خور حال ایشان باشد از زلف ظلمت کفر فہم کنند واز روی نور ایمان فہم کنند وباشد که از زلف سلسلہ اشکال حضرت الٰہیہ فہم کنند چنانکه شاعر گوید

گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش
تا بو که بتفصیل سر از جملہ برآرم
خندید بمن بر سر زلف شکنین
یک پیچ بپیچید وغلط کرد شمارم

که از این زلف سلسلہ اشکال فہم کنند وکسیکه خواہد که بتصرف عقل بوی رسد تا سر یک موی از عجائب حضرت الٰہیت بشناسد یک پیچ که در روی افتد ہمہ شمارہا غلط شود وہمہ عقلہا مدہوش شود انتہی پس معلوم ہوا اس سے کہ بجز صوفیہ صافیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اور کسیکو یہہ مرتبہ سمجھنے معنے تاویل کا اوسکی میسر نہین اور جو کوئی مدعی اوسکا ہو دعوی اوسکا بلا دلیل ہے کما فی

علی العلم شرحہ ویشترط رعایۃ السنۃ ای الشریعۃ الغراء والطریقۃ الزہراء بالعمل ای بعمل الاستماع علی ما یلیق بہ تعالی علی وجہ الکمال فمن بیاض الخد ونحوہ یتذکر صفات الجمال وفی الزلف ونحوہ یتفکر فی نعوت الجلال ثم لجنسہ ثم فقط ای مع قطع النظر عن لوازمہ وتفصیل مکارمہ وہذا ای ہذا المقام لمن فنی عن حظوظ نفسہ ای بالکلیۃ وغاب عما سواہ ای عن حضور غیر اللہ ثم حتی شہودہ معہ ایضا المعبر بالفناء عن الفناء ذلک بانہ مہما فنی عن نفسہ فہو عن غیرہ افنی فکانہ فنی عن کل شیء الا عن الواحد المشہود وفنی ایضا عن الشہود فان القلب لو التفت الی الشہود والی نفسہ بانہ مشاہد فقد غفل عن المشہود کالسکران لا خبر لہ عن سکرہ وہو نہایۃ مقام العارفین فی حال البقاء وقد یعبر عن ہذا بمقام اللقاء ولکن ہذا کالبرق الخاطف من ظہور ہ فی حالۃ السماع فان دام لا یطیقہ القوۃ البشریۃ انتہی یعنی اور شرط کیا ہے سننے مین راگ کے رعایت سنت کی اپنی شریعت ظاہرہ کے اور طریقت روشن اور صاف کی ساتھہ عمل کرنے اوسکے اوس چیز پر کہ لائق ہے وہ ساتھہ اللہ تعالی کے اوپر وجہ کمال کے سو یاد کرے صفات جمال کو وقت بیان کرنے بیاض خد یعنی خوبی رخسارہ کے اور فکر کرے بیچ اوصاف بزرگی اوسکے جیسا ذکر ہو زلف اور مانند اوسکی کا اور یہہ سننا اوسکا واسطے محبت اوس تعالی شانہ کے ساتھہ پھیر لینے نگاہ کے لوازمات اوسکی سے اور تفصیل کرنے انعاموں سے اوسکی اور یہہ مقام جو بیان کیا مصنف رحمہ اللہ نے اور شرط گردانا اوسکو راگ کے سننے کی

محبت ہی اللہ تعالی کی قطع نظر لوازمات اوسکی سی حاصل ہوتا ہی یہہ مقام اوس شخص کو کہ فنا ہو جاوی اپنی نفس کی خواہشوں سے بالکل اور غایب ہو جاوی اوس چیز سے کہ غیر ہے وہ حضوری اللہ تعالی کی سی یہان تک کہ غایب ہو جاوی شہود سی بھی کہ تعبیر کیا گیا ہی ساتھہ فنا عن الفنا کے پس تحقیق جو شخص کہ جب فانی ہوا نفس اپنے سی تو وہ ساتھہ غیر اپنی کے افنا ہوتا ہی پس گویا کہ فنا ہو گیا وہ کل شئی سی مگر ایک اوس شہود سی کہ ذات پاک باری تعالی شانہ کی ہے اور بہی فانی ہوا شہود سی اسلیے کہ اگر التفات کری طرف شہود کے یا طرف اپنی نفس کی اسطور سی کہ تحقیق وہ مشاہدہ کرنیوالا ہی اوس مشہود کا تو غافل ہوتا ہے وہ مشہود سی اسلیے کہ مشغول ہوا وہ ساتھہ مشاہد کی یعنی ساتھہ اپنی یا ملتفت ہوا وہ طرف شہود کی کہ وہ حال ہی سو جسکو مقام فنا عن الفنا کا حاصل ہوتا ہی تو وہ غافل ہو جاتا ہے اپنی فنا سی بھی جیسے کہ نہین جانتا ہی نشہ پینے والا اپنے نشہ کو اور یہہ مرتبہ کمال اور نہایت کا ہی مراتب عارفونکی سے کہ دنیا مین اس سی بڑہ کر کوئی مرتبہ عرفان کا نہین ہی اور اسکو مقام بقا بھی کہتے ہین اور یہہ مقام آنا فانا ہوتا ہی مانند چمکنی بجلی کے بسبب ظاہر ہونے اسکیکے عالم ملکوت مین اور اگر دوام قیام ہو اس مقام کو تو نہ طاقت رکھہ سکی اسکی تحمل کی طاقت بشریہ انتہی اور یہہ ابیات بوستان سعدی شیرازی رحمہ اللہ کے اسی امر کے تائید مین ظاہر و باہر ہین

نه مطرب که آواز پای ستور … سماع است اگر عشق داری و شور

مگس پیش شوریده پر نزد … که او چون مگس دست بر سر نزد
چو شوریدگان می پرستی کنند … به آواز دولاب مستی کنند
بگویم سماع ای برادر که چیست … مگر مستمع را بدانم که کیست
وگر مرد لهو است و بازی و لاغ … قوی تر شود لهوش اندر دماغ
جهان پر سماع است و مستی و شور … ولیکن چه بیند در آئینه کور

نه بم داند آشفته سامان نه زیر … به آواز مرغی بنالد فقیر
برقص اندر آیند دولاب وار … چو دولاب بر خود بگریند زار
گر از برج معنی بود طیر او … فرشته فرو ماند از سیر او
چو مرد سماع است شهوت پرست … به آواز خوش خفته خیزد نه مست

کہا ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ مین جو غنا اور مزامیر کے بیان مین لکھا ہی قیل لا یصلح السماع الا من له نفس میتة وقلب حی ونفسه ذبحت بسیف المجاهدة وقلبه حی بنور المشاهدة وقد قال الله تعالی ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب والقی السمع وهو شهید وهذا کله اذا لم یکن هناک منکر من القول او الفعل والا فقد قال العلامة البزدوی فی فتاواه ان القول والرقص الذی یفعله الصوفیة فی زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیه وهو والغناء والمزامیر سواء ثم قال وجوزه اهل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلهم قال وعندی ان ما فعله اولئک غیر ما یفعله هؤلاء فان فی زمنهم ربما کان ینشد شعرا فیه معنی یوافق احوالهم فمن کان له قلب رقیق اذا سمع کلمة توافق حاله او تدله علی امر هو فیه ربما یغشی علی عقله فیقوم من غیر اختیار ویخرج منه حرکات اضطرابیة وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤاخذ به ولا یظن فی مشائخ السلف انهم فعلوا مثل ما فعل اهل زماننا وایضا فیه ان سماع الغناء والضرب بالدف والتصفیق والرقص وتمزیق الثیاب الذی یفعله المتصوفة وغیرهم لا یعرف لمثل هذا فی الشرع جواز وهو محظور شرعا وهو من الملاهی التی توجب القدح فی العدالة انتهی ونقل الامام القرطبی ان اقوال

من احدث الرقص والتواجد اصحاب السامری لما اتخذ لهم عجلا جسدا له خوار قاموا یرقصون حوله ایتهی
یعنی کہا گیا ہے کہ نہین صلاحیت رکھتا ہی راگ سننے کی مگر وہ شخص کہ نفس اوسکا مردہ ہو اور دل اوسکا زندہ ہو اور نفس اوسکا
ذبح کیا گیا ہو تیغ مجاہدہ سی اور دل اوسکا زندہ ہو ساتھہ نور مشاہدہ کے اور تحقیق کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ بیشک اسمین نصیحت
ہی اوسکو کہ ہو دل اوسکا فکر کرنیوالا حقایق اخبار مین یا ہو عقل بیدار کرنیوالی خواب غفلت سی یا واسطی اوس شخص کی کہ کان لگاوی
کہ سنی اوسکو بطور عبرت کی اور ہو جاوے وہ حاضر یعنی ساتھہ حضور دل کی سنے اور عجب کیا سب عجب ہی کہ نہو وہان کوئی قول
منکر اور نہین تو نہین اور کہا علامہ بزدوی نی اپنے فتاوی مین کہ بیشک گانا اور ناچنا کہ کرتے ہین اوسکو ہماری زمانہ کے
صوفی حرام ہی نہین جائز ہے قصد کرکے جانا اور بیٹھنا وہان برابر ہی کہ ہو فقط راگ یا ساتھہ مزامیر کے اور جایز رکھتی ہین
اسکو اسوقت کی صوفیہ اور سند پکڑتے ہین ساتھہ فعل مشایخ متقدمین کی سو بیشک وہ فعل کہ کرتے ہین یہہ اوسکو غیر ہی
اوس سی کہ کیا ہی اوسکو صوفیہ متقدمین نی اسلیے کہ اونکی زمانہ مین اکثر اوقات پڑھی جاتی تھے اشعار کہ موافق ہوتا تھا غرض لیکن
اونکا اونکی حال سی پس جو کوئی کہ ہوتا صاحب دل اور سنتا کوئی کلمہ انہین سی اپنے حال کی موافق سیر کیا یا دلالۃ توجھا جاتا
وہ کلمہ اوسکی عقل پر اور ہو جاتا وہ بے اختیار اور اوسی بی اختیاری مین کھڑا ہو جاتا اور صادر ہوتین اوسی حال مین
اوس سی کچھہ حرکتین مضطربانہ ایسی کہ لاباس بہ ہین اور گمان نہین کیا جاتا ہی مشایخ سلف پر کہ کیا ہو اونھون نی مثل
اوسکی کہ کرتے ہین اوسکو ہماری زمانیکے مشایخ انتہی بیشک سننا راگ کا اور بجانا دف کا اور تالی کا اور ناچنا اور پھاڑنا
کپڑو لکا کہ کرتے ہین اوسکو صوفیہ ہماری زمانہ کے اور اور لوگ سوا انکی نہین معلوم ہوتا ہی شرع مین جواز اسکا اور وہ ممنوع
ہی از روی شرع کی اور وہ ملاہت یعنی کھیل تماشی سے ہی کہ جاتی رہتی ہی اوس سی عدالت اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ تحقیق
پہلا شخص جسنی نکالا رقص اور وجد کو وہ اصحاب سامری کی تھے جبکہ بنایا اونھی واسطے اونکی بچھڑا کہ وہ ایک جثہ تھا واسطے
اوسکی آواز تھی مانند آواز گاے کے بچہ کی اور وہ یعنی اصحاب سامری کھڑے ہوکر ناچتے تھے گرد اوسکی انتہی اور عین العلم کی
شرح فارسی مین نقل کیا ہی احیاء العلوم سی کہ جس سنت کی کرنیمین مشابہت لازم آتی ہو ساتھہ مبتدعین کی تو اوس سنت
کا ترک لازم ہی پس کیا گمان ہی تیرا ساتھہ اوس فعل کے کہ ہو وہ بدعت اور مشابہت لازم آتی ہو اوسمین ساتھہ قوم
سامری کی انتہی صاحب امتاع نی کہا کہ اختلاف ہی اسمین کہ کون سی شخص نی پہلے تغنی کری ساتھہ غنا عربی کی سو کہا ابوہلال
عسکری نی کہ اکثر علما اسپر ہین کہ نام اوسکا طویس ہی اور یہہ اسطور سی ہوا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نی تعمیر کعبہ
کی کروائی تو فارس اور روم کی لوگ اوسکی تعمیر کرتی تھے اور اپنی الحانون مین تغنی کرتے تھی تو مغنی عرب نی اونسی سنکر اوسکو
عربی مین نقل کیا اور بہلا جسنے نقل کیا اوسکا نام طویس تھا اور اوسی بیشوم بھی کہتے ہین بسبب نامبارک ہونی اوسکی
کی اسلیے کہ ولادت اوسکی روز رحلت سرور عالم کی ہوی تھی اور فطام یعنی دودہ چھٹانا اوسکا دن موت ابوبکر رض کی
تھا اور بالغ ہوا دن موت عمر رض کی اور تزوج کیا اوسی دن قتل ہوی حضرت عثمان رض کی اور پیدا ہوا اوسکی گھر مولود

دف نقل حضرت علی خوکی تبیین کرنیکیلئے منقول ہوئی اس غنا ہوسیقی متعارف سے عرب مین غنا ساتھہ جس صورت کے تھا شل نصب وتشدید اعراب اور حدا اور رکبانی وغیرہ کے وہ سب اقسام مباح ہین بلا خلاف کذا فی مدارج النبوۃ انتہی اور شرح مین رسالہ مالکیہ کو نقل کیا ہے کہ کہا حنفیہ نے کہ جس بوریہ پر ناچ ہوا ہو نہ نماز پڑھی جاوے اوسپر جبتک نہ دھویا جاوے اور کہا مالکیہ نے کہ جو کوئی حاضر ہو راگ مشہور مین ہوجاتا ہے وہ فاسق اور اگر حلال جانے اوسکو تو ہوجاتا ہے مرتد اور کہا شافعیہ نے کہ واجب ہے اماموں کو کہ منع کرین وے اونکو اس سے اور کہا ہے حنابلہ نے کہ جو کوئی گواہ وہان پر حاضر ہو تو ساقط ہوجاتی ہے اوسکی عدالت اور کہا عبد اللہ تستری نے ہر وجد کو کہ نہ گواہی دی اوسکی کتاب اور سنت نے پس وہ باطل ہے اور سماع مزلۃ الاقدام ہے واجب ہے حفظ ضعفا کو اوس سے اور کہا جنید رحمہ اللہ نے کہ دیکھا مینے ابلیس کو خواب مین تو پوچھا مینے اوس سے کہ کیا فتح پاتا ہے تو ہمارے یارون پر کسی چیز سے اوسنے کہا ہان دو وقت مین ایک تو راگ سنتے ہین اور ایک نظر کرتے ہین پس مین داخل ہوتا ہون اون مین اور نہین پوشیدہ ہے یہہ کہ جمع کرنا شریعت اور حقیقت مین یہہ مرتبہ اہل کمال کا ہے طریقت مین اور ہر کسیکا اکابر مین سے یہہ کام نہین اور حاصل کلام کا یہہ ہے کہ بیشک وہ لوگ جو راگ باجے ناچ وجد مین مبتلا ہین اور تمسک کرتے ہین ساتھہ اسکے فعل مشائخ متقدمین کی پس ہذا منکر عظیم فی ہذا الزمان واجب ہے انکار اوس کا اوس شخص پر کہ قدرت رکھتا ہے منع کرنے پر ہاتھہ سے ہو یا زبان سے یا دل سے اور یہہ ضعیف ایمان ہے انتہی مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ وای اور افسوس ہے اوپر حال سراپا ضلال جہال ابنا زمانہ کے کہ شمار کرتے ہین اپنے کو بیچ زمرۂ صوفیہ کرام کے اور حال اونکا سراسر خلاف حال سعادت مآل اونکے کے ہے کہ غالب ہوئین اوپر شہوتین اونکی اور سما گئین دلون مین اونکے لذتین اونکی اور گھیر لیا اونکو حب دنیا نے کہ مقدم کیا فوائد دنیا کو اور محبت اللہ تعالی اور منافع دار آخرت پر کہ خراب ہوگئے باطن اونکے اور فاسد ہوگئے حالات اونکی

فلا یحرک السماع منہم الا ما ہو الغالب علیہم وعلی قلوبہم من الصفات المذمومۃ المکنونۃ لدیہم کما قیل کل اناء

یترشح بما فیہ وقد قال اللہ تعالی واللہ مخرج ما کنتم تکتمون وقال ابو سلیمان الدارانی الصوت الحسن لا یدخل فی قلب شیئا

انما یحرک من القلب ما فیہ لا سیما فی زماننا ہذا مع تکدر احوالنا وفساد اعمالنا وکساد اقوالنا فنسئل اللہ العافیۃ

فی احوالنا کذا قال ملا قاری فی رسالۃ السماع والمزامیر یعنی نہین ابھارتا ہے راگ اونسے مگر اوس چیز کو جو اوپر اونکے اور اونکے دلون پر غالب ہے صفات مذمومہ مین سے کہ وہ اونکے دلون مین پوشیدہ ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ ہر ایک برتن ٹپکتا ہے اوس چیز سے جو اوس مین ہوتی ہے اور تحقیق فرمایا اللہ تعالی نے اور اللہ تعالی نکالنے والا ہے اوس چیز کو کہ تم چھپاتے یعنی اوصاف رذیلہ اور کہا ابو سلیمان دارانی نے کہ آواز خوش یعنی آواز راگ کی نہین داخل کرتی ہے دلمین کسی شے کو بیشک کہ ابھارتی ہے اوس چیز کو جو دلمین ہوتی ہے خصوصًا اس ہمارے زمانہ مین باوجود مکدر ہونے احوال ہمارے کے اور فاسد ہونے اعمال ہمارے کے اور کاسد ہونے اقوال ہمارے کے سو مانگتے ہین ہم اللہ تعالی سے عافیت بیچ خاتمہ اپنے کے سو

اس سے معلوم ہوا کہ نہین جائز ہے سننا راگ کا مگر ساتھہ شرائط مذکورہ کے واذا فات الشرط فات المشروط

اور وہ جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ من لم یتغن بالقرآن فلیس منا تو معنی اوسکی صاحب نہایہ نی یون لکہی ہین کہ من لم یستغن بہ عن غیرہ
یعنی جو کوئی استغنی نہوا ساتھہ اوس قرآن کی غیر اوسکی سے سو وہ نہین ہی ہم مین سی یعنی ہماری طریق سے کما یقال تغنیت وتغانیت
واستغنیت وقیل اراد من لم یجہر بالقراءۃ فلیس منا یعنی اور کہا گیا ہی کہ جسنی ارادہ کیا کہ نہ جہر کری ساتھہ قرآن کی سو وہ نہین ہے
ہم مین سی اسلیے کہ آئی ہی تفسیر تغنی کی ساتھہ جہر کے دوسری حدیث مین صریح کہ یتغنی بالقرآن یجہر بہ وقال الشافعی معناہ تحسین
القراءۃ وترقیقہا یعنی معنی اوسکی سنوارنا قرات کا اور نرم کرنا آواز کا ہے اور کہا ابن الاعرابی نے کہ عرب لوگ گاتی تھے رکبانی
سواری مین اور جب بیٹھتی تھے صحنون مین اور سوا اسکے اور اوقات مین فلما نزل القرآن احب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکون
ہجیراہم بالقرآن مکان التغنی بالرکبانی یعنی جب اوترا قرآن دوست رکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہوون روکنی والے
اونکو ساتھہ قرآن کی بجای گانے رکبانی کے اور وہ جو حدیث عایشہ رض مین آیا ہے وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث
اوسکی معنی یہہ ہین کہ اور پاس میری تہین دو چہوکریان کہ گاتی تہین وہ ساتھہ غناء بعاث کی یعنی گاتی تہین اون شعرون کو
کہ کہی گئی تہی وہ روز لڑائی بعاث کی کہ درمیان انصار کی ہوئی تہی ولم ترد الغناء المعروف من اہل اللہو واللعب اور نہین
ارادہ کیا گیا ہے اس حدیث مین غنا سی غنائی معروف کہ گاتی ہین اوسکو اہل لہو ولعب اور کہا نصاب الاحتساب مین کہ یہہ
حدیث متروک ہی وقد رخص عمر رض فی غناء الاعراب وہو صوت کالحداء انتہی یعنی اور تحقیق رخصت دی حضرت عمر رض نے
بیچ سننی راگ بدوؤنکی کہ وہ ایک آواز ہے مثل حدی کے اور مجالس الابرار مین اس حدیث من لم یتغن کی شرح مین لکہا ہی والمراد
بالتغنی المذکور فیہ لیس ما ہو المشہور المعروف بوجوہ یعنی اور مراد ساتھہ تغنی کے جو مذکور ہے اوسمین نہین ہی وہ غنا جو مشہور
ومعروف ہی بسبب کئی وجہون کے الاول الی اخرہ یعنی اول اون وجہون کی یہہ ہی کہ تحقیق اول کا کلمہ اس حدیث کا یعنی
لیس منا منع کرتا ہی ہونی مراد تغنی سے غناء مشہور کو اسلیے کہ معنی لیس من اہل سنتنا وممن یتبعنا فی امرنا یعنی جو شخص غنا
نکری ساتھہ قرارت قرآن کی نہین ہی وہ اہل ملت اور تابعدارون ہماری سی آمر دین مین اور یہہ ایک قسم کا وعید ہی اور نہین
اختلاف ہی درمیان امت کی اسبات مین کہ تحقیق پڑہنی والا قرآن کا بغیر تغنی کی ثواب پاوے گا ماجور ہی فکیف یستحق الوعید سو کیونکر
سزاوار ہوگا وعید کا الثانی الی اخرہ اور دوسری وجہ مذکورہ سی وہ ہے کہ تحقیق فقہانے تصریح کی ہی اسپر کہ پڑہنا قرآن کا ساتھہ
غناکی معصیت ہی اور قاری اور سامع دونون گنہگار ہین اور حلال جاننی والا اوسکا کافر ہے اسلیے کہ غنا حرام ہی سب دینون
مین اور یون ہی لکہا قاضی الامام الزاہدی المعین حرام بلا خلاف وذکر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ظہیر الدین
المرغینانی من قال لمقری زماننا عند قراءتہ احسنت یکفر یعنی نقل کی گئی ہے ظہیر الدین مرغینانی سی یہہ بات
کہ تحقیق جو کوئی کہی واسطے پڑہنی والی ہماری زمانہ کی وقت پڑہنی اوسکی کے اچہا کیا تو نے کافر ہو جاوی و وجہہ کون
التحسین کفرا ان قراءۃ ہذا الزمان غنا بل قراتہم فی المجالس لا تخلو عن التغنی للناس یعنی اور وجہ کافر ہونیکی تحسین مین یہہ ہے
کہ تحقیق قاری اس زمانہ کی کم خالی ہوتی ہین قراتین اونکی مجلسون اور محفلون مین تغنی سی واسطے لوگون کی والتغنی للناس

حرام بالاجماع قطعیا ولذلک سماہ صاحب الذخیرۃ کبیرۃ وکذا صاحب الھدایۃ حیث قال فیہا ولا یقبل شہادۃ من یغنی

للناس لان یجمعہم علی ارتکاب کبیرۃ یعنی اور تغنی للناس حرام ہے اجماعی قطعی اور اسلیے نام رکھا اوسکا صاحب ذخیرہ نے گناہ کبیرہ اور یون ہی صاحب ہدایہ نے جسجگہ کہا ہدایہ مین اور نہ قبول کیجاوے شہادت اوس شخص کی کہ گاوے لوگون کے لیے اسلیے کہ اکٹھا کرتا ہے وہ لوگونکو ارتکاب کبیرہ پر الخ فدل کلامہ ھذا علی ان استماع التغنی

کبیرۃ فاذا کان استماع التغنی کبیرۃ فکون التغنی کبیرۃ اولی فالمغنی مرتکب ھذہ الکبیرۃ ایضا فتحسینہ

تحلیل الحرام القطعی وھو کفر یعنی جب سننا غنا کا ہوا کبیرہ تو ہوا غنا کرنا کبیرہ بالاولی سو مغنی مرتکب ہوا اس کبیرہ کا سو تحسین کرنا اوس کا حلال کرنا حرام قطعی کا اور یہہ کفر ہے والوجہ الثالث الی آخرہ یعنی وجہ تیسری اون وجوہ مذکورہ سے یہہ ہے کہ تحقیق حدیث مذکورہ اوپر معنی لینے غنا کی مشہورہ کی معارض ہوتی ہے ساتھہ حدیث ترمذی کے کہ روایت کیا ہے اوسنے

از حذیفہ رضی اللہ عنہ سے انہ علیہ السلام قال اقرء القران بلحون العرب واصواتہا وایاکم ولحون اھل الفسق ولحون اھل

الکتابین فانہ سیجی بعدی قوم یرجعون القران فی ترجیع الغناء والرھبانیۃ والنوح لا یجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبہم وقلوب

من یعجبہم شانہم ذکر ھذا الحدیث الامام الجعبری فی شرح شاطبی یعنی فرمایا علیہ السلام نے پڑھو تم قرآن کو ساتھہ لحون عرب کی اور آوازون اونکی کے اور بچو تم لحون اہل فسق اور لحون یہود و نصاری کے سے پس تحقیق شان وہ ہے کہ قریب ہے کہ آویگی بعد میرے ایک قوم کہ ترجیع کرینگے وہ قرارت قرآن مین ساتھہ ترجیع غنا کی اور رہبانیت کی اور نوحہ کی اور نہ تجاوز کریگا قرآن حلق سے اونکی فتنے مین ڈالے گئے ہین دل اونکے اور دل اون لوگونکے کہ اچھا جانتے ہین اس کلام اور حال کو اونکے

ذکر کیا اس حدیث کو امام جعبری نے شرح شاطبی مین الی آخرہ فعلی ھذا متی قیل یجوز قراءۃ القران بالالحان یراد بہ حسن الصوت

ولحون العرب کما فی قولہ علیہ السلام اقرؤا القران بلحون العرب یعنی پس لازم آتا ہے اس تحقیق پر یہہ کہ جب کہا جاویگا کہ جایز ہے قرآن پڑھنا ساتھہ الحان کے تو مراد ہوگی اوس سے حسن صوت اور لحن عرب کی جیسا کہ فرمایا علیہ السلام نے کہ پڑھو تم قرآن ساتھہ لحون عرب کی اور مراد لحون عرب سے اونکی پیدایشی آوازین ہین کہ وہ مد کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ترقیق کرنا مرقق کا اور تفخیم کرنا مفخم کا اور ادغام کرنا مدغم کا اور اظہار کرنا مظہر کا اور اخفی کرنا مخفی کا اور سوا اسکے اور اوس قسم سے کہ لازم ہے اونکی کلام مین کہ سلیقہ اونکا ہے کہ نہین ادا کرسکتے ہین اوسکو اونکی طرح سے اور کوئی ومتی قیل

قراءۃ القران بالالحان حرام یراد بہ لحون اھل الفسق کما فی قولہ علیہ السلام ایاکم ولحون اھل الفسق الی آخرہ

یعنی اور جب کہا جاوے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھہ لحن کے حرام ہے تو مراد اوس لحن سے لحن اہل فسق کا ہے جیسیکہ فرمایا علیہ السلام نے کہ بچو تم لحون اہل فسق سے اور مراد لحون اہل فسق کے سے لحن غنا کی ہین کہ وہ حرام ہین پھر جو کوئی اونکو کریگا مرتکب کبائر کا ہوگا

پس ہوگا وہ اہل فسق سے وقد وقع الغلط علی افہام بعض الناس فیظنون ان المراد بحسن الصوت المطلوب فی قراءۃ القران والخطبۃ والاذان

ھو التغنی المعروف المشھور ھیھات لما یزعمون کلا انہم عن ھذا المعنی لمعزولون الخ یعنی اور بیشک غلطی واقع ہوئی ہے سمجھون مین

بعضے لوگون کی سو گمان کرتے ہین وہ اسبات کا کہ تحقیق مراد ساتھہ حسن صوت کے کہ مطلوب ہی قراءت قرآن اور خطبی اور اذان
مین یہی غنا معروف و مشہور ہی سو افسوس ہی افسوس ہی اونکی ان سمجھون پر یون نہین جو وی سمجھی ہین بیشک وی ان
معنون سی ایک کنارہ پر پڑے ہین اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ تمہنوا القرآن باصواتکم معنی اسکے زینوا اصواتکم بالقرآن ہین
یعنی زینت دو اپنی آوازونکو ساتھہ قراءت قرآن کے کذا فی النہایہ پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل صہبا مین پہونچے اور
نماز عصر وہان پڑھی اور زاد راہ آپکی پاس ستو تھی سو منگائی اور اونکو گھولکر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھہ تناول فرمایے
اور اوسی عصر کے وضو سی نماز مغرب پڑھی پھر نماز عشا پڑھکر وہانسے آگے روانہ ہونیکو راہبر طلب کیے اور اونکو فرمایا کہ ہمکو ایسی
رستی لیچلو کہ ہم لوگ درمیان خیبر اور غطفانیون کی حائل ہو جاوین کہ اونکو اونکی مدد کو نجہوڑین ایک نی اونمین سی کہ حسیل نام
تھا عرض کی کہ مین لیچلونگا پھر جاتی جاتے وہان پہونچی کہ کئی راہین وہان جمع تھین وہان حسیل نی عرض کی کہ ان سب
رستونسے منزل مقصود کو پہنچ سکتے ہین انمین سی جو راہ پسند کرین اوسمین لیچلین آپنے فرمایا کہ ہر ایک راہ کا نام لیجیو ہم جانکے
پسند کرلینگے پھر اوسنی سبکے نام لینے شروع کیے ایک کا نام حزن اور دوسریکا نام شاش اور تیسریکا نام حاطب تھا آپنے فرمایا
انمین سی ایک بھی پسند نہین ہے نقل ہی عمر خطاب سی کہ کہا اونھون نی نہ دیکھی میںنے ہرگز مانند اوس رات کی کہ جو نام لیا وہ
قبیح تھا اور مفصل بیان فال اور تطیر کا جلد ثانی مین انشاء اللہ تعالی مذکور ہوگا اوسنے عرض کی کہ ایک رستہ اور ہی فرمایا اوسکا
نام کیا ہی عرض کی کہ مرحب فرمایا کہ اسی راہ لیچل پھر اوسی راہ سی خیبر کو چلے اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کو چند سوار دیکر بسم
طلیعہ کی آگے روانہ کیا وہ گئی اور ایک جاسوس خیبر والونکا پکڑ لائی اوس سی پوچھا کہ تو کون ہی اوسنی کہا شتربان ہون میرے
اونٹ جاتی رہین ہین اونکو ڈھونڈتا ہون عباد نے کہا تو کچھہ خبر خیبر والونکی جانتا ہی کہا ہان اونھون نی ہوذہ بن قیس
اور کنانہ بن ابی الحقیق کو اپنی ہمقسمون غطفانیونکی طرف بھیجکر اون سی مدد طلب کی ہی اور عیینہ بن بدر ساتھہ ایک جمع کثیر
ہتھیار بندکی اونکی کمک کو قلعون خیبر مین آیا ہی اور اب دس ہزار مرد جنگی جرار منتظر جنگ محمد اور اوسکی اصحاب کی ہین پھر
عباد نی کہا کہ تو غالبا اونکا جاسوس ہی اور اوسکو خوب سا مارا اور دھمکایا ساتھہ قتل کے جاسوس نی کہا کہ تو مجکو اپنی امان
مین لی تو مین سچ کہون اونھون نی اوسی امان دی اوسنی کہا کہ سچ جانو خیبر والی تمسے بہت ڈری ہین اور جو معاملہ تمنی یہودی قریظہ
اور بنو النظیر کی ساتھہ کیا ہی اس سبب سی اونکے دلون مین خوف عظیم غالب ہو رہا ہی سوا اسکے اور بہت باتین بیان کین
پھر عباد اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور جو کچھہ کہ اوس سی سنا تھا سب عرض کیا حضرت عمر فاروق نی
کہا کہ اسکی گردن مارنا چاہیے عباد رضی اللہ عنہ نی کہا کہ مینے اسکو امان دی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عباد
اچھی طرح سی اسکو رکھہ کہ دیکھین انجام اس لڑائیکا کیا ہوتا ہی پھر آخر کو وہ جاسوس خیبر مین اگر مسلمان ہو گیا اور جب
نگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیار خیبر پر پڑی تو یہہ دعا آپنے پڑھی اللہم رب السموات السبع وما اظللن

ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین اسألك خیر ھذہ القریۃ وخیر ما فیہا

واعوذبک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت صلعم جب خیبر کے قریب پہونچے تب صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا
کہ ٹھہرو اور یہہ دعا پڑھو اصحاب نے مطابق حکم کے عمل کیا بعد ازین آپنے فرمایا کہ ٹھہرو ادخلوا علی برکت اللہ پھر وہانسے آگے بڑھکر
منزل منزل مین اوترے اور نماز کیلیے وہان ایک مکان معین کیا وہان تہجد کی نماز پڑھی پھر ایک ساعت وہان آرام فرمایا
پھر وہان سے آپکی ناقہ شریف تھوڑی دور چلکر بیٹھہ گئی وہ جگہ لشکرگاہ کی مقرر ہوئی اور مسجد کیلیے دوسرا مکان مقرر ہوا اور
نماز فجر کی آپنے سویرے تاریکی مین اول وقت پڑھی اور عادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ تھی کہ غارت صبح کو
کرتے تھے اور یہود خیبر اوس رات کو ایسے غافل ہوے کہ آپکی آنیکی اونکو مطلق خبر نہوئی اور حالانکہ پہلے سے اونھون نے جب آپکی تشریف
لانیکی خبر سنی تھی تو ہر وقت ایسی نگہبانی کیا کرتے تھے کہ ہر رات کو دس شخص کیلیے سوار ہوکر باہر نکلا کرتے تھے بخلاف اوس رات کی
کہ صبح تک کوئی جاگا یہان تک کہ مرغ بھی نہ بولا اور چارپایون اونکے نے حرکت نہ کی قریب طلوع آفتاب کے جاگے پھر جب بیدار
ہوئے تو بیقرار ہوکر اور پھاوڑے کدال لیکر دروازہ کھولکر باہر نکلے جب لشکر اسلام کو دیکھا تو اولٹے اندر قلعے کے بھاگے اور
کہنے لگے واللہ محمد والخمیس اور خمیس نام اوس لشکر کا ہی کہ وہ پانچ حصون پر منقسم ہوتا ہی مقدمہ میمنہ میسرہ قلب ساقہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہہ حال مشاہدہ کیا تو فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء
صباح المنذرین گویا کہ حضرت نے تفاول لیا کہ فتح خیبر ہوگا کہ اونکے ہاتھہ مین پھاوڑے کدال کھودنی اور خراب
کرنیکے آلات تھے یا وحی سے آپکو خبر ہوئی ہوگی یہود لشکر اسلام کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے اور سلام بن مشکم کو خبر کی اوسنے
کہا کہ مینے تمسے پہلے کہا تھا کہ محمد سے باہر نکلکر مقابلہ کرنا تمنے نمانا اب بھی کچھہ نہین گیا ہے اوس سے لڑنے مین کوتاہی نہ کرو اسلیے
کہ لڑائی مین مرنا بہتر ہے قید مین مرنے سے پھر لڑائی پر وہ سب مستعد ہوئے اور اہل وعیال کو اپنے حصار کتیبہ مین رکھا اور غلہ
اور ذخیرہ حصار ناعم مین اور حصار صعب مین مضبوط کرکے رکھا اور اہل حرب حصار نطاۃ مین جمع ہوئے اور سلام بن مشکم
کو باوجود مرض صعب کے اوسی حصار نطاۃ مین لے گئے اور وہ لوگون کو لڑائی پر برانگیختہ کرتا تھا پھر قبل فتح خیبر کے وہ مرگیا پھر
جب حضرت کو یقینی معلوم ہوا کہ یہود لڑائی پر مستعد ہین تب آپنے صحابہ کو نصیحت کی اور جہاد پر آمادہ کیا اور خوشی فتح کی سنائی
اور فرمایا اگر صبر کروگے تو فتح اور غنیمت پاؤگے اور چونکہ لشکرگاہ حضرت رسالت پناہ کا نزدیک حصار نطاۃ کے جھاڑی اور نشیب
مین موقع واقع تھا اسلیے حباب بن المنذر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ یہان ساتھہ حکم اللہ تعالی
شانہ کے اوترے ہین تو ہمکو اسمین کچھہ کلام نہین ورنہ مجکو کچھہ عرض کرنا ہے آپنے فرمایا کہ مین مامور نہین ہون تب حباب رضی نے عرض
کی کہ یہہ جگہ قلعہ سے بہت قریب ہے اور سب اہل حرب اسی قلعہ مین جمع ہین اور ہمارے حال سے واقف ہین اور اونکا تیر ہمارے
لشکر مین آتا ہے اور ہم اونکے حال سے خبر نہین اور نہ اون تک ہمارا تیر جاتا ہے اور اونکی شبخون سے ہم بیخوف نہین ہین اور ہوا
بھی یہانکی متعفن ہے اگر ارشاد ہو تو کوئی جگہ ان خرابیون سے خالی ہو تو واسطے اوترنے لشکر کے تلاش کرون آپنے فرمایا کہ
بہتر پھر آپنے محمد بن مسلمہ رضی کو بلاکر ارشاد کیا کہ کوئی مکان ان قباحتون سے خالی ہو واسطے اوترنے لشکر کے تلاش کرو وہ موافق

ارشاد فیض بنیاد حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم کی گئے اور مقام رجیع کو ان قبایل مذکورہ کا مون اور مقصون واسطے نزول لشکر ظفر پیکر کے تھا تلاش کر کے حضرت کو اطلاع کی آپنے فرمایا کہ لشکر وہان چلین گے پھر اوسی منزل مین جہان اوترے تھے نطاۃ والون سے جنگ شروع ہوئی جو تیر اہل حصار لشکر اہل اسلام پر پھینکتے وہی تیر اہل اسلام چنکر اونکو مارتے اور اوس دن گرمی بہت تھی محمود بن مسلمہ رضہ جو بھائی محمد بن مسلمہ کے تھے اوس روز بہت لڑے آخر کو بسبب گرمی اور گرانباری ہتھیار کے قلعہ ناعم کے نیچے جاکر سو رہے اسی خیال سے کہ وہان کوئی نہوگا پھر جب مرحب یہودی یا کنانہ بن ابی الحقیق نے اونکو سوتے دیکھکر قلعہ پر سے ایک پاٹ چکی کا ڈالدیا وہ اونکے سر پر پڑا خود سر مین گھس گیا اور چمڑا پیشانی کا چھلکر مونھہ پر لٹک پڑا پھر لوگ اونکو وہان سے اوٹھاکر حضرت صلعم کے پاس لائے پھر حضرت نے اپنے دست مبارک سے اوس چمڑے کو اوسکی جگہ پر چپکا دیا اور اونکے سر کو ایک کپڑے سے باندھ دیا پھر وہ اوسی زخم سے وہین خیبر مین شہید ہوئے اور منقول ہے کہ حضرت صلعم نے ساتھہ مشورت حباب بن المنذر کے واسطے کاٹنے درخت کھجور کے حکم دیا پھر حضرت صدیق رضہ کی صلاح سے اس امر کو موقوف رکھا مگر اوس وقت تک چار سو درخت کٹ چکے تھے پھر رات کو وہانسے لشکر رجیع جاکر اترا اور آپنے حضرت عثمان رضہ کو لشکر مین خلیفہ مقرر کیا پھر ہر روز حضرت عثمان رضہ قلعہ نطاۃ کے نزدیک جاکر لڑتے تھے اور اس غزوہ مین حضرت نے دو رایت تیار کیے تھے ایک رایت سیاہ نام اوسکا عقاب تھا اوسمین حضرت عایشہ رضہ کے حجرے کا پردہ بندہا تھا یا چادر اور دوسرا رایت سفید تھا اور سوا ان دو کے اور لوا تھے اور لقب مسلمانون کا اس غزوہ مین یا منصور امت امت تھا یعنی اے فتحمند مار مار یعنی ہر ایک واحد تم مین کا کافرون کو مار ڈالے اور یہہ الفاظ شعار مین مقرر کیے واسطے نیک فالی کے کذافی نہایہ والمرقات اور اوس عرصہ مین پچاس مسلمان زخمی ہوئے کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام زمین خیبر مین پہونچا تو ہوا نہایت گرم اور بدبودار تھی اور خرما ابھی پکی نہ تھی یعنی گدر تھے صحابہ نے وہ کھائی اکثر کو اوس سے تپ ہوگئی اور شکایت اسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی آپنے فرمایا کہ پانی کو مشکون مین ٹھنڈا کرو اور اذان اور اقامت کے درمیان وہ پانی اون پر ڈالو اور اللہ تعالی کا نام لو پھر موافق فرمانے آپکے عمل کیا اللہ تعالی نے اونکو شفا بخشی اور لشکر یہود مین ایک یہودی عامر نام تھا اوسکا ایک غلام حبشی تھا بکریان چرایا کرتا تھا جب اہل حصار قتال کے لیے تیار ہوئے اوس غلام نے اونسے پوچھا کہ تمھارا کیا قصد ہے کہا ہم چاہتے ہین کہ اس شخص سے جو دعوی نبوت کا کرتا ہے مقابلہ کرین اس بات سے اوسکی دل مین ایک حالت پیدا ہوئی اور بکریان اپنی آگے ہانک کر حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد ساتھہ کس چیز کے حکم کرتے ہو آپنے فرمایا کہ ساتھہ اسلام کے کہ کہو کلمہ شہادت اوسنے عرض کی کہ جب مین یہہ کہون تو مجھکو کیا خیر ملے آپنے فرمایا بہشت ملے اگر اسپر ثابت رہے وہ فی الحال مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یہہ بکریان میری پاس امانت ہین چاہتا ہون کہ یہہ اپنے مالک کے پاس پہنچ جاوین آپنے فرمایا کہ انکو لشکر سے باہر تک لیجا اور اونپر ایک آواز مار اور چند کنکریان اوٹھاکر اونپر مار دے اللہ تعالی تجھسے یہہ امانت ادا کروا دیگا اوسنے ویسا ہی کیا وہ بکریان اپنے مالک کے گھر چلیگئین اور اوس غلام حبشی نے ہتھیار لیکر لڑنا شروع کیا اتنا لڑا کہ شہید ہوا آپنے اوسکے حق مین فرمایا کہ کام تھوڑا کیا

اور رفو دوری بہت پائی آور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب وہ شہید ہوا تو مسلمان اوسکو اوٹھا کر خیمہ مین لائی اور پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی حال کی خبر دی آپنی فرمایا عملاً قلیلاً واجراً کثیراً یعنی تھوڑا کام کیا اور رفو دوری بہت پائی اور
ایک روایت مین ہی کہ حضرت بنفس نفیس خود اوس خیمہ کی پاس تشریف لیگئے اور سر مبارک اوس خیمہ کی اندر کیا اور فرمایا
کہ بیشک اللہ تعالی نے اس غلام حبشی کو مکرم کیا اور درجات بہشت کو پہنچایا اور دیکھا مینی کہ دو حورین اوسکی سرہانے
بیٹھی ہین پوشیدہ نہ ہی کہ بعض احادیث مین وارد ہی کہ اوس بندی کو اوٹھا کر جنت مین لیگئے اور یہہ داخل ہونا جنت کا
ہوسکتا ہی اسلیے کہ جنت موجود ہی مگر روز قیامت کی اس بندی کو جنت سی موقف مین لاوینگی باوجودیکہ بعد دخول جنت کی
پھر اوسمین سی نکلنا نہین ہے یہان پر دو قول ہین ایک یہہ کہ مراد دخول سی یا تو استعداد دخول جنت کی ہی چنانچہ فضیلت
پڑھنے والی مین آیت الکرسی کی بعد ہر فرض نماز کی آیا ہے کہ فرمایا آپنے ما یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت یعنی نہین منع کرتا ہے
اوسکو داخل ہونی جنت کی سے مگر موت کہ مراد استعداد دخول جنت کی ہی اور ظاہر یہہ ہے کہ کہا جاوے مراد دخول سی دخول ارواح
کا ہی سبز پرندونکی جسم مین سماکر چنانچہ فضیلت شہدا مین وارد ہی کذا فی مدارج النبوۃ اور اسمقام مین ہر رات کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو واسطے محافظت لشکر کے تعین فرماتی تھی ایکرات عمر رض نی اس مہم کے ساتھہ قیام کیا اس مین
ایک یہود دیکو لوگ پاکر حضرت عمر رض کی پاس لائی آپنے اوسکی قتل کا حکم دیا اوسنی عرض کی کہ پہلی مجکو اپنی پیغمبر کے پاس لیچلو
اوسنی کچھہ کہنا ہی حضرت عمر رض اوسکو آپکی پاس لائی اوسنی سلام کیا آپنی جواب دیکر اوس سی خبر دریافت کی اوسنی کہا یا ابو القاسم
اگر مجکو امان دو تو سچ کہون آپنی فرمایا امان دی اوسنی عرض کی کہ حصن نطاۃ سی باہر نکلا مین اوس حال مین کہ اونکا
کام کچھہ انتظام نہین رکھتا تھا اور تمسی بہت خوفناک ہین اور گمان کرتا ہون کہ آج کی دن وہ لوگ حصار نطاۃ سی بھاگ
کر حصن شق مین آجاوین اور یہہ قلعہ ہی کہ ہتیار اور اسباب وغیرہ سامان جنگی اوسمین ہے کل کو جو مین قلعہ مین آؤن
تم بھی قلعہ مین آنا آپنی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی یہودی نے بھی کہا انشاء اللہ تعالی مین بھی تم کو وہ سب بتاؤنگا القصہ
حصن نطاۃ دوسری دن فتح کیا بعد ازان حصار شق بھی فتح ہوا محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتی ہین کہ اول خیبر کی قلعون سے
قلعہ ناعم فتح ہوا واللہ اعلم مروی ہی کہ ایک روز حصن صعب پر لڑائی ڈالے وہانسے مرحب یہودی باہر نکلا اور مبارز
طلب کیا عامر بن الاکوع رض اوس سی مقابل ہوئی مرحب نے تلوار عامر پر چلائی اونھون نی ڈھال پر لی تلوار ڈھال مین
پیٹھہ گئی عامر نی بھی تلوار مرحب پر چلائی مگر خالی گئی اور انھین کی زانو پر آلگی وہ اوسی زخم سی فوت ہوئی پھر اونکو اور
محمود بن مسلمہ رض کو ایک ہی گور مین رجیع کی دفن کیا اور عامر رض کو برادر زادی سلمہ بن الاکوع کہتی ہین کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی خیبر سے مراجعت کی تب راہ مین مجکو آپنی محزون وملول دیکھکر فرمایا کہ سبب تیری ملال کا کیا ہے اور
ایک روایت مین ہی کہ سلمہ کہتی ہین کہ مین روتا ہوا حضرت کی پاس گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اسید بن حضیر اور ایک
جماعت اور آپکی یار وغمین سی کہتے ہین کہ عامر کا عمل باطل ہوا کہ اپنی ہاتھہ سی مرے آپنی فرمایا کہ غلط کہتی ہین اور خطا کی اونھون نے

بیشک اوسکو وہ قوی فرو وری ہے اور آپنے اپنے دونون انگشتان مبارک کو ملایا اور فرمایا انہ لجاھد مجاھد اور ایک روایت
مین ہے کہا پھر فرمایا انہ لیقوم فی الجنۃ علیہم اللہ علیہم یعنی بیشک وہ قیام کرینگے جنت مین بلا قید یعنی جہان چاہین گے وہان
سیر کرینگے اور چونکہ لشکر اسلام مین عسرت کھانیکی کمال تھی کہ ایکدن قلعہ صعب سے بیس بکریان باہر نکلین اور گرد اوسکے چرنے
لگین حضرت نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ ان بکریون مین سے کچھ لادے ابوالیسر کعب بن عمرو انصاری آپکے سامنے آئے اور عرض کی
کہ مین یہ کام کرونگا اور دامن باندھکر مانند ہرن کے تک و دو کرتے ہوئے چلے جب حضرت نے اونکی اس حال کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد
کیا اللہم متعنا بہ یعنی اے بار خدا ہمکو اوس سے برخوردار اور فائدہ مند کر پھر جب وے اون بکریون کے پاس پہونچے تو اونمین سے
اگلا غول قلعہ مین داخل ہوگیا تھا پچھلے غول مین سے جاکر دو بکریان اونھون نے لین اور بغل مین داب کر آپکے پاس آئے پھر
آپکے حکم بموجب اون بکریون کو ذبح کرکے پکایا اور سب اہل لشکر نے اوسکو کھایا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی
برکت سے ابوالیسر رض کی عمر دراز ہوئی اور اچھے اچھے کام اونسے ظہور مین آئے اور مسلمانون کو اونسے بہت راحتین اور فائدے
پہنچتے تھے اور انھین ایام فرخندہ فرجام مین گوشت حمار اہلی کا اور متعہ حرام ہوا تلخیص المغازی مین ہے کہ ایام محاصرے
مین قلعہ صعب سے بیس یا تیس گدھے باہر نکلے چند مسلمان جاکر اونکو پکڑ لائے اور بسبب بھوکھ کے اونکو ذبح کرکے اونکا گوشت
دیگون مین چڑھا دیا اسی عرصہ مین حضرت صلعم وہان تشریف لائے اور پوچھا دیگون مین کیا پکتا ہے لوگون نے عرض کی کہ
گوشت گدھون خانگی کا ہے آپنے فرمایا کہ سب سے پکار کر کہدو کہ گوشت حمار اہلی کا اور ہر حیوان ذی ناب اور ذی مخلب کا اور
متعہ کرنا عورتون سے حرام ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ جسدن خیبر فتح ہوا اوسکی رات کو لوگون نے
بہت سی آگ جلائی حضرت نے لوگون سے اسکا سبب پوچھا اونھون نے عرض کی کہ حمار اہلی کا گوشت پکاتے ہین آپنے فرمایا کہ
پھینک دو گوشت کو اور توڑ ڈالو ہانڈیونکو اونھون نے عرض کی کہ ہانڈیونکو توڑ ڈالین یا دھو ڈالین فرمایا دھو ڈالو اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہونچی ہمکو بھوک دن خیبر کے سو ارادہ کیا ہمنے کہ پکاوین
گوشت حمار اہلی کا پھر ہانڈیون مین چڑھایا ہمنے اوسکو ہنوز نہین پکا تھا کہ پکارا گیا کہ پھینک دو گوشت کو اور توڑ ڈالو ہانڈیونکو
کہتے ہین عبداللہ بن ابی اوفی کہ بعضے صحابہ کہتے تھے کہ حرمت اسلیے ہوئی کہ خمس اسمین سے نہین نکلا اور بعض نے کہا کہ بسبب
کھانے نجاست کے حرام ہوا اور بعض نے کہا کہ بسبب احتیاج کے کہ ان پر بوجھہ لادا جاتا ہے چنانچہ تائید کرتی ہے اس پہلے قول کی
روایت انس رض کی کہ انس رض سے مروی ہے کہا اونھون نے کہ آیا ایک آدمی حضرت کے پاس اور عرض کی کہ کھائے گئے گدھے یعنی
لوگون نے ذبح کرکے کھا لیا آپنے یہ سنکر سکوت فرمایا پھر دوسرا آدمی آیا اوسنے بھی یہی عرض کی پھر بھی آپنے کچھ نفرمایا پھر تیسرا آدمی
آیا اوسنے عرض کی کہ فنا کر دئے گئے گدھے یہ سنکر آپنے فرمایا کہ پکار کر کہدو کہ خدا اور رسول خدا کا منع کرتا ہے گدھونکے گوشت کھانے
سے اور حق وہی ہے کہ حرمت اوسکی بسبب نجاست اور پلیدی کی ہے جیسے کہ دوسری حدیث مین انس رض کے آیا ہے کہا اونھون نے
کہ داخل ہوئے ہم خیبر مین صبح کے وقت اور خیبری آلات زراعت کی پھاوڑی کدال ذخیرہ لیکر باہر نکلے جب اونھون نے حضرت کو دیکھا

کہنے لگے واللہ محمد والخمیس پھر حضرت نے فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین پھر پایا ہمنے گوشت گدہون کا یعنی اپنے لشکر مین کہا عرفت پھر پکارا حضرت کی طرف سے ایک منادی نے کہ خدا اور رسول خدا کا منع فرماتا ہے گدہونکی گوشت کہانے سے اسلیئے کہ ناپاک اور پلید ہی اور اس حدیث مین اور اگلی حدیث مین کچہہ منافات نہین ہے اور ایک حدیث مین وارد ہی کہ حرام کیا حضرت نے گوشت گدہون کا اور رخصت دی گہوڑیکی گوشت مین اور ایک روایت مین بجای رخصت کے لفظ اذن کا اور ایک روایت مین لفظ امر کا آیا ہی مواہب لدنیہ مین ہی کہ اختلاف کیا علمانے گہوڑیکی گوشت کہانے مین امام شافعی اور جمہور علمای سلف اور خلف رحمہم اللہ اسکے اباحت پر گئی ہین بلا کراہت اور یہی قول ہی صحابہ مین سے عبد اللہ بن زبیر اور ابن مالک اور اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم کا اور مسلم مین اسما رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ ذبح کیا ہمنے ایک گہوڑا رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین اور کہایا ہمنے اوسکو اور دار قطنی کے روایت مین ہی اسما سے کہ کہا اونہون نے کہ کہایا ہمنے اور اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نے اور فتح الباری مین ہی کہ قول اسما کہ کہتے ہم مدینہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کرنا گہوڑیکا بعد فرضیت جہاد کے ہوا ہے اب یہہ قول انکا رد کرتا ہی اوسکے قول کو جو منع سمجہتا ہی گہوڑیکا گوشت کہانا نیکو بسبب ہونے اوسکے آلات جہاد سے اسلیئے کہ فرضیت جہاد کی مدینہ مین نازل ہو چکی تھی اور رد ہی قول اونکی مین کہ کہایا ہمنے اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کسی پر کہ کہتا ہی وہ کہ حدیث اسما مین معلوم نہین ہوتا مطلع ہونا حضرت کا اوسپر اسلیئے کہ نہین گمان ہو سکتا ہی اسبا انکا کہ آل ابو بکر رضی اللہ عنہم اقدام کرین حضرت کے زمان ہدایت نشان مین اوس چیز پر کہ اوس چیز کے جائز ہونیکی خبر اونکو نہو اسلیئے کہ یہہ لوگ مختلط رہنے والے تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کیونکر یہہ گمان کیا جاوی باوجود وفور داعیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوچہنے کے احکام شرعیہ مین اور یہی سبب ہی کہ راجح اور مختار یہہ بات ہی کہ جب صحابی کہے کہ ہم کیا کرتے تھے رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین ایسا اور ایسا تو وہ حکم مین مرفوع کی ہی سو حضرت کا مطلع ہونا اوسپر اور مقرر رکہنا اوسکو ثابت ہوا پس ہرگاہ سب صحابہ کا یہہ حال ہو تو آل ابی بکر رضی اللہ عنہم کا حال کس مرتبہ کا ہوگا اسلیئے کہ اختلاط انکا ساتھ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ تھا اور صحابہ سے کہا امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہ امام ابو حنیفہ طرف کراہت اکل لحم فرس کی گئے ہین اور مخالفت کی ہی اسمین اونکے صاحبین اور سوا اونکے اورون نے اور حجت پکڑی ہی اونہون نے ساتھ اخبار متواترہ کے اوسکے حلال ہونے پر اور کفایت المنتہی مین ہی کہ رجوع کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پہلے تین دن وفات سے اپنی طرف حلت کے اور اسی پر فتوی ہی ہذا ملخص ما فی مدارج النبوۃ

بیان حرمت متعہ کا

متعہ اوسکو کہتے ہین کہ کسی عورت سے کہے کہ صحبت کے لیے تجہہ سے متعہ کرتا ہون بدلے پانچ یا دس روپیہ کے دو روز یا سال بہر کے لیے سو اہل سنت وجماعت کے چارون مذہب مین متعہ حرام ہی اور ہدایہ کے مصنف نے جو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف متعہ کا درست ہونا نسبت کیا ہی سو اوسکو غلطی ہوئی ہی اسلیئے کہ امام مالک کے موطا مین اور اونکے مذہب کی کتب فقہ مین متعہ کو صاف حرام لکہا ہی اور علمای محدثین کو یہہ تحقیق ہی کہ متعہ دو بار

حلال ہوا اور دونون بار حرام ہوا پہلی بار چند روز مباح رہا پھر جب خیبر فتح ہوا تب حرام ہوگیا چنانچہ حضرت علی رض سے
موطا اور بخاری اور مسلم اور ترمذی مین اسکی روایت ہی اور دوسری بار جنگ اوطاس مین تین دن متعہ مباح ہوا جو
اوطاس کی لڑائی بعد فتح مکہ سے ہوئی ہے کما ستعرف پھر قیامت تک کو حضرت نے حرام کیا چنانچہ صحیح مسلم مین سلمہ بن الاکوع
سے اسکی روایت ہی اور متعہ کی حرمت پر تمام صحابہ کا اجماع اور اتفاق ہی صرف عبداللہ بن عباس رض اول اوسکو درست
کہتے تھے آخر جب حدیثین اونکو پہونچین تب وہ بھی حرمت کے قائل ہوئے چنانچہ ترمذی مین ثابت ہی اور جب حدیث اور فقہ
کی کتابون سے متعہ کی حرمت ثابت ہو چکی تو اب شیعہ کو اہل سنت کا الزام دینا محض بیجا ہے اونکی سوجہ مین خلل ہے کذا فی تحفۃ الاحبا
ترجمہ مشارق الانوار اور سیف المسلول مین ہی کہ حرمت متعہ کی غزوۂ اوطاس مین ہوئی ہی فقط نہ غزوۂ خیبر مین اور جو
شبہہ ہی جو کہتے ہین کہ متعہ کی تحریم غزوۂ خیبر مین ہوئی اور موجب اس شبہہ کا یہہ ہی کہ حضرت علی رض نے ذکر حرمت متعہ
اور اہلگدھون کا ایک ہی روایت مین جمع کر کے بیان کیا اور موقت کیا تحریم حمر اہلی کو ساتھ غزوۂ خیبر کے سو اس سے لوگونکو
شبہہ پڑا کہ دونون کی حرمت غزوۂ خیبر ہی مین ہوئی ہی سو یہہ وہم ہی اور بیان کرنا حضرت علی رض کا دونون امر کو
جمع کر کے اسلیے تھا کہ ابن عباس رض حرمت متعہ اور حمر اہلی مین اختلاف رکھتے تھے سو اونکو الزام دینے کو حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے دونون کا ذکر جمع کر کے بیان کر دیا اور اسیطرح سہو واقع ہوا عینی شارح کنز کو یہہ نسبت کرنی جواز متعہ کو طرف امام مالک
رح کی اور معمول بہا ہونی اوسکے بیچ مذہب اونکے نزدیک اکثر اصحاب اونکے اہل مدین اور اہل مکہ سے اسلیے کہ اجماع ہی چارون
مذہب کا اور سوا انکے اور سب اہل حق کا جیسے کہ نقل کیا گیا ہی بیچ کتاب رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ کے اور میزان شعرانی کے

حیث قال اجمعوا علی ان نکاح المتعۃ باطل لاخلاف بینہم فی ذلک وصفتہ ان یتزوج امرءۃ مدۃ فیقول
تزوجتک الی شہر او سنۃ ونحو ذلک وہو باطل منسوخ باجماع العلماء قدیما وحدیثا باسرہم وذہبت الشیعۃ الی صحتہ
ویرویا ذلک عن ابن عباس رض والصحیح القول ببطلانہ ولکن حکی عن زفر من الحنفیۃ ان الشرط یسقط ویصح النکاح علی
التابید اذا کان بلفظ التزویج وان کان بلفظ المتعۃ فہو موافق للجماعۃ انتہی ترجمہ اجماع کیا سب نے اسپر کہ نکاح متعہ
باطل ہی نہین خلاف ہی اونمین بیچ اسکے اور صفت اسکے یہہ ہی کہ نکاح کرے ایک عورت کو ایک مدت تک سو کہے کہ کیا مینے
تجھسے ایک مہینے تک یا ایک برس تک اور مانند اسکے اور وہ نکاح باطل ہی منسوخ ہی ساتھہ اجماع علما اگلون اور
پچھلون سبکے اور گئی ہین شیعہ طرف صحت اسکی کے اور روایت کی اونھون نے اسکی عبداللہ بن عباس سے اور صحیح
قول ابن عباس کا ساتھہ بطلان اوسکے ہی لیکن نقل کیا گیا ہی امام زفر سے جو شاگرد امام ابو حنیفہ کی ہین کہ تحقیق شرط
ساقط ہوتی ہے اور صحیح ہوتا ہی نکاح ہمیشہ کو جبکہ متعہ کیا گیا ہو ساتھہ لفظ تزویج کی اور اگر کیا گیا ہو ساتھہ لفظ متعہ
کے سو وہ موافق ہی واسطے سبکے انتہی اور فرائد شرح کنز مین ہے ویبطل نکاح المتعۃ بلفظ التمتع بک او استمتع بجیث
لایراد مقاصد عقد النکاح من الاولاد وتربیتہ بل یرید انقضاء ما دام معہا الی ان ینصرف عنہا ولاجماع الصحابۃ

علی حرمتہا بانہا کانت مباحۃ ثم نسخت کما فی صحیح مسلم عنہ صلعم کنت اذنت لکم فی الاستمتاع بالنساء وقد حرم اللہ تعالیٰ ذلک

الی یوم القیمۃ وکذا صح رجوع ابن عباس رض لما نقل من الاباحۃ فلا وجہ للنسبۃ الی مالک کما فی الھدایۃ ترجمہ

اور باطل ہے نکاح متعہ ساتھہ لفظ اتمتع بک اور استمتع کی اسطرح سی کہ نہ ارادہ کیے جاوین مقاصد نکاح کی جاہنی لڑکی سی اور تربیت

اوسکی سی بلکہ ارادہ کیا جاوی باقی رہنے کا جبتک ساتھہ اوس عورت کی ہے یہان تک کہ پہرے اوس سی اور اجماع صحابہ کا اوپر

حرمت اسکے ہی ساتھہ اسطرح کی کہ تھا وہ مباح پہر منسوخ ہوا جیسے کہ صحیح مسلم مین ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اذن دیا تھا مینے تمکو متعہ مین ساتھہ عورتون کی اور حال یہہ کہ حرام کیا اللہ تعالی نے اوسکو قیامت تک اور یون ہی

رجوع کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اوس سی کہ نقل کیا اوسکو مباح ہونیسے پس نہین ہی کوئی سبب واسطی نسبت کرنے

طرف مالک کی جیسے ہدایہ مین ہی اور وقت محاصرہ کرنے حصار نطاۃ کے بعض مسلمان بھوک سی نہایت مضطر ہوئی لوگون

نے حضرت سی عرض کیا آپنے فرمایا واللہ کوئی چیز نہین کہ اونکو بھیجون جو اونکا قوت ہو پہر آپنے دعا کی کہ بارخدایا بڑا قلعہ کہ اوس

مین کھانا لشکر کا بہت ہو مسلمانون کی لیئے فتح کر پہر لشکر جمع کرکے نشان حباب بن المنذر کو دیا اور فرمایا کہ ایک بار حملہ کرو

سبنے حملہ کیا اور اول اوس گروہ نے کہ اپنے کو قلعہ صعب کی دروازہ پر پہونچایا قوم اسلم تھی پہر یہان تک کہ عنایت الٰہی

سی قلعہ فتح ہوا اور بہت مال ومتاع اور کھانا مسلمانون کی ہاتھہ لگا لشکر مین کشایش ہوئی اور اوس قلعہ مین بہت سی مشکین

شراب کی نکلین اونکو توڑتے تھے ایک مسلمان نے کہ اوسکو عبداللہ حمار کہتے تھے کچھہ تھوڑی سی اوس شراب مین سی پی لی اوسکو

لوگ حضرت کی پاس لائے حضرت کو یہہ برا لگا آپنے اپنی نعلین مبارک سی اوسکو تادیبا مارا اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر تھے

اونکو بھی یہی امر فرمایا یون ہین اونھون نے بھی اوسکو ادب دیا اور وہ شخص شراب سی صبر نہین رکھتا تھا کئی بار اوسکو

اسی حرکت پر تادیبا مارا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللھم العنہ کہ اتنی بار اوس شخص کو اس فعل پر مارا ہی اور پہر بھی

باز نہین آتا حضرت صلعم نے فرمایا ای عمر ایسا مت کہہ کہ بیشک وہ خدا تعالی اور اوسکی رسول کو دوست رکھتا ہی اور ایام

محاصرہ حصار قموص مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شقیقہ سر کا ہوا اور وہ قلعہ بہت مضبوط تھا اور آپ بسبب درد کی لڑائی مین

حاضر نہوتے تھے ہر روز ایک صحابی کو نشان دیکر لڑائی کو بھیجتے تھے اور صحیح حدیثون مین ثابت ہوا ہی کہ ایکدن ابوبکر رض نشان

لیکر قلعہ قموص کی نیچے آئے اور خوب لڑے اور سخت مقابلہ کیا فتح یاب نہوئے دوسری روز حضرت عمر رض گئے اور خوب لڑے اور

بہت مقاتلہ کیا بہ نسبت پہلی دن کی مگر قلعہ فتح نہوا اور روایت ہی کہ حضرت عمر رض دوبار لڑے ایکبار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سی

پہلی اور ایکبار اون سی پیچھے رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کل کو دونگا مین اپنا نشان ایک شخص کو کہ وہ

لڑنیوالا اور نہ بھاگنیوالا ہو اور اللہ تعالی کو اور اوسکی رسول کو دوست رکھے اور اللہ اور رسول اوسکا اوسکو دوست رکھے

اور اوسکی ہاتھہ پر خیبر فتح ہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ سی فرمایا کہ بشارت ہو تجکو کہ کل تیری بھائی کی

قاتل کو ماریگی سہل بن السعد الساعدی رض کہتی ہین کہ جبکہ آپنے یہہ بات فرمائی تمام صحابہ مین گفتگو تھی کہ آیا کل کو نشان ہم سے

کسکو عنایت ہوگا بریدہ بن الحصیب[۵] کہتی ہین کہ کوئی ہم مین سی نتھا کہ کچھہ اوسکو قدر و منزلت تھی حضرت کی پاس مگر کہ وہ آرزو کرتا تھا کہ اس عنایت کی ساتھہ وہی مخصوص ہوا اور مروی ہی کہ ایک جماعت قریش نی کہا کہ یقین ہی کہ علی بن ابیطالب رضہ اس سے مراد نہوں گی اسلیے کہ اونکی آنکھہ دکھتی ہے ایسی کہ اپنی آگے بھی نہین دیکھہ سکتی ہین جبکہ حضرت علی نے یہہ سنا کہ آپنی یہہ فرمایا ہی تب دعا مانگی اور کہا اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت یعنی ای اللہ میری نہین منع کرنیوالا کوئی اوسکا جو تونی دیا اور نہین دینیوالا کوئی اوسکا جو تونے منع کردیا اور رہی درد چشم کی سبب سی حضرت مرتضی علی رضہ آپکی ہمراہی سی رہ گئی تھے پھر اپنی دلمین سمجھکر یہہ بات کہ حضرت سی تخلف کرنا اچھا نہین خیبر مین آکر آپ سی ملے ایاس بن سلمہ بن الاکوع اپنی باپ سی روایت کرتے ہین کہ اگلی روز پھر صبح کو سب لوگ حضرت کی خیمہ کے دروازہ پر آکر حاضر ہوئی اور ہر ایک امیدوار تھا کہ ساتھہ اس دولت کی فائز ہو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہ کہا اونھون نی کہ مین حضرت کی روبرو دوزانو بیٹھا اور پھر اوٹھکر کھڑا ہوا اس امید پر شاید کہ وہ آدمی مین ہی ہون اور حضرت ابوہریرہ رضہ حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت عمر نے کہ ہرگز امارت کو مینی دوست نہین رکھا مگر اوسدن القصہ پھر حضرت خیمہ سی باہر تشریف لائی اور پوچھا کہ علی بن ابیطالب کہان ہین لوگون نی عرض کی کہ اونکی آنکھین دکھتی ہین فرمایا کہ اونکو لاؤ پھر سلمہ بن الاکوع رضہ گئی اور حضرت علی رضہ کا ہاتھہ پکڑکے لائی حضرت علی کہتی ہین کہ جب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپنی میرا سر اپنی گود مبارک مین رکھا اور لعاب دہن مبارک بیچ میری آنکھون میں ڈالا پھر اوسکی برکت سی میری آنکھہ کا درد جاتا رہا پھر تب سی کبھی مجکو درد سر کا اور آنکھہ کا نہین ہوا پھر آپنی میری لیے دعا کی ای بار خدایا سردی اور گرمی اوس سی دور کر حضرت علی رضہ کہتی ہین کہ اوسدن سی مجکو گرمی اور سردی معلوم نہوئی یہانتک بہت گرمی مین روئی کا کپڑا اور نہایت سردی مین باریک کپڑا پہنتے تھی اور کچھہ ضرر نہین پاتے تھے پھر حضرت نے اپنی زرہ حضرت علی رضہ کو اپنی دست مبارک سی پہنائی اور ذوالفقار کمر سی باندھی اور نشان اونکی ہاتھہ مین دیا اور فرمایا کہ سیدھا چلے جاؤ کسی طرف التفات نکرو جبتک کہ فتح کردی اللہ تعالی تمپر اونھون نے عرض کی کہ کس بات پر قتال کرون فرمایا کہ قتال کرو اونسی یہانتک کہ کہین وے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب گواہی دی اونھون نی اسکی تو بچائی اونھون نی خون اور مال اپنی مگر بسبب حق اس کلمہ کی اور حساب اونکا اللہ تعالی پر ہی اور ایک روایت مین ہی کہ جب علی رضہ نشان لیکر چلے تب عرض کی کہ یا رسول اللہ قتال کرون مین اونسی یہانتک کہ ہوجاوین مانند ہماری یعنی مسلمان ہوجاوین اور فرمایا کہ ای علی جلدی مت کر اور چلا جا یہانتک کہ اونکی میدان مین پہنچکر ٹھہر تو پھر اونکو دعوت اسلام کر اور ادای حقوق اللہ پر کہ اپنی بندون پہ واجب کیی ہین اونکو آگاہ کر اور قسم خدا کی اگر ایک آدمی کو اللہ تعالی تیری سبب ہدایت کری تو وہ بہتر ہی تیری لیے اس سی کہ ہون تیری ہزار اونٹ کہ صرف کری تو اونکو اللہ تعالی کی راہ مین مراد اس سی یہہ ہی کہ ہدایت کرنا جو موجب ہی ثواب آخرت کو تو وہ افضل ہی متاع دنیا سی اسلیے کہ راہ آلہی بتانا افضل ہے سب اعمال سی اور تصدق سی بھی گو کہ وہ عبادت متعدی ہی مثال اوسکی چنانچہ واقع ہوا ہی کہ ذکر آلہی کرنا افضل ہی خرچ کرنی چاندی و سونی سی راہ خدا مین

[۵] رجال المشکوۃ

غنیمت پھر علی رضہ نشان لیکر چلے حصار قموص کے نیچے جاکر ایک سنگریزون کے ڈھیر پر نشان گاڑ دیا ایک یہودی نے حصار پر سے پوچھا کہ اے صاحب علم تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے آپنے کہا مین ہون علی بن ابیطالب یہہ سنکر اوس یہودی نے اپنی قوم سے کہا کہ قسم توریت کی اب تم مغلوب ہوئے اور یہہ آدمی بے فتح کیے ہوئے نہین جاویگا ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ عالم یہود کا شجاعت اور صفات حضرت علی کے جانتا تھا اور توریت مین حال اونکا پڑھا تھا اسلیے کہ صفات اصحاب کرام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے اگلی کتابون مین مذکور اور مسطور تھین پھر اول وہ کہ قلعہ سے باہر واسطے مقابلہ کے نکلا حارث یہودی تھا پھر آکر وہ لڑنے لگا اور دو آدمی اہل اسلام سے اوسنے شہید کیے اور اوسکی نیزے کی بھال تین سیر کی تھی کما فی المدارج والروضہ پھر حضرت علی رضہ نے اوسکو تلوار سے مار کر داخل جہنم کیا مرحب نے جب اپنے بھائیکو مردہ دیکھا تو اپنی جماعت کے ساتھہ حصار سے باہر نکلا اور رجز پڑھی اور وہ بڑا بہادر اور شجاع تھا اور طویل القامت اور قوت اور مردی مین اپنے یہان کسیکو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اور اوسدن دو زرہ پہنے تھا اور دو تلوارین حمائل کیے اور دو عمامے باندھے تھا اور خود بھی سر پر رکھے تھا اور تین سیر کی بھال کا نیزہ ہاتھہ مین تھا مسلمانون مین سے کوئی اوسکے سامنے نہ آسکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوسکا مقابلہ کیا اور رجز کہے اور رجز کہنا لڑائی مین عادت ہے شجاعان عرب کی اور اسمقام مین اپنی بہادری اور دلاوری بیان کرنا جائز ہے کہ دشمن کے دلمین اوس سے ہیبت پیدا ہو اور اپنی شوکت ظاہر ہو القصہ جب مرحب اور علی رضہ کا مقابلہ ہوا مرحب نے چاہا کہ پیشدستی کرکے تلوار مارے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوسپر سبقت کرکے ذو الفقار اوسکے سر پر ماری کہ اوسکے سر اور خود اور دستارون کو کاٹکر اوسکے حلق تک کاٹا اور جو بعضی کتب سیر مین ہے کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے مارا سو وہ روایت ضعیفہ ہے قابل اعتبار کے نہین ہے پھر مسلمانون نے ساتھہ اعانت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہودیون پر حملہ کیا اور قتل کرنے لگے اوسوقت حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ نے سات آدمی شجاع اور بہادر مخالفین مین سے مارے پھر سب یہودی حصار کو بھاگ گئے اور حضرت علی رضہ اونکے تعاقب مین تھے کہ ایک یہودی نے ایک ضرب اونکے ہاتھہ پر ماری سپر آپکے ہاتھہ سے گر پڑی دوسرے یہودی نے لیلی کر اوٹھا لی اور بھاگا حضرت علی رضہ کو غصہ آیا اسمین ایک حالت عالم غیب سے ساتھہ قوت روحانی کے وارد ہوئی حملہ کرکے اپنے کو دروازہ حصار پر پہونچایا اور ایک کواڑ دروازے کا اوکھاڑ کر اپنے واسطے سپر بنالی مدارج النبوۃ مین حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خیبر کے دروازے کو پکڑ کر ہلایا کہ اوسکو اوکھاڑین تو سارا قلعہ ہلگیا کہ صفیہ بنت حیی بن اخطب چارپائی سے نیچے گر پڑے اور کچھہ چوٹ بھی لگی اور حکمت سرایت اس جنبش مین صفیہ کے علامت مناسبت کی تھی کہ بسبب اوسکے اسیر ہوئین اور آخر کو نکاح مین حضرت سرور کائنات کے آئین اور یہہ اسلیے تھا کہ پہلے ہی سے علاقہ باطن کا حرکت مین آکر استعداد قبول کرے اور مستعد اور طیار اوس دولت کے لیے ہو پھر جب اہل حصار قموص نے اور اور حصار والون نے قوت بازو علی کرم اللہ وجہہ کی دیکھی امان طلب کی حضرت علی رضہ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اونکو امان دی اس شرط پر کہ نقد اور سلاح مسلمانون کو دین اور

کچھ چھپا کر نہ رکھ لین اور اگر خلاف اسکی کرین گے تو حکم امان کا انسے جاتا رہیگا اور بہی اس شرط پر کہ ہر مرد انمین سے ایک اونٹ بھر کر کھانیکو لے لے اور اس شہر سے نکل جاوے پھر جب لڑائی آخر ہوئی حضرت علی رض نے وہ کواڑ اپنے پیچھے اسی بالشت دور پھینکدیا پھر سات آدمیون نے چاہا کہ اوس کواڑ کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرین نہ پھیر سکے پھر چالیس آدمیون نے چاہا اون سے بھی نہو سکا اور مدارج النبوت مین ہے کہ وزن اوس کواڑ کا آٹھ سو من کا تھا اور مواہب لدنیہ مین آیا ہے اوکھاڑنا علی رض کا در خیبر کو اور نہ ہلا سکنا اوسکو ستر آدمیون کا مگر بعد مشقت بہت کے اور روایت ابن اسحاق کی کہ اوسمین سات آدمی آئے ہین اور روایت حاکم کی کہ بیہقی سے روایت کیا اونھون نے اور بیہقی نے لیث بن ابی سلیم سے اونسے ابی جعفر محمد بن علی بن ابی حسین سے اور راونھون نے جابر رض سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اوکھاڑ کر اوٹھا لیا در خیبر کو اور تجربہ کیا گیا بعد اوسکے اور نہ اوٹھا سکے اوسکو چالیس آدمی اور بیہقی کی روایت کہ جب علی رض در خیبر پر پہونچے کھینچ لیا اوسکا ایک کواڑ اور ڈالدیا زمین پر اور جمع ہوئے ہم مین سے ستر آدمی کہ اوٹھا کر لگا دیوین اوسکو اوسکی جگہ پر کہا ہے شیخ ہمارے نے کہ یہہ سب روایتین واہی یعنی سست اور ضعیف ہین اور ایسا ہی انکار کیا ہے اوسکا بعض علمانے اور کہا کہ روایت حاکم مین بہت راوی ضعیف ہین انتہی کلام المواہب اور صحیح بخاری مین حدیث فتح خیبر کے مذکور ہے مگر اوسمین ذکر اوکھاڑنے در خیبر کا نہین ہے لیکن یہہ ذکر مشہور ہے اور کتب احادیث اور سیر مین مسطور ہے واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ اور عبارت مواہب لدنیہ کی یہہ ہے وقلعہ

على باب خيبر ولم يحركه سبعون رجلا الا بعد جهد وفي رواية ابن اسحق سبعة اخرجه من طريق البيهقي في الدلايل ورواه الحاكم

عن البيهقي من جهة ليث بن سليم عن ابي جعفر محمد بن علي بن حسين عن جابر ان عليا حمل الباب يوم خيبر وانه جرب بعد ذلك

ولم يحمله اربعون رجلا وليث ضعيف وفي رواية للبيهقي ان عليا لما انتهى الى الحصن اجتبذ احد ابوابه فالقاه بالارض

فاجتمع عليه بعده منا سبعون رجلا فكان جهدا ان اعادوا الباب مكانه قال شيخنا وكلها واهية وكذا انكره بعض العلماء انتهى

صاحب مدارج لایا ہے کہ معارج مین حکایت غریب نقل کی ہے کہ جب چالیس آدمی اوس کواڑ کے اوٹھانے سے عاجز ہوئے حضرت علی رض کی خاطر شریف مین شگفتگی یعنی ایکطرح کی بڑائی آئی اور ساتھ اس قوت اور شوکت اپنی کے ناز کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ علی رض کو فرماوین کہ پھر جا کر اوس کواڑ کو اوٹھاوے آپنے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور ہرچند جہد اور کوشش کی نہ اوٹھا سکے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے تو کہ علی معلوم کرے کہ وہ اوٹھانیوالا اوسکا علی نتھا بلکہ ہم تھے یعنی قوت بازو علی سے یہہ کام نہین ہوا ہے بلکہ ہماری امداد اور اعانت سے یہہ کام ہوا ہے مین سے ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اوسکو مینے ساتھ قوت روحانی کے اوکھاڑا نہ قوت جسمانی کے اور یہہ ظاہر ہے کہ وہ عالم قدرت سے تھا نہ عالم عادت سے اور عالم حقیقت سے تھا نہ عالم مجاز سے انتہی بعد ازان جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ خبر فتح کی ساتھ کیفیت مذکور کے سنی بہت خوش ہوئے اور جب حضرت علی رض جناب رسالت مآب سے ملنے کو آئے حضرت اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور استقبال کیا اور بغلگیر ہو کر ملے اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا

ملئت ثناءک المنشکو وضیعک الذکر وقد رضی اللہ ورضیت عنک یعنی جو خبر پہونچی مجکو تعریف تیری جو شکر کیے گئے
اور کارہے تیرا جو نہ کر کیا گیا تحقیق راضی ہوا اللہ اور راضی ہوا مین تجھسے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ ای علی مین تجھسے راضی
ہون حضرت علی رضؓ کو اس بات سے رقت ہوئی آپنے پوچھا ای علی یہ رونا خوشی کا یا غم کا ہی عرض کی کہ خوشی کا اور کیون کر نہ خوش ہوؤن کہ آپ
مجھسے راضی ہین آپنے فرمایا اکیلا مین راضی نہین ہون بلکہ اللہ تعالی اور اوسکی ملائکہ تجھسے راضی ہین بعد اسکے آپ قلعہ قموص مین تشریف
لیگئے کنانہ بن ابی الحقیق کہ سردار یہود ہی تھا اوسکو لوگ آپکے پاس پکڑ لائے آپنے اوس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہان ہین اور وہ خزانہ
ایک پوست شتر تھا اور وہ سونا اور زیور اور عقود جواہر سے تھا منقول ہی کہ اوائل مین وہ خزانہ مقدار میری ایک بکری کی بچہ کی کھال
کی تھا جب ثروت اوسکو زیادہ ہوئی تب وہ مقدار میری ایک پوست بکری کی ہوا جب اور زیادہ ثروت اوسکو ہوئی تب وہ مقدار میری
پوست گاؤ کی ہوا جب اوس سے بھی بڑہ گیا تب ایک اونٹ کا چمڑا بھر گیا جب قریش مکہ کے یہان شادی بیاہ ہوتا تھا تو ابو الحقیق
کے یہان سے زیور اور جواہر کرایہ دیکر منگاتے تھے سب یہودیون نے عرض کی کہ ای ابا القاسم ہمنے اوسکو لڑائیون مین اور کامون مین
صرف کر ڈالا اب وہ نہین ہی اور اسپر قسم کھائی آپنے فرمایا کہ اگر خلاف اسکے ظاہر ہوا تو خون تمہارا اپنے جاویگا کہا ہان آپنے ابو بکرؓ اور عمرؓ
اور علیؓ اور دس آدمی اور کو اسپر گواہ کیا اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس خزانہ کی جگہ پر مطلع کیا اور ایکروایت مین ہی
کہ حضرت نے سلام بن الحقیق سے پوچھا کہ تجکو کچھ اوس خزانہ کی خبر ہے اوسنے عرض کی کہ مجکو کچھ خبر نہین سوا اسکے کہ اپنے بھائی کنانہ کو
بارہا مینے دیکھا کہ صبحکو گرد فلانے ویرانہ کے پھرتا تھا اگر کچھ مدفون کیا ہی تو اوس ویرانی مین ہوگا پھر حضرت نے زبیر بن العوام کو ساتھ
ایک جماعت اہل اسلام کے اوس ویرانہ کی طرف بھیجا اونہون نے وہان جاکر اوسکو کھودا اور اوس خزانہ کو نکالا اور حضرت کے پاس لائے
جب کنانہ غدر اوسکا ظاہر ہوا تب حکم امان کا اوس سے اوٹھ گیا پھر آپنے کنانہ کو محمد مسلمہ رضؓ کے سپرد کیا کہ اپنے بھائی کے عوض اوسکو قتل کرے اور
باقی یہودیونکو اون پر احسان رکھکر چھوڑ دیا اور عورتونکو اونکے اسیر کر لیا اور مال کو غنیمت کیا سوا اسکے اور بہت سامان مسلمانونکے
ہاتھ لگا اور کہتے ہین کہ اوسی حصار قموص مین سے کہ کنانہ وہان کا سردار تھا سو زرہین اور چار سو تلوارین اور ہزار برچھے اور
پانسو کمانین ہاتھ لگین سوا اسکے اور بھی بہت سا مال و متاع پایا ہذا اقتباس من روضۃ الاحباب وغیرہ اور ایک روایت مین ہی
کہ اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس دفینہ سے آگہی دی آپنے موجب اوسکے زبیر کو بھیجکر اوسکو نکلوا دیا اور کنانہ سے بلاکر
فرمایا کہ خبر آسمانی سے تیرا جھوٹ ثابت ہوا پھر موجب عہد و پیمان کے امان اوس سے اوٹھ گئی اور کنانہ کو محمد بن مسلمہ رضؓ کی حوالہ کیا اونہون
نے اپنے بھائی کی عوض مین اوسکو قتل کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت رخصت کرنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف حصار قموص
کے فرمایا تھا محمد بن مسلمہ کو کہ بشارت ہو تجھے کہ کل کے روز تو اپنے بھائی کے قاتل کو مار لیگا آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود پر منت
رکھکر اونکے خون سے در گذر کی اور اونکی عورتونکو اسیر کیا اور اونکے مال کو غنیمت کیا اور فرمایا تاکہ سب غنایم اقمشہ اور امتعہ اور اسلحہ اور
اطعمہ اور مواشی وغیرہ حصار نطاۃ مین جمع کیے گیے اور فرمایا کہ پکار دو کہ اگر بمقدار ایک تاگے اور سوئی کے بھی کسیکے پاس مال غنیمت کا
ہو تو چاہیے کہ چھپا نہ رکھین کہ خیانت مال غنیمت مین موجب عار و ننگ اور باعث عذاب نار دوزخ کا ہی اور مروی ہی کہ حضرت کا

ایک غلام حبشی تھا کہ مال و متاع آپکا اوسکی تحویل مین رہتا تھا نام اوسکا کرکرہ تھا ساتھ کسرہ دو نون کاف اور سکون ہو کے را مہملہ کی اور ساتھ فتحہ دو نون کاف کی بھی آیا ہی اور ساتھ فتحہ کی کاف اول کی کسرہ کی کاف ثانی کی بھی آیا ہی اور وہ اونھین روز ون مین مرگیا تھا حضرت نے فرمایا کہ وہ نار دوزخ مین ہی صحابہ نے اوسکا اسباب تلاش کیا تو ایک کملی مال غنیمت کی پائی کہ قبل تقسیم کے اوسنے لی تھی اور ایک صحابی اونھین دنون مرگیا لوگون نے آپکو واسطے نماز کے خبر کی آپنے فرمایا کہ تم اوسپر نماز پڑھو مین اوسپر نہین پڑھنے کا اس آپکے فرمانے سے چہرہ لوگون کا متغیر ہوگیا آپنے فرمایا کہ اس تمھارے یار نے مال غنیمت سے خیانت کی تھی پھر لوگون نے اوسکا اسباب تلاش کیا تو چند مہرہ یہود کی یعنی منکے پتھر کے کہ یہود اوسکو پہنا کرتے ہین اوسمین پائے کہ قیمت مین دو درم کی بھی ہونگے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ ایک آدمی نے ایک غلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا نام اوسکا مدعم تھا بروزن مسطر اتنا وہ اوتار رہا تھا اسباب کو ایک تیر اوسکو کہین سے آلگا کہ اوسکا پھینکنے والا معلوم نہوا اوسکے لگنے سے وہ مرگیا لوگون نے کہا کہ گوارا ہو اوسکو بہشت کہ حضرت کی خدمت مین اوسنے شہادت پائی حضرت نے یہہ سنکر فرمایا قسم ہی مجھے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہی وہ کملی جو خیبر کے دن اوسنے غنیمت مین سے پہلے تقسیم ہونے کے نکال لی تھی تو اوسکے سبب سے آگ دوزخ کی اوسپر شعلہ مار رہی ہے جب لوگون نے یہہ بات سنی تو ایک اونمین سے ایک بند نعل کا یعنی تسمہ جوتی کا اور دوسرا دو بند لایا حضرت نے فرمایا کہ یہہ بند وال اور وہ دو بند وال سب آگ کی ہین اور بہت وعید اسبات مین آئی ہین ولیکن کتب فقہ مین مذکور ہے کہ اگر کھانے اور میوے کی قسم سے کچھہ کھالیوے تو جائز ہی اور اگر گائے بیل اونٹ وغیرہ ذبح کرین اور کھاوین تو بھی روا ہی کذا فی مدارج النبوۃ مترجم رحمہ اللہ و لوالدیہ کہتا ہی کہ یون ہی درست ہی انتفاع لینا ساتھہ چارے کے چوپایون کی لیئے اور درست ہے کھانا کھانیکا خواہ اوسوقت طیار ہو یا نہو جیسے مواشی گائے بکری وغیرہ سے مگر چربی اونکی داخل کیے جاوین غنیمت مین اور اسیطرح سے درست ہی کھانا غلہ اور شکر اور میوہ تر کا اور میوہ خشک کا اور گھی اور تیل اور ہر چیز کا کہ عادت اوسکی کھانیکی ہو اور درست ہی فائدہ لینا لکڑی اور ہتیار سے اور استعمال تیل کا بدن پر اسلیے کہ ابن عمر سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے

کنا نصیب فی مغازینا العسل والعنب فناکله ولا نرفعه رواہ البخاری یعنی تھے ہم کہ پاتے تھے بیچ غزوہ اپنے کے شہد اور انگور کو پس کھاتے تھے ہم اوسکو اور نہ اوٹھالیجاتے اوسکو نقل کی یہہ بخاری نے ف نہ اوٹھاتے اور نہ لیجاتے حضرت کے پاس تقسیم کیلیے یعنی آنحضرت روا رکھتے اسکو اور اتفاق رکھتے ہین علما اوپر اسکے کہ جائز ہی غازیون کو کھانا طعام غنیمت مین سے پہلے تقسیم کی بقدر حاجت کی جبتک کہ دار الحرب مین ہین اور عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے اصبت جرابا

من شحم یوم خیبر فالتزمته فقلت لا اعطی الیوم احدا من هذا شیئا فالتفت فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم یتبسم الی متفق علیه یعنی کہ پہونچا مین ایک تھیلہ کو کہ بھرا ہوا تھا چربی سے دن خیبر کے پس اوٹھالیا مینے اوسکو اور چمٹایا مینے اوسے اور کہا مینے اپنے دلمین یا زبان سے کہ نہ دونگا آج کے دن کسیکو اسمین سے کچھہ پس پھر کر دیکھا مینے پس ناگہان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تھے طرف میری یعنی اس فعل میرے سے نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے کذا فی مظاہر الحق اور ابو داود طیالسی

مسند مین آتنا زیادہ ہے وقال لہ علیہ السلام ھو لک یعنی اور فرمایا علیہ السلام نے کہ وہ تیرے لیے ہے اور روایت کیا ابوداود
نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے قال قلت ھل تخمسون یعنی الطعام علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اصبنا طعاما یوم خیبر
فکان الرجل یجئ فیاخذ منہ مقدار ما یکفیہ ثم ینصرف یعنی کہا عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہ پوچھا مینے صحابہ سے کہ خمس
نکالتے تھے یعنی کھانیکا حضرت کے زمانہ مین کہا اونھون نے کہ ملا ہمکو کھانا فتح خیبر مین پس آدمی آتے تھے اور لیجاتے تھے اوسمین سے
اپنی حاجت کے موافق اور بیہقی نے روایت کیا ہے ہانی بن کلثوم سے کہ کہا اونھون نے ان صاحب جیش الشام کتب الی عمر
انا فتحنا ارضا کثیرۃ الطعام والعلف وکرھت ان اتقدم فی شیئ من ذلک الا بامرک فکتب الیہ دع الناس یاکلون
ویعلفون فمن باع شیئا بذھب وفضۃ ففیہ خمس للہ وسہام المسلمین یعنی بیشک لکھا سردار لشکر شام
کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ تحقیق ہمنے فتح کی زمین کہ اوسمین بہت ہے کھانا اور چارا اور برا جانتا ہون ہم کہ اقدام کرین
ہم یعنی لین اوسمین کچھ بغیر اذن تمھارے کے پھر لکھ بھیجا اونکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ چھوڑ دے لوگونکو کہ کھاوین آسودہ
ہوکر اور چراوین گھاس مواشی کو لیکن جو کوئی بیچے کچھ ساتھ سونے یا چاندی کے سو اوسمین ہے خمس اور حصہ مسلمانون کا اور یہہ
فائدہ لینا ضرورت کے لیئے ہے کما فی العینی وفی روایۃ لا بیتنا ولون الا لحاجۃ لانہ مشترک انتہی ھذہ المسائل بعضہا فی الکنز
وبعضہا فی العینی وبعضہا فی شمنی اور معدن شرح کنز مین ہے کہ مکروہ ہے انتفاع لینا ساتھ ثیاب اور متاع اور دواب کے قبل تقسیم
کے بلا حاجت اور جو کوئی محتاج ہو اوسکی طرف تو درست ہے اوسکی لیے اور اگر محتاج ہون سب لوگ اوسکی طرف تو مباح ہے امام
کو کہ بانٹ دے اونکو غنیمت دار الحرب ہی مین اور کہا امام محمد رح نے سیر صغیر مین الاباحۃ بطعام الغنیمۃ وعلفہا بالحاجۃ وفی السیر
الکبیر اباح الانتفاع بحاجۃ وبغیر حاجۃ یعنی مباح ہے فائدہ لینا ساتھ طعام غنیمت کے اور چارے اوسکے
کے بوقت حاجت کے اور سیر کبیر مین ہے کہ مباح ہے فائدہ لینا ساتھ اوسکی حاجت اور بے حاجت دونون سے قلت فما ذکرہ فی السیر
الصغیر جواب القیاس وما ذکرہ فی السیر الکبیر جواب الاستحسان یعنی کہتا ہے صاحب معدن کہ کہتا ہون مین کہ روایت سیر صغیر
کی جواب قیاس کا ہے اور روایت سیر کبیر کی جواب استحسان یعنی قیاس خفی کا ہے اور عینی شرح کنز مین ہے کہ ھذا الاطلاق
فی حق من لہ سہم فی الغنیمۃ او من یرضخ لہ منہا غنیا کان او فقیرا انتہی یعنی یہہ فائدہ لینا اشیاء مذکورہ سے
اوس شخص کو درست ہے کہ جسکا حصہ غنیمت مین ہو یا کم حصہ سے غنی ہو یا فقیر انتہی اور خرچ کرے اسکو اپنے پر اور اپنے اہل وعیال
پر جو اوسکے ہمراہ ہون اور ایسا ہے فائدہ لینا درست ہے اون لوگون کو جو مددگار لشکر اسلام کے ہین اور نہ کھاوے اوسمین سے
مزدور اور نہ سوداگر مگر جبکہ طعام پختہ ہو تو لا باس بہ ہے اسلیے کہ قابلیت ذخیرے کی نہین رکھتا ہے اور جو چیز عادۃ نہین کھائے
جاتی ہے اوس سے بغیر حاجت فائدہ لینا نہین درست ہے مثل ادویات اور عطریات وغیرہ کے اسلیے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ردو المخیط والمخیط یعنی پھیر دو تم جو مال غنیمت سے لیا ہوتا گا اور سوئی تک کذا فی العینی والبحر الرائق بیان تقسیم

غنایم جب اموال غنیمت جمع ہو چکا تب حضرت نے اوسکو تقسیم کیا اور دیا ایک ایک حصہ پیادون کو اور تین تین حصے

سوار جنکو اسمین دو تو گھوڑیکی ہوئے اور ایک حصہ سوار کا موافق اور پیادہ ونکے کما قال النافع اور قول امام ابو حنیفہ رح کا یہہ ہی کہ سوار کو دو سہم اور پیادہ کو ایک کذا فی المدارج کھتا ہے مترجم رحمۃ اللہ علیہ وعلی والدیہ کہ اختلاف کیا ہی صاحبین نے اور کہا ہی کہ تین سہم سوار کے اور ایک پیادہ کا کما فی الکنز وسہما لعینی حیث قال للراجل سہم بالاجماع وللفارس سہمان عند ابی حنیفۃ رح وقالا له ثلاثۃ اسہم یعنی پیادہ کیلیے ایک حصہ ہے بالاجماع اور سوار کیلیے دو حصہ نزدیک امام ابو حنیفہ رح کی اور کہا صاحبین نے سوار کے تین حصے و دلیل صاحبین کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہی کہ کہا اونھون نے انہ علیہ السلام اسہم للفارس ثلاثۃ اسہم وللراجل سہم رواہ الجماعۃ یعنی بیشک وے حضرت نے سوار کو تین سہم اور پیادہ کو ایک سہم روایت کیا اوسکو جماعت نے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور مالک رحمہم اللہ کا اور دلیل امام ابو حنیفہ رح کی حدیث مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ کہا اونھون نے قسمت خیبر الی ان قال انہ علیہ السلام اعطی الفارس سہمین وللراجل سہما رواہ احمد وابو داود یعنی بانٹی گئی غنیمت خیبر کی یہان تک کہ دی حضرت علیہ السلام نے سوار کو دو سہم اور پیادہ کو ایک سہم اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی محمول تنفیل پر ہی جیسا کہ ثابت ہوا ہی دینا حضرت کا سلمہ بن الاکوع کو حصہ سوار اور پیادہ دونو کا کذا فی العینی شرح الکنز اور سوا اسکے اور دلیلین طرفین کی کتب فقہ مین مذکور ہین اور پوری حدیث مجمع کی یہہ ہے وعن مجمع بن حارثۃ قال قسمت خیبر علی اہل الحدیبیۃ فقسمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیۃ عشر سہما وکان الجیش الف وخمسمائۃ فیہم ثلاث مائۃ فارس فاعطی الفارس سہمین وللراجل سہما رواہ ابو داود یعنی روایت ہی مجمع بن حارثہ سے کہ کہا اونھون نے کہ بانٹی گئی غنیمت خیبر کی اور زمین اوسکی اہل حدیبیہ پر سو لگائی اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ حصے اور تھا لشکر پندرہ سو کا اور اونمین تین سو سوار تھے پس دیے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ نقل کیا اسکو ابو داود نے ف ایک تہائی یعنی حصہ سواروں پر تقسیم کیے اور دو تہائی یعنی بارہ حصہ پیادون مین بانٹے فقط و قال حدیث ابن عمر رض اصح والعمل علیہ واتی الوہم فی حدیث مجمع انہ قال ثلث مائۃ فارس وانما کانوا مائتی فارس کذا فی المشکوۃ یعنی کہا ابو داود نے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زیادہ صحیح ہی اور عمل اوسی پر ہی اور واقع ہوا ہی وہم حدیث مین مجمع کی کہ کہا اونھون نے تین سو سوار تھے اور وہ دو ہی سو تھے اور تمسک کیا صاحب ہدایہ نے ساتھ حدیث ابن عباس رض کی حیث قال ویقسم اربعۃ اخماس بین الغانمین لانہ علیہ السلام قسمہا بین الغانمین ثم للفارس سہمان وللراجل سہم عند ابی حنیفۃ وقالا للفارس ثلاثۃ اسہم وہو قول الشافعی رح لما روی ابن عمر ان النبی علیہ السلام اسہم للفارس ثلاثۃ اسہم وللراجل سہما ولان الاستحقاق بالغناء وغناؤہ مثل ثلاثۃ امثال الراجل لانہ للکر والفر والثبات والراجل للثبات لا غیر ولابی حنیفۃ رح ما روی عن ابن عباس رض ان النبی علیہ السلام اعطی للفارس سہمین وللراجل سہما فتعارض فعلاہ فیرجع الی قولہ وقد قال علیہ السلام للفارس سہمین وللراجل سہم کیف وقد روی ابن عمر رضی اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم للفارس سہمین وللراجل سہما فاذا تعارضت روایتاہ فتبقی [illegible]

روایۃ عنہ وھو روایۃ ابن عباس رضہ ولان الکر والفر من جنس واحد لان الفر بنفسہ لیس بمستحسن وانما حسن اذا وقع لاجل الکر وحینئذ یکونان من جنس واحد فلا یعتبر نوعا علیحدۃ فیکون غناءہ مثل غناء الراجل ولان الحکم یدار علی السبب الظاہر فللفارس سببان النفس والفرس وللراجل سبب واحد فکان استحقاقہ علی ضعفہ ثم لا یسہم الا لفرس واحد کذا فی المستخلص نقلا عن الہدایۃ یعنی تقسیم کریں چار خمس غازیوں میں اسلیے کہ تقسیم کیا اوسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غازیوں پر سو دو سہم ہیں سوار کو اور ایک سہم پیادہ کو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین نے کہا تین سہم سوار کو اور ایک پیادہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی رح کا دلیل صاحبین کی حدیث ابن عمر رض کی ہے کہ کہا اونھوں نے کہ حصہ لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تین حصہ دئے سوار کو اور ایک حصہ دیا پیادہ کو اور سبب اسکا یہہ ہے کہ مستحق ہونا اسکا واسطے حصول غنا کی ہوتا ہے اور غنا اوسکی پیدل سے سہ چند میں حاصل ہوتی ہے اسلیے کہ سوار ہوتا ہے واسطے کر و فر و ثبات کو اور پیادہ صرف ثبات ہی کی لیئے ہوتا ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ رض کی حدیث ابن عباس رض کی ہے کہ دئے حضرت نے سوار کو دو سہم اور پیادہ کو ایک سہم پھر معارض ہوئے دونوں فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پس رجوع کیا طرف قول آپکی کے کہ فرمایا آپنے سوار کو دو سہم اور پیادہ کو ایک سہم ہے اور کیونکر نہو یہہ کہ تحقیق روایت کیا ابن عمر رض نے کہ تحقیق تقسیم کئے حضرت صلعم نے دو سہم سوار کو اور ایک ایک پیادوں کو پھر جب معارض ہوئیں دونوں روایتیں ابن عمر رض کی تو ترجیح دی انکی غیر کی روایت کو اور وہ روایت ابن عباس رض کی ہے اور اسلیے کہ کر و فر ایک ہی جنس سے ہے کیونکہ فرار بنفسہ محمود نہیں ہے مگر جبکہ ہو کر کے لیئے سو ثابت ہوا اب ہونا ان دونوں کا ایک ہی جنس سے پس نہ معتبر ہوے دونوں عین جدا جدا سو ہوئی غنا اوسکی مانند غنا پیادے کے اور اسلیے کہ حکم دائر ہوتا ہے اوپر سبب ظاہر کے سو سوار کی لیئے دو سبب ہیں ایک نفس اوسکا دوسرا گھوڑا اور پیادہ کی لیے ایک ہی سبب ہے سو ہوگا حق سوار کا دو چند پیادہ سے اور تعقیب کی ہے اسکی عنایہ میں حیث قال صاحب بحر الرائق وتعقبہ فی العنایۃ بان طریقۃ استدلالہ مخالفۃ لقواعد الاصول فان الاصل ان الدلیلین اذا تعارضا وتعذر التوفیق والترجیح یصار الی ما بعدہ لا الی ما قبلہ وہو ما قال فتعارض فعلاہ فیرجع الی قولہ والمسلک المعہود فی مثلہ ان یستدل بقولہ ویقول فعلہ لا یعارض قولہ لان القول اولی بالاتفاق انتہی یعنی کہا صاحب بحر الرائق نے کہ پیچھا کیا اسکا عنایہ میں اسطرح کہ تحقیق طریقہ استدلال صاحب ہدایہ کا مخالف ہے قواعد اصول کی پس تحقیق اصل یہہ ہے کہ بیشک جب دونوں دلیلیں معارض ہوں اور دشوار ہو توفیق اونمیں اور ترجیح ایک کی اونمیں سے تو رجوع کیا جاوے انکا طرف دلیل مابعد کے نہ طرف دلیل ماقبل کی اور وہ وہ ہے جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ پس متعارض ہوئے دونوں فعل حضرت کی تو رجوع کیا جاوے طرف قول اونکی کے اور حال یہہ ہے کہ طریقہ مقررہ ضحیح مثل اسکی کے یہہ ہے کہ دلیل پکڑی جاوے ساتھ قول علیہ السلام کے اور کہنا کہ فعل اون کا معارض نہیں ہوتا قول اونکی کو اسلیے کہ قول اونکا اولی ہے فعل سے بالاتفاق انتہی اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ مال غنائم میں کئی صحیفے توریت کی بھی تھے یہودی اونکی مانگنے کو حضرت صلعم کی پاس آئے آپنے حکم کیا کہ اونکو دیدو انتہی اور اون عورتوں کو

جو لشکر کے بیارون اور زخمیون کی خدمت کو ساتھ تعین اونکو حصہ سی کچھ کم دیا اور حکم کیا کہ غنایم خیبر کو بھیجو اور
اور رواج کی آنچو اون پر کی سو آپکی دعا سی سوداگر ہر طرف سی آئے اور خوب اوس مال غنیمت کی بکری ہوئی دو روز مین وہ
تمام بک گیا باوجودیکہ وہ مال اتنا بہت تھا کہ مدت دراز مین بک چکتا منقول ہی کہ باوجود ظاہر ہونے سذر یہود کی اور بایت
اوٹھ جانی امان کی پھر بھی حضرت نی اون پر منت رکھی اور قتل سی اونکے درگذر کی اور حکم کیا اونکو کہ خیبر سی نکل جاوین پھر اونہون
نی آپ سی التماس کیا کہ جو سامان اپنی اپنی باغ اور زمینون کی کام اور خدمت کرینگی تو بجای اپنی ہمسے اوسین خدمت کروا
اور اوسکی مزدوری ہمکو دیا کرین اور وہ آپ اوس محنت اور مشقت سی فارغ البال رہین اور ہمکو سوا اپنی مزدوری کی آدھی
دہوی نہین آپنی اون پر رحم کرکے یہہ خدمت اونکی لئیے مقرر کی اس شرط پر کہ آدھا حاصل باغ اور زراعت کا ہماری بیت المال
مین داخل کرین اور آدھا آپ اپنی مزدوری مین لیوین اور اس معاملہ کا نام مخابرہ ہی اسلیئے کہ خیبر یون ہی سی آپنی یہہ معاملہ کیا تھا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال عبد اللہ بن رواحہ کو واسطی لگان دشت باغات خیبر کے بھیجتی تھے وہ جاکر نصف مال جو بیت المال
سی متعلق ہوتا وہ اونسی تحصیل کرلاتی کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک حصہ پورا خمس مین سی آپنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کو عنایت
کیا چنانچہ جبیر بن مطعم سی مروی ہے کہ کہا اونہون نی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ ذوی القربی کا یعنی خمس غنیمت
کا درمیان بنی ہاشم اور بنی مطلب کی تقسیم فرمایا تب حاضر ہوا مین اور عثمان بن عفان حضرت کی پاس اور عرض کی ہم دونو
نی کہ یا رسول اللہ یہہ لوگ بھائی ہماری ہین بنی ہاشم مین سی نہین انکار کرتی ہین ہم بزرگی اونکی کا بسبب آپکی کہ آپکو اللہ تعالی نے
اونمین پیدا کیا سو وہ افضل ہم سی ہوئی بسبب قریب تر ہونے آپکی اونسی بہ نسبت ہماری اسلیئے کہ جد آپکی اور اونکی ایک ہین (
ہاشم ہین اگرچہ جد اونکی اور ہماری بھی ایک ہین یعنی عبد مناف خبر دیجیی سبب اسکا ہے کہ دیا آپنی بھائیون ہماری کو کہ وہ بنی مطلب
ہین اور چھوڑا آپنی ہمکو اور سوا اسکی نہین کہ قرابت ہماری اور اونکی ایک ہی یعنی باپ اونکی مطلب بھائی ہاشم کی ہین اور یہی
باپ ہماری بھی پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکی نہین کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہین اسطرح سی اور داخل
کین انگلیان ایک ہاتھ کی دوسری ہاتھ کی انگلیون مین نقل کیا اسکو شافعی نے اور روایت مین ابو داؤد اور نسائی کی یہہ
اسکی ہی اور بائیسین یون ہی کہ ہم اور بنی مطلب نہین جدا ہوئی جاہلیت مین اور اسلام مین اور سوا اسکی نہین کہ ہم اور وہ
ایک چیز ہین اور داخل کین ایک ہاتھ کی انگلیان دوسری ہاتھ کی انگلیون مین کما رواہ ابو داؤد والنسائی **واضح ہو**
کہ یہہ سب اولاد عبد مناف کی اسطور سی ہین کہ ہاشم اور مطلب اور نوفل اور عبد شمس یہہ بیٹی عبد مناف کی ہین اور
عبد مناف چوتھی جد جبیر بن مطعم اور حضرت کی ہین اسطرح کہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف اور عثمان
بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اور محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف
اور سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف **واضح ہو** کہ یہہ ہاشم جو پردادا سائب کی ہین سو
یہہ پوتی ہین عبد مناف کی اور جو ہاشم ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پردادا ہین سو وہ بیٹی عبد مناف کی ہین اور جو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب شئ واحد ہین سو سبب اسکا یہہ ہی کہ تھے وہ محب اور موافق پیغمبر
اور مددگار بیچ نتھی درمیان انکی مخالفت جاہلیت مین اور نہ اسلام مین تفصیل اسکی یہہ ہی کہ بنی عبد الشمس اور بنی نوفل
نے بسبب مخالفت اور عداوت حضرت کی عہد کیا تھا کہ ساتھہ بنی ہاشم کے بیاہ شادی اور لین دین نہ کرینگے جبتک کہ سپرد
کرین وہ تمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تئین اور یہہ حال اوسوقت کا ہی جب حضرت کو اوائل نبوت مین ایک شعب مین بہت
مدت مشرکین قریش نے گھیر رکھا تھا اوسوقت بنی مطلب بنی ہاشم کے ساتھہ موافق اور متحد تھی اسی جہت سے آپنے سہم خمس مین
سے دیا اور فرمایا انما بنو ھاشم و بنو مطلب شئ واحد یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک شئی ہین واحد کذا فی مظاہر الحق

اور اب خمس کی تقسیم یون کی جاویگی جیسے کہ کنز مین ہی والخمس للیتامی والمساکین وابن السبیل وقدم ذوالقربی الفقراء منھم
علیھم ولاحق لاغنیائھم یعنی اور خمس بانٹا جاوے یتیمون اور مسکینون اور مسافرونکو اور مقدم کیے جاوین قرابتی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب ہین اور نہین ہی کچھہ حق غنیون اونکی کا اوسمین اور شرح اسکی مستخلص
مین ہی ای الخمس یقسم علی ثلاثۃ اسہم سہم للیتامی وسہم للمساکین وسہم لابن السبیل یدخل فقراء ذوی القربی
فیہم ویقدمون فالضمیر فی قولہ منہم یرجع الی ذوی القربی وفی قولہ علیہم علی المساکین لاحق لاغنیائہم فیہ وقال الشافعی
خمس الخمس یستوی فیہم غنیہم وفقیرہم ویقسم بینہم للذکر مثل حظ الانثیین ویکون لبنی ھاشم وبنی المطلب دون غیرہم
لقولہ تعالی ولذی القربی من غیر فصل بین الغنی والفقیر ولنا ان الخلفاء الاربعۃ قسموہ علی ثلاثۃ اسہم کما قلنا وکفی بہم قدوۃ
وقال علیہ السلام یا معشر بنی ھاشم ان اللہ کرہ لکم غسالۃ الناس واوساخہم وعوضکم منہا بخمس الخمس والعوض انما یثبت
فی حق من یثبت لہ المعوض وہم الفقراء والنبی علیہ السلام اعطاہم للنصرۃ الا یری انہ علل وقال انہم لایزالو معی ھکذا
فی الجاھلیۃ والاسلام وشبک بین اصابعہ فدل ان المراد من النص قرب النصرۃ لاقرب القرابۃ انتہی
یعنی خمس بانٹا جاوے تین حصون پر ایک حصہ یتیمون کو اور ایک حصہ مسکینون کو اور ایک حصہ مسافرونکو اور داخل ہونگے
قرابتی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انھین مین اور مقدم کیے جاوینگے بیچ اون پر اور ضمیر ہم کی جو منہم مین ہی پھرتی
ہی ذوی القربی کیطرف اور علیہم کی ضمیر پھرتی ہی مسکینون کی طرف اور نہین ہی کچھہ حق اوس خمس مین اغنیاء ذوی القربی
کا اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو خمس کا خمس ہے اوسمین برابر ہین فقرا اونکے اور اغنیا اونکے اور بانٹا جاوے وہ
خمس کا خمس اونمین للذکر مثل حظ الانثیین کرکے اور ہی یہہ خمس کا خمس خاص بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے نہ واسطے غیر اونکے
کے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اور واسطے قرابتیون کی الخ بغیر فصل کرنے درمیان غنی اور فقیر کے اور ہمارے یعنی حنفیون کی یہہ
دلیل ہی کہ تحقیق خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تقسیم کیا ہی اوس خمس کو تین حصون پر جیسا کہ ہم نے بیان مذکور
ہی اور کفایت کرتا ہی ہمکو پیشوا ہونا اونکا اور فرمایا حضرت علیہ الف الف صلواۃ اور تسلیمات نے اے لوگو بنی ہاشم
کی تحقیق اللہ تعالی نے ناپسند کیا تمہارے لیے دھوون آدمیونکا اور میل اونکا اور بدلے اوسکے دیا تمکو خمس خمس کا اور عوض

توسوائی اسکے نہین کہ ثابت ہوتا ہی اونکے حق مین کہ ثابت ہو جسکی حق مین عوض اور وہ لوگ فقیر ہین اور عطا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اغنیاء ذوی القربی کو بسبب نصرت کرنے اونکی کے یعنی ایام جاہلیت اور اسلام مین آیا نہین دیکھا کہ بیشک صلی اللہ علیہ وسلم نے
معلل کیا اوس دینی کو اور فرمایا کہ وہ ہمیشہ میری ساتھ ہین اسطرح سی بیچ جاہلیت اور اسلام کے اور ایک ہاتھ کی انگلیان
دوسری ہاتھ کی انگلیون مین داخل کین پس دلالت کیا اسبات نی اسپر کہ مراد نص شی قرب نصرت کا ہی نہ قرب قرابت کا انتہی
کذا فی المستخلص اور عینی شرح کنز مین لکھا ہی الحاصل ان ایتام ذوی القربی یدخلون فی سہم الیتامی و مساکین ذوی القربی یدخلون
فی سہم المساکین و ابناء السبیل من ذوی القربی یدخلون فی سہم ابناء السبیل ولکن فقراء ذوی القربی یقدمون
علی الطوائف الثلاثۃ ترجیحا للقرابۃ الی ود ذکر اللہ تعالی فی الخمس بقولہ فان للہ خمسہ للتبرک باسمہ فی افتتاح الکلام لان
الکل لہ وھو غنی عن الحاجۃ الی شیٔ و سہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سقط بموتہ لانہ کان یستحقہ بالرسالۃ
ولا رسول بعدہ انتہی یعنی پس حاصل یہہ ہی کہ تحقیق یتیم ذوی القربی کی داخل کیے جاوین یتیمون مین اور مسکین
ذوی القربی کے داخل کیے جاوین مساکین مین اور مسافر ذوی القربی کے داخل کیے جاوین ابناء السبیل مین مگر فقرا ذوی القربی مقدم
کیے جاوین تینون طایفون پر بسبب ترجیح قرابت کی اور ذکر اللہ تعالی کا تبرک کی لیے ہی اوسکی نام سی شروع کلام مین اسلیے کہ سب اوسکا
لیے ہے اور وہ نہین محتاج کسی شئی کی طرف اور حصہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ساقط ہو گیا بسبب وفات اونکی کے اسلیے کہ حق حضرت
کا رسالت کی جہت سی تہا اور نہین ہی اب کوئی رسول بعد اونکی انتہی اور تحقیق ثابت ہوا ہی کہ غنایم خیبر سے حضرت نی سوا اون
لوگون کی کہ وہ اوس لڑائی مین حاضر تھے اور کسیکو کچھہ نہین دیا مگر مہاجرین حبشہ کو کہ دن فتح خیبر کے دریا کی راہ سی وہ حبش سے
وہان آئی تھے مثل جعفر بن ابی طالب اور اونکی بی بی اسما بنت عمیس وغیرہ کی مروی ہی کہ حضرت نی جب جعفر رض کو دیکھا تب فرمایا کہ
نہین جانتا ہون مین کہ مین کونسی ان دو امرون مین سی ساتھہ ایک کی خوش ہون فتح خیبر سی یا جعفر کے آنے سے کذا فی روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوت مین ہی کہ باون یا ترپن آدمی قبیلہ اشعر سے کہ ابو موسی اشعری انکی رئیس تھی وہ بہی اونکی ساتھہ تھی امام بخاری
رحمہ اللہ ابو موسی اشعری رض سی روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ پہونچی ہمکو خبر حضرت کی تشریف لانی اور ہجرت کرنیکی مدینہ
منورہ مین پہر آئی ہم حضرت کی پاس واضح ہو کہ تھی یہہ رض قدیم الاسلام کہ اسلام لا کر مکہ سے اپنی وطن یمن کو چلی گئی تھی اب جو
پہر آئی تو بیان کرتے ہین کہ جب حضرت کی ہجرت کرنیکی خبر یمن مین ہمکو پہونچی تو ہم بہی وہان سی ہجرت کر کے چلی حضرت کی طرف
ایک مین اور دو میری بڑی بہائی ایک ابو بردہ اور دوسری ابو رہم ساتھہ ہمراہی اکاون یا باون یا ترپن آدمیون کی اپنی
قوم مین سی پہر سوار ہوئی ہم کشتی مین تو لگی جا کر کشتی ہماری بی اختیار یسی حبشے مین نجاشی کی طرف سو ملی ہم جعفر بن ابی طالب رض
سی جو وہان تھی پہر آئی ہم سب جماعت سی خیبر مین حضرت صلعم کے پاس اور ملازمت حاصل کی ہمنی حضرت کی جبکہ فتح کیا تہا
خیبر کو یعنی وہان پہنچنا ہمارا بعد فتح خیبر کی ہوا شریک لڑائی مین نہ تھی چند اشخاص صحابہ مین سی کہ ترجیح دیتی تھی وہ اپنی کو ہمپر چنانچہ
حضرت عمر رض بہی اونھین مین سی تھی کہتی تھے وہ کہ فضیلت ہی ہمکو تمپر اسلیے کہ سبقت کی ہمنی ہجرت مین تمسی اور حاضر ہوئی ہم

غزوات مین حتی کہ اوسی ایام مبارک فرجام مین اسمار بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہا آئین حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات کو اتنے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہین تشریف لائے اور حضرت اسما کو دیکھکر پوچھا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ یہہ کون عورت بیٹھی ہے اونھون نے کہا اسما بنت عمیس ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زن حبشیہ اور زن بحریہ یہی ہے یعنی وہ عورت جو حبشی سے دریا کے رستہ ہوکر آئی ہے سو یہی ہے حضرت اسما رضی اللہ عنہا نے خود جواب دیا کہ ہان وہی ہون واضح ہو کہ مناسب مقام کے یہہ تھا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جواب دیتین مگر جواب دیا بجا ہے اونکی اسما بنت عمیس نے اسلیے کہ وہ دیلی ہی سے اسباب کو سنے ہوئی تھین تو نہ تحمل کر سکین وہ اور جواب دے بیٹھین خود مدارج النبوت کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ سبقت کی ہمنے ہجرت مین تمسے سو ہم لائق تر اور قریب تر ہین ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنسبت تمھارے یہہ سنکر وہ غصہ ہوئین اور کہا کہ ہرگز یہہ بات نہین ہے قسم خدا کی کہ تم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے کہ کھانا دیتے تھے وہ بھوکون تمھارے کو اور سمجھاتے تھے جاہلون تمھارے کو یعنی تم ساتھ امن وامان کے ناز ونعمت دینی و دنیوی مین تھے اور تھے ہم لوگ دور حضرت سے اور دین کے دشمنون مین حبشی کے ملک مین کہ وہان سوا نجاشی کے سب کافر تھے اور تھے ہم سختی اور تنگی مین اور یہہ سب تکلیفین اور مصیبتین ہمپر صرف خدا کے واسطے تھین قسم ہے مجکو مین نہ کھانا کھاؤنگی نہ پانی پیونگی جب تک نہ کہلون حضرت سے جو کچھہ کہ تمنے کہا ہے اور کہا اونھون نے کہ ہم ایذا دیے جاتے تھے اور ڈرائے جاتے تھے سو عرض کرونگی اور پوچھونگی مین حضرت سے حقیقت حال کی اور قسم خدا کی بیکم وبیش عرض کرونگی جو کچھہ سنا ہے مینے تمسے اور جھوٹ نہ کہونگی پھر جب تشریف لائے حضرت صلعم مجلس مین کہتی ہین اسمار رضی اللہ عنہا کہ پوچھا مینے حضرت سے کہ یا نبی اللہ عمر رضی اللہ عنہ ایسے ایسے کلام کرتے ہین فرمایا آپنے کہ تمنے کیا جواب دیا اونکو اونھون نے جو کچھہ کہ کہا تھا بیان کیا کہ مینے بھی اس اس طرح سے کہا پھر فرمایا حضرت نے کہ عمر اور یار اونکے میرے نزدیک تمسے زیادہ سزاوار نہین ہین یعنی اس امر مین اونکو اور اونکے یارون کی ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ تک اور تم اہل سفینہ کو دو ہجرتین ہین یعنی ایک مکہ سے حبشہ کو اور دوسری حبشہ سے مدینہ کو کہتی ہین اسمار رضی اللہ عنہا کہ دیکھا مینے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو اور اونکے اصحاب سفینہ کو کہ آتے ہین وہ میرے پاس گروہ گروہ اور پوچھتے ہین مجھسے اس حدیث کو اور سوا اسکے کوئی چیز دنیا سے ایسی نتھی کہ وہ لوگ اوس سے خوش ہون اور اپنے نفسون مین ساتھ اوسکے فخر کرین اوس سے جو فرمایا حضرت نے اونکے حق مین اور مدح کی اونکی اور بلندی کی شان اونکی اور دیکھا مینے ابو موسی رضی اللہ عنہ کو کہ طلب کرتے تھے تکرار اور اعادہ اس حدیث کا بسبب ذوق اور خوشحالی کے کہ حاصل ہوئی تھی اونکو اوس سے اور کہا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سفر سے حضرت کے پاس بعد فتح ہونے خیبر کے آئے سو حصہ لگایا ہمارے لیے بھی یعنی مال غنایم سے اور نہ اوسمین سے حصہ دیا کسیکو جو غیر حاضر تھے لڑائی مین روضۃ الاحباب مین ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت نے کچھہ حصہ غنیمت مین سے دیا باوجودیکہ لڑائی مین وہ حاضر نہ تھے اسلیے کہ حدیبیہ مین حاضر تھے لکھتے ہین شیخ رحمہ اللہ کہ یہہ تعلیل صحیح نہین ہے اسلیے کہ حدیبیہ مین بہت لوگ حاضر تھے جابر رضی اللہ عنہ کی تخصیص کیا ہے مگر یہہ کہ حضرت حاکم اور مختار تھے جو چاہتے تھے اور جسکو چاہتے دیتے واللہ اعلم اور اس غزوے مین پندرہ آدمی لشکر اسلام سے شہید ہوئے اور یہود مین سے ترانوے آدمی واصل جہنم

ہوئی اور منجملہ واقعات اس غزوہ سے تزوج حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ہے وہ دختر حیی بن اخطب کی تھین اشراف یہود کی کہ کچھ ذکر اوسکا غزوۂ خندق مین گذر چکا ہے کہ حیی بن اخطب غزوۂ بنی قریظہ مین مارا گیا اور صفیہ رضہ تعین نکاح مین کنانہ بن ابی الحقیق کی کہ مارا گیا وہ اوس غزوۂ خیبر مین کما مر اور تھین وہ نو عروس ہفدہ سالہ سو ذکر کیا اونکی حسن و جمال کا لوگون نے روبرو حضرت کی سو اختیار کیا آپنے اونکو اپنی لیئے اور جائز تھا یہہ آپکو کہ غنیمت مین سے جو چیز چاہین اپنی لیئے پسند کرکے چن لیوین اور یہہ حکم ساقط ہی جیسا کہ کنز الدقایق مین ہی وسہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سقط بموتہ کالصفی الذی یصطفیہ النبی علیہ السلام لنفسہ من السلاح والحیوان لکان فی الغنم انتہی یعنی اور حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساقط ہو گیا ہی بسبب وفات آپکی جیسے کہ ساقط ہو گیا ہی چن لینا وہ کہ چن لیا کرتے تھی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لیے ہتیار اور دواب سے انتہی اور ایک روایت مین ہی کہ جب حکم کیا حضرت نے بنی کرنے عورتین اور ذریت یہود کا تو صفیہ رضہ بھی سبایا مین سے حصہ مین دحیہ کلبی رضہ کی آئی تھین تب کہا لوگون نے کہ وہ اپنی قوم کے سیدہ اور بیٹی ایک بادشاہ کی بادشاہ ہون یہود سے ہے اور ساولاد حضرت ہارون ع کی سے ہے مناسب یہہ ہی کہ وہ مخصوص ساتھہ حضرت کی ہی ہوا اسلیئے کہ صحابہ مین دحیہ کی مثل اور بھی بہت ہین اور رجال غنیمت مین مثل صفیہ رضہ کی کم ہے اور سوا اسکے مختص ہونا دحیہ کا ساتھہ انکی ہوگا آزار خاطر بہت سی صحابہ رضہ کا سو مصلحت اسمین ہی کہ لیلی جاوین وہ دحیہ سی اور مخصوص کیجاوین ساتھہ حضرت کی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے دحیہ رضہ کو کہ لے سبایا مین سے اور جاریہ دوسری انکی عوض مین اور بعض روایات مین آیا ہی کہ حضرت علیہ السلام نے دحیہ کو دی چچازاد بہن صفیہ رضہ کی اونکی عوض مین اور ایک روایت مین ہی کہ خریدا حضرت نے صفیہ کو دحیہ سے عوض مین سات لونڈیون کے اور لینا حضرت کا صفیہ رضہ دحیہ سے عوض مین سات لونڈیون کی کچھہ منافی نہین ہی اوس روایت کی کہ کہا حضرت نے ایک جاریہ کو سبایا مین سے سوا صفیہ رضہ کی اسلیئے کہ زیادتی کی نفی اسمین نہین ہی اور ہو سکتا ہی کہ پہلی حضرت نے ایک جاریہ کی لیئے فرمایا ہو بعد اسکے سات تک نوبت پہونچی ہو غرض کہ ہر تقدیر پر یہہ بھی رجوع یہان پر ثابت نہین ہوتا ہی کہ حدیث مین اوسکی مذمت آئی ہی کہ فرمایا حضرت نے الراجع فی ہبتہ کالراجع فی قیئہ یعنی رجوع کرنیوالا اپنی دی ہوئی چیز مین مانند رجوع کرنے والے کے ہی اپنی قے مین یعنی اپنی دی ہوئی چیز کو پھیر لینا ایسا ہی جیسا کھا لینا اپنی قے کا اور صحابہ متخالف تھے اس مین کہ حضرت صفیہ رضہ بی بی حضرت کی ہین یا سہیلی سو کہا لوگون نے کہ اگر آپنے پردہ مین رکھا اونکو تو وہ بی بی ہین والا سہیلی ہین پس پردہ مین رکھا آپنے اونکو کذا فی المدارج کما قال فی المواہب اللدنیۃ وفی روایۃ فقال الناس لا تدری اتزوجہا ام اتخذہا ام ولد فقالوا ان حجبہا فہی امرأتہ وان لم یحجبہا فہی ام ولد فلما اراد ان یرکب حجبہا انتہی پھر حضرت نے صفیہ رضہ کو دحیہ رضہ سے لیکر آزاد کیا اور آزاد کر نیکو اونکے اونکا مہر مقرر کیا کذا فی روضۃ الاحباب کہتا ہی محمد حسیم غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ اعتاق کو مہر مقرر کرنا خصائص حضرت سید الکونین سے ہے اور اختلاف کیا علما نے اعتق امتہ صفیہ وجعل عتقہا صداقہا کی معنی میں چنانچہ کہا ابن الصلاح نے معناہ ان العتق حل محل الصداق وان لم یکن صداقا

یعنی تحقیق کہ عتق اوترا محل صداق کا اور اگرچہ نہتھا صداق کہتے ہین صاحب مواہب لدنیہ کہ هذا الوجه اصح الا وجه
واقربها الى لفظ الحديث یعنی یہہ وجہ صحیح تر وجہون کی اور قریب تر اونکی ہے طرف لفظ حدیث کی وتبعه النووی
فی الروضة وقال النووی فی شرح مسلم الصحیح الذی اختاره المحققون انه اعتقها تبرعا بلا عوض ولا شرط ثم تزوجها برضاها
من غير صداق والله اعلم قاله الشيخ الحافظ ابن حجر انتهی یعنی اور کہا نووی نے شرح مسلم
مین صحیح وہ ہی جو اختیار کیا اوسکو محققون نے کہ بیشک اونھون نے آزاد کیا اونکو احسانا بغیر عوض اور بدون کسی
شرط کی پھر نکاح کیا اونسی حضرت صلعم نے اونکی رضامندی سی بے مہر کے واللہ اعلم کہا یہہ شیخ حافظون حدیث کی ابن حجر
نے کذا فی المواہب اللدنیہ پھر بعد نکاح کی حضرت نے صحبت کرنی مین اونسی توقف کیا یہان تک کہ مدت استبرا کی گذر گئے بعد اسکے
حین مراجعت مین منزل صہبا مین حضرت سید الکونین سرور دارین نے اونسے ہم بستری کی کذا فی روضۃ الاحباب واضح ہو
کہ استبرا کہتے ہین طلب پاکی کو مطلق اور مراد یہان پاکی رحم کی ہے کذا فی العینی اور استبرا حاصل ہوتا ہی حیض والی عورتون
مین بعد تملک کی ایک حیض کے آنی تک اور جنکو حیض نہین آتا اونکو استبرا حاصل ہوتا ہے بعد گذرنے ایک مہینے کے تملک سے
اور حاملہ عورت کا استبرا حاصل ہوتا ہی بعد وضع حمل کے اور حکمت اسمین یہہ ہی کہ رحم خلط ہونے دو پانیون سی محفوظ رہے
لیکن جو واقف ہونا اسپر امر مخفی تھا اسلیے حکم کو استحداث پر کہ وہ امر ظاہر ہے دائر کیا اگرچہ عدم وطی مولی کا علم ہو چنانچہ
عورت باکرہ وغیرہ مین اور وجوب استبرا کا اس سی ساقط نہین ہوتا ہی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کے
قیدیون کی حق مین مطلقا فرمایا کہ لا توطی الحبالی حتی یضعن حملهن ولا غیر الحبالی حتی یستبرئن بحیضة
یعنی آگاہ ہو کہ صحبت نہ کیجاوی حاملہ سی یہان تک کہ جنی اور نہ غیر حاملہ سی یہان تک کہ استبرا کرین ساتھ ایک حیض کی یعنی ایک
حیض دیکھین اور اون قیدیون مین باکرہ اور ثیبہ سب طرح کی تھین ہذا مختصر ما فی شرح الوقایہ اور ولیمہ اونکا حیس سے
کیا اور بروزن عیس کے نام ایک کھانیکا ہی کہ مثل حلوے کے ہوتا ہے بناتی ہین کھجور ون اور اقط اور روغن سی اور اقط اوسکو
کہتی ہین کہ دہی کا پانی ٹپکا کر مانند پنیر کے ٹکیان بنالیتے ہین اور اوسکو قروط بھی کہتے ہین کذا فی مظاہر الحق اور فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رض سی کہ بلا اون لوگون کو جو تیری گرد ہین یعنی صفیہ کے ولیمہ پر جو لوگ کہ تیری پاس ہین اسوقت
اونکو لے آ مروی ہی کہ جب حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام متوجہ طرف مدینہ طیبہ کے ہوئی تب حضرت صفیہ رضی اللہ
عنہا کو اپنا ردیف کر لیا اور پردہ کیا اونکی لیے اپنی کمل سی جو اونٹ پر بچھاتی تھے اور جب اونکو اونٹ پر سوار کرتے تو اپنا
زانوی مبارک نیچی کرتے اور وہ اپنا پیر اوسپر رکھکر اونٹ پر چڑھ جاتین اور باقی حالات انکی بیان مین ازواج مطہرات کے
آونگی انشاء اللہ تعالی اور منقول ہی کہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے قبل فتح خیبر کی خواب دیکھا تھا کہ چودھوین رات کا چاند میری گود مین
آیا ہی سو اونھون نی اسکا بیان اپنی خاوند کنانہ سی کیا اوسنی کہا کہ شاید تو تمنا رکھتی ہو کہ تو بی بی ہو اوس بادشاہ کی جو حجاز کی
میدان مین اوترا ہی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک طمانچہ زور سی اونکی مونھ پر مارا کہ اوسکی صدمہ سی رخسارہ اون

نیلا پڑ گیا اور اثر اوس نیلاہٹ کا اونکے رخسار پر انوار پر شب زفاف تک ظاہر تھا حضرت سید الکونین نے اوسکا سبب اونسے
پوچھا اونھون نے وہ ماجرا بیان کیا اور واقعات خیبر سے زفاف ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ کا ہے
مان اونکی صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ پھوپی عثمان بن عفان رضہ کی تھین اور یہہ رضی اللہ عنہا پہلی نکاح مین عبد اللہ بن
جحش کی تھین کہ بھائی زینب بنت جحش کا تھا اور اوسکی ساتھہ اونھون نے حبشہ کو ہجرت کی تھی ہجرت ثانیہ مین اونکی ایک لڑکی
پیدا ہوئی اوسکا نام حبیبہ رکھا کنیت انکی اوسکی نام سے ہوئی اور نام اونکا رملہ تھا اور بعض نے ہند کہا ہے مگر پہلی روایت صحیح ہے
بعد ازان عبد اللہ بن جحش مرتد ہو کر نصرانی مذہب ہو گیا اور مر گیا اوسی دین پر وہین حبشہ مین اور ام حبیبہ اپنی اسلام
پر قایم رہین اور اون دنون کہ عمرو بن امیہ ضمیری ایلچی ہو کر حضرت کی طرف سے حبشہ کو گئی تھے ام حبیبہ رضہ نے خواب دیکھا کہ ایک
شخص اونکو کہتا ہے یا ام حبیبہ یا ام المومنین جب وہ جگین تو اسکی تعبیر کے ساتھہ مشرف ہونی اپنی ذات کی فراش رسول
علیہ السلام سے پایا تا آنکہ عمرو بن امیہ مجلس نجاشی مین گئی اور حضرت سرور عالم کا مکتوب نجاشی کو دیا اور مضمون اوس نامہ کا
یہہ تھا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو کہ مہاجرین حبشہ سے ہے واسطے حضرت کی خواستگاری کر کے مدینہ طیبہ مین بھیجدو اور
مہاجرین حبشہ کو بھی بھیجدو پھر نجاشی نے ام حبیبہ کو حضرت کی خواستگاری کا پیام دیا اونھون نے قبول کیا اور تمام مہاجرین
کی تیاری کر کے دو کشتیون مین عمرو بن امیہ کی ہمراہ مدینہ کو روانہ کیا اور مروی ہے کہ نجاشی کی ایک لونڈی ابرہہ نام تھی
نجاشی نے اوسکو ام حبیبہ رضہ کی پاس بھیجا کہ اون سے کہدیوے کہ اپنا وکیل مقرر کرے کہ ہم نکاح کا سرانجام ہو وہ یہہ سنکر نہایت
خوش ہوئین اور جو زیور اونکی ہاتھون پیرون مین تھا اوتار کر اوس لونڈی کو دیا اور خالد بن سعید بن العاص رضہ کو اپنا وکیل
کیا اور نجاشی نے ایک مجلس آراستہ کی اوس مین جعفر بن ابی طالب رضہ اور ایک جماعت مسلمانون کی کہ حبشہ مین تھی جمع
کیا اور کھانا کھلایا اور چارسو مثقال زر اور ایک روایت مین چار ہزار درہم اونکا مہر مقرر کیا اور اونکو ام حبیبہ رضہ کے پاس
بھیجا تاکہ اپنے کام مین اوسکو صرف کرین ام حبیبہ رضہ نے اوس مین سے پچاس مثقال زر ابرہہ نجاشی کی لونڈی کو بھیجدیا اور
عذر کیا کہ اوسدن جو بشارت نکاح کی لائی تھے اوسوقت اسکا انعام شایستہ مجھسے نہو سکا تھا پھر نجاشی نے اوس پہلی زیور
کو جو ابرہہ کو دیا تھا اور اس سونیکو ام حبیبہ رضہ کے پاس بھیجدیا اور کہا کہ تم اس زر و زیور کے لایق تر اور اولی ہو اسلیے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتی ہو اور عورتین یعنی سوکنین تم شوہر رکھتی ہو اور تمسے میری درخواست یہہ ہے کہ حضرت سے
میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ مین آپکے دین متین پر قایم ہون اور ہمیشہ آپ پر درود بھیجا کرتا ہون اور نجاشی کی عورتون
نے بھی انکے لیے اچھی اچھی خوشبوئین بنا کر بھیجین پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نکاح ہو جانے کی پہونچی تب آپ نے شرحبیل
بن حسنہ کو بھیجا کہ وہ ام حبیبہ رضہ کو جا کر مدینہ مین لاوے بعد آنے اونکے حضرت علیہ السلام نے اونکو ہم بستر کیا اور جب
اونھون نے سلام نجاشی کا عرض کیا تب حضرت نے فرمایا علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ اوسوقت عمر حضرت ام حبیبہ کی
تیس برس کی تھے اور وفات آپکی سن چوالیس ہجری مین ہوئی کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ یہہ بھی

درست ہی کہ ایسی سلام کے جواب مین وعلیہ السلام کہی اور یہہ بھی ہے کہ کہی علیک وعلیہ السلام جیسے کہ روایت ہی غالب قطان سی وعن غالب قال انا لجلوس بباب الحسن البصری اذجاء رجل فقال حدثنی ابی عن جدی قال بعثنی ابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائتہ فاقرءہ السلام قال فاتیتہ فقلت ابی یقرءک السلام فقال علیک وعلی ابیک السلام رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوۃ یعنی روایت ہی غالب سی کہ کہا تھی ہم بیٹھی ہوئے اوپر دروازہ حسن بصری کی ناگہان آیا ایک شخص اور کہا حدیث کی مجھکو میری باپ نی دادا میری سے کہ کہا بھیجا مجھکو باپ میری نے پاس پیغمبر خدا صلعم کی پس کہا باپ میری نے جا تو پیغمبر خدا پاس اور کہنا انکو سلام کہا باپ میری نے پس آیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ باپ میرا سلام کہتا ہی آپکو پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھپر اور تیری باپ پر سلام نقل کی ہے ابو داؤد نی **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کوئی کسیکی طرف سی سلام پہونچاوی تو سنت ہی کہ پہونچانیوالی پر بھی سلام پہونچے اور جسکی طرف سی سلام پہونچایا اوسپر بھی یعنی کہی علیک وعلی فلان السلام یا کہی وعلیک وعلیہ السلام چنانچہ نسائی مین بعینہ یہہ الفاظ روایت کئی ہین کذا فی مظاہر الحق واشعۃ اللمعات اور مروی ہی کہ جو بعد صلح حدیبیہ کی ابو سفیان مدینہ مین ام حبیبہ رضہ کی پاس ملاقات کو آیا اور چاہا فرش پر بیٹھی ام حبیبہ رضہ نے اوسکو نہ بیٹھنے دیا اور کہا کہ یہہ بچھونا طاہر رسول اللہ کا ہی اور تو آلودہ ہی ساتھ نجاست کفر وشرک کی اور ایک واقعہ واقعات غزوۂ خیبر سی زہر دینا زینب بنت حارث یہودیہ کا ہی کہ وہ جورو سلام بن مشکم کی تھی جب اوسنی معلوم کیا کہ حضرت کو گوشت دست کا بہت مرغوب ہی تو ایک بکری کی بچے کو اوسنی ذبح کیا اور اوسمین زہر قاتل اوسنی ملایا اور دست اور شانے مین سب سے زیادہ زہر ملایا اور لا کے حضرت کے روبرو رکھا اوس محفل مین بشیر بن برا اور اور صحابہ بھی حاضر تھی پھر تناول کیا اوسمین سی حضرت نی اور کھایا اوس گوشت کو اپنے اگلی دانتون سے اور کھایا گوشت دوسری ٹکڑی سے بشیر بن برا نی پھر آپنے ارشاد کیا کہ اٹھالو اس گوشت کو کہ اسنے مجھکو خبر دی ہی کہ مجھہ مین زہر ملا ہی پھر بشیر رضہ نے عرض کی کہ جب مینی لقمہ کو چابا تو ایک نوع کی کراہت اوس سی اپنی طبیعت مین پائی مگر مینی اوسکو اپنی منہ سی باہر نہ نکالا اس لحاظ سی کہ مبادا آپکی طبیعت مبارک کھانے سے پھر جاوی پھر بشیر رضہ ہنوز وہانسے اوٹھی نہ تھی کہ رنگ چہرہ اونکی کا سبز اور سیاہ ہوگیا اور اوسیدم مرگئی بعد اسکے حضرت نی فرمایا کہ سرداران یہود کو جو یہان پر ہین حاضر کرو اور زینب بنت حارث کو بھی لاؤ پھر وہ سب حاضر کئی گیے پھر حضرت نی اونسی فرمایا کہ مین تمسی کچھہ پوچھتا ہون تم اسکو سچ سچ بیان کرو گی اونھون نی کہا ہان پھر آپنی اونسے پوچھا کہ باپ تمھارا یعنی ابو القبیلہ کون ہی اونھون نے اوسکا نام لیا آپنی فرمایا کہ جھوٹ کہا تم نی تمھارا باپ تو فلانا ہی پھر اونھون نی حضرت کی تصدیق کی **ف** واضح ہو کہ یہہ پوچھنا آپکا اونسے اور تنبیہ کرنا اسکو ہی بڑا امتحان کرنا تھا اونکی حال سی اور تمہید اور توطیہ تھا واسطی اقرار کرنے اونکی کے ساتھہ قضیہ زہر کے اور جھوٹ کہنا اونکا جواب مین یا تو عمدًا تھا موافق عادت اونکی کی یا جہل اور نسیان سی تھا مگر اظہر یہی ہی کہ عمدًا اونھون نی جھوٹ بولا واسطی امتحان حال حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے اطلاع پانی حقیقت حال پر پھر جب ظاہر ہوگیا اون پر اطلاع پانا حضرت کا اوسپر تب قبول کیا

اونھون نے اوسکو کہا استعرف اور صحیح بخاری مین ایک دوسرا سوال اور بھی مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ آیا سچ کہوگے تم
جو پوچھون مین تم سے اونھون نے کہا کہ ہان ای ابوالقاسم اور جو ہم جھوٹ کہین گے تو پہچان لیگا تو جھوٹ ہمارے کو جیسے کہ
پہچان لیا تونے ہمارا جھوٹ ہمارے پدر قبیلے کے حق مین پھر پوچھا آپنے اونسے کہ دوزخی کون ہین یعنی وہ جو ہمیشہ دوزخ مین
رہینگے اونھون نے کہا کہ ہم چند روز دوزخ مین رہینگے کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات یعنی نہین چھوئیگی ہمکو آگ مگر
دن گنتی کے بعد اسکے ہمارے خلیفہ ہوگے تم اور دوزخ مین داخل ہوگے تم یہہ خطاب اونسے مسلمانون سے کیا پھر فرمایا حضرت نے خاسا
اونکو کہ اخسئوا فیہا یعنی دور رہو اور داخل ہو آگ مین لا نخلفکم فیہا ابدا یعنی نہین ہم خلیفہ ہونگے تمھارے بیچ اوسکے ہرگز
پھر فرمایا حضرت نے آیا سچ کہوگے تم جو پوچھون مین تمسے کچھ کہا اونھون نے کہ ہان پھر پوچھا حضرت نے کہ کیا تمنے اس بکری مین زہر
ملایا ہے اونھون نے کہا ہان تمکو کسنے خبر کی اسکی آپنے فرمایا کہ خبر دی مجکو اسنے اور اشارہ بکری کے دست کیطرف کیا جو آپکے ہاتھ مین
تھا پھر فرمایا کہ یہہ کیون کیا تمنے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پوچھا آپنے اوس عورت سے کہ کسلیے کیا تو نے یہہ پھر یہودیون سے یا
اوس عورت نے کہا کہ مینے یہہ چاہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو رہائی پاوین ہم تجھسے اور آرام پاوین اور اگر تو پیغمبر ہے تو تجکو زہر کچھ ضرر نکریگا
یا کہا اوس عورت نے اور اسلیے کہ تو نے میرے باپ اور بھائی اور چچا اور خاوند کو مارا ہے اور اختلاف کیا ہے اسمین علمانے کہ معاقبہ
کیا حضرت نے اوس عورت کو یا چھوڑ دیا روایت کیا بیہقی نے ابی ہریرہ رض سے کہ تعرض نکیا حضرت نے اوس سے اور بطریق ابو نضرہ مین
جابر رض سے بھی یون ہی مروی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مار ڈالا حضرت نے اوسکو بیہقی نے کہا کہ احتمال ہے کہ چھوڑ دیا ہوگا
حضرت نے پہلے اوسکو اور نہ چاہا کہ اپنے نفس کے عوض اوسکو مارین پھر جب مر گئے بشیر رض تو اونکے قصاص مین حضرت نے اوسکو مار ڈالا
مارا انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعضے ائمہ شافعیہ رح کا مذہب یہہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر کوئی زہر کھانے مین ملاکر کسیکو دیکے
مار ڈالیگی کھلاوے تو اوسپر قصاص واجب ہوتا ہے مگر حنفیون کے نزدیک اور جمہور ائمہ شافعیہ رح کے نزدیک قصاص اوسپر واجب نہین
ہے کہتا ہون مین مگر تعزیر تنویر الابصار اور شرح اوسکی در المختار مین ہے سقاہ سما حتی مات ان دفعہ الیہ حتی اکلہ

ولم یعلم بہ فمات لا قصاص ولا دیۃ لکن یحبس ویعزر ولو اوجرہ السم ایجارا تجب الدیۃ علی عاقلتہ وان دفعہ لہ

فی شربۃ فشربہ ومات منہ فلا دیۃ لانہ شرب باختیارہ الا ان الدفع خدعہ فلا یلزمہ الا التعزیر والاستغفار

خانیہ یعنی پلایا کسی نے کسیکو زہر یہانتک کہ مر گیا وہ تو دینی والے کا حکم اوسکا یہہ ہے کہ اگر دیا تھا آپسے پلانیوالے نے زہر اوسکو اور اوسنے
کھالیا اوسکو اور نہ جانا اوسنے اوسکو پس مر گیا وہ تو نہ قصاص ہے اوسپر اور نہ دیۃ ہے مگر قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے وہ
اور اگر موُنھہ مین ڈالا اوسنے کسیکے زہر موُنھہ مین ڈالنا کر تو واجب ہوگی دیۃ اوسکی عاقلہ پر اور اگر دیا اوسنے زہر کسیکو شربت مین
پس پی لیا اوسنے اوسکو اور مر گیا وہ اوس سے پس حال اسکا مثل اول کے ہے اسلیے کہ اوسنے پیا اوسکو ساتھ اپنے اختیار کے مگر یہہ
کہ پلانیوالے نے فریب کیا اوس سے سو نہین لازم ہوگی مگر تعزیر اور استغفار کرنا ایسی ہی ہے خانیہ مین اور دلیل انکی یہی قصہ ہے
کہ حضرت نے بعد ازان اوسے معاف کیا اور اونکے نزدیک ترجیح اسیکو ہے کما استعرف من روضۃ الاحباب انشاء اللہ تعالیٰ سو اس مذہب

اگر قتل کی روایت صحت کو پہونچی تو وہ اب محمول سیاست پر ہوگی اور قصہ سولی دینی کا اوسکی بعد مرنی اوسکی کے جو مذکور ہے تائید اس توجیہ کی کرتا ہی کما فی المدارج واللہ اعلم اور آیا ہی زہری رضی سے مروی ہی کہ وہ عورت مسلمان ہوئی پھر حضرت نے اوسکو چھوڑ دیا اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مغازی سلیمان مین آیا ہی کہ کہا زینب نے کہ اگر تو جھوٹا ہی تو خلاص کیا مینے آدمیونکو تجھ سی اور تحقیق اب ظاہر ہو گیا مجھپر کہ تو سچا ہی اور مین گواہ پکڑتی ہون تجکو اور سب حاضرون کو کہ مین تیرے دین پر ہون اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ اور جب مرگئی بشیر تب قتل کیا حضرت نے اوس عورت کو اسلیے کہ بشیر کے مرنیسے محقق ہو گیا قصاص مگر بیان پر ایک شبہہ ہوتا ہی کہ اسلام محو کرتا ہی گناہون اگلون کو حق اللہ ہون یا حق الناس ہون پھر کیون قصاص لیا گیا اوس سی بعد اسلام کی کذا فی مدارج النبوۃ مسلم مین ہی ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ یعنی تحقیق کہ اسلام دور کر دیتا ہی اون گناہون کو جو پہلے اوس سی تھے اور تحقیق کہ ہجرت دور کر دیتی ہی اون گناہون کو جو پہلے اوس سی تھے اور تحقیق حج دور کر دیتا ہی اون گناہونکو جو اوس سی پہلے تھے حتی کہ لکھا ہی فقہانے کہ اگر حربی کافر مستامن کسیکو مار ڈالے اور مال کسیکا لیلے اور دار الحرب مین چلا جاوے پھر مسلمان ہو اور اسلام لاوے تو پھر کسی چیز کا مواخذہ نکیا جاوے اوس سے اور ایسے ہی ہجرت اور حج کا بیان آگے آویگا انشاء اللہ تعالی مگر یہہ کہ کہا جاوے کہ اس قصہ مین احراز دار الحرب مین واقع نہین ہوا فافہم واللہ اعلم اور روضۃ الاحباب مین اس محل مین دو روایتین نظر پڑین ایک یہہ کہ زینب سی حضرت نے عفو کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو قتل کیا اور بعد قتل کے فرمایا کہ اوسکو سولی پر چڑہاؤ ایک جماعت علمای حدیث نے ترجیح روایت عفو کو دی ہی اور ایک جماعت نے روایت قتل کو اور ایک جماعت بین الروایتین توفیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ احتمال ہی کہ حضرت نے اپنے زہر دینے کے سبب اوسکو نہ قتل کیا ہوگا اور عفو فرمایا ہوگا اسلیے کہ عادت شریف حضرت کی ترک کرنے انتقام کی تھی اپنی نفس نفیس کے لیے مگر جو بشیر بن برا اوس سبب سے مر گئے تو اونکے لیے آپنے قصاص لیا ہوگا اور مروی ہی کہ حضرت نے واسطے دفعہ ضرر زہر کی اپنی کاہل پر یعنی گردن کے نیچے درمیان دو شانون کے سنگیان لگوائین اور وہ سنگی لگانیوالا ابو ہند تھا اور تین آدمی اور نے جو اوس گوشت کو چابا تھا مگر نگلا نتھا اونکو بھی آپنے حکم کیا پچھنون اور سینگیون کے لیے بعد اسکے حضرت نے حکم کیا تو اوس باقی گوشت کو ایک گڈھا کھود کر ڈالدیا اور جلا کر مٹی سی اوسکو توپدیا اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی سے روایت کی ہی کہ کہا اونھون نے کہ حضرت اپنی مرض موت مین فرماتے تھے کہ اے عائشہ مین اپنی اندر ہمیشہ اوس طعام کا الم جو خیبر مین کھایا تھا پاتا تھا اور اب پاتا ہون مین انقطاع ابہر اپنی کو اوس زہر سے اور ابہر نام ایک رگ کا ہی کہ دل سی اوسکا علاقہ ہی کہ جب وہ منقطع ہو جاتی ہی تب وہ شخص مر جاتا ہی گویا کہ اثر اوس زہر کا باقی رہا تھا آپکی بدن شریف مین اور اب سرایت کیا اور ظہور کیا اونسی یا اب اونسی احداث اور ایجاد کیا آپکی بدن مین اور یون ہی ہی ہیچ ظاہر ہوئے اثر سانپ کی زہر کے کہ صدیق اکبر رضی کو غار مین کاٹا تھا موت کی وقت اونسی عود کیا واللہ اعلم فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہیدًا کذا فی سفر السعادت

یعنی وفات پائی حضرت علیہ السلام نے دراٰنحالیکہ شہید تھے ایسی ہی ہی سفر السعادت مین ہی یہی تھی حکمت آلہی تو باقی رکھنی
مین اوسکے اثر کی وفات شریف تک اور حکمت ساتھہ علاج کرنے دفع زہر کے حجامت سی یعنی پچھنی لگوانے سے یہہ تھی کہ علاج دفع زہر
کا دو طور پر ہوتا ہی ایک تو استفراغون سی اور ایک دوا سی جو دافع ہو زہر کو بالکیفیۃ جیسے دوا گرم دفع برودت مین یا بالخاصیت
جیسیکہ بعض تریاق اور جب دوا اوسوقت دستیاب نہو تو استفراغ کرنا چاہیے اور نافع سب استفراغون مین استفراغ حجامت
کا ہی تو اسلیے حضرت نے اوسکو اختیار فرمایا کذا فی شرح صراط المستقیم اور ایک واقعہ واقعات اس غزوہ سی یہہ ہے کہ جو حضرت
علیہ السلام بعد رجوع کے خیبر سی منزل صہبا مین پہونچے تو ساتھہ صفیہ رضہ کے ہم بستر ہوئے اور معارج النبوۃ مین ہی کہ ولیمہ اونکا
آپنے حیس سی یعنی خرما اور روغن اور پنیر سی کیا تھا اور اوس رات کو ابو ایوب انصاری رضہ صبح تک گرد خیمہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے پاسبانی کے پھرتے رہے صبحکو حضرت نے اس ماجرے سے اطلاع پائی پھر دو بار ابو ایوب رضہ کے حق مین دعا کی اور
حضرت صفیہ رضہ منظور نظر حضرت علیہ السلام کے تھین حضرت کو اونکی شان مین اہتمام تھا دس
حدیثین اونسے معتبر کتابون مین مروی ہین ایک اونمین سے متفق علیہ ہی اور حدیثین اونکی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی مرسل واقع
ہوئی ہین یعنی یہہ حضرت سی بغیر واسطے کے کوئی حدیث نہین رکھتی ہین بلکہ دوسری ازواج مطہرات کے واسطے سی مثل عائشہ وحفصہ
وغیرہما کی اونکو حدیثین پہونچی ہین اور مدفن اونکا بقیع ہی انتہی اور ایک واقعہ اوس غزوہ کا یہہ ہی کہ جب حضرت منزل صہبا مین
پہونچے بعد ادای نماز عصر کے تو حضرت علیہ السلام سر مبارک اپنا حضرت علی رضہ کی گود مین رکھکر لیٹ گئے اور ایک روایت مین ہے
کہ سو گئے یہانتک کہ آثار نزول وحی کے آپ پر نمود ہوئی اور حضرت علی رضہ نے نماز عصر نہین پڑھی تھی اور زمانہ وحی کا امتداد رہا کہ سورج
ڈوب گیا جب وحی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سی منجلی ہوئی تو آپنے علی رضہ سی پوچھا کہ تمنے نماز عصر کی پڑھی اونھون نے عرض
کی کہ نہین آپنے جناب باری مین مناجات کی اور التماس کیا کہ ای رب علی تیری اور تیری رسول کی اطاعت مین تھا تو آفتاب کو اسکی
لیے اولٹا پھیر دی کہ وہ نماز عصر پڑھے سو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کی دعا قبول کی اور سورج کہ پھر نکلا کہ دھوپ اوسکی پہاڑ اور جنگل پر
چمکی اور لوگون نے دیکھی اور حضرت علی رضہ نے وضو کرکے نماز پڑھی **واضح ہو** کہ حبس شمس اور رد اوسکا حضرت کی معجزے سے تین
بار واقع ہوا ایکبار بعد شب معراج کے جبکہ آپنے خبر دی آنیکی قافلہ قریش کے جو اوسکو دیکھا تھا آپنے اوس رات کو مابین شام کی
راہ مین اور خبر دی تھی آپنے کہ ایک اونٹ اوس قافلہ کا بھاگ گیا تھا اور چند اہل قافلہ اوسکو تلاش کرتے پھرتے تھی سو پوچھا قریش
نے کہ وہ قافلہ کب آویگا آپنے فرمایا کہ چہارشنبہ کے روز جب وہ دن آیا تو منتظر رہی قریش اور دیکھتے تھے کہ کب قافلہ آتا ہی کہ دن گذر
گیا اور قافلہ نہین آیا اور آفتاب قریب غروب کی پہونچا پھر آپنے دعا کی تو رک گیا آفتاب غروب ہونے سی یہان تک کہ آ پہونچا قافلہ
روایت کیا اسکو یونس بن بکر رحمہ نے اپنے مغازی مین ابن اسحاق سی **مترجم کہتا ہی** واضح ہو کہ یہہ روایت مخالف ہے اوس
روایت کی جو روضۃ الاحباب سی قصہ معراج مین مذکور ہو چکی ہی اور مخالف ہی اوس روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ فلانی روز فلانا
قافلہ یہان آ پہونچیگا جب وہ دن ہوا تو لوگ اوسکی آنیکے منتظر تھے اور گفتگو کرتے تھی اوسمین کہ قریب دوپہر کے وہ قافلہ آ پہونچا

اوسی وضع پر کہ اونچی بیان کیا تھا انتہی اور دوسری بار حبس کیا گیا آفتاب حضرت کی لیے غزوۂ خندق مین جبکہ مشغول کیے گئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سی جیساکہ بعضے روایتون مین آیا ہی اور مشہور وہ ہی کہ قضا کی حضرت نی وہ نماز بعد غروب
آفتاب کی کما عرفت فی بیانہا اور تیسری بار اس غزوۂ خیبر مین جسکا بیان ہوچکا اور کلام کیا ہے علمای حدیث نی ان حدیثون
کی صحت مین اور کہا کہ یہہ سب حدیثین مخالف ہین صحیح حدیثون کی کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مقدمہ مین آئی
ہین کہ اونسی مخصوص ہونا حبس شمس کا اونکی لیے معلوم ہوتا ہے وہ حدیث یہہ ہے کہ مشکوۃ مین بخاری اور مسلم سی ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہ کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت نی کہ نکلا ایک پیغمبر پیغمبرون سی غزا کی لیے پھر قریب پہونچے وی
اوس بستی کی وقت نماز عصر کے اور قریب ہوا آفتاب ڈوبنے کے سو فرمایا اوس پیغمبر نے آفتاب کو کہ تو مامور ہی اور مین بھی
مامور ہون اور مناجات کی جناب الٰہی مین اور کہا خداوندا حبس کر آفتاب کو ہمپر سو حبس کیا گیا آفتاب یہان تک کہ
فتح کیا اللہ تعالیٰ نے اوس قریہ کو اوسپر کہا علمای کہ مراد اس سی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہین اور حبس تین قسم پر
ہوتا ہی یا ساتھہ رد کرنیکے یا ساتھہ توقف کرنیکے یا ساتھہ بطی کرنیکے سیر مین اور اگرچہ اختصاص حبس شمس کا اس حدیث مین
ساتھہ یوشع بن نون علیہ السلام کے مذکور نہین ہی مگر دوسری روایت مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لم
یحبس الشمس علی احد الا علی یوشع بن نون یعنی نہین حبس کیا گیا شمس اوپر ایک کسی کے سوای یوشع بن نون علیہ السلام کے
روایت کیا اسکو امام احمد نے کذا فی المشکوۃ اور جیسیکہ مواہب لدنیہ مین ہی کہ قتال کی یوشع بن نون علیہ السلام نی جبارین سے
دن جمعہ کی اور جب آفتاب قریب غروب کی ہوا تو ڈری حضرت یوشع علیہ السلام کہ آفتاب غروب ہوجاویگا قبل فارغ ہونی قتال و جدال
سی اور داخل ہوجاویگا دن شنبہ کا سو حلال نہوگا اونکو لڑنا اسلیے کہ وہ حرام تھا اونکی شریعت مین سو دعا کی اونھون نی سو رد کیا اللہ
تعالیٰ نے سورج کو اوپر کہ فارغ ہوگئی وہ لڑائی سی اور بعضے علمای جمع کیا ہی ان حدیثون مین اور حدیث یوشع علیہ السلام مین اور کہا ہے
اونھون نی کہ احتمال رکھتا ہے یہہ کہ مراد حدیث یوشع علیہ السلام سی وہ ہی کہ حبس نکیا گیا آفتاب کسیکے لیے انبیای ماتقدم علیہ السلام
سی سوای یوشع علیہ السلام کی یا یہ کہ حبس نکیا گیا آفتاب کسیکے لیے انبیا علیہم السلام سے سوا میری مگر یوشع علیہ السلام کی لیے اور یا مراد
ہونا اس حدیث کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سی پہلے وقوع رد شمس کی ہوا ہوگا واللہ اعلم ولیکن حدیث رد شمس کی علی رضی اللہ عنہ پر
سو کہا صاحب مواہب لدنیہ نی کہ روایت کیا اس حدیث کو امام طحاوی نی کہ اکابر علمای حنفیہ سی ہے پہلی مذہب شافعی رکھتا تھا پھر
رجوع کیا طرف حنفیہ کی جیساکہ بیان کیا قاضی عیاض مالکی نی مشکوۃ الآثار اور شفا مین اور کہا قاضی ممدوح نی کہ کہا طحاوی نی کہ احمد
بن صالح کہ ثقات علمای حدیث سی درجہ مین امام احمد بن حنبل کی ہے کہتا تھا کہ نہین سزاوار ہی خاص اوس کسیکو کہ طریقہ اوسکا علم
ہی کہ تخلف اور تغافل کری وہ حفظ حدیث اسماسی اسلیے کہ وہ علامات نبوت سی ہے اور بعضون نی کہا کہ یہہ حدیث صحیح نہین اور
ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین شمار کیا ہی اور کہا کہ یہہ بیشک موضوع ہی اسلیے کہ اوسکی سند مین احمد بن داؤد ہی اور وہ
متروک الحدیث ہی اور کذاب جیساکہ کہا دارقطنی نے اور کہا ابن حبان نی کہ وہ وضع کرتا تھا حدیث کو اور کہا ابن جوزی نے کہ

کہ روایت کیا اس حدیث کو ابن شاہین نے اور کہا کہ یہہ حدیث باطل ہی اور کہا کہ غفلت ہوئی واضع اوسکے سے کہ نظر کی اوسکے ساتھہ صورت فضیلت کی اور تصور نکیا اوسنے اوسکے عدم فائدہ کو اور نہ سمجھا اسکو کہ جب نماز عصر کی ساتھہ ڈوبنے سورج کے قضا ہو گئی تو پھر رجوع کرنے سے آفتاب کے وہ نماز ادا نہین ہوتی یعنی جب کوئی نماز اپنے وقت سے فوت ہو گئی ہو اور وہ وقت بعد اوسکے آگیا ہو تو پھر اوس پہلے وقت کی دوبارہ آنے سے وہ نماز جو فوت ہوئی ہی اوس وقت مرجوعہ مین اوسکو ادا کرنے سے اوسکا حکم ادا کا نہین ہوتا ہے بلکہ حکم قضا کا ہی اور یہہ امر نہین چھپا ہی اوس پر کہ جسکو کچھہ بھی تامل ہے انتہی کہتا ہون مین کہ یہہ اوس وقت ہی کہ بعد طلوع کے اوپر عادت معہود کے پھر وہی وقت آوی اور اگر ایسا نہین ہوا تو اسکو رد کہین واللہ اعلم اور ابن تیمیہ نے ایک کتاب تصنیف رد روافض مین کی ہے اوس مین اوسنے اس حدیث کو اپنے طریقہ اور رجال کے ساتھہ ذکر کیا ہے کہ وہ موضوع ہی اور کہا کہ عجب ہی قاضی عیاض رحمہ اللہ سے باوجود دانائی اور بزرگی اوسکے علم حدیث مین کہ کیونکر ساکت ہی وہ اس سے گمان صحت اوسکا کرکے اور نقل کیا اوسکی ثبوت کو **مترجم کہتا ہے** عفی اللہ عنہ کہ روایت کیا اس حدیث کو جوزقانی نے اور کہا کہ وہ مضطرب اور منکر ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ وہ موضوع ہی اور فضیل بن مرزوق جو مذکور ہے اوسکی اسناد مین کہا ابن حبان نے کہ وہ روایت کرتا ہی موضوعات کو اور روایت کیا اسکو ابن شاہین نے غیر طریق جوزقانی سے اور اوسکے اسناد مین احمد بن محمد بن عقدہ رافضی ہی متہم ساتھہ کذب کے اور روایت کیا ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا اور اوسکی اسناد مین داؤد بن فراہیج ہی وہ ضعیف ہی کہا کتاب لآالی مین کہ فضیل ثقہ ہی صدوق ہی اور حجت پکڑی ہی ساتھہ اوسکی امام مسلم نے اپنی صحیح مین اور تخریج کیا ہی اوس سے چارون نے اور ابن عقدہ کبار حافظون سے ہے اور بیشک تکذیب کی ہے دارقطنی نے اوسکی جسنے متہم کیا ہی ابن عقدہ کو ساتھہ کذب کی اور تقویت کی ہے اوسکی ایک قوم نے اور تضعیف کی ہی اوسکی قوم دوسری نے اور داؤد بن فراہیج مختلف فیہ ہی اوس مین محدثین ایک قوم نے موثوق بہ رکھا ہی اوسکو وقد رواہ الطحاوی فی مشکل الحدیث من طریقین وقال ثابتان ورواتهما ثقات وقد رواہ الطبرانی وقد ذکر له صاحب اللآلی طرقا والف فی ذلک جنه

یعنی اور بیشک روایت کیا اس حدیث کو امام طحاوی نے مشکل الحدیث مین دو طریق سے اور کہا کہ وہ دونون طریق ثابت ہین اور راوی اونکے ثقہ ہین اور بیشک روایت کیا اسکو طبرانی نے اور بیشک ذکر کی ہین اوسکے لیے صاحب لآلی نے طرق متعدد اور تصنیف کیا ہی اوس مین ایک رسالہ کذا فی فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ للقاضی محمد بن شوکانی اور کہتے ہین شیخ عبد الحق رح کہ قول اون قائل کا کہ کہا اوسنے کہ نماز عصر کی جو غروب آفتاب سے قضا ہو گئی تو رجوع شمس کا اوسکو ادا نہین کر سکتا ہی محل نظر کا ہی اسلیے کہ جب قضا ہوتی ہی جب آفتاب اپنے مغرب مین چھپا ہی اور جو پھر پلٹکر نکل آوی تو پھر کسلیے نماز ادا نہو نماز ادا اوسیکو کہین گے کہ وقت مین ادا کیجاوی اگرچہ وقت کا اعادہ ہوا ہو **مترجم عفی اللہ عنہ** کہتا ہی کہ اسی طرح سے اس مسئلہ کی تحقیق درمختار مین کی ہے کما قال فلو غربت ثم عادت هل یعود الوقت الظاهر نعم یعنی پس اگر غروب ہو گیا آفتاب اور پھر عود کر آیا تو کیا عود کر آتا ہی وقت ظاہر یہہ ہے کہ ہان لوٹ آتا ہی وقت کہا طحاوی نے اسکے حاشیہ مین بحث صاحب النهر قال فيه فرع لو غربت الشمس

ثم عادت ذكر الشافعية ان الوقت يعود لانه عليه الصلوة والسلام نام في حجر علي حتى غربت الشمس فلما استيقظ

ذكر له انه فاتته العصر فقال اللهم انه كان في طاعتك وطاعة رسولك فارددها عليه فردت حتى صلى العصر وذلك

بخيبر والحديث صححه الطحاوي والعياض واخرجه جماعة منهم الطبراني بسند حسن واخطاء من جعله موضوعا كابن الجوزي

وقواعدنا لا يأباه ‌‌ یعنی اور بحث کی ہو اس مسئلہ مین صاحب نہر الفایق نے اور کہا ہو کہ اسمین فرع ہو اگر غروب ہوگیا آفتاب اور پھر لوٹ کر نکل آیا ذکر کیا ہے شافعیہ نے کہ تحقیق وقت عود کر آتا ہے اسلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے علی رضی کے گود مین یہان تک کہ ڈوب گیا آفتاب پھر جب جگے حضرت خواب سے تو عرض کی گئی آپکی خدمت مین کہ نماز عصر حضرت علی کی فوت ہو گئی ہو سو دعا کی آپنے کہ اے بار خدایا اگر وہ تھا تیری اور تیری رسول کی طاعت مین پس رد کر دے آفتاب کو اوسپر سو لوٹ کر نکل آیا آفتاب یہان تک کہ حضرت علی رضی نے پڑھی نماز عصر کی اور یہہ واقعہ خیبر مین ہوا اور حدیث کو تصحیح کیا امام طحاوی نے اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے اور اخراج کیا اس حدیث کو ایک جماعت محدثین نے اونمین سے طبرانی نے اخراج کیا اسکا ساتھ سند حسن کے اور خطا کی اوس کسینے کہ موضوع کہا اوسکو مانند ابن الجوزی نے اور قواعد ہمارے یعنی حنفیون کے نہین ابا کرتے ہین

اس ترد وجه البحث القياس على الميت اذا احياه الله تعالى فانه يأخذ ما بقي من ماله في ايدي ورثته فيعطى له حكم

الاحياء والنظر هل هذا شامل لطلوع الشمس من مغربها الذي هو من العلامات الكبرى

القيامة الخ حلبي یعنی اور وجہ بحث کی قیاس کرنا ہی اوپر میت کی کہ جب زندہ کرے اوسکو اللہ تعالی پس تحقیق وہ لیلیویگا اوس مال کو کہ باقی رہا ہو ہاتھ ورثہ مین پس دیا جاویگا اوسکو حکم زندون کا دیکھہ تو آیا یہہ شامل ہی واسطے اوس طلوع ہونے آفتاب کی مغرب سے کہ جو علامات کبری قیامت سے ہے اقول ان في قوله فيعطى له حكم الاحياء نظر لانه لو كان كذلك

تطلب بجميع ماله اللهم الا ان يراد انه يعطى له حكم الاحياء بالنظر لما في ايديهم یعنی اور کہتا ہو صاحب حاشیہ کہ کہتا ہون مین قول اوسکو مین یعنی حلبی کے قول مین کہ فیعطی لہ حکم الاحیاء الخ ہو نظر ہی اسلیے کہ اگر ایسی ہوئی تو البتہ طلب کرے وہ سب اپنے مال کو اے بار خدایا مگر یہہ کہ کہا جاوے کہ ارادہ کیا اسکا کہ تحقیق دیا جاویگا اوسکے لیے حکم زندہ کا ساتھہ نظر کرنیکے واسطے اوس مال کے جو باقی رہا ہو اونکے ہاتھہ مین قوله والنظر الخ الظاهر انه لا يعطى هذا الحكم لانه انما يثبت اذا عيدت

في اثر غروبها كما هو واقعة الحديث واما طلوع الشمس من مغربها فهو بعد مضي الليل بتمامه بل نصوا على ان الليلة

التي صبيحتها تطلع الشمس من مغربها تطول بقدر ثلث ليال ولا يعلم طولها الا من له عادة بالتهجد وكلما ارادت

الشمس الطلوع من معتادها تمنع الى ان تؤمر بخروجها من مغربها وحكمة طول ليلتها تذكر الخلائق

ليتوبوا فانه بعد هذا الطلوع يقفل باب التوبة یعنی اور قول اوسکا والنظر آخر تک ظاہر یہہ ہو کہ تحقیق وہ طلوع نہین دیا جاتا ہو اس طلوع کو یہہ حکم اسلیے کہ سوا اسکے نہین کہ ثابت ہوتا ہی یہہ حکم جبکہ عود کرے آفتاب وقت غروب کے اپنے جیسے کہ وہ واقعہ حدیث کا ہو اور لیکن طلوع شمس کا مغرب اوسکے سے سو وہ ہوگا بعد گذرنے رات کے تمام اوس رات کے بلکہ نص کیا ہو اسپر کہ

تحقیق رات ایسی رات کہ اوسکی صبح کو طلوع کریگا آفتاب مغرب اوسکے سے طویل ہو جاویگی وہ رات تین رات کی قدر اور مین جانیگی
کروی اوسکا طول کو مگر جسکی عادت تہجد کی نماز پڑھنیکی ہوگی اور جب ارادہ کریگا آفتاب طلوع ہونیکا اپنے معتاد سے منع کیا جاویگا اور
یہان تک کہ حکم کیا جاویگا ساتھ نکلنے کے مغرب سے اپنے اور حکمت طویل ہونی رات کی واسطے آگاہ کرنے خلائق کو ہوگی کہ توبہ کرلینا
اسلیے کہ بعد اس طلوع کے مقفل ہوجاویگا دروازہ توبہ کا ولذا عادت وقت المغرب بطل الصوم والمغرب اذا فطر او صلی ہا

اعتمادا علی الغروب الاول ولذا ظهران زوجة الميت الذي احيي تخرج عن عصمته بعد انقضا
العدة وان لم تتزوج باحد فهي كما له الذاهب ويحرراتني یعنی جسوقت کہ ڈوب کر پھر عود
کر آوے سورج اور پھر ڈوب جاوے اور عود کرے وقت مغرب کا دوسری بار بعد غروب ہونے آفتاب کے دوبارہ تو باطل ہو جاوینگے
روزہ اور نماز مغرب کی جبکہ افطار کرلیا ہو روزہ اور پڑھ لی ہو نماز مغرب کی اعتماد کرکے غروب پر اول کے اور ظاہر یہہ ہے کہ تحقیق
زوجہ ایسی میت کی کہ زندہ ہوگیا ہے نکل جاتی ہے عصمت اوسکے سے بعد گذرنے عدت کے اور اگر چہ نہ زوج کیا ہو اوسنے کسی سے پس
وہ مانند اوس مال کے ہے کہ جاتا رہا وہ اور لکھا جاوی یہہ مسئلہ انتہی اور سوا اسکے جبکہ مثل امام طحاوی اور احمد بن صالح کے ہے
محدث اوسکی تصحیح کرین تو محل توقف اور تردد کا ہے نہ بطلان اور انکار کا اور ابن جوزی مستعجل ہین ساتھ حکم کرنے وضع احادیث
کو اس باب مین اونکے قول کا وثوق نہین ہے جیسے کہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ بیان حدیث سدوا کل باب
الا باب علی کی کہا ہے اور شیخ محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ مین کہا ہے کہ کہا امام احمد نے کہ حدیث رد شمس کی لا اصل ہے اور
ابن جوزی اونکی تبعیت کرکے اوسکو موضوعات مین لائے ہین اور تصحیح کی اسکی طحاوی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور تخریج کی
ہے ابن مندہ اور ابن شاہین نے اسکو اسما سے اور ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کذا فی مدارج النبوۃ لکھتا ہے مترجم
عفی اللہ عنہ کہ حدیث رد شمس کو اگر چہ ابن جوزی نے موضوعات مین گنا ہے مگر محققین محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہہ حدیث صحیح
ہے اور ابن جوزی کا اعتراض اسپر غلط ہے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ اس باب مین تصنیف کیا ہے اور اسکا
نام کشف اللبس فی رد الشمس ہے اور طرق اس حدیث کی باسانید کثیرہ اوسمین بیان کیے ہین اور اس حدیث کی صحت کو بدلائل قویہ
ثابت کیا ہے کما فی کلام المبین اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ روایت کیا ہے طبرانی نے معجم کبیر مین اس حدیث کو ساتھ سند حسن کے
جیسا کہ حکایت کیا ہے اسکو شیخ الاسلام ابن عراقی نے شرح تقریب مین اسما بنت عمیس سے اور کہا حافظ ابن کثیر نے کہ حدیثین جو شیخ
علیہ السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رد شمس خصایص اونکے سے ہے سو دلالت کرتی ہے اوپر ضعیف ہونے اوس حدیث کی جو روایت کی گئی
ہے رد شمس مین حضرت علی رض کے لیے اور تصحیح کیا ہے احمد بن صالح مصری نے مگر نہین نقل کی گئی یہہ حدیث کتب صحاح اور حسان
مین باوجود شدت دواعی کے اوسکے نقل پر اور منفرد ہوئی ہے ساتھ اوسکی ایک عورت اہل بیت سے مجہول کہ نہین پہچانا جاتا ہے حال
اوسکا انتہی اور کہتے ہین شیخ عبد الحق رحمہ اللہ کہ قول حافظ ابن کثیر کا کہ نہین ذکر کی گئی ہے یہہ حدیث کتب صحاح اور حسان مین نظر
کی گئی ہے اسمین اسلیے کہ جب مثل امام طحاوی اور احمد بن ابی صالح اور طبرانی اور قاضی عیاض کے قائل ہون ساتھ صحیح اور حسن ہونے

اوسکے ایراد کرنے اونکی کے اپنی تصنیفون مین اسکو تو نہین درست ہے کہنا اوسکا کہ ذکر نہین کی گئی ہے یہہ حدیث کتب صحاح اور
حسان مین اور لازم نہین ہے کہ جمیع احادیث صحیحہ کتب صحاح اور حسان مین مذکور ہون اور ایسا ہی قول اوسکا ساتھہ جہالت
حال اسمار رضی اللہ عنہا کے ممنوع اور غیر مسموع ہے اسلیئے کہ وہ عورت بڑی بزرگ اور دانا اور زیرک مین احوال اونکا معلوم اور
معروف ہے پہلے وہ جعفر بن ابی طالب رض کی نکاح مین تھین اون سے عبد اللہ بن جعفر پیدا ہوئے پھر بعد شہید ہونے جعفر رضی اللہ عنہ کے
وہ حضرت ابو بکر صدیق رض کی نکاح مین آئین اون سے محمد بن ابی بکر رض پیدا ہوئے پھر بعد وفات صدیق رض کے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے عقد مین آئین اون سے یحیی بن علی رض تولد ہوئے اور بعضون نے کہا کہ تخلف کرنا علی مرتضی رض کا ادا کرنے مین نماز کے ساتھہ حضرت صلعم
کے امر تاخیر کرنا اونکا بعید معلوم ہوتا ہے اسکے جواب مین شیخ عبد الحق کہتے ہین کہ اسمین کچھہ بعد نہین ہے کیونکہ بہت ایسے حوادث
پیش آجاتے ہین کہ نسبت اونکی ایسے کامون مین تاخیر ہو جاتی ہے اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض
کو بعد ادا ہی نماز ظہر کے کسی کام کو بھیجا تھا پھر بعد جانے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کی پڑھہ لی اور وقت
حضرت علی رض حاضر نہ تھے سو واقع ہوا جو کچھہ واقع ہوا فافہم واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کذا فی مدارج النبوۃ **اور واقعات خیبر**
سے واقعہ لیلۃ التعریس کا ہے تعریس لغت مین معنی اوترنے مسافر کے ہین پچھلی رات مین آرام کے لیے مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے کہ وقت مراجعت کے خیبر سے ایک رات کو کوچ کیا حضرت نے اور رستہ مین غلبہ کیا نیند نے حضرت پر پھر آپ اوترے پچھلی رات
کو آرام کے لیے اور فرمایا بلال رض کو کہ تم جاگتے رہو جب صبح ہو تب ہمکو واسطے نماز کے جگا دینا اور شاید کہ نماز تہجد آپنے پہلے پڑھی ہی
ہوگی یا غلبہ خواب کا اسقدر ہوا کہ اسکی بھی ادا کرنیکی فرصت نپائی ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ اگر کوئی چیز مانع ہوتی آپ کو
نماز تہجد سے مثل بیماری یا ضعف یا خواب وغیرہ کے تو قضا کرتے آپ اوسکو دن مین دوپہر سے پہلے اور یہان ایک بھید تھا کہ فائدہ
اوسکا ضعفاء امت پر راجع تھا کما ظہر کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت
نے کہ کوئی ایسا صالح آدمی ہے کہ آج کی رات جاگکر فجر کر دے اور فجر کے نماز کے وقت ہمکو جگا دیوے کہ ہم نماز پڑھہ لیوین بلال رضی اللہ
عنہ نے عرض کی کہ مین یہہ خدمت بجا لاؤنگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آرام کرنے
لگے حضرت صدیق رض نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبردار اپنی آنکھہ کو خواب سے نگاہ رکھنا انتہی اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ پھر
بلال رضی اللہ عنہ اس کام پر مستعد ہوئے اور نماز پڑھنی شروع کی یہان تک کہ جب وقت صبح کا قریب ہوا تب تکیہ لگایا اونھون
نے اپنی راحلہ سے اور جدہر سے فجر طلوع ہوتی تھی اودھر کو آنکھہ لگائی کہ یکایک غلبہ کیا خواب نے اور سو گئے اوس حالت مین اپنے
اونٹ کا تکیہ لگائے ہوئے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اپنا عمامہ اوتار کر اوسکا تکیہ لگایا سو نہ جگا کوئی اونمین سے یہان تک کہ
نکلا سورج اور لگی دھوپ کی گرمی اونکو سو سب سے پہلے بیدار ہوئے اونمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو ڈری آپ سو جانے
سے اور نماز کی فوت ہو جانے سے بسبب شہود صفات قہریہ حق جل وعلا کے پھر اور لوگ بھی جگے پھر پکارا آپنے بلال رضی اللہ عنہ کو
یعنی یہہ کیا واقعہ ہوا اور کیون تم سو گئے اور نگہبانی مین کیون قصور کیا اونھون نے عرض کی کہ کیا کرون مین پکڑا میری نفس کو

اور عارض ہوا اوسکو وہ کہ پکڑا اوسنے تمہاری نفس کو اور عارض ہوا وہ اوسپر باوجود اوس قوت اور حقیقت کی کہ تمکو ہے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نے ابو بکر رضہ سے فرمایا کہ بلال کے پاس اوسکا شیطان آیا اور بلال نماز مین کھڑا تھا سو مارا تھپکا نے اوسکے سینہ مین یعنی ہاتھ اور سلا دیا اوسکو پھر آرام دیا اور ٹھہرایا اوسکو اسطرح سے جیسے لڑکیکو سونے مین تسکین دیتے ہین سو سوگیا بلال پھر بلایا آپنے بلال رضہ کو اور پوچھا اونسے اس واقعے کو سو بلال رضی اللہ عنہ نے اوسی بموجب اوسکے جو حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا بیان کیا پس کہا ابو بکر رضہ نے اشہد انک رسول اللہ اور حقیقت مین یہہ مقام تجدید ایمان اور تقریر شہادت رسالت کا تھا کہ یہہ وسواس شیطانی دلمین راہ نپاوے پھر حضرت نے امر کیا صحابہ کو کہ اونٹون کو تیار کیکے روانہ ہو پھر سب صحابہ اونٹون کو تیار کرکے وہانسے روانہ ہوئے اور روانہ ہونیمین حضرت کی اس جگہ سے قبل قضا کرنے نماز کے علما کو اختلاف ہے وہ لوگ جو قضا نماز کو وقت منہیہ مین جائز نہین رکھتے ہین مثل حنفیہ کے سو وہ کہتے ہین کہ تاخیر لیجانا حضرت کا وہان سے قبل ادا کرنے قضا کے اسلیے تھا کہ آفتاب بلند ہو جاوے اور نکل جاوے وقت منہیہ عن الصلوۃ اور جو لوگ جائز رکھتے ہین قضا نماز کو مطلق وقت مین اور خاص کرتے ہین اوقات منہیہ کو ساتھ صلوۃ نوافل کے مثل شافعیہ کے تو وہ لوگ کہتے ہین کہ تشریف لیجانا حضرت کا وہانسے اسلیے تھا کہ وہ وادی شیطان کا تھا چنانچہ ایکروایت مین تصریحا آیا ہے کہ فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ یہہ ایک وادی ہے کہ اسمین شیطان ہے کما فی روضۃ الاحباب اور کہتے ہین کہ کیا حاجت تھی کوچ کی بیچ بلندی آفتاب کے لیے اسلیے کہ وضو کرنے اور اذان کہنے مین آفتاب بلند ہو جاتا اور نماز وقت منہیہ مین واقع نہوتی سو کہا ہے مترجم عفی اللہ عنہ کہ ہو سکتا ہے کہ کوچ کرنا حضرت کا دونون امر کی جہت سے ہو یعنی بلند ہونے آفتاب کے لیے اور اسلیے کہ وہ وادی شیطان ہے پھر تھوڑی دور وہانسے چلکر اوترپڑے اور وضو کیا اور بلال رضہ کو اذن دیا کہ اقامت کہے تاکہ نماز جماعت سے قضا کرین اور ایک روایت مین ہے کہ اذان بھی کہی کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت مین ہے کہ پہلی حدیث سے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اذان نماز قضا مین نہین ہے اور مذہب شافعیہ کا یہی ہے ایک قول مین اور قول دوسرا یہہ ہے کہ نہ اذان کہجاوے اور نہ اقامت اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی نماز فجر کی لیلۃ التعریس مین ساتھ اذان اور اقامت کے اور شیخ ابن الہمام صحیح حدیثین اس باب مین لائے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ اذان مشروع ہے صرف واسطے اعلام داخل ہونے وقت نماز کے اور واسطے بلانے قوم کے اور یہان پر سب حاضر تھے پھر کیا حاجت تھی اذان کی تو جواب اسکا یہہ ہے۔ اذان صرف اعلام ہی کیلیے نہین مشروع ہے بلکہ واسطے حاصل کرنے ثواب کے ساتھ ذکر کرنے اون کلمات کے اور مکمل کرنے نماز کے ساتھ اوسکے بھی مشروع ہے اسلیے افضل ہے یہہ بات کہ اکیلا نماز پڑھنیوالا بھی اذان اور اقامت کہے جیسے کہ حضرت صلعم نے ایک چرواہے کو دیکھا کہ اذان کہکر نماز پڑھتا ہے فرمایا کہ یہہ شخص مغفرت پاوے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یارونکو اس حال سے مضطرب اور حیران دیکھا تو اونکی تسلی کی اور فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ تعالی نے قبض کین روحین ہماری اگر چاہتا تو سوا اسکے اور وقت مین ہمکو جگاتا اور فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے نماز کو بھول جاوے اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی سو جاوے اور

نماز اوسکی فوت ہوجاوی تو فجر و یاد آتی اور جاگنے کے اوس نماز کو قضا کرلی تنبیہ واضح ہو کہ اسجگہ اشکال لازم آتا ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ تنام عیناے ولا ینام قلبی یعنی سوتی ہین دونون آنکھین میری اور نہین سوتا ہی دل میرا یعنی سونا میرا اسطرح سی ہے کہ میری آنکھین سوتی ہین اور دل میرا جاگتا ہی نہ جسطرح اور آدمی کہ نیند مین شعور اور ادراک اونکا جاتا رہتا ہی اور حقیقۃً سونا حضرت کا صرف سونا ہی نہین ہی اگرچہ بعض آثار خواب کی ظاہر ہون مثل آواز دم لینے کے اور فرمایا حضرت کی کہ مین سنتا ہون تمھاری باتون کو جو میری پاس باتین کرتے ہو اور یہی سبب تھا جو حضرت کا وضو سونے سے نہ ٹوٹتا تھا اور یہہ حضرت کی خصائص سے تھا اور بعضی کہتے ہین کہ سب انبیا علیہم السلام کا یہی حال تھا کہ رؤیا الانبیاء وحی یعنی خواب انبیا علیہم السلام کی وحی ہی پھر باوجود بیداری دل کے کیا سبب تھا جو آپ طلوع فجر پر آگاہ نہوئی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ معلوم کرنا اور دریافت کرنا طلوع اور غروب کا یہہ کام آنکھ کا ہی اور جو آنکھ بند ہو تو طلوع اور غروب کا ادراک اور دریافت نہین ہوتا ہی جیسیکہ کوئی شخص گھر کے گوشے مین جاگتا ہو یا آنکھ پہ پردہ پڑا ہو تو وہ شخص گو کہ حقیقت مین جاگتا ہے مگر وقت طلوع و غروب کا وہ نہین معلوم کرسکتا ہی سو اسیطور سے صرف بیداری دل کا حال ہی کہ بیداری دل کی ساتھ خواب کرنی اور سونی آنکھ کے سے طلوع فجر کو نہین معلوم کرسکے ہے اور ادراک اسکا بدون کھلنے آنکھ کے خواب سے نہین ہوسکتا ہے سو آنکھ بیدار و کشادہ چاہیے اور صرف بیداری دل کی اسمین کفایت کرنی والی نہین ہی اور یہان ایک دوسرا شبہہ یہہ ہی کہ حضرت کو وحی یا الہام یا کشف سے کیون نہ معلوم ہوا طلوع ہونا فجر کا جواب اسکا یہہ ہی کہ حکمت الٰہی نے چاہا کہ کشف نہوا اور وحی اسمین نازل نہوا اسلیے کہ تشریع نماز قضائی ہوجاوی اور ادراک شرف اتباع حضرت کا بھی اسمین حاصل ہو جیسے کہ عارض ہونے سہو و نسیان مین حضرت کو کہا ہی کہتے ہین شیخ عبد الحق رح کہ ہان دل حضرت کا بیدار تھا اور خواب کا اوسمین اثر نہ تھا اور ہوسکتا ہی کہ اوسوقت حضرت کو کوئی حالت اور کوئی شہود عارض ہوئی ہوا اور حضرت کو اوسمین استغراق حاصل ہوا ہو یا سوا اوسکی کہ صور اور معانی سے اوس حالت مین غفلت اور فراموشی ہوئی ہو جیسیکہ کبھی وحی کی حالت مین بھی حضرت کو یہہ غفلت ہوجاتی تھی سو باعث نہ دریافت ہونی طلوع فجر کا صرف خواب نتھا بلکہ سبب اسکا طریان ایک حالت کا تھا حضرت کی دل پر کہ کیفیت اوسکی سوای خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا ہی فافہم و باللہ التوفیق اور واقعات اسی غزوہ سے حرام ہونا لہسن کی کھانیکا ہی اور صحیح یہہ ہی کہ کھانا لہسن اور پیاز کا حرام نہین مگر کچا کھانا مکروہ ہی کہ اوسکو کھا کر مسجد مین یا اور کسی محفل خیر مین جاوی اسلیے کہ آدمیونکو اس سے ایذا ہوتی ہی کذا فی مدارج النبوۃ اور فرشتون کو بھی اور کہا فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے کرہ بعض الناس اکل الثوم و اباحہ الآخرون فاما من کرہ فقد ذہب الی ما روی القاسم مولی ابی بکر الصدیق رض ان النبی صلعم قال من اکل من ہذہ البقلۃ الخبیثۃ فلا یقربن مسجدنا حتی یذہب ریحہا منہ یعنی الثوم و روی عطاء بن یسار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل من ہذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلا یوذینا فی مسجدنا ولیجلس فی بیتہ یعنی مکروہ رکھا ہی بعض آدمیون نے

کھانا لسن کا اور مباح رکھا ہی اوسکو بعض نے سو جنھون نے مکروہ رکھا ہی وہ بیشک گئی ہین طرف اوسکی جو روایت کیا ہی اوسکو
قاسم مولی ابی بکر رض نے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے کھایا اس سبزی خبیث سے سو نہ نزدیک ہو ہماری مسجد
کی یہانتک کہ جاتی رہی بو اوسکی اوسکے منہ سے یعنی لسن کی اور روایت کیا عطاء بن یسار نے کہ بیشک فرمایا حضرت نے جو کوئی کھاے
اس درخت سے سو نہ ایذا دی وہ ہمکو ہماری مسجد مین اور چاہی کہ بیٹھ رہے وہ اپنے گھر مین ولما من اباحہ فقد ذھب
الی ما رواہ عبد الرحمن بن ابی لیلی قال اھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقۃ فیہ ثوم فارسل بہ الے
ابی ایوب الانصاری رض فقال ابو ایوب یا رسول اللہ اکل شیئا کرھتہ فقال انما کرھتہ لانی اناجی اخی جبرئیل
علیہ السلام فیجد ریحہ و روی سفیان عن عبد اللہ بن ابی بریدۃ عن ابیہ رض قال نزلت علی ام ابی ایوب
الانصاری رض فحدثتنی انہم تکلفوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاما فیہ بعض ھذہ البقول فابوہ
بہ فکرھہ وقال لاصحابہ کلوہ فانی لست کاحدکم انی اخاف ان اوذی صاحبی وعن محمد بن علی رض قال نحن آل محمد ناکل الثوم والبصل
والکراث انتھی ملخصا ما فی البستان یعنی ولیکن وہ لوگ کہ گئی ہین طرف اباحت اوسکی کے سو بیشک گئی ہین وہ طرف اوسکی جو روایت کیا
ہی اوسکو عبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہ کہا اونھون نے کہ ہدیہ بھیجا گیا حضرت کی طرف شوربا کہ اوسمین لسن تھا سو بھیجا اسکو
نے اوسکو ابو ایوب انصاری کی پاس سو عرض کی ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ کیا کھاؤن مین وہ چیز کہ مکروہ رکھا آپنے
اوسکو فرمایا مکروہ رکھا مینے اوسکو اسلیے کہ مشورہ کرتا ہون مین اپنے بھائی جبرئیل علیہ السلام سے سو پاوے وہ بو اوسکی اور
روایت کیا سفیان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن ابی بریدہ سے اور راوی نے اپنے باپ سے کہ کہا اونھون نے کہ ایکبار اوترا مین
ابو ایوب انصاری کی ماں کی پاس سو بات کہی اونھون نے مجھسے کہ بیشک تکلف سے پکایا اونھون نے حضرت کیلیے کھانا کہ تھا اوسمین ان
سبزیون مین سے کچھ پھر لائی وہ اوسکو حضرت کی پاس سو ناپسند رکھا اونھون نے اسکو اور فرمایا صحابہ کو کہ کھالو اسکو پس بیشک
مین نہین ہون مانند ایک تمھارے کے تحقیق مین ڈرتا ہون اس سے کہ ایذا پاوے مصاحب میرا اور مروی ہی محمد بن علی رضی اللہ
عنہ سے کہ کہا اونھون نے کہ ہم آل محمد مین کھاتے ہین ہم لسن اور پیاز اور گندنا انتھی ملخصا ما فی البستان فی ہذا الباب اور واقع ہوا
اسی غزوہ سے قصہ اوس آدمی کا ہی کہ لڑا وہ یہان تک کہ کوئی مشرکین میں سے نہ بچا کہ اوسکی تلوار سے کشتہ یا خستہ نہین ہوا یہانتک
کہ مسلمانون نے کہا کہ نہ کفایت کی ہم مین سے کسی آدمی نے جو کفایت کی اسنے اس لڑائی مین اور یہہ خبر پہونچائی حضرت کو مسلمانون نے
اور عرض کی یا رسول اللہ فلانی نے ایسا کام کیا کہ کسینے نہین کیا فرمایا آپنے کہ آگاہ ہو اور جانو کہ وہ اہل نار سے ہے پس حیران ہوئی
سب صحابہ رض کہ اوسنے اتنی محنت اور مشقت کی لڑائیمین کافرون کی اور حضرت اوسکے حق مین ایسا فرماتے ہین معلوم نہین کہ حقیقت
حال کی کیا ہی قریب تھی کہ ورطۂ شک مین پڑین اسمین کہا ایک نے کہ مین اسکے ساتھ ہون اور اوسکے ساتھ رہونگا کہ حقیقت حال
کی معلوم ہو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اوسنے کہا کہ مین اوسکے پیچھے جاتا ہون جہان کہین وہ جاوے پھر وہ شخص نکلا اوسکے ساتھ
جہان وہ کھڑا ہوتا یہہ بھی وہین کھڑا ہوتا اور جو وہ شتابی کرتا یہہ بھی شتابی کرتا سو لڑائی کی اوسنے بڑی لڑائی اور ہوا وہ خستہ

پھر تنگ ہوا وہ اپنے زخمون سے اور تنگ ہوکر اوسنے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر ٹیکا اور پھلدا وسکا اپنی چھاتی پر رکھکر زور سے
دبا دیا اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے اپنے ترکش سے تیر نکالی اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تیر اور ہلاک کیا اوسنے اپنے کو
اوس تیر سے اور منافات ان دونون روایتون مین نہین ہے اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ تیر کی زخم سے پہلے اوسکی جان نہ نکلی ہو پھر
تلوار سے اپنے کو اوسنے ہلاک کیا ہو بہر تقدیر جب اوس آدمی نے جو اوسکے ساتھ تھا یہہ ماجرا دیکھا تو وہان سے حضرت کے پاس آیا اور
کہا اشہد انک رسول اللہ پوچھا حضرت نے کہ کیا حال ہے کسلیے تجدید شہادت کی تونے اوسنے عرض کی کہ وہ شخص جسکو نسبت
بہت سخت جدال و قتال کرتا تھا اور آپنے اوسکے ناری ہونیکی خبر دی تھی اور لوگون کو دشوار معلوم ہوئی یہہ بات سو نکلا مین
حقیقت حال کو دریافت کرنیکو اور رہا مین پیچھے اوسکے سو دیکھا مینے کہ زخمی ہوا وہ زخم سخت سے سو اوسنے ہلاک کیا اپنے نفس کو
آپ اور قاتل اپنے نفس کا آگ مین ہے پھر فرمایا حضرت نے کہ آدمی عمل کرتا ہے عمل جنت کے ظاہر مین اور حالانکہ وہ اہل نار سے ہے یعنی
عمل صالح پر مغرور ہونا نہ چاہیے اور ایک آدمی ہوتا ہے کہ ظاہر مین وہ عمل اہل نار کے رکھتا ہے اور حالانکہ وہ اہل جنت سے ہے یہہ
اشارہ طرف تقدیر کے کیا یہان سے یہہ بات ظاہر نہین ہوتی ہے کہ ہر قاتل نفس اپنے کا اہل نار سے ہے مگر ہان اوسوقت مین کہ استحلال
کرے یا مراد یہہ ہے کہ وہ اہل نار سے ہے کہ اگر نہ بخشے اوسکو اللہ تعالی کذا قال القسطلانی اور یہہ بھی کہا ہے کہ باطن مین وہ منافق ہو یا مرتد
ہوا ہو استحلال قتل سے اور خبر دینا حضرت کا ساتھ اسکے کہ وہ اہل نار سے ہے اسی جہت سے تھا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ ندا کرو کہ بہشت مین کوئی نہین داخل ہوئیگا مگر مومن اور اللہ تعالی تائید اور تقویت کرتا ہے اس دین کی ساتھ رجل فاجر
کی کذا فی مدارج النبوۃ کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ کہ وہ حدیث مذکور یہہ ہے وعن سہل بن سعد رض قال قال رسول اللہ
صلعم ان العبد لیعمل عمل اھل النار وانہ من اھل الجنۃ ویعمل عمل اھل الجنۃ وانہ من اھل النار وانما الاعمال
بالخواتیم متفق علیہ یعنی اور روایت ہے سہیل بن سعد سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک بندہ کام
کرتا ہے دوزخیون کے اور تحقیق وہ ہوتا ہے بہشتیون سے اور کام کرتا ہے بہشتیونکے اور تحقیق ہوتا ہے وہ دوزخیون سے اور نہین ہے اعتبار
عمل کا مگر ساتھ خاتمے کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے وعن ابن مسعود رض قال حدثنا رسول اللہ صلعم وھو الصادق
المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک
ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ الروح فو الذی لا الہ
غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتے ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار
فیدخلھا وان احدکم لیعمل بعمل اھل النار حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل الجنۃ فیدخلھا متفق علیہ
یعنی اور روایت ہے ابن مسعود رض سے کہا کہ حدیث سنائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہین اور سچے کہے گئے کہ بیشک
پیدایش تمھاری ایک کی یہہ ہے کہ جمع کیا جاتا ہے اپنی ماکی پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ یعنی حکم نطفہ کا رکھتا ہے اگرچہ حرارت
سے کچھہ تغیر اوسمین آجاتا ہے پھر ہوتا ہے خون جما ہوا مانند اسکے یعنی اتنے ہی دنون پھر ہوتا ہے ٹکڑا گوشت کا

مانند اسکے یعنی چالیس دن تک پھر بھیجتا ہے اللہ تعالی طرف اوسکی فرشتے کو چار باتون کے ساتھ پھر
لکھتا ہی وہ فرشتہ عمل اوسکا یعنی اپنی زندگی مین ایسا ایسا کام بھلا یا برا کریگا اور اجل اوسکی یعنی اتنی مدت جیگا اور اسطرح
مریگا اور روزی اوسکی یعنی فلانی فلانی چیز اسقدر کھاویگا اور شقی یا سعید یعنی یہہ لکھتا ہی کہ بدبخت ہوگا یا نیکبخت بدبخت سی مراد
دوزخی اور نیک بخت سی مراد بہشتی پھر پھونکی جاتی ہی اوسمین روح سو قسم ہی اوسکی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اوسکی بیشک ایک
تمھارا یعنی بعضا آدمی البتہ کرتا ہی کام بہشتیون کی یہانتک کہ نہین رہتا ہی فاصلہ اوس سی اور بہشت سی مگر ہاتھ بھر یعنی بہت نزدیک
ہو جاتا ہی بہشت سی پھر غلبہ کرتا ہی اوسپر اوسکی تقدیر کا لکھا سو کرنے لگتا ہی وہ کام دوزخیون کی پھر داخل ہوتا ہی اوسمین اور بیشک
ایک تمھارا البتہ کرتا ہی کام دوزخیون کے یہانتک کہ نہین رہتا ہی فرق اوسکی اور دوزخ کی درمیان مگر ہاتھ بھر پھر غلبہ کرتا ہے
اوسپر اوسکی تقدیر کا لکھا سو کرنے لگتا ہی وہ کام بہشتیون کے پھر داخل ہوتا ہی اوسمین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے
فائدہ مراد اس حدیث سی یہہ ہی کہ بعضون کی تقدیر مین یون بھی لکھا ہی سو کسیکے اعمال نیک یا بد پر خیال کرکے اوسکو یقینی
بہشتی یا دوزخی نکہا چاہیے جبتک اوسکا آخر عمل خاتمہ کا یقینی نہ معلوم ہو اور یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ مدار دوزخی
اور بہشتی ہونیکا خاتمہ پر ہے اور رغبت دلائی اسمین ہمیشہ کی طاعت پر اور اسپر کہ ہر وقت گناہ سی بچتا رہی اس خوف سی کہ مبادا یہی
دم آخر ہو کیا خوب ہی یہہ بات بخلاف بعض لوگون کی کہ خبر قضا و قدر کی سنکر انکار عمل کا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نیک بختی اور
بدبختی اور داخل ہونا جنت و نار کا جب قضا اور قدر پر موقوف ہوا تو عمل نیک کرنا کیا ضرور چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے
بھی جنہون نی مقصد اسکا نہ سمجھا یہی کہا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ عمل کیے جاؤ اور ہر کوئی توفیق دیا گیا ہے
واسطے اوس چیز کے کہ پیدا کیا گیا ہی واسطے اوسکی یعنی توقف کرنا تمھارا عمل مین اور انکار کرنا عمل کا بعد سننے قصہ قضا اور قدر کی
کچھہ معنی نہین رکھتا کیونکہ امر و نہی شارع سی ہے اور تمکو قوت سمجھنے اور خطاب کی دی اور تم مین قصد و اختیار کے ساتھہ اوسکی عمل
کرنیکو پیدا کیا سو ضرور کچھہ بات بیان ہوگی کہ بندہ ہو نا و اوسکے لیے حکم کیا اور طلب فعل کی کی اور ایک کام سی منع کیا و الا امر و نہی
اور ارسال رسل بیفائدہ ہوتا اگرچہ کنہ اوسکے پوشیدہ ہی کہ نہین معلوم ہوتی سوا اسکی اور بہت اسرار ہین کہ بندیکو اوسکی اطلاع
نہین اور حقیقت مین کوئی عمل اور حقیقت اوسکی موقوف معلوم کرنے پر نہین وہ مالک الملک ہی اور جو کوئی اپنی ملک مین تصرف
کرتا ہی وہ ظلم نہین یعذب من یشاء و یرحم من یشاء یعنی عذاب کرتا ہی جسے چاہتا ہی اور رحم کرتا ہی جسے چاہتا ہی **فائدہ**
ظلم تب ہو جب غیر کے ملک مین تصرف کری وعن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد ولا وقد کتب مقعدہ
من النار و مقعدہ من الجنۃ قالوا یا رسول اللہ افلا نتکل علی کتابنا و ندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ
اما من کان من اہل السعادۃ فسییسر لعمل السعادۃ و اما من کان من اہل الشقاوۃ فسییسر لعمل الشقاوۃ ثم قرء
فاما من اعطی و اتقی و صدق بالحسنی الایۃ متفق علیہ یعنی اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین کوئی تم مین سی مگر بیشک لکھا گیا ٹھکانا اوسکا دوزخ مین یا ٹھکانا اوسکا بہشت مین یعنی معین ہو چکا ہے

کہ دوزخی کون ہی اور بہشتی کون ہی عرض کی صحابہ نے یا رسول اللہ کیا نہ بھروسا کرین ہم اپنے لکھے پر اور چھوڑ دیوین عمل کرنے پر فرمایا آپنے کہ عمل کیے جاؤ پس ہر ایک آسانی کیا گیا ہے واسطے اوس چیز کے کہ پیدا کیا گیا ہی لیکن جو کوئی ہی اہل سعادت سے پس آسانی کیا جاتا ہی واسطے سعادت کی اور جو کوئی ہی اہل شقاوت سی پس آسانی کیا جاتا ہے واسطے عمل شقاوت کی پھر پڑہی

یہہ آیت فاما من اعطے واتقی وصدق بالحسنے فسنیسرہ للیسرےٰ واما من بخل واستغنے وکذب بالحسنےٰ فسنیسرہ للعسرےٰ

ترجمہ پس لیکن جسنے دیا یعنی اللہ اور پرہیز گاری کی اور سچ جانا اچھی بات کو یعنی کلمہ توحید کو پس مہیا کرینگے ہم اوسکو واسطے اون عملون کے کہ پہونچاوین آسانی کو کہ داخل ہونا بہشت کا ہی اور جسنے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا بسبب خواہشون دنیا کی نعمتون عقبی کی سی اور پرہیز گاری نہ کی اور جھٹلایا کلمہ توحید کو پس قریب ہی کہ مہیا کرینگے ہم اوسکو واسطے اون عملون کے کہ پہونچاوینگے دشواری کہ داخل ہونا دوزخ کا ہی پس حاصل حضرت کی جواب کا یہہ ہی کہ ہونا سابقہ قضا و قدر کا باعث ترک عمل کا نہین کیونکہ اللہ تعالی نے ساتھ حکم ربوبیت کے امر و نہی کیا اور بندونپر بمقتضاے عبودیت کے فرمان برداری اوسکی لازم ہوئی اور عمل کو نشان سعادت اور شقاوت کا کیا اور یہہ بھی داخل قضاء و قدر کے ہی ہر ایک پر مقدر کیا کہ یہہ عمل کریگا وہ کرتا ہی اور جسپر مقدر کیا کہ نہ کریگا وہ نہین کرتا ہی اور ثواب و عذاب ایک تصرف ہی کہ اپنے ملک مین کرتا ہی پھر تقدیر یہہ بات تمھاری کہ عمل کسلیے کرین خوب نہین کذا فی مظاہر الحق واشعۃ اللمعات اور روضۃ الاحباب مین اور سیرت گازرونی مین ہی کہ جن دنون حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تشریف رکھتے تھے حجاج بن علاطہ سلمی اپنے قبیلہ سی تجارت کو نکلے تھے جب سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین ہین تب وے اکر آپکی ملازمت مین حاضر ہوئے اور شرف اسلام سی مشرف ہوئے اور حال یہہ تھا کہ حجاج بڑی مالدار تھی اور سونیکی کھان کہ بنی سلیم کی زمین مین تھے وہ اونکی تحت و تصرف مین بھی تھے اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مکہ مین میری بی بی کی اور کفار مکہ کے پاس میرا بہت مال ہی جنکو اجازت ہو تو مین جاکر اونسی اپنا مال لون اور اس امر مین ضرور ہی کہ چند باتین غیر واقع اونسی کہون تا کہ میرا مال مجکو ملا اور جو وہ یہہ جانینگے کہ مین مسلمان ہو گیا ہون تو وہ مجکو اوسمین سی کچھہ بھی نہ دینگے آپنے اونکو اجازت دی کہ جو چاہنا سو کہنا پھر حجاج مکہ کو گئے اور قریش سی ملے اور کہا بشارت ہو تمکو کہ خیبریون نے محمد پر فتح پائی اور اونکو اور اونکی یارونکو اسیر کر لیا اور اونکا مال لوٹ لیا اور اونھون نے کہا ہی کہ ہم محمد کو یہان خیبر مین نہ مارینگے مگر مکہ مین لیجا کر اپنے اور قریش کے مقتولونکے عوض قتل کرینگے سو اب مین آیا ہون کہ یہہ خبر تمکو پہونچاؤن اور اپنا مال کہ جنکے پاس ہی جمع کرون اور خیبر کو جاؤن اور محمد اور اونکی یارون کا مال جو خیبریون نے لیلیا ہی وہ اوسکو بیچا چاہتے ہین اوسمین سی مین بھی چند چیزین خرید لون پہلے اس سی کہ اور تاجر اوسکی خبر سنکر آوین اور اون چیزون کی خریداری کرین اور تمسی مین یہہ توقع رکھتا ہون کہ اس امر مین تم میری اعانت کرو گی حجاج مذکور کہتے ہین کہ اس خبر سی قریش خوش ہوئے اور سب میرا مال جو اونکی پاس آتا تھا اونھون نے اکٹھا کر دیا اور جو مال میری بی بی کی پاس تھا اوسکو بھی بیچ لیا پھر یہہ خبر مکہ مین ظاہر ہو گئی جو لوگ مسلمان تھے وہ سنکر شکستہ خاطر ہوئے اور اپنے اپنے گھرون مین ملول اور محزون رہی حضرت عباس رض کا حال یہہ خبر سنکر ایسا ہو گیا کہ اونکی پیرون سی طاقت چلنے کی جاتی رہی اونکو اس بات کا خوف ہوا کہ اگر یہہ حال کفار معلوم کرینگے تو مجکو سنا کر باتین ماریگے

سو اونھون نے اپنا دروازہ کھولدیا اور اپنی بیٹی قثم رضہ کو بلا کر کہا تو وہ پکار پکار کر رجز پڑھتی تھی اور اظہار سرور کرتی تھی اور حضرت
عباس خود تکیہ گھر مین لگائی ہوئی بیٹھے تھے جب مسلمانون نے حضرت عباس رضہ کی گھر سے یہہ آواز سنی تو سب وہان آکر جمع ہوئی جب انکو
اوس حال پر دیکھا تو اونکی دلون مین تسکین ہوئی اور کہتے ہین کہ عباس رضہ نے اپنا غلام حجاج کی پاس بھیجا کہ یہہ کیا خبر موحش ہی جو
تو لایا ہی تحقیق کہ وعدہ حق تعالی کا بہتر ہے اوس سے جو تو کہتا ہی حجاج نے اوس سے کہا کہ عباس رضہ کو میرا اسلام کہنا اور کہدینا کہ اپنی گھر
مین خلوت کر رکھنا کہ دو پہر کو مین تمھاری پاس آؤنگا اور وہ خبر کہ تمکو خوش کردیوی مین تم سے کہونگا خبردار اوسی پوشیدہ رکھنا
پھر غلام وہانسی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہہ بشارت اونکو دی اونھون نے اوسکو آزاد کیا اور کہا کہ نذر مانی تہی
کہ دس غلام اور آزاد کرونگا پھر دو پہر کو حجاج اونکی پاس گئی اور پہلی اونکو قسم دی کہ یہہ خبر جو مین تم سے کہونگا سو تین دن تک بعد جانے
میری کی اسکو پوشیدہ رکھنا پھر کہا کہ آگاہ ہو اور جانو کہ مین مسلمان ہوا ہون اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبریون پر فتح پائی
ہی اور تمام مال و اسباب اونکا غنیمت مین داخل کیا اور اپنی صحابہ پر اوسکو تقسیم کردیا اور اونکی اہل و عیال کو بندی کرلیا
اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اپنی لیے اختیار کیا اور اوسی آزاد کردیا اور اپنی ازواج مطہرات مین داخل کیا اور آزادی کو اونکا
مہر مقرر کیا اور مینے اوس خبر موحش کو اسلیے کہا کہ اپنا مال مین اونسی لیلون اور حضرت نے مجکو اس امر کی اجازت دی ہی اور مین
آج کی رات کو یہان سے چلا جاؤنگا اور تم بعد تین دن کی اس خبر کو جس سے چاہیے کہیو یہہ کہکر حجاج اپنی گھر کو گئی اور رات ہی کو تیار
ہوکی مدینہ کو روانہ ہوئی پھر بعد تین دن کی عباس رضی اللہ عنہ حجاج رضہ کے دروازی پر گئے اور دروازیکو ہلایا اور پوچھا حجاج
کہان ہی اونکی بی بی نے کہا کہ تین دن ہوئی وہ خیبر کو گئی ہین کہ محمد اور اونکی یارون کی مال کو خریدین اور کہا اوس عورت نے کہ
اے ابو الفضل کیا حال ہی تمھارا اس خبر سے اونھون نے جواب دیا کہ بحمد اللہ ومنہ خبر موافق خواہش دلکی ہی اور وہ سب حال کہ حجاج
نے خلوت مین اونسے کہا تھا بیان کیا اور کہا کہ اگر تو اپنی خاوند کو چاہتی ہے تو تو بھی مسلمان ہوجا اور اوسکی پیچھے سے تو بھی وہین چلی جا
یہہ کہکر وہان سے وہ مسجد الحرام مین گئی اور پھر عباس رضی اللہ عنہ نے ساتھ تمام فرح اور تبختر کے طواف خانہ کعبہ کا کیا کافرون
نے جو اونکو کمال بشاش دیکھا آپسمین آنکھین مارنے لگی اور کہنے لگی کہ عجب سرعت کرتا ہی پھر وہ رضی اللہ عنہ طواف سے فارغ ہوکر اونکی
پاس گئی اور جو کچھہ حجاج نے اونسی خلوت مین کہا تھا وہ سب کفار قریش سے بیان کیا وہ یہہ حال سنکر بہت خوار اور ذلیل اور دل
ملول اور محزون ہوئی اور مسلمان لوگ خوش ہوئی پھر بعد پانچ روز کے جو حضرت عباس رضہ نے کفار سے بیان کیا تھا اوسیکی موافق
اونکو خبر پہونچی **مترجم عفی اللہ عنہ** وعن والدیہ کہتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ کبھی واسطے مصلحت کی جھوٹ بولنا بھی
مباح ہی مگر دلمین اچھا نجانے اور ارباب سیر لائی ہین کہ جب حضرت علیہ السلام حوالی خیبر مین پہونچی تو محیصہ بن مسعود حارثی
کو تیمن فدک کو بھیجا یہہ رضی اللہ عنہ انصاری حارثی ہین اور شمار کئی جاتے ہین اہل مدینہ مین اور حدیث اونکی اونھین مین مذکور
ہوتی ہی حاضر ہوئی یہہ رضی اللہ عنہ احد مین اور غزوۂ خندق مین اور اونکی بعد اور لڑائیون مین اور روایت کیا اونسی اونکی
بیٹی سعد نے اور مُحَیِّصہ ساتھہ ضمہ میم اور فتح حا مہملہ اور کسرۂ یا مشددہ اور فتح صاد مہملہ کے ہی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ پھر وہ فدک

گو گئی کہ وہان کی لوگون کو اسلام کی دعوت کرین پھر اونھون نے دعوت اسلام کی اور ڈرایا اونکو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری
لڑائیکو آوینگے جیسے خیبر والون پر گئے اونھون نے کہا کہ عامر اور حارث اور یاسر اور سرداران یہود اور مرحب قلعہ نطاۃ مین ساکن ہین
اور دس ہزار مقاتل وہان موجود ہین ہمکو گمان نہین ہے کہ محمد اون سے مقاومت کرسکین محیصہ ایکدن انکی یہان رہے جب اونکو
معلوم ہوگیا کہ یہہ خیال صلح کا نہین رکھتی ہین تو چاہا کہ حضرت کی خدمت مین لوٹ جاوین پھر اونھون نے کہا ابھی اور توقف
کرو کہ ہم اپنی سردارون سے مشورہ کرلین اور چند لوگ معتمد تمھاری ساتھہ کردین کہ وہ جاکر صلح کرلین اتفاقاً اسی اثنا مین
اونکو خبر فتح حصین ناعم اور مقتول ہونے اوسکی محافظونکی پہونچی اس سے بہت خوف اونکی دلون مین پیدا ہوا پھر اونسے کہنے لگے
کہ ای محیصہ منہ جو لیسے کہا تھا اوسکو تم کسی سے مت کہنا ہم تمکو کسیقدر زیور دینگے محیصہ نے کہا کہ مین حضرت سے نہ چھپاؤنگا
پھر اونھون نے وہان سے آکر حضرت کی خدمت شریف مین وہ سب حال گذارش کیا پھر فدک والون نے اپنے ایک سردار کو
ساتھہ ایکجماعت یہود کی مصالحت کیلیے حضرت کے پاس بھیجدیا کہ مصالحت ٹھہر جاوے پھر بعد گفتگو بہت کے اسپر ٹھہرا کہ نصف زمین
حضرت کو دیوین اور نصف اونکی پاس رہے حضرت اسپر راضی ہوگئے حضرت عمر کی خلافت تک اوسی دستور سے معاملہ برقرار رہا
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحت اسمین دیکھی کہ اونکو فدک کی زمین سے نکالدیوین کہ طرف ملک شام کے چلے جاوین پھر حضرت
عمر رضہ نے اوس آدھی زمین کو کہ اونکے قبضے مین تھی پچاس ہزار درم بیت المال سے دیکر خرید لی اور اونکو نکالدیا اور ایسے ہی
یہود خیبر کو بھی خیبر سے نکالدیا یہود نے کہا کہ ای عمر یہہ کیا بات ہے کہ جس چیز کو ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر رکھا
تم اوسکا خلاف کرتے ہو فرمایا حضرت عمر رضہ نے کہ تم جانتے ہو کہ اوسدن مین حاضر تھا یعنی حاضر تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے تم سے نہین فرمایا تھا کہ جب تک ہم چاہین تم ساتھہ اس امر کے قیام کرنا اور اب ہم نہین چاہتے ہین انتہی مدارج النبوۃ مین
ہے کہ بخاری کی حدیث مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مستعد ہوئی اور قصد مصمم کیا اونھون نے
اونکی نکالنے پر تو ایک آدمی بنی الحقیق سے آپکے پاس آیا اور کہا یا امیر المومنین ہمکو نکالتے ہو اور حالانکہ مقرر رکھا ہمکو ابو القاسم
نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تو کیا گمان کرتا ہے کہ مینے بھلا دیا ہے قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حضرت نے تجھسے فرمایا
تھا کہ کیونکر ہوگا تیرا حال کہ جو تو خیبر سے نکالا جاویگا اور دوڑینگی اونٹنیان تیری ایکرات بعد دوسری رات کے یعنی نکلینگی خیبر سے
راتون متعدد مین اوسنے کہا کہ یہہ بات بطریق ہزل اور مزاح کے تھی ابو القاسم سے نہ بطور قصد کے فرمایا حضرت عمر رضہ نے کہ جھوٹ کہتا ہے
تو ای دشمن خدا پھر جلاوطن کردیا اونکو حضرت عمر نے اور دی اونکو قیمت اونکی سب چیزون کی شتر اور مال اور متاع سے یہانتک
کہ پالان اور رسی وغیرہ بھی سب اون سے مول کرکے لیلیا اور صحت کو پہونچا ہے کہ اثناء مراجعت مین مدینہ کی طرف ایکدن صحابہ
رضی اللہ عنہم ایک وادی مین داخل ہوئے اور باواز بلند تکبیر کہنے لگے حضرت نے فرمایا کہ آہستہ کہو کہ تحقیق تم اوسکو نہین پکارتے ہو
کہ وہ بہرا ہو اور غائب بلکہ تم اوسکو پکارتے ہو کہ وہ سننے والا اور نزدیک ہے ابو موسی اشعری رضہ کہتے ہین کہ جب حضرت خیر الانام
علیہ الصلوۃ والسلام یہ کلام ہدایت التیام فرماتے تھے تب مین آپکی سواری کے پیچھے تھا اور سنا مینے کہ کہتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

العلی العظیم حضرت نے ابو موسی کو فرمایا کہ ای عبد اللہ بن قیس مین تجھکو بتلاؤن ایک کلمہ کہ وہ ایک خزانہ ہی بہشت کی خزانون سی تو
مینے عرض کی کہ ہان ماں باپ میری فدا ہوں آپ پر بتلائی تب آپنے ارشاد کیا کہ وہ کلمہ یہی ہی جو مینے پڑہا کذا فی روضۃ الاحباب پھر
جب حضرت خیبر سے فتحیاب ہوکر چلی تو وادی القری کیطرف میل کیا رستہ مین صہبا کی منزل مین وارد ہوئے پھر وہان سے
وادی القری مین تشریف لیگئے اور وہان چار مقام کیئے اور اوسجگہ کو گھیر لیا وہان کی باشندی لڑنیکو طیار ہوئی اور باہر نکلی آپنے بھی صف
قتال آراستہ کی اور نشان اپنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا مع الاختلاف پھر پہلے آپنے اون یہودیونکو دعوت
اسلام کی فرمائی اور آگاہ کیا اونکو اسپر کہ اگر اسلام لاؤ تو جان و مال تمہارا محفوظ ہی اور باقی حساب تمہارا اللہ تعالی پر ہے
اونھون نے اسکو قبول نکیا پھر لڑائی شروع ہوئی دن بھر لڑتے رہے دس آدمی اعدای دین سے جہنم رسید ہوئی اور پھر
اگلی روز فتح واقع ہوئی اور مال و اسباب بہت مسلمانون کی ہاتھہ لگا پھر حضرت نے از رہ احسان رکھکر زمین اور باغات وہان
کی اونکے قبضہ مین چھوڑی تاکہ مزدوری کیا کرین اور آدہا محصول باغات اور زمین کا بیت المال مین داخل کیا کرین
اور آدہا اپنی مزدوری مین لیا کرین پھر جب یہہ خبر فتح خیبر اور فدک اور وادی القری کی یہود تیما کو پہونچی وہ بھی اپنی خرابی
ڈرے اور بے جدال و قتال کے جزیہ قبول کیا کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی ساتوین سال مین عمرۃ القضے کہ صلح حدیبیہ مین
مقرر ہوا تھا واقع ہوا ذی القعدہ کے مہینے مین اور وجہ تسمیہ کی اسکی نزدیک شافعیون کی یہہ ہو کہ قضا بمعنی صلح کی ہے
یعنی وہ عمرہ جو صلح حدیبیہ مین مقرر ہو چکا تھا کہ اگلی سال آکر عمرہ ادا کرین اور اسیلیئے اسکا نام عمرۃ القضا اور عمرۃ الصلح
اور عمرۃ القضیہ واقع ہوا ہی اور نزدیک حنفیہ کے اسکو عمرۃ القضی اسلیئے کہتے ہین کہ یہہ اوس عمرہ کی قضا ہو جو حضرت سے
حدیبیہ مین فوت ہوا تھا بسبب گھر جانیکے اور یہہ اختلاف مبنی ہو اختلاف پر وجوب ہونی قضا کی اوس کسی پر کہ اوسنی احرام باندہا
عمرہ کا پھر روکا گیا وہ بیت اللہ کی جانے سے تو مذہب امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا اسمین یہہ ہی کہ واجب ہی اوسپر ہدی اور نہین ہی
اوسپر قضا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مذہب مین قضا اوسپر واجب ہی نہ ہدی اور دلیل امام شافعی کے یہہ آیت
کریمہ ہی فان احصرتم فما استیسر من الہدی یعنی پھر اگر روکی گئی تم تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے
ہین کہ عمرہ شروع سے لازم ہوتا ہی پھر جب احصار ہوا اور ادا نہوا تو بعد زوال حصر کے قضا لازم ہوئے ولا یلزم من التحلل
بین الاحرامین سقوط القضا یعنی اور نہین لازم ہوتا ہے حلال ہوجانے سے درمیان دو احرامونکی ساقط ہونا
قضا کا اور حجت انکی فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض کا ہی کہ فانہم نحروا الہدی بحدیبیۃ حیث صدوا واعتمروا
من قابل وساقوا الہدی یعنی بس بیشک نحر کی اونھون نے ہدی جبکہ روکی گئے وہ عمرے سی اور عمرہ ادا کیا اونھون نے اوسکی عوض
سال آیندہ مین اور ہانک لیگئی اپنی ساتھہ ہدی کو اور شافعیہ کہتے ہین کہ حدیبیہ کا عمرہ فاسد نتھا بلکہ تمام تھا اسلیئے وہ حضرت کی
چار عمری گنی جاتی ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ حدیبیہ کا عمرہ بھی معدود اور معتبر ہی اور یہہ بات مدخول ہے ساتھہ اسکے کہ مراد اس سے
ہے کہ اجر اوسکا ثابت ہو بسبب حسن نیت کی اسلیئے کہ ظاہر ہی یہہ کہ عمرہ وقوع مین نہین آیا اور طواف اور سعی واقع نہین ہوئی

کذا فی مدارج النبوۃ والمواہب اللدنیہ اور کنز میں ہے فلو احصر بعدو او مرض ان یبعث شاۃ تذبح عنہ فیتحلل قال فی المعدن
شرح الکنز فیتحلل ای لیس علیہ الحلق عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف والشافعی رحمہما اللہ الحلق واجب
کذا فی التوضیح وقال مالک رحمہ اللہ یتحلل بمجرد الاحصار من غیر ان یبعث شاۃ کذا فی النہایۃ
شرح الہدایۃ ولو ای ولو کان المحرم قارنا بعث دمین عندنا وقال الشافعی بعث دما واحدا کذا فی
النہایۃ شرح الہدایۃ ویتوقت ای دم الاحصار بالحرم عندنا وقال الشافعی واحمد یتوقف بمکان الاحصار
کذا فی الدرر لا بیوم النحر عند ابی حنیفۃ وعندہما تتوقت بیوم النحر وعلی المحصر ای ویجب
علی المحصر بالحج سواء کان الحج فرضا او نفلا او منذورا ان تحلل حجۃ وعمرۃ ای وقضاہما عندنا
وقال احمد ومالک والشافعی رحمہم اللہ ان کان الحج فرضا فعلیہ حجۃ لا غیر وان کان نفلا
لا قضاء علیہ کذا فی کتبہم وعلی المعتمر ای ویجب علی المحصر بالعمرۃ عمرۃ ای قضاء عمرۃ
عندنا وقال مالک والشافعی رحمہما اللہ لا یجب علیہ قضاء العمرۃ الخ کذا فی المعدن

یعنی واسطے اوسکے روکا گیا وہ عمرہ سے بسبب دشمن یا مرض کی بھیجے کہ بھیجے بکری کہ ذبح کیجاوے اوسکی طرف سے پس حلال ہوجاوے
یعنی احرام سے کہا معدن شرح کنز میں کہ فیتحلل ای نہیں ہے اوسپر حلق ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور کہا امام ابو یوسف
اور شافعی رحمہما اللہ نے کہ حلق اوسپر واجب ہے اور کہا امام مالک رحمہ اللہ نے کہ حلال ہوجاتا ہے وہ بمجرد احصار کے بغیر بھیجنی
کے اور جو محرم قارن ہو یعنی حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھی ہوا اور وہ محصر ہو گیا تو وہ بھیجے دو جانور ہمارے نزدیک
اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ بھیجے ایک جانور اور مقرر کردے ذبح ہونا اوسکا بیچ حرم کے ہمارے نزدیک اور کہا امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ
نے کہ مقرر کرے ذبح اوسکا مکان احصار میں یعنی وہیں ذبح کردے اور نہ موقت کرے ذبح کرنا اوسکا ساتھ دن نحر کے نزدیک
امام ابی حنیفہ کے اور نزدیک صاحبین کے موقت کردے ساتھ دن نحر کا اور واجب ہے محصر بالحج پر کہ خواہ وہ حج فرض ہو یا نفل
ہو یا نذر یعنی واجب قضا کرنے حج اور عمرہ دونوں کا ہمارے نزدیک اور کہا امام مالک اور امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ نے
کہ اگر حج فرض ہے تو اوسپر اوسکی قضا ہے نہ غیر اوسکے یعنی عمرہ کی قضا نہیں اور اگر حج نفل ہو تو نہیں ہے قضا اوسکی اوسپر اور
واجب ہوتا ہے محصر بالعمرہ پر قضا کرنا صرف عمرہ کا ہمارے نزدیک اور کہا ہے امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہ نہیں ہے اوسپر قضا عمرہ
کی اھ کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ کہ تمسک حنفیہ کا ہونے میں احصار کے بیماری سے یہی حدیث حجاج بن عمرو کی ہے عن الحجاج بن عمرو
الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کسر او عرج فقد حل وعلیہ الحج من قابل رواہ
الترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی وزاد ابو داؤد فی روایۃ اخری او مرض وقال الترمذی
ہذا حدیث حسن وفی المصابیح ضعیف کذا فی المشکوۃ یعنی حجاج سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے جسکا پانوں ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہوجاوے سو نکلیگا احرام سے اور اوسپر حج ہے سال آیندہ میں روایت کی

اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے اور زیادہ کیا ابو داؤد نے دوسری روایت مین یا بیمار ہو جاوے
اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن ہے اور لکھا ہے مصابیح مین کہ ضعیف ہے انتہی **فائدہ** اس سے معلوم ہوا کہ جیسے احصار دشمن
نکالتا ہے احرام سے اسیطرح مرض بھی جیسا کہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ہے اور یہہ امام بغوی کی سند سے ضعیف ہے سو اسکے
ضعیف ہونے سے یہہ نہین لازم آتا کہ سند ترمذی کی بھی ضعیف ہو اور بر تقدیر تعارض کے ترجیح ہوگی حسن کہنے ترمذی کو اوپر
ضعیف کہنے بغوی کے اور ایک نسخہ مین بعد لفظ حسن کے صحیح بھی ہے اور تورپشتی نے کہا کہ ضعیف کہنا اسکو باطل ہے کذا فی مظاہر الحق
نقلا عن المرقاۃ و اشعۃ اللمعات باقی اور تحقیق اسکی گذر چکی ہے صلح حدیبیہ کے بیان مین **بیان ادا کرنے عمرۃ القضا کا**
بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد مراجعت فرمانے کے غزوۂ خیبر سے اور بھیجنے سرایا کے اطراف اور اکناف کو اول ذیقعدہ سال
ساتوین مین ہجرت سے تیاری اسباب ادا کرنے عمرۃ القضا مین مشغول ہوئے اور حکم کیا کہ جو صحابہ رض سفر حدیبیہ مین ہمراہ تھے وے
اس سفر مین بھی ہمراہ ہون اور تخلف اس سے نکرین اور سوا انکے اور جو لوگ چاہین وہ بھی چلین پھر جو کوئی اون لوگون مین سے
زندہ تھے وہ سب اپنی اپنی طیاری کر کے حضرت کے ساتھ ہوئے اور چند لوگ اور بھی ہمراہ رکاب ہوئے پھر حضرت نے ابو رہم غفاری
رضی اللہ عنہ کو مدینہ مین خلیفہ کر کے چھوڑا اور نام انکا ابو ذر جندب بن جنادہ ہے اور وہ قدیم الاسلام ہین مکہ مین مسلمان ہوئے
تھے کہتے ہین کہ یہہ سابقین اسلامیون سے ہین کہ مسلمان ہوے یہہ بعد چار آدمیون کے اور یہہ اونکے پانچوین تھے پھر اسلام لا کر چلے گئے
یہہ اپنی قوم کی طرف اور یہان تک وہان رہے کہ حاضر ہوے حضرت کے پاس غزوۂ خندق کے بعد پھر جا رہے شہر ربذہ مین یہانتک
کہ وہین مرے سن بتیس ہجری مین بیچ زمان خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور تھے یہہ عابدین مین سے قبل مبعوث ہونے حضرت
علیہ السلام کے سے اور روایت کی انسے بہت لوگون نے صحابہ اور تابعین مین سے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور کچھ حال باقی انکا
غزوۂ تبوک مین آویگا انشاء اللہ تعالی بعد ازان حضرت علیہ السلام ساتھ دو ہزار آدمیون کے قضاء عمرہ کو تشریف لیچلے اور دو سو
گھوڑے بھی آپکے ہمراہ تھے اور ساٹھہ اونٹ ہدی کے اور ایک روایت مین اسی تھے اور ہتھیار جنگی بھی مانند خود و زرہ اور نیزہ وغیرہ
کے تھے کذا فی المدارج پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ مین پہونچے تب اونٹون کی خدمت ناجیہ بن جندب اسلمی کو سونپی اور
ناجیہ نام انکا اسلیے مشہور ہوا کہ نجات پائی انہون نے قریش کے ہاتھون سے اور یہہ ناجیہ وہی ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر
لیکے حدیبیہ کے کوئین مین اوترے تھے اور اوس تیر کو اوسمین گاڑ دیا تھا اوسکے سبب سے اوس کوئین مین پانی بہت ہو گیا تھا اور
وفات پائی انہون نے مدینہ مین بیچ ایام امارت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور روایت کی انسے عروہ بن زبیر وغیرہ نے اور محافظت
کوتل گھوڑون کی محمد بن مسلمہ کو سپرد کی اور یہہ شخص انصاری حارثی ہین حاضر ہوئے حضرت کے ساتھ کل مشاہد مین سوا تبوک کے
اور روایت کی انہون نے حضرت عمر بن خطاب اور صحابہ رض سے اور تھے وہ رض فضلاء صحابہ سے اور تھے وہ اون لوگون سے کہ
اسلام لائے تھے وہ مصعب بن عمیر رض کے ہاتھ پر مدینہ مین اور مرے بھی وہین مدینہ مین سن تینتالیس ہجری مین اور عمر انکی
اوسوقت ستتر برس کی تھی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور محافظت ہتھیارونکی بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو سونپی اور ہر ایک

ان تینون مین سی ایک ایک جماعت ہمراہ کرکے آگی سے روانہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہتیارونکو
لیی جاتے ہین اور صلح مین یہہ ٹھیرا تھا کہ مکی مین ہتیار نہ لانا مگر تلوار میان مین آپنی فرمایا کہ مین مکہ مین ان ہتیارونکو نہین لیجاونگا
احتیاطًا ہین انکو اپنی ساتھ لیی جاتا ہون کہ اگر قریش عہد شکنی کرین اور عمرہ کی قضا کرنی سی ہمکو روکین اور نوبت بکشت و خون
پہونچی تو ہتیار ساتھ چاہیی کذا فی روضۃ الاحباب مترجم لکھتا ہی کہ اس سی معلوم ہوا کہ آدمی جب کبھی سفر کو جاوی تو ہتیار
لڑائی کی بھی اپنی ساتھ رکھی واسطے احتیاط کے پھر وہان سی احرام باندہ کر اور تلبیہ کہکر وہانسے آگی کو روانہ ہوی پھر جب وہ جماعت محافظین
کو مرالظہران ہین کہ ایک مرحلہ ہی کم وہان سی مکہ ہی پہونچی وہان ایک جماعت قریش کی تھی اونھون نی محمد بن مسلمہ رض سی حضرت صلعم
کی خبر پوچھی کہ کہان ہین اونھون نی کہا کہ اب حضرت آئی اور صبح یہین کرینگے اور اسی منزل مین فروکش ہونگی انشاء اللہ تعالی پھر
حضرت تشریف لائی اور قریب بطن یاجج کی اوتری کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ جب اوس جماعت قریش نے
محمد بن مسلمہ رض سی حضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی تب گھبرا کر مکی کو گئی اور قریش کو اسی آگاہ کیا وہ یہہ خبر سنکر پہاڑونکی چوٹیون پر
چڑہ گئی اور مکرز بن حفص کو ہمراہ بھیجا کہ جاکر معلوم کری کہ خلاف شرط کی ہتیارونکی لانیکا کیا سبب ہی اوسنی آکر حضرت سی اسکا سبب
پوچھا آپنی ارشاد کیا کہ ہم اپنی اوسی عہد پر قائم ہین ان ہتیارونکو مکی مین نہ لیجاوینگے انکو تو احتیاطًا ہم اپنی ساتھ لائی ہین
مکرز یہہ سنکر لوٹ گیا اور جاکر قریشون سی یہہ حال کہا قریش یہہ سنکر مطمئن خاطر ہوی پھر حضرت کی فرمانی بموجب ہدی کے
اونٹون کو آگے سی لیجاکر ذی طوی مین ٹھیرایا پھر حضرت نی حکم کیا سو ہتیارون کو بطن یاجج مین رکھدیا اور ایک جماعت صحابہ
کی اوسکی حفاظت کی لیے متعین کی پھر آپ ناقہ قصوی پر سوار ہوی اور صحابہ لوگ کوئی سوار کوئی پیادہ گرد آپکی تلوارین غلافون
مین حمائل کیے ہوی اور تلبیہ کہتے ہوی مکہ کو چلی اور حجون کی گھاٹی سی مکے مین داخل ہوی مدارج مین ہی کہ حضرت صلعم نے
اوس بن خولی انصاری کو دوسو آدمی کے ساتھ ہتیارونکی محافظت کو مقرر کیا اور عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی کہ نقبا مین
سی ہین اور حاضرین عقبہ سی بھی ہین اور بدر اور احد اور خندق اور مشاہد مابعد مین اونکے سوای فتح مکہ اور مابعد اوسکی کے
حاضر تھی اور شہید ہوی سریہ موتہ مین کہ امیر اوس سریہ کی تھے آٹھوین سال ہجری کے اور تھی یہ شعر محسنین سی پکڑی ہوی تھے
مہار قصوی کی اور آگے آگی چلتے تھی اور یہہ رجزین پڑہتی تھے خلوا بنی الکفار عن سبیلہ یعنی چھوڑ دو ای اولاد کفار کی اور ایک
طرف ہو جاؤ راہ رسول اللہ کی سی الیوم نضربکم علی تنزیلہ آجکی دن ہم مارتے ہین تمکو اوپر حکم اوسکی کے ضربا یزیل الہام
عن مقیلہ وہ مارنا کہ دور ڈالی دماغ کو خوابگاہ اوسکی سے ویذہل الخلیل عن خلیلہ اور وہ مار کہ بھلا دیوی دوست کو دوست
اوسکی سی اور روضۃ الاحباب مین یہہ اشعار اسطرح مرقوم ہین خلوا بنی الکفار عن سبیلہ قد انزل الرحمن فی تنزیلہ
فی صحف تتلی علی رسولہ بان خیر القتل فی سبیلہ نحن ضربناکم علی تاویلہ کما ضربناکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الہام عن مقیلہ ویذہل الخلیل عن خلیلہ یا رب انی مؤمن بقیلہ انی رایت الحق فی قبولہ
انتہی یہہ اشعار سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ای ابن رواحہ تو حضرت کی روبرو شعر پڑھتا ہی حضرت نی یہہ سنکر حضرت عمر رض

سے فرمایا کہ اے عمر مین سنتا ہون اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے عمر چھوڑ دے اسکو کہ یہہ اشعار قلوب کفار مین تیر سے زیادہ پار ہوتے ہین پھر حضرتؐ اوسی طرح تلبیہ کہتی ہوئی بیت اللہ کے پاس تشریف لائی اور حجر اسود کو بوسہ دیا ایک لکڑی سے کہ سر اوسکا خمدار تھا اوسکو محجن کہتے تھی یعنی اوس محجن کو حجر اسود سے لگا کر چوما کذا فی المدارج و صحیح ہے کہ تقبیل حجر اسود ساتھ لب اور ہاتھ اور ساتھ اشارہ ہاتھ کے اور لکڑی لگا کر چارون طرح مسنون ہے اور کیفیت اشارہ کی یہہ ہے کہ سامنی حجر کے کھڑا ہو کر ساتھ ہتھیلیون کے طرف اوسکے اشارہ کرے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور حمد کرے اللہ تعالی کی اور درود بھیجی حضرتؐ پر پھر چومے اپنی دونون ہتھیلیون کو اور یہہ اوسوقت ہے کہ تقبیل ساتھ لب اور ہاتھ اور لکڑی کے میسر نہو کذا فی الدر المختار اور موقوف کرنا تلبیہ کا ساتھ اول طواف کے مذہب ہماری امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے بخلاف امام مالک رحمہ اللہ کے کہ اونکی نزدیک جب عمارات مکی کی دیکھی اور ایک روایت مین جب دیکھی بیت اللہ کو تب تلبیہ کہنا موقوف کرے۔ دلیل ہماری حدیث ابو داود کی ہے کہ روایت کیا اونھون نے کہ انہ علیہ السلام کان یمسک عن التلبیۃ فی العمرۃ اذا استلم الحجر وقال حدیث حسن صحیح انتہی کذا فی العینی شرح الکنز یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترک کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہنے سے عمرہ میں جب بوسہ دیتے حجر اسود کو اور کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی اور طواف کیا حضرتؐ نے ناقہ پر چڑھے ہوئے اور اضطباع کئے ہوئے یعنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائین کندھے پر ڈالی ہوئے اور سب صحابہ بھی اسیطرح چادر ڈالی تھے پھر جب مشرکین مدینہ نے صحابہ کو دیکھا تب طعن سے کہا کہ بخار یثرب اور عفونت ہوا اوسکی نے انکے ضعیف اور سست کر دیا پھر حضرتؐ نے اسلیے صحابہ کو حکم کیا کہ اپنی چستی اور قوت مشرکون کو دکھاوین رمل یعنی جلد جلد اکڑ کر چلین تین پھیرون مین اول کے اور چار پھیرون اخیر مین اپنی چال متوسط چلین اور نہ حکم کیا آپنے رمل کا سب پھیرون مین بسبب شفقت کے اوپر اون کے اور ان تین پھیرون مین بھی تخفیف کی اور فرمایا کہ درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے آہستہ چلین اسلیے کہ اس مقام پر مشرک لوگ انکو نہین دیکھتے ہین اسواسطے کہ وہ جبل قعیقعان بروزن فعیلان و زعیفران کے تھے کہ وہ پہاڑ مقابل ہے رکن شامی اور عراقی کے اور ایک روایت مین ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ اون رجزون مرقومۃ الصدر کو طواف مین بھی کہتے تھی آپنے اونکو ارشاد کیا کہ یہہ بھی پڑھین لا الہ الا اللہ وحدہ نصر عبدہ و اعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ یعنی نہین کوئی معبود سوا اللہ کے کہ اکیلا ہے وہ مدد کی اپنی بندی کی اور زور آور کر دیا اوسکی لشکر کو اور شکست دی احزاب کو حالانکہ واحد ہے پھر اونھون نے موجب ارشاد ہدایت بنیاد کے یہہ بھی ذکر پڑھنا شروع کیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسکو پڑھنے لگے پھر بعد طواف کے حضرتؐ مسجد الحرام سے باہر تشریف لیگئے اور اسی طرح سوار ہے سعی درمیان صفا اور مروہ کے کی اور حکم کیا کہ ہدی کو کوہ مروہ کے پاس رکھین اور فرمایا کہ یہہ منحر ہے اور سب کوچے مکے کے منحر ہین یعنی نحر کرنیکے جگہ اور سب حرم منحر ہے سو نحر کیا حضرتؐ نے کوہ مروہ کے پاس اور حلق کیا اور سب صحابہ نے بھی مثل حضرتؐ حلق کیا حنفی اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ عمرہ ہماری مذہب حنفیہ مین اسیکا نام ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر طواف کرے اور سعی بین الصفا والمروہ بجا لاوے اور حلق کرکے احرام سے باہر آوے کما فی الکنز ھی ان یحرم ویطوف

من المیقات فیطوف لها ویسعی ویحلق او یقصر وقد حل منها اور اوسکی شرح مستخلص مین ہے کہ هذا هو تفسیر العمرة وکذلک اذا اراد ان یفرد بالعمرة فعل ما ذکرنا لان النبی علیه السلام هکذا فعل فی عمرة القضاء وهذا عندنا وقال مالک لا حلق علیها انما العمرة الطواف والسعی والحجة علیه ما روینا وکان قوله تعم محلقین رؤسکم نزلت فی عمرة القضاء انتہی

یعنی یہہ ہی تفسیر عمرہ کی اور ایسی ہے جب ارادہ کری افراد کا ساتھ عمرہ کے تو کری وہی جو ذکر کیا ہمنے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نی اسیطرح سی کیا عمرۃ القضا مین اور یہہ ہماری نزدیک ہی اور کہا امام مالک رحمہ اللہ نے کہ نہین ہی سر منڈانا او سپر سوا اسکی نہین کہ عمرہ صرف طواف اور سعی کرنا ہی حجت ہم حنفیون کی اوسپر وہ ہی کہ ذکر کیا ہمنے فعل علیہ السلام کا اور اسلیے کہ فرمانا اللہ تعالی کا محلقین یعنی اور منڈانیوالی اپنے سرون کو نازل ہوا ہے عمرۃ القضا مین انتہی پھر حضرت صلعم نی ایک جماعت صحابہ کو بطن یاجج مین ہتیار ونکی محافظت کو بھیجا اور وہ لوگ جو پہلی محافظت پر تھے اونکو بلایا کہ اپنی عمرہ کی قضا کرین اور حضرت کی سر مونڈنیوالے کا نام معمر بن عبد اللہ عدوی تھا پھر حضرت بعد حلق کی بیت اللہ کے اندر تشریف لیگئے اور نماز ظہر تک وہین تشریف رکھی اور ایک روایت مین ہے کہ عمرۃ القضا مین آپ کعبہ کے اندر نہین تشریف لیگئے کہتی ہین کہ قریش سی آپنے اس امر مین اجازت چاہی قریش نے جواب دیا کہ یہہ بات صلح مین نہین ٹھیری تھی پھر آپنے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اونھون نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی ایکبار امام واقدی نے اسی روایت کو ترجیح دی ہی مترجم عفی اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ یہین سی ہے جو فقہا رحمہ اللہ کہتی ہین کہ دخول کعبہ مین کرنا کچھہ مناسک حج سی نہین ہی در مختار مین ہے یندب دخول البیت اذا لم یشتمل علی ایذاء نفسه او غیره وما یقوله العوام من العروة الوثقی والمسمار الذی فی وسطه انه سرة الدنیا لا اصل له انتہی

یعنی مندوب ہی داخل ہونا گھر مین یعنی کوٹھہ مین کعبہ کی جبکہ نہ شامل ہو اپنی نفس کی ایذا پر اور ایسی ہی غیر کے ایذا پر اور وہ جو کہتی ہین عوام کہ وہان عروۃ الوثقی ہے یعنی رسی ہی آسمان سے وہان لٹکی ہوئی اور میخ جو اوسکی بیچ مین ہے وہ ناف زمین کی ہی اسکی کچھہ اصل نہین ہی اور ایسی ہی داخل کے لیے رشوت لینا یا مقام ابراہیم ع کی زیارت کی لیے رشوت لینا حرام ہی اور انکو دینا بھی حرام اسلیے کہ قاعدہ ہی کہ وہ چیز کہ لینا اوسکا حرام ہی دینا بھی اوسکا حرام مگر ضرورت کی لیے اور اسجگہ کچھہ ضرورت نہین ہی اسلیے کہ دخول بیت کا کچھہ مناسک حج سی نہین ہی کذا فی الشامی حاشیہ رد المختار اور مروی ہی کہ اونھین ایام مبارک انجام مین ور آنحالیکہ آپ محرم تھی بروایت مرجوح یعنی ضعیف اور بروایت راجح یعنی قوی کے احرام سی باہر اگر جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ کو حضرت کی لیے نکاح کا پیغام دین اونھون نی یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کام کا اختیار حضرت عباس رضہ کو دیا اسلیے کہ اونکی بہن ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نکاح مین تھین پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اونکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کر دیا حالت احرام مین اور کہتے ہین کہ یہہ کہ بیوالی اپنی نفس کی حضرت کو یہی تھین اور بعض نے اسمین اختلاف کیا ہی کہتا ہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہ علما کو اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ محرم کو نکاح کرنا درست ہی یا نہین علما حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک درست ہی بخلاف اور ائمہ رحمہم اللہ علیہم سے کہ اونکی نزدیک حرام ہی دلیل ہماری حدیث ابن عباس رضہ کی ہے

کہ روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج میمونۃ وھو محرم متفق علیہ کذا فی المشکوۃ
یعنی روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے در انحالیکہ
وہ احرام باندھی ہوئی تھے یعنی عمرۃ القضا کا نقل کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور دلیل اونکی حدیث یزید بن الاصم کی ہے
کہ روایت کیا اسکو مسلم نے وعن یزید بن الاصم ابن اخت میمونۃ عن میمونۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تزوجھا وھو حلال رواہ مسلم قال الشیخ الامام محی السنۃ والاکثرون علی انہ تزوجھا حلالا وظھر امر تزوجھا وھو محرم
ثم بنی بھا وھو حلال بسرف بطریق مکۃ کذا فی المشکوۃ یعنی اور روایت ہی یزید بن الاصم حضرت میمونہ
رضی اللہ عنہا کی بھانجے سے کہ روایت کی اونھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہہ کہ رسول اللہ صلعم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے
اوس حال مین کہ وہ احرام مین تھی نقل کی یہہ مسلم نے کہا شیخ امام محی السنہ رحمہ اللہ نے کہ اکثر یعنی تینون امام اور تابعین اس
اسیر ہین کہ حضرت نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے غیر حالت احرام مین اور ظاہر ہوا امر نکاح اونکا اوس وقت کہ وہ احرام مین
تھی پھر آپ بستر ہوئی ساتھ اونکی غیر حالت احرام مین موضع سرف مین کہ وہ مکہ کے رستہ مین ہی **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حدیث
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اور حدیث یزید بن اصم آپسمین متعارض ہین اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دلالت
کرتی ہی اسپر کہ نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا حالت احرام مین ہوا اور حدیث یزید کی اسپر دلالت کرتی ہی کہ نکاح اونکا
غیر حالت احرام مین ہوا پس ہماری علما حنفیہ نے ترجیح دی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یزید کی حدیث پر اسلیے کہ ابن عباس
رضی اللہ عنہ یزید سے افضل اور اکمل ہین حفظ اور فقہ اور اتقا مین اور روایت کیا ابن عباس کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے
بلکہ اتفاق کیا اسپر اصحاب صحاح ستہ نے اور حدیث یزید کو نہین روایت کیا ہی بخاری اور نسائی نے اور وہ جو حدیث عثمان
رضی اللہ عنہ کی ہی کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینکح المحرم ولا ینکح ولا یخطب رواہ مسلم
یعنی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین لائق ہے کہ نکاح کری محرم اور نہین لائق ہی کہ نکاح
کری محرم کسیکا یعنی بولایت یا بوکالت اور نہین لائق کہ منگنی کری محرم نقل کی یہہ مسلم نے سو یہہ تینون نہی امام اعظم رحمہ اللہ کے
نزدیک تنزیہی ہین اور تاویل بھی کی گئی ہے یہہ اسطور سے کہ مراد نہی سے یہہ ہی کہ نکاح کرنا اپنا یا غیر کا شان محرم سے نہین ہی اور
مناسب حال اوسکے کہ نہین ہی اسلیے کہ وہ مشغول ہی عبادت مین نہ یہہ کہ مراد تحریم ہی بخلاف امام شافعی اور جمہور علما کہ اونکے
نزدیک پہلی دونون نہیان تحریمی ہین اور تیسری تنزیہی ہی اور یہہ جو حمل کیا ہی شافعیون نے حدیث ابن عباس کو اسپر کہ ظاہر
ہوا امر نکاح حضرت کا احرام مین تو اس اعتبار سے کہا لوگون نے کہ نکاح کیا آپنے اس حال مین کہ محرم تھی پس یہہ بخلاف ہی اور
حدیث ابی رافع کی کہ نکاح کیا حضرت نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے اوس وقت کہ تھی بغیر احرام کے اور ہم بستر ہوئی اونسے اور وہ
تھی بے احرام اور تھا مین پیغامی درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے نقل کیا یہہ احمد اور ترمذی
نے اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن ہی نہین معارض ہوتی ہے حدیث ابن عباس کو کہ روایت کیا اوسکو صحیحین مین اور باوجود

نہین روایت کیا ایک نے بھی اونمین سے ہذا مقتبس من مشاہر الحق وحاشیۃ المشکوۃ یعنی اللمعات پھر حضرت بعد اداے عمرہ کی
تین روز تک مین ٹھہرے چوتھی روز جو قریش آئے یک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پاس تو کہا اپنے صاحب یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سی کہو کہ اب مکہ سی چلے جاوین اونھون نے جا کر حضرت سی عرض کیا کہ قریش یون کہتے ہین آپنے فرمایا کہ بہتر ایسا ہی
کرتا ہون اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نے قریش کو کہلا بھیجا کہ اگر کچھ توقف کرو تو ولیمہ میمونہ کا ہم یہین کرلین اور تمھارے لیے
کھانا پکواوین اونھون نے کہلا بھیجا کہ ہمکو تمھارے کھانیکی کچھ احتیاج نہین تم ہماری زمین سے چلے جاو سبحان اللہ زمین سب خدا کی
ہی اور اگر ہے تو نیابۃً اور خلافۃً اوسکے رسول کی ہی کل کو یعنی عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ یہہ زمین کسکی مالک کے قبضہ مین ہو گئی
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اوس مجلس مین حاضر تھے جب اونھون نے یہہ مبالغہ اور بیحیائی کفار نابکار کی حد سی زیادہ دیکھی تحمل
نکرسکے اور کہا کہ یہان سی ہم نہین جاتے ہین جب تک چاہین حضرت نے اونکو تسکین دی اور فرمایا کہ پکار دو کہ آج رات کو
کوئی صحابہ مین سی مکے مین نرہی اور اپنے مولا ابو رافع کو فرمایا کہ میمونہ کو پیچھے سے لے آنا اور آپ مکہ معظمہ سی باہر تشریف لیگئے اور اپنا
کفار اشرار پر حلم اور صبر کیا اور اپنے عہد و پیمان سی جو حدیبیہ مین باندھا تھا نہ پھری اور مروی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مکی سے تشریف لاتے تھے تو عمارہ بنت حمزہ رض کہ کنیت حضرت حمزہ کی ابو عمارہ اونھین کی نام سی ہے اپنی ماں سلمہ بنت عمیس کے
ساتھ مکہ مین رہتی تھین حضرت کی پیچھے پکارتی چلی آتی تھین یا عم یا عم اور عم کہنا اونکا حضرت کو یا بجہت عادت عرب کی تھا یا اسلیے
کہ حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے سو حضرت علی رض نے کہا کہ یا رسول اللہ اپنی چچا کی بیٹی کو کیون کفار
مین چھوڑین مین اپنے ساتھ اوسکو لیے جاتا ہون پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سی کہا کہ اپنے
چچا کی بیٹی کو لیلو اور اونکو اونکے پاس بٹھا دیا جب مدینہ مین پہونچی تب حضرت علی رض اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کی آپسمین بابت کفالت عمارہ بنت حمزہ کی مخاصمہ ہوا کہتے ہین کہ حضرت صلعم اوسوقت آرام فرمارہی تھے انکے
مخاصمہ کی اتنی بلند آواز ہوئی کہ حضرت اوس سی جاگ پڑے اور ہر شخص اونمین سی ساتھ ایک ایک سند کی تمسک کرتا تھا حضرت زید
رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مین اسکی کفالت کو اولی ہون اسلیے کہ وہ میری بھائیکی بیٹی ہی کیونکہ زید رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کو وصی تھے اور حضرت نے جب مواخات مہاجرین مین باندھی تھے تو ان دونون کے درمیان مین عقد مواخات حضرت نے باندھے تھے
اور حضرت جعفر کہتے تھے کہ مین احق ہون ساتھ کفالت اوسکی کے اسلیے کہ وہ میری چچا کی بیٹی ہے اور اوسکی خالہ میری نکاح مین
ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے تھے کہ وہ چچا کی بیٹی ہی اور اوسکے مکے سی لانیکا مین سبب ہوا ہون اور فاطمۃ الزہرا رض صاحبزادی
حضرت کی میری نکاح مین ہین اور وہ احق ہین ساتھ تربیت اوسکی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین حکم کرون
تمھاری درمیان پھر پہلی بجہت تطییب خاطر اونکی سے ہر ایک کو ساتھ ایک فضیلت کی ممتاز کیا سو فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
انت منی وانا منک یعنی تو مجھ سے ہے اور مین تجھسے ہون اور جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اشبہت خلقی وخلقی یعنی تو مشابہ
ہی مجھسے ساتھ خوشخوئی میری کے اور خلقت میری کے اور زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ انت اخونا ومولانا یعنی تو بھائی

میرا ہی یعنی دین مین اور رسولی میرا ہی یعنی محب اور محبوب میرا ہی تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم احق ہو واسطے کفالت اوسکی
کہ خالہ اوسکی تمھاری گھر مین ہے اور خالہ بجای ماکے ہی اور فرمایا لا تنکح المرأۃ علی عمتھا ولا علی خالتھا یعنی نکاح نکیجاوے
عورت پھوپی اپنی پر اور نہ خالہ اپنی پر سو جعفر رضی اللہ عنہ اس حضرت کی عنایت سے نہایت خوش ہوی کذا فی روضۃ الاحباب
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ حکم ماکا رکھتی ہے یعنی اس حضانت کے امر مین اور بعض نے اس قصے سے اخذ کیا ہے کہ خالہ حضانت
مین مقدم ہی پھوپی پر اسلیے کہ صفیہ بنت عبد المطلب اوسوقت موجود تھین اور اخذ کیا ہے اس سے تقدیم اقارب ام کو اقارب اب پر
کذا فی المواہب اللدنیہ مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ حضانت کی معنی ولایت کے ہین یعنی اولاد کی پرورش کی اور
اولاد کی پرورش کو ما احق ہے خواہ اوس لڑکی کے باپ کے نکاح مین موجود ہو یا نہو مگر یہہ تب ہی جبکہ وہ ما اوسکی مرتدہ اور
فاجرہ اور غیر مامونہ نہو اور جو ما نہو تو نانی اور جو یہہ بھی نہو تو دادی اور جو یہہ بھی نہو تو سگی بہن اور جو یہہ بھی نہو تو ماکی دوسرے
خاوند کی بیٹی اور جو وہ بھی نہو تو سگی خالہ اور جو سگی خالہ نہو تو سوتیلی خالہ یعنی نانی کے دوسرے خاوند کی بیٹی اور جو یہہ بھی نہو تو
ناناکی دوسری بی بی کی بیٹی یہہ سوتیلی خالا ہی اور جو وہ بھی نہو تو سگی پھوپھی اور جو وہ بھی نہو تو سوتیلی پھوپھی یعنی دادی کی دوسرے
خاوند کی بیٹی اور جو وہ بھی نہو تو دادا کی دوسری بی بی کی بیٹی یہہ بھی سوتیلی پھوپھی ہے اور جو ان عورتون مذکورہ مین سے کسی
عورت نے ایسے شخص سے نکاح کر لیا ہو جو اوس لڑکی کا غیر محرم تھا تو اوس عورت کا حق پرورش اب اوس لڑکی کے لیے باقی
نرہیگا اسلیے کہ اوسکو اس لڑکی کے حال پر شفقت نہوگی اور پرورش شفقت سے ہوتی ہے اور جب پھر اوسین سے وہ نکاح
جاتا رہی تو پھر حق حضانت کا اوسکی عود کر آتا ہی اور جو اون عورتون مین سے کوئی نہو تو حق دار حضانت کا عصبہ قریب ہوگا
ترتیب کی ساتھ ارث اور حجب مین پس ہر ایک وہ عصبہ کہ وہ محجوب ہو ساتھ موجود ہونے عصبہ دوسری کے تو وہ مستحق
حضانت کا نہوگا ہو نے ہوئی حاجب کی کذا فی الکنز وشرحہ المستخلص اور ترتیب عصبات کی یہہ ہی کہ پہلی باپ پھر دادا پھر
سگا بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر سگا بھتیجا پھر سوتیلا بھتیجا پھر چچا پھر چچا کا بیٹا کذا فی شرح الوقایہ فارسی اور کہا صاحب ہدایہ
نے کہ نہ دیجاوی لڑکی حضانت کے لیے عصبہ غیر محرم کو جیسے مولای عتاقہ اور چچا کا بیٹا واسطے دفع فتنہ کے کذا فی المستخلص اور مروی
ہی کہ حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے نکاح عمارہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ سلمہ بن ابی سلمہ کے جو ربیب حضرت کے تھے کر دیا
اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ آپ کیون نہین عمارہ سے نکاح کر لیتے کہ آپکی چچا کی بیٹی ہی آپنے
اسکی جواب مین فرمایا کہ یہہ میری رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ ہین اسلیے کہ ثویبہ جو کنیز ابی لہب کی تھی اوسنے دودہ
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا تھا اور پھر حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ وعن علی

رضی اللہ عنہ انہ قال یا رسول اللہ صلعم ہل لک فی بنت عمک حمزۃ فانھا اجمل فتاۃ فی قریش فقال لہ اما علمت

ان حمزۃ اخی من الرضاعۃ وان اللہ حرم من الرضاعۃ ما حرم من النسب رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ

یعنی اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپکا جی چاہتا ہی نکاح کرنیکو اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کی

کہ وہ بہت حسین عورت ہی قریش کی عورتون مین آپنے فرمایا کیا نہین جانتے ہو تم کہ حمزہ میری رضاعی بھائی تھے اور بیشک اللہ تعالی نے
حرام کیا رضاعت سے وہ رشتہ کہ حرام کیا نسب سے یعنی ماباپ کی طرف سے روایت کیا اسکو مسلم نے سو حرام ہین رضیع پر یعنی دودہ
پینے والی پر ما باپ رضاعی اوسکے اور اصول اونکا اور فروع اونکے خواہ نسبی ہون خواہ رضاعی یہانتک کہ ما رضاعی نے اگر بچہ جنا
اسکی باپ رضاعی سے یا غیر اوسکے سے پہلی اس دودہ پلانیکی یا بعد اسکے یا دودہ پلایا کسیکے لڑکیکو یا بچہ ہوا باپ رضاعی کا غیر
ما رضاعی اوسکے سے قبل اس دودہ پلانیکی یا بعد اسکے پس سب بھائی بہن ہین اوس رضیع کے اور اولاد اونکی بھتیجے اور بھانجے ہین
اوس رضیع کے اور بھائی رضاعی باپکا چچا ہوگا رضیع کا اور بہن اوسکی پھوپھی اور بھائی ما رضاعی کا ماموں اور بہن اوسکی خالہ اور
اسیطرح دادی اور دادا اور نانی اور نانا رضاعی ہین اور ثابت ہوتی ہے حرمت مصاہرت کی دودہ پینی مین یہانتک کہ بی بی
رضاعی باپکی حرام ہے رضیع پر اور بی بی رضیع کی حرام ہے اوسکی باپ رضاعی پر وقس علیہ البواقی مگر دو مسئلون مین ایک یہہ
کہ نہین جائز مرد کو یہہ کہ نکاح کری اپنی نسبی بیٹی کی بہن سے اور دودہ کے علاقہ مین یہہ درست ہی اور دوسرا مسئلہ یہہ ہی کہ نہین
جائز ہے مرد کو یہہ کہ نکاح کری اپنی نسبی بھائی کی ماسے اور یہہ جائز ہے دودہ کی علاقہ مین اور حلال ہوتی ہی بہن دودہ شریک
بھائیکی چنانچہ دائی کی بیٹی کو اپنی رضاعی بھائی کی بہن درست ہی جیسے کہ حلال ہوتی ہی نسب مین اخیافی بہن سوتیلی بھائی کی کہ
اسکی باپ کی ربیبہ ہی ہذا ملخص ما فی مظاہر الحق نقلا عن العالمگیریہ **واضح ہو** کہ ایک اشکال اس قصہ مین ہی وہ یہہ ہے
کہ قریش نے عمارہ کو کیونکر آنے دیا اسلیے کہ صلحنامی مین مندرج تھا کہ جو کوئی ہم مکی والون مین سے تمھاری پاس چلا جاوے تو
اوسکو تم ہماری پاس بھیجدینا پھر کیونکر نہ لوٹا دیا حضرت نے عمارہ کو تو جواب اسکا یہہ ہے کہ طلب نہ کیا قریش نے عمارہ کو حضرت
سے سو گویا شرط یہہ تھی کہ اگر طلب کرین تو لوٹا دین اور یہہ بھی اسکے جواب مین کہہ سکتے ہین کہ عمارہ لڑکی خورد سالہ تھین اور
صادر نہین ہوا اونسے ارادہ نکلنے کا دار کفر سے اور داخل ہونیکا دار اسلام مین اور یہہ بھی اسکے جواب مین کہتے ہین کہ یہہ شرط
مردون کی حق مین تھی عورتون کے نتھی اور اگر عام بھی تھی تو منسوخ ہوگئی ساتھہ اس آیت یا ایہا الذین امنوا اذا جاءکم

المومنات مہاجرات فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار

اس مقام کی تحقیق مع تفسیر اس آیت کی صلح حدیبیہ مین مذکور ہو چکی ہی کذا فی المدارج

تمت

الحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ علی رسولہ خیر الانام وعلی

آلہ واصحابہ العظام الی یوم القیام

امابعد تمام ہوا تیسرا حصہ منجملہ چھہ حصون جلد اول قرۃ العیون شرح سرور المحزون کے خدا کی توفیق اور احسان سے باہتمام عاصی محمد علی بخش خان بیچ مطبع علوی مقام لکھنؤ کٹرہ محمد علیخان کے

۱۲-رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ ہجری

قطعہ تاریخ طبع از عبد الرحیم محرر کتاب ہذا تخلص فصیح

یہہ کتاب از فضل خالق ای فصیح
بہر سال طبع ہاتف نے کہا

خوشنما کیا خوب کیا اچھی چھپی
حبذا حالات اعجاز نبی

واسطی سند اس امر کے کہ یہہ کتاب چھپی ہوئی مطبع علوی کی ہے مہر مطبع ثبت کی گئی فقط ۱۲۹۵

فہرست جلد چہارم

بیان حالات حصہ چہارم جلد اول کتاب قرۃ العیون واقعات سال ہشتم

کاتب این تتمہ چہارم جلد اول اسلام اللہ عفی عنہ

وكل شئ احصيناه في امام مبين

مجلد ثاني حصه چهارم حالات سرور كائنات از ابتداى سال هشتم هجرت تا اتمام آن سال المجلد شش حصه نصف اول

كتاب لاجواب در علم سير جامع تقريرات وافعال واقوال وحاوي شمائل واحوال آن نبي باكمال سمي

قرة العيون

شرح

سرور المحزون

حسب ارشاد فيض بنياد جناب يمين الدوله وزير الملك نواب محمد عليخان بهادر صولت جنگ مد ظله العالي دام اقباله

بكمال صحت وحسن صورت به تصحيح مصحح مطبع علوي مولوي سيد محمد معشوق علي سنديلوي سلمه الله القوي

در مطبع علوي محمد علي بخش خان واقع لكهنو طبع آمد

بیان واقعات سال ہشتم ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اوائل اس سال کے ماہ صفر مین جمہور اہل سیر کے نزدیک خالد بن الولید بن المغیرہ قریشی مخزومی اور عمرو بن العاص بن وائل قریشی سہمی اور عثمان بن طلحہ عبدری حجبی کہ بیت اللہ کی کنجی اون کے پاس تھی اسلام لائے اور بعضون کے نزدیک انکا مسلمان ہونا آخر سال ہفتم مین واقع ہوا اور بعضون نے سال پنجم مین کہا ہے ولیکن خالد بن ولید سے مروی ہے کہا اونھون نے کہ جب ارادہ ازلی باری تعالیٰ کا متعلق ہوا ساتھ میرے مسلمان ہونے کے تو محبت اسلام کی میرے دل مین ڈالی اور کہا اونھون نے کہ جب سفر حدیبیہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز خوف درمیان عسفان کے ادا کر رہے تھے مینے ہرچند چاہا کہ اونپر دست قدرت پاؤن مگر نہ میسر ہوئی جانا مینے کہ لطف الٰہی انکا نگہبان ہے پھر جب ہمارے اور حضرت کے درمیان صلح واقع ہوئی تب مین سوچا کہ اب قریش کو کچھ شوکت اور قوت نہ رہیگی اور نجاشی کے پاس مین جا نہین سکتا اسلئے کہ وہ حضرت کا تابع ہوگیا ہے پھر یہہ خیال باندھا کہ ہرقل کے پاس جاکر نصرانی ہو جاؤن پھر مینے کہا کہ اپنے ہی دیار مین ٹھہرا رہون اور دیکھون کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے اسی اثنا مین جب حضرت صلعم عمرۃ القضا کے لئے تشریف لائے تو مین مکے سے باہر نکل گیا اور میرا بھائی ولید بن ولید حضرت کی ملازمت مین مکہ مین آیا اور مجھکو اوسنے تلاش کیا نہ پایا کذا فی المدارج و روضۃ الاحباب اور مروی ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہ جب میرے بھائی ولید نے مجھکو مکہ مین تلاش کیا اور نہ پایا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے قضا عمرہ کے حضرت نے میرے بھائی سے میرا حال پوچھا تب میرے بھائی ولید نے مجھکو خط بھیجا اس مضمون کا کہ حضرت مقدس نبوی صلعم نے تجھکو یاد فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ خالد ایسا نہین ہے کہ اوسپر اتنک حقیقت اسلام کی پوشیدہ ہو اور اگر وہ مسلمان ہووے اپنی شجاعت کو تقویت دین متین مین صرف کرے تو البتہ اوسکے لئے بہتر ہوگا اور ہم اوسکو اوسکے غیر پر مقدم کرینگے سو اے بھائی تو جلد جلد پہنچ اگر اس دولت کو کہ تجھسے بڑی خیر فوت ہوئی جاتی ہے اور ایک روایت سے مضمون اوسکا یہہ تھا کہ لکھا اون کے بھائی ولید نے

اونکو کہ مجھکو بڑا تعجب آتا ہی تیری نہ مسلمان ہونے پر جان تو کہ مجھسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ خالد کہان ہی بلنوا اوسکو جو اپنہ عرض کی کہ اللہ تعم اوسکو بخشی الخ خالد رضہ کہتے ہین کہ جب مین اوس خط کے مضمون پر واقف ہوا تو رغبت اسلام کی مجھپر غالب ہوئی اور عزم میرا مدینے کے جانیکو مصمم ہوا تو صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور کہا مینے ای ابن وہب تو کیا نہین دیکھتا ہی کہ ما انا الا اکلۃ یعنی ہم اب ایک لقمہ سے زیادہ باقی نہین رہی ہین اور دبدبہ دولت محمدی عالم کو گہیرتا چلا آتا ہی صلاح دنیا و عقبی کی اسمین ہی کہ اونکی خدمت مین چلکر حاضر ہون کہ شرف اوسکا ہمارا شرف ہی صفوان نے میرے سینے پر ہاتھ رکھکر کمال انکار کیا اور کہا اگر میرے سوا قریش مین سے کوئی باقی نرہیگا اوسوقت مین بھی محمد کی اطاعت کرونگا بعد اسکے مین عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اوسکو بھی طرف طریق مستقیم کے دعوت کی مینے اونسے بھی قبول نکی مینے اپنے دلمین کہا کہ انکا وقت بھی چلا آتا ہی کہ فتح مکہ کے ہوگی پھر یہہ مضطرب اور بیقرار ہوکے بی اختیار ہونگے اور کوئی مفر یعنی جای گریز انکو نہوگی پھر ضرورۃً یہہ مسلمان ہونگے پھر جب مین اونکی رفاقت سے ناامید ہوا تو عثمان بن طلحہ کے پاس گیا اور دعوت اسلام کی اوسکو کی وہ میرا دوست تھا اوس نے میرا کہنا مانا اور ہم دونو مدینے کو چلے جب موضع ہدہ مین پہونچے تو عمرو بن العاص کو مینے دیکھا کہ حبشی سے آتا تھا اور چاہتا تھا کہ مدینے مین جاکر مسلمان ہون سو ہم تینون متفق ہوکر مدینے کو گئے حضرت کو ہماری جانیکی اگر خبر ہوگئی تھی آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مکہ نے اپنی جگر گوشہ تمہاری طرف ڈالدی ہین یہہ کنایہ ہوا انکی آنے سے کہ یہہ لوگ صنادید قریش سے تھے خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب مدینے مین ہم پہونچے تب مینے اچھے کپڑے پہنے اور حضرت کی مجلس مین جانیکا قصد کیا راہ مین میرا بھائی ولید ملا اور مجھسے کہا کہ جلدی کر حضرت تمکو تیری آنیکی خبر ہوگئی ہی اور خوش تیری ملاقات کی منتظر بیٹھے ہین پھر جب مین اوس محفل مبارک منزل مین گیا اور نظر فیض اثر حضرت کی دور سے مجھپر پڑی تو آپ متبسم ہوئی مینے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپنے شگفتہ روئی سے جواب سلام کا دیا پھر مینے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ آپنے فرمایا الحمد للہ الذی ھداک الاسلام اور ارشاد کیا کہ ای خالد مین جانتا تھا کہ تجھکو عقل ہی اسلئے مین امیدوار تھا کہ وہ تجھکو طرف خیر کے ہدایت کریگی مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہی کہ یہین سے ہی جو کہتے ہین کہ العقل خیر کلہ مینے عرض کی یا رسول اللہ آپنے دیکھا کہ مواطن خیر مین مینے کسقدر عناد ساتھ حق کے کیا اب آپ دعا کرین کہ اللہ تعالی عفو فرماوی اور پچھلی گناہ میری بخشدی آپنے ارشاد کیا کہ اسلام مٹا دیتا ہی گناہون پہلون کو سو تھی انکو کوشش دین خدا اور تقویت اور تائید اوسکی مین حیات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعد وفات حضرت کی یہانتک کہ جڑ سے اوکھاڑ ڈالا اونہون نے مرتدونکو مثل اصحاب مسیلمہ کذاب وغیرہ کے اور سوا اسکی اور بہت سی فتوحات اسلام مین انکی ہاتھ پر ہوئین ملک شام وغیرہ مین اور ایام جاہلیت مین تھی یہ سردار قریشیون مین سے اور اشراف سے اونکی والدہ اونکی لبابہ صغری بنت الحارث بہن حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تھین اور وفات پائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نی سنہ ۲۱ اکیس ہجری مین زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضہ مین یا سنہ ۲۲ بائیس مین اور ملقب کیا انکو حضرت صلعم نے ساتھ سیف اللہ کے کما ستعرف انشاء اللہ تعم اور روایت کی النبی انکو خالا زاد بھائی عبد اللہ بن عباس نے اور علقمہ

اور جبیر بن نفیر نے اور مخزومی نسبت انکی ہی انکی جد کیطرف خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور کنیت انکی ابا سلیمان ہی اور ہین یہہ صحابہ کبار مین کذا فی مدارج النبوۃ فی اسماء رجال المشکوۃ وتقریب التہذیب اور شواہد النبوۃ اور محاربات صحابہ مین ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین خالد رضی اللہ عنہ کو حیرہ کیطرف لشکر دیکر بھیجا اہل حیرہ نے ایک شخص کو کہ نام اوسکا عبد المسیح تھا زہر ساعتی بطریق تحفہ کے دیکر بھیجا جب وہ زہر لیکے حضرت خالد کے پاس آیا اونہون نے پوچھا کہ یہ کیا ہی اوسنے کہا سم ساعتی یعنی یہ زہر ہی کہ اسکی تاثیر ایکساعت بھر مین لگانے سے دشمن کے پیٹون مین ظاہر ہوتی ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا دشمن میرے نفس سے زیادہ کوئی جہان مین نہین ہے اور اوسکو ہتیلی پر رکھکر پڑہا بسم اللہ الرحمن الرحیم وباللہ رب الارض والسماء وبسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء داء یعنی ساتھہ نام اللہ مہربان رحم والے کے اور ساتھہ اللہ کے جو رب زمین اور آسمان کا ہی اور ساتھہ نام اللہ کے کہ نہین ضرر پہونچاتی ہی ساتھہ نام اوسکے کوئی شی اور بیماری اور اوسکو چلیا فضل الہی سے کچھہ ضرر اوسنے نکیا عبد المسیح نے اپنی قوم سے جا کہا کہ اس شخص سے مصالحہ کرو اسنے زہر ساعتی کہالیا اور اوسکا اثر اسپر کچھہ نہوا یہہ اسیکا کام ہی اور حال حضرت خالد کے بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہما کا یہہ ہی کہ وہ رضی اللہ عنہ قید ہوئی تھی روز غزوہ بدر کی حالت کفر مین پھر انکو فدیہ دیکر اونکے بھائی خالد نے اور ہشام نے چھڑا لیا تھا پھر وہ اسلام لائی تو لوگون نے انسے کہا کہ تم فدیہ دینے سے پہلے کیون نہ مسلمان ہوئے کہا اونہون نے کہ مکروہ جانا مینے اسبات کو کہ گمان کرو تم اسبات کا کہ مین مسلمان ہوا بسبب بیقراری قید کے پھر جب یہہ مسلمان ہوکر مکے کو گئے تو انکو لوگون نے قید کر رکہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسکے اور اور جو ضعفائے مسلمین مکہ مین تھے اونکے واسطے قنوت پڑہتے تھے پھر یہہ اونکی قید سے بھاگ کر حضرت کے پاس آئے اور حاضر ہوئے عمرۃ القضا مین اور روایت کی انسے عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ کہا اونہون نے کہ غزوہ خندق سے مین پھرا تو اپنے یارون سے مینے کہا کہ مجکو ایسا گمان ہوتا ہی کہ محمد کا کام ترقی مین ہی اور روز بروز بارونق ہوتا ہی اب مصلحت یہ دیکھتا ہون کہ حبشہ مین نجاشی کے پاس چلا جاؤن اگر محمد ہماری قوم پر غالب ہوگیا تو ہم نجاشی کے پاس ہونگے کچھہ ڈر نہین اور جو ہماری قوم اوسپر غالب آئی تو ہم پھر اپنی وطن کو چلے آوینگے میرے دوستون نے اس رای کو پسند کیا اور بعضے اونمین سے میرے رفیق ہوئے پھر تحفے اوسکے لائق جمع کرکے واسطے پیشکشی نجاشی کے حبشہ کو لیگئے اور وہین رہے یہانتک کہ عمرو بن امیہ ضمری حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نجاشی کے پاس گئے کہا عرفت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نجاشی کے پاس گیا اور عمرو بن امیہ ضمری کو اوس سے مانگا کہ اوسکو لیکر قتل کر دون کہ قریش کے روبرو میری بڑی عزت پیدا ہو جب نجاشی نے مجہسے یہ بات سنی تو غصہ سے اپنا منہہ کوٹا کہ کیون نکر اوس شخص کا ایلچی کو مین تجہے دون کہ ناموس اکبر یعنی حضرت جبرئیل اوسکے پاس آتا ہی اور وہ شخص رسول خدا کا برحق ہی اے عمرو تو میری بات سن اور اوسکی متابعت کر

اور کہا کہ وہ سب مخالفون پر اپنے غالب ہو جائیگا جیسے کہ موسی علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے پھر مین نجاشی کے ہاتھ پر
مسلمان ہوا اور وہان سے چلا اور اپنے دوستون سے یہ بات کو پوشیدہ رکھا اور مدینہ کو متوجہ ہوا راہ مین خالد بن ولید مجھکو ملے
اونسے مینے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اونہون نے کہا قسم خدا کی صراط مستقیم ظاہر اور ہویدا ہوئی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول
برحق ہین جاتا ہون کہ مسلمان ہون اور اسلام لاؤن مینے کہا کہ مین بھی اسی کام کو جاتا ہون پھر ہم دونون مدینہ کو گئے اور حضرت
کی ملازمت مین حاضر ہوئے پہلے خالد نے کلمہ توحید عرض کیا کہتے ہین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پھر مین حضرت کے روبرو گیا
اور عرض کی کہ اپنا دست مبارک دیجئے کہ آپسے بیعت کرون سو حضرت نے اپنا دست مبارک پھیلایا مینے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا آپنے پوچھا
کہ اے عمرو کیا سبب کہ تو نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا مینے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ شرط کرلون آپنے پوچھا کہ کیا شرط کرتا ہے
مینے عرض کی کہ شرط یہ ہے کہ میرے گناہ عفو ہو جاوین آپنے ارشاد فرمایا کہ اما علمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ما کان
قبله وان الهجرة تهدم ما كان قبلها وان الحج يهدم ما كان قبله یعنی کیا نہین جانتا ہے تو اے عمرو کہ بیشک اسلام
مٹاتا ہے اگلے گناہونکو اور بیشک ہجرت مٹاتی ہے سب اگلے گناہونکو اور بیشک حج مٹاتا ہے اگلے گناہون کو لمعات مین اس حدیث
کی شرح مین لکھا ہے کہ ہجرت اور حج مٹاتے ہین سوائے مظالم کے اسپر اجماع ہوا اور کہا گیا ہے کہ حج مٹا دیتا ہے مظالم کو بھی انتہی مظاہر حق
مین ہے کہ اسلام لانیسے حق اللہ تعالی اور بندہ کے سب بخشے جاتے ہین لیکن بندونکے حق کا مطالبہ باقی رہتا ہے اور ہجرت اور حج
سے حق اللہ تعالی کے یعنے گناہ اوسکے بخشے جاتے ہین نہ حق بندونکے انتہی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مین ہے کہ جب کافر مسلمان ہوا
تو اوسکے سب گناہ خواہ ظلم خواہ کبیرہ خواہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہین اسلام کی برکت سے کسی چیز کا مواخذہ باقی نہین رہتا ہے لیکن ہجرت
اور حج سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہین کبیرہ گناہ معاف نہین ہوتے مگر بطریق خرق عادت ہر چند اس حدیث مین کچھ کبیرہ اور
صغیرہ کی قید نہین لیکن شریعت کا قاعدہ یہی ہے کہ سوائے اسلام کے اور عبادت سے صرف صغیرہ معاف ہوتے ہین لیکن
جلال الدین سیوطی نے بخاری کی شرح مین لکھا ہے کہ بعضی روایت مین آیا ہے کہ حج سے صغیرہ کبیرہ سب معاف ہوتے ہین
واللہ اعلم انتہی اور کہا مبارق الازہار شرح مشارق الانوار مین کہ نہین ساقط ہوتے حقوق العباد اسلام لانے سے اگر ہووے
اسلام لانیوالا ذمی اور اگر ہو حربی تو ساقط ہو جاتے ہین اوس سے حقوق العباد بھی اور بعد اسلام لانیکے نہ مطالبہ کیا جاوے
اوس سے کچھ کسی شی کا یہانتک کہ اگر قتل کیا ہو اوسنے کسیکو اور چھین لیا ہو اوسنے ایسے ہی کسیکا مال کو اور لیگیا ہو اوسکو
دار الحرب مین پھر مسلمان ہوا تو نہ مواخذہ کیا جاوے اوس سے کسی شی کا اور مراد ہجرت سے اس حدیث مین ہجرت قبل فتح مکہ کی
ہے اور مراد مٹانے سے اوسکے مٹانا حقوق اللہ کا ہے عقوبات سے اداے حقوق مالیہ جیسے زکوۃ اور کفارہ کہ یہ ہین مال سے پس
نہین ساقط ہوتے یہ کہ یہ حقوق فقرا کے ہین اور حج کا بھی حکم ایسا ہی ہے مگر وہ جو دوسری حدیث مین آگیا ہے کہ دعا کی
آپنے مزدلفہ مین واسطے بخشش جانے سب گناہون حاجیون کے حتی الدماء والمظالم اور قبول فرمالیا اللہ تعالی نے اوسکو مقتضی ہے
یہ حدیث بخشش گناہون ما قبل حج کو مطلقا انتہی اور ایسے ہی کہا ہے سنۃ المحدثین مین کہ کہا ہے بعضون نے کہ حج مظالم کو بھی

دفع کرتا ہی اور ایک حدیث بہی اسباب مین آئی ہی انتہی اور کہا نووی نے شرح مسلم مین کہ اسلام اور ہجرت اور حج مٹاتی ہین سب اگلے
گناہون کو جو اوس سے پہلے ہین انتہی اور کہا یعقوب بنبانی نے حاشیہ مین صحیح مسلم کے جان تو کہ تحقیق مٹانا حج کا مٹانا جرائم
ماقبل اوسکے کو بالنسبت الی حقوق اللہ تعالی ظاہر ہی اور غیر بعید ہی فضل اللہ تعالی سے اور ایسی ہی بہ نسبت الی حقوق العباد کہا
اکثر نے کہ تحقیق وہ نہین ہدم کرتا ہی اونکو اور اما تفصیل ہی اوسمین بایں طور کہ کہا جاتا ہی کہ تحقیق وہ دو طرح پر ہین ایک
وہ جو متعلق ہی ساتھ اوسکے حکم دنیوی جیسے غصب کرنا کسی نے کسی کی کچھ چیز پھر متعلق ہوتا ہی ساتھ اوسکے حکم رد کرنے چیز
اوسکے کا یا ساتھ ضمان اوسکے کے اور نہین ہی حق حج کے ہدم کرنے اور نہ مٹانے حج کے مثلا اوسکو اور دوسری وہ جو متعلق ہوتا ہی
ساتھ اوسکے حکم آخرت کا عتاب اور عذاب سی مثلا سونپ دے سپرد کرتا طرف اللہ تعالی کے بایں طور کہ اگر چاہی معاف کر دی اوس سے اور
اوسکے دشمنونکو راضی کر دی اوس سے انتہی اور مرقات مین ہی کہ مراد اسلام سے اس حدیث مین اسلام حربی کا ہی اسلئے کہ اسلام ذمی کا
حقوق العباد کو نہین مٹاتا اور مراد ہجرت سے ہجرت طرف آپکی آپکے روبرو اور بعد آپکے دار الحرب سے طرف دار الاسلام کے ہی اور مٹاتی
ہی گناہون ماقبل اپنے کو یعنی اون گناہونکو جو وقوع مین آئی ہین قبل ہجرت سی بعد اسلام لانیکی سوای مظالم کے اور وہ جو حدیث
مین آیا ہی کہ لا ہجرۃ بعد الفتح مراد اوس سے یہ ہی کہ بعد فتح مکہ کے مکہ سے ہجرت نہین ہی اسلئے کہ اہل مکہ مسلمان ہو چکی تھی اور یہی حکم ہی
حج کا کہا ائمہ ہمارے یعنی حنفیون مین سے تورپشتی رحمہ نے کہ اسلام گناہون ماقبل اپنے کا مظالم اور غیر مظالم کبیرہ و صغیرہ سبکا مکفر ہی
اور ہجرت اور حج مکفر مظالم اور حقوق کی نہین اور ان دونو نمین یقین معافی گناہون کبائر کا بھی نہین جو فیما بین العبد اور حق تعالی
مین پس یہ حدیث محمول ہی اوپر معافی صغائر متقدمہ کی اور عفو کبائر متعلق بحقوق العباد کا بھی احتمال کہتی ہیں بشرط توبہ کی یہہ
ہمنے اصول دین سے جانا پس مجمل کو طرف مفصل کے رد کیا اور اتفاق شارحین بھی اسی پر ہی اور بعض علما نے کہا ہی کہ اسلام مٹاتا ہی
اوس چیز کو جو قبل اوسکے ہی کفر اور عصیان سے اور جو کچھ کہ مترتب ہی اوسپر عقوبات سے کہ وہ حقوق اللہ ہین اور ایسی ہی حقوق العباد
پس وہ ہجرت اور حج سے ساقط نہین ہوتی اور نہ اسلام اونکو مٹاتا ہی خواہ اسلام لانیوالا ذمی ہو اور حقوق العباد سے مالی ہون
یا غیر مالی مثل قصاص کے خواہ وہ حربی ہو اور حقوق اوسکے مالی ہون قرض یا شرا سے اور ہو وہ مال غیر حرم کے اور ابن حجر نے کہا ہی
کہ وہ حج یا دم اون گناہون ماقبل کا ہی جو بعد اسلام کے وقوع مین آئے ہون سوای مظالم کے اور یہ بھی ساتھ اوس شرط کے
جو اس حدیث مین مذکور ہی کہ من حج فلم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه اور نقل کیا نووی اور عیاض
وغیرہ نے کہ اہل سنت کے نزدیک یہہ عفو غیر تبعات مین ہی بلکہ غیر کبائر مین اسلئے کہ کبائر بجز توبہ کے معاف نہین ہوتی اور بعض
شارحین کے عبارت مین یون ہی کہ حقوق مالیہ ساتھ ہجرت و حج کے محو نہین ہوتی اور مٹاتی ہین اسلام کی اونکو واختلاف ہی
ایسی پر حقوق العباد پس وہ اجماعا ہجرت اور حج سے نہین ساقط ہوتی انتہی مگر یہان جائز ہی کہ حقوق العباد بھی معاف ہو جاوین
بلکہ واقع ہوگا یہہ چنانچہ بعضی احادیث اسپر دال ہین کہ ان اللہ تعالی اذا اراد تعاضل بعفو عنه و علیه تبعات من
صاحبها من جزیل ثوابه ... سیئاته ورضاه اور وہ جو ایک جماعت شافعیہ وغیرہ کا قول ہی کہ حج مکفر تبعات

اور استدلال اونکا حدیث ابن ماجہ کی ہی کہ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاستجیب لہ ما خلا المظالم فلم یجب المغفرۃ فاعاد غداۃ صبیحۃ مزدلفۃ بذلک فضحک صلعم لما رأی من جزع ابلیس لما شاھدہ من عموم تلک المغفرۃ سو رد کی ہی اسکا یہہ بات کہ تحقیق سند اس حدیث کی ضعیف ہی اور بر تقدیر صحت ممکن ہی کہ لفظ مظالم جو اس حدیث مین واقع ہوا اون مظالم پر محمول ہو جنکا تدارک نہو سکی اور یا مقید ہو ساتھہ توبہ کے یا یہ حکم مخصوص ساتھہ حاضرین کی ہو جو اوس وقت اوس حج مین انحضرت صلعم کی ہمراہ تھی اسوجہ سی کہ کوئی اونمین سی مصر بمعصیتہ معلوم نہین ہوا ہی اور اسی جہت سی علماء کہا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب عادل تھی انتہی ملخصًا اور نقل کیا سید جمال الدین نی حاشیہ مشکوٰۃ مین اور کہا طیبی نی شرح مین مشکوٰۃ کی بعد اس قول کی کہ ہمنی اصول دین سی جانا پس رد کیا مجمل کو طرف مفصل کی اور اتفاق شارحین کا بہی اسی پر ہی کہ ہم اتفاق شارحین سی منکر نہین ہین مگر کلام کرتی ہین ہم معنی مین اس حدیث کی اوپر علم بلاغت کی اور لائی ہین ہم گفتگو کو اسمین اوسپر اور وہ یہہ ہی کہ اس حدیث مین کئی امور تاکید یہ دال ہین اسپر کہ حکم ہجرت اور حج کا تکفیر ذنوب مین حکم اسلام کا ہی یعنی عام ہے تبعات اور غیر تبعات کو اول یہ کہ کلام اس حدیث مین اوپر طور اسلوب حکیم کے اسلئی ہی کہ غرض عمرو عاص رضی اللہ عنہ کی گریز کرنے مبایعت سی بجز استفسار حکم نفس اپنی کے اسلام مین اور کچہہ نتہی اور لفظ ہجرت اور حج کا جواب مین زیادہ ہی تو گویا کہ کہا اونسی کہ مت اتنا اہتمام کر تو شان مین فقط اسلام ہی کی بلکہ مت مہتم بالشان سمجہ تو اسکو کہ وہ تحقیق سب اگلی پچھلے گناہونکو مٹاتا ہی پس تحقیق کہ حکم ہجرت اور حج کا بہی یہی ہی یعنی تو صرف اسلام کی حال اور مٹانی سے اوسکی سب اگلی گناہونکو کیا دریافت کرتا ہی ہجرت اور حج سی بہی سب اگلی گناہ مٹ جاتی ہین کہ یہ اوسکی فروعات سی ہین چہ جائی وہ کہ خود اصل الاصول ان سبکا ہے پس مستعد جان تو مٹانیکو اوسکی پچھلی سب برائیونکو فقط اور جان کہ اسلوب حکیم اہل معانی کے نزدیک یہہ ہی کہ مخاطب کی کلام کو ایسی محل پر لانا کہ وہ متوقع تہا اور نہ وہ اوسکی مراد تہی اور غرض اوس سی تعریض اور تنبیہ ہی مخاطب کو کہ تو نی اپنی سوال مین اہم اور انسب کو ترک کیا جیسی اس آیۃ مین يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج کہ لوگون نی چاند کی بیشی کمی کا سبب پوچھا تہا کہ چاند کی اس اختلاف کا کہ ابتدا مین باریک ہوتا ہی پہر رفتہ رفتہ پورا ہو جاتا ہی پہر گہٹنا شروع ہوتا ہی کیا سبب ہی تو جواب دیا گیا ساتھہ بیان کرنی غرض کے یعنی غرض اس اختلاف چاند سی انتظام اوقات امور معاش اور معاد کا ہی واسطی لوگون کی مثل تقرر اوقات زراعت و تجارت اور دیون اور صوم اور حج وغیرہ کا اونکا اسپر ہی اور اسمین تنبیہ اور تعریض ہی سائلین کو کہ اونکی لئی اہم اور انسب یہ تہا کہ وہ اس اختلاف کی غرض اور غایت سی سوال کرتی اسلئی کہ سبب اختلاف کی وقوف پر کچہہ اونکی غرض موقوف نہین یا یہ کہ دقایق علم ہیئت و نجوم پر بسہولت اطلاع پانا اونسی بعید تہا سو اسی طرح اس حدیث مین حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فقط اسلام ہی کے شان سی سوال کیا کہ آیا اسلام مکفر معاصی جملہ ماتقدم کو ہی یا نہ تو گویا اونسی کہا گیا کہ فقط اسلام ہی کے شان مین اسقدر اہتمام نکر حج اور ہجرت بہی مکفر ماتقدم ہین پس زیادتی حج اور ہجرت کی تعریض و تنبیہ ہی اسپر کہ جس صورۃ مین کہ تم طالب تکفیر ذنوب ہو تو تمنی ترک اولی کیا کہ فقط اپنی ہی جان کی لئی اسلام کا

مکفر ہونا دریافت کیا حالانکہ حج اور ہجرت بھی ہر ایک کیلئے مکفر ہے یا تقدم ہین مظالم ہون یا غیر مظالم فقط تم ہو مین معانی یاد
اسلام مین تکفیر منحصر نہین ہی یہہ تو مکفر ہی ہی اور بہی ایسی کام اسلام مین ہین جنسی یہہ بات حاصل ہوتی ہی اور دوسری
یہہ کہ تحقیق علم معانی مین عطف مناسبت تو یہہ کو چاہتا ہی درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے والا از قسم جمع بدالالکی
والنعام کی ہوگا یعنی از قسم جمع کرنیسی درمیان دو متنافیین کے ہوگا اور یہہ ایک مثل ہی کہ بولا جاتا ہی ساتھ اسکی وقت
جمع کرنیکی درمیان دو چیزون متناقض کی اسلئے کہ اروی پہاڑ کو ہی پر رہتی ہی وہ شعوب اور کھاٹیون پہاڑ پر اور نعامہ
کہ شتر مرغ ہی رہتا ہی وہ زمین ہموار اور برابر میں انون مین صاحب کشاف نی تحت مین قولہ تعم سنکتب ما قالوا وقتلہم

الانبیاء کی لکھا ہی کہ عطف وقتلہم الانبیاء کا ما قالوا پر اس دلالت کیلئے ہی کہ یہہ کہنا اونکا کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء
شناعت اور برائی مین مثل قتل انبیاء کی ہی ایساہی ۱۲ اور ذنبیت مین جاری مجری اوسکی ہی اور تیسری ہمزہ لفظ ما مین
بمعنی نفی کیے ہی اور ما بھی نافیہ ہی پس جمع ہونا ان دونو کا اثبات ہوا کہ نفی نفی کی اثبات ہوتی ہی خصوصاً جبکہ بعد انکی
لفظ علت کا اسبات کی جتلانیکو لایا گیا کہ یہہ امر جو بعد مین کہا جاتا ہی محقق ومقرر ہی کسیکو اسمین نزاع نہین ہی ہرگز اور
شک کرنا نچاہی چنانچہ اسیلئے کہا گیا ہی کہ انا علمت تیج معنی اعلم کی ہی تغیر کرکے یہہ اسلوب بدل دیا گیا واسطے تنبیہ کرنے
کی اسبات پر کہ یہہ امر مسلم ہی سزاوار ہی کہ علم ہر ایک کا طرف اسکی سبقت کری اس سی سوال کرنیکی کچھ حاجت نہین چوتھی
لفظ یہدم دال ہی کہ یہان استعارہ مکنیہ ہی کہ تشبیہ کیگئین یہہ تینون خصائل گناہون کی بیخ دین سی قلع کرنی مین ساتھ
اوس امر کے جو بنا کو اصل اور بیخ سی منہدم کری جیسے کہ زلازل وغیرہ بعدہ ہر ایک کیلئے اسلام وغیرہ سی لوازمات مشبہ بہ
کہ وہ ہدم ہی ثابت کرکے نسبت کیا گیا طرف اونکی بطور استعارہ تخییلیہ کے اور تفصیل استعارہ مکنیہ اور تخییلیہ ہونیکی پہلی
یون ہی کہ استعارہ مکنیہ اسکو کہتی ہین کہ مشبہ مذکور ہوا اور وجہ تشبیہ کا مذکور نہو بلکہ وہ نفس متکلم مین مضمر ہوا اور مشبہ بہ
وغیرہ ارکان تشبیہ سی بھی کچھہ مذکور نہو اور دلالت کرائی جاوی تشبیہ پر ساتھہ اسطرح کی کہ ثابت کیا جاوی واسطے
مشبہ کی وہ امر جو خصائص اور لوازم مشبہ سی ہی پس نام رکھا جاتا ہی اوس تشبیہ مضمر فی النفس کا استعارہ بالکنایہ یا مکنی
عنہا اور کہا جاتا ہی اوس امر مختص کو جو کہ ثابت کیا گیا ہی واسطی مشبہ کے استعارہ تخییلیہ سو اسلئے کہ استعارہ کیا گیا
ہی وہ امر مختص مشبہ بہ کا واسطی مشبہ کے کہ ساتھہ اوسکی تھا کمال مشبہ بہ کا اور قوام اوسکا ہی وجہ مشبہ کی تو کہ خیال کیا
جاوی کہ مشبہ جنس مشبہ بہ سی ہی جیسے کہ اس شعر مین ہی ؎ وَاِذَا الْمَنِيَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا اَلْفَيْتَ كُلَّ تَمِيمَةٍ لَا تَنْفَعُ
کہ ذکر کیا اس شاعر نی منیہ کو اور تشبیہ دی اوسکو اپنی جی مین ساتھہ شیر کی بیچ گرفتار اور قتل کرنی نفوس کے ساتھہ قہر اور
غلبہ کے بغیر فرق کرنیکی ادنی اور اعلی مین پس ثابت کی منیہ کیلئے اظفار یعنی ناخون جو لوازمات شیر سے ہین پس تشبیہ منیہ
کو ساتھہ شیر کے استعارہ مکنیہ ہی اور اثبات اظفار کا واسطے اوسکے استعارہ تخییلیہ سو اسیطرح سے اس حدیث مین
تشبیہ اسلام کے ساتھہ چیز مہیب کے جو بنا کو اصل سی قلع کری مثل زلزلہ عظیمہ کے استعارہ مکنیہ ہی اور اثبات قلع اور

ہدم کا واسطے اسلام کے جو لوازمات اوس چیز سے ہے استعارہ تخییلیہ اور وجہ مشبہ بھی مضمر فی نفس متکلم ہے اور سوا ہے مشبہ کے ارکان تشبیہ
سے مثل مشبہ بہ یا وجہ شبہ کے کچھہ بیان میں مذکور بھی نہیں پانچوین مشتمل ہونا معنی اسکا ترقی پر اسواسطے کہ قولہ الحج یہدم ما کان قبلہ
بہ نسبت ہجرت کے ارادہ معنی مبالغہ مین ابلغ ہے باین جہت کہ جس صورت مین حج کہ بہ نسبت ہجرت کی ادون ہے بادم ذنوب ہوا تو ہجرت
بطریق اولی ہادم ہوئی کہ اسمین کمال مفارقت اوطان اور احباب اور موافقت بجبیب رب الارباب ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اسیطرح سے ہجرت بنسبت اسلام کے ادون ہے جیسیکہ اس شعر معری مین ہے ۵ سری برق المعرۃ بعد وھن ٭ فبات برامۃ
تصف الکلالا ٭ شجی رکبا وافراسا وابلا ٭ وزاد فکاد ان یشجو الرحالا ٭ یعنی شب کو چلی بجلی بال گرنے کی بعد پیری کی پس شب گذاری
ساتھہ کھانے اور دخل کرنیکے کہ تا بہ تمیمہ پہونچائین جوتیان غالب آئی شتر سوارون اور گھوڑون اور اونٹون پر اور زیادہ ہوئی کہ تمام
ئی مردون پر حاصل یہ کہ جیسے اس شعر مین بطور ترقی مضمون بڑہا ہی کے آئے اور اوسکے بال گرانی کا ذکر ہے اسیطرح پر اس
حدیث مین مضمون بطور ترقی ہے جیسے مکرر لانا لفظ یہدم کا تینون خصائل مین اس دلالت کیلئے ہے کہ ہر ایک ان خصائل ثلثہ
سے باستقلال ہادم ذنوب ہے چنانچہ اسی معنی کا مؤید ہے وہ جو آنحضرت صلعم سے مروی ہے ما رأی الشیطان یوما ھو فیہ اصغر ولا ادحر
ولا احقر ولا اغیظ منہ فی یوم عرفۃ وما ذاک الا لما یری من تنزل الرحمۃ وتجاوز اللہ عن الذنوب العظام رواہ
مالک فی الموطا اور یہی اسی مطلب کا مبین ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے انہ دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ واجیب انی قد غفرت لھم
ما خلا المظالم فانی اخذ المظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم فلم یجب عشیتہ فلما اصبح بمزدلفۃ
اعاد الدعاء فاجیب الی ما سأل قال فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر وعمر ما یضحکک یا رسول اللہ فقال
ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عز وجل قد استجاب دعائی لامتی وغفر لامتی اخذ التراب فجعل یحثو علی راسہ ویدعو بالویل
والثبور فاضحکنی ما رأیت من جزعہ رواہ ابن ماجۃ فی سننہ انتہی اور باقی ترجمہ اونکی سے یہ ہے کہ عامل اور والی کیا حضرت صلعم
نے اونکو عمان پر کما عرفت پھر ہمیشہ وہین مقرر رہے حضرت صلعم کی وفات تک اور عامل کیا اونکو حضرت عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور
معاویہ رضی اللہ عنہم نے اور اونہون نے فتح کیا مصر کو حضرت عمر رض کے زمانہ خلافت مین پھر ہمیشہ وہین عامل رہے حضرت عمر رض کی وفات
تک اور مقرر کیا اونکو حضرت عثمان رض نے اوسی پر چار برس پھر معزول کیا بعد اسکے مقرر کیا انکو وہین پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
امارت مین پھر وفات پائی اونہون نے وہین پر سنہ تینتالیس ہجری مین اور عمر اونکی نوے برس کی ہوئی پھر والی ہوئی بعد انکے
انکے عبد اللہ پھر معزول کیا اونکو حضرت معاویہ رض نے اور روایت کی ہے انکے بیٹے عبد اللہ اور عمرو بن قیس بن حازم نے کذا فی مدارج النبوت
اور رجال المشکوۃ اور عثمان بن طلحہ بن عبد العزی حجبی کہ اونکو شیبی کہتے ہین نسبت کرتے ہین اونکی اونکے بھائی شیبہ کیطرف اور کنجی بیت اللہ
کعبہ کی قدیم الایام سے انکے پاس تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کیا تب آپکے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپسے عرض کی
کہ بیت اللہ شریف کی کنجی آپ مجکو عنایت کریں اور اس منصب کو ساتھ منصب سقایہ کے کہ اونکے لیے تھا اکٹھا مقرر کردیں پہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا تو عثمان سے کنجی بیت اللہ شریف کی لائے پھر یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا یعنی تحقیق

اللہ تعم حکم کرتا ہی تمکو یہہ کہ ادا کرو تم امانتین اونکی اہل کو پہر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کنجی بیت اللہ شریف کی عثمان ہی کو حوالہ کر آؤ اور اونکی معذرخواہی کرنا پہر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کنجی اونکی پاس لیگئی تب اونہون نے کہا کہ اسوقت تو اسکو زبردستی لیگئی تہی اور مجہی ایذا دی تہی اور اب یہہ نرمی اور عذرخواہی کیا ہی اونہون نے کہا کہ تمہاری لئی آیت نازل ہوئی اور وہ آیت پڑہکر سنادی عثمان رضی اللہ عنہ ایمان لائی یعنی تجدید ایمان کی اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پہر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئی اور کہا کہ جب تک یہ کعبہ زمین پر قایم ہی یہہ کنجی اور خدمت سدانت اونکی اولاد مین رہیگی تا قیامت کما ورجب اونہون نے وفات پائی تو کنجی اپنی بہائی شیبہ کو سپرد کی اسلیئے کہ انکا کوئی بیٹا نہتا اور روایت مسلم مین آیا ہی کہ جب حضرت نے کنجی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے طلب کی تو عثمان اپنی والدہ کی پاس گئی کہ اونسی کنجی کو لاوین اونکی والدہ نے اوسکے دینے مین انکار کیا عثمان نے کہا واللہ اگر کنجی دیتی ہی تو پہر یہہ تلوار اپنی کمر سی نکالتا ہون پہر کنجی کو اپنی والدہ کی پاس سی لاکر حضرت کو دی آپنے اپنے دست مبارک سی دروازہ کعبہ کا کہولا اور ابن سعد طبقات مین عثمان بن طلحہ سی لائی ہین کہ کہا اونہون نے کہ جاہلیت مین عادت ایسی تہی کہ کعبہ کی دروازے پیر اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اور دن نہین کہولا کرتے تہی ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری پاس تشریف لائی اور دروازہ کہولنے فرمایا کہ ساتہ اپنی جماعت کی بیت اللہ مین آپ تشریف لیجاوین مینے اسمین آپسی درشتی کے اور سخت کہا آپنے صبر کیا اور تحمل فرمایا اور فرمایا کہ ای عثمان قریب ہی کہ تو اس کنجی کو میری ہاتہہ مین دیکہیگا کہ مجہی اسکا اختیار ہوگا کہ جہان چاہون اوسی مین رکہون مینے کہا کہ مگر قریش اوسدن ہلاک ہوجاوینگی اور خوار ہوجاوینگی سو اوس دن سی وہ بات میری دلمین جمگئی تہی اور مین جانتا تہا کہ رجوع امر کا اوسکیطرف ہوگا جب فتح مکہ ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ ای عثمان کنجی لاؤ مین سو جب آپکو فرمانیسے کنجی لایا آپنے میری ہاتہہ سی اوسکو لے لیا اور پہر میرے ہی ہاتہہ مین رکہدیا اور فرمایا کہ لی قیامت تک نہ لیگا کوئی تجہسے اسکو مگر ظالم اور فرمایا ای عثمان بیشک اللہ نے امین بنایا ہی تجہکو ساتہہ گہر اپنی کی اور کہا تو جو کچہہ پہنچے تجہکو اس گہر سی اور ای عثمان کیا تہا مینے تجہکو کہ ایکدن تو دیکہیگا کہ یہہ کنجی میرے ہاتہہ مین ہوگی اور رکہونگا مین اوسکو جسکی ہاتہہ مین چاہونگا کہا مینے ہان اشہد انک رسول اللہ یعنی تجدید شہادت کی تہی کذا فی صراط المستقیم شرح سفر السعادۃ اور وفات پائی اونہون نے مکہ مین سنہ بیالیس ہجری مین اور روایت کی ان سی اونکی پہوپی کے بیٹی شیبہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کذا فی مدارج النبوۃ وہمارجال المشکوۃ اور اسی سال ہشتم ماہ ذی الحجہ مین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سی حضرت ابراہیم بن رسول اللہ تولد ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی خبر ولادت کی لانیوالیکو ایک غلام بخشا اور وفات اونکی سن دہم مین ہوئی اور عمر اونکی ایک روایت سی سولہ مہینے کی اور ایک روایت سی اٹہارہ مہینے کی اور بعض کتابون مین ایک برس دو مہینے چہہ دن کی ہی غرض کہ علما متفق اسمین ہین کہ وفات اونکی مدت رضاعت مین ہوئی اور باقی حال مفصل انکا اولاد کرام کی حال مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال ہشتم مین مسجد نبوی کا منبر بنایا گیا اور بعضی روایت سے ساتوین سال مین بنایا گیا یعنی ۷ہ

نبوی میں خطبہ پڑھنے کیواسطے منبر بنایا گیا جو اوس سے پہلے تھا اور حضرت قبل طیار ہونے منبر کے متصل محراب جانب غربی کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے
تھے اور کبھی کبھی بسبب طول قیام اور عروض ملال کی ایک چوبی ستون پر کہ اوس جگہ کھڑا تھا تکیہ کرتے تھے ایک آدمی دیار
عرب سے مدینہ منورہ میں آیا اور بروایت صحیح وہ شخص رہنے والا مدینہ کا تھا ایک انصاریہ عورتکا غلام تھا اوسنے حضرت سے عرض کی کہ اگر آپ
قبول فرماوین تو ایک منبر میں بناؤں کہ اوسپر بیٹھنا اور اٹھنا آسان ہو جب اوسکی عرض قبول ہوئی تو اوسنے منبر تین درجہ کا بنایا
اور وہ تیسرا درجہ حضرت کے جلوس کا تھا صحیح روایت سے ہے جب وہ منبر بنکر درست ہوا تو حضرت جمعہ کے روز اوس ستون کے سامنے
سے ہو کر نکلے اور منبر پر تشریف لیگئے اوس ستون نے جو آواز حضرت کی سنی اور حضرت کو اپنے پاس نہ دیکھا تو اوسنے ایک نالہ کیا اور ایک روایت
میں ہے کہ ایک آواز کی اونٹنی کی مثل آواز اوس اونٹ کی کہ اوسکا بچہ گم گیا ہوا اور اوسکی جدائی میں آہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اوسنے
آواز کی مثل لڑکے کے کہ اپنی ماکو ڈھونڈتا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ایسی آواز کے مانند آواز اوس شخص کی کہ کسی پر عاشق اور
فریفتہ ہو ایسی آواز سے کہ سب اہل مسجد کو اوسکی نالہ سے دلمیں درد ہوا اور سب رونے لگے اور وہ ستون اوسیطرح نالہ کرتا رہا اور
ایک روایت میں ہے کہ اوسنے فریاد کی یہاں تک کہ پھٹنے لگا اور حاضرین مسجد کو وہم ٹوٹنے اوسکے کا ہوا اور لوگ ڈر گئے اور بعضے اپنی جگہہ
سے کود پڑے یہاں تک کہ حضرت منبر شریف سے اوترے اور اوس ستون کے پاس گئے اور اپنا دست مبارک اوسپر رکھا اور اوسکو بغل
شریف میں لیا اور فرمایا کہ اگر چاہے تو تجھکو تیری منبت میں لگا دوں کہ سرسبز اور شاداب ہو جاوے تو اور میوہ دار
ہو جاوے اور اگر چاہے تو میں تجھکو زمین بہشت میں لگا دوں کہ اوسکے چشموں سے پانی پیوے تو اور انبیا اور اولیاء صلحا تیرے
میوے کھاوین اور اوسوقت کہ آپ اوس ستونکو اپنی بغل میں پکڑے ہوئے تھے فرماتے تھے نعم قد فعلت نعم قد فعلت لوگوں نے عرض
کی کہ یہ کیا فرماتے ہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ جب میں نے اوس ستون سے پوچھا کہ کیا اختیار کرتا ہے تو دنیا میں رہنا یا بہشت میں اسنے بہشت کا رہنا
قبول کیا تو میں نے کہا نعم قد فعلت اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ان ہذا قد بکا لما فقد من الذکر یعنی تحقیق یہ رویا اسلیے
کہ مفقود ہو گیا ذکر سے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ جب حدیث منبر کی روایت کرتے تو فرماتے اے گروہ
مسلمانوں لکڑی کا ٹکڑا حضرت رسول مقبول صلعم کے فراق میں روتا ہے سو تم اوس سے زیادہ سزاوار ہو کہ اوس حضرت کے مشتاق
دیدار کے ہو ؎ سنگی وگیاہی کہ درو خاصیتی ہست * بہ ز آدمی دان کہ درو منفعتی نیست * اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس ستون کو اوسی جگہہ میں دفن کر دیا اور منبر شریف حضرت کا فراش کی لکڑیکا تھا کہ ایک قسم
جھاؤ سے ہے اور وہ لکڑی جنگل غابہ سے آئی تھی اور غابہ ایک جنگل کا نام ہے اوسمیں جھاڑی بہت تھی مدینہ سے نو میل کے فاصلہ
پر واقع ہے کذا وجدت فی کتب اللغۃ وغیرہا اور طول منبر شریف کا بقول صحیح دو ہاتھ کا تھا اور عرض ایک ہاتھ کا اور عرض
ہر درجہ کا ایک ایک بالشت تھا اور وہ منبر تا زمان ہدایت نشان خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برحال خود رہا
اور اول کسی نے کہ جامہ قبطیہ سے اوسکو ڈھکا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھ سال کے اپنی خلافت
سے درجہ سفلی سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنے قیام کیلیے اختیار کیا تھا وہاں سے درجہ علیا پر گئے کہ وہ درجہ

محل جلوس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یعنی وہاں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کذا فی المدارج بلاغ المبین میں ہے کہ بعید آمین یہ تھا
کہ اور کوئی درجہ نیچے اوس درجہ کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوس پر کھڑے ہوتے تھے تھا کہ اوس پر کھڑے ہوتے اور رعایت ادب حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کا ہوتا تھا اسلیئے کھڑے ہوئے اوپر کے درجہ پر کہ مساوی ہونا رتبہ کا انکی ساتھ رتبہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منفی تھا
لیکن اہل تحقیق اہل سیر ہیں کہ حضرت عثمان نے جو خلاف شیخین کی اس امر میں جرأت کی تو اسلیئے کہ لوگوں کو ہیچ تعظیم کرنے جگہوں نشست
و برخاست اپنی بزرگوں کی حجت نہو اور دروازہ فتنہ شرک خفی نہ کھلے اور یہ فتنہ بہت بڑا ہے کہ اگلی امت کے لوگوں کو ایسا ہی فتنہ
در پیش ہوا تھا رفتہ رفتہ آخر کو نوبت اتخذوا اربابا من دون اللہ کے پہونچی اور ضروریات سے ہے کہ اس امت میں بھی ہوا اسلیئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ واللہ لتركبن سنن من كان قبلكم یعنی قسم ہے خدا کی البتہ لڑوگے تم اون لوگوں کا طریقہ کہ تم سے پہلے
تھے بلکہ بعض روایت میں آیا ہے شبرا بشبر حاصل یہ ہے کہ جس جس گناہ کی پچھلی امتوں میں رواج پایا تھا سو تم میں بھی وہ طرح ہوگا
تو شکر اللہ تعالی کا کہ رخنہ اس فتنہ کا فعل سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مسدود ہوا انتہی اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ ایک روایت
سے اول وہ شخص کہ غلاف اوس منبر کو پہنایا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور جب وہ ملک شام سے مدینہ کو آئی تھے تو اونہو
نے چاہا کہ اوس منبر شریف کو مدینہ سے ملک شام کو لیجاویں جب اس نیت سے منبر کو اسکی جگہہ سے اوٹھانیکو ہلایا تو ایسا ہوا
ایسی ظلمت پیدا ہوئی کہ اوسنی تمام شہر کو تاریک کر دیا اور سورج گہن ہو گیا یہاں تک کہ ستارے دکھلائی دیئے تب حضرت معاویہ رضی
اللہ عنہ اس خیال سے درگذری اور نادم ہو کر اسکی معذرت صحابہ سے کی اور کہا کہ میرا مقصد اسکی ہلانے سے یہ تھا کہ حال اسکا
معلوم ہو جاوے کہ کہیں زمین نے سکا نکما ایسا ہو لیں اسکی نیچے درجہ اور اوس میں بڑہا دئی اور اوس منبر شریف کو اوس پر رکھا کہ
بلند ہو جاوے اور خطیب کو سب لوگ دیکھیں کذا فی تاریخ المدینہ کہتا ہے **مترجم عفی اللہ عنہ** وعن والدیہ کہ
قول شیخ علیہ الرحمہ کا کہ آفتاب بگرفت چنانکہ ستارہ ہا نمودند محل نظر ہے اسلیئے کہ اہل جاہلیت کا یہ عقیدہ تھا کہ گہن کا ہونا
بسبب حادث ہونے کسی حادثہ عظیم کے ہوتا ہے مانند موت شخص بزرگ اور ضرر عام کی سو رد فرمایا اسکو حضرت نے ساتھ قول
اپنی کے ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته یعنی بیشک سورج اور چاند دو
نشانیاں ہیں خدا کی نشانیوں سے نہیں گہنتے ہیں واسطے مرنے کسیکے اور نہ واسطے پیدا ہونے کسیکے **ف** یعنی سورج اور چاند دو نشانیاں
ہیں اون نشانیوں سے کہ دلالت کرتے ہیں ساتھ وجود خداوند تعالی شانہ کے اور کسوف اور خسوف خود اوپر کمال قدرت اور سلطنت
باری تعالی کے موجب عبرت کی ہیں واسطے دانا کے کہ اسیطرح قادر ہے وہ تعالی شانہ العیاذ باللہ کہ نور علم اور ایمان کا آدمیوں سے
گھٹا دیوے اور تاریک کر ڈالے قولہ لا ينكسفان یعنی نہیں گہنتے ہیں بسبب مرنے کسیکے اور نہ بسبب پیدا ہونے کسیکے یہ دفع ہے واسطے
اعتقاد اہل جاہلیت کے کہ وہ جانتے تھے کہ کسوف اور خسوف بسبب حادثہ عظیم کے ہوتا ہے مانند موت کسی بزرگ کے اور ضرر
عام کے اور اوسدن ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتفاقاً فوت ہو گئی تھے اور لوگ کہتے تھے کہ شاید اسی سبب سے
گہن لگا اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اعتقاد اہل جاہلیت کا بیچ موت عظیم اور ضرر عام کے کچھ تھا نہیں حیات کا ساتھہ موت کے

بسبب تبعیت موت کی ہوگا واللہ اعلم کذا فی اشعۃ اللمعات للشیخ رحمہ اللہ فافہم اور کہا تاج العلما قاسم علوم
مولوی محمد نجف علی خان ذی واضح ہو کہ یہ حدیث یعنی الشمس والقمر آیتان الخ دلالت کرتی ہی اوپر کمال
فصاحت اور غایت بلاغت حضرت سرور عالم افصح العرب والعجم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اور رہنمائی طرف غایت شفقت حضرت
خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کے نسبت بنی آدم عموما اور نسبت اپنی امت مرحومہ کے خصوصا
اما امر اول یعنی دلالت اوپر کمال بلاغت کی اس تقریر سے کہ جاہلیت کے زمانہ مین عرب مین تین گروہ تھے پہلے گروہ
کا یہ وہم تھا کہ چاند و سورج کا گہن کسی عظیم القدر بارتبہ کے مرنیسے ہوتا ہی یعنی موت ایسے شخص بارتبہ کے سبب ہوتی چاند و سورج
کے گہن سکے پس اسی زعم سے کہنے لگے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنیسے یہ سورج کا گہن وقوع مین آیا اور
علاوہ اس وہمہ سابقہ کے چاند کے گہنے نے تاریخون معہودہ کسوف سے پہلے یعنی دسوین تاریخ مہینے کی اس وہم مین انکو زیادہ
ڈالا کیونکہ گہن کی تاریخ تو ہر مہینے کے آخر ستائیسوین یا اٹھائیسوین ہوتی ہی اب اپنے وقت معہود سے پہلے گہنا اسی سبب
سے ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گوش مبارک مین یہ بات پہنچی تو یہ کلام فرمایا اور دوسرا فرقہ اہل تنجیم کا پیرو وجود حادثات
اور امور کائنات کا اس عالم مین واقع ہونا ستارون کے گردش سے عموما اور نیرین یعنی چاند سورج کی حرکت اور دورہ سے خصوصا
وہم کرتے تھے اور تیسرا فرقہ ایسا تھا کہ چاند و سورج کو خود بالذات نظام عالم سفلی کا متکفل وہم کرتے تھے کہ اس جہان
مین جو بڑی بڑی حادثے پیدا ہوتے ہین وہ خود سورج اور چاند ہی کرتے ہین اس فرقہ تیسرے اور فرقہ اہل تنجیم مین فرق صرف
یہ تھا کہ منجم تو ستارون کی گردش اور چاند و سورج کی حرکات کو سبب ایسی حادثون کا گمان کرتے تھے اور یہ تیسرا فرقہ
چاند و سورج کو مدبر عالم خاک اور ناظم نظام امورات سفلی وہم کرتے تھے اسی سبب سے انکی پرستش بھی کرتے تھے پس حضرت
سرور کائنات علیہ التحیات والتسلیمات نے پہلے فرقہ کا زعم تو بعبارت النص بدلالت مطابقی رد کیا بقولہ علیہ السلام
لا ینکسفان لموت احد اور اہل تنجیم کا بھی واہمہ باطل بتا دیا اسی قول سے باشارۃ النص بدلالت التزامی اس تصریح
سے کہ منکسف ہونا مقولہ انفعال اور تاثر سے ہے کہ جسکو قوت در کار نہین بلکہ قوت منافی ہوتی ہی انفعال اور تاثر یعنی اثر پذیر
ہونیکو کسی دوسرے سے ہان قابلیت انفعال شرط ہی لیکن فعل اور تاثیر مین قدرت اور قوت فاعل کی ناگزیر اور ضروری ہی اور
جب یہ دونون صرف آیتان من آیات اللہ ہوئی پس فعلیت جو اعلی مرتبہ ہی انفعال سے انمین کہان ہی کہ جس سے انکی گردش
سبب ہو سکی ظہور اور وقوع حادثات کا پس اس سے زایل ہو گیا دوسرے فرقہ یعنی اہل تنجیم کی پیرو دو نکا وہم باطل اور بیدا
نادرست باین تقریر کہ جب یہ دونون یعنی چاند اور سورج مسخر اور آیتان من آیات اللہ ہوئی اور انفعال اور فعلیت سے دور ہین
تو انکو مدبر عالم سفلی گمان کرنا عقل سے دور ہے پس ان دونون ابطال سے بطلان تیسرے فرقہ کا بھی التزاما مفہوم ہوا
پس اسی لاحضر کلام خواجہ عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے تینون وہم دور کر دیے اور ضمنا باشارہ قولہ علیہ السلام آیتان سمجھا دیا
کہ بفحوائے ربنا ما خلقت ہذا باطلا انکی گردش اور انکی روشنی بیکار نہین خداوند حکیم جل شانہ کی قدرت اور حکمت کے

نشانیان ہین کسیکی مرنے جینے سے انکا گہن نہین ہوتا اور قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یعنی ولا لحیات احد جو بعض روایتون
مین وارد ہی اگرچہ بنظر بظاہر بموقع خاص یعنی موت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاید معلوم ہوتا ہی لیکن حسب
قاعدہ مبینہ علم معانی کے جو علم بلاغت کا ہی بعلاقہ عین مطابق مقتضا ہی و اسی افادہ کہ جو سائل یا مخاطب کو سوال اور
خطاب سے زیادہ ہو اسکو تلقی المخاطب بغیر ما یترقب کہتے ہین یعنی افادہ متکلم کا اپنے مخاطب کو علاوہ اسکے سوال کی جیسے قولہ
تعالی یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتامی والمساکین وابن السبیل ترجمہ آیت
شریفہ سوال کرینگے تجھسے اے رسول اللہ کہ کیا خرچ کرین یعنی اللہ تعالی کے واسطے کیا کیا چیزین دیا کرین کہدے تو
اے رسول اللہ جو چیز تم دیا کرو اچھی زیادہ پس وہ ہے واسطے ماں باپ اقارب اور یتیمون اور مسکینون اور ابن السبیل کے
پس سائلون کا سوال تو صرف منجس صدقہ سے تھا یعنی درم دیا کرین یا دینار یا گیہون دیا کرین یا جوار اور اسیطرح
اور چیزین مگر اللہ سبحانہ وتعالی نے علاوہ انکے سوال کے مصارف بھی اسکے بیان کردیے غرض جیسا افادہ اور ہدایت
یا رفع شبہ منظور ہوتا ہی تو بلیغ براہ افادہ زائد ایسے کلام مطابق مقتضای باطن فرماتا ہی و چونکہ اس محل مین بھی
ایک وہم پیدا ہوتا تھا کہ چاند اور سورج کا گہن شاید کسیکے مرنے سے تو ہوتا ہو لیکن کسیکی جینے سے ہوسکی پس براہ افادہ
اور اکمال ہدایت کے کلمہ ولا بحیات احد فرمادیا اس ہدایت سے کہ چاند سورج جس کام مین مقرر کیے گئے ہین اوسیمین
رہتے ہین انکو کسیکے مرنے جینے سے کچہہ غرض نہین جیسے ان لوگون کا گمان ہی کہ ابراہیم کی موت سے یہ گہن ہوا یا کوئی یہ توہم
کرے کہ کسی بڑے مرتبہ یا کسی بڑے ذی القہر والبطش کے پیدا ہونے سے ہوتا ہو اسواسطے ایسے توہمات کو بالکل دور کردیا
لیکن امر ثانی یعنی کمال شفقت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بنسبت امت اس کا بیان یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کو غم فرزند جو باقتضای طبع بشری ہونا اوسکا ناگزیر ہے مانع ایسی نصیحت کا نہوا باقتضای شفقت
عامہ ایسا کلام قدسی التیام دافع اوہام زبان مبارک سے فرمایا واللہ اعلم بالصواب و در مدارج النبوۃ مین ہی کہ
روضۃ الاحباب مین لایا ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ملک شام سے مروان کو جو حاکم مدینہ شریفہ کا اونکی
طرف سے تھا لکھا کہ منبر شریف مسجد نبوی کا یہان بھیجدے الی آخر القصہ تو اب توفیق ان دونون روایتون یون
ہوسکتی ہی کہ اول حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مروان کو لکھا ہوگا اور پھر بعد اسکے آپ مدینہ طیبہ مین خود آئے
بیجانیکا قصد کیا ہوگا واللہ اعلم بالصواب بعد اسکی دوسرا کہ مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اوسپر کچہہ اور زیادہ کرے حضرت
امام مالک علیہ الرحمہ نے اوسکو منع کیا پھر جو منبر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا تھا وہ بسبب گذرنے مدت دراز
کے بوسیدہ ہوگیا تو پھر بعض خلفاے عباسیہ نے نیا منبر بنادیا اور جو منبر شریف مین لکڑی باقی رہی تھی تبرکاً اوسمین
اوسکی کنگھی بنائی اور بعضی کہتے ہین سن چھہ سو چون ۶۵۴ ہجری مین جو مسجد نبوی مین سوختگی واقع ہوئی تھی تو وہ منبر حضرت
معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مع منبر نبوی کی جلگیا اور صحیح یہ ہی کہ اس سوختگی مین جو منبر کہ جل گیا وہ خلفاے عباسیہ کے

بنا سے تھا واللہ اعلم بالصواب بعد ازان ہر ایک بادشاہ دنیا منبر بنوایا کرتا تھا سلطان مراد خان کے عہد تک کہ زمانہ شیخ عبد الحق مصنف کتاب مدارج النبوۃ کا تھا کہ اوسکے حکم سے سن نوسو اٹھانوے ہجری مین منبر حال پتھر سے تیار کیا گیا اور اوسپر ایک قبہ اوپر باقی ڈھلا ہوا قایم کیا اور یہ اب جو عمارت ہے اوسکی بنا سے ہے کہ تاریخ تعمیر اوسکی بھی ہو منبر اعظم سلطان مراد خان اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی وہ زمین کہ درمیان قبر میری اور منبر میری کے ہے وہ ایک باغ ہے باغون جنت سے اور ایک روایت مین ہے کہ مابین حجرتی ومنبری اور ایک روایت مین آیا ہے مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور زیادہ کیا بخاری نے ومنبری علی حوضی یعنی منبر میرا اوپر حوض میرے کے ہے اور بعض روایت مین آیا ہے کہ منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ یعنی منبر میرا اوپر ایک درجہ کے ہے درجون جنت سے اور بعضون نے کہا ہے کہ ترعہ دروازہ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ترعہ روضہ کو کہتے ہین جو بلندی پر ہو اور علما سے تحقیقات اور تاویلات ان احادیث مین وجوہ متعددہ سے مروی ہین بعضون نے کہا ہے کہ مراد تشبیہ دینا بقعہ شریفہ کا ہے ساتھہ روضہ جنت کے بیچ نزول رحمت اور حصول سعادت کی جیسکہ تشبیہ مسجد کا ساتھہ ریاض جنت کے حدیث مین وارد ہے کہ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا یا رسول اللہ ما ریاض الجنۃ قال المساجد قیل وما الرتع قال سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر رواہ الترمذی یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گذرو تم مرغزارون جنت مین تو چرو تم پوچھا صحابہ نے یا رسول اللہ کیا ہے مرغزار جنت کا آپ نے فرمایا کہ مسجدین پوچھا گیا کہ چرنا کیا ہے فرمایا وہ کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ ہے کذا فی اشعۃ اللمعات اور بعضون نے کہا کہ مقصود بیان شرف عبادت اور طاعت کا ہے اس مکان عظیم الشان مین ساتھہ پہنچنے روضہ رضوان کے جیسکہ الجنۃ تحت ظلال السیوف والجنۃ تحت اقدام الامہات آیا ہے یعنی جنت نیچے سائے تلوارونکے ہے یعنی غزا مین اور جنت نیچے قدمون ماؤن کے ہے اس اعتبار سے کہ مباشرت سیوف اور خدمت امہات پہونچانیوالی ہے نعیم خلد اور ریاض جنت کو یہہ تاویلین اہل ظاہر کی ہین کہ حقیقت کو کھوج نہین لگیگی ہین اور تحقیق یہہ ہے کہ یہہ کلام اپنی حقیقت پر ہے کہ درمیان حجرے اور منبر شریف کی حقیقۃً ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اسلئے کہ روز قیامت کو اس زمین کے ٹکڑے کو جنت مین داخل کرینگے مانند اور زمین کے فنا نہوگا جیسکہ کہا امام مالک رحمہ اللہ نے اور متفق ہے اسپر ایک جماعت علما کی اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علما رحمہم اللہ نے اسکو ترجیح دی ہے اور ابن ابی حمزہ کہ کبار علماء مالکیہ سے ہین وہ کہتے ہین کہ محتمل ہے کہ یہہ بقعہ شریفہ ایک روضہ ہو ریاض جنت سے کہ اوسکو دنیا مین وہانسے بھیجدیا ہو جیسکہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ہے اور بعد قیام قیامت کے پھر اسکو اپنے مقام اصلی کو لیجاوین اور نازل ہونا رحمت کا اور مستحق ہونا جنت کا بسبب ملازمت اور مباشرت اوسکی کے سو حسب فضل اور بزرگی اس مقام عظیم کا ہے سو جیسے کہ رتبہ خلیلیہ ابراہیم کے نے ساتھہ ایک پتھر کے احجار جنت سے امتیاز پایا ہے ایسے ہی درجہ حبیبیہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نے ساتھہ ایک روضہ کے ریاض جنت سے اختصاص پایا ہے اور یہہ شبہہ کسیکے دل مین نگذرے کہ اگر یہ مقام

حقیقت مین جنت سے ہی تو وہان کے رہنے والون کو بھوک پیاس وغیرہ کیون ہوتی ہے اللہ تعالیٰ توضیع اہل جنت کی فرماتا ہے ان لک ان لا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمؤ فیہا ولا تضحی یعنی بیشک تو نہ بھوکا ہوگا وہان اور نہ ننگا اور بیشک تو نہ پیاسا ہوگا وہین اور نہ دھوپ کھاویگا سو ہو سکتا ہے کہ بعد نکالنے کی جنت سے اوس شجر کے احکام وہان کے اس سے منتقل اور منفک ہوگئے ہون چنانچہ مقام ابراہیم اور حجر اسود کے اور اسی سال ہشتم مین سریہ موتہ کہ بضم میم بسکون واو کے ہے اکثر ونکے نزدیک ساتھ ہمزہ کے ہے نام ایک جگہہ کا ہے بلقا کے نزدیک کہ بیت المقدس سے پاس ہے دو مرحلہ پر واقع ہوئی ہے اور یہہ سریہ سرایا مین سے مشہور و معروف ہے ساتھ سختی اور شدت جدال و قتال کے اور سبب واقع ہونے اسکا یہہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ بصری کو نامہ لکھا اور حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ اوسکے پاس روانہ کیا جب وہ موضع موتہ مین پہونچے وہان کا حاکم شرحبیل بن عمر غسانی کہ امراء قیصر سے تھا اوسکے آگے آیا اور اوسنے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے حارث نے کہا کہ ملک شام کو شرحبیل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو ایلچی محمد صلعم کا ہے حارث نے کہا کہ ہان ہون تو اوسی گھڑی شرحبیل نے اونکو شہید کیا اور سوا انکے اور کوئی ایلچی حضرت صلعم کا کہین نہین مارا گیا اسلئے کہ قتل کرنا ایلچیون کا کہین دستور نہین ہے یہہ امر مقرر ہے ملوک اور سلاطین کے درمیان مین ایکبار مسیلمہ کذاب کا وکیل حضرت کے پاس آیا باوجودیکہ گستاخی اور کلام کفر کی بکی پھر بھی آپنے اوسکو نہین مارا اور فرمایا کہ اگر تو ایلچی نہوتا تو مین تجھکو مار ڈالتا پھر جب یہہ خبر حارث رضی اللہ عنہ کے قتل کی حضرت کو پہونچی تو آپ بہت ملول و محزون ہوئے اور نہایت یہ امر آپکی خاطر عاطر پر گران گذرا اور صحابہ کو فرمایا کہ مجاہدون کو لڑائی کو نکلین پھر موضع جرف مین تین ہزار آدمی جمع ہوئے پھر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لیگئے اور فرمایا کہ زید بن حارثہ کو مینے تمہارا امیر کیا اگر وہ شہید ہو تو جعفر بن ابیطالب امیر ہو اور جو وہ بھی شہید ہو تو عبداللہ بن رواحہ تمہارا امیر ہو اور جو وہ بھی شہید ہو تو پھر جسکو مسلمان چاہین اپنا امیر کرلین یہ حکایت اور ترتیب حضرت کو گویا وحی یا الہام سے معلوم تھی یا اللہ تعالیٰ نے آپکی زبان حق ترجمان پر جاری کیا آخرالامر وہی وقوع مین آیا چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان پر گذرا انی اخاف ان یاکلہ الذئب حضرت یوسف علیہ السلام کے حق مین اور بھائیون نے اونسے وہی معاملہ کیا واللہ اعلم اور مروی ہے کہ ایک یہودی اوس مجلس مین حاضر تھا اوسنے کہا کہ اے ابوالقاسم اگر تم دعوی نبوت مین صادق ہو تو جسکا نام تمنے تعیین امارت مین لیا ہے جانئے کہ وہی سب شہید ہون اسلئے کہ انبیای بنی اسرائیل جب کوئی لشکر کسی پر بھیجتے اور اسیطرح نام لیتے اور امیر متعین کرتے ایک کے بعد دوسرا تو اگر وہ سو ہوتے تو بھی سب کے سب شہید ہوتے پھر اوس یہودی نے زید سے کہا کہ مین تجھسے عہد کرتا ہون کہ اگر محمد پیغمبر ہین تو تو اس سفر سے زندہ نہین پھریگا زید نے کہا کہ مین تجھکو خبر دیتا ہون کہ وہ رسول مقبول راست گفتار اور نیکو کار ہین واضح ہو کہ یہ فرمانا حضرت کا تجھم خبر کرنے اور بعث کرنیکی تھا یعنی حضرت نے خبر کردی اسطور سے کہ اگر ایسا واقع ہو تو پھر یہ کرنا اور جو ایسا واقع ہو تو یہ کرنا اور یہ ضرور نہ تھا اسلئے کہ معین کیا تھا حضرت نے انکو ایک امر پر کہ ناشی تھا اوس سے یہ امر سو جتلا دیئے حضرت نے سب پہلو اوسکے

اونکو اوپر آگاہ کر دیا اوسی اونکو نافہم اور لائق تنبیہ کہا کہ اسمین یعنی اگر کسی بات احتیاط اور نہ اظہار کرنے اوسکی تو
تشبیہ ہوگا اور وہ جو یہود نے کہا تھا وہ یہود کا تھا بلکہ اوسکی تشبیہ سیرت اور عادت سے تھا کہ اوس قوم کی عادت تھی اور
سبب تھا اوسکو کہنے کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہ مرتبہ انکا خاص شریف انکا ہو کہتے ہین کہ جب امارت زید بن حارثہ
کی مقرر ہوئی اور ٹھہر گئی جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو آپکی ذات شریف سے امید تھی
کہ زید کو آپ میری اوپر سردار نہ کرینگے آپنے فرمایا کہ ای جعفر تو جا اور بات میری سن اسلئے کہ تو نہین جانتا ہی کہ تیری خیر کسمین
ہی واضح ہو کہ یہہ فرمانا حضرت کا اور مقرر کرنا میت زید رضی اللہ عنہ مین جعفر رضکو ایسا ہی جیسا کہ حضرت نے سنہ گیارہ
مین اسامہ بن زید کو وہین موتہ پر کہ باپ اونکے وہان شہید ہوئے تھے متعین کیا کہ اپنی باپ زید کا عوض اونسی لیوی
اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو اونکی ساتھ اور
لشکر مین متعین کیا لوگ آپسمین قیل و قال کرنے لگے کہ اسمین کیا حکمت ہی اور یہہ کیسی بات ہی کہ کبار مہاجرین اور انصار
تابع اسامہ رضی اللہ عنہ کا کیا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہی اوس خدا کی وہ حقدار زیادہ ہی سا
امارت کے اور باپ اسکا بھی سزاوار تھا ساتھ امارت کے چنانچہ اسکا قصہ آگی آویگا انشاءاللہ تعالیٰ تو یہہ اثر عنایت
محبت حضرت کا تھا انکی حال پر اور آپنے زید رضکو متبنی یعنی منہ بولا بیٹا کیا تھا اور لوگ اونکو زید بن محمد کہتے تھے جب
آیت ادعوہم لآبائہم نازل ہوئی تب یہہ کہنا موقوف ہوگیا اور نکاح کر دیا حضرت نے زید رضی اللہ عنہ کا زینب
بنت جحش سے جو آپکی پھوپی کی بیٹی تہین اور امیر کیا اونکو سرایای متعددہ پر اور تھی یہہ مومنین سابقین اولین مہاجر
مین سے اور اونکی بیٹی اسامہ رضکو لوگ محب رسول اللہ کہتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو اور حضرت
حسن کو اپنی کندہی پر اور اپنی گود مین لیتے تھے اور فرماتے تھے ای اللہ مین ان دونون کو دوست رکھتا ہون سو دوست رکھ
تو ان دونون کو اور فرمایا من احب اللہ ورسولہ فلیحب اسامۃ یعنی جو کوئی دوست رکھتا ہو اللہ اور رسو
پس چاہئی کہ وہ دوست رکھی اسامہ کو اور زیادہ مقرر کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وظیفہ اسامہ
اپنے بیٹی عبد اللہ کے وظیفہ سے پس کہا اونہون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کیون فضیلت دی آپنے اونکو مجھ
حالانکہ نہین سبقت کی ہی اسامہ نے مجھ سے کسی مشہد مین فرمایا حضرت عمر نے کہ وہ تجھسے زیادہ محبوب تھے رسو
صلی اللہ علیہ وسلم کی سو اختیار کیا مین رسول خدا کی محبوب کو اپنی محبوب پر کہ محبت اور عنایت حضرت کی اسامہ
اس حد کو تھی کہ جعفر بن ابیطالب اور ابوبکر اور عمر سے تخصیص انکو اونکا تابع کیا اور صاحبون اور خداوند انکو بھیجتا ہی
کو اختیار کرکے معزز اور سرفراز کرین اوسکو مثل برگزیدہ کرنے خدا تعالیٰ کے آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر اور مسجود
اونکے اونکیلئے سو اگر یہہ وحی سے ہی تو کیا محل گفتگو ہی اور اگر اجتہاد ہی تو بھی صواب ہی اسلئے کہ اسمین کچھ مصلحت
کچھہ غرض ہوگی کہ مرشد واسطے آراستہ کرنے اخلاق طالبون کی اور توڑنے نفس اور ہوا اونکیکی کرتے ہین جیسا

قولین حضرت کی جعفر رضی اللہ عنہ کو کہ تو میری بات سن کہ مین رسول ہون اور تو کیا جانتا ہو کہ تیری خیر کسمین ہو قال اللہ
ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی پھر نپاوین وہ اپنی نفسونمین کچھہ تنگی اوس چیز سے کہ حکم کرے
تو اور چاہی کہ مان لین وہ گردن جھکا کر یہہ اسلئے کہ بمقتضائے جبلی اور کوتہ نظری کے یہہ گمان نکرین کہ یہہ حکم حضرت کا مثل
حکم طبیعت بشریکے ہی اگرچہ جنسند نفس و طبیعت کا جوہر ذات شریف اوسکی مین باقی ہو ولیکن نہ ایسا کہ اور دوسرے افراد بشری
مین ہو کہ خلاف حق کو طرف داری بموجب خواہش نفس کے کرتے ہین القصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوائے سفید
بنایا اور زید بن حارثہ کی ہاتھہ مین دیا اور ثنیۃ الوداع تک اونکی ساتھہ رخصت کرنیکو تشریف لیگئے اور اونکو وصیت
کی کہ تم مقتل حارث بن عمیر کو جاؤ اور وہان جاکر اوس جگہہ کے لوگونکو دعوت اسلام کرو اگر وہ قبول کرلین تو فبہا والا
خداوند تعالی سے طلب اعانت کرو یہہ کہکر اونکو وداع کیا جب وہ چلے تو حضرت نے دعا کی مسلمانونکی حق مین کہ اللہ تعالی شر
دشمنونکا تمسے دفع کرے اور پھر لاوے سالم اور غانم کہا ابن رواحہ نے کہ لیکن مین مانگتا ہون اللہ تعالی سے مغفرت اور شہادت پدرتن
از قم ضربت کو ذہین کہ مین نقل حکایت میں عبداللہ بن رواحہ کی زندگانی کرتا تھا اور مین ایسا ورکیسکو پیرو شتیع کو نمین نہین
جانتا ہون جیسا کہ وہ تھا جب وہ موتہ کو چلے تو مین بھی اونکی ساتھہ چلا اور مین راہ مین اونکا ردیف تھا اثنائے راہ مین ایکرات سنا مین
کہ اونہون نے ایک شعر پڑہی کہ جو شہادت کی اوس سے آتی تھی مین رونے لگا اونہون نے میری دلداری اور تسکین کی اور کہا کہ تجکو کیا
زیان ہے اے لڑکے اگر اللہ تعالی مجکو شہادت روزی کرے کہ تنگیان اور کدورتین دنیا کی اور حوادث اوسکے سے فراغت
اور راحت پاؤن اور جوار قرب حضرت حق مین اور فضائے عالم قدس مین خوشی کرون پھر اپنی راحلہ سے اوتر کر وہ نماز پڑہنے
لگے اور دعا اور مناجات حضرت حق بارگاہ مین بجالائے پھر بعد فراغ کے مجسے کہا کہ اے لڑکے غالبا اللہ تعالی نے میری دعا قبول فرمائی
اور نعمت خوشگوار شہادت کی مجکو نصیب ہوگی کذا فی مدارج النبوۃ اور معارج النبوۃ مین ہو کہ وقت رخصت کے عبداللہ
بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجکو کوئی کام فرما دیجیے کہ اوسکی محافظت پر قیام کرون فرمایا کہ تو
اوس شہر مین جاتا ہو کہ سجدے وہان کم ہین جا ہوکہ تو وہان سجدے بہت کرنا یعنی نماز بہت پڑہنا اونہون نے عرض کی
اور کچھہ زیادہ کیجیے فرمایا اللہ تعالی کو بہت یاد کر کہ وہ معاون تیرا ہی یہان سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کافرون کے ملک مین جاے
تو چاہیے کہ نماز اور ذکر اللہ تعالی کا اوس سفر مین بہت کرے کہ موجب فضیلت اور ثواب کا ہو انتہی مدارج النبوۃ مین ہے
کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ساتھہ لشکر اسلام کے طرف موتہ کی توجہ کی اور اوسطرف کو چلے تو دشمنونکو اسکے
خبر پہونچی تو اونہون نے بہت سا اپنا لشکر جمع کیا اور آگے سے طلایہ کو بھیجا اور مسلمان موضع معان مین کہ ملک شام
سے ہے اوترے اور پھر یہ اور سنی خبر کثرۃ لشکر اعدا کی اور شرجیل نے اپنی بھائی سدوس کو پچاس سوار دیکر بھیجی کہ لشکر اسلام
کا حال معلوم کرے مسلمانون نے مقابلہ کیا سدوس مارا گیا اور اوسکا یار اور رفیق بھاگ کر شرجیل کے پاس گیا اور اونسے
یہ خبر سنکر خوف کھایا اور اپنے قلعہ مین چلا گیا اور اپنے دوسرے بھائی کو ہرقل کے پاس بھیجکر مدد چاہی ہرقل نے بہت سی مدد

اوسکے پاس بھیجدی اور قبائل مشرکین عرب کے بھی مثل لخم اور جزام وغیرہ کے اوسکے پاس جاکر جمع ہوئے اور اوسکے لشکر کی جماعت کا شمار کیا
ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوا جب مسلمانونکو یہ خبر ہوئی تو اوسی منزل مین جہان ٹھہرے تھے وہین ٹھہر رہے اور آپسمین مشورہ کیا اور
کہا کہ ہم بھی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسحال سے خبر کرین کہ یا ہمکو بلالین یا اور لشکر ہماری مدد کو بھیجین عبد اللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ نے دلیران لشکر سے کہا کہ ای لوگو تم اس چیز کو مکروہ رکھتے ہو کہ جسکا ثواب لینے کو اپنے شہر اور دیار سے باہر
نکلے ہو یعنی شہادت اور تھی وہ رضی اللہ عنہ اس قضیہ مین طالب شہادت کے اور ساعی تھے اوسمین اونکا اونہون نے کہا کہ ہمنے
کبھی لشکر کی بہتایت سے دشمن پر فتح نہین پائی بلکہ ہمکو فتح حاصل ہوگی ساتھہ قوت دین کے کہ ہمکو اوسکے سبب سے غالب کیا ہے
اللہ تعالی نے روز بدر کے جانتے ہو کہ لشکر ہمارا کتنا تھا اور پھر باوجود اسکے اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے کیسی نصرت ہمکو دی اور فتح
عنایت کی اور احد الحسنیین سے خالی نہین ہے یا فتح اور ظفر ہے یا شہادت اور جنت مقرر ہے اگر ہم غالب ہوئے فہو المراد اور اگر ساتھہ
سعادت شہادت کے مشرف ہوئے تو جنت مین اپنے یارون اور دوستونکے ساتھہ کہ جنت مین بسبب شہادت کے پہونچ گئے ہین مجتمع
ہو جاوینگے مسلمان لوگ ساتھہ ہمت دلانے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے قوی دل ہوئے اور مخالفین دین کیطرف چلے
یہانتک کہ موتہ میں پہونچے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین اوس غزوہ موتہ مین حاضر تھا جب لشکر مشرکین کا
نمود ہوا تو اوس لشکر مین اتنے ہتیار اور گھوڑے اور دیبا اور حریر میرے نظر پڑے کہ نظر میری اوس سے خیرہ ہوگئی ثابت
بن اقوم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا ای ابو ہریرہ رض بدر مین تو حاضر نہ تھا اگر حاضر ہوتا تو دیکھتا تو کہ خدا تعالی نے باوجود
قلت لشکر اہل اسلام کے کیسی فتح مسلمانونکو دی القصہ جب صف کشی طرفین سے ہوئی اور تلاقی فریقین کی ہوئی تو زید بن حارثہ
نے نیزہ لیکر مثل شیر غران کے پای جلادت میدان شجاعت مین رکھا اور داہنے بائین اور آگے پیچھے سے خوب داد شجاعت اور دلیری اور
شیر پکی دی آخر کار اوس شجاعت شعار بہادر کو کفار نا ہنجار نے تیرون سے مار کر شہید کیا بعد اونکے حضرت جعفر بن
ابیطالب رضی اللہ عنہ نے نشان لیا اور ساتھہ کمال دلاوری کے جدال و قتال کفار نا ہنجار مین مشغول اور سرگرم ہوئے یہانتک
کہ داہنا ہاتھہ اوس جرار شجاعت شعار کا معاندین شرارت آگین نے ساتھہ تیغ جور جفا کے جدا اور پہلو سے علیحدہ کیا پھر بھی
اوس سعید ازلی طالب رضای لم یزلی نے اوس نشان والا شان کو نہ چھوڑا اور دوسرے ہاتھہ مین اوسکو لیکر اوسیطرح سے
قتال اہل کفر و ضلال مین سرگرم رہا یہانتک کہ اوس ہاتھہ کو بھی کفار بد اطوار نے جدا کیا پھر بھی اوس نہنگ دریای تسلیم
اور شیر میدان قضا او قدر نے اوس نشان ظفر توامان کو زمین پر نگرنے دیا اور اوسکو اوسیطرح سے اپنے دو بازو سے قایم رکھا کہ اتنے
مین ایک خونخوار غدار نے آکر ایک تلوار اوس تہور شعار کی کمر پر ماری اوس سے اوسنے دل اوس میدان و تماشای راہ جنت
الماوی اگی لی اور ساتھہ خطاب مستطاب ذو الجناحین کی سرفرازی پائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین بھی اوس
لڑائی مین موجود تھا لاشونمین حضرت جعفر رضی اللہ کو تلاش کرتا تھا پھر مینے پایا اور پچاس زخم اونکے بدن مین گنے اور کوئی زخم
اونمین طرف پشت کے نہ تھا اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ گنے گئے اونکے بدن مین کچھہ اوپر نوے زخم سوا اگلی جانب اونکے دشمن سے پھر

زخم تلوار اور برچھی کے تھے اور باقی تیر کے جو سب آگے کی جانب تھے اور وہ جو تطبیق بیان کی ہے وہ یون ہے کہ اول کے روایت پچاس کی ہے مراد بدن بغیر اطراف جوارح
کی ہے دوسری روایت آگے نوے کچھ اوپر اسی کے سو نصف بدن مع اطراف کی اگلی طرف کا تیسری روایت کچھ اوپر نوے کی سے
مراد ساری جسم اگلی پچھلی طرف بدن جوارح مین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال روایت مین ہے کہ کہا اوس تغیر ہے کہ پانچ سو اونکو بدن مین کچھ
اوپر نوے زخم نیزے اور تیر کے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ مواہب اللدنیہ کی روایت سے یہہ کوئی نہ جانے کہ معرکہ سے پشت
دیکے بیٹھے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی جانب عقب مین زخم لگے معاذ اللہ یہہ بات نہین بلکہ مطلب اسکا یہہ ہے کہ جب اوس شیر
میدان تسلیم و رضا نے رخ کیا ساتھ قتال جا کے اور وہ کفار اونکی شہادت سے ناامید ہوئے تو مشغول کیا بعض نے اونکو ساتھ
مقابلہ کے آگے سے اور بعض نے پیچھے سے آکر اونکو شہید کیا سبحان اللہ کیا شجاعت ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند *

بعد اونکے عبد اللہ بن رواحہ کہ تشنہ زلال شہادت کے تھے علم لیکر کھڑے ہوئے اور کفار سے لڑے اور اس جزکو پڑھا اقسمت یا نفس
لتنزلنہ لتکارھۃ اولتطاوعنہ مالی اراک تکرھین الجنۃ یعنی ای نفس البتہ تجھکو نازل کرونگا کارہ ہو تو یا راغب کیا
مجھا کہ دیکھتا ہون مین تجھکو مکروہ رکھنے والا جنت کا اور کہتے ہین کہ اونہون نے تین دن سے کچھ نکھایا تھا اونکی چچا کی بیٹے نے
تھوڑا سا گوشت اونکو دیا کہ کہا لیوین بیچ جو اونکی لینے اور چکھنے کی اونہون نے خبر شہادت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی سنی اور سیدم
اوس گوشت کو ڈال دیا اور کہا ای نفس جعفر رض دنیا سے چلیگئے اور تو ابتک دنیا مین مشغول ہے اور کہا ای نفس اگر تجھکو دل بستگی
ساتھ بی بی کے ہے تو اوسکو مینے طلاق دی اور اگر غلامون سے تعلق ہے تو مینے اون سبکو آزاد کیا اور سوا اسکی جو کچھ باغ وغیرہ
ہون وہ سب مینے رسول اللہ صلعم کی نذر کی اب تو کچھ بھی تو نہین رکھتا ہے اب کس چیز سے دل بستگی ہے جو تو شہادت سے بھاگتا
ہے بسم اللہ آگے آؤ اور چل یہہ کہکر معرکہ مین آئے اور محاربہ اور مقاتلہ کفار ناہنجار سے خوب کیا اور جام شہادت پیا کذا فی مدارج النبوۃ
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حالت معرکہ مین ایک شخص نے اونکی انگلی پر زخم مارا اونہون نے گھوڑے سے اوتر کر اوسی انگلی کو
اپنے پاؤن کے تلے دبا کر جدا کیا اور اس شعر کو پڑھا ھل انت الا اصبع دمیت ؎ وفی سبیل اللہ ما لقیت یعنی نہین ہے تو
مگر ایک انگلی بھینکی گئی اور بیچ راہ اللہ کے ہے جس چیز کو ملی ہے تو اوسکو یعنی کچھ بڑی مصیبت نہین پہونچی ہے تجھکو یہہ جو مصیبت
تجھکو پہونچی ہے راہ مولی مین تھوڑی سی ہے حقیقت مین کچھ بھی نہین اور یا یون کہا جاوے کہ مصرعہ اولین دمیت کا لفظ ساتھ
دال کے بھیگی ہے اور ما کلمہ مصرعہ دوسرے مین موصول ہے یعنی نہین ہے تو مگر کہ ایک انگلی خون آلودہ ہوگئی ہے یعنی بسبب زخم کے خون آلودہ
ہوگئی ہے اصل مین کچھ بڑا صدمہ تجکو نہین پہونچا ہے اور بیچ راہ اللہ کے ہے وہ کہ ملی ہے تو اوسکو یعنی یہہ جو کچھ درد مصیبت تجھکو
پہونچا ہے تو اللہ تعالی کی راہ مین پہونچا ہے اور یہہ سب موجب راحت و آرام کا ہے کچھ شکایت درد مصیبت کی نہین اور یہہ شعر
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ ایکبار آپکی انگلی کو کفار کے ہاتھ سے زخم پہونچا تھا تو اوسوقت آپنے
یہہ شعر پڑھا تھا اور حضرت سے پڑھنا اسکا ساتھ صیغہ خطاب کے یا استعارۃ تھا یا حقیقۃ معجزہ کی راہ سے کذا فی شرح الشمائل و مدارج
النبوۃ مین ہے کہ جب عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حکم حضرت ختم رسل افضل جزو کل اسطرح تھا کہ جب عبد اللہ

بین روایت ہی۔ بید یہون تو مسلمان ملکر کسی ایک شخص کو امیر کرلیں تب اسلیئے ثابت بن اخرم انصاری عجلانی رضی اللہ عنہ نے سبقت کرکے
نشان اوٹھالیا اور کہا ای مسلمانون اتفاق کرو اور ایک شخص کو امیر بناؤ سبنے کہا کہ تم ہی اس مہم کو کفایت کرو اونہون نے
کہا کہ مین اس مہم کو کفایت نہین کرونگا پہر سب مسلمانون نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر اتفاق کیا کہ امیر بنادین اونہون نے کہا اے
ثابت تو اس کام کا لایق تر ہی کہ معرکہ بدر مین حاضر تھا اور مجہسے عمر مین بھی بڑا ہی اونہون نے کہا ای خالد شجاعت اور کہیلوائی تمہارا
کام ہی اور نشان تمہارے ہی لیے مینے اوٹھایا ہی پہر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اوس نشان لیا مروی ہی کہ جب نوبت امیری کی حضرت
خالد رضی اللہ عنہ کو پہونچی تب مسلمان منہزم ہوئے اور مشرکین اونکو تعاقب مین ہوئے اور بہت سے مسلمانونکو شہید کیا اور ہر چند حضرت
خالد رضی اللہ عنہ لوگونکو منع کرتے تھے مگر منع کرنا اونکا لوگونکو کچھ فائدہ نکرتا تھا قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے شور کیا اور پکارا کہ یا معشر
المسلمین لڑائی مین مارا جانا بہتر ہی یا حالت فرار مین مسلمان اس بات سے متنبہ ہوکر فرار سے باز رہے اور مقابلہ کو پہرے اور ایک قول مین
ہی کہ منہزم نہوئے تھے بلکہ متفرق اور پراگندہ ہوگئے تھے بہر تقدیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کفار نابکار پر حملہ کیا اور فوج ہزیمت موج کفار
اشرار سے مقابلہ عظیم اور مجادلہ فخیم کیا اور خوب داد شجاعت اور بہادری کی دی صاحب مواہب لدنیہ نقل کرتے ہین حاکم سے کہ کہا اونہون نے
کہ پہلوان میدان اور بہادر دوران خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقاتلہ مشرکین پر کین سے کیا اور واصل جہنم کیا اونمین سے ایک جماعت
عظیم کو اور غنیمت لی اور منقول ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ نو تلوارین اوسدن میری ہاتہہ مین ٹوٹین
اور سوای ایک تیغ یمانی کی اور کوئی تلوار میری ہاتہہ مین نرہی فقط وہی میری پاس تہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ حضرت خالد
رضی اللہ عنہ نے اوسدن تلافی تمام تقصیرات ایام گذشتہ کی کہ مشرکون کی طرف سے مسلمانون سے جنگ احد وغیرہ مین لڑے
تہے اور ٹوٹنا ان تلوارونکا اسلیئے تہا کہ وہ نو تلوارین مشرکون کی ساتہہ ہوکر لشکر اسلام کے لوگون پر چلائی تہین سبحان اللہ
جبکہ یہہ ترددات اور جنگ خالد رضی اللہ عنہ سے ہمراہی لشکر کفار مین دیکہی اور سنی جاتی تہی تو دل اسپر جلتا تہا اور حیرت ہوتی
تہی کہ باوجود اس صفائی جوہر کے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ رکہتے تہے اور باوجود اوس فضیلت کے کہ عاقبت مین اونکی لئے موعود تہے
کہ لقب جنکا سیف من سیوف اللہ پہر یہہ کیا تیرگی حجاب کی تہی کہ اونکی عارض وقت ہوئی تہے آجکے دن کہ دن گرم بازاری خالد
رضی اللہ عنہ کا ہی وہ سب حجاب دہلگئی اور ظلمت مبدل ساتہہ نور کے ہوگئی سبحان اللہ سب کام موقوف وقت پر ہین کل امر مرہون
باوقاتہا اور ملقب ہونا اونکا ساتہہ سیف من سیوف اللہ اوسیدن ہوا ہی کہتے ہین کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اوس دن
جنگ عظیم کی جب رات ہوگئی تو طرفین والون نے لڑائی سے کنارہ کیا پہر جب صبح ہوئی تو پہر حضرت خالد رضی اللہ عنہ
نے نشان اوٹھایا اور جب صف درست کی تو ترتیب لشکر ظفر پیکر کی خالد رضی اللہ عنہ نے دوسرے طرح سے کی کہ وہ
ترتیب مخالف تہے ترتیب روز اول کی سے کہ آگی کے لشکر کو پچہلی پیچہے کی لشکر کو آگی اور داہنے لشکر کو بائین طرف اور بائین کو داہنے
طرف بدلکر مقرر کردیا جب مخالفین میدین نے حال معاینہ کیا تو سمجہہ گئے کہ اور لشکر اونکی کمک کو آیا ہی اس سبب سے اونکو دلونمین
ایک رعب اور خوف پیدا ہوا اور وے بہاگے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اونکا تعاقب کیا اور خوب داد شجاعت اور جوانمردی کی دی

کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ تعاقب کیا زنا منجا رسی بعد از زد و خورد بسیار کی
باز رہی اور وہانسی پھر کر مدینہ طیبہ کو متوجہ ہوئی اثنای مراجعت مین ایک شہر پہنچی وہان ایک قلعہ تھا اور جاتی وقت جب لشکر اسلام
گذر اوسپر سی ہوا تھا تو ایک آدمی کو لشکر اسلام سی اون قلعہ والون نی شہید کر ڈالا تھا سو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نی اب وقت
مراجعت کی اوس قلعہ کو گھیر کر فتح کیا اور ایک جماعت کثیر کو اون قلعہ والون سی قتل کیا اور اخبار صحاح مین وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی نی
اپنی نبی صلعم کو احوال اہل موتہ پر مطلع کر دیا تھا اور اوس زمین کو مرفوع کر دیا کہ معرکہ اور مجاربات کا حضرت نی دیکھا اور آپنی صحابہ کو وہان کی
حالسی خبر دی اور فرمایا اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذھا جعفر فاصیب ثم اخذھا ابن رواحۃ فاصیب یعنی لیا نشان کو
زید نی پس شہید ہوئی وہ پھر لیا اوسکو جعفر رضی اللہ عنہ نی پس شہید ہوی وہ پھر لیا اوسکو ابن رواحہ نی سو وہ بھی شہید ہوی یہہ
حال آپ فرماتے تھے اور آپکی چشم مبارک سی آنسو جاری تھے پھر فرمایا کہ اونکی بعد ایک تلوار نی تلوارون خدا کی سی علم اوٹھایا اور فتح
اوسکی ہاتھہ پر واقع ہوی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ ای بار خدا تحقیق خالد ایک تلوار ہی تیری تلوارون مین سی تو اوسکو
تو نصرت دی پھر اوسدن سی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ ہوا اور مروی ہی کہ جب مسلمان اور کفار موتہ مین گڈمڈ
ہوئی تو اوسوقت حضرت اپنی مسجد مین تشریف رکھتی تھے اور حال اہل موتہ کا آپ پر اللہ تعالی نی ظاہر کیا تھا اسطور سی کہ مقتل
مین آپ اونکو ملاحظہ فرما رہی تھے سو فرمایا آپنی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے علم اوٹھایا اور شیطان اوسکی پاس آیا اور زندگانی
دنیا کو اوسکی نظر مین آراستہ کیا اور چاہتا تھا کہ زندگانی دنیا کو اوسکی دلمین جما دیوی اور موت کو اوسکی دلمین مکروہ کر دی
زید رضی اللہ عنہ نی کہا یہہ وہ وقت ہی کہ ایمان کامل مومنون کی دلمین ثابت اور راسخ ہوتا ہی آئی شیطان ملعون آیا ہی
تو کہ دنیا کو میرا دوست بنا دی یہہ کلام کہکر میدان مین نکلی اور خوب لڑی یہانتک کہ شہید ہوی حضرت نی دعای خیر اونکی لئی کی
اور آپنی یارونکو بھی فرمایا کہ اونکی لئے استغفار کرین اور فرمایا کہ تحقیق وہ بہشت مین داخل ہوا اور بہشت کی باغون مین سیر کرتا
ہی اور بعد زید کے جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اوٹھایا شیطان اونکی پاس آیا اور وسوسہ سینہ مین ڈالنی لگا کہ موت سی حیات بہتر ہی
اور دنیا کی خواہشین اونکی نظر مین آراستہ کین اونہون نی بھی اوسکی وسوسہ پر خیال نکیا اور معرکہ کفار مین گھسکر یہانتک لڑی
کہ شہید ہوی حضرت نی اونکی لئی بھی دعا کی اور صحابہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اونکیلئے استغفار کرو کذا فی روضۃ الاحباب یہانسی
معلوم ہوتا ہی کہ شیطان وقت موت کی طبیعت مین وسوسہ ڈالتا ہی اور محبت حیات کو مرنیوالیکی روبرو آراستہ کرتا ہی اور
اسلئی حدیث مین امت کی تعلیم اور تلقین کیلئی یہہ دعا آئی ہی کہ اللّٰھم انی اعوذبک ان اموت فی سبیلک
مدبرا وان یتخبطنی الشیطان عند الموت اور فرمایا آپنی کہ وہ بھی جنت مین داخل ہوئی اور اللہ تعالی نی دو بازو دیا قوت کی
اور ایک روایت مین موتی کے عوض دونو ہاتھون اونکی کہ راہ خدا عز و جل مین کٹی تھے اونکو عنایت کئی کہ اونسی وہ اڑتی ہین
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کہا اونہون نی کہ فرمایا حضرت نی کہ دیکھا مینی جعفر رضی اللہ عنہ کو کہ اڑتی پھرتی
ہین ملائکہ کی ساتھہ اور یہہ بھی اونہین سی دوسری روایت مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ گذرا مجہپر جعفر بن ابیطالب ایک

گروہ ملائکہ کے ساتھہ اور حال یہ تھا کہ دونو بازو اونکی مخضوب تھی ساتھہ خون کی اور بھی آیا ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ گیا مین کل بہشت مین سو دیکھا مینی اوسمین جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہ اوڑتی پھرتی تھی ساتھہ ملائکہ کے اور ایک روایت مین ہی کہ اوڑتے ہین وہ ساتھہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ اس بازو سی مراد بازو طیر کی اوپر اوسکی نہین ہین اسلئے کہ صورت آدمی کی شکل حیوان سی اکمل اور اشرف ہی سو تبدیل اوسکی ساتھہ صورت جانور کے مناسب نہین ہی سو مراد ساتھہ جناحین کے صفت ملکی ہی اور قوت روحانی ہی کہ دی گئی تھے جعفر رضی اللہ عنہ کو اور قرآن شریف مین بازو سی تعبیر ساتھہ جناح کی واقع ہوئے ہی کہ واضمم یدک الی جناحک اور کہا ہی علما نی کہ اجنحہ ملائکہ کی کہ وہ صفات ملکیہ سی ہین بدیکھی ذہن مین نہین آتی ہین اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام کی چھہ سو بازو ہین اور اوڑنا اونکا دو بازو دون پر معہود ہی مگر جو کچہہ اوسکی کیفیت ثابت نہین ہوئی ہی تو اوس پر ایمان لانا چاہئی بی کیفیت کی اور بغیر بحث کی اور صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو سلام کرتے تو فرماتی السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ حضرت نی اونکو خواب مین دیکھا کہ وہ بہشت مین ساتھہ مرغان بہشت کی اوڑتے ہین اور جہان چاہتے ہین وہان جاتی ہین اور اسی جہت سی اونکو جعفر طیار کہتی ہین منقول ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ بعد جعفر رضی اللہ عنہ کی عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اوٹھایا اور وہ بھی شہید ہوئی اور بہشت مین داخل ہوئی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ زید اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو ایک ایک تخت پر دیکھا مینی اور تخت ابن رواحہ کا فروتر اونسی تھا اور وہی کہتا ہی کہ پوچھی حضرت سبب اسکا پوچھا تو ارشاد کیا کہ سبب اسکا یہ ہی کہ جب اونھون نی نشان اوٹھایا اور لڑائی کو چلی تو نفس اونکا متردد تھا اور علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سی منقول ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ جعفر کو بہشت مین دیکھا مینی مثال ایک فرشتی کے کہ پر دار کرتے تھی نہایت بلند درجہ ہین اور زید رضی اللہ عنہ کو اونسی کمتر رتبہ مین پایا فرمایا آپنی کہ گمان میرا یہہ تھا کہ زید کمتر رتبہ مین جعفر سی ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئی اور کہا کہ حق تعالی نی جعفر کو زید پر فضیلت اور زیادتی شرافت اور قرابت تمہاری کی دی ہی مروی ہی کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ جب خبر اہل موتہ کی حضرت کی پاس لائی اور حضرت نی بھلا ہی اونکی تقریر کرنے سی فرمایا اگر تو چاہی تو مین ہی تجھہ سی اونکی خبر بیان کر دون اور کھڑے ہوئی اور تمام اور کمال اوسکی شرح احوال کی بیان کی یعلی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہی اوس خدا کی کہ جسنی تمکو طرف خلق کے بھیجا ہی سچ کہا تمنی اور اونکی حال مین سی ایک حرف بھی نہ چھوڑا اور منقول ہی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سی کہ جب حضرت کو جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر شہید ہونیکی پہونچی تب میری گھر تشریف لائی اور پوچھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے لڑکے کہان ہین اونکی پاس مین اونکو لا ئی آپنی اونکو شفقت سی چوما اور گود مین لیا اور آنسو اونکی چشم مبارک سی جاری ہوئی مینی عرض کی کہ کیا آپنی جعفر کی کچہہ خبر سنی ہی فرمایا کہ ہان وہ شہید ہوئی ہین اوٹھی اور غایت بیخودی سی فریاد کی مینی عورتین میری پاس جمع ہو گئین حضرت نی فرمایا کہ ای اسما فریاد نکر نا شایستہ مت بکا سینہ مت کوٹ یہہ فرما کر آپ اوٹھہ کھڑی ہوئی اور اسی طور چشم پر آب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیگئی دیکھا آپنی کہ وہ بھی رو رہی ہین اور کہہ رہی ہین

واتماداً آپ نے فرمایا کہ تسلی من جعفر فلیبلغ اما کہ یعنی جعفر رضی اللہ عنہ سی شخص پر پہنچا ہی کہ رونی کی سے منع آپ جب آپ نے فرمایا کہ آل جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے کہانا طیار کرو اسلئے کہ اونکو ایسا ایک مشغولہ پیش آیا ہی کہ کہانا پکانیکی پروا نہین رکہتی ہین **کہتا ہی مترجم** عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہ کشف الغطا عما لزم للموتے علی الاحیا مین شیخ الاسلام نے لکھا ہی کہ مستحب ہی خویش و اقربا کو اور میت کی پڑوسی کو کہ کہانا پکا کر اہل میت کو کہلاوین ایک رات دن اور الحاح اور جا بلوسی کرین اونسی تا کہ کہاوین وہ کہانا اسلیے کہ غم و اندوہ باز رکہتا ہی اونکو کہانے سی سو وہ ضعیف اور ناتوان ہوجاتی ہین اوس سی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خبر موت جعفر رضی اللہ عنہ کی سنی تو فرمایا کہ آل جعفر کے لئے کہانا پکاؤ اسلئے کہ اونکو وہ چیز درپیش ہوئی ہی کہ مانع ہی اوس سی اور اہل میت کی سوا اور ونکو اس کہانیکا کہانا مختلف فیہ ہی قول مشہور یہہ ہی کہ مکروہ ہی اور کہا ابو القاسم نے کہ وہ لوگ جو میت کی تجہیز و تکفین مین مشغول رہے ہین اونکو اوسکا کہانا جائز ہی اور پکانا کہانیکا دوسری اور تیسرے دن اہل میت کے لئے اگر نوحہ کرنیوالی جمع ہون تو مکروہ ہی اسلئے کہ ضیافت کرنا اونکا اعانت کرنا ہی اونکو گناہ پر اور ضیافت کرنا اور پکانا پکانا اہل میت کا اہل تعزیت کے لئے مکروہ ہی ساتھ اتفاق روایات کے اسلیے کہ بسبب مشغول ہونے اونکے کے مصیبت مین اونکو تہیہ اور استعداد اوسکی دشوار ہی اور ابن ہمام نے اسکو بدعت مستقبحہ کا حکم کیا ہی اور امام احمد رحمہ اللہ نے ساتھہ روایت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کیا ہی کہ کہا اونہون نے کہ تھے ہم شمار کرتے اکٹھا ہونا اہل میت کی یہان اور کہانا پکانا اونکا نوحہ یعنی جیسے نوحہ حرام ہی ویسا ہی یہہ بھی حرام ہی اور کہا غرائب مین کہ اللہ تعالی بیزار ہی اون لوگونسی کہ کہاتی ہین وہ اہل مصیبت کے یہان سے پہلے گذرنے تین دن کے سو جو کچھہ کہ اب متعارف ہے اہل مصیبت سے کہ تیسرے دن کہانا پکاتے ہین اور بانٹتی ہین اوسکو اہل تعزیت مین اور اوراقران و امثال مین سو یہہ غیر مباح ہی اور نامشروع اور تصریح کی ہی اسکی خزانہ مین اسلئے کہ مشروع ہونا ضیافت کا سرور مین یعنی شادی مین ہی نہ شرور مین وہو المشہور عند الجمہور و ایضاً اور وہ جو بعد گذرنے برس دن کے یا چھہ مہینے کے یا ایک مہینے کے یا چالیس دن کہ دن شہروں مین پکاتی ہین اور برادری مین بانٹتی ہین کچھہ داخل اعتبار کے نہین ہی اور بہتر یہہ ہی کہ نکہاوین **وایضاً** اور خلاصہ مین ہی کہ جو طعام فقرا کی لئے پکایا جاوے تو بہتر ہی اور وارثہ صغیر ہون تو ترکہ مین سے نہ پکایا جاوی ملتقط مین کہا ہی کہ جو میت وصیت کرے کہانا پکانی کی تعزیت کے لئے تو جائز ہی تہائی مال مین سے اور غرائب مین ہی کہ حلال ہی اون لوگونکو کہ مکث طویل کرین اگرچہ غنی ہون اور طویل مقام کی تفسیر کی ہی ساتھہ اسکے کہ انکو اپنی گہر مین نہین گذار سکی یعنی راہ دور سے آئی ہون انتہی

وفی البزازیۃ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع یعنی اور فتاوی بزازیہ مین ہی کہ مکروہ ہی کہانا پکانا پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتہ کے وفی الخلاصۃ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند الشرور یعنی اور خلاصہ مین ہی کہ نہین مباح ہی کرنا ضیافت کا غمی مین وفی الزیلعی لا باس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلاث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اہل المیت لانہا تتخذ عند السرور وما لیئے اور

نہ لگتی مین ہو کہ نہین مضایقہ ہو ساتھ بیٹھنے کے واسطے مصیبت کی تین دن تک بغیر مرتکب ہوئے ممنوعات شرعیہ کے فرش بچھانے اور کھانا پکانا تیکی اہل میت کے سوا اسلئے کہ وہ کھانا کھلایا جاتا ہو غمی مین اور یہہ ممنوع ہو وعن انس رضہ مرفوعًا لاعقر فی الاسلام وهو کان یعقر عند القبر من بقرة او شاة تہ یعنی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آیا ہو کہ کہا او نہون نے کہ نہین ہے اسلام مین عقر اور عقر وہ ہو کہ ذبح کیا جاوے جانور نزدیک قبر کے گائے سے ہو یا بکری سے کذا فی النہایة للجزری وذکر فی البزازیة انه یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القران وجمع الصلحاء للختم والفقراء للختم او لقراءة سورة الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءة القران لاجل الاکل یکره وان اتخذ طعامًا للفقراء کان حسنًا انتهی کذا فی غنیة المستملی شرح منیة المصلی یعنی اور ذکر کیا بزازیہ مین یہہ کہ تحقیق شان وہ ہو کہ مکروہ ہو پکانا کھانیکا پہلی دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتہ کے اور لیجانا کھانیکا قبر پر موسم مین مثل برسی اور چھماہی کے اور دعوت کرنا واسطے قرات قران کے اور جمع کرنا صلحا کا ختم کیلئے اور فقرا کا ختم کے لئے یا سورہ انعام کے پڑہنے کو یا سورہ اخلاص کے پڑہنے کو اور حاصل یہہ ہو کہ بیشک پکانا کھانیکا نزدیک قرات قران کے کھانیکے لئے مکروہ ہے اور اگر پکاوے واسطے فقیرونکے تو اچھا ہے انتہی وفی فصول الحرام للخلاصة فی ذلک الباب ان ما کان فیه اهلال لغیر الله فهو حرام کالخنزیر والطعام الذی یتخذ فی مواسم الاموات بطریق الضیافة والتداعی کما فی الیوم الثالث والعاشر والعشرین الی تمام السنة وبعدها داخل تحت هذا الحکم فینبغی ان لا یاکل احد هذا الطعام ولا ینعقد لذلک المجلس انتهی اور بیچ فصلون حرام خلاصی کے اس باب مین ہو کہ بیشک جو چیز کہ اسمین ہوا اہلال لغیر اللہ یعنی خدا کے سوا اور کسیکا نام اوسپر پکارا جاوے سو وہ چیز حرام ہو مانند سور کے اور کھانا جو پکایا جاتا ہو موسم مین اموات کی بطور ضیافت اور دعوت کی جیسے تیجہ دسوان بیسوان تمام سال تک اور بعد سال کے وہ سب داخل ہو اسی حکم مین سو چاہئے کہ کوئی نکھاوے وہ کھانا اور نہ مقرر کیجاوے اوسکیلئے مجلس انتہی وفی السراج المنهاج للنووی والاجتماع علی المقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام المخصوصات کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشهر السادس والسنة بدعة ممنوعة کذا فی الفتاوی جامع الروایات یعنی اور شرح منہاج نووی مین ہو اور جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا گلاب کی پھول و عود کا اور کھانا کھلانا دنون مخصوص مین جیسے تیسرے دن اور پانچوین اور نوین دن اور دسوین دن اور بیسوین دن اور چالیسوین دن اور چھٹے مہینے اور برسوین دن بدعت ہو ممنوع ایسا ہی ہو فتاوی جامع الروایات مین وفی التذکرة للامام القرطبی المالکی قال العلماء ومن ذلک الضجیج بذکر الله تعالی او بغیر ذلک حول الجنائز والبناء علی المقابر والاجتماع فی الجبانات والمساجد للقراءة وغیرها لاجل الموت وکذلک الاجتماع الی اهل المیت وصنعة الطعام عندهم وکل ذلک من امر الجاهلیة ومنه الطعام الذی یصنعه اهل المیت فی الیوم السابع فیجتمع الناس یریدون بذلک القربة للمیت والترحم علیه وهذا محدث لم یکن فیما تقدم ولا

هو مما احدثه العلماء قالوا وليس ينبغي للمسلمين ان يقتدوا باهل الكفر وينهى كل انسان اهله
عن الحضور لمثل هذا انتهى اور تذکرہ میں امام قرطبی مالکی کی ہے کہ کہا علمانے اور اسی سے ہے یعنی امور جاہلیت سے آواز کرنا ساتھ
ذکر اللہ کے یا ساتھ غیر ذکر اللہ کے گرد جنازہ کے اور بنا قایم کرنا قبروں پر اور جمع ہونا لوگوں کا جنگلوں میں یعنی گورستانوں میں اور مسجدوں میں
قراءت کیلئے اور سوا اسکے واسطے سوتم کے اور یوں ہی ہے جمع ہونا لوگوں کا طرف اہل میت کے اور پکانا اہل میت کا کھانا نیکو واسطے جمع ہونیکے
وقت یہہ سب کام جاہلیت کے ہیں اور اسی قسم سے ہے وہ کھانا جو پکاتے ہیں اوسکو اہل میت ساتویں دن پھر جمع ہوتے ہیں اوسپر
آدمی اور ارادہ کرتے ہیں اوس سے اللہ تعالی کی قربت کا واسطے میت کے اور ارادہ کرتے ہیں رحم کرنیکا اوسپر اور یہہ سب احداث فی الدین
اور بدعت مستقبحہ ہے کیونکہ نتھی یہہ بات پہلی اور نہ یہہ اون قسم سے ہے کہ خوبی جانی ہو اسکی علمانے اور کہا ہے علمانے کہ نہ چاہئے مسلمانوں کو پیروی کریں
کافروں کی اور منع کرے ہر آدمی اپنے لوگوں کو حاضر ہونے سے مثل ان محفلوں کے انتہی ہذا ما اورد والمولانا حیدر علی المصطفی آبادی ثم الحیدرآبادی
فی رسالہ تغمدہ اللہ بغفرانہ اور اسیطرح نہیں درست ہے طعام لیجانا ساتھ جنازوں کے کہ یہہ رسم کفار کی ہے کما قال فی شرح البرزخ فی باب ما قبل
قبل الدفن اور روضۃ الاحباب میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہا اونہوں نے کہ یاد رکھتا ہوں میں کہ حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری ماں کی تعزیت کی اور میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آنسو آپکی آنکھوں سے جاری
تھے کہ ریش مبارک آپکی بھیگتے تھے اور فرمایا کہ اے بارخدا جعفر کو بہترین ثواب کو پہونچا اب تو اوسکا خلیفہ ہو اوسکی اولاد میں ساتھ
بہترین خلافت کے کہ ساتھ ایک کے اپنی بندوں میں سے لطف فرماتا ہے تو اور مدارج النبوت میں ہے کہ بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے
منقول ہے کہ کہا اونہوں نے کہ جب خبر شہداے اہل موتہ کی حضرت کو پہونچی تو آپ مسجد میں بیٹھے غمگین کہ آپکی چہرہ مبارک پر غم معلوم ہوتا تھا
اور میں دروازہ کی شگاف سے دیکھتی تھی کہ ایک آدمی آپکے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ جعفر کی عورتیں اونکو روتی ہیں آپنے فرمایا کہ
اونکو منع کر رونے سے پھر وہ آدمی گیا اور اسیوقت آکر عرض کی کہ میں نے اونکو رونے سے منع کیا وہ نہیں باز رہتی ہیں پھر آپنے فرمایا کہ جا اور کہہ
پھر وہ آدمی گیا اور آکر عرض کی کہ تحقیق غلبہ کیا عورتوں نے اور نہ رکیں رونے سے پھر فرمایا آپنے کہ خاک ڈال اونکے مونہوں میں واضح ہو کہ یہہ
مبالغہ ہے انکار میں کہ باز نہ آئیں وہ رونے سے اور ظاہر رونا اونکا ساتھ نوحہ یعنی چلانے کے تھا والا فقط رونا بلا نوحہ کے منع نہیں ہے کس لئے
اوسکی ممانعت میں اتنا مبالغہ کرتے اور بعضوں نے کہا کہ یہہ رونا صرف تھا بغیر نوحہ کے اور نہی اس سے تنزیہی تھی لیکن بعید ہے کہ صحابیات
رضی اللہ عنہن اقدام کریں ایک امر پر بعد منع کرنے حضرت کے اوس سے نہی تحریمی کر کے اور یہی سبب تھا جو اونہوں نے اطاعت نکی اوس آدمی کے کہنے کی
اس گمان سے کہ یہہ شخص محتسب ہے خود اپنی طرف سے منع کرتا ہے نہ یہہ سمجھکر کہ وہ بھیجا ہوا حضرت کا ہے اور یا باز رہی اون بسبب مغلوب ہونے
کے رنج و مصیبت میں اور حرارت میں اوسکی کذا فی مجمع البحار اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ ضمن اس خبر جعفر رضی اللہ عنہ سے اور رونے سے حضرت
اونکی موت پر معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت میں آدمی مجبور رونے اور غم کرنیکے صابروں کی زمرہ سے اور اون لوگوں کی گروہ سے جو ساتھ قضاء الہی کے
راضی ہیں نکل نہیں جاتا ہے جبتک کہ دل اوسکا مطمئن ہو اور سپر اسلئے کہ وہ حال ایک اثر ہے آثار رحمت سے اور ایک رقت ہے کہ مومن کی
دل میں اللہ تعالی نے پیدا کی ہے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مصیبت سے متاثر ہو اور معالجہ نفس کا ساتھ صبر اور رضا کے کرے تو رتبہ اوسکا

بلند ہوگا اوس کسی سے جو مصیبت سے پاک رکھی ہو متاثر نہوا وس سے آسکئے کہ وہ علامت قساوت قلب کی ہے واللہ اعلم اور مدارج النبوۃ
اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تین دن تعزیت کیلئے چھوڑا بعد ازان خود آپ اونکے
گھر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ آجکے روز کے بعد میرے بھائی پر مت رونا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹونکو تسلی دی اور نائی کو بلوا کر
اونکے سر کے بال منڈوائے اور فرمایا کہ محمد بن جعفر میرے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے اور عبد اللہ بن جعفر صورت اور سیرت میں میرے مشابہ
ہے پھر اونکے لئے آپنے دعائے خیر کی اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ تعزیت تین دن سے زیادہ کرنا درست نہیں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ لعنت خدا کی ہو اوس عورت پر کہ سوگ رکھے کسی مردے پر سوا اپنے خاوند کے زیادہ تین دن سے مترجم عفی اللہ
وعن والدیہ کہتا ہے تعزیت کرنا مصیبت زدہ کی اچھی بات ہے بلکہ سنت ہے کا عرفت اور وقت تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے
اور مکروہ ہے بعد اسکے مگر یہہ کہ ہو غائب تعزیت کرنیوالا یا مصیبت زدہ تو نہیں مضایقہ جب خبر ملے تب ہی تعزیت کرے اور تعزیت کرنا
بعد دفن کی اولی ہے دفن کے پہلے سے اور یہہ جب ہے کہ نہ دیکھے اونمین جزع و فزع شدید اور اگر دیکھے کہ بہت جزع و فزع کرتے
ہین تو پہلے ہی دفن کے بہتر ہے اور مستحب ہے کہ عام تعزیت کرے سب اقارب میت کی خرد و بزرگ اور مرد و عورتونکی مگر یہہ کہ
ہو عورت جوان تو نہ تعزیت کرے مگر محرم اوسکا اور مستحب ہے کہ کہے صاحب تعزیت کو کہ بخشے اللہ تعالی تیری میت کو اور درگذر کرے
اوس سے اور ڈہانکے اوسکو اپنی رحمت میں اور نصیب کرے تجھکو صبر اوسکی مصیبت پر اور ثواب دے تجھکو اوسکے مرنے پر اور بہترین الفاظ
تعزیت کے وہ ہین کہ وقت تعزیت کے حضرت نے فرمائے ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی یعنی اللہ
کی ملک ہے جو چیز کہ لی اور اوسیکی ملک ہے جو چیز کہ دی اور ہر چیز پاس اوسکے ہے ساتھ ایک وقت مقرر کے اور اگر کافر مر جاوے اور قرابتی
اوسکا مسلمان ہو تو اوسکی یون تعزیت کرے بہت دے تجھکو ثواب اللہ تعالی اور اچھی دے تجھکو تسلی اور اگر قرابتی کافر ہو اور میت مسلمان
تو یون کہے کہ اچھی دے اللہ تعالی تسلی تجھکو اور بخشے تیرے مردے کو اور یون نکہے کہ بہت دے اللہ تعالی تجھکو ثواب اور اگر مردہ اور قرابتی دونون
کافر ہون تو کہے کہ بدلہ دے اللہ تعالی اور نہ کم کرے تیرے لوگونکو اور بلاد عجم میں جو رسم ہے کہ فرش بچھاتے ہین اور کھڑے رہتے ہین برا ہے
بری رسم ہے اور بیٹھنا مصیبت کے لئے تین روز تک جائز ہے اور ترک اوسکا اولی ہے اور مکروہ ہے مردونکو سیاہ کپڑے پہنے اور وقت
مصیبت کے کپڑے پھاڑے اور نہین مضایقہ سیاہ کپڑے پہنے عورتونکو اور مونھ کالا کرنا اور ہاتھ کالی کرنا اور گریبان چاک کرنا اور مونھ
نوچنا اور بکھیرنا بالونکا اور ڈالنا مٹی کا سر پر اور پیٹنا رانون کا اور سینے کا اور جلانا آگ کا قبر پر رسوم جاہلیت سے ہے اور باطل اور نہین
مضایقہ جو کھانا پکا کر بھیجا جاوے اہل میت کیلئے اور نہین مباح ہے کرنا ضیافت کا تیسرے دن کذا فی العالمگیری اور جو تکلفات کرتے
ہین تیسرے دن کہ فرش بچھانا اور خیمہ کھڑا کرنا اور خوشبو تقسیم کرنی اور مانند اسکے یہہ سب امور بدعت اور نامشروع ہین کذا نقلہ الشیخ
عن مطالب المومنین اور آداب تعزیت کے یہہ ہین کہ سلام اور مصافحہ کرے صاحب مصیبت سے اور عاجزی کرے اور بہت کلام نکرے
اور نہ تبسم کرے کذا قال شیخ الاسلام اور جائز ہے بیٹھنا تعزیت کیلئے گھر میں اور مسجد میں اور سخت مکروہ ہے بیٹھنا گھر کے دروازے پر کذا فی
مظاہر الحق اور مروی ہے کہ جب لشکر موتہ سے پلٹ کر مدینہ طیبہ میں آیا تو لوگ اونکے استقبال کو گئے اور اونپر طعنہ مارتے تھے اور کہتے تھے

کہ تم بھاگی ہوئی فراری ہو اور ایکروایت مین ہے کہ بعض اہل موتہ اونپر خاک ڈالتے تھے اور اونکو ملامت کرتے تھے تا آنکہ ایک آدمی غزا
موتہ مین سے اپنے گھر آیا اور دروازہ بجایا اوسکے گھر والے آئے اور دروازہ کھولا اور کہا کہ کیون اپنے یارون اور رفیقون کے ساتھہ تو آگے نہ بڑھا کہ
مارا جاتا اور شہادت کا ثواب پاتا کہتے ہین کہ کبرای صحابہ جو غزوہ موتہ مین گئے تھے بسبب طعن اور تشنیع لوگونکی اپنے اپنے گھرونمین بیٹھ رہے
حضرت نے اونکا حال دریافت کیا تو لوگون نے عرض کیا کہ جب وہ لوگ اپنے گھرون سے باہر نکلتے ہین تو لوگ اونپر طعن کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ تم فراری ہو آپنے فرمایا کہ حاشا کہ وہ فراری ہون بلکہ وہ لوگ تو کرار ہین یعنی اونہون نے دوبارہ لوٹ کر پھر لڑائی کی کہ اللہ
تعالی نے اوسکے سبب سے اونکو فتح دی اب وہ لوگ اپنے گھرونمین چاہئے کہ نہ بیٹھ رہین کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ آپنے
سلاسل مین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو تین سو مہاجرین اور انصار پر جیسے کہ صحیحین وغیرہ مین وارد ہے اور روایت نسائی مین
لفظ بضع عشر کا زیادہ آیا ہے امیر کر کے قبیلہ جہینہ کیطرف بھیجا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اونمین تھے اور مسافت اس
غزوہ کی مدینہ سے پانچ روز کی راہ تھی اور اس سریہ کا نام سریۃ الخبط بھی ہے ساتھہ فتح خاء معجمہ اور بائے موحدہ کی اور اسکو سریہ
سیف البحر بھی کہتے ہین اور خبط اوس پتے کو کہتے ہین کہ درخت سے اوسکو جھاڑتے ہین اور حضرت نے توشہ اس لشکر کا ماحضر ایک تھیلا
چھوہارونکا دیئے تھے پھر جب وہ چھوہارے لشکر مین تمام ہو چکے تو درختون کے پتے اپنی لاٹھیون سے جھاڑتے تھے اور اوسکو کھاتے تھے کہ لب انکے
مانند لب اونٹونکے ہو گئے تھے اور ایکروایت مین ہے کہ اون پتونکو پانی سے تر کرتے تھے اور کھاتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پتے خشک
تھے خلاف اوس کسی کے کہ وہ کہتا ہے کہ پتے سبز تھے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ سب لشکر کے زاد راہ جمع کر ڈالا وہ بھی بمقدار
دو مزاد کے پہونچا اور اوسمین سے ہر روز تھوڑا تھوڑا سبکو دیتے تھے آخر کو یہانتک نوبت پہونچی کہ ہر ایک کو ایک خرما دیتے تھے اور روضۃ
الاحباب مین ہے کہ کسی نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمکو ایک خرما کیا کفایت کرتا تھا اونھون نے کہا کہ قدر اوس خرمے کی ہمنے اوس
روز جانی کہ جس روز ایک خرما بھی نہ تھا اور ایکروایت مین ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک خرما تم کیا کرتے ہوگے اونہون نے کہا
کہ چوستے تھے ہم اوسکو لڑکون کی مانند اور تھوڑا سا پانی اوسپر پی لیتے تھے اور دن گذار دیتے تھے اور مروی ہے کہ اون دنون [illegible]
قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پانچ اونٹ ایک اعرابی سے خریدے اور قیمت اون اونٹون کی پانچ وسق خرمے ٹھہرے تھے
کہ مدینہ مین چلکر دیئے جاوینگے اعرابی نے کہا کہ تم اپنے چند آدمی اسپر گواہ کر دو اونہون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ گواہ ہو اونہون نے
اور فرمایا کہ قیس کا اپنا مال نہین ہے جو مین گواہ ہون اعرابی نے کہا کہ سعد بن عبادہ اس قبیل سے نہین ہے کہ اپنے بیٹے سے پانچ وسق
کھجورون کیلئے انکار کرے کہتے ہین کہ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سعد بن عبادہ نے سنی وہ اس سے بہت غصہ ہوئے اور چار نخلستان
کہ کمترین اونمین کا پچاس وسق کھجور دیتا تھا قیس کو دیئے القصہ قیس رضی اللہ عنہ ہر روز ایک اونٹ کو قافلے کیلئے ذبح کرتے تھے
یہانتک کہ آخر کو حضرت عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما نے اونکو شتر ذبح کرنے سے روکا جب مدینہ کو پھر کر آئے تب قصہ قیس رضی
اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عرض کیا آپنے فرمایا کہ بیشک جود اور جوانمردی کی خصلت اس خاندان سے ہے اور مدارج
النبوۃ مین ہے کہ سیف ساتھہ کسرہ سین مہملہ اور سکون تحتانی کے ساحل دریا کو کہتے ہین جو کہ منتہای سیر اونکا ساحل دریا تھا

اسلیے اس سریہ کا یہہ نام ہوا اور وقوع اس سریہ کا ماہ رجب سنہ ہشتم مین تھا اور شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری مین لائی ہین کہ
اسکا سال ہشتم مین شمار کرنا ناپسندیدہ ہی اسلیے کہ بخاری مین جابر بن عبد اللہ رضہ سی مروی ہی کہ اس سریہ کو کاروان قریش پر بھیجا
تھا اور یہہ امر حضرت سی سال ہشتم مین ہو نہین سکتا اسلیے کہ اونہون قریش کے ساتھہ مصالحہ تھا تو صحیح یہہ ہی کہ وقوع
اسکا سال ششم مین ہوا حدیبیہ سی پہلے اور مواہب لدنیہ مین شیخ الاسلام ابن عراقی رحمہ اللہ سی روایت کی ہی کہ کہا اونہون
نی کہ تھا یہہ سریہ بعد نقض عہد قریش کے قبل فتح مکہ کے ماہ رمضان مین اس برس کی سو اب کچھہ منافی نہین ہی واقع ہونا سال
ہشتم مین اور مروی ہی کہ اس سفر مین کسی دشمن سی ملاقات نہین ہوئی اور غرائب اس سفر سی وہ ہی کہ روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اونہون نی کہ غزا کی ہمنی جیش خبط مین اور امیر کیگئی ہم پر ابو عبیدہ رض سو بھوکے ہوئی ہم نہایت
سو ڈالدی دریا نی ایک مچھلی مردہ کہ ایسی مچھلی ہمنی کبھی نہ دیکھی تھی اور اوسکو عنبر کہتے تھی سو ہمنی کھایا اوس مچھلی سے پندرہ دن تک
سو لی حضرت ابو عبیدہ نی ایک ہڈی اوسکی ہڈیون مین سی گذری اوسکی نیچے سی سوار پھر جب ہم مدینہ مین آئی تو ذکر کیا اس قصہ کو
حضرت سی سو فرمایا آپنی کہ کھایا تمنی وہ رزق کہ اللہ تعہ نے نکالا تھا اوسکو تمہاری لیے کھلاؤ اوسمین سی ہمکو بھی اگر ہو باقی تمہاری
پاس کچھہ سو بھیجا ہمنی اوسمین سی کچھہ واسطے حضرت کی آپنی اوسکو کھایا اور ایکروایت مین ہی کہ وہ مچھلی تھی مانند ایک پہاڑ کے
اور ایکروایت مین ہی مانند ایک بڑی ٹیلے کی اور عنبر ایسی مچھلی کا نام ہی اور اوسکی چمڑی سی ڈھال بنائی جاتی ہی اوس ڈھال کو بھی عنبر
کہتے ہین اور وہ جو خوشبو عنبر ہی وہ دریا سی نکلتا ہی اوسکی ماہیت مین بڑا اختلاف ہی ہر ایک نی موافق تحقیق اپنی کے بیان
کیا ہی بعضی کہتے ہین کہ عنبر کسی دریائی جانور کا گوبر ہی اور بعضی کہتے ہین یہہ معدنی ہی سمندر مین اسکی کان ہی اوسمین سے
نکلکر تلاطم امواج سی کنارے پر الگتا ہی وہان سی لوگ لاتے ہین اور حیوۃ الحیوان مین ہی کہ بعضی جہاز والون سی معلوم ہوا کہ
وہ کہتے ہین کہ ایکبار ہم ایک جزیرہ مین جا پڑے اوسمین ایک درخت دیکھا مانند گردن گوسپند کی پھل اوسکا عنبر تھا
سو ہمنی چھوڑ دیا اون پھلونکو کہ بڑے ہون پھر توڑ لینگے سو ایسے زور کی ہوا چلی کہ وے پھل ٹوٹ کر دریا مین گر پڑے حضرت
امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اون پھلونکو مچھلیان اور دریائی جانور نگلجاتے ہین اور وہ نرم ہوتے ہین پھر جو جانور
اونکو کھا جاتے ہین تو مار سی گر پڑتے کم زندہ رہتے ہین جو شکاری لوگ اونکو پکڑ لیتے ہین اور اونکی پیٹ سی وہ عنبر نکالتے ہین
تو وے جانتے ہین کہ عنبر انہین جانورونکی پیٹ سی نکلتا ہی اور حقیقت مین وہ ایک درخت کا پھل ہوتا ہی اور بیع عنبر کی درست
ہی اور سلم کرنا بھی اوسمین درست ہی مگر ضرور ہی کہ بیان کر دیوی نوع اور وزن اوسکا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک
عنبر اور مشک مین زکوۃ نہین ہی بخلاف امام یوسف رحمہ اللہ کے کہ اونکے نزدیک دونون مین خمس ہی اور حسن اور عمر بن
عبد العزیز اور عبد اللہ عنبری اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک بھی عنبر مین خمس ہی والرضا فیہما اور جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ جب ہم کنارہ پر دریا کی پہونچے تو ایک جانور ہمنی دیکھا کہ اوسکو عنبر کہتے تھے کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نی کہ وہ مردہ ہی پھر
کہا اونہون نی کہ نہین بلکہ ہم بھیجی ہوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور راہ خدا مین ہین اور تحقیق کہ تم مضطر

سو کہاؤ اوسکو جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پھر ایک مہینہ ہم سب وہان پر رہے اور ہم تین سو آدمی تھے اور کہایا ہم سبنے اوسمین سے اور خوب موٹے ہوے کہ ضعف ہمارا جاتا رہا اور ایسی موٹی ہم کبھی نہین ہوے تھے اور اوسمین چربی بہت تھی انتہی ملخصًا و صحیح ہوکہ کہانا مچھلی کا درست ہی کوئی مچھلی ہو قال شیخ الاسلام لا یحل حیوان مائی الا السمک الغیر الطافی والجریث والمارماہی وحل الجراد وانواع السمک بلا ذکوۃ یعنی اور نہین حلال ہی کہانا جانور دریائی کا سوا مچھلی کے جو غیر طافی ہو یعنی دریا مین ایسی ہی مرگئی ہو اور حلال ہی کالی مچھلی اور بام مچھلی اور حلال ہی ٹڈی اور سب قسم مچھلی کی بغیر ذبح کے وفی السراجیۃ انواع السمک والجراد حلال ولا تشترط فیہا الذکوۃ یعنی فتاوی سراجیہ مین ہو کہ سب طرح کی مچھلی اور ٹڈی حلال ہو اور نہین شرط کی گئی انمین ذبح کی وعن ابی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما القاہ البحر او جزر عنہ الماء فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ وقال محی السنۃ الا کثرون علی انہ موقوف علی جابر رضی اللہ عنہ کذا فی المشکوۃ یعنی اور روایت ہی ابی زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو یعنی جس مچھلی کو پھینک دیا دریا نے کنارہ پر یا کھل گیا اوس سے پانی یعنی سرک گیا پس کہاؤ تم اوسکو اور جو مچھلی کہ مرجاوے دریا مین اور پانی پر اوبھر آوے موت کہا کر اوسکو نقل کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور کہا محی السنہ نے اکثر اسپر ہین کہ یہ حدیث موقوف ہی جابر رضی اللہ عنہ پر یعنی جابر ہی کا قول ہی نہ حدیث حضرت کی **ف** یہ حدیث دلیل ہی امام ابو حنیفہ رح کی بیچ حرام ہونے مچھلی طافی کی اور اسیطرح منقول ہی ایک جماعت صحابہ سے اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کی نزدیک مضایقہ نہین اسکی کہانے کا بسبب مطلق فرمانی حضرت کی احل لکم المیتتان پس میتہ بحر موصوف ہی ساتھ حلال ہونیکی اور ہم کہتے ہین کہ میتہ بحر کا وہ ہی کہ ڈالدے اوسکو بحر تا موت مضاف ہو طرف اوسکے نہ وہ کہ خود مری ہو اوسمین بغیر آفت کے کذا فی مظاہر الحق نقلا عن اشعۃ اللمعات اور اسی حدیث کو سوید ہی جو نقل کیا امام صغانی صاحب مشارق الانوار نے اپنی خواب کو کہ انکار کیا تھا اونپر ایک جماعت نے اونکی یارون مین سے اس امر مین سو کہتے وہ کہ ربیع الاول کی گیارھوین تاریخ سن چھہ سو بائیس ۶۲۲ ہجری مین اتوار کے راتکو مین اپنے فرش پر لیٹا اور کہا مینے کہ الہی مجکو آجکی رات اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دکھلا دے کہ اوسکو دیدار کو میرا اشتیاق تو جانتا ہی تو ذرا آنکھ لگی ایک نیند کے بعد مینے دیکھا کہ گویا مین اور حضرت ایک بالاخانہ پر ہین اور چند لوگ میرے ساتھکے ہم سے نیچے بالاخانہ کی سیڑھی پاس موجود ہین تو مینے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین مردہ مچھلی کی حق مین جسکو سمندر نے باہر ڈالدیا وہ حلال ہی تو حضرت نے مسکرا کے فرمایا کہ ہان حلال ہی تو مینے عرض کی کہ اور جو لوگ سیڑھی کے نیچے ہین اونکی طرف اشارہ کیا کہ میرے ان ساتھیون سے فرما دیجے کہ یہ لوگ مجھکو سچا نہین جانتے ہین تو حضرت نے فرمایا کہ تو نے مجھکو گالی دی اور اون لوگون نے مجھکو عیب لگایا تو مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ کیونکر ہی تو حضرت نے کچھہ کلام کیا کہ اوسکی لفظین مجھے یاد نہین رہین ولیکن اوسکا مطلب تو یہی تھا کہ تو نے میری حدیث اون لوگونسے بیان کی جو قبول نہین کرتے یعنی نا اہلون کی روبرو حضرت کی حدیث نقل کرنا کمال بے ادبی ہے

گالی دینی کے برابر ہے پھر حضرت اون لوگونکیطرف متوجہ ہوئے اور اونکو نصیحت اور ملامت کرنے لگے پھر میتھے اوس رات کی فجر کو کہا کہ مین خدا کی پناہ مانگتا ہون اس سے کہ اس رات کی بعد مین حضرت کی حدیث کو کسی سے بیان کرون مگر اونہین لوگون سے کہون گا جو انبیاء اختلاف مین حضرت ہی کو حکم اور فیصلہ کرنیوالا جانتے ہین پھر اپنے دلونمین حضرت کے حکم اور فیصلہ سے کچھ تنگی اور ادداسی نہین پاتے اور اپنا کار و بار حضرت ہی کو سونپتے ہین دل سے مانکر اب مصنف مشارق الانوار کے اس خواب سے بھی معلوم ہوا کہ ایسی مچھلی حلال ہے اور ثابت ہوا کہ حضرت کی حدیث نااہلونکی روبرو بیان کرنی بےادبی ہے مشتاق دیندار سے کہی نااہل کے روبرو ضایع نکرے انتہی کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور آیا ہے کہ پندرہ دن تک اور بعضے روایت مین ایک مہینہ آیا ہے اور ایکروایت مین اٹھارہ دن سے تطبیق ان روایات مین یون دیجاویگی کہ آدہی مہینہ تک تو سارا لشکر کھاتا رہا اور اٹھارہ دن تک بعضے آدمی لشکر مین سے اور بعضے ایک مہینے تک کھاتے رہے واللہ اعلم بالصواب کذا فی مظاہر الحق نقلا عن المرقات اور مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ اسکی تطبیق یون بھی ہو سکتی ہے کہ جب اوس مچھلی کو دریا کے کنارہ پر ڈالدیا اور ہر صحابی نے موافق حاجت اور طاقت کے اوسمین سے گوشت کا ٹکڑا خشک کرلیا اور اوسمین سے کھانے لگے اس مین بعضونکا توشہ پندرہ روز مین بسر ہوا اور بعضونکا اٹھارہ روز مین اور بعضونکا ایک مہینے مین یہانتک کہ ایک صحابی کے پاس اوسمین سے کچھ باقی تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اوسمین سے کسیکی پاس کچھ ہو تو ہمکو بھی حصہ دے اوس صحابی رض نے جو اوسکی پاس تھی آپکی نذر کی اور اوسکو آپنے تناول فرمایا انتہی اور اسی سال مین فتح مکہ زادہا اللہ تعظیما و تشریفا واقع ہوئی اور یہہ فتح بڑی اور ظاہر ہے کہ سورہ کریمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا ناطق ہے ساتھہ اسکی اگرچہ ایک جماعت مفسرین کی اسپر ہے کہ اس فتح مبین سے مراد فتح حدیبیہ ہے کہ حد ذات اپنی مین وہ خود فتح تھی کہ منشا اور مبدا فتوحات عظیمہ کی ہوئے اور حقیقت مین فتح مکہ اعظم فتوحات سے ہے کہ غالب کیا حق جل و علا نے ساتھہ اوسکی دین اپنی کو اور قوی اور غالب کیا رسول اپنے کو اور عزیز گردانا جند اپنی کو اور محترم کیا حرم اپنی کو کہ شان اوسکی و من دخلہ کان امنا ہے اور پاک کیا جس مشرکین سے بلد امین اپنی کو اور بیت شریف خاص کو اور فی نفسہ یہہ وہ فتح ہے کہ مستبشر ہوئی ساتھہ اوسکی اہل اسلام اور ساکنان ارض و سما اور فتح اور نصرت پائی اوس سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین نے اور عرب لوگ سبکی سب دیدۂ انتظار راہ اختیار مین کھولے ہوئے منتظر بیٹھے تھے اور تکتے تھے کہ اگر یہہ مرد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ اپنی قوم کے بلاد کراوی اور اس شہر معظم اور بیت مکرم کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوی تو ہم بھی قید تردد اور توقف سے باہر آوین اور جبکہ یہہ نصرت عظیم اور فتح مبین وجود مین آئی تو دوڑے آئے اور داخل ہوئے ہر طرف سے آدمی گروہ کے گروہ دین اسلام مین کما قال اللہ تعالی اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا یعنی جب آوے مدد اللہ کی اور فتح مکہ کی اور اور دوسری کفر کی مکانونکی اور لوٹنی تجانون اور کھلنی عملون کی مشکلات کی اور باطنی احوال کی اور دیکھیگا تو لوگونکو یعنی عربکو اسواسطے کہ اول نبی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہین کیطرف تھا اور جب اس دین مین داخل ہوجائینگے تو اورونکو بزور تلوار اور حجت اور برہانکی اس دین مین داخل کرینگے سیدہ سے داخل ہوتے ہین دین مین اسکے

یعنی اس دین مین جسمین شرک و بدعت اور نفاق اور فسق اور فجور کا دخل نہین ہی گروہ گروہ اور قبیلہ کے قبیلہ اور ہر چند کہ شروع نبوت سے لوگ اس دین مین داخل ہوتے تھے لیکن ایک ایک دو دو اور چونکہ اجل حضرت کی قریب پہونچی تھی تو لہذا آپکو مامور کیا دوسری چیز کیطرف اور فرمایا کہ پھر پاکی بول تو اپنے ربکی تعریف کی ساتھہ اور گناہ بخشوا اوس سے اور یہہ اسلئے کہ جب عارف کمال کے مرتبہ کو پہونچا اور ہر طرح کے لوگ اوسکے تابع ہوئے اور اونکی استعداد مین نقصان اور کمال مین بہت تفاوت رکھتی ہین تو اوسکو ضرور چاہئے کہ ناقصون کی تکمیل کیواسطے طلب بخشش کی کرے کہ وہ سب استعداد اصلیہ کے نقصان اوسکے اتباع کے سبب سے قیامت کیدن اسکے کمال استقلال کیطرف کھنچ جاوینگے اور یہی حقیقت شفاعت کی ہے پھر فرمایا کہ مقرر وہ بڑا بخشنے والا ہے ناقصونکو حقین اور کامل کرنا ہے رحمت کو اپنی ہذا المعنی ملخص ما فی فتح العزیز سو یہہ سورہ اشارہ ہے ساتھہ اتمام نعمت اور اکمال دین اور ارتفاع حجاب شک و ارتیاب کے اور ظاہر ہوئے سطوت نور صدق و یقین کی سو لعبد فتح مکہ کے مشرکین کو کوئی گریزگاہ نرہی اور سوا داخل ہونے دین کے کچھہ چارہ نرہا سو خواہ مخواہ اسلام مین داخل ہوئے سو جب سے اچھا ہو گیا اسلام بعض کا اونمین سے کہ ظاہر ہوئے اون سے علامتین تصدیق اور یقین قلبی کے اور بعضے پھر بہی ویسے ہی شک اور شبہ مین رہے اور ظاہر آیت کریمہ قل یوم الفتح یعنی کہدے تو اے محمد کہ فتح بدر کیدن یا فتح مکہ کیدن لاینفع الذین کفروا فائدہ نہ دیگا اون لوگونکو جنہون نے کفر کیا ایمانہم ایمان لانا اونکا مراد اس سے مقتول ہین جو فتح کی دن مارے گئے اور حالت قتل مین اونکو ایمان لانا انکا فائدہ نہ دیگا کہ ایمان یاس کا اور ایمان یاس کا مقبول نہین ولاہم ینظرون اور نہ اونکو مہلت ملیگی آخرت مین اور نہ عذاب اونسے کم ہو گا کذا فی الحسینی اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ مراد یوم الفتح سے یہان دن قیامت کا ہے کہ مسلمانون کی نصرت کا دن ہے کافرونپر اور دن فصل کا ہے آدمیون مین ساتھہ حکومت باریتعالی کے اور لفظ فتح بمعنی فصل بحکومت کی قرآن شریف مین آیا ہے کما فی قول سبحانہ تعالی ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

والله اعلم اور سبب اور باعث حصول اس عطائے ربانی کا اور ظاہر ہونے اس فتح صمدانی کا وہ ہوا کہ جو صلح کہ حدیبیہ مین ہوئی تھے منجملہ اوسکے شرائط سے ایک شرط یہہ بھی تھے کہ دونو طرف کے لوگ یعنی کیا مسلمان اور کیا مشرکین قریش ایک دوسرے کو ہم قسمون اور ہم عہدونسے کچھہ کسیطرح کا تعرض نکرین اور جو کوئی جسکو چاہے اختیار کرے خواہ عہد قریش مین آوے اور خواہ عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین آوے سو بنی بکر عہد قریشمین آئے اور بنی خزاعہ عہد خیر مہد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل ہوئے اور قوم خزاعہ کو پہلی سے ایک نوع کا رجوع حضرت کی جناب مین تھا گو کہ وہ مسلمان نہین ہوئے تھے اور بنی بکر اور خزاعہ کی درمیان مین ایام جاہلیت سے ایک طرح کا نقیض اور خلاف تھا اور بہت انکی درمیان مین لڑائیان واقع ہوئی تھین پھر جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظہور ہوا سو وہ اسمین ایسے مشغول ہوئے کہ اصلا اپنے حال کی اونکو کچھہ خبر نرہی پھر جب صلح حدیبیہ ہوئی تو سب طرحسے خاطر اون لوگون کی جمع ہوئی اور فرصت پائے پھر سر خصومت اور نزاع سے علی ایک آگے سے یہہ تھا کہ ایکدن ایک آدمی بنی بکر

بنی بکر کا مذمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہتا تھا اور ایک آدمی خزاعہ کا وہان کھڑا تھا اوسنی اوسکو منع
کیا مرد اپنی اوس حرکت نالایق سے باز نہ آیا تو وہ آدمی خزاعی اوسپر غصہ ہوا اور اوسکی سر اور چہرہ کو زخمی کیا وہ اپنی قوم بنی بکر
کے پاس فریاد کرتا ہوا گیا نفاثہ ساتھ ضم نون اور تخفیف فا اور ثاء مثلثہ کے بنو بکر مین سے ایک قوم ہے خزاعی کے ساتھ وہ
لڑنیکو چلے اور بنی مدلج سے مدد چاہی اونہون نے اونکی اعانت نکی اور نہ مانا پھر اونہون نے قریش سے مدد چاہی سو اونمین سے ایک
جماعت سفہا کہ اعدای موروثی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے مثل عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ اور سہل بن
عمرو وغیرہ کی جمع ہوکر اور اپنی مونہہ نقاب سے چھپا کر بنی بکر کے ہمراہ ہوکر قوم خزاعہ پر رات کو چھاپا مارا ایک چشمہ پر کہ نام اوسکا
وتیرہ تھا اور محاربہ اور مقاتلہ عظیم کیا یہانتک کہ لڑتے لڑتے زمین حرم مین داخل ہوگئے تو بنو خزاعہ نے فریاد کی اور نوفل بن معاویہ
جو بنو بکر کا امیر تھا اوس سے کہا کہ خدا تعالی سے ڈرو اور حرمت حرم کی نگاہ رکھو اوسنی کہا کہ یہ بات بہت بڑی ہے اور مین اوسے
جانتا ہون مگر آجکے دن اسپر عمل کرنیکے فرصت نہین رکھتا ہون اور بروایتی اوسنی کہا کہ آجکا دن خدا سے ڈرنیکا نہین ہے
سو خزاعیون نے اپنی تئین گھر مین بدیل بن ورقا خزاعی کے ڈال یا سو بنو بکر اور قریش اپنی اپنی گھرون کو چلے گئے اور کہتے ہین بنو خزاعہ
کی بیس آدمی اوس لڑائی مین مارے گئے اور جو قریش کہ وہان لڑائی مین موجود تھے وے یہہ جانتے تھے کہ ہمکو کسینی نہین پہچانا اور یہہ
قصہ چھپا رہیگا اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسی رات مین اللہ تعالی نے وحی سے خبردار کر دیا تھا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ اوس رات کی صبح کو کہ واقعہ بنو خزاعہ کا واقع ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ ای عائشہ
مکہ مین ایک حادثہ واقع ہوا کہ قریش نے عہد شکنی کی مینی عرض کی کہ یا رسول اللہ گمان کرتے ہین آپ کہ قریش عہد شکنی
پر دلیری کرینگے اور حالانکہ تلوار نے اونکو فانی کر دیا ہے آپنے فرمایا کہ عہد اونہون نے توڑا ایک کام کے لئے کہ اللہ تعالی نے وہ کام
اونکے لئے چاہا ہے تو پوچھا مینے کہ وہ کام اچھا ہے یا برا آپنے فرمایا کہ اچھا ہوگا انشاء اللہ تعالی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ مروی ہے
میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا اونہون نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے باہر تشریف لائے تھے سو سنا مینے کہ فرماتے
تھے نصرت یعنی مدد دیا گیا مین اور ایک روایت مین ہے کہ تین بار آپنے فرمایا لبیک مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ یہہ کس سے
کہتے ہین فرمایا کہ راجز بنی کعب کا ہے بنی خزاعہ سے کہ وہ مجھسے نصرت طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قریش نے ہمپر چھاپا مارا اور بنی
بکر کی اعانت کی پھر بعد اس واقعہ کے عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمی خزاعی کے ساتھ مدینہ طیبہ مین آئے حضرت
اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد مین بیٹھے تھے کہ عمرو آئے اور سامنے حضرت کے کھڑے ہوئے اور بشرح تمام احوال بنی خزاعہ کی اور ظلم کرنا
اونپر بنو بکر کا اور مدد کرنا قریش کا اور شریک ہونا اونکا اونسے قصیدہ کے ضمن مین سب عرض کیا کہ بعض اشعار اوسکے
یہہ ہین یارب انی ناشد محمدا حلف ابینا و ابیہ الاتلدا یعنی اے رب تحقیق مین
طلب کرنیوالا ہون محمد سے عہد باپ ہمارے کا اور باپ اوسکے کا جو پہلا باپ ہے مراد اوسسے عبد المطلب ہین ان قریشا اخلفوک
الموعدا و نقضوا میثاقک المؤکدا یعنی بیشک قریش نے خلاف کیا وعدہ تجھسے اور توڑ ڈالا اونہون نے عہد مضبوط تیرے کو

ہم بیتونا بالوتیر ہجدا او قتلونا رکعا و سجدا یعنی اونھون نے چھاپا مارا ہم پر حسنیہ و تیر پر تھے کیوقت اور قتل کیا اونھون نا
نے ہمکو رکوع اور سجدہ مین یعنی گھر مین اور بیٹھے انتہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسانا کافہا یعنی کفایت ہے تجھکو اے عمرو یہ
کہکر اوٹھکھڑے ہوئے اور رداء مبارک آپکی زمین پر کھنچتی تھے اور فرماتے تھے کہ نصرت نہ دیا جاؤنگا مین اگر نصرت نکرونگا مین نبی کعب
کی جیسیکہ نصرت کرتا ہون مین اپنے نفس کے اوسیوقت ایک ابر آسمان پر تھا تو فرمایا آپنے ان ھذا السحاب لیستھل بنصر بنی
کعب یعنی بیشک یہہ ابر البتہ پکارتا ہے ساتھہ مدد نبی کعب کے پھر آپنے اونکو رخصت پلٹ جانیکی دی اور اپنے صحابہ سے فرمایا
کہ مین گویا دیکھتا ہون کہ ابو سفیان آیا ہے اور طالب تجدید عہد کی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مدت مصالحت مین کچہہ زیادہ
کیجاوے اور حال یہہ ہے کہ وہ خائب اور خاسر مکہ کو پھر جاویگا منقول ہے کہ جب قریش سے یہہ حرکت شنیع صادر ہوئی
تو جانا اونھون نے کہ ہمنے برا کیا ہے اور اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ ابو سفیان
کے نزدیک آئے اور اوس سے کہا کہ یہ ایک فساد واقع ہو گیا ہے اور اصلاح اسکی ضروریات سے ہے اور نہین تو محمد صلعم اپنے یارونکے
ساتھہ ہمارے لڑانیکو آوینگے اور بدلہ ہم سے اپنے ہم عہدونکا لینگے ابو سفیان نے کہا کہ میری بی بی ہند بنت عتبہ نے ایک خواب
دیکھا ہے کہ مین اوس خواب سے نہایت ڈرتا ہون اونھون نے پوچھا وہ خواب کیا ہے ابو سفیان نے کہا کہ اوسنے یہہ خواب دیکھا ہے
کہ حجون کیطرف سے خون بہتا چلا آتا ہے مکہ کیطرف اور موضع خندمہ مین آکر تھوڑی دیر ٹھہر گیا اور ایکدم کی بعد غائب ہو گیا
فقط وہ لوگ اس خوابکو سنکر ڈرے اوسوقت ابو سفیان نے کہا واللہ کہ یہ کام میرے مشورت سے نہین ہوا ہے اور مین
اسکام پر راضی نتھا اور وہ میری ہی طرف سے اسکام کو جانینگے تو اب مجھے مدینہ کو جانا ضرور پڑا اور آپ عہد محمد سے تازہ کیا
چاہئے اور مدت مصالحت کو زیادہ بڑہانا چاہئے اس سے پہلے کہ محمد اس حال سے آگاہ ہو جاوین وہ اپنے دلمین یہی جانتا
تھا کہ ابھی کوئی مکے سے مدینہ کو نہ گیا ہوگا سو وہ سفر کا سامان کرکے مکے سے مدینے کو چلا جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو اپنی
بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی گھر گیا اور چاہا کہ فرش پر حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بیٹھے حضرت ام المؤمنین
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اوس فرش کو لپیٹ لیا ابو سفیان نے پوچھا کہ اس بچھونیکو مجھسے دریغ رکھا تو نے یا مجھکو اس بچھونے
سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہہ بستر بہترین پاکونکا یعنی محمد مصطفےٰ سید الانس والجان کا ہے اور تو مشرک اور نجس ہے
مینے چاہا کہ تو اوسپر بیٹھے ابو سفیان نے کہا کہ اے بیٹی میرے پیچھے تجھکو کوئی شر پہنچا ہے کہ خو تیری اوس سے متغیر ہو گئی ہے حضرت ام حبیبہ
رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھکو ساتھہ اسلام کے ہدایت نصیب کی اور تو اے باپ سردار اپنی قوم کا بڑا ہے اور دعویٰ عقلمندی
اور دانائی کا کرتا ہے اور پھر اسلام مین نہین داخل ہوتا ہے تو اور ایک پتھر کو پوجتا ہے تو کہ نہ وہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے ابو سفیان
نے کہا کہ وا عجب کہ باوجود اس دختر مثنی کے یہہ امر بھی مجھسے چاہتی ہے کیا ترک کرون اور چھوڑ دون مین اوسکو کہ جسکو میرے
باپ دادے پوجتے تھے اور متابعت دین محمدی کی کرون یہہ کہکر اور غصہ ہوکر اپنی بیٹی کے پاس سے اوٹھا اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور ہر چند نیا عہد باندھنے مین گفتگو کی حضرت کیطرف سے کچہہ جواب نپایا پھر وہاں سے ناامید ہو کر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اونسے تجدید عہد کا التماس کیا اور کہا کہ اپنی جوار مین لو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسمین میرا اختیار نہین ہی اور میرا جوار خدا اور رسول کی جوار مین ہی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اونہون نے اوسکی حقمین سختی کی اور درشتی سے اوسکو جواب دیا اور کہا کہ مجھسے تو یہ توقع رکھتا ہی قسم اللہ کی اگر بر تقدیر سوا ایک چیونٹی کے مجھکو مدد نملی تو بھی مین اوس چیونٹی کے ساتھ ہوکر تمہارے ساتھ مجاہدہ کرونگا پھر وہان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دروازے پر گیا اور کہا کہ مین تمسے التماس کرتا ہون کہ ہمکو تم اپنی جوار مین لاؤ حضرت فاطمہ زہرا علیہا الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ مین ایک عورت ہون میری امان اتنا اعتبار نہین رکھتی ہی ابوسفیان نے کہا کہ تمہاری بہن زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی خاوند ابوالعاص کو امان دی تھی تمہارے باپ نے اونکی امان کو جائز رکھا اور معتبر کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس امر مین میرا کچھہ اختیار نہین ہی یہہ کام تعلق ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھتا ہی ابوسفیان نے کہا کہ اپنی دو بیٹی حسن و حسین مین سے ایک کو کہدو کہ وہ لوگونمین کہدیوے اور ہمکو امان دیوے اور اپنی جوار مین لیوے پھر جو وہ یہہ کام کرینگے تو قبائل قریش پر منت ظاہر ہوگی کہ ہمیشہ کو اونکی ثنا و صفت کیا کرین واضح ہو کہ قاعدہ عرب کا ایسا تھا کہ جو کوئی بزرگ یا بزرگ زادہ کسی قوم کا کسیکی حمایت کرتا اور اپنی امان مین لیتا تو پھر کوئی اوس قوم کا آدمی اوس سے تعرض نکرتا تھا گو کہ وہ دشمن کی زمین مین ہوا اور اسلام مین یہ قاعدہ موکد ہو گیا تھا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے المسلمون تتکافأ دماؤهم ویسعی بذمتهم ادناهم ویرد علیهم اقصاهم وهم ید علی من سواهم الا لا یقتل مسلم بکافر ولا ذو عهد فی عهده انتهی رواه ابوداؤد والنسائی ورواه ابن ماجة عن ابن عباس رضی الله عنه کذا فی المشکوٰۃ یعنی مسلمان آپسمین برابر ہین قصاص اپنی بیچ مین اور دیت اپنی مین اور سعی کرتا ہی ساتھہ ذمہ اور عہد اونکے ادنا اونکا اور رد کرتا ہی اونپر جو بہت دور ہوا اونسے اور مسلمان حکم ایک ہاتھہ کا رکھتے ہین یعنی مدد کرنے اور اتفاق رکھنے اور خلاف نکرنے مین اون لوگونپر کہ سوا انکے ہین یعنی کفار یعنی جیسے بیچ اعضا ایک ہاتھہ کے خلاف اور جدائی نہین ہی ہاتھہ مین اور پکڑنے مین ایسا ہی مسلمانونکو چاہئی کہ آپسمین ایک دوسیرکی مدد کرتا رہے وقت مقابلہ کے کفار سے خبردار ہو کہ نہ مارا جاوے مسلمان بدلے کافر کے اور نہ مارا جاوے عہد والا یعنی ذمی اپنی عہد مین انتہی نقل کی یہہ ابوداؤد اور نسائی نے اور نقل کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قولہ مسلمان برابر ہین الخ یعنی کچھہ فرق نہین درمیان اجلاف اور اشراف کی اور چھوٹی اور بڑی کی اور عالم اور جاہل کی اور مرد اور عورت کی اون مقدمات مین یعنی قصاص اور دیت کی لینے دینے مین سب برابر ہین جو دیت سید کے ہے وہی دیت جلاہی کی ہی اور اگر سید جلاہیکو مار ڈالی جلاہیکے بدلے سید کو مار ڈالے اسیطرح باقیونکو سمجھ لے بخلاف رسم جاہلیت کی کہ اوسوقت مین اگر شریف رذیل کو مار ڈالتا تو اوسکو قصاص مین نمارتے بلکہ اوسکے بدلے چند آدمی اوسکی قوم مین سے کہ کمتر ہوتے اونکو مار ڈالتے اور سعی کرتا الخ یعنی اگر ایک ادنی مسلمان نے مانند عورت یا غلام کے کسی کافر کو امن دی تو

تو چاہئے اوسکو سب مسلمان امن دیتے اور اوس عہد کو توڑین اور رد کرتا ہے الخ اس عبارت کی دو معنی ہین ایک یہہ کہ اگر کسی مسلمان
نے اگرچہ دور ہو کافرونکی ملک سے جسوقت کسی کافر کو امن دیا نہین پہونچتا کسی مسلمان کو کہ نزدیک ہو اوسے توڑنا اوسکا اور
دوسری معنی یہہ کہ جسوقت داخل ہو لشکر کفار کی ملک مین اور امام بھیجے ایک فوج اوس لشکر مین سے کسیطرف پھر لاوین
وہ غنیمت مار کر تو وہ فقط انہین کا حق نہین ہے بلکہ ساری لشکر کو بانٹین اور عہد والا ہے عہد اپنے کے یعنی جبتک کہ ذمی
ہے اور کوئی چیز منافی ذمی ہونیکی نہین کرتا اسکو نمارے پس معلوم ہوا کہ قتل کرنا ذمی کا جائز نہین ہے پس اگر اوسکو کوئی
مسلمان قتل کرے تو اوس مسلمان کو اوسکی قصاص مین مارنا چاہئے جیساکہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے پس یہہ جو
فرمایا کہ نہ مارا جاوے مسلمان بدلی کافر کے مراد کافر سے حربی ہے نہ ذمی حاصل یہہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی نزدیک حربی کے
بدلی مسلمان کو نہ مارے اور ذمی کے بدلے مارے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسلمان بدلے کسی کافر کے نمارا جاوے
نہ حربی بدلے نہ ذمی کے بدلے کذا فی مظاہر الحق وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال فی خطبۃ اوفوا بحلف الجاہلیۃ فانہ لا یزیدہ یعنی الاسلام الا شدۃ ولا تحدثوا حلفا فی الاسلام
رواہ الترمذی من طریق حسین بن ذکوان عن عمرو وقال حسن کذا فی المشکوۃ یعنے
اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے نقل کی اپنے باپ سے اور انہون نے اپنے دادا سے کہ بیشک حضرت نے فرمایا اپنے خطبہ مین کہ پورا کرو جاہلیت
کی عہد کو پس وہ نہین زیادہ کرتا اوسکو یعنی اسلام زیادہ نہین کرتا اوس عہد مین مگر قوت یعنی اسلام مین وفائی عہد سے
زیادہ تر ہے منافات ساتھ اوسکے نہین رکھتا اور نہ پیدا کرو عہد کو اسلام مین نقل کیے یہہ ترمذی نے طریق حسین بن ذکوان
کسی سے عمرو سے اور کہا یہہ حسن ہے ف پورا کرو جاہلیت کی عہد کہ زمانہ جاہلیت مین اوپر مدد کرنے آپکی کیے ہون پورا کرو جیسا
فرمایا ہے اللہ تعالی نے اوفوا بالعقود اور مراد وہی عہد ہین کہ زیان نرکھین دین مین جیسیکہ اللہ تعالی نے فرمایا وتعاونوا
علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی مدد کرو اوپر نیکی اور تقوی کے اور نہ مدد کرو اوپر گناہ اور
سرکشیکی حاصل یہہ کہ جو عہد ایام جاہلیت مین فتنون اور قتال پر واقع ہوئی ہین منع کیا گیا ہے پورا کرنا اونکا اسلام مین بموجب
قول آنحضرت صلعم کے لا حلف فی الاسلام اور جو کہ ہون جاہلیت مین اوپر نصرت مظلوم اور صلہ ارحام کی اور مانند انکے سے
اسلام مقوی اور موید اونکا ہے بموجب اس حدیث نبوی کے ایما حلف کان فی الجاہلیۃ لم یزدہ الاسلام الا شدۃ
یعنی کوئی سا عہد کہ تھا جاہلیت مین نہین زیادہ کیا اسلام نے مگر سختی کو اور نہ پیدا کرو اسلئے کہ اسلام کافی ہے بیچ واجب
ہونے مدد کرنے ایک دوسرے کے اور کہا طیبی نے تنکیر لفظ حلفا مین محتمل دو وجہونکی ہے ایک تو یہہ کہ جنس کیلئے ہو یعنی
کوئی عہد نہ پیدا کرو اور دوسری یہہ کہ نوع کے لئے ہو کہتے ہین ملا علی قاری رحمہ اللہ کہ کہتا ہون مین کہ ظاہر وجہ دوسری
یہی ہے اور موید ہے اسکو قول منظر کا یعنی اگر عہد کیا ہو تمنے جاہلیت مین یہہ کہ مدد کرے بعض تمہارا بعض کی پس جب
مسلمان ہو جاو تو اوسے پورا کرو بشرطیکہ مدد حق پر ہو ولیکن نہ پیدا کرو عہد اسلام مین یہہ کہ وارث ہو بعض تمہارا بعض کا

کذا فی مظاہر الحق نقلاً عن اشعۃ اللمعات والمرقات اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ القصہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نی جواب مین
ابوسفیان کی کہا کہ فرزند میری چہوٹی ہین اور بی اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہہ کام نہین کر سکتی ہین سو ابوسفیان
اون سی نا امید ہو کر حضرت علی رضہ کے پاس گیا اور کہا ای ابوالحسن ہمکو تو اپنی جوار مین لا اور ہماری سفارش کر محمد صلعم سی کہ
مدت صلح مین اور میعاد بڑہا دیوین حضرت علی رضہ نی کہا کہ ای مسکین ابوسفیان اب کام ہاتہہ سی نکل گیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد اپنا مصمم کر لیا ہی اب کسیکی طاقت نہین کہ حضرت سی گفتگو کرے ایسی مقدمہ مین جو آپکو مکروہ
ہوا ابوسفیان نی کہا ای علی میرا کام تنگ ہوا اور کچہہ چارہ اپنی کام کا نہین جانتا ہون کوئی راہ صواب کی مجہکو بتا حضرت
علی رضہ نی فرمایا کہ تو اپنی قوم کا سردار ہی اس کی سوی اور کام بہتر نہین ہی کہ تو کھڑا ہو جا اور کہدی پکار کر کہ مینی دونو طرف کے
آدمیونکو اپنی امان مین لیلیا اوسنی کہا اگر مین ایسا کرون تو میری کام کی درستی ہو جاویگی آپنی کہا کہ مین گمان نہین کرتا
ہون کہ کفایت کرے لیکن اور چارہ مین اسکی سوا نہین جانتا ہون سو ابوسفیان نی لوگون مین کھڑی ہو کر پکار کر کہدیا
کہ آگاہ ہو کہ مینی دونو طرف کے آدمیونکو اپنی امان مین لیا اور گمان نہین کرتا ہون کہ محمد میری جوار و امان کو رد کرین
یہ کہکر حضرت کی مسجد مین گیا اور کہا ای محمد مین گمان نہین کرتا ہون کہ تم میری امان کو رد کرو حضرت صلعم نی تعجب کی
راہ سی فرمایا کہ ای ابوسفیان تو یہ بات کہتا ہی پہر ابوسفیان مکہ کو لوٹ گیا اور جو مدت غیبت کی اسکی مدینہ مین زیادہ
ہو گئے تھے تو قریش کہتے تھے کہ گمان ہمارا یہہ ہے کہ ابوسفیان اپنے دین سے پہر گیا اور خفیہ محمد صلعم
کی متابعت کر لی ہی سو کہتے ہین کہ ابوسفیان رات کی وقت اپنی گہر مین پہونچا اوسکی بی بی ہندنے
کہا کہ بہت دیر تو وہان رہا تیری قوم نے تجہکو متہم کیا خیر اگر کچہہ اس مدت کی دراز تیری وہانکی رہنی اور دیر کرنی مین درستی ہو گئی ہو
تو اچہا ہی پہر ابوسفیان نی سب حکایت وہانکی نقل کی ہندنے کہا کہ مرا بہیجا ہوا ہی تو سوا اسکی اور بہی قولاً و فعلاً ابوسفیان کو
سخت و سست کہا صبحکو ابوسفیان قریش سی ملا اونہون نی پوچہا کہ کیا کام تم بنالائی ہو اوسنی تمام ماجرا بیان کیا وہ کہنی لگی کہ کچہہ
کام تو نہین بنالایا اور نہ تو اونکی خبر لایا ہی کہ تیار ہو رہین اور ہوشیار رہین اور نہ خبر صلح کی لایا ہی کہ بیخوف ہو کر بیٹہین اور کہا اونہون
نی کہ علی بن ابیطالب نی تیری ساتہہ ہنسی کی کہ تجہسی کہا کہ تو لوگون کو امان دی اور حالانکہ نقض عہد اور امان تیری اونپر آسان ہے
پہر جب ابوسفیان مکی کو چلا گیا تو حضرت سفر کی تیاری مین مشغول ہوئی **منقول ہی** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی کہ فرمایا
حضرت نی اونکو کہ تم میری سفر کی تیاری کرو خفیہ حضرت عائشہ رضہ نی پوشیدہ تیاری سفر کی کرنی شروع کی حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ آئی اور دیکہکر پوچہا کہ کیا حضرت نی قصد غزا کا کیا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نی کہا کہ مین نہین جانتی ہون پہر دوبارہ اونہون
نی پوچہا کہ حضرت صلعم نی کچہہ ارادہ کیا ہی تو کہدو کہ ہم بہی تیاری کر لین پہر اونہون نی یہی کہا کہ مین نہین جانتی ہون حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ اسمین مبالغہ کر رہی تہے کہ حضرت صلعم تشریف لائی حضرت صدیق نی عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا ارادہ سفر کا ہی آپنی
ارشاد کیا کہ ہان حضرت صدیق رضہ نی عرض کی کہ مین بہی تیاری کرون آپنی فرمایا کہ اچہا پہر اونہون نی پوچہا کہ قصد آپکا کدہر کا ہی

آپنے کہا ہان مگر اسباب کو پوشیدہ رکھنا اور آپنے دعا کی کہ اللہم خذ علی ابصارھم فلا یرونی الا بغتۃ اور سب صحابہ کو کہدیا
کہ سفر کی تیاری کرلین اور اپنے اپنے ہتھیار اپنے ساتھ رکھین پھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی تیاری کرنے لگے مگر حضرت
کا قصد بر سبیل عزم اور یقین کے کسیکو معلوم نتھا اور حضرت نے حکم کر دیا کہ رستونکو بند کر دو اور روک دو کہ کوئی خبر نہ پہونچاوے مکے
کو اور قبائل قرب وجوار مدینہ طیبہ کو آپنے لکھ بھیجا کہ جو کوئی ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالی اور روز آخرت کے تو اوسکو چاہیئے کہ اول
رمضان کے مہینے مین مکمل اور مسلح ہو کر مدینے مین آجاوے سو سب قبائل مثل اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ اور اشجع کے وعدے
پر مدینہ منورہ مین آکر داخل ہوئے مگر ایک قبیلہ بنی سلیم کا کہ منزل قدید مین آکر درمیان راہ کے حاضر ہوئے اور صحبت کو پہونچا
کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد مکے کا مصمم کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط قریش کو
لکھا اس مضمون کا یا معشر قریش ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل اور قسم ہے
اللہ کی اگر وہ اکیلا تمپر آوے تو اللہ تعالی اوسکی نصرت کریگا اور اپنا وعدہ پورا کریگا پھر تم اپنے کام مین فکر کرو والسلام اور ایک روایت
مین ہے کہ لکھا اونہوں نے کہ حاطب بن ابی بلتعہ کیطرف سے سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل کو لکھا جاتا ہے کہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تیاری ایک لشکر کی کر رہے ہین اور اطراف وجوانب کی قبائل کو بلایا ہے کہ غزا کو ہم جانتے ہین تو مین گمان نہین
کرتا ہون کہ سوا تمہارے کہین اور جاوین اسلئے چاہا مینے کہ میرا حق تمپر ثابت ہو اس سبب سے خبردار کر دیا مینے تمکو والسلام اور اوس خط کو
ایک عورت مزنیہ کو کہ نام اوسکا سارہ مولاۃ عمرو اور بروایتے ام سارہ اور بروایتے کنود تھا دیا کہ قریش کو پہونچا دے اور دس دینار سونے کے اوسکو
پہونچانیکی مزدوری مقرر کی اوس عورت نے اوس خط کو اپنے سر کے بالونمین چھپا لیا اور بالونکو اوسپر گوندہ لیا اور مکے کو چلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
وحی سے اللہ تعالی نے آگاہ کر دیا سو آپنے حضرت علی مرتضی اور زبیر بن العوام اور ابو مرثد غنوی کو اور ایک روایت سے ابو مرثد مقداد بن اسود کندی کو اور ایک روایت
سے عمار بن یاسر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جاؤ موضع خاخ تک وہان تمکو ایک عورت ملیگی کہ اوسکے پاس ایک خط ہے اوس خط کو اوس سے لیلو
اور اوسکو یہان لے آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے یارون کے ساتھ بموجب ارشاد ہدایت بنیاد آپکی روانہ ہوئے اور موضع خاخ مین پہونچکر
اوس عورت کو پایا اور اوس خط کو اوس سے تلاش کیا اوسنے انکار کیا اونہون نے اوسکے سب اسباب کو خوب سا ڈھونڈا کچھہ پتا خط کا نملا
ارادہ لوٹنے کا کیا حضرت علی رض نے فرمایا کہ قسم خدا کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے خلاف نہین کہا ہے اور وحی اللہ تعالی شانہ کی جھوٹ
نہین تلوار نکالکر اوس عورت کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ وہ خط مجھکو دے نہین تو اپنا سر زمین پر پڑا ہوا جان جب اوس عورت نے دیکھا
کہ یہہ مجھکو بغیر لئے خط کے زندہ نچھوڑینگے تب اوسنے اپنے بالونسے نکالکر وہ خط حوالے کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپنے حاطب رض کو بلایا اور فرمایا کہ کس چیز نے تجھکو اسپر مستعد کیا اونہون نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ جلدی نکرو مجھپر قسم اللہ کی کہ مین خدا اور اوسکے رسول پر ایمان رکھتا ہون اور اپنے دین کی تغییر اور تبدیل
نہین کی ہے اور نفاق اور ارتداد نہین کیا مینے لیکن ایک آدمی ہون حلیف قریش کا اور اونمین سے نہین ہون اور
اپنا کوئی آدمی مکے مین رکھتا ہون کہ میری اہل وعیال کی حمایت کرے بخلاف مہاجرین صحابہ کے کہ ہر ایک کی اونمین سے

یان اقربا ہین اور اونکی مال اور اہل کی حمایت کرنے مین اسلئی مین نے چاہا کہ قریش پر میرا کوئی حق ثابت ہو کہ اوسکی لحاظ سی
میری اہل و عیال کی جو وہان ہین محافظت کرین سوا اس سبب کی اور کوئی چیز مجھکو اس فعل پر باعث نہین ہوئی
حضرت نی فرمایا کہ جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ حاطب نی تم سی سچ کہدیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی حاطب سی مخاطب ہو کر کہا قاتلک
اللہ تو جانتا ہی کہ حضرت نی سب راہین نگہبانونکو سپرد کردی ہین کہ خبر آپکی توجہ کی مکہ کو فاش نہو اور تو خط قریش کو لکھتا ہے
در خبردار کرتا ہی اونکو اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو چھوڑ دو کہ مین اس منافق کی گردن مارون آپنی فرمایا کہ خبر دار ای عمر او
بلا ہی نکر بیشک وہ ایک آدمی ہی جو غزوۂ بدر مین حاضر ہوا تھا اور فرمایا فان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
قد غفرت لکم یعنی اور تحقیق اللہ تعالی مطلع ہوا اوپر اہل بدر کی پھر فرمایا عمل کرو جو چاہو لیس تحقیق
مغفرت کی مینی واسطے تمہاری اور ایک روایت مین ہی فقد وجبت لکم الجنۃ اور ایک روایت مین ہی فسا غفر لکم کہتی ہین کہ جب حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فرمایا تب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سی آنسو ٹپکنے لگے اور کہا خدا اور رسول
دانا تر ہی اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ فتح الباری مین ہی کہ کہنا حضرت عمر رضہ کا کہ چھوڑ دو مجھکو یا رسول اللہ کہ مین مارون گردن
اس منافق کی باوجودیکہ حضرت نی تصدیق کی حاطب کی اونکی عذر مین اسلئی تھا کہ تھے حضرت فاروق رضہ کو ایک نوع کی
قوۃ دین مین اور بغض و عداوت منافقین سی سو گمان کیا اونہون نی کہ جو شخص خلاف کری امر مین رسول اللہ صلعم
کی تو وہ مستحق قتل کا ہوتا ہی مگر جزم نکیا اونہون نی ساتھ اسکی سوا اسی لئی اذن طلب کیا اونہون نی اونکو قتل مین اور اطلاق
کیا اوپر اونکی اسم منافق کا اور عذر کرنا حاطب کا ازروی تاویل کے تھا اس خیال سی کہ اسمین کچھہ ضرر نہین ہی ضرورت کی لئے
اور مراد ساتھہ قول حضرت کی کہ فقد غفرت لکم اغفر لکم ہی اور تعبیر کیا مستقبل کو ساتھہ صیغہ ماضی کے بواسطے مبالغہ او
تحقیق اوسکی لئی اور کہا طبری نے کہ یہہ خطاب خطاب اکرام اور شرافت کا ہی متضمن ہی اسکو کہ تحقیق یہ لوگ یعنی حاضرین
معرکہ بدر کو ایک خصوصیت ایسی حاصل ہوئی کہ بخشی گئی بسبب اوسکی گناہ پچھلے اونکی اور تھی لائق ہو گئی وہ اسکی کہ بخشے
جاوین گناہ آیندہ اون کی سو ظاہر کیا اللہ تعالی نی صدق رسول اپنی کا اوس چیز مین کہ خبر دی اوسکی مخبر صادق نی ساتھہ
اوسکی سو بیشک کہ ہمیشہ رہی یہ لوگ کہ کرتی تھی اعمال اہل جنت کی یہان تک کہ اونہون نی مفارقت کی دنیا سی اونہین علی خیر
اور اگر بتقدیر اگر کوئی کام اونمین کسی سی صادر ہو گیا ایسا تو اقدام کیا اوسنی اور مبادرت کی اوس سی طرف توبہ کی اور لازم پکڑا
اونہون نی طریقہ استقامت کا اور واقف ہی اوس سی ہر وہ شخص کہ ماہر ہی اونکی حالات سی کذا فی المواہب اللدنیہ اور ایکروایت مین
ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ حاطب کو مسجد سی باہر نکالدو سو لوگ اونکو ہاتون ہاتھہ مسجد سے
باہر نکالنی لگی اور وہ اس امید پر کہ حضرت کچھہ اونکی حق مین رحم فرماوین لوٹ لوٹ کر دیکھتے تھے حضرت کی روی انور کیطرف
سو آپنی فرمایا کہ اسکو پھیر لاؤ اور فرمایا کہ مین تیری جرم سی درگذرا اور تو خدای عزوجل سی مغفرت چاہ اور پھر کبھی بار دیگر
ایسی کام کی گرد نہ پھرنا واضح ہو کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ مہاجرین کبار سی تھے اور صاحب دانش و بینش

یہ لغزش اونسے غفلت سے ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو نزدیک مقوقس کے بطریق رسالت کے بھیجا تھا جیسکہ
اوپر گذر چکا ہے انتہی کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء آخر تک اسی قصہ مین نازل ہوئی ہے کہتے ہین کہ ایک کسی خلیفہ نے اپنی وزارت ایک یہودی کو دی تھی دوسرے دن امام نے
اوسکی نماز مین یہہ آیہ مذکورہ پڑہی اور چپ ہو رہا خلیفہ فی الحال متنبہ ہوا اور اپنے دل مین کہا مینے اسے معزول کیا پھر امام نے آگے
کو قرات شروع کی اور نماز کو تمام کیا انتہی اور پوری آیت یہہ ہے یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء
یعنی اے مومنو نہ پکڑو تم میرے دشمنونکو اور اپنے دشمنونکو دوست اور کارساز یعنی کافرونکو دوست نہ پکڑو اسلئے کہ کافر میرے دشمن
ہین اور تمہارے بھی دشمن ہین عداوت مین ہین اور دغا مین سو اونکو دوست نہ پکڑو اور محبت اونسے تم کرو تلقون الیہم بالمودۃ
دوستی سے اونکیطرف پیام بھیجتے ہو یا بسبب اونکی دوستی کے مسلمانونکے بھید اونکا کہتے ہو وقد کفروا بما جاءکم من الحق
اور تحقیق منکر ہین وہ اوس سے جو تمکو آیا ہے سچا دین یخرجون الرسول وایاکم نکالتے ہین رسول کو اور تمکو ان تؤمنوا باللہ ربکم اسیلئے کہ تم
مانتے ہو اللہ اپنے رب کو تو تم اونکو دوست اپنا مت پکڑو اور انسے دوستی مت کرو ان کنتم خرجتم جہادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی اگر تم اس صفت
پر ہو کہ نکلے ہو لڑنے کو میری راہ مین اور بلند کرنے کلمہ علیا اور طلب کرنے خوشنودی میری کی تسرون الیہم بالمودۃ چھپے پیغام بھیجتے ہو
اونکو اور اسرار مسلمانون کی بسبب دوستی اونکیکے اونکو پہونچاتے ہو وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم اور مجھکو خوب معلوم ہے جو چھپایا تمنے
اور ظاہر کیا تمنے یعنی چھپا اور کھلا تمہارا میرے آگے سب یکسان ہے علم میرا محیط ہے اوسکو اور کچھ تمہارا راز رکھنا اور چھپانا نفع نہین کرتا ہے
اور کچھ فائدہ نہین دیتا ہے اسلئے کہ مین پوشیدہ اور آشکارا سب جانتا ہون اپنے رسول کو تمہارے اسرار سے خبردار کرتا ہون
ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل اور جو کوئی تم مین سے یہہ کام کرے یعنی کافرونسے دوستی رکھے اور اونکو بھید مسلمانون کے پہونچاوے اور اونکو
امور خفیہ پر مسلمانونکے مطلع کرے سو اوسنے بیشک راہ حق کو بھلا دیا اور سیدہے رستے سے بھولا کذا فی بحر المواج اور اوسمین ہے کہ
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء نہین ہے دوستی پکڑنے کافرونسے اور یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ نہی سے پہلے مذکور ہے بواسطہ تنبیہ
اور ایقاظ مخاطبونکی انتہی پس چاہیے بادشاہ مسلمانکو کہ کسی ذمی کو اپنی رعیت مین سے امیر اور افسر حاکم مسلمانونپر نہ مقرر کرے تفسیر
احمدی مین اس مسئلہ کو ذیل مین آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا کے لکہا ہے اللہم اعصمنا من الحیرۃ واجعلنی شاکرا
اور عالمگیری کے باب التحکیم مین ہے ولا یجوز تحکیم الکافر والعبد والذمی یعنی نہین جائز ہے فیصل حکم مین ثالث مقرر کرنا کافر کا اور
غلام اور ذمی کا اور سراجیہ مین ہے خوارج غلبوا علی بلدۃ وقلدوا قاضیا من الخوارج لم یجز وان قلدوا من اہل العدل جاز
یعنی جو غالب ہو جاوین کسی شہر پر خوارج اور قاضی کیا اونہون نے کسیکو خوارج مین سے تو نہین جائز ہے اور جو قاضی کیا اونہون نے
اہل عدل سے یعنی اہل سنت سے تو جائز ہے انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے
کہ مکے کو تشریف لیجاوین اول رمضان مین آٹھوین سال کے ابو قتادہ انصاری رض کو آٹھ سو آدمی دیکر قبیلہ اضم پر بھیجا کہ لوگونکو
گمان ہو کہ حضرت کا ارادہ اوس جماعت پر جانیکا ہے اور محلم بن جثامہ لیثی اس سریہ کے لوگونمین تھے راہ مین اس لشکر کو عامر بن

اضبط اشجعی ملا اور سلام مسلمانونکا سا انپر کیا سبنی اونکو مسلمان جانکر کچھہ اونسی تعرض نکیا مگر محلم بن جثامہ کو جو اونسی عداوت جاہلیت کے زمانہ سی تھے تو اونہون نے اس سلام کو اونکا حیلہ سمجھا اور اونکو مار ڈالا اور سب مال و متاع اونکا لیلیا یہہ لشکر اپنی موعدگاہ سی اولٹا لوٹ آیا اور کسی دشمن سی ملاقات اس سفر مین نہوئی جب ذی خشب کی منزل مین پہونچے تو اونہون نے سنا کہ حضرت مدینے سی مکہ کیطرف کوچ کرگئے یہہ سنکر حضرت کی پیچھے سے جاکر منزل سقیا مین شامل ہوئی اور یہہ آیت محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا یعنی ای ایمان والو جب سفر کرو تم اللہ کی راہ مین تو تحقیق کرو اور مت کہو جو شخص کہ تمہاری طرف سلام علیک کہے کہ تو مسلمان نہین ہی دوست رکہتی ہو مال دنیا کی زندگانی کا مراد یہان مال و اسباب عامر بن اضبط کا ہی سو اللہ تعالیٰ کی یہان بہت غنیمتین ہین کہ تمکو ملینگی کہ تم اس سی بے پرواہ ہو جاؤ مسلمانونکی مارنے سے اس مال کیلئے اور اگر بالفرض اونسی خوف ہی سی سلام کیا تم بھی تو ایسی ہی تھے پہلے سی یعنی پہلے جو تم اسلام مین آئی تو اپنی جان و مال کے بچانیکو آئی یا یہہ کہ تم پہلے اسلام سی ایسی ہی مال دنیا پر خون ناحق کرنیوالے تھے لیکن مسلمان ہوکر یہہ کام تمکو نچاہئی یا ایسی ہی تھے کہ پہلے کافرونکی شہر مین رہتی تھے خود مستقل حکومت نہین رکھتی تھے سو احسان رکھا اللہ تعالیٰ نے تمپر سو تحقیق کرو بیشک اللہ تمہارے کام سی واقف ہی اسلئے کہ وبال زندہ چھوڑنے ہزار کافرونکا خدا تعالیٰ کے نزدیک کم ہی ایک مسلمان کی قتل کرنے سی ہذا ما فی الحسینی و موضح القران اور ایکروایت مین ہی کہ محلم آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روبرو بیٹھہ گیا دو زانو اور واسطے طلب آمرزش کے حضرت سی عرض کی آپنے بسبب اوس حرکت کے کہ اونہون نے عامر سی کی تھی آزردہ خاطر تھے فرمایا لا غفر اللہ لک محلم رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضرت کی مجلس شریف سی اٹھے اور اپنے آنسو اپنی چادر سی پونچھتے تھے اور افسوس کرتے تھے کہتی ہین محلم نے بعد سات روز کے اس سی انتقال کیا جب اونکو دفن کیا تو اونکو زمین نے قبر سے باہر ڈالدیا یہہ خبر حضرت کو پہونچی کہ زمین نے محلم کو قبول نہین کیا آپنے فرمایا کہ زمین نے تو اس سی بدتر ونکو قبول کرلیا ہی مگر اللہ تعالیٰ شانہ چاہتا ہی کہ تمکو نصیحت کری اور بندہ مومن کی حرمت پر تمکو آگاہ کرے اور ایکروایت مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ چاہتا ہی اللہ تعالیٰ کہ بتا دیوی تمکو ایک نشان اور بتا بندۂ مومن کی قتل کرنے مین اور اسیلئے حدیث مین آیا ہی لزوال الدنیا اھون علی اللہ من سفک دم امرء مسلم بغیر حق یعنی البتہ زائل ہو جانا دنیا کا آسان تر ہی اللہ تعالیٰ پر ناحق مسلمانکی خون بہنے سی القصہ محلم کو پھر ایک پہاڑ مین لیجا کر ڈالدیا اور پتھر اوسپر چن دئی کہتا ہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ اور اسی بیان پر مجھکو ایک حکایت یاد آئی کہ ایک شخص معتبر کہتے تھے کہ میری ماموں شیخ حسن علی کہتے تھے کہ لکھنؤ سی پندرہ کوس جانب شمال جو ایک قصبہ فتحپور ہی وہان ہم متعین تھے غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کیطرف سی وہان ایک مسلمان سود خوار تھا قضائے الٰہی سی وہ مرگیا لوگ اوسکو دفن کر نیگئے جب دفن کرکے سب وہان سی پھری چند قدم گئے ہونگے کہ دفعتاً ایک آواز ہوئی جیسے کہ کوئی اوپر تا ہی سبنے پیچھے پھر کر دیکھا تو لاش اوس سود خوار کی قبر سے باہر پڑی تھی اوسکو دیکھکر سب لوگ خوف الٰہی سی ڈر گئے اوسکے

مارتون نے پھر اوسکو قبر مین ڈالکر کوپ دیا اور وہ بانسی اپنی گھر کو چلے پھر اوسی طور آواز ہوئی اور زمین نے اوسکو پھینکدیا پھر کسی نے اوسکو دفن نکیا اور سب اپنے اپنے گھر چلے آئے انتہی فاعتبروا یا اولی الابصار اور بعضی مفسرین نے اس آیت کی شان نزول مین اور قصہ بیان کیا ہے کذا فی روضۃ الاحباب **مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ** کہتا ہے کہ وہ قصہ جو بعض مفسرین نے اس آیت کی شان نزول مین بیان کیا ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر بھیجا کہ اوس قوم مین ایک مرد اس فدک کی نام مسلمان تھا اوسکی قوم لشکر کی خبر سنکر بھاگ گئے اور وہ اپنا مال واسباب اور اپنی بکریونکو لیکر ایک پہاڑ مین گھس گیا جب لشکر کے لوگ تکبیر کہتے ہوئے قریب پہونچے تو مرداس نے اونکی تکبیر کی آواز سنکر خود بھی تکبیر کہی اور مسلمانونکو سلام کیا اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان پر جاری کیا اور پہاڑ سے اوترا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فی الحال لبیک کہہ اوسکو ایک تلوار ماری کہ سر اوسکا جدا ہو گیا اور سب مال واسباب اوسکا لوٹ لیا اور بکریون کو ہانک لیا جب یہہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب آپ نہایت غمگین اور متاسف ہوئے اور فرمایا کہ اے اسامہ تو نے اوسکو مارا کہ اوسنے بیگانگی شرک کی سے بیزار ہو کر یگانگی توحید پر اعتراف کیا تھا اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس حرکت بیجا پر نادم ہو کر کہا یا رسول اللہ مرداس کا کلمہ کہنا ہماری تلوار کے ڈر سے تھا آپنے فرمایا ہلا شققت قلبہ یعنی کیون نہیں اوسکا دل پھاڑ کر دیکھا تو نے کہ معلوم کرتا کہ اوسنے سچ کہا تھا یا جھوٹ تب یہہ آیت نازل ہوئی کذا فی الحسینی **مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ** کہتا ہے کہ ایمان نام ہے صرف تصدیق قلبی کا ساتھ اوس چیز کی کہ لائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پاس سے اور اقرار لسان شرط ہے واسطے جاری کرنے احکام اسلام کے دنیا مین اسلئے کہ تصدیق قلبی ایک امر پوشیدہ ہے کہ ضرور ہے اوسکی واسطے نشانی سو جسنے تصدیق کے ساتھہ دل کی اور نہ اقرار کیا زبان سے سو وہ مومن ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے گو کہ مومن نہو احکام دنیا مین اور جسنے اقرار کیا زبان سے اور تصدیق نکی دل سے جیسے منافق سو وہ کافر ہے نزدیک اللہ کے گو کہ مومن ہے احکام دنیا مین یہی مختار ہے شیخ ابی منصور رحمہ اللہ کا اور تمام اہل تحقیق کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان یعنی یہہ لوگ ہین کہ لکھا اونکی دلونمین ایمان اور فرمایا وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی اور دل اوسکا قرار پکڑنیوالا ہے ساتھ ایمان کے اور فرمایا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی اور ابھی نہین داخل ہوا ہے ایمان دلون تمہارے مین اور فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہم ثبت قلبی علی دینک یعنی اے بار خدا ثابت رکھہ دل میرے کو اپنے دین پر یہہ آیات وحدیث موید ہین سب بخلاف فرقہ کرامیہ کی کہ وہ صرف تلفظ شہادتین ہے کو ایمان کہتے ہین انتہی کذا فی الشرح العقائد پھر جب قصد سفر مصمم ہو چکا تب دسوین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر تشریف شریف لیگئے نماز عصر کے بعد اور وہ روز چہار شنبے کا تھا اور آٹھوان سال ہجری تقدس کا کذا قال الواقدی اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے ساتھہ سند صحیح کی روایت کیا ہے کہ کہا اونہون نے کہ باہر آئے ہم مدینہ طیبہ سے عام الفتح کو دوسری تاریخ ماہ رمضان کو سو وہ قدیکا قول ضعیف ہو سکتا ہے اور قول بھی باسکی تعیین مین اس تاریخ کی آئے ہین مثل بارہوین اور سولہوین اور سترہوین اور اٹھارہوین

اور اونیسوین ۱۹ کی مگر پہلے دونون قول اقرب بصحت ہین اور دوسرا صحیح تر اید ہی کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ
اس سفر با ظفر مین حضرت کی ہمراہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا تہین اور حکم دیا آپنی کہ چاہ ابو عبیدہ پر لشکر جمع ہووے اور
وہان لشکر کی حاضری لی تو سات سو۷۰۰ آدمی تو مہاجرین مین سے تھے اور تین سو۳۰۰ گھوڑے بھی تھے اور انصار نصرت شعار سے چار
ہزار آدمی تھے اور پانسو گھوڑے اور مزینہ کی قبیلہ سے ایک ہزار آدمی آئی تھے اونمین سو۱۰۰ زرہ پوش تھے اور سو گھوڑے
اور قبیلہ اسلم سے چار سو۴۰۰ آدمی تھے اور اونمین تیس۳۰ گھوڑے اور بنی عمرو بن کعب سے پانسو۵۰۰ آدمی تھے اور اسیطور ہر قبیلہ
سے ایک ایک جماعت لوگ تھی کہ گنتی اونکی سبکی کسی کتاب مین نظر سے نہین گذری غرض کہ جب منزل صلصال مین پہونچے تب
زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دو سو آدمی دیکر برسم طلیعہ کی آگے سے روانہ کیا اور مدینہ منورہ مین ایکروایت سے ابورہم غفاری
رضی اللہ عنہ کو اور ایکروایت مین ہی کہ ابوذر غفاری رضکو اور ایکروایت مین ہی کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضکو خلیفہ کیا تھا
اور کدید مین کہ اوپر وزن شدید کی ہی پہونچکر کہ وہ ایک چشمہ کا نام ہی درمیان قدید بضم قاف اور عسفان کی نشان درست
کئی اور مہاجرین اور انصار کو اور سب قبائل کو وہ نشان تقسیم کئی اور اسی منزل مین بنو سلیم حضرت کی ملازمت مین آن کر
حاضر ہوئی اور وہ دو ہزار آدمی تھے اب یہہ سب ملکر بارہ ہزار آدمیونکا لشکر ہوا اور مروی ہی کہ اندنونمین بعضی اہل
مکہ بقصد ہجرت مدینی کو آتی تھے راہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اونمین سے ایک حضرت عباس بن عبدالمطلب
چچا حضرت کی تھے اپنی اہل و عیال سمیت منزل سقیا مین حضرت علیہ السلام سے ملاقی ہوئی اور ایکروایت سے منزل جحفہ اور
ایک قول سے ذوالحلیفہ مین آملی آپ اونکی آنی سے خوش ہوئی اور اونسے فرمایا کہ تم اپنا اسباب مدینی کو بہیجدو اور تم ہمارے ساتھ
چلو اور فرمایا کہ تمہاری ہجرت آخرین ہجرت ہی جیسے کہ میری نبوۃ آخرین نبوۃ ہی اور یہہ حضرت نے اسلیے فرمایا کہ پہلے
فتح مکہ سے فرض عین تھی ہجرت کرنے مکہ سے طرف مدینہ طیبہ کی بلکہ ہر دار الکفر سے اوسپر کہ مسلمان ہوتا اسلیے کہ اہل دین مدینہ
منورہ مین کم اور ضعیف تھے سو فرض کیگئے تھے ہجرت تاکہ مدد کرین مسلمانونکی اور زائل ہو زور کفار کا اور جب مکہ
فتح ہوا تو زائل ہوئی وہ حالت اور فرضیت ہجرت کی وہان سے موقوف ہوئی مگر باقی ہی استحباب ہجرت کا کسی نیک کام کیلیے
یا بھاگنی کے فتنہ سے یا ایسی زمین سے کہ چھوڑا جاوی اوسمین معروف اور مروج ہونیکر بھاگنی کی دار الکفر سے جس صورتمین
کہ مانع شعائر اسلام سے ہون والا فرض ہی اور یہی مراد ہی اوس حدیث مین کہ وارد ہی لا تنقطع الہجرۃ حتی تنقطع التوبۃ یعنی نہ منقطع
ہوگی ہجرۃ یہانتک کہ منقطع ہو توبہ یعنی جب تک کہ دروازہ توبہ کا کھلا رہیگا تب تک ہجرت بھی جاری رہیگی انتہی یہہ
خلاصہ مظاہر حق اور نہایہ سے ہی اور ابو سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب کہ حضرت کی چچا کی بیٹے تھے اور عبداللہ بن
امیہ بن المغیرہ مخزومی کہ حضرت کی پہوپہی عاتکہ بنت عبدالمطلب کی بیٹے تھے اور حضرت کی ایذا اور اہانت مین نہایت مبالغہ
کرتے تھے وے بھی آکر مسلمان ہوئی حضرت نے اونسے اعراض کیا اور التفات نفرمایا آخر الامر بسابقہ التماس حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اونسے آپنے عفو فرمایا اور ایکروایت مین ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اونسے کہا کہ تم حضرت کی روبرو

ہوا اور کہو جیسکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں نے حضرت یوسف علیہما السلام سے کہا تھا کہ تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخَاطِئِیْنَ سو ویسی ہی اونہوں نے کہا پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور کہتے ہین کہ ابو سفیان بن الحارث نے بعد اسکے ہرگز ہی سر کو حضرت کی روبرو نہ اوٹھایا بسبب حیا کے اور وہ حضرت کی رضاعی بھائی تھے اور اونکو اور حضرت کو حلیمہ نے بسبب اپنی دودہ پلایا تھا اور کہا ایک قوم نے کہ نام اوسکا مغیرہ ہے اور دوسروں نے کہا کہ نام اونکا اونکی کنیت ہے اور مغیرہ اونکا بھائی ہے اور کہتے یہ شعرائے مطبوعین سے اور پہلی اونہوں نے حضرت کی ہجو کی تھی اور اوسکا جواب حسان بن ثابت نے دیا تھا پھر جب وے اسلام لائے تو اچھا ہوا اسلام اونکا اور سبب اونکی موت کا یہہ ہوا تھا کہ حج مین اونہوں نے سر منڈوایا سو اونکی سر مین ایک ثولول یعنی مسہ تھا وہ کٹ گیا سو اوسکی سبب سے وے ہمیشہ بیمار رہتے تھے یہانتک کہ مرے وے اوس سے بعد چند مدت کی حج سے مدینہ مین سن بیس مین اور دفن کئے گئے دار عقیل بن ابیطالب مین اور نماز پڑہی اوپر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے تو فرمایا کہ لوگون مین پکار دو کہ جو چاہی روزہ رکھے اور جو چاہی نہ رکھے اور ایک روایت مین ہے کہ اوائل سفر مین روزہ رکھتے تھے جب موضع کدید مین پہونچے تو وہان افطار کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت منزل عسفان مین پہونچے تو ایک پیالہ پانی منگایا اور اونچا اوسکو اوٹھایا کہ سب دیکھین پھر اوسکو پیا اور روزہ افطار کیا پھر اور روزہ نہ رکھا اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعد اسکے کہ حضرت نے روزہ افطار کیا لوگون نے عرض کی کہ بعضے لوگ روزہ دار ہین اور افطار اونہون نے نہین کیا فرمایا آپنے اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ یعنی وہ لوگ عاصی ہین وہ لوگ عاصی ہین کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت نے منزل قدید مین پہونچکر روزہ افطار کیا اور حکم کیا کہ جو کوئی کہ افطار نکرے وہ عاصی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پہلی فرمایا کہ جو کوئی چاہی روزہ رکھے اور جو کوئی چاہی نہ رکھے افطار کرے کہتا ہے **مترجم عفی اللہ عنہ** واضح ہو کہ سفر مین افطار کرنا اور روزہ رکھنا دونو درست ہین اور ایک کی دوسری پر فضیلت مین احادیث مختلفہ وارد ہین بحسب رعایت ملاحظہ اوقات کی اور جواز افطار مین سفر کی حالت مین سب محدثین متفق ہین انتہی وعن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج عام الفتح الی مکۃ فی رمضان فصام حتی بلغ کراع الغمیم فصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعہ حتی نظر الناس الیہ ثم شرب فقیل لہ بعد ذلک ان بعض الناس قد صام فقال اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ رواہ مسلم یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے یہہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے سال فتح مکہ مین طرف مکی کے رمضان مین پس روزہ رکھا یہان تک کہ پہونچے کراع الغمیم مین پس روزہ رکھا آدمیون نے پھر منگایا حضرت نے پانیکا پیالہ پھر اوٹھایا اوسکو یہانتک کہ دیکھا لوگون نے طرف اوسکے پھر پیا پانی پس کہا گیا واسطے حضرت کی بعد اسکے کہ تحقیق بعضے آدمیون نے روزہ رکھا یعنی روزہ ہی سے رہے افطار نہ کیا پس فرمایا یہہ ہین پکے گنہگار یہہ ہین پکے گنہگار نفس کی پیرو

ف کراع الغمیم نام ایک جگہہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے عسفان کی نزدیک اور لفظ اولئک العصاۃ مکرر فرمایا زیادتی زجر کیلیے

اور حضرت نے یہہ فعل اسلئے کیا تھا کہ لوگ دیکھکر آپکی پیروی کرین یعنی قبول کرنے رخصت اللہ تعالیٰ کے پس جنہون نے روزہ رکھا تو مخالفت کی فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قبول نکی رخصت اللہ تعالیٰ کی نہ اسلئے کہ حضرت نے خفا ہو کر اسطرح فرمایا کہ روزہ رکھنا حرام ہے سفر مین کذا فی مظاہر الحق وعن حمزۃ بن عمرو الاسلمی انہ قال یا رسول اللہ انی اجد بی قوۃ علی

الصیام فی سفر فھل علی جناح قال ھی رخصۃ من اللہ عز وجل فمن اخذ بہا فحسن ومن احب ان یصوم

فلا جناح علیہ رواہ مسلم یعنی اور روایت ہے حمزہ بن عمرو اسلمی سے کہ کہا اونہون نے یا رسول اللہ مین پاتا ہون اپنے مین طاقت روزہ رکھنے کی سفر مین کیا ہے مجھپر گناہ یعنی روزہ رکھنے مین یا افطار کرین فرمایا یہہ افطار کرنا رخصت ہے اللہ عز وجل کیطرف سے پس جسنے لیا اوسکو اچھا کیا اور جو شخص چاہے روزہ رکھنا پس نہین ہے گناہ اوسپر نقل کی ہے مسلم نے **ف** اس مین اشارہ ہے اسپر کہ افطار اولی ہے کذا فی مظاہر الحق نقلاً عن اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ پھر جب حضرت تشریف لیگئے اور مر الظہران مین پہونچے کہ وہانسے مکہ چار فرسنگ ہے اور اوس موضع کو وادی فاطمہ کہتے ہین اور جیسے فاطمہ نام زہرا رضی اللہ عنہا کا ہے ویسے ہی نام ایک جگہہ کا ہے مثل اور نام جگہون کے سو حضرت نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ہر کوئی اپنے اپنے ڈیرے مین آگ جلاوے کہ دس بارہ ہزار جگہہ آگ یکبارگی روشن ہو جاوے او سوقت تک قریش آپکے آنے سے واقف نتھے ولیکن خایف اور غمگین تھے اسلیے کہ جانتے تھے کہ حضرت قصد مکہ کا کرینگے تو سبنے ابو سفیان سے کہا کہ تم جاکر تلاش کرو کہ اگر تمسے اور محمد سے ملاقات ہو جاوے تو ہمارے لئے انسے امان لینا انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ پھر ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء مکہ سے اس خبر کی تلاش مین نکلے اور مر الظہران کے ٹیلے پر پہونچے تو تمام اوس جنگل مین آگ ہی روشن نظر آئی تو ابو سفیان نے کہا کہ یہہ آگ کسکی ہے قسم ہے کہ یہہ آگ عرفہ کی راتکی سی ہے بدیل نے کہا کہ یہہ آگ خزاعہ کی ہے ابو سفیان نے کہا کہ واللہ کہ خزاعہ اوس سے اقل اور اذل ہین کہ یہہ آگ اونکی ہو اور ایک روایت مین ہے کہ جب اونہون نے خیمے دیکھے اور گھوڑونکی آواز سنی تو ڈرے اور بولے کہ یہہ بنو کعب ہین کہ خزاعہ کی قوم کو اونہون نے جمع کیا ہے اور آگ لڑائی کی جلائی ہے ایک نے اون تینون سے کہا کہ یہہ بنو خزاعہ سے زیادہ ہین قسم خدا کی ہمنے ایسی آگ کبھی نہین دیکھی سوا جماعت حاجیونکی شب عرفہ مین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اوس راتکو مر الظہران کی منزل مین مینے وہ آگ دیکھی تو کہا مینے کہ اگر رسول خدا اس لشکر سے مکہ مین تشریف لیگئے قبل واقف ہونے قریش کے اور قبل امن چاہنے اونکے حضرت سے تو کام اونپر دشوار ہو جاویگا اور وہ بالکل بیخ و بنیاد سے جاتے رہینگے سو مین حضرت کے خاص خچر پر سوار ہو کر چلا اور موضع اراک تک پہونچا اس ارادہ سے کہ شاید کوئی لکڑہارا یا دودہ بیچنے والا پاون اور کوئی حاجت مند کہ مکہ کو جاتا ہو مجھکو ملے تو مین صورت حال کی اوس سے کہدون کہ وہ مکے والونکو خبر کردے کہ وہ اپنے کام مین کچھہ فکر کرین اتنے مین ابو سفیان بن حرب کی آواز مینے سنی اور بدیل کی بھی اور پہچانا مینے اونکی آواز کو اور پکارا کہ اے ابا حنظلہ اوسنے بھی میری آواز پہچانی اور کہا کیا ابو الفضل ہے مینے کہا ہان اوس نے کہا کہ میرے والدین تجھپر فدا ہون یہ کیا واقعہ ہے مینے کہا وائے تجھپر یہہ رسول اللہ ہین کہ دس ہزار آدمیونکے ساتھہ تمپر چڑھہ کر آئے ہین پھر اوسنے کہا اے عباس ہماری کام کا علاج کیا ہے مینے کہا کہ اس سے بہتر کچھ

میرے پیچھے سوار ہو جا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تجھکو لیچلوں اور تیرے لئے امان طلب کروں سو وہ میرے ساتھ سوار
ہو لیا اور بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام مکہ کو بات گئے اور ایک روایت میں ہی کہ ابو سفیان کے ساتھ حضرت کی محفل فیض منزل میں
حاضر ہوئے اور مشرف ساتھ اسلام کے ہوئے توفیق ان دونوں روایتوں میں یوں ہو سکتی ہی کہ یہہ کہا جاوے کہ دی دونوں ہی میں
جا کر پھر لوٹ آئے ہوں اور اسلام لائے ہوں یا یہی کہ مسلمان ہو کر پھر مکے کو بات گئے ہوں اور ابو سفیان ابھی نہیں مسلمان
ہوئے تھے اور امان بھی ابھی نہیں حاصل کی تھے اسلیئے ٹھر گئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ابو سفیان کو مین اپنے
پیچھے سوار کرکے لشکر میں لایا جس آگ پر مین گذرتا تھا تو وہ لوگ کھڑے ہو کر دیکھتے تھے کہ کون ہی جو کہ اسوقت جاتا ہی پھر جو
مجھکو دیکھتے حضرت صلعم کے خچر پر سوار تو پھر وہ اپنی جگہہ پر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہین
اور کوئی مجھسے کچھ تعرض نکرتا تھا یہانتک کہ حضرت عمر فاروق رض کے خیمہ پر ہو کر مین گذرا اونہوں نے بہت آگ جلا رکھی تھی
پہلے جو اونہوں نے مجھکو دیکھا تو کچھہ نبولے پھر جب مین آگے بڑھا تو ابو سفیا نکو اونہوں نے پہچانا تو جلدی سے اپنی جگہہ سے کود پڑے
اور کہا کہ یہہ خدا کا دشمن ہی ابو سفیان جو عباس کے ساتھ جاتا ہی اور الحمد للہ کہ اوسپر مینے قابو پایا نہ اوسکو امان ہی اور
نہ ایمان ہی یہہ کہکر ہمارے پیچھے چلے تلوار نکالکر اور چاہتے تھے کہ مجھسے پہلے حضرت کے پاس پہونچکر ابو سفیان کے مارنیکی اجازت
لین مینے خچر کو تیز ہانکا اور اونسے پہلے حضرت کے خیمہ مین پہونچا اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پیچھے پہونچے اور حضرت سے عرض کی
کہ یا رسول اللہ یہہ خدا کا دشمن ابو سفیان ہی حق تعالی نے مجھکو اسپر فتحمندی نصیب کی اوسکے حال یہہ ہین کہ وہ امان اور
ایمان کچھ بھی نہین رکھتا ہی آپ فرمائین تو مین اوسکی گردن ماروں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے کہا یا
رسول اللہ مینے انکو امن دی ہی اور اپنی زنہار مین لیا ہی اور عمر رضی اللہ عنہ انکے مارنیکے لئے سعی کرتے ہین اور ایک روایت
مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابو سفیان تو مسلمان ہو جا کہ سلامت رہے تو ابو سفیان نے جواب دیا کہ قسم
ہی لات وعزی کی مین یہہ کیونکر کروں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سنا تو فرمایا کہ اگر خیمہ کے باہر تو یہہ بات کہتا تو پھر
دوبارہ نہ کہسکتا یعنی تجھکو مار ڈالتا اور اب حرمت مجلس رسول اللہ کے مین نگاہ رکھتا ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے کہا ای عمر تمکو ابو سفیان سے کچھ نہین ہی سوا اسکے کہ وہ عبد مناف سے ہی اگر بنی عدی سے ہوتا تو یہہ مبالغہ تم نکرتے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ای عباس یہہ بات نکہو اسلئے کہ جسدن تم مسلمان ہوئے تھے تو مینے تمہارے مسلمان ہونیکو اپنے باپ کے
مسلمان ہونے سے زیادہ دوست رکھا اگر وہ زندہ ہوتا اور اسلام لاتا اسلیئے کہ حضرت کو تمہارے مسلمان ہونیکی بہت خوشی
ہوئی حضرت نے ہم دونونکو تسکین دی اور مجھسے فرمایا کہ ای عباس آجکی رات ابو سفیان کو اپنے خیمہ مین رکھو کل صبح کو ہمارے
پاس لانا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پھر مین ابو سفیان کو اپنے خیمہ مین لے گیا اور دوسرے دن حضرت کے
پاس لا کر حاضر کیا آپنے فرمایا کہ وای ہی تجھپر ای ابو سفیان ابھی وقت نہین آیا کہ تو جانے کہ کوئی معبود نہین قابل الوہیت
سوای اللہ تبارک تعالی کے ابو سفیان نے کہا والدین میرے تجھپر سے فدا ہوں تو کیا ہی کریم و حلیم اور صلہ رحم کرنیوالا ہی باوجود

اتنی ظلمونکی جو مجھسی صادر ہوئی پھر بھی مجھپر ایسا لطف فرماتی ہو جانا میننی کہ سوای خدا کی کوئی معبود نہین اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اب مجھکو نفع پہونچاتا آپنی فرمایا کیا ابھی اسکا وقت نہین آیا کہ تو مجھکو جانی کہ رسول خدا کا ہون ابوسفیان نی کہا کہ ابتک تو کچھہ میرے دلمین شک تھا اور یہین توقف کرتا تھا اور سینہ میرا تصدیق رسالت پر نہین کھلتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی کہا کہ وای تجھکو ای ابوسفیان کتنا سخن دراز کریگا تو جلد ایمان لا ورنہ ابھی عمر رضی اللہ عنہ آویگا اور تیری گردن ماریگا پھر ابوسفیان نی کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی عرض کی کہ یا رسول اللہ ابوسفیان ایک آدمی ہی کہ فخر اور جاہ اور شرف کو دوست رکھتا ہی اوسکو کوئی ایسی مرتبہ کی ساتھہ آپ سرفراز فرمادین کہ اہلی مکہ مین وہ اوسکی سبب سی سرفراز ہو آپنی ارشاد کیا کہ من دخل دار ابی سفیان فہو امن ومن القی السلاح فہو امن ومن اغلق بابہ فہو امن ومن دخل المسجد الحرام فہو امن یعنی جو کوئی داخل ہو گھر مین ابوسفیان کی پس وہ امن پانیوالا ہی اور جو کوئی ڈالدی ہتیار پس وہ امن پانیوالا ہی اور جو کوئی بند کرلے اپنا دروازہ پس وہ امن پانیوالا ہی اور جو کوئی داخل ہو مسجد الحرام مین پس وہ امن پانیوالا ہی کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ کہتی ہین کہ ابتدائی حالین ایکروز مشرکین بیچ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتی تھی اوسوقت ابوسفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گھر مین لیگئی تھی سو یہ احسان اور انعام حضرت کا اوس احسان کا بدلہ تھا اور اونکی تکبر توڑنی کو حضرت نی اوروں کو بھی امن کا حکم دیا کہ کہین ابوسفیان یہہ خیال نکرین کہ یہہ فضیلت خاص مجھی کو ہی بلکہ یہہ ایک احسان عام ہی اسمین وہ بھی داخل ہین انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ پھر ابوسفیان حضرت سی اجازت لیکر مکی کو چلے تب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی عرض کی کہ یا رسول اللہ مین ابوسفیان سی یہہ خوف نہین ہون کہ مبادا مکی مین جاکر پھر طریقہ عناد کا اختیار کری اور مرتد ہو جاوی مناسب یہہ ہی کہ اوسکو یہان ٹھرائی کہ تمام لشکر اسلام کو ساتھہ شان وشوکت کی دیکھی اور اس لشکر کی ہیبت اوسکی دلمین بیٹھہ جاوی حضرت نی ارشاد کیا کہ پہونچ اوسکی پاس اور اوسکو ایک تنگ جگہہ مین کھڑا کر کہ یہہ سب لشکر خدا کا اوسکی روبرو گذری حضرت عباس رضی اللہ عنہ اونکی پیچھی گئے اور اونکو پکارا کہ یا ابا حنظلہ ابوسفیان ڈری اور کہا کہ ای بنی ہاشم کیا کچھہ غدر سی چاہتی ہو عباس رضی اللہ عنہ نی کہا کہ نہین اہل نبوت غدر نہین کرتی ہین مگر مین یہہ چاہتا ہون کہ تم ایک مقام پر کھڑی ہو اور لشکر خدا کو ساتھہ تمام استعداد اور ہتیارون کی کہ مسلح اور تیار واسطے مشرکین شرارت آگین کی ہوا ہی دیکھو مدارج النبوۃ مین ہی کہ پھر عباس رضی اللہ عنہ نی ابوسفیان کو ایک تنگ رستہ پر لیجا کر کھڑا کیا اور روبرو اوسکی لشکر اسلام ساتھہ عزت اور شوکت کی گذرتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہر ایک لشکر کی تعریف ابوسفیان سی کرتی تھی اور دلکو اونکی آتش حسد اور غیرت سی جلاتی تھی سبکی پہلی سپاہ شوکت پناہ حضرت خالد بن ولید شجاع زمان پہلوان دوران رضی اللہ عنہ کی کہ ہزار مرد جرار بنی سلیم سی اوس فوج ظفر موج مین تھی اور دو نشان والا شان ابوسفیان نی دیکھی اور حضرت عباس عم اشرف الناس رضی اللہ عنہ سی پوچھا کہ یہ کون ہین اونہون نی کہا کہ یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپاہ ہی اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ ابوسفیان

کے برابر پہونچے تو تین بار اونہون نے ساتھ تمام لشکر اپنے کے تکبیر آواز بلند کہی اور رعب اسلام اونکے دلین ڈالا اور راہ سے گذری پہر اونکے بعد حضرت زبیر بن العوام حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانسو بہادرون اور دلاورون کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے ساتھ علم سیاہ کے گذرے ابو سفیان نے پوچھا کہ یہ کون ہے حضرت عباس رضہ نے کہا یہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہے ابو سفیان نے کہا کہ تمہاری بہن کا بیٹا ہے اونہون نے کہا کہ ہان پہر بعد اسکے قوم بنی غفار گذری اونکا نشان ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تہا یہ بہی تکبیر کہتے ہوئے گذرے حضرت عباس رضہ نے اونکی بہی تعریف ویسی ہی کی ابو سفیان نے کہا ہمکو انسے کچہہ کام نہین پہر بعد بنو کعب بن عمرو کے اوس مین پانسو سوار نامی تہے اور بشیر بن سفیان اونکے علمبردار تہے گذرے ابو سفیان نے پوچھا یہہ کون ہین عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہہ خلفا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین پہر اسکے بعد ہزار آدمی قبیلہ مزینہ کے گذرے اونمین تین نشان تہے ابو سفیان نے بعد سننے تعریف اس گروہ کے بہی کہا کہ مجہکو انسے کچہہ کام نہین پہر قوم جہنیہ کے آٹھہ سو آدمی شجاع اور بہادر گذرے اور اونمین چار نشان تہے پہر تین سو آدمی قوم اشجع کے گذرے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تعریف بنو اشجع کی کی ابو سفیان نے کہا سب سے زیادہ دشمن محمد صلعم کا یہ قبیلہ تہا حضرت عباس رضہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے محبت اسلام کو انکی دلین جگہہ دی پہر ابو سفیان نے کہا کہ مینے انکو دیکہا مجہکو انسے کچہہ کام نہین ہے غرض کہ اسیطرح سے سب گذرتے ہوئے چلے گئے یہانتک کہ فوج ہدایت موج حضرت رسالت پناہی محبوب الہی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نمودار ہوئی اور آپ ناقہ قصوی پر سوار تہے اور قریب پانچہزار مرد مسلح اور چار ہزار اشراف مہاجرین وانصار سے ہمراہ رکاب فیض انتساب سرور عالم صلعم کے آراستہ و پیراستہ تکبیر کہتے ہوئے پہونچے ایکطرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تہے اور دوسری طرف اسید بن حضیر رضہ تہے اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات انسے باتین کرتے ہوئے چلے آتے تہے جب ابو سفیان نے اس جند الہی کو بساتہہ اس شان وشوکت کے دیکہا اوسکی دیدۂ عقل خیرہ ہوئی اور نہایت ہیبت وحیرت سے کہ اوسپر غالب ہوئی تہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ ای عباس تیرے بہتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا ہے حضرت عباس رضہ نے کہا وای تجہکو ای ابو سفیان یہہ رسالت اور نبوت ہے نہ ملک اور سلطنت اور منقول ہے کہ اوس جماعت مین سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ مین نشان انصار کا تہا اور ہزار آدمی انصار نصرت شعار اونکے ہمراہ تہے جب ابو سفیان انکے برابر ہوکر نکلے اونہون نے کہا یا ابا سفیان الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل الحرمۃ الیوم اذل اللہ قریشا یعنی ای ابو سفیان آجکا دن ان لڑائیکا آجکا وہ دن ہے کہ حلال کیجاوے حرمت حرم کی آجکا وہ دن ہے کہ اللہ تعالی خوار کریگا قریش کو یہہ کہکر اپنے یارونسے متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ ای گروہ اوس اور خزرج آجکے دن دن احد کا بدلہ لو جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے کہنے سے ابو سفیان ورطہ بیم اور دہشت مین پڑے تہے تو جب لشکر ظفر پیکر خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان ہوکر نکلا تو ابو سفیان نے چلاکر کہا کہ یا رسول اللہ آپنے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ مینے قتل کا حکم نہین کیا ابو سفیان نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کلام عرض کیا آپنے فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے یہہ اپنی طرف سے کہا ہے اور سہو اور خطا سے اوسنے کہا ہے آجکا دن تو دن لطف و رحمت کا ہے آجکا دن وہ ہے کہ اللہ تعالی قریش کو عزیز کریگا آجکے دن اللہ تعالی گہر کے تعظیم زیادہ کریگا تم اپنی خاطر جمع رکہو اور ایمان لاؤ اور ایک روایت

مین ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ سعد نی جھوٹ کہا ولیکن یہہ دن وہ ہی کہ تعظیم کریگا اللہ تعالی کعبہ کی اور پہنا دیگا اوسکو خلعت پہر
ابوسفیان نی کہا کہ تم بہترین اور رحیم ترین اور خویش پیوند ہو تو شفیع کرتا ہون مین اللہ تعالی کو اور قرابت قریش کو کہ انہون سی درگذر
کرو تم اور اپنے اقربا کی حق مین رحم اور عاطفت مبذول رکھو حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو مہربانی
قرابت کی اور رعایت اونکی دامنگیر ہوئی عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم سعد بن عبادہ سی بیخوف نہین ہین مبادا کہ قریش کو
کچہہ صدمہ پہونچاوی آپنی حکم کیا کہ قیس بن سعد نشان انکو اپنی باپ سی لیلیوی اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
مامور ہوئی کہ علم کو سعد رضی اللہ عنہ سی لیلیوین اور ساتھہ مہربانی اور نرمی کی مکے مین داخل ہون اور روضۃ الاحباب مین
ہی کہ سعد رضی اللہ عنہ سی علم لیکر اون کی بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو دیا اور ایک روایت مین ہی کہ سعد رضی اللہ عنہ نی زبیر بن العوام رضی
اللہ عنہ کو دیا اور خاص حضرت کا علم بھی زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا چنانچہ صاحب اللوا الیمن مکے مین یہہ داخل ہوئی اور مواہب
اللدنیہ مین ہی کہ اسناد اس حدیث کی ضعیف ہین انتہی اور جمع ان روایات مختلفہ مین اسطور ہو سکتا ہی کہ حضرت نی اول حکم کیا ہوگا
حضرت علی رضہ کو کہ اونسی علم لیلیوا اور مکے مین داخل ہو پھر بسبب خوشی خاطر سعد رضی اللہ عنہ کی اونکی بیٹے قیس رضہ کو دیا ہو پھر
سعد رضی اللہ عنہ نی اس جہت سی کہ مبادا بیٹے سے کوئی حرکت صادر ہو کہ مخالف امر حضرت کی ہو اس لئے آپسی عرض کی ہو کہ علم کو
قیس سی لیلیوین سو حضرت نی زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہو کہ قیس سی علم لیلیوا اور بعض روایات صحیحہ موید اس جمع کی ہین واللہ
اعلم کہتی ہین کہ جب تمام لشکر ابوسفیان پر ہو کر گذرا عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سی کہا کہ تم جلد جاکر اہل مکہ کو ڈراو کہ
اپنی کام مین فکر کرین اور مسلمان ہو جاوین کہ خلاص پاوین والا ہلاک ہونگی ابوسفیان دوڑ کر مکے مین آئی اور لشکر اسلام
ذی طوی مین پہونچا اور ٹھہر گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس پہونچگئی اور اوس دن لشکر کا ایسا غبار اوٹھا تھا کہ پہاڑون
کی چوٹی تک پہونچتا تھا اور قریش کو حضرت کی آنیکی خبر نہتی جب قریش نی ابوسفیان کو دور سی جلدی جلدی آتی دیکھا تو اوسکا دوڑکر
استقبال کیا اور پوچھا کہ تمہارے پیچھے کون ہی اور یہہ گرد و غبار کاہی کا ہی اونہون نی کہا وای تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ
ایک لشکر بڑی کہ خولاد اور لوہی مین غرق ہی آپہونچی اور اکثر اونمین سوار دلاور ہین کہ کوئی اونسی طاقت مقابلہ کی نہین رکھتا ہی
اور کہا کہ حضرت نی حکم فرمایا ہی کہ جو کوئی میری گہر مین آوی وہ امان مین ہی اور جو کوئی ہتیار ڈالدی وہ امان مین ہی اور جو کوئی اپنا
دروازہ بند کرلیوے وہ بھی امان مین ہی اور جو کوئی مسجد الحرام مین داخل ہو جاوی وہ بھی امان مین ہی وی کہنی لگی قبحك اللہ یہہ کیا خبر
جو تو ہمارے لئے لایا ہی کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ ظاہرا یہہ پوچھنا اونکا از راہ حفظ وہزیان اور سر ثانی حیرت
اور سرگردانی وخبث باطنکی ساتھہ تکلف اور تجاہل کی تھا اسلئی کہ جو حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا پہلے سی مکے مین پہونچگئی
تھے تو ظاہرا یہہ ہی کہ اونہون نی خبر کردی ہوگی انتہی اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ ابوسفیان کی بی بی ہند بنت عتبہ بھی ابوسفیان
کی استقبال کو باہر آئی تھی اوسنی جب اپنی خاوند کی یہہ باتین سنین تو اوسکی سننی کا تحمل نکرسکی ابوسفیان کی داڑہی پکڑکر بہت
ذلیل کیا اور کہا کہ ای آل غالب اس بڈہی احمق کو مار ڈالو کہ یہہ ایسی باتین نکری ابوسفیان نی کہا کہ تو جسطرح چاہی مجھکو ذلیل

کر لے مین قسم کھاتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہوگی تو تیری گردن مارینگے اپنے گھر مین چلی جا اور دروازہ بند کر لے منقول ہی کہ جب حضرت ذی طوی مین پہونچے اور اوس لشکر ظفر پیکر کو آراستہ دیکھا تو ملاحظہ اسباب کا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپکو پوشیدہ تنہا مکہ سی لیگیا تھا اور اب انکا اسا ساتھ آٹھ ہزار پیادہ و سوار اور شان و شوکت بیشمار کے اوسی جگہ لئے جاتا ہی تو سر اپنا آپنے جھکا لیا اللہ تعالیٰ کے سامنے از رو تواضع کی چنانچہ آپکی زنخدان مبارک اونٹ کی پالان پر پہونچی تھے اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے اوسیطرح اونٹ پر سوار پالان پر سجدہ کیا اور شکر حق بجالائے اور مروی ہی کہ اوسی حالت سواری مین اول سورۂ انا فتحنا کا آواز بلند سی ساتھ ترجیع اور تردید صوت کی پڑھتی تھے اور ترجیع کہتی ہین آواز حلق مین پھرانیکو جیسیکہ کہین آ آ آ سو بعضی کہتی ہین کہ یہہ ترجیع بسبب رفتار شتر کی آواز مین پیدا ہوئی تھے کہ اوس سی آواز درست نہین نکلتے تھے اور حق یہہ ہی کہ بجہت غلبۂ شوق اور سرور شکرانہ اوس نعمت عظمی کی تھا اور تغنی بالقرآن مین حدیثین مطلق وارد ہوئی ہین اور اسکی تحقیق اول ہو چکی ہی سو حضرت اوسی حال سی مکہ مین داخل ہوئی سبحان اللہ یہہ کیا وقت شریف اور ساعت مبارک ہی کہ یہہ وقت ظاہر اور بلند ہونی نور ایمان اور زوال اور مضمحل ہونی ظلمت کفر کا تھا تو حضرت علیہ الف الف صلواۃ و تسلیمات کس حال پر اور کس مقام مین اوسوقت ہونگی الٰہی اللہ ساتھ حرمت اوسوقت اور اوس ساعت اور اوس مقام کی سوال کرتا ہون مین تجھسی اپنے اثبات دین و ایمان کا دنیا مین تا دم آخر اور سوال کرتا ہون تجھسی فرحت اور خوشی ثبات اوس ایمان کو کہ فضل اور رحمت تیری متعلق ہی ساتھ اوسکی قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور کہتی ہین کہ مراد فضل سی ایمان ہی اور رحمت سی قرآن ہی کذا فی المدارج اور یہی دعا اس خاکسار گنہگار مترجم کی ہی اللہ تعالیٰ اپنی فضل اور رحمت سی قبول فرماوی آمین ثم آمین اور مروی ہی کہ جب حضرت منزل مر الظہران سی سوار ہوئی اور مکہ مبارک مین چاہا کہ داخل ہون تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ساتھ گروہ مہاجرین نصرت قرینکے مکی کی اوپر کی راہ سی کہ اوسکو کدا بروزن صدا کہتی ہین رہانسی مکہ مین داخل ہو کر حجون مین کہ نام ایک جگہہ کا ہی وہان اوتر ین اور خیمہ مبارک حضرت کا وہین پہونچادین اور وہان پہونچکر آپکا انتظار کرین اور وہانسی آگی نہ بڑہین اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ساتھ اوس جماعت کی کہ اونکی پاس ہتیار نہین ہین بسبب عنایت اور مہربانی کی بطن وادی کی راہ سی روانہ ہون اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ساتھ افواج ظفر امواج متعددہ کی اسفل مکہ سی کہ اوسکو کدا بروزن خدا کہتی ہین داخل ہو کر اپنی نشان والا شان کو منتہای عمارت مکہ مین کھڑا کرین اور یہہ اول سرداری تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی خالد رضی اللہ عنہ کو دی تھی پھر بعد متعین کرنی فوجونکی حضرت آپ ساتھ فوج خاص اصحاب اپنی کی سوار ہوئی اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنی لشکر کے ساتھ گھاٹی کی راہ سی داخل ہون اور آپ دوسری راہ سی داخل ہوئی اور سب جماعتونکو فرمایا کہ کوئی کسی سی مقابلہ اور مجادلہ نکری مگر جو کوئی کہ تم سی محاربہ کری اور جو فرمایا تھا کہ جب حجون مین پہونچو تو خیمہ ہمارے لئے وہان کھڑا کرنا سو بموجب امر عالیکی خیمہ ادیم سرخ کا آپکی لئے کھڑا کیا کہتا ہی مترجم اور جدا جدا ہر طرف سی مکے مین داخل ہونیکو فوج ظفر موج اسلام کو ارشاد کرنا اسواسطے تھا کہ ہر طرف سی کفار مکے کے گھر جاوین اور باہر نکل نسکین اور

یا کوئی اور مصلحت اسمین ہوگی کہ ہمکو معلوم نہو واللہ اعلم بالصواب کہتے ہین کہ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ اور سہیل
بن عمرو نے ساتھ ایک جماعت بنو بکر اور بنو الحارث بن عبد مناف کی اور ساتھ ایک گروہ کے ہذیل اور احابیش سے حضرت خالد رض
کا رستہ آنکر گھیرا اور اوس جگہہ کو خندمہ کہتے ہین اور لڑائی شروع کی خالد رضی اللہ عنہ نے ضرورۃً اونسے مقابلہ کیا اور جنگ عظیم
وہانپر واقع ہوئی اور وہانسے موضع حزورہ بروزن قسورہ تک کہ بیت اللہ کے قریب ہے لڑائی ہوئی اٹھائیس آدمی ارباب
طغیان اور اصحاب خذلان سے مارے گئے اور دو آدمی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ کے شہید ہوئے ایک حبیش بن الاشعر
اور دوسرا کرز بن جابر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے چمک نیزون اور تلوارون کی دیکھی تو پوچھا کہ یہہ کیا
ہے مینے تمکو منع نہین کیا تھا جنگ سے عرض کی کہ گمان ہمارا یہہ ہے کہ کچھہ لوگ خالد کے مقابلہ کو آئے ہونگے اور خالد نے ضرورۃً اونسے
مقابلہ کیا ہوگا پھر جب فتنہ دفع ہوا حضرت نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مینے تو منع کیا تھا مقابلہ سے تمنے کیون مقابلہ کیا اونہون
نے عرض کی کہ اول اونہون نے مقابلہ شروع کیا تھا پھر ہمکو ضرورۃً لڑنا پڑا آپنے جواب مین فرمایا قضاء اللہ خیر یعنی تقدیر الٰہی بہتر ہے
یعنی لڑنا تمہارا بحکم الٰہی ہوا نہ میری خواہش کے موافق اور بیان اوسکا یہہ ہے کہ طبرانی نے طریق ابن عباس رض سے روایت کی
ہے کہ جب حضرت مکے مین تشریف لائے تو عرض کی لوگون نے کہ یا رسول اللہ یہہ خالد بن ولید ہین کہ انہون نے تلوار نکالی ہے
اور اہل مکہ کو مارتے ہین آپنے ایک صحابی کو بھیجکر حکم دیا کہ خالد سے کہدو کہ ارفع عنہم السیف یعنی تلوار اونسے اوٹھالو اور مکے والونکو
نہ مارو اوس صحابی نے جاکر اونسے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ضع فیہم السیف یعنی رکھو اونمین تلوار اور جسکو پاوے تو مار سو خالد نے
ستر آدمی اوسدن اونمین سے مارے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت نے اوس سے جسکو خالد کے پاس منع کرنیکو بھیجا تھا
کہ جاکر کہدے کہ ارفع عنہم السیف یعنی اوٹھالے اونسے تلوار کو یعنی اونکے مارنے سے باز رہ جب خالد کے پاس گئے تو اونہون نے کہا کہ ضع فیہم السیف
یعنی رکھہ اونمین تلوار کو یعنی مار اونکو جب یہہ خبر حضرت کو پہونچی تب آپنے خالد رضی اللہ عنہ سے بلاکر پوچھا کہ تمنے خلاف حکم میرے کیون
کیا اونہون نے عرض کی کہ مین کیا کرون یا رسول اللہ آپکے بھیجے ہوئے نے مجھسے جاکر کہا کہ ضع فیہم السیف اور غرائب اخبار مین ہے وہ
جو بعض تفاسیر مین ہے کہ پھر حضرت نے اوس صحابی کو بلایا جسکو خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور پوچھا کہ مینے تجھسے
کیا کہا تھا اوس نے عرض کی کہ آپنے فرمایا تھا ارفع عنہم السیف جب مین آپکے پاس سے باہر آیا اور چاہا کہ پیام آپکا پہونچاؤن تو ایک
شخص کو مینے دیکھا کہ سر اوسکا آسمان مین اور پاؤن اوسکے زمین پر ایک نیزہ ہاتھہ مین لئے اوسنے اوس نیزہ کو میری سینہ کیطرف
سیدھا کیا اور ہاتھہ میری سینہ پر مارا اور کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ سے کہدے کہ ضع فیہم السیف والا تجکو اس نیزہ سے ہلاک کرونگا
سو مینے وہی کلمہ جاکر خالد سے کہا جب حضرت نے یہہ سنا تب فرمایا صدق اللہ وصدق رسولہ اوسدن جو حادثہ مین حمزہ شہید ہوئے تھے
تو مینے کہا تھا کہ اگر مین قریش پر غلبہ پاؤن تو ستر آدمی اونکے مارونگا اوسدن تو اللہ تعالیٰ نے مجھکو منع کیا تھا مگر آج کے دن چاہا
کہ وہ جو اوسکے پیغمبر کی زبان سے نکلا تھا وہ سچ ہو تو یہہ اسلئے ظہور مین آیا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب
مکے مین داخل ہوئے تب لوگون نے عرض کی کہ ایک جماعت اوباش مکے کے گستاخی اور مقابلہ کرتے ہین آپنے ابو ہریرہ رض کو فرمایا

کہ انصار کو بلاوین جب وے حاضر ہوئی تب فرمایا کہ اوباش مکہ کو اور سقاط کو قتل کرو اور آپنے ایک دست حق پرست کو دوسرے پر رکھا اور فرمایا احصدوھم حصدا یعنی کاٹو اونکو خوب کاٹنا پھر بموجب ارشاد کے انصار نے تلوار نکالی اور اونکو مارنا شروع کیا ابو سفیان نے آکر حضرت سے عرض کی کہ اے محمد قریش ہلاک ہو گئی آپنے فرمایا کہ اب قریش کو نہ قتل کرین اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اب تلوار اونکو میانمین کر لو اور کسیکو نمارو مگر بنو خزاعہ کو اجازت دی نماز عصر تک کہ وے بنو بکر سے جسکو پاوین مار ڈالین اسلئے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر عہد شکنی کر کے شب خون مارا تھا اور اونکو قتل و غارت کیا تھا کہ باعث ہوئی یہہ عہد شکنی قریش کا اور واقع ہوئی سبب اسکی فتح مکہ جیسا کہ گذر چکا اور اسی جہت سے اختلاف کیا ہے ائمہ اسلام نے کہ فتح مکہ بزور غزا کے ہوا یا بطور صلح کے ائمہ حنفیہ اور اکثر علما اسیر ہین کہ مکے کو حضرت نے قہر اور غلبہ سے لیا اسلئے کہ امر کیا آپنے قتل و قتال کا اور واقع ہوا یہہ اور ماری گئی اہل مکہ سے کتنے آدمی اور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ اسیر ہین کہ مکہ بطریق صلح کے فتح ہوا اسلئے کہ حضرت نے پہلے اس سے کہ وہان تشریف لاوین وہانکی لوگونکو امان دی اور فرمایا من دخل دارہ واغلق بابہ فہو امن اور زمین مکہ غازیون مین تقسیم نکی اور امر کرنا آپکا ساتھ قتال کے و مباشر ہونا ساتھہ اوسکے مخصوص تھا واسطے ایک جماعت معدود کہ اونہون نے عناد اور عداوت کی تھی اور واسطے مقابلے اور قتال کے سامنے ہوئی اور مرتکب ہوئی وے اسکی اور اصرار کیا اونہون نے اوسکا واللہ اعلم بالصواب کذا فی روضۃ الاحباب کہتا ہے مترجم اور حجت اولین کی یہہ ہے کہ تصریح حدیث مین واقع ہوئی تھی ساتھہ امر کے قتل کرنیکو اور فرمایا آپنے کہ حلال کیا گیا میرے لئے ایکساعت دن سے پھر منع کیا گیا دوسرے یہہ اور جواب دیتے ہین ترک قسمت بیوت اور زمین مکہ سے اور کہتے ہین کہ اس سے عدم عنوۃ کا لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ شہر فتح کیا جاوے غلبہ اور قہر سے اور احسان رکھا جاوے انپر ساتھہ چھوڑنے گھرون اونکی کے اور نہ تقسیم کرنیکے اور قول امام نووی کا کہ حجت پکڑی شافعی نے ساتھہ احادیث مشہورہ کی اور مصالحت کی اونسے مر الظہران مین پہلے دخول مکہ سے پس اس قول مین نظر ہے وہی مذکور فی المواہب اللدنیہ اور مروی ہے کہ جب عکرمہ اور صفوان اور سب اوباش قریش نے ضرب دست خالد رضی اللہ عنہ کی دیکھی اور اونکی سختی قتال مشاہدہ کیا تو ایسی بری طرح سے بدحواس ہو کر بھاگی کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور پہاڑون اور غارون اور جنگلونمین جا چھپے اور بعضے اپنے اپنے گھرمین چھپ کر بیٹھہ رہے اور قتل و قتال سے رہائی پائی اور مروی ہے کہ حماس بن قیس کفار مکہ سے تھا جب اوسنے عکرمہ کی آواز سنی کہ خالد سے لڑنیکے لئے لوگونکو بلاتا ہے تو اوسنے بھی ہتیار باندھے کہ لڑنیکو جاوے اوسکی عورت نے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اپنے گھر بیٹھہ اوسنے کہا کہ محمد کی یارون سے لڑونگا اور تیرے لئے ایک خادم لاونگا اونمین سے پکڑ کر یہہ کہکر باہر نکلا اور گیا تھوڑی دیر کے بعد کفار کی شکست ہوئی یہہ بھی بھاگا اور اپنے گھر مین آیا اور جورو سے کہا کہ دروازہ بند کرلے کہ جو کوئی اپنا دروازہ بند کرلیگا وہ امن مین ہے اوسکی عورت نے کہا کہ جلدی سے تو گیا تھا مین خادم کا انتظار کر رہی تھی وہ خادم کہان ہے اوسنے اوسکے جواب مین کچھہ اشعار کہی بعض اونمین سے یہہ ہین ۵ دانت لوشہدت تنابالخندمہ ٭ یعنی اگر ہوتی تو حاضر خندمہ مین خندمہ نام ہے جگہہ کا جہان لڑائی ہوتی تھی اذ فرصفوان و فرعکرمہ ٭ جبکہ بھاگا صفوان اور عکرمہ وابو یزید قائم کالمؤتمہ اور

مسئا

ابو یزید یعنی سہل بن عمرو کھڑا تھا مانند شیر کے واستقبلتنا بالسیوف المسلمة اور ملی وہ ہم سی ساتھہ تلواروں قتال مسلمانونکی یقطعن
کل ساعد و جمجمة کاٹتی تھین وہ تلوارین کلائیان اور کھوپڑیان ضرباً فلا نسمع الا غمغمة ایسی مار کہ نہین سنی جاتی تھی مگر
ایک آواز لہم نہیت خلفنا وھمھمہ بلکہ واسطے اونکی تھی ایک لوٹ پیچھی ہماری اور ایک آواز بھنبھناہٹ کی لم تنطق فی اللوم
ادنی کلمة تو نہ بولتی تو بیچ ملامت کرنیکی یا بیچ کسی بات کی مواہب لدنیہ مین ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نی ساتھہ اسناد
صحیح کے طاوس سے کہ کہا اونہون کہ نہین داخل ہوئی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مکے مین مگر احرام باندھکر سوای روز فتح
مکہ کے اور بیشک اختلاف کیا ہی علمای اسمین کہ جو کوئی مکے مین داخل ہو اوسپر احرام باندھنا واجب ہی یا نہین سو امام شافعی
رحمہ اللہ کی مذہب سی تو عدم وجوب مشہور ہی مطلقاً اور ایک قول مین وجوب مطلق ہی اور جو بار بار داخل ہونیکی مین تو اولی عدم وجوب ہی اور مشہور
ایمہ ثلثہ سی وجوب سکا ہی اور ایک روایت سی اون سب سی غیر وجوب مروی ہی اور جزم کیا ہی حنبلیون نی اسپر کہ اہل حاجات جو مکرر اوسمین داخل
ہونیکی محتاج ہین اس سی مستثنی ہین اور حنفیونکی نزدیک میقات کی اندر رہنیوالا مستثنی ہین واللہ تعالی اعلم انتہی اور مروی
ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع حجون کین پہونچی تب اوتری اپنی خیمہ مین اور سر اور روی مبارک کو غبار سی پاک کیا او
غسل کیا اور آپ نہا رہی تھے کہ ام ہانی بہن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آپکی خیمہ مین آئین اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اوس
وقت حضرت کیلیے پردہ آڑ کئی ہوئی کھڑی تھین ام ہانی نی عرض کی کہ یا رسول اللہ میری ماں کا بیٹا یعنی علی رضا ابن ہبیرہ کو
اور ایک روایت مین ہی کہ اونہون نی عرض کی کہ اپنی خاوند کی دو رشتہ دارونکو مینی امان دی ہی چاہتا ہی کہ اونکو مارے آپ اونکو
امان دیوین حضرت نی فرمایا کہ مرحبا ای ام ہانی مینی امان دی جسکو تو نی امان دی پھر بعد غسل کی آپنی آٹھہ رکعتین خفیف نماز چاشت
کی پڑہین اور ایک روایت مین ہی کہ یہہ سب کام ام ہانی رضی اللہ عنہا کی گھر مین کہ وہان سی قریب تھا ہوئی اور بعض کتب سیر مین
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی رضی اللہ عنہا کی گھر آئی اور پوچھا کہ کچھہ کھانیکو ہی اونہون نی کہا کچھہ نہین سوای
خشک روٹی اور سرکہ کی آپنی ارشاد کیا ھاتی ما اقفر بیت من ادم فیہ خل یعنی لا تو اسکو کوئی گھر خالی نہین ہوتا ہی نان خورش
سی جس گھر مین کہ سرکہ ہو اور بعضی متاخرین اہل سیر نی لفظ اقفر کو تصحیف کرکے حرف فا کو پہلی قاف کی پڑہا ہی یعنی
افقر معنی اسکی یہہ ہوئی کہ فقر اوس گھر مین راہ نہین پاتا ہی جس گھر مین سرکہ ہو اور یہہ معنی روایۃً اور درایۃً پسندیدہ
نہین ہین واللہ اعلم بالصواب القصہ جب حضرت نہا کر فارغ ہوئی تو ہتھیار باندھی اور خود سر پر رکھا اور سوار حجون سی خندمہ
تک صف باندھی ہوئی کھڑے تھی آپکی منتظر تھے پھر حضرت اپنی راحلہ پر سوار ہو کر چلی داہنی طرف کو حضرت ابوبکر رضہ اور
بائین طرف کو اسید بن حضیر اور بلال بن رباح اور عثمان بن طلحہ حجبی بلازم رکاب حضرت سید ابرار عالی وقار کے تھے
اور حضرت سورۂ کریمہ انا فتحنا ساتھہ قرأت لینہ کی ترجیع سی پڑہتی تھے اور بغیر احرام باندھی مکی مین حرم کی اندر تشریف
لائی اور اسی صورت سی مسجد الحرام مین تشریف لائی اور آپکی اونٹ کی مہار محمد بن مسلمہ پکڑی تھے سو حضرت نی حجر اسود کو
ساتھہ محجن کی استلام کیا اور تکبیر کہی اور سب صحابہ نی بھی آپکی متابعت سی تکبیر کہی چنانچہ تکبیر کی غلغلی سے مکہ مین لرزہ

پڑ گیا اور مشرکین بیدین پہاڑ پر سے یہ تمام حال خیر مآل دیکھتے تھے اور سنتے تھے پھر حضرت سواری سے اوترے اور تین سو ساٹھ
بت کہ کعبہ کے گرد دیوار میں جن رکھے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے اون بتونکے پاؤن میں مین گاڑ دئے تھے حضرت وہ
لکڑی جو آپکے ہاتھ میں تھی اوس سے اون بتونکو چبہاتے تھے اور فرماتے تھے جاء الحق وزھق الباطل وجاء الحق وما یبدئ الباطل
وما یعید یعنے آیا حق اور مٹ گیا باطل اور آیا دین حق اور نہیں ظاہر ہوگا باطل اور نہ لوٹیگا انتہی وہ بت باوجود اوس
استحکام کے کہ اونکو تھا اوس اشارہ سے حضرت کی نیچے کو گر پڑتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اوندھے موہنہ گرتے تھے اور سیرت ابن ہشام
میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں کہ اونہون نے کہا کہ حضرت نے کسی بت کے سامنے اشارہ نکیا مگر کہ وہ پیٹھ کے بل گر پڑا اور اشارہ کسیکے
پیٹ پر نکیا مگر وہ موہنہ کے بل گر پڑا فقط اب دونون روایتون مین موافقت حاصل ہو گئی اور ایک روایت مین ہے کہ کہا لکا
گوشہ حضرت اونکی آنکھون مین چبہاتے تھے واسطے حقارت کی اونکے اور بت پرستونکی اور اسلیے کہ کفار کو معلوم ہو کہ یہ بت کچھ
نفع اور ضرر کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور کچھہ چیز اپنے سے دفع نہیں کر سکتے اور بت ہبل اور اساف اور نائلہ کو توڑ ڈالا اور
بعض کتب سیر میں ہے کہ کئی بڑے بڑے بتون کو اونہون نے بلند جگہہ پر جمایا تھا کہ ہاتھہ وہان تک نہیں پہونچتا تھا تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک میرے کندھے پر رکھیں اور
بتونکو گرا دین آپنے فرمایا کہ اے علی تجھکو بار نبوت کی اوٹھانے کی طاقت نہیں ہے تو بھی میرے کندھے پر اپنا قدم رکھکر یہہ کام کر حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے امتثالاً للامر کہ الامر فوق الادب ہے اپنا قدم حضرت کے دوش مبارک پر رکھکر اون بتونکو زمین پر گرایا اور
آپنے حضرت علی سے پوچھا کہ تو اپنے کو کیسا پاتا ہے اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے کو ایسا دیکھتا ہون کہ حجاب کھل گئے
ہیں اور گویا کہ سر میرا ساق عرش پر پہونچا ہے اور جس چیز کیطرف ہاتھہ لنبا کرتا ہون وہانتک ہاتھہ میرا پہونچتا ہے اور وہ چیز
میرے ہاتھہ مین آتی ہے آپنے فرمایا کہ کیا اچھا وقت ہے تیرا کہ کام اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے اور کیا خوب ہے حال میرا کہ مین بوجہہ حق کا اوٹھاتا
ہون اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے علی پہونچا تو اوس مراد کو کہ چاہتا تھا تو اور اونہون نے عرض کی کہ ہان قسم اوس
خدا کی کہ جسنے تمکو ساتھہ حق کے بھیجا ہے کہ مین اپنے کو ایسا دیکھتا ہون کہ اگر چاہون تو آسمان پر ہاتھہ پہونچاؤن پھر
بتونکو زمین پر ڈالدیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی اور کعبے کی پرنالہ کے پاس سے آپکو دیکھی حضرت کی ادب کے سبب سے جب زمین
پر پہونچے تو تبسم کیا حضرت نے اونسے پوچھا کہ کس چیز نے تمکو ہنسایا اونہون نے عرض کی کہ مینے اپنے کو ایسی بلندی سے گرا دیا اور
کچھہ صدمہ نہیں پہونچا آپنے فرمایا کہ اے علی کیونکر تجھکو صدمہ پہونچے اوس حال مین کہ محمد تجھکو اوٹھائے ہوئے تھا
اور جبرئیل علیہ السلام تجھکو نیچے لایا کذا فی روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ مین ہے کہ بعض علماء نے وجہ مین حضرت علی کی اوٹھانے کی بیان کیا ہے
کہ حکمت اسمین یہہ تھی کہ یہہ بت بموجب آیت قرآن کی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم یعنی وہ چیز جو پوجتے
ہو تم سوائے اللہ کے ایندھن ہین دوزخ کی سو وہ بت جب ایندھن دوزخ کی ہوئی تو جب دنیا مین حضرت کا دست مبارک
اونکو لگتا تو آخرت مین وے قابل دوزخ کی نہ رہتے کہتے ہین شیخ عبد الحق علیہ الرحمہ کہ معارج مین غریب تر اس سے ایک چیز ادا ہے تو قائم یہ

نقل کی ہو کہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی گھر مین تشریف لیگئے وہی روٹیان تنور مین
لگا رہی تھین اور آگ کی گرمی سے اونکا بدن شریف گرم ہو گیا تھا حضرت نے چاہا کہ چند روٹیان اپنے دست مبارک سے تنور مین لگاوین
پھر جتنی روٹیان آپنے اپنے دست مبارک سے تنور مین لگائین وہ سب کچی رہین کوئی نہ پکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہہ ماجرا دیکھکر
تعجب مین رہین کہ کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ ای فاطمہ رضا تعجب مت کر کہ ان روٹیون مین میرا ہاتھ لگا ہے اور جس چیز مین میرا ہاتھ
لگ جاوے اوسکو آگ نہ اثر کریگی انتہی اور کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ معارج النبوۃ مین نظیر اسکی لایا ہے اور کہتا ہے کہ ہمدا
پر اسحال کی یہہ شاہد ہے کہ ایک سفرہ ابو درداء رضا کا تھا کہ حضرت کا دست مبارک ایکبار اوسکو پہونچا تھا تو جب وہ میلا ہو جاتا
تو اوسکو آگ مین ڈالدیتے جب میل جلکر صاف ہو جاتا تب اوسکو نکال لیتے تھے تو ہین یہان پر اگر حضرت مقدس نبوی اپنے دست
مبارک سے بتونکو ڈالتے تو برکت مساس سے وے بت نار دوزخ سے محفوظ رہتے اور فرمان انکم وما تعبدون الخ نافذ نہوتا **لطیفہ** جاننا
چاہئے کہ وہ روٹی کہ ایکبار اوسکو حضرت کا دست مبارک پہونچا آگ نے اوسمین اثر نکیا اور دل بندہ مومن کا مدت پچاس یا ساٹھ
برس سے قبضہ قدرت آلہی مین منقلب ہے کہ قلب المومنین بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف
یشاء یعنی دل مومن کا بیچ دو انگلیونکی ہے انگلیون رحمن سے لوٹاتا ہے جیسے چاہتا ہے اگر آتش دوزخ سے بیخوف اور محفوظ
رہی تو کیا عجب ہے **لطیفہ** جاننا چاہئے کہ مشرکون نے خانہ کعبہ مین بت رکھی مگر وہ جو شرف اضافت وان طہرا
بیتی کا رکھتا تھا بتخانہ نہوا آخر کو صاف کیا گیا اور قلب بندہ مومن کا کہ مضاف ہے ساتھ لکن قلب عبدی کے اور
ما وسعنی ارضی ولا سمائی ولکن وسعنی قلب عبد المومن کی اور بڑا شرف رکھتا ہے اگر ساتھ کسی گناہ
اور معصیت کی بیگانہ اوس سے نہو تو کیا عجب ہے **لطیفہ** بیت اللہ مین تین سو ساٹھ بت رکھنے سے اضافت اوسکی اللہ
تعالی سے باز نرہی بندہ مومن کو دل کو کہ رات اور دن مین ساتھ چھ سو ساٹھ نظر کی اللہ تعالی تقویت دیتا ہے تو کیونکر اضافت
اور اختصاص اوسکی باز رہیگی **منقول ہے** کہ قوم حضرت موسی علیہ السلام کی دریا پر گذری تو حضرت موسی علیہ السلام
اپنی قوم کے آگے جاتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام پیچھے سے سب قوم کی جاتے تھے اور بنی اسرائیل بیچ مین جاتے تھے اللہ تعالی
اونکی برکت سے سبکو سلامت پار اوتار دیا ایسی ہی قیامت کی دن خطاب حضرت عزت سے پہونچیگا کہ ای محمد تو نے کہا تھا علی
رضی اللہ کو کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی حضرت عرض کرینگے کہ ہان خداوندا کہا تھا ارشاد ہوگا کہ جو امت کو تیری
دوزخ پر گذرنا ضرور ہے تو چاہئے کہ ایک مقدمہ اور ایک ساقہ ہو کہ امت کو بیچ مین لیکر اوسپر سے گذرو کہ سب سلامت گذر
جاوین اور دوزخ پر گذرنا یقینی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا
ونذر الظالمین فیہا جثیا یعنی اور نہین ہے کوئی تم مین سے مگر اوترنیوالا ہے اوسپر ہو چکا ہے تیرے پروردگار پر یہہ ضرور مقرر پھر بچا دینگے
ہم اونکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگارونکو اوسمین اوندہی گرے **ف** اکلیل مین ہے کہ جمہور مفسرین ورود کی معنی دخول کے
کہتے ہین خطاب ہے ساری عالم کو کیا مومن کیا کافر تفسیر احمدی مین ہے ظاہر ہی سے کہ سبب آیت وان جہنم لموعدہم اجمعین اتری حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عایشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت
عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضی رضوان اللہ عنہم اجمعین مقابر بقیع غرقد مین جاکر بہت روی وہان پر یہہ آیت وان
منکم مقضیا تک نازل ہوئی اور ان سبکو افسوس و غم زیادہ ہوا پھر انکی تسلی کو ثم ننجی الذین سے جثیا تک آیۃ اوتری پھر کشاف
سے نقل کیا ہے کہ ورود سے یا دخول مراد ہے چنانچہ جابر بن عبد اللہ رض سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کوئی نیک و بد باقی نرہیگا کہ وہ دوزخ مین نجاویگا لیکن مسلمانون پر وہ ٹھنڈی اور سلامت ہوگی جیسی کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر ہوئی اور یہہ اولئک عنہا مبعدون کے منافی نہین کیونکہ بعد سے مراد یہہ ہے کہ عذاب سے بعید ہونگے یا یہہ کہ نار سے مراد ہے کہ
دنیا مین اونکی بدنین تپ ہوتی تھی جیسی مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تپ حصہ ہے نار سے ہر مومن کو یا مراد اس آیت
مین کہ جسپر وارد ہونا ضرور ہے صراط ممدود پر جانا ہے بیان ابن مسعود اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے خلاصہ
یہہ ہے کہ اس آیت سے صراط پر گذرنا بوجھا گیا اور صراط ایک پل ہے دوزخکی پشت پر کھینچا ہوا جنت کی طرف بال سے باریک تلوار
تیز جو شرک و کفر سے بچا ہے وہ نجات پاویگا اور جنت مین جاویگا اور جو کافر و مشرک ہوگا وہ اوسپر سے پھسلکر دوزخ مین
گریگا انتہی کذا فی تفسیر آیات الاحکام اور مدارج النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ پائی
حضرت نے روز فتح مکہ کی گرد کعبے کی تین سو ساٹھ بت مشرکین عرب کی کہ طواف کرتے تھے اونکا اور نحر کرتے تھے اونکیلیے سو
شکایت کی بیت اللہ نے طرف خدا کے کہ ای پروردگار میری کبتک یہہ بت گرد میری عبادت کیے جاوینگے تیری سوا سو وحی
بھیجی اللہ تعالی نے اپنی بیت کیطرف کہ قریب ہے کہ مین پیدا کرونگا تیری لیے ایک نور کو اور بھیجونگا تیری طرف ایک قوم کو کہ
آوینگی وہ تیری طرف مانند کرگسون یعنی گدہون کے اور میل کرینگے وہ تیری طرف مانند پرندونکی کہ آوین اپنے انڈون کیطرف اور
آواز کرینگی گرد تیری تلبیہ سے سو تشریف لانا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا کعبہ مین اور توڑنا اساف اور ہبل اور نائلہ
اور اور بتونکو جو بہت بڑی تھے سبکو بموجب اسیکے ظہور مین آیا مروی ہے کہ اساف کوہ صفا پر کھڑا کیا تھا اور نائلہ کو مروہ پر
اور کہتے ہین کہ اصل ان دونون بتونکی یہہ تھی کہ اساف اور نائلہ نام ایک مرد اور ایک عورت کا تھا اور وے دونون قبیلہ جرہم سے
تھے اور خانہ کعبہ مین اون دونون نے زنا کیا تھا سو اللہ تعالی نے اونکو مسخ کر دیا وہ پتھر ہوگئے قریش کمال جہالت اور گمراہی
سے اونکو پوجنے لگے اور جب وے دونو توڑے گئے تو ایک کے اندر سے ایک عورت حزن آلودہ سیہ فام نکلی حضرت نے فرمایا کہ یہہ ہی
نائلہ کہ بعد اسکے ہمیشہ تک نپوجا جاویگا اور بت ہبل توڑا گیا تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان سے کہا کہ یہہ وہ ہبل ہے
کہ روز احد کی ساتھہ اسکے ناز کرتا تھا تو اور کہتا تھا تو کہ اعلی ہبل اب وہ ٹوٹ گیا ابو سفیان نے کہا چھوڑ مجھکو اور ملامت نکر اگر محمد
کی خدا کے سوا اور کوئی خدا ہوتا تو البتہ ہماری مدد کرتا اور اس صورت کی سوا اور کوئی صورت ہوتی انتہی اور روضۃ الاحباب میں ہے
کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسجد الحرام کی ایک گوشہ مین بیٹھی اور بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ عثمان بن طلحہ
حجبی کو کہدیوین کہ کعبے کی کنجی لاوی اور کنجی عثمان کی ما سلافہ بنت سعد کی پاس تھی عثمان اونکے پاس کنجی لینیکو گئے اونکی نہ دینے

دیر ہوئی حضرت اونکا انتظار کرتے تھے اور عرق رخسار انور سے جاری تھا فرمایا کہ عثمان نے کیون دیر کی اور وہان اونکی والدہ اونکو کنجی نہین دیتی تھین اور کہتی تھین کہ اگر تم سے کنجی لے لیگی تو پھر نہ دیوین گی عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ای مان کنجی مجھکو دیدے کہ حضرت کے پاس لیجاؤن ورنہ اور کوئی اگر تجھسے لیجاویگا یہ دونو یہی باتین کر رہی تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اونکے دروازہ پر گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا کہ ای عثمان باہر نکل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا انتظار کرتے ہین تب اونکی مان نے کہا کہ ای بیٹے کنجی لے اور جا کہ تیرا لینا مجھسے اچھا ہے اس سے کہ بنی تیم اور بنی عدی اوسکو مجھسے لیوین پھر عثمان وہ کنجی لیکر حضرت کے پاس آئی آپنے کنجی لینے کو ہاتھ اپنا پھیلایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے والدین فدا ہون تیرے جیسے آپنے سقایت زمزم کی مجھکو عنایت کی ہی ویسے ہی حجابت بیت اللہ کی مجھکو عطا فرماوین جب عباس رضی اللہ عنہ سے عثمان نے یہہ بات سنی تو اپنے ہاتھ کو سمیٹ لیا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عثمان کنجی مجھکو دی پھر اونھون نے کنجی دینے کو ہاتھ پھیلایا عباس رضی اللہ عنہ نے پھر وہی بات کہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا پھر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عثمان اگر تو ساتھ اللہ تعالی کی اور روز آخرت کی ایمان رکھتا ہے تو تو کنجی مجھکو دی عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کنجی لیجیے ساتھ امانت اللہ تعالی کی پھر آپنے کنجی عثمان رضی اللہ عنہ سے لی اور کہتے ہین کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کعبہ کا کھولکر حضرت عمر بن خطاب اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو اندر بیت اللہ کے بھیجا کہ صورتین انبیا اور ملائکہ وغیرہم کی کہ مشرکون نے دیوار کعبے مین بنائی تھین اون سبکو مٹا دین حضرت عمر موافق فرمانے آپکے اندر گئے اور سب صورتون کو مٹایا مگر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کی کہ اونکو اونھون نے نہ مٹایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ لیکر اندر کعبے کے گئے اور فرمایا کہ دروازہ بند کردو کہ لوگ ہجوم نکرین اور عثمان کو بیٹھے دروازہ پر کھڑے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کی صورتین دیکھین تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ کیا میں نے تمسے سب صورتونکی مٹانیکو نہین کہا تھا اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ صورت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی تھی مجکو یاد نہ رہا کہ انکو مٹا دون آپنے فرمایا کہ انکو بھی مٹا دو لعنت خدا کی اوس قوم پر ہو جو کہ جو چیز کہ اونکی بنائی ہوئی نہووے اوسکی تصویر بناوین اور ایکروایت مین ہی کہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے تصویر کھنچے تھے اور تیر قمار اونکے ہاتھ مین تھی حضرت نے فرمایا قاتلہم اللہ تحقیق یہہ لوگ شاید نہین جانتے تھے کہ انبیا علیہم السلام نے قمار نہین کھیلا ہے پھر حضرت نے تھوڑا زعفران منگایا اور اون صورتونکو زعفران سے آلودہ کر دیا یعنی زعفران سے صورت اونکی مٹا دی اور ایکروایت مین ہے کہ آپنے ایک ڈول پانیکا منگایا اور ان دونو تصویرونکو دھو ڈالا پھر بہت دیر تک آپ بیت اللہ مین رہے اور وہانپر نماز پڑھی کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہ مکروہ ہے ذی روحکی تصویر بنانا اور غیر ذی روحکی مثل درخت وغیرہ کی تصویر بنانی کچھہ مضایقہ نہین اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مصور تصویر ذی روحکی معذب ہونگی روز قیامت کی اور کہا جاویگا اونکو کہ زندہ کرو جنکو

پیدا کیا تھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کون بڑا ظالم ہے اوس
سے کہ جو پیدا کرے مانند پیدا کرنے میرے کے یعنی صورت بناوے مانند صورت بنانے میرے کی اور یہہ حقیقت مین پیدا کرنا نہین ہے اوس
مواد سے کہ پیدا کیا ہوا خالق کا ہے وہ صورت بناتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ مینے بنایا ہے اگر یہان دعوا پیدا کرنیکا رکھتا ہے تو پس
چاہئے کہ پیدا کرے ایک چیونٹی یا ایک دانہ یا ایک جو اور مجاہد نے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین داخل ہوتے
ہین فرشتے اوس گھر مین کہ جسمین کتا ہو یا تصویر جاندار کی لیکن یا تو کاٹا جاوے سر اوسکا یا روندی جاوے وہ قال الفقیہ
وبہ ناخذ یعنی اور ساتھہ اسکے اخذ کرتے ہین ہم اور کچھہ مضائقہ نہین ایسا بچھونا بچھانا جسپر تصویرین ہون اور عطا اور عکرمہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ تصویرین رکھنی منع ہین جو کھڑی کیجاوین اور جو قدمونکے تلے روندی جاوین
سو نہین مضائقہ اونمین کذا فی البستان اور مشکوۃ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ مین آیا تھا آپکے پاس کل رات کو سو نہین مانع
ہوئی کوئی چیز گھر مین آنے سے مجھکو سوا اسکے کہ تھین دروازہ پر تصویرین یعنی تھا گھر مین آپکے پردہ رنگین منقش کہ اوسکا پردہ
بنایا تھا اور تھین اوسمین تصویرین اور تھا گھر مین کتا سو حکم کرو تصویرونکے سر کاٹنے کا کہ دروازہ کے پردہ مین تھین پس
کاٹی جاوین سر اونکے اور ہو جاوین مانند صورت درخت کے یعنی ہیئت اور شکل اونکی نرہے اور حکم کرو کہ کاٹا جاوے پردہ پس
بنائے جاوین دو تکیہ زیر انداز یعنی واسطے بیٹھنے اور تکیہ کرنیکے کہ روندنے مین آوین اور حکم کرو کہ نکالا جاوے کتا گھر سے
پس کیا حضرت نبی نے جو کچھہ کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اور فتاوی قاضیخان مین ہے کہ مکروہ ہے کہ نماز پڑہے اسحال مین
کہ ہون آگے مصلی کے یا اوپر سر اوسکے یا دائین یا بائین یا اوسکے کپڑے پر تصویرین اور بچھونے مین دو روایتین ہین
اور صحیح یہہ ہے کہ مکروہ نہین بچھونے پر جبکہ نہ سجدہ کرے تصویر پر اور یہہ اوس صورت مین ہے کہ ہون تصویرین بڑی
کہ ظاہر ہون واسطے دیکھنے والونکے بے تکلف لیکن اگر چھوٹے ہون یا سر اونکا کٹا ہو تو نہین مضائقہ انتہی کذا فی مظاہر حق
نقلا عن المرقات اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت کعبہ سے باہر نکلے تو مین آگے گیا
اور بلال سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کیفیت سے کعبے کے اندر عمل کیا اونہون نے کہا کہ دو ستونکو داہنی طرف
اور ایک ستونکو بائین طرف اور تین ستونکو پیچھے چھوڑ کر نماز پڑہی اور کعبے مین اوس دن چھہ ستون تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ مین بھول گیا کہ مینے حضرت کی گنتی رکعتونکے نہین پوچھے اور سوا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اور روایت مین آیا
ہے کہ حضرت نے دو رکعت نماز پڑہی اسلیئے علما اسپر گئے ہین کہ کعبے کے اندر نماز نفل پڑہنی جایز ہے اور نماز فرض مین اختلاف
کیا ہے جمہور علما اسپر ہین کہ وہ بھی جایز ہے اور وہ جو صحیح بخاری مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم مین اسامہ بن زید سے
مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر گئے تو سب اطراف دعا کی اور نماز نہ پڑہی یہانتک کہ باہر آئے اور پھر کعبے کے
برابر دو رکعت نماز پڑہی اور فرمایا کہ ہذہ القبلۃ سو یہہ محدثین کی نزدیک معمول بہا نہین ہے اسلیئے کہ ابن عمر مثبت ہین اور اسامہ

رضی اللہ عنہ نافی ہین اور قول مثبت کا نافی پر مقدم ہی کما قرر فی الاصول اور محتمل ہی کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کسیکام کیلیئے باہر نکل آئی ہون اور حضرت نے اونکی پیچھے دو رکعت نماز پڑہی ہو یا جب دیکھا ہوا اونہون نے حضرت کو کہ دعا مین مشغول ہین تو وہ بھی ایک دوسر گوشہ مین دعا کرتے ہون اور حضرت کی نماز پڑہنی پر مطلع نہوئی ہون بسبب مستغرق ہونیکے دعا مین انتہی اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ اعتماد اسبا بمین ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پر ہی بخلاف روایت اسامہ رضی اللہ عنہ کی اسلئے کہ وہ بلال رضی اللہ عنہ سی روایت کرتے ہین اور وہ واقف تھی احوال شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور آپکی ساتھہ تھی اول سی آخر تک اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو باہر بھیجا تھا ڈول پانی کا لینے کو لقصویر ونکی دہونیکو لئے اور ایک روایت سی اسامہ رضی اللہ عنہ کی بھی نماز پڑہنا حضرت کا کعبی مین آیا ہی چنانچہ مواہب لدنیہ مین احمد اور طبرانی سی روایت کیا ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سی کہ ان اسامۃ اخبرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی الکعبۃ کما رواہ احمد والطبرانی یعنی تحقیق اسامہ نے خبر دی اونکو کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی اندر کعبی کے تو واسطے جمع کرنیکے دونو روایتون مین اسامہ کی کہا ہی کہ اسامہ نے اثبات مین اعتماد کیا اوپر خبر اوروں کے اور نفی مین بمقتضاء علم اپنی کے بیان کیا سو حاصل اسکا یہہ ہوا کہ گویا کہا اونہون نے کہ کہتی ہین کہ پڑہی حضرت نے نماز کعبی مین مگر مینے نہین دیکھا سو اب کچھہ تناقض نرہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدا کی سوال مین پہلی بلال رضی اللہ عنہ سی پھر ارادہ کیا زیادہ اہتمام کا نماز کی مکانین سو سوال کیا اونہون نے اسامہ رضی اللہ عنہ سی اور تھی نماز حضرت کی خفیف سو نہ دیکھا اوسکو اسامہ رضی اللہ عنہ نے بسبب بند ہونے دروازہ کے اور بسبب دور ہونے کی حضرت سی اور اشتغال اونکیکے ساتھہ دعا کی سو جائز ہی اونکی لیے نفی عملاً بظنہ اور لیکن بلال رضی اللہ عنہ پس تحقیق کیا اونہون نے اوسکو اور خبر دی اونکو سا تھہ اوسکی انتہی ملخصاً من المدارج والمواہب اللدنیہ القصہ پھر دروازہ بیت اللہ شریف کا کھولا اور حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف باہر لائی اور آستانہ کعبہ پر کھڑی ہوئی اور دروازیکے دونون بازو ونکو دونون ہاتھون سی پکڑ لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آدمیونکو دروازہ سی دور ہٹاتے تھی اوسوقت کنجی کعبی کی حضرت کی ہاتھہ مین تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روبرو گئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ منصب حجابت خانہ کعبہ کا اہل بیت کو ارزانی کیجی جیسیکہ منصب سقایت کا انکو عنایت کیا حضرت نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ لی کنجی کو کہ آجکا دن وفا اور احسان کا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا آپنے خذھا ابن طلحۃ خالدۃ تالدۃ لا ینزعھا منکم الا ظالم یعنی لی اسکو ای ابن طلحہ ابدا بد کو نہ لیگا اسکو کوئی تمسی مگر ظالم اور آپنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمکو ایسا کام سونپتا ہون کہ لوگونکو اوسمین تمسی نفع ہو وہ کام کہ گمان ہوا وسمین کہ لوگون سی اوسمین تمکو نفع ہو سو عثمان رضی اللہ عنہ نے تو ملازمت حضرت کی اختیار کی اور وہ کنجی اپنی بہائی شیبہ کو دی تو ابتک کنجی کعبی کی اوسی قوم کے ہاتھہ مین ہی فت واضح ہو کہ صاحب کشف وغیرہ مفسرون نے اور بعض اہل سیر نے نقل کیا ہی کہ آیت ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی شانمین نازل ہوئی اور یہہ قصہ یون تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاہا کہ خانہ کعبہ مین تشریف لیجاوین تو عثمان نے دروازہ بند کر لیا اور

کعبے کی چھت پر چڑھ گیا اور انکار کیا اور کہا کہ اگر میں جانتا کہ وہ رسول خدا کا ہے تو میں کنجی اوسکو دیتا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اوسکا ہاتھ
مروڑ کر کنجی زبردستی اوس سے لے لی اور دروازہ بیت اللہ شریف کا کھولا اور حضرت اندر بیت اللہ کے تشریف لے گئے پھر جب باہر آئے تب
عباس نے حضرت سے عرض کی کہ خدمت بیت اللہ کی مجھکو عنایت ہو اوسوقت یہہ آیت اوتری حضرت نے علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ
کنجی عثمان بن طلحہ کو دیدو اور انہوں نے بموجب ارشاد ہدایت بنیاد کے حوالی کی اور عذر کیا عثمان نے کہا کہ پہلے تمنے کنجی لینے میں مجھکو
ایذا دی اور زبردستی کی اور پھر ساتھہ خوشامد کے لاکر مجھکو دی اسمیں کیا بھید تھا اونہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے تیری شان میں آیت
نازل کی اور روایت ہے عثمان کے سامنے پڑھی عثمان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور شرف اسلام
سے مشرف ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدمت کعبے کی ہمیشہ عثمان کی اولاد میں رہیگی انتہی صاحب روضۃ
الاحباب یعنی سید جمال الدین محدث کہتے ہیں کہ یہ آیت مخالف ہے جمہور اہل سیر سے اسلیے کہ جو مراد عثمان سے عثمان پوتا ایک
واسطے سے عبد الدار کا ہے تو اوسکا باپ ابوطلحہ ہے نہ طلحہ ہے اور وہ تو احد کی روز علم بردار مشرکوں کا تھا اور اوسی روز وہ مارا گیا
جیسا کہ یہہ حال آگے گذر چکا ہے اور اگر مراد اوس سے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد الدار ہے دو واسطے سے کہ وہ بھتیجا عثمان بن
ابی طلحہ بن عبد الدار کا ہے تو وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوا تھا چنانچہ بیان اسکا اول ہو چکا ہے کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ
وعن والدیہ کہ صاحب مواہب لدنیہ نے اسلیے کہا ہے کہ ابن ظفر نے ینبوع الحیوۃ میں لکھا ہے کہ قول اوسکا کہ اگر جانتا میں
کہ وہ بیشک رسول اللہ ہے تو میں نہ منع کرتا اوسکو اس سے وہم ہے اسلیے کہ وہ اسلام لائے تھے پہلے اس سے سو اگر وہ یہہ کہتے
تو ہوتے وہ مرتد نعوذ باللہ منہا اور کہتا ہوں میں کہ اسیلیے ابن ظفر نے اوس روایت کو کہ حضرت نے جب عثمان سے کنجی مانگی
تو اونہوں نے ہاتھ پھیلایا کنجی دینے کو پھر حضرت عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ حوالہ کرو اس امانت کو ساتھہ سقایت کے سو سمیٹ
لیا عثمان نے کنجی دینے سے ہاتھ اپنا الخ اولی بالقبول کہا ہے اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو بازو
بیت اللہ کے دروازہ کی اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے کھڑے تھے اوسوقت آواز بلند آپنے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ کہا سب اعیان قریش وہاں کھڑے تھے درمیان خوف ورجا کے
کہ دیکھا چاہیے آج ہمارے حقمیں کیا حکم ہوتا ہے اوسوقت آپنے اونسے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو مجھسے کہ میں تمسے کیا سلوک
کرونگا اونہوں نے عرض کی کہ نقول خیرا ونظن خیرا یعنی کہتے ہیں ہم خیر اور گمان کرتے ہیں ہم خیر کا اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت
بھائی کریم ہے اور بیٹا بھائی کریم کا ہے اور بیشک قدرت پائی ہے تمنے ہمپر وہ لوگ کہ حضرت کے ہم عمر تھے اونہوں نے آپکو بھائی کہا
اور جو اونمیں آپکے والد کے ہم عمر تھے اونہوں نے آپکو بھائی کا بیٹا کہا اور اشارہ کیا ساتھہ قول اپنے وقد قدرت کیطرف عفو کی کہ
العفو عند القدرۃ اور جو قریش نے اس عبارت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کیطرف اور اونکی تجاوز کرنیکیطرف
اشارہ کا ارادہ کیا کہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین حضرت نے یوسف علیہ السلام کا قول فرمایا کہ لا تثریب
علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین یعنی نہیں ہے الزام اور ملامت تمپر آجکے دن معاف کرتا ہے اللہ تعالی تمکو اور وہ

بڑا رحیم ہے چھوڑ دیگا اور فرمایا کہ اذھبوا انتم الطلقاء یعنی تم جاؤ کہ آزاد کی گئی ہو اور قید سے چھوڑے گئے ہو ف شکر وصل کہ حاصل بکام دل کردم ✽ ستمگران حسد پیشہ را بحل کردم ✽ کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ پھر حضرت نے خطبہ پڑہا اور اوسمین لوگون کو خوب نصیحت کی اور رسوم جاہلیت کو خصوصًا سود کہا تاکہ بالکل اسکا حکم موقوف کیا اور احکام قصاص اور دیات مغلظہ اور مخففہ اور شبہ عمد اور خطا سب بیان کیے اور اوپر بطلان دعوی جاہلیت کے حکم کیا اور فرمایا کہ ای قریش اللہ تعالی نے تمسے دور کر دیا فخر جاہلیت کا ساتھ باپ دادونکے اور دور کیا تمسے تکبر اور بڑائی کو کہ بواسطہ آبا اور اجدادونکے کہ تم لوگ کیا کرتے تھے یعنی اب تم اون سبکو چھوڑ دو کیونکہ سب آدمی اولاد آدم علیہ السلام کی ہین اور آدم علیہ السلام خاک سے پیدا ہوئے تھے اور ایک کو دوسرے پر فضل اور بڑائی نہین ہی مگر ساتھ تقوی کے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر یعنی ای آدمیو ہمنے تمکو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے یعنی آدم و حوا سے اور رکھین تمہاری ذاتین اور گوتین تو آپس کی پہچان ہو یعنی تو قریب بعید سے معلوم ہونا اسلیے کہ ایک دوسرے پر فخر کرے اور مقرر بڑی عزت والا تم مین نزدیک اللہ تعالی کے وہی ہی جو بڑا متقی ہی تمہارا تحقیق اللہ تعالی سب جانتا ہی خبردار ہی ف یعنی بڑا ایمان قوم کی اور ذات کی عبث ہین صفت نیک چاہیے بڑی ذات کس کام کی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الحسب المال والکرم التقوی یعنی حسب مال ہی اور بزرگی تقوی ہی اور فرمایا ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم یعنی بیشک اللہ تعالی نہین دیکھتا ہی طرف صورتون تمہاری کے اور نہ مالون تمہاری کے ولیکن دیکھتا ہی طرف دلون تمہارے کے اور عملون تمہارے کی کذا فی موضح القران و المعالم کہتا ہو مین کہ تقوی اصطلاح شرع مین اسیکا نام ہی کہ آدمی شرک اور گناہ سے بچے کہ المتقی من یتقی من الشرک والمعاصی اور آگی اسکے مرتبہ تقوی حقیقی کا ہی اور وہ بچنا شبہات سے اور بعضی مباحات سے ہی و اصح ہو کہ شعب بڑی قبیلہ کو کہتے ہین اور قبیلہ جو اوس سے چھوٹا ہو شعب جیسے ربیعہ اور مضر اور اوس اور خزرج اور قبیلہ جیسے بکر ربیعہ مین سے اور تمیم مضر مین سے اور جو قبیلہ سے چھوٹا ہو اوسکو عمارہ بروزن شرارہ کہتے ہین جیسے شیبان بکر مین سے اور دارم تمیم مین سے اور جو اس سے بھی کم ہو وہ بطن ہی جیسے بنی غالب اور لوی قریش مین سے اور جو بطن سے کم ہو اوسکو فخذ کہتے ہین جیسے بنی ہاشم اور امیہ بن لوی اور سکے بعد فصیلہ پھر عشیرہ اسکے بعد اور کوئی نہین ہی کہ جس سے وصف کیا جاوے اور کہا ہی کہ شعوب عجم سے ہی اور قبائل عرب سے اور اسباط بنی اسرائیل سے اور کہا ہی کہ شعوب وہ جو منسوب ہون طرف مدائن اور قریے کے اور قبائل وہ جو منسوب ہون طرف آبا کی کذا فی المعالم اور کہا مقاتل نے کہ دن فتح مکہ کے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رض کو کہ کعبہ کی چھت پر چڑھکے اذان کہین سو عتاب بن اسید بن ابی العاص نے کہا الحمد للہ الذی قبض ابی حتی لم یر ھذا الیوم اور کہا حارث بن ہشام نے اما وجد محمد غیر ھذا الغراب الاسود مؤذنا اور کہا سہیل بن عمرو نے ان یرد اللہ شیئا یغیرہ اور ابو سفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین کہتا ہون ڈرتا ہون کہ آسمانون کا رب اوسکو خبر کر دیگا پھر آئی

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت کو اوس سے جو اونہون نے کہا تھا خبر دی حضرت نے اونکو بلایا اور پوچھا اونکی باتونکو
اونھون نے اقرار کیا پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اور جبر کا اسمین تفاخر انساب اور تکاثر اموال اور حقیر جاننے فقراکی سے
اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نازل ہوئی یہہ آیت ثابت بن قیس کی حقمین مروی ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس صحابہ
معتبر تھے اور کانونسے کم سنتے تھے حضرت کا کلام سننے کو حضرت کے پاس بیٹھتے تھے اور خوب دلسے متوجہ ہوتے تھے ایکدن دیر کے بعد
جب لوگ مجلس شریف مین بھر گئے تھے تب وے آئے تو اونہون نے تفسحوا کہا یعنی کھلکر بیٹھو اور چاہا کہ حضرت کے پاس جاکر
بیٹھین اس خیال سے آپکے پاس گئے وہان اور ایک آدمی حضرت کے پاس بیٹھا تھا اونہون نے اوس سے کہا افسح اوسنے اونکا کہنا سنا
ثابت رضہ اوسکو پہچانتے تھے اوسکی ماکی طرف نسبت کرکے اوسکو شرمندہ کیا یہہ آیت اونکی شانمین نازل ہوئی حضرت نے
فرمایا کہ فلانیکا کون ذکر کرتا ہی اور کسنے اوسکا نام لیا ہی ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین کم سنتا ہون تو
اسلیے آپکے کلام سننے کو آپکے پاس بیٹھتا ہون سو اسنے میری حال کی رعایت کی اور مجھکو سبنے راہ دی اور اسنے میری حال پر
نظر نکی اور میری خواہش کو اسنے قبول نکیا اور مین اسکی ماکو پہچانتا تھا تو مینے اوسکا ذکر کیا حضرت نے یہہ آیت پڑہی پھر
ثابت رضہ اللہ عنہ نے عرض کی کہ بعد اسکے مین کسی پر فخر نکرونگا اور کسی پر بزرگی نہ ڈھونڈ ہونگا کذا فی البحر المواج اور معالم مین
ہی کہ جب ثابت نے کہا بعد اوسکے حضرت کے کہ مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ انظر فی وجوہ القوم یعنی دیکھہ طرف چہری لوگونکی سو دیکھا
اونہون نے پھر پوچھا آپنے کہ کیا دیکھا تونے ای ثابت اونہون نے عرض کی کہ رأیت احمر و ابیض و اسود یعنی دیکھا مینے سرخ اور سپید
اور سیاہ فرمایا آپنے فانک لا تفضلہم الا بالتقوی یعنی پس بیشک نہین فضیلت ہی تجھکو اونپر مگر دین اور تقوی مین سو نازل ہوئے
یہہ آیت اونکی حقمین اور دوسری شخص کی حقمین جسنے افساح مجلس نکیا تھا یہہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا اذا قیل
لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم و الذین اوتوا العلم
درجات و اللہ بما تعملون خبیر یعنی ای ایمان والو جب تمکو کہے کہ کھل بیٹھو مجلسونمین تو کھل بیٹھو کشادگی دے اللہ تمکو اور
جب کہے اوٹھہ کھڑے ہو تو اوٹھہ کھڑے ہو اللہ اونچے کرے اونکو جو ایمان رکھتے ہین تم مین سے اور جنکو دیا گیا علم درجے اور اللہ جو کرتے
ہو خبر رکھتا ہی ف یہہ آداب ہین مجلس کی لوگون کو کہ کوئی آدمی آوے اور جگہہ نپاوے تو چاہیے تھوڑا تھوڑا کھسکین تا مکان حلقے
کا کشادہ ہوجاوے یا اوٹھکر پھرا حلقہ کرلیوین ایسی حرکت کرنیمین غرور نکرین خوے نیک پر اللہ مہربان ہی اور خوے بد سے بیزار
ترجمہ موضح القران اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ حضرت بعد فراغ خطبہ کے ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف لیگئے اور غسل کیا
اور آٹھہ رکعت نماز چاشت پڑہی ہلکی سے اور فرمایا ھذہ سبحۃ الضحی یعنی یہہ ہی نماز نفل چاشت کی اور بعضون نے گمان
کیا ہی کہ حضرت نے یہہ نماز بجہت شکر انہ فتح مکہ کے پڑہی اور جمہور شریعت مین اس نماز کے مقدمہ مین یہی حدیث ام ہانی کی ہی
اور علماکو اس نماز مین کلام بہت ہی اور تحقیق یہہ ہی کہ پڑھنا حضرت کا اس نماز کو دائمی نتھا ولیکن وہ نماز جسکو اشراق کہتے
ہین وہ دائمی تھی اور موکدہ تھی ان دونون نمازونپر اطلاق صلوۃ الضحی کا حدیث مین واقع ہوا ہی پھر نماز سے فارغ ہوکر

متصل پر منزل کئے ہوئی اور شعب ابیطالب اور خیف اور بنی کنانہ مین نظر کی آور محنتون اور ایذاؤن سی کہ کفار کے ہاتھ سی اون جگہونمین اُٹھائی تھین جبکہ گھیر لیا تھا بنی ہاشم کو وہان اور اونکی خرید و فروخت اور مناکحت سب موقوف کر دی تھی کہ جب تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری حوالہ نکرین تب تک کوئی اونسی انکا مونمین شراکت نکری کام جب یہہ سب محنتین آپکی یاد کین تو نعمت فتح مکہ پر اور استعلای دین متین پر شکر حق بجالائی پہر نماز ظہر کا وقت آیا تو آپنی بلال کو فرمایا کہ کعبی کی چہت پر چڑہکر اذان کہین واضح ہو کہ یہہ بہی وقت شریف اور نعمت عظیم ہی کہ ہاتہ ادراک کا اوسکی اجلال و امن تک نہین پہونچتا ہی حقیقت اسوقت کی اور عظمت اسکی عرشیونسی پوچہا چاہئی کہ یہہ آواز وہانتک پہونچتی ہوگی بلکہ وہانسی بہی گذر گئی ہوگی الٰہی ساتہہ حرمت اسوقت اور اس ساعت کی مجہکو دین اسلام پر ثابت رکہہ اور کلمہ اسلام کو بلند آوازہ کر اور یہی دعا اس مترجم خاکسار بیمقدار کی ہی جناب الٰہی مین کہ اسوقت محمود و ساعت مسعود کی برکت سی اس عاجز گنہگار کو دین اسلام اور سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قایم اور دایم رکہی آمین ثم آمین اللّٰہم احینی مسلما وامتنی مسلما والحقنی فی زمرۃ المسلمین اور ای اللہ بلند آوازہ اور تر و تازہ کر برکت اسوقت کی سی اس دین متین اور اس اسلام سید المرسلین اپنی کو اور ذلیل و خوار اور حقیر بیوقار کر کفرہ معین کو اللّٰہم اعلِ الاسلام والمسلمین واوھن الکفر والمشرکین آمین آمین اجب دعائنا یا رب العالمین جب مشرکین بیدینو نی آواز اذان بلال رضی اللہ عنہ کی سنی تو بعضی اونمین سی مثل خالد بن اسید عتاب بن اسید کا بہائی اور حارث بن ہشام ابو جہل کا بہائی اور حکم بن العاص نی کچہہ کلام ناسزا کہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نی ان سب باتونکی خبر اکر حضرت صلعم کو دی آپنی اون سب کو اوس سی اعلام کیا تو اس سبب سی بہت مشرک مسلمان ہوئی مثل حارث بن ہشام اور عتاب بن اسید وغیرہما کی اور ایک روایت مین ہی کہ ابو سفیان بن حرب بہی اوس جماعت مین تہا جب اون لوگون نی نالایق باتین کہین تو اوسنی کہا کہ مین کچہہ نہین کہتا ہون اسلئی کہ جو کچہہ مین کہون گا تو کہا ہی مجہکو کہ یہہ سنگریزی بہی اوسکو خبر دینگی پہر جب حضرت صلعم نی وہ سب باتین اونکی کہی ہوئی بیان کین تو اوسوقت ابو سفیان نی عرض کی کہ مینی انمین سی کچہہ بہی نہین کہا ہی حضرت نی اوسکی اسبات پر تبسم کیا اور اسباب مین اوسکی تصدیق کی اگر یہہ روایت صحیح ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اوسکی دلمین آگیا تہا اور وہ حسن الاسلام ہو گیا تہا اور علمانی اسلیے بعض مسلمین فتح مکہ کی حقمین کہا ہی حسن اسلامہ یعنی حسن پذیر ہوا اسلام اوسکا اور اسلام مین بعض کے اختلاف کیا ہی غرضکہ بہر تقدیر اونکو مولفۃ القلوب سی کہا ہی اس لفظ کے سبب کچہہ تحقیق اگی حقمین مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہی فتح مین سی ہین مولفۃ القلوب مین سی اور بعضیون نی کہا کہ اسلام اونکا اونکی باپ کی مسلمان ہونی سی پہلے تہا وہ مسلمان ہوئی تہے حضرت کی مکہ مین آنی سی پہلے بیچ راہ کی حضرت کی ملازمت مین حاضر ہو کر اسلام لائی تہے بعد اسکی پہر کوہ صفا پر تشریف لیگئی اسطور سی کہ وہانسی بیت اللہ نظر پڑتا تہا سو وہان آپنی دعا مانگی اور شکر نعمت کا بجالائی اور وہین بیٹہہ گئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہڑی تہی اور ایک ایک آدمی قریش کا آتی تہی اور شرف بیعت سی مشرف ہوتی تہی بعد

مردونکی پھر عورتین آکر بیعت سے مشرف ہوئین اور بیعت لینا عورتونکا زبان سے تھا نہ ہاتھ سے اور کہتے ہین کہ عورتونکی بیعت
کا یہہ طریقہ تھا کہ ایک چادر کا کونا اپنے دست مبارک مین پکڑ لیتے اور دوسرا کونا عورتونکے ہاتھ مین ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ ایکپیالہ
پانیکا حضرت نے منگایا اور اپنا ہاتھ اوسمین ڈالکر اون عورتونکو دیا کہ اپنے ہاتھ اوسمین ڈالین اور صحیح وہی قول پہلا ہے کہ بیعت اونکی
زبان سے تھی جیسیکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مین صریح آیا ہے اور بیچ مین اسکے یہہ آیت ہے یا ایہا النبی اذا جاءک
المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان
یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم یعنی اے نبی جب
آوین تیرے پاس مسلمان عورتین اقرار کرنیکو اسپر کہ شریک نہ ٹھہراوین ساتھ اللہ کے کسیکو اور چوری نکرین اور بدکاری نکرین
اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالین اور طوفان نہ لاوین باندہ کر اپنے ہاتھون اور پاؤنمین اور تیری بیحکمی نکرین کسی بھلے کام مین تو اونسے
اقرار کرا اور معافی مانگ اونکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف طوفان باندھنا ہاتھہ پاؤنمین یہہ کہ کسی پر
جھوٹے دعوے کرین یا جھوٹی گواہی دین یا کسی معاملہ مین جھوٹی قسم کھا جاوین یا اپنی بغل سے بناکر آور ایک معنی یہہ کہ بیٹا جنا
اور سے لگاوین اور گویا اور کا جنا ہوا ڈال لیوین اور باپ پر لگاوین حدیث مین فرمایا ہے جو عورت بیٹا لگاوے کسیکا اسکو
تو اوسپر بہشت کی بو حرام ہے کذا فی موضح القران اور معالم التنزیل مین ہے کہ یہہ بیعت فتح مکہ کے دن ہوئی ہے جب حضرت کوہ
صفا پر مردونکی بیعت سے فارغ ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اوس پہاڑ سے نیچے عورتونکی بیعت لی رہے تھے حضرت
کے حکم سے اور پہونچاتے جاتے تھے اونکو حضرت کا ارشاد اور ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان حضرت کے خوف سے نقاب ڈالی ہوئی عورتونمین
چھپی ہوئی تھی کہ حضرت کہین اوسکو پہچان نہ لین پھر حضرت نے فرمایا کہ بیعت لیتا ہونمین تمسے اسپر کہ نہ شریک کرو تم ساتھ
اللہ کے کسیکو ہند بنت عتبہ نے یہہ سنکر اپنا سر اوٹھایا اور عرض کی کہ قسم ہے اللہ کی البتہ لیتے ہو تم ہمسے وہ عہد کہ کسی
مرد سے وہ عہد مینے تمکو لیتے نہین دیکھا سو بیعت لی تھی حضرت نے اوس دن مردون سے اسلام اور جہاد پر فقط پھر حضرت نے
فرمایا اور نہ چوری کرین وہ پھر ہند نے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مین اوسکے مالمین سے کچھہ چیز لیتی تھی سو مین نہین
جانتی ہون کہ وہ حلال ہے یا نہین میرے لئے پھر ابوسفیان نے کہا کہ جو کچھہ تونے پہلے لیلیا اور اور سوا اسکے وہ سب تجکو
حلال ہے سو ہنسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پہچانا اوسکو آپنے اور فرمایا کہ البتہ بیشک تو ہند ہے عتبہ کی بیٹی اوسنے
کہا کہ ہان عفو کرو مجھکو جو کچھہ کہ گذرا معاف کرے اللہ تمکو پھر آپنے ارشاد کیا اور زنا نکرین ہند نے کہا کہ کیا زنا کرتی ہے
حرہ پھر آپنے فرمایا اور نہ قتل کرین اپنی اولاد کو پھر ہند نے کہا کہ پرورش کیا ہمنے اونکو چھوٹے پنے سے سو قتل کیا تمنے اونکو
جب بڑے ہوئے سو تم اور وہ جانتے ہو اور ہند کا بیٹا حنظلہ بن ابوسفیان بدر مین مارا گیا تھا سو اسبات سے حضرت
عمر رضہ ہنسے یہانتک کہ مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا پھر فرمایا اور نہ لاوین
وہی ساتھہ بہتان کی کہ افترا کرین وہ اوسکو اپنے ہاتھون اور پیرونکی بیچ یعنی اور کا جنا اپنے خاوند پر نہ لگاوین ہند نے کہا

قسم اللہ کی تحقیق بہتان البتہ برا ہی اور ہم امر نہین کیے جاتی ہین مگر ساتھ رشد کے اور ساتھ مکارم اخلاق کی پھر آپنے ارشاد کیا اور وہ نافرمانی نکرین تیری نیک کام مین ہندنے کہا نہین بیٹھین ہم اس مجلس مین اور حال یہہ کہ ہماری دل مین ہو کہ نافرمانی کرین ہم تمہاری کسی امر مین سو اقرار کیا سب عورتون نے آپنے اوسی عہد لیا اور قتل اولاد سے مراد قتل کرنا لڑکیون کا ہی کہ ایام جاہلیت مین مار ڈالا کرتے تھے اور مراد عصیان امر سے وہ امر ہی کہ موافق اللہ کی اطاعت کی ہو اور عبد اللہ نے کہا کہ ہر ایک وہ امر کہ ہو اوسمین رشد اونکا اور مجاہد نے کہا کہ وہ نہ خلوت کرنا عورات کا ہی ساتھ رجال کے اور کہا سعید بن المسیب اور کلبی اور عبد الرحمن بن یزید نے کہ وہ نہی ہی نوحہ سے اور بد دعا کرنے سے ساتھ ویل کے کہ وہ سخی اور عذاب اور نام ایک وادی کا ہی دوزخ مین اور کپڑے پھاڑنے اور بال منڈانے اور نوچنے اور منہ نوچنا اور طمانچے مونھہ پر مارنا ہی اور باتین نکرنا عورتونکا غیر مردسے سوا محرم کے اور خلوت نکرنا کسی سے سوا محرم کی اور نہ سفر کرنا غیر کے ساتھہ سوا محرم کے ہی اور فرمایا حضرت نے کہ چار امر ہین امور جاہلیت سے میری امت مین کہ نہ چھوڑینگی وے اونکو ایک تو فخر کرنا ساتھہ حسب کے اور طعن کرنا نسب مین یعنی اور کی نسب پر طعن کرنا اور مینہ طلب کرنا ساتھہ ستارونکے اور نوحہ کرنا ہی اور فرمایا حضرت نے کہ نوحہ کرنیوالی عورت جو توبہ نکرے اور مرجاوے سو کھڑی ہوگی دن قیامت کے اور اوسپر ہوگا کرتا قطران کا اور پیرہن خارش کا یعنی اوسکو پہننے سے بدن مین خارش پیدا ہوگی اور فرمایا آپنے کہ نہین ہی ہم مین سے وہ جو پیٹے اپنے رخسارونکو اور پھاڑے گریبانونکو اور چیخے چیخنا جاہلیت کا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النساء بالکلام بھذہ الایۃ لا یشرکن باللہ شیئا قالت وما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ الا امرءۃ یملکھا یعنی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیعت لیتی تھے عورتونسے ساتھہ کلام کے اس آیت سے کہ لا یشرکن باللہ شیئا الآ اور کہا اونھون نے کہ نہین چھوا حضرت کی دست مبارک نے ہاتھہ کسی عورتکا مگر اوس عورتکا ہاتھہ کہ مالک ہوتی تھے اوسکی اور امیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ بیعت کی مینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عورتون مین اور عرض کی مینے کہ مصافحہ کیجیے ہمسے فرمایا آپنے مصافحہ عورتونسے نہین کرتا ہون سوا اسکی نہین کہ قول میرا ایک عورتکے لئے مثل قول میرے ہی واسطے سو عورتونکی انتہی مافی المعالم اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ جب حضرت نے قتل اہل مکہ سے لوگونکو منع کیا اور اونپر لطف و احسان کیا تو انصار نصرت شعار کو رشک ہوا اور بعض نے اونمین سے کہا کہ حضرت نے میل کیا اپنی کنبی اور قبیلہ کا اور مہربان ہوئی اونپر اور رغبت ہوئی طرف اونکی اور ہمکو تنہا چھوڑا اور اونکے وطن گئے اور اپنے شہر کو اختیار کیا اور گمان انصار کو یہہ تھا کہ جو حضرت نے قریش سے ایذا اور رنج بہت دیکھا ہی اور ظلم اور ستم اونسے اوٹھائی ہین تو اسکی سزا انکو دینگی اور اونکو قتل کرینگے اور نیست و نابود اونکو کر ڈالینگے چنانچہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قول سے جو مذکور ہوا ہی ظاہر ہی اور نہین جانتے تھے کہ وہ حضرت رحمۃ للعالمین اور ہادی الضالین ہین اور مقصود اونکا ہدایت کرنا اہل عالم کا ہی اور انتقام لینا دنیا کی بادشاہونکا کام ہی انصار اسی قیل و قال مین تھے کہ آثار

نزول وحی کی حضرت صلعم پر ظاہر ہوئی جب وحی تجلی ہوئی تو آپنی انصار کو بلایا اور کہا کہ تمنی ایسا ایسا کہا ہی اونہوں نے اقرار کیا آپنی فرمایا کہ حاشا وکلا کہ مین ایسا کرون مین بندہ اور رسول خدا کا ہون ساتھ امر آلہی کی مینی تمہاری طرف ہجرت کی زندگی میری تمہاری ساتھ ہی اور موت میری تمہاری اندر ہی سو انصار اسبات سی بہت آبدیدہ ہوئی اور روئی اور عرض کی کہ یہ بات ہمنی بسبب کمال محبت اور دل بستگی کی جو آپکی ساتھ ہمکو ہی کہی تھے کہ آپ دوسرونکی لیے ہو وین اور ہمکو چھوڑ دیوین صحیح ہو کہ جو نزاع اور جدال اور حرب وقتال کرنا حضرت کا اوس قوم سی تھا تو محض واسطے بلند کرنے کلمہ اسلام اور اظہار کرنے دین کے تھا نہ واسطے طلب دنیا اور جاہ کی اور منظور نظر حاصل کرنا اس مقصود کا تھا پھر جب یہہ حاصل ہوا تو عوض اور انتقام کس لیے لیوین اور مروی ہی کہ دوسرے دن فتح مکہ کی جنیب بن اوبع ہذلی مکہ مین آیا اور خراش بن امیہ کعبی خزاعی نے تلوار نکالکر اوس کی پیٹ مین ہول دی کہ آنتین اوسکی نکل پڑین وہ دیوار سی اپنی پیٹھ لگائی ہوئی اپنی آنتونکو دیکھتا تھا اور آنکھین اوسکی پھرتی تھین اور اوسنی کہا کہ ای قوم خزاعہ تمکو یہہ قدرت ہوگئی کہ مجھہ سی تمنی یہہ فعل کیا یہہ کہکر پھر وہ مرگیا اور اوسکی قتل کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ یہہ سنکر اوٹھی اور حمد وثنا پہلے اوس تعالی شانہ کی ادا کی بعد اسکی خطبہ پڑہا اور کہا لا ھجرۃ ولکن جہاد ونیۃ واذا استنفرتم فانفروا وایضا قال ان ھذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض فھو حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیمۃ وانہ لم یحل القتال فیہ لاحد قبلی ولم یحل لی الا ساعۃ من نھار فھو حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیمۃ لا یعضد شوکہ ولا ینفر صیدہ ولا یلتقط لقطتہ الا من عرفہا ولا یختلی خلاھا فقال العباس یا رسول اللہ الا الاذخر فانہ لقینھم ولبیوتھم فقال الا الاذخر متفق علیہ وفی روایۃ ابی ھریرۃ لا یعضد شجرھا ولا یلتقط ساقطھا الا منشد کذا فی المشکوۃ یعنی نہین ہی ہجرۃ ولیکن جہاد اور نیت خالص کرنے عمل مین باقی ہی اور جسوقت بلائی جاؤ جہاد کیلئے یعنی حکم کری امام جہاد کیلئے نکلنے کا پس نکلو اور یہہ بھی فرمایا کہ تحقیق یہہ شہر یعنی ساری زمین حرم کی حرام کیا اوسکو اللہ تعالی نے یعنی حرام کی لوگو نپر ہتک اوسکی اور واجب کی اونپر تعظیم اوسکی اوسدن سی کہ پیدا کیا آسمانونکو اور زمین کو یعنی حرمت اوسکی قدیم سی ہی پس وہ حرام کیا گیا ہی ساتھ حرمت اللہ تعالی کی قیامت تک اور تحقیق ہرگز نہین حلال ہوا قتال وسمین کیسکو لئے پہلے مجہہ سی اور نہین حلال ہوا قتال میرے لئے مگر ایکساعت دنمین یعنی دن فتح مکہ کی پس حرام کیا گیا وہ ہر ایک یہہ بعد اوس ساعت کی ساتھ حرمت اللہ تعالی کی روز قیامت تک نہ کاٹا جاوی درخت خاردار اوسکا یعنی اگرچہ ایذا ہو اوس سی اور نہ بہگایا جاوی شکار اوسکا یعنی نہ متعرض ہو اوس سی ساتھ شکار کرنے اور وحشت دلانے اور برانگیختہ کرنیکے اور نہ اوٹھایا جاوی لقطہ اوسکا مگر جو شخص کہ تعریف کرے اوسکو یعنی شہرت دیوی اوسکو جائز ہی اوٹھانا اوسکا اور نہ کاٹی جاوی گھاس اوسکی پس کہا عباس رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ مگر اذخر یعنی اذخر کہ نام ایک گھاس کا ہی اوسکی اجازت دیجیے اسلئے کہ وہ واسطے لوہارون اور سنارون اونکے ہی یعنی اونکو احتیاج پڑتی ہی اسکی بیچ گلانی لوہی اور سونی چاندی کی اور واسطے گھرون اونکے یعنی گھرونکی چھتونکو کام آتی ہی پس فرمایا

مگر اذخر یعنی اسکو اکھاڑو تو جایز ہی نقل کی یہہ بخاری و مسلم نے اور بیچ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہہ ہی کہ کاٹا جاے درخت اوسکا اور نہ اوٹھاوی گری چیز اوسکی مگر تلاش کرنیوالا دکھاتا پھرنیوالا ف نہین ہجرت یعنی جب حضرت ہجرت کرکے مکہ سی مدینہ کو تشریف لائی تو ہجرت فرض تھی اوسپر کہ استطاعت رکھتا تھا پھر جب مکہ فتح ہوا تو منقطع ہوئی ہجرت کہ فرض تھی اسلیے کہ مکہ دار الحرب نرہا پس نہین حاصل ہوتا اب بسبب ہجرت کی وہ درجہ کہ حاصل ہوا مہاجرین کو ولیکن حاصل ہوتا ہی اجر بسبب قصد نیک اور اچھی نیت کی اور باقی ہی قیامت تک وہ ہجرت کہ ہوتی ہی واسطے محافظت دین کی اور احکام اسلام کے اور طرف اسیکی اشارہ ہی اوسمین جو فرمایا لا تنقطع الہجرۃ حتے تنقطع التوبۃ یعنی ہمیشہ رہیگی ہجرت جاری روز قیامت تک کا مراد ایسی ہی جہاد اور نہ کاٹا جاوی درخت خاردار جیہ جائی ویسا درخت اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو کوئی کاٹی گھاس حرم کی یا درخت اوسکا کہ مملوک نہین کسیو اوگا ہوا وسپر لازم ہوتی ہی قیمت اوسکی مگر خشک گھاس کی کاٹنے مین قیمت نہین دینا آتی لیکن کاٹنا اوسکا بھی درست نہین اور چرائی بھی نجاوی گھاس حرم کی مگر اذخر کہ اوسکا کاٹنا اور چرانا جایز ہی اور سنار ورغ یعنی کنبیہ بھی مستثنا ہی اسلئے کہ نبا تاتشی نہین ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہی چرانا جانوروںکا حرم گھاسمین اور لقطہ اوس چیز کو کہتی ہین کہ پڑی پاوی اور مالک اوسکا معلوم نہو اور حکم اوسکا غیر حرم مین یہہ ہی کہ تعریف کرے یعنی لوگونکی مجمع مین کہتا پھری کہ کسیکی چیز ہمنی پائی ہی پھر اگر نہ مالک ملی اور یہہ فقیر ہو تو اپنی کام مین لاوی اور اگر غنی ہو تو اللہ دیدیوی بعد ازان اگر مالک آجاوی تو اوسکو قیمت اوسکی دیوی اور حرم کی لقطہ مین نہین ہی مگر تعریف جیساکہ اس حدیث مین فرمایا یہانتک کہ مالک ملی پس خرچ نکرے اوسکو اور نہ تصدق کری اور نہ مالک ہوتا ہی اور یہہ مذہب امام شافعی کا ہی اور اکثر علمانی فرق نہین کیا ہی درمیان لقطہ حرم اور غیر اوسکے اور مذہب ہمارا یہی ہی اور دلیل انکی اور حدیثین ہین جو مطلق آئی ہین اور معنی اس حدیث کی نزدیک اونکی یہہ ہین کہ ایک برس کامل تک مکی مین بھی تعریف کری جیسی اور جاہی کرتے ہین اور تخصیص ساتھہ ایام موسم کے نہین ہی حاصل یہہ کہ اسطرح اسلیے فرمایا کہ کوئی وہم یہہ نہ لیجاوی کہ وہان تعریف مخصوص ایام موسم کا ہی کذا فی مظاہر الحق اور مواہب لدنیہ مین اس خطبہ کی آخر مین یہہ الفاظ اور زیادہ ہین فلیبلغ الشاهد الغائب یعنی چاہیے کہ پہونچا دیوی ان حکمونکو جو حاضر ہی غائبونکو اور اہی گروہ خزاعہ اپنا ہاتھہ قتل سی باز رکھو اور جس مردکو تمنی مار ڈالا ہی حکم اوسکی دیت کا مینی کیا ہی اگر بعد اسکی پھر کسیکو قتل کروگی تو اوسکی وارثون کو اختیار ہی کہ چاہین قصاص لین اور چاہین دیت انتہی اور سعید بن مسیب سی مروی ہی کہ بنو کعب کو آپنی حکم کیا کہ اونہون نی سو اونٹ اوسکی دیت مین دیی کذا فی روضۃ الاحباب اور مظاہر الحق مین ہی کہ یہہ قتل ہذلی کا اوس خزاعی نے بدلی اپنی ایک قتیل کی کہ ایام جاہلیت مین مارا گیا تھا کیا تھا پس حضرت نی خونبہا اوسکا واسطے دفع فتنہ کے درمیان دونون قبیلون کے دلوایا اور اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ اختیار قتیل کے وارثون کو ہی چاہین قصاص لین اور چاہین دیت لین اور یہہ مذہب شافعی اور احمد کا ہی اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک ثابت نہین ہوتی دیت مگر ساتھہ رضا قاتل کے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہی پس انکی نزدیک تاویل اس حدیث

یہہ ہی کہ وارث قتیل کو اختیار رکھتی ہین چاہین قصاص لین اور چاہین دیت لین اگرچہ دیجاوی دیت اونکو نہا ملخص ما فی المظاہر نقلا عن المرقات و اشعۃ اللمعات تو گویا یہہ قتل شبہہ سی ہوا کہ قاتل نی خصیت اوسکو گمان کیا اور وہ ساعت جو حضرت کو حلال ہوئی تھی وہ مابین اول دن اور آخر دن کی تھی یعنی اول روز اور شروع وقت عصر کی درمیان مین کہتی مترجم عفی اللہ عنہ دین اللہ کہتا ہی کہ قتل چار قسم پر ہوتا ہی ایک تو عمدا یعنی قصدا کسیکو ماری ہتیار سی جیسی تلوار چہری برچہی وغیرہ یا کوئی اور چیز سی جو ہو اور جدا کرتی ہو بدن کی اجزا کو جیسی تیز لکڑی اور تیز پتہر یا بانس کا بہہ چہلکا یا تیر یا آگ تو گنہگار ہوتا ہی اسمین اور قتل واجب آتا ہی لیکن مگر جبکہ معاف کردین اوس قاتل کو ولی مقتول کی اور وہ عصبہ اور ذوی الارحام اور جورو خاوند ہین ظاہر روایت مین اور دوسری قسم قتل کی شبہ عمد ہی یعنی کسیکو قصدا مارنا بغیر ہتیار کے اور بغیر تیز چیز کے مثل لاٹہی وغیرہ کے اور دبدہی کو بغیر قصد مار ڈالنی کے تو اسمین بہی گنہگار ہوتا ہی اور لازم ہوتا ہی اسپر کفارہ اور دیت مغلظہ اسکی عاقلہ پر آتی ہی عاقلہ کہتے ہین قاتل کے کنبے والونکو اور اوس محلہ والونکو جسمین وہ نوکر ہو سو اول تو دیت نوکری کی برادری والونپر دینی آتی ہی اور جو وہ کہین نوکر نہو تو اوسکی کنبی والونپر دینی آتی ہی اور تیسری قسم قتل کی خطا ہی یعنی جیسی تیر پہینکا عمدا کسی شکار پر جانکر اور نکلا وہ آدمی یا مارا اوسنی حربی جانکر اور نکلا وہ مسلمان یا نشانا لگاتا تہا اور لگ گیا کسی آدمی کو یا جیسی سوتا ہوا گر پڑا کسی پر اور وہ اوس صدمہ سی مر گیا تو اوسمین گنہگار نہین ہوتا مگر کفارہ اوسپر اور دیت اوسکی عاقلہ پر دینی آتی ہی اور چوتہی قسم قتل کی بالسبب ہی یعنی جیسی کسینی کنوان کہودا یا پتہر رکہدیا کسی غیر کے ملک مین اور اوسمین کوئی ہلاک ہوا تو اوسمین گناہ نہین ہوتا اور دیت اوسکی کنبی والونپر آتی ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور ان سب اقسام مین قاتل مقتول کی ارث سی محروم ہوتا ہی مگر اس قتل سبب مین کذا فی الکنز و شرحہ المعدن و صحیح ہی وکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ امن دی تہی اہل مکہ کو اور منع کیا تہا قتل سی اونکو ولیکن مستثنا کیا تہا آپنے اس حکم سی ایک جماعت کو اور حلال کردیا تہا اونکا خون اور فرمایا تہا کہ اونکو جہان پاؤ مار ڈالو حل مین ہون یا حرم مین ولیکن بعضے اونمین سی بعد اس حکم کے رجوع لائی اور مسلمان ہو کر مامون ہوی اور نجات پائی اور وی سب گیارہ مرد تہی اور چہہ عورتین چار مرد اونمین سی مارے گئی اور چار ہی عورتین پہلا اونکا ابن خطل ہی اور نام اوسکا جاہلیت مین عبد العزی تہا جب وہ مسلمان ہوا تب حضرت نے نام اوسکا عبد اللہ رکہا اور بعض نے جو اوسکا نام ہلال کہا ہی مشتبہ اور ملتبس ہو گیا ہی اوسکی بہائی کے نام کی ساتہہ کہ نام اوسکا ہلال بن خطل تہا اور قصہ اوسکا یہہ ہی کہ وہ پہلی فتح مکہ سی مدینہ مین آکر مسلمان ہوا سو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے لینے زکوۃ کی بعضی قبائل کیطرف بہیجا تہا اور ایک انصار مین سی بہی اوسکے ساتہہ کر دیا اور ایک غلام اوسکا تہا مسلمان خزاعی یا رومی کہ اوس سفر مین وہ اوسکی ہمراہ تہا اور خدمت اوسکی کرتا تہا وقت مراجعت کی ایک منزل مین اوسنی اپنی غلام سی کہا کہ ایک بکرا اوسکی لئی ذبح کری اور اوسکا گوشت پکا کر تیار کری یہہ کہکر وہ سو گیا اتفاقا وہ غلام بہی سو گیا اور اوس خدمت مامور کو بجا نلایا جب وہ جگا تب کہانا پکا ہوا نپایا غصہ ہو کر اوس غلام کو مار ڈالا اور یہہ سوچکر کہ اگر مدینہ کو جاونگا تو حضرت اوسکی قصاص مین مجہکو قتل کرینگی دین اسلام سی مرتد ہو گیا اور زکوۃ کی جانور اونکو لیکر مکہ والونکی جا ملا اونہون نی پوچہا کہ کونسی چیز تجہکو ہماری طرف

لائی اوسنے کہا مین نے تمہارے دین کو محمد کے دین سے بہتر پایا اور اوسکی دو کنیزین تھین کہ وے گایا کرتے تھین اوسکی ہجو حضرت کی
پھر جب فتح مکہ ہوا تب وہ آیا اور بیت اللہ کے ساتھ پناہ لی اور پردہ کعبہ سے متعلق ہوا اوسوقت حضرت طواف کر رہے تھے ایکنے
صحابہ مین سے اوسکو دیکھا اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ھذا ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ یعنی یہہ ہے ابن خطل کہ کعبہ
کے پردے سے چپٹ رہا ہے سو آپنے ارشاد کیا کہ مار ڈالو جہان ہو سو بموجب حکم کے اوسکو وہین قتل کیا مگر قاتلین مین اوسکے اختلاف ہے بعضو
نے کہا کہ مبادرت کیطرف اوسکی سعید بن حریث نے اور عمار بن یاسر نے اور سبقت لیگئے سعید اونپر اسلئے کہ وہ عمار سے نوجوان تھے
اور قتل کیا سعید نے اوسکو اور ابن ابی شیبہ نے طریق ابی عثمان نہدی سے روایت کی ہے کہ اوسکو ابو برزہ نے مارا اور یہہ حدیث صحیح
تر ہے اور احادیث سے جو اوسکے قاتلون کی تعیین مین وارد ہین سو حمل کیا اور باقی روایتون کو اسپر کہ مبادرت کی اور لوگون نے
اوسکے قتل مین مگر مباشر اوسکے قتل کے ابو برزہ ہوے اور ابن ہشام اپنی سیرت مین لائے ہین کہ ابو برزہ اور سعید دونو شریک
ہوئے قتل مین کذا فی مدارج النبوۃ و صحیح ہے کہ نام ابو برزہ کا نضلہ بن عبید ہے اور یہہ اسلمی تھے قدیم الاسلام اور ہمیشہ
یہ حضرت کے ساتھ غزوات مین رہے ہین اور کبھی کسی لڑائی مین اونہون نے حضرت سے مفارقت نہین کی یہانتک کہ وفات
پائی حضرت نے پھر بعد وفات حضرت کے بصرہ مین جا رہے پھر غزا کی انہون نے خراسان مین شہر مرو پر سنہ ساٹھ مین اور سعید بن حریث
قریشی مخزومی ہین حاضر ہوے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ مین اور عمر انکی اوسوقت پندرہ برس کی تھی پھر جا رہے یہہ کوفہ مین اور وہین مرے اور وہین
انکی قبر ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ قبر انکی جزیرہ مین ہے اور نسل مین انکی اور کوئی باقی نہ رہا روایت کی انسے انکے بھائی عمرو نے اور نسب انکا خزیمہ تک یون ہے
سعید بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم کذا فی اسماء رجال المشکوۃ و تقریب التہذیب اور دوسرا اون گیارہ مین
سے عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح تھا یہہ شخص حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا
پہلے یہہ ایمان لایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو وحی کا کاتب کیا تھا آپ اوسے قرآن شریف پڑھتے تھے اور
وہ لکھتا تھا اور لکھنے مین خیانت کرتا اور بجائے عزیز حکیم کے علیم الحکیم لکھدیتا اسی قسم کے اور بھی بہت خیانت کرتا تھا یہانتک
کہ آخر کو کہنے لگا کہ محمد نہین جانتے ہین کہ کیا کہتے ہین اور مین جو چاہتا ہون اونکیلیے لکھدیتا ہون بلکہ جو کچھہ کہ مینے لکھا ہے
وہ مجھپر وحی اوتری ہے جیسے کہ اونپر اوترتے تھی جب حضرت پر اوسکی خیانت ثابت ہوگئی پھر وہ مدینہ مین نہ رہ سکا وہان
سے مکہ کو بھاگا اور مرتد ہوگیا پھر روز فتح مکہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اوسنے پناہ چاہی اور کہا اے بھائی مینے تجھکو
اختیار کیا ہے اور تیرے طرف پناہ لایا ہون تجھکو یہان چھپا رکھ اور تو حضرت کے پاس جاکر میرے لیے امان چاہ اسلیے کہ جب حضرت
کی نظر مجھپر پڑیگی اوسیوقت فرمائینگے کہ میری گردن مارین اسلئے کہ میرا گناہ بڑا ہے اور اب مین اوس گناہ اپنے سے پشیمان
ہون اور توبہ کرتا ہون حضرت عثمان رضی نے کئی روز اوسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا پھر جب لوگونکو اطمینان ہوگیا تب بسبب کمال
عاطفت اور مہربانی کے کہ حضرت سے اپنے حال پر سمجھتے تھے اور علاقہ برادری کا اوس سے جو رکھتے تھے اس اعتماد پر اوس سے کہا کہ آؤ
حضرت کے پاس چلین اور تمکو حضرت نہین مارینگے انشاء اللہ تعالی پھر اوسکا ہاتھ پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے

اور حضرت کی سامنی کھڑی ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکی ضمیر منیر پر روشن اور ہویدا ہی کہ یہہ میرا رضاعی بھائی ہی
اور اوسکی ما مجھکو اپنی کندہی پر اوٹھاتی تھی اور اسکو پیادہ پا چھوڑتی تھی اور مجھکو دودہ پلاتی تھی اور اسکو محروم رکھتی تھی
اور مجھسی تلطف اور مہربانی کرتے تھے اور اسکو ترک کرتے تھے سو اوسکی حق مجھپر بہت ہین اسلئے اب مین آپکی کرم عمیم اور خلق عظیم
سی یہہ امید رکھتا ہون کہ آپ اسکو امان دیوین آپنے اس بات سی اعراض کیا اور کچھہ جواب ندیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نی پھر دوبارہ آپکی روبرو وہی گفتگو دہرائی پھر آپنے اعراض کیا اور کچھہ نفرمایا چند باریون ہی اتفاق ہوا اور کچھہ آپکی جانب سی
نہ سنا آخر کو آپکی پاس گئی اور آپکی سر مبارک پر بوسہ دیا اور اس امر مین حد سی زیادہ مبالغہ کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنی
امان دی اوسکو آپنی فرمایا کہ ہان پھر جب حضرت عثمان رضا اور وہ مجلس شریف سی چلے گئی تب آپنی حاضرین مجلس سی ارشاد
کیا کہ کون چیز مانع ہوئی تمکو اس سی کہ کوئی اوٹھکر اس کتی کو مار ڈالتا عباد بن بشیر نی عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم ہی اوس
خدا کی کہ اوسنی تمکو ساتھہ حق کی بھیجا ہی کہ ہم منتظر آپکی اشارہ گوشہ چشم کے تھے اگر کچھہ بھی اشارہ آپ کرتے تو مین اوسکی
گردن مارتا حضرت نی فرمایا کہ سزاوار نہین ہی کسی پیغمبر کو کہ آنکھہ اوسکی خیانت کرنیوالی ہو راوی کہتا ہی کہ باوجودیکہ حضرت
علیہ السلام نی عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کو امان دی دی تھی اور وہ مسلمان بھی ہوگیا تھا مگر جب وہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو کبھی دیکھتا تو شرمندگی سی بھاگ جاتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نی عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ میرا
رضاعی بھائی جب آپکو دیکھہ لیتا ہی تو وہین بھاگ جاتا ہی آپنی اس بات سی تبسم کیا اور فرمایا کہ کیا نہین بیعت لی ہی مینی اور
اونہین امان دی ہی اوسکو انہون نی عرض کی کہ ہان بیعت بھی لی تھی آپنی اور امان بھی دی تھی مگر وہ گناہ عظیم جب
اوسکو یاد آتا ہی تب وہ اوسکی شرمندگی سی بھاگ جاتا ہی اور تاب آپکی روبرو آنیکی نہین لاسکتا ہی آپنی ارشاد کیا کہ اسلام
نابود کرتا ہی اون گناہون کو جو اوس سی پہلی کئی ہون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نی عبداللہ بن سعد کو حضرت کا فرمان
پہونچایا اوسدن سی پھر کبھی وہ حضرت کی سامنی آتا تو آپکو اور لوگو کو نمین ملاتا اور اونکی شامل ہوکر حضرت کو سلام کرتا
اور باقی حال انکا حضرت کی کاتبون مین آویگا انشاء اللہ تعالی کذا فی روضۃ الاحباب اور تیسرا انمین سی عکرمہ بن ابی
جہل ہی اور قصہ ایذا دہی اوسکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشہور و معروف ہی کیونکہ بیٹا ابو جہل کا تھا اور ایذا
رسانی مین جانشین اور وارث اپنی باپ علیہ اللعنۃ کا تھا اور ہر معرکہ مین سردار اور گروہ اشقیای کفار کا تھا مگر جو
حصہ سعادت عاقبت سی اوسکی نام پر لکھا تھا سو اوس نی آخر کو ظہور اوسکا کیا امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نی
کتاب جمع الجوامع مین ایک حدیث روایت کی ہی کہ ایکبار حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم حالت خواب مین جنت مین گئی
وہان دست مبارک مین آپکی کسینی ایک خوشہ انگور یا خوشہ خرما دیا اور کہا کہ یہہ خوشہ ابو جہل کی ملک سی ہی آپنی فرمایا
کہ ابو جہل کو جنت سی کیا نسبت ہی تاویل اس خواب کی آپپر بالفعل ظاہر نہوئی آپکو اس سی ایک حیرت تھی جب فتح مکہ مین
عکرمہ مسلمان ہوئی تب معلوم ہوا کہ اوس خواب کی یہی تاویل تھی اور تعبیر یہ کہ اوس دن فتح مکہ مین اوسکی ہاتھہ سی مقابلہ مین

ایک صحابی شہید ہوا جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی تو آپنے تبسم فرمایا ایک صحابی نے تبسم کا سبب پوچھا
آپنے ارشاد کیا کہ عالم غیب سے مجھکو ایسا ظاہر ہوا کہ یہ مقتول ساتھ قاتل اپنے کے وہ عکرمہ ہے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے
ہوئے جنت میں جاوینگے کذا فی مدارج النبوت اور روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انہوں نے حضرت صلعم سے کہ دیکھا
میں نے ابو جہل کیلئے پانی بہت جنت میں پھر جب عکرمہ مسلمان ہوئے تب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ وہی خواب ہے
اور مروی ہے کہ جب عکرمہ مسلمان ہوئے تو جب کبھی مدینہ میں نکلتے تو لوگ انکو کہتے کہ یہ خدا کے دشمن کا بیٹا ہے یعنی ابی جہل کا تو
انہوں نے شکایت کی اسکی حضرت سے تو خطبہ پڑھا حضرت نے اور حمد و ثنا کی خدا عز و جل کی اور فرمایا الناس معادن
خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی کانیں ہیں جو اچھے اونکے جاہلیت میں اچھے اونکے اسلام
میں ہیں جب سمجھیں وے یعنی جب تفقہ فی الدین حاصل کریں اور ایک روایت میں بعد الناس معادن کے کمعادن الذہب والفضۃ
زیادہ ہے یعنی آدمی کانیں مانند کانوں سونے اور چاندی کے کہ نیک اخلاق اور صفات میں متفاوت ہیں موافق استعداد اور جوہر
ذات کے جیسے ایک کان ہے کہ اوسمیں لعل و یاقوت پیدا ہوتے ہیں اور اور میں سونا چاندی اور اور میں سرمہ چونہ وغیرہ
اور اسکے بعد کے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کفر کے حالت میں اچھی خصلتیں رکھتے تھے یعنی سخاوت اور شجاعت وغیرہ پھر جب
وہ مسلمان ہوئے اور علم دین حاصل کیا اچھے ہوئے جیسے کہ سونا وغیرہ کانمیں خاک میں چھپا ہوتا ہے ایسی ہی کفر میں آدمی کی ظلمت
کفر میں چھپا ہوتا ہے جب اسلام لایا اور مسلمان ہوا مثل سونے کے کہ کانسے نکلکر ریاضت کی بھٹی میں پگھلا آلایش و ظلمت جاتی
رہی سونا صاف ہو گیا اور ساتھ نور علم او معرفت کے روشن ہوا کذا فی اسماء رجال المشکوۃ و مظاہر حق اور مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا
تو عکرمہ وہاں ٹھہر نسکے اسلیئے کہ انہوں نے سن لیا تھا کہ حضرت نے اونکا خون ہدر کر دیا ہے سو بھاگے ساحل دریا کیطرف
اور کشتی میں جا کر سوار ہوئے کہ یمن کو جاویں اسمیں دریا سے ایک ایسی موج اوٹھی کہ سب اہل کشتی اوس سے ڈر گئے اور تضرع
اور زاری جناب باری میں کرنے لگے عکرمہ کو بھی کہا کہ تو بھی جناب الہی میں رجوع لا اونسے کہا کہ یہی خدا ہے کہ محمد ہمکو اوسکیطرف
بلاتا ہے اور میں بھاگا کا نہیں ہوں مگر اسلیئے کہ اوسکا نام نہیں لیتا تھا اور کہتے ہیں کہ اوسمیں اوسکی نظر ایک کشتی کی لکڑی پر
پڑی اوسپر لکھا تھا وکذب بہ قومک وہو الحق یعنی اور تکذیب کی ساتھ اوسکے تیری قوم نے در حالانکہ وہ سچا ہے ایک
کھرچنے کا اوزار اوسکے پاس تھا ہر چند اوس سے وہی حروف کھرچے مگر نہ کھرچ سکے اوس سے اوسکی باطن میں ایک تغیر ہوا اور بعد
جانے عکرمہ کے بیبی اوسکی ام حکیم بنت حارث بن ہشام برادر ابو جہل کی اسلام لائی اور حضرت سے عکرمہ کیلیئے امان لیکر
اوسکے پیچھے گئی اور اوسکو حضرت کی امان دینے سے آگاہ کیا اور بعضی روایات میں ہے کہ سب لوگ صبح دریا کے صدق سے ملتجی بجناب باری
[illegible] کنارے دریا کے جا پہنچی اور ایک چادر کو ایک لکڑی پر رکھکر بطور نشان کے بلند کیا اہل کشتی نے دیکھا
دیکھکر لنگر کشتی کا ڈالا [illegible] ایک ڈونگی میں بیٹھکر اونمیں جا داخل ہوئیں اور عکرمہ سے کہا کہ اے عکرمہ [illegible]
[illegible] میں آئی ہوں [illegible] پاس ایک شخص کے پاس سے کہ وہ تمام آدمیوں سے نیک زیادہ [illegible] اور [illegible]

بچانیوالا ہی مینی تیرے لئی اوس سے امان مانگی اوسنی تجھکو امان دی عکرمہ نے کہا کہ کیا تو نے یہہ کام کیا ہی اور اوسنی باوجود
ان ایذاؤن کی کہ تجھسی دیکھی ہین اور میری ہاتھون سی کھینچے ہین مجھکو امان دی اوسنی کہا کہ وہ اس سی زیادہ کریم ہی کہ اوسکی ذات سی
کوئی بیان کری جلد ہی آ اور اپنی کو ہلاک مت کر پھر عکرمہ اپنی زوجہ ام حکیم کی ساتھہ پلٹ آیا کہتی ہین راہ مین عکرمہ کو اپنی بی بی
سی خواہش صحبت کرنیکی ہوئی چاہا کہ اوس سی اپنا مطلب روا کری اوسنی کہا مین مسلمان ہون اور تو مشرک ہی مین یہہ کام ہرگز
تجھسی نکرونگی جب تک تو مسلمان ہنوگا پھر وہ اپنی بی بی کی ساتھہ حوالی مکہ مین پہونچا تو رسول مقبول علیہ السلام نے ساتھہ
نور نبوت کی معلوم کیا کہ عکرمہ آتا ہی پھر آپنی صحابہ سی مخاطب ہوکر فرمایا کہ عکرمہ بن ابی جہل مومن اور مہاجر ہوکر آتا ہی خبردار کہ اوسکی
باپکو کوئی گالی ندیوی اسلئی کہ گالی دینا مُردی کو کچھہ نقصان نہین کرتا ہی اور زندہ لوگ اوس سی ایذا پاتی ہین پھر عکرمہ اپنی بی بی کی
ساتھہ حضرت کی خیمہ کی دروازی پر آکر کھڑا ہوا اور اوسکی زوجہ اپنی چہرہ پر نقاب ڈالی ہوئی تھی بعد اذن کی اندر خیمی کی گئی اور عرض
کی کہ یا رسول اللہ عکرمہ کو لائی ہون کیا حکم ہوتا ہی آپ یہہ سنکر بہت خوش ہوئی اور اپنی جگہ سی مارے خوشی کے اوٹھکھڑے ہوئی
کہ چادر شریف آپکی دوش مبارک سی نیچی گر پڑی بسبب خوشی اور فرح کی کہ آپکو اوسکی آنیسے ہوئی تھی اور ارشاد کیا کہ اوسکو لی آ جب
عکرمہ خیمہ مین آئی اور حضرت کی چشم مبارک پڑی ارشاد کیا کہ مرحبا بالراکب المہاجر پھر آپ بیٹھہ گئی اور عکرمہ کھڑی رہی اور عرض کی
کہ ای محمد یہہ میری بی بی کہتی ہی کہ تمنی مجھکو امان دی ہی آپنی فرمایا کہ ہان مینی امان دی ہی عکرمہ نے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وانک عبد اللہ ورسولہ اور کمال شرمندگی سی سر اپنا جھکا لیا اور عرض کی کہ یا رسول
اللہ تم بڑی نیکوکار اور راستگو اور بڑی وفادار آدمیون کی ہو آپنی فرمایا کہ ای عکرمہ جو کچھہ چیز تو مجھسی مانگی اور وہ میری اختیار مین
تو مین وہ چیز تجھکو عطا کرونگا عکرمہ نی عرض کی کہ یا رسول اللہ جو کہ عداوت مینی تمہاری ساتھہ کی ہی اور جو قدم حالت شرک
مین تمہاری عداوت کی راہ مین مارا ہی اور جو بی ادبی اور عداوت کہ کسی کی مینی اور جو غیبت تمہاری مینی کی ہی سو آپ اوسکی مغفرت
اور معافی خداوند تعالی سی التماس کرین کہ اللہ تعالی وہ مجھسی عفو کری اور معاف فرماوی حضرت نی دست مبارک اپنی اوٹھائی اور
فرمایا اللّٰہم اغفر لعکرمۃ کل عداوۃ عادانیہا او منطق تکلم بہ او مرکب وضع فیہ یرید ان یصد عن سبیلک
پھر عکرمہ نی عرض کی کہ یا رسول اللہ جو درم اور دینار کہ خرچ کیا مینی زمانہ جاہلیت مین اللہ تعالی کی راہ سی روکنی مین سو اب مین
چاہتا ہون کہ اوسیقدر راہ حق مین صرف کرون اور جو لڑائی کہ خدا کی دوستون کی بیچ اوس سی دو چند اب اللہ تعالی کی دشمنون سی کرون
سو توڑ ڈالی اونہون نی پیر دوستی اور عہد جو کفار سی رکھتے تھے اور کوشش کی اونہون نی تقویت دین مین اور مداومت کی اونہون نی
جہاد فی سبیل اللہ پر یہانتک کہ شہید ہوئی وہ زمان خلافت مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی غزوہ جنادین مین سبحان اللہ ابوجہل کا
بیٹا ایسا صاحب ایمان اور یقین کا ہوا یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی کی یہی معنی ہین کہ ابوجہل کا بیٹا ایسا ہو اور نوح
علیہ السلام کا بیٹا ایسا فافہم کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور اسماء رجال المشکوۃ مین ہی کہ شہید ہوئی وہ
جنگ یرموک مین تیرھوین سال ہجری مین اور عمر اونکی باسٹھہ برس کی ہوئی اور بدایۃ النہایۃ مین ہی کہ حامل کیا اونکو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک عمان پر پھیر جب وہانکے لوگ مرتد ہوگئے بھر انہون نے اونپر فتح پائی پھر ملک شام کیطرف گئے وہان بھی بعضی لشکرون پر امیر رہے اور بعد اسلام لانیکے کوئی گناہ اونسے سرزد نہوا اور وہ چومتے تھے قرآن مجید کو اور روتے تھے اور کہتے تھے کلام رب میرا کاہی حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ نے اوپر جواز چومنے مصحف مجید کے اور مشروع ہونی اوسکے کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہ شہید ہوئے وہ غزوہ اجنادین میں اور کہا غیر نے اونکے کہ شہید ہوئے وہ غزوہ یرموک میں کہ کچھ اوپر ستر زخم لگے تھے تلوار اور نیزے کے اور صولت فاروقی میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ شہید ہوئے عکرمہ رضی اللہ عنہ غزوہ حمص میں اور کہا کہ یہہ اوسدن لڑائی میں بڑی کوشش کرتے تھے اور طرفین سے لوگ انکے تماشائی تھے اور متحیر تھے آخر الامر ایک یار نے انکو کہا کہ اتنی کشش و کوشش نکرو اور اپنی تئیں دریائے خونخوار میں غوطہ دو اونہون نے اوسکے جواب میں کہا کہ میں پہلے مسلمان ہونے سے حالت کفر میں بہت مقابلے اور مقاتلے مدد کفار میں مسلمانون سے کئے ہیں اور کچہہ موت سے نہیں ڈرا پھر اب تو انصاف دے کہ آجکے دن مقابلہ فوج اعداء دین میں اگر جانکی دوستی کرون تو عاصی ہون طاعت الٰہی میں اور اسبات کو یقین جان کہ میں دو عورتین بہشتی زیور پوش دیکھتا ہون کہ کھڑی ہین اور نمین سے ایک کے ہاتھ میں تو مندیل سبز سندس کی ہے اور دوسری کے ہاتھ میں دو پیالی موتی جڑی ہوئی شراب طہور سے بھری ہوئی ہین اب شوق میرا اونکی ملاقات کو ہے اور حسن اونکا اس حد کو ہے کہ اگر مخلوق ایک کو اونمین سے دیکھہ لے تو سبکی سب دیوانے اور بیعقل ہو جاوین اور کپڑے پھاڑ ڈالین اور بیشک میں خوب جانتا ہون کہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق الوعد تھے یہہ کہکر اونہون نے گھوڑا میدان میں دوڑایا اور لشکر کفار میں ڈوبکر خوب مقاتلہ کیا اسی اثنا میں ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہوئے رضی اللہ عنہ مگر تقریب میں کہا ہے کہ صحیح قول یہہ ہے کہ ملک شام میں خلافت میں حضرت صدیق اکبر کی شہید ہوئے سو اب بموجب اسکی روایت مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب کی صحیح ہوئی اور چوتھا صفوان بن امیہ تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خون کو حلال کر دیا ہے تو یہہ سنکر وہ اپنے ایک غلام کے ساتھ کہ یسار نام تھا بھاگا اور چاہتا تھا کہ کشتی پر سوار ہوکر کسیطرف کو چلا جاوے عمیر بن وہب جمحی کہ اوسکے اقارب سے تھا وہ حضرت کے پاس گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ سید اور مہتر میری قوم کا صفوان بھاگ گیا اور چاہتا ہے کہ اپنے کو دریا میں ڈالے میری ماں باپ تمیر سے فدا ہون اگر اوسکو امان دو تو کیا ہو آپنے فرمایا کہ میننے اوسکو امان دی دو مہینے تک پھر عمیر صفوان کے پیچھے گئے اور راہ میں اوس سے ملے اور حضرت کے امان دینے کی اوسکو خبر دی صفوان نے متعجب ہوکر کہا کہ کیا مجھکو امان دی ہے عمیر نے کہا کہ ہان صفوان نے کہا کہ قسم خدا کی میں صرف اسبات سے تیری ہمین پلٹنے کا جب تک تو اوسکے پاس سے نشانی نہین لاویگا عمیر نے کہا کہ بہتر اور پھر لوٹکر حضرت کی خدمت میں صفوان کا سوال عرض کیا حضرت نے عمامہ شریف اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی چادر مبارک اوسکو نشانی بھیجی صفوان نے اوسکو پہچانا اسلئے کہ فتح مکہ کے دن اوسنے اوسکو حضرت کے پاس دیکھا تھا عمیر نے کہا اے صفوان اوٹھہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک چل کہ وہ بہترین آدمیونکے اور نیکترین اونکے اور صلہ رحمی زیادہ بجا لانیوالے ہین اور عزت اونکی عزت ہے تجھکو اسلام کیطرف بلاتے ہین اگر تو اوسپر

راضی ہو جاویگا تو تو نے دولت ابدی اور سعادت سرمدی پائی اور نہین تو وہ تمہکو امان دیتی ہین کہ دو مہینے تک تو امان مین ہے جہان چاہے وہان جا صفوان عمیر کے ساتھہ مکہ مین آیا اور حضرت کیخدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا محمد عمیر کہتا ہے کہ آپنے مجھکو دو مہینے کی امن دی ہے یہہ کیا یون ہی ہے آپنے فرمایا کہ ای صفوان مینے تمہکو چار مہینے کی امن دی ہے پھر جب حضرت غزوہ حنین کو تشریف لیگئے تب باوجود کفر کے صفوان آپکے ہمراہ رکاب تھا آپنے سو زرہین مع اسباب وسامان کی اوس سے لین صفوان نے عرض کی کہ اغصبًا یا محمد یعنی کیا غصب سے لیتے ہو ای محمد آپنے فرمایا کہ بل عاریتہ مضمونۃ یعنی بلکہ عاریتًا لیتا ہون کہ پھیر دی جاوین پھر جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین اور طایف سے مراجعت فرمائی اور جعرانہ مین پہونچے ایک گہاٹی مین جاتے تھے صفوان حضرت کے ہمراہ تھا اور وہ گہاٹی تمام شترون اور بہیڑون بکریون اور چارپایون سے جو غنیمت مین آئی تھے بھری ہوئی تھے صفوان اونکیطرف تیز نگاہ سے دیکھتا تھا اور اپنی نظر اونپر سے نہ اوٹھاتا تھا حضرت اوسکو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے تھے سو فرمایا آپنے کہ ای ابا وہب کیا یہہ اچھے لگتے ہین تجھکو اوسنے عرض کی کہ ہان آپنے فرمایا کہ یہہ سب مال مینے تجھکو دیا صفوان نے اون سبکو اپنے قبضہ مین کیا اور کہا ما طابت نفس احد بمثل ھذا الا نفس نبی یعنی نہین خوش ہوا کسیکا نفس ایسی بخشش کرکے مگر نفس نبی کا جو ایسی بخشش کرتا ہے وہ بیشک نبی ہوتا ہے اور وہین وہ اسلام لایا کذا فی روضۃ الاحباب پھر بعد مسلمان ہونیکے یہہ مکے مین رہے پھر ہجرت کی طرف مدینے کے اور آئے عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور اپنا ہجرت کرنا بیان کیا اونہون نے یہہ حال حضرت سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہے ہجرت بعد فتح مکہ کے جبتک کہ مکہ فتح نہوا تھا تو مکے کے رہنے والونکو مکہ اور گرد نواح کے لوگونکو وطن چھوڑنا اور مدینہ طیبہ مین حضرت کے پاس آنا کافرونسے لڑنا انپر فرض تھا جب مکہ فتح ہوا تو دار الاسلام ہوا تو اوس ہجرت خاص کا حکم باقی نرہا لیکن کافرونکے ملک سے ہجرت کرنا قیامت تک باقی ہے چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ہجرت اور توبہ کرنا قیامت تک باقی ہے کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور تہی یہہ ایک شرفاء قریش سے جاہلیت مین اور اسلام لائی بی بی انکی پہلے انسے ایک مہینہ پھر جب مسلمان ہوئے صفوان تو مقرر کیا حضرت نے اون دونون کو نکاح پر مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ یہین سے ہے جو فقہا کہتے ہین کہ جو دو خاوند کافر جب مسلمان ہو جاوین تو اوسی نکاح پر مقرر رکھے جاوین اور نکاح جدید کی کچھہ حاجت نہین ہے کما فی الدر المختار ویقرون علیہ بعد الاسلام یعنی اور مقرر رکھے جاوین اوسے نکاح پر بعد اسلام لانیکے اور وفات پائی صفوان نے سن بیالیس ۴۲ مین اور روایت کیا اوس سے ایک جماعت نے اور تھے یہہ مؤلفۃ القلوب سے اور اچھا ہوا اسلام اونکا اور تھے یہہ فصیح اللسان قریش مین کذا فی اسماء رجال المشکوۃ مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ شریح اور حسن اور نخعی اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک عاریت امانت ہوتی ہے حاجت لینے والے پاس اگر تلف ہو تو بدلہ دینا نہین آتا مگر جبکہ حفاظت اوسکی نکرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ اور شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک عوض دینا آتا ہے یعنی قیمت اوسکی دینی آتی ہے پس وہ لفظ مضمونۃ کے معنی یہہ لیتے ہین کہ بدلہ دئیگئیں ہین اگر جاتی رہین کذا فی مظاہر الحق نقلًا عن المرقاۃ اور یا نچوان اونمین سے جویریۃ بن

نقیہ تھا اور حبشی شاعر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا فتح مکی کے دن جب اوسنے اپنے خونکی اباحت سنی تو اپنی
گھر مین چھپکر بیٹھ رہا اور دروازہ بند کر لیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوسکی گھر گئے اور اوسکو پوچھا گھر والون نے کہا کہ وہ جنگل
کو گیا ہی جب اوسنے سنا کہ مجھکو ڈھونڈھ رہی ہین تو اوسنے اتنا توقف اپنی گھر مین کیا کہ حضرت علی اوسکی دروازہ سے ہٹ گئی
تو اوسنے چاہا کہ وہان سے نکلکر دوسری گھر مین چلا جاوی اور چھپ رہی کوچہ مین حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ اوس سے
ملگئی اور اوسکو قتل کیا اگر کوئی کہی کہ حکم تو یون تھا کہ جو کوئی اپنی گھر مین دروازہ بند کرکے بیٹھ رہی وہ امن مین ہی تو ایک جواب
اسکا یہہ ہی کہ یہہ حکم حضرت کا شاید کہ شامل نہین ایکجماعت مخصوص کی ہوا عیان قریش سی اور وہ انہین سی نہ تھا اور دوسرا
جواب یہہ ہی کہ جب وہ گھر سی باہر نکلا تو اوس حکم سی خارج ہوا اور تیسرا جواب یہہ ہی کہ یہہ حکم حضرت کا واسطے قتل ان اشخاص
معین کے فتح مکی کے پہلے سی تھا سا تحضر قرینہ ذکر وحشی کے اور ظاہر یہی ہی اسلیے کہ گناہ ان لوگونکی پہلی فتح مکہ سی تھے جس
ایام مین حضرت تشریف مدینہ طیبہ مین رکھتے تھے کذا فی مدارج النبوت مترجم کہتا ہی اور چوتھا جواب اسکا یہہ ہی کہ ان
چند اشخاص کیلئے حضرت کا حکم عام تھا کہ جہان کہین پاؤ مار ڈالو جیسی ابن خطل حرم مین مارا گیا کما مر فافہم اور چھٹا مقیس
بن حبابہ تھا اس سی یہہ جرم ہوا تھا کہ بھائی اسکا ہشام بن حبابہ مدینے مین آکر مسلمان ہوا اور غزوہ مریسیع مین ملازم حضرت
کا تھا ایک انصاری نے جو بنی عمرو بن عوف سی گمان اوسکی مشرک ہونیکا کرکے اوسکو خطا سی مار ڈالا مقیس مدینے مین یہہ سنکر
آیا اور اپنی بھائی کی خونکا دعوی کیا مگر اوسکا خون جو خطا سی ہوا تھا اسلیے انصاری سی اوسکو خون بہا دلوا دیا بعد خون بہا لینے
کی وہ مسلمان ہوا پھر باوجود خون بہا لینے اور مسلمان ہونیکے اوسنے اوس انصاری کو مار ڈالا اور مرتد ہو گیا اور مکی کو چلا گیا اور
روز فتح مکہ کے ایک جماعت مشرکین کی ساتھ ہوکر شرب خمر مین مشغول ہوا حضرت نے اوسکی قتل کا حکم کیا نمیلہ بن عبد اللہ
لیثی نے اوسکی حال پر اطلاع پائی اور اوسکو قتل کیا کذا فی مدارج اور ساتوان ہبار بن الاسود تھا اوسنے حضرت کو بہت ایذا
دی تھی ایک اون حرکات ناشائستہ سی جو اوس سی حالت کفر مین صادر ہوئین تھین یہہ تھی کہ جب ابو العاص بن ربیع شوہر
حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر مین مسلمانونکی ہاتھ مین مقید ہوا تو حضرت نے ابو العاص کو
منت رکھکر مکے کو بھیجا اس شرط پر کہ جب وہ مکے مین پہنچ جاوی تو حضرت زینب کو مکے سی مدینے کو پہونچا دیوی اور حضرت نے اپنی
مولا رافع اور سلمہ بن اسلم کو بھیجا کہ وہ اونکو مکے سی لے آوین یہہ دونو مکے مین آئی اور کارسازی کرکے حضرت زینب رضہ کو ایک ہودج
مین سوار کیا اور مدینے کو لیچلے ابو العاص نے بھی اپنی کنبے کے لوگ ساتھ کر دئے ہبار نے جب یہہ خبر پائی تو ایک جماعت اوباش ہمراہ
لیکر راہ مین آکھڑا ہوا اور اون لوگون سی لڑا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حاملہ تھین اونپر ایک نیزہ مارا وی اوسکی صدمہ سی
اونٹ پر سی گر پڑین اور حمل اونکا ساقط ہو گیا اور اوس سی وی بیمار ہوگئین اور اوسی مرض مین وی مرگئین حضرت اس سبب سی اوس سی
بہت رنجیدہ تھی اور خون کو اوسکی مباح کر دیا تھا ایکبار ایک سریہ مکے کے اطراف مین بھیجا اور اون لوگونسی فرمایا کہ اگر ہبار پر قدرت
پاؤ تو اوسکو جلا دینا پھر فرمایا کہ انما یعذب بالنار رب النار یعنی نہین عذاب کرتا ہی ساتھ آگ کے مگر پروردگار آگ کا یعنی خدا

کرنا ساتھ آگ کی مخصوص ہی ساتھ ذات باریتعالی کی کسیکو اوسکی مخلوق مین سی نہین پہونچتا ہی کہ کسی مخلوق کو آگ مین جلا دی اور
فرمایا کہ اگر اوسپر قابو پاتا تو پہلے اوسکی ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالتا پھر اوسکو قتل کرتا مگر اوسکو نپایا اور نہ وہ دن فتح مکہ کے ملا ولیکن
جب وہانسی لوٹی تو ایکدن حضرت اپنی یارونکی مجلس مین بیٹھی تھے کہ وہ آیا اور اوسنی پکارا کہ ای محمد مین مقر آیا ہون اسلام کا
اور بیشک مین پہلے اسکی گمراہ اور مخذول تھا اب حق تعالی نی مدد کی اور مجھکو ہدایت دی اسلام کی گواہی دیتا ہون کہ اللہ تعالی ایک ہی
اور محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا ہی اور عرض کی کہ تمہاری روبرو مین شرمسار اور گنہگار ہون حضرت نی اپنا سر مبارک نیچے
جھکالیا او عذر سی اوسکی آپنی شرم کی کما اوسپر عتاب کرین پھر اسلام کو اوسکی آپنی قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ای ہبار مینی تجھکو
عفو کیا اور اسلام سب پہلے گناہ نیست و نابود کر دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ دوسری حدیث مین آیا ہی لا تعذبوا بعذاب اللہ
یعنی عذاب نکرو تم ساتھ خاص عذاب اللہ کے یعنی آگ مین کسیکو نہ جلاؤ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نی بیدین زندیقونکو آگ مین جلوا دیا
جب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نی یہہ سنا تب یہہ حدیث پڑہی اور کہا کہ اگر مین اوسوقت ہوتا تو نہ جلا دیتا بلکہ اونکو
قتل کرتا اسلیے کہ حضرت نی فرمایا ہی کہ جو اسلام کو چھوڑ کر اور دین پکڑی اوسکو مار ڈالو کذا فی المشارق و ترجمہ اور بیان مفصل
اسکا کہ اسلام سب گناہ پہلے مٹا دیتا ہی آخر کتاب مین بیچ بیان فوائد کے آویگا انشاء اللہ تعالی اور آٹھوان حارث بن طلاطلہ تھا
وہ بھی حضرت کی موذیوںمین سی تھا دن فتح مکہ کے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نی اوسپر قابو پایا اور اوسکو قتل کیا
اور نوان کعب بن زہیر تھا وہ حضرت کی ہجو کرتا تھا اور فتح مکہ کے دن وہ بھاگ گیا تھا اور پھر بعد اسکی اپنی بھائی بجیر بن
زہیر کیہمراہ ہوکر متوجہ ملازمت حضرت کا ہوا اور آگی سی اپنی بھائیکو حضرت کی خدمت مین بھیجا کہ حضرت کی مزاج مبارک کو
معلوم کری کہ اوسکی عفو تقصیر کرینگے یا نہین بجیر حضرت کی خدمت فیضدرجت مین اگر حاضر ہوا اور اسلام لایا اور اپنی بھائیکو
لکھ بھیجا کہ آکر اسلام لا کہ حضرت تیری خطا سی عفو فرماوینگی وہ یہہ سنتی ہی حضرت کی خدمت مین دوڑا آیا حضرت اوسوقت مسجد مین
بیٹھی تھی کہ کعب بن زہیر آکر مسلمان ہوا اور یہہ قصیدہ بانت سعاد کہا اور حضرت کو سنایا مطلع اوسکا یہہ ہی ؏ بانت سعاد

فقلبی الیوم متبول × متیم اثرہا لم یفد مکبول × اور مقطع اوسکا یہ ہی لا یقع الطعن الا فی نحورہم
وما لہم عن حیاض الموت تہلیل ؏ اور یہہ تمام قصیدہ اکسٹھ بیت کا ہی کہتی ہین کہ جب کعب ان بیتون پر پہونچا

ان الرسول لسیف یستضاء بہ × مہند من سیوف اللہ مسلول × نبئت ان رسول اللہ اوعدنی

والعفو عند رسول اللہ مامول × حضرت نی صحابہ سی اشارہ کیا کہ سنو کیا کہتا ہی اور کہتی ہین کہ حضرت سنکر خوش ہوئی
اور ایک چادر بطریق انعام کے اونکو اوڑہا دی اور اس چادر کو معاویہ رضی اللہ عنہ نی مال کثیر سی خرید اتھا اور یہہ وہی
چادر ہی کہ خلفاء راشدین اوسکو عیدین مین اوڑہا کرتے تھی اور اسلام لانا انکا سال نہم مین تھا اور مفصل قصہ انکا بابت
سال نہم کے آویگا انشاء اللہ العزیز کذا فی مدارج النبوۃ اور دسوان اونمین سی وحشی قاتل حضرت حمزہ عم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا تھا صحابہ اوسکی قتل پر بہت حریص تھی اور حضرت نی بھی اوسکی قتل کا حکم دیا تھا سو وہ طائف کیطرف چلا گیا اور

وہین رہا گیا جب طائف سے وکیل حضرت کی خدمتمین آئی تب لوگون نی اوس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وکیلو نکو نہین مارتے
ہین اور نہ ایذا دیتے ہین تو بھی اونمین چلا جا اور ایمان لا پھر وہ وکیلو نکے ساتھہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اشہد
ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ آپنے اوس سے کہا کہ کیا تو وحشی ہے اوسنے عرض کی کہ ہان مین وحشی ہون آپنے فرمایا کہ بیٹھہ
اور مجھسے بیان کر کہ تو نے کیونکر میری چچا حمزہ کو مارا تھا اوسنے تمام کیفیت قتل حمزہ رضی اللہ عنہ کی عرض کی آپنے فرمایا کہ تو میرے
سامنے نہ آ اور مجھکو اپنا مونھہ نہ دکھا وحشی کہتا ہے کہ جب مین حضرت سے ملاقی ہوتا تھا تو آپکے روبرو نہین آتا اور سامنے
سے ٹلکر آپکے پیچھے ہو جاتا تھا اور جب خلافت مین صدیق اکبر کی مسلمان لوگ مسیلمہ کذاب کی مقابلے کو جانیلگے تو مین بھی اونکے
ساتھہ وہین گیا اور جس حربے سے مینے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا وہی حربہ مسیلمہ پر مینے چلایا وہ اوسکی پشت سے پار ہو گیا اوسکے بعد
ایک انصاری نے آکر ایک تلوار اوسکی ماری یہہ مجکو معلوم نہین کہ وہ میری حربہ سے مارا گیا یا اوسکی تلوار سے مگر مینے سنا کہ ایک
عورت چھت پر سے کہتی تھی کہ ایک کالے غلام نے مسیلمہ کو مار ڈالا اور یہہ بھی وحشی سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا قتلت خیر
الناس فی الجاهلیة و قتلت شر الناس فی الاسلام یعنی قتل کیا مینے بہترین آدمیون کا جاہلیت مین اور
قتل کیا مینے بدترین آدمیونکا اسلام مین اور بعض کتب سیر مین قصہ اسلام لانے وحشی کا اور طریق سے مذکور ہے کہ خالی ایک
تاثیر سے نہین ہے اور ساتھہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسکو روایت کیا ہے کہ آیا وحشی حضرت کی خدمتمین اور عرض کی
کہ آیا ہون مین کہ مجھکو امان دو کہ کلام خدا تعالیٰ کا آپسے سنون کہ اوسمین مغفرت اور نجات میری ہو حضرت نے فرمایا کہ مین چاہتا
تھا اسبات کو کہ تو میرے سامنے آوے اوسحالمین کہ تو امن چاہنے والا نہو یعنی حکم کرتا مین کہ تجھکو قتل کرین مگر جو طالب امن کا ہے
تو مینے تجھکو امن دی کہ کلام حق سبحانہ تعالیٰ کا تو سنے سو یہہ آیت نازل ہوئی والذین لا یدعون مع الله الها آخر و لا
یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف له العذاب
یوم القیمة و یخلد فیه مهانا یعنی اور وے جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جانکا جو منع کیا اللہ
تعالیٰ نے مگر جہان چاہئے حق سے اور بدکاری نہین کرتے اور جو کوئی کرے یہہ کام وہ دیکھیگا سزا اوس بدکام کی دونا ہوا اوسکو
عذاب قیامت کیدن اور پڑا رہے اوسمین خوار ہو کر وحشی نے کہا کہ مینے شرک کیا ہے اور خون ناحق اور زنا کیا ہے اللہ تعالیٰ مجھکو
اسحالت سے بخشیگا پھر حضرت خاموش رہے اور کچھہ نفرمایا پھر یہہ آیت نازل ہوئی الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا
فاولئک یبدل الله سیاتهم حسنات وکان الله غفورا رحیما یعنی مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا
کچھہ کام نیک سو اونکو بدل دیگا اللہ برائیونکی جگہہ بھلائیان اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان یعنی بدل دیگا گناہونکی جگہہ
نیکیونکی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا یا پہلے گناہونکو ساتھہ توبہ کی مٹا دیگا اور طاعت آئندہ اوسکی جگہہ
ثبت کر دیگا یا دنیا مین بدل دیگا اوسکی کفر کو ساتھہ ایمان کی اور آخرت مین بدل دیگا بدیونکو ساتھہ نیکیونکی وحشی نے
کہا کہ اس آیت مین شرط کیا ہے کہ بخشش گناہونکی اوس شخص کی ہوگی کہ بعد گناہ کے توبہ کرے اور عمل نیک بجا لاوے

شاید کہ مجسے نہو سکی ابھی مین تمہاری جوار مین ہون کہ کلام حق سنون تب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ لا یغفر ان یشرک
بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا یعنی اللہ تعالی یہہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹہراوین اور
اوس سے ورے گناہ بخشتا ہی جسکو چاہی اور جسنی اللہ کا شریک ٹہرایا وہ دور پڑا بہولکر شرک فرمایا حکم مین شریک کرنیکو یعنی
سوا دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوس پر چلے پس جو دین ہی سوا اسلام کی سب شرک ہی اگرچہ پوجنی مین شرک
نکرتے ہون وحشی نے کہا اس آیت مین مغفرت وابستہ ساتھ مشیت کی ہی شاید کہ مین اونہین مین سے ہون کہ مشیت
اللہ تعالی کی میری مغفرت کی ساتھ متعلق نہو تب بعد اسکی یہہ آیت نازل ہوئی قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا
تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم یعنی کہدی ای محمد ای بندو میری جنہون نے
زیادتی کی اپنی جانون پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہی سب گناہ وہی ہی گناہ معاف کرنیوالا مہربان و
انیبوا الی ربکم و اسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون اور رجوع ہوا اپنی رب کیطرف اور اوسکی حکم برداری
کرو پہلی اوس سے کہ آوی تمپر عذاب پہر کوئی تمہاری مدد کو نہ آویگا یہ آیت سنکر وحشی نے کہا کہ اب کوئی شرط اور قید نہین
دیکہتا ہون فی الحال وہ مسلمان ہوگیا اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی بخشتا ہی سب گناہ بغیر قید مشیت اور
شرط توبہ کی اگرچہ شرک ہو مگر مذہب اہل سنت و جماعت کا یہہ ہی کہ جسکو مسلمان گنہگار و نمین سے بی توبہ کی چاہیگا
بخشیگا اور جسکو چاہیگا نہ بخشیگا سوای شرک کے کہ وہ بی توبہ کی ہرگز نہ بخشا جائیگا یہہ حکم نص قران اور حدیث سے ثابت
ہی اور اگر کوئی کہی کہ مشرکین کو بعد وقوع جزا اور عقاب کی آخر مین عفو اور مغفرت اور رحمت کریگا سو یہہ قول منافی ہی خلود
اور ابدیت کی جیسا کہ فرمایا خالدین فیہا ابدا یعنی رہینگے مشرک دوزخ مین ہمیشہ کذا فی مدارج النبوۃ و موضح القران
وغیرہما اور مواہب علیہ مین شان نزول آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر الآیۃ کا یون بیان کیا ہی کہ بعض مشرک
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ای محمد ہمنی شرک کیا ہی اور خون ناحق
بہی بہت کئی ہین اور زنا اور فجور بہی ہمسے بہت ہوئی ہین اگر یہ تمہارا خدا کہ اوسکی پرستش کو تم بتلاتی ہو ہمارے گناہ معاف
کر دیوی تو ہم ایمان لا سکتی ہین تب یہہ آیت نازل ہوئی اور صحیحین مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کہتی ہین کہ
حضرت سے مینی پوچہا کہ کونسا گناہ بڑا ہی فرمایا یہہ کہ شریک کرے تو خدا کا اور حالانکہ اوسنے تجہکو پیدا کیا ہی مینی پوچہا کہ پہر
کونسا گناہ ہی فرمایا اپنی اولاد کو مار ڈالنا اس خوف سے کہ کہانا تیری ساتھ کہاوی پہر مینی پوچہا کہ اور کونسا گناہ ہی فرمایا
وہ کہ ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے سو حضرت کی قول کی تصدیق کیلئی یہہ آیت نازل ہوئی انتہی تو اب توفیق ان سب اقوال
مین یون ہو سکتی ہی کہ کہا جاوی کہ یہہ سب اسباب جمع ہوکر اسکی نزول کا سبب ہوئی اور شان نزول آیت ان اللہ لا یغفر
ان یشرک بہ الآیۃ کا مواہب علیہ مین یون مذکور ہی کہ ایک بڈہا عرب مین سے تہا کہ اوسنے حضرت کی جناب مین حاضر ہوکر
عرض کی یا رسول اللہ مین ایک بڈہا ہون گناہو مین ڈوبا رہا ہون مگر اتنی بات ہی کہ جب سے مینی اللہ تعالی کو پہچانا ہی تب سے مینی

اوسکا شریک نہین کیا اور سوا اسکی میں نے کسیکو دوست نہین پکڑا اور کوئی گناہ جرئت سے اور خدا کی بی ادبی کے ساتھہ سیخ
نہین کیا اور تصور اسبات کا مینے کبھی نہین کیا کہ مین بھاگ کر خدا کو عاجز کر دونگا اور اب مین گناہون سے پشیمان ہوکر آیا ہون
جناب الہی مین توبہ کرنیکو اب میرا حال آپ کیسا دیکھتے ہین الله تعالی نے اوسکو ساتھہ اس آیت کی بشارت دی کہ واسطے
سب گناہونکی سوا شرک کی امید بخشش کی ہے انتہی بیان کہہ سکتے ہین کہ سبب نزول کا متعدد ہوا ہو یعنی قصہ وحشی کا
اور اوس بڈھے کا دونون سبب نزول کے ہوے یا سبب نزول کا قصہ بڈھے کا ہوا اور وحشی منتظر تھا سننے آیت کا کہ تسبیہ
حال بخشش کا ہو کہ وہ باعث ہوا سلام کا اوسکی انتہی اور مواہب علیہ مین تفسیر آیت قل یا عبادی الذین اسرفوا
الایۃ مین لکھا ہے کہ یہہ آیت امیدوارترین اور بہترین آیتونکی ہے قرآن شریف مین اور حدیث شریف مین ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست نہین رکھتا ہون مین اسکو کہ دنیا اور جو کچھہ دنیا مین ہے میرے لئے ہو
عوض اس آیت کی اسلئے کہ یہہ آیت دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایکدن عباس رضی
اللہ عنہ ایک مسجد مین آئے تو دیکھا کہ ایک واعظ ذکر نار دوزخ اور طوق اور زنجیر کا بیان کر رہا ہے تو آپنے فرمایا کہ اے واعظ کیسلئے
لوگونکو رحمت الہی سے ناامید کرتا ہے کیا تو نے نہین پڑھا وہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الایۃ
اور فصول مین ہے کہ تمام ترجیہ یعنی امید رکھنا اور امیدوار کرنا تین چیز مین ہے اول لطف خطاب مین کہ فرمایا یا عبادی اور نہین
فرمایا یا ایہا العصاۃ اور دوسرے نرمی عتاب مین کہ فرمایا اسرفوا اور نکہا اخطاؤا اور تیسرے تنبیہ اسباب رحمت پر کہ فرمایا
لا تقنطوا تو جاننا چاہیے کہ کہا ہے کہ لا تقنطوا نہی ہے اور جس سے اللہ تعالی نہی کرے تو اوس سے الگ رہنا اور باز رہنا چاہیے پس قنوط
کسی وجہہ سے روا نہین ہے یعنی ناامید ہونا اوسکی رحمت سے کہ ناامیدی کفر ہے بعضے علما کہتے ہین کہ معافی گناہونکی بشرط
توبہ کے ہے اور یہہ قید خلاف ظاہر کے ہے وسیط مین ساتھہ اسناد اپنے کے لایا ہے اسما بنت زید رضی اللہ عنہ سے کہا ہون
نے کہ سنا مینے حضرت سے کہ آپنے فرمایا ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا و لا یبالی یعنی بیشک اللہ تعالی بخشتی گا سب گناہ اور وہ بیپرواہ ہے
واضح ہو کہ بیماران جرم وعصیان کو شربت راحت کا اس دار الشفا کی سوا کہین حاصل نہین ہونیکا اور سرگردان بیابان نفس وہوا کو
طریقہ نجات کا سوا اس آیت کی میسر نہین ہونیکا

نظم

توفرمودی کہ نومیدی میارید	زمن لطف وعنایت چشم دارید
امید دردمندان را رواکن	دل امیدواران را رواکن
ماگنہگاریم وتو آمرزگار	تو نکوکاری وما بد کردہ ایم
ہمقرین نفس وشیطان بودہ ایم	بی گنہ نگذشت بر ما ساعتی
آبروی خود بعصیان ریختہ	مغفرت دارم امید از لطف تو
رحمت باد اشفاعت خواہ کن	بحر الطاف تو بی پایان شدہ
ندارم ہیچگونہ توشۂ راہ	بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
بہ نیمیعنی نیسے امیدواریم	بہ بخشائی انکہ بس امیدواریم

انتہے

نظم

جرم بی اندازہ بی حد کردہ ایم	بادشاہا جرم ما را در گذار
با حضور دل نکردیم طاعتی	سالہا در فسق وعصیان بودہ ایم
تا انکہ خود فرمودہ لا تقنطوا	بر درآمد بندہ بگریختہ
نا امید از رحمت شیطان شدہ	نفس وشیطان زد کریما راہ من
	چشم دارم کز گنہ با کم کنی

پیش ازان کاندر لحد خاکم کنی	اندر اندم کز بدن جانم بری	زین جہان با نور ایمانم بری	اللہم اغفر لی ذنوبی کلہا

اور معالم التنزیل مین بیچ شان نزول اس آیت کو قصہ وحشی کا نقل کیا ہی اور آخر مین اوسکی اتنا زیادہ کیا ہی کہ جسے یہہ آیت نازل ہوئی اور وحشی اسلام لایا تو حضرت سے سب مسلمانون نے عرض کی کہ یہہ خاص اسیکو لئی ہی یا سب مسلمانون کے لئے بھی ہی آپنے فرمایا المسلمین عامہ یعنی بلکہ سب مسلمانون کیواسطے ہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ یہہ آیت عیاش بن ربیعہ اور ولید بن ولید کی اور اور ایک شخص کے حقمین مسلمانومین سے نازل ہوئی ہی یہہ تینون شخص پہلے مسلمان ہوگئے تھے پھر یہہ اسیر فتنی مین ڈالیگئے اور عذاب کئے گئے سو فتنہ مین پڑگئے یہہ اور دین سے مرتد ہوگئے سو ہم لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالی انسے کچھہ نہ قبول کریگا کہ مسلمان ہوکر بسبب عذاب اہل دنیا کی اوس سے پھر گئے اور ونکو چھوڑ دیا تو عذاب کئے جاوینگے وہ آوسمین سو نازل کی اللہ تعالی نے یہہ آیت اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنے ہاتھہ سے لکھکر اونکی پاس بھیجدی پھر وے اسلام لائے اور ہجرت کی انہون نے وہانسے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کہا اونہون نے کہ تھے ہم معاشر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے ہم کہ تمہاری کوئی ایسی نیکی نہین کہ جو مقبول نہو یہانتک کہ نازل ہوئی آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو عملون اپنی کو پھر تب ہمنے کہا کہ وہ کیا چیز ہی جو ہماری اعمال کو باطل کرتے ہی سو کہا ہمنے کہ وہ گناہ کبیرہ ہی اور فحش کلام مین پھر جب کوئی ہم مین سے کسیکو ایسا کام کرتے دیکھہ لیتا تو کہتے ہم کہ تحقیق ہلاک ہوا سو اوترے یہہ آیت یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا آیہ پھر باز رہی ہم اوس کہنے اپنے سے اوس شخص کے حقمین پھر جب کوئی ایسا کام کسی سے ہو جاتا تو خوف کرتے ہم اوسپر اور جس سے نہوتا تو اوسکے لئے امید رکھتے ہم یعنی معافی کی اور مراد اسراف سے آیت مین ارتکاب کبائر کا ہی اور ابی سعید خدری اور قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل مین ایک آدمی تھا کہ اوسنے ایک کم سو آدمی مارے تھے پھر وہ آیا ایک راہب کے پاس اور اوس سے پوچھا کہ کیا ہی اوسکے لئے توبہ کہ قتل کئے ہون ایک کم سو آدمی اوسنے کہا کہ نہین ہی توبہ اوسکے پھر قتل کیا اوس راہب کو بھی اور پورا کیا اوسنے سو کو پھر سوال کیا اور بڑی عالم اہل ارض سے اوسنے ایک اور عالم کو بتا دیا کہ اوس سے پوچھہ اوسنے اوس سے جاکر پوچھا کہ جسنے سو آدمیونکو قتل کیا ہو اوسکیلئے توبہ ہی یا نہین اوسنے کہا کہ ہان اور کونسی شی حائل ہی اوسکی اور توبہ کی درمیان مین جا تو فلانی زمین کیطرف وہان اللہ تعالی کی بندے ہین اوسکی بندگی کرتے ہین سو تو بھی اونکی ساتھہ عبادت الہی مین مشغول ہو اور نہ آنا اپنی اوس زمین کیطرف کہ وہ بدتر زمینونکی ہی پھر چلا وہ اوس زمین کیطرف جب وہی راہ اوسنے طی کی تو موت نے اوسکو آلیا دہ اوسیحالمین بھی سینہکی بل اوسیطرف کھسلکر چلا اور وہین مرگیا پھر جھگڑنے لگا اوسپر فرشتے رحمت اور عذاب کے پھر آیا اونکی پاس ایک فرشتہ بصورت آدمی سو بنایا اونہون نے اوسکو حاکم اپنے اندر سو کہا اوسنے کہ ناپو دونو طرف کا بیچ سو وہ جسطرف کو قریب ہو وہ اوسکیلئے ہی پس وحی کی اللہ تعالی نے طرف اوس زمین کی کہ جسطرف وہ جاتا تھا کہ نزدیک ہو جا اور وحی کی طرف

اوس بستی کی جسمین سے نکلا تھا کہ دور ہو جا تو پھر پایا اوسکو قریب اوس زمین کی کہ جدہر جاتا تھا مقدار ایک بالشت کے
پس بخشدیا اوسکو اللہ تعالیٰ نے اور لیا اوسکو رحمت کے فرشتوں نے اور اوسیمین ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ایک
آدمی تھا کہ ہی اوسنے نیکی نہین کی تھی تو وصیت کی اوسنے اپنے اہل کو کہ جب مین مر جاؤن تو مجھکو جلا کر آدہی راکھہ دریا مین اور آدہی
اوسکو جنگل مین اڑا دینا جب وہ مر گیا تو اونہون نے ویسا ہی کیا اس خوف سے کہ عذاب الٰہی اسکی حق مین سب سے زیادہ تر ہوگا پھر جب
وجود اوسکا نہوگا تو عذاب بھی نہوگا پھر حکم کیا اللہ تعالیٰ نے دریا کو تو جمع کیا اوسنے جو اوسمین تھا اور حکم کیا جنگل کو تو جمع کیا اوسنے
جو اوسمین تھا پھر پوچھا اوس سے اللہ تعالیٰ نے کہ یہہ کیون کیا تو نے عرض کی اوسنے کہ من خشیتک یا رب و انت اعلم یعنی تیری ڈر سے
ای رب اور تو دانا تر ہے سو بخشدیا اوسکو پاک پروردگار نے اور ضمضم بن جوس یمامی سے کہ حارث جوس ہی اونکو کہتے ہین مروی ہے
کہ کہا اونہون نے کہ گیا مین مدینے کی مسجد مین سو پکارا مجھکو ایک شخص نے کہ یمامی آ اور مین اوسکو پہچانتا نہ تھا پھر کہا اوسنے
لا تقولن لرجل واللہ لا یغفر اللہ لک ابدا ولا یدخلک اللہ الجنۃ یعنی نہ کہہ کسی آدمی کو کہ قسم ہے اللہ کی نہ بخشیگا اللہ تعالیٰ تجھکو کبھی
اور نہ داخل کریگا تجھکو اللہ تعالیٰ بہشت مین پھر مینے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے رحم کرے تجھپر اللہ تعالیٰ اوسنے کہا کہ ابو ہریرہ ضمضم کہتے
ہین اوسنے کہا مینے کہ ہم اس کلمے کو جب کسی پر اپنے اہل مین سے خفا ہوتے ہین تو اوسکو کہتے ہین یا اپنی بی بی یا خادمہ کو اونہون نے کہا کہ
بیشک مینے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل مین سے آپسمین محبت رکھتے تھے ایک تھا عابد
اور دوسرا گنہگار وہ عابد کہتا تھا اپنے یار گنہگار سے کہ اقصر اقصر عما انت فیہ یعنی کوتاہی کر کوتاہی کر اوس چیز سے کہ تو اوسمین ہے یعنی گناہ
نکر اور کہتا تھا وہ کہ خلنی وربی یعنی چھوڑ دے مجھکو اور میرے رب کو پھر کہا اونہون نے کہ پھر پایا اوس عابد نے اوس فاسق کو ایک روز مرتکب
گناہ بڑے کا اور کہا اقصر یعنی کوتاہی کر پھر اوسنے کہا کہ خلنی وربی اور کیا تو مجھپر نگہبان کیا گیا ہے سو اوس عابد نے اوسکو کہا کہ واللہ
لا یغفر اللہ لک ولا یدخلک الجنۃ ابدا پھر اللہ تعالیٰ نے اون دونونکی جان قبض کرنیکو ایک فرشتہ بھیجا کہ اوسنے اونکی روحونکو قبض کیا
پھر گئے روبرو اللہ تعالیٰ کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اوس فاسق کو ادخل الجنۃ برحمتی یعنی جا تو جنت مین ساتھ رحمت میری کے اور فرمایا دوسرے
سے کہ کیا تجھکو طاقت ہے کہ روک رکھے تو میری رحمت کو بندے میرے سے عرض کی اوسنے کہ نہین ای رب فرمایا لیجاؤ اسکو دوزخ مین انتہی
اور گیارہوان عبد اللہ بن الزبعری ہے وہ شعرای عرب سے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو کرتا تھا
اور مسلمانون کی لڑائی پر کافرونکو تیز کرتا تھا فتح مکہ کیدن جب اوسنے سنا کہ اوسکی مارنیکا حکم ہے تو بہاگ گیا نجران کی طرف بعد چندے
کے وہان سے اپنی معاملات جاہلیت سے پشیمان ہو کر طرف اسلام کے راغب ہوا اور ملازمت مین حضرت صلعم کی متوجہ ہوا جب آپنے
دور سے اوسکو دیکھا تو فرمایا کہ یہہ ابن زبعری آتا ہے اسکی چہرہ پر نور ایمان کا ہے پھر وہ آپکے پاس آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ
گواہی دیتا ہون مین کہ خدا ایک ہے اور تم اوسکے رسول ہو شکر اور احسان اوس خدا کو کہ اوسنے مجھے ہدایت کی اسلام کی یا رسول اللہ
بہت قصور مینے کئے ہین اور بہت برائیان مجھسے ہوئی ہین آپکی اور آپکے یارونکی جناب مین اب مین دلسے نادم ہون اب حکم آپکا ہے آپنے
فرمایا کہ الحمد للہ الذی ہداک للاسلام اور جان تو کہ اسلام تدارک کر دیتا ہے سب گناہون گذشتہ کا کذا فی [illegible] مین مذکور ہے

کہ جب آیت کریمہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم یعنی تحقیق تم اور جسکو پوجتے ہو تم سوای اللہ کے ایندہن ہی دوزخ کا نازل ہوئے تو ابن زبعری نے کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو جو نصاری پوجتے ہین تو وی بھی جہنم مین ہونگے پھر جب وی جہنم مین ہووی تو ہمارے معبود بھی ہونگے حضرت نے فرمایا ویلک ما اجہلک بلسان قومک یعنی افسوس ہی تجکو کسقدر جاہل ہی تو اپنی قوم کی زبان سے انہمین اشارہ ہی اسکی طرف کہ کلمہ ما کا غیر عقلا کیواسطے ہی جیساکہ کتب نحو مین ہی اور ندا کلام الہی مین کہ والسماء وما بنیہا اور اسکی مانند مین تاویل کرتے ہین کہ ما سے مراد یہان من ہی ای ومن بنیہا وخلقہا چنانچہ فا انکحوا ما طاب لکم من النساء مین کہ ما سے مراد من ہی ای من طاب اور بعضی نے کہا ہی کہ مراد اس سے الذی ہی ای والذی بنیہا اور بعض نے ما مصدریہ کہا ہی یعنی وبنائہا جیسی کہ بما غفرلی ربی مین کذا فی مدارج النبوۃ ومعالم التنزیل اور چہہ عورتونکی قتل کا حکم ہوا تھا اول ہند بنت عتبہ بی بی ابوسفیان کی اوسکا ایذا دینا حضرت صلعم کو مشہور ہی روز غزوۂ احد کے حضرت حمزہ کو قتل کروانا اور اونکو مثلہ کرنا اور مانند اسکی بہت سی باتین اور قصہ اسکی مسلمان ہونے اور حضرت سے ہمکلام ہونے اور گفتگو کرنیکا پہلی گذر چکا ہی اور صحیح بخاری مین مذکور ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی کہ ہند بنت عتبہ نے حضرت کی جناب مین عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی خیمی والا روی زمین پر نہین کہ خیمہ اوسکا دوست تر ہو مجھکو آپکی خیمی سے آپنے اوسکی جواب مین فرمایا کہ والیضا یعنی اور بھی شارح نے اس لفظ کی توجیہ مین دو معنی کہی ہین ایک یہہ کہ یعنی اور زیادہ محبت پیدا ہوگی تجہکو جو ایمان تیری دل مین قرار پکڑیگا اور دوسری یہہ کہ یعنی مین تیرے ساتھہ یہی حال رکھتا ہون مگر پہلے معنی اولی اور انسب واظہر ہین پھر کچہہ آیتی قرآن شریف اوسکو سنایا ظاہرا آیت بیعت کا سنانا معلوم ہوتا ہی ہند نے عرض کی کہ مین چاہتی ہون کہ بیعت مین ہاتھہ آپکی ہاتھہ سے ملاؤن آپنے ارشاد کیا کہ مین عورتون سے مصافحہ بیعت کا نہین کرتا ہون قول میرا ایک عورت کو مثل قول میرے کے ہی سو عورتون سے کذا فی مدارج النبوۃ صاحب تلخیص المغازی لایا ہی کہ یہہ ثابت ہی اوس سے جو کہتی ہین کہ حضرت نے کپڑا اپنے دست مبارک پر رکھا کہ سب عورتون نے اوسکے اوپر سے دست شریف کو مس کیا اور اوس روایت سے بھی جو کہتی ہین کہ آپنے ایک پیالہ پانیکا منگایا اور اپنا دست مبارک اوسمین داخل کیا اور پھر اون عورتونکو دیا کہ سبنے اوسمین اپنے ہاتھہ ڈالی واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب پھر جب ہند لوٹکر اپنی گھر گئی تو سب بتونکو توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم آجتک تمسے فریب مین تھی اور دو بکریونکی بچے حضرت صلعم کو تحفہ بھیجے اور عذر عرض کیا کہ میری بکریان کم ہین اور کم جنتی ہین آپنے دعا برکت اوسکی بکریونکی حق مین کی پھر اوسکی بکریان بہت ہوگئین پھر ہند کہتی تھی کہ ہذا من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یہہ کثرت بکریونکی حضرت کی دعا کی برکت سے ہی کذا فی روضۃ الاحباب اور وفات پائی ہند نے خلافت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جس دن کہ مری ابوقحافہ والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کی انسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذا فی اسمار رجال المشکوۃ اور دوسری اور تیسری قریبا جمیرا کی وزن پر اور قرتنا گندنا کی وزن پر یہی دونون کنیزین ابن خطل کی تہین کہ حضرت کی ہجو گایا کرتی تھین سو قریبا ماری گئی اور قرتنا بھاگ گئی اوسکیلئے امن چاہی گئی حضرت نے اوسکو امن دی پھر وہ آکر مسلمان ہوئی اور چوتھی ارنب وہ بھی ابن خطل کی کنیز تھی وہ بھی اوسدن ماری گئی اور پانچوین کنیز بنی مطلب کی نام اوسکا

سارا تھا اور بعض اہل سیر کے نزدیک وہ عورت وہی تھی جو خط حاطب بن ابی بلتعہ کا مکہ کو قریش کے پاس لیجاتی تھی پھر وہ مرتد ہو کر مکے کو چلیگئی اور صاحب کامل التواریخ نے لکھا ہی کہ وہ فتح مکہ کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ماری گئی مگر ابن ہشام اور صاحب عیون الاثر لاتی ہین کہ اوسکے لئے امان چاہی گئی سو حضرت نے اوسکو امن دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمان خلافت مین موضع البطح مین ایک سوار نے اوسے گھوڑا ہانک دیا اس سے وہ مرگئی اور شرح ابن حجر مین ہے کہ وہ مسلمان ہوگئی اور حمیدی سے ایک قول نقل کیا ہی کہ وہ قتل کیگئی واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ بعضون نے کہا کہ وہ مولاۃ ابن ہشام کے سے تھے انتہی اور چھٹا ام سعد ہی وہ بھی ماریگئی مگر نہین معلوم کہ کسنے اوسکو مارا اور کیا گناہ اوسکا تھا اور وہ کون تھی واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ اور اختلاف کیا ہی اسمین کہ حضرت جب مکے مین داخل ہوئی تب حضرت کے سر مبارک پر خود تھا یا عمامہ سیاہ تو جمع کیا ہی اسمین کہ اول وقت داخل ہونیکی خود سر مبارک پر تھا پھر اوسکو اوتار کر عمامہ باندہا سو بیان کیا ہر کسی نے جو دیکھا کہتے ہین کہ فتح مکے کے تیرہوین تاریخ ماہ رمضان کی تھی اور اکثر جماعت کے نزدیک بیسوین تاریخ تھی حضرت کو باقی مہینہ اور چھہ روز شوال کے وہان رہنے کا اتفاق ہوا اون دنونمین اپنی نماز قصر کرکے پڑہی اسلیے کہ ارادہ سفر کا تھا اقامت کا نتہا اور انہین دنونمین وہان چند وقایع واقع ہوئی ایکا اونمین سے یہہ ہی کہ ایک عورت فاطمہ نام بیٹی اسود بن عبد الاسد ابو سلمہ بن عبد اللہ مخزومی کی بھتیجی کہ اشراف قبیلہ مخزوم سے تھی اوسکو چوریکی حالت مین پکڑا اور حضرت کے پاس لائی پھر جب چوری اوسے ثابت ہوئی تو آپنے حکم کیا کہ اوسکا ہاتھ کاٹ ڈالین اوسکی قوم اس فکر مین ہوئی کہ کوئی شفیع کھڑا کرین شاید کہ حضرت اوسکو عفو کرین اور درگذر فرماوین سو سبنے ملکر کہا کہ کوئی آپکے سامنے اس کام پر دلیری نکر سکیگا مگر دوست اور دوست کا بیٹا اور انکا اسامہ بن زید تھا اسلئے کہ حضرت نے اونکی اور اونکے باپ کی بہت سفارش قبول کی تھی سو اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اونسے کہا کہ اسامہ حضرت کے پاس گئے اور اون لوگون کی بیقراری اور اضطراب عرض کی اور اوسکی سفارش کی حضرت کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا اور بر سبیل استفہام انکاریکے فرمایا کہ ای اسامہ تو شفاعت کرتا ہی حدود مین اللہ تعالی کی اسامہ نے جب آپکو غضبناک دیکھا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے لئے استغفار کیجے پھر حضرت نے سب لوگونکی مجمع مین خطبہ پڑہا مضمون اوسکا بعد حمد و ثنا باریتعالی کے یہہ تھا کہ ای گروہ آدمیونکی جانو تم اور آگاہ ہو کہ پہلے امتونکو ہلاک کیا اسبات نے کہ جبکوئی شریف اونمین کا چوری کرتا تو وہ اوسکو چھوڑ دیتے اور حد اللہ کی اوسپر جاری نکرتے اور جو کوئی ضعیف اس کام کا مرتکب ہوتا تو اوسپر حد جاری کرتے قسم ہی اوس خدا کی کہ نفس محمد کا اوسکی قبضے مین ہی کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کری تو اوسکا بھی ہاتھ کاٹونگا مین اور حکم کیا تو اوس عورت مخزومیہ سارقہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ بعد اسکے جب اوس عورت کو کوئی مہم درپیش ہوتی تو وہ میری پاس آتی اور مجھسے وہ اوسکو بیان کرتی مین اوس حال کو اوسکی حضرت سے عرض کرتے اور ایکروایت مین ہی کہ حضرت پھر اوس عورت پر مہربانی اور انعام کرتے اور مروی ہی کہ اوس عورت نے حضرت کی خدمت فیضدرجت مین

عرض کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ اللہ تعالیٰ کی یہاں قبول ہوئی ہوگی آپنے ارشاد کیا کہ تو آجکے دن ایسی گناہون سے
ایسی نکلی جیسے کوئی اپنی ماکی پیٹ سے پیدا ہو واضح ہو کہ یہہ قصہ دلالت کرتا ہی حرام ہونی پر سفارش کی حدود مین اللہ
تعالیٰ کی مگر یہہ حرمت مقید ہی ساتھہ پہونچنی کے حاکم تک یعنی جب حاکم تک قضیہ پہنچ جاوے تو اوسمین سفارش کرنی حاکم
سے حرام ہی اسلیئے کہ ایک طریق مین طرق واقع مذکور سے واقع ہوا ہی کہ جب اسامہ نے حضرت سے اوس عورت کی سفارش کی
تو حضرت نے فرمایا کہ لا تشفع فی حد فان الحدود اذا انتهت الیّ فلیس لها مترک یعنی نہ سفارش
کر تو کسی حد مین پس تحقیق جب حدین پہنچ جاوین میرے پاس پھر نہین ہی اوسکی لئے چھوڑنا اور دوسری حدیث مین
آیا ہی تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد فقد وجب یعنی آپسمین معاف کرو حدونکو یعنی جبتک کہ وہ تمہارے درمیانمین ہین اور مجھہ
تک نہین پہونچی ہین پھر جب پہنچ گئی مجھہ تک کوئی حد پس بیشک واجب ہوئی یعنی جاری کرنا اوسکا واجب ہوا اور جبتک
حاکم تک نہ پہنچے تب تک سفارش کرنے اکثر علما کی نزدیک جائز ہی جبکہ وہ شخص کہ اوسکی سفارش کی ہی شریر اور موذی مسلمانونکا
نہو اور وہ گناہ کہ حد اوسمین نازل نہین ہوئی ہے اور تعزیر اوسمین ہی تو اوسمین سفارش کرنی اور قبول کرنی جائز ہے
خواہ بادشاہ تک پہونچا ہو یا نہ اور بعض علما کی نزدیک سفارش تعزیر مین مستحب ہی اگر وہ شخص شریر اور موذی نہو کہ
حدیث شریف مین آیا ہی اقیلوا ذوی الهیاٰت عثراتهم الا فی الحدود یعنی معاف کرو خطائین عزت والونکی مگر حدونمین **ف**
یعنی جو چوک کر ناگہان گناہ مین گرفتار ہو جاوین معاف کرو انکو اور ظاہر مین رسوا نکرو دفعتہ خواہ حقوق اللہ کے ہون
خواہ بندونکی لیکن حدود شرع یعنی جو چیزین کہ باعث حدود ہون خواہ حقوق اللہ کے ہون خواہ حقوق بندونکی
انسے درگذر کرنا نہ چاہئے اور یہہ خطاب حاکمونکو ہی اور بعضون نے لکھا ہے کہ اورونکو بھی اور یہہ امر استحباب کیلئے ہی کذا فی
مظاہر حق مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی سرقہ شرع مین اوسکو کہتے ہین کہ لیوے مکلف خفیہ مال محرز سے
کہ نہ ملک ہو اوسکی اوسمین اور نہ شبہہ ملک کا اور مراد محرز سے یہہ ہی کہ مال ایسی جگہہ ہو کہ کوئی اوسکو نلیسکے خواہ مکان
حفاظت مین ہو خواہ اوسکی پاس کوئی نگہبان جاگتا ہو یا سوتا ہو اور مراد شبہہ ملک سے مال ذی رحم محرم کا ہی کہ جو کوئی
مال ذی رحم محرم کا چراوے تو اوسکو چوری نہین کہتے ہین اور اسمین ہاتھہ کاٹنا نہین آتا اور نصاب سرقت کی مذہب حنفیہ
مین دس درہم ہین کہ اس سے کمتر مین ہاتھہ کاٹنا نہین آتا اور مذہب شافعی مین چوتھائی دینار سونے کا اور تین
درہم چاندی کی یا قیمت مین تین درہم کے کوئی چیز ہو اور دلیل انکی وہ حدیثین ہین کہ واقع ہوا ہی اونمین کاٹنا
ہاتھہ کا چوتھائی دینار کے چرانیمین اور چوتھائی دینار اوسوقت مین تین درہم کا تھا اور دینار بارہ درہم کا اور ہدایہ
مین لکھا ہی کہ دلیل ہماری یہہ ہی کہ عمل کرنا اکثر پر اسباب مین اولی ہی بسبب حیلہ کرنیکے حدود مین اسلیئے کہ اقل مین
شبہہ عدم جنایت کا ہی اور روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لا قطع الا فی دینار او عشرة دراهم یعنی
نہین ہی ہاتھہ کا کاٹنا مگر ایک دینار مین یا دس درم مین اور اصل اسبابمین یہہ ہی کہ کاٹنا ہاتھہ کا حضرت کی زمان

مبارک نشان مین سپر کی قیمت مین تھا سو شافعی کہتے ہین کہ اوسوقت سپر کی تین درم تھی اور بعضی نے کہا کہ قیمت سپر کی اور
مین دس درم تھی روایت کی یہہ ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور کافی مین نقل کیا ہی کہ قیمت سپر کی کہ ہاتھ
کاٹا گیا اوسکی چرانی پر حضرت کے زمانے مین دس درم کی تھی واللہ اعلم کذا فی مظاہر الحق نقلاً عن اشعۃ اللمعات اور دوسرا واقعہ
یہہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قیمت شراب کی لینے سے اور قیمت خوک و مردار کی سے اور اجرت سے بت اور کاہن
کی کہ بسبب کہانت کی اوسکو دیتے ہین اور مردار جانور کے چربی کی قیمت سے کہ کشتیون اور مشکون مین اوسکو لگاتی تھے اور فرمایا حضرت
نے کہ قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فباعوہا واکلوا اثمانہا یعنی لعنت کرے اللہ تعالی یہود کو
کہ حرام کی گئی تھے اونپر چربی سو بیچا اونہون نے اوسکو اور کہائی قیمت اوسکی یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ جس چیز کا کہانا حرام ہی قیمت
بھی اوسکی حرام ہی انتہی کذا فی مدارج النبوۃ کہتا ہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ اور اسیطرح درست نہین ہی
بیچنا مردار اور لہو اور سور اور شراب اور آزاد آدمی اور ام ولد اور مدبر کا اسواسطے کہ بعض اونکا مال نہین اور بعض
مین یہہ مالک نہین کذا فی الکنز وشرحہ اور تیسرا واقعہ یہہ کہ ایک شخص نے حضرت کی خدمت مین آکر عرض کی کہ مینے نذر
مانی تھی کہ جب اللہ تعالی مکہ آپپر فتح کریگا تو مین بیت المقدس مین جاکر نماز پڑہونگا آپنے فرمایا کہ یہین پڑہ یعنی مسجد الحرام
مین ادا کرلے تین بار اوسنے یہی عرض کی تینون بار آپنے یہی فرمایا چوتھی بار جب پھر اوسنے یہی عرض کی تب آپنے فرمایا شانک
اذا یعنی مختار ہے تو اوسوقت یعنی اگر انکار کرتا ہی تو یہانکی نماز پڑہنے سے تو تو جان اختیار رکھتا ہی کہ جو کچھہ نذر مانی ہی تونے
یعنی بیت المقدس مین پڑہنے کی اور فرمایا کہ یہانپر نماز پڑھنا افضل ہی ہزار نماز سے کہ اور جگہہ پڑھی جاوے شہر ونمین سے
اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ ایک نماز بیت الحرام مین پڑہنی لاکھہ نماز ونکی برابر ہی اور جگہہ کی مسجد ونکی نماز سے اور یہہ
بھی آیا ہی کہ ایک نماز بیت الاقصی مین برابر ہزار نماز کے ہی اور مدینے کے مسجد مین ایک نماز برابر دس ہزار نماز کے ہی سو نماز
پڑھنا مسجد الحرام مین افضل ہی غیر اوسکی سے اور امام مالک رحمہ اللہ فضیلت مدینہ طیبہ کی قائل ہین مکہ معظمہ پر سو وے
نماز پڑھنا مدینے مین افضل کہتے ہین اور سب جگہہ کی نماز سے اور وے کہتے ہین کہ گو کہ عدد اور کمیت مین اور جگہہ کی نماز اکثر
ہو مگر مدینے کی نماز بحسب کیفیت اور نفاست کے برکت جوار شریف حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہی اور
عدد اور کثرت مین زیادہ ہونا منافات نہین رکھتا ہی ساتھہ نفاست قلیل کے جیسیکہ ایک جواہر چھوٹا سا بیس ہزار
روپیہ کی قیمت کا جیساکہ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی ؎ صدف را کہ بینی ز دُر دانہ پر ٭ نہ آنقدر دارد کہ یکدانہ دُر ٭
اور مسائل فقہ مین مذکور ہی کہ جو کوئی نذر کرے مسجد مفضول مین نماز ادا کرنیکی تو وہ بسبب ادا کرنے اوس نماز کے
مسجد فاضل مین جو اوس سے ہو اوس نذر کی عہدے سے نکل آتا ہی جیسیکہ اگر کوئی نذر کرے نماز پڑھنے کی مسجد اقصی
مین یا اور کسی مین مثل مسجد نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اور پڑہ لی اوسنے وہ نماز مسجد الحرام مین وہ نذر کی تھی اوسنے
نماز مسجد اقصی کی اور پڑھی اوسنے نماز مسجد نبویہ مین تو ادا ہو گئی بخلاف عکس اوسکیکے کہ وہ ادا نہین ہوتی فافہم اور صحیح ہو

کہ یہہ مذہب امام زفر رحمہ اللہ کا ہی اور ایک روایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی بہی موافق اسکی ہے اور مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کا خلاف اوسکی ہی جیسیکہ مولانا و اوستاذنا مولانا حیدر علی صاحب محمد آبادی غفر اللہ نے بیچ رسالہ تحقیق معنی حدیث لا تشد الرحال کے لکہا ہی کہ مسئلہ نذر نماز کا کسی مسجد معین مین تفسیر مظہری مین اسطرح ہی مسئلہ جسنے کہ نذر کری نماز کی مسجد حرام مین جائز ہی اوسکو پڑہنا اوسکا جہان چاہی نزدیک امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ تعالی کے اور کہا امام زفر نے اور لکہا ابو یوسف نے اپنی کتاب املا مین کہ جس شخص نے نذر کری نماز کی مسجد بیت المقدس مین پس نماز پڑہی اوسنے مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا مسجد حرام مین تو کافی ہوگا یہہ اوسکی ادا پر نذر مین اور جسنے نذر کی نماز کی مسجد نبوی مین پس اگر پڑہی وہ نماز مسجد الحرام مین تو کفایت کریگی اوسکو اور اگر پڑہی اور مسجد مین تو نہ کافی ہوگی اور جسنے نذر کری نماز کی مسجد حرام مین تو نہ کافی ہوگی اوسکو ادا اوسکی اور مسجد مین دلیل لائی ہین ابو حنیفہ اپنی قول پر حدیث جابر بن عبد اللہ کو کہ کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دن فتح مکے کے یا رسول اللہ نذر مانی تہی مینے اللہ تعالی کی کہ اگر فتح کیا مکہ کو واسطے آپکے تو پڑہونگا مین جا کر بیت المقدس مین دو رکعت نماز پس فرمایا حضرت نے اوسکو کہ ادا کر نماز اپنی ساتہہ پڑہنی نماز کے اسی مسجد مین پہر مکرر کی اوسنے عرض اپنی پہر وہی جواب فرمایا اوسکو حضرت نے پہر تیسری بار وہی عرض کی اوسنے پس فرمایا حضرت نے کہ مختار ہی تو اوسوقت یہہ روایت کی ابو داؤد اور دارمی اور طحاوی نے اور کہا امام ابو یوسف اور امام زفر نے کہ ہم بہی قائل اس حدیث کی ہین کہ جسنے نذر کی نماز بیت المقدس مین تو جائز ہی اوسکو نماز پڑہنا مسجد حرام مین اور تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز فتح مکے کے مسجد حرام مین مگر جسنے نذر کی نماز کی مسجد حرام مین پہر پڑہی وہ دوسری مسجد مین تو کیونکر درست ہوگی یہہ اوسکو اور تحقیق فرمایا ہی آنحضرت نے کہ نماز آدمی کی بیچ گہر مین ایک نماز ہی اور نماز اوسکی مسجد قبائل مین برابر پچیس نماز کی اور نماز اوسکی مسجد جامع مین برابر پانسو نماز کے ہی اور نماز اوسکی مسجد اقصی مین برابر ہزار نماز کے ہی اور نماز اوسکی میری مسجد مین برابر پچاس ہزار نماز کے ہی اور نماز اوسکی مسجد الحرام مین برابر لاکہہ نماز کے ہی روایت کری اسکی ابن ماجہ نے حدیث انس سے اور مروی ہی صحیحین مین ابو ہریرہ رضہ سے کہ فرمایا حضرت نے نماز میری اس مسجد مین بہتر ہی ہزار نماز ونسے جو اور مسجد مین پڑہین سوا مسجد حرام کے اور روایت کری طحاوی نے ابو ہریرہ اور سعد بن ابی وقاص اور عایشہ اور میمونہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے کہ روایت کری ان سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل حدیث صحیحین کی جو مروی ہی ابو ہریرہ سے اور روایت کری طحاوی نے عطا ابن زبیر سے کہ کہا اونہون نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز اس میری مسجد مین بہتر ہی ہزار نماز سے کہ اور مسجد مین پڑہین سوای مسجد حرام کے اور نماز مسجد الحرام مین بہتر ہی ہزار نماز سے میری مسجد مین اور مروی ہی عمر بن خطاب سے موقوفًا اور جابر بن عبد اللہ سے مرفوعًا مثل اس حدیث کی پہر جواب دیا ہی اسکا امام ابو حنیفہ رحمہ نے اسطرح کہ یہہ حدیثین مخصوص ہین ساتہہ فرایض کی پس بیشک سب سے بزرگی فرایض کی ۔

مساجد مین اسی ترتیب مذکور پر بڑہتی ہی اور نہین یہہ بات نوافل مین اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر نماز آدمی کی اوسکے گہر مین ہی سوای فرایض کے روایت کی اسکو دونون شیخون نے صحیحین مین حدیث زید بن ثابت سے اور روایت کری ابو داؤد اور ترمذی نے زید بن ثابت سے کہ کہا اونہون نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز آدمیکی اوسکے گہر مین بہتر ہی اوسکی اوس نماز سے جو ہو میری مسجد مین سوا فرایض کے اور ذکر کیا طحاوی نے حدیث عبد اللہ بن سعد کو مرفوعا کہ البتہ نماز پڑہنا میرا اپنے گہر مین پسند ہی یہہ مجہکو نماز پڑہنے سے مسجد مین انتہی ترجمۃ المظہری اور وہ جو بعض محدثین مثل محی السنۃ اور ابن بطال اور تورپشتی اور ابن عبد البر و ابن جمیلہ وغیرہم کہتے ہین کہ شد رحال طرف مساجد ثلثہ کے بوقت نذر نماز کے اونہین لازم ہی بخلاف اور مسجد و نکی پس ہیچ مستثنی منہ ہونے مساجد کے کچہہ پوشیدگی نہین ہی اور جو کہ اقوال ان لوگونکی خلاف قول امام اعظم اور امام محمد کے ہین کہ وہی حق اور کافی ہی جیسا کہ ظاہر ہوا مظہری سے اور حق باطل سے جو ہوتی ہی ساتہہ متابعت کی پس معنی حدیث شد رحال پر نذر نماز کی جنکو تمسک سا تہا اون قولونکے سخت نامناسب ہی سبکو خاص متبعان مذہب حنفی کو کہ عبادات اور معالات اپنی موافق تحقیق حضرت امام اعظم رح عمل مین لاتے ہین اور شد رحال بھی منجملہ اونہین کے ہی اور جو تہا واقعہ اونہین سے یہہ ہی کہ حضرت نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو تیس ۳۰ سوار ہمراہ دیکر موضع نخلہ کیطرف جہان عزی بت تہا اوسکے خراب کرنیکو پچیسوین رمضان کو بہیجا خالد رضی اللہ عنہ گئے اور اوس بتخانیکو کہود کر خراب کیا اور وہانسے حضرت کی خدمت مین آئے آپنے پوچہا کہ تمنے اوس بتخانیکو کہود ڈالا اونہون نے عرض کی کہ ہان فرمایا کہ تمنے وہان کچہہ دیکہا تہا عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ تمنے اوس عزی کو خراب نہین کیا خالد رضی اللہ عنہ یہہ سنکر غضبناک ہوکر پہر وہاں گئے اور وہانپر خوب تلاش کیا تو ایک سیاہ فام عورت برہنہ بال سر کے بکہرے ہوے نظر آئی وہ ننگی تلوار لیکر اوسکیطرف متوجہ ہوئے اور کہا یا عزی کفرانک لا سبحانک انی رایت اللہ قد اہانک یعنی ای عزی انکار ہی تجہہ سے نہین پاکی ہی تجہکو تحقیق دیکہا مینے اللہ تعالی کو کہ تیری اہانت کرتا ہی یہہ کہکر اوسپر ایک وار تلوار کا کیا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہو گئے پہر لوٹ کر وہانسے حضرت کے پاس گئے اور وہ حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ وہ عزی تہی اب سے پہر کبہی کوئی تمہاری بلاد مین عزی کو نہ پوجیگا اور یہہ بت معبود قریش کا تہا اور تمام بنی کنانہ کا اور اونکی سب بتون سے بڑا تہا اور دربان اور خادم اوسکے بنو شیبان سے تہے اور فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ من حلف باللات والعزی فلیقل لا الہ الا اللہ یعنی جو کوئی قسم کہاوے لات اور عزی کی پس چاہیے کہ کہے وہ لا الہ الا اللہ کذا فی المدارج و روضۃ الاحباب والمواہب اللدنیہ قولہ کہے لا الہ الا اللہ یعنی توبہ کرے طرف اللہ تعالی کے اور اسکے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ اگر جاری ہون نام لات و عزی کسی نومسلم کی زبانپر سہو سے موافق عادت اول کے تو وہ کہے لا الہ الا اللہ از راہ کفارہ اون لفظون کے اسلیے کہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے ان الحسنات یذہبن السیئات یعنی بیشک نیکیان دور کرتی ہین بدیون کو پس یہہ توبہ ہوگی غفلت سے اور دوسرے معنی یہہ کہ جاری ہون نام لات و عزی کے زبانپر بقصد تعظیم

انکی کے تو یہہ کفر اور ارتداد صریح ہی سو کہی لا الہ الا اللہ واسطے تجدید ایمان کی پس یہہ توبہ شرک سی ہوئی کذا فی مظاہر الحق نقلا عن المرقات ظاہراً ایسے حال قدیم الاسلام کا ہی کہ اگر سہواً بلا قصد تعظیم کے یہہ نام جارے ہون زبان پر تو نہین کفر اور اگر بقصد تعظیم کے ہون تو کفر ہی اسکوا سلئے ذکر نکیا کہ نہ اسکو عادت ہوتی ہی انکی قسم کھانیکی اور نہ انکی تعظیم سی قسم کھایا ہو یہہ تقریر مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ کے مظاہر الحق کے حاشیہ پر ہی انتہی اور پانچوان واقعہ اونمین سی یہہ ہی کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حضرت نی واسطے تخریب معبد سُواع کی بھیجا کہ وہ بت قبیلہ ہذیل کا کہ تین میل مکہ سی تھا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سی منقول ہی کہ کہا جو مین وہان پہونچا اونکی خادم نی پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہی مینی کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اس بتخانی کی گرانیکو فرمایا ہی اوسنی کہا تو یہہ کام نکر سکیگا مینی کہا کیا سبب اوسنی کہا تو منع کیا جائیگا اوس سی مینی اوس سی کہا کہ تو اب تک اپنے اوس گمراہی پر ہی کیا کچھہ بات یہہ بت سنتا ہی یا کچھہ چیز دیکھتا ہی یعنی وہ خود شنوا اور بینا نہین ہی پھر کیا کریگا پھر مین اوس بت کی پاس گیا اور اوسکو مینی توڑ ڈالا اور اپنے یارونکو حکم کیا کہ وہان کا خزانہ کھود دو اونہون نی کھودا کچھہ نپایا پھر مینی وہانکی خادم سی پوچھا کہ کیونکر دیکھا تو اوسنی کہا اسلمت للہ یعنی اسلام لایا مین ساتھہ اللہ کے اور چھٹا واقعہ اونمین سی یہہ ہی کہ سعد بن زید اشہلی کو بیس سوار دیکر موضع مشلل کو کہ مابین حرمین کے ہی بھیجا کہ وہان معبد منوت کا تھا اور وہ بت معبود اوس اور خزرج و غسان کا تھا سعد رضی اللہ عنہ وہان گئی اور اوس معبد کے خادمون نی پوچھا کہ تو کس کام کو آیا ہی اونہون نی کہا منوت کی خراب کرنیکو اونہون نی کہا تو جان اور وہ جانی پھر سعد اوس بتخانے کے پاس گئی وہانسی ایک عورت سیاہ فام پریشان موی نکلی اور ہاتھہ اپنی سینی پر مارتی تھے اور چیختی تھے سعد نے اوسکو ایک تلوار مارکر واصل جہنم کیا اور اوس بتخانی کو کھودکر حضرت کی خدمت فیض درجت مین آحاضر ہوئی اور ساتوان واقعہ اونمین کا یہہ ہی کہ خالد بن ولید رضی کو بعد آنی اونکے موضع نخلہ سی کہ واسطے تخریب معبد عزی کی گئی تھے ساتھہ تین سو آدمی مہاجرین اور انصار اور بنو سلیم سے دیکر بلملم کیطرف قبیلہ بنی جذیمہ پر بھیجا کہ اونکو جاکر دعوت اسلام کرین نہ اسلئے کہ اون سی جدال و قتال کرین اور اوس قبیلہ والون نی ایام جاہلیت مین خالد رضی اللہ کی چچا کو کہ فاکہ نام تھا مار ڈالا تھا اور عبد الرحمن کے باپ عوف کو بھی قتل کیا تھا کہ یہہ دونو یمن سی تجارت کرکے وہان راہ مین اوتری تھے تو بنو جذیمہ نی بطمع مال اونکو مار ڈالا اور مال و اسباب اونکا لیلیا پھر جب خبر خالد رضی اللہ عنہ کے آنیکی اونہون نی سنی تو بطریق ہوشیاری اور احتیاط کی اپنی ہتھیار باندھکر باہر آئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اونسی پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اونہون نی کہا ہم مسلمان ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی شریعت اور اونکی دین پر ایمان لائی ہین اور نماز پڑھتی ہین اور ہمنی مسجد بنائے ہی اوسمین اذان اور اقامت کہتی ہین اور جمعہ اور جماعت ادا کرتے ہین حضرت خالد نے کہا کہ پھر تم ہتیار باندھکر ہماری باہر کیون آئی ہو اونہون نی کہا کہ ہماری اور ایک قوم کے درمیان قوم عرب سی عداوت ہی تو ہم ڈرے کہ تم کہین اونہین میں سی

تھو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ عذر اونکا مقبول نہوا اور اونسی کہا کہ تم ہتیار کھول ڈالو اونہون نی بموجب انکی فرمانیکے ہتیار کھول ڈالی پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو مشکین اونکی باندہی گئین اور ہر ایک کو اپنی یارون مین سے ہر ایک قیدی دیدیا اور پھر رات کو سحر کی وقت آواز دی کہ جسکی پاس جو قیدی ہو اوسکو مار ڈالی بنو سلیم نے موافق حکم خالد رضی اللہ عنہ کی جو اونکی پاس قیدی تھے بیگناہ اونکو مار ڈالا مگر مہاجرین اور انصار نی اپنی قیدیونکو نمارا اور چھوڑ دیا اور ایک روایت مین ہی کہ جب اون لوگون نی اپنی ہتیار کھول ڈالی اوسوقت خالد رضی اللہ عنہ نے اونکو قتل کرنا شروع کیا قریب سو آدمیکے قتل کئی اسمین ایک آدمی سے اونمین سے جاکر یہ حال حضرت کیخدمت مین عرض کیا حضرت یہہ سنکر غصہ ہوی اور دو یا تین بار کہا اللھم انی ابرا الیک مما صنع خالد یعنی ای بار خدا مین بیزار ہون اوس سی جو کچھہ خالد نی کیا بعد اسکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہت سی روپیہ دیکر قبیلۂ بنی جذیمہ مین بھیجا کہ اونکی مقتولونکی دیت ادا کرین اور جو اموال اونکی تلف ہوئی ہین اونکی قیمت ادا کرین اور اونکو راضی کرین اور خالد رضی اللہ کو اوس کار ناشایستہ کرنیکی سبب ملامت کرین پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نی وہان جاکر سبکا کفارہ اور جو مال و اسباب جسکا ضایع ہوتھا ادا کیا اور بعد کفایت سب مہمات کے جو اور کچھہ اونکی پاس بچا تھا وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احتیاطا اونہین کو حوالی کیا اور اونکو راضی کیا اور وہانسی حضرت کیخدمت سراپا برکت مین آکر حاضر ہوئی اور حضرت کتنی مدت تک خالد رضی اللہ عنہ سی اسپر ناخوش رہی پھر جب بنی جذیمہ راضی ہو گئی تو حضرت بواسطہ سفارش بعضی صحابہ کی اونسی پھر خوش ہوی علما کو اسمقدمہ مین بہت سا قیل و قال ہی کہ یہ واقعہ خالد رضی اللہ عنہ سی جاز بوجہ کر کیونکر واقع ہوا اسکا جواب یون دیتی ہین کہ یہ خطا اجتہادی اونکی تھی کہ اجتہاد مین اونکی یہہ بات آئی کہ یہ لڑنیکو مسلح ہو کر نکلی ہین اور یہ عذر اونکا دروغ ہی اور اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو خلاف پر اوسکی رای گئی اور مجتہد سی خطا بھی واقع ہوتی ہی کہ المجتہد یخطی و یصیب مشہور ہی یعنی مجتہد خطا کرتا ہی اور صواب کرتا ہی یعنی مجتہد کبھی اپنی اجتہاد مین چوک بھی جاتا ہی اور کبھی مطلب کو بھی پا لیتا ہی اور اسی سبب سی حضرت نی حکم دیت کا کیا اور ایسا بہت ہوتا تھا کہ حضرت اپنی پاس سی دیت دیا کرتے تھے جیسیکہ قضیۂ خیبر مین مقاسمت مین یہود ونکی ساتھہ حضرت نی کیا اور کیفیت اس قضیۂ خیبر کے یون ہی کہ ایک شخص انصاریون مین سی وہان مارا گیا تھا جیساکہ مشکوۃ اور اوسکی شرحون مین نقل کیا کہ رافع ابن خدیج اور سہیل بن ابی حثمہ نے روایت کیا کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونون ملکر ساتھہ ساتھہ خیبر مین آئی پھر کھجور کے درختون مین ایک دوسرے سی جدا ہو گئی ایک ایک طرف کو سیر کرتا چلا گیا دوسرا دوسری طرف کو اسی اثنا مین کسینی عبد اللہ کو اکیلا پاکر مار ڈالا تو اوسکی وارث عبد الرحمن حقیقی بھائی مقتول کی اور حویصہ اور محیصہ چچازاد بھائی اوسکے حضرت کے پاس حاضر ہوئی اور روبرو آنکی یہ ماجرا ذکر کرنے لگی تو سب سے پہلے عبد الرحمن نے جو سب سی چھوٹے تھے کلام کرنا شروع کیا حضرت نے اونکو ارشاد کیا کبر الکبر یعنی بڑائی رکھو بڑی کی

یعنی اوسی مقدم کر کلام کرین چنانچہ یحیی بن سعید نے جو راوی اس حدیث کا ہی کہا کہ حضرت مراد رکھتے تھے اونکا بڑا متولی ہو کلام کرنیکا پھر جب یہ واقعہ آپنے سن لیا تو فرمایا تم مستحق ہوا پنے مقتول کے یعنی دیت یا قصاص لینے مین ساتھہ پچاس قسمون کے کہا لین پچاس مرد تم مین سی یعنی اسطرح پر کہ ان یہودنے اوسکو قتل کیا ہی اونہون نی عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ہمنی نہین دیکھی یعنی ہم یقیناً نہین جانتی کہ کسنی قتل کیا ہی تو کیونکر قسم کہالین فرمایا تو پھر پاک کر دینگے تمکو یہود اس گمان سی کہ ان پر کیتی ہوا اور دفع کر دینگے اپنے اوپر سی تہمت کو پچاس قسمین کہا کہ ہمنی اوسی نہین مارا ہی بولی یارسول اللہ وہ تو کفار ہین یعنی اونکی قسمونکا کیا اعتبار ہی پھر واسطے دفع فتنہ کے دیت دی آپنے اپنے پاس سی اور وہ سو اونٹ تھے اس روایت مین دلیل ہی اسپر کہ بڑا ساتھہ اکرام کی لایق تھی اور ابتدا کرنے کلام کی حق ہی اور جایز ہی وکالت حدود مین اور جائز ہی وکالت حاضر کی اسلیے کہ ولی خون تھی عبد الرحمن بھائی قتیل کے ہین اور وہ دونے چچا کی بیٹے ہین اور معلوم ہوا کہ قسامہ مین پہلے قسم دینا مدعی پر آتی ہی جیسیکہ مذہب شافعی کا ہی اور رافع بن خدیج کی روایت دوسری مین اسطرح پر ہی کہ جب وارثون نی یہ ماجرا ذکر کیا تو حضرت نی پوچھا کہ تمہارے پاس دو شاہد ہین کہ شاہدی دیوین اوپر قاتل یار تمہار کی بولی یارسول اللہ وہان کوئی مسلمان نہتا کہ گواہ ہوتا اور وہ لوگ تو یہودی ہین یعنی جو ظلم وفساد وعناد اور حیلہ گریکے ساتھہ مشہور ہین اور اس سی بھی بڑھکر کاموپر دلیرے رکھتی ہین یعنی جیسی قتل کرنا انبیا کا اور تحریف کرنا کلام اللہ کا اور نہ ماننا حکمون خدا کا فرمایا تو اختیار کرلو اون یہودون مین سی پچاس شخص نکو پھر قسمین لیلو اون سی اونہون نی قسمین لینے یہود کی سی انکار کیا تب حضرت نی اپنی طرف سی دیت مقتول کے ادا کی اور ہماری مذہب مین ابتدا کیجاوی قسم دینے مین ساتھہ مدعا علیہ کے اور یہہ روایت اسپر دلیل صریح ہی واللہ اعلم بالصواب اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ قصہ بنی جذیمہ کا ارباب سیر نے یون بیان کیا ہی جیسیکہ مذکور ہوا اور کتب احادیث مین صحت کو پہونچا ہی طریق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی خالد رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنی جذیمہ کیطرف بھیجا پھر اونہون نی جاکر اونکو دعوت اسلام کی کی اور اونہون نی اپنے اسلام کو اچھی طرح ظاہر نکیا اور نکہا کہ اسلام لائی ہم بلکہ کہتے تھے صبانا صبانا پھر کرنے لگے ہمیں خالد رضی اللہ عنہ اور قتل کر ڈالی انکو اور پکڑ کرکے قید کرنے لگے اور شراح حدیث نی لکہا ہی کہ محتمل ہی کہ خالد رضی اللہ عنہ نے بسبب عدول کرنے اونکے صریح لفظ اسلام سی گمان کیا ہو کہ وہ اوسکو بر سبیل امتناع کی اسلام سی کہتی ہین اور حقیقت مین ارادہ بھی اوسکا نہین کرتے ہین سو اس تاویل سی اونکو قتل اور قید کیا اونہون نی واللہ اعلم سو موجب اسکی فعل خالد رضی اللہ عنہ کا شبہی سی ہوا اور وہ جو اوپر مذکور ہی وہ بنا شنیع اور نہایت بعید ہی کہ جو قوم اقرار کری صریح اسلام کا اور پھر اوسکو قتل کرین حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے شخص کہ جنکی شان مین سیف من سیوف اللہ تعالیٰ وارد ہی پس کیونکر غیر حق پر سیف خدا تعالیٰ کے چلی و صحیح ہو

کہ صابی کہتی ہین میل کرنیوالیکو ایک دین سی طرف دین دوسرے کیطرف اور کفار قریش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہتے تھے
اسلیے کہ میل کیا حضرت صلعم نے دین آبائی سے طرف نئی دینکے اور مسلمانونکو صباۃ کہتے تھے کہ وہ بھی مائل ہوئی طرف
دین نئی کے سو حضرت خالد کو یہ لفظ ناخوش معلوم ہوا اور صریح نہوا اسلام پر صریح جب ہوتا کہ کہتی اسلمنا اسلمنا
واللہ اعلم بالصواب کذافی مدارج النبوۃ اور ساتوان واقعہ اونمین سے غزوہ حنین ہی اور حنین صیغہ تصغیر سے اوپر وزن
حسین کے نام ایک جگہہ کا ہی اور نام ایک پانیکا کہ درمیان مکے اور طائف کے واقع ہی مکہ سے اوس پانی تک تین روز کا رستہ
ہی کہ طائف کی قریب ہی اور اس غزوہ کو غزوہ ہوازن بھی کہتی ہین اور ہوازن نام ایک قبیلہ کا ہی جو اوس سرزمین مین
رہتا ہی اور قصہ اوسکا یہہ ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے فارغ ہوئی اکثر اہل قبائل مطیع اور فرمان بردار
ہوئی مگر دو قبیلہ ہوازن اور ثقیف اور یہہ دونو قبیلی گردن کش اور جنگجو تھی اور مالدار پھر اشراف اون قبیلونکی جمع
ہوئی اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس قوم سے لڑے کہ فن لڑائی مین مہارت نرکہتے تھے اسلئے وہ اونپر غالب ہوئے
اگر ہم سے لڑین تو حقیقت معلوم ہو اب شاید وہ قصد ہماری لڑائیکا کرین سو پہلے اس سے کہ یہہ معاملہ اونسے وقوع مین
آوے ہم اوسکی لڑائیکو جانا چاہی اور یہہ باتین اونہون نے از راہ تکبر کے کہی اور حقیقت مین مسلمانونکی خیرخواہی کی اور
بشارت دی کہ غلبہ اور نصرت اور مال و اسباب ہمارا اونہین کے لئے ہوگا زیادہ اوس سے جو اونکو اور جگہہ سے ہاتھ لگا چنانچہ
حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب حضرت کو یہہ خبر پہونچی کہ قبیلہ ہوازن مع اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو لڑائی کو
نکلے ہین آپنے فرمایا کہ یہہ سب غنیمت مسلمانونکی ہی انشاء اللہ تعالی اور امیر ہوازن کا مالک بن عوف نضری تھا اور پیشوا
ثقیف کا کنانہ بن یالیل ثقفی تھا اور بعضی کہتے ہین کہ قارب بن الاسود تھا پھر یہہ دونون متوجہ ہوئی ساتھ اپنی
جماعت کے وادی حنین کو اور بعض اور قبایل بھی جو اونکی قرب و جوار مین تھی جیسی نضر اور جشم اور سعد بن بکر اور
تھوڑے لوگ بنی ہلال سے اونسے متفق ہوگئے اور قبیلہ ہوازن مین سے بنی کعب اور کلاب نے تخلف کیا کل چار ہزار آدمی کا لشکر
تیار کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کو نکلی ایک آدمی بڈہا درید بن صمہ نام اونمین تھا اندھا ایکسو بیس[120]
برس کا اور ایک روایت سے ایکسو ساٹھ[160] برس کا اوسکو بھی گاڑی اپنی ساتھ لائی تھی جب منزل اوطاس مین وی پہونچے
تو اوس اندھی بڈہی نے لڑکونکی رونے اور عورتون اور چارپایونکی آواز سنی پوچھا کہ یہہ کیا آوازین ہی جو مین سنتا ہون
اوس سے کہا کہ مالک بن نضری نے کہ اہل و عیال اور مواشی و اموال ہوازنکی اپنی ساتھ لایا ہی پھر اوسنے مالک کو
بلاکر اونکی لانیکا سبب پوچھا اوسنے کہا کہ یہہ مین اسلئے لایا ہون کہ سب آدمی خوب لڑین اپنے اہل و عیال و مواشی و
اموال کی محبت سے اور بھاگ نسکین اوسنے کہا یہہ اچھی راہ نہین ہی اسلئے کہ جب آدمی بھاگتا ہی تو پھر کوئی چیز اوسکو
روک نہین سکتی اگر نصیب اور قسمت تجھکو ہی تو سوای مردون شمشیر بہادر اور نیزہ باز کی دوسرا کوئی تیرے
کام نہین آئیگا اور اگر بدنصیبی اور بدقسمتی تجھکو ہی تو فضیحت ہوگا تو اہل و عیال کے حضور سے پھر اوس بڈہی نے

پوچھا کہ کعب اور کلاب کے لوگ کہان ہین اونہی کہا کہ وی نہین آئی ہین پہ درید نے کہا کہ بخت اور کوشش تمسی غائب ہی اگر تمکو علو اور رفعت نصیب ہوتے تو کعب اور کلاب کے لوگ تمسی تخلف نکرتے افسوس ہی کہ تمنی بھی ایسا ہی کیا ہوتا جیسا اونہون نے کیا اور ای مالک مناسب یہہ ہی کہ اہل و عیال اور مواشی و اموال کسی محفوظ جگہہ مین رکہا ہی اور تواب سوار و نکو لیکر لڑائی مین قیام کرمالک نے یہہ صلاح قبول نکی اور کہا کہ تو بہت بڈہا ہو گیا ہی اور حواس باختہ ہو گیا ہی اور تجہا کو شعور نہین ہی کہ تو کیا کہتا ہی اونہی کہا کہ ای قوم ہوازن خبردار تم مالک کے کہنے پر مت جانا تمکو یہہ دشمن کی ہاتھہ مین چھوڑکر بھاگ جاویگا اس بات سی قوم ہوازن کو ایک نوع کا تزلزل ہوا مالک نے یہہ دیکہکر اپنی تلوار نکالکر اوسکا پہلہ اپنی سینی پر رکہا اور کہا کہ ای گروہ ہوازن جو تم میری تابعداری کرو تو بہتر ہی والا یہہ تلوار گھسیڑکر مرتا ہون گروہ ہوازن نے جب یہہ دیکہا کہ وہ جان دینی پر مستعد ہی اگر ہم اوسکی خلاف کرینگے تو وہ اپنی کو ہلاک کریگا اور ہم لوگ بی سردار اور سرگروہ کے رہجاوینگے یہہ سمجھکر سب اوسکی تابع ہوی اور متفق ہوکر طرف حنین کے چلے القصہ جب حضرت نے خبر اجتماع اوس گروہ کے سنی تو عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو بھیجا کہ اونکی لشکر مین جاکر اونکی احوال کو معلوم کرین اور حال اونکا یہہ ہی کہ اول حاضر ہوی وہ صلح حدیبیہ مین پھر غزوۂ خیبر مین اور اون مین جو بعد اوسکی غزوات ہوئے اور وفات پائی سنہ ہجری مین اور عمر اونکی ہوی اکاسی برسکی اور گنی جاتی ہین وہ مدینین سی اور روایت کی اونسی ابن القعقاع وغیرہ نے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور عتاب مین اسید کو حاکم مکے کا کیا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو واسطے تعلیم مسائل فقہ اور احکام شرع کی وہان چھوڑا اور آپ وہانسی ہفتی کیدن چھٹی شوال کو ساتھہ بارہ ہزار مسلمانون کے اور ایکروایت سی سولہ ہزار آدمیون کے جمعیت سی اونکی طرف نکلی اور اسی آدمی مشرک بھی آپکے ہمراہ تھے اور حضرت نے سو زرہین صفوان بن امیہ سی عاریۃً لی تہین مع ساز و سامان کی اور اوسی سی فرمایا تھا کہ تو ہی اونکو باربرداری کرکے لیچل سو اوسنی موافق ارشاد ہدایت بنیاد کی اپنی اونٹو نیر اونہین لادکر آپکے ہمراہ ہو لیا اور اوسمین عبداللہ بن ابی حدرد کہ جاسوسی کو لشکر کفار مین گیا تھا آیا اور سب حال عرض کیا اور جو کچھہ اونکا ارادہ تھا وہ سب بیان کیا اور انداز اونکی جمعیت کا بیان کیا حضرت نے تبسم کرکے فرمایا کہ امید ایسی ہی کہ وہ سب مال مسلمانون کی غنیمت ہوگا اور منقول ہی کہ مالک بن عوف نضری نے بھی حضرت کے لشکر کو دیکہنے کیلئے تین آدمی بھیجی جب وہ لشکر کو دیکہکر پھری تو اونکا بند بند مارے خوف کے لرزان تھا مالک نے اونسی پوچھا اونہون نے بیان کیا کہ ہمنے ابلق گھوڑونپر سوار دیکہی کہ کبہی ایسے نہ دیکہی تھے قسم خدا کی اگر اونسی ہمارا مقابلہ ہوا تو ہمکو اونسی لڑنیکی طاقت نہین ہی کیونکہ وہ لوگ تو آسمانی ہین اگر ہمارا کہنا تو مانی تو اپنی قوم کے لوگ لیکر تو ہی چل کہ لوگ اونکو دیکہین تو انپر بھی یہی حال واقع ہوگا جو ہمپر ہوا اونسی کہا تم سب سی زیادہ نامرد ہو پہر اونکو اپنی پاس بطور نظربند کے رکہا اسلئی کہ کہین لشکر مین یہہ خبر مشہور نہوجاے اور حکم کیا کہ فلانا آدمی بہادر اور دلیر ہی اوسکو لاؤ پھر اوسی بلاکر جاسوسی کو بھیجا وہ بھی جاکر لوٹ آیا اور اوسپر

بھی یہی حالت گذری جو اون تینوں پر گذری تھی باوجود دیکھنے اون نشانیوں کے پھر بھی مالک اپنی اوس دعوی سے باز نہ آیا اور لشکر مین اوسکی کل چار ہزار آدمی تھے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قلت لشکر کفار کی اور کثرت فوج اسلام کی مشاہدہ فرمائی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین عرض کی کہ آج کے دن ہم لوگ قلت لشکر دشمنوں سے مغلوب نہونگی اور ایک روایت سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہہ بات سلمہ بن سلامہ اور قیس سے کہی تھی اور ایک روایت سے یہہ بات سلمہ نے حضرت سے کہی تھی آپکو یہہ بات اچھی نہ لگی کہ موجب عجب اور کبر کے ہی اور اللہ تعالی ایسی باتسے راضی نہین اسلیئے اول لشکر اسلام کو شکست پہونچی تاکہ معلوم کرین کہ فتح اور ظفر ساتھہ کثرت عدد کے نہین ہی بلکہ قبضہ قدرت الہی مین ہی اور یہہ آیت کریمہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا مشیر طرف اس معنی کے ہی یعنی مدد کر چکا ہی تمکو اللہ بہت میدانون مین اور دن حنین کے جب اترائی تم اپنی بہتایت پر پھر وہ کچھہ کام نہ آئی تمہاری موضح القران اور قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت نے بعد ملاحظہ کثرۃ لشکر اسلام کے فرمایا لن تغلب الیوم من قلۃ پس گمان غالب یہ ہی کہ صاحب بیضاوی کو سہو ہوا ہی کہ مناسب شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہہ کلام نہین ہی کہ ساتھہ کثرت لشکر کے متعجب ہون اور ایک روایت سے قائل ان لفظون کے سب مسلمان تھی روضۃ الاحباب مین ہی کہ وہ جو اور روایتون مین آیا ہی کہ کہنے والا اسبابکا دوسرا تھا اور حضرت کو یہہ بات مکروہ لگی منافی ہی اس قول کی یعنی قول امام بیضاوی کی اور منشا اس سہو بیضاوی کا وہ ہی کہ بعض مفسرین نے بیچ تفسیر آیت مذکورہ کی اور بعض اہل سیر نے اثناء قصہ وہ حنین کے اس حدیث کو ایراد کیا ہی کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا حضرت نے خیر الصحابۃ اربعۃ وخیر السرایا اربع مائۃ وخیر الجیوش اربعۃ آلاف ولن یغلب اثنا عشر الفا من قلۃ **ترجمہ** بہترین مصاحبون اور رفیقون کے چار ہین اور بہترین چھوٹی لشکرونکی چار سو ہین اور بہترین بڑی لشکرونکی چار ہزار اور ہرگز نہین مغلوب ہوتے بارہ ہزار بسبب قلت کے نقل کے یہہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے فقط چار اسواسطے بہتر ہین کہ اگر ایک بیمار ہوا اور چاہی کہ وصیت کری کسی رفیق کو تو وہ گواہ ہو جاوین اور لکھا ہی علمائی کہ پانچ بہتر چار سے اور جسقدر زیادہ ہونگی بہتر ہونگی یہہ مظاہر الحق مین ہی اور طیبی نے یہ وجہ بیان کی ہی کہ مسافر کو ضروری دو امر سے ایک کچھہ اسباب حاجت کا کہ لابدی ہو اوسی اور دوسری لابد ہی اوسکو حاجت انسانی وغیرہ سے پس اگر تین ہونگی ایک جاویگا تو متردد اور دلتنگ ہوگا بسبب اکیلے ہونے کے اور اگر دو جاوینگی تو ایک رہجاویگا تو وہ بھی متردد اور دلتنگ ہوگا اسواسطے چار کا ہونا بہتر ہی یعنی جمع جسوقت کہ بہت ہونگی آدمی تو معاون ہونگے بعض اونکی بعض کو اور بارہ ہزار یعنی اگر ہونگے تو مغلوب نہ ہونگی بسبب قلت کے کہ یہہ عدد قلت سے نکل گیا بلکہ واسطے اور امر کے ہونگی مانند عجب وغیرہ کے اگرچہ ہون دشمن انکی بہت اور بیشمار اسواسطے کہ ہر ایک

ان تین مین سے ایک لشکر ہو اور مقاتلہ کیا جاوے جیسے تین طرف سے داہنے اور بائین اور بیچ سے بس کفایت کرینگے اوسکو
کذا فی شرح ترمذی فی باب السرایا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ لکھتا ہے کہ اس حدیث مین جو واقع ہے خیر السرایا
اربع مائۃ سو توجیہ اسکی اس تقدیر پر جو مذکور ہوئی یون ہو سکتی ہے کہ کہین کہ خیریت چار سو کی اسواسطے ہے کہ چار لشکر
ہو سکتے ہین تین واسطے مقابلہ و مقاتلہ کے اور ایک واسطے نگہبانی اور گھات اور خیمہ گاہ کے کہ اسمین اسکی بہت
حاجت ہوتی ہے بسبب عدم وصول کمک کے دار الاسلام سے بسبب دور ہونے کے اونسے اور باقی اسپر قیاس کر لے
واللہ اعلم بالصواب اور اسحدیث کو ہر چند ابو داؤد اور ترمذی اپنی کتاب مین لائے ہین اور ترمذی نے اسکی تعریف اور
تحسین کی ہے ولیکن سبب ورود اسکا قصہ حنین کا نہ تھا اور یہہ جو ہے کہ کراہت اس قول کے اسمقام پر اس جہت سے
تھی کہ اسکی قائل سے یہہ بات بقرینہ عجب کے تھی کہ اوسنے بسبب شان و شوکت کے جو اوس لشکر مین تھے یہہ بات کہی نہ صرف
بلحاظ عدد لشکر کے کہ یہہ معنی صحیح ہے کہ امر اس بیان سے معلوم ہوا کہ قائل اس قول کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
نہ تھے جیسکہ بعض روایت مین آیا ہے کذا فی المدارج اور ابو واقد لیثی سے منقول ہے کہ کہا اونہون نے کہ نکلے ہم حضرت کے
ساتھ غزوہ حنین کو ستی مین ایک بڑا درخت سبز دیکھا اور مین بھی نیا مسلمان ہوا تھا اور کفار قریش وغیرہ کا
ایک بڑا درخت سبز تھا اوسکو ذات الانواط کہتے تھے وے ہر سال وہان جمع ہوا کرتے تھے اور اپنے ہتیار اوسمین لٹکاتے
تھے اور اوسکے تلے جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ایکدن شام تک وہان رہا کرتے تھے تو ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہمارے لئے بھی ایک ذات الانواط مقرر کر دیجے سو آپنے فرمایا کہ اللہ اکبر قسم ہے خدا کی تمنے مجھسے وہ بات کہی جو قوم موسے
علیہ السلام کی نے کہی تھی کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ یعنے مقرر کر دیجے ہمارے لیے ایک معبود جیسکہ اونکے لئے معبود
ہین سو موسی علیہ السلام نے اونکے جوابمین فرمایا تھا کہ بیشک تم لوگ نادان ہو سو جب حضرت نے یہہ بات فرمائی
تو ہم لوگ اپنے کہنے پر پشیمان ہوئے اور توبہ کی انتہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ پس کیا حال ہوگا
اوس شخص کا کہ بحکم شریعت کے کسی مکان کا قصد کرے اور امید ثواب اور برکت کے وہانسے رکھے اور وہان نماز پڑھنا
اور دعا مانگنا اور ذکر اللہ کرنا موجب ثواب جانے القصہ جب لشکر ظفر اثر نزدیک وادی حنین کے پہونچا مالک بن عوف مسلمانو
سبقت کرکے اپنے لشکر کو راتون رات وادی حنین مین لایا اور اونکو لڑائی پر آمادہ کیا اور کہا کہ گھات کی جگہہ پکڑ لو
جبکہ لشکر محمد صلعم کا ظاہر ہو دفعۃً سب حملہ کر دو اور آنحضرت صلعم نے صبحکے وقت لشکر کی ترتیب کی اور نشان
لوگونکو دئے مہاجرین کا نشان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اور ایک نشان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور
ایک حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کو دیا اور اوس کا نشان اسید بن حضیر کو اور خزرج کا نشان خباب بن المنذر کو اور
ایک نشان سعد بن عبادہ رضہ کو دیا اور ہر ایک ایک قبیلہ اوس اور خزرج مین جدا جدا نشان تھا اور سوا اونکے اور
قبائل بھی اوس غزوہ مین حضرت کے ساتھ تھے ہر ایک کا ایک جدا نشان تھا اور وقت طلوع صبح کے میدان حنین مین

نشیب کے رستے سے داخل ہوئی اور چونکہ رستہ دراسیکا تنگ تھا ایک دفعہ سب نہ آسکے اسلئے فوج فوج ہوکر کئی جگہہ سے آئی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ساتھ قبیلہ بنی سلیم کے پیشرو لشکر اسلام کے تھے اور قوم ہوازن کمین گاہ مین تھے اور مسلمان بیخبر تھے اور یہہ تیراندازی مین بہت زبردست تھے ایک دفعہ سب نے نکلکر حملہ کیا اور تیر برسانے لگے پہلے لشکر خالد کے نے فرار کیا اسلیے کہ اونمین اکثر لوگونکی پاس ہتیار نہ تھے اور بعض لوگ اونمین مسلمان قریب العہد بھی جاہلیت سے تھے پھر باقی صحابی رضی اللہ عنہم نے بموجب الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین کی ہزیمت اختیار کی اور اوس روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سپید استر یعنے خچر پر سوار تھے اور ایک روایت سے وہ استر دلدل تھا اور آپ پیچھے صحابہ کو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا انصار اللہ وانصار رسولہ انی عبد اللہ ورسولہ مین بندہ اور رسول اللہ تعم کا ہون اور ایکروایت مین ہی کہ آپ فرماتے تھے الی این ایہا الناس یعنے کسطرف جاتے ہوای لوگو اور لوگ اسیطرح فرار مین مشغول تھے کہ کوئی بھی استقامت نہین کرتا تھا اور جو لوگ نومسلم تھے وہی کلام نامناسب اور نالایق کرنے لگی ایکنے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی بھاگے ہین کہ دریا کے کنارہ تک اب نہ ٹھہرینگے اور کلدہ بن خلیل نے کہ مادری بھائی صفوان بن امیہ کا تھا اوسنے کہا آج وہ دن ہی کہ سحر باطل ہوی اور دوسرے نے صفوان سے کہا کہ تجھکو بشارت ہو کہ محمد اور اصحاب اوسکے بھاگ گئے صفوان نے اونکو جواب مین کہا کہ فضل اللہ فاک لان یربینی رجل من قریش خیر من ان یربینی من ھوازن یعنے توڑے اللہ تعم مونہہ تیرا البتہ سرداری کرنا ہمپر مرد قریش کا بہتر ہے اس سے کہ سرداری کرے ہمپر ایک مرد ہوازن سے اور صحیح ہو یہہ کہنا اوسکا اسلیے تھا کہ شرک مین اوسکی ایک نوع کی شکستگی واقع ہوی تھی اور حضرت کا ممنون احسان ہوکر امن پائی تھی سو اس بشارت سے خوش نہوا پھر جب سب لوگ چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہہ جہان کھڑے تھے کھڑے رہے اور چند لوگون اور نے بھی آپکے ہمراہ ثبات قدمی کے اور یہہ لوگ سو سے کم تھے اور ایک روایت سے ستر اور ایکروایت سے بارہ اور ایکروایت سے دس تھے اور ایکروایت سے کوئی بھی نتھا مگر چار آدمی تین تو بنی ہاشم سے اور ایک غیران سے بنی ہاشم سے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپکے چچا اور حضرت علی اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہما آپکے چچازاد بھائی اور غیر اونکے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما حضرت کے آگے سے حفاظت کرتے تھے اور حضرت سفیان آپکی استر کے باگ پکڑے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپکی بائین طرف حفاظت کرتے تھے جو کوئی دشمنون کیطرف سے حضرت کے جانب متوجہ ہوتا تھا وہ بیشک مارا جاتا تھا اور ایکروایت مین ہی کہ حضرت تنہا وہان رہگئے تھے غالبًا یہہ روایت کنایتہ ہوگی غایت قلت سے یا محمول ہوگی اس پر کہ اول حالین یون ہی ہو پھر بعد اسکے جمع ہوگئے ہون اور جو لوگ غیر رفقاء مذکورہ کے تھے اونکے نام یہہ ہین فضل اور قثم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیٹے اور جعفر ابوسفیان بن حارث کے بیٹے اور ربیعہ بن الحارث بھائی ابوسفیان کے اور اسامہ بن زید اور اونکی برادر مادری ایمن بن ام ایمن اور عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب اور عقیل بن ابیطالب

رضی اللہ عنہم اور ایک روایت مین ہی کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم منہزم ہوئی اور آپ خچر پر سوار ادہر ادہر پھرتے تھے تو کہ حملہ
کفار ناہنجار پر کرین ابو سفیان بن حارث نے خچر کی باگ پکڑی اور عباس بن المطلب نے رکاب پکڑی علی الاختلاف اور
نہین چھوڑتے تھے کہ دشمن کیطرف جاوین اور آپ فرماتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب یعنی مین پیغمبر ہون
اسمین کچھ نہین جھوٹ اور مین بیٹا عبد المطلب کا ہون اور یہہ نہایت دلاوری اور بہادری آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی تھی کہ اوس روز خچر پر کہ قوت حوادث جنگ کی نہین رکھتا ہی سوار تھے اور جو آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کامل رکھتے
تھے یہہ سب سبب تھا اوسکا آسیکی اللہ تعالیٰ اپنی کلام پاک مین خبر دیتا ہی ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین
وانزل جنودا لم تروھا یعنی پھر اوتاری اللہ تعالیٰ نے تسکین اپنی رسول پر اور مومنون پر اور اتارا وہ لشکر کہ تم اوسکو نہین دیکھتے
تھے مروی ہی کہ حضرت نے عباس رض کو فرمایا کہ اور صحابہ کو آواز دو کہ یا معشر الانصار و یا اصحاب السمرۃ و یا اصحاب سورۃ
البقرۃ سمرہ نام ایک درخت کا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعۃ الرضوان حدیبیہ مین اوسکی نیچے کی تھے اون لوگونکو اصحاب
السمرۃ اور اہل بیعۃ الرضوان بھی کہتے ہین اور اصحاب سورۃ البقرہ سے مراد یہان تعظیم ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہ ایمان
لائی سورہ بقرہ پر کہ سب سورتون قرآن شریف کی سے بڑی ہی اور حالانکہ عباس رضی اللہ عنہ آواز نہایت بلند رکھتے
تھے حاشیہ منیہ مین روضۃ الاحباب کی لکھا ہی کہ ایکروز قزاقون نے قصد لوٹنی قریش کا کیا عباس رض کو خبر ہوئی
تو یہہ ایک بلندی پر چڑھ گئے اور زور سے آواز کی جو عورت کہ حاملہ تھی شدت آواز سے اوسکا حمل گر پڑا اور صاحب کشاف
لایا ہی کہ جب حضرت عباس رض جہکتے کسی درندیکو تو آواز کی صدمہ سے اوسکا پیٹ پھٹ جاتا واللہ اعلم بالصواب
پھر اونہون نے پکارا صحابہ کو اور سبنی اونکی آواز سنی اور جواب دیا لبیک لبیک اور جلدی پھری طرف آواز کے اور آکر پاس
حضرت کی حاضر ہوئی اور اس بیقراری سے دوڑی ہوئی آئی جیسیکہ شہد کی مکھی اپنی یعسوب یعنی بادشاہ کیطرف
یا گائی اپنی بچی کیطرف آتی ہی اور جو سوار تھے اور مرکب اونکا جلد نہ چل سکا وی اوس سی اوتر کرکے اور اپنی ہتیارونکا
بوجھ ڈالکر اپنی پیرون دوڑے آئی قریب سو صحابی کے جمع ہوئی اور کفار سے پھر لڑائی شروع کے آپنی فرمایا
الان حمی الوطیس یعنی اب گرم ہوا تنور اور یہہ کنایہ ہی شدت جنگ کا کہتی ہین یہہ بڑا فصیح کلام ہی کہ پہلے کسی سے
زمانہ ماضی مین نہ سنا گیا تھا پھر حضرت سواری سے اوتری اور ایک مٹھی کنکریان زمین سے اوٹھا کر یا حالت سواری مین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور بیچ ایک روایت کی حضرت ابن عباس سے طلب کرکے دشمنون کی طرف پھینکدین اور فرمایا
شاہت الوجوہ یعنی بری ہو جیو چہری پھر آپ سوار ہوئی اور کوئی آدمی قوم ہوازن سے باقی نہ رہا کہ اوسکی آنکھون مین
وہ سنگریزے نہ پڑی ہون اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین اسیکی خبر دیتا ہی کہ ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
یعنی نہین ڈالی تونے اے محمد وہ مشت ریگ او نہ جبکہ ڈالی تونے ولیکن اللہ نے ڈالی یعنی تیرا ڈالنا اوس ریگ کو اس
قسم سے تھا کہ تمام لشکر کفار کے آنکھون مین وہ ریگ پڑتی مگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے سبکی آنکھون مین پہونچادی اور

منقول ہی کہ جب قریب ہوا آدمیکی انکی پاس جمع ہوئی اور لڑائی ہونی لگی ہوازن اتنی دیر بھی نہ ٹھر سکی کہ جتنی دیر مین اونٹنی دوہی جاتی ہی پھر حضرت نی ایک مشت ریگ کی پھینکی اوس مشت ریگ کی فرمایا کہ خداوند اسچ کر وعدہ اپنا سنرا وار نہین ہی کہ کفار مسلمانون پر غالب ہون اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت نی یہہ دعا پڑھی اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان وبک المستغاث وعلیک التکلان یعنی یا اللہ تیری واسطے حمد ہی اور طرف تیری ہے شکایت کی گئی اور تو ہی مددگار ہی اور ساتھ تیری فریاد ہی اور تجھی پر بھروسا ہی اور فرمایا انھزموا ورب محمد یعنی شکست کھائی اونہون نی قسم ہی پروردگار محمد کی پھر آئی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ اے محمد تلقین کی آپکو اللہ تعالی نی کہ آجکی دن وہ کلمہ جو تلقین کی تھی حضرت موسی علیہ السلام کو روز پھٹ جانی دریا کی بنی اسرائیل کیلئے اور جبیر بن مطعم رضہ سی روایت ہی کہ کہا اونہون نی کہ جسوقت کہ مسلمانون نی تلوارین کھینچکر مونھہ طرف کفار کے کیا دیکھا مینی کہ آسمان سی ایک شئے مانند کمل سیاہ کی ظاہر ہوئی اور ہماری اور ہوازن کی درمیان مین پڑی دیکھا مینی اور وہ سیاہ چیونٹیان تھین کہ سارا جنگل اونسی بھر گیا بیشک وہ گروہ فرشتون کا تھا بعد اسکی ہوازن پر ہزیمت پڑی اور سعید بن جبیر سی مروی ہی کہ اللہ تعالی نی اپنی نبی کی مدد کو پانچ ہزار فرشتی بھیجی بعد انقضای جنگ وجدال کے دشمنو نمین سی کسینی کہا کہ وی آدمی کہان ہین جو ابلق گھوڑونپر سوار تھی اور اونکی سپید پوشاک تھی اور ہماری مار انہون نی کھائی اور نہ ہمسی ہزیمت پائی اور ہم نہ مار سکی مگر اونکی ہاتھہ سے یہہ بیان حضرت سی عرض کیا آپنی فرمایا کہ وی ملائکہ تھی جو انسی آئی تھے وہین گئی اس روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ غزوہ حنین مین بھی ملائکہ نے لڑائی کی جیسیکہ بدر مین اور قول اوس شخص کا جو کہتا ہی کہ اس غزوہ مین نزول ملائکہ کا واسطے امداد اور اعانت کی تھا اور قتال مخصوص ساتھہ بدر کے تھا ضعیف ہی اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سی منقول ہی کہ وہ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک مشت سنگریزی طرف کفار ناہنجار کے پھینکی اونکی آواز ایسی ہوئی کہ جیسی طشت مین سنگریزی گرنے سی آواز ہوتی ہی اور جو کفار نابکار لشکر ہوازن مین تھے اونکی اولاد نقل کرتے تھے کہ ہماری باپ کہتی تھے کہ وی سنگریزی ہماری طرف پھینکی گئی تو کوئی ایسا ہم مین سے نتھا کہ اوسکی آنکھو نمین وہ نہ پڑی ہون اور ہماری دل اونکی صدمی سی اوچھلنی لگی اور ہمکو اضطرابی اور بیقراری ہوئی اور ایک ہیبت عظیم ہماری دلونپر چھاگئی اور کہتی تھے وی کہ جو شجر اور حجر اوس لڑائی مین تھے نظر مخالفین مین ایک ایک سوار معلوم ہوتے تھے اور درمیان آسمان وزمین کی ابلق گھوڑونکی سوار سپید پوشش ہمنی دیکھی کہ شملہ عمامونکا دونون شانون کی درمیان چھوڑی ہوئی تھے اور ہمکو یہہ مجال اور قدرت نتھی کہ ہم اونکی طرف دیکھہ سکین القصہ پھر مسلمان تلوارین میانونسی نکالکر لشکر کفار ہزیمت آثار پر ٹوٹ پڑی جیسیکہ آسمان سی ستاری گرتے ہین اور تائید الہی سے کافرون کو شکست دی اور شیبہ بن عثمان حجبی رضہ سی منقول ہی کہ کہا اونہون نی کہ جب جماعت قریش حضرت کی ہمراہ رکاب حنین کو جاتی تھے اونمین مین بھی تھا اور مقصود میرا یہہ تھا کہ اگر مین قابو پاؤن تو حضرت کو اپنی باپ اور بھائی کے

بدلے جو احد مین مارے گئے تھے مار ڈالون اور دل مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ اگر تمام لوگ اونکی تابعدار ہو جاوینگی تو بھی مین اونکا
تابعدار نہ ہونگا اس قصد سے مین اونکی پیچھے گیا اور مینے چاہا کہ اونپر تلوار چلاؤن کہ ناگہان مینے دیکھا کہ ایک شعلہ نار مانند بجلی کے
میری اور اونکے بیچ مین حائل ہو گیا اور قریب تھا کہ مجھکو جلا دیوے کہ اتنی مین حضرت نے فرمایا کہ ای شیبہ نزدیک آ مین نزدیک
گیا آپنے میری سینہ پر اپنا ایک ہاتھ مارا اور فرمایا کہ خداوندا اسکو شیطان کی شر سے پناہ مین رکھہ سو اللہ تعالی نے اوسی
وقت سے میری دل سے وہ کینہ دور کر دیا قسم خدا کے کہ اوسوقت حضرت مجھکو دوست زیادہ تھے اپنی دونوں آنکھوں اور
کانون سے پھر حضرت نے فرمایا کہ جا اور کفار سے مقاتلہ کر سو مین حضرت کے آگے خوب کافرون سے لڑتا تھا اور قسم خدا کی
اگر میرا باپ بھی اوسدم زندہ ہوتا تو مین اوسکو بھی تلوار مارتا پھر کفار ناہنجار فرار کر گئے اور حضرت سید ابرار رسول
پروردگار اپنی خیمہ مین آئے اور مین بھی آپکے پیچھے چلا گیا کہ آپکے دیدار جمال فیض آثار سے مشرف ہون آپنے فرمایا کہ ای شیبہ جو
خدا نے تجھسے چاہا تھا وہ بہتر تھا اوس سے جو تو اپنی نفس سے چاہتا تھا اور جو کچھ کہ میری دل مین تھا وہ سب آپنے
بیان فرمایا اوسوقت مینے کہا کہ اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله اور پھر مینے عرض کی کہ یا رسول
اللہ آپ میرے لیے جناب الہی سے مغفرت چاہین آپنے فرمایا کہ غفر الله لک یعنی بخشے اللہ تعالی تجھکو واضح ہو کہ سیاق حدیث
دلالت کرتا ہے اسپر کہ شیبہ کے دل مین ایمان اوسی تصرف سے جو حضرت نے اوسپر کیا تھا آگیا تھا اور محبت کہ باعث قتال
کفار پر ہوئی پیدا ہو گئی تھی لیکن اسلام اوسکا ساتھہ شہادت کے ظاہر نہوا تھا اب ساتھہ شہادت کے بھی متشرف
ہو گیا سو اس حدیث مین دلالت ہے اسپر کہ ایمان وہی تصدیق قلبی ہے اور اقرار زبانکا اسپر زاید ہے واسطے اجراء احکام
ایمان اور شریعت کی پھر جب وہ بھی حاصل ہوا تو پورا ایمان ہو گیا کذا فی المدارج مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے
کہ اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ حقیقت ایمانکی بعضون کی نزدیک اقرار زبان سے اور تصدیق دل سے اور کام کرنا ساتھہ بدن کے شامل ہے نماز
وروزہ اور حج وزکوۃ کو ہے اور بعضونکی نزدیک ایمان اقرار کرنا زبان سے اور تصدیق کرنا دل سے ہے اور اعمال صالحہ ایمان مین
داخل نہین ہین اور بعض کے نزدیک اصحاب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سے ایمان صرف تصدیق قلبی ہے اور اقرار زبان کا
اوسکی شرط ہے کہ احکام شرعی اوسپر ثابت ہون اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور اصح یہی ہے اور لغت مین
بھی ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وما انت بمؤمن لنا ای بمصدق لنا یعنی اور نہین ہے تو ایمان
لانیوالا ہمارے لیے یعنی تحقیق نہین ہے تو تصدیق کرنیوالا ہمارے لیے اور شرط کرنا اقرار کا اسلیے ہے کہ تصدیق قلبی امر
مخفی ہے اوسپر واقف ہونا اسپر ممکن نہین سوا اقرار ظاہر کے شرع مین علامت اوسکی ٹھہری اور فائدہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر
کوئی تصدیق قلبی رکھتا ہو اور اوس نے سمجھ لیا کہ ایمان اوسپر واجب ہے اور زبان سے اوسکا اقرار نکرتا ہو تو وہ اللہ تعالی کے
نزدیک مومن ہوگا اور احکام شرع کے نزدیک کافر ہوگا اور جو کوئی زبان سے اوسکا اقرار کرے اور دل سے انکار تو وہ
احکام شرع کی نزدیک مومن ہوگا مگر عند اللہ کافر ہوگا کذا فی عقیدۃ المسلمین فی اصول الدین اور مدارج النبوت

مین ہو کہ صحیح بخاری مین ہو کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ روز حنین کی تم کیا بھاگ گئے تھے کہا اونہون نے
ولیکن حضرت اپنے مرکز استقامت پر مستقیم رہے یعنی ہملوگ تو بھاگ گئے تھے مگر حضرت اپنی جگہہ پر کھڑے رہے پھر جب
ہمنے ہوازن پر حملہ کیا تب وہ متفرق ہوگئے سلوگ پڑے ہملوگ غنیمتون پر پھر اونہون نے پلٹ کر ہمکو گھیر لیا اور
تیر ولنے مارنے لگے سو اشارہ کیا اسمین براء رضی اللہ عنہ نے اسبات کیطرف کہ یہہ شکست بھی ہمیر بسبب ہمارے
ہی قصور کے ہوئی کہ گر پڑے ہم لوٹنے پر کہ روز احد کے بھی ایسا ہی ہوا تھا اور روضۃ الاحباب مین ہو کہ جب کفار
ہوازن کو ہزیمت ہوئی تب وہ تین گروہ ہوگئے ایک گروہ طرف طائف کی گیا مالک بن عوف اوسمین تھا اور ایک
گروہ طرف اوطاس کے گیا کہ دہان اونکا مال و اسباب محفوظ تھا اور ایک گروہ طرف بطن نخلہ کے چلا گیا ابو قتادہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ وہ کہتے ہین کہ دن حنین کے ایک آدمی کو مشرکین مین سے مینے دیکھا کہ ایک مسلمان کو گرا کر
اوسکی سینہ پر بیٹھا ہی مینے اوسکے پیچھے سے جاکر ایک تلوار اوسکی گردن مین ماری وہ زخمی ہوا پھر وہ اوسکو چھوڑ کر
میری طرف متوجہ ہوا اور مجھکو پکڑ کر اپنی بغل مین ایسا دبایا کہ مین قریب موت کے پہونچا پھر وہ گر پڑا اور مر گیا پھر جب لڑائی کا
قضیہ اختتام کو پہونچا حضرت نے فرمایا کہ جسنے جس کافر کو مارا ہو وہ اسباب اوسکا لیوے یہ سنکر مین اوٹھا اور کہا
مینے کہ کون ہی جو میری گواہی دیوے کسی نے کچھہ جواب ندیا پھر تھوڑی دیر مین بیٹھہ کر اوٹھا اور وہی کہا پھر کسی نے کچھہ جواب
ندیا پھر تیسری بار حضرت نے ارشاد کیا کیا ہوا تجکو اے ابو قتادہ مینے وہ تمام حال عرض کیا اتنے مین ایک آدمی نے کہا
کہ یا رسول اللہ یہہ سچ کہتا ہی اوس کافر کا اسباب میری پاس ہی اوسکو میری طرف سے خوش کر دیجے کہ وہ مجھکو
اپنے قتیل کا اسباب دیدیوے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یون نہی قسم خدا کی اسوقت نہ قصد کرینگے پیغمبر
خدا طرف شیر کے شیرون خدا کے سے کہ ابو قتادہ ہو کہ لڑتا ہی اللہ اور رسول کی خوشی کیلئے کہ پھیر دیوین تجکو سباب
اوسکا پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کو کہ سچ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پس دے ابو قتادہ کو
اسباب اوس مشرک کا پس دیا اوس شخص نے مجھکو اسباب اور سکا پس خریدا مینے سے ایک باغ نہ قبیلہ بنی
سلمہ کے پس تحقیق وہ البتہ پہلا مال تھا کہ جمع کیا مینے اوسکو اسلام مین نقل کی یہہ بخاری و مسلم نے کذا فی
مظاہر الحق انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قتل قتیلا وله بینة فله سلبه یعنی جسنے
مارا کسیکو اور اوسکا کوئی گواہ ہی سو واسطے اوس قاتل کے ہی اسباب مقتول کا یعنی اگرچہ گواہ ایک ہی ہو اوسکی قسم سے
تو قاتل کو اوسکا اسباب ملیگا مروی ہی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اوس دن بیس آدمیون کو مارا اور سبکا اسباب
لیا اور مروی ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوس دن ایک عورت پر گذرے کہ اوسکو قتل کیا تھا اور
لوگ اوسپر ہجوم کئے ہوئی تھے آپنے پوچھا کہ یہ کیسا ہجوم ہی عرض کی کہ ایک عورت کی لاش ہی اوسکو خالد بن ولید نے
مارا ہی آپنے خالد رضی اللہ عنہ کے پاس کسیکو بھیجا کہ اونسے کہدیوے کہ رسول خدا تمکو منع کرتے ہین مارنے لڑکے

اور عورت اور اجیر کے سے اور اس لڑائی مین چار آدمی مسلمانون مین سے شہید ہوئی اور ستر کفار مین سے
واصل نار ہوئی اور منقول ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح حنین کے ایک نشان تیار کرکے ابو عامر
اشعری کو دیا اور اونکو امیر ایک جماعت کا صحابہ مین سے کہ زبیر بن العوام اور ابو موسی اشعری اور سلمہ بن الاکوع اونمین
تھے کرکے ایک گروہ کے پیچھے جو بھاگ گئی تھے اوطاس کیطرف بھیجا ابو عامر رضی اللہ عنہ جب وہان پہونچے تو وہ
لوگ اونکی مقابلہ مین آئی اور درید بن الصمہ کہ سردار اوس جماعت کا تھا ابن الدغنہ کے ہاتھہ سے مارا گیا اور
ایک روایت مین ہی کہ زبیر بن العوام کی ہاتھہ سے مارا گیا اور ابو موسی اشعری سے جو بھتیجا ابو عامر کا تھا صحت کو پہونچا
ہی کہ کہا اونہون نی کہ حضرت نے ابو عامر کو طرف اوطاس کی بھیجا اور مجھکو اونکی ساتھہ کر دیا جبکہ ہم وہان پہونچے
تو لڑائی ہوئی ایک آدمی نی جشمی سے ایک تیر ابو عامر کے زانو پر مارا سو وہ زانو مین گھس گیا مین اونکی پاس گیا
اور کہا میننے کہ ای چچا کسنے یہ تیر مارا اونہون نی اوسکا نام بتلایا مین اوسکے پیچھے چلا وہ بھاگا جاتا تھا اور
مین اوس سے کہتا تھا کہ تجھے شرم نہین آتی جو تو بھاگا جاتا ہی اور کھڑا نہین ہوتا کہ مین تجھسے لڑون پھر وہ ٹھہر
گیا اور تلوار سے میرا سامنا کیا پھر میننے اوسکو مارا اور وہانسے مین ابو عامر کے پاس آیا اور کہا میننے کہ اللہ تعالی نے
تمہاری دشمن کو قتل کیا پھر اونہون نی مجھسے تیر نکالنے کو کہا میننے اونکی زانو سے تیر نکالا اور زخم سے خون مانند پانیکی
بہنے لگا جب اونہون نی اپنا یہہ حال دیکھا تو زندگی سے ناامید ہوئی اور مجھسے کہنے لگے کہ ای بھتیجے حضرت کو میرا اسلام
پہونچا اور اونسے درخواست کر کہ میرے لئے اللہ تعالی سے دعای مغفرت کرین اور سرداری لشکر کی مجھکو سونپی اور فتح
میرے ہاتھہ سے واقع ہوئی اور ابو عامر بعد تھوڑی دیر کے مرگئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر مین پلٹ کر حضرت کی خدمت مین
گیا اور آپ اپنے خانہ مبارک مین کھجور کی لیف کی چٹائی پر لیٹے ہوئی تھے اور نقوش اوس چٹائی کے آپکی پہلوی
مبارک مین نظر آتی تھے پھر میننے سب واقعہ ابو عامر کا اور اونکی درخواست دعا کو عرض کیا آپنے پانی منگا کر وضو کیا
اور دو رکعت نماز پڑہی اور ہاتھہ اوٹھا کر دعا کی کہ سپیدی بغل کی معلوم ہوتی تھی اور فرمایا اللہم اغفر لعبید ابی
عامر واجعلہ من اعلی امتی فی الجنۃ پھر میننے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے لئے بھی آمرزش طلب فرمائی آپنے فرمایا اللہم
اغفر لعبد اللہ بن قیس ذنبہ وادخلہ یوم القیمۃ مدخلا کریما اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپنے ابی عامر کیلئے دعا کی اسطور سے
کہ اللہم اغفر لعبید ابی عامر اللہم اجعلہ یوم القیمۃ فوق کثیر من خلقک اور اوطاس کی لڑائی مین لوگ قبیلہ بنو ریان
کی بہت شہید ہوئی تھے سو ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ هلکت بنو ریان
یعنی ہلاک ہوئی بنو ریان آپنے اونکی لئے دعا کی کہ اللہم اجر مصیبتہم یعنی ای بار خدا اجر دی اونکو اونکی مصیبت کا
اور نام ابو موسی اشعری کا عبد اللہ ہی اور قیس اونکی باپ کا نام ہی اور اس حدیث مین مستحب ہونا وضو کا اور نماز کا ہی پہلے دعا کے
اور غنیمت سمجھنا وقت کا ہی قبول دعا کی لئے اور اشارہ ہی واسطے طالب دعا کی بزرگون سے اوس وقت مین او منہ

رکھنا دعا مین غفران اور آمرزش کا کہ اصل دعا یہی ہی واضح ہو کہ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ اصحاب
سیر نے جو روایت کیا کہ حرب اوطاس مین ابو عامر نے دس آدمیون سے مقابلہ کیا وی دسون بھائی تھے اور ہر ایک
کو اونمین سے بعد دعوت اسلام کی قتل کیا اور وقت قتل کرتے تھے اللہم اشہد علیہ یعنی اے اللہ گواہ رہیو میری دعوت
اسلام کا اوسپر پھر جب دسوین کا وار آیا تو اونہون نے اوسکو بھی دعوت اسلام کی اور چاہا کہ اوسپر حملہ کرین اور کہا اللہم
اشہد علیہ اوس شخص نے کہا اللہم لا تشہد علی یعنی اے اللہ تو نہ گواہ رہیو مجھپر عامر رضہ اس کلام سے اوسکو سمجھی کہ
یہ شخص مسلمان ہے اور اپنا ہاتھ اوسکی مارنے سے روک لیا اوسنے فرصت پا کر انکو مارا جب یہہ شہید ہوی تب پھر وہ اسلام لایا
اور حسن الایمان ہوا جب حضرت اوسکو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اوسکو یہہ ہی شہید کرنیوالا ابی عامر کا سو یہہ روایت ظاہر
مخالف ہی روایات صحیحہ کی کہ اس سے پہلے وہ مذکور ہو چکے ہی اسلیئے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابو موسی نے ابو عامر کے
قاتل کو مار ڈالا اور وہ مسلمان نہین ہوا تو اب بر تقدیر صحت اس روایت دوسری کے بھی یون توفیق بین الروایتین
کر سکتے ہین کہ اس دوسری روایت مین جو شخص قاتل ابی عامر کا مذکور ہی وہ حقیقۃً ابو عامر کا قاتل نہین ہی بلکہ اوسکا
شریک ہوا اور فعل قتل مین شراکت رکھتا ہو یہہ انتخاب ہی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ اور مواہب لدنیہ اور شرح
الشمائل خواجہ محمد پارسا کا اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ حضرت نے حکم کیا کہ غنایم حنین کو موضع جعرانہ مین جمع کرین
اور خوب محافظت سے نگاہ رکھین کہ وقت فرصت کے تقسیم کرینگے اور جعرانہ نام ایک مکان کا ہی قریب اوطاس اور حنین کے
مکہ سے ایک مرحلے پر اور یہہ نام ایک عورت کا ہی کہ اوسکی نام پر وہ جگہہ منسوب ہی حضرت نے وہان سے راتون رات چلکر مکہ
مین عمرہ ادا کیا اور منادی کو فرمایا کہ ندا کر دیوی کہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یغل یعنی جو کوئی ایمان
لایا ہو ساتھہ اللہ کے اور روز آخرت کی سو وہ نہ خیانت کری یعنی مال غنیمت مین سے کچھہ نلی پھر جس کسینے صحابہ مین سے جو کچھہ لیا
تھا اوسنے پھیر دیا یہانتک کہ حضرت عقیل بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے ایک سوئی اوسمین سے لی تھی اور اپنی بی بی فاطمہ
بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو کپڑا سینے کیلیئے دی تھی جب منادی کی آواز سنی تب اونہون نے اوسکو مال غنیمت مین داخل
کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشیر انصاری کو غنایم حنین کا امیر کیا تھا ایک ننگا آدمی اونکی پاس آیا
اور کہا کہ جو مال غنیمت مین چادرین ہین اونمین سے ایک مجھکو دو کہ مین اوسکو پہنون اونہون نے کہا کہ سب مسلمانونکے
حق جو جو اس غزوہ مین موجود تھے اوسنے متعلق ہوا ہی اب مجھکو لائق نہین کہ اونکی ملک کے کپڑون مین سے مین تجھکو دون
اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اوسنے کہا کہ ایک چادر اوسکو دو کہ اوسکو بھی برہنگی سے نماز نہین پڑھہ سکتا ہی اور جو کوئی
امر مین کچھہ کہی تو وہ چادر میری حصہ مین سے مجرا کرنا اور اس امر کی مین حضرت سے گفتگو کر لونگا اونہون نے اونکی کہنے سے ایک چادر
اوسکو دی اور پہلے اوس سے کہ اسید یہ عرض حضرت صلعم کی پہونچاوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہو گئی تھی کہ عباد نے ایک
چادر مال غنیمت مین سے ایک شخص کو دی ہی آپنے عباد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمنے ایسا کام کیون کیا اونہون نے عرض کی

کہ میں چادر اوسکو نہیں دی جب تک اسید بن حضیر نے اوسکی ضمانت کی اور اونھوں نے کہا کہ میں اسکی عرض حضرت سے کر لونگا آپنے یہ سنکر فرمایا
کہ انتم الشعار والناس دثار شعار اوس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے ملا رہتا ہے جیسے کرتہ انگرکھا اور دثار اوس کپڑے کو کہتے ہیں جو اوپر سے
اوڑھتے ہیں جیسے چادر لنگی وغیرہ سو مراد اس کلام بلاغت نظام سے تنبیہ تھی کہ بہ نسبت اور آدمیوں کے تم لوگ میرے خاصوں اور نزدیکوں
سے ہو تمکو ایسی بات بلا اجازت میری نچاہیے اگرچہ دوسرے کی ضمانت سے دی ہی اثنا میں اسید بن حضیر رضی بھی آگئے حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ یارسول اللہ اوس چادر کو جو منتی اس آدمیکو دلوائی ہے میرے حصہ میں مجرا فرمائی اور روز حنین کے مسلمانوں نے لونڈیاں پکڑی
تھیں اور اسبات کو مکروہ جانتے تھے کہ انسے صحبت کریں اسلئے کہ وہ شوہر دار تھیں جب اونھوں نے یہہ حال حضرت سے دریافت کیا
تب یہ آیت نازل ہوئی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم یعنی اور نکاح والی عورتوں سے یعنی حرام کیگئی ہیں تمپر مگر جنکے مالک ہو جاویں
تمہارے ہاتھ یعنی از روی غلبے کے اونپر تمہارا قبضہ ہو جاوے تو پھر وہ تمپر حلال ہیں اگرچہ خاوند اونکے دار الحرب میں زندہ ہوں مگر
اب وہ تمہاری ملک میں ہیں اسلئے کہ تباین دارین کا ہو گیا سو حلال ہوا اونسے صحبت کرنا بعد استبرا کی انتہی اور آپنے لونڈیوں کے حق
میں فرمایا لا توطأ حامل حتی تضع حملہا ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ یعنی نہ صحبت کیجاوین حاملہ عورتیں قیدیوں
میں سے جب تک نہ جنیں اور نہ بن حمل والیاں جب تک ایک حیض اونکو نہ آوے یہہ ستھرا امام ہے خواہ لونڈی بکری ہوئی آدمی خواہ
مول کی ہو دونکو اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضرت سے پوچھا کہ لونڈیوں سے عزل کرنا درست ہے یا نہیں عزل کہتے ہیں وقت جماع کے
باہر نکلنے منی کر انیکو اس خوف سے کہ حمل نرہجاوے آپنے فرمایا لیس من کل الماء یکون الولد واذا اراد اللہ ان یخلق شیئا لم یمنعہ
شئے یعنی نہیں ہر ایک منی سے پیدا ہوتا ہے لڑکا اور جب چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ پیدا کرے کوئی شے تو نہیں روکتی ہے اوسکو
کوئی شے اگر کوئی کہے کہ یہہ جواب مطابق سوال کی کیونکر ہوا تو جواب یہہ ہے کہ معنی سوال کے یہہ ہیں کہ لوگوں نے اذن مانگا
عزل کا ڈر نیکا خوف فرزند ہونیکے پس جواب دیا گیا کہ تم گمان کرتے ہو کہ گرنا آب منی کا سبب ہے پیدائش کا اور عزل کرنا سبب ہے نہ پیدا ہونیکا
اور اسطرح پر نہیں ہے اسلئے کہ نہیں ہوتا فرزند ہر آب منی سے اکثر منی گرتی ہے اور بچہ اوس سے نہیں پیدا ہوتا اور بعض اوقات عزل
کرتے ہیں اور بچہ پیدا ہو جاتا ہے پس پیدا ہونا بچہ کا موقوف ہے ارادہ اللہ تعالیٰ پر نہ گرنے منی پر اور اسیطرح نہونا بھی موقوف ہے
اوسکے ارادہ پر نہ عزل پر لیکن ہاں عادت اللہ اکثر یوں جاری ہوئی ہے کہ فرزند نطفہ سے پیدا ہوتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ نیچ صورت
عزل کے بلا اختیار کچھہ نطفے سے رحم میں جا پڑے اور بچہ نجاوے اور اگر تقدیر الٰہی میں پیدا ہونا ہے اوسکا تو بغیر نطفہ کے بھی تو پیدا
کر سکتا ہے اور اون حدیثوں سے جو باب عزل میں وارد ہیں رخصت عزل کی سمجھی جاتی ہے لیکن اشارہ ہے اسپر کہ مکروہ ہے کرنا اسکا اور
مذہب ہمارا اور اکثر علما کا جواز کا ہے اور مکروہ رکھا ہے اسکو ایک جماعت نے صحابہ وغیرہ سے اور صحیح یہہ ہے کہ جائز ہے درمختار میں ہے کہ جائز ہے عزل
لونڈی اپنی سے بغیر اذن اوسکے اور منکوحہ اگر آزاد ہو تو اوسکے اذن سے جائز ہے اور اگر کسیکے لونڈی ہو تو اوسکے مالک کی اجازت سے
اور سیوطی نے لکھا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے جائز رکھا ہے عزل کو لونڈی سے برابر ہے کہ منکوحہ ہو یا مملوکہ بخلاف آزاد عورت کے کہ اوسکے اذن سے
کرے امام نووی نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک عزل مکروہ ہے اسلئے کہ سبب ہے قطع نسل کا اور جو لوگ کہ جائز نہیں رکھتے ہیں عزل کو وہ کہتے ہیں کہ جو

حدیث مین وارد ہی اعزلوھن او لا تعزلوھن ان اللہ اذا اراد خلق نسمۃ انسان فھو خالقہا یعنی عزل کرو تم اونسے
یا نہ عزل کرو اونسے بیشک جب چاہتا ہی اللہ تعالی پیدا کرنا جان کسی آدمی کی پس وہ پیدا کرنیوالا ہی اوسکا انتہی سو یہہ خیار ہی زجر و تہدید
کیلئی منع کرنیکو عزل سی جیسی قول اللہ تعالی کا فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا
الآیہ یعنی جو کوئی چاہی مانی اور جو کوئی چاہی نہ مانی ہمنی رکھی ہی واسطی بی انصافون کی آگ الخ سو اس سی اوسکی اباحت پر استدلال
نہین ہوسکتا ہی اور خصوص جبکہ معارض ہوا اوسکو دوسری حدیث تلک الموءدۃ الصغری او ذلک الواد الخفی یعنی یہہ چھوٹا
جیتا گاڑنا ہی یا یہہ جیتا گاڑنا خفیہ ہی اور گردانا حضرت نی عزل کو بمنزلہ واد یعنی جیتا گاڑنیکی اور تعبیر کیا اوسکو ساتھہ واد صغری
اور خفی کی اسلئی کہ جو کوئی عزل کرتا ہی تو واسطے نہ پیدا ہونی لڑکیکے کرتا ہی سو ہوا یہہ ضائع کرنیوالا اسباب ولادت اوسکیکو
پس گویا کہ جیتا گاڑا اسنی اوسکو اور ہوا یہہ باعث اوسکی عدم کا مثل واد کبیری کی اور جو لوگ عزل کو جائز کہتی ہین وہ کہتی ہین
کہ اس حدیث مین خیار ہی درمیان عزل اور ترک اسکی کی نہ بانعی از روی ترک اولی کے سو دلالت کرتا ہی اوپر مباح ہونی اوسکی
اور کہتی ہین کہ حدیث موءدۃ صغری کی منسوخ ہی اور موید ہی اسپر قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک جماعت صحابہ مین کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بھی انمین تھی اور ذکر کرتی تھی جواز عزل کا پھر کہا ایک شخص نی انمین سی کہ لوگ کہتی ہین کہ عزل موءدۃ صغری ہی
سو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ نہین ہوتا موءدۃ یہانتک کہ پڑی جان بچی مین یعنی بعد پڑنی جان
کی اسقاط حمل کریں یا ایسی پیدا ہو جیتا جاگتا اور گاڑ دی اوسکو سو وہ موءدۃ ہی پس کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی کہ سچ
کہا تمہی عمر دراز کری اللہ تعالی تمہاری اور حدیث ذلک الواد الخفی دلالت حرمت عزل پر نہین کرتی ہی بلکہ کراہت اور ترک اولی پر
کرتی ہی اسلیئے کہ خفی ہر امر کا حکم جلی اوسکیکا نہین رکھتا ہی مثل اسکے کہ شرک خفی ہی حکم شرک جلی کا نہین رکھتا ہی پس جائز ہونا
عزل کا ساتھہ روایات صحیحہ مشہورہ کے ثابت ہی کہ نہین شبہہ ہی اوسمین اور اسیطرح استعمال اون دواؤن کا کہ مانع ہون
انعقاد حمل سی جائز ہی مثل عزل کی اور جب تک بچی مین جان نپڑی اسقاط حمل جائز ہی اور جان پڑتی ہی بچہ مین ایک سو بیس
روز کے بعد حمل رہنی سی یہہ انتخاب مظاہر حق اور تخلیص اور کفایہ اور فتح العزیز کا ہی اور منقول ہی کہ سب قیدیون مین شیما بنت
الحارث بن العزی بھی تھی یعنی دائی حلیمہ کی بیٹی اور جو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اون سب قیدیون کو لئی جاتی تھی رستی مین
اوس سی کچھہ سختی کی شیما نی کہا کہ مین تمہاری صاحب کی رضاعی بہن ہون یعنی حضرت کی تو کسینی اوسکا کہنا یقین نکیا اور حضرت کے
روبرو اوسکو لائی آپنی اوس سی پوچھا کہ تیری رضاعی بہن ہونیکی کونسی نشانی ہی اوسنی چند واقعات ایام رضاعت کی
آپکو یاد دلائی آپنی سنکر قبول فرمائی ایک اونمین سی یہہ تھا کہ اوسنی حضرت کو اپنی ہاتھہ کے انگوٹھی کا نشان دکھایا جو آپنی
دانت سی کاٹا تھا جبکہ آپ اوسکی گود مین تھی یہہ نشان پہچان کر آپنی اپنی چادر بچھائی اور اوسپر اسکو بٹھایا اور اوسکی بڑی توقیر
و تعظیم کی اور آپکی چشم مبارک سی آنسو بہنی لگی اور آپنی رضاعی ما باپکا حال پوچھا شیما نی عرض کی کہ وہ مرگئی پھر آپنی فرمایا کہ اگر
چاہو تو میری یہان رہو کہ عزت سی رہوگی اور اگر جاہو تو کچھہ دیکر تمکو تمہاری وطنمین بھیجدین پھر اوسنی اپنی وطن ہی جانیکو قبول کیا

پہکر آپنے اوسکو ایک غلام دیا اور ایکروایت مین ہے کہ تین غلام اور ایک لونڈی اور دو اونٹ اور چند بکریان دیکر رخصت فرمایا اور
اوس سے کہا کہ نام تیرا حذافہ اور لقب شیما ہے اور شیما بعد اسلام لانیکے اپنے وطن کو گئین ہین اور شیما بروزن حمراء کی ہے اور بعض کتب سے مفہوم
ہوتا ہے کہ شیما جعرانہ مین حاضر ہوئی تہی جبکہ آپ تقسیم غنایم کرتے تھے اور جمع ان دونون روایتونمین یون ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے شیما
بنت حلیمہ سے وقت رخصت کی یون فرمایا تہا کہ تو پلٹ جا اور اپنی قوم کے ساتھ جعرانہ مین ٹہر کہ مین طایف کو جاؤنگا اور جعرانہ مین
تمہاری معیشت کا سامان طیار کرونگا پہر جب حضرت جعرانہ مین تشریف لائی تب آپنے شیما اور اوسکی قوم کو مال و اسباب
بہت دیا اور اونکو تونگر کیا سو جس راوی نے اوسکو پہلے جعرانہ مین آنے سے دیکہا تہا اوسنے وہی بیان کیا اور جسنے جعرانہ مین
دیکہا تہا اوسنے وہ بیان کیا واللہ اعلم اور جو مالک بن عوف ساتھ ایک جماعت مشرکین بعد ہزیمت ثقیف اور ہوازن کی حنین
سے طرف طائف کی بہاگ گیا تہا اور وہانکی قلعہ مین پناہ جا کر بیٹہا تہا اور اوس قلعہ مین اونہون نے پہلے سے ایک برس کی
لڑائیکا ساز و سامان جمع کر رکہا تہا پہر اونہون نے اوس قلعہ مین جاکر دروازے اوسکی بند کر لئے اور سب رستہ آمد و رفت
کی مسدود اور مستحکم کردی اور لڑائی پر مستعد ہو کر بیٹہی اور طائف حجاز کی شہرونمین سے ایک شہر کا نام ہے مکہ سے دو یا تین
مرحلہ پر اور جو عرفات اور وادی النعمان مین ہو کر جاوین کہ پہاڑ کا رستہ ہے تو بیچمین ایکرات رہکر پہونچتی ہین اور وہان انگور
وغیرہ بہت میوی ہوتی ہین اور آب و ہوا مین وہ شہر بہت خوب ہے اخبار مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوس
باغ کو کہ اصحاب صریم کا تہا جسکا قصہ سورہ نون والقلم مین مذکور ہے اوسکو زمین سے اوکہاڑ کر مکہ مین لاکر اور گرد
بیت اللہ کی پہرا کر اوس جگہہ رکہدیا کہ جہان اب طائف ہے اور وہ باغ اصحاب صریم کا نواح مین صنعا کی تہا قصہ اوسکا
تفسیر عزیزی مین یون ہے کہ ایک باغ ضروان کر کے مشہور تہا صنعا شہر کے متصل جو دار السلطنت یمن کا ہے اوس شہر سے
تین کوس پر سر راہ اوس باغ کا مالک تہا ایک شخص بنی ثقیف مین سے اوسنے اوس باغ مین میوے دار درخت لگائی تھے اور
وہ کہیتی جسکا محصول بہت ہو وہان کرتا تہا اور اوسکو اوس باغ سے ہر فصل مین بہت کچہہ حاصل ہوتا تہا اور اوسنے
اپنے اوپر ایسا مقرر کیا تہا کہ میوہ توڑنے اور کہیت کاٹنے سے جو کچہہ باقی رہتا تہا وہ فقیرونکو دیتا تہا اور کہلیان اور کہٹائیونسے
بہی جو کچہہ ہوا سے اوڑ جاتا تہا فقیرونکو دیتا تہا اور میوہ جہاڑتے ہین جو کچہہ فرش سے باہر گرتا تہا وہ بہی فقیرونکو دیتا
تہا اور اوس باغ کی حاصل کو جب گہر مین لاتا تہا تو دسوان حصہ اوسکا بہی فقیرونکو دیتا اور اسیطرح جب اوس
اوسکی روٹی پکتی تو دس روٹیونمین سے ایک روٹی فقیرونکو دیتا تہا جب وہ شخص مرا تو اوسکی تین بیٹے تھے وے وارث ہوئے
اور انہون نے آپسمین یہہ مشورہ کیا کہ ہم سب اہل و عیال والے ہین جورو بچے رکہتے ہین ہماری باپکا ایک گہر تہا اب ہمارے تین
گہر ہوئے تو جتنا ہمارا باپ فقیرونکو دیتا تہا ہم اوتنا دے نہین سکتے ہین اسکی کیا تدبیر کیا چاہئے منجہلی بہائی نے کہا کہ کچہہ
تدبیر مت کرو اور اپنی باپکی طریقہ پر چلے جاؤ حق تعالے اسمین برکت دیگا اون دونون بہائیون نے اوسکی بات نہ سنی اور آپسمین
یہہ صلاح کی کہ میوی توڑنی اور کہیت کاٹنیکیوقت فقیرونکو آنے نہ دینگی بلکہ فجر باغمین جاکر میوہ توڑکر اور کہیت کاٹکر گہر آ

لی آونیکی اور فقیرونکا حصہ جدا نکرنیکی ہان اگر کوئی فقیر ہمارے کہانیکے وقت آجائیگا تو کوئی ٹکڑا روٹی کا اوسکو بہی دیدینگی اور
اوس منجہلی بہائی کو کچھہ ملامت کرکے اور دہمکاکے چپکیا اور آپسمین اون تینون بہائیون نے قسمین کہائین اس مضمون کی
کہ مقرر کاٹین گے میوہ اور کہیتی اوس باغ کی صبح ہوتی تاکہ کسی فقیر اور مسکین کو خبر نہو اور اونکا باپ دن چڑہے میوہ اور کہیت
کاٹتا تہا تاکہ سب فقیر جمع ہوکر اپنا حق لیلین اور ہرگز کہینے انشاء اللہ نکہا تاکہ اپنے قسم ٹوٹنیکا بہی احتمال ہوسکتا اسواسطے
کہ شرع کا حکم ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کہاوے اور اوسکی ساتھہ ہی انشاء اللہ تعالی بہی کہی تو وہ قسم اوسکی ذمہ پر
لازم نہین ہوتی چاہے اوس قسم کے موافقت کرے چاہے نکرے اور اونہون نے اسواسطے انشاء اللہ نکہا کہ منجہلی بہائی کا کہنا
جو اس بات پر راضی نتہا اسیطرح مقصود نہوسکے اور خواہ مخواہ قسم کے موافق کرنا پڑے اور جس رات کو اونہون نے یہہ ارادہ کیا
اور آپسمین اس ارادہ پر عہد وپیمان مضبوط کرکے سوئی اوس رات کو حکم الہی دوسری رنگ پر نازل ہوا یعنی پہر کر دپہر گیا اور
باغ اور کہیت کی پہیرنیوالا اللہ کیطرف سے اور وہ ایک آگ تہی آسمان پر سے گری اور اوس باغ کی درختون اور مکانون اور
ٹٹیون اور بالیون اور کسانون کو بالکل جلادیا اور وے تینون بہائی اپنے گہر مین سوتے رہے پہر صبح کو ہوگیا اور انکا باغ جیسے
کہیت کٹا ہوا کہ کچھہ بہی کہیتی اور درختون کا اوسمین نشان باقی نرہا اور وے صبح ہوتی اوس غفلت کی نیند سے جگی اور اپنی باغ
کے حال سے بیخبر تہے پہر آپسمین پکارا اون تینون بہائیون نے صبح ہوتی کہ سویرے چلو اپنی کہیت پر اگر ہو تم آج کہیتی کاٹنے
والی اسواسطے کہ اگر دیر کروگی تو فقیرونکی ہجوم سے کہیتی کا کاٹنا آج نہوسکیگا پہر کل پر رہیگا یہہ نہین جانتے تہے کہ ہمارے
جانے سے پہلی کہیتی کٹ گئی دونو حصہ مالک کی سرکار مین ضبط ہوگئی پہر چلے وے تینون بہائی نوکرون اور مزدورونکو لیکر
اور وے آپسمین چپکے چپکے کہتے تہے اور چہپے چہپے کوچ اور گلیونسے جاتی تہے اور مطلب اونکا یہہ تہا کہ آنے نپاوے اوس باغمین آج
تمہارے پاس کوئی مسکین اسواسطے کہ اگر کوئی فقیر اوس باغ مین آجاویگا تو شرما شرمی کچھہ نکچھہ دینا پڑیگا سو اسکی
تدبیر یہہ ہے کہ دروازہ پر آدمیون کو بٹہادیا چاہے کہ کسی فقیر کو آنے ندین اور صبحکو سویرے پہونچے فقیرونکو منع کرنے پر مستعد ہوکے
کرنیوالی پہر جب دیکہا اوس باغ کو جلا ہوا اور اوسکی مکان ڈہے پڑے ہی اور درخت اور کہیتی نیست اور نابود ہوئی تو نہ پہچانا کہ یہہ ہمارا باغ ہے
اور کہنی لگی آپسمین کہ ہم کہان آگئی یہہ تو ہمارا باغ نہین ہے مقرر ہم راہ بہولی ہین اور پہلی صبح کو اندہیرے کی سبب سے کہین دوسری طرف آگئی پہر جب اپنے
بائین خوب غور کرکی دیکہا اور اپنے باغ کی نشانیان پہچانین تب کہنی لگے کہ ہم راہ نہین بہولی بلکہ ہم حق تعالی کی درگاہ سے محروم کئی گئے اور نصیب
ہماری پہوٹ گئی کہ بدون کسی ظاہری سبب کی ایسا ہمارا باغ پہلا ہوا جو ہماری گذران کی پونجی تہی خاک سیاہ ہوگیا کہا اونکی منجہلی
بہائی نے جب دیکہا کہ اپنی بدنصیبی پر افسوس کررہی ہین کیا نہین کہا تہا مینے تمکو اسکی پہلے کہ کیون نہین پاک جانتے ہو اللہ تعالی
اس سے کہ اپنی وعدہ مین خلاف کرے اور فقیرونکو زکوۃ اور خیرات دینی سے انکار نکرے اور کیون بدگمانی کی تمنے اللہ تعالی پر کہ فقیرونکو دینے سے
ہمکو فقر مین گرفتار کریگا اور ہم محتاج ہوجاوینگے اسکے سے معلوم ہوا کہ بخیل اللہ تعالی سے بدگمان رہتا ہے اسیواسطے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ البخیل بعید من اللہ بعید من الناس بعید من الجنۃ قریب من النار یعنی بخیل دور ہے اللہ تعالی سے

درگاہ سے اور دور ہی لوگون سے اور دور ہی بہشت سے اور نزدیک ہی دوزخ سے اور سخی کو اللہ تعالی کی کرم اور بخشش پر اعتماد کرنا اور اوسکی وعدہ کو سچا جاننا لازم ہی اسلئے حدیث شریف مین فرمایا ہی کہ السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ بعید من النار یعنی سخی نزدیک ہی اللہ تعالی کی درگاہ سے اور نزدیک ہی لوگون سے اور نزدیک ہی بہشت سے اور دور ہی دوزخ سے پھر جب وی دونو بھائی اور اونکی صلاح دینیوالی منجھلی بھائی کی نصیحت سے خبردار ہوی تو اوس سخی کی بعد بولی کہ اب ہم بھی معتقد ہوئی کہ پاک ہی ہمارا پروردگار اس بات سے کہ اپنے وعدہ کی خلاف کرے اور اون سخی جوانمردون کو جو اوسکی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین برکت ندی بیشک ہم تھے ظالمان کہ فقیرونکے حق مین نیت بد کی اور اپنی باپ کا طریقہ چھوڑ دیا اور اعتماد اور بھروسا اللہ تعالی کی سچے وعدہ پر نکیا اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا پھر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوئے آپسمین ملامت کرنیکو چنانچہ ایک بھائی نے دوسری بھائی سے کہا کہ پہلے تونے یہہ مشورہ دیا تھا کہ فقیرونکو نآنے دیا جاوی اور صبحکو سویرے جانا اوسنے اوسکو ملامت کی کہ پہلے تو نے مجھکو مفلسی سے ڈرایا تھا اور کہا تھا کہ ہمارے اہل و عیال جورو بچے بہت ہین اور مجھسے اوسکی تدبیر پوچھی تھے پھر وی دونون بھائی اپنی صلاح کار کیطرف پھرے اور اونکو ملامت کرنے لگی آخر بعد اس تھکا فضیحتی کے جب دیکھا کہ اب ملامت کرنے سے کچھہ فائدہ نہین ہی جو کچھہ ہونا تھا سو ہو چکا تب مضطر اور حیران ہوکر بولے سب ملکر ائی خرابی ہی ہماری بیشک ہم سب تھی سرکش حد سے بڑہنی والی اسواسطے ہمکو اسبات مین مشورہ لینا کیا ضرور تھا اسلیے کہ نیک بات مین مشورہ لینا نچاہئی اور ہماری مشورہ دینی والونکو یہہ کیا مناسب تھا کہ اللہ تعالی کے حقوق کا موقوف کرنیکی صلاح دی اور ایسا ہم اپنی سرکشی اور نافرمانی پر نادم اور شرمندہ ہوئی ہین امید رکھتی ہین اپنی پروردگار سے اسکی بدلہ مین دی ہمکو اس سے بہتر باغ اور دوسری طرحسے اس سالکی روزی ہمپر کشادہ کردی اسواسطے کہ ہمنی پہلے اگرچہ اوسکی کرم پر بھروسا نکیا لیکن اب باوجود اس بلاکی دیکھنی کی اوسکی مہربانی سے ناامید نہین ہین بیشک ہم اپنی پروردگار کیطرف بڑی آرزو رکھتی ہین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ حق تعالی نی اس اخلاص کی کلمی کو اونسی پسند کیا اور جب وی تینون بھائی افسوس کرتے ہوئی شہر کو پہونچی اوس شہر کے بادشاہ نی انکا یہہ حال سنا تو اپنی باغ مین سے ایکباغ بہت خوب جسکا نام حیوان تھا اونکو عنایت کیا اوس باغ مین انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ ایک خوشہ ایک خچر کا بوجہ ہوتا تھا انتہی اور اسی زمین طائف کو وج بھی کہتی ہین ساتھہ فتحہ واو اور تشدید جیم کی اور سبب اسکا یہہ ہی کہ اول وہ آدمی کہ اوس زمین مین اترا وج بن عبد الجن تھا قوم عمالقہ سے اور طائف مکہ سے طرف مشرق کی ہی کذا فی المدارج وحاشیہ تحفۃ الاحباب اور منتخب اللغات مین ہی کہ طائف شہر ہی کہ قبیلوں ثقیف سے نالیمین کہ جب پانی بہت برستا تو یہہ شہر طوفانمین پانی سے بھر جاتا یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوس شہر کو اپنی ہاتھہ پر اوٹھا کر گرد بیت اللہ کے پھرایا یہہ شہر ملک شام مین تھا اللہ تعالی کی حکم بردار حضرت ابراہیم کی دعا کی برکت سے وہ شہر وہانسے اوکھاڑ کر زمین حجاز مین لائی انتہی اور بعض روایات مین اطلاق لفظ حرم کا اسپر واقع ہوا ہے

چنانچہ بعض علمانی اس مضمونکو نظم کیا ہی سعہ وحرم الهادی وذو حرم الطائف حرم والجنا عُعنفی حرم ہادی سی مراد مدینہ ہی اور وج
طائف سی یہی زمین طائف کی مراد ہی یعنی مدینہ اور طائف دونون حرم مین از راہ تعظیم اور احترام کی مگر جزا ئمین نہین ہی
جیسیکہ مکہ مین ہی اور مذہب حنفی بہی یہی ہی پہر جب کیفیت حال کی حضرت کو معلوم ہوئی تو آپنی قصد اوسکی فتح کا مصمم کیا
اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہزار آدمی دیکر مقدم لشکر کا کیا اور ادہر کو راہ مین جب گذر آپکا موضع لیہ پر ہوا وہان
مالک بن عوف نضری کا ایک محل تہا آپنی حکم دیا کہ اوسکو ویران کرین پہر لوگون نی جلا دیا اور آثار شرک کو نیست و نابود کر دیا
اور ضرور ہی کہ اوسمین بت ہونگی اور مالک بن عوف اوسکو خالی کرکے قلعہ طائف مین چلا گیا تہا مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہی
کہ اس سی معلوم ہوا کہ مسلمانونکو ہدم آثار شرک دار الحرب مین درست ہی اور اوسی راہ مین ایک دوسرے بستی مین
کہ طائف کی متعلقات سی تہے پہونچی اوسمین کا فرونکا مال بہت تہا اور ایک قلعہ بہی اوسمین تہا آپنی اوس بستی کے
رہنی والونکی پاس کسیکو بہیجا کہ امن چاہ کر آجاوین وہ امن لیکر آگئی پہر وہانکی قلعہ کو خراب کروا دیا اور جو کافرونکا مال وہان تہا
وہ سب لیلیا اور پہلے متوجہ ہونی کی طرف طائف کی آپنی طفیل بن عمرو دوسی کو بتخانہ ذو الکفین کے تخریب کو بہیجا تہا اور وہ
ایک بت چوبین تہا سو وہ گئی اور اوسکو خراب کیا اور پہر اپنی قوم سی مدد لیکر طائف مین شامل لشکر ظفر پیکر کے ہوئے
اور اونسی ایک شعر اوس بت کی مقدمہ مین منقول ہی وہ یہہ ہی یا ذا الکفاین لست من عبادکا یعنی ای ذا الکفین نہین ہون مین تیرے
پجاریون سی میلادنا اقدم من میلادکا یعنی ولادت ہم مسلمانونکی پہلے ہی ولادت تیری سی یعنی تجہکو کل برسون مشرکون نی لکڑی سی تراش کر بنا
لیا ہی انی حششت النار فی فوادکا یعنی بیشک ڈالی اور جلائی ہی مینی آگ بیچ دل تیرے کی یعنی تجہکو جلا دیا مینے پہر بعد اسکی وہ اپنی دیار کو گئی اور قوم سی
چار سو آدمی لیکر کہ وہ اونکی رفیق ہوئی بعد چار دن کی کہ حضرت طائف کو پہونچ گئی تہے ملازمت عالی مین حاضر ہوئے
اور وہ چند آلات قلعہ کشائی کی بہی اپنی ساتہ لائی تہے وہ منجنیق اور دبابہ تہی اور حال یہہ تہا کہ اون لوگون نی حضرت
کی تشریف لانی سے اپنی قلعہ کی مرمت کرکے اور سوارونکو آراستہ کرکے اور جنگی آدمی اور تیر انداز اور منجنیق مرتب کرکے
ایک برس کی خوراک بہی اوسمین جمع کرکے مستعد جدال و قتال کی ہوئی تہے جب لشکر اسلام نصرت انجام قریب پہونچکر
قلعی سی نزدیک اوتری تب وہ قلعہ والی تیر مارنی لگے بہت مسلمان زخمی ہوئی اور چند صحابہ شہید ہوئی پہر آپنی
نشانی کو چہوڑکے ایک جگہہ بلند پر جہان اب مسجد طائف کی ہی لشکر کو اوتارا اور اس غزوہ مین امہات مومنین سی حضرت
زینب اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما حضرت کی ہمراہ تہین آپنی اونکی لئے دو خیمی کہڑی کئی اور نماز جماعت کی اون دو
نون خیمونکی درمیان کی میدان مین آپ پڑہا کرتے تہے ایک روایت سی اٹہارہ دن رات اور ایک روایت سی تیئس بیس دن اور ایک
روایت سی چالیس دن رات حضرت نی اوس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ان دنون مین اتفاق بڑی بڑی لڑائیونکا ہوا
اور لشکر اسلام مین منجنیق کہڑی کی اور یہہ اول منجنیق ہی کہ لشکر اسلام مین مستعمل ہوئی اور یہہ اونہین آلات قلعہ
کشائی مین سی تہی کہ طفیل بن عمرو دوسی لایا تہا سو بہت سی کفار مارے گئے اور بہت سی صحابہ زخمی ہوئی اور بارہ شخص دوسیون سے

شہید ہوئی روضۃ الاحباب مین ہی کہ اون زخمیون مین سی ایک آدمی قبیلہ لیث سی تھا اور چار آدمی انصار سی اور سات آدمی
قریش سی اون مین سی ایک عبد اللہ بن ابی بکر تھی کہ وہ تیر سے زخمی ہوئی تھی زخم اونکا اچھا ہو گیا اور پھر پھوٹا اور بعد
وفات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اونہون نی انتقال کیا بسبب اوسی زخم کے اور بعض نی کہا ہی
کہ ابو محجن ثقفی نی ایک تیر اونکی مارا اوس سی وہ زخمی ہوئی اور پھر وہ زخم اونکا چنگا ہو گیا اور پھر وہ مدت دراز کے بعد پھوٹا
اس سے اونہون نی بیچ زمانہ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پائی اور عبد اللہ بن امیہ برادر ام المومنین ام
سلمہ کی بھائی بھی اوسی لڑائیکی شہیدون مین سی ہین اور اسی غزوہ مین ابو سفیان صخر بن حرب کی آنکھہ صدمہ سی زخم
کی نکل پڑی تھی سو کہتی ہین ابن سعد رض کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی پاس تشریف لیگئی اور وہ اپنی اوس آنکھہ کو
ہاتھہ مین لئی ہوئی تھی آپنی اونسی پوچھا کہ کون سی چیز تمکو بہت پیاری ہی کہ یہہ آنکھہ جنت مین ہو تمہاری لئی یا یہہ
کہ دعا کرون کہ اللہ تعا تمہاری آنکھہ پھیر دی دنیا مین اونہون نی عرض کی کہ جنت مین مجھکو یہہ آنکھہ محبوب تر ہی اور
ڈال دیا اوسکو ہاتھہ سی اور دوسری آنکھہ اونکی جنگ یرموک مین بیچ زمان خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک پتھر کی چوٹ
سی پھوٹ گئی اور مری یہہ مدینی مین بیچ سن چونتیس کی اور مدفون ہوئی بقیع مین اور روایت کی انسی عبد اللہ بن عباس
رضی اور مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو واسطے کاٹنی کھجوروں کی اور درخت انگوروں کی فرمایا اسلئی
کہ اون کافرونکو اس سی ایذا ہو پھر جب اون قلعہ والونکو یہہ خبر ہوئی زبان عاجزی اور انکساری کی کھولکر
حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ واسطے خدا کی اور واسطے رعایت قرابت کے رحم فرمائی اور اپنی لوگونکو درختون
کی کاٹنی سی روک دیجئی آپنی فرمایا انی ادعها لله وللرحم یعنی بیشک مین چھوڑتا ہون اون درختونکو محض واسطے خدا تعا
اور واسطے رعایت رحم کے کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ صحت کو پہنچا ہی ام المومنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا سی کہ کہا اونہون نی کہ ایام محاصرۂ طائف مین ایکدن حضرت میری خیمی مین تشریف لائی اوس وقت
میرا بھائی عبد اللہ بن ابی امیہ میری پاس تھا اور ایک مخنث بھی تھا یعنی زنکہ جسکو زنخا کہتی ہین یعنی زنانہ سو وہ
میری بھائی سی کہتا تھا کہ اگر اللہ تعا تمہاری ہاتھہ پر طائف کو فتح کری تو تو خبردار دختر غیلان کو لینا کہ جب وہ
سامنی سی آتی ہی تو اوسکی شکم مین چار شکنین ہوتی ہین اور جب وہ پشت پھیرتی ہی تو آٹھہ شکن ہو جاتی ہین
یعنی چار سیری اون شکنونکی ایک پہلو مین نظر آتی ہین اور چار دوسری پہلو مین حضرت نی جب یہہ بات اوس مخنث سی سنی تب
فرمایا کہ اس قسم کے لوگ تمہاری پاس نہ آیا کرین اور مشکوۃ شریف مین ہی کہ اوس مخنث نی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بھائی
سی کہا کہ ای عبد اللہ اگر فتح کیا اللہ تعالی نی تمہاری لئی کل کو طائف پس بیشک مین بتلا دونگا تمکو غیلان کی بیٹی کو پس بیشک وہ آتی
ہی ساتھہ چار کے اور جاتی ہی ساتھہ آٹھہ کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ نہ داخل ہوا کرین تمپر یہہ مخنث نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نی
مخنث اوسکو کہتی ہین کہ مشابہ ہو ساتھہ عورتون کی اخلاق مین اور کلام مین اور حرکات و سکنات مین جسکو یہان زنانہ

اور زنخا کہتی ہین اور یہہ مشابہہ ہونا کبھی تو خلقی ہوتا ہی پس وہ برا اور باعث گناہ نہین اور کبھی یہہ مشابہہ ہونا تبکلف ہوتا
ہی یہہ برا اور موجب لعن کا ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ لعنت کری اللہ تعا اون عورتونکو کہ مشابہہ ہوتی ہین مردونکی
اور لعنت کری اللہ تعا اون مردونکو جو مشابہہ ہوتی ہین عورتونکی اور پہلے جو مخنث امہات المومنین یعنی حضرت کی بیبیونکی پاس آتا
تھا سبب یہہ تھا کہ وہ گمان کرتے تھین کہ اسکو حاجت اور رغبت عورتونکی طرف نہین اور قسم غیر اولی الاربہ سی ہی پھر
منع فرمایا حضرت نی کہ یہہ مخنث لوگ عورتونکی پاس نہ آیا کرین اور غیر اولی الاربہ اوسی کہتی ہین جو بڈہا بیہوش ہو کہ شہوت
اوسکی بالکل جاتی رہی ہو اور کسیکام کا نرہا ہو اور حکم خصی کا یعنی جسکی بیضہ کوٹکر شہوت کھودی ہو اور حکم مجبوب کا
بھی یعنی جسکا ذکر کٹا ہو یہی ہی اور اس مخنث کی کلام مین جو مذکور ہوا کہ آتی ہی سا منہ چار کے الی آخرہ مراد اس سی بیان
کرنا اوس عورتکی فربہی کا ہی کہ فربہی کی پیٹ مین چار شکن پڑتی ہین پس جب آتی ہی تو وہ معلوم ہوتی ہین اور جب پیٹھ
پھیرتی ہی تو اون شکنونکی سری دونو پہلوونکی طرف سی دو دو نظر آتی ہین حاصل اسکا یہ ہی کہ وہ بڑی موٹی تھی اور
عرب مین موٹی عورتکی طرف مردونکو میل ہوتا ہی اسلئے اوس مخنث نی بیان اوسکی مٹاپی کا کیا اور نام اوس عورتکا
بادیہ تھا بیٹی غیلان کی اور نام اوس مخنث کا ہیت تھا یا ماطع انتہی کذا فی مظاہر الحق نقلا عن المرقاۃ واشعۃ اللمعات
در المختار مین ہی والخصی والمجبوب والمخنث فی النظر الی الاجنبیۃ کالفحل یعنی اور خصی جسکی بیضہ
کوٹکر شہوت کھودی ہو اور مجبوب کہ ذکر کٹا ہو اور زنخا دیکھنی مین طرف نامحرمہ عورتکی مانند اچھی مردکی ہین یعنی
بی پردہ ہونا ان سی درست نہین وقیل لا باس بمجبوب جف ماؤہ لکن فی الکبری من جونہ فی قلۃ التجربۃ والدیانۃ
یعنی اور کہا گیا ہی کہ نہین کچھہ مضایقہ اوس ذکر بریدہ کا نظر کرنا کہ خشک ہو گئی ہو منی اوسکی لیکن کبری مین ہی
کہ جسنی جایز رکھا دیکھنا مجبوبکا سو سبب کم تجربہ اور دیانت کی ہی طحطاوی نی کہا خصی مرد بھی جماع کرتا ہی اور جماع اوسکا اوروں کی
نسبت سی زیادہ ہی انتہی اور ابوداؤد مین ہی کہ حضرت نی اوس مخنث کو مدینی سی نکلوا دیا یہانتک کہ صحابہ کرام نی عرض کی کہ یا
رسول اللہ یہ سبب بھوک کی وہ مرجاویگا تب انہی اجازت دی کہ جمعہ کی دن شہر مین دو بار آیا کری کذا فی تحفۃ التیموریۃ اور بخاری
شریف کی حاشیہ مین قسطلانی سی نقل کیا ہی کہ پھر نکالدیا اوسکو حضرت صلعم نی مدینہ سی طرف حمی کی پس جبکہ حاکم ہوی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ تب کہا گیا اونسی کہ تحقیق وہ یعنی مخنث ضعیف ہو گیا ہی اور بوڑہا ہو گیا ہی اور محتاج ہی پس اجازت دی
انہو اوسے کہ داخل ہو ہر جمعہ کیدن اور مانگ لیا کری کھانا لوگون سی اور لوٹ جایا کری اپنی جگہہ کو تفسیر آیات الاحکام مین
لکھا کہ فصل ستر عورتکا بیان **قولہ** تعا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر
بما یصنعون وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن
بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن
او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین

لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون

ترجمہ کہدی ایمان والونکو نیچی رکہین تک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین ستر اپنی اسمین خوب ستہرائی ہی اونکو اللہ کو خبر ہی جو کرتے ہین اور تہا
متی رہین ستر اپنی یعنی نہ کسیکا ستر دیکہین اور نہ اپنا دکہاوین وہ خبر ہی جو کرتے ہین کفر کی رسم مین اسبات کی کچہلے قید تہی اور
کہدی ایمان والیونکو نیچی رکہین تک اپنی آنکھین اور تہامتی رہین اپنی ستر اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی اوسمین سی اور
ڈالین اپنی اوڑہنیان اپنی گریبانو نپر اور نہ کہولین اپنا سنگار مگر اپنی خاوندونکی آگی یا اپنی باپکی یا خاوندکی باپکی یا اپنی بیٹونکے یا اپنی
خاوندکی بیٹونکے یا اپنی بھائیونکے یا اپنی بھتیجونکی یا بہانجونکی یا اپنی عورتونکی یا اپنی ہاتھکے مال کی یا کمیرونکی جو مرد کچہ غرض
نہین رکہتی یا لڑکونکی جنہون نی نہین پہچانی عورتونکی بہید اور نہ دہمکاوین اپنی پاؤنون سی کہ معلوم ہو جو چہپاتی ہین اپنا
سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگی سب ملکر ای ایمان والو شاید تم بہلا پاؤ حاشیہ موضح القران مین ہی کہ سنگار تن سی کہلے
چیز یا ایسی کو کہا جیسی چہنی کپڑی اوپر سی یا پوشاک یہہ کہا کہ عورتونکو تہوڑا سا مونہہ اور ہاتھکی انگلیان اور پاؤنکا نیچہ کہولنا
درست ہی ناچار کو پہیر ہاتھہ کی مہندی کہلی ہوئی یا آنکھہ کا کاجل یا انگلی کا چہلا اور باقی بدن اور گہنا ڈہانکنا ضرور ہی غیر
سی مگر اپنی محرمون سی چہپاتی سی زانو تک اور اپنی عورتین جو نیک چال کی ہون اونسی بہی اتنا ضرور ہی اور بدراہ عورتونکی
کنارہ دیکہنا اور کمیری جنکو غرض نہین وہ کہانی سو نہین غرق ہین شہوت نہین رکہتی اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام
بہی محرم ہی بہت علماکے نزدیک اور پاؤنکی دہمکی سی معلوم ہوتا ہی کہ گہونگرو یا گوجری اور باریک کپڑا جس سی بدن نظر آوی
ننگی برابر ہی اور اتنا بہی نکہلے تو بہتر ہو فائدہ تفسیر احمدی مین ہی کہ پہلے اللہ نی مردونکو حکم کیا کہ قل للمومنین یغضوا
من ابصارہم یعنی مرد کو مردونکی طرف زیر ناف سی زانو کی نیچی تک دیکہنا حرام ہی اور محرمات اور غیر کی لونڈیکو زیر ناف سی اور زانو کی
نیچی تک اور پیٹ اور پیٹہہ دیکہنا حرام ہی اور حرہ اجنبیہ کو جو شہوتکا ڈر ہو تو مطلقا دیکہنا حرام ہی اور جو شہوتکا ڈر نہو تو چہرہ اور
ہتیلی اور قدم دیکہنا روا ہی اور قاضی اور گواہ کو اور اوسکو جو اوس سی نکاح یا خرید کا ارادہ کری گو شہوتکا ڈر ہو چہرہ اجنبیہ کا
چہرہ دیکہنا روا ہی اور امرد کو یعنی خوبصورت لڑکیکو بشہوت دیکہنا بہی حرام ہی حدیثون سی ثابت ہی اور حفظ فروج سے یہہ مراد
ہی کہ ذکر کو محفوظ رکہین جماع سی اس سی زوجہ اور لونڈی مستثنی ہی اور بیضاوی مین ہی کہ زیر ناف سی زانو کی نیچی تک چہپانا مراد
ہی پہر عورتونکو حکم کیا کہ یغضضن من ابصارہن یعنی عورتنکو محارم مردون کیطرف اور اور عورتونکیطرف زیر ناف سی زانو کی نیچی تک
دیکہنا حرام ہی اور اجنبی مرد کیطرف جو شہوتکا ڈر نہین رکہتی تو ایسی ہی حکم ہی اور جو شہوتکا ڈر رکہتی ہوتو سارا بدن دیکہنا حرام
ہی اور قل للمومنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن سی یہہ مراد ہی کہ اپنی فرج کو جماع سی بچاوین اس صورت مین زوج اور مالک
مستثنی ہین یا یہہ کہ فرج سی ستر مراد ہو اس سی معلوم ہوا کہ عورت گو اندہی یا دیوانی ہو مرد اپنی ستر کو اوس سی محفوظ رکہی اور مرد
گو اندہا یا دیوانہ ہو عورت اپنی ستر کو محفوظ رکہی اور حدیث مین ہی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندہی تہی آیت حجاب کی اوترنیکی بعد ام سلمہ
اور میمونہ رضی اللہ عنہما کی پاس آئی حضرت نی دونون بیبیون کو پردیکا حکم کیا اور ابن ام مکتوم کی اندہی ہونیکا عذر قبول نفرمایا اور

ولا یبدین زینتہن مین جو لفظ زینت کا ہے اوس سے شافعی رح نے سرمہ اور زیور وغیرہ مراد لیا اسصورت مین معنی یہہ ہین کہ اجنبی کو
اپنا سنگار نہ دکھاوین مگر جو خود بخود دکھلاوے کام کرنیکے وقت تو اندیشہ نہین جیسے انگلیون سے انگوٹھی یا آنکھہ سے سرمہ یا ہتیلی سے
مہندی اور ہماری نزدیک زینت کا محل مراد ہے یعنی سر اور کان اور گردن اور سینہ اور دونون کلائی اور ہتیلی کہ وہان تاج اور قرط بالی
اور قلادہ اور حمیل اور کنگن اور گوجری پہنتی ہین اور معنی یہہ ہین کہ ان اعضا کو ظاہر نکرین پہر جو عضو کہ ضرورت سے کھلی
رہتی ہین چہرہ اور ہتیلی فقط اونکا کھلنا مضایقہ نہین کیونکہ ان دونون عضو کی ستر مین گواہی اور محاکمہ اور نکاح وغیرہ مین (طوق ۱۲)
حرج ہے اور صحیح یہہ ہے کہ قدم کا کھلنا نچاہیے پر بعضونکی نزدیک جائز ہے کہ عورت مرد اجنبی شہوت والی سے ان اعضا کو چھپاوے
جو اوسکی غیر ہے اور بارہ شخص مستثنی ہین بعضی زوجیت کے سبب جیسے زوج کہ اوسکو سارا بدن تا آنکہ فرج بھی دیکھنا روا ہے اور بعضی
اسلیے کہ عورتون کو اونکی آمد و رفت مین حاجت بہت ہے اور اونسے فتنہ کا بھی ڈر نہین ہے یا حرمت مصاہرت کے سبب جیسے زوج کا
باپ اور بیٹا یا محرمیت کے سبب جیسے اسکے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بھتیجے اور بھانجے یہہ عام ہین محارم نسبی ہون یا محارم رضاعی
اور دادا باپ مین اور پوتا بیٹے مین داخل ہے اور چچا اور ماموں کا ذکر نہین ہے اسلیے کہ محارم مین داخل ہین اور بعضونکی نزدیک
مستثنی سے خارج ہین کیونکہ جو موضع زینت کا دیکھین احتمال ہے کہ اپنے بیٹیوں سے کہین تو موجب فساد کا ہو اور بعضی اس جہت سے
کہ وہ ہم جنس ہین جنکی طرف اشارہ ہے نسائہن سے اکثر اسپر ہین کہ نسائہن سے مسلمان عورتین مراد ہین اس سے پوچھا گیا کہ کتابیہ اور
مجوسیہ اور وثنیہ کو دکھانا نہین روا ہے یعنی مسلمان عورت کو اور بعضونکی نزدیک عام ہے اور صاحب مدارک نے خاص حرہ مراد لی ہے
اس سے پوچھا گیا کہ غیر کی لونڈی کو بھی زینت دکھانی نچاہیے کیونکہ جو اوسکی لونڈی ہو تو اوسکا ذکر او ما ملکت ایمانہن مین ہے
یہہ شافعی کی ایک قول مین اور امام مالک کی نزدیک عام ہے لونڈی ہو یا غلام اور ہماری نزدیک خاص لونڈی کو اس سے پوچھا
گیا کہ ہماری نزدیک غلام کو سیدہ کی زینت کا مقام دیکھنا حرام ہے تصریح ہے اسکی مدارک اور ہدایہ مین اور بعضون نے کہا ہے جو
پرہیزگار ہے تو اوسپر اظہار زینت چاہیے اور جو نہو تو نہین پر مالکہ کافرہ اور مسلمہ کو البتہ عام ہے اور بعضی اسلیے کہ شہوت والی نہین
ہین بڑی ہوئی یا لڑکا اور خصی اور مجبوب کو بعضون نے تابعین غیر اولی الاربہ مین داخل کیا ہے اور ہماری نزدیک نہین داخل اور
ولا یضربن بارجلہن کی یہہ معنی ہین کہ زمین پر پانون مار کر یا ایک پانون دوسری پر مار کے نہ چلین تو گوجری وغیرہ کی آواز
معلوم نہو حضرت نے فرمایا ہے خدا ایسی لوگونکی دعا قبول نہین کرتا ہے جو اپنی عورتونکو گوجری پہناتی ہین انتہی ف واضح ہو کہ اکثر
عورتین اقرباؤن خاوندکی سے مثل بھائی اور چچا اور خالو کے اوسکی پردہ نہین کرتے ہین اسمین بڑا فتنہ ہے اور ونکی نسبت ہے
اسلیے کہ اورونکی صرف آمد و رفت بھی ہوتی ہے مگر گفتگو اور کلام بیہودہ کم ہوتا ہے بخلاف انکی اسیلیے حدیث مین وارد ہے کہ پوچھا ہے
یارسول اللہ افرأیت الحمو قال الحمو الموت یعنی عرض کیا یارسول اللہ بتلاؤ کیا دیکھو تمہین اپنی خاوند کی بھائی کو فرمایا بھائی خاوند کا جیٹھ
موت ہے یعنی خاوند کی بھائی سے بھی پردہ کرنا چاہیے اسلیے کہ وہ بعینہ موت ہے روایت کیا یہہ ترمذی نے اسیطرح اور اقرباؤن
خاوند کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور ہمسایون سے بھی پردہ کم ہوتا ہے اور زنا کرنا ہمسایہ کی عورت سے بہت سخت برا ہے اور ونکی نسبت

جیسا کہ گناہ کبائر کے بیان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ان تزانی حلیلة جارك بعد اشراكك باللہ
یعنی بعد شرک کے زنا کرنا ہی ساتھ عورت ہمسایہ اپنی کے انتہی کذا فی تحفۃ التیموریہ اور ایام محاصرہ مین ایکروز حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے منادیکو حکم کیا تو اوسنے پکار دیا کہ جو غلام کہ قلعہ سے مسلمانونکی طرف آجاوے وہ اوسوقت آزاد ہے پھر یہہ
سنکر قریب بیس غلامونکے بانسے حیلہ کر کے نیچے اتر آئی اونمین سے نفیع نفیع بضم نون وفتح فا ابن حارث تھی کہ ایک لکڑی لئی ہوئی جسکو
بکرہ کہتے ہین قلعہ سے نیچے اوترے اسی جہت سے اونکا لقب ابو بکرہ مشہور ہوا اور بکرہ اوس لکڑی کو کہتے ہین جسپر کوین کی چرخی
پھرتی ہے پھر حضرت نے اون سب غلامونکو آزاد کیا اور ہر ایک کو ایک صحابی کے سپرد کر دیا کہ اونکی خبر گیری کرے پھر بعد ایکمدت کے جب
اہل طائف مسلمان ہوئی تب اونہون نے عرض کی کہ ان ہمارے غلامونکو ہمکو پھیر دو آپنے فرمایا اولئك عتقاء اللہ یعنی یہہ لوگ آزاد
کئی ہوئے اللہ کے ہین تمہارے غلام یہ نہین یا یہ جو دنکر ینگی اور نسب نفیع کا یون ہے نفیع بن الحارث بن کلدہ ثقفی اور بعض نے کہا کہ
نفیع بن مسروح بن کلدہ اور کہا ہے کہ نفیع غلام حارث بن کلدہ یا مسروح بن کلدہ کے تھے اوسنے اونکو فرزندی مین لیا تھا
اور اخر بصرہ مین وہ جا کر رہے اور وہین مرے سن انچاسمین اور روایت کی اونسے بہت لوگون نے اگر کوئی کہے کہ کیا سبب تھا ہنکا
کہ آپنے اونکی غلامونکو ایسے بلایا اور آزاد کیا اور پھر اونکو رد نکیا اونکی مالکونپر تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ دعوت خاص غلامونکے
تھی ساتھ اسلام کے اور بشارت دینا تھا اونکو ساتھ آزاد کرنیکے جیسیکہ دعوت کرے کوئی ایک جماعت کفار کو طرف اسلام کے
اور بشارت دے اونکو ساتھ نعمتون دنیویہ کے اور اخرویہ کی تو جائز ہے ایسے ہی ان غلامونکی جماعت کو بھی بشارت اعتاق
کی دیکر اون کو دعوت اسلام کی کرے پھر جب وہ حاضر ہوئی تو حکم مین غنیمت کے ہوئے اور بندے ہوے پھر اونکو آزاد کر دیا اور
اگر کہے کہ بطریق غلبہ کے اونکو نہین پکڑا تھا وہ از خود حاضر ہو گئے تھے تو وہ غلام نہوے تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ مراد آزادی سے
یہان صرف خلاصی اور رہائی ہے کہ بلا قید اپنے طور پر رہین چنانچہ عبارت ہم عتقاء اللہ مشعر اسی پر ہے یہہ تاویل اوپر تقدیر
نفی مالکیت اس قوم کی اونسے ہو سکتی ہے اور حقیقت مین جو سب امر راجع ساتھ حکم الہی کے ہے اور تفویض احکام کی ساتھ حضرت
رسالت پناہ ہے کے ہے پس کچھہ محل اشکال اور استبعاد کا نہین ہے جیسے آپنے مناسب جانا ویسے ہی عمل فرمایا واللہ اعلم بالصواب
کذا فی مدارج النبوۃ اور مروی ہے کہ ایام محاصرہ مین طائف کے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اطراف مین اوس دیار کے واسطے صفائی مشرکین کے بھیجا اونہون نے جا کر خوب جدال وقتال کی اور ہوازن اور ثقیف کی بتون
کی بتونکو توڑا اور سب آثار اور دیار مشرکین بیدین کے خراب اور تباہ کیے اور پھر حضرت کی خدمت فیض درجت مین آکر حاضر ہوے
جب آپکی نظر برکت اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چہرہ سعادت بہرہ پر پڑی تو آپنے تکبیر کہی اور اونسے خلوت کی اور خفیہ کچھہ
اونسے باتین کین جب بہت دیر ہوئی تب صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا کہ آج عجب راز دور دراز آپنے اپنے چچا کی بیٹے سے کہا کہ اسطرح آپ
اور ونسے نہین کہتے ہین آپنے فرمایا ما انتجیته ولکن اللہ انتجاه یعنی مینے راز نہین کہا اوس سے یعنی مین خود اپنی طرف سے اوس سے راز نہین
کہتا ہون ولیکن اللہ تعالی نے مجھکو امر کیا تو مین اوس سے راز کہتا ہون کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہ منشاء

باتیں کرنا دو آدمیونکا کانوں میں آپسمیں جس وقت موجود ہووے تیسری کہ اسلئے کہ فرمایا علیہ الصلواۃ والسلام نے کہ جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو آدمی کانوں میں آپسمیں باتیں نکریں اوس تیسرے کو چھوڑکر جب تک کہ مختلط ہو یعنی ملو تم ساتھ آدمیونکے یعنی جب تین ہی سوا اور آدمی ہو جاویں تو کچھہ ڈر نہیں اسلئے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابو صالح رض نے پوچھا کہ جب چار ہوں تو تب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ضرر کریگا تجھکو یعنی کانوں باتیں کرنا تیرا دوسرے آدمی سے وقت موجود ہونے اور دو آدمیونکی اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین میں اسلئے کہ جب دو آدمی آپسمیں کانوں باتیں کرینگی تیسرے کو چھوڑکر تو غمگین ہوگا وہ اور جو دوسرا اور اوسکے ساتھہ ہوگا تو اوسکو غم نہوگا اس سے کذا فی الطریقۃ المحمدیۃ اور اثناء محاصرہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ایک پیالہ بڑا بھرا ہوا دودہ کا یا مکھن کا آپکی آگے دھرا تھا قبل اس سے کہ آپ واسطے تناول کی طرف اوسکے ہاتھہ لیجاویں ایک مرغ نے آکر اوس پیالہ میں چونچ ماری اور اوس پیالہ کو گرا دیا اور جو کچھہ اوسمیں تھا سب گر پڑا آپنے حضرت صدیق رض سے کہ فن تعبیر میں مہارت تمام رکھتے تھے کہا اونہوں نے عرض کی کہ یہہ واقعہ اشارہ کرنیوالا اسپر ہے کہ اس سال آپکو اجازت فتح ہونے اس قلعہ کی نہیں ہے آپنے اونکی تعبیر کی تصدیق کرکے فرمایا کہ مینے بھی اس خوابکی یہی تعبیر کی تھی اور کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے مقدمہ میں نوفل بن معاویہ دیلمی سے مشورہ کیا اونہوں نے کہا کہ یہہ لوگ مانند لومڑی کے اپنے بل میں گھسے ہوئے ہیں اگر آپنے انپر غلبہ پایا تو اونکو پکڑ لینگے اور اگر اونکو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ آپکو کچھہ ضرر نہیں پہونچا سکتے پھر حضرت صلی میل کیا طرف کوچ کی اور مروی ہے کہ ایک آدمی نے قلعہ والوں سے کہ اوسکو ابو محجن بن حبیب ثقفی کہتے تھے قلعہ کی فصیل پر کھڑے ہوکر ایک آواز دی کہ اے مندو محمد ص کی تم آج تک کسی سے مقابل نہیں ہوئے کہ وہ تمسے باخوبی مقابلہ کرتا سوا ہمارے تم کتنے ہی کوشش کرو اور گھیرے رہو کچھہ فائدہ نہوگا اور جو پھیر جاؤگے تو بھی مدعا تمہارا کچھہ حاصل نہوگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اوس سے پکارکر کہا کہ اے محجن قسم خدا کی کہ تیری معاش کا اسباب تجھپر تنگ کرینگے کہ تو اپنے سوراخ سے باہر نکلے کیونکہ تو لومڑی کے مانند بل میں گھس رہا ہے سوا نکلنے کے اور کچھہ چارہ نہیں اوسنے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے درخت انگور اور کھجور کے کاٹ ڈالوگے تو بھی پانی اور خاک اسقدر ہے کہ دوبارہ اُگ آئینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تجھکو اب نکلنے کی قدرت نہیں ہے اور نہوگی پھر نکلکر اوسمیں عمل کریگا اور وہ اُگے کیونکہ ہم یہاں سے ہرگز نہ ہلینگے جب تک کہ تو بھوکا ہی نہ مرجاوے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اسطرح نکہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف کے فتح ہونیکا حکم اس سالمیں نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا حضرت نے یوں ہی فرمایا ہے انہوں نے کہا ہاں روایت ہے کہ خولہ زوجہ عثمان بن مظعون نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ جب قلعہ طائف فتح ہو تو زیور بنت غیلان یا زفاعہ بنت عقیل کا مجھے عنایت کرنا اور یہہ دو لوعورتیں ساتھہ زیادتی مال و جمال کے طائف کی عورتوں میں ممتاز تھیں آپنے فرمایا کہ میں کیونکر انمیں سے ایک کا زیور تجھے دوں کہ حکم اس قلعہ کی فتح کا نہیں ہے خولہ نے یہہ حال جاکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے جاکر حضرت ص سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فتح میسر نہوگی آپنے فرمایا کہ ہاں نہوگی عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

کہ کوچ کرینگے کہ مسلمان آپنے فرمایا المیان کہ وہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوچ کی ندا کی مسلمانوں نے اپنا ملال اظہار کیا اور کہا کہ ہم بغیر قلعہ فتح کئے پھرتی ہیں کیونکر مراجعت کریں آپنے فرمایا کہ جو ہر مراجعت کرو گی تو لڑو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قلعہ کے نیچے جا کر لڑائی شروع کی بہت لوگ زخمی ہو کر لوٹ آئے آپنے فرمایا کہ کل کوچ کرینگے انشاء اللہ تعالی پھر سب لشکر نے بموجب فرمانے آپکے خوش ہو کر وہاں سے کوچ کیا مروی ہے کہ جب سب لوگ لادنے میں مشغول تھے تب حضرت اونکی طرف دیکھکر تبسم فرماتے تھے یعنی اسلئے کہ جب میں کہتا تھا کہ کوچ کرو تو منہ بنا لیا اور اب خود بخود کوچ کرنے لگے اونہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ثقیف کی تیروں نے کلیجے ہمارا جلا دیا ہے آپ بددعا کریں آپنے اونکے لیے دعاء خیر کی کہ خداوندا انکو ہدایت کر اور اسلام پر لا انکو کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ میں امام نووی سے منقول ہے کہ قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے کوچ کا بسبب شفقت اور مہربانی کرنے کی حال صحابہ پر بہت دشوار ہونی امر اوسکے اور شدت کفار کہ جو اوس میں گھرے ہوئے تھے باوجودیکہ ایسا جانتے تھے اور امید وار تھے کہ فتح کرینگے اسکو بعد اسکی بغیر مشقت تب کے مگر باوجود اسکی جب پھر حرص کی صحابہ نے اوپر ثبات قدمی اور جہاد کی اور کوشش کی قتل میں تو حضرت نے بھی اقامت کی اور کوشش کی قتال میں پھر جب پہونچی اونکو زخم تو رجوع کیا اونہوں نے ساتھ اوس چیز کے کہ قصد تھا حضرت کا پہلے سے بسبب شفقت اور مہربانی کے سو خوشحال ہوئے پھر سب اوس جہت سے کہ دیکھا حضرت کی مہر و شفقت اپنی حال پر سو موافقت کی کوچ کرنے پر پس تبسم کیا حضرت نے بسبب تعجب کرنیکی تغیر رای اونکی سے انتہی اور مروی ہے کہ حضرت نے بروقت کوچ کے صحابہ کو فرمایا کہ یہہ دعا پڑھیں

لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ اور جب کوچ کیا تب یہہ پڑھنے کو فرمایا

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون اور یہہ کلمات پڑھنا وقت مراجعت وطن اپنے کے مسنون ہے اور مافوق میں سوچکر اور تامل کر کہ کس طور کرتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ تشریف لیجاتے سفر جہاد کو واسطے استعداد جمع کرنے صحابہ سے اور ساتھ لینے گھوڑوں اور ہتیاروں کی اور اشیاء محتاج الیہ جہاد و سفر سے پھر بعد اسکی خالی ہو جاتے سب سے اور توجہ کرتے طرف اللہ کی اور سپرد کرتے اپنے کام کو طرف مولی اپنے کے ساتھ قول اپنے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ کی اور اشارہ کیا اپنے ساتھ قول ہزم الاحزاب وحدہ کی ساتھ نفی کرنے تمام اوس اسباب کی اور فی الحقیقت یوں ہی ہے کیونکہ انسان اور فعل اوسکا مخلوق اللہ تعالی کا ہے سوا اوس اللہ تعالی نے آدمی کو پیدا کیا ہے اور تدبیر اور اعانت کی اوسکی اور جاری کیا کاموں کو جسکے ہاتھ پر چاہا اور اختیار کیا اپنے خلق سے جسکو چاہا سو سب کام صادر اوسی سے ہیں اور راجع طرف اوسکی اور ثواب و عقاب کسب پر ہے اور اگر چاہتا اللہ تعالی تو ہلاک کرتا کافروں کو بغیر جدال و قتال کے جیسیکہ فرمایا اللہ تعالی شانہ نے ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلو بعضکم ببعض یعنی اگر چاہتا اللہ تعالی تو بدلہ لے لیتا اونسے ولیکن تمکو آزماتا ہے بعض اونکو ساتھ بعض کی سو ثواب دیتا ہے نیکی کرنیوالوں اور شکر کرنیوالونکو جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلو اخبارکم یعنی اور البتہ تمکو جانچیں گے تا معلوم کریں جو تم میں لڑائی والے ہیں اور ٹھہرنیوالے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں سو جبکہ ہے سب مکلفوں پر بجا لانا دونوں حالتوں کا کیا طاعات اسباب میں اور کیا رجوع کرنے میں طرف حق تعالی کی اور تسکین پکڑنے طرف اوسکی جیسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھی کہ اول درستی اسباب و سامان کی کرتے واسطے متادب ہونے

ساتھ آداب ربوبیت کے اپنی تخلق ہو نی ساتھ اخلاق الٰہی کے اور واسطے تشریع امت کے پھر رجوع کر دکار مین اور سپرد کر د طرف اللہ تعالیٰ کی اور زلزلہ مین لاتا تھا اللہ تعالیٰ آپکے دست مبارک پر جو کہ چاہتا تھا اپنی قدرت عالیہ اور حکمت غامضہ سے کہ ذخیرہ کیا تھا اونکو واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال علی وجہ الکمال کذا فی المدارج **مترجم** عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ توکل ورضا بالقضا کی باب مین مولوی معنوی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے **قطعہ**

گفت پیغمبر باواز بلند
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گر توکل میکنی در کار کن

با توکل زانوے اشتر ببند
الا بصار اذا جاء القضا
حاکم تقدیر شیخ آید بہ توف
جرم خود را چون نہی بر دیگران
فعل تو کہ زاید از جان و تنت

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو
گر شود ذرات عالم حیلہ بیچ
عقل چہ بود در قمر افتد خسوف
بل قضا حق است و جہد بندہ حق
ہمچو فرزندت بگیر دد امنت

از توکل در سبب کاہل مشو
با قضاے آسمان حیست و بیچ
این قضا ابری بود خورشید پوش
از مباش اعور چو ابلیس خلق

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
چون قضا بیرون کند از چرخ سر
شیر و اژدرہا شود زو ہمچو موش
گر خود دیگر دو جرم خود ببین

ضاق الفضا علیہ واجب
عاقلان گردند جملہ کور و کر
بر قضا کم نہ بہانہ ای جوان
جنبش از خود بین و از سایہ ببین

پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے کوچ کیا تو جعرانہ مین کہ وہان چیزین غنیمت جمع تھی اور وہ چھہ ہزار غلام اور چوبیس ہزار شتر اور زاید چالیس ہزار سے بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور اوقیہ وزن چالیس درم کا ہوتا ہے اور ایک روایت سے گوسپند بیشمار تھین پھر آپنے باتحفہ بخشش کا ساتھ خرچ کرنا اموال کے خلائق پر کھولا خصوصًا مولفۃ القلوب پر کہ ہنوز نور ایمان نے اونکے دلمین قوۃ اور استواری نہین پکڑی تھی مولفۃ القلوب ایک قوم کفار مین سے تھے کہ حضرت سرور عالم صلعم اونکو کچھہ عنایت کیا کرتے تھے اونکی تالیف قلوب کیلئے یہہ ابتداء اسلام مین تھا اور بعد رسول اللہ صلعم کے بسبب استغنا کے ساقط ہو گیا حصہ اونکا حاشیہ خیالی عن تاتارخانی اور تحقیق اسکی یون ہے کہ مولفۃ القلوب تین قسم تہے ایک قسم وہ کفار تھی کہ کچھہ عنایت کیا کرتے تھے حضرت صلعم واسطے طلب الفت اونکیکی اوپر اسلام کی اور دوسری قسم وہ تہی کہ عنایت کرتے تھے اونکو واسطے دفع شر اونکیکے اور تیسری قسم وہ تھی کہ اسلام لائی تھے لیکن ضعف تھا اونکی اسلام مین پس تالیف قلوب کرتے تھے لوگ کہ ثابت رہین اوپر اوسکی آپنے زید بن ثابت کو فرمایا تو انہون نے آدمی گنے پھر گوسپندون اور شترون کو گنا اور اونکو بانٹا ہر آدمیکو چار اونٹ اور چالیس دنبی پہونچی اور ہر ایک سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس دنبے پہونچی اور زیادہ ایک گھوڑے سے حصہ ندیا اور کہتے ہین کہ زر نقد کو حضرت صلعم کے پاس جمع کیا تھا ابو سفیان بن حرب نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ آجکی روز سب قریش سے زیادہ مالدار ہین آپنے اسبات سے تبسم فرمایا پھر انہون نے عرض کی کہ اس مال مین سے آپ کچھہ مجھکو عنایت کرین حضرت صلعم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اونکو دیے پھر اونہون نے عرض کی کہ میرے بیٹے یزید کا بھی حصہ دیجیے اور یزید نام اونکی بڑے بیٹے کا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام یزید اپنی بھائی کے نام پر رکھا پھر آپنے یزید کو بھی اوسیقدر چاندی اور اونٹ دلوائے پھر اونہون نے عرض کی کہ میرے دوسرے بیٹے معاویہ کا بھی حق دیجیے اور یہہ اونکی دوسرے بیٹے کا نام ہے سو حضرت نے جو اونکو دیا تھا اوسیقدر اونکی دوسرے بیٹے کو بھی عنایت کیا ابو سفیان نے کہا کہ میرے ماباپ تمپر فدا ہون قسم خدا کی تم کریم ہو حالت لڑائی اور حالت صلح مین بھی بہت بڑی درجہ کی نوازش اور مروت تمہی کو اللہ تعالیٰ تمکو جزاے خیر دیوے

اور حضرت نے حکیم بن حزام کو سو اونٹ دئے اونہون نے سو اونٹ اور مانگی آپنے وہ بھی عنایت کئے اور نضر بن الحارث اور اسید بن حارثہ ثقفی اور حارث بن ہشام برادر ابو جہل اور صفوان بن امیہ او قیس بن عدی اور سہیل بن عمر اور خویطب بن عبد العزی اور اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصین فزاری ان سبکو سو سو اونٹ دئے اور علا بن جاریہ ثقفی اور مخرمہ بن نوفل اور سعید بن یربوع اور عثمان بن نوفل اور ہشام بن عمر عامری ان سب کو پچاس پچاس اونٹ عنایت کئے اور اختلاف ہی علما کو اسمین کہ سب عطایا حضرت کی خمس مین سی تھے یا تمام غنیمت مین سی واقدی اور صاحب عیون الاثر او صاحب طبقات وغیرہم اہل سیر سے اسیر ہین کہ یہ ان سبکو اپنے خمس مین سی دیا اور قرطبی نے اس قول کی ترجیح کی ہی اسلئے اکثر عطا حضرت کی خمس مین سی ہوتے تھے اور ایک جماعت اہل سیر سی اسیر ہی کہ سب عطا غنائم مین سی تھے اور شیخ شہاب الدین ابن حجر علیہ الرحمہ نے شرح صحیح بخاری مین ترجیح اس قول کی کی ہی اور ظاہر بعض احادیث صحیحہ کا بھی موید اسکا ہی سو اس تقدیر پر قصہ مذکور مخصوص ساتھ واقعہ حنین کے ہی واللہ اعلم القصہ سب اموال اور نقود وغیرہ اہل مکہ وغیرہم پر حضرت نے صرف کیا اور سبکو راضی اور خوش کیا پھر جو کوئی کہ ایمان نہین لائے تھی وی بھی سب مسلمان ہو گئے اور جنکی ایمان ضعیف تھے اونکی ایمان بسبب حصول جاہ مندی اور خوشنودی کے قوی ہوئی اور مروی ہی کہ انہین ایام مبارک انجام مین حضرت کی گذر ایک گھاٹی پر پڑی اور صفوان بن امیہ آپکی ملازمت مین تھا اور اوس گھاٹی مین بھیڑین بکریان وغیرہ بھری تھین صفوان اونکی طرف دیکھ رہا تھا اور نظر کو اوسنی نہین پھیرتا تھا حضرت نے گوشہ چشم سی اوسکو دیکھا اور فرمایا کہ ای ابا وہب خوش آتا ہی تجھکو یہہ اوسنی عرض کی کہ ہان فرمایا کہ ان سبکو مینے تجھکو دیا صفوان اون سبکو اپنے تحت و تصرف مین لایا اور کہا کہ یہ سماحت نہین کرتا ہی نفس کسیکا مانند اون عطاؤن کی کہ کیا اوسکو نفس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکی وہ مسلمان ہوا اور مولفۃ القلوب مین داخل ہوا اور مروی ہی کہ بعض نادانون جفاکارون نے اعراب مین سے اس تقسیم غنایم کی ضمن مین حضرت کو طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچائین سو آپنے فرمایا کہ رحم اللہ موسی اوذی باکثر من ہذا فصبر یعنی رحم کری اللہ تعالی موسی کو کہ ایذا دی گئی وہ زیادہ اس سی تو انہون نے صبر کیا اونہون نے اور حضرت نے عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دئے اور عباس بن مرداس کو کچھہ کم دئے سو وہ ناخوش ہوا اور چند اشعار اوسنے کہی چنانچہ اونمین سے تین شعر یہہ ہین **شعر** اتجعل نہبی

وہب العبید | بین عیینۃ والاقرع | وما کان حصین ولا حابس
یفوقان مرداس فی المجمع | وما کنت دون امرء منہما | ومن تضع الیوم لا یرفع

یعنی کیا کردانتا ہی تو میری غنیمت اور میری غلام کے درمیان عینیہ اور اقرع کی اور نہین تھے حصین اور حابس کہ فوقیت لیجاتے وہ مرداس سی مجمع مین اور تھا مین کمتر کسی سی اپنے اون دونون سی اور وہ شخص کہ گرادی تو اوسکو آج کی دن وہ نہ اوٹھایا جائیگا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ اوسکو بھی پوری کر دی اور ایک روایت مین ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ اور اقرع کو سو سو اونٹ دئے اور عباس کو

کو چار اونٹ دئے وہ وہین ہی چلا گیا اور اوسنے شکایت کی جیسیکہ اوپر کی تینون مین مذکور ہی پھر جب اوسکے یہہ اشعار حضرت نے
سنے تو آپنے ارشاد کیا کہ اقطعوا عنی لسانہ یعنی روکو تم مجھسے زبان اوسکی سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اوسکا ہاتھ پکڑکر جہان اونٹ
کھڑے تھے وہان لیگئے اور سو اونٹ اوسکو دئے پھر جب وہ حضرت کی مجلس مین آئی تو بہت خوش تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میری شان مین شعر کہتا ہی اوسنے عذر کیا اور عرض کی کہ میرے والدین فدا ہون آپ پر مین رینگتا مانند
رینگنی چینٹی کے اپنی زبان مین رکھتا ہون سو وہ مجھے کاٹتا ہی مثل کاٹنی چینٹی کے تو سوا شعر کہنے کی اور کوئی چارہ نہین دیکھتا ہون
ناچار ہوکر مین شعر کہتا ہون اور اسمین مین بے اختیار ہون کہ بغیر اسکے مجھے آرام اور قرار نہین ہوتا آپنے اوس سے یہ سنکر تبسم کیا
اور فرمایا کہ عرب کے لوگ شعر گوئی نہین چھوڑ سکتے جیسیکہ اونٹنی اپنی حنین کو نہین چھوڑ سکتی حنین اونٹنی کی اوس آواز کو کہتے ہین کہ
اپنے بچے کی جدائی سے کرتی ہی اور بعض کتب سیر مین ہی کہ جب حضرت نے اوسکے یہہ اشعار سنے تب اوس سے ارشاد کیا کہ کیا تو نے یہہ شعر
کہے ہین أتجعل نهبي ونهب العبيد بين الأقرع والعيينة ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بین العیینة والاقرع ہی آپنے فرمایا کہ
خواہ اسطرح پڑہو خواہ اوسطرح دونو کے معنی ایک ہین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ گواہی دیتا ہون مین کہ آپ
شاعر نہین ہین اور آپکو شعر سزاوار نہین ہی جیسیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی وما علمنه الشعر وما ینبغی له یعنی نہین سکھایا ہمنے اوسکو شعر اور
نہین سزاوار ہی واسطے اوسکے یعنی شعر کا سیکھنا اسلئے کہ اگر آپکو شعر کہنا آتا ہوتا تو لوگونکے دلمین شک ہوتا کہ انکو قرآن مجید کی نظم
اور افصاح پر قدرت شاعری سے ہی سو اسلئے اللہ تعالی نے آپکو شعر کہنا نہ سکھلایا اور جب کبھی آپ کوئی شعر تمثیلاً پڑھتے تو آپکی
زبان مبارک پر شعر موزون جاری نہوتی چنانچہ ایکبار آپنے کہا کفی الاسلام والشیب للمرء ناهیا ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قائل نے کہا ہی کفی الشیب والاسلام للمرء ناهیا پھر آپنے مکرر اسی وضع پر کہ اول پڑہی تھی پڑہی حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اشهد انك لرسول الله وما علمك الشعر وما ینبغی لك یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک تم
رسول اللہ کے ہو اور نہین سکھایا تمکو شعر اور نہین سزاوار ہی وہ تمکو اور وہ جو کلمات حضرت سے موزون وارد ہوئی ہین
مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب کے سو وہ بے تکلف اور بے قصد کے تھے وہ شعر نہین شعر کو تکلف اور قصد چاہئے کا ہو وارکو
فی مطولات انتہی ما فی الحسینی وغیرہ اور اسی جگہہ سے اخذ کیا ہی جو کہتے ہین کہ حضرت کو شعر موزون کا پڑہنا نہین
آتا تھا اور فرق موزون اور ناموزون مین نہین کرتے تھے پھر آپنے حضرت علی رضہ کو فرمایا کہ اٹھو اور زبان کو اوسکی مجھسے
قطع کرو حضرت علی رضہ اوٹھے اور اوسکا ہاتھ پکڑکر لیچلے عباس بن مرداس کہتے ہین کہ مینے کہا کہ اے علی کیا تم میری
زبان کاٹوگے اونہون نے کہا کہ جو کچھہ حضرت نے فرمایا ہی وہی کرونگا اور مجھکو لئے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ جہان اونٹ
تھے وہان پہونچے پھر مجھسے کہا کہ انمین سے پسند کرلے چار اونٹ سے سو تک مینے کہا کہ میرے والدین تمپر فدا
ہون تم بڑے کریم اور وجیہہ اور خلیق اور حلیم ہو اوسوقت حضرت علی رضہ نے مجھسے کہا کہ حضرت نے تمکو مہاجرین
اور انصار مین سے رکھا تھا اور چار اونٹ تجھکو دئے تھے اگر تو اپنے کو اونہین سے رکھا چاہتا ہی تو اونہین چار

اونٹھون پر کہ حضرت نے تجھکو عنایت کئی تھے قناعت کر اور اگر منجملہ مولفۃ القلوب مین سے ہوا چاہتا ہے تو سو اونٹ
لیجئے کہا کہ اس امر مین آپ ہی سے مشورہ کرتا ہون کہ تم اسمین کیا کہتے ہو حضرت علی رضنے کہا کہ اگر تو فریفتہ مال دنیا کا
ہو تو خدا اور رسول کے دیئے پر خوش ہو تیرے لئے بہتر ہے اور مروی ہے کہ جب یہہ عنایتین حضرت سے لوگون پر غنیمتون
حنین مین سے واقع ہوئین تو ایک صحابی نے حضرت سے عرض کی کہ آپنے عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس کو سو سو
اونٹ عنایت کئے اور جعیل بن سراقہ ضمیری کو کچھہ بھی نہین دیتے ہین آپنے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری
اوسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ جعیل بن سراقہ بہتر ہے تمام روی زمین سے کہ عیینہ اور اقرع سے بھری ہو مگر کیا ہے کہ
الفت دی مینے اونکے دلونکو ساتھہ اسلام کے بسبب مال دنیا کے اور جعیل کے اسلام پر اعتماد رکھتا ہون تو اوسکو اوسکے
اسلام کے ساتھہ مینے چھوڑ دیا کذا فی روضۃ الاحباب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حنین کا مال
غنیمت تقسیم ہو چکا تو ایک آدمی نے انصارمین سے کہتے ہین کہ وہ معتب بن قشیر تھا اور وہ منافقون مین مشہور تھا کہا
کہ اس تقسیم سے خوشنودی اور رضامندی خدای عزوجل کے ارادہ نہین کی گئی ہے مین اوسکی اس بات سے ملول ہوا اور
اسکی عرض مینے حضرت سے کی آپکے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اس حد کو کہ مین عرض کرنے اپنی سے نادم ہوا اوسوقت
آپنے فرمایا یرحم اللہ موسی لقد اوذی باکثر من ہذا فصبر یعنی رحم کرے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو بیشک ایذا دی گئے
وہ اس سے زیادہ سو صبر کیا اور ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ ہم حضرت کے پاس جعرانہ مین
حاضر تھے اور بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی کہ آپنے جو وعدہ کیا تھا مجھسے غنیمت مین سے کچھہ
دینیکا سو اب وہ وفا کیجئے آپنے اوسکی جواب مین لفظ البشرہ کا فرمایا اوسنے کہا کہ بہت یہہ لفظ آپنے مجھہ سے کہا ہے یہہ از راہ
تحقیر اور انکار کے اوسنے کہا پھر حضرت نے غصہ ہو کر ہماری طرف کو موتھہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اوسنے بشارت کو رد کیا تم
اوسکو تو ہمنے کہا قبول کیا ہمنے پھر ایک پیالہ پانیکا آپنے منگایا اور ہاتھہ اور موتھہ اوسمین دھوئے اور لب مبارک
اپنا اوسمین ڈالا پھر فرمایا کہ اس پانیکو پیو اور اپنے سینے اور موتھہ پر اسکو ڈالو اور خوشخبری ہو جیو تمکو ہمنے ایسا ہی کیا
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردہ مین سے آواز دی کہ اس پانیمین سے اپنی ماں کے لئے بھی رکھہ چھوڑنا سبنے تھوڑا سا پانی
اوس مین سے ہمنے اونکے لئے رہنے دیا کذا فی روضۃ الاحباب اور صحیح اخبار مین وارد ہے کہ جب حضرۃ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے قریش اور تمام قبائل عرب کو اسطرح انعام دیا اور خوشنود کیا خلاف انصار کے کہ اونکی شان مین
مانند اون بخششونکے ظہور مین نہین آئین سو یہہ اس معنی سے اندوہگین اور خشمگین ہوئے اور کہنے لگے کہ اسطرح کی
عنایتین اور بخششین آپنے قریش اور تمام قبائل عرب کو کین اور ہمکو ترک کیا اور حالانکہ خون انکا فرقونکا ہماری
تلوارون سے ٹپکتا ہے یہہ خبر اونکی شکایت کی حضرت کو پہونچے اور ایک روایت مین ہے کہ سعد بن عبادہ رضی
اللہ عنہ آپکی محفل فیض منزل مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ انصار خشمناک اور اندوہگین ہین

اسلئے کہ آپنے یہہ تمام انعام و اکرام قریشون اور تمام قبائل عرب کی حق مین مرعی فرمائی اور اونکو محروم رکھا آپنے پوچھا کہ ای سعد تو کس چیز پر ہوا اونہون نے عرض کی کہ مین بھی اپنی قوم سے ہون یعنی میری طبیعت مین بھی یہی وسوسہ گذرا اگرچہ زبان پر نہین لایا پھر حضرت نے کسیکو بھیجکر انصار کو بلایا اور آپنے خیمہ مین جسمین آپ تشریف رکھتے تھے اور وہ بڑا تھا جمع کیا اور سوا اونکے اور کسیکو اوسمین نہ آنے دیا پھر آپنے حمد و ثنا حق سبحانہ تعالی کی جیسیکہ سزاوار تھی بیان کی اور بعد اوسکے فرمایا کہ ای گروہ انصار یہہ کیا بات ہی جو تمسے مجھکو پہونچے تمنے کہی ہی یا نہین اونہون نے عرض کی کہ شرفا اور رؤسا ہمارے نے کچھہ نہین کہا مگر کچھہ جوانون نے کہاہے اور ایک روایت مین ہی کہ مگر ہم جوانون کے نہین ضامن ہین شاید اونہون نے کچھہ کہا ہو اور آدمی کہتا ہی کہ دستور انصار مین دروغ گوئی کا نتھا یعنی انصار نے یہہ بات خلاف نہین عرض کی اور دستور بھی اونکا خلاف عرض کرنیکا نتھا پھر آپنے فرمایا کہ کیا مینے نہین پایا تمکو گمراہ یعنی کافر اور اللہ تعالی نے تمکو بسبب میری توفیق ہدایت کے عطا فرمائی یعنی توفیق ایمانکی دی اور پہلے اس سے کہ مین تمہارے مین آؤن تم آپسمین دشمن تھی اللہ تعالی نے میرے واسطے سے تمکو آپس مین الفت دی اور حالانکہ انصار قبل تشریف لانے حضرت کے نہایت آپس کی نزاع اور خصومت مین مبتلا تھے اور اوس اور خزرج جو اونمین دو قبیلے تھے اون مین ایکسو برس کے عرصے سے جنگ و جدال واقع تھی جیسیکہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی اذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا و کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها یعنی اور یاد کرو تم احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تم تھے آپسمین دشمن پھر الفت دی درمیان دلون تمہارے کے اب ہوگئی تم اوسکے فضل سے بھائی اور تھے تم کنارے پر ایک گڑھے آگ کے پھر تمکو خلاص کیا اوس سے اور غنی کیا اللہ تعالی نے تمکو ساتھ غنیمتون کے اور برکت کی تمہارے مالون مین اور اولاد مین بسبب وجود ہونے میرے کے جیسیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سورۃ الفتح مین واثابهم فتحا قریبا ومغانم کثیرة تاخذونها فعجل لکم هذه وکف ایدی الناس عنکم الایہ یعنی اور انعام دیا اونکو ایک فتح نزدیک کا یعنی خیبر کا اور بہت غنیمتین جو اونکو لیوینگے اور ہی اللہ زبردست حکمت والا وعدہ دیا ہی تمکو اللہ نے بہت غنیمتون کا کہ تم اونکو لوگے سو شتاب ملاویگا تمکو یہہ اور روکی ہاتھہ لوگون کو تمسے آخر آیت تک ف روکی لوگون کے ہاتھہ یعنی لڑائی نہونے دی انتہی غرض جو بات حضرت نے فرمائی یہہ اوسکی جواب مین کہتے اللہ و رسولہ امن یعنی اللہ اور رسول دسکا بڑا احسان والا ہی غرض کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نعمتون کہ اللہ تعالی نے ان پر بواسطہ وجود باجود آپکی ارزانی فرمائی تھین ان سبکا آپنے بترتیب ذکر فرمایا اسلئے کہ پہلے ساتھہ نعمت ایمانکی ذکر فرمایا کہ کوئی چیز امور دنیا مین سے اوسکے برابر نہین ہی پھر نعمت الفت کا بیان کیا کہ بڑی ہی نعمت مال سے اسلئے کہ مال کو الفت کے حاصل کرنے مین صرف کرتے ہین اور پھر بھی کبھی وہ حاصل نہین ہوتی ہی اور قبل تشریف لانے حضرت کے انصار آپس مین عداوت اور کینہ رکھتے تھے پھر برکت ایمان اور اسلام کی سے وہ سب دشمنی جاتی رہی جیسیکہ اللہ تعالی نے فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم ولکن الله الف بینهم یعنی اگر خرچ کرتا تو اے محمد جو چیز تمام زمین مین ہے سب
نہ الفت دیسکتا تو اونکی دلونمین ولیکن اللہ تعالی نے الفت دی درمیان اونکے غرض کہ جب آپنے تمام اون نعمتونکو اور
انعام ہوئی تھین ذکر کیا سب انصار خاموش تھے آپنے فرمایا کہ میرا جواب کیون نہین دیتے ہو تب اونہون نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ ہماری والدین تمپر فدا ہون کیا جواب ہم دیوین ولله المنة ولرسوله یعنی اور واسطے اللہ تعالی کے
احسان ہے اور واسطے رسول و سکے یعنی فضل و احسان تمہارا ہمپر بہت ہے پھر آپنے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر تم چاہو تو
اور اس کہنے مین تم سچے ہوگے کہ تم ہمارے پاس آئے اسحال مین کہ لوگ تمہاری تکذیب کرتے تھے اور ہمنے تصدیق کی اور کوئی
تمہاری پروا نہین رکہتا تھا اور نکوئی تمہاری نصرت کرتا تھا ہمنے تمہاری نصرت اور اعانت کی اور تم اپنے وطن سے نکلے
تھے ہمنے تمکو جگہہ دی اور تم مفلس تھے ہمنے تمہارے ساتھہ جوانمردی کی اور تم خوفناک تھے ہمنے تمکو بیخوف کیا اور یہہ
تمام کلام حضرت سے بطریق منصفی اور تواضع اور شکر گذاری کے سرزد اور واقع ہوئی ورنہ حقیقت مین احسان اور
سلوک حضرت کا ان پر تھا اسلئے کہ اگر حضرت مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو نجاتے اور اوس قوم مین تشریف فرما نہوتے اور وہان
اپنا وطن نہ اختیار کرتے تو اونمین اور اونکے غیرون مین کیا فرق ہوتا اسلئے انصار نے آپکے جواب مین کہا کہ اللہ تعالی کا اور
آپکا ہمپر احسان ہے اگر آپ ہم مین تشریف فرما نہوتے تو ہم مین اور دوسرونمین کیا فرق ہوتا اور صرف آپہی کی وجود باجود
کی برکت سے ہملوگ معزز و ممتاز ہوئے اور دنیا و آخرت مین مشرف و مکرم ہوئے ہماری کیا حقیقت اور عزت ہے سب کچھہ
آپ ہی کے طفیل سے ہے اور آپہی کا ہے ہم راضی اور خوش ہین خدا سے اور اوسکے رسول سے ہماری نظر آپکی متابعت اور فرمان
برداری پر ہے نہ مال و متاع دنیوی پر مصرع ع چو تو داریم بمعنی ہمہ داریم ہمہ ٭ پھر بوڑہے اور بزرگ گڑگڑاکر رونے لگے اور
حضرت کی دست اور زانوے مبارک کی تقبیل سے سرفراز ہوئے بعد اسکے اونکی تسلی اور دلجمعی کیلئے حضرت نے عذر معقول
بیان فرمایا کہ قریش قریب العہد تھی ساتھہ زمان جاہلیت کی اور اونکو بہت مصیبتین اور تکلیفین پہنچی تھین سو مینے چاہا کہ بسبب
عطای مال کے جبر اونکے مصائب کا کرون اور اونکے دلونکو الفت دون ساتھہ ایمان اور قبول اسلام کے اور فرمایا کہ جعیل بن
سراقہ نعمہ ہے کہ فقراء اصحاب صفہ سے ہے اور اکثر غزوات مین میرے ہمراہ رہا ہے اور اسکو مینے اس غنیمت مین سے کچھہ نہین دیا
اور عیینہ اور اقرع کو تلو تلو اونٹ دیے اسلئے کہ اعتماد رکھتا ہون اوسکے ایمان پر اور اخلاص پر اور فرمایا کہ ای گروہ انصار
خوش نہین ہوتے ہو تم کہ اور لوگ تو اونٹ اور بکریان گھر مین لیجاوینگے اور تم ساتھہ خدا اور رسول خدا کے اپنے گھرونکو جاؤگے قسم اللہ کی
وہ چیز کہ تم ساتھہ اوسکے اپنے گھرونکو جاؤگے بہتر ہے اوس چیز سے کہ اوسکو ساتھہ جاوینگے اور لوگ اپنے گھرونکو
اور فرمایا کہ ای انصار تم غمگین نہو کہ مین مال مؤلفۃ القلوب کو دیتا ہون اور تمکو تمہاری ایمان کے ساتھہ چھوڑتا
ہون اور تمہاری کمال اخلاص کے ساتھہ اعتماد رکھتا ہون اور فرمایا کہ سب آدمی ایک وادی مین اور شعب مین
چلین اور انصار ایک وادی اور شعب مین چلین تو مین وادی اور شعب انصار مین چلونگا انصار مانند لباس شعار کے

ہین کہ بدن سے ملا ہوتا ہے اور دوسری آدمی مانند دثار کے ہین کہ اوپر کی پوشاک ہوتی ہے اور فرمایا کہ انکو ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتے تلقونی علی الحوض یعنی بیشک قریب ہے کہ تم ملو گے بعد میری اثرہ کو سو تم صبر کرنا یہان تک کہ ملاقات کرو مجھسے حوض پر اور مظاہر حق مین ہے اثرہ ساتھ زبر ہمزہ اور ثاء مثلثہ کے اور ساتھ پیش ہمزہ اور جزم ثاء مثلثہ کی اور ساتھ زبر اوسکی کے بھی آیا ہے اثار سے ساتھ معنی اختیار کرنے کی یعنی لوگ اپنے تئین ترجیح دینگے اور مقدم رکھینگے تمپر اور آپ امرا ہونگے اور وہ لوگ کہ کم رتبہ ہین تمسے بالاتر اور زیادہ تر ہونگے بسبب امارت کے اور بلاشبہہ یون ہی واقع ہوا جو کچھ خبر دی تھی اوس مخبر صادق نے خصوصاً امیر المومنین عثمانؓ کے زمانے مین اور بعضی عصرون مین کہ بنی امیہ غالب آئے یا یہہ معنی ہین کہ امرا آپھی غنیمت وغیرہ لیلیا کرینگے اور اپنی کو ترجیح و فضیلت دینگے تمپر یا تمسے کم رتبہ کو تمپر فضیلت دینگے کذا فی مظاہر الحق اور فرمایا ہے کہ انصار کرش میری اور عیبہ میری ہین کرش اوپر وزن عرش کے معدہ کو اور عیال اور اولاد صغار کو کہتے ہین اور عیبہ اوپر وزن ہیبہ کے جامہ دان کو کہتے ہین وہ چرمی زنبیل ہوتا ہے اوسمین کپڑے رکھتے ہین یعنی جیسے جامہ دان مین کپڑے اور اسباب رکھتے ہین ایسے ہی دل اور سینے انصار کے جائے اسرار اور انوار کے ہین اور فرمایا کہ اے انصار مین تمہارے ساتھ ہون زندگی مین اور موت مین یعنی میرا جینا مرنا تمہارے ہی درمیان مین ہے بعد اسکے آپنے ایک نوید نوع دنیا کی بھی انکو دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک وثیقہ لکھون کہ بعد میرے بحرین خاص تمکو ہو کہ بہترین ان مواضعات کا ہے کہ اللہ تعالی نے ساتھ فتح اوسکی کے مجکو مخصوص اور محظوظ رکھا ہے انصار یہہ سنکر گریہ و زاری کرنے لگے اور کہا یا رسول اللہ بعد آپکی ہمکو ساتھ انکی احتیاج نہین ہے اور مال و متاع دنیاوی سے کچھ غرض نہین وہ دن نہو کہ سایہ عنایت آپکا ہمارے سر سے جاتا رہے آپنے فرمایا کہ جان دینے اور اس جہان سے جانیسے کچھ چارہ نہین ہے اور بعد میرے تمکو بہت امور درپیش ہونگے تم اونپر صبر کرنا اور تقوی کرنا تاکہ نہ خجالت اور ندامت کی خدائے تعالی اور اوسکے رسول سے ملو وعدہ گاہ میری ملنے کی تمسے حوض کوثر ہے کہ طول اور عرض اوسکا مقدار مسافت عمان اور صنعا کی ہے اور شمار اوسکے کوزونکا آسمان کے ستارون سے زیادہ ہے یہہ سنکر انصار بہ ادائے شکر حضرت پروردگار کا بجالائے کہ ساتھ مال کے فریفتہ نہوئے اور اللہ اور اوسکے رسول سے دور نہ پڑے ساتھ خاص عنایات سرور کائنات کی مخصوص ہوئے والحمد للہ علی ذلک کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعد تقسیم غنائم کے اوسی منزل جعرانہ مین چودہ آدمی اور ایک روایت سے چوبیس آدمی قبیلہ ہوازن مین سے حضرت کی خدمت بابرکت مین اگر مشرف ساتھ اسلام کے ہوئے اور باقی قوم اور نو سردار اسی قبیلے کے اونمین تھے اونمین سے ایک ابو برقان چچا رضاعی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے برقان ساتھ ضمہ بائے موحدہ کے اوپر وزن فرقان کے ہے اور پیشوا اونکا ابو صرد اور زہیر بن صرد سعدی بھی تھا یہہ لوگ حضرت کی مجلس مین آکر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکی کرم سے ہمکو یہہ امید ہے کہ ہمارے مال اور قیدی ہمکو عنایت ہون کہ اون قیدیون مین آپکی پھوپھی اور خالہ رضاعی بھی ہین کہ انھون نے آپکی کفالت اور حضانت کی ہے اگر ہمنے کفالت اور حضانت حارث بن ابی شمر غسانی کی یا نعمان بن المنذر کی کی ہوتی اور اونکو یہہ ثروت ہماری نسبت آج ظاہر ہوتی جو تمکو ہے آج کے دن ہمارے ساتھ تو البتہ ہم امید ملاطفت اور رحمت کی اوس سے رکھتے اور حالانکہ تم بہتر مین مکفولونکے ہو

بیت تو شاہ کریمان و من افتادہ بدر دم ٭ امید کہ از لطف تو محروم نگردم ٭ اور کہتے ہین کہ زہیر بن صرد اس باب مین کچھ اشعار رکھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ مینے تقسیم غنایم مین تاخیر کی صرف تمھارے لیے کہ تم آؤ اور کچھ اپنے مقدمہ مین گفتگو کرو سو تمنے دیر کی اب میرے ساتھ یہہ ایک جماعت آدمیونکی ہے کہ تم انکو دیکھتے ہو اور بہتر اور سچی بات میرے نزدیک یہہ ہے کہ دو باتون مین ایک تم اختیار کر لو یا اپنا مال لینا قبول کرو یا اپنے قیدی اونھون نے عرض کی کہ ہمکو اپنے قیدی منظور ہین اونٹ و بھیڑ ہم نہین چاہتے ہین آپنے فرمایا کہ جو قیدی تمھارے میرے اور بنی ہاشم کے حصے مین ہین اور ایک روایت مین بنی مطلب کے حصے مین ہین وہ تمکو چھوڑ دونگا اور اور آدمیون سے کہونگا کہ اپنے اپنے حصون سے درگذرین جب مین نماز ظہر سے فارغ ہون تب تم کھڑے ہونا اور کہنا کہ ہم رسول خدا کو مسلمانون کے پاس وسیلہ اور شفیع کرتے ہین کہ ہمارے اہل و عیال ہمکو واپس کرو و بعد اسکے مین تمھارے لیے کہونگا اونھون نے بموجب ارشاد فیض بنیاد آپکے ویسا ہی کیا تب اپنے مجمع صحابہ مین کھڑے ہوکر اللہ تعالی کی حمد و ثنا جیسی کہ چاہیے ادا کی اور فرمایا کہ اے لوگو تمھارے بھائی میرے پاس تائب اور مسلمان ہوکر آئے ہین اور اب میری رائے نے اسپر قرار پکڑا ہے کہ انکے اہل و عیال انکو واپس کردیے جاوین اور جسکو خوشی سے یہہ بات منظور ہو وہ عمل مین لاوے اور جو کوئی اپنا حصہ رکھنا چاہے اوسکو مین اسکا عوض دونگا اوس مال فی مین سے کہ اللہ تعالی مجھکو عنایت کریگا اب تمکو چاہیے کہ یون ہی کرو سبنے عرض کی کہ ہمنے آپکے فرمانیکو بغیر عوض ساتھ خوشی خاطر کے قبول کیا آپنے فرمایا کہ مین راضی کو غیر راضی سے نہین جانتا ہون یعنی شاید کوئی راضی نہو صرف میری خاطر سے کہتا ہو سو تم جاؤ اور سردار تمھارے اگر مجھسے اسبات مین گفتگو کرین پھر وہ سب لوگ آپکے پاس سے چلے گئے اور ہر گروہ نے اپنے اپنے گروہ سے اسمقدمے مین گفتگو کر کے حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور سب نے عرض کی کہ سب لوگ اپنی خوشی خاطر سے راضی ہین اور خود آپ سے اونھون نے یہہ قبول کیا اور ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت نے اوس مجمع مین فرمایا کہ وہ جو میرا اور بنی ہاشم کا حصہ ہے وہ مینے انکو دیا مہاجرین نے بھی کھڑے ہوکر عرض کی کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی آپکی ملک ہے انصار نے بھی یون ہی عرض کی پھر اقرع بن حابس تمیمی نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ مین راضی نہین ہون اور نہ بنو تمیم پھر عیینہ بن حصین فزاری نے کہا کہ مین بھی راضی نہین ہون اور نہ بنو فزارہ پھر بھی عباس بن مرداس نے کہا کہ مین بھی راضی نہین ہون اور بنو سلیم بھی راضی نہین ہین یہہ سنکر بنو سلیم نے عرض کی کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ حضرت کی ملک ہے جسکو چاہین دیوین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی راضی نہین ہے مین اوسکو ایک ایک آدمی کے بدلے چھ چھ اونٹ اول فی سے کہ آوینگے دونگا سو سب ہوازن کی قیدیونکو اونھین حوالی کیا اور بعض کتب سیر مین ہے کہ حضرت نے ہر ایک قیدیکو تاگی کپڑے کا اور انکو قبطیہ بھی کپڑے پھنائے **واضح ہو** کہ قول اقرع بن حابس تمیمی وغیرہ کا کہ وہ مولفۃ القلوب سے تھے بسبب ظلمت جاہلیت کے تھا کہ اوس وقت تک انکے سینونسے زائل نہوئی تھے اور تہذیب اخلاق اونکو حاصل نہوا تھا خصوصا عیینہ بن حصین کہ نہایت شدت اور خشونت اور قساوت رکھتا تھا جیسیکہ حدیثون مین مذکور ہے بہر تقدیر جب سبنے اہتمام حضرت کا شانین اون قیدیون کو مشاہدہ کیا تب سب نے اون تمام قیدیونکو انکے حوالے کیا اور آپنے بھی اپنی طرف سے اونکو خلعت اور نعمت دی اور اون لوگون سے پوچھا کہ مالک بن عوف جو سردار اور رئیس قوم کا تھا اور باعث محاربہ اور مقاتلہ کا ہوا تھا وہ کہان ہے اونھون نے عرض کی کہ وہ طائف مین ہے آپنے فرمایا کہ اگر وہ اگر

مسلمان ہوتو اوسکے بھی اہل وعیال اور مواشی واموال مین دیدون اور علاوہ اسکے سو اونٹ اوسکو اور دون جب یہہ خبر
مالک بن عوف کو پہونچی خوش ہوا اور آ اوسی منزل جعرانہ مین آکر حضرت سی ملاقات حاصل کی اور اسلام لایا اور اپنی سب
اہل وعیال اور مواشی واموال پائی اور حضرت کی مدح مین شعر کہی کہ چند اشعار اونمین سی یہہ ہین شعر ما ان رأیت ولا سمعت بمثلہ
فی الناس کلہم بمثل محمد اوفی واعطا للجزیل اذا اجتدی ومتی تشاء یخبرک عما فی غد یعنی نہین دیکھا مینی اور نہ سنا نظیر
مانند اوسکے درمیان تمام آدمیونکے مانند محمد کے بڑا پورا کرنیوالا عہد ونکا اور بڑی بخشش کرنیوالا جبکہ تونگر ہوا اور جسکی تو چاہی
خبر دیوی تجھکو اوس چیز کی کہ درمیان اگلے دن کی ہے یعنی زمانہ آیندہ سی بموجب وحی کے چنانچہ بہت معجزات باہرات ظہور مین
آئی پس حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اوسکو بھی مولفۃ القلوب مین داخل رکھا اور کئی قبیلون پر کہ وہ شرف اسلام سے
مشرف ہوی تھے علاوہ اسکے قبیلہ کی سو آپنے اوسکو اونپر بھی سردار اور سرگروہ اور مقدم کیا کہ نام اونکا ثمالہ اور سلمہ اور بہمہ تھا
پھر وہ ہمیشہ قبیلہ ثقیف سی ان قبائل مذکورہ کی مدد سی مقاتلہ اور محاربہ کیا کرتا تھا اور اون کی قافلے مارا کرتا تھا اوسنی اپنا یہی شیوہ
رکھا یہانتک کہ وہ مسلمان ہوی کذا فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب پھر جب حضرت نی قصد مراجعت طرف مدینے کے کیا تو ذیقعدہ
کی اونیسوین تاریخ چہارشنبہ کی شبکو آپ اوسی جگہ جعرانہ سی احرام باندھکر مکے مین داخل ہوی اور ارکان عمری کی ادا کرکے پھر وہین
تشریف لیگئے کہتی ہین کہ نماز عشا ساتھ صحابہ کی جماعت سی پڑھکر آپ گئی تھے اور نماز فجر پھر وہین جعرانہ مین آکر با جماعت ادا کی یہہ سب
معاملہ ہر ات ہی کو واقع ہوا کہ بہت لوگ اس سی واقف نہوی انتہی کما فی المدارج مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ قول
اوسکا کہ کہا اوسنی کہ یہہ عمرہ حضرت کا اخیر ماہ شوال مین تھا کہ کئی راتین ماہ مذکور سی باقی تھین سو یہہ ضعیف ہی جیسا کہ کہا ابن سید الناس
نی اور معروف اور معتبر اہل سیر کے نزدیک وہ ہی کہ حضرت شب پنجشنبہ کو کہ پانچ راتین ذیقعدہ کی گذری تھین منزل جعرانہ مین آکر
ٹھہری تھے پھر وہان تیرہ رات رہی پھر جب قصد مراجعت کا طرف مدینہ منورہ کے کیا سو چہارشنبہ کی شبکو کہ بارہ راتین ماہ ذیقعدہ
کی باقی تھین مکہ کو واسطے عمری کے آئی اور عمرہ ادا کیا اور نقل کیا ازرقی نے مجاہد سی کہ احرام اس عمری کا حضرت نی وری وادی سی
جہان پتھر کھڑی ہین باندھا تھا اور واقدی نے کہا کہ حضرت نی احرام اوس مسجد سی باندھا تھا جو بیچی وادی کی ہے عدوۃ القصویٰ مین
جعرانہ سی کہ حضرت وہان نماز پڑھا کرتے تھی جن دنون جعرانہ مین تشریف فرما تھے اور جعرانہ ایک مکان کا نام ہی کہ وہان سی مکہ ایک برید
ہی یعنی بارہ میل اور باجی نے کہا کہ اٹھارہ میل ہے اور یہہ نام مشہور ساتھ لقب ایک عورت کی ہے کہ اوسکو جعرانہ کہتے تھی کذا فی مواہب
اللدنیہ اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ جعرانہ مکے سے ایک مرحلہ پر ہی اگر کوئی پچھلے دن سی سوار ہو مکے سے تو پچھلی رات تک وہان پہونچی اور
وہان ایک کنوان ہی اوسکا پانی بہت شیرین اور وہان کی پہاڑ مین چھوٹی چھوٹے گڑہی مثل طغار کے ہین کہ لشکر کے لوگون نی واسطے
آٹا گوندھنی کے یا کسی اور کام کی لیے بنا ئی تھے جبکہ وہان لشکر اوترا تھا یا بارش کی سیل سی وہ گڑھی پڑگئے ہین واللہ اعلم شیخ عبد الحق دہلوی
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ شیخ عبد الوہاب علی متقی قادری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین بارہا پیادہ پا روزہ رکھی ہوی جعرانہ کو جایا کرتا تھا ایکبار
ایسا اتفاق ہوا کہ مین وہان سو گیا سو مینے جمال باکمال حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کا خواب مین دیکھا

اور آپکی دیدار فیض آثار سے مشرف ہوا اور اوس شب مبارک کو بار بار یہی اتفاق ہوا کہ جب میری آنکھہ لگتی اوسی جمال باکمال کے
دیدار پر انوار سے مین شرف یاب ہوتا شیخ عبد الحق رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ انھون نے اتنی عدد اوس رویت کی بیان کیے کہ مجھے یاد نہین
اور اونکا یہہ حال خیر مآل سنکر مین بھی وہان اسی تمنا سے گیا اور سویا مگر میری ایسے طالع کہان تھے کہ یہہ سعادت حاصل ہو واللہ علے
کل شئی قدیر پھر بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے طرف مدینہ طیبہ کی متوجہ ہوئی اور عتاب بن اسید اموی ابن ابی العیص
بن امیہ بن عبد الشمس کو کہ روز فتح مکے کی مسلمان ہوا تھا اور سادات قریش سے تھا اوسکو حضرت نے حاکم مکے کا مقرر فرمایا اور بعض روایات
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وقت نکلنے کی طرف حنین کی حضرت نے اونکو حاکم مکے کا کیا تھا پھر وہ عامل رہے حضرت کی وفات تک اور مقرر
رکھا اونکو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین اوسی عہدے پر پھر وفات پائی اونھون نے روز وفات حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر اونکی پچیس برس کی تھی اور ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل کو حضرت نے عتاب کی ہمراہ مکے مین چھوڑا کہ مکے
والونکو احکام شرعی اور قرآن شریف تعلیم کرین اور احکام دینی اجرا کرین اور ہر روز حضرت نے عتاب رض کیلیے ایکدرہم بیت المال
مین سے مقرر کیا تھا سو کبھی کبھی وہ خطبے کی درمیان مین کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی بھوکا رکھے جگر اوس شخص کا کہ ایکدن ایکدرہم سے قناعت
نکرسکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایکدرہم مقرر فرمایا ہے مین ساتھہ اوسکے خوش رہتا ہون اور کسیکی پروا نہین رکھتا
گویا کہ اونمین زہد اور قناعت رکھی تھی کہ بنی امیہ مین یہہ بات کمتر تھی اور یہی سبب ہے کہ انکی صفت مین خیر اور فاضل کہا ہے یعنی
بہت دانائی اور بزرگی والی پھر حضرت مر الظہران مین تشریف لائے تو بقیہ غنایم کا کہ رہا تھا وہان آپنے اوسکو تقسیم کیا اور آخر
ماہ ذیقعدہ مین یا اوائل ذیحجہ مین مدینے کو آپنے مراجعت فرمائی اور اوس سال مین لوگون نے ایسا ہی حج کیا جیسا کہ ایام جاہلیت مین
کرتے تھے اور عتاب بن اسید رض نے سب لوگون کی ساتھہ حج کیا بسبب اسکے کہ حضرت نے اونکو امیر حاج کیا ہو اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو
امیر حاج کیا تھا اور کہتے ہین کہ ابو سفیان بن حرب کو نجران کا کہ بلاد یمن سے ہے حضرت نے حاکم کیا تھا تالیف قلوب کی لیے اور مدت
غیبت اس سفر با ظفر کے دو مہینے اور سولہ دنکی تھے اور اسی سال مین آپنے چاہا کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ رض کو طلاق دیوین
اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے اونکو طلاق دی سودہ حضرت کی راہ کے سرے پر جا بیٹھین اور حضرت سے عرض کی کہ آپ مجھے رجعت
کرین قسم خدا کی خواہش مرد کی میرے دل مین نہین رہی مگر مین یہہ چاہتی ہون کہ روز قیامت کی آپکی بیبیونکے گروہ مین شمار کرین اور مجکو یہی
سعادت کفایت ہے اور اپنی باری حضرت عائشہ رض کو بخشدی کہ یہی سبب حضرت کی محبت کا بہ نسبت انکی ہو جاوے اور کہتے ہین کہ ایتہ
وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر یعنی اگر ایک عورت ڈرے اپنے
خاوند کی لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپسمین کچھہ صلح اور صلح خوب چیز ہے انکی شان مین نازل ہوی اور اسی
سال مین ماریہ قبطیہ سے حضرت کی فرزند دلبند ابراہیم پیدا ہوئے یعنی آٹھوین سال مین تولد ہوی اور دسوین سال مین وفات پائی اور مدت عمر انکی
سولہ مہینا اور ایک روایت سے اٹھارہ مہینے اور بعض کتب مین چودہ مہینہ اور چھہ دن ہین غرض کہ سب روایتین اسمین متفق ہین
کہ ایام رضاعت مین انکا انتقال ہوا اور اسی سال مین حضرت کی صاحبزادی زینب زوجہ ابی العاص بن ربیع کی تحین وفات پائی

اونسے دو فرزند رہے ایک کا نام علی تھا وہ قریب بلوغ کی پہونچ گئے تھے حضرت نے دن فتح مکہ کے اونکو اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا تھا اور
ایک بیٹی امامہ نام کہ بعد وفات حضرت فاطمہ کے حضرت علی رضی نے بموجب وصیت حضرت فاطمہ کے اونسے نکاح کر لیا تھا اور اسی
سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ ملیکہ لیثیہ سے نکاح کیا باقی حال ان سب کا اپنی جگہ
پر مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال مین گرانی غلہ کی مدینہ طیبہ مین ہوئی انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے
کہ لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے نرخ غلہ کا مقرر کر دیجیے آپنے فرمایا کہ ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق
وانی لارجو ان القی ربی ولیس احد منکم یطلبنی بمظلمۃ بدم ولا مال رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی
یعنی بیشک وہی اللہ نرخ ٹھہرانیوالا روکنیوالا کھولنے والا روزی دینیوالا ہے اور مین امیدوار ہون کہ جب مین اپنے پروردگار
سے ملون تو کوئی مجھسے کسی طرح کا مظلمہ طلب نکرے نہ ساتھ خون کے اور نہ ساتھ مال کے **فائدہ** یعنی نرخ مقرر کرنا اللہ تعالی کے
ہاتھ ہے کہ ساتھ اوسکے روزی لوگون پر تنگ اور فراخ کرتا ہے یہہ جو کہتے ہین کہ نرخ آسمانی ہے اوسکے یہی معنی ہین اور جو فرمایا کہ
انی لارجو الخ اسمین نفی ہے نرخ مقرر کرنیسے اسلیے کہ وہ تصرف کرنا ہے لوگون کے مال مین بغیر اذن اونکے اور ظلم کرنا ہے اونکے حق مین
اور نرخ مقرر کرنیسے کبھی لوگ بیچنا چھوڑ دیتے ہین اور یہہ باعث ہوتا ہے قحط کا اور مراد یہہ ہے کہ تکلیف نہ دیجاوے لوگون پر ساتھ نرخ
مقرر کرنیکے اور لازم نکیا جاوے اونپر نرخ ولیکن حکم کیے جاوین ساتھ انصاف اور شفقت کے خلق پر اور خیر خواہی خلق کی کذا فی مظاہر
تنویر الابصار مین ہے کہ بھاؤ نہ مقرر کرے حاکم مگر جبکہ زیادتی کرین غلہ والے قیمت مین زیادتی فاحش تو اوسوقت حاکم کو چاہیے کہ ساتھ مشورہ
عقلا کے ایک بھاؤ مقرر کر دیوے اور تعدی فاحش دو دنی قیمت کو کہتے ہین کمافی رد المختار حاشیہ در المختار معروف بشامی اور اسی سال مین
حضرت نے علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی والی بحرین کے پاس بھیجا اور ایک روایت مین ہے کہ ابوہریرہ رض کو بھی اونکے ہمراہ کر دیا تھا **واضح ہو**
کہ اکثر اہل سیر نے انکے بھیجنے کا سال چھٹا یا ساتوین مین ذکر کیا ہے عدد مین رسولونکے جو آپنے ملوک اطراف کی طرف بھیجے تھے مگر صاحب
طبقات نے تصریح کی ہے کہ بعد مراجعت کے جعرانہ سے تھا اور بعضے کتب سیر مین ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے ارسال انکا واقع ہوا اور وجہ جمع
کی ان دونون مین وہ ہے کہ جو بھیجنا علاء بن حضرمی کا طرف منذر کے دو بار واقع ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اول بار بعد صلح حدیبیہ کے ہوا ہو اور
دوسری بار بعد مراجعت کے جعرانہ سے ہوا ہو واللہ اعلم اور اسی سال مین سورج گہن ہوا حضرت نے نماز کسوف پڑھی تفصیل اسکی
انشاء اللہ تعالی بیان عبادات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آویگی اور اسی سال مین ایلچی عبد القیس کے حضرت کے حضور پر نور
مین آکر حاضر ہوے اور عبد القیس بن قصی باپ اوسی قبیلہ کا ہے اسد سے کہ بوتون ربیعہ کے سے تھا تھے بیس آدمی تھے سردار اونکا عبد اللہ
بن عوف اشج یا منذر بن عائذ اشج تھا حضرت نے قبل آنے انکے سے ایکدن فرمایا تھا کہ چند سوار جانب مشرق سے تمھارے پاس آتے ہین کہ اپنی
رضا اور رغبت سے اسلام لاتے ہین اور اونکے سردار کی ایک نشانی ہے اور فرمایا اللھم اغفر لعبد القیس یعنی اے اللہ بخشدے تو عبد القیس کو
پھر وہ لوگ دوسرے دن اوسیطرح آپکی خدمت مین آئے مگر اونکا سردار عبد اللہ اشج کہ وہ منزل مین ٹھہر گیا اور اپنا لباس سفری اوتارا اور اپنے
اونٹ اور اسباب کو اچھی طرح سے کسا اور نہا دھو کر پوشاک پہنی اوسوقت آپکی محفل فیض منزل مین آکر حاضر ہوا مروی ہے کہ جب وہ لوگ

حضرت کی خدمت مین حاضر ہوی تب آپنے پوچھا کہ من القوم یا فرمایا من الوفد یعنی یہہ کون لوگ ہین یا کسکے ایلچی ہین اونھون نے کہا ربیعہ ہین یعنی بنی ربیعہ اور ربیعہ بن سعد بن عدنان سے ہین کہ باپ قبیلہ کے اور اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے ہین اوپر قریش کے آپ نے فرمایا مرحبا بالقوم او الوفد یعنی کیا خوب آئی یہہ قوم یا یہہ وفد اور جای فراخ مین آئی اور یہہ ایک دعا ہے کہ وقت آنے عزیز یا دوست کے کہتے ہین غیر خزایا و لا ندامی یعنی بغیر شرمندگی اور پشیمانی اور رسوائی کے اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ حضرت نے اونسے پوچھا کہ عبد اللہ اشج تم مین کون ہے اونسے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین ہون اور حالانکہ وہ شخص قلیح الوجہ تھا حسین نتھا حضرت اوسکی طرف دیکھتے تھی یعنی از روی تعجب کے کہ ایسے کم رو شخص کو لوگون نے اپنا سردار بنایا ہے اوسنے یہہ حال سمجھکر عرض کی کہ یا رسول اللہ آدمی کی چمڑے پانی نہین پیتے ہین یعنی پوست آدمی کا خوبصورت ہو یا بدصورت اس سے کچھہ حصول مطلب نہین ہوتا وہ جو مرد منے مطلوب اور محتاج الیہ ہے سو وہ زبان اور دل ہے پھر آپ نے اوسکو اپنے پہلو کے پاس بٹھایا یعنی از راہ توقیر و خاطر داری کے کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت مین ہے کہ اونھون نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم آپکے پاس نہین آسکتے ہین سوای مہینون حرام کے کیونکہ ان مہینون مین عرب کی ملک مین آپسمین جدال و قتال نہین ہوتی اور وہ چار مہینے ہین ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب اسلیے کہ ہماری اور تمھاری درمیان مین یہہ قبیلہ کفار مضر بن نزار برادر ربیعہ بن نزار کا ہے کہ نام ایک کا حضرت کی اجداد شریف سے ہے اور یہہ مضر دین ابراہیمی پر تھا اور حضرت نے فرمایا کہ گالی ندو مضر کو کہ وہ دین اسلام پر تھا اور نام اونکا مضر اسلیے ہوا کہ وہ دوست رکھتے تھے ماضر کو یعنی شیر ترش کو اور حریص تھے اوسکے پینے پر دیا موسوم ہوئے وہ ساتھہ اسکے بسبب بیاض رنگ و سفیدی چہرے کے اور اونکا مضر حمرا بھی کہتے تھے اسلیے کہ باپ کی میراث سے اونکو زر سرخ بھی ملا تھا اور ربیعہ کو گھوڑے ملے تھے یا اسلیے اونکو مضر حمرا کہتے تھے کہ لڑائی مین شعار اونکا نشان سرخ تھا پھر عرض کی انھون نے کہ یا رسول اللہ حکم کیجیے ہمکو ساتھہ اوس حکم کے کہ میز ہو وے اوسمین اور فارق ہو حق باطل مین کہ اوسمین ہمکو کچھہ اشتباہ اور التباس نرہے کہ ہم اوسکی خبر دین اپنی قوم کو جو ہم پیچھے چھوڑ آئے ہین یا یہہ کہا کہ جو ہمارے آگے ہین کہ ہم اونکے روبرو جاتے ہین سو ہمکو اب آپ ایسا عمل بتادین کہ ہم اوسکو کرنے سے بہشت مین جاوین سو حکم کیا اونکو آپنے ساتھہ ایمان کے اور نماز روزہ اور زکوۃ اور ادا کرنے خمس کے مال غنیمت سے پھر پوچھا اونھون نے حضرت سے حکم برتنونکا یعنی اون برتنونکا حکم کہ اونمین شراب پیتے ہین اور نبیذ بناتے تھے مقصود اس سے یہہ ہے کہ جن دنونمین آیت تحریم خمر کی نازل نہین ہوئی تھی اور لوگ پیتے تھے اون دنون شراب کی برتن کئی قسم کے تھے کہ اونکو اوسکے پینے مین لاتے تھی اب جو شراب حرام ہوئی تو اب اون برتنونکو استعمال مین لاوین یا نہین کہ تشبیہ ساتھہ شرب خمر کے یا آلودگی اون ظروف کی خمر سے ہوئی ہے سو منع فرمایا حضرت نے استعمال چار برتنونکا ایک حنتم یعنی کوزہ سبز کہ اوسمین خمر اور نبیذ بناتے تھے اور دوسرا دبا یعنی تونبا کہ اوسپر سبز رنگ کر لیتے تھے اور صراحی اوسکے بنالیتے یا صراحی کہ تونبی کی شکل پر بناتے تھے وہ مراد ہے اور تیسرا نقیر اوپر وزن فقیر کے بیخ درخت کی کہ اوسکو خالی کرکے اوسمین نبیذ بناتے تھے اور چوتھا مزفت اوپر وزن موقت کے یعنی قیر اندود قیر ایک روغن ہوتا ہے کہ اوسکو کشتیون وغیرہ مین ملتے ہین مانند روغن چندر کی اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ یاد کرو اس حکم کو اور اون حکمونکو اور خبر دو ساتھہ اونکی اپنی قوم کو کہ دی اپنے شہر و دیار مین ہین اور یہان نہین آئے

علما کو اسمین اختلاف ہی کہ جو قلع اور قمع خمر کا واقع ہوا اور حرمت اوسکی مقرر ہو گئی تو چاہیے کہ تحریم استعمال ظروف خمر کی نہو مگر جو کہ ہنوز وقت تحریم خمر کا تازہ اور نزدیک تھا اسلیے اوسکی ممانعت ہوئی اور بعض نے کہا ہی کہ استعمال اونکا مکروہ ہی بسبب مشابہت کے کہتے ہین کہ جب وہ گروہ حق پژوہ بیچ ملازمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچے اور جمال باکمال آپکا دیکھا تو سوار یونسے اپنی جلد زمین پر کود پڑے اور آپکی دست و پای مبارک کو بوسہ دیا اور اشتیاق عشق و محبت کا اظہار کیا اور آپنے اونکو اس فعل سے منع نکیا مگر سردار اونکا کہ نام اوسکا عبد القیس تھا اوسکو اپنے ندیکھا اور وہ قبل حاضر ہونیسے ایک مکان مین اگرا اوترا اور نہا دہو کر اور اچھی پوشاک پہنکر آہستگی کے ساتھہ اوپر وضع حلم و وقار کے اول حضرت کی مسجد شریف مین آیا اور دوگانہ نماز کا ادا کیا اور بعد فراغ دعا کے آپکی دربار فیض آثار مین حاضر ہوا **مترجم** عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ اس حدیث سے جواز بوسہ کا ہاتھہ اور پاؤن پر ثبوت ہوا اگر کوئی کسی عالم و دیندار اور پرہیزگار کی دست و پا پر بوسہ دے تو جائز ہے اور بعض نے مستحب کہا ہی اور وہ جو بعض لوگ بعد مصافحے اپنے ہاتھہ چومتے ہین سو اسکی کچھہ اصل نہین فعل جاہلون کا ہی اور مکروہ اور زمین بوس ہونا امرا اور علما اور مشایخ کے یہان حرام ہی اور یہہ فعل کرنیوالا اور جو اس سے راضی ہو دونون گنہگار ہین اور فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ جو چومے زمین سامنے بادشاہ اور امیر کے یا سجدہ کرے تحیت کی طور پر تو کافر نہوگا مگر مرتکب کبیرہ کا ہوگا اور جو عبادت کی نیت سے کریگا تو کافر ہوگا اور جو کچھہ بھی نیت نکریگا تو بھی کافر ہوگا اکثر علما کی نزدیک اور زمین چومنا سبکتر ہے رخسار یا پیشانی زمین پر رکھنے سے اور جو ہاتھہ کو عالم یا سلطان کے بوسہ دیوے بسبب علم و عدالت اور اعزاز دینی کی تو کچھہ مضائقہ نہین ہی اور جو بسبب غرض دنیا کی ہو تو مکروہ ہے باشد کراہت اور جو کوئی عالم یا زاہد سے اوسکی پابوسی کا ملتمس ہو تو چاہیے کہ قبول نکرے اور اجازت نہ دے اور بعض نے احادیث کا تمسک کرکے لاباس بہ کہا ہے اور لکھا ہی کہ بوسہ پانچ قسم پر ہی ایک بوسہ مودت کا اور یہہ والدین کا ہے اپنی ولد کے رخسار پر دوسرا بوسہ رحمت کا ہی اور یہہ بوسہ ولد کا ہی اپنے والدین کے سر پر تیسرا بوسہ شہوت کا ہی اور یہہ بوسہ خاوند کا ہی اپنی بی بی کی چہرہ پر چوتھا بوسہ تحیت کا ہی اور یہہ ایک مسلمان کا ہی دوسرے مسلمان کے ہاتھہ پر پانچوان بوسہ بہن کا ہی بھائیکی پیشانی پر اور بعضو نکی نزدیک آپسمین مردونکو بوسہ دینا ہاتھہ یا موہنہ پر مکروہ ہی اور بعض کے نزدیک ولد صغیر کو بوسہ دینا واجب ہی اور مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے حضرت فاطمہ زہرا کی سر پر اور فرماتے تھے کہ مین اس سے خوشبو بہشت کی پاتا ہون اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تو پہلے حضرت فاطمہ رض کے پاس تشریف لاتے اور اونسے معانقہ کرتے اور اونکی سر کو چومتے انتہی کذا قال الشیخ فی ترجمتہا اور یہی حال ہے معانقہ کرنیکا جو خوف فتنہ کا نہو تو جائز ہی جیسا کہ حدیث شریف جعفر بن ابی طالب مین آیا ہی مگر ایک حدیث کہ وہ معارض ہے ان دونون کو وہ یہہ ہی کہ روایت کیا انس رض نے کہ ایک آدمی نے پوچھا حضرت سے کہ یا رسول اللہ ایک مسلمان جو کے آدمی کسی مسلمان بھائیکی یا اپنے دوست کی تو کیا اوسکے لیے جھکے یا دوے آپنے فرمایا کہ نہین پھر اوسنے پوچھا کہ کیا معانقہ کرے اوس سے اور چومے اوسکو آپنے فرمایا کہ نہین پھر اوسنے پوچھا کہ کیا ہاتھہ پکڑے اوسکا اور مصافحہ کرے اوس سے آپنے فرمایا کہ ہان روایت کیا اسکو ترمذی نے سو جو لوگ مطلق معانقہ اور تقبیل کو مکروہ کہتے ہین وہ اسی حدیث کا تمسک کرتے ہین مثل امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے اور کہتے ہین وہ کہ جو آیا ہی وہ پہلی نہی سے تھا سو اولی یہہ ہے کہ حمل کیا جاوے یہہ منع پر وقت

ملاقات غیر مسافر کے یعنی معانقہ اور تقبیل بعد آنیکے سفر سے مسنون اور بدون سفر سے مکروہ اور ممنوع اور بعض نے کہا کہ مکروہ وہ ہے کہ
علی وجہ التملق اور تعظیم ہو اور جائز وہ ہی کہ وقت وداع اور آنیکے سفر سے ہو یا بسبب طول عہد کے ہو کہ اپنے دوست سے بہت دنون کے
بعد ملاقات ہوئی یا بسبب غلبہ محبت فی اللہ کے ہو اور ایسی ہی تقبیل مگر اگر واسطے علم وصیانت اور زہد و دیانت اور مثال انکی
امور دینیہ سے ہے تو غیر مکروہ بلکہ مستحب ہی اور اگر بسبب غنی اور مالدار ہونے اوسکے ہو یا جاہ و جلال اوسکے کے ہو تو مکروہ بلکہ حرام
ہی اور اگر چومی تو مونھہ نہ چومی بلکہ ہاتھہ اور پیشانی کو چومی اور کہا ہی کہ خلاف وہان ہی ہی جہان برہنہ تن ہون اور پیشانی وغیرہ پر
لاباس ہی بالاجماع وہو الصحیح انتہی کذا فی شرح الترمذی و اشعۃ اللمعات للشیخ اور انحنا یعنی جھکنا کسیکی آگے سو یہہ مکروہ ہی اگرچہ اکثر علما
اور صلحا اوسکو کرتے ہین اونکی کرنے پر اعتماد اور اعتبار نکرنا چاہیے کہا شیخ ابو منصور نے کہ جو کسی کے آگے زمین پر بوسہ دیا و یا پشت خم کی
یا سر جھکایا تو وہ کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار ہوتا ہے اگر واسطے تعظیم کے ہو اور اگر واسطے عبادت کی ہو تو کفر ہے اور بعض مشایخ نے
اسمین بہت تشدد کیا ہی اور کہا ہی کہ کَادَ الْاِنْحِنَاءُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنی قریب ہی انحنا کہ ہو جاوی کفر واللہ اعلم کذا فی اشعۃ اللمعات اور
مصافحہ عند الملاقات سنت ہی اور چاہیے کہ دونون ہاتھو نسے ہو اور بعضے آدمی جو بعد نماز عصر یا نماز جمعہ یا بعد نماز عیدین کے مصافحہ کرتے
ہین یہہ کچھہ نہین ہے اور بدعت ہی بسبب تخصیص وقت کے اور تصریح کی بعض علما ہمارے نے کہ مصافحہ مذکورہ مکروہ اور بدعت مذمومہ
ہی مگر سنت ہونا مصافحہ کا کہ مطلق ہی وہ باقی ہے سو ایک وجہ سے سنت ہی اور دوسری وجہ سے بدعت کذا فی اشعۃ اللمعات کہتا ہے
مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہ ایسا ہی حال ہے مصافحہ بعد الوعظ کا اور **واضح ہو** کہ جب ثابت ہوا ہونا ایک فعل
کا ایک وجہ سے سنت اور دوسری وجہ سے بدعت تو مقدم ترک کرنا اوسکا ہے اسلیے کہ کہا ہے صاحب درالمختار نے باب ادراک الفریضہ
مین بیچ بیان پڑھنی سنت فجر کے بر وقت کھڑی ہونے جماعت کے کہ بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکہا لان ترک
المکروہ مقدم علی فعل السنۃ انتہی یعنی بلکہ ادا کرے سنت نزدیک دروازے مسجد کے اگر جگہ پاوی اور نہین تو چھوڑ دے
اسلیے کہ چھوڑنا مکروہ کا مقدم ہی اوپر فعل سنت کے یعنی ایک وجہ سے پڑھنا انکا مکروہ ہے اور دوسری وجہ سے سنت تو ترک اسکا
بجہت کراہت کے مقدم ہی ادا کرنے اوسکی سے اور وجہ کراہت اوسکی کی پڑھنا اسکا ہی درمیان جماعت کے اور مشتبہ کرنا اسکا ہی آنیوالے کو اپنے
حال پر کہ یہہ جماعت مین پڑھتا ہی یا تنہا یا مودی فرض ہی یا سنت کما قال الطحطاوی اور جو مکروہ ہے وہی بدعت ہی کما ہو فی مائۃ المسائل
سو کیا گمان ہی تیرا اوس فعل مین کہ جہان سنت اور بدعت جمع ہون کہ ترک ہی اوسکا مقدم ہے کما عرفتہ اور جیسے کہ نقل کیا شرح
عین العلم فارسی مین لکھا ہے کہ جس سنت کے کرنے مین مشابہت لازم آتی ہو ساتھہ مبتدعین کے تو اوس سنت کا ترک لازم ہی انتہی ہان اگر
کوئی مسجد مین آدمی اور لوگ نماز مین ہون یا ارادہ شروع نماز کا رکھتے ہون سو بعد فراغ نماز کے اگر اونسے مصافحہ کرے لیکن بشرط سبقت
سلام کے مصافحہ پر تو یہہ منجملہ مصافحہ مسنونہ سے ہے بلا شبہہ کما قال مولانا محمد حیدر علی فی اقامۃ السنۃ سوا اسکے جبکہ پھیلاوے کوئی مسلمان
ہاتھہ اپنا واسطے مصافحہ کے تو نہین لائق ہے اعراض ساتھہ کھینچ لینے ہاتھہ کے اسلیے کہ رنج ہوگا اوسکو کہ وہ زیادہ ہے مراعات ادب پر
کما فی شرح الترمذی مگر ادب اور اطاعت وہین تک سچا ہی کہ قید حکم شریعت کی نہ اوٹھے اور جب قید شریعت کی اوٹھ گئی تو بیہودہ ادب

نہین ہو بلکہ بے ادبی ہو کہ فرمایا حضرت نے لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق یعنی نہین ہے تابعداری مخلوق کی بیچ نافرمانی
خالق کے اسلیے کہ الامر فوق الادب ہو انتہی اور صاحب مجالس الابرار و مسالک الاخیار و محائق البدع و مقامع الاشرار
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اوس کتاب مذکور مین لکھا ہو کہ حرف فا اس حدیث مین کہ ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان
خاص واسطے تعقیب کے ہے اور واجب کرنیوالا ہے تعقیب مصافحہ کو ملاقات سی سو ثابت ہوا مشروع ہونا مصافحہ کا نزدیک
ملاقات ایک بھائی مسلمان کے دوسری بھائی مسلمان سی اور مرقات مین ہو قولہ یلتقیان ای یتلاقیان فیتصافحان ای بعد السلام
اعد باعلی الآخر الا غفر لہما قبل ان یتفرقا اور ہو اتمہ تحیت اونکی سے اسلیے کہ فرمایا ہو حضرت نے تمام تحیاتکم بینکم
المصافحة یعنی پورا ہونا تحیتون تمھاریکا درمیان مین تمھاری مصافحہ ہے سو یہہ حدیث بھی دلالت کرتی ہو مشروع ہونی
مصافحہ پر عند الملاقات اسلیے کہ حضرت نے اوسکو گردانا ہی تمام تحیت سی انتہی اب کوئی کہے کہ سلام تو وقت رخصت کی بھی ہوتا ہو
چنانچہ حدیث مین آیا ہو کہ فلیست الاولی باحق من الاخرۃ یعنی نہین ہو سلام کرنا پہلا بہتر پچھلی سے تو اب چاہیی کہ وقت
جانیکی بھی مجلس سی جب سلام کری تو مصافحہ بھی کرلے اسلیے کہ مصافحہ کا وقت ابتدای ملاقات کا ہو جیسا کہ وارد ہوا ہو حدیث مین
ایک حدیث تو اوپر گذر چکی ہے کہ ما من مسلمین الخ اور دوسری حدیث اذا التقی المسلمان فتصافحا الحدیث ہو یعنی جب
ملین دو مسلمان پس مصافحہ کرین یعنی بعد ملاقات کی اور باقی کلام اسمین آگی مرقات سی آتا ہی پس مشروع مصافحہ کی لیے اول ملاقات
ہی تو اب چاہیی کہ مقرر کیا جاوی یہہ وہین پر کہ مقرر کیا ہی اسکو شرع شریف مین اور رعایت کیجاوی اوسمین سنت کہ وہ دونون
ہاتھہ سی کرنا ہی اور بیچ حالت غیر ملاقات کی مانند ہونے مصافحہ مذکورہ کے بعد نماز عیدین اور جمعہ کے کہ عادت اسکی ہو رہی ہے
اب ہماری زمانیکی لوگونمین سو حدیث ساکت ہی اس سی سو اب باقی رہی یہہ بات بے دلیل کی اور وہ چیز جسکی دلیل نہو وہ مردود ہوتی
ہو اور اوسکی تقلید کرنی نچاہیے بلکہ رد کیا ہو ایسی بات کو حدیث عایشہ رض مین کہ کہا اونھون نے فرمایا حضرت نے من احدث
فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ای مردود یعنی جسنے نکالی نئی بات ہماری اس امر مین یعنی دین مین کہ نہین ہو وہ
بات اوسمین سی سو وہ رد ہے یعنی مردود ہو اب جان لو اس بات کو کہ نہین ہے اقتدا مگر ساتھہ نبی علیہ السلام کی اسلیے کہ فرمایا اللہ تبارک
وتعالی نے وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یعنی جو چیز لاوی تمھاری پاس رسول پس لیلو اسکو اور جس چیز سی
منع کری تمکو پس باز رہو اوس سی اور دوسری آیت مین فرمایا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنة او یصیبہم عذاب الیم
یعنی پس چاہیی کہ ڈرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین حکم اوسکی سے یہہ کہ پہونچی اونکو کوئی فتنہ یا پہونچی اونکو عذاب دردناک اور
علاوہ اسکی فقہا حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ نے بھی تصریح کی ہی ساتھہ مکروہ کہنی اوسکی کے اور ہونی بدعت اوسکی کے جیسیکہ کہا ہے ملتقط مین
ویکرہ المصافحة بعد الصلوٰة بکل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوٰة و لانھا من سنن الروافض یعنی
مکروہ ہو مصافحہ کرنا بعد نماز کے ہر حال مین اسلیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہین مصافحہ کیا بعد نماز کی اور اسلیے منع ہی کہ
وہ افعال روافض سی ہے انتہی اور کہا ابن حجر نے شافعیہ مین سے کہ وہ جو مصافحہ لوگ کرتے ہین بعد نماز پنجوقتہ کی سو وہ

بدعت اور مکروہ ہی نہین ہے اصل اوسکی شریعت محمدیہ مین سوا کہی دیا جاوی فاعل اوسکا اول بار کہ وہ بدعت ہی اور تعزیر دیا جاوی اگر پہیر دوسرا اگر کرے اور کہا ابن حاج نے مالکیہ مین سے کتاب مدخل مین کہ لایق ہی امام کو کہ منع کرے اوس مصافحہ کو جو لوگون نے نکالا ہے بعد نماز جمعہ اور فجر اور عصر کے بلکہ بعد نماز پانچون وقت کی اور یہہ تمام بدعت ہی اور مقرر کیا گیا ہی مصافحہ شرع مین نزدیک ملنے کے بہائی مسلمان سی اور نہین مقرر کیا گیا بعد نماز کے سو جہان مقرر کیا گیا ہی ود شرع مین وہین چاہی کہ مقرر رکہین اوسکو اور روکین اور جہڑکین کرنیوالی اوسکے کو اسلیے کہ کیا اوسنے خلاف سنت کی اور برتا اوسکو غیر محل موضوع ماذون فیہ من الشرعی مین اور یہہ تصریح اوسکی مشعر ہے اجماع پہ سو نہین جایز ہی مخالفت بلکہ لازم الاتباع ہی بموجب فرمانے اللہ تعالی کے

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **یعنی** جو شخص کہ مخالفت کری رسول کی بعد ظاہر ہونی ہدایت کی اور پیروی کری غیر طریقہ مومنون کی پہیر دینگے ہم اوسکو اوسکی طرف اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہی جگہ پہرنیکی یہہ آیت والمحصنات کی جو تہی ربع مین ہے اور کہ وہ جو ذکر کیا ہے امام نووی نے اذکار مین کہ اعلم ان المصافحۃ سنۃ مستحبۃ عند کل لقاء وما اعتادہ الناس بعد صلوۃ الصبح والعصر لا اصل لہ فی الشرع علی ہذا الوجہ ولکن لا باس بہ **یعنی** جان تو کہ بیشک مصافحہ سنت مستحبہ ہی نزدیک ہر ملاقات کی اور وہ جو عادت پکڑی ہے اوسکی لوگون نے بعد نماز فجر اور عصر کے نہین ہی اصل اوسکی شرع مین اس طریق پر لیکن لاباس بہ ہی یعنی اگر کوئی کری تو کچہہ مضایقہ نہین سو یہہ کلام اگرچہ مشعر ہے مصافحہ کی اباحت پر بعد نماز فجر اور عصر کے بہی مگر دیکہہ تو کہ کیونکر اعتراف اور اقرار کیا امام نے اسبات کا کہ نہین ہی اصل اسکی شرع مین ساتہہ اپنے قول لا اصل لہ فی الشرع علی ہذا الوجہ کے سو اب بعد اس اعتراف اور اقرار کے نہین فائدہ دیتا ہی کہنا اونکا ولکن لا باس بہ لکہی انتہی مافی المجالس پہیر بعد اسکے کہا امام ممدوح نے کہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم محافظین علیہا فی بعض الاحوال ومفرطین فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک عن کونہ سنۃ وہی من البدعۃ المباحۃ انتہی **یعنی** پس بیشک اصل مصافحہ کی سنت ہی اور ہونا اونکا محافظت اوپر اوسکے بعض اوقات مین اور افراط کرنیوالی اوسکو بیچ اکثر اوقات کے یہہ نہین خارج کرتے اوسکو سنت ہونے اوسکی سے اور یہہ ہی بدعت مباحہ سی انتہی کہتے ہین ملا علی قاری رح مرقات مین بیچ رد کرنے اس عبارت کی کہ لا یخفی ان فی کلام الامام نوع تناقض لان اتیان السنۃ فی بعض الاوقات لا یسمی بدعۃ مع ان عمل الناس فی الوقتین المذکورین لیس علی وجہ الاستحباب المشروع فان محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقاۃ وقد یکون جماعۃ یلاقون من غیر مصافحۃ ویتصاحبون بالکلام ومذاکرۃ العلم وغیرہ مدۃ مدیدۃ ثم اذا صلوا یتصافحون فاین ہذا من السنۃ المشروعۃ ولہذا صرح بعض علمائنا بانہا مکروہۃ وح انہا من البدعۃ المذمومۃ نعم لو دخل احد فی المسجد والناس فی الصلوۃ او علی ارادۃ الشروع فیہا فبعد الفراغ لو صافحہم لکن بشرط سبق السلام علی المصافحۃ فہذا من جملۃ المصافحۃ المسنونۃ بلا شبہۃ انتہی **یعنی** اور نہین ہی پوشیدہ کہ تحقیق کلام امام مین ایکطرح کا

تناقض ہی اسلیے کہ کرنا سنت کا بعض اوقات مین نہین نام رکھا جاتا ہی بدعت باوجود اسکے کہ عمل آدمیونکا یعنی مصافحہ مذکورہ
دونون وقتون مذکورہ مین نہین ہے وجہ تجب مشروع پر بین تحقیق محل مصافحہ مشروعہ کا اول ملاقات ہی اور کبھی ہوتے ہین ایک جما
کہ ملتی ہین وہ آپسین بغیر مصافحہ کے اور مصاحبت کرتے ہین ساتھ کلام اور ذکر علم وغیرہ کی ایک مدت دراز تک پہر جب نماز پڑہ چکے
ہین تو پھر ایک دوسری سے مصافحہ کرتے ہین سو کہان ہی یہ سنت مشروعہ سی اور اسلیے تصریح کی ہے بعض علماء ہماری نے ساتھ
اسبات کی کہ تحقیق وہ مکروہ ہے اور اسوقت بیشک ہوگا وہ مصافحہ بدعت مذمومہ سی ہان اگر کوئی آدمی مسجد مین اور لوگ نماز مین
ہون یا ارادہ رکھتے ہون شروع نماز کا اوسمین سو بعد فراغ کے اگر مصافحہ کری لیکن بشرط سبقت سلام کے مصافحہ پر تو یہ
منجملہ مصافحہ مسنونہ سی ہے بلا شبہ تمام ہوا قول ملا علی قاری کا سو بہر تقدیر ثابت ہوا بدعت ہونا مصافحہ معمولہ مذکورہ کا پس
بچنا چاہیے اوس سی اور اسی قیاس پر ہے مصافحہ بعد وعظ کے اور زیادہ تحقیق جسکو اس مسئلہ کی منظور ہو سو مجالس الابرار مین دیکھے
اور جوان عورت سی مصافحہ کرنا حرام ہے اور نہین حرام ہی اوس بڑھیا سی جو مشتہات سی نہو اور اسیطرح مرد بڈھا کہ امن مین ہو
شہوت سی اوسکو مصافحہ کرنا جوان عورت سی درست ہی اور مصافحہ ساتھ امرد خوبصورت کی درست نہین اور جسکو دیکھنا حرام
اوسکو چھونا بھی حرام ہے بلکہ حرمت چھونیکی سخت تر نظر سی ہے اور مصافحہ کری ہتیلی ہتیلی پر رکھ کر اور سر انگلیونکے نہ پکڑی کہ بدعت
ہی کذا فی مظاہر الحق نقلا عن اشعۃ اللمعات **و اضح ہو** کہ جب وفد عبد القیس حضرت کی خدمت مین حاضر ہوی تو سردار
اونکا کہ اوسکو اشج عبد القیس کہتی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس نہ آیا اور ایک مکان مین اترا اور نہا کر اور کپڑی پاکیزہ
پہنکر ساتھ تسکین اور حلم و وقار کے مسجد شریف مین آیا اور دوگانہ ادا کیا اور بعد فراغ دعا کے حضرت کی ملازمت مین حاضر
ہوا آپنے اوسکی اس وضع کو بہت پسند کیا اور تحسین کر کے فرمایا ان فیک خصلتین یحبہما اللہ الحلم والاناۃ یعنی بیشک
تجھ مین دو خصلتین ہین کہ دوست رکھتا ہی اونکو اللہ تعالی ایک حلم اور ایک اناۃ حلم کہتے ہین آہستگی اور بردباری کو
اور اناۃ بروزن نواۃ کہتے ہین آہستگی کو یعنی تدبیر امور کو بلا استعجال بنظر مصلحت کو کرنا اور ایک روایت مین الحلم والحیاء
آیا ہے اور ایک روایت مین الحلم والتودۃ آیا ہے تودۃ کہتے ہین تاخیر کو کذا فی المدارج روضۃ الاحباب مین ہی کہ جب
حضرت نے اون لوگونکی سردار کو کہ نام اوسکا منذر اور لقب اوسکا اشج تھا اپنے برابر بٹھایا اور فرمایا تبایعوا علی انفسکم وقومکم
یعنی بیعت کرو اوپر نفسون اپنے کے اور قوم اپنی کے یعنی اپنے قوم کی ایمان لانیکے ضامن ہو سبنے قبول کیا مگر اشج نے عرض کی کہ آدمیکو
اوسکے دین سی پھیرنا مشکل کام ہی ہم اپنے نفسون پر بیعت کیے لیتے ہین اور آپ ایک آدمی اپنا بھیجین کہ وہ اونکو اسلام کی دعوت کری پھر
جو کوئی دعوت قبول کریگا وہ ہم مین سے ہوگا اور جو کہ انکار کریگا اوس سی ہم مقاتلہ کرینگے آپنے فرمایا کہ تو نے سچ کہا تحقیق تجھ مین
دو خصلتین ہین کہ دوست رکھتا ہی اون دونون کو اللہ تعالی اونمین سی ایک حلم ہے اور دوسری تانی پھر عرض کی اوسنی کہ یا رسول اللہ
یہ دونون خصلتین مجھمین جبلی ہین یا عارضی آپنے فرمایا کہ جبلی اوسنے اسکا شکر کیا اور کہا الحمد للہ الذی جبلنی علی خصلتین یحبہما
یعنی تمام حمد ثابت ہی اوس خدا کو کہ اوسنے پیدا کیا مجکو دو خصلتون پر کہ دوست رکھتا ہی اون دونون کو **و اضح ہو** کہ

شراح حدیث نے بیان کیا ہے کہ حلم سے مراد اس حدیث مین عقل ہے اور یہہ بات جو اونسے قوم کی ایمان لانیکے باب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی سو وہ دال تھی حلم پر اور صحت عقل اور جودت نظر پر اوسکی انجام کار مین اور اسلیے کہا ہی ع

خورشید سپہر دین و ایمان عقل است * نور بصر و بصیرت جان عقل است * شمعیکہ بود جان جہان روشن از و * در بارگہ وجود انسان عقل است

اور ثانی اونکے یہہ تھے کہ اونسے نظر اپنے مصالح مین کی اور ساند قوم کے تعجیل نکی اور بعد نہانے دھونے اور صفائی اور تازگی حاصل کرنیکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین آیا اور حضرت نے اونکو رملہ بنت حارث کی مکان مین اوتارا اور مہمانی اونکی کی وہ دس روز مدینے مین رہے اور قرآن پڑھا اور مسائل ضروری سیکھے پھر حضرت نے ہر ایک کو انعام عطا کیا اور اشج کو اور ونسے زیادہ دیا اور کہتے ہین کہ جائزہ اونکا یعنی صلہ بارہ اوقیہ اور ایک نش کا تھا اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اور نش بیس درم کا یہہ سب پانسو درم ہوئے پھر آپنے اونکو رخصت کیا انتہی فقط

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ عنایت آلہی سے حصہ چہارم جلد اول منجملہ چھہ حصون کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون کی حسب ارشاد فیض بنیاد جناب یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علیخان بہادر صولت جنگ والی ٹونک مقیم بنارس کوٹھی خود واسطی فیض رسانی خلایق کے مقام لکھنو کٹرہ محمد علیخان مین بتاریخ پنجم شہر ذی القعدہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری کو بیچ مطبع علوی باہتمام محمد علی بخش خان مالک مطبع کی چھپکر تیار ہوی

واسطی سند اس امر کے کہ یہ کتاب چھپی ہوی مطبع علوی کی ہے مُہر مطبع ثبت کی گئی فقط

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب سعادت انتساب حاوی کل حالات و جامع جمیع صفات حضرت رسول مقبول صلعم مسمی بہ
قرۃ العیون
حصہ پنجم
شرح
جلد اول
سرور المحزون
حسب الحکم جناب یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خان صاحب بہادر صولت جنگ دام اقبالہ
در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ طبع شد

فہرست مضامین قرۃ العیون شرح سرور المحزون حصہ پنجم واقعات سال نہم ہجرت صلعم

تمت

ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين
الحمد لله والمنة که کتاب سعادت انتساب حاوی کل حالات جامع جمیع صفات حضرت رسول مقبول صلعم مسمی
قرة العيون
شرح
سرور المحزون
حسب الحکم جناب امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خان صاحب بہادر صولت جنگ والی ٹونک دام حشمتہ
در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ مطبوع شد

واقعات سال نہم از ہجرت حضرت خیر البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء محرم میں نویں سال ہجرت کے عامل صدقات کے تعین فرمائے کہ اون قبیلوں سے جو مسلمان ہوئے تھے اور اسلام لائے تھے اونکے پاس جا کر زکوٰۃ مال کی لیں اور بھیجے کو لاویں سو بریدہ کو اور ایک روایت سے کعب بن مالک کو قبیلہ غفار اور اسلم پر اور عباد بن بشر کو بنی سلیم اور مزینہ پر اور رافع بن مکیث کو جہینہ پر اور عمرو بن عاص کو قبیلہ فزارہ پر اور ضحاک بن سفیان کو کلاب پر اور بشر بن سفیان کعبی کو بنی کعب پر اور عبداللہ بن اللتبیہ کو بنی ذبیان پر مقرر کیا اور مشکوٰۃ شریف میں روایت [illegible] کو قوم ازد میں سے کہا جاتا تھا اوسکو [illegible] ی کی ہے اور اس قدر تحفہ بھیجا گیا ہے میرے لیے پس خطبہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس حمد کی اللہ تعالیٰ کی اور تعریف کی اوسپر پھر فرمایا بعد حمد وثنا کے تحقیق میں عامل کرتا ہوں کتنے شخصوں کو تم میں سے اوپر کاموں کے اون کاموں میں سے کہ حاکم کیا ہے مجھکو اللہ تعالیٰ نے پھر آتا ہے ایک ان کا پیچھے اوس کام سے پس کہتا ہے یہہ تمہارے لیے ہے اور یہہ تحفہ دیا گیا ہے مجھکو پس کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں پس دیکھتا کہ تحفہ بھیجا جاتا ہے اوسکو یا نہیں قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری بیچ ہاتھ قدرت اوسکے ہے نہیں لے گا کوئی اوس میں سے کچھہ مگر لاوے گا اوسکو دن قیامت کے اس حال سے کہ اوٹھائے ہوگا اوسکو اپنی گردن پر یعنی رسوائی کے لیے اگر ہوگا اونٹ ہوگی [illegible] کہ ہوتا تھا [illegible] نے فرمایا تھا [illegible]

اگر عامل نہوتا اور گھر مین بیٹھا رہتا کاہے کو بھیجتے اس سے معلوم ہوا اگر تحفہ بھیجے کوئی دوست یا قرابتی عامل کو کہ ہمیشہ اوسکے لیے تحفہ بھیجتا تھا نہ بسبب اس عمل کے تو جائز ہے لینا اوسکا جیسا کہ یہی تحفہ اور ضیافت قاضی کے کہا گیا ہے اور کہا ابن مالک نے یعنے نہیں جائز ہے عامل کو یہہ کہ قبول کرے تحفہ اسلیے کہ نہین دیتا ہے اوسکو کوئی کچھہ مگر واسطے طمع کے کہ چھوڑ دے وہ کچھہ زکوٰۃ مین سے اور یہ جائز نہین انتہی کذا فی مظاہر الحق تنویر الابصار مین ہے کہ رد کرے قاضی ہدیہ مگر اپنے قرابتی سے یا اوس شخص سے کہ عادت ہو اوسکی ہمیشہ اسکے ہدیہ دینے کی قبل قاضی ہونے اسکے کہ پس لیوے اوس سے اور یہی حکم ہے ضیافت خاص کا یعنی وہ دعوت کہ اگر قاضی اوس مجلس مین نہ آوے تو صاحب دعوت اوس دعوت کو موقوف رکھے قال الخطابی وفی قولہ هلا جلس فی بیت امہ او ابیہ فلینظر ایهدی الیہ ام لا دلیل علی ان کل امر یتذرع بہ الی محظور فہو محظور وکل دخیل فی العقود ینظر ھل یکون حکمہ عند الانفراد کحکمہ عند الاقتران ام لا هکذا فی شرح السنۃ یعنی کہا خطابی نے اور بیچ قول آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کیون نہ بیٹھا بیچ گھر ماں اپنی کے یا باپ اپنے کے پس دیکھتا کیا تحفہ بھیجا جاتا ہو طرف اوسکے یا نہین دلیل ہے اسپر کہ جو چیز کہ وسیلہ کیا جاوے ساتھہ اوس چیز کے طرف کام حرام کے پس وہ وسیلہ بھی حرام ہے اور جو عقد داخل ہو بیچ عقدون کے یعنی مثل بیع اور ہبہ و نکاح اور مانند اونکے کے دیکھا جاوے کہ آیا حکم اوسکا نزدیک جدا ہونیکے مانند حکم اوسکے کے وقت نزدیک ہونے کے ہے یا نہین یعنی پہلی بات صحیح ہے اور دوسری نہین صحیح اسیطرح ہے شرح السنۃ مین **ف** پس وہ وسیلہ بھی حرام ہے داخل ہے اس مین قرض کہ حاصل کرے نفع کو اور گھر گروی کا کہ رہا اوس مین گروی لینے والا بغیر کرایہ کے اور جانور گروی کیا گیا کہ سوار ہوا اوسپر اور فائدہ اوٹھاوے اوس سے بغیر عوض کے اور مثال دوسرے قاعدہ کی یہہ ہے کہ بیچے کسی کے ہاتھہ ایک چیز دس روپیہ کی سو روپیہ کو تاکہ قرض دے یہی بیچنے والا اس مشتری کو ہزار روپیہ اور مثلا اور اس قرض کا نفع اوس چیز کے ثمن مین جوڑ لے پس بیچ یہہ نہین درست ہے اسلیے کہ فقط وہ چیز ہی بیچتا تو وہ کاہے کو لیتا اوس قرض کے لالچ سے لی ہے گویا سود قرض کا اوس چیز کے مول مین ادا کیا اور جب ان دو عقدین ایسی ہون کہ اگر ایک کو دوسرے سے جدا کرین تو بھی وا رکھی تو وہ درست ہے مثلا اسی صورت مذکورہ مین دس روپیے کی چیز دس ہی روپیہ کو بیچتا اور یہہ دونون قاعدے جو خطابی نے حدیث سے نکالی پس پہلا قاعدہ تو موافق ہے مذہب مالک کے بھی اور مذہب شافعی کے بھی ہے اسلیے کہ قواعد مقررہ سے ہے کہ وسائل حکم مقاصد کا رکھتے ہین پس وسیلہ طاعت کا طاعت اور وسیلہ معصیت کا معصیت اور دوسرا قاعدہ موافق مذہب مالک اور احمد کے ہے کہ منع کرتے ہین حیلون کو کہ جنکے سبب سے ریا وغیرہ سے نکلتے ہین اور ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہما مباح رکھتے ہین پس نہین وہ قائل اس قاعدہ کے اور اس سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ یہہ مسئلہ بطور مثال کے مذکور کیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے بلکہ یہ اونکے نزدیک بھی نہین درست بسبب اوس قاعدہ کے اور اور بعضے حیلے اونکے نزدیک درست ہین اسلیے کہا کہ وہ قائل اس قاعدہ کی نہین **ع مولانا** اور روایت ہے عدی بن عمیرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جسکو عامل کرین ہم تم مین سے کسی کام پر پھر چھپایا وہ ہم سے بمقدار سوئی کے اور زیادہ اوس سے چھوٹا یا بڑا ہے مین ہوگا یہہ چھپانا خیانت لاویگا اوسکو دن قیامت کی یعنی از رہ فضیحتی کے روایت کی یہہ مسلم نے کذا فی مظاہر الحق اور مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عاملون کو زکوۃ کو فرماتے تھے کہ پرہیز کرو اس سے کہ لو تم اچھے مالون کو یعنی اونکی مالون سے عمدہ چھانٹ کر

اور زکوۃ دینے والون سے فرماتے لا دیجاتمھارے پاس جبکہ ساقا فلایعنی عامل آوینگے زکوۃ لینے کو کہ دشمن نکل گئے ہین یعنی بحکم طبیعت کے لوگ اون کو دشمن کہتے ہین اسلیے کہ مال لینے کو آتے ہین پس جسوقت آوین تمھارے پاس پس کہو اونکو مرحبا یعنی خوشوقت آئے تم اور خالی کردو درمیان اونکے اور درمیان اوس چیز کے کہ طلب کرین یعنی مال زکوۃ کا اونکی رہ (روہ) جانے دو کوئی چیز حائل اور مانع درمیان اونکے پس اگر زکوۃ لینے مین عدل کرینگے پس اپنے لیے کرینگے یعنی ثواب عدل کا پاوینگے اور اگر ظلم کرینگے پس وبال وی نیز ہے اور راضی کرو زکوۃ لینے والون کو اسلیے کہ پوری زکوۃ تمھاری رضا اونکی ہے اور چاہیے کہ دعا کرین عامل تمھارے لیے روایت کی یہ ابوداؤد نے **ف** اگر ظلم کرینگے مراد یہ ہے کہ اگرچہ ظالم جانو تم اونکو بحسب اعتقاد اپنے گمان اپنے کے یا بالفرض اتفاق سے ظلم کرین یہ مبالغہ فرمایا اور راضی کرو یعنی خوب کوشش کرو اونکو راضی کرنے مین حتی الامکان کہ دو اونکو زکوۃ واجب بغیر حیل اور خیانت کے اگرچہ اصل وجوب زکوۃ سا قط اور ادا ہی مال کے ادا ہوجاتی ہے ولیکن راضی کرنا کمال اوسکا ہے اور مستحب ہے زکوۃ لینے والے کو کہ دعا کرے زکوۃ دینے والے کے لیے کذا فی روضۃ الاحباب و مظاہر الحق اور اسی سال نہم مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عیینہ بن حصین فزاری کو بنی تمیم پر بھیجا سبب اسکا یہ تھا کہ آپ نے اسی سال کے محرم مین بشیر بن سفیان کعبی کو واسطے لینے زکوۃ کے بنی کعب کے کہ قبیلہ خزاعہ سے ہین بھیجا تھا وہ اون لوگون کے پاس گئے اوسوقت بنو کعب و بنو تمیم دونون قبیلے ایک چشمے پر کہ اوسکو ذات الاشطاط کہتے ہین جمع تھے بشیر بن سفیان نے بنو کعب سے زکوۃ طلب کی وے لوگ اپنے مواشی اکٹھے کیے اور اونکی زکوۃ نکالی جب بنو تمیم کو یہ معلوم ہوا اور وہ مال زکوۃ کا اونکی نگاہون مین بہت نامناسب اور ستا (سستا) اور یہ جہالت و جفا اور شدت اور قساوت اور عدم حسن اسلام کے کہ اون مین تھی بہت سا معلوم ہوا تو نہایت ناخوشی سے اونھون نے بنو کعب سے کہا کہ کیون اپنا اتنا مال دیے دیتے ہو کہ وہ لیجاوین یعنی کیون اپنا اتنا مال محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو دیتے ہو اور سب بنو تمیم جمع ہوگئے اور تیر و کمان اور تلوارین لیکر مستعد لڑائی کے ہوئے اور نہیں چھوڑتے تھے کہ بشیر بن سفیان اون مین سے زکوۃ لیجاوین بنو کعب نے اونسے کہا کہ ہم ایمان لائے اور دین محمدی مین آئے ہین اور اونکی متابعت اور فرمانبرداری کا ہمنے اقرار کیا ہے اور زکوۃ دینی منجملہ واجبات سے ہے اور ادا کرنا اوسکا ہمارے دین مین ہے بنو تمیم نے کہا کہ ہم نہ چھوڑینگے کہ عامل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ایک اونٹ بھی لیجاوے اور ایک روایت سے بعض بنو خزاعہ اور بنو العنبر نے بھی بنو تمیم کی اعانت اور مدد کی جب بشیر بن سفیان نے یہ صورت دیکھی تب وہان سے بھاگے اور مدینے مین آکر سب کیفیت اوس واقعہ کی حضرت سے عرض کی آپنے فرمایا کہ کون ہے کہ جاوے اور بنو تمیم سے اسکا انتقام لیوے عیینہ بن حصین فزاری نے عرض کی کہ قسم خدا کی بنو تمیم جہان کہین جاوینگے مین اونکا تعاقب کرونگا اور ہرگز نہ پھرونگا جب تک کہ اونکو آپکے پاس پکڑ نہ لاؤن پھر آپنے اون کو پچاس سوار دیکر کہ وہ سب عرب لوگ تھے کوئی مہاجرین اور انصار اون مین نہ تھے رخصت فرمایا سو وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے یہان تک کہ اونکے مقام پر جا پہنچے اکثر لوگ اون قوم کے اپنے گھرون مین تھے عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرصت کو غنیمت جانکر اونپر دوڑ ماری اور چند عورتون اور لڑکون کو اونکے پکڑ لائے اور بعضی مردون کو بھی اونکے پکڑ لائے اور ایک روایت مین گیارہ مرد تھے اور پندرہ عورتین اور ایک روایت سے گیارہ عورتین تھین اور تیس لڑکے حضرت اون سبکو ایک مضبوط مکان مین رکھدیا پھر یہ لوگ بنو تمیم سے اپنے قیدیون کو لینے کو آئے جیسے عطارد بن حاجب اور زبرقان بن البدر اور قیس بن عاصم اور نعیم بن سعد اور عمرو بن الاہتم اور اقرع بن حابس اور یہ اپنے خطیب اور شاعر کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے کہ حضرت سے

ساتہہ اونکے مفاخرت کرین مدینے مین آکر بیٹہے اونھون نے اپنے قیدیون کو تلاش کیا کہ کہان ہین پھر اون سے جاکر ملے جب اونھون نے اپنے لوگون کو دیکہا تو چیخنے اور چلانے لگے اور بیقراری سے رونے لگے پھر اونھون نے مسجد شریف مین آکر حضرت کو ڈہونڈہا حضرت اوسوقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حجرے مین آرام فرماتے تھے اونکو یہ معلوم تہا کہ آپ کس حجرے مین ہین ہر ایک حجرے کے دروازے پر پھرتے تہے اور پکارتے تہے کہ ای محمد تم باہر آؤ کیون ہمارے اہل و عیال کو قید کیا ہی تمنے انکا کیا گناہ کیا ہی ہمسے تو کوئی مخالفت ہی نہوا نہین ہوئی یہ کہکر شور و فریاد کرتے تہے اور ہر چند حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اہل مسجد انکو تسکین دیکر کہتے تہے کہ مسجد شریف مین شور و غل نکرو اور ادب سے رہو مگر وہ ایک نہین مانتے تہے بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ای بیوقوفو ایک لحظہ ٹھہر جاؤ حضرت نماز ظہر کے لیے باہر آوینگے پھر حضرت اندر سے باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ ان لوگون کو کیا ہوا ہی کہ انھون نے مجھکو جگایا اور اپنی چشم اطہر کو اپنی دست مبارک سے ملتے تہے جیسے کہ عادت شریف آپ کی تہی کہ وقت بیدار ہونے کے خواب سے ہاتھون سے آنکہین ملتے تہے پھر آپ نے نماز ظہر کی جماعت سے ادا کی مگر خدا جانے کہ اون لوگون نے بہی نماز پڑھی یا اوسوقت تک اپنی جہالت ہی مین ہون اور نماز پڑھنی نسیکھی ہو یا بسبب انقباض طبیعت کے خشم و اضطراب مین فرصت ادای نماز کی نپائی ہو کہ ساتہہ نماز کے مشغول ہون واللہ اعلم پھر جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھ چکے یعنی نماز فرض پھر طرف حجرے کے تشریف لیچلے راہ مین وہ حضرت کے روبرو آکر وہی اپنی عرض پھر کرنے لگے آپ اونکی طرف دیکہتے تہے اور کچھہ جواب ندیتے تہے یہان تک کہ حجرۂ مبارک مین جاکر آپ نے سنتین ظہر کی پڑھین پھر باہر تشریف لائے اور صحن مسجد مین بیٹھے تب اون لوگون مین سے اقرع بن حابس نے اول عرض کی کہ ای محمد صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم اگر اجازت ہو تو کچھہ کلام کرون آپنے فرمایا کہ کہو اوس نے کہا کہ ہم وہ لوگ ہین کہ تعریف ہماری اچھی ہی اور مذمت ہماری بری ہے یعنی مدح کرنا ہمارا خوبی ہے اور مذمت کرنا ہمارا عیب ہے آپ نے فرمایا کہ غلط کہا تونے وہ حق سبحانہ تعالی ہے کہ مدح کرنا اوسکا خوبی اور مذمت کرنا اوسکا زشتی ہی اور فرمایا کہ اس سے مقصود تمہارا کیا ہی اونھون نے عرض کی کہ ہم اپنا شاعر اور خطیب اپنے ہمراہ لائے ہین کہ تمہارے سامنے مفاخرت کرین آپنے فرمایا کہ ما بالشعر بعثت ولا بالفخر امرت یعنی مین ساتہہ شعر کے نہین مبعوث ہوا ہون اور نہ ساتہہ مفاخرت کے حکم کیا گیا ہون و لیکن لاؤ جو کچھہ رکہتے ہو زبرقان بن البدر کو اونھون نے کہا کہ اوٹھو اور خطبہ پڑھو اور کہتے ہین کہ وہ شخص عطارد بن الحاجب تہا کہ ان سب مین فصیح و بلیغ تہا اور اوسنے خطبہ پڑہا کہ اوس مین حمد و ثنا اللہ تعالی کی تہی اور شرف و فخر بنی تمیم کا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری کو فرمایا کہ اسکے جواب مین خطبہ پڑھین اونھون نے فی البدیہہ خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑہا شامل اوپر حمد و ثنا خالق ارض و سما کے اور اوپر ذکر توحید اور رسالت کے اور بیچ فضائل مہاجرین سعادت قرین اور حسن خلق اور خلق اور متابعت رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے اور بیچ فضائل انصار نصرت شعار کے اور اسکے کہ ہم مامور ہین مقاتلہ کرنے پر ساتہہ آدمیون کے یہان تک کہ اقرار کرین ساتہہ وحدانیت اللہ تعالی کے اور ساتہہ رسالت رسول مقبول اوسکے پھر اوسوقت اونکا شاعر اوٹھا کہتے ہین کہ وہ زبرقان بن البدر تہا اور شعر اوسنے پڑھے بعضے اون مین سے یہ ہین نحن الکرام فلا حی یعادلنا یعنی ہم لوگ بزرگ ہین پس نہین کوئی قبیلہ کہ برابر ہو ہمارے نحن الرؤس و فینا یقسم الربع * و نطعم الناس عند القحط کلہم * ہم سردار ہین اور درمیان ہمارے تقسیم ہوتا ہی چوتھائی حصہ مال کا اور ہم کھانا دیتے ہین لوگونکو وقت قحط کے سبکو ومن السدیف اذا لم یونس القزع گوشت کوہان شتر سے جبکہ نہ دیکھی جاوے ابر انا ابینا فلا یابا لنا احد

جسوقت کہ روگردانی کرتے ہیں ہم پس نہیں روگردانی کرتا ہر کوئی ہے یعنی ہماری طاعت سے اناکذالک عند الفخر نرتفع + یونہی ہی نزدیک فخر کے بلند ہیں ہم پہر حضرت نے حسان بن ثابت کو بلاکر فرمایا کہ اسکا جواب کہو او نہون نے اشعار روشن اوسکے جواب مین کہے بعض اون مین سے یہ ہین ان الذوائب من فہر واخوتہم + قد بینوا سنۃ للناس تتبع + یعنی بیشک مردم شریف قبیلہ فہر کے اور اونکے بھائیون کے تحقیق بیان کیا اونہون نے راستہ آدمیون کو پیروی کیا گیا یرضی بہا کل من کانت سریرتہ + تقوی الالہ وکل الخیر یصطنع + راضی ہوتے ساتھ اوس سے کے ہر ایک شخص کہ ہے طبیعت اوسکی خدا سے ڈرنے کی اور ہر کار نیک کرتا ہے اکرم بقوم رسول اللہ شیعتہم + اذا تفاوت الاھواء والشیع + عجب کرم ہے قوم رسول اللہ کی گروہ اونکی جبکہ جدا جدا ہون خواہشین اور گروہ آدمیون کی پہر اقرع بن حابس اونکی طرف سے اوٹھا اور یہ اشعار اوس نے کہے اتیناک کیما یعرف الناس فضلنا + یعنی آئے ہم تیرے پاس کہ پہچانین آدمی بزرگی ہماری اذا احتفلوا عند ادکار المکارم + جبکہ جمع ہون وقت یاد کرنے بزرگیون کے وانا رؤس الناس من کل معشر + اور تحقیق ہم سردار آدمیون کے ہین ہر گروہ سے وان لیس فی ارض الحجاز کدارم + اور کوئی نہین زمین حجاز مین مانند قبیلہ دارم کے وان لنا المرباع من کل غارۃ + اور بیشک یہہ ہمارے ہے چوتھائی ہر مال غنیمت سے تکون بنجد او بارض التہائم + ہو وہ ملک نجد مین یا زمین تہامہ مین تہامہ نام عرب مین زمین کا ہے کہ کہا اوس مین ہے پہر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حسان کو فرمایا کہ جواب اسکا اونہون نے بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوسکے جواب مین اشعار کہے بعضے اون مین سے یہ ہین بنی دارم لا تفخروا ان فخرکم + اے بنی دارم مت فخر کرو بیشک فخر کرنا تمہارا یعود وبالا عند ذکر المکارم + ہو جاویگا وبال نزدیک ذکر کرنے بزرگیون کے ہبلتم علینا تفخرون وانتم + اوپر ہمارے فخر کرتے ہو تم اور حالانکہ تم لنا خول ما بین ظئر وخادم + واسطے ہمارے گروہ ہو داییون اور خادمون سے یعنی تم خادم اور حشم میں سے ہو وافضل ما نلتم من المجد والعلی + اور افضل اوس چیز کا کہ پایا تم نے بزرگی اور برائی سے ردفادتنا من بعد ذکر المکارم + ردیفی ہو کر آنا ہے ہمارے پاس اور پہر ذکر کرنا بزرگیون کا فان کنتم جئتم لحقن دمائکم + پس اگر تم آئے ہو واسطے نگاہ رکہنے خون اپنے کے واموالکم ان تقسموا فی المقاسم + اور نگاہ رکہنی اپنے مالوں کی کہ بانٹو تم حصون مین فلا تجعلوا للہ ندا واسلموا + پس نہ ٹھہراؤ تم واسطے اللہ تعالیٰ کے شریک اور اسلام لاؤ تم ولا تفخروا عند النبی بدارم + اور نہ فخر کرو تم نزدیک نبی کے ساتھ قبیلہ دارم کے والا ورب البیت مالت اکفنا + اور نہیں تو قسم ہے پروردگار کعبہ کے جھکین گے ہاتھ ہمارے علی رؤسکم بالمرھفات الصوارم + اوپر سرون تمہارے کے ساتھ تیز تلوارون کے پہر بعد اسکے اقرع بن حابس نے کہا قسم خدا کی ہم نے جانا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غیب سے نصرت اور مدد ہی ہے اور کوئی چیز اوس سے دریغ نہیں کی ہے خطیب اوسکا بہتر ہے ہمارے خطیب سے اور شاعر اوسکا بہتر ہے ہمارے شاعر سے پہر وہ بہرہ نصاف اکر منطبق اور منقاد ہوئے اور کلمہ الاسلام ہو گئے پہر حضرت نے قیدیون کو اونکے چہوڑ دیا اور ہر ایک کو حسب حال اوسکے انعام دیا اور کہتے ہین کہ سبب اونہین کے نازل ہوئی آیت کریمہ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم کا ہی قصہ تمام ہوا کذا فی روضۃ الاحباب ترجمہ اس آیت کا یہہ ہے کہ بیشک وہ لوگ پکارتے ہین تجھکو باہر حجرون کے اکثر اونکے بیوقوف ہین اور اگر تحقیق وہ صبر کرتے یہان تک کہ نکلتا تو طرف اونکے تو البتہ بہتر ہوتا اونکے لیے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے مخبر نے بیچ اس خبر دینے کے اللہ تعالیٰ نے ساتھ صفت مغفرت اور رحمت کے سو ناظر ہے بیچ طرف معافی اور درگذر کرنے کے مگر ایک نوع کی

تہدید اور توبیخ بھی اونکی اس بے ادبی پر ہے یعنی اگر صفت غفاریت اور رحمانیت کی نہوتی تو اوس بے ادبی کی سبب سے وہ مستحق عذاب بڑے
کے ہوتے تھے اثر اسی صفت کا تھا کہ نصیحت اور تنبیہ پر گذرا اور پہلے اس آیت سے ممانعت حضرت کے روبرو بلند کرنے آواز اور زور سے بولنے اور
نام لینے سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہو چکی تھی کہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا له
بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۔ یعنی اے ایمان والو نہ بلند کرو آوازین اپنی اوپر آواز نبی کے اور زور
سے بولو واسطے اوسکے مانند زور سے بولنے بعضی تمہاری کے ساتھ بعض کے کہ حبط ہو جاوینگے اعمال تمہارے اور تم نہیں شعور رکھتے سو یہ لوگ بھی
داخل اور مصداق اسکے تھے مگر شان نزول اسکا صحیح بخاری میں یون آیا ہے کہ ایک دروقت کے ایک لوگ قوم بنی تمیم سے آئے تھے حضرت
کی خدمت فیضدرجت میں اور درخواست ہسات کی کی کہ ہمپر کوئی سردار مقرر کر دیجیے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلعم
امیر کیجیے انپر قعقاع بن معبد بن زرارہ کو یہ نام ایک آدمی کا ہے بنی قبیلہ بنی تمیم سے اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ امیر کیجیے انپر اقرع
بن حابس کو سو بظاہر یہ دخل دینا عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گران آیا اور کہا کہ اے عمر مقصود تمہارا مخالفت کرنا ہے مجھسے
اونھون نے کہا نہین بلکہ تو ایک بات کہی کہ اپنے گمان مین اوسکو مصلحت وقت سمجھا تھا سو تنازع کیا اون دونون صاحبون جلیل القدر نے
از روی اظہار حق کے کہ اتباع کی جاوے اوسکی نہ از راہ نفسانیت اور حصول ترفع کے سو اس مباحثہ مین بلند ہوئین آوازین اونکی سو نازل
ہوئی آیت یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله یعنی اے ایمان والو مقدم نکرو قضیہ کو پہلے اس سے کہ حکم کرے خدا اور
رسول اوسکا اس مین و اتقوا الله ان الله سمیع علیم اور ڈرو اللہ کو بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اور اوسکے بعد یہ آیت
اوتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ سو قسم کھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہ بولونگا روبرو حضرت کے مگر آہستہ جیسے
کوئی راز کہتا ہے اپنے یار سے کہ پوچھا جاوے اوس سے کہ اوس نے کیا کہا اور بیضاوی نے نقل کیا یہ قسم کھانا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ
عنہما دونون کا پھر نازل ہوئی آیت ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقوی لهم
مغفرة واجر عظیم ۔ یعنی جو لوگ پست کرتے ہین آوازین اپنی نزدیک رسول اللہ کے وہ لوگ وہی ہین کہ جانچے ہین اللہ تعالیٰ نے اونکے دلون
کو واسطے تقوی کے اون کے لیے ہے مغفرت اور اجر بڑا انتہی اور روایت کی گئی ہے ابوبکر سے کہ تھیر ہو منہ مین ڈال کر بیٹھا کرتے تھے حضرت
کے پاس کہ بات کرنا مشکل ہو اور یہ مروی ہے کہ جب یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی ثابت بن قیس بن شماس کہ ذکر جنکا ہو چکا ہے بلند آواز تھے
سو رہ حضرت کی مجلس شریف سے کنارہ کر کے اپنے گھر مین بیٹھ رہے اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ پھر صدمت لازم آوے حضرت نے لوگون
سے پوچھا کہ ثابت بن قیس نہین آتے اور نظر نہین پڑتے ہین اسکا کیا سبب ہے یہ خبر اونکو ہوئی وہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ جو آیت
لا ترفعوا اصواتکم آپ کے اوپر نازل ہوئی ہے اور مین بلند آواز ہون مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا کہین مین ہی مصداق اس آیت کا ہوجاؤن
اور اعمال میرے حبط ہو جاوین آپ نے فرمایا کہ تم اس مقام مین نہین ہو تم جیتے رہو ساتھ خیر کے اور داخل ہو تم بہشت مین جیسے یہ واضح ہوا کہ
شدت اور قساوت اور مفاخرت بنو تمیم مین جاہلیت کی تھی گویا کہ مقتضا طبیعت اور جبلت اونکی کا تھا ایسے کہ بعض لوگون کو مزاج مین ہوتا
اور صحیح بخاری مین آیا ہے عمران بن حصین سے کہ ایک جماعت بنی تمیم سے حضرت کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئی سو فرمایا حضرت

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قبول کرو بشارت کو یعنی بشارت دخول جنت اور تعریف کو یعنی اور خوشنودی اوسکی کو اور تعلیم کیا آپنے اونکو اصول حقائق کی کہ خیر تمام مبدأ اور مآل اوسمین ہے اور فرمایا کہ قبول کرو اس بشارت کو اونھون نے کہا کہ بشارت دی تمنے ہمکو تو ہمکو کوئی اور چیز دو یعنے ہم اسلیے آئے ہین کہ کچھ مال دنیا سے ہمکو دو اور بشارت بجال خود بالفعل جو کچھ کہ ہمکو درکار اور مطلوب ہی وہ دو سو یہ انکا آپکو اونکا یہ کہنا اور غصہ مین لایا کا اثر اوسکا آپکے چہرۂ مبارک مین ظاہر ہوا پھر آئی ایک جماعت یمن سے اشعریون کی ابو موسی اشعری کی قوم سو فرمایا حضرت نے اونکو کہ اے اشعریو تم قبول کرو یعنی بشارت کو جو کہ قبول نکیا بنو تمیم نے اونھون نے عرض کی کہ بیشک قبول کیا ہمنے یا رسول اللہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین دوست رکھتا ہون بنو تمیم کو جبسے کہ اون مین تین خصلتین سنی ہین مینے کہ بیان فرماتے تھے اون کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اون کی شان مین کہ یعنی بنو تمیم تمام امت میری سے زیادہ سخت ہین دجال پر یہ سختی اور درشتی اونکی ظاہر ہو وہان کام آویگی اور دوسری وہ کہ ایک لونڈی تھی حضرت عایشہ صدیقہ کی بنی تمیم مین سے کہ وہ اسیرون اسی سریہ مین سے تھی یا اور کبھی آئی ہو واللہ اعلم سو فرمایا حضرت نے عایشہ کو کہ آزاد کر اسکو کہ وہ اولاد اسمعیل کی سے ہی یعنی عرب ہی اور ایک وقت لوگ بنی تمیم کے زکوۃ اپنی لائے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ زکوۃ ایک قوم کی ہی یا فرمایا کہ یہ زکوۃ میری قوم کی ہی تو تشریف اور بزرگی دی اونکو ساتھ نسبت کرنے قوم اپنی کے اور تسلی اور دلجوئی اونکی کی کہ یہہ وہی لوگ ہین کہ منع کرتے تھے بنی کعب کو زکوۃ دینے سے اور اب یہ ایسے ہو گئے کہ آپ زکوۃ کو ادا کرنے لگے ظاہرا اس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ رفتہ رفتہ جب اونکی دلون مین ایمان نے جگہ پکڑی تب اونکو تہذیب اخلاق سے نصیب حاصل ہوا کہ خود وہ آپ مال زکوۃ لے کر حاضر ہوے اور ایسا ہی حال عیینہ بن حصین کا ہی کہ یہ بھی ایسے ہی درشت خو تھے کہ حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین آیا ہی کہ ایک آدمی نے اذن چاہا حضرت سے حجرے مین آنے کا آپنے فرمایا کہ اذن دو اوسکو اندر آوے اور وہ بد آدمی ہی جب وہ اندر آیا تب آپ اوس سے خندہ پیشانی ہو کر ملے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے اوسکو ایسا فرمایا تھا اور جب وہ آیا تب آپ ساتھ خوشگوئی اور خوشروئی کے اوس سے پیش آئے آپ نے فرمایا کہ بدترین آدمیون کا وہ کوئی ہی کہ چھوڑ دین اوسکو آدمی واسطے بچنے کے اوسکی فحش گوئی سے کہتے ہین کہ یہ قبل اسلام لانے اوسکے سے تھا یا اوسوقت کہ ایمان تو لائے تھے مگر خوبی ایمان کی اونکے دل مین اچھی طرح سے داخل نہین ہوئی تھی اور ایکبار اسیطرح عیینہ بن حصین فزاری ساتھ وسیلہ اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصین کے کہ وہ مقرب مجلس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے اور کہا کہ اے ابن خطاب نہین دیتے ہو تم ہمکو عطا یعنی انعام اور نہین حکم کرتے ہو ساتھ عدل کے سو ناخوش ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چاہا کہ اونکو کچھ سزا دین سو حر بن قیس نے پڑھی یہ آیت کہ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين یعنی پکڑ تو عفو کو یعنی طریقہ درگذر کرنے کا اور حکم کر تو ساتھ عرف کے یعنی دستور نیک کی اور اعراض کر تو جاہلون سے یعنے جاہلون کے کہنے کا خیال نکر اور کہا کہ یہ شخص جاہل ہی درگذر کر اس سے اے امیر المومنین حال اس جماعت کا یہ تھا انجام کار کا کیا ہوگا اگر ایمان ثابت ہے تو تعریف صحابیت کی اونپر درست ہے اور حکم صحابی کا معلوم ہی کہ کیا ہی واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی نوین سال مین ولید بن عقبہ کو جو برادر مادری حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے تھے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے کے بیٹے تھے بنی مصطلق پر واسطے لینے زکوۃ کے بھیجا قصہ اسکا یہ ہے کہ حارث بن ضرار ابن ابی ضرار سے مروی ہے

کہ اونھون نے کہا کہ مین اپنی قوم مین سے حضرت کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا آپنے مجھکو دعوت اسلام کی مین مشرف ساتھہ
اسلام اور ایمان کے ہوا آپنے سب احکام شرعی نماز و روزہ میرے لیے بیان کیے مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین جاتا ہون اپنی قوم کے پاس
اور اونکو دعوت کرونگا ساتھہ اسلام اور نماز و روزہ اور زکوۃ کے جو کوئی قبول کرے گا اوس سے زکوۃ لیکر جمع کرونگا اور ایک میعاد مقرر
کردیجیے کہ اتنے دنون مین کسی کو آپ بھیجین کہ وہ اس زکوۃ کو لے آوے سو حارث طرف بنی مصطلق کی پھر گئے اور لوگون کو اسلام کی دعوت
کی جنہنے اسلام قبول کیا اوس سے اونھون نے زکوۃ لی اور میعاد پر جو حضرت نے اونسے مقرر کی تھی کوئی آدمی نہ بھیجا تو حارث کو گمان ہوا کہ
مجھسے شاید کوئی کام ایسا صادر ہوا کہ موجب ناخوشی اور نافرمانی حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہوا ہے کہ آپنے اب تک کوئی آدمی زکوۃ لینے
کو نہین بھیجا پھر اونھون نے اپنی قوم کے سب شرفا کو جمع کرکے صورت حال کی اون سے بیان کی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے
خلاف وعدہ کبھی وقوع مین نہ آویگا ہان ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھسے خفا ہوگئے ہین اسی سبب سے کسی آدمی کو وعدہ پر نہین بھیجا اور جو
مال زکوۃ جو جمع ہوا تھا اوسکو حضرت کے پاس لے چلنے کا ارادہ کیا اور اسی عرصہ مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو
اسی قبیلے پر عامل کرکے زکوۃ لینے کو بھیجا تھا کہ حارث بن ضرار کے پاس جو کچھ مال زکوۃ جمع ہوا ہو لے آوین اور ایام جاہلیت مین ولید اور بنی
المصطلق مین عداوت تھی ولید کے دل مین اونکی طرف سے خوف پیدا ہوا اور بیچ راہ سے الٹے پھر گئے اور حضرت سرور کونین صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم سے جاکر عرض کی کہ یا رسول اللہ حارث نے مجھکو زکوۃ نہین دی اور چاہا کہ مجھکو مار ڈالے اور ایک روایت مین ہے کہ جب حارث اور
اونکی قوم نے سنا کہ ولید حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آتے ہین تو اونھون نے کچھ اپنی عداوت قدیمہ پر خیال نکیا اور
اونکی استقبال کو باہر نکلے ولید نے جو دور سے انکو دیکھا تو شیطان نے اونکے دل مین وسوسہ ڈالا کہ یہہ لوگ بسبب عداوت قدیمہ کی واسطے مارنے کے
آتے ہین سو بیچ ہی مین سے مدینے کو پلٹ آئے اور حضرت سے عرض کی کہ بنی مصطلق مرتد ہوگئے ہین اور اونھون نے واسطے لڑائی آپکے لشکر جمع کیا ہے اور لڑنے
کو آتے ہین آپ یہہ خبر سنکر غصہ ہوئے اور چاہا کہ اوس پر لشکر بھیجین اور ایک روایت مین ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر دیکر آپنے اونپر بھیجا اور کہدیا
کہ جاؤ اور خوبی احتیاط کرنا اور جلدی نکرنا پھر خالد رضی اللہ عنہ گئے اور نواح مین اوس قوم کی اوترے اور رات کو کسی کو بھیجا اوس نے اونکے لوگون
مین جاکر اذان اور اقامت سنی اور مسجدین دیکھین اور شعار اسلام کے ملاحظہ کیے اور آکر اس حال سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خبر دی
وہ یہہ خبر سنکر مدینے مین آئے اور تمام حال حضرت سے عرض کیا اور ایک روایت مین ہے کہ حارث اور چند شرفا اوس قبیلہ کے پیچھے سے آئے اور
سب حال حضرت سے عرض کیا اوس وقت یہہ آیت کریمہ نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما
بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین ترجمہ اے ایمان والو اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر
نادانی سے پھر کل کو لگو اپنے کیے پر پچتانے اور آپ نے اسی مقدمہ مین فرمایا الاناۃ من اللہ والعجلۃ من الشیطان یعنی درنگی کرنا کام
مین اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان سے ہے جلدی کرنی یعنی امور دنیا مین شیطان سے یعنے اسکے وسوسہ سے ہے کہا ہے
بعضون نے کہ مستثنے ہین اس سے وہ چیزین کہ نہین ہے شبہ اونکی خیریت مین یعنی اچھی چیزون مین جلدی کرنی شیطان سے نہین ہے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے ویسارعون فی الخیرات یعنی جلدی کرتے ہین بھلائیون مین ملا علی قاری کہتے ہین کہ فرق ظاہری درمیان

مسارعت و مبادرت کے طرف طاعت کے اور درمیان جلدی کرنے کے نفس عبادات میں پس اول ممدوح ہے اور دوسری مذموم تھی
یعنی مسارعت و مبادرت طرف طاعت کے یہہ ہے کہ مثلاً وقت نماز کا آیا درنگ نکرے اس میں جلدی سے طیار ہوکر ادا کرنے لگا اور جلدی کی یہہ
ہے کہ نماز جب پڑھنے لگا جلدی سے ادا کر لی پس اول یعنی مسارعت اچھی ہے اور دوسری یعنے جلدی سے کر لینا نیک کام کا برا ہے پس حاصل بلاعلی کی
تحقیق کا یہہ ہوا کہ شوق سے دوڑنا اور مستعد شتابی سے ہونا نیک کام کے لیے اچھا ہے اور جلدی کرنا اوسکو برا ہے کذا فی مظاہر الحق چنانچہ مولانا

روم فرماتی این علیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر	بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر	این تانی پرتو از رحمن بود	وآن شتاب از ہمزۂ شیطان بود

منقول ہے کہ حضرت نے اون لوگوں کی دلجوئی اور دلداری کے لیے یہہ آیت نازل ہوئی اور اونپر نوازش فرمائی اور ارشاد کیا کہ جسے یاروں میں سے
جسکو چاہو تعلیم قرآن اور احکام شرعیہ اور لینے زکوۃ مہار کے لیے مقرر کردون اونھون نے عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا آپ نے
اونکو اوپر متعین کر دیا مترجم عفی اللہ عنہ عن والدیہ کہتا ہے کہ خلاصہ حاصل آیت نازلہ کا یہہ ہے کہ یہہ آیت دلیل ہے اسپر کہ خبر فاسق کی واجب
التوقف ہے اور اس آیت میں لفظ فاسق اور نبا کے دونون نکرہ ہیں معرفہ نہیں ہیں اور فائدۂ عموم کا دیتے ہیں یعنی فاسق کوئی خبر لاوے
وہ سب واجب التوقف ہے اور یہہ آیت دال ہے اسپر بھی کہ خبر دینا ایک عادل کا مقبول ہے ورنہ توقف مالازم آتی ہے برابری فاسق کی ساتھہ
عادل کے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے فائدہ تخصیص کا اور خبر واحد واجب العمل ہے جبکہ ہوئی مخبر میں اسلام اور عدالت اور عقل اور ضبط اور نہیں
واجب العمل خبر فاسق کی اسلیے کہ وہ عادل نہیں ہے اور یہی حال ہے کافر اور احمق اور لڑکے کی خبر کا اور اوس کسی کی خبر کا کہ نسیان ہو اوسکی
طبیعت میں پیدا کئی یا بسبب مسامحت کے یعنے سہل جانکر اوسکی طرف توجہ نکرنی یا از روی مجازفت کے یعنی اٹکل کی راہ سے کہ بسبب پائے جانے شروط
کے سو مقصود یہہ ہے کہ خبر ایک فاسق کی نہیں موجب کرتی ہے عمل کو بیچ باب حدیث کے اسلیے کہ خبر احتمال رکھتی ہے کذب کا بھی اور مخبر غیر عادل ہے
اور عدالت سے ترجیح دی جاتی ہے جانب صدق کو اور یہہ عدالت جانی جاتی ہے ساتھہ روکنے نفس کے ممنوعات دینیہ سے سو اگر فسق مع اوسکی کبیرہ
کا یا مصر ہوا صغیرہ پر تو نہ قبول کی جاویگی خبر اوسکی حدیث میں و لیکن غیر حدیث میں پس اگر ہو مخبر امور دنیہ سے جیسے کہ خبر دیوے کسی کھانے
میں ساتھہ حل و حرمت کے یا ساتھہ پاکی اور ناپاکی کے سو کہا امام محمد رحمہ اللہ نے کہ چاہیے کہ سننے والا حکم کرے اپنی عقل کو سو اگر تائید کرے اوسی غالب
رای اوسکی اور موافق ہو دل میں اوسکے تحقیق یہہ بچارے تو عمل کرے ساتھہ اوس خبر کے پس تیمم کرے پانی نجس ہونے کی صورت میں بغیر ہوئی
پانی کے اور اگر موجود ہی تو احتیاطاً تیمم کے لیے کذا فی تفسیر احمدی تنویر الابصار میں ذکر شرط العدالۃ فی الدیانات کالخبر عن نجاسۃ الماء
فیتیمم ان اخبر بہا مسلم عدل ولو عبدا ویتحری فی الفاسق والمستور ثم یعمل بغالب ظنہ ولو اراق الماء فلیتیمم فیما اذا غلب
صدقہ ویتوضأ ویتیمم فیما اذا غلب کذبہ فہو احوط یعنی شرط کی گئی ہے عدالت دینیات میں مانند خبر دینے نجاست پانی کے
پس تیمم کرے اگر خبر دی ہو اوسکے ایک مسلمان عادل اگرچہ غلام ہو اور تحری کرے یعنے سوچے اپنے دل میں بیچ خبر فاسق کے اور مستور الحال
کے یعنی جسکا فسق اور عدل معلوم نہو پھر عمل کرے ساتھہ غالب گمان اپنے کے اور اگر بہاوے پانی پھر تیمم کرے جبکہ غالب ہو سچ اوسکا اور
وضو کرے پھر تیمم کرے جبکہ غالب ہو جھوٹ اوسکا پس وہ بڑی احتیاط کا کام ہے اور کہا در مختار میں کافر لیکن کافر جبکہ غالب ہوا ظن
سامع کے صدق اوس کافر کا پس گرا دینا پانی کا بہت اچھا ہے کہتا ہے صاحب در مختار کہ کتابوں میں ہے کہ اگر تیمم کیا قبل بہانے پانی کے

خبر کافر مین تو نہ جائز ہوگا تیمم اور سکا بخلاف خبر فاسق کے درست ہوگا وہان بسبب صلاحیت اوسکی کے کہ لازم ہے اوسکو فی الجملہ بخلاف کافر کے اور جو خبر دی ایک عادل نے ساتھ نجاست پانی کے اور ایک عادل نے ساتھ پاکی کے تو حکم کیا جاویگا ساتھ پاکی اوسکی کے بخلاف ذبیحہ کے سکہ وہان حکم کیا جاویگا اسصورت مین ساتھ حرمت کے آتی **سوال** کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اسصورت مین کہ کسی شہر مین عادت ہوکہ کفار قوم کھٹیک بھیڑ بکری کو مسلمانون سے ذبح کرواکر گوشت بیچتے ہین اگر خریدارون نے مسلمانون کو ذبح کرتے ہوئے نہین دیکھا اور کسیطرح ذبح کرنے پر مسلمان کے علم نہین رکھتا سواے کہنے کافر کے یا عادت اوس شہر کے سو اسصورت مذکورہ مین خریدنا اوس گوشت کا مسلمانون کو روا ہے یا نہین بیان کروا جر دئے جاؤ گے **جواب** کھایا جاوے وہ کہ حرام ہے کھانا اوسکا کیونکہ قول کافر کا صرف دیانات مین مقبول نہین ہے مگر جبکہ معائنہ کرے مسلمان ذبح کرتے ہوئے مسلمان کو تو درست ہے خریدنا اور کھانا اوسکا اور عادت اور قرینہ مثبت حلال ہونے کا نہین ہوسکتا ہے جبتک کوئی دلیل شرعی پائی نجاوے عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن جدہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل یا رسول اللہ ان ناسا من اہل البادیۃ یاتوننا باللحمان ولا ندری اہل یسمو اللہ علیہا ام لا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ علیہا ثم کلوہا قال محمد رح وبہذا ناخذ وہو قول ابی حنیفۃ رح اذا کان الذی یاتی بہا مسلما او کتابیا فان اتی بذلک مجوسی فذکر ان مسلما ذبحہ او رجل من اہل الکتاب لم یصدق ولم یوکل انتہی کذا فی الموطاء محمد یعنی روایت ہی ہشام بن عروہ سے روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے انکے دادا سے کہ تحقیق حال یہہ ہوکہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سو کہا گیا کہ ای رسول اللہ کے تحقیق بدو لوگ لاتے ہین ہمارے پاس گوشت اور نہین جانتے ہین ہم کہ اوتھون نے نام اللہ تعالیٰ کا اوسپر لیا ہے یا نہین یعنی ذبح کرنے کے وقت سو فرمایا آپنے کہ تم نام اللہ تعالیٰ کا لیا کرو اوسپر پھر کھایا کرو اوسکو کہا امام محمد نے کہ ساتھ اسی کے پکڑتے ہین ہم یعنی سمجھتا اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اگر لاوے اوسکو یعنی گوشت کو کوئی مسلمان یا کتابی یعنی یہودی یا نصرانی لاوے تو مانا جاوے قول اوسکا اور کھایا جاوے وہ گوشت لیس اگر لاوے اوسکو مجوسی اور کہے کہ اسکو مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی کتابی نے تو نہ تصدیق کیا جاوے یعنی قول اوسکا اور نہ کھایا جاوے یعنی وہ گوشت انتہی اور کتاب مالا بد منہ مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے کہا ہے گوشتیکہ از مسلمان یا کتابی خریدہ شود حلال است وآنکہ از بت پرست خریدہ شود حرام ست انتہی یعنی جو گوشت مسلمان یا کتابی سے خریدا جاوے وہ حلال ہے اور جو بت پرست سے خریدا جاوے وہ حرام ہے انتہی اور ایسے ہی کہا ہے مولانا محمد سحاق صاحب مرحوم ومغفور نے کہ اگر ایک کافر غیر کتابی مانند کھٹیک وغیرہ کے کہے کہ یہہ جانور میلنے مسلمان یا نصرانی یا یہودی سے ذبح کروایا ہے تو نہ سچ مانی کہنا اوسکا اور وہ جانور نکہاوے کذا فی حاشیۃ معدن الجواہر اور مسئلہ نحن فیہ اسی قبیل سے ہے کما لا یخفی ہان اگر کوئی مسلمان کہے کہ یہہ وہی گوشت ہے کہ مسلمان نے ذبح کرکے اسکے حوالے کیا ہے اور مین جانتا ہون کہ اس نے اور گوشت اسکے سوا اسمین نہین ملایا ہے اسصورت مین جائز ہے کہ گوشت اوس سے لیکر کھاوے اور وہ جو کنز مین آیا ہے ویقبل قول الکافر فی الحل والحرمۃ یعنی اور قبول کیا جاوے قول کافر کا حلال اور حرام مین مراد اس سے حل اور حرمت ضمنی ہے جیسے کہ کہا ہے عینی نے اوسکی شرح مین کما انما اراد بالحل الحل الضمنی وبالحرمۃ الحرمۃ الضمنیۃ صورت اسکی معدن شرح کنز مین یون بیان کی ہے لو ارسل رجل خادما مجوسیا الی السوق لیشتری اللحم فاشتریہ وقال اشتریتہ

من یہودی او مسلم حل له اکله ولو قال اشتریته من مجوسی لا یحل له اکله یعنی اگر بھیجا کسی شخص نے اپنا خادم مجوسی بازار کو تاکہ
خرید لاوے اوسکے لیے گوشت سو اوسنے خرید کر گوشت اور کہا کہ خریدا ہے مینے اوسکو یہودی سے یا مسلمان سے تو حلال ہے اوسکو کھانا اوسکا اور جو کہا اوسنے
کہ خریدا ہے مینے اوسکو مجوسی سے تو نہین حلال اوسکے کھانا اوسکا انتہی سو قول خادم کافر کا معتبر کیا معاملات مین یعنی خبار کرنے مین اوسکے
صرف شری مین کہ مسلم سے خریدا ہے یا مجوسی سے اور ضمن مین اوسکے قول اوس کا حل و حرمت مین بھی معتبر ہوا نہ یہہ کہ قول اوسکا صرف
دیانات مین کہ اخبار حل و حرمت سے ہے بغیر تضمن معاملہ کے معتبر ہے کما لا یخفی اور قرینے اور عرف اور عادت کا دیانات مین کچھ اعتبار نہین
اسلیے کہ یہہ منصوص ہین مگر بعض معاملات مین کہ اونمین نص نہین لان المعتبر فیما لا نص فیه العادة یعنی اسلیے کہ تحقیق معتبر اوس چیز
کہ نہین ہے اوسمین کوئی نص عادت ہوتی ہے کذا فی العینی اور اسی واسطے حنفی لوگ قیافے پر حکم نہین کرتے ہین سو خادم ہوا کہ کافر سے
گوشت خریدنا اور اوسکے کہنے پر اعتماد کرنا کہ یہہ ذبح کیا ہوا مسلمان کا ہے بالقرینہ اور عادت اور رواج پر اوس شہر کے اعتماد کرنا کہ یہان
مسلمان لوگ ذبح کیا کرتے ہین بغیر انکے کیے ہوئے یا کسی اور مسلمان کی کیے ہوئے کہ یہہ ذبح کیا ہوا مسلمان کا ہی درست ہے اور نہین ہے

سوال کیا حکم ہے اس مین کہ ایک ہندو مثل کھٹیک وغیرہ کے بکری یا بھیڑ وغیرہ کو کسی مسلمان سے ذبح کروالی پھر وہ ذبیحہ نظر
مسلمان کی سے غائب ہو جاوے پھر بعد کچھ دیر کے وہ ہندو اوس گوشت کو لاوے اور کہے کہ یہہ گوشت اوسی جانور کا ہے کہ تو نے یا فلان مسلمان
نے اوسکو ذبح کیا تھا تو اوس مسلمان کو اوسپر اعتماد کرکے اوس گوشت کو خریدنا روا ہے یا نہین **جواب** جب تک وہ جانور روبرو مسلمان
کے رہے اور اوس کی نظر سے غائب نہو خریدنا اور کھانا اوسکا روا ہے اور بعد اسکے جب وہ اسکی نظر سے غائب ہو گیا پھر قول اوس کافر کا اس باب
مین معتبر نہین ہے اسلیے کہ وہ اہل امانت سے نہین ہے دیانات مین اسلیے کہا ملا علی قاری نے شرح موطا امام محمد مین کہ ولو کل الکافر لانه
لیس من اهل الدیانات بل من ارباب السحم والخیانات یعنی اور نہ کھایا جاوے وہ گوشت کافر کے کہنے پر اعتماد کرکے اسلیے کہ وہ
اہل دیانات سے نہین ہے بلکہ فریبیون و خائنون سے ہے حاصل مضمون کا یہہ ہے کہ اگر کوئی مشرک ہندو مثلاً کھٹیک یا مجوسی یا چوہڑا یا
چمار وغیرہ مشرک گوشت بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ مینے یہہ جانور مسلمان سے ذبح کروایا ہے تو اس بات مین اوس کے کہنے کا کچھ اعتبار نہین ہے
اور اوس گوشت کا خریدنا اور کھانا درست نہین اور اگر کسی مشرک نے مسلمان کے ہاتھ سے جانور ذبح کروایا اور وہ جانور مسلمان کی
نظر سے غائب ہوا پھر اوس مین سے خریدنا درست نہین ہان اگر بعد ذبح کی اوسکو اپنی نظر سے غائب ہونے ندی اور اوسی وقت خرید لی تو جائز
ہے اور اگر مشرک نے مسلمان سے ذبح کروایا اور اوس مین سے مسلمان ہی کے سامنے اوس مشرک نے اپنی بہو بیٹی کے ہاتھ یا اور کسی مشرک کے
ہاتھ اوس گوشت مین سے کسی مسلمان کے گھر بھیج دیا اوسکا بھی خریدنا اوس گھر والون کو درست نہین ہے حاصل اس مسئلے مین یہہ ہے کہ بعد ذبح مسلمان
کے نظر سے مسلمان کے اگر گوشت ایک لحظہ بھی غائب ہو گا تو اوسکا خریدنا اور کھانا ہرگز درست نہین انتہی سو اب مسلمان بھائیون کی خدمت
مین یہہ عرض ہے کہ کھٹیک وغیرہ مشرکون سے گوشت ہرگز مول نلیا کرین اور اگر لیا کرین تو اپنے سامنے ذبح کروا کر نظر سے غائب ہونے دین اسلیے
کہ یہہ درست ہے اور نہین تو یہہ سمجھلو کہ یہہ دنیا بکارہ غدارہ چند روزہ ہے سو اس چند روز مین ایسے گوشت سے صبر کرنا آسان ہے بہ بہشت کی نعمتون
سے محروم رہنا اور دوزخ کی آگ کا عذاب سہنا مشکل ہوگا واللہ ولی التوفیق انتہی یہہ خلاصہ ہے اوس فتوی کا جو علماء سہارنپور اور علماء دہلی

اور مدار الاسلام محمد آباد عرف ٹونک نے لکھا ہی واضح ہو کہ وہ لفظ فاسق کا جو آیت مذکورہ میں ولید کی شان میں وارد ہو سو فسق اوسکا یہی
تھا کہ اوسنے جھوٹ کہا اور افترا کیا اور ارادہ شر اور فتنہ کا کیا اور کہا گیا کہ اس آیت میں اشارہ ہو ساتھ خبر غیب کے اسلیے کہ ولید کو حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفے کا حاکم کیا تھا سو اوسنے شراب پی اور حد اوسکو ماری گئی اور صحیح بخاری میں آیا ہی کہ امیر المؤمنین علی کرم
اللہ وجہہ کے فرمانے سے اوسکو حد ماری گئی اور بعد نزول اس آیت کی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قوم بنی مصطلق پر نوازش کی اور
عباد بن بشیر انصاری کو اونپر متعین کیا کہ اونسے زکوۃ لیا کریں اور تعلیم قرآن اور احکام شرائع کی اونکو سکھایا کریں کذا فی المدارج مترجم عفی اللہ
عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ مروی ہو زید بن وہب سے کہ کہا اونھون نے کہ کہا گیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ھل لک فی الولید بن
عقبہ یقطر لحیتہ خمرا فقال انا نھینا عن التجسس فان یظھر لنا الشئی ناخذ بہ یعنی کیا ہی واسطے تیرے بیچ مقدمہ ولید بن عقبہ کے غرض کہ
ٹپکاتی ہو داڑھی اوسکی شراب کو یعنی اوسکی داڑھی سی شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں کہا اونھون نے کہ ہم منع کیے گئے ہیں تجسس سے پس اگر ظاہر ہو گی ہمکو
کوئی چیز تو پکڑیں گے ہم اوسکو ساتھ اوسکے واضح ہو کہ تجسس کہتے ہیں لوگون کے عیب تلاش کرنے کو کہ منع کیا ہی اللہ تعالی نے اوس سے کہ وہی
پوشیدہ احوال و عیب لوگون کے ہیں اور تلاش کرنا چھپے بھید ونکا اونکی ہے کہ نہ ظاہر ہوا وسپر کہ چھپایا ہی اللہ تعالی نے اوس سے اوسکو ساتھ قولہ
اپنے ولا تجسسوا کذا فی معالم التنزیل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایاکم والظن فان
الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا تنافسوا وکونوا عباد اللہ اخوانا
یعنی بچاؤ آپکو بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ معلوم کرو خبر کو اور کھوج میں نہ پڑو یعنی کسی کی عیبوں کے اور مول نہ بڑھاؤ یعنی جو
سودا آپکو نہ خریدنا ہو غیرون کے ترک دینے کو مول بڑھا دینا یہ بری بات ہی اور حسد نہ کرو اور عداوت نہ کرو اور پیٹھ پیچھے بد نہ کہو یا دوستی سے ہاتھ
نہ اوٹھاؤ اور دنیا کی طمع میں بہت لگے نہ رہو اور رہو تم اللہ کے بندے آپس میں بھائی ہو کر کذا فی تنبیہ الغافلین **ف** دروغ ترین باتونکا یہ ہے
کہ جب کسی پر کچھ گمان لیجاتا ہی حکم کرتا ہی اوسپر کہ ایسا ایسا ہی اور چونکہ وہ واقع میں ویسا ہوتا نہیں وہ حکم اسکا جھوٹ ہو گا اور مراد ساتھ بات کے
بات نفس کی ہے اور وہ بالقاء شیطانی ہے اور گویا کہ دروغ ترین کہنا اوسکو اس سبب سے ہے یا مبالغہ ہی آمیں اور قرآن میں آیا ہی ان بعض
الظن اثم اور مراد اوس سے گمان بد ہی اور لکھا ہے علما نے کہ گمان بد کہ نہی آئی ہے اوس سے وہ ہی کہ استقرار کرے اور جزم کرے ساتھ اوسکے نہ
وہ کہ بطور خطرہ کی گذرے دل میں اور بعضون نے کہا کہ موجب گناہ کا جب ہے کہ کلام کرے ساتھ اوسکے اور زبان پر لاوی اور بہر تقدیر دلیل رکھتا
ہی یا ہر یا دونون دلیلیں متعارض ہوں اور بحکم دلیل اور قرینہ واضحہ کی جو گمان لیجاوے اوس سے ماخوذ نہیں ہوتا اور تحسسوا پہلا ساتھ حاء مہملہ
کی ہے اور دوسرا ساتھ جیم کے اور بالعکس اور فرق درمیان تحسس اور تجسس کے علماؤں نے وجہ کر لیا ہی قاموس میں بیچ فصل جیم کے کہا ہے کہ
تجسس دریافت کرنا خبر ونکا مثل تحسس کے اور جاسوس اور جسیس مشتق ان سے ہے بمعنی صاحب خبر شر کے اور فصل حاء میں کہا ہی کہ حاسوس بمعنے
جاسوس کے یا وہ مخصوص ہے ساتھ خبر خیر کے اور جیم سے مخصوص ہے ساتھ خبر شر کے انتہی اور بعضون نے کہا کہ جیم سے دریافت کرنا خبر کا ساتھ
نرمی کی اور ح سے دریافت کرنا اوسکا حاسہ سے جیسے کہ چوری سے سننا اور دیکھنا اور بعضون نے کہا کہ جیم سے تفتیش کرنا آدمی کے عیبون
سے اور ح سے سننا اونکا اور بعضون نے کہا کہ جیم سے طلب کرنا خبر کا غیر کے لیے اور حا سے اپنے لیے اور طیبی نے کہا کہ اول تفحص کرنا

لوگون کے عیبون کا اور امور پوشیدہ اونکی کا بنات خود یا مجاورت غیر کے اور دوسرا ابنات خود اور رعونتی کی برتقدیر طلب کے خبر کی کہتے کہ شاید بعد از اطلاع پانے کے خبر پر حسد پیدا ہو یا طمع حادث ہو اور لا تناجشوا بخش ہے بخش ساتھ جیم کے کہا بعضون نے کہ مراد اس سے طلب رفعت اور بلندی لوگون پر اور بعضون نے کہا کہ ایک چیز کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خریدنے کے تاکہ دوسرا اوسکی دیکھا دیکھی زیادہ قیمتی کو اپے اصل مین بخش کہتے ہیں شکار کے برانگیختہ کرنے کو اور بعضون نے کہا کہ بخش حدیث مین معنی برغلانے کے کسی کو کسی کی شر و خصومت پر اور حسد آرزو کرنی زوال نعمت غیر ظالم کی یا آرزو کرنی اسکی کہ نعمت اسکی محکو پہنچ جاوے کذا فی القاموس اور نہ بغض رکھو آپس مین یعنی احتراز کرو بغض سے یا حادث ہونے بغض کے سے والا بغض و حب خلقی ہین کہ بندہ کو اوسمین اختیار نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ نہ اختلاف کرو اہوا اور مذاہب مین یعنی بدعت دین مین اور گمراہی راہ مستقیم سے باعث ہین بغض کی اور ظاہر یہہ ہے کہ نہین آپس کے بغض سے تاکید ہو واسطے امر محبت رکھنے کو آپس مین مطلقا اگر جہان کہ خلل پڑے دین مین تو اوس صورت مین منع مین جائز ہے محبت آپس کی بلکہ واجب ہے بغض اسلیے کہ غرض شارع کی اجتماع تمام کا ہی موجب قول اللہ تعالی کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی چنگل مارو ساتھ رسی اللہ کی اکٹھے اور متفرق نہو اور اسمین شک نہین ہی کہ محبت آپس کی سبب اجتماع کے اور بغض آپس کا موجب ہی افتراق کا آپس مین نہی ہیہ ہین کہ نہ بغض رکھے بعضا تمہارا بعضے سے اور بعضون نے کہا کہ معنی یہہ ہین کہ نہ ڈالو تم عداوت مسلمانون مین آپس مین جو گئی تھی نمیمہ یعنے چغل خوری سے اسلیے کہ اسمین بنیاد رکھنی فساد کی ہوتی ہی اور لا تدابروا یعنی غیبت نکرو آپس مین پس پشت اور طیبی نے کہا کہ مراد تدابر سے تقاطع یعنی ترک ملاقات اسلیے کہ ہر ایک متقاطعین سے پیٹھ پھیرتا ہے دوسرے کو یعنی اعراض کرتا ہی بیچ ادا حقوق اسلام کے اور ہو عباد اللہ اخوانا یعنی جب تم بندے ایک مولا کے ہو تو سب عبودیت مین برابر رہو اور آپس مین بھائی اور حسد اور بغض اور غیبت کو چھوڑ دو اور لفظ ولا تنافسوا ایک روایت مین ہی ظاہر یہہ ہی کہ بعد سب لفظون کے ہے اور ظاہر تر یہہ ہے کہ بعد لا تحاسدوا کے اور معنی تنافس کے تحاسد ہین یا قریب اسکے اور احتمال ہے کہ معنی تنافس کے ہون میل اور رغبت کرنے دنیا مین جیسے کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ڈرتا ہون مین تمپر کہ فراخ ہو تمپر دنیا پس تنافس یعنی رغبت کرو اسمین وعن ابن عمر قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادی بصوت رفیع فقال یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ رواہ الترمذی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چڑھے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم منبر پر پھر پکارا لوگون کو ساتھ آواز بلند کے پس فرمایا کہ اے گروہ اون لوگون کی کہ اسلام لائے ہین ساتھ زبان کے اور نہین پہونچا ہے ایمان طرف دل اونکے کے نہ ایذا دو تم مسلمانون کو یعنی کامل مسلمانون کو کہ جو اسلام لائے ہین زبان اور دل سے اور نہ غیرت دلاؤ اونکو اور نہ تلاش کرو عیب اونکے پس جو کوئی کہ تلاش کرے عیب اپنے بھائی مسلمان کا ڈھونڈھیگا اللہ تعالی عیب اوسکا اور جسکا عیب ڈھونڈھیگا اللہ تعالی رسوا کریگا اوسکو اگرچہ ہووے وہ شخص پوشیدہ یعنی لوگون سے اپنے گھر مین ف نہ تلاش کرو اونکے اون عیبون کو کہ نہین جانتے ہو تم اونکو اور نہ ظاہر کرو اون عیبون کو کہ جانتے ہو تم پس تحقیق شان یہہ ہی کہ جو کوئی ڈھونڈھے یعنے طلب کرے عیب یعنی ظاہر کرنا عیب بھائی مسلمان کا یعنی کامل مسلمان کا بخلاف فاسق کے کہ واجب ہے حذر کرنا آپ اور حذر کروانا اورونکو

اوس سے اور ڈھونڈیگا اللہ تعالیٰ یعنی ظاہر کریگا عیب اوسکے بیچ آخرت مین ہوگا اور بدترین عیبوں کا تلاش کرنا عیب بھائی
مسلمان کا ہے اور رسوا کریگا یعنی ظاہر کریگا برائیان اوسکی کہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تجسس ثمرہ ہی بدگمانی کا ساتھ
مسلمان کے پس دل نہین ٹھہر سکتا اور چاہتا ہے تحقیق کرنے کو پس باعث ہوتا ہے پردہ فاش کرنے کا اور حد پردہ کی یہہ ہے کہ دروازہ
اپنا بند کر لے اور جو دیوار بیچ ہو مکان کی سو نہین جائز ہے چوری سے کان لگانا اوسکے گھر تاکہ سنے آواز تارون کی یعنی ستار وغیرہ کے
تارون کی اور نہین جائز ہے داخل ہونا اوسپر واسطے دیکھنے گناہ کی مگر یہہ کہ ظاہر کرے وہ اس طرح کہ معلوم کر لے اوسکو بغیر تکلف اور وہ کہ
باہر گھر کے ہو مانند آواز مزامیر کے اور آواز نشہ والون کی کہ آپس مین نشہ والون کی سی باتین کر رہے ہون اور اسیطرح جبکہ چھپا لین باسن شراب
کی اور آلات لہو کی آستین مین اور دامن کی نیچے تو نہین جائز ہے کھولنا اونکا اور اسیطرح نہین جائز ہے سونگھنا تاکہ پاوے بو شراب کی اور نہین جائز
ہے یہہ کہ طلب خبر کی کرے اپنے ہمسایون سے تاکہ خبر دیوین وہ اوسکو ساتھہ اوس چیز کے کہ ہوتا ہے شراب کے گھر مین اور اس قول مین کہ نہین پہنچا ہے
ایمان الخ اشارہ ہے طرف اسکے کہ جب تک کہ نہین پہونچتا ہے ایمان طرف دل کے نہین حاصل ہوتی اوسکو معرفت اللہ کی اور نہین ادا کرتا حقوق
اوسکی پس علاج تمام امراض دل کا معرفت اللہ تعالیٰ کی ہے اور حقوق ادا کرنے مسلمانون کی پس ایذا دیتا ہے کسی کو اور نہ ضرر پہونچاتا ہے اور نہ عار
دلاتا ہے اور نہ تجسس کرتا ہے اونکے احوال کا تمام ہوا کلام امام غزالی کا اور حاصل ہوا مقصد اور ترجمہ تحریر واسطے کذا فی مظاہر الحق اور اسی
سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمی پر امیر کرکے قبیلہ خثعم پر بھیجا یہہ اچانک اوس قبیلہ پر
جا پڑے اور خوب قتال وجدال اونسے اور انسے ہوئے اور دونون طرف کے بہت لوگ زخمی ہوئے آخر الامر مسلمان غالب آئے اور اونکی مواشی
اور اہل وعیال مدینے مین پکڑ لائے اور بعد خمس نکالنے کے اوس غنیمت کو تقسیم کیا ایک ایک آدمی کے حصے مین چار چار اونٹ آئے
اور ہر ایک اونٹ کو دس بکریون کے مقابل رکھا تھا یعنی ایک اونٹ کے بدلے دس بکریان کذا فی روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ مین ہے کہ بعد
اسکے حضرت نے ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی عامری کو کہ وہ بڑے بہادر تھے کہ اونکو سو سوارونکی برابر گنتے تھے اور کھڑے رہا کرتے تھے وہ
ننگی تلوار لیے ہوئے حضرت کی پاس واسطے محافظت کے ماہ ربیع الاول مین طرف اون لوگون کے بھیجا کہ مسلمان ہوئے تھے بنی کلاب سے سو اونہون
نے اونکو دعوت کی اسلام کی اونہون نے انکار کیا اونہون نے اون سے مقاتلہ کیا اور بھگا دیا اونکو اور اونکا مال واسباب غنیمت کرکے لائے ف
معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے بعد اسکے زکوٰۃ کی انکار کیا ہوگا تو پھر اونہون نے تجدید دعوت کی کی ہوگی جس سے پھر اونہون نے انکار کیا اور باعث
قتال کا ہوا واللہ اعلم اور اسی سال مین حضرت نے علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو آدمی پر امیر کرکے ایک جماعت حبشہ پر بھیجا کہ نواحی جدی
مین وہ خرابی کرتے تھے علقمہ گئے اور جہان اونکے رہنے کا جزیرہ تھا پہونچے وہ لوگ بھاگ گئے علقمہ مدینے کو پلٹ آئے بعضے لوگون نے جلدی کی اور
جلدی سے روانہ ہوگئے عبداللہ بن حذافہ سہمی بھی اون مین سے تھے علقمہ نے اپنے لوگون پر اونکو امیر کر دیا اونکے مزاج مین ایک نوع کی
مزاح اور خوش طبعی تھی راہ مین ایکبار ایک منزل مین اوترے تھے اور آگ جلائی گئی تھی واسطے تاپنے کے عبداللہ نے سبکو قسم دلائی
کہ آگ مین کود پڑو بعضی لوگ اسپر مستعد ہوئے کہ آگ مین گر پڑین عبداللہ نے کہا کہ بیٹھہ جاؤ اور آگ مین نہ گرو مین تمسے دل لگی کرتا تھا
جب مدینے کو پہونچے تو یہہ ماجرا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا من امرکم بمعصیۃ فلا تطیعوہ یعنے

جو کوئی حکم کرے تمکو ساتھہ گناہ کے سو نہ اطاعت کرو تم اوسکی کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ مین روایت کیا ہی اس قصے کو حاکم اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہی اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حدیث ابی سعید خدری سے اور صحیح بخاری مین اس قصے کو یون ثابت کیا ہی اور لکہا ہے باب سریۃ عبد اللہ بن حذافۃ السہمی و علقمۃ بن مجزز المدلجی ویقال لہا انہا سریۃ الانصار یعنی یہہ باب ہی سریہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی کا اور کہا جاتا ہی اوسکو سریہ انصار پہر بعد اسکے روایت کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ بہیجا پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ اور حاکم کیا اوسپر ایک مرد انصاری کو اور امر کیا قوم کو اطاعت کرین اوسکی اور جو کچہہ کہ وہ کہے کرین سو غصہ ہوا وہ آدمی یعنی سردار اوس سریہ کا اور کہا اونسے کہ جمع کرو لکڑیان پہر کہا کہ آگ جلاؤ سو جلائی گئی آگ پہر کہا اونسے کہ داخل ہو اس آگ مین پس چاہا لوگون نے جایا کہ داخل ہون اوسمین سو منع کیا اونکو بعض دوسرون نے اور کہا اونہون نے کہ ہم آگ سے بہاگ کر حضرت کی طرف آئے ہین یعنی آگ دوزخ کے خوف سے ہم ایمان لائے ہین پہر آگ مین جانا کیا معنی رکہتا ہے یہہ لوگ اسی گفتگو مین تہے کہ آگ بجہ گئی اور غصہ بہی اوس امیر کا جاتا رہا جب یہہ خبر حضرت کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ اگر داخل ہوتے وہ آگ مین تو قیامت تک آگ سے باہر نہ نکلتے اور اطاعت امیر کی اور غیر کی طاعت مین ہوتی ہی نہ گناہ اور نافرمانی مین انتہی واضح ہو کہ اس کلام سے اور کلام ارباب سیر سے مخالفت ہی اسلیے کہ کلام ارباب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے علقمہ رضی اللہ عنہ بہیجے گئے تہے اور عبد اللہ کو اونہون نے امیر کیا تہا جلدی کرنے والون پر سو اونہون نے یہہ فعل کیا اور کلام بخاری سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ دونون حضرت کی طرف سے مامور تہے امارت پر سو یہہ اشکال اور مخالفت آسان ہی کہ کہہ سکتے ہین کہ جو علقمہ حضرت کی طرف سے امیر تہے اور اونہون نے اپنی طرف سے عبد اللہ کو امیر کیا تو گویا دونون حضرت ہی کی طرف سے بہیجے گئے کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ ان دونون قصون مین جمع کرنا اسطور سے ممکن ہے کہ تعدد قصہ کے قائل ہون والا رجح ما فی الصحیح مقرر ہی یعنی جو صحاح کی کتابون مین ہی وہ مرجح ہی انتہی کہا مدارج النبوۃ مین کہ دوسرا اشکال یہہ ہی کہ بخاری مین سریہ انصاری کہا ہی سواسکے کیا معنی عبد اللہ بن حذافہ سہمی انصاری نہین ہین اور مواہب مین ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہی کہ کہا اونہون نے قول مین اوسکے ویقال انہا سریۃ الانصار اشارہ ہی طرف احتمال تعدد قصہ کے اور ظاہر یہی ہی بسبب مختلف ہونے سیاق دونون کے اور مختلف ہونے دونون سردارون کے مگر اس تقدیر پر بہی انصاری ہونا عبد اللہ کا ثابت نہین ہو سکتا اسلیے کہ وہ سہمی قرشی مہاجرین سے تہے نہ انصار سے مگر جبکہ حمل کیا جاوے لفظ انصار ساتہہ معنی عام کے یعنی ناصر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مگر یہہ بعید تر ہی اور تعدد قصہ کی طرف میل کیا ہی ابن قیم نے اور کہا ہی ابن جوزی نے کہ قول اوسکا من الانصار وہم ہی بعض راویون کا اور کہا ہے فتح الباری مین کہ مویّد ہے اس قول ابن جوزی کو کہ وہ سہمی تہے حدیث ابن عباس کے جو امام احمد نے نقل کی ہی قول باری تعالی مین یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کہ نازل ہوئی ہی یہہ آیت بیچ مقدمہ عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے کہ بہیجا تہا اونکو حضرت نے ایک سریہ مین امیر کرکے کہا امام نووی نے کہ کیا تہا یہہ حکم دخول نار کا امیر سریہ نے واسطے امتحانًا اوسکے یا از روی مزاح کی اور کہنی بعض نے کہ وہ عبد اللہ بن حذافہ تہے ضعیف ہی اسلیے کہ کہا ایک روایت مین جو بعد اسکے ہے انہ رجل من الانصار سو دلالت کرتی ہی اسپر کہ وہ غیر اونکے تہے انتہی کذا فی مواہب اللدنیہ خلاصہ یہہ کہ اسمین کئی تناقض اور اشکال ہین چنانچہ دونون مع جوابون کے مذکور ہوئے اور تیسرا یہہ

کہ بخاری کی حدیث مین ہے کہ امیر نے از راہ غضب کے آگ مین داخل ہونے کا حکم کیا اور راوی اور روایتون مین ہے کہ امتحان اور مزاح سے یہہ امر کیا تہا تو توفیق
اس مین یہہ ہے کہ اونکی مزاج مین اسقدر مزاح غالب ہو کہ حالت غضب مین بھی یہہ امر اون سے صادر ہوا اور نیت امتحان کی بھی اوس مین کرلی ہو
اور بر تقدیر تعدد دو واقعات کچھہ اشکال نہین اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو سو شتر اور پچاس گھوڑے
کے سوار ہمراہ کر کے طرف بتخانہ فلس کے واسطے خراب کرنے اوسکے کے بھیجا فلس ساتھہ ضمہ فا اور جزم لام اور آخر سین مہملہ کے قبیلہ بنی طی کی بت
کا نام ہے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ علی الصباح وہان ناگہان جا پہونچے اور خوب اونکو لوٹا اور بتخانے کو توڑا اور جلا دیا اور بکریان اور اونٹ
بہت سی لائے اور عدی بن حاتم کہ سردار اوس قبیلے کا تہا طرف ملک شام کے بہاگ گیا اوسکی بہن قیدیون مین پکڑی آئی اور کہتے ہین کہ فلس کے بتخانے کے
خزانے مین تین زرہین اور تین تلوارین پائین ایک تلوار کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخذم اور تیسری کا نام یمانی کہتے ہین کہ حضرت علی نے اون
مین سے رسوب اور مخذم کو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لیے بطریق صفی کے جدا کر لیا صفی اوسکو کہتے ہین کہ رئیس پسند کرے مال غنیمت مین سے
قبل تقسیم کے کوئی چیز اپنے لیے کذا فی النہایہ پھر اوسمین سے خمس نکال کر باقی غنیمت کو تقسیم کیا اور حاتم کی اولاد کو تقسیم مین نہ لائے اونکو لیے ہوے
مدینے مین لا کر مسجد کے قریب ایک گھر تہا کہ اوسمین غنیمت کے قیدیون کو رکہا کرتے تہے اوسمین رکہا ایک دن حضرت اوسکے دروازے پر ہو کر نکلے حاتم
کی بیٹی اوس دروازے پر بیٹھی تہی اور وہ عورت جمیلہ اور فصیحہ تہی حضرت کو دیکھہ کر اوٹھی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلک الوالد وغاب
الوافد فامنن علی من اللہ علیک یعنی مر گیا باپ میرا اور جاتا رہا وکیل میرا سو احسان کر مجھہ پر احسان کرے اللہ تعالی تم پر آپنے پوچھا کہ وافد تیرا
کون ہے کہا میرا بہائی عدی بن حاتم آپنے فرمایا کہ وہ بہاگنے والا خدا سے اور رسول اوسکے سے ہے یہہ فرما کر آپ وہان سے چلے گئے اور اوسی بنت حاتم
سے منقول ہے کہ کہا اوسنے کہ پھر دوسرے روز اوسی طرف ہو کر آپ نکلے پھر مینے وہی حکایت اول روز کی عرض کی اور وہی جواب حضرت سے
سنا تیسرے روز پھر آپ وہین تشریف فرما ہوئے مین نہایت ناامیدی اور مایوسی سے عرض کرنا نہ چاہتی تہی کہ ایک آدمی نے آپکے پیچھے سے میری
طرف اشارہ کیا کہ اوٹھ اور اپنی عرض کر پھر مینے اوٹھکر عرض کی کہ مین اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہون باپ میرا مر گیا بہائی میرا بہاگ
گیا احسان رکھو مجھہ پر اور مجھکو آزاد کرو کہ اللہ تعالی تم پر احسان رکھے آپنے فرمایا کہ آزاد کیا مینے پھر بعد چند روز کے کچھہ لوگ اوسکے دوستون
اور آشناؤن سے مدینے مین کسی کام کو آئے تہے آپنے اوسکو پوشاک پہنا کر اور سواری اور خرچ راہ دیکر اونکے ساتہہ اوسکو اوسکی قبیلے
مین بھیجدیا وہ ملک شام مین اپنے بہائی عدی کی پاس گئے اور سب اپنی سرگذشت اوس سے بیان کی اوسنے پوچھا کہ تیری کیا رای اوس شخص
کی شان مین کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو تو کیسا سمجہتی ہے اور مین اس باب مین کیا کرون اوسنے کہا کہ میری رای یہی ہے
کہ تو جلد اوسکے پاس جا کر حاضر ہو اگر وہ پیغمبر ہے تو فضل اور بزرگی اوسی کو ہے جو اوسکی خدمت مین پہلے حاضر ہوا اور اگر وہ بادشاہ ہے
تو تو ہمیشہ بلاد طی مین معزز و ممتاز رہیگا عدی نے کہا کہ قسم خدا کی رای صواب یہی ہے پھر وہانسے مدینہ طیبہ کو روانہ ہوا اور حال اسلام
لانے اوسکے کا سال دہم مین آویگا انشاء اللہ تعالی کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ سفانہ بنت حاتم سے منقول ہے کہا اوسنے
کہ مین جب حضرت کی خدمت سے رخصت ہو کر ملک شام کو گئی تو مینے اپنے بہائی عدی سے وہی الفاظ کہے جو حضرت نے فرمائے تہے یعنی
وہ بہاگنے والا ہے خدا اور رسول خدا سے سو اس بات نے اوسپر بہت تاثیر کی اور کہا اوسنے کہ مین بیچارہ خدا اور رسول سے کہان بہاگونگا

جواون سے بھاگ گئے وہ کہاں جاوینگے پھر وہ مستوجب مارنے کا ہوا اور اسی سال نوین مین قصہ کعب بن زہیر کا واقع ہوا جسکا بیان اول ہو چکا ہے کہ فتح مکے مین حضرت نے جو چند شخصون کو قتل کرنا فرمایا تھا ایک اون مین کعب بن زہیر بھی تھا کہ وہ حضرت کی ہجو کیا کرتا تھا اور خوف جان سے چھپے اور بھاگ گئے تھے یہ بھی بھاگ گیا تھا بعد اسکے پھر آیا اور چاہا کہ اپنے بھائی بجیر بن زہیر کی ہمراہ ہو کر حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر وہ اوسکی لیے حضرت سے خطا معاف کروائے بجیر نے کہا کہ تو ابھی ٹھہر رہ کہ مین پہلے اونکے پاس جاؤن اور سنون کلام اونکا اور دیکھون روی انور اونکا اور پہچانون جو اونکی نزدیک ہے رضا و غضب سے تیری طرف سو گئے بجیر آپکی خدمت سراپا برکت مین اور دیکھا چہرہ مبارک اور سنا کلام محبت التیام آپکا اور ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اور کہتے ہین کہ باپ اونکا زہیر اہل کتاب کی صحبت مین بیٹھا تھا اور ان سے اوسنے سنا تھا کہ وقت ظہور نبی آخر الزمان کا نزدیک پہونچا ہی اور اوسنے خواب بھی دیکھا تھا کہ ایک رسی آسمان سے لٹکی ہی اور اوسنے اپنا ہاتھ اوسکی طرف دراز کیا مگر وہان تک نہ پہونچا تو کہا اوسنے اپنے بیٹونکو اور وصیت کی اونکو کہ اگر پاؤ تم پیغمبر آخر الزمان کو تو ایمان لانا اور جب تشریف لائے حضرت طائف سے تو بجیر نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ اب تو کیا کہتا ہی اور کیا چاہتا ہے اگر جی تیرا چاہتا ہو تو آکر حضرت کے حضور پر نور مین حاضر ہو اور توبہ کر اور عذر بجا لا کہ عذر حضرت کی نزدیک مقبول ہے اور وہ نہین مارتے ہین اوسکو جو تائب ہو کر آوی اور عذر بجا لاوی اور جو توبہ نہین کرتا ہی تو تو جان اور تیرا کام جانے سو کعب نے اوسکے جواب مین چند اشعار حسب حال اپنے کے لکھکر بھیجے بجیر نے جب یہ وہ اشعار حضرت کی روبرو پیش کیے آپنے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے جو کوئی اوسے پاوی مار ڈالے سو گویا حضرت کا مقصود واللہ اعلم یہی تھا کہ اوسکو زیادہ خوف ہو کہ وہ باعث ہوا اوسکی ایمان پر سو بجیر نے بھی اوسکے جواب مین کچھ اشعار لکھکر بھیجے اور حقیقت حال کی اوس مین بیان کر دی جب وہ جواب پہونچا تو زمین باوجود اس فراخی کے اوسپر تنگ ہو گئے اور تنگ ہو گیا اوسپر نفس اوسکا اور خوش ہوئے دشمن اوسکے کہ وہ اب مار ڈالا جائیگا سو جب اوسنے اپنے بچاؤ کا کوئی چارہ نہ دیکھا تو قصیدہ بانت سعاد آپکی تعریف مین اوسنے کہا اور اپنے خوف و رجا اور دشمنون اور سخن چینون کے خوش ہونے کا بھی اوسمین بیان کیا اور اوسکو لیے ہوئے وہان سے مدینے مین آیا اور ایک شخص کے پاس اوترا جو اوسکا آشنا تھا قبیلہ جہینہ سے سو لے گیا اوسکو وہ شخص حضرت کی طرف اور دور سے دکھلا دیا اوسنے حضرت کو اور کہا کہ یہہ رسول اللہ ہین اب تو جا اونکے پاس اور امان مانگ سو گیا کعب حضرت کی پاس اور بیٹھ گیا اور رکھا ہاتھ اپنا حضرت کی ہاتھ پر اور حضرت اوسکو نہین پہچانتے تھے پھر اوسنے عرض کی کہ کعب بن زہیر آیا ہی تائب ہو کر مسلمان اور مانگتا ہی امان کیا قبول کرتے ہین آپ اوسکا اسلام اگر لاؤن مین اوسکو آپکی پاس آپنے فرمایا کہ ہان پھر عرض کی اوسنے کہ وہ کعب مین ہون یا رسول اللہ آپنے کہا کہ کیا تو ہی ہے کعب بن زہیر اس اثنا مین ایک آدمی انصار مین سے اوٹھا اور عرض کی کہ چھوڑو اوسکو یا رسول اللہ کہ مین مارون دشمن خدا کی گردن مارون آپنے فرمایا کہ چھوڑ دی اوسکو کہ وہ تائب ہو کر آیا ہی سو غصہ کیا کعب نے اوس انصاری پر اور مہاجرین مین سے کسی نے اوسکو کچھ نہ کہا مگر اوسکے بھائی بجیر نے کچھ کلام کیا پھر کعب نے اپنا قصیدہ پڑھکر حضرت کو سنایا کہ مطلع اوسکا یہہ ہے **شعر** بانت سعاد

فقلبی الیوم متبول + متیم اثرها لم یفد مکبول

پھر حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ دیکھو تو یہہ کیا کہتا ہی اور پسند کرتے تھے حضرت اچھے شعر کو اگرچہ اپنے نفس نفیس سے آپ شعر گو نتھے اور اس سے پاک و بری تھے اور اپنی مدح کو کہ جو بیشک و شبہہ راست و حق ہوتی بخوبی سنتے تھے

سوڈالی حضرت نے اپنی چادر کعب کے اوپر اور بخشدی اوسکو اور کہتے ہین کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم عوض اوس
چادر کے دینی کہے کعب نے قبول نکیا اور کہا کہ ایثار نکرون گا مین چادر رسول خدا کا کسی پر پھر جب وفات پائی کعب نے تب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
نے اوس چادر کو اون کے وارثون سے بیس ہزار درہم دیکر لیا کہتے ہین کہ وہ چادر مبارک اب تک سلاطین کے پاس ہی انتہی اور کہا ہو کہ پھر بعد
اوسکے کعب نے مدح مہاجرین کی کہی اور شان مین انصار کے کچھ الفاظ کہے اسلیے کہ ایک انصاری نے اوپر غصہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر اجازت ہو تو مین اوسکو
قتل کرون پھر بعد اسلام لانے کے مدح انصار مین بھی وخود نے ایک قصیدہ کہا اور تھے کعب بن زہیر بڑے نامی شعرا سے اور باپ بھی اونکا شاعر تھا
اور بھائی اونکا بجیر اور بیٹا اونکا عقبہ بن کعب اور پوتا اونکا عوام بن عقبہ سب شاعر تھے اور نفع کیا اس قوم کو شعر نے کہ اوسکی جہت سے مقبول درگاہ
الٰہی ہوے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ہوے اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ایلا کیا اور ایک
مہینے تک اونکے پاس تشریف نہ لیگئے اور ایلا کے معنی لغت مین مطلق قسم کے ہین اور فقہا کی اصطلاح مین قسم کھانا مرد کا اپنی بی بی کے اوپر
سے صحبت نکرے یعنی اپنی بی بی سے کہے کہ خدا کی قسم مین تیرے پاس نہ آونگا یا چار مہینے مین تیری پاس نہ آونگا یا جو مین تیرے پاس آؤن تو مجھپر حج
ہی یا صدقہ ہی یا روزہ ہی یا تجھکو طلاق ہی اور شرط ہے کہ لفظ صریح قریب کے معنی پر ہو یعنی یون کہے کہ قسم اللہ کی تیرے نزدیک مین چار مہینے
نہونگا یا تیرے نزدیک مین دو مہینے نہونگا اور دو مہینے جو ان دو مہینون کے بعد ہین یا صریح لفظ قریب کا بجای نزدیک کے کہے کذا فی مدارج النبوۃ
تفسیر احمدی اور حکم اوسکا اس آیت مین مذکور ہے کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالی للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاءوا فان الله
غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیم یعنی جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہین اپنی عورتون سے اونکو مہلت ہی چار مہینے کی پھر اگر مل گئے
تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان اور اگر ارادہ کیا اونھون نے طلاق کا تو اللہ سنتا ہی جانتا ف موضح القرآن مین ہے کہ جسنے قسم کھائی کہ اپنی
عورت پاس نجاوی تو چار مہینے مین جاوے یعنی اسکے اندر ہی جاوے اور قسم کا کفارہ دیوے نہین تو طلاق ٹھہری تہی اور یہ طلاق بائن ہے نزدیک
امام اعظم ابو حنیفہ اور اصحاب اونکے کے اور مذہب سفیان ثوری اور بعضی علما کا بھی یہی ہے اور کفارہ جب ہے کہ قسم اللہ تعالی کی کھاوے یعنے
کہے کہ قسم اللہ تعالی کی مین چار مہینے تیری پاس نہین آونگا اور جو طلاق یا عتاق کی قسم کھائی یعنی کہا کہ اگر مین تیری پاس آؤن تو غلام میرا
آزاد یا تجھکو طلاق تو کفارہ نہین چاہیے طلاق اور عتاق واقع ہوگی پھر جو کوئی قدرت وطی پر رکھتا ہو تو اوسکا رجوع وطی کرنے سے ہوگا
اور جو قادر نہو کسی ایک پا عورت کی جہت سے تو رجوع اوسکا وہ ہی کہ وعدہ وطی کا کرے بعد قدرت کی کذا فی التفسیر الاحمدی اور یہ جو حضرت سے
ایلا ہوا ہے سو یہی کہ حضرت نے ایک مہینے کی قسم کھائی ازواج مطہرات سے الگ رہنے کی سو پورا کیا اوسکو پس ایلا کہنا اوسکو بحسب معنی لغوی کے
ہین نہ بحسب معنی اصطلاح فقہا کی کذا فہم من المدارج وشرح سفر السعادت وغیرہما اور سبب مین اسکی اختلاف ہی علما نے کئی ایک سبب اسکی بیان کیے
ہین اول اونمین سے یہ ہی کہ آپکی ازواج مطہرات نان ونفقہ اور سوا اسکے اور جو آپکی تصرف مین نہ تھا وہ آپ سے طلب کرتی تھین اس سبب سے
آپ اون سے ملول ہوئے اور ایک مہینے تک آپنے اون سے مہاجرت اختیار کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ایک دن حضرت
ابوبکر صدیق حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوے اور اندر جانے کی اجازت چاہی اور وہان اور لوگ بھی
بیٹھے دیکھے کہ کسی کو اون مین سے اندر جانے کی اجازت نتھی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپنے اجازت دی پھر حضرت عمر تشریف لائے

اور اجازت چاہی آپنے اونکو بھی اجازت دیدی وہ بھی اندر آئے اور حضرت کو نہایت اندوہناک دیکھا کہ مارے غم کے بات نکرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین کہا کہ کوئی ایسی بات کہا چاہیے کہ جس سے حضرت خوش ہون سو مینے کہا کہ یا رسول اللہ کاشکے آپ دیکھتے میری بی بی کو جو خارجہ کی بیٹی ہی کہ وہ مجھسے نفقہ مانگتی تھی سو مینے اوٹھکر ایک گھونسا اوسکی گردن پر مارا یہہ بات سنکر آپ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ یہہ جو میرے گرد بیٹھی ہوئی ہین تو دیکھتا ہی یہہ مجھسے نفقہ مانگتی ہین اور وہ چیز مانگتی ہین جو میرے پاس نہین ہی یہہ بات سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اوٹھے اور ایک گھونسا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی گردن پر مارا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھونسا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی گردن پر مارا اور اون دونون صاحبون نے اپنی اپنی صاحبزادیون سے فرمایا کہ جو چیز حضرت کے پاس نہین ہی وہ نہ مانگو اونھون نے کہا قسم ہے خدا کی اب ہم کبھی حضرت سے وہ چیز نہ مانگین گے جو آپکے پاس نہوگی اور ایک روایت مین ہی کہ جب حضرت نے اپنی ازواج مطہرات سے گوشہ اختیار کیا تو مدینہ منورہ مین یہہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دی صحابہ مین سے جسنے یہہ بات سنی وہ مسجد مین آیا حضرت عمر فرماتے ہین کہ جب مینے یہہ بات سنی تب مین بھی مسجد شریف نبوی مین گیا اور دیکھا کہ بہت سے صحابہ حضرت کے دروازے پر بیٹھے رو رہے ہین اور حضرت نے اپنے غلام رباح شیدی کو حجرے کے دروازے پر بٹھا دیا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دے سو مینے اوس سے کہا کہ تو جا کر میرے لیے اجازت چاہ وہ اندر گیا اور تھوڑی دیر مین اندر سے آیا اور کہا کہ تمھارے لیے اجازت چاہی حضرت نے کچھ جواب نہ دیا چند بار یہی اتفاق ہوا آخر کو مینے پکار کر کہا کہ ای رباح اجازت چاہ میرے لیے آپکو گمان ہوا ہوگا کہ مین اپنی بیٹی حفصہ کی سفارش کو آیا ہون قسم خدا کی اگر آپ حکم کرین اوسکی گردن مارنے کو تو مین اوسکی گردن مارون اگر چہ حکم عدولی نکرون یہ کہکر مین اوٹھا ہی تھا کہ دفعتاً آواز رباح کی سنی مینے کہ مجھکو پکارتا ہے اور کہتا ہی کہ ای عمر آؤ اجازت ہی پھر گیا مین اور عرض کی مینے کہ یا رسول اللہ آپنے کیا اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دی ہے آپ نے فرمایا کہ نہین تو مینے پکار کر تکبیر کہی منقول ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ اونھون نے کہا کہ مینے اپنے گھر مین عمر رض کی تکبیر کی آواز سنی اور جانا مینے کہ اونھون نے کچھ پوچھا حضرت سے اور اوسکا جواب سنا ہی پھر اسکی خبر مجھکو پہنچی اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے مسجد مین جب مین آیا تو مین نے مسلمانون کو بہت پریشان حال اور روتے ہوئے دیکھا ایسے کہ اونکو گمان تھا کہ آپنے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دی ہے سو اب مین جاکر اونکو خبر کرتا ہون کہ گمان اونکا مطابق واقع کے نتھا آپنے فرمایا کہ بہتر اگر چاہے تو ایسا ہی کر وہ پھر مین مسجد مین آیا اور صحابہ کو خبر دی تب اونکو معلوم ہوا کہ گمان ہمارا خطا پر تھا پھر مینے حضرت سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین اونکے خاطر کے لیے چند باتین کہون کہ خاطر آپکی اوس سے خوش ہو آپنے اجازت دی پھر مینے عرض کی کہ ہم مکے مین اپنی عورتون پر غالب تھے پھر جب ہم مدینے مین آئے تو دیکھا کہ مدینے کی عورتین اپنے خاوندون پر غالب ہین سو ہماری عورتون نے بھی اونکی خو اختیار کی اور ایک دن مینے اپنی عورت سے کچھ تیز ہوکر اور چلا کر کہا پھر اوسنے بھی لوٹ کر مجھسے وہی بات کہی مجھکو برا لگا اوسنے کہا کہ میرا کہنا کیون تجھکو برا لگا حالانکہ حضرت کی بی بیان حضرت کی بات کو لوٹاتی ہین اور ایک روایت مین ہے کہ تیری بیٹی حفصہ حضرت کی بات کو لوٹاتی ہے اور کبھی کوئی حضرت کی بیبیون سے رات بھر روٹھی رہتی اور حفصہ ہوتی ہے مینے کہا کہ ناامید اور زیانکار ہوئی حفصہ کہ ایسا فعل ناپسند کرتی ہے پھر گیا مین حفصہ کے پاس اور اوس سے بات کی اور اوس سے تحقیق کی کہ مینے یہہ سنا ہی کیا یہہ بات یون ہی ہے اوسنے کہا

کہ ہاں یون ہی ہے پھر مینے اوسکو نصیحت کی اور کہا کہ کیا تو نخوف ہی اس سے کہ اللہ تعالی تجہپر غضب نازل کرے بسبب خفا ہونے حضرت کے
اور تو اس سے ہلاک ہو جاوے خبردار کہ اب اون سے تو کسی چیز کو بہت سا طلب نکرنا اور کبہی اونکی کسی بات کو نہ لوٹنا اور نہ روٹھنا اور
جو کچہہ تجہکو مانگنا ہو سو وہ مجہسے مانگ لینا اور چاہیے کہ نہ مغرور ہو تو محبت پر حضرت کی جو اونکو ساتھہ عایشہ رضی اللہ عنہا کے ہے اور نہ قیاس
کرنا تو اپنے کو ساتھہ اوسکے حضرت نے یہہ بات سنکر تبسم کیا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کے پاس گیا کہ اون سے بہی مین قرابت رکہتا تھا اون کو بہی مینے نصیحت کی اونہون نے کہا اے عمر مجہکو تعجب آتا ہے تمسے کہ تمنے سب کامون مین دخل کیا اب
یہان تک پہونچا کہ چاہتے ہو تم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور اونکی بیبیون کی درمیان مین دخل دو یہہ بات بھی حضرت نے سنکر تبسم کیا پھر
اسی طرح کی اور بہی باتین مین کرتا رہا یہان تک کہ تمام غصہ حضرت کا جاتا رہا اور خندان ہوئے کہ دندان مبارک آپکے نمایان ہوئے کذا فی مدارج النبوۃ
و روضۃ الاحباب اور دوسرا سبب یہہ تھا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو کسی نے شہد ہدیہ بہیجا تھا سو اونہون نے اوسکو واسطے
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے رکھہ چھوڑا تھا اس لیے کہ آپ شہد کو بہت دوست رکہتے تھے جب حضرت اونکے پاس جاتے تب وہ آپکے
لیے اوسکا شربت کرکے لاتی تھین جو شہد ذرا دیر سے گھلتا ہے اسمین اتنی دیر حضرت کو وہان لگ جاتی اور عادت معہود سے زیادہ
آپکو وہان ٹھہرنا پڑتا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مینے اور حفصہ رض نے آپس مین مشورہ کیا کہ حضرت ہم مین سے جسکے پاس
تشریف لاوین تو چاہیے کہ وہ یہی کہے کہ تم مین سے مغافیر کی بو آتی ہے مغافیر جمع مغفور کی ہے اور وہ گوند ہوتا ہے درخت عرفط کا اوس
مین قدرے بدبو بہی ہوتی ہے اور شیرینی بہی ہوتی ہے کذا فی المنتخب اور حالانکہ حضرت کو بدبو سے نفرت تھی اسلیے کہ ملائکہ سے ہمکلام ہوتے
تھے اور ملائکہ بدبو سے ایذا پاتے ہین جیسے آدمی کو اس سے ایذا ہوتی ہے القصہ جب حضرت اون مین سے ایک کے مکان پر تشریف لے گئے تو
اونہون نے کہا کہ کیا آپنے مغافیر کہایا ہے اوسکی بو آپ مین سے آتی ہے آپ نے فرمایا کہ مینے تو مغافیر نہین کہایا ہے بلکہ شہد کا شربت پیا ہے
زینب بنت جحش کے پاس پھر اونہون نے عرض کیا کہ چوسا ہے اس شہد کی مکہی نے درخت عرفطہ مین سے آپ نے فرمایا کہ جو پیا ہے تو مین اب ہرگز
اوس شہد کا شربت نہ پیونگا کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ یہہ ماجرا نوبت کی دن کا ذکر نہین ہے بلکہ مراد
یہہ ہے کہ جب دورہ کرتے حضرت اپنی بیبیون پر اور آتے اوسی دورہ مین حضرت زینب کے پاس تو ٹھہر جاتے اسلیے کہ جب حضرت دورہ مین
اونکے پاس آتے تو وہ حضرت کو شہد کا شربت پلاتی تھین اور شہد حضرت کو مرغوب تھا سو ناگوار ہوئی یہہ بات حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا کو کذا فی مظاہر الحق اور دوسری روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ قسم کہائی مینے کہ اوس شہد مین سے پھر نہ پیونگا مین مگر اسکو
کسی سے ظاہر نکرنا اونہون نے اس بات کو قبول کیا مگر اس قرار کو پورا نکیا اور آپس مین مشورہ اپنی سے جو دوسری تہی کہدیا حضرت
جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہہ آیت لائے یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم قد
فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولاکم وھو العلیم الحکیم یعنی اے نبی تو کیون حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ تعالی نے تجہپر
چاہتا ہے تو رضامندی بیبیون اپنی کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٹھہرا دیا اللہ تعالی نے تمکو کہول ڈالنا تمہاری قسمون کا اور اللہ
دوست ہے تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمتون والا ف مراد قسم اوتارنے سے کفارہ قسم کا دینا ہے اب جو کوئی اپنے مال کو کہے کہ مجہپر

حرام ہے تو قسم ہوگی کفارہ دے تو پھر اوسکو کام مین لاوے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی کذا فی موضح القرآن اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اہل اصول نے تمسک پکڑا ہے ساتھ اس آیت کے اسپر کہ حرام کرنا مباح کا یمین ہے کھتا ہے کفارہ وغیرہ سے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے پہلے کہ اے نبی کس لیے حرام کیا تو نے اوس چیز کو کہ حلال کیا اوسکو اللہ تعالی نے تیرے لیے شہد یا ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا چاہتا ہے تو اوس حرام کرنیسے طلب رضامندی اپنی بیبیوں کی یعنی عائشہ اور حفصہ اور سودہ اور صفیہ کی اور یہہ لت تھی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اسلیے کہ نہین سزاوار ہے کسی کو کہ حرام کرے واسطے اپنے اوپر اوس چیز کو کہ حلال کیا اوسے اللہ تعالی نے وقد غفر لہ اللہ واللہ غفور رحیم یعنی اور تحقیق کہ اونکو بخشدیا اللہ تعالی اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے پھر بعد اسکے فرمایا کہ تحقیق فرض کیا اللہ تعالی نے واسطے تمہارے حلال ہونا قسموں تمہاری کا یعنی مقرر کیا اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہ چیز کہ کھلجاوین ساتھ اوسکے قسمین تمہاری وہ کفارہ ہے سو طلب کر تو ماریہ کو اور پی تو شہد کو اور کفارہ دے اس تحریم کا کہ تحقیق اللہ تعالی نے گردانا ہے تحریم حلال کو یمین اور واجب کیا کفارہ کو اوسپر اور مقاتل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک بردہ آزاد کیا ماریہ قبطیہ کی تحریم کی کفارے مین اور حسن نے کہا کہ تحقیق ندیا کفارہ حضرت نے لانہ کان مغفورا لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وانما ھو تعلیم للمؤمنین یعنی اسلیے کہ تحقیق حضرت تھے کہ بخشا گیا تھا اونکے لیے گناہ اگلا اور پچھلا سوا اسکے نہین کہ یہہ تعلیم مؤمنون کے لیے ہے اور کہا گیا ہے کہ معنی اسکے یہہ ہین کہ ٹھہرادیا اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہ چیز کہ کھلجاوین ساتھ اوسکے قسمین کہ وہ انشاء اللہ تعالی کہنا ہے بعد قسم کے پس اس قسم مین جھوٹھا اور حانث نہین ہوتا ہے اور کفارہ بھی اوسپر دینا نہین آتا اور جو قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ حضرت نے لفظ قسم کی فرمائی اور تحریم کی لفظ نہین فرمائی سو وہ قاضی ممدوح کا کہنا کچھ نہین ہے اور جب کہے کوئی لفظ تحریم کا مثلاً کہے مجھپر حرام ہے کھانا سو واقع ہوگی حرمت کھانا کھانے پر اور اگر حرام کیا لونڈی کو تو حرمت واقع ہوگی اوسکی وطی پر اور اگر کہا کہ حرام ہے مجھپر بی بی میری تو واقع ہوگا ایلا اگر نہوگی اوسکی کچھہ نیت اور اگر نیت کی ہوگی ظہار کی تو ظہار ہوگا اور اگر نیت کی ہوگی طلاق کی تو طلاق بائن ہوگی اور اگر نیت کی ہوگی دو کی یا تین کی سو وہی واقع ہوگی اور اگر کہے کہ نیت کی تھی مینے کذب سے یعنی جھوٹ کی تو تصدیق کیا جائیگا دیانۃً قضاءً لا یعنی لغو ہے اس کہنے سے کچھہ نہین ہوتا عند اللہ اور حاکم کی نزدیک ایلا ہوگا انتہی اور اگر کہے ہر حلال مجھپر حرام ہے سو واقع ہوگی یہہ کھانے پینے پر اگر کچھہ نیت نکی اور نہین تو جو نیت کی ہوگی اوسپر واقع ہوگی اور یہہ مذہب ہمارا مروی ہے بہت صحابہ سے انتہی اور کنز مین لایا ہے باب الایلا مین اسی لفظ حرام کی بیان مین کہ وکذب ان نوی الکذب یعنی الطلاق لفظ حرام مین اگر نیت کذب کی کرے تو کذب ہے اور کہا بعض اہل علم نے یعنی ابن مسعود اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہ لفظ تحریم کا نہین ہے یمین ولیکن سبب کفارہ کا ہے صرف حق مین عورتون کے سو اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق رجعی ہوگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین طلاق ہونگی اور زید رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک طلاق بائن ہوگی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظہار ہوگا کذا فی تفسیر الاحمدی اور معالم التنزیل مین ہے کہ اگر نیت کی تحریم مین ذات کی اوسکے یا مطلق کہا بغیر نیت کے اور کچھہ نیت نکی تو اوسپر اوس صرف کہنے سے کفارہ یمین کا آویگا اور کچھہ ارتکاب اوسکا شرط نہین اور ایسے ہی اگر لونڈی کو یہہ لفظ کہا یعنی انتِ علیَّ حرام او حرمتک سو اگر اس سے نیت کی آزاد کرنے کی تو آزاد ہوگی وہ اور اگر ارادہ کیا تحریم ذات کا

اوسکے ہاطلق کہا ہے کسی نیت کے تو اوسپر کفارہ یمین کا ہی اور اگر کہانے کو کہا حرمتہ علی نفسے تو اوسپر کچہہ نہین آتی اور کہا مسروق اور شعبی نے کہ لفظ تحریم سے کچہہ واقع نہین ہوتا اور قسم اگر واقع ہو ساتھہ معصیت کے تو واجب ہی احتراز اوس سے اور کفارہ دینا اوسکا اور اگر واقع ہو ساتھہ غیر اوسکی کے تو واجب ہی اوسکو سعی اوسکی اور ترک کرنا کفارہ کا کذا فی الاحمدی اور تیسرا سبب یہہ تہا کہ ایکدن حضرت سید عالم صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حفصہ رض کے گہر مین تشریف لیگئے وہ آپ سے اجازت لے کر اپنے باپ کے دیکہنے کو گئین اونکے بعد حضرت نے کسی کو بہیجکر حرم محترم اپنی ماریہ قبطیہ رض کو اونکے مکان مین طلب فرمایا اور اونسے صحبت کی اتنے مین حفصہ رضی اللہ عنہا نے آکر دیکہا تو اپنے گہر کا دروازہ بند پایا یہہ ایک لحظہ ٹہر گئین حضرت صلعم دروازہ کہولکر باہر تشریف لائے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کیا اور آپکی طرف عتاب کرنے لگین اور ایک روایت سے اونہون نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری گہر مین میرے بستر پر آپ لونڈی سے صحبت کرتے ہین اور ایک روایت مین ہی کہ کہا اپنی عورتون مین سے میری نسبت آپ یہہ کام بجالائے ہین آپنے فرمایا کہ راضی نہین ہی تو کہ ماریہ کو مین اپنے اوپر حرام کرلون حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ کیون حرام کرتے ہین اوسکو جو اللہ تعہ نے تمپر حلال کیا ہے آپنے فرمایا کہ قسم اللہ کی ہی اب اوس سے نزدیکی نکرونگا مگر یہہ بات تیرے پاس امانت رہی کہ کسی سے نہ کہنا حضرت حفصہ نے قبول کرلیا پہر جب حضرت صلعم باہر تشریف لیگئے تو اونہون نے اپنے گہر کی دیوار جو اون کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان مین تہی ہاتہہ سے اوسکو ٹہونکا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوس سے آگاہ ہوئین اور اون کی طرف آئین اونہون نے وہ سب حال اون سے کہا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گہر گئین اور اون سے وہ حال کہا کہ بشارت ہو تمکو کہ حضرت صلعم نے کنیز قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا اوس سے ہم خلاص ہوئے پہر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے ملین تو ازراہ تعریض کے کہا کہ یا رسول اللہ میری باری کے دن ماریہ کے ساتھہ صحبت رکہیے کہ باقی اور دن تمہاری بیبیون کو سلامت رہین پہر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آیت سورہ تحریم کی لائے جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے آپنے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مینے نہین کہا تہا کہ کسی کو اسکی خبر نکرنا تجہکو روا تہا اسکا ظاہر کرنا اونہون نے پوچہا کہ آپ سے کس نے کہا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی باریک بین نے مجہکو آگاہ کیا چنانچہ یہہ آیت کریمہ اوس حال سے خبر دیتی ہی کہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیر ترجمہ یعنی جب چہپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پہر جب اوسنے خبر کردی اوسکی اور جتا دیا وہ اللہ تعہ نے نبی کو نبی نے جتا دیا یعنی حفصہ کو اوسمین سے کچہہ یعنی فلانی باتین مینے تجہسے کہی تہین اور تو نے اونہی مین سے کہدین یعنی حال تحریم ماریہ کا اور ٹلا دی آدہی مین سے حضرت صلعم نے کچہہ یعنی خلافت شیخین کی بات کہ آپنے اوسکو نہ دوہرایا ازروی کرم کے یا حفصہ رضی اللہ عنہا نے سب باتین جو آپنی ونسے پوشیدہ کہی تہین وہ سب عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہدین مگر حضرت صلعم وہ سب اونکی مونہہ پر نلائے اور یہہ خبر دینا حضرت صلعم کا اونکو اوس طور سے ہوا تہا کہ جب حفصہ رض کو رنجیدہ دیکہا تو چاہا کہ راضی کرین سو پوشیدہ کہا اونسے ایک تو تحریم ماریہ کا حال دوسرا یہہ کہ میرے بعد عائشہ کا اور تیرا باپ خلیفہ ہوگا سو یہہ خبر دی حفصہ رضی اللہ عنہا نے

عایشہ رضی اللہ عنہا کو تحریم ماریہ کی اور حال خلافت کا اون سے کہا یہہ بات حضرت کو ناگوار ہوئی پہر جب نبی نے جتادیا عورت کو یعنی وہ کہنا اسکا عایشہ رضی اللہ عنہا کو تو بولیں حفصہ رض کہ تمکو کسنے یہہ بتایا کہا نبی نے کہ مجہکو بتادیا اوس علیم خبردار نے اگر توبہ کرو تم دونون یعنی حفصہ اور عایشہ اور رجوع کرو طرف اللہ تعالی کے پس تحقیق پہر گئے ہین دل تمہارے راہ صواب سے کہ محافظت اسرار رسول اللہ کی نہین کرتے ہو اور اگر تم دونون چڑہائی کروگی اوسپر یعنی حضرت کی دل آزردہ کرنے پر تو اللہ تعہی اوسکا رفیق اور حضرت جبرئیل اور نیک ایمانوالے اور فرشتے اوسکی بعد اسکی مددگار ہین تہی کذا فی موضح القرآن و تفسیر حسینی و معالم التنزیل اور جو تہا سبب ہے یہ ہے کہ حضرت کے لیے کچہہ ہدیہ آیا تہا اور ایک روایت سے حضرت ہی نے ایک دنبہ ذبح کیا تہا اوس مین سے ہر ایک بی بی کو آپنے حصہ بہیجا زینب بنت جحش نے اپنا حصہ پہیر کر دیا آپنے اوسپر کچہہ گوشت زیادہ کر کے پہر بہیجا اونہون نے پہر پہیر دیا حضرت عایشہ نے کہا حضرت سے کہ تمنی اپنے کو ذلیل کیا ہی کہ اونہون نے تمہاری ہدیہ کو واپس کر دیا آپ نے فرمایا قسم اللہ کی تم خدا کی نزدیک اوس سے زیادہ ذلیل ہو گی کہ میری ذلت کرو اور قسم کہائی ایک مہینے تک اپنی بیبیون کے پاس نجانے کی انتہی **ف** واضح ہو کہ جمع ان اقوال مختلفہ مین یون ہو سکتا ہی کہ کہا جاوے کہ یہہ سب امور سبب ایلا کے ہوئے اسلیے کہ مناسب حلم اور خلق حضرت کے وہ ہی کہ کتنی خطائین ازواج مطہرات سے ظہور مین آئین تب حضرت نے یہہ تادیب اونکی لیے ٹہرائی اور اگر ترجیح کی طرف جاوین تو قصہ شہد اور ماریہ رضی اللہ عنہا کا ترجیح رکہتا ہی اسلیے کہ یہہ دونون قصے اوفق ہین ساتہ سیاق آیت کریمہ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما الآیۃ کی کہ اس قصہ ایلا مین نازل ہوئی ہے اسلیے کہ صحت کو پہونچا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ مین چاہتا تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کچہہ پوچہون ایک برس تک اسی سوچ مین رہا اور اونکی رعب سے مین پوچہہ نسکا آخر کسی سفر مین مینے فرصت پاکر اونسے پوچہا کہ مراد ان دو عورتون سے کہ آیت وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولیٰہ مین مذکور ہے کونسی عورتین ہین فرمایا کہ عایشہ اور حفصہ ہین اور ان دونون قصون مین تظاہر اونکا نہایت ظاہر ہی اور ان دونون قصون سے شربت شہد کا قصہ زیادہ راجح اور قوی ہی اسلیے کہ صحیحین وغیرہما کتب معتبرہ مین ثابت ہوا ہی واللہ اعلم **فائدہ ثانیہ** صحیحین مین وارد ہوا ہی کہ صاحب عسل کی حفصہ تہین اور بعض کتب احادیث اور سیر مین ہی کہ سودہ رض تہین اور بعض کتب مین ہی کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تہین اور بعض مین ہے کہ زینب تہین مگر روایت سودہ اور ام سلمہ دونون کی ضعیف ہی اور قوت برابری کی ساتہہ حدیث زینب اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی نہین رکہتی ہے اور یہہ صحیحین مین وارد ہی طریقہ جمع کا روایت زینب اور حفصہ رض مین یہہ ہی کہ کہا جاوے کہ احتمال ہے کہ قصہ عسل کا دوبار ہوا ہو ایک بار گہر مین حفصہ رض کے پہر جب کہا کہ یہہ شہد ناقص ہے اور قصور رکہتا ہی تو اوسکو حضرت نے ترک کر دیا اور پہر اوسمین سے نہین پیا مگر حرام نہ کیا پہر ایک بار یہہ صورت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی یہان واقع ہوئی اس بار بسبب پوشیدہ کرنے حضرت عایشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کی اوسکو حضرت نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہوگا اور ترجیح کی جاوے تو روایت ہونے زینب رضی اللہ عنہا کی صاحب عسل مرجح ہی اسلیے کہ راوی اوسکے اثبت اور احوط ہین اور بہی تائید کرتی ہی اسکی وہ جو حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے صحت کو پہونچا ہی کہ کہا اونہون نے بیبیان حضرت کی دو گروہ تہین مین اور سودہ اور حفصہ اور صفیہ ایک گروہ اور زینب بنت جحش اور ام سلمہ اور سب بیبیان ایک گروہ اسلیے کہ زینب رض گروہ عایشہ رضی اللہ عنہا کی سے نتہین تو اون سے غیرت کی ہوگی بخلاف حفصہ رض کے کہ اونکی ہی گروہ سے تہین بلکہ

من مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ جب مین اجازت پاکر حضرت کی خدمت بابرکت
مین حاضر ہوا تو دیکھا مینے حضرت کو لنگ باندہی ہوئے اور بدن پر کوئی کپڑا نتھا چٹائی پر کہ لیف خرما کی تھی لیٹے ہوئے تھے کروٹ سے
اور اوسکے نشان آپکے پہلو مبارک مین ظاہر تھی اور چمڑے کا تکیہ کہ لیف خرما سے بھرا ہوا تھا نیچے سر مبارک کے دھرے تھے اور پیر دن کے
نیچے سلم کی پتی پڑی ہوئی تھی اور اوس مکان مین سوا ایک صاع جو اور ایک کوزے پانی گرم کا اور کچھ نتھا مگر کچی تکڑے کچے چمڑے کے دیوار
لٹکتے تھے جب مینے یہہ حال دیکھا تو رقت نے مجھپر غلبہ کیا اور گویا سینہ میرا پھٹ گیا آپنے فرمایا کہ اے ابن خطاب کیون روتا ہے مینے عرض کی
کہ کیونکر نہ روؤن کہ آپکو اس حالت سے دیکھتا ہون کہ آپ اس محنت اور شدت مین ہین اور قیصر و کسری عیش و آرام مین اور نہر
انہار مین خوش و خورم اور شادان و فرحان ہین باوجود کفر و طغیان کے اور تم رسول خدا کے اور برگزیدہ اوسکے ہو سوا آپ دعا کرین کہ اللہ تعالی
آپکی اور آپکی امت پر عیش فراخ کرے حضرتؐ یہہ سنکر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ اے ابن خطاب کہان ہے تو اور کس خیال مین ہے تو وے ایک لوگ
ہین کہ نعمتین اونکو نقد سر دست اس دنیا مین دی ہین اور ہمارے لیے آخرت مین یہہ سب نعیم مقیم رکھی ہین کہ الدنیا سجن المؤمنین وجنۃ الکافرین
یعنی دنیا قید خانہ مومنون کو اور جنت کافرون کے لیے ہے اور آخرت اسکے عکس ہے واضح ہو کہ حضرت نے اون لوگون کو جنکو فرمایا
اور نہین تو اسرار اور انوار اور مشاہدات اور لذات باطنیہ اور حضور اور جمعیت اور شہود اور لوازم اسکا اس جہان مین جو انکو حاصل ہین فضیلت
رکھتے ہین بہشت برین پر پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پہر مینے کہا یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد
نبیا یعنی راضی ہوئے ہم ساتھ اللہ تعالی کے رب ہونے پر اور ساتھ اسلام کے دین ہونے پر اور ساتھ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر **نظم**

تارک دنیا ہوئی سب اہل دین | فی الحقیقت عیش دنیا کچھ نہین
بولے بن مسعود جو فرمائیے | فرش ہم لاوین بنیا جو لیجئے
یہہ کہا دنیا کہاں اور مین کہاں | میرا اور دنیا کا ہی ویسا بیان
چھوڑا وسکو اونسے اپنی راہ لی | دم کے دم کیا چاہیے سامان کی
بوریہ پر خواب حضرت نے کیا | بن گیا تن پر جو نقش بوریا
سنکے حضرت نے یہہ فرمایا جواب | مرغ دل ہو جس سے بے آتش کباب
جس طرح زیر شجر کوئی سوار | سایہ لے کر چل کھڑا ہوا یکبار

اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے عمرؓ سے کہ راضی نہین ہے
تو کہ دنیا اونکو ہو اور آخرت ہمکو یعنی وہ کوئی کہ دیکھنے والا اور انتظار کرنے والا نعمتون سرمدی اور عیش ابدی کا ہو کب ان نعمتون اور
عیشون دنیا فانی کے کہ حقیقت مثال کھیل اور تماشی کی ہے پیچھے پڑیگا جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لہو
ولعب ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون یعنی اور یہہ دنیا کا جینا تو یہی ہے جی بہلانا اور کھیلنا اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے
جینا اگر ان سمجھہ رکھتے **نظم** یہہ متاع دنیوی اے ناشکیب ہے گویا بازیچہ طفلان فریب ہو کے دانا اسپہ جو شادان ہو وہ فی الحقیقت
احمق و نادان ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پہر مینے عذر خواہی کر کے کہا کہ یا رسول اللہ میرے لیے آپ طلب مغفرت کی کرین
اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ کہا مینے رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ
پہر حضرت نے ایک مہینا اپنی ازواج مطہرات سے مفارقت کی اور اوس غرفہ مین گذارا کہ وہ تنگخانہ ایکا تھا اور غرفہ کہتے ہین بالاخانہ کو اور
وہ مہینا اونتیس دن کا تھا پہر جب حضرت اوس غرفہ سے باہر تشریف لائے تو پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف لے گئے

اونھون نے استقبال کرکے عرض کی کہ یارسول اللہ قسم کھائی تھی آپ نے ایک مہینے تک ہمارے پاس نہ آنے کی اور ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے
آپ نے فرمایا کہ کوئی مہینا انتیس دن کا ہوتا ہے سو یہہ مہینا انتیس دن کا ہے اور اسی عرصہ مین آیت تخییر کی نازل ہو چکی تھی کہ یا ایہا النبی
قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ و
رسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما یعنی اے نبی کہدے اپنی بیبیون کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا
اور یہان کی رونق تو آؤ کچھہ فائدہ دون تمکو اور رخصت کرون بھلی طرح سے رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اوسکے رسول کو اور
پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھہ چھوڑا ہے اونکو جو تم مین نیکی کرتی ہین نیگ بڑا ف حضرتؐ کی ازواج مطہرات نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوگئے چاہا
کہ ہم بھی آسودہ ہون بعضون نے سوال کی حضرتؐ نے قسم کھائی کہ ایک مہینا گھر مین نجاوین پھر مہینے کی بعد یہہ آیت اوتری حضرتؐ گھر مین آئے
اول عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسیطرح سبنے حضرتؐ کی یہان ہمیشہ فقر و فاقہ تھا اپنی جیب سے
جو آتا تھا شتاب دے ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا اور یہہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہین اونکو بڑا نیگ ہے حضرتؐ کی ازواج سب نیک ہی ہین
الطیبات للطیبین مگر حق تعالی صاف خوشخبری کسی کو نہین دیتا تا نڈر ہو جاوین خاتمے کا ڈر لگا رہے کذا فی موضح القرآن اور اختلاف
ہے علما کا اسمین کہ آیا یہہ خیار سونپنا طلاق کا تھا اونکو کہ واقع ہو جاوے ساتھہ نفس اختیار کے یا نہین سو گئے ہین اکثر اہل علم طرف اسکے
کہ تحقیق وہ نہین تھا سونپنا طلاق کا سوا اسکے نہین کہ اختیار دیا حضرتؐ نے اونکو پھر کہ تحقیق وہ جب اختیار کرلین اپنے نفس کو تب مفارقت
کرین حضرتؐ اون سے ساتھہ فرمانے اللہ تعالی کے کہ فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا اور اسلیے کہ تحقیق تھا جواب اونکا بالفور
کہ فرمایا تھا آپنے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہ جلدی کرنا تو اسکی جواب مین جبتک مشورہ کرے تو اپنے والدین سے اور تفویض طلاق مین ہوتا ہے
جواب علی الفور اور ایک لوگ اسطرف گئے ہین کہ یہہ تفویض طلاق کی تھی اگر اختیار کرتین اپنے نفس کو تو ہو جاتی طلاق اور اختلاف کیا ہے
علمانے حکم تخییر مین سو کہنا حضرت عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہ جب اختیار دیا مرد نے اپنی بی بی کو پس اختیار کیا اوسنے اپنے
خاوند کو تو نہین واقع ہوگی طلاق اور اگر اختیار کیا اوسنے اپنے نفس کو تو واقع ہوگی ایک طلاق رجعی اور یہی قول ہے عمر بن عبد العزیز اور
ابن ابی لیلی اور سفیان اور شافعی رحمہم اللہ کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور کہا زید بن ثابت نے
کہ جب اختیار کیا عورت نے اپنے خاوند کو تو واقع ہوگی ایک طلاق رجعی اور جب اختیار کیا اوسنے اپنے نفس کو تو تین واقع ہونگی اور یہی قول
حسن اور مالک کا اور ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ فرمایا اونھون نے کہ جب اختیار کیا عورت نے اپنے خاوند کو تو واقع
ہوگی ایک طلاق رجعی اور اگر اختیار کیا اوسنے اپنے نفس کو تو واقع ہوگی ایک طلاق بائنہ اور اکثر علما اس پر ہین کہ جب وہ اپنے خاوند کو
اختیار کرے تو کچھہ نہین واقع ہوتا اور انھین مین سے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہما ہین اور تائید کرتی ہے ان کے
مذہب کو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ کہا اونھون نے کہ اختیار دیا ہمکو رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سو اختیار کیا ہمنے اللہ
اور رسول کو اور اوسکے سو نہین گنا حضرتؐ نے اوسکو کچھہ بھی کذا فی المعالم والاحمدی واضح ہو کہ جب یہہ آیت تخییر کی اوتری تو ایک عورت
آپکی ازواج مین سے کہ نام اوسکا فاطمہ تھا اوسنے دنیا کو اختیار کیا اور حضرتؐ کے عقد سے خارج ہوئی بعد اسکے کسی نے اوسکو راہ مین

دیکھا کہ خرمی کی گٹھلیان چنتی تھی کہ اوس سے اپنا قوت کرے اوسنے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے جو اس خواری مین گرفتار ہے اوس نے کہا کہ
انا الشقیة التی اختارت الدنیا یعنی مین وہ بدبخت ہون کہ جسنے اختیار کیا دنیا کو حاصل کلام کا وہ ہے کہ جب یہہ آیت اوتری تو حضرت
کو خوف اور غم وصال عایشہ رض کا اور اندیشہ فراق اونکی کا دامنگیر حال ہوا کہ مبادا وہ دنیا اور اوسکی زینت کو اختیار کرے اسلیے آپنے اون
سے کہا کہ اے عایشہ رضی اللہ عنہا حکم الٰہی یون ہوا ہے یعنی آیت تخییر کی نازل ہوئی ہے تو اس مین کیا ارادہ رکھتی ہے اور فرمایا کہ تو اسکے جواب مین
جلدی نکرنا جبتک اپنی باپ اور مان سے مشورہ نکر لے تو عایشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس مقدمہ مین اپنے والدین سے مشورہ
نہین کرنیکی مصرع ع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست جسنے اختیار کیا اللہ تعالیٰ کو اور اوسکے رسول کو مگر آپ سے یہہ عرض ہے کہ آپ اور کسی بی بی اپنی
کو اس میرے اختیار کرنے کی خبر نکرین مقصود حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا اس کلام سے یہہ ہے کہ کہین اس بہانہ سے کوئی بی بی آپکے
عقد سے نکل جاوے اور یہہ بات بمقتضای غیرت اور محبت کی ہے کہ اونکو حضرت سے تھی نہ از روی قصد اور اعتقاد دلی کے کہ منافی ہوتا
یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کی یعنی دوست رکھے واسطے بھائی اپنے کے وہ جو دوست رکھے اپنے نفس کے لیے اور یہ عادت جبلی عورتون مین
ہوتی ہے کہ اپنی سوتون سے رشک کرتی ہین اور اونکو نہین دیکھہ سکتے ہین اور ظاہر ایسا اون سے عفو ہے کہ ایسا مین معذور ہین اور بے اختیار اور
اونھون نے یہہ بات یہہ سمجھکر کہی تھی کہ حضرت کو جو اون سے محبت ہے تو اونکی اس عرض کو آپ قبول کرینگے حضرت نے فرمایا کہ یہ کیا بات
عایشہ یعنی
تجھسے جو کوئی میری بیبیون مین سے پوچھیگی کہ عایشہ نے کیا اختیار کیا تو اس سے اوسکو آگاہ کرونگا جاننا چاہیے کہ حضرت نے اسمین
عایشہ رض کی بھی خاطرداری کی کہ فرمایا بغیر پوچھے کسی سے نہ کہونگا اور جو کوئی پوچھیگی تو کہونگا اور فرمایا آپنے کہ ان اللہ لم یبعثنی متعنتا
ولکن بعثنی معلما میسرا یعنی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے نہین بھیجا ہے مجھکو مشقت اور شدت مین ڈالنے والا کسی کو اور ڈھونڈھنے والا کسی کی
خطا اور لغزش کو ولیکن بھیجا ہے مجھکو تعلیم کرنے والا احکام دین کا اور آسان پکڑنے والا کام کا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ
واضح ہو کہ اختیار عورت کو اوسی مجلس مین رہتا ہے جس مجلس مین کہ اوسکے خاوند نے اوسکو اختیار دیا ہے سو اگر وہ اوسی مجلس مین اپنے
نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوجاوے گی اور اگر اوس مجلس سے وہ اوٹھہ گئی یا اوسی مجلس مین اور کوئی کام کرنے لگی تو
اختیار اوسکا باطل ہوجاویگا بخلاف اسکے کہ اگر اختیار دیوے اوسکو اور معلق کر دیوے اوسکو کسی کام وغیرہ پر تو معلق ہوجاوے گی اور اگر
اختیار بڑھا دیوے ایک دن یا زیادہ کا کہ مہلت دی اوسکو اوسکی تو ویسے ہی ہوگا جیسا کہ حضرت علیہ السلام کا اختیار دینا حضرت
عایشہ رض کو کذا فی کتب الفقہ اور اسی نوین سال مین سنگسار کیے گئے دو شخص ایک مرد اور ایک عورت اور قصہ اونکا یہہ ہے صحیح مسلم مین
روایت ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا آیا ماعز بن مالک پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ پاک کرو مجھکو یعنی
ہو تم سبب پاک کرنے میرے کے گناہ سے بسبب جاری کرنے حد کے مجھپر پس فرمایا وای تجھکو پھر جا یعنی اس مقام سے یا اس کلام سے اور استغفار کر
اللہ تعالیٰ سے یعنی ساتھ زبان کے اور رجوع کر طرف اوسکی یعنے ساتھ دل کے کہا راوی نے کہ پھرا اور گیا وہ تھوڑی سی دور اور پھر آیا اور کہا یا رسول
اللہ پاک کرو مجھکو پھر فرمایا آپنے اسیطرح یعنی وای تجھکو پھر جا یہان تک کہ جب ہوئی چوتھی بار یعنی اور کہا اوسنے پاک کرو مجھکو فرمایا
واسطے اوسکے آپنے کہ بیچ کس چیز کے اور کس سبب سے پاک کرون مین تجھکو کہا اوسنے زنا سے یعنے زنا کے گناہ سے بسبب قائم کرنے

حد کے فرمایا آپ نے یعنے صحابہ سی کہ کیا اسکو جنون ہی پس خبر دیئے گئے حضرتؐ یعنی صحابہؓ نے خبر دی حضرتؐ کو کہ نہیں ہی اسکو
جنون پھر فرمایا حضرتؐ نے کہ کیا پی ہی اسنے شراب پس کھڑا ہوا ایک شخص اور سونگھی بو مستی بو اوسکے موںھ کی یعنی تاکہ معلوم ہو کہ اسنے
شراب پی ہی یا نہیں پس نپائی اوس سے بو شراب کی پھر فرمایا حضرتؐ نے کہ کیا زنا کیا ہی تو نے کہا کہ ہان پس حکم کیا حضرتؐ نے اوس
کے سنگسار کرنے کا پس سنگسار کیا گیا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ معارض ہوتی ہی یہہ حدیث اثر عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کو کہ کہا اونھون نے جبکہ کہا گیا انکو کہ کیا ہی واسطے تیری بیچ ولید بن عقبہ کے غرض کہ ٹپکاتی ہی ڈاڑھی اوسکی شراب کو
کہا اونھون نے کہ ہم منع کیے گئے ہین تجسس سے اگر ظاہر ہوتی ہم کو کوئی چیز تو پکڑین گے ہم اوسکو ساتھ اوسکی مگر یہہ کہ کہوین کہ نہین
پہونچتا ہی کسی کو گواہی دے کوئی کسی کے فعل پر بغیر دیکھے ہوئی اوسکے اپنی آنکھہ سے علامات وقتون سے یعنے علامات اور تہی سے دیکھکر حکم کر دینا کسی چیز کا
بغیر معائنہ کے شریعت مین درست نہین ہی مگر جبکہ حاکم علامت اور پتے اوسکے دریافت کری تو بیان کر دے مگر حاکم کو بھی بدون شہادہ
معائنہ کی حکم کرنا نچاہیے اور حضرتؐ نے جو یہہ فرمایا تو غرض اس مین سو جہانا اوس شخص کا تھا اس بات کو کہ اب بھی یہہ اس اقرار اپنے سے باز
رہے اور شراب پینے کا اقرار کرے کہ جان اوسکی بچ جاوی والحدود تندرء بالشبہات قاعدہ مقررہ ہی واللہ اعلم پس سنگ کی لوگون
نے دو روز یا تین روز یعنی دو تین روز گذر گئی اوسکے سنگسار کرنے پر اور یہہ مذکور ہوا اسکا پھر آئی رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم اور
فرمایا کہ استغفار کرو تم واسطی ماعز بن مالک کی یعنی طلب کرو اوسکے لیے زیادتی مغفرت اور ترقی درجات کی تحقیق توبہ کی ماعز نے ایسی
توبہ کہ اگر تقسیم کیجاوی یعنی ثواب اوسکا درمیان امت کی البتہ کفایت کرے اونکو پھر آئی حضرتؐ کی پاس ایک عورت سبیعہ نام قبیلہ غامد
سے کہ وہ قبیلہ ازد سے ہے یعنے ازد ابو حی ہی یعنے بڑی قبیلے کا پس کہا یا رسول اللہ پاک کر دو مجھکو پس فرمایا وای ہی تجھکو پھر جا پس استغفار کر
اللہ سے اور رجوع کر طرف اوسکے پس کہا اوس عورت نے کہ چاہتے ہو تم یہہ کہ پھیر دو مجھکو جیسا کہ پھیر دیا تم نے ماعز بن مالک کو یعنی اول
مرتبہ مین تحقیق وہ حاملہ ہی زنا سے یعنی مین حاملہ ہون زنا سے انکار نہین کر سکتی بعد اقرار کی بسبب ظہور حمل کی بخلاف ماعز کے پس فرمایا
حضرتؐ نے کہ تو یعنی تو حاملہ ہی زنا سے یہ ایک طرح کا ظاہر کرنا تغافل کا اور پھیر اوسکا ہی اوس اقرار سے کہا اوسنے ہان فرمایا حضرتؐ نے
واسطے اوسکے یہان تک یعنی صبر کر یہان تک کہ جنی تو اوس چیز کو کہ تیرے پیٹ مین ہی کہا راوی نے کہ ذمہ کیا اوسکی خبرگیری کا ایک
شخص نے انصار مین سے یعنے اوسکے جننے تک کا یہان تک کہ جنی پھر آیا وہ شخص بعد ایک مدت کی پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے پاس
اور عرض کی کہ جنی ہی غامدیہ یعنی وہ عورت کہ قوم بنو غامد سے ہے پس فرمایا حضرتؐ نے ابھی نہین سنگسار کرینگے ہم اوسکو اور چھوڑ دین اوسکے بچے کو
چھوٹا کہ نہین ہی واسطی اوسکے وہ شخص کہ دودہ پلاوی اوسکو یعنی اگر اوسکو ابھی سنگسار کرین تو بچہ اوسکا چھوٹا ہی اور کوئی خبرگیران اوسکا ہم
نہین ہلاک ہو جاوے گا پس کھڑا ہوا ایک اور شخص انصار مین سے اور کہا کہ میری طرف ہی دودہ پلانا اس لڑکی کا ای نبی اللہ کہا راوی نے
پس سنگسار کیا حضرتؐ نے اوسکو یعنی حکم کیا اوسکے سنگسار کرنے کا پس سنگسار کی گئی اور ایک روایت مین یون ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے
اوس عورت کو کہ جا تو یہانتک کہ جنی تو پھر جب جنی فرمایا حضرتؐ نے کہ جا پس دودہ پلا اوسکو یہان تک کہ دودہ چھڑا دے تو اوسکا پس
جب دودہ چھڑایا اوسنے اوسکا لائی حضرتؐ کے پاس لڑکے کو اوس حال مین کہ اوسکے ہاتھ مین تھا ٹکڑا روٹی کا اور کہا یہہ لڑکا ہے

ای نبی اللہ کے تحقیق دودھ چھڑایا ہے مینے اسکا اور تحقیق کھانے لگا ہی کھانا پس سپرد کیا حضرت نے اوس لڑکے کو طرف ایک شخص کے مسلمانوں میں سے پس حکم کیا حضرت نے واسطے اوسکے کہ گڑھا کھودا جاوے پس کھودا گیا اوسکے لیے گڑھا اوس کے سینہ تک اور حکم کیا لوگوں کو اوسکے سنگسار کرنے کا پس سنگسار کیا اوسکو لوگوں نے پس متوجہ ہوئے خالد بن ولید ساتھ ایک پتھر کے پس پھینکا پتھر اوسکے سر پر پس پڑا خون خالد کے مونھہ پر پس برا کہا خالد نے اوسکو پس فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باز رہو اے خالد یعنی وہ بخشی گئی برا کہنے اوسکو سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ میں ہے تحقیق توبہ کی اس عورت نے ایسی توبہ کہ اگر توبہ کرے اسطرح کی توبہ محصول لینے والا تو بخشا جاوے اوسکو پھر حکم کیا حضرت نے یعنی لوگوں کو واسطے اوسکے اوپر نماز پڑھنے کا پس نماز پڑھی گئی اوسپر اور دفن کی گئی **ف** توبہ کی ماعز نے الخ یعنی ایسی توبہ کی کہ لازم کرتی ہے ایسی مغفرت اور رحمت کو کہ ڈھانپ لیوے ایک جماعت کثیرہ کو خلق سے اور اقامت حد کو توبہ کہا اسلیے کہ حاصل ہوتی ہے اوس سے طہارت گناہوں سے جیسے کہ حاصل ہوتی ہے طہارت بسبب توبہ کے اور یہانتک کہ جنے تو کہا ابن مالک نے کہ اس سے یہہ معلوم ہوا کہ حاملہ پر حد نہ قائم کی جاوے جبتک کہ نہ جنے کہ نہ لازم آوے ہلاک کرنا بیگناہ کا اور ابھی نہیں سنگسار کرینگے ہم الخ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ولد الزنا مستحق عذاب اور ہلاک کا نہیں اسلیے کہ وہ آپ میں بیگناہ ہے اور دودھ چھڑایا مینے الخ اس سے یہہ معلوم ہوا کہ حاملہ کے سنگسار کرنے میں تاخیر کیجاوے یہانتک کہ بے پرواہ ہو اوس سے لڑکا اوسکا جبکہ نہ پایا جاوے کوئی پرورش کرنے والا اوسکا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ کا اور کہا نووی نے کہ روایت دوسری مخالف ہے پہلی روایت کی اسلیے کہ دوسری روایت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سنگسار کرنا اوسکا تھا بعد بچے کے دودھ چھڑانے اور کھانے لگنے روٹی کے اور پہلی روایت سے ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سنگسار کرنا اوسکا بعد جننے کے تھا پس واجب ہوتی تاویل پہلی روایت کی واسطے صراحت دوسری روایت کے تاکہ دونوں متفق ہو جاویں اسلیے کہ دونوں میں ایک ہی قضیہ میں اور دونوں روایتیں صحیح ہیں پس تاویل یہہ ہی کہ پہلی روایت میں جو ہے کہ کھڑا ہوا ایک شخص انصار میں سے اور کہا کہ طرف میری ہے دودھ پلانا اوسکا کہا اوسنے یہہ بعد دودھ چھڑانے کے اور ارادہ کیا پالنے سے متکفل ہونا اور پرورش کرنا بچے کا اور دودھ پلانا کہا اوسکو مجازا اور محصول لینے والا الخ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ جو چونگی پر محصول لیتے ہیں یہہ بڑا گناہ ہے بسبب مال لینے لوگوں کے از راہ ظلم کے اور لفظ صلی نزدیک تمام راویوں مسلم کے ساتھہ زبر صاد اور لام کے ہے یعنے ساتھہ صیغہ ماضی معروف کے اور یہہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ نماز پڑھی اسکی اور نزدیک طبری کے اور یہی روایت ابن ابی شیبہ اور ابی داؤد کے ساتھہ پیش صاد اور زیر لام کے ہے یعنے ساتھہ صیغہ مجہول کے یعنی نماز پڑھی اوسپر لوگوں نے اور حضرت نے نہیں پڑھی اور یہی ایک روایت ابی داؤد سے صریح آیا ہے کہ لم یصل علیہا یعنی نہ نماز پڑھی حضرت نے بلکہ حکم کیا لوگوں کو کہ پڑھیں اور اسی سبب سے اختلاف کیا ہے ائمہ نے بیچ نماز پڑھنے کے اسپر کہ سنگسار کیا گیا ہو پس مکروہ جانا ہے اسکو امام مالک نے اور کہا امام احمد نے کہ نہ پڑھیں امام اور اہل فضل اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہم کہتے ہیں کہ نماز پڑھی جاوے اسپر اور اوپر کہ اہل لا الہ الا اللہ میں اہل قبلہ سے اگرچہ فاسق اور محدود ہوویں اور ایک روایت میں امام احمد سے بھی اسیطرح آیا ہے اور کہا قاضی عیاض نے کہ لفظ صلی ساتھہ زبر صاد اور لام کے ہے نزدیک تمام راویوں صحیح مسلم کے اور نزدیک طبری کے ساتھہ پیش صاد کے اور اسیطرح ابن ابی شیبہ اور ابی داؤد نے روایت کیا ہے اور اسیطرح نقل کیا ہے نووی نے

پس لائق ہے یہہ کہ ٹھہرایا جاوے لفظ فصلی ساتھہ صیغہ معروف کے اور مراد ساتھہ قول اوسکے کے ثم امر بہا یہہ ہو کہ حکم کیا ساتھہ تجہیز اسکے کے یعنے نہلانے اور حاضر کرنے اسکے کے اور موید ہے اسکی یہہ عبارت کہ مسلم کی روایت مین ہے امر بہا النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرجمت ثم صلی علیہا فقال لہ عمر تصلی علیہا یا نبی اللہ وقد زنت یعنی حکم کیا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ساتھہ اوسکے پس سنگسار کی گئی پھر نماز پڑھی اوسپر پھر کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھتے ہو تم اے نبی اللہ کے اوسپر اور حال یہہ ہے کہ زنا کیا ہے اوسنے اور یہہ روایت صحیح ہے اسمین کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اوسپر اور ابوداؤد کی روایت مین ہے ثم امرهم ان یصلوا علیہا اور یہہ روایت نہین منافی ہے پہلی روایت کی پس حمل کیا جاوے اوپر جمع کے درمیان دونون کے کہا قاضی عیاض نے کہ نہ ذکر کیا مسلم نے نماز پڑھنا حضرت کا ماعز پر اور بخاری نے ذکر کیا ہے اسکو بہی اور نہین شک کہ اثبات مقدم ہے نفی پر اور ہوئے صاحب نسخون معتمدہ مشکوۃ کی جب دیکہا کہ روایات مختلف ہین اسمین کہ حضرت نے نماز پڑھی اوس عورت پر یا نہین پڑھی اختیار کیا ضبط کرنا لفظ صلی کا ساتھہ صیغہ مجہول کے تا کہ مشتمل ہو دونون احتمالون کو اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ حد دور کر دیتی ہے اوس گناہ کو کہ جسکے لیے حد لگتی ہے انتہی کذا فی مظاہر الحق

اور اسی نوین سال مین غزوۂ تبوک واقع ہوئی اور خروج اس غزوہ مین پنجشنبہ کو رجب کے مہینے مین تہا کذا فی مدارج النبوۃ اور یہہ آخرین غزوات آنحضرت کے سے ہے اور تبوک اوسکو اسلیے کہتے ہین کہ نہی اسپر اس لشکر کی چشمۂ تبوک تہا کہ مدینے سے وہ چودہ مرحلہ پر ہے جیسے کہ صحیح مسلم مین مذکور ہے کہ حضرت نے صحابہ سے فرمایا ستاتون غدا عین تبوک یعنی قریب ہے کہ آؤگے تم کل کو چشمۂ تبوک پر اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکو تبوک اسلیے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اون دونون آدمیون کو جو پہلے اوس چشمہ پر پہونچ گئے تہے اور اوسکے پانی کو ہاتھہ سے یا پیالے سے ہلاتے تہے تاکہ دریا پانی اوس مین سے نکلے اونکے حق مین فرمایا ما زلتما تبوکان منذ الیوم یعنی ہمیشہ رہوگے تم پانی کے لیے زمین کہودتے آج کے دن سے اوس غزوہ کو غزوہ فاضحہ بہی کہتے ہین اسلیے کہ منافقون کی فضیحت اسمین ہوئی کذا فی حاشیۃ وتحفۃ الاحباب اور بعضے کہتے ہین کہ اوس زمین کا نام تبوک تہا اور غزوہ عسرۃ اور جیش العسرۃ بہی اسکو کہتے ہین بسبب پہونچنے مشقت بہوک اور پیاس کے لوگون کو اسلیے کہ ہوا بہت گرم تہی اور رستہ دور کا اور لشکر دشمن کا ساتھہ شوکت کے اور وہ سال قحط کا تہا اور لشکر اہل اسلام کا بہت تہا اور زاد راہ تہوڑا اور تکلیف اور تنگی اس غزوہ مین اس حد کو تہی کہ دس دس نفر اصحابہ کے درمیان مین ایک ایک اونٹ تہا کہ وہ اوسپر باری باری سے سوار ہوا کرتے تہے اور کہانے کو اس سفر مین سوکہے چہوہارون اور گنے جو اور چربی بودار کے کچھ نہ تہا اور قلت پانی کی اس حد کو تہی کہ باوجود قلت مرکبون کے اونٹون کو ذبح کرتے تہے اور اونکے گوشتون اور آنتون کی رطوبت سے اپنے منہون کو تر کرتے تہے اور درختون کے پتے کہاتے تہے اور لوگون کے منہہ کی باچہین سوج گئی تہین اور ہونٹہہ مانند ہونٹہہ اونٹون کے ہوگئے تہے اور اغنیای صحابہ نے بہی اس سفر مین جانے سے بحکم طبیعت بشری کے ایک نوع کی کراہت رکہتے تہے اسلیے کہ وقت پہونچنے میوونکا تہا اور سایہ درختونکا اور کہانا اور فائدہ اوٹہانا میوون سے مرغوب طبیعت اور مطلوب نفس کا تہا سو اسپر یہہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل یعنی اے ایمان والو کیا ہوا ہے تمکو جب کہئے کوچ کرو اللہ کی راہ مین ڈہے جاتے ہو زمین پر کیا ریجہے دنیا کی زندگی پر آخرت چہوڑکر سو کچھہ نہین دنیا کا برتنا آخرت کے حساب مین

مگر تھوڑا انتہی اس آیت نے گویا تازیانہ طعن و تشنیع کا بدن پر آرام طلبون اور فراغت خواہون کے مارا اور بسیوطی فرمایا حضرت نے کہ نہین ہے دنیا مقابلہ مین آخرت کے مگر ایسی کہ ایک شخص تم مین سے اپنی اونگلی دریا مین ڈبو کر نکال لیوے پھر دیکھے کہ کسقدر تری اوسکی اونگلی مین اوس دریا سے پہونچی ہے اور اشارہ کیا آپنے اپنی انگشت شہادت سے اور مروی ہے ابو عثمان نہدی سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مینے ابوہریرہ سے کہ سنا ہے مینے اپنے بھائیون سے بصرہ مین کہ وہ کہتے تھے کہ تونے کہا ہے کہ سنا ہے مینے حضرت سے کہ فرماتے تھے ان اللہ یجزی بالحسنۃ الف الف حسنۃ یعنے تحقیق اللہ تعالی بدلا دیتا ہے ایک نیکی کا دس لاکھ نیکی کو ابوہریرہ نے کہا کہ بلکہ سنا ہے مینے حضرت سے کہ فرماتے تھے ان اللہ یجزی بالحسنۃ الفی الف حسنۃ یعنی اللہ جزا دیتا ہے ایک نیکی کے بدلے بیس لاکھ نیکیان پھر بعد اسکے یہ آیت پڑھی فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل

نظم

سوی دریا عزم کن زین آبگیر　　بحر جوی و ترک این گرداب گیر
مال و زر سر را بود همچون کلاه　　کل بود کو از کله سازد پناه
مال دنیا دام مرغان ضعیف　　ملک عقبی دام مرغان شریف
آنکه زلف و جعد رعنا باشدش　　چون کلاهش رفت خوشتر آیدش

لذا فی روضۃ الاحباب اور باعث اس سفر کا یہہ تھا کہ اوس سال ایک قافلہ ملک شام سے مدینہ مین آیا تھا اور روغن زیتون اور میدہ بیچنے کو لائے تھے سو اونھون نے شہر مین یہہ کہدیا کہ شاہ روم نے بہت لشکر جمع کیا ہے اور قبائل لخم اور جزام اور عاملہ اور غسان وغیرہم نے نصارٰی عرب سے اوسکے ساتھ اتفاق کر لیا ہے اور قصد مدینے کا رکھتے ہین اور اگلا لشکر اوسکا بلقا مین پہونچا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ عرب کے نصارٰی نے شاہ روم کو لکھا ہے کہ یہان یہہ شخص جو دعوی نبوت کا کرتا تھا سو اب ہلاک ہوا اور تنگی اور تکلیف اوسکے اصحاب مین پڑی ہے اور مال اونکے تباہ ہوگئے ہین اب اوسکے ملک کو ساتھ آسانی کے لے سکتے ہین سو شاہ روم نے یہہ سنکر قباذ نام ایک سردار کو ساتھ چالیس ہزار آدمی کے واسطے مدینے جانے کے مقرر کیا ہے یہہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی مترجم عفی اللہ عنہ وعمن الیہ کہتا ہے کہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ روم اسلام نہین لایا اور مسلمان نہین ہوا تھا اگرچہ ابتدا مین ارادہ اسلام لانے کا کیا ہو مگر وقوع مین نہ آیا بسبب حب جاہ و حشمت کے اور ایک روایت مین ہے کہ یہود نے حضرت سے عرض کی اور کہا کہ اے ابا القاسم اگر تم سچ کہتے ہو کہ مین پیغمبر ہون تو تم ملک شام مین جاؤ کہ وہ زمین محشر کی اور زمین انبیا علیہم السلام کی ہے غرضکہ علی اختلاف الروایات حضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ اسباب درست کر لو کہ روم کی لڑائی کو جاتا ہون اور اطراف مدینہ سے جو قبائل مشرف ساتھ اسلام کے ہوئے تھے اون سبکو بلایا اور ہر قبیلہ مین ایک ایک آدمی کو جو اوسی قبیلہ مین منسوب تھا اسمین مقرر کیا اور دستور حضرت کا یون تھا کہ جب آپ کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو توریہ کرتے اور صریح نہ کہتے کہ کہان جاتا ہون کہ دشمن خبردار نہو جاوے مگر اس غزوۂ تبوک مین کہ بسبب مسافت بعید اور گرمی شدید اور کثرت دشمن کے اور بسبب قلت زاد راہ اور ہونے قحط کے آپنے علی الاعلان سبکو اعلام کیا کہ ہر کوئی اپنے ساز و سامان کی درستی کر لے اور اسی لیے اس لشکر کا نام جیش العسرہ ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت نے سب صحابہ اور سب لوگون کو ترغیب دی اور تیاری سامان سفر جہاد کے سو جسکو جس قدر مقدور تھا اوسنے اوسقدر اپنی ہمت اور وسعت کے موافق اوس لشکر کی کارسازی کی اور مال خرچ کیا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال راہ خدا مین صرف کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال فی سبیل اللہ خرچ کیا اور مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

لشکر تبوک کی تیاری مین مبالغہ فرمایا تو مین اون دنون مالدار تھا تو مینے اپنے جی مین کہا کہ کوئی ایسا دن ہو کہ مین ابوبکر پر سبقت لیجاؤن تو وہ آجکا دن ہے سو مین آدہا مال لیا حضرت کو دیکے گیا حضرت نے مجہسے پوچہا کہ تونے اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چہوڑا مینے عرض کی اسیقدر اونکے لیے مینے چہوڑا بعد اسکے ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور جو کچہہ مال اونکے پاس تہا سب لائے حضرت نے اون سے بہی پوچہا کہ تمنے اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چہوڑا اونہون نے کہا کہ اذخرت اللہ ورسولہ یعنی ذخیرہ کیا ہے مینے اللہ کو اور اوسکے رسول کو پہر حضرت نے فرمایا کہ بینکما ما بین کلمتیکما یعنی فرق درمیان مرتبہ تم دونون کے اسی قدر ہے کہ جو فرق درمیان کلامون تم دونون کے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پہر مینے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین کسی چیز مین تمپر سبقت نہین کر سکتا ہون انتہی روضۃ الاحباب مین ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین آئے اور صدقہ لائے کہ راہ خدا مین اسکو صرف کرین اور چہپایا اوسکو اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہذہ صدقتی واللہ تعالیٰ عندی معاذ یعنی یہہ ہے صدقہ میرا اور اللہ تعالیٰ نزدیک میرے پناہ ہے بعد اسکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور صدقہ لائے اور ظاہر کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ہذہ صدقتی ولی عند اللہ معاذ یعنی اے رسول خدا کے یہہ صدقہ میرا ہے اور میرے لیے ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے معاذ یعنی جای پناہ حضرت نے فرمایا یا عمر وترت قوسک بغیر وتر ما بین صدقتیکما کما بین کلمتیکما یعنی اے عمر چلہ کیا تونے کمان اپنی کا بغیر چلے کے یعنی کمان پر جس چیز کا چلہ چڑہاتے ہین سوا اوسکے غیر تمنے چلہ چڑہایا فرق درمیان صدقہ تم دونون کی اسیقدر ہے جسقدر کہ درمیان کلام تم دونون کے ہے فقط یہہ قصہ اس حدیث کا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر اس غزوہ کے وقوع ہوا ہے اور دوسری حدیث مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات چاندنی تہی اور مین حضرت صلعم کے پاس حاضر تہی اور سر مبارک حضرت کا میری گود مین تہا مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی شخص ایسا ہوگا کہ نیکیان اوسکی آسمان کے ستارون کے برابر ہون آپنے فرمایا کہ وہ عمر ہے کہ نیکیان اوسکی اس قدر ہین مینے عرض کی کہ کیا ہوئین نیکیان ابوبکر کی آپ نے ارشاد کیا کہ سب نیکیان عمر کی مثل ایک نیکی ابوبکر کے ہین یعنی نیکیان ابوبکر کی عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے زیادہ ہین یا کہ یہہ مراد ہے کہ اگرچہ شمار مین نیکیان عمر کی زیادہ ہین مگر حقیقت مین نیکیان ابوبکر کی زیادہ ہین جیسا کہ دوسری حدیث مین وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بزرگی نہین دیا گیا ہے ابوبکر ساتہہ کثرت صلوۃ اور صوم کے بلکہ بزرگی دیا گیا ساتہہ اوس چیز کے کہ وہ اوسکے دل مین رکہی گئی ہے کہ وہ صدق اور اخلاص اور معرفت ہے شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کہتے ہین کہ فرمایا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہ چاندنی رات تہی یہہ بیان واقع تہی ہے اور ستارون سے مراد تمام ستارے ہین نہ اتنے ستارے کہ اوسوقت چاندنی مین نظر آتے تہے کہ روشنی مین چاند کے ستارے کم نظر آتے ہین انتہی اور غالب اور زیادہ شرکت درست کرنے مین سامان اس غزوہ مبارک کے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تہی مجہز جیش العسرۃ آپکی مناقب اور محامد سے ہے منقول ہے کہ حضرت عثمان تیاری ایک قافلہ کی کر رہے تہے کہ ملک شام مین واسطے تجارت کے بہیجین پہر اوسکو ترک کرکے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ دوسو اونٹ مع پالان اور پوششون اور کملون کے حاضر ہین اور دوسو اوقیہ چاندی لیجیے اور اس لشکر کے ساز وسامان مین خرچ کیجیے اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے دوسو اوقیہ کے آٹہہ ہزار درہم ہوئے

کہتا ہون مین کہ یہہ دیے اور اور بھی بعد اسکے دینے لائے جیسا آگے آتا ہی حضرتؐ نے اونکے حق مین ارشاد کیا کہ لا یضر عثمان ما عمل بعد
ہذا یعنی نہین ضرر کریگا عثمانؓ کو جو کام کہ بعد اسکے کریگا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع
سامان دیے اور ہزار مثقال سونا لائے اور حضرتؐ کے سامنے رکھدیا آپنے اونکے لیے دعا کی کہ اللہم ارض عن عثمان فانی عنہ راض یعنی
اے اللہ راضی ہو تو عثمان سے پس بیشک مین اوس سے راضی ہون اور کہتے ہین کہ غزوہ تبوک مین تیس ہزار آدمی لشکر اسلام مین تھے اونمین سے
دو حصہ لشکر کی تیاری حضرت عثمانؓ نے کی اور ساتھہ بشارت من جہز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ کے مبشر ہوئے یعنے جسنے درستی
کی لشکر عسرۃ کی پس اوسکے لیے جنت ہے راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ فجہزہا عثمان یعنی پس درستی کی اوس لشکر کی عثمان رضی اللہ عنہ
نے اور مبشر ہوئے ساتھہ اس بشارت کے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندا قیامت کا حساب عثمان سے اوٹھالے اور
مواہب لدنیہ مین ہی کہ واسطے سواری جیش عسرت کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیے اور عبد الرحمن
بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لائے حضرت عثمانؓ ایک ہزار دینار اپنی آستین مین واسطے درستی سامان جیش عسرت کے اور
حضرتؐ کی گود مین ڈالدیے سو دیکھا مینے حضرتؐ کو کہ اپنے دست مبارک سے اولٹتے پلٹتے تھے اون دیناروں کو اور فرمایا کہ غفر اللہ لک
یا عثمان ما اسررت وما اعلنت یعنی بخشے اللہ تعہ واسطے تیرے اے عثمان وہ جو پوشیدہ کیا تو نے اور وہ جو ظاہر کیا تو نے اور اولٹنا
پلٹنا دیناروں کو حضرتؐ کا یہہ التفات تھا حضرت عثمان کی طرف کو اور توجہ ساتھہ اوسکے کہ لائے تھے وہ تاکہ وہ اوس سے خوش ہون اور
وہ جو حضرتؐ نے اونکے حق مین فرمایا کہ عثمان کو ضرر نکریگا بعد اسکے جو کچھہ کہ کرے یہہ بشارت اور بشارت ہے ساتھہ عفو اور بخشش گناہ
اور تقصیرات اونکے کے اور مضمون اسکا مضمون اوس قول کا ہی کہ حق مین اہل بدر رضوان اللہ تعہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہی کہ ان
اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم نہ یہہ مضمون کہ چھوڑدیا اونکو کہ جو چاہین منہیات شرعیہ سے کرین بلکہ یہہ
ایک تشریف اور تکریم ہے عفو اور غفران کی اونکے حق مین اور جو کچھہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین
مواخذہ اور اشتباہ واقع ہوا ہے سو اوسکے جواب علماء دین نے دیے ہین اور عذر ثابت کیے ہین وہ انشاء اللہ تعہ جلد دوسری مین اس
کتاب کی مذکور ہونگے غرضکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی کو مقبولیت درگاہ الٰہی کی حاصل ہوئی اور رضامندی اوسکی
اور اوسکے رسول کی ہاتھہ لگی اور درگاہ قبول مین اوسنے جگہہ پائی سو اوسکو امید عفو اور مغفرت کی قوی تر اور واثق تر ہے اور حضرت
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ سے ہین چالیس ہزار درم لائے اور عرض کی کہ اسی ہزار درم میرے پاس تھے سو آدھے
اپنے اہل و عیال کے لیے رکھے اور آدھے واسطے طلب ثواب کے لایا ہون حضرتؐ نے اونکے لیے بھی دعا کی اور فرمایا کہ برکت کرے اللہ
تعہ تیرے لیے اوسمین جو تو نے دیا ہے اور جو رکھا ہی سو آپکی دعا کی برکت سے مال اونکا اس حد کو پہونچا کہ مشہور اور معروف ہے اور
مروی ہے کہ جب اونھون نے وفات پائی اور اونکی چار بیبیان تھین اون مین سے ایک کو اونھون نے مرض موت مین طلاق دی
تھی کہ اوسکی عدت ابھی پوری نہوئی تھی سو آٹھوان حصہ ترکے مین سے عورتون کا ہے اولاد کے ہوتے ہوئے چوتھائی سو اوسکے
کہ اوسکا حصہ ہوتا تھا چار ہزار درم پر اور ایک روایت سے چار ہزار دینار پر اور ایک روایت سے تیس ہزار پر اوس عورت سے صلح کرلی

کذا فی مدارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ میں ہے عبد الرحمن بن عوف کہ جب مکے سے آئے تھے اور ایک انصاری سے بھائی چارہ کیا تھا اوسکے ساتھ گذران کیا کرتے تھے ایک دن اوس انصاری نے کہا کہ مین کئی عورتین اور کئی باغ رکھتا ہون اونمین سے جس عورت کو پسند کرو اوس عورت کو طلاق دیدون اوس سے تم نکاح کرلو اور جس باغ کو پسند کرو وہ لیلو اونھون نے اوس سے کہا کہ اللہ تو تمھاری اون عورتون اور باغون مین برکت کرے تم ہمکو بازار کی راہ بتادو یعنی تجارت کا طریقہ بتادو وا سطے اونکو تجارت کا طریقہ بتا دیا جب اونھون نے تجارت کرنا شروع کی تھوڑی مدت مین ایسی برکت اللہ تعالی نے اونکی تجارت مین کی کہ اس قدر انکا مال ہوا کہ گنتی سے باہر تھا کذا فی مدارج النبوۃ فی احوال عمال اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چالیس اوقیہ سونا لائے اور ایک روایت سے چار ہزار درہم لائے اور حضرت سے عرض کی کہ میرے پاس آٹھ ہزار درم تھے اونمین سے آدھے مین نے اپنے پروردگار کو قرض دئے اور آدھے اپنے اہل وعیال کے لیے رکھے آپنے اونکے حق مین دعا کی جیسا کہ مذکور ہوا سو بہت برکت اونکے مال مین ہوئی جب وہ مرے تب ایک عورت کے حصے سے کہ آٹھوین حصہ کا چوتھا ہوتا تھا اسی ہزار درم ہوا اور ایک روایت سے ہزار مثقال سونے پر صلح کرلی اور مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے ہذا الحصص ما فیہا انتہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ مسئلہ ارث زوجہ کا اس طور پر ہے کہ صاحب تنویر الابصار کہتا ہے فیفرض للزوجۃ فاعدا الثمن مع ولد او ولد ابن والربع لہا عند عدمہما انتہی یعنی لیس فرض ہے واسطے ایک عورت کے اور زیادہ کے ایک سے آٹھوان حصہ ہوگے ہوتے بیٹے کے خواہ بیٹا بیٹی ہو خواہ پوتا یعنی ہو اور چوتھا حصہ اوسکا ہے بوقت نہونے انکے کے انتہی اور مشہور ہے حضرت عباس بن عبد المطلب وطلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن عبادہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم بھی مال لائے اور سامان لشکر مین صرف کیا اور یون ہی تمام اشراف اور اغنیای مہاجرین اور انصار نے موافق وسعت اپنی کے مال اپنا اوس مین خرچ کیا یہانتک کہ بعض بعض عورتون نے بھی اپنا زیور ہاتھون اور گردن اور کان سے نکال کر حضرت کی خدمت میں درست مین بھیجا اور عاصم بن عدی انصاری چند وسق خرمے لائے وسق ساٹھ زبر واو اور سین بے نقطے کے ایک بار شتر کو کہتے ہیں اور وزن مین وہ ساٹھ صاع ہوتا ہے فتتلا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع اور ایک روایت مین ہے کہ آدھا صاع خرمے لائے اور عرض کی کہ آج رات کو صبح تک لوگون کے لیے رسی سے پانی کھینچا ہے اوسکی مزدوری مین دو صاع خرمے مجھکو ملے تھے سو اون مین سے ایک صاع لایا ہون اور ایک صاع اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ آیا ہون حضرت نے حکم کیا کہ اس ایک صاع کو اور سب صدقات پر کہ لوگ لائے ہین بکھیر دو منافقون نے آپس مین کنایہ اور اشارہ شروع کیا اور عیب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ عبد الرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی نے بہت مال دیا ہے مگر ریا سے یعنے ناموری کے لیے اور خدا اور اوسکا رسول بے پروا ہین صاع ابو عقیل سے مگر یہ چاہتا ہے کہ اپنے تئین یاد دلاوے یعنی مین مسکین ومحتاج ہون تاکہ صدقات مین سے کچھہ لیوے یعنی محتاج جانکر حضرت اوسکو کچھہ دیوین اوسوقت یہہ آیت نازل ہوئی الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الا جہدہم فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم یہہ آیت سورہ برات مین ہے ترجمہ اسکا یہہ ہے یعنی وہی لوگ جو طعن کرتے ہین دل کھولکر خیرات کرنے والے مسلمانون پر صدقون مین اور ان پر جو کچھہ نہین رکھتے مگر اپنی محنت کا پھر ٹھٹھے کرتے ہین اونسے اللہ تعالی نے اونسے ٹھٹھا کیا ہے اور اونکو دکھہ کی آ

انتہی اور مروی ہے کہ ایک شخص صحابہ مین سے کہ علیہ بن زید نام تھا حضرتؐ کے پاس آکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس کچھ مال نہین ہے کہ راہ خدا مین صرف کرون مگر آبرو ہی سو اسکو مینے لوگونپر حلال کیا کہ جو کوئی میری آبرو کا تعرض کرے اس سے کچھ مواخذہ نہو اور جو کوئی میری اہانت کرے یا کوئی کچھ خدمت کا مجھکو حکم کرے سو اوسکو وہ معاف ہی حضرتؐ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی نے تیرا صدقہ قبول کیا پھر حضرتؐ نے وہ مال حاجتمندون کو تقسیم کر دیا کہ اپنا اپنا اسباب ضروری درست کرلین اور حکم کیا کہ جو آدمی بہت سی اپنے ہمراہ لیوین کہ جو تا پہننا کہ سواری کا رکھتا ہی اور ایک جماعت صحابہ مین سے کہ نام اونکے یہہ ہین سالم بن عمیر اور علیہ بن زید اور ابو لیلی اور عبد الرحمن بن کعب مازنی اور عمرو بن غنمہ اور سلمہ بن صخر اور عرباض بن ساریہ اور عبد اللہ بن مغفل اور ایک روایت سے معقل بن یسار اور ایک روایت سے مہدی بن عبد الرحمن اور ایک روایت سے عمرو بن حمام بن جموح اور ایک روایت سے صخر بن خنسا ہے کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ مین زیادہ کیا ہی ہرم بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمرو مزنی اور حضرمی بن یسار اور نعمان بن سوید اور معقل اور سنان اور ہند بن مقرن کو کہ یہہ سب صحابہ حضرتؐ کے پاس آکر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس سواری نہین ہی ہمکو سواری دیجئے کہ سوار ہوکر غزا کو چلین آپنے فرمایا کہ جو تم مانگتے ہو وہ مجھکو نہین ملتا یہہ سنکر وہی لوگ آپ کی مجلس سے روتے ہوئے اوٹھہ گئی اسلیے اونکا لقب بکائین کرکے مشہور ہوا یعنے رونے والے پھر یہہ آیت نازل ہوئے کہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینہم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون یعنی اور نہین الزام اونپر کہ جب تیرے پاس آئے تا کہ اونکو سواری دیوی کہا تونے نہین پاتا ہون وہ چیز کہ اسپر تمکو سوار کرون سو وی اولٹے پھرے اور آنکہون سے اونکی بہتے ہین آنسو اس غم سے کہ نہین پاتے جو خرچ کرین انتہی اور یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ صفات مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لکہا ہی کہ کبھی آپکی زبان فیض ترجمان پر حرف لا کا جاری نہین ہوا مگر بعض احوال اور اوقات مین بحکم ضرورت اور بمقتضای حال کے عذر کیا پھر بھی فرق ہے بیچ کہنے لا اعطی اور لا اجد کے اور کہتے ہین یامین بن عمرو نے ان مین سے دو آدمیون کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا اور دو دو صاع خرمے ہر ایک کو واسطے زاد راہ کی دیے اور دو آدمیون کو عباس بن عبد المطلبؓ نے اور تین آدمیون کو حضرت عثمانؓ نے زاد و راحلہ دیا اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کہتے ہین کہ میری قوم نے مجھکو اشعریون مین سے حضرتؐ کے پاس بہیجا اور سواری طلب کی مینے آپ سے جاکر عرض کی آپ نے فرمایا کہ واللہ لا احملکم علی شیء یعنی قسم خدا کی سوار نکرونگا مین تمکو کسی چیز پر اور آپ اوس وقت کچھ خفا تھے غصہ مین اور مین سمجھا نہین اور اوس وقت مینے عرض کی سو اوداس ہوکر پھرا مین کہ مبادا آپنے مجھپر غصہ کیا ہو اور دلگیر ہوگئے ہون پھر مینے یہی حال اپنے سب یارون سے بیان کیا پھر بعد ایک لحظہ کے آواز بلالؓ کی سنی مینے کہ پکارتے تھے کہ کہان ہے عبد اللہ بن قیس یعنی ابو موسی اشعری مینے اوسکو جواب دیا اوس نے کہا کہ آ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تجھکو بلاتے ہین پھر جو مین حضرتؐ کے پاس جاکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ لے یہہ چھہ اونٹ اور اپنے یارون کے پاس لے جا کہ انپر سوار ہون حضرتؐ نے وہ اونٹ سعد سے خریدے تھے پھر اونکو مین لیکر آیا اور اپنے بیچے ہونے کو کئی آدمیون کو اپنے ساتھ لیکر حضرتؐ کے پاس گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنے تو قسم کھائی تھی کہ مین سواری ندونگا اور پھر آپنے توڑا قسم کو اور سواری عنایت کی اسکا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ خدا نے تمکو سوار کیا

اور حکم کیا مجھکو کہ جو قسم کھا ؤن کسی کام کے کرنے پر اور پھر دیکھوں کہ خیر اوسکے کرنے مین ہے تو قسم کو توڑ ڈالون اور کفارہ اسکا دون سو مجھ اس سے کمال شرمندگی ہوئی کہ میرے سبب سے حضرت کو تشویش ہوئی یہان تک آپ نے قسم کھائی اور پھر اوسے توڑکر حانث ہوئے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور منقول ہے کہ اسی آدمی اور ایک روایت سے اوتالیس آدمی منافق حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور طرح طرح کے عذر کرنے لگے اسلیئے کہ آپ انکو ساتھ لے چلنے سے معاف رکھین اور یہہ لوگ بنی اسد اور غطفان سے تھے اور عذر انکا یہہ تھا کہ ہمارے اہل و عیال بہت ہین اور افلاس ہم پر بہت غالب ہے ہمکو اذن دیجئے گھرمین بیٹھنے کو اور کچھ لوگ قوم عامر بن الطفیل سے بھی تھے اونھون نے عرض کی کہ اگر ہم آپکے ساتھ غزا کو چلتے ہین تو قبیلہ طی کے بدو ہمارے گھرون اور جانورون کو لوٹ لین گے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھکو جلد تم سے بے پروا کر دیگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لہم وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ سیصیب الذین کفروا منہم عذاب الیم یعنی اور آئے بہانہ کرنے گنوار تا رخصت ملے اونکو اور بیٹھ رہے جو جھوٹ بولے اللہ سے اور رسول سے اب پہونچیگی اونکو اونمین جو منکر ہوئے دکھ کی مار تھی اور ایک جماعت منافقین بیدین کی بغیر عذر کیئے ہوئے بیٹھ رہی اور اسپر بھی اکتفا نکیا بلکہ اور آدمیون کو جانے سے اس غزوہ کے منع کرتے تھے اور شدت اور گرمی ہوا سے لوگون کو ڈراتے تھے اور نفرت دلاتے تھے چنانچہ یہہ آیت کریمہ شرح حال اوس گروہ شقاوت پژوہ کی ہے کہ فرح المخلفون بمقعدہم خلاف رسول اللہ وکرہوا ان یجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا لو کانوا یفقہون یعنی خوش ہوئے پیچھے رہنے والے بیٹھ کر جدا رسول اللہ سے اور برا لگا کہ لڑین اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ مین اور کہتے ہین یعنی لوگون سے کہ مت کوچ کرو گرمی مین تو کہہ کہ دوزخ کی آگ بہت سخت گرم ہے اگر اونکو سمجھ ہوتی اور بعد اسکے یہہ ہے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون یعنی سو ہنس لیوین تھوڑا سا اور روئین بہت سا بدلا اوسکا جو کماتے تھے فان رجعک اللہ الی طائفۃ منہم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا مع الخالفین یعنی سو اگر پھیر لے جاوے تجھکو اللہ کسی فرقہ کی طرف اون مین سے پھر پھر رخصت چاہین تجھسے نکلنے کو تو تو کہیو کہ تم ہرگز نہ نکلوگے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑوگے میرے ساتھ ہوکر دشمن سے تمکو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو ساتھ پیچھاڑی والونکے ف یہہ جو فرمایا کہ اگر پھیر لے جاوے تجھکو اللہ کسی فرقہ کی طرف اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر مین اور وہی منافق تھے مدینے مین اور فرقہ فرمایا اسواسطے کہ بعضی منافق پیچھے مر گئے اور سب بیٹھنے والے منافق نتھے بعض مسلمان بھی تھے کہ اونکی تقصیر معاف ہوئی کذا فی موضح القرآن اور مروی ہے کہ اونھین دنون مین حضرت نے ایک منافق جد بن قیس سے فرمایا کہ کچھہ رغبت رکھتا ہے تو غزا کرنے کی بنی الاصفر یعنے نصارای روم سے اوسنے جواب دیا کہ یا رسول اللہ مجھکو اجازت دیجئے کہ مدینے مین رہون اسلیئے کہ میری قوم کے لوگ جانتے ہین کہ فریفتہ ہون عورتکا مجھکو اسبات کا خوف ہے کہ مبادا جب مین بنی الاصفر کی عورتون کو دیکھون تو اون سے صبر نکر سکون اور فتنے مین پڑون آپ نے فرمایا کہ اذن دیا تجھے اور اوس سے اعراض کیا اوسکی شان مین یہہ آیت اتری ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین

یعنی اور بعضی اون مین کہتے ہین کہ مجھکو رخصت دیجئے اور گمراہی مین مت ڈال سنتا ہے وہی تو گمراہی مین پڑے ہین اور دوزخ گھیرے ہے یہ سنکر وںکو ہتی کہتے ہین جد بن قیس قبیلہ بنی سلمہ سے تھا جبکہ مدینہ منورہ مین حضرت تشریف لائے تھے تو بنی سلمہ سے آپنے پوچھا کہ سردار تمہارا کون ہے اوںھون نے کہا کہ جد بن قیس ہے مگر وہ بخیل ہے آپ نے فرمایا کہ وای داء ادوء من البخل یعنی اور کونسی بیماری بڑی ہے بخل سے سردار تمہارا عمرو بن جموح ہے اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ سردار تمہارا وہ جوان سفید گھونگر والے بالون والا بشر بن البراء بن معرور ہے سو جد بن قیس بسبب بخل کے سرداری سے معزول ہوا **قطعہ** سخاوت کی دنیا مین ہے جسکو چاہ

تو اوسے نہایت ہے فضل آلہ	ہوا وہ خلایق مین باعز وجاہ	کہ جسنے سخاوت کی لی رہ ہمہ وراہ	خدا نے اگر تجھکو ہے زر دیا
توکہا اور کہلا خلق کو بے ریا	جو چاہی کہ تو ہووی اہل عطا	تو کر تو سخا رو کرم بے خطا	خدا کی عنایت ہے جس شخص پر
سخاوت کا وہ سیکھتا ہے ہنر	ہمیشہ سخاوت کر ای حق نیوش	ہے اہل سخا کی سخا عیب پوش	سخا کو جنھون نے کیا اختیار
وہی ہین جہان مین کے بڑے ہوشیار	**ابیات مثنوی مولانا روم**	لب بہ بند و کف پر از زر بر کشا	بخل تن بگذار و پیش آور سخا
این سخا شاخیست از باغ بہشت	وای او کز کف چنین شاخی بہشت	عیبر د شاخ سخا ای خوب کیش	مر ترا بالا کشان تا اصل خویش
ترک لذتہا و شہوتہا سخاست	ہر کہ در شہوت فروشد بر نخاست	گر نماند از جود در دست تو مال	کی کند فضل الہت پامال

منقول ہے کہ چند منافقین بے دین مدینے مین سویلم یہودی کے گھر مین جمع ہوئے اور لوگونکو غزوہ تبوک کے جانے سے روکنے لگے اور منع کرنے لگے یہہ حال حضرت صلعم کو معلوم ہوا آپ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ لوگون کے ساتھ اونکی تادیب اور تفریق کو بھیجا اوںھون نے جاکر اونکو متفرق کر دیا اور زنادیب بھی اونکو کی اور مروی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی عورت کے بیٹے کے ساتھ کہ نام اوسکا مصعب تھا اور ایک روایت سے عمرو بن سعد کے ساتھ کہ وہ یتیم تھا اور اوسنے اوسکو پالا تھا قبا کی طرف سے ایک گدھے پر سوار آتا تھا اس اثنا مین لوگون کو اس سفر سے نفرت دلانے کو کہا کہ جو کچھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لایا ہی اگر وہ سچ ہے تو ہم ان گدھون سے جنپر سوار ہین بدتر ہووین مصعب نے کہا ای دشمن خدا کے قسم ہے خدا کی یہہ بات جو تونے کہی ہے اسکی خبر مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچاؤنگا اور ایک روایت سے ہے کہ اوس سے اوںھون نے کہا کہ ای جلاس تو میرا بڑا دوست اور عزیز تھا قسم اللہ تعالیٰ کی تونے وہ بات کہی کہ اگر مین اوسکو پھر کہون تو تجھکو فضیحت کرون اور اگر چھپا رکھون تو ہلاک ہون اور ایک ان دو مین سے اوپر میرے آسان ہی پھر اوسنے حضرت صلعم کی خدمت مین قول جلاس کا عرض کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اگر مجھکو یہہ ڈر نہوتا کہ مین بھی اوسکے گناہ مین چھپانے سے داخل ہونگا یا یہہ خوف نہوتا کہ قرآن شریف میری شان مین نازل ہوگا یا اور کوئی بلا مین گرفتار ہونگا تو آپکی خدمت مین اسکو نہ عرض کرتا پھر حضرت نے جلاس کو بلاکر کہا کہ مصعب جو تیری طرف سے بیان کرتا ہے وہ تونے میری شان مین کہا ہے اوس نے قسم کھائی کہ مینے نہین کہا مصعب بھی وہین حاضر تھے اوںھون نے کہا کہ یا خداوند تعالیٰ تو اپنے رسول پر کچھ نازل کر کہ میری سچائی اوس سے ظاہر ہو اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی کہ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لہم

وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والآخرۃ وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر یعنی قسم کہاتے ہین اللہ کی کہ ہمنے نہین
کہا بیشک کہا ہے لفظ کفر کا اور منکر ہوئے ہین مسلمان ہوکر اور فکر کیا تہا جو نملا اور یہہ سب کرتے ہین بدلا اوسکا کہ الدار کر دیا اونکو اللہ نے
اور رسول نے اپنے فضل سے اگر توبہ کرین تو بہلا ہے انکے حق مین اور اگر روگردانی کرین تو ماریگا اونکو اللہ دکہکی مار دنیا اور آخرت
مین اور نہین اونکا زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار تہی جلاس نے جب یہہ آیت سنی تو کہا کہ اللہ تعالی مجہپر توبہ عرض کرتا ہے جلاس اقرار
کیا کہ ہان مینے کہا تہا اور پہر بخوبی توبہ کرلی اور جو معاملہ مصعب سے وہ رکہتا تہا اور اونکے ساتہہ برتتا تہا وہ طریقہ اوسنے اوسی
طرح پر جاری رکہا اور ترک نکیا اسکو علمانے اوسکی توبہ کے قبول ہونے کی علامت سے گنا ہے کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفی اللہ عنہ
وعن الدیہ کہتا ہے کہ نفاق اوپر وزن کتاب کے ہے فعل منافق کو کہتے ہین کذا فی القاموس و فی النہایۃ لقد تکرر فی الحدیث
ذکر النفاق وما تصرف منہ اسما و فعلا و ہو اسم اسلامی لم تعرفہ العرب بالمعنی المخصوص بہ و ہو الذی یستر کفرہ
و یظہر ایمانہ اور تحقیق کہ مکرر آیا ہے حدیث مین ذکر نفاق کا اور نہین نکلا ہے اس سے کوئی اسم یا فعل یعنی اس معنی پر مشتمل اور وہ
اسم نفاق کا اسلامی ہے کہ نہین جانتے تہے اوسکو اہل عرب ساتہہ اس معنی خصوص کے کہ وہ چہپانا کفر کا اور ظاہر کرنا اسلام کا ہے وان
کان اصلہ فی اللغۃ معروفا یقال نافق ینافق منافقۃ ونفاقا یعنی اور اگرچہ اصلی اوسکا لغت مین معروف ہے یعنے ساتہہ غیر اس معنی
خاص کے کہ کہا جاوے نافق ینافق الخ اور یہہ ماخوذ ہے نافقاء سے کہ وہ نام ہے جنگلی چوہے کے سوراخ کا کہ چہپا رکہتا ہے وہ اوسکو اور
ظاہر کرتا ہے دوسرا سوراخ کہ اوسکو قاصعا کہتے ہین جب کوئی اوس چوہے کو اس قاصعا کی طرف سے پکڑنے کو آتا ہے تو وہ اوس سوراخ
نافقا کو کہولکر اودہر سے نکل جاتا ہے کما فی النہایۃ و القاموس اور حضرت نے فرمایا ہے کہ منافق کے تین نشان ہین اگرچہ وہ روزہ رکہے
اور نماز پڑہے اور دعوی اسلام کا کرے وہ یہہ ہین کہ جب بات کہے جہوٹ کہے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے یعنے وفا نکرے اور جب امانت
سونپی جاوے خیانت کرے کذا فی المشکوۃ ف نفاق دو قسم پر ہے ایک نفاق فی العقیدت اور دوسرا نفاق فی العمل ہے یہان مراد
نفاق فی العمل ہے نہ نفاق فی العقیدت یعنی یہہ خصلتین منافقون کی ہین مسلمانون کو ان سے بچنا چاہیے کذا فی مظاہر الحق اور فرمایا کہ
چار باتین جسمین ہون وہ منافق ہے یعنی نفاق فی العمل رکہتا ہے اور جسمین انمین سے ایک خصلت ہو تو اوس مین ایک خصلت نفاق کی
ہے یہان تک کہ چہوڑ دے اوسکو اور وہ یہہ ہین کہ جب امانت سونپی جاوے خیانت کرے اور جب بات کہے جہوٹ بولے اور جب عہد کرے
توڑ ڈالے اور جب جہگڑا کرے برا کہے یعنی فحش بکے اور فرمایا کہ مثال منافق کی مانند بکری کی ہے کہ خواہش رکہتی ہو نرکی اور پہرتی ہے
درمیان دو ریوڑون کے ایکبار طرف اوسکے میل کرے اور ایکبار طرف اسکے سو ایسا ہی ہے حال منافقون کا کہ کبہی مسلمانون کی گروہ
مین آتے ہین اور کبہی کافرون کی اور کہتے ہین حذیفہ رضی اللہ عنہ کہ تہا نفاق مگر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین
لیکن آج کے دن نہین وہ مگر کفر یا ایمان ف یعنی حضرت کے زمانے مین منافقون کو مسلمانون کے حکم مین رکہتے تہے اور پردہ پوشی
کرتے تہے بسبب چند در چند مصلحتون کے اب وہ حکم نہیا اگر فرضا ظاہر ہوجاوے کہ یہہ منافق ہے تو اوسکو قتل کرینگے اور احکام کفر کے اوسپر
جاری کرینگے کذا فی مظاہر الحق اور قرآن مجید اور فرقان حمید مین حق مین منافقون کے یون ارشاد ہے ان المنافقین یخادعون

الله وهو خادعهم واذا قاموا الى الصلوٰة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله الا قليلا یعنی تحقیق منافق دغا بازی کرتے ہین اللہ سے اور وہی اونکو دغا دیگا اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو تو کھڑے ہوتے ہین جی ہارے دکھانے کو لوگون کے اور یاد نہین کرتے اللہ کو مگر کم ف اسلیے کہ ریا اور دکھانے کو عمل کرتے ہین سو اسکو قلیل فرمایا اور اگر یہی تھوڑی کو ساتھ اخلاص کے کرین اللہ تعالیٰ کے لیے تو البتہ ہوجاوی بہت اسواسطے کہ جو کام اللہ تعالیٰ قبول کرلیوے وہ بہت ہے ولذکر الله اکبر یا ذکر لسانی رکھتے ہین اور وہ تھوڑا ہے یا ذکر قلبی تھوڑا ہے کما فی المعالم و الحسینی مذبذبین بین ذالک لا الی هؤلاء ولا الی هؤلاء ومن یضلل الله فلن تجد له سبیلا یعنی اوٹہرین انکی دونون کے بیچ مین نہ اونکی طرف نہ انکی طرف اور جسکو بھٹکاوی اللہ پھر تو نپاوی اوسکی لیے کہین راہ یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو کافرون کو رفیق مسلمانون کو چھوڑ کر اتریدون ان تجعلوا لله علیکم سلطانا مبینا کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار تحقیق منافق مین سب نیچے کے درجے مین آگ کے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے درک سے مراد صندوق ہین یعنی لوہے کے صندوقون مین کہ متقفل ہون گے آگ مین اور کہا ابوہریرہؓ نے کہ وہ ایک گھر ہے متقفل کیا گیا اون پر کہ بھڑکائی جاوی گی اوسمین آگ اوپر سے اونکے اور نیچے سے اونکے کما فی المعالم اور کشف الاسرار سے حسینی مین مذکور ہے کہ جب منافقون کو حکم دوزخ کا ہوگا تو مالک دوزخ اول کے طبقے مین آگ سے کہے گا کہ لے انکو آگ جواب دی گی کہ مجھکو حکم مواخذی کا زبان پر ہے اور زبان انکی کلمہ سے جاری تھی گو کہ مجازاً کہتے ہون انکے جلانے مین ہین دخل نہین کرنے کی اسی طرح سے سب طبقے جواب دینگے جب ساتوین طبقے مین جاوینگے جو سب سے نیچے ہے تو اوسکی آگ کہے گی کہ مجھکو دلپر مواخذی کا حکم ہے زبان سے کچھ علاقہ نہین آؤ دیکھون تو تمھاری دلون مین کیا ہے جب دلون کو اون کے دیکھے گی سوا شرک کے اور کچھ نشان اون مین نپاوے گی پھر وہ آگ اون مین لپٹ جاوے گی اور ہمیشہ ہمیشہ جلاوی گی ولن تجد لهم نصیرا اور ہرگز نپاوے تو اونکے واسطے مددگار کہ نکالے اونکو آگ سے الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا بالله واخلصوا دینهم لله فاولئک مع المؤمنین وسوف یؤت الله المؤمنین اجرا عظیما مگر جنھون نے توبہ کی اور سنوارا آپکو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نری حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہی ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیویگا اللہ تعالیٰ ایمان والون کو بڑا ثواب انتہی اور مروی ہے کہ جب لشکر جمع ہوا تب آپ نے حکم دیا کہ ثنیۃ الوداع پر سب لشکر جمع ہوا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیشوا لشکر کے ہوئے کہ امامت لشکر کی کرین اور عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے ہمقوم اور تابعدارون کے ساتھ لشکر سے علیحدہ ہوکر مقابل کوہ ذباب کی کہ وہان سے نزدیک ہی اوترا اور کہتا تھا کہ محمد بنی الاصفر سے غزا کرنے کو جاتے ہین اور یہہ جانتے ہین کہ اون سے لڑنا آسان ہے قسم ہے خدا کی کہ دیکھتا ہون اونکی اصحابونکو مقید اور زنجیرون مین جکڑے ہوئے اور اطراف عالم مین پریشان اور پراگندہ ہوئے یہہ باتین کرکے لوٹ گیا جب یہہ خبر حضرتؐ کو پہونچی تب آپ نے فرمایا کہ جو اوس مین خیر ہوتی تو ہم سے وہ تخلف نکرتا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ اوس شریر کے ساتھ سے تمنے خلاصی پائی اور حدیث متفق علیہ مین آیا ہی کہ جب حضرتؐ مدینے سے باہر تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم

اللہ وجہہ کو اپنے اہل میں خلیفہ کیا اونھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ پہلے کسی غزا میں آپ نے مجھے نہیں کیا ہے ابکی بار مجھکو آپ
کیوں چھوڑے جاتے ہیں عورتوں اور لڑکوں میں آپنے فرمایا کہ اما ترضی ان تکون بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی
بعدی یعنی اے علی کیا راضی نہیں ہے تو کہ ہووے تو مجھسے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے مگر فرق یہہ ہے
کہ ہارون علیہ السلام کو درجہ نبوت کا تھا اور بعد میرے کسی کو مرتبہ نبوت کا نہیں ہوگا چنانچہ یہہ آیت مشعر اسپر ہے کہ رب اشرح
لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ
ازری الآیۃ یعنی اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات اور دے
مجھکو ایک کام بنانے والا اپنے گھر کا ہارون میرا بھائی اوس سے بندھا میری کمر الخ اور یہہ خلیفہ اسوقت ہوئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
میقات کو واسطے توریت کے لانے کو گئے تب حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ اپنی قوم پر کر گئے چنانچہ اللہ تعہ فرماتا ہے وقال
موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو کہ خلیفہ ہو تو میرا قوم میں
میری انتہی پھر حضرت نے اپنی ازواج مطہرات سے کہا کہ میں نے علی کو تمپر خلیفہ کیا تمکو لائق ہے کہ اون کی بات کو سننا اور اونکا حکم
کو ماننا اور فرمانبرداری کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینے میں چھوڑ
گئے منافق اور حاسد لوگ کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کو اسلیے یہاں چھوڑ گئے ہیں کہ کچھ کدورت خاطر
مبارک میں اون سے رکھتے تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہہ بات بری معلوم ہوئی اور پیچھے سے حضرت کی روانہ ہوئے اور موضع جرف میں آپ سے
جا کر ملے اور سب حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ لوگوں نے جھوٹ کہا ہے میں نے تمکو اسلیے چھوڑا ہے کہ تم میرے خلیفہ ہو میرے اہل میں اور اپنی اہل میں مراد
اس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اونکی خبرگیری کرو تم پھر اوسوقت آپ نے یہہ حدیث مذکورہ فرمائی سو شیعہ لوگوں نے اس حدیث سے
تمسک پکڑا ہے ثابت ہونے خلافت کا علی رضی اللہ عنہ پر اور کہتے ہیں کہ خلافت بعد حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے حق علی رضی اللہ عنہ
کا تھا اور اس حدیث میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر پر وصیت تھی علماء اہل سنت والجماعت اسکا جواب
دیتے ہیں کہ یہہ حدیث اس معاملہ میں حجت نہیں ہو سکتی اسلیے کہ ظاہر حدیث کا وہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا تھا مدت غیبوبت
تک اس سفر کے اور اس سے لازم نہیں آتا ہے ثبوت خلافت کا امت پر انکے حق میں جیسے کہ خلیفہ کیا ہارون کو موسیٰ علیہ السلام
نے بیچ حالت غیبوبت اپنی کے جبکہ مناجات کو گئے اور نتھے وہ خلیفہ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ وفات پائی ہارون نے
چالیس برس پہلے وفات موسیٰ کے سے اور خلیفہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتوم کو واسطے
امامت کرنے لوگوں کے اور نماز پڑھانے اونکے کے غیبوبت اپنی میں اس سفر سے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ خبرگیری کیا کرتے تھے
اہل و عیال کی اور ابن مکتوم نماز پڑھایا کرتے تھے لوگوں کو سو جبکہ مستحق خلافت اس قول سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہووین تو
لازم آتا تھا کہ حکم امامت کا بھی اونکو ہوتا کیونکہ وہ اس امر میں اولی اور افضل تھے اور راوی کہ علماء حدیث سے ہے اوسنے کلام کیا ہے
صحت میں اس حدیث کے مگر خطا کی ہے اور ائمہ حدیث متفق ہیں صحت پر اس حدیث کے اور اعتماد اونہیں کے قول پر ہے اور یہہ

صحیحین مین مروی ہی اور بعضون نے کہا کہ جملہ الا انہ لا نبی بعدی کا موجود نہین ہے اور یہہ بات بھی مقبول نہین ہی اور زیادہ ثقہ کی مقبول ہی اور بر تقدیر ہونے اوسکے کے بھی یہہ دلالت نہین کہتا ہے حصر خلافت پر اونمین اور اسیطرح دلالت نہین کہتا ہی مستحق ہونے پر علی رضی اللہ عنہ کے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلا واسطہ انتہی بخاری اور مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے وقت جانے غزوہ تبوک کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی اہل بیت پر خلیفہ کیا اونھون نے عرض کی یا رسول اللہ کیا چھوڑ جاتی ہو اور خلیفہ کر جاتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنی کیا راضی نہین ہوتا ہی تو کہ ہووی تو مجھسے بجاے ہارون کے موسیٰ سے مگر اتنی بات ہے کہ نہین ہے کوئی نبی بعد میرے شیعہ کہتے ہین کہ منزلۃ اسم جنس مضاف ہے طرف علم کے پس عام ہو گا سب منازل کو بدلیل صحت استثنا کے پس ثابت ہوئی واسطے حضرت امیر کے سب منازل جو ثابت تھے واسطے حضرت ہارونؑ کے از انجملہ امامت اور فرض ہونا اطاعت حضرت ہارون کا ہے اگر زندہ رہتے بعد موسی کے اور حالت حیات موسی مین اونکو یہہ رتبہ حاصل تھا پس اگر بعد وفات موسیٰ کی زندہ ہوتو لازم آوی عزل اور عزل نبی کا جائز نہین اسلیے کہ موجب اہانت ہی پس یہہ مرتبہ امامت کا حضرت امیر کو بھی ثابت ہوا اور یہہ حدیث دلیل اہل سنت کی ہی بیچ ثابت کرنے فضیلت حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور صحت امامت اونکی کے اپنے وقت مین سو واسطے کہ اس حدیث سے استحقاق حضرت امیر کا واسطے امامت کے مستفاد ہوتا ہی نہ یہہ کہ امام بلا فصل حضرت امیر رضی اللہ عنہ ہون اور اس طریقہ تمسک شیعہ مین بہت طرح کے خلل ہین اول یہہ کہ اسم جنس مضاف طرف علم کے الفاظ عموم سے نہین نزدیک جمیع اصولیین کے بلکہ تصریح کی ہی کہ وہ واسطے عہد کے ہوتا ہی اور ہر کوئی جانتا ہی کہ رکبت فرس زید مین عموم کہنا بالبداہۃ باطل ہے اور اگر قرینہ عہد کا نہو تو غایت الامر اطلاق ثابت ہوگا اور اس قصے مین تو قرینہ عہد کا موجود ہی وہ کہنا حضرت امیر کا اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی کیا خلیفہ کر جاتے ہو آپ مجھکو بیچ عورتون اور بچون کے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ حضرت موسیٰ کی وقت جانے کوہ طور کے تھے اسی طرح حضرت امیر وقت تشریف لے جانے آنحضرت صلعم کے غزوۂ تبوک مین اور جو استخلاف کہ مقید ساتھ مدت غیبت کے ہو بعد گذرنے اوس مدت کے باقی نہین رہتا چنانچہ حضرت ہارون کے قصہ مین بھی نہین رہا اور اسکو عزل نہین کہتے اور صحت استثنا دلیل عموم کی جب ہوتی ہی کہ استثنا متصل ہو اور یہان منقطع ہے بالضرورت لفظاً اور معنی لفظاً تو اسواسطے کہ انہ لا نبی بعدی جملہ خبریہ ہی اور وہ منازل ہارون سے مستثنی نہین ہوسکتا اور بعد تاویل کرنے جملہ کے ساتھ مفرد کے بسبب دخول ان کے الا عدم النبوۃ ہوا اور یہہ منازل ہارون سے نہین تا استثنا صحیح ہو اور معنی اسواسطے کہ ایک منازل ہارون سے یہہ ہی کہ وہ حضرت موسیٰ سے عمر مین بڑی تھے دیگر آنکہ افصح تھے لسان مین موسیٰ سے اور یہہ کہ نبوت مین شریک اون کی تھے اور یہہ کہ نسب مین برادر حقیقی تھے اور یہہ منازل بالاجماع واسطے حضرت امیر کے ثابت نہین پس اگر استثنا کو متصل کہین اور لفظ منزلہ کو عموم پر حمل کرین تو کذب بیچ کلام معصوم کے لازم آتا ہی دوسرا یہہ کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ جملہ منازل ہارون سے خلافت اونکی ہی بعد موسیٰ کے کیونکہ اگر حضرت ہارون علیہ السلام بعد موسی علیہ السلام کی زندہ رہتے تو رسول مستقل ہوتے بیچ تبلیغ احکام کے اور یہہ مرتبہ اون سے کبھی زائل نہین ہوتا اور یہہ منافی ہی خلافت کا اسلیے کہ خلافت نیابت ہے

اور جہالت کو ساتھ نیابت کے کیا نسبت پس ظاہر ہوا کہ اس راہ سے استدلال حضرت امیر کی خلافت پر درست نہین آتا تیسرا وہ جو اونھون
نے کہا کہ اگر یہہ مرتبہ ہارون کا سو زائل ہوتا تو لازم آتا عزل اور عزل نبی کا جائز نہین جواب اسکا یہہ ہے کہ انقطاع عمل کو عزل کہنا خلاف
عرف ولغت کے ہے واسطے کہ قاعدہ ہے کہ بادشاہ وقت دار السلطنت سے باہر جانے کے اپنے گماشتون مین سے خلیفہ بنا جاتے ہین
اور بعد مراجعت کے اوسکی خلافت نہین رہتی اور کوئی اوسکو معزول نہین کہتا اور نہ اوسکے حق مین اہانت سمجھتا اور بالفرض اگر
عزل بھی ہو تو جسوقت کہ حضرت ہارون کو بعد حضرت موسی کے نبوت استقلالی بخشی گئی ہو کہ ہزار درجہ خلافت سے اعلی ہے کیون
موجب اہانت ہو بلکہ وہ ایسا ہوا کہ بعد موت وزیر کے نائب وزیر کو وزیر مستقل کر دین اور جبکہ حضرت امیر کو ساتھ حضرت ہارون
کی تشبیہ دی اور وہ خلیفہ تھے وقت غیبت مین اور بعد وفات حضرت موسی علیہ السلام کے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون
اور کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئی تو لازم آیا کہ حضرت امیر بھی خلیفہ آنحضرت صلعم کے حالت حیات مین وقت غیبت کے ہون بعد وفات کے بلکہ بعد وفات کے
خلیفہ اور ہون تا کہ تشبیہ کامل ہووے اور جو تشبیہ کہ بیچ کلام رسول ع کے واقع ہوا اوسکو تشبیہ ناقص پر حمل کرنا کمال بے دیانتی ہے العیاذ باللہ
اور علاوہ اس سے حدیث کہان دلالت کرتی ہے اوپر نفی امامت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے تا مدعا شیعہ کا ثابت ہو اس حدیث سے
تو فقط استحقاق امامت کا واسطے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ثابت ہوتا ہے بیچ کسی وقت کے اوقات سے اور یہی ہے مذہب اہل سنت
کا انتہی ملخصا نقل از تحفہ اثنا عشریہ اور اختلاف ہے اسمین کہ حضرت نے مدینے پر کس کو خلیفہ کیا بعض روایت مین محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
کو آیا ہے اور اسی کو صحیح کہا ہے اور ایک روایت مین سباع بن عرفطہ آور ایک روایت مین ابو رہم غفاری آور ایک روایت مین حضرت
علی رضی اللہ عنہم آئے ہین اور ابن عبد البر نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے پھر بعد اسکے حضرت تشریف لے گئے ثنیۃ الوداع مین اور
وہان نشان بنائے بڑا نشان جسکو رایت کہتے ہین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا اور ایک روایت مین ہے کہ زبیر بن العوام
کو دیا اور چھوٹا نشان جسکو لوا کہتے ہین اسید بن الحضیر کو اور لوا خزرج کا ابو دجانہ کو دیا اور ہر بطن انصار کو فرمایا کہ ایک ایک لوا بنا وین
اور بطن کہتے ہین چھوٹی گروہ کو جو ایک جدی ہون اور عمارہ بن حزم انصاری کو لوا بنی النجار کا دیا تھا پھر اوس سے لے کر زید بن ثابت رضی
کو دیا عمارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناخوش ہین آپ نے فرمایا کہ نہین خدا کی قسم مگر حق آگے چلنے کا
اہل قرآن کو ہے اور زید نے قرآن کو تجھ سے پہلے سیکھا ہے اور قرآن مقدم کرنے والا ہے آدمی کا اگرچہ غلام سیاہ کان کٹا ہو کذا فی المدارج
وروضۃ الاحباب واضح ہو کہ زید بن ثابت انصاری رضی یہہ بھی ایک کاتبون مین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے جب حضرت مدینے
مین آئے تھے تب یہہ گیارہ برس کے تھے اور تھے یہہ فقہائے صحابہ مین سے بڑے جلیل القدر اور بڑے عالم ساتھ علم فرائض کے اور تھے یہہ
ایک جمع کرنے والون قرآن شریف مین سے اور لکھا تھا اونھون نے اوسکو خلافت مین ابی بکر صدیق رض کی اور نقل کیا اوس سے دوسرا
قرآن عہد خلافت مین حضرت عثمان رض کے اور روایت کی ان سے خلق کثیر نے اور وفات پائی اونھون نے مدینے مین ۴۵ھ ہجری مین
اور عمر اونکی چھپن برس کی ہوئی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور اسی منزل مین لشکر کا شمار ہوا تو تیس ہزار آدمی تھے اور ایک روایت
سے ستر ہزار اور یہہ روایت اشہر الروایات سے ہے اور ایک روایت سے چالیس ہزار آور ایک روایت سے ایک لاکھ آدمی تھے اور اسمین

دس ہزار سوار گھوڑے کے اور بارہ ہزار اونٹ تھے پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو آگلے لشکر جسکو مقدمہ کہتے ہین اور طلحہ بن عبداللہ
رضی اللہ عنہ کو داہنے لشکر پر جسکو میمنہ کہتے ہین اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بائین لشکر جسکو میسرہ کہتے ہین امیر کیا
یہین سے اکثر منافقین بہ بہانہ اور عبداللہ بن اُبی ابن سلول اور اوسکے ساتھی سب مدینے کو پلٹ گئے یا پہلی منزل سے جو موضع جرف ہے
ہوئی تھی القصہ جب لشکر اسلام سعادت انجام بعد طے کرنے منازل اور مراحل کے تبوک مین پہونچا وہان پر دو مہینے رہنے کا اتفاق
ہوا اور ایک روایت سے بارہ دن اور ایک روایت سے بیس روز وہان آپنے توقف کیا اور رنج راہ اور کوچ شب و روز کے سے آرام حاصل کیا
اور شاہ روم اور اوسکے لشکر نے خبر شوکت اثر لشکر اسلام کی سنی تو بسبب غلبہ دین اسلام اور قوت اعجاز حضرت خیر الانام کے خوف
اور رعب ویسا چھا گیا کہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے وہین رہے اور کہتے ہین کہ جب شاہ روم نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم حد مین ملک
شام کے پہونچ گئے اور تبوک مین ٹھہرے ہین تب اوس نے ایک آدمی بنی غسان سے مقرر کیا کہ لشکر اسلام مین جاکر صفات اور سمات اور
علامات اور سیرت اور صورت اور شکل اور شمائل اور اوضاع اور عادات نبی آخر الزمان صلعم کے اگلی کتابون مین لکھی ہوئی تھین وہ سب
معلوم کرے کہ ان مین ہین یا نہین پھر وہ شخص لشکر اسلام مین آیا اور تمام عادات اور حالات آپکے دریافت کیے کہ صدقہ نہین کھاتے ہین اور ہدیہ
قبول کرتے ہین اور سوا اسکے سب حالات معلوم کر کے گیا اور شاہ روم سے کہا اوسنے اپنے یہان کے سب اشراف اور اعیان کو بلا کر واسطے ترک
نصرانیت اور قبول کرنے دین اسلام کے کہا وہ سب اس بات سے درہم برہم ہوئے اور انکار صریح کیا یہانتک کہ شاہ روم کو خوف زوال سلطنت
کا ہوا اور یہی خوف سے وہ مسلمان نہوا یہان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے امیرون کو اس نے دعوت اسلام کی کی مگر اونھون نے قبول نکیا پھر
وہ بھی خاموش ہو رہا اور صحیح ابن حبان مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے تبوک سے بھی ایک پروانہ دعوت اسلام کا شاہ روم
کو بھیجا تھا اور قریب تھا کہ اجابت کرے مگر نکیا اور مسند مین امام احمد کے آیا ہے کہ شاہ روم نے حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ مین
مسلمان ہون اسلام لایا ہون آپ نے فرمایا کہ جھوٹ کہتا ہے دشمن خدا کا وہ اپنی اوسی نصرانیت پر ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال علی وجہ
الکمال حاصل کلام کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے ساتھہ سردارون مہاجرین اور انصار کے بیچ مقدمے جانے کے ملک شام
مین اور محاربہ کرنے کے ساتھہ شاہ روم کے اور والیون اوس مرز بوم کے مشورہ کیا اون مین سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ زبان
اونکی کنجی تھی دروازہ صواب کی عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپکو امر الٰہی ہے تو تشریف لے چلیے ہم سب آپکے ہمراہ رکاب ہین اور سر کو قدم
بنا کر چلنے کو حاضر ہین آپ نے فرمایا کہ اگر مین مامور ہوتا اللہ تعالے کی طرف سے تو تم سے اس باب مین مشورہ نکرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ شاہ روم کا لشکر بہت ہے اور اوسکے ملک مین مسلمان بھی نہین ہین اور حال لشکر اسلام کا آپکے اوپر بخوبی روشن ہے اور شاہ
روم بھی اپنے کیے اور کہے سے پشیمان ہے اور آوازہ شوکت و ہیبت نے آپکے اس دیار مین شہرت پائی ہے اور آپکے خوف اور رعب نے
رومیون کے دلون مین غلبہ پایا ہے اگر آپ ابکی بار مراجعت فرما کر دوسری بار قصد فرماوین تو بہتر ہے اور آگے اسکے جو آپ فرماوین وہ
بہتر ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کو رای با صواب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پسند آئی اور وہان سے مراجعت فرمائی
اور انہی ایام فرخندہ فرجام مین کہ جب آپ تبوک مین تشریف رکھتے تھے بادشاہ ایلہ کا یحنہ بن رؤبہ نام خدمت فیضدرجت مین حضرت کے

حاضر ہو جزیہ دینا قبول کیا اور اسی پر مصالحہ واقع ہوا اور عہدنامہ لکھا گیا اور اہل جربا اور اذرح بھی آکر حاضر ہوئے اور جزیہ دینا قبول کیا اونکو بھی آپ نے صلحنامہ لکھدیا کہ ابتک وہ کتاب میمنت مآب اونمین موجود ہے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب واضح ہو کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تبوک سے پلٹ آئے اور واسطے مقابلے اور مقاتلے شاہ روم کے تشریف نہ لیگئے اس مین بھی ایک عزت اور بہتری اوس جناب ہدایت مآب کی تھی کہ نصرانی کے مقابلے مین ہو کر خود جدال و قتال کرین کہ جس سے دلون مین عوام الناس کے برابری طرفین کی ثابت ہو کہ بنظر عالم اسباب کے اوسطرف احتمال غلبے کا بھی تھا اگرچہ ساتھہ حکم انھم لھم المنصورون و ان جندنا لھم الغالبون کے غلبہ اسیطرف موعود و منصوص ہے اور اسمین حکمت یہ بھی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوپر جدال و قتال اوسکے کے مامور بھی تھے اسی واسطے کام مشورہ اور رای اور اجتہاد سے پڑا واللہ علیم حکیم کذافی مدارج النبوۃ اور انھین دنون مین حضرت نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طرف اکیدر بن عبد الملک نصرانی کے کہ بادشاہ عظیم اور حاکم دومۃ الجندل کا تھا چار سو بیس سوارون کے ہمراہ بھیجا خالد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو بلاد کلاب مین بھیجتے ہین اور تھوڑے سے آدمی میرے ساتھہ کیے ہین آپ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو اوسکو شکار مین پاویگا بہار برادر بے زحمت جنگ و جدال کے اوسکو پکڑیگا پھر خالد رضی اللہ عنہ بموجب حکم عالی کے روانہ ہوئے اور اکیدر کے قلعہ کے پاس دومۃ الجندل مین پہونچے اور وہ اسی مین تھا اور چاندنی خوب روشن تھی اور اکیدر کھر کے کوٹھے پر اپنی بی بی کے ساتھہ شراب پی رہا تھا کہ یکایک ایک نیلگاؤ آکر قلعہ کی دیوار مین ٹکرین مارنے لگا اوسکی بی بی نے اوٹھکر دیکھا اور اکیدر کو اوسکی خبر دی اور وہ نیلگاؤ کے شکار کا بڑا شائق تھا اوسی وقت کوٹھے پر سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکا بھائی حسان نام چند آدمیون کے ساتھہ سوار ہو کر اوسکے ہمراہ شکار کو گیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اکیدر نیلگاؤ کے پیچھے جاتا ہے اسمین حضرت خالد کے ہمراہیون نے اکیدر کو گرفتار کر لیا اور اوسکے بھائی نے مقابلہ کیا اور مارا گیا اور اوسکے غلام وغیرہ بھاگ کر قلعہ مین گھس گئے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر تم اکیدر کو زندہ پانا تو میرے پاس لانا اور اگر سرکشی کرے تو مار ڈالنا سو خالد رضی اللہ عنہ نے اوس سے کہا کہ اگر تو امان چاہے تو مین تجھکو امان دے کر حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے چلون مگر اس شرط پر کہ کنجی اپنے قلعہ کی مجھکو دے اور قلعہ کے دروازہ کو ہمارے واسطے کھولدے اکیدر نے قبول کیا اور اکیدر کا ایک بھائی مصاد نام تھا وہ قلعہ کا منتظم تھا اس بات سے اوس نے انکار کیا پھر آخر کو اکیدر کے کہنے سے دروازہ کھولا اور صلح کی اوس نے ہزار اونٹ اور آٹھہ سو غلام اور آٹھہ سو گھوڑے اور چار سو زرہ اور چار سو نیزہ پر کہ سب دیوے اور حکومت وہان کی بطور سابق اوسی کے پاس رہے پھر آخر کو اکیدر اور مصاد دونون ہمراہ خالد کے بیچ خدمت فیض درجت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے متوجہ ہوئے کہ جو کچھ حضرت انکے حق مین حکم فرماوین وہ حکم جاری ہو خالد نے عمرو بن امیہ ضمیری کو آگے سے حضرت کے پاس بھیجدیا کہ سب حال جاکر عرض کرے اور قبا زربفت حسان کی جو مار کر لی تھی واسطے نشانی کے بھیجی جب وہ حضرت کے پاس آئے تو بعضے آدمی اوس مین ہاتھہ لگا کر اوسکی نرمی اور خوبی پر تعجب کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ مندیلین یعنی رومال سعد بن معاذ کے جنت مین اس سے نرم تر اور خوشتر ہین اور مروی ہے کہ قریب وفات سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ایک بادشاہ نے عجم کے ایک لنگی حضرت صلعم کی

خدمت مین بھیجی تھی کہ عرب لوگ آتے تھے اور ہاتھہ سے ٹٹول کر اوسکو تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آسمان سے یہہ لنگی حضرت کے لیئے
بھیجی گئی ہے سو فرمایا حضرت نے کہ سعد بن معاذ کی مندیل جنت مین اس سے زیادہ نرم اور نفیس ہے اور مروی ہی کہ حضرت نے
خون سے اکیدر اور اوسکے بھائی مصاد کے درگذر فرمائی اور اونپر جزیہ مقرر کیا اور ایک امان نامہ ونکو لکھدیا اور بعضون نے کہا ہے
کہ وہ دونون جو مدینے مین آئے تو اسلام لائے اور عبارت اوس نامہ شریف کی یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا کتاب من
محمد رسول اللہ لاکیدر حین اجاب الی الاسلام وخلع الانداد والاصنام اور آخر نامہ مین تقیمون الصلوۃ لوقتہا وتؤتون
الزکوۃ بحقہا ہے یعنی یہہ نامہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واسطے اکیدر کے جبکہ قبول کیا اوسنے اسلام اور
چھوڑا اوسنے معبودون باطل کو اور بتون کو اور قائم کرین وہ نماز کو وقت پر اوسکے اور دیوین زکوۃ کو پورا انتہی اور جب مراجعت فرمائی
حضرت نے اوس سفر سے تو راہ مین بنوائین آپنے مسجدین جیسے کہ تبوک سے مدینے تک راہ مین جہان جہان آپ اوترے ہین یا نماز پڑھی ہے
لوگون نے وہان مسجدین بنائی ہین مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدین بنانا واسطے اظہار شوکت
اسلام کے دار الحرب مین جائز ہے جبکہ لشکر اسلام کی وہان گذر ہوا اسلیے کہ وہ شعائر اسلام سے ہے فافہم پھر آتے آتے جب آپ ذی اوان
مین کہ مدینے سے ایکساعت کا رستہ ہی پہونچے تو آپکو مسجد ضرار کی تعمیر کی خبر ہوئی جو منافقون نے مقابلہ مین مسجد قبا کی بنائی تھی پھر آپ نے
اوسکے کھود ڈالنے کا حکم کیا انتہی اور باقی بیان اسکا آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ کذا فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب اور جو معجزات حضرت سے
اور سوا اسکے اور حالات اس سفر با ظفر مین واقع ہوئے کچہہ اونمین سے یہان لکھے جاتے ہین سو ایک اون مین سے یہہ ہے کہ ودیعہ بن ثابت
ایک جماعت منافقین کے ساتھہ آگے آگے حضرت کے جاتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو تو اس شخص کو یعنی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ چاہتا ہی کہ محل اور قلعے ملک شام کے فتح کرے اور یہہ بہت بعید ہے اتفاقاً ایک شخص قبیلہ اشجع کا کہ حلیف بنی سلمہ کا تھا اوس جماعت مین
تھا نام اوسکا مخشی بن حمیر تھا اوسنے کہا کہ قسم خدا کی ہم اس پر راضی ہین کہ اس کلام کے عوض مین ہم سب کے سو سو کوڑے مارے جاوین
مگر ہماری شان مین قرآن نازل نہو حضرت صلعم کو نور نبوت سے سب کا حال معلوم ہوا کہ فلانا شخص ایسے ایسے کلام کرتا ہے آپ نے عمار بن یاسر
سے فرمایا کہ لے ان لوگون کو کہ وہ جل گئے یعنے اونکو سرزنش کر کہ اپنے نفاق سے باز رہین اور پوچھو کہ ابھی آپس مین تم کیا گفتگو کرتے تھے اگر
وہ انکار کرین تو اون سے کہدینا کہ تم یہہ گفتگو کر رہے تھے حضرت عمار نے جا کر حضرت کا پیغام اونکو پہونچایا وہ لوگ حضرت کے پاس آئے
اور اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کی کہ ہم لوگ یہہ گفتگو بطور خوش طبعی کے کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل
کی ولئن سألتہم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزؤن لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم
ان نعف عن طائفۃ منکم نعذب طائفۃ بانہم کانوا مجرمین یعنی اور جو تو اون سے پوچھے تو کہین ہم تو بول چال کرتے تھے اور
کھیل تو کہہ کیا اللہ سے اور اوسکے کلام سے اور اوسکے رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اگر ہم معاف
کرینگے تم مین بعضون کو یعنی بسبب توبہ کرنے اونکے کے اور اخلاص اونکے کے یا بسبب اجتناب کرنے اونکے کے ایذا اور ستہزا اونکے سے
تو البتہ مار بھی دینگے بعضون کو اسپر کہ وہ گنہگار تھے یعنے ہٹ کرنے والے ہین نفاق پر یا اصرار کرنے والے ہین ایذا اور ستہزا پر

جو کوئی دین کی باتون مین ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہو وہ کافر نہین تو منافق البتہ ہوا دین کی بات مین ظاہر و باطن بے ادب بنا فقط
کذا فی موضح القرآن تفسیر احمدی مین بھی اسی آیت کی تفسیر مین کہ جو کوئی ہنسی کرے ساتھ نام اللہ تعالی کے یا ساتھ کسی حکم کے حکمون
اوسکے سے یا آیتون کی کسی سے یا یہ کہ ہنسوتا کوئی نبی نبیون سے حقارت کے قصد سے یا عداوت سے یا ہنسی سے نرمی کی وجہ پر اوس شخص کے
لیے کہ یہ کلام کرے ساتھ کفر کے یا کوئی شخص بیٹھا ہوا ایک اونچی مکان پر اور گرد اوسکے اور لوگ ہون کہ پوچھتے ہون اوس سے مسئلا اور
ہنستے ہون اوس سے اور مارتے ہون اوسکو تکیون سے وغیرہ سے تو یہ کفر ہی بالجملہ بیٹھا کوئی کلمہ کفر کا ہنسی سے تو بھی کافر ہو جاویگا اور جو اعتقاد
کرے گا بطریق اولی کفر ہوگا واضح ہو کہ مخشی بن حمیر اوس گروہ سے ہے کہ اللہ تعالی نے اون سے عفو فرمایا اور اونہون نے اپنے پروردگار سے عرض
کی تھی کہ اپنی راہ مین مجھکو شہید کر اور میری قبر کا حال معلوم نہو سو عرض اوسکی قبول ہوئی کہ شہید ہوئے وہ روز جنگ یمامہ کے اور قبر بھی
اونکی معلوم نہوئی اور ایک حال اون مین سے یہہ ہے کہ جب حضرت وادی القریٰ مین پہونچے اور ایک جماعت صحابہ کے ہمراہ ایک عورت کے
باغ پر گذر ہوا آپ نے فرمایا کہ اس باغ کو کوتو ہر ایک نے اپنی اپنی عقل کے موافق کوتا حضرت نے بھی کچھ ارشاد فرمایا اور اوس باغ والے
سے آپنے ارشاد کیا کہ ہر ایک کا تخمینہ یاد رکھنا جب ادھر سے لوٹے تو اوس عورت سے پھر دریافت کیا تو جسقدر حضرت نے ارشاد کیا تھا
اوسی قدر بے کم و بیش ہوا اور جب منزل وادی القریٰ مین پہونچے تو قوم بنی عریض نے بطریق مہمانی کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم
کو ہریسہ بھیجا آپ نے اوس مین سے تناول فرمایا اور اوس کے عوض مین اونکو چالیس وسق خرمے اونکے محصول مین سے ہمیشہ کو معاف
فرمائے صاحب تلخیص المغازی لکھتے ہین کہ ایک عورت وادی القریٰ کی عورتون سے کہتی تھی کہ یہہ انعام کہ حضرت نے اونکے حق مین کیا یہہ
بہتر ہے اونکے آبا و اجداد کی میراث سے اسلیے کہ یہہ قیامت تک جاری رہے گا اونکے لیے اور واقدی سے منقول ہے کہ وہ انعام کہ حضرت خیر الانام
علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکو عطا کیا تھا اب تک اون سے کسی نے نہین لیا ہے اور ایک حال اون مین سے یہہ ہے کہ جب حضرت دیار حجر مین
پہونچے تو فرمایا کہ کوئی آدمی اس جگہہ کا پانی نہ پیے اور وضو اوس سے نکرے اور جو آٹا اوس سے گوندھا ہو وہ کھلا دے اپنے اونٹون کو
وہ کھلا دیوے اور اپنے اونٹون کے پانون خوب باندھ دیوے اور کوئی اپنے خیمون سے باہر نکلے بغیر اپنے ساتھ کسی کو لیے سو سبنے موافق
حکم آپکے عمل کیا مگر دو آدمیون نے قبیلہ بنی ساعدہ سے ایک تو تنہا ہی حاجت کو گیا تھا اکیلا باہر لشکر سے اوسکو تو خناق کا مرض ہو گیا اور
دوسرا اپنے اونٹ بھاگے ہوئے کو ڈھونڈھنے کو نکلا تھا اوسکو ہوا اوڑا لے گئی یہہ خبر حضرت کو ہوئی آپنے فرمایا کہ کیا مینے منع نہین کیا
تھا کیون میری بات کو نہ سنا اوس خناق والے کو حضرت کے پاس لائے آپ نے اوس کے لیے دعا کی اوسکا مرض جاتا رہا اور اوس
دوسرے آدمی کو جسے ہوا نے اوڑا کر قوم طی کے پہاڑون مین ڈال دیا سو وہان کے لوگ جب حضرت مدینے مین آئے تو اوس شخص کو بطور تحفہ کے
لائے اور دوسری یہہ کہ جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم دیار حجر مین داخل ہوئے تو چادر شریف سے اپنے سر اور روی مبارک کو چھپا لیا
اور اونٹ کو تیز چلایا اور فرمایا لوگون سے کہ مت آؤ مساکن مین اون لوگون کے کہ ظلم کیا اونہون نے کسی حالت مین مگر گریہ و زاری کرتے
ہوئے کہ ایسا نہو کہ تمھاری شہر بھی رہی آفت پہونچے جو اونپر پڑی تھی مترجم رضی اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے بس گویا آنحضرت نے حکم کیا اون
لوگون کو فکر کرنے کا اوسکے حال مین کہ سبب ہونے کا ہے تقدیر الٰہی ہے ان لوگون پر سبب کفر کے با وجود قدرت رکھنے کے زمین مین اوپر درگذر

کرنے مین اون سے ایک مدت دراز تک پھر واقع کیا عذاب اپنا اونپر اور اللہ تعم مقلب القلوب ہے پس نہ متخوف ہوئے مومن اس بات سے کہ ہو انجام اوسکا شل اونکے اور منع کیا لوگون کو کہ پیوین کچھہ پانی اوسکا یا وضو کرین واسطے نماز کے یا گوندہین آٹا اور بناوین ملیدہ یا اور دوسرا کھانا اور جو آٹا کہ گوندھا گیا ہو اس سے یا ملیدہ بنایا گیا ہو تو کھلادین وہ اونٹون کو اور جو کھانا کہ پکایا گیا ہو اوس سے تو پھینک دین اوسکو اور نہ کھاوین اوسمین سے کچھہ بھی **ف** وہ دیار قوم ثمود کا تھا وہان اونپر عذاب آیا تھا وہ سب ہلاک ہو گئے تھے پھر جب صبح ہوئی تو اونکے پاس پانی تھا اس کی شکایت حضرت سے کی آپ نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی اور فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین رسول اللہ کا برحق ہون کہتے ہین کہ ایک مسلمان نے ایک منافق سے کہا کہ اب تجھکو کچھہ عذر باقی نرہا اب آ اور مسلمان ہو جا اوسنے کہا کہ جو پانی برسے گا تو مین مسلمان ہو جاؤنگا اتفاقًا وہین ہوا مین ایک ابر چلا جاتا تھا اوسمین سے پانی برسنے لگا اور خوب ہی برسا اور ایک حال اون مین سے یہہ ہی کہ کسی منزل مین اونٹ حضرت کا گم گیا تھا صحابہ اوسکی تلاش مین ہر طرف گئے عمارہ بن حزام کہ اہل عقبہ و اہل بدر سے ہے آپکے روبرو بیٹھے تھے اور اونکے مکان پر ایک منافق بنی قینقاع مین سے تھا کہ نام اوسکا زید بن اللصیب تھا اوسوقت کہ عمارہ حضرت کے پاس حاضر تھے اور وہ منافق اونکے گھر مین تھا اوسنے اونکے گھر والون سے کہا کہ محمد کا گمان یہہ ہے کہ مین پیغمبر ہون اور تمکو آسمان کی خبرین بتایا کرتے ہین پھر کیا ہوا جو نہین جانتے کہ اونٹ اونکا کہان ہے حضرت کو یہہ بات اللہ تعم کے حکم سے ساتھہ نور نبوت کے اوسی وقت معلوم ہو گئی آپ نے عمارہ سے فرمایا کہ کسی آدمی نے اوسوقت یہہ بات کہی ہے قسم اللہ کی مین نہین جانتا مگر اتنی بات کہ اللہ تعم مجھے اوسکی خبر دیوے اللہ تعم نے اب مجھکو خبر کر دی کہ میرا اونٹ کہان ہے جاؤ فلانے جنگل کہ اوسکی مہار ایک درخت مین اٹک گئی اوسکو چھڑا کر لے آؤ پھر بموجب ارشاد ہدایت بنیاد آپکے لوگ گئے جیسے کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی دیکھا کہ مہار اوسکی درخت مین اٹکی تھی پھر اوسکو لائے پھر جب عمارہ اپنے مکان پر گئے تو اونھون نے یہہ سب قصہ اپنے مکان والون سے کہا ایک نے اون مین سے کہا کہ تمھارے آنے کے پہلے زید بن اللصیب نے یہہ بات کہی تھی سو عمارہ نے اوٹھکر اوسکی گردن پر ایک گھونسا مارا اور کہا کہ ای خدا کے بندو میرے گھر مین ایک بڑی بلا تھی اور بہت ہی بڑا شر تھا اور مین اوسکو نہین جانتا تھا پھر اونھون نے اوسکو اپنی جگہہ سے نکالدیا اور پھر کبھی اوس سے مصاحبت نکی اور محمد بن اسحق سے منقول ہے کہ کہا اوسنے بعض لوگ اس بات پر ہین کہ زید نے بعد اسکے توبہ کی اور مسلمان ہوا اور بعض کہتے ہین کہ ہمیشہ ساتھہ نفاق کے متہم رہا یہان تک کہ مر گیا کہتا ہے مترجم عفی اللہ عنہ و عن والدیہ فخر ہو کہ یہہ کہنا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون مگر وہ بات کہ اللہ تعم نے مجھکو اوس سے خبردار کیا مانند ایسے کہنے کے ہے کہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہین **مثنوی**

یکی پرسید ازان گم کردہ فرزند	کہ ای روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوی پیراہن شمیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان ست	دمی پیدا و دیگر دم نہان ست
گہی بر طارم اعلی نشینم	گہی بر پشت پای خود نہ بینم
اگر درویش بر حالی بماندے	سر دست از دو عالم بر فشاندے

اور اسی مقام کی طرف اشارہ ہے یہہ قول حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی واسطے میرے اللہ تعم کے ساتھہ ایک وقت ہے

کہ نہیں گنجایش رکھتا ہے میرے ساتھہ اوس وقت مین کوئی فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل انتہی غرضکہ ہر وقت ایک حال کسی نبی یا ولی کا
نہیں رہتا مگر جبکہ اللہ تعہ چاہتا ہی تب کسی نبی ولی پر کچہہ حال اپنے فضل وکرم سے ظاہر کردیتا ہی اور وہ علام الغیوب غیب دان ہے اور
یہہ خاصہ اوسکا ہے چنانچہ فرماتا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو یہہ آیت سورۂ انعام کے ساتوین رکوع مین ہے یعنی
اور اوسی پاس ہین کنجیان غیب کی نہین جانتا اونکو مگر وہی انتہی اور فرمایا سورۂ نمل کے پانچوین رکوع مین قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ یعنی کہدے ای محمد نہین جانتے جتنے لوگ ہین آسمانون اور زمین مین غیب کو مگر اللہ ف یعنی اللہ
صاحب نے پیغمبر صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کیا کہ لوگون سے کہدیوین کہ غیب کی بات سوای اللہ تعہ کے کوئی نہین جانتا نہ فرشتہ
نہ جن نہ آدمی نہ اور کوئی یعنی غیب کو جان لینا کسی کے اختیار مین نہین ف الا انبیا بامر یا بعینا قیامت کا آنا بہی معلوم کرتے ہو
معلوم ہوا کہ ہمین اپنا اختیار نہین ہے جسکو اللہ تعہ جتنا چاہے اوتنا بتا دیوی انتہی اور غیب نام اوسکا ہے جو آنکہون سے غائب
ہو دل مین حاصل ہونے والا ہو یا نہو جیسا کہ کہا ہے نہایہ مین وہو کل ما غاب عن العیون سواء کان محصلا فی القلوب او غیر
محصل لقول غاب منہ غیبا وغیبۃ انتہی یعنی غیب وہ ہی کہ غائب ہو آنکہون سے برابر ہے کہ دل مین حاصل ہونے والا ہو یا نہین
الخ اور تفسیر فتح العزیز مین غیب کی تحقیق یون کی ہے کہ غیب وہ چیز ہے کہ جو حواس ظاہر یا اور باطنیہ سے غائب ہو اور نشان و علامت
اوسکی فکر اور عقل مین نہ آسکے سو بعض چیزین کسی کی بہ نسبت غیب ہین اور کسی کی بہ نسبت ظاہر جیسے یہہ کہ یا اس کا رنج فرشتون سے
غائب ہے اور بہشت اور دوزخ ظاہر ہے اور کتنی چیزین تمام مخلوق سے غائب ہین اون کو کوئی نہین جان سکتا جیسے قیامت آنے کا
وقت اور حق تعہ کے احکام جو ہر روز دنیا مین جاری ہوتے ہین اور شریعت کے احکام جو ہر شریعت مین بموجب حکم حق تعہ کے جاری ہوے
اور حق تعہ کی ذات وصفات کی حقیقت اور کنہ سو وہ اپنی غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا مگر رسول کو جسے پسند کرلیتا ہی پہر اوسکے آگے
پیچہے چوکیدار فرشتے محافظ کردیتا ہی کہ اوس مین آمیزش کسی قوۃ بشریہ کی نہو جاوی بخلاف اولیا کے کہ وہان اتنی محافظت نہین
تاکہ جان لیوے پروردگار کہ مقرر پہونچائی اونہون یعنے انبیا علیہم السلام نے سب پیغام اپنے رب کے اور گہیر لیا ہی اوس نے جو اون
کے پاس ہے اور شمار کرلیا ہے ہر چیز کو گن کر انتہی سو اب جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن فرشتے کو یا امام یا امام زادی کو یا پیر شہید کو
یا نجومی رمال کو یا فال دیکہنے والے کو یا برہمن اشٹی کو یا بہوت پری کو ایسا جانے اور سمجہے اور اوسکے حق مین یہہ عقیدہ رکہے کہ
اوسکو علم غیب ہے اور وہ غیب کی باتین جانتا ہی تو وہ مشرک ہو جاتا ہی اور ان آیتون سے منکر اور اگر یہہ وسوسہ دل مین گذرے
کہ بعض وقت جو کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچہہ کہہ دیتا ہے تو وہ اوسی طرح سے ہو جاتا ہی تو اس سے اونکی غیب دانی ثابت
ہوتی ہے سو یہہ بات غلط ہے اسواسطے کہ بہت باتین اونکی غلط بہی ہوتی ہین تو معلوم ہوا کہ یہہ علم غیب اونکے اختیار مین نہین ہے
اونکی اٹکل کبہی درست ہوتی ہے اور کبہی غلط اور یہی حال ہی استخارہ کا جو تسبیح وغیرہ سے کیا کرتے ہین اور کشف والہام کا بہی
یہی حال ہی اسلئے وہ حجت نہین ہے اور یہی حال ہے فال قرآن مجید کا اس لیے کہ وہ عمل کے واسطے اوترا ہے نہ فال دیکہنے کو اور
جرم جانکر رکہدینے کو اور باقی تحقیق اسکی جلد ثانی مین اس کتاب کے آوے گی انشاء اللہ تعہ مگر ہان پیغمبرون کی وحی مین کبہی غلطی

نہین پڑتی سو وہ اونکے قابو مین نہین اللہ تعالیٰ جو آپ چاہتا ہی سو بتا دیتا ہی اونکی خواہش کچہہ نہین چلتی کذا فی تقویۃ الایمان فی المرقات وما ذکرہ لبعض الاولیاء من باب الکرامۃ باخبار بعض الجزئیات من مضمون کلیات الآیۃ لعلمہ المکاشفۃ او الالہام او المنام التی ہی ظنیات لا تسمی علوما یقینیات اور ایک حال اون مین سے یہہ ہی کہ ایک رات راہ مین وقت لوٹنے کے ایک گھاٹی آگے آئی حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی اس گھاٹی سے نگذرے جبتک کہ مین نگذرون پھر حضرتؐ صلعم حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ساتھہ لیکر اوس گھاٹی پر چڑھے حذیفہؓ آپکے شتر کی مہار آگے سے کھینچتے تھے اور عمارؓ پیچھے سے ہانکتے تھے حذیفہؓ کہتے ہین کہ دیکہا ایک بارہ یا چودہ سوار دیکہے یعنے کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوئی ہمنے حضرتؐ کو اطلاع کی آپ نے اون کو للکارا وہ سب بھاگ گئے اور ایک روایت مین ہے کہ عمارؓ آگے بڑھکر اونکے اونٹون کی مونہہ پر مارتے تھے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ پہچانا تمنے ان لوگون کو ہمنے عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ اسلیے کہ انھون نے اپنے مونہہ باندہ رکہی تھے آپ نے فرمایا کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ قیامت تک منافق رہینگے اور تم جانتے ہو کہ یہہ کیا ارادہ رکھتے تھے ہمنے عرض کی کہ نہین آپ نے فرمایا کہ یہہ چاہتے تھے کہ اس گھاٹی مین مجہہ سے مزاحم ہون اور میرے اونٹ کو بھگا دین کہ مین اوسپر سے گر پڑون اور وہ مجھکو قتل کرین پھر کہا ہمنے کہ یا رسول اللہ آپ کیون نہین کہلا بھیجتے ہین انکی قوم اور قبیلے مین کہ وہ انکا سر کاٹکر آپکے پاس بھیجدین آپنے فرمایا کہ مجھکو یہہ خوش نہین آتا کہ عرب لوگ کہین گے کہ اول تو محمدؐ نے ایک قوم کی مدد اور حمایت سے اپنے دشمنون کا مقابلہ کیا اور اونپر فتح پائی پھر اوس قوم کو قتل کیا بعد اسکے آپ نے اونکی حق مین بد دعا کی کہ خداوندا تو انکو مرض دبیلہ مین مبتلا کرین ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ دبیلہ کیا ہی فرمایا کہ ایک شعلہ آگ کا کہ اونکی دل مین پڑیگے اور انکو ہلاک کریگی اور اوسوقت اون لوگون کے اور اونکی باپون کے نام حضرتؐ نے عمار سے اور مجہہ سے بیان کیے اور فرمایا کہ یہہ کسی سے اظہار نکرنا اور اونکو فضیحت نکرنا اور مروی ہی کہ درمیان ایک شخص کے اہل عقبہ سے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کچہہ گفتگو واقع ہوئی اوس نے حذیفہؓ سے کہا کہ تجھکو خدا کی قسم تو بتا کہ اصحاب عقبہ کتنے آدمی تھے حضار مجلس نے کہا کہ ای حذیفہ بتادے کہ تجھکو قسم دیتا ہے اونھون نے کہا کہ مجھکو خبر دی ہے کہ وہ چودہ آدمی تھی اور اگر تو بھی اون مین سے ہے تو پندرہ ہونگے قسم کھاتا ہون مین خدا کی کہ بارہ آدمی اون مین دشمن خدا اور رسول اوسکے ہین دنیا اور آخرت مین اور مروی ہی کہ تین آدمیون نے اون پندرہ مین سے حضرتؐ کے سامنے عذر کیا اور کہا کہ آواز آپکی منادی کی ہمنے نہین سنے اور جو کچہہ اون منافقون نے ارادہ کیا تھا ہمکو اوسکی خبر نہین تھی حضرت نے اونکو معاف فرمایا اور عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حذیفہؓ نے مجہسے کہا کہ مجھے خبردار کیا حضرتؐ نے کہ بارہ آدمی میری اصحاب مین سے منافق ہین وہ بہشت کا مونہہ نہ دیکہین گے اور اوسکی بو نہ پاوین گے یہان تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہو یعنے جیسے یہ امر محال ہے یون ہی انکا بہشت مین جانا محال ہی اور آٹھہ آدمی اون مین سے مرض دبیلہ سے مرین گے ہمنے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہے دبیلہ فرمایا کہ شعلہ آگ کا کہ انکے دل مین گھس کر سینہ سے نکالے گا سو حذیفہؓ کی شان مین صحابہؓ کہتے تھے کہ صاحب السر الذی لا یعلم غیرہ یعنی حذیفہؓ ایسا بھید جانتے ہین کہ دوسرا اوسکو نہین جانتا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کے مناقب بیان کرتے تو فرماتے اعلمہم بشان المنافقین حذیفہ یعنی زیادہ

جاننے والا ہے نام منافقین کو صحابہ میں سے حذیفہ اور بعد وفات حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے جو کوئی جنازہ آتا تو حضرت عمر فاروق حذیفہ کو دیکھتے رہتے اگر وہ اوس جنازہ پر حاضر ہوتے تو آپ بھی اوس پر نماز پڑھتے والا نہ پڑھتے کذافی روضۃ الاحباب اور ایک حال اونمین سے یہہ ہے کہ سہل بن بیضا ذکر کیتے ہین کہ غزوہ تبوک مین پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایکروز مجھکو اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیا اور زور سے مجھکو آواز دیکر تین بار کہا یا سہل مین ہر بار بلند آواز سے کہتا تھا لبیک لوگون نے سمجھا کہ حضرت مجکو پکارتے ہین پھر سب لوگ ادھر اودھر سے آکر آپ کے پاس جمع ہوگئے آپنے فرمایا من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ حرمہ اللہ علی النار یعنی جسنے گواہی دی اسکی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے وہ نہین ہے کوئی شریک اوسکا اور بیشک محمد اوسکا بندہ ہے اور رسول اوس کا ہے تو حرام کر دیتا ہے اللہ تعالی اوسکو آگ پر مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ انس رض سے مروی ہے کہا اونہون نے کہ معاذ بن جبل حضرت کے پیچھے بیٹھے تھے سواری پر یعنی اور ایک دوسری بار پھر آپنے اونکو پکارا کہ اے معاذ اونہونے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ آپنے تین بار یون ہی پکارا اور تینون بار اسیطرح اونھون نے جواب دیا پھر آپنے فرمایا کہ جو کوئی سچے دل سے گواہی دیگا کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ تعالی اور تحقیق محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالی کے مگر حرام کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو آگ پر کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے اے رسولخدا کے کیا پس خبر دون مین لوگونکو ساتھ اوسکے کہ خوش ہون وہ ساتھ اوسکی فرمایا اوسوقت اعتماد کرینگے پس خبر دی اس بشارت کی معاذ لے نزدیک مرنے اپنے کے واسطے بچنے کے گناہ سے کذافی المشکوۃ **ف** حضرت نے کئی بار معاذ کو اسلیے پکارا کہ خوب ہوشیار ہو کے سنین اور حرام کرنے سے آگ پر مراد یہ ہے کہ جسنے یہ کلمہ کہا اور حق بھی اوسکی ادا کیے یعنی بری باتون سے بچا رہا اور اچھی باتین کین سو اوسی کے لیے یہ بات ہے نرے کلمہ کے کہنے سے چھٹکارا نہین ہوجاتا مگر جسکو چاہے غفور رحیم یون ہی بخشدے یہ امر اور حرام ہونا عذاب الہی کا اور معاذ رضی اللہ عنہ نے باوجود ممانعت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسکو بیان کر دیا تو مطلب یہہ کہ ممانعت حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اوسوقت کی لوگون کے حق مین تھی کہ نئے مسلمان تھے کہ مبادا ظاہر معنی پر عمل کرکے اعمال کرنا چھوڑ دین پھر جب دیکھا کہ لوگ عمل پر مستقیم ہین اور حضرت نے علم کا چھپانا بھی منع فرمایا ہے تو بیان کر دیا کہ بسبب چھپانے کے گنہگار ہون اور روایت ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ آیا مین اور حضرت پر کپڑا سفید تھا اور آپ سوتے تھے پھر گیا مین اور پھر آیا مین اوسوقت کہ حضرت جاگتے تھے پھر فرمایا حضرت نے کہ نہین کوئی بندہ کہ کہے نہین کوئی معبود مگر اللہ پھر مرا اسی پر یعنی اس کلمہ کے اعتقاد پر اور خلاف اسکے نکہا اور نکچہ کیا مگر داخل ہوگا بہشت مین یعنی خواہ بعد عذاب کے گناہون پر داخل کرے اللہ تعالی بہشت مین یا یون ہی اپنے فضل سے بخشدے کہا مینے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے کہا مینے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے کہا مینے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے اور خاک آلودہ ہوئے ناک ابی ذر کے یعنی اگرچہ اس بات کو وہ مکروہ رکھے اور تھی ابوذر کہ جب بیان کرتے اس حدیث کو کہتے اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابی ذر کی **ف** بار بار ابوذر نے اس لیے پوچھا کہ عجب جانتے تھے اس بات کو اور روایت ہے عبادہ بن صامت رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص گواہی دے یہہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے وہ نہین شریک واسطے اوسکے اور تحقیق محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا اور تحقیق عیسیٰ بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا اور بیٹا لونڈی اوسکی کا ہے یعنے حضرت مریم کا اور کلمہ اوسکا ہی کہ ڈالا اوسکو طرف مریم کے اور روح ہے اوسکی طرف سے اور بہشت اور دوزخ حق ہی داخل کریگا اوسکو اللہ تعہ بہشت مین اوپر کسی عمل کے ہو یعنی مبتلا گنا ہو یا بری الذمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لیے کہتے ہین کہ کلمہ کن سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے اور روح اللہ اسلیے کہتے ہین کہ مردونکو زندہ کرتے تھے اور داخل کریگا اوسکو اللہ تعالیٰ بہشت مین یعنی بغیر عذاب کے یا بعد عذاب کے گناہون پر کذا فی مظاہر الحق اور جان تو کہ بیشک یہہ کلمہ لا الہ الا اللہ فارق ہی اور عروۃ الوثقیٰ ہی یعنی فرق کرنیوالا ہی کفر اور اسلام مین اور دستہ محکم ہی واسطے چنگل مارنیوالون کے اس مین سو جس نے کہا یہہ کلمہ زبان اور دل سے اور سمجھے معنی اسکے اور محبت رکھی اس سے اور اس کے اہل سے اور عداوت رکھی اوسکے مخالفون سے اور معاندون سے تو نجات پائی اوس نے اسلیے کہ صرف زبان سے کہنا اوسکا اور نہ سمجھنا اسکے معنی کو دل سے اور نہ محبت رکھنی اس سے اور اسکے اہل سے اور نہ عداوت رکھنی اسکے مخالفون سے مانند منافقون کے کہ درکہ اسفل مین ہونگے دوزخ کی نہین نجات دینے والا ہی اپنے کہنے والے کو اور اشارہ کیا طرف اس کے حدیث مذکور مین ساتھہ لفظ مخلصا کے اور ایک روایت مین خالصا من قلبہ اور ایک روایت مین وکفر بما یعبد من دون اللہ کے کہ جزا اوسکی جنت ہی یعنے جس نے کہا اپنے خالص دل سے اس کلمہ مذکورہ کو اور انکار کیا ساتھہ اوسکے کہ سوای اللہ تعہ کے پوجا جاتا ہی تو داخل ہوگا وہ جنت مین اور واضح ہو کہ یہہ مشتمل ہے نفی الوہیت ماسوی اللہ تعہ پر اور اثبات الوہیت پر اللہ تعہ کی اور نفی الوہیت کی شامل ہی جمیع ماسوی اللہ کو خواہ مرسلین ہون حتی کہ محمد صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم خواہ ملائکہ حتی کہ جبرئیل علیہ السلام علاوہ اولیا اور صالحین کے سو الوہیت ثابت ہوئی اس سے ساتھہ سب صفتون اپنی کے خاص اوس تعہ شانہ کو علاوہ مرسلین اور ملائکہ مقربین اور اولیا و صالحین کے کہ انکو اوس مین کچھ حصہ اور شرکت نہین سو جو لوگ اولیاء اللہ اور صالحین کی بیجا تعظیم کرتے ہین اور یہہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعہ نے انکو خلق مین سے خاص کرلیا ہی اور راضی ہوتا ہے اوس سے جو اون سے التجا کرے اور امید رکھے نفع ضرر کی اور ان سے فریاد چاہی اور واسطے حاجت برآری کے اونکو اپنے اور اللہ تعہ کے درمیان مین واسطہ گردانے سو یہی شرک ہی اسلیے کہ مشرکین مکہ وغیرہ بھی یہی کہتے تھے اور جو اعتقاد فی زماننا اکثر لوگ اولیاء اللہ سے رکھتے ہین یہی عقیدہ اونکا بھی تھا اپنے الہ باطلہ سے کہ وہ تصویرین صالحین کی تھین باوجود مقر ہونے اونکے کے ساتھہ وحدانیت اور الوہیت اور ربوبیت اور خالقیت اوس تعہ شانہ کے چنانچہ خبر دیتا ہے اسکی اللہ تعہ و تبارک سورہ یونس کے پانچوین رکوع مین قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون یعنی تو پوچھہ کہ کون روزی دیتا ہے تمکو آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھون کا اور کون نکالتا ہے جیتا مردے سے اور نکالتا ہی مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی سو کہین گے کہ اللہ تعہ تو کہہ پھر تم کیا ڈرتے نہین اور فرماتا ہے سورہ عنکبوت کے چھٹے رکوع مین ولئن سالتھم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر

لیقولن اللہ فانی یؤفکون یعنی اور جو تو اون سے پوچھے کس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور کام مین لگائے سورج اور چاند تو کہین گے کہ اللہ نے پھر کہان سے اولٹ جاتے ہین اور یہی کوع مین فرماتا ہی ولئن سألتہم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتہا لیقولن اللہ قل الحمد للہ بل اکثرہم لا یعقلون یعنی اور جو تو پوچھے اونسے کہ کس نے اوتارا آسمان سے پانی پھر جلا دیا اوس سے زمین کو اوسکے مرے پیچھے تو کہین گے کہ اللہ نے تو کہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہین بوجھتے انتہی سو سب مشرکین عرب کے مقر تھے ساتھ ان سب صفتون اوس تعم شانہ کے اور گواہی دیتے تھے اسکی اور پھر باوجود اسکے نہین داخل ہوئے وہ اسلام مین اور نہ حرام ہوے اہل اسلام پر مال اونکے اور خون اونکے باوجود یکہ سب عبادتین حج عمرہ صدقہ وغیرہ بھی کرتے تھے اور حرام چیزون سے خوف الہی سے پرہیز بھی کرتے تھے سو نہ نفع دیا اونکو ان کامون نے اسلیے کہ کفر کرتے تھے وہ ساتھ توحید الوہیت کے اور گواہی دیتے تھے وہ ساتھ اوسکے کہ وہ نہ عبادت کرتے اور نہ امید رکھتے اور نہ فریاد کرتے ہین سوای اللہ تعالی کے اور روزے اور ذبح کرنا ہی جانور کا واسطے غیر اوسکے کے خواہ کوئی ملک مقرب ہو یا نبی مرسل یا اور کوئی سوا اونکے سو جو کوئی یہہ کام کری واسطے غیر اوسکے کے وہ مشرک ہوگا اسلیے کہ مشرکین عرب جنسے حضرت نے قتال کیا وہ سب یہی کام کرتے تھے کہ صالحین کو مثل ملائکہ اور حضرت عیسی و عزیر علیہم السلام وغیرہم کو پکارتے تھے اور اونکے لیے ذبح جانور اور نذر نیاز وغیرہ کرتے تھے سو اس سے وہ مشرک ہوگئے اگرچہ خالق و رازق اور مدبر امور اللہ ہی کو جانتے تھے اون کو نہین جانتے تھے سو جب تو اسمین غور و تامل کریگا تو جان لے گا تو معنی لا الہ الا اللہ کے اور پہچان لے گا تو کہ تحقیق جو کوئی پکارے کسی فرشتہ یا کسی نبی یا ولی کو یا اونکی نذر کرے یا فریاد کرے اون سے سو بیشک نکل جاویگا وہ اسلام سے اسلیے کہ یہی کفر تھا اونکا اور اسی پر حضرت نے اون سے جدال و قتال کیے اگر اس زمانے کے لوگون مین سے کوئی کہین کہ ہم تو اللہ تعالی ہی کو خالق و رازق اور مدبر الامور جانتے ہین اور یہہ صلحا لوگ مقرب درگاہ الہی کے ہین سو ہم اونکو پکارتے ہین اور اونکی نذر مانتے ہین اور اون سے فریاد رسی چاہتے ہین کہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک آبرو والے ہین ہمارے سفارش کرینگے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ عین مذہب ابوجہل و مشرکان عرب اور مانند اونکی کا ہے اہل کتاب وغیرہ سے حضرت عیسی اور عزیر اور ملائکہ علیہم السلام وغیرہم کو پکارتے تھے اور اون سے یہی ارادہ رکھتے تھے چنانچہ اللہ تعا اول رکوع مین سورہ زمر کے فرماتا ہے والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی یعنی اور جنھون نے پکڑے ہین اوس سے ورے حمایتی کہ ہم لوگو پوجتے ہین سو اسطے کہ ہمکو پہونچا دیوین اللہ کی طرف پاس کے درجہ مین اور فرمایا سورہ یونس کے دوسرے رکوع مین ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یعنی پوجتے ہین ورے اللہ سے اوس چیز کو جو نہ برا کرے انکا اور نہ بھلا اور کہتے ہین کہ یہہ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس انتہی لیس جب خوب تامل کرے تو اسمین پہچان لیوے کہ تحقیق مشرک لوگ گواہی دیتے تھے ساتھ توحید ربوبیت الہی کے کہ وہ خالق ہونا اور مدبر امور ہونا اوسکا اکیلے اوسکے کا ہے اور پھر میل و رغبت کرتے تھی وہ طرف حضرت عیسی اور ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے اور قصد کرتے تھے وہ اس بات کا کہ تحقیق یہہ لوگ نزدیک کردینگے ہمکو اللہ تعا سے اور اوسکے ہماری سفارش کرینگے سو اس بات کو جان تو کہ آدمی

مسلمان نہین ہوتا ہے صرف نماز روزہ وغیرہ عبادت کرنے سے جبتک کہ اعتقاد اوسکا درست نہو جیسے کہ مشرکین عرب کہ حال
جنکا مذکور ہوچکا ہی اور یون ہی نصاری اور یہود کہ باوجود زہد اور تجرد کے کہ جنگلون مین تمام لوگون سے علیحدہ رہتے ہین اور رات
دن عبادت خدای تعالی کی کیا کرتے ہین اور باوجود اس سب کے وہ کافر ہین اور ہمیشہ دوزخ مین رہینگے سو یہہ صرف برای
اعتقاد اونکے کی ہی شان مین حضرت عیسی اور عزیز وغیرہما کے کہ ندا کرتے ہین وہ اونکو اور ذبح کرتے ہین وہ اونکے لیے جانور اور نذر
مانتے ہین وہ اون کی سو نہین ہی اسلام مگر وہی کہ دعوت کی طرف اوسکے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ جتنا ہے
ان کامون مذکورہ سے اور بجالانا اور کرنا خلاف انکے کا ہی اور بہت لوگ اس سے الگ کنارے پر ہین اور نہین سمجھتے ہین اسکو سو
ہوگیا اسلام اب غریب جیسے کہ تھا ابتدا مین سواے کہ بہائیو آگاہ ہو اور پکڑو اصل دین کو اپنے اور اول اوسکے اور آخر اوسکے کو او
جڑ اور سر اوسکا گواہی دینا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی اور پہچاننا معنی اوسکے کا ہی سو پہچانو معنی اوسکے اور دوست رکھو
اہل اوسکے کو اور ہو جاؤ آپس مین بھائی اور اگرچہ ہون وہ غلام اور کافر ہو جاؤ معبودون باطلہ سے اور دشمن رکھو اور بغض رکھو
اوسکے اہل سے یعنی اور جدال وقتال کرو اونسے اور جو کوئی نہ انکار کرے اون سے اور کہے مجھکو کچھ برائی اون سے نہین ہے اور
نہین تکلیف دی ہے اللہ تعالی نے ساتھ اسکے سو بیشک یہہ جھوٹ بولا وہ اور بہتان باندہا اوسنے اللہ تعالی پر بیشک اللہ تعالی نے
تکلیف دی ہے ساتھ اسکے اور فرض کیا ہی انکار کرنا اونسے اور بیزار ہونا اون سے یعنی اونکی عبودیت سے سب پر سونہ پاسداری
کرو آپس مین بھائی برادری کی اور خوب مضبوط پکڑو اسلام کو کہ ملو اپنے پروردگار سے اوسی حال مین کہ شرک کیا ہو تمنے اللھم توفنا
مسلمین والحقنا بالصالحین امین احب ربنا دعائنا بفضلک وایات کتابک المبین اور خوب جان لو کہ ہمارے اس
زمانے کے لوگون کا شرک اعظم اور اکبر ہے اون لوگون کے شرک سے کہ قتل کیا اونکو اوپر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے
اللہ تعالی سورہ بنی اسرائیل کے چھٹے رکوع مین فرماتا ہی واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم
وکان الانسان کفورا یعنی اور جب تم پر تکلیف پڑے دریا مین بھولتے ہو جنکو پکارتے تھے اوسکے سوا پھر جب بچالایا تمکو طرف
جنگل کے ٹلا گئے اور ہے انسان بڑا ناشکر انتہی سو اس آیت مین اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب مشرکان عرب وغیرہ پر کوئی سختی آتی
تو اوسوقت چھوڑ دیتے دعا اور التجا کرنی معبودون باطلہ سے اور خالصا مخلصا اللہ وحدہ لا شریک لہ کو پکارتے اور اوسی سے
فریادرسی چاہتے پھر جب وہ تکلیف اونکی جاتی رہتی تو پھر کفر اور شرک کرنے لگتے اور اب اس زمانے کے مشرکون کو دیکھا تو بعض
اونمین سے وہ ہین کہ علم وفضل اور زہد رکھتے ہین جب اونکو کوئی شدت یا حاجت پیش آتی ہی تو بے تامل وہ سوای اللہ تعالی کے مانند
معروف کرخی اور عبد القادر جیلانی کے یا اون سے بڑون کو مثل زید بن خطاب اور زبیر وغیرہ کو یا اونسے بڑون کو مثل محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہین اور اونسے اپنی حاجت روائی چاہتے ہین اور اونکی نذر نیاز مانتے ہین برعکس
ہوگیا حال پس اللہ تعالی ہے مستعان اور بڑا اور دانا ہی کہ تحقیق یہہ لوگ پناہ ڈہونڈتے ہین ساتھ معبودون باطلہ کے کافرون
اور سرکش جنون اور چاند اور سورج اور ادریس اور یوسف علیہما السلام اور مانند انکے سے اللہ تعالی ہدایت کرے سبکو آمین ثم آمین

ہذا خلاصۃ تقریر شیخ العالم الفاضل المحقق محمد بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فی تفسیر لا الہ الا اللہ کہتے ہین سہل بن بیضا کہ یہہ فرمائی اس حدیث کے یعنی من شہد ان لا الہ الا اللہ الخ ایک بڑا سانپ اوپر دکہائی دیا کہ آدمی اوس سے ڈر گئے اور راہ سے الگ ہوگئی وہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مقابل آکر کھڑا ہوگیا آدمی اوسے دیکھکر ڈرتے تھے اور تعجب کرتے تھے پھر وہ راہ سے ایک طرف ہوکر دور کھڑا ہوگیا پھر آدمی حضرت کے پاس اکٹھے ہوگئے حضرت نے اوس وقت ارشاد کیا کہ تمنے جانا کہ یہہ کون ہی عرض کی سبنے کہ خدا اور رسول اوسکا خوب جاننے والا ہی آپنے ارشاد کیا کہ یہہ اون جنات مین سے ہے کہ مین میرے پاس آئے تھے اور مجہسے قرآن کو سنا تھا اسکا مکان اسی نواح مین ہی اوسنے چاہا کہ جو رسول خدا اوسکے مسکن مین پہونچا تو جو مہمانداری کے حقوق سے ہون اونکو ادا کرے سو اسلیے میرے پاس آیا اور مجہکو سلام کیا اور مشکل باتین مجہ سے پوچھین اور جواب ونکا سنا اور وہ جو وہان کھڑا تھا تو تمکو سلام کرتا تھا تب سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوسکے سلام کا جواب دیا کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے فرمایا حیوا عباد اللہ من کانوا یعنی تحیت بجا لاؤ یعنی سلام علیک کرو اللہ تعالی کے بندون کو جو کوئی کہ ہون اور خوارزمی نے ترجمہ مستقصی مین لفظ حیوا کو تصحیف کرکے احبوا پڑھا ہی اور اوسکا ترجمہ یون کیا ہے کہ دوست رکہو خداوند تعالی کی بندونکو جو کوئی کہ ہون اور یہہ معنی از روی روایت اور درایت کے صحیح نہین واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفی اللہ عنہ ومن اللہ یہ کہتا ہی کہ فرمایا اللہ نے فرقان حمید مین واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ان اللہ کان علی کل شئی حسیبا یعنی اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اوسکو اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنیوالا اور شلاً کوئی کہے السلام علیکم تو جواب ہی اوسکا جواب اگر برابر چاہے تو علیکم السلام اور اگر زیادہ ثواب چاہے تو ورحمۃ اللہ بھی اور اگر اوسنے یون کہا تو آپ کہو وبرکاتہ انتہی کذا فی موضح القرآن اور تفسیر احمدی مین ہے کہ جمہور کے نزدیک مراد تحیت سے سلام ہے اور آیت دلالت کرتی ہی اوپر وجوب ہونے جواب سلام کے اور جواب سلام کا صرف ساتھ لفظ وعلیکم السلام کے فرض کفایہ ہی جبکہ سلام کرے جماعت پر بغیر تعیین نام کسی کے اور فرض عین ہی جو تعیین کرکے کسی پر سلام کرے اور جواب دینا ساتھ احسن کے اوس سے یہہ افضل ہی اور مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا ساتھ لفظ السلام علیکم کے آپنے اوسکے جواب مین فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور ایک دوسرے شخص نے حضرت کو سلام کیا ساتھ لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے آپنے اوسکے جواب مین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ایک شخص نے اونکو سلام کیا کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا وعلیک السلام اوسنے عرض کی کہ تقصتنی یعنے آپنے کمی کی میرے سلام کے جواب مین اور اللہ تعالی نے فرمایا واذا حییتم الخ آپنے اوسکے جواب مین ارشاد کیا تونے میرے لیے کچہ فضیلت باقی نہین چھوڑی اسلیے مینے تجہپر اسیقدر سلام کا جواب دیا انتہی اور یہہ بھی اوسمین ہے کہ تقدیر آیت کی یون ہے فحیوا باحسن منہا ان کان المسلم من اھل الاسلام یعنی پس جواب سلام کا دو بہتر اوس سے اگر ہو سلام کرنے والا اہل اسلام سے او ردوھا بذلک القدر ان کان من اھل الذمۃ یعنی یا جواب دو اوسکو اسیقدر اگر ہو سلام کرنے والا ذمی اسلیے کہ فرمایا علیہ السلام نے اذا اسلم علیکم اھل الکتاب فقولوا علیکم ای علیکم ما قلتم یعنی جب سلام کرے

تجھکو یہودی یا نصرانی پس کہو تم اور سکے جواب مین وعلیکم یعنی تجہپر ہے وہ کہ کہا تو نے اس سے سمجہا گیا جواز جواب دینے کا سلام ذمی کے مگر اختلاف کیا گیا ہے ابتدا سلام مین ذمی پر سو رخصت کیطرف گئے ہین بعض علما وقت احتیاج کے اوسکی طرف اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہین کہ نہین جایز خط کتابت مین ہو یا غیر مین اسکے اور کہا امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہ نہ سلام کرو اونکو اور نہ مصافحہ کرو اونسے اور جب داخل ہو اونپر تو کہو السلام علی من اتبع الھدی اور درست ہے ایسی دعا اونکے لیے کہ امور دنیاوی مین ہو اور چاہیے کہ سلام کرے آدمی جب اپنے گہر مین جاوے اپنی بیوی پر اور چلنے والا سلام کرے بیٹھے ہوے پر اور سوار پیادہ پر اور سوار گہوڑیکا گدھے کے سوار پر اور چہوٹا بڑے کو اور چہوٹی جماعت بڑی جماعت پر اور جب دو مسلمان ملین تو ہر ایک ابتدا کرے سلام کی اور سبقت کرے ایک دوسرے پر آپس مین اور نہ سلام کرے شطرنج باز اور نرد باز پر اور مغنی پر یعنے گانے والے پر اور پیشاب کرنے والے اور جاضرورپہرنے والے پر اور کبوتر اوڑانے والے پر اور ننگے نہانے والے پر حمام مین بغیر عذر کے اور نہ جواب دے سلام کا بیچ خطبہ کے اور قرآن شریف کی تلاوت مین کہ پکار کر پڑہتا ہو یا روایت کرتا ہو حدیث کی اور علم دین کی مذاکرہ کے وقت اور جب اذان ہوتی ہو یا اقامت کہی جاتی ہو کذا فی تفسیر الاحمدی اور ایک حال اون مین سے یہہ ہے کہ ایک دن حضرتؐ نے فرمایا کہ کل کو چاشت کے وقت چشمہ تبوک پر پہونچوگے تو چاہیے جو کوئی تم مین سے پہلے اوسپر پہونچے تو وہ اوسمین ہاتھ نڈالے جبتک مین نہ آجاؤن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہم تبوک پر اوسی وقت جسوقت کہ حضرتؐ نے فرمایا تہا پہونچے اور دو آدمی ہم مین سے پہلے وہان پہونچ گئے تہے اور پانی کی ایک دہار اوس چشمہ سے نکلتی تہی آپنے اون سے پوچہا کہ تمنے اس مین ہاتہ تو نہین ڈالا ہے اونہون نے عرض کی کہ ہان ڈالا ہے آپنے اون کو جہڑکا اور بہت برا کہا بعد اسکے فرمایا کہ تہوڑا سا پانی اس مین سے لاؤ اونہون نے ایک برتن مین لا کر حاضر کیا آپ نے اوس مین اپنا دست اور چہرۂ مبارک کو دہویا اور اوس دہوون کو اوس چشمے مین ڈالدیا پہر اوسی سے بہت سا پانی ابلنے لگا کہ تمام لشکر نے اوس مین سے پانی پیا پہر حضرتؐ نے معاذؓ سے فرمایا کہ اے معاذ اگر تیری عمر ہوئی تو تو یہان پر بہت سا پانی پاویگا اسقدر کہ دونون کنارے نالے کے بہر جاوینگے اور وہان پر بیس روز رہنے کا اتفاق پڑا وہان پر بہی معجزات بہت سے ظہور مین آئے اور ایک حال اون مین سے یہہ ہے کہ پانچ شخص صحابہ مین اس غزوہ سے تخلف کرکے بیٹہہ رہے تہے بغیر عذر کے اور بغیر کسی سبب و شک کے ایک ابوذر غفاریؓ اور دوسرا ابو خیثمہ سالمیؓ اور تیسرے کعب بن مالکؓ اور چوتہے مرارہ بن الربیع عمریؓ اور پانچوین ہلال بن امیہ اُمیؓ مگر حال ان تین پہلون کا بعد اس غزوہ کے لکہا جاویگا انشاء اللہ تعالی اور دو کا حال بیان ہوتا ہے سو ابوذر غفاریؓ حضرتؐ کے پیچہے سے گئے اونکا اونٹ راہ مین تہک گیا جو اسباب ضروری تہا اوسکو اونہون نے اپنے کندہے پر رکہا اور چلے حضرتؐ منزل تبوک مین تہے کہ ابوذرؓ دور سے لوگون کو نظر پڑے اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیادہ یا تنہا آتا ہے آپنے فرمایا ابوذر ہے جب وہ اور نزدیک پہونچے تب خوب تامل سے لوگون نے دیکہا تو کہا کہ واللہ وہ ابوذر ہے جب حضرتؐ کے پاس آئے حضرتؐ کہڑے ہوگئے اور مرحبا کہا اور فرمایا رحم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ یعنی رحم کرے اللہ تعالی ابوذر کو کہ چلتا ہے اکیلا اور مرے گا اکیلا اور قیامت کو اوٹہے گا اکیلا انتہی رضی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو مشہور ہے کہ کوئی قطعہ مین کا نہین

کہ جسمین مروی ہے مدفون ہین سو وہ غلط ہے واللہ اعلم پھر حضرت نے اون سے پوچھا کہ کیا حال گذرتے ہوا اونھون نے سب قصہ اونٹ کی تھک جانے
کا اور اوسکے چھوڑ دینے کا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم میرے بڑے عزیز ہو اون سے جو میرے اہل سے وہان رہ گئے ہین جو قدم کہ تمنے
اٹھایا رکھا ہی اللہ تعالی اوس شمار سے تمھاری گناہ معاف کرے گا کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضی کے زمان خلافت مین ابوذر رضی کو بسبب کسی
مصلحت وقت کے مدینے سے نکال دیا تھا سو وہ طرف ربذہ کے رہا کرتے تھے یہان تک کہ وقت رحلت اونکی کا پہونچا اوس وقت اونکے
پاس کوئی آدمی نتھا مگر اونکی بیوی اور غلام اونکا اونکو وصیت کی کہ تم مجھے نہلا کر اور کفنا کر راہ مین رکھدینا اور جو شخص سوار اول
اوس راہ پر گذرے اوسے کہدینا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے سو تم ہماری مدد کرو اسکے دفن کرنے مین
پھر جب اونھون نے انتقال فرمایا تب بموجب وصیت اونکے عمل کیا پھر اول جماعت کہ ادھر گذری اون مین عبداللہ بن مسعود رض تھے
ساتھ اونکے عراق سے عمرہ کرنے کو جاتے تھے جنازہ راہ پر رکھا ہوا اونھون نے دیکھا غلام نے اوٹھکر کہا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے
صاحب رسول اللہ تم مدد کرو عبداللہ بن مسعود رض یہ سنکر بے اختیار پکار کر روئے اور کہا کہ صدق رسول اللہ تمشی وحدک وتموت
وحدک وتبعث وحدک یعنی سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ چلے گا تو اکیلا اور مرے گا تو اکیلا اور
اوٹھایا جاویگا تو اکیلا پھر اونٹ سے اوترکر اونھون نے اون پر نماز پڑھی اور اون کو دفن کیا کذا فی روضۃ الاحباب اور اونکو
ابوذر جندب بن جنادہ بھی کہتے ہین مسلمانون قدیم مین سے ہین مکہ معظمہ مین اسلام لائے پانچوین شخص ہین اسلام مین پھر پھر چلے
گئے تھے اپنی قوم مین اور وہین رہا کرتے تھے یہان تک کہ آئے حضرت کے پاس مدینے مین غزوہ خندق کے بعد پھر ربذہ مین مرے سنہ ۳۲
مین اور تھے وہ عابد پہلے بعثت سے اور روایت کی ہے ان سے بہت لوگون نے صحابہ اور تابعین مین سے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ
اور کہا صاحب فتح المبین فی شرح الاربعین نے کہ جندب بن جنادہ ساتھ تینون حرکتون پہلے کے اور کہا گیا ہے جندب بن عبد اور
کہا گیا جندب بن عبد السکن اور ایسے ہی خلاف کیا گیا اونکے دادا اور پردادا مین بلکہ اوپر اونکے بھی مگر سب تقدیر پر وہ غفاری ہین
جمع ہوتے ہین ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کنانہ مین روایت کی گئی اونسے کہ کہا اونھون نے مین چوتھا آدمی اسلام
کا ہون اور کہا جاتا ہے پانچوین اسلام کا پہلے مسلمانون مین سے اور تعریف کی اونکی حضرت نے کئی حدیثون مین ساتھ اسطور کے
کہ تحقیق وہ بہت سچے آدمیون کے ہین کلام مین اور صحیح ایک روایت ہے نہین سایہ کیا آسمان نے اور نہ اوٹھایا زمین نے بہت سچا
کلام ابوذر سے اور وہ پہلے اونکے ہین کہ سلام کیا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ تحیۃ السلام کے اور کہا حضرت علی رض
نے اونکے حق مین یہ گٹھری ہے بھری گئی علم سے پھر بند باندھا گیا اوسپر پس نہ نکلا اس مین سے کچھ یہانتک کہ وفات پائی اور
مروی ہے اون سے دو سو اکتیس حدیث متفق علیہ شیخین کی اون مین سے بارہ ہین اور منفرد ہوا بخاری دو حدیثون مین
اور مسلم سترہ مین مرے ربذہ مین سن اکتیس یا تیس مین اور حال ابوخثیمہ رض کا یہ ہے کہ بعد تشریف لے جانے حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم کے ایک روز ابوخثیمہ رض اپنے گھر مین آئے اور اوس دن سخت گرمی تھی اور اون کی دو بیبیان تھین ہر ایک بیوی
اونکی ایک ایک جھونپڑے مین بیٹھی تھی اور خوب جھاڑ بہار کر مکان کو صاف کر رکھا تھا اور چھڑکاؤ کیا تھا اور کوزی سرد پانی کے

بھرے ہوئے رکھے تھے اور کھانا نفیس پکایا تھا ابو خثیمہ جب جھوپڑی کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور اپنی بیبیون کو دیکھا اور ادونکی تمام وضع اور ترتیب کو دیکھا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیابان میں اور شدت حرارت آفتاب میں اور گرم ہوا میں ہون اور ابو خثیمہ ٹھنڈے سایہ میں ہو جہان ٹھنڈا پانی اور نفیس کھانا مہیا ہی اور خوبصورت عورتون کی ساتھ مصاحبت اور معاشرت کرے یہ تو انصاف سے نہایت بعید ہی قسم خدا کی ان جھوپڑون سے کسی جھوپڑی مین نجاونگا جبتک کہ حضرت صلعم سے جاکر شامل ہون پھر تھوڑا سا کھانا واسطے زاد راہ کے لے لیا اور اونٹ اپنے کو کھینچکر اور زاد راہ لادکر روانہ ہوئے اونکی بیبیون نے کچھہ کہا اونھون نے کسی کی بات نسنی اور جاتے جاتے منزل تبوک مین آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور سبب اپنے آنی کا عرض کیا آپ نے دعای خیر اونکے واسطے کی کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک حال اون مین سے یہہ ہے ایک فقیر فقرا صحابہ مین سے بلکہ حقیقت مین وہ امرا احباب سے ہین نام اونکا عبد اللہ اور لقب اونکا ذو البجادین ہے اور وہ بندی خاص باخلاص اللہ تعالیٰ کے تھے یہہ قصیدہ ذوق اور لذت افزا اونکا ہی مروی ہی کہ عبد اللہ نام ایک شخص تھے قبیلہ مزینہ مین سے کہ باپ اونکا مر گیا تھا وہ یتیم رہگئے تھے اور کچھہ مال اونکے پاس نتھا اونکا چچا اونکی پرورش کرتا تھا جب وہ بڑے ہوئے تو اونکے پاس بہت ہوگئی اور اون کے دل مین محبت ایمان کی ہمیشہ جاہتے تھے کہ ایمان سے مشرف ہوکر مسلمان ہون مگر چچا کی خوف سے حضرت کی پاس جا نسکتے تھے اور اس سعادت عظمی سے مشرف ہوسکتے تھے یہانتک کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ سے لوٹے اونھون نے اپنے چچا سے کہا کہ ای چچا ایک مدت دراز ہوئی تب سے مین تیرے ایمان لانے کا منتظر ہون اور ابتک بیٹھے ہو اور میل متابعت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تجھہ مین نپایا اور اب مجھکو اپنی عمر پر آگے اعتماد نہین ہی اب مجھے اجازت دی تو مین جاؤن اور مسلمان ہو آؤن اوسنے کہا کہ قسم خدا کی اگر تو محمد کی متابعت کرے گا تو جو کچھہ مینے تجھکو دیا ہی وہ سب چھین لونگا یہانتک کہ تیری ازار اور چادر جو تیرے پاس ہے وہ بھی اوتار لونگا ادنھون نے کہا قسم خدا کی مین مسلمان ہونگا اور متابعت دین محمدی کی کرونگا اور شرک اور بت پرستی چھوڑ دونگا اس مین جو تو چاہے سو کر اور جو کچھ پاس مال و متاع ہے وہ تو لے لے مین اوس سے خود بیزار ہون جو آخر ایک روز یہہ سب چھوڑنا ہی تو اوس کے لیئے دین کو نہین چھوڑ سکتا ہون الحاصل جو کچھہ اونکی پاس تھا سب چھوڑ کر تنہا اور برہنہ اپنی ماں کے پاس گئے اون کی ماں نے حال پوچھا اونھون نے کہا کہ مین بت پرستی اور دنیا طلبی سے بیزار ہون اور چاہتا ہون کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤن اور ایمان لاؤن اور مومن موحد ہون تو مجھکو کچھہ دے کہ اوس سے اپنا ستر چھپاؤن اوسنے اون کو ایک کملی دی اونھون نے اوسکے دو ٹکڑے کیے ایک کا تہبند بنایا اور ایک کی چادر اسی سبب سے اونکا لقب ذو البجادین ہوا یعنی صاحب دو کملیون کے بجاد صاحب بے اور جیم اور دال کے زبر سے اوپر وزن کتاب کے سخت کملی کو کہتے ہین پھر بعد اسکے وہ متوجہ ہوئے خدمت فیض درجت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے **ابیات مولانای روم**

زہد و تقوی اگر بدم در دین کیش	زانکہ سیدیدم اجل را پیش پیش	چون باخر فرد خواہم ماندن	خو نباید کرد با ہر مرد و زن
رو بخواہم کرد آخر در لحد	آن بہ آید کہ کنم خو با احد	چون زنخ را بستہ خواہم ای صنم	آن بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
ای بزربفت تن آموختہ	آخر ست جامہ نادوختہ	رشتی بکار آید کرو ی ستیم	دل چرا در بیوفایان بستہ ام

از عقول و از نفوس پر صفا	تا ہمی آید بجان کامی سوفا	یار گانی نیست روزہ یافتی	رو بر یاران کہن جز تابستے
شاد از وی شو مشو از غیر وی	او بہار ست و دگر ہا ماہ دی	ہر چہ غیر اوست استدراج تست	گر ہمہ تخت و ملکت ست تاج تست

حاصل کلام کا یہ ہے کہ صبح کا وقت تھا جب وہ مدینہ میں پہونچے اور مسجد نبوی میں تکیہ لگا کر بیٹھ رہے جب حضرت نماز کو تشریف لائے تو نظر مبارک حضرت کی اونپر پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے بعد نماز صبح کے جو موافق عادت شریف کے تلاش لوگون کی کی اس میں نظر اون پر پڑی پوچھا تو کون ہے اونھون نے عرض کی کہ غریب مسافر عاشق جمال و طالب وصال تمہارا ہون اور نام میرا عبد العزی ہے آپنے فرمایا کہ نام تیرا عبد اللہ اور لقب تیرا ذو البجادین ہے ہمارے پاس رہا کر سو وہ عبد اللہ صحابہ صفہ میں کے وہ مہمان حضرت کے تھے رہنے لگے اور قرآن مجید حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے سیکھنے لگے اون دنون لوگ درستی سامان لشکر تبوک میں مشغول تھے اور وہ مسجد میں با آواز بلند ذوق و شوق سے قرآن شریف پڑھتے تھے حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اعرابی قرآن شریف پڑھنے میں آواز بلند کرتا ہے اور مزاحم قرآن اور نماز کا لوگون کی ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ اے عمر چھوڑ دے اسکو یہ باہر نکلا ہے ہجرت کرکے طرف خدا اور رسول اوسکے کے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب حال اس حیرت میں کہ ما ہوا وہی حالت سکر اور بیہوشی میں معذور اور بیان ہوا اور حدیث سے بیعت دریافت ہوا کہ ہجرت ہمیشہ باقی ہے اور وہ جو ارشاد ہے قول حضرت کا لا ہجرۃ بعد الفتح کے یہ ہے کہ ہجرت مخصوص مکہ سے طرف مدینہ کے اب نہیں ہے نہ ہجرت تمام اور حقیقت میں مہاجر وہی ہے جو ہجرت کرے نواہی الہی کی سے طرف اوامر اوسکے کے پھر جب غزوہ لشکر چلا تو وہ حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ راہ مولا میں شہید ہون آپ نے ارشاد کیا کہ تم ایک درخت کی چھال لاؤ تب ببول کے درخت کی چھال لیکر آئے آپنے اوسکو اونکی بازو پر باندھ دیا اور دعا کی کہ خداوندا میں نے اسکے خون کو کفار پر حرام کیا پھر اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مقصود میرا شہادت ہے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تو راہ خدا میں ساتھ نیت غزا کے جاتا ہے اگر تجھے تپ آ پکڑے گی یہی تپ سے تو مرے گا اور تو شہید ہے پھر وہ اس سفر میں آپکے ہمراہ رکاب ہوئے تبوک میں پہونچکر اون کو تپ شروع ہوئی اور اوسی میں وہ مر گئے بلال بن حارث مزنی کہتے ہیں کہ رات کا وقت تھا جب اونکو دفن کیا دیکھا میں نے کہ بلال موذن کے ہاتھ میں چراغ تھا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اونکی قبر میں اوترے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اونکو قبر میں اوتارتے تھے حضرت دونون صاحبون سے فرماتے تھے کہ ادنیا الی اخاکما یعنی قریب کرو تم دونون طرف میرے بھائی اپنے کو پھر آپ نے اونکو لحد میں رکھا اور اینٹ اوس پر چنین اور فرمایا کہ الہی بار خدایا میں رات کو اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا لیتنی کنت صاحب اللحد یعنی کاشکے میں ہوتا صاحب اس لحد کا راضی ہو اللہ تعالی اون سے اور سب صحابہ سے

نظم

چو ظلمت شد اختیار آب حیات	نہادند صدیق و فاروق شد	تنی پاک او را بقبرے کہ بود	بلال آن زمان شمع در دست داشت
نبی خود بقبر شد قدم رنجہ داشت	چو گشتند فارغ ز تدفین وی	نبی گفت کای رب قیوم حی	من امروز راضی بودم تو ہم
برضامند باش و کنش محترم	زہی اشتیاق ابن مسعود زد	کہ کای کاش بودی مرا این لحد	کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب

وغیرہ اور ایک حال اون مین سے یہہ ہی کہ ایک شخص نے بنی سعد بن بکر مین سے کہا کہ مین حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور آپ تبوک مین تہی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپکے پاس بیٹھی تہی اور وہ جو آدمی تہے اور سا تواں مین حضرت تہے مینے سلام کیا آپنے جواب دیا اور فرمایا کہ بیٹھ جا مینے کہا یا رسول اللہ اشہدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور بیشک تم رسول اللہ کے ہو آپنے فرمایا کہ افلح وجہک یعنی فلاح پائی تیری مونہہ نے بعد اسکے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ہمارے لیے کہانا لاؤ بلال رضی اللہ عنہ نے ایک دسترخوان چمڑے کا بچہا دیا اور تہوڑا سا ملیدہ کہجورون اور روغن اور پنیر کا لاتے اور اوسپر کہا آپنے فرمایا کہ کہاؤ ہم سب نے اوس سے پیٹ بہر کر کہایا پہر مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر مین اکیلا اس سب کو کہاتا تو ہرگز میرا پیٹ نہ بہرتا یہہ کیا بات ہے کہ ہم سب شکم سیر ہوگئے آپنے فرمایا الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء والمؤمن یاکل فی امعاء واحد یعنی تحقیق کافر کہاتا ہی سات آنتون مین اور مومن کہاتا ہی ایک آنت مین کہتے ہین کہ آدمی کے پیٹ مین سات آنتین ہین اور یہان مراد ایک آنت اور سات آنتون سے قلت حرص اور کثرت حرص سے ہے یعنی مسلمان حرص کم کرتا ہے کہانے کی اور کافر حرص زیادہ کرتا ہی اور یہہ باعتبار اکثر اور اغلب کے ہے یا مراد ہے ایک شخص خاص کہ حالت اسلام مین کم کہانے لگا اور حالت کفر مین بہت کہاتا تہا یا مراد مومن کامل الایمان ہی کہ بسبب برکت ذکر الہی کے اور نور معرفت ایمان کے سیر ہوتا ہی رغبت اور خواہش طرف کہانے کے بہت نہین ہوتی بخلاف کافر کے اور حقیقت مین تنبیہ ہے اسپر کہ مومن کی شان سے یہہ ہے کہ لازم پکڑے صبر اور قناعت کو اور زہد اور ریاضت کو اور اکتفا کرے حد ضرورت پر اور خالی رکہے معدہ کو کہ باعث نورانیت دل اور صفائی باطن اور شب بیداری وغیر ذلک کا ہی مذکور ہے کہ ایک فقیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اوسنے کہانا بہت کہایا آپنے فرمایا کہ بار دیگر اسکو میرے پاس نہ لانا علت اوسکی یہہ لکہی ہے کہ وہ مشابہ کفار کے ہوا اس صفت میں اور جو کوئی مشابہت کفار کے ساتہہ رکہے صحبت اوس کی ساتہہ نرکہنی چاہیے اور زیادہ کہانا نزدیک عقلا اور صاحبان ہمت اور خداوندان سعی کے محمود ہے اور خلاف اسکا مذموم و مردود ہے مگر ہان جب بہوک حد افراط کو پہونچی اور سبب ضعف بدن اور ضعف قوای جسمانی کا ہوا اور کام کاج سے باز رہا تب کم کہانا منافی طریقہ حکمت کے ہے اور شان مومنین سے یہہ ہی جو فرمایا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے کہ کہانا ایک [illegible] کفایت کرتا ہی دو کو اور کہانا دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور کہانا چار کا کفایت کرتا ہی آٹھ کو یعنی جو کہانا ایک کو کفایت کرے وہ دو کو کفایت کرتا ہے بطریق قناعت کے اور قوت دیتا ہی اونکو طاعت پر اور دور کرتا ہی اونسے ضعف کو نہ یہہ کہ سیر کرتا ہے دونون کو غرض یہہ ہی کہ آدمی کو قناعت کرنی چاہیے پیٹ بہرنے سے کم پر اور صرف کرنا زائد کو محتاج پر کذا فی المشکوۃ و مظاہر الحق وہی شخص کہتا ہی کہ دوسرے دن وقت چاشت کے پہر مین حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا کہ وہ وقت کہانے کا تہا اس نیت سے کہ دیکہون مین کہ وہ جیسے بارے یقین کا ہوسے دیکہا مینے کہ دس آدمی آپکے پاس بیٹہے تہے آپنے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمکو کہانا دو بلال رضی اللہ عنہ نے توشہ دان سے ایک مٹہی خرمے نکالے آپنے فرمایا اخرج ولا تخف من ذی العرش اقلالا یعنی نکال اور نہ ڈر صاحب عرش سے کم ہونے رزق سے پہر بلال رضی اللہ عنہ وہ توشہ دان اوٹہا لائے اور سب خرمے اپنے آگے بچہا دیئے

وہ سب میرے ہی ایک کل میں دوند یعنی آدہا صاع تھے آپ نے اونپر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کلوا بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر سب
نے کھانا شروع کیا میں بھی اونکے ساتھ کھاتا تھا اور بہت رغبت رکھتا تھا اتنے خرمے تھے اون میں سے کھائی کہ پھر مجھکو رغبت نرہی
اور وہ خرمے جتنے تھے اتنے ہی باقی رہے کہ گویا ایک خرما بھی اوسمیں سے نہیں کھایا گیا تمیم دیر تک بیٹھے یہی مشاہدہ کیا کذا فی
روضۃ الاحباب اور ایک حال اون میں سے یہہ ہے کہ ایک رات تبوک میں ہوا سخت چلی حضرت نے فرمایا کہ یہہ ہوا اوسکی موت
منافق کے چلتی ہے پھر جب مدینے میں پھر کر آئے تو معلوم ہوا کہ ایک منافق مدینے میں اوسی رات کو مرا تھا اور ایک حال اون میں
سے یہہ ہے کہ ایک رات کو تبوک میں حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اوٹھکر اپنے دست مبارک سے جو کے توبرے کو اپنے گھوڑے کے
چرہایا اور نام اوس گھوڑے کا ظرب تھا اور پشت وشکم اوسکا اپنی چادر سے پونچھتے تھے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ چادر مبارک
کیا اس کام کے لائق ہے آپنے فرمایا کہ تم کیا جانو شاید حضرت جبرئیل نے مجھکو اسکا حکم کیا ہو اسلیے کہ کل رات کو فرشتے گھوڑے کے اچھی طرح
رکھنے کے لیے مجھپر عتاب کرتے تھے اور کوئی مسلمان نہیں ہے کہ راہ خدا میں گھوڑے کو جہاد کی نیت سے باندھے مگر اللہ تعالی ہر دانے کے عوض
کہ اسکو کھلاویگا ایک ایک نیکی لکھے گا اور برائی اوسکی مٹادیگا پھر عرض کی صحابہ نے کہ یا رسول اللہ کون سی قسم گھوڑے میں سے اچھی
ہے آپنے ارشاد کیا خیر الخیل الادہم الاقرح الارثم ثم الاقرح المحجل طلق الیمین فان لم یکن ادہم فکمیت علی ہذہ السیمۃ
یعنی اچھا گھوڑوں میں وہ گھوڑا ہے کہ رنگ اوسکا بہت سیاہ ہو اور پیشانی پر اوسکے تھوڑی سی سپیدی ہو اور اوپر کا ہونٹھ بھی سپید
ہو پھر بعد اسکے اچھا وہ گھوڑا کہ پیشانی اوسکی سپید ہو اور تین پیر اوسکے سپید ہوں اور ایک پیر اوسکا سیاہ ہمرنگ بدن کے ہو اور اگر وہ
سیاہ گھوڑا تو کمیت ہو اس رنگ اور نشان کا کہ موصوف ہو ساتھ ان صفتوں کے یعنی کمیت ہو اقرح ارثم محجل طلق الیمین کذا فی
روضۃ الاحباب مترجم عفی اللہ عنہ ومن والدیہ کہتا ہے اس حدیث کو روایت کیا ترمذی نے اور نہایہ میں ہے ما خیر الخیل الاقرح طلق
الیمنی ای مطلقہا لیس فیہا تحجیل یعنی اچھا گھوڑوں میں وہ گھوڑا ہے کہ تھوڑی سی سپیدی ہو اوسکی پیشانی میں اور سپید
ہو داہنا ہاتھ اوسکا یعنے ہمرنگ تن کے ہو نہو اوس میں سفیدی اور فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے علیکم من الخیل بکل
کمیت اغر محجل او اشقر اغر محجل او ادہم اغر محجل قیل لابی وہب لم فضل الاشقر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث سریۃ فکان اول
من جاء بالفتح صاحب اشقر یعنی اختیار کرو تم گھوڑوں میں سے ہر کمیت کو کہ پیشانی میں اوسکی سفیدی ہو اور چاروں پیر اوسکے
سپید ہوں یعنی پچکلیان ہو یا تین پیروں اور پیشانی میں سپیدی ہو یا دو پیروں اور پیشانی میں سفیدی ہو یا اشقر یعنے وہ گھوڑا
کہ یال اور دم اوسکی سرخ ہو یہی صفت مذکورہ کے ساتھ یا اشکی یہی صفات مذکورہ کے ساتھ ہو پوچھا گیا ابو وہب سے کہ راوی اس
حدیث کے ہیں کہ کسواسطے فضیلت دیا گیا اشقر کہا اونھوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تھا یعنی کسی لڑائی
پر سو پہلے جو فتح کی خبر لایا وہ اشقر گھوڑے کا سوار تھا اور فرمایا ارتبطوا الخیل وامسحوا بنواصیہا واکفالہا وقلدوہا ولا تقلدوہا
الاوتار یعنی باندھو تم گھوڑوں کو اور پونچھو اونکی پیشانیوں کو اور پٹھوں کو اونکی اور گنڈا ڈالو اونکے اور نہ ڈالو گنڈا تانت کا کہ ایام
جاہلیت میں تانت کا گنڈا گھوڑوں کے گلوں میں ڈالتے تھے کہ نظر نہ لگے سو اسکو آپ نے منع فرمایا کہ تقدیر اللہ تعالی کی کچھہ پھیر نہیں سکتی

اور فرمایا کہ برکت گھوڑے کی بیچ شقر اوسکے کے ہے یعنی اشقر مبارک ہوتا ہی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ الشکال فی الخیل یعنی اور تھے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کہ مکروہ رکھتے تھے اشکل گھوڑی کو اور شکل وہ ہی کہ داہنا پانوں اور بایاں ہاتھ اوسکا سفید ہو یا عکس اسکے اور کہا گیا ہی کہ اشکل وہ ہے کہ تین پانوں اوسکے سفید ہوں اور ایک ہمرنگ بدن کے یا ایک پانوں سفید ہو اور تین ہمرنگ بدن کے اور نہیں ہوتا ہے شکال مگر پچھلے پانوں میں اور کہا گیا ہی کہ شکال سپید داغ کا ہوتا ہے اوسکے خلاف رنگ میں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑی باندھے گئے چوٹیوں اون کی میں بہتری ثواب کی اور غنیمت قیامت تک اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ مت کترو چوٹیاں گھوڑوں کی پس تحقیق بہتری باندھی گئی چوٹیوں اون کی میں اور نہ بال اونکی اور نہ دمین اونکی اسلیے کہ دمین اونکی چوریاں اونکی ہین کہ اون سے مکھیاں وغیرہ اوڑاتے ہیں اور بال اونکی کہ سبب گرم ہونے اونکے کے ہیں اور اونکی چوٹیوں میں بندھی ہی بھلائی اور کہتے ہیں جابر کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو کہ تاب دیتے تھے گھوڑے کی چوٹی کو اونگلی اپنی سے اور فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں بندھی ہے خیر وہ کیا ہی اجر اور غنیمت قیامت کے دن تک اور کہا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی گھوڑا عربی مگر اذن دیا جاتا ہی اوسکو ہر صبح کو ساتھ کلموں گننے ایک کے کہ وہ دعا کرتا ہے ساتھ اون کے وہ یہہ ہین اللھم خولتنی من خولتنی من بنی آدم وجعلتنی له فاجعلنی من احب اهله وماله الیه یعنی اے اللہ عطا کیا تونے مجھکو اوس شخص کو کہ عطا کیا تونے مجھکو بنی آدم سے اور گردانا تونے مجھکو واسطے اوسکے سو کردے تو مجھکو سب سے زیادہ محبوب اہل اوسکے سے اور مال اوسکے سے طرف اوسکے ہذا الاحادیث من تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول واضح ہو کہ طلق الیمین اوس گھوڑی کو کہتے ہین کہ تین پیر اوسکے سپید ہوں اور ایک پیر ہمرنگ بدن کی اور شکال اوس گھوڑے کو کہتے ہین کہ داہنا پاؤں اور بایاں ہاتھ اوسکا سفید ہو یا بایاں پیر اور داہنا ہاتھ اوسکا سفید ہو یہہ مختار امام مسلم کا ہی اور مراد حدیث میں شکال سے یہی معنی ہین اور وہ جو اہل لغت کے نزدیک شکال کے معنی ہین کہ تین پیر گھوڑی کے سپید ہوں اور ایک ہمرنگ بدن کی یا ایک پیر سپید ہو اور تین ہمرنگ بدن کی تو اس تقدیر پر شکال لازم آتا ہی کہ تعریف طلق الیمین کی کہ حدیث میں محمود ہی اور شکال کی کہ مذموم ہی ایک ہی ہوجاتی ہی مگر جبکہ کہیں کہ حدیث میں مراد شکال سے وہی ہی جو مختار امام مسلم کا ہی گو کہ اہل لغت میں دونوں لفظ مشترک المعنی ہوں انتہی یا کہیں کہ مراد طلق الیمین سے وہ گھوڑا ہی کہ داہنا ہاتھ اوسکا سفید نہو بلکہ ہمرنگ بدن کی ہو اور باقی تین پانوں سفید ہوں پس مباینت ظاہر ہی انتہی اور شکال اصل میں اوس رسی کو کہتے ہین کہ جس سے پانوں چارپائے کے باندھتے ہین پس اسطرح کے گھوڑے کو تشبیہ دی ساتھ اسکے اور اسطرح کے گھوڑے کو مکروہ رکھا از راہ تفاول کے کہ وہ بصورت مشکول یعنی بندھے ہوئے پانوں کے ہے اور ممکن ہے کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہو کہ اس جنس کا گھوڑا اصیل نہوتا ہوا اور بعضوں نے کہا کہ اگر باوجود اسکے سپیدی پیشانی پر ہو تو دور ہوجاتی ہی کراہت کذا فی مظاہر الحق اور جب حضرت نے تبوک سے مراجعت فرمائی تو راہ میں قریب مدینہ منورہ کے خبر مسجد ضرار کی پائی تب آپ نے امر الہی سے اوسکے خراب کرنے یعنے کھود ڈالنے کا حکم دیا پھر وہ خراب کی گئی قصہ اوسکا یوں ہے کہ قبل آپ کے تشریف لانے کے یعنے مکہ سے مدینے میں ابو عامر راہب کہ شریف قبیلہ خزرج سے تھا اور دین نصرانیت اوسنے اختیار کیا تھا اور علم توریت

اور انجیل مین مہارت رکھتا تھا اور اوسی دین کے زہد اور عبادت کا طریقہ برتتا تھا اور دعوی ریاست کا رکھتا تھا اور پیشتر حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اہل مدینہ کے روبرو بیان کیا کرتا تھا اور اس بات کا دعوی رکھتا تھا کہ وصف حضرت کا مینے جنون اور آدمیون سے سنا ہی پھر جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو سب لوگ آپکے جمال باکمال کے ایسے شیفتہ اور فریفتہ ہوئے کہ کچھ حاجت اونکو دوسرے کسی کامل کی نرہی بقول شخصی **بیت**

باوجود لعل جان بخش تو ای آبحیات ✽ چیفم آید سخن از چشمہ حیوان گفتن ✽ اس سبب سے نہایت بیرونقی اور تنزل اوسکے کام مین واقع ہوا سو یہ امر باعث ہوا اوسکی عداوت کی زیادتی کا اور اوسکے حسد اور رشک کا شان مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پس مانع آیا اور روکنے لگا لوگون کو حضرت کی متابعت سے پھر جب لوگ اوس سے کہتے کہ تو ہی تو حضرت کے اوصاف و اخلاق بیان کیا کرتا تھا اب تجھکو کیا ہوا کہ اونکی متابعت سے لوگون کو روکتا ہے تو اسکے جواب مین کہتا کہ یہ وہ شخص نہین ہے اوسکے مشابہ ہے وہ تو ابھی پیدا ہی نہین ہوا ہوگا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب مدینے مین تشریف لائے تو اوسکو بلایا اور دعوت اسلام کی کی اوس نے قبول نکیا اور سرکشی اور عداوت کی راہ لی چنانچہ آیت کریمہ حقیقت حال اوسکے اور امثال اوسکے سے مبین ہے کہ ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین یعنی اور جب اونکو پہونچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اونکے پاس والی کو اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافرون پر پھر جب پہونچا اونکو جو پہچان رکھا تھا اوس سے منکر ہوئے سو لعنت ہے اللہ کی منکرون پر ف یعنی یہود جب غلبہ کافرون کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان شتاب پیدا ہو جب پیدا ہوا تو آپ ہی منکر ہوئے کذا فی موضح القرآن **ابیات مثنوی**

چون کنی بر بی حسد مکر و حسد ✽ زان حسد دل را سیاہی ہا رسد
خاک شو مردان حق را زیر پا ✽ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما
ہر کسی کو از حسد بینی کند ✽ خویشتن را بی گوش و بی بینی کند
آن بود بینی کہ او بوئی برد ✽ بوی او را جانب کوئی برد
ہر کہ او بیش نیست بی بینی بود ✽ بوی آن بوئی است کو دینی بود
چون کہ بوئی برد و شکر آن نکرد ✽ کفر نعمت آمد و بینیش خورد
آن ابوجہل از محمد ننگ داشت ✽ وز حسد خود را بالا میفراشت
بو الحکم نامش بد و بوجہل شد ✽ ای بسا اہل از حسد نااہل شد

جب مسلمانون کی بدر مین فتح ہوئی اور کفار مغلوب ہوئے اور اسلام نے قوت پائی تب ابو عامر مدینے سے بھاگ کر مکے کو گیا اور کفار قریش کو مسلمانون کی لڑائی پر مستعد اور آمادہ کیا اور جنگ احد مین اون کے ساتھ تھا اوس مردک نے لشکر اسلام پر تیر مارا وہی تھا کہ اوسکو مسلمانون نے فاسق کہا اور ایک روایت سے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ملقب بنام فاسق کے کیا اور بددعا اوسکے حق مین کی کہ بار خدایا اوسکو مردود کرکے اور اکیلا کرکے مار سو ویسا ہی واقع ہوا پھر وہ اوس لڑائی سے بھاگ کر روم کو چلا گیا اور ایک روایت مین ہے کہ جنگ حنین مین بھی حاضر تھا پھر وہان سے روم کو بھاگ گیا اور وہان کے بادشاہ کا نوکر ہوا اور چاہتا تھا کہ اوس سے لشکر لیکر آوے اور حضرت سے مقابلہ کرے مگر اس کام کو دیر تھی تو وہان سے اوس نے اپنی قوم کے منافقون کو ایک نامہ لکھا کہ تم مسجد قبا کے مقابلہ مین اپنے محلے مین میرے لیے ایک مسجد بناؤ کہ جب مین وہان آؤن تو اس مسجد مین علوم کی افادہ

مین مشغول ہون اور وہ مسجد ہم لوگون کی گھات کی جگہہ ہو پھر جو ہمارے دل مین ہوگا وہ وہان ظاہر کرین گے سو بموجب کہنے اوسکے کے اون لوگون نے وہان ایک مسجد بنائی اور اوسکی بنا مین خوب سی مضبوطی کی اور حضرت کے تبوک کو تشریف لے جانی کے پہلے اوسے تیار کر لیا تھا جب حضرت غزای مذکور کو تشریف لیچلے تب اونھون نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمنے اپنے محلے مین ایک مسجد بنائی ہے ضعیفون اور مریضون کے لیے کہ شدت سردی اور بارش کے وقت مین وہ وہین نماز پڑھ لیا کرین سو اب ہم یہہ چاہتے ہین کہ آپ اوس مین قدم رنجہ فرماوین اور نماز پڑہنے سے اوسکو مشرف کرین اور مطلوب فی الواقع اونکا اس مین یہہ تھا کہ بسبب نماز پڑہنے آپکے اوسمین رونق ہو اور اس امر مین حضرت سے بہت الحاح اور چاپلوسی کی چنانچہ مولانا روم ان کا مقولہ بیان فرماتے ہین نظم

مسجد اصحاب مسجد را نواز / تو مہی ما شب دمی با ما بساز / تا شود شب از جمالت ہمچو روز / ای جمالت آفتابی جان فروز
ای دریغا آن سخن از دل بدی / تا مرادی آن نفر حاصل شدی / لطف کاید بیدل و جان در زبان / ہمچو سبزہ تون بود ای دوستان
ہم ز دورش بنگر و اندر گذر / خوردن و بورانش باید ای پسر / سوی لطف بیوفایان ہین مرو / کان پل ویران بود نیکو شنو
گر قدم را جاہلی بر وی زند / بشکند پل وان قدم را بشکند

آپ نے اونکے جواب مین فرمایا کہ اب تو ہم غزا کو جاتے ہین جب وہان سے آوین گے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہان پر نماز پڑہین گے پھر جب آپ اس سفر با ظفر سے لوٹے اور منزل ذی آوان مین پہونچے کہ مدینے سے وہان تک ایک ساعت کا رستہ ہے تب اوس مسجد کے لوگ یعنی منافقین کچھ آئین آئے اور عرض کی کہ آپنے وعدہ کیا تھا اب اوسکو وفا کرین تب حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہہ آیت کریمہ لائے کہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون لا تقم فیہ ابدا یعنی اور جنھون نے بنائی مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانون مین اور تہانا گ اوس شخص کو جو لڑ رہا ہی اللہ تعالیٰ سے اور اوسکے رسول سے آگے سے اور اب قسمین کہاوین گے کہ ہمنے تو بھلائی چاہی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وے جہوٹے ہین تو نہ کھڑا ہو اوسمین کبھی تھی پھر صفت مسجد قبا کا اور اوسکے اہل کا اور بیان صفائی اور ستھرائی اون کی کا فرمایا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنی البتہ جس مسجد کی بنا دہری ہے پرہیزگاری پر پہلے دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اوس مین اوس مین وہ لوگ ہین جنکو خوشی ہے پاک رہنے کی اور اللہ چاہتا ہے ستھرائی والون کو انتہی پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن الدخشم اور معد بن عدی اور ایک روایت سے اون کے بھائی عامر بن عدی کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اوس مسجد کو کہ ظالمون نے بنائی ہے کھود ڈالو اور جلا دو وہ بموجب ارشاد ہدایت بنیاد کے گئے راہ مین بنی سالم بن عوف کے محلہ پر کہ مالک بن الدخشم کا مکان وہان تھا پہونچے مالک بن الدخشم نے معد سے کہا کہ کچھہ دیر ٹھہرو کہ مین گھر سے آگ لے آؤن پھر وہ اپنے گھر سے ایک شاخ کھجور کی جلا کر لائے اور جلد اوس مسجد کے پاس گئے اوسکے سب بنانے والے لوگ وہان تھے اونھون نے اوسکو جلا دیا اور کھود ڈالا کہتے ہین کہ بارہ منافق اوس مسجد کے بنانے مین شریک تھے ایک خدام بن خالد بنی عبید بن زید سے اور اسی کے گھر سے وہ مسجد بنائی گئی تھی دوسرا ثعلبہ بن حاطب بنی امیہ بن زید سے تیسرا معتب بن قشیر چوتھا

الوحبیبہ بن الازعری پانچوان جاریہ بن عامر اور دو داوسکے بیٹے چھٹا مجمع اور ساتوان زید یہ سات ہوئے آٹھوان نبتل بن الحرث نوان بحزج دسوان بجاد بن عثمان بھیا نعو ن آدمی بنی ضبیعہ بن زید سے تھے اور گیارہوان عباد بن حنیف بنی عمرو بن عوف سے تھا اور بارہوان ودیعہ بن ثابت بنی امیہ سے تھا پھر بعد کھود ڈالنے کے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو نجاست اور پلیدی ہو اکرے اوسمین ڈالا کرین پھر مینہ بھر کی نجاست اوسمین پڑنے لگی کہ وہ گھورا مینہ والون کا ہوا جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین نظم

چون پدید آمد کان مسجد نبود	خانہ حیلت بد و دام جہود	پس نبی فرمود کان را بر کنید	مطرح خاشاک و خاکستر کنید
صاحب مسجد چو مسجد قلب بود	دانہا بر دام ریزی نیست جود	گوشت کاندر شست تو ماہی رباست	آنچنان لقمہ نہ بخشش نی سخاست
مسجد اہل قبا کان بد جماد	آنچہ کفو او نبد راہش نداد	در جمادات این چنین حیفی نرفت	زد دران ناکفو امیر از نفت
پس حقائق را کہ اصل اصلہاست	وانکہ آنجا فرقہا و فصلہاست	نی حیاتش چون حیات او بو	نی مماتش چون ممات او بود
گوہرا و ہر گز چو گور او مدان	خود چہ گویم حال فرق آنچنان	بر محک زن کار خود ای مرد کار	تا نسازی مسجد اہل ضرار

کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ ایک مدت تک بعد ویران اور کھود ڈالنے اوسکے کے اوس مکان سے دھوان نکلتا تھا پھر جب نزدیک ہوئے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کے اور چاہا کہ داخل ہون شہر مین تو باہر آئے اہل مدینہ استقبال کو یہان تک کہ عورتین اور لڑکے اور لڑکیان اور یہ شعر سب کی زبان سے جاری تھا **شعر** طلع البدر علینا من ثنیات الوداع + وجب الشکر علینا ما دعی باللہ داع یعنی طلوع ہوا ہمپر چاند چودھوین رات کا ثنیۃ الوداع سے کہ وہ پہاڑ کا ہی واجب ہوا ہے شکر اسکا ہمپر جب تک پکارے اللہ تعالی کو پکارنے والا یعنی ہمیشا ابد الآباد تک بعضون نے کہا ہے کہ یہ شعر وقت قدوم سعادت لزوم حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینے کو آئے تھے تب لوگ پڑھتے تھے جیسا کہ آگے گذر چکا ہی اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا کہ یہہ قول بعض کا وہم اور خطا ہی اسلیے کہ ثنیۃ الوداع ملک شام کی راہ مین ہی مکہ سے مدینے کو آنے والا اوسکو نہین دیکھتا ہی انتہی اور کتاب نظم الدرر والمرجان مین بعد شعر مسطور کے دوسرا یہہ شعر بھی ہے **شعر** ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع + جئتنا تسعی رشیدا مرحبا یا خیر ساع یعنی ای بھیجے گئے درمیان ہمارے کہ لایا ہے تو ایک امر واجب الاطاعت کہ وہ دین اسلام ہی آیا اگر تو ہمپر چھینتا ہوا آہستگی کرنے خوش آیا تو ای بہترین جھپٹنے والون کے انتہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ ڈہانا مسجدون کا اور منع کرنا نماز سے اوسمین ممنوع اور حرام ہی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم یعنی اور اوس سے بڑا ظالم کون ہی جسنے منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ پڑھا جاوے اوسمین نام اوسکا اور دوڑا اونکے اوجاڑنے کو یسون کو نہین پہونچتا کہ پیٹھین اون مین مگر ڈرتے ہوے اونکو دنیا مین ذلت ہے اور اونکو آخرت مین بڑی مار ہی انتہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ تحقیق یہہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ تحقیق ہدم کرنا مسجد کا اور خراب کرنا اوسکا منع ہی اور ایسا ہی منع کرنا حرام ہے نماز اور عبادت سے اوس مین منع کرنا اگرچہ ہو وہ ملک مین اوس کے یہان تک کہ اگر کسی نے کسی سے غصب کر لیا

ایک ستون اور لگایا اوسکو اپنے مکان مین تو اب قطع ہوجاویگا اس سے حق اوسکے مالک کا مگر تاوان دیگا وہ اوس کے مالک کو اوس
کی قیمت کا اور امام زفر کہتے ہین کہ نہ منقطع ہوگا اوس سے حق اوسکا اوسکو پہونچتا ہی کھود لینا اوس کے مکان سے اپنی
لکڑی کا برابر ہے کہ ہووہ مکان مسجد یا کسی کا گھر ہو مگر یہ خراب کیجاویگی مسجد نزدیک ہمارے اور خراب کی جاویگی نزدیک زفر
کے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ کا سو فرض کیا جاویگا کلام یعنی زفر کا اسپر کہ اگر وہ لکڑی مسجد مین لگی ہی تو مسجد کے خراب
کرنے والے کی تو اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہی اور اوسپر وعید فرمائی ہی سو نہ خراب کی جاویگی بخلاف غیر اسکے کے اور پوچھے گئے
ابو القاسم کہ اگر کوئی مسجد گراوے کہ پھر اوس کو اوس سے زیادہ محکم کرے تو کیا حکم ہے اونھون نے کہا کہ نہین درست ہی مگر جو خوف
ہو گرنے کا تو درست ہی اور جو وہ شخص اوس محلہ والون مین سے ہے اور گراوے اوسکو ساتھہ نیت مذکور کے تو درست ہی اور اگر مسجد
چھوٹی ہو اور نمازی بہت اور نہین زیادہ کر سکتے وہ اوسکو سو کہا ایک شخص نے کہ یہہ مسجد دو مجھکو کہ داخل کرلون مین اوسکو
اپنے گھر مین اور اوسکے عوض مین اور زمین دونگا کہ کفایت کرے وہ تم سبکو تو نہین لائق ہے اونکو کہ دیوین وہ اس مسجد کو اوسے
مگر جبکہ پہلے اوسکی زمین مین مسجد بنالین اور اپنی مطلب سے فارغ ہوجاوین تب کچھہ مضائقہ نہین کہ دیوین اور قنیہ مین ہی کہ جب مسجد
سے بے پروا ہوجاوین مسلمان اور نہ نماز پڑھین اوس مین اور خراب ہوجاوے گرد سے اوسکی بستی تو پھر عود کر جاتی ہی وہ طرف
مالک بانی اپنے کے مثل پہلے کے اگر وہ زندہ ہو اور بعد موت کی طرف ورثا اوسکی کے یہہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہے
اور کہتے ہین امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہ وہ ہمیشہ رہیگی کذا فی تفسیر احمدی اور ہدم کرنا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کا مسجد ضرار کو اسلیے تھا کہ وہ حقیقت مین مسجد تھی صرف نام کو تھی چنانچہ مولانا روم رحمہ اللہ نے فرمایا **نظم**

چون پدید آمد که آن مسجد نبود	خانهٔ حیلت بد و دام جهود	پس نبی فرمود کان را بر کنید	مطرح خاشاک و خاکستر کنید

واضح ہو کہ چند لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے اس غزوہ کے جانے سے رہ گئے تھے کوئی اون مین معذور تھا اور کوئی غیر معذور
سو جب حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کو تشریف لائے تو ارشاد کیا صحابہ سے کہ تحقیق مدینے مین ایک لوگ
ہین کہ انھون نے سیر نہین کی کسی جنگل کی یعنی وہ تمھارے ساتھہ اس سفر مین نہین گئے مگر کہ وہ تمھارے ساتھہ ہی ہین ساتھہ حکم نیت
المؤمن خیر من عملہ کے یعنے نیت مؤمن کی بہتر ہے عمل اوسکے سے یہہ ترجمہ موافق الفاظ مدارج کے ہے اور بعض کتب سیر وغیرہ
مثل مواہب اور تواریخ نبوی اور مشکوۃ مین الفاظ خطاب اور متکلم کے بھی آئے ہین اور ایک لوگ ہین کہ وہ تمھارے ساتھہ ہین
اور وہ تمسے ہمیشہ جدا ہین موجب تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی کے یعنی تو گمان کرتا ہی اونکو اکٹھا اور حالانکہ دل اونکے پریشان
ہین اور عقائد اونکے مختلف ہین اور یہہ بسبب بیوقوفی اونکے کے ہے اور جب مشرف ہوئے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مدینے پر تو ارشاد کیا ہذہ طابۃ وہذا احد یحبنا ونحبہ یعنی یہہ مدینہ ہی اور یہہ کوہ احد ہی دوست رکھتا ہی وہ ہمکو اور ہم دوست
رکھتے ہین اوسکو سو کہتے ہین کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہ مینے کسی غزوہ مین حضرت سے تخلف نہین کیا مگر ایک جنگ بدر مین اور
غزوہ تبوک مین اور کوئی شخص بدر کے متخلفین سے معاتب نہین ہوا اسلیے کہ حضرت جب کاروان قریش کے ارادے پر تشریف لیگئے تھے

اثنائے راہ مین قصہ لڑائی پر ٹھہر گیا اور آپس مین مقابلہ ہو گیا بغیر و بدر کی لڑائی کے اگرچہ مین اس لڑائی مین حاضر تھا مگر بیج لیلۃ العقبہ کے کہ مین جبکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر ہر ایک صحابی بیعت کرتا تھا اوپر اسلام اور جہاد کے مین اس مین حاضر تھا اور دوست نہین رکھتا تھا مین کہ عوض حضور لیلۃ العقبہ کے مجھکو حضور بدر ہوتا اگرچہ بدر مشہور تر ہے مگر میرے نزدیک فضیلت اوس رات کی کم بدر سے نہین ہے اور جب تبوک مین لشکر جاتا تھا تب مین اتنا قوی اور مالدار تھا کا اور کبھی ایسا نتھا قسم خدا کی کسی غزوہ مین میرے دو اونٹ نتھے مگر سفر تبوک کے لیے دو اونٹ مین نے لیے تھے اور اس غزوہ مین لوگ بہت تھے اور کوئی دفتر اسم نویسی اونکا نتھا کہ اوسمین سبکے نام لکھے جاتے سو جو کوئی اس غزوہ سے رہ گیا تھا وہ یہ سمجھا تھا کہ میری خبر کسی کو نہوگی جب تک کہ میرے حق مین وحی نازل نہوگی سو مینے چاہا کہ سفر کے سامان کی تیاری کرون اور حضرت کے ہمراہ رکاب ہون سو میسر نہوا اسقدر سستی اور غفلت اس مین مجھسے واقع ہوئی کہ حضرت تشریف لے گئے اور مین اسی سامان کی فکر مین رہ گیا کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفی اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ثنیۃ الوداع مین حاضری لشکر کی لی تو علی الاختلاف چالیس ہزار آدمی ہوئے اور یہان پر اسکے خلاف ہی سو سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کعب خود مدینے سے باہر حضرت کے ہمراہ اس سفر مین نہین گئے تھے اور شمار لشکر ظفر پیکر کا باہر مدینے سے منزل ثنیۃ الوداع مین ہوا تھا سو اسکا حال انکو معلوم نہوگا اسلیے موافق علم اپنے کے انھون نے بیان کیا تھا ۱۲ اور مدارج النبوۃ مین کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ اس سفر مین تبوک کے لیے دو اونٹ مینے خریدے تھے مگر اون دنون ہوا بہت گرم تھی اور درختون مین کھجورین پک رہی تھین اور سفر بہت دراز درپیش تھا لوگون کا جی نہین چاہتا تھا کہ سایہ چھوڑکر دھوپ مین جاوین اور مین اپنے اس گمان پر تھا کہ سامان سفر کا تیار ہے جب سب لوگ چلین گے تب مین بھی چلونگا آخر الامر جب سب چلے گئے تب مینے اپنے جی مین کہا کہ آج کچھہ کام ہے کل چلونگا اسی طور تردد مین چند روز گذر گئے اور لشکر دور نکل گیا پھر مینے ارادہ کیا کہ اب چلون جا کر ان لوگون سے جا ملون یا ان مین شامل ہو جاؤن مگر مقدر مین نتھا اتنے مین لشکر اور بھی دور جا رہا اور جب مین اپنے گھر سے باہر نکلتا تو سوا منافقون کے کسی کو ندیکھتا یا معذور لوگون کو دیکھتا تھا کہ بسبب ضعف اور بیماری کے رہ گئے تھے اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو کہین یاد نفرمایا مگر تبوک مین میرا حال دریافت کیا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ بٹھا رکھا اوسکو آگے سے اوسکی دو چادرون نے اور اونکی خوبی نے کہ دیکھنے مین خوش معلوم ہوتی ہین یعنی دو کپڑے اونکے پاس اچھے ہین اس خیال سے نہین آیا کہ سفر مین میلے ہو جاوینگے اور یہ بات از روی طنز کے تھی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے متعارض ہوکر اوسے کہا کہ یہ بات تمنے بری کہی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی ہمنے اوس سے سوا نیکی کے کچھہ نہین دیکھا ہے آپ نے اسکے جواب مین کچھہ نفرمایا پھر جبکہ وہان سے مراجعت کرنا آپکا مشہور ہوا تب مجھکو بڑا غم ہوا اور اپنے خیال مین تجویز کرتا تھا کہ حضرت سے کیا بات بناکر عذر کرون اور حضرت کے غصہ سے کیا حیلہ کرکے بچون سو ہر ایک عاقل سے اپنے اہل مین سے مینے اس امر مین صلاح پوچھی اور مشورت کی یہان تک کہ اپنے خادم سے بھی کہ شاید کوئی ایسی بات کہدے کہ بسبب اوسکی میری رہائی ہو سو کسی نے مجھسے کہا کہ اس طرح سے کہنا

کتا یہان تک کہ حضرتؐ مدینے مین تشریف لائے اوسوقت سب جھوٹے عذر و حیلے میرے دل سے محو ہو گئے اور جانا مینے کہ ان باتون سے ہرگز رہائی نپاؤنگا سو ٹھہرالیا مینے کہ جو بات سچ ہوگی وہی حضرتؐ سے عرض کرونگا اور دستور حضرتؐ کا یہہ تھا کہ جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین آتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے اور بیٹھہ جاتے کہ آدمی اگر آپکے زیارت سے مشرف ہون اس مرتبہ جو حضرتؐ نے سفر سے آکر مسجد مین توقف کیا تو جو لوگ کہ اس غزوہ سے رہگئے تھے وہ سب آتے تھے اور اپنے اپنے عذر بیان کرتے تھے اور منافقین جھوٹی قسمین کہاتے تھے اور جھوٹے عذر بیان کرتے تھے حضرتؐ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم ملاینہ ظاہر ان عذرون کو قبول فرماتے تھے اور اون کے لیے استغفار کرتے تھے اور باطن کا حال ونکا اللہ تعہ پر سپرد کرتے تھے سو مینے بھی جاکر سلام کیا آپنے مجھکو دیکھکر تبسم غضب آمیز کیا اور مجھکو اپنے سامنے بلایا مین جاکر آپکے پاس بیٹھہ گیا آپنے فرمایا کہ کس چیز نے تجھکو جہاد سے روکا کیا تونے اونٹ نہین خرید اتھا مینے عرض کی کہ ہان یارسول اللہ قسم خدا کی اگر مین کسی دنیا دار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو مجھکو گمان ہوتا کہ جھوٹ بولکر اور جھوٹے عذر کرکے اوسکے غصے سے نجات پاؤنگا اسلیے کہ مین فن مناظرہ مین خوب مہارت رکھتا ہون مگر قسم خدا کی مین یقین رکھتا ہون کہ اگر مین آپکے سامنے جھوٹ بولون کہ آپ مجھسے راضی ہو جاوین تو البتہ اللہ تعہ آپکو مجھپر غضب مین لاویگا اور اگر سچ کہونگا تو اب اسوقت آپ خفا ہونگے لیکن امید رکھتا ہون کہ اللہ تعہ مجھسے عفو فرما دے اور مجھکو بخشدے ابیات

راستی پیشہ گیر در ہمہ کار	راستان رستہ اند روز شمار	راستی موجب رضای خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اور حدیث مین وارد ہے کہ علیکم بالصدق فان الصدق ینجی والکذب یہلک یعنی لازم پکڑو اپنے اوپر سچ کو سو بیشک سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے کعبؓ کہتے ہین کہ عرض کی مینے کہ یارسول اللہ کچھہ عذر نتھا بلکہ میرے پاس غنا اور قدرت سب دنون سے زیادہ تھی مگر سستی کی مینے آپنے فرمایا کہ البتہ اس آدمی نے سچ کہا اور ارشاد کیا کہ اوٹھہ جا جبتک کہ اللہ تعہ تیری حق مین کچھہ حکم نازل کرے مین اوٹھکر مسجد سے باہر نکلا تو چند لوگ بنی سلمہ مین سے میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ قسم خدا کی ہمنے پہلے اس سے تجھے نہین جانا کہ تونے گناہ کیا ہو کس لیے تونے عذر نکرلیا کہ شرمندگی نہوتی اور استغفار رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا اس گناہ سے تیرے لیے کفایت کرتا اور یہانتک مجھکو ملامت کی کہ چاہا مینے کہ پھر پلٹ جاؤن اور اپنے کو جھٹلاؤن کہ اتنے مین معاذ بن جبل اور ابو قتادہ انصاری کہ میرا اچھا بھائی ہے یہہ دونون ملے اور میرے قصے کو معلوم کرکے اونھون نے کہا کہ خبردار ان لوگون کی بات ہرگز نہ سنیو اور اپنے سچ پر رہیو کہ قریب ہے کہ اللہ تعالی تیری کوئی شایش پیدا کردیگا اور جھوٹون نے عذر بیان کیے ہین اگر سچ ہین تو اللہ تعہ اپنے رسولؐ کو اوس سے خبردار کر دیگا اور اگر جھوٹ ہے تو اللہ تعہ انکی مذمت بیان فرما دیگا پھر مینے پوچھا کہ اور کسی نے بھی میری اس بات مین موافقت کی ہے اونھون نے کہا کہ ہان دو آدمیون نے اور بھی اسیطرح سے سچ کہا ہے مینے پوچھا کہ وہ کون ہین کہا ایک تو ہلال بن امیہ واقفی اور دوسرا مرارہ بن الربیع عمروی مینے کہا کہ یہہ دونون آدمی صالح ہین اور مینے بھی اونکی اقتدا کی اور وہان سے اپنے گھر چلا آیا اور آنحضرتؐ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو مجھسے کلام کرنے کو منع فرمایا سو آدمی میرے ملنے سے احتراز کرتے تھے اور ہمکلام نہوتے تھے کہ وہ سرزمین مجھپر مانند پردیس کے ہوگئی تھی وہ دونون شخص تو جاکر اپنے اپنے گھر مین بیٹھہ رہے اور عزلت نشین ہوگئے اور وہ بڈہے بھی تھے اور مین

جوان تھا چلنے پھرنے سے صبر نہین کر سکتا تھا سو مین اکثر اوقات اپنے گھر سے نکلکر بازار مین پھرا کرتا تھا اور حضرت کے ساتھ نماز جماعت
پڑہتا تھا اور بعد فراغ نماز کے حضرت کو سلام کرتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حضرت نے اپنے لب مبارک میرے سلام کے جواب
مین ہلائے یا نہین اور مین حضرت کے قریب نماز پڑہتا تھا اور کنکھیون سے حضرت کو دیکھتا جاتا تھا اور آپ بھی اوسی طرح میری طرف نگاہ
فرماتے تھے پھر جب مین حضرت کی طرف دیکھتا تو آپ اعراض فرماتے اور مین ڈرتے ڈرتے کنارے مجلس شریف کے جا بیٹھتا اور حضرت میری
طرف کنکھیون کی نگاہ محبوبانہ سے دیکھتے اور میری شکستہ دلی کو ملاحظہ فرماتے اور جب مین آپکی طرف دیکھتا تب آپ اغماض اور اعراض
کرتے اور جب مین کسی کام وغیرہ کو گھر سے باہر نکلتا تو کوئی مسلمان مجھ سے کلام نکرتا اور نہ مجھکو سلام کرتا یہانتک کہ ایک روز مین تنگ ہوا
کہ دیوار سے باہر چلا گیا ابو قتادہ کہ میرے چچا کا بیٹا تھا اور مجھکو بہت پیار کرتا تھا باہر مدینہ کے ایک اوسکا باغ تھا وہ وہان مکان بنا رہا تھا
مین اوسکے باغ کی دیوار پر گیا اور اوسکو سلام کیا اوس نے جواب سلام کا نہ دیا اور مجھ سے منہ پھیر لیا مینے کہا کہ مین تجھکو خدا کی قسم دیتا ہون
کہ تو جانتا ہے کہ مین اللہ کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون پھر بھی اوس نے کچھ جواب نہ دیا تین بار مین نے یونہی اوسکو قسم
دلائی اور پوچھا اوس نے کچھ جواب نہ دیا مگر تیسری بار مین اوس نے کہا کہ اللہ ورسولہ اعلم یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہے پھر
مین روتا ہوا وہان سے پھرا اور مدینے کے بازار مین جاتا تھا کہ ایک نصرانی مرتے مین کھانا بیچنے کو لایا کرتا تھا شام کی طرف سے سو وہ
وہان کھڑا تھا اور سبھی لوگون سے پوچھ رہا تھا کہ کون ہے جو مجھکو کعب بن مالک کو بتا دے کسی نے کہا کہ یہہ وہی ہے جسکو تو تلاش کرتا ہے
اوس نے مجھکو ایک خط بادشاہ غسان کا دیا مینے اوسکو کھولا اوس مین لکھا تھا کہ ہمنے سنا ہے کہ تجھ پر تیرا صاحب ناخوش ہے اور تجھکو اپنے
پاس سے الگ کر دیا ہے اور اوسکے صحاب تجھ پر جفا کرتے ہین اور وہ تجھ سے بے عنایت ہو گیا ہے اور تو وہ آدمی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھکو خوار و خراب نکریگا
اور تو وہ شخص نہین ہے کہ ایسی جگہہ ہے کہ تجھ پر جور و جفا کرین اور نظر و داد مہجور کرین تو اس خط کو دیکھتے ہی ادہر چلا آ تا کہ ہماری عنایتین
اور نوازشین دیکھتا کہ کس طرح سے ہوتی ہین جب مینے یہہ مضمون اوسکا پڑھا تو اپنے دل مین کہا کہ یہہ بھی ایک آزمائش ہے اون مین سے جو مجھ پر
نازل ہوئی ہین اور اب حال میرا یہان تک پہونچا کہ کافرون کو میری بلانے کی طمع ہوئی اور کفر کی دعوت کرنے لگے اور چاہتے ہین کہ مین
محبت اور خدمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ترک کرون اور اونکے پاس سے جاؤن سو اوس خط کو مینے جلتے تنور مین ڈالدیا
اور اوس خط کے لانیوالے کو دھتکار دیا اور کہدیا کہ تو اپنے بادشاہ سے جا کہدے کہ یہہ بے پروائی اور بے التفاتی میرے صاحب کی میرے نزدیک
بہتر اور خوشتر ہے تیری لاکھ عنایتون اور مہربانیون سے اور جدائی اوسکی افضل ہے دوسرے کے ملاپ سے ۔ بیت ۔ گر وصال تو نباشد
بفراق تو خوشم ❊ ہم فراق تو مرا به که وصال دگران ❊ واضح ہو کہ یہہ قصہ دلالت کرتا ہے قوت ایمان اور کمال یقین پر کعب کی اور فرط
محبت اونکی کے ساتھہ حضرت کے بمقتضای حدیث شریف کے ثلث من کن فیہ وجد بهن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ
مما سواهما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار مشکوۃ کے کتاب الایمان
مین لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتین جس مین ہوون اوس نے
ایمان کا مزہ پایا جسکے نزدیک اللہ اور اوسکا رسول سب سے زیادہ دوست ہوون اور وہ شخص کہ دوست رکھے کسی شخص کو کہ نہ

دوست رکھتا ہو اوسکو مگر اللہ تعہ کے واسطے اور وہ شخص جسکو برا لگے یہہ کہ پھر جاوے کفر مین بعد اسکے کہ معاف کیا اوسکو اللہ تعہ
ز کفر سے جیسے برا لگتا ہو اوسکو آگ مین پڑنا یعنے جب کوئی شخص ان تین صفت کی ساتھہ موصوف ہو تب اوسکو ایمان کا مزہ ملے
یعنے اوسپر ایمان کی خوبیان جب کھلین گی اور فرمایا حضرتؐ نے من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد
استکمل الایمان رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوۃ فی باب الایمان یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے کسی کو
دوست رکہا واسطے اللہ کے اور دشمن رکھا اللہ کے واسطے اور دیا اللہ کے واسطے اور نہ دیا اللہ کے واسطے سو البتہ پورا کر لیا ایمان
اپنا یعنی جو کوئی کسی سے دوستی رکھتا ہی تو کچھہ سبب رکھتا ہی مثلاً مان باپ سے دوستی اسلیے رکھتی ہین کہ اونھون نے پرورش کیا اور پیر و
اوستاد سے اس لیے کہ اونھون نے نیک راہ بتائی اور حاکم اور بادشاہ سے اسلیے کہ اونکی حمایت اور رعایت مین بستے ہین اور کسی سے
اسلیے کہ وہ سخی ہے اور کسی سے اسلیے کہ اوسکی صورت اور وضع اچھی ہی اور کسی سے اسلیے کہ وہ اپنے دوست کا دوست ہوتا ہی یا دوست
کے دشمن کا دشمن ہوتا ہی یہہ اسیطرح حال عداوت اور دشمنی کا بھی ہی اور دینے لینے کا بھی ایسا ہی حال ہے پھر بعضے شخص ایسے کہ جنسے
محبت رکھنے کو اللہ تعہ نے حکم کیا ہی جیسے انبیا اولیا شہدا علما فقرا کل مسلمان اور فرشتے ہین اور بعضے وہ ہین کہ جنسے بغض و عداوت
رکھنی کو حکم الٰہی ہی جیسے شیطان اور کافر جن ہون یا آدمی تو جو شخص کہ ایسا ہو جس سے اللہ تعہ نے دوستی کو حکم کیا ہی اوس سے دوستی
رکھے اللہ تعہ کا مقبول سمجھکر یا کسی سے دشمنی رکھے تو بھی یہی سمجھکر کہ یہہ اللہ تعہ کے خلاف مرضی کام کرتا ہی اور اگر کچھہ دیوے تو ایسے کو دیوے
جسے اللہ تعہ نے حکم کیا ہی اور نہ دیوے تو ایسی جگہہ کہ خدا تعہ نے منع کیا ہی تو اوس شخص کا ایمان کامل ہی سو معلوم ہوا کہ اپنی محبت
اور عداوت اور سخاوت اور بخل کو اللہ تعہ کی مرضی کے تابع کر دینا موجب کمال ایمان کا ہی دیکھو کعب بن مالکؓ کو باوجود اسکی
کہ غسان کا ایک بادشاہ تھا اور پھر اوس سے رشتہ بھی رکھتے تھے باوجود اس کے اپنے پانون کو راہ ایمان سے ہرگز نہ پھیلایا اور صبر
آزمائش پر صبر کیا اور قطع کر دیا اوسکی دوستی اور رشتہ کو اور جلا دیا اوسکی خط کو اور اظہار کیا اوسپر اپنی دلیری اور خوشوقتی کو
اور زبان حال سے کہ وھو اصدق من لسان المقال تھی کہا کہ مین آستان ہدایت نشان محمدیؐ سے کہین نجاونگا اگرچہ یگمان
دشمن سبکے سو مثل اس جفا کی مجھپر کرے اسلیے کہ اسکے ضمن مین طرح طرح کی مصلحتین اور وفاداریان ہین **نظم**

ہر چہ از یار رسد از لعل دلارام خوش است
گر بجیحوں کلامی و سلامی نبود
ایسا دیوانہ کہیں یا کوئی سنا کوئی کہیں

گر سلامی نبود لذت دشنام خوش است
ور نہ غمزہ بہم نکتہ و پیغام خوش است
ہی کام مجھی یار سے اغیار کہے کچھہ

ہر جفائش کہ رسد گرمی ہنگامی است
نہ کہ خوش بگذرد حالت شرق دو
کہتا ہے تیرے واسطے عالم مجھے کیا کیا

ہمہ جا خاطر درویش بانعام خوش است
تا کہ دشمن نشود شاد دنیا کام خوش است
مین کیوں نہ ہون سچ بات کہ لاکھ کہے کچھہ

کعبؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب چالیس دن اسیطرح گذر گئے تو خزیمہ بن ثابت انصاریؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ حکم حضرت
نبوی صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا یون صادر ہوا ہے کہ اپنی بیوی سے جدائی اختیار کرو اور الگ ہو بیٹھے کہا کہ طلاق دون
یا نہیں انھون نے کہا کہ نہیں مگر اوس سے نزدیکی نکرو پھر اوسیوقت مینے اپنی بیوی کو اوسکے لوگون مین بھیجدیا وہ اپنے
باپ کی یہان گئی اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع کو بھی یہی حکم ہوا کہ اپنی بیوی سے جدا رہین یہہ سنکر ہلال بن امیہ کی

بیوی حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا خاوند بڈھا ضعیف ہے اور کوئی اوسکا
خدمت کرنے والا نہیں ہے آپ اجازت دیں تو میں اوسکی خدمت کیا کروں آپ نے فرمایا کہ اچھا مگر وہ تیری خدمت نکرے اوس نے
عرض کی کہ واللہ اوسکو بسبب کمال غم واندوہ کے کچھ رغبت کسی چیز کی نہیں رہتی ہے رات دن روتے ہوئے اوسکو گذرتا ہے کعب
کہتے ہیں کہ میرے بعضے لوگوں نے مجھسے کہا کیا ہو جو تو بھی اجازت طلب کرے کہ تیری بیوی بھی تیری خدمت کیا کرے میں نے کہا کہ واللہ میں
ایسا نہیں کرونگا اسلیے کہ خدا جانے اجازت دیں یا نہ دیں اور حال یہ ہے کہ میں جوان ہوں مجھکو کسی کی خدمت کی احتیاج نہیں ہے کذا فی
روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مع شیئ زائد کعب رض کہتے ہیں کہ جب پچاس دن گذرے تو ایک رات کو میں کوٹھے کی چھت پر نہایت دلتنگ اور
مکدر طبیعت پڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ پچاسویں روز نہایت پریشانی سے میں نماز فجر کی جماعت سے نہ پڑھ سکا اپنے کوٹھے کی چھت پر
پڑھ لی اور متفکر اور محزون بیٹھا تھا اور کوئی شے سوا موت کے مجھکو خوشتر نہ تھی اور جو کچھ کہ خدای تعالیٰ نے خبر دی ہے ویسا ہی میرا حال تھا کہ
زمین باوجود اس فراخی کے مجھپر تنگ ہو گئی تھی اور کوئی جای پناہ اوس کے سوا کسی طرف سوا اوسکے نہ دیکھتا تھا کہ اتنے میں اچانک ایک آواز آئی
جو دیکھا میں نے تو ایک شخص ایک ٹیلے پر کھڑا آواز دیتا ہے کہ بشارت ہو تجھکو ای کعب بن مالک توبہ تیری قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوہ سلع پر کہ کعب بن مالک رض کے گھر سے قریب تھا چڑھکر آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک کی
توبہ قبول کی پھر لوگ دوڑتے ہوئے میرے یار و آشنا آنے لگے اور مجھکو خوشخبری سنانے لگے پھر سب میں شہرت ہو گئی کہ مخلص کی توبہ قبول
ہوئی پھر اس نعمت عظمی کے اداے شکر میں میں نے اپنا مونھہ خاک عجز و انکسار پر رکھا اور کمال فرحت اور خوشی سے روتے ہوئے سجدہ
شکر درگاہ میں اوس کی اور ادای حق حقیقی کے بجا لایا اور جانا کہ میرے غم کی تمامی ہوئی اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نماز
فجر کے لوگوں کو اسکی خبر دی تھی اور حال آنکہ آپ پر اوس شب کے ثلث آخر میں وحی اسکی نازل ہوئی تھی ام سلمہ رض کے گھر میں اور قبول ہو
توبہ سے حضرت نے اونکو خبر دی تھی ام سلمہ رض نے چاہا کہ اوسی وقت کسی کو بھیجکر مجھکو آگاہ کریں حضرت نے اونکو منع کیا اور فرمایا کہ اگر ابھی
تم خبر کر دوگی تو تمام آدمی مسجد میں جمع ہو جاوینگے اور ہماری سونے اور عبادت میں حرج واقع ہوگا ابھی خبر کرو فجر کی نماز پڑھ
لیں پھر جب نماز فجر پڑھ لی تب آپ نے آدمیوں کو اسکی خبر دی سو اول جسنے کہ آواز دی کوہ سلع سے ابوبکر صدیق تھے اور کہتے ہیں کہ حمزہ
بن عمرو اسلمی تھے کہ دوڑ کر میرے پاس آئے اور مجھکو اوسکی خوشخبری دی وہ دونوں چادریں کہ میں پہنے ہوئے تھا مخبر کو دیدیں انعام
میں فقیر مترجم عفی اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ ایسے مواقع میں خوشخبری لانے والے کو انعام دینا درست ہے اور داخل نہیں بدعت
اور رسوم میں جیسا کہ حجام وغیرہ کو کوئی چیز نسیم پارچہ اور نقد کا وقت مبارکبادی ولادت یا شادی وغیرہ کی دیتے ہیں جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اسپر یہ قصہ کعب کا کذا فی مسائل اربعین مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر بن العوام
سوار ہوکر دوڑے ہوئے آئے اور اس خوشی کی خبر مجھکو سنائی اور اون دونوں پیر یاروں کی طرف بھی بشیر گئے مرارہ بن ربیع کا بشیر
سلکان بن سلامہ یا سلامہ بن سلامہ تھا اور ہلال بن امیہ کا بشیر سعید بن زید تھا سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر تہنیت
کیا اور ہلال بن امیہ کو بشارت دی میں نے وہ یہ سنکر سجدے میں گرگئے اور اسقدر گریہ و زاری کی کہ میں گمان کرتا تھا کہ وہ سر نہ اوٹھاوینگے

جبتک کہ جان اونکی نہ نکل جاوی کہتے ہین کہ وہ اون دنون مین بہت کم کہاتے پیتے تھے اور کبہی کئی دن تک صوم وصال رکہتے تہے علما نی اختلاف کیا ہی کہ غیر آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو صوم وصال جائز ہے یا حرام یا مکروہ بعضے کہتے ہین کہ جائز ہی اوس کسی کو جو قادر ہو اوس پر اور یہہ مروی ہی عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ اہل سلف سی اور کہتے ہین کہ عبد اللہ ابن زبیر رضہ چند روز تک وصل کیا کرتے تہی اور روایت صحیح مین آیا ہی کہ پندرہ روز تک وصل کرتے تھے اور جماعت دوسری صحابہ اور تابعین سے اوسیر مین کہ صحابہ نے بعد نہی کی وصال کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نی اوسکو ثابت رکہا اس سی معلوم ہوا کہ ممانعت بسبب رحمت اور شفقت اور تخفیف کے تہی جیسا کہ بیچ حدیث حضرت عایشہ رضہ کے صریح آیا ہی نہ واسطے تحریم کے اور اکثر اوس پر ہین کہ صوم وصال غیر آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو جائز نہین اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک اسی پر ہین اور امام شافعی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہی اوپر کراہت اوسکی کے اور صحاب اونکی مختلف مین اسمین کہ وہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی اور پہلا قول صحیح تر ہی اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ جائز ہی سحر تک جیسا بیچ حدیث ابی سعید کی بخاری کے نزدیک آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نی وصال نکرو اور اگر کوئی تم سے چاہی کہ وصال کرے تو کرے اوسکو سحر تک اور یہہ درمعنی موخر کرنا افطار کا ہی نہ وصال اور یہہ بہی اوس تقدیر پر ہی کہ مشقت و تکلیف نہو اور رعایت تعذیب نفس کا نہو جاوی اور اگر سبب تعذیب نفس کا ہو تو عبادت مین داخل نہین ہوگا اور ظاہر اوس حدیث کا جو گذر چکی یہہ ہی کہ وصال خصائص آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے سے ہی اور جمہور اسپر ہین کہ غیر آنحضرت پر حرام ہی بسبب عام ہونی نہی کی بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ لا تواصلوا یعنی مت وصال کرو اور رحمت و شفقت کچہ مخالفت نہین رکہتی ہی ساتہہ حرمت کی غایت الامر یہہ ہی کہ حرمت وصال کی بسبب رحمت کے ہوا اور اہل سلوک سی جو لوگ کہ حریص ہین ریاضت و مشقت نفس پر افطار کرتے ہین ساتہہ ایک جلو پانی کی تا حقیقت وصال سی باہر آوین واللہ اعلم بالصواب اور ہلال بن امیہ ہر وقت سوز دل سی گریہ و زاری کرتے تہی سو اللہ تعہ نی رحمت فرمائی اور توبہ اونکی قبول کی ابیات مثنوی

داغ دل آور کہ در میدان درد	ال دل از داغ یشناسند مرد	ای خنک چشمی کہ او گریان اوست	وی ہمایون دل کہ او بریان اوست
از پی ہر گریہ آخر خندہ است	مرد آخر بین مبارک بندہ است	ہر کجا آب روان خضرت بود	ہر کجا اشک روان رحمت بود
گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار	تا بریزد سیل فضل کردگار	امر فلیبکوا کثیرا خواندہ	چون سریان چہ خندان ماندہ

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جو دو کپڑے مبشر کو دیئے انعام دیئی تو اور کوئی کپڑا میرے پاس اوس دن نتہا دو کپڑے عاریت لیئے لیے اور پہنکر اونکو حضرت صلعم کی خدمت مین چلا اور آدمی غول کے غول میرے استقبال کو آتے تھے اور مجہکو مبارکباد کہتے تہے جب مین مسجد مین آیا تو دیکہا مین نے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہ کی ساتہہ بیٹھے ہوے تھے طلحہ بن عبید اللہ نے جو مجہکو دیکہا تو اوٹہی اور میرے استقبال کو آئے اور مجہ سے مصافحہ کیا اور مبارکی دی اور واللہ کسی نے مہاجرین مین سے میرا ایسا اکرام نکیا جیسا کہ اوس نے کیا اور کبہی مین اوسکی نیکی کو نہ بہولونگا بعض کتب سیر مین ہی کہ سبب اسکا یون تہا کہ حضرت نے زمانہ مواخات مین اونکی اور کعب رضہ کی درمیان مین عقد مواخات کا باندہا تہا مگر جمہور اہل سیر کے نزدیک یہہ ہی کہ کعب اور زبیر بن العوام کے درمیان مین عقد اخوت باندہا تہا لیکن طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی درمیان مین مہاجرین مین سی عقد اخوت متحقق تہا سو اسلیے اونہون نے

یہہ اکرام کیا کہ یہہ بھائی انکی بھائی کی تھے اور قصہ مشہور ہی کہ دوست کا دوست ہوتا ہی کعب کہتے ہین کہ مینے جو حضرت کو
سلام کیا تو دیکھا چہرہ مبارک آپکا چمکتا تھا اور حضرت کا یہہ دستور تھا کہ جب آپ خوش ہوتی تو چہرہ مبارک چمکتا تھا گویا چاند کا ٹکڑا تھا
اور کمال خوشی اور سرور سی حضرت صلعم نے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو ساتھ نیک ترین دن کی کہ تیری اوپر گذرے آیا جب کہ تو پیدا ہوا ہی مینے عرض کی کہ
بشارت آپکی طرف سی ہی یا اللہ تعم کی طرف سے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کی طرف سی مینے عرض کی کہ اس بشارت کی شکرانے مین تمام مال اپنے سے
دست بردار ہوتا ہون مین اور اللہ تعم کو صرف کرتا ہون آپنے فرمایا کہ اپنا مال کچھہ رہنے دے کہ یہہ بہتر ہی تیری لیے مینے عرض کی کہ اپنا
حصہ خیبر سے مین نگاہ رکھتا ہون اور ایک روایت مین انہین سے منقول ہی کہ انہونے کہا کہ جب مین نے عرض کی کہ مین اپنی سب مال کو واسطے
اللہ کی صرف کرتا ہون تب آپنے فرمایا کہ ایسا نکر پھر مینے کہا کہ آدھا مال آپنے فرمایا کہ نہین پھر مینے کہا کہ تہائی مال آپنے فرمایا کہ ہان تہائی مال
صدقے کو کفایت ہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ حاصل ہمکا یہہ ہی کہ میانہ روی ہر امر مین خوب موقع ہی اور اسراف برا
ہوتا ہی کہ اللہ تعم مسرفون کی مذمت مین فرماتا ہی کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنی بیشک مسرف لوگ بھائی شیطانون
کے ہین اور دوسری آیت شریف مین بھی اشارہ اوسی کی طرف کہ ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط یعنی اور
نہ رکھ اپنا ہاتھہ بندھا ہوا اپنی گردن کی ساتھ اور نہ کھول دی اوسکو نرا کھولنا یہہ دونون مثالین فرمائی واسطے منع کرنے کے اسراف اور
شحیح ہونے سے اور اختیار کرنے قصد کے کہ معنی میانہ روی کی ہے کہ پھر کرے تو فتقعد ملوما یعنی پس بیٹھ رہے تو الزام دیا گیا اپنے ملامت
کیا گیا نزدیک اللہ تعم کی اور آدمیون کے بسبب اسراف اور سوء تدبیر کے کہ سب لوگ الزام دین کہ اتنا کیون دیا کہ آپ محتاج رہگیا
محسورا یعنی نادم بسبب نہونے کچھہ چیز کے اپنے پاس کہ پھر دیوی تو اوسے کسی کو حضرت جابر کہتے ہین کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی
اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان مین تشریف رکھتے تھے کہ آیا ایک لڑکا اور عرض کی اوسنے آپسے کہ ماں میری کرتا پہننے کو مانگتی ہی آپ سے
آپنے اوسکو اشارہ کیا کہ ایک ساعت ٹھہر کر پھر آنا وہ لڑکا چلا گیا اپنی ماں کی پاس اور پھر لوٹ کر آیا اور عرض کی اوسنے کہ میری ماں آپکا
یہہ کرتا جو آپ پہنے ہین مانگتی ہی پھر آپ اوٹھے اور گھر مین تشریف لیگئے اور کرتے کو اوتار کر اوسکے حوالے کیا اور آپ برہنہ بدن بیٹھے
رہے اس عرصے مین بلال رض نے اذان کہی اور انتظار کیا لوگون نے حضرت کے تشریف لانے کا نماز کے لیے سو نہ تشریف لائے حضرت پر یہہ حال
کی اللہ تعم نے یہہ آیت سو اس مین بھی اشارہ ہی واسطے میانہ روی کی پھر بعد تعلیم طریقہ توسط کی تصدق کرنے مین تسلی کی اللہ تعم نے
آپکے ساتھہ قول اپنے کے ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی بیشک پروردگار تیرا فراخ کرتا ہی روزی مو اسکے جسکے چاہتا ہے
اور تنگ کرتا ہی جسکے لیے چاہتا ہی یعنی اپنی حکمت سے کام کرتا ہی سو نہین ہی تیرا تکلیف دینا تنگی سے مگر تیری مصلحت کے لیے انه کان
بعباده خبیرا بصیرا بیشک وہی ساتھ بندون اپنے کے خبردار دیکھنے والا یعنی جانتا ہی چھپے اونکی اور کھلے اونکی لیکن جانتا ہی تمیز
اونکی کہ نہین جانتی ہین مجمع اوسکو یا مراد یہین یہہ ہی کہ کشادگی اور تنگی اللہ تعم کے کامون مین سے ہے کہ جانتا ہی چھپی اور کھلی کو سو
بندون کو چاہیے کہ وہ میانہ روی اختیار کرین امر بیشک اللہ تعم کشادگی کرتا ہی ایکبار اور تنگی کرتا ہی ایکبار سو اختیار کرو تم طریقہ اللہ
کا اور نہ بہت کشادگی کرو اور نہ بہت تنگی کرو کذا فی البیضاوی وفتح القرآن اور حدیث شریف مین بھی آیا ہی کہ خیر الامور اوسطہا

یعنی بہتر کاموں کا دربیان کا کام ہے چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بیت مسرفی کو بروز روشن شمع کافوری نہد زود بینی
کش شب روغن نباشد در چراغ ؛ اور موضح القرآن میں اس آیت کے فائدہ میں لکھا ہے کہ اسمین حضرت کو خطاب کیا ہے کہ فرماتا ہے
اللہ تعالی کہ محتاج کو دیکھکر بیتاب نہو جا اوسکی حاجت تیرے ذمہ نہیں لیکن یہ باتین پیمبر کو فرمائی ہیں جو بڑے درجہ کے سخی تھے
مال نہ تحمل سکے اوس کو تنبیہ ہے جیسے کہ طبیب بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم انتہی کعب کہتے ہیں کہ واللہ نہیں جانتا ہوں
کہ پھر اللہ تعالی نے کسی مسلمان کو بسبب سچ بولنے کے بہتر اوس سے اکرام اور انعام کیا ہوگا جو کہ بسبب اسکے میرے ساتھ فضل و کرم
سے کیا پھر کبھی میں قصداً جھوٹ نہیں بولا اور امید رکھتا ہوں کہ باقی عمر جھوٹ نہ بولونگا اور کوئی نعمت بزرگتر مجھ پر اللہ تعالی نے بعد
اسلام کے اس سے ارزانی نہیں فرمائی کہ مجھکو سچ بولنے کی توفیق دی کہ اوسکے سبب سے مین سچ بولا اور اگر جھوٹ بولتا تو ہلاک ہوتا مانند
جیسے کہ وے لوگ اس مقدمہ میں جھوٹ بولے اور ہلاک ہوئے حق تعالی نے اونکی شان میں وحی نازل فرمائی یحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم
الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم انہم رجس وماویہم جہنم جزاء بما کانوا یکسبون یحلفون لکم لترضوا عنہم فان ترضوا عنہم
فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین یعنی اب قسمین کھاوینگے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر کر جاؤگے اونکی طرف تاکہ اونسے درگذر کرو سو
درگذر کرو اون سے وے لوگ ناپاک ہین اور اونکا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ اونکی کمائی کا قسمین کھاوینگے تمھارے پاس کہ تم اونسے راضی ہو جاؤ
سو اگر تم اون سے راضی ہوگے سو اللہ تعالی راضی نہین ہوتا بے حکم لوگوں سے ف یعنی جس شخص کا حال معلوم ہو کہ منافق ہے اوسکی طرف سے تغافل
روا ہے لیکن دوستی اور یگانگی روا نہین کذا فی موضح القرآن اور معالم میں ہے کہ جد بن قیس اور معتب بن قشیر اور اونکے ہمراہیون کے حق میں
کہ وہ سب اسی منافق تھے یہ آیت نازل ہوئی تھی سو حکم کیا حضرت نے جب تبوک سے لوٹے کہ ان سے کوئی کلام کرے اور نہ مجالست کرے
اور مقاتل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق کی شان میں یہ آیت اوتری کہ اوسنے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے قسم کھائی
تھی کہ پھر اب حضرت کی ہمراہی سے ہرگز تخلف نکرونگا اور عرض کی کہ آپ مجھسے راضی ہو جاوین انتہی اور کہتے ہیں کعب نے کہ پھر میری توبہ کی قبول
ہونے میں یہ آیت اوتری لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب
فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم رؤف رحیم یعنی تحقیق اللہ تعالی مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے
مشکل کی گھڑی مین بعد اسکے کہ قریب تھے کہ دل پھر جاوین بعضون کے اون مین سے پھر مہربان ہوا ان پر وہ اون پر مہربان ہے رحم کرنے والا
ف مہاجرین و انصار کو معاف کیا اول کہ خطرون سے اور دوبار فرمایا مہربان ہے اپنے مہربان ہوا کذا فی موضح القرآن معالم میں ہے کہ مراد ساعت عسرت
سے غزوہ تبوک ہے کہ نام اوسکا جیش العسرۃ ہے اور تحقیق عسرت کی گذر چکی ہے اور مراد پھرنے دل کو سے پھرنا دل کا ہے جانے سے اوس
سفر مین اور میل کرنا طرف پلٹ آنے کے اوس سفر سے بسبب شدت کے اور نہین ہے مراد پھرنا دل کا دین سے اور پہلی ابتدا آیت مین
جو ذکر کیا توبہ کا اور پھر فرمایا ثم تاب علیہم تو مراد پہلے سے محض فضل اور کرم اوس سبحانہ تعالی کا ہے کہ پہلے ذکر گناہ سے ارشاد کیا
پھر جب ذکر گناہ کا کیا تو پھر اعادہ کیا اوسکا اور مراد اس سے قبول ہونا توبہ کا ہے کہا ابن عباس نے کہ جس سے درگذر کی اللہ تعالی نے
تو اوسکو کبھی عذاب نکریگا انتہی وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم

وظنوا ان لا ملجأ من الله الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان الله ھو التواب الرحیم یعنی اور اوپر تین شخصون پر یعنی درگذر کی اون تین شخصون سے جنکو پیچھے رکہا تہا یہان تک کہ جب تنگ ہوئی اون پر زمین باوجود یکہ کشادہ ہی اور تنگ ہوئین اونپر انکی جانین اور سمجھے کہ کوئی پناہ نہین اللہ سے مگر اوسی کی طرف پھر مہربان ہوا اون پر کہ وے پھر آوین بیشک اللہ ہی ہے توبہ قبول کرنے والا رحم والا آیتی کسی نے بزرگ سے پوچھا کہ علامت توبہ نصوح کی کیا ہے اونہون نے کہا کہ نشان توبہ نصوح کا یہہ ہے کہ زمین باوجود اس کشادگی کے اوسپر تنگ ہو جاوے جیسے کہ توبہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور دونون یارون اونکے کی **ابیات مثنوی**

می بباید آب و تابے توبہ را
شرط شد برق و سحابے توبہ را
آتش و آبی بباید میوہ را
واجب آمد ابر و برق این شیوہ را

تا نباشد برق دل ابر دو چشم
کی نشیند آتش تہدید و خشم
کی بروید سبزۂ ذوق وصال
کی بجوشد چشمہا ز آب زلال

خواجہ بر توبہ نصوح خوش بتن
کوششی کن ہم بجان ہم بتن
توبہ کن مردانہ سر آور بہ رہ
کہ فمن یعمل بہ مثقال یرہ

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو نجات نہین دی مگر بسبب صدق اور راستی کی اب مین سوا سچ کے اور کچھہ نکہونگا سو اللہ تعالیٰ نے بعد نزول آیت قبول توبہ کے سچون کی خوبی فرمائی اور آدمیونکو اونکی موافقت کرنیکو فرمایا کہ بسبب سچ کے اونکی قدر و رفعت زیادہ ہوگی وہ یہہ آیت ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچون کے ساتھ مفسرون نے کہا ہے کہ مراد صادقون سے اس آیت مین وہ لوگ ہین جو سچے ہوں اپنے دین مین نیت اور قول اور عمل سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ معنی آیت کے یہہ ہین کہ ای گروہ مومنون اہل کتاب کی مہاجرین اور انصار کے ساتھہ ہو اور اپنے کو اونکی گروہ مین داخل کرو اور سچ اختیار کرو اونکا سا سچ یہہ خطاب ہے طرف اون منافقون کے جو اہل کتاب مین سے بظاہر ایمان لائے تھے اور کسی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد صادقین سے اس جگہ یہی تین یار ہین کہ اوس امر مین منافقین کے خلاف و بقول سچ کہا اور حضرت سے اون ہی اعراض کیا اور اونکا کام مین تاخیر فرمائی یہان تک کہ حکم الٰہی با فکر حق مین نازل ہوا کہ کونوا مع الصادقین ای مثلہم ھو کا وفی الصدق یعنی ہو تم ساتھہ ان سچون کے ای مانند ان سچون کے سچ مین اور بعضون نے کہا کہ وہ لوگ مراد ہین جو ایمان لائے اور عہد کیا ساتھہ خداوند تعالیٰ کی اور اوسکے رسول کے اور صرف کیا اپنے نفس کو اوسکی اطاعت اور رضامندی مین اور صدق کو اختیار کیا چنانچہ اس آیت مین ارشاد ہے من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا الله علیہ یعنی ایمان والون مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تہا اللہ سو اسی لیے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی الجنۃ یعنی لازم پکڑو اپنے اوپر سچ کو بیشک سچ راہ بتاتا ہے طرف جنت کے اور اہل تحقیق نے کہا ہے کہ صدق دوسرا درجہ نبوت کا اگر صدق نہوتا تو اطمینان ساتھہ اخبار کی خبرون غیب سے ظہور پذیر نہ آتا اور حقیقت مین صدق ایک اصل ہے کہ سب اخلاق نیک اوسکی فرع ہین کسی نے حضرت جنید قدس سرہ سے پوچھا کہ صدق اور اخلاص مین کیا فرق ہے فرمایا کہ الصدق اصل وھو الاول والاخلاص فرع وھو تابع یعنی صدق بیخ ہے اور وہ اول ہے اور اخلاص شاخ ہے اور تابع ہے یعنی صدق کا **ابیات**

راستیہا دانہ دام دل است
صدق جان را در بعد مین با لقولت
از نبی برخوان رجالی صادقون
در حدیث راست آرام دل است

دل نیارامد ز گفتار دروغ
آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
دل بگیرد ہر کجا باشد بردبان

که نداند چاشنی این و آن
رستن آن جان ربانی بود
تا ابد باقی بود بر جان عاشق

چون شود از رنج و علت دل سلیم
برق فرّ روی خوب صادقین
رنگ صادق رنگ تقوی و یقین

طعم کذب و رست را باشد علیم
تن فنا شد و ان بجا تا یوم دین
تا ابد باقی بود بر متقین

آن دروغت این تن فانی بود
رنگ شک و رنگ کفران و نفاق
تنبیه صاحب کشاف وغیره

مفسرین نے بیچ تفسیر وعلی الثلثة الذین خلفوا کی کہا ہے خلفوا عن الغزوة یعنی مراد تخلف سے تخلف غزوہ کا ہے اور یہہ تفسیر منافی ہے اوسکی جو صحیح بخاری مین کعب بن مالک سے مروی ہے کہ مراد تخلف سے جو آیت مین مذکور ہے تخلف ہمارا غزوہ سے نہین ہے بلکہ مراد امر سے تخلف اور تاخیر امر ہمارے کی ہے اون لوگون سے جنھون نے قسم کہائی اس قصہ مین اور عذر کیا اور حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اونکی عذر کو قبول فرمایا واللہ اعلم اور مروی ہے کہ جب حضرت اس سفر با ظفر سے تشریف شریف لائے تو جب حجرہ شریفہ مین رونق افروز ہوئی تو یہہ شکر ادا کیا الحمد للہ علی ما رزقنا فی سفرنا ہذا من اجر وحسنة ومن بعدنا وشرکائنا یعنے تمام حمد ثابت ہے حق سبحانہ تعالی کو اسپر کہ نصیب کیا ہمکو اس سفر ہمارے مین اجر اور نیکی اور جو لوگ کہ پیچھے ہمارے اور شریک ہمارے مین آپس مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے مشقت سفر کی دیکھی ہے اور رات کو بیداری مین گذرا ہے اور وہی لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے رہے وہ تمہارا شریک ہون ثواب مین آپ نے فرمایا کہ اس غزوہ مین بعضے لوگ جو ہم سے تخلف کرکے رہ گئے تھے وہ ہماری شریک تھے ثواب مین کہ کوئی راہ ہم نہین چلی کی اور کسی وادی سے ہم نہ اوترے مگر وہی لوگ ہمارے ساتھ تھے یعنی اپنی نیت سے کہ بسبب عذر شرعی کے وہ مدینے مین رہ سکے تھے اللہ تعالی فرماتا ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافة یعنی نہین ہے مومنون کو کہ نکل جاوین جہاد کو سب کے سب ہم سب غازی اونکے تھے اور وہی لوگ قاعد ہمارے تھے قسم خدا کی ہے کہ نفس میرا اوسکے ید قدرت مین ہے کہ اونکی دعا کا تیر دشمنون مین زیادہ گذر کرنے والا ہے ہمارے ہتھیارون سے کہتے ہین کہ بعد غزوہ تبوک کے مسلمان اپنے اپنے ہتھیار بیچنے لگے اور کہنے لگے کہ منقطع ہو چکی جہاد حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جب یہہ خبر سنی تو اوس سے منع کیا اور فرمایا لا ینقطع الجہاد حتی ینزل عیسی ابن مریم یعنی نہ منقطع ہوگا جہاد یہان تک کہ اوتریں عیسی بیٹے مریم کے اور فرمایا لا یزال عصابة من امتی یجاهدون علی الحق حتی یخرج الدجال یعنی ہمیشہ رہیگا ایک گروہ امت میری سے کہ جہاد کرینگے حق پر یہانتک کہ نکلے دجال اور ہو کہ عصابہ ایک جماعت ہے اور مراد اس گروہ سے گروہ لشکر محمدی ہے کہ وہ ملک شام اور مغرب کے لوگ ہین کما قال الحلبی تقویت کرتی ہے اسکی وہ جو حدیث مین آیا ہے لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق حتی تقوم الساعة یعنی ہمیشہ رہین گی ملک غربی کی لوگ غالب حق پر قیامت تک ہکذا قال النووی کہتے ہین علی قاری کہ میرے نزدیک اوسوقت مین روم کے لوگ ہین مددگار دین کی اللہ تعالی اور شامل ہے یہہ ملک شام اور ملک غرب کو اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ عام ہے اور کہا گیا ہے کہ مراد اس سے علماء حدیث ہین واللہ اعلم بالصواب کذا فی المرقات ف مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ صاحب روضة الاحباب نے کہا ہے کہ نو جگہہ لڑائی واقع ہوئی اول بدر دوسری احد تیسری بنی النضیر چوتھی خندق پانچوین بنو قریظہ چھٹی خیبر ساتوین فتح مکہ آٹھوین حنین نوین طایف اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے سات جگہہ فرمایا ہے اور فتح مکہ اور طائف کو ایک ہی کرکے بیان کیا منشا اسکا یہہ ہے کہ بسبب قرب اور مناسبت کے ان تینون کا جدا ذکر نکیا کہ ایک ہی سفر مین یہہ تینون قصہ واقع ہوئے اور باقی غزوات جن مین لڑائی واقع نہوئی وہ یہہ ہین غزوہ بواط اور غزوہ عشیرہ

اور غزوہ ابوا اور غزوہ بدر اولی یہہ چارون قبل جنگ بدر کے واقع ہوئے اور بنو قینقاع اور غزوہ سویق یہہ دونون بعد واقعہ بدر دوسرے سال ہجرت کے واقع ہوئی اور موافق روایت بخاری کے غزوۂ ابوا سب غزوات سے پہلے واقع ہوا اور غزوہ قرقرۃ الکدر اور غزوۂ غطفان کہ اوسکو غزوہ امر بھی بروزن قمر کے کہتے ہین اور غزوہ انجار بھی کہتے ہین یہہ دونون قبل غزوۂ احد کے ہوئی اور غزوہ حمراء الاسد بعد غزوۂ احد کے تیسرے سال ہجرت سے واقع ہوا اور غزوہ بدر موعود کہ بدر صغری بھی اوسکو کہتے ہین چوتھے سال ہجرت سے بعد غزوۂ بنی نضیر اور تولد امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقع ہوا اور غزوۂ ذات الرقاع پانچوین سال کے سرے پر اور غزوہ دومۃ الجندل بھی اسی سال مین بعد اوسکے اور قبل غزوہ خندق کے واقع ہوا اور غزوہ بنو لحیان ہجرت سے چھٹے سال پہلے غزوہ غابہ سے واقع ہوا اور فتح فدک ساتوین سال ہجرت کے بعد فتح خیبر کے واقع ہوئی اور غزوہ تبوک کہ آخرین غزوات آنحضرت صلعم سے ہی نوین سال ہجرت میں واقع ہوا یہہ ستائیس غزوہ ہوئے کہ نام ان سبکے لکھے جاتے ہین ودان اور عشیرہ اور ابوا اور بدر اولی اور بدر کبری اور بنو قینقاع اور سویق اور قرقرہ اور غطفان اور احد اور حمراء الاسد اور بنی النضیر اور بدر موعود اور ذات الرقاع اور دومۃ الجندل اور خندق اور بنو قریظہ اور بنی المصطلق اور بنو لحیان اور غابہ اور خیبر اور فدک اور وادی القری اور فتح مکہ اور حنین اور طائف اور تبوک تھی اور بعوث آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی قریب پچاس کے تھے اون مین سے ستائیس سریہ تو اس کتاب مین بیچ ضمن حالات سنوات ہجرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے مذکور ہو چکی ہین نام اونکی ساتھہ تین سال کے یہہ ہین سریہ حمزہ اور سریہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب سال اول مین اور سریہ سعد بن ابی وقاص اور سریہ عبد اللہ بن جحش اور سریہ عمرو بن عدی دوسرے سال مین اور سریہ قردہ اور سریہ محمد بن مسلمہ سال تیسرے مین اور سریہ بیر معونہ اور سریہ رجیع سال چوتھے مین اور سریہ ابو بکر اور سریہ ابو بصیر سال چھٹے مین اور سریہ موتہ اور سریہ ابو عبیدہ اور سریہ ابو قتادہ انصاری اور سریہ خالد بن ولید اور سریہ سعد بن زید اور سریہ خالد بن ولید ثانیا اور سریہ ابو عامر اور سریہ طفیل بن عمرو دوسی اور سریہ علی آٹھوین سال مین اور سریہ عیینہ بن حصین اور سریہ خالد بن ولید ثالثا اور سریہ قطبہ بن عامر اور سریہ ضحاک بن سفیان اور سریہ علقمہ اور سریہ علی اور سریہ خالد بن ولید ایضا نوین سال مین واقع ہوئین مگر سریہ محمد بن مسلمہ کا قصہ مذکور نہین ہوا سو وہ قصہ یون ہی کہ ابن اشرف ایک یہودی شاعر تھا اور ہمیشہ ہجو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اور مسلمانون کی کیا کرتا تھا اور مدام اونکی ایذا رسانی مین مصروف رہتا تھا اور کفار قریش کو لڑائی پر حضرت کے ورغلاتا تھا جب اوسکو فتح غزوہ بدر کی خبر پہونچی تو بہت ہی ملول اور رنجیدہ خاطر ہوا اور واسطے پرسش اونکی مکہ کو گیا اور بدر مین جو قریش کے سردار وغیرہ مارے گئے تھے اونپر اوس نے گریہ وزاری کیا اور مرثیے کہے کہ اون مین قریش کو تحریض اور تحریص تھی پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی لڑائی پر پھر جب وہ پلٹ کر مدینے مین آیا اور حضرت کو یہہ خبر ہوئی آپنے دعا کی کہ اللہم اکفنی ابن الاشرف بما شئت فی اعلانہ الشر وقولہ الاشعار پھر مامور ہوئے حضرت اوسکے ہلاک اور قتل پر پہر حکم کیا آپنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہ بھیجین اوسپر ایک جماعت کو کہ وے اوسکو جاکر قتل کرین اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے تم مین سے کہ شر ابن اشرف کو کفایت کرے کہ ہمسے وہ عداوت آشکارا کرتا ہی اور ہماری ہجو کرتا ہی اور مشرکون کو جمع کرتا ہی اور حرص دلاتا ہی ہماری لڑائی پر اور اللہ تعالی نے اسکی مجھکو خبر دی ہی اور حکم کیا ہی اوسکے قتل کا پھر اوس وقت

آپ نے یہ آیت پڑھی الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین آمنوا سبیلا اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا یعنی تو نہین دیکھا جنکو ملاہی کچھہ حصہ کتاب سے مانتے ہین بتون کو اور شیطانون کو اور کہتے ہین کافرون کو کہ انھون نے زیادہ راہ پائی ہی مسلمانون سے وہی لوگ ہین جنکو لعنت کی اللہ تعالی نے پھر ہرگز نپاویگا تو کوئی اوسکا مددگار کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ جب حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا تو محمد بن مسلمہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکی خاطر مبارک چاہتی ہی کہ مین اوسکو قتل کرون آپ نے فرمایا ہان جہانتک ہو سکے ہمین قصور نکرنا اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو اجازت ہو کہ جو چاہون مین سو اوسکو کہون آپنے اجازت دی اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اس کام مین جلدی نکر سعد بن معاذ سے اسمین مشورہ کر لے سو اونھون نے موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپکے سعد بن معاذ سے مشورہ کیا اونھون نے کہا کہ اوسکے پاس جانا چاہیے اور اوس سے اظہار اپنی احتیاج اور فقر و فاقے کا شکوے کرنا چاہیے اور کچھہ تھوڑا سا کھانے کو اوس سے قرض مانگنا اس بہانے سے اوسکو قلعہ سے باہر نکال کر اپنا کام کر لینا پھر اس کام پر محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ چار آدمی اور بھی ہوئے ایک ابو نائلہ کہ نام اوسکا ملکان بن سلام تھا کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی اور ایام جاہلیت مین اوسکا مصاحب تھا کذا فی المدارج اور دوسرا عباد بن بشر انصاری اور یہہ اسلام لائے تھے سعد بن معاذ سے پہلے اور حاضر ہین بدر اور احد وغیرہ مشاہد مین اور فضلاے صحابہ سے ہین روایت کی اون سے مالک بن انس اور عبد الرحمن بن ثابت نے شہید ہوئے جنگ یمامہ مین اور عمر اون کی پینتالیس برس کی ہوئی کذا فی اسماء رجال المشکوۃ اور تیسرے حارث بن اوس بن معاذ اور چوتھے ابو عیسی بن جبیر یہہ سب انصاری قبیلہ اوس سے تھے اور پانچوین محمد بن مسلمہ یہہ بھی انصاری حارثی اوسی تھے حاضر ہوئے سب مشاہد مین سواے تبوک کے روایت کی انھون نے عمر بن خطاب وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور ہین یہہ فضلاء صحابہ سے اور تھے یہہ اون لوگون مین کہ اسلام لائے تھے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھہ پر مدینہ مین اور مرے یہہ سن تینتالیس ہجری مین اور عمر ان کی ستتر برس کی ہوئی اور یہہ بھی رضاعی بھائی تھے ابو نائلہ کے کذا فی اسماء رجال المشکوۃ وغیرہ پھر سب نے ابو نائلہ کو پہلے اوسکے پاس بھیجا کہ جا کر اوس سے کلام آمیزش کے کرین سو ابو نائلہ اوسکے پاس گئے اوس نے ان کی مہمانداری کی اور آپس مین دونون نے اشعار پڑھے پھر ابو نائلہ نے اوس سے کہا کہ اس آدمی کا آنا یعنے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہمپر آفات سے ہے کہ تمام عرب متفق ہو کر ہمارے مقابلہ مین ہین راہ تجارت کی بالکل بند ہو گئی ہر وقت ہم سے صدقہ مانگا کرتا ہی اور ہمکو آپ کھانے کو میسر نہین اور ہمکو بہت تکلیف مین ڈال رکھا ہی کعب نے کہا کہ ابھی کیا ہوا ہی قسم خدا کی ابھی اور زیادہ رنجیدہ اور غمگین ہوگے اور ایک روایت مین ہی کہ ابو نائلہ سے اوس نے کہا کہ مجھے خبر دے اپنے بھید سے کہ مدینے والون کے دل مین اوسکی طرف سے کیا ہی اونھون نے کہا کہ غالب ہے کہ وہ اوسکی حمایت سے باز نرہینگے نہ اوس سے جدا ہونگے اس لیے کہ اوس سے عہد و پیمان کر لیا ہی اور متابعت اوسکی اختیار کی ہی تو اب نہین چاہتے کہ اپنے عہد سے جلد پھر جاوین وہ ملعون اس بات سے بہت خوش ہوا یعنے ابو نائلہ نے سچ کہا پھر ابو نائلہ نے اوس سے کہا کہ فلانے فلانے آدمی میری قوم سے اس بات مین میرے ساتھہ ہین اور میرے اور اونکی ایک راے ہے اور ہمکو احتیاج ہی کہ ہم تجھسے ایک یا دو وسق غلہ قرض مانگتے ہین وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہی اور ایک روایت

اونھون نے یون کہا کہ کچھ غلہ ہمکو قرض دے اور اوسکی عوض مین جو کچھ تو کہے وہ ہم گرو رکھین اور ایک روایت مین ہے کہ کعب نے اون سے کہا کہ کچھ قرض کے عوض گرو رکھو اونھون نے کہا کہ کیا گرو رکھین اوس نے کہا کہ اپنی بیبیون کو گرو رکھو ابونائلہ نے کہا کہ ہم کیونکر کرین کہ تو تو سب عرب سے زیادہ حسین ہے مبادا عورتین تیری حسن و جمال پر فریفتہ اور مائل ہین مبادا کہ مبتلا اور گرفتار ہو جاوین اور یہہ بھی ایک ہوشیاری اونکی تھی کہ یون کہا اور یہہ نکہا کہ مبادا تو مبتلا ہو جاوے عورتون سے بدکاری مین اسلیے کہ کہین خفا ہو جاوے اور کام ہاتھہ سے جاتا رہے پھر اوس نے کہا کہ اگر عورتون کو گرو نہین رکھ سکتے ہو تو اپنی اولاد کو گرو کرو اونھون نے کہا کہ ہم اپنی اولاد کو کیونکر گرو کرین لوگ اونکو طعنہ دینگے اور عیب لگاوینگے کہ ایک یا دو وسق غلہ کی لیے تم گرو کیے گئے تھے اور ہم تیرے پاس ہتھیار گرو لامہ کو گرو کرین گے اور رات کے وقت لاوینگے اوس نے قبول کیا لامہ کی تفسیر شراح حدیث نے سلاح کی کی ہے اور اہل لغت لامہ زرہ کو کہتے ہین پھر ابونائلہ وہان سے باہر نکلے اور جو کچھ حال گذرا تھا وہ سب اپنے یارون سے بیان کیا پھر سب رات کو اونھون نے وہان جانیکا ارادہ کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیعۃ الغرقد یعنی جنۃ البقیع تک اونکو پہنچانیکو گئے اور دعا کی اون کے لیے کہ انطلقوا بسم اللہ اللہم اعنہم یعنی جاو تم ساتھہ نام اللہ کی ای اللہ تعالی تو مدد کر انکی اور اونکو رخصت کیا اور آپ اپنے دولتخانہ کو تشریف لائے اور وہ چودھوین تاریخ کی رات تھی اور چاند خوب روشن تھا گویا کہ دن تھا پھر سب لوگ اوسکے قلعہ کے دروازے پر گئے اور ابونائلہ اور محمد بن مسلمہ نے اوسکو آواز دی اوسنے آواز سنکر چاہا کہ انکے پاس آوے اور اوسنے اونہین نون ایک عورت سے نکاح کیا تھا اوس نے کہا کہ تو کہان اور کس کے پاس جاتا ہے اسوقت اوسنے کہا محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ میرے بہائی ہین اون کے پاس جاتا ہون اوس عورت نے کہا کہ بیٹہ جا مینے اونکی آواز سنی ہے کہ اوس سے خون ٹپکتا ہے اوس نے کہا اور کوئی غیر نہین ہے اونکے سوا اوس عورت نے اوسکا دامن پکڑ لیا اور کہا مت جا قسم اللہ کی مین سرخی خون کی اس آواز سے دیکھتی ہون اوس نے کہا میرا بہائی ابونائلہ ہے کہ اگر مجھکو سوتا دیکھے تو کبھی نہ جگاوے پھر اوسنے کہا کہ قسم اللہ کی اس آواز سے شر کی بو آتی ہے کعب نے کہا کہ ان الکریم لو دعی الی طعن لاجاب یعنی بیشک کریم شخص اگر بلایا جاوے طرف طعن کے یعنی نیزہ مارنے اور ہلاک کرنے کے تو البتہ قبول کر لیتا ہے اور جاتا ہے طرف اوسکی اگر کوئی کہے کہ اوس عورت کو یہہ بات کیونکر معلوم ہوئی تو ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونھون نے ہولناک اور مہیب آواز سے شاید اوسکو پکارا ہو یا اوس نے اس قرینے سے معلوم کیا ہو کہ رات کو بیوقت خلاف عادت کے کیون پکارتے ہین اور خصوصا صحابہ لوگ کہ صفائی حال اور حقیقت عقیدے کی اونکی ساتھہ حضرت کے آفتاب سے زیادہ روشن تھی اور کعب کی دشمنی اور عداوت قلبی حضرت کی شان مین بخوبی ظاہر تھی سو اوس عورت نے دانائی سے دریافت کیا ہو اور ابن اسحاق کی روایت مین ہے کہ اوس عورت نے کہا کہ انی لاعرف صوتا الشر یعنی تحقیق مین جانتی ہون آواز شر کی یعنی اس کی شناخت مجھکو ہے غرضکہ محمد بن مسلمہ نے اپنے یارون سے کہا کہ جب وہ آوے اور مین اوسکو سر کے بال خوشبو سونگھنے کے بہانے سے ہاتھہ مین لونگا جب تم مجھکو دیکھنا کہ مینے اوسکے بال خوب مضبوط پکڑ لیے تب تم تلوار اوسپر چلانا اور اوسکا کام تمام کرنا پھر کعب اپنے قلعہ سے باہر آیا سر اور بدن پر کپڑا لپیٹے ہوئے اور خوشبو اوس مین آتی تھی پھر کچھ دیر آپس مین باتین کرتے رہے جو کچھ کہ ابونائلہ نے کہا تھا پھر اوسکو دوبارہ بیان کیا پھر سب نے کہا کہ ای کعب اگر تیرا جی چاہے تو اس چاندنی مین

سیر کریں اور شعب عجوز تک چلیں اور باقی رات وہیں بیٹھکر باتیں کریں اوسنے کہا کہ اچھا چلو یہ کہکر اوس طرف چلے ایک ساعت کے بعد محمد بن سلمہ یا ابو نائلہ نے کہا کہ اے کعب عجیب خوشبو تیری بدن میں آتی ہے کہ ایسی خوشبو تو مینے کسی سے نہیں سونگھی اوسنے کہا کہ سب عرب کی عورتوں سے خوشبودار اور خوبصورت زیادہ ایک عورت میری نکاح میں ہے محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اگر اجازت دے تو تیری سر کے بال سونگھوں اوسنے کہا کیا مضائقہ سونگھ لے پھر اونھوں نے اوس کے بال پکڑ کر سونگھے اور اپنے یاروں کو سونگھائے پھر چھوڑ دئے دوسری بار پھر سونگھنے کی خواہش کی اوسنے اجازت دی اب کی بار اونھوں نے خوب مضبوط اوسکے بال پکڑ لیے اور کہا کہ مارو اس عدو اللہ کو سب نے تلواریں چلائیں کسی کی تلوار نے کام نکیا اور وہ ابو نائلہ سے چمٹ گیا محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میرے پاس کتھی تھی اوسکو میں نے اوسکے پیٹ پر رکھکر دبا دیا اور ناف تک چیر ڈالا اوس نے ایک چیخ ماری کہ اوسکے قلعہ کے لوگوں نے ڈر اور اور جتنے قلعہ والے تھے اس نواح میں سب نے مارے خوف کے آگ جلائی اور حارث بن اوس اپنے یاروں کی تلوار سے زخمی ہوئے پھر اوسکا سر کاٹ کر مدینہ کو لے چلے پیچھے سے قلعہ والے نکلے راہ بھولکر اور طرف نکل گئے اور صحابہ کو نپایا محمد بن سلمہ اور اونکے یاروں نے بقیعۃ الغرقد میں پہونچکر تکبیر کہی اوسوقت حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نماز میں تھے اونکی تکبیر سے آگاہ ہوئے کہ اوس ملعون کو مار ڈالا پھر جب وے چاریار جان نثار آپکی ملازمت میں حاضر ہوئے آپنے فرمایا افلحت الوجوہ یعنی فلاح پاوین چہرے اونھوں نے عرض کی و وجہک یا رسول اللہ یعنی اور آپکا چہرہ مبارک یا رسول اللہ پھر اوس ملعون کا سر آپکے آگے ڈال دیا آپنے اللہ تبارک و تعالی کا شکر ادا کیا اور اپنا لعاب دہن مبارک حارث کے زخم پر لگا دیا اوسیوقت وہ اچھا ہوگیا اور اجازت دی کہ جس یہودی پر قابو پاؤ مار ڈالو منقول ہے کہ دوسرے روز کعب بن اشرف کے لوگ آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بیگناہ مار ڈالا ہے اور کوئی خطا اور خیانت اوس سے صادر نہیں ہوئی آپنے فرمایا کہ وہ ہماری ہجو کرتا تھا اور مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا اور مشرکوں کو ہماری لڑائی پر دلیر کرتا تھا وے لوگ یہہ جواب سنکر ڈر گئے اور پھر اونھوں نے اس امر میں قیل و قال نکیا اس مقام پر بعضے کج فہموں کی خیال خام میں آتا ہے کہ یہہ حیلہ کرنا اور فریب سے کعب بن اشرف کو قتل کرنا کیا لائق اور سزاوار جناب نبوت کے تھا سو یہہ بات بسبب کجی طبیعت اور نافہمی مقصود کی ہے اسلیے کہ وہ واجب القتل تھا اللہ تعالی نے حکم اوسکے قتل کا دیا تھا اور اوس سے عہد و پیمان بھی نتھا ہر وجہ سے اوسکو مارنا ہی لائق تھا اگر ویسے لڑائی میں مارا جاتا تو بھی اسی قبیل سے تھا الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب و دغا ہے اور قتل کرنا مفسدوں اور مشرکوں کا واسطے مقصد صلاح عالم اور اہل خیر کے ایسا ہے کہ کاٹ ڈالنا ناکارہ شاخوں کا درخت سے واسطے اصلاح اون شاخوں کی کہ میوہ دار ہیں کہ جبتک وہ نکمی شاخیں تراشی نجاویں درخت میں میوہ بخوبی نہیں پھلتا ہے اور خود جسکو ایمان اور تصدیق ہے وہ اوسکو حق اور بجا جانتا ہے کیا شک و شبہہ کی جگہہ ہے نسال اللہ تعالی العافیۃ کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ روضۃ الاحباب میں ابو نائلہ کا جانا کعب کے پاس اور اوس سے ہمکلام ہونا اونکا ثابت اور منقول ہے اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ محمد بن مسلمہؓ اوسکے پاس گئے اور اوس سے ہمکلام ہوئے سو جمع ہونا ان دونوں قولوں کا یوں ہوسکتا ہے کہ ابو نائلہؓ اول سب کے مشورت سے پہلے اوسکے پاس گئے ہوں اور اوس سے ہمکلام ہوئے ہوں کما عرفت پھر بعد اونکے محمد بن مسلمہؓ بھی گئے ہوں اور اوس سے ہمکلام ہوئے ہوں اور پھر وہی باتیں

دُہرائی ہون کہ اوسکی خوب تسلی ہو جاوی جیسے کہ دلالت کرتی ہی اور شعر مین عبارت دونون کتابون کی تامل کرنے والے پر واللہ تعالیٰ
اعلم بحقیقۃ الحال اور یہہ بہی اس بیان ہدایت عنوان سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا بمصلحت ضروری کی لیے درست ہی کہ کلام وسیلہ ہی
طرف مقاصد کے پس اگر وہ مقصود محمود شرعی ہی اور حصول اوسکا بغیر جھوٹ بولنی کے ممکن ہو تو اوس مین جھوٹ بولنا حرام ہی
اور جو بے اسکے حاصل نہو تو جائز ہے پہر اگر حاصل کرنا اوس مقصود کا ہی مباح ہو تو جھوٹ بولنا بہی اوسکی لیے مباح ہی اور اگر واجب ہے
تو واجب ہی مثال اسکی یہہ ہی جیسے واسطے دفع ظلم ظالم کے کہ ایک مسلمان کسی ظالم کی ڈر سے چہپ رہا اور وہ اوسکے مارنے کا قصد رکھتا ہی
یا اوسکا مال چہیننے کا یا کسی نے کسی ظالم کی ڈر سے مال چہپا رکہا ہی تو جاننے والے کو واجب ہی کہ ظالم کی پوچہنے سے نہ بتاوی اور کہدے
کہ مجھکو نہین معلوم کہ اس وقت جھوٹ بولنا واجب ہی یا کسی کے پاس کسی کی امانت رکہی ہو اور کوئی ظالم چہین لینے کا ارادہ رکھتا ہو
تو جھوٹ بولنا واجب ہی کہ میرے پاس نہین ہی یا کوئی مظلوم کسی طرف ہو کر گذرا اور کسی نے اسکو دیکہا تو اوسکو جھوٹ بولنا واجب ہے
کہ کہدے وہ ادہر سے نہین آیا فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ شخص جھوٹ بولنی والا نہین ہی کہ ملاپ کرواد ے درمیان
دو آدمیون کی اور کہتا ہی باتین نیک اور پہونچاتا ہی اچہی باتین یعنی نیک باتین ایک کی طرف سی دوسرے کو کہ جو باعث اصلاح اور رفع نزاع
کی ہون اگرچہ جھوٹ ہی ہو اور مثال مباح کی جیسے کہ نابالغ لڑکے کا نکاح کر دیا ہو اوسکا اوسکے باپ یا دادا کی سوا اور کسی نے
سو اوسکو اختیار ہی بعد بالغ ہونی کے سو جھوٹ بولنے لڑکی اور کہے دل مین کہ مین اب بالغ ہوئی ہون اور فسخ کیا مینے نکاح اپنا باوجود
اسکے کہ وہ بالغ ہوئی تہی رات کو اسلیے کہ خیار اوسکا بہت دیر تک نہین ہوتا بعد بلوغ کی آخر مجلس تک ہی گو کہ نجانتی ہو وہ اوسکو اور
اسی قسم سے جھوٹ بولنا ہی اپنی بیوی کی راضی کرنے کو اور بیوی کا جھوٹ بولنا خاوند کی راضی کرنے کو اور جھوٹ بولنا لڑائی مین
اور مسلمانون کی ملاپ کروانے مین اور کہا ہی کہ اسی قسم سے ہے لڑکون کو پہسلانا اور ڈرانا مکتب مین بہیجنے کو واسطے تعلیم قرآن اور
علم دین کے اور جھوٹ بولنا واسطے چہپانے بہید دوسری کے کہ قلوب الاحرار قبور الاسرار یعنی دل آزادون کی قبرین اسرار کی ہین
کہا ہی اور یون ہی اپنا گناہ چہپانے کو جھوٹ بولنا کہ اللہ تعالیٰ ستار ہی دوست رکہتا ہی ستر کو یعنی عیب چہپانی کو اور اسی قسم سے ہے
تعریض اور توریہ کذا فی طریقۃ المحمدیہ شرحہ الموسومۃ بالوسیلۃ الاحمدیہ اور باقی سرایا جو اس کتاب مین مذکور نہین ہوئی نام انکے مع قید
سال کے یہہ ہین سریہ عبداللہ بن عتیک چہٹے سال مین اور سریہ عبداللہ مخزومی اور سریہ عبداللہ بن انیس تیسری سال میں اور محمد
بن مسلمہ اور سریہ عکاشہ بن محصن اسدی اور سریہ محمد بن مسلمہ بنی ثعلبہ پر اور سریہ ابو عبیدہ بن الجراح اور سریہ زید بن حارثہ طرف
جموم کے اور دوبارہ سریہ زید بن حارثہ طرف موضع عیص کے اور عبدالرحمن بن عوف اور سریہ علی مرتضیٰ اور سریہ زید بن حارثہ
تیسری بار وادی القریٰ پر اور چوتہی بار طرف حشمی طرف کی اور پانچوین بار طرف موضع حسمی کے اور چہٹی بار پہر وادی قریٰ کے
اور سریہ محمد بن مسلمہ نجد پر اور سریہ یسار اور سریہ کرز بن جابر اور سریہ عبداللہ بن رواحہ اور سریہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہم
چہٹے سال مین واقع ہوئی اور سریہ ابوبکر صدیق اور سریہ بشیر بن سعید انصاری اور سریہ غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہم
ساتوین سال مین اور دوبارہ سریہ غالب بن عبداللہ لیثی اور تیسری بار سریہ غالب بن عبداللہ لیثی اور سریہ ذات السلاسل

اور سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما آٹھوین سال مین واقع ہوئی قصہ سریہ عبداللہ بن عتیکؓ کا یون ہی روضۃ الاحباب مین ہے کہ ایک قول سے قتل ابورافع کا چوتھے سال مین ہوا اور ایک قول سے پانچوین سال مین اور ایک قول ہی چھٹے سال مین ہوا اور قوی سب قولون مین یہی چھٹے سال کا ہی اور لانا اس قصہ کا اس جگہہ قتل کعب بن اشرف کی مناسبت سے ہے صحیح بخاری مین بھی اسی مقام پر اسکو ذکر کیا ہی اور اوسکی شرح قسطلانی مین لکھا ہی کہ یہہ سریہ چھٹے سال ماہ رمضان مین واقع ہوا نام اوسکا عبداللہ تھا اور بعضون نے کہا سلام تھا ساتھہ تخفیف ور تشدید لام کے اور یہہ بیٹا تھا ابی الحقیق کا ساتھہ صیغہ تصغیر کے اور بھائی تھا کنانہ بن ابی الحقیق کا کہ وہ شوہر تھا ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا قصہ اوسکا غزوہ خیبر مین مذکور ہوچکا ہی یہہ ابورافع ایک قلعہ مین کہ زمین حجاز مین تھا رہا کرتا تھا اور ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانون کو ایذا دیتا تھا اور مشرکین عرب کی مدد کیا کرتا تھا حضرتؐ کی لڑائی کے واسطے قصہ سکا یہہ ہی کہ قبیلہ اوس کے لوگون نے جو کعب بن اشرف کو قتل کیا اور بڑا کام خدمت دین کا بجالائے تو قبیلہ خزرج کی لوگون کے دلون مین یہی آیا کہ ہمسر اور ہمچشم کعب بن اشرف کا اگر کوئی ہو تو ہم بھی اوسکو قتل کرین اور یہہ سعادت پاوین تو بعد مشورت کے سب نے قرار دیا اور کہا کہ وہ ابورافع ہی کہ یہہ بھی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانون کو ایذا دیا کرتا تھا اور مشرکین شقاوت قرین کا مدد اور معاون تھا حضرتؐ کے مقابلہ کی لیے یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلے حضرتؐ کی طرف سے ابورافع کی قتل کے لیے اجازت اور تحریص نہین واقع ہوئی بلکہ قبیلہ خزرج کے لوگون نے آپسے حضرتؐ سے اجازت چاہی اور حضرتؐ نے اونکو اجازت دی اور اون مین سے ایک جماعت کو اس کام پر مقرر کردیا اور عبداللہ بن عتیکؓ کو اونپر امیر کیا پھر یہہ حضرتؐ سے رخصت ہوکر ابورافع کے قلعہ کو کہ طرف خیبر کے تھا چلے اور جب وہان پہونچے وقت شام کا تھا کہ وہان کی مواشی قلعہ کے اندر جاتی تھی عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے یارون سے کہا کہ تم یہان بیٹھو مین جاکر قلعہ کے دربان سے سازش کرکے قلعہ مین جاتا ہون پھر تمکو بھی اندر لے لونگا پھر وہ قلعہ کے دروازے پاس جاکر بیٹھہ گئے اور اپنی سر کو کپڑے سے چھپا لیا جیسے کوئی قضای حاجت کو بیٹھتا ہی اور اس وضع سے آپکو ظاہر کیا کہ گویا قلعہ والون سے ہین کہ اتنے مین دربان نے آواز دی کہ ای بندہ خدا اگر اندر آیا چاہتا ہی تو چلا آ کہ مین دروازہ بند کیا چاہتا ہون سو اسکے بلانے سے وہ اندر گئے اور جہان گدھے باندھے جاتے تھے وہان جا چھپ رہے یہان تک کہ سبنے ابورافع کے ساتھہ کھانا کھالیا اور بات چیت کرکے چلے آئے اور اپنی اپنی جگہہ پر سو رہے اور دربان نے کنجی دروازے کی ایک طاق مین رکھہ دی اور سو رہا اوسوقت یہہ اوٹھے اور کنجی لے کر قفل کو کھولا اس خیال سے کہ ایسا نہو قلعہ والے مجھکو جان لین اور خبردار ہوجاوین تو آسانی کی ساتھہ قلعہ سے نکل جاؤن پھر اونھون نے معلوم کیا کہ ابورافع بالاخانے مین ہے اور جاگتا ہے اور قصہ گو اوسکے پاس قصہ کہہ رہا ہی اور بخاری شریف مین لفظ سمر کا آیا ہی یعنی فسانہ کہتا تھا اور سمر کہتے ہین فسانہ شب کو اسمار جمع ہے پھر جب وہ افسانہ گو افسانہ گوئی سے فارغ ہوا تو ابورافع سو گیا عبداللہ بن عتیکؓ کہتے ہین کہ اوسوقت مین بالاخانے کے دروازے کھولکر اندر گیا اور جس دروازے کو باہر سے کھولکر اندر جاتا تھا پھر اوسکو اندر سے بند کردیتا تھا کہ کوئی باہر سے خبر پاکر اندر نہ چلا آوے یہان تک کہ جس مکان مین ابورافع سوتا تھا وہان مین پہونچا تو معلوم کیا کہ وہ اندھیرے

اپنے اہل و عیال کے شامل سوتا ہی مجھکو تمیز نہوئی کہ وہ خود کونسا ہی اور کدہر سوتا ہی سو پکارا میں کہ ای ابو رافع وہ میری آواز سنکر اوسنے کہا کون ہی مینے آواز سنکر اوسپر تلوار چلائی مگر چوکا اوسوقت مجھپر کمال خوف غالب تھا میری تلوار کارگر نہوئی اور ابو رافع چلایا مین اوس گھر سے باہر نکل آیا پھر ایک لحظے کے بعد مین اندر گیا اور اپنی آواز بدلکر ایسی آواز مینے دی کہ گویا اوسکی فریاد رسی کرتا ہوں اور کہا مینے کہ ای ابو رافع یہہ کیا شور تھا اوسنے کہا وای تیری مان پر کہ کوئی آدمی یہان ہے کہ اوسنے مجھکو تلوار ماری یہہ بات سنکر پھر مینے اوسپر تلوار چلائی پھر بہی کاری نہ لگی پھر تلوار کا پہلا اوسکے پیٹ پر رکھکر مینے ایسا دبایا کہ پیچھے پیٹھ کے پار ہوگیا کہ اوسکی ہڈیوں کی آواز مینے سنی اور تمام ہوگیا کام اوسکا پھر دروازون کو کھولکر مین بالاخانہ سی نیچے اوترنے لگا جب اخیر کے زینے پر پہونچا رات چاندنی تہی مینے جانا کہ زمین ہی اوسپر سے گر پڑا میرا پانوں ٹوٹ گیا ایک روایت مین ہی کہ ٹوٹ گئی پنڈلی میری پھر اوس ٹوٹے پانوں کو اپنی پگڑی سے باندہ کر ایک پانوں سے کودتا ہوا مین دروازے تک پہونچا اور دروازے کو کھولکر اپنے یارون سے جا ملا اور راستے مین توقف کیا کہ آواز رونے والون کی اندر سے سنی اور سنا کہ لوگ اندر سے کہتے تھے ابو رافع مارا گیا پھر مجھکو میرے رفیق مدینے تک اوٹھا لائے حضرتؐ کے پاس آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ ای عبد اللہ بشارت ہو تجھکو پھر آپنے اپنا دست مبارک میرے ٹوٹے ہوئے پانوں پر ملا سو اوسی وقت شفا پائی مینے اور اوٹھ کھڑا ہوا کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ یہہ روایت قتل ابو رافع کی بخاری مین مذکور ہی اور کتب سیر مین اور طرح سے مروی ہے مگر چونکہ صحیح بخاری مین ہے وہ اولی ہی واللہ اعلم بالصواب اور اون مین سے ایک سریہ ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی کا ہے کہ یا تو اخیر تیسرے سال کے یا شروع چوتھے سال کے واقع ہوا باعث اوسکا یہہ تھا کہ حضرتؐ کو لوگون نی خبر دی کہ طلحہ اور سلمہ خویلد کے بیٹے آپکی لڑائی کے لیے تیاری کر رہے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ نواح مدینے مین آکر آپکے مواشی لوٹ لے جاوین اور ایک روایت مین ہی کہ انھون نے ایک لشکر جمع کیا اور متوجہ طرف مدینے کے ہوئے اور راہ سے پشیمان ہوکر اپنے وطن کو پلٹ گئے یہہ سنکر آپ نے ابو سلمہ کو بلایا اور ایک لوا یعنی نشان اون کے لیے بنایا اور ڈیڑہ سو آدمی مہاجرین اور انصار سے اونکے ہمراہ کیے ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص اور اسید بن حضیر اور ابو نائلہ اور ابو سبرہ بن ابی رہم غفاری اور عبد اللہ بن سہل بن عمرو اور ارقم بن ابی الارقم یہہ سب انکی ہمراہی مین تھے اور حضرتؐ نے اون کو حکم کیا کہ جاؤ بنی اسد کی زمین تک اور خفیہ راہ طی کرو اور پہلے اس سے کہ وہ خبردار ہون اور لشکر جمع کرین اور تمھارے مقابلے کو آوین تم وہان پہونچکر اونکو لوٹ لو پھر ابو سلمہؓ مدینے سے چلے اور ولید بن زہیر طائی کو اگوا کرکے [بے] راہ [بے ساختہ] جاتے تھے یہانتک کہ موضع قطن مین کہ وہ ایک پانی تھا بنی اسد کے پانیون سے پہونچے اور بعضون نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ ہے ناحیہ فید مین وہان انھون نے پہونچکر جو کچھ پایا تھا اور مواشی سے سب لوٹ لیا اور تین غلام جو مواشی چرا رہے تھے اونکو بہی پکڑ لیا اور باقی بھاگ کر اپنی قوم سے جا ملے اور اونکو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور کثرت لشکر ابو سلمہؓ کی سے اور شوکت اونکی سے ڈرایا قوم بنی اسد کے لوگ ڈر گئے اور ادہر ادہر اطراف مین نکل گئے ابو سلمہؓ جب اونکے گھرون مین پہونچے تو وہان کسی کو نہ دیکھا وہان اوترکر اپنی گروہ کے تین حصے کیے ایک حصہ کو

نے ساتھہ رکھا اور دو حصے مال اور مواشی وغیرہ اسباب کے جمع کرنے مین مشغول ہوئے اور جتنے مواشی اونٹ بکری وغیرہ دستیاب ہوئے اونکو ابو سلمہ کے پاس لائی اور کسی دشمن سے ملاقات نہوئی وہان سے مع الخیر مدینے آکر داخل ہوئی اور مال غنیمت مین سے کچھہ دیکر رہبر کو خوش کیا اور ایک غلام حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لیے علیحدہ کیا اور خمس اوس مین سے نکال کر باقی مال تقسیم کیا ہر ایک کو سات اونٹ اور چند چند بکریان حصے مین آئین اور مدت غیبت اس سفر کی دس روز کی تھی اور ایک روایت سے قوم بنو اسد ابو سلمہؓ کی مقابلی کو آئے اور صف باندہی سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک مشرک کو قتل کیا پھر اونھون نے اپنی سپاہ اسلام پر ایک نعرہ مارا کہ سب کے سب یکبارگی حملہ کرو پھر ابو سلمہؓ اپنے سب ہمراہیون سے حملہ کرکے لشکر کفار نابکار کو بھگا دیا اور سالماً و غانماً واپس مدینے کو آئے کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور ایک سریہ اون مین سے عبد اللہ بن انیس کا ہی اور یہ جہنی ہین انصار مین سے ہین حاضرین عقبہ سے بڑے شجاع اور بہادر اور دلیر ہین انکو تیسرے سال حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے واسطے قتل کرنے سفیان بن خالد بن نبیح کے کہ رہنے والا عرنہ کا تھا بھیجا سبب اسکا یہہ تھا کہ یہہ ملعون باعث قتل عاصم بن ثابت اور یارون اونکا ہوا تھا اسیر رجیع مین حال جسکا مذکور ہوچکا ہی اور باوجود اس بیحیائی کی اسقدر شر و فساد پر اکتفا نکرکے ارادہ لشکر کشی کا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کیا جب یہہ خبر حضرتؐ کو پہونچی تب آپنی عبد اللہ بن انیسؓ کو اوسکے دفع کو بھیجا اگر یہ اوسکو پہچانتے نتھے تو حضرت سے التماس کیا کہ اوسکا نشان و پتہ بیان فرماوین کہ اوسکو پہچانکر قتل کرین آپنے فرمایا کہ وہ ایک شخص ہے اس شکل کا اور ایسی اوسکی صورت ہی جب تم اوسکو دیکھوگے تب تم اوس سے عین ملاقات کی وقت ڈروگی شیطان تمہارے دل مین خوف دلا دیگا پھر اونھون نے حضرتؐ سے اجازت چاہی کہ جو کچھہ وقت ملاقات کے مناسب حال کے چاہون بات کرون حضرتؐ نے اون کو اجازت دی پھر یہہ اپنی تلوار لے کر روانہ ہوئی جب وہان پہونچی تو اوسے دیکھا کہ ایک جماعت کے ساتھہ چلا جاتا ہی عبد اللہؓ کہتی ہین کہ اوس کو دیکھکر میرے دل مین ایک ہیبت پیدا ہوئی اور جو نشان و پتے اوسکے حضرتؐ نے فرمائی تھے اون سے مینے اوسکو پہچانا اور اپنے دل مین کہا صدق اللہ و رسولہ یعنی سچ کہا اللہ تعالی اور رسول اوسکے نے اور اوس نے مجھکو مسافر جانکر کہا کہ یہہ کون ہے مینے کہا کہ مین خزاعی ہون اور اونھون نے جاننے کو خزاعی ظاہر کیا اور تھی یہہ جہنی تو اس مین کچھہ مصلحت ہوگی اور کہا کہ مینے سنا ہی کہ تو ایک لشکر محمدؐ کے مقابلے کو جمع کرتا ہے مین بہی چاہتا ہون کہ تیری ملازمت مین اس تیری لشکر مین رہون اور بہت سی باتین خوشامد کی مینے کہ یہان تک کہ وہ اپنے خیمہ مین گیا پھر جب رات ہوئی اور اوسکے رفیق لوگ متفرق ہوگئے یہان تک مینے صبر کیا کہ سب سو رہے اوسوقت مین تلوار نکالکر اوسکے سرہانے گیا اور اوسکو قتل کیا اور اوسکا سر کاٹ کر مدینے کو چلا اور راہ مین بیچ ایک غار کے چھپا حکم الہی سے ایک مکڑی نے اوس غار کے مونھہ پر جالا تن دیا جب اوسکی لوگون کو خبر ہوئی تو میری پیچھے نکلے اور مجھکو ڈھونڈھا اور نہ پایا مایوس اور پشیمان ہوکر پلٹ گئی پھر مین اوس غار سے نکلکر روانہ ہوا دنکو تو کہین چھپ رہتا تھا اور راتکو چلتا تھا یہان تک کہ مدینے مین آیا اور حضرتؐ کو مسجد مین پایا جب آپکی نظر ہدایت اثر مجہہ پر پڑی فرمایا افلح الوجہ یعنی اچھا ہو مونھہ مینے کہا افلح وجہک یا رسول اللہ یعنی اچھا ہو مونھہ آپکا ای رسول اللہ کی اور سر اوس ملعون کا مینے حضرتؐ کے سامنے ڈالدیا اور کیفیت حال کی عرض کی حضرتؐ نے ایک عصا یا

اور فرمایا کہ تکیہ کریگا تو ساتھ اسکے بہشت مین مقصود اس سے بشارت ہے بہشت کی اور ساتھ داخل ہونے بہشت کے کہتے ہین کہ وہ
عصا اونکی پاس ہمیشہ رہا وقت وفات کی اونھون نے وصیت کی اپنی اہل کو کہ اس عصا کو میرے کفن کے اندر رکھ دینا سو اونھون نے
ویسا ہی کیا کہ بعد وفات کے اونکے ساتھ اونکی کفن مین رکھکر دفن کر دیا اور عبد اللہ کو اس سفر مین اٹھارہ روز لگے تھے یون
ہی ہے مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین اور ایک سریہ اون مین سے محمد بن مسلمہ کا طرف قرطا کی قرطا ساتھ ضمہ قاف اور سکون
را اور طا مہملہ کے بنو قرطا کو کہتے ہین یہہ بنو کلاب مین سے ہین قصہ اسکا یہہ ہے کہ چھٹے سال ہجرت کے انکو حضرت نے تیس سوار دیکر
ربیع الاول مین اون لوگون پر طرف ضریہ کے کہ مدینے سے جو سات کوس ہے بھیجا اور ضریہ ساتھ پیش ضاد معجمہ اور تشدید را مہملہ
مکسورہ اور یا تحتانی کے اوپر وزن فعیلہ کی ہے اور فرمایا کہ اچانک اون پر جاکر چھاپا مارنا سو وے دن کو تو راہ مین چھپے رہتے اور رات کو
چلتے سوا رات کے وقت جاکر اونپر چھاپا ڈالا اور چند مشرکین ہیدین کو قتل کیا اور باقی بھاگ گئے پھر اونکی مواشی پکڑ کر مدینے مین لائے
حضرت نے خمس نکالکر اون کو تقسیم کیا کہتے ہین کہ ایک سو پچاس اونٹ تھی اور تین ہزار اونکی بکری وغیرہ اور اس سفر مین محمد بن مسلمہ
کو پندرہ دن لگے اور ایک روایت مین انیس دن مین یون ہی ہے روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مین اور ایک سریہ اون مین
سے عکاشہ بن محصن اسدی کا ہے یہہ رضی اللہ عنہ حلیف بنی امیہ سے ہین اور حاضر ہوئی غزوہ بدر وغیرہ مشاہد مین اور ٹوٹ
گئی تھی انکی تلوار بدر مین پھر دی حضرت نے انکو ایک سوکھی شاخ کہ سر اوسکا خمدار تھا سو ہو گئی وہ انکی ہاتھ مین تلوار اور تھے یہہ
فضلای صحابہ سے اور مری یہہ خلافت صدیق مین بیالیس برس کے ہوکر اور روایت کی ان سے ابو ہریرہ اور ابن عباس اور
انکی بہن ام قیس نے اور عکاشہ ساتھ پیش عین مہملہ اور تشدید اور تخفیف کاف کے مگر تشدید اکثر کے نزدیک ہے اور پھر بعد الف کے
شین نقطہ دار ہے اور محصن ساتھ کسرہ میم اور جزم حای حطی اور فتح صاد مہملہ کے اور آخر کو نون ہے یون ہی ہے مشکوۃ کی اسماء الرجال مین
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے انکو چالیس آدمیون سے طرف ایک قوم بنی اسد کی موضع غمر مین بھیجا غمر ساتھ کسرہ غین معجمہ کے ہے
جب عکاشہ نواح مین اوس موضع کی پہونچے تو وہ لوگ انکی خبر سنکر بھاگ گئی اپنے مکان چھوڑکر جب یہان پہونچے تو کسی کو نپایا اور
نہ دیکھا پھر اپنے ہمراہیون مین سے شجاع بن وہب کو بھیجا کہ اس نواح مین جاکر اونکو تلاش کرے گئی اور ایک آدمی کو اون مین سے پکڑ لائے
مسلمانون نے اوسکو امن دی اوسنے اونکو جہان پر اونکی مواشی تھی بتایا یہہ یہان سے دو سو اونٹ لیکر مدینے کو آئے یون ہی ہے روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوۃ مین اور ایک سریہ اون مین سے محمد بن مسلمہ اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کا ہے کہ حضرت نے محمد بن مسلمہ کو دس
آدمیون کے ساتھ دیار بنی ثعلبہ کی طرف موضع ذو القصہ پر وزن غصہ کے بھیجا وہان جاکر پہونچے اوس مین قریب سو آدمی کے تھے
سب جمع ہو گئی کچھ دیر جانبین سے تیر چلتے رہے پھر اونھون نے حملہ کرکے مسلمانون کو گھیر لیا اور سب ہمراہیون سے سبکو شہید کیا محمد بن
مسلمہ بھی زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے اونکے ٹخنے پر زخم لگا تھا کوئی آدمی مسلمانون مین سے اوس طرف گذرا وہ اونکو اپنی کندھے پر اوٹھا کر
مدینے کو لایا پھر اسکے انتقام کے لیے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ماہ ربیع الثانی مین چالیس آدمیون سے بھیجا سو
اونھون نے اونپر دوڑ ماری وہ لوگ پہلی سے بھاگ کر پہاڑون پر چلے گئی تھے وہان انکو ایک آدمی ملا اوسکو پکڑا وہ مسلمان ہوا

پھر اوسکو چھوڑ دیا اور لوٹ لیا اونکی مواشی اور اونکے گھرون کے اسباب کو اور مع الخیر مدینے مین لائی حضرت نے اوسمین سے خمس نکالکر
باقی تقسیم کیا ایسا ہی ہی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین اور ایک سریہ اون مین سے اسی سال مذکور مین یہہ ہی کہ حضرت نے زید
بن حارثہ کو ایک جماعت مسلمین بنصرت قرین کے ساتھ طرف جموم کے بنی سلیم پر بھیجا قریب بطن نخلہ کے پھر وہان گئے اور اونکے مواشی
کو لوٹ کر اور ایک جماعت کو اونمین سے پکڑ کر مدینے مین لائے ایسا ہی روضۃ الاحباب مین ہی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ جموم ایک ضلع
ہی بطن نخلہ مین مدینے سے چار کوس پر اور وہ مہینہ ربیع الثانی کا تھا جب زید بن حارثہ وہان گئے حلیمہ نام ایک عورت مزینہ انکو ملی وہ
انکو ایک محلے مین بنی سلیم کے لے گئی وہان اونھون نے اونکے اونٹ اور دنبے پائے اور اون لوگون کو اسیر کر لیا ان مین اوس عورت
کا خاوند بھی تھا سو اون سب کو مدینے مین لائے پھر حضرت نے اون مین سے اوس عورت کو اور اوسکی خاوند کو چھوڑ دیا اور اسی سال
مین حضرت نے دوسرا کر زید بن حارثہ کو موضع عیص کی طرف کہ مدینے سے چار میل ہے ماہ جمادی الاولی مین ستر سوارون کے کاروان قریش
کی تلاش مین کہ ملک شام سے آتا تھا بھیجا سو گئے پھر اوس کاروان کو رستے مین جا لیا اور جو کچھ اوس مین تھا سب اپنے قبضے مین کیا
اور اوس مین بہت سا مال صفوان بن امیہ کی ملک سے تھا اور ایک جماعت کو بھی اون مین سے پکڑ لائے ابو العاص بن ربیع داماد
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بھی اونھین مین تھے یعنے شوہر حضرت زینب کے سو ابو العاص نے حضرت زینب سے عرض کی
کہ تم اپنی امان مین مجھکو لے لو اونھون نے قبول کیا اور اونکو اپنی امان مین لیا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب نماز فجر پڑھ چکے
تب زینب نے آواز دی کہ اجرت ابا العاص یعنی اپنی جوار مین لیا مینے ابو العاص کو حضرت نے فرمایا کہ مجھکو اسکی خبر نہین تھی پھر
ارشاد کیا کہ مینے بھی امان دی جسکو تمنے امان دی جو کچھ مال و اسباب ابو العاص کا غنیمت مین آیا تھا وہ سب اونکو دلوا دیا سو گئے
ابو العاص مکے کو اور اسلام لائے اور مدینے کو پھر آئے اور پہلے غزوۂ بدر مین بھی یہہ قید ہوئے تھے جب اہل مکہ نے اپنی قیدیون کا فدیہ بھیجا
اور حضرت زینب بنت رسول اللہ اون کی نکاح مین تھین اور دونون مومنہ اور مشرک اور عکس اسکے مین نکاح منع نہین ہوا تھا
اونھون نے مکے سے ابو العاص کے فدیہ مین کچھ مال بھیجا اوسمین گلوبند حضرت خدیجہ کا بھی تھا کہ حضرت نے جہیز مین زینب کو دیا تھا جب
آپنے اوس گلوبند کو دیکھا تو خدیجہ یاد آئین آپ کے دل مین رقت ہوئی صحابہ سے فرمایا کہ اگر ابو العاص کو احسان رکھکر چھوڑ دو اور
کچھ فدیہ نلو تو ہو سکتا ہی یعنی اچھا ہے صحابہ نے قبول کیا پھر آپنے اون سے چھوڑتے وقت عہد لیا کہ زینب کو وہان سے یہان بھیج دینا
پھر آپنے زینب کی لینے کو آدمی بھیجے وہ زینب کو مکے سے مدینے مین لائے اور وہ حضرت کی یہان مین یہان تک کہ چھٹے سال ہجرت کے
اس کاروان کے ساتھ پھر یہہ گرفتار ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا لوگون نے ان سے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ لوگون کے جو مال و اسباب تمھارے
پاس مین وہ تمھاری ملک مین ہو جاوین اونھون نے کہا حاشا کہ مین اپنی اسلام کو اس مال سے آلودہ کرون پھر جب وہ یہان سے خلاصی
پا کر مکے کو گئے اور جن جن کے مال اونکی پاس تھے وہ اونکو حوالہ کیے اور سب سے کہا کہ تمنے اپنے اپنے مال پائے سب نے کہا کہ ہان پائے
پھر اونھون نے سب کے سامنے کلمۂ شہادتین کہا اور مسلمان ہوئے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانون نے اونکو شام
کی طرف جاتے ہوئے پکڑا تھا مگر تحقیق یہی ہی کہ آتے ہوتے یہہ واقعہ ہوا اور یہی تحقیق کیا ہی صاحب اصابہ نے اور قول اول کو

نادرست کہا ہے ایسا ہی مدارج النبوۃ مین ہی اور اون مین سے ایک سریہ یہہ ہی کہ حضرت نے اسی سال پھر زید بن حارثہ کو طرف
نواحی وادی القریٰ کے بھیجا رمضان مین اور سبب اسکا یہہ تھا کہ زید تجارت کو شام کی طرف جاتے تھے صحابہ بھی اپنا مال تجارت کے
لیے اون کے ساتھہ بھیجا جب وادی القریٰ کے پاس پہونچے تو ایک گروہ نے بنی بدر مین سے کہ قبیلہ فزارہ سے ہے آکر اون کی راہ گہیری
جانبین سے مقابلہ ہوا وہ لوگ بہت تھے اور یہہ تہوڑے کفار غالب ہوئے سو زید کو اور اونکے ہمراہیون کو زد و کوب کیا اور مال اسباب
چھین لیا زید منہزم ہو کر مدینے کو پلٹ آئے اور کیفیت واقعہ کی حضرت سے عرض کی آپنے ایک جماعت کو اونکے ساتھہ کر کے اوسکا
بدلا لینے کو بھیجا پھر زید مدینہ سے روانہ ہوئے دن کو چھپ رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے آخر الامر وہان وقت صبح کے جا پہونچے اور اون
سے انتقام لیا اور بعضون کو اون مین سے قتل کیا اور ایک گروہ عورتون کا گرفتار کر لائے اور باقی لوگ بہاگ گئے ایسا ہی روضۃ الاحباب
مین ہی اور مواہب لدنیہ مین یہہ قصہ ہشام رحمہ سے نقل کیا ہی کہ سریہ زید بن حارثہ کا طرف ام قرقہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر فزاریہ کے
نواحی وادی القریٰ کی جانب مدینہ سے سات منزل چھٹے سال رمضان مین واقع ہوا سبب اسکا یہہ تھا کہ زید بن حارثہ طرف
شام کے تجارت کو جاتے تھے اور کچہہ صحابہ کا بھی زر نقد تھا واسطے تجارت کے جب یہہ وادی القریٰ مین پہونچے تب فزاریون نے بنی بدر سے
آکر انکو لوٹ لیا یہہ تہوڑے سے لوگ تھے اور وہ بہت پہر یہہ وہان سے بہاگ کر مدینہ مین آئے اور حضرت سے اپنا حال عرض کیا حضرت نے انکے ساتھہ اور لوگون کو
بھیجا یہہ اوسطرف روانہ ہوئے دن کو کہین چھپ رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے پھر صبح کو وہان جا پہونچے اور انکو گہیر لیا اور گرفتار کر لیا اور اونکی
رئیسہ کو بھی جو ام قرقہ تھی اور اوسکی بیٹی جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر کو پکڑ لیا اور ام قرقہ بڈھی عورت تھی اوسکو قیس بن محسر نے
اس طرح سے ہلاک کیا کہ دونون پیر اوسکے رسی سے باندہکر اوس رسی کو دو اونٹون مین باندہا اور اونکو پھر دونون مین ہانکا پھر وہ مر گئی
اور بدن اوسکا پارہ پارہ ہو گیا پھر وہان سے زید بن حارثہ مدینے کو آئے اور دروازہ حضرت کا بجایا حضرت اندر سے باہر تشریف لائے اور
چادر آپکی زمین پر کہنچتی ہوئی تھی اور زید سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا اور حال پوچھا اونہون نے سب کیفیت بیان کی انتہی مترجم عفا اللہ
عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ کہا دولابی نے کہ قتل کیا اوسکو زید نے سطور سے اسلیئے کہ سب
کرتے تھے اور گالیان دیتے تھے وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور علاوہ اس
کے صاحب مواہب لدنیہ نے چند سریہ اور ذکر کیے مین کہ وہ روضۃ الاحباب مین نہین مذکور ہین
ایک اون مین سے یہہ ہے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چھٹے سال کے ماہ جمادی الاخری مین طرف
موضع طرف کی کہ وہ نام ایک پانی کا ہی مدینے سے چھتیس میل پر بنی ثعلبہ سو گئے وہان پندرہ آدمیون کے ساتھہ سو ملے اونکو اونٹ اور بکریا
اور وہ بدو لوگ بہاگ گئے پھر اودہر سے پھیرا اور وقت صبح کی مدینے مین پہونچے اور بیس اونٹ لائے تھے اور کسی دشمن سے ملاقات نہین
ہوئی اور چار روز وہان کے آنے جانے مین لگے تھے انتہی اور ایک سریہ اون مین سے زید کا ہے کہ گیا تھا طرف موضع حسمی کے اور حسمی
ساتھہ کسرہ حا اور حملہ اور سکون سین مہملہ کے اور بعد اوسکے میم اور یائی مقصورہ ہی اور سبب اسکا یہہ تھا کہ جب دحیہ بن خلیفہ کلبی
شاہ روم کے پاس سے لوٹ کر آتے تھے اور شاہ مذکور نے اونکو خلعت اور انعام دیا تھا راہ مین اونکو مع چند ہمراہ چند آدمیون قبیلہ جذام کے

موضع حسمی مین ملا اور ڈاکا مارا اور پہر جب خبر اسکی اوسکے لوگون نے سنی اور وہ بہی آکر اونکے شریک ہوگئے اور دحیہ کو لوٹ لیا دحیہ وہان سے حضرت کے پاس آئے اور حال اپنا عرض کیا حضرت نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پانسو آدمیون کے ساتھ اوسطرف بہیجا اور دحیہ بہی اونکے ہمراہ ہوئے دن کو تو مقام کرتے تھے اور رات کو کوچ کرتے پہونچے وہان وقت صبح کے اور دوڑ ماری اونپر اور قتل کیا اونکو اور ہنید کو اور اوسکے بیٹے کو اور لوٹ لیے اونکے ڈنگر اور پکڑ لیا اونکی عورتون اور لڑکون کو ایک ہزار تو اونٹ بکری وغیرہ تہے اور ایک سو عورتین اور سوا اسکے لڑکیان تہین سو زید بن رفاعہ نامی اپنے ساتھ چند آدمی لیکر وہان سے حضرت کے پاس آیا اور جو خط اوسکے پاس تہا اور جو آپ نے اوس کے اور اوسکی قوم کی طرف لکہا تہا وہ حضرت کو دیا اور اسلام لایا پہر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو زید کیطرف بہیجا اور فرمایا کہ اونکا مال اونکو دلوا دینا سو جا کر زید سے اونکا مال و متاع اور لونڈی آدمی کذا فی المواہب اللدنیہ سو وہ جو فقہائے کرام کہتے ہین کہ ملک نہین ہوتا مال غنیمت کا مگر بعد احراز کے دار الاسلام مین سو یہ اوسکی اور مراد ہے اور حاشیہ شامیہ مین ہے کہ حق ثابت ہوجاتا ہے حنفیہ کے نزدیک ساتھ قبضہ کرنے کے اور متاکد ہوجاتا ہے ساتھ احراز کے اور ملک مین آجاتا ہے ساتھ قسمت کے جیسے کہ حق شفعہ کا ثابت ہوجاتا ہے ساتھ بیع کے اور متاکد ہوجاتا ہے ساتھ طلب کے اور ملک ہوجاتی ہے ساتھ لے لینے کے اور جبتک کہ حق ضعیف ہے قسمت جائز نہین آمد ایک سریہ اور مین یہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا زید بن حارثہ کو طرف وادی القری کے ماہ رجب مین سو وہان لڑائی واقع ہوئی اور ایک جماعت اہل اسلام مین سے شہید ہوئی اور زید زخمی ہوئے اور اوٹھا لیگئے وہان سے وہ زخمی اور لائے گئے مدینہ مین انتہی کذا فی المواہب اللدنیہ اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنی کعب کیطرف موضع دومۃ الجندل کو ماہ شعبان مین بہیجا مروی ہے کہ حضرت نے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر اپنے روبرو بٹھایا اور اپنے دست مبارک سے اونکے سر پر عمامہ باندھا اور ایک روایت میں ہے کہ شملہ بہی آپنے اونکے چہوڑا اور فرمایا اغز بسم اللہ وفی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ لا تغل ولا تغدر ولا تقتل ولیدا یعنی غزا کر ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے راہ خدا مین سو مقاتلہ کر اوس شخص سے کہ وہ کافر ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور خیانت نکر یعنے غنیمت مین اور عہد شکنی نکرنا اور بچون کو قتل نکرنا اور ایک روایت مین ہے کہ نہ قتل کرنا عورت کو بعد اسکے فرمایا کہ پہلے اونکو دعوت اسلام کی کرنا اگر اسلام لاوین وہ تو اونکے پادشاہ کی بیٹی اپنے نکاح مین لانا واضح ہو کہ ظاہر وہ ہے کہ تمام غزوات اور سرایا مین یہی حکم ہوگا کہ پہلے مخالفین کو دعوت اسلام کی کرین اگر نمانین تو اون سے لڑین اگرچہ اسکی تصریح اور مین مذکور نہین کی اسلیے کہ حکم شریعت کا یہی ہے پہر عبد الرحمن بن عوف دومۃ الجندل مین پہونچے اور تین دن وہان رہے اور دعوت اسلام اونکو کیا کئے پہر اسلام لایا اصبغ بن عمرو کلبی نصرانی اصبغ ساتھ صاد مہملہ اور بار موحدہ اور غین معجمہ کے ہے اور یہہ رئیس اور سردار وہان کا تہا اسکے ساتھ اور بہی بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بعضے نہوئے اونہون نے جزیہ قبول کیا پہر عبد الرحمن بن عوف نے نکاح کرلیا اوسکی بیٹی سے نام اوسکا تماضر تہا پہر وہان سے مدینے مین آئے اور انکے اوس بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا نام اوسکا ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور وہی بڑے ائمہ دین اور اکابر تابعین سے ہوئے اور ساتون فقہاء مدینہ مین سے ایک وہ تہے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب نام ابو سلمہ کا بعضون نے کہا

عبد اللہ تھا اور بعضون نے کہا کہ کنیت انکی جو ابو سلمہ ہے یہی انکا نام تھا اور بعضون نے کہا اسمعیل اور یہ زہری قرشی مدنی تابعی اور ایک ہین
ساتون فقہاء مدینہ مین سے اور بہت سی حدیثین انسے مروی ہین سنا ہی حدیث کو انھون نے ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ابن عمر
وغیرہم صحابہ سے اور روایت کرتے ہین یہ اپنے چچا سے حدیث کی اور ان سے روایت کی ہے زہری اور یحیی بن کثیر اور شعبی وغیرہم نے
اور مری یہہ سن چورانوی ہجری مین اور عمر انکی بہتر برس کی ہوئی اور پیدا ہوئی یہہ سن بائیس ہجری مین کذا فی اسماء رجال المشکوۃ
والتقریب اور ایک سریہ ان مین سے یہہ ہے کہ اسی سال مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو قبیلہ بنی بکر بن سعد پر
بھیجا اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ بنی بکر بن سعد لشکر جمع کرتے ہین اس ارادہ سے کہ خیبر کے یہود کی مدد کر کے مدینہ
پر چڑہائی کرین سو حضرت نے علی مرتضی رض کو سو آدمیون کے ساتھ اوسطرف روانہ کیا وہ جناب راتون کو کوچ کرتے تھے
اور دن کو مقام کیا یہان تک کہ موضع ہمج مین پہونچے وہان ایک شخص ملا اوس سے بنی بکر والون کا حال پوچھا اوسنے کہا کہ مین تمکو ان
لوگون کے سر پر جا کر کھڑا کر دون اس شرط پر کہ مجھکو امان دو اونھون نے اوسکو امان دی وہ مسلمانون کو اونپر لے گیا درمیان فدک اور
خیبر کے سو دوڑ ماری اونھون نے اونپر وہ سب بھاگ گئے پانسو اونٹ اور دو ہزار بھیڑ بکری پکڑ لائے حضرت علی نے اون مین سے چند
اونٹ بطور صفی کے واسطے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چن لئے اور باقی مال وہین ہمراہیون پر تقسیم کر دیا اور وہان سے مدینے
کو آئے صفی بروزن خفی کے اوسکو کہتے ہین کہ مال غنیمت سے جو کچھ سردار قبل تقسیم کے اپنے لئے نکال لے واضح ہو کہ صفی امام صاحب
کے نزدیک ساقط ہو گئی جیسے کہ ساقط ہو گیا سہام حضرت کا اسلیے کہ مستحق تھے اوسکے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بسبب
رسالت کے اب آپکے بعد کوئی رسول نہین ہونے گا اور امام شافعی فرماتے ہین کہ سہم رسول اللہ کا دیا جاوے خلیفہ کو انتہی کذا فی
روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور ایک سریہ ان مین سے یہہ ہے کہ چھٹے سال ہجری مین ایک جماعت عرینہ سے حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین آئی اور اسلام لائی اور ہوا مدینے کی اونکی مزاج کے موافق نہوئی بیمار ہو گئے پہر حضرت
سے اونھون نے عرض کی کہ اس زمین مین خشکی بہت ہی ہوا اسکی ہماری ناموافق ہے حضرت نے اونکو ضلع ذی الجدر مین کہ علاقہ قبا کے
ہے نزدیک کوہ عیرس کے بھیجا وہان حضرت کی دودہ والی اونٹنیان تہین اور اونٹ اور فرمایا کہ اونکا دودہ اور پیشاب پیا
کرین اور شفا پاوین سو وہ لوگ چند روز وہان جا کر رہے اور اونکا دودہ اور پیشاب پیا کیے یہانتک کہ چنگے ہو گئے اور استسقا
جاتا رہا پہر اونھون نے دغابازی کی کہ ایک روز آپس مین اتفاق کر کے پندرہ اونٹ ہانک لے گئے حضرت کے غلام یسار اونٹون کی
خدمت پر تھے اونکو خبر ہوئی چند آدمی اپنے ساتھ لیکر اونکے پیچھے گئے اور جا کر اون سے مقابلہ کیا وہ غدار بہت تہے اور یہہ تھوڑے آخر کو
وہ اونپر غالب آئے اور یسار کو پکڑ کر اونھون نے ہاتھ پانوٴن اور کان کاٹے اور آنکھون مین اور زبان مین کانٹے چبھا کر شہید کیا اور اپنا
رستہ لیا جب حضرت کو یہہ خبر ہوئی تب آپنے کرز بن جابر فہری کو بیس سوارون کے ساتھ اون کے پیچھے بھیجا یہہ ساتھ تعجیل تمام کے
اون سے جا ملے اور اونٹ اون سے چھین لیے سوا ایک اونٹ کے کہ اونھون نے ذبح کیا تھا اور اون سبکو مشکین باندھکر مدینے مین
پکڑ لائے اور حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم غزوہ غابہ کو تشریف لے گئے تھے پہر کرز بن جابر اونکو طرف غابہ کی لے چلے راہ مین بیچ

موضع مجتمع السیول کے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور اسی امر مین حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم یعنی یہی سزا ہی انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اونکو قتل کیجیے یا سولی چڑہائیے یا کاٹیے اونکے ہاتھ اور پانون مقابل کا یا دور کریے اس سے یہ انکی رسوائی دنیا مین ہی اور انکو آخرت مین بڑی مار ہی پھر حضرت کی حکم سے اونکے ہاتھ پانون کاٹے گئے اور آنکھون مین گرم سلائیان پھیری گئین از روی قصاص کے پھر اونکو سولی چڑہایا اور ایک روایت مین ہی کہ نزول اس آیت کا بعد اجرا کرنے اس سزا اور تعزیر کے تھا پھر اسکے بعد حضرت نے کبھی کسی کی آنکھ مین سلائی نہ پھروائی کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین اس سریہ کو یون بیان کیا ہی کہ اسی سال مین قصہ عکل اور عرینہ کا واقع ہوا عکل ساتھ ضمہ عین مہملہ اور سکون کاف کی اور عرینہ ساتھ ضمہ عین مہملہ اور فتحہ را مہملہ کی ہے اور اسکو سریہ کرز بن جابر فہری بھی کہتے ہین کرز بالضم اور بر وزن گرز کے اور فہری ساتھ کسرہ فا کی کہتے ہین اہل سیر نے اتفاق کیا ہی کہ یہ لوگ بعد غزوہ ذی قرد کے ماہ جمادی الاخری مین آئے تھے اور ذکر کیا ہی بخاری نے بعد صلح حدیبیہ کے ماہ ذی قعدہ مین اور واقدی کے نزدیک ماہ شوال مین اور پیروی کی ہی اسکی ابن سعد اور ابن حبان نے اور صحیح بخاری کی کتاب المغازی مین انس سے مروی ہے کہ آدمی عکل اور عرینہ سے آئے حضرت کے پاس اور اسلام لائے اور کہا کہ یا نبی اللہ تحقیق تھے ہم اہل ضرع یعنی شتر گاو اور گوسپند والے اور تھے ہم اہل ریف سے ریف بکسر را مہملہ وسکون یا تحتانی زمین مزروعہ اور گھاس والی کو کہتے ہین اور ارزانی اور کھانے پینے کی فراخی کو کہتے ہین حاصل اسکا یہہ ہی کہ ہم بدوی لوگ ہین شہری نہین ہین سو موافق نہ آئی اونکو آب وہوا مدینہ کی اور استسقا ہو گیا اونکو پیٹ پھول گئے اور چہرے زرد ہو گئے اور حضرت کے اونٹون کا گلہ مسجد قبا کی نواح مین جبل عیر کے نزدیک تھا اور حضرت نے اونکو شیر شتر اور بول شتر پینے کو فرمایا تھا سو وہی اون لوگون نے کیا اور اچھے ہو گئے استسقا جاتا رہا علما کے یہان بر کہتی قول ہین ایک کہتے ہین کہ جس جانور کا گوشت کھانا درست ہے اوسکا پیشاب پاک ہے اور جو پاک نہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے پینے کا حکم نکرتے اور دوسرے کہتے ہین کہ دوا کے لیے پیشاب درست ہے اور تیسرا قول یہ ہی کہ پیشاب نجس اور حرام ہی اور جو حضرت نے اونکو پینے کو فرمایا تھا سو اونہین مستقیون کے لیے مخصوص تھا اور وحی سے تھا انتہی مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ دوسری حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے لا باس ببول ما یوکل لحمہ یعنی کچھہ ڈر نہین پیشاب مین اوس جانور کے کہ کھایا جاتا ہی گوشت اوسکا اور دوسری روایت مین یون آیا ہی ما اکل لحمہ فلا باس ببولہ یعنی وہ جانور کہ کھایا جاتا ہی گوشت اوسکا سو نہین ہی ڈر ساتھ پیشاب اوسکے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور دارقطنی نے اور ایک حدیث مین آیا ہے استنزہوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ یعنی پاکی ڈھونڈھو پیشاب سے پس بیشک عام عذاب قبر کا اس سے ہے روایت کیا اسکو حاکم نے سو کہتے ہین امام ابو حنیفہ کہ قصہ عرینیون کا کہ فرمایا حضرت نے اونکو کہ اشربوا من ابوالہا والبانہا یعنی سو پیشاب اونکا اور دودہ اونکے پینے سے بنص صحیح بیان کیا سبب شفا کے کہ روا ن کیا گیا ہی یعنی کلام اوسکے لیے اور ظاہر ہی اجازت مین پیشاب کے پینے کی اسلیے کہ جو کوئی اہل عرب سے سبب

اس حدیث کو سنے گا تو سمجھے گا اس سے مباح ہونا شرب بول کا اسلیے کہ ادنی درجہ امر کا اباحت ہے اور قول حضرت کا استنزہوا من البول الخ
نص ہے بیچ وجوب احتراز کے پیشاب سے سو معارض ہوئی نص اور ظاہر آپس میں پس ترجیح دی گئی نص ظاہر پر جیسے قاعدہ اصول کا ہے کہ ہوجاتا ہے
متروک الذی کہ وہ ظاہر ہو ساتھ اعلی کے کہ وہ نص ہے سو حلال نہوا پینا پیشاب کا اسما کیا دوا کے لیے اور کیا غیر دوا کے لیے اور فرمانا حضرت کا
اون مستسقیون کو واسطے پینے بول شتر کے سو بسبب معلوم کرنے حضرت کی تھا شفا کو اونکی اس میں ساتھ وحی کے اور نہیں یقینی ہے
شفا غیر اونکے کے ساتھ اوسکے اسلیے کہ مرجع اس میں قول اطبا کا ہے اور قول اون کا نہیں ہے حجت اسلیے کہ تشخیص مرض کی اور حصول
شفا کا خاص دوا سے امر ظنی ہے نہ یقینی اس لیے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کہ اگر کوئی دوا نکرے اور مرجاوے تو گنہگار نہیں ہوگا بخلاف
کھانے کے کہ اگر کھانا نکھاوے اور مرجاوے تو گنہگار ہوگا سو علت اسکی یہی ہے کہ کھانے سے پیٹ بھرجانا امر یقینی ہے اور دوا سے شفا
حاصل ہونا امر ظنی ہے سو حدیث استنزہوا من البول الخ کی حجت ہے امام ابو یوسف پر کہ وہ اس قصے کو تمسک ٹھہرا کر واسطے دوا کے
حلال جانور کا پیشاب پینا درست کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اصل عمل میں ساتھ دلیلوں کے حتی الامکان جمع کرنا ہے اور حجت ہے امام محمد
پر کہ وہ حلال جانور کا پیشاب پینا مطلق مباح اور پاک کہتے ہیں اسلیے کہ حرام میں شفا نہیں ہوتی جیسے کہ حدیثین صحیح اسمیں وارد
ہین اور جو ثابت ہوئی اس میں شفا تو ثابت ہوا یہہ کہ حلال ہے اور حدیث احمد اور دار قطنی کی حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہہ حدیث بھی
منسوخ ہے کہتے ہیں کہ اسکے مقابلہ میں یہہ حدیث عام واقع ہوئی استنزہوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ بموجب اسکے ہر پیشاب نجس ہے
اور تمسک کیا ہے ساتھ حدیث احمد اور دار قطنی کے امام مالک اور امام احمد اور بعض شافعیہ نے فافہم وباللہ التوفیق یہہ شرح سفر السعادت
اور شامی اور اوسکی شرح معدن اور اشعۃ اللمعات اور مظاہر الحق اور در مختار اور حاشیہ در مختار وغیرہ سے چنکر لکھا گیا ہے پھر جب وہ لوگ
اوس مرض سے اچھے ہوگئے اور مزاج اون کا حالت اصلی پر آگیا تب وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر ہوگئے اور مار ڈالا حضرت کے چرواہے کو اور ہانک لے گئے
اونٹ پھر جب پہونچی یہہ خبر حضرت کو تو آپنے بھیجا اون کے تعاقب میں ساتھ ایک جماعت کے کرز بن جابر فہری کو وہ اونکو پکڑ لائے پھر حضرت نے
حکم کیا تو اونکی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور کانٹی چھیدی گئی اور کاٹے گئے اونکے ہاتھ اور چھوڑ دیے گئے اسی حال میں طرف
سنگستان مدینہ کے اور اوسی حالت میں وہ مرگئے اور دوسری روایت میں یون ہے کہ داغی نگئی جگہہ کٹنے اون کی یعنی یہہ دستور ہے
کہ جس عضو کو کاٹتے ہیں تو اوسکو داغ دیتے ہیں تاکہ خون بند ہوجاوے اور آدمی ہلاک نہووے اور جو داغیں نہیں تو خون تمام بدن کا نکل
جاوے اور آدمی ہلاک ہوجاوے انس کہتے ہیں کہ دیکھا مینے ایک کو اون میں سے کہ زمین کو دانتوں سے کاٹتا تھا یہان تک کہ مرگیا
اور مروی ہے کہ مانگتے تھے یہہ لوگ پانی حضرت سے اور آپ اوسکے جواب میں آگ کہتے تھے یعنی پانی کے بدلے تمکو آگ ملے گی اور یہہ اونکی آنکھوں
میں گرم سلائیاں پھروائی اور اون کے ہاتھ کٹوائے اور اونکو دہوپ میں چھوڑ دیا اور زخم اونکے نہ داغنے یہہ سب بطریق قصاص کے
تھا کہ اونھون نے بھی چرواہے کو یون ہی مارا تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ یہہ امر حضرت سے قبل نازل ہونے حدود کے تھا اور بعد نزول حدود
کے مثلہ کرنے سے حضرت نے منع فرمایا مثلہ بالضم ناک کان ہاتھ وغیرہ کاٹنے کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے اس سے کہ وہ مامور ہوں اسلیے
جانا عرنیین کے اپنی دوا کرنے کو صحابہ کے پاس اترے تھے اگر کوئی نادان کہے کہ پھر اونکا کفر و ارتداد حضرت پر کیون ظاہر نہوا اور کیون آپنے بھیج دیا

اونکو پاس مسلمانون کے اور کیون فرمایا اونکو واسطے جانے طرف اونھون کی سو یہہ اعتراض جاہلون کا ہے اسلیے کہ ظاہر ہونا احوال کا
حضرت پر وحی اور اعلام الہی سے ہوتا تھا اور اس امر مین الہام نہوا اور وحی نہ آئی اس مین کچھہ حکمت الہی ہوگی کہ سوا خداے علام
الغیوب کے اوسکو کوئی نہین جانتا اور یہی حال ہے اولیاء اللہ کے کشف وغیرہ کا یعنے واقف ہونا حال غیب پر امر اختیاری کسی کا نہیں
اور نہ یہہ بات منصوص ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ فلانے کام کی خبر ہم انبیا اولیا کو کر دیتے ہین اور فلانے کام کی نہین ہے یہہ بات کہ کبھی موافق
خواہش اونکے اللہ تعالی ان صاحبون کو کچھہ حال غیب کا بتا دیتا ہے وہ لوگون کو آگاہ کرتے ہین مع ہذا صرف اس گمان سے اونکو بعد موت اونکی
کے دور یا نزدیک سے پکارنا اور اون سے حاجت مانگنی اور مدد چاہنی چھوڑ کر اوس مالک حقیقی معبود تحقیقی دانای غیب [illegible] لاریب
حاجت براے مطلق پروردگار برحق کو کہ اوسکی غیب دانی اور قدرت یقینی ہے سراسر وہم لایعنی اور خیال بیہودہ ہے اور اسی کو شرک
فی العلم کہتے ہین اور اسمین شک لانے اور اسکے انکار کرنے سے کفر اور شرک لازم آتا ہے اللہم احفظنا اعتراض اگر کوئی کہے کہ غیب تو منحصر
پانچ چیزون کے اوپر موقوف ہے جو کہ مشکوۃ کے کتاب الایمان کی پہلی فصل مین حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ
خمس لا یعلمہن الا اللہ یعنی پانچ چیزین ہین کہ اونکو کوئی نہین جانتا سواے اللہ تعالی کے اور یہہ حدیث مشیر ہے طرف اس آیت کریمہ کے
جو اللہ تعالی سورہ لقمان کے اخیر رکوع مین فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر یعنی بیشک اللہ کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور برسنے مینہہ کا کہ کب برسیگا اور جانتا ہے جو
کچھہ پیٹون مین ہے نر و مادہ اور نہین جانتا کوئی کہ کل کے دن کیا کریگا اور نہین جانتا کوئی کہ کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ دانا خبردار ہے
جواب اسکا یہہ ہے کہ اس آیت کریمہ مین انحصار علم غیب کا نہین فرمایا کہ انھین پانچ چیزون مین غیب ہے بلکہ یہان ان پانچ چیزون
کو علم مغیبہ سے بسبب سوال سائل کے فرمایا کہ سوال اوسکا انھین پانچ چیزون سے واقع ہوا تھا مروی ہے کہ حارث بن عمرو نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر عرض کی کہ آپ خبر دین مجھکو قیامت کی کہ وہ کب قائم ہوگی اور مینے کھیتی کی ہے سو خبر دیجیے
آپ مجھکو مینہہ کی کہ کب برسیگا اور بیوی میری حاملہ ہے سو یہہ خبر دیجیے اوسکے حمل سے کہ لڑکا ہے یا لڑکی اور جانتا ہون مین وہ چیز جو کل
ہو چکی ہے آپ خبر دین مجھکو اوس چیز سے کہ کل واقع ہوگی اور جانتا ہون مین جس زمین مین پیدا ہوا تھا آپ خبر دین مجھکو اوس زمین
کی جس مین مین دفن کیا جاونگا سو اوسکے جواب مین نازل ہوئی یہہ آیت یعنی یہہ پانچون چیزین اللہ تعالی کے خزانہ غیب مین ہین کہ نہین
مطلع ہوتا اس سے کوئی سواے خداے تعالی کے آدمی ہو یا فرشتہ یا جن اور سوا اسکے اور بھید ان پانچ ہی کے بیان کرنے مین یہہ ہے کہ بیشک
یہہ پانچون منتظم الغیوب سے ہے یعنے بڑی غیبون سے ہین کنجیان غیبون کی ہین کیونکہ جب واقف ہوا کہ یہہ مثلاً اسیر کل کیا کریگا تو
واقف ہوا کسی کے مرنے پر اور کسی کے پیدا ہونے پر اور کسی کی فتح اور شکست پر اور کسی کی سفر سے آنے پر علی ہذا القیاس اور رکا ہونا
یہی حاصل یہہ کہ یہہ پانچون چیزین کنجیان علوم غیب کی ہین نا ہیر سواے خداے تعالی کے کسی کو اطلاع نہین یا وہ کوئی کہ رضی ہوا اوس سے
خداے تعالی کہ آگاہ کر دیتا ہے وہ اوسکو بعض پر اون مین سے سو یہہ معجزہ اور کرامت ہے اوسکی لیے سو مطلع ہونا ان پانچون پر مخصوص ہے
ساتھہ علم اللہ تعالی کے اسلیے کہ مروی ہے کہ جب آیت وعندہ مفاتیح الغیب الآیہ نازل ہوئی تو پوچھا صحابہ نے حضرت سے کہ کیا ہین کنجیان غیب کی

آپنے فرمایا مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہن الا اللہ یعنی کنجیان غیب کی پانچ ہین کوئی نہین جانتا اونکو سوای اللہ تعالیٰ کے اور پھر آپ نے
یہہ آیت مذکورہ پڑھی سو جو کوئی دعوی کرے ان پانچ کے جاننے کا وہ جھوٹا ہے اور کہا ابن عباسؓ نے کہ جو کوئی دعوی کرے ان پانچ
کے جاننے کا سو بیشک اوسنے جھوٹ کہا پھر تم کہانت سے کہ مانند بلا کی ہے طرف شرک کی اور شرک کرنے والے آگ مین ہین اور مروی ہے
کہ خلیفہ منصور نے فرشتے کو خواب مین دیکھا اور اوس سے اپنی عمر کی مدت پوچھی سو اوس نے اپنی پانچ انگلیون سے اشارہ کیا پھر جب
وہ بیدار ہوئے تب معبرون سے اسکی تعبیر پوچھی بعضون نے کہا پانچ برس اور بعضون نے پانچ مہینے اور بعضون نے پانچ دن پھر امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اوس فرشتے نے اشارہ کیا طرف اسکے کہ یہہ بات اون پانچون مین سے ہے کہ نہین جانتا اونکو کوئی مگر
اللہ تعالیٰ اگر کوئی کہے کہ نجومی اور کاہن بھی خبر غیب کی بتاتے ہین اور اولیاء اللہ بھی بتاتے ہین پھر یہہ کیونکر مخصوص ہوا ساتھ اللہ تعالیٰ کے
سو جواب نجومی کا یہہ ہے کہ نجومی جو خبر دیتا ہے کسی چیز کی جیسے مینہ وغیرہ کی تو سوا اس کے نہین کہ وہ قیاس سے اور طالع مین فکر کر کے
کہتا ہے اور جو چیز دریافت کی جاوے ساتھ کسی قاعدے اور علامت کے یا بوسیلہ کسی چیز کے وہ بات غیب نہین ہوتی اور سوا اسکے یہہ بھی
کہ نجومی کا کہنا بموجب قواعد کے ظنی ہے سو ظن علم سے غیر ہوتا ہے سو وہ ثابت ہوا اوسکو علم غیب کا اور جواب کاہن کا یہہ ہے کہ اوسکو جنات خبر
دیتے ہین حقیقت مین اخبار بالغیب یہہ بھی نہین ہے بلکہ حقیقت مین وہ اپنی آنکہ کی دیکھی یا کان کی سنی خبر دیتا ہے مثلاً موت کسی
کی ملک شام مین واقع ہوئی اور جنات وہان حاضر تھے پھر جلد وہان سے روم مین جا کر کسی سے کہا کہ فلان شخص فلانی جگہہ فلانی
ملک مین مر گیا پھر جب بعد چند مدت کے وہان سے اوسکی موت کی خبر آویگی تو لوگ گمان کرینگے کہ فلان شخص نے خبر غیب کی دی تھی
اور نہین جانتے کہ غیب تو اوسکا نام ہے کہ ابتک وہ چیز واقع نہین ہوئی اور جن نے جو خبر دی تو بموجب اپنی دیکھنے اور جلد روی کے دی
سو حقیقت مین یہہ خبر بالغیب نہوئی اور جو اولیاء اللہ کشف یا الہام یا رویای صادقہ سے کسی امر کی خبر دیتے ہین اور وہ امر اونکی خبر دینے کے
مطابق واقع ہوتا ہے سو یہہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہہ بات اونکے اختیار مین نہین کہ جب چاہین دریافت کرین اللہ تعالیٰ آپ جسقدر چاہتا ہے
اوسقدر اونکو خبر دیدیتا ہے بس اس سے اونکی بزرگی ظاہر ہوتی ہے اسکو کرامت کہتے ہین نہ علم غیب انتہی واضح ہو کہ جن کا قصہ اوپر سے مذکور ہے
آٹھہ شخص تھے اور پندرہ اونٹ اور یہہ سریہ بسبب اون انصار سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا یسار نام ایک غلام تھا ایکدن حضرت نے اوسکو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھا پھر آپ نے اوسکو آزاد کیا اور اون اونٹون کے گلے
مین اوسکو بھیجدیا کہ جا کر اونکی خدمت کرے سو وہ اونٹون مین ہاکرتے تھے پھر آئی لوگ عرینہ سے اور اسلام اظہار کیا اور اون کو مرض
استسقا کا تھا کہ بڑی ہو گئی تھے پیٹ اونکی اور ظلم و تعدی کر کے اونہون نے یسار کو ذبح کیا اور اوسکی آنکھون مین کانٹے چبھائے اور ہانک لے
گئے اونٹون کو سو حضرت نے اونکے تعاقب مین بھیجا ایک جماعت کو اور امیر اونپر کیا کرز بن جابر فہری کو سو گئے وہ اور گرفتار کر لائے
اونکو اور کاٹے اونکے ہاتھہ پاؤن اور پھیری اونکی آنکھون مین گرم سلائی تب نازل ہوئی یہہ آیت انما جزاؤ الذین
یحاربون اللہ ورسولہ الآیۃ کہا صاحب مواہب لدنیہ نے کہ قول ابن مردویہ کا کہ مکروہ جانا اللہ تعالیٰ نے آنکھون مین سلائی
پھیرنے کو مخالف ہے مسلم کی روایت کے کہ سلائی پھیرنا وغیرہ قصاص کے طور پر تھا سو مکروہ نہوگا نزدیک اللہ تعالیٰ کے

فتح الباری مین کہا ہی کہ ابن التین نے زعم کیا ہی کہ عرینہ اور عکل نام ایک قبیلے کا ہی اور یہہ زعم اوسکا غلط ہی بلکہ یہہ دو قبیلے مین جدے جدے عکل عدنان سے ہے اور عرینہ قحطان سے کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی سال کی واقعات سے ایک یہہ واقعہ ہی کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اُشیر بن رزام یہودی کی طرف خیبر مین بھیجا سبب اسکا یہہ ہوا کہ جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق مارا گیا تو امیر کیا یہود نے اُشیر کو اوسکی جگہ تو پھر اُشیر غطفان وغیرہ قبائل مین پھرا کہ جمع کرے اونکو لڑائی پر آنحضرت کے جب یہہ خبر آپکو پہونچی تب آپنے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تین آدمیون کے ساتھ کہ وہان سے اون کا حال معلوم کر آوین پھر وہ گئے اور اوسکی وجاہت اور آبرو کہ لوگون مین تھی دریافت کر کے آئے اور حضرت سے عرض کیا حضرت نے اونکو تیس آدمی ہمراہ کرکے روانہ فرمایا پھر وہ اُشیر کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو تیرے پاس بھیجا ہی تیرے بلانے کو کہ وہ تجھکو خیبر پر عامل کرین اور تجھپر احسان کرین سو طمع اوسکے دامنگیر ہوئی اور اون کے ساتھ ہو لیا اور تیس یہودی اور اوسکے ساتھ ہو لئے اور ہر ایک مسلمان ہر ایک یہودی کے پیچھے اونٹ پر سوار ہوا جب موضع قرقرہ مین پہونچے تو عبداللہ بن انیس نے اُشیر کو مار ڈالا اوسکے پاس تلوار تھی وہ اونٹ سے گرا پھر سب مسلمانون نے اوس کے ہمراہیون کو مار ڈالا فقط ایک آدمی بچ گیا اور مسلمانون مین سے ایک بھی نہ مارا گیا پھر حضرت کے پاس آکر یہہ سب حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ بتحقیق اللہ تعالی نے تمکو نجات دی قوم ظالم سے کذا فی مدارج النبوۃ اور ایک واقعہ اسی سال کا یہہ ہے کہ بھیجا حضرت نے عمرو بن امیہ ضمیری کو واسطے قتل ابی سفیان بن حرب کے اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ ابو سفیان نے بھیجا تھا ایک آدمی کو مدینے مین واسطے قتل سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور اوسکے پاس خنجر تھا پھر وہ مدینے مین گیا اور جب حضرت کو دیکھا تب وہ ایمان لایا اور مسلمان ہوا چنانچہ ذکر اسکا آخر مین غزوہ خندق کے ہو چکا ہی پھر حضرت سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو واسطے قتل ابو سفیان کے بھیجا اور اونکے ساتھ سلمہ بن اسلم کو کیا اور ایک روایت مین جبار بن صخر کو سو گئے وہ مکے مین اور ایک رات طواف بیت اللہ کا کر رہے تھے کہ معاویہ بن سفیان نے اچانک اونکو دیکھ لیا اور قریش کو خبر دی اونکو تلاش کیا اور اہل مکہ نے کہا یہہ عمرو بن امیہ ہے اس سے غافل نہو اور عمرو بن امیہ ایام جاہلیت مین ساتھ اچانک مار ڈالنے کے مشہور تھا پھر سب اہل مکہ اوسکے قتل پر متفق ہوئے جب اونکو یہہ حال معلوم ہوا تب آپس مین جدا ہوئے یعنی سلمہ بن اسلم مدینے کو پلٹ گئے اور عمرو مکے کے پہاڑون کی گھاٹیون مین چھپ رہے عمرو بن امیہ کہتے ہین کہ اونہین دنون ایک روز عثمان بن مالک میرے سامنے آیا مینے ایک خنجر اوسکے سینہ مین مارا اوسنے ایسی چیخ ماری کہ وہ چیخ اکثر لوگون نے سنی اور اوسکی طرف مشغول ہوئے اور میری جستجو سے غافل ہوئے مین ایک غار مین چھپ رہا پھر اوس غار سے دوسرے غار مین چلا گیا وہان ایک کانا آدمی اپنی بکریون کو دہوپ سے سائے مین لایا تھا جب اوسنے تکیہ لگایا تب یہہ شعر پڑھی فلست بمسلم ما دمت حیّا ولست ادین دین المسلمینا یعنی نہین ہون مین مسلمان جبتک زندہ ہون مین اور نہین ہون مین دین قبول کرنے والا دین مسلمانون کا اور کچھہ کلام ناشائستہ حضرت کی شان مین اوسنے بکے اور مینے اتنا صبر کیا کہ وہ ملعون سو گیا پھر مینے اپنی کمان کا سرا اوسکی بائین آنکھہ مین گھسیڑ دیا اور اوسکو واصل جہنم کیا پھر جب مین وہان سے چلا تو دو جاسوس قریش کے ملے ایک کو مینے تیر مارا اور دوسرا بھاگ گیا بعد اسکے مین جا کر مع الخیر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہ دوسرا ہمراہی میرا مجھسے پہلے

حضرت کے پاس بھیج گیا تھا جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ وہ میرے مارنے کو آیا تھا تب اپنی محافظت مین کوشش کرنے لگا اور عمرو بن امیہ کہتے ہین کہ افسوس ابوسفیان کی اجل نہین آئی تھی کہ میرے ہاتھ سے بچ گیا کذا فی مدارج النبوۃ یہہ چھ نون سریہ روضۃ الاحباب مین مذکور تھین ہین اور ایک سریہ اون مین سے یہہ ہے کہ ساتوین سال مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو ایک جماعت بنی کلاب پر کہ قریب نجد کے نواح ضریہ مین بود و باش رکھتی تھے بھیجا اور سلمہ بن اکوع اور ایک جماعت صحابہ کو اونکی ساتھ کردیا یہہ مسلمان جاکر لڑے اور ایک جماعت کو مارا اور ایک جماعت کو قید کرلیا سلمہ بن اکوع کہتے ہین کہ مینے ایک جماعت کو دیکھا کہ اپنے اہل وعیال لیے ہوئے کوہ پر جاتے تھے مینے تیر مارنا شروع کیا وہ مجھو دیکھکر ٹھہر گئے ایک عورت قبیلہ فزارہ کی اون مین تھی اوس کی بیٹی بہت خوبصورت تھی گویا احسن عرب تھی مین اوس جماعت کو حضرت صدیق کے پاس لایا اونھون نے اوس فزاریہ کی بیٹی کو مجھے دیا وہ میرے پاس تھی اور ہاتھ مینے اوسے نہین لگایا تھا یہان تک کہ مین مدینے کو گیا اوسکے اگلے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھکو مدینے کے بازار مین ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ اوس لڑکی کو مجھے دے مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی مین اسکو بہت دوست رکھتا ہون اور ابتک مینے اوسکے ہاتھ نہین لگایا پھر دوسرے روز مجھکو بازار مین حضرت ملے اور فرمانے لگے کہ اے سلمہ اوس لڑکی کو مجھے دے مینے عرض کی یا رسول اللہ وہ آپ ہی کی ملک ہے پھر مینے اوس کو آپکی خدمت مین بھیجدیا آپنے اوسکو مکے کو چند مسلمانون کے فدیہ مین جو وہان قید تھے بھیجدیا اور اونکو چھڑالیا کذا فی روضۃ الاحباب سبحان اللہ آدمی مین جوہر چاہیے جس مین جوہر نہین وہ آدمی نہین کم جو ہرہ یان ہو مین افضل والی ہے اللہم توفنی مسلما والحقنی بالصالحین اور اسی سال مین ایک سریہ یہہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بشیر بن سعد انصاری کو تیس آدمی دیکر جماعت بنی مرہ پر کہ قریب فدک کے رہتی تھے بھیجا وہ جاکر اونکے چرواہون سے ملے اور سب حال اونکا دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ ایک نالے مین ہین پھر اونکے مواشی ہانک کر مدینے کو چلے جب اونکو خبر ہوئی اونھون نے اونکا تعاقب کیا اسمین رات ہوگئی اونھون نے اونکو تیر مارنے شروع کیے جب سب تیر تمام ہوئے تب اون کافرون نے حملہ کیا اسمین بڑا قتل واقع ہوا اور بہت صحابہ شہید ہوئے اور بشیر بن سعد بھی زخمی ہوئے اور مقتولون مین پڑے تھے کفار نے مردہ جانکر اون کو وہین پڑا رہنے دیا اور اپنی بستی کو روانہ ہوئے پھر بشیر بن سعد جسطرح سے ہوسکا وہان سے فدک مین آئے اور چند روز وہان رہے جب سب زخم اچھے ہوگئے تب وہان سے مدینے کو آئے اور سب حال حضرت کی خدمت سراپا برکت مین عرض کیا اور کہتے ہین کہ حضرت کو انکی خبر انکی آنے سے پہلے ہوگئی تھی پھر حضرت نے اسی سال مین ہجری کے اور ایک جماعت کو اوس قوم پر واسطے انتقام کے بھیجا اب آگے اسکا بیان آویگا کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک سریہ یہہ ہے کہ اسی سال مین حضرت نے غالب بن عبداللہ لیثی کو ایک سو تیس آدمی دیکر جماعت عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ پر موضع میقعہ مین کہ قریب بطن نخلہ کے ہے بھیجا وہ گئے اور اون سے لڑے بعض کو قتل کیا اور اونکی مواشی اونٹ بکری بہت سے لوٹ لائے کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اسی سال ہجری مین حضرت نے پھر غالب بن عبداللہ لیثی کو ساتھ ایک جماعت مسلمانون کے ماہ صفر مین موضع کدید کو کہ اوپر وزن جدید کے ہے بنی ملوح پر بھیجا جندب بن مکیث جہنی کہتے ہین کہ مین بھی اوس سریہ مین تھا وقت غروب آفتاب کے وہان جاکر پہنچے اور ایک نالے مین چھپکر بیٹھ رہے یہان تک کہ اونکے مواشی جنگل سے آئے

اور وہ اونکا دودھ دوہکر فارغ ہوئے اوسوقت ہمنے اونپر چھاپا مارا اور اونکے اونٹ ہانک لائے اونمین سے بہت لوگون
ہمارا تعاقب کیا جب فجر ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ ہمارے اور اونکے درمیان مین تھوڑا سا فاصلہ تھا فقط ایک نالہ بیچ مین حائل تھا اور
لوگون کو اون سے مقابلے کی طاقت تھی اللہ تعالے نے ایک سیل پانی کا ایسا بھیجا کہ وہ نالہ بھر گیا کہ کسی کو پار اوترنے کی طاقت نہی او
واللہ اوسوقت ابر اور باران بھی نتھا ہم سب صحیح وسلامت چلے آئے تھے اور اسی سال مین پھر دوبارہ حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ
نے غالب بن عبداللہ لیثی کو موضع مذکور پر بھیجا کہ وہان کے کفار سے جاکر اون مسلمانون کا بدلہ لیوین جو بشیر بن سعدؓ کے سریہ مین شہید
ہوئے تھے سو منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے ایک لوا یعنے نشان بنایا اور زبیر بن عوامؓ کو امیر کیا دوسو آدمیون پر اور
فرمایا کہ اگر تمکو اللہ تعالے اونپر فتحیاب کرے تو اون مین سے کسی کو زندہ نچھوڑنا اسی درمیان مین غالب بن عبداللہ لیثیؓ کدید کیطرف سے آنپہونچے
اور فتح کی خبر لائی پھر آپنے زبیر بن عوامؓ کو فرمایا کہ تم یہین رہو تمھاری جگہہ بجاے اس مہم پر جاوینگے پھر آپنے غالبؓ کو اون دوسو آدمیون
سردار کرکے فدک کو بھیجا ماہ صفر مین ابو مسعود اور عقبہ بن عمرو انصاری بدری اور کعب بن عجرہؓ اور اسامہ بن زید بھی اس سریہ مین تھے
سو یہہ سب اچانک لیخبری مین اونپر جا پڑے اور خوب کافرون کو قتل کیا اور اونکے مواشی اونٹ بکری وغیرہ آدمی وغیرہ بہت سے پکڑ لیے
ہین کہ اس سریہ مین اسامہ بن زید ایک کافر کے پیچھے کہ اوسکو نہیک بن مرداس کہتے تھے دوڑے جب اوسکے پاس پہونچے اور تلوار اوسپر لگا
اوسنے کلمہ کہا اسامہ نے اوسکو ایمان یاس کے حکم مین سمجھکر اوسکا اعتبار نکیا اور اوسکو مار ڈالا ادہر جب لڑائی تمام ہوچکی تو سپہ والو
نے اسامہ کو ندیکھا بعد کچھہ دیر کے وہ آئے غالبؓ نے اونسے پوچھا کہ تم کہان گئے تھے اونھون نے وہ تمام ماجرا اوسکے مارنے کا بیان کیا غالبؓ
نے اون کو ملامت کی کہ تمنے ایسے آدمی کو مار ڈالا جسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا اسامہؓ کہتے ہین کہ مجھکو اوسکے مارنے سے کمال ندامت ہو
کہ کھانا کھانے پر مین قادر نتھا پھر جب مین سبکے ساتھ مدینہ کو پہونچا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرتؐ نے مجھسے معانقہ کیا او
میری پیشانی پر بوسہ دیا اور حالات اس سریہ کے پوچھے مینے تمام حال جو گذرا تھا درد آپکے عرض کیا اور نہیک کے مارنے کا بھی حال کہ
آپنے فرمایا کہ اسامہ تو نے اوسکو قتل کیا حالانکہ اوسنے کلمہ کہا تھا مینے عرض کی یا رسول اللہ اوسنے میری تلوار کے خوف سے کہا تھا
اور اخلاص سے نہین کہا تھا کہ اس بہانے سے اپنی جان بچاوے آپ نے فرمایا ھلا شققت قلبہ فتعلم اصادق ھو ام کاذب یعنی چیرا
کیون نہین تونے دل اوسکا سو جانتا تو کہ آیا وہ سچا ہے یا جھوٹا پھر مینے عرض کی کہ اب کبھی نلڑونگا اوس سے جو کلمہ کہے گا یعنی اس حرکت
سے آیندہ کو تائب ہوا واضح ہو کہ تلخیص المغازی اور کتب سیر مین نحو کر حدیث اسامہ کا اسی سریہ مین واقع ہوا ہے اور محمد بن سعد صاحب طبقات نے اس
قصہ کو سریہ غالب بن عبداللہ مین جو میفعہ پر واقع ہوا تھا بیان کیا ہے واللہ اعلم بالصواب کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ
وعن مدارج کہتا ہے کہ تفسیر کشاف اور بیضاوی مین ہے کہ اسی قصہ مین نزول آیت کریمہ یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ
الآیۃ کا ہوا ہے اور ہم اوپر واقعات سال ہشتم ہجری مین سریہ ابو قتادہ انصاری مین روضۃ الاحباب سے نزول آیت کا بیان کر چکے ہین
اور بعض نے کہا کہ نزول اسکا مقدادؓ کی شان مین ہوا کہ ایک بکریون کے چرواہے پر گذرے اور اوسپر تلوار کھینچی اوسنے کہا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ پھر مقداد نے اوسکو قتل کیا اور کہا کہ وہ چاہتا تھا کہ بھگا دیوے اپنے اہل اور مال کو بیضاوی مین ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے

اور صحت ایمان منکرہ کے اور یہہ کہ مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہی اور تحقیق خطا مجتہد کی معاف ہی اور یہہ حدیث بھی قوال ہی ایسی آتی مدارج النبوۃ مین ہے کہ اسی سال ہجری مین سریۂ عمرو بن عاص رضی کا طرف ذات سلاسل کے واقع ہوا اور ذات سلاسل اوسکو کہتے ہین کہ مشرک جو لڑنے کو مستعد ہوئے تھے اونھون نے اپنے کو آپس مین زنجیرون سے باندہ لیا تھا کہ لڑائی سے بھاگ نجاوین اور بعض نے کہا کہ یہہ نام اور پانی کا ہی جسکے قریب یہہ لڑائی واقع ہوئی تھی اور وہ مقام مدینہ منورہ سے دس دن کی راہ پر واقع ہی اور وقوع اس قصے کا آٹھوین سال کے ماہ جمادی الاخری مین ہوا اور بعضون نے ساتوین سال مین کہا ہی اور اسکا تعین کیا ہی ابن ابی خالد نے کتاب صحیح التاریخ مین اور ابن عساکر نے کہا ہی کہ اتفاق ہی اسپر کہ بعد غزوہ موتہ کے واقع ہوا ہے مگر ابن اسحاق نے کہا ہی کہ قبل اس سے واقع ہوا ہے سبب وقوع کا یہہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہونچی کہ قبیلہ قضاعہ اور بلی اور بنو القین نے اتفاق کیا ہے واسطے لوٹنے اطراف مدینہ کے سو بلایا حضرت نے عمرو بن عاص کو اور فرمایا کہ ہتھیار باندہ کر تیار ہو جاؤ کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو ایک لشکر کے ساتھ بھیجون کہ غنیمت تمھارے ہاتھ لگے عمرو نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مال دنیا کے لیے نہین مسلمان ہوا ہون آپنے فرمایا نعم المال الصالح للرجل الصالح یعنی اچھا مال صالح واسطے مرد صالح کے ہے یعنی اگر اچھا مال وجہ حلال سے ہاتھ لگے تو کچھ لینے والے کی پرہیزگاری مین اوس سے نقصان نہین ہوتا بلکہ اور موجب اعانت اوسکے اچھائی کا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک مدت دراز تک مینے ہدم اور خراب کرنے بنیاد دین مین کوشش کی ہے اب مین چاہتا ہون کہ اسکے تعمیر کرنے مین کوشش کرون اور چاہتا ہون کہ محاربہ اور مقابلہ کرنے مین بیچ راہ خدای تعالی کے خدمت بجا لاؤن آپ نے ارشاد کیا کہ صبر کرو مین تمکو کہین بھیجونگا انشاء اللہ تعالی سو وہ بموجب ارشاد عالی کے منتظر امارت کی تھے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہونچی اجتماع قبائل مذکورہ کی کہ وہ بر سر فساد ہین آپنے ایک نشان سپید آراستہ کیا اور ایک روایت سے وہ سیاہ تھا اور تین سو اہل سلام سے کہ ایک جماعت روداران صحابہ سے اوس مین تھی چنانچہ سعد بن زید اور سعد بن ابی وقاص اور عامر بن ربیعہ اور صہیب بن سنان رومی اور اسید بن حضیر اور سعید بن عبادہ اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالی عنہم حالات انکے یہہ ہین سعید بن زید عدوی کنیت انکی ابو الاعور ہی اور یہہ ایک عشرہ مبشرہ مین سے ہین اور قدیم الاسلام ہین تمام غزوات مین حضرت کے ساتھ حاضر رہی سوای بدر کے کیونکہ وہ اور طلحہ بن عبد اللہ کہین مخبری کو گئے تھے سوای قریش کے حضرت کے حکم سے اسی سبب سے حضرت نے سب مجاہدین کے ساتھ مال غنیمت مین انکا بھی حصہ لگایا اور حضرت عمر فاروق کی بہن انکی بیوی تھین جو حضرت عمر کے اسلام کی سبب ہوئی تھین اور وفات انکی موضع عقیق مین ہوئی وہان سے لوگ مدینے کو لائے اور بقیع میں دفن کیا سن اکاون ہجری مین اور عمر انکی اسی برس سے کم تھی روایت کی انسے ایک جماعت نے آتی اور سعد بن ابی وقاص زہری قرشی نام انکا مالک بن وہب ہے یہہ بھی ایک عشرہ مبشرہ مین سے ہین قدیم الاسلام کہ سات برس کی عمر مین اسلام لائے تھے اور سب سے پہلے انھون نے راہ خدا مین تیر مارا ہی اور تمام غزوات مین حضرت کی ہمراہ رکاب ہی اور یہہ مستجاب الدعوات مشہور تھی اسی کے سبب لوگ ان سے ڈرتے تھے اور امید بھی رکھتے تھے اور یہہ حضرت کی دعا کی برکت سے تھا کہ آپ نے فرمایا تھا اللھم سدد سھمہ واجب دعوتہ یعنی اے بار خدا راست اور ٹھیک پہونچا اسکے تیر کو کہ خطا نکرے

اور قبول کر اسکے دعا کو اور سعد اور ممتاز فرمایا حضرت نے انکو اور زبیر کو ساتھ فدا کرنے والدین اپنی کے اپر کہ ارشاد کیا آنحضرت نے دونون
کے حق مین جدا جدا فداک ابی وامی اور نفرمایا یہہ لفظ سوا ان دونون کی اور کسی کے حق مین اور تھی بیچہ بدن کی بیماری اور بدن پر بال
تھے مرے پیچہ اپنے مکان مین درمیان موضع عقیق کی نزدیک مدینے کے پھر اوٹھالیگئے لوگ مدینے مین اور نماز پڑھی اونپر مروان بن حکم نے
کہ والی مدینے کا تھا اون روزون اور مدفون ہوئے درمیان بقیع کی سن پچپن ہجری مین اور عمر انکی اسی برس سے کم تھی اور عشرہ مبشرہ
مین سب سے پیچھے مرے امیر کیا تھا انکو حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے کوفہ کا اور روایت کی انسے بہت لوگون نے صحابہ اور تابعین سے
انتہی اور عامر بن ربیعہ عنزی کنیت انکی ابو عبداللہ ہے اور ہجرت کی انھون نے دو ہجرتین اور حاضر ہوئے بدر مین اور کل غزوات مین اور تھا
قدیم الاسلام مین اور روایت کی ان سے چند آدمیون نے اور وفات ہوئی ان کی سن تیس ہجری مین انتہی اور اسید بن حضیر بن
سماک بن عتیک انصاری اشہلی کنیت انکی ابو یحیی ہے اور صحابی جلیل القدر مین اور وفات ہوئی انکی سن بیس یا اکیس ہجری مین
کذا فی التقریب اور صہیب بن سنان رومی اور سعد بن عبادہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم انتہی پھر اس سبب پر حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن عاص کو واسطے قلع و قمع مخالفین مفسدین کے امیر کیا اور روضۃ الاحباب مین محمد بن اسحاق سے نقل کرتے
ہین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی حکمت عمرو بن عاص کو اس سریہ مین سرفراز کرنے سے یہہ تھی کہ انکو انکی مان کی طرف سے ساتھ قبیلہ
بلی والون کی قرابت تھی سو حضرت نے چاہا کہ اون لوگون کو بسبب عمرو کے ساتھ اسلام کے الفت پیدا ہو جاوے اور وہ مسلمان ہو جاوین اور
جو حکمتین کہ اعیان صحابہ کو اونکی معیت مین مقرر کرنے کی تھین اونکا بیان مذکور سریہ موتہ مین گذر چکا ہے وہی مصلحتین شاید کہ یہان بھی
ہون پھر جب عمرو مدینے سے چلے تب اونکو خبر ملی کہ اون قبیلون کے ساتھ اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے ہین اتنی لشکر اہل اسلام سے مقابل نہو سکے
گا اس بات کی تشویش ہوئی اور ایک قاصد حضرت کی پاس بھیجا کہ یہہ حال جا کر عرض کرے پھر جب اوس نے حضرت سے جا کر عرض کیا آپ نے
اور ایک جماعت کو کہ اوس مین حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے عمرو بن عاص کی مدد کو مقرر فرمائی اور اوس جماعت
کا حضرت ابو عبیدہ کو معین کیا اور وقت رخصت کے اونکو وصیت کی کہ جب تم اور وہ ایک جگہہ جمع ہو تب سب آپس مین متفق
کرنا اور خلاف نکرنا پھر جب یہہ عمرو بن عاص سے جا ملے تو وقت نماز کا آیا تب عمرو نے ابو عبیدہ سے کہا کہ تم میری مدد کو آئے ہو تو میرے مطیع
ہو کر رہو اور نماز میرے پیچھے پڑھو ابو عبیدہ نے کہا کہ یہہ لشکر کی امارت تم سے تعلق رکھتی ہے اور اس لشکر کی امارت مجہہ سے متعلق ہے عمرو
اسمین گفتگو کرنے لگے ابو عبیدہ نے بموجب وصیت حضرت کی سکوت کیا اور اونکی پیچھے نماز پڑھی مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے
کہ اس سے معلوم ہوا کہ امارت مین امیر کا افضل ہونا واجب نہین ہے بلکہ کفایت امارت کو یہہ کہ ہو مسلمان حر مرد عاقل بالغ تدبیر پر قادر
اجرای احکام شرعیہ پر اور امامت نماز مین احق امامت کا وہ شخص ہے کہ عالم زیادہ ہو اور قرأت اچھی جانتا ہو اور پرہیزگار سب مین
زیادہ ہو اور اخلاق نیک رکھتا ہو خوبصورت ہو اور جو ایسا نہو تو جس کسی مین جتنی صفتین پائی جاوین پہلی اور دون سے احق ہے
تو ایسا چاہیے تھا کہ امامت حضرت صدیق اکبر کرتے کہ سب مین افضل تھے مگر چونکہ عمرو بن عاص نے ادعا امامت کا کیا اور کہا کہ میں
امیر ہون لیس احق ہون ساتھ امامت کے تو اونکے مقابلہ مین ابو عبیدہ نے کہ وہ بھی امیر تھے آسپر جھگڑا کیا اور بحکم حدیث

فیض طویت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے ترک نزاع کا کیا اور اونکے پیچھے نماز پڑھی تا اور تہے بہت نیک خلق اور نرم خو شکل
سکے اسماء الرجال مین ہی کہ نام ابو عبیدہ کا عامر اور باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام جراح ہی اور تہے قرشی اور ایک عشرہ مبشرہ
مین سے ہین اور لقب اونکا امین الامۃ ہی اسلام لائے ہمراہ ساتھ عثمان بن مظعون رض کے اور ہجرت کی انہون نے ایکبار حبشہ کی طرف اور دوسری
بار طرف مدینہ کے اور حاضر ہوئے تمام غزوات مین ہمراہ حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ثابت قدم رہے ساتھ حضرت کے بیچ
روز احد کے اور نکالی دونون حلقے خود کے حضرت کے چہرہ مبارک مین سے جو دن احد کے آپکے رخسارہ مبارک مین بسبب صدمہ پتھر کے
گھس گئے تھے پھر ٹوٹ گئے انکے اگلے دو دانت بسبب اوس کھینچنے کے اور تہے دراز قد ہلکی داڑھی والے اور مرے بیچ طاعون عمواس مین سن
اٹھارہ ہجری مین اور دفن کئے گئے بیسان مین اور نماز پڑھی اوپر معاذ بن جبل رض نے اور عمر انکی اٹھاون برس کی ہوئی نسب انکا فہر مین ملتا ہے
جو آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد سے ہین اور روایت کی ان سے ایک جماعت نے صحابہ مین سے اور تقریب مین نسب انکا فہر
تک یون مذکور ہی کہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر تہی پھر کہا انہون نے کہ ہی عمرو تمہارا وتمہیں کو
حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت رخصت کی وصیت کی تہی کہ جب آپس مین ملنا تو مخالفت نکرنا اگر تم مجھسے مخالفت کروگے تو مین بہی
مخالفت کرونگا منقول ہی کہ جب دشمن کے قریب پہنچے اور رات ہوگئی اور سردی بہت تہی مسلمانون نے چاہا کہ آگ جلا کر تاپین عمرو
بن عاص رض نے اونکو اس سے منع کیا سب لوگ اس سے تنگ ہوئے اور سب کا شکوہ حضرت ابوبکر رض سے کیا انہون نے اس امر مین عمرو بن عاص سے
کہا اونہون نے کہا کہ جو کوئی آگ جلاویگا مین اوسکو اوسی آگ مین ڈال دونگا کہتے ہین کہ حضرت عمر فاروق رض نے اس مین اون سے
بہت گفتگو کی اور سخت کلام کئے عمرو بن عاص رض نے کہا کہ تم مامور ہوئے ہو کہ میری بات سنو اور میرا حکم مانو حضرت فاروق اعظم رض
نے فرمایا کہ ہان ہم مامور ہین اونہون نے کہا تو پھر مامور رہئے پس حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت فاروق سے کہا کہ اوسے چہوڑ دو
کہ حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ہمپر امیر کیا ہے اسلیے کہ وہ مصلحت لڑائی کی خوب جانتا ہے صبر کرو اور متحمل ہو اور تابع رہو
حضرت کے فرمان کے اور محکوم رہو اونکے حکم کے اور خوب سمجھ لو کہ جو کچھ حضرت نے حکم کیا ہی اور اوسکو اختیار کیا ہی اوس مین حکمت
جمیلہ اور عاقبت حمیدہ ہوگی اگرچہ یہ الفاظ صریح حدیث میں مذکور نہین ہین مگر حاصل مضمون کلام صدیق اکبر رض کا اور شرح اوسکی
یہی ہی آخر الامر سب نے متفق ہو کر کفار نابہنجار پر حملہ کیا سو بعض اہل قبائل اپنے مکان چہوڑ کر بہاگ گئے اور بعضے لڑے اور شکست کہا کر
سو سب متفرق ہوگئے پھر عمرو چند روز وہان رہے اور سوارون کو اطراف و جوانب مین بہیجتے تھے کہ وہ دنبے اور اونٹ لاتے تہے
اور ذبح کرکے کہاتے تھے اور سوا اسکے اور کچھ مال غنیمت اس سفر مین نتہا کہ لائق تقسیم کے ہو پھر مدینہ کو چلے آئے کذا فی روضۃ الاحباب
اور معارج النبوۃ مین ہی کہ جب عمرو بن عاص رض ابو عبیدہ رض کی مدد سے قوی ہوگئے اور لشکر اسلام دیار کفار مین داخل ہوا تو لوٹ مار لوگون
نے بہت کی اور مواشی بہت ہاتھ لگے اور ساتھ حصول مقصود کے لوٹے مروی ہی کہ ایک رات راہ مین عمرو بن عاص رض کو احتلام ہوا اور ہوا
بہت سرد تہی اونہون نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مجھکو حاجت غسل کی ہے اگر نہاتا ہون تو سردی سے ہلاک ہوتا ہون پھر تہوڑا سا
پانی اونہون نے منگایا اور اوس سے استنجا کیا اور وضو کیا اور جنابت کی عوض تیمم کیا اور نماز صبح کی پڑہائی فارغ ہوکر یہہ قصہ خالی غرابت سے

نہین ہے کہ عمرو بن عاص رضؓ کو ہنوز اکثر تعلیم اور تحفظ احکام شرعیہ کا نتھا و الا صورت جنابت مین خوف ہلاک سے تیمم ہی وضو اور غسل
دونون کی لیے کفایت تھا نہ وضو اور تیمم الحاصل غرضکہ جب حضرت کو خبر ہوئی کہ عمرو بن عاص اور ابو عبیدہ سے کچھ گفتگو ہوئی اور ابو عبیدہ
نے اون سے مخالفت کی اور صبر کیا تب آپ نے ابو عبیدہؓ کے شان مین فرمایا رحم اللہ ابا عبیدۃ یعنے رحم کرے اللہ تعالی ابو عبیدہ پر
اور جب اپنی قصہ جنابت کا سنا تبسم کیا کہ دیکھو لوگو ہمین کس طرح کی اوسنے اپنے لیے مخلصی پیدا کی اور منع کرنے مین آگ جلانی کے عمرو
بن عاص رضؓ نے حضرت سے عرض کی کہ مینے اسلیے آگ جلانے سے منع کیا تھا کہ اگر جلاتے تو مشرک لوگ ہمارے لوگون کی قلت سے واقف ہو جاتے
مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ جمع کرنا درمیان وضو اور تیمم کے درست نہین بلکہ تیمم ہی وضو اور غسل دونون کی قائم مقام
ہے کذا فی الدر المختار اور تیمم ہوتا ہی عذر مین جبکہ عاجز ہو استعمال پانی سے بسبب دور ہونے اوسکے کے ایک میل تحقیقا یا گمان غالب سے
کہ وہ ایک ہزار باع کا ہوتا ہی اور باع چار گز کا اور گز ایک ہاتھ کا یا بسبب زیادتی مرض کے یا بسبب خوف ہلاک کے یا پیدا ہونے
مرض کے زیادتی سردی سے یا بسبب خوف دشمن کے یا بسبب پیاس کے کہ بقدر پینے کے ہے اور زیادہ نہین ہی یا بسبب نہونے
ڈول رسی کے پس تیمم کرے تمام چہرے اور دونون ہاتھون پر کہنیون سمیت کہ ذرہ بھر بھی جگہ باقی نرہے ساتھ دو ضربون کے بہ نیت
طہارت کی یا رفع حدث کے اور اگر چہ جنبی اور حائض اور نفسا ہو تو تیمم سبکا ایک ہی سا ہوتا ہی اور کچھ تعین حدث اور جنابت کی تیمم مین شرط
نہین صحیح روایت مین یہان تک ہی کہ اگر تیمم کیا جنب نے اور ارادہ کیا اسی وضو کا تو کفایت کرتا ہی اوسکو غسل سے بھی اور یون ہی عکس
اسکے یعنے تیمم غسل کا کفایت کرتا ہی وضو سے کہ ہو جاتا ہی یہہ قائم مقام دونون کی سو نہ جمع کرے تیمم کو ساتھ ایک کے اسلیے کہ ہو جاویگا
جمع کرنا بدل اور مبدل منہ کا اور یہہ شرع مین کہین نہین پایا گیا جیسے کہ زکوۃ اور عشر ایک شی مین جمع نہین ہوتے اور فدیہ اور روزہ
جمع نہین ہوتے اور زیادہ تحقیق اسکی طحطاوی اور شامی مین ہی جسکو حاجت ہو دیکھ لے اور تیمم کرے پاک کرنے والی چیز سے جو جنس
کی جنس سے ہو جیسے پتھر اور چونہ اور سرمہ اور ہرتال اور گندھک اور پہاڑی نمک اور یاقوت اور زبرجد اور زمرد اور فیروزہ اور عقیق
اور اینٹ پکی اور گیرو وغیرہ نہ لکڑی اور کانچ پر غرضکہ جو چیز جنس زمین سے ہے اوس سے تیمم درست ہی اور جو غیر ہے اوس سے درست
نہین کما فی کتب الفقہ اور روضۃ الاحباب مین ہی کہ جبکہ عمرو بن عاص رضؓ حضرت کے پاس آئے تو آپنے اون سے پوچھا کہ حالت جنابت مین
تمنے نماز کیون پڑہائی اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم ہی اوس خدا کی کہ جسنے تمکو ساتھ حق کے بھیجا ہی وہ رات نہایت
سردی کی تھی اگر مین نہاتا تو ہلاک ہو جاتا اور حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنی اور مت
مارو اپنی جانون کو بیشک اللہ ہے ساتھ تمھارے رحم کرنے والا آپنے یہہ سنکر تبسم کیا اور کچھ نکہا اور شکایت کی لوگون نے حضرت سے آگ
نہ جلانے دینے کی اور دشمن کا تعاقب نکرنے دینے کی اونھون نے اوسکا بھی عذر بیان کیا جیسا کہ آگے بیان ہو چکا اور تعاقب کرنے سے
منع کرنے مین عرض کی کہ اس مین احتمال تھا کہ اونکو کہین مدد نہ آجاوے کہ پھر وہ لڑنے کا ارادہ کرین حضرت نے یہہ بھی عذر قبول فرمایا
اور عمرو بن عاص رضؓ سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ جب مین اس سریہ سے لوٹ کر آیا تو مینے خیال کیا کہ حضرت نے جو مجھکو سردار ایسے گروہ
کا کیا تھا کہ جس مین ابو بکر اور عمر رضؓ سے شخص تھے تو مین انسے زیادہ کچھ قرب و منزلت رکھتا ہون تو اس بات کے دریافت کرنے کو حضرت کے

پاس مین جاکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ سب آدمیون مین زیادہ پیارا آپکو کون ہی آپنے فرمایا کہ عائشہ مینے عرض کی کہ مردون مین سے سوال کرتا ہون فرمایا باپ اوسکا پھر مینے عرض کی کہ بعد اونکے کون فرمایا کہ عمر اور اسی طرح سے پھر چند آدمی گنے پھر مین چپ ہوگیا کہ شاید کہین مجکو سب سے پیچھے شمار کرین اور غالب ہے کہ حضرت نے ساتھ نور نبوت کے پہچان لیا ہوگا کا اعتقاد اوسکا یہہ ہی کہ امیر ہونا اوسکا بسبب فضیلت اسکے ہے اور ذہن پر جو اوس سریہ مین تھی سو حضرت نے اونکے اعتقاد کے موافق جواب با صواب دیا اور یہہ قصہ مانند اوس قصے کے ہے جو صحیح بخاری مین محمد بن حنفیہ سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے کہ مینے اپنے والد ماجد علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے کون شخص آدمیون مین بہتر ہے اونھون نے فرمایا کہ ابوبکر پھر مینے کہا کہ بعد اونکے فرمایا کہ عمر پھر مجہ کو ڈر ہوا کہ اگر اونکے بعد پوچھتا ہون تو کہین گے کہ عثمان سو مینے جلدی کرکے پوچھا کہ تمھارے بعد کون افضل ہے فرمایا کہ نہین ہون مگر ایک مرد مسلمانون مین سے یعنی مین تو ایک آدمی ہون مسلمانون مین سے یہہ بات دلالت کرتی ہی اونکے کمال متواضع اور منصف ہونے پر اونکے اور اسی سال مین سریہ عثمان بن العاص کے واقع ہوا سیرت ابن ہشام اور ابن اسحاق مین ہی کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم محاصرہ طائف سے مراجعت فرماکر مدینے کو روانہ ہوئے تو عروہ بن مسعود ثقفی رئیس قوم ثقیف کے دل مین محبت اسلام کی پیدا ہوئی تو وہ حضرت کے پیچھے چلا راہ مین آپسے ملا اور اسلام لایا اور اجازت چاہی

عروہ سردار قوم مین نخوت اور عجب ... وہ مسلمان تھے

سے زیادہ ... اونکی اولاد اور کنواری عورتون سے

دی وہ گیا اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی کی ...

انجیر خون کا تیرے عوض مین کسکو قتل کرین اونھون نے کہا کہ یہہ ایک کرامت ہی کہ اللہ تعالی نے مجہکو عطا فرمائی ہی یہہ ہوا تھا کہ شہداء طائف مین دفن کر دینا جب یہہ خبر حضرت کو پہونچی تب آپنے فرمایا کہ مثل اسکی مثل صاحب یسین کے ہے قصہ اسکا اوپر مذکور ہو چکا ہے غرضکہ بعد کئی مہینے گذرنے قتل عروہ پر وہ لوگ پچھتائے اور سوچے کہ اگر ہم لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نکرینگے تو وہ ایک لشکر بھیجینگے کہ وہ ہم لوگون کی جڑ بنیاد کھود ڈالینگے اور سب نواح اور جوار کے قبائل عرب مسلمان ہوگئے ہین صرف ہم لوگ قدرے قلیل باقی ہین یہی بات سوچکر اونھون نے عبدیالیل بن عمرو کو کہ اوسکی قدر و منزلت اونکی نزدیک عروہ سے زیادہ تھی اس کام کیلیے اختیار کیا کہ حضرت کی خدمت فیض درجت مین جاکر اسلام عرض کرے اوس نے کہا جبتک تم اور چند آدمی ہر قبیلے مین سے میرے ساتھ اسلام لانے کو نہ بھیجوگے مین اسلام نہین لاونگا اسلیے کہ اسکو بھی خوف ہوا کہ عروہ سے جو معاملہ اونھون نے کیا کہین مجھسے بھی نکرین پھر سب نے چند آدمی ہر قبیلے سے جمع کیے وہ اوسکے ساتھ گئے تین آدمی بنی ثقیف مین سے تھے اون مین عثمان بن ابی العاص بھی تھے جب یہہ مدینے مین پہونچے تو مغیرہ بن شعبہ انکو ملے اور انکو دیکھکر حضرت کے پاس خبر کرنے کو دوڑے راہ مین حضرت ابوبکر صدیق رض ملے اور پوچھا کہ کیا ہی مغیرہ رض نے حال بیان کیا حضرت صدیق رض نے کہا کہ مین جاکر حضرت کو خبر کرتا ہون پھر اونھون نے جاکر وہ حال حضرت سے عرض کیا آپنے مغیرہ رض کو چند آدمی دیکر اونکے استقبال کے لیے بھیجا اور حکم کیا

کہ ایک خیمہ مسجد کے کنارے اونکے واسطے لگوا کر دو پھر مغیرۃ قبا تک اون کے استقبال کو گئے اور وہان سے اونکو لاکر اوسی خیمہ مین اوتارا پھر حضرتؐ نے خالد بن سعیدؓ کو مقرر کیا کہ اون لوگون کی طرف سے عرض معروض کیا کرین ایک اون کی معروضات سے یہہ بات تھی کہ بعد اسلام لانے اونکے کے حضرت اونکے لات بت کو تین برس تک خراب نکرین کہ وی اوسکو بجا کعبہ کے جانتے تھے حضرتؐ نے یہہ بات قبول نکی کہ اسلام اور بت پرستی جمع نہین ہوسکتی پھر ایک برس کے لیے عرض کی آپنے یہہ بھی نمانا پھر ایک مہینے کے لیے عرض کی آپ نے یہہ بھی نمانا اور ایک عرض اونکی یہہ تھی کہ ہم نماز نہ پڑھین گے آپنے فرمایا لاخیر فی دین لاصلوۃ فیہا یعنی نہین بھلائی ہے اوس دین مین جس مین نماز نہین پھر یہہ لوگ مسلمان ہوئے اور چند روز مدینہ مین رہے اور رمضان کے روزے رکھے پھر جب رخصت ہوئے تب حضرتؐ نے ان مین سے عثمان بن العاصؓ کو اون پر امیر کیا اگرچہ وی قد مین چھوٹے تھے مگر عقل مین بڑے تھے اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو حضرت نے اونکے ساتھہ کر دیا کہ لات کو خراب کرین اور بتون کو توڑ ڈالین پھر یہہ گئے اور اوس قوم کو دعوت اسلام کی وی سب مسلمان ہوئے اور بت پرستی چھوڑ دی مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ نہین جائز ہے باقی رکھنا اون مکانون کا جہان بت ہون اور شرک ہوتا ہو بعد قدرت پانے کے اوسپر اگرچہ ایک دن کے لیے ہو اسلیے کہ وہ شعائر کفر سے ہے اور یہہ بڑے منکرات سے ہے اور یہی حکم ہے مشاہد اور مقابر اور زیارت گاہون کا اور گنبدون کا کہ بنائے گئے ہین قبرون پر کہ اونکو بت بنا رکھا ہے اور یہی حکم ہے پتھرون کا کہ مقصود اون سے تعظیم اور تبرک و نذر و نیاز کرنا انکا ہوتا ہے جیسے قدم رسول مزعوم اور پنجہ مرتضی علی اور حال یہہ ہے کہ اکثر انمین سے بمنزلہ لات و عزی کے بلکہ زیادہ اون سے ہین از روی شرک کے کہ کیا جاتا تھا اونکے پاس اور ساتھ اونکے اور حال یہہ کہ نتھے پوجنے والے لات و عزی کے کہ اعتقاد رکھتے ہون وی اسکا کہ پیدا کرتے ہین یہہ اور روزی دیتے ہین یہہ اونکو سوا اسکے نہین کہ کرتے تھے وی لوگ بتون کے ساتھہ جو کرتے ہین اونکے بھائی مشرکین اس زمانے مین مقبرون اور مزارون اور قدم رسول وغیرہ کے ساتھہ سو پیروی کی وہنون نے اون لوگون کی کہ تھے وہ پہلے انسے اور غالب ہوگیا شرک اکثرون پر بسبب ظاہر ہونے جہل کے اور پوشیدہ ہونے علم کے اور ہوگیا معروف منکر اور منکر معروف اور ہوگئی سنت بدعت اور بدعت سنت اور لڑکے جوان ہوگئے اور جوان بڈھے ہوگئے اس مین اور مٹ گئی نشانی اسلام کی اور شدت سے ہوگئی غربت اسلام کی و لیکن ہمیشہ رہیگا ایک گروہ محمدیہ قائم ساتھہ حق کے اور مجاہد ساتھہ مشرکین اور مبتدعین کے الی ان یرث اللہ الارض و من علیہا و ہو خیر الوارثین یہان تک کہ وارث ہووے اللہ زمین کا اور اونکا جو اوسپر ہین اور وہی ہے بہترین سب وارثون کا اور معلوم ہوئی اس سے یہہ بات کہ خرچ کرے امام اس مال کو جو ہاتھہ لگے ایسے مکانون سے جہاد مین اور مصالح مسلمین مین کذا فی خلاصۃ سیرۃ ابن ہشام اور عبارت اوس کی یہہ ہے وفیہا من الفقہ انہ لایجوز ابقاء مواضع الطواغیت الشرک بعد القدرۃ علیہا ولو یوما واحدا فانہا شعائر الکفر وہی اعظم المنکرات وہذا حکم المشاہدۃ التی بنیت علی القبور الذی اتخذت وثانا تعبد من دون اللہ والاحجار التی تقصد للتعظیم والتبرک والنذر وکثیرا منہا بمنزلۃ اللات والعزی او اعظم شرکا عندہا وبہا ولم یکن احد من ارباب ہذہ الطواغیت یعتقد انہا تخلق و ترزق وانما کانوا یفعلون عندہا

ما یفعل اخوانہم من المشرکین الیوم فاتبعوہم الا سلن من کان قبلہم وغلب الشرک علی اکثر النفوس بظہور الجہل ودفن العلم وصار المعروف منکرا والمنکر معروفا والسنۃ بدعۃ والبدعۃ سنۃ ونشاء فی ذلک الصغیر وہرم علیہ الکبیر وطمست الاعلام واشتدت غربۃ الاسلام ولکن لا تزال طائفۃ من العصابۃ المحمدیۃ بالحق قائمین ولاہل الشرک و البدعۃ مجاہدین الی ان یرث اللہ الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین ومنہا صرف الامام الاموال التی تصیر الی ہذہ المشاہد فی الجہاد ومصالح المسلمین کذلک وقافہا تصرف فی مصالحہم انتہی احوال عثمان بن ابی العاص رض کا جو ابیرس سریہ مذکورہ بالا کے تھے یہہ ہے جو اونکی چند روایات سے معلوم ہوتا ہے منقول ہے اون سے کہ مین سورہ بقر کو پڑھتا تھا پہر عرض کیا مینے حضرت سے کہ قرآن مجید سینہ سے بہاگتا ہے سو رکھا حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر اور فرمایا کہ ای شیطان باہر نکل عثمان کے سینہ سے پہر جب سے بہولتا نتھا جو کچہہ کہ قرآن شریف سے یاد کرتا تھا اور عرض کیا مینے حضرت سے کہ شیطان حائل ہوتا ہے درمیان میرے اور میری نماز کے اور میری قرأت کے فرمایا وہ شیطان ہے اوسکا نام خنزب ہے بکسر خاء معجمہ اور نون ساکن اور زاء معجمہ مکسورہ اور بفتحہ خاء معجمہ اور زای معجمہ کے بہی آیا ہے اور ضمہ خاء اور فتح زا سے بہی درست ہے لغت مین اسکے معنی سڑے گوشت کے ٹکڑے بدبودار کے ہین الغرض پہر فرمایا حضرت نے کہ جب تو اوس سے کچہہ وسواس معلوم کرے تو پناہ مانگ اللہ تعالی کی اوس سے اور تہوک اپنے بائین طرف تین بار سو ایسا ہی کیا مینے پہر لے گیا اللہ تعالی اوسکے وسواس کو مجہہ سے کذا فی مدارج النبوۃ واضح ہو کہ جب اسی سال نوین مین حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے مراجعت فرماکر مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوئے تب سب وکیل ہر قبیلہ اور قوم کے اوس اطراف و جوانب سے آپکے دربار فیض آثار مین حاضر ہوئے اسی سبب سے اس سال مبارک فال کو سنۃ الوفود کہتے ہین اور حضرت سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا دستور یون تھا کہ جب کہین سے کوئی وکیل آتا تہا اوسوقت آپ لباس فاخرہ پہنتے اور صحابہ کو بہی ساتھ زیب و آرائش کرنے کے فرماتے اور اون وکیلون کو اچہے مکانون مین اوتارتے اور بخوبی اونکی مہمانداری کرتے اور وقت رخصت کے ہر ایک کو اوسکی لیاقت کے موافق خلعت اور انعام عطا فرماتے مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اس تجمل کرنے سے لباس مین واسطے ایلچیون کے یہہ ثابت ہوا کہ جب کوئی مہمان کسی کے یہان آوے تو صاحب خانہ کو چاہیے کہ کہانے اور پوشاک مین نسبتا ورون کی تکلف اور تزئین کرے کہ یہہ مین اظہار نعمت الہی کا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنی جو احسان ہے تیرے پروردگار کا اوسکو بیان کر اور بالخصوص جبکہ کوئی شخص اجنبی مخالف ملت کا ہو تو اوسوقت ضروریات بلکہ واجبات سے ہے تاکہ نظرمین مخالفین کے تحقیر دین اور اہل دین کی نہو اور یہہ بہی اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی ہر طور خاطرداری اور خدمتگزاری کرے کہ کوئی دقیقہ حتی المقدور باقی نرکہے اور آداب مہمانداری کے یہہ ہین کہ مہمان کی خدمت صاحب خانہ آپ کرے اللہ تعالی سورۂ ذاریات کی دوسرے رکوع مین فرماتا ہے ہل اتیک حدیث ضیف ابراہیم المکرمین یعنی کیا پہونچی ہے تجہکو خبر ابراہیم کے مہمانون کی جو عزت کیے گئے تہے اور اکرام مہمان کا یہی ہے کہ صاحب خانہ آپ مہمان کی خدمت کرے اور یہہ کہ مہمان کو کہانا کہلانے مین کہے کہ اور کہائیے مگر بہت الحاح نکرے الحاح کرنی اس مین مذموم ہے اور یہہ کہ نہایت جیب

نہ بٹھاوے مہمان کے پاس کہ اوسکو وحشت ہو اور یہہ کہ نہ غیبت کرے روبرو اوسکے کسی کی اور یہہ کہ خفا ہو کسی پر اوسکے حضور میں اور یہہ کہ نہ بٹھاوے ساتھ اوسکے اوس شخص کو کہ گران گذرے اوسپر اور یہہ کہ جب رخصت ہونا چاہے تو مانع نہو جانے اوسکے سے اور یہہ کہ پہلے ہاتھ دھولاوے پھر کھانا کھلاوے اور یہہ کہ پہلے کہانے کے اول چھوٹے کے ہاتھ دھولاوے کہ تمام برکت یہہ ہو اور بعد کھلانے کے پہلے بڑے کے ہاتھ دھولاوے کہ تمامی مجلس کی چھوٹے پر ہو کذا فی بستان فقیہ ابو اللیث واضح ہو کہ اون گیلون میں سے جو نوین سال آئے تھے ایک قبیلہ بنی اسد کا ہی خذیمہ سے کہ اوس قوم کے دس آدمی آئے اور اسلام لائے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتایا کہ ہم ایام قحط مین اتنا دور و دراز رستہ طے کر کے آئے اور راتون کو چل چل کر یہان پہنچے اور برضا و رغبت بدون اسکے کہ ہمپر کوئی لشکر گیا ہو از خود اسلام لائے سو اللہ تعالیٰ نے اونکی شان مین یہہ آیت نازل کی یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان ان کنتم صادقین یہہ آیت سورہ حجرات کے دوسرے رکوع مین ہے یعنے احسان کہتے ہین تجھپر کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھپر احسان نرکھو اپنی مسلمانی کا بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے تمپر کہ تمکو ہدایت دی ایمان کی اگر سچ کہوگے چونکہ اپنی ہاتھ سے ہوا اپنی تعریف نہین سکی تعریف ہے جسنے وہ نیکی کروائی تھی اور صحیح ہو کہ یہہ منت رکھنا انکا حضرت پر از راہ نادانی کے تھا اسلیے کہ فائدے اسلام کے دنیا اور آخرت مین راجع طرف انھین کے ہین اور خدای تعالیٰ اور رسول اوسکا پاک اور بے پروا ہے اس سے کہ وصول نفع کا اونکی ذات پاک کو ہو اور منت اوس نعمت کا نام ہے کہ جسپر وہ نعمت صرف کرے پھر اوس پر طمع کسی طرح کی رکھے اور اگر بسبب اظہار خدمت اور نصرت کی ہو تو بھی یہی حکم رکھتی ہے اسلیے کہ نفع اسکا بھی انہین کی ذات پر راجع ہے اور اگر واسطے طلب ثواب کے اور نزول رحمت اور عنایت کی ہے تو اوسکو بسبب ترک حسن ادب کے نام منت کے کیا والا اگر حقیقت حال کی سوچتے اور دریافت کرتے تو شکر نعمت توفیق مین ڈوب جاتے اور سر نہ نکالتے ❁ تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن ❁ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند ❁ اور اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے ان کنتم صادقین کی طرف اس بات کے کہ یہہ بھی کہنا تمہارا اوس تقدیر پر ہے کہ اسلام تمہارا استقامت اور صحت پیدا کرے یا مراد یہہ ہے کہ اگر تم سچے ہو ساتھہ جتانے اسلام کی کہ حقیقت اوسکی تسلیم یعنی گردن جھکانا فرمان الٰہی پر ہے تو پھر منت رکھنی تو کیا بلکہ زبان عرض حال کے ساتھہ کھولنا بھی اوسکے منافی ہے کذا فی مدارج النبوۃ اور ایک قبیل قوم فزارہ کا تھا کہ قریب بیس آدمیون کے تھے آئے اور اظہار اپنے اسلام کا کیا اور اون مین خارجہ بن حصن اور حر بن قیس بن حصن بھی تھے اور یہہ عیینہ بن حصن کی قوم سے ہین کہ مؤلفۃ القلوب مین سے تھا اور سختی طبیعت اوسکی کا حال اول بیان ہو چکا ہے خارجہ بھائی اوسکا اور حر بن قیس بن حصن بھتیجا اوسکا ہے غرضکہ جب یہہ لوگ آکر حاضر ہوئے انکے اونٹ بہت دبلے تھے حضرت نے اون کی لاغری کا حال پوچھا اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے ملک مین قحط پڑا ہے ہمارے مواشی خراب اور اہل و عیال ہمارے بھوک سے مضطر اور حیران ہین آپ ہمارے لیے نزول باران کی دعا کرین حضرت نے منبر پر چڑھکر واسطے انکی دعا کی ابر آیا اور ایک ہفتہ تک برستا رہا پھر حضرت نے منبر پر جاکر دعا کی کہ پانی پہاڑون اور کھیتون اور جنگلون پر برسے اور شہر کے نیچے پر نہ برسے اوسی وقت ابر پھٹ گیا اور سورج نکل آیا اور یہہ قصہ چھٹے سال کے حالات مین گذر چکا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ یہہ قصہ دوسرے

واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور وکیل بنی مرہ سے تیرہ آدمی آئے اون مین سردار حارث بن عوف تہے یہہ سب
مسلمان ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم آپکے ہم قوم اور ہم قبیلہ ہین لوی بن غالب کی اولاد مین سے یہہ سنکر آپنے تبسم کیا
اور اونپر عنایت فرمائی اور اونکے ملک کا حال پوچھا اونہون نے بہی شکوہ خشکسالی کا کیا اور دعا چاہی آپنے اونکے واسطے دعا کی
اور فرمایا اللہم اسقہم الغیث یعنی بار خدایا پلا ان کو مینہہ سے اور بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا تو ہر ایک آدمی کو انہین سے دس
دس اوقیہ چاندی اور چار چار سو درہم انعام دی اور حارث کو بارہ اوقیہ چاندی دی یعنی اوروں سے دو اوقیہ زیادہ پہر جب وے
اپنے ملک کو گئے اور تحقیق کیا تو جسدن حضرت نے مدینے مین اونکے لیے دعا کی تہی اوسی دن پانی برسا تہا مترجم عفا اللہ عنہ وعن
والدیہ کہتا ہی کہ حضرت کے بارہ اوقیہ دینے سے حارث کو ثابت ہوا کہ ہر کسی کو اوسکی قدر و منزلت کے موافق دیوے نہ یکسان اور
ایک قبیل اون مین سے بنی البکا کا تہا وے بہی آئے اور اسلام لائے اون مین معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکا اور بشر یا بشیر اوسکا بیٹا
اور فجیع بن عبد اللہ بن جندح بن البکا اور عبد عمرو اصم تہا کہتے ہین کہ معاویہ بن ثور کی سو برس کی عمر تہی اوسنے عرض کی کہ التماس
رکہتا ہون کہ تیمنا اور تبرکا میرے بیٹے پر اپنا دست مبارک پہیرین اور میرے ساتھہ احسان اور نیکی فرماوین کہ اوسنے میرے ساتہہ نیکی
اور بہلائی کی ہی اور حقوق فرزندی کے بخوبی بجا لایا ہی آپنے اوسکے مونہہ پر اپنا دست مبارک پہیرا اور چند بکریان اوس کو عنایت کیے
اور دعای برکت واسطے اوسکے کی راوی کہتا ہی کہ جب کبہی بنی البکا کے ملک مین خشک سالی اور تنگی ہوتی تو وہ قوم اس سے
محفوظ رہتی اور فجیع کو آپ نے ایک نامہ امان کا لکہدیا اور عبد عمرو کا نام عبد الرحمن رکہا اور لکہا اوسکے ملک مین سے
اوسکو جاگیر دی کہتے ہین کہ وہ اصحاب صفہ مین سے ہین کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوت مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ
کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو زمین وغیرہ جاگیر دینا اور طرف ثانی کو لینا درست ہے اور یونہی درست ہی امیر سے لینا خلعت
اور انعام کا اسلیے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کو مختار ثقفی تحفہ و ہدیہ بہیجا کرتا تہا اور وے اوسکو قبول کرتے
تہے اور یونہی حسن بصری رح سے لینا انعام وغیرہ کا امرا سے منقول ہی اور مروی ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا اونہون
نے کہ بادشاہ کے لیئے حصہ حلال سے ہے اور حرام سے ہے سو جو تمکو دیوے وہ تم لے لو سوا اسکے نہین کہ وہ تمکو حلال سے دیتا ہی اور فرمایا
رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص دیا جاوے کوئی چیز بے مانگے سو چاہیے کہ لے لیوے اوسکو سوا اسکے نہین کہ وہ ایک
رزق ہی کہ نصیب کیا ہی اوسے اللہ تعالی نے اسکو کہتے ہین امام محمد رح وبہ ناخذ ما لم تعرف شیئا حراما بعینہ وہو قول ابی حنیفۃ واصحابہ
یعنی اور ساتھہ اسی کے تمسک کرتے ہین ہم یعنی جواز اخذ پر جبتک کہ نہ معلوم کرین ہم حرام بعینہا اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب
کا ہی حاصل اسکا یہہ ہی کہ اگر مال امیر کا وجہ حرام سے مثل رشوت و ظلم وغیرہ کی غالب ہے وجہ حلال پر تو لینا اوسکا درست نہین مگر جبکہ دریافت
کر لیوے کہ میری عطا اوس مین سے نہین ہے تو درست ہے اور اگر وجہ حلال سے زیادہ ہی وجہ حرام پر تو بہی لینا درست ہے مثل
میراث اور تجارت کے اور حاصل ملک کا جو بغیر ظلم کے ہو مگر احتیاط اور افضل یہی ہے کہ نہ لیوے کذا فی بستان فقیہ ابو اللیث اور
کہتا ہی ہمارے اوستاد الاوستاد مولانا محمد حیدر علی مرحوم و مغفور نے بیچ جواب استفتا مولوی اسد اللہ والی صاحب کے اسطرح

لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع فی زماننا
مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یذمه الشرع فهو حلال رحمۃ اللہ تعالی علی
عبادہ فاذا تمسک احد بالشریعۃ فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان الانکار علیہ استخفاف بالشریعۃ ومن استخف بالشریعۃ
خاف علیہ زوال الایمان یعنی لیکن ہمارے زمانے مین نہین ممکن ہے پکڑنا قول احوط کا تقوی مین اسلیے کہ کمال طلب حلال
مین اوپر قاعدہ ورع کے ہمارے زمانے مین اس قسم سے ہی کہ اوس سے واقع ہوتا ہی حرج اور حرج دفع کیا گیا ہی دین مین بلکہ شریعت
وہ ترازو سیدھی ہی سو جس چیز کی شرع مذمت نکرے سو وہ حلال ہی رحمت ہے اللہ تعالی کی اوسکے بندون پر سو جب کوئی تمسک
کرے ساتھ شریعت کے تو نہین ہے کسی کے لیے کہ انکار کرے اوس پر اسلیے کہ انکار کرنا اوس پر استخفاف ہی ساتھ شریعت کے اور جو کوئی استخفاف
کرنے والا ہو ساتھ شریعت کے خوف ہی اوس پر جاتے رہنے ایمان کا آخر تحقیق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یقبل
ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قال قاضی خان
فی فتاواہ رجل دخل علی سلطان فقدم علیہ شیئ من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یاکل منه لانه
لم یعلم بالحرمۃ والاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان علم انه بعینه حرام لا یحل ان یاکل منه لانه علم بالحرمۃ یعنی جب تحقیق
ہو گیا یہہ سو ورع اور تقوی اس زمانہ مین یہہ ہی کہ لی جاوے وہ چیز کہ ہر آدمی کے ہاتھہ مین ہی ملک اوسکی جبتک یہہ یقین نہو کہ یہہ شی
یہہ چیز مغصوب ہے اور چرائی گئی ہی اگرچہ یقینا جانتا ہو کہ اوسکے مال مین حرام مال ہے اسلیے کہ کہا قاضیخان نے اپنے فتاوی مین کہ ایک
آدمی آیا بادشاہ کے یہان سو بادشاہ نے اوسکے آگے رکہا کہانا مثلا اگر یہہ آدمی نہین جانتا کہ یہہ کہانا بعینہ غصب کا ہی تو حلال ہی اوسکو کہ
کہاوے اوس کہانے کو اسلیے کہ یہہ اوسکی حرمت سے واقف نہین اور اصل ہر شی مین اباحت ہی اور اگر جانتا ہی کہ یہہ بعینہ حرام ہے تو نہین حلال
اوسکو کہ کہاوے اوس کہانے کو اسلیے کہ جانا اس نے اوسکی حرمت کو وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیہ انه لو اخذ جائزۃ السلطان مع علمه
ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال السلطان ان خلط الدراهم بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عن الغصب من
غیر خلط لا یحل له اخذه یعنی پوچہے گئے ابو بکر بلخی حال فقیہ سے کہ اگر لیوے انعام بادشاہ کا باوجود جاننے اوسکے کہ بادشاہ نے اوسکو
لیا ہے غصب سے حلال ہے اوسکو لینا اوسکا کہا اونہون نے کہ اگر بادشاہ نے ملا دیا ہو بعضی مال کو ساتھ بعضی کے تو کچہہ مضائقہ نہین
لینا اوسکا اور اگر بدون ملانے کے اسکو دیا تو نہین درست ہے اسکو لینا اوسکا قال الفقیہ ابو اللیث رح هذا الجواب یستقیم
علی قول ابی حنیفۃ رح اذ عندہ من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکها الغاصب ویکون
مدیونا لهم یعنی کہا فقیہ ابو اللیث رح نے کہ یہہ جواب درست ہوتا ہے اوپر قول ابی حنیفہ رح کے اسلیے کہ اونکے نزدیک جس شخص نے
کہ غصب کر لیے درہم کسی قوم سے اور ملا دیا بعض اونکے کو ساتھ بعض کے تو مالک ہو جاتا ہے اونکا غصب کرنے والا اور ہوگا
قرضدار اوس قوم کا کہ ادا کرے غیر اونکے سے اونکو بعینہ انتہی اور اسی سال مین ایک وکیل کنانہ کا آیا اون مین واثلہ بن الاسقع
لیثی سرگروہ تہا منقول ہے کہ یہہ وکیل اون دنون آیا کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم درستی سامان غزوہ

تبوک کی کر رہے تھے آپ نے واثلہ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کام کو آیا ہے اوسنے عرض کی کہ مین اسواسطے ایمان لانے کے آیا ہون اللہ تعالی اور اوسکے رسول پر آپ مجھسے بیعت لین اوسپر کہ جسکو اچھا جانتے ہون اور اوسپر کہ جسکو برا جانتے ہون حضرت سلے اوس سے بیعت لی وہ مسلمان ہوکر اپنی قوم مین گیا اور اونکو اس حال سے آگاہ کیا اوسکے باپنے کہا کہ قسم اللہ کی مین تجھسے ہرگز کلام نکرونگا مگر اوسکی بہن نے اوسکا کہنا سنا اور سلام قبول کیا اور اوسکا سامان درست کردیا پھر وہ مدینے کو پلٹ آیا اوسوقت حضرت غزوہ تبوک کو تشریف لیگئے تھے اور باقی لوگ لشکر کے آگے پیچھے چلے جاتی تھے واثلہ نے کہا کہ جو شخص مجھکو سوار کرلے تو اس غزوہ کی غنیمت سے مین جو حصہ میرا ہووے وہ حصہ وہ لیوے کعب بن عجرہؓ نے کہا کہ مین سوار کرتا ہون پھر اونھون نے اوسکو سوار کرکے رستہ لیا اور حضرت کے پاس پہونچے آپنے واثلہ کو تبوک سے خالد بن ولیدؓ کے ساتھ اکیدر کی لڑائی پر بھیجدیا وہان کی غنیمت جو خالدؓ لائے اس مین سے چھ اونٹ یا زیادہ واثلہ نے اپنے حصہ کے پائے پھر وہ کعب بن عجرہؓ کے پاس لائے کعبؓ نے نہ لیے اور کہا کہ بیٹے تو تجھکو خدا کے واسطے سواری دی تھی اب مین یہہ نہین چاہتا ہون کہ اسکو ساتھہ اور کسی چیز کے ملاؤن اور منسوب کرون احتمال ہے کہ کعبؓ کی وقت سوار کرنے کے شاید یہی نیت ہو یا جبکہ وفای عہد اور مروت واثلہ کی اونھونے معلوم کی تب اونکو اسکی ہمت ہوئی اور اوسوقت ساتھہ نیت اور اخلاص کے متحلی ہوے رضی اللہ تعالی عنہ

چون بنا شد پاک اعمال از ریا | ہست بیحاصل چو نقش بوریا
ہر کرا اندر عمل اخلاص نیست | در جہان از بندگان خاص نیست
ہر کہ کارش از برای حق بود | کار او پیوستہ با رونق بود

مروی ہے کہ واثلہؓ نے تین برس حضرت کی خدمت کی اور یہہ بھی صحاب صفہ مین سے تھے پھر جاکر بصرہ مین رہے پھر گئے ملک شام مین اور شہر دمشق مین انکی وفات ہوئی سن بچاسی یا چھیاسی مین عمر انکی ۹۸ کم سو برس کی ہوئی اور یہہ آخر اون صحابہ مین سے ہین جو مری شہر دمشق مین کذا فی روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ اور اسی سال مین ایک وفد بنی ہلال بن عامر کا آیا اور ان مین زیاد بن عبد اللہ بن مالک اور عبد عوف بن اخرم اور قبیصہ بن مخارق بھی تھے زیاد حضرت ام المومنین میمونہؓ کے گھر مین چلا گیا کہ وہی اوسکی خالہ تھین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب میمونہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور زیاد کو وہان دیکھا غصہ ہوکر لوٹے حضرت میمونہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہہ میری بہن کا بیٹا ہے یہہ سنکر حضرت اندر تشریف لیگئے بعد اسکے مسجد مین آئے زیاد بھی حضرت کے ساتھہ آئے حضرت نے نماز ظہر جماعت سے پڑھی اور زیاد کو اپنے پاس بلایا اور اونکے لیے حد سے زیادہ دعا کی اور اپنا دست مبارک اونکے سر پر اور مونھہ پر پھیرا ابو بلال سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ بعد اسکے ہم ہمیشہ اثر برکت اور نور کا اوسکے چہرے مین مشاہدہ کرتے تھے اور ایک شاعر نے بنی ہلال سے علی بن زیاد کو بیٹے علی کے حق مین نظم بھی کیا یہہ شعر

یا ابن الذی مسح النبی براسہ | ودعا لہ بالخیر عند المسجد
مازال ذاک النور فی عرنینہ | حتی تبوء بیتہ فی اللحد

ترجمہ ای بیٹے اوس شخص کے کہ مسح کیا تھا نبی نے سر کو اوسکے اور دعا کی تھی اوسکے لیے بہتری کی مسجد مین ہمیشہ رہیگا یہہ نور بیچ عرنین اوسکے کے عرنین کہتے ہین بیچ بینی کو جو درمیان دونون ابرو کے ہے مراد اس سے پیشانی ہے یہان تک کہ بناوے گھر اپنا قبر مین اور نام عبد عوف کا حضرت نے بدلکر عبد اللہ رکھا جیسے کہ وفد بنی البکا مین عبد عمرو کا نام عبد الرحمن رکھا تھا اس حدیث کے مضمون سے دو باتین معلوم ہوئین ایک یہہ کہ اپنی بی بی کے اقربا سے شفقت اور محبت کرنی

صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ سے ہے اور دوسری یہہ کہ نام رکھنا ساتھہ عبدیت کے سوای خداوند تعالی کے جایز نہین کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے فقہ اکبر کی شرح مین لکھا ہی بیان قسام کفر مین کہ اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک یعنی لیکن جو مشہور ہوا ہے نام رکھنا ساتھہ عبد النبی کے سو ازروی ظاہر کے وہ کفر ہی مگر جبکہ ارادہ کیا ہو عبدیت سے مملوکیت کا تب کفر نہوگا انتہی لیکن تجنب اولی ہے اگرچہ کفر نہیں اور اسی قبیل سے وہی سب نام ہین جو اسطرح کے ہون جیسے غلام جیلانی اور غلام محمد اور غلام نبی اور غلام حسینی اور غلام فرید وغیرہ بایجا غلام کے لفظ بندہ کا ہو ایسے نام رکھنے نچاہیے جن مین کسی طور شرک کی بو پائی جاتی ہو اور لکھا ہی مولوی عبد الحق قرشی مدراسی نے اپنی کتاب تنبیہ الضالین عن سنۃ سید المرسلین مین کہ ابن حجر مکی نے تحفہ مین لکھا ہی ویحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ تع وکذا عبد النبی او الکعبۃ او الدار او العلی او الحسین لایہام التشریک انتہی یعنی حرام ہی کہنا کسی کو ملک الملوک یعنی شاہنشاہ اسلیے کہ یہ صفت نہین ہی سوا اللہ تع کے غیر کی اور ایسا ہی ہے عبد النبی یا عبد الکعبہ یا عبد الدار یا عبد علی یا عبد الحسین بسبب وہم شرک کے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے فتح الرحمن مین بیچ تفسیر آیت فلما اتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاہما فتعالی اللہ عما یشرکون کو لکھا ہی کہ مترجم گوید این تصویر ست حال آدمی کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست میکند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموشی سازد و در تسمیہ اشراک کنند و ازینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعی ست از شرک چنانکہ اہل زمانہ با غلام فلان و عبد فلان نام می نہند واللہ اعلم یعنی یہہ صورت ہی حال آدمی کی کہ جب حمل بڑہ جاتا ہے تو آدمی نیت خلاص کی درست کر لیتا ہے اور جب فرزند پیدا ہوتا ہے تو اوس نیت خلاص کو بھول جاتا ہی اور نام رکھنے مین شرک کرتا ہی اور یہین سے معلوم ہوا کہ شرک نام رکھنے مین ایک نوع ہی شرک کی جیسے کہ اہل زمانہ کے غلام فلان اور عبد فلان نام رکھتے ہین اور ایسا ہی کہا ہی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تفسیر فتح العزیز مین بیچ بیان اقسام شرک کے عبارت اوسکی یہہ ہی کہ و از آنجملہ کسانے کہ در نام نہادن خود را بندہ فلان و عبد فلان میگویند و این شرک در تسمیہ ست انتہی یعنی اور منجملہ اون مشرکین مین سے وہی لوگ ہین کہ نام رکھنے مین اپنی کو بندہ فلان اور عبد فلان کہتے ہین اور یہہ شرک نام رکھنے مین ہے انتہی جیسا کہ اس امر مین ان علماء دین مذکورین کے قول سے ثابت ہوا ہی ایسا ہی مولانا محمد اسماعیل عالم ربانی حاجی و غازی و شہید فی سبیل اللہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین لکھا ہی عبارت اوسکی یہہ ہی کہ شرک لوگون مین بہت پھیل رہا ہی اور اصل توحید نایاب لیکن لوگ شرک و توحید کے معنی نہین سمجھتے اور ایمان کا دعوی کرتے ہین حالانکہ شرک مین گرفتار ہین سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھا چاہیے تا برائی اور بھلائی اونکی قرآن و حدیث سے معلوم ہو سو سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیرون کو اور پیغمبرون کو اور امامون کو اور شہیدون کو اور فرشتون کو اور پریون کو مشکل کے وقت پکارتے ہین اور اون سے مرادین مانگتے ہین اور اونکی منتین مانتے ہین اور حاجت برآنی کے لیے اون کی نذر و نیاز کرتے ہین اور بلا ٹلنے کے لیے اپنے بیٹون کو اونکی طرف نسبت کرتے ہین کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین اور کوئی

غلام معین الدین اور اونکے جینے کے لیے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتون مین کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتون سے کرتے ہین سو وہ سب کچھ یہہ جھوٹے مسلمان اولیا اور انبیا اور اماموں اور شہیدون اور فرشتون اور پریون سے کرگذرتے ہین اور دعوی مسلمانی کا کیے جاتے ہین سبحان اللہ یہہ منہہ اور یہہ دعوی انتہی غرضکہ جو کوئی یہہ عقیدہ رکھے کہ فلانے ولی نے ہمکو بخشا ہے اور اپنی مہربانی سے مجھکو یہہ دیا ہے یا خدای تعالی سے زور دلوادیا ہے سو یہہ اوسکا بندہ ہے اور وہی اسکے مالک ہین تو وہ پورا مشرک ہو چکا جیسے کہ اوپر کے اقوال مسطورہ سے ظاہر و باہر ہے اور جو یہہ عقیدہ نہین بلکہ ہر چیز کا جیسے نام ہوتا ہے اور معنون کا اوس مین کچھہ خیال نہو تو مکروہ ہے کہ مشرکون کے سے نام رکھنے کیا ضرور من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ اونھین مین سے ہے کیا اور اچھے نام نہین ہین جیسے عبد اللہ اور عبد الرحمن احمد حسن محمد حسین وغیرہ جو انکو چھوڑکر مشرکین ہندین کے سے نام رکھے جیسے وہی اپنی اولاد کے نام اپنے معبودون باطلہ کی طرف نسبت کرکے رکھتے ہین رام بخش بھوانی بخش دیبی بخش پیرون بخش وغیرہ ویسے ہی یہہ پیر پرست اور گور پرست مسلمان اولیا اور ائمہ کی طرف منسوب کرکے اپنے لڑکون کی نام رکھتے ہین اور مشکوۃ شریف کی باب الاسامی مین مسلم کی روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے لا یقولن احدکم عبدی و امتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولاکم اللہ یعنی کوئی تم مین سے یون نکہے کہ میرا بندہ اور میری بندی تم سب اللہ تعالی کے بندے ہو اور تمھاری عورتین سب اللہ تعالی کی بندیان ہین اور غلام بھی اپنے میان کو یون نکہے کہ میرا مولا کیونکہ تم سب کا مولا اللہ تعالی ہے اور نہایہ جزری مین ہے حدیث ابی ہریرہؓ لا یقل احدکم لمملوکہ عبدی و امتی ولیقل فتای و فتاتی یعنی نکہے کوئی تمھارا اپنے مملوک کو میرا بندہ اور میری بندی اور چاہیے کہ کہے میرا چھوکرا اور میری چھوکری پھر بعد اسکے کہا کہ ہذا علی نفی الاستکبار علیہم وان ینسب عبودیتہم الیہ فان المستحق لذلک ہو اللہ تعالی وہو رب العباد کلہم یعنی یہہ منع کرنا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ان لفظون سے نہی ہے اسپر کہ بڑائی اونپر نکرے یعنے آپکو اون سے اعلی و افضل جانکر ان لفظون سے نپکارے اور یہہ کہ نسبت کیجاوے عبودیت انکے کی طرف اوسی کے خاص لیئن بیشک سزاوار اسکا وہی ہے کہ وہ پروردگار سب بندون کا ہے یعنی نسبت کرنا عبودیت کا سوا خدا تعالی کے اور کسیطرف منع و نادرست ہی تھی اور مظاہر حق مین اشعۃ اللمعات اور مرقات سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے عبدی کہنے سے منع فرمایا واسطے دفع وہم شرک کی عبودیت مین یا حقیقت عبدیت مین اور اسیطرح امتی کہنا منع فرمایا کہ امۃ بمعنی مملوکہ کے ہے اور ملک حقیقی نہین مگر اللہ تعالی ہی کے واسطے انتہی مولانا محمد اسمعیل شہید نے اس حدیث کی فائدہ مین ذکر کرگئے ہین کہ میان اپنے غلام لونڈی کو اپنا بندہ اور بندی نکہے کیونکہ مالک اللہ تعالی ہی ہے اور باقی سب اوسی کے بندے ہین نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حقیقت مین کسی کا غلام بھی ہے سو وہ بھی آپس مین یہہ گفتگو نکرین کہ یہ اوسکا بندہ ہے اور وہ اسکا مالک پھر جھوٹے موٹھ بندہ بننا اور عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پرستار خاص امام اور قبر پرست اور تعزیہ پرست

اپنے تئین کہلوانا اور ہر کسی کو خدا اوند خدا ارگان (؟) یا الٰہ بہشتا تو محض بیجا ہے اور نہایت بے ادبی اور ذرا سی بات مین کہنا کہ تم ہماری جان مال کے مالک ہو تم ہمارے نبی ہو جس مین جو چاہو کرو محض جھوٹ ہے اور شرک کی بات انتہی اور وہ جو کوئی کہے کہ علما نے لکھا ہے کہ یہی الفاظ عبد اور امت سے اس صورت مین ہے کہ بوجہ افتخار کہے اور عبارت اونکی یہ ہے ہو والا اطلاق عبد او رامۃ کا قرآن مجید اور حدیث شریف مین آیا ہے چنانچہ اللہ تعم فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم اور فرمایا عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیء ایا نحو اب تو اسکا نمایاں اور مظاہر حق کی عبارت سے مذکور ہو چکا اور دوسرا جواب اسکا یہہ ہے کہ یہ اطلاق عبد او رامۃ کا اونکے حق مین آیا ہے کہ جنکی مملوکیت ایک وجہ سے اون پر ثابت ہے بخلاف اونکے جو اپنے نام عبد النبی اور غلام نبی وغیرہ رکہتے ہین کہ یہان پر کسی نوع کی مملوکیت ثابت نہین حقیقی اور نہ مجازی سو خارج ہے اوس سے اور یہی جواب لفظ غلام کا ہے اسلیے کہ اگرچہ غلام عربی مین نوجوان امرد و سادہ رو کو کہتے ہین مگر فارسی اور ہندی مین بندے کو کہتے ہین چنانچہ کتاب نفائس اللغات مین ہے غلام بالضم لغت عربی ست بمعنی نوجوان و سادہ وہی فارسیان و ہندیان بمعنی بندہ استعمال کنند انتہی اور ہر زبان مین اعتبار اپنے عرف اور محاورہ کا ہوتا ہے اگرچہ اوس لفظ کی معنی اصل مین اور ہون اس سے کچہہ غرض نہین اگر کسی کا نام غلام نبی یا غلام علی ہو تو ہندی فارسی مین یہہ کوئی نہ کہے گا کہ نوجوان نبی کا یا علی کا بلکہ بندہ ہی سمجہے گا انتہی اور در مختار کے حاشیہ شامی مین ہے ولا یسمیہ حکیما ولا ابا الحکم ولا ابا عیسیٰ ولا عبد فلان ولا یسمیہ بما فیہ تزکیۃ نحو الرشید والامین فصول العلائی ای لان الحکم من اسماءہ تعم فلا یلیق اضافۃ الاب الیہ اوالی عیسیٰ اقول ویوخذ من قولہ ولا عبد فلان منع التسمیۃ بعبد النبی ونقل المناوی عن الدمیری انہ قیل بالجواز بقصد التشریف بالنسبۃ والاکثر علی المنع خشیۃ اعتقاد حقیقۃ العبودیۃ کما لا یجوز عبد الدار یعنی اور نہ نام رکہے حکیم اور نہ ابا الحکم اور نہ ابا عیسیٰ اور نہ عبد فلان اور نہ نام رکہے ساتہہ اوس نام کے کہ اوس مین تزکیہ ہو مانند رشید اور امین کے یہہ فصول علائی مین ہے سوا ابو الحکم نام رکہے اسلیے کہ حکم نام ہے اللہ تعم کا سو نہین لائق ہے اضافت اب کی طرف اوسکے یا طرف عیسیٰ کے کہ اوسکی طرف بہی اضافت اب کی نہین درست کہتا ہون مین کہ اور لیا جاوے قول اوسکے ولا عبد فلان سے ممانعت نام رکہنی کی ساتھ عبد النبی کے اور نقل کیا ہے مناوی نے دمیری سے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ جواز اوسکا ساتہہ قصد تشریف نسبت کی ہے اور اکثر علما منع کرتے ہین بخوف اعتقاد کرنے حقیقت عبودیت کے جیسے نہین جائز ہے نام کہنا عبد الدار انتہی کہتا ہے مترجم کہ اعتماد قول اکثر پر ہے کان للاکثر حکم الکل اسلیے کہ اکثر کو حکم کل کا ہے اور سوا اسکے یہ ہے کہ نسبت تشریفیہ کے اسکے خلاف مین زیادہ ہے اسلیے کہ سنت قولی اور فعلی سے ثابت ہے بدل دینا حضرت کا اوس نام کو کہ جس مین منسوب ہو عبدیت طرف غیر خدا وند تعم کے اور فرمایا حضرت نے من سلک مسلکی فہو آلی یعنی جو چلا میری راہ سو وہ میری آل ہے پہر اب اس سے زیادہ تشریف نسبت کی اور کس مین ہے اگر کوئی کہے یہی تو خلاف اسکے ہے اور داخل مردود مین ہے چنانچہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد یعنی جس نے ایجاد کیا ہمارے اس امر مین یعنی دین وہ جو اوس مین سے نہین ہے سو وہ یعنی فعل ایجادی مردود ہے انتہی ومن قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع ما فیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ

فی المنع منہ مولفا و صرح بہ القرطبی فی شرح اسماء الحسنی الخ یعنی اور قول اوسکے ولا بما فیہ تزکیۃ سے سمجھا گیا
یہہ کہ منع ہی نام رکھنا مانند محی الدین اور شمس الدین کے باوجود اسکے کہ اس مین کذب ہے اور تالیف کی ہے بعض مالکیہ نے اسکی
ممانعت مین کتاب اور تصریح کی ہے ساتھ اوسکے امام قرطبی نے شرح اسماء حسنی مین آخر تک اور بہت بحث سے لکھا اس مسئلہ کو چاہیے
شامیہ مذکورہ مین جو چاہے دیکھ لیوے اور ایسا ہی ذکر کیا اسکا صاحب طریقہ محمدیہ اور شارح اوسکے نے اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ احب الاسماء الی اللہ تعالی عبد اللہ وعبد الرحمن یعنی محبوب تر ناموں کا نزدیک اللہ تعالی کے عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے
مناوی نے کہا کہ عبد اللہ مطلق افضل ہے یہان تک کہ عبد الرحمن سے بھی اور افضل نامون کے بعد ان دو نامون کے محمد ہے پھر احمد پھر
ابراہیم ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے من ولد لہ مولود فسماہ محمدا کان ہو ومولودہ فی الجنۃ یعنی جو شخص کہ پیدا ہوا
اوسکے لڑکا پھر نام رکھا اوسنے اوسکا محمد تو ہوگا وہ شخص اور لڑکا اوسکا جنت مین ثابت کیا اس حدیث کو ابن عساکر نے امامہ سے
مرفوعا کہا امام جلال الدین سیوطی نے یہہ حدیث بہتر ہے اون حدیثون کی جو اس باب مین وارد ہوئی ہین اور اسناد اسکی حسن ہے
اور جائز ہے نام رکھنا ساتھ علی اور رشید وغیرہ کے اور ارادہ کیا جاوے ہمارے حق مین غیر اوسکے جو ارادہ کیا جاتا ہے اللہ تبارک و
تعالی کے حق مین مگر جو چاہے کہ نام رکھے ساتھ اسمائے حسنی کے تو چاہیے کہ بے ادبی اور بے توقیری سے اوسکو نہ پکارے یہان تک کہ لکھا ہے
منیہ مین کہ جسنے ملایا حرف تصغیر کو آخر مین اون نامون کے کہ اضافت کئے گئے ہین ساتھ اسماء حسنی کے اور یہہ قصدا تو کفر ہے اور جو
سب اوسکا جہل ہے تو نسبت کفر کے نکی جاوے طرف اوسکے مگر جو شخص جانتے والا اسکا کسی سے تو اوسکو تعلیم کرے کہ بار دیگر ایسا نکرے اور یہی حال
ہے اون نامونکا کہ انبیا اور اولیا وغیرہ صلحا کے نامون مین سے ہون کہ بے ادبی اور بے توقیری سے نہ لے اور جو نام کہ قرآن شریف مین
پایا جاوے وہ نام رکھنا جائز ہے مانند رشید اور علی اور کبیر اور بدیع وغیرہ کے اور جو نام نہ ذکر کیا ہو اللہ تعالی نے اپنے بندون مین اور
نہ ذکر کیا ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ نام رکھتے ہون اہل اسلام تو اولی یہہ ہے کہ نہ نام رکھے ساتھ اون نامون کے
اور چاہیے کہ جب کسی کی اولاد پیدا ہو اور مر جاوے تو جبتک اوسکا نام نہ رکھے تب تک اوسکو نہ دفن کرے اور حضرت رسول خدا صلی
اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بدل ڈالتے تھے برے نام کو ساتھ اچھے نام کے جیسے بدل دیا حضرت نے اصرم کو ساتھ زرعہ کے اور مضطجع کو ساتھ
منبعث کے اور غلام کا نام یسار اور رباح اور نجاح اور افلح اور برکت نرکھے ف ان نامون کے نرکھنے کی وجہ یہہ ہے چنانچہ کسی نے
اپنے غلام کا نام برکت رکھا اور کسی وقت وہ حاضر نہوا اور کسی نے اوسکو پکارا برکت تو اوسکے جواب مین کہنا پڑیگا کہ برکت یہان نہین ہے
تو یہہ کلام بدفالی کا ہے ایسی ہی مثال باقی نامون کی جاننا چاہیے مالا ان نامون کے رکھنے اور کوئی قباحت نہین ہے یسار اور رباح
اور افلح حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے موالی کا نام تھا یسار کے معنی توانگری اور رباح بالفتح بمعنی سود و فائدہ کے اور نجاح
بالفتح فتح مندی اور بر آنے حاجت کو کہتے ہین اور افلح کے معنی زیادہ فلاح پانے والا اور برکت کے معنی بڑھنا اور زیادہ ہونا ہے انتہی
یہہ خلاصہ ہے در مختار اور حاشیہ شامی کا اب باقی قصہ وفد بنی ہلال بن عامر کا یہہ ہے کہ قبیصہ بن مخارق نے اون مین سے عرض کی کہ
یا رسول اللہ مین بہت زیر بار ہوا ہون میری قوم مین سے ایک شخص نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اور اوسپر خون بہا لازم ہوگیا تھا

جنے فساد مثانی کو قرض لیکر اوسکو ادا کیا اب مین آپ سے سوال کرتا ہون کہ آپ میری اس امر مین اعانت کرین آپنے فرمایا کہ تم
یہان ٹھہرے رہو کہین سے صدقہ یعنے زکوۃ یا عشر آجاوے تو اوسمین سے ادا کر دین گے پھر ارشاد کیا کہ اے قبیصہ سوال کرنا حلال نہین ہے مگر
تین شخصون کو ایک وہ کہ متحمل ہو حمالہ کا حمالہ بروزن حوالہ اوس قرض کو کہتے ہین کہ کوئی کسی کا قرض واسطے اصلاح یا دفع فساد
کی اپنے ذمہ کر لے سو اوسکو درست ہے مانگنا لوگون سے یہان تک کہ ادا کرے اوس قرض کو اور دوسرا وہ کہ کسی حادثہ سے اوسکا مال تلف
ہو گیا ہو سو حلال ہے اوسکو سوال کرنا کہ اپنی حال پر آجاوے اور حاجت ضروری دفع کرے اور اوس سے اپنی گذران کرے اور تیسرا وہ
کہ فاقے سے ہو بسبب محتاجی کے اور اوسکی فاقہ کشی کی تین آدمی گواہی دیتے ہین اور وہی گواہ عاقل اور ہوشیار ہون اوسکی
قوم کے کہ فلانہ شخص فاقے سے ہے یہہ مبالغہ ہے اوسکی محتاجی کے ثابت کرنے مین مقصود اس سے یہ ہے کہ فقر و فاقہ اوسکا یقین ہو
جاوے سو ایسے شخص کو سوال کرنا واسطے حاجت ضروری کے درست ہے اور فرمایا کہ اے قبیصہ جو کوئی ان تین صورتون کے سوا اور
سوال کرے وہ حرام ہے اور جو اوس سے کماکر کھایا تو حرام کھایا روایت کیا اسکو مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے
ما یزال الرجل یسأل الناس حتی یأتی یوم القیمۃ لیس فی وجہہ مزعۃ لحم یعنی جو آدمی ہمیشہ لوگون سے سوال کرتا ہے
وہ آویگا روز قیامت کے کہ اوسکے چہرے پر گوشت نہوگا اور فرمایا ما تزال المسئلۃ بالعبد حتی یلقی اللہ وما فی وجہہ مزعۃ لحم
یعنی ہمیشہ سوال کرنا آدمی کا یہہ نوبت پہونچاویگا کہ اللہ تعالی کو ملے گا اوس حال میں کہ اوسکے چہرے پر بوٹی گوشت کی نہوگی یعنی لوگون سے
سوال کرنے والا قیامت کو بہت خجل ہوگا ف

سائل آن باشد کہ جان او گداخت	قانع آن باشد کہ جسم خویش باخت

من ہم سوی قناعت دل قوی	تو چرا سوی قناعت میروی	بس کن ای حرص ہمت کوتہ بیان	تا کیت باشد حقی جان زنان

زان نداری میوہ مانند بید . کابرو بردی پی نان سپید . اور حرام ہے سوال کرنا اوس آدمی کو کہ اوسکے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور
جو کہ ایک دن کا بھی کھانا رکھتا ہو یا کوئی کپڑا ستر مگاہ چھپانے کے قدر رکھتا ہو اوسکو مانگنا واسطے دفع حاجت کی درست ہے اور حرام ہے سوال
کرنا اوسکو جو کمانے پر قدرت رکھتا ہو اور سوال بلا ضرورت کرنا منع ہے بعضون کی نزدیک حرام اور بعضون کی نزدیک مکروہ تحریمی ہے مگر جب ساتھ
ان شروط ثلاثہ کے مقرون ہو اول یہہ کہ آپکو خوار و ذلیل نکرے اور دوسرے یہہ کہ الحاح یعنی گڑگڑانا نکرے اور تیسرے یہہ کہ ایذا ندے اوسکو جس سے
مانگتا ہے اور جب ایک بھی ان شروط مذکورہ سے مفقود ہو تو وہ سوال بالاتفاق حرام ہے لیکن سلطان سے سوال درست ہے اور عبد اللہ بن
المبارک سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مجھکو خوش نہین آتا اوس سائل کو دینا جو للہ کہکر مانگے اسلیے کہ دنیا ایک خسیس چیز ہے اور جب اوسنے
اسکو للہ مانگا تو تعظیم کی اوسنے اوس چیز کی کہ تحقیر کی تھی اوسکی اللہ تعالی نے سو ندیا جاوے وہ شخص بسبب زجر اور منع کرنے کے اوسکو اس
حرکت سے اور جو کوئی مانگے اور کہے کہ بحق خدا یا بحق محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تو اس کہنے سے دینا سائل کو واجب نہین ہو جاتا
اور جو کوئی جھوٹی حاجت ظاہر کرکے کسی سے کچھ لیوے تو وہ اوس چیز کا مالک نہین ہوتا اور یون ہی وہ شخص ہے کہ اپنے کو
علوی سید ظاہر کرکے کچھ کسی سے لیوے اور حقیقت مین وہ علوی نہو اور جو کوئی کسی کو نیک بخت اور صالح جانکر دیتا ہے اور وہ در پردہ
فاسق ہے اگر دینے والا اوسکے فسق سے واقف ہو جاوے تو اوس عطا سے اوسکو محروم کرے اور ندیوے اور جو اوسنے پہلے دیا ہے تو وہ

لینے والا اوس چیز کا مالک نہوگا اور اپنے پاس اوس چیز کا رکھنا اوسپر حرام ہے اور واجب ہے اوسپر پھیر دینا اوسکے مالک کو اور جو کوئی کسی کو بسبب بدزبانی اوسکی کے دیویگا یا بسبب محفوظ رکہنے اپنے کے اوسکے شر سے کچھہ دیوے تو وہ بھی اوسکا مالک نہین ہوتا اور اوسکو رکھنا اوس مال کا اپنے قبضے مین حرام ہے اور پھیر دینا واجب ہے اور فقیر کو بوسہ دینا کسی کے ہاتھہ پر اس نیت سے کہ وہ کچھہ اوسکو دیوے مکروہ تحریمی ہے اور مسئول عنہ کو بھی اپنے ہاتھہ پر بوسہ نہ دینے دینا افضل ہے بسبب روکنے اور منع کرنے کے اوسکو اس فعل سے اور جو سائل دروازے پر کچھہ باجا بجا کر مانگتے ہین اونکو نہ دینا چاہیے جیسے ڈفالی وغیرہ ہوتے ہین اور ڈوم کو دینا سب سے بدتر ہے کذا فی مدارج النبوۃ نقلا عن مطالب المومنین و کذا فی روضۃ الاحباب و مشارق مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے الا اخبرکم بشر الناس منزلا قیل نعم قال الذی یسئل باللہ ولا یعطی به رواہ احمد یعنی کیا نہ خبر دون مین تمکو ساتھہ بدترین آدمیون کے مرتبے مین نزدیک اللہ تعالی کے عرض کی صحابہ نے کہ ہان یعنی خبر دیجیے فرمایا وہ شخص کہ سوال کیا جاوے ساتھہ نام اللہ تعالی کے اور نہ دیوے یعنی ساتھہ اوس سوال کے روایت کیا اسکو امام احمد نے کذا فی المشکوۃ واضح ہو کہ سوال کرنے والے اور دینے والے کے چار حال مین ایک یہہ کہ سائل مستحق ہے اور مسئول عنہ صاحب مقدور ہے اس صورت مین اگر نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور دوسری صورت یہہ کہ نہ سائل مستحق ہے اور نہ مسئول عنہ صاحب مقدور ہے اس صورت مین اگر نہ دیگا تو گنہگار نہوگا اور تیسری یہہ صورت ہے کہ سائل مستحق ہے اور مسئول عنہ بے مقدور ہے اوس صورت مین بھی اگر نہ دیگا تو گنہگار نہوگا اور چوتھی یہہ صورت ہے کہ سائل مستحق نہین ہے اور مسئول عنہ صاحب قدرت ہے اس صورت مین بھی اگر نہ دیگا تو گنہگار نہوگا انتہی اور حدیث مذکور محمول ہے اوپر صورت اول کے اور اسی کے موافق ہے قول حلیمی کا کہ رد کرنا سائل لوجہ اللہ کا کبیرہ ہے ہذا ما فہم من مظاہر الحق نقلا عن شرح اللمعات والمرقات اسلیے علما نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ سائل لوجہ اللہ تعالی سوال کسی سے نکرے یعنی کسی کو یہہ تکلیف نہ دے کہ خدا کے واسطے کچھہ مجھکو دے یا خدا کے واسطے یہہ کام کر دے اور شیخ عبد الوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اخبار اور آثار مین آیا ہے کہ اگر کوئی کسی سے واسطے خدا کے سوال کرے اور وہ باوجود قدرت کے نہ دیوے تو ملعون ہوتا ہے اور جو بے مقدور ہے تو وہ لعنت اوس سائل پر پڑتی ہے انتہی کذا فی صراط المستقیم شرح سفر السعادت اور وہ جو قول عبد اللہ بن المبارک کا اوپر مذکور ہوا ہے وہ محمول ہے اوپر صورت چوتھی کے واللہ اعلم اور اسی شرح مذکور مین یہہ حکایت نقل کرتے ہین کہ ایک نے حضرت خضر علیہ السلام سے لوجہ اللہ کچھہ سوال کیا اونھون نے کہا کہ میرے پاس کچھہ حاضر نہین ہے اگر تو چاہے تو مجھکو بیچکر اوس کی قیمت اپنے کام مین لا اوسنے ان کو ایک مالدار کے ہاتھہ بیچا اور وہ اوسکے یہان رہنے لگے کچھہ مدت کے بعد وہ کسی سفر کو گیا اور کام عمارت کا حضرت خضر علیہ السلام کو سپرد کیا کہ میرے پیچھے بنالے رستا انھون نے مدت قلیل مین عادت کے خلاف اوس عمارت کو بنا کر طیار کر دیا جب وہ سفر سے آیا تو اوس عمارت کو تیار پایا حیرت مین ہوا کہ اتنے دنون مین ایسی مستور یہہ عمارت کیونکر بنگئی آخر کو اپنی دانائی سے اوس نے جانا کہ یہہ شخص اہل باطن سے ہے اور یہہ کار اسکی خرق عادت سے ظہور مین آیا اور خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اے عزیز تو سچ بتا کہ کون ہے اونھون نے کہا کہ مین خدا کا بندہ ہون اور تمہارا خادم اوسنے کہا کہ لوجہ اللہ کہو تو کون ہے اونھون نے فرمایا کہ یہی لوجہ اللہ ہے کہ اوسنے مجھکو تمہارا مملوک بنایا ہے اور تمام اپنا قصہ اوس سے بیان کیا اوسنے بہت معا

عذر کرکے اپنی ملکیت سے انکو آزاد کیا انتہی اور منع ہے عوام کو سوال کرنا کیفیت ذات پاک اللہ تعالیٰ کی سے اور منع ہے سوال کرنا اور پوچھنا لوگون کے عیبونکا اور منع ہے سوال کرنا عہدۂ امارت کا اور عہدۂ قضا کا یعنی کسی حاکم سے اور منع ہے سوال کرنا وقفون کی ولایت کا کذا فی طریقۃ المحمدیۃ اور وفود عامر بن صعصعہ کے آئے اون مین عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب و اربد بن ربیع اور ایک روایت مین جبار بن قیس اور خالد بن جعفر اور حسان بن سلم بن مالک بہی تھے اور یہ شیاطین شرارت آگین سردار قوم اونکے تھے اور یہ عامر بن الطفیل وہی ابلیس پر تلبیس شقی غدار ناہنجار ہے کہ اوسنے ستر قاریون کو شہید کیا تھا اور بہت شرارتین اور شقاوتین کی تہین کہ قصہ بیر معونہ مین مذکور ہو چکی ہین اور اب کی بار بہی یہہ غدار بدکردار بقصد عذر کے آیا تھا اور اربد بن ربیعہ سے اوسنے کہا تھا کہ مین محمد کو باتون مین مشغول کرونگا اور تو پیچھے سے آکر قتل کرنا کہ ہم سب اوسکے اندیشے سے فارغ ہو جاوین پہر جب حضرت کی محفل فیض منزل مین پہونچے تو عامر بن الطفیل حضرت سے عرض کرنے لگا کہ اگر مین اسلام لاؤن تو میرے واسطے کیا ہو آپنے فرمایا کہ جو اور مسلمانون کے لیے ہوگا وہی تیرے لیے بہی ہوگا اوسنے کہا کہ مجھکو اپنے بعد خلیفہ کرو آپنے فرمایا کہ یہہ خلافت تجھکو اور تیری قوم کو نہین پہونچتی یہہ حق اور ونکا ہے کہ تو اونکو نہین جانتا پہر اوسنے عرض کی کہ اگر یہہ نہین تو مجھکو بدوی لوگونکا جو جنگلون مین رہتے ہین سردار کرو اور تم شہر اور بستی کے حاکم رہو آپنے فرمایا کہ مین تجھکو ایک جماعت کا سردار کرونگا کہ تو جہاد فی سبیل اللہ کرے کہ سعادت دارین تجھکو حاصل ہووے اوسنے کہا کہ مین اپنی قوم کا رئیس ہون و اللہ اب مین جاکر ایک لشکر جرار پیادہ و سوار کا تیار کرکے چڑہائی لاتا ہون اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے کہا کہ ایک ہزار گھوڑون اور ایک ہزار سرخ اونٹون کے سوار تمپر لاتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور اربد کے ساتھ چلا اور اوس سے کہا کہ بیٹے جو تجھسے کہا تھا وہ تونے کیون نکیا اوسنے کہا کہ و اللہ جب مین اونکے مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو مین اپنے اور اونکے درمیان تجھکو حائل پاتا تھا اس سبب سے رک رہتا تھا جب یہہ باتین کرتے ہوئے وے دونون حضرت کی مجلس سے باہر گئے تب آپنے دعا کی اللھم اکفنی عامرا یعنی ای بارخدایا بچا مجھکو عامر کی شر سے اور ایک روایت مین ہے کہ شر عامر اور اربد سے پہر آسمان سے اربد پر بجلی گری اور اسکو جلا کر ہلاک کیا اور عامر کے گلے مین ایک غدود نکلا جیسے اونٹ کا غدود ہوتا ہے راہ مین ایک قبیلہ سلول کی عورت کے گہر مین اوترا اور یہہ کہتا تھا کہ غدۃ کغدۃ البعیر و الموت فی بیت سلولیۃ اب یہہ کلام عرب مین ضرب المثل ہو گیا ہے کہ جب کسی پر دو طرح کی محنت پیش آتی ہے تو وہ یہہ کلام زبان پر لاتا ہے پہر سلولیہ کے بیان سے سوار ہو کر چلا راہ مین سواری ہی پر سوا مر کر واصل جہنم ہوا واضح ہو کہ علمای سیر اس فرقہ کو وفد عامر کو وفد بنی عامر لکہتے ہین اور روضۃ الاحباب مین وفد عامر بن صعصعہ لکہا ہے اور بنی عامر ایک قبیلہ کا نام ہے صعصعہ مین سے اور یہہ ذکر اس مین کسی نے نہین کیا کہ کتنے آدمی ان آنے والون مین سے اسلام لائے اور کتنے نالائے مگر ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوا ان دو بدبختون کے اور سب مسلمان ہوئے و اللہ اعلم اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بعد دعا مذکور کے جو حضرت نے عامر کے حق مین کی تہی یہہ بہی دعا کی اللھم اھد بنی عامر و اغن الاسلام عن عامر یعنی بار خدایا ہدایت کر بنی عامر کو اور بے پروا کر عامر بن الطفیل سے اسلام کو یہان سے معلوم ہوا کہ بنی عامر مسلمان ہوئے اور قصہ عامر بن مالک بن جعفر کا جو اس عامر مذکور کا چچا ہے اور بیر معونہ کے قصے مین مذکور ہو چکا ہے کذا فی مدارج النبوۃ اور العیون مین سے ایک ایلچی بنی سعد بن بکر کا تھا اونہون نے ایلچی گری مین ضمام بن ثعلبہ کو حضرت کی

خدمت فیض درجت مین بھیجا حضرت انس رضی سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ ہم لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے مسجد مین کہ اچانک ایک شترسوار
آیا اور اپنے شتر کو مسجد کے دروازے پر باندہا اور پوچھا کہ محمد تم مین سے کون ہین ہم نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ جو سپید رنگ تکیہ لگائے ہوئے
بیٹھے ہین اور حضرت اوسوقت اسی طرح بیٹھے تھے اوس شخص کی ناشناسائی پر تعجب ہے کہ حضرت کو باوجود اوس سطوت اور ہیبت
اور اعیان اور نورانیت کے نہ پہچانا مگر بیشک اوسکی بینائی مین فرق تھا کہ بجبر دیکھنے کے مجلس مین اوس نے دفعۃً دریافت کیا اور بعیہ
دریافت کرنا اوسکا بسبب سادہ دلی کے بھی تھا جیسے بدوی لوگون مین ہوا کرتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس پوچھنے مین بہی تو طیہ اور تمہید
اور تنبیہ ہی استحضار جمال باکمال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پھر اوسنے کہا کہ ای عبد المطلب کے بیٹے آپنے فرمایا کہو میں کیا کہتا ہے
اوسنے عرض کی کہ کچھہ پوچھا چاہتا ہون آپسے اور اوس مین درشتی اور سختی کرونگا چاہیے کہ آپکو برا نہ معلوم ہو اور آپ مجھسے ناخوش نہون
آپنے فرمایا کہ پوچھہ جو لیجیے پوچھنا تجھکو ہو اور تھا وہ شخص سرخ وسپید رنگ دو کاکلی یعنی الا یعنی خوبصورت سجیلا جوان کہا اوسنے کہ مین
آپکو قسم دیتا ہون تمہارے پروردگار کی اور اونکے پروردگار کی جو تمسے پہلے ہوئے ہین کہ تمکو خدای تعالیٰ نے ہماری طرف بھیجا ہے آپنے
فرمایا کہ ہان یعنی مجھکو بھیجا ہے تمہاری طرف پھر اسیطرح نماز اور روزہ اور حج وزکوۃ وغیرہ کو قسم دیدے کر اوس نے پوچھا کہ یہ سب
عبادات اللہ تعالیٰ نے تمپر فرض کی ہین اور حضرت فرماتے جاتے تھے کہ ہان پھر کہا اوسنے کہ ایمان لایا مین اوس چیز پر کہ تم ایمان لائے ہو
اور ابن اسحاق نے یہہ زیادہ کیا ہے کہ کہا اوسنے کہ قسم دیتا ہون مین تمکو اللہ تعم کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو حکم کیا ہے اسکا کہ ہم اوسکی عبادت
کرین اور شریک نکرین اوسکا کسی کو اور چھوڑ دین ان بتون کو جنکو پوجتے تھے ہمارے آبا اور اجداد اور اللہ کا شریک کرتے تھے اونکو اور
بیزار ہوجاوین ہم اون سے آپنے فرمایا کہ اللھم نعم یعنی ای بار خدایا ہان پھر اوس نے عرض کی کہ مین ضمام بن ثعلبہ ہون بھائی بنی سعد
بن بکر کا کہ اونھون نے مجھکو بھیجا ہے تمہارے پاس کہ تمسے تمہارا دین دریافت کرون اور اونکو پہونچا دون جو کچھ تمسے مین نے سنا ہے پہہ
کہکر اوٹھا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلا اور اپنی قوم مین گیا اور وہان جاکر جو اول کلام اوسنے کیا تھا وہ اہانت کرنا اور برا کہنا لات
اور عزی اور منات اور ہبل کا تھا اوسکی قوم کے لوگون نے کہا کہ ای ضمام چپ رہ کیا کلام بے حق تو کرتا ہے کہین پہنچے تجکو برص یا جذام یا جنون
سنو جاوے اوس نے کہا کہ تم بڑی بیوقوف ہو یہہ نہین جانتے ہو کہ یہہ بت نہ کچھ ضرر پہونچا سکتے ہین اور نہ نفع اللہ تعم نے ایک رسول
بھیجا ہے اور ایک کتاب بھیجی ہے کہ وہ رسول اوس کتاب سے لوگون کو تعلیم اور ہدایت کرتا ہے اور نکالتا ہے گمراہی سے مین گواہی
دیتا ہون ساتھہ وحدانیت خدای تعالیٰ کے اور ساتھہ رسالت محمد مصطفے صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت کے پاس سے
تمہاری طرف مامورات اور منہیات لایا ہون کہ آدمی کہتا ہے کہ واللہ ایک رات بھی نگذری کہ وہ تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور اونھون نے
مسجدین بنائین اور ان مین اذان کہنے لگے اور سب نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے پر قائم ہوگئے اور جس بات مین اختلاف پڑتا
وہ ضمام بن ثعلبہ رضہ سے پوچھتے اور جواب شافی حاصل کرتے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور رویفع بن ثابت
وفدی سے منقول ہے کہ کہا اونھون نے نوین سال ہجرت کے ماہ ربیع الاول مین میری قوم کے وکیل آئے جب اونکا آنا مجھکو
معلوم ہوا تب مین اونکے استقبال کو گیا راہ مین اون سے ملا اور اونکو مرحبا کہا اور لاکر اپنے گھر مین اوتارا اونھون نے اپنی

وشناکین عورتین بہی اونکے ساتہہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین جاکر حاضر ہوا آپنے پوچھا کہ ای رویفع یہہ کون
وگ ہین مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ میری قوم کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا بک وبقومک یعنی مرحبا تجکو اور تیری قوم کو پھر مینے
رض کی کہ یا رسول اللہ یہہ لوگ آئے ہین اس حال مین کہ اقرار کرنے والے ہین ساتہہ اسلام کے اور ذمہ دار ہین اپنی قوم کے اسلام لانے کے
اپنے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یہدہ للاسلام یعنی جسکے ساتہہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بہتری کا ہدایت کرتا ہے اوسکو واسطے اسلام
ے پھر مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے انکو اپنے گھر مین اوتارا ہے آپنے فرمایا کہ خوب کیا تونے ایک پیر مرد ان مین تھا اوسکو ابو الضبیب کہتے
ے اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اسلیے آئے ہین کہ تصدیق کرین ساتہہ وحدانیت اللہ تعالیٰ کے اور ساتہہ رسالت تمہاری کے اور
اہی دیتے ہین ہم کہ جو کچھہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس سے لائے ہین وہ حق ہے اور بیزار ہوئے ہم اونسے جنکو ہمارے بزرگ لوگ پوجتے تھے حضرت نے
رمایا کہ شکر اور احسان ہے خاص اوس خداوند تعالیٰ کو کہ ہدایت کی اوسنے تمکو ساتہہ اسلام کے اور جانو تم کہ جو کوئی سوا اسلام کے اور
ین پر گیا اور اوسپر مرا وہ دوزخ مین ہوگا پھر اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین ایک آدمی ہون کہ مجھکو مہمانداری کرنے مین رغبت
کیا اسمین مجھکو اجر اور ثواب ہوگا آپنے فرمایا کہ ہان ہوگا اور جو کار خیر کسی مسلمان کا کریگا خواہ وہ مسلمان غنی ہو خواہ فقیر وہ کار صدقہ ہے
ر اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ ضیافت کرنے کے کی روز ہین آپنے فرمایا تین روز اور بعد تین روز کے صدقہ ہے اور حلال نہین ہے مہمان
لیے پھر تیرے پاس ٹھہرے اور تجھکو حرج مین ڈالے مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اس مضمون کی اور بہی حدیثین آئی ہین کہ فرمایا
سول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو نیکی ہے وہ صدقہ ہے اور بعضی نیکیون مین سے یہہ ہے کہ ملاقات کرے تو اپنے مسلمان بھائی سے
اتھہ کشادہ روئی کے اور یہہ کہ ڈالدے تو ڈول اپنے سے پانی بھائی مسلمان کے برتن مین اور فرمایا کہ تبسم کرنا تیرا سامنے اپنے بھائی مسلمان
صدقہ ہے اور امر کرنا تیرا ساتہہ نیک بات کے صدقہ ہے اور منع کرنا تیرا بری کام سے صدقہ ہے اور بتا دینا تیرا کسی بھولے ہوئے کو راہ کا صدقہ ہے
ر ہاتھہ پکڑ کرلے جانا تیرا کسی اندھے دھندھے کو صدقہ ہے اور ایذا دینے والی چیز کو راہ سے ہٹا دینا تیرا صدقہ ہے اور یہہ جو ذکر ہوا کہ کار خیر
ا مسلمان کا صدقہ ہے بہ قید مسلمان کی تشریفا اور تکریما اور تعظیما ہے ورنہ الا ہر کسی کا کار خیر کر دینا صدقہ ہے چنانچہ اور حدیثون مین حکم
م وارد ہے مثل اسکے کہ افضل الصدقۃ ان تشبع کبدا جائعا یعنی بہترین صدقہ یہہ ہے کہ پھر دے تو پیٹ بھوکے کا انتہی اور علاوہ
سکے بیان مہمانداری کا اوپر ہو چکا ہے پھر عرض کی اوس پیر مرد نے کہ یا رسول اللہ گم ہوئی بھیڑ بکری کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکو
پکڑیگا یا تیرا بھائی اور یا بھیڑیا لیجائے اس تین حال سے باہر نہین یعنی اگر کسی کی گمی ہوئی بھیڑ بکری کوئی پاوے تو اپنے پاس رکہے اگر اوسکا
الک آوے اور اوسکا نشان وپتا بتاوے تو اوسکو حوالہ کرے والا آپ اوسکو چارا پانی دیوے اور اوس سے فائدہ لیوے پھر اوسنے
حضرت سے عرض کی کہ گمے ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے آپنے فرمایا کہ تجکو اوس سے کیا کام اوسکو چھوڑ دے جو اوسکا مالک ہوگا
الے گا پھر اوسنے عرض کی کہ ایام جاہلیت مین ہم دھاڑا مارکر لوگون کا مال لوٹ لاتے تھے اوس مال مین سے کچھہ میرے
س ہے اوسکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ جو کوئی کہ مسلمان ہو جاوے تو جو کچھہ اوسکے قبضہ مین ہو وہ اوسیکا ہے انتہی رویفع کہتے ہین
پھر یہہ لوگ حضرت سے رخصت ہوکر میرے گھر مین آئے اور ترے حضرت نے اونکے لیے کچھہ خرمے میرے پاس بھیجے کہ وہ بہی اونکی عوض

صرف کرون پھر بعد کئی روز کے حضرت نے اونکو کچھ انعام دیکر رخصت کیا وی اپنے گھرون کو گئے کذا فی روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ
عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ جو کوئی کسی کا کچھ مال پڑا پاتا ہے تو وہ دو طرح کا ہوتا ہی ایک تو یہ کہ لینے والا جانتا ہی کہ مالک اسکا اسکو نہین طلب کریگا
کا جیسے سوکھا کر گٹھلیان ادھر اودھر پھینک دیتے ہین یا انار وغیرہ کے چھلکے یا کھیتون مین بعد کاٹ لینے کے کچھ خوشے یا اناج کے دانے
وغیرہ پڑی رہتے ہین سو ایسی چیزون کا اوٹھا لینا جائز ہے کہ اونکو اپنی کام مین لاوی مگر ملک مین اوسکے ایسا مال نہین ہوجاتا اگر مالک اوسکا
لیوی تو پہونچتا ہی اوسکو لے لینا اوسکا اور بعض نے کہا کہ وہ جسنے پایا اوسی کی ملک ہوگیا اور ایک مال ایسا ہوتا ہی کہ مالک اوسکا طالب
ہوتا ہی جیسے سونا چاندی یا اور کوئی چیز قیمتی سو ایسی چیز جو کوئی پاوی تو چاہیے کہ اپنے پاس حفاظت سے رکھے اور لوگون مین بیان کرے
کہ فلانی جگہ مینے کسی کا کچھ مال پایا ہی اگر کوئی اسکا مالک آوی اور اوسکا نشان و پتہ بتاوی کہ فلان مال ہی تو اوسکو حوالہ کرے امام شافعی
اور امام محمد اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک ایک سال اوسکا اشتہار کرنا چاہیے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف
رحمہما اللہ کے نزدیک مدت اشتہار کی معین نہین ہدایہ مین ہی کہ اگر وہ چیز قیمت مین دس درہم سے کم ہو تو چند روز اوسکا اشتہار کرے اور
اگر دس درہم کی ہو تو ایک مہینے تک اور اگر سو درہم کی یا سو سے زیادہ کی ہو تو ایک سال تک اشتہار کرے اور صحیح یہ ہی کہ اسکی مدت مین بیچ
اوس چیز پانے والی کی رای پر موقوف ہی سو یہانتک اوسکا اشتہار کرے کہ گمان غالب ہوجاوے کہ اب کوئی اسکا خواہان پرسان آنے والا
نہین ہے بموجب حدیث مسلم کے کہ اوس مین لفظ عرفہا کا آیا ہی بلا قید مدت کے اور میوہ اور کھانے کی چیزین یہان تک اشتہار کرے
کہ وہ خراب ہون اور اگر پاوے روٹی یا اور کوئی چیز کھانے کی کم اوس سے (اشتہار کرے اوسکا) تو مباح ہے کھا لینا اوسکا حالت فراخی اور ارزانی مین غرض کہ بعد
اشتہار کے جب مالک اوسکا ملے تب حوالے کرے اگر گواہ گذرے تو دینا واجب ہی والا جائز اور اگر مالک اوسکا نہ آوی تو اپنے کام مین لاوے
اگر محتاج ہی اور اگر غنی ہی تو تصدق کر دی بعد اسکے اگر مالک اوسکا پھر آوی تو مختار رکھتا ہے چاہیے تصدق کو جائز رکھے اور ثواب
لے اور چاہی ضمان لے یعنی عوض لے اس سے یا فقیر سے اگر وہ چیز ہلاک ہوئی ہو والا اوسی چیز کو لے اور جو کوئی ان دونون مین سے
ضمان دی دوسرے پر نہ رجوع کرے یعنی اوسکو دعوی کرنا دوسرے پر نہین پہونچتا اور جو بعد اشتہار کرنے کے کوئی خواہان اوسکا نہ آوے
تو اپنے پاس رہنے دی عزیمت یہی یعنی بہتر ہے اور جو تصدق کر دی تو جائز ہے اور اگر ایسے غلہ کسی کا چکی مین اوڑ جاوی اور اوسکے آنے مین
وہ آٹا کہ پہلے باقی تھا چکی مین موافق عادت کے کہ چکیون مین رہ جاتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین اور اگر لیوے کسی کی جھاڑو سے خلال
تو اسکا بہی کچھ مضائقہ نہین اور سرای مین جو جانور مسافرون کے لید گوبر کرتے ہین تو بعد چلے جانے مالک اونکے اوسکو جو اوٹھا لے
وہی اوسکا مالک ہی نہ صاحب سرای کا اور وہ جو لفظ حدیث مین آیا ہی کہ وہ واسطے تیرے ہے یعنی اگر بکری کسی کی تو نے گمی ہوئی
پکڑی اور شہرت کی اوس کی اور دیا اوسکے مالک کو تو جائز ہے تجھکو اوس سے فائدہ اوٹھانا اور یا واسطے بھائی تیرے کے ہے
اگر تو نے پکڑی اور مالک اوسکا آگیا تو وہ لے گا اور نہین تو بھیڑیا لیجاوی گا مقصود نگہبانی کرنی ہی اور جائز ہونے لینے اور فائدہ
اوٹھانے کے ساتھ اوسکے اور یہ حکم عام ہے ہر جانور کے لیے کہ ضائع ہوجاوی بغیر چرانے والے کے اور لکھا ہی علمانے کہ یہی حکم اونٹ
کا ہے ہر حیوان کہ ضائع نہین ہوتا بغیر چرانے والے کے جیسے گھوڑا خچر گدہا گای بھینس مرغ وغیرہ اور اگر پالے جاوین بیچ جنگل یا بستیون

اور شہرون مین تو جائز ہے روک رکھنا اونکا اور اگر جنگلون مین پائے جاوین تو نہین درست امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک اور
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مستحب ہے روک رکھنا اور شہرہ کرنا سب جانورون کا ہر جگہہ واسطے محافظت مال لوگون کے اگر خوف ضایع
ہونے کا نہو اور اگر خوف ضائع ہونے کا ہو تو واجب ہے کہ یہ زمانہ اہل فساد اور خیانت کا ہے اوسکے روک رکھنے مین مالک کے مال کی حفاظت
ہے انتہی کذا فی مظاہر الحق اور مالک ہوجاتے ہین کفار کے مالون کے جب غلبے سے چھین لاوین جیسا کہ کنز مین ہے سبی الترک
الروم واخذوا موالھم ملکوا یعنی قید کرلیا ترکون نے رومیون کو یعنی نصرانیون کو اور چھین لیے مال اونکے تو مالک ہوجاتے ہین وے یعنی
ترک لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وھو سبب الملک کما فی المستخلص یعنی اسلیے کہ تحقیق غلبہ متحقق ہوا مال مباح مین
اور وہ سبب ملک کا ہے انتہی پھر جبکہ اسلام لائے بعد اسکے تو بطریق اولے مالک ہوگا اوسکا جیسے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے جو آگے بیان ہوچکا ہے اسلیے کہ اسلام ہوتا ہے حافظ واسطے ملک کے سو نہین ہوتا ہے علت واسطے زوال اوسکے کے بلکہ ہوتا ہے اسلام
علت واسطے مالک کردینے اوسکے کے کذا فی اصول الشاشی اور نہین مالک ہوتے کفار حرا اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب مسلمانون کے
بخلاف مالون انکے کے کہ اگر کفار غالب ہوجاوین انکے مالون پر اور گھیر لین انکو اپنے ملک مین یا اور دار اہل حرب مین تو مالک ہوجاتے ہین
وے اوسکے بخلاف امام شافعی اور احمد کے کہ اونکے نزدیک نہین مالک ہوتے کذا فی المعدن اور ایلچی تجیب کے آئے تجیب ایک بطن ہے قبیلہ
مذحج کے اخبار نبیث سے وے تیرہ آدمی تہے اور اپنے مالون اور مواشی کی زکوۃ لائے تہے حضرت نے اونکے آنے سے اظہار خوشی اور
شادمانی کا کیا اور انکو مرحبا کہا اور لوگون سے فرمایا کہ انکو اچھی جگہہ اوتارین اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اپنے مالون کی زکوۃ
لاتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس زکوۃ کو لیجاؤ اور اپنے وطن کے فقیرون اور مسکینون کو بانٹ دو اونھون نے عرض کی کہ ہم اپنے یہان کے فقرا
کو دیکر جو کچہ بچا تہا وہ لاتے ہین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ کوئی وفد مانند وفد تجیب کے ملک عرب مین سے ہماری یہان نہ آیا
حضرت نے فرمایا کہ بیشک کنجی ہدایت کی اللہ تعالیٰ کے دست لطف و عنایت مین ہے واسطے جسکے چاہتا ہے اوسکا سینہ ساتھ ایمان کے
کھول دیتا ہے منقول ہے کہ ان لوگون نے نماز و روزہ و قرآن مجید حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا آپ
اس سبب سے اون سے بہت خوش ہوتے اور محبت اون سے زیادہ کی اور اونکی عزت و توقیر مین آپنے زیادتی فرمائی بلال رضی اللہ عنہ
کو آپ نے فرمایا کہ اون کی مہمانداری خوب کرین اور وقت رخصت کے حضرت نے انکو اور وفود سے انعام زیادہ عنایت کیا پھر اونسے
پوچھا کہ تمہارے ساتھ اور بہی کوئی آدمی ہے کہ اوسکو انعام نملا ہو اونھون نے عرض کی کہ ہان ایک آدمی باقی ہے کہ ہم سب اپنے مال و
اسباب کی محافظت کو چھوڑ آئے ہین اور وہ چھوٹا سا آدمی ہے آپنے فرمایا کہ اوسکو بھی جاکر ہمارے پاس بھیجدو پھر جب وے لوگ گئے
تو اوسکو بھیجا وہ آکر آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین اسی قوم کا ہون جو لوگ ابہی آپکے پاس حاضر ہوئے
تہے اونکی حاجتین آپ نے روا کین اب میری بہی حاجت روا کرین آپنے اوس سے پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے اوس نے عرض کی
کہ واللہ مین اپنے ملک سے اس لیے نہین آیا ہون کہ مال دنیا کا آپ مجہکو عنایت و عطا فرماوین جیسے اورون کو آپنے عنایت فرمایا ہے نظم

تن ما را دواج حاجت نیست	سر ما را بہ تاج حاجت نیست	نقل و بادہ بہ می پرستان دہ	سیم و زر را بہ تنگ دستان دہ

بالا پوش ہے

ما باین خوردہ سر فرو نیاریم ۔ ماز تو بیش ازین طمع داریم ۔ یا رسول اللہ مین اسلیے آیا ہون کہ جناب باری مین آپ دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھکو بخشش دے اور مجھپر رحمت کرے اور میرے دل کو مال دنیا سے بے نیاز کر دے اور غناے قلبی عطا فرما دے آپ نے جب طلب اور رغبت اور علو ہمتی اوسکی معلوم کی تب باخوبی طرف اوسکے متوجہ ہوئے اور واسطے اوسکے دعا کی کہ اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناءہ فی قلبہ یعنی الٰہی بار خدا بخشدے تو اوسکو اور رحم کر اوسپر اور عنایت کر بے پروائی دل اوسکے مین پہر از راہ عنایت بیغایت کے جسقدر اورونکو دیا تہا اوسکو بہی عنایت کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آپ نے اوسکے حق مین دعا کی پہر ہوگیا وہ اپنی قوم کے سارے لوگونسے بہتر اور سبسے زیادہ قاری ہوا اور آپنے اوسکی قوم کا اوسکو امیر کیا اور اپنی قوم کو وہی نماز بہی پڑہاتا تہا یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی طالب صادق جسچیز کا ہوا تو اوسکو دنیا بہی حاصل ہوگی اور آخرت بہی آتی پہر وہی سب لوگ اپنے وطن کو رخصت ہوئے اور گئے پہر اگلے سال کچہہ لوگ اون مین سے حجۃ الوداع مین حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آکر ملے آپنے اوس شخص مذکور کا اون سے حال پوچھا اونہون نے عرض کی کہ ہمنے ایسا شخص کبہی نہ دیکہا ہے اور نہ سنا کہ زیادہ اس سے کوئی شخص قانع ہو جو کچہہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو دیا ہے وہ اوسی پر قانع ہے اور عالی ہمتی اوسکی اس درجہ کو ہے کہ باوجود فقر و فاقہ کے فی المثل اگر کوئی تمام مال دنیا کو تقسیم کرے تو بہی وہ اوسکی طرف ملتفت نہو چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے

ابیات

گر خواجگان عصر بدرہم توانگر اند | من درہمی ندارم و بادل توانگرم

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد | با فقر اگر کنم ہوس ملک سنجرم

فرد

گرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم | گر بآب چشمہ خورشید دامن تر کنم

کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ یہین سے ہے کہ فقہا رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہین کہ مکروہ ہے نقل کرنا مال زکوۃ کا ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کے مگر جبکہ ہو کوئی قریبا وسکا اوس شہر مین کہ اس مین رعایت صلہ رحم کی ہے یا وہان کے لوگ فقیر اور محتاج زیادہ ہین یہان کے فقرا سے کہ اس مین زیادتی رفع حاجت کی ہے تو درست ہے کذا فی المستخلص اور مصرف زکوۃ کی فقیر اور مسکین ہین اور مسکین وہ ہے جو زیادہ بدحال ہو فقیر سے اور مصرف زکوۃ کا تحصیلدار زکوۃ کا اور مکاتب ہے کہ ادا کرے اوس سے مال کتابت کا اور مصرف زکوۃ کے قرضدار ہین کہ مالک نصاب کے علاوہ دین سے نہون اور فقرا غازیون اور حاجیون کے ہین اور مسافر ہین کہ ان سبکو دے یا ان مین سے ایک ہی صنف کو دے اور نہ دے زکوۃ ذمی کو اور سوای زکوۃ کے اور صدقات مین سے دیوے اور نہ خرچ کرے مال زکوۃ کو بنای مسجد مین اور نہ میت کے کفن مین اور نہ میت کے قرض ادا کرنے مین اور نہ خریدے اوس سے غلام آزاد کرنے کو اور نہ دے زکوۃ اپنے اصل اور فرع کو اور نہ اپنی بیوی کو اور نہ بیوی اپنے خاوند کو اور نہ اپنے غلام کو اور نہ اپنے مکاتب کو اور نہ اپنے مدبر اور نہ اپنے ام ولد کو اور نہ اپنے معتق البعض کو اور نہ غنی کو جو صاحب نصاب ہو اور نہ اوسکے غلام کو اور نہ اوسکے طفل نابالغ کو بخلاف بالغ کے اور نہ بنی ہاشم کو کہ دے اولاد حضرت علی اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے ہین اور اولاد حضرت جعفر بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب اور حارث بن عبد المطلب کے ہین یہ سب اولاد ہاشم بن عبد مناف کے ہین اور نہ موالی ان سبکی لونڈی اور غلام کو اور جو سمجہہ بوجہکر اوس نے زکوۃ مستحق جانکر دی تہی اور پیچھے کو معلوم ہوا کہ وہ ان لوگون مین سے تہا کہ جنکو دینا منع تہا تو صحیح ہوگی ادای زکوۃ مگر غلام اور مکاتب اسکا نہو کیونکہ یہ اوسکے مملوک ہین اور انکا مال اسی کا ہے اگر اونکو دی تو ادا نہوگی چاہیے کہ پہر ادا کرے اور مکروہ ہے دینا زکوۃ ایک شخص

بقدر نصاب کے کہ غنی ہو جاوے یہ لینے والا مگر ادا ہو جاوے گی کذا فی الکنز و مستخلص اور فقہای متاخرین کا فتوی اوپر دینے زکوۃ کے
بنی ہاشم زمانہ ہمارے کے کو اسواسطے کہ سلاطین زمانہ نے ہدیہ رزق دینا موقوف کر دیا ہے چنانچہ در مختار وغیرہ مین ہے اور اسی سال
مین وفود قبیلہ دارم جو قبیلہ لخم سے ہے آئے لخم ساتھ فتحہ لام اور سکون خای معجمہ کے اور یہ دس آدمی تھے اور سردار انکا ہانی بن حبیب تھا وہ
حضرت سرور عالم صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے واسطے چند گھوڑے اور ایک قبا زربفت کی اور ایک مشک شراب کی ہدیہ لایا تھا حضرت نے
فرمایا کہ اللہ تعم نے شراب کو حرام کیا ہے اوسنے عرض کی کہ اسکو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالون مین آپنے فرمایا کہ جسنے شراب کو حرام کیا ہے اوسی نے اوسکی
بیع کو بھی حرام کیا ہے پھر آپنے اوس سے گھوڑون اور قبا کو قبول فرمایا اور شراب کو نہ لیا پھر وہ قبا آپنے حضرت عباس رض کو عنایت فرمائی
اونھون نے عرض کی کہ مین اسکو کیا کرون یا رسول اللہ مردون کو استعمال اسکا حرام ہے آپنے فرمایا کہ جو سونا اس مین لگا ہے اوسکو نکال لے
اور اپنی بیوی کو زیور بنوا دو اور کچھ اپنی حاجت ضروری مین صرف کرو اور جو اس مین دیبا ہے اوسکو بھی بیچکر اپنے کام مین لاؤ پھر
حضرت عباس نے ایک یہودی کے ہاتھ سات ہزار درہم کو بیچی اور کہتے ہین کہ وہی وفود مدینہ منورہ مین ٹھہرے رہے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ
وسلم کے زمان وفات تک کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب
مال نہین ہے اسلیے فقہا رحمہم اللہ تعم نے کہا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے لینا قرضخواہ مسلم کو قیمت شراب سے جو قرضدار مسلمان شراب بیچکر اوسکی قیمت سے
اپنا قرض ادا کرے کیونکہ بیع شراب کے باطل ہے بسبب مال نہونے اسکے کے اسکے حق مین اور نہین مکروہ ہے لینا قرضخواہ مسلم کو قرض لینا قیمت
شراب سے جبکہ ہو قرضدار بیچنے والا اسکا کافر اسلیے کہ بیع اوسکی صحیح ہے اور مالک ہوتا ہے وہ اوس کی قیمت کا سو حلال ہے لینا اوس سے
اور اسی پر بنا ہے اس مسئلے کی کہ جب کوئی مسلمان مرجاوے اور چھوڑ جاوے مال قیمت شراب یعنی شراب کی بیع مین وہ مال اوس نے کمایا تھا
جواب ترکہ ہوا تو اوسکے وارثون کو حلال نہین اوس مال کا لینا اسلیے کہ وہ مثل مال مغصوب کی ہے اور کہا گیا ہے کہ مال کسب مغنیہ کا مانند
مال مغصوب کے ہے کہ اوسکا بھی لینا درست نہین ہے اور یہی لکہا ہے کہ اگر مرجاوے کوئی شخص اور کسب حرام تھا اوسکا مثل بیع بادہ
یعنی شیر انگور مسکر کے یا رشوت یا ظلم وغیرہ سے سو اگر وارث لوگ اوسکے تقوی اختیار کرین تو اوس مال سے کچھ نہ لیوین یہہ اولی ہے
اونکے لیے اور واپس کر دین وہ مال اونکو کہ وہ جنکا حق تھا اگر ممکن ہو والا فقرا پر تصدق کر دین اسلیے کہ طریقہ مال کسب خبیث کا
تصدق ہے جبکہ متعذر ہو واپس کرنا اوسکا اوسکے مالک پر انتہی کذا فی الکنز و شرحہا العینی اور اسی سال مین وفود کندہ کے آئی کندہ
اوپر وزن زندہ کے نام ہے ایک قبیلے کا قبائل یمن سے اور یہہ کندہ لقب ہے ثور بن غفیر کا کہ وہ اوس قبیلے کا باپ تھا اور کندہ لقب اوسکا
اسلیے ہوا کہ وہ اپنے باپ سے کفران نعمت کر کے اپنی ماموں سے جا ملا اور کندہ مشتق ہے کنود سے ساتھ ضمہ کاف کے معنی اسکے ہین ناشکری
کرنے کے چنانچہ اللہ تعم فرماتا ہے ان الانسان لربہ لکنود یعنی بیشک آدمی ساتھ پروردگار اپنے کے ناشکر ہے اوسی کے سبب سے کندہ اس
قبیلے کا نام ہو گیا تھی اور یہہ وفود اسی یا ساٹھ سوار تھے سر کے بالون مین کنگھی کیے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے اور جبے بردیمانی کے
پہنے ہوئے کہ حاشیے اون کے ریشمی تھے جب حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپنے اون سے پوچھا کہ
کیا تم لوگ اسلام نہین لائے ہو اونھون نے عرض کی ہم اسلام لائے ہین آپنے فرمایا کہ پھر کیون ہے یہہ حریر تمہاری گردنون مین پھاڑ ڈالا

اونہون نے اوسکو اور اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا کذا فی مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ ظاہر اکلام ہدایۃ القیام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جبّے اون کے ابریشمی تھے اسواسطے حضرت نے اون سے تعرض کیا اور نہین تو سنجاف یا حاشیہ ابریشمی بقدر چار انگل کے شرع مین درست ہی یا یہ کہ وہ حاشیے مقدار شرعیہ سے زیادہ ہون اسواسطے اونکے کپڑون سے آپنے دور کروا دیے اور مسئلہ اسکا یون ہی کہ مردون کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہی اور عورتون کو حلال ہے اسلیے کہ نقل کیا ابو موسی اشعری نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے حلال کیا سونا اور ریشمی کپڑا عورتون کو اور حرام کیا مردون کو روایت کیا اسکو احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو مگر بمقدار چار اونگل کے کہ یہہ حلال ہی مردون کو بھی اسلیے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ منع کیا نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے پہننے سے ریشمی کپڑے کے مگر اسقدر اور اوٹھایا ہمارے لیے حضرت نے انگشت شہادت اور وسطے کو اور ملایا اون مین ابہام اور خنصر کو یعنی چارون اونگلیون کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مین ہی کہ منع کیا حضرت نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے مگر بمقدار دو اونگل یا تین اونگل یا چار اونگل کے یعنی اسی قدر سنجاف وغیرہ کی روایت کیا اسکو احمد اور مسلم نے اور اور مردون کو اور حلال ہی تکیہ لگانا ساتھ ریشمی کپڑے کے اور حلال ہی فرش ریشمی کپڑے کا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بخلاف صاحبینؒ کے دلیل امام ہمام کی یہہ ہی کہ ثابت ہوا ہی تکیہ لگانا حریر کا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے اسلیے کہ ممنوع ہے استعمال حریر کا لباس مین اور فرش لباس مین نہین ہی سو درست ہے لیٹنا اور بیٹھنا اوسپر اور درست ہی پردہ بنانا اوسکا اور دلیل صاحبین کی حدیث بخاری کی ہے حذیفہؓ سے کہ کہا اونہون نے کہ منع فرمایا ہمکو حضرت نے سونے چاندی کے برتن مین کھانے پینے سے اور پہننے حریر اور دیباج کے سے اور بیٹھنے سے اوسپر اور یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا اور مکروہ ہی ازار بند ابریشم کا امام محمدؒ کے نزدیک اور یہی صحیح اور درست ہی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور حلال ہی پہننا اوس کپڑے کا کہ تانا اوسکا ابریشم کا ہو اور بانا سوت کا یا اون وغیرہ کا ہو اور جو تانا سوت یا اون وغیرہ کا ہو اور بانا ابریشم کا وہ مردون کو درست نہین ہے اور صرف ریشمی کپڑا پہننا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مردون کو لڑائی مین بھی درست نہین اور اگر تانا ابریشم کا ہو اور بانا خز کا ہو تو پہننا اوسکا مردون کو درست ہے اور تحقیق خز کی یہہ ہی کہ خز ساتھ فتح خاے معجمہ اور تشدید زای ہوز کے نام ہے ایک جانور دریائی کا کہ اوس کو ترکی مین قندز اور بروزن قنفد کے کہتے ہین اور عربی مین قضاعہ اور ہندی مین دریائی کتا کہتے ہین اور اسکے بالون کے سوت سے فقہاے سابقین کے زمانے مین کپڑا بنا جاتا تھا اور جو بعض بعض کتب لغات مین لکھا ہی کہ خز نام ہی ایک کپڑے ابریشمی کا سو وہ مردون کو درست نہین ہی یہ ملخص ہے عینی و معدن شرح کنز وغیرہ کا اور مکروہ تحریمی ہی مردون کو پہننا ریشمی اور زربفتی ٹوپی کا اور جو سوت کی یا کپڑے کی ٹوپی ہو اور اوسپر ریشم کا یا سونے چاندی کا بہت سا کام ہو جیسے کارچوبی کا کام یا سلمہ ستارہ کا کام یا ریشمی چکن کا کام یا زردوزی یا ناٹ بافی کا کام زیادہ چار اونگل سے ہو تو بھی درست نہین مگر چار اونگل تک درست ہی خواہ ٹوپی کے کنارے مین ہو خواہ عمامہ اور دستار وغیرہ کے اور یہی حکم ہے علم قبا اور جبہ وغیرہ کا جو اون مین گلابتون یا ابریشم کے بوٹے بنائے جاتے ہین اگر چار اونگل سے زیادہ ہون تو درست نہین کذا فی السراجیۃ اور ابن شمال مین فو د حمیر کے آئے حمیر او پر وزن مسطر کے نام ہے ایک قبیلے کا قبائل سبا مین سے اور عرض کی اونہون نے کہ یا رسول اللہ ہم اسلیے آئے ہین کہ دین میں

تفقہ حاصل کرین اور یہہ سوال کیا کہ سبکے پہلے خلقت عالم سے کیا چیز تہی اور ابتداء خلقت کی کیونکر تہی حضرت نے فرمایا کہ کان اللہ
ولم یکن معہ شئی وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات والارض وکتب فی الزبر کل شئی کذا فی المدارج ملخصاً یعنی تہا
اللہ تعالی ازل الازال مین جیسے کہ ہے وہ ابد الآباد مین ہیں اور وصف تغیر اور حدوث سے کہ صفت ہے بندون کی اسلیے کہ بر
چیز کا ثابت ہے قدم محال ہے اوس کا عدم اور تہی ساتہہ اوسکے کوئی چیز بلکہ جو کچہہ ہوا سو بعد اوسکے ہوا اسلیے کہ ہر چیز کا
وہ خالق ہے سو کیونکر متصور ہو سوجود ہونا کسی چیز کا ساتہہ موجد کے اور یہہ جملہ حدیث کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ تہی کوئی شئی سوا
اوسکے نہ پانی اور نہ عرش اور نہ کوئی اور شئی سوا ان دونون کے اسلیے کہ شئی اسکو کہتے ہین جو غیر خدای تعالی کے ہے اور بعض کے
نزدیک اطلاق شئی کا اللہ تعالی پر صحیح ہے لیکن لا کالاشیاء اور تہا عرش اللہ تعالی کا پانی پر پہر اللہ تعالی نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو
اس مین اشارہ ہے کہ عرش اور پانی دونون پیدا کیے گئے پہلے آسمانون اور زمین سے اور اشارہ ہے اسپر کہ پیدا کیا پانی کو پہلے پہر پیدا کیا
عرش کو پانی پر اور اشارہ ہے اسپر کہ تہی کوئی چیز نیچے عرش کے پہلے آسمان اور زمین سے سوای پانی کے اور معنی ہونے عرش کے پانی
پر یہہ ہین کہ کوئی چیز ان مین حائل تہی نہ یہہ کہ عرش پانی پر رکہا ہوا تہا اور مراد پانی سے پانی دریا کا نہین ہے بلکہ وہ اور پانی تہا نیچے عرش
کے جیسا کہ چاہا اللہ تعالی نے اور کہا ابن ملک نے کہ تہا عرش پانی پر اور پانی پشت ہوا پر اور ہوا قائم تہی اللہ تعالی کی قدرت سے سو پیدا
ہوا پانی اور عرش پہلے آسمان اور زمین کے پہر پیدا کیا اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو پانی سے اسطرح کہ تجلی کی اللہ تعالی نے پانی پر سو
پانی موج مارنے لگا اور مضطرب ہوا اور اوٹہا اس مین جہاگ اور جمع ہوا کعبہ شریف کی جگہہ اسلیے نام مکے کا ام القری ہوا بعد اس کے
پہیلایا زمین کو اور اسکے نیچے سے پہر رکہے گئے اوسپر پہاڑ تاکہ نہ ہلے اور اول پہاڑ ابو قبیس پیدا ہوا موجب بعض اقوال کے اور اونٹہا دہوان
بسبب موج مارنے پانی کے سو پیدا ہوے اوس سے آسمان اور لکہا اللہ تعالی نے یعنے اپنی قدرت سے یا حکم کیا ملائکہ کو واسطے لکہنے کے
لوح محفوظ مین ہر چیز کو اور ظاہر یہہ ہے کہ لکہنا پہلے پیدا کرنے عرش کے ہے کیونکہ حدیث مشکوۃ مین ہے روایت بخاری سے اور اوسمین
حدیث مسلم سے آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ لکہی اللہ تعالی نے تقدیرین مخلوقات کی پہلے پیدا کرنے آسمانون
اور زمین کے پچاس ہزار برس الخ مراد لکہنے اللہ تعالی کی سے ثابت کرنا لوح محفوظ مین ساتہہ جاری کرنے قلم کے یا ساتہہ فرمانے کے ملائکہ سے
ہے واسطے لکہنے اور مراد پچاس ہزار برس سے مدت دراز ہے اور پوچہا ابن رزین نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہان تہا رب
ہمارا پہلے اسکے کہ پیدا کرے اپنی مخلوقات کو فرمایا حضرت نے کہ تہا عما مین تہی نیچے اوسکے ہوا اور نہ تہی اوپر اوسکے ہوا اور پیدا کیا عرش اپنا پانی پر روایت
کیا اسکو ترمذی نے اور عما ساتہہ زبر عین مہملہ کے اوپر وزن سما کے ہے شرح اسکی مرقات مین یون ہے کان فی عماء ای فی غیب ہویۃ
الذات بلا ظہور مظاہر الصفات یعنی تہا بیچ عما کی ای بیچ غیب ہویت ذات کے بغیر ظاہر ہونے مظاہر صفات کی یعنے صرف اوس کی
ذات تہی اور کوئی چیز ساتہہ اوسکے نتہی اور وہ غیب مین تہا مظاہر صفات سے اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث قدسی مین کنت
کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی تہا مین ایک خزانہ پوشیدہ سو دوست رکہا مینے کہ پہچانا جاؤن مین سو پیدا
کیا مینے خلق کو اور کہا صاحب نہایہ نے کہ عما وہ امر ہے کہ نہ دریافت کر سکے اوسکو عقل بنی آدم کی اور نہ پہونچے بہید وصف اوسکے کو

دانائی و دانشمندی کی اور کہا زہری نے کہ ہم ایمان لائے ساتھ اسکے اور نہیں بیان کرتے ہیں ہم ساتھ کسی شی کے کیفیت اوسکی یعنی زبان پر اوسکی لفظ جیسے منقول ہوئے ویسی ہی ہم بیان کرتے ہیں بغیر تاویل کے اور مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہا ابو ہریرہ نے کہ پکڑا حضرت نے میرا ہاتھ اور فرمایا کہ پیدا کی اللہ تعالیٰ نے مٹی یعنی کے ریزہ اور پیدا کئے پہاڑ اتوار کے دن اور پیدا کئے درخت دوشنبہ کے دن اور پیدا کین بری چیزین منگل کے دن اور پیدا کی روشنی اور مچھلی بدھ کے دن اور پہیلائے زمین میں جانور جمعرات کے دن اور پیدا کیا آدم کو روز جمعہ کے بعد نماز عصر کے بیچ اخیر پیدائش و اخیر ساعت جمعہ کے یعنی عصر اور مغرب کے درمیان میں اگر کوئی کہے کہ یہہ حدیث مخالف ہے قرآن شریف کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام یعنی اور تحقیق پیدا کیا ہمنے آسمانون اور زمین کو اور جو کچھہ درمیان انکے ہے چھہ دن میں تو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد ہفتے کے دن سے اخیر دن ہفتے کا ہے جسکو عشیۃ الاحد کہتے ہیں سو وہ اتوار ہی کے حکم میں ہے سو نہیں منافی ہے یہ اوسکے اور جمعہ نام چھٹے دن کا اس واسطے کہا کہ پیدائش سب کی اس میں جمع ہوئی اور فضیلت دی اسکی اخیر ساعت کو اور یہہ ساعت قبول ہونے دعا کی ہے اکثرون کے نزدیک فافہم و باللہ التوفیق ہذا مقتبس من منشاء الحق والمرقات واشعۃ اللمعات مع النہایۃ وغیرہا اور وفود ہمدان کی آئی ہمدان ساتھہ زبر ہا ہوز اور سکون میم کے نام ایک قبیلہ کا ہے قبائل یمن سے روایت کیا بیہقی نے ساتھہ سند صحیح کے براء بن عازب سے کہ حضرت نے بھیجا خالد بن ولید کو ساتھہ ایک جماعت صحابہ کے سوئے یمن کی اور وہان چھہ مہینے رہے اور لوگون کو دعوت کی اسلام کی اونہون نے قبول نکی اور نہ وے اسلام لائے پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا اپنا نامہ دیکر وہان حضرت علی رضہ نے جاکر وہ نامہ نامی اور منشور گرامی وہان کے لوگون کو سنایا پھر وے سب اسلام لائے حضرت علی نے اونکے اسلام لانیکی خوشخبری لکھکر حضرت کو بھیجی آپ نے خوش ہوکر جناب باری میں سجدہ شکر کا ادا کیا جب سجدہ سے سر مبارک اوٹھایا تب فرمایا تین بار السلام علی ہمدان السلام علی ہمدان یعنی سلام ہو اوپر اہل ہمدان پر انتہی کذا فی مدارج النبوۃ اور وفود مزینہ کے آئے مزینہ ساتھہ پیش میم اور زبر زا ہوز کے نام ہے ایک قبیلے کا قبائل بنی تمیم سے روایت کیا بیہقی نے نعمان بن مقرن سے مقرن ساتھہ پیش میم اور زبر قاف اور تشدید را مکسورہ اور سکون نون کے نام ایک شخص کا ہے قبیلہ مزینہ سے وہ بھی وفود مذکورہ کے ساتھہ تھے سو وہ کہتے تھے کہ ہم اپنی قوم کے چار سو آدمی حضرت کی خدمت فیض منزلت میں آئے اور جب رخصت ہوئے ہم تب جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضہ سے فرمایا کہ انکو زاد راہ دو اونہون نے عرض کی کہ میرے پاس تھوڑے سے خرمے ہیں اور مجھکو گمان نہیں کہ اتنے خرمون سے یہہ راضی ہون آپنے پھر ارشاد کیا کہ انکو زاد راہ دو پھر لے گئے حضرت عمر ہمکو اپنے گھر میں اونکے یہان خرمون کا ایک انبار دیکھا مانند چتکبرے اونٹ کے پھر ہم سب نے اوس میں سے خرمے اپنی اپنی حاجت کے موافق لیے اور میں سب کے بعد اوس گھر سے باہر نکلا اور جو میں نے اوس انبار کی طرف دیکھا تو ایسا نظر آیا کہ جسقدر پہلے انبار تھا اوسی قدر انبار ہے گویا اوس میں سے ایک خرما بھی کم نہیں ہوا تہی اور یہہ نعمان بن مقرن بھی صحابی ہیں جنکے ہاتھہ میں روز فتح مکہ کے نشان قبیلہ مزینہ کا تھا اور ہجرت کی تہی اونہون نے اپنے سات بھائیون کے ہمراہ یہان سے معلوم ہوا کہ آپ کی بارہمراہ اپنی قوم کے

آنا اونکا واسطے اسلام لانے کے تھا یعنی یہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین کہ ایمان کے گھر ہین اور لفافے کے
گھر ہین اور گھر اولاد مقرن کی ایمان کے گھرون سے ہین کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی سال ہین وفود قبیلہ دوس کی آئی دوس
اوپر وزن قوس کے نام ایک قبیلے کا ہے یمن ہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اسی قبیلے سے ہین اور طفیل بن عمرو دوسی رضی
اللہ تعم عنہ ان لوگون کے ہمراہ تھے مگر یہ ایمان قبل ہجرت کے مکے ہین لائے تھے اور رخصت ہو کر چلے گئے تھے اور ہجرت کے وقت تک وہین
اپنی قوم ہین ہے وہ کہتے ہین کہ جب ہین قبل ہجرت کے مکے ہین گیا اوس ایام ہدایت انجام ہین حضرت مکے کے لوگون کو دعوت اسلام
کی کرتے تھے سو میرے پاس کچھہ لوگ قریش کے آئے اور مجھہ سے کہا کہ تو ہمارے شہر ہین نو وارد مسافر ہے سو خبردار رہیان اس شخص سے جو
ہماری قوم ہین پیدا ہوا ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم تو اوسکے پاس نجانا کہ اوسنے تہ و بالا کر دیا ہے ہمارا تمام کاروبار
اور متفرق کر دیا ہے ہماری جماعت کو اور کلام اوسکا جادو ہے کہ جدائی ڈالتا ہے درمیان باپ اور بیٹے کے اور جدا کرتا ہے بھائی کو بھائی سے
سو ہم ڈرتے ہین کہ ایسا نہو کہ تجھہ پر اور تیری قوم پر بھی وہی بلا اور مصیبت آوے جو ہم پر آئی ہے میںنے یہ سنکر اپنے کانون ہین روئی دی اور
اون سے کہا کہ ہین اسکی بات نہ سنونگا یہان تک کہ ایک روز فجر کو گیا ہین مسجد الحرام ہین اور دیکھا میںنے کہ حضرت نماز پڑھتے ہین قریب
بیت اللہ کے سو کھڑا ہوا ہین حضرت کے نزدیک کہ آپکے پڑھنے کی آواز میرے کان ہین پہونچی سو سنا میںنے کلام نہایت خوبی اور لطافت ہین
پھر میںنے اپنے جی ہین کہا کہ قسم خدا کی ہین اپنی قوم کا شاعر دانا ہون کہ مجھپر حسن و قبح سب ظاہر ہے کون سی چیز مانع ہے کہ نہ سنون ہین
کلام اس شخص کا اگر نیک بات کہتا ہے تو قبول کر لون اور نہین تو چھوڑ دون سو وہان ٹھہرا رہا ہین یہان تک کہ حضرت بعد فراغ نماز
کے وہان سے اپنے مکان کو تشریف لے چلے اور ہین آپکے پیچھے چلا جب آپ اپنے مکان ہین داخل ہونے لگے تب میںنے عرض کی کہ ای محمد تمہاری
قوم نے مجھسے ایسا ایسا کلام کیا تھا اور میںنے اون سے عہد کیا تھا کہ ہین اوس شخص کی بات نہین سننے کا اور نہ اوس سے کلام کرنے کا
اور اسی واسطے میںنے اپنے کانون ہین روئی رکھہ لی تھی مگر ڈالا اللہ تعم نے تمہارا کلام میرے کانون ہین اور سنا میںنے تمسے اچھا کلام سو ظاہر
کرو مجھپر اپنے کلام کو کہ کیا ہے سو حضرت نے کچھہ قرآن شریف ہین سے پڑھا اور میںنے سنا سو قسم اللہ کی میںنے ہرگز نہین سنا کوئی کلام بہتر اوس سے اور
نہ دیکھا میںنے کسی امر کو عادل زیادہ اوس سے پھر اسلام لایا ہین اور عرض کی میںنے کہ یا رسول اللہ ہین اپنی قوم کا سردار ہون اور اب ہین جاتا
ہون اونکے پاس اور دعوت اسلام کرونگا اونکو آپ میرے لیے جناب باری ہین دعا کرین کہ میرے واسطے کوئی نشانی ہو کہ اوسکے سبب سے
وے میری تصدیق کرین پھر آپ نے دعا کی کہ الہی عنایت فرما اسکو ایک نور پھر چمکنے لگا ایک نور درمیان دونون ابرو میرے کے پھر دعا
کی میںنے کہ خداوندا نقل کر دے اس نور کو میری اور جگہہ تو کہ کہین کہ یہ مثلہ ہے یعنی چہرہ اسکا متغیر ہو گیا ہے بسبب بدلنے دین کے
سو نقل ہوا وہ نور میری پیشانی سے میری کوڑے کے سرے پر اور اندھیرے ہین چمکتا تھا وہ سرا کوڑے کا میرے مانند قندیل معلق کے
پھر گیا ہین قوم ہین اور دعوت اسلام کی اونکو پھر آیا میرے پاس باپ میرا اور وہ بڈھا تھا کہا میںنے اوس سے کہ دور ہو میرے
پاس سے کہ ہین تجھہ ہین سے نہین ہون اور نہ تو مجھہ ہین سے اوسنے کہا کہ تو یہ بات کیون کہتا ہے اے میرے چھوٹے بیٹے میںنے
کہا کہ ہین مسلمان ہوا ہون اور اسلام لایا ہون اور متابعت کی میںنے دین محمدی کی پھر اوسنے کہا کہ ای لڑکے میرا دین تیرا ہی دین ہے

یعنی تیرا دین مینے قبول کیا پھر مینے کہا کہ جا کر نہاؤ اور پاک کپڑے پہنکر میرے پاس آؤ پھر جو کچھ مینے سیکھا ہی وہ تمکو بھی سکھاؤن پھر وہ نہا دہو کر اور پاک پوشاک پہنکر میرے پاس آئے مینے اونپر اسلام عرض کیا وہ مسلمان ہوئی اور اسلام لائی تھی اور بعض کتب مین ہے کہ اسلام لایا باپ اونکا اور نہ اسلام لائی مان اونکی طفیل بن عمرو کہتے ہین کہ پھر آئی میرے پاس میری بیوی اوسکو بھی مینے کہا کہ مجھسے ایک طرف ہو نہ تو میری اور نہ مین تیرا اوسنے کہا کیا سبب ہے کہا کہ جدائی ڈالی ہے میرا اور تیرے درمیان مین اسلام نے مین محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور اون کے دین مین آیا اوسنے کہا کہ مینے بھی تیرا دین قبول کیا پھر اسلام لائی وہ بعد اوسکے دعوت کی مینے اپنی قوم کو ساتھہ اسلام کے اونھون نے اسلام لانے مین دیر کی سو وہان سے آیا مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ یا رسول اللہ غلبہ کیا ہی مجھپر میری قوم دوس نے آپ اونکے حق مین دعا کرین آپنے دعا کی کہ الہی سیدھا رستہ بتا دے دوس کو پھر فرمایا مجھسے کہ جا اپنی قوم کیطرف اور دعوت کر اونکو طرف خدا کے اور نرمی کر اونکے ساتھہ پھر گیا مین اور ٹھہرا مین اپنی قوم مین اور دعوت اسلام کی کی اونکو جبتک وہان ٹھہرا پھر چلا مین وہان سے حضرت کے پاس ملا مین حضرت سے خیبر مین حصہ دیا مجھکو حضرت نے ساتھہ مسلمانون کے یعنے مال غنیمت سے یہہ قصہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ اسلام طفیل بن عمرو دوسی کا پہلے تھا کہ ہجرت اور ابن ابی حاتم کہتے ہین کہ وہ ابو ہریرہ کے ساتھہ خیبر ہی مین حاضر ہوئے ہین سو یہ مشتبہ ہو گیا ہی اوسپر اور حقیقت مین یہہ آنا اونکا دوسری بار تہا پھر یہہ حضرت کی خدمت مین یہان تک رہی کہ وفات پائی حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے خطاب اونکا ذو النور ہی یعنی صاحب نور کے اور شہید ہوئے یہہ روز جنگ یمامہ کے مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین حضرت ابو بکر رض کی ایام خلافت مین اور بعضونے کہا کہ حضرت عمر رض کی خلافت مین بیچ لڑائی یرموک کے وہ شہید ہوئے اور تھے یہہ دانشمند اور شاعر اپنی قوم کے کذا فی مدارج النبوۃ و مواہب اللدنیہ مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہہ کہ دعوت اسلام اور نصیحت کرنے مین نرمی کرے اور دوسرا یہہ کہ اسلام سبب ہو جاتا ہے مفارقت زوجین کا جو ایک دونون مین مومن ہوا اور ایک کافر تفصیل ان دونون مسئلون کی یون ہے اول مسئلہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین نرمی کرنے کو چنانچہ موسی اور ہارون علیہما السلام کو خلعت رسالت سے مشرف کر کے طرف فرعون کے بھیجا اور فرمایا کہ نرمی سے اوس کو نصیحت کرنا کہ فقولا لہ قولا لینا یعنی پس کہنا تم دونون اوسکو بات نرم اور آداب ناصح سے ہے کہ ہووی متواضع اور نرم خو اور نہین لائق ہے کہ ہو متکبر اور سخت گو اسلیے کہ تواضع اور نرمی اخلاق انبیاء علیہم السلام کی سے ہے اور خصوصا اللہ تعالی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی شان مین فرماتا ہی فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک یہہ آیت سورہ آل عمران کے سترہوین رکوع میں ہے یعنی پس بسبب رحمت اللہ تعالی کے ہے کہ نرم ہوا تو واسطے اونکے اور اگر ہوتا تو سخت گو اور سخت دل تو البتہ بھاگ جاتے وے تیرے گرد سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ اگر زوجین کافر ین سے ایک مسلمان ہوا تو عرض کیا جاوے دوسرے پر اسلام اگر اسلام لاوے تو بہتر والا تفریق کی جاوے درمیان دونون کے اگر ہون وہ دونون آتش پرستون یا بت پرستون مین سے اور اگر ہین یہود یا نصاری مین سے اور مسلمان ہو گیا مرد تو نکاح اونکا قائم ہی جیسے قائم رہتا ہے دونون کے اسلام لانے سے اور اگر مسلمان ہوئی عورت

دو تفریق کی جاویگی اون مین کہ نکاح مسلمہ کا غیر مسلم سے درست نہین بخلاف عکس اسکے کے اور یون ہی ہی اگر مرد مجوسی تہا یا وثنی اور عورت کتابیہ تہی اور اب مرد مسلمان ہوگیا تو نکاح درمیان اونکے باقی رہیگا اور اگر مرد کتابی تہا اور عورت مجوسیہ یا وثنیہ تو نکاح باقی نرہیگا کہ کوئی دونون مین سے اسلام لاوے اور بیوی انکار کرنا کافر کا اسلام سے طلاق ہی اوس کی جورو مسلمہ کے حق مین بخلاف جورو کے کہ اوسکے انکار سے طلاق نہین واقع ہوتی قاضی کو چاہیے کہ تفریق کردے دونون مین کذا فی الکنز و شرحہا المستخلص یعنی

اور وفود بہرا کی آئی بہرا نام ہی ایک قبیلہ کا قبائل یمن سے اور یہ تیرہ آدمی تہے جب مدینہ مین آکر داخل ہوئے تو مقداد بن اسود کے دروازہ پر گئے مقداد کشادہ دلی سے اونکے پیش آئے اور کاسہ حیس کا لاکر اونکے آگے دہرا اونہون نے پیٹ بہر کر کہایا اور کچہہ بچ رہا مقدادؓ نے اوسکو ایک چہوٹے پیالے مین نکالکر حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے گہر مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہیجا آپنے اوس مین سے تناول فرمایا اور جو لوگ پاس تہے اون سب نے کہایا اور جو باقی بچا اوسکو آپنے مقداد کے مہمانون کو بہیجا وے آدمی اوس مین سے کہاتے رہے جبتک پاس رہا اور کچہہ اوس مین سے کم نہوا یہان تک کہ وہ کہنے لگے مقدادؓ سے کہ اے ابا معبد یہ اونکی کنیت تہی تو ہمکو ایسا مرغوب کہانا پیٹ بہر کر کہلاتا ہی کہ سوا ان دنون کے ہمنے کبہی نہین کہایا تہا پہر خبر دی اونکو مقدادؓ نے کہ رسول خدا نے اوس مین سے تناول فرمایا ہے اور باقی تمہارے لیے بہیجا ہے اور لذت اور برکت اوس مین حضرت کی اونگلیون کے سبب سے پہر تصدیق کی اونہون نے اور کہا کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ وہ رسول خدا کے ہین اور یہ امر سبب ہوگیا اونکو زیادتی یقین پر اور سیکہا اونہون نے فرائض کو یعنی فرائض اسلامیہ کو کہ وہ اعتقادات اور عبادات ہین اور ٹہرے رہے وے وہان چند روز پہر خلعت اور انعام دیکر حضرت نے اونکو رخصت کیا وے اپنے وطن کو گئے اور حیس بروزن قیس کے نام ہے ایک کہانے کا کہ بناتے ہین اوسکو خرمے اور گہی اور ستو سے یا ستو اور گہی کے عوض آٹا اور پنیر ڈالتے ہین کذا فی مواہب اللدنیہ مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہوٹا کافر کا پاک ہی اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ کفار نجس ہین نہ عین نجس سو نہین ہوتا جہوٹا اونکا نجس خواہ غلیظ ہو خواہ رقیق خواہ خشک ہو خواہ تر جبتک نجس نہون وہ ساتہ نجاست حقیقیہ کے برابر ہے کہ وہ ظاہر نظر آوے یا ساتہ علم یقینی کے معلوم ہو کہ وہ ساتہ غیر عمل کے حاصل ہوتی ہے اور آیت کریمہ مین جو آیا ہے کہ انما المشرکون نجس سوا اسکے نہین کہ مشرک نجس ہین معنی اسکے مفسرین نے ذو نجس کے لکہے ہین یعنی صاحب نجاست کے ہین نہ عین نجس وہ نجاست باطنی اونکی ہی کہ شرک اون کے دل مین ہے یا باعتبار تغلیب کے کہا کہ اکثر حال اونکا یعنی ساتہ نجاست کے ہی فافہم ہذا ہو مذکور فی الفقہ والتفاسیر بالبسط والتساع القارئ اور مدارج النبوۃ مین اس قصہ کو یون بیان کیا ہی کہ جب یہ وفد مذکور آئی اور مقدادؓ نے اونکی ضیافت حیس سے کی تو ایک چہوٹے کاسے مین وہی کہانا حضرت کو بہیجا کہ حضرت نے اوس مین سے تناول فرمایا پہر واسطے مہمانون مذکور کے بہیجدیا الخ انتہی اور اسی سال

مین وفود عذرہ کی آئی عذرہ ساتہ ضمہ عین مہملہ اور زے ذال معجمہ کے نام ایک بستی کا ہے ملک شام مین اکثر لوگ وہان کے عشقبازی مین مبتلا رہتے تہے اور اسی حال مین مرجاتے تہے اور یہ بارہ آدمی تہے ان مین ایک حمزہ بن النعمان بہی تہے سو ترغیب کی حضرت نے اونکو اسلام کی وہ اسلام لائے اور بشارت دی اونکو حضرت نے فتح ملک شام کی یعنی اہل اسلام کے ہاتہ سے اور فرار کرنے

شاہ روم کے لشکر اسلام سے پہر خلعت دیکر اونکو رخصت کیا سو عنایت الٰہی سے ایسا ہی ہوا کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی
کے عہد خلافت مین ملک شام فتح ہوا کذا فی مدارج النبوۃ اور وفود قبیلہ محارب کے سنہ حجۃ الوداع مین دس آدمی آئے اور اس قبیلہ
کے لوگ نسبت اور قبائل عرب کے حضرت کے ساتھ اوائل مین وقت اظہار دعوت اسلام کے بڑے سخت خو اور درشتگو تہے سو نہین
مین سے یہ بارہ آدمی آئے اور اسلام لائے اور رخصت ہو کر اپنے گہرون کو گئے کذا فی مدارج النبوۃ اور وفود صدا کی آئی صدا بہ آخر
مین حمزہ اور بروزن غراب کے نام ایک قبیلے کا ہے قبائل مین سے جسوقت حضرت پیغمبر جعرانہ سے مراجعت فرماتے تہے تو قیس بن سعد بن
عبادہ رضی کو چار سو آدمی دیکر صدا پر بہیجا تہا سو آیا ایک آدمی اوس قبیلے کا حضرت کے پاس اور عرض کی کہ یا رسول اللہ وہان لشکر
بہیجنے کے کچہ حاجت نہین ہے اس خدمت کو مین بجا لاتا ہون اور اپنی قوم کو اپنے قابو مین کرتا ہون پہر حضرت نے قیس بن سعد
کو مع لشکر بلا لیا اور وہ آدمی اپنی قوم کو گیا پہر پندرہ آدمی اوس قوم سے آئے اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت اسلام کر کے رخصت
ہوئے اور اپنی قوم مین گئے پہر ظاہر ہوا اسلام اس قوم مین پہر سو آدمی اگلی بار حجۃ الوداع مین آئے کہا واقدی نے کہ وہ شخص جو
حضرت کے روبرو اپنی قوم کا ذمہ دار ہوا تہا وہ زیاد بن حارث صدائی تہا اور زیاد بن حارث کسی سفر مین حضرت کے ہمراہ تہے آپنے
اون سے پوچہا کہ کچہ تمہارے پاس پانی ہے اونہون نے عرض کی کہ تہوڑا سا میرے مشکیزہ مین ہے آپنے فرمایا کہ اوسکو لکڑی کے
پیالے مین ڈالو اونہون نے پیالے مین ڈالا پہر حضرت نے اوس مین اپنا دست مبارک رکہا وہ کہتے ہین کہ دیکہتا تہا مین کہ جوش کرتا
تہا پانی حضرت کی اونگلیون سے مانند چشمے کے اور یہہ معجزہ حضرت سے کئی بار ہوا ہے کذا فی مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ وعن
والدیہ کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے انگشتان مبارک سے اسقدر بکثرت پانی کے جوش مارنے مین کیا حکمت الٰہی تہی اگر معجزہ
ہی تہا تو اور صورت سے بہی پانی دستیاب ہو سکتا تہا کہ آپ کی دعا سے کوئی چشمہ زمین یا پہاڑ سے جاری ہو جاتا یا ابر سے برستا
مگر سر اور لطف اس مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین یا پہاڑ سے چشمے کا جاری ہونا یا ابر سے برسنا روبرو لوگون کے چندان عجب تہا
کیونکہ قدیم سے عادۃ اللہ جاری ہے کہ ان جگہون سے پانی نکلا کرتا ہے بخلاف اونگلیون کے کہ گوشت سے اسقدر پانی نکلنا
لا اس مین سر اسر کمال حضرت کا ظاہر ہوا انتہی اور وفود غسان کی دسوین سال ہجرت کے ماہ رمضان مین آئی غسان ساتھ
زیر غین معجمہ اور تشدید سین مہملہ کے نام ایک قبیلہ کا ہے قبائل مین سے اور یہہ تین آدمی تہے اور اسلام لائے اور حضرت نے اونکو
خلعت عطا فرمائے پہر رخصت ہو کر اپنے وطن کو گئے انتہی اور بنی عبس کہ نام ایک قبیلہ کا ہے قبیلہ قیس عیلان مین سے اونہون
نے اپنی طرف سے کسی کو حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہیجا اوسنے آکر یہہ عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے قاریون نے
ہم لوگون کو خبر دی کہ نہین ہے اسلام اوسکا جو نہ ہجرت کرے اور حال یہہ ہے کہ ہم لوگون کے مال اور مواشی ہین یعنی ہم اون مین
مشغول و مصروف رہتے ہین سو اگر یہی حکم ہے تو ہم اپنے مال و مواشی کو بیچکر آپکی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہون یعنی
وہان سے ہجرت کر کے چلے آئین آپنے فرمایا کہ تقوی کرو یعنی اللہ تعم سے ڈرو جہان کہین ہو کچہ کم نہین کرتا ہے یعنے اجر کو اور
کوئی مانع نہین ہوتا عمل سے مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ ہجرت کے معنی لغت مین چہوڑنے اور جدا ہونے کے ہین اور

اصطلاح مین چھوڑنا ایک مکان کا ہے واسطے دوسرے کے اور یہہ ہجرت تین قسم کی ہے ایک وہ ہجرت ہے کہ وعدہ کیا ہی اللہ تعالے نے اوسپر جنت کا اپنے کلام مجید مین کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یعنی تحقیق اللہ تعالے نے خریدین مومنون سے جانین اون کی اور مال اونکے اسپر کہ اون کے لیے جنت ہے اور یہہ ہجرت منقطع ہوگئی جبکہ مکہ فتح ہوا اسلیے کہ وہ مثل مدینے کے دار الاسلام ہوگیا چنانچہ فرمایا حضرت نے روز فتح مکہ کے لا ہجرۃ بعد الفتح یعنی ہجرت نہین ہے بعد فتح مکہ کے یعنی فرض نہین ہے ہجرت بعد فتح مکے کے کہ پہلے اسکے فرض عین تھی مکے سے اور تمام ملکون سے جیسے گذر چکا بیان اسکا اگر جبکہ نہ قادر ہو ماموراتِ دین کے قائم کرنے پر تو بنا برِ علی وجہ الوجوب بسبب مسلط ہونے کفار یا ظالمون کے اور جانے یہہ بات کو کہ یہان کے سوا اور جگہہ اقامت امور دینیہ کے موافق حکم شرع کے مین کرسکونگا حدیث شریف مین آیا ہی من فر بدینہ من ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجبت لہ الجنۃ وکان رفیق ابیہ ابراہیم ونبیہ محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین یعنی وہ شخص کہ بھاگا ساتھ دین اپنے کے ایک زمین سے طرف زمین دوسری کے اگرچہ ہو ایک بالشت زمین سے یعنی اسقدر قلیل مسافت ہو درمیان دونون زمینون کے یا یہہ کہ اتنی دور دار الحرب سے طرف دار الاسلام کے نکلکر مرگیا واجب ہوجاتی ہے اسکے لیے جنت اور ہوگا وہ رفیق اپنے باپ ابرہیم اور اپنے نبی محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کا یعنے جنت مین کذا فی تفسیر احمدی اور دوسری ہجرت واسطے طلب علم دین اور حاصل کرنے فقاہت کے سو یہہ بھی فرض کفایہ ہی کہ اگر ایک فرقہ طلب علم مین مشغول ہو تو باقیون کے ذمہ سے اوسکی فرضیت اوتر گئی گنہگار نہونگے والا سب ماخوذ ہونگے کذا فی اللمعات اور ہجرت واسطے زیارت مساجد ثلاثہ کے سو مندوب ہے مگر استطاعت والے پر جانا طرف بیت الحرام کے حج کو ایکبار فرض ہے فرمایا حضرت علیہ السلام نے لا تشد الرحال الا الی ثلث مساجد یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے یعنی نہ سفر کرو مگر طرف تین مسجدون کے مسجد الحرام والمسجد الاقصے ومسجدی ھذا کذا فی المشکوۃ ایک مسجد الحرام اور دوسری مسجد بیت المقدس اور تیسری مسجد میری یعنی مدینے کی مسجد طاہر اس حدیث کا یہہ ہے کہ منع کیا حضرت نے اختیار کرنے سفر ہر جگہہ کے سے سوای تین جگہون مذکور کے کہ اللہ تعالی نے بسبب زیادتی بزرگی کے انکو ممتاز اور مخصوص کیا ہی لیکن مقصود یہہ ہی کہ بطور تقرب اور عبادت کے سوا ان تین مواضع متبرک کے قصد نکرین اور اگر کچھ حاجت پڑے مثل تحصیل علم اور تجارت اور ادای حقوق وغیرہ کے تو یہہ بات اور ہی اور سفر ان ارادون کا جائز ہی لیکن سفر کرنے مین واسطے زیارت قبور صالحین یا کسی اور جگہہ متبرک کے اختلاف ہی بعضے مباح کہتے ہین اور بعضے حرام کذا فی مجمع البحار اور بعضون نے یہہ معنی کہے ہین کہ سفر کرنا بطریق اداے نذر کے سوای ان تین جگہون کے درست نہین اگر نذر مانی ہو جانے کی سوا ان تین مسجدون کے تو واجب نہین وفا کرنا اوسکا اور بعضون نے کہا ہی کہ کلام سفر کا مساجد مین ہے یعنی سوا ان مسجدون کے اور کسی مسجد کے لیے سفر کرنا درست نہین اور سوای ان مسجدون کے اور مواضع متبرکہ خارج ہین مفہوم اس کلام سے اور کہتا ہے بندہ مسکین عبد الحق بن سیف الدین کہ مقصود اس سے بیان کرنا اہتمام ان تین جگہون کا اور سفر انکے کا ہے کہ متبرک ترین مقامات کے ہین یعنی اگر سفر واسطے طلب ثواب کے کرین تو طرف ان تین مسجدون کے کرین اور سوا انکے اور کہین مشقت

سفر کی اسی نیت سے اونکا نی بیفائدہ ہے اور یہہ بات نہین کہ سفر ان تین جگہون کے سوا درست نہین ہے کذا فی مظاہر حق
نقلاً عن اشعۃ اللمعات اور تقسیم المسائل مین طوالع الانوار سے نقل کرتا ہے ونقل امام الحرمین عن شیخہ انہ افتی بالمنع قال
ربما یقول یکرہ وربما کان یقول یحرم وقال السبکی ویمکن ان یقال ان قصد بذلک التعظیم فیمنع لانہ یعظم ما لم
یعظمہ الشرع وان لم یقصد بہ امراً اخر فھذا قریب من العبث یعنی اور نقل کیا امام الحرمین نے اپنے شیخ یعنے اوستاد سے کہ تھے
وہ فتوی دیتے تہے ساتہہ منع کرنے کے کہا امام ممدوح نے کہ اکثر اوقات کہتے وہی کہ مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمی اور اکثر اوقات کہتے
تہے کہ حرام ہے اور کہا امام سبکی نے کہ ممکن ہے یہہ کہ کہا جاوے کہ اگر قصد کرے واسطے جانے کے طرف غیر مساجد موصوفہ کے ایسی ہی
تعظیم جانکر تو منع کیا جاوے کہ تحقیق وہ تعظیم کرتا ہے اوس چیز کی کہ نہین تعظیم کی اوسکی شرع نے اور جو نہین قصد کیا اوس نے کچھ بھی
تعظیم کا اور نہ کسی کام کا سو یہ قریب فعل عبث کے ہے انتہی آدمی مین ایسا کے لکھا ہے شرح جامع صغیر مناوی سے قول قاضی کا
ینبغی ان لا یشتغل الا بما فیہ صلاح دینی او فلاح اخروی ولما کان ما عدا الثلثۃ متساویۃ لا قدار فی الشرف
والفضل وکان الارتحال لاجلہا عبثا نھی الشارع عنہ والمقتضی لشرفہا انہا ابنیۃ الانبیاء ومتعبد انہم انتہی
یعنی لائق ہے یہہ کہ نہ مشغول ہوں آدمی مگر ساتہہ اوس چیز کے کہ ہو اوس مین بہتری دنیا کی یا بھلائی آخرت کی اور جبکہ ہوئین سب
جگہین سوا ان تین جگہون کے برابر اور وہی قدر و منزلت کے تو ہوا سفر کرنا اونکے لیے عبث کہ منع کیا ہے شارع نے اوس سے اور بزرگی
اون تینون مسجدون کی اسلیے ہے کہ وہی بنائی ہوئی ہین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی اور اونکے عبادتخانے ہین انتہی اور اوس کے
بعد اس کے فتح الباری شرح بخاری سے لکہتا ہے یعنے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ونکتۃ العدول عن النھی الی النفی
اظہار الرغبۃ والاھتمام التام فی وقوعہ ولہذا قال الطبرانی النفی ابلغ من صریح النھی کانہ قال لا تقصد الزیارۃ
الا لہذہ البقاع الثلثۃ المذکورۃ لاختصاصہا بما اختصت انتہے یعنی نہ باندہے جاوین پالان مگر
طرف تین مسجدون کے اور نکتہ عدول کرنے کا نہی سے طرف نفی کے اظہار کرنا رغبت اور اہتمام تمام کا ہے بیچ واقع ہونے اونکے کے اور
اسلیے کہا ہے طبرانی نے کہ نفی ابلغ ہے صریح نہی سے گویا کہ فرمایا آپنے کہ مت قصد کرو تم کسی کی زیارت کا سوا ان تین جگہون مذکورہ کے
بسبب خاص ہونے انکے ساتہہ خصوصیت انکی کے انتہی اور مصفی شرح موطا مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکہتے ہین
باب لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی یہہ باب ہے اس مین کہ نہ باندہا جاوے پالان مگر او نتون کی پیٹھون پر یعنی سفر نکیا جاوے مگر طرف
تین مسجدون کے مالک عن یزید بن عبد اللہ بن الھاد عن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابی سلمۃ بن
عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال لقیت بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکت
قبل ان تخرج الیہ ما خرجت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد
یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ ملاقات کی مینے ساتہہ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری کے سو کہا اوس نے مجہہ سے کہ کہان سے آئے تم کہا مینے
کوہ طور سے کہا اونہون نے کہ اگر ملتا مین تم سے پہلے اس سے کہ تم کوہ طور کو جاؤ تو نہ جاتے تم طرف کوہ طور کے یعنی مین تمکو منع کرتا

کہ تم وہان جانے سنا ہے مینے رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ نہ کام مین لائی جاوے سواری یعنی سفر نکیا جاوے مگر طرف تین مسجدون کے امام بغوی نے کہا ہے کہ تخصیص ان مسجدون کی اسلیے ہے کہ یہ مسجدین انبیا علیہم السلام کی ہین اور امر کیا گیا ہی ساتہہ اقتدا کرنے اون کے کے سوا اگر کوئی نذر کرے نماز پڑہنے کی ان تینون مسجدون مین سے کسی مسجد مین تو اوسپر لازم ہوجاتا ہی وہان جانا واسطے ایفای نذر کے اگر وہان نجاوی اور ادا کرے نماز منذورہ اور مسجد مین تو وہ نذر نہ ادا ہوگی مترجم کہتا ہی یعنی شاہ ولی اللہ رح کہ تخصیص بیان یہ وہ ہی کہ ایام جاہلیت مین لوگ سفر کیا کرتے تہے طرف جگہون متبرکہ کے سواے ان تین مسجدون کے ساتہہ قصد خصوصیت تبرک اوس جگہہ کے سو منع فرمایا حضرت نے اوس سے کہ ایام جاہلیت کا رواج پہیر نہ مروج ہوجاوے کیا نہین دیکہتا ہی تو کہ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رض نے طور کو شامل نہی کے رکہا اور ابوہریرہ رض کو جانے سے کوہ طور کے منع کیا انتہی او رتابیہ المسائل مین ہی دفی حجۃ اللہ البالغۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی هذا اقول کان اهل الجاهلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمهم یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی صلی اللہ علیه وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ تعالی والطور کل ذلک سواء فی النهی انتهی یعنی اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہی قول آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہ باندہا جاوے پالان اونٹون کی پیٹہہ پر مگر طرف تین مسجدون کے مسجد الحرام اور مسجد الاقصی اور مسجد میری یعنی مسجد نبوی کہتا ہون مین کہ تہے اہل جاہلیت کہ قصد کرتے تہے مکانون کا کہ جنکو بزرگ جانتے تہے اپنے گمان مین زیارت کرتے تہے اونکی اور برکت ڈہونڈہتے تہی ساتہہ اونکے اور اس مین تحریف اور فساد ہی کہ نہین پوشیدہ ہے سو روک دیا نبی صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے فساد کو کہ نہ مل جاوے وہ چیز کہ شعائر نہین ہی ساتہہ شعائر کے اور تو کہ نہو جاوے وسیلہ واسطے عبادت غیر اللہ تعہ کے اور حق نزدیک میرے یہ بات ہی کہ تحقیق قبر اور محل عبادت کسی ولی کا اولیاء اللہ سے اور کوہ طور یہ سب برابر ہین نہی مین انتہی اور حاشیہ بخاری مین اوسکی شرح عینی سے نقل کیا ہی اس حدیث کی شرح مین قال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم عملا بظاهر الحدیث واشار القاضی حسین الی اختیاره وبه قال عیاض وطائفۃ یدل علیه ما رواه اصحاب السنن من انکار ابی بصرۃ الغفاری علی ابی هریرۃ خروجه الی الطور وقال له لو ادرکتک قبل ان تخرج ما خرجت واستدل بهذا الحدیث ووافقه ابو هریرۃ رض انتهی یعنی کہا شیخ ابو محمد جوینی نے اور حرام جانا طرف غیر ان مساجد ثلثہ کے عمل کرنے کے ساتہہ ظاہر حدیث کے اور اشارہ کیا ہی قاضی حسین نے طرف اختیار کرنے اوسکے اور ساتہہ اسی کے کہا قاضی عیاض نے اور ایک جماعت محققین نے اور دلالت کرتی ہے اسپر وہ جو روایت کی ہی اوسکے اصحاب سنن نے انکار کرنے ابی بصرہ غفاری سے ابی ہریرہ پر اوپر جانے اونکے کے طرف کوہ طور کے اور کہا اونہون نے اگر پاتا مین تجہکو پہلے تیرے جانے سے یعنی طرف کوہ طور کے تو نجاتا تو اور دلیل پکڑی اوس نے ساتہہ اس حدیث کے اور موافقت کی اوسکی ابوہریرہ رض نے انتہی اور تفہیم المسائل مین تیسیر الوصول سے نقل کیا ہے کہ نقل ترجمہ اوسکا یہہ ہے نقل کی ابوسعید خدری نے رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے

کہ نہ باندھی جاوین پالان مگر طرف تین مسجدون کے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری مسجد روایت کیا اسکو شیخین نے اور ترمذی نے کہتے ہین صاحب تیسیر اور مراد لاتشد الرحال الخ سے یہ ہے کہ نہ قصد کیا جاوے کسی موضع کا موضع مین سے ساتھ نیت عبادت اور تقرب الی اللہ تعالی کے مگر یہی تین جگہین بسبب تعظیم اور بزرگی ان مکانون کے تھی اور کمیہ بی تفہیم المسائل مین بعض مسائل سے جو تحقیق مین اس مسئلہ کے مرتب ہوئی ہین لکہا ہے وفی فتح القدیر احانوی زیارۃ القبر فلینو معہ زیارۃ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ احد المساجد الثلثۃ التی یشد الیہ الرحال وفی الحدیث لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی ہکذا فی العالمگیریۃ والدر المختار فبہذا تبین ان المستثنی منہ المحذوف فی حدیث شد الرحال جنس بعید لاقریب ہذا ہو الموافق لما یقرر فی موضعہ ان الاصل فی الفرغ ان یقدر باعم الاعم انتہی یعنی اور فتح القدیر مین ہے کہ جب کوئی نیت کرے زیارت قبر شریف حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی تو چاہیے کہ نیت کرے ساتھ اوس کے زیارت مسجد نبوی کی کیونکہ وہ ایک مسجد ہی اون تین مسجدون مین سے کہ امر ہو طرف اون کے سفر کرنے کا جیسے کہ حدیث لاتشد الرحال الی آخرہ مین مذکور ہی اور یونہی عالمگیری اور در المختار مین ہو سو اس سے اب یہ بات ظاہر ہوئی کہ تحقیق مستثنی منہ جو حدیث شریف مذکور مین محذوف ہی وہ جنس بعید ہی نہ جنس قریب یعنی حدیث مذکور کا یون مضمون ہی نہ باندھو پالان اونٹون پر سفر کے لیے کسی جگہہ کی طرف نہ واسطے طلب تقرب اور ثواب کے اور نہ واسطے غیر اسکے کے بلا حاجت ضروری کے مثل جہاد اور طلب علم اور تجارت وغیرہ کے مگر طرف ان تین مسجدون کے کہ بلا حاجت ضروری کے بھی جانا موجب قربت اور ثواب کا ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ بجاوی طرف کسی مسجد کے سوای ان تین کے جیسا کہ کہتے ہین بعض علماء شافعیہ اسلیے کہ اگر اسکے یہ معنی ہوتے تو صاحب فتح القدیر اور صحاب عالمگیریہ اور صاحب در المختار حکم نکرتے جانے والے مزار پر انوار نبویہ کو ساتھ نیت کرنے زیارت مسجد نبوی کے اور یہی بات کہ مستثنی منہ جنس بعید ہے نہ جنس قریب موافق ہی واسطے اوسکے کہ مقرر ہوئی ہی اپنے محل مین اسلیے کہ تحقیق اصل استثنا مفرغ مین یہ ہی کہ مقدر کیا جاوے وہ اعم الاعم انتہی اور مؤید اسی کی ہے قول شیخ عبد الحق رح کا لمعات مین کہ لکہا اونہون نے واختلفوا فی شد الرحال الی قبور الصالحین والی المواضع الفاضلۃ فمحرم ومبیح کذا فی مجمع البحار وقیل المراد انہ لاتشد الرحال ولایسافر الی مسجد من المساجد الا الی المساجد الثلثۃ لان المستثنی منہ فی المستثنی المفرغ یجب ان یکون من جنس المستثنی فاذا استثنی المساجد الثلثۃ ینبغی ان یکون المستثنی منہ ایضا مساجد وہذا کما تری توجیہ حسن ولکن المعنی المتبادر الی الفہم عند الانصاف ہو النہی عن السفر الی مکان الا الی المساجد الثلثۃ والا فکنہ من جنس المساجد غیر انہ جنس بعید ولا یجب فی المستثنی المفرغ ان یکون جنسا قریبا للمستثنی ویمکن ان یقال المراد بیان الاہتمام بشان الارتحال الی البقاع الثلث المتبرکۃ وامتیازہا فی الفضل والمبالغۃ فی بیان فضلہا ومزیتہا ما عداہا یعنی لو شاء احد ان یرتکب السفر ینبغی ان یسافر الیہا ویہتم بشانہا لکونہا افضل البقاع واللہ اعلم انتہی یعنی اور اختلاف کیا گیا ہی سفر کرنے مین طرف قبور صالحین اور مواضع فاضلہ کے سو وہ حرام کیا گیا ہی اور مباح کیا گیا ہے جیسا کہ

مجمع البحار مین ہی اور کہا گیا ہی ساتھہ صیغہ تمریض کے کہ مشعر ہے ضعف پر کہ مراد یہ ہی کہ نہ پالان باندھے جاوین اور نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مسجدون سے مگر طرف تین مسجدون کے کیونکہ مستثنے منہ مستثنے مفرغ مین واجب ہی یہ کہ ہو جنس مستثنے سے پہر جبکہ استثنا کر لیا مساجد ثلثہ کو تو سزاوار ہے یہہ کہ ہووے مستثنے منہ بہی مساجد اور یہہ جیسے کہ دیکہتا ہی تو توجیہ حسن ہے مگر معنی ہونخے والے طرف فہم کے منصفی کے روسے وہی نہی ہی سفر سے طرف مکان کے مگر تین ہی مسجدون کی طرف اور مکان جنس مساجد سے ہین مگر جنس بعید اور نہین واجب ہی مستثنی مفرغ مین یہہ کہ ہو جنس قریب مستثنی کے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جاوے کہ مراد اس سے بیان کرنا اہتمام شان سفر کرنیکا ہی طرف ان تینون مکانون متبرکہ کے اور تمیاز کرنا اونکا بزرگی مین اور بیان ہی فضیلت اور بزرگی اونکا کا اونکے غیر پر یعنی اگر چاہی آدمی کہ سفر کرے تو لائق ہی کہ سفر کرے طرف انکے اور اہتمام کرے شان اونکے کا بسبب ہونے افضل البقاع اون کے انتہی اور موید ہی اسی کی جو تفہیم المسائل مین حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز سے شرح اس حدیث کی تعلیقا علی البخاری سے جو آپنے لکہے تہی نقل کیا ہی کہ والمستثنی منه المحذوف فی هذا الحدیث اما جنس قریب او جنس بعید فعلی الاول تقدیر الکلام لا تشد الرحال الی المساجد الا الی ثلثة مساجد وحکم ما سوی المساجد مسکوت عنه وعلی الوجه الثانی لا تشد الرحال الی موضع یتقرب له الا الی ثلثة مساجد الی آخره فحینئذ شد الرحال الی غیر المساجد الثلثة المعظم منهی عنه لظاهر سیاق الحدیث ویؤیده ما روی ابو هریرة عن بصرة بن ابی بصرة الغفاری حین راجع عن الطور وتمامه فی الموطا وهذا الوجه قوی من جهة المدلول حدیث بصرة والله اعلم بالصواب انتهی یعنی اور مستثنے منہ محذوف اس حدیث مین یا جنس قریب ہے یا جنس بعید سو اوپر تقدیر اول کے یعنی جنس قریب کے تقدیر کلام کی یون ہی کہ نہ باندہے جاوین پالان طرف مسجدون کے مگر طرف تین مسجدون کے اور اس وقت مین ما سوای مسجدون کے اور مکان مسکوت عنہ ہین یعنی اس حدیث مین انکے حکم سے کچہ تعرض نہین ہی ساتہہ نفی کے اور نہ ساتہہ اثبات کے سو واسطے ثبوت حکم کے کہ سفر کرنا اونکی طرف حلال ہی یا حرام اور کوئی حاجت نصوص سے کہ وہ مثبت ہو اوسکی فافہم اور اوپر وجہ ثانی کے یعنی اوپر ہونے مستثنی منہ کے جنس بعید تقدیر کلام کی یون ہی کہ نہ باندہے جاوین پالان طرف کسی موضع کے واسطے تقرب کے مگر طرف تین مسجدون کی الخ سو اس وقت سفر کرنا طرف غیر مساجد مذکورہ کے ممنوع ہی واسطے ظاہر سیاق حدیث کے اور تائید کرتا ہی اسی شق ثانی کی وہ جو روایت کی ہی ابو ہریرہ نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے جبکہ لوٹے تہے زیارت کوہ طور سے اور تمام اسکا موطا مین ہے اور یہی شق ثانی قوی ہی بسبب مضمون حدیث بصرہ کے انتہی اور کہا ابو طیب نے شرح ترمذی مین قوله لا تشد الرحال الخ الرحال جمع رحل وهو کور البعیر والمراد نفی فضیلة شدها وربطها قیل هو نفی ومعناه النهی ای لا تشدوا الی غیرها لان ما سوی ثلثة متساو فی المرتبة غیر متفاوت فی الفضیلة فکان الرحل الیه ضائعا وعبثا انتہی یعنی رحال جمع رحل کی اور وہ پالان اونٹ کا ہی اور مراد نفی فضیلت باندہنے اور کسنے اوسکے کی ہی طرف غیر مساجد ثلاثہ کے کہا گیا ہی کہ وہ نفی ہی معنی اوسکے نہی کے ہین یعنی نہ باندہو تم پالان اونٹون کے طرف غیر مساجد ثلاثہ کے اسلیے کہ ما سوا مساجد ثلاثہ کے مساوی ہین مرتبے مین اور برابر ہین بزرگی مین سو ہوگا سفر کرنا طرف غیر مساجد ثلاثہ

بیان ہوا اور غرض انتہی جاننا چاہیئے کہ اس حدیث لا تشد الرحال الخ مین لا نفی کا ہے نہ نہی کا مگر نزدیک بعض کے جیسا کہ کہا شارح ترمذی کے نے سوا اس صورت مین کہ لا نفی کا ہو معنی حدیث کے یون ہونگے کہ کوئی نہین شرع مین باندہنا پالان شتر کا یعنی سفر کرنا طرف غیر ان مواضع مذکورہ کے بغیر حاجت ضروری اور تعظیما اور تقربًا الی اللہ تعہ کے کیونکہ نفی نہین مقتضی ہے بقای مشروعیت کو جیسا کہ مقرر کیا گیا ہی کتب اصول مین کذا فی المعدن شرح الشاشی اور اوس صورت مین کہ نفی ساتہہ معنی نہی کے ہو جیسیکہ مذہب بعضون کا ہی تو اس تقدیر پر معنی اوسکے یہ ہین کہ نہ پالان باندہو طرف غیر مساجد ثلثہ کے اسلیئے کہ نہی تصرفات شرعیہ سے مقتضی ہوتی ہے بقای مشروعیت منہی عنہ کو جیسا کہ شاشی مین ہے غرضکہ بہر طور سفر کرنا طرف غیر مساجد ثلاثہ مذکورہ کی تعظیم اور تقرب کی راہ سے بے حاجت ضروری درست نہین ہے کیونکہ اوپر تقدیر اول کے بالکلیہ منفی اور اوپر تقدیر ثانی کے حرام لغیرہ ہے کہ وہ تعظیم خلاف شرع ہی اور اگر کوئی کہی کہ نفی محمول اوپر کمال کے ہے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مطلب ہمارا اس مین بہی فوت نہین کیونکہ امر واسطے سفر کرنے طرف ان تینون مواضع متبرکہ کے بسبب افضل اور اکمل ہونے اونکے کے ہے بہ نسبت غیر اونکے کے اور جو مواضع غیر اونکے ہین وہ بزرگی مین برابر ہین مثلًا ایک مسجد جامع مین جو نماز پڑہنے کا ثواب ہی وہی ثواب دوسری مسجد جامع مین ہی اور جو ایک محلہ کی مسجد مین نماز پڑہنے کا ثواب ہی وہی دوسرے محلہ کی مسجد مین ثواب ہی اور جو نزول انوار اور برکات کا مقابر اولیاء اللہ مین توقع ہی اس سے زیادہ مساجد مین متصور ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ احب البقاع الی اللہ المساجد یعنی بہت پسندیدہ مکان نزدیک اللہ تعہ کے مسجدین ہین سو مقابر اولیاء اللہ کیطرف سفر کرنا کسی صورت درست نہین انتہی اور اسیکو موید ہی جو فتح العزیز مین لکہا ہی کہ این قسم مکانے کہ محض برای توجہ الی اللہ تعہ مقرر باشد در اقطار زمین غیر از خانہ کعبہ و صخرہ بیت المقدس یافتہ نمی شود و لہذا ہمین دو مکان را لیاقت قبلہ بودن حاصل شد پس آری معابد کفار اگر مشابہتی دارند با قبور اولیاء و صلحاء و با جلہای ایشان دارند نہ بکعبہ و صخرہ و تہتان منہیا داز ہمین جا واضح شد سر تاکید بلیغ در حدیث شریف در نہی از زیارت قبور و در شد رحال بسوی موضعی غیر از مساجد ثلاثہ و از آنکہ قبور انبیاء را مساجد سازند وارد شدہ مدعا ہمین است کہ درین عمل اکثر جہال اعتقادی کہ مشرکین را در بزرگان خود بہم رسیدہ است بہم میرسد و توجہ الی اللہ محض باقی نماند مگر در پردہ حجاب ان ارواح انتہی اور تیسیر الوصول مین مرقوم ہی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول والمسجد الاقصی رواہ الشیخان والترمذی المراد لا تقصد موضع من المواضع بنیت العبادۃ والتقرب الی اللہ تعالی الا ہذہ الاماکن الثلثۃ تعظیما لشانہا و تشریفا لہا انتہی یعنی ابی سعید خدری رض سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ پالان باندہا جاوے مگر طرف تین مسجدون کے مسجد الحرام اور مسجد رسول اور مسجد اقصی مراد لا تشد سے لا تقصد ہی یعنے نہ قصد کیا جاوے کسی جگہہ کا ساتہہ نیت عبادت اور تقرب الی اللہ تعہ کے مگر انہین مسجدون کی طرف بسبب بزرگ ہونے شان اونکی کے اور مشرف ہونے اونکے کے انتہی اب خوب ثابت ہوچکا عدم جواز شد رحال کا طرف غیر مساجد ثلاثہ مذکورہ کے کہ تمام شہرون

ابی بصرہ غفاری رضہ سے اور سکوت ابوہریرہ رضہ سے اور قول ابو محمد جوینی اور شیخ امام حرمین اور امام سبکی اور قاضی بیضاوی اور قاضی حسین اور قاضی عیاض اور صاحب فتح الباری شرح صحیح البخاری اور صاحب تیسیر الوصول اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مصفی و حجۃ اللہ البالغہ اور شیخ عبد الحق محقق دہلوی اور مؤلف مائۃ المسائل مولانا محمد اسحاق اور شاہ عبد العزیز صاحب فتح العزیز و تفہیم المسائل اور صاحب درمختار اور صاحب فتاوی عالمگیریہ اور صاحب شرح ترمذی ابو محمد طیب سندی وغیرہ اقوال متقدمین اور متاخرین سے اور بخوبی بوجہا گیا حرام ہونا اوسکا فافہم و باللہ التوفیق اور وہ جو حدیث مسند امام احمد میں ہے روایت شہر سے کہ قال شہر سمعت ابا سعید الخدری رضہ وذکر عندہ صلوۃ فی الطور فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمصلی ان یشد الرحال الی مسجد یبتغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ھذا یعنی کہا شہر نے کہ سنا میں نے ابی سعید خدری رضہ سے اور حال یہہ کہ تحقیق ذکر کیا گیا تہا نزدیک اونکے نماز پڑھنے کا طور میں سو کہا اونھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں لائق ہے واسطے نمازی کے کہ پالان باندھے طرف کسی مسجد کے نماز پڑھنے کو سوای مسجد الحرام اور مسجد اقصی اور میری مسجد کے سو یہ حدیث خاص ہے اور حدیث لا تشد الرحال الخ عام ہی اور حمل عام کا خاص پر خلاف اصول حنفیہ کے ہے بلکہ خاص اوپر خصوص اپنے کے اور عام اوپر عموم اپنے کے باقی رہتے ہیں جیسا کہ نور الانوار میں ہے کہ واذا اختلف الراوی فیجعل کالخبرین ویعمل بہما کما ھو مذھبنا فی ان المطلق لا یحمل علی المقید فی حکمین لما روی انہ نہی عن بیع الطعام قبل القبض وروی انہ عم نہی عن بیع مالم یقبض فلم یقید بالطعام فقلنا لا یجوز بیع العروض قبل القبض کما لا یجوز بیع الطعام قبلہ انتہی یعنی اور جبکہ مختلف ہوں راوی تو کی جاوگی مانند دو خبروں کے اور عمل کیا جاویگا ساتہہ ان دونوں کے جیسا کہ وہ مذہب ہمارا ہی اس باب میں کہ تحقیق مطلق نہیں حمل کیا جاتا ہی مقید پر دو حکموں میں اسلیے کہ روایت کیا گیا ہی کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہی بیچنے طعام کے سے قبل قبضہ کرنے کے اور روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق حضرت نے منع کیا ہی بیچنے سے اوس چیز کے کہ نہیں قبضہ کی گئی ہی سو نہ مقید کیا اسکو ساتھہ طعام کے سو کہا ہمنے کہ نہیں درست ہے بیچنا اسباب کا قبضہ کرنے سے پہلے جیسے کہ نہیں درست ہے بیچنا طعام یعنی غلہ کا قبل قبضہ کرنے کے اور یون ہی کہا ہی صاحب تحقیق المقال نے اور جو کہ کہی گئی ہی کہ وہ جو کہا مولانا محمد حیدر علی رامپوری رحمہ اللہ نے تکملہ تحقیق المقال میں بعد نقل کرنے عبارت منتہی المقال کے کہ وجہ سوم تفسیر مستثنی منہ کہ درین حدیث مقدر است بحدیث

ابو سعید خدری رضہ گردد آن مستثنی منہ صریحا کو رست والاحادیث والآیات تفسیر بعضہا بعضا الی

نعیم الحق من تفسیر الحدیث بالحدیث انتہی میگوئیم اختیار این وجہ بر مستدل انہایت مضرست کہ راہ سلوک بمقصد او برا و تنگ کردہ
و خصمش را بمقصدش رسانید زیراکہ لفظ مسجد مذکور احتمال التفسیر و عدم تفسیر ہر دو میدارد بلکہ احتمال عدم تفسیر ظاہرست لکون الحکم
منفیا کما سیاتی و چون محتمل تفسیر التفسیر قرار داد پس انچہ تفسیر بود نزدش ظاہرست تفسیر غیر و نزدش بطریق اولی قابل شود و این مبطل
دعوی وی و مثبت دعوی خصم اوست پس میگوئیم کہ مستثنی منہ مقدر مستثنی منہ مذکور تفسیرست و مستثنی منہ مذکور را خود حضرت
شارع علیہ الصلوات والسلام بدیگر احادیث تفسیر فرمودہ حیث قال جعلت لی الارض الطیبۃ مسجدا و طہورا و جعلت
الارض مسجدا و طہورا و الارض کلہا مسجد سوی المقبرۃ والحمام کما فی الجامع الصغیر وغیرہ من کتب الحدیث وقد مر انتہی
اور قول فیصل اسمین یہ ہے کہ شد رحال الی کذا منع ہے اور لکذا منع نہیں پس جو لوگ کہ اہل اللہ تعالیٰ ہین اور اونکو ملاقات روحانی حاصل
ہے یہان ہو خواہ وہان تو اون کو شد رحال طرف مقابر اہل اللہ تعالیٰ کے درست ہے اسلیے کہ وہ در اصل شد رحال لکذا ہے نہ الی کذا بخلاف
ان کے عوام بلکہ خواص کو بھی جنکو ملاقات روحانی نہیں ہوتی ہے اونکو ہرگز درست نہیں کہ وہ شد رحال الی کذا ہے نہ لکذا بلکذا افادہ استاد
الاستاذی مولانا محمد حیدر علی انتہی اور مؤید ہے ان توجیہات کو تقریر حضرت شاہ ولی اللہ کے حاشیہ تراجم بخاری میں قولہ لا تشد
الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الخ قدر الغزالی الکلام لصحۃ الاستثناء ہکذا لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد حتی
تبقی شد الرحال لزیارت القبور مسکوتا عنہ غیر داخل تحت النہی و علی ہذا اعتراض لان نہیہ علیہ السلام عن شد الرحال انما
ہو لسد الذریعۃ کیلا یتخذ الناس کل مسجد و کل مکان من الامکنۃ متبرکا یعظمونہ کتعظیم من اللہ تعالیٰ المسجد الحرام
والمسجد النبوی و بیت المقدس کما کانوا یفعلون فی الجاہلیۃ وہذا لا یناسب بتقدیر المستثنی منہ خاصا بل یجب ان یترک
الکلام علی عمومہ و صحۃ الاستثناء یمکن علی تقدیر عمومہ ایضا بان یقال لا تشد الرحال الی مکان من الامکنۃ
المعظمۃ بین الناس من المقابر والمساجد الا الی ہذہ الثلاثۃ المعظمۃ فتامل واما اتیانہ علیہ الصلوۃ والسلام
فی مسجد قبا کل سبت فانما کان لملاقاۃ الانصار الذین کانوا یسکنون فیہا لانہم کانوا بعیدین عنہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یصلون کل یوم الیہ و جلوسہ علیہ السلام فی المسجد لتحصیل لقاء کل واحد
منہم و اتباع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی ذلک لہ علیہ السلام من الاتباع فی السنن الزوائد انتہی
ترجمہ یعنی قول اوس علیہ السلام کا کہ نہ باندہا جاوے پالان مگر طرف تین مسجدون کے الخ مقدر کیا امام غزالی رحمہ اللہ نے کلام ساتھ صحت
استثنا کے اس طور پر کہ نہ باندہا جاوے پالان طرف کسی مسجد کے مگر طرف تین مسجدون کے تاکہ باقی رہے شد رحال واسطے زیارت قبور
کے مسکوت عنہ غیر داخل تحت نہی کے اور اس پر اعتراض ہے اسلیے کہ نہی علیہ السلام کی شد رحال سے سوا اسکے نہیں کہ وہ واسطے بند
کرنے وسیلے کے ہے کہ نہ پکڑین لوگ ہر مسجد اور ہر مکان کو مکانون متبرک سے کہ تعظیم کرتے ہین وے اوسکے مانند تعظیم کرنے کے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے مسجد الحرام اور مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس کے جیسے کہ دو ایام جاہلیت مین تعظیم کیا کرتے تھے مکانون معظمہ مزعومہ
کی اور یہ بیان نہین مناسب ہے بر تقدیر مستثنی منہ خاص کے بلکہ واجب ہے یہ کہ چھوڑا جاوے کلام اوپر عموم اپنے کے اور صحت استثنا کے

ممکن ہے اور مقدر کرنے عام اوسکے کے بھی اسطور سے کہ کہا جاوے کہ نہ پالان باندھا جاوے طرف کسی مکان کے مکانون معظمہ مین سے آدمیون کے مقابر اور مساجد سے مگر طرف ان تین مکانون معظمہ کے سوا مل کر سکوا ور تشریف لے جانا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد قبا مین ہر ہفتہ کو سو سوا اسکے نہین کہ تہا واسطے ملاقات انصار کے کہ وہی وہان بستے تھے اسلیے کہ وہی دور رہتے تھے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ پہنچ سکتے تھے ہر روز حضرت کی خدمت فیضدرجت مین اور بیٹھنا حضرت کا اوس مسجد مین واسطے ملاقات حاصل کرنے ہر ایک کے اون مین سے تہا اور پیروی کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس بات مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سنن زوائد مین سے تہا انتہی اور مہاجرت اپنے بہائی مسلمان سے زیادہ تین دن سے درست نہین حدیث شریف مین آیا ہی کہ لا ہجرۃ بعد ثلاث یعنی نہین روٹھہ رہنا بہائی اپنے سے بعد تین دن کے اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ لا یحل لمومن ان یہجر اخاہ فوق ثلثۃ ایام یعنی نہین حلال ہی کسی مومن کو کہ روٹھہ رہے اپنے بہائی سے زیادہ تین دن سے یہ امور دنیویہ اور امور معاشرہ مین ہو نہ امور دینیہ مین بلکہ امور دینیہ مین جبتک روٹھہ رہنا اور نہ بولنا اوس سے درست ہی کہ وہ شخص اوس امر خلاف شرع سے تائب ہووے جیسے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب کعب بن مالک اور اوسکے رفیقون سے خوف نفاق کا بسبب تخلف کرنے اونکے کے غزوہ تبوک سے تب آپ نے حکم کیا مسلمانون کو اونسے جدائی کرنے اور نہ بولنے کو حتی کہ پچاس روز تک اون سے کسی نے کلام نکیا پھر جبکہ آیت قبول ہونے توبہ اونکے کی نازل ہوئی تب اون سے بولے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ اپنے ازواج مطہرات سے ایک مہینا بہر مہاجرت اختیار کی تہی اور یون ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر سے ایک مدت تک مہاجرت کی کذا فی النہایہ اور مہاجرت دل کی ساتہہ زبان کے یعنی ذکر اللہ تعالیٰ مین بھی منع ہی کہ فرمایا آپ نے ازراہ مذمت کے ومن الناس من لا یذکر اللہ الا مہاجرا یعنی اور بعضے لوگون مین سے وہ شخص ہے کہ نہین یاد کرتا اللہ تعالیٰ کو مگر ازروے مہاجرت کے یعنی جدا ہوتا ہی دل اوسکا زبان سے یعنی غفلت قلب سے بغیر اخلاص کے ذکر کرتا ہی سو ہوتا ہی دل اوسکا مہاجر یعنی بات سے غیر موصل بات سے کذا فی النہایہ اور وفود ازد کی آئی ازد او پر وزن بجد کے نام ہی ایک قبیلے کے باپ کا سب انصار اوسی کی اولاد سے ہین اور اوسکو ازد شنوءہ بھی کہتے ہین ابو سلیمان دارانی سے منقول ہے کہ کہا اونہون نے کہ حدیث کی مجہسے علقمہ بن یزید بن سوید ازدی نے اور اونہون نے اپنے باپ سے اور اوس نے اپنے باپ سے اوس نے کہا کہ آیا مین اوس حال مین کہ مین تہا ایک اون سات آدمیون مین سے اپنی قوم کے جو حضرت کی خدمت مین سالگہ آئے تھے اور باتین کی ہمنے آپ سے سو خوش آئی آپکو ہماری روش اور پوچھا آپنے کہ کون ہو تم ہمنے عرض کی کہ ہم مسلمان ہین آپنے اس کلام سے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہر ایک کلام کی حقیقت ہے اور حقیقت تمہارے کلام و ایمان کی کیا ہی ہمنے عرض کی کہ پندرہ خصلتین ہین پانچ اون مین سے وہ ہین کہ امر کیا ہی تمہارے رسولون نے ساتہہ اونکے ایمان لانے کا اور پانچ اون مین سے وہ ہین کہ امر کیا ہے تمنے ہمکو اونکے کرنے کا اور پانچ خصلتین وہ ہین کہ ہمنے اونکی عادت کی ہے ایام جاہلیت مین اور اب بہی اون پر ہین مگر یہ کہ آپ اوسکو برا جانین یعنی اگر اون پانچ مین سے جسکو آپ برا جانین تو اوسکو ہم بہی برا جانین گے پھر آپنے ہمسے پوچھا کہ وہی کیا ہین کہ حکم کیا اونکا میرے رسولون نے عرض کی ہمنے کہ حکم کیا اونہون نے کہ ایمان لاوین ہم اللہ پر اور اوسکے رسولون پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور زندہ کرکے اوٹھانے پر بعد موت کے پھر آپنے پوچھا کہ وہی پانچ کیا ہین کہ جنکے اونکے

کرنے کا تمکو حکم کیا ہے عرض کی ہمنے کہ حکم کیا آپنے ہمکو کہ کہین ہم لا الہ الا اللہ اور قائم رکھین ہم نماز کو اور دیوین زکوۃ اور روزہ رکھین
ہم رمضان کے اور حج کرین ہم بیت اللہ کا اگر استطاعت اوسکی رکھین اور امن راہ کا ہو پھر آپنے پوچھا کہ وہی پانچ کون ہین جسکی تمنے عادت
کی ہے ایام جاہلیت اور زمان اسلام مین ہمنے عرض کی کہ شکر کرنا فراخی مین اور صبر کرنا تکلیف مین اور راضی رہنا ساتھہ تقدیر الٰہی کے
اور سچ بولنا بیچ جگہون ملاقات کے اور ترک کرنا بدخواہی کا دشمنون سے پھر فرمایا آپنے کہ قریب تھا تمہاری ایمان کے فقہ سے کہ تم انبیا
ہوتے یعنے یہہ منجملہ صفات حمیدہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ہین جو تم لوگون مین رکھی گئین مگر باب نبوت کا مسدود ہو گیا سو تم علما اور حکما
ہو کہ پیرو انبیا علیہم السلام کے ہو پھر آپنے فرمایا کہ مین پانچ اور ان پر زیادہ کردون تمکو کہ پوری بیس خصلتین ہو جاوین اگر ہو تم ایسے ہی
جیسے کہتے ہو وہ یہہ ہین کہ جمع نکرو تم اوس چیز کو جسکو نہ کہاؤ اور نہ بناؤ اوس چیز کو جسمین نہ رہو تم اور نہ رغبت کرو تم اوس چیز کی
جس سے کل کو جدا ہونے والے ہو اور ڈرو اللہ تعالی سے کہ اوسکی طرف رجوع کیے جاتے ہو اور پیش کیے جاتے ہو اور خواہش کرو اوسکی
جسکی طرف جانے والے ہو اور ہمیشہ اوس مین رہنے والے ہو یعنی عقبی پھر وہ لوگ رخصت ہو کر گئے اور یاد کر لی اونہون نے یہہ وصیت رسول
مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی اور عمل کیا اوسپر رضی اللہ تعالی عنہم وعن سائر عبادہ الصالحین وصلی اللہ علی سید الرسل الرسل اللہ ہادی
الخلق الی الطریق الحق والیقین کذا فی مدارج النبوۃ اور آئی وفود بنی منتفق کی منتفق نام ہے ایک قبیلہ کے باپ کا عبد اللہ بن امام احمد اپنی
مسند مین اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عاصم بن لقیط بن عامر اپنی قوم کی طرف سے وکالۃً جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
مین آئے اور اون کے ساتھہ ایک آدمی اور تھا اوسکو نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق کہتے تھے اوسوقت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نماز
فجر سے فارغ ہو کر اور لوٹ کر لوگون مین خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا آپنے کہ اے لوگو خبردار ہو کہ مینے پوشیدہ کی ہے آواز اپنی تم سے چار دن
کی رات سے یعنے چار دن سے مینے تمکو کوئی بات نصیحت کی نہین کی کہ سنو تم آج کے دن کیا آیا ہے کوئی تم مین کہ وکیل کر بھیجا ہو اوسکو اوسکی
قوم نے سو کہا اصحاب نے عاصم بن لقیط کو کہ دیکھہ حضرت کیا فرماتے ہین یہہ اسلیے کہ اونکو آگاہ کیا کہ اونکو سننے کلام ہدایت التیام حضرت
کی سے باز رکھے حدیث النفس کے اوسکی یا حدیث صاحب اوسکے کی پھر آپنے فرمایا کہ آگاہ ہو تم کہ مین پوچھا جاؤنگا یعنی روز قیامت کے
کہ پہونچا دیے مینے احکام اللہ تعالی کے تمہین یا نہین بعد اسکے آپنے بیان فرمایا البعث ونشر اور جنت ونار کا پھر عرض کی عاصم نے کہ کس
چیز پر بیعت کرون مین یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نماز کے قائم رکھنے اور زکوۃ کے دینے پر اور یہہ کہ شریک نکرے تو ساتھہ اللہ تعالی کے کسی
کو آخر حدیث تک کذا فی مدارج النبوۃ اور آئی وفود نخع کی نخع ساتھہ زبر نون اور خاء معجمہ کے نام ہے ایک قبیلے کا قبائل یمن سے مواہب لدنیہ
مین ہے کہ یہہ وفود سب کے پیچھے آئی بعد انکے کوئی وفود نہین آئی اور یہہ بیچ نصف محرم کے سنہ گیارہ ہجری مین آئے تھے وہ دو سو آدمی تھے
مہمان سرا مین اوترے بعد اسکے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوئے اوس حال مین کہ اقرار کرنے
والے تھے ساتھہ اسلام کے یعنے مسلمان تھے اور پہلے یمن مین حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر بیعت حاصل کر چکے تھے ان لوگون
مین ایک شخص تھا کہ اوسکو زرارہ بن عمرو کہتے تھے اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے اس سفر مین عجیب حالات دیکھے ہین اپنے
خواب مین آپنے پوچھا کہ کیا دیکھا اوس نے عرض کی کہ مینے ایک مادہ خر کو دیکھا کہ اوس نے ایک بچہ سیاہ بکری کا جنا ہے سرخی مائل بسیاہی فرمایا

کہ کیا تو نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا ہے اوسنے کہا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اوسنے اس رنگ کا بچہ جنا ہے وہ تیرا بیٹا ہے پھر اوس نے عرض کر
کہ یا رسول اللہ یہہ سیاہی سرخی مائل رنگ کی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک آ پھر اوسنے پوچھا کہ کیا تیرے بدن مین برص ہے کہ
اوس کو تو لوگون سے چھپاتا ہے عرض کی کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جس نے بھیجا ہے تمکو ساتھہ حق کے اس کو کوئی نہین جانتا سوا آپ
کے آپ نے فرمایا کہ وہی ہے پھر اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دیکھا مینے ایک بڈھی عورت کھچڑی بال والی کو کہ زمین سے نکلی ہے فرمایا
آپنے کہ یہ بقیہ دنیا کا ہے کہ اتنی باقی رہی ہے پھر اوسنے عرض کی کہ مینے ایک آگ دیکھی کہ زمین سے نکلی ہے اور حائل ہوگئی ہے درمیان میرے
اور میرے بیٹے کے آپنے فرمایا کہ وہ فتنہ ہے کہ آخر زمانہ مین ہوگا اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کیا فتنہ ہے آپ نے فرمایا کہ مار ڈالینگے
لوگ اپنے امام کو اور جلائے گا اوس فتنے مین بدکار اپکو نیک کار اور ہوگا خون کرنا مسلمان کا مسلمان کے نزدیک شیرین زیادہ پانی سے
اگر مر گیا تیرا بیٹا تو تو اوس فتنے کو دیکھیگا اور جو تو مر گیا تو تیرا بیٹا اوسکو دیکھیگا اوس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ دعا کرین اللہ تعالیٰ
سے کہ اوس فتنے کو نپاؤن پھر آپنے دعا کی کہ خدا اوسکو نہ پاوے اور اوس فتنے کو سو مر گیا وہ شخص اور جیتا رہا بیٹا اوسکا اور تھا وہ بیٹا اوسکا
ان مین سے کہ خلع کیا یعنے معزول کیا خلافت سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہہ حال اون وفود کا مواہب لدنیہ اور
مدارج النبوۃ مین مذکور ہے اور سوا انکے حال اور وفود کا روضۃ الاحباب مین بیچ سال دسوین کے بیان ہے سو وہ سب ہم یہین بیان
کیے دیتے ہین تاکہ سبکا حال ایک ہی جگہہ جمع ہو جاوے بعد اسکے باقی حال آٹھ سال کا بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ایک ان مین سے
وفود قبیلہ طی کی تہی قصہ انکا یہہ ہے کہ آٹھوین سال ہجری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سریہ قبیلہ طی پر گیا تہا اور وہان سے دختر
حاتم کو پکڑ لائے تھے اور عدی بن حاتم اوسکا بہائی ملک شام مین بہاگ گیا تہا جبکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے احسان رکھکر اوس عورت کو چھوڑ دیا کما مَرَّ تب وہ ملک شام مین اپنے بہائی عدی کے پاس گئی اور اوسکو رغبت اسلام اور اطاعت
حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی دلائی پھر جب سال دسوین مین وفود قبیلہ طی کی آئی ان مین عدی بن حاتم بہی آئے اور
اسلام لائے سو حضرت عدیؓ کہتے ہین کہ جب مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدایت گنجور مین حاضر ہوا تب آپنے مجھہ سے
پوچھا کہ تو کون ہے مینے عرض کی کہ عدی بیٹا حاتم کا ہون بعد اسکے حضرت مجلس سے اوٹھکر اپنے دولت سرا کی طرف متوجہ ہوئے
اور مین بہی آپکے ہمراہ گیا رستہ مین ایک بڈھی ضعیفہ عورت نے حضرتؐ سے اپنی کچھہ حاجت عرض کی آپنے راہ مین کھڑے ہوکر اوسکا مقصد
پورا کیا مینے اپنے جی مین کہا کہ کوئی بادشاہ ہرگز کسی بڈھی عورت کی ایسی دلجوئی نکریگا یہہ اخلاق پیغمبری ہین اور جب آپ اپنے دولت
سرا مین تشریف لے گئے تو ایک وسادہ چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا آپنے میرے آگے ڈال دیا اور فرمایا کہ اس پر بیٹھہ مینے عرض کی کہ
گدی ہو
آپ اسپر بیٹھین پھر آپ نے اس مین بہت سا مبالغہ کیا اور آپ زمین پر بیٹھہ گئے مینے اپنے جی مین کہا کہ یہہ خو اور عادت پادشاہون
کی سی نہین ہے بلکہ یہہ صفات انبیا سے ہے پھر آپ نے مجھسے پوچھا کہ تو کیا مذہب کرتا تہا اور کیا کام کرتا تہا اور کیا کام تیرے مذہب
مین درست نہ تہا مین اپنے دل مین سمجھا کہ یہہ شخص پیغمبر مرسل ہے پھر مینے بیان کیا پھر آپنے مجھہ سے ارشاد کیا کہ اے عدی شاید کہ
تجھکو مسلمان ہونے سے مانع قلت مال کی اور کثرت احتیاج مسلمانون کی ہے یعنے اسلیے کہ نہ انکے پاس اب بہت مال و متاع ہے

اور نہ بہت مسلمان ہیں قسم خدا کی چند مدت میں انکے پاس مال بہت ہو جاوے گا اس حد کو کہ کسی کو ایسا محتاج نہ پاوینگے کہ وہ انکو
مال دیں اور وہ قبول کرے اور فرمایا کہ شاید تجھکو مانع ہوئی ہے اسلام لانے سے کثرت اعدا کی اور قلت اصحاب دین کی قسم خدا کی اگر زندہ
پاویگا تو یعنی عمر کی تو دیکھیگا تو کہ مسلمان بہت ہونگے اور اعدای دین تھوڑے اس حد کو کم ہو جاوینگے کہ ایک عورت قادسیہ سے
اپنے اونٹ پر سوار ہو کر یا تن تنہا زیارت بیت اللہ کو چلی آویگی اور کسی سے نہ ڈریگی سوای خدای تعالی کے اور فرمایا کہ شاید تجھکو
اسلام لانے سے یہ بات مانع ہو کہ حکومت اور سلطنت اہل اسلام میں نہیں ہے اور دشمنان دین کے پاس ہے قسم ہے خدا کی قریب ہے
کہ تو سنیگا کہ سپید محل زمین بابل کے مسلمانوں کے ہاتھوں سے فتح ہوئے عدیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں شرف اسلام سے مشرف ہوا
پھر مینے ان امروں سے دو امر دیکھے ایک فتح ہونا محل سفید بابل کا اہل اسلام کے ہاتھوں اور جانا ایک عورت کا تنہا قادسیہ
سے حج بیت اللہ کو اور وہی باقی امور بھی جو آپنے فرمائے تھے واقع ہونگے اور ایک روایت عدیؓ سے یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے
گلے میں ایک سونے کا بت تھا اوسکو دیکھکر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من
دون اللہ والمسیح ابن مریم یعنی پکڑا اونھوں نے یعنی بنی اسرائیل نے عالموں اپنے کو اور عابدوں کو رب سوای اللہ تعالی کے اور عیسیٰ مسیح
مریم کے بیٹے کو کذا فی روضۃ الاحباب اور معالم التنزیل میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے روایت عدی سے کہ کہا اونھوں نے کہ آیا میں
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور میرے گلے میں تصویر صلیب سونے کی تھی سو فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھینکدے تو اس بت کو پھر نکال ڈالا مینے اوسکو اپنے گلے سے پھر جب گیا میں حضرت کی مجلس میں تو اوسوقت حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم الخ تلاوت فرمارہے تھے جب فارغ
ہوئے تب مینے عرض کی کہ ہم لوگ تو انکی عبادت نہیں کرتے تھے یعنے اپنے احبار اور رہبان کو ہمنے نہیں رب پکڑا تھا آپنے فرمایا کہ کیا تھے وہ
کہ حرام کرتے تھے وہی اوس چیز کو کہ حلال کیا تھا اوسکو اللہ تعالی نے سو حرام کر لیتے تھے تم اوسکو اور حلال کرتے تھے وہی اوس چیز کو کہ حرام کیا
تھا اوس کو اللہ تعالی نے سو حلال جانتے تھے تم اوسکو مینے عرض کی کہ ہاں یعنی یوں ہی تھا کہ ہم لوگ یعنی بنی اسرائیل بلا تحقیق احبار اور
رہبان کے مسائل بتائے ہوؤں کو مان لیتے تھے فرمایا حضرتؐ نے کہ بس یہی ہے عبادت اونکی تھی اور کہا عبد اللہ بن المبارک نے
کہ نہیں بدلا دین کو یعنی اوسکے حکموں کو مگر بادشاہوں اور علما رسو نے اور عابدان اونکے نے انتہی اور یہی لیے قاضی ثناء اللہ
ہمدانی نے تفسیر مظہری میں تحت میں اس آیت قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الآیہ ومن ھھنا یظھر انہ
اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالما عن المعارضۃ ولم یظھر لہ ناسخ وکان فتوی
ابی حنیفۃ مثلا خلافہ وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابت ولا یمنعہ
الجمود علی مذھبہ من ذلک کیلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ روی البیہقی فی المدخل باسناد
صحیح الی عبد اللہ بن المبارک قال سمعت ابا حنیفۃ رح یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس
والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار قولھم واذا جاء من التابعین زاحمناھم

وذکر فی روضۃ العلماء قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقول الصحابۃ ونقل انہ قال ابوحنیفہ
اذا صح الحدیث فہو مذہبی وانما قلت فی العمل بالحدیث ان یکون ذلک الحدیث قد ذہب الیہ احد من الائمۃ
الاربعۃ کیلا یلزم العمل علی خلاف الاجماع فان اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلاثۃ او الاربعۃ
علی اربعۃ مذاہب ولم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ الاربعۃ فقد انعقد الاجماع
المرکب علی بطلان قول من یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ
وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین الی آخرہ وایضا لا یحتمل کون الحدیث مختفیا عن الائمۃ
الاربعۃ وعن اکابر العلماء من تلامذتہم فترکہم قاطبۃ لحدیث دلیل علی کونہ منسوخا او ماول انتہی

یعنی اوریہان سے ظاہر ہوا کہ تحقیق شان وہ ہے کہ جب کسی کو صحیح معلوم ہوجاوے حدیث مرفوع نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ معارض ہوا وسکو کوئی اور حدیث اور نہ اوسکی اور کوئی حدیث ناسخ ہو اور فتوی ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا مثلاً خلاف اوس حدیث کے اور تحقیق عمل بھی کیا ہو اس حدیث سے ایک نے چارون امامون مین سے تو اوسوقت واجب ہے اسکو عمل کرنا اوس حدیث ثابت پر اور نہین مانع ہوتا ہے اوسکو جم رہنا اپنے مذہب پر اس عمل بالحدیث سے یعنے تقلید مذہب کی اوسکو مانع نہین اور نہ اوس سے تقلید مذہب کی ٹوٹے تو کہ نہ لازم ہوجاوے رب ٹھہرانا بعض کا بعض کو سوای اللہ تعالی کے روایت کیا ہے بیہقی نے مدخل مین ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بن المبارک سے کہا اونھون نے کہ سنا مینے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کہتے تھے کہ جب آوے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے یعنے حضرت سے جو بات ثابت ہو سو وہ ہمارے سر وچشم پر ہے اور جب آوے صحابہ کرام اونکے سے یعنے جو بات اون سے ثابت ہو تو اختیار کرلین گے ہم اونکے قول کو اور جب آوے تابعین سے یعنے جو بات ثابت ہو تابعین سے تو مزاحمت کرینگے ہم اوس سے یعنے اگر قیاس اونکا درست معلوم ہوگا تو ہم مان لین گے والا نہین اور روضۃ العلما مین ہے کہ کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ چھوڑ دو میرے قول کو مقابلہ مین حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور مقابلہ مین قول صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور نقل کیا گیا ہے کہ تحقیق شان یہہ ہے کہ کہا اونھون نے یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ جب صحیح ہوجاوے کوئی حدیث سو وہی میرا مذہب ہے کہتے ہین صاحب تفسیر مظہری یعنی قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کہ کہا مینے یعنے شرط کی مینے عمل بالحدیث مین یہہ کہ ہو وہ حدیث ایسی کہ ایک نے چارون امامون مین سے اوسپر عمل کیا ہو تو اوسوقت اپنے مذہب کی تقلید چھوڑ کر کہ خلاف اوسکے ہے اوس حدیث شریف پر عمل کرنا چاہیے اسلیے کہ نہ لازم ہو عمل خلاف اجماع کے پس تحقیق امت متفرق ہوگئی بعد گذرنے قرن تیسرے یا چوتھے کے اوپر چار مذہب کے اور نہ باقی رہا کوئی مذہب فروع مسائل مین سوا ان چار مذہب کے سو بیشک منعقد ہوگیا اجماع مرکب اوپر بطلان قول اوس شخص کے کہ مخالف ہو اون سب کے اور بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ جمع کرے گی امت میری اوپر گمراہی کے اور فرمایا اللہ تعالی نے کہ جسنے پیروی کی غیر طریق مؤمنین کے آخر آیت تک اور بھی نہین احتمال ہے ہوتا کسی حدیث کا پوشیدہ ائمہ اربعہ سے اور بڑے بڑے عالمون سے جو اونکے شاگرد تھے سو چھوڑ دینا اونکا قصداً کسی حدیث کو دلیل ہے

اوسکے منسوخ ہونے اور ماقل ہونے پر انتہی اور حضرت مجدد دین امیر المؤمنین امام المجاہدین سید احمد علیہ الرحمۃ کی کتاب ہدایت
انتساب صراط المستقیم مین بھی اسی مضمون کو لکہا ہی کہ دراعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام ست بہتر و خوبست لیکن
علم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نماند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات
وقت بہر کس رسیدہ و بعد از آنکہ کتب مصنف شدہ جمیعت آن علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ
یابد اتباع ہیچ مجتہد دران نکند و اہل حدیث را مقتدای خود شناسد و بدل محبت ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ حاملان
علم پیغمبر اند و بنوعی فائدہ مصاحبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند و مقلدان
تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی میدانند محتاج آگاہی بران نیستند انتہی ترجمہ یعنی معمول ہونے مین پیروی مذاہب اربعہ کے کہ جسکا رواج
ہی تمام اہل اسلام مین بہتر اور خوب ہے لیکن علم پیغمبر کو احاطہ کیا ہوا ایک مجتہد کے علم مین نجانے بلکہ علم حضرت کا تمام جہان مین
پہیل گیا ہی موافق حاجتون وقت کے ہر شخص کو پہونچا اور بعد اسکے کہ کتابین تصنیف ہوئین جامعیت اوسکی ظاہر ہوئی جسوں
مسئلہ مین کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ کوئی پاوے پیروی کسی مجتہد کی اوس مین نکرے اور اہل حدیث کو پیشوا اپنا جانے اور دل سے محبت
انکی رکہے اور تعظیم انکی لازم جانے کہ حفاظت کرنے والے یہ پیغمبر کے علم کے ہین اور ایک قسم کا فائدہ مصاحبت پیغمبر کا حاصل کرکے
مقبول جناب رسالت مآب کے ہوئے ہین اور تقلید کرنے والے تعظیم و توقیر مجتہدون کے خوب جانتے ہین محتاج اوس پر آگاہ کرنے کے
نہین ہین سواب ان دونون عبارات عربیہ اور فارسیہ سے واضح اور لائح ہوتا ہی کہ باوجود صحت اور ثبوت حدیث محبوب الٰہی حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے کسی کا قول بے دلیل ماننا اتخاذ ارباب من دون اللہ مین داخل ہی سو مسلمان کو چاہیے کہ جب ایسی
حدیث موصوف الصدر پاوے تو بلا تامل عمل مین لاوے اور کوئی عذر و حیلہ نہ بناوے اور نہ کسی کے منع کرنے پر جاوے والغرض حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم عدی بن حاتم کے حال پر بہت عنایت فرماتے تہے یہان تک کہ جب وہ شکار کو جاتے تو آپ اونکو وادی عقیق تک رخصت
کرنے جاتے اور عدی شکار پر حریص تہے اور اسی مقدمہ شکار مین اون سے بہت حدیثین مروی ہین کذا فی مدارج النبوۃ مترجم
عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ شکار کہیلنا مباح ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے احل لکم صید البحر و طعامہ متاعا لکم وللسیارۃ
یعنی حلال ہوا تمہارے لیے شکار دریا کا اور کہانا اوسکا توشہ ہی تمہارے لیے اور تمہارے مسافرونکو وحرم علیکم صید البر مادمتم
حرما اور حرام ہوا تمپر شکار جنگل کا جبتک تم احرام باندہے ہوئے ہو پہر جب احرام سے نکلے تو حلال ہی تمکو جنگل کا شکار بہی
یعنے حالت احرام مین تمکو شکار صرف دریا کا حلال ہی اور جب احرام سے باہر آؤ تو جنگل اور دریا دونون کا شکار تمکو حلال ہے
کذا فی التفسیر الاحمدی سو ثبوت ہوا اسکا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور اجماع امت سے اور نہین ثابت
ہوا کہ آنحضرت نے بذات شریف خود شکار کیا ہو لیکن تقریر اسکی کی ہی کذا فی مظاہر الحق اور شکار رات کو پکڑنا مباح ہے اور ترک
اسکا اولیٰ ہی فرمایا آنحضرت نے اقروا الطیر علی مکناتہا یعنی بیٹہے رہنے دو جانور پرندون کو اون کے گہونسلون پر
معنی اسکے تین ہین ایک یہ کہ یہ نہی ہے شکار کرنے سے رات کو دوسرا یہ کہ یہ نہی ہے ایذا دینے اونکے سے یعنے اون کو اون کے

اندون پر بیٹھے رہنے دو اور ساتھ ہلانے گھونسلوں کے اور اوڑانے کے اونکو اپنی اندوں تیسرا یہ کہ منع ہے شگون لینے سے عادت
عرب کی تھی کہ جب کوئی کسی کام کو جاتا تو ایک پرند کو اوڑاتا اگر وہ داہنی طرف اوڑتا تو مبارک جانکر اوس کام کو جاتا اور جو نہیں
تو نہیں کذا فی حیوۃ الحیوان والمرقاۃ اور مکروہ تحریمہ ہے باز کو تعلیم کرنا زندہ جانور پر یعنی باولی جیسے جانور کی دینی منع ہے اور
جائز ہے شکار کھیلنا کتے شکاری اور چیتے شکاری اور باز وغیرہ سب جانوروں شکاری سے جبکہ وہ تعلیم یافتہ ہوں اور علامت
اونکے شکاری ہونے کی یہ ہے کہ تین بار شکار پر چھوڑے جاویں اور وہ اوسکو پکڑ رکھیں اور نہ کھا جائیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ
کے نزدیک کچھ حد معین نہیں مقرر بلکہ تعلیم کرنے والوں کی رائے پر ہے کہ جب وہ خوب سمجھ لیں کہ اب یہ شکاری ہوا تب ہی شکاری
ہے اور باز کی تعلیم پا جانے کی حد یہ ہے کہ جب اوسکو چھوڑ کر بلاوے تب پاس چلا آوے اور وحشت نکرے اور شکار کو کھانے کی
اوس میں شرط نہیں کذا فی السراجیہ کیونکہ ایسی تادیب مار کوٹ سے ہوتی ہے اور یہ پرند بسبب نزاکت جسم کے یہ مار نہیں سہہ
ہو سکتی کذا فی تفسیر آیات الاحکام اور شکاری کتا جو شکار میں سے کچھ کھا لیوے تو وہ شکار کھانا نا روا ہے اور ایسا اس سے پہلا
شکار بھی اوسکا امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک حرام ہوجاتا ہے اگر شکاری کتے نے شکار پکڑا اور اوسکے مالک نے اگر اوس سے چھین لیا
اور پھر کتے نے اوس سے لیکر اوس میں سے کچھ کھا لیا تو یہ شکار کھایا جاوے کذا فی السراجیہ غرضکہ شکار شکاری جانور کا پھر ابو سباع
البہائم میں سے ہو یا سباع الطیر میں سے ہو کئی شرطوں کے ساتھ بدون ذبح کرنے کے حلال ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ شکاری جانور
مسلمان یا اہل کتاب کا تعلیم کیا ہو دوسرے یہ کہ شکار کو وہ زخمی بھی کرے تیسرے یہ کہ اوسکے چھوڑنے کے وقت بسم اللہ واللہ
اکبر کہا ہو چوتھے یہ کہ جو شکاری جانور سے شکار زندہ پاوے اوسکو پھر ذبح کرے اور جو زندہ نپاوے تو اول ہی کا بسم اللہ واللہ
اکبر کہنا کافی ہے کذا فی تفسیر آیات الاحکام اور حلال ہوجاتا ہے شکار جنگلی ساتھ زخم مارنے اور اوسکے بدن سے خون بہانے کے بسم اللہ
واللہ اکبر کہکر کسی جگہ اور کیسی ہی ہو اسکو ذکوۃ اضطراری کہتے ہیں اور ذکوۃ اختیاری سے بھی وہ حلال ہوجاتا ہے بشرط قدرت پانے
کے اوسپر اور محل ذبح کا اسی میں گردن کے نیچے سرے سے اوپر کے سرے تک جو سینہ کے متصل ہوتا ہے کذا فی السراجیہ اور کھانا
نہیں حلال ہے وہ شکار کہ مارا جاوے بندوق کی گولی سے بدون ذبح کے بسبب حدیث معراض کے معراض ایک تیر ہوتا ہے
بے پیکان کا اوسکو فارسی میں تیر گز کہتے ہیں اور وہ بیچ سے موٹا ہوکر لگتا ہے جیسے لاٹھی حضرت عدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے
کہا یا رسول اللہ ہم چھوڑتے ہیں تعلیم کیے ہوئے کتے یعنی شکار پر فرمایا کہا تو اوسکو کہ کتے پکڑ رکھیں تیرے لیے کہا میں نے اگر وہ مار ڈالیں
فرمایا اگرچہ وہ مار ڈالیں ف یہ حکم اوسوقت ہے جب وقت چھوڑنے کے بسم اللہ واللہ اکبر کہا ہو آگے تیر کہتے ہیں وہ کہ عرض
کی میں نے کہ ہم چلاتے ہیں تیر معراض فرمایا حضرت نے کہ کہا اوس چیز کو مارا ہو اگر زخمی کرے یعنی جس شکار میں تیر سیدھا بھال
کی طرف سے لگے اور مار ڈالے اوسکو اور جو چپٹا یعنی چوڑان کی طرف سے لگے اور زخمی نکرے شکار کو اور قتل کرے اوسکو یعنی اپنی
ضرب سے تو تحقیق وہ وقیذ ہے یعنی مت کہا اوسکو وقیذ وہ جانور ہے کہ مارا جاوے ساتھ اوس چیز کے کہ تیز نہو جیسے لکڑی پتھر وغیرہ
اور جو گولی آہنی تیز نوک کی ہلکی ہو تو اوسکا بھی مارا حلال ہے بسبب تحقیق ہونے کے ساتھ زخم کے اور اگر وہ تیر بھاری ہو تو حرام ہے کذا

اوسکا مارا اسلیے کہ وہ توڑتا ہے ہڈی کو اور صرف زخمی نہیں کرتی ہے سو ہوتا ہے مانند معراض کے ہذا ما فہم من ظاہر الحق معنی المرقات
اور اگر کسی جانور پر چھری پھینک کر ماری یا تلوار ماری اگر لگے بار کی طرف سے تو حلال ہے ورنہ حرام اور اگر مارا تیر شکار پر تو نہ کھایا
جاوے وہ شکار اگرچہ زخمی بھی ہوا ہو واسطے اس احتمال کے کہ اوس تیر نے قتل کیا اوسکو ایسے نے قتل ہے اور اگر مارا تیر لگا تیز دار والا
اوس نے زخم کیا تو کھایا جاوے بسبب تیقن موت کے ساتھ زخم کے اور قاعدہ کلیہ یہاں یہہ ہے کہ موت اگر حاصل ہو و بسبب ثقل کے
یا اوس میں شک آیا تو حرام ہے وجوبا یا احتیاطا کذا فی المرقاۃ اور اسی سال نوین میں گیارہ آدمی قبیلہ طے کے اور آئے انکے
سردار زید الخیل نام تھا حضرت نے اون پر اسلام عرض کیا وے لوگ مسلمان ہوئے زید نے کہا شکر و سپاس اوس خداوند تعالی کو
جسنے ساتھ وجود باجود تمہارے کے ہمکو تقویت دی اور دین اسلام ہمکو نصیب کیا اور میں نہیں جانتا ہوں کسی اخلاق کو بہتر اسکا
سے کہ ہمکو ساتھ اوسکے دعوت کرتے ہو اور تعجب کرتے ہیں ہم اپنی عقلوں سے کہ ہم ایک پتھر کو پوجتے تھے اگر وہ کبھی ہم سے گم جاتا تو ہم
اوسکی تلاش میں پھرا کرتے تھے پھر آپنے ارشاد کیا کہ یہ حال اور یہ علم تمکو زیادہ ہوگا یعنی جسقدر علم دین تمکو زیادہ ہوگا اوسی قدر اپنی
فہمید اول پر تعجب زیادہ ہوگا پھر آپنے اون کو خلعت دئے اور ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی دی اور زید الخیل کو ساڑھے بارہ
اوقیہ چاندی عطا کی اور بجہہ میں بطور جاگیر کے زید کو عنایت فرمائی اور ایک سند اوس کی لکھدی اور نام زید الخیل کا زید الخیر
رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کی اہل عرب میں سے میرے پاس فضیلت اور بزرگی
بیان کی گئی اوسکو میں نے اوس سے کمتر پایا مگر زید الخیر کو کہ اوس سے زیادہ پایا یعنی جو فضیلت اور خوبی اوسکی سنی تھی اوس سے اسکو زیادہ پایا اس
ارشاد میں حضرت کی کمال مدح اور ثنا زید الخیر کی ہے اور یہ فرمانا اور مدح کرنا حضرت کا بہ نسبت اون شخصوں کے تھا جو لوگ قبائل
سے حضرت کی خدمت میں آئے تھے اور خاص اوسی صفت میں جو آپکے سامنے اوسکا ذکر کیا نہ تمام صفات میں اور اس سے فضیلت
زید الخیر کی تمام عرب پر لازم نہیں آتی ہے کذا فی مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اس قصہ سے دو مسئلے ثابت
ہوئے ایک یہہ کہ امام کو اختیار ہے اور جواز ہے زمین اور جاگیر دینے شخص معین کو اور یوں ہی تمام دینا اور دینے میں کمی بیشی کا
بھی اختیار ہے اور وفود خولان کی آئی خولان نام ہے ایک قبیلے کا اور یہ دس آدمی تھے عرض کی اونھوں نے کہ یا رسول اللہ ہم آپکے پاس
آئے ہیں اس حال میں کہ اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہیں اور آپکی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور راہ سخت اور نرم طے کر کے ہم آئے ہیں
صرف آپکے لیے اور احسان ہے اللہ تعالی کا ہم پر اور اوسکے رسول کا آپنے فرمایا کہ جو تم راہ سخت اور نرم طے کر کے آئے ہو سو جو قدم
کہ تمہارے اونٹ نے اس راہ میں رکھا ہے ایک نیکی اوسپر مقرر ہے اور وہ جو تم صرف میرے ہی لیے آئے ہو سو جانو اور خبردار ہو کہ جو کوئی
میری زیارت کو آوے مدینے میں وہ شخص دن قیامت کے میرے جوار میں یعنی میرے قریب حمایت میں ہوگا پھر اونھوں نے فرائض اور احکام
شرعیہ سیکھے اور حضرت نے اونکو حکم کیا ساتھ پورا کرنے عہد اور ادا کرنے امانت کے اور نیکی کرنے ساتھ ہمسایہ کے اور منع کیا ظلم کرنے
سے اور فرمایا ان الظلم ظلمات یوم القیمۃ یعنی بیشک ظلم اندھیرے ہیں دن قیامت کے بیت جاہ ظلم گشت ظلم ظالمان ٭
این چنین گفتند جملہ عالمان ٭ پھر اونکو خلعت اور انعام دیکر رخصت کیا کذا فی روضۃ الاحباب و فی مدارج النبوۃ میں اس قصہ میں لکھا ہے

کہ صحیح حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی زیارت کرے میری قبر کی تو اوس نے گویا زیارت کی میری اور ایک روایت مین ہی کہ جسنے زیارت کی میری بعد وفات میری کے تو گویا اوس نے زیارت کی میری زندگی میری مین سو زائر قبر شریف کا داخل ہی اس بشارت مین فیض اشارت مین بعد اسکے کہتے ہین شیخ عبد الحق رحمہ کہ مدینہ منورہ مین ایک درویش کہتے تھے کہ حضرت کی قبر شریف کے زائر کو درجہ صحبت معنوی حضرت ختم رسل کا حاصل ہو جاتا ہی چنانچہ حدیث مذکورہ بھی اوسکی موید ہے انتہی مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ حضرت کے مزار پر انوار کی زیارت کے فضائل مین حدیثین بہت وارد ہین مگر اون مین سے بعض حدیثین جو ساتھ نقل ثقات اور طرق متعددہ کے مروی ہین اور بعض اون مین سے درجہ صحت کو اور اکثر درجہ حسن کو پہونچی ہین وہ یہان لکھی جاتی ہین فرمایا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی واسطے اوسکے شفاعت میری فائدہ واضح ہو کہ روز قیامت کے شفاعت حضرت کی تو عام ہوگی واسطے مومنون کے اس مین خصوصیت زائرین کی کیا ہی سو مراد اسکی یون معلوم ہوتی ہی کہ شفاعت ہوگی اون لوگون کے لیے واسطے حصول درجون خاص کے کہ وہ درجے واسطے غیر اونکے کے نہونگے اگرچہ کیسے ہی اعمال فاضلہ اون سے ہوئے ہون جیسے کہ رتبہ صحابیت کا سوای صحابہ رضی اللہ عنہم کے غیرون کو حاصل نہین باوجود علوی مرتبت اور رفعت منزلت کے یا یہ کہ اور عامہ مومنین کے لیے شفاعت مرتبہ جواز اور امکان مین ہوگی اور زائر مزار شریف کے لیے ضرورۃً اور وجوبًا ہوگی یا یہ کہ اس مین بشارت ہی زائر کو واسطے خیریت خاتمہ اوسکے کے ایمان پر کہ شفاعت اوسپر متفرع ہی برکت حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور فرمایا حضرت نے من زار قبری حلت لہ شفاعتی یعنی جس نے زیارت کی میری قبر کی حلال ہو گئی واسطے اوسکے شفاعت میری اور فرمایا حضرت نے من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعًا یوم القیمۃ یعنی جو کوئی آیا میرے پاس زیارت کو اور کچھ حاجت نہین کھتا ہی وہ مگر زیارت میری ہوگا حق مجھپر کہ ہون مین اوسکے لیے شفیع روز قیامت کے یعنے جو کوئی خالصًا مخلصًا میری زیارت کو آوے اور سوای اسکے اوسکی اور کوئی حاجت نہو تو اوسکے لیے یہ وعدہ کرامت کا ہی اور فرمایا حضرت نے من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے حج کیا پھر زیارت کی میری قبر کی بعد وفات میری کے ہوگا مانند اوس شخص کے کہ زیارت کی ہیری اوس نے بیچ زندگی میری کے کہ حکم صحبت کا رکھتا ہی یعنی صحبت معنوی اوسکو حاصل ہو جاتی ہی یعنے جیسے صحابہ کرام کو زیادتی فضیلت صحبت رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جمیع اشخاص پر جو اس فضیلت سے محروم رہی متحقق ہے یون ہی اون زائرین مزار شریف کو فضیلت زیارت حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سب اون شخصون پر جو اس فضیلت سے محروم ہین ثابت اور متحقق ہی اور فرمایا حضرت نے من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے حج کیا بیت اللہ کا اور نہ زیارت کی اوس نے میری سو تحقیق ظلم کیا اوس نے مجھپر اس سے بھی فضیلت حضرت کے مزار شریف کے زیارت کی ثابت ہوئی اور فرمایا حضرت نے من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعا و شہیدا یعنی جس نے زیارت کی میری طرف مدینے کے یعنے آیا طرف مدینہ کے میری زیارت کے لیے ہونگا مین اوسکے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہ یعنی شفیع

گناہوں اوسکے کا اور شاید طاعت اوسکی کا اور فرمایا حضرت نے من زار قبری کنت له شفیعا وشهیدا یعنی جس نے زیارت
کی میری قبر کی ہونگا مین اوسکے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہ اور فرمایا حضرت نے من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم
القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله من الآمنین یوم القیمة یعنی جس نے زیارت کی میری اوس حال مین کہ قصد کرنے والا ہو
اوسکا ہوگا وہ میرے جوار مین دن قیامت کے اور وہ شخص کہ مرا بیچ ایک کے دو حرم مین سے یعنی مکہ مین یا مدینہ مین اوٹھاویگا اوسکو
اللہ تعالی امن والون مین دن قیامت کے یعنی عذاب قیامت کے سے اللہ تعم اوسکو امن مین رکھیگا اور فرمایا حضرت نے من حج حجة الاسلام
وزار قبری وغزی غزوة وصلی فی بیت المقدس لم یسأل الله عز وجل فیما افترض علیه یعنی جس نے حج کیا حج اسلام کا
یعنی حج فرض اور زیارت کی میری قبر کی اور غزا کی کوئی غزا اور نماز پڑھی بیت المقدس مین نہ پوچھیگا اللہ تعم اوس سے فرائض سے
یعنی حساب مفروضات کا اوس سے نلیگا اگر اوس سے اس اسباب مین قصور ہوگیا ہو یعنی جو کوئی یہ سب کام بجالاوی اوس سے اللہ
حساب فرائض کا نلیگا یا یہ کہ ہر ایک کام پران کامون میں سے یہ جزا مرتب ہو واللہ تعم اعلم بالصواب اور فرمایا حضرت نے من حج
الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان یعنی جو کوئی حج کے لیے مکے کو آیا اور پھر ارادہ کیا اوس نے میری
زیارت کا اور آیا مسجد مین میری لکھے جاوینگے اوسکے لیے دو حج مبرور یعنی قصد کرنا حضرت کی زیارت شریف کا اور مشرف ہونا ساتھ
مجاورت مسجد نبوی کے ثواب رکھتا ہے برابر حج مبرور اور مقبول کے بلکہ سبب قبولیت اوس حج کا ہے کہ اوسکو اکرحج کہا ہے اور جزا حج
مبرور کی جنت ہے کہ واجب ہوچکی اوسپر اور حج مبرور وہ ہے کہ اوس مین وہ شخص مرتکب گناہ ہی معاصی کا نہین ہوا ہے اور ریا و سمعت
بھی اوس مین نہین ہے اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہے کہ درگاہ الہی مین قبول ہوجاوے و ذالك فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم اور فرمایا حضرت نے من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیمة
وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر یعنی جس نے زیارت کی میری بعد موت میری کے سو گویا
زیارت کی میری اوسنے زندگی مین اور جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوگی اوسکے لیے شفاعت میری دن قیامت کے اور نہین ہے
کوئی شخص میری امت سے کہ اوسکو وسعت ہو یعنی اوسکو قدرت ہو زیارت کرنے کی اور پھر نہ زیارت کی اوسنے میری سو نہوگا اوسکے
لیے کوئی عذر یعنی دن قیامت کے حساب سے اور فرمایا حضرت نے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری
فقد جفانی یعنی جسنے زیارت کی قبر میری کی بعد موت میری کے گویا زیارت کی اوسنے میری بیچ حیات میری کے اور جسنے
نہ زیارت کی میری قبر کی سو بیشک ظلم کیا اوسنے مجھپر اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے من سأل لرسول الله صلی الله علیه
وسلم الدرجة والوسیلة حلت له الشفاعة یوم القیمة ومن زار قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی جوار رسول الله
صلی الله علیه وسلم یعنی جس شخص نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ کا اللہ تعالی سے یعنی
یون کہا اللهم آت محمد الوسیلة والدرجة الرفیعة حلال ہوجاویگی اوسکے لیے شفاعت حضرت کی دن قیامت کے اور
جسنے زیارت کی قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی ہوگا وہ بیچ ہمسایگی رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے یعنی دن قیامت کے

واضح ہو کہ ہر ایک کے ان احادیث مذکورہ مین سے طرق متعددہ ہین اگر وے سب جدا جدا ذکر کیے جاوین تو عدد احادیث کے اون سے زیادہ ہو جاوینگے جو ذکر ہوئے ہین چنانچہ سید علیہ الرحمۃ نے ذکر کیے ہین کذا فی جذب القلوب الی دیار المحبوب اور واضح ہو کہ علما کا اختلاف ہے اسمین کہ وفا کرنا وعدہ کا واجب ہے یا مستحب جمہور علما اور امام ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ اس پر ہین کہ مستحب ہے اور وفا نکرنا سخت مکروہ ہے لیکن گناہ نہین اور ایک جماعت اسپر ہین کہ وعدہ وفا کرنا واجب ہے عمر بن عبد العزیز انھین مین سے ہین اور فقہاء حنفیہ لکھتے ہین کہ اگر وعدہ بطور شرط وجزا کے ہے بطور یکہ اگر ایسا کریگا تو تو مین بھی ایسا کرونگا تو ایسی صورت مین واجب ہے اور اگر ایسا نہین بلکہ یون کہا تجھے یون دونگا یہ کرونگا اسصورت مین واجب نہین اور عبد اللہ ابن مسعود رضی وعدہ کیساتھ انشاء اللہ تعالیٰ کہہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی آیا ہے کہ فرماتے تھے لفظ عسی یعنی اگر کسی سے وعدہ فرماتے تو مثلاً یون ارشاد کرتے کہ عسی ان افعل ھکذا یعنی قریب ہے کہ مین کرونگا ایسا اس مین بھی تعیین نہین ہوتی ہے کہ خلاف مین اوسکے اندیشہ گناہ کا ہو انتہی کذا فی مظاہر الحق نقلا عن اشعۃ اللمعات والمرقات فرمایا حضرت صلعم نے اذا وعد الرجل اخاہ ومن نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا اثم علیہ رواہ فی المشکوۃ یعنی جسوقت کہ وعدہ کرے مرد اپنے بھائی سے اور نیت مین ہو اوسکا پورا کرنا اوسکے لیے اور نہ پورا کیا یعنی بسبب کسی عذر کے اور نہ آیا وقت وعدہ کے پس نہین گناہ اوس پر فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیت وفائے وعدہ کی رکھتا ہو اگرچہ وفا نکرے گنہگار نہین ہوتا اور یہ بھی اس سے سمجھا گیا کہ جسنے وعدہ کیا اور نیت مین یہ ہے کہ نہین وفا کرینگا اوسکو تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ پورا کیا اوسکو یا نہ پورا کیا اسلیے کہ یہ خلاق منافقین سے ہے اور بعضون نے کہا کہ خلاف کرنا وعدہ کا بغیر مانع کے حرام ہے اور مراد حدیث مین بھی یہی ہے اور مجمع البحار مین کہا کہ اتفاق رکھتے ہین علما اسپر کہ جو کوئی وعدہ کرے کسی سے ایک امر ممنوع کا تو نہ وفا کرے اوسکو کذا فی مظاہر الحق نقلاً عن اشعۃ اللمعات والمرقات اور حدیث مین آیا ہے العدۃ دین یعنی وعدہ کرنا قرض ہے روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کذا فی مظاہر الحق عن المرقات اور ادا امانت کا واجب ہے سورہ نساء کے نوین رکوع مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے تمکو کہ ادا کرو تم امانتون کو طرف صاحب امانت کے ف اگرچہ نزول اس آیت شریف کا بیچ مقدمے دینے کنجیون خانہ کعبہ کے بنی طلحہ کو ہے مگر بسبب عمومیت الفاظ کے یہ آیت فائدہ وجوب کا دیتی ہے یعنے واجب ہے ادا کرنا امانت کا امانت رکھنے والے کو اوسکے مالک کی طرف کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ یعنی نہین ہے ایمان یعنی کامل ایمان اوس شخص کا کہ نہین ہے امانت اوسکے لیے یعنی جو شخص خائن ہو اوسکا ایمان پورا نہین اور نہین ہے دین اوس کسی کے لیے کہ نہین ہے عہد اوسکے لیے یعنے جو شخص عہد شکن ہے اوسکا دین پورا نہین اور حدیث عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما مین آیا ہے کہ علامت نفاق سے ہے خائن ہونا یعنے خیانت علامت نفاق کی ہے کذا فی تفسیر مظہری اور مشکوۃ شریف مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے اد الامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک یعنی پہنچا دو امانت کو طرف اوس شخص کے کہ امانت رکھی تیرے پاس اور نہ خیانت کر تو اوس شخص کی کہ خیانت کرے تیری اور تفسیر کبیر مین ہے

اسی آیت کی لکھا ہے کہ نہیں ہے منحصر ادا کرنا امانت کا صرف مال و ودیعت ہی میں اور رد امانات کے بین بلکہ جمیع حقوق کو ہر ایک کی ایک دوسرے پر ہیں وہ سب امانتیں ہیں کہ واجب ہے ادا کرنا اونکا اونکے اہل کی طرف جیسے کہ سبب نزول اس آیت کا ہے زال ہے اور اسی لیے صوفیہ نے کہا ہے کہ تحقیق وجود اور توابع اوسکے اور جو کمال کہ ممکن میں ہیں سو وہی کمالات لذاتہ اسکے نہیں ہیں بلکہ مقتبس ہیں مرتبہ وجوب سے یعنی واجب الوجود سے یعنے اوسکی جانب سے جملہ کمالات بشری بشر میں ہیں اور امانت ہیں اوس تعالی شانہ کی اور ودیعت ہیں اوسکی مستعار اوس جلت عظمت سے اور مقتضی اس آیت کا وجوب ہے رد کرنا ان امانتوں کا اوسکے اہل کی طرف اسطور سے کہ دیکھے بیچ اپنے نفس کو عاری اون ودیعت سے جیسے کہ کوئی بادشاہ جب پہنا دیوے کسی خاک روب کو ایک لباس سرداری کا سو وہ جب ہے اوس خاک روب پر کہ دیکھے وہ اپنے نفس کو اوس لباس سے ہر دم عاری جیسے کہ تھا پہلے اور سمجھے اوس لباس کو مال بادشاہ کا اور جب غلبہ کرتا ہے صوفی پر ملاحظہ اس امر کا تو حاصل ہوتا ہے اوسکو مرتبہ فنا کا کہ پاتا ہے وہ اوسوقت اپنے نفس کو معدوم خالی وجود سے اور جملہ کمالات سے سو یہی ہے مرتبہ فنا پھر کبھی منتفی ہوجاتی ہے اوس سے یہ ودیعت مستعارہ بھی یعنی اس مرتبہ فنا کی بھی فنا ہوجاتی ہے اور یہہ مرتبہ فناء الفنا کا ہے پھر جب یہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے تو دیکھتا ہے صوفی اپنے نفس کو موجود ساتھہ وجود مستعارہ کے اللہ تعالی سے اور دیکھتا ہے یہ اپنی نفس کو متصف ساتھہ صفات مضافہ کے طرف اوس سبحانہ تعالی کے کہ باقی ہیں وہ ساتھہ بقا اوسکی کے اور اوسی کا نام مرتبہ بقا ہے پس جب موصوف ہوجاتا ہے صوفی ساتھہ اس مرتبہ کے تو ہوجاتا ہے یہ مصداق اس حدیث قدسی کا کہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الخ پھر جب پہونچ جاتا ہے صوفی اس مقام فنا اور بقا کو تو نہیں متصور ہے اوسوقت میں صوفی سے کہ صادر ہو اوس سے تزکیہ اپنی نفس کا اس حیثیت سے کہ اپنے نفس کو معدوم اور خالی کمالات سے دیکھے اور جائز ہے اوسکو اسوقت میں اظہار عطیات خداوند تعالی کا کمالات اور مقامات علیہ اور فضائل اور مقامات سے اسلیے کہ جملہ کمالات اس وقت میں مضاف ہوتے ہیں طرف اوس سبحانہ تعالی کے سو جو کہ ثنا ان کمالات پر واقع ہوتی ہیں راجع ہوتی ہیں طرف اوس سبحانہ تعالی ہی کے اور حاصل ہوتا ہے اوسوقت اوسکو استغراق محامد الہی کا اور اظہار مدائح کا خالق اوس سبحانہ تعالی ہی کی گویا کہ یہ آیت متصل ہے ساتھہ آیت لا تزکوا انفسکم بل اللہ یزکی من یشاء جو قبل اس سے ہے اور مابین انکے اور آیتیں اعتراضاً واقع ہیں سو معنی دونوں آیتوں کے یہہ ہوئے کہ مت پاک سمجھو تم اپنی نفسوں کو سو بیشک کمالات تمہاری نفسوں کے تمنے نہیں پیدا کیے ہیں بلکہ اللہ تعالی پاک کرتا ہے جسکو چاہتا ہے ساتھہ عطا کرنے ایک نور کے اپنے نوروں میں سے اور ساتھہ عنایت کرنے ایک قطرہ کی بحار کمالات اپنے سے اور اللہ تعالی حکم کرتا ہے تمکو کہ ادا کرو تم امانتیں جو تمہارے پاس ہیں کمالات سے اونکے اہل کی طرف تاکہ نہ متصور ہو تمسے تزکیہ نفسوں اپنی کا اور تاکہ حاصل ہو تمسے ادای بعض محامد ربانی کی اور یہاں سے ظاہر ہوگیا واسطے تیرے جواب اوس اعتراض کا جو بعض جہال کرتے ہیں کلمات مشائخ پر کہ مشعر ہیں وہی تفاخر سو بیشک اون کلمات کا سرزد ہونا اونسے بعد ادا کرنے امانتوں کے ہوتا تھا اوسکے اہل کی طرف کما ینبغی اور حال ہیں کہ پیدا ہوئے ہیں بطریق تحدیث کرنے کے ساتھہ نعمتوں رب اپنے کے حکم اوسکے سے ساتھہ لفظ حکمت کے ہے واللہ اعلم اور حدیث قدسی مذکور پوری مع شرح یہہ ہے عن ابی ہریرۃ مازال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی

احبته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها ولئن
سالنی لاعطینه وان استعاذنی لاعیذنه یعنی بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا تعالی فرماتا ہے کہ
ہمیشہ بندہ میرا نزدیکی میری نفل عبادتوں کی واسطے سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اوسکو چاہنے لگتا ہوں تو میں اوسکا کان
ہوجاتا ہوں جس سے سنتا ہے اور اوسکی آنکھہ ہوجاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتھہ ہوجاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اوسکا پانو
ہوجاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر مجھسے وہ کچھ مانگے کچھہ تو مقرر میں اوسکو دون اور اگر مجھہ سے پناہ مانگے تو البتہ اوسکو پناہ میں رکھون
ف اس حدیث میں اس مقام کا بیان ہے جسکو علم سلوک میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بندہ
کثرت عبادت سے مقبول ہوا تو خدا اوسکے دل ور جوارح کا یعنی آنکھہ کان ہاتھہ پانوٗن کا حافظ ہوجاتا ہے گناہوں سے انکو روکتا ہے
اور بعضی کہتے ہیں کہ خدا اپنی بندی مقبول کی حاجت روائی پر اوسکے کان اور آنکھہ اور پانوٗن سے بھی زیادہ متوجہ ہوتا ہے لیکن
تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہی نے بندی پر سایہ ڈالا تو اوسکو سوا خدا کے کسی چیز سے تعلق اور دلبستگی نہیں رہتی اور بجز
رضاے الٰہی کے کوئی آرزو اور تمنا اسکے دل میں نہیں دخل پاتی تو کوئی کام کہ جس میں مرضی خدا کی نہو اس سے نہیں ہوسکتا آنکھہ کان
ہاتھہ پانوٗن مرضی خدا کی تابع ہوجاتی ہیں بے اسکی مرضی کسی چیز کو دیکھہ نہ کوئی بات کو سنے سو ایسی عمدہ درجہ حاصل کرنیکا طریقہ اس حدیث میں
ارشاد فرمایا کہ دوام نوافل سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب بندی نے جانا کہ قرب الٰہی اور خدا کی نزدیکی کا بدون عبادت کے کوئی طریق نہیں
تو اوسواسطے وہ عبادت پر کمر باندہتا ہے اور عبادت دو قسم پر ہے فرض اور نفل مگر فرض عبادت تو ہر وقت میسر نہیں ہوتی کہ ادا کی وقت
مقرر ہیں تو مشتاق بندی سے ان وقتوں میں جو فرض سے خالی ہیں بے شغل اور خالی نہیں رہا جاتا اسواسطے ان خالی وقتوں کو نفل
عبادت سے معمور رکھتا ہے جب چند مدت کمال شوق اور خلوص سے اسیطرح نوافل پر مستعد رہا تو موجب وعدہ کی مقبول درگاہ صمدی اور
محبوب الٰہی ہو کر اسکا یہ حال ہوجاتا ہے بیت ہمہ گوشیم تا چہ فرمائی * ہمہ چشمیم تا نظر آئی * اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ ایسا عمدہ
کمال بدون کثرت نوافل کے میسر نہیں ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ جو بعضی جاہل خلاف شرع بے نمازی فقیروں کو ایسا کامل ثابت کرتے ہیں
سو انکا غلط گمان ہے اسواسطے کہ نفل کا کیا ذکر ہے وہ لوگ تو فرض کو بھی چٹ کر ڈالتے ہیں کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور
ہمسایہ کے حق میں فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ہمیشہ وصیت کی مجھکو ہمسایہ کے حق میں یہانتک
کہ گمان کیا میں نے کہ قریب ہے کہ اللہ تعالی اوسکو وارث کر دیگا یعنی پڑوسی کو وارثوں میں شریک کر دیگا اور ابوذرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا
حضرت نے کہ جب گوشت پکاوے تو تو شوربا زیادہ کر اور اپنے پڑوسیوں کی ضیافت کر حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ میرے دو پڑوسی میں ہیں کسکو ہدیہ بھیجا کروں آپنے فرمایا کہ جسکا دروازہ قریب ہے یعنی اوسکو بھیجا اور فرمایا کہ جو
کوئی ایمان رکھتا ہے ساتھہ اللہ تعالی اور روز قیامت کے سو اوسکو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھہ نیکی کرے اور مہمان کی خاطرداری کرے اور
بات کہے تو نیک کہے یا چپ رہے بیفائدہ بات نکہے اور ہمسایہ بد سے حضرت نے پناہ مانگی ہے اور ایسے ہمسایہ بد سے بچنے کے لیے حضرت نے مکان
کی بیع میں حق شفعہ واجب کیا ہے سو شفیع کامل کو چاہیے کہ جو خریدار نیک مرد ہو تو طلب شفعہ کی نکرے اور جو بد ہو تو اوسکی خریداری سے

رضی نہو اور حق شفعہ کا طلب کرے کذا فی حقیقۃ الاسلام اور تنبیہ الغافلین مین ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ بندہ مسلمان نہین ہوتا جبتک
دل اور زبان اوسکی یکسان نہو اور مسلمان نہین ہوتا جبتک ہمسایہ کی تکلیفات مین اپنے تئین شریک نکرے سو ہمسایہ کا حق مان باپ کے حق کے
برابر جانو ہرگز کسی بات مین مقدور بھر قصور نکرو اور فرمایا کہ جو کوئی اللہ اور رسول پر ایمان لایا ہے اوسکو چاہیے کہ حق ہمسایہ کا ادا کرے ایک نے
سوال کیا کہ فرمائے حق ہمسایہ کا کیا ہے حضرتؐ نے بیان کیا کہ جب قرض مانگے دیوے ہوتے ہوئے نچھپاوے جب بلاوے جاوے جب بیمار ہو بیمار پرسی کرے
جب سفر کو جاوے اوسکے اسباب اور اہل وعیال کی نگہبانی مین ہو جب کسی مصیبت مین گرفتار ہو اوسکا شریک ہووے کسیطرح اوسکو
دکھ ندے بھلے کامون کے نصیحت کرے پھر یہ تو مومن ہمسایہ کا حق ہے اگر کافر ہمسایہ ہو تو اوسکے چار حق ہین اول اوسکے ساتھ بھلائی کرے
دوسرے اوس کے مال مین کچھ طمع نرکھے تیسرا اپنی تکلیف اوسپر نڈالے چوتھا اوسپر زور وظلم نپہونچاوے انتہی اور وفود زہاوین کی آئی
زہاوا وپر وزن سحاب کے نام ہے ایک قبیلہ کے باپ کا نخعی مذحج سے مذحج ساتھہ زبر میم اور حاء حطی کے اور سکون دال مہملہ کے اور منتخب اللغات مین
ساتھہ ذال معجمہ کے اور پر وزن مسجد کے نام ایک قبیلے کا ہے یمن سے اور یہہ وفود پندرہ آدمی تھے رملہ بنت الحارث کے گھر مین اترے اور حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت صحابہ کے ہمراہ اونکی حال کی پرسش کو تشریف لے گئے اور دیر تک باخوبی اونسے باتین کین اور کچھ
توشہ اونکے پاس تھا اونھون نے وہ بطور ضیافت کے حضرتؐ کے پیش کیا اور عرض کی کہ آپ اپنا دست مبارک اس مین لگاوین اور کچھ
اسمین سے تناول فرماوین آپنے فرمایا کہ مین روزہ سے ہون اور صحابہ کو حکم کیا کہ اوسمین سے کھاوین واضح ہو کہ یہ کہنا اونکا کھانے کو
روبرو حضرت کے ایک نوع کی گستاخی اور بے ادبی تھی کہ حضرتؐ کے مزاج وہاج پر گران گذرا اور روزہ دار ہونا اور یہی یاد اوسکو مؤید ہو گیا
والا اگر آپ چاہتے تو اونکی پاس خاطر کو بہتمام فرماتے اور روزہ نفل کو کتنی جگہون آپ افطار کر لیا کرتے تھے یہان بھی افطار فرماتے تو گنجائش
رکھتا تھا حاصل یہ ہے کہ بزرگون کے مقام عزت واحترام کے نگاہ رکھنا ضرور ہے کہ بہت بلند اور نازک ہوتے ہین اور یہہ جو حضرتؐ نے اپنے
ہمراہیون کو ارشاد کیا کہ وہ کھالین تو اس مین یہہ اشارہ تھا کہ وہ لوگ بھی آزردہ خاطر نہون بارک اللہ تعالیٰ فی دقائق حکمتہ وحقائق
حکمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ حضرتؐ کے واسطے تحفے لائے تھے اوس مین ایک گھوڑا بھی تھا اوسکو مرواح کہتے تھے آپ نے
کسی کو اوسپر سوار کرکے اوسکی رفتار ملاحظہ فرمائی اور اوس سے متعجب ہوکر ارشاد کیا کہ مین اسکو قدم باز اور تیز تک گمان کرتا تھا ایک
آدمی نے اون مین سے عرض کی کہ یہ گھوڑا قدم باز اور تیز رفتار ہے مگر مسافرت سے تھکا ہوا ہے اور کچھ بیمار بھی ہے آپنے فرمایا کہ اسکا علاج
کرین پھر وہ وفود مدینے مین ٹھہرے رہے یہان تک کہ وہ گھوڑا چنگا ہو کر اپنی اصلی حالت پر آیا پھر آپنے چاہا کہ اوسکو اور گھوڑون کے ساتھہ
دوڑاوین تب اوس شخص نے جو اوسکو ہدیہ لایا تھا عرض کی کہ اجازت ہو تو مین اوسپر سوار ہو کر دوڑاؤن آپنے اوسکو اجازت دی پھر وہ اوسپر
سوار ہو کر میدان مسابقت مین دوڑایا وہ گھوڑا سب گھوڑون سے آگے نکل گیا اوسوقت آپنے ارشاد کیا کہ ما رأیتہ الا بحرا یعنی نہین دیکھا مین نے
مین اسکو مگر مانند دریا کے اور یہ تشبیہ پانی کی موج زنی اور تیز روی مین گھوڑے کی قدم بازی اور تیز رفتاری کو دی پھر اسکے عوض حضرتؐ نے
گھوڑے والے کو بہت سا انعام دیا اور باقی لوگون کو خلعت دئے اور رخصت کیا وہ اپنے گھرون کو گئے کذا فی مدارج النبوۃ وتحفۃ الاحباب
اور وفود غامد کی آئی غامد ساتھہ غین معجمہ کے اور پر وزن جامد کے نام ایک قبیلے کے باپ کا ہے غامدی طرف اوسکے نسبت کیے جاتے ہین

اور بعضوں نے کہا کہ نام اوسکا عمرو بن عبد اللہ تھا اور غامد لقب اوسکا ہے اور یہ لقب اوسکا اسلیے ہوا کہ اوسنے کسی کام کو جو اوسکی قوم مین واقع ہوا تھا اوسکی اصلاح کی تھی سو یہ وفد دس آدمی تھے بقیعۃ الغرقد مین جو گورستان مدینہ منورہ کا ہے وہان آکر اوترے اور اپنا اسباب و سامان رکھکر ایک آدمی کو جو اون سب مین چھوٹا تھا واسطے نگہبانی اسباب کے چھوڑا اور آپ سب حضرت کی خدمت بابرکت مین جاکر حاضر ہوئے اور سلام کیا اور اقرار اسلام کا کیا حضرت نے اونکو ایک نامہ لکھوا دیا اور اوس مین سب احکام شرعیہ کے درج کیے گئے پھر حضرت نے پوچھا کہ تم اپنی جای اقامت پر کسی کو واسطے حفاظت اسباب کے چھوڑ آئے ہو اونھون نے عرض کی کہ ہان ایک شخص کو جو ہم سب مین کم سن ہے آپنے فرمایا کہ وہ سو گیا اور ایک چور آکر تمہارے کپڑون کی گٹھری چرا لے گیا ایک نے اون مین سے عرض کی کہ وہ میری ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اوس جوان نے تیری وہ گٹھری پھر ڈھونڈھکر جہان تھی وہین رکھدی پھر وے لوگ حضرت کی مجلس سے جلد اوٹھکر اپنی جای اقامت پر گئے اور اوس جوان سے حال دریافت کیا اوس نے کہا کہ مین سو گیا تھا اس مین ایک چور آیا اور کپڑون کی گٹھری اوٹھا لے گیا اس مین جو مین جاگا تو اوسکے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہون کہ اوس نے ایک غار مین گھسکر اوسکو چھپا دیا پھر مین وہان سے وہ گٹھری نکال لایا سب نے اوس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو اسکی خبر دی تھی ہم اون کے رسول برحق ہونے پر گواہی دیتے ہین پھر وے حضرت کی خدمت مین جاکر حاضر ہوئے اور وہ تمام ماجرا عرض کیا اور وہ جوان بھی آیا اور اسلام لایا اور حضرت نے ابی بن کعب رض کو فرمایا تو اونھون نے اون لوگون کو اوس مدت تک کہ مدینے مین رہے قرآن شریف تعلیم کیا کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور وفود بجیلہ کی آئے بجیلہ ادپر وزن جمیلہ کے اور جریر بن عبد اللہ بجلی ساتھ زبر بے اور جیم ابجد کے منسوب طرف اسی بجیلہ کے ہین وہ ڈیڑھ سو آدمی کے ساتھ آئے اور اونکے آنے سے پہلے حضرت نے فرمایا تھا کہ آویگا ایک آدمی کہ اوسکے چہرے پر اثر فرشتے کے ہاتھ پھیرنے کا ہے اور یہ آپنے اشارہ کیا تھا جریر بن عبد اللہ بجلی کے حسن و جمال کا یعنے وہ بہت ہی شکیل و جمیل ہے گویا کہ فرشتے نے اوسکے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے اور وہ بڑے درجے کے حسین و جمیل تھے حضرت عمر رض فرماتے تھے کہ نہین دیکھا مینے کسی کو زیادہ خوبصورت جریر سے مگر حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ سنا ہے اور اونکو یوسف امت کہتے تھے سو جریر رض اون لوگون کے اسلام لائے اور مروی ہے جریر رض سے کہ کہا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیلایا اور فرمایا کہ بیعت کرتا ہے تو مجھ سے اس بات پر کہ گواہی دیوے تو ساتھ وحدانیت اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ رسالت میری کے اور اسپر کہ قائم رکھے تو نماز اور ادا کرے تو زکوٰۃ مال کی اور شرط کرے تو ماہ رمضان کے روزہ رکھنے کی اور اسپر کہ سب مسلمانون کا خیرخواہ رہے تو اور اطاعت کرے تو امیر کی اگرچہ وہ امیر غلام حبشی ہو پھر مینے ان سب باتون پر حضرت سے بیعت کی پھر آپنے تعلیم فرمایا کہ یون کہو کہ جبتک مجھکو طاقت ہوسکیگی یون بیعت کر اور کہہ کہ حسب طاقت بجالاؤنگا ان کامون کے قصور نکرونگا کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور مشکوۃ شریف کے اسماء الرجال مین ہے کہ کہا جریر بن عبد اللہ بجلی رض نے کہ اسلام لایا مین حضرت کی وفات سے چالیس روز پہلے اور کوفہ مین رہے پھر وہان سے گئے طرف قرقیسا کی اور وہین سن اکاون ہجری مین وفات پائی اور روایت کیا اون سے حدیث کو خلق کثیر نے تھی اور وفود بنی حنیفہ کی آئی اور جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے رملہ بنت الحارث کے گھر مین اوترے دوسرے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاس آکر مسلمان ہوئے اونھیں مین مسیلمہ کذاب بھی تھا اور وہ بھی مسلمان ہوا پھر جب لوٹ کر یمامہ کو گیا تو شامت نفس سے دین اسلام
چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور دعوی نبوت کا کیا مفصل حال اوسکا اس گیارہویں برس کو ہوگا انشاء اللہ تعالی کذا فی مدارج النبوۃ اور فیروز دیلمی کا آنا
آیا یہ حبشہ کے نجاشی بادشاہ کا بھانجا تھا اور حضرت کے پاس اسلام لایا اور جو بعد وفات حضرت کے اسود عنسی نے دعوی نبوت کا کیا تھا
اوسکو اسی نے قتل کیا تھا پورا قصہ اوسکا آگے آویگا انشاء اللہ تعالی کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی نویں سال کی ماہ شوال کے اخیر میں عبد اللہ
بن ابی بن سلول رئیس المنافقین کا بیمار ہوا اور بعد بیس روز کے ماہ ذی قعدہ میں مر کر فی النار ہوا اوسکا ایک بیٹا تھا اوسکا نام بھی عبد اللہ
تھا وہ بڑا مسلمان مخلص صادق تھا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوس رئیس المنافقین کی عیادت کو تشریف لیجاتے تھے جس دن وہ
مرنے لگا اوس دن بھی حضرت تشریف لے گئے اور اوسکے سرہانے بیٹھے وہ حالت نزع مین تھا آپنے فرمایا کہ مین تجھکو یہود کی دوستی سے منع کرتا
تھا تو نے نہ مانا اوسنے کہا کہ سعد بن زرارہ یہود سے دوستی نہیں رکھتا تھا اوسکو مرنے سے کچھ فائدہ نکیا مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ
کہتا ہے کہ جو اس کج فہم کی فہم میں ہمیشہ سے کجی تھی تو اوسوقت بھی وہ مطلب حضرت کا نہ سمجھا اور بلا تامل یہ کہہ بیٹھا ورنہ حضرت کا مطلب
اس سے یہ تھا جو اوسنے خیال کیا اسلیے کہ یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے نہ اس مین کمی اور نہ بیشی اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعة
ولا یستقدمون یعنی جب پہونچا اونکا وعدہ نہ ڈھیل کرین ایک گھڑی نہ جلدی یعنی جب موت آتی ہے تو نہ ایک ساعت کم ہوا اور نہ
زیادہ بلکہ مطلب آپکا یہ تھا کہ یہود گمراہ کرنے والے ہین بسبب عداوت اسلام کے تو تو بھی اگر میرا کہنا سنتا تو ہدایت تھی تو راہ راست اسلام پر رہتا
اور اب ونکی صحبت کا تجھکو فائدہ نہوا بلکہ موجب ہزارون حسرت اور اندوہ کا ہوگا انتہی اوسنے کہا کہ یا رسول اللہ یہ وقت عتاب اور ملامت
کرنے کا نہین ہے مین اس عالم سے اب جاتا ہون مترجم کہتا ہے کہ پکارنا اوسکا حضرت کو ساتھ لفظ یا رسول اللہ کے حقیقتہ تھا یا اوسنے اپنی عادت سے
یہ لفظ کہا ہو یا از روی ادب کے اور ظاہر یہی ہے کہ اوسنے اوسوقت بھی نفاق کی راہ سے کہا بسبب عجز و اضطرار کے اور اگر از روی تصدیق یقین کے
بھی کہا تو اوسکا ایمان یاس کے ہوا اور یہ مقبول نہین واللہ اعلم پھر اوسنے عرض کی کہ جب مین مرجاؤن تو آپ میرے جنازے پر تشریف لا دین
اور اپنا پیراہن عنایت کرنا کہ اوس مین لپیٹ کر مجھکو دفن کرین آپ اوسوقت دو پیراہن پہنے تھے اوپر کا پیراہن اوتار کر آپنے اوسکو دیا
اوسنے عرض کی کہ آپ وہ پیراہن عنایت کرین جو آپکے بدن سے متصل ہے آپنے وہی دیا جو اوسنے مانگا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ
آپنے نہ دیا بعد مرنے اوسکے کہ اوسکی بیٹی نے آپ سے وہ مانگا اور عرض کیا کہ وہ پیراہن آپ عنایت کرین پھر اوسنے عرض کی کہ آپ میرے جنازہ پر
نماز پڑھین اور میرے لیے اللہ تعالی سے آمرزش طلب کرین آپنے اوسکی عرض کو قبول کیا پھر جب وہ مرگیا اور نہلا کر اوسکو کفنایا تب
حضرت وہان تشریف لے گئے اور اوسکی بیٹی سے ماتم پرسی کی پھر اوسکے جنازہ کو نماز کی جگہہ لے گئے حضرت نے اوٹھکر چاہا کہ اوسپر نماز پڑھین
فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب نے اپنی جگہہ سے اوٹھکر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین اور یہ خبیث الباطن منافق تھا
اور فلانے فلانے دن اسنے ایسا ایسا کہا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپکا جامہ مبارک ہاتھ مین پکڑے تھے
اور یہ عرض کرتے تھے آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ اے عمر مجھکو منع نکر اور حضرت عمر ممانعت مین مبالغہ کرتے تھے آپنے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے
مجھکو مخیر کیا ہے استغفار کرنے مین ستر بار اور نکرنے مین اور مین نے استغفار کرنا اختیار کیا ہے اور اگر جانتا مین کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرون

وہ بخشا جاتا تو اوس سے زیادہ کرتا مین اور یہہ بات حضرت سے اشارہ تہا اس آیت کا کہ استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم
سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم یہہ آیت سورہ توبہ کے دسوین رکوع کی تمامی مین ہے ترجمہ اسکا یہہ ہے یعنی استغفار کر تو اون کے لیے
یا نکر تو اگر استغفار کریگا تو اونکے واسطے ستر بار سو ہرگز نہ بخشے گا اونکو اللہ تعا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین ستر بار سے
زیادہ استغفار کرونگا منقول ہے کہ جب حضرت نے اوسپر نماز پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی ولا تصل علی احد منہم مات ابدا
ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون ترجمہ اور نماز نہ پڑہ اون مین سے کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کہڑا ہو
اوسکی قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور مرے بیحکم تہے یہان اگر خاطر مین کسی کے یہ آوے کہ حضرت نے یہ
خاطرداریان منافق کی کیونکر کین کہ اوسکی عیادت کو تشریف لے گئے اور اپنا کرتہ اوسکے کفن کو دیا اور اوسکے جنازے کی نماز پڑھی
اور اوسکی آمرزش چاہی حالانکہ کفر اوسکا قرآن شریف سے ثابت ہے جواب اسکا یہ ہے کہ روز غزوہ بدر کے مسلمانون نے حضرت عباس کو
قید کر لیا تہا تو کسی کا کپڑا اون کے بدن پر ٹہیک نہین آتا تہا تب عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنا پیراہن اونکو پہنا دیا تہا تو حضرت نے سمجہا کہ یہہ
احسان اوسکا آپکے ذمہ پر ہے اسلیے آپ نے اپنا پیراہن مبارک اوسکو دیا اور اوسکے لیے استغفار کیا اور اوسکے جنازے کی نماز پڑھی کہتے ہین
مشرکون نے روز حدیبیہ کے اوس سے کہا تہا کہ اگر تو مکے مین چلے تو تجہکو اجازت ہے کہ عمرہ ادا کرے اور محمد کو ہم مکے مین نہین جانے دیتے مین اوس نے
کہا کہ محمد ہمارے مقتدا ہین بغیر اونکے مین قدم نہین کرتا ہون یہہ جو اوس نے حرمت حضرت کی نگاہ رکہی تہی سو ہر چند وہ منسوب ساتہ نفاق کے
تہا مگر حضرت نے اوسکے بدلے اوسپر نماز پڑھی اور خدا تعالی سے اوسکی مغفرت چاہی اور اوسکی عیادت اوسکی بیٹی کی خاطر سے کی کہ وہ بہی مسلمان
مخلص تہے اور اوسکے اقربا کی خاطر سے کی کہ لوگ سمجہ لین کہ جیسی صلاحیت باپونکی فرزندون کے حق مین مشہور ہے یون ہی فرزندون کی
باپون کے حق مین بہی مشہور ہے شعر وکم اب قد علا بابن ذری شرف کما علا برسول اللہ عدنان یعنی اور کتنے باپ ہین
کہ بڑائی پائی اونہون نے بسبب بیٹے کے وہ بیٹا کہ صاحب شرف ہے جیسے کہ بزرگی پائی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ تعا علیہ وآلہ وسلم کے عدنان نے
اور اس مین یہہ بہی حکمت تہی کہ بسبب اس لطف و کرم کے کہ آپنے اوسکے حق مین فرمایا کہ جتنے بیگانے لوگ اوسکو دیکھکر آشنا ہون اور ایمان ا
مین آوین چنانچہ کہتے ہین کہ جس دن عبداللہ بن ابی بن سلول مرا اور منافقون نے دیکہا کہ وہ جو ہمارا پیشوا اور سردار تہا آخر کو وہ بہی حضرت
کی استغفار اور دعا اور تبرک کا محتاج ہوا اور حضرت سے لطف و کرم اسکے حق مین متحقق ہوا تو یہ حال دیکہکر ہزار منافق کم ساتہ صدق اور
اخلاص کے مسلمان ہوئے شیخ عبدالحق کہتے ہین کہ صادر ہونا ان اقوال و افعال مذکورہ کا حضرت سے عجائب و غرائب امور سے ہے کہ کنہ
اونکی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا اور غریب تر وہ ہے جو روایت کرتے ہین کہ بعد دفن کرنے ابن ابی بن سلول کے حضرت اوسکی قبر پر تشریف
لیگئے اور فرمایا کہ اسکو قبر سے نکالین پہر موجب حکم کے اوسکو نکالا پہر آپنے اوسکے سر کو اپنی گود مبارک مین کیا اور اپنا لعاب دہن شریف
اوسکے موہنہ مین ڈالا اسو بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ واسطے اظہار اس امر کے کیا کہ آدمی جان لین کہ شفاعت جناب الہی مین کچہ نفع
بے سرمایہ ایمان کے کچہ فایدہ نہین رکہتی کہ اللہ تعالی کا حکم قطعی ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یعنی بیشک اللہ تعا نہین بخشیگا
شرک کو یہہ سب بحسب ظاہر کے معلوم ہوتا ہے اور حقیقت مین کوئی حکمت اور کوئی سر اس مین پوشیدہ ہوگا وہ خاص آپہی کو

معلوم ہوگا دوسرے کو اوس پر اطلاع نہیں ہے مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ خوب معلوم کرنا چاہیے کہ شفاعت بدون ایمان کے ہرگز نصیب نہیں ہونے کی بموجب نص مذکور کے اور اسی لیے حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو فرمایا کہ لاتدفنی معہم ای مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ وادفنی مع صواحبی ای امہات المؤمنین بالبقیع لا ازکی بہ ابدا ای لا یثنی علی بسببہ کذا فی البخاری المطبوعۃ فی الدہلی وشرحہ من القسطلانی یعنی وصیت کی حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو کہ نہ دفن کرنا مجھکو ساتھ اون کے یعنے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اون کی دونون یارون کے اور دفن کرنا مجھکو ساتھ صواحب میری کے یعنی امہات المؤمنین کے مقبرے کے پاس بقیع میں نہیں پاک ہونگی یا نہیں پاک کریگا وہ مجھکو بسبب اوسکے کبھی یعنی نہ ثنا کی جاوےگی مجپر بسبب اوسکے یعنی اگر میرا ایمان اور میرے اعمال صالحہ نہون گے تو ہمسایگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کچھہ میرے کام نہ آویگی انتہی اب ایک اشکال کہ دفع اوسکا خالی صعوبت سے نہیں ہی وہ یہہ کہ آخر اس آیت تخییر استغفار کے عدم غفران کا معلل کیا ہی اللہ تعالیٰ نے ساتھہ کفر اونکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی دسوین رکوع میں ان یستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم ذلک بانہم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین ترجمہ اگر تو گناہ بخشواوےگا اونکو ستر بار تو ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ اونکو یعنی نہ بخشنا اللہ کا منافقون کو بسبب اسکے ہے کہ اونھون نے کفر کیا ساتھہ اللہ تعالیٰ کے اور ساتھہ رسول اوسکے کے اور اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا ہی فاسق لوگونکو سو باوجود اس حکم کے کیونکر جائز ہوا حضرت کو اوس کے لیے استغفار کرنا اسلیے کہ وہ اس آیت کی حکم کے روسے کافر تھا اور بخشش کافر کی محال ہی شرعاً ساتھہ حکم آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کی اور طلب کرنا محالات شرعیہ کو لائق شان حضرت کے سے نہیں ہے باوجود ممانعت کی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کے چودھوین رکوع میں کہ ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم یعنی نہیں لائق ہی نبی کو اور اونکو جو ایمان لائے ہین یہہ کہ استغفار کرین واسطے مشرکون کے اور اگرچہ ہوین وی قرابتی جبکہ ظاہر ہوگیا انکے لیے کہ بیشک وی دوزخی ہین اور نازل ہوچکی تھی یہہ آیت اسلیے کہ نزول اسکا قصہ ابو طالب مین تھا اور وفات ابو طالب کی قبل ہجرت کے ہوئی بالاتفاق اور موت ابن ابی بن سلول کی نوین سال مین ہجرت سے واقع ہوئی سو مفسرین اور محدثین نے اسکے جواب دیے ہین مگر وہ سب نکمے اور بیجا ہین لیکن اقرب ساتھہ صواب کے یہہ ہی کہ نزول آیت مذکورہ کی اس جملہ کا کہ انہم کفروا باللہ ورسولہ بعد مرنے ابن ابی بن سلول کے ہوا ہی اور ممانعت استغفار کی اوس کسی کے لیے کہ مرا ہو شرک پر مقتضی نہی کا استغفار سے اوس کسی کے واسطے نہیں ہی کہ مرا ہو بیچ حالت اظہار کرنے اسلام کے کیونکہ احتمال ہی کہ آخر مین شاید باطن اوسکا ظاہر کی موافق ہوگیا ہو اس خیال سے حضرت نے واسطے اوس کے آمرزش چاہی ہو خصوصاً وقت رحلت کرنے دنیا سے اوس سے آثار ندامت اور پشیمانی کی بھی ظاہر ہوئے کہ آپکے پیراہن مبارک سے اوسنے تبرک چاہا اور واسطے نماز اور استغفار کے حضرت سے سوال کیا سو حضرت سے یہ اقوال و افعال وقوع میں آئی اوسکی دعوت ایمان کے لیے کہ اس مین اوسکی تسکین خاطر تھی یہہ جب اس سے نہی ہوئی تب اس سے باز رہے اور جلال الدین سیوطیؒ نے جمع الجوامع مین ابن ابی بن سلول کو ضمن صحابہ مین ذکر کیا ہی شیخ علی متقی جنے جامع کبیر کے حاشیہ مین کہ تبویب کیا ہی لکھا ہی کہ یہہ بحسب ظاہر کے ہے اور نہیں تو وہ منافق تھا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب علی وجہ الکمال کذا فی روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ

اور اسی نوین سال کے واقعات مین سے ایک واقعہ موت نجاشی بادشاہ حبشہ کا ہے مروی ہے جابر بن عبداللہ انصاری رضہ سے
کہ جسدن بادشاہ نجاشی کی وفات ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح تمہارا بھائی اصحمہ
مر گیا ہے اوٹھو اور اوسپر نماز پڑھو اور اوسکی مغفرت چاہو سو ہم سب نے عیدگاہ مین جاکر حضرت کے پیچھے صف باندہکر نماز پڑھی شارح ہو
کہ جنازہ غائب پر نماز پڑہنے مین علما کا اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد اور جمہور سلف رحمہم اللہ تو کہتے ہین کہ جائز ہے اور مذہب
امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہہ ہے کہ جائز نہین ہے اسلیے کہ شروط صحت نماز جنازہ کی سے یہہ ہے کہ جنازہ روبرو مصلی
کے ہوا اور یہہ شرط غائب مین متحقق نہین ہوتی ہے جو لوگ جواز کے قائل ہین اونکی حجت یہی قصہ نجاشی کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ روبرو مصلی کے ہونا میت کا شرط نہین ہے اور جو لوگ منع کرتے ہین وہ اسکا جواب دیتے ہین کہ حضرت کا نماز پڑہنا نجاشی پر غائبانہ
نتھا بلکہ زمین پر جو چیزین حائل تہے اونکو اوٹھاکر حضرت پر وہ جنازہ ظاہر کر دیا گیا تھا یا حضرت کے سامنے وہ جنازہ لا یا گیا تھا اور جماعت
والون کا دیکھنا جنازہ کو کچھ شرط نہین ہے واقدی نے اپنی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ظاہر کیا گیا
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سریر جنازہ نجاشی کا حضرت نے اوسکو دیکھا اور اوسپر نماز پڑھی سو یہہ حضرت کے خصائص سے
ہے اور مروی ہے کہ تبوک مین بھی حضرت نے ایک صحابی پر نماز پڑھی جو مدینے مین فوت ہوگئے تہے نام اونکا معاویہ لیثی تھا اور فرمایا کہ
کہ ستر ہزار فرشتون نے اوسپر نماز پڑھی اور یہہ بزرگی اون کو بسبب پڑہنے سورۂ اخلاص کے تھی اور اب بھی حرمین شریفین مین دستور
ہی کہ جب وہان سنتے ہین کہ فلانا صالح آدمی فلانے شہر مین دار الاسلام کے مر گیا ہے تو شافعیہ اوسپر نماز پڑہتے ہین اور بعضی
حنفیہ بھی اونکے شریک ہو جاتے ہین شیخ عبدالحق رح کہتے ہین کہ مینے اپنے اوستاد سے جنسے حدیث پڑہتا تھا نام اونکا قاضی
علی بن جار اللہ تھا پوچھا کہ حنفیہ اونکے کیون شریک ہوتے ہین اس نماز مین اونھون نے فرمایا کہ یہہ ایک دعا ہی فقط انتہی
اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رح فتوح الغیب مین فرماتے ہین کہ ہر روز طریق ورد کے تمام مردون پر پڑہا کرے
اور یہہ حنبلی مذہب مین اونکے نزدیک جائز ہے کذا فی مدارج النبوۃ اور اسی سال نہم مین حج حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ ذیقعدہ
مین اور بعضون نے کہا کہ ذیحجہ مین اور بعضون نے کہا کہ سلخ ذیقعدہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو واسطے حج کرنے کے بھیجا اور اول
اس سے اس کتاب مین معلوم ہو چکا ہے جمہور کے نزدیک فرضیت حج کی چھٹے سال مین تھی اور ایک جماعت علما کی کہتی ہے کہ
فرضیت حج کی نوین سال مین ہوئی کہ اس سال کو عام الوفود بھی کہتے ہین کیونکہ دسوین رکوع مین سورۂ آل عمران کے جو یہہ آیت
کریمہ ہے کہ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا سو نزول اسکا اسی سال مین ہوا ہے ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا بیت اللہ کا جو کوئی پاوے اوس تک راہ انتہی اور مختار نزدیک محققین کے یہی قول سال نوین کا
ہے مگر جانا حضرت کا اس سال مین بسبب شغل امر جہاد اور تعلیم وفود اور تشیید احکام دین کے نہین ہوا اور یہہ بھی حضرت کے گوش مبارک
مین خبر پہونچی تھی کہ مشرکین بدین بموجب عادت جاہلیت کے موسم حج مین آکر ننگے ہوکر طواف بیت اللہ کا کرتے ہین آپ یہہ سنکر مکروہ
رکھا کہ اونکے ساتھ اس حالت مین شامل ہوکر طواف کرین غرضکہ بہر کیف اوس سال حضرت کا جانا واسطے حج کے موقوف رہا اور

میسر نہوا سو آپ نے ابوبکر صدیق رضہ کو تین سو آدمی کے ساتھہ سردار کرکے واسطے حج کے بھیجا کہ مناسک حج کے لوگون کو تعلیم کرین اور اول سورہ برات سے تیس چالیس آیتین لوگون کو پڑھکر سناوین اور ہمراہیون مین حضرت صدیق اکبر رضہ کے سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف اور جابر بن عبداللہ انصاری اور ابوہریرہ دوسی وغیرہم رضی اللہ عنہم بہی تہے اور حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے بیس اونٹ واسطے قربانی کے اپنی طرف سے اونکے ساتھہ کیے تہے اور اپنے دست مبارک سے اونکو تقلید اور اشعار کیا تہا یعنے اونکے گلے مین قلاوے ڈالے تہے اور کوہان اونکے چیر دیے تہے یہہ قربانی کے اونٹون کی علامت ہوتی ہے اور محافظت اون اونٹون کی ناجیہ بن جندب اسلمی کو سپرد کی اور پانچ اونٹ حضرت صدیق رضہ اپنے لیے لے گئے تہے اور مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندہا اور طرف مکے کے روانہ ہوے بعد اسکے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ ادای رسالت و پیغام نکرے کوئی مگر تو یا وہ شخص کہ تجہہ مین سے ہو یہ اسلیے کہ توڑنا عہد کا اور باندہنا اوسکا اوسی آدمی کا کام ہے جو صاحب معاملہ ہو یا اوسکا کام ہے جو اوسکا قرابتی اور عزیز ہو سو حضرت نے علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ابوبکر صدیق رض کے پیچہے جاؤ اور اوائل سورہ برات کی آیتون کو اون سے لے کر حج کے روز تم سب لوگون کو سنا دینا اور یہہ چار باتین بہی لوگون کو پہونچا دینا ایک یہہ کہ بہشت مین کوئی داخل نہوگا سوای مومن کے اور دوسرے یہہ کہ کوئی ننگے ہوکر طواف بیت اللہ کا نکرے اور تیسرے یہہ کہ اس برس کے بعد پہر کوئی مشرک حج نکرے اور پاس مسجد الحرام کے نہ آوے اور چوتہے یہہ کہ جو کوئی کافر کہ عہد موقت رکہتا ہو ساتہہ خدا اور رسول اوسکے کے تو چاہیے کہ اوس مدت گذرنے تک اپنے عہد پر ثابت رہے اور جو کچہہ عہد نرکہتا ہو یا عہد غیر موقت رکہتا ہو تو وہ چار مہینے کی مدت تک امان مین ہے پہر بعد اوسکے اگر وہ مسلمان نہوا تو خون اور مال اوسکا مباح ہے یہہ ارشاد فرماکر اپنی اونٹنی پر کہ نام اوسکا عضبا تہا حضرت علی رض کو اون کامون کے لیے سوار کرکے روانہ کیا جابر بن عبداللہ رضہ کہتے ہین کہ مین بہی حضرت صدیق رض کے ہمراہ رکاب تہا جبکہ منزل عرج یا ضجنان مین کہ اوپر وزن سلمان کے ہے پہونچے اور یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے قریب مکے کے اور وقت نماز فجر کا ہوگیا تہا حضرت صدیق رض امامت کے واسطے کہڑے ہوئے تہے نماز شروع نہین کی تہی اسمین حضرت علی رض حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خاص اونٹنی پر سوار آئے حضرت صدیق رض نے اونسے پوچہا کہ تم امیر ہوکر آئے ہو یا مامور ہوکر یعنے مجہہ حاکم ہو یا میرے تابع علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ تابع ہون یعنی امیر الحاج تم ہین ہو مجہے تو یہہ حکم ہے کہ مین سورہ برات کی آیتین لوگون کو پڑہکر سناؤن اور وہ چارون احکام مذکورہ لوگون کو پہونچاؤن حضرت صدیق رض نے اوسی وقت بموجب حکم حضرت نبوی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے وہی آیات سورہ برات کی اونکو حوالے کین حاصل یہہ کہ جب مکہ مین پہونچے اور مناسک حج بجا لائے اور حضرت صدیق رض نے ایام حج مین جو جو خطبے مقرر ہین وہ لوگون کے سامنے پڑہے اور مناسک حج اونکو تعلیم کیے پہر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ اب تم اوٹھکر حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا حکم لوگون کو پہونچاؤ اور ابوہریرہ اور چند صحابہ اور کو اونکی اعانت کے لیے اونکے ساتہہ کردیا اور وہ مشرکین اپنے اپنے خیمون مین جمع تہے پہر حضرت علی رض تشریف لے گئے اور ہر ایک خیمے مین روبرو لوگون کے وہ آیات بینات پڑہنے لگے اور وہ چارون احکام مذکورہ پہونچانے لگے پہر جب اس کام سے فراغت کرکے مع الخیر مدینے مین آئے

تب حضرت صدیق رضؓ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مین عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھسے کون سی خطا واقع ہوئی جو آپنے
مجھسے وہ خدمت آیات پڑھنے اور احکام اربعہ پہونچانے کی موقوف کی آپنے فرمایا کہ کوئی خطا کسی طرح کی تمسے نہین ہوئی تم میرے
یار غار ہو اور میرے یار ہوگے حوض کوثر پر مگر سبب یہہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہہ حکم لائے کہ تبلیغ اس امر کی کوئی
نکرے مگر تم آپ یا وہ جو تم مین سے ہو اسلیئے یہہ کیا تھا اور ان آیتون مین مشرکین کی عہد شکنی اور منافقین کی رسوائی کا بیان ہے

حکایت شیخ عبد الحق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہین کہ ایک وزیر کے ہان مجلس تھی اور چند شیعہ بھی وہان تھے ایک ان مین سے جو
بڑا معاند اور متعصب اور جاہل تھا اوسنے کہا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضؓ کو معزول کیا اور علی مرتضی رضؓ
کو انکی جگہہ مقرر کیا ایک اون مین جو علم اور انصاف رکھتا تھا اوسنے انکار کیا اور کہا کیون جھوٹ کہتا ہے اور تکلف کرتا ہے نہی
واضح ہو کہ اس تمام قضیہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق رضؓ کو منصب امیر الحاج اور تعلیم مناسک حج کا تھا اور پڑھنا آیات
مذکورہ اور بیان احکام اربعہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد تھا مگر چونکہ یہہ دونون امر بھی پہلے حضرت صدیق رضؓ کو سپرد ہوئے
تھے اور بعد اسکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس سے توہم معزول ہونے کا ہوگیا اور بلا تامل یہی سمجھا جاتا ہے کہ بالکلیہ عزل تھا
اور اوس شیعہ کی بھی یہی غرض تھی اور یہہ بات یون نہین ہے بلکہ جیسے مذکور ہوا ایسے ہی ہے اور اسمین کچھ نقصان نہین
کذا فی مدارج النبوة و روضة الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ یہی روایت مختار ہے صاحب حبیب السیر اور
معارج النبوة اور معالم التنزیل اور حسینی کی مگر مرجوح ہے اور صاحب مدارک اور بیضاوی اور زاہدی اور نظام نیشاپوری اور شرح ؟؟؟
یون بیان کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قبل نزول سورہ برات کے صدیق رضؓ کو امیر الحاج کر کے بھیجا تھا پھر جب
سورہ برات نازل ہوئی تب آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ آیات منزلہ سورہ موصوفہ کی دیکر پیچھے سے روانہ فرمایا کہ (؟)
احکام تازہ کی جا کر تبلیغ کرین اور یہہ روایت راجح یعنی قوی ہے نزدیک محدثین کے اور جذب القلوب مین شیخ عبد الحق علیہ الرحمہ
نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے سو بموجب اس روایت راجح کے اعتراض و نقض کا جو حضرت صدیق رضؓ کی شان مین کرتے ہین
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اونکو تبلیغ آیات سورہ برات کے سے معزول کیا اور اونکی جگہہ پر علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ کو مقرر کیا پھر کیونکر وہ شخص کہ لیاقت ادای ایک حکم کی قرآن مجید سے نرکھتا ہو واسطے ادای جمیع حقوق خلق
اور ادار تمام احکام شریعت اور قرآن کے امین کیا جاوے اور امام گردانا جاوے وہ اعتراض بالکل رفع ہوگیا اس لیے کہ جو
منصوب ہی نہین ہوا وہ معزول کیونکر ہوگا اور بموجب روایت مرجوح کے اوسکا جواب یہہ ہے کہ عادت عرب سے تھا کہ
عہد باندھنے مین یا اوسکے توڑنے مین خود وہ شخص آپ بذاتہ متولی ہو یا کوئی اوسکی اہل بیت مین سے متکفل اوسکا ہو تو اوسکا
اعتبار کرتے تھے اور بخلاف اسکے اور کسی کا اعتبار اس امر مین نہین کرتے تھے گو کہ کیسا ہی بزرگ جلیل القدر ہو اسلیے حضرت نے
اونکو بھیجا نہ اسلیے کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کو لیاقت اس امر کی نتھی معاذ اللہ منہا اور دوسرے یہہ کہ پڑھنا سورہ برات کا اس انبوہ
مین کہ قریب چھ لاکھہ آدمی کے وہان پر جمع ہوتے ہین اور ہر کسی کے کان مین یہہ آواز پہونچانی بہت گردش اور محنت بیشمار سے

ہوتی یہہ کام امیر الحاج سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مشغول رہتا ہے لوگون کی خبرداری مین کہ فتنہ و فساد نہونے پاوی اور نگہبانی مین فاسد کرنے احرام اور ادا جنایات حج کے سے سو بالضرور واسطے اس کام کے کوئی دوسرا شخص چاہیے اور چونکہ یہہ کام بہی مہمات عظیمہ سے تہا اسلیے حضرت نے ایسے جلیل القدر کو کہ ہمرتبہ صدیق اکبرؓ کے تہے اس کام کے واسطے علیحدہ مقرر فرمایا اور صدیق اکبرؓ کو امیر حاج مقرر رکہا کہ دونون کام باخوبی سرانجام پاوین اور دو امر مقصود بالذات سمجہے جاوین اور اگر صرف حضرت صدیق اکبرؓ کے منادیون پر اکتفا کرتے تو لوگون کو گمان ہوتا کہ یہہ مقدمہ عہد و پیمان کا حضرت کے نزدیک چندان ضروری نتہا تو اسلیے جدا آدمی حضرت نے اسکے لیے مقرر فرمایا اور ایک باریک لطیفہ اس مین اور بہی ہے کہ ابوبکرؓ مظہر صفت رحمت الٓہیہ تہے اسلیے آپنے اونکے حق مین فرمایا ہے ارحم امتی بامتی ابو بکر یعنی بڑا رحم کرنے والا امت میری کا ساتہہ امت میری کے ابوبکرؓ ہے سو کار خدمت مؤمنین کا کہ مورد رحمت الٓہی ہین اونکو حوالہ کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ مظہر جلال و قہر الٓہی تہے اور کافر کشی اونکا شیوہ تہا تو نقض عہد کافرونکا کہ مورد قہر و غضب ہین اونکے ذمے سپرد کیا کہ صفت جمال و جلال الٓہی اوس جم غفیر مین کہ نمونہ محشر مورد مؤمن و کافر کا تہا ان دونون فوارون دریای بیپایان صفات حقانیہ سے جوش مارین اور طرفہ یہہ کہ حضرت صدیق اکبرؓ خود بہی اس خدمت مین حضرت علی مرتضیٰؓ کے شریک ہوئے تہے اور اپنے ہمراہیون سے ابوہریرہؓ وغیرہ کو واسطے اعانت اونکے مقرر کیا تہا جیسے کہ روایت کیا ہے بخاری اور ترمذی نے بالجملہ وجہ عزل ابوبکرؓ کی یہی ہے کہ نقض عہد موافق عادت عرب کے اظہار کیا جاوے کہ آگے کو عربون کو جای عذر نرہے اور نکہین کہ ہمکو موافق آئین ہمارے کے نقض عہد سے خبر آگاہ نکیا کہ ہم اپنی راہ پکڑتے اور اپنا علاج کرتے یہہ معالم اور زاہدی اور بیضاوی اور شرح تجرید اور شرح مواقف اور صواعق محرقہ اور شرح مشکوۃ وغیرہ کتب مین مذکور ہے اور یہی سبب تہا کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ مین بعد معاہدے کے اوس انصاری کو کہ فن کتابت مین مہارت تمام رکہتا تہا عہد نامہ لکہنے کو بلایا سہیل بن عمرو نے کہ قریش کی طرف سے مصالحت کرنے کو آیا تہا کہا کہ ای محمدؐ اس عہد نامہ کو تمہاری چچا کا بیٹا علیؓ لکہے اور انصاری کے لکہنے کو اوس نے منظور نکیا کما فی المدارج والمعارج اور یہہ امر گویہ صلاحیت امارت اور امامت مین نقصان کرنے والا نہین ہے چنانچہ علی مرتضیٰؓ نے عمرو بن ابی سلمہ کو کہ ربیب خاص حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تہے اور شیعہ مخلص حضرت علیؓ کے سے تہے اور بڑی عابد اور زاہد اور امین اور عالم اور فقیہ اور متقی تہے ولایت بحرین سے معزول کیا تہا اور اوسکے عذر مین لکہا تہا اما بعد فانی ولیت النعمان بن العجلانی الدورقی علی البحرین ونزعت یدک فلا ذم لک ولا تثریب علیک فقد احسنت الولایۃ وادیت الامانۃ فاقبل غیر ظنین ولا ملوم ولا متہم ولا ماثوم یعنی بعد اسکے پہ کہ حاکم کیا مینے نعمان بن عجلانی دورقی کو بحرین پر اور کہینچ لیا مینے تیرا ہاتہہ پس نہین کچہہ مذمت اور الزام تجہپر سو البتہ اچہی کی تو نے حکومت اور ادا کی تو نے امانت سو متوجہ ہو تو بدون اسبات کے کہ بدگمان ہون مین تجہپر اور نہ ملامت کیا گیا اور نہ اتہام کیا گیا اور نہ گنہگار تہی اور یقینا ثابت ہے کہ عمرو بن ابی سلمہؓ نعمان بن عجلانی دورقی سے افضل تہے دینداری مین بہی اور حسب و نسب مین بہی اور امور ولایت کو بخوبی

جنھون نے سرانجام دیا تھا اور امانت کو کما حقہا ادا کیا تھا سوا کر حضرت ابوبکر صدیق رض لیاقت اور قابلیت ادا کرنے
اس حکم قرآنی کی نہ رکھتے تھے تو اونکو امیر حاج کرنا کہ وہ چند درجہ معتبر اور عظیم تر تبلیغ ایک حکم سے ہے اسکے کیا معنی اور حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کہ بالاجماع معصوم ہین اونسے یہہ امر کیونکر صادر ہوا فافہم کذا فی تحفہ اثنا عشریہ سیف المسلول اور
اسی نوین سال ہجری مین بقول اکثر اہل سیر کے قصہ لعان کا واقع ہوا سعد بن ساعدی کہ اصحابہ کبار سے ہین اور اخیر ان صحابہ
مین ہین جنھون نے مدینہ منورہ مین وفات پائی کہتے ہین کہ آئے حضرت رسول اللہ صلعم علیہ و آلہ وسلم کے پاس عویمر بن عجلانی رضی اللہ عنہ
عویمر ساتھ تصغیر کے منسوب طرف قبیلہ عجلان کے کہ ایک بطن ہے انصار سے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ خبر دیجیے مجھکو اوس آدمی
کا حال سے کہ دیکھا اوسنے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو یعنی زنا کرتے ہوئے کیا وہ اسکو مار ڈالے یعنے جائز ہے قتل اوسکا پھر قتل
کرینگے وارث مقتول کے اس قاتل کو یا کیا کرے یعنے آیا صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کہ
تحقیق وحی اوتاری گئی ہے بیچ تیرے اور عورت تیری کے کہ والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہداء الا انفسہم
فشہادۃ احدہم اربع شہادات باللہ انہ لمن الصادقین والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکاذبین ویدرء عنہا
العذاب ان تشہد اربع شہادات باللہ انہ لمن الکاذبین والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین یعنی اور جو
لوگ عیب لگاوین اپنی جوروون کو اور شاہد نہون اونکے پاس سوا اونکی جان کے کوئی تو ایسی کسی کی گواہی کہ چار گواہی دے
اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین یہہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اوس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہوا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یون
کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین یہہ کہ اللہ کا غضب آوے اوس عورت پر اگر وہ سچا ہووے
پھر فرمایا حضرت صلعم نے کہ جا اور اپنی بیوی کو لا پھر وہ لایا اور دونون نے مسجد مین تلاعن کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تب عویمر نے
حضرت سے عرض کی کہ اگر اب مین اس عورت کو اپنے پاس رکھون تو مین جھوٹا ہون پھر اونھون نے اوس عورت کو تین طلاقین
دین اور یہہ بات انھون نے صرف اپنی گمان سے کی کہ یون سمجھے کہ لعان بیوی کو حرام نہین کرتا ہے خاوند پر پس طلاق دی کہ
جدا ہو جاوے اور حالانکہ حکم یہہ ہے کہ لعان سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بسبب کہ معلوم ہوگا
پھر فرمایا حضرت نے کہ دیکھو اوس لڑکے کو جو اسکے پیدا ہو کہ کیسی شکل و صورت کا ہے اگر سیاہ رنگ اور سیاہ آنکھ اور بڑے
چوتڑ اور موٹی پنڈلیان ہون تو گمان نہین کرتا ہون عویمر کو مگر سچا اور اگر سرخ رنگ ہو مثل وحرہ کے یعنی بامہنی کیڑے کے
مانند تو گمان نہین کرتا ہون عویمر کو مگر جھوٹا پھر جنی وہ عورت لڑکا اوسی موافق جو حضرت صلعم نے فرمایا تھا بموجب تصدیق عویمر
کے مشابہ اوسی کے جسکو منسوب کرتے تھے ساتھ زنا کے پھر منسوب کرتے تھے اوس لڑکے کو اوسکی ماں کی طرف جیسے کہ حکم ولد الزنا کا
ہے کہ وہ منسوب اپنی ماں سے ہوتا ہے اور وارث بھی اوسی کا ہوتا ہے نہ باپ کا کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین
اسی قصہ کو یون بیان کیا ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا کہ وہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا اور کہا کہ اے
عاصم مجھکو خبر دے کہ جو کوئی اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھے اور وہ اوسکو مار ڈالے تو کیا اوسکو اوسکے عوض قتل کرینگے یا اور

زانی کو کیا کرے وہ تو مجھکو اسکی خبر حضرت سے پوچھدے عاصم نے جاکر حضرت سے پوچھا آپکو ایسی باتین دریافت کرنے سے کراہت تھی سو خوش نہ آیا آپکو انکا پوچھنا یہان تک کہ وہ بھی تنگ ہوکر آپکی مجلس سے اوٹھکر عویمر کے پاس چلے گئے اور اوس سے کہا کہ تو میرے لئے ایسی بات لایا کہ حضرت کو وہ بات بری معلوم ہوئی اور آپنے اسکا جواب کچھ بھی نفرمایا عویمر نے کہا کہ قسم خدا کی مین اس بات سے باز نہ ہونگا جبتک کہ حضرت سے مین آپ نپوچھونگا اور جواب نپاؤنگا پھر وہی آئے حضرت کی مجلس شریف مین اور سوال کیا آپنے کچھ جواب ندیا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا اللہم افتح یعنی ای بار خدا کھول دے اور پھر کھڑے ہوئے اور دعا مین مشغول ہوئے پھر عویمر نے اگر عرض کی کہ یارسول اللہ جو کچھ مینے آپ سے پوچھا ہے اوس مین مین خود مبتلا ہوا ہون شریک ابن سحما کو مینے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے یعنی زنا کرتے سحما شریک کی مان کا نام ہے اور شریک دیر وزن امیر کے ہے اور سحما ساتھ سین اور حا مہملہ کے پھر حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تیری اور تیری بیوی کی شان مین آیت نازل کی ہے تو جا اور اپنی بیوی کو لا پھر وہ گئے اور اپنی بیوی کو لائے روز جمعہ کے بعد نماز عصر کے مسجد مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بعد نصیحت کرنے اور خوف دلانے عذاب و رسوائی عقبی کے دونون کو منبر پر چڑھایا کہ انھون نے کلمات لعان کے جیسے کہ قرآن شریف سے مذکور ہوئے اور فقہای دین پناہ نے کتب فقہ مین ذکر کیے ہین زبان پر جاری کیے پھر بعد اسکے اون دونون مین فرقت اور حرمت واقع ہوئی تھی اور امام بخاری نے ابن عباس رضی سے روایت کیا ہے کہ ہلال بن امیہ نے تہمت کی اپنی بیوی پر زنا کی ساتھ شریک بن سحما کے حضرت نے فرمایا کہ تو گواہ اپنے دعوی پر لا یا حد قذف قبول کر کہ تیری پیٹھ پر لگائی جاوے اونھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ جبکہ کوئی ہم مین سے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے کیا جاوے اور ڈھونڈھے گواہ یعنی ایسے وقت مین کہان ایسی فرصت ہے کہ گواہ کرے کسی کو اور یہ کیا جگہ ہے گواہ کرنے کی پس پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ گواہ قائم کرو ورنہ حد لگیگی تیری پیٹھ پر پس کہا ہلال نے قسم ہے اوس ذات کی کہ بھیجا ہے آپکو ساتھ حق کے تحقیق مین سچا ہون پس البتہ اوتاریگا اللہ تعالی ایسا حکم کہ پاک کرے پیٹھ میری کو حد تہمت سے پس اوتری جبرئیل ع اور اوتارین حضرت پر یہ آیتین والذین یرمون ازواجہم سے ان کان من الصادقین تک پھر پڑھین آپنے یہ آیتین پھر آئے ہلال رض اور گواہی دی یعنی لعان کیا کہ اوس مین پانچ گواہیان ہین جیسا کہ بیان مفصل اوسکا اوپر ہوچکا ہے اور باقی آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالی جانتا ہے کہ ایک تم مین سے جھوٹا ہے سو کیا ہے تم مین سے کوئی توبہ کرنے والا پھر کھڑی ہوئی بیوی ہلال رض کی اور لعان کیا پھر جب پہونچی نزدیک پانچوین گواہی کے روکا اوسکو یعنی صحابہ نے اور کہا تحقیق یہ پانچوین گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو درمیان تمھارے یا واجب کرنے والی ہے لعنت عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی کہا ابن عباس نے پس ٹھہر گئی وہ عورت اور ہٹی یعنی تردد کیا کہ اوسکے حال سے معلوم ہوتا تھا کہ پانچوین گواہی نہین دیگی یہان تک گمان کیا ہمنے کہ وہ پھر جاوے گی اپنے کہنے سے پھر کہا اوس عورت نے کہ نہین فضیحت کرتی مین اپنی قوم کو ساری عمر یعنی بسبب اعتراض کرنے کے لعان سے اور رجوع کرنے کے طرف تصدیق خاوند کے پھر گذرے یعنی پانچوین گواہی بھی دی اور پورا کیا لعان کو اور حضرت نے حکم تفریق کا کیا اور فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو پس اگر لاوے لڑکا سرمہ گین آنکھون کا بھاری سرینون کا

ہوتی بیٹا لیونکا پس وہ شریک بن سحماء کا ہی کہ وہ ایسا تھا پس لائی وہ عورت لڑکا اسی طرح کا پھر فرمایا حضرت نے کہ اگر نہوتا حکم کہ گذرا کتاب اللہ سے کہ حد و تعزیر ملاعنین کے لیے نہیں ہی تو البتہ ہوتا واسطے میرے اور واسطے اوس عورت کے ایک کام یعنی دیکھتے کس طرح تنبیہ کرتا اسکو بسبب مشابہت ہونے بچے کے ساتھہ زانی کے تا کہ عبرت ہوتی دیکھنے والونکو نقل کی یہہ بخاری نے کذا فی مظاہر الحق و مدارج النبوۃ ف واضح ہو کہ قصہ لعان کا صحیحین وغیرہما کتب احادیث اور سیر مین اسی طور پر واقع ہوا ہی اور ظاہر اسکا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ سبب نزول آیت کریمہ مذکورہ کا یہی قصہ عویمر عجلانی اور اوسکی بیوی کا ہی اور دوسری حدیث سے سبب نزول آیات موصوفہ کا قصہ ہلال بن امیہ ثقفی کا معلوم ہوتا ہی کہ اونھون نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھہ زنا کرتے ہوئے دیکھا تھا جیسا کہ لکھا گیا اور وہ جو بعض روایت مسلم مین آیا ہے اسی قصہ ہلال مین کہ یہہ اول لعان ہی جو اسلام مین واقع ہوا صریح اسی معنی مین ہے جمع ان روایات مین یون ہو سکتا ہے کہ کہین کہ پہلے عویمر رض نے حضرت کی خدمت بابرکت مین اس امر کا سوال کیا اور آپ نے اوس کے جواب مین تامل کیا یہان تک کہ آیات مذکورہ نازل ہوئین اور بعد نزول کے پہلے لعان ہلال اور اونکی بیوی مین واقع ہوا بعد اسکے عویمر اور اونکی بیوی مین لعان متحقق ہوا ہو سو ہر ایک قصہ سبب نزول آیات مذکور کا ہو سکتا ہے اسطور پر واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور مظاہر الحق مین عویمر عجلانی کے قصے کے فائدہ مین لکھا ہے کہ بعضون نے کہا کہ نزول ان آیات بینات کا سال نہم ہجری کے ماہ شعبان مین ہوا اور کہا ابن ملک نے کہ اس حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت لعان کی نازل ہوئی عویمر رض کے حق مین اور اول لعان اسلام مین یہی ہوا اور بعضی علمانے کہا کہ آیت لعان کی نازل ہوئی ہلال بن امیہ کے حق مین اور اول جو لعان کیا اسلام مین اسی نے کیا چنانچہ ابن عباس رض کی حدیث سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے پس اس صورت مین معنی اس قول کے وحی نازل کی گئی بیچ قضیہ تیرے کے یہہ ہونگے کہ تیرے سے قضیہ مین یہہ آیت اوتری اور بعضون نے کہا کہ احتمال ہی کہ دونون کے مقدمہ مین اوتری ہو شاید کہ سوال کیا ہو دونون نے بیچ دو وقتون متغایر کے پس اوتری ہو دونون کے حق مین اور سبقت کی ہو لعان مین ہلال رض نے انتہی واضح ہو کہ لعان اور ملاعنہ اور تلاعن ایک دوسرے کی آپس مین لعنت کرنے کو کہتے ہین اور مسئلہ اسکا یون ہی کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو تہمت زنا کی کرے اور اوسپر چار گواہ نگذارے اور عورت بھی مقر نہو زنا پر ورنہ چار بار مجلس مختلف مین اسکا اقرار کرے تو اب اسوقت مرد چار بار گواہی دیوے اور قسم کھاوے کہ وہ صادقون سے ہے اور پانچوین بار کہے کہ لعنت خدا کی اوسپر جو جھوٹ کہنے والون سے ہو پھر بعد اسکے عورت چار بار گواہی دیوے اور قسم کھاوے کہ یہہ مرد جھوٹا ہی اور پانچوین بار کہے کہ خدا کا غضب اوس عورت پر اگر یہہ مرد سچا ہووے اور جب جورو خاوند ملاعنہ کرین تو حاکم کو چاہیے کہ آپ ان دونون مین تفریق کروا دیوے یہی مذہب ابو حنیفہ رح کا ہی ہے اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ ففرق بینہما اسکا مثبت ہے اور جمہور علما کے نزدیک فرقت ہو جاتی ہی آپ ہی بدون تفریق کے اور اگر مرد بعد تہمت لگانے زنا کے گواہی ندیوے اور قسم نکھاوے تو اوسپر حد قذف کی ثابت ہوتی ہی اور اگر عورت گواہی ندیوے اور قسم نکھاوے تو اوسپر حد زنا کی ثابت ہوتی سو لعان سے عورت و مرد دونون حد زنا اور حد قذف سے بچ جاتے ہین اور یہہ بات بیشک ہی کہ دونون مین ایک جھوٹا ہوتا ہے

اگرچہ خوف عذاب دنیا سے اوسنے لعان کیا اور مارپیٹ سے بچ گیا مگر عذاب آخرت مین گرفتار ہوگا جیسے کہ فرمایا حضرت نے اونکی شان
مین ان احدکما لکاذب وان عذاب الدنیا اھون من عذاب الآخرۃ یعنی بیشک ایک تمھارا البتہ جھوٹا ہے اور بیشک
عذاب دنیا کا آسان ہے عذاب آخرت سے اور حضرت نے نفی نسب کی باپ کی جانب سے اور الحاق ساتھ ماں کے کہ مبنی ثبوت
زنا پر ہی بسبب شباہت اوس ولد کے ساتھ زانی کے کری اور حد زنا کی ساقط ہوجاتی ہی یہان سے مگر اور حکم زنا کے ثابت رہتے ہین
چنانچہ لحوق ولد کا ساتھ والدہ کے اور ثبوت نسب اوسکا ساتھ اوسکے آور واضح ہو کہ شافعیہ ان حدیثون سے استدلال کرتے
ہین ثبوت حکم پر قیافے سے جیسے کہ اگر جاریہ مشترکہ فی الرجلین سے ہر ایک شریک نے وطی کی بحکم ملک الیمین کے اور اوسکے لڑکا پیدا
ہوا اور دعوی کیا نسب کا دونون نے تو شافعیہ یہان حکم قیافے پر کرتے ہین یعنے قیافہ شناس واسطے جسکے ثابت کردے تو وہی
اوسی کا ثابت کرتے ہین اور فقہاے حنفیہ کے نزدیک وہ لڑکا دونون کا ہی بحکم شرع کے اگرچہ دونون کا لڑکا نہین ہوسکتا مگر حکم
مین دونون سے اعتبار کرین گے کہ وہ وارث اون دونون کا ہوگا از روے عصبیت کامل کے اور وہ دونون اوسکی میراث ابوی کے
یعنے باپ کا جو حصہ ہی اوسکو لیکر آپس مین برابر تقسیم کرلین گے اور وہ جاریہ اون دونون کی ام ولد ہوجاوے گی اور ہر ایک پر
نصف عقر اوسکا واجب ہوگا اور پھر وہ بطریق تقاصّ کے دونون کے اوپر سے ساقط ہوجاویگا یعنے جو آدھا ایک پر دوسرے
کے لیے واجب ہوا تھا وہ اوسکے عوض مین جو اوسکے اوپر واجب ہوا تھا بدل جائے گا اور کچھہ کسی کو آپس مین دینا نہ آوے گا
انتہی اور دلیل حنفیہ کی اثر حضرت عمر فاروق رض کا ہے اسی حادثے مین کہ لکھا آپنے شریح رح کو ان لبسا فلبس علیہما داو بینا
لبین لہما دھو ابنھما یرثھما ویرثانہ یعنی اگر مبہم رکھا اون دونون لونڈی کے مالکون نے حال لڑکی کا تو ہم
بھی مبہم رکھین گے اون دونون پر اور اگر بیان کرین وہ دونون یعنی امر اوسکا تو البتہ بیان کرینگے ہم ان دونون کے واسطے اور
وہ لڑکا اون دونون کا ہی اور وہی دونون اوسکے وارث ہین اور وہ اون دونون کا وارث ہوگا اور یہ نامہ حضرت عمر رض کا روبرو تمام
صحابہ کے لکھا تھا اور کسی نے اوسپر انکار نکیا اور یہی مذہب ہی حضرت علی اور ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ
حکم کرنا ساتھہ حکم قیافہ شناس کے حکم کرنا ساتھہ غیب کے ہے اور یہ خاصہ اللہ تعالی کا ہی کہ وہی واقف غیب کا ہی اور حال قیافے کا
زیادہ اس سے نہین ہے کہ ظن و علامت سے ہے سو شریعت مین اسکا اعتبار نہین کہ بنا احکام کی اوسپر کیجاوے اور فرمانا حضرت کا
کہ اگر حکم خداے تعالی کا اس مین نہوتا تو البتہ واسطے میرے اور واسطے اوس عورت کے ایک کام ہوتا دلالت کرتا ہی اسپر کہ حاکم
کو ساتھہ مظنہ اور امارت اور قرائن کے التفات نکرنا چاہیے اور نہ حکم کرنا چاہیے مگر ساتھہ ظاہر امور کے کہ اوسکو مقتضی ہون حجت
اور دلائل شرعیہ اور قیافہ نہین ہی مگر مظنہ اور امارت یعنی گمان اور علامت سو نہ حکم کیا جاویگا اوسپر مگر ہان کہ جہان کفایت
کرے قول خبر دینے کا فر کے حلت اور حرمت مذبوح سے کہ خائن ہونا اوسکا خصوصا اسی مین یقینی نہین ہے بلکہ شرع مین جواز قبول
امانت اور دیانت سے دینیات مین نہین رکھتا ہی سو ظن ہے کہ اس مین اوسنے خیانت کی ہوا اور قول خبر دینے کا فر کے ساتھہ نجاست
پانی کے کہ اگر یہ پانی مصلی خود دیوے اور تیمم کرلیوے تو افضل ہے اسلیے کہ احتمال صداقت کا بھی ہے یعنی احتمال صداقت کا اوسکی خبر

منقطع نہین ہوا ہے فافہم اور خوش ہونا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا قول قائف سے بیچ حق اسامہ بن زید اور زید کے کہ وہ دونون مسجد مین سوتے تھے اور قطیفہ اونکے سر پر پڑی تہی اور پانون دونون کے کہلے تہے قطیفہ او پر وزن لطیفہ کے مخمل مینے کمبل رونی دار پشمی کو کہتے ہین سو دیکہا اونکو مجزز مدلجی نے مجزز او پر وزن مبصر کے اور مدلج او پر وزن مفلس کے نام ہے ایک قبیلہ کا اور یے نسبت کی ہے طرف اوسکے اور وہ قائف تہے اور علم قیافہ مین یکتای زمانہ تہے سو کہا اونہون نے کہ یہہ پانون بعض انکا جز بعض کا ہے یعنی ان پانون والون کے درمیان مین نسبت باپ بیٹے ہونے کی ثابت ہے اور حال یہہ تہا کہ زید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے لیپالک تہے گورا رنگ خوبصورت اور اسامہ اونکے بیٹے سیاہ فام تہے اپنی مان کے رنگ پر کہ نام انکا ام ایمن تہا وہ کنیز تہین حضرت اون دونون کو بہت پیار کرتے تہے یہانتک کہ اسامہؓ کو لوگ محب رسول اللہ کہتے تہے سو منافق لوگ اونکے حق مین طعن کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ایسے باپ کا ایسا بیٹا کیونکر پیدا ہو سو جب قائف نے انکو دیکہکر باپ بیٹا آپس مین ٹہرایا تب حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم خوش ہوے سو یہ خوش ہونا حضرتؐ کا اوسکے قول سے اسلیے تہا کہ قول قائف اہل عرب کی نزدیک معتبر تہا تو آپکا یہ خوش ہونا واسطے الزام منافقون کے تہا اونہین کے گمان کے موجب اسلیے کہ قول قائف کا حجت شرعیہ ہی اور یہ نسب قطع ہوچکا اون کے حال کی تہی فلا یمکن الا حتجاج بہ یعنی سو نہین ہے ممکن حجت پکڑنا ساتہ اسکے انتہی کذا فی مدارج النبوۃ والمستخلص والعینی والحسامی وغیرہا تنبیہ علما نے اختلاف کیا ہے اوسکے حق مین کہ پایا اوس نے کسی کو اپنی بیوی کی ساتہ زنا کرتے ہوے اور مار ڈالا اوسکو سو کیا یہ قاتل مارا جاویگا اوسکے قصاص مین یا نہین مذہب جمہور کا اس مین یہی ہے کہ مارا جاویگا یہہ قاتل مگر جبکہ چار گواہ زنا پر گذرین یا اقرار کرلین وارث مقتول کے اوسکے زنا پر مگر خدای تعم کے اور اوسکے درمیان مین کچہہ اوسکے ذمہ نہین اگر یہہ سچون سے ہے کذا قیل اور روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ پوچہا سعد بن عبادہ نے حضرتؐ سے کہ اگر پاؤن مین ساتہ اپنی بیوی کے کسی کو تو کیا نہ ہاتہ لگاؤن اوسکو یعنی نہ مارون اور نہ قتل کرون اوس کو یہانتک کہ لاؤن مین چار گواہ فرمایا حضرتؐ نے ہان کہا سعد نے کہ یون نہین قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا ہے آپکو ساتہ حق کے بیشک مین البتہ جلد قتل کرون اوسکو ساتہ تلوار کے پہلے اسکے کہ گواہ لاؤن فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے یعنے لوگون کیطرف خطاب کرکے کہ سنو تم طرف اوسکے کہ کہتا ہی سردار تمہارا یعنی سعد تحقیق وہ البتہ غیرت والا ہی اور مین زیادہ غیرت والا ہون اوس سے اور اللہ تعالی زیادہ غیرت والا ہے مجہہ سے نقل کی یہ مسلم نے سعدؓ نے جو کلام مذکور کیا تو یہ کچہہ حضرت کی قول کو رد نہین کیا اور مخالفت حضرتؐ کے قول کی منظور تہی بلکہ اونہون نے یہہ خبر دی حال نفس اپنے کی کہ میرا حال تو یہ ہے اور غیرت اور غضب میرا اس حد تک پہونچا ہی اور حکم شرعی یہ ہے مین کیا کرون اسلیے حضرتؐ نے فرمایا کہ سنو طرف اوسکے جو کہتا ہی سردار تمہارا مقصود حضرتؐ کو اس کلام سے تعریف کرنی انکی اس صفت کی ہے اور اشارہ ہے اسپر کہ یہہ صفات بزرگون کی اور عادات سردارون کی سے ہے اگرچہ حکم شرع بیان اور ہے حاصل یہ کہ حضرتؐ نے سعد کا عذر بیان فرمایا کہ یہ کلام بسبب غیرت کے اس سے صادر ہوا پس اس سے تقریر اور اثبات انکے کلام کا منظور نہین ہے اور کہا مظہر نے کہ جواب دینا سعد کا نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو تہا ایسا

اسکے کہ اجازت ہو قتل کرنے کی بنا ازراہ رد کرنے قول حضرت کے پس جب حضرت نے اسکا انکار کیا تو اونھون نے … کیا اور غیرت کہتے مین تغیر حالت کو کہ پیدا ہوتا آدمی مین وقت دیکھنے ایک چیز ناپسند کے اپنے اہل مین اور یہہ نسبت اللہ تعالی کے محال ہے پس اللہ تعہ کے غیرت ناک ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ روکنے والا ہے بندون کو گناہون سے تا عتاب قرب اوسکے سے دور نہ ہون اور روایت ہے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ نے اگر دیکھون مین کسی کو ساتھہ بیوی اپنی کے یعنی برا کام کرتے تو البتہ مارون مین اوسکو تلوار سے سو پہونچی یہہ خبر رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ و آلہ وسلم کو پس فرمایا آپ نے یعنی صحابہ کو تعجب کرتے ہو کمال غیرت سعد سے قسم ہے اللہ تعہ کی البتہ مین زیادہ غیرت مند ہون اوس سے اور اللہ تعالی بہت غیرت مند ہے مجھ سے اور بسبب غیرت اللہ تعہ کے حرام کئے اللہ تعالی نے گناہ جو ظاہر ہین اون مین سے اور جو پوشیدہ ہین آخر قول حضرت تک اور بسبب غیرت اللہ تعہ کے الخ یہہ تفسیر غیرت کے ساتھہ اس معنی کی ہے کہ منع کیا لوگون کو حرام چیزون سے اور مقرر کیا اون پر عذاب اسلیئے کہ غیرت اصل مین یہہ ہے کہ مکروہ رکھے اور خشمناک ہو آدمی اس سے کہ تصرف کرے کوئی اوسکی ملک مین اور مشہور معنی غیرت کے یہہ ہین کہ غضبناک ہو آدمی اوسپر کہ کرے اوسکی بیوی سے فعل بد یا دیکھے بیوی کو سو اللہ تعالی کی غیرت یہہ ہے کہ غضبناک ہو اوسپر کہ کرے گناہ اور فرمایا کہ اللہ تعالی غیرت مند ہے اور مومن غیرت مند ہے یعنی غیرت صفت ہے اللہ تعہ کی کہ بندہ مومن بہی وہ صفت رکہتا ہے اور اللہ تعالی کی غیرت کا مقتضا یہہ ہے کہ نکرے مومن اوس چیز کو حرام کیا اوسکو اللہ تعالی نے نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے اور جیسے درست نہین ہے مار ڈالنا اوس مرد کو جسکو اس نے اپنی بیوی کے ساتھہ دیکہا یعنی زنا کرتے ہوئے اسیطرح جائز نہین ہے مار ڈالنا اوس عورت کا جسکے ساتھہ غیر مرد کو فعل بد کرتے ہوئے دیکہنا اور یون ہی سنگسار کرنا بہی اوسکا نہین درست ہے اثبات حجت شرعیہ کے انتہی کذا فی مدارج النبوۃ و مظاہر الحق نقط

بحمد اللہ تمام ہوا حصہ پنجم نصف اول چہہ حصون قرۃ العیون کا مقام لکھنؤ مطبع علوی مین باہتمام محمد علی بخش خان ۲۷ رمضان ۱۳۰۷ سنہ ہجری کو

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ

الحمد للہ کہ حصہ ششم جلد اول از واقعات سال ہجرت حضرت خیر الانام صلعم تا حالات سال یازدہم ہجری جامع جمیع شمائل و اقوال و افعال محمد مصطفےٰ و حاوی ہمہ تقریرات و احوال احمد مجتبیٰ صلعم مسمیٰ بہ

قرۃ العیون

حصہ ششم — شرح — جلد اول

وسرور المحزون

الحسب الحکم جناب یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خان صاحب بہادر صولت جنگ والی ٹونک دام حشمتہ و اقبالہم

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ طبع شد

فہرست مضامین قرۃ العیون شرح سرالمحزون حصہ ششم واقعات سال دہم یازدہم ہجرت صلعم

تمت

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ

الحمد لله که حصه ششم جلد اول از روایات سال سیوم هجرت حضرت خیر الانام صلعم تا حالات سال یازدهم جامع جمیع شمائل و اقوال و افعال محمد مصطفے و حاوی همه تقریرات و احوال احمد مجتبی صلعم است

قرة العیون

حصه ششم — شرح — جلد اول

سرور المحزون

حسب الحکم جناب امین الدوله وزیر الملک نواب محمد علی خان صاحب بهادر صولت جنگ والی ٹونک دام اقباله

در مطبع علوی محمد علی بخش خان طبع شد

ذکر واقعات سال دہم ہجرت حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم

اس سال مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ کو ساتھ ایک جماعت کے بنی حارث بن کعب پر بھیجا اور فرمایا کہ پہلے انکو دعوت اسلام کرنا اگر وے قبول کرین تو وہان ٹھہرنا اور انکو قرآن مجید اور احکام دین تعلیم کرنا اور جو وہ اسلام قبول نکرین تو اونسے مقابلہ اور مقاتلہ کرنا پھر حضرت خالدؓ وہان گئے اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرتؐ کے انکو دعوت کی وے سب لوگ اسلام لائے پھر حضرت خالدؓ نے وہان چندروز ٹھہر کر انکو قرآن مجید تعلیم کیا اور ارکان و احکام دین اسلام کے انکو سکھائے اور یہ حال لکھکر حضرتؐ کے پاس ارسال کیا آپ نے اوسکے جواب مین انکو لکھا کہ انکو ترغیب و ترہیب دے لاؤ اور ایک جماعت کو ان مین سے اپنے ساتھ لاؤ پھر جب یہ شقہ فرمان حضرت خالدؓ کے پاس پہونچا تب وہ ان مین سے ایک گروہ کو لیکر حضرتؐ کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوئے اور سلام کیا اور ہر ایک نے ان مین سے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک نہین کوئی معبود برحق مگر اللہ اور بیشک تو رسول اللہ کا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ مین بھی گواہی دیتا ہون ساتھ وحدانیت اللہ تعم اور ساتھ رسالت اپنی کے اور ایک آدمی کو ان مین سے کہ قیس بن حصین نام تھا آپنے اونپر امیر کیا اور اجازت وطن کے جانیکی دی پھر عمرو بن حزامؓ کو آپنے اونپر عامل کر کے بھیجا وہ وہان امیر رہے یہانتک کہ حضرتؐ نے اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے رحلت کی اور یہ انصاری بخاری ہین انکی کنیت ابو الضحاک ہے یا ابو محمد اول مشاہد انکا غزوہ خندق ہے اور یہ پندرہ برس کے تھے جب حضرتؐ نے انکو نجران پر عامل کیا اور جب سترہ برس کے تھے تب انکو یمن مین بھیجا اور ایک نامہ لکھدیا کہ اوسمین احکام میراث اور دیت وغیرہ کے درج فرمائے کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے کہ وہ نامہ ہدایت شمامہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعم

علیہ وآلہ وسلم کا جسقدر مواہب اللدنیہ اور مشکوۃ شریف میں مروی ہے وہ یہہ ہے عن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزام عن ابیہ
عن جدہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتب الی اھل الیمن وکان فی کتابہ ان من اعتبط مؤمنا قتلا فانہ قود یدہ
الا ان یرضی اولیاء المقتول وفیہ ان الرجل یقتل بالمرءۃ وفیہ فی النفس الدیۃ مائۃ من الابل وعلی اھل الذھب
الف دینار وفی الانف اذا اوعب جدعہ الدیۃ مائۃ من الابل وفی الاسنان الدیۃ وفی الشفتین الدیۃ وفی
البیضتین الدیۃ وفی الذکر الدیۃ وفی الصلب الدیۃ وفی العینین الدیۃ وفی الرجل الواحدۃ نصف الدیۃ وفی
المامومۃ ثلث الدیۃ وفی الجائفۃ ثلث الدیۃ وفی المنقلۃ خمس عشرۃ من الابل وفی کل اصبع من اصابع الید والرجل
عشر من الابل وفی السن خمس من الابل رواہ النسائی والدارمی وفی روایۃ مالک وفی العین خمسون وفی الید
خمسون وفی الرجل خمسون وفی الموضحۃ خمس انتہی یعنی روایت ہے ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے
اور اوسنے اوسکے دادا سے یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نامہ لکھا طرف یمن والوں کے اور تھا اوس نامے میں کہ جو کوئی
مار ڈالے بیقصور کسی مسلمان کو مار ڈالنا یعنے عمدا سو بیشک وہ قصاص ہاتھ اوسکے کا ہے یعنی مارا جاوے بدلے فعل اور تقصیر کے ساتھ
ہاتھ اپنے کے مگر یہہ کہ راضی ہو جاویں وارث مقتول کے یعنے ساتھ لینے دیت کے یا معاف کر دیں تو نہ قتل کیا جاوے اور اوس نامے میں
یہہ بھی تھا کہ قتل کیا جاوے مرد بدلے عورت کے یہہ مسئلہ اجماعی ہے اور اوس میں یہہ بھی تھا کہ بیچ مار ڈالنے جان کے دیت ہے سو اونٹ یعنی
جسکے پاس اونٹ ہوں سو اونٹ دے اور اوپر اہل زر کے ہزار دینار اور بیچ کاٹنے ناک کے جبکہ پوری کاٹی جاوے پوری دیت ہے
سو اونٹ اور بیچ توڑنے دانتوں کے کہ سب توڑے جاویں دیت پوری ہے اور بیچ کاٹنے ہونٹھوں کے کہ کاٹے جاویں پوری دیت ہے
اور بیچ دونوں خصیوں کے کہ کاٹے جاویں پوری دیت ہے اور بیچ کاٹنے آلہ تناسل کے پوری دیت ہے اور بیچ توڑنے ریڑھ کے پوری
دیت ہے اور بیچ پھوڑنے دونوں آنکھوں کے پوری دیت ہے اور بیچ کاٹنے ایک پاؤں کے آدھی دیت ہے اور بیچ زخم پہونچنے پوست مغز
بھیجے سر کے تہائی دیت ہے اور بیچ زخم پیٹ کے تہائی دیت ہے اور بیچ زخم کے کہ ہڈی سرک گئی ہو پندرہ اونٹ ہیں اور بیچ ہر اونگلی کے
اونگلیوں ہاتھوں کی سے اور پاؤں کی سے دس دس اونٹ ہیں اور بیچ ہر دانت کے پانچ پانچ اونٹ ہیں نقل کی یہہ نسائی
اور دارمی نے اور بیچ روایت مالک کے یہہ ہے کہ بیچ ایک آنکھ پھوڑنے کے پچاس اونٹ ہیں اور بیچ ایک ہاتھ کاٹنے کے پچاس اور بیچ
ایک پاؤں کے پچاس اور بیچ زخم کہ ہڈی کھل گئی ہو پانچ اونٹ ہیں **فائدہ** بیچ مار ڈالنے جانکے دیت ہے یعنی قتل عمدا میں جبکہ قصاص
سے درگذر کریں وارث مقتول کے اور راضی ہوں دیت لینے پر تو دیت ہے اور قتل خطا اور شبہہ میں دیت ہے اور زرداروں پر ہزار دینار
ہیں اور چاندی والوں پر دس ہزار درہم ہیں اور سکو ذکر کیا بسبب اکتفا کرنے کے ساتھ قیاس کے مراد یہہ ہے کہ اونٹ والوں سے واقع
میں بحسب اتفاق کے اونٹ لیں اور زرداروں سے زر نہ یہہ کہ واجب ہو کہ غیر اوسکا مقبول اور محسوب نہو جاننا چاہیے کہ اختلاف
کیا ہے علمانے بیچ درہموں اور دیناروں کے کہ آیا لے جاویں دیت میں یا نہیں سو کہا ابو حنیفہ اور احمد رحمہما اللہ نے کہ جائز ہے لینا اوسکا
دیت میں باوجود اونٹوں کے اور کہا شافعی نے کہ نہ عدول کریں اونٹوں سے جب کہ پائے جاویں اونٹ مگر رضا سے طرفین کی اور بیچ پھوڑنے

دونون آنکھون کی طرح اصل بیچ کاٹنے اونکے یہہ ہی کہ اگر نکالی تمام جنس منفعت کو یا بگاڑ ڈالی تمام جمال کو کہ مقصود ہی جیسے ناک
کاٹنے مین وجب ہوتی ہی تمام دیت کہ ایک وجہ کر بیچ حکم تلف کرنے نفس کے ہی پس ملحق ہی ساتھہ تلف کرنے نفس کے بسبب تعظیم آدمی کے
اور اصل اسکی حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہی ساتھہ تمام دیت کے بیچ کاٹنے زبان اور ناک کے اور پیدا ہوئے ہین
اس اصل سے فروع بہت اور حکم کیا حضرت عمرؓ نے ساتھہ چار دیتون کے بیچ ایک ضرب کے کہ زائل کیا عقل اور سمع اور بصر اور کلام
کو اور اسی طرح اگر کوئی کسی کی داڑھی مونڈ ڈالی اور وہ پھر نہ نکلے تو دیت آتی ہی اس مین اس لیے کہ فوت کرنے والا جمال کا ہوگا
اور اسی طرح سر کے بالون مین بھی کذا فی الہدایہ اور یون ہی ہی مظاہر الحق مین مرقات اور اشعۃ اللمعات سے روضۃ الاحباب مین
ہی کہ اسی دسوین سال ہجری مین جب جریر بن عبد اللہ بجلی آکر مسلمان ہوئے تب حضرتؐ نے انکے گرد و پیش کے قبائل کا حال انسے پوچھا
انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حقتعالی نے اون مین دین اسلام ظاہر کیا ہی وہ لوگ مسجدون اور جنگلون مین اذان اور اقامت کے
ساتھہ نماز ادا کرتے ہین تمام بتخانے ٹوٹ گئے آپنے پوچھا ذوالخلصہ کے بتخانے کا کیا حال ہی اونھون نے عرض کی کہ وہ ابھی قائم ہی آپ نے
فرمایا کہ اے جریر میرا دل ذوالخلصہ سے فارغ نہین کرتا ہی اونھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیشہ سے میری یہہ آرزو ہی کہ کوئی
کام ایسا کام میرے ہاتھہ سے بن پڑے اور کوئی میرے سوا اوس بتخانہ کو نگرا دے آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اور اوسکو ڈھاؤ اونھون نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ یہان سے وہ بتخانہ بہت دور ہی اگر اونٹ پر سوار ہو کر جاؤن تو دیر مین پہونچونگا اور گھوڑے پر مین سوار نہین ہو سکتا جب
گھوڑے پر سوار ہوتا ہون وہ مجکو گرا دیتا ہی جریرؓ کہتے ہین کہ پھر حضرتؐ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا کہ آپکی اونگلیون کا نشان
مینے اپنے سینے پر دیکھا اور یہہ دعا کی اللہم ثبتہ واجعلہ ہادیا مھدیا یعنی اے اللہ تو قائم رکھہ اسکو اور کر دے اوسکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت پایا
ہوا انتہی پھر اوٹھا مین وہان سے اور قسم خدا کی جس نے اوسے سچائی کر کے بھیجا کہ تیز رو گھوڑے پر مین سوار ہوا اور ایسا تھا تو وہ میری رانون کے
نیچے بکری سا معلوم ہوا مین شکر الہی بجا لایا اور ذوالخلصہ کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دیر مین وہان پہونچا اور اوس بتخانے کو کھود کر گرا دیا اور
جلا کر خاکستر کیا اور اسکی خبر حضرتؐ کے پاس بھیجی اوس اس حدیث کا کہتا ہی کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر فرحت اثر کے
سننے سے خوشی کی اور واسطے گھوڑے جریر کے دعاے برکت کی اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے سجدہ شکر کا ادا کیا کہتے ہین کہ بعد خراب ہونے
اوس بتخانے کے وہان کے لوگ مسلمان ہوگئے اور اوس بتخانے کے خزانے مین بہت کچھہ اسباب اور سامان اور عطریات پایا اوس سب کو مدینے مین
لائے انتہی اور اسی سال مذکور مین بیان حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور نجران کی نصاری کے صلح واقع ہوئی مروی ہی کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک نامہ شریف مشتمل اوپر دعوت اسلام کے نجران کے نصاری کو بھیجا اور نجران
ساتھہ زبر نون اور سکون جیم کے اوپر وزن مرجان کی نام ہی ایک شہر کا ملک یمن مین اور موسوم ہوا یہہ ساتھہ نجران بن زید بن سبا کے
وہان کے نصرانیون نے بعد پہونچنے نامے حضرتؐ کے آپس مین مشورت کر کے چودہ آدمی حضرتؐ کے پاس بھیجے کہ مدینے مین جا کر حضرت کا حال
معلوم کرین اور اوسکی ہمکو خبر دین کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ وے ساٹھہ سوار اور چوبیس اشراف اونکو تھے
اور تین آدمی ان چوبیس مین او منتخب تھے کہ کاروبار اور اختیار سب امور کا اونکو تھا ایک کا لقب عاقب تھا کہ امیر قوم اور صاحب مشورہ تھا

اور نام اوسکا عبد المسیح تھا اور دوسری کا لقب سید اور نام ایہم اور پر وزن فہم کے تھا یہ صاحب حال اور مجتمع اونکا تھا یعنی میر منزل اور میر محفل اور نگہبان اسباب و رمنزل و سکن اونکی کا اور جو تیسری تھا لقب اوسکا اسقف جلیل تھا اور تیسرے کا نام ابو الحارث بن علقمہ تھا اور عالم اور صاحب مدرس اوس قوم کا تھا اونکی کتابونکا درس کیا کرتا تھا اور بادشاہ لوگ اوسکی تعظیم اور تکریم کرتے تھے اور اون مین وہ مقبول تھا وہ جانتا تھا حضرت کی احوال و رصفات محمودہ کو اور پڑھے تھے اوسنے آپکے حالات کتب متقدمین مگر باقی رکھا اوسکو حب جاہ دنیویہ اور وجاہت اوسکی نے نصرانیت پر مروی ہے کہ اوسکا ایک بھائی کرز بن علقمہ تھا وہ بھی ان لوگون مین تھا کہتے ہین کہ راہ مین اتفاقاً خچر حارث بن علقمہ کا ٹھوکر کھا کر گر پڑا کرز نے کہا کہ گر پڑیگا وہ جو کہ بعد ہے یعنی محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم ابو الحارث نے کہا بلکہ تو گر پڑیگا کرز نے کہا اے بھائی ایسی بات کیون کہتا ہے ابو الحارث نے کہا قسم خدا کی محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم رسول خدا کا ہے کہ ہم اوسکے ظہور کا انتظار کرتے تھے کرز نے کہا کہ پھر کیون نہین دین محمدی قبول کر لیتا ہے اور کون چیز تجھکو مانع ہے متابعت اوسکی سے ابو الحارث نے کہا کہ موافقت کرنے مین ساتھ محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے مخالفت قوم کی لازم آوے گی اگر مین اسلام لاؤن تو نصاریٰ کی روبرو میری کچھ قدر و منزلت نرہیگی اور جو کچھ اونھون نے مجھکو انعام و اکرام مین مال و متاع دیا ہے سو وہ سب مجھ سے چھین لینگے یہ بات سنکر کرز کے دل مین محبت اسلام کی پیدا ہوئی اور اپنے اونٹ کو جلد ہانکا پھر جب دست بوسی حضرت کی سے مشرف ہوا تب اسلام لایا غرضکہ نصاریٰ نجران کے جب مدینے مین پہونچے تب اونھون نے راہ کی کپڑے اوتار کر لباس ابریشمی پہنا کہ دامن اونکی زمین پر گھسٹتے تھے اور انگوٹھیان اونگلیون مین پہنکر مسجد نبوی مین حاضر ہوئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام کا اونکی نہ دیا اور اپنا مونھ اون سے پھیر لیا جب اونکی نماز کا وقت آیا تب وہ کھڑے ہوئے اور مونھ طرف مشرق کے کیا کہ اونکا قبلہ اوسی طرف تھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع کرنا چاہا حضرت نے فرمایا کہ نہ روکو انکو جیسے چاہیں ویسے پڑھین پھر وہ نماز پڑھکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ہر چند کلام کیا مگر جواب اوسکا نہ سنا پھر مسجد سے نکلکر حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی پاس گئے کہ پہلے سے تعارف رکھتے تھے اور سر مجلس اونسے کہا کہ تمھارے نبی نے ہمکو نامہ لکھا تھا اور بلایا تھا اب ہم اونکے پاس جب آئے اور اونکو سلام کیا اور اونسے کلام کیا اونھون نے ہمکو جواب نہ دیا اب تم دونون اس امر مین کیا کہتے ہو اپنے شہر کو جاوین یا یہان ٹھہرین اتفاقاً وہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی موجود تھے اون دونون صاحبون نے اونسے کہا کہ آپکی رائے اس مین کیا ہے حضرت علی نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ یہہ لوگ لباس ابریشمی اور انگوٹھیان نکالکر راہبون کی سے کپڑے پہنکر حضرت کی مجلس شریف مین جاوین پھر بھی اونھون نے کیا اور حضرت کے پاس گئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جس نے مجھکو ساتھ حق کے مبعوث کیا ہے کہ یہہ لوگ جب پہلے میرے پاس آئے تھے انکے ساتھ شیطان تھا پھر اونھون نے کچھ عرض کی آپ نے اونکو دعوت اسلام کی اونھون نے انکار کیا اور از راہ عناد کے نمانا غرضکہ بہت سے گفتگو رہی آخر کار اونھون نے دریافت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین تم کیا کہتے ہو آپنے فرمایا کہ جواب اسکا مین ابھی نہین دیتا ہون تم یہان ہو تاکہ اسکا جواب سنو پھر آپنے انتظار نزول وحی کا کیا تب دوسرے دن

یہہ آیت نازل ہوئی ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل

فنجعل لعنة الله علی الکاذبین یہ آیت سورۂ آل عمران کی چھٹے رکوع مین ہے ترجمہ اسکا یہ ہے یعنی تحقیق عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدمؑ کی بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا اوسکو ہوجا وہ ہوگیا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو مت شک مین رہ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھسے اس بات مین بعد اوسکے کہ پہونچ چکا تجھکو علم تو تو کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر ف اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اسقدر سمجھانے پر بھی اگر نہ سمجھین تو اونکے ساتھ قسم کر دیہ بھی ایک صورت فیصلے کی ہے انتہی کذا فی موضح القرآن پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیات منزلا ونکو سنائین اونھون نے مضمون بدایت مشحون آیات بینات کا اقرار نکیا اور اپنے اعتقاد پر عناد پر اڑے رہے پھر آپنے فرمایا کہ اگر تم اسکو نہین مانتے ہو تو آؤ مباہلہ کرین یعنی بد دعا کرین اور کہین کہ لعنت خدای تعالیٰ کی جھوٹ کہنے والون پر مباہلہ کہتے ہین آپس مین لعنت کرنے کو اونھون نے عرض کی کہ ہمکو مہلت دو کہ ہم آپس مین مشورہ کرلین پھر جو کچھ ٹھہر یگا وہ کل کے روز عرض کرین آپنے منظور کیا پھر وہ سب عاقب کے پاس خلوت مین جمع ہوئے وہ رئیس اور صاحب مشورت اونکا تھا اور اوس سے کہا کہ تیری رای اس امر مین کیا ہے اوس نے کہا کہ ای گروہ نصاریٰ قسم اللہ تعالیٰ کی تم بیشک جانتے ہو کہ محمد نبی مرسل ہے اور تمہارے صاحب یعنی عیسیٰؑ کے مقدمہ مین دلیل ظاہر لایا ہے اس سے مباہلہ نکرو قسم خدا کی کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ نہین کیا کہ پھر وے جیتے ہون اگر اوس سے مباہلہ کروگے تو بیشک ہلاک ہوجاؤگے اور جو تم اپنے دین پر قائم اور ثابت رہا چاہو تو اوس سے مصالحہ کرلو اور جزیہ دینا قبول کرو اور اپنے گھرون کو پھر چلو پھر صبح کو دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر حاضر ہوئے اور حضرت آپ مستعد مباہلہ کرنے کے تھے امام حسینؓ کو گود مین لیے ہوئے اور امام حسنؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور آپکے پیچھے حضرت فاطمہؓ اور اونکے پیچھے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فرمایا حضرت نے کہ جب مین دعا کرون تب تم سب آمین کہنا جب اون نصرانیون نے ان صاحبون کو دیکھا اور بات دعا و آمین کی سنی تو ڈر گئے اور ابوالحارث بن علقمہ کہ ان مین عالم تھا اوس نے کہا کہ ای قوم مین کتنے آدمیون کا منہ دیکھتا ہون کہ وے اگر پہاڑ کا ٹل جانا اوسکی جگہ سے اللہ تعالیٰ سے چاہین تو اللہ تعالیٰ اونکے سبب سے اوس پہاڑ کو جگہ سے ٹال دیگا خبردار مباہلہ نکرنا والا ہلاک ہوجاؤگے اور روی زمین پر ایک بھی نصرانی باقی نرہیگا پھر وے کہنے لگے کہ ای ابوالقاسم ہم تم سے مباہلہ نہین کرتے ہین آپنے فرمایا کہ جو مباہلہ نکروگے تو مسلمان ہوجاؤ جو مسلمانون کے لیے ہے وہی تمہارے لیے بھی ہوا اونھون نے کہا کہ یہ بات ہمسے نہین ہوسکتی ہے آپنے فرمایا تو لڑائی کو تیار ہو اونھون نے عرض کی کہ ہمکو قوت اور طاقت عرب کی لڑائی کی نہین ہے مگر مصالحہ تم سے کرتے ہین اسپر کہ دو ہزار حلّے ہر سال دیا کرین ایک ہزار ماہ صفر مین اور ایک ہزار ماہ رجب مین اور ہر ایک حلہ قیمت مین چالیس درہم کا اور جو وکیل لوگ تمہارے ہمارے ملک مین ہوکر گذرینگے اونکی ہم مہمانداری اور خدمت گذاری کرینگے مگر اس شرط پر کہ ہمکو ہمارے دین پر رہنے دو اور اپنی حمایت اور پناہ مین ہمکو لو اور ہمسے لڑائی نکرو اور ایک روایت مین ہے کہ اونھون نے عرض کی کہ ہم تیس گھوڑے اور تیس اونٹ اور تیس نیزے بھی دینگے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانون کو کوئی حادثہ پیش آوے تو گھوڑے اور اونٹ اور نیزے تیس تیس عدد اور مسلمانون کو عاریۃً دیوین اور یہ باج نکھا دین اور ہمسے مقابلہ نکرین پھر اسی پر مصالحہ ٹھہرا اور مصالحت نامہ لکھا گیا اور ایک گروہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یادوں پر گواہی لکھی گئی اور وہ مصالحہ نامہ

اونکو دیا مروی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ قسم ہی اوس ذات پاک کی کہ میری جان اوسکے قبضہ میں ہی ہلاک ہونا اہل نجران کا مقرر کیا تھا اگر وہ مباہلہ
کرتے تو اللہ تعالی اونکی صورتوں کو مسخ کردیتا سب بندر اور سور بنجاتے اور یہ جنگل اون پر آگ برساتا اور نجرانیوں کی بیخ و بنیاد
اوکھڑ جاتی یہان تک کہ درختوں پر اونکے جانور باقی نرہتے اور ایک سال پورا گذرنے پاتا کہ سب نصرانی ہلاک ہوجاتے کذا فی مدارج النبوۃ
و روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ اس سے مشروعیت مباہلے کی دفع مخالف کے لیے ثابت ہوئی جب ظاہر ہوجاوے
حجت اور وہ مخالف پھر بھی اپنے باطل پر مصر ہو اور کرتے رہی ہیں یہ عمل وقت حاجت کے علما سلف سے خلف تک اور تجربہ کیا گیا ہی اس
امر کا کہ جس نے باوجود ہونے اوسکے کے باطل پر مباہلہ کیا پورا برس روز مباہلے سے نہیں گذرنے پاتا کہ وہ ہلاک ہوجاتا ہی کذا فی المواہب اللدنیہ
و مدارج النبوۃ مروی ہی کہ جب وہ لوگ اپنے وطن کو چلنے لگے تب حضرت سے اونھوں نے عرض کی کہ آیا ایک آدمی اپنے صحابہ میں سے ہمارے ساتھہ
کردین اگر ہم میں کسی بات کا اختلاف واقع ہو تو وہ ہمارے درمیان ساتھہ راستی کے حکم کردیوے آپنے فرمایا کہ بعد دوپہر کے آنا اوسوقت ایک
آدمی اس صفات مذکورہ کا کہ قوی اور امین ہوگا اور حق امانت کا بجا لاویگا تمھارے ساتھہ کردیا جاویگا حضرت عمر فاروق رض فرماتے ہیں کہ اوس
دن میں اس بات کا امیدوار تھا کہ یہ دولت میسر ہو سو واسطے نماز ظہر کے میں سویرے سے مسجد میں جاکر حاضر ہوا جب حضرت نماز ظہر پڑھکر
فارغ ہوئے اور طرف صحابہ کی دیکھنے لگے میں اپنے کو سب سے اونچا کیا کہ حضرت کی نظر مبارک مجھپر پڑے کہ اتنے میں آپکی نظر ابو عبیدہ بن
الجراح پر پڑی اور آپنے اونکو بلایا اور فرمایا کہ تم ان نصرانیوں کے ساتھہ نجران کو جاؤ اور جس امر میں انکے درمیان اختلاف ہو تم ساتھہ حق کے
اون میں حکم کرنا حضرت عمر رض فرماتے ہیں کہ اوس شخص کو کہ امین هذه الامة ابو عبيدة ابو عبیدہ لیگئے پھر وہ لوگ اپنے وطن کو روانہ ہوئے
پھر تھوڑے دنوں کے بعد اون لوگوں میں سے دو شخص آکر مسلمان ہوئے ایک سید اور ایک عاقب اور اونکی تبعیت میں اور لوگ بھی مسلمان
ہوئے ہونگے اور وہ مصالحت نامہ اون لوگوں میں تا حضرت ابوبکر صدیق رض کے ایام خلافت میں موجب اوسی نوشتے کے عمل میں آیا اور حضرت
عمر فاروق رض کے زمان خلافت میں بحسب مصلحت اوسکے بعض امر میں تغیر واقع ہوا اور بعد ازان اور احکام میں اوسکے اور خلفا رضہ سے تغیرات
واقع ہوئے کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہی کہ یہان سے ثابت ہوا اعتبار رای حاکم کا بعض
اوامر میں نسبت مصالح مسلمین کے درست ہی اور مدارج النبوۃ میں ہی کہ منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے اونکے اسقف یعنی پادری
سے فرمایا کہ میں تجھکو گویا دیکھہ رہا ہوں کہ تو اپنے مقام پر گیا ہی اور اپنے رحل یعنی اسباب کی آگے سو رہا ہی اور پھر اوٹھکر اپنے اونٹ کا پالان الٹا
رکھتا ہی تو نے پھر جب وہ اپنے مقام پر گیا اور سو رہا اور سو کر اوٹھا تب غفلت سے پالان اونٹ پر اولٹا رکھا پھر جب صورت حال سے واقف
ہوا تب اوسکو یاد آیا کہنا حضرت سرور کائنات افضل البریات صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا پھر اوس نے کلمہ شہادت کا پڑھا کہ اشهد ان
محمد رسول اللہ اور مسلمان ہوا انتہی واضح ہو کہ ربا یعنی بیاج حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہی منکر حرمت اوسکے کا کافر لعنت کی رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے بیاج لینے والے اور دینے والے اور اوسکے لکھنے والے اور اوسکے گواہوں کو اور فرمایا وی برابر ہیں
یعنی اصل گناہ میں اگرچہ متفاوت ہوں مقدار میں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ حرام ہی تمسک لکھنا بیاج کا اور گواہ ہونا اوس کا
اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے ایک درم ربا کا کہا وے آدمی اوسکو اور وہ جانتا ہو کہ یہ بیاج کا ہی بہت زیادہ ہے

گناہ ہین جیسی زنا سے اور جو شخص کہ بڑھا ہو گوشت اوسکا مال حرام سے یعنے بیاج اور رشوت وغیرہ سے پس آگ دوزخ کی لائق تر ہے ساتہہ اوسکے ف اور اسیطرح اگر جانتا ہو لیکن اپنے قصور کیا اسکے معلوم کرنے مین اور ربا اشد زنا سے اسلیے ہوا کہ اللہ تعالی نے ربا کے حق مین فرمایا ہی فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی خبردار ہو لڑنے کو اللہ سے اور رسول اوسکے سے جس سے اللہ اور رسول اوسکا لڑے تو وہ اللہ اور رسول اوسکے سے لڑکر اوسکا کہان ٹھکانا اور معاملات بیع وشری وغیرہ مین ربا کا پہچاننا مشکل ہے ہر ایک کا کام نہین ہے سو اکثر جاہل اسکو حلال جانتے ہین کافر ہوتے ہین بخلاف زنا کے کہ مشہور ہے اس کو کوئی حلال نہین جانتا اور فرمایا کہ بیشک ربا جو مال کہ ربا سے حاصل ہوا اگرچہ بہت ہو لیکن انجام اسکا رجوع کرتا ہی طرف کمی کے یعنی بے برکتی ہوتی ہے اور فرمایا حضرت نے کہ گذرا مین شب معراج مین ایک قوم پر کہ پیٹ اونکے مانند کوٹہون کے تہے اون مین سانپ تہے معلوم ہوتے تہے باہر سے پیٹون اونکے مین پوچہا مینے حضرت جبرئیل سے کہ یہ کون لوگ ہین کہا یہ ہین کہانے والے بیاج کے اور فرمایا کہ گناہ ربا کے ستر جزو ہین ادنی اون مین سے یہ ہے کہ صحبت کرے آدمی اپنی ماں سے تہی اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بیاج لینے سے ذمیون کو ممانعت کی تہی پس حاکم کو ممنوع ہے اب بہی یہی حکم ہے کہ ذمیون کو سود لینے دینے سے منع کرین کیونکہ یہہ داد وستد کے معاملہ مین ہوتا ہے اور خوف ہوتا ہی کہ مبادا اونکے سبب لین دین کرنے کی مسلمان لوگ اس بلا مین مبتلا ہو جاوین واللہ تعالی اعلم اب افسوس ہے اون مسلمان بہائیون پر کہ باوجود دعوی مسلمانی کے ان سب وعیدات کو پس پشت ڈال دیتے ہین اور اوس قہار وجبار کی سلطنت اور حکومت کو بہلا دیتے ہین اور ذرہ سے فائدہ دنیا پر نظر کرتے ہین اور مصداق اس آیت کے بنتے ہین کہ فبئس ما اشتروا بہ ثمنا قلیلا یعنی بری ہے وہ چیز کہ خریدا اونہون نے عوض اوسکے مول تہوڑا اور عذاب اخروی اپنے سر لیتے ہین کہ جس سے انبیا علیہم السلام ڈرتے اور کانپتے رہے اور اسلام تو اسی کا نام ہے کہ جیسے ہی احکام شرعیہ ہون سکو اپنی گردن پر رکہہ لینا اور بلا انکار عمل مین لانا اب سب مسلمانون کو چاہیے کہ دنیا اور آخرت کے ٹوٹے سے بچین اور اس سے توبہ کرین والا ندامت اوٹہاوین گے اور پچہتاوین گے اور مصداق اسکے ہو جاوین گے کہ فرمایا حضرت نے کہ البتہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ نہین باقی رہیگا کوئی مگر کہانے والا ربا کا پس اگر نکہاویگا سود تو پہونچیگا اوسکو بخار اوسکا اور ایک روایت مین ہے کہ غبار اوسکا یعنی اثر اوسکا کہ وکیل ہوگا یا گواہ ہوگا یا تمسک لکہنے والا ہوگا یا درمیان مین پڑیگا سود کے معاملہ کے یا معاملہ کریگا ساتہہ سود خوارون کے اور لیگا مال اوسکا ساتہہ مال اوسکے کے تہی یہ سب حدیثین مشکوۃ سے لکہی گئین اب یہان پر ایک بات اور معلوم کرنی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ وقت ضرورت کے سود کا دینا جائز ہے نہ لینا اشباہ ونظائر مین ہے القاعدۃ السادسۃ من الخامسۃ الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت او خاصۃ یعنی حاجت قائم کی جاتی ہے بمقام ضرورت کے عام ہووے یا خاص تہی پہر اسی قاعدہ مین بعد چند سطرون کے لکہا ہے وفی القنیۃ والبغیۃ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح یعنی قنیہ اور بغیہ مین ہے کہ جائز ہے محتاج کو قرض لینا سودی اور حموی شرح اشباہ مین مذکور ہے قولہ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح وذلک نحو ان یقترض عشرۃ دنانیر مثلا ویجعل لربہا شیئا معلوما فی کل یوم ربحا یعنی جائز ہے محتاج کو قرض لینا سودی اور یہہ جائز ہوتا ہی اسطور سے کہ قرض لیوے دس دینار مثلا اور مقرر کرے اوس دینار والے کے لیے کچہہ چیز معین ہر دن مین سود اور عمدۃ البصائر حل مشکلات الاشباہ والنظائر مین ہے قال یجوز للمحتاج الاستقراض

بالربح ای اذا کان محتاجا الیہ یعنی کہا جاتا ہے قرض لینا محتاج کو سودی یعنے جبکہ ہو محتاج طرف اوس کے یعنی سودی قرض
لینا اوسوقت جائز ہے کہ سوای اوسکے اور کسی طور سے حاجت اوسکی روا نہو جیسے دینا رشوت کا واسطے ضرورت اپنی رہائی کی ظلم سے
ظالم کے جائز ہے یعنی جب کسی وجہ سے رہائی حاصل نہو سوای رشوت دینے کے تو اوسوقت رشوت دینی ظالم کو اپنی رہائی کے لیے جائز ہے
کذا فی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر فقط اب یہان سے معلوم ہوا کہ شادی غمی کی اسرافون اور اتباع ترفہات نفس دنی کے لیے کہ غافلان
آخرت اوس مین مبتلا ہین ہرگز لینا سودی قرض کا درست نہین ہے اس لیے کہ اس قسم کی احتیاج شرع مقدس مین معتبر نہین ہے بلکہ گناہ پر
گناہ ہے کہ ایک تو بے ضرورت معتبر شرعیہ کے سود دینا علاوہ اسکے اتباع ہوای نفس اور ارتکاب بدعات گمراہی کا اور اسراف مال اور ضائع کرنا
نعمت منعم حقیقی کا اور کفران اس نعمت کا کہ خداوند تعالی نے اوسکو ساتھ خیر کے تعبیر کیا ہے وانہ لحب الخیر لشدید یعنی اور آدمی مال کی
محبت مین مضبوط ہے ورنہ شکر اس نعمت کا یہ تھا کہ اوس سے حج مبرور اور جہاد مشکور کرتا اور مساجد اور رباطات اور مہمان سرای اور کوئین
وغیرہ چیزین فایدے کی واسطے خوشنودی پروردگار کے بناتا اور قرض خواہون کا قرض ادا کرتا اور غمخواری اور دلجوئی فقرا اور تحصیل ثواب
متعددین مین اوسکو صرف کرتا اور کیا نہین معلوم ہے کہ کفران نعمت الہی کا موجب زوال اوس نعمت کا ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
ولئن کفرتم ان عذابی لشدید یعنی اور اگر ناشکری کروگے تم تو بیشک عذاب میرا البتہ سخت ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے ولا تؤتوا السفہاء
اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی مت پکڑا دو بیوقوفون کو اپنے مال جسے بنائی اللہ نے تمھاری گذران اور اکثر مشاہدہ اور تجربہ
ہوا ہے کہ جو لوگ ایسا اسراف کرتے ہین آخرکار خود بے اعتبار اور ناچار ہو جاتے ہین اور اللہ تعالی اپنے حبیب کو فرماتا ہے ولا تجعل یدک
مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا یعنی اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول اوسکو
نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا یعنی سب الزام دین کہ اتنا کیون دیا کہ آپ محتاج رہ گیا اللہم اجعلنا من الذین قلت فیہم والذین
اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اللہم امین ہذا اقوال استاذ استاذی مولنا محمد حیدر علی مصطفی آبادی
فی جواب الاستفتاء لمولوی اللہ داد برہانپوری اور روایت ہے عبادہ بن صامت سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
نے بیچا جاوے سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے اور گیہون بدلے گیہون کے اور جو بدلے جو کے اور کھجور بدلے کھجور کے اور
نمک بدلے نمک کے اوس حال مین کہ برابر ہو عوض اور عوض کے مقدار مین جیسا کہ تاکید و بیان کے لیے کہا کہ برابر ہو عوض برابر کے دست بدست
پس جبکہ مختلف ہون یہ قسمین پس بیچو جس طرح چاہو بشرطیکہ ہو بیع دست بدست نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی اوسی مجلس مین پہلے
جدا ہونے کے بایع اور مشتری سے اور اوس چیز کو قبض کرلین بیع مین درست نہین کہ ایک چیز وعدہ پر ہو اور ایک چیز نقد اور اس حدیث
مین چھ چیزون کی ربا کا ذکر ہے سونا چاندی گیہون جو کھجور نمک اور سوای انکے اور چیزون کو مانند ان ہی کے اور جیسے اور تمام دانون کے
علمائے مجتہدین نے قیاس کیا ہے لیکن ساتھ اختلاف کے اور اختلاف اس سبب سے ہے کہ علت ربا کی چھ چیزون مین کیا ہے امام مالک رح نے
علت ربا کی ان چھ چیزون مین یہ سمجھی ہے کہ ثمنیت سونے چاندی مین اور قوت مدخرہ یعنی لائق ذخیرہ کے ہونا باقی چار چیزون مین
یعنی جس مین قوت مدخرہ ہونا تحقیق ہوگا یا ثمنیت ہوگی اوس مین ربا حرام ہے پس انکے نزدیک ترکاری اور میوہ اور کھانے کی چیزین کہ ذخیرہ

نہین ہو سکتین اونمین یعنے زیادہ لینا دو کا بدلے ایک کے یا دینا ایک اور لینا دو کا درست ہے اور نزدیک امام شافعی کے علت ربا کی ثمنیت ہے
سونے چاندی مین اور قوت ہونا ہے باقی چار چیزون مین اونکے نزدیک ترکاری اور میوہ اور ادویات مین ربا جاری ہوگا برابر لینا دینا تو درست ہے
اور زیادتی کمی ہم جنس مین نادرست اور لوہے اور تانبے اور پیتل اور رانگ اور جست اور چونا اور مانند انکی مین انکے نزدیک ربا جاری نہوگا مثلاً ایک پیمانہ میوہ کا
بدلے دو پیمانہ چھوہارے کے لینا دینا درست ہے اسیطرح سے لوہا تانبا سیر بھر لینا دو سیر دینا یا دو سیر لینا سیر بھر دینا درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک
علت ربا کی قدر مع الجنس ہے اور مراد قدر سے کیل اور وزن ہے پھر علت ربا کی سونے چاندی مین وزن ہے پس جاری ہوگا ربا ہر وزنی چیز مین مانند تانبے اور
لوہے وغیرہ کے اور باقی چیزون مین علت ربا کی کیل ہے پس جاری ہوگا ہر کیلی چیز مین مانند چونے اور اشنان وغیرہ کے اور کیلی اور وزنی ہونا جس مین منصوص
ہے اومین تو تبدیل نہین مثلاً سونا چاندی شرع مین وزنی ہے پس اوسکو حکم وزن کا ہے اگرچہ عرف مین خلاف اوسکے جاری ہوا ور گیہون جو کھجور
نمک یہ شرع مین کیلی ہین اگرچہ عرف مین کیلی نہون پس بیع درست ہوئی ان چیزون کی درصورتیکہ ہم جنس ہون اعتبار وزن اور کیل کا ہے سونے کو سونے
کے ساتھ بیچنے مین برابر وزن چاہیے اور چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے مین برابر وزن چاہیے کمتی بڑھتی وزن درست نہین اور چار چیزون
باقی مین کیل کا اعتبار ہے اگرچہ عرف مین رواج ان چیزون مین کیل کا نہو شرعاً کیلی ہین پس اگر کوئی من بھر گیہون بدلے من بھر گیہون کے بیچے تو
درست نہین جبتک کہ پیمانے مین برابر نہون اور یہی حکم ہے جو اور کھجور اور نمک کا اور جس چیز مین وزنی اور کیلی ہونا منصوص نہین ہوا اومین اعتبار
عرف کا ہے اگر عرف مین وزنی ہے تو اوسکو حکم وزنی کا ہے وزن مین برابر چاہیے اور اگر عرف مین کیلی ہے تو اوسکو حکم کیلی کا ہے کیل مین برابر چاہیے
گو کہ وزن مین تفاوت ہو مثلاً چونا عرف مین کیلی ہے کیل مین برابر چاہیے زیادتی کمی کیل مین درست نہین لیکن بشرطیکہ بیع ہم جنس ہو اور لوہا تانبا عرف
مین وزنی ہے اسکو حکم وزنی کا وزن مین برابر چاہیے کمی بڑھتی وزن مین ہم جنس کے ساتھ موجب ربا کی ہوگی ح: ع اور روایت ہے ابو سعید خدری رض
سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نہ بیچو سونا بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور
نہ بیچو چاندی بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو انمین سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنی نہ بیچو بدون بدلے
نقد کے نقل کی یہ بخاری مسلم نے اور ایک روایت مین یون ہے کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے اور چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ہون تول مین ف
اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اگر بیچے زیور سونے کا بدلے سونے کے یا چاندی کا بدلے چاندی کے تو برابر ہون دونون وزن مین نہوائی اوسکی یعنی
جائز نہین اسلیے کہ زیادتی لازم آوے گی ع اور روایت ہے فضالہ بن عبید سے کہا اونھون نے کہ خریدا مینے دن خیبر کے یعنے سال خیبر ایک ہار بارہ
دینار کو اومین تھا سونا اور نگینے پس جدا کیا مینے اوس ہار کو یعنے سونے مین سے نگینے نکالے الگ پس پایا مینے اومین سونا زیادہ بارہ دینار سے پس ذکر کیا
مینے یہ روبرو رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پس فرمایا نہ بیچا جاوے ہار یہان تک کہ جدا کیا جاوے یعنے سونا اوسکا جدا کیا جاوے نگینون وغیرہ سے نقل کی یہ مسلم
نے ف اسمین دلیل ہے اسپر کہ اگر بیچے مال ربا ساتھ جنس اوسکے کے ایک کے ساتھ اونمین سے کوئی اور چیز ہو تو نہین جائز ہے اگر بیچے سونے کا جڑاؤ زیور وغیرہ بدلے سونے کے خواہ اشرفیان ہون یا
اور کچھ تو نگینے وغیرہ اوسکے جدا کرکے برابر سونے کے تولکر بیچے اسیطرح اگر بیچے چاندی کی چیز بدلے چاندی کے خواہ روپیہ ہون یا اور کچھ تو اوسکا بھی یہی حکم ہے تاکہ زیادتی یعنی ربا نہ لازم آوے اور
اگر بیچے سونے کی چیز جڑاؤ بدلے چاندی کے خواہ روپیہ ہون یا اور کچھ یا چاندی کی چیز جڑاؤ بدلے سونے کے خواہ اشرفیان ہون یا کچھ اور تو اوسکا تولنا اور اوسکے نگینون وغیرہ کا ضرور نہین اسلیے کہ خلاف
جنس مین کمی بیشی درست ہے اومین کمی زیادتی ہو جاوے نہین لازم آتا ع کذا فی مظاہر الحق اور اسی سال مین ابراہیم فرزند رسول اللہ علیہ السلام نے وفات پائی جب حضرت کو اوسکے فوت ہونیکی خبر پہونچی

یمن کا عامل فرمانا حضرت کا معاذ اور ابو موسی اشعری کا سریہ خالد بن ولید طرف عبد المدان قبیلہ یمن کے پھر علی کو اونکی قائم مقام بھیجا

تب آپ نے اوسکی ملک کو تقسیم کیا بعض ملک اوسکی کو اوسکی بیٹے پر کہ شہر نام تھا برقرار رکھا اور بعض کو عامر بن شہر ہمدانی کو سپرد کیا اور کچھ اوس مین سے ابو موسی اشعری کو دیا اور ایک ناحیہ اوس مین سے یعلی بن امیہ کے لیے مقرر فرمایا اور تھوڑا سا معاذ بن جبل رض کو سونپا کذا فی روضۃ الاحباب اور اسی سال دہم مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن مین بھیجا ہر ایک کو طرف ایک مخلاف کے مخلاف اوپر وزن مقراض کے ناحیہ اور جانب شہرستان کو کہتے ہین اور یمن کے دو مخلاف ہین ایک جانب بلند طرف عدن کے مضافات جند سے جند ساتھ زبر جیم اور نون کے اور آخر دال نقطہ دار کے وہ سمت معاذ بن جبل رض کو سپرد کی وہی وہان کے قاضی اور عامل تھے وہان حضرت معاذ رض کی ایک مسجد بھی مشہور ہے اور دوسرا مخلاف طرف نشیب کے ہے وہان کا عامل ابو موسی اشعری کو مقرر فرمایا اور یمن سے عدن اور زبید بھی تھا اور وصیت کی حضرت نے اونکو کہ لوگون سے نرمی کرنا اونکو سخت نہ پکڑنا کہ بھاگ جاوین اور معاذ رض کو فرمایا کہ تم اون لوگون اہل کتاب کے پاس جاتے ہو جب اونکے پاس جانا تب اول اون کو دعوت ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کرنا اگر وے تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کرین تو اونکو خبر دینا کہ اللہ تعالی نے اونپر زکوۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالدارون سے لیکر اونکے محتاجون پر صرف کیجاوے اور دور رکھنا تو آپکو اور پرہیز کرنا اونکے مالون کے تحائف اور نفائس سے یعنے ایسا نکرنا کہ اونکے اونٹون بکریون مین سے کہ مال زکوۃ کے ہین اون مین سے اچھے اچھے چھانٹ کر زکوۃ مین لے لیوے اور بری بری اون کے لیے چھوڑ دیوے اور ڈرنا اور بچنا مظلومون کی بددعا سے اسلیے کہ نہین حائل ہے کوئی پردہ درمیان دعا مظلومون اور جناب باری کے روایت کیا اسکو بخاری نے ف بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال می آید بعد اسکے حضرت نے خالد بن ولید رض کو قبل سفر حج الوداع سے اسی دسوین سال کے ربیع الاول یا ربیع الثانی یا جمادی الآخر یا جمادی الاولی مین طرف عبد المدان کے کہ ملک یمن کا ایک قبیلہ ہے نجران مین بھیجا وہ سب اسلام لائے پھر حضرت نے علی کرم اللہ وجہہ کو ملک یمن مین انکی جگہہ مقرر کر کے انکے پیچھے سے بھیجا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے حضرت علی رض کو واسطے لینے خمس غنائم کے جو خالد رض نے تحصیل کیا تھا وہان کے لوگون سے بھیجا ماہ رمضان مین ہمراہ تین سو سوار کے اور بنایا اونکی لیے ایک نشان اور اون کے سر پر عمامہ باندھا تین پیچ کا اور شملہ ایک آگے طرف مونڈھے کے رکھا بقدر ایک ہاتھ کے اور ایک شملہ بقدر ایک بالشت کے طرف پشت کے رکھا مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ یہان سے معلوم ہوا کہ دو شملے چھوڑنے ایک آگے یعنے داہنی جانب اور ایک پیچھے آگے کا دراز اور پیچھے کا کوتاہ مسنون ہے اور چھوٹا عمامہ بھی یہان تک کہ تین ہی پیچ کا ہو مسنون ہے اور فرمایا کہ ای علی مین تمکو بھیجتا ہون مگر جدائی تمھاری پر افسوس کرتا ہون مروی ہے کہ اول وہ گروہ اہل اسلام کا کہ ملک یمن گیا یعنی بہیئت اجتماعی از روی محاربے اور مقاتلے کے وہ لشکر یہی تھا اور فرمایا حضرت نے کہ وہان جاؤ اور اون سے اول قتال نکرنا جبتک اول وہ تم سے مقاتلہ نکرین اور اون کو رغبت دلانا لا الہ الا اللہ پر اگر قبول کرین اور ایمان لاوین تو حکم کرنا اونکو ساتھ قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ کے کہ زکوۃ اپنی مالون کی اپنے فقراء پر خرچ کرین اگر یہ سب قبول کرین تو اون سے تعرض نکرنا کسی وجہ سے واضح ہو کہ ترتیب درمیان صلوۃ اور زکوۃ کے بسبب فضل اور تقدم اوسکے ہے ہر عبادت پر نہ بایں سبب کہ فرضیت زکوۃ کی موقوف ہے اوپر قبول فرضیت صلوۃ کے اور صوم و حج کا ذکر احادیث مذکورہ مین اس لیے نہین ہوا کہ یہ دونون فرض ابھی نہین ہین کیونکہ روزہ سال کے ایک حصے مین فرض ہے اور حج

تمام عمر مین ایک بار فرض ہوتا ہی صاحب استطاعت پر اور نماز فرض دائمی ہے اور یہ فرض دائمی نہین ہین اور زکوٰۃ کا مذکور اسلیے ہوا کہ حق خالق کا اس مین ہی اور یہی سبب ہے کہ قرآن مجید مین اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ ایک دوسری کے ساتھہ مذکور ہی غرضکہ اس مقام مین اکتفا کیا صرف ساتھہ ذکر کرنے انھین دو فرضون کے اور قصہ معاذ رض مین جیسے کہ اوپر گذر چکا ہی فقط ساتھہ ذکر کرنے فریضہ زکوٰۃ کی اکتفا واقع ہوا منقول ہے کہ بروقت رخصت ہونے کے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے جناب رسالت آب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو اہل کتاب کے ملک مین بھیجتے ہین اور مین جوان ہون ابھی اسقدر وقوف اور اطلاع علم قضا اور احکام شریعت پر نہین رکھتا ہون کہ وہان کا کار اجرا کرون حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت علی رض کے سینے پر رکھکر کہا اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ یعنی ای اللہ ثابت رکھہ زبان اوسکی اور ہدایت کر دل اوسکے کو سو بموجب دعای حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ علی مرتضی کا اس حد کو پہونچا کہ حضرت نے اون کی منقبت مین ارشاد کیا کہ اقضاکم علی یعنی بڑا فیصلہ کرنے والا تم مین یعنی صحابہ مین علی ہی اور فرمایا حضرت نے علی رض کو کہ اگر ہدایت بخشے اللہ تعالی تمھاری ہاتھہ پر ایک آدمی کو یعنی ایک آدمی بھی تمھاری ہاتھہ پر ایمان لاوی اور مسلمان ہوجاوی تو یہ بہتر ہے اوس تمام چیز سے کہ نکلتا ہے سورج اوسپر اور ڈوبتا ہی اوسپر یعنے تمام دنیا سے سو ثابت ہوئی کمال فضیلت ہدایت کی اور بلندی رتبے اوسکے کی اور فرمایا کہ قریب ہی کہ اللہ تعالی کمال ہدایت عطا کریگا تمکو اور تمھاری زبان کو حق پر ثابت کریگا اور فرمایا کہ ای علی جب مدعی اور مدعا علیہ تمھاری پاس آوین اور مدعی دعوی کری تو اون مین حکم نکرنا جبتک اوس دوسرے کی بات کو نہ سن لینا کہ یہ طریقہ لائق تر ہی اسپر کہ تمیز ظاہر ہوجاویگا کہ حکم ان مین کیا ہی حضرت علی رض فرماتے ہین کہ پھر کبھی مجھکو کسی قضیہ مین شک واقع نہین ہوا سو حضرت علی رض وہان تشریف لے گئے براء بن عازب رض کہتے ہین کہ مین اوسی لشکر مین ہمراہ رکاب حضرت علی رض کے تھا جب وہان پہونچے تب وہان کے لوگ ہماری سامنے نکلے وقت نماز کا تھا حضرت علی مرتضی رض نے نماز پڑھائی بعد فراغ نماز کے اپنے لشکر کی صف باندہی اور میدان مین نکلے اور نامہ ہدایت شمامہ حضرت کا پڑھکر سنایا اور دعوت اسلام کی کی اور قدم محاربہ اور جہاد کا اوس دیار مین حضرت علی مرتضی شیر خدا رض نے ثابت رکھا بہت لوگ اسلام لائے خصوصا قبیلہ ہمدان یکبارگی سب مسلمان ہوگئے پھر یہ خبر فرحت اثر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو لکھی آپ اون کے مسلمان ہونے سے کمال خوش ہوئے اور سجدہ شکر کا ادا کیا پھر فرمایا السلام علی ہمدان بریدہ رض کہتے ہین کہ مین بھی اوسی لشکر مین تھا جب خمس غنیمت جدا کر لیا گیا اور لونڈیان بھی اوس غنیمت مین تھین ایک اون مین جو خوبصورت تھی اوسکو حضرت علی رض نے اپنے واسطے اختیار کیا اور اوسکے ساتھہ صحبت کی اور صبح کو غسل کیا اثر غسل کا اونکے بالون پر ظاہر تھا مجھکو اس بات سے اون پر انکار طبیعت مین پیدا ہوا مینے خالد رض سے کہا کہ دیکھتے ہو اس مرد کو یعنی علی رض کو کہ ایسے کیا کیا پھر مینے اون سے کہا کہ ای ابو الحسن یہ تمنے کیا کیا اونھون نے فرمایا کہ تمنہین دیکھتا ہی تو اس جاریہ کو کہ غنیمت کے خمس سے ہے پھر حصہ آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مین وہ واقع ہوئی بعد اسکی حصہ آل علی کے مین واقع ہوئی یعنے اوس کے ساتھہ صحبت کی انتہی کہتے ہین شیخ عبد الحق رح کہ اس سے معلوم ہوا کہ گویا حضرت سے اونھون نے اس مین اذن پایا تھا یعنی قسمت خمس کا اور ذوی القربی کا اوس مین سے حصہ ہے سو اونھون نے قسمت کیا اوسکو اور پڑی یہ لونڈی اونکے حصہ مین بریدہ رض کہتے ہین کہ جب مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو یہ ماجرا عرض کیا مینے آپنے

فرمایا کہ ای بریدہ کیا تو نے علی کو دشمن رکہا ہی کہا نہنے کہ ہان فرمایا کہ تو اونکو دشمن نہ رکہہ اگر تو اون سے دوستی رکہتا ہی تو اونکی دوستی مین زیادہ کر ای
بریدہ اون کا حصہ خمس مین سے زیادہ اس کنیز سے تہا اور ایک روایت مین ہی کہ بریدہ رضہ کہتے ہین کہ اس میری عرض کرنے سے حضرت کے
رخسارہ مبارک کا رنگ چمک اوٹہا یعنے غضب سے اور فرمایا کہ علی کی شان مین بدگمانی نکر اسلیے کہ مین اونسے ہون اور وہ مجہسے ہی اور وہی تمہاری مولا
یعنی معظم و مکرم اور رفیق ہین جسکسی کا مین مولی ہون اوسکا علی مولا ہی اور بعض نے لکہا کہ انکار کرنا بریدہ رضہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی شان مین اس سبب سے تہا کہ اونہون نے بدون استبرا کی وطی اوس کنیز سے کی مگر یہہ محل انکار کا نہین اسلیے مسئلہ استبرا کا اجتہادی فقہیہ
ہی اور حضرت علی رضہ کا اجتہاد اسکے خلاف گیا ہو تہی بریدہ رضہ کہتے ہین کہ پہر بعد اسکے کوئی حضرت کی صحابہ مین سے نہ تہا کہ حضرت علی رضہ سے
وہ مجکو زیادہ دوست ہوا اور ابو سعید خدری سے مروی ہی کہ حضرت علی نے یمن سے کچہہ مقدار زر خام معدنی حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت مین ارسال کیا آپ نے اوسکو چار آدمیون کی درمیان تقسیم کر دیا وہ یہہ ہین عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس اور زید الخیل بن
مہلہل طائی اور علقمہ بن علاثہ عامری ایک شخص نے صحابہ مین سے کہا کہ ہم احق اور اولی تہے ساتہہ اس سونے کے ان لوگون سے جنکو آپ نے
تقسیم کیا اور ایک روایت مین ہی کہ انمین سے ایک اوٹہا کہ آنکہین اوسکی اندر گہسی ہوئی تہین اور دونون رخسارون کی ہڈیان اوبہری
ہوئین اور پیشانی اونچی اور داڑہی گنجان اور سر مونڈا ہوا اور تہبند باندہی ہوئی اور دامن کرتے کا کمر مین باندہی تہا اوسنے عرض کی یا رسول
اللہ ڈر خدای تعالی سے یعنی مراد اوسکی یہہ تہی اس کہنے سے کہ آپ نے اس تقسیم مین رعایت عدالت کی نگاہ نرکہی آپ نے فرمایا کہ وای تجہپر
کیا مین نہین ہون لایق تر آدمیون سے ڈرنے والا اللہ تعالی سے ابو سعید رضہ کہتے ہین کہ جب وہ شخص حضرت صلعم کی مسجد سے اوٹہہ گیا تب
خالد رضہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حکم ہو تو مین اوس شخص کی گردن مارون آپ نے فرمایا کہ نہین شاید کہ یہہ شخص نماز گذار ہو خالد رضہ
نے عرض کی کہ بہتیرے لوگ نماز گذار ہوتے ہین کہ زبان سے وہ کچہہ کہتے ہین اور دل مین اونکے کچہہ ہوتا ہی آپ نے فرمایا کہ مین مامور نہین ہون
کہ آدمیون کے دلون کی تفتیش کرون اور اون کے باطن کو چیرون ابو سعید کہتے ہین کہ حضرت نے اوس شخص کی پشت کو دیکہا اور
فرمایا کہ بیشک شان یہہ ہی کہ پیدا ہونگے اس کی نسل سے ایک لوگ کہ قرآن کو تر و تازہ پڑہینگے یعنی خوب صحیح ادای حروف سے
مگر انکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا یعنے اوسکے مضامین سے کچہہ خبردار نہونگے یا یہہ کہ جیسے اور اعمال صالحہ ملائکہ آسمانون پر لے جاتے ہین اونکے
قرآن پڑہنے کو نلیجاوینگے نکل جاوینگے وہ اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہی شکار سے اگر پاؤن مین اون لوگون کو تو البتہ اونکو قتل کرون
کہ ایک بہی اون مین سے جیتا نچہوڑون واضح ہو کہ محمد بن سعد وغیرہ ارباب سیر مین سے اسپر گئے ہین کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے طرف یمن کے دو بار بہیجا ہی ایک بار سال دہم مین اور دوسری بار کی تاریخ نہین بیان کی احتمال ہی کہ اسی سال نہم مین دوسری
بار بہیجا ہو یا پہلے اس سے واللہ اعلم بالصواب مروی ہی کہ علی کرم اللہ وجہہ یمن ہی مین تہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے احرام حجۃ الوداع
کا باندہا اور علی رضہ کو اسکی خبر بہیجی راہ مین مع ہوئی آکر حضرت سے ملے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب مترجم عفا اللہ عنہ و عن والدیہ کہتا ہے

کہ اس حدیث کو روایت کیا ہے مشارق الانوار مین بخاری و مسلم سے اس طور سے ق ابو سعید ان من ضیضی ہذا قوما

یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ الخ

ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد قال الذی فی الذی الخویصرۃ حین قال اتق اللہ یا محمد حین قسم ذہیبۃ فی تربتہا کان بعث بہا علی من الیمن بین الاقرع وعیینۃ وعلقمۃ وزید الخیل یعنی بخاری اور مسلم میں ابو سعید رض سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر اسکی اصل و نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑھینگے اور اونکے گلون سے نیچے نہ اتریگا یعنے دل مین قرآن کی تاثیر نہوگی بات پڑھینگے اوسپر عمل نکرینگے مسلمانون کو قتل کرینگے بت پرستون کو چھوڑ دینگے وہ لوگ نکل جاوینگے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہی نشانے سے اگر مینے اونکو پایا تو مقرر اونکو قتل کرونگا عاد کا سا قتل یہ حدیث اوسکے حق مین فرمائی کہ جسکا نام ذوالخویصرہ تھا جب اوسنے کہا تھا خدا سے ڈر ای محمد صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم جب حضرت کچا سونا مٹی ملا ہوا جسکو حضرت علی رض نے یمن سے بھیجا تھا بانٹتے تھے چار آدمیون کے درمیان ایک اقرع دوسرا عیینہ تیسرا علقمہ چوتھا زید خیل **ف** یہ چارون عرب کے سردار تھے تازہ اسلام لائے تھے اس واسطے وہ کچا سونا حضرت نے اونکو دیا دلداری کی واسطے بنی تمیم کی قوم مین ایک شخص تھا منافق ذوالخویصرہ اوسکا نام تھا اوس نے کہا ای پیغمبر خدا سے ڈر عدل کر برابر بانٹ ہمکو بھی دی تب حضرت نے فرمایا کہ ای کم بخت اگر مین عدل نکرونگا تو پھر دنیا مین کون عادل پیدا ہوگا عمر فاروق رض نے کہا کہ یا حضرت اگر حکم ہو تو مین اسکی گردن کاٹ ڈالون منافق ہے حضرت نے فرمایا کہ مت مار لوگ بدنام کرینگے کہ پیغمبر اپنے ساتھیون کو مارتا ہی جب وہ وہان سے اوٹھ گیا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی اوسکی نسل سے بیدین لوگ پیدا ہونگے ابو سعید اس حدیث کے راوی ہے بخاری مین روایت ہی کہ وہ قوم خارجی پیدا ہوئی جنہون نے حضرت علی رض کی امامت مانی اور حضرت علی رض نے اونکو قتل کیا اور مین بھی اوس لڑائی مین موجود تھا جو حضرت نے نشانی فرمائی تھی وہ اون مین موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہین کہ قرآن پڑھتے ہین ظاہر کی عبادت کرتے ہین اور دل مین اونکے ایمان نہین یعنی دل مین شرک و بدعت بھرا ہی تو اونکی عبادت کا کچھ اعتبار نہین دانا مسلمان کو چاہیے کہ اون کی ظاہر عبادت پر بھولا نجاوے کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار فقط

بیان حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وازواجہ وصحابہ وسلم کے حج کرنے کا

حج کیا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بعد فرض ہونے کے ایک بار اور قبل فرض ہونے کے دو بار اور کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطے حجۃ الوداع کے ہفتہ کے روز پچیسوین تاریخ ذی قعدہ کو دسوین سال ہجرت مین بعد کنگھی کرنے اور خوشبو لگانے اور بدن پر روغن ملنے کے اور اوترے ذوالحلیفہ مین اور ایک شب وہان رہے **ف** یعنی بعد نماز ظہر کے حضرت نے اپنے سر مبارک مین تیل ڈالکر اور کنگھی کرکے اور خوشبو لگا کر مدینے سے کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ مین آکر اوترے اور وہان عصر کی نماز قصر کی اور ایک شب وہان رہے مغرب اور عشا اور فجر اور ظہر وہان پڑھی اور سب ازواج مطہرات آپکے ہمراہ تھین اور اوس شب کو سب بیویون کے پاس تشریف لے گیے اور نماز فجر کے واسطے غسل کیا اتہی ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذوالحلیفہ مکے سے دس منزل ہے اور مدینے سے دو فرسخ اور یہ میقات سب میقاتون سے دور ہے عوام اوسکو بار علی بھی کہتے ہین مدینے والونکا وہی میقات ہے انکو وہین سے احرام باندھنا واجب ہے کذا فی آداب الحرمین بعد نماز ظہر کے حضرت نے واسطے احرام کے دوسرا غسل کیا کذا فی السفر السعادت

اور ایسی ہی ہے کہ حضرت نے وقت غسل کے خطمی اور اشنان سر مین لگائی اور حضرت عایشہ رض خوشبو لائین جو مرکب تھی کئی خوشبوؤنکو
کو ملاکر بنائی تھی اوس مین مشک بھی تھا اوسکو آپ نے بدن اور سر مبارک پر ملا اتنا کہ اثر اوسکا بدن اور سر مبارک پر آپکے معلوم ہوتا تھا
بعد اسکے آپنے احرام باندھا یعنی تہبند باندھا اور چادر اوڑھی اور نماز ظہر کی ساتھہ قصر کے ادا کی اور منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے سوای
نماز ظہر کے کوئی نماز خاص واسطے احرام کے پڑھی ہو اور قبل احرام سے قربانی کے اونٹ کے گلے مین نعل لٹکایا اور دہنی طرف کوہان کے چیرا اور
اوسکے خون کو پاک کیا اور آپکے احرام مین اختلاف ہے کہ آیا کس قسم کی کہا اکثر محدثین صحیح مصرح ہین اسپر کہ احرام حج اور عمرہ کا تھا جیسا
کہ آپنے فرمایا اوسی مقام مین کہ آج رات کو آیا آنے والا میرے پاس پروردگار کی طرف سے اور کہا اوس نے کہ نماز ادا کر اس جنگل مین اور کہہ
عمرۃ فی حجۃ یعنی نیت عمرہ اور حج کے دونون کی کر اور فقہ مین اسکو قران کہتے ہین پھر باندھا احرام عمرہ اور حج کا اوس مقام سے اور
داخل ہوئے مکے مین دوشنبے کی صبح کو کدا کی طرف سے کدا او بروزن ادا کی نام ہے ایک پہاڑ کا طرف بلندی مکے کے اور طواف قدوم کیا
ف طواف قدوم اوسکو کہتے ہین کہ جو بروقت داخل ہونے مکے کے پہلے پہل کرے اسلیے کہ آپ مسافر تھے اور طواف قدوم مسافر ہی کو کرنا
چاہیے اور واسطے مکے والون کے نہین ہے اور دوڑ کر چلے اوس طواف مین تین پھیرے اور چار پھیرے آہستہ چلکر پھر بعد اسکے تشریف
لائے طرف کوہ صفا کی اور پیادہ سعی کرنے لگے صفا سے مروہ کو جاتے تھے اور مروہ سے صفا کو جب کہ لوگون کا اژدحام ہوا تب آپ اونٹنی
سوار ہو کر سعی کو پورا کیا ہکذا فی سفر السعادت ف سعی کہتے ہین درمیان صفا اور مروہ کے سات بار دوڑنے کو انتہی بعد اسکے آپنے
فرمایا اون لوگون کو جو اپنے ساتھہ جانور قربانی کا نہین لائے تھے کہ توڑ ڈالین نیت حج کی اور پورا کرین عمرہ اور آپ فروکش ہوئے طرف بلندی
حجون کے ف حجون ساتھہ زبر حاء حطی اور پیش جیم ابجد کے اور بروزن غفور کے نام ہے ایک پہاڑ کا مکے مین طرف بلندی کے اور وہین ہے
والونکا گورستان ہے انتہی پھر آٹھوین تاریخ ذیحجہ کو کہ اسکو یوم الترویہ کہتے ہین آپ روانہ ہوئے طرف منا کی کہ مکے سے تین کوس ہے وہان ظہر اور عصر
اور مغرب اور عشا کی نماز پڑھی اور رات بھر وہین رہے اور نماز فجر کی پڑھی سویرے سے سورج نکلے طرف عرفات کو روانہ ہوئے عرفات نام ایک پہاڑ کا ہے مکے سے نو کوس
پورب کی طرف اوسکا عرفات نام اسلیے مشہور ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد نکلنے کے جنت سے وہان حضرت حوا کو پایا اور پہچانا تھا
انتہی اور وہان آپکے پہونچنے سے پہلے آپکے واسطے ایک خیمہ کھڑا کیا گیا تھا وادی نمرہ مین کہ وہ ایک جگہہ ہے عرفات مین اور ٹھہرے آپ اوس
خیمہ مین دوپہر دن چڑھے تک پھر خطبہ پڑھا اور نماز ظہر اور عصر کی جمع کی ایک اذان اور دو اقامت سے آداب الحرمین مین ہے کہ ظہر اور عصر مسجد
نمرہ مین ملاکر پڑھتے ہین وہ مسجد ابراہیم علیہ السلام کی ہے کوہ عرفات کی آخر حد مین اور جو دن جمعہ کا وہان ہو تو جمعہ وہان درست نہین
نماز جمعہ شہر مین چاہیے انتہی بعد اسکے حضرت روانہ ہوئے طرف جبل الرحمۃ کے اور وہ ایک میدان ہے درمیان عرفات کے اور وہان
ذکر اور دعا مین مشغول رہے آفتاب غروب ہونے تک پھر وہان سے مزدلفہ مین آئے مزدلفہ ایک مکان ہے مکے سے چھہ کوس منا اور عرفات
کے بیچ مین دو کوس کا لنبا اور وہان رات کو ٹھہرے اور نماز فجر کی پڑھی پھر مشعر الحرام مین ٹھہرے جسکو جبل قزح کہتے ہین یہان تک کہ
اوجالا ہوا پھر قبل طلوع آفتاب کے منا کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر ماریں سات کنکریان جمرۃ العقبی مین اور ہر روز ایام تشریق
مین پیادہ ہو کر تینون جمرون کو سات سات کنکریون سے مارا اور مراد ان تینون جمرون سے تین منارہ ہین عوام جہال اون کو

شیطان کہتے ہین اور شروع کرتے تہے اوس جمرے سے جو متصل ہے خیف سے خیف ابروزن سیف کے دامن کوہ کی اونچی نیچی زمین کو کہتے ہین اور یہان مراد خیف سے مسجد منا ہی کہ وہ بستی مین واقع ہی پہر جمرۂ ثانیہ کو پہر جمرۂ ثالثہ کو جسکو جمرۃ العقبی کہتے ہین اور نزدیک جمرۂ اولی اور ثانیہ کی آپ دیر تک دعا کرتے رہے اور نحر کیا حضرت نے اول روز منا مین یعنی روز عید الاضحی کے نحر ابروزن بحر کے شتر قربانی کرنے کو کہتے ہین سینے مین زخم مارکر انتہی پہر وہان سے مکے مین آئے اور طواف بیت اللہ کا کیا طواف کہتے ہین گرد بیت اللہ کے سات بار پہرنے کو پہر وہان سے سقائی برائے جہاز آب زمزم جمع کرتے ہین اور آب زمزم پی کر وہان سے منا کو روانہ ہوئے اور بعد گذرنے ایام تشریق کے پہر مکے مین تشریف لائے اور فروکش ہوئے محصب مین محصب ابروزن مقرب مکے نام ایک جگہہ کا ہی باہر مکے کے وہان سنگریزے بہت ہین اسی سبب سے ساتہ اس نام کے موسوم ہے اوسکو ابطح بہی کہتے ہین ابروزن افصح کے اور فرمایا عایشہ رض کو کہ موضع تنعیم سے احرام باندہکر عمرہ ادا کرین سفر السعادہ مین ہے کہ عائشہ رض نے چاہا کہ عمرہ کرین آپ نے اونکو اجازت دی اور اونکی بہائی عبد الرحمن کو اونکے ساتہ کر دیا وہ تنعیم مین گئین اور وہان سے احرام باندہکر مکے مین آئین اور عمرہ ادا کیا انتہی تنعیم نام ایک جگہہ کا ہی باہر حرم کے مکے سے تین یا چار میل پر عمرے کا احرام اہل مکہ اکثر وہین سے باندہتے ہین اور بعض جعرانہ سے انتہی پہر آپ نے لشکر کو واسطے کوچ کے حکم دیا اور آپ نے طواف وداع کیا اور مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور حضرت نے چار عمرے کیے اور وہ چارون ماہ ذیقعدہ مین ہوئے شرح سفر السعادت مین تفصیل ان چارون کی یون ہی کہ پہلا عمرہ حدیبیہ کا کہ چہٹے سال ہجرت کے حضرت مدینے سے تشریف لے گئے جب حدیبیہ مین پہونچے کہ ایک مرحلہ مکے سے ہے تمام مشرکین مکہ جمع ہوکر واسطے لڑائی کے نکلے اور حضرت کو مکے مین داخل ہونے سے روکا چونکہ اوسوقت تک میعاد فتح مکہ کی پوری نہین ہوئی تہی آپنے ساتہ امر الہی کے اون سے مصالحہ کر لیا اور احرام کہولکر مدینے مین تشریف لائے اور یہ بات ٹہری کہ اگلے سال آکر عمرہ ادا کرین اور دوسرا عمرہ ساتوین سال ہجرت کے واقع ہوا کہ بموجب قرار سال گذشتہ مذکور کے حضرت مکے مین تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور وہان تین دن رہکر طرف مدینے کے مراجعت فرمائی اس عمرہ کو عمرۃ القضا کہتے ہین اور تیسرا عمرہ آٹہوین سال ہجرت کے ادا کیا جب فتح مکہ ہوا اور چوتہا عمرہ دسوین سال حجۃ الوداع مین بجا لائے مگر یہ ایک عمرہ ماہ ذیحجہ مین واقع ہوا اور وہ تینون ماہ ذیقعدہ مین اور جو متن سے مذکور ہوا کہ چارون عمرے ماہ ذیقعدہ مین ہوئے یہ بسبب اکثر کے کہا کہ اکثر حکم کل کا رکہتا ہے انتہی ملخصاً

اب سننا چاہیے کہ مجمل حال آخر پال حجۃ الوداع کا مذکور ہو چکا اور مفصل اور مشرح اوسکا یون ہے وباللہ التوفیق

حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سب تین حج کیے دو حج قبل ہجرت کے اور ایک حج جسکو حجۃ الوداع کہتے ہین بعد ہجرت کی سال دہم مین ادا کیا اور حجۃ الوداع نام اس کا اسلیے ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس حج مین لوگون کو تعلیم احکام حج کی کرتے تہے اور فرماتے تہے کہ خذوا عنی مناسککم فانی لا احج بعد عامی ھذا یعنی لوجہ سے یعنی سیکہو مجہہ سے ارکان حج اپنے کے سو تحقیق کہ مین نہین حج کرونگا بعد اس سال کے اور فرماتے تہے لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا یعنی شاید کہ اگلے برس مین تمکو نہ دیکہون اور لوگون کو وداع کرتے تہے اور ابن عباس رض سے مروی ہی کہ وہ مکروہ جانتے تہے اوسکو حجۃ الوداع کہنا اور کہتے تہے کہ اسکو

حجۃ الاسلام کہنا چاہیے گر وجہ کراہت کی معلوم نہین ہوتی سوا اسکے کہ اس کہنے سے یاد ہو جاتی تھی جدائی حضرت کی اور یہ امر ابن عباس رض پر
ناگوار تہا انتہی اور ثابت اور متحقق ہو چکا ہی کہ حج نوین سال ہجرت کے فرض ہوا ہی اور اوسی وقت سے حضرت درستی مین سامان سفر کے
مشغول ہوئے مگر حج کرنا اوس سال نہو سکا بسبب مشغولی امر جہاد اور غزوات اور درستی احکام دین اور تعلیم وفود کے اسی واسطے
آپنے حضرت ابوبکر صدیق رض کو امیر الحاج کر کے مکے کو روانہ کیا جیسا کہ آگے بیان ہو چکا ہے اور آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ اگرچہ چہٹے
سال ہجرت کے نازل ہوئی یعنی تمام کرو حج اور عمرہ واسطے اللہ تعالی کی مگر فرضیت پر حج اور عمرے کے دلالت نہین رکہتی ہی بلکہ امر ہوا اوپر تمام
کرنے حج اور عمرے کے بعد شروع کے اور یہ مقتضی فرضیت پر نہین ہی اسلیے کہ ہو سکتا ہی کہ کہا جاوے کہ قبل فرض ہونے کے امر حج کا نفل اور مستحب تہا
پہر امر اوسکے تمام کرنے اور واقع ہوا بعد شروع کرنے کے اوس مین چنانچہ حکم سب نفلون کا ہی اور اختلاف ہی اس مین کہ فرضیت حج کی بعد
فرض ہونے کے علی الفور ہے یا علی التراخی یعنی اوسی وقت یا کچھ مہلت سے امام ابی حنیفہ اور امام محمد اور ایک جماعت کا اور ائمہ مجتہدین
سے یہی قول ہی کہ فرضیت اسکی علی التراخی ہی اور ایک روایت مین ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے علی الفور ہے اور یہی قول امام شافعی اور ابو یوسف
رحمہما اللہ کا ہی اور معنی علی الفور کے یہ ہین کہ جس سال مین شرطین فرضیت کی پائی جاوین اوسی سال جانا فرض ہی اور جو دوسرے
سال مین جاویگا تو بہی حج ادا ہو جاویگا مگر تاخیر کرنے کی جہت سے گنہگار ہوگا اور علی التراخی کے یہ معنی ہین کہ بعد فرض ہونے کے
جب چاہے جاوے مختار ہے بسبب تاخیر کرنے کے گنہگار نہوگا مگر ہان جب اس حد کو پہونچے کہ اگر اوس سے بہی تاخیر کرے تو ظن غالب فوت
ہونے اوسکے کا ہو تو گنہگار ہوگا دلیل امام ابی حنیفہ رح کی فعل حضرت کا ہی کہ حج سال نہم مین فرض ہوا اور سال دہم مین آپنے ادا کیا
اگر علی الفور ادا کرنا فرض ہوتا تو آپ اس مین تاخیر نکرتے اوسی سال بجا لاتے انتہی جب ارادہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
کا واسطے ادای حج کے مصمم ہوا تب آپ نے مدینے کے اطراف وجوانب کے قبائل کو خبر بہیجی کہ ہمنے ارادہ حج کا کیا ہی جسکو حج کرنا منظور
ہو وہ آکر ہمارے ساتہ چلے بہت سے لوگ مدینے مین آکر جمع ہوئے کہ پہلے سے آداب اور ارکان حج کے حضرت سے سیکہین اور اس کثرت سے
وہ لوگ جمع تہے کہ جہان تک نگاہ پہونچتے تہے وہان تک سب آدمی ہی نظر آتے تہے شمار اونکا سوای خدا کے کوئی نہین جانتا اور ایک روایت
سے ایک لاکہ چودہ ہزار اور ایک روایت سے ایک لاکہ چوبیس ہزار آدمی تہے مگر یہ قول صحیح تر ہی واللہ اعلم بالصواب اور جن لوگون کو منظور
الہی حج کروانا حضرت کے ساتہ نہتا اون کو مرض چیچک مین مبتلا کر دیا وہ لوگ آپکی دولت معیت سے محروم رہے حضرت نے اونکی تسکین
خاطر کو فرمایا ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی یعنی بیشک عمرہ بجا لانا رمضان مین برابر ہی ثواب مین اوس حج کے جو میرے ساتہ
ادا کیا انتہی پہر حضرت نے پنجشنبے کے یا ہفتے کے روز پچیسوین یا چوبیسوین ذیقعدہ کو غسل کیا اور سر کے بالون مین کنگہی کی اور تیل ڈالا
اور خوشبو لگائی اور سلے ہوئے کپڑے اوتار کر تہبند باندہا اور چادر اوڑہی یعنی احرامی کپڑے پہنے پہر گہر سے باہر تشریف لائے اثر خوشبو کا بدن
مبارک پر ظاہر تہا پہر نماز ظہر چار رکعت جماعت سے اپنی مسجد مین ادا کی اور راہ شجرہ سے کہ بیچ کا رستہ ہی ذو الحلیفہ کو تشریف لیگئے اور
پہلے سفر کرنے سے جمعہ کے روز خطبہ پڑہا اوس مین ارکان اور آداب حج کے لوگون کو تعلیم فرمائے مؤید ہی اوس روایت کو کہ سفر حج کا
ہفتے کو ہوا مگر اور حدیثون مین وارد ہے کہ حضرت دوست رکہتے تہے سفر کرنا پنجشنبے کو اور بخاری مین ہی کہ حضرت نے سفر نہین کیا

مگر بخشنے کو نہتی کہہ سکتے ہین کہ کچھ ضرورت ہوگی جو اتفاق سفر کا ہنستے کو ہوا پھر حضرت نے ذوالحلیفہ مین کہ چھ میل مدینے سے ہی جا کر نماز عصر کو قصر کیا یعنی سفری نماز پڑھی چار رکعت کی دو رکعت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ تمام راہ مین حضرت نماز کو قصر پڑھتے تھے اور حال آنکہ کسی سے نہین ڈرتے تھے سوای اللہ تعالی کے تنہی پھر حضرت وہین ذوالحلیفہ مین رات کو ٹھہرے اور نماز مغرب اور عشا اور فجر اور اگلے دن کی ظہر وہین پڑھی اور سب ازواج مطہرات آپکے ساتھ تھین اور اس رات کو حضرت سب ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور واسطے نماز فجر کے غسل کیا حضرت کبھی یون بھی کرتے تھے کہ سب بیبیون سے صحبت کر کے ایک غسل کرتے اور کبھی ہر بیوی سے صحبت کر کے جدا جدا غسل کرتے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی آپکے ہمراہ تھین اور اونٹ قربانی کے بھی ساتھ تھے اونکو ناجیہ بن جندب کو سپرد کیا تھا ناجیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے حضرت سے عرض کی کہ اگر ان اونٹون مین سے کوئی چل نسکے تو کیا کرون آپنے فرمایا کہ اسکو ذبح کر ڈالنا اور اوسکے قلادے کو اوسکے خون سے آلودہ کرنا اور چھاپ دینا اوس قلادے سے اوسکے کنارے کوہان اوسکے کے اور اوس کا گوشت نہ تو کھانا اور نہ تیرے رفیق کھاوین اور یہ بھی آپنے اونکو اجازت دی کہ جب تھک جاوین تو قربانی کے اونٹون پر سوار ہو لین مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ اوسکے کوہان پر خون سے چھاپنے کو واسطے فرمایا کہ جانین راہ چلنے والے کہ ہدی ہے پس کھاوین اوس مین سے فقیر نہ غنیا کہ کھانا اوسکا اغنیا پر حرام ہے اور نہ کھاتو اس مین سے الخ برابر ہے فقیر ہو یا غنی ہو اونکو مطلق منع اسلیے کیا کہین بہانہ ماندگی کا کر کے اپنے کھانے کے لیے ذبح نکر ڈالین اور اگر کوئی کہے کہ جب نکھاویگا اوسکو کوئی قافلے مین سے تو یون ہی ضائع ہوگا جواب یہ ہے کہ جنگل کے رہنے والے اوسکے پیچھے منتفع ہونگے اور کبھی اور قافلے والے کہ بعد اوسکے آتے ہین وہ فائدہ اوٹھاتے ہین اس سے واضح ہو کہ یہ حکم ذبح ہدی کا حضرت نے اسلیے کیا کہ آپکے ساتھ اونٹ ہدی کے متعدد تھے والا ہدی کے عوض اور ہدی مقرر کرے اور اوسکو جو چاہے سو کرے اما مذکور فی کتب الفقہ راہ مین جو ہدی ہلاک ہونے لگے اوسکو ذبح کر ڈالے اوسکا تو یہ حکم ہے جو مذکور ہوا کہ اغنیا اور اہل قافلہ اوسکو نکھاوین سوای اس قافلے کے اور قافلے والے کھاوین مگر اس مین ذرا تفصیل ہے وہ یہ ہے کہ جو ہدی واجب ہلاک ہونے لگے یا ظاہر عیب دار ہو تو اور ہدی اوسکے قائم مقام کرے اور اوسکو جو چاہے سو کرے بیغنی کے لیے ہے اور جو غنی ہو تو اوسکو بھی عیب دار درست ہے اور جو ہدی نفل ہلاک ہونے لگے تو اوسکا حکم وہ ہے جو حدیث ناجیہ مین اوپر مذکور ہو چکا اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ سوار ہونا ہدی پر درست ہے یا نہین بعضے تو کہتے ہین کہ اگر ضرر نکرے تو سوار ہو اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر ضرورت پڑے تو سوار ہو اور نہین تو نہین جیسے کہ اس حدیث مین ناجیہ کے مذکور ہوا اور اور جتنی حدیثین جو مطلق ہین وے بھی اسی پر محمول ہونگے یعنی ضرورت پر کذا فی مظاہر الحق اور یہی حکم ہے لادنے کا اسواسطے کہ تعظیم ہدی کی واجب ہے پر لادنے اور چڑھنے مین اوسکی ذلت اور تحقیر ہے سو منافی ہے تعظیم کی پس حرام ہے اور اگر چڑھنے اور لادنے سے کچھ نقصان ہو جاوے تو اوسیقدر وہان فقیرون پر تصدق کرے اور اگر اوسکے دودھ ہو تو نہ دوہے اور سر دیا پانی اوسپر چھڑکے کہ وہ ٹھہر جاوے اگر قربانی کرنیکے دن قریب ہون اور اگر بعید ہون اور خوف ہو ضرر کا تو دودھ دوہکر تصدق کر دے اور اگر اپنی حاجت مین اوسکو صرف کرے تو قیمت اوسکی یا مثل اوسکے اور تصدق کر دے اور ایسا ہی اگر کسی غنی کو دیوے تو بھی اوسکے عوض تصدق کرے اور اگر وہ جنے تو بچے کو تصدق کر دے یا اوسکے ساتھ ذبح کر ڈالے اور اگر بیچے تو اوسکی قیمت تصدق کر دے اور اگر وہ بچہ ہلاک ہو جاوے تو اوسکی قیمت تصدق کر دے اور اگر اوسکے عوض اور ہدی خریدے

تو بہتر ہے کذا فی العالمگیریہ اور ہدی دو قسم ہے واجب اور نفل واجب جیسے ہدی قران اور تمتع اور جنایات اور نذر اور احصار کی اور ہدی اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ بندہ ہدیہ بھیجتا ہے اوسکو جناب حق میں اور قربت حاصل کرتا ہے اوس سے کذا فی مظاہر الحق اور واضح ہو کہ ہدی اوس چوپایے کو کہتے ہیں جو بھیجا جاوے طرف حرم کے اور ہدی اوسوقت ہدی ہو جاتی ہے کہ کردے اوسکو ہدی صریح ساتھہ علامتوں اوسکے کے کہ اشعار اور تقلید ہے یا از روی دلالت کے کہ نیت کرلینا ہے اسکی یا لیجانا اوسکا ہے طرف حرم کی اگرچہ نیت نکرے اور یہ تین قسم کے چوپایوں میں ہوتے ہیں اونٹ اور گاؤ اور غنم اونٹ افضل ہے پھر گاؤ پھر غنم یعنی بکری بھیڑ دنبہ مینڈھا اور غیرہ وغیرہ جو قربانی میں شرط ہے سو وہی اس میں ہے اور کفایت کرتی ہے بکری اور مانند اوسکے ہر جگہہ مگر جسنے طواف الزیارت کرے حالت جنابت میں یا حیض میں یا جماع کرے بعد وقوف عرفہ کی قبل سر منڈانے کے تو نہیں کفایت کرتا اوس میں مگر بدنہ یعنی شتر یا گاؤ کذا فی العالمگیریہ پھر بعد ادا کرنے نماز ظہر کے احرام باندہنے کو غسل کیا اور یہ غسل مستحب و مسنون ہے سب اماموں کے نزدیک اور جو صرف وضو ہی کرے تو بھی کفایت کرتا ہے بطور طہارت شرط ہے اور کار غسل میں اشنان اور خطمی کو صرف کیا اور حضرت عائشہ رض نے خوشبو ہی مرکب کہ مشک وغیرہ سے بنی تھی آپکے تن اطہر اور سر مبارک میں ملی کہ اثر مشک کا سر مبارک اور ریش مبارک پر معلوم ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ معطر کیا حضرت کو عائشہ صدیقہ رض نے ساتھہ ذریرہ کے اور اونہیں سے ایک روایت میں ہے کہ کہتے ہیں وہ کہ گویا دیکھتی ہوں میں سپیدی اور چمک خوشبو کی حضرت کے سر مبارک پر اور حالانکہ آپ محرم تھے اس حدیث سے معلوم ہوا استحباب استعمال خوشبو کا احرام باندہنے کے قبل اور معلوم ہو جواز باقی رہنے اثر خوشبو کا بعد احرام کے بھی جو خوشبو لگائی ہو قبل احرام کے اور بیشک حرام ہے محرم کو خوشبو لگانی ابتداً بعد احرام کے حالت احرام میں اور یہی مذہب ہے ابی حنیفہ اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا اور ہر دو ہی ہے یہی مذہب اکثر کا صحابہ میں سے اور جمہور علمای سلف اور خلف کا مگر امام مالک کہ ان کے نزدیک منع ہے ایسی خوشبو لگانی قبل احرام کے کہ باقی رہے خوشبو اوسکی بعد احرام کے حاصل الکلام یہ ہے کہ استعمال ایسی خوشبو کا جائز ہے اور اسپر فدیہ دینا نہیں آتا اور یہ حدیث حجت ہے اوسپر پھر آپ نے احرام باندہا یعنی تہبند باندہا اور چادر اوڑہی اور نماز ظہر ساتھہ قصر کے ادا کی اور جہاں احرام باندہا تہا جہاں نماز ظہر ادا کی تہی اور نیت کی تہی آپ نے احرام میں مطلق اور ارادہ افراد کا رکہتے تہے پھر راہ میں جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے فرمان ہوے کہتے ہیں کہ ایک رات وادی عقیق میں سب حجاج منزل گزین تہے اوس کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج کی رات میرے پروردگار کی طرف سے آیا ایک آنے والا میرے پاس اور کہا اوس نے کہ اس وادی مبارک میں دو رکعت نماز پڑہ اور کہہ حجۃ فی عمرۃ یعنی حج ادا کرتا ہوں بیچ عمرہ کے یعنے نیت قران کی کر اور اب جسکو تم میں سے منظور ہو وہ احرام حج اور عمرہ دونوں کا باندہے اور جو چاہے صرف حج کا باندہے اور جو چاہے صرف عمرہ کا احرام باندہے سو حضرت نے تو قران کا احرام باندہا اور صحابہ میں سے جیسا جسنے چاہا لیا یعنی صحابہ تین قسم پر تہے ایک وہ کہ اونہوں نے احرام حج اور عمرہ کا باندہا یا مجرد حج کا اور ہدی بہی اونکے ساتہہ تہی تو وہی اسی احرام پر باقی رہے روز نحر تک پھر حلال ہوے اور ایک وہی تہے کہ اونہوں نے صرف حج کا احرام باندہا اور ہدی اونکے ساتہہ نتہی سو حضرت نے اونکو فرمایا کہ حج کو عمرہ سے بدل ڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کا احرام کرلو یعنی حج کے احرام کو توڑ کر اوسکی جگہہ عمرہ کا احرام باندہ لیا اور افعال عمرہ کے پہلے دن عرفہ سے ادا کرلو پھر مکے سے احرام حج کا باندہ کر حج ادا کرنا تاکہ تمتع کی صورت میں ادا ہووے اور ایک وہ تہے کہ احرام

حج کا اونھون نے باندہا اور ہدی اونکی ساتھہ نتھی اونکو آپنے حکم کیا کہ حج کے احرام کو عمرے سے بدل ڈالو یعنی حج کے احرام سے عمرہ ادا کرلو اور
حلال ہوجاؤ پھر روز ترویہ کی مکے سے تازہ احرام باندہکر حج ادا کرنا یہ امر صحابہ پر گران گذرا بسبب ترک متابعت حضرت کے کہ حضرت قارن تھے
اور بسبب فسخ حج کے کہ چھٹا دن ذی الحجہ کا تہا یا بسبب اسکے کہ ایام جاہلیت مین درمیان مہینون حج کے شوال و ذی قعدہ اور ذی الحجہ
مین عمرہ ادا کرنا فسق و فجور جانتے تھے سو حضرت یہ خبر سنکر غصے مین آئے اور واسطے تسلی اونکے کہ اون کو ترک متابعت حضرت کی
ناگوار تھی فرمایا کہ اگر پہلے سے مجھے یہ بات ظاہر ہوتی اور مصلحت ظاہر ہوتی جو اب مینے اسکا حکم کیا تو البتہ مین بہی ہدی کرتا اور تمتع ادا کرتا اور
ہدی اپنے ساتھہ نلاتا اور اوسکو تقلید اور اشعار نکرتا مگر جو ہدی مین اپنے ساتھہ لایا سو اب حلال ہونا پہلے اوسکے نحر سے نہین ہو سکتا ہی اور تم
مین سے بہی جو ہدی اپنی ساتھہ لایا ہی وہ اپنے احرام پر باقی رہے اور جو نہین لایا وہ احرام سے نکل آوے اور یہین حکمت تہی کہ تمتع بہی جو قسم
حج سے ہے متروک و مہمل نرہے اور یہ بات مخصوص تہی ساتھہ صحابہ کی تمام بہت مین سے کہ وہی اوس وقت مخصوص تھے ساتھہ اسکے اور اب
بعد انکے کسی کو فسخ حج کا عمرے سے درست اور جائز نہین ہی اور وارد ہوئی ہین اس باب مین حدیثین صحاح کی اور منقول نہین ہی کہ پہلے
نماز ظہر سے اور کوئی نماز خاص احرام کی لیئے آپنے پڑہی ہو یعنی بہ نیت احرام اور مطلق دو رکعت قبل احرام کے پڑہنا پھر احرام باندہنا مستحب اور
مسنون ہی یہی مذہب ابو حنیفہ اور شافعی رحمہما اللہ کا ہے اور جو صرف نماز فرض ہی پر اکتفا کرے تو بہی جائز ہی اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ
کے نزدیک برابر ہے کہ بعد نماز فرض کے ہو یا نفل کے بلکہ ظاہر مذہب امام احمد کا یہ ہے کہ اگر بعد نماز فرض کے ہو تو اولی ہی والا نفل پڑہے لمعات اور
مظاہر السنۃ اور امام نووی سے شرح مین حدیث ابن عمر کی کہ پڑہی پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے ذو الحلیفہ مین دو رکعتین اور جب اپنے
ناقے پر سوار ہوئے تب باواز بلند تلبیہ کہا منقول ہی کہ اس حدیث مین مستحب ہونا دو رکعت نفل کا ہی وقت ارادہ کرنے احرام کی اور کہا ہی کہ
یہی مذہب ہمارا ہی اور مذہب تمام علما کا مگر جو مروی حسن بصری سے ہی کہ مستحب ہے ہونا ان دو رکعتون کا بعد نماز فرض سے مگر صواب وہی ہے
جسپر تمام علما ہین اور مقتضی ظاہر حدیث کا بہی یہی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جابر کی حدیث طویل مین اسی قدر واقع ہوا ہی کہ حضرت نے
ذو الحلیفہ مین نماز پڑہی اور احرام باندہا بغیر ذکر کرنے عدد مخصوص کے مگر مسلم نے ابن عمر رض سے روایت کی ہی کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ تعالی
علیہ و آلہ وسلم حج کو اور ادا کین آپنے بیچ مسجد کے جو ذو الحلیفہ مین ہی دو رکعتین اور احرام باندہا اور اس حدیث کو حاکم نے بہی روایت کیا ہی اور اسکو
تصحیح کیا ہی اور کہا ہی کہ وقت مکروہ مین نپڑہے اور اگر پڑہ لی تو کفایت ہی اور نماز فرض اور تحیۃ المسجد بہی کفایت کرتی ہی اور قبل احرام باندہنے
کے دو نعل یعنے چپل گردن مین اونٹ کے باندہکر لٹکائی اور داہنی طرف سے اوسکا کوہان چیرا اور خون زخم کا پونچہا اور اونٹ کی گردن مین
ساتھہ ارادہ حج کے تقلید کرنے اور اوسکے ہانکنے سے طرف حرم کے وہ شخص محرم ہوجاتا ہی جیسے لبیک کہنے سے اسلیئے کہ یہ بہی خصائص
احرام سے ہے یہی مذہب ہے ابی حنیفہ کا تقلید کہتے ہین ہدی کی گردن مین جوتا یا تسمہ وغیرہ باندہنے اور لٹکانے کو اور اشعار کہتے ہین داہنے
یا بائین طرف کوہان کے چیرنے کو اور نیزہ مارنے کو مگر جانب راست چیرنا مسنون ہے اور امام ابو حنیفہ رح جو اشعار کو مکروہ کہتے ہین سو
اپنے زمانے کے لوگون کے فعل کو اونھون نے کہا ہے کہ وہی اس باب مین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے تھے کہ اوس عضو کے فاسد ہونے کا
خوف ہوتا تہا اور مد ذات مین مکروہ نہین کہتے ہین غرضکہ جب حضرت نماز ظہر پڑہکر اور احرام باندہکر اور لبیک کہکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے

پھر جب اونٹنی اوٹھی تب دوسری بار آپ نے لبیک کہی پھر جب ٹیلے پر کہ برابر ہے بیدا کے چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر ہی کے تھی سو یہی سنت ہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک اور مشہور روایت امام احمدؒ سے بھی یہی ہے اور ایک روایت اون سے یہ ہے کہ افضل احرام وقت اوٹھنے ناقہ کے ہے اب سبب روایتون مین جو خلاف تھا جاتا رہا کہ کسی روایت مین بعد نماز سنے نزدیک شجرہ کی کہ جو اوسوقت وہان تھا اور اب وہان ایک مسجد ہے کہ اسکو مسجد شجرہ کہتے ہین اور کسی مین بعد سوار ہونے اونٹنی کے اور کسی مین بعد چڑھنے کے ٹیلے پر بیدا کی اس لیے کہ جسنے جہان جیسا حضرت سے سنا اوسنے ویسا روایت کیا اور تلبیہ کہا حضرت نے ساتھہ ان لفظون کے کہ لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لاشریک لک اور ایک روایت مین لبیک الہ الحق بھی ہے اور کبھی کہتے لبیک بحجۃ وعمرۃ ساتھہ رعایت قران کے اور کبھی کہتے لبیک بعمرۃ اور یہ کچھہ منافی قران کی نہین ہے اسلیے کہ قران بھی ایک نوع حج کی ہے اور صحیحین مین ساتھہ ان لفظون کی مروی ہے لبیک اللھم لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل اور سوا اسکے اور رسائل مناسک مین مروی ہے اور آپ تلبیہ کہنے مین آواز بلند کرتے کہ سب صحابہ سنین اور فرماتے تھے اور ونکو کہ آواز بلند کرو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھہ سے کہا کہ امر کرون مین تمکو ساتھہ بلند کرنے آواز کے ساتھہ احرام کے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا بلند کرو آواز کہ وہ شعائر حج سے ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی لبیک کہتا ہے اوسکے ساتھہ لبیک کرتی ہین سب چیزین جو اوسکے داہنے بائین ہین شجر اور حجر اور مدر سے تمام روی زمین تک ہر طرف سے اور بعد لبیک کہنے کے حضرتؐ دعا کرتے تھے اور اللہ تعالی سے اوسکی رضامندی اور داخل ہونا جنت کا چاہتے تھے اور پناہ چاہتے تھے دوزخ سے اور حضرتؐ کی سواری کی ایک اونٹنی تھی اوس پر پالان تھا پرانا چار درم کی قیمت کا اور نہ اوسپر شغدف تھا اور نہ محارہ اور نہ محمل اور نہ ہودج تحفہ سبحان اللہ کیا شان تھی حضرتؐ کی کہ باوجود ملتمس ہونے کے ساتھہ عرض جبلی ہے لیجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا کے یعنی ظاہر کیا مجھہ پر میرے رب نے کہ کردیوے میرے لیے بطحا مکہ کو سونا پھر بھی آپنے فقر ہی اختیار کیا اور عرض کی لا یا رب ولکن اشبع یوما واجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت حمدتک وشکرتک یعنی نہین اے رب میرے مگر مجھکو یہی خوش ہے کہ سیر رہون مین ایکدن اور بھوکا رہون مین ایکدن پھر جب بھوکا ہون مین گڑگڑاؤن طرف تیری اور یاد کرون تجھکو اور جب سیر ہون تب حمد کرون تیری اور شکر کرون تیرا انتہی اور آپ ہی دستور تھا کہ ہمیشہ تلبیہ کہتے تھے اور صحابہ تلبیہ مین کمی بیشی کرتے تھے اور حضرتؐ کسی پر انکار نفرماتے تھے اور مدت احرام مین حضرتؐ نے اپنے سر کے بالون کو ساتھہ غسل کے جمایا تھا جس مین پراگندہ اور گرد آلودہ نہون غسل ساتھہ زیر غین معجمہ اور سکون سین مہملہ کے اوس چیز کو کہتے ہین کہ مثل گوند اور خطمی وغیرہ کی ہوتی ہے یعنی لیس دار اور وہ جو بعض نے عسل کہا ہے یعنی شہد سے بال اوٹھائے یہ تصحیف غسل کی ہے اور بعید ہے آپکی شان سے یعنی شہد لگا کر بال اوٹھانا پھر جب آپ منزل روحا مین پہونچے کہ مدینے سے چھتیس میل ہے وہان ایک گورخر زخمی دیکھا فرمایا کہ اسکو چھوڑدو کہ اسکا زخمی کرنے والا اب آجاویگا پھر اوسی وقت ایک آدمی قبیلہ بہز کا آیا اور عرض کی اوس نے کہ یا رسول اللہ یہ شکار میرے آپ کی نذر کیا آپ جیسا چاہین کرین آپنے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا اور [illegible] اسکو لوگون مین بانٹ دیا پھر جب حضرتؐ منزل اثایہ مین پہونچے اثایہ ساتھہ تینون حرکت ہمزہ کے ایک موضع ہے درمیان رویثہ اور عرج کے [illegible] اور ورزن جذیلۃ کے اور عرج اوپر وزن کتف کے وہان آپنے ایک ہرن سایہ مین ایک درخت کے لیٹا ہوا دیکھا اور اوسکے تیر بھی لگا تھا

آپ نے ایک آدمی اوسکے پاس متعین کر دیا کہ کوئی محرمون اور حاجیون مین سے اوس سے تعرض نکرے پہر جب منزل ابوا مین پہونچے تو صعب
بن جثامہ لیثی کہ وددان اور ابوا مین رہا کرتا تھا ایک گورخر زندہ ہدیہ اسطے حضرت کے لایا جثامہ ساتھ زبر جیم اور تشدید ثا مثلثہ کے اور ودان
ساتھ زبر واو اور تشدید دال مہملہ کے نام موضع کا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سرین اوسکا کہ ٹپکتا تھا اوس مین سے خون اور ایک روایت مین
ایک ٹکڑا اوسکا اور ایک روایت مین ایک عضو شکار کے جانور کا اور ایک روایت مین پانون حمار وحشی کا سو حضرت نے اوسکو اوس سے قبول کیا اور نہ لیا
پہر جب آپنے اوسکے چہرے پر اثر ناخوشی کا بسبب قبول نکرنے کے دیکہا تب فرمایا کہ تیرا یہ ہدیہ ہم رد نہین کرتے ہین مگر بسبب اسکے کہ ہم محرم ہین اوسکو ہم
نہین لیتے غرضکہ آثار اور اخبار اسمین مختلف وارد ہین مروی ہے کہ سال حدیبیہ مین جب حضرت عمرہ کو تشریف لیگئے تو محرم تہے راہ مین ابو قتادہ
اور ایک جماعت اور صحابہ کی ساحل دریا کی طرف پہر گئی اور یہ محرم نتہے اور سب لوگ محرم تہے کہ اتنے مین ایک گورخر نکلا صحابہ لوگ جو وہان تہے اوسکو
دیکہتے تہے اور آپس مین ہنستے تہے مگر ابو قتادہ کو اوس کی دلالت و اشارہ نکرتے تہے ابو قتادہ نے اون سے اپنا کوڑا مانگا اونہون نے ندیا پہر نیزہ مانگا
اونہون نے وہ بہی ندیا اور کسی نے بہی شکار مین ابو قتادہؓ کی اعانت نکی پہر ابو قتادہؓ خود اپنے گہوڑے سے اوترے اور اپنا کوڑا اور نیزہ لیکر سوار ہوئے
اور گہوڑا اوس گورخر پر دوڑایا اور اوسکی کونچین کاٹکر گرا دیا اور ذبح کیا پہر سب صحابہ نے شکار اوسکو کہایا بعد کہانے کے شک کرنے لگے کہ ہمنے احرام مین
کیون شکار کا گوشت کہایا اور ابو قتادہ نے ایک ٹکڑا اوسکے گوشت مین سے بچا رکہا تہا جب حضرت کے پاس گئے تب وہ ماجرا عرض کیا آپنے اون
سے پوچہا کہ تم مین سے کسی نے ابو قتادہ کو اوسکے مارنے کا حکم کیا تہا یا دلالت یا اعانت یا اشارت اوسپر کی تہی سبنے عرض کی کہ کسی نے نہین
کی یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ یہ ایک کہانا تہا کہ کہلایا تمکو اللہ تعالی نے کہاؤ اوس کو جو اوس مین سے اب باقی ہے اور آپ نے بہی اوس مین سے تناول
فرمایا انتہی مروی ہے کہ عبداللہ بن حارثؓ کہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے طائف مین حاکم تہے اونہون نے حضرت عثمانؓ کے واسطے جنگلی جانورن
اور چرندون کے گوشت سے کہانا طیار کر کے بہیجا حضرت عثمانؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلوایا اور اون سے کہا کہ آپ کہائیے انہون نے
فرمایا کہ اس کہانے کو غیر محرمون کو کہلاؤ ہم محرم ہین اور فرمایا کہ قسم خدا کی دیتا ہون ان لوگون کو جو بنی اشجع سے یہان حاضر ہین کہ آیا
جانتے ہین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے لیے بہیجا گیا تہا گوشت حمار وحشی کا سو آپنے فرمایا کہ ہم محرم ہین اور اوسکو قبول نکیا سب نے
کہا کہ ہان یون ہی ہے اور عبدالرحمن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ اونہون نے کہ ہمنے ابو طلحہؓ کے ساتھ احرام باندہا تہا سو ہمارے لیے
کہین سے کسی چڑیا کا گوشت آیا اور ابو طلحہؓ سوتے تہے سو بعض نے ہم مین سے اوس گوشت کو کہایا اور بعض نے نکہایا پہر جب ابو طلحہ جاگے
اور اوٹہے اونہون نے بہی کہانے والون کی موافقت کی اور کہا کہ ہمنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے ساتہہ کہایا ہے اور حضرت
عثمانؓ سے مروی ہے کہ وے محرم تہے اور موضع عرج مین انکے پاس شکار کا گوشت لایا گیا سو اونہون نے اپنے رفیقون سے کہا کہ کہاؤ اسکو
اونہون نے کہا کہ آپ کیون نہین کہاتے ہین آپنے کہا کہ مین مانند تمہارے نہین ہون ہمکو میرے لیے شکار کیا ہے نہ تمہارے لیے واضح ہو کہ
شکار کرنا محرم کو اور دلالت و اشارہ کرنا اسپر اور مدد کرنی اوسکی شکار کرنے پر حرام ہے اور جو کرے تو اوسکا بدلہ دلوے مگر اوسکا گوشت
کہانے مین علما کا اختلاف ہے اگر یہ محرم خود شکار کرے یا دوسرا محرم اسکے لیے کرے تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر غیر محرم انہی کے لیے کرے یا محرم کے لیے
اور اسکے اذن سے یا بے اذن اوسکے اسمین اختلاف ہے بعضے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اسپر ہین کہ حرام ہے محرم کو شکار کا

گوشت کھانا مطلق بموجب حدیث صعب بن جثامہ کی کہ فرمایا حضرت نے کہ ہم محرم ہین سو علت عدم قبول کی یہی احرام کو ٹھہرایا
فقط نہ اور کسی چیز کو اور کہتے ہین بیگروہ کہ یہ حدیث ابن جثامہ کی اور حدیثون کی جو اسکی اباحت میں وارد ہین ناسخ ہی اور وہ منسوخ
سو یہ کہنا انکا بنسبت حدیث ابی قتادہ کی تو درست ہوسکتا ہی کہ قصہ اونکا سال حدیبیہ کا تھا اور یہ ابن جثامہ کا قصہ حجۃ الوداع مین واقع
ہوا مگر اثر علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کا منافی ہی کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو ان سے حکم کرنا کھانیکو نہ ہوتا اور جائز نہ تھا اور مذہب امام شافعی اور
امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہ ہی کہ اگر محرم نے خود شکار کیا یا کسی اور دوسری نے محرم کے لیے اوس محرم کی حکم یا بے حکم سے سو اسکا
کھانا اوسکو حرام ہی اور جو کسی غیر محرم نے اپنے لیے شکار کیا اور اوس مین سے محرم کو بھیجا تو اوسکا کھانا اوسکو حلال ہی اور کھانا حضرت کا اور ان
دینا اوسکے کھانیکا ابی قتادہ کی شکار کو یہی لیے تھا اور نہ قبول کرنا شکار صعب بن جثامہ کا اور نکھانا اوسکا بجہت احتیاط کی تھا اس شک سے کہ
شاید اوسکو انہین کے لیے شکار کیا ہو چنانچہ ظاہر حال یہی ہی اور نکھانا علی مرتضیٰ کا ضیافت حارث سے اونکی مجلس مین بھی یہی احتمال سے
تھا اور کھانا طلحہ رض کا اور موافقت کرنی ساتھ کھانی والون کی بسبب علم شکار کرنے کی انکے لیے تھی اور اثر حضرت عثمان رض کا اسپر دال ہی جیسا کہ
بیان ہوا اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حلال ہی تمکو شکار حالت احرام مین جبتک کہ شکار نکرو تم
آپ یا شکار کیا جاوی تمھارے لیے اور مذہب ابو حنیفہ رح کا یہ ہی کہ گوشت شکار کا محرم کو کھانا درست ہی جبتک کہ اوس نے شکار نکیا ہو اور نہ
کسی اور محرم نے اور نہ اعانت اور دلالت و اشارت کی ہو اوس نے اوسپر اور ایسی ہی اور دوسرے محرم نے بھی اور یہ بات ابی قتادہ رض کی حدیث
سے ثابت ہوتی ہی اور نہ پوچھا آپنے اوس بیان کا ابو قتادہ رض نے اپنے لیے اوسکو شکار کیا تھا یا تمھارے لیے اور ظاہر آیت وحرم علیکم صید البر
ما دمتم حرما بھی دلالت کرتی ہی حرمت شکار کرنے محرمین کو خود بذاتہ یا بسبب اشارہ اور نہ غیر انکے پر اس لیے کہ مخاطب صرف محرمین ہین نہ انکے سوا اور
محرمین شریک ہین بسبب علت احرام کے یعنی ای محرمو تم مت شکار کرو اور نہ اور محرم تمھارے لیے شکار کرین اور تمسک کرتے ہین ساتھ
حدیث ابو ہریرہ رض کے کہ جب وہ بحرین سے آتے تھے اور ربذہ مین پہنچے وہان اونکو ایک گروہ سوارون عراق کا ملا اور وہ محرم تھے اونھون نے پوچھا
کھانے مین شکار کے جو ربذہ والون کے پاس تھا پوچھا کہ ہمکو اسکا کھانا حلال ہی یا نہین سو حکم کیا اور فتویٰ دیا ابو ہریرہ رض نے انکو اوس شکار
کے کھانے کا کہتے ہین ابو ہریرہ رض کہ بعد فتویٰ دینے کے مجھکو اس مین شک ہوا کہ یہ فتویٰ میرا کیسا تھا یہان تک کہ یہہ حال میں نے مدینے مین آکر
حضرت عمر فاروق رض سے بیان کیا سو قسم کھائی عمر فاروق رض نے اور کہا کہ اگر حکم کرتا تو اسکے غیر اور کچھ تو دُرے مارتا مین تیری پیٹھ پر انتہی
سو اگر عمر رض اسکو نجانتے ہوتے از راہ توقیف اور سماع کی یعنی از روی توقیف اور سننے کے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تو قسم
نکھاتے سو قرر رکھنے پر امر اجتہادی کے مخالفت پر بھی کی اور عروہ بن زبیر نے عائشہ رض سے پوچھا اوس شکار کے کھانے کو جو محرم کے لیے صید کیا
ہوا اونھون نے کہا کہ ای میری خواہرزادے احرام کی مدت دس دن ہے زیادہ نہین ہے اگر تیری طبیعت مین اس سے خلجان ہی تو نکھا اسے
یہ سب کلام جنگلی شکار مین ہی اور دریا کا شکار حلال ہی بالاتفاق بموجب آیت قرآن مجید کے کہ واحل لکم صید البحر یعنی حلال
کیا گیا تمھارے لیے شکار دریا کا اور جراد یعنی ٹڈی صید بری ہی اور کعب الاحبار کی حدیث مین ہی کہ وہ صید بحری ہی کہ وہ نثرہ حوت
ہی یعنی مچھلی کی ناک جھاڑنے سے پیدا ہوتی ہی ایک سال مین دو بار اور اسماء بنت ابی بکر رض روایت کرتی ہین کہ حضرت صدیق اکبر رض نے

مدینے مین وقت تیاری سفر حج کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میرے پاس نالایعنی شتر زاد وطعام لادنے
کا ہی چاہتا ہون کہ آپکا بھی زاد راہ یا رسول اللہ اوس پے ہو آپنے عرض اون کی منظور کی اور فرمایا کہ آٹا اور ستو اور خرمے طیار کرکے لاد لیجیے
حضرت ابوبکر رضہ نے یہہ سب سامان لادکر اپنے ایک غلام کو اوسپر سوار کردیا اور سفر حج کو روانہ ہوئے ایک رات کہین وہ غلام اونٹ سے اوترکر
اور اوسکو بٹھاکر سو رہا جب جاگا تو اونٹ کو نہ دیکھا تب چلانے لگا اور اوسکو تلاش کرنے لگا اور حضرت اوس روز منزل عرج مین ٹھہرے تھے
نماز ظہر کا وقت تھا کہ وہ غلام وہان پہونچا حضرت صدیق اکبر رضہ نے پوچھا کہ اونٹ کہان ہی اوسنے کہا کہ مجھ سے گم گیا حضرت ابوبکر رضہ نے کہا کہ
وای تجھپر اگر مین تنہا ہوتا تو آسان تھا یعنی کچھ اندیشہ نتھا مگر رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اہل بھی میرے ساتھ ہین اور ان
سب کا زاد راہ اوسپر تھا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت ابوبکر رضہ اوٹھے اور اوس غلام کو مارنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ایک اونٹ کی محافظت
نکرسکا حضرت نے اس معاملے سے تبسم فرمایا اور کہنے لگے کہ نہین دیکھتے ہو اس محرم کو کہ کیا کر رہا ہی اور کوئی لفظ اسپر زیادہ نکیا اور اس فعل
ابوبکر کو موجب فساد احرام اور وجوب جزا کا نفرمایا اس لیے کہ اسقدر جنایت سے جزا واجب نہین ہوتی اور کہتے ہین کہ آل نضلہ نے جو بنی سلیم
مین سے سنا کہ زاملہ رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا گم گیا ہی تو کچھ مقدار ایک کونڈے مین خرمے اور قروت اور گھی اسکے واسطے حضرت کے
لائے آپنے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ای ابوبکر اللہ تعہ نے ہمارے لیے طیب کھانا بھیجا ہی اور وہ اوس غلام پر غصہ کرتے اور
جھڑکتے تھے پھر آپنے فرمایا ای ابوبکر اپنے اوپر آسانی بکر کام نہ غلام کے ہاتھہ مین ہی اور نہ ہمارے ہاتھہ مین ہین اوس کا کچھ گناہ نہین ہے
پھر حضرت نے اور حضرت کے اہل وعیال نے اور صدیق رضہ نے اور اونکے اہل وعیال نے اور جنکا حضرت کے ساتھہ کھانے کا دستور تھا اون
سب نے اوس مین سے خوب سا سیر ہوکر کھایا منقول ہی کہ صفوان بن معطل سلمی پچھلے لشکر حضرت کے تھے اونکو وہ زاملہ مل گیا وہ اوس کو
لے آئے اور حضرت کے خیمہ کے دروازے پر لاکر بٹھادیا اور ابوبکر رضہ سے کہا کہ دیکھو تو کوئی چیز تمہاری اسباب مین سے کم تو نہین ہوئی حضرت
ابوبکر رضہ اوٹھے اور اسباب کو دیکھا اور کہا کہ اسمین سے کچھ نہین گیا ہی مگر ایک پیالہ پانی پینے کا غلام نے کہا وہ پیالہ میرے پاس ہے حضرت
صدیق رضہ نے اوس سے کہا کہ اللہ تعہ نے تیری امانت ادا کردی اور کہتے ہین کہ جب وہ اونٹ حضرت صدیق رضہ کا گم گیا تھا تو سعد
بن عبادہ اور اونکے بیٹے قیس اپنا اونٹ کہ جسپر انکا زاد راہ لدا تھا حضرت کی خدمت مین لائے اور سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مدینے
سنا ہی کہ آپکا زاد راہ کا اونٹ گم گیا ہی سو اب اوسکے عوض مین یہ لایا ہون آپ اسکو قبول کرین اور ہمپر اسکا احسان کہین آپنے
فرمایا کہ اللہ تعہ نے ہماری اونٹ کو ہمارے پاس پہونچا دیا تم یہ اپنا اونٹ زاد راہ کا لیجاؤ خدای تعہ تمکو برکت دیوے ای ابو ثابت یہ کیفیت
تہی سعد کی کفایت نہین کیا تجھکو ان ضیافتون نے جو تو نے ہمارے لیے کی ہین جب سے ہم مدینے سے آئے ہین سعد رضہ نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ خدا کا اور اوس کے رسول کا ہمپر احسان ہے جو کچھ آپ ہمارے مال مین سے لیتے ہین وہ زیادہ ہمکو پیارا ہی اوس سے جو ہمارے پاس رہتا
آپنے فرمایا کہ سچ کہا تو نے بشارت ہو تجھکو فلاح کی بیشک اخلاق اللہ تعالی کے ہاتھہ مین ہین جسکو چاہتا ہی کہ اوسکو اونمین سے کچھ دیوے
تو اوسکو اوس خلق پر توفیق دیتا ہے اور بیشک اچھی صفت اللہ تعہ نے تجھکو نصیب کی ہے یعنی صفت کرم اور مروت کی سعد رضہ نے کہا
شکر اور احسان اوس خداوند تعہ کو کہ اوس نے یہ نعمت نصیب کی ہے ثابت بن قیس رضہ نے کہا یا رسول اللہ سعد کا قبیلہ ایام جاہلیت مین

منجملہ پیشواؤن اور جوانمردون سے تہا آپ نے فرمایا کہ الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی کہان ہین مانند کہان سونے اور چاندی کی اچہے اونکے جاہلیت مین اچہے ہین اونکی اسلام مین جبکہ سمجہدار ہون دین مین اور درمیان راہ کے کسی منزل مین حضرت نے سینگی لگوائی سترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہی کہ بہین سے فقہا کہتے ہین کہ ختنہ کروانا اور فصد لوانا اور سینگی لگوانا اور دانت اوکہڑوانا اور ٹوٹے عضو پر کپڑا مین باندہنا اور سر اور بدن کا کہجلانا آہستہ کہ بال نہ ٹوٹے حالت احرام مین درست ہی کذا فی الدر المختار اور مروی ہی کہ ملے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منزل روحا مین ایک قافلے سے پس فرمایا کون لوگ ہین اونھون نے کہا ہم مسلمان ہین پہر اونھون نے پوچہا کہ تم کون ہو آپ نے فرمایا کہ مین رسول اللہ کا ہون پس اوٹہایا طرف حضرت کے ایک عورت نے لڑکے کو کجاوے مین سے لڑکے کو اوٹہا کر دکہایا پہر کہا کیا ہی واسطے اسکے حج یعنی ثواب حج کا فرمایا ہان اور واسطے تیری بہی ثواب ہے فرمایا ہان الخ یعنی اسکے لیے ثواب حج نفل کا ہی اور تجھکو بہی ثواب ہوگا کہ تو افعال حج کے تعلیم کرے گی اور خبرگیران اس کی اور باعث حج کی ہی اور لڑکا اگر لڑکپن مین حج کرے تو حج فرض اوسکے ذمے سے ساقط نہین ہوتا اگر بعد بالغ ہونے کے شرائط فرضیت حج کی پائی جاوین تو پہر حج کرے اور اسی طرح غلام اگر حج کرے تو اسکے ذمے سے بہی حج فرض ساقط نہین ہوتا بعد آزاد ہونے کے پہر حج کرے اور فقیر اگر حج کرے تو حج فرض بہی ادا ہوتا ہی بعد غنی ہونے کے پہر اوسپر حج کرنا واجب نہین کذا فی مظاہر الحق عن المرقات واشعۃ اللمعات اور جب حضرت وادی عسفان مین پہونچے کہ مکہ وہان سے دو مرحلے ہی تب حضرت نے صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچہا کہ اے ابو بکر تم جانتے ہو کہ یہ کون وادی ہی اونھون نے عرض کی کہ یہ وادی عسفان ہی آپنے فرمایا کہ ہود اور صالح علیہما السلام اس وادی مین جاتے تہے دو اونٹون سرخ پر مہار اونکی لیف خرما سے تہی اور تہبند اونکی پشمین عبا اور چادرین اون کی کملون کی تہین اور تلبیہ کہتے تہے حج کا اور ایک روایت مین ہی کہ جب وادی ازرق مین پہونچے کہ ایک موضع ہی مکے سے ایک میل کے فاصلے پر ہی فرمایا کہ اس وادی مین مینے موسی علیہ السلام کو دیکہا کہ چلے جاتے تہے دونون اونگلیان اپنی کانون مین دیے ہوئے اور پکار کر تلبیہ کہتے ہوئے اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ گویا دیکہتا ہون مین موسی علیہ السلام کو کہ نیچے اوترتے ہین وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے واضح ہو کہ ان حدیثون کی تاویلین بہت ہین ایک تاویل اونمین سے یہ ہی کہ خبر دینا حضرت کا اونکی حیات کی حال سے تہا کہ احرام حج کا باندہکر حج کرتے تہے کہ اوس حال کی آپ پر وحی کی گئی اور کہنا حضرت کا قصہ موسی مین کہ کانی انظر الیہ یعنی گویا مین دیکہتا ہون طرف اوسکے بسبب کمال علم اور یقین آپکی تہا وحی پر کہ گویا آپ دیکہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ دیکہنا حضرت کا اونکو حالت خواب مین تہا اسی سفر مین یا پہلے سے اور اب ساتہ قرینے دلالت حال حج کے اوس کو بیان کیا اور بعضے کہتے ہین کہ حقیقت مین یون ہی تہا جیسا کہ آپنے بیان فرمایا اسلیے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام زندہ ہین سو اگر حج کو آوین تو کیا چیز مانع ہی اور حج اونکا اسی حال مین ہو کہ جب حضرت بہی حج کو تشریف لیگئے کہ انکو اسی حال مین دیکہا اور ایک جماعت کا یہ قول ہی کہ انبیا لوگ زندہ ہین اپنی قبرون مین یا جنت مین اور اپنے پروردگار کے پاس رزق کہاتے ہین مگر ارواح پاک انکی جنت مین صورت پکڑتی اور جسم قبول کرتی ہین سیر کرتی ہین اور آرام لیتی پہرتی ہین جہان کہین چاہتی ہین جیسے شب معراج مین آپنے موسی علیہ السلام کو اونکی قبر مین نماز پڑہتے ہوئے دیکہا اور پہر آسمان پر بہی اونکو دیکہا اور یہ

اجسام متشکلہ بیداری مین بہی دکھائی دیتے ہین اور خواب مین بہی اور حقیقت مین یہ کشف عالم مثال سے ہے اور یہ عبادت کرنی اونکی ازراہ
تکلیف اور وجوب کے نہین ہے بلکہ ازراہ محبت کے ہے حبب الیہم العبادۃ فہم یتعبدونہ بما یجدونہ من دواعی انفسہم لا یلزمونہ
بہ کما یلہم اہل الجنۃ الذکر یعنی محبوب کی گئی ہے طرف اونکے عبادت سو وہی عبادت کرتے ہین اوسکی ساتھ اوس چیز کے کہ
پاتے ہین وہی اوسکو اپنے نفسون کی خواہش سے نہ ساتھ اوس چیز کے کہ لازم کیے گئے ہین وہی ساتھ اسکے یہ عبادت کرنی انکی مانند اسکے ہے
کہ اہل جنت الہام کیے جاوینگے جنت مین ذکر کا ویویدہ ان عمل الاخرۃ ذکر و دعاء لقولہ تعالی دعوٰہم فیہا سبحانک اللہم
وتحیتہم فیہا سلام واخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین **ترجمہ** اور موید ہے اسکو یہ کہ تحقیق عمل آخرت کا ذکر ہوگا اور دعا
بموجب قول اللہ تعالی کہ انکی دعا اس جگہہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات انکی سلام اور تمام ان کی دعا اسپر کہ سب خوبی اللہ کو
جو صاحب ساری جہان کا **ف** یعنی اول عجائب نعمتین دیکھکر کہین گے سبحان اللہ پھر اوسکی لذت پاکر کہین گے الحمد للہ اور جنتیون
ملاقات کا طور یہی ہے السلام علیک جو دنیا مین مسلمان کرتے ہین انتہی کذا فی موضح القرآن غرضکہ دیکھا حضرت نے روحون کو اونکی
کہ صورت پکڑی اونہون نے واسطے حضرت کے دنیا مین جیسے صورت پکڑی تہی اونہون نے شب معراج مین اور جسم انکی قبرون مین
تہی اور بعضون نے کہا کہ گویا متمثل کیے گئے احوال اونکی واسطے حضرت کی کہ کیونکر حالت حیات مین عبادت کرتے تہی اور حج کرتے تہے اور تلبیہ
کہتے تہے اور اسی لیے حضرت نے لفظ کانی کا فرمایا واللہ اعلم پھر جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم موضع سرف مین کہ اوپر وزن کتف
کی ہے پہونچے مکہ وہان سے ایک مرحلہ ہے مزار پر انوار حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا وہین ہے حضرت عائشہ صدیقہ کو وہان
حیض آیا وہ اس سے غمگین ہوئین اور رونے لگین حضرت نے معلوم کیا اور پوچھا کہ شاید حیض آیا ہے اونہون نے کہا کہ ہان آپنے فرمایا کہ غمگین نہو
یہ امر تمہاری اختیار سے نہین ہے یہ امر اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی بیٹیون پر لکہدیا ہے اور اس حج مین تمکو کچہ نقصان نہین ہے جو عمل حاجی
لوگ کرتے ہین وہ تم بجالاؤ فقط طواف بیت اللہ کا نکرو اسلیے کہ وہ مسجد مین ہے اور حائض کو مسجد مین جانا درست نہین اور عائشہ نے
پہلے احرام صرف عمرے کا باندہا تہا پھر جب عمرہ ادا کرنا متعذر ہوا بسبب عذر کے تو چاہا حضرت نے کہ حج کو انکی عمرے مین داخل کردین اور انکو
قارن بناوین سو امر کیا آپنے انکو کہ غسل کرین اور احرام حج کا باندہین پھر اونہون نے موافق فرمانے حضرت کے ویسا ہی کیا کہ احرام
حج کا باندہکر قارن ہوگئین یہین سے ہے کہ فقہا علیہم الرحمۃ کہتے ہین کہ احرام باندہنا حائض اور نفسا کو حالت حیض و نفاس مین جائز ہے
کہ نہا کر احرام باندہ لے اور آیا ہے کہ ذوالحلیفہ مین اسما بنت عمیس بیوی حضرت صدیق نے محمد بن ابی بکر کو جنا پھر بھیجا اسمانے کسی
کو حضرت کے پاس پوچھنے کو کہ کیا کرون مین یعنی احرام کی باب مین آیا احرام باندہون یا نہ اور جو باندہون تو کیونکر باندہون
حضرت نے فرمایا کہ غسل کرے اور لنگوٹ باندہے کپڑے کا یعنی جس مین تہبند احرام کا خون آلودہ نہو اور احرام باندہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ غسل کرنا نفاس والی عورت کو احرام کے لیے سنت ہے اور یہ غسل لطافت یعنی ستہرائی کے لیے ہے نہ واسطے طہارت کے
اور اسی لیے عورت نفاس والی کو احرام کے لیے تیمم کرنا نہین آیا اور یہی حکم حائض کا ہے اور مراد احرام باندہنے سے نیت کرنا ہے
یعنی نیت احرام کی کرے اور لبیک کہے اس سے معلوم ہوا کہ احرام نفاس والی عورت کا صحیح ہے اور اس پر اجماع ہے سب علما کا

غرضکہ جب حضرت عایشہ رضہ پاک ہوئین اور وقوف عرفات سے لوٹ کر آئین طواف کیا اور سعی بین الصفا والمروہ قران کے لیے
بجا لائین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم حج اور عمرے سے حلال ہوئین یعنی حج و عمرہ مقارنا ادا کر چکین مگر چو
طواف عمرہ مین بسبب عذر کے تاخیر ہوئی طواف زیارت کے وقت تک سو اسواسطے حضرت عایشہ رض نے عرض کی کہ مین اپنی طبیعت
مین فی نفسہ طواف عمرے کا باقی ہون کہ جسے ادا نہین کیا مگر بعد وقوف عرفات کی اور وقت اوسکا پہلے تھا حضرت صلعم نے اونکے بھائی عبد الرحمن
بن ابی بکر رض کو فرمایا کہ تم عایشہ کو تنعیم مین لیجاؤ کہ وہان سے احرام باندہکر عمرہ ادا کرین تنعیم ایک جگہ ہے مکے سے تین میل خارج حرم سے اور احرام عمرہ
حل سے یعنی خارج حرم سے باندہنا چاہیے جیسا کہ کتب فقہ مین مقرر ہے اور کوئی مکان سوای تنعیم کے مکے سے نزدیک نہین ہے کہ وہان سے احرام
عمرے کا باندہا جاوے اہل مکہ بھی احرام عمرے کا وہین سے باندہتے ہین اور عوام تنعیم کو بھی عمرہ کہتے ہین اور جہان سے عایشہ صدیقہ رض نے احرام باندہا تھا
وہ جگہ مسجد مشہور ہے اوسکو مسجد عایشہ کہتے ہین علما کی حضرت عایشہ رض کے اس عمرے مین کئی قول ہین بعضی کہتے ہین کہ یہ واجب عمرے سے
زیادہ علیحدہ تہا اسلیے کہ وہ قارن ہوگئی تہین پہر وہ عمرہ طواف اور سعی سے بعد وقوف عرفات کی بجا لائین ادا ہوگیا تہا مگر واسطے خوشی
کرنے خاطر اونکی کے اور دفع دغدغہ دل اونکی کے حضرت صلعم نے اونکو اس عمرے کی اجازت دی والا طواف اور سعی کہ افعال عمرے کے ہین وہ ادا کر چکی
تہین پس وہ کفایت کرتا حج و عمرہ دونون کو اسلیے کہ قول حضرت کا خاص اونکو کہ اب تم حلال ہوگئین حج و عمرہ دونون سے صریح ہے اس مین
اور بعضے کہتے ہین کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے حکم کیا اونکو اوس عمرے کو جسکا احرام باندہا تہا توڑ ڈالین یعنی ترک کر دین اور انتقال کرین اوس
سے صرف ساتہ حج مفرد کی پہر جب حج تمام کر لیا تو فرمایا حضرت صلعم نے کہ عمرہ اس عمرے کے عوض قضا کرین یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور اونکے اصحاب کا ہے اور وہ
کہتے ہین کہ جب عورت متمتع ہوا اور احرام عمرے کا باندہے اور پہلے طواف سے حائض ہو تو اوس عمرے کو ترک کر دے اور احرام صرف حج مفرد کا باندہے
بموجب اسی واقعہ عایشہ رض کے اور روا جو حدیث مین لفظ ارفضی عمرتک آیا ہے یعنی ترک کر عمرہ اپنا اور ایک روایت مین دعی عمرتک یعنی
چھوڑ دے عمرے اپنے کو اور ایک روایت مین اقضی عمرتک یعنی قضا کر تو عمرے اپنے کو آیا ہے موید ہے اسی مذہب ابو حنیفہ رح کو اور وہ جو حضرت
عایشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے یا رسول اللہ سب تو یعنی امہات المومنین حج عمرے کے ساتہ ادا کرین اور مین لوٹ جاؤن
صرف حج کے ساتہ کہ عمرہ اوسکے ساتہ نہین ہے یہ بھی موید اسی مذہب حنفیہ کو ہے اور وہ جو اہل تاویل اس مین تاویل کرتے ہین کہ مراد رفض سے
ترک عمرہ سے حلال ہونا اور باہر آنا اوس سے ہے یعنے احرام عمرہ سے باہر مت آ اور اوس مین حج کو بھی داخل کر لے یہ بڑی تاویل ہی ہے اور وہ جو
لفظ امسکی عن العمرۃ کا حدیث مین آیا ہے سو وہ دونون قول کو محتمل ہے اور حضرت نے بھی موضع سرف مین صحابہ کو حکم کیا کہ جو کوئی تم مین
سے ہدی نہین ساتہ رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ حج کو عمرہ کرے کر لے کہ ایسا ہی کرے اور جو رکہتا ہے وہ اپنے حج پر ثابت ہے یہان حضرت کا
حکم بطریق تخییر کے تہا سو بموجب حکم کے جو ہدی ساتہ نرکہتے تہے ان مین سے بعضون نے احرام حج کا توڑ کر عمرے کا احرام باندہا اور بعضے
حج کے احرام پر ثابت رہے اور جو ہدی ساتہ رکہتے تہے وہ حج کے احرام پر باقی رہے اور ابو موسی اشعری یمن سے اگر بطحای مکہ مین حضرت صلعم سے ملے
اور عرض کی کہ مینے اپنی نیت تمہاری نیت سے متعلق کی ہے اور ہدی میری ساتہ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ تم بھی اپنے یارون کے ساتہ
انکا سا عمل کرو یعنی عمرہ ادا کر کے حلال ہو جاؤ اور باقی یہ بیان اوپر بہی ہو چکا ہے پہر جب سرف سے حضرت ذی طوی مین پہونچے کہ نزدیک

معلی کے ہے تب وہین پر اوترے پڑی شب یکشنبہ پانچوین ذی الحجہ کو اور ایک روایت مین چوتھی ذی الحجہ کو اور وہین پڑہی نماز صبح کی بہی
وہین پڑہی اور مکے مین داخل ہونے کو غسل کیا اور تھوڑا اون چڑہے حجون کی طرف سے کہ مکے کا گورستان ہے اور اوسی کو معلی بہی کہتے ہین
اور کدا نام پہاڑ بہی وہین ہے مکے مین داخل ہوئے اور آپ سے عادت داخل ہونا مکے مین سحر کے وقت ہے اگرچہ وقت سحر کا بہی منور اور
مبارک ہے مگر وقت چاشت کا کچہ اور بہی بزرگی اور جلال رکہتا ہے اور عطا نے کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو رات کو مکے مین داخل ہو اسلیے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم امام تہے اور امام کو دن مین داخل ہونا بہتر ہے کہ آدمی دیکہکر اوسکی اقتدا کرین پہر جب حضرت دروازہ
نبی شیبہ پر کہ اوسکو باب السلام بہی کہتے ہین پہونچے اور بیت اللہ کو دیکہا اوسوقت یہ دعا آپ نے پڑہی اللہم زد بیتک ہذا تعظیما
وتشریفا وتکریما ومہابۃ اور بعض روایت مین ہے کہ جب جاتے ہوئے نظر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بیت اللہ پر پڑتی تہا
ہاتہ اوٹہاکر تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑہتے اللہم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللہم زد ہذا البیت تشریفا
تعظیما وتکریما ومہابۃ وزد من حجہ وعمرہ تکریما وتشریفا وتعظیما وبرا پہر جب مسجد الحرام مین داخل ہوئے سیدہے بیت اللہ
کی طرف روانہ ہوئے اور تحیۃ المسجد نہ پڑہی اور طواف بیت اللہ کا کیا اسلیے کہ تحیت مسجد بیت الحرام کی طواف ہی ہے جیسے کہ اور مسجدون
کی تحیت نماز ہے اور طواف نماز کا حکم رکہتا ہے پہر جب برابر حجر اسود کے پہونچے تب اوسکو استلام کیا یعنے بوسہ دیا اور رفع یدین کیا اور شروع
ساتہہ تکبیر کے نکیا اور معنی استلام کے مسح کرنا حجر اسود کا ہاتہ سے یا بوسے سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ طواف مین شروع ساتہہ حجر اسود کے
کہڑے ہوکر آگے اوسکے کہڑا ہو اور تکبیر اور تہلیل کہے اور رفع یدین کرے اور ہدایہ مین بیچ اس مقدمے کے حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے
کہ نہ اوٹہائے جاوین ہاتہ مگر سات جگہہ مین ان مین سے ایک استلام حجر اسود کا ہے کہا شیخ ابن الہمام نے کہ روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے
اپنی سند سے ابن عباس تک مگر اوس مین سوای استلام حجر اسود کے سات جگہین گنی ہین کہ ایک اون مین سے افتتاح صلوۃ ہے اور
وقت دخول مسجد الحرام کہ ہے وقت نظر پڑنے کے بیت اللہ پر اور صفا پر ہے اور مروہ پر ہے اور عرفات مین ہے اور مزدلفہ مین ہے اور نزدیک
جمرتین کے ہے اور ممکن ہے کہ الحاق کیا جاوے استلام حجر کا ساتہ افتتاح صلوۃ کے قیاس شبہ کرکے نہ قیاس علت یعنی بسبب مشابہت افتتاح
صلوۃ کے کہ اوس مین رفع یدین ہے افتتاح طواف مین بہی رفع یدین مقرر کیا اور کوئی علت اسکی منقول نہین ہے مگر اس حدیث مین
محدثین کو کلام ہے اور حق یہ ہے کہ کچہہ حصر ان سات جگہہ پر نہین ہے اسلیے کہ رفع یدین تکبیرات عیدین اور قنوت وتر مین بہی ثابت ہے واللہ
اعلم ہکذا قال شیخ عبد الحق فی شرح سفر السعادۃ مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ صاحب کنز نے آٹہہ جگہہ بیان کیا ہے کہ جمع
رموز اوسکے کی فقعس صمج ہے پس فے سے افتتاح صلوۃ ہے اور قاف سے قنوت وتر اور عین سے عیدین اور سین سے استلام حجر اسود
اور صاد سے صفا اور میم سے مروہ اور عین آخر سے عرفات اور جیم سے جمرات مراد ہے گر قول شیخ کا شرح مین سفر السعادۃ کی شامل تہا
ہے قول صاحب ہدایہ اور کنز کو کہ دسون جگہہ کا بیان اوس مین ہے اور وہی سب جگہین یہ ہین ایک افتتاح صلوۃ دوسری وقت دخول
مسجد الحرام جب نظر پڑی کعبہ پر تیسرے صفا چوتہے مروہ پانچوین عرفات چہٹے مزدلفہ ساتوین جمرات آٹہوین عیدین نوین قنوت وتر
دسوین استلام حجر اسود اور سنا مینے بعضے محققین سے کہ بیان کرتے تہے وہ قول ہو مولانا عبد القیوم خاتم المحدثین ولد مولانا عبد الحی کا ہے

کہ جس میں مراد اس رفع یدین سے کہ غیر افتتاح اور عیدین اور قنوت کی ہے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا ہے والا رفع یدین کی کوئی سنت ثابت ان جگہون مین نہین اور ایسے ہی مذکور ہے درمختار وغیرہ مین واللہ اعلم پھر بعد استلام حجر اسود کی حضرت نے طواف کرنا شروع کیا اور ردا اپنے کو طرف بائین ہاتھ کے رکھا اور اس طوف کو طواف قدوم اور طواف تحیت بھی کہتے ہین اور یہ طواف سوا اہل مکہ کی باہر والون کی لیے ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک واجب ہے اور طواف زیارت کہ رکن حج کا اور فرض ہے وہ اور ہے کہ بعد وقوف عرفات کی عید کی دن سنا سے آکر کرتے ہین اور کسی جگہہ مین طواف کے کوئی دعا مخصوص مروی نہین ہے کہ سند صحیح سے حضرت سے ثابت ہوئی ہو اگرچہ سلف سے بیچ آثار کے ہر مکان مین دعائین آئی ہین مگر درمیان دو رکن کے کہ رکن یمانی اور حجر اسود ہے وہان کہتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اور ایک روایت مین پہلے اس سے یہ دعا بھی آئی ہے اللھم انی اسالك العفو والعافية فی الدنیا والآخرة اور فرمایا حضرت نے کہ مقرر کیے ہین اللہ تعالی نے رکن یمانی پر ستر فرشتے پھر جو کوئی یہہ دعا پڑھتا ہے تو وہی فرشتے آمین کہتے ہین اسکے لیے اور مروی ہے ابوہریرہ رضی سے کہا اونھون نے کہ جو کوئی طواف کرے خانہ کعبہ کا سات بار اور طواف کرنے مین کلام نکرے مگر ساتھ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ کے مٹائی جاتی ہین اوس سے دس برائیان اور لکھی جاتی ہین اوسکی لیے دس نیکیان اور بلند کیے جاتے ہین اوسکی لیے دس درجے اور داخل ہوتا ہے وہ دریای رحمت مین اور امام محمد رح نے کوئی دعا معین نہین کی ہے مناسک حج مین سے کسی مشہد مین اور کہا اونھون نے کہ معین کرنا کسی دعا کا زایل کرنے والا رقت قلب کا ہے مگر پھر بھی اگر ماثور اور منقول دعاون کو پڑھے تو موجب برکت کا ہے اور اچھا ہے اور طواف کی تین اول کے پھیرون مین جلد جلد چلے حضرت اور قدمون کو نزدیک نزدیک رکھتے تھے جیسے کشتی لڑنے والے چلتے ہین واضح ہو کہ جو کتب مناسک مین شوط طواف کے ہر پھیرے کو لکھتے ہین اوسکو قاموس مین بعض فقہا سے لکھا ہے کہ ایک جماعت فقہا مکروہ جانتے ہین طواف کے پھیرون کو اشواط کہنا سو علت اسکی نہین معلوم مگر شاید بسبب رعایت تعظیم اور ادب کے یا یہ کہ اس لفظ سے جاہلیت مین انکو تعبیر کیا کرتے تھے اسلیے اسکو مکروہ جانا جیسے مکروہ کہا ہے بعض نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا اور عشا کی نماز کو عتمہ کہنا اور اسی رعایت سے مصنف نے بھی اس کتاب مین لفظ طوفہ کا لایا ہے بجای شوط کے واللہ تعالی اعلم اور واضح ہو کہ اس شتاب روی کو طواف مین رمل اور بروزن عمل کے کہتے ہین اور یہ امر ابتدا مین واسطے اظہار چستی اور قوت کے تھا مسلمانون سے مشرکین مکہ پر کہ وہ کہتے تھے اضناھم حمی یثرب یعنی دبلا کر ڈالا مسلمانون کو گرمی اور تپ مدینے کی نے سو حکم کیا حضرت نے کہ جلد جلد مانند پہلوانون کے چلین اور اظہار چستی اور قوت کا کرین اور ابتدا اس حکم کا عمرة القضا مین تھا پھر جب اوسکو حضرت نے حجة الوداع مین بھی کیا باوجودیکہ نہ تھے مشرکون کی مکے مین اسوقت قطعاً سو معلوم ہوا اس سے کہ بعد زوال علت کے بھی یہہ حکم باقی ہے تو پھر یہ فعل سنت مستقلہ ہوگیا اور منجملہ مناسک حج سے ہوگیا مگر تارک اسکا تارک کسی عمل کا اعمال حج سے نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تارک ایک صفت اور ہیئت مخصوصہ کا ہوتا ہے جیسے کہ آواز بلند کرنی تلبیہ مین کہ جو اوسکو ترک کرے تو وہ تارک تلبیہ کا نہین ہوتا ہے اور کچھ لاوسیر اس سے لازم بھی نہین آتا ہے اور اگر اس اظہار چستی اور غلبے کو نسبت ساتھ اعدای دین کے کہ باطنی ہین اور وہ شیاطین ہین اور اونکے لشکری لحاظ اور اعتبار کرین تو خالی ذوق سے نہین ہے اور وقت طواف کی ایک سرا چادر

اپنی کا داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین کندہے پر ڈالا تہا اوسکو عرب مین اضطباع ساتہہ ضاد معجمہ اور طاء مہملہ اور بار موحدہ او عین مہملہ
کے کہتے ہین اور یہ مخصوص ہے ساتہہ تین پہیرون اول کے اور یہ امر اضطباع کا داخل ترک چستی اور شادمانی مین اور اضطباع تہوڑا سا پہلے
شروع کرنے طواف سے چاہیے اور پچھلے چار پہیرون مین آہستہ چلی اور مخصوص تین ہی پہیرے ساتہہ جلد روی کے اسلیے ہوئے کہ اکثر طواف
مین چلنا صورت ادب اور وقار پر واقع ہو وہی اور رمل یعنی شتاب روی ہمارے نزدیک مخصوص ہے ساتہہ طواف قدوم کے اور امام احمد کے
کے نزدیک بہی مخصوص ہے ساتہہ طواف قدوم یا طواف عمرہ کی اور طواف زیارت اور طواف وداع مین رمل نہین ہے اور ہمارے نزدیک اگر
بعد طواف قدوم کے سعی نہین کی ہے یعنی درمیان صفا اور مروہ کی تو بعد طواف زیارت کی کرے اور جو طوف قدوم مین سعی کی ہے تو
بعد طواف زیارت کے نکرے اور امام شافعی کے نزدیک جس طواف مین کہ بعد اوسکے سعی ہے اوس مین رمل بہی ہے اور ہر بار کہ برابر حجر اسود
کے پہنچتے تہے تکبیر کہتے تہے اور اشارہ کرتے تہے حجر اسود کی طرف ساتہہ ایک لکڑی کے کہ آپکے ہاتہہ مین تہی اور اوس لکڑی کو بوسہ دیتے تہے اور وہ لکڑی
چہوٹی اور سر اوسکا خمدار تہا مانند چوگان کی عرب اوسکو عصا کہتے ہین اور ہاتہہ مین رکہنے کی لکڑی کی تین قسم ہین ایک مخ ساتہہ خمیمہ
رار مہملہ اور سکون میم کے اور ایک عنزہ ساتہہ زبر عین مہملہ اور سکون نون کے بعد اوسکے زار معجمہ اور ایک عصا سب سے بڑی کو مخ کہتے ہین
اور متوسط کو عنزہ اور سب سے چہوٹی کو عصا اور حضرت کے دست مبارک مین اکثر اوقات ایسی ہی لکڑی ہوتی تہی جسکو عصا کہتے ہین اور
اس طواف کے دن بہی یہی آپکے ہاتہہ مین تہی اور عنزہ خادم لوگ واسطے مصلحت سترہ وغیرہ کی ہمراہ حضرت کے رکہا کرتے تہے اور حضرت
سے مروی نہین ہے کہ یہ عصا جواب متعارف ہے اور بڑا ہے اوسکو ٹیککر اوسکے سہارے سے چلتے ہین جو حضرت بہی اوسکو لیکر راہ چلتے ہون
اور صحیحین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ استلام ساتہہ محجن یعنی عصا کے بیچ طواف زیارت کی حالت سواری مین حضرت نے کیا تہا واقع ہوا اور
یہہ طواف قدوم پاپیادہ کیا تہا غرضکہ تقبیل حجر اسود ساتہہ لب مبارک اور دست شریف اور اشارہ اور لکڑی کے سب طرح سے
مسنون ہے جیسے میسر ہو ویسے ادا کرے اور جو کسیطرح بسبب ازدحام کے کوئی صورت نہو سکے تو صرف اسکی طرف منہہ کرکے حمد و صلوۃ
اور تکبیر و تہلیل کہے اور طواف مین گذر جاوے اور برابر رکن یمانی کے کہ ایک کونا ہے چارون کونون بیت اللہ کے سے طرف یمن کے اوسکی
طرف اشارہ کرتے تہے ساتہہ ہاتہہ کے یا لکڑی کے مگر آپکے فعل سے یہ نہین ثابت ہوا ہے کہ کسی چیز سے طرف رکن یمانی کے اشارہ کرتے تہے ہاتہہ
سے یا لکڑی سے اور اوس ہاتہہ کو یا لکڑی کو بوسہ بہی دیتے ہون سوای حجر اسود کے اور حجر اسود پر منہہ رکہنا بہی ثابت ہے اور آیا ہے کہ
آپ لب مبارک اپنے حجر اسود پر رکہتے اور بوسہ دیتے تہے اور حالت استلام مین کہتے تہے بسم اللہ واللہ اکبر اور کبہی اوسپر پیشانی رکہتے
اور وہان پر سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے اور ذوق و لذت کہ طالبون اور عاشقون کو بوسہ دینے اور لب اوسجگہہ لب حضرت کے
رکہنے سے حاصل ہوتا ہے وہ اوسوقت اور حال پر موقوف ہے زبان اوسکی وصف اور بیان سے کوتاہ ہے مزہ اوسکا کوئی ہرگز نہ پاوے
گا جب تک اوسکو نہ چکہے گا اور یہ وہ مقام ہین کہ دست تصرف خلق کا ساتہہ اونکی نہین پہونچا ہے ایک حجر اسود اور دوسرا غار جبل ثور کہ
حضرت وقت ہجرت کے اوس مین تشریف لیگئے تہے اور وہان ٹہرے تہے اور بوسہ دینے مین چاہیے کہ لب سے آواز نہ نکلے جیسے عورتون
کے بوسہ دینے مین اور کبہی حضرت اپنا دست مبارک اوسپر رکہتے اور اوسکو چومتے اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعا

علیہ وآلہ وسلم نے کہ اوترا حجر اسود جنت سے اور تھا وہ زیادہ سپید دودھ سے سیاہ کردیا اوسکو گناہون نبی آدم کے نے یعنی لوگون کے جو اوسکو ہاتھ لگاتے ان کے گناہون کی تاثیر سے سیاہ ہوگیا پس غور کیا چاہیے جب پتھر میں یہ اثر ہو گناہون کا تو کیا حال ہوگا اون کے دلونکا بسبب گناہ کے اور فرمایا قسم ہے اللہ کی البتہ اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ دن قیامت میں یعنی حجر اسود کو اور اوسکی لیے ہونگی دو آنکھیں دیکھیگا ساتھ اونکی اور ہوگی زبان بولے گا ساتھ اوسکے گواہی دیگا اوس شخص کے لیے کہ بوسہ دیا ہوگا اوسکو ساتھ حق کے یعنے جسنے ایمان اور صدق ویقین سے طلب ثواب کے لئے بوسہ دیا ہوگا اوسکے لیے گواہی دیگا کہ اسنے مجھکو بوسہ دیا تھا کذا فی المشکوٰۃ ومظاہر الحق و منح ہو کہ خانہ کعبہ کے چار کونے ہین کہ اونکو رکن کہتے ہین ایک مین حجر اسود رکھا ہے اوسکو رکن اسود بھی کہتے ہین اور حجر اسود اور دروازہ کعبے کے درمیان فاصلہ ایک باغ کا ہے اور اتنی جگہہ کو یعنی جو دیوار کہ درمیان باب کعبہ اور حجر اسود کے ہے ملتزم کہتے ہین کہ وقت دعا کے سینہ اوس سے لگاتے ہین اور دوسرا کونا کہ اس سے آگے کی طرف ہے اوسکو رکن عراقی کہتے ہین اور تیسرا رکن کہ طواف مین بعد رکن عراقی کے اوسپر پہونچتے ہین اوس کو رکن شامی کہتے ہین پھر بعد اوسکے چوتھا کونا رکن یمانی ہے اور اس رکن یمانی اور رکن اسود کو باعتبار تغلیب کے رکنین یمانیین بھی کہتے ہین اور باقی ان دونون کو رکنین شامیین کہتے ہین رکن اسود مین استلام اور تقبیل دونوں حضرت سے منقول ہین بخلاف رکن یمانی کے کہ اوسمین استلام ساتھ ہاتھ کے آیا ہے کذا فی فتح الباری بطریق متعددۃ اور ترجمۃ الباب صحیح بخاری سے بھی کہ کہا ہے باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین بھی ظاہر ہے یعنی یہ باب بیان مین اسکے ہے کہ نہ استلام کرے مگر رکنین یمانین کا اور مذہب حنفیہ بھی ہے اور بمطابق قول صاحب سفر السعادت کے تعیین استلام رکن یمانی کی کہ ہاتھ سے کیا یا لکڑی سے ثابت نہین ہے تمام اور دونون رکنون شامی مین نہ استلام ہے نہ تقبیل نہ استقبال نہ اشارہ اور مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے طواف کیا اور چارون کنون کا استلام کیا حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ استلام نہین کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مگر حجر اسود کو اور رکن یمانی کو او نھون نے کہا کہ مہجور نہین ہے بیت اللہ سے کوئی چیز اور ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ وہی استلام کرتے تھے چارون کنون کا اور کہتے تھے کہ مہجور اور متروک نہین ہے کوئی چیز اس بیت سے اور ابن عباسؓ کہتے تھے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی بیشک تمکو رسول اللہ کی چال سیکھنی بہتر ہے ہم جو استلام دونون رکنون کا نہین کرتے ہین اس سے یہ غرض نہین کہ مہجور و متروک ہین بلکہ بسبب اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جسکا آپ نے استلام کیا اوسکا ہم بھی کرتے ہین اور جسکا آپ نے نہین کیا اوسکا ہم بھی نہین کرتے اور امام شافعی نے بھی ایسا ہی جواب دیا ہے اور کہا ہے کہ عدم استلام ان دو رکنون کا موجب ہجر اور ترک کسی چیز کا بیت اللہ سے ہو تو چاہیے کہ ترک استلام ما بین الارکان بھی موجب اوسکا ہو اور حالانکہ اوسکو کسی نے نہین کیا اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ کعبہ اوس زمانے مین حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی بنا اور قواعد پر نہ تھا اور یہ دونون رکن اپنے اصلی مقام پر نہ تھے سو حضرت نے اسلیے انکا استلام نکیا پھر جب عبد اللہ بن زبیرؓ نے حدیث بنا بیت اللہ کی عائشہؓ سے سنی جو مسلم نے روایت کی ہے تب اوسکو اوسکے قواعد اور ارکان قدیم پر بنا کیا پھر دونون رکن بھی اپنی جگہہ قدیم پر واقع ہوگئے اوس وقت سے دونون رکن بھی مساوی اون دونون کی ہوگئے اور اونکا استلام بھی کیا بعض صحابہ سے جو استلام ان رکنون کا مذکور ہے سو وہ اسی جہت سے ہے اور وہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور

اسمعیل علیہما السلام استلام سب کنون کا کرتے تھے وہ بھی اسی سبب سے تہا پھر جب حجاج بن یوسف آیا اور ابن زبیر کی بنا کو تبدیل کیا اور
اوسی ایام جاہلیت کی بنا پر اوٹھایا کہ وہ بنا ابتک باقی ہے تو یہ دونون رکن اپنی قدیم جگہہ پر نہیں ہین سو استلام انکا مسنون نہین
کہ حضرت نے بھی نہیں کیا تہا اور استلام حضرت معاویہؓ کا اس گمان سے تہا کہ یہہ بھی رکن بیت اللہ کے ہین مساوی اور ارکان کے اور
یہہ واقع مین ایسے نہین ہے بحجت حدیث عایشہؓ کے کہ عبد اللہ بن زبیرؓ کو اونھون نے روایت کی کذا فی فتح الباری اور اس مین ایک
نکتہ اسی مقام پر مذکور ہے کہ جو رکن کہ اوسکو دو فضیلتین ہین ایک ہونا اوسکا قواعد ابراہیم علیہ السلام پر اور دوسرا ہونا حجر اسود کا اوسمین
تو وہ مخصوص ہوا ساتھ تقبیل اور استلام کے اور رکن یمانی کو جو یہی ایک فضیلت اول تہی تو مخصوص ہوا وہ ساتھ استلام کے فقط اور
جو باقی اون دونون رکنون مین ایک فضیلت نہین ہے سو وہ نہ ساتھ تقبیل کے مخصوص ہوئی اور نہ ساتھ استلام کے اور یہ بموجب
رای جمہور کے ہے اور بعض کے نزدیک تقبیل اون دونون رکنون یمانی کی بھی مستحب ہے اور کہا ہے کہ یہین سے ہے تفاوت مراتب اور اعطا کل
ذی حق حقہ کا ماخوذ اور مستنبط ہے واللہ تعالی اعلم پھر جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تب مقام ابراہیم پر آئے
مقام ابراہیم نام ایک پتھر کا ہے کہ اوس مین نقش پای مبارک ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور وہ اوسپر کھڑے ہوتے تھے وقت تعمیر کرنے بیت اللہ
کے سو سما گئے دونون پای مبارک انکے اوس مین ایڑیون تک اور کھڑے ہوتے تھے وہ اوسپر وقت ندا کرنے آدمیون کی واسطے حج کے
بموجب امر الہی تعالی شانہ کے کہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا یعنے اور پکار دے لوگون کو واسطے حج کے آوینگے تیرے پاس
پیادہ پا اور یہان مراد اوس سے وہ جگہہ ہے کہ جس مین وہ پتھر رکھا تہا اور اس آیت کو واسطے ترغیب لوگون کے اور بیان کرنے فضیلت
نماز کے اس جگہہ مین آپ نے پڑہا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یعنی پکڑو مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ اور فرمایا حضرت نے کہ تحقیق
حجر اسود اور مقام ابراہیم یہہ دونون یاقوت ہین یاقوتون جنت کے سے دور کر دیا اللہ تعالی نے نور اونکا اور اگر نہ دور کرتا نور اونکا تو البتہ
روشن کر دیتے اوس چیز کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے اور حکمت انکے نور دور کرنے مین یہہ ہے کہ تا ایمان بالغیب ہو کذا فی المشکوۃ
و مظاہر الحق اور حجر اسود جنت سے ہمراہ آدم علیہ السلام کے آیا تو نورانیت اوسکی تاریک ہو گئی اتنی باقی رہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے زمانے مین حد حرم اوسکی نورانیت کی انداز پر تہی بعد اوسکے وہ نورانیت باقی نہ رہی تاریک ہو گئی مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے
کہ شرح سفر السعادت مین گہس جانا قدمون مبارک ابراہیم علیہ السلام کا پتھر مین ایڑیون تک منقول ہے اور تفسیرون مین قرآن مجید کی
ٹخنون تک لکھا ہے غرضکہ بہر تقدیر ایک اور بات معلوم کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ گہس جانا قدمون کا پتھر مین اور باقی رہنا اثر اونکا
برسون یعنی مدت دراز تک یہہ خاصہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا تھا سوای تمام انبیا علیہم السلام کے جیسا کہ مذکور ہے تفسیر نیشاپوری
مین نیچے آیت فیہ آیات بینات مقام ابراہیم کے فی التفسیر النیشاپوری وہذا الدلیل عبر عنہ بلفظ الجمع اما للتعظیم
کقولہ ان ابراہیم کان امۃ واما ان یجعل المقام مشتملا علی آیات لان اثر القدم فی الصخرۃ الصماء آیۃ وغوصہ فیہا الی الکعبین
آیۃ والانۃ بعض الصخرۃ دون بعض آیۃ وابقاءہ ہذا لا تردون آثار سائر الانبیاء آیۃ خاصۃ لابراہیم وحفظہ مع کثرۃ
اعدائہ من المشرکین واہل الکتاب والملاحدۃ والوقایۃ من السنین آیۃ یعنی تفسیر نیشاپوری مین ہے کہ یہہ نشانی یعنی مقام

ابراہیم کو تعبیر کی گئی ہی اوس سے ساتھہ لفظ جمع کے با تعظیم کے لیے ہے مثل قول اللہ تعالی کے کہ بیشک تھا ابراہیم ایک امت یا اس لیے
کہ ٹھہرایا جاوی مقام ابراہیم شامل کئی نشانیون پر اسلیے کہ اثر قدم کا پتھر سخت مین ایک نشانی ہی اور گھس جانا قدم کا اسمین ٹخنون تک
ایک نشانی ہی اور نرم ہو جانا بعض پتھر کا سوای بعض کے ایک نشانی ہی اور باقی رہنا اوسکا سوای آثار اور انبیا کے ایک نشانی ہے
خاص ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور محفوظ رہنا اوسکا باوجود کثرت دشمنون اسکے کے مشرکین اور اہل کتاب اور ملحدین سے اور نگاہ بانی
مین رہنا اوسکا سالہا سال سے ایک نشانی ہی اور تفسیر کبیر مین ہے الثانی ان مقام ابراھیم اشتمل علی الآیات لان اثر القدم فی الصخرۃ
الصماء آیۃ وغوصہ فیہا الی الکعبین آیۃ والانۃ بعض الصخرۃ دون بعض آیۃ وابقاءہ دون سائر آیات الانبیاء
علیہم السلام آیۃ خاصۃ لابراہیم وحفظہ مع کثرۃ اعدائہ من الیہود والنصاری والمشرکین والملحدین الوف
سنین آیۃ فثبت ان مقام ابراھیم آیات کثیرۃ انتہی ترجمہ یعنی اور دوسری یہ بات ہی کہ بیشک مقام ابراہیم مشتمل ہے کئی نشانیون
پر اسلیے کہ اثر قدم کا سخت پتھر مین ایک نشانی ہی اور دھنس جانا اوسکا ٹخنون تک ایک نشانی ہی اور نرم ہو جانا بعض پتھر کا سوای بعض کے
ایک نشانی ہی اور باقی رہنا اوسکا سوای اور انبیا کی نشانیون کے ایک نشانی ہی خاص واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور محفوظ رہنا اوس کا
باوجود کثرت دشمنون اوسکے کے یہود اور نصاری اور مشرکین اور ملحدین سے ہزارون برسون تک ایک نشانی ہی پس ثابت ہوا کہ تحقیق مقام
ابراہیم شامل ہے نشانیون بہت پر اور مدارک مین ہے قولہ مقام ابراھیم عطف بیان لقولہ آیات بینات وصح بیان الجماعۃ
بالواحد لانہ وحدہ بمنزلۃ آیات کثیرۃ لظہور شانہ وقوۃ دلالتہ علی قدرۃ اللہ تعالی ونبوۃ ابراھیم علیہ السلام من
تاثیر قدمہ فی حجر صلد ولاشتمالہ علی آیات لان اثر القدم فی الصخرۃ الصماء آیۃ وغوصہ فیہا الی الکعبین آیۃ والانۃ
بعض الصخرۃ الصماء آیۃ وابقاءہ دون سائر آیات انبیاء علیہم السلام آیۃ لابراھیم خاصۃ یعنی قولہ تعالی مقام
ابراہیم عطف بیان ہی واسطے قول اوسکے آیات بینات کے اور صحیح ہی بیان جماعت کا ساتھہ واحد کے اسلیے کہ اکیلا اوسکا یعنی مقام
ابراہیم بمنزلہ نشانیون بہت کے ہے بسبب ظاہر ہونے نشان اوسکے کے اور قوی ہونے دلالت کے اللہ تعالی کی قدرت اور ابراہیم ع کی
نبوت پر تاثیر قدم اونکی سے بیچ پتھر سخت کے اور بسبب شامل ہونے اوسکے نشانیون بہت پر اسلیے کہ اثر قدم کا سخت پتھر مین اور گھس جانا
اوسکا اس مین ٹخنون تک ایک نشانی ہی اور نرم ہو جانا بعض سخت پتھر کا ایک نشانی ہی اور باقی رہنا اوسکا سوای اور نشانیون
سب انبیا علیہم السلام کے سے ایک نشانی خاص ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے انتہی سوا تفاسیر مذکورہ سے واضح ہوا کہ اثر قدم کا پتھر
پر اور باقی رہنا اوسکا مدت دراز تک یہ معجزہ اور خاصہ ابراہیم علیہ السلام کا ہی اور اگر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے یہ معجزہ
ظاہر ہوتا تو مفسرین ذکر اوسکا اس مقام پر ضروری کرتے اور حال یہ ہی کہ کسی نے ذکر اس معجزے کا یہان پر نہین کیا اس سے عدم ثبوت
اوسکا ظاہر ہوا کیونکہ ذکر ایک شی کا دون شی آخر موضع مایحتاج الی البیان مین کل بیان ہی اور نکرنا ذکر اوس کا موجب خلل کا بیان
مین ہوگا اسلیے کہ اصول اور فروع حنفیہ مین مذکور ہے فلو بقی شیء یحتاج الی البیان ولم یبین لزم الاخلال فی البیان فی موضع
الحاجۃ کذا فی العنایۃ والکفایۃ یعنی پس اگر باقی ہی کوئی شی کہ محتاج ہو بیان کی اور نہ بیان کیا اوسکا تو لازم ہوتا ہے

اوسکو نقل فی النابیان مین بلکہ حاجت کی ایسا ہی ہے جیج عنایا در کفایہ کے اور موید ہے اسی کو قول صاحب کتاب سبیل الہدی و
الرشاد فی احوال خیر العباد مشہور بسیرت شامی کہ کتاب معتبر اس فن مین اور مبسوط اور عدیم المثل ہے سو نوین باب مین بیچ صفت
ساق اور ران اور قدم مبارک کے لکھا ہے تنبیہات الاول ذکر کثیر من المداح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی
علی الصخرۃ غاصت قدماہ فیہ ولا وجہ لذلک فی کتب الحدیث البتۃ وقد انکرہ امام برہان الدین الناجی الدمشقی
وجزم بعدم ورودہ الشیخ رح فی فتاویہ وقال انہ لم نقف لہ علی اصل ولا سند ولا رای من خرجہ فی شیء من کتب
الحدیث وناهیک باطلاع الشیخ رح وقد راجعت الکتب التی ذکرها فی اخر الکتاب ولم ار من ذکر ذلک فشیء
لا یوجد فی کتب الحدیث والتواریخ کیف یسوغ نسبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی کئی آگاہیان ہین اونمین سے
ایک یہ ہے کہ ذکر کیا ہے بہت مداحون نے کہ بیشک نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تھے جبکہ چلتے پتھر پر تو گھس جاتی تھی وہ تو ان قدم انکے اوسمین
اور نہین ہے وجود اسکا کتب حدیث مین البتہ اور بیشک انکار کیا ہے اسکا امام برہان الدین ناجی دمشقی نے اور یقین کیا ہے ساتھ نہ وارد ہونے اسکے کے
شیخ نے اپنے فتاوی مین اور کہا او نھون نے کہ نہین پائی جاتی ہے اوسکی لیے کوئی اصل اور نہ سند اور نہ دیکھا کسی کو سلف معتبرین سے
کہ لایا ہو وہ کسی کتاب حدیث کی مین مصنف شامی کا کہتا ہے کہ کفایت ہے تجھکو ساتھ اطلاع شیخ کے کہ جبکہ شیخ جامع روایات اور
ماہر آثار کی نے ثبوت اوسکا کتب معتبرہ حدیث سے نہ دیکھا تب تو کہان سے اوسپر اطلاع پاویگا اور کہتا ہے مصنف سیرۃ شامی کا کہ بیشک رجوع کیا
مین نے طرف ان کتابون کے کہ ذکر ان کا آخر مین سیرت شامی کے ہے پس نہ پایا مین نے کچھ ذکر اوسکا پس جو شی کہ نہ پائی جاوے کتب حدیث اور
تواریخ معتبرہ مین کیونکر جائز ہو نسبت اوسکی طرف حضرت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے انتہی اس عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ یہ جو
ہندوستان وغیرہ مین لوگون نے کہین کہین قدم رسول مشہور کر رکھے ہین اور اونکی زیارت اور تعظیم و تکریم کرتے ہین موافق تحقیق تحقیق فقیر
کے اونکی کچھ اصل اور سند نہین ہے اور جو زیادہ تحقیق اس بحث کی دیکھا چاہتا ہو تو بیچ رسالہ دلیل محکم فی نفی اثر القدم کی دیکھ لیوے
پھر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ یعنی پاس مقام ابراہیم کے دو رکعت نماز پڑہی اس طور سے کہ انکے اور بیت اللہ کے درمیان
مین مقام ابراہیم کو لیا اور ان دو رکعت کا پڑہنا ہمارے نزدیک بعد طواف کے وقت مباح مین واجب ہے بسبب وارد ہونے امر کے اس میں
اور اگر واقع ہوا طواف اوقات مکروہہ مین تو نہ پڑہی در مختار مین ہے کہ مکروہ ہے پڑہنا نوافل کا اور اوس نماز کا کہ واجب لغیرہ ہو جیسے صلوۃ
منذورہ اور سکتین طواف اور وہ نفل کہ بعد شروع کے فاسد کیا اوس کو بعد نماز فجر اور عصر کے کہا صاحب حاشیہ شامی نے کہ دلالت کرتی
ہے اسپر وہ حدیث کہ نقل کیا اوس کو طحاوی نے شرح الآثار مین معاذ بن عفرا رضی سے کہ او نھون نے طواف کیا بعد نماز عصر یا فجر کے
اور نماز طواف کی نہ پڑہی پس سوال کیے گئے وہ اس سے سو فرمایا کہ منع کیا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے بعد نماز صبح
کے یہان تک کہ نکلے آفتاب اور منع کیا نماز پڑہنے سے بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہو آفتاب انتہی اور امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہے
اور جائز ہے پڑہنا انکا ہر جگہ مین بیت الحرام کے او رفضل یہی ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑہے اور اوس زمانہ مین مقام ابراہیم بیت اللہ کے
پاس یعنی سامنے دروازے کے رکھا تھا تا زمانہ خلافت عمر فاروق رض وہین رہا ایک بار سیل آیا اور اوسکو وہان سے اور جگہ لے گیا

پھر حضرت عمر رضہ نے اوسکو آگے دروازی بیت اللہ کے جمواد یا اور اب وسیں ایک حجرہ بنا ہی کہ چھت اوسکی سنگین ہے اور گرد اوسکے پنجرہ آہنی ہی اور اوسکے اندر ایک صندوق سنگین ہے اوس مین وہ مقام رکھا ہی اور اون دونون رکعتون مین پہلی مین بعد الحمد کے قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین بعد الحمد کے قل ہو اللہ احد پڑہی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تب حجر اسود کی طرف متوجہ ہوئے اور اوسکے پاس آکر استلام کیا اور یہ استلام سنت ہی بعد ہر اوس طواف کے کہ اوسکے بعد سعی ہی اور مسجد الحرام کے بیچ کے دروازے سے کہ طرف کوہ صفا کی ہے اوسکو باب الصفا والمروہ کہتے ہین باہر گئے اور کوہ صفا پر کہ کوہ ابو قبیس کے نیچے ہی چڑھے اور جب نزدیک صفا کی پہونچے تو واسطے تبرک اور اظہار اس بات کے کہ سعی مین ابتدا صفا سے کرتے ہین آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑہی یعنی بیشک صفا اور مروہ نشانیون اللہ تعہ سے ہین اور بعد اسکے فرمایا کہ ابدأ بما بدء اللہ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ صفا کے کہ ابتدا کی ہی ساتھ اوسکے اللہ تعالی نے اور ایک روایت مین صیغہ امر سے ہے یعنی شروع کرو پھر صفا پر آکر کھڑے ہوئے کہ بیت اللہ کو دیکھ سکین پھر بیت اللہ کیطرف مونھہ کرکے کھڑے ہوئے اور اون دنون کعبہ نشیب مین واقع تھا کہ جب کوئی کوہ صفا پر چڑہتا تو دکھلائی دیتا تھا اور اب جو زمین بھر گئی اور دیوارین گرد کعبے کے بن گئین تو اب دروازہ کوہ صفا کی طرف ایسا بنا ہی کہ بیت اللہ کا کونا حجر اسود کی طرف کا دکھلائی دیتا ہی پھر جب حضرت کوہ صفا پر چڑھے تب تکبیر کہی اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی اللہم انا نسألک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ الا قضیتہا اور تین بار تہلیل مذکور کہی اور اوس مین دعا کرتے تھے اور یہہ بھی دعا کوہ صفا پر پڑھنی حضرت سے ثابت ہے کہ اللہم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لا تخلف المیعاد وانا اسألک کما ہدیتنی الاسلام ان لا تنزعہ منی حتی تتوفانی وانا مسلم اور یہان پر دعا دراز کرنی ماثور ہے اور حمد وثنا الہی اور صلوۃ وسلام حضرت رسالت پناہی پر تمام دعاؤن مین مسنون اور مستحب ہے اور مروی ہی کہ درمیان صفا اور مروہ کے حضرت نے یہہ دعا بھی پڑہی رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم پھر جب صفا سے نیچے آئے تب سعی کی اور تیز تیز چلے اور بطن وادی یعنی نشیب سے جو اوس وقت مین تھا گذر گئے پھر آہستہ چلے اور اب ایک نشانی دیوار حرم مین بنا دی ہی جہان سے دوڑ کر چلتے ہین اور ایک نشانی تمامی پر جہانتک دوڑتے ہین باقی اوسکے آگے کوہ مروہ تک آہستہ آہستہ اپنی چال چلتے ہین اور وہ نشانی مذکور چار منارے سبز ہین دو ابتدا مین اور دو انتہا مین اونکے بیچ مین ہوکر دوڑتے ہین اور ان مین سے دو ملصق ہین ساتھہ دیوار حرم کے اور اصل اس دوڑنے کی یہہ ہی کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام طفل شیرخوار تھے تب اونکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضہ اونکو دروازے پر چھوڑ پانی کی تلاش مین گئی تھین تو جب نشیب مین اوتر جاتین تو حضرت اسمعیل علیہ السلام اون کی آنکھ سے چھپ جاتے تب اونکی دیکھنے کو کوہ صفا پر چڑہ جاتین اور اونکو دیکھتین پھر جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فعل کو اون کی موافقت سے کیا تب یہہ فعل سنت مستمرہ ہوگیا اور پیادہ پا سعی کرتے تھے صفا سے مروہ پر اور مروہ سے صفا پر جاتے تھے اور یہہ فعل آپنے سات بار کیا اور اثنا سعی مین

دوڑتے تھی

جو اژدحام لوگوں کا واسطے دیکھنے حضرت کے آئے تھے ہوا تب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور باقی سعی کو پورا کیا ابی الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سعی درمیان صفا اور مروہ کے کیا سوار ہو کر کرنا سنت ہے تمھاری لوگ کہتے ہیں کہ سوار ہو کر سعی کرنا سنت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ اسکے کیا معنی ہیں اونھوں نے کہا کہ جب بہت اژدحام ہوا لوگوں کا حضرت
پر کہتے تھے لوگ آپکو ہذا محمد ہذا محمد یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں اور گھر کی عورتیں بھی اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئی تھیں اور نہ تھا
حضرت کی آگے ضرب و طرد یعنی جیسے امیروں کے آگے چوبدار اور نقیب لوگوں کو مارتے اور ہٹاتے اور ہانکتے اور کہتے ہیں دور رہو اور ہٹے چلو یہ
اہتمام آپکے آگے کچھ نہ تھا تو آپ سوار ہوئے ولیکن مشی اور سعی افضل ہے یعنی پیادہ پا چلنا اور دوڑنا سواری سے افضل ہے آخر حدیث تک
یعنی اگر مراد اونکی اسکے سنت کہنے سے یہ ہے کہ صادر ہونا اور واقع ہونا اسکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرورت کیوقت ہوا ہے تو صحیح ہے اور جو مراد فضیلت اور اولویت
اسکی ہے بلا ضرورت تو جھوٹ ہے کیونکہ حضرت واسطے ضرورت کے سوار ہوئے تھے اور کچھ تعبد اور تقرب مقصود نہ تھا اور طواف قدوم جسکا ذکر ہو چکا ہے
وہ حضرت نے پیادہ کیا تھا اسلیے کہ رمل کرنا جیسا کہ چلنا اوس میں حضرت سے ثابت اور محقق ہے اور یہ سوار ہو کر خیال میں نہیں آتا اور طواف
رکن کہ ذکر جسکا آگے آتا ہے وہ بسبب عذر کے حضرت نے سوار ہو کر کیا تھا غرضکہ ختم سعی کا حضرت نے کوہ مروہ پر کیا تھا اور جب کوہ مروہ پر پہونچے تب وہی
اذکار جو کوہ صفا پر کرتے مروہ پر بھی کرتے اور جب سعی صفا مروہ کی درمیان تمام کر چکے تب صحابہ کو حضرت نے حکم کیا کہ جو کوئی ہدی نہیں رکھتا ہے
وہ حلال ہو جاوے یعنے احرام سے باہر آوے اور یہ حلال ہونا حضرت نے ان پر فرض کیا حلال ہونا یہ ہے کہ بیوی سے یا لونڈی سے صحبت کرنی اور پہننے سلے ہوئے کپڑے اور
لگانی خوشبو وغیرہ سے روا و مباح ہو کہ یہ چیزیں محرم پر حرام ہو گئی تھیں جب احرام سے باہر آوے تب مباح ہو جاتی ہیں یہ پورا حلال ہونا اسلیے کہا کہ کبھی حلال ہونا ساتھ
بعض کے ان چیزوں میں سے ہو جاتا ہے نہ ساتھ تمام کے جیسے روز نحر کے بعد ذبح کے استعمال خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے وغیرہ کا مباح
ہو جاتا ہے مگر وطی کرنا حلال نہیں ہوتا پھر جب طواف زیارت ادا ہو جاوے تب وطی کرنا بھی حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ آگے آویگا پھر وہ سب لوگ
جو ہدی نہیں لائے تھے ترویہ کے دن تک کہ آٹھوین تاریخ ذیحجہ کی ہے حلال رہے حضرت فرماتے تھے کہ اگر میں بھی ہدی نہ رکھتا تو حلال ہو جاتا
اور فرمایا کہ اگر مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو ہدی میں اپنے ساتھ نہ لاتا میں مکہ میں خرید لیتا اور اپنے احرام کو ساتھ عمرہ کے
بدل ڈالتا اور جیسے تم سب حلال ہوئے میں بھی حلال ہو جاتا مگر ہدی کے سبب اب نہیں حلال ہو سکتا جبتک ذبح اوسکو نہ کر لوں اور بعض
روایت میں جو ثابت ہوا ہے کہ حضرت بھی حلال ہوئے سو یہ ثابت نہیں ہے اور غلط ہے اور ثابت ہوا ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم نے حضرت
سے پوچھا کہ کیا یہ طریق یعنی قران حج و عمرہ میں یا جواز فسخ حج کا عمرہ سے اسی سال مخصوص ہے یا آئندہ کو ہمیشہ جاری رہیگا آپ نے
فرمایا کہ ہمیشہ کو جاری رہیگا اور آپنے ایک ہاتھ کی اونگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اونگلیوں میں داخل کیا یعنی جیسے پنجہ گانٹھتے ہیں اور فرمایا
دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیمۃ یعنی داخل ہوا عمرہ حج میں قیامت کے دن تک اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا گیا ہے اس
حج میں ساتھ عمرہ کے کہ وہ اسی سال میں مخصوص تھا واسطے صحابہ کے یا اب بھی باقی ہے امام احمد اور ایک جماعت اہل ظواہر میں سے کہتے ہیں
کہ مخصوص نہیں ہے قیامت تک جواز باقی ہے سو جائز ہے اوس شخص کو کہ اوس نے احرام حج کا باندھا ہوا اور ہدی اپنے ساتھ نہ لایا ہو
کہ احرام حج کو عمرہ کر ڈالے اور عمرہ کر کے حلال ہو جاوے اور امام مالک اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور تمام علماء سلف اور خلف رحمہم اللہ

اسپر ہین کہ یہ امر صحابہ کو اسی سال مین مخصوص تھا بعد اونکے اب کسی کو جائز نہین اور نا موزہوتے تھے اوس سال واسطے اظہار مخالفت
رسوم جاہلیت کے کہ تحریم عمرے کی تھی حج کی مہینون مین اور حدیث مسلم کی انکی دلیل بہی ہے کہ مروی ہے اوس مین کہ متعہ تھا حج مین خاص
اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لیے خاصۃً یعنی فسخ حج کا ساتھہ عمرہ کی اور نسائی حارث بن بلال سے وہ اپنے باپ
سے نقل کرتا ہے کہ کہا اوس نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ خبر دو مجھکو کہ فسخ حج کا ساتھہ عمرہ کی ہمارے ہی ساتھہ مخصوص ہے یا سب آدمیون کو عام ہے
پس فرمایا آپنے کہ خاص تم ہی کو مخصوص ہے امام نووی نے کہا کہ جو حدیث سراقہ بن مالک کی مذکور ہین آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ جواز عمرہ
کا حج کی مہینون مین اور قران یہہ مخصوص تم ہی کو نہین ہے بلکہ عام ہے حاصل الکلام سب حدیثون سے یہہ حاصل ہوا کہ حج کی مہینون مین
عمرہ جائز ہے قیامت تک اور ایسا ہی قران اور فسخ حج کا ساتھہ عمرہ کی مخصوص صحابہ ہی کو ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
اور علی مرتضیٰ اور طلحہ اور زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین حلال نہین ہوئے کہ یہ ہدی اپنے ساتھہ لائے تھے اور سوائے علی کرم اللہ وجہہ کے
یہہ سب صاحب حضرت کے ہمراہ تھے اور علی مرتضیٰ یمن سے آئے تھے اور وہین سے ہدی ساتھہ اپنے لائے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بہی ہدی لائے تھے جو حضرت علی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدی کا اونٹ لائے تھے اور جو حضرت خود مدینے
سے اپنے ساتھہ لائے تھے وہ سب ملاکر سو اونٹ تھے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وقت آنے علی مرتضیٰ کے پوچھا کہ تمنے احرام کی نیت کیا
کی ہے اونھونے عرض کی کہ جو نیت آپنے کی ہے وہی نیت مینے کی ہے اور آپ نے میرے واسطے کچہہ ارشاد نہ فرما بھیجا تہا کہ تم یہہ نیت کرنا آپ
نے فرمایا کہ مینے احرام حج کا باندھا ہے اور ہدی بہی اپنے ساتھہ لایا ہون سو تم بہی اپنے احرام پر رہو اور ہدی مین میرے شریک ہوجاؤ تھی اور
سب امہات المومنین رضی اللہ عنہن حلال ہوگئین کہ ہدی نلائی تھین اور حضرت فاطمہ حلال ہوگئین وہ بہی ہدی نلائی تھین جب حضرت
علی نے یمن سے آکر حضرت فاطمہ کو حلال دیکھا اور رنگین کپڑے پہنے اور آنکھون مین سرمہ لگا ہوا تو اون پر غصے ہوئے اونھونے کہا کہ مجھکو میرے
باپنے یہی حکم دیا ہے حضرت امیر المومنین علی فرماتے تھے کہ جب فاطمہ زہرا نے یہہ بات کہی آیا مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
گیا اور حقیقت حال کی عرض کی آپنے فرمایا کہ صدقت صدقت یعنی سچ کہا فاطمہ نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کہ موجب فرمانے حضرت
کی احرام سے باہر آئے اور بعض نے سر منڈایا اور بعض نے بال کترائے حضرت نے واسطے اونکے دعا کی اللہم ارحم المحلقین یعنی الٰہی رحم کر سر منڈانے والون پر تین بار
فرمایا جن صاحبون نے بال کترائے تھے اونھون نے حضرت سے ساتھہ خوشامد کے عرض کی کہ آپنے اونکے لیے بہی چوتھی بار دعا کی کہ والمقصرین یعنی اور رحم
کر بال کترانے والون پر صحیح ہے کہ ایسی ہی دعا کرنی حضرت کی عمرہ حدیبیہ مین بہی مروی ہے جیسا کہ اسکا بیان اپنی جگہہ پر ہوچکا ہے شیخ نووی نے کہا جو حضرت نے دعا کی
محلقین اور مقصرین کے لیے ثابت ہوتی تہی اور چار روز حضرت مکہ مین ہی بہ نیت اقامت کی نمازین کی نماز کو قصر کرکے ادا کرتے رہے اور جہان کہین سی باہر گئے تو وہین اوترے
رہے جب چار روز گذر گئے یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ پنجشنبہ کو وقت چاشت کے حضرت سبکو ساتھہ لیکر منی کی طرف روانہ ہوئے
اور منی کو منی اس لیے کہتے ہین کہ وہان قربانیون کا خون بہایا جاتا ہے اور منی کی معنی ہی لغت مین ہونے کے ہین اور ابن عباس سے
اسکی وجہ تسمیہ مین مروی ہے کہ کہا اونھونے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی ساتھہ تھے وہان پر جب اون سے جدا
ہونے اور مفارقت کی اور پوچھا کہ تم کیا تمنا کرتے ہو کہا آدم علیہ السلام نے کہ بہشت کی تمنا رکھتا ہون اسلیے اوسکو منی کہتے ہین یعنی تمنا

شتر ہمراہ نہین تھی اور سب صحابہ جو احرام سے حلال ہوئے تھے اوس دن سب نے اپنے اپنے منزل مقام سے احرام حج کا باندھا پھر جب منی مین پہونچے
اور وہان اوترے نماز ظہر اور عصر کی وہین پڑھی اور اوس شب کو کہ شب جمعہ تھی وہین رہے اور یہ منی کو جانا اور وہان آٹھوین رہنا نزدیک
حنفیون کے واجب نہین بلکہ سنت ہے اور سواے اس سنت کے اور کوئی عبادت اس جگہہ معین نہین ہے کہ ادا ہو سکے اوس دن پر موقوف
ہو اگر کوئی آٹھوین تاریخ اور نوین رات کو بھی مکہ مین رہے اور صبح کو مکہ سے عرفات کو جاوے بدون مرور اور عبور منا کے تو بھی جائز ہے مگر بہتر
یہی ہے کہ منا مین ہو کر جاوے کہ ترک پیروی حضرت کی نہو پھر حضرت لگے روز سورج نکلے منا سے عرفات کو روانہ ہوئے بائین طرف کی راہ
کہ اوسکو ضب کہتے ہین ساتھہ زبر ضاد معجمہ کے واضح ہو کہ لفظ عرفہ شامل ہے مکان اور زمان کو اور عرفات صیغہ جمع ہے خاص ہے مکان
کو اور وجہ تسمیہ اسکے کی بسبب پہچاننے آدم علیہ السلام کی ہے حضرت حوا کو اس مقام مین بعد اوترنے کے جنت سے یا اس لیے کہ جبرئیل
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اوس مقام پر تعلیم مناسک حج کی کیے تھے اور کہا اون سے کہ اعرفت یعنی کیا پہچان لیے تو نے مناسک
اونھون نے کہا عرفت یعنی پہچان لیے مینے یا اسلیے کہ مکان معروف و مشہور ہے تعظیم مین پہلے اس سے کہ کوئی تعریف کرے پس مشتق ہوگا
اس تقدیر پر معرفت سے اور بعض نے کہا کہ یہ مشتق ہے عرف سے اوپر وزن ظرف کے کہ خوشبو مین یہ مستعمل ہوتا ہے سو موسوم ہوا یہ ساتھہ
اسکے مقابل مین منا کے کہ وہین بسبب ذبح جانورون کی تعفن اور بدبو آنے لگتی ہے تھی اور حضرت کے ہمراہی صحابہ بعض تکبیر کہتے تھے اور بعض
تلبیہ بھی کہتے تھے آپ نے کسی کو منع نکیا اور سب کو مقرر رکھا غرضکہ مقصود ذکر اور تسبیح اور تحمید ہے مگر تلبیہ کہنا افضل ہے پھر جب حضرت
نمرہ مین پہونچے نمرہ ساتھہ زبر نون اور کسرہ میم کے نام ایک جگہہ کا ہے نزدیک عرفات کے اور وہ آخر زمین حرم کی ہے گویا وہ برزخ ہے درمیان
حل و حرم کی اور قاموس مین ہے کہ وہ ایک موضع ہے عرفات مین یا ایک پہاڑ ہے اور جو وہان حضرت اوترے تو محل اوسکا موضع پر اولی اور
انسب ہے اور گویا کہ اوس پہاڑ کو مشابہت دی ساتھہ نمر کے کہ وہ ایک درندہ ہے جسکو فارسی مین پلنگ کہتے ہین جیسے جبل ثور کہ اوس پہاڑ
کی شکل بیل کی سی ہے اور وہان واسطے حضرت کے ایک خیمہ کھڑا کیا کہ قبل پہونچنے وہان کے حضرت نے واسطے کھڑے کرنے خیمے کے حکم کیا تھا اور وہین
حضرت اوترے پھر جب دوپہر ڈھلی تو حضرت نے حکم کیا تو ناقہ قصوی کو کسا آپ اوسپر سوار ہوئے اور بطن وادی مین آئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ خون تمھارے اور مال تمھارے حرام ہین تم پر یعنی ایک دوسرے کا ناحق خون کرنا اور مال لینا حرام ہے مثل حرمت اس دن کی اور اس مہینے کے اور
اس شہر کے مراد دن سے روز عرفہ اور مراد مہینے سے ماہ ذی الحجہ اور مراد شہر سے شہر مکہ معظمہ ہے اور فرمایا جو چیز ہے امر جاہلیت کی وہ رکھی گئی ہے
میرے پانوون کے نیچے یعنے جو رسمین اور چالین جاہلیت کی تھین سبکو باطل کر دیا مینے اور نیست و نابود کر دیا مینے اونکو اور عادت عرب سے
ہے کہ جس امر کو باطل اور نابود کرتے ہین تو اوس وقت کہتے ہین کہ اسکو پانوون کے نیچے رکھا مینے اور فرمایا خون جاہلیت کے موضوع اور ہدر
ہین یعنی جس کسی کو ایام جاہلیت مین کسی پر دعوی خون کا ہے اب اوس دعوی کو مینے باطل کر دیا اور پہلا وہ خون اپنے خونون مین سے
خون ہدر کیا مینے خون ابن ربیعہ بن حارث کا ہے اور ربیعہ ابن ربیعہ بنی سعد مین کسی دائی کا دودھ پیتے تھے قبیلہ ہذیل والون نے اونکو مار ڈالا
تھا حارث عبد المطلب کے بیٹے حضرت کے چچا تھے اور ربیعہ انکے بیٹے صحابی تھے عمر مین حضرت سے بڑے تھے حضرت عمر فاروق کے زمان خلافت مین
وفات پائی اور وہ طفل شیر خوار جو ربیعہ کا بیٹا تھا نام اوسکا ایاس تھا اور وہ لڑائی جو بنی ہذیل اور قبیلہ بنی سعد مین ہوئی تھی اوس مین تیر

اوس لڑکے کو لگا وہ مرگیا سو بنی عبد المطلب اس خون کا دعویٰ اون پر کرتے تھے حضرتؐ نے معاف کر دیا اور فرمایا کہ ربا جاہلیت کا موقوف
کیا گیا ہے اور اول بار کہ موقوف کیا میں نے اپنے رباؤں میں سے ربا عباسؓ بن عبد المطلب کا ہے قریش کی عادت تھی کہ سود کھایا کرتے تھے اور عباسؓ کا
دعویٰ جو سود کا تھا ایک بڑا شخص پر کرتے تھے سو حضرتؐ نے ان عوضوں کو بھی موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ڈرو اور پرہیز کرو اللہ تعالیٰ سے عورتوں کے
حق میں اسلیے کہ لیا ہے ان کو تم نے ساتھ امان اور عہد اوسکی کے کہ تم نے کیا ہے یا ساتھ عہد کے کہ تم نے ان سے کیا ہے بیچ رعایت حقوق اونکو
کے اور حلال کیا ہے تم نے اونکی شرمگاہوں کو اور تصرف کیا ہے اونپر ساتھ کلمے اوسکی کے اور حکم اوسکے کے فَانْکِحُوْا ہے اور فرمایا کہ خاص تمہارا
حق عورتوں پر یہ ہے کہ نہ آنے دیویں تمہارے بچھونوں پر کسی کو کہ مکروہ جانتے ہو تم اوسکے آنے کو یعنی نہ اذن دیویں گھروں میں آنیکا کسی کو بدون
مرضی تمہاری کی خواہ مرد ہو خواہ عورت پس اگر کریں یہ یعنی اذن دیویں آنیکا پس مارو اونکو مارنا بغیر سختی کے یعنی ایسا سخت نہ مارے کہ
کسی عضو میں نقصان واقع ہو یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ نہ آنے دینے کی بچھونوں پر سے فعل زنا کا نہیں ہے ورنہ عقوبت اسکی
عقوبت زنا کی ہوگی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جس کسی قرابتی جان پہچان والے کے آنے سے مرد ناخوش ہو اوسکو گھر میں نہ آنے دیوے اور فرمایا
کہ عورتوں کا حق تمپر روزی اون کی یعنی کھانا پینا اور اوسی کے حکم میں داخل ہے مکان رہنے کا اور کپڑا اونکا موافق مقدور کے ہے اور بیشک
چھوڑی میں نے تم میں ایسی چیز کہ ہرگز نہیں گمراہ ہونے کے بعد چھوڑنے میرے کے اوسکو تم میں یا بعد چنگل مارنے کے ساتھ اوسکے اور عمل کرنے کے
اوسپر اگر چنگل مارو گے ساتھ اوس کے وہ کتاب اللہ ہے پھر بعد خطبہ پڑھنے اور وصیت کرنے کے آپ نے پوچھا صحابہ سے کہ تم کیا کہتے ہو اور کیا
گواہی دیتے ہو اونھوں نے عرض کی کہ گواہی دیتے ہیں ہم کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہمکو پہنچا دیا اور امت کو نصیحت بوجہی کی یعنی خوب کی اور وہ جو تم پر
حق رسالت اور دعوت اور جہاد فی سبیل اللہ کا تھا اوسکو تم نے ادا کیا پھر اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اوٹھا کر آدمیوں کی طرف اشارہ کیا
یہ تین بار کیا اور کہا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ یعنی اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ یعنی اپنے بندوں کے
اقرار پر کہ اونھوں نے اقرار کیا میری تبلیغ رسالت کا اور فرمایا کہ جو لوگ اس مجلس میں حاضر ہیں وے ان سب حکموں کو غائبین کو جو یہاں نہیں حاضر
ہیں پہونچا دیں غرضکہ جو یہ حجۃ الوداع تھا اور آخر دن مجتمع ہونے خلائق کا حضرتؐ کے حضور میں تھا اور روز اتمام اور اکمال دین کا تھا
حضرتؐ نے مبالغہ کیا دعوت میں اور مہمات دین کے سکھلائی اور سب سے ادای رسالت کا اقرار لیا اور اللہ تعالیٰ کو اوسپر گواہ کیا کہ کسی کو بعد اوسکے
کوئی حجت دین میں نہ رہے اور مجال انکار کی کسی کو نہ ہو اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کی جانو اور خبردار ہو کہ تین چیزیں ہیں کہ سینوں کو پاک
و صاف کرتی ہیں ایک اخلاص عمل میں اور دوسرے خیرخواہی مسلمانوں کی اور تیسرے لازم پکڑنا جماعت کا اور اوسی حال میں کہ آپ
اونٹنی پر سوار کھڑے تھے ام الفضل بنت حارث عبد اللہ بن عباسؓ کی ماں نے ایک پیالہ دودھ کا آپکے لیے بھیجا آپ نے پیالہ لیکر وہ دودھ پی لیا
ایسا کہ اور لوگوں کو معلوم ہوا اور سب نے جانا کہ حضرتؐ آج روزہ نہیں ہیں غرضکہ روزہ روز عرفہ کا سنت ہے مگر عرفات کے کھڑے ہونے والوں
کو کہ بسبب ضعف کے کسی کام کے ادا کرنے سے رہ نجاویں پھر حضرتؐ اونٹنی سے اوترے اور بلالؓ کو حکم کیا اونھوں نے اذان کہی اور اقامت
کی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے بعد اذان اور اقامت نماز کے لیے کہے لیکن کتب فقہ حنفیہ میں ایسے مذکور اور مرقوم ہے اور عمل اس وقت
اسی پر ہے کہ جب خطیب خطبہ حج کا پڑھنے کو منبر پر چڑھے تو مؤذن اذان کہے پھر خطیب دو خطبے پڑھے پھر بعد خطبے کے اقامت کہی اور نماز ظہر

اور عصر کی ملا کر پڑہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اذان پہلے امام کے نکلنے سے کہے اور ایک روایت مین بعد خطبے کے کہ یہہ موافق ہی حدیث
مذکورہ کے اور ہدایہ مین اوسی قول اول کو تصحیح کیا ہی اور ایک حدیث بہی اوس مین روایت کی ہی کہ جب حضرت ناقہ پر خطبے کو سوار ہوئے
تو موذن نے اونکے اذان کہی پہر حضرت نے خطبہ پڑہا و واضح ہو کہ جہان حضرت نے خطبہ کا پڑہا تہا اب وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے
اب اوسی مین خطبہ ہوتا ہی بعد اوسکے نماز ہوتی ہی مانند خطبہ و نماز جمعہ کے اور امام شافعی کے نزدیک بہی دو خطبے ہین مثل جمعہ کے مگر شرح حاوی
مین ہی کہ موذن اذان کہی دوسرے خطبے کے وقت اسلیے کہ خطیب خطبے سے اور موذن اذان سے ساتہہ ہی فارغ ہو جاوین پہر امام نماز
کے لیے اوترے اور اقامت کہلا کر نماز پڑہا دے اور کہتا ہی کہ اسیطرح کیا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اور ہدایہ مین امام
مالکؒ سے روایت ہی کہ خطبہ بعد نماز کے پڑہے مانند عیدین کے مگر مذہب امام ابی حنیفہ اور احمد کا یہی طور ہی کہ خطبہ پہلے پڑہکر نماز کے لیے اذان
اور اقامت کہی اور نماز ادا کرے اور ایک روایت مین بدون اذان کے نماز پڑہنا نہین ہے منقول ہی پہر حضرت نے نماز ظہر اور عصر کی جمع
کر کے ساتہہ قصر کے پڑہی ایک اذان اور دو اقامت سے اور دونون نماز کے درمیان حضرت نے نفل و سنت کچہہ نہین پڑہی اور یہہ
واسطے جاری ہونے وقوف عرفات کی اور واسطے قصد دیر تک دعا کرنے کے تہا اور یہہ بہی جگہہ ہے جو کہتے ہین کہ فرض کو نفل کے لیے چہوڑ دیتے ہین
یعنی عرفات مین کہ وقت فرض عصر کا ہوتا ہی اوسکو وقت سے پہلے ظہر کے ساتہہ جمع کر کے پڑہ لیتے ہین بسبب دعا کرنے کے اسوقت مین اور
اور یہہ دعا نفل ہے اور جمع کرنا دو نمازون کو اسکے لیے ہے کہ نماز ظہر ساتہہ امام کے پڑہی ہو اور جو شخص نماز ظہر اکیلا اپنے گہر پڑہے اوسکو چاہیے
کہ نماز عصر کی اپنے وقت پر پڑہے امام ابی حنیفہؒ کے قول کے بموجب اور صاحبین کے نزدیک منفرد کو بہی جمع کرنا درست ہی اور مذہب امام احمدؒ
کا موافق صاحبین کے ہی اسلیے کہ جمع کرنا بسبب حاجت استعداد وقوف کے لیے ہی اور منفرد بہی اسکی حاجت رکہتا ہی اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہین
کہ محافظت اوقات نماز کی ساتہہ نصوص کے فرض ہے سو ترک کرنا اوسکا درست نہین مگر وہین جہان پر شرع مین وارد ہوا ہی اور وہ جمع
کرنا ساتہہ امام کی جماعت سے ہی اور تقدیم واسطے صیانت جماعت کی ہے اسلیے کہ عصر کے لیے اجتماع بعد متفرق ہو جانے کے موقف مین مشکل ہی
اور منفرد قادر ہے عصر کو اپنے وقت مین پڑہنے پر باوجود اشتغال کے ساتہہ وقوف کے اور جمع اسلیے نہین ہے کہ احتیاج ساتہہ استعداد وقوف
کے ہوتی ہی اور واضح ہو کہ جمع نمازون مین عرفے کے دن عرفات مین مجمع علیہ امت ہین مگر حنفیہ کے نزدیک جمع کرنا بسبب اوس مکان کے ہے
اور اسی کے ساتہہ مخصوص ہے اور شافعیہ مین سے بہی ایک جماعت اوسیطرف گئے ہین اور اورون کے نزدیک جمع بسبب سفر کے تہا اور وہ جو
مروی ہی کہ اہل مکہ نے اور اور لوگون نے جو مسافر تہے اونہون نے بہی جمع کی تہی سو ظاہر ہوا اس سے بہی کہ بجہت نسک یعنی ارکان عبادت
حج کے تہا نہ بسبب سفر کے ورنہ اونکو حضرت جمع کرنے سے منع کرتے اور مخالف کہتے ہین کہ مقیمون کا جمع کرنا بسبب مصاحبت حضرت کے
تہا اور قصر حضرت سے البتہ بسبب سفر کے تہا اتفاقاً پہر جب حضرت نے دو رکعتین تمام کر لین تو اہل مکہ سے کہ وہ مقیم تہے فرمایا کہ تم اپنی
اپنی نماز پوری کر لو ہم تو مسافر لوگ ہین پس جو لوگ مسافر امام کے پیچہے جمع کرنا دو نمازون کا مقیمون کو درست کہتے ہین اونکی یہی
دلیل ہے اور وہ کہتے ہین کہ جو جائز نہوتا تو حضرت منع کر دیتے اونکو جیسے قصر سے منع کر دیا پہر جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تب سوار
ہوئے اور عرفات مین آئے دامن کوہ عرفات مین کہ اوسکو جبل الرحمۃ کہتے ہین نزدیک بڑے بڑے سیاہ پتہرون کے کہ وہان ہین اور ...

ایک عمارت قدیم ہی تھی مین بنی ہوئی اوسکو مطبخ آدم ہم کہتے ہین وہان قبلہ رو ہوکر کھڑے ہوئے اور دعا اور الحاح وزاری کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا اور تحقیق ہو کہ معین جگہہ حضرت کے کھڑے ہونیکی دامن کوہ مین معلوم نہین لیکن اگر نزدیک اون تہھرون کے کھڑا ہوا اور ہر وقت ہر جگہہ اون پتھرون مین سے پھرتا رہے اور ہر جگہہ قیام کرتا رہے تو سنت شریف کو البتہ پالیوے اور اوس پہاڑ پر چڑھنا کچھ مستحب نہین ہے آداب اور سنتون ہوقوف کے اور اس جگہہ گریہ وزاری کرنا بہشت شبیہ ہے اور رونا غلبہ کرے تو نشانی اجابت کی ہے اور پہنچنا انوار رحمت اور قبول کا اس مقام مین بیچ دربی ہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ نہین دیکھا گیا شیطان بہت ذلیل اور حقیر اور زیادہ غمگین اور رکھانی والا غصے کا کسی روز مانند روز عرفے کے اسلیے کہ دیکھتا ہے نزول رحمت کا اور مغفرت گناہون آدمیون کی سوای روز بدر کے کہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا فرشتون کی صف بناتے ہوئے اور کہا ہے کہ بدبخت وہ کوئی ہے کہ یہان کھڑا ہوا اور گمان کیا کہ مین نہین بخشا گیا اور حدیث مین آیا ہے کہ فخر کرتا ہے اللہ تعالی وتبارک فرشتون سے ساتھ اون آدمیون کے جو وہان ہوتے ہین اور فرماتا ہے کہ آیا کیا خواہش کی ہے اونہون نے کہ چھوڑ آئے ہین میرے لیے اپنے گھر بار اور اہل وعیال اور آئے ہین میرے لیے ننگے سر گرد آلودہ یاد میری کرتے ہوے تو آزاد کیا مین نے اونکو دوزخ کی آگ سے اور بخشے مینے گناہ اونکے اور فرمایا حضرت نے بیشک اللہ تعالی فخر کرتا ہے اپنے فرشتون سے پچھلے دن مین عرفے کے ساتھ عرفے والون کے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندون کیطرف کہ آئے ہین میرے یہان بکھرے ہوئے بال غبار آلودہ نقل کی یہہ احمد نے اور فرمایا کہ جس نے محفوظ رکھا اپنی زبان کو اور کانون کو اور آنکھونکو دن عرفے کے بخشے جاتے ہین اوسکے لیے گناہ ایک عرفے سے دوسرے عرفے تک نقل کی یہہ بیہقی نے اور فرمایا حضرت نے کہ بہتر دعاؤن کی دعا دن عرفے کی ہے الحدیث نقل کی یہہ ترمذی نے کذا فی احکام العیدین اور جو کوئی ایک ساعت بھی عرفات مین کھڑا ہووے تو کفایت ہے حج فرض کے ادا سے اور سنت یہہ ہے کہ غروب آفتاب تک وہان کھڑا رہے کہ حضرت بھی غروب تک وہان کھڑے رہے خزانۃ المفتین مین لکھا ہے ومن ادرک الوقوف ما بین الزوال من یوم عرفۃ الی طلوع الفجر یوم النحر فقد ادرک الحج یعنی اور اوس شخص نے کہ پایا کھڑا ہونا بعد زوال دن عرفے سے طلوع ہونے فجر دن عید تک سو بیشک اوس نے پایا حج کو یعنی عرفے کے دن دوپہر ڈھلے سے عید ضحی کی فجر تک جو کوئی عرفات مین پہونچ گیا اوسکا حج ہو گیا اور جو نہ پہونچا تو نہوا اور فرمایا عرفات مین جس جگہہ مین کھڑا ہوا تھا کچھ یہی جگہہ خاص موقف نہین ہے بلکہ تمام زمین عرفات کی موقف ہے پوری حدیث یہہ یون ہے کہ فرمایا سب عرفات موقف ہے اور سب منا منحر ہے اور سب مزدلفہ موقف ہے اور سب گلیان مکے کی راہ مین اور منحر ہین یعنی جس راہ سے مکے مین آوین اور ذبح کرین درست ہے یہہ بیان عمرے والون اور تمتع والون کا ہے کیونکہ مکے مین اونھین کی قربانی ہوتی ہے اور عرفات مین حالت دعا مین حضرت ہاتھہ اوٹھائے ہوئے تھے قریب سینے کے مانند سائل مسکین کے اور منجملہ اون دعاؤن کے ہے کہ حضرت نے عرفات مین پڑھی تھین یہہ دعا ہے اللّٰھم لک الحمد کالذی تقول وخیرا مما نقول اللھم لک

صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآبی ولک رب تراثی اللهم انی اعوذ بک من
عذاب القبر ووسوسة الصدر وشتات الامر اللهم انی اعوذ بک من شر ما تجیٔ به الریح اللهم انک
تسمع کلامی وترای مکانی وتعلم سری وعلانیتی لا یخفی علیک شیٔ من امری انا البائس
الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبه اسالک مسئلة المساکین
وابتہل الیک ابتهال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف الضریر من خضعت لک
رقبته وفاضت لک عیناه وذل لک جسده ورغم لک انفه اللهم لا تجعلنی بدعائک
شقیا وکن لی رءوفا رحیما یا خیر المسئولین یا خیر المعطین اور اکثر دعا حضرت کی روز
عرفے کے یہ تھی لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد بیده الخیر وهو علی
کل شیٔ قدیر اور واضح ہو کہ یہ الفاظ مذکورہ ذکر مین ہین انکو دعا کہنا اس اعتبار سے ہے کہ حدیث صحیح
مین وارد ہے کہ فرمایا حضرت نے من شغله عن ذکری عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین
یعنی اوس شخص کو کہ مشغول رکھا اوسکو ذکر میرے نے سوال سے مجھسے دونگا مین اوسکو افضل
اوس چیز سے کہ دونگا مین سائلون کو اور فرمایا حضرت نے کہ اکثر دعا میری اور سب پیغمبرون
کی عرفات مین یہ ہے کہ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیٔ
قدیر اللهم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللهم اشرح لی صدری
ویسر لی امری واعوذ بک من وساوس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم
انی اعوذ بک من شر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النهار وشر ما تهب به الریاح ومن شر بوائق
الدهر اور فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی کھڑا ہو عرفے کو بعد زوال کے موقف مین قبلہ رو ہوکر
اور پڑہے سوبار لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد بیده الخیر وهو علی کل
شیٔ قدیر پھر سورۂ فاتحہ سوبار پڑہے پھر سوبار یہ کلمہ پڑہے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله پھر سوبار سبحان الله کہے پھر سوبار کہے والحمد لله ولا اله الا الله
والله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله پھر سوبار سورۂ اخلاص پڑہے پھر سوبار پڑہے اللهم صل
علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید وعلینا
معهم تو الله تعالی فرشتون کو فرماتا ہے کہ گواہ رہو تم کہ بخشا مینے اس بندے کو بخش دیا اور قبول کیا
مینے اوسکی شفاعت کو اوسکے نفس مین اور جو شفاعت کرے وہ تمام اپنی جان پہچان مین اون
کی تو قبول کرونگا مین شفاعت اوسکی اور سبحان الذی فی السماء عرشه سبحان الذی

فی الارض موطئہ سبحان الذی فی البحر سبیلہ سبحان الذی فی القبور قضاؤہ سبحان الذی فی الجنۃ رحمتہ سبحان الذی فی النار سلطانہ سبحان الذی فی الھواء روحہ سبحان الذی رفع السماء سبحان الذی وضع الارض سبحان الذی لا منجاء منہ الا الیہ کا پڑھنا بھی دن عرفے کے آیا ہے کہ فضیلت رکھتا ہے کذا فی شرح سفر السعادۃ اور آداب الحرمین میں ہے کہ بیہقی اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ذی الحجہ کی نویں رات کو منا میں جو کوئی اس دعا کو ہزار بار پڑھے جو مانگے اللہ تعالی سے سو پاوے اور عرفات میں یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج کے دن پورا کیا میں نے تمہارے لیے دین تمہارا اور تمام کی میں نے تم پر نعمت اپنی اور راضی ہوا میں تمہارے لیے اسلام کو از روی دین کے اگرچہ نزول اس آیت کا موجب سرور اور ذوق اہل اسلام کا ہوا مگر بعض دور اندیشوں اور رمز شناسوں صحابہ میں سے اس آیت سے قرب زمان رحلت اور فرقت حضرت خیر البشر کا سمجھکر معلوم کیا یعنی ٹھہرنا اور زندہ رہنا حضرتؐ کا اس دار ناپائدار میں واسطے تکمیل اور تعلیم امت کے اور بیان کرنے احکام دین اسلام کے تھا اور اب جو یہہ کام تمام ہو چکا تو اب اور کون سا کام ہے کہ اوسکے لیے حضرتؐ کا ٹھہرنا یہاں پر ہوگا جیسے کہ وقت نزول سورہ فتح کے کہ بعد اسکے نازل ہوئی ہے یہی معنی پر خبر دینے والی اور آگاہ کرنے والی تھی جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے اذا تم امر دنی نقصہ یعنی جبکہ پورا ہوا کوئی کام تو قریب ہوا ہے نقصان اوسکا توقع زوالا اذا قیل تم یعنی امیدوار ہو زوال کا جبکہ کہا جاوے تمام ہوا اور حضرتؐ نے بھی فرمایا تھا کہ لے لو مجھ سے دین اپنا اگلے برس مجھکو پاؤ یا نہ پاؤ وجزاہ عن امتہ خیرا اور اسی روز عرفے کے قریب صخرات کے کہ موقف حضرتؐ کا تھا ایک آدمی اونٹ سے گر کر مر گیا آپنے فرمایا کہ اسکو پانی سے اور بیر کے پتوں سے یعنی جس پانی کو بیر کی پتی ڈال کر جوش کیا ہو غسل دیکر اوسی احرام کے کپڑوں میں کفن کر دیویں اور استعمال خوشبو کا کہ محرم کو منع ہے اوسپر نکریں اور سر اور چہرے کو اوسکے نہ چھپاویں یعنی کھلے سر اور کھلے منہ محرموں کی طرح دفن کریں اور فرمایا کہ روز محشر کو یہہ شخص لبیک کہتا ہوا حاضر ہوگا مذہب اور رونکا سوای ابو حنیفہؒ کے اسی حدیث کے موافق ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہہ حدیث مخصوص ہے ساتھ اوسی شخص کے اور اور احادیث سے احکام میت کے بطریق کلیہ کے معلوم اور مفہوم ہوئے ہیں اور یہ حدیث اوسکی افراد میں سے ہے سو اسباب کفن و دفن میں محرم اور غیر محرم برابر ہیں پھر جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بعد غروب آفتاب کے عرفات سے طرف مزدلفہ کے روانہ ہوئے اور اپنے پیچھے اونٹنی پر اسامہ بن زید کو سوار کر لیا اور مہار اونٹنی کی تنگ کی ہوئی تھی کہ سر اونٹنی کا زین سے لگتا تھا اور فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلو جلدی چلنے میں کچھ بھلائی نہیں ہے اور تعجیل میں کچھ پرہیزگاری نہیں اور مروی ہے کہ جب حضرتؐ عرفات سے لوٹے تو مارے اژدحام اور کثرت کے لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے اور اپنے اونٹوں کو مار کر تیز چلانے لگے سو حضرتؐ نے تازیانہ سے اشارہ کیا اور فرمایا واسطے آہستہ چلنے کے ساتھ وقار کے اور فی الحقیقۃ آہستگی اور تسکین موجب سکونت اعضا اور قرار دل کا اور استقامت حال اور جمعیت خاطر کا ہے اور حرکت اور اضطراب سبب تشویش قلب اور تفرقہ باطن اور انتشار خاطر کا ہے اور یہیں سے ماخوذ ہے کہ دوڑ کر جانا واسطے شریک ہونے نماز جماعت کی منع ہے اور حضرتؐ کو صفت سکون و وقار کی نہایت پسندیدہ تھی اور راہ مازمین سے رجوع کیا مازمین تثنیہ ہے اور بروزن جانبین ہے نام دو تنگ راہوں کا ہے ایک درمیان عرفات اور مزدلفہ کے اور دوسرے درمیان مکہ اور منا کے اور یہی راہ ورسم کو عیدگاہ کے آنے جانے میں نگاہ رکھتے تھے

یعنی جاتے ایک رستے سے اور آتے دوسرے رستے سے چنانچہ گئے طریق ضب سے اور آئے راہ مازمین سے اور راہ میں کچھ تھوڑا سا اونچا
کو چھوڑ دیا کہ میانہ چال چلتے تھے جب کشادہ راہ میں پہونچتے تو قدرے جلد چلاتے تھے اور جب بلندی پر چڑھتے تو نکیل کو اونٹنی کی ڈھیلی کر دیتے
کہ آسانی سے اوپر چڑھے اور تمام راہ میں تلبیہ کہتے تھے یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ انکے نزدیک تلبیہ احرام کے ساتھہ ہے یعنے جبتک احرام ہے تب تک
لبیک کہنا ہی ہے اور وقت انقطاع اسکے کا بعد رمی جمار کے ہے جیسا کہ آگے آویگا اور امام مالک کے نزدیک انقطاع تلبیہ کا وقت وقوف
عرفات سے ہو جاتا ہے اور راہ میں حضرت نے میلان کیا طرف ایک گھاٹی کے گھاٹیوں میں سے اور اس میں اوترے اور پیشاب کیا پھر
وضو سبک کیا بغیر اسباغ اور اکمال کے اوسوقت اسامہؓ نے کہا کہ نماز یعنی نماز مغرب کی پڑھو گے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز آگے ہے
یعنے مزدلفہ میں عشا کے ساتھہ نماز پڑھی جاویگی پھر حضرت سوار ہوئے اور مزدلفہ میں تشریف لائے کہ وہ مکان مشعر ہے درمیان منا اور
عرفات کے مزدلفہ مشتق ہے زلف سے کہ ساتھہ معنی جمع اور قرب کے ہے اور تسمیہ اس مقام کا ساتھہ اس اسم کے بجہت اجتماع اور اقتراب آدم علیہ السلام
کے حوا علیہا الرحمۃ کے ساتھہ اس جگہہ میں ہے یعنی عرفات میں ایک دوسرے نے ایک دوسرے سے آپس میں پہچان حاصل کی تھی اور اس جگہہ کر دونوں
کا اجتماع اور قرب ہوا تھا اور اگر کہیں بسبب جمع کرنے دو نمازوں یعنی مغرب اور عشا کے اسکو ساتھہ اس نام کے موسوم کیا تو بھی ہو سکتا ہے
اور قریش ایام جاہلیت میں حج کو یہیں پر ٹھہرے ہوا کرتے تھے عرفات میں نہیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ہمسایہ ہیں حرم الٰہی کے سو حرم
سے باہر نہیں جاتے اور سوای انکے اور لوگ عرفات میں جا کر کھڑے ہوتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ثم افیضوا من حیث افاض الناس یعنی
جہاں سے سب لوگ لوٹا کریں وہیں سے تم بھی لوٹا کرو پھر حضرت نے مزدلفہ میں آکر وضو کامل کیا اور حکم کیا کہ اذان اور اقامت کہکر
نماز مغرب کی پڑھی پہلے اس سے کہ اسباب و سامان اور بوجھہ اونٹوں پر سے اوتاریں اور اونٹوں کو چھوڑ دیں پھر بعد فراغ نماز مغرب کے
سب اسباب و سامان کھول کر رکھا پھر اقامت کہکر نماز عشا کی پڑھی بغیر کہنے اذان کے اور درمیان فرض مغرب اور عشا کے اور کوئی نماز
نہ پڑھی یعنی کوئی نفل نماز سوای سنتوں کے یہان سے معلوم ہوا کہ جمع درمیان مغرب اور عشا کے ساتھہ ایک اقامت کے تھا جیسا کہ نماز ظہر اور
عصر میں تھا اور مذہب امام زفر اور امام شافعی اور بعض ائمہ کا یہی ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور ایک روایت سے امام احمدؒ کے نزدیک
بھی اور سوا ان کے بہت علما کے نزدیک ایک ہی اقامت سے ہے اور یہ ایک اقامت کی روایت ابن عمرؓ سے صحیح مسلم میں آئی ہے اور ترمذی
نے اس کی تحسین و تصحیح کی ہے اور اس لیے کہ مزدلفہ میں عشا اپنے وقت پر ہے تو تکرار اقامت و اعلام کی کچھ حاجت نہیں بخلاف عرفات
کے کہ وہاں عصر غیر وقت میں ہے تو محتاج ہے ساتھہ زیادتی اعلام کے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر درمیان دونوں نمازوں کی نفل
وغیرہ پڑھ لیا اور کچھ کام میں مشغول ہو تو اسوقت اقامت کہنا ہی چاہیے بخاری میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب اونہوں نے جمع کیا
تو اذان اور اقامت کہوا کر نماز مغرب کی پڑھی اور سنت اوسکے بعد پڑھی اور کھانا منگایا اور کھا کر پھر اذان اور اقامت کہوائی اور نماز
عشا کی پڑھی اس حدیث کے راوی کو اذان کہلانے میں شک ہے اور اقامت خوب یاد ہے اور وہیں حضرت رات کو رہے اور آرام فرمایا صبح
تک اور شب بیداری نہیں کی باوجود کمال مواظبت کی اوسپر کہ سوج جاتے تھے قدم مبارک آپکے رات بھر قیام کرنے اور جگنے سے بہ نظر رعایت
اعتدال و رفق بدن کے حضرت نے نکیا اور رات کو رہنا مزدلفہ میں ایک جماعت شافعیہ کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد

نزدیک واجب ہی اور جائز نہیں ہے منا کو جانا پہلے گذرنے آدہی رات کے اور اگر چلا جاوے گا تو دم دینا آوے گا اور امام مالکؒ کے نزدیک
اگر مزدلفہ مین ہو کر گذر ہی اور وہان نہ ٹھہری تو دم دینا ہوگا اور جو وہان اوتری تو دم نہین پہر حضرت نے پہلے صبح ہونے کے اپنی اہل
کی ضعیفون کو منا کو رخصت کیا کہ اول سے روانہ ہون ابن عباسؓ کہتے ہین کہ مین بہی اون مین تہا اور آپ نے تعلیم کر دیا اونکو کہ
رمی جمار نکرنا جبتک آفتاب نہ نکلے اور حدیث عایشہؓ کی کہ حضرت نے شب نحر کو ام المومنین ام سلمہؓ کو بہیجا اور رمی جمار اونہون نے
طلوع ہونے فجر سے پہلے کیا اور مکے کو چلی گئین اور طواف رکن کر کے پہر لوٹ آئین سو اس حدیث کی اسناد مین اقوال ہین اور جو بڑے
بڑے محدثین نقاد حدیث کے ہین اس سے انکار کرتے ہین اور اسکے ثبوت کی قائل نہین ہے اور صحت کو پہونچا ہی اجازت مانگنا حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ام المومنین سودہ کا واسطے جانے منا کے رات سے اور تحقیق ہوا جانا انکا منا کو رات ہی کو اور رمی جمار
کرنا انکا رات سے بسبب عذر خوف مزاحمت کے کہ بہہ بدن کی بہاری تہین اور عورتین بہی ان کے ساتہہ تہین اور ام المومنین ام حبیبہ
رضی اللہ عنہا کا جانا بہی رات سے ثابت ہی اور ابن عمرؓ بہیجتے تہے رات سے منا کو اپنی اہل کے ضعیفون کو سو پہونچ جاتی اونمین سے
کوئی تو فجر کے وقت اور کوئی اسکے بعد اور جسوقت پہونچتے اوسی وقت رمی جمار کرتے اور کہتے تہے ابن عمرؓ کہ حضرت نے ضعفا کو اسطور پر
رخصت دی ہی اور اسما بنت ابی بکرؓ سے بہی ثابت ہوا ہی کہ رات سے چلی جاتی تہین پہہ منا کو اور اوسیوقت رمی جمار کرتی تہین اور کہتی تہین کہ
یون ہی کرتے تہے ہم عہد مین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے غرضکہ رمی جمار قبل صبح سے اور بعد صبح کی اور قبل طلوع آفتاب کے اور بعد طلوع
آفتاب کے سب ثابت ہی اور یہین سے ہی اختلاف علما کا اس مسئلے مین کہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کہتے ہین کہ آدہی رات کی بعد سے رمی
جمار درست ہے جمرۂ العقبہ پر سکو معذور ہو یا غیر معذور اور امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جائز نہین ہے کسی کو رمی جمار مگر بعد طلوع آفتاب کے
اور ہدایہ مین کہا ہی کہ رمی جمار سورج نکلنے کے بعد سے افضل ہے اور پہلے طلوع آفتاب کے بعد صبح ہونے کے بہی جائز ہی کہ دونون حدیثون مین
جمع حاصل ہو جاوے کہ لاترموا الجمرة الا مصبحین اور لاترموا الجمرة حتی تطلع الشمس مین ہین یعنی رمی جمار کرو مگر اوس حال مین کہ ہو تم
صبح کرنے والے اور رمی جمار نکرو یہان تک کہ طلوع ہو آفتاب اور ابن ہمام نے مبسوط سے نقل کیا ہی کہ بعد طلوع فجر سے وقت جواز رمی جمار
کا ہی ساتہہ کراہت کے اور بعد طلوع آفتاب کے زوال تک وقت مسنون ہی اور آخر وقت اوسکا غروب آفتاب تک ہی اور یون ہی روایت
کیا ہی اسکو ابن عمرؓ سے موطا مین اور جو رات تک اوس نے تاخیر کی تو رمی کر لیوے اور کچھہ اوسپر لازم نہین آنے کا اور جو اوس رات کی فجر
تک تاخیر کی تو بہی رمی کر لے کہ وہ بہی وقت جنس رمی کا ہی مگر دم اوسپر لازم ہوگا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور ایک جماعت علما کی کہتے
ہین کہ قادر کو جائز نہین پہلے طلوع آفتاب سے رمی جمار کرنا اور معذور کو درست ہی پہر جب صبح ظاہر ہوئی تو حضرت نے نماز فجر کو
اول وقت مین ادا کیا نہ قبل وقت سے جیسے کہ بعضے ساتہہ نظر ظاہر حدیث کی گمان کرتے ہین بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے
روایت کیا ہی کہا اونہون نے کہ نہین دیکہا مین نے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو کہ پڑہی ہو حضرت نے نماز مگر اوسکے وقت مین سوا
ان دو نمازون کے آخر حدیث تک یعنی مغرب کی نماز مزدلفہ مین عشا کے وقت عشا کی نماز کے ساتہہ جمع کر کے پڑہی اور دوسری نماز عصر
کی کہ عرفات مین ظہر کے وقت مین ظہر کی نماز کے ساتہہ جمع کر کے پڑہی اور پڑہی نماز فجر کی اوس دن مزدلفہ مین روز نحر کے پہلے وقت اوسکے سے

مراد یہان پہلے وقت سے یہ ہے کہ تاریکی مین پڑہی پہلے وقت معمولی سے کہ اوجالے مین پڑہتے تہے نہ یہ کہ پڑہی پہلے فجر کی اسلیے کہ فجر سے پہلے نماز
پڑہنی درست نہین سب علما کی نزدیک اور بیشک ظاہر ہوگیا طلوع فجر کا حضرت پر وحی سے یا بغیر وحی کی اور موید ہے اسی کو حدیث ابن مسعودؓ
کی کہ پڑہی اونھون نے نماز فجر کی ہمین مزدلفہ مین وقت طلوع فجر کے کہ بعضے لوگ کہتے تہے کہ فجر ہوئی اور بعضے کہتے تہے کہ نہین پہر کہا ابن مسعودؓ
نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ تغیر دیا گیا ان دو نمازون کو وقت سے یعنی نماز مغرب تغیر دی گئی اس مکان مین
ساتھ وقت عشا کے اور نماز فجر کی اس ساعت مین یعنی اول وقت مین ابتدا کی وقت سے حاصل یہ کہ پڑہنا نماز فجر کا آج کی دن اول وقت مین
اشد اور اکد ہے اور حنفیہ کے نزدیک نماز فجر کی مستحب اسفار مین ہے مگر یہان پر اون کی نزدیک بہی غلس ہی مستحب ہے یعنی اول وقت تاریکی مین پڑہنا
اور روایت مسلم مین ہے کہ ادا کیا حضرت نے فجر کو پہلے اوسکے وقت سے تاریکی مین یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت معتاد حضرت کا فجر مین اسفار تہا
جیسے کہ مذہب حنفیہ کا ہے اور آج کی دن کہ تاریکی مین حضرت نے پڑہی تو مراد اوس سے یہ ہے کہ اوسکے وقت معتاد سے پہلے پڑہی ہے پہر حضرت سوار
ہوکر وہان سے مشعر الحرام کو تشریف لائی اور مشعر اسکو اسلیے کہا کہ یہہ بہی ایک علامات اور شعائر حج سے ہے اور یہ ایک ٹیلا ہے درمیان مزدلفہ کے
اب اوس پر عمارت نئی تعمیر کی ہے اور بعض مشائخ حدیث کی اور فقہا جو کہتے ہین کہ وہ ایک پہاڑ ہے چہوٹا بائین طرف حاجیون کی اور یہہ مقام جو
مشعر الحرام مشہور ہے سو نہین ہے یہ اونکی غلطی ہے جو مقام کہ مشعر الحرام مشہور ہے صحیح وہی ہے سو مشعر حرام مین حضرت تاکہ ٹہری ہوئی یہہ ٹہرنا
امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے اور امام احمد کے نزدیک مستحب اور ہمارے حنفیون کے نزدیک واجب ہے کہ اگر اسکا ترک کرے تو حج ہوجاتا ہے مگر دم واجب
ہوتا ہے اگر ترک بغیر عذر کے ہے اور جو بسبب عذر ضعف یا بیماری وغیرہ کی ہے تو نہین کذا فی الہدایہ اور شرح ابن الہمام مین ہے کہ نسبت فرضیت اور
رکنیت اسکی کی طرف امام شافعیؒ کے سہو ہے اسلیے کہ کتب شافعیہ ناطق ہین اسکی سنیت پر اور ٹہری ہوکے وہان قبلہ رو ہوکر اور دعا اور تضرع اور
التجا مین مشغول ہوئی ابو داود اور ابن ماجہ نے عباس بن مرداس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے عرفات مین دو پہر ڈہلے واسطے مغفرت گناہون
امت کی دعا کی جناب الہی سے ارشاد ہوا کہ مینے گناہ تمہاری امت کی بخشی مگر ظالم کو کہ اوسکو بسبب مظلوم کی پکڑونگا آپ نے پہر عرض کی کہ الہی پروردگار
میری تو قادر ہے اگر تو چاہے تو مظلوم کو بہشت عنایت کرے یعنی عوض ظلم کے جو اوس پر گذرا ہے اور ظالم کو بخشدے پہر اوسوقت اوسکا جواب
نہ آیا پہر جب مزدلفہ مین صبح کی تو اوس دعا کا اعادہ پہر کیا اوسوقت جناب الہی سے جواب اوسکا نازل ہوا کہ جو تمنے دعا مانگی وہ مینے قبول کی
اوسوقت حضرت ہنسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے والدین تم پر فدا ہون یہہ ساعت آپ
کی ہنسنے کی تہی ہمیشہ تمکو اللہ تعالی ہنستا رکہے آپنے فرمایا کہ خدا کی دشمن ابلیس نے جب جانا کہ اللہ تعالی نے میری دعا کو قبول کیا اور میری امت
کو بخش دیا تب اوس نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور واویلا کر کے فریاد کی سو مجھکو یہہ حال اوسکا دیکہکر ہنسی آئی اور کہا ہے کہ مراد یہان پر
امت سے وقوفان عرفہ مین یعنی حاجی لوگ سو یہین سے ہے وہ جو بعض علما کہتے ہین کہ حج سے حقوق العباد بہی معاف ہوجاتی ہین اور
طبرانی نے کہا ہے کہ یہہ محمول ہے اوس ظالم پر کہ اوس نے توبہ کی ہو اور عاجز ہوگیا ہو ادای حقوق سے اور بیہقی نے بہی مثل اسی روایت
ابو داود اور ابن ماجہ کے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اوسکے بہت سے شواہد ہین اگر صحیح ہے تو حجت ہے والا قول سبحانہ تعالی کا ان اللہ
لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کفایت ہے ظلم بہی ما دون شرک ہے پس مغفور ہے بالجملہ حقوق اللہ تعالی مغفور ہین حج سے

اور حقوق العباد مین اختلاف ہی اور فضل اللہ تعالیٰ کا واسع ہی اور ظاہر حدیث کا عام ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو غرضکہ وہین حضرت
تکبیر و تہلیل مین مشغول رہی یہان تک کہ قریب تھا کہ سورج نکلے پھر اسکے بعد منا کو روانہ ہوئے اور فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اور اسامہ
بن زیدؓ قریش کے درمیان پیادہ جاتی تھی اثنائے راہ مین آپ نے فضل بن عباسؓ کو فرمایا کہ کنکریان واسطے رمی جمار کے چن لیوین جنمین سے
بڑی اور بندق سے چھوٹی بندق سا تیہ پیش ہے اور دال ابجد کے نام میوی کا ہی کہ بیر کے برابر ہوتا ہی اوسکو فندق بھی کہتے ہین اور بروزن
بندق کی اور ابن عمرؓ سے منقول ہی کہ اونٹ کی مینگنی کے برابر ہوون اور اگر اس سے بھی بڑی پتھرون سے مارے تو بھی درست ہی مگر خلاف سنت
کی ہے اور اون کنکریون کی پھینکنے کی ترکیب یہہ ہی کہ دونون شہادت کی اونگلیون سے پھینکتے ہین یا اپنی اونگلی کو کھڑا کرکے اور بائین اونگلی کو
سمیٹ کر جیسے لڑکے لاکھ کی گولیان پھینکتے ہین واضح ہو کہ اس طور سے کنکری وغیرہ پھینکنی حدیث مین منع ہی سوای اس جگہ کے کہ یہان
مسنون ہی کما فی النہایہ نہی عن الخذف یعنی بیشک رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہی خذف سے وھو رمیک نواۃ
او حصاۃ تاخذھا بین سبابتیک وترمی بھا اور وہ پھینکنا تیرا کی گٹھلی یا کنکری کو کہ پکڑے تو اوس کو درمیان دونون کلمہ کی اونگلیون
اپنی کے اور پھینکے تو اوسکو او تتخذ مخذفۃ من خشب ثم ترمی بہا الحصاۃ بین ابہامک والسبابۃ یا بناوی تو اوزار پھینکنے اوسکے کا لکڑی سے
یعنے مثل بانس کی کھپاچ وغیرہ کی پھر پھینکے تو ساتھ اوسکی کنکری پکڑ کر درمیان انگوٹھی اور کلمے کی اونگلی کے اور جو حدیث مین وارد ہے کہ ارمی
الجمار علیکم بمثل حصاء الخذف مراد اس سے چھوٹی چھوٹی کنکریان ہین یعنی مارو تم ان کنکریون چھوٹیون کو انتہی و واضح ہو کہ ظاہر عبارت حدیث
مذکورہ سے اوٹھانا کنکریون کا راہ سے ہی اور بعض روایات مین مزدلفہ سے آیا ہی اور مختار یہہ ہی کہ جہان سے چاہی اوٹھا لیوی مگر وہ کنکریان جن
جن سے رمی کی ہی اور اگر اونکو بھی اوٹھاوی گا تو بھی درست ہی بسبب وجود فعل رمی کے کہ اوس سے بھی ہو سکتا ہی پھر فضل بن عباسؓ نے کنکریان
زمین سے چنکر حضرت کو دین یہان سے معلوم ہوا کہ سات کنکریان نحر کے روز واسطے رمی جمرۃ العقبہ کے اوٹھا لینا کفایت ہین اور اکثر
اسی پر ہین اور امام شافعی اسکے استحباب کے قائل ہین اور بعض کہتے ہین کہ مستحب ہے اوٹھانا اتنی کنکریون کا کہ واسطے رمی سب دنون کے
کام آوین چنانچہ اب بھی یہی متعارف ہی کہ وہ ستر کنکریان ہوتی ہین ان مین سے سات تو یوم النحر کے واسطے اور باقی اور ایام کے واسطے کہ ہر دن
اکیس اکیس ہوتی ہین اور جو چنیگا اس سے زیادہ اوٹھا لیوی گرنے پڑنے کے خیال سے تو بہتر ہے پھر حضرت اپنی ہاتھ سے اون کنکریون
کی خاک کو پونچھتے تھی اور دہونا بھی جائز ہے مگر خلاف سنت نجس کنکریون سے رمی کرنے مین دو قول ہین اور حضرت اوسوقت فرماتی
تھی امثال ھٰؤلاء فارموا یعنی مثال ان کنکریون کے مارو یعنی بڑائی مین مانند انکے ہون یا گنتی مین کہ سات ہین ایاکم والغلو فی الدین
اور بچاتے رہو اپنے تئین غلو اور افراط سے دین مین یعنی جس قدر جو بات دین مین ہی اوسی قدر عمل مین لاؤ کم و بیش نکرو فانما ھلک من
کان قبلکم بالغلو فی الدین پس سوای اسکے نہین کہ ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ پہلے تم سے تھے بسبب غلو کے دین مین انتہی اور اس راہ
مین ایک عورت کہ قبیلہ خثعم کی تھی بہت حسینہ آئی اور حضرت سے پوچھا کہ باپ میرا بوڑھا ہی اونٹ پر اچھی طرح سے بیٹھ نہین سکتا کیا حج
کرون مین اوس کی طرف سے آپ نے فرمایا کہ ہان تو اوسکی طرف سے حج کر اور فضل بن عباسؓ کہ پیچھے حضرت کے سوار تھی اوس
عورت کی طرف دیکھتے تھے اور وہ عورت بھی اونکو دیکھتی تھی حضرت اپنا دست مبارک فضل رضی اللہ عنہ کی آنکھون کے سامنے آڑ کرتے

کہ آپس مین ان دونون کا دیکھنا موقوف ہوا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرتؐ نے فضلؓ کی گردن کو اوس طرف سے پھیر دیا حضرت
عباسؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپنے کیون پھیری گردن اپنے چچازاد کی آپنے فرمایا کہ دیکھا مینے مرد جوان اور عورت جوان کو
سو نہ بے خوف ہوا مین اونپر وسواس شیطانی سے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرتؐ نے فضل بن عباسؓ کو سواری مین اپنے پیچھے بٹھایا
اور وہ خوبصورت اچھے بالون والے گورے حسین تھے پھر جب حضرت مزدلفہ مین سے روانہ ہوئے تو گذری ایک جماعت پر عورتون کی
کہ ہودون مین سوار تھین اور وہی بحرین کی طرف کی نہین سو فضل بن عباسؓ نے اونکی طرف دیکھنا شروع کیا سو رکھا حضرتؐ
نے اپنا دست مبارک اونکی موہنہ پر سو پھیر لیا فضلؓ نے اپنا موہنہ دوسری طرف پھر حضرتؐ نے اوس طرف بھی اونکی موہنہ پر ہاتھ رکھا
اونھون نے اپنا موہنہ دوسری طرف پھیر لیا اور اون عورتون کی طرف دیکھتے تھے اور بعض نے یہ ماجرا عبداللہ بن عباسؓ کا نقل کیا ہی
سو یہ منافی ہی اوسکے کہ کہا ابن عباسؓ نے کہ حضرتؐ نے مجھے پہلے ساتھ ضعفا اہل بیت اپنے کے منا کو بھیج دیا تھا اور فضلؓ حضرتؐ کے پیچھے سوار
تھے مگر ہان اگر کہین کہ فضلؓ نے یہہ حکایت اپنے بھائی عبداللہ سے نقل کی ہوا اور اونھون نے اسکو اور دون سے بیان کیا ہو اور ترمذی نے اس
حکایت کو نقل کیا ہی کہ یہ نزدیک منحر کے ساتھ بعد فراغ کے رمی جمار سے اور عبداللہ بن عباسؓ وہان حاضر تھے یعنی سوال خثعمیہ کا بعد رمی
جمار کے تھا نحر کے وقت اور عبداللہ بن عباسؓ وہان حاضر تھے واللہ اعلم بالصواب پھر ایک اور بوڑھی عورت آئی اور اپنی بوڑھی مان کی
خبر دی کہ وہ نہایت عاجز و ناتوان ہو گئی ہے اور جو مین اوسکو اونٹ پر سوار کرکے باندھ دون تو خوف ہلاک کا ہی سو کیا حج ادا کرون مین
اوسکی طرف سے آپنے فرمایا کہ اگر تیری مان پر خلق کا قرض ہوتا تو اوسکو تو ادا کرتی یا نہین اوسنے عرض کی کہ ہان ادا کرتی فرمایا سو حج کو
بھی اپنی مان کی واسطے اوسکی طرف سے ادا کر خدای تعالی کا قرض ہے اسکو ادا کرنا اولی ہی اس حدیث مین دلالت ہی جواز نیابت پر حج مین
عاجز کی طرف سے کہ طاقت نرکھتا ہو اوسکے ادا کرنے پر اپنی زندگی مین بخلاف امام مالک رحمہ اللہ کے اور ابن عمرؓ سے منقول ہی کہ وہ کہتے تھین
کہ حج دوسرے کی طرف سے ادا کرنا مطلقا جائز نہین ہے اور نقل کیا ہی ابن المنذر وغیرہ نے اجماع نہ جائز ہونے پر نہایت قدرت رکھنے والے کے یعنی
جسکو قدرت ہو خود ادا کرنے حج کی اوس کی نیابت واجب حج مین کرنی جائز نہین اور نفل کا دروازہ بہت کشادہ ہی سو نفل حج مین نیابت
جائز ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ اس مین مخالف ہین اور امام احمدؒ سے دو روایت مین کذا فی المواہب اللدنیہ اور
تفصیل اس مقام کی یہہ ہی کہ آدمی پہونچتا ہی کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخشدے مثل صلوۃ اور صوم اور صدقہ وغیرہ کی موافق مذہب
اہل سنت وجماعت کے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہی کہ آپنے دو مینڈھے سرابلق قربانی کیے ایک اپنی طرف سے اور
دوسرا امت کی طرف سے اور عبادت تین قسم پر ہے ایک صرف مالی جیسے زکوۃ اور دوسری صرف بدنی جیسے صلوۃ اور تیسری
مرکب مالی اور بدنی سے جیسے حج کہ مالی ہی بسبب جبر نقصان جنایات کے ساتھ مال کے اور بدنی ہی بسبب طواف کرنے اور عرفات مین
ٹھیرے ہونے کے اور نیابت جاری ہی پہلی قسم مالی مین بیچ حالت اختیار کے اور بوقت ضرورت دونون مین بسبب حاصل ہونے مقصود
کے فعل نائب سے اسلیے کہ اس مین مقصود اصلی دفع حاجت محتاج کی ہی مال سے اور یہ نیابت مین بھی حاصل ہے جیسے کہ حاصل ہی اصالت
مین اور دوسری قسم مین کہ وہ محض بدنی ہی اوس مین کسی وجہ سے نیابت جاری نہین ہی اسلیے کہ اوس مین مقصود اصلی نفس کو

شفقت مین ڈالنا ہے اور یہہ نیابت مین حاصل نہین اور تیسری قسم مین کہ مرکب ہے مالی اور بدنی سے اوس مین نیابت جاری ہو حالت
عجز مین بسبب حاصل ہونے شفقت کے اور صرف کرنے مال کے اور جاری نہین ہو حالت قدرت مین بسبب شفقت مین پڑنے نفس کے اور شرط
عجز کی دائم ہے کہ وقت موت تک باقی رہے اسلیے کہ حج فرض تمام عمر کا ہے یعنے تمام مدت عمر کی ایام بلوغ سے موت تک اسکے ادا کرنے کا وقت ہے
سو معتبر عجز ہمیشہ کا ہے کہ ناامیدی اور یاس حاصل ہو جاوے اوسکو اپنی نفس کے ادا کرنے سے سو اگر یہہ عاجز ہے بسبب مرض سے کہ وہ زائل ہونے والا
نہین مانند دائمی ماندگی کی تو صحیح ہے اس وقت نیابت کہ اس سے ادا ہو جاویگا مطلقًا اور جو کوئی ایسی بیماری ہے کہ امید اسکے جاتی رہنے کی
ہے یا قید مین کسی کی ہے تو نیابت یہان پر موقوف ہے اگر یہہ موانع دائم و قائم ہوگئے تمام عمر کو اور تحقق اور ثابت ہوگئی ناامیدی اوسکو
ساتہہ ادا کرنے کے اپنے نفس کے ساتہہ تو جائز ہوگی نیابت اور اگر جاتے رہین وہ موانع اس سے تو وجب ہے اوسپر حج کرنا اپنے نفس سے وقت
واجب ہونے اوسکے کے اور جو نیابتًا حج کروا چکا ہے تو وہ نفل سے ہوگیا اب دوسرا وجوبًا ادا کرے اور نفل مین تو جائز ہے حالت قدرت
مین بہی اور ظاہر مذہب یہی ہے کہ حج حج کروانے والے سے ادا ہوتا ہے اور حدیثین بہی اسپر دلالت کرتی ہین مگر ایک روایت امام محمدؒ سے
ہے کہ حج اصل مین حج کرنے والے کا ہوتا ہے اور بہیجنے والے کو ثواب خرچ راہ دینے کا ہوتا ہے اسلیے کہ وہ عبادت بدنی ہے اور نزدیک عجز کے قائم
کیا گیا انفاق اوسکی جگہہ مثل فدیہ کی باب صوم مین کذا فی الہدایۃ و شروح حسامی مین ہے کہ قضا دو طور پر ہے ایک تو ساتہہ مثل معقول
کے جیسے قضا نماز کی نماز سے اور روزہ کی روزہ سے اور دوسرے قضا ساتہہ مثل غیر معقول کے جیسے فدیہ باب صوم مین کہ عوض
روزہ کے مقرر ہوا ہے حق شیخ فانی کے اور مثل حج کرنے کے بعوض غیر کے اوسکے مال سے کہ یہ دونون ثابت ہین ساتہہ نص کے اور نہین
سمجہتے ہم کچہہ مماثلت درمیان صوم اور فدیہ کے اور نہ درمیان حج اور نفقہ کے نہ صورتًا اور نہ معنًی کیونکہ صورتًا تو ظاہر ہے حاجت بیان
کی نہین اور معنًی اس لیے کہ نہین ہے مماثلت درمیان روکنے نفس کے اوسکی خواہشون سے اور خرچ کرنے مین مال کے کیونکہ روزہ واسطے
بہوکا رکہنے نفس کے ہے اور فدیہ دینے مین پیٹ بہرنا ہے اوسکا اور ایسے ہی نہین مماثلت ہے درمیان افعال حج کی اور حج کروانے غیر کے
ساتہہ مال اپنے کے اسلیے کہ مال عین ہے اور افعال اعراض ہین کذا فی الشامی شرح حسامی و مولوی اور جب حضرتؐ وادی محسر مین
پہونچے کہ وہ نالہ منا کی ابتدا مین واقع ہے تب آپ نے اونٹنی کو جلد چلایا اور شتابی وہان سے نکل گئے یہہ جلد نکل جانا وہان سے سوار کو
مسنون ہے اور پیادہ کو بہی چاہیے کہ نکل جاوے اور سبب حضرتؐ کی اس فعل کا یہہ تہا کہ عادت شریف حضرتؐ کی تہی کہ جس جگہہ دشمنان خدا
پر عذاب نازل ہوا تہا وہان سے جلد گذر جاتے تہے جیسا کہ غزوۂ تبوک مین جب شہرستان قوم لوط پر گذرے تو جلد وہان سے نکل گئے اور
صحابہ کو بہی حکم کیا کہ جلد یہان سے نکل جاؤ اور اوس وادی محسر مین اصحاب فیل پر کہ بیت اللہ کے ڈہانے کو آئے تہے عذاب الٰہی نازل ہوا
تہا جیسے کہ قرآن شریف مین اسکی خبر ہے اور یہی جہت سے اوسکو وادی محسر کہتے ہین کہ جب ہاتہی اصحاب فیل کا یہان پہونچا تو بیٹہہ
گیا اور چلنے سے رہ گیا اور معذور ہوا ہرچند کوشش کی اور اوسکو ہانکا وہ نہ اوٹہا اور تحسر کے معنی لغت مین عاجز اور درماندہ ہونے
اور افسوس کہانے کے ہین سو یہان پر یا تو باعتبار رہ جانے اور ٹہہر جانے ہاتہی کے اسکو وادی محسر کہتے ہین یا اسلیے کہ اصحاب فیل کو دخول
مکہ سے اس وادی مین منقطع اور ممنوع کر دیا اور سوای اسکے اور بہی اقوال اس مین آئے ہین اور یہہ سب مناسبات اور استنباطات متاخرین

کی ہین احادیث اور آثار مین کچھہ اسکا بیان نہین ہے واللہ اعلم اور وقت تشریف لیجانے حضرت کے عرفات کو جو ذکر اس جگہہ سے جلد گذر جانے کا مین کیا سو اسلیے کہ وہ مسری راہ سے تشریف لیگئے تھے جیسا کہ لکھا گیا ہے اور یہہ وادی محسر برزخ ہے درمیان مزدلفہ و منا کی نہ انمین داخل ہے نہ اوس مین بلکہ ایک سرا اوسکا جو مزدلفہ کو گیا ہی وہ مزدلفہ سے ہے اور دوسرا سرا اوسکا جو منا کو آیا ہی وہ منی سے ہی جیسے عرنہ اور نمرہ برزخ ہین عرفات اور مشعر الحرام کی اور اسیطرح تیز چلے گئے حضرت بیچ کی راہ سے اوس وادی مذکور مین منے کی جانب تک کہ وقت چاشت کے برابر جمرۃ العقبہ کے جا کھڑے ہوئے جمرہ کنکری کو کہتے ہین اور اون مناروں کو جمرہ تغلیبا کہا گیا ہی اور وہ تین جگہہ ہین ایک جمرہ اولی وہ مسجد خیف کی طرف ہی مزدلفہ سے جب بیچ کی راہ سے آتے ہین تب وہ جمرہ پہلے ملتا ہی پھر جمرہ وسطی ملتا ہی پھر جمرہ عقبہ ملتا ہی اور عقبہ ساتھہ زبر عین اور قاف اور بے کے پہاڑ کی گھاٹی کو کہتے ہین اور یہہ جمرہ دامن کوہ مین طرف مکے کے واقع ہی سو حضرت پہلے روز نحر کے جو تشریف لائے تو جمرۃ اولی اور وسطی سے گذر کر جمرہ عقبہ کے برابر کھڑے ہوئے اور بیت اللہ کو بائین طرف رکھا اور منا کو داہنی طرف اور حالت سواری مین ساتوں کنکریان جمرۃ العقبہ پر مارین اور ہر ایک کنکری کے ساتھہ تکبیر کہتے تھے یعنے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد واضح ہو کہ اس بار حضرت نے حالت سواری مین کنکریان مارین اور ایام تشریق مین تینوں جمروں پر کنکریان باپیادہ ہو کر مارین اور اگر سوار ہو کر کوئی مارے تو بھی درست ہی مگر اولی اور افضل باپیادہ ہی کہ موافق ہی سنت کی اور مروی ہی ابراہیم جراح سے کہ کہا اونھوں نے کہ مین امام ابو یوسف کے پاس اونکے مرض الموت مین گیا سو کھولی اونھوں نے آنکھین اور پوچھا مجھسے کہ رمی جمار پیادہ ہو کر افضل ہی یا سوار ہو کر مینے کہا کہ پیادہ ہو کر اونھون نے کہا کہ خطا کی تو نے پھر مینے کہا کہ سوار ہو کر پھر کہا کہ خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کہ اوسکے بعد وقوف ہی یعنے دعا کے لیے اوسکے بعد کھڑے ہوتے ہین وہ تو پیادہ ہو کر افضل ہی کہ دعا مین تضرع اور زاری اور عاجزی ہی مطلوب ہے اور جو رمی کہ اوسکے بعد واسطے دعا کے کھڑے ہونا نہین ہے وہ سوار ہو کر افضل ہی پھر میں وہان سے اوٹھا اور دروازے تک پہونچا کہ اونکی وفات کی خبر سنی پس مینے اون کی اس حالت مین علم کی حرص پر تعجب کیا فتاوی قاضی خان مین امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ سے منقول ہی کہ سوار ہو کر رمی جمار مطلقا افضل ہے اسلیے کہ حضرت نے سب رمی کو سوار ہی ہو کر کیا ہی اور کہا ہی غیر اونکے نے کہ یہ فعل حضرت نے واسطے جواز اور تعلیم امت کے کیا ہی اور ابن عمر سے مروی ہی کہ حضرت جب رمی کرتے تھے تو پیادہ جاتے یعنے اپنے خیمہ سے جہان منا مین اوترے تھے اون مناروں کی طرف پیادہ پا جاتے اور یون ہی ایک کو مار کر دوسرے کے پاس پیادہ پا جاتے یہان تک کہ تینوں کو اسیطرح پیادہ پا رمی کرتے اور بعد فراغ رمی کے وہان سے اپنے خیمہ کو پیادہ پا آتے بلذا اخذت من المحققین و عمل اسی پر ہی اکثر اہل علم کے نزدیک اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت نے روز نحر کے رمی سوار ہو کے کی اور باقی دو روز پیادہ پا جیسا کہ لکھا گیا ہی اور قاسم بن محمد سے مروی ہی کہ کہا اونھوں نے کہ جب لوگ رمی جمار کرتے تھے تو پیادہ جاتے تھے اور پیادہ آتے تھے پہلے سب کے جو سوار ہوئے وہ معاویہ بن ابی سفیان تھے اور پھینکنا ساتوں کنکریوں کا یکبارگی جائز نہین اور محل جمرات کی طرف پھینکنا چاہیے یا اوسکے قریب اور جو اپنے پیروں کے تلے ڈال دیوے تو بھی جائز ہی بسبب تحقق رمی کے مگر گناہ ہی بسبب مخالفت سنت کے اور جو کنکریوں کو زمین پر رکھدیوے تو جائز نہین بسبب نہ متحقق ہونے رمی کے اور جو وقت رمی جمار کے بجای تکبیر کے تسبیح اور تہلیل کہے تو بھی جائز ہے اور کیفیت

رمی کی یون ہے کہ کنکریون کو دہنی ہاتہہ کے انگوٹھے کی پشت پر رکہے اور کلمے کی اونگلی کی استعانت کرکے اوچہالے اور اصح یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی کی
چٹکی سے کنکری پکڑکر پہینکے اسلیے کہ آسان ہے اور حضرت نے بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا موقوف کیا واضح ہو کہ ابتدا تلبیہ کہنے کا احرام باندہنے سے
ہے اور انتہا اسکا مزدلفہ سے آکر جمرۃ العقبہ کی رمی کرنے تک ہے اور بلال اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اوسوقت حضرت کے ساتھ تھے ایک انمین
سے اونٹنی کی مہار پکڑے تہے اور دوسرے چہوٹی سی چہتری واسطے بچاؤ دہوپ کی حضرت پر لگائے تہے اور ایک روایت مین ہے کہ اپنے کپڑے
سے سایہ کیے تہے غرضکہ بہر تقدیر بیان سے جواز سایہ کرنے کا محرم کو کپڑے وغیرہ سے ثابت ہوا اور سر کا چہپانا علیحدہ ہے سایہ کرنے سے اسلیے
کہ اگر تمام دن سر ڈہکے رہے تو اوسپر دم لازم ہوتا ہے اور جو پوری دن سے کم ڈہکے تو اوسپر صدقہ آتا ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک آدہے
دن سے زیادہ سر ڈہکے رہنے مین دم آتا ہے پہلا قول امام ابوحنیفہ رح کا بہی یہی تہا پہر اس سے رجوع کیا ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک مطلق ڈہکنے سے دم واجب
ہوجاتا ہے انتہی پہر حضرت بعد رمی جمرۃ العقبہ کے اپنی خیمہ گاہ مین تشریف لے گئے مسجد خیف کے نزدیک یہ مسجد منا مین بہت بڑی ہے اور جو قبہ
اوسکے صحن مین ہے وہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا مکان ہے جہان پر آپکا خیمہ تہا اور وہین آپنے خطبہ فصیحہ بلیغہ پڑہا تہا ایسا کہ آواز آپکی
سب لوگون کو جو جو اپنے خیمون کے اندر تہے پہونچی اور اس آواز کا پہونچنا دور اور نزدیک کے لوگون کو حضرت کے معجزات سے تہا اور یہ معجزہ
یا تو اوسی دن ظاہر ہوا یا یہ معجزہ آپکا دائمی تہا یا اکثر اوقات مین تہا اور مروی ہے عبدالرحمن بن معاذ تیمی سے کہا اونہون نے کہ حضرت نے
خطبہ پڑہا منا مین اور کہولی ہماری کان کہ ہمنے سنا سب جو آپنے بیان کیا اور حال یہ تہا کہ ہم اپنے ڈیرے پر تہے اور تعلیم کیے آپ نے
اسمین مناسک انتہی صحیحین مین آیا ہے کہ خطبہ پڑہا حضرت نے روبرو روز نحر کے اور فرمایا کہ زمانہ ہو گیا ہے اوس ہیئت اور وضع پر کہ اول
رکہا تہا جسدن پیدا کیا اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو برس بارہ مہینے کا ہے چار مہینے اون مین سے حرام ہین تین تو برابر ذیقعدہ اور
ذیحجہ اور محرم اور چوتہا مہینا رجب کا اور پوچہا حضرت نے ہمسے کہ یہ کونسا مہینا ہے ہمنے عرض کی کہ اللہ اور رسول اوسکا دانا تر ہے پہر
چپ ہو رہے یہانتک کہ گمان کیا ہمنے کہ شاید حضرت اس مہینے کو اور کسی نام کے ساتہہ فرماوینگے پہر فرمایا کہ کیا نہین ہے ذی الحجہ ہمنے عرض کی
کہ ہان یا رسول اللہ پہر پوچہا کہ یہ کون سا شہر ہے ہمنے عرض کی کہ اللہ اور رسول اوسکا دانا تر ہے ساتہہ اسکے پہر آپ چپ ہو رہے
یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اسکا اور کچہہ نام فرماوینگے پہر آپنے فرمایا کہ کیا نہین ہے بلدہ کہ نام مکہ کا ہے ہمنے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ
پہر پوچہا آپنے کہ یہ کون سا دن ہے ہمنے عرض کی کہ اللہ اور رسول اوسکا دانا تر ہے ساتہہ اسکے پہر آپ چپ ہو رہے یہانتک کہ گمان کیا ہمنے کہ
آپ اسکو اور کسی نام سے فرماوینگے پہر آپنے فرمایا کہ کیا یہ دن نحر کا نہین ہے ہمنے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ پہر فرمایا کہ بیشک خون تمہارے اور مال
تمہارے اور آبرو تمہاری حرام ہین تمہارے اوپر ایک کی دوسرے پر مانند حرمت اس دن کی اس شہر مین اس مہینے مین اور قریب ہے کہ جاؤ تم پروردگار اپنے کے سو
پوچہیگا تمسے اعمال تمہارے کو خبردار ہو پس پہر جانا میری وفات کے بعد گمراہ ہو کر کہ مارے بعضا تمہارا گردنین بعضے تمہارے کی خبردار ہو آیا پہونچا دیا مینے یعنے
احکام الہی کو عرض کی ہمنے کہ ہان پہونچا دیا فرمایا آپنے کہ یا الہی گواہ رہ تو یعنی انکے اقرار پر کہ روز قیامت کے منکر نہون چاہیے کہ پہونچا دے اس
بات کو حاضر تمہارا غائب کو پس بعضے پہونچائے گئے زیادہ یاد رکہنے والے ہونگے سننے والے سے یعنے بعضے لوگ جنکو تم یہ احکام پہونچاؤگے وہ یاد
رکہنے مین تم سننے والون سے زیادہ ہونگے واضح ہو کہ ایک خطبہ آٹہوین کو پڑہتے ہین اور ایک نوین کو اور ایک گیارہوین کو ان مین

احکام حج کے مذکور ہوتے ہیں سو شافعیہ کے نزدیک خطبہ حج اول ایام نحر کے مستحب ہے اور ہمارے نزدیک دوسرے دن نحر کے چنانچہ
حدیثوں صحیح میں قید دوسرے دن کی آئی ہے اور فرمایا حضرت نے کہ زمانہ ہو گیا اوسی ہیئت پر یعنے بارہ مہینے کا برس ہو گیا جیسا کہ ابتدا
پیدائش میں تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے سورۂ برات کے پانچویں رکوع میں ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر
شہرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منہا اربعۃ حرم یعنی بیشک گنتی مہینوں کی اللہ تعالی کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس دن
کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو اون میں سے چار با حرمت ہیں معنی کلام کے یہ ہیں کہ عرب کے لوگوں نے ایام جاہلیت میں تغیر کر دیا تھا
اوسکو ایک برس بارہ مہینے کا مقرر کیا تھا اور ایک برس تیرہ مہینے کا پس تاخیر کرتے تھے حج کو ہر دو برس میں ایک مہینے طرف دوسرے
مہینے کے کہ بعد اسکے ہوتا سو تبدل ہوتے مہینے اسکے اور حلال ٹھہراتے مہینوں حرام کو اور حرام ٹھہراتے غیر انکے کو یعنے پہلی مہینوں حرام میں کہ
تھے اور بہت تعظیم کرتے تھے اونکی اور اس حساب سے حرام مہینوں کو حلال کر ڈالا تھا یعنے اگرچہ واقع میں مثلا محرم ہوتا اوسکو وہ اپنے
حساب سے محرم نجانتے اور لڑتے اور ان مہینوں کے غیر کو حرام ٹھہراتے اپنے حساب سے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے انما النسیئ زیادۃ فی الکفر
یعنی یہ جو مہینا ہٹا دینا ہے سو بڑھائی ہوئی بات ہے کفر کی عہد میں سو باطل کیا اللہ تعالی نے اسکو اور مقرر کیا اسکو اصل ہیئت پر سو جس سال
میں حضرت نے حجۃ الوداع کیا اوس سال میں ماہ ذیحجہ اپنی جگہ پر تھا پس فرمایا حضرت نے ان الزمان قد استدار کہیئتہ یعنی
بیشک زمانہ پھر گیا ہے مانند وضع اپنی کے سو یاد رکھو اسکو اور کیا کرو حج اسوقت میں اور نہ تبدیل کیا کرو ایک مہینے کو دوسرے مہینے سے
اور کہا بیضاوی نے کہ تھے عرب جب آتا ماہ حرام اور ان کو اوس میں لڑنا ہوتا تو حلال ٹھہرا لیتے اوسکو اور حرام ٹھہرا لیتے اوسکے بدلے اور
مہینا یہاں تک کہ ترک کر دی تھی خصوصیت مہینوں کی اور اعتبار رکھا تھا صرف گنتی کا پس کہا گیا کہ تھی غرض متعلق تاخیر میں اور حرمت
ان چار مہینوں کی قرآن سے ثابت ہے کہ فلا تظلموا فیہن انفسکم یعنی پس نہ ظلم کرو تم ان میں اپنی جانوں پر کہا جمہور نے کہ حرمت
قتال ان میں منسوخ ہے اور تاویل کیا ہے اونھوں نے ظلم کو ساتھ ارتکاب معاصی کے ان میں یعنی گناہ نہ کرو ان میں کہ بہت برا ہے مانند گناہ کرنے کے
حرم میں اور حالت احرام میں اور موید ہے اسکو لڑنا حضرت کا طائف اور حنین میں بیچ ماہ ذیقعدہ کے اور بعضوں نے کہا کہ حرمت ان کی اب بھی
باقی ہے کذا فی مظاہر الحق عن المرقات اور امر کیا حضرت نے جماعت کو فی امیہ کے کہ قرآن مجید کے ساتھ دعوت کریں اور مہاجرین اور انصار کو منزل میں اتارا
اور حکم کیا مہاجرین کو کہ آگے مسجد کی اوتریں اور انصار کو پیچھے اوسکے اور ایک روایت سے مہاجرین کو داہنی طرف قبلہ کی اور انصار کو بائیں طرف پس سب
اسیطرح سے اوترے اور فرمایا اوسی خطبے میں کہ خبردار ہو کہ جو کوئی خیانت کرے خدا اور اوسکے رسول اور خلق کی سو وہ نہیں نفس پر خیانت کرتا ہے یعنے دوسرے اوسکے سبب
نہ پوچھا جاویگا اور نہ عذاب پاویگا اور فرمایا اعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم یعنی عبادت کرو پروردگار اپنے
کی اور نماز پڑھو پانچ وقت کی اور روزہ رکھو ماہ رمضان کا اور اطاعت کرو خداوند امر اپنے کی داخل ہو اپنے رب کی جنت میں انتہی اور ذکر زکوۃ اور حج کا نہیں کیا
اسلیے کہ سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے سوای اغنیا اور اہل استطاعت کے اور لوگوں کو وداع کیا وداع سفر آخرت کی سو اسلیے اس حج کا
نام حجۃ الوداع رکھا اور وہاں سے منحر میں آئے اور وہ منحر النبی ایک جگہ مشہور ہے بازار منا میں وہاں پر حضرت نے تریسٹھ اونٹ
اپنے ہاتھ سے ٹکڑے کر کے نحر کیے مروی ہے کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ جھکتے حضرت کے پاس لاتے تھے واسطے نحر کے تو وہ آپ سے حضرت کے

پاس آتے تھے اور دوڑ کر ایک دوسرے کے اندر گھس کر آتے تھے یعنے جیسے کوئی اپنے کمال اشتیاق سے اوروں پر سبقت کرکے آتا ہو یون
ہی وہ اونٹ آکر آپکے آگے کھڑے ہوتے کہ پہلے مجہی کو نحر کرین اور یہی تریسٹھہ برس کی حضرت کی عمر شریف تھی سو گویا حضرت نے تریسٹھہ
اونٹون کے تعین مین رعایت سنین عمر شریف اپنی کی ملحوظ رکہی اور باقی تین کم چالیس اونٹون کی نحر کیلیے امیر المؤمنین علی رض کو فرمایا وی
اونہونے نحر کیے اور سوای انکے تین کم چالیس اونٹ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی طرف سے نحر کیے اور شامل کر دیا انکو بہی ہدی مین
اور حکم کیا حضرت نے کہ ہر ایک اونٹ مین سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر اور ایک دیگ مین ڈال کر پکایا جاوے اور حضرت رسول اللہ اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوس گوشت مین سے تناول فرمایا اور شوربا اوسکا پیا اور حضرت علی رض کو حکم کیا کہ قربانی کے اونٹون کے
گوشت و پوست اور اونکی جھولون کو مسکینون پر تقسیم کر دین اور گوشت بنانیوالون کو اوسمین سے اونکی مزدوری مین نہ دین
بلکہ مزدوری اپنے پاس سے دیوین ف اور اگر قصاب گوشت بنانیوالون کو کچھہ گوشت و پوست بدین تو جائز ہے بالاجماع اور کھال
بیچکر قیمت اوسکی للہ دیوے تو بہی جائز ہے کذا فی مظاہر الحق عن المرقاۃ والملتقی اور وہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ من باع جلد
اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ یعنی جس نے بیچی کھال قربانی اپنی کی سو نہین ہے قربانی اوسکے لیے پس یہ محمول ہے کھال بیچکر قیمت کو اوسکی
اپنی حاجت مین صرف کرنے پر کہ تو اب ناقص ہو جاتا ہے سو نفی کمال کی ہے مثل حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے فافہم ھکذا
حقق لنا المولنا الشیخ محمد تہانوی المحدث التلمیذ لمولنا محمد اسحاق الدھلوی انتہی اور حدیث انس رض کی کہ کہا اونہون
نے کہ حضرت نے نحر کیے سات اونٹ اپنے دست مبارک سے معارض نہین ہے اس حدیث جابر رض کو کہ کہا اونہونے کہ نحر کیے حضرت نے
تریسٹھہ اونٹ اپنے دست مبارک سے ہو سکتا ہے کہ انس رض نے صرف سات ہی اونٹ کی نحر کو دیکہا ہو پھر وہ کسی اور طرف چلے گئے ہون پھر
اونکے بعد حضرت نے باقی اونٹون کو نحر کیا ہو اور بعض نے انکی تطبیق مین کہا ہے کہ حضرت نے سات اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کیے
بلا شرکت اور کے اور باقی چھپن اونٹون کو ایک طرف سے حضرت حربہ مار کر نحر کرتے تھے اور ایک طرف حضرت علی رض حربہ مارتے تھے اور پھر بعد
پوری ہونے تریسٹھہ کے سینتیس کو صرف حضرت علی رض نے بلا شرکت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بموجب اجازت آپکے نحر کیے اور
روایت ہے جابر رض سے کہ کہا ذبح کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کی طرف سے ایک گای روز نحر کے
اور اونہین سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ ذبح کی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیون کی طرف سے ایک گای حجۃ الوداع
مین واضح ہو کہ یہ دونون حدیثین محمول ہین اسپر کہ حضرت نے اونکے اذن سے قربانی کی ہوگی اسلیے کہ قربانی کرنی غیر کی طرف سے
بدون اذن اوسکے کے روا نہین کذا قالہ الطیبی اور مشہور ائمہ کے نزدیک یہ ہے کہ گای سات آدمیون تک کی طرف سے قربانی کرنی
جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک ایک گای یا ایک بکری وغیرہ تمام گھر والون کی طرف سے کرنی کفایت ہے پس یہ حدیث دلیل
انکی ہو سکتی ہے اگر سات سے زیادہ کی طرف سے کی ہو اور اورون کے نزدیک محمول ہے اسپر کہ سات کی طرف سے کی ہوگی کذا فی مظاہر
الحق عن المرقات و اشعۃ اللمعات پھر حضرت جب نحر سے فارغ ہوئے اور لوگون کو آگاہ کیا کہ تمام زمین منا کی منحر ہے اور سب راہین
کشادہ مکے کے رستے ہین اور نحر کی جگہہ اور نحر کسی جگہہ مقرر نہین ہے جہان کرین وہان درست ہے پھر نائی کو بلا کر سر منڈایا اور اوسکا

معمر بن عبد اللہ بن نضلہ اور وہ قرشی عدوی قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ سے ہین اور آئے وہ مدینے کو ہجرت کرکے بہت مدت کے بعد پھر رہے وہین اور وہ معدود ہین اہل مدینہ میں اور حدیث بہی اونکی اون مین کو ہوتی ہے جبکہ وہ حضرت کے بال مونڈنے کو کہڑے ہوئے فرمایا حضرت نے یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنہ فی یدک الموسی فقال معمر ان ذلک لمن نعمت اللہ علی ومنہ قال اجل یعنی ای معمر اختیار دیا تجھکو اللہ کے رسول نے اپنے کانون کی لو سے تیرے ہاتہہ مین استرہ ہے کہا معمر نے کہ یہہ اللہ کا فضل ہے مجہہ پر اور اوسکا احسان ہے فرمایا آپنے کہ ہان پہر اشارہ کیا اونکو کہ بال مونڈنے مین داہنی طرف سے شروع کرین ظاہر مراد داہنے سے داہنا حضرت کا ہے اور صحیح یہی ہے اور بعض داہنا معمر کا کہتے ہین پہر جب حضرت کی داہنی طرف کے بال مونڈ چکے تو اون بالون کو اوس طرف کے حاضرین پر تقسیم کیا پہر بائین طرف کے بالون کی مونڈنے کو حکم کیا اوس طرف کے بال ابو طلحہ انصاری کو کہ وہ شوہر ام سلیم حضرت انس کی مان ہین عنایت کیے اور اسی سبب سے بعض روایت مین آیا ہے کہ ام سلیم کو حضرت نے بال دی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ابو طلحہ کہان ہے پہر اونکو عطا کیے اور ابو طلحہ نے داہنی طرف کے بالون مین سے بہی سب سے پہلے حصہ لیا تہا اور مشکوۃ مین ہے کہ داہنی طرف کی بال حضرت نے سب ابو طلحہ کو دئے اور بائین طرف کے بالون کی لیے فرمایا کہ لوگون کو تقسیم کردینا ؎ مرا از زلف تو موئی بسند است ہوس را رہ مدہ بوئی بسند است توربشتی نے کہا ہے کہ تقسیم موی مبارک صحابہ مین اسلیے ہوئی تہی تاکہ برکت ان مین باقی رہے اور یادگیری ہو حضرت کی اور گویا کہ اس مین اشارہ کیا حضرت نے ساتہہ نزدیک ہونے وقت موت اپنے کے اور منقضی ہوجانے زمانہ صحبت کے اور تخصیص ابو طلحہ کی اسکام کے لیے اشارہ کرنے والی ہے اوپر اس کے اسلیے کہ آپکی قبر شریف اور لحد مبارک انہین نے کہودی تہی اور کچی اینٹون سے اوسے پاٹ دیا تہا واللہ تعالی اعلم پہر جب حلق سر مبارک سے فراغت ہوگئی اور ایک ایک دو دو بال سبکو تقسیم ہوگئے پہر ناخن کٹوائے اور اونکو بہی تقسیم کیا اور بہتون نے صحابہ مین سے سر منڈایا اور تہوڑون نے بال کترائے مگر فعل سر منڈانے کا یہان افضل ہے کتروانے سے بسبب موافقت فعل رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور بسبب دعا کرنے حضرت کے خاص سر منڈانے والون کے لیے کہ اللہم ارحم المحلقین تین بار اور پہر بموجب عرض اور التماس کتروانے والون کے ایک بار فرمایا والمقصرین اور عورتون کو سر منڈوانا حرام ہے انکو کتروانا چاہیے اور جو مرد انکو بہی کچہہ عذر ہو تو اونکو بہی کتروانا قائم مقام حلق کے ہے اور جسکے سر پر بال نہون اوسکو استرہ سر پر پہیر لینا شرط ہے اور چوتہائی سر منڈوانا ہمارے نزدیک کفایت کرتا ہے اور یون ہی تینون اماموں کی نزدیک کفایت کرتا ہے سر منڈانا اس قدر کہ مسح اوسکا کفایت کرتا ہے دونوں مین اور صحاح مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت منا مین کہڑے ہوئے آدمیون کے لیے جو پوچہتے تہے احکام ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے نادانستہ سر منڈوالیا قربانی کرنے سے پہلے آپنے فرمایا کہ قربانی کر کچہہ مضائقہ نہین اور ایک نے عرض کی کہ نحر کیا مینے پہلے رمی سے فرمایا کچہہ ڈر نہین تو رمی کر اور ایک نے عرض کی کہ مینے پہلے رمی سے سر منڈایا اور ایک نے عرض کی کہ طواف کیا مینے پہلے رمی سے فرمایا کچہہ مضائقہ نہین رمی کرلے ایک نے عرض کی کہ مینے رات کی وقت رمی کی ہے فرمایا کچہہ مضائقہ نہین اسیطرح جسنے حضرت سے پوچہا تقدیم و تاخیر مناسک سے آپ نے یہی فرمایا کہ کچہہ ڈر نہین یہانپر علما کا اختلاف ہے کہ ترتیب مناسک مین واجب ہے یا مستحب اور نحر کے دن کے وظائف چار ہین بالاتفاق رمی جمرۃ العقبہ اور ذبح ہدی

اور حلق سر اور طواف زیارت اور سعی بعد اوسکے اور صحت کو پہونچا ہے کہ حضرت نے ان مناسک کو اسی ترتیب پر ادا کیا ہے اور صورت
عدم ترتیب مین فرمایا کچھ ڈر نہین تو صرف ترتیب مسنون اور مستحب ہوئی اور اسکے ترک اور فوت سے دم واجب نہوگا اور نہ تارک اسکا
گناہگار ہوگا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما اور جمہور سلف اسی پر ہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ کا وجوب ترتیب کا ہے اور صورت عدم
ترتیب مین دم واجب ہوتا ہے اور جو حضرت نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہین اسکی تاویل یہ کرتے ہین کہ تارک پر کچھ گناہ نہین مگر فدیہ واجب ہے اور انکے
نزدیک ترک شعار اللہ احرام اور ارتکاب محرمات مین کہ نسیانا ہو جزا واجب ہے مگر گنہگار نہوگا اور جو قصدا ترک کرے تو گنہگار بھی ہوگا اور جزا
بھی دینی آویگی اور مذہب امام احمد کا یہ ہے کہ اگر نادانستگی سے کچھ تقدیم و تاخیر ہوگی تو کچھ لازم نہین آتا اور جو دانستہ اور قصدا کچھ واقع
ہوا تو جزا واجب ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب امام احمد کا قوی ہے بجہت دلیل کے کہ دلالت کی ہے وجوب اتباع سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم پر کہ فرمایا خذوا عنی مناسککم اور یہی مقصود ہے اور جو احادیث بھی جو رخصت کے مقدمے مین وارد ہین تقدیم و تاخیر کے
باب مین مقرون ساتھ جہل اور عدم شعور کے ہین سو حکم عفو کا مخصوص ساتھ حالت خطا کی اور باقی حالت باقی رہی اصل وجوب اتباع مین بیچ امور
حج کے واللہ تعالی اعلم پھر بعد حلق سر بہ نیت حلال ہونے پہلے مکے کو روانہ ہوئے اور طواف کیا یہ طواف آخر ارکان حج اور اوسکے فرائض کا ہے پھر بعد
اسکے رمی جمرات ایام تشریق کی جو منی مین باقی رہتی ہے اور یہ ہمارے مذہب مین واجبات حج سے ہین نہ فرائض سے فرائض حج کا ایک احرام ہے کہ
شرط ہے اور ایک طواف اور ایک وقوف عرفات اور اس طواف کو طواف افاضہ کہتے ہین اسلیے کہ عرفات اور منا سے لوٹنے کے بعد ہوتا ہے
اور افاضہ کے معنی رجوع اور تفرق کے ہین اور ماخوذ ہے قول سبحانہ تعالی سے کہ فرمایا ہے ثم افیضوا من حیث افاض الناس یعنی پھر پھیر وتم
وہان سے کہ جہان سے پھیرین لوگ اور اسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین بسبب زیارت بیت اللہ شریف کی اور طواف الصدر بھی اسکو کہتے ہین
بسبب باہر آنے اور رجوع کرنے کے مکے سے بعد اوسکے مقابل طواف قدوم کے واضح ہو کہ مشہور اطلاق طواف صدر کا طواف وداع
پر ہے کہ اوس سے وداع بیت اللہ کی کرتے ہین اور صدور اور رجوع وطن کو کرتے ہین اور اطلاق اس اسم کا طواف افاضہ پر سوا ہی کلام
مصنف کے اور کسی کے کلام مین نہین پاتا ہون اور اس طواف زیارت کو طواف رکن اور طواف یوم النحر بھی کہتے ہین اور وہ جو ترمذی
اور ابو داؤد کی روایت مین آیا ہے کہ طواف زیارت مین تاخیر کی حضرت نے رات تک اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح حسن بھی کہا ہے
اور کہا ہے کہ رخصت دی ہے بعض اہل علم نے تاخیر طواف زیارت مین تحت شب تک اور مستحب کہا ہے فعل اوسکا روز نحر مین اور بعض نے
اس مین بھی وسعت کی ہے کہ ایام منا تک جائز رکھا ہے لیکن کہا بعض مشائخ حدیث نے کہ یہ حدیث غلط ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے
نزدیک وقت طواف زیارت بعد طلوع فجر کے روز نحر کے ہے اور پہلے اوس سے جائز نہین ہے اور سنت یہ ہے کہ بعد رمی کے کرین اور
افضل روز اوسکے لیے روز نحر کا ہے اور ایام نحر مین بھی جائز ہے اور جو ان دنون سے تاخیر کرے تو دم واجب ہوتا ہے اور اس طواف کے
بعد حضرت سے سعی درمیان صفا اور مروہ کے ذکر نہین کی ہے اور مسلم مین ہے کہ طواف نہین کیا حضرت نے اور صحابہ نے صفا
اور مروہ کے درمیان مگر ایک ہی طواف ہدایہ مین ہے کہ اگر سعی درمیان صفا اور مروہ کے بعد طواف قدوم کے کی ہے تو رمل اس
طواف مین اور سعی بعد اوسکے نکرے اور جو تقدیم سعی کی نہین کی ہے تو رمل کرے اوسمین اور سعی کرے بعد اوسکے پھر جب حضرت طواف

اور اوسکی دو رکعت نفل سے فارغ ہوئے تو چاہ زمزم کے پاس آئے واضح ہو کہ زمزم اوسکو اسلیے کہتے ہین کہ اوس مین پانی بہت ہے
اور زمزم اور زمزوم اور زمازم بہت پانی کو کہتے ہین اور اول اوسکی یہہ ہے کہ زمزم ظاہر کیا جبرئیل علیہ السلام تھے کہ جب حضرت اسمعیل
علیہ السلام پیاسے ہوئے اونکے لیے جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ایک پاؤن یا پر زمین پر مارا اور وہان سے چشمہ پانی کا جاری ہوا حضرت ہاجرہ
نے اوسکے گرد مٹی کی مینڈ باندہ دی اس خوف سے کہ مشک بہرنے سے پہلے کہین بہہ نجائے اگر وہ اوسکو چہوڑ دیتین تو وہ ایک چشمہ
ہو جاتا جاری پہر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے وہان ایک کنوان کہودا پہر بعد ایک مدت کی جب قوم جرہم وہان آکر رہی اونہون
نے اوسکو پاٹ دیا اور اوسکا نشان بہی جاتا رہا پہر بعد ایک مدت دراز کے عبد المطلب حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے دادا نے
اوس کنوئین کو موجب آگاہی غیبی کے کہ خواب مین اونکو ہوئی کہودا سن عام الفیل مین یا پہلے اوس سے پہر ابو طالب نے اوسکو بنایا
حضرت اس کی تعمیر کے لیے آپ پتہر ڈہوتے تہے اور فضائل آب زمزم کی حدیثون مین بہت آئے ہین حاکم نے روایت کیا کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے ماء زمزم لما شرب لہ الخ پورا ترجمہ اس حدیث کا یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے
پانی زمزم کا واسطے اوسکے ہے کہ جس لیے پیا جاوے یعنی جس نیت سے پیے حاصل ہو پس جو تو پیے اوسکو اور حال یہ کہ شفا چاہتا ہو تو ملے
اوسکے شفا دیگا تجھکو اللہ تعالی اور جو پیے تو اوسکو اور حال یہ ہے کہ پناہ چاہنے والا ہو پناہ دیگا تجھکو اللہ تعم اور جو پیے تو اوسکو کہ بجہاوے
تو پیاس اپنی بجہاویگا خدا پیاس کو اور تہے ابن عباس رض جب پیتے پانی زمزم کا کہتے اللہم انی اسئلک علما نافعا ورزقا واسعا و
شفاء من کل داء اور عبد اللہ بن المبارک سے منقول ہے کہ جب وہ چاہ زمزم پر آئے اور چاہا اوس سے پانی پینا پہر متوجہ ہوئے کعبہ
کیطرف اور کہا یا اللہ تحقیق ابن ابی الموالی نے ہمسے اونکے اوستاد نے روایت کی ہمکو محمد بن منکدر سے کہ روایت کی جابر رض سے یہ حدیث
کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی زمزم کا واسطے اوس چیز کے ہے کہ پیا جاوے واسطے اوسکے اور یہ پانی پیتا
ہون مین اسکو واسطے پیاس بجہنے دن قیامت کے پہر پیا اوسکو اور فرمایا حضرت محمد نے کہ تحقیق نشانی فرق کی درمیان ہمارے اور درمیان
منافقون کی یہہ ہے کہ سیراب نہین ہوتے ہین وہ زمزم سے نقل کی ابن ماجہ اور حاکم نے یعنے علامت مومنین کی یہہ ہے کہ یہ پانی پیٹ بہر کر
پیتے ہین اور علامت منافقین کی یہہ ہے کہ نہین پیٹ بہر کر پیتے اوسکو اور کہا گیا ہے کہ پانی زمزم کا سب پانیون سے افضل ہے بلکہ بعضون
نے آب کوثر سے بہی افضل کہا ہے کذا فی حصن حصین فی شرحہ ظفر جلیل اور فرمایا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین کنوؤن
کا کنوان زمزم کا ہے اور نظر کرنا طرف زمزم کے امان ہے نفاق سے کذا قال حسن البصری فی رسالۃ فضائل مکہ پہر جب حضرت سرور
کائنات بعد فراغ طواف رکن سے چاہ زمزم پر تشریف لائے تو حضرت عباس اور اونکی اولاد پانی کوئین سے نکالتے تہے کہ یہ عہدہ
زمزم کے پلانے کا اونکو سپرد تہا حضرت نے فرمایا کہ پانی نکالو اے اولاد عبد المطلب کی اور اگر خوف اسکا نہوتا کہ اور لوگ تمپر غالب
ہو جاوینگے تو مین تمہاری ساتہہ پانی کہینچتا اور تمہاری مدد کرتا بسبب فضیلت اور بزرگی برکت اس کام کے یعنی اگر مین یہ کام کرون
تو پہر میری بعد بہی امر سنت ہوجاویگا اور پہر سب لوگ بقصد اتباع میری کے پانی کہینچنے کو مستعد ہونگے اور تمپر غلبہ کرینگے کہ تمکو
اس کے پلانے کی نوبت نہ پہونچے گی اور یہہ منصب عالی تمہارے ہاتہہ سے جاتا رہے گا سو اولاد عباس رضی اللہ عنہم نے ایک ڈول بہر کر

حضرت کے روبرو حاضر کیا آپ نے اوسمین سے کھڑے ہوکر پیا اور یہہ حضرت کا کھڑے ہوکر پینا واسطے بیان جواز کے تہا کہ معلوم ہوجاوے کھڑے ہوکر بھی پانی پینا درست ہی حرام اور ممنوع نہین ہے اگرچہ بیٹھکر پینا افضل ہی یا بسبب کسی ضرورت کے تہا کہ کثرت اژدحام سے بیٹھنے کی گنجائش نہو یا کچھہ اور وجہ ہو واللہ تعالی اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ کھڑے ہوکر پینا مخصوص ساتہہ زمزم اور بقیہ وضو کے ہے سوائے اسکے تحقیق ہذا المقال ہر روایت کی ہی امام بخاری نے ابن عباس رض سے کہ حضرت سقایہ عباس رض پر تشریف لائے اور اشارہ کیا پانی کے لیے حضرت عباس رض نے اپنے بیٹے فضل رض سے کہا کہ جا کر اپنی ماں کے پاس سے پانی حضرت کے پینے کے لیے لاؤ آپنے فرمایا کہ اسی پانی سے دو اونہون نے عرض کی کہ آدمی اس مین ہاتہہ ڈالتے ہین پہر آپ نے یہی فرمایا کہ اسی پانی سے دو پہر اونہون نے دیا آپنے پیا پہر زمزم پر تشریف لیگئے تو دیکہا اولاد عباس رض کی پانی کنوئین سے بھر بھر کر پلا رہے تہے اور مشقت اس مین کر رہے تہے آپنے فرمایا کہ کرو تم اس کام کو یہہ کام اچہا ہی اور فرمایا کہ اگر خوف نہوتا غلبے آدمیون کا تو مین بھی اوترکر تم مین آتا اور رسی اپنے کندہے پر رکہتا واضح ہو کہ اسی کتاب سفر السعادة مین دوسری جگہ فصل بیان عادت نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم طعام و شراب مین لکہا ہی کہ حضرت بیٹھکر پانی پیتے تہے اور منع کرتے تہے کھڑے ہوکر پانی پینے سے اور فرماتے کہ جو کوئی کھڑے ہوکر بھولکر پانی پیے تو اوسکو قی کرنی چاہیے مگر صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی حضرت سے کھڑے ہوکر پانی پینا جیسے زمزم کو حضرت نے کھڑے ہوکر پیا سو بعض کہتے ہین کہ یہہ حدیث جواز کی ناسخ نہی کی ہی اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہی ایسی ہی کہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ تعلیم اور تنزیہ کے لیے ہے اور امر قی کرنے کا وجوب کے لیے نہین ہی بلکہ بطریق استحباب کے ہی اور حدیثین جواز کی کھڑے ہوکر پینے مین فعلی بہت ہین شمائل ترمذی مین مذکور ہین آور ایک حدیث مین عمرو بن شعیب رض کی آیا ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونکی دادا نے رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب قائما وقاعدا یعنی دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو کہ پانی پیتے تہے کھڑے ہوکر اور بیٹھکر یعنی کبھی کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکہا مینے حضرت کو اور اکثر بیٹھکر اس لیے کہا ہے اکثر علمانے لا ینبغی ان یشرب قائما یعنی نہین لائق ہے کہ پیے پانی کھڑے ہوکر یعنی نہی کو لا ینبغی پر حمل کیا ہے مراد اس سے ترک اولی ہی کھڑے ہوکر پینا اور بعض نے کہا ہی کہ نہی ناسخ جواز کی ہی اور یہہ مبنی ہے علم تاریخ پر اور بعض نے کہا کہ دونون حدیثون جواز اور نہی مین کچھہ تعارض نہین ہے اسلیے کہ کھڑے ہوکر پینا ضرورت کے لیے تہا مگر بلا ضرورت عادت شریف آپکی کہ طرح ہوکر نہتھی اور باقی پانی بچا ہوا وضو کا کھڑے ہوکر قبلہ رو ہوکر پینا اذب ہے اور بیٹھکر بھی جائز ہے ہذا المقتبس من الصراط المستقیم شرح سفر السعادة و شرح شمائل الترمذی لخواجہ محمد معصوم اور حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس طواف رکن مین ناقہ پر سوار تہی بسبب کثرت اژدحام کے یا بسبب بلند ہونے کے کہ سب لوگ آپکو دیکہین اور طواف سیکہین اور اوسکے آداب کو معلوم کرین یا بسبب کسی زحمت کے تہا کہ پای مبارک مین پہونچی تہی سو ضرورت کے لیے سوار ہوکر آپ نے طواف کیا پہر اوسیطرح سوار منا کو تشریف لائے اور نماز ظہر کی وہین پڑہی صحیحین مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یون ہی آیا ہے اور مسلم مین حضرت عایشہ صدیقہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ ظہر کی نماز حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مکے مین پڑہی اور ایسے ہی اور کتب سنن مین جابر رض سے مروی ہے سو اکثر علمانے اسی روایت کو عایشہ صدیقہ اور جابر رض کی کو ترجیح دی ہی اوس دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر اسلیے کہ راوی اوس کے

دو صحابی ہین ایک حضرت عایشہ صدیقہ اور دوسری جابر رضی اللہ عنہما اور راوی اول کے راوی حضرت ابن عمر نہین ہین
حدیث ساتھ کئی راویون کی قوی ہو جاتی ہی اور اسلیے کہ حضرت عایشہ ابن عمر سے بلکہ سب صحابہ سے حضرت کے حال کے
مطلع ہونے مین خصوص اور علم تہین اور اور وجوہ اسکی ترجیح کی شرح سفر السعادت مین شیخ کو رہین اور بعض علمای حدیث
ابن عمر رض کی حدیث کو ترجیح دیتی ہین اسلیے کہ یہہ حدیث متفق علیہ ہی اور مضطرب نہین ہی اور حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا
کی مضطرب آئی ہی ایک وقت طواف مین کہ ایک روایت مین اونسے آیا ہی کہ حضرت نے طواف کو دن کو کیا اور ایک روایت
مین ہی کیا اوس مین حضرت نے تاخیر کی رات تک اور ایک روایت مین ہی کہ اسکو حضرت نے آخر دن مین کیا سو معلوم ہوا کہ انہون
نے وقت افاضہ کا ضبط نہین کیا اور نہ مکان صلوة کو ضبط کیا اور سوا اسکے یہ کہ رجال اسناد حدیث ابن عمر رض کی اعلم اور
اجل ہین کہ سند بخاری مین اس حدیث کی ابو نعیم اور سفیان اور عبد اللہ اور نافع ہین اور سند مسلم مین اس حدیث کی
محمد بن رافع اور عبد الرزاق اور عبد اللہ بن عمر اور نافع رضی اللہ عنہم ہین اور روایت حضرت عایشہ رض کی محمد بن اسحاق اور
عبد الرحمن بن القاسم سے مروی ہی اور ابن اسحاق مختلف فیہ ہین احتجاج مین اور روایت مین انکی تصریح ساتھ سماعت
کی بھی نہین ہی بلکہ عن عنہ کرکے یہ روایت کرتے ہین اور حدیث سماع کی حدیث عن عن سے قوی ہوتی ہی یعنی اگر راوی یون
روایت کرے کہ عن عایشہ رض اور ایک راوی یون روایت کرے کہ سمعت عن عایشہ رض تو یہ پچھلی روایت سماعت کی قوی
ہوگی اس روایت عن عنہ سے سو مقدم ہوگی حدیث عایشہ رض کی حدیث ابن عمر رض پر اسلیے کہ ابن عمر رض کی حدیث مبنی سماع
پر ہی اور وہ عن عنہ پر اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہی کہ حق وہ ہی کہ وہ حدیث صحیح ہی اسلیے منذری نے مختصر مین کہا ہے کہ
یہ حدیث حسن ہی اور کہا شیخ مذکور نے کہ اگر تکلف کرین جمع کرنے مین دونون حدیثون کو تو کہین ہم کہ حضرت نے مکے مین
نماز پڑھی اور بعد ازان بسبب کسی نقص کے کہ حضرت کو اوس پر اطلاع ہوئی بعد منا مین آئے کے پھر اس نماز کو حضرت نے
اعادہ کیا ہو واللہ تعالی اعلم پھر جب حضرت نے مکہ سے مراجعت فرمائی شب کو وہین ہی واضح ہو کہ رات کو منا مین رہنا ایام
نحر مین واجب ہی جمہور کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ کے بھی اور ایک روایت مین شافعی اور احمد کے سے مسنون ہی لیکن وجوب
دم کا اور عدم کا اوسکے بھی اسی پر مبنی ہی اور معتبر شب باشی مین مع بانیر اکثر رات ہی اور دلیلین طرفین کی اور جواب
اوسکے اسی شرح سفر السعادت مین مذکور ہین جو چاہی دیکھ لے پھر صبح کو دوسرے دن نحر کے دن سے بعد زوال کے نماز
ظہر سے پہلے پیدل جمرہ اولی کی طرف تشریف لیگئے یہہ جمرہ مسجد خیف کی قریب ہے اور پیدل دوسرے دن میں کھانا افضل ہے
اگر عذر نہو والا سوار ہو کر بھی درست ہی پھر سات کنکریان آپنے اس پر ماریں ہر کنکری پر تکبیر کہتے تھے اور یہ وہی جگہ
ہی جہان حضرت اسمعیل علیہ السلام کو شیطان بہکاتا تھا اور وسوسہ ڈالتا تھا اور یہ اوسکو کنکریان مارتے تھے بعد
ازان یہہ امر مسنون ہوگیا اور مذبح اسمعیل کا ایک مکان ہے منا سے اوپر اور یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ وہان ایک
پتھر ہے پھٹا ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اوسپر چھری ماری ہے اوس سے وہ پھٹ گیا ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے

پھر بعد اس جمرہ کے رمی کی چند قدم آپ وہان سے آگے بڑھے کہ زمین سہل مین ہے سہل اوسے زمین نرم کو کہتے ہین وہان قبلہ رو
کھڑے ہوکر دعا مین مشغول ہوئے اتنی دیر کہ کوئی سورہ بقرہ پڑھے اور طول قیام اس جگہہ اسواسطے دعا کے مستحب ہے پھر بعد فراغ دعا کے جمرہ وسطی
کی طرف تشریف فرما ہوئے یہ جمرہ اوس جمرہ سے نیچے ہٹکے کی طرف ہے وہانبہی آپنے سات کنکریان مارین پھر وہان سے بائین ہاتھہ کیطرف
چند قدم چلے اور نالے مین ہو منا کے اندر ہے پہونچکر دعا کی بہت دیر تک مثل اوسکے کھڑے ہوکر پھر جمرۃ العقبہ کے پاس گئے اور اوسکے مقابل
کھڑے ہوئے کعبے کو بائین اور منا کو داہنے پر رکھا اور سات کنکریان وہان پر بہی مارین اور اوسی دم لوٹ آئے وہان پر دعا نہین کی بسبب
ازدحام لوگون کے وہان آپکو کھڑے ہونے کی جگہہ نملی اور اسلیے کہ دعا اس عبادت کی کہ رمی ہے عبادت کے اندر کرے کہ جمرہ اولی اور وسطی
مین واقع ہوئی اور دعا عبادت کے اندر کی افضل ہے عبادت کے بعد کرنے سے اور اسیطرح نماز مین اکثر دعا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ
وسلم کے اخیر مین تشہد کی ہوتی تہی سلام سے پہلے اور شیخ عبدالحق کہتے ہین کہ جب مین اس عبادت کے بجالانے مین مشغول تہا تو ایک
نکتہ ساتہہ الہام الہی کے جمرہ عقبہ کے پاس حضرت کی نہ ٹھہرنے کے باب مین میرے دل پر ظاہر ہوا وہ یہہ ہے کہ نہ ٹھہرنا بعد رمی جمرہ عقبہ کے
اور ترک کرنا دعا کا وہانپر اسلیے تہا کہ جو پہلے دو جمرون مین در ارحم الراحمین پر کھڑے ہوئے اور خدمت کی اور محنت و مشقت اوٹھائی اخیر
مین ساتہہ مغفرت اور عفو کے فائز ہوئے سو اشارہ ہے اس مین رب رحیم سے اور اعلام اور اظہار ہے رسول کریم سے کہ بندہ جب حق خدمت
اور اطاعت کا بجا لایا اور نفس کو بہت ریاضت اور مجاہدہ مین گلایا تو آخر اوسکو آسایش اور رحمت ہے اور بند کلفت او محنت سے آزادی
اور آثار مغفرت اور رحمت سے مطلب پایا ہے اور پہلے روز یہان پر نہ ٹھہرنا بسبب کثرت اعمال کے کہ در پیش رکھتے تہے ہوا ہے حضرت نے
وہان سے چلنے مین جلدی نفرمائی بلکہ تین دن پوری کہ دسوین اور گیارہوین اور بارہوین ہے وہین آپ نے اقامت فرمائی اور کچھہ
دن چڑہے تک تیرہوین تاریخ کو بہی وہین ٹھہرے اور جو کہ عرفہ اس سال روز جمعہ کے واقع ہوا تہا تو وہ تین دن کہ حضرت نے اون مین بیچ
منا کے اقامت کی تہی روز شنبہ اور یکشنبہ اور دوشنبہ کا تہا اور چوتہا دن سہ شنبہ کا تہا اوس دن حضرت نے بعد نماز ظہر کے رمی کی بخلاف
اور دنون گذشتہ کے کہ اون مین ظہر سے قبل کیا کرتے تہے واضح ہو کہ منا سے چلے آنا قبل طلوع فجر تیرہوین تاریخ سے بہی جائز ہے اور بعد
طلوع فجر مذکور کے درست نہین ہے بدون رمی کے بسبب داخل ہونے وقت رمی کے مگر چوتہے دن تیرہوین کو بہی تاخیر کرنی اور بعد رمی
تیرہوین تاریخ کے وہان سے آنا افضل ہے کہ اتباع سنت ہے اور تیرہوین تاریخ رمی زوال سے پہلے کرنا بہی درست ہے ابوحنیفہ کے نزدیک
استحسانا بخلاف صاحبین کے قیاسا اور ایام رمی پر مذہب امام کا ابن عباس سے مروی ہے اور امام احمد سے بہی ایک روایت مین
یہی ہے مگر مرجوح اور راجح بعد زوال کی ہے پھر بعد رمی کرنے کے حضرت وہان سے چلے اور محصب مین اترے اور وہ ایک مکان ہے مکہ
سے باہر اور ابطح بہی اوسکو کہتے ہین اور خیف بنی کنانہ بہی اوسکو کہتے ہین اسلیے کہ ابو رافع غلام حضرت کے جو داروغہ اور گماشتہ اثاث
البیت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کے تہے وہ وہین اوترے تہے اور خیمہ حضرت کا وہین کھڑا کیا تہا اور یہ امر اوسنے
اپنی رای کے موجب کیا تہا اور یہ بات اتفاقی تہی حضرت سے اس باب مین کچھہ ارشاد ثابت نہین ہوا تہا اور علما کا اس مسئلے مین
اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ امر اتفاقی تہا کچھہ حج کے آداب سے نہین ہے اور مذہب ابن عباس کا یہی ہے مگر یہہ کہ بہر حال

حضرت کی اتباع مستحب اور بہتر ہے خلفای راشدین نے بہی اسپر عمل کیا ہی بلکہ عمر فاروق ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا وہین پڑھکر رات کو وہان سے مکہ مین آکر طواف کرتے تھے سو یہی افضل ہی اور جو نکرے تو اوسپر کچہ لازم نہین ہی امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ منجملہ مناسک حج سے ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ ہم کل کو انشاء اللہ تعالی خیف بنی کنانہ مین اوترین گے جہان کفار قریش اور بنی کنانہ نے عہد محکم کیا تہا اور قسم کہائی تہی کہ ہم بنی مطلب سے آمیزش نکرین گے اور بیاہ شادی اون سے نکرین گے جبتک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیوین اور حضرت نے وہان اوترنے سے قصد ظاہر کرنے شعائر اسلام کا کیا جیسا کہ کفار نے اظہار شعائر کفر کا وہان کیا تہا اور روایت ہی حضرت عمر سے کہ فرمایا آپ نے محصب مین اوترنا مناسک سے نہین اور صاحب ایضاح نے کہا ہی کہ صحیح یہی ہی کہ اس مکان مین اوترنا مسنون ہی اسلیے کہ حضرت کا اوترنا یہان پر واسطے ظاہر کرنے کمال صنعت اللہ تعالی کے تہا اور قدرت اوسکی کے کہ دین سبحانہ تعالی آپ کے ساتھ کی تہی بعد اوسکے اب یہ امر سنت ہوگیا جیسے کہ رمل طواف مین واسطے اظہار جلادت اور شجاعت کے مشرکین پر کیا پہر یہ امر سنت ہوگیا پہر حضرت وہان آکر ٹھہرے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو وہین ادا کیا پہر تہوڑی سی رات سوئے پہر سوار ہوکر مکے مین تشریف لیگئے اور طواف وداع کیا یہ طواف غیر مکی لوگوں کے لیے واجب ہے امام ابوحنیفہ اور احمد رحمہما اللہ کے نزدیک اور مذہب صحیح شافعی رحمہ اللہ کا بہی یہی ہے بسبب حدیث مسلم کے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ تہے آدمی کہ جاتے تہے ہر طرف سو فرمایا حضرت نے کہ سفر نکرے کوئی یہان تک کہ آخر عہد اوسکا ہو ساتھہ بیت اللہ کے اور یہہ حدیث صحیح ہے بلکہ بعض نے کہا ہے کہ مشہور ہے سو اگر فوت ہو جاویگا یہہ تو جبر کیا جاویگا یہ ساتھہ دم کے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہہ طواف سنت ہی اسکے ترک سے دم لازم نہین آتا اور اس طواف مین حضرت نے رمل نہین کیا مگر دو رکعت نفل طواف کی پڑہین اسلیے کہ وہ واجبات طواف سے ہے خواہ طواف واجب ہو یا نفل اور امام بخاری رحمہ اللہ نے زہری سے تعلیقا روایت کی ہی کہ کہا اونہون نے کہ طواف نہین کیا ہرگز رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مگر دو رکعت اوسکے بعد پڑہین اور صحابہ کے آثار بہی بہت اس باب مین آئے ہین اور بعض نے کہا کہ فرض نماز جو اوسکے بعد پڑہ لیوے تو وہ بہی کفایت کرتی ہی اس نماز طواف سے مگر مخالف سنت کے ہے اور طواف وداع گو کہ واجب ہے مگر حائض سے ساقط ہی اگر طواف زیارت کر لیا ہی تو صحیحین مین ہی حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی کہا اونہون نے کہ اوسی دن یعنی روز طواف وداع کے صفیہ رضہ کو حیض آیا یہہ خبر حضرت کو ہوئی آپ نے فرمایا کہ روک رکہا ہمکو یعنی اب ہمکو چند روز ٹھہرنا چاہیے کہ وہ پاک ہو جاوی اور طواف وداع کرے پہر آپنے دریافت فرمایا کہ اونہون نے طواف افاضہ یعنی طواف زیارت بہی کیا ہے یا نہین عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ اب کچہ حاجت نہین کہ وہ طواف وداع کرے اور حضرت عائشہ نے جو عمرہ نہین کیا تہا سو عرض کی کہ مین اپنے نفس مین غدغہ پاتی ہون کہ تم تو حج و عمرہ دونون کر کے مراجعت کرو اور مین صرف حج ہی کر کے چلی جاؤن مجھکو اجازت دیجئے مین بہی عمرہ کر لون سو اوسی رات کو آپنے اونکو اجازت دی اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضہ کو جو اونکے بہائی تہے اونکے ہمراہ کر دیا کہ تنعیم سے کہ باہر حد حرم سے ہے اور میقات عمرہ کا اکثر وہی ہے وہان سے جا کر اونہون نے احرام باندہا اور مکے مین آکر عمرہ تمام کیا اور اسوقت تک کچہ رات باقی تہی پہر وہان سے محصب کو آئین آپ نے اونسے پوچہا کہ فارغ ہوگئین اونہون نے عرض کی کہ ہان پہر آپ نے ندا کروائی واسطے کوچ کی پہر سب نے کوچ کیا اور حضرت طواف وداع کو

تشریف لے گئے اور بعد طواف کے جانب اسفل مکہ سے جبل کدا کی طرف سے نزدیک دروازہ شبیکہ سے مدینے کو روانہ ہوئے بخلاف اوس راہ کے کہ اوس سے داخل ہوئے تھے کہ وہ اعلی مکہ کیطرف سے ہے سو نکتہ اس مین یہہ تھا کہ داخل ہونا جانب علو سے واسطے تعظیم مکان اور رفعت شان اوسکے کے ہوتا ہی اور باہر جانا اسفل کی راہ سے بسبب انکے وہ فراق بیت اللہ سے تھا اور کہتے ہین کہ سنت ابراہیم علیہ السلام کی یہی تھی واضح ہو کہ ایک جماعت علما اور فقہا کی اسپر ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جب حج کیا اندر کعبے کے گئے اور جانا اندر کعبے کے حج کی سنتون سے ہے لیکن احادیث اور آثار اسپر دلالت کرتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس سال کے حج مین کعبے کے اندر داخل نہین ہوئی بلکہ فتح مکہ کے سال کہ آٹھوان سال ہجری تھا داخل ہوئی تھی اور صحیحین مین ثابت ہی کہ ابن عمر رض نے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن اونٹنی پر اسامہ کے بیان تک کہ بٹھایا اونٹنی کو صحن حرم مین پھر بلایا عثمان بن طلحہ کو کہ لاوے کنجی کعبہ کی پھر لائی وہ اور کھولا دروازہ کعبے کا پھر داخل ہوئے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کعبے مین اور داخل ہوئے آپکے ساتھ اسامہ اور بلال اور طلحہ رضی اللہ عنہم پھر بند کر دیا انکے داخل ہونے کے بعد دروازہ کعبہ کا بہت دیر تک پھر کھولا پھر سبقت کی مینے سب پر اور جلد پہونچا مین اوپر یعنے جو لوگ داخل ہوئے تھے کعبے کے اندر اون پاس پھر پایا مین نے بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو دروازے پر سو کہا مینے کہان پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ دونون اگلے ستونون کے درمیان کہ کیا ایک ستون کو اپنے بائین طرف اور دو ستونون کو داہنی طرف اور تین ستونون کو اپنی پشت کی پیچھے اور تھا خانہ کعبہ اون ایام مین چھہ ستونون پر کہا ابن عمر رض نے کہ بھول گیا مین اس بات کو کہ پوچھون مین اوس سے کتنی پڑھی نماز حضرت ص نے اور یہ حدیث صریح ہی اس بات مین کہ بیت اللہ مین فتح مکہ کے روز داخل ہوئی تھی اور مروی ہی کہ معاویہ رض نے ابن عمر رض سے پوچھا کہ کہان پڑھی حضرت ص نے نماز کعبے کے اندر کہا اونھون کہ انہی اور دیوار کعبے کے درمیان حضرت صلعم کے دو یا تین ہاتھ کا فرق رکھا اور کہتے ہین کہ جو کوئی چاہی کہ حضرت ص کی قدم بقدم کھڑا ہووے تو اوسکو چاہیے کہ تین ہاتھ کے فاصلے سے دیوار سے کھڑا ہووے اور جو کمتر اس سے فاصلہ ہوگا اوسکے اور دیوار کے درمیان تو اوس شخص کے زانو یا ہاتھ یا موہنہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قدمگاہ مین ہوگا سو چاہیے دروازے سے اندر جب داخل ہو تو کعبے کی دیوار کی طرف سیدہا چلا جاوے اور مقام مذکور پر کھڑا ہو جاوے اور فرمایا حضرت ص نے بعد داخل ہونے کے کہ تحقیق مین داخل ہوا بیت اللہ مین اور دوست رکھتا ہون مین کہ کاشکے نکرتا مین اس کام کو ڈرتا ہون مین کہ مشقت مین ڈالون اپنی امت کو اپنے پیچھے کہ بعد میرے یہ امر مسنون ہو جاویگا اور اوس مین مبتلی رنج اوٹھاوینگے حضرت عایشہ رض فرماتی ہین کہ باہر تشریف لیگئے حضرت میرے پاس سے خوش اور پھر تشریف لائی غمگین ملتفے اس سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو جو اب معلوم ہوا تو مین کعبے مین داخل نہوتا کہ میری امت مشقت مین پڑیگی اور حضرت عایشہ رض نے چاہا کہ کعبے کے اندر جاوین حضرت ص نے فرمایا کہ حجر مین دو رکعت نماز پڑہ لو یہ ایسا ہی ہی کہ جیسے کعبے کے اندر پڑھی اسلیے کہ وہ اصل مین کعبے کے اندر داخل ہے بعد اسکے اوسکی تعمیر سے وہ باہر ہوگئے سو یہ قصہ حضرت عایشہ رض کا بھی دلیل اسپر ہے کہ دخول کعبہ کا سال فتح مکہ مین ہوا اس لیے کہ یہ درخواست اونکی اوسی سال مین ہوئی تھی جیسے کہ آیا ہے کہ کہا اونھون نے کہ نذر مانی تھی مینے کہ جب اللہ تعالی مکے کو اپنے رسول پر فتح کریگا تو اوسکے شکرانہ مین دو رکعت نماز اندر کعبے کے مین ادا کرونگی پھر جب فتح ہوا تب اوسکے ایفا کا حضرت سے مین نے سوال کیا آپنے فرمایا کہ حجر مین پڑہ لو کہ وہ اصل مین بیچ بنای ابراہیم علیہ السلام کے

داخل ہے اور تمہاری قوم نے یعنے قریش نے اسکو باہر کردیا ہے جب کعبے کو تعمیر کیا حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ مینے عرض کی کہ کیون
نہین پھیر دیتے آپ اوسکو اوپر قواعد ابراہیم علیہ السلام کے آپ نے فرمایا کہ اگر نہوتی قوم تیری قریب العہد کفر سے تو البتہ کیا ہوتا مین ایسا
ہی آئی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا حال جدار یعنے حطیم و
کعبے کے وہ بیت اللہ سے ہے یا نہین آپ نے فرمایا ہان یعنی اوسی سے ہے پھر عرض کی مینے کہ کیون نہ داخل کیا قریش نے اوسے بیت
مین آپنے فرمایا کہ تحقیق قوم تمہاری کم ہوا نفقہ یعنی مال حلال انکی پاس ون نون کم تھا پھر عرض کی مینے کہ کیا حال ہے دروازے
اوسکے کا کہ اونچا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم نے کیا کہ جسکو چاہین اندر جانے دین اور جسکو چاہین نجانے دین اگر نہوتی قوم تمہاری قریب
ساتھ عہد جاہلیت کے تو البتہ حکم کرتا مین ساتھ گھر کے یعنے بیت اللہ کے پھر گرایا جاتا وہ پھر داخل کرتا مین اوس مین جو اوس سے نکالا گیا تھا
اور ملا دیتا مین اوسکو ساتھ زمین کے اور کرتا مین اوسکے لیے دو دروازے ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف پھر پہونچاتا اوسکو
اوپر بنای ابراہیم علیہ السلام کے کہتے ہین راوی اس حدیث کے یہی باعث ہوا کہ کیا یہی بات نے عبد اللہ بن زبیر کو گرانے پر بیت اللہ کے کہتے ہین
یزید بن رومان کہ مین حاضر ہوا مین ابن زبیر کے پاس جب اونہون نے گرایا اوسکو اور بنایا اوسکو اور داخل کیا اوس مین حطیم کو کہتے ہین کہ
دیکھا مینے ابراہیم علیہ السلام کی بنا کو کہ وہ پتھر ہے مثل کوہان اونٹونکی کہا جریر نے کہ کہا مینے اوس سے کہان ہے جگہ اوسکی کہا اونہون نے دکھاؤن مین
تجھے اوسکو اب پھر داخل ہوا مین اوسکے ساتھ حطیم مین پھر اشارہ کیا اوس نے طرف ایک مکان کی اور کہا کہ یہ ہے پھر اندازہ کیا مینے اوس کو حطیم سے
چھ ہاتھ یا مثل اوسکے اور تھا ابتدا بنا کا اوسکے سن چونسٹھ ہجری مین اور اتمام ہوا اوسکا پینسٹھ مین اور بنا اوسکی زمین سے برابر کرکے اوٹھائی
تھی اور اختلاف ہے اس مین کہ کل حطیم بیت اللہ سے ہے یا بعض بہر تقدیر اوسکی طرف نماز پڑھنا درست نہین اسطرح سے کہ استقبال قبلہ کا نہو
کیونکہ حدیثین اوسکی ثبوت بیتیت مین آحاد ہین اور وہ فائدہ ظن کا دیتے ہین اور یہی مذہب ہے حنفیہ و مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے رافعی
اور نووی نے کذا فی العینی شرح البخاری توضح ہو کہ بخاری و مسلم نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ خبر دی مجھے
اسامہ رض نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کعبے مین داخل ہوئے تو دعا کی سب طرف کعبے مین اور نہ پڑھی نماز جبتک کہ باہر آئے پھر جب باہر آئے
تو سامنے دروازے کعبے کے نماز پڑھی اور فرمایا هذه القبلة اور ابن عمر رض نے کہا کہ کہا مجھ سے بلال رض نے کہ پڑھی نماز حضرت نے کعبے مین جیسا
کہ بیان ہو چکا ہے اور اسامہ رض سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی حضرت نے اندر کعبے کے اور تطبیق ان دونون حدیثون
مین بموجب قول امام احمد و طبرانی کے یون ہے کہ اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے جہان کہین کہ اثبات نماز کا کیا ہے وہان پر اعتماد کیا ہے
اپنے غیر پر یعنی بموجب علم اپنے غیر کے ثبوت کیا ہے اور جہان کہین کہ نفی کی ہے وہان اعتماد کیا ہے اپنے علم پر سو حاصل ہوگا یہ ہے کہ کہا
جاوے کہ کہا اونہون نے کہتے ہین نماز پڑھی مگر مینے نہین دیکھا سو کچھ تناقض اسمین نہین ہے امام نووی نے کہا کہ اجماع کیا ہے اہل حدیث
نے اوپر اخذ کرنے روایت بلال رض کے اسلیے کہ وہ مثبت ہے یعنے ثابت کرنے والا ہے خبر کو اور خبر مثبت مقدم ہوتی ہے خبر نافی پر اسلیے کہ
اثبات مین زیادتی علم کی ہے کہ نفی مین نہین ہے یعنی ثابت کرنے والا زیادہ خبردار ہے نفی کرنے والے سے اور کھڑے ہوئے حضرت
ملتزم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت کو مینے دیکھا کہ درمیان رکن اسود یعنی حجر اسود اور کعبے کے دروازے کے

درمیان کھڑے ہوئے اور سوکھا اور جانب کو دیوار کعبہ پر رکھا اور دونوں ہاتھ اور دونوں مونڈھے اپنے دیوار کعبے پر پھیلائے احتمال رکھتا ہے کہ یہ امر فتح مکہ اور حجۃ الوداع دونوں میں واقع ہوا اسلیے مجاہد اور شافعی اور ایک جماعت علماء اعلام سے کہتے ہیں کہ مستحب یہی ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم میں کھڑا ہوا اور دعا کرے اسلیے کہ کسی نے اس مقام پر حضرت رب العزت سے کوئی حاجت نہیں مانگی مگر کہ حاجت اوسکی پوری ہوئی پھر حضرت نے نماز صبح کی حرم میں کعبے کے پاس پڑھی اور اوس میں سورۂ والطور پڑھی پھر مدینے کی طرف روانہ ہوئے اور مستحب ہے کہ وقت وداع کے زمزم پر جاوے اور خوب پیٹ بھر کر پیئے کہ حضرت نے بھی ایسا ہی کیا ہے کہ اپنے ہاتھ سے ڈول نکال کر اوس میں سے پیا اور باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا اور چاہیے کہ وداع کے وقت اولٹے پاؤں پھرے حسرت کرتے ہوئے اور جب حضرت ذوالحلیفہ میں پہونچے تو رات کو وہیں رہے صبح کو طرف مدینے کے روانہ ہوئے اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت یہاں قصدًا اوترے تھے یا اتفاقًا صحیح یہی ہے کہ اوترنا قصدًا تھا اسلیے کہ آپ کی عادت شریف سفر سے مدینے میں داخل ہونے کی چاشت کے وقت کی تھی اور رات کو گھر میں داخل ہونے سے منع فرماتے تھے اور دوست رکھتے تھے کہ مسافر پہلے اپنے داخل ہونے سے گھر میں خبر کر دے کہ گھر والی سامان اور طیاری اوسکے آنے کی کریں پھر جب آپ نے مدینے کو دیکھا تو بسبب عظمت الٰہی اور ظہور آثار قدرت غیر متناہی جل و علا شانہ کے اور ملاحظہ کرتے انوار اور اسرار اوس بلدۂ طیبہ کے اور بسبب بزرگی اوس مکان عالیشان کے تین بار تکبیر کہی پھر بموجب سنت مستمرہ اپنی کے عظمت اور بزرگی خداوند تعالیٰ شانہ کے ساتھ ان لفظوں کے ادا کی لا

الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون

صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ پھر مدینے میں داخل ہوئے یہ سب ذکر خلاصہ صراط المستقیم شرح سفر السعادت اور مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب وغیرہ سے کر کے لکھا گیا ہے انتہی اور جب حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکے سے آتے ہوئے منزل

خم غدیر میں کہ نواحی جحفہ سے ہے پہونچے تب خطبہ پڑھا مخاطب ہو کر لوگوں کی طرف اور ارشاد کیا الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم یعنی کیا نہیں جانتے ہو تم کہ میں نزدیک زیادہ اور دوست زیادہ ہوں ساتھ مومنوں کے اونکی جانوں سے انتہی اور قرآن شریف میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے کہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم یعنی نبی اولی ہے ساتھ مومنوں کے جانوں اون کی سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ لفظ یعنی الستم الخ آپ نے تین بار فرمایا واضح ہو کہ حضرت نے جو فرمایا میں اولی ہوں مومنوں کے نفسوں سے معنی یہ ہیں کہ میں حکم نہیں کرتا ہوں مومنوں کو مگر اسی کام کا جس میں اونکی صلاح اور نجات اور خیریت ہوتی ہے دنیا اور آخرت میں بخلاف نفس انکے کہ کبھی شر و فساد کا بھی حکم کرتے ہیں پھر سب صحابہ نے کہا بلیٰ یعنی ہاں کیوں نہیں ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گویا مجھے اوس عالم کو بلایا ہے اور میں نے قبول کر لیا ہے خبردار ہو کہ میں تم میں دو امر بڑے چھوڑے جاتا ہوں اور وہ ایک دوسرے سے بڑا ہے ایک تو قرآن اور دوسری اہل بیت اپنی واضح ہو کہ بیت تین ہوتے ہیں بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبد المطلب کی حضرت کے اہل بیت ہیں نسب کی جہت سے اور جد قریب کی اولاد کو بیت کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ فلانے کا گھر بڑا ہے اور حضرت کی ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں اور اطلاق اہل بیت کا مرد کی عورتوں پر بہت خاص اور بہت مشہور ہے عرف اور عادت میں اور اولاد حضرت کی اہل بیت ولادت ہیں اور سب اولاد آپکی آپس میں افضل ہیں مگر علی اور حسنین رضی اللہ عنہم بسبب زیادتی بزرگی کے

مخصوص اور ممتاز ہین کذا فی مظاہر الحق اور فرمایا خبردار ہو اور احتیاط کرو کہ بعد میرے ان دو امرون سے کیونکر سلوک کرتے ہو اور رعایت اونکی حقوق کی کیونکر بجا لاتے ہو یعنی تامل اور تفکر کرو کہ کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم میری کتاب اور اہل بیت مین آیا خلف صدق ہوتی ہو یا برخلاف یہ کہ سوچو کہ کیسا معاملہ کرتے ہو اور تمسک کرتے ہو ساتہہ اونکے بعد میرے اچھا یا برا کذا فی مظاہر الحق عن المرقاۃ و اشعۃ اللمعات اور وہی دونون امر بعد میرے ایک دوسرے سے جدا نہونگے جبتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین یعنی موقف قیامت مین یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہین ہون گے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور جسنے اعانت اونکے حقوق کی کی ہو اونکے شکر ادا کرینگے آنحضرت سے پس اسوقت آنحضرت مکافات کرینگے اوس سے یعنی اونکے بدلے مین سلوک اور احسان کرینگے اور اللہ تعالیٰ جزا کامل عطا فرماویگا اور جسنے ضایع کیا اونکی حقوق کو اور کفران نعمت کی اونکے ساتہہ معاملہ برعکس اسکے ہوگا اور اس تاویل پر اچہا ہوا موقع حضرت کے قول کا کذا فی مظاہر الحق عن اشعۃ اللمعات والمرقات پہر فرمایا کہ خدای تعالیٰ مولیٰ میرا ہے اور مین مولیٰ سب مومنون کا ہون پہر آپ نے حضرت علی کا ہاتہہ پکڑ کر فرمایا اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنے خداوندا جسکا مین مولیٰ ہون اوس کا علی مولیٰ ہے اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی خداوندا دوست رکہہ تو اوس کو جو دوست رکہے علی کو اور دشمن رکہہ تو اوسکو جو دشمن رکہے اوسکو وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور مدد کر اوس کی جو مدد کرے اوس کی اور نہ مدد کر اوسکی جو نہ مدد کرے اوسکی وادر الحق معہ حیث دار اور پہیر حق کو ساتہہ علی کے جسطرف وہ پہیرے مروی ہے کہ پہر ملاقات کی علی کرم اللہ وجہہ سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ پسندیدہ اور خوش ہوا ہی بیٹے ابی طالب کے کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اور ہوگئے تم مولیٰ ہر مرد اور عورت کے روایت کیا اسکو امام احمد نے براء بن عازب سے اور زید بن ارقم سے فقیر کہتا ہے کہ ان حدیثون سے کمال بزرگی و عظمت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوئی اور رغبت دلائی حضرت نے لوگون کو اونکی محبت اور دوستی پر اور بچنے سے اونکی دشمنی سے جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہے کہ دوست نہین رکہتا علی رضی اللہ عنہ کو مگر مومن اور دشمن نہین رکہتا ہے اونکو مگر منافق

نظم

رہا ز بہر امی سر دین خویش تاجی ساز
ز تیغ لفظ نبی زخم عاد من عاداہ

ز خاک پای جوان مرد وال من والاہ
گواہ پاکی اصلت ولای سیرے دان

ز دل عداوت او دور دار تا نخوری
کہ بر کمال معالیش ہل اتی است گواہ

مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ عقائد اہل سنت وجماعت سے ہے **مسئلہ** تفضیل الشیخین وحب الختنین ومسح الخفین والصلوۃ علی الجنازتین والاقتدی بالامامین کا بخلاف روافض کے کہ وہی ان سب کا انکار کرتے ہین **ترجمہ** بزرگی دینا حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کو ختنین پر اور محبت رکہنا دونون داما دون سے کہ حضرت عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہین اور مسح کرنا دونون موزون پر سفر اور حضر مین اور نماز جنازہ پڑہنا نیک وبد پر اور نماز پڑہنا پیچہے نیک وبد کے اہل قبلہ سے جبتک فعل فسق وبدعت اوسکی کا حد کفر کو نہ پہونچا ہو **واضح** ہو کہ اس حدیث سے کمال فضیلت اور کرامت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ثابت ہے مگر یہ دال ہونے اسکے کے امر خلافت اور امامت اونکے کے نزدیک اہل سنت کے کلام ہے اور روافض نے تمسک کیا ہے اسکے نص قطعی ہونے پر اوپر امامت علی کے کہ یہ فرمانا حضرت کا سب صحابہ کے سامنے

کہ الستُ اولی بکم الخ اور مبالغہ کرنا انکے حق مین اور دعا کرنی انکے لیے اسقدر دلیل قطعی ہے اون کی امامت پر اس لیے کہ جمع کرنی صحابہ کی اور بیان بزرگی اونکی اور تعبیر کرنی ساتھہ لفظ مولی کے اوس مجمع مین کچھہ حاجت تھی کہ سبھی اونکو جانتے تھے مگر اسلیے کہ امر امامت اونکی کا منصوص ہوجاوی اور یہ حدیث صحیح ہی روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور نسائی اور ایک جماعت کثیر نے اور طرق اسکے بہت ہین اور روایت کیا ایک جماعت کثیر نے صحابہ سے اور گواہی دی ہی ساتھہ اس امر کے اون پر جسبکہ اونپر جھگڑا کیا گیا امر خلافت مین اونکے اور بہت سی اسکی سندین صحیح اور حسن ہین اور جس نے اس کی صحت مین کلام کیا ہی اوسکے قول پر کچھہ التفات نہین ہی اور نہ اوسکا قول اس مین معتبر ہے جس نے کہا ہے کہ جملہ وال من والاہ کا موضوع ہی اسلیے کہ یہ جملہ وارد ہے طرق متعددہ سے کہ تصحیح کی ہی اسکی ذہبی وغیرہ نے کذا فی الصواعق المحرقہ کہتا ہی صاحب صواعق محرقہ کہ ہم شیعہ سے بطریق الزام کے کہتے ہین کہ انکا اتفاق ہی اوسپر کہ اعتبار تواتر رود لیل امامت کا ہی کہ کہتے ہین کہ جبتک حدیث متواتر نہو امامت کی صحت پر دلیل نہین ہوسکتی ہی اور یقین ہی کہ یہہ حدیث متواتر نہین ہے باوجود خلاف کے اوسکی صحت مین گو کہ وہ خلاف مردود ہی اور اگرچہ طعن کرنے والی اس مین بعض ائمہ حدیث اور عدول اون کے ہین کہ اس امر مین مرجع ہین مانند ابی داود سجستانی اور ابی حاتم مروزی وغیرہما کے اور اگرچہ روایت نہین کیا اسکو اہل حفظ و اتقان نے کہ طلب حدیث مین اونھون نے شہرون کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے اور یہہ اگرچہ مخل صحت حدیث کو نہین ہی مگر دعوی تواتر کا اسکے مثل مین کرنا نہایت تعجب ہے اور اونھون نے شرط کیا ہی حدیث تواتر کو امامت کے امر مین اور اہل سنت والجماعت اون کے جواب مین کہتے ہین کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین اسکو کہ لفظ مولی کا یہان اس حدیث مین حاکم اور والی کے معنی مین ہے بلکہ یہان ناصر اور محبوب کے معنی مین ہے اور لفظ مولی کا مشترک ہی کئی معنون مین کہ صاحب اور غلام اور والی اور ناصر اور محبوب کو کہتے ہین اور معین کرنا ان معنون سے کسی ایک معنی کا بدون کسی دلیل کے کچھہ اعتبار نہین رکھتا سو ہم اہل سنت والجماعت اور شیعہ متفق اور معتقد ہین صحت ارادہ ناصر اور محبوب پر کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہمارے سید اور ہمارے ناصر اور محبوب ہین اور سیاق حدیث کا بھی اسی کو مقتضی ہی اور ہونا مولی کا بمعنی امام کے لغت اور شرع مین معلوم اور معہود نہین ہی اور کسی نے ائمہ فن لغت سے مفعل کو ساتھہ معنی فعیل کے ذکر نہین کیا ہی کہا جاتا ہی کہ یہ چیز اولی ہی فلانی سے یہ نہین کہتے ہین کہ مولی ہی فلانے سے سو غرض تخصیص کرنے سے سوالات پر آنحضرت صلعم کی تنبیہ ہی اون کے بغض و عداوت سے پرہیز کرنے پر اور تخصیص اور تاکید ہے مزید شرف پر اونکے اسلیے حضرت نے تصدیر فرمایا اپنے قول کو ساتھہ الستُ اولی بالمؤمنین من انفسہم کے اور جملہ دعائیہ بھی جو آخر اس حدیث کے ہے اسلیے ہے اور بعض طرق حدیث مین ذکر اہل بیت کا عموماً اور ذکر حضرت علی رض کا خصوصاً آیا ہی جیسے کہ طبرانی وغیرہ نے ساتھہ سند صحیح کے نقل کیا ہی سو یہ دلالت کرتی ہی اسپر کہ یہ ارشاد حضرت صلعم کا رغبت دلانی اور تاکید کرنی محبت انکی کو تھا اور یہی مروی ہی کہ سبب ورود اس حدیث کا یہ ہی کہ بعض صحابہ یمن مین ہمراہ حضرت علی رض کے گئے تھی اور کچھہ شکایت انسے رکھتے تھے اور بعض امور مین اونپر انکار کرتے تھے جیسے کہ قصہ بریدہ اسلمی کا کہ ذکر اسکا سریہ علی رض مین اوپر ہوچکا ہی اور صحیح بخاری مین بھی یہ بیان ہی اور ذہبی نے بھی اسکی

تسبیح کی پہر چہرہ مبارک حضرت کا اوس سے متغیر ہوگیا اور فرمایا الست اولی بالمؤمنین من انفسہم الحدیث اور صحابہ کو
جمع کرکے اس بات پر تاکید کی سو کہا بر بندہ نے کہ ہوگئے علی رض سب سے زیادہ دوست میری اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ مولی بمعنی اولی
کے ہے تو بہی کیونکر لازم آوے کہ مراد اولی سے ساتہہ امامت کے ہے بلکہ مراد اولی تقرب و اتباع ہے جیساکہ قرآن مجید مین فرمایا ہے
ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ یعنی بیشک اولی آدمیون کے ساتہہ ابراہیم کے وہی لوگ ہین کہ اتباع کی اونہون نے
اوسکی سو کوئی دلیل قاطع بلکہ ظاہر بہی اسکی نفی کے احتمال پر اور اوس کے اثبات پر نہین کہتے ہین اور اوپر تقدیر تسلیم کے ساتہہ مراد ہونے
اولی بامامت کے یہی دلیل نہین ہے اوپر امامت فی الحال کے بلکہ مراد امامت مآل اور وقت بیعت کرنے لوگون کے اوسکے امامت پر ہے
بعد ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماعًا کہ علی رضی اللہ عنہ بہی اوس اجماع مین داخل ہین اور بہت خبرون کے قرائن اسپر
مصرح ہین اور کیونکر یہ نص امامت فی الحال پر ہوسکے حالانکہ حجت نلائے حضرت علی اور نہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور نکوئی غیر
اون کے اسکو اسکی حاجت کے وقت بلکہ حجت لائے حضرت علی رض اسکو اپنی خلافت کے وقت اور حیث بنا حضرت علی رض کا اوسکی احتیاج
کے وقت اوس سے ایام خلافت ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم مین نص ہے اس امر پر کہ اس حدیث مین نص ہے اسپر کہ خلافت اونکی بعد
وفات حضرت کے ہوگی کسی زمانے مین سو وہ متحقق ہوئی بعد خلافت ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور کیونکر یہ نص ہوسکے امر
امامت پر اسلیے کہ ثابت ہے ساتہہ سند صحیح کے حضرت علی رض سے لوگون نے پوچہا کہ یہ جو لڑائیان آپ سے ظہور مین آئین یعنی بعد وفات خلفائے ثلاثہ کے یہ امر منصوص
ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ہمین کوئی نص فرما دی ہے یا امر اجتہادی کہ اپنی اجتہاد اور رائے سے یہ کیا آپنے فرمایا کہ ہمین کوئی نص
نہین ہے مگر جو زمانہ سابق مین امور دین کا منتظم اور متنسق تہا اور اسباب اجرائے احکام دین کے مربوط اور منضبط تہی تو کچہ اوس سے ہمنے تعرض نکیا اور اوسپر راضی رہے
پہر اب جو ہمنے دیکہا کہ کارخانہ دین کا بند و بست سی نہرہا تو بموجب الدین النصیحۃ کے اور بلحاظ تقویت دین متین کے مجال صبر و تامل کی نرہی اور اوسکی بندوبست
مستعد ہوا واللہ اعلم بالصواب اور صحیح بخاری وغیرہ مین آیا ہے کہ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما ایک دن ایام مرض موت حضرت مین آپ کے
پاس سے باہر نکلے اور عباس رض نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ درخواست کرو حضرت سے حکومت کو اگر ہماری ہین یہ امر ہو تو حضرت
ہی سے ہمکو آگاہی ہوجاوے حضرت علی رض نے کہا کہ مین نہین درخواست کرتا ڈرتا ہون کہ درخواست کرون اور وہ نہ دین آخر حدیث تک
سو اگر یہ حدیث مذکور غدیر خم کی حجت نص امامت کی تہی تو پہر کیا حاجت تہی حضرت سے اس امر مین درخواست کرنے کی اور پوچہنے
اور دریافت کرنے کی اور کہنے حضرت عباس رض کی کہ یہ امر ہم مین ہو تو ہم اوسکو حضرت سے معلوم کرلین باوجود قریب ہونے اس قصہ
غدیر خم کے مرض موت حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ کمال بعد درمیان دونون وقتون کے دو مہینے سے زیادہ
نہوگا اور تجویز کرنا نسیان کا سب صحابہ پر جو اوس وقت حاضر تہے اور چہپانا اونکا اوسکو باوجود علم کے یہ اوس قسم سے ہے کہ اسکو عقل
نہین تجویز کرتی اور بعد اوس واقعہ روز غدیر خم کے حضرت نے خطبہ پڑہا اور اوسمین حق خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہما کا آشکارا کیا اور فرمایا انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر یعنی تحقیق مین نہین
جانتا ہون کہ کتنی ہے زندگانی میری درمیان تمہارے یعنی کم ہے یا زیادہ سو پیروی کرو دو شخصون کی کہ بعد میرے ہین یعنی دونون

خلیفہ میرے ہونگے کہ وہی ابو بکر اور عمر ہین انتہی اور ظاہر و ثابت ہے کہ حضرت نے اہل بیت کی مودت اور محبت پر رغبت دلائی ہے
او محبت اور خلافت مین فرق ظاہر ہے اور وہ جو شیعہ کہتے ہین کہ صحابہ یہ نص جانتے تھے مگر اتباع اسکی نکی اور عناد اسکے ہونے
او ظلم اور عناد سے ساتھ حضرت علی رض کے پیش آئے اور حضرت ممدوح نے جو ترک طلب اور احتجاج کا کیا تو یہ تقیہ سے تہا سوجہ
اسکا یہ ہے کہ یہ محض جہوٹ اور بہتان ہے اسلئے کہ علی مرتضی شیر خدا کمال قوت اور شجاعت بے اندازہ رکہتے تہے جیسا کہ نص
حضرت سے سنا ہوا اور یہ ساتہ اسکے حجت نہ پکڑی اور جو ابو بکر رض نے جب حجت پکڑی امر خلافت پر ساتہ حدیث الائمۃ من
قریش کی تو اوسوقت کیون نکہا سب صحابہ نے کہ ہان ایسی ہے مگر نص بالخصوص وارد ہے علی مرتضی رض کی شان مین تمکو ساتہ
اسکے تمسک کرنا مفید نہین ہے بیہقی امام ابو حنیفہ رح سے لائے ہین کہ کہا اونہون نے کہ اصل عقیدہ روافض کا تضلیل ہے اور وے
قائل ہین تکفیر صحابہ کے اور کہتے ہین کہ سوای چند تن کے سب صحابہ کافر ہے ہین نعوذ باللہ من سوء ہذا الفہم اور قاضی
ابو بکر باقلانی نے کہا کہ جسطرف روافض گئے ہین اوس مین بالکلیہ ابطال اسلام کا ہے اسلیے کہ جب عادت صحابہ کی چھپانا نصوص کا
ہوا اور ظلم اور بہتان اور کذب اور خیانت ابتدا اسلام مین ساتہ غرض نفسانی کے اون سے واقع ہوا تو پھر جو کچھ احادیث و آثار
انسے مروی ہوئی ہین وہ بہی سب باطل ہوئے بلکہ یہ نقصان راجع ہوتا ہے طرف شان حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے کہ
صحبت مین حضرت کی ایسے لوگ نکلے اور یہی لازم آتا ہے ناقص ہونا شان مرتضی علی رض کا کہ باوجود واقف ہونے کے نص پر حضرت رسول خدا
صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے پھر اونہون نے طلب اور اظہار حق مین تقصیر اور سستی کی اور باطل کی تائید کی اسکو سمجھنا چاہیے کذا فی
مدارج النبوۃ من صواعق المحرقۃ تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ اس عبارت سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فرض
ہے مثل محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے اور دشمنی اون کی حرام ہے مثل دشمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے
اور یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا اور مطابق اور موافق ہے مذہب اہل بیت کو ابو نعیم حسن مثنی ابن حسن السبط رضی اللہ عنہما
سے لایا ہے کہ اون سے لوگون نے پوچہا کہ حدیث من کنت مولاہ کیا نص ہے حضرت علی رض کی خلافت پر اونہون نے فرمایا کہ اگر حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم ساتہ اسکے ارادہ خلافت کا کرتے تو مسلمانون کے سمجہنے کو واضح کر کے بیان فرماتے اسلیے کہ حضرت م افصح
الناس اور واضح ترین بولنے والون کے تہے تو ضرور تہا کہ فرماتے یا ایہا الناس ہذا والی امری والقائم علیکم بعدی
فاسمعوا واطیعوا یعنی ای لوگو یہ والی میرے امر کا اور قائم مقام تمپر بعد میرے ہے سو سنو تم اوسکے امر کو اور اطاعت کرو
اوسکی انتہی پہر کہا اونہون نے قسم ہے خدا کی جو خدا اور رسول اوسکا علی رض کو اس کام کے لیے اختیار کرتا اور علی رض امتثال
اوسکا نکرتے اور اوس کام مین پیش قدمی نکرتے تو ضرور بسبب ترک کرنے امتثال فرمان الٰہی اور حضرت رسالت پناہی کی
بڑے خطاوار لوگون مین ہوتے ایک آدمی نے کہا کہ کیا نہین کہا ہے حضرت م نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ حسن رضی اللہ عنہ
نے فرمایا آگاہ ہو قسم ہے خدا کی اگر ارادہ کرتے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم خلافت کا تو البتہ واضح کہتے اور تصریح فرماتے
جیسے کہ نماز اور زکوۃ پر کیا اور فرماتے یا ایہا الناس ان علیا والی امرکم من بعدی والقائم فی الناس بامری انتہی

اور اسی دسوین سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی رضہ کو ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع کے پاس کہ ایک بادشاہون طائف سے تہا بہیجا اور وہ دعوی خدائی کا کرتا تہا اور بہت لوگ اوسپر ایمان لائے اور مطیع اوسکے ہوئے تہے منقول ہے کہ جریر رضہ ہنوز اوسکے پاس سے نہین پہرے تہے کہ اودہر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور ذوالکلاع حضرت عمر فاروق رضہ کے عہد خلافت تک حالت کفر پر تہا پہر آپکے زمان خلافت مین مدینہ مین آیا اور اوسکے ساتھ اٹھارہ ہزار غلام تہے پہر وہ سب غلامون سمیت اسلام لایا اور چار ہزار غلام اون مین سے آزاد کر دئے حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اے ذوالکلاع وہ غلام جو تو نے نہین آزاد کیے ہین مجہی سب میرے ہاتہہ بیچ ڈال تہائی قیمت تو مین نقد دونگا اور تہائی ملک مین پر اور تہائی ملک شام پر لکہہ دونگا اوسنے کہا آج مجہکو مہلت دو مین اس مین فکر کر لون پہر جب وہ اپنی منزل پر گیا تب اوسنے اون سب غلامون کو آزاد کر دیا پہر حضرت امیر المومنین عمر رضہ کے پاس آکر حاضر ہوا آپ نے پوچہا کہ تیرے غلامی نے کیا قرار پکڑا اوسنے عرض کی کہ جو بات میری اور اون کے حق مین بہتر تہی اوسپر اللہ تعالی نے مجہکو اختیار دیا آپنے پوچہا وہ کیا اوسنے کہا کہ اون سب کو واسطے رضامندی اللہ تعالی کی مینے آزاد کر دیا حضرت عمر رضہ نے اوسکی تحسین کی اور شاباشی دی پہر اوسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین ایک بہت بڑا گناہ مجہہ سے ہوا ہے مین گمان نہین کرتا ہون کہ حق تعالی وہ مجہہ سے معاف فرماوے آپ نے پوچہا وہ کون سا گناہ ہے کہا کہ ایک دن مینے اپنے تئین اون لوگون سے جو مجہکو پوجتے تہے پوشیدہ کیا پہر ایک مکان بلند سے مینے اپنے تئین اونپر ظاہر کیا جب اونہون نے مجہے دیکہا تو قریب تین لاکہہ کے آدمیون نے مجہے سجدہ کیا حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ توبہ کرنا اخلاص دل سے اور باز رہنا اوس سے ساتہہ قصد نکرنے اوس گناہ کے اور اکہیڑنا دل سے اوسکی لذت کو سبب امیدواری کا ہے ساتہہ مغفرت اللہ تعالی کے گوکہ وہ گناہ کتنا ہی بڑا ہو علوان بن داؤد رضہ روایت کرتے ہین ایک آدمی ہی قوم اپنے سے کہ اوسنے کہا کہ ایام جاہلیت مین میری قوم نے کچہہ تحفہ دیکر مجہکو ذوالکلاع کے پاس بہیجا مین ایک برس اوسکے قصر کے حوالی مین رہا کیا اور ملاقات اوس سے نہوئی بعد اسکے دیکہا مینے کہ وہ اپنے محل کے کوٹہے پر سے ظاہر ہوا پہر اوسکی قوم کے سب آدمیون نے اوسکو سجدہ کیا پہر بعد ایک مدت کے مینے اوسکو دیکہا کہ وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اپنی سلطنت کو چہوڑ دیا تہا اور ایک درم گوشت خرید کر اپنے گہوڑے سے باندہ رکہا تہا اور یہ اشعار پڑہتا تہا نظم ان للدنیا اذا کانت کذا + انا منہا کل یوم فی اذی + یعنی تف ہے دنیا کو جبکہ ہے وہ ایسی مین ہر دن اوس سے بے چینی مین ہون + ولقد کنت اذا قیل ومن + انعم الناس معاشا قیل ذا + اور بیشک تہا مین جبکہ کہا جاتا تہا کہ اور کون ہے بڑا مالدار لوگون کا تو کہا جاتا تہا یہ یعنے میری طرف اشارہ کیا جاتا تہا کہ یہ بڑا آدمی ہے +

ثم بدلت بعیشی شقوۃ	حبذا ہذا الشقاء حبذا	پہر بدل ڈالا مینے اپنے عیش کو خواری سے
کیا خوب ہے یہ خواری کیا خوب ہے	نظم چنین کردند اصحاب ولایت	ز لفظ جعفر صادق روایت
کہ ویرانی است این دنیای غدار	وزان ویران ترست آن دل بصد بار	کہ او معموری دنیا گزیند
کہ تا بر مسند دنیا نشیند	ولیکن ہست عقبی جای معمور	وزان معمورتر آن دل کہ از نور

خواہد جنۃ المتقی در عمارت | شو دقانع و بدہ دنیا بنارت | کذا فی روضۃ الاحباب ابیات

حال دنیا را چو پرسیدم من از فرزانہ
گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانہ

حال آنکس را بپرسیدم کہ دل دروی ببست
گفت یا خوابست یا بادست یا افسانہ

ہر لئیمی ناسزائی ترک دنیا کی کند
شیر مردی باید و دریا دلی مردانہ

مدارج النبوۃ مین ہے کہ صحاح جوہری مین ذوالکلاع کو ملوک یمن سے لکہا ہے اور قاموس مین ہے ذوالکلاع الاکبر یزید بن النعمان والاصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو بن یعفر بن ذی الکلاع الاکبر وہما من اذواء الیمن والتکلع التحالف والتجمع سمی ذوالکلاع الاصغر لان حمیر تکلعوا علی یدہ ای تجمعوا الا قبلتین ہوازن وجرار فانہما تکلعتا علی ذی الکلاع الاکبر یعنی ذوالکلاع اکبر یزید بن نعمان ہے اور ذوالکلاع اصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو بن ذی الکلاع اکبر ہے اور یہ دونون گوشون مین سے تہے یعنے قصبای ملک یمن سے تہے اور معنی تکلع کے تحالف اور جمع ہونے کے ہین اور وجہ تسمیہ ذوالکلاع اصغر کا یہ ہے کہ بتحقیق قبیلہ حمیر نے اجتماع کیا اوسکے ہاتہہ پر سوای دو قبیلون ہوازن اور جرار کے کہ اونہون نے اجتماع کیا تہا ذوالکلاع اکبر پر انتہی اور یہ ساتوان بادشاہ ہے بادشاہون مین سے اور ایک ملوک تبع مین سے اور یہ لقب اوسکا ہوتا ہے جسکے زیر فرمان حمیر اور حضرموت ہو حمیر اور بروزن درہم کے ایک موضع ہے طرف غرب صنعار یمن کے اور صنعاء دار السلطنت یمن کا ہے اور حضرموت نام ایک شہر کا ہے اور حمیر اور حضرموت نام دو قبیلون کا بہی ہے کذا فی القاموس والمنتخب اور مروی ہے کہ دورہ کیا تبع حمیری نے شہرون کا ساتہہ لشکر کے اور بنا کیا اوس نے شہر حمیر کو اور سمرقند کو اور بعضون نے کہا کہ ویران کیا اوس نے سمرقند کو اور یہ تبع مومن تہا اور قوم اس کی کافر تہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کہ نہین جانتا ہون کہ تبع پیغمبر تہا یا نہین اور ملوک یمن کو تبع و تبابعہ کہتے ہین کذا فی مدارج النبوۃ تفسیر ارک مین ہے کہ وہ یعنی تبع یمن کا بادشاہ تہا خود سلام لایا اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی وہ نہ مسلمان ہوئے انتہی جذب القلوب مین ہے کہ مورخین لائے ہین کہ جب تبع واسطے فتح کرنے بلاد مشرقیہ کے نکلا تو گذر اوسکا مدینہ منورہ مین ہوا اور سنے اپنے بیٹے کو وہان کا حاکم کیا اور آپ طرف شام اور عراق کے متوجہ ہوا بعد اوسکے مدینے والون نے اوسکے بیٹے کو کسی فریب سے مارڈالا یہ حال سنکر تبع واسطے انتقام کے مدینے پر چڑہا اور بڑی جنگ وجدال ہوئی گہوڑا اوس کا عین لڑائی مین مارا گیا اوس نے قسم کہائی کہ جبتک اس شہر کو خراب نکرونگا یہان سے نجاؤنگا سو بعضے علمای یہود نے اوسکے پاس جاکر عرض کی کہ یہ شہر محفوظ ہے ساتہہ حفظ الہی کے کوئی اسکو خراب نکریگا ہمنے اپنی کتاب مین اسکے اوصاف حمیدہ پڑہے ہین اور نام اسکا طیبہ ہے اور یہ دار الہجرۃ ہے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ اولاد اسمعیل علیہ السلام سے ہوگا تو اسکی خرابی کے درپے نہو اور اس خیال فاسد سے درگذر یہ سنکر تبع اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اور ہمراہ علماء یہود کے متوجہ یمن کا ہوا اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیات والصلوات کے فضائل اور کمالات اون سے سنکر حضرت سے اوسکو محبت پیدا ہوئی اور ایک مکان وہان آپکے لیے بنوایا اور چارسو علماء توریت اوسکے ہمراہ تہے وہی سب اوسکی رفاقت چہوڑکر ساتہہ آرزوی حصول سعادت صحبت نبی آخر الزمان کے مدینے مین اقامت گزین ہوئے

تبع نے ہر ایک کو ایک ایک مکان بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی ہر ایک کو عنایت کی اور بہت سا مال ہر ایک کو دیا اور ایک نامہ لکہا اوس مین اپنے اسلام لانے کی شہادت لکہی جو اشعار اوس نامے مین مرقوم تہے اون مین سے یہ بہی شعر شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم یعنی گواہی دیتا ہون مین احمد پر کہ بیشک وہ رسول اللہ کا ہے ایسا اللہ کہ پیدا کرنے والا ہے جانون کا فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ وابن عم یس اگر دراز ہوئے عمر میری اوسکے زمانے تک تو البتہ ہونگا مین وزیر اوسکا اور ابن عم اوسکا یعنی بہائی اوسکا مراد ابن عم سے معاون اور حامی ہے اور اوس خط پر اپنی مہر کرکے جو اوس جماعت مین سردار تہا اوسکو سپرد کیا اور کہدیا کہ اگر تو نبی آخر الزمان کو پاوے تو یہ نامہ اونکو دینا والا اپنی اولاد کو دینا اور کہدینا کہ جو اون کا زمانہ پاوے وہ یہ نامہ پہونچا دیوے اور ایک مکان حضرت کے لیے بنوا دیا کہ وقت تشریف لانے کے اوس مین اوترین اور ایک عالم کو اوس مکان کا ستلی کیا ابو ایوب انصاری اوسی کی اولاد مین ہین کہ حضرت نے مکے سے جاکر اونہین کے گہر مین نزول فرمایا تہا اور اہل مدینہ جسنے حضرت کی امانت اور خیر خواہی کی وہی لوگ انہین علما کی اولاد مین تہے اور نامہ تبع کا حضرت کے زمانے تک ابو ایوب انصاری کے پاس تہا اونہون نے حضرت کو دیا واللہ اعلم بالصواب آتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے کہ تبع حمیری نے دورہ کیا یہان تک کہ پہونچا حیرہ مین اور بنا کیا سمرقند کو اور تہا وہ ملوک مین سے اور تہا مرد صالح کہ مذمت کی اللہ تعالی نے اوسکی قوم کی اور نہ مذمت کی اوسکی اور کہا حضرت عائشہ رض نے کہ برا نکہو تبع کو وہ مرد صالح تہا اور کہا سعید ابن جبیر نے اور وہ وہی ہے کہ اوس نے اول لباس پہنایا بیت اللہ کو اور نام اوسکا تبع بسبب کثرت اتباع کے ہے اور وہ پہلے آتش پرست تہا پہر اسلام لایا اور اپنی قوم حمیر کو دعوت اسلام کی اونہون نے نمانا اور جہٹلایا اوسکو اور کہا گیا ہے کہ تہا تبع آخر کا اون مین سے اسعد ابو کرب بن ملیک جب بلاد مشرقیہ کی تسخیر کو روانہ ہوا گذر اوسکا مدینے مین ہوا وہان اپنے بیٹے کو خلیفہ کرکے چہوڑ گیا مدینے والون نے دغا کرکے اسکو مار ڈالا پہر جب تبع سفر سے لوٹ کر آیا تو قصد کیا مدینہ کے خراب کرنیکا اور شہر والون کے نکال دینے کا یہ خبر سنکر سب قبائل انصار اوس سے لڑنے کو نکلے اور یہ قوم انصار دن کو لڑتے تہے اور رات کو گہر جاتے تہے یعنے نہ لڑتے تعجب ہوا تبع کو اس امر سے اون کے اور کہا اوس نے اونکے حق مین کہ یہ بزرگ لوگ ہین جب اوس نے قصد کیا تخریب شہر کا علمای یہود نے معلوم کیا تو دو عالم اونکے ایک کعب دوسرا اسد علمای قریظہ سے کہ یہ دونون چچازاد بہائی تہے اوسکے پاس گئے اور عرض کی کہ ای بادشاہ یہ کام تو نکر نا ہم ہم اسکام سے عذاب آلہی سے تجہپر خوف مین ہین اسلیے کہ یہ شہر دار الہجرۃ نبی آخر الزمان کا ہے اور وہ قبیلہ قریش سے ظاہر ہوگا نام اوسکا محمد ہوگا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور پیدا ہوگا وہ مکے مین اور یہ مدینہ دار الہجرۃ اوسکا ہوگا اور یہ فرودگاہ تیری جای قتال وجدال اسکے ہوگی درمیان اوسکے یارون اور دشمنون اسکے کے تبع نے کہا وہ تو نبی ہوگا اوس سے کون لڑیگا اونہون نے کہا کہ اوسکی قوم مقاتلہ کرینگے پہر باز رہا وہ اونکے سمجہانے سے اپنے اس قصد سے پہر دعوت کی اوسکو اون دونون عالمون نے طرف شریعت موسی علیہ السلام کے سو تابعداری کی اوس نے اون کے دین کی پہر وہ اونکو اور چند یہود اور کو ساتہ لیکر طرف یمن کے روانہ ہوا راہ مین چند آدمی قوم ہذیل کے ملے اونہون نے عرض کی کہ ہم تجہکو ایک گہر بتا دیوین

اوس مین خزانہ موتی اور زبرجد اور چاندی کا بہت ہی تبع نے پوچھا کہان ہے اونھون نے کہا وہ گھر مکے کا ہے اور ہذیلیون نے تبع کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تہا وہ جانتے تہے کہ جس نے اس گھر کی خرابی کا قصد کیا وہ ہلاک ہوا تبع نے اس امر مین علماء یہود سے پوچھا اونھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کوئی گھر روی زمین پر اللہ تعالی کا سوای اس گھر مکے ہے سو پکڑ تو اوسکو مسجد اور قربانی کر تو اور سر منڈا اوسکے پاس ان ہذیلیون نے تیری ہلاکت کا ارادہ کیا ہی جس دشمن نے اس گھر کی خرابی کا ارادہ کیا وہ ہلاک ہوا پھر اکرام کیا تبع نے بیت اللہ کا اور اوسکی تعظیمات بجالایا اور چند آدمیون کو قوم ہذیل سے پکڑ کر اونکے ہاتھ پاؤن کاٹے اور آنکھین نکالین پھر سولی پر چڑہایا اونکو پھر جب مکے مین گیا تو شعب مین اوترا اور پہنایا بیت اللہ کو لباس اور اوسی شعب مین چھ ہزار اونٹ قربانی کیے اور چھ روز وہان رہا اور طواف کیا بیت اللہ کا اور سر منڈایا پھر وہان سے یمن کو روانہ ہوا جب پہونچا یمن میز تو مقابل ہوئی اوسکے قوم حمیر اور کہا کہ تو ہماری یہان نہ آ تو نے چھوڑ دیا ہمارا دین پھر دعوت کی تبع نے اونکو طرف اپنے دین حق کے اور کہا میرا دین بہتر ہے تمھاری دین سے اونھون نے کہا کہ آؤ حکم بنا وین ہم آگ کو اور تہی اون دنون مین یمن مین ایک آگ ایک پہاڑ کے نیچے نکلتے تہے وہان کے لوگ اپنے اختلافی مین اوسکی طرف محاکمہ کیا کرتے تہے سو کہا جاتی تہی وہ آگ ظالم کو اور چھوڑ دیتی تہی مظلوم کو تبع نے اس بات کو قبول کیا پھر نکلے قبیلہ حمیر کے لوگ اپنے بتون اور اپنے مقربات کو لیکر جو اون کے دین مین تہے اور نکلے تبع کی طرف سے علمای یہود صحف توریت کے اپنے گلے مین ڈال کر پھر گئی پہلے قوم حمیر کی پاس اوس آگ کے جہان سے وہ نکلتی تہی پھر نکلی آگ کہ اوسکو دیکہکر سب بیہوش ہوگئے پھر کہا گئی وہ آگ حمیر کے لوگون کو اور اون کے بتون اور اونکے مقربات کو جو اونکے ساتھ تہے پھر گئے علمای یہود اوس آگ کے مخرج پر صحیفے توریت کے اپنی گلون مین ڈالے ہوئے اور اونکی تلاوت کرتے ہوئے اور پیشانیون پر اونکے پسینا تہا پھر لوٹ گئی وہ آگ اپنی جگہہ کو اور کچھ ضرر اونکو نہ پہنچایا پھر باقی قوم حمیر کی نے دین موسی علیہ السلام کا اختیار کیا تب ہی سے دین موسوی یمن مین ہی نقل کیا ابو حاتم نے رقاشہ سے اوس نے کہا کہ تہا ابو کامل اسعد الحمیری تبابعہ سے کہ ایمان لایا تہا نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پر سات سو برس پہلی بعثت حضرت کے سے اور فرمایا حضرت نے کہ نہ برا کہو تبع کو تحقیق وہ اسلام لایا تہا اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین جانتا ہون مین کہ تبع نبی تہا یا نہ تہا واللہ اعلم بالصواب انتہی

اور اسی دسوین سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند ابراہیم نے وفات پائی

وفات ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور روز وفات اون کی کے سورج گہن ہوا لوگ کہنے لگے کہ سورج گہن اون کی موت کے لیے ہوا جب یہ خبر حضرت نے سنی تب آپنے منبر پر چڑھکر فرمایا کہ چاند اور سورج دو نشانیان ہین اللہ تعم سے یعنی دلالت کرتی ہین اوپر کمال قدرت اور عظیم صنعت اوس تعالی شانہ کے اور دلالت کرتی ہین اپنے گہن لگنے سے اوپر کمال قدرت اور سلطنت باری تعم کے اور باعث عبرت کے ہین عقلمندون کو کہ ایک آن کی آن مین ساتھ اس روشنی اور خوبی کے کہ سارا جہان اون سے روشن تہا بے رونق اور تاریک ہوگئے یون ہی اسیطرح اللہ تعالی قادر ہے کہ نور ایمان اور علم کا زائل کر دی اور تاریک کر دی دل کو کہ جگہہ اوسکی ہی اور فرمایا

کہ کسی کی موت اور حیات کا اس میں دخل نہیں ہے پھر جب دیکھو تم گہن لگا ہے تو یاد کرو اللہ کو اور صدقہ دو اور آزاد کرو بھی
اور مروی ہی کہ وفات اونکی عاشورے کو ہوئی تھی اور بعض روایت میں ہی کہ دسوین ربیع الاول کو ہوئی واضح ہو کہ اس مین ابطال
ہی نجومیوں کے قول کا کہ وہ کہتے ہیں کہ سورج گہن نہیں ہوتا مگر اخیر چاند کے تین دن میں اور ممکن نہیں کہ خلاف اسکے واقع ہو آگی جواب
مین ہم کہتے ہیں کہ ہان عادت اللہ یہی پر جاری ہی مگر اللہ تعالیٰ قادر ہی خرق عادت پر اپنے بیشک واللہ علی کل شیئ قدیر اور باقی حال اونکی
ولادت کا اور وفات کا اپنے محل پر دوسری جلد مین اس کتاب کی مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب
اور اسی دسوین سال مین جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت بنکر کہ بال بہت سیاہ اور کپڑے بہت سپید اور نہایت خوبصورت
حضرت کی مجلس مین آئے حاضرین مجلس تعجب مین تھے کہ نہ اثر سفر کا اون پر معلوم ہوتا تھا اور نہ کوئی اون مین سے اون کو پہچانتا تھا اور وہ
حضرت کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھے اور اپنے دونون ہاتھ اپنے دونون زانو پر یا حضرت کے دونون زانو پر رکھے اور پوچھی اسلام اور ایمان اور
احسان کے پوچھے اور پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور اوسکی نشانیان کیا ہین حضرت نے سبکا جواب دیا پھر وہ آپکے پاس سے چلے گئے آپنے
صحابہ سے فرمایا کہ اوس کو تلاش کرو اونھون نے بہتیرا ڈھونڈا بہ مگر نہ پایا حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا تمکو اوسنے دین کی تعلیم کی اور
آیا ہی کہ آپنے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھا جب میرے پاس آتا تھا تب مین پہچان لیتا تھا جس صورت مین ہوتا مگر اوسکی بار پھر جب غائب ہو گیا تب
مینے جانا کہ جبرئیل تھا اور ایک روایت مین ہی کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمنے جانا کہ
وہ پوچھنے والا کون تھا اونھون نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اوسکا دانا تر ہی آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا آیا تھا کہ تمکو تعلیم دین
کی کرے کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب اور یہ قصہ جبرئیل علیہ السلام کا تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مین بخاری اور
مسلم کی روایت سے یون ہی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت پاس بیٹھے تھے کہ ایک مرد نمود ہوا نہایت سپید کپڑے اور کمال سیاہ بال
والا کہ اوسپر کچھ سفر کا اثر نہ معلوم ہوتا تھا اور ہم مین سے کوئی اوسکو نہ پہچانتا تھا سو چلا آیا یہان تک کہ حضرت کے پاس بیٹھا زانو کو
حضرت کے زانو سے ملا کر اور اپنی دونون ہتیلیان حضرت کے زانو پر رکھین اور کہا ای محمد مجھکو اسلام کی حقیقت بتلا حضرت نے فرمایا
کہ اسلام یہ ہی کہ تو اسکی گواہی دے کہ سوای خدا کے کوئی بندگی کے لایق نہین اور محمد خدا کا رسول ہی اور یہ کہ نماز کو تو ٹھیک پڑھے
اور زکوۃ دیوے اور رمضان کا روزہ رکھے اور خانہ خدا کا حج کرے اگر تجھکو اوسکی راہ کی طاقت ہو یعنی بشرط خرچ اور سواری کے اوس نے
کہا کہ سچ کہا تمنے پھر جبرئیل نے کہا تو مجھکو ایمان کی حقیقت بتلا حضرت نے فرمایا کہ ایمان یہ ہی کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اوس کے فرشتون
کو اور اوسکی کتابون کو اور اوسکے پیغمبرون کو اور پچھلے دن کو یعنی قیامت کو اور تقدیر کو مانے بھلی یا بری کہا تمنے سچ کہا پھر اوس نے
کہا تو احسان اور اخلاص کی حقیقت فرما حضرت نے فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ اللہ کی ایسی طرح عبادت کرے جیسے کہ اوسکو دیکھ رہا
ہو سو اگر اسطرح کا دیکھنا تجھسے نہ ہو سکے تو یون جان کہ وہی تجھکو دیکھتا ہی اوس نے کہا تو اب قیامت کا حال فرما کہ کب ہوگی حضرت نے فرمایا
کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اوسکو کچھ زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کی ناواقفی مین ہم اور تم دونون برابر ہین کہا اوس نے اوسکے
پتے ہی بتلایئے حضرت نے کہا کہ قیامت کی نشانی یہ ہی کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے یعنے مالکون کی نطفے سے لونڈیان جنین تو اونکی

اولاد بھی اپنے باپ کیطرح لونڈیون کی مربی ٹھہری خلاصہ مطلب یہ کہ قیامت کے قریب کنیزک زادون کی کثرت ہوگی اور دوسری
نشانی قیامت کی یہ ہے کہ تو دیکھے ننگے پانون ننگے بدن محتاج بکریان چرانے والون کو کہ بڑائیان مارین گے عمارت مین یعنی کمینے اور
بے حقیقت لوگ دولت مند ہونگے بڑی بڑی عمارتین بناکر فخر کرینگے پھر وہ مرد چلا گیا اور مین دیر تک حیرت مین چپکا رہا پھر حضرت
نے فرمایا کہ اے عمر تو جانتا ہی کہ یہ پوچھنے والا کون تھا مینے کہا کہ خدا اور اوسکا رسول ہی زیادہ تر دانا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھا
تمہارے پاس آیا تھا تمکو دین سکھلانے کو ف اس حدیث کو حدیث جبرئیل کہتے ہین اسواسطے کہ سائل جبرئیل تھے اور ام الاحادیث اور
ام الجوامع بھی اس حدیث کا نام ہے یعنے سب حدیثون کی یہ حدیث جڑ ہے اسواسطے کہ جو مطلب اور احادیث مین ہین وہ سب اس حدیث
مین مجمل موجود ہین جیسے سورۂ فاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہین کہ سب قرآن کے مطالب پر شامل ہے حضرت جبرئیل نے حضرت سے چار
چیزین پوچھین اول اسلام کی حقیقت دوسری ایمان تیسرے احسان چوتھے قیامت سو فرمایا کہ اسلام کے پانچ رکن ہین توحید اور رسالت
کی گواہی اور نماز اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور حج معلوم ہوا کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان تصدیق قلبی اور اعتقاد
دلی کو فرمایا یعنی خدا کا یون اعتقاد کرے کہ وہ سب عیب اور نقصان سے پاک ہے اور سب خوبیون سے موصوف ہے اور فرشتون کا
یون اعتقاد کرے کہ وہ نوری خدا کے بندے ہین رنگ برنگ صورت بدلنے پر قادر ہین بموجب حکم کے سارے عالم کا انتظام کرتے ہین
گناہون سے پاک ہین نہ مرد ہین نہ عورت اور کتابون کا یون اعتقاد کرے کہ خدا کا قدیمی کلام ہے جو اون مین ہے سو سچ ہے کہتے ہین کہ خدا
کی ایک سو چار کتابین ہین دس حضرت آدم پر اوتری ہین اور پچاس حضرت شیث پر اور تیس حضرت ادریس پر اور دس حضرت ابرہیم پر
باقی چار کتابین تو تمام عالم مین مشہور ہین توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن لیکن قرآن سب سے افضل ہے قرآن کے سوای اب کسی
کتاب پر عمل کرنا درست نہین اسواسطے کہ اونپر اول تو اعتماد نہین اور دوسری یہ کہ وہ منسوخ ہین اور تیسری یہ کہ جو اونگے کتابون
مین مطالب تھے تو سب قرآن مین موجود ہین تو قرآن کے ہوتے دوسری آسمانی کتاب کی کچھ حاجت نہین اور پیغمبرونکا یون اعتقاد کرے
کہ وہ سب سے افضل اور پاک لوگ ہین خدا نے اونکو اپنے کمال رحمت سے آدمیون کی طرف بھیجا تاکہ اونکو نیک راہ بتلاوین اور اونکا دین
اور دنیا سنوارین اور انکو قسم قسم کے معجزات دیے کہ اونکی رہتی ہین کوئی عاقل آدمی شک نلاوے وہ سب گناہون سے پاک ہین
صغیرہ یا کبیرہ نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی اور یہی مذہب ٹھیک ہے اور حضرت آدم کا گیہون کہانا بالقصد نتھا بھول چوک تھی
اسیطرح اور پیغمبرون کو بھی قیاس کیا چاہیے اور سب پیغمبرون سے ہمارے حضرت افضل ہین جو کمالات ظاہری اور باطنی کہ انسان
مین ممکن تھے وہ تمام ہمارے حضرت پر ختم ہو گئے اسیواسطے ہمارے حضرت کے بعد کسی پیغمبر کے آنے کی حاجت نرہی خلافت اور امامت کا
اعتقاد نبوت کے اعتقاد مین داخل ہے ایمان کا یہ جدا رکن نہین جیسا کہ شیعہ کہتے ہین اور پچھلے دن کا یون اعتقاد کرے کہ بعد موت
کے قیامت تک دوزخ اور بہشت کے داخل ہونے تک جو حضرت نے فرمایا ہے سو درست ہے یعنی عذاب قبر اور قیامت کی نشانیان
اور صور کا پھونکنا اور مردون کا جینا اور حساب کتاب اور عمل کا بدلا اور ترازو عمل تولنے کی اور پل صراط اور حوض کوثر اور
دوزخ اور بہشت یہ سب چیزین حق ہین ان مین کچھ شک نہین اور تقدیر کا یون اعتقاد کرے کہ جو عالم مین ہوا اور ہوتا ہے

اور ہوگا بھلا یا برا سو سب تقدیر سے ہے بدون اوسکی خواہش کے نہ پتی ہلتے نہ کوئی بوند ٹپکے لیکن باوجود اسکے آدمی کو کچھ اتنا اختیار دیا ہے
کہ اوسکے سبب سے انسان تعریف یا مذمت ثواب یا عذاب کے لایق ہوتا ہے تقدیر کا اعتقاد اسیطرح مجمل چاہیے زیادہ اسمین غور اور گفتگو
کرنا بدعت اور گمراہی ہے اسواسطے کہ ہماری عقل مین اتنی طاقت کہاں ہے کہ کارخانہ خدائی کے بھید سمجھے اسواسطے حضرت نے تقدیر کی بحث
اور تکرار سے منع فرمایا یہ ایمان مفصل کی حضرت نے حقیقت بیان کی اور ایمان مجمل کی یہ حقیقت ہے کہ یون اعتقاد کرے کہ جو حضرت نے فرمایا
اور بتلایا سو ٹھیک اور درست ہے نجات کے واسطے اتنا ہی کفایت ہے پھر حضرت نے احسان یعنی اخلاص کے دو درجے فرمائے اعلی درجہ
تو یہ ہے کہ عبادت مین ایسا حضور ہو کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اسکو مشاہدہ کہتے ہین اور ادنی درجہ یہ ہو کہ یہ تصور کرے کہ خدا مجکو
دیکھتا ہے اس کو مراقبہ کہتے ہین اس تصور مین بھی کمال تعظیم اور نہایت ادب اور حیا اور شوق اور حضوری حاصل ہوگی ممکن نہین
کہ اس تصور مین آدمی ادب چھوڑ دیا ادہر ادہر التفات کرے جیسے بادشاہ اگر کسی کو دیکھتا ہو تو کیا ممکن ہے کہ وہ ہاتھ پانون
ہلاوے یا نظر کو اوٹھاوے یہ معلوم ہوا کہ تصوف اور درویشی احسان کا نام ہے ظاہری اعمال کو اسلام کہتے ہین اور باطنی اعتقاد کو ایمان
کہتے ہین اور حضوری یعنی اخلاص کو احسان کہتے ہین اور دین اور شریعت اور اسلام اور ایمان اور احسان کو مجموعے کا نام ہے اور کبھی
اسلام اور ایمان کو ایک کہتے ہین اسواسطے کہ اسلام بدون ایمان کے درست نہین اور ایمان بدون اسلام کے کامل نہین اور بعضے لوگ
احکام ظاہری کو شریعت اور تصفیہ باطن کو طریقت کہتے ہین اور مشاہدے اور مراقبے کو حقیقت کہتے ہین معلوم کیا چاہیے کہ دین
کی بنیاد فقہ اور کلام اور تصوف پر ہے سو اس حدیث مین حضرت نے تینون مقام کو بیان فرمایا اسلام اشارہ ہے فقہ کا جس مین اعتقاد
کا بیان ہے اور احسان اشارہ ہے تصوف کا جس مین حق الیقین اور مشاہدہ اور مراقبہ مذکور ہے معلوم ہوا کہ دین مین کامل وہی ہے
جو فقہ اور کلام اور تصوف کا جامع ہو اور جس مین ان تینون مین سے بعض ہو اور بعض نہو وہ ناقص اور کچا ہے اسواسطے کہ درویش
بے فقہ شیطان ہے کہ احکام الہی سے ناواقف ہے حرام اور حلال کو نہ سمجھا اور فقیہ بے درویشی کے زاہد خشک اور قالب بے روح ہے اسواسطے
کہ عمل بدون نیت خالص اور بے شوق اور حضور دل کے ناتمام ہے یہی راہ مستقیم ہے اور باقی گمراہی ہے فتحی اور مظاہر الحق مین قول امام مالک
رحمہ اللہ تعالی کا نقل کیا ہے کہ فرمایا امام مالک نے کہ جو صوفی ہوا اور فقیہ نہوا پس زندیق ہوا یعنی بد دین اور جو فقیہ ہوا اور صوفی
نہوا پس زاہد خشک ہوا اور جس نے دونون حاصل کیے پس محقق ہوا کامل یہی ہے باقی سب گمراہی منہ التوفیق والاستعانۃ

حالات سال گیارہوین کے

ارباب سیر رحمہم اللہ تعالی لکھے ہین کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ مین تشریف لاکر
اور بیمار ہوئے سوا اسی مرض الموت کے اور اس بیماری کی خبر مدینے کے اطراف و جوانب مین پہونچی تو بعضے بعضے خبیثون نے دعوی
نبوت کا کیا جیسے مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرب بنی حنیفہ سے اور طلیحہ بن خویلد اسدی اور اسود بن کعب عنسی
اور ایک عورت نامی سجاح بنت الحرب بن سوید تمیمیہ مگر مسیلمہ ان سب مین مشہور زیادہ ہے اوسکو اہل اسلام مسیلمہ کذاب کہتے تھے

اور اوس نے اپنا لقب رحمن الیمامہ کیا تھا اسلیے کہ کہتا تھا کہ جو شخص میرے پاس وحی لاتا ہے اوسکا نام رحمن ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ آپکو
رحمن کہلاتا تھا اور وہ جاہل یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اسم شریف خاص واسطے ذات پاک خالق آسمان و زمین کے ہے اور یہ ملعون فتنہ پرداز
اور حیلہ ساز تھا اور پہلے کچھ حال شقاوت مآل اوسکا گذر چکا ہے کہ دسوین سال ہجری مین یہ ملعون ہمراہ وفود بنی حنیفہ کے مدینہ منورہ مین
آیا تھا اور جب اوسکے ساتھی حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے وہ اون سے تخلف کرکے اپنی منزل گاہ مین چلا گیا اور حضرتؐ کے پاس حاضر نہوا اور
کہا کہ اگر محمد صلعم اپنے بعد امر حکومت کو میرے حوالے کریں تو مین اوسکی متابعت کرون حضرتؐ ہمراہ اپنے صحابہ کے کہ اون مین ثابت بن قیس
بن شماس بھی تھے جب فرودگاہ وفود بنی حنیفہ مین تشریف فرما ہوئے اوسوقت آپکے ہاتھ مین ایک کھجور کی شاخ تھی اور وہ ملعون اپنے
لوگون مین تھا حضرتؐ جاکر اوس کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو مجھسے یہ شاخ کھجور کی مانگے تو بھی تجھکو نہ دونگا اور تو ہرگز تجاوز
نکریگا اس امر سے کہ اللہ تعہ نے تیرے لیے چاہا ہے اور اگر تو بعد میرے باقی رہا البتہ اللہ تعہ تجھکو ہلاک کریگا اور البتہ مین تجھکو گمان کرتا ہون
وہ شخص کہ اللہ تعالی نے مجھکو اوسکی شان مین دکھایا ہے جو کچھ دکھایا ہے اور حال یہ ہے کہ حضرتؐ نے خواب مین دیکھا کہ آپکے دونون ہاتھون
مین دو کنگن سونے کے ہین سو آپ یہ خواب دیکھکر غمگین ہوئے پھر آپکے اوپر وحی ہوئی کہ اون پر مونھہ سے پھونک مارو راوی کہتا ہے کہ حضرتؐ
فرماتے ہین کہ پھر مینے اون پر پھونک ماری وہ غائب ہوگئے اور تعبیر کی مینے اوس خواب کی ساتھ ظاہر ہونے دو کذابون کے ایک صاحب
صنعا یعنی اسود اور دوسرا صاحب یمامہ یعنی مسیلمہ اور ایک روایت مین ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور حضرتؐ پر ایمان لایا اور وہ درخواست
مذکور کی مگر مقبول نہوئی پھر جب اپنی ولایت کو گیا تب مرتد ہوگیا اور دعوی نبوت کا کیا اور خمر خواری اور زناکاری کو حلال کیا اور
نماز کی فرضیت ساقط کردی اور بہت سے مفسدین بیدین اوسکے مطیع اور فرمان بردار ہوئے پھر اوس نے سطور سے حضرتؐ کو نامہ
لکھا کہ من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فلان الارض نصف لی ولقریش النصف ولکن قریش
یعتدون یعنی لکھا جاتا ہے مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے طرف محمد رسول اللہ صلعم کے اما بعد آدھی زمین ہماری ملک ہے اور آدھی
قریش کی ملک مگر قریش زیادتی کرتے ہین تھی اور یہ نامہ دو آدمیون کے ہمراہ اوس نے حضرتؐ کے پاس بھیجا آپ نے اوس نامہ کا مضمون
کو معلوم کیا اور اون دونون آدمیون سے پوچھا کہ تم میری رسالت کا اعتقاد رکھتے ہو اونھون نے عرض کی کہ ہان رکھتے ہین پھر آپ نے
پوچھا کہ مسیلمہ کے حق مین کیا اعتقاد رکھتے ہو اونھون نے کہا کہ وہ آپ کی نبوت کا شریک ہے آپ نے اونکی اس کہنے سے تبسم کیا اور فرمایا کہ اگر
نہوتی یہ بات کہ نامہ برون کو قتل نہین کیا کرتے ہین تو مین تمھاری گردن مارتا اور آپ نے اوسکے نامہ کا جواب لکھا کہ من محمد رسول
اللہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء والعاقبۃ للمتقین یعنی لکھا جاتا ہے محمد رسول اللہ
کیطرف سے مسیلمہ کذاب کو اما بعد پس بیشک زمین اللہ تعہ کی ہے وارث کرتا ہے اوسکا جسکو چاہتا ہے اور نیک انجام واسطے پرہیزگارون
کے ہے کذا فی المدارج اور روضۃ الاحباب مین اسپر زیادہ کیا ہے کہ اہل یمامہ کو تو نے ہلاک کیا خدا ہی تعالی تجھکو تیرے پیروون سمیت ہلاک
کرے غرضکہ جب نامہ ہدایت شمامہ حضرتؐ کا اوسکو پہونچا تب وہ اپنے کفر پر اڑ گیا اور زیادہ اوسپر اوسنے ہٹ کیا یہان تک کہ بعد
وفات حضرتؐ کے اس حد کو اوسکا عروج ہوا کہ ایک لاکھ آدمی اوسکے پاس جمع ہوئے اور وہ مکر و فریب کی باتین بناتا تھا اور خرق

عادات عجیبہ کہ خلاف معجزات باہرات حضرت سرور کائنات کی تہے اوس سے اللہ تعالی ظاہر کرواتا تہا از رہ مکر استدراج یا سحر سے اور
کہتے ہین کہ وہ علم نیرنگ یعنے بہان متیون کا بہت خوب جانتا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے پہل ثابت انڈون کو جسنے بوتل مین ڈالا اور یہی تہا یعنے
کہ پرکٹی چڑیون کی پر لگائے وہی تہا یعنے جیسے کبوتر باز غیرون کا کبوتر لڑا لاتے ہین اگر وہ سفید ہوتا ہی تو اوسکے شہپر کا ٹکڑا اوسکی جڑ مین
سیاہ پر وصل کرتے ہین اور جو سیاہ ہوتا ہی تو سفید پر وصل کرتے ہین تاکہ مالک اوسکا نہ پہچانے سو یہ صنعت اوسی کی ایجاد ہی اور دعوی
کرتا تہا کہ شیردار ہرنی پہاڑ سے میرے پاس آتی ہی مین اوسکا دودھ پیتا ہون اور منقول ہی کہ ایک عورت اوسکے پاس آئی اور کہا کہ دعا
کر اللہ تعالی سے کہ ہمارے پانی اور کہجورون کے باغ مین برکت ہو کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بہی اپنی قوم کے لیے دعا کی تہی اور اونکے
کنوؤن کا پانی زیادہ ہو گیا ہی اوسنے پوچہا کہ محمد نے کیونکر دعا کی تہی اوسنے کہا کہ اونہون نے ایک ڈول پانی منگایا اور اوسپر کوئی
دعا پڑہی اور اوس پانی سے کلی کی اور پہر اوس ڈول مین ڈالدی اور پہر اوس ڈول کے پانی کو کنوئین مین ڈلوا دیا اوس کنوئین مین
پانی زیادہ ہو گیا پہر مسیلمہ نے بہی یونہی کیا اور جس کنوئین مین وہ ڈلوا دیا اوسکا پانی تہ مین چلا گیا اور وہ کنوان خشک ہو گیا اور
ایک آدمی نے اوس سے کہا کہ میرے بیٹے کے لیے دعا کر محمد بہی اپنے صحابہ کی اولاد کے لیے دعا برکت کی کرتے ہین اور اوس لڑکے کو اوسکے
پاس لے گیا اوس نے اوسکے سر پر ہاتہ پہیرا وہ گنجا ہو گیا اور ایک اور لڑکے کو اوسکے پاس لے گئے اوس نے اوسکے حلق مین اونگلی ڈال کر
گلا کیا یعنے تالو کو اوسکے اوٹہا دیا وہ توتلا ہو گیا اور جس لڑکے کو اوسکے پاس لوگ لیجاتے اور وہ اوسکے سر پر ہاتہ پہیرتا یا گلا کرتا
تو وہ لڑکا گنجا اور توتلا ہو جاتا اور ایک بار اوسنے ایک باغ مین وضو کیا اور اوسکے وضو کا پانی اوس باغ مین چہڑکا پہر کبہی اوسمین
گہاس نہ جمی عادت اللہ اسیطرح جاری ہی کہ خوارق مدعی کاذب کی ہاتہ سے اوسکے دعوی کے موافق نہین ظاہر ہوتی ہین سہیلی نے روایت
کیا ہی کہ ایک شاعر بنی حنیفہ کے نے اسکے مرثیہ مین کہا ہے شعر لہفی علیک ابا ثمامۃ یعنی مغموم ہوتا ہون مین تجہپر اے باپ
ثمامہ کے لہفی علی رکنی یمامۃ غم کہاتا ہون مین اوپر دو ستون یمامہ کی یعنے مسیلمہ اور بیوی اوسکی سجاح کم آیۃ لک فیہم
کتنی ایک نشانیان ہین تیری اون مین کالشمس تطلع من غمامۃ مانند سورج کے کہ نکلتا ہی ابر سے سہیلی کہتے ہین کہ اوس شاعر نے
جہوٹ کہا اسلیے کہ تمام نشانیان اوسکی برعکس تہین ایک کنوئین مین اوسکا تہوک نامبارک تبرک سمجہکر ڈالا اوسکا پانی میٹہا تہا
کہاری ہو گیا اور اوس نے اپنا ہاتہ نامبارک ایک لڑکے کے سر پر پہیرا وہ گنجا ہو گیا اور ایکبار ایک آدمی نے اوس سے کہا کہ میرے دو لڑکے ہین انکے
لیے دعا برکت کی اوس نے دعا کی جب وہ آدمی اپنے گہر گیا تو دیکہا کہ ایک لڑکا تو کنوئین مین گر پڑا تہا اور دوسرے کو بہیڑیا کہا گیا تہا اور
ایک آدمی کی آنکہہ مین درد تہا اوسنے اوس سے شفا چاہی اوس نے اوسکی آنکہون پر ہاتہ پہیرا دونون آنکہین اوسکی سفید ہو گئین اور
وہ اندہا ہو گیا اور عجیب بات یہ کہ وہی احمق بیوقوف لوگ باوجود دیکہنے اتنی منکرات کے پہر اوسپر گرویدہ تہے اور بے
اعتقاد نہین ہوتے تہے مگر یہی کہ وہ جاہل لوگ طالب دنیا تہے اور غرض کے بندے صرف اپنی غرض سے کام
رکہتے تہے پہر بعد انتقال حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین لشکر
جرار کہ اوسمین قریب چوبیس ہزار آدمیون کے تہے تیار کرکے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اوسپر امیر کرکے مسیلمہ پر بہیجا

وہ چالیس ہزار آدمیوں سے آکر مقابل ہوا پھر بڑی لڑائی طرفین سے واقع ہوئی اور ہزار آدمی لشکر مسیلمہ سے مارے گئے اور اسی
قدر لشکر اسلام سے شہید ہوئے اور پہلی شکست لشکر اسلام کی یہان تک ہوئی کہ لشکری مسیلمہ کے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خیمہ گاہ میں
داخل ہوگئے مگر آخر کو بمقتضای الاسلام یعلوا ولا یعلے کے اور بسبب بہادری اور جوانمردی ثابت بن قیس بن شماس اور زید بن
خطاب حضرت عمر رضہ کے بہائی اور براء بن مالک بہائی انس رضی اللہ عنہم کے کفار ناہنجار نے فرار کیا اور مسیلمہ ہمراہ ایک جماعت کے
بہاگ کر ایک باغ میں جا چھپا ایک گروہ پر شکوہ لشکر اسلام سے اوس کے پیچھے اوس باغ میں جا گھسے اون میں وحشی قاتل
حضرت حمزہ رضہ کا بہی تہا اوس نے وہی برچہی جو حضرت حمزہ پر چلائی تہی مسیلمہ پر بہی چلائی اور ماری اوسی حالت میں ایک انصاری
نے بہی تلوار ماری ان دونون زخمون سے وہ نابکار واصل نار ہوا اور وہین پر وحشی نے کہا کہ انا قاتل خیر الناس فی الکفر
وقاتل شر الناس فی الاسلام یعنی مین قاتل بہترین آدمیون کا ہون کفر مین اور قاتل بدترین آدمیون کا ہون اسلام مین
یعنی جب مین کفر کی حالت مین تہا تب مینے حضرت حمزہ رضہ کو قتل کیا اور اب حالت اسلام مین مینے مسیلمہ کو مارا اور کہتے ہین کہ ایک عورت
نے اوسکی قوم مین سے اوسوقت کہا وا امیر المؤمنیناہ قتلہ العبد الاسود یعنی افسوس ہای امیر المؤمنین قتل کیا اوسکو غلام
حبشی نے مروی ہی کہ بعد اس فتح کے حضرت خالد رضہ نے ایک گروہ کو بنی حنیفہ سے حضرت صدیق رضہ کی پاس بہیج دیا آپنے اون سے پوچہا کہ مسیلمہ
کچہہ کلام بہی تمہیں پڑہتا تہا اونہون نے کہا کہ ہان یہ پڑہتا تہا یا ضفدع نقی نقی الی کم تنقین لا الشراب تشربین ولا الماء
تکدرین ولا الطین تفارقین ولا العذوبۃ تمنعین لنا نصف الارض وللقریش نصف ولکن قریشا قوم
یعتدون یعنی ای مینڈک آواز کر تو آواز کر تو کب تک آواز کریگا تو نہ شراب یعنی پانی پیتا ہی تو اور نہ پانی گندلا کرتا ہی اور گارے
کو چہوڑتا ہی تو اور نہ آب شیرین سے منع کرتا ہی تو ہماری آدہی زمین ہی اور قریش کی آدہی ولیکن قریش ایک قوم ہین کہ حد سے
بڑہتے ہین انتہی اور ایک بار اول سورۂ والذاریات کا اوسکے سامنے پڑہا گیا اوس نے اوسکے مقابل مین چند کلمے جوڑ کر کہے وہ یہ ہین
والباذرات زرعا فالحاصدات حصدا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات ثردا
فاللاقمات لقما اہالۃ وسمنا لقد فضلتم علی اہل الوبر وما سبقکم اہل المدر یعنی قسم ہی بونے والون کہیت کی پہر کاٹنے والون
خشک کہیت کی پہر اڑانے والیون گیہون کی پہر پیسنے والیون آٹے کی پہر پکانے والیون روٹی کی پہر ثرید بنانے والیون کی ثرید بنانا
پہر کہانے والیون لقمہ کی واسطے چکنا ہونے اور موٹا ہونے کے البتہ تحقیق فضیلت دی گئے تم اوپر بادیہ نشینون کے اور نہین
سبقت کی تمسے شہر والون نے انتہی حضرت صدیق اکبر رضہ نے ان کلمات سے تعجب کیا اور کہا کہ اوس نے ان کلمات سے تمکو فریب
دیکر گمراہ کیا تہا انتہی کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ اور سجاح نے بنی تغلب مین دعوی نبوت کا کیا اوسکی قوم اوسپر
ایمان لائی اور اوسکا زمانہ اور مکان مسیلمہ سے قریب تہا سو مسیلمہ اوس سے ڈرا کہ کہین اوس سے تعرض کرے اور لوگ اس سے اتفاق
کرکے اوسپر غالب آوین سو اس لحاظ سے ایک آدمی کو کچہہ تحفہ دیکر اوسکے پاس بہیجا اور اپنے ساتہہ اوس سے نکاح کرنے کی درخواست
کی اوس نے قبول کیا اور مسیلمہ کے پاس آئی اور مسیلمہ نے پوشیدہ اوس سے اپنا نکاح کیا اور مہر اوسکا یہ باندہا کہ نماز صبح اور عشا کی

تجہیز معاف ہی اور مروی ہی کہ سجاح بعد قتل مسیلمہ کے یہان تک زندہ رہی کہ عہد حکومت معاویہ مین ایمان لائی اور مقبول الاسلام ہوئی کذا فی روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ مین ہی کہ سجاح ساتھ سین مہملہ و جیم اور آخر حا حطی کے صلاح کے وزن پر بنت حارث بن سوید تمیمی یربوعی سے ایک عورت تھی اوس نے بنی تغلب مین دعوی نبوت کا کیا تھا اور بہت سے لوگ ایمان لائی اور ایک گروہ اور ساتھ اوسکے متفق ہو مسیلمہ کو اوس سے خوف ہوا کہ مبادا اگر اس سے متعرض ہون تو جو قبائل اس نواح مین ہین اسپر متفق ہو کر سارے ملک یمامہ پر قابض ہو جائین سو اوس نے اوسکو کچھ تحفے بھیجے اور اوسکو بلا بھیجا کہ مجھکو تجھسے پوشیدہ کچھ باتین کرنی ہین مسیلمہ نے ایک خیمہ کھڑا کروایا اور طرح طرح کے عطریات اور ظروف اور راگون اور باجون سے اوسکو آراستہ کیا اور آپ اوس مین گئی اور مسیلمہ بھی بیٹھ گیا اور طرح طرح کی حکایتین درمیان مین ہین اور مسیلمہ نے جو کلام خرافات اپنی تراشے ہوے رکھتا تھا اوسکے سامنے پڑھی اور کہا کہ بہتر ہو جو تو مجھ سے نکاح کر لے اوس نے قبول کیا اور تین روز تک دونون اوس خیمہ مین رہی کیا عجب ہے جو زنا بھی واقع ہوا ہو پھر بعد نکاح کرنے کے سجاح اپنی قوم مین گئی لوگون نے پوچھا کہ کیا حال واقع ہوا اوس نے کہا کہ اوس کی نبوت کی حقیقت مجھپر ظاہر ہو گئی اور مین اوسکے عقد نکاح مین آ گئی اونھون نے پوچھا مہر کیا مقرر ہوا اوس نے کہا کہ مہر باندھنے کی فرصت نہ ملی اونھون نے کہا بدون مہر کے نکاح نہین ہوتا جا کر مہر مقرر کر پھر وہ دوسرا کر مسیلمہ کے پاس گئی اور مہر مقرر کرنے کی درخواست کی اوس نے کہا کہ آدھا محصول یمامہ کا تجھکو دیا جاوے گا اور سوای اسکے نماز فجر اور عشا کی تیری امت پر سے مین نے ساقط کی اور ایک جماعت کو حکم کیا کہ محصول یمامہ کا جمع کرین وہ لوگ اسی کام پر تھے کہ لشکر ظفر پیکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا وہان پہونچا وے لوگ سجاح کے اپنے عمل سے باز رہے اور معزول ہوئی اور سجاح بعد واقعہ مسیلمہ کے ایک جزیرہ مین کہ اوسکے عمل مین تھا جا چھپی اور وہین مر گئی کسی کو اوسکی نشان تربت کی خبر نہوئی اور ایک روایت مین ہی کہ عہد حکومت مین امیر معاویہ کے وہ اسلام لائی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی واللہ اعلم بالصواب بیان اسود عنسی کا عنسی ساتھ زبر عین مہملہ اور سکون نون اور زیر سین مہملہ کے منسوب ہے طرف بنی عنس بن مذحج کی مذحج مسجد کے وزن پر پہلا حرف میم دوسرا ذال معجمہ اور تیسرا حا حطی اور آخر جیم ابجد اوسکو ذوالخمار بھی کہتے تھے خمار ساتھ زبر خا معجمہ کے اور یہ اسکا نام اسلیے ہوا تھا کہ وہ اوڑھنی اوڑھتا تھا اور بعض اہل سیر نے ساتھ حا حطی کے لکھا ہی یعنی ذوالحمار اسلیے کہ وہ کہتا تھا کہ ایک آدمی مجھپر ظاہر ہوتا ہی گدھے پر سوار اور کہتے ہین کہ وہ کاہن تھا کمال شعبدہ باز تھا کہ امور عجیبہ اوس سے ظاہر ہوتے تھے اور لوگون کو اپنی باتون سے فریفتہ کرتا تھا اور دو شیطان اوسکے تابع اور فرمانبردار تھے جیسے کاہنون کے ہوتے ہین ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا شقیق تھا اور وہی حادثون سے جو لوگون مین واقع ہوتے تھے اوسکو آگاہ کرتے تھے اور کچھ قصہ اوسکا یہ ہی کہ باذان جو ملک یمن کا بادشاہ اور حاکم تھا کسری کی طرف سے اور آخر مین مسلمان ہوا تھا اور حضرت نبی نے بھی حکومت صنعا یمن کی اوس پر مقرر رکھی تھی جب وہ مر گیا تب حضرت نے ملک کو تقسیم کر دیا کچھ ملک پر اوسکے بیٹے کو کہ شہر نام تھا حاکم کیا اور کچھ ملک پر ابو موسی اشعری رضہ کو کیا اور کچھ ملک پر معاذ بن جبل رضہ کو حاکم کیا سو جبکہ اسود نے اوس ملک مین ساتھ دعوی نبوت کی خروج کیا اور اہل صنعا پر لشکر لیکر چڑھا اور اون پر غالب آیا اور اوس ملک کو اپنے تحت تصرف مین لایا اور شہر بن باذان کو قتل کیا اور اوسکی بیوی کو کہ مرزبانہ نام تھا اپنے تصرف مین لایا روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مین ہی کہ مرزبانہ

بیوی باذان کی تہی واللہ اعلم بالصواب اور فروہ بن مسیک نے کہ حضرت کی طرف سے قبیلہ مراد پر عامل تہا اوس حادثہ کی ایک عرضی
حضرت کی خدمت مین بہیجی اور معاذ بن جبل رض کہ نواح یمن مین تہی ابو موسی اشعری رض کے پاس مارب مین چلے آئے اور وہان ابو موسی اشعری رض کو
ساتہہ لیکر حضرموت مین چلے گئی جب حضرت کو یہ خبر اسود کی پہونچی آپ نے یمن کے مسلمانون کو نامہ لکہا کہ جسطرح ہوسکے اوسکے شر و فساد
کو دفع کرو پہر موجب ارشاد ہدایت بنیاد حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سب اہل اسلام ایک جگہہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام
بہیجا کہ اس شخص یعنی اسود نے تیرے باپ اور خاوند کو قتل کیا تو اوسکے ساتہہ کیونکر زندگی بسر کرتی ہی اور تو اوسکے ساتہہ کس مکان مین رہتی ہے
اوس نے کہا کہ میرے نزدیک وہ تو بڑا دشمن لوگون کا ہی پہر اونہون نے کہلا بہیجا کہ جسطرح سے ہوسکے تو اوسکی تدبیر کر پہر اوس نے اپنے چچیرے
بہائی فیروز دیلمی سے کہ وہ نجاشی کا بہانجا تہا دسوین سال ہجری مین مسلمان ہوا تہا اور ایک اور شخص سے کہ داذویہ نام تہا اقرار
کیا کہ رات کو گہر کی دیوار سے نقب لگا کر چلے آنا جب وہ سوتا ہو تب اوسکو مار ڈالنا اس امر مین مین بہی تمہاری شریک ہون پہر جب وہ
رات وعدہ کی آئی تب مرزبانہ نے اسود کو شراب پلائی وہ اوسکے نشے مین بیہوش ہوکر سو گیا اور ہزار آدمی اوس گہر کے دروازے پر نگہبان
تہی فیروز نے ساتہہ ایک جماعت کے اوس مکان کی دیوار مین نقب لگایا اور اندر جاکر اوس ملعون کا سر تن سے جدا کیا اوسوقت اوسکے نرخرے سے ایک
آواز خرخر کی نکلنے لگی دروازے کے نگہبان وہ آواز سنکر دوڑے اور پوچہا کہ کیا حال ہی مرزبانہ نے اونکے پاس آکر کہا کہ چپ رہو تمہارے نبی پر وحی
نازل ہوئی ہی پہر جب صبح صادق ہوئی تب موذن نے یہ حال معلوم کرکے اذان مین بعد اشہد ان محمدا رسول اللہ کے کہا اشہد ان
عبہلۃ کذاب یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک عورت بیوہ باذہی یعنی مرزبانہ بیوی اسود کی جہوٹی ہی یعنی اپنے قول مین کہ اسود پر
وحی اوتری ہی بلکہ وہ قتل ہوا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے عاملون نے یہ خبر حضرت کو بہیجی مگر بعد وفات حضرت کی مدینہ مین پہونچی و
لیکن حضرت کو وفات سے ایک روز پہلے خبر اوسکے قتل کی ہوئی تہی آپ نے فرمایا تہا کہ عنسی مارا گیا ایک مرد مبارک نے خاندان مبارک سے
اوسکو قتل کیا لوگون نے پوچہا کہ نام اوس کا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ فیروز اور ارشاد کیا کہ فاز فیروز یعنی کامیاب ہوا فیروز اور بعضے ارباب
سیر لائے ہین کہ حضرت کے عاملون نے لشکر جمع کیا اور بعد وفات حضرت کی صدیق اکبر رض سے مدد طلب کی اونہون نے عکرمہ بن ابی جہل رض
کو ایک لشکر ساتہہ کرکے اونکی مدد کو روانہ کیا اور پہلے پہونچنے عکرمہ رض کی زیاد بن لبید نے کہ ایک عاملون مین سے تہا اسود پر شبخون مارا اور چند
آدمیون کو اوس کے عمائد مین سے قتل کیا اسی اثنا مین عکرمہ رض بہی وہان پہونچے اور قریب حصن نجیر کے دونون فرقون سے ملے اوسکے
اگلے روز بڑی جدال و قتال واقع ہوئی اور دشمنون کو شکست نصیب ہوئی اور اوس مین فیروز کے ہاتہہ سے اسود مارا گیا ایک جماعت
محدثین اہل سیر نے اسی روایت کو صحیح کہا ہی اور ترجیح دی ہی مگر اکثر محدثین اہل سیر اوسی اول روایت مذکورہ پر ہین کذا فی مدارج النبوۃ
و روضۃ الاحباب بیان طلیحہ کا طلیحہ حذیفہ کے وزن پر ایک شخص بنی اسد مین تہا بعد وفات حضرت سرور عالم کے اوسنے خروج کیا اور
اوسکا بڑا عروج ہوا عیینہ بن حصین فزاری بہی اپنی قبیلہ فزارہ کی ساتہہ مرتد ہوکر اور زکوۃ دینے سے انکار کرکے طلیحہ سے جا ملا اور طلیحہ
دعوی کرتا تہا کہ میرے پاس جبرئیل آتا ہی اور وحی مجہپر لاتا ہی اور سجدہ نماز سے موقوف کر دیا اور اول سبب لوگون کی گمراہی اور اوسپر گرویدہ
ہونے کا یہ ہوا کہ ایک غزوہ ساتہہ قوم اپنی کی سفر مین تہا اور اوسوقت پانی کی حاجت ہوئی اور پانی لوگون کے پاس نتہا اور پیاسے ہوئے اوسنے لوگون سے کہا

ارکبوا اعلا لا واضربوا امیالا لا تجد وا بلا لا یعنی سوار ہو گھوڑے پر اور کئی کوس چلو پانی پاؤگے اون لوگون نے ایسا ہی کیا اور جو اوس نے کہا تھا وہی ہوا یہ دیکھکر تمام بدو لوگ اوسپر گرویدہ ہوئے جب یہ خبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر امیر کر کے اوسکی طرف روانہ کیا یہ مع لشکر قبیلہ طی تک پہونچے اور درمیان کوہ سلمی اور کوہ اجاہ کے اوترے اور جو قبائل اوس نواح کے اسلام پر ثابت تھے وہ آکر حضرت خالد رضہ کے شامل ہوئے پھر سب ملکر طلیحہ پر گئے اور جانبین سے خوب جدال و قتال ہوئی کہتے ہین کہ عین وقت لڑائی کی طلیحہ ایک گوشے مین جاکر چادر اوڑھکر چند فقرے مقفا اور مسجع بنانے لگا کہ جبرئیل وحی لائے ہین اور عیینہ بن حصین فزاری اوسکے لشکر کا سردار تھا کچھ دیر لڑتا اور پھر طلیحہ پاس جاتا اور پوچھتا کہ کچھ وحی تجھپر نازل ہوئی ہر بار وہ کہتا ابھی نہین تیسری بار پھر اوس نے آکر پوچھا کہ جبرئیل آئے اوسنے کہا کہ ہان آئے اوس نے پوچھا کہ کیا وحی لائی طلیحہ نے کہا کہ یہ کہا ہے ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لا تنساہ یعنی بیشک میرے لیے ایک پن چکی ہے مانند پن چکی اوسکی کے اور ایک بات ہے کہ تو اوسکو نہ بھولیگا عیینہ نے کہا کہ گمان کرتا ہون مین کہ قریب ہے کہ تیرے واسطے ایک بات ہوگی کہ تو اوسے نہ بھولیگا یہ کہکر وہ اپنی قوم میں گیا اور کہا کہ چلو اپنے وطن کو قسم خدا کی یہ شخص بڑا جھوٹا ہے پھر قوم فزارہ نے وہان سے فرار کیا بعد اسکے تمام لشکر طلیحہ کا متفرق ہوگیا اور وہ خود بھی بھاگ کر ملک شام کو چلا گیا اور وہ قبائل کہ مرتد ہوگئے تھے وہ پھر اسلام لائے اور مسلمان ہوئے بعد اون کے طلیحہ بھی آکر مسلمان ہوا اور غزوہ نہاوند مین شہید ہوا کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ

اور اسی گیارہوین سال مین صفر کی چھبیسوین تاریخ کو دوشنبے کی روز حضرت صلعم نے فرمایا

کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کرین دوسرے دن اسامہ بن زید رضہ کو بلاکر فرمایا کہ تمکو مین اس لشکر کا امیر کرتا ہون تم جاؤ نواحی اُبنی تک اُبنی اُنثی کے وزن پر نام ایک جگہ کا ہے دیار روم سے جہان اسامہ کے والد زید رضہ سریہ موتہ مین مارے گئے تھے اسکا حال اوپر بیان ہوچکا ہے اور فرمایا کہ تم اونپر دوڑ مارو اور اونکے مال و متاع اور گھرون کو آگ لگاکر جلا دو اور جانے مین جلدی کرو خبردار ہونے سے پہلے جاکر اونکو پھر جو اللہ تعالی تمکو اونپر فتحیاب کرے تو تم وہان کچھ دنون ٹھہرنا اور راہ بر اپنے ساتھ لے جاؤ اور جاسوس اور خبرگیر لوگ آگے سے بھیجو واسی فکر مین تھے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اسی مہینے کی اٹھائیسوین تاریخ کو بیمار ہوئے اور عارضہ تپ اور درد سر کا تھا دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک لوا یعنے نشان اسامہ رضہ کے واسطے بنایا اور فرمایا اغز بسم اللہ وفی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ یعنی غزا کر ساتھ نام اللہ کے اور اللہ کی راہ مین پس قتال کر اوس سے کہ کفر کیا اوس نے ساتھ اللہ کے پھر اسامہ رضہ وہ نشان لے کر آپکے پاس سے باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب کو دیا کہ اس لشکر مین وہ علمبردار ہوئے

اور جرف مین جاکر اوترے جرف بالضم عرف کے وزن پر ایک جگہہ ہے اور بقا مین متصل مدینے کے اور اصل مین اونکا
کہتے ہین پانی کھودنے کو وہان اس لیے ٹھہرے کہ سب لشکر جمع ہوجاوے اور بڑے بڑے سردارون مہاجرین اور انصار
کو مثل صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور عثمان ذی النورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ
بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریس رضی اللہ عنہم کے حکم کیا کہ اس لشکر مین ہمراہ
اسامہ رضہ کے جاوین یہ بات بعضون پر شاق و دشوار ہوئی اور از روے طعن کے کہنے لگے کہ اس غلام کو حضرت نے مہاجرین
اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کیا رفتہ رفتہ یہ بات حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی آپ کمال
غضب مین آئے اور باوجود عارض ہونے تپ اور درد سر کے عصابہ یعنے پٹی سر مبارک مین باندہکر منبر پر چڑہے اور حمد وثنا
اللہ تعالی کے بیان کرکے فرمایا کہ ای لوگو یہ کیا بات ہے کہ بعضے تمھارے سے میرے کان مین پہونچی ہے اسامہ کے سردار
کرنے کے حق مین اگر اب طعن کرتے ہو اوسکے سردار کرنے مین پس بیشک طعن کی تہی تمنے پہلے اوسکے باپ کی سرداری
مین یعنی غزوہ موتہ مین قسم ہے اللہ کی کہ وہ یعنی زید سزاوار اور لایق امارت کے تہا اور بیٹا اوس کا اوس سے زیادہ
سزاوار امارت کا ہے اور زید محبوب ترین آدمیون کا اور اسامہ بہی سب سے مجھکو محبوب ہے بعد زید کے اور دونون
مظنہ جمیع خیرات کے ہین سو وصیت میری اوسکی شان مین ساتہہ نیکی کے قبول کرو اور اوس سے نیکی بجا لاؤ کہ وہ تمام
بہترین تمھارون سے ہے پہر منبر سے اوترکر حجرے مین تشریف لے گئے مروی ہے کہ جب حضرت عمر خطاب رضہ اسامہ رضہ کو اپنی
عہد خلافت مین دیکہتے تو کہتے السلام علیك ایھا الامیر اسامۃ اسکے جواب مین وہ کہتے غفر اللہ لك
یا امیر المؤمنین آپ مجھکو امیر کہتے ہین سو کہا عمر رضہ نے کہ ہمیشہ جبتک زندہ رہونگا تمکو امیر کہا کرونگا اور حضرت عمر رضہ
فرماتے اون کو کہ رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ہمپر امیر تہے اور عمر اسامہ رضہ روز وفات
حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی اٹھارہ اونیس برس کی تہی اور بعضون نے بیس برس کی کہی ہے غرضکہ یہ معاملہ ارشاد
حضرت کا دسوین تاریخ ربیع الاول کو ہوا پہر سب لوگ جو اون کے ساتہہ مامور ہوئے تہے گروہ گروہ اور فوج فوج
آتے تہے اور حضرت کو وداع کرتے تہے اور طرف لشکر گاہ کے روانہ ہوتے تہے اور حضرت پر بیماری کی شدت تہی اور
فرماتے تہے کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرو پہر اتوار کے روز حضرت بہت بیمار ہوئے اسامہ رضہ اپنے لشکر گاہ سے حضرت کے پاس
رخصت ہونے کو آئے اور سر جہکا کر حضرت کے سر اور دست مبارک کو بوسہ دیا حضرت پر اوسوقت بیماری کی اسقدر
شدت تہی کہ بات نکر سکتے تہے مگر دست مبارک آسمان کی طرف اوٹھاتے تہے پہر اسامہ پر کہینچتے تہے اسامہ کہتے ہین کہ مین
جانتا تہا کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہین پہر وہان سے اپنے لشکر مین چلے آئے اور رات بہر رہے صبح کو پیر کے دن پہر آئے اوسوقت
حضرت کو افاقہ تہا اسامہ رضہ کو آپ نے رخصت کیا اور فرمایا اغز علی برکۃ اللہ پہر جب وہ لشکر مین آئے اور حکم کیا سوار ہونیکا اور
آپ بہی سوار ہونا چاہتے تہے کہ اتنے مین اونکی والدہ ام ایمن نے ایک آدمی اونکے پاس بہیجا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم حالت

جان کنی مین ہین یہ سنکر اسامہ رضی لوٹ آئے اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم جو اونکے ہمراہ تھے وہ بھی چلے آئے بریدہ بن الحصیب علمبردار لشکر کے نے علم لاکر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ مبارک پر کھڑا کر دیا پھر جب حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتدفین سے فارغ ہوئے اور امر خلافت کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ٹھہر گیا تب حضرت صدیق اکبر رضی نے بریدہ رضی کو حکم کیا کہ یہ علم لے جاکر اسامہ رضی کے دروازہ پر کھڑا کر دے کہ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کیا ہے اوسکو لے کر جاوے پھر اسامہ رضی جرف مین جاکر اوترے کہ وہان لوگ آکر جمع ہون اس اثنا مین مدینہ مین خبر آئی کہ بعض قبائل عرب کے مرتد ہو گئے لوگون نے حضرت صدیق رضی سے عرض کی کہ اگر اسامہ رضی کا جانا چند روز موقوف رہے کہ قصہ مرتدون کا دفع ہو جاوے تو بہتر ہے مبادا کہ وہی لوگ سنین کہ مدینے سے ان دنون ایک بڑا لشکر باہر گیا ہے تو وہ دلیر ہو جاوین اور مدینے پر دوڑ لاوین اور کچھ صدمہ اہل مدینہ پر پہونچاوین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر بسبب بھیجنے لشکر اسامہ رضی کے جانو کہ مدینہ مین لقمہ درندی جانورونکا ہو جاویگا تو بھی خلاف فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی کبھی نکرونگا مگر اسامہ رضی سے درخواست کر کے حضرت عمر فاروق رضی کو اپنے پاس رکھ لیا پھر ماہ ربیع الثانی مین اسامہ رضی نے طرف مقصد گاہ اپنے کے کوچ کیا اور وہان پہونچکر اونپر فتحیاب ہوئے اور بہت لوگون کو قتل کیا اور بہت درختون اور باغون اور کھیتون اور گھرون اونکے کو جلا کر خاک کر دیا اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور بہت سا مال غنیمت لیکر مدینے مین آئے کذا فی روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ مترجم عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ شیعہ لوگ اس مقام پر اعتراض کرتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہا جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہ یعنی تیاری کرو سامان لشکر اسامہ کے لعنت کرے اللہ تعالی اوس پر جو تخلف کرے اس سے اور ابو بکر رضی نے تخلف کیا اوس سے سو جواب اسکا یہ ہے کہ جملہ اول اس حدیث کا یعنی جہزوا جیش اسامۃ تو صحیح ہے اور جملہ اخیرہ اسکا یعنے لعن اللہ من تخلف عنہ غیر صحیح کہ کسی روایت مین روایات اہل سنت سے یہ نہین آیا ہے بلکہ شہرستانی صاحب ملل ونحل نے اسکو موضوع کہا ہے اور سوا اسکے یہ بھی کہ اس سے کچھ طعن حضرت صدیق رضی کی شان مین نہین ہو سکتا ہے اسلیے کہ یہ تجہیز کا امر تمام صحابہ کو تھا والا یعنیہ یہی طعن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین وارد ہوتا ہے کہ وہ بھی اوس لشکر مین نہین نکلی تھے اور یہ کہ یہ امر خاصۃً بالیقین حضرت ابو بکر رضی کو شامل تھا اسلیے کہ یہ امر مرض موت مین حضرت سے صادر ہوا تھا اور وہ مرض موت حضرت مین مامور تھے ساتھ امامت نماز کے کہ اوکسی کی امامت سوا انکے حضرت کو منظور نتھی اور اور کسی کے لیے خدمت امامت کے واسطے راضی نہوئے سو حضرت صدیق رضی یقینا اس امر خروج سے خارج تھے اور اگر فرضاً وہ اس مین داخل بھی ہون تو بھی امر امامت کا انکے ناسخ تھا امر خروج کو اور سوا اسکے یہ کہ امر اس حدیث مین واسطے درستی سامان لشکر کے ہے نہ ساتھ خروج کے لشکر مین اور تجہیز جیش عبارت ہی اس سے کہ خود لشکر مین جا دے یا اور دن کو جانے پر مستعد کرے اور جس چیز کے لشکری لوگ محتاج ہون اوسکو درست اور مہیا کر دے اور شک نہین ہے کہ حضرت صدیق رضی

ز تجہیز جیش اسامہؓ کی بعد وفات حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کی کذا فی سیف المسلول اور دوسرا طعن کرتے ہین
کہ حضرت نے ابو بکرؓ کو مامور اور محکوم کیا عمرو بن العاص اور اسامہ کا اور اونکو امیر کیا سو اگر یہ دونون لیاقت امامت و
ریاست کی رکھتے یا اس امر مین افضل اور اولی ہوتے تو انکو کیون نہ امیر کرتے اور دوسرون کو انکا تابع کرتے سو جواب اول یہ ہے
یہ ہی کہ اگر انکا امیر نکرنا دلالت اوپر عدم لیاقت انکی کے یا نہ افضل ہونے انکے پر رکھتا ہے تو ضرور امیر کرنا اونکا اونکے لیاقت اور افضل
ہونے پر دلالت کریگا سو اگر شیعہ معتقد لیاقت امامت کے واسطے عمرو بن العاص اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے اور معتقد
افضلیت اونکی کے ہووین تو البتہ اہل سنت اس بات مین محتاج جواب کے ہونگے والا فلا فما ھو جوابکم فھو جوابنا
اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مقدمہ خاص مین ادنی کو امیر کرنا اعلی پر کچھ قباحت نہین رکھتا اور یہ امر خاص مین امیر
کرنا دلالت نہین رکھتا ہے فضیلت اور لیاقت امامت کبری پر اسلیے کہ مقدمہ خاص مین ریاست اور ولایت دینا اکثر اوقات
واسطے کسی مصلحت جزئیہ خاصہ کے ہوتا ہے کہ وہ مصلحت خاصہ اوسی سے سر انجام پا سکتی ہے نہ افضل اور بہتر کے ہاتھ سے سو
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قصے مین تو یہ حکمت تھی کہ وہ شخص داہی اور مکر باز اور حیلہ ساز تھے اور منظور بھی حضرتؐ کو
یہی تھا کہ دشمنون کو ساتھ مکر و حیلہ کے تباہ اور برباد کرین یا یہ کہ وہ مکائد حریفون اور مداخل و مکامن انکی سے خوب واقف تھے
اور ون کو یہ وقفیت نتھی مثال اسکی جیسے کہ چورون کے پکڑنے اور تصفیہ راہ اور شب گردی اور فوجداری ایسے کمترین لوگون
کو دیتے ہین جب اون سے ان کامون کا انتظام ہو سکتا ہے ویسا اور بڑے رتبے والون سے اسکا انتظام نہین ہو سکتا اور کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ سپرد کرنے کسی امر حکومت خاص مین غرض اوس شخص کی تسلی و تشفی ہوتی ہے کہ وہ ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ
مظلوم ہوتا ہے تو اوسکی تسکین خاطر اور تسلی دل اوسمین منظور اور ملحوظ ہوتی ہے جیسے کہ امر امارت اسامہؓ مین واقع ہوا کہ اونکے باپ روم
کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے سو اگر اونکو امیر نکرتے اور اونکے باپ کے انتقام کے واسطے اونکو مامور نکرتے اور یہ کام اونکی
ہاتھ سے نہ لیتے تو اون کی تسلی اور تشفی اور وجاہت اونکو حاصل نہوتی اور اسامہ کے باپ زید رضی اللہ عنہ کو اس
واسطے روم بھیجا ہو کہ حضرتؐ کو مجمل معلوم ہوا ہو کہ چند سردار اس لڑائی مین مارے جاوینگے تو آپ نے چاہا کہ سردار کمترین
لوگ ہون تا کہ افضلترین بچ جاوین اور یہ بھی اس مین بعید تھا کہ حضرت کو منظور ہوا کہ ان دونون صاحبون کو مطلع کرین
اور معاملات پر کہ تابعدار جو معاملہ ساتھ سردارون اور تابعینون کے کیا کرتے ہین اور کس طور سے تعہد اور تفقد حال متعلقون
کا کرنا چاہیے اور یہ امر بدون متبوع ہونے دو تین بار کے بخوبی دریافت اور متحقق نہین ہو سکتا تھا سو گویا متعین
کرنا انکا واسطے ریاضت اور تعلیم سلیقہ امارت اور ریاست کے تھا بمنزلہ اسکے کہ بادشاہ اولو العزم جب تک کہ رتبہ سپہگری
سے ساتھ رتبہ امارت کے اور رتبہ امارت سے ساتھ رتبہ وزارت کے اور رتبہ وزارت سے ساتھ رتبہ بادشاہت کے نہین پہنچتے
ہین تو اس رتبہ بادشاہت کو جیسا کہ چاہیے سر انجام نہین دے سکتے ہین مثل تیمور اور نادر شاہ وغیرہما کے سو تربیت ان کی
اس طور سے صریح دلالت رکھتی ہے اسپر کہ انکے حق مین حضرتؐ کو ریاست عمدہ منظور تھی اور اسی تربیت کا ثمرہ تھا کہ ان

دونون صاحبون نے اپنے عہد خلافت مین لشکری اور امیر کو اسطرح اور اس انتظام سے رکہا کہ اوس سے زیادہ
متصور نہین ہے نہ ان کے امیرون کو خواہش بغاوت کی ہوئی اور نہ لشکریون کو کاہلی اور سستی نصیب غارت ہوتی تہی
اور نہ کسی راہ سے نہ امرا سے کسی لشکری پر ظلم ہوا اور نہ کسی لشکری سے انحراف اور تمام رعایا امن امان مین فارغ البال
گذران کرتی تہی اور فتوح پی درپی اور غنائم وافی اون کے ہاتہ مین آتی تہین کما ہو مصرح وبمبین فی کتب السیر فافہم کذا
فی تحفہ اثنا عشریہ اور اسی گیارہوین سال کے ماہ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مع الاختلاف روز دوشنبہ کے حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی حال مفصل اسکا اس کتاب کی جلد ثانی مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

تمت

الحمد للہ حصہ ششم جلد اول کتاب قرۃ العیون شرح سر المخزون کا مقام لکہنو کٹرہ محمد علیخان مطبع علوی محمد علی بخش خان مین طبع ہوا

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب چہپی ہوئی مطبع علوی کی ہے مہر مطبع ثبت کیگئی